مثنوی مولوی معنوی

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

مصنف

مولانا جلال الدین رومی

مترجم

قاضی سجاد حسین

جلد سوم

اسلامی کتب خانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

جلد سوم

(دفتر پنجم ۔ ششم)

مُصنف

مولانا جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم

قاضی سجاد حسین

اسلامی کُتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور

فون: ۷۲۲۳۵۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب: ——— مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف: ——— مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مُترجم: ——— قاضی سجاد حُسین

ناشر: ——— اسلامی کُتب خانہ

طابع: ——— ممتاز احمد

مطبع ——— رضا پرنٹرز لاہور

کمپوزنگ ——— قرآن ہاؤس

سرورق، سب ٹائٹل ایم۔اے۔حافظ

نوٹ

ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ، معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔

شکریہ!

(ادارہ)

فہرست عنوانات مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ دفتر پنجم

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ	۷	۲۶	در بیان آنکہ ہیچ چشم بد آدمی را چناں مہلک نیست	۶۰
۲	شروع دفتر پنجم	۱۵	۲۷	تفسیر آیت وان یکاد الذین کفروا	۶۱
۳	تفسیر آیت فخذ اربعۃ من الطیر	۱۸	۲۸	قصہ آں حکیمے کہ طاؤس را دید کہ پر زیبائے خود را بر میکند	۶۳
۴	در سبب ورود حدیث الکافر یاکل فی سبعۃ امعاء	۲۰	۲۹	در بیان آنکہ صفا و سادگی نفس مطمئنہ از فکرتہا مشوش شود	۶۶
۵	در حجرہ کشادن صلی اللہ علیہ وسلم بر مہمان خود	۲۳	۳۰	در بیان قول علیہ السلام لا رہبانیۃ فی الاسلام	۶۸
۶	سبب رجوع کردن آں مہمان بخانہ مصطفیٰؐ	۲۵	۳۱	در بیان آنکہ ثواب عمل عاشق از حق ہم حق ست	۶۹
۷	نواختن مصطفیٰ آں عرب مہمان را	۲۹	۳۲	در بیان حدیث ما مات من یموت	۷۰
۸	بیان آنکہ نماز و روزہ و حج بیرونی گواہیاست	۳۱	۳۳	در بیان آنکہ عقل و روح در آب و گل جسد محبوس اند	۷۲
۹	پاک کردن آب ہمہ پلید بہا را	۳۳	۳۴	جواب دادن طاؤس آں حکیم سائل را	۷۳
۱۰	استعانت خواستن آب از حق تعالیٰ	۳۴	۳۵	در بیان آنکہ ہنر ہا ہمچوں پر طاؤس عدو جان اند	۷۵
۱۱	گواہی دادن فعل و قول بیرونی بر نور اندرونی	۳۵	۳۶	صفت آں بیخوداں کہ از شیر خود ایمن شدہ اند	۷۷
۱۲	در بیان آنکہ آں نور خدا اندرون سر عارف ظاہر کند	۳۶	۳۷	در بیان آنکہ ماسوی اللہ ہر چیزے آکل و ماکول ست	۸۱
۱۳	عرضہ کردن مصطفیٰ شہادت را بر مہمان	۳۶	۳۸	سبب کشتن ابراہیم علیہ السلام زاغ را	۸۵
۱۴	در بیان آنکہ نورے کہ غذائے جان ست	۴۰	۳۹	مناجات	۸۷
۱۵	انکار کردن اہل تن غذائے روح را	۴۲	۴۰	قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارجحوا اعلاما	۹۱
۱۶	مناجات	۴۲	۴۱	قصہ محبوس شدن آہو بچہ در آخر خراں	۹۲
۱۷	تشبیہ عقل بجبرئیل علیہ السلام	۴۳	۴۲	حکایت سلطان محمد خوارزم شاہ	۹۳
۱۸	تمثیل روشہائے مختلف	۴۴	۴۳	بقیہ قصہ آہو	۹۸
۱۹	تفسیر آیت یا حسرۃ علی العباد	۴۶	۴۴	تفسیر آیت انی اریٰ سبع بقرات	۱۰۰
۲۰	بیان فرجی	۴۷	۴۵	در بیان آنکہ کشتن خلیل علیہ السلام خروس را	۱۰۱
۲۱	مناجات	۴۸	۴۶	تفسیر لقد خلقنا الانسان	۱۰۴
۲۲	صفت طاؤس و طبع او را	۵۰	۴۷	تفسیر الا الذین آمنوا الخ	۱۰۵
۲۳	در بیان آنکہ لطف حق را ہمہ کس دانند	۵۲	۴۸	مثال عالم ہست نیست نما	۱۰۹
۲۴	تفاوت عقول در اصل فطرت	۵۶	۴۹	تفسیر قول علیہ السلام لا بد من قرین یدفن معک	۱۱۱
۲۵	حکایت آں اعرابی کہ سگ او از گرسنگی میمرد	۵۸	۵۰	تفسیر قولہ عز و جل وھو معکم الخ	۱۱۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۱	تفسیر قول نبی من جعل الهموم هما واحدا	۱۱۵	۷۶	فیما یرجی من رحمة الله	۱۸۳
۵۲	در معنی رباعی گر راہبردنی	۱۱۷	۷۷	قصہ ایاز و حجرہ داشتن از جہت چارق و پوستین	۱۹۰
۵۳	قصہ آں شخصے کہ دعوی پیغمبری میکرد	۱۱۸	۷۸	در بیان آنکہ آنچہ بیان کردہ میشود صورت قصہ است	۱۹۳
۵۴	سبب عداوت عام با اولیائے خدا	۱۲۱	۷۹	حکمت نظر کردن در چارق و پوستین	۱۹۶
۵۵	در بیان آنکہ مرد بدکار چوں متمکن شود	۱۲۳	۸۰	در بیان آیہ کریمہ خلق الجانّ	۱۹۷
۵۶	در مناجات	۱۲۵	۸۱	در معنی آنکہ ارنا الاشیاء کما هی	۲۰۱
۵۷	پرسیدن شاہ از آں مدعی نبوت	۱۲۸	۸۲	در بیان اتحاد عاشق و معشوق از روئے حقیقت	۲۰۳
۵۸	داستان آں عاشق کہ با معشوق خود برمی شمرد	۱۲۹	۸۳	معشوقے از عاشق پرسید	۲۰۶
۵۹	یکے پرسید از عالمے عارفے کہ اگر در نماز کسے بگرید	۱۳۳	۸۴	آمدن آں امیر نمام با سرہنگان	۲۰۹
۶۰	قصہ آمدن مرید بخدمت شیخ و شیخ را گریاں دیدن	۱۳۵	۸۵	بازگشتن نماماں از حجرہ ایاز تہی و خجل	۲۱۲
۶۱	بقیہ حال مرید مقلد	۱۳۸	۸۶	حوالہ کردن بادشاہ قبول توبہ نماماں با ایاز	۲۱۴
۶۲	داستان آں کنیزک کہ با خر خاتون خود شہوت میراند	۱۴۱	۸۷	فرمودن شاہ ایاز را	۲۱۵
۶۳	تمثیل تلقین شیخ مریداں را کہ ایشاں طاقت تلقین حق ندارند	۱۴۹	۸۸	تعجیل فرمودن بادشاہ ایاز را	۲۱۸
۶۴	صاحب دلے در چلہ بخواب دید	۱۵۱	۸۹	حکایت در تقریر ایں سخن کہ	۲۲۰
۶۵	قصہ اہل ضرواں و حسد ایشاں	۱۵۴	۹۰	قصہ زاہد و زن غیور و جفت شدن زاہد با کنیزک	۲۲۱
۶۶	در بیان آنکہ عطائے حق موقوف بر قابلیت نیست	۱۶۰	۹۱	رسیدن زن بخانہ و جدا شدن زاہد از کنیزک	۲۲۴
۶۷	در ابتدائے خلقت جسم آدم علیہ السلام	۱۶۴	۹۲	حکایت در بیان توبہ نصوح کہ دلاکی میکرد	۲۲۷
۶۸	فرستادن میکائیل علیہ السلام را	۱۶۵	۹۳	در بیان دعائے عارف	۲۲۹
۶۹	قصہ یونس علیہ الصلوۃ والسلام	۱۶۷	۹۴	نوبت جستن رسیدن بنصوح	۲۳۱
۷۰	فرستادن اسرافیل علیہ السلام	۱۶۸	۹۵	یافت شدن گوہر	۲۳۳
۷۱	فرستادن عزرائیل علیہ السلام	۱۷۱	۹۶	باز خواندن شہزادی نصوح را	۲۳۶
۷۲	در بیان آنکہ مخلوقے کہ ترا از ظلمے رسد	۱۷۴	۹۷	حکایت در بیان آنکہ توبہ کند و پشیمان شود	۲۳۶
۷۳	جواب آمدن از حضرت عزت عتاب عزرائیل را	۱۷۷	۹۸	تشبیہ کردن قطب کہ عارف واصل است	۲۳۸
۷۴	بیان و خاصیت چوب و شیریں دنیا	۱۸۰	۹۹	جواب گفتن روباہ شیر را	۲۳۹
۷۵	در جواب آں معقل کہ گفتہ است	۱۸۲	۱۰۰	حکایت دیدن خر سقائے	۲۴۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۰۱	جواب گفتن روباه خر را	۲۴۳	۱۲۶	دانستن شیخ ضمیر سائل را بے گفتن	۲۸۳
۱۰۲	جواب گفتن آں خر روباه را	۲۴۴	۱۲۷	سبب دانستن ضمیر ہائے خلق	۲۸۶
۱۰۳	جواب گفتن روباه خر را کہ من راضیم	۲۴۴	۱۲۸	غالب شدن طرز روباه بر خر	۲۸۶
۱۰۴	باز جواب گفتن خر روباه را	۲۴۵	۱۲۹	در بیان فضیلت جوع	۲۸۷
۱۰۵	در تقریر معنی توکل	۲۴۵	۱۳۰	حکایت مریدے کہ شیخ از ضمیر او واقف شد	۲۸۸
۱۰۶	باز جواب گفتن روباه خر را	۲۴۷	۱۳۱	حکایت آں گاؤ	۲۹۰
۱۰۷	جواب گفتن خر روباه را کہ توکل بہترین کسبہاست	۲۴۸	۱۳۲	صید کردن شیر آں خر را	۲۹۱
۱۰۸	جواب گفتن روباه خر را	۲۴۸	۱۳۳	حکایت راہب	۲۹۳
۱۰۹	مثل آوردن اشتر	۲۴۹	۱۳۴	دعوت کردن مسلمان مر مغے را باسلام	۲۹۶
۱۱۰	فرق میان دعوت شیخ کامل و میان سخن ناقصاں	۲۵۱	۱۳۵	مثل شیطان بر در رحمن	۲۹۸
۱۱۱	زبوں شدن خر در دست روباه	۲۵۴	۱۳۶	جواب گفتن مومن کافر جبری را	۳۰۰
۱۱۲	حکایت مخنث ولوطی	۲۵۴	۱۳۷	درک وجدانی بجائے حس است	۳۰۶
۱۱۳	غالب شدن حیلہ روباه بر خر	۲۵۷	۱۳۸	حکایت دزدے کہ با شحنہ گفت کہ آنچہ کردم تقدیر خدا بود	۳۱۰
۱۱۴	حکایت آں شخص کہ از ترس خویش را در خانہ انداخت	۲۵۹	۱۳۹	حکایت ہم در جواب جبری	۳۱۲
۱۱۵	بردن روباه خر را پیش شیر	۲۶۲	۱۴۰	معنی ما شاء الله کان	۳۱۵
۱۱۶	در بیان آنکہ نقض عہد و توبہ موجب بلا بود	۲۶۴	۱۴۱	تفسیر قد جف القلم	۳۱۷
۱۱۷	دوم بار آمدن روباه بر آں خر	۲۶۵	۱۴۲	حکایت آں درویش کہ در ہرات	۳۲۰
۱۱۸	جواب گفتن خر روباه را	۲۶۷	۱۴۳	باز جواب گفتن آں کافر جبری	۳۲۳
۱۱۹	جواب گفتن روباره خر را	۲۶۹	۱۴۴	پرسیدن بادشاه قاصداً ایاز را	۳۲۸
۱۲۰	حکایت شیخ محمد سررزی قدس سره	۲۷۲	۱۴۵	گفتن خویشاونداں مجنوں را	۳۳۸
۱۲۱	آمدن شیخ بعد از چندیں سال از بیابان شہر غزنین	۲۷۳	۱۴۶	حکایت جوحی کہ چادر پوشیده در وعظ میان زنان نشست	۳۳۴
۱۲۲	در معنی لولاک لما خلقت الافلاک	۲۷۷	۱۴۷	فرمودن شاه با ایاز بار دیگر	۳۳۷
۱۲۳	رفتن شیخ در خانہ میرے بہر گدیہ	۲۷۹	۱۴۸	حکایت گبرے در عہد شیخ بایزید قدس سره	۳۳۷
۱۲۴	گریاں شدن امیر از نصیحت شیخ	۲۸۱	۱۴۹	حکایت مؤذن زشت آواز	۳۳۸
۱۲۵	اشارت آمدن از غیب	۲۸۲	۱۵۰	رجوع بحکایت گبر با مسلمان در ایمان	۳۴۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۱	حکایت آں زن کہ گفت	۳۴۳	۱۷۲	حکایت مجاہد دیگر	۳۸۲
۱۵۲	حکایت آں امیر کہ غلام را گفت	۳۴۶	۱۷۳	حکایت آں مجاہد کہ از ہمیان سیم	۳۸۲
۱۵۳	حکایت ضیائے دلق کہ دراز بالا بود	۳۴۹	۱۷۴	صفت کردن مرد غماز نمودن صورت کنیزک مصور	۳۸۴
۱۵۴	رجوع حکایت زاہد با غلام امیر	۳۵۰	۱۷۵	ایثار کردن صاحب موصل آں کنیزک خود را	۳۸۶
۱۵۵	رفتن امیر خشم آلودہ برائے گوشمال زاہد	۳۵۱	۱۷۶	مراجعت کردن پہلوان	۳۸۹
۱۵۶	حکایت مات کردن دلقک سید شاہ ترمذ را	۳۵۲	۱۷۷	پشیمان شدن آں سرلشکر از خیانت	۳۹۱
۱۵۷	آمدن امیر بدر خانہ زاہد و گفتن او	۳۵۳	۱۷۸	حکایت	۳۹۲
۱۵۸	انداختن مصطفیٰ خود را از کوہ حرا	۳۵۵	۱۷۹	حجت منکران آخرت	۳۹۴
۱۵۹	جواب گفتن امیر مر آں شفیعان زاہد را	۳۵۷	۱۸۰	آمدن آں خلیفہ نزد آں خوبرو	۳۹۵
۱۶۰	دوم بار دست ہائے امیر بوسہ دادن	۳۵۸	۱۸۱	خندہ گرفتن کنیزک را	۳۹۶
۱۶۱	باز جواب گفتن امیر شفیعاں را	۳۶۰	۱۸۲	فاش کردن آں کنیزک آں راز را با خلیفہ	۳۹۷
۱۶۲	تفسیر آیہ وانّ الدار الآخرۃ لہی الحیوان	۳۶۱	۱۸۳	عزم کردن شاہ چوں واقف شد	۴۰۰
۱۶۳	دیگر بار استدعائے شاہ از ایاز	۳۶۵	۱۸۴	کنیزک بخشیدن شاہ	۴۰۲
۱۶۴	تمثیل تن آدمی بمہمان خانہ	۳۶۶	۱۸۵	بیان آنکہ نحن قسمنا	۴۰۳
۱۶۵	حکایت آں مہمان و زن خداوند خانہ	۳۶۷	۱۸۶	دیگر بار خطاب پادشاہ با ایاز	۴۰۴
۱۶۶	تمثیل فکر ہر روزینہ	۳۶۹	۱۸۷	دادن شاہ گوہر را در میان دیوان	۴۰۴
۱۶۷	دانستن سلطان محمود ایاز را	۳۷۲	۱۸۸	رہیدن گوہر از دست بدست	۴۰۶
۱۶۸	وصیت پدر دختر را کہ خود را نگاہ دار	۳۷۳	۱۸۹	تشنیع زدن امرا بر ایاز	۴۰۹
۱۶۹	وصف ضعف دلی و سستی صوفی سایہ پروردہ	۳۷۴	۱۹۰	قصد کردن شاہ بقتل امرا	۴۱۰
۱۷۰	نصیحت کردن مبارزاں آں صوفی را	۳۷۸	۱۹۱	تفسیر گفتن ساحراں لا ضیر	۴۱۳
۱۷۱	حکایت عیاض رحمۃ اللہ	۳۷۹	۱۹۲	محرم داشتن ایاز خود را	۴۱۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

عرضِ حال:

آج جبکہ میں دفتر پنجم کا یہ پیش لفظ لکھ رہا ہوں، بفضلہٖ تعالیٰ دفتر چہارم کی کتابت وطباعت کے جملہ مراحل سے فارغ ہو چکا ہوں اور وہ دفتری کے یہاں جلد بندی میں ہے، انشاء اللہ ہفتہ عشرے میں بازار میں آجائے گا۔ نیز دفتر پنجم کی کتابت بفضلہٖ تعالیٰ مکمل ہو چکی ہے اور وہ بھی عنقریب طباعت کے لئے پریس کے سپرد کر دیا جائے گا، دفتر سوم مارچ ۷۶ء میں شائع ہوا تھا۔ انشاء اللہ مارچ ۷۸ء تک دفتر پنجم بھی بازار میں آجائے گا اور اس طرح میں ایک سال کی مدت میں دفتر چہارم وپنجم ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کا فخر حاصل کرلوں گا۔ دفتر پنجم کے مسودے سے فارغ ہو کر میں نے دفتر ششم پر کام شروع کر دیا تھا۔ اور اس کی رحمت بے پایاں کے سہارے میں اس کا بھی تقریباً نصف حصہ لکھ چکا ہوں، اور انشاء اللہ ۷۸ء کے اواخر میں وہ بھی شائقین کی خدمت میں پیش کرسکوں گا۔

دفتر پنجم سے متعلق بعض مباحث:

نفس: اس کی چار قسمیں ہیں۔ نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس مطمئنہ، نفس ملھمہ۔ نفس امارہ وہ ہے جو شہوتوں اور لذتوں کا طالب ہو۔ ان النفس لامارۃ بالسوء میں اسی کا بیان ہے۔

نفس لوامہ وہ ہے جس میں کسی قدر صفائی پیدا ہو چکی ہو اور شہوتوں اور لذتوں سے پرہیز کرنے لگے اور اگر کبھی کسی لذت وشہوت میں مبتلا ہو جائے تو پچھتائے۔ **لا اقسم بیوم القیامۃ ولا اقسم بالنفس اللوامۃ** میں اس کا ذکر ہے۔ نفس مطمئنہ وہ ہے جو کسی حالت میں لذت وشہوت میں مبتلا نہ ہو اور شیطانی اثرات سے بالکل محفوظ ہو چکا ہو۔ **یا ایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ** میں یہی نفس مراد ہے۔

نفس ملھمہ وہ ہے جو صفائی کے اعلیٰ مراتب حاصل کر چکا ہو اور انسانوں کو امور خیر کی جانب

توجہ دلائے۔ ہر شخص میں ان قسموں میں سے ایک قسم کا نفس ہوتا ہے۔

انسان کی تین طاقتیں: قدرت نے انسان میں تین طاقتیں ودیعت فرمائی ہیں۔ ملکی، سبعی، بہیمی،

ملکی طاقت: خداوندی اطاعت اور اعمالِ خیر کی متقاضی ہے۔ یہ طاقت روح کے ساتھ خاص ہے۔

سبعی طاقت: انسان کے غصہ وغضب کا سبب ہے اور مخالف چیز کا دفعیہ کرتی ہے۔

بہیمی طاقت: انسان میں شہوت اور ہوس کا سبب ہے اور یہ طاقت مرغوب اور مناسب چیز کے حصول کے درپے رہتی ہے۔ یہ دونوں طاقتیں جسم انسانی کے ساتھ خاص ہیں۔

وقوف قلبی: نقشبندی سلوک میں ایک ریاضت کا نام ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ سالک قلب کی طرف توجہ کر کے بیٹھ جائے اور قلب کی نگرانی کرے۔ قلب پر ماسوی اللہ کسی خطرے اور خیال کے وارد نہ ہونے دے۔ یہ ریاضت انتہائی مشکل ہے۔ بہت سی ریاضت کے بعد سالک اس پر قابو پاتا ہے۔

کرامت کی قسمیں: بزرگوں سے جو کرامتیں صادر ہوتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ کرامت حسی، کرامت معنوی

حسی کرامت: یہ ہے کہ کسی حسی اور ظاہری امر میں بزرگ سے کوئی بات دستور کے خلاف ظاہر ہو، مثلاً بزرگ کو کسی کے دل کی بات کا معلوم ہو جانا، آنے والی بات کا معلوم ہو جانا، توجہ ڈال کر بیتاب بنا دینا، پانی کی سطح پر چلنا، ان کرامات سے عوام زیادہ متاثر ہوتے ہیں لیکن یہ کرامتیں حیض الاولیاء کہلاتی ہیں اور یہ ہمیشہ قائم نہیں رہتی ہیں۔

معنوی کرامت: دین پر استقامت، بری عادتوں سے پاکی، خیر کی طرف سبقت، فرائض و واجبات کی بروقت ادائیگی، یہ معنوی کرامتیں ہیں اور اصل فضیلت یہی ہیں۔ یہی اہل اللہ اور فرشتوں کی صفات ہیں۔

فیضِ اقدس، فیض مقدس: حضرتِ حق تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کو جو فیض پہنچتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

فیضِ اقدس: وہ فیض ہے جو حق تعالیٰ کی جانب سے اعیانِ ثابتہ کو پہنچتا ہے، یہ فیض تعدد اور کثرت سے پاک ہے۔

فیضِ مقدس: وہ فیض ہے جو اعیان ثابتہ سے ارواح کو روح کی قابلیت اور استعداد کے مطابق پہنچتا ہے، اس میں تنوع اور تکثر ہے۔ ان دونوں کی مثال اس طرح سمجھ لی جائے کہ سورج کا نور مختلف رنگ کے آئینوں پر پڑتا ہے اور پھر آئینوں کے ذریعہ مختلف قسم کا نور انسانوں پر پڑے، سورج کا جو نور آئینوں پر پڑا وہ فیضِ اقدس کی مثال ہے، اور جو آئینوں کے ذریعہ انسانوں پر پڑا وہ فیضِ مقدس کی مثال ہے۔

معیتِ حق: مولانا بحرالعلومؒ نے فرمایا ہے کہ مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت دو طرح کی ہے۔

معیت عامہ: حق تعالیٰ کی یہ معیت تمام مخلوق کے ساتھ ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر وھو معکم اینما کنتم ''وہ خدا تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو'' اس معیت کا مطلب یہ ہے کہ تمام مخلوق محض وجودِ باری تعالیٰ کی شئون ہیں اور یہ موجوداتِ حق تعالیٰ کے وجود کے ذریعہ موجود ہیں۔

معیت خاصہ: یہ معیت صالحین اور عارفین کو حاصل ہوتی ہے اور یہ معیت ایسی ہے جیسے محبوب کی معیت محبّ کے ساتھ ہوتی ہے اور حدیث المراء من احب ''انسان اس کے ساتھ ہے جس سے اس کو محبت ہو'' میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

علم باری تعالیٰ:

مولانا بحرالعلومؒ نے فرمایا ہے۔ حضرت حق تعالیٰ کے علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم تو وہ ہے جو کائنات کے وجود سے قبل حضرتِ حق تعالیٰ کو حاصل ہے۔ یہ علم جزا اور سزا کا مدار نہیں ہے دوسرا علم وہ ہے جو موجودات کے وجود کے بعد ان سے متعلق ہوتا ہے۔ یہ جزا اور سزا کا مدار ہے۔ اس علم کے اعتبار سے نیک لوگ جزا کے اور برے لوگ سزا کے مستحق قرار دیئے جاتے ہیں۔ الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا ''خدا وہ ہے جس نے موت اور زندگی پیدا کی تاکہ تمہیں آزمائے کون عمل کے اعتبار سے بہتر ہے۔'' انسانی موت وحیات کی پیدائش اس کی آزمائش کیلئے ہے۔ اب جیسے اس کے افعال ہوں گے، ان سے جو علم خداوندی متعلق ہوگا وہ جزا اور سزا کا مدار ہوگا۔

معجزہ رد الشمس: روایت ہے کہ آنحضورؐ کا سرِ مبارک حضرت علیؓ کی گود میں تھا اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ حضرت علیؓ نے عصر کی نماز پڑھی تھی اور سورج غروب ہونے لگا۔ وحی کے ختم ہو جانے کے بعد حضرت علیؓ نے آنحضورؐ سے صورت حال عرض کی تو آنحضورؐ نے دعا فرمائی کہ ''اے خدا اگر علیؓ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا تو سورج کو واپس لوٹا دے'' اس پر سورج واپس لوٹ آیا اور پہاڑ اور زمین پر دھوپ چمکنے لگی۔ اس حدیث کو محدثین نے سند کی کمزوری اور عقل کے خلاف ہونے کی وجہ سے نا قابل قبول قرار دیا ہے۔

عشرہ مبشرہ: وہ دس صحابہ جن کو آنحضورؐ نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دیدی تھی یہ ہیں۔

ابوبکر، عمر، عثمان، علی، زبیر، طلحہ، عبدالرحمن، ابوعبیدہ، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید رضی اللہ عنہم

ان کے علاوہ بعض دوسرے صحابہ بھی ہیں جن کو ان کی زندگی میں جنت کی بشارت ملی ہے لیکن عشرہ مشرہ۔ یہی دس کہلاتے ہیں۔

حدیث لولاک:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ آپ کے لئے فرمایا گیا ہے۔ یا محمد لولاک لما خلقت الجنۃ ولولاک لما خلقت النار۔ ''اے محمدؐ اگر تم نہ ہوتے تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دوزخ کو پیدا نہ کرتا'' ایک دوسری روایت میں ہے لولاک ما خلقت الدنیا ''''اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا'' ان روایتوں کا مضمون اگرچہ صحیح ہے لیکن ملا علی قاریؒ نے ان کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔

عباس دبس: یہ ایک بھکاری تھا جو بھیک مانگنے کے ستر طریقے جانتا تھا۔ فرضی طور پر ایسے دردناک انداز سے روتا تھا کہ لوگوں کو رلا دیتا تھا۔ پھر بھیک مانگتا تھا تو جھولی بھر لیتا تھا اسی عباس کو بعض اہل لغت نے عباد دوس لکھا ہے اور بتایا ہے کہ چونکہ یہ دوس قبیلہ کا تھا اس لئے اس کو عباس دوس کہا جاتا ہے۔

اصحاب فیل: ابرھۃ الاشرم یمن کے علاقے کا ایک عیسائی گورنر تھا۔ خانہ کعبہ ڈھانے کے

لئے اس نے ہاتھیوں کا لشکر لے کر مکہ معظمہ پر چڑھائی کی لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ قدرت نے اس پر پرندوں کے ایک جھلڑ کو مسلط کر دیا۔ ان پرندوں کی چونچوں اور پنجوں میں کنکریاں تھیں جوان پرندوں نے ہاتھیوں کے لشکر پر برسا دیں۔ اور پورا لشکر تباہ ہو گیا۔ سورہ ''الفیل'' میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

قوم لوطؑ: اس قوم میں لڑکوں سے بدفعلی کی عادت تھی، اسی لئے اس بدفعلی کرنیوالے کولوطی کہا جاتا ہے۔ حضرت لوطؑ کی فہمائش پر جب یہ نہ مانے تو ان کی بستیاں الٹ دی گئیں اور ان پر پتھر برسے جس سے وہ سب تباہ ہو گئے۔

اہل انطاکیہ: حضرت مسیحؑ نے اپنے دو حواری انطاکیہ کے باشندوں کے پاس بھیجے یہ لوگ بت پرست تھے۔ ان دونوں حواریوں نے بت پرستی کے خلاف لوگوں کو دعوت دی تو حبیب نجار ان کے ہاتھ پر ایمان لے آئے۔ انطاکیہ کے بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ دونوں حواری بت پرستی کے خلاف لوگوں کو ابھارتے ہیں تو اس نے ان دونوں کو قید کر دیا حضرت مسیحؑ کو جب ان کی حالت کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے بڑے حواری شمعون کو روانہ کیا۔ شمعون نے مختلف تدبیروں سے بادشاہ کا تقرب حاصل کیا اور اس کو آمادہ کیا کہ وہ دربار میں اس مسئلہ پر گفتگو کرائے۔ چنانچہ دربار میں ان حواریوں اور انطاکیہ والوں کی گفتگو شروع ہوئی۔ حبیب نجار کو جب پتہ چلا تو وہ دوڑ کر آئے اور اپنے ہم وطنوں سے کہنے لگے کہ تم لوگ ان بزرگوں کے ہاتھ پر ایمان لاؤ اس پر مجمع بھڑک اٹھا اور اس نے حبیب نجار کو قتل کر دیا۔ سورۂ یٰسین میں اس واقعہ کو ذکر کیا گیا ہے۔

اصحابِ سبت: یہود کا حکم دیا گیا ہے شنبہ کے روز مچھلی کا شکار نہ کیا کریں۔ اس حکم میں ان کی آزمائش شروع ہوئی اور شنبہ کے روز دریا میں مچھلیاں زیادہ نظر آنے لگیں۔ تو ان میں لالچ پیدا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم عدولی شروع کر دی، تب ان پر مسخ کا عذاب نازل ہوا اور ان کو بندر بنا دیا گیا۔ سورۂ الاعراف میں اس کا ذکر ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ: ۶۱ھ میں اموی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ۹۹ھ میں آپ کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔ اس قدر نیک اور دیندار پابند شرع تھے کہ ان کو علماء نے خلفاء راشدین میں شمار کیا

گیا۔ چنانچہ سفیان ثوریؒ، خلفاء راشدین کی تعداد پانچ مانتے ہیں۔ آغاز خلافت سے پہلے ان کی ذاتی آمدنی چالیس ہزار دینار سالانہ تھی۔ لیکن خلافت کے دور میں آپ نے اس کو بہت کم کر دیا تھا اور انتقال کے وقت کل آمدنی چار سو دینار رہ گئی تھی۔ مرض الموت کی حالت میں کسی شخص نے آپ کو میلی قمیص پہنے ہوئے دیکھا تو آپ کے گھر والوں سے کہا کہ آپ کو نئی قمیص پہنا دیں۔ جواب ملا کہ آپ کے پاس صرف یہی ایک قمیص ہے جو پہنے ہوئے ہیں۔ ایک شب کا واقعہ ہے کہ آپ چراغ جلائے ہوئے بیت المال کا حساب کتاب کر رہے تھے اسی اثناء میں آپ کا غلام آیا اور کچھ گھریلو باتیں کرنے لگا۔ آپ نے فوراً بیت المال کا چراغ بجھا دیا اور یہ گوارہ نہ کیا کہ بیت المال کا چراغ ذاتی معاملہ میں کام آئے۔ ۱۰۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی ہے۔

حجاج بن یوسف: یہ ثقفی خاندان کا تھا۔ اور عبدالملک بن مروان کی جانب سے عراق کا گورنر تھا۔ اس نے ۷۳ھ میں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ حاکم مکہ پر چڑھائی کی تھی اور مکہ پر منجنیقوں سے اس قدر پتھر برسائے تھے کہ خانہ کعبہ کی دیواروں کو بھی نقصان پہنچا تھا۔ اس نے سینکڑوں صحابہ کو قتل کرایا ہے۔ تابعین اور تبع تابعین جو اس کے ہاتھوں قتل ہوئے ان کی تعداد تو لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔ اسی لئے اس کو امت محمدیہ کا سب سے بڑا ظالم قرار دیا جاتا ہے۔ اور ظلم و ستم میں ضرب المثل بن گیا ہے۔

ابو ہریرہؓ: آنحضورؐ نے مخصوص صحابی ہیں۔ یہ ان کی کنیت ہے۔ نام غیر مشہور ہے جس میں کافی اختلاف ہے۔ غزوہ خیبر کے موقع پر آ کر مسلمان ہوئے اور پھر شب و روز آنحضرتؐ کی صحبت میں رہے۔ صفہ میں مقیم ہو گئے تھے اور قوت لایموت پر اکتفا کرتے تھے اور آنحضورؐ کے افعال و اقوال کو یاد کرنا اپنا مقصد بنا لیا تھا اسی لئے صحابہ میں سب سے زیادہ روایتیں انہی سے منقول ہیں۔

محمد خوارزم شاہ: جلال الدین کے لقب سے مشہور ہے۔ خراسان سے عراق تک اس کی سلطنت پھیلی ہوئی تھی۔ یہ مولانا رومؒ کے والد خواجہ بہاؤ الدین کا ماموں تھا۔ اس نے چنگیزانی فتنے کا مقابلہ کیا۔ ابتدائی جنگ میں اس نے ایک ہزار تاتاری سپاہیوں کو تہ تیغ کر ڈالا، تاتاری

فوج شکست کھا گئی پھر چنگیز خاں نے تیس ہزار فوج اس کے مقابلہ کے لئے بھیجی اس کو بھی اس نے شکست دی۔ تب چنگیز خاں خود ایک بھاری فوج لے کر حملہ آور ہوا۔ اس وقت اس کی فوج کا ایک بڑا حصہ ہرات کی مہم پر تھا، مجبوراً اس کو غزنین کی طرف پسپا ہونا پڑا وہاں سے وہ ہندوستان آنا چاہتا تھا کہ ۶۱۸ھ میں دریائے سندھ کے کنارے پر پھر تاتاری فوج سے مقابلہ کرنا پڑا اور اس قدر بہادری اور بے جگری سے اس سے لڑا کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں۔ اس جنگ میں اس کے بہت سے ساتھی شہید ہو گئے اور اس نے تنہائی محسوس کی تو ہندوستان پہنچنے کے ارادے سے اس نے اپنا گھوڑا دریائے سندھ میں ڈال دیا اور اس قدر صفائی سے اس کو پار کیا کہ چنگیز خاں انگشت بدنداں ہو گیا اور اس کی بہادری کے اعتراف میں کہا کہ ہمچو او جوانمرد در دنیا پیدا نشد و نخواہد شد۔ "اس جیسا بہادر دنیا میں نہ پیدا ہوا نہ پیدا ہوگا۔" ہندوستان پہنچ کر اس نے پھر اپنی حالت کو سنبھالا اور آذربائیجان کی طرف چلا گیا وہاں رات کو سوتے ہوئے کسی مغل کے ہاتھ سے شہید ہو گیا۔

روح: روح کی حقیقت شریعت نے واضح نہیں کی ہے اور اس کی صحیح حقیقت کا علم صرف خدا ہی کو ہے۔ پھر بھی جمہور علماء نے اس کی جو حقیقت بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ روح ایک نورانی لطیف جسم ہے جو انسان کے جسم میں اسی طرح جاری اور ساری ہے جیسا کہ پانی گلاب میں اور تیل تلوں میں اور آگ کوئلہ میں۔ جب تک وہ لطیف جسم انسان کے جسم میں ساری اور جاری ہے انسان کا جسم زندہ ہے اور جس وقت یہ لطیف جسم اس کثیف جسم سے جدا ہو جاتا ہے تو یہ کثیف جسم مردہ ہو جاتا ہے۔ روح کی شکل بالکل وہی ہے جو اس جسم کثیف کی شکل ہے جس طرح اس کثیف جسم کے آنکھ، ناک ہاتھ پاؤں ہیں اسی طرح روح کے بھی یہ اعضاء ہیں اصل انسان روح ہے اور یہ کثیف جسم اس کیلئے بمنزلہ لباس کے ہے جسمانی ہاتھ روح کے ہاتھ کے لئے بمنزلہ آستین کے ہے اور کثیف جسم کی ٹانگیں روح کی ٹانگوں کے لئے بمنزلہ پاجامہ کے ہیں۔ اور چہرہ اس کے چہرے کے لئے بمنزلہ نقاب کے ہے۔

استدراج: سنت اللہ اور عام طریقہ کے خلاف کسی واقعہ کا ظاہر ہونا مثلاً ہوا میں اڑنا، پانی پر چلنا۔ یہ نبی سے بھی صادر ہوتا ہے۔ اور ولی سے بھی اور کافر سے بھی۔ اس طرح کا واقعہ اگر نبی

سے صادر ہوتو اس کو معجزہ کہا جاتا ہے جیسا کہ آنحضورؐ کا جسمانی طریقہ پر آسمانوں کی سیر کرنا، وغیرہ اور اگر ولی سے صادر ہوتو اس کو کرامت کہا جاتا ہے۔ اور اگر کسی کافر سے ایسی چیز کا صدور ہوتو اس کو استدراج کہتے ہیں۔

نحس اکبر وسعد اکبر: نحس اکبر زحل ستارے کو اور سعد اکبر مشتری ستارے کو کہا جاتا ہے۔ منجمین کے خیال میں یہ دونوں ستارے نحوست اور سعادت میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور زمین کی خیر و شر میں ان کے اثرات سب سے زیادہ پڑتے ہیں۔ مولانا رومؒ اپنے کلام میں ستاروں کے موثر ہونے کا ذکر کرتے ہیں لیکن اسلامی عقیدے کے اعتبار سے ان ستاروں میں کوئی ذاتی تاثیر نہیں ہے۔ ہر چیز میں حقیقتاً خدا ہی موثر ہے۔

سجاد حسین۔ دہلی

۲۳ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ ....م.......... ۳ جنوری ۱۹۷۸ء

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہ[1] حسام الدیں کہ نورِ انجم ست
شاہ حسام الدین جو ستاروں کا نور ہیں

طالبِ آغازِ سِفرِ پنجم است
پانچویں کتاب کے شروع (کرنے کے) طالب ہیں

اے ضیاء الحق حُسام الدّین راد
اے سخی ضیاء الحق حسام الدین!

اُوستادانِ صفارا اُوستاد
(آپ) اہل باطن کے استادوں کے استاد ہیں

گر نبودے خلق محجوب و کثیف
اگر مخلوق محجوب اور کثیف نہ ہوتی

وَر نبودے حلقہا تنگ و ضعیف
اگر گلے تنگ اور کمزور نہ ہوتے

دَر مَدحت دادِ معنی دادمے
تو میں آپ کی تعریف کا حق ادا کر دیتا

غیرِ ایں[2] منطق لبے نکشادمے
اس گفتگو کے علاوہ لب کشائی نہ کرتا

لیک لُقمہ بازآنِ صعوہ نیست
لیکن باز کا لقمہ ممولے کی ملکیت نہیں ہے

چارہ اکنوں آب و[3] روغن کردنیست
اب تدبیر، پانی اور تیل کرنا ہے

مدحِ تو حیف است بازندانیاں
قیدیوں سے تیری تعریف کرنا ظلم ہے

گویم اندر مجمعِ رُوحانیاں
روحانیوں کے مجمع میں کہوں گا

شرحِ تو غبن است با اہلِ جہاں
دنیا والوں سے آپ کی تشریح کرنا، ٹوٹا ہے

ہمچو رازِ عشق دارم در نہاں
عشق کے راز کی طرح دل میں رکھتا ہوں

---

۱ شہ۔ یعنی ضیاء الحق حسام الدین کا مطالبہ ہے کہ مثنوی کا پانچواں دفتر شروع کیا جائے۔ سفر۔ کتاب یعنی مثنوی کا دفتر۔ گر نبودے۔ یہ شرط ہے دوسرا شعر جزا ہے۔ محجوب۔ یعنی عوام میں تمہاری تعریف سننے کی اہلیت نہیں ہے۔ ورنہ میں تمہاری بہت تعریف کرتا اور اس کے علاوہ کوئی بات نہ کہتا۔

۲ ایں منطق۔ یعنی حسام الدین کی تعریف۔ لیک۔ عوام کے سامنے حسام الدین کی تعریف کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ باز کی خوراک ممولے کو کھلائی جائے۔

۳ آب روغن۔ اگر واؤ عطف نہ ہو تو معنی یہ ہیں کہ پانی کو تیل کہنا پڑ رہا ہے۔ یعنی عوام کے سامنے غیر حقیقی تعریف کرنی پڑ رہی ہے۔ اگر نسخہ آب و روغن ہے تو اب معنی یہ ہوں گے کہ تعریف میں تکلف کرنا پڑ رہا ہے۔ زندانیاں۔ یعنی دنیا کے قیدی۔ غبن۔ ٹوٹا۔ عشق۔ عشق مخفی رکھا جاتا ہے۔

مدحِ[1] تعریف است و تخریقِ حجاب — فارغ است از مدح و تعریف آفتاب
تعریف کرنا، پہچنوانا اور جہالت کے پردے کو چاک کرنا ہے — سورج، تعریف اور پہچنوانے سے بے نیاز ہے

مادحِ خورشید مدّاحِ خود است — کہ دو چشمم روشن و نامُرمد است
سورج کی تعریف کرنے والا، اپنی تعریف کرنے والا ہے — کہ میری دونوں آنکھیں روشن اور تندرست ہیں

ذمِ خورشید جہاں ذمِ خود است — کہ دو چشمم کور و تاریک و بد است
دنیا کے سورج کی مذمت کرنا، اپنی مذمت ہے — کہ میری دونوں آنکھیں اندھی اور بے نور اور بری ہیں

تو ببخشا بر کسے کاندر جہاں — شُد حسودِ آفتابِ کامراں
آپ اس کو معاف کر دیجئے جو دنیا میں — کامیاب سورج کا حاسد ہے

تاندش پوشید ہیچ از دیدہا — وز طراوت دادنِ بو سیدہا
اس کو کوئی آنکھوں سے چھپا سکتا ہے؟ — اور بوسیدہ چیزوں کے تازگی بخشنے کو

یا ز نورِ[2] بیحدش تانند کاست — یا بدفعِ جاہِ اُو تانند خاست
یا اس کے لا محدود نور کو وہ گھٹا سکتے ہیں — یا اس کے رتبہ کو ہٹانے کے لئے وہ کھڑے ہو سکتے ہیں

ہر کسے کو حاسدِ گیہاں بُود — آں حسد خود مرگِ جاویداں بُود
جو شخص عالم کا حاسد ہو — وہ حسد خود ہمیشہ کی موت ہے

قدرِ تو بگذشت از درکِ عقول — عقل اندر شرحِ تو شد بوالفضول
آپ کا مرتبہ عقلوں کے ادراک سے بالا ہے — آپ کی شرح کرنے میں عقل، بکواس ہے

گرچہ عاجز آمد ایں عقل از بیاں — عاجزانہ جنبشے باید دراں
اگرچہ عقل بیان سے عاجز ہے — اس میں عاجزانہ (ہی) حرکت کرنی چاہیے

ان شیاء کلہ لا یدرک — اعلموا ان کلہ لا یترک
وہ چیز جو پوری حاصل نہیں کی جا سکتی — جان لو، وہ سب نہیں چھوڑی جائے

گرچہ[3] نتواں خورد طوفانِ سحاب — کے تواں کردن بترکِ خوردِ آب
اگرچہ ابر کا طوفان پیا نہیں جا سکتا — (لیکن) پانی پینا کب چھوڑا جا سکتا ہے؟

آبِ دریارا اگر نتواں کشید — ہم بقدرِ تشنگی باید چشید
دریا کا (پورا) پانی اگرچہ نہیں کھینچا جا سکتا — پیاس کی بقدر ہی چکھ لینا چاہیے

---

[1] مدح۔ جس طرح سورج مدح اور تعریف سے بے نیاز ہے اسی طرح حسام الدین ہیں۔ مرمد۔ دکھتی ہوئی آنکھ ذم۔ اگر کوئی شخص سورج کو تاریک کہے تو ننگ خود اس کا اندھا کہیں گے ...... تو بخشا یعنی اے حسام الدین آپ اس کو معاف کریں جو آپ پر حسد کرتا ہے اس لئے کہ اس کے حسد سے آپ کا نقصان نہیں ہے خود اس کا نقصان نہیں ہے آپ آفتاب کے فیض کی طرح ہیں اگر کوئی چاہے کہ آفتاب کو اور اس کی فیض رسانی کو لوگوں کی آنکھوں سے چھپا دے تو وہ خود حماقت میں مبتلا ہے۔ وز طراوت۔ سورج کی شعاعیں۔ پھلوں کو تازگی عطا کرتی ہیں۔

[2] یا۔ سورج کے حاسد نہ اس کا نور گھٹا سکتے ہیں۔ نہ اس کا رتبہ کم کر سکتے ہیں۔ گیہاں۔ جہان، یعنی حسام الدینؒ جو کہ عالم اکبر ہیں۔ قدر۔ آپ کا رتبہ عام عقول سے بالاتر ہے اب جو بھی اس کی تعریف کی جائے کم ہے۔ گرچہ۔ حسام الدین کی پوری تعریف اگرچہ ناممکن ہے، لیکن پھر بھی عاجزانہ اس کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ جو چیز پوری حاصل نہ ہو سکے اس کو پورے طور پر ترک نہ کرنا چاہیے کچھ نہ کچھ اس میں سے حاصل کر لینا چاہیے۔

[3] گرچہ۔ انسان بارش کا تمام پانی نہیں پی سکتا لیکن تھوڑا سا تو ضرور پی لیتا ہے۔ آب دریا۔ سارا دریا نہیں پیا جا سکتا تو بقدرِ امکان سیرابی حاصل کر لی جاتی ہے۔

راز ۱ راگری نیاری درمیاں　　در کہا را تازہ کن از قشرِ آں
اگر تو راز کو درمیان میں نہیں لا سکتا ہے　　اس کے چھلکے سے یادوں کو تازہ کر لے

نُطقہا نسبت بتو قشرست لیک　　پیشِ دیگر فہمہا مغزست نیک
آپ کے اعتبار سے (ہماری) باتیں اگرچہ چھلکا ہیں لیکن　　دوسروں کی سمجھ کے لئے اچھا گودا ہے

آسماں نسبت بعرش آمد فرود　　ورنہ بس عالیست پیشِ خاکِ تود
آسمان ، عرش کے اعتبار سے نیچا ہے　　ورنہ خاک کے تودے کے اعتبار سے بہت بلند ہے

من بگویم وصفِ تو تارہ برند　　پیش ازاں کز فوتِ آں حسرت خورند
میں آپ کی تعریف کرتا ہوں تاکہ وہ رہنمائی حاصل کرلیں　　اس سے پہلے کہ وہ اس کے فوت ہونیسے حسرت کریں

نورِ حقّی و بحق جذّابِ جاں　　خلق در ظلماتِ وہم اندو گماں
آپ اللہ کا نور ہیں اور جان کو خدا کیطرف کھینچنے والے ہیں　　لوگ وہم اور گمان کی اندھیروں میں ہیں

شرط ۲ تعظیم است تا آں نورِ خوش　　گرد دایں بیدیگاں را سُرمہ کش
تعظیم شرط ہے ، تاکہ وہ عمدہ نور　　ان اندھوں کے لئے سرمہ لگانے والا بنجائے

نوریابد مستعدِ تیز کوش　　کو نباشد عاشقِ ظلمت چو مُوش
سخت کوشش کرنیوالا، مستعد نور حاصل کرتا ہے　　جو چوہے کی اندھیرے کا عاشق نہ ہو

نورِ میکش اے حریفِ تیز کوش　　گرنہ چوں مُوش دُرظلمت ملوش
اے سخت کوشش کرنیوالے دوست! نور حاصل کرلے　　اگر تو چوہے کی طرح نہیں ہے اندھیرے کی کوشش نہ کر

سُست چشمانے کہ شب جولاں کنند　　کے طوافِ مشعلِ ایماں کنند
کمزور آنکھوں والے جو رات و گھومتے ہیں　　وہ ایمان کی مشعل کا طواف کب کرتے ہیں؟

نکتہائے ۳ مشکلِ باریک شُد　　بندِ طبعے کوز دیں تاریک شُد
مشکل باریک نکتے بن گئے　　طبیعت کا بند، کیونکہ وہ دین سے تاریک ہے

تا بر آراید ہُنر راتارد پُود　　چشم در خورشید نتواند کشود
جب تک کہ وہ ہنر کا تانا بانا نہ سنوار لے　　سورج میں آنکھ نہیں کھول سکتا

ہمچو نخلے بر نیارد شاخہا　　کردہ مُو شانہ زمیں سُوراخہا
وہ کھجور کے درخت کی طرح شاخیں نہیں نکال سکتا　　جس نے چوہے کی طرح زمین میں سوراخ کر رکھے

---

۱ راز۔ یعنی حسام الدین کی پوری تعریف عوام کے سامنے ناممکن ہے تب بھی اس کا کچھ حصہ بیان کردینا چاہیے۔ نطقہا۔ اگرچہ حسام الدین کی تعریف ان کی تعریف کا مغز نہیں ہے بلکہ چھلکا ہے لیکن عوام کے لئے اس میں بھی فوائد ہیں۔ آسمان۔ بلندی اور پستی فائدہ اور نقصان سب اضافی باتیں ہیں ایک چیز ایک کے لئے مفید دوسرے کے لئے غیر مفید ہے آپ کی تعریف عوام کے لئے مفید ہے اگرچہ وہ حقیقی نہیں ہے۔ من بگویم۔ معمولی تعریف اس لئے کررہا ہوں تاکہ وہ حقیقی تعریف تک رہنمائی حاصل کرلیں۔ نور حقی۔ تیری ذات کے ذریعہ مخلوق وہم و گمان سے گزر کر مرتبہ یقین حاصل کرسکتی ہے۔

۲ شرط۔ مرید اس وقت فیض حاصل کرسکتا ہے جبکہ اس کے دل میں شیخ کی عظمت ہو۔ نوریابد۔ فیض حاصل کرنے کے لئے استعداد اور کوشش ضروری ہے۔ گرنہ۔ چوہا اندھیرے کو پسند کرتا ہے۔ سست چشمانے۔ چوہا اور چمگادڑ بھی روشنی کا طواف نہیں کرتے ہیں۔

۳ نکتہائے۔ جن کے دلوں میں دین کی جانب سے تاریکی ہے ان کے لئے علمی موشگافیاں حقیقت تک پہنچنے سے مانع بنتی ہیں۔ تا بر آراید۔ یہ لوگ جب تک حقیقت بینی کے ہنر سے آراستہ نہ ہونگے وہ شیخ حسام الدین کی تعریف نہ سمجھیں گے ہمچو۔ جو لوگ چوہے کی طرح زمین دوز سوراخوں میں رہنے کے عادی ہیں وہ کھجور کی طرح بار آور نہ ہوں گے۔

تفسیر ا فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ (الآیۃ)

پس "پکڑ لے چار پرندے پھر ان کو اپنی طرف ہلا" کر آخر آیت تک تفسیر

چار وصف ست ایں بشر را دل فشار
یہ چار وصف انسان کے دل کو نچوڑنے والے ہیں

چار میخ عقل گشتہ ایں چہار
یہ چاروں، عقل کی چار میخیں ہیں

تو خلیل وقتی اے خورشید ہش
اے ہوش کے سورج! تو خلیل دوراں ہے

ایں چہار اطیار رہزن رابکش
ان چار ڈاکو پرندوں کو مار ڈال

زانکہ ہر مرغے ازینہا زاغ وش
اس لئے کہ ان میں سے ہر زاغ صفت پرند

ہست عقل عاقلاں رادیدہ کش
عقلمندوں کی عقل کی آنکھ نکال لینے والا ہے

چار وصف تن چو مرغان خلیل
جسم کے چار اوصاف (حضرت) خلیل کے پرندوں کی طرح ہیں

بسمل ایشاں دہد جاں را سبیل
ان کا قربان کرنا جان کو راستہ عطا کرتا ہے

اے ۲ خلیل اندر خلاص نیک و بد
اے خلیل! اچھے اور برے کو نجات دلانے کیلئے

سر ببر شاں تا رہد پاہا زسد
ان کا سر قلم کر دے تاکہ پاؤں بندش سے نجات پا جائیں

کل توئی و جملہ گاں اجزائے تو
تو مجموعہ ہے اور سب تیرے اجزا ہیں

برکشا کہ ہست پاشاں پائے تو
کھولدے کہ ان کا پاؤں تیرا پاؤں ہے

از تو عالم روح زارے میود
آپ کی وجہ سے دنیا روح زار بنتی ہے

پشت صد لشکر سوارے میشود
ایک سوار سو لشکروں کی مدد بن جاتا ہے

زانکہ ۳ ایں تن شد مقام چار خو
کیونکہ یہ جسم چار عادتوں کا مقام ہے

نام شاں شد چار مرغ فتنہ جو
ان کا نام فتنہ کے جویاں چار پرند پڑ گیا ہے

خلق را گر زندگی خواہی ابد
اگر آپ لوگوں کی ابدی زندگی چاہتے ہیں

سر ببر ایں چار مرغ شوم و بد
ان بد بخت اور بد چار پرندوں کا سر قلم کر دیجئے

بازشاں زندہ کن از نوع دگر
پھر ان کو دوسری طرح سے زندہ کر دیجئے

کہ نباشد بعد ازاں زیشاں ضرر
کیونکہ اس کے بعد ان سے نقصان نہ پہنچے گا

چار مرغ معنوی راہزن
باطنی چار ڈاکو پرندوں نے

کردہ اندر اندر دل خلقاں وطن
لوگوں کے دل کے اندر وطن بنا لیا ہے

---

۱ تفسیر ـ حضرت ابراہیم سے فرمایا گیا کہ اگر تجھے ہماری صفت زندہ کرنے اور مارنے میں شک ہے تو چار پرندوں کو ذبح کر ڈال یہ چار پرند بطخ، مور، کوا، مرغ تھے مولانا نے فرمایا ہے کہ ان چار پرندوں سے انسان کی چار بری صفات مراد ہیں جو کہ انسان کے لئے حقیقت بینی سے مانع ہیں انسان ان صفات کا ازالہ کر دے تو حقیقت بین بنجاتا ہے بطخ سے مراد حرص امور سے مراد حب جاہ کوے سے مراد تمنا اور مرغ سے مراد شہوت ہے۔ چار میخ۔ سزا کا ایک طریقہ تھا۔ تو خلیل۔ اگر انسان ابراہیم خلیل اللہ کی طرح حقیقت بیں بننا چاہتا ہے تو اس کو اپنی ان چار صفتوں کو مٹا دینا چاہیے زانکہ۔ یہ چاروں صفتیں کوے کی خاصیت رکھتی ہیں کوا سب سے پہلے مردے کی آنکھ نکالتا ہے۔ یہ بھی انسان کو اندھا کر دیتی ہیں۔ بسمل۔ جو شخص ان چاروں صفتوں کو مٹا دیگا اس کی جان حقیقت تک رسا یاب ہو جائے گی۔

۲ اے خلیل۔ یعنی اے حسام الدین لوگوں میں سے صفات ذمیمہ کو دور کر دیجئے تاکہ ان کو سلوک میں سیر حاصل ہو جائے کل توئی۔ مرید شیخ کے اجزا کی طرح ہوتے ہیں۔ از تو۔ تیرے وجود سے یہ عالم باغ و بہار بنا ہوا ہے۔ پشت۔ ایک مرد کی ہمت و بہادری بہت سے لشکروں کی پناہ ہوتی ہے۔

۳ زانکہ۔ انسان کے جسم میں یہ چار خصلتیں ہیں جنکو چار پرندوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ خلق۔ ان خصائل کے ازالہ سے ابدی زندگی نصیب ہوگی۔ بازشاں۔ ان چاروں خصلتوں کو اس طرح قابو میں رکھو کہ ان کی مضرت سے بچ سکو۔

چوں[1] امیر جملہ دلہا شوی　　اندریں دوراں خلیفہ حق توئی
جب آپ تمام دلوں کے حاکم بن جائیں گے　　(پھر) اس زمانہ میں اللہ کے خلیفہ آپ ہی ہیں

سر بِبُراں چار مُرغِ زندہ را　　سرمدی کُن خلق نا پائندہ را
ان چار زندہ پرندوں کا سر قلم کر دیجئے　　فانی لوگوں کا دائمی بنا دیجئے

بطّ و طاؤس ست زاغست و خروس　　ایں مثالِ چار مُرغ اندر نفوس
بطخ اور مور ہے کوا ہے اور مرغا ہے　　نفسوں میں یہ چار پرندوں کی طرح ہیں

بطّ[2] حرص است و خروس آں شہوتست　　جاہ چوں طاؤس و زاغ آں مُنیت ست
حرص بطخ ہے اور شہوت مرغا ہے　　رتبہ مور کی طرح ہے آرزو نفس کا کوا ہے

مُنیتش آنکہ بُود اُمید ساز　　طامع تابید یا عُمرِ دراز
اس کی آرزو یہ امید بندھاتی ہے　　ہیشگی کا لالچی دراز عمر (کا لالچی)

بطّ حرص آمد کہ نُوشش در زمیں　　در ترو در خشک میجوید دفیں
حرص بطخ ہے کہ اس کی چونچ زمین میں ہے　　تر اور خشک میں دفینہ ڈھونڈتی ہے

یک زماں نبود معطّل آں گلُو　　نشنود از حُکم جُز اَمر کلُوا
اس کا حلق تھوڑی دیر کیلئے بھی معطل نہیں ہوتا　　وہ "کھاؤ" کے سوا کوئی حکم نہیں سنتی ہے

ہمچو یغماچی کہ خانہ میکَنَد　　زُود زُود انبانِ خود پُر میکند
اس لٹیرے کی طرح جو گھر کو کھودتا ہے　　جلد جلد اپنا تھیلا بھرتا ہے

اندر انباں می فشارد نیک و بد　　دانہائے دُرّ و حبّاتِ نخُود
اچھا، برا تھیلے میں ٹھونستا ہے　　موتی کے دانے اور چنے کے دانے

تا مبادا[3] یاغی آید دگر　　میفشارد در جوال اُو خشک و تر
ایسا نہ ہو کہ کوئی دوسرا لٹیرا آجائے　　وہ بورے میں خشک و تر ٹھونستا ہے

وقت تنگ فرصت اندک اُو مخوف　　در بغل زدہر چہ زو تر بیوقوف
وقت تنگ ہے فرصت تھوڑی ہے وہ ڈرا ہوا ہے　　بے تامل، جو جھٹ اس نے بغیر سمجھے بوجھے بغل میں دبالیا

اعتمادش نیست بر سلطانِ خویش　　کہ مُبادا یاغے آید بہ پیش
اس کو اپنے شاہ پر بھروسہ نہیں ہے　　(اس بارے میں) ایسا نہو کہ کوئی لٹیرا آجائے

لیک مومن ز اعتمادِ آں حیات　　میکَنَد غارت بمُہل و با اناۃ
لیکن مومن اس (اخروی) زندگی کے بھروسہ پر　　لوٹتا ہے تامل اور توقف سے

---

[1] چوں۔ جب آپ دلوں پر حکومت کرنے لگیں گے تو خلافت الٰہی کے مستحق ہوں گے۔ سر ببر۔ ان رذائل کے ازالہ سے حیات سرمدی حاصل ہو جائیگی۔ بط۔ ان چار پرندوں جیسی ما انسان میں چار خصلتیں ہیں۔

[2] بط۔ بطخ سے مراد انسانی حرص ہے اور مرغے سے مراد انسانی شہوت ہے مور سے مراد انسان کی جاہ طلبی ہے اور کوے سے مراد انسان کی تمنا ہے۔ منیتش۔ ایک آرزو مند کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ اس کو دنیوی زندگی ہمیشہ کے لئے حاصل ہو جائے یا کم از کم عمر دراز ہو جائے بط۔ انسان کی حرص بطخ کی طرح ہے جو ہر جگہ اپنی چونچ خوراک کی جستجو میں گاڑی پھرتی ہے کلوا۔ اللہ کے احکام میں سے اس نے صرف "تم کھاؤ" کا حکم سنا ہے۔ یغماچی۔ لٹیرا جلد جلد ہر چیز کو تھیلے میں بھرتا ہے۔

[3] تا مبادا۔ اس کی جلد بازی اس لئے ہوتی ہے کہ کوئی دوسرا لٹیرا آ کر شریک نہ بن جائے۔ اعتمادش۔ اس کو اپنے خدا پر بھروسہ نہیں ہوتا ہے۔ لیک مومن۔ مرد مومن چونکہ اخروی زندگی کا بھی عقیدہ رکھتا ہے اس لئے اس میں یہ جلد بازی نہیں ہوتی۔

ایمن[1] است از فوت واز باغی کہ او — می شناسد قہرِ شہ را بر عدو
وہ محرومی اور لٹیرے سے مطمئن ہے کیونکہ وہ — دشمن پر شاہ کے قہر کو جانتا ہے

وایمن ست از خولیہ تاشانِ دگر — کہ نیایندش مُزاحِم سَرفہ بر
اور دوسرے ساتھیوں سے مطمئن ہے — کہ اس سے مزاحمت کرنیوالے فائدہ مند نہ ہونگے

عدلِ شہ رادید در ضبطِ حشَم — کہ نیارد کرد کس بر کس ستم
خادموں کے معاملہ میں اس نے بادشاہ کے انصاف کو دیکھا ہے — کہ کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا ہے

لا جرم نشتا بدو ساکن بُوَد — از فواتِ حظِّ خود ایمن بُوَد
لا محالہ وہ جلدی نہیں کرتا اور سکون سے ہوتا ہے — اپنے حصہ کے فوت ہونے سے مطمئن ہوتا ہے

پس[2] تانی دارد و صبرو شکیب — چشم سیر و مُوثِر ست و پاک جیب
پس وہ آہستہ روی اور صبر شکیب اختیار کرتا ہے — سیر چشم ہے، دوسروں کو ترجیح دینے والا ہے پاک دل ہے

کیں تانی پرِ تورِ حماں بُوَد — واں شتاب از ہزّہٗ شیطان بُوَد
کیونکہ یہ آہستہ روی اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے — اور وہ جلد بازی شیطانی حرکت ہے

زانکہ شیطانش بتر ساند زفقر — بار گیرِ صبررا بکُشد بعقر
کیونکہ شیطان اس کو افلاس سے ڈراتا ہے — صبر کا بوجھ اٹھانے والے کا پاؤں کاٹ ڈالتا ہے

از نُبی بشنو کہ شیطاں در وعید — میکُند تہدیدت از فقرِ شدید
قرآن سے سن کہ شیطان دھمکانے میں — تجھے سخت افلاس سے ڈراتا ہے

تا خوری[3] زشت وبری زشت از شتاب — نے مُروّت نے تانّی نے ثواب
تاکہ تو جلدی میں برا کھائے، برا کمائے — نہ انسانیت نہ آہستہ روی نہ ثواب

لا جرم کافر خورد در ہفت بطن — دین و دل باریک ولاغر زفت بطن
لا محالہ کافر سات پیٹ کا کھاتا ہے — دین اور دل کمزور اور لاغر ہے پیٹ بھاری ہے

در سبب وُرود دایں حدیث مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کہ
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے وارد ہونے کا سبب کہ

الکافر یا کل فی سبعۃ امعاء والمومن یا کل فی معی واحد
کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے

کافراں مہمانِ پیغمبر شُدند — وقت شام ایشاں بہ مسجد آمدند
کافر، پیغمبرؐ کے مہمان ہوئے — شام کے وقت وہ مسجد نبوی میں آگئے

---

[1] ایمن۔ اس کا اطمینان ہوتا ہے کہ اس کا خدا اس کے دشمن پر غالب ہے۔ خولیہ۔ اس کو دوسرے مومنوں کی طرف سے بھی اطمینان حاصل ہوتا ہے عدلِ شہ۔ وہ خدائی انصاف پر یقین رکھتا ہے۔ لا جرم۔ مومن ان عقائد کی وجہ سے مطمئن رہتا ہے۔ کہ اس کا مقدر کوئی نہیں چھین سکتا۔

[2] تانی۔ بردباری۔ موثر۔ اپنی ضرورت پر دوسروں کو ترجیح دینے والا۔ کیں۔ حدیث شریف ہے التانی من الرحمان والعجلۃ من الشیطان۔ حلم اور بردباری اللہ کی جانب سے ہے اور جلد بازی شیطان کی جانب سے ہے۔ بارگیر۔ بوجھ اٹھانے والا۔ عقر۔ ہاتھ پاؤں کاٹ دینا۔ فقر۔ قرآن پاک میں ہے۔ الشیطن یعدکم الفقر "شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے۔"

[3] تا خوری۔ شیطان فقر سے اس لئے ڈراتا ہے کہ انسان کھانے کمانے میں حرام سے پرہیز نہ کرے۔ کافر میں نہ مروت ہوتی ہے نہ بردباری اور نہ وہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ ہفت بطن۔ سات انتڑیاں۔ کافراں۔ اس قصہ سے کافروں کی بسیار خوری کو سمجھاتا ہے۔

کآمدیم اے شاہِ ما اینجا فُنق ۱ — اے تو مہماں دارِ سُکّانِ اُفُق

کہ اے شاہ! ہم اس جگہ مہمان بنکر آئے ہیں — اے وہ کہ آپ جہان کے رہنے والوں کے مہمان ہیں

بینوائیم و رسیدہ ماز دُور — ہیں بیفشاں بر سرِ ما فضل و نُور

ہم بے سرو سامان ہیں اور دور سے آئے ہیں — ہاں ہمارے سروں پر مہربانی اور نور چھڑک دیجئے

رُو بیاراں کرد آں سُلطانِ راد — دستگیرِ جُملہ شاہان و عباد

اس سخی شاہ نے دوستوں کی طرف رخ کیا — جو تمام بادشاہوں اور غلاموں کا دستگیر ہے

گفت اے یارانِ من قسمت کنید — کہ شما پُر ازمن و خوئے منید

فرمایا، اے میرے دوستو! تقسیم کر لو — کیونکہ تم میری (محبت) اور عادت سے بھرے ہوئے ہو

پُر بُود اجسام ہر لشکر زشاہ — زاں زنندے تیغ بر اعدائے جاہ

ہر لشکر کے جسم بادشاہ سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں — اسی لئے مرتبہ کے دشمنوں پر تلوار چلاتے ہیں

تو بخشم ۲ شہ زنی آں تیغ را — ورنہ بر اِخواں چہ خشم آید ترا

تو بادشاہ کے غصہ کی وجہ سے تلوار چلاتا ہے — ورنہ بھائیوں پر تجھے کیا غصہ آئے؟

بر برادرِ بے گناہ ہے میزنی — عکسِ خشمِ شاہ گُرزِ دہ منی

بلا قصور بھائی پر تو مارتا ہے — بادشاہ کے غصہ کے زیر اثر دس سیر کا گرز

شہ یکے جانست لشکر پُر ازو — روح چوں آبست ویں اجسام جُو

بادشاہ ایک جان ہے لشکر اس سے بھرا ہوا ہے — روح پانی کی طرح ہے اور یہ جسم نہر (کیطرح) ہیں

آبِ روحِ شاہ گر شیریں بُود — جملہ جُوہا پُرز آبِ خوش شود

اگر بادشاہ کی روح کا پانی میٹھا ہوتا ہے — ساری نہریں میٹھے پانی سے بھری ہوئی ہوتی ہیں

کہ رعیّت دینِ شہ دارند و بس — اینچنیں فرمود سُلطان ۳ عبس

کیونکہ رعایا فقط بادشاہ کا دین رکھتی ہے — (سورۂ) عبس کے شاہ نے ایسا ہی فرمایا ہے

ہر یکے یارے یکے مہماں گزید — درمیاں بُد یک شکم زفت و عنید

ہر دوست نے ایک مہمان منتخب کر لیا — ان میں ایک پیٹو اور سرکش تھا

جسم ضخمے داشت کس اُورا نبُرد — ماند در مسجد چو اندر جام دُرد

بھاری جسم رکھتا تھا اس کو کوئی نہ لے گیا — وہ مسجد میں رہ گیا جس طرح جام میں تلچھٹ

مُصطفےٰ بُردش چو واماند از ہمہ — ہفت بُز بُد شیردہ اندر رمہ

جب وہ سب سے رہ گیا مصطفےٰ اس کو لے گئے — گلے میں سات بکریاں دودھ والی تھیں

---

۱ فُنق۔ مہمان۔ افق۔ اطراف عالم۔ یاراں۔ صحابہ کرام۔ سلطان۔ آنحضور۔ عباد۔ عبد کی جمع ہے بندہ قسمت۔ یعنی مہمانوں کو آپس میں بانٹ لو۔ پُر۔ بادشاہ کی سیرت لشکریوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔

۲ بخشم۔ دشمنوں پر بادشاہ کو غصہ ہوتا ہے اسی بنیاد پر لشکری تلوار چلاتے ہیں۔ شہ۔ بادشاہ لشکر کے لئے بمنزلہ روح کے ہے۔ آب۔ اگر بادشاہ خوب سیرت تو لشکر بھی خوب سیرت ہوتا ہے۔

۳ سلطان عبس۔ سورۂ عبس آنحضور پر نازل ہوئی ہے۔ آنحضور نے فرمایا ہے النّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں یعنی جیسا رعب دلکی پر جلدہ میاں۔ ان مہمانوں میں ایک بہت پیٹو تھا۔ جسم تنے۔ چونکہ وہ بہت موٹا تھا اس کو کوئی اپنے گھر نہ لے گیا۔ بز۔ یعنی۔ آنحضور کے گھر میں سات بکریاں دودھ دینے والی تھیں۔

لہ مقیمی خانه بودندی بزاں
جو بکریاں گھر پر رکی ہوئی تھیں

بہر دوشیدن برائے وقت خواں
بھرے خوان کے وقت دوہنے کے لئے

نان و آش و شیر آں ہر ہفت بز
روٹی اور سالن اور ان ساتوں بکریوں کا دودھ

خورد آں بو قحط عوج ابن غز
وہ قحط زدہ، عوج، غز کا بیٹا کھا گیا

جملہ اہل بیت خشم آلو شدند
تمام گھر والے غصہ میں بھر گئے

کہ ہمہ در شیر بز طامع بُدند
کہ سب بکریوں کے دودھ کے امیدوار تھے

معدہ طبلے ۲ خوار ہمچو طبل کرد
پیٹو نے معدہ ڈھول کی طرح کر لیا

قسم ہژدہ آدمی تنہا بخورد
اٹھارہ آدمیوں کا حصہ تنہا کھا گیا

وقت خفتن رفت و در حجرہ نشست
سوتے وقت گیا اور حجرے میں بیٹھ گیا

پس کنیزک از غضب در را ببست
لونڈی نے غصہ سے دروازہ بند کر دیا

از بروں زنجیر در را در فگند
باہر سے دروازے کی زنجیر لگا دی

کہ ازو بُد خشمگین و دردمند
کیونکہ وہ اس سے غصہ میں اور رنجیدہ تھی

گبر را از نیم شب تا صبحدم
کافر کو آدھی رات سے صبح تک

بس تقاضا آمد و درد شکم
بہت تقاضا اور پیٹ میں درد ہوا

از فراش خویش سوئے در شتافت
اپنے بستر سے دروازے کی جانب دوڑا

دست بر در چوں نہاد او بستہ یافت
جب دروازہ پر ہاتھ رکھا اس کو بند پایا

در ۳ گشادن حیلہ کرد آں حیلہ ساز
اس مکار نے دروازہ کھولنے کی تدبیر کی

نوع نوع و خود نشد آں بند باز
طرح طرح لیکن وہ دروازہ نہ کھلا

شد تقاضا بر تقاضا خانہ تنگ
تقاضے پر تقاضے کی وجہ سے تنگ ہو گیا

ماند او حیران و بیدرمان و دنگ
وہ حیران ہو اور پریشان اور لاچار ہو گیا

حیلہ کرد و بخواب اندر خزید
اس نے تدبیر کی اور نیند میں مبتلا ہو گیا

[illegible] در خواب در ویرانہ دید
اس نے خواب میں [illegible] ویرانہ میں دیکھا

زانکہ ویرانہ بُد اندر خاطرش
لیکن اس کے باطن میں ویرانہ تھا

شد بخواب اندر ہماں جا منظرش
[illegible]

خویش در ویرانہ خالی چو دید
جب اس نے اپنے آپ کو [illegible] دیکھا

او چناں محتاج اندر [illegible]
[illegible]

---

۱ کہ مقیمی۔ یہ دودھ والی بکریاں جنگل نہ جاتی تھیں تاکہ کھانے کے وقت ان کا دودھ دھو لیا جائے۔ بو قحط قحط میں مبتلا انسان بسیار خور ہو جاتا ہے۔ غز۔ ترکوں میں سے ایک قوم تھی جو ڈاکو تھی عوج کے باپ کا نام عنق تھا مولانا نے اس کی بری عادتوں کی وجہ سے اس کو غز کا بیٹا کہا ہے۔ خشم آلو۔ خشم آلود۔ طامع امیدوار۔

۲ طبلے خوار۔ بسیار خور۔ ہژدہ۔ اٹھارہ۔ پس۔ چونکہ لونڈی کو اس پر غصہ آ رہا تھا۔ در فگند۔ یعنی زنجیر کو کنڈے میں ڈال دیا۔ تقاضا۔ یعنی اس کو بدہضمی کی وجہ سے قضاء حاجت کا تقاضا ہوا اور پیٹ میں درد ہوا۔

۳ در گشادن۔ اس نے دروازہ کھولنے کی بہت تدبیریں کیں لیکن دروازہ نہ کھلا۔ حیلہ کرد۔ اس نے قضاء حاجت کو ٹالنے کی یہ تدبیر کی کہ سو گیا۔ مگر یہ اس نے پاخانہ پھر دیا۔

گشت بیدار و بدید آن جامۂ خواب ـــ پُر ا حدث ۱ دیوانہ شد از اضطراب

بیدار ہوا اور اس نے سونے کا بستر دیکھا ـــ نجاست سے بھرا ہوا پریشانی سے دیوانہ ہو گیا

زاندرون اُو برآمد صد خروش ـــ زیں چنیں رُسوائی بے خاک پوش

اس کے دل سے سینکڑوں آہیں نکلیں ـــ مٹی میں نہ چھپنے والی ایسی رسوائی سے

گفت خوابم بد تر از بیداریم ـــ کار نیکم بد تر از بد کاریم

بولا میرا سونا میری بیداری سے بدتر ہے ـــ میری نیکی، میری بدکاری سے (بھی) بری ہے

بانگ ۲ می زد و اثبورا و اثبور ـــ آنچناں کہ کافراں روزِ نشور

ہائے ہلاکت، ہائے ہلاکت کا شور کرتا تھا ـــ جس طرح کافر حشر کے دن (کریں گے)

مُنتظر کہ کے شود ایں شب بسر ـــ تا برآید از گشادن بانگ در

اس کا منتظر کہ رات کب ختم ہو گی ـــ تاکہ دروازہ کھلنے کی آواز آئے

تا گریزد اُو چو تیرے از کماں ـــ تا نہ بیند ہیچکس اُورا چُناں

تاکہ وہ کمان سے تیر کی طرح بھاگ جائے ـــ تاکہ اس کو کوئی اس حالت میں نہ دیکھے

قصہ بسیار است کوتہ میکنم ـــ باز شُد آں در رہید از درد و غم

قصہ بہت ہے میں مختصر کرتا ہوں ـــ دروازہ کھلا اس کو درد و غم سے نجات ملی

دَرِ حجرہ گشادن مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر مہمانِ خود و خود را پنہاں کردن تا اُو خیالِ درکشایندہ را نہ بیند و تجحل نشود و گستاخ بیروں رود

آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان کے لئے حجرے کا دروازہ کھولنا اور اپنے آپ کو چھپا لینا تاکہ وہ دروازہ کھولنے والے کی پرچھائیں کو نہ دیکھے اور شرمندہ نہ ہو اور بے دھڑک باہر چلا جائے

مُصطفیٰ ۳ صبح آمد و در را گشاد ـــ صبح آں گمراہ را اُو راہ داد

صبح کو مصطفیٰ آئے اور دروازہ کھولا ـــ صبح کو اس گمراہ کو انہوں نے راستہ دیا

در کشاد و گشت پنہاں مُصطفیٰ ـــ تا نگردد شرمسار آں مُبتلا

دروازہ کھولا اور مصطفیٰ چھپ گئے ـــ تاکہ وہ مصیبت کا مارا شرمندہ نہ ہو

تا بروں آید رَوَد گستاخِ اُو ـــ تا نہ بیند در گشا را پُشت و رُو

تاکہ وہ باہر آجائے اور بے دھڑک چلا جائے ـــ تاکہ دروازہ کھولنے والے کی پشت اور چہرے کو نہ دیکھے

---

۱ پُر حدث۔ یعنی پاخانہ میں سنا ہوا زاندروں۔ اس کے دل میں اس نازیبا حرکت سے بہت سی پریشانیاں پیدا ہو گئیں۔ گفت۔ جاگنے میں زیادہ کھا لیا سوتے میں بستر پر پاخانہ بھر دیا۔

۲ بانگ۔ کفار حشر کے دن واویلا واثبورا ہائے تباہی ہائے ہلاکت کہیں گے۔ نشور۔ حشر۔ بسر۔ یعنی رات کب ختم ہو گی۔ چناں۔ یعنی پاخانہ میں سنا ہوا۔

۳ مصطفیٰ۔ آنحضورؐ کو مہمان کی یہ حرکت کسی طرح معلوم ہو گئی تھی دروازہ اس لئے نہ کھولا کہ اس کو خوب شرمندگی ہو جو اس کے ایمان لانے کا سبب بن جائے۔ تا نگردد۔ آنحضورؐ دروازہ کھول کر خود چھپ گئے تاکہ اس کو زیادہ شرمندگی نہ ہو۔

یا نہاں[1] شد در پسِ دیوار یا — از وَیش پوشید دامانِ خدا
یا تو دیوار کے پیچھے چھپ گئے یا — ان کو اس سے خدا کے دامن نے چھپا لیا

صبغۃ اللہ گاہ پوشیدہ کند — پردۂ بیچوں براں ناظر تند
اللہ (تعالیٰ) کا رنگ کبھی چھپاتا ہے — بے کیفیت کا پردہ دیکھنے والے پر پڑ جاتا ہے

تا نہ بیند خصم را پہلوئے خویش — قدرتِ یزداں ازیں بیش ست بیش
تاکہ وہ دشمن کو اپنے پہلو میں نہ دیکھے — اللہ (تعالیٰ) کی قدرت بیش از بیش ہے

مصطفےٰ می دید احوالِ شبش — لیک مانع بود فرمانِ ربش
مصطفےٰ اس کی رات کے احوال دیکھ رہے تھے — لیکن ان کیلئے اللہ (تعالیٰ) کا حکم مانع تھا

تاکہ پیش از خیط[2] بکشاید رہے — تا نیفتد زاں فضیحت در چہے
تاکہ (صبح کے) دھاگے سے پہلے وہ راستہ کھولدیں — تاکہ وہ اس رسوائی سے کنویں میں نہ گرے

لیک حکمت بود و امرِ آسماں — تا بہ بیند خویشتن را او چناں
لیکن مصلحت تھی اور آسمان کا حکم — کہ وہ اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھ لے

بس عداوتہا کہ آں یاری بود — بس خرابیہا کہ معماری بود
بہت سی عداوتیں ہوتی ہیں کہ وہ دوستی ہوتی ہیں — بہت سی بربادیاں ہوتی ہیں کہ وہ آبادی ہوتی ہیں

چونکہ کافر باب را بکشادہ دید — نرم نرمک از کمیں بیروں دوید
جب کافر نے دروازہ کھلا دیکھا — گھات سے آہستہ آہستہ باہر بھاگ گیا

جامہ خوابِ پُر حَدَث را یک فضول — قاصدا آورد پیشِ رسولؐ
سنے ہوئے کپڑے کو ایک سادہ لوح — جان بوجھ کر آنحضورؐ کے سامنے لے آیا

کہ چنیں[3] کرد ست مہمانت ببیں — خندۂ زد رحمۃ للعالمیں
کہ دیکھئے آپ کے مہمان نے ایسا کیا ہے — جہانوں کی رحمت مسکرا دیئے

کہ بیار آں مطہرہ اینجا بہ پیش — تا بشویم جملہ را بادستِ خویش
کہ وہ لوٹا سامنے لے آ — تاکہ سب کو اپنے ہاتھ سے دھو دوں

ہر کسے می جست کز بہرِ خدا — جانِ ماو جسمِ ما قرباں تُرا
ہر شخص دوڑا کہ خدا کے لئے — ہماری جان اور ہمارا جسم آپ پر قربان ہے

ما بشوئیم ایں حَدَث را تو بہل — کارِ دستت ایں نمط نہ کارِ دل
اس گندگی کو ہم دھو دیتے آپ رہنے دیں — یہ ہاتھ کا کام ہے نہ کہ دل کا

[1] یا نہاں۔ حضورؐ یا خود چھپے تھے یا خدا نے آپ کو اس کی نگاہوں سے چھپا دیا تھا۔ صبغۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ بھی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال دیتا ہے کہ انسان اپنے پہلو کے دشمن کو نہیں دیکھ سکتا۔ مصطفےٰ آنحضورؐ کو اس کے احوال کا علم ہو گیا تھا۔ لیکن خدائی حکم تھا کہ رات کو دروازہ نہ کھولیں۔ [2] خیط۔ دھاگا۔ یعنی صبح صادق لیک شب میں دروازہ نہ کھولنا بظاہر اس کے ساتھ دشمنی تھی لیکن اس میں ہی اس کی بھلائی مضمر تھی چونکہ۔ جب کافر نے صبح کو دروازہ کھلا دیکھا چپکے سے نکل بھاگا فضول ان صاحب کیلئے مناسب تھا کہ وہ اس پاخانہ کو خود دھو دیتے۔

[3] کہ چنیں۔ ان صاحب نے آنحضورؐ کو بستر دکھا کر کہا مطہرہ۔ لوٹا۔ ہر کسے ہر صحابی نے کوشش کی کہ پاخانہ خود دھو دے۔ نہ کارِ دل۔ آنحضورؐ صحابہ کے لئے دل و جگر تھے۔

اے لعمرک مر ترا حق عُمر خواند ——— پس خلیفہ کر دو بر کُرسی نشاند
اے تیری جان کی قسم (والے) تجھے اللہ نے عمر کہا ——— پھر قائم مقام بنایا اور کرسی پر بٹھایا

ما برایِ خدمتِ تو میزییم ——— چوں تو خدمت می کُنی پس ما کئیم
ہم آپ کی خدمت کے لئے زندہ ہیں ——— جب آپ خدمت کریں تو پھر ہم کیا ہیں؟

گفت آں دانم ولیک ایں ساعت ست ——— کہ دریں[2] اشستن بخویشم حکمت ست
فرمایا میں یہ جانتا ہوں لیکن یہ وقت ہے ——— کہ اس میں میرے خود دھونے میں حکمت ہے

مُنتظر بودند کیں قولِ نبیؐ ست ——— تا پدید آید کہ ایں اَسرار چیست
وہ منتظر ہو گئے کہ یہ نبیؐ کا فرمان ہے ——— یہانتک کہ معلوم ہو کہ یہ کیا راز ہے؟

اُو بجد می شُست آں اَحداث را ——— خاص زامر حق نہ تقلید دریا
وہ ان نجاستوں کو کوشش سے دھوتے تھے ——— خاص اللہ (تعالیٰ) کے حکم سے نہ کہ تقلید اور ریا سے

کہ دلش میگفت کیں را تو بشو ——— کاندر اینجا ہست حکمت تو بتو
ان کا دل کہہ رہا تھا کہ اس کو آپ خود دھوئیں ——— کہ اس جگہ اس میں تہ بہ تہ حکمتیں ہیں

سبب رجوع کردنِ آں مہمان بخانہ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دراں ساعت کہ نہالینِ مُلوّثِ اُورا بدست مبارکِ خودمی شُست و خجل شدنِ اُو و جامہ چاک کردن و نوحہ کردنِ اُو برخود وبر حالِ خود و مُسلمان شدن

اس مہمان کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اس وقت آنے کا سبب جس وقت کہ وہ نے ہوئے نہالچوں کو اپنے دست مبارک سے دھو رہے تھے اور اس کا اپنے اوپر اور اپنی حالت پر شرمندہ ہونا اور کپڑے پھاڑنا اور رونا اور مسلمان ہو جانا

کافرک[3] را ہیکلے بُد یادگار ——— یا وہ دید آنرا اُو گشت اُو بیقرار
اس حقیر کافر کے پاس ایک یادگار موتی تھی ——— اس نے اس کو گم شدہ پایا وہ بے قرار ہو گیا

گفت آں حُجرہ کہ شب جا داشتم ——— ہیکل آنجا بے خبر بگذاشتم
کہا کہ وہ حجرہ جہاں میں نے رات قیام کیا تھا ——— لاعلمی میں موتی اس جگہ چھوڑ آیا ہوں

گرچہ شرمیں بُود شرمش حرص بُرد ——— حرص اژدرہاست نے چیزیست خُرد
اگرچہ شرمندہ تھا لیکن لالچ نے اس کی شرمندگی ختم کردی ——— حرص اژدہا ہے، چھوٹی چیز نہیں ہے

---

۱ اے۔ قرآن پاک میں ہے۔ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۔ "تیری عمر کی قسم وہ اپنی مستی میں اندھے ہو رہے ہیں۔" خدا نے آنحضورؐ کی عمر کی قسم کھائی اور قسم ذات وصفات خداوندی کی کھائی جاتی ہے تو گویا آنحضورؐ کی عمر کو اپنی صفت قرار دیا ہے۔ ما۔ ہماری زندگی کا مقصد آپ کی خدمت ہے۔ اگر ہم خدمت نہ کریں تو زندگی بیکار ہے۔

۲ کہ دریں۔ آنحضورؐ نے فرمایا ان سب باتوں کا مجھے یقین ہے لیکن پاخانہ خود میں اپنے ہاتھوں سے دھو دوں گا اس میں حکمت پوشیدہ ہے ایں اسرار۔ یعنی خود دھونے کی حکمت کو دیکھ سکیں۔ اور آنحضورؐ اپنے ہاتھوں نجاست کو خدائی حکم سے دھو رہے تھے۔ اس میں کسی ریا اور تقلید کو دخل نہ تھا۔ مُلوث۔ سنا ہوا۔

۳ کافرک۔ وہ مہمان اپنی موتی بھول کر چلا گیا تھا اگرچہ اگرچہ وہ شرمندہ تھا لیکن موتی کی حرص نے اس کو لوٹنے پر مجبور کر دیا۔

ازپئے [1] ہیکل شتاب اندر دوید — در وثاقِ مصطفےٰ آں را بدید
مورتی کی خاطر جلدی سے اندر گھس گیا — مصطفےٰ کے حجرے میں اس کو دیکھا

کاں یدُ اللہ آں حدث راہم بخود — خوش ہمی شوید کہ دورش چشمِ بد
کہ وہ اللہ کے ہاتھ اس نجاست کو خود — بہت اچھی طرح دھو رہے ہیں خدا انکو نظر بد سے بچائے

ہیکلش از یاد رفت و شد پدید — اندرو شورے گریباں را درید
مورتی اس کے حافظہ سے نکل گئی اور پیدا ہو گیا — اس کے اندر ایک شور (تھا) جس نے کہ اس کے گریبان کو پھاڑ ڈالا

میزد او دو دست رابر رو وسر — کلہ را میکوفت بر دیوار و در
وہ ہاتھ منہ اور سر پر مارتا تھا — سر کو در و دیوار سے ٹکراتا تھا

آنچناں کہ خوں زبینی و سرش — شد رواں و رحم کرد آں مہترش
اس طرح کہ اس کی ناک اور سر سے خون — بہہ پڑا اور ان بزرگوار نے اس پر رحم کیا

نعرہا [2] زد خلق جمع آمد برو — گبر گویاں ایھا الناس احذرو
اس نے نعرے مارے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے — کافر کہتا تھا اے لوگو! ڈرو

میزد او بر سر کہ اے بے عقل سر — میزد او بر سینہ کاے بے نور بر
وہ سر پیٹتا تھا کہ اے بے عقل سر! — وہ سینہ کوٹتا تھا کہ اے بے نور جسم!

سجدہ میکرد او کہ اے کلِ زمیں — شرمسارست از تو ایں جزوِ مہیں
وہ سجدہ کرتا تھا کہ اے عالم کے مجموعے! — یہ ذلیل جزو آپ سے شرمندہ ہے

تو کہ کلی خاضعِ امرِ وئی — من کہ جزوم ظالم ولدّ وغوی
آپ جو کہ مجموعہ ہیں اس کے حکم پر جھکے ہوئے ہیں — میں جو کہ جزو ہوں ظالم اور سرکش اور گمراہ ہوں

تو کہ کلی خوار و لرزانی زحق — من کہ جزوم در خلاف و در سبق
آپ جو کہ مجموعہ ہیں اللہ تعالیٰ سے خوار اور اللہ سے لرزاں ہیں — میں جو کہ جزو ہوں خلاف اور سرکشی میں ہوں

ہر زماں [3] میکرد رو بر آسماں — کہ ندارم روی ایں قبلہ جہاں
ہر آن آسمان کی طرف منہ کرتا — کہ اس قبلہ عالم کے سامنے میرا منہ نہیں ہے

چوں زحد بیروں بلرزید و طپید — مصطفےٰ اش در کنارِ خود کشید
جب وہ حد سے زیادہ لرزا اور تڑپا — مصطفےٰ نے اس کو اپنی بغل میں لے لیا

ساکنش کرد و بسے بنواختش — دیدہ اش بکشاد و داد اشناختش
اس کو سکون دلایا اور اس کو بہت نوازا — اس کی آنکھیں کھولیں اور انہوں نے اس کو پہچان عطا کی

[1] ازپئے۔ وہ مورتی کیلئے واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ آنحضورؐ اپنے دست مبارک سے اس کی نجاست دھو رہے ہیں۔ ید اللہ۔ بیعت رضوان کے سلسلہ میں قرآن میں فرمایا گیا ہے۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے" تو گویا اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ ہیکلش۔ وہ آنحضورؐ کے ان کریمانہ اخلاق کو دیکھ کر اسقدر متاثر ہوا کہ مورتی کو بھول گیا اور دیوانہ وار اپنا سر دیواروں سے ٹکرانے لگا۔ خون بہا تو آنحضورؐ کو اس پر ترس آنے لگا۔

[2] نعرہا۔ وہ نعرے مارتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ آنحضورؐ کی مخالفت سے ڈرو۔ بے عقل سر۔ بے عقل۔ بے نور بر۔ بے نور کل زمیں۔ آنحضورؐ جو مجموعہ عالم ہیں وہ خدائی حکم کے تابع ہیں اور میں جزو ہو کر ظالم اور سرکش بنا ہوا ہوں۔

[3] ہر زماں۔ وہ کافر ہر لمحہ آسمان کی طرف منہ کر کے کہتا تھا کہ میرا منہ اس قابل نہیں کہ آنحضورؐ کے روبرو ہوں۔ چوں۔ آنحضورؐ نے اس کی بیقراری کو دیکھ کر اس کو سینہ سے لگا لیا۔ ساکنش۔ آنحضورؐ نے اس کو اطمینان دلایا اور اس کو نور ایمان عطا فرما دیا۔

تانگرید[1] ابر کے خندد چمن — تا نگرید طفل کے جوشد لبن

جب تک ابر نہیں روتا ہے چمن کب مسکراتا ہے؟ — جب تک بچہ روتا نہیں ہے دودھ کب جوش مارتا ہے؟

طفلِ یک روزہ ہمید اند طریق — کہ بگریم تارسد دایہ شفیق

ایک روز کا بچہ بھی یہ راستہ جانتا ہے — کہ میں رو پڑوں، تاکہ مہربان دایہ آجائے

تو نمی دانی کہ دایہ دائیگاں — کم دہد بے گریہ شیر اُو رائیگاں

تو نہیں جانتا کہ دایوں کی دایہ — خواہ مخواہ بے روئے دودھ نہیں دیتی ہے

گفت ولیبکوا کثیرا گوش دار — تابر یزد شیر فضل کردگار

"اور چاہیے وہ بہت روئیں" کے قول کو یاد رکھ — تاکہ اللہ (تعالیٰ) کی رحمت دودھ بہا دے

گریہ ابرست و سوزِ آفتاب — اُستنِ دنیا ہمیں دو رشتہ تاب

ابر کا رونا ہے اور سورج کی جلن — دنیا کے ستون یہی دو رشتے چمکانے والے ہیں

گر نبودے[2] سوزِ مہر و اشکِ ابر — کے شدے اجسامِ ما زفت و سطبر

اگر سورج کی جلن اور ابر کے آنسو نہ ہوتے — ہمارے جسم موٹے اور بھاری کب ہوتے

کے بُدے معمور ایں ہر چار فصل — گر نبودے ایں تف و ایں گریہ اصل

یہ چاروں فصلیں کب آباد ہوتیں؟ — اگر یہ جلن اور رونا بنیاد نہ بنتا

سوزِ مہر و گریۂ ابرِ جہاں — چوں ہمید ارد جہاں را خوش دہاں

دنیا کے ابر کا گریہ اور سورج کا سوز — جبکہ دنیا کو خوش عیش بناتا ہے

آفتابِ عقل را در سوز دار — چشم را چوں ابر اشک افروز دار

عقل کے سورج کو شورش میں رکھ — آنکھوں کو ابر کی طرح آنسو بہانے والی رکھ

چشمِ گریاں بایدت چوں طفلِ خورد — کم خور آں نان را کہ نان آب تو برد

تجھے چھوٹے بچے کی طرح رونے والی آنکھیں درکار ہیں — وہ روٹی نہ کھا جو تیری عزت کو [illegible]

تن چو بابرگست روز و شب ازاں — شاخِ جاں در برگ ریز است و خزاں

جسم چونکہ سرسبز ہے اس کی وجہ سے ہمیشہ — جان کی شاخ پت جھڑ اور خزاں میں ہے

برگِ تن[3] بے برگیِ جانست زود — ایں ببایدکاستن آں را فزود

جسم کی سبزی جان کی [illegible] — اس کو گھٹانا اس کو بڑھانا چاہیے

اقرضوا اللہ قرض دہ زیں برگِ تن — تا بروید در عوض در دل چمن

اللہ (تعالیٰ) کو قرض دو اس جسم کی توانائی میں سے قرض دے — تاکہ بدلے میں دل میں چمن اگے

---

[1] تانگرید۔ مقصد یہ ہے کہ آہ و زاری سے ہی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ طفل۔ بچہ بھی جانتا ہے کہ جب تک نہ روؤں گا دایہ دوڑ کر نہ آئیگی۔ تو نمی دانی۔ لیکن عاقل بالغ انسان یہ نہیں سمجھ رہا ہے کہ رحمت خداوندی بغیر آہ و زاری کے متوجہ نہیں ہوتی ہے۔ گفت۔ قرآن میں ہے فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا۔ تھوڑا ہنسو زیادہ روؤ کریں۔ ابر کے رونے اور سورج کی سوزش ہی سے دنیا کی تر و تازگی ہے۔

[2] گر نبودے۔ اگر عالم میں سورج کی گرمی اور ابر کا پانی نہ ہو تو اجسام میں نشو و نما نہ ہو۔ چہار فصل۔ سال کے چاروں فصلوں کا مدار سورج [illegible]

[3] برگ تن۔ جسم کی شادابی روح کے پژمردگی ہے جسم کو گھٹانا اور روح کو بڑھانا چاہیے۔ اقرضوا قرآن پاک میں ہے اقرضوا اللہ قرضا حسنا۔ اور اللہ کو قرض حسنہ دو۔ [illegible] قرض سے [illegible] اللہ کے راستہ میں [illegible]

قرض ۱ ده کم کُن ازیں لقمہ تنت — تانماید وَجہ لا عَینٌ رأت
قرض دے اپنے جسم کے لقمے کو کم کر — تاکہ جس کو آنکھ نے نہیں دیکھا وہ منہ دکھائے

تن زسر گیں خویش چوں خالی کُند — پُر زمشک و دُرِّ اجلالی کُند
جب تو جسم کو اپنے پاخانے سے خالی کریگا — اجلال کے موتی اور مشک سے بھر لے گا

زیں پلیدی بر ہدو پاکی بَرَد — از یُطَہِّر کُم تنِ اُو بر خورد
اس ناپاکی سے نجات پاجائیگا اور پاکی حاصل کریگا — "وہ تمہیں پاک کرتا ہے" سے اس کا جسم پھل کھائیگا

دیو میتر ساندت کیں ہین وہیں — زیں پشیماں گردی و گردی حزیں
شیطان تجھے ڈراتا ہے کہ ہائیں ہائیں — اس سے تو شرمندہ ہو گا اور غمگین بنے گا

گرگدازی زیں ہو سہا تو بدن — پس پشیمان و غمیں خواہی شدن
اگر تو ان ہوسوں سے بدن کو گھلائے گا — تو شرمندہ اور غمگین ہو گا

ایں ۲ بخور گرم ست و داروی مزاج — واں بیاشام از پئے نفع و علاج
یہ کھالے گرم ہے اور مزاج کی دوا ہے — اور نفع و علاج کے لئے وہ پی لے

ہم بدیں نیت کہ ایں تن مرکبست — آنچہ خوو کردست آنش اصوبست
نیز اس نیت سے کہ یہ جسم سواری ہے — جس کی اس کو عادت ہے وہ اس کیلئے بہتر ہے

ہیں مگر داں خو کہ پیش آید خلل — در دماغ و دل بزاید صد علل
خبردار! عادت نہ بدل نقصان ہو گا — دل اور دماغ میں سینکڑوں بیماریاں پیدا ہونگی

ایں چنیں تہدید ہا آں دیوِ دوں — آرد و بر خلق خواند صد فسوں
اس طرح کی دھمکیاں وہ کمینہ شیطان — دیتا ہے اور لوگوں پر سینکڑوں منتر پڑھتا ہے

خویش جالینوس سازد در دوا — تا فریبد نفس بیمارِ ترا
اپنے آپ کو دوا میں جالینوس بناتا ہے — تاکہ تیرے بیمار نفس کو فریب دے

کیں ۳ ترا سُودست از درد و غمی — گفت آدمؑ راہمی در گندمی
کہ یہ درد اور غم میں تیرے لئے مفید ہے — گیہوں کے بارے میں آدمؑ سے یہی کہا

پیش آردہی ہے بیہات را — در لو یشہ پیچد اُو لبہات را
ہائے ہائے اور افسوس کو پیش کرتا ہے — تیرے ہونٹوں کو ڈوری سے باندھ دیتا ہے

---

۱ قرض ده۔ جسمانی خوراک کو کم کر پھر جنت کی سیر حاصل ہوگی۔ تن۔ جسم جب جسمانی فضلوں سے خالی ہوگا تو اسرار انوار سے پُر ہو جائیگا۔ زیں۔ پلیدی۔ جسمانی ناپاکی دور ہوگی تو پاکیزگی حاصل ہوگی۔ یطہرکم قرآن پاک میں ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا بیشک خدا چاہتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے پلیدی زائل ہو جائے اور وہ تمہیں بالکل پاک کر دے۔ دیو۔ جسمانی لذتیں ترک کرنے سے شیطان ڈراتا ہے اور طرح طرح کے وسوسے پیدا کرتا ہے۔

۲ ایں بخور۔ شیطان مختلف چیزوں کے فوائد سمجھا کر ان کے کھانے کی ترغیب دیتا ہے۔ ہم۔ شیطان کہتا ہے کہ جسم روح کی سواری ہے اس کو کمزور نہ کرنا چاہیے۔ ہیں۔ جس چیز کی عادت ہے وہ نہ چھوڑو ورنہ بیماریاں اٹھ کھڑی ہونگی۔ خویش۔ شیطان اپنے آپ کو حکیم جالینوس بنا کر مختلف مشورے دیتا ہے۔

۳ کیں۔ شیطان کہتا ہے کہ اگر فلاں چیز کھائے گا تو درد و غم سے نجات ہو جائیگی۔ حضرت آدمؑ سے شیطان نے اسی طرح کی باتیں کی تھیں۔ لویشہ۔ وہ رسی جو نعل بندی کے وقت گھوڑے کے اوپر کے ہونٹ میں باندھ دیجاتی ہے تاکہ وہ مجبور ہو جائے۔

ہمچو لبہائے فرس در وقتِ نعل — تا نماید ۱ سنگِ کمتر را چو لعل

جیسا کہ نعل (بندی) کے وقت گھوڑے کے ہونٹ — تاکہ کمتر پتھر کو لعل (بنا کر) دکھا دے

گوشہایت گیرد چوں گوشِ اسپ — میکشاند سوئے حرص و سوئے کسب

تیرے کان پکڑتا ہے اور گھوڑے کے کان کی طرح — حرص اور کمائی کی جانب کھینچتا ہے

بر زند بر پات نعلے ز اشتباہ — کہ بمانی تو ز دردِ آں ز راہ

تیرے پاؤں میں شبہ کا نال جڑ دیتا ہے — کہ تو اس کی تکلیف سے راستہ سے رک جاتا ہے

نعلِ اُو ہست آں تردّد در دو کار — ایں کنم یا آں کنم ہیں ہوشدار

اس کا نعل، دو کاموں میں تردد ہے — یہ کروں یا وہ کروں خبردار! ہوشیار رہ

آں بکن کہ ہست مختارِ نبی — آں مکن کہ کرد مجنون و صبی

وہ کر جو نبی کا پسندیدہ ہے — وہ نہ کر جو پاگل اور بچہ نے کیا

حُفَّتِ لُجَنَّۃ بچہ محفوف گشت — با لمکارہ کہ ازو افزود گشت

"جنت کو ڈھانپ دیا گیا ہے" کا ہے سے ڈھانپا گیا ہے؟ — ناپسندیدہ چیزوں سے جن کو اس نے بڑھا رکھا ہے

صد فسوں ۲ دارد ز حیلت وز دہا — کاں کند در سلّہ گر ہست اژدہا

مکر اور حیلے کے سینکڑوں منتر رکھتا ہے — کہ ٹوکری میں ڈال دیتا ہے خواہ اژدہا ہو

گر بود آبِ رواں بر بندِدش — ور بود حبرِ زماں بر خنددش

اگر بہت پانی ہو اس کو روک دیتا ہے — اگر عالم زمانہ ہو اس کا مذاق اڑاتا ہے

گر بود کوہے چو کہ بر بایدش — دست بُردِ خویشتن بنمایدش

اگر پہاڑ ہو اس کو تنکے کی طرح اڑا دیتا ہے — اپنے غلبہ کی اس پر نمائش کرتا ہے

عقلِ ۳ را با عقلِ یارے یار کن — اَمرُھُم شُوریٰ بخوان و کار کن

عقل کو کسی دوست کی عقل کا دوست بنا — "ان کا معاملہ باہمی مشورہ ہے" کو پڑھ اور کام کر

نواختن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آں عرب مہمان راو

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عرب مہمان کو نوازنا اور اس کو اضطراب اور

تسکین دادنِ اُورا از اضطراب و گریہ و نوحہ کہ بر خود میکرد

رونے اور اس نوحہ سے تسکین دینا جو وہ شرمندگی اور ندامت اور

از خجالت وندامت وآتشِ نومیدی

ناامیدی کی آگ کی وجہ سے اپنے اوپر کر رہا تھا

۱ تا نماید۔ شیطان کی یہ تمام باتیں اس لئے ہیں کہ وہ حقیر چیز کو بڑھیا بنا کر دکھا دے گوشہایت۔ شیطان انسان کے کان پکڑ کر حرص اور معتبر کمائی کی جانب لے جاتا ہے بر زند۔ شیطان شبہات اور وساوس کے ذریعہ صحیح راستہ سے روک دیتا ہے۔ نعل۔ وہ شیطان جو نعل بندی کرتا ہے وہ تردد میں مبتلا کر دیتا ہے۔ آں مکن۔ جب تردد ہو تو وہ کام کر جو نبی نے کیا ہے۔ طفلاں۔ نہ اور مجنونانہ کام نہ کر حفت۔ حدیث شریف ہے حُفّت الجنۃ بالمکارہ جنت دل کی ناپسندیدہ چیزوں سے ڈھانپ دی گئی ہے۔

۲ صد فسوں۔ شیطان کو ایسے منتر آتے ہیں کہ اژدہے کو بھی ٹوکری میں بند کر لیتا ہے۔ گر بود۔ شیطان اپنے منتر کے ذریعہ چلتا دریا روک دیتا ہے اور بڑے بڑے عالموں کو مذاق اڑا دیتا ہے پہاڑ کو تنکا بنا دیتا ہے اور اپنی چالاکی کی نمائش کرتا ہے۔

۳ عقل۔ شیطان سے بچنے کیلئے اپنی عقل کو شیخ کی عقل سے وابستہ کر دے اور اس سے مشورہ کر لے۔ نواختن۔ وہ مہمان عرب جس نے بستر خراب کر دیا تھا اس کی گریہ زاری پر آنحضورؐ نے اس کو بہت نوازا۔

ایں سخن پایاں ندارد آں عرب
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے وہ عرب

ماند از الطاف آں شہ در عجب
ان شاہ کی مہربانیوں سے تعجب میں رہ گیا

خواست[۱] دیوانہ شدن عقلش رمید
اس نے دیوانہ بننا چاہا، اس کی عقل بھاگ گئی

دست عقل مصطفیٰ بازش کشید
(حضرت) مصطفیٰ کی عقل کے ہاتھ نے اس کو پھر کھینچا

گفت ایں سو آ بیامد آں چناں
فرمایا ادھر آ۔ وہ اس طرح آیا

کہ کسے بر خیزد از خواب گراں
کہ جیسے کوئی بھاری نیند سے اٹھے

گفتش ایں سودا مکن ہیں باخود آ
اس سے فرمایا یہ دیوانگی نہ کر خبردار ! ہوش میں آجا

کہ ازیں سو ہست باتو کارہا
کیونکہ اس طرف تجھ سے بہت کام ہیں

آب بر روز و در آمد در سخن
اس کے منہ پر پانی چھڑکا وہ بولا

کاے شہید حق شہادت عرضہ کن
کہ اے اللہ تعالیٰ کے گواہ کلمۂ شہادت پیش کیجئے

تا گواہی بدہم و بیروں شوم
تاکہ میں کلمۂ شہادت پڑھ لوں اور باہر نکل جاؤں

سیرم از ہستی دراں ہاموں شوم
میں ہستی سے سیر ہوگیا ہوں، اس جنگل میں چلا جاؤں

مادریں[۲] دہلیز قاضی قضا
ہم قضا کے قاضی کی چوکھٹ پر

بہر دعوی الستیم و بلیٰ
الست اور بلیٰ کے دعوے کی وجہ سے ہیں

کہ بلیٰ گفتیم وآں راز امتحاں
کہ ہم نے بلیٰ کہا ہے اور اس کی آزمائش کیلئے

فعل و قول ما شہودست و بیاں
ہمارا قول و فعل گواہ اور بیان ہیں

از چہ در دہلیز قاضی تن زدیم
ہم قاضی کی چوکھٹ پر خاموش کیوں ہوں؟

نے کہ ما بہر گواہی آمدیم
کیا ہم گواہی کے لئے نہیں آتے ہیں

چند[۳] در دہلیز قاضی اے گواہ
اے گواہ ! قاضی کی چوکھٹ پر کب تک

حبس باشی دہ شہادت از پگاہ
قید رہے گا، صبح سے گواہی دے دے

زاں بخواند ندت بدینجا تاکہ تو
انہوں نے تجھے یہاں اس لئے بلایا ہے کہ تو

آں گواہی بدہی و ناری عتو
وہ گواہی دیدے اور سرکشی نہ کرے

از لجاج خویشتن بنشستہ
تو اپنے جھگڑالو پن سے بیٹھا ہوا ہے

اندریں تنگی لب و کف بستہ
اس تنگی میں تو نے ہونٹ اور ہاتھ باندھ لئے ہیں

تا نہ بدہی آں گواہی اے شہید
اے گواہ ! جب تک تو وہ گواہی نہ ادا کرے گا

تو ازیں دہلیز کے خواہی رہید
تو اس چوکھٹ سے کب چھٹے گا ؟!

---

۱ خواست۔ وہ دیوانہ ہوجانے کے قریب تھا۔ آنحضور نے اس کی عقل کو تھاما۔ گفتش۔ آنحضور نے اس سے فرمایا دیوانگی ختم کردے کیونکہ قدرت کو تجھ سے بہت کام لینا ہے۔ آب بر۔ رو۔ آنحضور نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا تو وہ ہوش میں آیا اور کہنے لگا کہ مجھے شہادت کا کلمہ پڑھا دیجئے تا گواہی حقیقی معنیٰ میں کلمۂ شہادت پڑھ لینے پر انسان دنیا سے نجات پاکر آخرت کا آدمی بن جاتا ہے۔ ہاموں۔ جنگل۔

۲ مادریں۔ ازل میں خدا نے دریافت کیا تھا کہ کیا میں تمہارا خدا نہیں ہوں؟ تو ہم نے جواب دیا کہ "ہاں" اب ہم دنیا میں اس جواب کے ثبوت کے لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ قول و فعل دو گواہوں کے ذریعہ اپنے "ہاں" کے دعوے کو ثابت کریں۔ کہ بلیٰ ازل میں ہم نے "بلیٰ" کہا ہے ہمارا قول و فعل اس پر گواہ ہے۔

۳ چند۔ گواہوں کو قاضی کی عدالت میں خاموش نہ رہنا چاہیئے۔ زاں۔ دنیاوی زندگی قولی اور فعلی گواہی کے لئے ہے۔ از لجاج۔ اگر گواہ عدالت میں پہنچ کر خاموشی اختیار کرے تو یہ اس کا جھگڑالو پن ہے تانہ بدہی۔ جب تک گواہی نہ دے گا قاضی کی عدالت میں مقید رہے گا۔

یک۱ زماں کاریست بگذارو بتاز — کار کوتہ را مکن بر خود دراز
تھوڑی دیر کا کام ہے کر دے اور بھاگ جا — مختصر کام کو اپنے لئے لمبا نہ کر

خواہ در صد سال و خواہی یکزماں — ایں امانت را گذارو وارہاں
خواہ سو سال میں اور خواہ تھوڑی دیر میں — یہ امانت ادا کر دے اور چھوٹ جا

بیان آنکہ نماز و روزہ و حج و ہمہ چیز ہای بیرونی گواہیہاست برنورِ اندرونی
اس کا بیان کہ نماز اور روزہ اور حج اور ظاہری تمام چیزیں باطنی نور کی گواہ ہیں

ایں نماز و روزہ و حج و جہاد — ہم گواہی دادنست از اعتقاد
یہ نماز اور روزہ اور حج اور جہاد — بھی عقیدہ پر گواہی دینا ہے

ایں زکوٰۃ و ہدیہ و ترکِ حسد — ہم گواہی دادنست از سِرِّ خود
یہ زکوٰۃ اور ہدیہ اور حسد نہ کرنا — (بھی) اپنے باطن پر گواہی دینا ہے

خوان و مہمانی پئے اظہار راست — کاے مُہاں ما با شما ہستیم راست
دستر خوان اور مہمانی اس کے اظہار کیلئے ہے — کہ اے بزرگو! ہم تمہارے مخلص ہیں

ہدیہ۲ ہا وَ ارمُغان و پیشکش — شد گواہِ آنکہ ہستم با تو خوش
ہدیئے اور تحفہ اور نذرانہ — اس کے گواہ ہیں کہ ہم آپ سے خوش ہیں

ہر کسے کو شد بمالے یا فسوں — چیست؟ دارم گوہر در اندروں
جو شخص مال (دینے) یا دعا کی کوشش کرتا ہے — کیا ہے؟ میں باطن میں جوہر رکھتا ہوں

گوہرے دارم زتقویٰ یا سخا — ایں زکوٰۃ و روزہ بر ہر دو گوا
میں جو ہر رکھتا ہوں تقوے کا یا سخاوت کا — یہ زکوٰۃ اور روزہ دونوں کے گواہ ہیں

روزہ۳ گوید کرد تقویٰ از حلال — با حرامش داں کہ نبود اتصال
روزہ کہتا ہے کہ اس نے حلال سے پرہیز کیا — سمجھ لے کہ حرام سے اس کا اتصال نہ ہو گا

واں زکوٰتش گفت کو از مالِ خویش — میدہد پس چوں بدزد زاہلِ کیش
اس کی زکوٰۃ نے کہا کہ وہ اپنے مال میں سے — دیتا ہے پس تو دینداروں کا کیسے چرائے گا؟

گر بطراری کند پس دو گواہ — جرح شد در محکمہ عدلِ الٰہ
اگر (کوئی گواہ) زبان درازی کرے گا تو دونوں گواہ — خدا کے انصاف کے محکمہ میں مجروح ہو گئے

---

۱ یک زماں۔ گواہی دینا تھوڑی دیر کا کام ہے۔ اس معاملہ کو دراز نہ کر بے کار ہے۔ ایں نماز۔ ارکان اسلام پر عمل اعتقاد پر عملی گواہی ہے۔ سرخود۔ یعنی اعتقاد۔ خوان۔ اگر میزبان مہمان کی خاطر تواضع کرتا ہے تو یہ اس بات کی گواہی ہے کہ وہ مہمان سے خوش ہے۔

۲ ہدیہ ہا۔ کسی کو تحفہ دینا یہ بھی اس کی گواہی ہے کہ تو اس سے خوش ہے ہر کسے۔ اگر کوئی شخص مال صرف کرتا ہے یا دعا دیتا ہے تو یہ اس بات پر گواہ ہے کہ اس شخص میں تقویٰ کا جوہر موجود ہے یا وہ سخی ہے۔

۳ روزہ۔ روزہ اس بات کا گواہ ہے کہ اس نے خدا کے حکم کے مطابق حلال کھانے کو بھی ترک کر دیا ہے تو پھر وہ حرام کب کھا سکتا ہے۔ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ اس بات کی گواہ ہے کہ جب وہ اپنا مال صرف کر رہا ہے تو کسی دیندار کا مال کیسے چرا سکتا ہے۔ گر بطراری۔ اگر زکوٰۃ روزے میں ریا وغیرہ کا دخل کریگا تو یہ دونوں گواہ اللہ کے دربار میں عدالت سے گر کر مجروح ہو جائیں گے۔

ہست صیاد[۱] ار کند دانہ نثار ۔۔۔ نے ز رحم و جود بل بہرِ شکار
شکاری ہے ، اگر دانہ بکھیرتا ہے ۔۔۔ رحم اور سخاوت کی وجہ سے نہیں بلکہ شکار کرنے کیلئے

ہست گربہ روزہ دار اندر صیام ۔۔۔ خفتہ کردہ خویش بہرِ صید خام
بلی روزہ دار ہے ، روزوں میں ۔۔۔ ناتجربہ کار شکار کیلئے اپنے آپ کو سلائے ہوئے ہے

کردہ بدظن زیں کژی صد قوم را ۔۔۔ کردہ بد نام اہلِ جود و صوم را
اس کجی سے اس نے سینکڑوں قوموں کو بدظن کر دیا ۔۔۔ اس نے سخیوں اور روزہ داروں کو بدنام کیا

فضلِ حق با ایں کہ او کژ می تند ۔۔۔ عاقبت زیں جملہ پاکش می کند
باوجود یہ کہ وہ کجی کر رہا ہے اللہ کا کرم ۔۔۔ انجام کار ان سب سے اس کو پاک کر دیتا ہے

سبق[۲] بُردہ رحمتش واں غدر را ۔۔۔ دادہ نورے کہ نباشد بدر را
اس کی رحمت سبقت لے گئی اور اس غدار کو ۔۔۔ وہ نور عطا کیا جو چودھویں کے چاند میں نہیں ہوتا ہے

کوششش را شُستہ حق زیں اختلاط ۔۔۔ غسل دادہ رحمت او را ازیں خباط
اس غلط سلط سے اللہ (تعالیٰ) نے اس کی کوشش کو دھو دیا ۔۔۔ رحمت نے اس کو اس خبطی پن سے غسل دیدیا

تاکہ غفاریِ او ظاہر شود ۔۔۔ سئیاتِ جملہ را غافر شود
تاکہ اس کی غفاری ظاہر ہو جائے ۔۔۔ تمام گناہوں کو بخشنے والی بن جائے

پاک کردن آب ہمہ پلیدی ہارا و باز پاک کردن خدائے تعالیٰ آب را از پلیدی لا جرم حق تعالیٰ قدوس آمد

پانی کا تمام ناپاکیوں کو پاک کرنا اور پھر اللہ تعالیٰ کا پانی کو ناپاکی سے پاک کرنا لامحالہ اللہ تعالیٰ بہت پاک ثابت ہوا

آب بہرِ ایں ببارید از سماک[۳] ۔۔۔ تا پلیداں را کند از خبث پاک
پانی ابر سے اس لئے برسایا ۔۔۔ تاکہ ناپاکوں کو نجاست سے پاک کر دے

آب چوں بیکار گردد شُد نجس ۔۔۔ تا چناں شد کاب را رد کرد حس
پانی جب بیکار ہو گیا ناپاک ہو گیا ۔۔۔ ایسا ہو گیا کہ پانی کو حس نے رد کر دیا

حق ببردش باز در بحرِ صواب ۔۔۔ تا بشستش از کرم آں آب آب
اللہ (تعالیٰ) اس کو دوبارہ درستگی کے سمندر میں لے گیا ۔۔۔ یہاں تک کہ اس کے کرم نے پانی کو پانی سے دھو دیا

۱ صیاد۔ شکاری پرندوں کو دانہ ڈالتا ہے لیکن یہ سخاوت نہیں ہے گربہ۔ بلی بھی روزہ دار معلوم ہوتی ہے لیکن اس نے یہ صورت محض شکار کو پھانسنے کے لئے بنا رکھی ہے۔ کردہ بدظن۔ ریاکاری کے ساتھ روزہ رکھنے والا اور مال خرچ کرنے والا روزہ دار اور سخی کا بدنام کنندہ ہے۔ فضل حق عبادت شروع میں ریا پھر عادت بنتی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو عبادت بنا دیتا ہے۔

۲ سبق بُردہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سابق ہے اسلئے اللہ تعالیٰ ریاکار غدار کو بھی انجام میں نور بخش دیتا ہے کوشش۔ اللہ تعالیٰ اس عبادت کو جس میں ریا ہوتا ہے پاک صاف کر دیتا ہے تاکہ اس کی غفاری کا مظاہرہ ہو سکے۔ پاک اللہ تعالیٰ پانی کے ذریعہ نجس کو پاک کرتا ہے۔ پھر اس ناپاک پانی کو از سر نو برسا کر پاک کر دیتا ہے تاکہ اس کی صفت قدوسیت ظاہر ہو سکے۔

۳ سماک۔ ابر یا آسمان۔ خبث نجاست۔ آب جب پانی ناپاک ہو جاتا ہے تو انسان اس کو استعمال نہیں کرتا ہے حضرت حق تعالیٰ اس کو پھر واپس بلا لیتا ہے اور اس کو پاک صاف کر کے پھر دنیا میں بھیج دیتا ہے۔

سالِ [1] دیگر آمد اُو دامن کشاں
وہ دوسرے سال تازہ انداز سے آیا
ہی کجا بودی؟ بدریای خوشاں
پائیں! تو کہاں تھا؟ اچھوں کے دریا میں

من نجس زیں جا شدم پاک آمدم
میں اس جگہ سے ناپاک گیا، پاک آیا ہوں
بستدم خلعت سُوی خاک آمدم
میں نے شاہی لباس حاصل کیا، زمین کی جانب آ گیا ہوں

ہِیں بیائید اے پلیداں سُوی من
خبردار! اے ناپاکو! میرے پاس آؤ
کہ گرفت از خوی یزداں خوی من
کیونکہ میری عادت نے اللہ تعالیٰ کی عادت حاصل کرلی ہے

دَر پذیرم جُملہ زشتیت را
میں تیری جملہ برائیوں کو قبول کر لیتا ہوں
چوں ملک پاکی دہم عفریت را
میں بھوت کو فرشتہ کی سی پاکی عطا کر دیتا ہوں

چوں [2] شوم آلودہ باز آنجا رَوَم
جب گندہ ہو جاتا ہوں پھر اس جگہ چلا جاتا ہوں
سُوئے اصلِ اصل پاکیہا رَوم
اصل پاکیوں کی اصل کی طرف چلا جاتا ہوں

دلقِ چرکیں بَر کَنَم آنجا زِسَر
وہاں میلی گدڑی سر سے اتار دیتا ہوں
خلعتِ پاکم دہد بارِ دگر
وہ مجھے دوبارہ پاک لباس عنایت کر دیتا ہے

کارِ اُو این ست و کارِ من ہمیں
اس کا یہ کام ہے اور میرا یہ کام ہے
عالم آرایست ربّ العالمیں
جہانوں کا پالنے والا، عالم کو سنوارنے والا ہے

گر نبودے ایں پلیدیہائے ما
اگر یہ ہماری ناپاکیاں نہ ہوتیں
کے بُدے ایں بار نامہ آب را
پانی کا یہ کارنامہ کب ہوتا؟

کیسہائے زَر بدزدید از کسے
کسی سے سونے کی تھیلیاں چرائے ہوئے
میرود ہر سُو کہ ہیں کو مُفلسے
ہر جانب جاتا ہے کہ ہاں مفلس کہاں ہے؟

تا بریزد [3] بَر گیاہِ رُستۂ
تاکہ اگی ہوئی گھاس پر بہا دے
تا بشوید رُوی ہَر نا شُستۂ
تاکہ ہر نہ دھلے ہوئے کا منہ دھو دے

تا بگیرد بر سَر اُو حمّال وار
تاکہ بوجھ اٹھانے والے کی طرح سر پر لے لے
کشتیِ بے دَست و پارا در بحار
سمندروں میں بے دست و پا کشتی کو

صد ہزاراں دارو اندروے نہاں
اس میں لاکھوں دوائیں پوشیدہ ہیں
زانکہ دارُو زوبر وید دَر جہاں
کیونکہ دوا دنیا میں اسی سے اگتی ہے

جانِ ہَر دردے دلِ ہَر دانۂ
وہ (پانی) ہر صد کی جان اور ہر دانہ کا دل ہے
میرود دَر جُو چو دا رُو خانۂ
وہ اس نہر میں چلا جاتا ہے جو دوا خانہ کیطرح ہے

[1] سال دیگر۔ برسات کے موسم میں پھر وہ پانی پاک صاف ہو کر برس پڑتا ہے۔ اس پانی سے کوئی دریافت کرتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں جنتیوں کے دریا میں تھا من نجس۔ میں اس دنیا میں ناپاک ہو گیا تھا۔ اسلئے چلا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے پھر پاکی کی خلعت عطا فرما دی تو میں دوبارہ دنیا میں آ گیا ہوں۔ ہیں۔ وہ پانی کہتا ہے کہ اے ناپاکو میری جانب آ جاؤ میں تمہیں پاک کر دونگا کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کی صفت قدوسیت حاصل کرلی ہے۔ در پذیرم۔ میں سب برائیوں کو دھو دیتا ہوں۔ اگر انسان شیطان بھی ہے تو اس کو فرشتہ کی طرح پاک صاف بنا دیتا ہوں۔

[2] چوں شوم۔ جب ناپاک ہو جاؤں گا پھر اس دربار میں پہنچ جاؤں گا اور از سر نو پاکی حاصل کرلوں گا۔ کار او۔ اللہ تعالیٰ کا کام پاک کرتا ہے اور میرا کام دوسروں کو پاک کر کے آلودہ ہو جاتا ہے۔ گر نبودے۔ اگر دنیا میں ناپاکی نہ ہوتی تو پانی کی صفت ظاہر نہ ہوتی۔ کیسہائے۔ پانی ہر ضرورتمند کو سیراب کرتا ہے۔

[3] تا بریزد۔ پانی گھاسوں کو سیراب کرتا ہے ہر ناپاک کو پاک بناتا ہے دریا میں اپنے سر پر کشتی کو لئے پھرتا ہے صد ہزاراں۔ بر بسو۔ میں شفا کی خاصیت پانی سے پیدا ہوتی ہے۔ جان۔ پانی ہی بیماری کی دوا عطا کرتا ہے اور نہروں میں شفا خانہ بن کر بہتا ہے۔

زوِ یتیمانِ ۱ زمیں را پرورش — تشنگانِ خشک را ازوے روش
زمین کے یتیموں کی اس سے پرورش ہے — خشک پیاسوں کی اس سے رفتار ہے

استعانت خواستن آب از حق تعالیٰ بعد از تیرہ شدن
پانی کا گدلا ہونے کے بعد حضرت حق تعالیٰ سے مدد چاہنا اور

وقبول کردن حق تعالیٰ دعائے آب را
اللہ تعالیٰ کا پانی کی دعا کو قبول کرنا

چوں نماند مایہ اش تیرہ شود — ہمچو ما اندر زمیں خیرہ شود
جب اس کا سرمایہ نہیں رہتا وہ گدلا ہو جاتا ہے — ہماری طرح زمین میں حیران ہو جاتا ہے

نالہ از باطن بر آرد کاے خدا — آنچہ دادی دادم و ماندم گدا
اندر سے فریاد کرتا ہے کہ اے خدا! — جو کچھ تو نے دیا تھا میں نے دیدیا اور میں فقیر ہو گیا

ریختم سرمایہ بر پاک و پلید — اے شہ سرمایہ دہ ھل من مزید
میں نے سرمایہ پاک اور ناپاک پر بہا دیا — اے سرمایہ عطا کرنیوالے شاہ! اور زیادہ عطا کر

ابر را ۲ گوید ببر جائے خوشش — ہم تو خورشید آبلا بر کششش
ابر کو حکم فرماتا ہے کہ اس کو اچھی جگہ لے جا — سورج تو بھی آ، اس کو اوپر کھینچ لے

راہہائے مختلف میراندش — تا رساند سوئے بحرِ بیحدش
وہ اس کو مختلف راستوں پر چلاتا ہے — یہانتک کہ اس کو لامحدود دریا تک پہنچا دیتا ہے

خود ۳ غرض زیں آب جانِ اولیاست — کو غسولِ تیرگی ہائے شماست
اس پانی سے مقصود اولیاء کی جان ہے — کیونکہ وہ تمہاری تاریکیوں کو دھونیوالی ہے

چوں شود تیرہ ز غسلِ اہلِ فرش — باز گردد سوئے پاکی بخشِ عرش
جب وہ زمین والوں کو دھونے سے میلی ہو جاتی ہے — عرش کو پاکی بخشنے والے کی طرف واپس ہو جاتی ہے

باز آرد زاں طرف دامن کشاں — از طہاراتِ محیط او دُر فشاں
اس جانب سے پھر لاتی ہے دامن پھیلائے ہوئے — وہ موتی برسانے والی محیط کی پاکیزگیوں کو

وز تیمم وارہاند جملہ را — وز تحری طالبانِ قبلہ را
سب کو تیمم سے نجات دلاتی ہے — اور قبلہ کے طلبگاروں کو اٹکل کرنے سے

زاختلاطِ خلق یابد اعتلال — آں سفر جوید کہ اَرِحنا یا بلال
لوگوں میں گھلنے ملنے سے وہ بیماری محسوس کرتی ہے — وہ سفر تلاش کرتی ہے جیسا کہ "اے بلال! ہمیں آرام پہنچا"

---

۱ زو۔ زمین کے بے سہارا اس سے سہارا پکڑتے ہیں اور خشک اس سے تری حاصل کرتے ہیں۔ استعانت۔ پانی نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ گدلا ہو جانے کے بعد وہ پھر صاف ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی خیرہ۔ حیران۔ نالہ۔ پانی فریاد کرتا ہے۔ کہ جو پاکی تو نے مجھے عنایت کی تھی وہ میں نے دور کر دی۔ ھل من مزید۔ کیا کچھ اور ہے۔

۲ ابر۔ اس فریاد پر اللہ تعالیٰ ابر کو حکم دیتا ہے کہ اس پانی کو تو دوسری جگہ لے جا اور سورج کو حکم دیتا ہے کہ تو پانی کو اوپر کھینچ لے چنانچہ سورج اپنی گرمی سے اس کو بھاپ بنا کر اوپر کھینچ لیتا ہے۔

۳ خود غرض۔ اس پانی کے احوال کے ذریعے سے مقصود اولیاء کرام کے حالات کو سمجھانا تھا اولیاء بھی تمہاری نجاستوں کو پاک کرتے ہیں۔ چوں۔ جب عوام کے اختلاط سے انمیں کدورت پیدا ہو جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور تبتل الیہ تبتیلا اس اللہ کی طرف رجوع کر۔ پر عمل کرتے ہیں۔ باز آرد۔ جب شیخ تبتل اختیار کرتا ہے تو پھر اس میں منجانب اللہ تطہیر کی طاقت آ جاتی ہے۔ وز تیمم۔ اب وہ مریدوں کو طہارت کاملہ عطا کرتا ہے۔ اور عین کے کعبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ اعتلال۔ بیمار ہونا۔ ارحنا۔ آنحضور نے حضرت بلالؓ سے فرمایا ہمیں اذان کے کلمات سنا کر راحت پہنچا۔

اے بلالِ خوش نوائے خوش صہیل — میذنہ بر رو بزن طبلِ ۱ رحیل

اے خوش نوا ، خوش آواز بلال ! — میذنہ پر جا ، کوچ کو نقارہ بجا دے

جاں سفر رفت و بدن اندر قیام — وقتِ رجعت زیں سبب گوید سلام

جان سفر میں چلی گئی اور بدن قیام میں ہے — واپسی کے وقت اسی لئے سلام کرتی ہے

ایں مثل چوں واسطہ ست اندر کلام — واسطہ شرط ست بہرِ فہمِ عام

یہ مثال گفتگو میں واسطہ کی طرح ہے — عوام کے سمجھنے کے لئے واسطہ ضروری ہے

اندر آتش کے رود بے واسطہ — جز سمندر کو رہید از رابطہ

بغیر واسطہ کے آگ میں کب جاتا ہے ؟ — سوائے سمندر (کیڑے) کے جو واسطہ سے آزاد ہوگیا ہے

واسطہ حمام ۲ باید مر ترا — تاز آتش خوش کنی تو طبع را

تیرے لئے حمام کا واسطہ چاہیے — تاکہ تو گرمی سے طبیعت کو خوش کر لے

چوں نتانی شد در آتش چوں خلیلؑ — گشت حمامت رسول آبت دلیل

جبکہ تو خلیل (اللہ) کی طرح آگ میں نہیں جاسکتا ہے — رسول تیرا حمام (اور) پانی تیرا راہنما بنا

سیری از حق ست لیک اہلِ طبع — کے رسد بے واسطہ ناں در شبع

پیٹ بھرنا اللہ کی جانب سے ہے لیکن طبیعت والا — پیٹ بھرنے کو روٹی کے واسطہ کے بغیر کب پہنچتا ہے؟

لطف از حق ست لیکن اہلِ تن — در نیابد لطف بے پردہ چمن

لطف اللہ کی جانب سے ہے لیکن جسم والا — چمن کے پردے کے بغیر لطف حاصل نہیں کرتا ہے

چوں ۳ نماند واسطہ تن بے حجیب — ہمچو موسیٰ نورِ مہ تا بد زجیب

جب واسطہ نہیں رہتا جسم بغیر پردے کے — حضرت موسیٰ کی طرح چاند کا نور گریبان میں سے چمکتا ہے

گواہی دادن فعل و قولِ بیرونی بر ضمیر و نورِ اندرونی

بیرونی قول و فعل کا دل اور اندرونی نور پر گواہی دینا

ایں ہنر ہا آب راہم شاہد ست — کاندرونش پُر زنورِ ایزد ست

یہ ہنر پانی کے بھی گواہ ہیں — کہ اس کا باطن خدائی نور سے پر ہے

فعل و قول آمد گواہانِ ضمیر — زیں دو بر باطن تو استدلال گیر

فعل اور قول دل کے گواہ ہیں — ان دونوں سے تو باطن پر دلیل حاصل کر لے

---

۱ طبلِ رحیل۔ سفر کا نقارہ یعنی رجوع الی اللہ کا اعلان۔ جاں سفر۔ نماز کی حالت میں روح قربِ الٰہی کا سفر اختیار کرتی ہے اور جسم رکوع و سجود ادا کرتا ہے۔ نماز کے ختم پر جو سلام ہے وہ گویا روح واپس آ کر سلام کرتی ہے۔ ایں مثل۔ رجوع الی اللہ کے سلسلہ میں آنحضورؐ کی یہ مثال مطلب سمجھانے کیلئے ایک واسطہ اور ذریعہ ہے۔ عوام بغیر مثال اور واسطہ کے مقصد تک نہیں پہنچتے ہیں۔ اندر آتش۔ سمندر کیڑا بغیر کسی واسطہ کے آگ سے مستفید ہوتا ہے کیونکہ دوسرے کسی واسطے کے ذریعہ آگ سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

۲ حمام۔ حمام آگ سے گرم کیا جاتا ہے عوام اس کے واسطے سے آگ کی گرمی سے مستفید ہوتے ہیں۔ چوں نتانی۔ حضرت ابراہیمؑ کو واسطہ کی ضرورت نہ تھی عوام کے لئے رسول بمنزلہ حمام اور ان کی شریعت بمنزلہ پانی کے ہے سیری۔ پیٹ کا بھرنا منجانب اللہ ہے لیکن اس کے لئے روٹی واسطہ ہے لطف اللہ کی جانب سے ہے۔ چمن اس کا واسطہ ہے۔

۳ چوں نماند۔ جب واسطہ ختم ہو جاتے ہیں تو پھر براہِ راست استفادہ ہونے لگتا ہے۔ ایں ہنر۔ یعنی پانی کا دوسری چیزوں کو پاک کرنا اور پھر خود پاک ہو جانا۔ فعل و قول۔ انسان کے افعال اور اقوال سے اس کے باطن کا حال معلوم ہوتا ہے۔

چوں [1] ندارد سیر سرت دروں — بنگر اندر بولِ رنجور از بروں
جب تیرا باطن اندر کی سیر نہیں کر سکتا ہے — تو بیمار کے پیشاب پر باہر سے غور کر لے

فعل و قول آں بولِ رنجوراں بود — کہ طبیبِ جسم را برہاں بود
بیماروں کا قول و فعل وہ پیشاب ہے — جو جسمانی طبیب کے لئے دلیل ہے

واں طبیبِ روح در جانش رود — وز رہِ جاں اندرا یمانش رود
روحانی طبیب اس کی روح میں گھستا ہے — اور روح کے راستے سے اس کے ایمان میں چلا جاتا ہے

حاجتش نبود بقول و فعلِ خوب — اُحْذَرُوْهُمْ هُمْ جَوَاسِيْسُ الْقُلُوْب
اس کو اچھے فعل و قول کی ضرورت نہیں ہے — ان سے ڈرو وہ دلوں کے جاسوس ہیں

ایں [2] گواہِ فعل و قول اے ز وے بجوی — کو بدریا نیست واصل ہمچو جوی
فعل و قول کی گواہی اس میں تلاش کر — جو دریا سے نہر کی طرح ملا ہوا ہے

قول و فعلِ او گواہِ او بود — کو بدریا متصل چوں جو بود
اس کا قول و فعل اس کا گواہ ہوتا ہے — جو نہر کی طرح دریا سے ملا ہوا ہوتا ہے

بنگر اندر فعلِ او و قولِ او — تاچہ دارد در ضمیر آں راز جو
اس کے فعل اور اس کے قول کو دیکھ — کہ وہ راز کو تلاش کرنے والا دل میں کیا رکھتا ہے

نورش اندر مرتبت چندست و چیست — بہرِ صید او دانہ پاشد یا سخی ست
اس کے مرتبہ میں نور کتنا اور کیسا ہے — وہ شکار کے لئے دانہ ڈال رہا ہے یا سخی ہے

گر بود [3] صیاد از وے دور شو — واں فسون و فعل و قولش کم شنو
اگر وہ شکاری ہے اس سے دور ہو جا — اس کا منتر اور فعل و قول نہ سن

ور بود صدیق دست از وے مدار — تا رساند مر ترا سوئے بحار
اگر وہ صدیق ہے تو اس سے دستبردار نہ ہو — تاکہ وہ تجھے سمندروں تک پہنچا دے

در بیانِ آنکہ آں نور خدا خود را از اندرون سرِّ عارف ظاہر کند بر خلقان بے فعلِ عارف و بے قولِ عارف افزوں باشد ازاں کہ بفعل و قولِ او ظاہر گردد چنانکہ چوں آفتاب بلند

اس کا بیان کہ وہ خدائی نور جو خود کو عارف کے باطن سے بغیر عارف کے فعل کے اور بغیر عارف کے قول کے لوگوں پر ظاہر کرے وہ اس نور سے بڑھا ہوا ہے جو اس کے فعل اور قول سے ظاہر ہو جیسا کہ جب سورج نکلتا ہے تو

---

[1] چوں ندارد۔ طبیب مریض کے اندر کی حالت نہیں دیکھ سکتا تو وہ قارورہ کے ذریعہ حالت معلوم کرتا ہے۔ واں طبیب۔ شیخ جو روحانی طبیب ہے وہ مرید کے باطن کی سیر کر لیتا ہے لہٰذا اس کو مرید کے قول و فعل سے استدلال کی ضرورت نہیں ہے۔ شیوخ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔

[2] ایں گواہ۔ عوام کو شیخ کے انتخاب میں شیخ کے قول و فعل سے اس کے باطن پر استدلال کرنا چاہیے اور پتہ لگانا چاہیے کہ اس کا اتصال بحرِ حقیقت سے ہے یا نہیں۔ تاچہ دارد۔ اس کا قول و فعل اس کے ضمیر کو بتائے گا۔ بہرِ صید۔ یہ معلوم کر لینا ضروری ہے کہ اس کا ظاہر محض لوگوں کو پھنسانے کے لئے ہے یا اس میں کوئی ...... حقیقت پوشیدہ ہے۔

[3] گر بود۔ اگر وہ محض بناوٹی شیخ ہے تو اس کے قول و فعل کی طرف دھیان نہ کر۔ ور بود۔ اور اگر وہ شیخ صادق ہے تو اس سے وابستہ ہو جا تاکہ وہ حقیقت کے سمندروں تک پہنچا دے۔ در بیان۔ اگر شیخ میں خدائی نور ہوتا ہے تو وہ لامحالہ ظاہر ہو کر رہتا ہے اور اس کے اظہار کیلئے شیخ کے کسی قول و فعل کی ضرورت نہیں ہے۔

شود ببانگ خروس و اعلام مؤذن و علامات دیگر حاجت نیاید

اس کو مرغے کی اذان اور مؤذن کے بتانے اور دوسری علامتوں کی ضرورت نہیں ہوتی

لیک ۱؎ نورِ سالکے کز حد گذشت ۔۔۔ نورِ اُو پُر شد بیابا نہاو دشت

لیکن سالک کا وہ نور جو حد سے بڑھ گیا ہے ۔۔۔ اس کے نور سے جنگل اور بیابان پر ہو جاتے ہیں

شاہدیش فارغ آمداز شہود ۔۔۔ وز تکلفہای و جانبازی وجود

اس کی گواہی گواہیوں سے بے نیاز ہے ۔۔۔ اور جسم کے تکلفات اور جانبازی سے

نورِ آں گوہر چو بیروں تافتہ است ۔۔۔ زیں تسلسہا فراغت یافتہ است

جبکہ اس کے نور کا جوہر باہر چمک گیا ہے ۔۔۔ اس کو ان مکاریوں سے نجات مل گئی ہے

پس ۲؎ مجواز وے گواہِ فعل و گفت ۔۔۔ کہ از وہر دو جہاں چوں گل شگفت

تو اس سے فعل و قول کا گواہ نہ چاہ ۔۔۔ کیونکہ دونوں جہان اس کی وجہ سے پھول کی طرح کھلتے ہیں

ایں گواہی چیست ؟ اظہارِ نہاں ۔۔۔ خواہ قول و خواہ فعل و غیرِ آں

یہ گواہی کیا ہے ؟ پوشیدہ کو ظاہر کرنا ہے ۔۔۔ خواہ وہ گواہی قول ہو اور خواہ فعل اور اس کے علاوہ ہے

کہ عرض اظہارِ سرِّ جوہر ست ۔۔۔ وصف باقی ویں عرض بر معبر ست

کیونکہ جوہر کے راز کا ظاہر کرنا عرض ہے ۔۔۔ صفت باقی ہے اور یہ عرض گذرگاہ پر ہے

ایں نشانِ زر نماند بر محک ۔۔۔ زر بماند نیک نام و بے زشک

کسوٹی پر سونے کا یہ نشان باقی نہیں رہتا ۔۔۔ سونا نیک نام اور بے شک باقی رہتا ہے

ایں ۳؎ صلوٰۃ وایں جہاد وایں صیام ۔۔۔ ہم نماند جاں بماند نیک نام

یہ نماز اور جہاد اور یہ روزے ۔۔۔ بھی نہ رہیں گے جان نیک نام رہیگی

جاں چنیں افعال و اقوالے نمود ۔۔۔ بر محکِ امر جوہر را بسود

جان نے ایسے افعال اور اقوال ظاہر کیے ۔۔۔ جوہر کو امر کی کسوٹی پر گھسا

کا عتقادم راست ست اینک گواہ ۔۔۔ لیک ہست اندر گواہاں اشتباہ

کہ میرا عقیدہ درست ہے یہ گواہ ہے ۔۔۔ لیکن گواہوں میں شبہ ہوتا ہے

تزکیہ باید گواہاں را بداں ۔۔۔ تزکیہ اش اخلاص و موقوفی بداں

سمجھ لے گواہوں میں عدالت ہونی چاہیے ۔۔۔ اس کی عدالت اخلاص اور تیرا اس پر مطلع ہونا ہے

حفظ لفظ اندر گواہِ قولی ست ۔۔۔ حفظ عہد اندر گواہِ فعلی ست

قولی گواہ میں لفظوں کی نگہداشت ہے ۔۔۔ فعلی گواہ میں عہد کی حفاظت ہے

۱؎ لیک۔ عارف باللہ میں وہ نور ہوتا ہے کہ اس سے عالم پر ہو جاتا ہے شاہدیش۔ اس کے لئے گواہوں کی گواہی کی ضرورت نہیں ہے نور آں۔ اس کے جوہر کا نور ایسا روشن ہوتا ہے کہ اس کے اظہار کے لئے کسی تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۲؎ پس مجو۔ ایسے شیخ کی صداقت پر اس کے قول و فعل سے گواہی چاہنا مناسب نہیں ہے کہ عرض۔ عرض فنا ہو جاتا ہے جوہر باقی رہتا ہے قول و فعل عرض ہے اور نور باطن جوہر ہے بر معبرست۔ یعنی فانی ہے۔ وصف یعنی نور باطن ایں نشان۔ سونے کو پہچاننے کے لئے کسوٹی پر گیا جاتا ہے وہ کس فنا ہو جاتا ہے اور سونا باقی رہتا ہے۔

۳؎ ایں صلوٰۃ۔ عبادات کے ذریعہ روح کو نیک نامی حاصل ہوتی ہے یہ عبادات فانی ہیں نیکنامی باقی رہتی ہے۔ جاں۔ روح اپنی نیکنامی کیلئے خدائی حکم کے مطابق افعال و اقوال ظاہر کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ میرا اعتقاد درست ہے اور یہ افعال و اقوال اس کے گواہ ہیں لیکن ہر گواہ قابل قبول نہیں ہوتا بلکہ عادل گواہ قابل اعتبار ہوتا ہے اسلئے گواہ کا تزکیہ یعنی اس کی عدالت ثابت کرنا ضروری ہے افعال و اقوال کا تزکیہ یہ ہے کہ ان میں اخلاص ہو ریا وغیرہ نہ ہو۔ حفظ لفظ۔ تیرا ایمان جو گواہ قولی ہے اس میں اس کی ضرورت ہے کہ تیری زبان سے کوئی غیر مناسب لفظ نہ نکلے فعلی گواہ میں اس کی ضرورت ہو کر تو اپنے افعال میں عہد الست کی برابر نگہداشت رکھے۔

گواہ ۱ قول کژ گوید ردست / در گواہِ فعل کژ پوید بدست
اگر قولی گواہ ٹیڑھی بات کہے تو رد ہے / اگر فعلی گواہ ٹیڑھا چلے تو بد ہے

قول و فعلِ بے تناقض بایدت / تا قبول اندر زماں پیش آیدت
بغیر اختلاف کا قول و فعل تیرے لئے ضروری ہے / تاکہ زمانہ میں قبولیت تیرے سامنے آئے

سَعْیُکُمْ شَتّیٰ تناقض اندرید / روز میدو زید و شب بر مید رید
تمہاری کوششیں مختلف ہیں تم تناقض میں ہو / دن کو سیتے ہو اور رات کو پھاڑتے ہو

پس گواہی با تناقض کہ شنود / یا مگر حکمے کند از لطف خود
تو تناقض کے ساتھ گواہی کون سنتا ہے؟ / ہاں اگر اپنی مہربانی سے فیصلہ کر دے

فعل ۲ و قول اظہارِ سرّ ست و ضمیر / ہر دو پیدا میکند سرِّ ستیر
فعل اور قول راز اور دل کا اظہار ہے / دونوں چھپے ہوئے راز کو ظاہر کر دیتے ہیں

چوں گواہت تزکیہ شد شد قبول / ورنہ محبوس ست اندر مُول مُول
جب تیرے گواہ کی عدالت ثابت ہو گئی وہ مقبول ہو گیا / ورنہ وہ ٹھہرا رہ ٹھہرا رہ میں پھنسا ہوا ہے

تا تو بستیزی ستیز ند اے حروں / فَانْتَظِرْ ھُمْ اِنَّھُمْ مُنْتَظِرُوْنَ
اے سرکش جب تک تو جھگڑا کریگا وہ جھگڑینگے / پس تو ان کا انتظار کر وہ بھی منتظر ہیں

عرضہ ۳ کردن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت را بر مہمانِ خویش

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مہمان پر کلمۂ شہادت پیش کرنا

ایں سخن پایاں ندارد مصطفیٰ / عرضہ کرد ایمان و پذرفت آں فتےٰ
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے مصطفیٰ نے / ایمان پیش کر دیا اور اس نوجوان نے قبول کر لیا

آں شہادت را کہ فرخ بودہ ست / بندہائے بستہ را بکشودہ ست
وہ (کلمہ) شہادت جو با برکت ہے / جس نے بندھی ہوئی بندشوں کو کھولا ہے

گشت مومن گفت اورا مصطفیٰ / کامشباں ہم باش تو مہمانِ ما
وہ مومن بن گیا اس کو مصطفیٰ نے فرمایا / تو آج کی رات بھی ہمارا مہمان رہ

گفت واللہ تا ابد ضیف توام / ہر کجا باشم بہر جا کہ روم
اس نے کہا خدا کی قسم ہمیشہ کیلئے آپ کا مہمان ہوں / جہاں کہیں بھی رہوں، جہاں بھی جاؤں

---

۱ گر گواہ قول۔ قولی گواہ سے اگر کوئی لفظ غلط نکلے گا تو گواہ مردود ہو جائیگا فعلی گواہ میں اگر کوئی عمل عہد الست کے خلاف ہوگا تو وہ مردود ہو جائیگا۔ قول و فعل۔ ان دونوں گواہوں میں موافقت ضروری ہے ورنہ مردود ہو جائیں گے۔ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی۔ تمہاری کوششیں مختلف ہیں قرآن پاک میں ہے ان سعیکم لشتی روز۔ دن میں کچھ رات میں کچھ اور کرتے ہیں۔ یا مگر۔ یہ گواہی مردود ہے۔ ہاں خدا ہے فضل سے قبول کر سکتا ہے۔

۲ فعل و قول۔ انسان کا قول و فعل اس کے دل میں چھپی ہوئی کیفیت ظاہر کرتے ہیں۔ چوں۔ اگر گواہوں کی نیکی ثابت ہو جاتی ہے تو گواہی مقبول ہو جاتی ہے ورنہ گواہ خود پھنس جاتا ہے۔ مول مول۔ یعنی اس کو حکم ہوگا کہ ٹھہر رہ۔ فانتظرھم۔ قرآن پاک میں آنحضور کو حکم ہے فاعرض عنھم فانتظرھم ... منتظرون۔ اے نبی آپ ان سے روگردانی کر لیجئے اور انتظار کیجئے وہ بھی انتظار میں ہیں۔

۳ عرضہ کردن۔ پیش کرنا۔ شہادت۔ کلمہ شہادت۔ فرخ مبارک گشت۔ وہ کافر مہمان کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ امشباں۔ آج کی رات گفت۔ اس نے کہا اب تو میں جہاں کہیں بھی رہوں آپ کے دستر خوان کا خوشہ چیں ہوں۔

زندہ[۱] کردہ مُعتَق و دربانِ تُو — ایں جہان و آں بر خوانِ تُو

آپ کا زندہ کیا ہوا اور آزاد کیا ہوا اور دربان ہوں — اس جہان میں اور اس جہان میں آپ کے دسترخوان پر ہوں

ہر کہ بگزیند جُز ایں بگزیدخوان — عاقبت دَرَّد گلویش اُستخواں

جو اس منتخب دستر خوان کے علاوہ منتخب کریگا — انجام کار ہڈی اس کا گلا پھاڑ دے گی

ہر کہ سُوئے غیرِ خوانِ تو رَوَد — دیو با اُوداں کہ ہم کاسہ بُوَد

جو آپ کے دستر خوان کے غیر کے پاس جائے گا — سمجھ لیجئے، شیطان اس کا ہم پیالہ ہو گا

ہر کہ از ہمسائگیِ تو رَوَد — دیو بے شک کہ ہمسایہ اَش بُوَد

جو آپ کے پڑوس سے جائے — بیشک شیطان اس کا پڑوسی ہو گا

وَر رَود بے تو سفر اُو دُور دست — دیو بد ہمراہ وہم سفرہ وَست

اگر وہ دور و دراز آپ کے بغیر سفر کرے — شیطان اس کا ہمراہی اور شریک دستر خوان ہے

ورنشیند بے تو بر اسپ شریف — حاسدِ ماہست دیو اُورا رَدیف

اگر آپ کے بغیر وہ عمدہ گھوڑے پر بیٹھے — وہ ہمارا حاسد ہے، شیطان اس کے پیچھے سوار ہے

وَر بچہ[۲] گیرد از و شہنازِ اُو — دیو در نسلش بُوَد انبازِ اُو

اگر اس کی نازنین (بیوی) اس سے بچہ جنے — شیطان اس کی نسل میں اس کا شریک ہو گا

دَر نُبے شارِکْہُم گفت ست حق — ہم دَر اموال و دَر اولاد از سَبق

اللہ (تعالیٰ) نے قرآن میں "ان کا شریک ہو جا" فرمایا — مالوں میں بھی اور اولاد میں بھی پہلے سے

گفت پیغمبرؐ زغیب ایں را جلی — در مقاماتِ نوا در با علیؓ

پیغمبرؐ نے واضح طور پر یہ غیب سے فرمایا — نادر مقامات میں (حضرت) علیؓ سے

یا رسولؐ اللہ[۳] رسالت را تمام — تو نمودی ہمچو شمسِ بے غمام

اے اللہ کے رسولؐ پوری رسالت کو — آپ نے دکھا دیا بغیر ابر کے سورج کی طرح

ایں کہ تو کردی دو صد مادر نکرد — عیسیٰ و افسونش با عاذر نکرد

جو کچھ آپ نے کیا دو سو ماؤں نے نہ کیا — (حضرت) عیسیٰ اور انکی دعا نے عاذر کیساتھ نہ کیا

از تو جانم از اجل نک جان بُرد — عاذر ارشد زندہ آندم باز مُرد

اب میری جان آپ کی وجہ سے موت سے جان بچا گئی — عاذر اگر اس وقت زندہ ہوا پھر مر گیا

گشت مہمانِ رسولؐ آنشب عرب — شیر یک بُز نیمہ خوردو بَست لب

عرب اس رات رسولؐ کا مہمان ہو گیا — ایک بکری کا آدھا دودھ پیا اور ہونٹ بند کر لئے

---

۱ زندہ کردہ۔ آپ نے مجھے حیات ابدی عنایت کی ہے۔ معتق۔ غلامی سے آزاد شدہ۔ آں جہاں عالم آخرت۔ ہر کہ۔ جو آپ کے دستر خوان سے بھاگے گا وہ ہلاک ہوگا اور شیطان اس کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ بنیگا۔ ہمسائگی۔ جو آپ کا پڑوس چھوڑے گا شیطان اس کا پڑوسی بنے گا۔ سُفرہ۔ دستر خوان۔

۲ ور بچہ گر اس کی بیوی کے بچہ پیدا ہوگا اسپر شیطانی اثر ہوگا۔ شہناز۔ شاہ ناز یعنی بیوی۔ انباز۔ شریک۔ نبے۔ قرآن پاک میں شیطان کو خطاب کیا گیا ہے "وشارِکْھُمْ فی الأموالِ والاَولادِ اور تو ان کا مالوں اور اولاد میں شریک بن جا"

۳ یارسول اللہ۔ اس نو مسلم مہمان نے کہا۔ تمام۔ ابر۔ دو صد مادر۔ ماں کی محبت مشہور ہے۔ از رہ وہ شخص جس کو حضرت عیسیٰ نے مرنے کے چالیس سال بعد زندہ کر دیا تھا لیکن پھر وہ طبعی موت مر گیا تو اس کی حیات عارضی تھی آپ نے مجھے ابدی زندگی عطا کر دی ہے۔ گشت۔ وہی بسیار خور اب مسلمان ہونے کے بعد ایک بکری کے آدھے دودھ سے سیر ہو گیا۔

کردِ الحاحش نجور شیر ورقاق — گفت گشتم سیرو اللہ بے نفاق
آنحضورؐ نے اس سے اصرار کیا کہ دودھ اور روٹی کھا لے — اس نے کہا میرا پیٹ بھر گیا خدا کی قسم ایمانداری سے

ایں تکلف نیست نے ناموس وفن — سیر تر گشتم ازاں کہ دوش من
یہ تکلف نہیں ہے نہ شرم اور مکر — میں اس سے زیادہ پیٹ بھرا ہوں جتنا کہ کل (تھا)

در عجب ماندند جملہ اہلِ بیت — پُر شد ایں قندیل از یکقطرہ زیت
سب گھر والے تعجب میں پڑ گئے — کہ یہ قندیل زیت کے ایک قطرے سے بھر گیا

آنچہ قوتِ مرغِ بابیلے بُود — سیریِ معدہ چنیں پیلے بُود
جو ابابیل پرند کی خوراک ہو — ایسے ہاتھی کا اس سے پیٹ بھر جائے

فجنجے افتاد اندر مرد وزن — قدرِ پشہ می خورد آں پیلتن
مرد و زن میں کھس پھس ہونے لگی — یہ ہاتھی جیسے جسم والا مچھر کی بقدر کھاتا ہے

حرص و وہمِ کافری سر زیر شد — اژدہا از قوتِ مورے سیر شد
کفر کی حرص اور وہم اوندھا ہو گیا — اژدہا چیونٹی کی خوراک سے سیر ہو گیا

آں گدا [۲] چشمی و کفر ازوے برفت — لُوتِ ایمانش لُمتر کرد و زفت
وہ بھکاری پن اور کفر اس سے رخصت ہوا — اس کو ایمان کو عمدہ غذا نے موٹا تازہ کر دیا

آنکہ از جوع البقر اُوی طپید — ہمچو مریم میوۂ جنت بدید
وہ شخص جو جوع البقر سے تڑپتا تھا — اس نے (حضرت) مریم کی طرح جنت کے پھل دیکھ لئے

میوۂ جنت سوئے چشمش شتافت — معدۂ چوں دوزخش آرام یافت
جنت کے پھل اس کی آنکھوں کی جانب دوڑ آئے — اس کے دوزخ جیسے معدہ نے آرام پا لیا

ذاتِ ایماں نعمت و لُوتے ست ہول — اے [۳] قناعت کردہ از ایماں بقول
ایمان کی حقیقت نعمت اور عظیم لذیذ غذا ہے — اے وہ کہ جس نے ایمان کے بارے میں قول پر اکتفا کر لیا ہے

دربیان آنکہ نورے کہ غذائے جان ست غذائے جسم اولیاء

اس کا بیان کہ وہ نور جو روح کی غذا ہے اولیاء کے جسم کی بھی غذا ہے

میشود تا او ہم یاری شود رُوح راکہ اَسْلَمَ شَیْطَانِیْ عَلٰی یَدِیْ

ہے یہاں تک کہ وہ بھی روح کا دست نجاتا ہے کیونکہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے میرا شیطان میرے ہاتھ پر اسلام لے آیا ہے

گرچہ آں مطعومِ جان ست و نظر — جسم را ہم زاں نصیب ست اے پسر
اگرچہ وہ جان اور نظر کی خوراک ہے — اے بیٹا! اس میں جسم کا بھی حصہ ہے

---

۱ الحاح۔ آنحضورؐ نے مزید کھانے پر اصرار کیا۔ الحاح۔ اصرار۔ رقاق۔ چپاتی۔ روٹی دوش۔ شب گذشتہ۔ پرشد۔ یعنی آج یہ تھوڑی غذا سے سیر ہو گیا۔ انچہ۔ ہاتھی کا پیٹ ابابیل کی خوراک سے بھر گیا۔ پیلتن ہاتھی جیسے جسم والا۔ حرص۔ کفر کی حالت کی حرص جاتی رہی۔

۲ گدا چشمی۔ لالچ۔ حرص لوت۔ اب چونکہ وہ مومن ہو گیا ایمانی غذا نے اور موٹا تازہ کر دیا۔ جوع البقر۔ بیماری ہے جس میں کبھی پیٹ نہیں بھرتا ہے مریم۔ حضرت مریم حاملہ ہونے کی صورت میں جنتی پھل کھاتی رہیں اور دنیاوی غذا سے بے نیاز رہیں۔ ذات ایمان۔ ایمان کی حقیقت عجیب نعمت اور غذا ہے اگر وہ کسی کو حاصل ہو جائے تو پھر جسمانی غذا کی زیادہ ضرورت نہیں رہتی ہے۔

۳ اے قناعت کردہ۔ جو لوگ صرف زبانی مومن ہیں وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ دربیان۔ نور ایمان روح کی غذا ہے جب روح اور جسم کا اتحاد ہو جاتا ہے تو وہ نور جسم کی غذا بھی بن جاتا ہے۔ اسلم۔ حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ نفس امارہ میرا تابع ہو گیا ہے۔ مولانا نے یہاں شیطان سے مراد جسم انسانی لیا ہے یعنی وہ بھی روح کا ساتھی بن گیا ہے گرچہ آں۔ یعنی نور ایمانی۔

گر نگشتے [۱] دیو جسم آں را اکول — اسلم الشیطاں نہ فرمودے رسول

اگر شیطان کا جسم اس کا کھانے والا نہ بنتا — (تو) رسول "شیطان اسلام لے آیا" نہ فرماتے

دیو زاں لوتے کہ مُردہ حی شُود — تا نیا شامد مسلماں کے شُود

شیطان اس غذا کو جس سے مردہ زندہ ہوتا ہے — جب تک نہ پی لیتا، مسلمان کب ہوتا

دیو بر دنیاست عاشق کور و کر — عشق را عشقِ دگر بُرد کمر

شیطان دنیا کا اندھا اور بہرا عاشق ہے — عشق کی کمر دوسرا عشق (ہی) توڑتا ہے

از نہاں خانہ یقیں چوں مے چشد — اندک اندک عشق رخت آنجا کشد

یقین کے دفینہ میں سے جب وہ شراب چکھتا ہے — آہستہ آہستہ عشق اس جگہ پڑاؤ ڈالتا ہے

یا حَرِیصَ الْبَطْنِ عَرِّجْ هٰكَذَا — اِنَّمَا الْمِنْهَاجُ تَبْدِيْلُ الْغِذَا

اے پیٹ کے لالچی! اس طرح مائل ہو — غذا کی تبدیلی ہی راستہ ہے

یَا مَرِیْضَ [۲] الْقَلْبِ عَرِّجْ لِلْعِلَاجِ — جُمْلَةُ التَّدْبِیْرِ تَبْدِیْلُ الْمِزَاجِ

اے دل کے مریض! علاج کی طرف مائل ہو — مکمل تدبیر مزاج کا بدلنا ہے

اَیُّهَا الْمَحْبُوْسُ فِیْ رَهْنِ الطَّعَامِ — سَوْفَ تَنْجُوْ اِنْ تَحَمَّلْتَ الْعِظَامَ

اے کھانے کی رہن کے قیدی — عنقریب تو نجات پا جائے گا اگر تو نے بڑے مصائب برداشت کر لئے

اِنَّ فِی الْجُوْعِ طَعَامًا وَّافِرًا — اِفْتَقِدْهُ وَارْتَجِ یَا نَافِرًا

بھوکا رہنے میں بہت غذا ہے — اس کو تلاش کر لے اور امید لگا اے بھاگنے والے

اِغْتَذِ بِالنُّوْرِ کُنْ مِثْلَ الْبَصَرِ — وَافِقِ الْاَمْلَاکَ یَا خَیْرَ الْبَشَرِ

نور کی غذا حاصل کر، آنکھ جیسا بن جا — اے انسانوں میں سے بہتر! فرشتوں کی موافقت کر

چوں [۳] ملک تسبیحِ حق را کُن غذا — تا رہی ہمچوں ملائک از اذا

فرشتہ کی طرح اللہ کی تسبیح کو غذا بنا لے — تاکہ تو فرشتوں کی طرح سے نجات پا جائے

جبرئیل ار سُوئے جیفہ کم تند — او بقوت کے ز کرگس کم زند

اگرچہ جبرئیل مردار کا رخ نہیں کرتے ہیں — وہ قوت میں گدھ سے کم پرواز کب کرتے ہیں؟

پیل اگرچہ در زمیں آہستہ است — او ز پشہ باز گو چوں رستہ است

ہاتھی زمین میں اگرچہ آہستہ چلتا ہے — بتا وہ مچھر سے کب بچا ہے؟

---

[۱] گر نگشتے۔ اگر جسم روح کا ہم پیالہ اور ہم نوالہ نہ بنتا تو حضور "شیطان مسلمان ہو گیا" نہ فرماتے۔ دیو۔ شیطان اگر نور سے غذا حاصل نہ کرتا تو وہ مسلمان کب بن سکتا تھا۔ دیو۔ جسم انسانی دنیا کا عاشق ہے جب تک آخرت کا عشق نہ پیدا ہوگا اس عشق کی کمر نہ ٹوٹے گی۔ از نہاں خانہ۔ جب اللہ تعالیٰ کی جانب دل میں یقین کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے تو عشق نمودار ہو جاتا ہے۔ یا حریص۔ غذا کی تبدیلی سے مزاج بدلتا ہے اور اس سے مرض زائل ہو جاتا ہے۔ انسان کو غذا، جسمانی چھوڑ کر غذا روحانی کا عادی بننا چاہیے۔

[۲] یا مریض۔ مزاج کے تغیر سے ہی امراض پیدا ہوتے ہیں جب مزاج کی تبدیلی کر کے اس کو اصل حالت میں لے آیا جائے تو مرض زائل ہو جاتا ہے۔ عظام۔ صبر کے مصائب برداشت کرنے سے راحت حاصل ہوتی ہے۔ ان فی الجوع۔ (شعر)

اندرون از طعام خالی دار — تا دراں نور معرفت بینی

وافق۔ ملائکہ کی غذا نور ہے۔

[۳] چوں ملک۔ فرشتوں کو تسبیح کے ذریعہ غذا نور حاصل ہوتی ہے۔ جبرئیل جبرئیل کی طاقت نورانی ہے ان کی پرواز مردار خور گدھ سے بہت زیادہ ہے۔ پیل۔ ہاتھی کا جسم بھاری بھر کم ہے لیکن مچھر اس کو ہلاک کر سکتا ہے تو جسم کی طاقت پر مدار نہیں ہے۔

حَبَّذا خوانے نہادہ دَر جہاں ۔۔۔ لیک از ۱ چشم خسیساں بس نہاں
دنیا میں عمدہ خوان رکھا ہوا ہے ۔۔۔ لیکن کمینوں کی نگاہ سے بہت چھپا ہوا ہے

انکار کردنِ اہلِ تن غذائے رُوح راولرزیدنِ ایشان برغذائے خسیسِ جسمانی

تن پروروں کا روحانی غذا سے انکار کرنا اور ان کا جسمانی تھوڑی غذا سے لرزنا

گر جہاں باغے پُراز نعمت شود ۔۔۔ قسمِ موش و مار ہم خاکے بُود
اگر دنیا نعمت سے بھرا ہوا باغ بن جائے ۔۔۔ چوہے اور سانپ کا حصہ پھر بھی مٹی ہے

قسمِ شاں خاکست گردَے گر بہار ۔۔۔ میر کوئی خاک چوں نوشی چو مار
ان کا حصہ مٹی ہے خواہ خزاں ہو خواہ بہار ہو ۔۔۔ تو جہان کا سردار ہے سانپ کی طرح مٹی کیوں کھاتا ہے

درمیانِ چوب گوید کرمِ چوب ۔۔۔ مر کرا باشاد چند حلوائے خوب
لکڑی کا کیڑا لکڑی میں کہتا ہے ۔۔۔ ایسا عمدہ حلوا کس کو نصیب ہے ؟

درمیانِ ۲ خاک گوید کرمِ خورد ۔۔۔ ایں چنیں حلوا بعالم کس نخورد
چھوٹا سا کیڑا مٹی میں کہتا ہے ۔۔۔ دنیا میں ایسا حلوہ کسی نے نہیں کھایا

کرمِ سرگیں درمیانِ آں حَدث ۔۔۔ دَر جہاں نُقلے نداند جز خَبث
گوبر کا کیڑا اس نجاست میں ۔۔۔ دنیا میں سوائے نجاست کے کوئی خوراک نہیں جانتا ہے

جُز نجاست ہیچ نشناسد کلاغ ۔۔۔ شد نجاست مَر وُرا چشم و چراغ
کوا نجاست کے علاوہ کچھ نہیں پہچانتا ہے ۔۔۔ نجاست ہی اس کا چشم و چراغ ہے

مناجات

دعا

اے خدائے ۳ بے نظیر ایثار کُن ۔۔۔ گوش راچوں حلقہ دادی زیں سخن
اے بے نظیر خدا ! عنایت کر دے ۔۔۔ جبکہ تو نے اس کلام کا کان میں حلقہ پہنا دیا ہے

گوش ما گیرو بداں مجلس کَشاں ۔۔۔ کز حقیقت میخورند ایں سر خوشاں
ہمارا کان پکڑ اور اس مجلس میں کھینچ ۔۔۔ کیونکہ یہ مست تیری شراب پی رہے ہیں

چوں بما بوئے رسانیدی ازیں ۔۔۔ سَر مبند آں مُشک را اے ربِّ دیں
جبکہ تو نے ہم تک اس کی خوشبو پہنچا دی ہے ۔۔۔ اے دین کے رب ! اس مشک کو بند نہ کر

۱ حبذا۔ نورانی خوان دنیا میں موجود ہے۔ لیکن وہ کمینوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہے وہ صرف ظاہری غذا پر بھروسہ کرتے ہیں۔ انکار کردن۔ دنیا دار غذا روح کے منکر ہیں اور جسم کی جسمانی غذا کی طرف مائل ہیں۔ گر جہاں۔ اگر پورا عالم باغ بن جائے تب بھی چوہے اور سانپ کی غذا مٹی ہوتی ہے یہی حال ان دنیا داروں کا ہے۔ درمیان۔ لکڑی کا کیڑا لکڑی ہی کو بہترین حلوا سمجھتا ہے۔

۲ درمیان۔ زمین کا کیڑا زمین ہی کو اپنا حلوا سمجھتا ہے کرم سرگیں۔ گوبر کے کیڑے کو گوبر ہی بہتر غذا معلوم ہوتی ہے کلاغ کوا نجاست ہی کو بہترین غذا سمجھتا ہے۔ مناجات دعا۔

۳ اے خدا۔ جب تو نے ہمیں توفیق عطا فرمائی ہے کہ ہم اسرار و حکم سن رہے ہیں تو پھر ہمیں اہل حال مجلس میں پہنچا دے۔ زیں سخن یعنی اسرار و حکم۔ رحیق۔ شراب سر خوشاں۔ مستاں چلیں۔ جب تو نے ہمیں اہل دل کی باتیں سنا دی ہیں تو ان کو ہم سے مخفی نہ رکھ۔

از تو نوشند از ذکورو از اناث   لے دریغی در عطایا مُستغاث

مذکر اور مونث تجھ ہی سے پی رہے ہیں   اے فریاد رس! تو عطیات میں بے روک ٹوک ہے

اے دُعا ناگفتہ از تو مستجاب   داہ دہ دل راہردمی صد فتحِ باب

اے وہ کہ ناگی ہوئی دعا بھی تیری جانب سے قبول ہے   تو نے ہر لحظہ کو سینکڑوں معنوں کی کشادگیاں عطا کی ہیں

چند حرفے نقش کردی از رقوم   سنگہا از عشقِ اُو شُد ہمچو موم

تو نے حروف میں سے چند حرف تحریر کیے   اس کے عشق سے بہت سے پتھر موم جیسے ہو گئے

نونِ ابرو صادِ چشم و جیم گوش   بر نوشتی فتنۂ صد عقل و ہوش

ابرو کا نون، آنکھ کا صاد، کان کا جیم   تو نے لکھے ہیں جو سینکڑوں عقل و ہوش کیلئے فتنہ ہیں

زاں حروفت شد خرد باریک ریس   نسخ میکن اے ادیب خوشنویس

تیرے ان حروف سے عقل دقیق النظر ہو گئی   اے خوشنویس ادیب! خوب لکھ

دَر خورِ[۲] ہر فکر بستہ بَر عدم   دمبدم نقشِ خیالِ خوش رقم

عدم پر ہر فکر کے مناسب قائم کر دیا ہے   ہر لمحہ، حسین خیالی نقش

حرفہائے طرفہ بر لوحِ خیال   بر نوشتہ چشم و ابرو خط و خال

خیال کی تختی پر عجیب حروف   آنکھ اور ابرو اور خط، خال کے لکھ دیئے ہیں

بر عدم باشم نہ بر موجود مست   زانکہ معشوقِ عدم وافی ترست

میں عدم کا عاشق ہوں نہ کہ موجود کا   کیونکہ عدم والا معشوق زیادہ وفا دار ہے

عقل را خط خوانِ آں اشکال کرد   تا دہد تدبیرہا را زاں نُورد

عقل کو ان شکلوں کا پڑھنے والا بنا دیا   تاکہ ان کے بارے میں تدبیروں کو لپیٹ دے

تشبیہ[۳] عقل بجبرئیلؑ و نظر او در غیب مانند نظر جبرئیل در لوح محفوظ

عقل کی حضرت جبرئیلؑ سے مشابہت اور اس کی نظر کا غیب پر حضرت جبرئیلؑ کی طرح رہنا

چوں مَلک از لوحِ محفوظ آں خرد   ہر صباحے درس ہر روزہ بَرد

عقل، فرشتہ کی طرح لوح محفوظ سے   ہر صبح کو ہر دن کا سبق حاصل کر لیتی ہے

بر عدم تحریر ہا بیں با بیاں   واں سوادش حیرتِ سودائیاں

عدم میں وہ تحریریں دیکھ باوجود بیان کے   ان کی سیاہی دیوانوں کے لئے باعث حیرت ہے

ہر کسے شد بر خیالے ریش گاوٗ   گشتہ در سودائے گنج گاوٗ

ہر شخص کسی خیال میں احمق بنا ہوا ہے   خزانے کے خیال میں گنج گاؤ بنا ہوا ہے

---

[۱] از تو۔ بری عطا عام ہے تو ہمیں بھی محروم نہ کر اے دعا تیری وہ ذات ہے کہ تو نہ مانگی ہوئی دعائیں بھی قبول فرما لیتا ہے اور دل کو سینکڑوں اسرار سے مانوس کر دیتا ہے۔ چند حرفے۔ معشوقوں کے اعضاء چند حرفوں کے مشابہ ہیں نون ابرو کے اور صاد آنکھ کے حلقہ کے اور جیم کان کے۔ یہ حضرت حق کی کاریگری ہے کہ چند حرف اس نے تحریر فرما دیئے جن کی تاثیر سے سنگدل عاشقوں کے دل موم ہو گئے ہیں۔ زاں۔ ان حروف کے ذریعہ عقل مصنوع سے صانع پر استدلال کرنے کے قابل ہو گئی۔ ریس۔ دقیق۔ فکر۔

[۲] در خور۔ انسان جس طرح ان حروف سے مقاصد اور مطالب اخذ کرتا ہے اسی طرح خیالی حروف بھی ہیں جن سے انسان مطالب اخذ کرتا ہے اس کے لوح خیال پر چشم و ابرو کے نقش قائم ہیں۔ بر عدم۔ مولانا فرماتے ہیں کہ صورت خیالی سے عاشق کا اتحاد نام ہوتا ہے اور وہ نا قابل فنا ہے اس لئے میں صورت حسی پر صورت خیالی کو ترجیح دیتا ہوں۔ اشکال۔ یعنی خیالی صورتیں۔

[۳] تشبیہ۔ جس طرح حضرت جبرئیلؑ لوح محفوظ سے پڑھتے ہیں اسیطرح عقل بھی غیب سے پڑھتی ہے اور روزانہ کا درس حاصل کرتی ہے۔ تحریرہا۔ پردہ غیب میں جو تحریر میں رہیں عشاق نے مطالب اخذ کرتے ہیں۔ اور انکی سیاہی میں حیران رہتے ہیں۔ ریش گاؤ۔ احمق۔ گنج گاؤ۔ ایک خزانہ کا نام ہے جو بہرا شاہ کو زمین میں مدفون ملا تھا۔

از خیالے اِ گشتہ شخصے پُر شکوہ　　روئے آوردہ بمعد نہائے کوہ
ایک شخص خیال کی وجہ سے پُر شکوہ ہے　　پہاڑ کی کانوں کی جانب رخ کئے ہوئے ہے

وز خیالے آں دگر با جہدِ مُر　　رُو نہادہ سُوئے دریا بہرِ دُر
دوسرا ایک خیال کی وجہ سے تلخ کوشش کیساتھ　　موتیوں کے لئے دریا کی جانب رخ کئے ہوئے ہے

واں دگر بہرِ ترہّب در کنشت　　واں یکے اندر حریصی سُوئے کشت
دوسرا رہبانیت کے لئے گرجا گھر میں ہے　　دوسرا حرص میں کھیتی (باڑی) کی جانب ہے

از خیال آں رہزنِ رستہ شدہ　　وز خیال ایں مرہمِ خستہ شدہ
وہ خیال کی وجہ سے بازار کا ڈاکو بنا　　اور یہ خیال کی وجہ سے زخمی کا مرہم بنا ہوا ہے

در پری خوانی یکے دل کردہ گم　　بر نجوم آں دیگرے بنہادہ سم
ایک نے حاضرات میں دل کو گم کر دیا ہے　　دوسرے نے ستاروں پر قدم رکھا ہے

آں یکے در کشتی از بہرِ رباح ۲　　آں یکے بافسق و دیگر باصلاح
ایک نفع کے لئے کشتی میں ہے　　ایک فسق میں ہے اور دوسرا نیکی میں

ایں رَوشہا مختلف بیند بُروں　　زاں خیالاتِ مُلوّن زاندروں
باہر یہ مختلف روشیں نظر آتی ہیں　　اندر کے رنگا رنگ خیالات کی وجہ سے

ایں دراں حیراں شدہ کاں برچہ ست　　ہر چشندہ آں دگر را نافی ست
یہ اس میں حیران ہے کہ یہ (خیالات) کس بنا پر ہیں　　ہر چکھنے والا دوسرے کا منکر ہے

آں خیالات ار نبند نامؤتلف　　چوں زبیروں شد روشہا مختلف
اگر یہ خیالات مختلف نہیں ہیں　　تو بیرونی روشیں کیوں مختلف ہیں

قبلۂ جاں راچو پنہاں کردہ اند　　ہر کسے رُو جانبے آوردہ اند
چونکہ انہوں نے جان کے قبلہ کو چھپا دیا ہے　　ہر شخص ایک جانب کو منہ کئے ہوئے ہیں

تمثیل ۳ روشہائے مختلف وہمہائے گوناگوں باختلاف
مختلف روشوں اور مختلف قسم کے وہموں کی اندھیرے میں نماز کے وقت

تحرّی متحریاں در وقت نماز قبلہ را بوقتِ تاریکی و
قبلہ کی اٹکل کرنے والوں کی اٹکل کے اختلاف سے اور غوطہ زنوں کی سمندر

تحرّی غوّاصان قعرِ بحر
کی تہ میں بے شمار

---

۱ از خیالے مختلف خیالات کی بناپر جو کوششیں ہیں ان کا ذکر ہے۔ وز خیالے کوئی شخص موتی کی صورت خیال کی بنا پر دریا سے اس کا جویاں ہے۔ ترہب۔ رہبانیت اختیار کرنا یعنی دنیاوی لذتوں کو ترک کرکے گرجا گھر میں بیٹھ جانا۔ کنشت۔ یعنی نصاریٰ کا عبادتخانہ۔ رستہ۔ بازار۔ پری خوانی ایسے عمل کرنا جس سے بھوت اور پریاں حاضر ہو جاتی ہیں اس کو حاضرات کہا جاتا ہے۔

۲ رباح۔ نفع۔ ملون۔ رنگین۔ حیران یعنی ہر شخص دوسرے کے خیالات پر تعجب کا اظہار کرتا ہے۔ آں۔ چونکہ ہر انسان کا خیال جداگانہ ہے اس لئے ہر شخص کا عمل بھی مختلف ہے۔ ناموتلف مختلف۔ قبلہ جان۔ انسانوں نے عقل سے صحیح کام نہیں لیا اس لئے مقصود حقیقی مخفی ہو گیا اور ہر شخص نے اپنی خواہش کے مطابق قبلہ کا ایک رخ تجویز کرکے اس کی طرف منہ کر لیا ہے۔

۳ تمثیل۔ حقیقی مقصود مخفی ہو جانے کی صورت میں لوگوں کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ قبلہ کی حقیقی سمت معلوم نہ ہونے کی صورت میں ہر شخص ایک ایک جانب کو نماز پڑھتا ہے یا مختلف غوطہ موتی کے لئے مختلف سمتوں میں غوطہ لگاتے ہیں۔

ہمچو قومے کہ تحری میکنند — بر خیالِ قبلہ ہر سُوئی تنند
جس طرح لوگ اٹکل کرتے ہیں — قبلہ کے خیال سے ہر جانب کو رخ کرتے ہیں

چونکہ ۱ کعبہ رُو نماید صبح گاہ — کشف گردد کہ کہ گم کردہ ست راہ
جب صبح کو قبلہ رونما ہوتا ہے — واضح ہو جاتا ہے کہ کس نے غلطی کی ہے

یا چو غوّاصاں بزیرِ قعرِ آب — ہر کسے چیزے ہمی گیرد شتاب
یا جس طرح غوطہ زن پانی کی گہرائی کے نیچے — ہر شخص جلدی سے ایک چیز پکڑ لیتا ہے

بر اُمید گوہر و دُرِّ ثمیں — تو برہ پُر میکنند از آن و ایں
جوہر اور قیمتی موتی کی امید پر — اس اور اس سے تھیلی بھر لیتے ہیں

چوں بر آیند از تگِ دریائے ژرف — کشف گردد صاحبِ دُرِّ شگرف
جب گہرے دریا کی تہہ سے باہر آتے ہیں — عجیب موتی والا واضح ہو جاتا ہے

واں دگر کہ بُرد مروارید خُرد — واں دگر کہ سنگریز و شبہ بُرد
اور وہ جس نے چھوٹا موتی حاصل کیا ہے — اور وہ جس نے پتھری اور پوتھ حاصل کیا ہے

ھٰکَذَا نَبْلُوْھُمْ بِالسَّاھِرَۃ ۲ — فِتْنَۃً ذَاتَ افْتِضَاحٍ قَاھِرَۃ
اسی طرح ہم ان کو میدان میں آزمائیں گے — آزمائش میں جو زبردست رسوائی والی ہو گی

ہمچنیں ہر قوم چوں پروانگاں — گردِ شمعے پرّ زناں اندر جہاں
اسی طرح ہر قوم پروانوں کی طرح — دنیا میں ایک شمع کے چاروں طرف پرواز کر رہی ہے

خویشتن بر آتشے بر میزنند — گردِ شمعِ خود طوافے می کنند
اپنے آپ کو ایک آگ پر پھینک رہی ہے — اپنی شمع کے گرد طواف کر رہی ہے

بر اُمید آتشِ موسیٰ بخت — کز لہیبش سبز تر گردد درخت
نصیب کے موسیٰ کی آگ کی امید پر — جس کی لپٹ سے درخت زیادہ سرسبز ہو جاتا ہے

فضلِ آں آتش شنیدہ ہر رمہ ۳ — ہر شرر را آں گماں بُردہ ہمہ
ہر جماعت نے اس آگ کی فضیلت سن لی ہے — سب نے اس چنگاری کو وہ سمجھا ہے

چوں بر آید صبحدم نورِ خلود — وانماید ہر یکے چہ شمع بود
جب صبح کو ہمیشگی کا نور طلوع کرے گا — ہر شخص دیکھ لے گا کہ کیا شمع تھی

ہر کرا پر سوخت زاں شمعِ ظفر — بد ہدش آں شمع خوش ہفتاد پر
جس کے اس کامیابی کی شمع سے پر جلے ہیں — اس کو وہ شمع ستر اچھے پر دیدے گی

۱ چونکہ۔ جب صبح کو قبلہ رونما ہوتا ہے تو ہر شخص کو غلطی کا احساس ہوتا ہے۔ اسی طرح لوح محفوظ کا مکتوب جب واضح ہوگا تو غلط اندیشوں کو غلطی کا احساس ہوگا۔ درثمین۔ قیمتی موتی۔ توبرہ تھیلا۔ ژرف۔ گہرا۔ شگرف۔ عجیب۔

۲ ساہرہ روئے زمین میدان۔ افتضاح۔ رسوا ہو جانا۔ شمعے۔ یعنی مقصود۔ موسیٰ حضرت موسیٰ کو خدا کی تجلی ایک درخت پر آگ کی صورت میں نظر آئی تھی۔ لہیب۔ لپٹ۔

۳ رمہ۔ جماعت۔ آں۔ یعنی نور موسوی۔ تو خوابدی۔ نور۔ شمع ظفر یعنی عشق خداوندی۔

جوقِ ۱ پروانہ دو دیدہ دوختہ　　ماند زیر شمعِ بد پر سوختہ
دونوں آنکھیں بند کئے ہوئے پروانوں کی جماعت　　بری شمع کے نیچے پر جلی ہوئی رہ جائے گی

می طپد اندر پشیمانی و سوز　　میکند آہ از ہوائے چشم دوز
وہ سوزش اور شرمندگی میں تڑپے گی　　آنکھیں سی دینے والی خواہش نفسانی سے آہ کرے گی

شمع او گوید کہ چوں من سوختم　　کے ترا برہانم از سوز و ستم
اس کو شمع کہے گی جبکہ میں جل گئی　　میں تجھے سوزش اور ستم سے کیسے رہائی دوں

شمعِ او گریاں کہ من سر سوختہ　　چوں ۲ کُنم میں غیر را افروختہ
اس کی شمع روئے گی کہ میں سر جلی　　دوسرے کو کیا روشن کروں ؟

در تفسیر آیۃ یَا حَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ

"بندوں پر حسرت ہے" آیت کی تفسیر

او ہمی گوید کہ ازم اشکالِ تو　　غرہ گشتم دیر دیدم حالِ تو
وہ کہے گا کہ تیری صورت سے　　میں دھوکا کھا گیا میں نے تیری حالت دیر میں دیکھی

شمع مردہ بادہ رفتہ ، دلربا　　غوطہ خورد از ننگ کژ بینی ما
شمع مر کر چلی گئی ، دل ربا نے　　غوطہ مار لیا ، ہماری کج بینی کی ذلت سے

ظَلَّتِ الْاَرْبَاحُ خُسْرًا مُّغْرَمًا　　تَشْتَكِي شَكْوَىٰ اِلَى اللّٰهِ الْعَمٰے
منافع ڈنڈ والا نقصان بن گئے　　اندھے پن کا "اللہ" سے شکوہ کرتا ہے

حَبَّذا ۳ ارواحِ اخوانِ ثقات　　مُسْلِمَاتٌ مُؤْمِنَاتٌ قَانِتَاتٌ
ثقہ بھائیوں کی روحیں قابل مبارکباد ہیں　　مسلمان ہیں، مومن ہیں، دعا کرنے والی ہیں

ہر کسے روئے بسوئے بردہ اند　　واں عزیزاں رُو بہ بے سُو کردہ اند
ہر شخص نے ایک جانب رخ کیا ہے　　وہ باعزت ہیں جنہوں نے بےرخ کی جانب رخ کیا ہے

ہر کبوتر می پرد در مذہبے　　ویں کبوتر جانب بے جانبے
ہر کبوتر ایک راستہ پر پرواز کرتا ہے　　یہ کبوتر بے جانب کی جانب پرواز کرتا ہے

ہر عقابے می پرد از جا بجا　　ویں عقاباں راست بیجائی سرا
ہر باز ایک جگہ سے دوسری جگہ پرواز کرتا ہے　　ان بازوں کی سرا لا مکانی ہے

مانہ مرغانِ ہوا نے خانگی　　دانۂ ما دانۂ بے دانگی
ہم نہ ہوائی پرند ہیں ، نہ پالتو　　ہمارا دانہ ، بے دانگی کا دانہ ہے

---

۱ جوق۔ جو لوگ عقل سلیم سے کام نہ لیں گے اور شیطان کے فریب خوردہ ہونگے وہ گم گشتہ راہ ہونگے۔ میکند۔ جو آنکھیں بند کر کے شہوات میں جتلا ہو گئے ہیں وہ آہیں بھرینگے شمع او گوید۔ یعنی باطل معبودان سے برات کرینگے۔

۲ چوں کُنم۔ باطل معبود خود عذاب میں ہونگے وہ دوسروں کو کیا بچا سکیں گے۔ او۔ باطل پرست۔ شمع۔ یعنی باطل معبود منہ چھپائیں گے۔ ظلت۔ متوقع نفع ٹوٹا ثابت ہوگا اور یہ لوگ اپنے اندھے پن کا شکوہ کرینگے۔

۳ حبذا۔ مومنین کی روحیں مسلمات ہوں گی۔ واں۔ عزیزاں جو لوگ حق پرست ہیں۔ اور انہوں نے اپنا رخ ذات منزہ کی طرف کیا ہے وہ با عزت ہونگے۔ ویں۔ کبوتر۔ یہ وہ روحیں ہیں جو مومنات ہیں۔ بے جانبے۔ یعنی ذات حق جو جہت سے منزہ ہے۔ ہر عقابے۔ ہر انسان کا ایک جانب کو رخ ہے لیکن اخوان صفا کا مکان لامکان ہے۔ مانہ۔ وہ یہ کہتے ہیں۔

زاں ا فراخ آمد چنیں روزیِ ما | کہ دریدن شد قبا دوزیِ ما
اس لئے ہماری روزی اس قدر فراخ ہے | کہ ہمارا پھاڑنا قبا کو سینا ہے

دَربیان آنکہ فرجی راچرا فرجی نام نہادند اوّل
اس کا بیان کہ شروع میں فرجی کو فرجی کیوں کہا گیا

صوفئے بدرید جبّہ دَر حَرج | پیشش آمد بعد بدریدن فرَج
ایک صوفی نے تنگی میں جب پھاڑ ڈالا | پھاڑنے کے بعد اس کو فراخی میسر آگئی

کردہ نام آں دَریدہ فرَجی ۲ | ایں لقب شد فاش ازاں مردِ نجی
اس نے اس پھٹے ہوئے (جبہ) کا نام کشادگی والا رکھدیا | اس برگزیدہ کی وجہ سے یہ نام مشہور ہو گیا

ایں لقب شد فاش وصافش شیخ بُرد | ما ند اندر طبع خلقاں حرف دُرد
لقب مشہور ہوگیا اور اس کی حقیقت شیخ لے گیا | لوگوں کی طبیعت میں حرف تلچھٹ باقی رہ گئی

ہمچُنیں ہر نام صافی داشتہ است | اسم راچوں دُردی بگذاشتہ است
اسی طرح ہر وہ نام جو صفائی رکھتا تھا | تلچھٹ کی طرح چھوڑا

ہر کہ گلخوار۳ ست دردی را گرفت | رفت صوفی سوئے صافی نا شگفت
جو مٹی کھانے والا ہے اس نے تلچھٹ لے لی ہے | صوفی صاف کی جانب تعجب کے بغیر چلا گیا

گفت لا بد دُرد را صافی بُود | زیں دلالت دل بصفوت میرود
صوفی نے کہا تلچھٹ کے لئے صفائی لازمی ہے | اس رہنمائی سے دل صفائی کی جانب جاتا ہے

دُرد عُسر افتاد صافش یُسر او | صاف چوں خرما و دُردی بُسر او
تنگی تلچھٹ ہے اس کا صاف اس کی کشادگی ہے | صاف خرما کی طرح ہے اور تلچھٹ اس کا کچا ہے

عُسر با یُسر ست ہیں آیس مباش | راہ داری زیں ممات اندر معاش
تنگی کشادگی کے ساتھ ہے خبردار! مایوس نہ ہو | اس موت سے تو زندگی میں راستہ پاتا ہے

صاف خواہی جُبّہ بشگاف اے پسر | تا ازاں صفوت بر آری زود سر
اے بیٹا! اگر تو صاف چاہتا ہے جبہ کو پھاڑ دے | تاکہ اس میں سے جلد صفائی ظاہر ہو جائے

---

۱ زاں۔ مشہور مقولہ ہے کہ گھر کھودنے سے اینڈھن فراواں ہو جاتا ہے۔ اور قبا چاک کردینے سے روزی فراواں ہو جاتی ہے اس کے استرا ابرے وغیرہ کو فروخت کرکے گذارا کیا جا سکتا ہے۔ یعنی اسباب ظاہری کو ختم کردینے سے اللہ پر توکل ہو جاتا ہے وَمَن یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔ درییان۔ جبہ کو شروع میں فرجی اسلئے کہا گیا کہ ایک فقیر نے اپنا جبہ پھاڑ کر فروخت کردیا ہے اور اس سے اس کو فراخدستی حاصل ہوگئی یعنی اس نے وجود ظاہری کو فنا کیا تو اس کو جاودانی بقا حاصل ہوگئی اس لئے اس نے پھٹے ہوئے جبہ کا نام فرجی یعنی کشادگی والا رکھدیا۔ حرج۔ تنگی۔ فرج کشادگی۔

۲ فرجی۔ یعنی اس جبہ کا نام کشادگی والا پڑ گیا کیوں کہ اس کے پھٹنے سے اس فقیر کو کشادگی حاصل ہوئی تھی۔ فاش۔ مشہور۔ درد۔ تلچھٹ ہمچنیں۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ ابتداء کوئی نام کی حقیقت کی بنیاد پر رکھا جاتا ہے، لیکن پھر اس نام میں سے حقیقت گم ہو جاتی ہے اور صرف لفظ رہ جاتے ہیں۔

۳ گلخوار۔ یعنی دنیا پرستوں نے مجاز کو اختیار کرلیا اور حقیقت تک نہ پہنچے۔ حقیقت پرست صوفی حقیقت تک پہنچ گیا۔ گفت۔ مجاز پرست سمجھتا ہے کہ مجاز میں حقیقت پنہاں ہے۔ صفوت۔ نیز صاف۔ عسر۔ مجاز کی مثال تنگی اور کچی کھجور کی سی ہے اور حقیقت کی مثال بسر اور پکی کھجور کی ہے۔ ہر عسر تنگی کے بعد یسر اور سہولت میسر آتی ہے۔ راہ۔ فنا کے بعد ہی بقا حاصل ہوتی ہے۔ صاف۔ اگر تو چاہتا ہے کہ حقیقت تک پہنچے تو ظاہری پرستی اور تن پروری چھوڑ دے بہت جلد حقیقت تک پہنچ جائے گا۔

ہست ^۱^صوفی آنکہ شد صفوت طلب — نہ لباسِ صوف و خیاطی و دب

صوفی وہ ہے جو صفائی کا طالب ہو — نہ کہ اون کا لباس اور سینا اور نقش

صوفیٔ گشتہ بہ پیشِ ایں لئام — اَلْخِیَاطَةُ وَاللَّوَاطَةُ وَالسَّلَام

ان کمینوں کے لئے صوفی ہونا بن گیا ہے — سینا اور انغلام والسلام

بر خیالِ آں صفا و نامِ نیک — رنگ پوشیدن نکو باشد و لیک

صفا کے خیال اور بھلے نام کی وجہ سے — رنگین پہننا اچھا ہو گا لیکن

بر خیالش گر روی تا اصلِ او — ہمچناں کہ گر بہ سُوئے ناں بُو

اگر اس کے خیال سے تو حقیقت کی طرف جائے — جس طرح کہ بلی خوشبو کے ذریعہ روٹی کی جانب

بُو^۲^ قلاؤوزست اے جویائے عشق — نے ز بُو یعقوبؑ شد بینائے عشق

اے عشق کے تلاش کرنے والے! بو رہنما ہے — کیا بو کی وجہ سے (حضرت) یعقوبؑ عشق کے بینا نہیں بنے؟

دور باشِ غیرتت آمد خیال — گرد بر گردِ سرا پردہ جلال

(فاسد) خیال تیرے لئے دو شاخہ نیزہ ہے — جلال کے پردے کے ارد گرد ہے

بستہ ہر جوئندہ را کہ راہ نیست — ہر خیالش پیش می آید کہ بیست

جس نے ہر تلاش کرنے والے کا راستہ بند کر دیا ہے کہ راستہ نہیں ہے — ہر خیال اس کے سامنے آجاتا ہے کہ ٹھہر جا

جُز مگر آں تیز گوش و تیز ہوش — کش بُوَد از جیشِ نصرتہاش جوش

سوائے اس تیز کان والے اور تیز ہوش والے کے — جس کو مددوں کے لشکر سے جوش حاصل ہے

بجہد از ^۳^ تخییلہا بے شہ شَوَد — تیر شہ بنماید و بیروں رَوَد

دو تخیلات سے نکل جاتا ہے، بغیر مات کے بچ جاتا ہے — شاہی تیر دکھاتا ہے اور باہر نکل جاتا ہے

ہر کہ را در دست تیرِ شہ بُوَد — راہ یابد تا بمنزل می رَوَد

جس کے ہاتھ میں بادشاہ کا تیر ہو — راستہ پا لیتا ہے، منزل تک چلا جاتا ہے

فی المُناجات

دعا

اے قدیم راز دانِ ذُوالْمِنَن — در رہِ تو عاجزیم و ممتحن

اے احسانوں والے راز کو جاننے والے قدیم! — تیری راہ میں ہم عاجز ہیں اور مشقت میں ہیں

ایں دلِ سر گشتہ را تدبیر بخش — ویں کما نہائے دو تو را تیر بخش

اس حیران دل کو تدبیر عنایت کر دے — ان خمیدہ کمانوں کو تیر عنایت کر دے

۱۔ ہست۔ تصوف محض کمبل پوشی اور پیوند در پیوند گدڑی اور اس کو منقش کرنے کا نام نہیں ہے۔ لئام۔ کمینے۔ لواطت۔ اغلام۔ بر خیال۔ یعنی تک پہنچنے کے لئے نیکوں کا لباس اختیار کرنا مفید ہے لیکن محض کا لباس اختیار کر لینا اور بدوں کے سے کام کرنا برا ہے۔ ہمچناں۔ نشانات سے منزل مقصود تک پہنچنا چاہیے محض نشان حاصل کرنا کافی نہیں ہے۔

۲۔ بو۔ کسی چیز کی خوشبو سے اس چیز تک پہنچا جا سکتا ہے حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کی خوشبو سے عشق کے بینا بنے اور ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ دور باش۔ وہ دو شاخہ نیزہ جو چوبدار بادشاہوں کے آگے لیکر لوگوں کو ہٹاتا ہوا چلتا ہے یعنی مجاز میں پھنسنا اور مجاز کا خیال خدا کی غیرت کا دور باش ہے جو انسان کو اس کے دربار سے ہٹا دیتا ہے۔ بستہ۔ یہ خیال حقیقت تک نہیں پہنچنے دیتا ہے۔ جز۔ توفیق خداوندی جس کا ساتھ دیتی ہے وہ مجاز سے حقیقت تک پہنچتے ہیں۔

۳۔ بجہد۔ توفیق۔ جس کا ساتھ دیتی ہے وہ ان خیالات سے شاہی تیر کی علامت دکھا کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ تیر شہ۔ شاہی تیر پر علامت ہوتی تھی جس کو دکھا کر کارکن ہر جگہ جا سکتا تھا۔ ذوالمنن۔ احسانوں والا اللہ تعالیٰ۔ ممتحن۔ مصیبت زدہ۔ تیر۔ یعنی شاہی علامت والا تیر

جُرعہ ای بر ریختی زاں خُفیہ جام — برزمینِ خاک مِنْ کاسِ الکِرام

تو نے اس پوشیدہ جام سے گھونٹ گرا دیا ہے — خاک کی زمین پر کریموں کے پیالے سے

جُست بر زُلف و رُخ از جُرعہ نشاں — خاک راشا ہاں ہمی لیسند ازاں

گھونٹ کا نشان زلف اور رخ پر تلاش کیا ہے — اسی وجہ سے شاہ خاک کو چاٹتے ہیں

جُرعہ حُسن ست کایں خاکست کش — کہ بصد دل روز و شب می بوسیش

حسن کا گھونٹ ہے کہ یہ خاک بھلی ہے — کہ تو دل و جان سے دن رات اس کو چومتا ہے

جُرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند — مر ترا صافِ اُو خود چوں کند

مٹی میں ملا ہوا گھونٹ جبکہ مجنون بنا دیتا ہے — تو تجھے اس کا صاف کیا بنا دے گا ؟

ہر کسے ۲ پیشِ کلوخے جامہ چاک — کاں کلوخ از حُسن آمد جُرعہ ناک

ہر شخص ایک مٹی کے ڈھیلے کے سامنے کپڑے پھاڑے ہوئے ہیں — کیونکہ وہ ڈھیلا حسن سے گھونٹ حاصل کیے ہوئے ہے

جُرعہ بر ماہ و خورشید و حمل — جرعہ بر عرش و کرسی و زُحل

ایک گھونٹ ہے چاند اور سورج اور برج حمل پر — ایک گھونٹ ہے عرش اور کرسی اور زحل پر

جُرعہ گوئیش اے عجب یا کیمیا — کہ ز آسیبش فنا گردد بقا

تعجب ہے تو اس کو گھونٹ کہہ لے یا کیمیا — کہ اس کے اثر سے فنا بقا بن جاتی ہے

جد طلب آسیبِ اُو اے ذوفنوں — لَا یَمَسُّ ذاکَ اِلَّا الطَّاھِرُوْن

اے ہنر مند ! اس کا اثر کوشش کا خواہاں ہے — اس کو نہیں چھو سکتے ہیں مگر پاک لوگ

جُرعہ بر لعل و بر زرو دُرر — جرعہ بر خمرو بر نقل و ثمر

ایک گھونٹ ہے لعل اور سونے اور موتیوں پر — ایک گھونٹ ہے شراب اور چبینے اور پھلوں پر

جُرعہ بر رُوئے خوبانِ لطاف — تا چگونہ باشد آں رَوّاقِ صاحب

ایک گھونٹ ہے نازک اندام حسینوں کے رخ پر — تو اس چھنے ہوئے اور صاف کا کیا حال ہوگا ؟

چوں ۳ ہمی مالی زباں را اندریں — چوں شوی چوں بینی آنرا بے زطیں

جبکہ تو اس پر زبان کو ملتا ہے — تو تیرا کیا حال ہوگا جبکہ اس کو بغیر مٹی کے دیکھے گا

چونکہ وقتِ مرگ آں جُرعہ صفا — زیں کلوخِ تن بمُردن شد جُدا

چونکہ موت کے وقت وہ مصفی گھونٹ — جسم کے اس ڈھیلے سے مرنے پر جدا ہو گیا

آنچہ ماند میکنی زودش دفیں — کیں چنیں زشتے ودوں چوں بُد قریں

جو رہ گیا اس کو تو جلدی سے دفن کر دیتا ہے — کہ یہ ایسا بد نما اور کم رتبہ کیوں ساتھ تھا ؟

---

۱ جرعہ۔ وللارض من کاس الکرام نصیب۔ سخیوں کے پیالے سے زمین کو بھی حصہ ملتا ہے۔ جست۔ مظاہر پر قدرت میں حان ازلی کی تجلی نمودار ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ ان کے شیدائی ہیں کش۔ خوش، مظاہر پرستی اس کے حسن ازلی کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ خاک آمیز۔ وہ تجلی جو مادیات میں ظہور پذیر ہے جب اس نے دیوانہ بنا رکھا ہے تو جو تجلی اس سے منزہ ہے اس کا کیا حال ہوگا۔

۲ ہر کسے۔ جس قدر مظاہر ہیں وہ تجلی حقیقی سے سیراب ہیں خواہ وہ چاند اور سورج ہے یا عرش و کرسی وہ گھونٹ جو حقیقی تجلی سے حاصل ہوتا ہے اس سے فانی بھی بقا حاصل کر لیتا ہے۔ جد۔ اس گھونٹ کے حاصل کرنے کے لئے بہت سے مجاہدوں کی ضرورت ہے تاکہ باطنی طہارت حاصل ہو سکے۔ جرعہ دنیا کی ہر مرغوب چیز نے اسی حسن ازلی سے گھونٹ حاصل کر لیا ہے۔ حسین معشوق اسی کے جرعہ نوش ہیں۔

۳ چوں۔ جبکہ اس ملمع جرعہ کو دیکھ کر تیرا یہ حال ہوا ہے اگر صاف جرعہ کو دیکھے گا تو کیا حال ہوگا چونکہ حسین معشوق سے موت کے وقت وہ جرعہ واپس لے جاتا ہے تو تو اس کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا ہے اور بہت کو دفن کر دیتا ہے اور اس سے اپنی رفاقت پر تعجب کرتا ہے۔

جاں ۱ چو بے ایں جیفہ بنماید جمال　کے توانم گفت لطف آں وصال

جان، جب اس مردار کے بغیر حسن دکھائیگی　اس وصال کا لطف میں کیا کہہ سکتا ہوں

مہ چو بے ایں ابر بنماید ضیا　شرح نتواں کرد ازاں کار و کیا

چاند جب اس ابر کے بغیر روشنی دکھائے گا　اس معاملہ اور پاکیزگی کی شرح نہیں کی جا سکتی

حبذا آں مطبخِ پُر نوش و قند　کیں سلاطیں کاسہ لیسانِ ویند

سبحان اللہ، وہ کیسا شہد و شکر سے پُر مطبخ ہے　کہ یہ شہنشاہ اس کا پیالہ چاٹنے والے ہیں

حبذا آں خرمنِ صحرائے دیں　کہ بُوَد ہر خرمن آں را خوشہ چیں

وہ دین کے صحراء کا خرمن کیا ہی عمدہ ہے　کہ ہر خرمن اس کا خوشہ چین ہوتا ہے

حبذا دریائے عمرِ بے غمے　کہ بُوَد زو ہفت دریا شبنمے

بے غم عمر کے دریا کے کیا کہنے ہیں　کہ اس کے مقابل ساتوں دریا شبنم ہیں

جرعۂ چوں ریخت ساقیِ الست　بر سرِ ایں شورہ خاکِ زیردست

الست کے ساقی نے جب ایک گھونٹ بہایا　اس بنجر زمین پر تجلّی

جوش ۲ کرد آں خاک و ماز اں جوششیم　جرعہ دیگر کہ بس بے کوششیم

اس خاک نے جوش مارا اور ہم اس سے جوش میں ہیں　اے خدا دوسرا گھونٹ کہ ہم بے طاقت ہیں

گر روا بُد نالہ کردم از عدم　ور نبود ایں گفتنی نک تن زدم

اگر جائز ہو تو معدوم (گھونٹ) کا نالہ کروں　اور اگر یہ ان کہی ہے تو میں چپ ہوا

ایں ۳ بیانِ بطِّ حرصِ منثنی ست　از خلیل آموز کاں بط کشتنی ست

یہ حرص کی اوندھی بط کا بیان ہے　خلیل اللہ سے سیکھ لے یہ بط مار ڈالنے کے قابل ہے

ہست در بط غیر ایں بس خیر و شر　ترسم از فوتِ سخنہائے دگر

بط میں اس کے علاوہ اور بہت سے خیر و شر ہیں　میں دوسری باتوں کے چھوٹ جانے کے خوف سے ڈرتا ہوں

صفت طاؤس و طبع او و سببِ کشتنِ ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اورا

مور کی صفت اور اس کا مزاج اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کو مار ڈالنے کا سبب

آمدیم اکنوں بطاؤس دو رنگ　کو کند جلوہ برائے نام و ننگ

اب ہم دو غلے مور کے ذکر پر آئے　کہ وہ فخر و مباہات کے ذریعہ نمائش کر رہا ہے

۱ جاں۔ صاف تجلی سے وصل کی لذت کا بیان ناممکن ہے۔ مہ دیدارِ حق کا لطف اور شرح ناقابل بیان ہے حبذا۔ شاہانِ حقیقی اس کے دربار سے جو لذتیں حاصل کر رہے ہیں وہ عجیب و غریب ہیں۔ کہ بود۔ مظاہر جس خرمن کے خوشہ چین ہیں وہ خرمن قابل صد مبارکباد ہے۔ حبذا دریا معنوی لذات کا دریا اس قدر وسیع ہے کہ ساتوں سمندر اس کے سامنے شبنم کا قطرہ ہیں۔ زیردست۔ عاجز۔

۲ جوش کرد۔ مظاہر قدرت والے جرعہ سے ہم جوش میں ہیں ہم عاجزوں کو دوسرا جرعہ بھی عطا کر دے۔ گر روا۔ اگر دوسرے گھونٹ کے لئے ہماری فریاد جائز ہو تو ہم فریاد کریں ورنہ خاموشی اختیار کریں۔

۳ ایں۔ صوفیا کی اصطلاح میں بط سے مراد انسان کی صفت حرص ہے مولانا اس کا بیان کر رہے تھے درمیان میں دوسری باتیں آ گئیں اب اس کا بیان ختم کر کے دوسری مذموم صفات کا بیان شروع کرتے ہیں۔ طاؤس۔ صوفیاء کی اصطلاح میں مور سے مراد حب جاہ ہے۔ دو رنگ۔ حب جاہ میں انسان نفاق سے کام لیتا ہے۔

ہمتِ ۱ او صید خلق از خیر و شر
اس کا ارادہ اچھے برے طریقوں پر مخلوق کا شکار کرنا ہے
وز نتیجہ و فائدہ آں بے خبر
اور وہ نتیجہ اور فائدے سے بے خبر ہے

بیخبر چوں دام میگیرد شکار
ایسا ہی لاعلم ہے جس طرح جال شکار پھانستا ہے
دام راچہ علم از مقصودِ کار ؟
جال کو کام کے مقصد کا کیا علم ؟

دام راچہ ضرو چہ نفع از گرفت
گرفتار کرنے میں جال کا کیا نفع و نقصان ؟
زیں گرفت بیہدہ اش دارم شگفت
اس کی اس بیہودہ گرفت سے مجھے تعجب ہے

اے برادر دوستاں افراشتی
اے بھائی ! تو نے دوستوں کو بلند کیا
بادو صد دلداری و بگذاشتی
سینکڑوں دلداریوں سے اور چھوڑ دیا

کارت ایں بودہ ست از وقتِ وِلاد
پیدائش کے وقت سے تیرا یہی کام رہا ہے
صید مردم کر دن از دام و داد
جال اور بخشش کے ذریعہ لوگوں کا شکار کرنا

زاں ۲ شکارو انبہی باد و بود
اس شکار اور تک و دو کی کثرت سے
دست در کُن ہیچ یابی تارو پود
(جال) میں ہاتھ ڈال کچھ تانا بانا تیرے ہاتھ نہ آئیگا

بیشتر رفت ست و بیگاہ است روز
دن بیشتر چلا گیا اور بے وقت ہو گیا
تو بجد در صید خلقانے ہنوز
تو ابھی تک لوگوں کو شکار کرنے کی کوشش میں ہے

آں یکے می گیر و ایں می ہل زدام
اس ایک کو پکڑ اور اس کو جال میں سے چھوڑ دے
ویں دگر را صید می کن چوں لئام
کمینوں کی طرح دوسرے کا شکار کر

باز ایں رامی ہل و می جو دگر
پھر اس کو چھوڑ دوسرے کی تلاش کر
اینت لعبِ کودکانِ بے خبر
عجب بے خبر بچوں کا کھیل ہے

شب ۳ شود در دامِ تو یک صید نے
رات ہو جائیگی تیرے جال میں کوئی شکار نہیں ہے
دام بر تو جز صداع و قید نے
تیرے لئے جال سوائے دردسر اور قید کے کچھ نہیں ہے

پس تو خود راصید میکردی بدام
تو نے جال سے خود اپنا شکار کر لیا
کہ شدی محبوس و محرومی زکام
کیونکہ تو قیدی ہو گیا اور کام سے محروم رہا

در زمانہ صاحبِ دامے بود ؟
کیا دنیا میں کوئی ایسا شکاری ہو گا
ہمچو ما احمق کہ صیدِ خود کند
ہم جیسا احمق ! کہ خود اپنا شکار کر لے ؟

چوں شکارِ خوک آمد صیدِ عام
عوام کو پھانسنا سور کے شکار کی طرح ہے
رنجِ بیحد لقمہ خوردن زو حرام
مشقت بیحد، اور اس میں سے لقمہ کھانا حرام ہے

---

۱ ہمت اور۔ جب جاہ میں انسان لوگوں کو پھانسنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے لئے جائز و ناجائز ذرائع اختیار کرتا ہے۔ بیخبر۔ یہ طاؤس اسی طرح لوگوں کو پھنساتا ہے جس طرح انجام سے بے خبر جال پھنساتا ہے۔ اے برادر۔ جب جاہ میں مبتلا کی دوستی ناپائیدار ہوتی ہے۔ وہ حصولِ مقصد کیلئے دوست بناتا ہے اور اپنا فائدہ پورا کر کے دوستوں کو فراموش کر دیتا ہے۔

۲ زاں۔ حب جاہ میں مبتلا کو سوچنا چاہیے کہ ان حرکات سے اس کو کیا حاصل ہوا۔ بیشتر۔ یہ شخص انہیں لغو باتوں میں عمر کو برباد کرتا ہے آں یکے۔ کبھی کسی کو پھنساتا ہے پھر اس کو چھوڑتا ہے دوسروں کو پھنساتا ہے اس کی یہی طفلانہ حرکات جاری رہتی ہیں۔

۳ شب شود۔ روز عمر ختم ہو جاتا ہے کہ شب کو موت آجاتی ہے وہ دوسروں کا شکار کرتا ہے لیکن خود محرومی کا شکار بن جاتا ہے۔ در زمانہ۔ وہ شکاری بڑا احمق ہے۔ جو شکاری بجائے خود شکار بن جائے۔ چوں۔ عوام کو پھانسنا سور کا شکار کرنا ہے کہ بڑی مصیبت سے جال میں پھنستا ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔

آنکہ[1] ارزد صید را عشق ست و بس — لیک اُو کے گنجد اندر دام کس
جو شکار کرنے کے قابل ہے وہ صرف عشق ہے — لیکن وہ کب کسی کے جال میں پھنستا ہے؟

تو مگر آئی و صید اُو شوی — دام بگذاری بدام اُو روی
ہاں تو آ اور اس کا شکار بن جا — (اپنا) جال چھوڑ اس کے جال میں گرفتار ہو جا

عشق میگوید بگوشم پست پست — صید بودن خوشتر از صیادیست
میرے کان میں عشق آہستہ آہستہ کہتا ہے — شکاری بننے سے شکار بن جانا بہتر ہے

گول میکن خویش را و غرّہ شو — آفتابی را رہا کُن ذرّہ شو
اپنے آپ کو بیوقوف بنالے اور فریفتہ بنجا — سورج بننے کو چھوڑ ذرہ بن جا

بر دَرم ساکن شوو بیخانہ باش — دعویِ شمعی مکُن پروانہ باش
میرے دروازے پر پڑ جا، اور بے گھر بن جا — شمع بننے کا دعویٰ نہ کر پروانہ بن جا

تابہ[2] بینی چاشنی زندگی — سلطنت بینی نہاں در بندگی
تاکہ تو زندگی کا لطف دیکھے — بادشاہی کو غلامی میں چھپا ہوا دیکھے

نعل بینی باژ گونہ در جہاں — تختہ بند انرا لقب گشتہ شہاں
دنیا میں الٹی نعل بندی دیکھ لے — پھانسی پر چڑھنے والوں کا لقب بادشاہ ہوگیا ہے

بس طناب اندر گلوو تاج دار — بروے انبوہے کہ اینک تاجدار
گلے میں سولی کا پھندا اور تاج ہے — اس پر مجمع ہے کہ یہ بادشاہ ہے

ہمچو گورِ کافراں بیروں حُلل — واندروں قہرِ خدائے عزوجل
جس طرح کافروں کی قبر کہ باہر قیمتی کپڑے ہیں — اور اندر خدائے عزوجل کا قہر ہے

چوں قبور آں را مجصّص[3] کردہ اند — پردۂ پندار پیش آوردہ اند
قبروں کی طرح اس پر گچھی چونا کر دیا ہے — گھمنڈ کا پردہ سامنے لٹکا دیا ہے

طبع مسکینت مجصّص از ہُنر — ہمچو نخلِ موم بے برگ و ثمر
تیری بچاری طبیعت ہنر سے آراستہ — موم کی کھجور کی طرح بے برگ و ثمر ہے

دَربیان آنکہ لُطفِ حق راہمہ کس دانند و قہر رانیز ہمہ کس دانندو ہمہ از قہرِ حق گریزانند و بلطفِ اُو آویزانند لما

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی مہر کو سب جانتے ہیں اور قہر کو بھی سب جانتے ہیں اور سب اس کے قہر سے گریز کرتے ہیں اور اس کی مہر سے وابستہ ہیں

---

[1] آنکہ۔ اگر شکار کھیلنا ہے تو عشق کا شکار کر لیکن یہ وہ شکار ہے جو ہر کس و ناکس کے جال میں نہیں پھنستا ہے تو عشق کا شکار جب کر سکو گے کہ تم خود اس کا شکار بنجاؤ گے عشق۔ عشق کی صدا یہ ہے کہ شکاری بننے سے شکار بن جانا بہتر ہے۔ گول۔ عشق کے معاملے میں اپنے آپ کو بے عقل بناؤ اور سورج بننے کی بجائے ذرہ بن جاؤ بردرم۔ یہ عشق کا مقولہ ہے بخانماں برباد بن کر میرے در پر آپڑ شمع ہونے کے دعوے کو چھوڑ کر پروانہ بن جا۔

[2] تابہ بینی۔ جب یہ کیفیت ہو جائیگی تو حقیقی لذت حاصل ہوگی ۔ پھر انسان غلامی میں شاہی کرے گا۔ (شعر)

بس حقیر گدلیان عشق راکاں قوم شہان بے کمر خسروان بے کلام نعل بنی۔ یعنی دنیا کے کام الٹے ہیں جو دنیا کے قیدی ہیں لوگ انکو شاہ کہتے ہیں اور جو لوگ شاہ ہیں انکو فقیر اور گدا کہتے ہیں۔ تاج دار۔ سولی دینے کے وقت سر اور آنکھوں پر ایک ٹوپی اڑھا دی جاتی ہے تاجدار۔ بادشاہ حُلل۔ حلہ کی جمع ہے لباس کا جوڑا۔

[3] مجصّص۔ چونے اور گچھی سے لپا ہوا۔ نخلِ موم۔ کھجور کا موی درخت۔ دربیان۔ حضرت حق تعالیٰ کے مہر و قہر کو ہر شخص جانتا ہے اور ہر شخص مہر کا طالب اور قہر سے گریزاں ہے لیکن اللہ نے اپنے مہر کو قہر سے اور قہر کو مہر سے ڈھانپ دیا ہے تاکہ انسانوں کی آزمائش کرے۔

حق تعالیٰ قہر ہا اور لطف پنہاں کردہ و لطفہا را در قہر پنہاں کردہ نعل باژ گونہ و تلبیس و مکر اللہ بود تا اہلِ تمیز وَیَنظُرُ بِنُورِ اللّٰہ از بے تمیزاں و حالے بیناں و ظاہر بیناں جُدا شوند کہ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً

لیکن اللہ تعالیٰ نے قہر کو مہر میں پوشیدہ کر دیا ہے اور مہر کو قہر میں پوشیدہ کر دیا ہے الٹی چال اور بناوٹ اور اللہ کا داؤ تھا تاکہ اہل تمیز اور اللہ کے نور سے دیکھنے والے بے تمیزوں اور حال کو دیکھنے والوں اور ظاہر بینوں سے جدا ہو جائیں کیونکہ (فرمایا ہے) تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ کون عمل کے اعتبار سے اچھا ہے

گفت درویشے بدرویشے کہ تو　　چوں بدیدی حضرتِ حق را بگو

ایک درویش نے دوسرے درویش سے کہا کہ تو نے　　حضرت حق کو کیسا دیکھا ہے بتا

گفت بیچوں دیدم اما بہرِ[1] قال　　باز گویم مختصر آں را مثال

اس نے کہا میں نے بے مثال دیکھا لیکن کہنے کیلئے　　اس کی ایک مختصر مثال بتاتا ہوں

دیدمش سُوئے چپ اُو آذرے[2]　　سُوئے دستِ راست حوضِ کوثرے

میں نے اس کی بائیں جانب آگ دیکھی　　اور دائیں جانب حوض کوثر دیکھی

سُوئے چپش بس جہاں سوز آتشے　　سُوئے دستِ راستش جوئے خوشے

اس کی بائیں سمت جہاں سوز آگ ہے　　اس کے دائیں ہاتھ کی جانب عمدہ نہر ہے

سوئے آں آتش گروہے بردہ دست　　بہرِ آں کوثر گروہے شاد و مست

ایک گروہ نے اس آگ کی جانب ہاتھ بڑھایا ہے　　ایک گروہ اس نہر کے لئے شاد اور مست ہے

لیک نعلِ باژ گو نہ بود سخت　　پیش پائے ہر شقی و نیک بخت

لیکن الٹی چال سخت ہوتی ہے　　ہر شقی اور نیک بخت کے لئے

ہر کہ در آتش ہمی رفت و شرر　　از میانِ آب بر میکرد سر

جو آگ اور چنگاریوں میں گیا　　اس نے پانی میں سے سر ابھارا

ہر کہ سُوئے آب میرفت از میاں　　اُو در آتش یافت میشد در زماں

جو آگ کی طرف گیا　　وہ فوراً آگ میں پایا گیا

ہر کہ سُوئے راست شد و آبِ زلال　　سُر ز آتش بر زد از سُوئے شمال

جو داہنی جانب اور نیر پانی کی طرف گیا　　اس نے بائیں جانب آگ میں سے سر ابھارا

---

[1] بہر قال۔ یعنی ذات حق کی چگونگی ناقابل بیان ہے لیکن سمجھانے کے لئے کچھ بیان کیا جاتا ہے۔
[2] آذرے۔ فوائد۔ نفسانی آخرت میں بصورت مار وکژدم نمایاں ہوں گے اور مجاہدات و عبادت کی مشقتیں بصورت حور وغلمان آخرت میں نمودار ہوں گی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے لئے ایک تدبیر فرمائی ہے انسان اگر دنیا میں نفسانی لذائذ میں لگیگا۔ جو بظاہر حوض کوثر ہیں تو وہ آگ کو حاصل کر رہا ہے اور اگر عبادت کی مشقتوں میں لگے گا جو بظاہر آگ ہیں وہ حوض کوثر حاصل کریگا۔ زلال۔ نیر پانی۔

وانکہ شد سُوئے شمالِ آتشیں — سر بروں میکرد از سُوئے یمیں[1]

جو آگ والی بائیں جانب گیا — وہ دائیں جانب سے سر ابھارتا ہے

کم کسے بر سِرِّ ایں مضمر زدے — لا جرم کم کس دراں آذر شدے

اس پوشیدہ راز سے بہت کم لوگ واقف ہوئے — لا محالہ بہت تھوڑے لوگ اس آگ میں گئے

جُز کسے کہ بر سرش اقبال ریخت — کور ہا کرد آب و در آتش گریخت

سوائے اس شخص کے جس کے سر پر اقبالمندی نازل ہوگئی — کہ اس نے پانی کو چھوڑ دیا اور آگ میں گھس گیا

کردہ ذوقِ نقد را معبود خلق — لا جرم زیں لعب مغبوں بود خلق

لوگوں نے نقد فائدے کو معبود بنا لیا ہے — لا محالہ اس کھیل سے لوگ ٹوٹے میں ہیں

جُوق جُوق و صف صف از حرص و شتاب — محترز ز آتش گریزاں سُوئے آب

گروہ در گروہ اور صف در صف حرص اور عجلت کی وجہ سے — آگ سے بچنے والے ہیں پانی کی طرف دوڑنے والے ہیں

لا جرم ز آتش بر آورد ند سر — اعتبار الا عتبار اے بے خبر

لا محالہ انہوں نے آگ میں سے سر ابھارا — اے بے خبر! عبرت حاصل کر، عبرت

بانگ میزد آتش اے گیجانِ گول — من نیم آتش منم چشمہ قبول

آگ پکارتی ہے اے بے وقوف احمقو! — میں آگ نہیں ہوں میں پسندیدہ چشمہ ہوں

چشم[2] بندی کردہ اند اے بے نظر — در من آو ہیچ مندیش از شرر

اے اندھے! انہوں نے نظر بندی کر دی ہے — مجھ میں آجا اور چنگاریوں کی فکر نہ کر

اے خلیل اینجا شرار و دود نیست — جُز کہ سحر و خدعۂ نمرود نیست

اے خلیل! یہاں چنگاری اور دھواں نہیں ہے — سوائے نمرود کے دھوکے اور جادو کے کچھ نہیں ہے

چوں خلیلِ حق اگر فرزانۂ — آتش آبِ تُست و تو پروانۂ

اگر تو اللہ کے خلیل کی طرح عقلمند ہے — آگ تیرا پانی ہے اور تو پروانہ ہے

جانِ پروانہ ہمی دارد ندے — کاے دریغا صد ہزارم پر بُدے

پروانہ کی جان پکارتی ہے — کہ کاش میرے ہزاروں پر ہوتے

تا ہمی سوزید ز آتش بے اماں — کوریِ چشم و دلِ نا محرماں

تاکہ وہ بے اماں آگ سے جل جائے — نامحرموں کی آنکھ اور دل کے اندھے پن کے ہوتے ہوئے

بر من آرد رحم جاہل از خری — من برو رحم آرم از دانشوری

نادان کو گدھے پن سے مجھ پر ترس آتا ہے — میں عقلمندی کی وجہ سے اس پر ترس کھاتا ہوں

---

[1] یمین۔ داہنا۔ مُضمر۔ پوشیدہ۔ ذوقِ نقد یعنی دنیاوی لذتوں کا ذوق مغبون۔ ٹوٹے میں مبتلا۔

[2] چشم۔ بندی۔ نظر بندی آتش نمرود کی آگ حضرت خلیل اللہ کے لئے بظاہر آگ اور حقیقتاً گلزار تھی۔

اولے آواز۔ خری گدھا پن۔

خاصه ایں آتش کہ جانِ آبہاست کارِ پروانہ ۱ بعکسِ کارِ ماست
خصوصاً وہ آگ جو پانی کی جان ہے پروانہ کا معاملہ ہمارے معاملہ کے برعکس ہے

اُو بہ بیند نُور و در نارے رَوَد دل بہ بیند نار و در نورے شوَد
وہ نور دیکھتا ہے اور آگ میں گر جاتا ہے دل آگ دیکھتا ہے اور نور میں پہنچ جاتا ہے

اینچنیں لعب آمد از ربِّ جلیل تا بہ بنی کیست از آلِ خلیل
رب جلیل کی جانب سے یہی کھیل ہے تا کہ تو دیکھ لے کہ خلیل کی اولاد میں سے کون ہے

آتشے را شکلِ آبی دادہ اند واندر آتش چشمۂ بکشادہ اند
آگ کو پانی کی شکل دے دی ہے اور آگ کے اندر چشمہ جاری کر دیا ہے

ساحرے صحنِ برنجی را بہ فن می کند کرمش میانِ انجمن
جادو گر پیالوں کے طبقا کو فن کے ذریعہ انجمن میں اس کو کیڑے بنا دیتا ہے

خانہ را اُو پُر زکژدُم مہا نمود از دمِ سحر و خود آں کژدم نبود
گھر کو بچھوؤں سے بھرا ہوا دکھا دیتا ہے جادو کے اثر سے، حالانکہ وہ بچھو نہیں ہے

چونکہ جادوی نماید صد چنیں چوں بود دستانِ جادو آفریں
جبکہ جادو اس جیسی سینکڑوں باتیں دکھا دیتا ہے تو جادو پیدا کرنے والے کی تدبیر کیسی ہو گی؟

لا جرم از سحرِ یزداں قرن قرن اندر افتادند چوں زن زیرِ پہن ۲
لا محالہ خدا کے جادو سے گروہ در گروہ عورتوں کی طرح نیچے چت گرے ہیں

لا جرم از سحرِ یزداں مرد و زن رفتہ اندر چاہِ جاہِ بے رسن
لامحالہ خدا کے جادو سے مرد و زن پہنچ گئے ہیں جاہ کے بے رسی کے کنویں میں

ساحراں شاں بندہ بودند و غلام اندر افتادند چوں صعوہ بدام
جادوگر ان کے بندے اور غلام تھے ملولے کی طرح جال میں پھنس گئے

ہیں بخواں قرآں ببیں سحرِ حلال سرنگونی مکر ہائے ۳ کالجبال
آگاہ! قرآن پڑھ لے حلال جادو کو دیکھ (اور) پہاڑوں جیسے جیسے مکروں کے اوندھا ہونے کو

من نیم فرعون کایم سوئے نیل سوئے آتش میروم ہمچوں خلیل
میں فرعون نہیں ہوں کہ نیل (دریا) کیجانب آؤں میں خلیل (اللہ) کی طرح آگ کیطرف جاتا ہوں

نیست آتش ہست آں مائے معیں واں دگر از مکر آبِ آتشیں
آگ نہیں ہے، وہ بہتا پانی ہے اور دوسرا مکر کی وجہ سے آتشیں پانی ہے

---

۱ کارِ پروانہ۔ پروانہ نار کو نور سمجھ کر اس میں گرتا ہے مومن نار کو نار سمجھ کر اس میں داخل ہوتا ہے اور نور حاصل کر لیتا ہے۔ ساحرے کسی چیز کا حقیقت کے خلاف نظر آنا مستبعد نہیں ہے جادوگر پیالوں کو کیڑوں کی شکل میں دکھا دیتا ہے۔ صحن۔ طباق۔ جادو آفریں۔ اللہ تعالیٰ۔ قرن۔ گروہ

۲ پہن۔ چت۔ چاہ جاہ۔ یعنی جاہ پسندی کا کنواں۔ بے رسن۔ یعنی گہرا کنواں۔ ساحراں شاں۔ ان گروہوں کے جادوگر بھی جادو آفریں کے جادو میں ممولے کی طرح پھنس کر رہ گئے۔

۳ مکر ہائے۔ قرآن پاک میں ہے وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال۔ یعنی خدا نے ان کے مکر کو برباد کر دیا اگرچہ ان کا مکر ایسا تھا کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں۔ من نیم۔ یہ فقیر کا مقولہ ہے یا مولانا کا۔ فرعون۔ فرعون۔ نیل کو خشکی سمجھ کر پانی میں ڈوبا حضرت خلیل اللہ آگ کو آگ سمجھ کر گلزار میں پہنچے۔

پس اِنکو گفت آں رسولِ خوش جواز ۔۔۔ ذرۂ عقلت بہ از صوم و نماز
اس خوش رفتار رسولؐ نے خوب کہا ہے ۔۔۔ تیرے لئے عقل کا ایک ذرہ روزے اور نماز سے بہتر ہے

زانکہ عقلت جوہرست ایں دو عَرَض ۔۔۔ ایں دو در تکمیلِ آں شد مُفترَض
کیونکہ تیری عقل جوہر ہے یہ دونوں عرض ہیں ۔۔۔ یہ دونوں اس کی تکمیل کے لئے فرض کئے گئے ہیں

تا جلا باشد مرآں آئینہ را ۔۔۔ کہ صفا آید ز طاعت سینہ را
تاکہ اس آئینہ پر جلا ہو جائے ۔۔۔ کیونکہ عبادت سے سینہ میں صفائی آتی ہے

لیک گر آئینہ از بُن فاسدست ۔۔۔ صیقل آں دیر باز آرد بدست
لیکن اگر آئینہ اصل سے خراب ہے ۔۔۔ اس پر صیقل دیر سے چڑھتی ہے

واگزیں ۲ آئینہ کو اکیس است ۔۔۔ اندکے صیقل گری اورا بس است
وہ آئینہ لے جو زیادہ ذہین ہے ۔۔۔ اس کے لئے تھوڑی صیقل گری کافی ہے

تفاوتِ عقول دراصل فطرت بر خلاف معتزلہ کہ می گویند کہ دراصل عقولِ جُزوی برابر اندرایں افزونی و تفاوت از تعلیم ست و ریاضت و تجربہ

عقلوں کا فرق اصل فطرت سے ہے معتزلہ کے بر خلاف کہ وہ کہتے ہیں کہ دراصل جزوی عقلیں برابر ہیں ان میں بڑھوتری اور فرق تعلیم اور ریاضت اور تجربہ کی وجہ سے ہے

ایں تفاوت عقلہا را نیک داں ۔۔۔ دَر مراتب از زمیں تا آسماں
عقلوں کے اس فرق کو خوب سمجھ لے ۔۔۔ مرتبوں میں زمین سے آسمان تک

ہست عقلے ہمچو قرصِ ۳ آفتاب ۔۔۔ ہست عقلے کمتر از زہرہ و شہاب
ایک عقل سورج کی ٹکیہ کی طرح ہے ۔۔۔ ایک عقل زہرہ اور ٹوٹنے والے ستارے سے کم ہے

ہست عقلے چوں چراغِ سرخوشے ۔۔۔ ہست عقلے چوں ستارہ آتشے
ایک عقل مست چراغ کی طرح ہے ۔۔۔ ایک عقل آگ کے شعلہ کی طرح ہے

زانکہ ابراز پیشِ اُوچوں واجہد ۔۔۔ نورِ یزداں بیں خردہا بردہد
کیونکہ جب ابر اس کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے ۔۔۔ وہ عقلوں کو خدا کو دیکھنے والا نور عطا کرتی ہے

عقلہائی خلق عکسِ عقلِ اُو ۔۔۔ عقلِ اُو مشک ست و عقلِ خلق بُو
مخلوق کی عقلیں اس کی عقل کا عکس ہیں ۔۔۔ اس کی عقل مشک ہے اور مخلوق کی عقل اس کی خوشبو ہے

۱ پس۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ جواز۔ رفتار۔ زانکہ۔ عبادات شرعی کی عقل کی تکمیل کے لئے فرض ہوئی ہیں۔ کہ صفا۔ شرعی اعتبار سے عقل دل میں ہے۔

۲ واگزیں۔ مولانا۔ مرشد کے لئے فرماتے ہیں کہ ایسے مریدوں کو چن لے جن کے دل تھوڑی سی صیقل سے چمک اٹھیں۔ ایں تفاوت۔ عقلوں میں فطری تفاوت ہے اور ان کے مختلف مراتب ہیں۔

۳ قرص۔ ایک عقل کا نور سورج جیسا ہے اور دوسری عقل کا نور زہرہ وغیرہ ستاروں سے بھی کم ہے۔ زانکہ۔ عقل کل یعنی ولی اللہ کی عقل کے سامنے سے جب ماسوی اللہ کا ابر ہٹ جاتا ہے تو وہ دوسری عقلوں کو خدا کو دیکھنے والا نور عطا کر دیتی ہے۔ عقلہائے۔ مخلوق کی عقلیں اس کی عقل سے فیضیاب ہیں۔

عقلِ[1] کُل و نفسِ کُل مردِ خداست — عرش و کرسی رامداں کز وے جُداست

مرد خدا، عقل کل اور نفس کل ہے — یہ نہ سمجھ کر عرش اور کرسی اس سے جدا ہے

مظہرِ حق ست ذاتِ پاکِ او — زو بجو حق را واز دیگر مجو

اس کی پاک ذات خدا کا مظہر ہے — اس سے اللہ کا طالب بن اور دوسرے سے نہ چا

عقلِ جُزوی عقل را بد نام کرد — کامِ دنیا مرد رابے کام کرد

جزوی عقل نے عقل کو بد نام کر دیا ہے — دنیاوی مقصد نے انسان کو ناکام کر دیا ہے

آں زصیدی حُسنِ صیّادے بدید — ویں زصیّادی غمِ صیدی کشید

اس نے شکار پن سے شکاری کا حسن سیکھا — اس نے شکاری پن سے، شکار بن جانیکا غم حاصل کیا

آں زخدمت نازِ مخدومی بیافت — ویں زمخدومی ز راہِ عز بتافت

اس نے خدمت کے ذریعہ مخدوم ہونیکا ناز حاصل کرلیا — اس نے مخدوم بنکر عزت کے راستہ سے منہ موڑ لیا

آں ز فرعونی اسیرِ آب شُد — وز اسیری سبط از ارباب شُد

وہ فرعونیت کی وجہ سے پانی کا قیدی بن گیا — اور سبطی قیدی ہونے کی وجہ سے آقاؤں میں سے ہوگیا

لعبِ[2] معکوس ست فرزیں بند سخت — حیلہ کم کن کارِ اقبال ست و بخت

الٹا کھیل اور سخت فرزین بند (چال) ہے — تدبیر نہ کر اقبال اور نصیب کا معاملہ ہے

بر خیال و حیلہ کم تن تار را — کہ غنی رہ کم دہد مکار را

خیال اور مکر کی بناء پر تانا نہ تن — (اللہ) بے نیاز مکار کو راستہ نہیں دیتا ہے

مکر کن[3] در راہِ نیکو خدمتے — تا نبوّت یابی اندر اُمتے

اچھی خدمت کی راہ کی تدبیر کر — تاکہ تو امت میں (رہ کر) نبوت (کا رتبہ) پالے

مکر کن تا وارہی از مکرِ خود — مکر کن تا فرد گردی از حسد

تدبیر کر تاکہ تو اپنے مکر سے نجات پالے — تدبیر کر تاکہ تو حسد سے علیحدہ ہو جائے

مکر کن تا کمتریں بندہ شوی — در کمی اُفتی خداوندہ شوی

تدبیر کر تاکہ تو ناچیز بندہ بنے — کمی اختیار کرے گا، آقا بن جائے گا

رُدبہی و خدمت اے گرگِ کُہن — ہیچ بر قصدِ خداوندی مکن

اے پرانے بھیڑیئے! مکاری اور خدمت — آقائی کے خیال سے بھی نہ کر

---

۱ عقل کُل۔ عقل کل حقیقت ملکی روحی ہے۔ جس کا مظہر انسان ہے۔ زو بجو۔ انسان کامل جو مظہر عقل کل و نفس کل ہے اس سے حق کی جستجو کر۔ عقل جزوی۔ عام انسان کی عقل بھی اگرچہ عقل کل سے مستفاد ہے لیکن دنیوی مشاغل نے اس کو بے مقصد بنا دیا ہے۔ آں۔ یعنی عقل کامل نے اپنے آپ کو عشق حق کے جال کا شکار بنا کر صیاد کا حسن سیکھ لیا یعنی وہ اخلاق خداوندی سے متصف ہو گئی اور عقل ناقص نے دوسروں کو جال میں پھانسنا چاہا خود جال میں پھنس گئی۔ آں۔ عقل کامل خادم بنکر مخدوم بنی عقل ناقص نے مخدوم بننا چاہا تو عزت کے راستہ سے بھٹک گئی۔ ز فرعون نے مخدومیت پسند کی تو دریا میں غرق ہو گیا۔ سبطی خادم اور قیدی بنا تو آقاؤں میں شمار ہوا۔

۲ لعب معکوس۔ یعنی خادمیت سے مخدومیت حاصل ہونا انسانی تدبیر سے ممکن نہیں ہے بلکہ فضل خداوندی پر موقوف ہے انسانی مکاری اور تدبیر فضل خداوندی کے منافی ہے۔

۳ مکر کن۔ انسان خدمتگذاری کی تدبیر اختیار کرے تو انبیاء کے اخلاق سے متصف ہو جائیگا اور امتی ہوتے ہوئے اس میں انبیاء کے اتصاف پیدا ہو جائیں گے۔ مکر کن انسان کو اپنی تدبیر ترک کرنے کی تدبیر کرنی چاہیے اور اپنے آپ کو اوصاف ذمیمہ سے پاک کرنا چاہیے کمترین بندہ بننے کی تدبیر کرے گا تو آقائی میسر آئیگی۔ رد بہی۔ چالاکی اور خدمت مخدوم بننے کی نیت سے نہ کی جائے۔

لیک چوں پروانہ در آتش بتاز — کیسۂ زر بر مدوزو پاک باز
لیکن پروانہ کی طرح آگ میں دوڑ جا — سونے کی تھیلی نہ سی اور پاک بن جا

زور[1] را بگذار و زاری را بگیر — رحم سوئے زاری آید اے فقیر
زور کو چھوڑ ، زاری اختیار کر — اے فقیر ! رحم خداوندی عاجزی کیجانب آتا ہے

گر کُنی زاری بیابی رحمِ اُو — رحمِ اُو دَر زاریِ خود باز جُو
اگر تو عاجزی کرے گا اس کا رحم حاصل کریگا — اس کا رحم اپنی عاجزی میں تلاش کر

زاریِ مُضطر کہ تشنہ معنوی ست — زاریِ سَرد و دروغ آنِ غوی ست
مجبور پیاسے کی عاجزی حقیقی ہے — جھوٹی ، ٹھنڈی عاجزی ، گمراہ کی ہے

گریۂ[2] اخوانِ یوسفؑ حیلتست — کاندروں شاں پُر ز رشک و علتست
یوسفؑ کے بھائیوں کی عاجزی مکاری ہے — ان کا باطن رشک و بیماری سے پر ہے

حکایت آں اَعرابیِ کہ سگِ اُواز گرُسنگی می مرد و انبانِ
اس بدو کا قصہ جس کا کتا بھوک سے مر رہا تھا اور اس کا تھیلا روٹیوں

اُو پُرنان بودو بر سگ نوحہ میکرد و شعر میگفت و میگریست
سے بھرا ہوا تھا اور کتے پر نوحہ کر رہا تھا اور شعر پڑھتا تھا اور روتا

وطپانچہ بر سَر و رُو میزد و دریغش می آمد کہ لقمۂ نانِ ازاں انبان
تھا اور سر اور منہ پر طمانچے مارتا تھا اور اس کو اس میں تامل تھا کہ روٹی کا ٹکڑا

بسگ دہد و سُوال کردنِ شخص ازوو جواب شنیدن ازو
تھیلے میں سے کتے کو دے اور ایک شخص کا اس سے سوال کرنا اور اس سے جواب سننا

آں سگے می مُرد و گریاں آں عرب — اشک می بارید و میگفت اے کرب[3]
کتا مر رہا تھا اور وہ عرب روتا تھا — آنسو بہاتا تھا اور کہتا تھا ، ہائے مصیبت

ہیں چہ سازم مر مرا تدبیر چیست — زیں سپس من چوں توانم بے تو زیست
ہائیں کیا کروں میرے لئے کیا چارہ ہے ؟ — اس کے بعد میں تیرے بغیر کیسے زندہ رہوں گا ؟

سائلے بگذشت و گفتا ایں گریہ چیست — نوحۂ و زاریِ تو از بہرِ کیست
ایک سائل گذرا اور بولا یہ کیسا رونا ہے ؟ — تیرا رونا اور گڑگڑانا کس چیز کے لئے ہے

گفت در ملکم سگے بُد نیک خُو — نک ہمی میرد میانِ راہ اُو
اس نے کہا میری ملکیت میں ایک اچھی عادت کا کتا تھا — وہ ابھی سڑک پر مر رہا ہے

[1] زور یعنی اپنی تدابیر سے زور آزمائی نہ کر عاجزی اختیار کر اللہ تعالیٰ عاجزوں پر رحم فرماتا ہے۔ زاری حقیقی عاجزی ہو بناوٹی عاجزی سے مقصد پورا نہ ہوگا۔

[2] گریہ۔ برادرانِ یوسفؑ بھی مصنوعی رونا روئے تھے انکی گریہ و زاری بیکار ہے حکایت۔ اس حکایت سے یہ سمجھایا ہے کہ اس بدو کی طرح رونا بیکار ہے۔

[3] کرب۔ مصائب۔ بے تو۔ یعنی کتے سے کہتا تھا۔ گفت۔ بدو نے رونے کی وجہ بتائی۔

روز[1] صیّادم بُدو شب پاسباں — شیرِ نَر بود اُونہ سگ اے پہلواں

وہ دن میں میرا شکاری اور رات کو محافظ تھا — اے نوجوان! وہ کتا نہ تھا نر شیر تھا

تیز چشم و دُزد راں و صَید گیر — می دویدے درپئے صید اُو چو تیر

تیز نگاہ والا چور کو بھگانیوالا، شکار کو پکڑنیوالا تھا — وہ شکار کے پیچھے تیر کی طرح دوڑتا تھا

صَید میکردے و پاسم داشتے — دُزد را نزدیکِ من نگذاشتے

وہ شکار کرتا اور میری حفاظت کرتا تھا — چور کو میرے پاس نہ آنے دیتا تھا

قانع و آزاد تُندو خَصم راں — نیک خوو با وفا و مہرباں

صابر اور آزاد، تیز مزاج اور دشمن کو بھگانیوالا تھا — نیک طبیعت اور با وفا اور مہربان تھا

گفت رنجش چیست زخمے خوردہ است — گفت جوع الکلب زارش کردہ است

اس نے کہا اس کو کیا مرض ہوا ہے، زخم لگا ہے؟ — اس نے کہا "جوع الکلب" نے اس کو بدحال کردیا ہے

گفت[2] صبرے کُن بریں رنج وحرض — صابراں را فضلِ حق بخشد عوض

اس نے کہا اس رنج اور غم پر صبر کر — اللہ کی مہربانی صبر کرنیوالوں کو عوض عطا کرتی ہے

بعد ازاں گفتش کہ اے سالارِ حُر — چیست اندر پشت ایں انبانِ پر

اس کے بعد اس نے کہا اے آزاد سردار! — کمر پر یہ بھرا ہوا تھیلا کیسا ہے؟

گفت نان وزادو لوتِ دوشِ من — می کشم از بہر قُوتِ ایں بدن

اس نے کہا کل کی روٹی اور توشہ اور عمدہ کھانا ہے — اس جسم کی خوراک کے لئے اٹھائے ہوئے ہوں

گفت چوں ندہی بداں سگ نان وزاد — گفت تا ایں حد ندارم مہرو داد

اس نے کہا اس کتے کو روٹی اور توشہ کیوں نہیں دیتا ہے — بولا اس حد تک مجھ میں محبت اور بخشش نہیں ہے

دست[3] نایدبے درم در راہ ناں — لیک ہست آبِ دودیہ رائیگاں

راستہ میں روٹی بغیر پیسہ کے نہیں ملتی ہے — لیکن دونوں آنکھوں کے آنسو مفت کے ہیں

گفت خاکت برسَرا ے پُر بادمشک — کہ لبِ ناں پیشِ تو بہتر ز اشک

اسنے کہا اے ہوا سے بھری ہوئی مشک! تیرے سر پر خاک ہو — کہ روٹی کا ٹکڑا تیرے نزدیک آنسو سے بہتر ہے

اشک خون است وبغم آبے شدہ — می نیرزد خوں بخاک اے بیہدہ

آنسو خون ہے، جو غم سے پانی بن گیا ہے — اے بیہودہ! خون خاک کی قیمت کا نہیں ہے

کُلِ خود را اخوار کرد اُوچوں بلیس — پارۂ ایں کُل نباشد جز خسیس

اس نے اپنے آپ کو شیطان کی طرح ذلیل کردیا — اس کل کا جزو ذلیل کے علاوہ کیا ہو گا؟

---

[1] روز۔ یعنی دن میں میرے لئے شکار کر کے لاتا تھا رات کو میری حفاظت کرتا تھا۔ پاس۔ حفاظت۔ قانع۔ یعنی تھوڑی خوراک پر گذارا کر لیتا تھا۔ جوع الکلب۔ کتے کی بھوک۔

[2] گفت۔ اس شخص نے بدوے کہا کہ کتے کے مرنے پر صبر کر اللہ صابروں کو اچھا بدلہ دے دیتا ہے۔ حر۔ آزاد۔ انبان۔ تھیلا۔ لوت۔ عمدہ غذا۔

[3] دست نآید۔ یعنی روٹی قیمت سے ملے گی آنسو مفت کے ہیں ان کو کتے کے لئے خرچ کیا جاسکتا ہے۔ اشک۔ رنج میں خون آنسو بن جاتا ہے۔ بخاک۔ یعنی روٹی جو زمین کی پیداوار سے بنی ہے۔ کل خود۔ اس بدو نے اپنے کو ذلیل کیا لہٰذا اس کے آنسو بھی اسی جیسے ذلیل ہیں۔

من غلام آنکہ[1] اِنفرو شد وجود — جز بداں سُلطان با افضال وجود
میں اس کا غلام ہوں جو وجود و نہ فروخت کرے — کی جو مہربانیوں اور سخاوت کے شاہ کے سوا

چوں بگرید آسماں گریاں شود — چوں نبالد چرخ یارب خواں شود
جب وہ رو پڑے تو آسمان رونے لگے — جب وہ فریاد کرے تو آسمان فریادی بن جائے

من غلامِ آں مسِ ہمت پرست — کہ بغیرِ کیمیا نارد شکست
میں اس صاحب ہمت تانبے کا غلام ہوں — جو علاوہ کیمیا کے (کسی کے سامنے) عاجزی نہ دکھائے

دستِ اشکستہ بر آور در دُعا — سُوئے اشکستہ پرد فضلِ خدا
دعا میں عاجز ہاتھ اٹھا — اللہ (تعالیٰ) کا فضل عاجز کی جانب اڑ کر آتا ہے

گر[2] رہائی بایدت زیں چاہ تنگ — اے برادر رو بر آذر بے درنگ
اگر تجھے اس تنگ کنویں سے رہائی درکار ہے — اے بھائی! بلا تاخیر آگ پر چل پڑ

مکرِ حق رابین و مکرِ خود بہل — اے زمکرش مکرِ مکاراں خجل
اللہ تعالیٰ کی تدبیر پر نظر رکھ اپنی تدبیر چھوڑ دے — اس کی تدبیر سے مکاروں کا مکر شرمندہ ہے

چونکہ مکرت شد فنائے مکرِ ربّ — بر کشائی یک کمینے بو العجب
جبکہ تیری تدبیر اللہ (تعالیٰ) کی تدبیر میں فنا ہو گئی — تو ایک عجیب گھات (کی راہ) کشادہ کرے گا

کہ کمینہ ایں کمیں باشد بقا — تا ابد اندر عروج و ارتقاء
کہ اس گھات کا ادنیٰ (درجہ) بقا ہوتا ہے — ہمیشہ عروج اور ترقی میں

از برائے ایں کمیں سعیئے بکُن — تا بری بُوئے ز علمِ من لَدُنْ
اس گھات کے لئے کوشش کر — تاکہ تجھے علم لدنی کی خوشبو حاصل ہو جائے

گر تو[3] احوالِ عروجِ خویش را — نیک دانی نیک باشد مر ترا
اگر تو اپنے عروج کے احوال کو — اچھی طرح سمجھ لے تو تیرے لئے اچھا ہو گا

دَربیانِ آنکہ ہیچ چشمِ بد آدمی راچناں مہلک نیست کہ چشمِ پسند خویشتن مگر کہ چشم اومبدل شدہ باشد بنورِ حق کہ

اس کا بیان کہ آدمی کے لئے کوئی نظر بد ایسی مہلک نہیں ہے جیسے کہ خود پسندی کی نظر ہاں اگر اس کی آنکھ اللہ کے نور سے تبدیل ہو گئی ہو۔ کیونکہ فرمایا گیا ہے

بِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَ از خویشتن اُو بیخویش شدہ باشد

وہ میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور وہ خود سے بیخود ہو گیا ہو

---

[1] آنکہ۔ یعنی مرشد کامل من غلام۔ میں اس مرشد کامل کا غلام ہوں جو ایسا باہمت کیمیا پرست ہے کہ وہ عاجزی کیمیا یعنی ذات باری تعالیٰ کے سامنے ہی کرتا ہے دست اشکستہ۔ عجز و شکستگی کے ساتھ دعا کی جاتی ہے تو فضل خداوندی آتا ہے۔

[2] گر رہائی۔ سابق مسنون کی طرف رجوع فرما کر کہتے ہیں کہ مجاہدات کی آتش کی طرف چل پڑ تب دنیا سے نجات ملے گی۔ خجل۔ شرمندہ چونکہ۔ جب انسان اپنی تدبیر کو خدائی تدبیر میں فنا کر دیتا ہے۔ تو عجیب راہیں کھل جاتی ہیں کہ کمینہ ان راہوں کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان کو ابدی عروج اور بقا حاصل ہو جاتا ہے اور اس عروج کے بعد اس کو علم لدنی حاصل ہو جاتا ہے۔

[3] گرتو۔ انسان جب اس مقام کو خوب سمجھ لیتا ہے تو اس کے حصول کیلئے پوری کوشش کرتا ہے اور مغرور نہیں بنتا ہے۔ دربیان۔ انسان کی خود بینی انسان کیلئے سب سے زیادہ مہلک ہے ہاں اگر وہ صفات خداوندی سے متصف ہو گیا ہے تو پھر اس کی خود بینی اپنی خود بینی نہیں رہتی ہے۔

پرِ طاؤس است ا مبین و پائے بیں　　تا کہ سوءُ العین نگشاید کمیں
اپنے طاؤسی پر کو نہ دیکھ پاؤں کو دیکھ　　تاکہ نظر بد گھات نہ کھولے

کہ بلغزد کوہ از چشمِ بداں　　یُزْلِقُوْنَکَ از نُبے برخواں عیاں
کیونکہ بد نظروں سے پہاڑ ہل جاتا ہے　　وہ تجھے پھسلا دینگے قرآن میں صاف پڑھ لے

احمدِ چوں کوہ لغزید از نظر　　درمیانِ راہِ بے گل بے مطر
پہاڑ جیسے احمدؐ نظر سے پھسل گئے　　ایسے راستہ میں جو بغیر کیچڑ اور بارش کے تھا

در عجب در ماند کایں لغزش زچیست　　من نہ پندارم کہ ایں حالت تہیست
وہ تعجب میں رہگئے کہ یہ پھسلن کس چیز سے تھی　　میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کسی خاص حال سے خالی ہے

تا بیامد ۲ آیت و آگاہ کرد　　کاں زچشمِ بد رسیدت وز نبرد
یہانتک کہ آیت نازل ہوئی اور خبردار کر دیا　　کہ وہ نظر بد اور خصومت سے ہوئی

گر بُدے غیرِ تو وردم لاشدے　　صید چشم و سُخرۂ افنا شدے
اگر تیرے سوا کوئی ہوتا فوراً ہلاک ہو جاتا　　نظر کا شکار اور فنا کے تابع ہو جاتا

معنیِ چشمِ بد آخر بازداں　　اِن یَکادُ از چشمِ بدنیکو بخواں
بالآخر نظر بد کے معنی سمجھ لے　　نظر بد کے سلسلہ میں ان یکاد پڑھ لے

لیک آمد عصمتے دامن کشاں　　ویں کہ لغزیدی بُد از بہرِ نشاں
لیکن دامن کھینچتی ہوئی حفاظت آپہنچی　　یہ جو آپ پھسلے، پہچان کے لئے تھا

عبرتے ۳ گیر اندراں کُہ کن نگاہ　　برگ خود عرضہ مکن اے زکاہ
عبرت حاصل کر لے اس پہاڑ کو دیکھ　　اے تنکے سے کم! اپنی شان نہ دکھا

تفسیر آیت وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ

اور قریب ہیں کافر کہ تمہیں اپنی نظروں سے پھسلا دیں جبکہ انہوں نے ذکر سنا اور

وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ

کہتے ہیں بے شک وہ مجنون ہے اور نہیں وہ مگر جہانوں کا ذکر آیت کی تفسیر

یا رسول اللہ دراں وادی کساں　　میزنند از چشم بدبر گر گساں
اے اللہ کے رسولؐ! اس وادی میں ایسے لوگ ہیں　　جو گدھوں پر نظر بد لگا دیتے ہیں

از نظرؔ شاں کلہ شیرِ عریں　　واشگافد تا کُند آں شیرانیں
ان کی نظر سے جھاڑ کے شیر کی کھوپڑی　　پھٹ جاتی ہے یہانتک کہ وہ شیر روتا ہے

---

۱ پرِ طاؤست۔ انسان کو اپنے عیوب پر نظر رکھنی چاہیے ورنہ اس کی نیکیوں کو نظر بد لگ جائے گی۔ کہ بلغزد۔ نظر بد کی بہت بری اور بڑی تاثیر ہے۔ یزلقونک۔ قرآن پاک میں ہے وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارھم اور قریب ہے کہ وہ تمہیں اپنی نگاہوں سے پھسلا دیں گے۔ بے گل۔ راستہ میں کیچڑ بھی نہ بارش۔ در عجب۔ اس حالت میں پھسلنے سے آنحضورؐ کو تعجب ہوا۔

۲ تا بیامد۔ آنحضورؐ کو پھسلنے کی وجہ وحی خداوندی سے معلوم ہوئی۔ گر بدے۔ آنحضورؐ سے کہا گیا کہ یہ نظر بد اس قدر سخت تھی کہ تم تو صرف پھسلے اگر کوئی اور ہوتا تو ہلاک ہی ہو جاتا معنیٔ چشم بد۔ اس آیت کو پڑھ کر نظر بد کی حقیقت سمجھ لو۔ آنحضورؐ چونکہ معصوم تھے لہٰذا ان پر اس کا اثر محض اس کی تاثیر دکھانے کیلئے ہوا تھا۔

۳ عبرتے۔ آنحضورؐ کے اس واقعہ سے عبرت حاصل کر لو جبکہ آنحضورؐ جیسے کو پر اس کا یہ اثر ہوا تو اپنی گھاس جیسی حیثیت پر اس کی تاثیر کو سمجھ کر۔ یا رسول۔ رکوں نے آنحضورؐ سے عرض کیا کہ اس وادی کے لوگ بلند پرواز گدھ کو بھی اپنی بدنظر سے متاثر کر دیتے ہیں۔ از نظر۔ ان کی نگاہوں میں یہ اثر ہے کہ شیر کی کھوپڑی شق ہو جاتی ہے اور وہ بھی رو پڑتا ہے۔

بر شُتر[1] چشم اَفگند ہمچوں حمام — وانگہاں بفرستد اندر پے غلام
اونٹ پر موت جیسی نظر ڈالتا ہے — اور بعد میں غلام کو بھیج دیتا ہے

کہ برو از پیہ ایں اُشتر بخر — بیند اُشتر را سقط اُو راہ در
(کہتا ہے) کہ جا اس اونٹ کی چربی خرید لا — وہ راستہ میں اونٹ کو مردہ دیکھتا ہے

سر بریدہ از مرض آں اُشترے — کو بتگ با اسپ میکردے مرے
مرض کی وجہ سے اس اونٹ کی گردن کٹی ہوئی ہے — جو دوڑ میں گھوڑے کا مقابلہ کرتا تھا

کز حسد وز چشمِ بد بے ہیچ شک — سیر و گردش رابگرداند فلک
بے شبہ حسد اور نظرِ بد سے — آسمان رفتار اور گردش کو الٹا کر دیتا ہے

آب پنہان ست و دولاب آشکار — لیک در گردش بود آب اصلِ کار
پانی پوشیدہ ہے اور رہٹ ظاہر ہے — لیکن گردش میں پانی کام کی جڑ ہے

چشم[2] نیکو شد دوائے چشمِ بد — چشمِ بد را لا کند زیر لگد
نظرِ بد کی دوا اچھی نظر ہے — جو نظرِ بد کو پاؤں کے نیچے معدوم کر دیتی ہے

سبق رحمت راست وایں از رحمت است — چشمِ بد محصولِ قہر و لعنت است
رحمت کو سبقت حاصل ہے اور یہ خدا کی رحمت ہے — نظرِ بد قہر اور لعنت کا نتیجہ ہے

رحمتش بر نقمتش غالب شود — چیرہ زان شد ہر نبی بر خصمِ خود
اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب آجاتی ہے — اسی لئے ہر نبی اپنے مخالف پر غالب ہو گیا

کو[3] نتیجہ رحمت ست و ضدِ او — از نتیجہ قہر بود آں زشت رو
کیونکہ وہ رحمت کا نتیجہ ہے اور اس کی ضد — بدصورت قہر کا نتیجہ ہے

حرصِ بط یکتا ست وایں پنجاہ تاست — حرصِ شہوت مار و منصب اژدہاست
بطخ کی حرص اکہری اور یہ پچاس گنا ہے — شہوت کی حرص سانپ ہے اور جاہ کی حرص اژدہا ہے

حرصِ بط از شہوتِ حلق ست و فرج — در ریاست بیست چندانست درج
بطخ کی حرص حلق اور شرمگاہ کی شہوت کی وجہ سے ہے — (حب) جاہ میں اس کا بیس گنا داخل ہے

از الوہیت زند در جاہ لاف — طامعِ شرکت کجا باشد معاف
خدائی کی وجہ سے مرتبہ کی ڈینگیں مارتا ہے — شرک کا لالچی کہاں معاف ہوتا ہے؟

زلّتِ آدم ز اشکم بود و باہ — وآنِ ابلیس از تکبر بود و جاہ
(حضرت) آدم کی لغزش پیٹ اور باہ کی وجہ سے تھی — اور شیطان کی آن تکبر اور جاہ کی وجہ سے تھی

---

[1] برشتر۔ اگر کسی اونٹ کا گوشت ان کو پسند آجاتا ہے تو اس پر اپنی نگاہ ڈال کر فوراً غلام کو اس کا گوشت خریدنے کے لئے روانہ کر دیتے ہیں۔ کز حسد۔ حسد اور نظرِ بد کے اثر سے آسمان کی گردش الٹی ہو جاتی ہے۔ آب پنہاں۔ چشم بد کی تاثیر اگرچہ بظاہر چشمِ بد سے متعلق ہے لیکن اصلی سبب تقدیرِ الٰہی ہے جو مخفی ہے جس طرح دولاب بظاہر متحرک نظر آتا ہے لیکن حرکت کا اصل سبب پانی ہے۔

[2] چشم نیکو۔ چشمِ بد کی اس تاثیر کو عارف کی نظر فنا کر دیتی ہے۔ سبق رحمت نظرِ بد کی تاثیر قہرِ الٰہی ہے اور نیک نظر کی تاثیر رحمتِ الٰہی ہے اور رحمت قہر پر غالب ہے۔

[3] کو نتیجہ۔ نبی رحمت ہے اور کافر قہر کا مظہر ہے۔ حرص بط۔ حب جاہ کی بیماری شہوتِ بطن سے بہت بڑھی ہوئی ہے از الوہیت۔ حب جاہ میں الوہیت میں شرکت کا دعویٰ ہے اور شرک نا قابلِ معافی گناہ ہے۔ زلت۔ حضرت آدم کی لغزش شہوتِ بطن و باہ کی وجہ سے تھی شیطان کی معصیت حبِ جاہ کی وجہ سے تھی۔

لا جرم ۱؎ اُو زود استغفار کرد — وآں لعیں از توبہ استکبار کرد

لا محالہ انہوں نے جلد توبہ کر لی — اور اس ملعون نے توبہ سے تکبر کیا

حرصِ حلق و فرج ہم خود بَدرگیست — لیک منصب نیست آں اشکستگی ست

حلق اور شرمگاہ کی حرص بھی بد ذاتی ہے — لیکن وہ جاہ نہیں ہے وہ تواضع ہے

بیخ و شاخِ ایں ریاست را اگر — باز گویم دفترے باید دگر

جاہ کی جڑ اور شاخ کو اگر — میں بیان کروں (تو) ایک دوسرا دفتر چاہیے

اَسپِ سرکش را عرب شیطانش خواند — نے سُتُورے را کہ در مرعیٰ بماند

عرب نے سرکش گھوڑے کو شیطان کہا ہے — نہ کہ اس گھوڑے کو جو چراگاہ میں رہا

شیطنت ۲؎ گردن کشی بُر در لغت — مستحقِ لعنت آمد ایں صفت

شیطنت لغت میں سرکشی ہے — یہ صفت لعنت کی مستحق ہے

صد خورندہ گنجد اندر گردِ خواں — دو ریاست جُو نگنجد در جہاں

ایک خوان کے گرد سو کھانیوالے سما جاتے ہیں — دو سلطنت کے طالب دنیا میں نہیں سماتے ہیں

آں نخواہد کیں بُود بر پشتِ خاک — تا مَلِک بکُشد پدر را از اشتراک

وہ نہیں چاہتا ہے کہ یہ روئے زمین پر رہے — شرکت (کے ڈر) سے بادشاہ باپ کو قتل کر دیتا ہے

آں ۳؎ شنیدستی کہ اَلْمُلْکُ عقیم — قطعِ خویشی کرد ملکت جُو زبیم

تو نے یہ سنا ہے کہ سلطنت بانجھ ہے — سلطنت کے طلبگار نے خوف سے اپنائیت کو ختم کر دیا ہے

کہ عقیم است و ُورا فرزند نیست — ہمچو آتش باکسش پیوند نیست

کیونکہ وہ بانجھ ہے اور اس کے اولاد نہیں ہے — آگ کی طرح اس کا کسی سے رشتہ نہیں ہے

ہرچہ یابد اُو بسوزد بَر دَرد — چوں نیابد ہیچ خود را میخورد

وہ جس کو پاتی ہے جلا دیتی ہے پھاڑ دیتی ہے — جب کسی کو نہیں پاتی ہے خود کو کھا لیتی ہے

ہیچ شو وارہ تو از دندانِ اُو — رحم کم جُو از دلِ سِندانِ اُو

ناچیز بن جا اس کے دانتوں سے نجات پا جا — اس کے اہرن (جیسے) دل سے رحم نہ تلاش کر

چونکہ گشتی ہیچ از سنداں مترس — ہر صباح از فقرِ مطلق گیر درس

جب تو ناچیز بن گیا اہرن سے نہ ڈر — ہر صبح کو فقر مطلق سے سبق حاصل کر لے

۱؎ لا جرم۔ حضرت آدمؑ کی غلطی کا اثر زائل ہو گیا شیطان معصیت میں مبتلا رہا حرص حلق۔ کھانے اور شرمگاہ کی شہوت میں عموماً انکساری سے کام لینا پڑتا ہے۔ بیخ حب جاہ کی مذمت کے لئے دفتر درکار ہے اسپ سرکش۔ سرکش گھوڑے میں تکبر اور جاہ ہے اس کو شیطان کہا جاتا ہے گدھے خچر میں شہوت بطن ہے اس کو شیطان نہیں کہا جاتا ہے۔

۲؎ شیطنت۔ لغت میں شیطنت سرکشی اور تکبر کو کہا جاتا ہے اسی لئے یہ صفت لعنت کی مستحق ہے۔ صد۔ کھانے والے ایک دستر خوان پر دس جمع ہو جاتے ہیں۔ لیکن دو بادشاہ دنیا میں بھی جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔ آں نخواہد۔ ہر بادشاہ کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ تنہا ساری دنیا پر سلطنت کرے۔

۳؎ آں شنیدی۔ بادشاہت کو بانجھ کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بادشاہ شرکت کے ڈر سے سب رشتے کاٹ دیتا ہے۔ ہمچو آتش ...... بادشاہوں کے تکبر اور حب جاہ کی مثال آگ کی سی ہے ہرچہ آگ ہر چیز کو جلا کر فنا کر دیتی ہے اور کچھ نہ ملے تو خود اپنے آپ کو جلا کر خاکستر بنا دیتی ہے۔ ہیچ۔ اپنے آپ کو ہیچ بنا کر حب جاہ کے مرض سے نجات حاصل کر لو۔ چونکہ گشتی۔ سخت چیز کو اہرن سے کوٹا جاتا ہے نرم چیز محفوظ رہتی ہے۔

ہست الوہیت ردائے ذوالجلال
الوہیت اللہ (تعالیٰ) کی چادر ہے

ہر کہ در پوشد بر او گردد وبال
جو اوڑھتا ہے وہ اس کے لئے وبال بنجاتی ہے

تاجِ از آنِ اوست و آنِ ما کمر
تاج اس کی ملکیت ہے اور ہماری ملکیت پٹی ہے

وائے او کز حدّ خود دار دگذر
اس کے لئے تباہی جو اپنی حد سے بڑھے

فتنۂ تست ایں پرِ طاؤسیت
تیرا یہ طاؤسی پر تیرے لئے فتنہ ہے

کاشتراکت باید و قدوسیت
کیونکہ تجھے شرکت اور قدوسیت درکار ہے

قصہ آں حکیمے کہ طاؤس رادید کہ پرِ زیبائے خود را برمی کند

اس دانا کا قصہ جس نے مور کو دیکھا کہ وہ اپنے حسین پروں کو چونچ سے

بمنقار وی انداخت و تنِ خود را کل ۲ و زشت میکرد از تعجب

اکھاڑ رہا ہے اور پھینک رہا ہے اور اپنے بدن کو گنجا اور بد نما بنا رہا ہے اس نے

طاؤس راپرسید کہ در یغت نمی آید گفت می آید اما پیشِ ما

تعجب سے مور سے دریافت کیا کہ تجھے افسوس نہیں ہو رہا ہے ۔ اس نے کہا ہو رہا ہے

جان از پر عزیز تراست وایں پر عدوِ جانِ من ست ازیں

لیکن مجھے جان پروں سے زیادہ پیاری ہے اور یہ پر میری جان کے دشمن ہیں اس وجہ

جہت برمی کنم

سے میں اکھاڑ رہا ہوں

پر خودمی کند طاؤ سے بدشت
ایک مور جنگل میں اپنے پر اکھاڑ رہا تھا

یک حکیمے رفتہ بود آنجا بگشت
ٹہلتا ہوا ایک عقلمند وہاں پہنچ گیا

گفت طاؤسا چنیں پر سنی
اس نے کہا او مور ! ایسے بڑھیا پر

بید ریغ از بیخ چوں بر میکنی
تو بلا تامل ، جڑ سے کیوں اکھاڑ رہا ہے ؟

خود دلت چوں مید ہد تا ایں حُلل
خود تیرا دل کیسے (اجازت) دیتا ہے ؟ کہ یہ لباس

بر کنی و اندازیش اندر وحل
تو اکھاڑتا ہے اور اس کو کیچڑ میں پھینکدیتا ہے

ہر پرت ۳ را از عزیزی و پسند
گرانقدری اور پسند کی وجہ سے تیرے ہر پر کو

حافظاں در طیِ مصحف می نہند
حفاظ قرآن کے موڑ میں رکھتے ہیں

بہر تحریکِ ہوائے سُود مند
مفید ہوا کو چلانے کے لئے

از پر تو باد بیزن می کنند
تیرے پروں کا پنکھا بناتے ہیں

---

۱ ہست کبریائی اور الوہیت اللہ تعالیٰ کی چادر ہے جو اس کو اوڑھے گا اس کے لئے وہ وبال بنے گی۔ تاج۔ تاج خدا کی ملکیت ہے۔ ہمارے لئے خدمتگذاری کی پٹی ہے۔ فتنہ کبرو غرور جو پر طاؤس ہے یہ خدائی میں شرکت کا دعویٰ ہے۔

۲ کل۔ گنجا۔ دریغ ۔ افسوس۔ دشت۔ جنگل۔ گشت۔ سیرو سیاحت سنی۔ بیش قیمت حُلل۔ لباس کا جوڑا وحل کیچڑ۔

۳ ہر پرت ۔ اس نے مور سے کہا تیرے پر تو ایسے پیارے ہیں کہ ہر شخص ان کو قرآن میں رکھتا ہے۔ بہر تحریک ہوا جھلنے کے لئے تیرے پروں سے پنکھے بنائے جاتے ہیں۔

آنچہ ناشکری وچہ بیباکی ست	تو نمی دانی کہ نقاشش کیست
یہ کیا ناشکری اور لا پروائی ہے	تو نہیں جانتا کہ اس کا نقاش کون ہے ؟
یا ہمی دانی و نازے میکنی	قاصداً قطعِ طرازی میکنی
یا تو جانتا ہے اور ناز دکھا رہا ہے	جان بوجھ کر نقش و نگار کو قطع کر رہا ہے
اے بسا نازا کہ گرد آں گناہ	افگند مر بندہ را از چشمِ شاہ
بہت سے ناز ہیں جو گناہ بن جاتے ہیں	غلام کو بادشاہ کی نظر سے گرا دیتے ہیں
ناز ۲ کردن خوشتر آید از شکر	لیک کم خایش کہ دارد صد خطر
ناز کرنا قند سے زیادہ بھلا لگتا ہے	لیکن اس کو نہ چبا کیونکہ سیکڑوں خطرے رکھتا ہے
ایمن آبادست آں راہِ نیاز	ترک نازش گیر و با آں رہ بساز
عاجزی کا راستہ ، اطمینان کی جگہ ہے	ناز کرنا چھوڑ دے اور اس راہ سے مانوس ہو جا
اے بسا نازآوری زد پرّ و بال	آخر الامر آں براں کس شد وبال
بہت سی ناز آوریوں نے پروبال نکالے	بالآخر وہ اس شخص پر وبال بنیں
خوبیِ ناز ار دمے بفرازدت	بیم و ترسِ مُضمرش بگدازدت
ناز کی خوبی ، اگر فوراً تجھے اونچا کر دیتی ہے	اس کا چھپا ہوا خوف اور ڈر تجھے پگھلاتا ہے
ویں نیاز ارچہ کہ لاغر میکند	صدر راچوں بدرِ انور میکند
یہ نیاز اگرچہ تجھے دبلا کرتا ہے	سینہ کو روشن چاند کی طرح بنا دیتا ہے
چوں زمُردہ زندہ بیروں میکشد	ہر کہ مُردہ گشت او دار رَشَد
چونکہ وہ اللہ تعالیٰ مردے سے زندہ پیدا کرتا ہے	جو مردہ بن گیا وہ ہدایت یافتہ ہے
چوں ۳ ززندہ مُردہ بیروں میکند	نفسِ زندہ سوئے مرگے می تند
جبکہ وہ زندہ سے مردہ پیدا کرتا ہے	زندہ نفس موت کی جانب چلا جاتا ہے
مُردہ شو تا مُخرِجُ الحیّ الصَّمَد	زندہٗ زیں مُردہ بیروں آورد
مردہ بن جا تاکہ اللہ زندہ کو پیدا کرنیوالا بے نیاز	زندہ کو ، اس مردے سے پیدا کر دے
دے شوی بینی تو اخراجِ بہار	لیل گردی بینی ایلاجِ نہار
تو خزاں بن جا ، تو بہار کا پیدا کرنا دیکھے گا	رات بن جا ، تو دن کا داخل کرنا دیکھے گا

۱ آنچہ۔ مصرعے کہا تیرا یہ کھازنا تیری بے باکی ہے تجھے معلوم نہیں کہ تیرے پروں پر نقاشی کس ذات نے کی ہے۔ یا ہمی دانی۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ قدرت نے یہ نقاشی کی ہے تو پھر جان بوجھ کر ایسی کاریگری کو برباد کر رہا ہے اور ناز و انداز دکھا رہا ہے۔ اے بسا۔ اس طرح کا ناز بربادی کا سبب ہوتا ہے اور یہ ناز بے جا غلام کو شاہ کی نظروں سے گرا دیتا ہے۔

۲ ناز کردن۔ انسان کو ناز کرنا پسند آتا ہے لیکن اس میں خطرات بہت ہیں بے خطر راستہ نیاز مندی کا ہے لہٰذا انسان کو یہی راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ اے بسا۔ ناز و انداز جب بڑھتا ہے تو وبال بن جاتا ہے۔ خوبی۔ ناز و انداز کی خوبی اگر چہ بڑھاتی ہے تو اس میں چھپا ہوا خوف انسان کو پگھلاتا ہے۔ ویں۔ نیاز۔ نیاز مندی اگرچہ لاغر کرتی ہے۔ لیکن قلب کو روشن چاند بنا دیتی ہے۔ چوں۔ حضرت حق کی صفت ہے کہ وہ مردے سے زندہ پیدا کر دیتا ہے تو جو مردہ بنے گا اس کو وہ زندگی عطا کرے گا۔

۳ چوں ززندہ۔ چونکہ وہ زندہ سے مردہ بھی پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا اگر تو نفس کو نہ مارے گا تو وہ مردہ ہو جائیگا۔ مردہ شو۔ تو فانی بن جا پھر وہ تجھے حیات ابدی عنایت کر دے گا۔ دے شوی۔ تو اپنے اوپر خزاں طاری کرے گا تو بہار کا لطف دیکھیگا۔ رات بنے گا تو دن کا پیدا ہونا دیکھے گا۔

برمکن۱ آں پر کہ نہ پذیرد رفو ‏ ‏ زُہی مخراش از عزا اے خوبرو

پروں کو نہ اکھاڑ کیونکہ ان پر رفو نہ ہو سکیگا ‏ ‏ اے حسین! ماتم میں چہرے کو نہ چھیل

آنچناں رُہی کہ چون شمسِ ضحیٰ ست ‏ ‏ آنچناں رُخ راخراشیدن خطاست

وہ چہرہ جو چاشت کے سورج کی طرح ہے ‏ ‏ ایسے چہرے کو چھیلنا غلطی ہے

زخمِ ناخن برچناں رُخ کافریست ‏ ‏ کہ رُخِ مہ در فراقِ اُو گریست

ایسے چہرے پر ناخن کا زخم کا فری ہے ‏ ‏ جس کے فراق میں چاند کا چہرہ رویا ہے

یا نمی بینی تو رُہیِ خویش را ‏ ‏ ترک کن خوئے لجاج اندیش را

یا تو اپنا چہرہ نہیں دیکھتا ہے ‏ ‏ جھگڑا کرنے والی عادت کو چھوڑ دے

دربیان آنکہ صفا و سادگیِ نفسِ مطمئنہ از فکر تہا مشوّش

اس کا بیان کہ افکار سے نفس مطمئنہ کی صفائی اور سادگی پریشان ہو جاتی ہے

میشود چنانچہ بر رُہیِ آئنہ چیزے نویسی اگرچہ پاک کنی

جیسا کہ تو آئینہ پر کوئی چیز لکھے اگرچہ تو دھو ڈالے، داغ اور

داغے ونقصانے بماند

نقصان باقی رہ جاتا ہے

رُہی۲ نفسِ مطمئنہ در جسد ‏ ‏ زخمِ ناخنہائے فکرت می کشد

جسم میں نفس مطمئنہ کا چہرہ ‏ ‏ فکروں کے ناخنوں سے زخمی ہو جاتا ہے

فکرتِ بد ناخنِ پُر زہر داں ‏ ‏ میخراشد در تعمق رُہیِ جاں

برے خیال کو زہریلا ناخن سمجھ ‏ ‏ غور کرنے کی (صورت) میں وہ جان کا چہرہ زخمی کر دیتا ہے

تا کشاید عقدۂ اشکال را ‏ ‏ در حدث کردہ ست زرّیں بال را

جب تک کہ وہ کسی اشکال کی گرہ کھولتا ہے ‏ ‏ اس نے سنہرے بالوں کو ناپاک کر لیا ہے

عقدہ را بکشادہ گیر اے منتہی ‏ ‏ عقدۂ سخت ست بر کیسہ تہی

اے انتہا کو پہنچنے والے! فرض کرلے گرہ کھل گئی ‏ ‏ (یہ تیری) خالی تھیلی پر سخت گرہ ہے

در کشاد۳ عقدہا گشتی تو پیر ‏ ‏ عقدۂ چندے دگر بکشادہ گیر

تو گرہوں کو کھولنے میں بوڑھا ہو گیا ‏ ‏ فرض کرلے تو نے اور چند گرہیں کھول لیں

عقدۂ کاں برگلوئے ماست سخت ‏ ‏ کہ ندانی کہ خسی یا نیک بخت

وہ پھندا جو ہمارے گلے میں ہے، سخت ہے ‏ ‏ کیونکہ تو نہیں جانتا کہ تو بد بخت ہے یا نیک بخت

۱ برمکن۔ بظاہر یہ حکیم کا مقولہ ہے جو اس نے طاؤس سے کہا۔ عزا۔ ماتم۔ آنچناں۔ حسین چہرے کو بگاڑنا بہت بڑی غلطی ہے۔ لجاج۔ جھگڑا۔ دربیان۔ افکار کی وجہ سے نفس مطمئنہ کی صفائی میں خلل پڑتا ہے جیسا کہ آئینہ پر اگر کچھ لکھو پھر خواہ اس کو صاف بھی کر دو لامحالہ اس پر نشان باقی رہ جاتا ہے۔

۲ زُہی نفس۔ نفس مطمئنہ کا چہرہ فکروں کے ناخن سے زخمی ہو جاتا ہے خصوصاً برے افکار تو زہریلے ناخن ہیں جو روح تک کے چہرے کو بدنما بنا دیتے ہیں۔ تا کشاید۔ جب انسان افکار کی کسی گرہ کو کھولتا ہے تو روح کے زریں پر ناپاک ہو جاتے ہیں جس سے اس کی پرواز میں کمی آجاتی ہے۔ عقدہ۔ ان دنیاوی افکار کی عقدہ کشائی ایسی ہے جیسے کہ خالی تھیلی کے منہ کی سخت گرہ کو کوئی شخص کھولے جو لاحاصل ہے۔

۳ درکشاد۔ چند گرہوں کے کھولنے میں تو بوڑھا ہو گیا۔ فرض کرنے کہ چند گرہیں تو نے اور کھول لیں لیکن حاصل کیا ہوا۔ عقدہ کاں۔ تیرے لئے سعید ہونے کی گرہ جو تیرے گلے میں لگی ہوئی ہے اگر تو اس کو کھول لے تو یہ سب سے بہتر ہے۔

گر بدانی کہ شقیی یا سعید — آں بود بہتر ز فکرِ ہر عنید
اگر تو یہ جان لے کہ تو نیک بخت ہے یا بد بخت — یہ ہر سرکش کے فکر سے بہتر ہے

حلِ ۱ ایں اشکال کن گر آدمی — خرج کن ایں دم اگر صاحب دمی
اگر تو آدمی ہے اس اشکال کو حل کر لے — اگر تجھ میں دم ہے تو اس دم کو خرچ کر

حدِّ اعیان و عرض دانستہ گیر — حدِّ خود را داں کہ نبود زیں گزیر
فرض کر لے اعیان اور عرض کی تعریف معلوم ہو گئی — اپنی حقیقت جان لے کہ اس کے سوا چارہ نہیں ہے

چوں بدانی حدِّ خود زیں حد گریز — تا بہ بیحد در رسی اے خاک بیز
جب تجھے اپنی حقیقت معلوم ہو گئی اس تعریف سے گریز کر — اے خاک چھاننے والے تو لا انتہا تک پہنچ جائے گا

عمر ۲ در محمول و در موضوع رفت — بے بصیرت عمر در مسموع رفت
محمول اور موضوع کی تعریف میں عمر گزر گئی — سنی سنائی باتوں میں بلا بصیرت کے عمر ختم ہو گئی

ہر دلیلے بے نتیجہ و بے اثر — باطل آمد در نتیجہ خود نگر
جو دلیل بے نتیجہ اور بے اثر ہو — باطل ہے تو خود نتیجہ پر غور کر لے

جز بمصنوعے ندیدی صانعے — بر قیاس اقترانی قانعی
تو نے مصنوع کے علاوہ صانع کو نہ دیکھا — تو اقترانی قیاس پر صابر ہو گیا

می فزاید در وسائط فلسفی — از دلائل باز بر عکسش صفی
فلسفی واسطوں میں اضافہ کرتا رہتا ہے — دلائل سے، پھر برگزیدہ شخص اس کے برعکس ہے

ایں گریزد از دلیل و از حجیب — ز پئے مدلول سر بردہ بجیب
یہ دلیل اور پردے سے گریز کرتا ہے — مدلول کے لئے گریبان میں منہ ڈالے ہوئے

گر دخاں ۳ او را دلیلِ آتش ست — بے دخاں ما را دراں آتش خوش ست
اور اس کے لئے دھواں آگ کی دلیل ہے — اس معاملہ میں بغیر دھوئیں کے ہمارے لئے آگ بھلی ہے

خاصہ ایں آتش کہ از قرب و ولا — از دخاں نزدیک تر آمد بما
خصوصاً یہ آگ کہ قرب اور دوستی کی وجہ سے — ہم سے دھوئیں سے زیادہ قریب آ گئی ہے

پس سیہ کاری بود رفتن ز خواں — بہرِ تخییلات جاں سوی دخاں
بہتر خوان سے چل دینا، بدکاری ہے — دھوئیں کی جانب جان کے خیالات کی خاطر

---

۱ حل۔ اگر تو آدمی ہے تو اس اشکال کو حل کر۔ حد اعیان۔ فلاسفہ عرض اور جوہر کی تعریف کرنے میں لگے رہتے ہیں اور خود اپنی حقیقت و ماہیت سے بے خبر رہتے ہیں۔ چوں بدانی من عرف نفسہ عرف ربہ جس نے اپنے آپ کو جان لیا اس نے خدا کو جان لیا نفس کی حقیقت کا علم خدا کی معرفت تک پہنچاتا ہے۔

۲ عمر۔ حکما کی عمر موضوع و محمول کی تعریفوں میں گذر جاتی ہے اور کوئی فائدہ ہاتھ نہیں آتا۔ ہر دلیلے جس دلیل کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو وہ بیکار ہے تو اپنے انجام پر غور کر لے۔ جز۔ تو نے مشاہدہ نہیں کیا ہے محض مخلوق کے ذریعہ خالق کو سمجھا ہے۔ قیاس اقترانی۔ مثلاً عالم مصنوع ہے اور ہر مصنوع کا کوئی صانع ہے می فزاید۔ فلسفی غیبی امور کو سمجھنے کے لئے واسائط میں اضافہ کرتا رہتا ہے اور برگزیدہ شخص اس کے برعکس مشاہدہ کرتا ہے وہ دلائل سے ہٹ کر مراقبہ میں مشاہدہ کرتا ہے۔

۳ گر دخاں۔ فلسفی اثر سے موثر کو سمجھتا ہے۔ یعنی دھوئیں کے ذریعہ آگ تک پہنچتا ہے۔ خاصہ۔ عارفوں کے لئے قرب اور عشق کی آگ دھوئیں سے نزدیک تر ہے۔ پس۔ مشاہدہ سے ہٹ کر دلائل سے اس ذات تک پہنچنا سیاہ کاری اور غلطی ہے۔

دربیانِ قول رسول علیہ الصلوٰۃ و السلام کہ لَا رُھْبَانِیَةَ فِی الْاِسْلَام

آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کے بیان میں کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے

بر مکن پر را و دل بر کن ازو ۔ زانکہ شرطِ ایں جہاد آمد عدو

پروں کو نہ اکھاڑ ان سے دل ہٹا لے ۔ کیونکہ اس جہاد کے لئے دشمن ضروری ہے

چوں عدو نبود جہاد آمد محال ۔ شہوت ار نبود نباشد امتثال

جب دشمن نہیں ہے تو جہاد نا ممکن ہے ۔ اگر شہوت نہ ہو تو حکم ماننا نہ ہوا

صبر[۲] نبود چوں نباشد میلِ تو ۔ خصم چوں نبود چہ حاجت خیلِ تو

جب تیرا میلان نہیں ہے تو صبر نہ ہو گا ۔ جب دشمن ہی نہیں ہے تیرے لشکر کی کیا ضرورت ہے؟

ہیں مکن خود را خصی رہباں مشو ۔ زانکہ عفت ہست شہوت را گرو

خبردار! اپنے آپ کو خصی نہ کر راہب نہ بن ۔ کیونکہ عفت شہوت سے وابستہ ہے

بے ہوا نہی از ہوا ممکن نبود ۔ غازیی بر مردگاں نتواں نمود

بغیر نفسانی خواہش کے اس سے روکنا ممکن نہیں ہے ۔ اپنا مجاہد ہونا مردوں پر نہیں دکھایا جا سکتا

اَنْفِقُوا گفتست پس کسبے بکن ۔ زانکہ نبود خرج بے دخلِ کہن

خرچ کرو فرمایا ہے تو تو کمائی کر ۔ کیونکہ پہلی آمدنی کے بغیر خرچ نہیں ہو سکتا ہے

گرچہ آورد اَنْفِقُوا را مطلق او ۔ تو بخواں کہ اِکْسِبُوا ثُمَّ اَنْفِقُوا

اگرچہ اس نے صرف "خرچ کرو" فرمایا ہے ۔ تو پڑھ کماؤ پھر خرچ کرو

ہمچناں[۳] چوں شاہ فرمود اِصْبِرُوا ۔ رغبتے باید کزاں تابی تو رو

اسی طرح جب شاہ نے حکم دیا کہ "تم صبر کرو" ۔ تو رغبت درکار ہے تاکہ تو اس سے منہ موڑے

پس کُلُوا از بہر دامِ شہوتست ۔ بعدازاں لَا تُسْرِفُوا آں عفت ست

تو "تم کھاؤ" شہوت کے جال کے لئے ہے ۔ اس کے بعد "تم فضول خرچی نہ کرو" پاکدامنی کیلئے ہے

چونکہ محمولٌ بہ نبود لدیہ ۔ نیست ممکن بود محمولٌ علیہ

جبکہ خبر نہیں ہے اس کے پاس ۔ مبتداء کا ہونا نا ممکن ہے

چونکہ رنجِ صبر نبود مر ترا ۔ شرط نبود پس فرونا ید جزا

جبکہ تجھے صبر کی تکلیف حاصل نہیں ہے ۔ تو شرط نہ پائی گئی لہذا اجزاء موجود نہ ہو گی

❁❁❁❁❁

۱ ہدبیان۔ معصیت کے اسباب اور قدرت کے ہوتے ہوئے اس سے بچنا کمال ہے۔ نہ کہ معصیت کی طاقت کو ختم کر کے معصیت سے بچنا اسی لئے آنحضور نے فرمایا اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ راہب معصیت کے اسباب اور اس کی قدرت کو فنا کر ڈالتے تھے۔ برمکن۔ مور کو نصیحت ہے کہ پر نہ اکھاڑ یعنی شہوت اور حب جاہ کے اسباب اور دواعی کو ختم نہ کر کیونکہ یہ دشمن ہیں اور دشمن نہ ہوتے ہوئے جہاد کی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ شہوت اگر انسان میں شہوت کا مادہ ہی نہیں ہے تو زنا نہ کرنے کے حکم فرمانبرداری کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

۲ صبر نبود۔ اگر انسان میں کسی چیز کی جانب میلان نہیں ہے تو اس سے صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں ہیں دشمن نہ ہو تو لشکر کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ مشو۔ راہب اپنے خصیے نکلوا دیتے تھے تاکہ زنا نہ کر سکیں۔ غازیی۔ مرے ہوؤں کے ساتھ جہاد کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔ انفقوا۔ خرچ کرو اس حکم کی تعمیل جب ہی ہو سکتی ہے جبکہ انسان کمائے۔ گرچہ۔ اگرچہ قرآن میں صرف خرچ کرو آیا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہی ہے کہ کماؤ اور خرچ کرو

۳ ہمچناں۔ اسی طرح صبر کرو کے حکم کی تعمیل جب ہی ہے کہ رغبت موجود ہو۔ کلوا۔ تم کھاؤ کا حکم شہوت کا جال ہے۔ لا تسرفوا۔ فضول خرچی نہ کرو عفت ہے اگر کلوا ممکن نہ ہو تو لا تسرفوا کے کوئی معنی نہیں ہیں چونکہ جب خبر کا وجود ہی نہ ہو تو مبتداء کا اس سے اتصال اور تعلق نا ممکن ہے۔ رنج صبر کرنے میں اگر کوئی کلفت ہی نہیں ہے تو اس کی جزا حاصل نہیں ہو سکتی ہے اذا فات الشرط فات المشروط جب شرط نہ و جود ہو تو مشروط مفقود ہوتا ہے۔

حبذا! آں شرط و شاداں آں جزا ـــ آں جزائے دلنواز جانفزا
وہ شرط اور جزا کیا ہی خوب ہے ـــ وہ دل نواز، جانفزا، جزا

دربیان آنکہ ثوابِ عملِ عاشق از حق ہم حقست و بس جلّ جلالہ

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عاشق کے عمل کا ثواب صرف اللہ جل جلالہ ہے

عاشقاں راشادمانی و غمِ اُوست ـــ دستِ مزد و اُجرتِ خدمت ہم اوست
عاشقوں کی خوشی اور غم وہی ہے ـــ مزدوری اور خدمت کی اجرت وہی ہے

غیرِ معشوق ار تماشائی بود ـــ عشق نبُود ہرزہ سودائی بود
وہ اگر معشوق کے غیر کا تماشائی ہے ـــ عشق نہیں ہے وہ بیہودہ اور دیوانہ ہے

عشق۲ آں شعلہ است کوچوں برفروخت ـــ ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
عشق وہ شعلہ ہے جب وہ روشن ہو گیا ـــ جو کچھ معشوق کے علاوہ ہے سب جل گیا

تیغِ لا در قتلِ غیرِ حق براند ـــ درنگر زاں پس کہ بعد لا چہ ماند
اس نے "لا" کی تلوار اللہ کے سوا پر چلا دی ـــ غور کر لے "لا" کے بعد کیا رہ گیا؟

ماند الّا اللہ باقی جملہ رفت ـــ شادباش اے عشق شرکت سوز زفت
"الّا اللہ" رہ گیا باقی سب فنا ہو گیا ـــ اے عشق شرکت کو جلانے والے زبردست! تو خوش رہے

خود ہم او بود اوّلین و آخریں ـــ شرک جز از دیدۂ اَحول مبیں
صرف وہی اوّلین اور آخرین ہو گا ـــ تو بھینگی آنکھ کے سوائے شرک کو نہ دیکھ

اے۳ عجب حسنے بُود جز عکسِ آں ـــ نیست تن را جنبش از غیرِ جاں
تعجب ہے کوئی حسن اس کے عکس کے سوا ہو ـــ جان کے غیر سے جسم میں حرکت نہیں ہوتی ہے

آں تنے راکہ بُود در جاں خلل ـــ خوش نباشد گر بگیری در عسل
جس جسم کی روح میں نقصان ہو ـــ وہ اچھا نہ ہو گا، خواہ تو اس کو شہد میں ڈال دے

ایں کسے داند کہ روزے زندہ بُود ـــ از کفِ ایں جانِ جاں جامے ربُود
یہ وہ شخص سمجھ سکتا ہے جو کسی دن زندہ رہا ہو ـــ اس جان جاناں کے ہاتھ سے اپنے جام حاصل کیا ہو

وانکہ چشمِ اُو ندیدست آں رُخاں ـــ پیشِ اُو جانست ایں تفِ دخاں
جس کی آنکھ نے وہ رخسار نہیں دیکھے ـــ اس کے نزدیک یہ دھوئیں کی سوزش جان ہے

---

۱ حبذا۔ صبر کی تکلیف ہو تو اس کا بدلہ بھی ہو گا تو دونوں قابل مبارکباد ہیں۔ دربیان۔ چونکہ پہلے مضمون میں جزا کا بیان تھا اب بتاتے ہیں کہ خدا کے عاشق کا بدلہ کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ عاشق کے عمل کا بدلہ ذات خداوندی ہے۔ عاشقاں۔ عاشقوں کا رنج اور خوشی، مزدوری اور اس کی اجرت صرف ذات خدا ہے۔ غیر معشوق۔ اگر وہ معشوق کی ذات کے علاوہ کسی چیز کا طالب ہے تو پھر اس کا عشق عشق نہیں ہے۔ بلکہ وہ دیوانہ ہے۔

۲ عشق۔ جب عشق الٰہی نمودار ہوتا ہے تو ماسوی اللہ اس کی آگ سے جل جاتا ہے۔ تیغ لا۔ کلمہ میں لا الہ کہنے کے معنی یہی ہیں کہ اس نے غیر کی نفی کر دی ہے۔ الّا اللہ۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اب اس کے لئے سب کچھ صرف ذات خداوندی ہے عشق غیر کو بالکل جلا ڈالتا ہے۔ خود۔ کج آنکھ ایک دکھاتی ہے۔ بھینگے کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔

۳ اے عجب۔ جہاں کہیں بھی حسن کی جھلک ہے وہ اسی خدا کا پرتو ہے۔ جسم میں روح کی وجہ سے حرکت ہوتی ہے۔ آں تنے۔ جو فطرات بد ہیں ان کی اصلاح ناممکن ہے۔ ایں کسے۔ ہر چیز کے حسن کو عکس خداوندی وہی سمجھے گا جس کی روح انسانی زندہ ہو گی۔ وانکہ۔ جو روح انسانی سے ناواقف ہو گا وہ روح حیوانی کو ہی سب کچھ سمجھے گا۔

چوں ندید او عُمرِ ۱ عبدالعزیزؒ
جس نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو نہ دیکھا ہو
پیشِ اُو عادل بود حجاج نیز
اس کے نزدیک حجاج ابن یوسف بھی عادل ہو گا

چوں ندید اُو مارِ موسیٰ راثبات
جب اس نے حضرت موسیٰ کے سانپ کا ٹکاؤ نہیں دیکھا
در حبالِ السحر پندارد حیات
وہ جادو کی رسیوں میں زندگی سمجھے گا

مُرغ ۲ کونا خوردہ است آبِ زلال
جس پرندے نے نیز پانی نہ پیا ہو
اندر آبِ شور دارد پرّ و بال
وہ کھاری پانی میں اپنے بال و پر (تر) رکھتا ہے

جُز بضد ضد راہمی نتواں شناخت
ضد کو ضد کے سوا کسی ذریعہ سے شناخت نہیں کیا جا سکتا
چوں نہ بند زخم تشنا سد نواخت
جب ظلم کو نہیں دیکھا ہے نوازش کو نہیں پہچان سکتا

لا جرم دنیا مقدّم آمدہ است
لا محالہ دنیا پہلے آئی ہے
تا بدانی قدرِ اقلیمِ الست
تاکہ تو الست کے جہان کی قدر جان لے

چوں از اینجا وارہی آنجا روی
جب تو اس جگہ سے نجات پا جائیگا وہاں چلا جائیگا
در شکر خانہ ابد شاکر شوی
تو ہمیشگی کے شکر خانہ میں شکر گذار ہو گا

گوئی آنجا خاک رامی بیختم
تو کہے گا وہاں میں نے خاک چھانی
زیں جہانِ پاک می بگریختم
میں اس پاک عالم سے بھاگتا تھا

گشتہ بودم قانع از گنجے بمار
میں نے خزانہ سے بدلے سانپ پر بس کی
شادماں بودم ز گلزارے بخار
میں چمن کی بجائے کانٹوں پر خوش تھا

اے دریغا ۳ پیش ازیں بودے اجل
ہائے افسوس! اس سے پہلے موت آجاتی
تا غذایم کم بُدے اندر وَحَل
تاکہ میری خوراک کیچڑ کی نہ ہوتی

دربیانِ حدیث مَا مَاتَ مَنْ یَّمُوْتُ اِلَّا وَ تَمَنّٰی اَنْ یَّمُوْتَ قَبْلَ
(اس) حدیث کا بیان کہ ہر مرنے والا یہ ضرور تمنا کرے گا کہ وہ پہلے
مَامَاتَ اِنْ کَانَ بَرًّا لِیَکُوْنَ اِلٰی وُصُوْلِ الْبِرَّ اَعْجَلَ وَاِنْ کَانَ
مر جاتا اگر وہ نیک ہے تو اس لئے کہ جلد بھلائی تک پہنچ جاتا اور اگر بد ہے
فَاجِرًا لِیَقِلَّ فُجُوْرُہٗ
تو اس لئے کہ اس کی بدکاری کم ہوتی

زیں بفر مودست آں آگہ رسولؐ
اسی لئے با خبر رسولؐ نے فرمایا ہے
کہ ہر آنکہ مُرد و کرد از تن نزول
کہ جو شخص مرا اور جسم سے جدا ہوا

۱ عمر۔ ابن عبدالعزیزؒ اموی خلیفہ تھے جن کا خلفاء راشدین میں شمار ہے۔ یعنی روح انسانی۔ حجاج۔ ابن یوسف ثقفی، عبدالملک ابن مروان عراق کا گورنر تھا جس کا ظلم و ستم مشہور ہے جس نے بہتر ہزار بے قصور انسانوں کو قتل کرایا۔ یعنی روح حیوانی۔ چوب۔ اگر کسی نے اصل کو نہ دیکھا ہوگا تو وہ نقل سے دھوکا کھا جائے گا۔

۲ مرغ۔ جو شخص حقیقت سے نا واقف ہوتا ہے وہ مجاز کو حقیقت سمجھ لیتا ہے جو مشہور مقولہ ہے تعرف الاشیاء باضدادھا۔ چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں "لا جرم" دنیا کو دیکھ کر آخرت کی قدر معلوم ہو گی۔ اقلیم الست۔ عالم آخرت ہے۔ انسان جب دنیا کی زندگی ختم کر کے عالم آخرت میں پہنچے گا تو بہت شکر گذار ہوگا۔ وہی۔ پھر کہے گا کہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں خاک اور مٹی تھی دنیا خارستان تھا اور آخرت گلستان ہے۔

۳ اے دریغا۔ دنیا میں جس قدر وقت گذرا اس پر افسوس کرے گا۔ دربیان۔ مرنے کے بعد ہر نیک و بد جلد مر جانے کی خواہش کا اظہار کرے گا اگر نیک ہوگا تو کہیگا کاش میں جلد اس بھلائی تک پہنچ جاتا ہے اگر بد ہے تو کہیگا کہ کاش پہلے مر جاتا تو برائیاں کم کرتا۔

نبود اُورا حسرتِ نقلان و موت لیک باشد حسرتِ تقصیر و فوت

اس کو منتقل ہونے اور مرنے پر افسوس نہ ہو گا لیکن کوتاہی اور فوت ہونے کی حسرت ہو گی

ہر کہ ۱ میرد خود تمنا باشدش کہ بُدے زیں پیش نقلِ مقصدش

جو شخص مرتا ہے خود اس کو تمنا ہوتی ہے کہ اس کا مقصود کی طرف منتقل ہونا اس سے پہلے ہو جاتا

گر بُدے بد تا بدی کمتر بُدے ور تقی تا خانہ زوتر آمدے

اگر وہ بد تھا تو اس لئے کہ بدی کم ہوتی اور متقی تھا تو گھر جلدی آ جاتا

گوید آں بد بیخبری بودہ ام دمبدم من پردہ می افزودہ ام

وہ بد بے گا ، میں بے خبر تھا میں نے ہر وقت حجاب بڑھایا

گر ازیں زوتر مرا معبر بُدے ایں حجاب و پردہ ام کمتر بُدے

اگر اس سے پہلے ہی میرے لئے راستہ ہوتا میرا یہ حجاب اور پردہ بہت کم ہوتا

از حریصی ۲ کم دراں روئے قنوع وز تکبر کم دراں چہرہ خشوع

حرص کی وجہ سے قناعت کے چہرے کو زخمی نہ بنا اور تکبر سے عاجزی کے چہرے کو زخمی نہ کر

ہمچنیں از بخل کم در روئے جود وز بلیسی چہرہ خوبِ سجود

اسی طرح بخل کے ذریعہ سخاوت کا چہرہ زخمی نہ کر اور شیطنت سے سجدہ کے حسین چہرے کو

بر مکن آں پرِ خلد آرائے را بر مکن آں پرِ رہ پیمائے را

جنت کو آراستہ کرنے والے پر نہ اکھاڑ راستہ طے کرنے والے پر نہ اکھاڑ

چوں شنید ۳ ایں پند روئے بنگریست بعد ازاں در نوحہ آمد می گریست

جب اس نے یہ نصیحت سنی اور (ناصح کا) چہرہ دیکھا اس کے بعد نوحہ شروع کر دیا ، رو پڑا

نوحہ و گریہ درازو درد مند ہر کہ آنجا بود در گریہ اش فگند

نوحہ اور گریہ دراز اور درد مند تھا وہاں جو بھی تھا اس کو رلا دیا

وآنکہ می پرسید پر کندن زچیست بیجوابے شد پشیماں می گریست

اور جس نے پوچھا تھا کہ پر کیوں نوچتا ہے؟ بغیر جواب (کے) شرمندہ ہو گیا رونے لگا

کز فضولی من چرا پرسیدمش او زغم پُر بود شور انیدمش

کہ بیہودہ پن سے میں نے اس سے کیوں پوچھا؟ وہ غم سے بھرا ہوا تھا میں نے اس کو جوش دلا دیا

می چکید از چشمِ تر بر خاک آب اندراں ہر قطرہ مُدرَج صد جواب

تر آنکھوں سے زمین پر آنسو ٹپک رہے تھے ہر قطرے میں سینکڑوں جواب مدرج تھے

۱ ہر کہ۔ موت کے بعد ہر مردے کی خواہش ہوگی کہ کاش وہ پہلے مر جاتا اگر نیک ہے تو اس لئے یہ خواہش ہو گی کہ اب سے پہلے ہی جنت میں پہنچ جاتا اگر بد ہے تو اس لئے کہ یہ سوچے گا اگر جلد مر جاتا تو برائیاں کم کرتا۔ دمبدم۔ برا انسان کہے گا کہ میں جس قدر زندہ رہا اسی قدر گمراہی کے پردے زیادہ بڑھتے گئے۔ گر۔ اگر اس سے پہلے مر جاتا تو یہ پردے کم ہوتے۔

۲ از حریصی۔ یہ بھی حکیم کا مقولہ ہے۔ جو اس نے پر نوچنے پر مور سے کہا۔ قنوع۔ قناعت۔ خشوع۔ عاجزی دراں۔ دریدن۔ یعنی پھاڑنا سے بنا ہے۔ ہمچنیں۔ مور کی تمثیل کے سلسلہ میں مولانا نے انسان ان صفات کو ذکر کیا ہے جو قدرت نے اس میں ودیعت رکھی ہیں اور انسان اپنی بد اعمالی سے ان کو برباد کرتا ہے۔ خلد آرای۔ جنت کو آراستہ کرنے والا۔

۳ شنید۔ اس مور نے سنا۔ روی۔ یعنی ناصح کا چہرہ۔ نوحہ۔ اس کے رونے نے دوسروں کو رلا دیا۔ وآنکہ۔ وہ ناصح حکیم بھی رو پڑا کز فضولی۔ اس سوال پر کہ پر کیوں اکھاڑتا ہے وہ سوال کرنے والا شرمندہ ہو گیا۔ ہر قطرہ۔ آنسو کے ہر قطرے میں اس سوال کا جواب تھا۔ مدرج۔ داخل

نم چکید از چشم او گریہ بخاک ۔۔۔ خاک گل می شد زاشک سہمناک
اس کی آنکھ سے مٹی پر آنسو ٹپک رہے تھے ۔۔۔ خوفناک آنسوؤں سے مٹی کیچڑ بن گئی

گریہ[1] با صدق بر جانہا زند ۔۔۔ تاکہ چرخ و عرش راگریاں کند
سچائی کے ساتھ رونا، روحوں کو متاثر کرتا ہے ۔۔۔ حتیٰ کہ آسمان اور عرش کو رلا دیتا ہے

گریہ بے صدق بے سوزش بود ۔۔۔ دیو دوں بر گریہ اش خنداں شود
بناوٹی رونا بغیر سوزش کا ہوتا ہے ۔۔۔ کمینہ شیطان اس کے رونے پر ہنستا ہے

گریہ بے صدق باشد بیفروغ ۔۔۔ آں ندارد چربی مانندِ دوغ
بناوٹی رونا بے فروغ ہوتا ہے ۔۔۔ اس میں چھاچھ کی طرح مکھن نہیں ہوتا ہے

عقل و دلہا بے گمانے عرشیند ۔۔۔ در حجاب از نورِ عرشی میزیند
عقل اور دل بلا شبہ عرشی ہیں ۔۔۔ در پردہ عرشی نور کے ذریعہ جیتے ہیں

دَربیان آنکہ عقل و روح دَر آب وگلِ جسد محبوس اند ہمچوں ہاروت و ماروت دَر چاہ بابل

اس کا بیان کہ عقل اور روح جسم کی مٹی پانی میں اس طرح قیدی ہیں جس طرح کہ ہاروت اور ماروت بابل کے کنوئیں میں

ہمچو[2] ہاروت و چو ماروت آں دو پاک ۔۔۔ بستہ اند ایں جا بچاہِ سہمناک
وہ دونوں پاک، ہاروت اور ماروت کی طرح ۔۔۔ اس جگہ خوفناک کنوئیں میں بند ہیں

عالمِ سفلی و شہوانی درند ۔۔۔ اندریں چہ گشتہ انداز جرم بند
وہ عالمِ سفلی اور شہوانی میں ہیں ۔۔۔ جرم کی وجہ سے اس کنوئیں میں بند ہو گئے ہیں

سحر و ضدِ سحر را بے اختیار ۔۔۔ زیں دو آموزند نیکان و شرار
جادو اور اس کا توڑ بغیر اختیار کے ۔۔۔ نیک اور بد ان دونوں سے سیکھتے ہیں

لیک اوّل پند بدہندش کہ ہیں ۔۔۔ سحر را از مامیا موزو مچیں
لیکن وہ شروع میں نصیحت کر دیتے ہیں کہ خبردار! ۔۔۔ جادو ہم سے نہ سیکھ، نہ حاصل کر

ما بیا[3]موزیم ایں سحر اے فلاں ۔۔۔ از برائے ابتلا و امتحاں
اے فلاں! ہم یہ جادو سکھاتے ہیں ۔۔۔ ابتلاء اور آزمائش کے لئے

کامتحاں را شرط باشد اختیار ۔۔۔ اختیارے نبوَدت بے اقتدار
آزمائش کے لئے اختیار شرط ہے ۔۔۔ بغیر قدرت کے تیرے لئے اختیار نہ ہوگا

میلہا ہمچوں سگانِ خفتہ اند ۔۔۔ اندر ایشاں خیر و شر بنہفتہ اند
خواہشات سوئے ہوئے کتوں کی طرح ہیں ۔۔۔ ان کے اندر خیر اور شر پوشیدہ ہیں

[1] گریہ۔ مولانا فرماتے ہیں جو سچائی کا رونا ہے اس کی تاثیر محض دنیا تک نہیں بلکہ عرش تک پہنچتی ہے۔ گریہ بے صدق۔ بناوٹی رونے پر شیطان مذاق اڑاتا ہے۔ عقل و دلہا ے "القلب عرش الرحمٰن" دل خدا کا عرش ہے" تو چونکہ سچے رونے سے عرش متاثر ہوتا ہے لہٰذا عقل و دل جو عرشی ہیں وہ بھی متاثر ہوتے ہیں۔

[2] ہمچو۔ جس طرح ہاروت و ماروت کا تعلق عالم بالا سے تھا لیکن چاہ بابل میں قیدی ہیں اسی طرح عقل اور روح بھی عالم بالا کی چیز ہوتے ہوئے انسانی بدن کے کنوئیں میں قیدی ہیں۔ عالم سفلی۔ ان دونوں نے چونکہ عالم سفلی اور شہوانی سے تعلق پیدا کیا لہٰذا جسم کے کنوئیں میں بند کر دیئے گئے ہیں۔ سحر و ضد سحر۔ اب نیک لوگ ان سے اچھی تعلیمات حاصل کرتے ہیں اور برے لوگ بری تعلیمات حاصل کرتے تھے۔ بے اختیار۔ یعنی شوق سے۔ دور ہو کر۔

[3] ما بیا موزیم۔ عقل روح سمجھاتی ہے کہ ہمارے سحر سکھانے میں ایک امتحان اور آزمائش ہے کہ سیکھنے والا اس کو غلط استعمال کرتا ہے یا صحیح امتحان۔ اس جادو کا سیکھنا نہ سیکھنا سیکھنے والا کا اختیاری فعل ہے اسی لئے اس کو دونوں باتوں پر قدرت ہے۔ میلہا۔ انسان کے اندر کی خواہش سوئے ہوئے کتوں کی طرح ہیں اور انسان کے دل میں خیر و شر دونوں موجود ہیں۔

چونکہ[1] قدرت نیست خفتند ایں رَدہ ۔۔۔ ہمچو ہیزم پارہا و تن زدہ
چونکہ (تجھ میں) قدرت نہیں ہے یہ گروہ سویا ہوا ہے ۔۔۔ لکڑی کے ٹکڑوں کی طرح اور چپ ہے

تا کہ مُردارے دَر آید درمیاں ۔۔۔ نفخ صورِ حرص کو بد بر سگاں
یہاں تک کہ کوئی مردار بیچ میں آجاتا ہے ۔۔۔ حرص کے صور کی آواز کتوں کو جھنجوڑ دیتی ہے

چوں دَراں کوچہ خرے مُردار شد ۔۔۔ صد سگِ خفتہ بداں بیدار شد
جب اس گلی میں کوئی گدھا مر جاتا ہے ۔۔۔ اس سے سینکڑوں سوئے ہوئے کتے جاگ جاتے ہیں

حرصہائے رفتہ اندر کتمِ غیب ۔۔۔ تاختن آورد سَر بر زد زجیب
غیب کے پردے میں گئی ہوئی حرصیں ۔۔۔ حملہ آور ہو گئیں گریبان سے سر نکال

مُو بموئے[2] ہر سگے دنداں شدُہ ۔۔۔ وز برائے حیلہ دُم جُنباں شدُہ
ہر کتے کا رونگٹا رونگٹا، دانت بن گیا ۔۔۔ اور تدبیر کے لئے دم ہلانے لگا

نیمِ زیرش حیلہ و بالا غضب ۔۔۔ چوں ضعیف آتش کہ اُویابد حطب
اس کا آدھا نچلا حصہ حیلہ اور اوپر کا غصہ ہے ۔۔۔ جس طرح کمزور آگ جو ایندھن پا لے

شعلہ شعلہ میرسد از لا مکاں ۔۔۔ میرود دُود و لہب تا آسماں
لا مکان سے شعلے ہی شعلے آجاتے ہیں ۔۔۔ دھواں اور لپٹ آسمان تک جاتی ہے

صد چنیں سگ اندریں تن خفتہ اند ۔۔۔ چوں شکارے نیست شاں بنہفتہ اند
ایسے سینکڑوں کتے اس جسم میں سوئے ہوئے ہیں ۔۔۔ چونکہ کوئی شکار نہیں ہے وہ چھپے ہوئے ہیں

یا چو بازا نند دیدہ دوختہ ۔۔۔ در حجاب از عشقِ صیدے سوختہ
یا آنکھیں سلے ہوئے بازوں کی طرح ہیں ۔۔۔ شکار کے عشق میں در پردہ جلے ہوئے ہیں

تا کُلہ برداری و بیند شکار ۔۔۔ انگہاں سازد طوافِ کوہسار
یہاں تک کہ تو ٹوپی ہٹا دے اور وہ شکار دیکھ لے ۔۔۔ اس وقت پہاڑ کے چکر کاٹتا ہے

شہوت[3] رنجور ساکن می بُود ۔۔۔ خاطرِ اُو سُوئے صحت میرود
بیمار کی خواہش جب تک سکون میں ہوتی ہے ۔۔۔ اس کا مزاج صحت کی طرف چلتا ہے

چوں بہ بیند نان و سیب و خربزہ ۔۔۔ در مصاف آید مزہ و خوفِ بزہ
جب وہ روٹی اور سیب اور خربوزہ دیکھتا ہے ۔۔۔ مزا اور بد پرہیزی کا خوف جنگ میں مبتلا ہوجاتے ہیں

---

[1] چونکہ۔ انسان کا یہ سمجھنا کہ اس میں برائی کی طاقت نہیں ہے۔ بہت بڑی غلطی ہے چونکہ برائی کا موقع حاصل نہیں اس لئے وہ قوت سوئی ہوئی ہے جب موقع ہوگا وہ فوراً بیدار ہو جائیگی۔ چوں۔ وہاں۔ انسانی خواہشوں کا حال سوئے ہوئے کتوں کی طرح ہے ان کے سامنے جب کوئی مردار آجاتا ہے پھر ان کو حال دیکھو۔

[2] مو بموئے۔ اب کتے کا رونگٹا رونگٹا دانت بن جاتا ہے اور وہ حیلہ اور غصہ سے پُر ہو جاتا ہے۔ چوں ضعیف۔ آگ کو اگر ایندھن نہ ملے تو کس قدر پر سکون ہوتی ہے اور ایندھن ملتے ہی کس قدر شعلہ زن بن جاتی ہے۔ صد۔ چنیں۔ انسان کے اندر بری صفتیں ان کتوں کی طرح سوئی ہوئی ہیں جب موقع ملتا ہے تو وہ پھر اپنی تیزی دکھاتی ہیں۔ یا چو۔ ان بری صفتوں کی مثال کتوں سے نہ لے تو باز سے جس کی آنکھیں سلی ہوئی ہیں لیکن شکار کے عشق میں وہ دل سوختہ ہے۔ تا کلہ۔ شکار کے وقت باز کے سر پر سے ٹوپی ہٹا دی جاتی ہے تو پھر وہ شکار کو دیکھ کر پہاڑوں کا چکر کاٹتا ہے۔

[3] شہوت۔ رنجور۔ بیماری کے دوران مختلف غذاؤں کی شہوت و رغبت سکون پذیر ہوتی ہے لیکن جب وہ مختلف غذائیں دیکھتا ہے تو وہ شہوت بیدار ہو جاتی ہے۔ چوں۔ بہ بیند۔ جب مریض مختلف غذائیں دیکھتا ہے تو خواہش بیدار ہو جاتی ہے اور اب وہ کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے کھانے کو جی چاہتا ہے پھر ڈرتا ہے کہ اگر کھا لی گا تو بدپرہیزی ہوگی۔

گر بود اصبار دیدن سُود اُوست — آں تہیج طبع سستش را نکو ست

اگر وہ صابر ہے تو دیکھنا اس کے لئے مفید ہے — وہ برانگیختگی اس کی سست طبیعت کے لئے بہتر ہے

وَر نباشد صبر پس نادیدہ بہ — تیر دور اولےٰ ز مردِ بے زرہ

اگر صبر نہ ہو تو نہ دیکھنا بہتر ہے — بغیر زرہ کے آدمی سے تیر کا دور ہونا بہتر ہے

باز گردو کُن حکایت را تمام — تاچہ گفت اندر جوابش والسّلام

واپس ہو اور حکایت کو پورا کر دے — کہ اس (مور) نے اس کے جواب میں کیا کہا، والسلام

بشنو۲ اکنوں تو زطاؤس آں جواب — تا بدانی ہر نکوئی را خطاب

اب تو مور سے وہ جواب سن — تاکہ تو ہر بھلائی کا خطاب جان لے

جواب دادنِ طاؤس آں حکیم سائل را

مور کا اس سوال کرنے والے دانا کو جواب دینا

چوں زگریہ فارغ آمد گفت رو — کہ تو رنگ و بُوئے راہستی گرو

جب وہ مور رونے سے فارغ ہو گیا اس نے کہا — کہ تو رنگ و بو کا غلام ہے

آں نمی بینی کہ ہر سُو صد بلا — سُوئے من آید پئے ایں بالہا

کیا تو نہیں دیکھتا کہ ہر جانب سے سینکڑوں بلائیں — ان پروں کی وجہ سے میری جانب آتی ہیں

اے بسا صیادِ بے رحمت مُدام — بہرِ ایں پر ہا نہد ہر سوم دام

ہمیشہ بہت سے نا ترس شکاری — ان پروں کے لئے میری ہر جانب جال بچھاتے ہیں

چند تیر انداز بہرِ بالہا — تیر سُوئے من کشد اندر ہوا

بہت سے تیر انداز پروں کے لئے — ہوا میں میری جانب تیر چلاتے ہیں

چوں۳ ندارم زور و ضبط خویشتن — زیں قضا و زیں بلا و زیں فتن

جبکہ میں طاقت اور اپنا بچاؤ نہیں رکھتا ہوں — اس قضا اور اس بلا اور ان فتنوں سے

آں بہ آید کہ شوم زشت و کریہ — تا بوم ایمن دریں کہسا روتیہ

یہ مناسب ہے کہ میں بھدا اور ناپسند بن جاؤں — تاکہ میں اس پہاڑ اور جنگل میں محفوظ ہو جاؤں

برکنم پر ہائے خودرا یک بہ یک — تا نیند ازد بدامم ہر کلک

میں ایک ایک کر کے اپنے پر نوچتا ہوں — تاکہ کوئی منحوس مجھے جال میں نہ پھانسے

نزدِ من جاں بہتر از بال و پر ست — جاں بماند باقی و تن ابترست

میرے نزدیک جان بال اور پر سے بہتر ہے — جان باقی رہے گی اور جسم ناقص ہے

۱۔ گر بود۔ اب اگر اس مریض میں صبر کا مادہ ہے تو ان غذاؤں کا دیکھنا اس کے لئے مفید ہے تاکہ اس کی خواہشیں بیدار ہو جائیں اور اگر وہ صابر نہیں ہے تو اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ ان غذاؤں کو ہی نہ دیکھ پائے۔

۲۔ بشنو۔ اب ناصح حکیم کو مور نے جو جواب دیا وہ سنو اس نے کہا اے ناصح تو محض رنگ روپ کا عاشق ہے یہ نہیں دیکھتا کہ یہ پر میرے لئے کس قدر مصائب کا سبب ہیں۔ اے بسا۔ شکاری میرا شکار محض ان پروں کی خاطر کرتے ہیں کوئی جال سے پکڑتا ہے کوئی مجھے تیر سے مارتا ہے۔

۳۔ چوں۔ جب مجھ میں ان مصائب کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے تو بہتر یہی ہے کہ میں بدصورت بن جاؤں۔ کہسار۔ پہاڑ۔ تیہ جنگل۔ کلک۔ منحوس۔ نزدمن۔ پروں کے بچانے سے جان کا بچانا بہتر ہے۔ ابتر۔ ناقص۔

ایں اسلاحِ عُجبِ مَن شُد اے فتیٰ　　عُجب آرد مُعجباں را صد بلا

اے نوجوان! یہ میری خود پسندی کا ہتھیار ہے　　خود پسندی خود پسندوں کو سینکڑوں مصیبتوں میں مبتلا کرتی ہے

دربیان آنکہ ہُنر ہا وزیرکیہا و مالِ دنیا ہمچو پرِ طاؤس عدوِ جان اند

اس کا بیان کہ دنیا کا ہنر اور دانائیں اور مال مور کے پروں کی طرح جان کے دشمن ہیں

پس ہنر آمد ہلاکت خام را　　کز پئے دانہ نہ بیند دام را

ہنر، ناقص کے لئے ہلاکت ہے　　کیونکہ وہ دانہ کی وجہ سے جال کو نہ دیکھے گا

اختیار۲ آں را نکو باشد کہ او　　مالکِ خود باشد اندر اِتَّقُوْا

اختیار، اس کے لئے بھلا ہوتا ہے جو　　"تم تقویٰ اختیار کرو" کے معاملہ میں اپنے آپ پر قابو رکھے

چوں نباشد حفظ و تقویٰ زینہار　　دور کُن آلت بینداز اختیار

جب نگہداشت اور تقویٰ نہ ہو، خبردار!　　آلہ کو پھینک دے، اختیار کو چھوڑ دے

جلوہ گاہ و اختیارم ایں پرست　　بر کَنم پر را کہ در قصدِ سرست

میری خود نمائی اور اختیار یہ پر ہیں　　میں پر نوچ رہا ہوں کیونکہ وہ سر کے درپے ہیں

نیست انگارد پرِ خود را صبور　　تا پرش در نفگند در شر و شور

صابر اپنے (بال و) پر کو نیست سمجھتا ہے　　حتیٰ کہ اس کے پر شور و شر میں مبتلا نہیں کرتے ہیں

پس زیانش نیست پر گو بر مکن　　گر رسد تیرے بہ پیش آرد مجن

تو اس کو کوئی نقصان نہیں ہے کہہ دو وہ پر نہ نوچے　　اگر کوئی تیر آئے گا وہ ڈھال سامنے کر دیگا

لیک۳ بر من پرِ زیبا دشمنے ست　　چونکہ از جلوہ گری صبریم نیست

لیکن میرے لئے حسین پر دشمن ہیں　　چونکہ خود نمائی سے مجھ میں صبر نہیں ہے

گر بُدے صبر و حفاظم راہبر　　بر فزودے زِ اختیارم کرّ و فر

اگر صبر اور حفاظت میرے رہبر ہوتے　　تو اختیار سے میری کر و فر بڑھا دیتے

ہمچو طفلم یا چو مست اندر فتن　　نیست لائق تیغ اندر دستِ من

میں فتنوں کے سلسلہ میں بچے یا مست کی طرح ہوں　　میرے ہاتھ میں تلوار ہونا مناسب نہیں ہے

گر مرا عقلے بُدے مُنزجر　　تیغ اندر دستِ من بودے ظفر

اگر میرے پاس رک جانے والی عقل ہوتی　　تو میرے ہاتھ میں تلوار، کامیابی ہوتی

عقل باید نور دہ چوں آفتاب　　تا زند تیغے کہ نبود جز صواب

عقل سورج کی طرح نور عطا کرنے والی چاہیے　　تاکہ ایسی تلوار چلائے جو ٹھیک ہی ہو

ا ایں۔ میرے یہ پر میرے غرور و تکبر کا باعث ہیں اور تکبر سینکڑوں بلاؤں کا سبب بنتا ہے۔ دربیان۔ جس طرح مور کے پر اس کے مصائب کا سبب ہیں اسی طرح دنیا کے ہنر اور دنیا کی عقل بھی انسان کے لئے وبال جان ہے۔

۲ اختیار۔ گناہ کے کر سکنے اور نہ کر سکنے کا اختیار اس شخص کے لئے مناسب ہے جس میں تقویٰ ہو اور اگر تقویٰ نہیں ہے تو پھر اس کے لئے اختیار باقی رکھنا مناسب نہیں ہے۔ آلت۔ یعنی وہ اسباب و ذرائع جن سے برائی پر قدرت حاصل ہو سکے۔ جلوہ گاہ۔ مور نے کہا کہ میرے تکبر و غرور کے اسباب میرے پر ہیں لہٰذا میں ان کو ختم کئے دیتا ہوں چونکہ یہ ہلاکت کا ذریعہ اور سبب ہیں۔ صبور۔ جو صابر اور متقی ہو وہ ان اسباب کو کالعدم سمجھ سکتا ہے۔ پس وہ صبر اپنے صبر کی ڈھال سے اپنا بچاؤ کریگا۔

۳ لیک۔ لیکن میں چونکہ اپنے اور نمائش سے صابر نہیں ہوں۔ لہٰذا میرے پر میرے دشمن ہیں۔ گر بدے۔ اگر انسان صابر ہو تو برائی پر قدرت ہوتے ہوئے برائی نہ کرنا بہت افضل ہے۔ ہمچو۔ میری مثال بچے کی سی ہے جس کے ہاتھ میں تلوار دینا مناسب نہیں ہے وہ اس کو غلط استعمال کریگا۔ عقل باید۔ تلوار عقلمند کے ہاتھ میں ہونی چاہیے تاکہ وہ تلوار کا صحیح استعمال کرے۔

چوں اندارم[۱] عقل تابان و صلاح — پس چرا در چاه نندازم سلاح

جبکہ میرے پاس روشن عقل اور نیکی نہیں ہے — تو میں ہتھیار کنویں میں کیوں نہ پھینک دوں؟

در چہ اندازم کنوں تیغ و مجن — کایں سلاحِ خصمِ من خواہد شدن

اب میں تلوار اور ڈھال کنویں میں ڈال رہا ہوں — کیونکہ یہ میرے دشمن کے ہتھیار بن جائینگے

چوں ندارم زور و یاری و سند — تیغ او بستاند و بر من زند

جبکہ میں زور اور مدد اور سہارا نہیں رکھتا ہوں — وہ (دشمن) تلوار چھین لے گا اور مجھ پر چلائے گا

رغمِ ایں نفس و قبیحہ خوی را — کو نپوشد رو خراشم روی را

اس بد خصلت نفس کی ذلت کے لئے — جو منہ نہیں چھپاتا ہے میں اپنا منہ نوچ رہا ہوں

تا شود کم ایں جمال و ایں کمال — چوں نماند رو کم افتم در وبال

تاکہ یہ حسن اور یہ کمال کم ہو جائے — جب وہ نہ رہیگا تو میں اس کی وجہ سے وبال میں نہ پھنسونگا

چوں بدیں نیت خراشم بزہ نیست — کہ بزخم ایں روی راپوشید نیست

جبکہ میں اس نیت سے نوچ رہا ہوں کوئی گناہ نہیں ہے — کیونکہ نوچنے سے اس چہرے کی پردہ پوشی ہے

گردلم[۲] خوی ستیری داشتے — روی خوبم جز صفا نفراشتے

اگر میرا دل پردہ پوشی کی عادت رکھتا — تو میرا حسین چہرہ صفائی کو ہی ظاہر کرتا

چوں ندیدم زور و فرہنگ و صلاح — خصم دیدم زود بشکستم سلاح

جبکہ میں نے (اپنے اندر) زور اور سمجھ اور نیکی نہ دیکھی — میں نے دشمن کو دیکھا فوراً ہی اپنے ہتھیار توڑ ڈالے

تانگردد تیغ من اورا کمال — تانہ گردد خنجرم بر من وبال

تاکہ میری تلوار اس کا کمال نہ بنے — تاکہ میرا خنجر مجھ پر وبال نہ بنے

میگریزم تا رگم جنباں بود — کے فرار از خویشتن آساں بود

جبکہ میری نبض حرکت کرتی رہتی میں بھاگتا رہونگا — لیکن اپنے آپ سے بھاگنا کب آسان ہے؟

آنکہ[۳] از غیرے بود اورا فرار — چوں ازو برید گیرد او قرار

جس شخص کو غیر سے بھاگنا ہو — وہ جب اس سے جدا ہو گیا تو اس کو سکون ہو گیا

منکہ خصم ہم منم اندر گریز — تا ابد کارِ من آمد خیز خیز

میں کہ اپنا دشمن خود ہوں، بھاگنے میں — ہمیشہ کے لئے میرا کام ہو گا اٹھ اٹھ

نے بہندستان ایمن و نے در ختن — آنکہ خصم اوست سایہ خویشتن

اسکو نہ ہندوستان میں امن ہے اور نہ ختن میں — جس کا دشمن خود اس کا سایہ ہو

---

۱ چوں۔ جبکہ مجھ میں عقل نہیں ہے تو مجھے اپنا ہتھیار یعنی پر کنویں میں پھینک دینے چاہئیں۔ چوں ندارم۔ اگر انسان میں تلوار سنبھالنے کی طاقت نہیں ہے تو دشمن اس کی تلوار چھین کر اس کا خاتمہ کر دے گا۔ رغم۔ میں اپنے نفس کو ذلیل کرنے کیلئے اپنے پر اکھاڑ رہا ہوں۔ تا شود۔ تاکہ اس جمال اور کمال کے اسباب ہی باقی نہ رہیں۔ چوں۔ جبکہ پر اکھاڑنے میں میری یہ مصلحت ہے تو پر نوچنا گناہ نہیں ہے۔

۲ گردلم۔ اگر مجھ میں پردہ پوشی کی طاقت ہوتی تو پھر میں پر نہ اکھاڑتا۔ چوں ندیدم۔ جب مجھ میں گناہ کے اسباب اختیار کرکے گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں ہے تو ان اسباب ہی کو ختم کر رہا ہوں۔ تانگردد۔ جب مجھ میں طاقت نہیں ہے تو یہ ہتھیار میرے خلاف استعمال ہو جائیگا۔ میگریزم۔ اب جبکہ اپنا دشمن میں خود ہوں۔ تو جب تک بھی جان میں جان ہے میں بھاگتا رہوں گا۔ لیکن اپنے آپ سے گریز بہت مشکل ہے۔

۳ آنکہ۔ دوسرے سے بھاگنے میں قرار ممکن ہے جب وہ دور ہو جائے تو ٹھہر سکتا ہے۔ منکہ۔ لیکن چونکہ میں خود اپنا دشمن ہوں تو میرا کام ہر وقت دشمن سے بھاگتے رہنا ہے۔ نے بہند۔ نہ میرے لئے ہندوستان میں قرار ممکن ہے۔ نہ ختن میں کیونکہ میرا دشمن سایہ کی طرح میرے ساتھ ہے۔

دَر صفتِ ۱ آں بیخوداں کہ از شرِ خود و ہنرِ خود ایمن شدہ اند کہ فانی اندر بقائے حق سبحانہ ہمچوں ستارگاں کہ فانی اند بروز در نورِ آفتاب و فانی را خوفِ آفت و خطر نباشد

ان بیخودوں کا بیان جو اپنے شر اور ہنر سے محفوظ ہو گئے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بقا میں فانی ہو گئے جس طرح کہ ستارے دن میں سورج کی روشنی میں فانی ہیں اور فانی کے لئے آفت کا خوف اور خطر نہیں ہوتا ہے

چوں فناش از فقر پیرایہ شود — اُو محمدؐ وار بے سایہ شود
جب کہ اس کی فنا، فقر سے آراستہ ہو جائے — وہ محمدؐ کی طرح بغیر سایہ کا ہو جاتا ہے

فقر ۲ فخری را فنا پیرایہ شدُ — چوں زبانہ شمع اُو بے سایہ شدُ
فقر میرا فخر ہے کے لئے فنا زینت بنی — شمع کے شعلے کی طرح وہ بے سایہ ہو گیا

شمع چوں گردد زبانہ پاو سر — سایہ رانبود بگردِ اُو گذر
شمع جبکہ سر سے پاؤں تک شعلہ بن گئی — اس کے گرد سایہ کا گذر نہ ہو گا

موم از خویش و ز سایہ در گریخت — در شعاع از بہرِ اُو کہ شمع ریخت
موم ہستی اور سایہ سے چلا گیا — شعاعوں میں اس کیلئے جس نے شمع بنائی تھی

گفت ۳ از بہر فنایت ریختم — گفت من ہم در فنا بگریختم
اس نے کہا میں نے تجھے فنا کیلئے بنایا ہے — اس نے کہا میں بھی فنا میں دوڑ گیا

ایں شعاعِ باقی آمد مفترض — نے شعاعِ شمعِ فانیِ عرض
یہ باقی (باللہ) شعاع واقعی ہے — نہ کہ فانی نا پائیدار شمع کی شعاع

شمع چوں در نار شد کلّی فنا — نے اثر بینی ز شمع و نے ضیاء
شمع جب آگ میں بالکل فنا ہو گئی — تو نہ شمع کا نشان دیکھے گا نہ روشنی

ہست اندر دفعِ ظلمت آشکار — آتشِ صورت بموئے پائدار
تاریکی کو دفع کرنے میں واضح ہے — کہ یہ آگ موم کی صورت سے پائیدار ہے

بر خلافِ موم شمعِ جسم کاں — تا شود کم گردد افزوں نورِ جاں
جسم کی شمع کے موم کے بر خلاف کیونکہ وہ — جس قدر گھٹے گا، جان کا نور بڑھے گا

ایں شعاعِ باقی و آں فانیست — شمعِ جاں را شعلہ ربانیست
یہ شعاع باقی رہنے والی ہے اور وہ فانی ہے — جان کی شمع کا شعلہ خدائی ہے

---

۱ در صفت۔ وہ بیخود اپنے ہنر اور شر سے مطمئن ہیں جنہوں نے یہ وجود وجود حق میں اس طرح فنا کر دیا ہے جس طرح ستارے دن کے وقت سورج کے نور میں فنا ہو جاتے ہیں۔ چوں فناش۔ جب فنانی الحق حاصل ہو جاتی ہے تو وہ اسی طرح بے سایہ ہو جاتا ہے جس طرح آنحضورؐ تھے۔

۲ فقر فخری چونکہ آنحضورؐ اپنی صفات صفات حق میں فنا کر چکے تھے لہٰذا اپنی صفات کے اعتبار سے آنحضورؐ کو فقر حاصل تھا۔ جو حضورؐ کے لئے باعث فخر تھا تو پھر آنحضورؐ کی شمع وجود شعلہ شمع کی طرح بے سایہ تھی۔ شمع۔ جب شمع مجسم شعلہ بن جائے تو اس کا سایہ نہیں رہتا ہے۔ موم۔ شمع کا موم اور سایہ اس ذات کی شعاعوں میں گم ہو گیا جس نے شمع بنائی تھی۔

۳ گفت۔ شمع ساز نے شمع سے کہا کہ میں نے تجھے فنا کے لئے بنایا تھا اس نے کہا کہ اسی لئے میں فنا ہو گئی ہوں۔ ایں شعاع۔ یہ خدائی شعاع حقیقی شعاع ہے عارضی اور فانی شعاع حقیقی نہیں ہے۔ شمع چوں۔ شمع جب اپنے آپ کو آگ میں فنا کر دیتی ہے تو اس کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا یہی حال فانی فی اللہ کا ہے۔ ہست۔ نور جان اور نور شمع سے یہ فرق ہے شمع کا نور شمع کے وجود سے وابستہ ہے اور نور جان اسیقدر بڑھیگا جس قدر اس کی شمع یعنی جسم گھٹے گا ایں شعاع۔ نور جان کی شعاع باقی اور نور شمع فانی ہے نور جان ربانی شعلہ سے منور ہے جو قائم و دائم ہے

ایں [1] زبانہ آتشے چوں نور بود — سایہ فانی شدن زو دور بود
کیونکہ یہ آگ کا شعلہ نور ہے — فانی ہونے کا سایہ اس سے دور ہے

اَبر را سایہ بیفتد بر زمیں — ماہ را سایہ نباشد ہمنشیں
زمین پر ابر کا سایہ پڑتا ہے — سایہ چاند کا ہمنشیں نہیں ہوتا ہے

بیخودی بے ابریست اے نیک خواہ — باشی اندر بیخودی چوں قرصِ ماہ
اے نیک خواہ! بیخودی بے ابر کے ہو جانا ہے — تو بے خودی میں چاند کی طرح ہو گا

باز چوں ابرے بیاید راندہٗ — رفت نور ازمہ خیالے ماندہٗ
پھر جب کوئی چلتا پھرتا ابر آجاتا ہے — چاند کا نور چلا جاتا ہے (اسکا) ایک خیال رہ جاتا ہے

از [2] حجاب ابر نورش شد ضعیف — چوں ہلالے گشت آں بدرِ شریف
اس (چاند) کا نور ابر کے پردے کیوجہ سے کمزور ہو گیا — وہ چودھویں کا بزرگ چاند پہلی رات کے چاند کیطرح ہو گیا

مہ خیالے می نماید ز ابرو گرد — اَبرِ تن مارا خیال اندیش کرد
ابر اور گرد کی وجہ سے چاند ایک خیال معلوم نے لگتا ہے — جسم کے ابر نے ہمیں خیال کرنے والا بنا

لطف مہ بنگر کہ [6] ہم لطف اوست — کہ بگفت اُو اَبرہا مارا عدوست
چاند کی مہربانی دیکھ، یہ بھی اس کی مہربانی ہے — کہ اس نے کہہ دیا کہ ابر ہمارے دشمن ہیں

مہ فراغت دارد از ابرو غبار — بر فرازِ چرخ دارد مہ مدار
چاند ابر اور غبار سے پاک ہے — چاند کا محور آسمان کی بلندی پر ہے

ابر [3] مارا شد عدو و خصم جاں — کہ کند مہ راز چشم ما نہاں
ابر، ہماری جان کا دشمن اور مخالف ہے — کیونکہ وہ چاند کو ہماری نظر سے چھپا دیتا ہے

حُور را ایں پردہ زالے میکند — بدر را کم از ہلالے می کند
یہ پردہ حور کو بوڑھی عورت بنا دیتا ہے — چودھویں کے چاند کو پہلی رات کے چاند سے کمتر کر دیتا ہے

ماہ مارا در کنارِ عزّ نشاند — دشمن مارا عدوّے خویش خواند
چاند نے ہمیں عزت کے پہلو میں بٹھا دیا — ہمارے دشمن کو اپنا دشمن کہہ دیا

ابر راتابے اگر ہست از مہ است — ہر کہ مہ خواند اَبر را اُو گمرہ است
ابر میں اگر کوئی روشنی ہے تو وہ چاند کیوجہ سے ہے — جو ابر کو چاند کہے وہ گمراہ ہے

---

[1] ایں زبانہ۔ جس طرح نور ہونے کے وقت آگ کے مشعلہ سے فنا کا سایہ دور ہو جاتا ہے اسی طرح جب جان میں نورِ حق ہو جاتی ہے تو فنا کا سایہ اس سے دور ہو جاتا ہے۔ ابر میں چونکہ کثافت ہے اس کا سایہ ہوتا ہے چاند نور خالص ہے اس کے ساتھ سایہ نہیں ہوتا ہے۔ بیخودی جب جان مقام فنا حاصل کر لیتی ہے تو اس کی کثافت دور ہو جاتی ہے اور وہ چاند کی طرح ہو جاتی ہے۔ باز۔ اگر روح میں کسی وقت خودی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو اس میں ابر جیسی کثافت پیدا ہو جاتی ہے نور جاتا رہتا ہے اور اس نور کا محض ایک خیالی وجود رہ جاتا ہے۔

[2] از حجاب ابر۔ جس طرح چاند کا نور ابر کی وجہ سے کمزور پڑ جاتا ہے اور چودھویں کا چاند پہلی رات کا سا چاند نظر آنے لگتا ہے۔ یہی خودی کی صورت میں نورِ جان کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ ابر اور گرد کے حجاب کی وجہ سے چاند کی ایک خیالی صورت رہ جاتی ہے یہی حال جسم کے ابر کی وجہ سے نورِ جان کا ہے۔ لطف۔ یہ اللہ تعالی کا کرم ہے کہ تن پروروں کو اس نے اپنا دشمن قرار دیا حالانکہ ان کے خدا کے دشمن ہونے کے کوئی معنی نہیں ہے کیوں کہ انکی خدا سے دشمنی متصور نہیں ہو سکتی وہ تو مومنین کے دشمن ہیں۔ مہ۔ چاند پر گرد و غبار کا کوئی اثر نہیں ہے۔ وہ تو دیکھنے والوں کی آڑ ہے۔

[3] ابر۔ ابر دیکھنے والے کا دشمن ہے کیونکہ اسکی نگاہ سے چاند کو چھپا دیتا ہے۔ حور را۔ یہ ابر ہماری نظر میں ایک خوبصورت چیز کو بدنما بناتا ہے اس چاند کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے زال۔ بوڑھی۔ ماہ۔ خدا نے ہمارے دشمن کو اپنا دشمن قرار دیکر ہماری عزت افزائی کی ہے۔ ابر۔ تعینات میں جو کچھ رونق ہے وہ وجود واحد کی وجہ سے ہے جو تعینات کو اصل سمجھے وہ گمراہ ہے۔

نورِمہ بر ابر چوں منزل شُدست
چاند کا نور چونکہ ابر پر پڑ گیا ہے

رُوئے تاریکش زمہ مُبدَل شُدست
اس کا تاریک چہرہ چاند کی وجہ سے تبدیل ہوگیا ہے

گرچہ ہمرنگِ مہ است و دولتی ست
(ابر) اگرچہ چاند کا ہمرنگ ہے اور صاحبِ دولت ہے

اندرا ابرآں نورِمہ عاریتی ست
(لیکن) ابر میں چاند کا نور عارضی ہے

دَر قیامت مہر و مہ معزُول شُد
قیامت میں چاند اور سورج معزول ہو گئے

چشم دَر اصلِ ضیا مشغول شُد
آنکھ اصل روشنی میں مشغول ہو گئی

تابداند مِلک را از مُستعار
تاکہ ملکیت کی چیز کو مانگی ہوئی سے ممتاز کر لے

وِیں رُباطِ فانی از دارُالقرار
اور اس فانی سرائے کو ہمیشگی کے گھر سے

دایہ ۲ عاریت بُود روزے سہ چار
دایہ تین چار روز کے لئے عارضی ہوتی ہے

مادرا مارا تو گیر اندر کنار
اے اماں! تو ہمیں گود میں لے لے

پَرِّ من ابرست و پردست و کثیف
میرے پر ابر ہیں اور پردہ اور غلیظ ہیں

زانعکاسِ لُطفِ حق شُد اُو لطیف
اللہ کے لطف کے منعکس ہونے سے وہ لطیف بنگئے ہیں

بر کَنَم پَر را و لطفش راز راہ
میں پروں اور اس کے لطف کو راستہ سے ہٹاتا ہوں

تا بہ بینم حُسنِ مہ اہم زماہ
تاکہ میں چاند کا حسن چاند سے دیکھوں

من نخواہم دایہ مادر خوشترست
میں دایہ نہیں چاہتا ماں بہتر ہے

مویئم من دایہ من مادرست
میں موسیٰ ہوں میری دایہ ماں ہے

من نخواہم لُطفِ مہ از واسطہ
میں چاند کا لطف بالواسطہ نہیں چاہتا ہوں

کہ ہلاکِ خَلق شُد ایں رابطہ
کیونکہ یہ واسطہ لوگوں کیلئے ہلاکت کا سبب بنا ہے

یا مگر ۳ ابرے بگیر و خُوئے ماہ
یا ابر چاند کی خصلت حاصل کر لے

تانگرد د اُو حجابِ رُوئے ماہ
تاکہ وہ چاند کے چہرے کا پردہ نہ بنے

صورتش بنماید اُو دَر وصفِ لا
وہ اپنی صورت "لا" کی صفت میں دکھائے

ہمچو جسمِ انبیاءُ اولیا
جس طرح کہ انبیاء اور اولیاء کا جسم ہے

آں چناں اَبرے نباشد پردہ بند
ایسا ابر حجاب نہیں بنتا ہے

پردہ دَر باشد بمعنیٰ سُود مند
حقیقتاً پردے کو چاک کرنیوالا اور مفید ہوتا ہے

---

۱ نورمہ۔ تعینات کا وجود وجودِ مطلق کا سایہ اور عکس ہے۔ گرچہ۔ ابر کو اگرچہ چاند کی ہمرنگی حاصل ہوگئی ہے لیکن یہ عارضی ہے۔ ودیعت۔ جب صرف ذاتِ حق باقی رہ جائے گی تب سب کو یقین آجائے گا کہ دوسری چیزوں کا وجود محض عارضی تھا۔ رباط۔ سرائے یعنی دنیا دارالقرار۔ عالمِ آخرت۔

۲ دایہ۔ وہ چیزیں جن سے دنیا میں انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔ مادرا۔ یعنی حضرت حق تعالیٰ جس کی ہر حالت میں معیت حاصل ہے۔ پرِ من۔ یہ مور کا مقولہ ہے یعنی دنیاوی ہنر اور صوری صفات میرے لئے بمنزلہ ابر کے بنگئی ہیں ان کو دور کر کے میں چاند کے حسن کا براہِ راست مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔ من نخواہم۔ یہ عارضی صورتیں مجھے درکار نہیں ہیں میں موسیٰ صفت ہوں میں دایہ کا خواستگار نہیں ہوں براہِ راست ان سے مستفید ہونا چاہتا ہوں من نخواہم میں مظاہر کے ذریعہ ظاہر کا جلوہ نہیں چاہتا ہوں براہِ راست اس کو جلوہ چاہتا ہوں مظاہر میں پھنس کر لوگ تباہ ہوئے ہیں۔

۳ یا مگر۔ اگر ذاتِ حق سے بالواسطہ استفادہ ہو تو ایسے شیخ کے ذریعہ ہو جو باقی باللہ ہو تاکہ وہ حجاب نہ بن سکے صورتش۔ اس کا وجود باقی باللہ ہو اور اپنی ذات کے اعتبار سے فانی ہو جیسے انبیاء اور اولیاء ہوتے ہیں۔ آنچناں۔ ایسی شخصیت پردہ نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ پردے کو چاک کرنے والی ہوتی ہے۔

آں چناں[1] کاندر صباحِ روشنی | قطرہ می بارید و بالا ابرنی
جس طرح کہ روشنی کی صبح میں | بارش ہوا اور اوپر ابر نہ ہو

معجزِ پیغمبری بُود آں سقا | گشتہ ابراز محو ہمرنگ سما
وہ سیرابی پیغمبرؐ کا معجزہ تھی | فنا کی وجہ سے ابر آسمان کا ہمرنگ ہو گیا تھا

گشتہ ریزاں قطرہ قطرہ از سما | گفتہ آمد شرحِ آں دَر ماجرا
بوندیں آسمان سے ٹپکیں | اس کی تشریح پہلے گذر چکی ہے

بود ابر و رفتہ از وے خوئِ ابر | ایں چنیں گردد تنِ عاشق بصبر
ابر تھا لیکن اس سے ابر کی صفت جاتی رہی | عاشق کا جسم صبر کے ذریعہ ایسا ہی ہو جاتا ہے

تن بُود اما تنی گم گشت ازو | گشتہ مُبدل رفتہ از وے رنگ و بُو
جسم ہوتا ہے لیکن جسمیت اس سے غائب ہو جاتی ہے | وہ تبدیل ہو گیا اس کا رنگ و بو جاتا رہا

پرپے[2] غیرست سَر از بہرِ مَن | خانۂ سمع و بصر اُستونِ تن
پر غیر کے لئے ہیں، سر میرے لئے ہے | (وہ سر) سمع اور بصر کا خانہ ہے اور جسم کا ستون ہے

جاں فدا کردن برائے صید غیر | کُفرِ مُطلَق داں و نومیدی زخیر
دوسرے کے شکار کے لئے جان قربان کرنا | پورا کفر سمجھ اور خیر سے نا امیدی

ہیں مشو چوں قندپیشِ طوطیاں | بلکہ زہرے شو شو ایمن از زیاں
خبردار! ایسا نہ بن جیسے کہ طوطیوں کے سامنے شکر | بلکہ زہر بنجا، نقصان سے محفوظ ہو جا

بلپئے اَحسنت و شاباش خطاب | خویشتن مُردار کُن پیشِ کلاب
واحسنت اور شاباش اور خطاب کے لئے | اپنے آپکو کتوں کے سامنے مردار بنا دے

پس[3] خضر کشتی برائے آں شکست | تا کہ آں کشتی زغاصب باز رست
خضرؑ نے کشتی اس لئے توڑی | کہ وہ غاصب (بادشاہ) سے بچ گئی

فقر فخری بہرآں آمد سَنی | تاز طمّاعاں گر یزم در غنی
"فقر میرا فخر ہے" اسی لئے بہتر بنا | تا کہ لالچیوں سے (اللہ) غنی کی جانب گریز کروں

گنجہا را در خرابی زاں نہند | تاز حرصِ اہلِ عمراں وارہند
خزانوں کو ویرانے میں اسی لئے رکھتے ہیں | تا کہ آبادی والوں کی حرص سے نجات پا جائیں

---

[1] آں چناں۔ شیخ کامل ابر ہے لیکن ایسا ابر ہے جو آسمان کے ہمرنگ ہو چکا تھا بارش برستی نظر آ رہی تھی اور ابر نظروں سے غائب تھا جیسا کہ آنحضورؐ کے اس معجزہ میں مذکور ہو چکا ہے جو پہلے ذکر کر دیا گیا ہے۔ بود۔ اس معجزہ میں ابر تھا لیکن اس میں ابر کی صفات باقی نہ تھیں جب عاشق صبر کر لیتا ہے تو اس کے جسم کی بھی یہی حالت ہو جاتی ہے کہ بظاہر جسم ہے لیکن اس میں جسمانیت نہیں ہے۔

[2] پر۔ یہ بھی مور کا مقولہ ہے کہ میرے لئے پر عزیز نہیں ہیں سر عزیز ہے کیونکہ پروں سے غیر لطف اندوز ہوتے ہیں اور سر سے میری بینائی اور سماعت اور وجود کا تعلق ہے۔ جاں فدا کردن۔ دوسروں کے لطف کی خاطر جان قربان کرنا بیوقوفی ہے۔ ہیں۔ دنیا داروں کیلئے شکر نہ بن بلکہ زہر بن۔ باپے۔ اگر لوگوں کی تحسین و آفرین چاہتا ہے تو ان دنیا داروں کی خاطر اپنے آپ کو مردار بنا لے جو کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

[3] پس۔ حضرت خضرؑ نے سالم کشتی کو اس لئے عیبدار بنا دیا تھا کہ وہ دنیا دار ظالموں کی دست برد سے محفوظ رہ سکے۔ فقر فخری۔ آنحضورؐ نے فقر کو اپنا فخر اس لئے قرار دیا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے انسان لالچی چھوٹوں سے محفوظ رہتا ہے۔ گنجہا۔ خزانہ ویرانہ میں اسی لئے مدفون کرتے ہیں تا کہ حریص وہاں تک نہ پہنچ سکیں۔

پُر نتانی ۱ کند رو خلوت گزین — تاکُردی جملہ خرجِ آن و ایں

تو پر نہیں اکھاڑ سکتا ہے جا خلوت اختیار کر لے — تا کہ تو اس اور اس کا خرچ نہ بنے

زانکہ تو ہم لقمہ ہم لقمہ خوار — آکل و ماکولی اے جاں ہوشدار

کیونکہ تو لقمہ بھی ہے اور لقمہ کھانیوالا بھی ہے — اے پیارے ہوش کر! تو کھانے والا اور غذا ہے

دَربیان ۲ آنکہ ما سوائے اللہ تعالیٰ ہر چیزے آکل و ماکول ست

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز کھانے والی اور غذا ہے اس

ہمچوآں مرغے کہ قصدِ صید مَلخ میکرد و بصید مَلخ مشغول بود

پرند کی طرح جو ٹڈی کے شکار کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور ٹڈی کے شکار میں مشغول

و غافل بود از باز گرسنہ کہ از پسِ قفاش اُو قصد صَیدِ او

ہوتا ہے اور اس بھوکے باز سے غافل ہوتا ہے جو اس کے پس پشت اس کے شکار کر لینے کا

داشت اکنوں اے آدمی صیّادِ آکل از صیّاد و آکلِ خود

ارادہ رکھتا ہے ، اب اے کھانیوالے شکاری انسان اپنے شکاری اور کھانیوالے سے مطمئن نہ

ایمن مباش کہ اگرچہ نمی بینی اَش بنظر چشم بنظر دلیل و

بن کیونکہ اگرچہ اس کو آنکھ کی نگاہ سے نہیں دیکھتا ہے دلیل اور عبرت کی

عبرتش می بین تا چشم تیرہ باز شود انشاء اللہ تعالیٰ

نظر سے دیکھ لے تا کہ تیری بے نور آنکھ کھل جائے اگر خدا چاہے

مُرغکے اندر شکارِ کرم بُود — گربہ فرصت یافت اُورا در ربُود

ایک چھوٹا سا پرند، کیڑے کے شکار میں مصروف تھا — بلی کو موقع ملا وہ اس کو اچک لے گئی

آکل ۳ و ماکول بود اُو بے خبر — در شکارِ خود ، زصیّادِ دگر

وہ کھانے والا اور لقمہ تھا اور بے خبر تھا — اپنے شکار میں دوسرے شکاری سے

دُزد گرچہ درشکارِ کالہ است — شحنہ با خصمانش درِدُنبالہ است

چور اگرچہ سامان کے شکار میں مصروف ہے — کوتوال مع اس کے دشمنوں کے اس کے درپے ہے

عقلِ اُو مشغولِ رَخت و قفلِ در — ، غافل از شحنہ است و از آہِ سحر

اس کی عقل سامان اور دروازے کے قفل میں مشغول — وہ کوتوال اور صبح کی آہ سے بے خبر ہے

اُوچناں غرق در سُودائے خود — غافل ست از طالب و جویائے خود

وہ اپنی دھن میں ایسا غرق ہے — کہ اپنے طالب اور جویا سے غافل ہے

۱۰

---

۱ پر نتانی کند۔ اگر مور اپنے پرنہ اکھاڑ سکے تو پھر خلوت اختیار کر لے تا کہ جلوہ نمائی کا موقع ہی نہ رہے اور دوسرے ہضم نہ کر جائیں۔ زانکہ۔ جو انسان دوسروں کو پھنساتا ہے وہ خود بھی پھنس جاتا ہے دنیا کی ہر چیز دوسرے کا لقمہ اور دوسرے کو لقمہ بنانے والی ہے۔

۲ دربیان۔ تمام کائنات میں تنازع للبقاء ہے ہر چیز دوسری چیز کو کھاتی ہے اور پھر کھانے والی چیز دوسری چیز کی غذا بن جاتی ہے ایک چڑیا کیڑے کا شکار کرتی ہے اور اس سے غافل ہے کہ باز اس کا شکار کرنے کی فکر میں ہے جو انسان شکاری دوسرے کو کھانے والا ہے اس کو اپنے کھانے والے سے بے فکر نہ ہونا چاہیے خود اس کو کھانے والا اگرچہ نظر نہیں آتا ہے لیکن اس کو عقل کی آنکھ سے دیکھنا چاہیے۔ کرم۔ کیڑا۔

۳ آکل۔ پرند کیڑے کو خوراک بنا رہا تھا۔ لیکن وہ خود بلی کی خوراک تھا جس سے وہ غافل تھا۔ دزد۔ چور سامان کے درپے ہے اور کوتوال چور کے درپے ہے۔ شحنہ۔ کوتوال۔ آہ سحر۔ یعنی مظلوم کی صبح کی بددعا۔ اُو چناں۔ چور اپنی دھن میں اس قدر منہمک ہے کہ اپنے دشمن سے بالکل غافل ہے۔

گر حشیش آبِ زلالے میخورد
اگر گھاس نیر پانی پیتی ہے

معدۂ حیوانش درپے میچرد
بعد میں اس کو حیوان کا معدہ چر لیتا ہے

آکل و ماکول آمداں گیاہ
وہ گھاس کھانے والی اور غذا بن گئی

ہمچنیں ہر ہستی غیر آلہ
خدا کے سوا ہر موجود ایسا ہی ہے

وَھُوَ یُطْعِمُکُمْ وَلَا یُطْعَمْ چواُوست
چونکہ وہ تمہیں کھلاتا ہے اور کھلایا نہیں جاتا ہے

نیست حق ماکول وآکل لحم و پوست
تو اللہ تعالیٰ غذا اور گوشت و پوست کا کھانیوالا نہیں ہے

آکل و ماکول کے ایمن بُود
کھانیوالا اور غذا۔ نجانے والا کب مطمئن ہوسکتا ہے؟

ز آکلے کاندر کمیں ساکن بُود
اس کھانیوالے سے جو گھات میں بیٹھا ہوا ہے

اَمنِ ماکولاں جذوبِ ماتم ست
کھائے جانیوالوں کا اطمینان رنج کا سبب ہے

رَو بداں درگاہ کو لا یُطعَم ست
اس درگاہ میں جا جو "کھلایا نہیں جاتا" ہے

ہر خیالے را خیالے میخورد
ہر خیال کو ایک خیال کھا جاتا ہے

فکرآں فکر دگر رائی چرد
اس کا فکر دوسرے فکر کو چرتا ہے

تو نتانی کز خیالے وارہی
تو نہیں کرسکتا کہ خیال سے نجات پا جائے

یا بخسپی تا ازاں بیروں جہی
یا سو جائے، تاکہ اس سے باہر نکل جائے

فکر زنبور ست وآں خوابِ تو آب
تیرا خیال شہد کی مکھی ہے اور نیند، پانی ہے

چوں شوی بیدار باز آید ذباب
جب تو جاگے گا پھر مکھی آجائے گی

چند زنبورِ خیالی در پرد
خیال کی بہت سی مکھیاں اڑتی ہیں

میکشد ایں سوو آنسومی برد
ادھر کھینچتی ہیں اور ادھر لے جاتی ہیں

کمترین ۳ آکلا نست ایں خیال
یہ خیال کھا جانے والوں میں سب سے چھوٹا ہے

واں دگر ہا راشناسد ذوالجلال
دوسرے (کھانے والوں) کو خدا جانتا ہے

ہیں گریز از جوقِ اکالِ غلیظ
خبردار! بھاری زیادہ کھانیوالوں کی جماعت سے بھاگ

سُوئے اُو کہ گفت ہستیمت حفیظ
اس کی جانب جس نے فرمایا ہم تیری حفاظت کرنے والے ہیں

یا بسُوئے آنکہ اُوایں حفظ یافت
یا اس کی جانب جس نے یہ حفاظت حاصل کرلی ہے

گر نتانی سُوئے آں حافظ شتافت
اگر تو اس حفاظت کرنے والے کی جانب نہیں دوڑ سکتا ہے

---

۱ گر حشیش۔ اگر گھاس پانی کو ہضم کرتی ہے تو حیوان کا معدہ اس کو ہضم کرڈالتا ہے غیر آلہ۔ خدا کے علاوہ ہر چیز دوسرے کو فنا کرتی ہے اور اس کو دوسری چیز فنا کرڈالتی ہے۔ وھو یطعمکم۔ اللہ کی شان ہے کہ وہ دوسروں کو غذا عطا کرتا ہے خود غذا سے بے نیاز ہے۔ آکل و ماکول۔ دنیا کی کوئی چیز اپنے نگل جانے والے سے مطمئن نہیں ہوسکتی ہے۔ امن۔ ان فانی چیزوں کا اپنی فنا سے مطمئن رہنا بڑی مصیبت تاکہ چیز ہے اس معاملہ میں اللہ کی جانب رجوع ضروری ہے۔ ہر خیالے۔ یہ بات صرف مادیات میں ہی نہیں ہے بلکہ ایک خیال دوسرے خیال کو کھا جاتا ہے

۲ تو نتانی۔ انسان وساوس اور خیالات سے کسی طرح نجات نہیں پاتا ہے اگر انسان خیالات کو ختم کرنے کے لئے سو بھی جاتا ہے تو وہ خیالات ان شہد کی مکھیوں کی طرح باقی رہتے ہیں جو کسی غوطہ خور کی فکر میں باہر اڑ رہی ہیں تاکہ اس کے پانی سے باہر نکلنے پر اس کو چمٹ جائیں۔ چند زنبور۔ انسانی خیالات کی خلش میں مبتلا رہتا ہے ایک خیال اس کو ایک جانب کھینچتا ہے تو دوسرا خیال اس کو دوسری جانب کھینچتا ہے۔

۳ کمترین۔ انسان کو کھانے والی چیزوں میں سے خیالات کمتر درجہ کی چیز ہیں جب ان کا یہ حال ہے تو بڑی چیزوں کی حالت خدا ہی کو معلوم ہے۔ ہیں۔ انسان کو ان تباہ کن چیزوں سے بچنے کے لئے خدا کی پناہ حاصل کرنا ضروری ہے۔ یا بسوئے۔ اگر تم اپنا رابطہ براہ راست خدا سے نہیں قائم کرسکتے ہو تو کسی برگزیدہ شیخ کو واسطہ بناؤ۔

دستِ ۱ را مسپار جُز در دستِ پیر
حق شدُ ست آں دست اُو را دستگیر
شیخ کے ہاتھ کے سوا کسی کا ہاتھ نہ پکڑ
اس کے ہاتھ کا اللہ تعالیٰ ہاتھ پکڑنے والا بنگیا ہے

پیر عقلت کود کے خو کردہ است
از جوارِ نفس کاندر پردہ است
تیری عقل کے پیر نے بچکانہ عادت ڈال لی ہے
اس نفس کے پڑوس کی وجہ سے جو پردے میں ہے

عقلِ کامل را قریں کُن با خرد
تا کہ باز آید خرد زاں خُوئے بد
عقل کامل کو عقل کا ساتھی بنا لے
تا کہ عقل، اس بری عادت سے باز آجائے

چونکہ دستِ خود بدستِ او نہی
پس ز دستِ آکلاں بیروں جہی
جبکہ تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دے گا
تو کھانے والوں کے ہاتھ سے باہر نکل جائے گا

دستِ تو از اہلِ آں بیعت شود
کہ یَدُ اللّٰہِ فَوقَ اَیدِیھِم بُود
تیرا ہاتھ ان بیعت کرنیوالوں میں سے ہو جائیگا
کہ جن کے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے

چوں ۲ بدادی دست خود در دستِ پیر
پیرِ حکمت کو علیم ست و خبیر
جب تو نے اپنا ہاتھ شیخ کے ہاتھ میں پکڑا دیا
وہ پیر حکمت ہے کیونکہ وہ دانا، اور باخبر ہے

کو نبیِ وقتِ خویش ست اے مُرید
زانکہ زو نورِ نبی آید پدید
اے مرید! وہ اپنے وقت کا نبی ہے
کیونکہ اس سے نبی کا نور جھلکتا ہے

در حُدیبیہ شُدی حاضر بدیں
واں صحابہ بیعتی را ہم قریں
تو اس وجہ سے حدیبیہ میں پہنچ گیا
اور ان بیعت کرنے والے صحابہ کا ساتھی بھی بنگیا

پس ز دہ ۳ یارِ مُبشّر آمدی
ہمچو زرِّ دہ دہی خالص شدی
تو تو "عشرہ مبشرہ" صحابہ میں سے ہو گیا
خالص سونے کی طرح تو خالص بن گیا

تا معیّت راست آید زانکہ مَرد
با کسے جُفت ست کو را دوست کرد
تا کہ (خدا کی) معیت حاصل ہو جائے کیونکہ انسان
اس کا ساتھی ہے جس کو اس نے دوست بنایا ہے

ایں جہان و آں جہاں با اُو بود
ویں حدیثِ احمدؐ خوش خُو بود
یہ جہان اور وہ جہان اس کے ساتھ ہو گا
یہ خوش خلق، احمدؐ کی حدیث ہے

گفت اَلمَرءُ مَعَ مَحبُوبِہٖ
لَا یُفَکُّ القَلبُ مِن مَطلُوبِہٖ
فرمایا، "انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہے"
قلب اپنے مطلوب سے جدا نہیں ہوتا ہے

---

۱ دست مسپار۔ لیکن اپنا ہاتھ حقیقی شیخ کے ہاتھ میں پکڑ تو کیونکہ اس کے ہاتھ کو اللہ کی دستگیری حاصل ہے پیر عقلت۔ تیری عقل بچکانہ عادت رکھتی ہے کیونکہ وہ پوشیدہ نفس کے پڑوس میں ہے۔ عقل کامل تو اپنی عقل کو شیخ کی عقل سے وابستہ کر دے وہ بچکانہ عادت چھڑا دے گا چونکہ جب تو شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دیگا وہ تجھے برباد کرنے والی چیزوں سے بچا لے گا۔

۲ چوں بدادی۔ جب تو شیخ کی ہدایت کا پابند بنے گا تب تجھے تجربہ ہو گا وہ تجربہ کار ہے کہ تجھے وقت کا نبی کا پرتو حاصل ہوتا ہے۔ در حدیبیہ حدیبیہ کے مقام پر آنحضورؐ نے بیعت الرضوان لی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیدیا شیخ سے بیعت کرنے کے بعد تجھے بھی ویسی ہی نفسیت حاصل ہو جائے گی جیسی بیعت الرضوان کرنے والوں کو حاصل ہوئی تھی۔ دہ یار مبشرہ عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ جن کو آنحضورؐ نے انکی زندگی میں جنت کی بشارت دیدی تھی۔ چار خلیفہ حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت عبدالرحمن بن عوف حضرت ابوعبیدہ حضرت سعد بن وقاص حضرت سعید بن زید دہ دہی۔ وہ خالص سونا ہوتا ہے جو تانے سے اسی وزن کا ہے جس وزن کا وہ تھا۔ گفت۔ حدیث شریف ہے المرءُ مع من احبّۃ انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ یہ حکم دنیا اور آخرت دونوں کے لئے ہے۔

ہر کجا دام ست و دانہ کم نشیں ‌ ‌ رَو ازبوں گیر از زبوں گیراں بہ بیں
جہاں کہیں دانہ اور جال ہے نہ بیٹھ ‌ ‌ جا عاجزوں کو پھنسانے والوں میں سے کسی عاجز کو پھنسانے والے کو دیکھ لے

اے زبوں گیر زبوناں ایں بداں ‌ ‌ دست ہم بالای دست ستاے جواں
اے عاجزوں پر ظلم کرنے والے یہ سمجھ لے ‌ ‌ کہ تیرے ہاتھ کے اوپر بھی ہاتھ ہے اے جوان!

بگسل آں حبلے کہ حرص ست و حسد ‌ ‌ یاد کن فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مَّسَد
اس رسی کو توڑ دے جو حرص اور حسد ہے ‌ ‌ "اسکے گلے میں مونج کی رسی ہے" کو یاد کر لے

دل فراز از رام واجب دیدہ است ‌ ‌ دامِ تو خود بر پرت چفسیدہ است
دل نے جال سے علیحدگی ضروری سمجھی ہے ‌ ‌ تیرا جال خود تیرے پروں پر چسپاں ہے

تو ۲ زبونی یا زبوں گیرا ے عجب ‌ ‌ باش تو ترساں ولرزاں در طلب
تعجب ہے تو عاجز ہے یا عاجز پر ظلم کرنےوالا ‌ ‌ تو طلب میں ترساں اور لرزاں رہا کر

آکِل و ماکولی اے مُرغِ عجب ‌ ‌ ہم تو صید و صید گیر اندر طلب
اے عجیب پرند تو کھانے والا اور کھایا ہوا ہے ‌ ‌ تو طلب میں شکار بھی ہے شکاری بھی

حرصِ صیادی زصید ے مغفل ست ‌ ‌ دلبری میکند کو بیدل ست
شکاری پن کی حرص شکار بن جانے سے غافل کرنےوالی ہے ‌ ‌ وہ دلبری کر رہا ہے جو خود بیدل ہے

بیْنَ اَیْدِیْ خَلْفَہٗ سُدًّا مباش ‌ ‌ کہ نہ بینی خصم راواں خصم فاش
تو ان میں سے نہ بن جن کے آگے اور پیچھے دیوار ہے ‌ ‌ کیونکہ تو دشمن کو نہیں دیکھتا ہے اور وہ دشمن ظاہر ہے

تو کم ۳ از مرغے مباش اندر نشید ‌ ‌ بین ایدی خلف عصفورے بدید
تو سیٹی سننے میں پرندے سے کم نہ بن ‌ ‌ چڑیا آگے اور پیچھے دیکھتی ہے

کم ز عصفورے نہ بنگر کہ آں ‌ ‌ بین ایدی خلف چوں بیند عیاں
تو چڑیا سے کم نہیں ہے دیکھ وہ ‌ ‌ آگے اور پیچھے کھلا دیکھ لیتی ہے

چوں نبزدِ دانہ آید پیش و پس ‌ ‌ چند گرداند سر و رُو آں نفس
جب دانہ کے پاس آتی ہے اور پیچھے ‌ ‌ اس وقت سر اور چہرے کو کس قدر گھماتی ہے

کاے عجب پیش و پسم صیاد ہست ‌ ‌ تا کشم از بیم اُو زیں لقمہ دست
کہ کہیں میرے آگے اور پیچھے شکاری تو نہیں ہے؟ ‌ ‌ تاکہ اس کے ڈر سے اس لقمہ سے ہاتھ کھینچ لوں

تو بہ بین پس قصہ فجار را ‌ ‌ پیش بنگر مرگِ یارو جار را
توبہ کاروں کے قصہ کو پیچھے دیکھ لے ‌ ‌ آگے یار اور پڑوسی کے مرنے کو دیکھ لے

۱ رو۔ دنیا میں کمزوروں پر ظلم کرنےوالوں کا حال دیکھ لے اے زبوں۔ کمزوروں پر ظلم کرنے والوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ کوئی نہ کوئی اس سے بھی زیادہ طاقتور ہو گا۔ بگسل۔ مولانا نے ابولہب کی بیوی کے گلے کی رسی کو حرص اور حسد کی رسی قرار دیا ہے۔ دل فراز۔ جبکہ عقلاً جال سے جدائی ضروری ہے تو تیرا جال خود تیرے پروں سے چپکا ہوا ہے۔

۲ تو زبونی۔ ہر انسان کو احتیاط کے ساتھ غور کرنا چاہیے کہ وہ مظلوم ہے یا ظالم۔ آکل و ماکول ہر انسان کھانے والا اور دوسرے کی خوراک ہے لہٰذا وہ خود شکار بھی ہے اور شکاری بھی ہے۔ حرص۔ انسان کی شکاری پن کی عادت اس کو خود شکار بن جانے سے غافل بنائے ہوئے ہے وہ دوسروں کا دل چراتا ہے اور خود اس کا دل چوری ہو چکا ہے۔ بین ایدی۔ انسان کو ایسا غافل نہ ہونا چاہیے کہ اس کے سامنے غفلت کی ایسی دیوار ہو جو کھلے ہوئے دشمن کو بھی نہ دیکھنے دے۔

۳ تو کم۔ چڑیا پھنسنے کے خوف سے ادھر ادھر دیکھتی ہے۔ کم زعصفورے چڑیا آگا و پیچھا دیکھ لیتی ہے تو چڑیا سے کم نہ بن کاے عجب۔ وہ چڑیا اسلئے ادھر ادھر دیکھتی ہو کہ کوئی شکاری تو نہیں ہے تا کہ دانہ سے قطع نظر کر لوں۔ تو بہ بین انسان کو پچھلے بدکاروں کے انجام اور سامنے دوستوں کی موت دیکھ لینا چاہیے۔

که ہلاکت داد‌شاں بے آلتے — اُو قرینِ تُست در ہر حالتے
کہ انکو (اللہ تعالیٰ) نے بلا آلہ کے ہلاک کر دیا — وہ ہر حالت میں تیرے ساتھ ہے

حق شکنجه کرد و گُرز و دست نیست — پس بدن بے دستِ حق داور کُنیست
اللہ تعالیٰ نے شکنجہ میں کس دیا اور گرز اور ہاتھ نہیں ہے — تو سمجھ لے اللہ تعالیٰ بغیر ہاتھ کے سزا دینے والا ہے

آنکه میگفتے اگر حق ہست کو — در شکنجه اُو مُقرّی شُد که ہُو
وہ جو کہتا تھا کہ اگر اللہ ہے تو کہاں ہے؟ — شکنجہ میں وہ مقر ہو گیا کہ وہ ہے

وآنکه میگفت ایں بعیدست و عجیب — اشک میراند و ہمیگفت اے قریب
وہ جو کہتا تھا کہ یہ بعید اور عجیب ہے — وہ آنسو بہاتا ہے اور کہتا ہے اے نزدیک!

آنکه جُز انکارِ حق کارش نبود — بُرد حسرت عاقبت بے ہیچ سُود
وہ جس کا کام سوائے اللہ تعالیٰ کے انکار کے کچھ نہ تھا — انجام کار بلا فائدہ اس نے حسرت کی

در نگر ۲ احوالِ فرعون و ثمود — قومِ لوطؑ قومِ صالحؑ قومِ ہُودؑ
فرعون اور ثمود کے احوال دیکھ لے — قومِ لوطؑ اور قومِ صالحؑ اور قومِ ہودؑ کے

حالِ نمرودِ ستمگر در نگر — دَر آلِ قومِ نوحؑ افگن نظر
ظالم نمرود کی حالت دیکھ لے — قومِ نوحؑ کے انجام پر نگاہ ڈال لے

تابدانی حق سمیع ست و علیم — فارغ ست از ترس و پاک از باک و بیم
تاکہ تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ سمیع اور علیم ہے — وہ خوف سے بے نیاز ہے اور ڈر اور پرواہ سے پاک ہے

بر کَنم من میخِ ایں منحوس دام — از پئے کامے نباشم تلخ کام
میں اس منحوس جال کی کھونٹی اکھاڑ رہا ہوں — مقصد کے لئے تاکہ میں ناکام نہ بنوں

دَر خورِ ۳ عقلِ تو گفتم ایں جواب — فہم کُن و ز جستجو رُو بر متاب
تیری عقل کے مناسب میں نے یہ جواب دیدیا — سمجھ لے اور جستجو سے منہ نہ موڑ

سبب کُشتنِ ابراہیم علیہ السلام زاغ را که آں اشارہ بقمعِ کدام صفت بُود از صفاتِ مذمومہ مُہلکہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کوے کو مارنے کا سبب کہ وہ مہلک صفات میں سے کونسی صفت کو زائل کرنے کی طرف اشارہ تھا

ایں سخن را نیست پایان و فراغ — اے خلیلِ حق چرا کُشتی تو زاغ
اس بات کا خاتمہ اور فراغ نہیں ہے — اے اللہ کے خلیلؑ! آپ نے کوے کو کیوں مارا؟

---

۱ کہ ہلاکت۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے بدکاروں کو بغیر کسی ظاہری آلہ کے ہلاک کر دیا۔ حق اللہ تعالیٰ نے اس کو بغیر گرز اور ہاتھ کے سزا دیدی تجھے یقین کر لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بغیر ظاہری ہاتھ کے سزا دیدیتا ہے۔ آنکہ۔ منکرِ خدا بھی سزا کے وقت خدا کا اقرار کر لیتا ہے۔ وآنکہ۔ جو منکر خدا کا وجود عقل سے دور سمجھتا تھا عذاب کے وقت اس کو یا قریب کہہ کر پکارتا ہے کارش نبود۔ خدا کے منکروں کو انجام کار حسرت اٹھانا پڑے گی۔

۲ در نگر۔ جن منکروں کو انجام کار حسرت اٹھانی پڑی ان کو شمار کیا گیا ہے۔ تابدانی۔ ان لوگوں اور قوموں کے انجام سے تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ حق تعالیٰ مظلوموں کی فریاد سنتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے اور ظالموں کو تباہ کرنے میں اس کو کوئی باک نہیں ہے۔ بر کنم۔ یہ بھی مور کا مقولہ ہے کہ یہ پر بمنزلہ جال کے ہیں لہٰذا میں انکو مقصد برآری کے لئے اکھاڑ رہا ہوں۔

۳ در خور۔ مور نے ناصح حکیم سے کہا کہ تیری عقل کے مناسب میں نے یہ جواب دے دیا جاب تو اس کو خوب سمجھ لے۔ سبب کشتن۔ حضرت ابراہیمؑ نے جو کوے کو ہلاک کیا تو وہ کونسی انسانی بری صفت کے ازالہ کی طرف اشارہ تھا۔ اے خلیل حضرت ابراہیمؑ آپ فرمائیں کہ کوے کو ہلاک کرنے میں کیا حکمت پنہاں ہے۔

بہرِ فرماں حکمتِ فرماں چہ بود؟ اَندکے زاسرارِ آں باید نمود
حکم کی وجہ سے حکم کی حکمت کیسی تھی؟ اس کے رازوں میں سے تھوڑا سا ظاہر کر دیجئے

کاغ [1] کاغ و نعرۂ زاغِ سیاہ دائما باشد بدن را عُمر خواہ
کالے کوے کی کائیں کائیں اور شور ہمیشہ جسم کی عمر کا خواہاں ہے

ہمچو ابلیس از خدایِ پاک و فرد تا قیامت عُمرِ تن درخواست کرد
جس طرح شیطان نے خدائے قدوس واحد سے قیامت تک کے لئے جسم کی عمر کی درخواست کی

گفت اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ الْجَزَا کاشکے گفتے کہ تُبْنَا رَبَّنَا
اس نے کہا مجھے قیامت تک کی مہلت دیدے کاش وہ کہتا کہ اے ہمارے رب ہماری توبہ قبول کر لے

زندگی بے دوست جاں فرسودنست مرگِ حاضر غائب از حق بودنست
بغیر دوست کے زندگی جان کی تباہی ہے اللہ تعالیٰ سے غائب ہونا فوری موت ہے

عُمر و [2] مرگ ایں ہر دو با حق خوش بود بے خدا آبِ حیات آتش بود
زندگی اور موت دونوں خدا کیساتھ اچھی ہیں بغیر خدا کے آبِ حیات آگ ہے

آں ہم از تاثیرِ لعنت بود کو در چناں حضرت ہمی شد عُمر جو
یہ بھی لعنت کی تاثیر تھی کہ وہ ایسے دربار میں عمر کا خواہاں بنا

از خدا غیرِ خدارا خواستن ظنِّ افزونی ست کلّی کاستن
خدا سے غیر خدا کو مانگنا بہتری کا گمان اور بالکلیہ گھٹانا ہے

خاصہ عُمرے غرق در بیگانگی در حضورِ شیر روبہ شانگی
خصوصاً وہ عمر جو غیریت میں غرق ہو شیر کے سامنے لومڑی پن ہے

عُمر [3] بیشم دہ کہ تا پس تر روم مہلم افزوں دہ کہ تا کمتر شوم
مجھے زیادہ عمر دے تاکہ زیادہ پیچھے کو جاؤں مجھے زیادہ مہلت دے تاکہ کمتر ہو جاؤں

تا کہ لعنت را نشانہ او بود بد کسے باشد کہ لعنت جُو بُود
تاکہ وہ لعنت کا نشانہ بنے بدکار وہ ہے جو کہ لعنت کا جویاں ہو

عُمرِ خوش در قربِ جاں پروردنست عُمرِ زاغ از بہرِ سرگیں خوردنست
اچھی عمر قرب (خداوندی) میں جان کی پرورش ہے کوے کی عمر گوبر کھانے کے لئے ہے

عُمر بیشم دہ کہ تا گُہ می خورم دائم اینم دہ کہ بس بد گوہرم
مجھے زیادہ عمر دے تاکہ گو کھاؤں مجھے ہمیشہ یہ دے کیونکہ میں بہت بداصل ہوں

---

[1] کاغ۔ حضرت ابراہیم نے جواب دیا کوے کی کائیں کائیں کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی عمر کی درازی کا خواہاں ہے۔ ہمچو ابلیس۔ قرآن پاک میں مذکور ہے قَالَ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔ یعنی شیطان نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی مجھے قیامت تک کی عمر دیدے۔ تُبْنَا۔ حضرت آدم نے توبہ کی دعا کی تھی۔ زندگی شیطان نے زندگی کی دعا مانگی لیکن وہ زندگی جو بغیر دوست کے ہو محض جان کو گھسنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے غفلت فوری موت ہے۔

[2] عمر و مرگ۔ موت ہو یا زندگی جو اللہ کے ساتھ ہے وہی بہتر ہے خدا کو چھوڑ کر آبِ حیات بھی آگ کا کام کرتا ہے۔ آن ہم شیطان کی درازی عمر کی دعا بھی اس کے ملعون ہونے کا اثر تھی۔ از خدا۔ خدا سے غیر خدا کو مانگنا تباہی ہے۔ خاصہ۔ خصوصاً وہ عمر جس میں خدا کی رضا حاصل نہ ہو محض مکاری ہے۔

[3] عمر بیشم دہ۔ شیطان کی دعا تو یہ تھی کہ خدا اس کو زیادہ عمر اسلئے دیدے تاکہ وہ اور قعرِ مذلت میں گرے اور خدا کی لعنت کا نشانہ بنے تو ایسے شخص سے زیادہ برا اور کون ہوگا جو لعنت خداوندی کا جویاں ہو۔ عمر خوش۔ اچھی زندگی تو وہ ہے جس میں قربِ الٰہی میں جان کی پرورش ہو سکے کوے کی درازِ عمر گوبر کھانے کے لئے ہے۔ عمر بیشم۔ کوے کی عمر کی زیادہ تو گوبر کھانے کیلئے ہے۔

گرنہ[1] گہ خوارست آں گندہ دہاں — گوید ے کز زاغیم تو وارہاں

اگر وہ گندہ دہن گہ کھانے والا نہ ہوتا — تو کہتا مجھے کوے پن سے نجات دیدے

مناجات

دعا

اے مبدّل کردہ خاکے را بزر — خاکِ دیگر رابکردہ بو البشر

اے وہ جس نے مٹی کو سونا بنایا — دوسری مٹی کو ابو البشر بنایا

کارِ تو تبدیلِ اعیان و عطا — کارِ من سہوست ونسیان و خطا

تیرا کام موجودات کو تبدیل کرنا اور عطا ہے — میرا کام سہو اور بھول اور خطا ہے

سہو ونسیاں را مبدّل کن بعلم — من ہمہ خلمم مرا کن صبرو حلم

میرے سہو اور بھول کو علم سے تبدیل کر دے — میں مجسم غصہ ہوں، مجھے صبر اور علم بنا دے

اے کہ خاکِ شورہ راتو ناں کنی — وے کہ نانِ مردہ راتو جاں کنی

اے وہ کہ تو شوریلی زمین کو روٹی بنا دیتا ہے — اے وہ ! کہ تو مردہ روٹی کو جان بنا دیتا ہے

اے[2] کہ جانِ خیرہ را رہبر کنی — وے کے بے راہ راتو پیغمبر کنی

اے وہ کہ تو پراگندہ کو رہبر بنا دیتا ہے — اے وہ ! کہ تو راستہ نہ دیکھے ہوئے کو پیغمبر بنا دیتا ہے

اے کہ خاکِ تیرہ راتو جاں دہی — عقل وحسّ و روزی و ایماں دہی

اے وہ کہ تاریک مٹی کو جان عطا کر دیتا ہے — عقل اور حس اور روزی اور ایمان دیدیتا ہے

شکر از نے میوہ از چوب آوری — از منی مردہ بتِ خوب آوری

نے سے شکر اور لکڑی سے پھل پیدا کر دیتا ہے — مردہ منی سے حسین معشوق پیدا کر دیتا ہے

گل[3] ز گل صفوت ز دل پیدا کنی — پیہ را بخشی ضیاؤ روشنی

مٹی سے پھول دل میں اخلاص پیدا کر دیتا ہے — چربی کو نور اور روشنی بخش دیتا ہے

میکُنی جزوِ زمیں را آسماں — میفزائی در زمیں از اختراں

تو زمین کے جزو کو آسمان بنا دیتا ہے — ستاروں سے زمین کی افزائش کر دیتا ہے

ہر کہ سازد زیں جہاں آبِ حیات — زو ترش از دیگراں آید ممات

جو اس دنیا کو آبِ حیات بناتا ہے — اس کو دوسروں سے پہلے موت آجاتی ہے

---

[1] گرنہ اگر وہ گوہ کھانے والا نہ ہوتا تو یہ دعا کرتا کہ مجھے کوے پن سے نجات دیدے۔ حضرت حق تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اس نے مٹی سے سونا بنا دیا اور مٹی سے حضرت آدم ابو البشر کو پیدا کر دیا کہا تو۔ اللہ تعالیٰ کا کام تبدیل کرنا اور انسان کا کام بھول اور غلطی ہے۔ سہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ میں قدرت ہے کہ وہ ہماری بھول کو علم سے تبدیل کر دے اور ہمارے غصہ کو بردباری سے بدل دے اے خاک شورہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ شور زمین سے بھی وہ غلہ اگا دیتا ہے جس سے روٹی تیار ہوتی ہے اور مردہ روٹی کو انسان کی جان میں تبدیل کر دیتا ہے۔

[2] اے کہ۔ خدا کو وہ قدرت ہے کہ گمراہ کو راہبر بنا دیتا ہے اور راستہ نہ دیکھے ہوئے کو پیغمبر بنا دیتا ہے۔ خاک تیرہ انسان مٹی سے بنا ہے اور قدرت نے پھر اس کو دولت ایمان سے بہرہ ور بنا دیا ہے۔ از نے۔ نے میں سے شکر پیدا کر دینا اور شاخ میں سے پھل پیدا کر دینا نطفہ سے حسین معشوق پیدا کر دینا قدرت خداوندی ہی کا کام ہے

[3] گل زگل۔ خدا کی قدرت ہے کہ وہ مٹی سے حسین پھول اور دل سے خلوص پیدا کر دیتا ہے اور آنکھ کی چربی میں روشنی اور چمک پیدا کر دیتا ہے۔ جزو زمیں سے مراد یا وہ انبیاء ہیں جو زمین سے پیدا ہوئے اور پھر انکو آسمان پر اٹھا لیا گیا یا انکو معراج کرا دی گئی یا یہ مقصد کہ وہ بخارات جو زمین سے اٹھے انسے آسمان پیدا فرمایا میفزائی۔ ستاروں کی تاثیر سے زمین میں پیداوار آتی ہے ہر کہ جو شخص دنیاوی زندگی کو منتہائے کمال سمجھتا ہے اس کی موت سب سے پہلے آجاتی ہے۔

دیدۂ دل کو بگردوں بنگریست ... دیدہ کانجا ہر دمے مینا گریست
جس دل کی آنکھ نے آسمانوں کو دیکھا ... اس نے دیکھا ہے کہ وہاں ہر وقت صناعی ہے

قلبِ اعیان ست و اکسیر محیط ... ائتلافِ خرقۂ تن بے مخیط
موجودات کی تبدیلی ہے اور عالمگیر اکسیر ہے ... جسم کے چیتھڑوں کو بغیر دھاگے کے سینا ہے

تو ازاں روزے کہ در ہست آمدی ... آتشے یا خاک یا بادے بُدی
تو جس دن سے وجود میں آیا ہے ... آگ یا خاک یا ہوا تھا

گر بداں حالت ترا بودے بقا ... کہ رسیدے مر ترا ایں ارتقا
اگر اسی حالت پر تیرا بقا ہوتا ... تجھے یہ ترقی کب حاصل ہوتی ؟

از مبدّلِ ہستیِ اوّل نماند ... ہستیِ دیگر بجائے او نشاند
تبدیل کرنے والے کی وجہ سے پہلا وجود نہ رہا ... اس نے دوسرا وجود اس کی بجائے قائم کر دیا

ہمچنیں [۲] تا صد ہزاراں ہستہا ... بعدِ یک دیگر دوم بہ ز ابتدا
اسی طرح لاکھوں وجود تک ... ایک دوسرے کے بعد دوسرا پہلے سے بہتر

آں مبدّل بیں وسائط را بماں ... کز وسائط دور گردی ز اصل آں
اس تبدیل کرنیوالے کو دیکھ، واسطوں کو چھوڑ ... کیونکہ واسطوں سے تو اصل سے دور جائے گا

واسطہ ہر جا فزوں شد وصل جست ... واسطہ کم ذوقِ وصل افزوں ترست
جہاں واسطے زیادہ ہوئے وصل جاتا رہا ... واسطے کم ہوں تو وصل کا ذوق زیادہ ہوتا ہے

از سبب دانی شود کم حیرتت ... حیرتے کہ رہ دہد در حضرتت
اسباب کے جاننے سے تیری حیرت کم ہو جائیگی ... وہ حیرت جو دربار تک تیری رہنما ہے

ایں [۳] بقا ہا از فنا ہا یافتی ... از فنایش رو چرا بر تافتی
تو نے یہ بقائیں فناؤں سے حاصل کی ہیں ... اس کی فنا سے تو نے کیوں منہ موڑا ہے

زاں فناہا چہ زیاں بودت کہ تا ... بر بقا چفسیدۂ اے بینوا
ان فناؤں سے تجھے کیا نقصان پہنچا کہ ... تو اے بینوا ! بقا سے چمٹا ہوا ہے

چوں دوم از اوّلینت بہترست ... پس فنا جوی و مبدّل را پرست
جبکہ دوسرا وجود تیرے لئے پہلے سے بہتر ہے ... تو فنا کی جستجو کر اور تبدیل کرنیوالے کی عبادت کر

[۱] دیدۂ دل۔ جو شخص قلبی بصیرت سے آسمان کو دیکھے گا اس کو نظر آئے گا کہ وہاں ہر وقت قدرت کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ قلبِ اعیان عالم بالا کے تصرفات میں اجسام کی تبدیلی ہے اور ایک عالمگیر کیمیا گری ہے۔ تو ازاں۔ اس تبدیلی کی دلیل یہ ہے کہ انسان ابتدا میں عناصر اربعہ میں سے کوئی عنصر تھا اگر وہ اسی حالت میں رہتا تو اس کو احسن تقویم کا ارتقائی رتبہ کیسے ملتا۔ از مبدّل۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے پہلے وجود کو بدل کر دوسرا وجود عنایت کر دیا۔

[۲] ہمچنیں۔ وجود کی تبدیلی کے لاکھوں مرتبے ہیں۔ آں مبدّل۔ انسان کی توحید کا تقاضہ ہے کہ وہ تبدیل کرنے والی ذات پر نظر رکھے تبدیلی کے درمیانی واسطوں پر نظر رکھنا انسان کو اس ذات سے دور کر دیتا ہے۔ واسطہ۔ محبوب سے ملاقات میں جس قدر وسائل کا اضافہ ہوتا ہے ذوقِ وصل میں کمی آجاتی ہے۔ از سبب۔ اسباب اور علل معلوم کرنے سے وہ حیرت کم ہو جاتی ہے جو انسان کو بارگاہِ خداوندی میں پہنچاتی ہے۔

[۳] ایں بقاہا۔ جبکہ ان مراتب میں فنا کے بعد ارتقائی وجود حاصل ہوا ہے تو انسان کو فنا سے نہ گھبرانا چاہیے زاں۔ پہلے مراتب کے فنا سے اور ارتقاء حاصل ہوا لہٰذا بقا سے چمٹا رہنا عقلمندی نہیں ہے۔ چوں دوم۔ جبکہ تبدیلی کے بعد دوسرا وجود پہلے وجود سے بہتر ملا ہے تو انسان کو فنا کی جستجو کرنی چاہیے اور تبدیل کرنے والے کا شکر گزار رہنا چاہیے۔

صد ہزاراں[1] حشر دیدی اے عنود — تا کنوں ہر لحظہ از بدو وجود

اے سرکش ! تو نے لاکھوں حشر دیکھے ہیں — ہر لحہ وجود کی ابتداء سے اب تک

از جمادی بے خبر سُوئی نما — وز نما سُوئے حیات و ابتلا

بے خبری میں جمادیت سے نشوونما کی جانب — اور نما سے زندگی اور آزمائش کی جانب

باز سُوئے عقل و تمیزاتِ خوش — باز سوئے خارج ایں پنج و شش

پھر اچھی عقل اور تمیز کی جانب — پھر ان (حواس) خمسہ اور شش جہات سے باہر کی جانب

تالب[2] بحر ایں نشانِ پایہاست — پس نشانِ پا درونِ بحر لاست

یہ پاؤں کے نشان سمندر کے کنارے تک ہیں — پھر سمندر کے اندر پاؤں کے نشان معدوم ہیں

زانکہ منزلہائے خشکی ز احتیاط — ہست دہ ہاؤ وطنہاؤ رباط

کیونکہ خشکی کے مقامات احاطہ بندی کی وجہ سے — دیہات اور باطن سرائے ہیں

باز منزلہائے دریا در وقوف — وقتِ موجش نے جدارنے روسقوف

پھر دریائی مقامات، ٹکاؤ میں — اس کے تموج کے وقت نہ دیوار ہے نہ چھتیں

نیست پیدا اندراں رہ پاؤ گام — نے نشانست آں منازل رانہ نام

اس راستہ میں نہ پاؤں اور نہ قدم نظر آتے ہیں — ان گھروں کا نہ نشان ہے، نہ نام ہے

ہست[3] صد چنداں میانِ منزلین — آں طرف کز این تا بالائے این

دونوں منزلوں کے درمیان سو گنا فاصلہ ہے — اس جانب مکان سے لا مکان کے اوپر تک

در فنا ہا ایں بقا ہا دیدۂ — بر بقائے جسم چوں چفسیدۂ

فناؤں میں تو نے یہ بقائیں دیکھی ہیں — جسم کے بقا پر تو کیوں چپک گیا ہے؟

ہیں بدہ اے زاغ ایں جان باز باش — پیشِ تبدیلِ خدا جانباز باش

ہاں ! اور کوے یہ جان دیدے، باز بن جا — خدائی تبدیل کے سامنے جانباز بن جا

تازہ میگیر و کہنہ رامی سپار — کہ ہر امسالت فزونست از سہ پار

تازہ بن جا، پرانے کو دے دے — کیونکہ تیرا یہ سال گزشتہ تین سالوں سے بڑھا ہوا ہے

گر نباشی نخل وار ایثار کن — کہنہ بر کہنہ نہ و انبار کن

اگر تو کھجور کی طرح ایثار کرنے والا نہیں ہے — پرانے پر پرانا رکھتا رہ اور جمع کر لے

[1] صد ہزاراں۔ انسان کے لاکھوں مراتب ایسے ہیں جو فنا ہو چکے ہیں۔ از جمادی انسان اپنے جمادی وجود سے نباتی وجود کی طرف منتقل ہو گیا اور اس سے وہ لاعلم ہے پھر نباتی وجود سے اس کو حیوانی وجود اور پھر عقل کی بنیاد پر اس کو وہ وجود ملا جس میں وہ احکام کا مکلف بنا۔ خارج۔ یعنی پھر اس کا ارتقاء عالم ارواح کی جانب ہوا جو حواس خمسہ اور جہات ستہ سے بالاتر ہے۔

[2] تالب بحر۔ ان مراتب وجود کے نشانات اس وقت تک ہیں جب تک کہ اس کا وجود وجود مطلق سے وابستہ نہیں ہوا اور جب اس سمندر میں پہنچ گیا تو پھر ان وجودات کے نشانات غائب ہو جاتے ہیں۔ زانکہ۔ اس مسئلہ کو اس طرح سمجھو کہ خشکی کے منازل کے نشانات ہوتے ہیں۔ انہیں نشانات کے ذریعہ گاؤں اور سرائے اور وطن بنتا ہے۔ لیکن دریا کے منازل کا کوئی نشان نہیں ہوتا ہے۔ دریا کی منزل کی نہ چھت ہوتی ہے نہ دیوار نہ وہاں چلنے کے نشانات پیدا ہوتے ہیں۔

[3] ہست۔ عالم مکان اور عالم لامکان دونوں منزلوں کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہے۔ این۔ مکان۔ بالائے این لامکان۔ در فناہا جبکہ پہلے مراتب کے فنا کے بعد بقا حاصل ہوئی ہے تو اس جسم کی بقا سے انسان کو نہ چپٹنا چاہیے۔ میں جو شخص ترقی حاصل کا متمنی ہے اس کو اس تبدیلی میں جان کی بازی لگانی چاہیے تازہ تو انسان کو تازہ وجود حاصل کرنا چاہیے کیونکہ اس کو ہر مرتبہ پہلے مرتبہ سے افضل حاصل ہوتا ہے۔ کرنباشی۔ کھجور اپنا پھل دوسروں کو دے دیتی ہے۔ تو اس کو قدرت نیا پھل عطا کر دیتی ہے۔

کُہنہ ۱ و گندیدہ و پُوسیدہ را
پرانے اور گندہ اور سڑے ہوئے کا

تحفہ مبر ببر ہر نا دیدہ را
ہر ندیدے کے لئے تحفہ لے جا

آنکہ نو دید اُو خریدارِ تو نیست
جس نے نہ دیکھا ہے وہ تیرا خریدار نہیں ہے

صید حق ست اُو گرفتارِ تو نیست
وہ اللہ تعالیٰ کا شکار ہے وہ تجھ میں پھنسا ہوا نہیں ہے

ہر کجا باشند جوقِ مرغِ کور
جہاں کہیں اندھے پرندوں کا جھرمٹ ہو

بر تو جمع آیند اے سیلابِ شُور
اے کھاری پانی! تجھ پر جمع ہو جائے گا

تا فزاید کوری از شوار آبہا
تاکہ کھاری پانیوں سے اندھا پن بڑھے

زانکہ آبِ شور افزاید عمیٰ
کیونکہ کھارا پانی اندھا پن بڑھاتا ہے

اہلِ ۲ دنیا زاں سبب اعمیٰ دل اند
دنیا دار اسی وجہ سے اندھے دل والے ہیں

شاربِ شور آبۂ آب و گِل اند
(کیونکہ) وہ آب و گِل کا کھاری پانی پینے والے ہیں

شور میخور کوری چرِ در جہاں
دنیا میں کھاری پانی پیتا رہ، اندھے پن سے چرتا رہ

چوں نداری آبِ حیواں در بہاں
جبکہ تو اندر آب حیات نہیں رکھتا ہے

با چنیں حالت بقا خواہی و زیاد
اس حالت میں تو بقا اور زیادہ چاہتا ہے

ہمچو زنگی در سیہ رُوئی تو شاد
تو حبشی کی طرح کالا منہ ہونے پر خوش ہے

در سیاہی رنگ ازاں آسودہ است
وہ رنگ کے کالے پن پر اس لئے مطمئن ہے

کوز زا دو اصل زنگی بودہ است
کیونکہ وہ پیدائش اور اصل سے حبشی ہے

آنکہ ز اوّل شاہد و خوشرُ و بُود
وہ جو شروع سے معشوق اور خوبصورت ہو

گر سیہ گردد تدارک جُو بُود
اگر وہ کالا بن جائے تو تدارک کا طالب ہو گا

مُرغِ ۳ پرّندہ چو ماندہ بر زمیں
اڑنے والا پرند جب زمین پر رہ جائے

باشد اندر غصّہ و دَرد و حنیں
وہ رنج اور درد اور فغاں میں ہو گا

مُرغِ خانہ بر زمیں خوش میرود
پالتو پرند زمین پر خوشی سے چلتا ہے

دانہ چیں و شاد و شاطر میدود
دانہ چگتا ہوا، اور خوش اور چالاکی سے دوڑتا ہے

زانکہ اواز اصل بے پرواز بود
کیونکہ وہ اصل سے بغیر اڑان کے تھا

واں دگر پرّندہ و پرباز بود
وہ دوسرا اڑانے والا اور کھلے پروں کا تھا

۱ کہنہ۔ اگر پرانا پھل نہ جھڑے تو وہ بوسیدہ اور گندہ ہو جائے گا۔ آنکہ جس نے نیا وجود حاصل کر لیا ہے وہ پرانے وجود کا خریدار نہ بنے گا۔ صید حق۔ وہ ذات حق میں اپنے آپ کو فنا کر چکا ہے۔ ہر کجا۔ تیرے خریدار اندھے ہیں اندھے پرند کھارے پانی پر جمع ہوتے ہیں جو ان کو اور اندھا بنا دیتا ہے۔

۲ اہل دنیا۔ اہل دنیا چونکہ پرانے وجود سے چمٹے ہوئے ہیں۔ تو وہ بھی شور کھاری پانی کے پرندوں کی طرح اندھے دلوں والے ہیں۔ شور۔ اگر انسان کے دل میں آبحیات جاری نہیں ہے تو وہ کھاری پانی پینے والا اور اندھا دھند کھانے والا ہے۔ با چنیں۔ اگر اس بری حالت میں تو عمر کی زیادتی کا خواہاں ہے تو تیری مثال اس حبشی کی سی ہے جو اپنی سیاہ روئی پر مطمئن اور خوش ہو۔ آنکہ۔ اگر کوئی شروع میں خوشرنگ ہو اور پھر وہ سیاہ رو بنجائے تو وہ اس حالت میں مطمئن نہیں ہوسکتا ہے۔

۳ مرغ۔ اگر اڑنے والا پرند پنجرے میں پھنس جائے تو وہ غم و غصہ میں رہتا ہے۔ مرغ خانہ۔ پالتو پرند پنجرے میں بھی خوش رہتا ہے کیونکہ اس کو کبھی آزادی نصیب نہیں ہوئی تھی اور اڑنے والا پرندہ آزاد تھا۔

قَالَ النَّبِیُّ ا صَلَّے اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِرْحَمُوْا ثَلَاثًا عَزِیْزَ قَوْمٍ ذُلَّ وَغَنِیَّ قَوْمٍ اِفْتَقَرَ ، وَعَالِمًا یَّلْعَبُ بِهِ الْجُهَّالُ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے تین شخصوں پر رحم کرو کسی قوم کو با عزت جو ذلیل ہو گیا ہو، کسی قوم کا مالدار جو محتاج ہو گیا ہو، وہ عالم جس کا جاہل مذاق اڑائیں

گفت پیغمبرؐ کہ رحم آرید بر
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ رحم کرو اوپر
حَالِ مَنْ کَانَ غَنِیًّا فَافْتَقَرْ
اس شخص کے جو مالدار تھا پھر فقیر ہو گیا

وَالَّذِی کَانَ عَزِیْزًا فَاحْتُقِرْ
اور اس پر جو با عزت تھا پھر حقیر ہو گیا ہو
اَوْ صَفِیًّا عَالِمًا بَیْنَ الْمُضِرْ
یا منتخب عالم تو شریروں کے درمیان

گفت پیغمبر کہ بر ایں سہ گروہ
پیغمبرؐ نے فرمایا کہ ان تین قسموں پر
رحم آرید ارز سنگیدہ ز کوہ
رحم کرو خواہ تم پتھر کے ہو یا پہاڑ کے

آنکہ ۲ او بعد از عزیزی خوار شد
وہ جو عزت کے بعد ذلیل ہو گیا ہو
واں تو نگر ہم کہ بے دینار شد
وہ مالدار بھی جو بے زر ہو گیا ہو

واں سوم آں عالمے کاندر جہاں
تیسرے وہ عالم جو دنیا میں
مبتلا گردد میانِ ابلہاں
بے وقوفوں میں مبتلا ہو جائے

زانکہ از عزت بخواری آمدن
کیونکہ عزت کے ذلت میں آجانا
ہمچو قطعِ عضو باشد از بدن
جسم سے عضو کٹ جانے کی طرح ہے

عضو گردد مردہ کز تن وا برید
جو عضو بدن سے کٹ گیا وہ مردہ ہو جاتا ہے
نو بریدہ جنبد اما نے مدید
نیا کٹا ہوا تڑپتا ہے لیکن زیادہ دیر نہیں

ہر کہ ۳ از جامِ الست او خورد پار
جس نے گذشتہ سال جام الست سے پیا ہو
ہستش امسال آفت رنج و خمار
اس کو اس سال رنج اور اعضاء شکنی کی مصیبت ہوگی

وانکہ چوں سگ زاصل گہدانی بود
وہ جو کتے کی طرح اصل سے اس کا ہو
کے مر اورا حرص سلطانی بود
اس کو بادشاہت کا لالچ کب ہوتا ہے؟

توبہ او جوید کہ کردہ ست او گناہ
توبہ ... تا ہے جس نے گناہ کیا ہو
آہ او گوید کہ گم کردہ است راہ
آہ وہ کرتا ہے جس نے راستہ گم کر دیا ہو

---

۱ قال النبیؐ۔ مولانا کا مقصد یہ ہے کہ اچھی حالت کے بعد جب بری حالت ہوتی ہے تو وہ انتہائی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ مَن کان۔ جو شروع سے مفلس ہو وہ اس قدر قابل رحم نہیں ہے جیسا کہ وہ شخص جو مالداری کے بعد مفلس ہو گیا ہو۔ عزیزا۔ جو شخص پہلے باعزت تھا پھر ذلیل ہو گیا وہ بہت زیادہ قابل رحم ہے۔ عالما۔ وہ عالم جو جاہلوں میں پھنس گیا ہو بہت زیادہ قابل رحم ہے۔ ارز سنگید۔ خواہ تم پتھر کے بنے ہوئے ہو۔

۲ آنکہ۔ یہ تینوں شخص بہت زیادہ قابل رحم ہیں کیونکہ عزت کے بعد ذلت میں مبتلا ہو جانے سے وہی تکلیف پہنچتی ہے۔ جو بدن کا کوئی عضو کٹنے سے بعد مردہ ہو جاتا ہے تھوڑی دیر وہ تڑپتا ہے اور پھر اس پر مردنی چھا جاتی ہے۔

۳ ہر کہ۔ جو شخص ایک بار کسی چیز کی لذت حاصل کر چکا ہے اس کی یاد اس کو ستاتی ہے۔ وانکہ۔ جس شخص نے کبھی سلطنت کا مزا نہ چکھا ہو وہ سلطانی کی حرص سے محروم ہوتا ہے توبہ وہ شخص توبہ کرتا ہے جس کو اپنے گناہ کا احساس ہوتا ہے اور راستہ سے بھٹکا ہوا ہی آہ کرتا ہے۔

قصہ[1] محبوس شدن آں آہو بچہ در آخرِ خراں و طعنہ آں خراں براں غریب گاہ بجنگ گاہ بہ تسخر و مبتلا شدن اُو بکاہِ خشک کہ غذائے اُو نیست وایں صفت بندۂ خاصِ خدای ست عزّ وجلّ میانِ اہلِ دنیا و اہلِ شہوت کہ اَلْاِسْلَامُ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُوْدُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

ہرن کے بچہ کا گدھوں کے اصطبل میں قیدی ہونے کا قصہ اور اس پردیسی پر ان گدھوں کی طعنہ زنی کبھی لڑائی سے کبھی مذاق سے اور اس کا خشک گھاس میں مبتلا ہونا کیونکہ وہ اس کی غذا نہیں ہے اور یہی حالت خدائے عزوجل کے خاص بندے کی دنیا داروں اور شہوت پرستوں میں ہے کیونکہ اسلام اجنبی بن کر شروع ہوا اور عنقریب اجنبی بنجائیگا جیسا کہ شروع ہوا تو اجنبیوں کیلئے خوشخبری ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے

آہوئے را کرد صیادے شکار ‏ اندر آخر کردش آں بے زینہار
ایک ہرن کا ایک شکاری نے شکار کر لیا ‏ اس بے امان کو اصطبل میں کر دیا

آخرے را پُر ز گاوان و خراں ‏ حبس آہو کرد چوں اِستمگراں
اس اصطبل کو جو بیلوں اور گدھوں سے بھرا ہوا تھا ‏ ظالموں کی طرح ہرن کا قید خانہ بنا دیا

آہواز وحشت بہر سو میگریخت ‏ اوبپیشِ آں خراں شب کاہ ریخت
ہرن ، وحشت سے ہر جانب کو بھاگتا تھا ‏ اس (شکاری) نے رات کو گدھوں کے سامنے گھاس ڈالدی

از مجاعت و اِشتہا ہر گاوٗ و خر ‏ کاہ را میخورد خوشتر از شکر
بھوک اور خواہش سے ہر بیل اور گدھا ‏ گھاس کا شکر سے بھی زیادہ خوشی سے کھاتا تھا

گاہ آہوی و میداز سُو بسُو ‏ گہ ز دود و گرد کہ میتافت رُو
ہرن کبھی ادھر ادھر دوڑتا تھا ‏ کبھی دھویں اور گھاس کی گرد سے منہ موڑتا تھا

ہر کرا با ضدِّ خود بگذاشتند ‏ آں عقوبت را چو مرگ انگاشتند
جس کو اس کی ضد کے ساتھ چھوڑ دیا ہے ‏ اس سزا کو اس نے موت خیال کیا ہے

تا سلیمانؑ[3] گفت کاں ہُد ہُد اگر ‏ ہجر را عذرے نگوید معتبر
یہانتک کہ حضرت سلیمانؑ نے کہا اگر وہ ہد ہد جدائی کا معتبر عذر نہ بیان کرے

بکشمش یا خود دہم اُورا عذاب ‏ یک عذابِ سخت بیروں از حساب
میں اس کو مار ڈالوں گا یا خود اس کو سزا دونگا ‏ ایک سخت سزا جو ان گنت ہے

[1] قصہ۔ اس قصہ سے یہ بتلایا گیا ہے کہ ہرن کا بچہ چونکہ آزادی کے لطف اٹھائے ہوئے تھا اس لئے اس کے نہ ہونے کا اس کو افسوس تھا گدھے اس سے محروم تھے۔ وایں صفت جس طرح یہ ہرن کا بچہ گدھوں میں آ کر پریشان ہوا یہی حال عالم کا جاہلوں میں ہوتا ہے۔ ... الاسلام۔ جس وقت اسلام کی ابتداء ہوئی تب بھی وہ لوگوں کے لئے اجنبی تھا اور عنقریب پھر اجنبی بن جائیگا ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو مسلمان ہونے کی وجہ سے اجنبی ہیں۔ آخر۔ اصطبل۔ زنہار۔ پناہ۔ استمگراں۔ ستمگراں۔

[2] او۔ یعنی شکاری مجاعت بھوک۔ ہر کرا۔ سزا میں اگر کسی چیز کو اس کے مخالف سے وابستہ کر دیا جائے تو یہ سزا موت ہے۔

[3] تا سلیمانؑ۔ حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کو جو سخت عذاب دینے کو کہا تھا وہ یہی تھا کہ اس کو ناجنس کے ساتھ پنجرے میں بند کر دیتے۔

ہاں کدام است آں عذابے معتمد — در قفس بودن بغیرِ جنسِ خود
اے معتمد ! ہاں وہ سزا کون سی ہے ؟ — پنجرے میں غیر جنس کے ساتھ ہونا

زیں ابدان اندر عذابی اے پسر — مُرغِ رُوحت بستہ با جنسِ دگر
اے بیٹا ! اس جسم سے تو بھی عذاب میں ہے — تیری روح کا پرند، دوسری جنس سے وابستہ ہے

روح بازست و طبائع زاغہا — دارد از زاغانِ تن بس داغہا
روح باز ہے اور مزاج کوے ہیں — وہ جسم کے کووں کی وجہ سے بہت زخمی ہے

اُوبماندہ درمیان شاں زار زار — ہمچو بُو بکرے بشہرِ سبز دار
وہ ان کے درمیان تباہ حال ہے — جس طرح کوئی ابو بکر سبز دار شہر میں

حکایت سلطان محمد خوارزم شاہ کہ شہرِ سبز دار راکہ ہمہ اہلِ او رافضی باشند جنگ بگرفت ایشاں از کشتن امان خواستند گفت آنگہ اماں دہم کہ پیشِ من ازیں شہر یک ابوبکرنامی بیاورید

سلطان محمد خوارزم شاہ کی حکایت جس نے سبز دار شہر کو جس کے تمام باشندے رافضی تھے جنگ کر کے لے لیا تھا۔ لوگوں نے قتل سے امان چاہی اس نے کہا میں امان جب دوں گا جبکہ اس شہر میں سے ایک ابو بکر نامی شخص لے آؤ

شُد محمد الپ ۲ اُلُغ خوارزم شاہ — در قتالِ سبز وارِ پر تباہ
بہادر محمد خوارزم شاہ لگا — تباہی بھرے سبز دار (شہر) کے قتال میں

تنگ شاں آورد لشکر ہائے او — اسپہش افتاد در قتلِ عدو
اس کے لشکروں نے اس کا محاصرہ کر لیا — اس کے سپاہی دشمن کے قتل میں لگ گئے

سجدہ ۳ آوردند پیشش کالاماں — حلقہ ماں در گوش کن وابخش جاں
انہوں نے اس کے سامنے سجدہ کیا کہ امن دے — ہمیں حلقہ بگوش بنا لے، جان بخش دے

ہر خراج و ہر صلہ کہ بایدت — آں زما ہر موسمے افزایدت
جو خراج اور جو بدلہ تجھے چاہیے — وہ ہر موسم میں ہماری جانب سے تیرے لئے بڑھ کر ہوگا

جانِ ما آنِ تو است اے شیر خو — پیشِ ما چندے امانت باش گو
اے شیر دل ! ہماری جاں تیری ملکیت ہے — کہہ دے ہمارے پاس کچھ دن امانت میں رہے

---

۱ زیں بدن۔ انسان کے لئے یہی عذاب ہے کہ اس کی روح کو غیر جنس یعنی جسم کے ساتھ مقید کر دیا گیا ہے۔ روح۔ روح باز ہے اور بدن کی طبیعت کوا ہے۔ بوبکرے۔ یعنی ابوبکر نامی شخص۔ سبز دار۔ ایران کا مشہور شہر ہے جس کے باشندے سخت رافضی ہے۔

۲ الپ۔ بہادر۔ الغ بزرگ۔ خوارزم شاہ۔ یہ ایران کا بادشاہ تھا خراسان سے عراق تک اس کی خلافت تھی یہ مولانائے روم کے والد خواجہ بہاؤ الدین محمد کا ماموں تھا۔

۳ سجدہ آوردند۔ سبز دار کے باشندے مطیع ہو گئے اور انہوں نے جان و مال کی امان چاہی ہر خراج۔ سبز داریوں نے کہا کہ جو ٹیکس ہم پر لگایا جائیگا ہم ہر فصل میں بڑھا کر ادا کریں گے۔

گفت نرہانیداز من جانِ خویش   تانیا ریدم ابو بکرے بہ پیش
اس نے کہا تم اپنی جان مجھ سے نہیں چھڑا سکتے ہو   جب تک کہ ایک ابو بکر میرے سامنے حاضر نہ کرو

تا مر ابو بکر[1] نام از شہرتاں   ہدیہ نا رید اے رمیدہ اُمتاں
جب تک کہ ابو بکر نام کا اپنے شہر سے میرے پاس   ہدیہ نہ لاؤ گے ، اے بگڑی ہوئی قوم !

بُدروم تاں ہمچو کشت اے قومِ دوں   نے خراج استانم و نے ہم فسوں
اے کمینہ قوم ! میں کھیتی کی طرح تمہیں کاٹونگا   نہ خراج لوں گا اور نہ ہی چکنی چپڑی باتیں میں (سنونگا)

پس جوالِ زر کشید ندش براہ   کز چنیں شہرے ابو بکرے مخواہ
تو انہوں نے اشرفیوں کا بورا اس کے سامنے لا ڈالا   کہ ایسے شہر سے ابو بکر نہ مانگ

کے [2] بُود بو بکر اندر سبز دار   یا کلوخِ خشک اندر جوئبار
ابو بکر، سبز دار میں کہاں ہو سکتا ہے ؟   یا خشک ڈھیلا نہر میں

رُو بتابیداز زر و گفت اے مغاں   تا نیا ریدم ابوبکر ار مُغاں
اشرفیوں سے منہ پھیر لیا اور کہا اے کافرو !   جب تک کہ تم ابو بکر کا تحفہ میرے پاس نہ لاؤ گے

ہیچ سودے نیست کودک نیستم   تا بزرّ و سیم حیراں بیستم
کوئی فائدہ نہیں ہے ، میں بچہ نہیں ہوں   کہ سونے اور چاندی سے حیران رہ جاؤں

تا نیاری سجدہ نہ رہی اے زبُوں   گر بہ پیمائی تو مسجد را بکُوں
اے حقیر! جب تک تو سجدہ نہ کریگا (فرض سے) نہ چھوٹیگا   خواہ تو مقعد سے (ساری) مسجد کو ناپ ڈالے

مُنہیاں [3] انگیختند از چپ و راست   کاندریں ویرانہ بوبکرے کجاست
انہوں نے دائیں بائیں جانب جاسوس دوڑائے   کہ اس ویرانہ میں کوئی ابو بکر کہاں ہے ؟

بعد سہ روز و سہ شب کا شتافتند   یک ابو بکرے نزارے یافتند
تین دن اور تین رات کے بعد جبکہ وہ دوڑے پھرے   انہوں نے ایک لاغر ابو بکر پا لیا

رہگذر بُود و بماندہ از مرض   در یکے گوشہ خرابے پُر حرض
مسافر تھا اور مرض کی وجہ سے پڑا رہ گیا تھا   مریض ہو کر باؤلہ ویرانے کے ایک گوشہ میں

گوہرے اندر خرابہ بے عرض   خونِ دل بر رخ فشاندہ از مرض
ویرانہ میں موتی ، بے سرو سامان   مرض کی وجہ سے دل کا خون چہرے پر چھڑکے ہوئے

خُفتہ بود اُو در یکے کنجِ خراب   چوں بدید ندش بگفتندش شتاب
وہ ایک اجڑے ہوئے گوشہ میں سو رہا تھا   جب انہوں نے اس کو دیکھا ، فوراً اس سے کہا

---

[1] ابو بکر۔ خوارزم شاہ نے کہاان کی شرط یہ ہے کہ اپنی آبادی میں سے ابو بکر نام کا کوئی شخص لا کر پیش کرو۔ بدرم اگر یہ شرط پوری نہ کرو گے تو میں سب کو قتل کرادونگا۔ پس جوال۔ ان لوگوں نے اشرفیوں کا بورا سامنے لاکر ڈال دیا کہ یہ قبول کر لیجئے اور ابو بکر نامی شخص کے لانے کی شرط ختم کر دیجئے۔

[2] کے بود۔ سبز دار میں کسی ابو بکر کی تلاش ایسی ہی ہے جیسے کوئی دریا میں خشک ڈھیلا تلاش کرے۔ مغاں۔ ان لوگوں کو رفض کی وجہ سے کفار سے تعبیر کیا ہے۔ تانیاری۔ ان لوگوں کا اشرفیاں دے کر نجات حاصل کرنے کی تمنا ایسی ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص نماز سے اس طور پر چھٹکارا حاصل کرنا چاہے کہ پوری مسجد کو سرینوں سے ناپ ڈالے اور سجدہ نہ کرے۔

[3] منہیاں۔ ابو بکر نامی شخص کی تلاش میں سبز دار والوں نے جاسوس چھوڑ دیئے۔ نزار۔ لاغر۔ رہگذر۔ رہگذار سے مسافر۔ حرض۔ بیماری۔ گوہرہ وہ شخص ایک قیمتی جوہر تھا لیکن ان بے قدروں میں پڑا ہوا تھا۔ خفتہ بود۔ وہ ابو بکر نامی مسافر ایک ویرانہ میں پڑا سو رہا تھا۔

خیز کہ سلطاں ترا طالب شدہ است — کز[1] تو خواہد شہر ما از قتل رست

اٹھ، کہ بادشاہ تیرا طالب ہوا ہے — کیونکہ تیری وجہ سے ہمارا شہر قتل سے بچ جائیگا

گفت اگر پایم بُدے یا مقدمے — خود برا ہے خود بمعقصد رفتمے

اس نے کہا اگر میرے پاؤں یا چلنا ہوتا — اپنے راستہ پر، اپنی منزل کو چل دیتا

اندریں دشمن کدہ کے ماندمے — سُوئے شہرِ دوستاں میر اندمے

میں اس دشمنستان میں کب ٹھہرتا؟ — دوستوں کے شہر کی جانب سواری ہانک دیتا

تختۂ مُردہ کشاں بفراشتند — بر کتفِ بو بکر را بُرد اشتند

انہوں نے ایک تابوت اٹھایا — کاندھے پر ابو بکر کو سوار کر لیا

جانبِ خوارزم شہ جملہ دواں — می کشید ندش کہ تا بینند نشاں

سب خوارزم شاہ کی جانب دوڑے — وہ اس کو لے جا رہے تھے تاکہ وہ نشانی دیکھ لے

سبز وارست ایں جہاں و مردِ حق — اندریں جا ضائع ست و ممتحق

یہ دنیا سبز وار ہے اور مرد خدا — اس میں رائیگاں اور نیست ہے

ہست آں خوارزم شہ یزداں جلیل — دل ہمی خواہد ازیں قوم ذلیل

وہ خدائے بزرگ (بمنزلہ) خوارزم شاہ کے ہے — اس ذلیل قوم سے دل کا طالب ہے

گفت[2] لَا یَنْظُرُ اِلٰی تَصْوِیْرِکُمْ — فَابْتَغُوا ذَا الْقَلْبِ فِیْ تَدْبِیْرِکُمْ

(رسولؐ نے) فرمایا ہے خدا تمہاری صورت نہیں دیکھتا ہے — پس اپنی تدبیر میں صاحب دل کو تلاش کرو

من زصاحب دل کنم دَر تو نظر — نے بنقش و سجدہ و ایثارِ زر

میں صاحب دل کے ذریعہ تجھ میں نظر کرتا ہوں — نہ کہ صورت اور سجدہ اور عطائے زر کے ذریعہ

تو دلِ خود را چو دل پنداشتی — جُستجوئے اہلِ دل بگذاشتی

چونکہ تو نے اپنے دل کو دل سمجھ لیا ہے — (اسلئے) تو نے صاحب دل کی جستجو ترک کر دی ہے

دل کہ گر ہفصد چوایں ہفت آسماں — اندر اُو آید شود یا وہ و نہاں

(وہ) دل کہ اگر سات آسمان جیسے سات سو — اس میں آئیں تو وہ گم اور پوشیدہ ہو جائیں

ایں[3] چنیں دل ریزہا را دل مگو — سبزوار اندر ابو بکرے مجو

دل کے اس طرح کے ریزوں کو دل نہ کہہ — سبز وار کے اندر ابو بکر کو تلاش نہ کر

صاحبِ دل آئنہ شش رُو بُود — حق درو از ششجہت ناظر شود

صاحب دل چھ رخا آئینہ ہوتا ہے — اللہ تعالیٰ چھ جانب سے اسمیں دیکھتا ہے

[1] کز تو۔ بادشاہ شرط کے مطابق ہمیں معاف کر دیگا۔ بمقصد۔ یعنی اگر چلنے کی طاقت ہوگی تو ہمیں اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتا تم لوگوں میں نہ ٹھہرتا۔ اندریں۔ رافضی حضرت ابو بکر کے نام کے بھی دشمن ہوتے ہیں۔ تختہ مردہ کشاں۔ مردے کے لے جانے کا تختہ۔ سبز وار۔ مولانا فرماتے ہیں کہ یہ دنیا بھی سبز وار ہے۔ یہاں بھی مرد حق اسی طرح بےیار و مددگار رہتا ہے جس طرح ابو بکر نامی شخص سبز وار میں تھا۔ یزداں۔ اللہ تعالیٰ کی مثال خوارزم شاہ سمجھو اللہ تعالیٰ بھی دنیا داروں سے دل کا مطالبہ کرتا ہے۔

[2] گفت۔ حدیث شریف ہے اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے۔ وہ تمہارے دلوں اور کاموں کو دیکھتا ہے۔ من۔ اللہ تعالیٰ خلق اللہ کی طرف کسی صاحب دل کی وجہ سے توجہ فرماتا ہے تو دل۔ ہر شخص ایسا صاحب دل نہیں ہے جس کی وجہ سے مخلوق خدا کا نظر بنے۔ دل۔ اللہ تعالیٰ اس دل کو پسند کرتا ہے جس دل میں اسقدر وسعت ہو سات آسمانوں جیسے سات سو میں کا جائیں۔

[3] ایں چنیں۔ دلوں میں اس دل کی تلاش میں ہی ہے جیسا کہ سبز وار میں ابو بکر نامی کی تلاش صاحب۔ صاحب دل شش جہت سے مصفیٰ رہتا ہے اس کی مثال شش اور آئینہ کی ہے اور خدا ہر طرف سے اس کو دیکھتا ہے۔

هر که۱ اندر شش جهت دارد مقر ۔ کے کند در غیرِ حق یک دم نظر
جو شش جہت میں ٹھکانا رکھتا ہو ۔ وہ تھوڑی دیر کیلئے ابھی ما سوی اللہ کو کب دیکھتا ہے؟

گر کند او از برائے او کند ۔ در قبول آرد همو باشد سند
اگر وہ صاحب دل نظر کرتا ہے اس اللہ کیلئے کرتا ہے ۔ اگر قبول کرتا ہے تو وہی بھلا ہوتا ہے

چونکه او حق را بود در کلِ حال ۔ برگزیده باشد اورا ذوالجلال
کیونکہ وہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو منتخب کر لیا ہے

هیچ بے او حق بکس ندہد نوال ۔ شمه گفتم من از صاحب وصال
اللہ تعالیٰ اس کے بغیر بھی کسی کو عطا نہیں کرتا ہے ۔ میں نے واصل بحق کے بارے میں تھوڑا سا بتا دیا

موهبت۲ را بر کف دستش نهد ۔ وز کفش آں رابمر حوماں دهد
وہ اللہ تعالیٰ عطیہ اس کے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھدیتا ہے ۔ اس کی ہتھیلی کے ذریعہ اس کو قابل رحم لوگوں کو دیتا ہے

با کفش دریائے کُل را اتصال ۔ هست بے چون و چگونه پُر کمال
اس کی ہتھیلی کا دریائے کل سے اتصال ہے ۔ وہ نا قابل بیان کمالات سے پر ہے

اتصالے که نه گنجد در کلام ۔ گفتنش تکلیف باشد والسلام
وہ اتصال جو بیان نہیں ہو سکتا ہے ۔ اس کا بیان کرنا تکلف ہے والسلام

صد جوالِ زر بیاری اے غنی ۔ حق بگوید دل بیار اے منحنی
اے مالدار! اگر تو سونے کے سو بورے لائیگا ۔ اللہ (تعالیٰ) فرما دیگا اے کبڑے! دل لا

گر ز۳ تو راضی ست دل من راضیم ۔ ور ز تو معرض بود اعراضیم
اگر وہ دل تجھ سے راضی ہے میں بھی راضی ہوں ۔ اگر وہ تجھ سے منہ پھیرنے والا ہے میں بھی منہ پھیرنے والا ہوں

ننگرم در تو دراں دل بنگرم ۔ تحفه اورا آر اے جان بردرم
میں تجھے نہیں دیکھتا ہوں اس کو دیکھتا ہوں ۔ اے جان! میرے در پر اس کا تحفہ لا

با تو او چونست هستم من چناں ۔ زیرِ پائے مادراں باشد جناں
تیرے ساتھ وہ جیسا ہے میں ویسا ہی ہوں ۔ جنت ماؤں کے پاؤں کے نیچے ہے

مادر و بابا و اصلِ خلق اوست ۔ اے خنک آنکس که دل داند پوست
مخلوق کی ماں اور باپ اور اصل وہ ہے ۔ وہ قابل مبارکباد ہے جس نے دل اور چھلکے میں امتیاز کر لیا ہے

تو بگوئی نک دل آوردم بتو ۔ گویدت ایں دل نیرزو یک طسو
تو کہے گا میں تیرے پاس یہ دل لایا ہوں ۔ وہ تجھ سے کہدیگا کہ یہ دل ایک دمڑی کا بھی نہیں ہے

۱ ہر کہ۔ جو شخص لامکانی بن چکا ہو وہ غیر اللہ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا ہے گر کند۔ اگر صاحب دل کسی کی طرف نظر کرتا ہے تو خدا کیلئے کرتا ہے اور اس رد و قبول سب خدا کے لئے ہوتا ہے۔ چونکہ۔ چونکہ اس صاحب دل کے جملہ احوال خدا کیلئے ہوتے ہیں لہٰذا وہ خدا کا برگزیدہ ہوتا ہے۔ ہیچ۔ یہ صاحب دل خلیفۃ اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی جملہ عطا اس کے واسطے سے ہوتی ہے۔

۲ موہبت۔ اللہ تعالیٰ اپنے جملہ عطیات اس کے ہاتھوں مخلوق کو پہنچاتا ہے۔ دریائے کل۔ حضرت حق تعالیٰ۔ اتصال اس کے ہاتھ کا خدا سے جو اتصال ہے اس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ صد جوال۔ اللہ تعالیٰ سونے چاندی سے بے نیاز ہے وہ صرف دل کا اخلاص قبول کرتا ہے۔

۳ گر ز تو۔ جس سے وہ صاحب دل راضی ہوتا ہے جس سے وہ خدا ناراض ہوتا ہے۔ جس سے خدا راضی ہوتا ہے، جس سے وہ ناراض ہوتا ہے۔ مادراں۔ وہ صاحب دل ایسا ہی مربی ہے جس طرح ماں مربی ہوتی ہے۔ مادر۔ وہ صاحب دل مخلوق کیلئے بمنزلہ ماں باپ کے ہوتا ہے۔ تو بگوئی۔ تو خدا کے سامنے اپنا وہ دل پیش کرتا ہے جو ایک دمڑی کا بھی نہیں ہے۔

آں دلے آور کہ قطبِ ۱ عالم ست — جانِ جانِ جانِ جانِ آدم ست
وہ دل لا جو عالم کا قطب ہے — وہ دل آدم کی جان کی جان کی جان کا محبوب ہے

از برائے آں دلِ پُر نورو بر — ہست آں سُلطانِ دلہا منتظر
اس نیکی اور نور سے بھرے ہوئے دل کا — دلوں کا بادشاہ منتظر ہے

تو بگردی روزہا در سبز وار — آنچناں دل را نیابی ز اعتبار
تو ایک عرصہ تک سبز وار میں گھومیگا — از روئے اعتبار تو ایسے دل کو نہ پائے گا

پس دلِ پژ مُردۂ بوسیدہ جاں — بر سرِ تختہ نہی آنسو کشاں
تو ایک مرجھایا ہوا اور بوسیدہ روح والا دل — تابوت میں رکھ کر، وہاں لے جا

کہ دل آوردم ترا اے شہر یار — بہ ازیں دل نبُود اندر سبز وار
کہ اے شاہ! میں تیرے لئے دل لایا ہوں — سبز وار میں اس سے بہتر دل نہیں ہے

گویدت ۲ ایں گورخانہ است اے جری — کہ دلِ مُردہ بدیں جا آوری
وہ تجھ سے کہدیگا اے بیباک! یہ قبرستان ہے — کہ تو ایک مردہ دل یہاں لایا ہے

رَو بیاو آں دلے کو شاہ خوست — کہ امانِ سبز وارِ کون از وست
جا، وہ دل لا جو شاہانہ مزاج رکھے — کیونکہ دنیا کے سبزوار کو اسی کی وجہ سے امن حاصل ہے

گوئی آں دل زیں جہاں پنہاں بُود — زانکہ ظلمت با ضیاء ضداں بُود
تو کہے گا کہ وہ دل اس دنیا میں مفقود ہے — کیونکہ تاریکی اور نور دو ضد ہیں

دشمنیِ آں دل از روزِ الست — سبز وارِ طبع را میراثی است
ازل سے اس دل کے ساتھ دشمنی — (دنیاوی) طبعت کی موروثی ہے

زانکہ ۳ او باز ست دنیا شہر زاغ — دیدنِ ناجنس بر ناجنس داغ
کیونکہ وہ باز ہے، دنیا کوّوں کا شہر ہے — غیر جنس کو غیر جنس کا دیکھنا داغ ہے

وَر کُند نرمی نفاقے می کُند — زا ستمالت ارتفاقے می کُند
اگر وہ نرمی کرتا ہے تو نفاق برت رہا ہے — مائل کر کے، فائدہ حاصل کر رہا ہے

می کُند آرے نہ از بہرِ نیاز — تا کہ ناصح کم کُند نصحِ دراز
ہاں ہاں کہتا ہے نہ کہ نیاز مندی سے — (بلکہ) اسلئے کہ ناصح دراز نصیحت نہ کرے

زانکہ ایں زاغِ خسِ مُردار جو — صد ہزاراں مکر دارد تو بتو
کیونکہ یہ کمینہ کوّا مردار کا جویاں — = ہے = لاکھوں مکر رکھتا ہے

---

۱ قطبِ عالم۔ اس صاحب دل پر عالم کی بقا، مدار ہوتا ہے اور یہی دل آدم کے جان کی جان کا محبوب ہے۔ از برائے۔ اللہ تعالی ایسے دل کا منتظر ہے جو نور اور نیکی سے بھرا ہوا ہے۔ تو بگردی۔ دنیا میں ایسے دل کا ملنا ایسا ہی دشوار ہے جس طرح سبزوار میں ابو بکر نامی شخص کو ملنا پس اگر وہ دل تیرے پاس نہیں ہے تو اپنا مردہ دل ہی بارگاہ میں پیش کر دے۔ جس طرح سبزوار والوں نے بیمار اور لاغر ابو بکر نامی شخص کو پیش کر دیا تھا۔

۲ گویدت۔ وہ شاہ تجھ سے کہیگا کہ یہاں کوئی قبرستان ہے کہ تو مردہ دل کو یہاں لایا ہے۔ رو۔ جا اور وہ دل لا جس کی وجہ سے عالم کا بقا ہے۔ گوئی۔ تو اس کے جواب میں کہنا کہ دنیا تاریکی ہے اور وہ دل نور ہے تاریکی میں نور کہاں ہے۔ دشمنی ایسے دل سے دنیا کو روزِ ازل سے دشمنی ہے۔

۳ زانکہ۔ وہ دل باز ہے اور دنیا جہان زاغ ہے کوئی اپنے ناجنس کو دیکھنا نہیں کرتا ہے۔ ور کند اگر کوئی دنیا دار ایسے صاحب دل کے ساتھ نرمی برتتا ہے تو وہ منافقت پر مبنی ہوتی ہے یا اس سے کسی فائدہ کا امیدوار ہوتا ہے۔ می کند۔ اگر دنیا دار ایسے صاحب دل کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے تو محض اس لئے کہ وہ اس کو زیادہ نصیحت نہ کرے۔ زانکہ۔ اسلئے کہ ایک دنیا دار میں لاکھوں مکاریاں ہوتی ہیں۔

گر پذیرید آں نفاقش وارہید — شد نفاقش عینِ صدقِ مُستفید
اگر بہت سے نفاق کو قبول کرلیں تو اس نے نجات حاصل کرلی — اس کا فائدہ مند نفاق میں سچائی بن گیا

زانکہ آں صاحبدلِ باکرّوفر — ہست در بازارِ ما معیوب خر
کیونکہ وہ شان و شوکت والا صاحب دل — ہمارے بازار میں عیب دار کو بھی خرید لینے والا ہے

صاحب دل جو اگر بیجاں نۂ — جنسِ دل شو گر ضدِ سُلطاں نۂ
صاحب دل کی تلاش کر اگر تو مردہ نہیں ہے — دل کا ہم جنس بنجا اگر تو شاہ کا مخالف نہیں ہے

آنکہ زرقِ اُو خوش آید مر ترا — اُو ولیِ تست نہ خلصۂ خدا
جس کا مکر تجھے اچھا لگتا ہے — وہ تیرا ولی ہے، نہ کہ مردِ خدا

ہر کہ ۲ اُو بر خوی و بر طبع تو زیست — پیشِ طبع تو وَلی ست و نبی ست
ہروہ جو تیری عادت اور مزاج کے مطابق زندگی گذارتا ہے — تیرے نزدیک وہ ولی ہے اور نبی ہے

رَو ہوا بگذار تا بُویِ خدا — در مُشامت میر سد اے کد خدا
جانفسا نیت کو چھوڑ، تاکہ خدائی خوشبو — تیری ناک میں پہنچے اے صاحب خانہ!

رَو ہوا بگذار تا خوبت شود — واں مَشامِ عنبریں بُویت شود
جا، نفسانیت کو چھوڑ، تاکہ تیری بھلائی ہو — اور تیرا دماغ عنبر کو سونگھنے والا بن جائے

از ہوا رانی دماغت فاسد ست — مُشک و عنبر پیشِ مغزت کاسِد ست
نفسانیت سے تیرا دماغ خراب ہے — تیرے دماغ کیلئے مشک اور عنبر بے قدر ہے

عاشقی ۳ تو بر نجاست ہمچو زاغ — بُوئے مُشکت می نگیرد در دماغ
تو کوّے کی طرح نجاست پر عاشق ہے — تیرے دماغ میں مشک کی خوشبو نہیں آتی ہے

حَد ندارد ایں سخن و آہوِی ما — میگر یزد اندر آخُر جا بجَا
اس بات کی حد نہیں ہے اور ہمارا ہرن — اصطبل میں، جا بجا بھاگ رہا ہے

بقیہ قصۂ آہو در آخُورِ خراں

گدھوں کے اصطبل میں ہرن کا بقیہ قصہ

روزہا آں آہوِی خوش ناف نَر — در شکنجہ بُود در اصطبلِ خَر
وہ نر، عمدہ نافہ والا، ہرن بہت دن تک — گدھوں کے اصطبل میں قید میں تھا

مُضطرب در نزع چوں ماہی بخشک — در یکے حُقہ مُعذّب پشک و مشک
جاں کنی میں بے چین تھا جس طرح مچھلی خشکی پر — ایک ڈبیہ میں مینگنی اور مشک عذاب میں ہوتے ہیں

---

۱ گر پذیرید۔ بہت سے لوگ منافقانہ حاضر ہوئے ہیں اور مومن کامل بنگئے ہیں۔ معیوب خر صاحب دل اپنی شان و شوکت کی وجہ سے عیبدار کا بھی خریدار بن جاتا ہے۔ صاحب دل۔ جب تجھے یہ معلوم ہو گیا کہ صاحب دل معیوب کو بھی خرید لیتا ہے تو اب کسی صاحب دل کی تلاش کرلے اگر تو خدا کا دشمن نہیں ہے۔ مر ترا۔ جس کی مکاری تجھے پسند آئے وہ تیرا دوست ہے خدا کا دوست نہیں ہے۔

۲ ہر کہ۔ تو اس اپنے جیسے نبی کی ولایت اور نبوت کے قائل ہوتا ہے۔ رو۔ خواہش نفسانی کو ترک کر، جب تو خدائی خوشبو سونگھ سکے گا اور تیرا دماغ عنبر کو سونگھ سکے گا۔ از ہوارانی۔ اگر تو نفس کی ...... خواہشات کو پورا کرتا رہے گا تو مشک و عنبر کو تو نہ پہچان سکے گا۔

۳ عاشقی۔ چونکہ تو نفسانی خواہش میں مبتلا ہے تو تیرا دماغ خدائی خوشبو سے ناآشنا ہے۔ خوش ناف۔ ہرن کی ناف میں سے مشک نکلتا ہے۔ شکنجہ سزا، قید۔ حقہ۔ ڈبیہ۔ پشک۔ مینگنی۔

یک۱ خرش گفتے کہ ہاں اے بوالوحوش ۔ طبعِ شاہاں داری و میراں خموش
ایک گدھا اس سے کہتا ہاں وحشیوں کے با ۔ تو شاہوں اور سرداروں کا مزاج رکھتا ہے اور خاموش ہے

آں دگر تسخر زدے کز جزر و مد ۔ گوہر آورد ست کے ارزاں دہد
دوسرا مذاق اڑاتا کہ دریا کے اتار چڑھاؤ سے ۔ موتی لے آیا ہے سستا کب دے سکتا ہے؟

واں خرے گفتے کہ با آں نازکی ۔ بر سریرِ شاہ شو تو متکی
ایک گدھا کہتا کہ اس نزاکت کے ہوتے ہوئے ۔ تو شاہی تخت پر تکیہ لگا کر بیٹھ

واں خرے شد تخمہ وز خوردن بماند ۔ پس برسمِ دعوت آہو را بخواند
ایک گدھے کو بدہضمی ہو گئی اور نہ کھا سکا ۔ تو دعوت کے طریقہ پر ہرن کو بلایا

سر چنیں۲ کرد او کہ نے رَو اے فلاں ۔ اشتہایم نیست ہستم ناتواں
اس نے سر ہلایا کہ نہیں جا، اے فلاں! ۔ مجھے بھوک نہیں ہے میں کمزور ہو گیا ہوں

گفت میدانم کہ نازے می کنی ۔ یا ز ناموس احترازے می کنی
اس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں تو نخرے کر رہا ہے ۔ یا غرور کی وجہ سے پرہیز کر رہا ہے

گفت با او خور کہ ایں طعمہ تو ہست ۔ کہ ازاں اجزائے تو زندہ نوست
اس نے اس سے کہا کہ تو کھا یہ تیری خوراک ہے ۔ کیونکہ اس سے تیرے اعضاء زندہ اور تازہ ہیں

من الیفِ مرغزارے بودہ ام ۔ در ظلال و روضہا آسودہ ام
میں جنگل سے مانوس تھا ۔ میں نے سایوں اور باغوں میں آرام کیا ہے

گر قضا افگند ما را در عذاب ۔ کے رود آں خو و طبعِ مستطاب
اگر تقدیر نے ہمیں عذاب میں مبتلا کر دیا ہے ۔ وہ عمدہ عادت اور مزاج کہاں جاتا ہے؟

گر۳ گدا گشتم گدا رو کے شوم ۔ ور لباسم کہنہ گردد من نوم
اگر میں فقیر ہو گیا ہوں بے آبرو کب بن سکتا ہوں؟ ۔ اگر میرا لباس پرانا ہو جائے میں نیا ہوں

سنبل و لالہ و سپرغم نیز ہم ۔ با ہزاراں ناز و نخوت خوردہ ام
سنبل اور لالہ اور ناز بو بھی ۔ میں نے ہزاروں ناز و نخوت سے کھائے ہیں

گفت آرے لاف میزن لاف لاف ۔ در غریبی بس تواں گفتن گزاف
اس نے کہا ہاں گپیں مار، گپیں گپیں ۔ پردیس میں بہت سی بکواس بکی جا سکتی ہے

گفت نافم خود گواہی میدہد ۔ منتے بر عود و عنبر می نہد
اس نے کہا میرا نافہ خود گواہی دے رہا ہے ۔ جو عود اور عنبر پر احسان جتاتا ہے

۱ یک خرش۔ ایک گدھے نے ہرن کے بچے سے کہا کہ تیرا مزاج تو شاہانہ اور امیرانہ ہے اور تو بالکل خاموش ہے۔ آں دگر۔ دوسرا گدھا بولا اس کی بات تو موتی ہے یہ اس کو سستا کب فروخت کر سکتا ہے۔ واں خرے۔ ایک گدھا بولا اگر اس قدر نازک مزاج ہے تو شاہانہ تخت پر تکیہ لگا کر بیٹھ جا۔ واں خرے۔ ایک گدھے کو بدہضمی ہو گئی تھی اور اس کی گھاس بچ گئی تھی اس نے ہرن کے بچے کو گھاس کھانے کی دعوت دی۔

۲ سر چنیں۔ اس نے سر سے انکار کا اشارہ کیا۔ گفت۔ اس گدھے نے کہا کہ تو نخرے کر رہا ہے۔ یا غرور کی وجہ سے پرہیز کر رہا ہے۔ طعمہ۔ خوراک۔ الیف۔ مانوس۔ مرغزار۔ جنگل۔ ظلال۔ ظل کی جمع، سایہ۔ گر قضا۔ اگرچہ میں تقدیر خداوندی سے اس عذاب میں پھنس گیا ہوں لیکن وہ مزاج کہاں بدلتا ہے۔

۳ گر گدا۔ اگر میں اس وقت فقیر ہوں تو آبرو نہیں بیچ سکتا ہوں شریف انسان پرانے لباس میں بھی نیا رہتا ہے۔ سپرغم۔ ریحان۔ نخوت۔ تکبر۔ گفت۔ پردیس میں چونکہ ناواقف لوگ ہوتے ہیں لہٰذا گپیں گھمانے کا بہت موقع ہوتا ہے۔ گفت۔ ہرن۔ بچے نے کہا کہ میرا نافہ میری بڑائی پر گواہ ہے، جو عود و عنبر سے بھی بڑھا ہوا ہے۔

لیکِ ۱ آں را کہ شنود؟ صاحب مشام — بر خرِ سرگیں پرست آں شد حرام
لیکن اس کو کون سونگھتا ہے؟ صاحب دماغ — گوبر کے پجاری گدھے کے لئے وہ حرام ہے

خر گمیزِ خر ببوید در طریق — مُشک چوں عرضہ کنم با ایں فریق
گدھا، راستہ میں گدھے کا پیشاب سونگھتا ہے — اس جماعت پر میں مشک کیسے پیش کر دوں؟

بہرِ ایں گفت آں نبیؐ مستجیب — رمزِ اَلْاِسْلَامُ فِی الدُّنْیَا غَرِیْب
اسی لئے اس حق کو قبول کرنے والے نبیؐ نے فرمایا ہے — اشارہ اسلام دنیا میں پردیسی ہے

زانکہ ۲ خویشانش ہم از وے میر مند — گرچہ با ذاتش ملائک ہمدم اند
کیونکہ اس کے اپنے بھی اس سے بھاگتے ہیں — اگرچہ ملائکہ اس کی ذات کے ساتھی ہیں

صورتش را جنس می بیند انام — لیک از وے می نیابند آں مشام
لوگ اس کی صورت کو ہم جنس سمجھتے ہیں — لیکن اس سے وہ خوشبو حاصل نہیں کرتے ہیں

ہمچو شیرے درمیانِ نقشِ گاؤ — دور می بینش ولے اورا مکاؤ
شیر جیسا ہے بیل صورت لوگوں میں — اس کو دور سے دیکھ لے اس کی کھود کرید نہ کر

ور ۳ بکاوی ترکِ گاوِ تن بگو — کہ بدرد گاو را آں شیر خو
اگر تو کریدتا ہے تو جسم کے بیل سے ہاتھ دھو لے — کیونکہ وہ شیر طبیعت بیل کو پھاڑ ڈالے گا

طبعِ گاوی از سرت بیروں کند — خوئے حیوانی ز حیواں بر کند
وہ تیرے سر میں سے بیل پن نکالدے گا — حیوان سے حیوانی خصلت دور کر دے گا

گاؤ باشی شیر گردی نزدِ او — گر تو با گاوے خوشی شیری مجو
تو بیل تھا اس کی صحبت میں شیر بنجائے گا — اگر تو بیل پن پر خوش ہے تو شیر پن نہ چاہو

تفسیر اِنِّیْٓ اَرٰی سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ آں
"بیشک میں سات موٹی گائیں دیکھتا ہوں جن کو سات لاغر کھا رہی ہیں" تفسیر ان لاغر
گاوانِ لاغر را خدا بصفتِ شیرانِ گرسنہ آفریدہ بُود تا آں ہفت
گایوں کو خدا نے بھوکے شیروں کی صفت پر پیدا فرمایا تھا یہانتک کہ انہوں نے
گاوِ فربہ را با شتہائی خوردند اگرچہ آں خیالات صورتِ گاواں
سات موٹی گایوں کو بھوک سے کھا لیا اگرچہ خواب کے آئینہ میں وہ خیالات
دَر آئینہ خواب بنمودند تو بمعنٰی شیر بنگر
گایوں کی صورت میں نمودار ہوئے تو حقیقتاً شیر سمجھ

۱ لیک۔ لیکن اس باطنی خوشبو کون سونگھتا ہے؟ وہی سونگھتا ہے جو صاحب دماغ ہو، گوبر سونگھنے والا گدھا اس کو نہیں سونگھ سکتا ہے۔ خر۔ گدھا گدھے کا پیشاب سونگھتا ہے۔ گدھوں کو مشک کیسے سنگھایا جا سکتا ہے۔ بہر ایں۔ چونکہ صحیح خوشبو صاحب دماغ ہی سونگھ سکتا ہے اسی لیے آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ اسلام نا اہلوں کے لئے اجنبی ہے۔

۲ زانکہ۔ مسلمان سے اس کے رشتہ دار بھی بھاگتے ہیں۔ اگرچہ ملائکہ اس سے مانوس ہیں۔ صورتش۔ عوام خواص کو اپنا جیسا ہی سمجھتے ہیں لیکن انکی خوشبو سے ناواقف ہیں۔ ہمچو شیرے۔ مرد خدا عوام میں ایسا ہی ہے جیسا کہ بیلوں میں شیر ہے اس کو دور سے دیکھ لے زیادہ چھیڑ چھاڑ نہ کر۔

۳ ور بکاوی۔ اگر تو اس کے احوال کو زیادہ جستجو کرتا ہے تو اپنے جسم سے ہاتھ دھو لے۔ طبع گاوی۔ وہ تیرا بیل پن اور حیوانی خصلت کو مٹا دے گا۔ گاؤ۔ تو پہلے بیل تھا اب شیر بن جائے گا اگر تجھے اپنا بیل پن پسند ہے تو اس شیری کی جستجو نہ کر۔ سبع بقرات۔ یہ اس خواب کا قصہ ہے جس کی حضرت یوسفؑ نے تعبیر دی تھی اور فرمایا تھا کہ سات موٹی گایوں سے سات سال اچھی پیداوار کے اور سات دبلی گایوں سے سات سال قحط کے مراد ہیں۔ مولانا نے اپنے سابق بیان کے مطابق سات دبلی گایوں سے وہ اہل اللہ مراد لئے ہیں جو شیر صفت ہوتے ہیں۔

آں عزیز[1] مصر میدید بخواب ۔ چونکہ چشمِ غیب راشد فتح یاب
اس شاہ مصر نے خواب میں دیکھا ۔ چونکہ غیب کی نظر کا دروازہ کھل گیا

ہفت گاوِ فربہ بس پرورے ۔ خورد شاں آں ہفت گاوِ لاغرے
سات موٹی بہت پروردہ گائیں ۔ ان کو سات کمزور گایوں نے کھا لیا

دردروں شیراں بُد نداں لاغراں ۔ ورنہ گاواں را نبود ندے خوراں
وہ کمزور حقیقتاً شیر تھیں ۔ ورنہ گایوں کو کھانے والی نہ ہوتیں

بس بشر آمد بصورت مردِ کار ۔ لیک دروے شیر پنہاں مرد خوار
بہت سے بشر ہیں جو کام کرنے والے انسان کی صورت میں ہیں ۔ لیکن اُمیں انسان کو فنا کرنے والا شیر پوشیدہ ہے

مردرا خوش وا خورد فرش کند ۔ صاف گردد دُردش ار دَردش کند
انسان کو کھا جاتا ہے، اس کو یکتا بنا دیتا ہے ۔ اس کی تلچھٹ مصفیٰ ہوجاتی ہے خواہ اس کو تکلیف پہنچائے

زاں[2] یکے دَرد اُوز جملہ دَرد ہا ۔ وارہد پا بر نہد اُو بر سما
اس ایک درد سے وہ تمام دردوں سے ۔ نجات پا جاتا ہے، وہ آسمان پر قدم رکھ دیتا ہے

شاہ گرود و ا گذارد بندگی ۔ یا بد اُو در مُردگی دل زندگی
بادشاہ بن جاتا ہے۔ غلامی چھوڑ دیتا ہے ۔ وہ فنا میں دل کی زندگی حاصل کر لیتا ہے

گاوِ تن قربانیِ شیر خداست ۔ گر ترا با اُوسرِ صدق و صفاست
جسم کی گائے شیر خدا کی قربانی ہے ۔ اگر تجھے اس سے صدق و خلوص ہے

در کشی[3] ہماں ہماں کونِ خری ۔ گاوِ تن راخو اجہ تاکے پروری
اگر تو مہمان کشی کرے تو تو گدھے کی مقعد ہے ۔ اے خواجہ! تو جسم کی گائے کی کبتک پرورش کریگا؟

گاوِ تن مُردار گردد عاقبت ۔ پس پشیمانی بری اے بد نیت
انجام کار جسم کی گائے مردار ہو جائیگی ۔ اے بد نیت! تو پھر شرمندہ ہو گا

دَربیان آنکہ کشتنِ خلیل اللہ علیہ السّلام خروس را اشارت

اس کا بیان کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا مرغے کو مارنا

بقمع و قہر کدام صفت بُود از صفاتِ مذمومات مُہلکات

مرید کے باطن کی مہلک اور بری صفات میں سے کونسی صفت کو زائل کرنے

دَر باطنِ مُرید

اور مغلوب کرنے کا اشارہ تھا

1. عزیز۔ مصر کے بادشاہ کا لقب ہے۔ ہفت گاؤ۔ اس نے خواب دیکھا کہ سات دبلی گائیں سات موٹی گایوں کو کھا گئیں۔ آں لاغراں۔ وہ سات دبلی گائیں دراصل سات شیر تھے۔ بس بشر بہت سے اولیاء اللہ ایسے ہی دبلے نظر آتے ہیں لیکن وہ مرید کی حیوانی صفات کو پھاڑ ڈالتے ہیں۔ صاف گردد۔ وہ حیوانی صفات اس میں دور ہو جاتی ہے خواہ ان کے ازالہ سے اس کو تکلیف پہنچے۔

2. زاں یکے درد۔ وہ ایک درد ہے لیکن بہت سے دردوں سے نجات دلا دیتا ہے اور سفلی انسان کو علوی بنا دیتا ہے۔ شاہ گردد۔ اب یہ معمولی انسان شیخ کے تصرف سے شاہ بن جاتا ہے اور بدن کی مردگی سے دل کی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔ گاوِ تن۔ اگر تجھے شیخ سے عقیدت ہے تو مجاہدے کر کے جسم کی قربانی اس کی خدمت میں پیش کردے۔

3. در کشی۔ اگر تو جسم کی قربانی پیش نہیں کرتا ہے تو گویا تو شیخ کی مہمانی ادا نہیں کرتا ہے۔ گاوِ تن۔ لا محالہ جسم فنا ہوگا تو پھر تو شرمندہ ہوگا۔ دربیان۔ حضرت ابراہیم کا مرغ کو ذبح کرنا اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ انسان کو شہوت پرست نہ ہونا چاہیے۔

چند گوئی ہمچو زاغِ پُر فسوس [۱]
اے خلیلؑ از بہرِ چہ کشتی خروس

کم ظرف کوے کی طرح کب تک بولے گا ؟
اے خلیلؑ اللہ آپ نے مرغ کو کیوں مارا ؟

حکمتِ کُشتن چہ بود آخر بگو
تا مسبّح گردم آں را مُو بمُو

آخر بتائیے مارنے کی کیا حکمت تھی ؟
تا کہ میں رونگٹے رونگٹے سے سبحان اللہ کہوں

گفت فرماں حکمت فرماں بخواں
تا مہلّل گردم آں را من بجاں

انہوں نے فرمایا اللہ کا حکم حکم کی حکمت بتا دیجئے
تا کہ میں اس پر دل و جان سے لا الہ الا اللہ پڑھوں

شہوتی ہست اُو و بس شہوت پرست
زاں شرابِ زہرناکِ ژاژ مست

وہ شہوت والا اور شہوت پرست ہے
اس زہریلی بیہودہ شراب سے مست ہے

گر نہ بہرِ نسل بودے اے وصی
آدمؑ از ننگش بکردے خود خصی

اے وصی ! اگر وہ نسل کے لئے ضروری نہوتی
حضرت آدمؑ اس کے عیب کی وجہ سے اپنے آپ کو خصی کر لے

گفت ابلیسِ لعیں دادار را
دام زفتے خواہم ایں اشکار را

ملعون شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا
میں اس شکار کے لئے مضبوط جال چاہتا ہوں

زر و سیم [۲] و گلہ اسپش نمُود
کہ بدیں تانی خلائق را ربُود

سونا اور چاندی اور گھوڑوں کا گلہ دکھایا
کہ تو اتنے لوگوں کو اچک سکے گا

گفت شاباش و تُرش آویخت لُنج
شد ترنجیدہ و تُرش ہمچوں ترنج

بولا ، آفریں ہے اور ترشروئی سے تھوڑی نکالی
رنجیدہ اور لیموں کی طرح ترش ہو گیا

پس زر و گوہر ز معدنہائے خوش
کرد آں پس ماندہ را حق پیشکش

تو سونا اور جواہر عمدہ کانوں سے
اللہ تعالیٰ نے اس مردود کے آگے کر دیئے

گیر ایں دامِ دگر را اے لعیں
گفت ازیں افزوں دہ اے نعم المعیں

اے ملعون ! یہ دوسرا جال لے لے
بولا ، اے عمدہ مددگار ! اس سے بڑھ کر دے

چرب [۳] و شیریں و شراباتِ ثمیں
دادش ، بس جامۂ ابریشمیں

چکنے میٹھے (کھانے) اور قیمتی مشروبات
اور بہت سے ریشمیں کپڑے ، اس کو دیئے

گفت یارب بیش ازیں خواہم مدد
تا ببندم شاں بحبلٍ مِّن مَّسَد

بولا ، اے خدا ! میں اس سے زیادہ مدد چاہتا ہوں
تا کہ میں ان کو مونج کی رسی میں باندھ لوں

تا کہ مستانت کہ نرّ و پُر دلند
مرد وار آں بند ہارا بگسلند

تا کہ تیرے وہ مست جو نر اور بہادر ہیں
ان بندشوں کو مردانہ وار توڑ دیں

[۱] فسوس ۔ مکر ۔ مسبّح ۔ سبحان اللہ کہنے والا ۔ گفت ۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا میں نے خدائی حکم سے مرغ کو ذبح کیا ۔ حکمت ۔ سوال کرنے والے نے کہا کہ اس خداوندی حکم کی کیا حکمت تھی ۔ مہلّل ۔ لا الہ الا اللہ پڑھنے والا ۔ شہوتی ۔ مرغ ایک شہوت پرست پرند ہے ۔ گر نہ ۔ چونکہ نسل انسانی کی بقا کے لئے شہوت ضروری ہے ۔ ورنہ حضرت آدمؑ اپنے آپ کو خصی بنا لیتے ہیں ۔ دادار ۔ منصف ، اللہ تعالیٰ ۔ دام ۔ انسان کو پھانسنے کے لئے مضبوط جال عنایت کر دے ۔

[۲] زر و سیم ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو چاندی سونا دکھایا کہ یہ جال موجود ہے اس سے انسان کو تو پھانس سکتا ہے گفت ۔ شیطان اس جال کو ناکافی سمجھ کر رنجیدہ ہو گیا پس ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو عمدہ قسم کا سونا اور جواہر دکھائے کہ یہ جال کافی ہے ۔ بڑھ کر ۔ افزوں شیطان نے کہا میں اس سے بڑھیا جال چاہتا ہوں ۔

[۳] چرب ۔ حضرت حق تعالیٰ نے اس کو عمدہ غذائیں اور فاخرہ لباس دیئے کہ ان سے انسان کو پھانس لے ۔ گفت یارب ۔ اس شیطان نے پھر یہی کہا کہ اس سے زیادہ مضبوط جال چاہتا ہوں تا کہ ہر کس و ناکس اس کو نہ توڑ سکے اور مردان خدا غیروں سے ممتاز ہو جائیں ۔

تا بدیں دام و رسنہائے ہوا
تاکہ نفسانیت کے اس جال اور رسیوں کی وجہ سے

مردِ تو گردد زنا مرداں جُدا
تیرے مرد نا مردوں سے جدا ہو جائیں

دامِ دیگر خواہم اے سلطانِ بخت
اے شاہِ تقدیر! میں دوسرا جال چاہتا ہوں

دام[1] مرد انداز حیلت ساز سخت
جو جال، انسان کو پچھاڑنے والا سخت حیلہ ساز ہو

خمرو چنگ آورد در پیش و نہاد
اللہ تعالیٰ شراب اور ستار سامنے لایا اور رکھدیا

نیم خندہ زد بداں شُد نیم شاد
وہ تھوڑا سا ہنسا اور ان پر آدھا راضی ہو گیا

سُوئے اضلالِ ازل پیغام کرد
اس نے ازلی (صفت) اضلال کو پیغام دیا

کہ بر آر از قعرِ بحرِ فتنہ گرد
کہ فتنہ کے سمندر کی گہرائی سے گرد نکال لا

نے یکے از بندگانت موسیٰ ست
کیا تیرے بندوں میں موسیٰ نہیں ہیں؟

پرد ہا در بحر اُو از گرد بست
انہوں نے سمندر میں گرد کے پردے باندھ دیئے

آب از ہر سُو عناں را واکشید
پانی نے ہر جانب سے اپنی باگ کھینچ لی

از تگِ دریا غبارے بر جہید
دریا کی گہرائی سے غبار اٹھا

چونکہ[2] خوبیِ زناں با اُو نمود
جب عورتوں کا حسن اس کو دکھلایا

کہ قرار و صبرِ مرداں می ربود
جو مردوں کا صبر و قرار لے اڑتا ہے

پس زد انگشتک برقص اندر فتاد
تو اس نے چٹکی بجائی اور ناچنے لگا

کہ بدہ زُو تر رسیدم بر مراد
کہ بہت جلد دیدیجئے میں مقصد کو پہنچ گیا

چوں بدیدآں چشمہائے پرخمار
جب اس نے وہ نشیلی آنکھیں دیکھیں

کہ کُند عقل و خرد را بیقرار
جو عقل اور سمجھ کو بے قرار رہنا دیتی ہیں

واں صفائے عارضِ آں دلبراں
ان معشوقوں کے رخسار کی وہ صفائی

کہ بسوزد چوں سپند ایں دل براں
کہ جس پر یہ دل کالے دانے کی طرح جلتا ہے

روئے وخال وابرو ولب چوں عقیق
چہرہ اور تل اور ابرو اور عقیق جیسے ہونٹ

گوئیا[3] خور تافت از پردہ رقیق
گویا باریک پردے سے سورج چمک رہا ہے

قدچوں سروِ خراماں در چمن
ایسا قد جیسا کہ چمن میں سرو خراماں

خد ہمچوں یاسمین و نسترن
رخسار چنبیلی اور گل سیوتی جیسا

دید اُوآں غنج بر جست اُو سبک
اس نے وہ ناز و ادا دیکھی تو فوراً اچھلا

چوں تجلّیِ حق از پردہ تنگ
جو باریک پردے میں سے اللہ تعالیٰ کی تجلی کی طرح تھی

---

۱ دام۔ مرد انداز شیطان نے کہا ایسا سخت جال دے جس میں بڑے سے بڑا بہادر پھنس جائے۔ خمرو چنگ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پھنسانے کیلئے شراب اور ستار شیطان کے سامنے رکھا تو اس پر نیم راضی ہو کر مسکرایا۔ سوئے اضلال۔ اس شیطان نے اللہ تعالیٰ کی صفت مضل کو پکارا کہ فتنہ کے سمندر سے گرد اڑا دے۔ نے یکے۔ جبکہ موسیٰ اللہ تعالیٰ کی صفت ہادی کے مظہر اتم تھے اور انہوں نے کمال دکھایا کہ دریائے نیل میں گرد کے پردے آویزاں کر دیئے تو مجھے بھی صفت مضل کا مظہر اتم ہونا چاہیے۔

۲ چونکہ۔ اب اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حسن کا فتنہ شیطان کو دکھایا۔ تو وہ چٹکیاں بجانے لگا اور خوشی سے ناچنے لگا کہ اب میرا منشا پورا ہو گیا ہے۔ چوں بدید۔ اس شعر سے چوتھے شعر تک شرط ہے پانچویں شعر میں بر جست اس کی جزا ہے۔ یعنی ان عورتوں کی ان چیزوں کو دیکھ کر وہ خوشی سے اچھل پڑا۔ چشمہائے۔ حسین عورتوں کی مست آنکھیں خرد۔ عقل۔ عارض۔ رخسار۔ سپند۔ کالا دانہ جو نظر بد کے دفع کرنے کیلئے آگ پر ڈالا جاتا ہے۔ اور وہ چٹختا ہے عقیق۔ عقیق یمن کا پتھر جس سے ہونٹوں کو تشبیہ دی جاتی ہے۔

۳ گویا چہرے کا منظر یہ تھا جیسا کہ باریک پردے سے سورج نظر آئے سرو خراماں سرو کی ایک قسم ہے خد۔ رخسار۔ یاسمین چنبیلی۔ نسترن۔ جوہی۔ غنج۔ ناز و ادا۔ بر جست۔ یہ شرط کی جزا ہے یعنی شیطان ان چیزوں کو دیکھ کر اچھل پڑا اچھل گئی۔ غنج کی تشبیہ ہے۔

عالمے اشد ولہ و حیران و دنگ　　زاں کرشم وزاں دلال نیک شنگ
ایک جہان سرگشتہ اور حیران اور دنگ ہو گیا　　اس کرشمہ اور اس شوخ اچھے ناز سے

تفسیر لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ وَ مَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ

"بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر ہم نے اس کو کمتروں سے کمتر کی طرف لوٹا دیا اور جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اس کو بناوٹ میں اوندھا کر دیتے ہیں کیا وہ نہیں سمجھتے" کی تفسیر

آدم و جن و ملک ساجد شدہ　　ہمچو آدم باز معزول آمدہ
(حسینوں کے سامنے) آدمی اور جن اور فرشتے سجدہ کرنے والے بنے　　پھر وہ حسین آدم کی طرح معزول ہو گیا

گفت آوخ بعد ہستی نیستی　　گفت جرمت اینکہ افزوں زیستی
اس (حسین) نے کہا آہ وجود کے بعد فنا　　اس نے کہا، تیرا قصور یہ ہے کہ تو زیادہ زندہ رہا

جبرئیلش می کشلد موکشاں　　کہ بروزیں خلد وز جوقِ خوشاں
جبرئیل اس (حسین) کو بال پکڑ کر کھینچ رہے ہیں　　کہ اس جنت اور حسینوں کے جھرمٹ سے نکل جا

گفت بعد از عز این اذلال چیست　　گفت آں داست واینت داوریست
اس نے کہا عزت کے بعد یہ ذلیل کرنا کیوں ہے؟　　(جبرئیل نے) کہا وہ عطا تھی اور یہ تیرے لئے انصاف ہے

جبرئیلا سجدہ میکردی بجاں　　چوں کنوں میرانیم تو از جناں
اے جبرئیل! تو (دل و) جان سے سجدہ کرتا تھا　　تو اب مجھے جنت سے کیوں نکالتا ہے

حُلّہ می پرّد زمن در امتحاں　　ہمچو برگ از نخل در فصلِ خزان
اس آزمائش میں میری پوشاک ختم ہوتی جا رہی ہے　　جیسا کہ خزاں کے موسم میں کھجور سے پتے

آں رُخے کہ تابِ اُو بُد ماہ وار　　شد بہ پیری ہمچو پُشتِ سُوسمار
وہ رخ جو چمک میں چاند جیسا تھا　　بڑھاپے میں وہ گوہ کی پشت کی طرح ہو گیا

واں سرِ واں فرق گش شعشع شدہ　　وقتِ پیری نا خوش و اصلع شدہ
وہ سر اور وہ حسین مانگ چمکتی ہوئی　　بڑھاپے کے وقت بد صورت اور گنجی ہو گئی

واں قدِ رقصان و نازاں چوں سناں　　گشت در پیری دوتا ہمچوں کماں
وہ نیزے جیسا رقص اور ناز کرتا ہوا قد　　بڑھاپے میں کمان کی طرح دوہرا ہو گیا

برف گشتہ موی ہمچوں پرِ زاغ　　در تشنج رُوی گشتہ داغ داغ
کوے کے پروں کی طرح کے بال برف بنے　　اور جھریوں سے چہرہ داغ داغ ہو گیا

۱؎ عالمے۔ اب حسینوں کی تمام چیزوں نے دنیا کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔ دلال۔ ناز و انداز۔ شنگ۔ شوخ آدم حسینوں کے زوال پذیر حسن کی یہ کیفیت ہے کہ اس کے شباب کے وقت تمام مخلوق اس کو سجدہ کرتی ہے اور حسن ڈھل جانے کے بعد اس کی حالت حضرت آدم کی سی ہوتی ہے جو جنت سے محروم کر دیئے گئے تھے۔ گفت۔ وہ حسین آہیں بھرتا ہے کہ ہائے کمال کے بعد زوال۔ جرمت۔ اس کو جواب ملتا ہے کہ زیادہ جینے کی سزا ہے۔ جبرئیلش۔ جس طرح حضرت آدم جنت سے نکلے تھے اسی طرح اس حسین کو جبرئیل حسینوں کے زمرے اور حسن کی دولت سے باہر نکال دیتے ہیں۔

۲؎ بعد از عز۔ وہ حسین جبرئیل سے کہتا ہے کہ اس عزت کے بعد یہ ذلت کیوں ہوئی۔ آں داست۔ جبرئیل جواب دیتے ہیں وہ حسن محض عطا تھی۔ اب یہ ذلت انصاف کا تقاضا ہے۔ جبرئیلا　وہ حسین کہتا ہے کہ اے جبرائیل پہلے تو مجھے سجدے کرتا تھا اب تو حسن کی جنت سے مجھے کیوں نکالتا ہے۔

۳؎ حلّہ۔ میں تجمل کے لباس سے ایسا ہی محروم ہوا جا رہا ہوں جیسا کہ درخت خزاں میں پتوں سے۔ نخل۔ عام درخت مراد ہے سوسمار۔ گوہ جس کی کھال کھردری ہوتی ہے فرق۔ سر کی مانگ گش۔ خوش۔ شعشع شدہ چمکیلی۔ اصلع۔ گنجا۔ سنان۔ بھالا معشوق کے قد کو بھالے کی لکڑی سے تشبیہ بجا ہے پرزاغ کوے کے پر بہت کالے ہوتے ہیں۔ تشنج سکڑاؤ۔ جھریاں۔

رنگِ لالہ[۱] گشتہ رنگِ زعفراں — زورِ شیرش گشتہ چوں زَہرہ زناں
لالہ کا رنگ زعفران بن گیا — اس کی شیر جیسی طاقت عورتوں کے پتے کی طرح ہوگئی

چشم چوں نرگس شدہ پژمردہ — گرمیِ اعضا شدہ افسردہ
نرگس جیسی آنکھ مرجھا گئی — اعضا کی گرمی ٹھٹھر گئی

آنکہ مردے وَر بغل کردے بفن — می بگیرندش بغل وقتِ شدن
جو فن کے ذریعہ بہادر کو بغل میں دبا لیتا تھا — چلنے کے وقت لوگ اس کی بغلیں تھامتے ہیں

ایں خود آثارِ غم و پژمردگیست — ہر یکے زینہا رسولِ مُردگیست
یہ خود غم اور پژمردگی کے آثار ہیں — ان میں سے ہر ایک موت کا پیغامبر ہے

تفسیر اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ

"مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے نہ ختم ہونیوالا اجر ہے" کی تفسیر

لیک[۲] اگر باشد قرینش نورِ حق — نیست از پیری وُرا نقصان ودق
لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا نور اس کا ساتھی ہو — بڑھاپے سے اس کو کوئی نقصان اور پریشانی نہیں ہے

سستیِ اُو ہست چوں سستیِ مست — کاندراں سستیش رشکِ رستم ست
اس کی سستی مست کی سستی ہے — کیونکہ اس کی سستی پر رستم کو رشک ہے

گر بمیرد استخوانش غرقِ ذوق — ذرّہ ذرّہ اش در شعاعِ نورِ شوق
اگر وہ مر جائے تو اس کی ہڈیاں ذوق میں غرق ہیں — اس کا ذرہ ذرہ شوق کے نور کی شعاعوں میں ہے

وانکہ[۳] نورش نیست باغِ بے ثمر — کہ خزانش می کند زیر و زبر
جس کو نور حاصل نہیں ہے وہ بے پھل کا باغ ہے — اس کو موسم خزاں تہ و بالا کر دیتا ہے

گُل نماند خارہا ماند سیاہ — زرد و بے مغز آمدہ چوں تلِّ کاہ
پھول ختم ہو جاتے ہیں کانٹے کالے پڑ جاتے ہیں — پیلا اور بغیر پھل کے ہو جاتا ہے جس طرح گھاس کا ڈھیر

تا چہ زَلّت کرد ایں باغ اے خدا — کہ ازو ایں حُلّہا گردد جُدا
اے اللہ! اس باغ سے کیا غلطی ہوئی — کہ اس کا یہ لباس جدا ہو گیا؟

خویشتن را دید و دید خویشتن — زہرِ قتّال است ہیں اے ممتحن
اس نے اپنے آپ کو دیکھا اور خود بینی — اے مصیبت کے مارے! قاتل زہر ہے

شاہدے کز عشقِ اُو عالم گریست — عالمش می راند از خود جرم چیست؟
وہ معشوق جس کے عشق میں دنیا روتی تھی — اس کو دنیا اپنے پاس سے بھگاتی ہے کیا خطا ہے؟

---

۱ لالہ۔ سرخ پھول ہے۔ زعفران زعفران کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ زہرہ زناں۔ عورت نازک ہوتی ہے۔ گرمی۔ بڑھاپے میں حرارت عزیزی گھٹ جاتی ہے۔ آنکہ۔ جو شخص بڑے بڑے پہلوانوں کو بغل میں دبا لیتا تھا۔ اب اس کی یہ حالت ہے کہ لوگ اس کی بغل میں ہاتھ دے کر سہارا نہ دیں تو وہ چل بھی نہیں سکتا ہے۔ اس بڑھاپے کے آثار موت کا پیغام دیتے ہیں۔

۲ لیک۔ جس شخص کو نور حق حاصل ہو گیا ہو بڑھاپا اس کے لئے نقصان دہ نہیں ہے سستی۔ ایسے انسان کے اعضاء کی سستی ایسے انسان کے اعضاء کی سستی مست کی سستی کی طرح ہے جو رستم جیسے پہلوان کے لئے بھی باعث رشک ہے۔ گر بمیرد۔ ایسا انسان مرتا ہے تو اس کی رگ رگ میں خدا سے ملنے کا شوق بھرا ہوا ہوتا ہے۔

۳ وانکہ۔ جو شخص اس نور خداوندی سے محروم ہے اس کی مثال بے پھل کے باغ کی سی ہے۔ جس کو خزاں تہ و بالا کر دیتی ہے گل۔ ایسے باغ کا خزاں میں یہ حال ہوتا ہے کہ پھولوں کی جگہ سیاہ کانٹے لے لیتے ہیں اور ٹیلے کی گھاس کی طرح بے جان ہو جاتا ہے تا چہ۔ اس باغ کا کیا جرم ہے؟ خویشتن۔ اس باغ میں خود بینی تھی جو بہت بڑا جرم ہے۔ شاہدے۔ جس معشوق کے عشق میں عالم روتا تھا۔ اب وہی عالم اس کو اپنے پاس سے بھگاتا ہے۔ اس کا کیا جرم ہے؟

جرم[1] آنکہ زیورِ عاریہ بست ‎ کرد دعویٰ کایں حُلل ملکِ من ست
غلطی یہ ہے کہ اس نے مانگا ہوا زیور پہنا ‎ دعویٰ یہ کیا کہ یہ میرا لباس ہے

واستانیم آنکہ تا داند یقیں ‎ خرمن آنِ ماست خوباں خوشہ چیں
میں واپس لے لیتا ہوں، تاکہ یقین آجائے ‎ کھلیان ہماری ملکیت ہے حسین اس کے خوشہ چین ہیں

تابداند کاں حُلل عاریہ بُود ‎ پرتوے بُود آں زخورشید وجود
تاکہ وہ جان جائے کہ وہ لباس مانگا ہوا تھا ‎ وہ وجود کے سورج کا عکس تھا

آں جمال و قدرت و فضل و ہُنر ‎ ز آفتابِ حُسن کرد ایں سو سفر
اس حسن اور طاقت اور فضل و ہنر نے ‎ اس جانب حسن کے سورج سے سفر کیا تھا

بازی گردند چوں استارہا ‎ نورِ آں خورشید ازیں دیوارہا
ستاروں کی طرح واپس ہو جاتے ہیں ‎ ان دیواروں سے سورج کے نور

پرتوِ خورشید شُد تا جائیگاہ ‎ ماند ہر دیوار تاریک و سیاہ
سورج کا عکس (اپنی) جگہ چلا گیا ‎ ہر دیوار، کالی اور سیاہ رہ گئی

آنکہ کرد اُو در رُخِ خوبانت دنگ ‎ نورِ خورشید ست از شیشہ سہ رنگ
وہ حسن جس نے معشوقوں کے چہرے پر تجھے حیران کر دیا ہے ‎ وہ سہ رنگے شیشہ سے سورج کا نور ہے

شیشہہائے[2] رنگ رنگ آں نور را ‎ می نماید ایں چنیں رنگیں بما
رنگ برنگ کے شیشے اس نور کو ‎ ہمیں ایسا رنگین دکھاتے ہیں

چوں نماند شیشہہائے رنگ رنگ ‎ نورِ بیرنگت کُند آں گاہ دنگ
جب رنگ برنگ کے شیشے نہ رہیں گے ‎ اس وقت وہ بے رنگ نور تجھے حیران کر دیگا

خُوی کُن بے شیشہ دیدن نُور را ‎ تاچو شیشہ بشکند نبُود عمیٰ
نور کو بغیر شیشہ کے دیکھنے کی عادت ڈال ‎ تاکہ جب شیشہ ٹوٹ جائے تو اندھا پن نہ ہو

قانعی با دانشِ آموختہ ‎ وز چراغِ غیر چشم افروختہ
تو نے سیکھی ہوئی سمجھ پر اکتفا کر لیا ہے ‎ اور دوسرے کے چراغ سے تو نے آنکھیں روشن کی ہیں

او چراغ[3] خویش بُرباید کہ تا ‎ تو بدانی مُستعیری نے فتیٰ
وہ اپنا چراغ لے جائے گا تاکہ ‎ تو جان لے کہ تو مانگا ہوا لینے والا ہے نہ کہ جوانمرد

گر تو کردی شکر و سعیِ مُجتہد ‎ غم مخور کہ صد چناں بازت دہد
اگر تو نے شکر کیا اور پوری کوشش ‎ تو غم نہ کر وہ اس جیسے سینکڑوں (حسن) پھر دے دیگا

[1] جرم۔ اس کا جرم یہ ہے کہ یہ اس حسن کو اپنی ملکیت سمجھتا تھا۔ واستانیم۔ ہم اس حسن کو اس لئے واپس لے لیتے ہیں تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ حسن دراصل ہماری ملکیت ہے اور دنیا کے حسین ہمارے خوشہ چین ہیں۔ تابداند۔ تاکہ وہ حسین یہ سمجھ جائے کہ یہ حسن کا لباس مانگا ہوا اور باری تعالیٰ کی ایک تجلی تھی۔ آں جمال۔ تمام خوبیاں اللہ کی ہیں کائنات اس کا مظہر ہے۔ بازی۔ گردند۔ یہ تمام خوبیاں کائنات میں عارضی ہیں۔ یہ پھر اپنے مرکز کی طرف واپس ہو جاتی ہیں۔ آنکہ کرد۔ کائنات میں ان کا ظہور ایسا ہی ہے جیسے سہ رنگے آئینہ میں سے سورج کی روشنی نظر آئے۔

[2] شیشہہائے۔ جس طرح وہ نور ایک رنگ کا ہے اور مختلف شیشوں میں سے مختلف نظر آتا ہے اسی طرح اس کی صفات ہیں۔ چوں نماند۔ جب وہ مظاہر باقی نہیں رہتے تو صرف یکرنگا نور باقی رہ جاتا ہے خوئے کن۔ انسان کو صفات خداوندی کا بغیر مظاہر کے مشاہدہ کرنا چاہیے۔ تاکہ کائنات کی فنا ہو جانے کے بعد بھی وہ اس نور کا مشاہدہ کر سکے۔ قانعی۔ تو نے مظاہر کے ذریعہ اس کی صفات کے مشاہدہ کی عادت ڈال رکھی ہے۔

[3] او چراغ۔ حضرت حق تعالیٰ اسی صفت حسن کو واپس لے لیتے ہیں تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ حسن تیرے پاس عارضی میسر۔ مانگنے والا گرتو کردی۔ اگر تو اس نعمت کے زوال پر بھی اللہ کا شکر یہ ادا کریگا۔ تو وہ تجھے اس سے سینکڑوں گناہ زیادہ حسن عطا کر دیگا۔

ورنکردی ۱ شکرا کنوں خوں بگری
اگر تو نے شکر ادا نہ کیا تو اب خون (کے آنسو) روئیگا
کہ شدست آں حُسن از کافر بری
کیونکہ وہ حسن ایک ناشکرے سے چلا گیا ہے

اُمَّۃُ الْکُفْرَانِ اَضَلَّ اَعْمَالَھُمْ
(اللہ تعالیٰ نے) کافروں کے اعمال کو رائگاں کر دیا ہے
اُمَّۃُ الْاِیْمَانِ اَصْلَحَ بَالَھُمْ
(اور) مومنوں کی جماعت کے اعمال کی اصلاح کر دی ہے

گم شُد از بے شکر خوبی و ہنر
ناشکرے سے اچھائی اور ہنر اس طرح گم ہوا
کہ دگر ہرگز نہ بیند زاں اثر
کہ وہ دوبارہ کبھی اس کا نشان نہ دیکھے گا

خویشی و بے خویشی و شکر و داد
اپنایت اور غیریت اور شکر اور عطا
رفت ز انساں کہ نیاردشاں بیاد
اسطرح سے گئیں کہ وہ انکو یاد (بھی) نہ کرے گا

کہ اَضَلَّ اَعْمَالَھُمْ اے کافراں
اے کافرو! ان کے اعمال کو رائگاں کر دیا ہے
جُستنِ کام ست از ہر کامراں
جستجو کرنا ہر (دنیا دار) بامراد کا مقصد ہے

جز ز اہل ۲ شکر و اَصحابِ وفا
سوائے شکر گذاروں اور باوفا لوگوں کے
کہ مر ایشاں راست دولت در قفا
کیونکہ دولت ان کے پیچھے ہے

دولتِ رفتہ کجا قوّت دہد
گذری ہوئی دولت کب طاقت دیتی ہے؟
دولتِ آئندہ خاصیّت دہد
آنیوالی دولت خاصیت دکھاتی ہے

قرض دہ زیں دولت اندر اَقْرِضُوا
تم قرض دو کے سلسلہ میں تو اس دولت سے قرض دے
تا کہ صد دولت بہ بینی پیش رُو
تاکہ تو (اپنے) سامنے سینکڑوں دولتیں دیکھے

اندکے زیں شرب کم کن بہرِ خویش
اپنے لئے اس پینے میں سے کچھ کم کر دے
تا کہ حوضِ کوثرے یابی بہ پیش
تاکہ تو آئندہ حوض کوثر پالے

جُرعہ بر خاکِ وفا آنکس کہ ریخت
جس شخص نے وفا کی زمین پر ایک گھونٹ بہایا
کے تواند صیدِ دولت زو گریخت
دولت کا شکار اس سے کہاں بھاگ سکتا ہے؟

خوش کند دلشاں کہ اَصْلَحَ بَالَھُمْ
اللہ تعالیٰ انکا دل خوش کریگا کیونکہ انکے دل کی اصلاح کردی ہے
رَدَّ مِنْ بَعْدِ التَّوٰی اَنْزَالَھُمْ
انکی مہمانی کے کھانے کو ختم ہو جانے کے بعد لوٹا دیا ہے

اے ۳ اجل وے ترکِ غارت سازدہ
اے موت اے دیہات کو لوٹنے والے ترک!
ہرچہ بُردی زیں شکوراں باز دہ
ان شکر گذاروں کا جو کچھ تو نے چھینا ہے واپس دیدے

وادہد ایشاں نہ پذیرند ہاں
وہ انکو واپس دیگی وہ اس کو ہرگز قبول نہ کرینگے
زانکہ منعم گشتہ اند از رختِ جاں
کیونکہ روح کے سامان سے وہ مالدار بنتے ہیں

---

۱ ورنکردی۔ اگر حسن کے زوال پر تو کفر شروع کردیگا تو پھر خون کے آنسو بہاتا رہ عوض شکر گذار کو ملتا ہے کافر کو نہیں ملتا۔ امۃ الکفران۔ کافروں کے اعمال رائیگاں ہیں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دل کی اصلاح کر دی ہے۔ گم شد۔ ناشکرے سے ہنر اور خوبی اس طرح زائل ہوتی ہے کہ پھر اس کا نشان نہیں ملتا ہے۔ خویشی۔ کافر میں سے اوصاف حسنہ اس طرح زائل ہوجاتے ہیں کہ اس کو یاد بھی نہیں آتے ہیں۔

۲ جز ز اہل شکر۔ دولت رفتہ اور دولت آئندہ صرف شکر گذاروں اور وفاداروں کا حصہ ہے۔ قرض دہ۔ قرآن پاک میں ہے اَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا "اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ" کے حکم پر عمل کر اللہ تجھے بڑا بدلہ دیگا۔ اندکے۔ انسان اپنی ضروریات کو کم کر کے دوسروں پر خرچ کرتا ہے تب آخرت میں اس کو بدلہ ملتا ہے۔ جرعہ۔ جو کچھ دوسروں پر خرچ کرے گا دولت آخرت اس کے ہاتھ آئیگی۔ خوش کند۔ اللہ تعالیٰ بدلہ دیکر انکو خوش کردیگا اور جو کچھ انہوں نے خرچ کیا ہے اس کو بڑھا کر واپس کردیگا۔

۳ اے اجل۔ اللہ تعالیٰ موت کو حکم دیگا کہ ان شکر گذاروں سے تو نے جو چھینا ہے انکو واپس دیدے۔ وادہد۔ موت انکو دنیاوی مال و زندگی دینا چاہیگی۔ وہ اس کو قبول نہ کرینگے کیونکہ اب انکو اخروی روحانی مالداری میسر آگئی ہے۔

صوفیم ۱؎ و خرقہا انداختیم — باز نستانیم چوں در باختیم
ہم صوفی ہیں اور ہم نے چیتھڑے اتار دیئے ہیں — جبکہ ہم نے ان کو ہار دیا ہے ہم دوبارہ نہ لیں گے

ماعوض دیدیم وانگہ چوں عوض — رفت از ما حاجت و حرص و غرض
ہم نے بدلہ پا لیا ہے اور پھر بدلہ بھی کیسا ؟ — ہم سے ضرورت اور حرص اور غرض روانہ ہو گئی ہے

زآبِ شورِ مہلکے بیروں شدیم — بر رحیق و چشمۂ کوثر زدیم
ہم مہلک کھاری پانی سے باہر آ گئے ہیں — شراب اور حوض کوثر پر مقیم ہو گئے ہیں

آنچہ کردی اے جہاں با دیگراں — بیوفائی و فن و نازِ گراں
اے دنیا ! تو نے جو کچھ دوسروں کیساتھ برتی — بے وفائی اور چالاکی اور بھاری ناز

بر سرت ریزیم ما بہرِ خدا — کہ شہیدیم آمدہ اندر غزا
ہم خدا کے لئے تیرے سر پر مارتے ہیں — کیونکہ ہم تو جہاد کے شہید ہیں

تا بدانی کہ خدائے پاک را — بندگاں ہستند پُر حملہ و مِرا
تاکہ تو جان لے کہ خدائے پاک کے — حملہ اور جنگ سے پر (بھی) بندے ہیں

سبلت ۲؎ تزویرِ دنیا بر کنند — خیمہ را بر بارۂ نصرت زنند
دنیا کی مکاری کی مونچھیں اکھاڑ دیتے ہیں — مدد (خداوندی) کے قلعہ پر جھنڈا گاڑ دیتے ہیں

ایں شہیداں باز نو غازی شدند — ویں اسیراں باز بر نُصرت زدند
یہ شہید از سر نو غازی بن گئے ہیں — یہ قیدی پھر مدد پر آمادہ ہیں

قفلِ مُشکلہا زلطفش حل شدہ — نفسِ کافر ناگہاں بسمل شدہ
اس کی مہربانی سے مشکلوں کا قفل کھل گیا ہے — کافر کا نفس اچانک تڑپنے لگا

نا اُمیدی ۳؎ رفتہ اُمید آمدہ — گشت مسجد ناگہاں ایں بتکدہ
مایوسی ختم ہوئی امید پیدا ہو گئی — یہ بت خانہ اچانک مسجد بن گیا

سر برآوردند بازاز نیستی — کہ بہ بیں مارا کہ اکمہ نیستی
وہ عدم سے پھر موجود ہو گئے — ہمیں دیکھ لے تو اندھا تو نہیں ہے

تابدانی در عدم خورشید ہاست — وانچہ اینجا آفتاب آنجا سُہاست
تاکہ تو سمجھ لے کہ عدم میں بہت سے سورج ہیں — جو یہاں سورج ہے وہاں کا ستارہ ہے

۱؎ صوفیم۔ وہ کہیں گے ہم صوفی ہیں ہم گدڑی اتار چکے ہیں اب اس کو واپس نہ لیں گے۔ ماعوض۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ بدلہ عنایت کر دیا ہے جس کے بعد ہمیں دنیا کی حرص و حاجت نہیں رہی ہے۔ زآب شور۔ دنیاوی چیزیں بمنزلہ شور پانی کے ہیں اور آخرت کی نعمتیں چشمہ کوثر ہیں۔ آنچہ کردی۔ یہ انسان دنیا کو کہہ دیتا ہے کہ ہم شہیدان راہ خدا میں سے ہیں تیری جملہ عنایتوں کو تیرے منہ پر مارتے ہیں۔ تابدانی۔ تاکہ یہ دنیا یہ سمجھ لے کہ خدا کے وہ بندے بھی ہیں جو دنیا کو پرکاہ سمجھتے ہیں۔

۲؎ سبلت۔ یہ مردان خدا دنیا کی مونچھیں اکھاڑ پھینکتے ہیں اور اللہ کی مدد کے قلعہ پر جھنڈا لہرا دیتے ہیں۔ ایں شہیداں۔ جو لوگ فنا کے بعد بقا کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں وہ از سر نو زندہ ہو جاتے ہیں قفل مشکلہا۔ ان کی جملہ مشکلات فضل خداوندی سے کھل جاتی ہیں اور ان کا کافر نفس بسمل ہو جاتا ہے۔

۳؎ نا امیدی۔ فنا سے جو نا امیدی پیدا ہوئی تھی وہ سب امید سے بدل گئی ان کے لئے یہ دنیا پاک جگہ ہو گئی۔ سر براوردند۔ فنا کے بعد پھر ان کو ابدی زندگی نصیب ہوئی۔ اکمہ۔ مادر زاد اندھا۔ تابدانی۔ عالم غیب میں ایسے سورج ہیں کہ دنیا کا سورج ان کے مقابلہ میں سہا ستارہ ہے۔

در عدم ۱ ہستی برادر چوں بُود | ضد اندر ضد چوں مکنوں بُود
اے بھائی! عدم میں وجود کس طرح ہوتا ہے؟ | ضد، ضد میں کیسے پوشیدہ ہوتی ہے؟

یُخرِجُ الحَیَّ مِنَ المَیِّت بداں | کہ عدم آمد اُمید عابداں
سمجھ لے، وہ مردے سے زندہ پیدا کر دیتا ہے | عدم میں عبادت گذاروں کی امید ہے

مردِ کارندہ کہ انبارش تہی ست | شاد و خوش نے بر اُمید نیستی ست؟
وہ کاشتکار جس کا کھلیان خالی ہے | کیا وہ عدم کی امید پر خوش و خرم نہیں ہے؟

کہ بروید آں ز سُوئے نیستی | فہم کن گر واقفِ معنیستی
کہ وہ عدم میں سے اگ آئے گی | سمجھ لے، اگر تو حقیقت کا جان کار ہے

دمبدم ۲ از نیستی تو مُنتظِر | کہ بیابی فہم و ذوق آرام و بر
تو ہر وقت [illegible] کا منتظر رہ | تاکہ تو آرام و نیکی کا ذوق اور فہم حاصل کر لے

نیست دستوری گشاد ایں راز را | ورنہ بغداوے کُنم انجاز را
اس راز کو کھولنے کی اجازت نہیں | ورنہ میں انجاز کو بغداد بنا دیتا

پس خزانہ صنعِ حق باشد عدم | کہ برآرد زو عطاہا دمبدم
اللہ تعالیٰ کی کاریگری کا خزانہ عدم ہے؟ | کیونکہ وہ اس سے پے درپے عطا برآمد کرتا ہے

مُبدِع ۳ آمد حق و مُبدِع آں بُوَد | کہ برآرد فرع بے اصل و سَند
اللہ تعالیٰ ایجاد کرنیوالے اور ایجاد کرنیوالا وہ ہوتا ہے | جو بغیر جڑ اور اصل کے شاخ پیدا کر دے

مثالِ عالَمِ ہست نیست نما و عالَمِ نیست ہست نمائے

موجود عالم جو بظاہر معدوم ہے اور معدوم عالم جو بظاہر موجود ہے کی مثال

نیست را بنمود ہست آں محتشم | ہست را بنمود بر شکلِ عدم
اس عزت و جلال والے نے معدوم کو موجود دکھایا ہے | موجود کو معدوم کی شکل میں پیدا کیا ہے

بحر را پوشید و کف کرد آشکار | باد را پوشید و بنمودت غبار
سمندر کو پوشیدہ کر دیا ہے جھاگ کو رونما کر دیا ہے | ہوا کو چھپا دیا ہے، غبار کو ظاہر کر دیا ہے

---

۱ در عدم۔ نیستی میں ہستی مضمر کیسے ہو سکتی ہے؟ ضد۔ نیستی اور ہستی دو متضاد چیزیں ہیں یا ایک دوسرے میں چھپی ہوئی کیسے ہو سکتی ہے؟ مکنون۔ پوشیدہ۔ یخرج سوال کا جواب ہے یہ ایسے ہی ممکن ہے جیسا کہ نطفہ سے زندہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ عدم۔ تمام عابدوں کی امیدیں غیب اور عدم سے وابستہ ہیں۔ مرد کارندہ کاشتکار جس نے بیج خرچ کر کے اپنی کوٹھی خالی کر لی وہ اسی پیداوار پر خوش ہے جو فی الحال معدوم ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ عدم سے وجود میں آ جائے گی۔

۲ دمبدم۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ جو کچھ اس کے لئے پردہ غیب میں ہے وہ اس کا منتظر رہے تا کہ وہ سمجھ لے کہ نیکی سے لا محالہ آرام میسر آئے گا۔ نیست۔ پردہ غیب کی چیزوں کو ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ورنہ میں موجود پرستوں کو غیب یعنی آخرت پرست بنا دیتا۔ بغداد۔ یعنی پردہ غیب کی نعمتوں کو ماننے والوں کا شہر۔ نجاز ترکستان کا ایک شہر تھا جس کا بادشاہ اور لوگ آتش پرست تھے۔ پس خزانہ حضرت حق تعالیٰ کی کارگاہ عدم ہے جس سے وہ عطایا عنایت کرتا رہتا ہے۔

۳ مُبدِع۔ مبدع۔ ایجاد کرنے والا یعنی معدوم کو موجود بنانیوالا مثال۔ دنیا در حقیقت غیر موجود ہے اور موجود نظر آتی ہے۔ اور آخرت حقیقتاً موجود ہے لیکن معدوم نظر آتی ہے مولانا نے اس بات کو چند مثالوں سے سمجھایا ہے۔ محتشم۔ معزز نیست یعنی عالم شہود ہست یعنی عالم غیب۔ بحر۔ اس شعر میں دو مثالیں ہیں سمندر اور ہوا جو حقیقتاً موجود ہیں ان کو جھاگ اور غبار سے پوشیدہ کر دیا جو غیر واقعی چیزیں ہیں تو جو معدوم ہے وہ نظر آ رہا ہے اور جو موجود ہے وہ مخفی ہے۔

چوں ۱؎ منارہ خاک پیچاں در ہوا — خاک از خود چوں برآید بر عُلا

ہوا میں چکراتی ہوئی خاک منارہ کی طرح ہے — خاک بلندی پر خود کیسے چڑھ جاتی ہے؟

خاکِ را بینی ببالا اے علیل — بادرانہ جُز بتعریف و دلیل

اے بیمار! تو خاک کو اوپر دیکھتا ہے — ہوا کو بتانے اور دلیل کے سوا نہیں دیکھتا ہے

کف ہمی بینی روانہ ہر طرف — کف بے دریا ندارد مُنصرَف

تو جھاگ کو ہر طرف جاری دیکھتا ہے — بغیر دریا کے جھاگ نہیں چل سکتا ہے

کف بحس بینی و دریا از دلیل — فکر پنہاں آشکارا قال و قیل

تو جھاگ کو حواس سے دیکھ لیتا ہے اور دریا کو دلیل سے سمجھتا ہے — خیال پوشیدہ ہے اور گفتگو واضح ہے

نفی ۲؎ را اثبات می پنداشتیم — دیدۂ معدوم بینی داشتیم

ہم نے معدوم کو موجود سمجھ لیا — ہم معدوم کو دیکھنے والی آنکھ رکھتے ہیں

دیدہ کاندر وے نعاسے شُد پدید — کے تواند جُز خیال و نیست دید؟

وہ آنکھ جس کو نیند آرہی ہو — وہ خیال اور معدوم کے سوا کیا دیکھ سکتی ہے؟

لا جرم سر گشتہ گشتیم از ضلال — چوں حقیقت شُد نہاں پیدا خیال

لا محالہ ہم گمراہی سے حیران ہو گئے ہیں — چونکہ حقیقت چھپ گئی ہے اور خیال واضح ہے

ایں عدم راچوں نشاند اندر نظر — چوں نہاں کرد آں حقیقت از بصر

اس معدوم کو نظر میں کیسے جما دیا؟ — اس حقیقت کو نظر سے کیسے چھپا دیا؟

آفریں ۳؎ اے اُستاد سحر باف — کہ نمودی مُعرضاں رادرد صاف

اے جادو کرنے والے استاد! آفریں ہے — تو نے منہ موڑنے والوں کو تلچھٹ دکھائی

ساحراں مہتاب پیمایند زود — پیشِ بازرگاں وزر گیرند و سُود

جادوگر فوراً چاندنی ناپ دیتے ہیں — سوداگر کے سامنے اور سونا اور نفع حاصل کر لیتے ہیں

سیم بُر بایند زیں گوں پیچ پیچ — سیم از کف رفتۂ و کرپاس ہیچ

اس پیچ در پیچ معاملہ سے چاندی اڑا لیتے ہیں — چاندی ہاتھ سے گئی اور کپڑا کچھ نہیں

ایں جہاں جادوست ما آں تاجریم — کہ ازو مہتاب پیمودہ خریم

یہ دنیا جادو ہے ہم وہ سوداگر ہیں — کہ اس کی ناپی ہوئی چاندنی خریدتے ہیں

۱؎ چوں منارہ۔ گرد کا بگولا اٹھتا ہے خاک نظر آتی ہے اور ہوا نظر نہیں آتی۔ باد ہوا نظر نہیں آتی اس کا وجود اس لئے سمجھ میں آجاتا ہے کہ خاک میں از خود اڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ کف۔ سطح آب پر جھاگ بہہ رہے ہیں۔ جھاگ نظر آتے ہیں پانی کا وجود اس لئے سمجھ میں آجاتا ہے کہ جھاگ از خود نہیں بہہ سکتے۔ فکر پنہاں۔ انسان کے افکار پوشیدہ ہیں۔ اور اس کی گفتگو جس کا وجود افکار کے وجود کا پرتو ہے وہ ظاہر ہے۔ یہی حال شیونات اور وجود مطلق کا ہے اور وجود مطلق جو کہ حقیقت ہے وہ بظاہر غیر موجود ہے اور شیونات جو کہ حقیقتاً غیر موجود ہیں وہ موجود نظر آتی ہیں۔

۲؎ نفی را۔ ہم نے معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم سمجھ رکھا ہے۔ یہ ہماری آنکھ کا قصور ہے کہ وہ غیر موجود کو موجود دکھا رہی ہے۔ دیدہ جس آنکھ میں نیند ہو وہ محض خیالی اور غیر واقعی چیزوں کو موجود دکھا دیتی ہے۔ پیدا خیال۔ یعنی غیر واقعی چیز نظر آرہی ہے۔ ایں عدم۔ عالم شہود جو کہ معدوم ہے وہ نظر آتا ہے۔ آں حقیقت۔ عالم غیب نگاہوں سے پوشیدہ ہو گیا ہے۔

۳؎ آفریں۔ یہ حضرت حق تعالیٰ کی سحر آفرینی ہے کہ منکر غیر حقیقی چیز کو حقیقی سمجھنے لگتے ہیں۔ درد۔ تلچھٹ۔ ساحراں۔ دنیا میں بھی ایسے جادوگر ہیں جو چاندنی کی چاندی کو کپڑا بنا کر فروخت کر دیتے ہیں۔ کرپاس۔ سوتی کپڑا۔ ایں جہاں۔ دنیا کے بارے میں ہماری بھی یہی حالت ہے کہ ہم چاندنی کا کپڑا سمجھ رہے ہیں۔

گز کند کرپاس پانصد گز شتاب ساحرانہ او نورِ ماہتاب

وہ جلدی سے پانچسو گز کپڑا ناپ دے جادو گری کے ذریعہ چاند کی چاندنی سے

چوں ۱ستد اُو سیم عمرت اے رہی سیم شد کرپاس نے کیسہ تہی

اے غلام! جب اس نے تیری عمر کی چاندی لے لی چاندی گئی، کپڑا ندارد تھیلی خالی ہو گئی

قُلْ اَعُوذت خواند باید کائے احد ہیں زنفاثات افغاں وز عُقَد

تجھے قل اعوذ پڑھنی چاہیے کہ اے خدا! جادو گرنیوں اور گرہوں سے فریاد ہے

مید مند اندر گرہ آں ساحرات اَلْغِیاث اے مُستغاث از بردومات

وہ جادو گرنیاں گرہ میں پھونک مارتی ہیں اے فریاد رس! اس شطرنجی چال سے فریاد ہے

لیک بر خواں از زبانِ فعل نیز کہ زبانِ قول سُست ستاے عزیز

لیکن عمل کی زبان سے بھی پڑھ اے پیارے! کیونکہ قول کی زبان کمزور ہے

در۲ زمانہ مر ترا ہمرہ سہ اند آں یکے وافی وآں دو غدر مند

دنیا میں تیرے تین ساتھی ہیں ایک وفا دار اور دو حیلہ جو ہیں

آں یکے یاران و دیگر رخت و مال واں سُوم وافی ست آں حُسن الفعال

ایک دوست ہیں اور دوسرا مال و اسباب ہیں تیسرا وفا دار نیک عمل ہے

مال نآید با تو بیروں از قصور یار آید لیک تا بالینِ گور

مال تو محلوں سے باہر ہی نہ نکلے گا دوست آئے گا لیکن قبر کے سرہانے تک

چوں۳ ترا روزِ اجل آید بہ پیش یار گوید از زبانِ حالِ خویش

جب تجھے موت کا دن در پیش ہو گا دوست اپنی زبان حال سے کہے گا

تا بدیں جا بیش ہمرہ نیستم بر سر گورت زمانے بیستم

اس جگہ سے آگے کا ساتھی نہیں ہوں تھوڑی دیر تیری قبر پر ٹھہرتا ہوں

فعلِ تو وافی ست زاں کُن ملتحَد کاندر آید با تو در قعرِ لحد

تیرا عمل وفا دار ہے، اس میں اپنی پناہ گاہ بنا لے کیونکہ تیرے ساتھ قبر کی گہرائی میں آئے گا

در تفسیر قولہ علیہ السلام لَا بُدَّ مِنْ قَرِیْنٍ یُّدْفَنُ مَعَکَ وَھُوَ حَیٌّ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تفسیر کہ ایک ساتھی ضروری ہے جو میرے ساتھ زندہ

وَتُدْفَنُ مَعَہٗ وَاَنْتَ مَیِّتٌ وَاِنْ کَانَ کَرِیْمًا اَکْرَمَکَ

دفن ہو گا اور تو مردہ اس کے ساتھ دفن ہو گا تو اگر وہ شریف ہے تو تیری عزت کریگا اور اگر

---

۱ چوں شد۔ دنیا دار کی عمر اسی دھوکے میں برباد ہو جاتی ہے۔ عمر ختم ہو جاتی ہے اور وہ کچھ حاصل نہیں کر پاتا ہے قل اعوذ۔ آنحضور پر یہ سورت جادو کے ازالہ کے لئے نازل ہوئی تھی نفاثات۔ وہ جادو گرنیاں جو گرہیں باندھ کر ان پر جادو پڑھ کر دم کرتی ہیں۔ لیکن یہ اعوذ صرف زبانی نہ ہو بلکہ عمل بھی ہو۔

۲ درزمانہ۔ دنیا میں انسان کے تین ساتھی ہیں دوست مال نیک عمل ان میں سے دو مرتے وقت ساتھ چھوڑ دینگے نیک عمل وفاداری کریگا اور ساتھ دے گا۔ قصور قصر کی جمع ہے محل۔ بالیں سرہانا۔

۳ چون ترا۔ موت کے وقت دوست محض قبر تک ساتھ دیتے ہیں اور واپس ہو جاتے ہیں فعل انسان کے اعمال اس کا قبر میں بھی ساتھ دیتے ہیں۔ ملتحد۔ جائے پناہ۔ قرین۔ ساتھی۔

وَاِنْ کَانَ لَئِیْمًا اَسْلَمَکَ وَذٰلِکَ الْقَرِیْنُ عَمَلُکَ فَاَصْلِحْهُ مَا سْتَطَعْتَ

کمینہ ہے تو تجھے چھوڑ بھاگے گا اور یہ ساتھی تیرا عمل ہے پس جس قدر ممکن ہو تو اس کی اصلاح کر لے

پس پیمبر گفت بہرِ ایں طریق — با وفا تر ا از عمل نبود رفیق
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے اس راستہ کے لئے — کوئی ساتھی عمل سے زیادہ با وفا نہیں ہے

گر بُوَد نیکو ابد یارت شود — ور بُوَد بد در لحد مارت شود
اگر وہ نیک ہو گا، ابدتک تیرا دوست ہو گا — اگر بد ہو گا تیرے لئے قبر میں سانپ ہو گا

ایں عمل ویں کسب در راہِ سداد — کے تواں کرد اے پدر بے اوستاد
یہ عمل اور یہ کمائی، سچائی کے راستہ میں — اے بابا! بغیر استاد کے کب کی جا سکتی ہے؟

دُوں تریں کسبے کہ در عالم رَوَد — ہیچ بے ارشادِ استادے بُوَد؟
کم درجہ کا پیشہ جو دنیا میں چالو ہے — کبھی استاد کی راہنمائی کے بغیر ہوا ہے

اولش ۲ علم ست وانگاہے عمل — تا دہد بر بعدِ مہلت تا اجل
اس پیشہ کی ابتداء جاننا پھر عمل کرنا ہے — تاکہ تھوڑی دیر بعد موت تک پھل دے

اِسْتَعِیْنُوْا فِی الْحِرَفِ یَا ذَا النُّهٰی — مِنْ کَرِیْمٍ صَالِحٍ مِّنْ اَهْلِهَا
اے عقلمند! پیشوں میں مدد حاصل کرو — کسی شریف نیک سے جو ان کا اہل ہو

اُطْلُبِ الدُّرَّ اَخِیْ وَسْطَ الصَّدَفْ — وَاطْلُبِ الْفَنَّ مِنْ اَرْبَابِ الْحِرَفْ
اے بھائی! موتی سیپ کے اندر تلاش کر — اور فن کو پیشہ وروں سے طلب کر

اِنْ رَاَیْتُمْ نَاصِحِیْنَ اَنْصِفُوْا — بَادِرُوْا التَّعْلِیْمَ لَا تَسْتَنْکِفُوْا
اگر تم نصیحت کرنیوالوں کو دیکھو خاموشی سے سنو — تعلیم کی طرف بڑھو، تکبر نہ کرو

دَرد باغی گر خلق پوشید مرد — خواجگیِ خواجہ را آں کم نہ کرد
اگر دباغی میں انسان نے پھٹا پرانا پہنا — اس نے شریف کی شرافت کو نہ گھٹایا

وقت ۳ دم آہنگر اریوشید دلق — احتشامِ او نشد کم پیشِ خلق
اگر (بھٹی) دھونکنے کے وقت لوہار نے گدڑی پہن لی — تو لوگوں کے سامنے اس کی عزت نہیں گھٹی

پس لباسِ کبر بیروں کن زتن — ملبسِ ذُل پوش در آموختن
تو تکبر کا لباس جسم سے اتار دے — سیکھنے میں ذلت کا لباس پہن لے

علم آموزی طریقش قولی ست — حرف آموزی طریقش فعلی ست
تو علم سیکھتا ہے تو اس کا طریقہ زبانی ہے — دستکاری سیکھتا ہے تو اس کا طریقہ عملی ہے

۱؎ باوفا۔ انسان کے نیک اعمال سے زیادہ بہتر کوئی سفر کا ساتھی نہیں ہے۔ گر بود۔ نیک عمل انسان کا یار بنے گا اور بد عمل اس کے لئے سانپ اور بچھو بنے گا۔ ایں عمل۔ یہ عمل اور ہنر بغیر استاد کے حاصل نہیں ہوتا ہے لہذا کسی کو شیخ بنا لے۔ ارشاد راہنمائی۔

۲؎ اولش۔ ہر چیز کا پہلے علم حاصل کیا جاتا ہے۔ پھر اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ حرف۔ حرفہ کی جمع ہے پیشہ ذا النہی۔ عقلمند صدف سیپی۔ درد باغی۔ انسان کی ظاہری حیثیت اس کے باطنی جوہر کو کم نہیں کرتی ہے۔ خلق۔ پرانا کپڑا۔

۳؎ وقت دم۔ دھونکنے کے وقت۔ آہنگر۔ لوہار۔ دلق۔ گدڑی۔ پس۔ جبکہ لباس پر بڑائی کا مدار نہیں ہے تو تعلیم حاصل کرنے میں ذلت اور مسکنت کا لباس اختیار کرنا چاہیے۔ علم علم کتابی زبانی سکھایا جاتا ہے ہنر عملی طور پر سکھایا جاتا ہے۔

فقر خواہی آں بصحبت قائم ست — نے زبانت کاری آید نہ دست
فقر چاہتا ہے وہ صحبت سے متعلق ہے — نہ تیری زبان کام آتی ہے نہ ہاتھ

دانشِ انوار ست در جانِ رجال — نے زراہِ دفتر و نے قیل وقال
انوار کا علم سلوک اولیاء لوگوں کے دل میں ہے — وہ حاصل نہیں ہوتا ہے نہ کتاب کے راستہ سے نہ گفتگو سے

دانشِ آں را ستاند جاں زجاں — نے زراہِ دفتر و نے از زباں
اس کا علم روح، روح سے حاصل کرتی ہے — نہ کتاب کے راستہ سے اور نہ زبان سے

دردلِ سالک اگر ہست آں رموز — رمزدانی نیست سالک را ہنوز
اگر سالک کے دل میں وہ رموز بھی ہیں — لیکن سالک کو ابھی ان کی سمجھ نہیں ہے

تا دلش [۲] را شرح آں سازد ضیا — پس اَلَمْ نَشْرَحْ بفر ماید خدا
جب تک کہ اس کے دل کیلئے نور اس کی تشریح نہ کردے — پھر خدا فرماتا ہے، کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولدیا؟

کہ درونِ سینہ شرحت دادہ ایم — شرح اندر سینہ ات بنہادہ ایم
یعنی ہم نے تیرے سینہ میں اس کی شرح عنایت کردی ہے — ہم نے تیرے سینہ میں شرح رکھ دی ہے

تو ہنوز [۳] از خارج آں را طالبی — محلبی از دیگراں چوں حالبی
تو ابھی تک باہر سے اس کا طالب ہے — تو (خود) دودھ کی جگہ ہے تو دوسروں سے دودھ کیوں دوہتا ہے؟

چشمۂ شیر ست در توبے کنار — تو چرامی شیر جوئی از تغار
تیرے اندر دودھ کا لا محدود چشمہ ہے — تو گڑھے سے دودھ کا جویا کیوں ہے؟

منفذے داری بہ بحر اے آبگیر — ننگ دار از آب جستن از غدیر
اے پانی حاصل کرنیوالے! تیرا سمندر تک راستہ ہے — حوض سے پانی لینے میں شرم کر

کہ اَلَمْ نَشْرَحْ نہ شرحت ہست باز — چوں شدی تو شرح جوی و کدیہ ساز
کیا "ہم نے نہیں کھولا" تیری شرح نہیں ہے پھر — تو شرح کا طالب اور بھکاری کیوں بنا ہے؟

در نگر در شرحِ دل در اندروں — تانہ یاید طعنہ لَا یُبْصِرُوْنْ
دل کی شرح کو باطن میں دیکھ لے — تاکہ "وہ نہیں دیکھتے ہیں" کا طعنہ نہ دیا جائے

تفسیر قولہ عزّوجلّ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ

اللہ تعالیٰ کے قول "اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو" کی تفسیر

[۱] فقر۔ فقر محض شیخ کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے نہ زبان سے نہ عمل سے ...... دانش انوار۔ انوار الٰہی کا علم وہ اولیاء کے دلوں میں ہے وہ دل دل سے حاصل کرسکتا ہے نہ زبان اور کتاب سے حاصل نہیں کرسکتا۔ دردل۔ سالک کے دل میں اگر کچھ اشارے بھی ہیں تو وہ ان اشاروں کے سمجھنے سے ابھی محروم ہے۔

[۲] تادلش۔ جب سالک کے لئے نور خداوندی ان ...... اشاروں کی تشریح کردیتا ہے تو اللہ کی جانب سے اَلَمْ نَشْرَحْ والی بشارت ملتی ہے اَلَمْ نَشْرَحْ۔ قرآن میں آنحضورؐ کے لئے فرمایا گیا ہے کیا ہم نے تمہارا شرح صدر نہیں کردیا۔ یعنی ہم نے وہ نور عنایت کردیا ہے جس سے تم رموز اور اشاروں کو سمجھ سکتے ہو۔ کہ اَلَمْ نَشْرَحْ میں آنحضورؐ سے فرمایا گیا ہے کہ ہم نے تمہارے سینہ میں وہ استعداد رکھ دی ہے۔

[۳] تو ہنوز۔ ایک عام انسان یہ سمجھتا ہے کہ علوم و اسرار کہیں باہر سے حاصل کئے جاتے ہیں یہ غلط ہے وہ علوم خود انسان کے دل اور روح میں موجود ہیں۔ محلب۔ دودھ کی جگہ۔ حالب۔ دودھ دوہنے والا۔ تغار۔ گڑھا۔ غدیر۔ حوض۔ کہ اَلَمْ نَشْرَحْ خطاب اگرچہ آنحضورؐ کو ہے لیکن ہر طالب حق اس میں داخل ہے۔ درنگر۔ انسان کا دل ایک جامع حقیقت ہے اس میں ذات و صفات باری تعالیٰ کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اگر اس میں مشاہدہ نہیں کرتا ہے تو ایسے شخص پر لَا يُبْصِرُوْنَ وہ نہیں دیکھتے ہیں کا طعنہ لگیگا جو کفار کے بارے میں ہے۔

شکّ ۱ اسبد پُر ناں تُرا بر فرقِ سَر — تو ہمی خواہی لَبِ ناں دَر بَدر
روٹیوں کی ایک بھری ٹوکری تیرے سر کی مانگ پر ہے — تو روٹی کا ٹکڑا در بدر مانگتا ہے

در سَرِ خود پیچ و ہِل خیرہ سَری — رَو دَرِ دل زن چرا بر ہر دَری
اپنے سر میں لگ اور بیہودہ پن چھوڑ — جا دل کا دروازہ کھٹکھٹا ہر دروازہ پر کیوں بجاتا ہے

تا بزانوئی میانِ آبِ جُو — غافل از خود زین و آں تو آبجُو
تو ران تک نہر کے پانی میں ہے — تو خود سے غافل ہے اس اور اس سے پانی کا جویاں ہے

بر سَرت نانست پایت اندر آب — وز عطش وز جوع گشتستی خراب
تیرے سر پر روٹی ہے اور تیرا پاؤں پانی میں ہے — اور تو پیاس اور بھوک سے تباہ ہے

پیش آب و پس ہم آبِ با مدد — چشمہا را پیش سدّ و خلف سَد
آگے بھی جاری پانی ہے اور پیچھے بھی — چشموں کے آگے بھی دیوار ہے اور پیچھے بھی دیوار ہے

اسپ ۲ زیر ران و فارس اسپ جُو — چیست ایں گفت اسپ ولیکن اسپ کو
گھوڑا ران کے نیچے ہے اور سوار گھوڑے کا جویاں ہے — یہ کیا ہے؟ گھوڑا ہے لیکن گھوڑا کہاں ہے؟

ہیں نہ اسپ ست ایں بزیر تو پدید — گفت آرے لیک اسپ خود کہ دید
ہائیں، تیرے نیچے کھلا ہوا یہ گھوڑا ہے — وہ کہتا ہے ہاں لیکن اپنا گھوڑا کس نے دیکھا ہے؟

مستِ آن و پیشِ رُویِ اُوست آں — اندر آب و بیخبر زآبِ رَواں
وہ اس پر عاشق ہے اور وہ اس کے منہ کے سامنے ہے — وہ پانی میں ہے اور جاری پانی سے بے خبر ہے

مستِ چیز و پیشِ رُویِ اُوست چیز — بیخبر زاں چیز و شرحِ خویش نیز
وہ ایک چیز پر عاشق ہے اور چیز اس کے منہ کے سامنے ہے — وہ اس چیز اور اپنی تفصیل سے بھی بے خبر ہے

چون ۳ گوہر در بحر گوید بحر کو — واں خیالِ چوں صدف دیوار اُو
جیسا کہ موتی سمندر میں کہے سمندر کہاں ہے؟ — وہ خیال سیپ کی طرح اس کی دیوار ہے

گفتنِ آں کو حجابش میشود — اَبر تابِ آفتابش میشود
اس کا کہنا وہ کہاں ہے؟ اس کا پردہ بنتا ہے — اور سورج کی چمک اس کیلئے ابر بنجاتی ہے

بندِ چشمِ اُوست ہم چشمِ بدش — عینِ رفعِ سدِّ اُو گشتہ سدش
اس کی بری آنکھ بھی اس کی آنکھ کا پردہ ہے — بعینہ دیوار کا ہٹانا اس کے لئے دیوار بنگیا

۱ شکّ سبد۔ ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ ذات حق ہر انسان کے ساتھ ہے لیکن آز حال ہے تو طلب بس اس کے مشاہدہ کی طلب ہونی چاہیے سبد۔ ٹوکری۔ در دل دل میں مشاہدہ کی کوشش کر در بدر اس کو ڈھونڈتا نہ پھر۔ تا بزانو۔ حضرت حق کو باہر تلاش کرنے والے کی ایک مثال تو یہی کہ روٹیوں کا طبق سر پر ہو اور وہ بھی روٹی مانگتا پھرے۔ دوسری مثال یہ ہے کہ انسان خود پانی میں کھڑا ہو اور دوسروں سے پانی مانگے۔

۲ اسپ۔ تیسری مثال یہ ہے کہ انسان گھوڑے پر سوار ہو اور اسی گھوڑے کو تلاش کرے لوگ اس سے پوچھیں کہ تو کس چیز پر سوار ہے تو اس کو کہنا پڑے کہ گھوڑے پر لیکن پھر بھی گھوڑے کو تلاش کرتے ہیں۔ اس گھوڑے سوار سے لوگ کہتے ہیں کہ گھوڑا تو تیرے نیچے موجود ہے وہ کہتا ہے ہاں لیکن مجھے گھوڑا نظر نہیں آرہا ہے۔ مست۔ وہ گھوڑے کی تلاش میں مدہوش بنا ہوا ہے اور گھوڑا اس کے سامنے موجود ہے اس کی مثال تو یہی ہے کہ انسان جاری پانی میں کھڑا ہو اور اس سے بیخبر بھی ہو۔

۳ چوں گوہر۔ چوتھی مثال یہ ہے کہ موتی سمندر میں ہو اور پھر سمندر کو تلاش کرے۔ جس طرح موتی کیلئے سیپ سمندر کو دیکھنے سے مانع ہے اسی طرح انسان کے اوہام اور خیالات مانع بنتے ہیں۔ گفتن او مطلوب کے قریب ہوتے ہوئے اس کا مطلوب کو پوچھنا اس مطلوب کا پردہ اور اس مطلوب کے آفتاب کی چمک اس کیلئے ابر بنجاتی ہے۔ بند چشم اس کی غلط نظر خود اس کی آنکھ کا پردہ ہے آنکھ کی آڑ کو ہٹانے والی چیز تھی وہ فوراً آڑ بن گئی۔

بندِ گوشِ اُو شدہ ہم گوشِ اُو　　ہوش با حق دار اے مدہوشِ اُو
اس کا کان بھی اس کے کان کی رکاوٹ ہو گیا　　اللہ کا ہوش کر، اے اس کے دیوانے!

ہوشِ راتو زیع کر دی بَر جہات　　می نیرزد ترّہَ آن ترّہات
تو نے ہوش کو (مختلف) جانبوں میں تقسیم کر دیا ہے　　وہ فضول (خیالات) ساگ کی قیمت کے نہیں ہیں

در تفسیر قول نبی علیہ السلام مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ ۲ هَمًّا وَّاحِدًا كَفَاهُ اللّٰهُ سَائِرَ هُمُوْمِهٖ وَمَنْ تَفَرَّقَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ لَا يُبَالِي اللّٰهُ فِيْ اَيِّ وَادٍ مِّنْهَا هَلَكَ

آنحضورؐ کے اس قول کی تفسیر کہ جس نے غموں کو ایک غم بنا لیا اللہ تعالیٰ اس کے سارے غموں کیلئے کافی ہو گیا اور جس کے متفرق غم ہیں تو اللہ اس سے بے نیاز ہے کہ وہ کونسی وادی میں تباہ ہوا

آبِ ہُشِ رامی کشد ہر بیخ و خار　　آبِ ہوشت چوں رسد سُوئے ثمار
ہر جڑ اور کانٹا ہوش کے پانی کو چوس رہا ہے　　پھلوں تک تیرے ہوش کا پانی کیسے پہنچے؟

آبہارا میکشد آں خس گیاہ　　آبِ ہوشت چوں رسد سُوئے آلہ
پانی کو معمولی گھاس پی رہی ہے　　تیرے ہوش کا پانی خدا تک کیسے پہنچے؟

ہیں بزنِ آں شاخِ بَدراخو کُنش　　آب دہ ایں شاخِ خوش رانو کُنش
خبردار اس بری شاخ کو کاٹ دے اور اس کو دور کر دے　　اس اچھی شاخ کو پانی دے، اس کو تازہ کر

ہر دو۳ سبز ند ایں زماں آخر نگر　　کیں شوَد باطل ازاں رَوید ثمر
اب دونوں سبز ہیں، انجام کو دیکھ　　یہ خراب ہو جائے گی، اس سے پھل پیدا ہونگے

آبِ باغ ایں را حلال آں را حرام　　فرق را آخر بہ بینی والسلام
باغ کا پانی اس کیلئے حلال اس کے لئے حرام ہے　　تو اخیر میں فرق کو سمجھے گا، والسلام

عدل چہ بُوَد؟ آب دہ اشجار را　　ظلم چہ بُوَد؟ آبِ دادن خار را
عدل کیا ہے؟ درختوں کو پانی دے　　ظلم کیا ہے؟ کانٹے کو پانی دینا

عدل وضعِ نعمتے در موضعش　　نے بہر بیخے کہ باشد آب کش
عدل، جگہ پر نعمت صرف کرنا ہے　　نہ کہ ہر جڑ کو پانی دینا جو پانی چوستی ہے

ظُلم چہ بُوَد؟ وضع دَر ناموضعے　　کہ نباشد جُز بلا را منبعے
ظلم کیا ہے؟ بے محل صرف کرنا　　جو صرف مصیبت کا چشمہ ہے

نعمتِ حق را بجان و عقل دہ　　نے بہ طبعِ پُر زحیرو پُر گرہ
اللہ تعالیٰ کی نعمت جان اور عقل کو دے　　نہ کہ پیچش اور گرہوں والی طبیعت کو

---

۱ بندِ گوش۔ ایسے ظلمت کا کان خود اس کو بہرا بنا دیتا ہے۔ مدہوش۔ بوزن۔ مبہوت وحشت زدہ۔ ہوش۔ انسان کی پراگندہ خیالی کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ وتفسیر۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو گندہ خیال نہ رہنا چاہیے۔

۲ ہموم۔ ہم کی جمع ہے آنیوالے کام کا غم و فکر۔ آب ہش۔ اگر انسان دنیاوی معاملوں کے سوچ بچار میں لگا رہے گا تو آخرت سے غافل ہو جائیگا ہیں۔ انسان دنیاوی فکروں سے بچیگا تو آخرت کی فکر میں لگیگا۔

۳ ہر دو۔ دنیا اور آخرت کی فکر میں سے آخرت کی فکر اچھے پھل لائے گی۔ آب۔ دنیا کے باغ کو فکر کا پانی دینا درست نہیں ہے۔ عدل۔ انصاف تو یہ ہے کہ انسان پھل دار درختوں کو پانی دے کانٹوں کی جھاڑی کو پانی نہ دے در موضعش۔ بھلائی کی جگہ بھلائی کرنا عدل ہے۔ ظلم کوئی کام بے موقع کرنا ظلم ہے۔ نعمت حق۔ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں سے روحِ انسانی کی تربیت کرنی چاہیے نہ کہ روحِ حیوانی کی۔

بار کُن ۱؎ بیگارِ غم را بَر تنت … بَر دل و جاں کم نہ آنجاں کَندنت

غم کی بیگار کو اپنے جسم پر سوار کر … دل اور جاں پر نہیں کیونکہ وہ جان کی تباہی ہے

بر سَرِ عیسیٰ نہادہ تنگِ بار … خر سکیزہ میزند دَر مر غزار

بوجھ کا گٹھر عیسیٰ کے سر پر رکھے ہوئے ہے … گدھا، چراگاہ میں دولتیاں مار رہا ہے

سُرمہ را دَر گوش کردن شرط نیست … کارِ دل را جُستن از تن شرط نیست

سرمہ کو کان میں لگانا مناسب نہیں ہے … دل کا کام جسم سے لینا مناسب نہیں ہے

گر دلی ۲؎ رو ناز کُن خواری مکَش … ورتنی شکر مَنوش وزہر چَش

اگر تو (مجسم) دل ہے جا فخر کر ذلت نہ اٹھا … اگر تو مجسم جسم ہے، شکر نہ کھا اور زہر چکھ

زہر تن را نافع ست و قَند بَد … تن ہُماں بہتر کہ باشد بے مَدد

جسم کے لئے زہر مفید اور شکر مضر ہے … جسم وہی بہتر ہے جو بے سہارا ہو

ہیزمِ دوزخ تنست و کم کُنش … وَر برویَد ہیں تو از بن بَر کَنش

جسم، دوزخ کا ایندھن ہے اس کو گھٹا … اگر وہ اگے خبردار! تو اس کو جڑ سے اکھاڑ دے

ورنہ حُمّالِ حَطب باشی حَطب … دَردو عالم ہمچو جُفتِ بُو لہب

ورنہ تو ایندھن ہی ایندھن کا بار بردار ہو گا … دونوں جہان میں ابو لہب کی بیوی کی طرح

از حطب ۳؎ شناس شاخِ سدرہ را … گرچہ ہَر دو سبز باشد اے فتیٰ

سدرۃ المنتہیٰ کی شاخ کو ایندھن کی لکڑی سے پہچان لے … اے نو جوان! اگرچہ دونوں سبز ہوں

اصلِ ایں شاخ ست از نار و دُخاں … اصلِ آں شاخ ست ہفتم آسماں

اس شاخ کی جڑ آگ اور دھواں ہے … اس شاخ کی جڑ، ساتویں آسمان پر ہے

ہست مانندِ ایں بصورت پیشِ حِس … کہ غلط بین ست چشم و کیشِ حِس

یہ جس کے سامنے (آپس میں) مشابہ ہیں … کیونکہ حس کی آنکھ اور طریقہ غلط بین ہیں ہے

ہست پیدا آں بہ پیشِ چشمِ دل … جہد کُن پیشِ دل آجہدُ المُقل

دل کی آنکھ کے لئے وہ واضح ہے … کوشش کر نادار کی سی کوشش دل کے سامنے آ

وَرنداری پا بجُنباں خویش را … تابہ بینی ہر کم و ہر بیش را

تو اگر پاؤں نہیں رکھتا ہے خود کو حرکت دے … تاکہ تو ہر کم و بیش کو دیکھ لے

۱؎ بار کُن۔ دنیاوی مخصو کو قالب تک محدود رکھو قلب تک نہ پہنچنے دو۔ برسر عیسیٰ۔ روح حضرت عیسیٰ جیسی چیز ہے اور جسم خرِ عیسیٰ ہے۔ بوجھ گدھے پر لادھنا چاہیے نہ کہ عیسیٰ پر۔ یہ حماقت ہے کہ عیسیٰ پر بوجھ لدھا ہوا ہو اور گدھا چمن میں مزے اڑائے۔ سُرمہ۔ ہر عمل کا ایک محل ہے۔ سرمہ کان میں لگانا حماقت ہے۔

۲؎ گر دلی۔ اگر تو مجسم روح و قلب بن گیا ہے تو اب مجاہدوں کی تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تو مجسم جسم ہے تو راحت طلبی چھوڑ کر مجاہدوں کا زہر کھا۔ زہر۔ یہ محنت اور مشقت جسم کے لئے مفید ہے اور راحت طلبی مضر ہے۔ ہیزم۔ انسان کا جسم دوزخ کا ایندھن ہے اس کو ختم کرنا چاہیے ورنہ تیرا لقب بھی وہی ہے جو ابولہب کی بیوی کا ہے قرآن نے اس کو حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کہا ہے۔ یعنی دوزخ کا ایندھن اٹھانیوالی۔

۳؎ از حطب۔ جسم دوزخ کا ایندھن اور روح سدرۃ المنتہیٰ کی شاخ ہے دونوں میں فرق کر لے۔ اصل ایں۔ جسم کی شاخ دھوئیں اور آگ کی جڑ ہے اور روح کی شاخ عالم بالا کی چیز ہے۔ ہست مانند یہ دونوں شاخیں یکساں نظر آتی ہیں جس کی حِس آنکھ کی غلط بینی ہے۔ چشم دل۔ دل کی آنکھ سے دیکھ دونوں میں فرق نظر آئیگا۔ ورنداری۔ انسان کو غلط بینی سے نکلنے کی بہر صورت کوشش کرنی چاہیے اگر پاؤں نہیں ہیں تو جسم کو ہی سرکانا چاہیے۔

کایں تحرّک شد تبرّک را کلید　　وز تحرّک اگردی اے دل مُستفید
کیونکہ یہ حرکت کرنا برکت حاصل کرنے کی کنجی ہے　　اے دل! تو حرکت سے فائدہ مند ہو گا

در معنیٔ ایں رباعی
اس رباعی کے معنی (کے بیان) میں

گر راہروی راہ بَرت بگشایند　　ورنیست شوی بہستیت بگرایند
اگر تو رہِ طریقت پر چلیگا تیرے لئے راستہ کھول دینگے　　اگر تو فنا ہو جائیگا تجھے بقا کی طرف مائل کر دینگے
وَرپست شوی نگنجی اندر عالم　　وانگاہ تُرابے تو بتو بنمایند
اگر تو پست ہو جائے تو تو عالم میں نہ سمائے گا　　اس وقت تجھے بغیر تیرے (وجود کے) دکھائینگے

گرز ۲ لیخابست در ہا ہر طرف　　یافت یوسفؑ ہم ز جنبش منصرف
اگرچہ زلیخا نے ہر طرف دروازے بند کر دیئے　　یوسفؑ نے بھی حرکت سے واپسی کی جگہ پا لی
چوں توکل کرد یوسفؑ بر جہید　　باز شد قفلِ دَر و رہ شُد پدید
جب یوسفؑ نے توکل کیا اور کودے　　دروازے کا تالا کھل گیا اور راستہ ظاہر ہو گیا
گرچہ رخنہ نیست عالَم را پدید　　خیرہ یوسفؑ وارمی باید دَوید
اگرچہ دنیا کا کوئی شگاف نظر نہیں آتا ہے　　یوسفؑ کی طرح اندھا دھند بھاگنا چاہیے
تا کشاید قفل وَرہ پیدا شوَد　　سُوئے بیجائی شمارا جا شود
تاکہ تالا کھلے اور راستہ ظاہر ہو جائے　　لا مکاں کی جانب تمہارے لئے جگہ ہو جائے
آمدی ۳ اندر جہاں اے ممتحن　　ہیچ می بینی طریقِ آمدن
اے آزمائش میں پڑے ہوئے! تو دنیا میں آیا　　کچھ تجھے آنے کا راستہ نظر آیا؟
توز جائے آمدی وز موطنے　　آمدن را راہ دانی ہیچ نے
تو ایک جگہ اور ایک وطن سے آیا　　تو آنے کا راستہ جانتا ہے، کچھ بھی نہیں
گر ندانی تا نگوئی راہ نیست　　زیں رہِ بے راہ مارا رفتنی ست
اگر تو نہیں جانتا ہے، ہرگز نہ کہہ کہ راہ نہیں ہے　　ہمیں اسی بغیر راستہ کے راستے سے جانا ہے
میروی در خواب شاداں چپ وراست　　ہیچ دانی راہِ آں میداں کجاست
تو خواب میں خوشی خوشی دائیں بائیں جاتا ہے　　تو کچھ جانتا ہے کہ اس میدان کا راستہ کدھر ہے؟
توبہ بند آں چشم و خود تسلیم کن　　خویش را بینی دراں شہرِ کہن
تو اس آنکھ کو بند کر لے اور خود کو سپرد کر دے　　تو اپنے آپ کو اس قدیم شہر میں دیکھے گا

۱ وز تحرک۔ برائی سے حتی المقدور بچنا مفید ہے گر راہِ۔ جب انسان رہِ طریقت میں کوشاں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ راستہ دکھاتے ہیں اگر فنا اختیار کرتا ہے تو اس کو بقا نصیب ہوتی ہے ور پست۔ انسان جس قدر کسرِ نفسی اختیار کرتا ہے اسی قدر اس کو بلندی نصیب ہوتی ہے۔

۲ گرز لیخا۔ حضرت یوسفؑ نے زنا سے بچنے کی کوشش کی تو زلیخا کے بند کئے ہوئے دروازے کھل گئے اور حضرت یوسفؑ زلیخا کے پھندے سے بچ نکلے۔ گرچہ رخنہ۔ دنیا سے بھاگ نکلنے کے لئے اگرچہ دروازہ نظر نہیں آرہا ہے لیکن جب انسان کوشش کرتا ہے تو راہ پیدا ہو جاتی ہے اور لامکان کا راستہ پالیتا ہے۔

۳ آمدی۔ انسان عالمِ بالا سے جس راستہ سے آیا ہے وہ بھی اس کی نظروں سے غائب ہے اسی طرح وہ غائب راستہ سے عالمِ بالا تک جا بھی سکتا ہے۔ توز جائے۔ انسان عالمِ بالا سے آیا ہے اور اس کو آنے کا راستہ معلوم نہیں ہے۔ گر ندانی۔ راستہ نظر نہ آنے کی وجہ سے اس راستہ کا انکار نہ کر اسی راستہ سے واپس جانا ہے۔ میروی۔ انسان خواب میں راستہ کو بغیر جانے ہوئے چلتا ہے۔ توبہ بند۔ انسان کو حسی آنکھ کو بند کر کے خود کو خدا کے حوالہ کر دینا چاہیے تب وہ عالمِ آخرت کا مشاہدہ کر سکیگا۔

چشم ۱ چوں بندی کہ صد چشم و خمار بند چشم تست ایں سُو از غرار

تو آنکھ کیسے بند کریگا؟ کیونکہ سینکڑوں آنکھیں اور نشہ غفلت کی وجہ سے اس جانب کیلئے تیری آنکھ کا پردہ ہیں

چار چشمی توز عشقِ مُشتری بر امید مہتری و سروری

تو (اپنے) خریدار کے عشق میں چار آنکھوں والا ہے بڑائی اور سرداری کی امید پر

گر بخسپی مُشتری بینی بخواب چغد بد کے خواب بیند جز خراب

اگر تو سوتا بھی ہے تو خواب میں خریدار کو دیکھتا ہے منحوس چغد ویرانہ کے سوا کب دیکھتا ہے؟

مُشتری ۲ خواہی بہر دم پیچ پیچ تو چہ داری کہ فروشی؟ ہیچ ہیچ

تو ہر وقت پیچ و تاب میں خریدار کا خواہشمند ہے تو رکھتا کیا ہے؟ کہ بیچے گا؟ کچھ بھی نہیں

گر تُرا نانے بُدے یا چاشتے از خریداراں فراغت داشتے

اگر تجھے روٹی یا ناشتہ حاصل ہوتا تو خریداروں سے بے نیاز ہوتا

گر درِ انباں مر ترا نانے بُدے از خریداراں دلت فارغ شدے

اگر تھیلے میں تیری روٹی ہوتی تو تیرا دل خریداروں سے بے نیاز ہوتا

قصہ آں شخصے کہ دعویٰ پیغمبری میکرد گفتندش کہ چہ خوردہٗ کہ گیج شدہٗ و یاوہ میگوئی گفت اگر چیزے یافتمے کہ خوردمے نہ گیج شدمے و نہ یاوہ گفتمے کہ ہر سخنِ نیک کہ با غیر اہلش گویند یاوہ گفتہ باشند اگرچہ دراں گفتن مامور باشند

اس آدمی کا قصہ جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا، لوگوں نے اس سے کہا تو نے کیا کھا لیا ہے کہ احمق بنا اور بکواس کرتا ہے اس نے کہا کہ اگر میں کوئی چیز پا لیتا جو کہ میں کھا لیتا نہ احمق ہوتا اور نہ بکواس کرتا کیونکہ ہر بھلی بات جو نا اہلوں سے کہتے ہیں، بکواس بکتے ہیں اگرچہ وہ اس کہنے میں خدا کی جانب سے مقرر ہوں

آں یکے ۱ می گفت من پیغمبرم وز ہمہ پیغمبراں فاضل ترم

ایک شخص کہتا تھا، کہ میں پیغمبر ہوں اور میں تمام پیغمبروں سے بڑھ کر ہوں

گردنش بستند و بُردندش بشاہ کایں ہمی گوید رسولم از آلہ

لوگوں نے اسکی گردن باندھی اور اس کو بادشاہ کے پاس لے گئے کہ یہ کہتا ہے کہ میں خدا کی جانب سے رسول ہوں

---

۱ چشم چوں بندی۔ دنیا سے تو آنکھیں بند نہ کر سکے گا کیونکہ تیری سینکڑوں لالچ سے مست نظروں نے تیری نظر بندی کر دی۔ بےطرح تو دنیا کی مزخرف چیزوں کو دیکھ رہا ہے چار چشمی۔ تو ہر وقت اپنی سرداری اور بڑائی کے خیال سے اپنے معتقدوں کا منتظر بیٹھا ہوا ہے۔ گر بخسپی۔ تجھے سونے میں بھی یہی خواب اسی طرح نظر آتے ہیں جیسے الو کو خواب میں ویرانہ نظر آتا ہے۔

۲ مُشتری۔ تو اپنے خریداروں کا تو منتظر رہتا ہے لیکن تیرے پاس انکے ہاتھ فروخت کرنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ گر ترا۔ اگر تیرے پلے میں کچھ ہوتا تو پھر تو خریداروں کا منتظر ہی نہ ہوتا عوام میں مقبولیت اور عوام کو گرویدہ کرنے کی وہی شخص کوشش کرتا ہے جو تہی دست ہوتا ہے آنے والے قصے سے یہی [illegible] مقصود ہے۔

۳ آں یکے ایک مسخرا تھا جس نے افلاس سے مجبور ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا تاکہ اس کے ذریعہ ہی کچھ کمائے وہ اپنی گفتگو میں ایسے جملے استعمال کرتا تھا جن کے دو معنیٰ ہو سکتے تھے ایک معنیٰ نبوت کے دعوے پر محمول ہو سکتے تھے دوسرے معنیٰ کا نبوت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ پیغمبرم۔ دنیا کی ہر چیز کوئی پیغام دیتی ہے یہ انسان تھا لہٰذا تمام مخلوقات سے افضل تھا نیز یہ معنیٰ بھی ہیں کہ میں پیغمبر ہوں اور دنیا کے سب پیغمبروں سے افضل ہوں۔

خلق بروے جمع چوں مور و ملخ　　　　کہ چہ مکرست و چہ تزویر و چہ فجّ[۱]

لوگ اس پر چیونٹیوں اور ٹڈیوں کی طرح جمع تھے　　　　کہ کیا مکر ہے اور کیا مکاری اور کیا چال ہے؟

گر رسول آنست کا ید از عدم　　　　ما ہمہ پیغمبریم و محتشم

اور اگر رسول وہ ہوتا ہے جو عدم سے آئے　　　　تو ہم سب پیغمبر اور معزز ہیں

ما از آنجا آمدیم اینجا غریب　　　　تو چرا مخصوص باشی اے ادیب

ہم اس جگہ سے آئے ہیں، یہاں مسافر ہیں　　　　اے استاد! تو کیوں مخصوص ہو گا؟

داد ایشاں را جواب آں خوش رسول　　　　کاے گروہِ کور و نادان و فضول

اس بھلے رسول نے ان کو جواب دیا　　　　کہ اے اندھو اور بیہودہ اور نادانوں کے گروہ!

ایں ندانستید اے قوم از قضا　　　　بیخبر اینجا رسید ید از عمیٰ

اے قوم! تم یہ نہیں سمجھتے کہ تقدیر سے　　　　تم اندھے پن سے بے خبری میں یہاں آ گئے ہو

ہمچو[۲] طفلِ خفتہ ایں جا آمدید　　　　بیخبر از راہ واز منزل بُدید

تم سوئے ہوئے بچے کی طرح یہاں آ گئے ہو　　　　تم راہ و منزل سے بے خبر تھے

از منازل خفتہ بگذشتید و مست　　　　بیخبر از راہ و از بالا و پست

تم سوتے ہوئے اور بیہوشی میں منازل سے گذر گئے　　　　راستہ اور نشیب و فراز سے بے خبر

ما بہ بیداری رواں گشتیم و خوش　　　　از ورائے پنج و شش تا پنج و شش

ہم بیداری میں اور خوشی سے چلے　　　　بغیر پانچ اور چھ کی جگہ سے پانچ اور چھ والی جگہ تک

دیدہ منزل ہاز اصل واز اساس　　　　چوں قلاوزاں خبیر و رہ شناس

جڑ اور بنیاد سے منزل کو دیکھا　　　　راہبروں کی طرح باخبر اور روشناس بنکر

شاہ[۳] را گفتند اشکنجش بکن　　　　تا نگوید جنسِ او ہیچ ایں سخن

لوگوں نے بادشاہ سے کہا اس کو شکنجے میں ڈال دیجئے　　　　تاکہ اس جیسا کبھی کوئی ایسی بات نہ کہے

شاہ دیدش بس نزار و بس ضعیف　　　　کہ بیک سیلی بمیرد آں نحیف

شاہ نے اس کو بہت لاغر اور کمزور دیکھا　　　　کہ وہ کمزور ایک طمانچے سے مر جائیگا

کے تواں اُورا فشردن یا زدن　　　　کہ چو شیشہ گشتہ است اُورا بدن

اس کو کب بھینچا یا مارا جا سکتا ہے　　　　کیونکہ اس کا بدن شیشہ کی طرح ہو گیا ہے

لیک با اُو گویم از راہِ خوشی　　　　کہ چرا داری تو لاف سرکشی

لیکن میں اس کو خوشی سے کہوں گا　　　　کہ تو بکواس کی سرکشی کیوں کرتا ہے؟

۱ فجّ۔ جان۔ گر رسول اس مسخرے نے اپنے رسول ہونے کا مطلب یہ بتایا تھا کہ وہ اللہ کے پاس سے دنیا میں آیا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے ملک عدم سے دنیا میں بھیجا ہے۔ ما از انجا۔ لوگوں نے کہا اگر رسول کا مطلب یہ ہے تو ہم سب بھی ملک عدم سے دنیا میں آئے ہیں لہذا ہم سب رسول ہیں تیری کیا خصوصیت ہوئی ایں ندانستید۔ اس مسخرے نے ان کو جواب دیا بیشک تم بھی ملک عدم سے آئے ہو لیکن ایسے اندھے پن سے آئے ہو کہ نہ تمہیں راستہ کا پتہ چلا نہ منزل کا۔

۲ ہمچو۔ مسخرے نے کہا تم لوگ سوتے ہوئے بچے کی طرح ملک عدم سے راستہ طے کر کے دنیا میں آئے ہو۔ ما بہ بیداری۔ میں ملک عدم سے بیداری کی حالت میں دنیا میں آیا ہوں۔ پنج۔ یعنی پانچوں حواس شش۔ یعنی چھ جانبیں۔ قلاوز۔ راہبر۔

۳ شاہ را۔ لوگوں نے شاہ سے اس کو سزا دینے کا مطالبہ کیا شاہ نے اس کو بہت کمزور دیکھا۔ سیلی۔ طمانچہ نحیف۔ لاغر۔ کے تواں۔ چونکہ وہ بہت کمزور ہے سزا کو برداشت نہ کر سکے گا۔ لیک۔ شاہ نے سوچا کہ بجائے سزا کے اس کو سمجھاؤ۔

که درشتی ناید اینجا هیچ کار
کیونکہ اس جگہ سختی کار آمد نہ ہو گی

که بنرمی[1] سر کند از غار مار
کیونکہ سانپ نرمی سے غار سے باہر آتا ہے

مردماں را، دُور کرد از گردِ وے
لوگوں کو اس کے چاروں طرف سے ہٹا دیا

شه لطیفے بُود و نرمی وردِ وے
بادشاہ خوش مزاج تھا اور نرمی اس کی عادت تھی

پس نشاندش باز پرسیدش زجا
تو اس کو بٹھایا پھر اس سے وطن پوچھا

که کجا داری معاش و مُلتجا
کہ تو روزگار اور ٹھکانا کہاں رکھتا ہے؟

گفت اے شه ہستم از دارالسّلام
اس نے کہا، اے بادشاہ! میں دارالسلام کا ہوں

آمده ز انجا بدیں دارالملام
اس جگہ سے اس ملامت کے گھر آ گیا ہوں

نے مرا خانہ ست و نے یک ہمنشیں
نہ میرا گھر ہے اور نہ کوئی ساتھی ہے

خانہ کے کرد ست ماہے در زمیں
چاند نے زمین پر کب گھر بنایا ہے؟

پادشاہ[2] از رُوئے لاغش گفت باز
بادشاہ نے مذاق میں پھر اس سے کہا

که چه خوردی و چه داری چاشت ساز
کہ تو نے کیا کھایا ہے اور تیرے پاس ناشتہ کیلئے کیا ہے؟

اشتہا داری چه خوردی با مداد
تجھے بھوک ہے؟ تو نے صبح کیا کھایا ہے؟

که چنیں سر مستی و پر لاف و باد
کہ تو اس قدر نشہ میں اور شیخی اور تکبر سے بھرا ہوا ہے

گفت گر نانم بُدے خشک وتری
اسنے کہا اگر میرے پاس باسی یا تازہ روٹی ہوتی

کے کنم من دعوی پیغمبری
میں پیغمبری کا دعویٰ کب کرتا؟

دعوئ پیغمبری با ایں گروه
یہ اس جماعت کے سامنے پیغمبری کا دعویٰ کرنا

ہمچناں باشد که دل جُستن زکوه
ایسا ہے جیسا کہ پہاڑ میں سے دل تلاش کرنا

کس[3] زکوه سنگ عقل و دل نجست
پہاڑ اور پتھر سے کسی شخص نے عقل اور دل کی جستجو نہیں کی ہے

فہم و ضبطِ نکتۂ مُشکل نجست
مشکل نکتہ کی سمجھ بوجھ کو نہیں تلاش کیا ہے

ہر چه گوئی باز گوید که ہماں
تو جو کچھ کہتا ہے وہ اس کو دھرا دیتا ہے کہ وہی

میکُند افسوس چوں مُستہزیاں
مذاق کرتا ہے جس طرح مذاق اڑانے والے

از کجا ایں قوم و پیغام از کجا
کہاں یہ قوم، کہاں پیغام (خداوندی)

از جمادے جاں کرا باشد رجا
پتھر سے کس کو جان کی امید ہوتی ہے؟

گر تو پیغامِ زنے آری و زر
اگر تو عورت کا پیغام لائے اور سونا

پیشِ تو بنہند جُملہ سیم و سَر
تیرے سامنے سب چاندی اور سر رکھ دیں گے

[1] که بزبنرمی۔ بین بجانے سے سانپ سوراخ سے باہر نکل آتا ہے۔ مردماں۔ شاہ نے تنہائی میں اس سے پوچھا کہ کہاں کا رہنے والا ہے اور کیا کام کرتا ہے۔ گفت۔ اس نے کہا دارالسلام سے دارالملام میں آیا ہوں۔ دارالسلام۔ سلامتی کا گھر عالم بالا۔ دارالملام۔ ملامت کا گھر، دنیا۔ ماہے۔ میں چاند کی طرح ہوں لہٰذا نہ میرا کوئی گھر متعین ہے نہ کوئی ہمنشین ہے

[2] بادشاہ۔ بادشاہ نے تفریحاً اس سے کہا کہ تو نے کیا کھایا تھا اور ناشتہ کے لئے تیرے پاس کیا ہے۔ گفت۔ اس نے کہا اگر کچھ ہوتا تو میں پیغمبری کا دعویٰ کیوں کرتا دعوی ان لوگوں میں پیغمبری کا دعویٰ ایسا ہی مشکل کام ہے جیسا کہ کوئی پہاڑ میں دل کی تلاش کرے۔

[3] کس۔ پہاڑ اور پتھر کا دل کوئی تلاش نہیں کرتا ہے نہ ان سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ باریک اور مشکل نکتے سمجھیں گے ہر چہ۔ پہاڑ سے تم جو کچھ کہو گے وہ بازگشت آواز سے تمہارا مذاق ہی اڑائے گا۔ از کجا۔ یہی حال اس قوم کا ہے کہ خدا کے پیغام سے ان کو کوئی مناسبت نہیں ہے۔ گر تو۔ ہاں اگر ان کے پاس کسی حسین عورت کا پیغام لاؤ تو سب کچھ قربان کردیں گے۔

کہ فلاں جاشاہدے می خواندت | عاشق آمد بر تو وی داندت
کہ فلاں جگہ ایک معشوق تجھے بلاتا ہے | وہ تجھ پر عاشق ہو گیا ہے اور تجھے جانتا ہے

وَر تو پیغامِ خدا آری چو شہد | کہ بیا سُوی خدا اے نیک عہد
اور اگر تو شہد جیسا خدا کا پیغام لائے | کہ اے قول و قرار کے سچے! اللہ کی جانب آجا

از جہانِ مرگ سُوی برگ رَو | چوں بقا ممکن بُوَد فانی مشو
موت کی دنیا سے ساز وسامان (کے عالم) کیجانب چل | جب بقا ممکن ہو تو ہلاک نہ ہو

قصد خونِ تو کنند و جان و سَر | نز[2] برائے حمیتِ دین و ہُنر
تیرے خون اور جان اور سر کا قصد کریں گے | ہنر مندی اور دین کی حمایت کی وجہ سے نہیں

بلکہ از چفسیدگی بر خانماں | تلخ شاں آید شنیدن ایں بیاں
بلکہ گھر بار کی وابستگی کی وجہ سے | ان کو یہ بات سننا کڑوا معلوم ہوتا ہے

سبب عداوت عام و بیگانہ زیستن ایشان با ولیائے خدا کہ بحق شان میخوانند و بآب حیات ابدی ار شادی نمایند

عوام کی عداوت اور ان کے خدا کے اولیاء سے بیگانہ ہو کر زندگی کا یہ سبب ہوئے کہ وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور ہمیشگی کے آب حیات کیطرف راہنمائی کرتے ہیں

خرقۂ بر ریش خر چفسیدہ سخت | چونکہ خواہی بر کَنی ز و لخت لخت
پٹی گدھے کے زخم پر سخت چپکی ہوئی ہے | جب تو اس سے ٹکڑے ٹکڑے اکھاڑے گا

جُفتہ اندازد یقیں آں خر ز درد | حبّذا آں کس کزو پر ہیز کرد
وہ گدھا یقیناً تکلیف کی وجہ سے دولتی مارے گا | خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس سے بچ گیا

خاصہ[3] پنجہ ریش و ہر جا خرقۂ | بر سَرش چفسیدہ دَر نم غرقۂ
خصوصاً جبکہ پچاس زخم ہوں اور ہر جگہ پٹی | (پیپ کی) نمی میں اس پر چپکی ہوئی ہو

خانماں چوں خرقۂ وایں حرص ریش | حرص ہر کہ بیش باشد ریش بیش
گھر اور پٹی ہے اور یہ حرص زخم ہے | جس کو زیادہ حرص ہو گی اس کے زخم زیادہ ہونگے

خانمانِ چغد ویران ست و بس | نشنود اوصافِ بغداد و طَبس
چغد کا گھر بار صرف ویرانہ ہے | وہ بغداد اور طبس کی خوبیاں نہیں سنتا ہے

گر بیاید باز سُلطانی ز راہ | صد خبر آرد بدیں چغداں ز شاہ
اگر شاہی باز راستہ طے کر کے آئے | ان چغدوں کو بادشاہ کی سینکڑوں خبریں سنائے

---

[1] کہ فلاں۔ اگر ان کو یہ پیغام دو کہ فلاں جگہ ایک معشوق ہے۔ وہ تم پر عاشق ہے اور تمہیں خوب جانتا ہے۔ ور تو۔ یعنی اگر انہیں خدا کی طرف بلاؤ تو ناگوارا ہوتا ہے۔ از جہاں۔ یہ پیغام دو کہ فانی دنیا سے آخرت کی طرف رجوع کرو۔ قصد۔ تو یہ لوگ اس پیغام پر پیغامبر کی جان کے دشمن بن جاتے ہیں۔

[2] نز۔ یہ لوگ اللہ کے پیغام کو جو رد کرتے ہیں تو کسی دین کی حمایت میں نہیں کرتے ہیں بلکہ چونکہ ان کو اس فانی دنیا سے دلچسپی ہے اس لئے رد کرتے ہیں اور ان کو میٹھا پیغام تلخ لگتا ہے اور ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ خرقہ۔ زخمی گدھے کے زخم دھونے کے لئے اگر کوئی شخص اس کے پھاہے اکھاڑتا ہے تو وہ گدھا لاتیں ملتا ہے۔

[3] خاصہ۔ خصوصاً جب زیادہ اور خراب زخم ہوں اور پھاہے پھر چپک گئے ہوں تو گدھا زیادہ لاتیں مارتا ہیں۔ خانماں۔ ان دنیاداروں کی حرص انکے زخم ہیں اور گھر بار ان زخموں کے پھاہے ہیں۔ چغد۔ الو کا مسکن ویرانہ ہے اگر اس کو کوئی بغداد اور طبس شہروں کو خوبی سنائیگا تو وہ کبھی سننے کے لئے تیار نہ ہو گا۔ گر بیاید۔ اگر کوئی اللہ کا پیغمبر انکو اللہ کی باتیں سناتا ہے تو یہ دنیا دار چغد اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

شرح دارُالمُلک و باغستان و جُو — پس برو افسوس دارد ہر عدو
دارالسلطنت اور باغ اور نہر کی تفصیل — تو ہر دشمن اس کا مذاق اڑائے گا

کہ چہ[۱] باز آورد افسانہ کہن — کز گزاف ولاف میبافد سخن
کہ باز پرانا قصہ کیوں لایا — کہ بیہودہ اور شیخی کی باتیں کر رہا ہے

کہنہ ایشانند و بوسیدہ ابد — ورنہ آں دم کہنہ رانو میکند
پرانے اور ہمیشہ کے لئے سڑے ہوئے وہ ہیں — ورنہ وہ بات پرانے کو نیا کر دیتی ہے

مُردگانِ کہنہ راجاں میدہد — تاجِ عقل و نورِ ایماں میدہد
پرانے مردوں کو جان عطا کر دیتی ہے — عقل کا تاج اور ایمان کا نور دے دیتی ہے

دل مدزد از دلربائے روح بخش — کہ سوارت میکند بر پشتِ رخش
روح بخشنے والے معشوق سے دل نہ چرا — کیونکہ وہ تجھے عمدہ گھوڑے پر سوار کر دیگا

سر[۲] مدزد از سرفرازِ تاج دہ — کوز پائے دل کشاید صد گرہ
سر بلند کرنیوالے تاج بخشنے والے سے سر نہ چھپا — کیونکہ وہ دل کے پاؤں سے سینکڑوں گرہ کھولدیگا

باکہ گویم؟ در ہمہ دہ زندہ کو — سوئے آبِ زندگی پوئیندہ کو
کس سے کہوں، پورے گاؤں میں زندہ کون ہے؟ — آب حیات کی جانب دوڑنیوالا کون ہے؟

تو بیک خواری گریزانی زعشق — تو بجز نامے چہ میدانی زعشق
تو ایک ذلت کیوجہ سے عشق سے بھاگ جانیوالا ہے — تو عشق کے نام کے سوا کیا جانتا ہے؟

عشق را صد نازو استکبار ہست — عشق باصد نازمی آید بدست
عشق کے سینکڑوں ناز اور غرور ہیں — عشق سینکڑوں نازوں سے ہاتھ لگتا ہے

عشق[۳] چوں وافی ست وافی میخرد — در حریفِ بیوفائی ننگرد
عشق چونکہ وفادار ہے، وفادار کا خریدار ہے — بیوفا دوست کی طرف نظر نہیں کرتا ہے

چوں درخت ست آدمی و بیخ عہد — بیخ راتیمار می باید بجہد
انسان درخت کی طرح ہے اور (وفا) عہد جڑ ہے — جڑ کی کوشش سے حفاظت کرنی چاہیے

عہدِ فاسد بیخِ بوسیدہ بُوَد — وز ثمارِ لطف ببریدہ بُوَد
خراب عہد، سڑی ہوئی جڑ ہوتا ہے — اور مہربانی کے پھلوں سے کٹا ہوا ہوتا ہے

[۱] کہ چہ۔ دنیادار پیغمبر کی باتوں پر کہتے ہیں کہ یہ پرانی کہانیاں ہیں۔ کہنہ۔ یہ خود پرانے اور بوسیدہ ہیں ورنہ یہ باتیں تو پرانے کو بھی نیا بنا دیتی ہیں۔ مردگاں۔ جن لوگوں کے دل مردہ ہو چکے ہیں یہ باتیں انکو نئی زندگی بخشدیتی ہیں عقل کا تاج اور ایمان کا نور عطا کردیتی ہیں۔ دل مدزد۔ اس دلربا کی ان باتوں سے دل نہ چرا وہ تیرے سرکش نفس پر تجھے قابو دیدیگا۔

[۲] سر مدزد۔ یہ پیغمبر وقت تجھے تاج پہنا دیگا تیرے دل کی گرہیں کھول دے گا۔ باکہ گویم۔ لیکن ان باتوں کے سننے والے کہاں ہیں۔ آب حیات کے طالب مفقود ہیں۔ تو بیک خواری۔ عشق میں اگر ایک ذلت اٹھانی پڑ جائے تو تو عشق کو چھوڑ بھاگتا ہے تو نے صرف عشق کا نام سنا ہے اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہے عشق بہت متکبر اور نازوں بھرا ہے بہت مصیبتوں سے ہاتھ لگتا ہے۔

[۳] عشق۔ عشق وفادار ہے وہ وفاداری کو حاصل ہوتا ہے وہ بے وفا کی طرف نظر بھر کر بھی نہیں دیکھتا ہے۔ بیخ عہد۔ انسانیت کی اصل اور جڑ وفاداری ہے اور درخت کی جڑ کی حفاظت ضروری ہے۔ عہد فاسد۔ جس شخص میں وفاداری نہ ہو وہ اس درخت کی طرح ہے جو جڑ گل جانے سے پھلوں سے محروم ہو گیا ہو۔

شاخِ او برگِ نخل اگرچہ سبز بُود — با فساد بیخ سبزی نیست سُود

کھجور کی شاخ اور پتے اگرچہ سبز ہوں — جڑ کی خرابی کے ہوتے ہوئے سبزی مفید نہیں ہے

وَرندارد برگِ سبزو بیخ ہَست — عاقبت بیروں کند صد برگ دست

اور اگر سبز پتے نہ ہوں اور جڑ (صحیح) ہے — انجام کار سینکڑوں پتے ہاتھ نکالیں گے

تو مشو غرّہ بعلمش عہد جُو — علم چوں قشرست عہدش مغز اُو

تو اس کے علم سے دھوکا نہ کھا، عہد کی جستجو کر — علم چھلکا جیسا ہے اس کا عہد اس کا مغز ہے

دَربیان۲ آنکہ مُردبَد کار چوں مستمکن شود دَر بد کاری و اثرِ دولتِ نیکو کاراں بہ بیند شیطان صفت شود و مانعِ خیر گردد از حَسَد

اس کا بیان کہ بدکار انسان جب بدکاری میں لگ جاتا ہے اور نیکوں کی دولت کا اثر دیکھتا ہے شیطان جیسا بن جاتا ہے اور حسد سے شیطان کی طرح بھلائی کیلئے مانع

ہمچوں شیطاں کہ خرمن سوختہ ہمہ را خرمن سوختہ خواہد

بنجاتا ہے کیونکہ جس کا کھلیان جل گیا ہو سب کو جلے ہوئے کھلیان والا چاہتا ہے

اَرَاَیۡتَ الَّذِیۡ یَنۡهٰی عَبۡدًا اِذَا صَلّٰی

کیا تو نے نہیں دیکھا اس کو جو بندے کو منع کرتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھے

وافیاں راچوں بہ بینی کردہ سُود — توچو شیطانے شوی آنجا حَسُود

جب تو وفا داروں کو سود مند دیکھتا ہے — تو تو شیطان کی طرح اس وقت حاسد بنجاتا ہے

ہرکہ راباشد مزاج و طبع سُست — او نخواہد ہیچکس راتندرست

جس شخص کا مزاج اور طبیعت مریض ہو — وہ کسی کو تندرست دیکھنا پسند نہیں کرتا

گر نخواہی رشکِ ابلیسی بیا — از درِ دعوے بدر گاہِ وفا

اگر تو شیطان کا سا حسد نہیں کرنا چاہتا ہے، آ جا — دعوے کے دروازے سے ہٹ کر وفا کی درگاہ میں

چوں۳ وفایت نیست بارے دم مزن — کایں سخن دعویست اغلب ما ومن

جبکہ تجھ میں وفا نہیں ہے اس کا نام نہ لے — کیونکہ یہ بات اکثر تکبر کا دعوی ہے

ایں سخن دَر سینہ دخلِ مغزہاست — دَرخموشی مغزِ جاں راصد نماست

یہ بات سینے میں مغزوں کی آمدنی ہے — چپ رہنے میں جان کے مغز کا بہت اضافہ ہے

چوں بیامد دَر زباں شد خرج مغز — خرج کم کن تا بماند مغز نغز

جب وہ بات زبان پر آئی مغز خرچ ہو گیا — خرچ نہ کرتا کہ عمدہ مغز باقی رہے

۱ شاخ۔ جس درخت کی جڑ گل گئی ہو اس کے پتوں کی سبزی کچھ مفید نہیں ہے۔ ورند ارد۔ اگر جڑ درست ہے پتوں کے جھڑ جانے سے کوئی نقصان نہیں ہے پتے پھر آجائیں گے۔ تو مشو۔ کسی انسان کے علم سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے۔ یہ دیکھنا چاہیے کہ اس میں وفاداری کا مادہ ہے یا نہیں وفاداری انسان کا جوہر ہے۔

۲ دربیان۔ انسان جب خود بھلائیوں سے محروم ہوتا ہے تو دوسروں کی بھلائیوں سے شیطان کی طرح جلنے لگتا ہے اور چاہتا ہے وہ بھی بھلائی سے محروم ہو جائیں یہی حال ابوجہل کا تھا آنحضورؐ کو نماز پڑھتے نہ دیکھ سکتا تھا۔ وافیان۔ ناکام انسان با مراد انسانوں پر شیطان کی طرح حسد کرتا ہے۔ ہر کہ۔ شک کرنا سب کو تنگ کرنا دیکھنا چاہتا ہے۔ گر نخواہی اگر یہ انسان اس ابلیسی صفت سے بچنا چاہیے تو خود کو کامیاب بنائے

۳ چوں۔ جب انسان وفاداری سے خالی ہے تو اس کو خاموش رہنا چاہیے اسلئے کہ اس صورت میں اس کے دعوے میں دو برائیاں ہونگی ایک بیوفائی دوسرے دروغگوئی۔ کایں سخن۔ انسان کی زیادہ باتیں عموماً تکبر پر مبنی ہوتی ہیں۔ دخل۔ آمدنی۔ جب تک بات سینے میں ہے وہ روح کا جوہر ہے اس کو خرچ نہ کرنا چاہیے چوں بیامد۔ بات کرنے سے روح کا جوہر صرف ہوتا ہے تو اس کو خرچ نہ کرنا چاہیے۔

مردِ کم گوینده را فکریست زَفت
کم گو انسان کا خیال وزنی ہوتا ہے
قشرِ گفتن چوں فزوں شد مغز رفت
باتیں کرنے کا چھلکا جب بڑھا عمدہ مغز ختم ہو گیا

پوست افزوں گشت و کمتر گشت مغز
چھلکا بڑھا ، اور مغز گھٹا
پوست کمتر شد فزوں شد مغزِ نغز
چھلکا گھٹا ، تو عمدہ مغز بڑھا

بنگر ایں ہر سہ زخامی رستہ را
ان تین کچے ہووں کو دیکھ لے
جوز راؤ لوز راؤ پستہ را
اخروٹ کو اور بادام کو اور پستہ کو

ہر کہ اُو عصیاں کند شیطاں شود
جو نا فرمانی کرتا ہے ، شیطان بن جاتا ہے
کہ حسودِ دولتِ نیکاں شود
کیونکہ وہ نیکوں کی دولت کا حاسد ہو جاتا ہے

چونکہ در عہدِ خدا کردی وفا
جب تو نے خدا کے عہد کی وفا کی
از کرم عہدت نگہدارد خدا
عنایت کر کے، خدا تیرے عہد کی حفاظت کرتا ہے

از وفائے حق تو بستہ دیدہٗ
اللہ (تعالیٰ) کی وفاداری سے تو نے آنکھ بند کر لی ہے
اُذْکُرُوْا اَذْکُرْکُمْ نشنیدہٗ
"تم یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا" تو نے نہیں سنا ہے

گوش نہ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ گوش دار
کان لگا۔ "تم میرے عہد کی وفاداری کرو" سن
تا کہ اُوْفِ عَهْدَکُمْ آید زیار
تاکہ دوست کی جانب سے میں تمہارا عہد پورا کروں گا کی بشارت ہے

عہد و قرضِ ما چہ باشد اے حزیں
اے غمگین! ہمارا عہد اور قرض کیا ہوتا ہے؟
ہمچو دانہ خشک کشتن در زمیں
(ایسا ہی ہے) جیسا کہ زمین میں خشک دانہ بونا

نے زمیں رازاں فروغ و لمتری ۳
اس سے زمین کو کوئی اضافہ یا بہتری نہیں ہے
نے خداوندِ زمیں راتا نگری
نہ زمین کے مالک کے لئے مالداری ہے

جز اشارت کہ ازیں می بایدم
سوائے اس اشارے کے کہ مجھے اس میں سے درکار ہے
کہ تو دادی اصل ایں را از عدم
کیونکہ تو نے ہی اس کی اصل کو عدم سے عنایت کیا تھا

خوردم و دانہ بیاور دم نشاں
میں نے کھالیا اور ایک دانہ نشانی کیلئے لے آیا ہوں
کہ ازیں نعمت بسوئے ما کشاں
کہ اس نعمت کو ہمارے لئے بھیجدے

پس دعائے خشک ہل اے نیکبخت
اے نیک بخت! خشک دعا کو چھوڑ دے
کہ فشاند دانہ می خواہد درخت
جو کہ دانہ بکھیرتا ہے درخت چاہتا ہے

گرنہ داری دانہ ایزد زاں دعا
اگر تیرے پاس دانہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس دعا سے
بخشدت نخلے کہ نِعْمَ مَا سُعیٰ
تجھے کھجور عنایت کرے گا کیونکہ تیری کوشش کی بہت اچھی ہے

---

۱ مرد۔ اصل خیال مغز ہے اور اس کی تعبیر کے الفاظ چھلکا ہیں جس قدر چھلکا کم ہوگا گویا بڑھے گا۔ بنگر۔ اخروٹ اور بادام اور پستہ کو دیکھ لے انسان کا اگر چھلکا موٹا ہے گری کم نکلتی ہے۔ ہر کہ۔ گنہگار شیطان صفت حاسد بن جاتا ہے۔ چونکہ۔ جب انسان عہد الست یا فرائض کے عہد میں وفاداری دکھاتا ہے تو پھر خدا اس کے عہد کی نگہبانی فرماتا ہے اور عہد شکنی سے بچاتا ہے۔

۲ اُذْکُرُوْا۔ قرآن پاک میں ہے فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکریہ ادا کرو اور کفر نہ کرو" اوفو۔ قرآن پاک میں ہے اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِکُمْ "تم میرے عہد کی وفا کرو میں تمہارے عہد کی وفا کروں گا۔ عہد و قرض۔ ہم جو اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں یا اس کو قرض دیتے ہیں اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ہم زمین میں ایک دانہ بوتے ہیں اس سے زمین کو فائدہ نہیں ہے ہمارا فائدہ ہے۔

۳ لمتری۔ موٹاپا۔ تا نگری۔ تونگری، مالداری جز۔ دانہ بونے میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح تو نے اس دانہ کو عدم سے موجود فرما دیا مجھے اسی قسم کا غلہ عطا فرما دے۔ خوردم۔ دانہ بونے والا یہ کہتا ہے کہ میں نے جو تیری نعمت کھائی وہ اسی قسم کی تھی یہ نعمت مجھے اور دیدے۔ دعائے خشک۔ یعنی عمل سے خالی دعا۔ خراب بیج ہے اس سے درخت نہ اگے گا۔ گر نداری۔ یعنی عمل کے ساتھ دعا کرنا تجھے میسر نہیں تو صدق سے دعا کر اس دعا سے مقصود حاصل ہو جائیگا۔

ہمچو مریم [1] دَرد بودش دانہ نے — سبز کرد آں نخل را صاحب فنے
جس طرح کہ حضرت مریم انکے پاس درد تھا دانہ نہ تھا — صاحب تدبیر نے اس کھجور کو سر سبز کر دیا

زانکہ وافی بود آں خاتونِ راد — بے مرادش داد یزداں صد مراد
کیونکہ وہ دانا خاتون وفا دار تھیں — اللہ نے ان کے مانگے بغیر سینکڑوں مرادیں دیدیں

آں جماعت را کہ وافی بودہ اند — بر ہمہ اصناف شاں افزو دہ اند
جو لوگ وفا دار ہوتے ہیں — تمام طبقوں پر ان کو فضیلت دیدی گئی ہے

گشت دریا ہا شکم پرد از شاں — صحن میدانہا نتا ند رازِ شاں
دریا ان کی پرورش کرنے والے بنے ہیں — میدانوں کی وسعت ان کے راز نہ (سما) سکی

گشت دریا ہا مسخر شان و کوہ — چار عنصر نیز بندہ آں گروہ
دریا اور پہاڑ ان کے تابع فرمان بنے — اس جماعت کے چاروں عناصر بھی غلام بنے

ایں [2] خود اکرامیست از بہرِ نشاں — تابہ بینند اہلِ انکاراں عیاں
یہ دکھانے کے لئے اکرام ہے — تاکہ منکرین واضح طور پر دیکھ لیں

آں کراماتہائے پنہاں شاں کہ آں — دَر نیاید دَر حواس و دَر بیاں
ان کے وہ پوشیدہ کرامتیں ہیں کہ وہ — حواس اور بیان میں نہیں آسکتیں

کارآں دارد خود آں باشد ابد — دائماً نے منقطع نے مُسترد
وہ ایسے کام رکھتی ہیں کہ وہ ابدی ہوتے ہیں — مسلسل، نہ منقطع ہوتے ہیں، نہ مسترد

بلکہ باشد دَر ترقی دمبدم — ہست آں بخشندۂ صاحب کرم
بلکہ وہ ہر لحظہ ترقی میں ہوتے ہیں — وہ عطا کرنے والا کریم ہے

در مناجات

دُعا

اے [3] دہندہ قوت و تمکین و ثبات — خلق رازیں بے ثباتی دہ نجات
اے روزی اور استقلال اور پائیداری عنایت کرنے والے — مخلوق کو اس نا پائیداری سے نجات دیدے

اندراں کاریکہ ثابت بودنی ست — قائمی دہ نفس را کہ مُنثنی ست
اس کام میں جو پائیداری کے قابل ہے — نفس کو ٹکاؤ عنایت کر دے وہ پلٹ جانیوالا ہے

اندراں کاریکہ دارد آں ثبات — قائمی دہ نفس را بخشش حیات
وہ کام جو پائیدار ہو — نفس کو ٹکاؤ دے اس کو زندگی بخش

[1] ہمچو مریم۔ حضرت مریم نے کھجور کی گٹھلی نہیں بوئی تھی البتہ ان کو درد تھا اس سے درخت اُگ آیا۔ آں جماعت۔ اللہ کے عہد کو پورا کرنے والے سب سے افضل ہیں۔ گشت۔ حضرت موسیٰ نے تابوت میں دریا میں بہتے ہوئے اور حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں دریا میں رہتے ہوئے۔ پرورش پائی۔ چار عنصر۔ مختلف جگہ بتا دیا گیا ہے کہ آگ، پانی، ہوا، مٹی نے انبیاء کی مدد کی۔

[2] ایں خود۔ معجزے محض لوگوں کو دکھانے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ آں کراماتہائے۔ لیکن باطنی کرامتیں جو عوام کی نگاہوں سے مخفی ہیں۔ وہ اصل ہیں اور وہ دمبدم بڑھتی رہتی ہیں جیسی کہ استقامت فی الدّین اور اتباع سنت وغیرہ۔

[3] اے دہندہ چونکہ پہلے وفاداری اور عہد کی پابندی کا ذکر آیا تھا تو مولانا نے اس کے لئے دعا شروع کر دی ہے۔ بے ثباتی۔ یعنی عہد پر قائم نہ رہنا اندر جن کاموں میں استقلال اور پائیداری ضروری ہے ان میں اس منحرف ہو جانیوالے نفس کو پائیداری عطا کردے۔

صبر شاں بخش و کفهٔ[1] میزاں گراں — وارہاں شاں از دم صورتگراں

ان کو صبر عطا کر اور ترازو کا بھاری پلڑا — بہروپیوں سے ان کو نجات دے

وز حسودی بازشاں خر اے کریم — تانبا شد از حسد دیو رجیم

اے کریم! ان کو حسد سے بچا لے — تاکہ وہ حسد کی وجہ سے مردود شیطان نہ بنیں

در نعیم فانی و مال و جسد — چوں ہمی سوزند عامه از حسد

فانی نعمتوں اور مال اور جسم میں — عوام حسد سے کیسے جلتے ہیں؟

بادشاہاں بیں کہ لشکر می کشند — از حسد خویشانِ خود رامیکشند

بادشاہوں کو دیکھ کہ لشکر کشی کرتے ہیں — حسد کی وجہ سے اپنوں کو مار ڈالتے ہیں

عاشقانِ لعبتانِ پر قذر — کردہ قصدِ خون و جانِ یک دگر

گندی گڑیوں کے عاشق — ایک دوسرے کا خون اور جان لیتے ہیں

ویس و رامیں خسرو شیریں بخواں — تاچه کردند از حسد آں ابلہاں

ویس اور رامیں، خسرو اور شیریں (کا قصہ) پڑھ لے — ان احمقوں نے حسد سے کیا کیا ہے

تا فنا شد[2] عاشق و معشوق نیز — کہ نہ چیز ند و ہوا شاں ہم نچیز

یہاں تک کہ عاشق اور معشوق بھی فنا ہو گیا — کیونکہ وہ ناچیز تھے اور ان کی محبت بھی ناچیز تھی

پاک الٰہی کہ عدم برہم زند — مر عدم را بر عدم عاشق کند

خدا (فنا سے) پاک ہے کیونکہ وہ عدم کو بھڑا دیتا ہے — عدم کو عدم پر عاشق بنا دیتا ہے

در دلِ نہ دل حسد ہا سر کند — نیست را وہست را مضطر کند

بے دل کے دل میں حسد پیدا ہو جاتے ہیں — معدوم اور موجود کو بے چین کر دیتا ہے

ایں زنانے کز ہمہ مشفق تراند — از حسد و ضرّه خود رامی خورند

یہ عورتیں جو سب سے زیادہ شفقت کرنے والی ہیں — حسد کی وجہ سے وہ سوکنیں اپنے آپ کو کھا جاتی ہیں؟

تا کہ[3] مردانے کہ خود سنگیں دل اند — از حسد اندر کدا میں منزل اند

یہاں تک کہ مرد جو خود سنگدل ہیں — حسد کی وجہ سے کونسی منزل میں ہیں؟

گر نکردے شرع افسونِ لطیف — بر دریدے ہر کسے جسم حریف

اگر شریعت پاکیزہ منتر (تدبیر) مقرر نہ کرتی — ہر شخص مخالف کا جسم پھاڑ ڈالتا

شرع بہرِ دفعِ شر رائی زند — دیو را در شیشہ حجت کند

شریعت شر کو دفع کرنے کیلئے ایک تدبیر کرتی ہے — بھوت کو دلیل کی بوتل میں بند کر دیتی ہے

---

[1] کفہ۔ ترازو کا پلڑا۔ یعنی اس ترازو کا پلڑا جو قیامت میں اعمال کو تولنے کے لئے قائم کی جائے گی۔ صورتگراں۔ بہروپے یعنی چھوٹے پیر۔ وز حسودی۔ حسد کی وجہ سے انسان شیطانی صفت سے متصف ہو جاتا ہے۔ در نعیم حسد عموماً۔ ایسی چیزوں پر ہوتا ہے جو خود فانی ہیں۔ بادشاہاں۔ بادشاہ رشتہ داروں کو محض حسد کی وجہ سے قتل کرا دیتے ہیں۔ عاشقاں۔ فانی اور بشریت کے لوازم سے پر معشوقوں کے عشق میں عاشق ایک دوسرے کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ ویس۔ ویس معشوقہ کے عاشق رامیں نے رقیبوں کو قتل کیا۔ خسرو شیریں کے عاشق نے فرہاد کو مروادیا۔

[2] تا فنا شد۔ اس حسد کے نتیجہ میں عاشق بھی فنا ہوا اور معشوق بھی ہمیشہ زندہ نہ رہا۔ پاک۔ عشق ہو تو ذات الٰہی سے ہو جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ کہ عدم۔ فانی معشوق کو فنا کر دیتا ہے۔ فانی کو فانی پر عاشق بنا دیتا ہے۔ بے دل۔ وہ عاشق جو اپنے آپ کو بے دل کہتا ہے اس کے دل میں حسد سر ابھارتا ہے۔ ایں زنانے۔ عورتوں میں شفقت کا مادہ زیادہ ہے۔ لیکن وہ بھی حسد میں مبتلا ہیں۔ ایک سوکن دوسری سوکن کو کھائے جاتی ہے۔

[3] تا کہ مردانے۔ جب عورت کا یہ حال ہے تو سنگدل مردوں کے احوال کا اندازہ لگالو۔ افسون منتر۔ یعنی قصاص اور بدلے کا حکم شرع مشہور ہے کہ جن کو منتر کے ذریعہ بوتل میں قید کر دیا جاتا ہے شریعت بھی قاتل پر گواہوں وغیرہ کی حجت قائم کر کے اس کو قابو میں کر لیتی ہے۔

از گواه ۱ واز یمین وا زنکول — تا بہ شیشہ در رَوَد دیو فضول

گواہ اور قسم اور قسم کے انکار کے ذریعہ — تاکہ بیہودہ بھوت بوتل میں آجائے

مثل میزانے کہ خوش در وے دو ضد — جمع می آید یقیں دَر ہزل وجد

ترازو کی طرح کہ اس میں دونوں مخالف خوش ہو جاتے ہیں — یقینا متفق ہو جاتے ہیں مذاق میں اور سنجیدگی میں

شرع چوں کیل و ترازو داں یقیں — کہ بدو خصماں رہند از جنگ وکیں

شریعت کو یقینا پیمانہ اور ترازو کی طرح سمجھ — کیونکہ جھگڑنے والے اس کے ذریعہ سے لڑائی اور کینہ سے نجات پا جاتے ہیں

گر ترازو نبُود آں خصم از جدال — کے رہد از وہم حیف و احتیال

اگر ترازو نہ ہو تو مخالف جھگڑے کی وجہ سے — ظلم اور حیلہ گری کے واہمہ سے کب چھوٹ سکتا ہے؟

پس دریں مُردارِ زشتِ بے وفا — ایں ہمہ رشک ست خصمی و جفا

تو اس مردار، بری بے وفا دنیا، میں — یہ رشک اور جھگڑا اور ظلم ہے

پس ۲ دراں اقبال و دولت چوں بود — چوں شود جنّی و انسی در حسد

تو اس آخرت کے اقبال اور دولت میں کیسا ہو گا — جن اور انسان کیسے حسد میں ہوں گے؟

آں شیاطیں خود حسودِ کہنہ اند — یک زماں از رہزنی خالی نیند

وہ شیطان خود پرانے حاسد ہیں — تھوڑی دیر کے لئے بھی رہزنی سے خالی نہیں ہیں

واں بنی آدم کہ عصیاں کِشتہ اند — از حسودی نیز شیطاں گشتہ اند

وہ بنی آدم جنہوں نے گناہ بوئے ہیں — وہ بھی حسد کی وجہ سے شیطان بن گئے ہیں

از نُبی بر خواں کہ شیطانانِ انس — گشتہ اند از مسخ حق با دیو جنس

قرآن میں پڑھ لے کہ انسانی شیطان — اللہ (تعالیٰ) کے مسخ کرنے سے شیطان کے ہم جنس بن گئے ہیں

دیو چوں عاجز شود از افتتاں — استعانت جوید اُو از انسیاں

شیطان جب انسان کے فتنہ میں پڑنے سے عاجز آجاتا ہے — وہ انسانوں سے مدد مانگتا ہے

کہ شما ۳ یارید باما یا رئیے — جانب مانید، جانب داریئے

کہ تم ہمارے دوست ہو، مدد کرو — ہمارے جانب دار ہو، جانبداری کرو

گر کسے را رہ زنند اندر جہاں — ہر دو گوں شیطان بر آید شادماں

اگر وہ دنیا میں کسی کی رہزنی کرتے ہیں — تو دونوں قسم کے شیطان خوش ہوتے ہیں

ور کسے جاں بُرد و شد در دیں بلند — نوحہ میدار ند آں دور شک مند

اگر کسی نے جان بچالی اور دین میں بلند ہو گیا — دونوں رشک کرنے والے روتے ہیں

۱ از گواہ۔ اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو ثبوت کیلئے اس سے گواہ طلب کئے جاتے ہیں ورنہ مدعی علیہ سے قسم لی جاتی ہے اور اس کی قسم اور اس قسم سے انکار پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ نکول۔ قسم سے انکار کرنا۔ مثل میزانے۔ فریقین کا مطمئن کرنے کا یہ طریقہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ترازو فریقین کو مطمئن کر دیتی ہے۔ شرع۔ یہ شرعی فیصلہ فریقین کیلئے اسی طرح باعث اطمینان ہوتا ہے۔ جس طرح چیز کو ناپ کر یا تول کر فیصلہ کرنا باعث اطمینان ہوتا ہے۔ حیف۔ ظلم۔ احتیال۔ حیلہ گری۔

۲ پس۔ جب دنیا کی ناپائیدار چیزوں میں حسد اور رشک کا یہ حال ہے تو اخروی نعمتوں میں حسد اور رشک کا اندازہ خود لگا لو۔ آں شیاطیں۔ شیطان تو حاسد ہوتا ہی ہے انسان بھی حسد کر کے شیطان بن جاتا ہے۔ از نبی۔ قرآن میں شیطانوں کی دو قسمیں بتائی گئی ہیں ایک جنی ایک انسی۔ دیو۔ جنی شیطان جب کسی معاملہ میں خود عاجز آجاتا ہے تو پھر انسانوں میں سے شیاطین کو اپنی مدد کیلئے بلاتا ہے۔ افتتاں۔ فتنہ میں مبتلا ہونا۔

۳ کہ شما۔ شیطان مایوس ہو کر انسانی شیطانوں کو پکارتا ہے یاریے یعنی تم تھوڑی سی مدد کرو گر کسے۔ اگر کوئی کسی کو گمراہ کرتا ہے تو جنی اور انسانی شیطان اس پر خوشی مناتے ہیں۔ ور کسے۔ اگر کسی سے نیکی صادر ہوتی ہے تو دونوں رنجیدہ ہوتے ہیں۔

ہر دومی [۱] خایند دندانِ حسد ۔۔۔ بر کسے کہ داد ادیب اُورا خرد
دونوں حسد سے دانت پیستے ہیں ۔۔۔ اس شخص پر جس کو استاد نے عقل سکھا دی ہو

پرسیدنِ شاہ ازاں مُدعیِ نبوت کہ آنکہ رسولِ راستیں باشد و ثابت شود با اوچہ باشد کہ کسے را بخشد و یا بصحبت و خدمتِ اُوچہ بخشش یابد غیرِ نصیحت کہ بزبان میگوید

بادشاہ کا نبوت کے مدعی سے دریافت کرنا کہ جو سچا رسول ہو اور ثابت ہو جائے تو اس کے پاس کیا ہوتا ہے کہ وہ کسی کو بخشے اور اس کی صحبت و خدمت سے وہ کیا بخشش پائیں گے سوائے اس نصیحت کے جو وہ زبانی کرتا ہے

شاہ پرسیدش کہ بارے وحی چیست ۔۔۔ یا چہ حاصل دارد آنکس کو نبی ست
بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ اب تیری وحی سے فائدہ کیا ہے ۔۔۔ یا جو نبی ہے اس کو کیا ملتا ہے ؟

یا چہ بخشد ہر کسے را در سخن ۔۔۔ غیرِ ایں نصحِ زباں کُن یا مکُن
یا وہ بات کرنے میں کسی کو کیا دیتا ہے ؟ ۔۔۔ سوائے اس زبانی نصیحت کے کر یا نہ کر

چیست نفع از خدمتش در صحبتش ۔۔۔ وانکہ تابع گشت چہ بود رفعتش
اس کی صحبت میں اس کی خدمت سے کیا نفع ہے ؟ ۔۔۔ اور جو اس کے تابع ہو جائے اس کو کیا بلندی حاصل ہے ؟

گفت خود آں چیست کش حاصل نشد ۔۔۔ یا چہ دولت ماند کو واصل نشد
اس نے کہا وہ کیا چیز ہے، جو اس کو حاصل نہ ہوئی ؟ ۔۔۔ یا وہ کونسی دولت رہ گئی جو اس کو نہ ملی ؟

گیرم [۲] ایں وحیِ نبی گنجور نیست ۔۔۔ ہم کم از وحیِ دلِ زنبور نیست
میں نے مانا کہ یہ خزانہ کے مالک کی وحی نہیں ہے ۔۔۔ پھر بھی شہد کی مکھی کے دل کی وحی سے کم نہیں ہے

چونکہ اَوحیٰ الرَّبُّ اِلی النَّحل آمدست ۔۔۔ خانہ وحیش پُر از حلوا شدست
"چونکہ اللہ نے شہد کی مکھی کو وحی کی" نازل ہوا ہے ۔۔۔ اس کی وحی کا گھر شہد سے بھر گیا ہے

اُو [۳] بنورِ وحیِ حق عزّوجل ۔۔۔ کرد عالم را پُر از شمع و عسل
اس نے اللہ عزوجل کی وحی کے نور سے ۔۔۔ دنیا کو موم اور شہد سے بھر دیا

ایں کہ کرّمناست بالا می رود ۔۔۔ وحیش از زنبور کے کمتر بود
یہ جو کہ "ہم نے عزت بخشی" ہے اونچا جاتا ہے ۔۔۔ اس کی وحی شہد کی مکھی سے کب کم ہوگی ؟

❁❁❁❁❁

[۱] ہر دو۔ دونوں قسم کے شیطان نیکی کرنے والے پر غضبناک ہوتے ہیں۔ پرسیدن۔ بادشاہ نے اس مسخرے سے پوچھا کہ وحی سے صاحب وحی اور دوسروں کو کیا فائدہ ہے؟۔ بارے بمعنی اب یا بار بمعنی پھل اور یا اضافت کے کسرے کے عوض میں ہے۔ حاصل۔ پیداوار، آمدنی کن یا مکن۔ یعنی امر اور نہی۔ وانکہ۔ ماننے والوں کو کیا بلندی حاصل ہوتی ہے۔ گفت۔ مسخرے نے کہا آپ یہ بتایئے کہ وہ کونسا فائدہ ہے جو صاحب وحی کو حاصل نہیں ہوتا ہے۔

[۲] گیرم۔ اس مسخرے نے کہا میں نے مانا کہ میری وحی وہ وحی نہیں ہے جو کسی بڑے نبی کے پاس آتی ہو لیکن شہد کی مکھی کو جو وحی آئی تھی اس سے تو کم درجہ کی نہیں ہے۔ وحی کے دو معنی ہیں۔ ایک تو وہ کلام خداوندی جو کسی فرشتہ کے ذریعہ کسی نبی پر نازل ہو۔ دوسرے معنی اشارے اور دل میں کسی بات کے آنے کے ہیں۔ مسخرے نے دوسرے معنی مراد لئے ہیں۔ اوحی۔ قرآن پاک میں ہے وَاَوْحیٰ رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ۔ اور تیرے رب نے شہد کی مکھیوں کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں سے اور درختوں سے اور ان سب چیزوں سے جن سے وہ چھپریاں بناتے ہیں۔ گھر بنا میں۔

[۳] او۔ شہد کی مکھیوں نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ ہی دنیا کو شہد اور موم عطا کیا ہے۔ کرّمنا۔ قرآن پاک ہے۔ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ بے شک ہم نے بنی آدم کو بڑی بخشش ہے۔

نے تو اَعْطَیْنَاکَ کَوْثَرْ ¹ خواندۂ پس چرا خشکے و تشنہ ماندۂ

کیا تو نے ہم نے تجھے کوثر دیدی ہے نہیں پڑھا ہے؟ پس تو کیوں خشک اور پیاسا ہے؟

یا مگر فرعونی و کوثر چو نیل بر تو خوں گشت ست و ناخوش اے علیل

یا شاید تو فرعون اور کوثر نیل کی طرح ہے اے بیمار! جو تجھ پر خون اور ناگوار بن گئی ہے

توبہ کن بیزار شو از ہر عدو کو ندارد آبِ کوثر در کدو

توبہ کر لے، خدا کے ہر دشمن سے بیزار بن جا جس کے کدو میں آبِ کوثر نہیں ہے

ہر کہ را دیدی ز کوثر سُرخ رو او محمدؐ خوست با او گیر خو

تو جس کو کوثر سے سرخرو دیکھے وہ محمدؐ کے مزاج والا ہے اس کی عادت اختیار کر

تا اَحَبَّ اللّٰہُ آئی در حسیب کز درختِ احمدی با اوست سیب

تاکہ تو "اس نے خدا سے محبت کی" کی شمار میں آجائے کیونکہ اس کے پاس احمدؐ درخت کے سیب ہیں

ہر کرا دیدی ز کوثر خشک لب دشمنش میدار ہمچوں مرگ و تب

تو جس کو کوثر سے خشک لب دیکھے اس کو موت اور بخار کی طرح دشمن سمجھ

زانکہ ² او بوجہل شد یا بولہب دور شو زو تا نیفتی در کرب

کیونکہ وہ ابوجہل یا ابولہب ہے تو اس سے بھاگ جا، تاکہ مصیبت میں نہ پھنسے

گرچہ بابائے تو ہست و مامِ تو کو حقیقت ہست خوں آشامِ تو

خواہ وہ تیرا باپ یا ماں ہو کیونکہ وہ دراصل تیرا خون پینے والا ہے

از خلیلِ حق بیاموز اے پسر کہ شد او بیزار اوّل از پدر

اے بیٹا! حضرت ابراہیمؑ سے سیکھ لے کہ وہ پہلے باپ ہی سے بیزار ہوئے

تا کہ اَبْغَضَ لِلّٰہ آئی پیشِ حق تا نگیرد بر تو رشکِ عشق دق

تاکہ تو اللہ کے سامنے اس نے خدا کیلئے بغض کیا ہے تاکہ تیرے اوپر عشق کا رشک مصیبت نہ ڈالے

تا نخوانی ³ لا و اِلّا اللّٰہ را در نیابی منہجِ ایں راہ را

جب تک تو "لا اور الا اللہ" نہ پڑھ لے گا اس طریقہ کا راستہ نہ پائے گا

داستانِ آں عاشق کہ با معشوقِ خود بر می شمرد خدمتہائے

اس عاشق کی داستان جو اپنے معشوق کے سامنے اپنی خدمتیں اور

¹ کوثر قرآن پاک میں آنحضورؐ کو خطاب کرکے فرمایا گیا ہے فَا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَر "بے شک ہم نے تجھے کوثر عطا کی ہے" کوثر حقیقۃً جنت میں ایک حوض ہے یہاں اس سے آنحضورؐ کے ظاہری اور باطنی فیوض مراد ہیں۔ یا مگر۔ شاید تو فرعون صفت ہے کہ تیرے لئے کوثر کوثر نہیں رہی جیسا کہ فرعون کے لئے دریائے نیل کا پانی، پانی نہ رہا تھا بلکہ خون بن گیا تھا۔ توبہ کن۔ جو انسان آنحضورؐ کی اس کوثر سے سیراب نہیں ہوا ہے اس سے ہر شخص کو بیزار رہنا چاہیے۔ ہر کہ۔ جس شخص نے حضورؐ کی کوثر سے سیرابی حاصل کی ہے تم اس کی عادت اختیار کرو۔ احب حدیث شریف میں ہے مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَان "جس شخص نے اللہ کیلئے محبت کی اس نے ایمان مکمل کر لیا۔"

² زانکہ۔ جو شخص کوثر نبوی سے مستفید نہیں ہے وہ ابوجہل اور ابولہب صفت ہے اس سے دور رہنا چاہیے خواہ وہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار ہو۔ از خلیل حضرت ابراہیمؑ کافر باپ آزر سے بیزار ہوئے تھے تاکہ جب تو اللہ کے لئے کسی سے ناراض ہوگا تب عشق میں سچا ثابت ہوگا۔

شعر

تو حید و ہے کہ خدا معشوق میں ہو جائے یہ نہ کہ دو عالم سے نصاریٰ رہتے ہے

³ تا نخوانی۔ "لا" سے غیر اللہ کی نفی اور "الا اللہ" سے اللہ کا اقرار مراد ہے۔ مومن میں جب دونوں باتیں پیدا ہو جاتی ہیں جب ہی وہ سیدھے راستہ پر سمجھا جاتا ہے۔ داستان۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ عاشق کو معشوق کے سوا ہر چیز سے دست کش ہو جانا چاہیے

و وفائے خود را و شبہائے در از تتجافی جنوبھم عن المضاجع
اپنی وفا داریاں اور اپنی دراز راتیں شمار کر رہا تھا کہ ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں
را و بینوائی خود را و جگر تشنگی روز ہائے دراز و می گفت کہ
کو اور اپنی بے سرو سامانی اور عرصہ دراز کی جگر کی پیاس کو اور کہتا تھا کہ مجھے
من جزایں خدمت ندانم اگر خدمتے دیگرست مرا ارشاد کن
اس خدمت کے سوا کچھ نہیں آتا ہے اگر کوئی اور خدمت ہے تو مجھے بتا دیجئے
کہ ہرچہ فرمائی منقادم اگر در آتش رفتن ست چوں خلیل[1] علیہ
کیونکہ جو آپ کہیں میں تابعدار ہوں، خواہ حضرت ابراہیم کی طرح آگ میں گھسنا ہو
السّلام و اگر درد ہان نہنگ دریا افتاد نست چوں یونس علیہ
خواہ حضرت یونس کی طرح مچھلی کے منہ میں جانا ہو خواہ
السّلام و اگر ہفتاد بار کشتہ شدن ست چوں جرجیس علیہ السّلام و اگر از
حضرت جرجیس کی طرح ستر بار قتل ہونا ہو خواہ حضرت
گریہ نا بینا شدن ست چوں شعیب علیہ السّلام و وفا و جانبازی
شعیب کی طرح اندھا بننا ہو اور انبیاء کی جاں بازی اور وفا کی تو
انبیا را شمار نیست و جواب گفتن معشوق اورا
گنتی ہی نہیں ہے اور معشوق کا اس کو جواب دینا

آں یکے عاشق بہ پیشِ یارِ خود
ایک عاشق اپنے معشوق کے سامنے
می شمرد از خدمت و از کارِ خود
اپنا کام اور خدمت گنا رہا تھا

کز برائے تو چنیں کردم چناں
کہ میں نے تیری خاطر ایسا ایسا کیا
تیر ہا خوردم دریں رزم[2] و سناں
اس جنگ میں تیر اور بھالا کھایا

مال رفت و زور رفت و نام رفت
مال گیا اور طاقت گئی اور نام گیا
بر من از عشقت بسے ناکام رفت
مجھے تیرے عشق میں بہت سی محرومیاں ہوئیں

ہیچ صبحم خفتہ یا خنداں نیافت
کسی صبح نے مجھے سوتے یا ہنستے نہ پایا
ہیچ شام با سر و ساماں نیافت
کسی شام نے مجھے با سرو سامان نہ پایا

آنچہ او نوشیدہ بود از تلخ و دُرد
اس نے جو بھی کڑواہٹ اور تلچھٹ پی تھی
او بتفصیلش یکایک می شمرد
وہ اس کو ایک ایک کر کے گن رہا تھا

[1] خلیل اللہ حضرت ابراہیم عشق خداوندی کی وجہ سے نمرود کی آگ میں گھسے۔ یونس۔ حضرت یونس عشق کی وجہ سے مچھلی کے پیٹ میں رہے جرجیس۔ جرجیس کو بار بار قوم نے شہید کیا۔ شعیب۔ حضرت شعیب عشق خداوندی میں روتے روتے اندھے ہو گئے تھے۔

[2] رزم۔ جنگ۔ سنان۔ بھالا۔ ہیچ۔ میں کسی صبح کو نہ سویا نہ ہنسا اور ہر شام بے سرو سامان رہا۔

نز برائے ۱ منتے بل می نمود — بر درستیٔ محبت صد شہود

احسان جتانے کے لئے نہیں بلکہ ظاہر کر رہا تھا — محبت کی سچائی پر سینکڑوں گواہ

عاقلاں را یک اشارت بس بود — عاشقاں را تشنگی زاں کے رود

عقلمندوں کے لئے ایک اشارہ کافی ہے — اس سے عاشقوں کی پیاس کب بجھتی ہے؟

میکُند تکرار گفتن بے ملال — کے ز اشارت بس کند حوت از زلال

وہ بلا تکلف بات کو دہرا رہا تھا — مچھلی نہر پانی کے بدلے اشارہ پر کب بس کرتی ہے؟

صد سخن ۲ میگفت زاں دردِ کہن — در شکایت کہ نگفتم یک سخن

پرانے درد سے متعلق سینکڑوں باتیں کہہ رہا تھا — شکایت میں میں نے (اس سے پہلے) ایک بھی نہیں کہی ہے

آتشے بودش نمید انست چیست — لیک چوں شمع از تف آں میگریست

اس کے اندر آگ تھی وہ نہ جانتا تھا کہ کیا ہے؟ — لیکن شمع کی طرح اس کی سوزش سے رو رہا تھا

بعد گریہ گفت لہٰذا رفت لیک — ایں زماں ارشاد کن تو یار نیک

رونے کے بعد اس نے کہا یہ سب کچھ ہوا لیکن — اب بتا تو اچھا دوست ہے

ہرچہ فرمائی بجاں استادہ ام — بر خط تو پاؤ سر بنہادہ ام

تو جو کچھ کہے، میں جان سے حاضر ہوں — تیرے حکم پر میں نے سر اور پاؤں رکھ دیا ہے

گر در ۳ آتش رفت باید چوں خلیل — ور چو یحییٰ میکنی خونم سبیل

اگر حضرت ابراہیم کی آگ میں جانا ہو — اگر حضرت یحییٰ کی طرح میرا خون بہانا ہو

ور گریہ چوں شعیب اعمیٰ شوم — ور چو یونس در فم ماہی روم

اگر میں روتے روتے حضرت شعیب کی طرح اندھا ہو جاؤں — اگر حضرت یونس کی طرح مچھلی کے منہ میں چلا جاؤں

ور چو یوسف چاہ و زندانم کنی — ور ز فقرم عیسیٔ مریم کنی

اگر حضرت یوسف کی طرح تو مجھے کنویں اور قید خانہ میں ڈالے — اگر تو حضرت مریم کے عیسیٰ کی طرح مجھے فقیر بنائے

رُخ نگر دانم نگر دم از تو من — بہرِ فرمانِ تو دارم جان و تن

میں منہ موڑوں گا میں تجھ سے روگردانی نہ کروں گا — میری جان اور جسم تیرے حکم کے لئے ہے

گفت معشوق ایں ہمہ کردی ولیک — گوش بکشا پہن دا اندر یاب نیک

معشوق نے کہا یہ سب کچھ تو نے کیا لیکن — کان کھول لے اور خوب سمجھ لے

کانچہ اصلِ اصلِ عشق ست و ولا ست — آں نکردی آنچہ کردی فرعہا ست

کہ جو دوستی اور عشق کی جڑ کی جڑ ہے — تو نے وہ نہیں کیا جو کچھ کیا وہ شاخیں ہیں

۱ نز برائے۔ اپنی تکالیف احسان جتانے کیلئے نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنی محبت کا ثبوت پیش کر رہا تھا۔ عاقلاں۔ عقلمندوں کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے۔ لیکن عاشق کا مزاج تفصیل کو چاہتا ہے۔ میکُند۔ عاشق اپنے شکوے مکرر بیان کرتا ہے، مچھلی پانی میں غوطہ لگا کر مطمئن ہوتی ہے۔

۲ صد سخن۔ اس عاشق نے اپنے درد سے متعلق سینکڑوں باتیں عاشق کو سنائیں جن میں سے میں نے ایک بھی پوری نہیں بیان کی ہے۔ آتشے۔ عاشق میں ایک آگ لگی ہوئی تھی جس کی حقیقت کو وہ نہ سمجھ سکتا تھا ہاں اس کی گرمی سے شمع کی طرح آنسو بہا رہا تھا۔ ہرچہ۔ عاشق نے کہا میں یہ مصائب تو برداشت کر ہی رہا ہوں اب جو حکم ہو اس کے لئے میں آمادہ ہوں۔

۳ گر در آتش۔ اگر حکم ہو تو حضرت ابراہیم کی طرح آگ میں کود جاؤں تو چاہئے تو حضرت یحییٰ کی طرح مجھے قتل کر دے۔ ور ز فقرم۔ حضرت عیسیٰ کا فقر مشہور ہے۔ رُخ۔ میں تیرے کسی حکم سے منہ نہ موڑوں گا۔ گفت۔ معشوق نے عاشق کی تمام تکالیف سنکر کہا کہ تو نے یہ سب کچھ کیا لیکن جو عشق کا اصل تقاضا ہے وہ نہ کیا عاشق نے کہا وہ کیا ہے۔ معشوق نے جواب دیا کہ وہ اپنے آپ کو فنا کر دینا ہے۔ (ا ۔ ہ روحی)۔

گفتش آں عاشق بگوکاں اصل چیست ۔۔۔ گفت اصلش مُردنست و نیستی ست

اس سے عاشق نے کہا، فرمائیے وہ جڑ کیا ہے؟ ۔۔۔ اس نے کہا، اس کی جڑ مرنا اور فنا ہونا ہے

تو ہمہ کردی نمُردی زندۂ ۔۔۔ ہیں بمیرار یارِ جاں با زندۂ

تو نے سب کچھ کیا، تو مرا نہیں، زندہ ہے ۔۔۔ ہاں مر جا اگر تو جان کو فنا کرنے والا دوست ہے

گر بمیری زندگی یابی تمام ۔۔۔ نام نیکوئے تو ماندتا قیام [۱]

اگر تو مر جائے گا مکمل زندگی حاصل کرے گا ۔۔۔ حشر تک تیرا نیک نام زندہ رہے گا

چوں شنوداں عاشقِ بیخویشتن ۔۔۔ آہ سردے بر کشید از جان و تن

جب مدہوش عاشق نے یہ سنا ۔۔۔ جان اور جسم سے ایک ٹھنڈی آہ بھری

ہمدراں دم شُد دراز و جاں بداد ۔۔۔ ہمچوگل درباخت سر خندان وشاد

اسی وقت لیٹ گیا اور جان دے دی ۔۔۔ ہنسی خوشی پھول کی طرح سر دے دیا

ماند آں خندہ برو وقفِ ابد ۔۔۔ ہمچو جان و عقلِ عارف بے کبد

وہ مسکراہٹ ہمیشہ کیلئے اس پر وقف ہو گئی ۔۔۔ جس طرح بلا تکلف عارف کی عقل اور جان

نورِ مہ آلودہ کے گردد ابد ۔۔۔ گر زند آں نور بر ہر نیک و بد

چاند کی چاندنی آخر سے آلودہ ہوتی ہے ۔۔۔ خواہ وہ چاندنی ہر نیک اور بد پر پڑے

اوز [۲] جملہ پاک وا گردد بماہ ۔۔۔ ہمچو نور عقل و جاں سُوی الٰہ

وہ سب سے پاک رہ کر چاند کی طرف لوٹ جاتی ہے ۔۔۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی جانب عقل اور جان کا نور

وصفِ پاکی وقف بر نورِ مہ است ۔۔۔ تابشش گر بر نجاسات رہ است

پاکی کی صفت چاند کی روشنی پر وقف ہے ۔۔۔ اگرچہ اس کی چمک راستہ کی نجاستوں سے ہے

زاں نجاسات رہ و آلودگی ۔۔۔ نور را حاصل نگردد بدرگی

ان راستہ کی نجاستوں اور گندگی سے ۔۔۔ نور کو برائی حاصل نہیں ہوتی ہے

ارجعی بشنید نور آفتاب ۔۔۔ سُوئے اصل خویش باز آمد شتاب

"تو لوٹ آ" سورج کی روشنی نے سنا ۔۔۔ وہ فوراً اپنی اصل کی طرف لوٹ آئی

نے [۳] زگلخنہا بروننگے بماند ۔۔۔ نے زگلشنہا برو رنگے بماند

نہ اس پر بھٹیوں کا عیب رہا ۔۔۔ نہ اس پر باغوں کا رنگ رہا

نورِ دیدہ سُوئے دیدہ باز گشت ۔۔۔ ماند در سودائے اُو صحرا و دشت

آنکھ کی روشنی آنکھ کی طرف لوٹ آئی ۔۔۔ جنگل اور میدان اس کے تصور میں رہ گئے

---

[۱] تا قیام۔ یعنی قیامت قائم ہونے تک (شعر)

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ۔۔۔ ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

چوں شنود۔ عاشق نے معشوق کی جب یہ باتیں سنیں ایک ٹھنڈی آہ لی اور جان دیدی۔ ماند۔ اس عاشق کی موت کے وقت کی مسکراہٹ ابدی ہے۔ نورمہ۔ عارف کی روح کی مثال چاند کی طرح ہے۔ جس طرح چاندنی خواہ وہ گندگیوں پر گذرے تو پاک صاف رہتی ہے۔ یہی حال عارف کی روح کا ہے۔

[۲] اوز جملہ۔ چاندنی بہر صورت پاک رہ کر چاند کیطرف لوٹ جاتی ہے اسی طرح عارف کی روح پاک و صاف رہ کر خدا کی طرف واپس ہو جاتی ہے۔ زاں۔ جن نجاستوں پر سے چاندنی گذرتی ہے ان کا وہ کوئی اثر قبول نہیں کرتی ہے۔ ارجعی۔ عارف کی روح نفس مطمئنہ ہے جس کے بارے میں قرآن پاک میں آیا ہے۔ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اے نفس مطمئنہ تو راضی اور پسندیدہ ہو کر اپنے رب کی طرف لوٹ جا۔

[۳] نے۔ اس روح عارف پر دنیا کے اچھے برے کا کوئی اثر نہیں رہتا ہے۔ نور دیدہ۔ عارف کی روح کی واپسی کی مثال یہ ہے کہ آنکھ کی روشنی آنکھ میں واپس آجاتی ہے تو اب دیکھنے والی نگاہ میں وہ جنگل نہیں رہتا بلکہ محض دماغ میں اس کا تصور رہ جاتا ہے۔ ماند۔ اب آنکھوں میں اس چیز کا صرف انتظار رہ جاتا ہے اور وہ ویرانہ نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔

چونکہ زیں ویرانہ نورش باز گشت^۱ ماند در صحرائے دیدہ باز گشت
جبکہ اس ویرانے سے اس کا نور واپس ہو گیا آنکھ کے جنگل میں انتظار رہ گیا

یکے پرسید از عالمے عارفے کہ اگر در نماز کسے بگرید باواز و آہ و نوحہ
کسی شخص نے ایک عارف عالم سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نماز میں آواز اور آہ سے روئے
کند نمازش باطل شود یا نہ جواب داد کہ نام آں آب^۲ دیدہ ست تا کہ آں
اور نوحہ کرے اس کی نماز باطل ہوگی یا نہیں؟ اس نے جواب دیا کہ اس کا نام دیکھے ہوئے
گرندیدہ چہ دیدہ است اگر شوقِ خدا دیدہ است او میگرید یا از
کا پانی ہے تو یہ کہ رونے والے نے کیا دیکھا ہے؟ اگر اس نے اللہ تعالیٰ کا شوق دیکھا ہے، وہ
پشیمانی گناہ نمازش تباہ نشود بلکہ کمال گیرد کہ لا صَلٰوۃ اِلّا بحُضُورِ
روتا ہے یا گناہ کی پشیمانی سے، نماز تباہ نہ ہوگی بلکہ کمال حاصل کر لیگی کیونکہ نماز نہیں ہوتی مگر
القلب واگر رنجوریِ تن یا فراقِ فرزند دیدہ است نمازش تباہ شود
حضور قلب سے اور اگر اس نے جسمانی تکلیف یا اولاد کی جدائی دیکھی ہے اس کی نماز خراب ہو جائیگی
کہ اصل نماز ترکِ تن است و ترکِ فرزند ابراہیم علیہ السلام وار
کیونکہ اصل نماز حضرت ابراہیم کی طرح جسم اور اولاد کا ترک کرنا ہے کیونکہ وہ نماز کی
کہ فرزند را قربان میکرد از بہرِ تکمیل نماز و تن را با آتشِ نمرودی
تکمیل کے لئے لڑکے کو قربان کر رہے تھے اور جسم کو نمرود کی آگ کے سپرد کر رہے
سپرد و امر آمد پیغمبرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را بدیں خصال کہ
تھے اور آنحضور کو انہی خصلتوں کا حکم ہے کیونکہ تم اتباع کرو اور اتباع
فَاتَّبِعُوْا وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ
کرو ابراہیم کی ملت کا جو کہ حنیفیہ ہے بے شک تمہارے لئے
حَسَنَةٌ فِیْ اِبْرٰهِيْمَ
ابراہیم میں اچھا نمونہ ہے

آں یکے پرسید از مفتی براز گر کسے گوید بنوحہ در نماز
ایک شخص نے چپکے سے مفتی سے دریافت کیا اگر کوئی نماز میں آواز سے روئے
آں نمازِ او عجب باطل شود یا نمازش جائز و کامل بود
وہ اس کی عمدہ نماز باطل ہو جائے گی یا اس کی نماز جائز اور مکمل ہوگی

۱ باز گشت۔ پہلے مصرع میں واپس شدہ کے معنی میں ہے اور دوسرے مصرع میں بمعنی انتظار ہے۔ چونکہ مولانا نے پہلے شعر میں آنکھ کی روشنی کا بیان کیا تھا اب آنکھ سے متعلق ایک اور نکتہ سمجھاتے ہیں۔

۲ آب دیدہ۔ یہ مسئلہ پوچھا کہ کیا اگر کوئی نماز میں روئے اور آہ و نوحہ کرے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ گریہ کو آب دیدہ کہتے ہیں یعنی دیکھے ہوئے کا پانی تو اب یہ تحقیق کی جائے کہ اس نے کیا دیکھا ہے جس کی وجہ سے یہ آنکھ کا پانی بہا ہے اگر اس نے خدا کا خوف اور شوق دیکھا ہے اور گریہ اور نوحہ ہے تو یہ تو نماز کا کمال ہے اور اگر اس نے مرض یا بیٹے کی جدائی دیکھی ہے اور اس سے یہ پانی آنکھ سے بہا ہے تو نماز خراب ہو جائیگی۔ براز۔ یعنی آہستگی سے۔ نوحہ۔ آواز سے رونا۔

گفت آبِ دیدہ نامش بہر چیست | بنگری اتا کہ چہ دیدست و گریست
فرمایا "اس کا نام دیکھے ہوئے کا پانی" کیوں ہے؟ | غور کر اس نے کیا دیکھا ہے؟ اور رویا ہے

آبِ دیدہ تا چہ دیدہ است از نہاں | تابداں شد اُوز چشمہ خود رواں
آنکھ کے پانی نے پوشیدہ طور پر کیا دیکھا ہے | جس سے وہ اپنے چشمے سے رواں ہوا ہے

گر ز شوقِ حق کند گریہ دراز | یا ندامت از گناہے در نیاز
اگر دراز گریہ اللہ تعالیٰ کے شوق سے کرتا ہے | یا عاجزی میں کسی گناہ کی شرمندگی سے

خوفِ حق گر باشد آں گریہ جوشست | زانکہ آں آبِ تو دفعِ آتش ست
اگر اللہ کا خوف ہے تو رونا بہتر ہے | کیونکہ وہ تیرا پانی آگ کو بجھاتا ہے

بیشکے گیرد نماز او کمال | قُرب یا بد در رہِ حق لا محال
اس کی نماز یقیناً کمال حاصل کر لے گی | وہ لا محالہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے گا

آں جہاں گر دیدہ است آں پُر نیاز | رونقے یابد زنوحہ آں نماز
اگر اس نیاز مند نے اس عالم کو دیکھا ہے | تو رونے سے اس کی نماز رونق حاصل کرے گی

ور ز رنجِ تن بُود و ز درد و سوگ | ریسماں[۲] بگسست و ہم بشکست دوک
اور اگر جسم کی بیماری اور درد اور رنج سے ہو | تو دھاگا ٹوٹا اور تکلا بھی

کہ دل و جانش زماتم کرد درد | ور فغاں از ماتمِ فرزند کرد
کہ رنج سے اس کا دل اور جان دردمند ہوئے تھے | اگر اس نے اولاد کے رنج میں فریاد کی ہے

زانکہ با اغیار دارد دل گرو | می نیرزد آں نمازِ او دو جو
کیونکہ اس کا دل غیروں میں پھنسا ہے | تو اس کی نماز دو جو کی قیمت کی نہیں ہے

پس نمازش بیشکے باطل بود | گریہ او نیز بے حاصل بود
تو اس کی نماز بلاشبہ فاسد ہو جائے گی | اس کا رونا بھی بے نتیجہ ہو گا

زانکہ ترکِ تن بُود اصلِ نماز | ترکِ خویش و ترکِ فرزند از نیاز
کیونکہ نماز کی اصل جسم کو ترک کرنا ہے | نیازمندی کی وجہ سے اپنے آپ کو اور اولاد کو ترک کرنا ہے

از خلیل[۳] آموز قرباں کن ولد | تن بنہ بر آتشِ نمرود رد
حضرت ابراہیمؑ سے سیکھ کہ اولاد کو قربان کر دے | مردود نمرود کی آگ پر جسم کو ڈال دے

حاصل آنکہ تابدانی اے کیا | کز بکا فرق ست بیحد تا بکا
خلاصہ یہ ہے کہ اے بزرگ تو سمجھ لے | کہ رونے اور رونے میں بیحد فرق ہے

---

۱ بنگری۔ یہ غور کر کہ وہ کیوں رویا ہے۔ ندامت۔ شرمندگی۔ نیاز۔ عاجزی۔ آں جہاں۔ یعنی شوق و خوفِ خداوندی کا عالم۔ ور ز رنج۔ اگر رونے کا سبب کوئی بدنی تکلیف یا رنج ہے تو سب چھ ضائع ہو گیا۔

۲ ریسماں۔ دھاگا بھی ٹوٹا اور تکلا بھی ٹوٹا۔ یعنی سب کچھ تباہ ہو گیا۔ ماتم۔ سوگ کی مجلس۔ زانکہ۔ کیونکہ اس حالت میں اس اس کا دل اللہ کے غیر سے وابستہ ہے۔ پس۔ اس آہ و بکا سے نماز بھی ٹوٹی اور اس سے اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ زانکہ۔ اس لئے کہ اصل نماز تو یہ ہے کہ انسان اس میں غیر اللہ سے بالکل غافل ہو جائے۔

۳ از خلیل۔ حضرت ابراہیمؑ سے اللہ کے معاملہ میں اپنی اولاد اور جان کی پروانہ کی۔ حاصل۔ خلاصہ یہ سمجھ لو کہ رونے اور رونے میں بہت فرق ہے۔ ایک رونا نماز کی روح ہے دوسرا رونا نماز کو فاسد کرتا ہے۔

مُریدے در آمد بخدمتِ شیخ و از یں شیخ پیر مُسن میخواہم بلکہ پیر
ایک مرید ایک شیخ کی خدمت میں پہنچا اور اس شیخ سے میری مراد دراز عمر بوڑھا نہیں ہے
عقل و معرفت اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام اَست در گہوارہ و یحییٰ
بلکہ عقل و معرفت کا بوڑھا اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام گہوارہ میں اور یحییٰ علیہ السلام
علیہ السلام ست در مکتبِ کود کان مرید شیخ را گریاں دید اُو نیز
بچوں کے مکتب میں ہوں۔ مرید نے شیخ کو روتے دیکھا اس نے بھی
موافقت کرد و بگریست چوں فارغ شُد و بدر آ مُرید دیگر کہ
موافقت کی اور رو پڑا جب وہ فارغ ہوا اور باہر آیا دوسرا مرید جو
از حالِ شیخ واقف تر بود از سرِ غیرت در عقبِ اُو نیز بیروں
شیخ کے حال سے زیادہ واقف تھا غیرت کی وجہ سے وہ بھی پیچھے پیچھے باہر آیا
آمد گفتش کہ اے ۲ برادرِ من تُرا گفتہ باشم اللہ اللہ تا نیندیشی
اس نے کہا اے میرے بھائی! میں تجھ سے کہتا ہوں خدا کے لئے نہ سوچنا
و نگوئی کہ شیخ میگریست من نیز میگریستم کہ سی سال ریاضت
اور نہ کہنا کہ شیخ روئے میں بھی رویا کیونکہ تیس سال بغیر ریا کی محنت سے
بے ریا باید کرد و از عقبات و دریا ہائے پُر نہنگ و کوہہائے
چاہیے اور گھاٹیوں اور نالوں سے بھرے دریاؤں سے اور شیر اور
بلند پُر شیر و پلنگ می باید گذشت تا بداں گریہ شیخ برسی
چیتوں سے بھرے پہاڑوں سے گذرنا چاہیے پھر شیخ کے اس رونے کو تو پہنچ سکے
یا نہ رسی اگر برسی شکر زُوِیَت ۳ لِی الْاَرْض بسیار گوئی کہ
یا نہ پہنچ سکے اگر پہنچ جائے "تو میرے لئے زمین سمیٹ دی گئی ہے" کا بہت شکر ادا کر

آنجائے شکرست کہ آں گریہ حضورِ قلب باشد

کیونکہ وہ شکریہ کا موقع ہے کیونکہ وہ رونا حضورِ قلب سے ہوگا

۱ مرید سے اس قصہ سے یہ بتانا ہے کہ شیخ کا رونا اور اس مرید کا رونا یکساں نہ تھا۔ پیر و شیخ سے مراد بوڑھا نہیں ہے بلکہ وہ شخص ہے جس کی عقل اور معرفت بڑھی ہوئی ہو خواہ وہ عمر کے اعتبار سے بچہ ہو، جیسے کہ حضرت عیسیٰ گہوارہ میں یا حضرت یحییٰ بچوں کے مکتب میں تھے۔

۲ اے برادر۔ اس با کمال مرید نے اس کو سمجھایا کہ تو اپنے رونے کو شیخ کے رونے جیسا نہ سمجھنا تیرا رونا تو محض تقلیدی تھا اور شیخ کا رونا ایسا رونا ہے کہ تیس سال مجاہدوں کے بعد بھی میسر آجائے تو غنیمت سمجھنا۔

۳ زویت۔ آنحضورؐ نے فرمایا زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا میرے لئے زمین لپیٹ دی گئی تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا یعنی برسوں کا کام منٹوں میں ہو گیا۔ شیخ راہ مرید شیخ کی تقلید میں شیخ کو روتے ہوئے دیکھ کر رونے لگا۔

یک مُریدے اندر آمد پیشِ پیر	پیر اندر گریہ بود و در نفیر
ایک مرید پیر کے پاس اندر آیا	پیر رونے میں اور فغاں میں تھا
شیخ را چوں دید گریاں آں مُرید	گشت گریاں آب از چشمش دوید
جب اس مرید نے شیخ کو روتے دیکھا	رونے لگا آنسو اس کی آنکھوں سے نکل پڑے

گو شور یکبار خندد کر دو بار ‖ چونکہ لاغ املا کند یارے بیار
ہنسنے والا ایک بار اور بہرا دو بار ہنستا ہے ‖ جب کوئی یار، یار سے مذاق کرتا ہے

بارِ اوّل از رہِ تقلید و سَوم ‖ کہ ہمی بیند کہ می خندند قوم
پہلی بار دیکھا دیکھی اور تکلف سے ‖ کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ لوگ ہنس رہے ہیں

کر بخندد ہمچو ایشاں آں زماں ‖ بیخبر از حالتِ خندیدگاں
اس وقت بہرا ان کی طرح ہنستا ہے ‖ (اور) ہنسنے والوں کی حالت سے بے خبر ہے

باز اُو پرسد کہ خندہ برچہ بود ‖ پس دوم کرت بخندد چوں شنود
پھر وہ پوچھتا ہے کہ ہنسی کس بات پر تھی؟ ‖ پھر جب سنتا ہے دو بارہ ہنستا ہے

پس ۲ مقلّد نیز مانند کر ست ‖ اندراں شادی کہ اُورا در سرست
تو مقلد بھی بہرے کی طرح ہے ‖ اس خوشی میں جو اس کے ذہن میں ہے

پرتوِ شیخ آمد و منہل زشیخ ‖ فیض و شادی نز مُریداں بل زشیخ
شیخ کا عکس اور شیخ کا چشمہ ہے ‖ فیض خوشی، نہ کہ مریدوں کا بلکہ شیخ کا ہے

پرتوِ شیخ ست آں تقلید شیخ ‖ چوں بہ بیند شادی و تائید شیخ
شیخ کی تقلید، شیخ کا عکس ہے ‖ جبکہ وہ شیخ کی خوشی اور تائید دیکھ رہا ہے

چوں سبد در آب و نورے بر زجاج ‖ گر ز خود دانند آں باشد خداج
جیسا کہ ٹوکری پانی میں اور چمک شیشہ پر ہے ‖ اگر وہاں (خوشی) کو اپنی جانب سے سمجھیں تو ناقص پن ہے

چوں جدا گردد ز جُو داند عنود ‖ کاندرو آں آبِ خوش از جُوی بود
جب وہ نہر سے علیحدہ ہو جائیگی تو جھگڑالو جان لیگی ‖ کہ اس کے اندر وہ اچھا پانی نہر کا تھا

آبگینہ ہم بداند از غروب ‖ کاں لمع بود از مہِ تابانِ خوب
چاند کے غروب سے شیشہ بھی جان لے گا ‖ کہ وہ چمک عمدہ روشن چاند کی تھی

چونکہ چشمش را کشاید امرِ قُم ‖ پس بخندد چوں سحر بارِ دوم
جب "اٹھ کھڑا ہو" کا حکم اس کی آنکھ کھولے گا ‖ تو وہ صبح سے دوسری بار مسکرانے کی طرح مسکرائے گا

خندہ آید ہم براں خندہ خودش ‖ کہ دراں تقلید بری آمدش
اس کو اپنی اس ہنسی پر بھی ہنسی آئے گی ‖ جو اس کو تقلید میں آئی تھی

---

۱ کرشور۔ ہنسنے والا۔ کر۔ بہرا یعنی بہرا ایک بار تو دوسروں کو ہنستا دیکھ کر ہنستا ہے پھر لوگوں کو ہنسنے کا سبب معلوم کر کے دوبارہ ہنستا ہے۔ سَوم۔ تکلف۔ بیخبر۔ پہلی بار ہنسنے میں بہرے کو ہنسی کے سبب کا علم نہیں ہوتا ہے۔ باز۔ پھر جب وہ لوگوں سے ہنسی کا سبب معلوم کر لیتا ہے تو دوبارہ ہنستا ہے۔

۲ پس مقلد۔ جو شخص کسی کی دیکھا دیکھی کام کرتا ہے اسکی مثال بہرے کی سی ہے۔ پرتو۔ اس پر شیخ کے باطن کا اثر پڑتا ہے اور اس سے اس کو خوشی یعنی شیخ کا سا حال ہوتا ہے تو مرید کا تقلیدی فعل بھی شیخ کا اثر ہوتا ہے۔ چوں سبد۔ اگر ٹوکری نہر میں پڑی ہوئی ہو اور اس میں پانی بھرا ہوا ہو یا آئینہ میں سورج کی چمک پڑ رہی ہو تو اس پانی یا چمک کو ٹوکری یا آئینہ اپنا سمجھنا غلطی ہے۔ خداج۔ ناقص۔ عنود۔ سرکش۔

۳ آبگینہ۔ جب ٹوکری نہر سے باہر نکل جائے گی اور چاند ڈوب جائے گا تو ٹوکری اور آئینہ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ پانی اور چمک ان کی نہ تھی۔ قم۔ آنحضور کو حکم ہوا تھا "قم اللیل الا قلیلا" "تھوڑی رات چھوڑ کر رات میں عبادت کیا کرو"۔ سحر بار دوم۔ پہلے صبح کاذب آتی ہے پھر دوبارہ صبح صادق نمودار ہوتی ہے۔ خندہ آمد۔ اب جب حقائق منکشف ہو جاتے ہیں تو مرید کو اپنی پہلی ہنسی پر ہنسی آتی ہے۔

گویدا از چندیں رہِ دو رو دراز — کایں حقیقت بود وایں اسرار وراز

وہ کہے گا، اتنی دور، دراز مسافت سے — جبکہ یہ حقیقت اور یہ اسرار اور راز تھے

من دراں وادی چگونہ خود ز دور — شادے میکردم از عمیاو سُور

میں اس میدان میں خود فاصلہ سے کس طرح — اندھے پن سے شادمانی اور خوشی کر رہا تھا؟

من چہ می بستم خیال وآں چہ بُود — درک سستم سُست نقشے می نمود

میں نے کیا خیال کیا اور وہ کیا تھا — میرے سست احساس نے بھی نقش دکھا دیا

طفلِ رہ رافکرت مرداں کجاست — کو خیال اُو و کو تحقیق راست

راہِ سلوک کے بچے میں مردوں کی سمجھ کہاں ہے؟ — کہاں اس کا خیال، اور کہاں صحیح تحقیق

طفل راچہ فکر آید در ضمیر — یاچہ اندیشہ کند ہمچوں کہ پیر

بچے کے دل میں کیا خیال آسکتا ہے؟ — یا وہ بوڑھے کی طرح کیا سوچ سکتا ہے؟

فکرِ ۲ طفلاں دایہ باشد یا کہ شیر — یا مویز وجوز یا گریہ و نفیر

بچوں کا فکر دایہ یا دودھ ہوتا ہے — یا منقی اور اخروٹ یا رونا اور چلانا

آں مقلد ہست چوں طفلِ علیل — گرچہ دارد بحث باریک و دلیل

مقلد، بیمار بچے کی طرح ہے — اگرچہ نازک بحث اور دلیل رکھتا ہو

آں تعمق در دلیل و در شکال — از بصیرت می کُند اورا گسال

اشکال اور دلیل میں غور — اس کو بصیرت سے رخصت کر دیتا ہے

مایہ کاں سُرمۂ سرّ ویست — بردو در اشکال گفتن کاربست

وہ سرمایہ جو اس کے باطن کا سرمہ ہے — سلب کر لیا اور اشکال بیان کرنے میں لگا دیا

اے ۳ مقلد از بخارا باز گرد — رو بخواری تا شوی تو شیرِ مرد

اے مقلد! بخارا سے واپس آ — ذلت کی جانب جا، تاکہ تو شیر مرد بنے

تا بخا رائے دگر بینی دروں — صفدراں در محفلش لا یفقہون

تاکہ تو باطن میں دوسرا بخارا دیکھ لے — اس کی محفل میں بہادر "وہ نہیں سمجھتے ہیں" ہیں

پیک اگرچہ در زمیں چابک تگست — چوں بدریا رفت بکستہ رگست

قاصد اگرچہ خشکی میں تیز رفتار ہے — جب دریا میں پہنچا، رگ ٹوٹا ہے

---

۱ گویدا۔ اب مرید اپنے سابق احوال کے بارے میں سمجھاتا ہے کہ وہ جو کچھ حاصل تھا وہ تو محض شیخ کا عکس تھا اب وہ اور میں اصل سے کس قدر دور تھے۔ من دراں۔ میں حقیقت تک نہ پہنچا تھا۔ اور خوشی منا رہا تھا۔ من چہ می بستم۔ میرے ناقص علم و ادراک میں ایک خیالی چیز تھی۔ طفل رہ۔ جو سالک ابھی راہ سلوک کا بچہ ہے وہ حقیقت تک کہاں پہنچ سکتا ہے۔

۲ فکر طفلاں۔ طفلاں فکر تو صرف دایہ اور دودھ اور کھانے پینے کی معمولی چیزوں تک ہوتا ہے۔ آں مقلد۔ مقلد کی مثال بچے کی سی ہے۔ آں تعمق۔ یہ مقلد اگر خود ان اسرار تک پہنچنے کی کوشش کرے گا یا دلائل ڈھونڈے گا تو اس کو بصیرت سے اور دور کر دیں گے۔ مایہ۔ جو غور وفکر کا اس کے پاس سرمایہ تھا وہ بھی اس نے بیجا صرف کر ڈالا۔

۳ اے مقلد۔ یہاں اور راز تعلق دلائل سے واقف نہ ہوں سے بخارا ظاہری علم و ہنر ہے اس کو چھوڑ خواری اور مجاہدوں کی ذلت اختیار کر جب تو مرد میدان بنے گا تا بخارا۔ جب انسان مجاہدے کرے گا تو پھر اس کو ایک بخارا اپنے دل میں نظر آئے گا اور اس بخارا میں ظاہری بحث کرنے والے جاہل ثابت ہوں گے صفدراں۔ یعنی بخارا میں ظاہری علماء میں جو اسرار کو نہیں سمجھتے ہیں پیک۔ مشہور ہے ہر مرد ہر کار ہے جو خشکی کا چالاک ہے وہ دریا میں نہیں چل سکتا ہاں تیراکی کی ضرورت ہے۔

اُو حملنا ھُمْ بُود فی البر و بس	آنکہ محمول ست در بحر اُوست کس

وہ صرف ان کو ہم نے خشکی میں چلایا ہے	جو سمندر میں چلایا ہوا ہے وہ بہادر ہے

بخشش بسیار دارد شہ بدُو	اے شدُہ در وہم و تصویرے دو تو

شاہ اس پر بہت بخشش کرتا ہے	اے وہ! جو وہم اور تصور میں دوہرا بنا ہوا ہے

بقیہ حال مُرید مقلد

مرید مقلد کے حال کا بقیہ

آں مُرید سادہ از تقلید نیز	گریہ میکرد وَ فقِ آں عزیز

وہ بھولا مرید بھی، تقلید میں	اس معزز کی طرح رونے لگا

او مقلّد وار ہمچو مرد کر	گریہ می دید و ز مُوجب بے خبر

اس نے تقلید میں بہرے شخص کی طرح	رونا دیکھا اور سبب سے بے خبر تھا

چوں بسے بگریست خدمت کرد و رفت	از پیش آمد مرید خاص تفت

جب بہت رو دیا اس نے سلام کیا اور روانہ ہو گیا	اس کے پیچھے ایک خاص مرید تیزی سے چلا

گفت[۲] اے گریاں چو ابر بیخبر	بر و فاق گریۂ شیخ از نظر

اس نے کہا اے بے خبر ابر کی طرح رونے والے!	دیکھا ہے کبھی شیخ کے رونے پر

اللہ اللہ اے وفی مُرید	گرچہ در تقلید ہستی مُستفید

اے وفادار مرید! خدا کے لئے	اگرچہ تو تقلید میں فائدہ اٹھانے والا ہے

تا نگوئی دیدم آں شہ می گریست	من چو اُو بگریستم کایں منکریست

یہ نہ کہنا میں نے دیکھا کہ وہ شاہ رو رہا تھا	میں اس کی طرح رویا کیونکہ یہ شیخ کی فضیلت کا انکار کرنا ہے

گریہ کز جہل و تقلیدست و ظن	نیست ہمچوں گریہ آں مؤتمن

وہ رونا جو لاعلمی اور تقلید اور گمان کی وجہ سے ہے	وہ اس امانتدار کے رونے کی طرح نہیں ہے

تو قیاس[۳] گریہ بر گریہ مساز	ہست زیں گریہ بداں راہ دراز

تو رونے کو رونے پر قیاس نہ کر	اس رونے سے اس رونے تک بہت فاصلہ ہے

ہست آں از بعدِ سی سالہ جہاد	عقل اینجا ہیچ نتواند فتاد

وہ (رونا) تیس سالہ مجاہدہ کے بعد ہے	عقل اس جگہ کبھی نہیں پہنچ سکتی

ہست زاں سُوی خرد صد مرحلہ	عقل را واقف مداں زاں قافلہ

وہاں عقل سے آگے سو مرحلے ہیں	اس قافلہ سے عقل کو واقف نہ سمجھ

---

[۱] حملنا ھم۔ قرآن پاک میں ہے۔ ولقد کرمنا بنی آدم و حملنا ھم فی البر والبحر "ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور سمندر میں سوار کیا" حملنا ھم فی البر سے علوم ظاہری کے علماء اور حملنا ھم فی البحر سے علوم باطنی کے علماء مراد ہیں۔ بخشش یعنی دریا کے جوانمرد پر اللہ تعالیٰ زیادہ بخشش کرتا ہے۔ اے شدہ۔ اے وہ انسان جو وہم اور خیالی تصور پر کو جھکا ہوا ہے۔ آں عزیز۔ یعنی شیخ زموجب۔ یعنی شیخ کے رونے کے سبب سے ناواقف تھا۔

[۲] گفت۔ اس خاص مرید نے رونے والے مرید سے کہا تو نے بے خبری میں شیخ کی دیکھا دیکھی رویا ہے۔ اللہ خدا کے لئے تو اپنے رونے کو شیخ کے رونے کی طرح نہ سمجھنا طرح کرے تیرا رونا تو محض تقلید میں تھا اور تو شیخ کے رونے سے بے خبر تھا۔ ایں منکریست۔ تیرا یہ کہنا شیخ کی فضیلت کا انکار ہوگا۔ مؤتمن۔ امانتدار

[۳] تو قیاس۔ اپنے رونے کو شیخ کے رونے پر قیاس نہ کر لینا دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہست۔ شیخ کا رونا مشاہدہ کی بنیاد پر ہے جو تیس سالہ مجاہدہ کے بعد حاصل ہوا ہے۔ محض عقلی بنیاد پر یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔

گریۂ اُو بے غم ست و بے فرح	رُوح داند گریۂ عینُ الملح
اس شیخ کا رونا نہ غم سے ہے نہ خوشی سے	بے نور آنکھ کا رونا، روح جانتی ہے
گریۂ اُو خندۂ اُو زاں سَر یست	زانچہ وہم و عقل باشد آں بریست
اس کا رونا، اس کا ہنسنا اس جانب کا ہے	جو وہم اور عقل کی وجہ سے ہو، وہ اس سے بری ہے
آبِ دیدہ اُو چو دیدہ اُو بُوَد	دیدۂ نا دیدہ دیدہ کے شود
اس کا آنسو اس کی آنکھ کی طرح ہوتا ہے	اندھے کی آنکھ آنکھ کب ہو سکتی ہے؟
آنچہ اُو بیند نتاں کردن مساس	نے قیاسِ عقل و نے راہِ حواس
جو وہ دیکھتا ہے، اس کو چھوا نہیں جا سکتا ہے	نہ عقل کے قیاس سے نہ حواس کی راہ سے
شب۲ گریزد چونکہ نُور آید ز دُور	پس چہ داند ظلمت از احوالِ نور
جب روشنی آتی ہے رات دور سے بھاگ جاتی ہے	تو تاریکی روشنی کے احوال کیا جانے؟
پشہ بگریزد ز بادِ بادہا	پس چہ داند پشہ ذوقِ بادہا
پر فریب ہوا سے مچھر بھاگ جاتا ہے	تو ہواؤں کا ذوق مچھر کیا جانے؟
چوں قدیم آید حدث گردد عَبَث	پس کجا داند قدیمے را حدث
جب قدیم آتا ہے حادث بیکار ہو جاتا ہے	تو حادث قدیم کو کیا جانے؟
بر حدث چوں زد قدم۳ دنگش کند	چونکہ کردش نیست ہم رنگش کند
جب قدیم حادث پر چھاجاتا ہے اس کو حیران کر دیتا ہے	جب اس کو معدوم کر دیا اس کو ہم رنگ کر لیتا ہے
گر بخواہی تو بیابی صد نظیر	لیک مَن پروا ندارم اے فقیر
اگر تو چاہے تو سو مثالیں حاصل کر لے	لیکن اے فقیر! مجھے فرصت نہیں ہے
ایں الٓم و حٰمٓ ایں حروف	چوں عصائے موسیٰ آمد در وقوف
یہ الم اور حم یہ حروف	جاننے میں حضرت موسیٰ کے عصا کی طرح ہیں
حرفہا ماند بدیں حرف از بروں	لیک باشد در صفات ایں زبوں
بظاہر حروف ان حروف سے مشابہ ہیں	لیکن ان کی صفات سے عاجز ہیں
ہر کہ گیرد اُو عصائے ز امتحاں	کے بُوَد چوں آں عصا وقت بیاں
وہ شخص جو آزمائش کے لئے لاٹھی ہاتھ میں لے لے	بیان کے وقت وہ اس (موسیٰ کی لاٹھی کی طرح کب ہے؟

۱ گریہ او۔ شیخ کا رونا نہ غم دوزخ سے ہے نہ فرحت جنت سے بلکہ اس کا رونا محض شوق خداوندی سے ہے۔ گریہ او۔ شیخ کا رونا اور ہنسنا منجانب اللہ ہے عقلی اور وہمی بنیاد پر رونے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آب دیدہ شیخ کی جیسی آنکھیں ہیں کہ وہ عالم غیب کا مشاہدہ کرتی ہیں ایسا ہی اس کا رونا ہے اندھے کی آنکھیں آنکھیں نہیں ہیں۔ انچہ۔ شیخ جن چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے وہ عقلی نہیں ہے۔

۲ شب۔ جسطرح رات، دن کے احوال نہیں جان سکتی ہے اسی طرح عقل اور وہم شیخ کے مشاہدات کو نہیں جان سکتے ہیں۔ پشہ۔ مچھر جبکہ ہوا کے پہلے جھونکے سے بھاگ جاتا ہے تو وہ ہوا خوری کے ذوق سے کیسے واقف ہو سکتا ہے۔ یہی حال شیخ کے مشاہدات اور عقل کا ہے چوں قدیم۔ قدیم کے سامنے حادث کا وجود معدوم ہو جاتا ہے تو حادث قدیم کی حقیقت کیسے سمجھ سکتا ہے۔

۳ دنگش حیران۔ چونکہ قدیم حادث کو مٹا کر اپنا ہم رنگ بنا لیتا ہے انسان صفات خداوندی سے متصف ہو کر بشریت کو گم کر دیتا ہے۔ صد نظیر۔ اس کی بہت مثالیں ہیں کہ حادث اور قدیم میں فرق ہے۔ این۔ حروف مقطعات یا قرآن کے عام حروف قدیم ہیں اور اسی طرح کے حروف انسانی کلام میں بھی ہیں لیکن دونوں میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کی لاٹھی اور عام لاٹھی میں۔ حرفہا۔ قدیم اور حادث حروف بظاہر یکساں ہیں لیکن انکے اوصاف میں بہت بڑا فرق ہے [illegible] عام لاٹھی اور موسیٰ کے عصا میں بہت فرق ہے۔

عیسویست ایں دم ۱ نہ ہر باد و دمے	کہ بر آید از فرح یا از غمے
یہ سانس عیسوی ہے نہ ہوا اور سانس نہیں ہے	جو کہ خوشی یا رنج سے آئے

ایں الٓمٓ و حٰمٓ اے پدر	آمدست از حضرتِ مولی البشر
اے بیٹا! یہ الٓمٓ اور حٰمٓ	انسانوں کے مولیٰ کے دربار سے آئے ہیں

ہر الف لامے چہ می ماند بدیں	گر تو جاں داری بدیں چشمش مبیں
ہر الف لام اس سے کیا مشابہ ہو سکتا ہے؟	اگر تو روح رکھتا ہے، ان آنکھوں سے نہ دیکھ

گرچہ ترکیبش حروف ست اے ہمام	می نماند ہم بترکیبِ عوام
اے سردار! اگرچہ اس کی بناوٹ حروف سے ہے	(لیکن) وہ عوام کی ترکیب کی طرح نہیں ہے

ہست ترکیبِ محمد لحم و پوست	گرچہ در ترکیب ہر تن جنسِ اوست
محمدؐ کی بناوٹ گوشت اور پوست ہے	اگرچہ بناوٹ میں ہر جسم اس جیسا ہے

گوشت ۲ دارد پوست دارد استخواں	ہیچ ایں ترکیب را باشد ہماں
(ہر جسم) گوشت رکھتا ہے کھال رکھتا ہے ہڈی رکھتا ہے	کبھی اس بناوٹ میں وہ (آثار) ہوں گے

کاندریں ترکیب آمد معجزات	کہ ہمہ ترکیب ہا گشتند مات
اس بناوٹ میں ایسے معجزے آئے	کہ تمام بناوٹیں مات ہو گئیں

ہمچناں ترکیبِ حٰمٓ از کتیب	ہست بس بالا و دیگر با نشیب
اسی طرح قرآن کے حٰمٓ کی بناوٹ	بہت بلند ہے اور دوسری نیچی ہیں

زانکہ زیں ترکیب آید زندگی	ہمچو نفخِ صور در درماندگی
کیوں کہ اس بناوٹ سے زندگی آتی ہے	جیسا کہ عاجزی (قیامت) میں صور کا پھکنا

اژدہا ۳ گردد شگافد بحر را	چوں عصا حٰمٓ از دادِ خدا
اژدھا بن جاتے ہیں سمندر و پھاڑ دیتے ہیں	حٰمٓ عصا کی طرح خدا کی عنایت سے

ظاہرش ماند بظاہر ہا و لیک	قرصِ ناں از قرصِ مہ دور ست نیک
اس کا ظاہر ... ظاہری شکل سے مشابہ لیکن	روٹی کی ٹکیا چاند کی ٹکیا سے بہت دور ہے

گریہ او خندۂ او نطقِ او	فہمِ او خلقِ او و خلقِ او
اسکا رونا، اس کا ہنسنا، اس کا بولنا	اس کی فہم اس کی ساخت اور اس کے اخلاق

عقلِ او و وہمِ او و حسِ او	نیست از وے ہست محضِ صنعِ ہو
اس کی عقل، اور اس کا وہم اور اس کا احساس	اسکا اپنا نہیں ہے وہ محض اللہ کی کاریگری سے ہے؟

۱ ایں دم۔ حضرت عیسیٰ کے مریض پر پھونک مارنے اور عام پھونک میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہر الف قرآن پاک کے حروف خدائی دربار سے نازل ہوئے ہیں ان کو عام حروف کی طرح نہ سمجھنا چاہیے ان سے جو کلمات مرکب ہوں گے وہ عام کلمات کی طرح نہ ہوں گے ہست۔ ظاہری بناوٹ تو آنحضور کی بھی ایسی ہی تھی جیسی عام انسانوں کی ہوتی ہے۔

۲ گوشت۔ ہر جسم اپنی اجزا سے بنا ہے جس سے آنحضور کا جسم بنا ہے لیکن ہر جسم کے بناوٹ میں وہ آثار کہاں ہیں۔ جو آنحضور کی بناوٹ میں ہیں کاندریں۔ آنحضور کے جسم کی بناوٹ سے وہ معجزے ظاہر ہوئے کہ تمام بناوٹیں ہار گئی ہیں۔ ہمچناں۔ اسی طرح ایک حروف سے جب قرآنی کلمات مرکب ہوئے تو وہ فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے۔ زانکہ۔ اب ان کلمات سے دلوں میں ایسی ہی زندگی پیدا ہوتی ہے جس طرح نفخ صور سے قیامت میں جسموں کی زندگی ہوگی۔

۳ اژدہا۔ خدا نے اس کلام میں ایسی ہی تاثیر رکھی ہے جیسی حضرت موسیٰ کے عصا میں تھی ترص۔ سورج اور روٹی کی ٹکیا بظاہر یکساں ہیں لیکن معنوی بہت فرق ہے۔ گریہ او۔ یعنی شیخ کے افعال کو عام انسانوں کے افعال کی طرح نہ سمجھنا چاہیے اب اس کے افعال اپنے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اللہ کے اخلاق سے متخلق ہو چکا ہے۔

چونکہ ا ظاہر ہا گرفتند احمقاں　　واں دقائق شد از ایشاں بس نہاں
احمقوں نے چوں کہ ظاہری احوال کو پسند کیا　　وہ باریکیاں ان سے بہت پوشیدہ ہو گئیں

لاجرم محجوب گشتند از غرض　　کہ دقیقہ فوت شد در معترض
وہ یقیناً مقصد سے محجوب ہو گئے　　عارض میں نکتہ فوت ہو گیا

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد　　کاں کنیزک باخرِ خاتوں چہ کرد؟
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس چل　　اس باندی نے بی بی کے گدھے سے کیا کیا؟

داستانِ آں کنیزک کہ باخرِ خاتون خود شہوت میراندو او را
اس باندی کی داستان جو بی بی کے گدھے سے شہوت رانی کرتی تھی اور اس نے اس کو
شہوت راندن چوں آدمیاں آموختہ بود و کدوے در قضیب خر
انسانوں کی طرح شہوت پورا کرنا سکھا دیا تھا اور گدھے کی قضیب میں کدو
میکردتا از اندازہ نگذرد و خاتون براں وقوف یافت لیکن دقیقہ
پہنا دیتی تھی تاکہ اندازہ سے آگے نہ جائے اور بی بی کو اس کا پتہ لگ گیا لیکن کدو کا نکتہ
کدو را ندید کنیزک را بہ بہانہ براہ کرد جائے دور دور و باآں خر جمع
نہ سمجھی، باندی کو ایک بہانہ سے بہت دور روانہ کر دیا اور وہ بغیر کدو کے
شد بے کدو و ہلاک شد بفضیحت کنیزک بیگاہ باز آمد و نوحہ
اس گدھے سے لگ گئی اور رسوائی کے ساتھ ہلاک ہو گئی باندی اچانک واپس آئی اور رونے
کرد کہ اے جانم واے چشم روشنم کیر دیدی و کدو ندیدی ذکر
لگی کہ میری جان اور اے میری روشن آنکھ تو نے کیر دیکھا اور کدو نہ دیکھا ذکر
دیدی وآں دگر ندیدی کُلُّ نَاقِصٍ ۲ مَلْعُوْنٌ یعنی کُلُّ نَظَرٍ
دیکھا وہ دوسرا نہ دیکھا ہر ناقص ملعون ہے یعنی ہر کوتاہ نظر
وَّفَهْمٍ نَاقِصٍ مَلْعُوْنٌ وگرنہ ناقصانِ ظاہرِ جسم مرحوم اندنہ ملعون
اور کوتاہ سمجھ ملعون ہے ورنہ ظاہری جسم کے ناقص قابل رحم ہیں نہ کہ ملعون
قولہ تعالے لَیْسَ ۳ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا
اللہ تعالی کے قول نے "نہیں ہے اندھے پر گناہ اور نہ لنگڑے پر گناہ" اور
عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ ط نفیِ حرج کردونفیِ لعنت ونفیِ عتاب وغضب
نہ مریض پر گناہ" گناہ کی نفی کر دی نہ کہ لعنت اور عتاب اور غضب کی

۱ چونکہ ظاہر میں سے تعلق پوشیدہ رکھتے ہیں اور اصلی مقصد ان کی کاوش سے چھپ گیا اور اصلی نکتہ اس عارض میں فوت ہو گیا۔ جو ان کو پیش آیا۔
۲ کل ناقص ملعون ہے ہر ناقص ملعون ہے، اس سے مراد وہ شخص ہے جس کی عقل اور فہم ناقص ہو کیوں کہ جن کا جسم ناقص ہوتا ہے وہ تو قابل رحم ہیں۔
۳ لیس علی الاعمی حرج لنگڑے پر کوئی گناہ نہیں ہے ناقص جسم والے سے لئے گناہ کی نفی کر دی لیکن اگر وہ ناقص عقل والا ہے لعنت تو اور غضب اور عتاب کی اس سے نفی نہیں ہے۔

یک کنیزک نرخرے۱ بر خود فگند　　از و فورِ شہوت و فرطِ گزند

ایک باندی نے ایک گدھا اپنے اوپر ڈال لیا　　شہوت کی کثرت اور شہوت کی زیادتی کی تکلیف سے

آں خرِ نر راںگاں خو کردہ بود　　خر جماعِ آدمی پے بُردہ بود

اس نر گدھے کو جماع کی عادت ڈالدی تھی　　گدھے نے آدمی کا جماع سیکھ لیا تھا

یک کدوئی بود حیلت سازہ را　　در نرش کردہ پئے اندازہ را

(اس حیلہ ساز باندی) کے پاس ایک کدو تھا　　جس کو اس نے اندازہ کے مطابق اس کے ذکر میں پہنایا تھا

در قضیبش آں کدو کردے عجوز　　تا رود نیمِ ذکر وقتِ سپوز

بڑھیا اس کے ذکر میں کدو پہنا دیتی　　تاکہ گھسانے کے وقت آدھا ذکر جائے

گر ہمہ کیرِ خر اندر وے رود　　آں رحم واں رودہاں ویراں شود

اگر گدھے کا پورا ذکر اس میں جائے　　تو رحم اور انتڑیاں تباہ ہو جائیں

خر ہمی شد لاغر و خاتونِ او　　ماندہ عاجز کز چہ شد ایں خر چومو

گدھا دبلا ہو رہا تھا اور اس کی مالکہ　　حیران تھی کہ یہ گدھا بال جیسا کس وجہ سے ہو گیا

نعلبنداں را نمود آں خر کہ چیست　　علتِ او کہ نتیجہ اش لاغریست

اس نے اس گدھے کو نعلبندوں کو دکھایا کہ کیا ہے؟　　اس کی بیماری جس کا نتیجہ دبلا پن ہے

ہیچ علت اندر و ظاہر نشد　　ہیچ کس از سرِ آں مخبر نشد

اس میں کوئی بیماری ظاہر نہ ہوئی　　اس کے راز سے کوئی شخص با خبر نہ ہوا

در تفحص۲ اندر افتاد او بجد　　شد تفحص را دو مادم مستعد

وہ جستجو میں تلاش میں لگ گئی　　اور جستجو کے لئے پے درپے مستعد ہو گئی

جد رابایدکہ جاں بندہ بود　　زانکہ جد جوئندہ یا بندہ بود

جان کو کوشش کا غلام ہو جانا چاہیے　　کیونکہ جستجو کرنیوالے کی کوشش پانیوالی بنجاتی ہے

چوں تفحص کرد از حالِ اشک　　دید خفتہ زیر آں خر نرگسک

جب اس نے گدھے کے حال کی جستجو کی　　اس کے نیچے نرگس کو پڑا ہوا دیکھا

چوں تفحص کرد از احوالِ خر　　آں کنیزک بود زیر و خر زبر

جب اس نے گدھے کے احوال کی جستجو کی　　تو وہ باندی نیچے تھی اور گدھا اوپر

از شکافِ در بدید آں حال را　　پس عجب آمد ازاں آں زال را

اس نے دروازے کی درز سے وہ حال دیکھا　　تو وہ اس بوڑھی کو پسند آگیا

۱ نرخر۔ خرِنر۔ فرط گزند۔ شہوت کی تکلیف کی زیادتی۔ گاں۔ جماع کرنا۔ نرہ۔ ذکر قضیب۔ شاخ، ذکر۔ کیر۔ ذکر۔

۲ تفحص۔ جستجو۔ اشک۔ یہ ترکی لفظ ہے، گدھا۔ نرگسک۔ کاف تصغیر کا ہے نرگس اس لونڈی کا نام ہے۔ شگاف در۔ کواڑوں کی درز۔

خرہمی گاید۱ کنیزک راچناں | کہ بعقل ورسم۔ مرداں بازناں
گدھا باندی سے اس طرح جماع کر رہا ہے | جو مردوں کی عورتوں کے ساتھ رسم اور عقل کے مطابق ہے

درحسد شد گفت چوں ایں ممکن ست | پس من اولیٰ ترکہ خر ملک من ست
وہ حسد میں مبتلا ہوگئی بولی جب یہ ممکن ہے | تو میں زیادہ مستحق ہوں کیونکہ گدھا میرا ہے

خر مہذب گشتہ و آموختہ | خواں نہاد است و چراغ افروختہ
گدھا مہذب اور سدھا ہوا | دستر خوان بچھا ہے اور چراغ روشن ہے

کردنا دیدہ درِ خانہ بکوفت | کاے کنیزک چند خواہی خانہ رفت
اس نے انجان بن کر دروازہ کھٹکھٹایا | کہ اے باندی! گھر میں کتنی جھاڑو دیگی

ازپئے روپوش میگفت ایں سخن | کاے کنیزک آمدم در باز کن
انجان پن کے لئے یہ بات کہہ رہی تھی | اے باندی! دروازہ کھول میں آرہی ہوں

کرد خاموش و کنیزک را بگفت | راز را از بہرِ طمع خود نہفت
چپ رہی اور باندی سے نہ کہا | راز، اپنی چھپی ہوئی خواہش کی وجہ سے

پس کنیزک جملہ آلاتِ فساد | کرد پنہاں پیش شد در را گشاد
باندی نے خرابی کے سب سامان | چھپا دیئے، آگے بڑھی دروازہ کھول دیا

رو ترش کردو دو دیدہ پر زنم | لب فروا فگندہ یعنی صائمم
اس نے منہ بنایا اور دو آنکھیں آنسوؤں سے پُر | ہونٹ لٹکائے ہوئے یعنی میں روزہ دار ہوں

درکفِ او نرمہ جاروبے کہ من | خانہ رامی روفتم بہرِ عطن
اس کے ہاتھ میں نرم جھاڑو کہ میں | اصطبل کی کوٹھری میں جھاڑو دے رہی تھی

چونکہ با جاروب در را او گشاد | گفت خاتوں زیرِ۲لب کاے اوستاد
جب اس نے جھاڑو لئے ہوئے دروازہ کھولا | بی بی نے منہ ہی منہ میں کہا اے استاد!

روترش کردی و جاروبے بکف | چیست ایں خر برگستہ از علف
تو نے منہ بنایا اور جھاڑو ہاتھ میں | یہ گدھا چارے سے ہٹا ہوا کیوں ہے؟

نیم کارہ و خشمگیں جنباں ذکر | ز انتظار تو دو چشمش سوئے در
آدھا کام کئے ہوئے اور غصہ میں ذکر کو ہلانے والا | تیرے انتظار میں اس کی دونوں آنکھیں دروازہ کی جانب ہیں

زیرِ لب گفت ایں نہاں کرد از کنیز | داشتش آں دم چو بیجرمان عزیز
منہ ہی منہ میں کہا، اس کو باندی سے چھپایا | اس وقت اس کو بے قصور کی طرح پیارا رکھا

۱ گاییدن۔ جماع کرنا۔ کہ چنانکہ۔ خر مہذب۔ یعنی عیش و عشرت کے سب اسباب مہیا ہیں۔ روفتن۔ جھاڑو دینا۔ روترش۔ باندی نے اپنے آپ کو روزہ دار ظاہر کیا۔ عطن۔ اونٹوں کا باڑا یہاں گدھے کا اصطبل مراد ہے۔

۲ زیرلب۔ یعنی بڑبڑا کر بات کی۔ چیست۔ اگر تو صرف جھاڑو ہی دے رہی تھی تو یہ گدھا اس حالت میں کیوں ہے۔ داشتش۔ اس بی بی نے اس باندی سے ایسا برتاؤ کیا جیسا کہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔

بعد ازاں گفتش کہ چادر نہ بسر　　رو فلاں خانہ زمن پیغام بر
اس نے بعد اس سے کہا سر پر چادر ڈال　　فلاں کے گھر جا، میرا پیغام لے جا

آنچنیں[1] گو وآں چنیں گو وآں چناں　　مختصر کردم من افسانہ زناں
ایسا کہہ اور ویسا کہہ　　میں نے عورتوں کا افسانہ مختصر کر دیا

آں چہ مقصود ست مغزِ آں بگیر　　چوں براہش کرد آں زالے ستیر
جو مقصد ہے اس کا خلاصہ لے لے　　جب اس پردہ نشین بوڑھی نے اس کو روانہ کر دیا

چوں بدر کردش زحیلت زاں مکاں　　در فرو بست و بخلوت شادماں
جب اس کو تدبیر سے مکان سے باہر نکالدیا　　دروازہ بند کر لیا اور تنہائی میں خوش تھی

بود از مستیِ شہوت شادماں　　در فرو بست و ہمی گفت آں زماں
وہ شہوت کی مستی سے خوش تھی　　دروازہ بند کر دیا اور اس وقت کہہ رہی تھی

یافتم خلوت زنم از شکر بانگ　　رستہ ام از چار دانگ و از دو دانگ
میں نے تنہائی پا لی شکر کا نعرہ لگاتی ہوں　　چار دمڑی اور دو دمڑی سے مجھے نجات ملتی ہے

از طرب گشتہ بزانِ زن ہزار　　در شرارِ شہوتِ خر بیقرار
مستی سے عورت کی شہوت ہزار (گنا) ہو گئی　　وہ گدھے کی شہوت کی چنگاری سے بیقرار تھی

چہ بزاں کاں شہوت اورا بز گرفت[2]　　بز گرفتن گیج را نبود شگفت
کیسی شہوت اس شہوت نے اس کو الو بنا دیا　　احمق کو الو بنا دینا تعجب خیز نہیں ہے

میل و شہوت کر کند دل را و کور　　تا نماید گرگ یوسف نار نور
خواہش اور شہوت، دل کو بہرا اور اندھا بنا دیتی ہے　　یہاں تک کہ بھیڑیا یوسف اور آگ نور نظر آتے ہیں

اے بسا سرمست نارو نار جو　　خویشتن را نورِ مطلق داند او
بہت سے آگ سے مست اور آگ کے جویاں　　وہ اپنے آپ کو نور مطلق سمجھ لیتے ہیں

جز[3] مگر بندہ خدا کز جذب حق　　وارہش آرد بگر داند ورق
سوائے اس مرد خدا کے جذبہ کے ذریعہ اللہ تعالی　　اس کو راستہ پر لے آئے، ورق پلٹ دے

تابداند کاں خیالِ ناریہ　　در طریقت نیست الا عاریہ
تاکہ وہ سمجھ لے کہ وہ آتشیں خیال　　طریقت میں عارضی ہی ہیں

زشتہا را خوب بنماید شرہ　　نیست از شہوت بتر ز آفات رہ
حرص برائیوں کو بھلا دکھا دیتی ہے　　راہ طریقت کی آفتوں میں شہوت سے زیادہ بدتر کوئی نہیں۔

[1] آنچنیں۔ بی بی نے پیغام میں بہت سی باتیں کہلوائیں جن کی تفصیل میں نے چھوڑ دی ہے۔ ستیر۔ پردہ نشین۔ چار۔ دانگ یعنی تھوڑا بہت۔ بزاں۔ عورت کی شہوت۔

[2] بز گرفت۔ مذاق کیا۔ ٹھگ۔ یعنی بری چیز کو بھلا کر کے دکھا دیتی ہے۔ اے بسا جس طرح اس بی بی نے باندی سے پوری بات نہ سیکھی اسی طرح بہت سے ناقص لوگ ہیں جو اپنے آپ کو مکمل شیخ سمجھ بیٹھے ہیں۔

[3] جز۔ اس شخص سے وہ بچتا ہے جس کی جذب رہنمائی کرے وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس کو نور مطلق حاصل نہیں ہوا بلکہ یہ ناری خیال تھا جو ایک عارضی چیز ہے۔ زشتہا۔ انسان کی حرص برائی کو بھلا کر کے دکھاتی ہے شہوت انسان کے لئے سب سے بڑی آفت ہے۔

صد ہزاراں نام خوش را کردہ ننگ — صد ہزاراں زیرکاں را کردہ دنگ
لاکھوں نیک ناموں کو اس نے بدنام کر دیا — لاکھوں عقلمندوں کو بے عقل کر دیا

چوں خرے را یوسفِ مصری نمود — یوسفے راچوں نماید آں جہود ۱
جبکہ اس نے گدھے کو مصری یوسف کر کے دکھا دیا — وہ یہودی، یوسفؑ کو کیسا دکھائے گا؟

بر تو سرگیں را فسونش شہد کرد — شہد را خود چوں کند وقتِ نبرد
اس کے منتر نے تیرے لئے گوبر کو شہد کر دیا — معرکہ میں وہ شہد کو خود کیسا دکھائے گا؟

شہوت از خوردن بود کم کن زخور — یا نکاحے کن گریزاں شو ز شر
شہوت کھانے سے پیدا ہوتی ہے کھانے کو کم کر دے — یا نکاح کرے، شر سے بچ جا

چوں بخوردی میکشد سوئے حرم — دخل را خرجے بباید لاجرم
جب تو نے کھایا وہ تجھے زنا خانہ کی جانب کھینچے گا — لامحالہ آمد کے لئے خرچ ضروری ہے

پس ۲ نکاح آمد چو لاحول و ولا — تاکہ دیوت نفگند اندر بلا
تو نکاح لاحول ولا قوۃ کی طرح ہے — تاکہ شیطان تجھے مصیبت میں نہ پھنسائے

چوں حریصِ خوردنی زن خواہ زود — ورنہ آمد گربہ و دنبہ ربود
جبکہ تو کھانے کا حریص ہے جلد نکاح کر لے — ورنہ بلی آئی اور چکتی لے گئی

بارِ سنگیں بر خرے کاں میجہد — زود بر نہ پیش ازاں کو بر نہد
جو گدھا کود رہا ہے، بھاری بوجھ — جلد رکھ دے، اس سے پہلے کہ وہ پھینکے

فعلِ آتش را نمی دانی تو سرد — گردِ آتش با چنیں دانش مگرد
آگ کے کام کو تو ٹھنڈا نہ سمجھے — ایسی عقل کے ہوتے ہوئے آگ کے گرد چکر نہ کاٹ

علمِ دیگ و آتش ار نبود ترا — از شرر نے دیگ ماند نے ابا
اگر تجھے دیگ اور آگ کا ہنر حاصل نہیں ہے — چنگاریوں سے نہ دیگ رہے گی نہ شوربا

آب حاضر باید و فرہنگ نیز — تا پزد آں دیگ سالم در ازیز
پانی موجود رہے اور عقل بھی — تاکہ ابال میں، دیگ سالم پک جائے

چوں ۳ ندانی دانش آہنگری — ریش و موسوزد چو آنجا بگذری
جب کہ تو لوہار پن کا ہنر نہیں جانتا ہے — جب تو وہاں سے گذرے گا داڑھی اور بال جل جائیں گے

در فرو بست آں زن و خر را کشید — شادمانہ لاجرم کیفر چشید
اس نے دروازہ بند کیا اور گدھے کو کھینچا — خوشی سے، لامحالہ بد انجام چکھا

۱ جہود۔ یعنی شہوت بر تو۔ انسان کی شہوت بری چیز کو جب بھلا دکھا دیتی ہے تو بھلی چیز کو کیا کچھ کر کے نہ دکھائیگی۔ شہوت۔ انسان کی شہوت کھانے پینے سے بڑھتی ہے تو شہوت کو دبانے کے لئے یا کم خوری چاہیے یا نکاح کر لینا چاہیے۔ چوں۔ جب انسان قیمتی چیزیں کھائے گا تو اس کو عورتوں کی طرف زیادہ شہوت ہوگی اس لئے کہ جب پیٹ میں اچھی غذا داخل کر رہا ہے تو اس کا نکالنا بھی لازمی ہے۔

۲ پس نکاح۔ شیطان کے پھندے سے بچنے کیلئے نکاح لاحول کا کام کرتا ہے۔ ورنہ۔ یعنی تیری ساری نیکی اور تقویٰ تباہ ہو جائیگا۔ بار سنگیں۔ جس گدھے میں اچھل کود کی عادت ہے اس کو بوجھ سے دبائے رکھنا چاہیے۔ یہی نفس کی حالت ہے علم دیگ۔ نفس کو قابو میں رکھنے کا ہنر نہیں ہے تو اس سے بچنا ہی چاہیے۔ آب حاضر۔ اگر دیگ پکانی ہے تو ہنر ہونا چاہیے اور اس کے ابال کیلئے پانی موجود رہنا چاہیے۔ کہ پانی چھڑک کر ابال کم ہو سکے۔

۳ چوں ندانی۔ جب لوہار کا پیشہ نہ جانتا ہو تو بھٹی کے قریب بھی نہ جاؤ ورنہ داڑھی مونچھ جلا دے گا۔ در فرو بست۔ اس بی بی نے دروازہ بند کر لیا۔ کیفر انجام بد۔

درمیانِ خانہ آوردش کشاں ۔۔۔ خُفت ۱ اندر زیرِ آں نر خرستاں
اس (عورت) کو کھینچتی ہوئی گھر کے بیچ میں لائی ۔۔۔ اس گدھے کے نیچے چت لیٹ گئی

ہم برآں کرسی کہ دید اُواز کنیز ۔۔۔ تارسد در کامِ خود آں قحبہ نیز
اسی چوکی پر جو اس نے باندی کی دیکھی تھی ۔۔۔ تاکہ وہ رنڈی بھی اپنا مقصد حاصل کرے

پابر آورد و خر اندروے سپوخت ۔۔۔ آتشے از کیرِ خر در روے فروخت
گدھے نے ذکر نکالا اور اس کے اندر گھسا دیا ۔۔۔ اس میں گدھے کے ذکر سے، آگ لگ گئی

خر مؤدّب گشتہ در خاتوں فشرد ۔۔۔ تا بخایہ در زماں خاتوں بمرد
سکھائے ہوئے گدھے نے بی بی کے اندر دبا دیا ۔۔۔ خصیے تک بی بی فوراً مر گئی

بر دریداز زخم کیرِ خر جگر ۔۔۔ رودہا ۲ بگسستہ شد از ہمدگر
گدھے کے ذکر کے زخمی کرنے سے جگر پھٹ گیا ۔۔۔ آنتڑیاں ایک دوسرے سے جدا ہو گئیں

کرسی از یکسوزن از یکسو فتاد ۔۔۔ دم نزد در حال و آں زن جان بداد
تخت ایک طرف عورت ایک طرف گر گئی ۔۔۔ اس حالت میں سانس نہ لیا اور اس عورت نے جان دیدی

صحنِ خانہ پُر زخوں شد زن نگوں ۔۔۔ مُرد اُو و بُرد جاں ریبُ المنوں
گھر کا صحن خون سے بھر گیا، عورت اوندھی ہوئی ۔۔۔ وہ مر گئی، حوادث زمانہ اس کی جان لے گئے

مرگ بد باصد فضیحت اے پدر ۔۔۔ تو شہیدے دیدۂ از کیرِ خر
اے بابا! سو رسوائیوں کے ساتھ بری موت ۔۔۔ تو نے گدھے کے ذکر کا کوئی شہید دیکھا ہے؟

تو عذابُ الخزیِ بشنوا زنُبے ۔۔۔ در چنیں ننگے مکُن جاں رافدے
تو قرآن سے رسوائی کا عذاب سن لے ۔۔۔ ایسی رسوائی میں جان قربان نہ کر

دانکہ ایں نفسِ بہیمی نر خرست ۔۔۔ زیرِ اُو بودن ازاں ننگیں ترست
جان لے یہ حیوانی نفس گدھا ہے ۔۔۔ اس کے نیچے ہونا اس سے بھی زیادہ عیب دار ہے

در رہِ ۳ نفس از بمردی در منی ۔۔۔ تو حقیقت داں کہ مثلِ آں زنی
اگر تو خودی میں نفس کی راہ میں مر گیا ۔۔۔ تو سمجھ لے کہ تو اس عورت کی طرح ہے

نفسِ ما را صورتِ خر بُد ہد اُو ۔۔۔ زانکہ صورتہا کُند بروفقِ خو
وہ (اللہ تعالیٰ) ہمارے نفس کو گدھے کی صورت عطا کردیگا ۔۔۔ کیونکہ وہ خصلت کے مطابق صورتیں بنا دیگا

ایں بود اظہار سر در رستخیز ۔۔۔ اللہ اللہ از تن چوں خر گریز
قیامت میں راز کا یہ اظہار ہو گا ۔۔۔ خدا کے لئے گدھے جیسے جسم سے بھاگ

---

۱ خُفت۔ یعنی لیٹ گئی۔ ستاں۔ چت۔ قحبہ۔ یعنی زانیہ بی بی۔ پا برآورد۔ پا ذکر سے کنایہ ہے۔ مؤدّب۔ سکھایا ہوا۔ خایہ۔ خصیے۔

۲ رودہا۔ آنتڑیاں۔ ریبُ المنون۔ حوادث زمانہ۔ فضیحت۔ رسوائی۔ عذاب قرآن پاک میں ہے لنذیقہم عذاب الخزی تاکہ ہم ان کو ذلت کے عذاب کا مزہ چکھائیں۔ قرآن پاک وانکہ۔ نفس کے نیچے ہونا گدھے کے نیچے ہونے سے بھی زیادہ برا ذلیل کام ہے۔

۳ در رہ۔ انسان اگر نفس پروری کی حالت میں مر گیا تو اس کی موت اس بی بی کی موت سے بھی زیادہ رسوا کن ہے۔ نفس۔ جیسا انسان کا باطن ہوگا قیامت میں اللہ تعالیٰ اسی صورت پر حشر کرے گا۔

کافراں راہیم کرد ایزد زنار — کافراں گفتند نار اولیٰ زعار ¹
اللہ (تعالیٰ) نے کافروں کو آگ سے ڈرایا — کافروں نے کہا، ذلت سے آگ بہتر ہے

گفت نے آں نار اصلِ عارہاست — ہمچوں آں نارے کہ آں زن را بکاست
(اس نے) کہا نہیں آگ ذلتوں کی جڑ ہے — اس آگ کی طرح جس نے اس عورت کو جلا دیا

لقمہ اندازہ نخورد از حرصِ خود — در گلو بگرفت لقمہ مرگِ بد
اس نے اپنی حرص کی وجہ سے اندازہ سے لقمہ نہ کھایا — بری موت کا لقمہ گلے میں پھنس گیا

لقمہ اندازہ خور اے مردِ حریص — گرچہ باشد لقمہ حلوا و خبیص
اے لالچی انسان! لقمہ اندازے سے کھا — اگرچہ حلوا اور کھجور کے حلوے کا لقمہ ہو

حق تعالیٰ داد میزاں راز باں — ہیں ز قرآں سورۂ رحمٰن بخواں
اللہ تعالیٰ نے ترازو کو زبان عطا کی ہے — آگاہ، قرآن میں سے سورۂ رحمٰن پڑھ لے

ہیں ز حرصِ خویش میزاں را مہل — آز و حرص آمد ترا خصم و مُضل
خبردار! اپنے لالچ میں ترازو کو نہ چھوڑ — تمنا اور حرص تیرے دشمن اور گمراہ کرنیوالے ہیں

حرص جوید کل برآد او ز کل ² — حرص میر ست اے قُجل ابن القجل
حرص کل چاہتی ہے، کل سے محروم رہتی ہے — حرص حاکم ہے، اے نامرد، نامرد کے بیٹے

آں کنیزک میشد و میگفت آہ — کردی اے خاتوں تو استارا براہ
وہ باندی روانہ ہوئی اور کہتی تھی، ہائے — اے بی بی! تو نے استاد کو روانہ کر دیا

کار بے استاد خواہی ساختن — جاہلانہ جاں بخواہی باختن
تو نے بغیر استاد کے کام بنانا چاہا — جاہلوں کی طرح جان دینا چاہا

اے ز من دُزدیدہ علمِ ناتمام — ننگت آمد کہ پُرسی حالِ دام
اے! تو نے میرا ناقص علم چرایا — تجھے اس سے شرم آئی کہ جال کا حال معلوم کرے

تا نچیدے دانہ مرغ از خرمنش — ہم نیفتادے رسن در گردنش
جبکہ اس کے کھلیان سے پرند دانہ نہ چگتا — اس کی گردن میں رسی بھی نہ پڑی

دانہ کمتر خور مکن چندیں رفو — چوں کُلُوا ³ خواندی بخواں لَا تُسْرِفُوْا
دانہ بہت کم کھا، اس قدر رفو نہ کر — جبکہ تو نے "کھاؤ" پڑھ لیا "زیادتی نہ کرو" پڑھ لے

تا خوری دانہ نیفتی تو بدام — ایں کند علم و قناعت والسلام
تاکہ تو دانہ چگ لے (اور) جال میں نہ پھنسے — یہ علم اور قناعت کرتا ہے، والسلام

---

¹ عار۔ یعنی مسلمان ہونے کی ذلت نہ بچو۔ جس طرح نفس کی آگ نے اس بی بی کو ذلتوں میں مبتلا کیا تمہارے نفس کی آگ جو اسلام کو عار کا سبب بنا رہی ہے سینکڑوں ذلتوں میں مبتلا کر دے گی۔ لقمہ۔ اس بی بی نے اپنے اندازے کے مطابق کام نہ کیا حرص کی اور وہ ماری گئی۔ خبیص۔ چھوارے کا حلوہ زباں۔ ترازو کا کانٹا جو کمی بیشی کو بتاتا ہے۔ سورۃ۔ سورہ رحمٰن میں ہے والسماء رفعها ووضع الميزان الا تطغوا في الميزان "اس اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی تاکہ تم تجاوز نہ کرو"

² زکل۔ مشہور مقولہ طلب الكل فوت الكل کل کا طلب کرنا کل کو ہاتھ سے دینا ہے "قجل"۔ ڈھیلا، سست، کردی۔ وہ باندی کہہ رہی تھی کہ میں اس فن کی استاد تھی تو نے مجھے تو روانہ کر دیا اور بغیر استاد کے کام چلانا چاہا۔ اے ز من۔ تو نے مجھ سے آدھی بات سیکھی۔ تا نچیدے۔ اگر پرند جال کا دانہ نہ چگے تو جال میں نہ پھنسے۔

³ کلوا۔ قرآن پاک میں ہے کُلُوا ولا تُسرفُوا "کھاؤ اور اسراف نہ کرو" تا خوری۔ علم اور قناعت حاصل کرلو تو دنیا سے فائدہ بھی اٹھاؤ گے اور مصائب میں بھی گرفتار نہ ہو گے۔

نعمت [۱] از دنیا خورد عاقل نہ غم	جاہلاں محروم ماندہ در ندم
عقلمند، دنیا میں نعمت کھاتا ہے نہ کہ غم	جاہل ندامت سے محروم رہتے ہیں
چوں در افتد در گلو شاں حبلِ دام	دانہ خوردن گشت بر جملہ حرام
جب ان کے گلے میں جال کی رسی پھنستی ہے	سب پر دانہ چگنا حرام ہو جاتا ہے
مُرغ اندر دام دانہ کے خورد	دانہ چوں زہرست در دام ار چرد
پرند، جال میں سے دانہ چگتا ہے	جس طرح عوام دنیا کے جال میں سے
مُرغ [۲] غافل میخورد دانہ زدام	ہمچو اندر دام دنیا ایں عوام
غافل پرند، جال میں سے دانہ کب چگتا ہے	جال میں اگر دانہ چکھے وہ زہر جیسا ہے
باز مُرغانِ خبیر ہوش مند	کردہ انداز دانہ خودرا خشک بند
پھر باخبر، ہوشمند پرندوں نے	اپنے آپ کو دانہ سے روک دیا ہے
کاندروں دام و دانہ زہر ہاست	کور آں مرغے کہ در فخ دانہ خواست
کیوں کہ جال اور دانے میں زہر ہیں	وہ پرند اندھا ہے جس نے جال میں سے دانہ چاہا
صاحب دام ابلہاں را سر برید	واں ظریفاں را بہ مجلسہا کشید
جال والے نے، بیوقوفوں کا سر قلم کر دیا	اور خوش گلو پرندوں کو مجلسوں میں لے گیا
کہ از انہا گوشت می آید بکار	وز ظریفاں بانگ و نالہ زیر و زار
کیونکہ ان کا گوشت کار آمد ہے	اور خوش گلو پرندوں کی آواز اور رونا، ترنم اور گریہ
پس [۳] کنیزک آمد از اشگاف در	دید خاتوں را بمُردہ زیرِ خر
تو باندی نے دروازے کی درز سے	بی بی کو گدھے کے نیچے مردہ دیکھا
گفت اے خاتونِ احمق اینچہ بود	گر ترا اُستاد خود نقشے نمود
اس نے کہا اے بیوقوف بی بی! یہ کیا تھا؟	اگر استاد نے تجھے خود ایک نقش دکھا دیا
ظاہرش دیدی سرش از تو نہاں	اُوستا ناگشتہ بگشادی دُکاں
تو نے اس کا ظاہر دیکھ لیا اس کا راز تجھ سے پوشیدہ رہا	استاد بنے بغیر تو نے دکان کھول دی
کیر دیدی ہمچو شہد و چوں خبیص	آں کدُو را چوں ندیدی اے حریص
تو نے ذکر کو شہد اور حلوہ جیسا دیکھا	اے حریص! تو نے وہ کدو کیوں نہ دیکھا؟
یا چو مستغرق شدی در عشقِ خر	آں کدُو پنہاں بماندت از نظر
یا جب تو گدھے کے عشق میں مدہوش ہو گئی	وہ کدو تیری نظروں سے چھپا رہا

۱ نعمت۔ عقلمند آدمی دنیا کو آخرت کیلئے استعمال کر کے فائدہ اٹھا لیتا ہے اور نادان ندامت اور محرومی میں مبتلا ہوتا ہے۔ چوں در افتد۔ جب دنیا دار دنیا کے غم میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس پر خواب و خور حرام ہو جاتا ہے۔ مرغ۔ جو ہوشیار پرند ہوگا وہ جال کا دانہ کبھی نہ چگےگا۔

۲ مُرغ غافل۔ بیوقوف انسان دنیا میں مبتلا ہو جاتا ہے جو کہ جال کے دانہ کی طرح ہے۔ باز مرغاں۔ جو ہوشیار پرند ہوتے ہیں۔ وہ جال کے دانے سے اپنے آپکو علیحدہ رکھتے ہیں۔ فخ۔ جال۔ صاحب شکاری بیوقوف پرندوں کو ذبح کر ڈالتا ہے۔ اور خوش گلو پرندوں کو فروخت کر دیتا ہے۔ جو لوگوں کی محفلوں میں پہنچ جاتے ہیں یہی صورت دنیا کے جال میں پھنسنے کے بعد دنیا داروں اور اہل اللہ ذاکر و شاغل لوگوں کی ہوتی ہے۔

۳ پس۔ کنیزک۔ بی بی کے مرنے کے بعد باندی نے کہا بی بی اسقدر احمق تھی مجھ سے تھوڑی سی بات سیکھ کر اپنے آپ کو استاد سمجھ بیٹھی اور ہلاک ہوئی۔ ظاہرش۔ فن کا ظاہر دیکھا اور اس کے رازوں سے ناواقف ہوتے ہوئے دکان کھول بیٹھی تھیں۔ خبیص۔ چھوارے کا حلوہ۔

ظاہرِ صنعت بدیدی ز اُستاد	اُستادی بر گرفتی شاد شاد
تو نے استاد کی ظاہری کاریگری دیکھی	تو نے خوشی خوشی ، استادی اختیار کر لی
اے ۱ بسا زرّاق گولِ بیوقوف	از رہِ مرداں ندیدہ غیرِ صوف
بہت سے احمق بیوقوف مکاروں نے	سوائے اون کے مردوں کے راستہ میں کچھ نہ دیکھا
اے ۲ بسا شوخاں زاندک احتراف	از شہاں ناموختہ جُز گفت و لاف
بہت سے بے حیا ہیں تھوڑے سے ہنر سے	انہوں نے شاہوں سے سوائے باتوں اور شیخی کے کچھ حاصل نہ کیا
ہر یکے در کف عصا کہ موسیم	می دمَد بر اَبلہاں کہ عیسیمٌ
ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی ہے کہ میں موسیٰ ہوں	بیوقوفوں پر دم کرتا ہے کہ میں عیسیٰ ہوں
آہ ازاں روزے کہ صدقِ صادقاں	باز خواہد از تو سنگِ امتحاں
ہائے وہ دن کہ سچوں کی سچائی	امتحان کا پتھر تجھ سے طلب کرے گی
آخر از اُستاد باقی را بپرس	کہ حریصاں جملہ کور اند و خرس
آخر باقی ، ہنر ! استاد سے پوچھ لے	کیوں کہ لالچی سب اندھے اور گونگے ہیں
جملہ جستی باز ماندی از ہمہ	صیدِ گرگاں اند ایں ابلہ رمہ
تو نے سب کو ٹٹولا سب سے محروم رہا	یہ بیوقوف گلہ ، بھیڑیوں کا شکار ہے
صورتے بشنیدی گشتی ترجماں	بیخبر از گفت خود چوں طوطیاں
تو نے تھوڑی سی بات سنی ترجمان بن گیا	طوطیوں کی طرح اپنی گفتگو سے بے خبر ہے

تمثیلِ ۳ تلقینِ شیخ مُریداں را و پیغمبر اُمت را کہ ایشاں طاقت
شیخ کی مریدوں کو اور پیغمبر کی امت کو تلقین کرنے کی مثال کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے
تلقین حق تعالیٰ ندارند و با حق اُلفت ندارند چنانکہ طوطی
تلقین کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے انہیں مناسبت نہیں ہے جیسا کہ طوطی
با صورتِ آدمی اُلفت ندارد کہ ازو تلقین تواند گرفت حق
آدمی کی صورت سے مناسبت نہیں رکھتی ہے کہ اس سے تلقین حاصل کر سکے اللہ
تعالیٰ شیخ را چوں آئینہ پیش مُرید ہمچو طوطی دارد و از پسِ
تعالیٰ شیخ کو آئینہ کی طرح طوطی جیسے مرید کے سامنے رکھ دیتا ہے اور آئینہ کے پیچھے سے
آئینہ تلقین میکند قولہ عزّوجلّ لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ
تلقین کرتا ہے اللہ عزوجل کا قول ہے آپ اپنی زبان نہ ہلائیے تاکہ اس (وحی) پر جلد کریں

۱ اے بسا۔ یہی حال ان لوگوں کا ہوتا ہے جو کسی شیخ کامل سے تھوڑی سی بات سنکر کان جما لیتے ہیں زراق۔ مکار شیوخ صوف۔ یعنی اون کی کملی

۲ اے بسا یہ مزدور شیخ سوائے شیخی بگھارنے کے شیوخ سے کچھ حاصل نہ کر سکے اور اپنے آپ کو موسیٰ و عیسیٰ ظاہر کرتے ہیں۔ جملہ جستی۔ یہ یا تو حریص مریدوں کو خطاب ہے یا عام مزدور شیخ کو جو مریدوں کو پھانسنے کے حریص ہیں۔ طوطیاں۔ طوطی انسان کی بولی بولتی ہے لیکن اس کو سمجھتی نہیں ہے۔

۳ تمثیل۔ طوطی کو جب سکھایا جاتا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ طوطی کو آئینہ کے بالمقابل کر دیا جاتا ہے اور استاد آئینہ کے پیچھے چھپ کر بولنا شروع کرتا ہے، آئینہ کے سامنے کی طوطی یہ سمجھتی ہے کہ یہ وہ طوطی بول رہی ہے جو آئینہ میں اس کو نظر آ رہی ہے جو خود اس کا عکس ہی ہے لہٰذا وہ اس کو اپنی ہم جنس سمجھ کر اس سے بولنا سیکھ لیتی ہے یہی حال اللہ تعالیٰ اور نبی اور نبی کے مخاطبوں کا ہے نبی بمنزلہ آئینہ والے عکس کے ہے اور حضرت حق تعالیٰ بمنزلہ استاد کے ہے اسطرح وحی جو کلام الٰہی ہے بندوں تک پہنچ جاتا ہے لیکن اس مثال اور وحی کے معاملہ میں فرق اسقدر ہے کہ آئینہ والی طوطی کی چونچ کی جنبش تو با۔ والی طوطی کی جنبش کے تابع ہے اور نبی کی زبان کی حرکت اللہ تعالیٰ کے تابع ہے اس لئے اس تشبیہ کو مثل نہ کہا جائے گا مثال کہا جائے گا۔

اِنْ هُوَ اِلّا وَحْیٌ یُّوْحٰی این ست ابتدائے مسئلہ
نہیں ہے وہ مگر وحی جو بھیجی جاتی ہے یہ اس مسئلہ کی ابتداء ہے

بے مُنتہا چنانکہ مِنقار جُنبا نیدن [1] طوطی اندرون آئینہ خیالش
جس کی کوئی انتہا نہیں ہے چنانچہ آئینہ کے اندر کی طوطی کا چونچ ہلانا جس کو تو عکس

میخوانی بے اختیار و تصرّف اُوست عکسِ خواندنِ طوطیِ
کہتا ہے اس کے اختیار اور تصرف کے بغیر ہے وہ باہر والی طوطی کے پڑھنے کا

بیرونی کہ متعلّم است نہ عکسِ آں مُعلّم کہ پسِ آئینہ ست
عکس ہے جو سیکھنے والی ہے نہ کہ اس سکھانے والے کا عکس ہے جو آئینہ کے پیچھے ہے

ولیکن خواندنِ طوطیِ بیرونی تصرّف آں مُعلّم ست پس
لیکن باہر والی طوطی کا پڑھنا سکھانے والے کا تصرف ہے تو

ایں مثال آمد نہ مثل
یہ ایک مثال ہے نہ کہ مثل

طوطیِ در آئینہ می بیند او | عکسِ خود را پیشِ او آوردہ رُو
ایک طوطی آئینہ میں دیکھتی ہے | اپنے عکس کو کہ وہ اس کے سامنے منہ کئے ہوئے ہے

در پسِ آئینہ آں اُستانہاں | حرف میگوید ادیب خوش زباں
آئینہ کے پیچھے وہ استاد چھپا ہوا ہے | وہ خوش بیان ، ادیب بات کر رہا ہے

طوطیک پنداشتہ کیں گفت پست | گفتِ آں طوطیست کاندر آئینہ است
طوطی سمجھتی ہے کہ یہ دھیمی آواز | اس طوطی کی گفتگو ہے جو آئینہ کے اندر ہے

پس زجنسِ خویش آموزد سخن | بیخبر از مکر آں گرگ [2] کہن
تو وہ اپنی ہم جنس سے بات کرنا سیکھتی ہے | اس بھیڑیئے کی تدبیر سے بے خبر ہے

از پسِ آئینہ می آموز دش | ورنہ ناموزد جزاز جنسِ خودش
وہ آئینہ کے پیچھے اس کو سکھا دیتا ہے | ورنہ وہ اپنی ہم جنس کے سوائے نہ سیکھے

گفت را آموخت زاں مردِ ہنر | لیک از معنی و سرّش بے خبر
اس ہنرمند انسان سے اس نے بات سیکھ لی | لیکن اس کے معنی اور راز سے بے خبر ہے

از بشر بگرفت منطق یک بیک | از بشر جز ایں چہ داند طوطیک
اس نے ایک ایک بات انسان سے سیکھ لی | انسان سے ، اس کے سوا طوطی کیا جانے

[1] طوطی۔ اس طوطی کے بالمقابل اس کا عکس ہوتا ہے۔ استاد۔ استاد۔ طوطیک آئینہ کے باہر والی طوطی یہ سمجھتی ہے کہ آئینہ کے اندر کی طوطی بول رہی ہے لہٰذا وہ اس کی نقل شروع کر دیتی ہے۔

[2] گرگِ کہن۔ تجربہ کار استاد۔ گفت را۔ طوطی اس استاد کے الفاظ نقل کر دیتی ہے ان کے معانی سے بے خبر ہوتی ہے۔

ہمچناں ۱؎ در آئینہ جسمِ ولی — خویش رابیند مُردی ممتلی

اسی طرح ولی کے جسم کے آئینہ میں (خامی سے) پُر مرید اپنے آپ کو دیکھتا ہے

از پسِ آئینہ عقلِ کُل را — کے بہ بیند وقت گفت و ماجرا

آئینہ کے پیچھے سے عقلِ کُل کو کب دیکھ سکتا ہے؟ گفتگو اور قصہ کے وقت

اُو گماں ۲؎ دارد کہ میگوید بشر — واں دگر سرّ ست و اُوزاں بیخبر

وہ خیال کرتا ہے، کہ انسان کہہ رہا ہے وہ دوسرا پوشیدہ ہے اور وہ اس سے بے خبر ہے

حرف آموزد ولے سِرِّ قدیم — می نداند طوطیست اُو یا ندیم

وہ حروف سیکھ جاتا ہے لیکن قدیم راز نہیں جانتا ہے کہ وہ (سکھانے والا) طوطی ہے یا ساتھی ہے

ہم صفیر ۳؎ مُرغ آموزند خلق — کایں سخن اندر دہاں اُفتاد وحلق

لوگ پرندوں کی بولی سیکھ لیتے ہیں کیونکہ یہ بولی ان کے منہ اور حلق میں آجاتی ہے

لیک از معنیٔ مُرغاں بیخبر — جُز سلیمانِ نبی خوش نظر

لیکن پرندوں کے معانی سے بے خبر ہوتے ہیں سوائے (حضرت) سلیمان نبی کے جن کی سمجھ خوب تھی

حرفِ درویشاں بسے آموختند — منبر و محفل بداں افروختند

بہت سے لوگوں نے درویشوں کے الفاظ سیکھ لئے ہیں ان سے منبر اور مجلس کی رونق بڑھا لی ہے

یا بجز آں حرف شاں روزی نبود — یاد ر آخر رحمت آمدہ رہ نمود

یا تو ان کا مقدر حروف کے سوا کچھ نہیں ہے یا انجام کار اللہ کی رحمت آ کر رہنمائی کر دیتی ہے

صاحبدلے ۴؎ در چلہ بخواب دید کہ سگے حاملہ در شکم آں بچگاں

ایک صاحبِ دل نے چلہ میں خواب میں دیکھا کہ ایک حاملہ کتیا ہے اس کے پیٹ

بانگ میکردند در تعجب ماند کہ حکمت بانگ سگ پاسبانی

میں بچے بھونک رہے ہیں وہ تعجب میں رہ گیا کہ کتے کے بھونکنے کا فائدہ نگہبانی ہے

ست و بانگ درَ اندرونِ شکمِ مادر بے پاسبانی ست و نیز

اور ماں کے پیٹ میں بھونکنا نگہبانی کے لئے نہیں ہے اور آواز مدد چاہنے اور

بانگ جہت یاری خواستن و شیر خواستن باشد وغیرہ و در شکم

دودھ مانگنے کے لئے بھی ہوتی ہے اور ماں کے پیٹ میں ان میں سے کوئی

تو اس کی حکمت کو واضح فرما دے خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی اور بتایا کہ پیٹ کے اندر ان کتے کے بچوں کا بھونکنا بے ہودہ پیروں کی لاف زنی کی مثال ہے جس سے نہ خود ان کو فائدہ ہے نہ دوسروں کو

۱؎ ہمچناں۔ اسی طرح مرید اور امتی سمجھتا ہے کہ شیخ اور نبی اس کی ہم جنس ہے اور اس سے سیکھتا ہے اور استاد عقلِ کل اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ پاتا ہے جو اصل میں معلم ہے۔

۲؎ او۔ مرید اور امتی سمجھتا ہے کہ شیخ اور نبی کہہ رہا ہے اس راز سے وہ بے خبر ہوتا ہے۔ دراصل اس سے اللہ تعالیٰ کہلوا رہا ہے۔ حرف نبی کی بات سن لیتا ہے لیکن اس کو معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اصل۔ سنانے والا نبی ہے جو منزلہ طوطی سخن کے ہے یا اللہ تعالیٰ ہے جو منزلہ اس ساتھی کے ہے جو آئینہ کے پیچھے سے بولتا ہے۔

۳؎ ہم صفیر۔ انسان پرندوں کی بولی سیکھ جاتا ہے لیکن اس بولی کے معنی جو نام لیتے ہیں ان سے وہ لاعلم ہوتا ہے۔ حرف درویشاں۔ اسی طرح بہت سے انسان کاملین کی نقل اتار لیتے ہیں۔ یابجز۔ یہ نقل کبھی نقالی ہی رہتی ہے اور کبھی حقیقت تک رہنمائی بھی کر دیتی ہے۔

۴؎ صاحبدلے۔ ایک بزرگ تنہائی میں چلہ کشی کر رہے تھے انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک حاملہ کتیا ہے اور اس کے پیٹ میں بچے بھونک رہے ہیں جس سے ان کو تعجب ہوا اور سوچنے لگے کہ پیٹ میں بچوں کے بھونکنے میں کیا حکمت ہے بھونکنا تو حفاظت اور پاسبانی کے لئے ہوتا ہے یا ماں سے پیٹ میں بھونکنے سے یہ فائدہ نہیں ہے نیز بچے کے رونے میں مدد کے لئے یا دودھ کے لئے فریاد ہوتی ہے وہ بھی یہاں نہیں ہے انہوں نے دعا کی کہ یا اللہ اس حکمت کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جان سکتا ہے کہ اے خدا

مادر ہیچکدام از ینہا نیست چوں بخویش آمد بحضرت حق مناجات
بھی (مقصود) نہیں ہے وہ جب بیدار ہوا اللہ تعالیٰ سے دعا کی

کرد وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ جواب آمد کہ آں صورتِ
"اور بجز اللہ کے اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا ہے" جواب آیا کہ یہی صورت حال

حال قومی ست کہ از حجاب بیروں نیامدہ و چشم دل باز نشدہ
اس قوم کی ہے جو پردے سے نہیں نکلی ہے اور دل کی آنکھ نہیں کھلی ہے

ودعوائے بصیرت کنند و مقالات گویند ازاں نہ ایشاں را
اور وہ بصیرت کا دعویٰ کرتی ہے اور تقریریں کرتی ہے جن سے نہ اس کو

قوّت و یاری ونہ مستمعاں را ہدایتے و رُشدے میسر شد
کوئی قوت اور مدد حاصل ہوتی ہے اور نہ سننے والوں کو کوئی ہدایت اور رہنمائی ملتی ہے

آں یکے می دید خواب اندرِ چلہ[1] ۔۔۔ دَر رَہے مادہ سگے بُد حاملہ
ایک شخص نے چلہ میں خواب میں دیکھا ۔۔۔ راستہ میں ایک حاملہ کتیا تھی

ناگہاں آوازِ سگ بچگاں شنید ۔۔۔ سگ بچہ اندر شکم بُد ناپدید
اس نے اچانک کتے کے پلوں کا بھونکنا سنا ۔۔۔ کتے کے پلے پیٹ میں چھپے ہوئے تھے

پس عجب آمد ورا زاں بانگہا ۔۔۔ سگ بچہ اندر شکم چوں زد ندا
اس کو ان آوازوں سے تعجب ہوا ۔۔۔ کتے کے پلے پیٹ میں کیوں بھونکے؟

سگ بچہ اندر شکم نالہ[2] کناں ۔۔۔ ہیچ کس دیدست ایں اندر جہاں
کتے کے پلوں کو (ماں کے) پیٹ کے اندر روتے ہوئے ۔۔۔ کسی نے دنیا میں یہ دیکھا ہے؟

چوں بجست از واقعہ آمد بخویش ۔۔۔ حیرتِ اُو دمبدم میگشت بیش
جب وہ خواب سے بیدار ہوا، ہوش میں آیا ۔۔۔ اس کی حیرت لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی تھی

در چلہ کس نے کہ گردد عُقدہ حل ۔۔۔ جُز کہ درگاہِ خُدای عزّ وجل
چلہ میں کوئی نہیں تھا، کہ عقدہ حل ہو ۔۔۔ سوائے خدائے عزوجل کی درگاہ کے

گفت یارب زیں شکال و گفتگو ۔۔۔ دَر چلہ وا ماندہ ام از ذکر تو
اس نے کہا اے اللہ! اس اشکال اور گفتگو کی وجہ سے ۔۔۔ چلے میں تیرے ذکر سے قاصر ہو رہا ہوں

پرِ من بکشای تا پرّاں شوم ۔۔۔ دَر حدیقہ ذکر و سیستاں شوم
میرے پر کھول دے تاکہ پرواز کروں ۔۔۔ ذکر کے باغیچہ میں اور سیب کے باغ میں پہنچوں

[1] چلہ۔ چلہ کشی جو تنہائی میں ہوتی ہے۔ بانگہا۔ یعنی کتے کے پلوں کی ماں کے پیٹ میں سے بھونکنے کی آواز

[2] نالہ کناں۔ روتے ہوئے واقعہ یعنی خواب۔ عُقدہ حل۔ یعنی گرہ کھل جائے، معاملہ حل ہو جائے۔ گفت۔ اس صاحبِ دل نے خدا سے عرض کیا میں اس فکر میں تیری یاد سے غافل ہو رہا ہوں۔

آمدش آوازِ ہاتف ۱ در زماں — کاں مثالے داں ز لافِ جاہلاں
اس کو فوراً غیبی فرشتہ کی آواز آئی — کہ اس کو جاہلوں کے شیخی بگھارنے کی مثال سمجھ

کز حجاب و پردہ بیروں نامدہ — چشم بستہ بیہدہ گویاں شدہ
جو حجاب اور پردے سے باہر نہیں نکلے ہیں — آنکھیں بند کئے ہوئے بکواس کرتے ہیں

بانگِ سگ اندر شکم باشد زیاں — نے شکار انگیز و نے شب پاسباں
کتے کا پیٹ میں بھونکنا بیکار ہے — نہ شکار نکالنے والا ہے اور نہ رات کا محافظ ہے

گرگ نا دیدہ کہ دفع او بود — دزد نادیدہ کہ منع او شود
اس نے بھیڑیئے کو نہیں دیکھا کہ اس کا دفعیہ ہو — اس نے چور کو نہیں دیکھا کہ اس کی روک ہو

از حریصی ۲ وز ہوائے سروری — در نظر کند و بلا فیدن جری
حرص اور سرداری کی خواہش کی وجہ سے — نظر میں کند ہے اور بکواس کرنے میں جری ہے

از ہوائے مشتری و گرم دار — بے بصیرت پا نہادہ در فشار
خریدار اور دوست کی خواہش کی وجہ سے — بغیر بصیرت کے بکواس میں قدم رکھے ہوئے ہے

ماہ نا دیدہ نشانہا مید ہد — روشنائی را بداں کژمی نہد
چاند کو دیکھے بغیر، نشانیاں بتاتا ہے — اس کے لئے روشنائی کو ٹیڑھا رکھتا ہے

از برائے مشتری در وصفِ ماہ — صد نشاں نا دیدہ گوید بہرِ جاہ
چاند کی صفت بیان کرنے میں، خریدار کے لئے — مرتبہ کی خاطر بغیر دیکھے ہوئے سینکڑوں نشانیاں بتاتا ہے

مشتری نا دیدہ گوید صد نشاں — ژاژ خاید دوغ نوشد کف زناں
خریدار کو بغیر دیکھے سینکڑوں نشانیاں بتاتا ہے — بکواس کرتا ہے تالیاں بجاتے ہوئے چھاچھ پیتا ہے

مشتری ۳ کو سود دارد خود یکسیت — لیک ایشاں را دراں ریب و شکیست
جس خریدار میں فائدہ ہے، وہ صرف ایک ہے — لیکن ان کو اس میں شک و شبہ ہے

از ہوائے مشتری بے شکوہ — مشتری را باد دادند ایں گروہ
بے حقیقت خریدار کی خواہش میں — اس جماعت نے خریدار کو کھو دیا ہے

مشتری ماست اَللّٰہُ اشْتَرٰی — از غمِ ہر مشتری ہیں بر ترآ
ہمارا خریدار اللہ ہے جس نے خرید لیا ہے — ہر خریدار کے غم سے آگے بڑھ

مشتری جو کہ جویانِ تو است — عالمِ آغاز و پایانِ تو است
اس خریدار کو تلاش کر جو تیرا جویاں ہے — تیرے آغاز اور انجام کا جانکار ہے

۱ ہاتف۔ غیبی آواز کال۔ کتے کے پلوں کا پیٹ میں بھونکنا جاہلوں کی لاف زنی کی مثال ہے۔ بانگ۔ کتے کے پلوں کا پیٹ میں بھونکنا بیکار بات ہے نہ تو اس سے یہی فائدہ ہے کہ کوئی شکار جھاڑی میں سے نکل کر بھاگے اور شکاری اس کا شکار کرے نہ چور کو بھگانے کے لئے ہے۔
۲ از حریصی۔ جاہل شیخ کی اس حرص اور سرداری کی خواہش میں یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کی نظر تو کند ہو جاتی ہے اور وہ شیخی بگھارنے میں جری ہو جاتا ہے۔ گرم دار۔ دوست۔ فشار۔ بکواس۔ ماہ۔ یعنی ذات حق کے مشاہدہ کے بغیر اس کی سینکڑوں نشانیاں بیان کرتا ہے اور اپنے خریدار کی خاطر رہنمائی کرتا ہے۔ مشتری۔ وہ مرید بھی بغیر مشاہدہ کے بکواس شروع کر دیتے ہیں اور فرضی مستی ظاہر کرنے لگتا ہے۔ دوغ نوشد۔ یعنی چھوٹی پی کر فرضی مستی ظاہر کرتا ہے۔
۳ مشتری۔ ... مومن کا خریدار اللہ تعالیٰ ہے قرآن پاک میں ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں خرید لی ہیں۔ لہٰذا ایک مومن کو کسی اور خریدار کی فکر میں پڑنا چاہئے۔ جویاں۔ اللہ تعالیٰ تیرا جویاں ہے اور وہ تیرے انجام و آغاز کو جانتا ہے۔

ہیں مکش ہر مُشتری راتو بدست[۱] عشقبازی با دو معشوقہ بدست
خبردار! ہر خریدار کو تو ہاتھ سے نہ کھینچ دو معشوقوں سے عشقبازی بری ہے

زو نیابی سُود مایہ گر خرد نبُودش خود قیمت عقل و خرد
اگر وہ دین کو خریدے گا تو اس سے فائدہ حاصل نہ کر سکیگا اس کے پاس (تیری) عقل اور سمجھ کی قیمت ہی نہ ہوگی

نیست اُورا خود بہائے نیم نعل تو برو عرضہ کُنی یاقوت و لعل
خود اس کی قیمت آدھے نعل کی نہیں ہے تو اس کو یاقوت اور لعل دکھا رہا ہے

حرص[۲] کورت کرد و محرومت کُند دیو ہمچوں خویش مرجُومت کُند
لالچ نے تجھے اندھا کر دیا اور محروم کرے گا شیطان تجھے اپنی طرح سنگسار بنا دے گا

ہمچناں کا صحابِ فیل و قومِ لُوط کردشاں مرجُوم چوں خود آں سخوط
جس طرح اصحاب فیل اور لوط کی قوم کو اس مغضوب نے اپنی طرح سنگسار بنا دیا

مُشتری راصابراں دریافتند چوں سُوی ہر مُشتری نشتافتند
صابر لوگوں نے خریدار پا لیا ہے کیونکہ وہ ہر خریدار کی طرف نہیں دوڑے ہیں

واں کہ گرد انید رُوزاں مُشتری بخت و اقبال و بقازو شُد بری
جس شخص نے اس خریدار سے منہ موڑا نصیب اور اقبال اور بقا اس سے کنارہ کش ہو گئے

ماند حسرت بر حریصاں تا ابد ہمچوں حالِ اہلِ ضرواں[۳] در حسد
لالچیوں کو ہمیشہ حسرت رہی جس طرح حسد میں ضروان والوں کا حال

قصہ اہلِ ضرواں و حسد ایشاں بر درویشاں کہ پدرِ ما از سلیمی
ضروان کے باشندوں کا قصہ اور ان کا فقیروں پر حسد کرنا کہ ہمارا باپ سادہ پن

اغلب دخل باغ را بمسکیناں میداد، چوں انگور بودے عشر
سے باغ کی زیادہ پیداوار مسکینوں کو دیتا تھا جب انگور ہوتے دسواں حصہ

دادے وچوں مویزو دوشاب شُدے عُشرد ادے وچوں حلوا
دیدیتا اور جب کشمش اور انگور کا شیرہ ہوتا دسواں دے دیتا اور جب حلوایا

و پالُودہ کردے عُشرد ادے واز قصیل عُشرد ادے وچوں
فالودہ بناتا دسواں دے دیتا کچی کھیتی میں سے دسواں دے دیتا اور جب

خرمن میکوفتے از کفہ آمیختہ عُشرد ادے وچوں گندم از
کھلیان گہاتا آدھے گہائے ہوئے میں سے دسواں دیدیتا اور جب گیہوں

۱ بدست۔ (شعر)
ہم خدا خواہی وہم دنیائی دوں
ایں خیالست و محالست و جنوں
زدہ اگر خدا کے علاوہ کوئی خریدار بنے گا تو اس سے تجھے کوئی فائدہ نہ ہوگا اس خریدار کے پاس تجھے خریدنے کی قیمت کہاں ہے۔ نیست۔ وہ خود دو کوڑی کا ہے اس پر اپنی عقل و خرد کے لعل و یاقوت کو پیش کرنا نادانی ہے۔

۲ حرص۔ لالچ انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ مرجوم۔ سنگسار۔ اصحاب فیل۔ ابرہہ کا لشکر جس نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے چڑھائی کی تھی مخنوط۔ مغضوب یعنی شیطان۔ وانکہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے روگردانی کرتا ہے وہ بڑا بد نصیب ہے اور تباہ ہو جاتا ہے۔

۳ ضرواں۔ یمن میں ایک گاؤں تھا۔ سلیمی۔ بیوقوفی بھولا پن ہے۔ دوشاب۔ انگور کا شیرہ قصیل۔ کچی کھیتی۔ کفہ۔ کاف کے زبر اور فا کی خفت کے ساتھ نیم کوفتہ۔

کہ جُدا شدُ ے عُشر دادے وچوں آرد کردے عُشر دادے وچوں
بھوسے سے جدا ہوتے دسواں دے دیتا اور جب آٹا کرتا دسواں دیدیتا اور

خمیر کردے عُشر دادے وچوں نان بختے عُشر دادے لا جرم
جب گوندھتا دسواں دیدیتا اور جب روٹی پکاتا دسواں دے دیتا لا محالہ

حق تعالیٰ در باغ و کشت برکتے نہادہ. بُود کہ ہمہ اصحابِ
اللہ تعالیٰ نے باغ اور کھیتی میں برکت عطا کی تھی کہ سب باغ والے

باغہا محتاجِ اُو بُودندے ہم بمیوہ وہم بسیم و اُو محتاجِ
اس کے محتاج ہوتے پھل میں بھی اور چاندی میں بھی اور وہ ان میں سے

ہیچ کس نے از ایشاں فرزندانِ اُو خرجِ عشر میدید ند مکرّر
کسی کا محتاج نہ ہوتا اس کی اولاد نے بار بار دسویں کا خرچ دیکھا

واں برکت نمی دیدند ہمچوں آں زنِ بدبخت کہ کیرِ خر دید و
اور وہ برکت نہ دیکھی اس بد بخت عورت کی طرح جس نے گدھے کا ذکر دیکھا

کدُو را ندید
اور کدو نہ دیکھا

بُود مردے صالحے ربّانیے [1] عقلِ کامل داشت و پایاں دانیے
ایک نیک خدا پرست شخص تھا کامل عقل رکھتا تھا اور انجام سے با خبر تھا

در دہِ ضرواں بنزدیک یمن. شہرہ اندر صدقہ و خلقِ حسن
یمن کے نزدیک ضرور ان گاؤں میں خیرات کرنے اور اچھے اخلاق میں مشہور تھا

کعبۂ درویش بُودے کوئے اُو آمدندے مُستمنداں [2] سُوئے اُو
اس کی گلی فقیر کا کعبہ ہوتی ضرورتمند اس کی جانب آتے

ہم زخوشہ عُشر دادے بے ریا ہم زگندم چوں شدُے از کہ جُدا
بغیر ریا کاری کے بالوں میں سے دسواں دیتا گیہوں میں سے بھی جب وہ بھوسے سے جدا ہو جائے

آرد گشتے عُشر دادے ہم ازاں ناں شدُے عُشرِ دگر دادے زناں
آٹا بنتا تو اس میں سے بھی دسواں دیتا روٹی بنتی روٹی میں سے دوسرا دسواں دیتا

عُشر بر دخلے فرونگذاشتے چار بارہ دادے زانچہ کاشتے
کسی آمدنی کے دسویں میں فرو گذاشت نہ کرتا جو بوتا اس میں سے چار بار ادا کرتا

[1] ربانی۔ اللہ والا کعبہ۔ یعنی فقراء اس کے گھر کا چکر کاٹتے رہتے تھے۔
[2] مستمنداں۔ حاجتمنداں عشر شرعی اعتبار سے زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ خیرات کرنا ہوتا ہے۔

از عنب عُشرے بدادے وز مویز — عُشر ہم دادے وے از دوشاب ۱ نیز

انگور میں سے دسواں دیتا اور کشمش میں سے — وہ انگور کے شیرے میں سے بھی دسواں دیتا

ہم زحلوا عُشرو از پالودہ ہم — می فرونگذاشتے از بیش و کم

حلوے میں سے بھی دسواں اور فالودے میں سے بھی — اور کم اور زیادہ میں سے نہ چھوڑتا

بس وصیتہا بگفتے ہر زماں — جمع فرزندانِ خود را آنجواں

ہر وقت بہت سی وصیتیں کرتا — وہ جو ان اپنی سب اولاد کو

اللہ اللہ قسمِ مسکیں بعدِ من — وامگیریدش زحرصِ خویشتن

خدا کے لئے میرے بعد مسکین کے حصہ کو — اپنی حرص سے بند نہ کرنا

تا بماند بر شما کشت و ثمار — در پناہِ طاعتِ حق پائدار

تاکہ تم پر کھیتی اور پھل رہیں — مستقل خدا کی اطاعت کی حفاظت میں

دَخلہا و میوہا جملہ زغیب — حق فرستادست بے تخمین وریب

آمدنیاں اور میوے سب غیب سے — بے اندازہ اور بے شک اللہ (تعالیٰ) نے بھیجے ہیں

درمحلِ ۲ دخل اگر خرجے کنی — درگہِ سُودست بر سُودے زنی

آمدنی کے وقت اگر تو خرچ کرے گا — وہ فائدے کا دربار ہے تو فائدہ اٹھا لے گا

تُرک اَغلب دخل را در کشت زار — باز کارد کہ ویست اصلِ ثمار

کاشتکار پیداوار کا اکثر حصہ کھیت میں — پھر بو دیتا ہے کیونکہ وہ فائدوں کی جڑ ہے

بیشتر کارد خورد زاں اندکے — کہ ندارد دَر بروئیدن شکے

زیادہ بو دیتا ہے اس میں سے تھوڑا سا کھاتا ہے — کیونکہ اس کو اگنے میں کوئی شبہ نہیں ہے

زاں بیفشاند بکشتن تُرک دست — کاں غلہ ہم زاں زمیں حاصل شُدست

کاشتکار بونے میں ہاتھ اسی لئے جھاڑ لیتا ہے — کیونکہ وہ غلہ اسی زمین سے حاصل ہوا ہے

کفشگر ۳ ہم آنچہ افزاید زناں — میخرد چرم و اَدیم و سختیاں

روٹی سے جو زائد ہوتا ہے، موچی بھی — چمڑا اور نری اور میشہ خرید لیتا ہے

کہ اُصولِ دخلم اینہا بودہ اند — ہم ازینہا می کشاید رزقِ بند

کہ میری آمدنی کی بنیادیں یہ ہی ہیں — انہی سے بند رزق کھلتا ہے

دخل از آنجا آمدستش لاجرم — ہم در آنجا میکند داد و کرم

لامحالہ اس کی آمدنی اس جگہ سے ہی ہوئی ہے — اسی جگہ وہ عطا اور کرم کرتا ہے

---

۱ دوشاب۔ انگور کا شیرہ واللہ اللہ۔ وہ خدا رسیدہ مرد اپنی اولاد کو وصیتیں کرتا کہ دسواں حصہ ضرور خیرات کرتے رہنا۔ دخلہا۔ جملہ پیداوار حقیقتاً اللہ کی جانب سے ہے۔

۲ درمحل پیداوار کے وقت اگر خرچ کروگے فائدے میں رہوگے۔ ترک۔ یعنی کاشتکار پیداوار کا زیادہ حصہ پھر زمین میں بو دیتا ہے۔ در بروئیدن۔ اس میں بار زیادہ ہے۔ دست افشاندن۔ یعنی بونا۔

۳ کفشگر۔ موچی۔ جفت ساز ادیم۔ نری یعنی وہ کھال جو سرخ رنگی جاتی ہے سختیان۔ بھیڑ کی دباغت شدہ کھال میشہ۔ کہ اصول۔ ان چیزوں میں وہ آمدنی کو صرف کرتا ہے کیونکہ آمدنی کی اصل دنیا وی یہی چیزیں ہیں۔

ایں زمین و سُختیاں پردہ ست و بس — اصلِ روزی از خداداں ہر نفس

یہ زمین اور کھال بس پردہ ہے — اصل روزی ہر وقت خدا کی جانب سے سمجھ

چوں بکاری در زمینِ اصل کار — تا بِرُوید ہر یکے را صد ہزار

تو جب بوئے وہ اصلی زمین میں بو — تاکہ ہر ایک کے لاکھ اُگیں

گیرم اکنوں تخم را گر کاشتی — در زمینے کِش سبب پنداشتی

میں نے مانا، اب اگر تو نے بیج بویا ہے — اس زمین میں جس کو تو نے سبب سمجھا ہے

چوں ۲ دو سہ سال آں نروید چوں کُنی — جز کہ در لابہ و دُعا کف بر زنی

اگر وہ دو تین سال نہ اگے تو کیا کرے گا؟ — بجز اس کے کہ خوشامد اور دعا میں ہاتھ اٹھائیگا

دست بر سر میزنی پیشِ اِلٰہ — دست و سر بردادنِ رزقش گواہ

خدا کے آگے سر پر ہاتھ مارے گا — ہاتھ اور سر اس کے رزق دینے پر گواہ ہیں

تا بدانی اصلِ اصلِ رزق اوست — تا ہم اورا جوید آں کو رزق جوست

تاکہ تو سمجھ لے کہ رزق کی اصل جڑ وہی ہے — جو رزق تلاش کرتا ہے اسی سے ڈھونڈتا ہے

رزق ازوے جو مجو از زید و عُمر — مستی ازوے جو مجو از بنگ و خمر

رزق اس سے مانگ، زید اور عمر سے نہ مانگ — مستی اس سے چاہ بھنگ اور شراب سے نہ چاہ

مُنعمی زو خواہ نے از گنج و مال — نُصرت ازوے خواہ نے از عم و خال

خوشحالی اس سے چاہ نہ کہ خزانے اور مال سے — مدد اس سے چاہ نہ کہ چچا اور ماموں سے

عاقبت ۳ زینہا بخواہی ماندن — ہیں کرا خواہی دراں دم خواندن

انجام کار تو ان سے (الگ) رہ جائے گا — ہاں اس وقت تو کسے پکارے گا؟

ایں دم اورا خوان و باقی را بماں — تا تو باشی وارثِ مُلکِ جہاں

اس وقت اس کو پکار اور باقی کو چھوڑ — تاکہ تو دنیا کی سلطنت کا مالک بن جائے

چوں یَفِرُّ الْمَرْءُ آید مِنْ اَخِیْہِ — یَہْرَبُ الْمَوْلُوْدُ یَوْمًا مِنْ اَبِیْہِ

جب وہ دن آجائے گا کہ انسان اپنے بھائی سے بھاگے گا — وہ دن کہ اولاد اپنے باپ سے بھاگے گی

---

۱ ایں زمیں۔ پیداوار کے ظاہری اسباب محض ایک پردہ ہیں ورنہ اصل روزی رساں خدا ہے۔ صد ہزار۔ قرآن پاک میں ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ "ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے راستہ میں صرف کرتے ہیں ایک دانہ کی سی ہے جس نے سات بالیں اگائیں ہر بال میں سو دانے اور خدا جس کے لئے چاہتا ہے دو گنا کر دیتا ہے۔

۲ چوں۔ جب انسان اسباب سے مایوس ہو جاتا ہے تو پھر خدا ہی سے مانگتا ہے۔ دست۔ کھیتی کی تباہی کے وقت سر پیٹ کر خدا سے دعا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انسان اصل رزق دینے والا خدا ہی کو سمجھتا ہے۔ رزق۔ جب حقیقی رزاق خدا ہے تو اس سے رزق مانگنا چاہیے۔ مستی۔ اصل مستی بھی خدا کے عشق سے ہی حاصل ہوتی ہے انسان کو اس کی جستجو چاہیے بھنگ اور شراب کی مستی وقتی ہوتی ہے۔ منعمی۔ انسان کی اصل مالداری نفس کی مالداری ہے جو عطاءِ خداوندی ہے

۳ عاقبت۔ انسان اپنے خزانے اور مال کو دنیا میں ہی چھوڑ جاتا ہے، تعلق اس چیز سے پیدا کرنا چاہیے جو ساتھ دے سکے۔ چوں۔ قرآن پاک میں ہے یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ لِکُلِّ امْرِئٍ مِّنْہُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْہِ یعنی قیامت کے دن ہر شخص اپنے بھائی، اپنی ماں اپنے باپ اپنی بیوی اپنی اولاد سے بھاگے گا ہر شخص کی اس دن وہ حالت ہوگی جو دوسروں سے اس کو لاپروا کر دے گی۔

زاں[۱] شود ہر دوست آں ساعت عدو
اس لئے ہر دوست اس وقت دشمن بن جائے گا
گہ بُتِ تو بُود واز رہ مانع او
کیونکہ وہ تیرا بت تھا راستہ سے مانع تھا

روئے از نقاش بری تافتی
تو نے نقاش سے منہ پھیر لیا
چوں ز نقشش انس دل می یافتی
جبکہ اس کے (بنائے ہوئے) نقش سے دل کا انس محسوس کیا

ایں دم ار یارانت با تو ضد شوند
اگر تیرے دوست اس وقت تیرے مخالف ہو جائیں
وز تو بر گردند و در خصمی روند
تجھ سے برگشتہ ہو جائیں اور مخالفت میں چلے جائیں

ہیں بگو نک روزِ من پیروز شد
ہاں، کہہ دے کہ اب میرا دن نصیب ور ہے
آنچہ فردا خواست شد امروز شد
جو کچھ کل کو ہوتا، وہ آج ہو گیا

ضدِ من گشتند اہلِ ایں سرا
اس جہان والے میرے مخالف ہو گئے
تا قیامت عین شد پیشیں مرا
یہاں تک کہ قیامت میرے لئے پیشگی نقد بن گئی

پیش[۲] ازاں کہ روزگارِ خود برم
اس سے قبل کہ میں اپنی عمر پوری کروں
عمر با ایشاں بپایاں آورم
ان کے ساتھ زندگی بسر کروں

کالۂ معیوب بخریدہ بُدم
میں نے ایک عیب دار سامان خرید لیا تھا
شکر کز عیبش بگہ واقف شدم
شکر ہے کہ اس کے عیب سے صبح سویرے واقف ہو گیا

پیش ازاں کز دست سرمایہ شدے
اس سے پہلے ہی کہ ہاتھ سے سرمایہ چلا جاتا
عاقبت معیوب بیروں آمدے
آخر میں معیوب ظاہر ہوتا

مال رفتہ عمر رفتہ اے نسیب
اے شریف! مال گیا، عمر گئی
مال و جاں دادہ پئے کالہ معیب
عیب دار سرمایہ کے لئے مال اور جان دیدی

نقد[۳] دادم بزرِ قلبے بتدم
میں نے نقد دے دیا اور کھوٹا سونا لے لیا
شاد شاداں سوئے خانہ می شدم
خوشی خوشی گھر کی جانب چل دیا

شکر کایں زرِ قلب پیدا شد کنوں
شکر ہے، کہ یہ کھوٹا سونا ابھی واضح ہو گیا
پیش ازاں کہ عمر بگذشتے فزوں
اس سے پہلے کہ زیادہ عمر گذر جاتی

قلب ماندے تا ابد در گردنم
کھوٹا سونا ہمیشہ کے لئے میری گردن میں سجا تا
حیف بودے عمر ضائع کردنم
مجھے عمر ضائع کرنے پر افسوس ہوتا

چوں بگہ تر قلبی او رو نمود
چونکہ صبح سویرے اس کا کھوٹ پن ظاہر ہو گیا
پائے خود را واکشم من زود زود
میں بہت جلد واپس ہو جاؤں گا

۱ زاں۔ اس حالت کی وجہ سے انسان کے لئے اس کا ہر دوست اس کا دشمن ثابت ہوگا کیونکہ وہ دوست بھی اس کو ایک بت کی طرح خدا سے غافل بنا رہا تھا۔ روئے۔ مصنوع سے دل لگانا صانع سے دل ہٹانا ہے۔ ایں دم۔ اگر دنیاوی دوست اس دنیا ہی میں تیرے مخالف ہو جائیں تو یہ تیری خوش قسمتی ہوگی۔ ضد من۔ آخرت میں جو تیرے لئے مصیبت تھی وہ تو نے دنیا میں بھگت لی۔

۲ پیش ازاں۔ ان دوستوں کا نقصان دنیا میں برداشت کر لینا آسان ہے پیش ازاں۔ اس کی یہ مثال ہے کہ خراب سودا خریدنے پر فوراً اس کے عیب سے واقفیت ہو جائے تو کچھ تدارک ممکن ہے ورنہ پھر افسوس ہی افسوس کرنا پڑتا ہے۔

۳ نقد دادم۔ انسان یہی کہتا ہے کہ ہائے افسوس میں کھوٹا سونا خرید کر کیسا خوش خوش گھر آیا تھا۔ شکر۔ اگر فوراً کھوٹ ظاہر ہو جائے اور انسان اس کا تدارک کر لے تو شکر ادا کرتا ہے۔

یارِ تو ا چوں دُشمنی پیدا کُند — گر ز حقد و رشک اُو بیروں زند
تیرا دوست جب دشمنی ظاہر کرے — وہ حسد اور کینہ اور رشک ظاہر کرے

تو ازاں اعراض و افغاں مکُن — خویشتن را اَبلہ و ناداں مکُن
تو اس کے منہ موڑنے سے فریاد نہ کر — اپنے آپ کو بے وقوف اور نادان نہ بنا

بلکہ شُکرِ حق کُن و ناں بخش کُن — کہ نگشتی در جوال اُو کُہن
بلکہ اللہ کا شکر کر اور روٹی خیرات کر — کہ تو اس کے بورے میں پرانا نہ بنا

از جَوالش زود بیروں آمدی — تا بجوئی یار صدق و سرمدی
تو اس کے بورے سے جلد باہر آ گیا — تاکہ سچے اور دائمی یار کو تلاش کر لے

تازنیں یارے کہ بعداز مرگ تُو — رشتۂ یاریِ اُو گر دو سہ تُو
وہ نازوں بھرا یار کہ تیرے مرنے کے بعد — اس کی یاری کا رشتہ تگنا ہو جائے

آں ۲ مگر سُلطاں بُود شاہِ رفیع — یا بُود مقبولِ سُلطان و شفیع
وہ یا تو شہنشاہ فرماں روائے برتر ہے — یا شہنشاہ کا محبوب اور شفیع ہے

رَستی از قلّابِ سالوس و دغل — غرّ اُو دیدی عیاں پیش از اجل
تو مکر اور فریب کے آنکڑے سے بچ گیا — تو نے موت سے پہلے اس کی غفلت دیکھ لی

ایں جفائے خَلق با تو دَر جہاں — گر بدانی گنجِ زر آمد نہاں
دنیا میں تیرے ساتھ لوگوں کا ظلم — اگر تو سمجھے سونے کا چھپا ہوا خزانہ بنا

خَلق را با تو چنیں بد خُو کُنند — تا تُرا نا چار رُو آنسو کُنند
لوگوں کو تیرے ساتھ اس طرح بدعادت کر دیتے ہیں — تاکہ تجھے مجبور اور اس جانب کو کر دیں

ایں یقیں داں کاندر آخر جُملہ شاں — خصم گردند و عدوُ و سر کشاں
تو اس کو یقینی سمجھ کہ آخیر میں سب — مخالف اور دشمن اور سرکش بن جائیں گے

تو ۳ بمانی با فُغاں اندر لحد — لا تَذَرنی فَرد خواناں از اَحد
تو لحد میں فریاد کرتا ہوا رہ جائے گا — خدا سے "مجھے اکیلا نہ چھوڑ" کہتے ہوئے

ایں جفایت بہ ز عہدِ و افیاں — ہم زدا دُست عہدِ باقیاں
تیرے اوپر یہ ظلم وفا داروں کے عہد سے اچھا ہے — باقی لوگوں کا عہد بھی تیری عطا ہے

بشنواز عقلِ خود اے اَنبار دار — گندم خُود را بارضِ اللہ سپار
اے کھلیان والے! اپنی عقل سے سن لے — اپنے گیہوں کو اللہ تعالیٰ کی زمین کے سپرد کر دے

---

۱ یار تو۔ اسی طرح اگر دنیا ہی میں تیرا دوست تجھ سے بگڑے تو اس پر شکوہ نہ کر بلکہ شکر ادا کر۔ بلکہ۔ دنیاوی علائق دنیا میں ہی ٹوٹ جائیں پر شکریہ ادا کرنا چاہیے اور صدقہ خیرات کرنا چاہیے۔ از جوالش۔ تجھے اس بات پر شکر ادا کرنا چاہیے کہ تو اس کے پھندے سے نکل آیا اور اب سچے دوست کی تلاش میں لگ جائیگا۔ تازنیں۔ وہ نازوں بھرا دوست تجھے مل جائے گا تو آخرت میں تیرا ساتھ دیگا۔

۲ آں۔ وہ دوست جو آخرت میں کام آئے وہ خدا یا خدا کا مقبول بندہ ہے۔ ایں جفا۔ دنیاوی دوستوں کی جفا کاری تیرے لئے رحمت خداوندی ہے۔ خلق۔ جب اللہ تعالیٰ کا کسی پر کرم ہوتا ہے تو وہ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ انسان دنیوی علائق توڑ دیتا ہے۔

۳ تو بمانی۔ اگر یہی دنیاوی دوستیاں باقی رہیں تو قبر میں تو تنہا ہوگا اور پھر پکارے گا کہ اے خدا مجھے تنہا نہ چھوڑ۔ ایں جفایت۔ دنیاوی تعلقات کے ٹوٹنے کو تو کہے گا کہ یہ جفا ان کی دوستی سے بھلی تھی۔ بشنو۔ مولانا پہلے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی خوبیاں بیان کر رہے تھے پھر اسی مضمون کو شروع کیا ہے۔

تا شود ایمن زدُزد دواز سُپش	دیورا با دیوچه زو تر بکُش
تاکہ وہ چور اور سرسُری سے محفوظ ہو جائے	شیطان کو دیمک کے ذریعہ مار ڈال
کو ہمی تر سانَدت ہر دم زفقر	ہمچو کبکش صید کن اے نرّہ صقر
جو تجھے فقر سے ہر وقت ڈراتا ہے	اے نرشکرے! چکور کی طرح اس کا شکار کر
بازِ سُلطانی عزیزو کامیار	ننگ باشد کہ کُند کبکش شکار
تو بادشاہ کا پیارا اور کامیاب باز ہے	ذلت ہے کہ تجھے چکور شکار کرے
بس وصیت کرد و تخم وعظ کاشت	چوں زمین شاں شورہ بُد سود نداشت
اس نے بہت وصیت کی اور وعظ کا بیج بویا	چونکہ ان کی زمین شوریلی تھی کوئی فائدہ نہ ہوا
گرچہ ناصح را بُود صد داعیہ	پندرا اُذنے بباید واعیہ
اگرچہ نصیحت کرنیوالے کے سو داعیے ہوں	نصیحت کے لئے حفاظت کرنیوالا کان چاہیے
تو بصد ۲ تلطیف پندش میدہی	اوز پندت میکند پہلو تہی
تو سینکڑوں نرمیوں کے ساتھ اس کو نصیحت کرتا ہے	وہ تیری نصیحت سے پہلو تہی کرتا ہے
یک کسِ نا مستمع ز استیز و رد	صد کسِ گوئندہ را عاجز کند
ایک نہ سننے والا شخص جھگڑے اور انکار سے	سو کہنے والوں کو عاجز کر دیتا ہے
ز انبیا ناصح تر و خوش لہجہ تر	کے بُود کہ رفت دم شاں در حجر
انبیاء سے زیادہ ناصح اور شیریں زبان	کب ہوا ہے؟ کیونکہ ان کی بات پتھر میں گھس گئی ہے
زانچہ کوہ و سنگ در کار آمدند	می نشُد بدبخت را بکشادہ بند
جن باتوں سے پہاڑ اور پتھر کار آمد بن گئے	بد بخت کی گرہ نہ کھلی
آنچناں دلہا کہ بُد شاں ما و من	نعت شاں شد بل اشدُّ قسوۃ
وہ دل جو متکبر تھے	انکی صفت بلکہ (پتھروں سے بھی) زیادہ سخت ہی

در بیان ۳ آنکہ عطائے حق سبحانہ تعالیٰ و قدرت او موقوفِ قابلیت

اس بات کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور قدرت بندوں کی عطا کی طرح قابلیت پر

نیست ہمچوں دادِ خلقاں کہ آنرا قابلیت باید زیرا کہ عطائے حق تعالیٰ

موقوف نہیں ہے اس (مخلوق کی عطا) کے لئے قابلیت چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ

قدیم است و قابلیت حادث عطا صفت حقست جلّ جلالہٗ و

قدیم ہے اور قابلیت حادث ہے عطا اللہ جل جلالہ کی صفت ہے اور

۱ تا شود۔ اس دانہ کو اللہ کی سر زمین میں بو دے تاکہ نہ اس کو چور چرا سکے نہ اس و ن بھن لگے۔ دیورا۔ شیطان جو فقر کے وسوسے پیدا کرے اس کو اعمال کی دیمک لگا دے بچو۔ شیطان کو اس طرح شکار کر لے جس طرح شکرا چکور کو شکار کر لیتا ہے۔ باز سلطانی۔ اگر شاہی باز کو چکور مار ڈالے تو بڑے شرم کی بات ہے۔ بس وصیت۔ باپ نے بہت سمجھایا تھا لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ پندرا۔ نصیحت اسی پر اثر کرتی ہے جس کے کان اس کو قبول کر لیں۔

۲ تو بصد۔ جس شخص کا ارادہ سننے کا نہ ہو اس کو کیسی ہی نرمی سے سمجھاؤ وہ اعراض ہی کرے گا انبیاء اس قدر محبت اور پیار سے سمجھاتے تھے کہ ان کی نصیحت پتھر تک قبول کر لیتے تھے لیکن کفار قبول نہ کرتے تھے۔ اشدُّ قسوۃ قرآن نے کافروں کے دلوں کو پتھر سے زیادہ سخت اور متاثر نہ ہونے والا قرار دیا ہے۔

۳ دربیان۔ حضرت حق کی عطا کے لئے قابلیت ضروری نہیں ہے جب عطا ہوتی ہے تو قابلیت خود پیدا ہو جاتی ہے عطا اللہ کی صفت ہے جو قدیم ہے قابلیت بندہ کی صفت ہے جو حادث ہے تو قدیم کے لئے حادث کیسے شرط بن سکتا ہے۔ جبکہ شرط پہلے ہوتی ہے۔

قابلیت صفتِ مخلوق و قدیم موقوفِ حادث نباشد

قابلیت مخلوق کی صفت ہے اور قدیم حادث پر موقوف نہیں ہوتا ہے

چارہ[۱] آں دل عطائے مُبدلیست — داد اُورا قابلیت شرط نیست

اس دل کا علاج، بدل دینے والے کی مہربانی ہے — اس کی عطا کے لئے قابلیت شرط نہیں ہے

بلکہ شرطِ قابلیت داد اُوست — داد لُبّ و قابلیت ہست پوست

بلکہ قابلیت کی شرط اس کی عطا ہے — عطا مغز ہے اور قابلیت چھلکا ہے

اینکہ موسیٰؑ را عصا ثعباں شود — ہمچوں خورشیدے کفش رخشاں شود

یہ کہ (حضرت) موسیٰ کی لاٹھی اژدھا بنے — ان کی ہتھیلی سورج کی طرف چمک دار بنے

صد ہزاراں معجزاتِ انبیا — کاں نگنجد در ضمیرِ عقلِ ما

انبیاء کے لاکھوں معجزے — جو ہماری عقل میں نہیں سماتے ہیں

نیست[۲] از اسباب تصریفِ خداست — نیستہا را قابلیت از کجاست

وہ اسباب کے ذریعہ نہیں ہیں، خدا کا تصرف ہے — فنا ہونے والوں کے لئے قابلیت کہاں ہے؟

قابلی گر شرطِ فعلِ حق بُدے — ہیچ معدومے بہ ہستی نامدے

اللہ (تعالیٰ) کے کام کیلئے اگر قابل ہونا شرط ہوتا — تو کوئی معدوم موجود نہ ہوتا

سُنّتے بنہادہ و اسباب و طُرُق — طالباں را زیرِ ایں ازرق تُتُق

(اللہ نے) دستور اور اسباب اور راستے رکھدیئے ہیں — اس نیلے سرا پردہ کے نیچے طلبگاروں کے لئے

بیشتر احوال بر سُنّت رَوَد — گاہ قدرت خارقِ سُنّت شود

زیادہ باتیں دستور کے مطابق ہوتی ہیں — کبھی قدرت (الٰہی) دستور کو توڑنے والی بنجاتی ہے

سُنّت و عادت نہادہ با مزہ — باز کردہ خرقِ عادت معجزہ[۳]

پُر لطف دستور اور عادت مقرر کی ہے — پھر دستور کے توڑنے کو معجزہ بنا دیا

بے سبب گر عزّ بما موصول نیست — قدرت از عزلِ سبب معزول نیست

اگر بغیر سبب کے عزت ہمیں نہیں ملتی — قدرت (الٰہی) سبب کو معزول کردینے سے معزول نہیں ہے

اے گرفتارِ سبب بیروں مپر — لیک عزلِ آں مُسبّب ظن مبر

اے سبب کے پابند (سب سے) باہر پرواز نہ کر — لیکن اس سبب پیدا کرنے والے کی معزولی کا گمان نہ کر

---

۱ چارہ۔ یہ دل جو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے اس کی اصلاح کی تدبیر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں تبدیلی کر دے۔ داد اورا۔ اللہ جب چاہتا ہے تو ایسے دل میں تبدیلی پیدا کر کے اس میں قبول کرنے کی صلاحیت پیدا فرمادیتا ہے۔ قابلیت۔ حضرت حق تعالیٰ کی طرف سے جو فیض اور عطا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ فیض۔ اقدس اور فیض مقدس فیض اقدس وہ ہے جو ذاتِ باری تعالیٰ سے اعیانِ ثابتہ میں پہنچتا ہے اس کے لئے استعداد و شرط نہیں ہے اور فیض مقدس وہ ہے جو اعیانِ ثابتہ سے ارواح کی طرف آتا ہے یہ بقدر استعداد اور قابلیت پہنچتا ہے۔ اینکہ۔ حضرت موسیٰ کی لاٹھی اور حضرت موسیٰ کا ید بیضا فیض اقدس کی مثالیں ہیں اور اسی طرح دیگر انبیاء کے معجزے ان چیزوں میں سے ہیں جن میں قابلیت شرط نہیں ہے۔

۲ نیست۔ ان معجزات کا اسباب سے مہیا شدہ قابلیت سے تعلق نہیں ہے بلکہ یہ داد بطور فیض اقدس کے ہے قابلی۔ اگر ہر چیز میں قابلیت شرط ہوتو پھر کوئی معدوم وجود میں نہ آئے اسلئے کہ معدوم میں اسباب سے مہیا شدہ قابلیت کہاں ہے وہ خود ہی معدوم ہے۔ سنتے۔ عام حالات میں سنت الٰہی یہی ہے کہ اسباب مہیا ہوں اور قابلیت ہو تو عطا ہوتی ہے۔ خارق۔ جب فیض اقدس کا معاملہ ہوتا ہے تو سنت الٰہی کے خلاف ہوتا ہے۔

۳ معجزہ۔ یہ مشیت الٰہی کے خلاف ظہور پذیر ہوتا ہے۔ بے سبب۔ عزت اسباب سے حاصل ہوتی ہے لیکن اللہ کی قدرت میں ہے کہ بلا سبب عزت عطا فرمادے۔ اے گرفتار۔ عوام کو اسباب اختیار کرنے چاہئیں لیکن مسبب الاسباب سے غفلت نہ برتنی چاہیے۔

ہر چہ خواہد آں مُسبّب آوَرد — قدرتِ ۱ مُطلق سببہا بردَرَد
وہ سبب پیدا کرنے والا جو چاہتا ہے کرتا ہے — مطلق قدرت اسباب کو پھاڑ ڈالتی ہے

لیک اَغلب بر سَبب راند نفاد — تا بداند طالبے جُستن مُراد
لیکن وہ عموماً سبب پر مدار رکھتا ہے — تاکہ طلبگار مراد کو تلاش کرنا جان جائے

چوں سَبب نبود چہ رہ جُوید مُرید — پس سَبب در راہ می آید پدید
جب سبب نہ ہو تو ارادہ کرنیوالا کونسا راستہ ڈھونڈے — تو سبب راستہ کے بارے میں ظاہر ہوتا ہے

ایں سَببہا بر نظر ہا پَردہ ہاست — کہ نہ ہر دیدار صُنعش رائز است
یہ اسباب نظروں پر پردے ہیں — کیونکہ ہر شخص اس کی کاریگری کے دیکھنے کے لائق نہیں ہے

دیدۂ باید سَبب سُوراخ کُن — تا حُجب را برکند از بیخ و بُن
سبب میں سوراخ کر دینے والی نگاہ چاہیے — تاکہ وہ جڑ اور بنیاد سے پردوں کو اکھاڑ پھینکے

تا مُسبّب بیند اندر لا مکاں — ہر زہ بیند جہد و اسباب و دکاں
تاکہ لا مکاں میں سبب پیدا کرنے والے کو دیکھے — کوشش اور اسباب اور دکان کو بیکار سمجھے

از ۲ مُسبّب میرسد ہر خیر و شر — نیست اَسباب و وسائط اے پدر
ہر بھلائی اور برائی سبب پیدا کرنے والے کی طرف سے آتی ہے — اے بابا! اسباب اور واسطے نہیں ہیں

جُز خیالِ مُنعقد بر شاہراہ — تا بماند دورِ غفلت چندگاہ
سوائے خیال کے جو راستہ پر جما ہوا ہے — تاکہ تھوڑی دیر غفلت کا زمانہ رہے

در ابتدائے ۳ خِلقتِ جسم آدم علیہ السلام کہ جبرئیل علیہ السلام را اشارت کرد کہ برواز زمین مُشتِ خاک بر گیرو برواتیے از ہر نواحی مُشتِ خاک برگیر

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی ابتداء میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اشارہ کیا کہ جا، زمین کی مٹی سے ایک مٹھی لے لے اور ایک روایت کے مطابق ہے کہ ہر جانب سے مٹی کی مٹھی اٹھالے

چونکہ صانع خواست ایجادِ بشر — از برائے اِبتلائے خیر و شر
جب بنانے والے نے انسان کی پیدائش چاہی — خیر اور شر میں آزمانے کے لئے

جبرئیلِ "صدق را فرمود رُو — مُشتِ خاکے از زمیں بستاں گرو
جبرئیل امین سے فرمایا، جا — ایک مٹھی مٹی زمین سے قبضہ میں لے لے

۱ قدرتِ مطلق۔ اللہ تعالیٰ کی علی الاطلاق قدرت اسباب کی محتاج نہیں ہے۔ تابداند۔ عوام کی مقصد کی تلاش میں اسباب رہنمائی کرتے ہیں۔ ایں سببہا۔ مقاصد کے اسباب اللہ کی قدرت کے لئے حجاب بنادیئے گئے ہیں اس لئے کہ ہر شخص بلا واسطہ قدرت کے مشاہدہ کا اہل نہیں ہے۔ دیدہ۔ لیکن انسان کو وہ نظر رکھنی چاہیے جو اسباب کو چاہیے۔ جو اسباب کو چاک کر کے اصل قدرت کو دیکھ سکے۔ تا مسبب۔ جب مسبب الاسباب کو دیکھ لیگا تو اس کی نگاہ میں اسباب بے حقیقت بن جائینگے۔

۲ از مسبب۔ ہر خیر و شر مسبب الاسباب کی جانب سے ہے اسباب اور وسائل محض خیالی چیزیں ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ انسان پر کچھ زمانہ غفلت کا گذرے اور غیب پر ایمان کے فضائل حاصل ہو سکیں۔

۳ در ابتداء۔ جس وقت حضرت آدمؑ کا پتلا بنایا جانے لگا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ زمین سے ایک مٹھی مٹی لے آؤ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ زمین کے ہر گوشہ سے ایک ایک مٹھی مٹی لانے کا حکم دیا تھا۔ از برائے۔ انسان کی تخلیق میں آزمائش کی حکمت مضمر ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ انسان پر کچھ زمانہ غفلت طاری ہے۔ جبرئیل صدق۔ یعنی صادق جبرئیل۔

اُو میاں بَست و بیامد بَر زمیں ۔۔۔ تا گذارد اَمرِ ربّ العالمیں
وہ کمر بستہ ہوئے اور زمین پر آئے ۔۔۔ تاکہ رب العالمین کے حکم کو انجام دیں

دَست سُوئے خاک بُرد آں مُؤتمرا[1] ۔۔۔ خاک خود را در کشید و شُد حَذر
اس فرمانبردار نے زمین کی جانب ہاتھ بڑھایا ۔۔۔ زمین نے اپنے آپ کو ہٹایا اور ڈری

پَس زباں بگشاد خاک و لابہ کرد ۔۔۔ کز برائے حُرمتِ خَلّاقِ فرد
پھر زمین نے زبان کھولی اور خوشامد کی ۔۔۔ کہ یکتا خلاق کی عزت کے طفیل

تَرکِ من گو و بر و جانم بہ بخش ۔۔۔ رُو بتاب از من عِناں خنگ و رخش
مجھے چھوڑ دو اور چلے جاؤ میری جاں بخشی کر دو ۔۔۔ گھوڑے اور سواری کی باگ میری جانب سے موڑ دو

دَر کشا[2] کشہائے تکلیف و خُطر ۔۔۔ بہرِ اللہ ہِل مرا اندر مبر
خطروں اور تکلیف کی کشمکش میں ۔۔۔ خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو، اندر نہ لے جاؤ

بہرِ آں لُطفے کہ حقت بر گزید ۔۔۔ کر د بر تو عِلمِ لَوحِ کُل پدید
اس کرم کے طفیل کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو برگزیدہ بنایا ۔۔۔ لوح محفوظ کا علم آپ پر ظاہر کر دیا

تا ملائک را مُعلّم آمدی ۔۔۔ دائما با حق مُکلّم آمدی
یہاں تک کہ آپ فرشتوں کے استاد بنے ۔۔۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے گفتگو کرنے والے بنے

ہم[3] سفیرِ انبیاء خواہی بُدن ۔۔۔ تو حیاتِ جانِ وحی نے بدن
آپ انبیاء کے سفیر بھی بنیں گے ۔۔۔ آپ وحی کی جان کی زندگی ہیں نہ کہ بدن کی

بر سرافیلؑ فضیلت بُود ازاں ۔۔۔ کو حیاتِ تن بُود تو آنِ جاں
(حضرت) اسرافیلؑ پر آپ کو اسی لئے فضیلت ہے ۔۔۔ کہ وہ بدن کی زندگی ہیں آپ جان کی ملکیت ہیں

بانگِ صُورش نشاۃِ تنہا بُود ۔۔۔ نفخِ تو نشوِ دِلِ یکتا بُود
ان کے صور کی آواز جسموں کا زندہ ہونا ہے ۔۔۔ آپ کا دم کرنا یکتا دل کا نشو (نما) ہو گا

مَغزِ جانِ تَن حیاتِ دل بُود ۔۔۔ پَس ز دادش دادِ تو فاضل بُود
جسم کی جان کا مغز دل کی زندگی ہے ۔۔۔ ان کی عطا سے آپ کی عطا بڑھی ہوئی ہے

باز میکائیلؑ رزقِ تَن دہد ۔۔۔ سعیِ تو رزقِ دلِ روشن دہد
پھر (حضرت) میکائیلؑ جسم کا رزق دیتے ہیں ۔۔۔ آپ کی کوشش، روشن دل کو رزق دیتی ہے

اُو بدا دِ کیل پُر کرد ست ذیل ۔۔۔ دادِ رزقِ تو نمی گنجد بہ کیل
انہوں نے پیمانہ کی عطا سے دامن بھر دیا ہے ۔۔۔ آپ کے رزق کی عطا پیمانہ میں نہیں سماتی ہے

---

[1] مؤتمر۔ فرمانبردار۔ خنگ۔ اگر گھوڑے کا سفید رنگ مائل بہ سیاہی یا سبزی ہو تو اس کو سبزہ خنگ کہا جاتا ہے اگر وہ خالص سفید ہے تو نقرہ خنگ کہتے ہیں۔ رخش۔ رستم کے گھوڑے کا نام ہے ہر وہ گھوڑا جس کا رنگ سفید اور سرخ ہو۔

[2] در کشا کشہائے۔ چونکہ زمین کو معلوم تھا کہ اس سے حضرت آدمؑ کا پتلا بنے گا اور امتحان اور آزمائش کی کشمکش میں مبتلا ہو گا لہٰذا وہ گھبرا رہی تھی۔ لوح کل لوح محفوظ مکلم۔ حضرت جبرئیلؑ وحی لے کر آتے ہیں۔ تو ان کا خدا سے کلام ہوتا ہے۔

[3] ہم سفیر۔ حضرت جبرئیلؑ اللہ کا پیغام اور وحی انبیاء کے پاس لے کر آتے ہیں اور وحی روح کی حیات ہے۔ بر سرافیلؑ۔ حضرت اسرافیلؑ حشر میں صور پھونکیں گے تو سب مردہ جسم زندہ ہو جائیں گے۔ نشاۃ۔ پیدائش تنہا۔ اجسام۔ پس۔ حضرت جبرئیلؑ کی عطا حضرت اسرافیلؑ کی عطا سے بڑھی ہوئی ہے۔ میکائیلؑ حضرت میکائیلؑ کا کام رزق کی تقسیم ہے۔

هم زعزرائیلؑ ۱ با قہر و عطب — تو بہی چوں سبقِ رحمت بر غضب

(حضرت) عزرائیلؑ قہر اور ہلاکت والے سے بھی — آپ بہتر ہیں جیسے کہ رحمت کو غضب پر سبقت ہے

حاملِ عرش ایں چہار اند و تو شاہ — بہترینِ ہر چہارے ز انتباہ

یہ چاروں عرش کے حامل ہیں اور آپ شاہ ہیں — از روئے آگاہی چاروں سے بہتر ہیں

روزِ محشر ہشت بینی حاملانش — ہم تو باشی افضلِ ہشت آں زمانش

حشر کے دن آپ اس کے اٹھانے والے آٹھ دیکھینگے — اس وقت آپ آٹھوں سے افضل ہونگے

ہمچنیں برمی شمرد و می گریست — بوئے میبرد او کزاں مقصود چیست

وہ اس طرح گناتی تھی اور روتی تھی — اس نے بھانپ لیا تھا کہ اس سے مقصد کیا ہے

معدنِ ۲ شرم و حیا بُد جبرئیلؑ — بست آں سوگند ہا بروے سبیل

(حضرت) جبرئیلؑ شرم اور حیا کی کان تھے — ان قسموں نے ان کا راستہ روک دیا

بسکہ لابہ کردش و سوگند داد — باز گشت و گفت یا ربُّ العباد

(زمین نے) ان کی بہت خوشامدیں کیں اور قسم دی — وہ واپس ہو گئے اور عرض کیا یا رب العباد

کہ نبودم من بکارت سرسری — لیک ازانچہ رفت تو داناتری

میں تیرے کام میں سست نہ تھا — لیکن جو ہوا تو اس کو خوب جانتا ہے

گفت ۳ نامے کہ زہولش اے بصیر — ہفت گردوں باز مانند از مسیر

اے بصیر اس نے آپ کا وہ نام لیا جس کے رعب سے — ساتوں آسمان گردش سے رک جائیں

چوں بنامِ تو مرا سوگند داد — رحمت عام ست و احسان و وداد

جب اس نے مجھے تیرے نام کی قسم دی — تیری رحمت اور احسان اور محبت عام ہے

شرم آمد گشتم از نامت خجل — ورنہ آساں ست نقلِ مشتِ گِل

مجھے شرم آگئی ہیں تیرے نام کی وجہ سے شرمندہ ہوگیا — ورنہ ایک مٹھی مٹی کا منتقل کرنا آسان ہے

کہ تو زورے دادۂ املاک را — کہ بدرانند ایں افلاک را

کیونکہ تو نے فرشتوں کو وہ طاقت عطا کی ہے — کہ وہ ان آسمانوں کو چاک کر دیں

مشت خاکے راچہ قدر و قوت ست — بر گرفتن لیک غالب رحمت ست

ایک مٹھی مٹی کا کیا رتبہ اور طاقت ہے — اٹھا لینے میں، لیکن رحمت غالب ہے

---

۱ عزرائیلؑ۔ ان کا کام روح کو قبض کرنا ہے۔ لہٰذا صفت قہر کے مظہر ہیں۔ ایں چہار۔ جبرئیلؑ۔ میکائیلؑ۔ اسرافیلؑ۔ عزرائیلؑ۔ روزِ محشر قرآن پاک میں ہے وَیَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّکَ فَوْقَهُمْ یَوْمَئِذٍ ثَمٰنِیَةٌ "اور اس وقت تیرے رب کے عرش کو اٹھائینگے" بوئے۔ وہ مٹی سمجھ گئی تھی کہ اس کو لے جانے کا مقصد کیا ہے۔

۲ معدن۔ چونکہ حضرت جبرئیلؑ شرم وحیا کی کان ہیں وہ قسموں کی وجہ سے مٹی اٹھانے سے رک گئے۔ بسکہ۔ جب زمین نے بہت خوشامد کی وہ دربارِ حق میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے تعمیل حکم میں سستی نہیں برتی لیکن جو کچھ واقعہ ہے وہ تیرے علم میں ہے۔

۳ گفت۔ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ اس زمین نے آپ کے اس نام کا واسطہ دے دیا جس کی ہول سے آسمان کی گردش رک جائے تو مجھے شرم آگئی اور زمین سے مٹی نہ لے سکا ورنہ تو نے مجھے وہ قوت عطا کی ہے کہ زمین تو کیا چیز ہے آسمانوں کو چاک کر ڈالوں۔

فرستادن میکائیل علیہ السّلام را بقبضِ قبضۂ خاک از زمین

حضرت میکائیل کو بھیجنا زمین کی مٹی کی ایک مٹھی لینے کے لئے انسانوں

جہتِ ترکیب و ترتیب جسمِ مبارک ابو البشر خلیفۃُ الحق

کے باپ کے مبارک جسم کی ترتیب اور ترکیب کے لئے جو اللہ تعالیٰ

مسجود الملائکۃ و معلّمہم حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ

کے خلیفہ اور فرشتوں کے مسجود اور ان کے استاد حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ

الصّلوٰۃ والسلام

الصلوٰۃ والسلام ہیں

گفت ۱ میکائیل را ، و تو بزیر — مُشتِ خاکے در رُبا از وے دلیر

حضرت میکائیل سے فرمایا تو نیچے جا — اے بہادر! اس سے ایک مٹھی مٹی اڑا لا

چونکہ میکائیل شُد تا خاکداں — دست کرد اُو تا کہ بر باید ازاں

جب حضرت میکائیل زمین پر پہنچے — ہاتھ بڑھایا ، تاکہ اس میں سے لے لیں

خاک لرزید و در آمد در گُریز — گشت اُولا بہ گنان و اشک ریز

زمین کانپی اور اس نے گریز کیا — وہ خوشامد کرنے لگی اور اس نے آنسو بہائے

سینہ سُوزاں لابہ کرد و اجتہاد — با سَرِ شکِ خونیش سو گند داد

جلے دل سے اس نے خوشامد اور کوشش کی — خون کے آنسوؤں کے ساتھ ان کو قسم دی

کہ ۲ بہ یزدانِ لطیفِ بے ندید — کہ بکروت حاملِ عرشِ مجید

کے بے مثال ، مہربان خدا کے واسطے — جس نے آپ کو عرش مجید کا اٹھانے والا بنایا ہے

کیلِ اَرزاقِ جہاں را مُشرِفی — تشنگانِ فضل را تو مُغرِفی

آپ جہان کے رزقوں کے پیمانہ کے نگراں ہیں — (اللہ کے) فضل کے پیاسوں کو آپ چلو بھر کر دینے والے ہیں

زانکہ میکائیل از کیل اشتقاق — دارد و کیّال شُدد را ، رزّاق

کیونکہ میکائیل کیل سے مشتق — ہے اور وہ رزق حاصل کرنے میں پیمانہ سے ناپ کر دینے والا ہے

کہ امانم دہ مرا آزاد کُن — بیں کہ خوں آلودہ میگویم سخن

مجھے امن دیجئے ، مجھے آزاد کر دیجئے — دیکھ لیجئے کہ خون سے آلودہ ہو کر میں بات کر رہی ہوں

مَعدنِ ۳ رحمِ اللہ آمد مَلَک — گفت چوں ریزم براں ریش ایں نمک

فرشتہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی کان ہوتا ہے — (اسلئے میکائیل نے) کہا کہ میں اس زخم پر یہ نمک کیسے چھڑکوں؟

---

۱ گفت۔ حضرت جبرائیل کے بعد حضرت میکائیل کو حکم ہوا کہ تم جا کر زمین کی مٹی لے آؤ جب میکائیل زمین کے پاس پہنچے تو وہ لرزنے لگی اور انکی خوشامد کرنے لگی اور رو رو کر قسمیں دینے لگی۔

۲ کہ بہ یزداں۔ حضرت میکائیل رزقوں کی تقسیم کرتے ہیں۔ مشرف۔ نگراں۔ مغرف۔ چلو بھرنے والا۔ زانکہ۔ مولانا نے میکائیل کو کیل سے مشتق قرار دیا ہے حقیقتاً یہ عربی لفظ نہیں ہے لیکہ عبرانی لفظ ہے کیل عربی لفظ ہے اس سے یہ نہیں بنا ہے۔

۳ معدن۔ فرشتوں کی فطرت رحم کرنا اور شیطان کی فطرت ظلم کرنا ہے۔ خدا کی صفت رحمت صفت غضب پر غالب ہے۔

ہم چناں کہ معدنِ قہرست دیو ۔۔۔ کہ بر آرورد از بنی آدم غریو
جس طرح شیطان قہر کی کان ہے ۔۔۔ جس نے بنی آدم میں شور برپا کر دیا ہے

سبقِ رحمت بر غضب ہست اے فتا ۔۔۔ لطف غالب بود در وصف خدا
اے نوجوان ! رحمت غضب سے آگے ہے ۔۔۔ خدا کی صفات میں مہر بانی غالب تھی

بندگانؔ[1] دارند لابد خوی او ۔۔۔ مشکہا شاں پرز آبِ جوی او
بندے لا محالہ اس کی عادت رکھتے ہیں ۔۔۔ ان کی مشکیں اس کی نہر سے پر ہیں

آں رسولِ حق قلاو ز سلوک ۔۔۔ گفت النَّاسُ عَلٰی دِیْنِ الْمُلُوْک
اللہ کے رسولؐ سلوک کے راہنما ۔۔۔ نے فرمایا لوگ بادشاہوں کے دین پر ہیں

رفتؔ[2] میکائیل سوئے ربِ دیں ۔۔۔ خالی از مقصود دست و آستیں
(حضرت) میکائیل دین کے رب کی جانب چلے گئے ۔۔۔ [illegible] اور آستین مقصود سے خالی تھا

گفت اے دانائے سر و شاہ دیں ۔۔۔ کرد [illegible] نوحہ و انیں
عرض کیا [illegible] بھیدوں کے جاننے والے اور دین کے [illegible] ۔۔۔ وستادی زمین نے [illegible] شروع کر دی

خاکم از [illegible] نوحہ پست کرد ۔۔۔ گریہ بسیار کرد آں [illegible]
[illegible] نے عاجزی اور رونے کے ذریعہ مجھے زیر کر دیا ۔۔۔ [illegible] بہت [illegible]

آبِ دیدہ پیشِ تو باقدر بود ۔۔۔ من نتانستم کہ آرم نا شنود
تیرے سامنے [illegible] با عزت تھے ۔۔۔ میں ان [illegible] نہ بنا [illegible]

آہ[3] و زاری پیشِ تو بس قدر داشت ۔۔۔ من نتانستم حقوقِ آں گذاشت
آہ و زاری تیرے سامنے بڑی قدر رکھتی ہے ۔۔۔ میں اس کے حقوق کو نظر انداز نہ کر سکا

پیشِ تو بس قدر دارد چشمِ تر ۔۔۔ من چگونہ گشتمے استیزہ گر
پرنم آنکھ تیرے سامنے بہت [illegible] رکھتی ہے ۔۔۔ میں [illegible] جھگڑالو بنتا ؟

دعوتِ زاریست روزے پنج بار ۔۔۔ بندہ را کہ در نماز آو بزار
ایک دن میں پانچ مرتبہ رونے کی دعوت ہے ۔۔۔ بندے کو کہ نماز میں آ اور رو

نعرۂ موذن کہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح ۔۔۔ آں فلاح ایں زاریست و اقتراح
موذن کا نعرہ کہ "فلاح کی جانب آ" ۔۔۔ وہ فلاح عاجزی اور گڑ گڑانا ہے

آنکہ خواہی کز غمش خستہ کنی ۔۔۔ راہِ زاری بر دلش بستہ کنی
جس کو تو غم سے نڈھال کرنا چاہتا ہے ۔۔۔ اسکے دل پر (آہ و) زاری کا راستہ بند کر دیتا ہے

---

[1] بندگاں۔ جو اللہ کے خاص بندے ہیں ان میں اپنے مولیٰ کے صفات ہوتے ہیں حدیث شریف میں ہے لوگ بادشاہوں کا دین اختیار کرتے ہیں۔ لہٰذا خدا کے نیک بندے خدائی اخلاق اختیار کرتے تھے۔

[2] رفت۔ زمین کے رونے دھونے پر میکائیل بھی خالی ہاتھ واپس ہو گئے اور عرض کیا کہ اے اللہ تیرے دربار میں آنسوؤں کی بڑی قدر و منزلت ہے میں اس رونے کو ان [illegible] نہ [illegible] گا۔

[3] آہ وزاری۔ اللہ [illegible] سے [illegible] [illegible] ایک آتش [illegible] خون کے [illegible] [illegible] جا لیا ہے [illegible] وقت اذان گویا اللہ کے دربار میں گریہ و زاری کی [illegible] [illegible] مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اس سے آہ و زاری کی کیفیت سلب کر لیتا ہے آہ و زاری انسان کی [illegible] ہے جب سفارشی نہ ہو گا تو گرفتار بلا ہو جائے گا۔

تا فرود آید بلا بے دافعے　　چوں نباشد از تضرّع شافعے
تاکہ بغیر روک، بلا نازل ہو جائے　　جبکہ (آہ و) زاری کا سفارشی نہ ہو گا

وانکہ خواہی کز بلایش واخری　　جانِ اُورا در تضرّع آوری
اور جس کو تو بلا سے نجات دلانا چاہتا ہے　　اس کی جان کی (آہ و) زاری میں مبتلا کر دیتا ہے

گفتہ[1] اندر نبے کاں اُمتاں　　کہ بر ایشاں آمد آں قہرِ گراں
تو نے قرآن میں کہا ہے کہ وہ امتیں　　جن پر بھاری قہر آیا

چوں تضرُّع می نہ کردند آں نفس　　تا بلا از ایشاں بگشتے باز پس
انہوں نے اسی وقت (آہ و) زاری کیوں نہ کی؟　　تاکہ ان سے بلا واپس ہو جاتی

لیک دلہا شاں چو قاسی گشتہ بُود　　آں گنہ باشاں عبادت می نمود
لیکن چونکہ ان کے دل سخت ہو گئے تھے　　وہ گناہ ان کو عبادت معلوم ہوتے تھے

تاند اند خویش را مجرم عنید　　آب از چشم [illegible] دوید
جب تک سرکش اپنے آپ کو مجرم نہ سمجھے　　[illegible] آنکھ سے [illegible]؟

قصہء یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام دربیان آنکہ تضرّع و زاری دافع بلائے آسمانی ست و حق تعالیٰ فاعل مختار ست پس تضرّع و زاری[2] و تعظیم پیش اُو مُفید باشد و فلاسفہ گویند فاعل بطبع ست و بعلّت نہ مختار پس تضرّع طبع را نگر داند

(حضرت) یونس علیہ السلام کا قصہ [illegible] میں کہ عاجزی اور زاری [illegible] کے لئے دافع ہے اور اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہے تو عاجزی اور زاری اور تعظیم اس کے سامنے مفید ہو گی اور فلاسفہ کہتے ہیں کہ وہ طبعاً اور علت کے طور پر فاعل ہے نہ کہ مختار تو عاجزی طبیعت کو نہیں بدل سکتی

قومِ[3] یونسؑ راچو پیدا شُد بلا　　ابر پُر آتش جُدا شُد از سما
جب (حضرت) یونسؑ کی قوم کیلئے بلا ظاہر ہوئی　　آگ بھرا ابر آسمان سے جدا ہوا

برق می انداخت میسوزید سنگ　　ابر می غرید رُخ میریخت رنگ
بجلی گراتا تھا پتھر کو جلاتا تھا　　بادل گرج رہا تھا چہرے کا رنگ اڑ رہا تھا

جملہ گاں بر بامہا بُودند شب　　کہ پدید آمد ز بالا آں کُرب
رات کو سب بالا خانوں پر تھے　　کہ اوپر سے وہ مصیبتیں رونما ہو گئیں

---

[1] گفتہ قرآن پاک میں ہے "فلولا اذ جاءھم بأسنا تضرعوا ولٰکن قست قلوبھم" "جبکہ ہمارا عذاب ان کو پہنچا تھا انہوں نے گریہ زاری کیوں نہ کی اور لیکن ان کے دل سخت ہو گئے تھے" آں گنہ دل سخت ہو جانے کی وجہ سے وہ گناہ کو گناہ نہیں بلکہ عبادت سمجھتے تھے۔

[2] زاری [illegible] اہل سنت کا عقیدہ ہے [illegible] اپنے کاموں میں [illegible] [illegible] سے وہ مصیبت کو ٹال دیتا ہے [illegible] [illegible] سے اس کے افعال طبع [illegible] [illegible] سے صادر ہوتے ہیں جس طرح کہ آگ سے جلانے کا فعل [illegible] طور پر صادر ہوتا ہے لہٰذا آہ و زاری سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

[3] قوم یونس [illegible] حضرت یونسؑ کی قوم رات کو بالا خانوں [illegible] ان پر ایسا ابر آیا [illegible] برسا رہا تھا جس سے ان کا رنگ فق ہو گیا۔ بامہا۔ بالا خانے۔ کرب۔ مصائب یعنی آگ برسانے والا بادل۔

جُملگاں از بامہا زیر آمدند — سَر برہنہ جانبِ صحرا شُدند
بالا خانوں سے سب نیچے اتر آئے — ننگے سر جنگل کی طرف بھاگے

مادراں بچگاں بُروں[۱] انداختند — تاہمہ نالہ و نفیر افراختند
ماؤں نے بچوں کو باہر نکال ڈالا — حتیٰ کہ سب نے گریہ و زاری بلند کی

از نمازِ شام تا وقتِ سحر — خاک می کردند بر سَرآں نفر
شام کی نماز سے صبح کے وقت تک — وہ لوگ سر پر خاک ڈالتے رہے

جُملگی آوازہا بگرفتہ شُد — رحم آمد بر سَرآں قومِ لُد
سب کی آوازیں بیٹھ گئیں — اس جھگڑالو قوم پر رحم آگیا

بعدِ نومیدی و آہِ نا شگفت — اندک اندک ابرو اگشتن گرفت
ناامیدی اور بے صبری کی آہوں کے بعد — ابر تھوڑا تھوڑا ہٹنے لگا

قصہ یونسؑ دراز ست و عریض — وقتِ خاکست وحدیثِ مُستفیض
(حضرت) یونسؑ کا قصہ لمبا اور چوڑا ہے — مٹی اور مشہور قصہ کا وقت ہے

چوں تضرُّع را بر حق قدرہاست — آں[۲] بہا کانجاست زاریرا کجاست
چونکہ آہ و زاری کی خدا کے یہاں بہت قدر ہے — آہ و زاری کی جو قیمت وہاں ہے اور کہاں ہے؟

ہیں اُمیدا کنوں میاں را چُست بند — خیز اے گرِیندہ و دائم بخند
خبردار! امید رکھ اب کمر خوب کس لے — اے رونے والے! اٹھ اور ہمیشہ کیلئے مسکرا

با تضرُّع باش تا شاداں شوی — گریہ کُن تا بید ہاں خنداں شوی
آہ و زاری کر، تاکہ تو خوش رہے — رو تاکہ بغیر منہ کے ہنسے

کہ[۳] برابری نہد شاہِ مجید — اشک رادر فضل با خونِ شہید
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے برابر رکھا ہے — فضیلت میں آنسو کو شہید کے خون کے ساتھ

لابہ کردو اشک چشمِ خویش راند — رحمت آمد واں غضب را وانشاند
اس قوم نے خوشامد کی اور اپنی آنکھ کے آنسو بہائے — رحمت آگئی اور غضب کو فرو کر دیا

فرستادنِ اسرافیل را علیہ السلام بخاک کہ بروو قبضہٗ خاک بہرِ ترکیبِ جسمِ آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زمین کی جانب بھیجنا، کہ جاؤ اور حضرت آدمؑ "ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو" کے جسم کے بنانے کے لئے ایک مٹھی مٹی لے آؤ

---

[۱] بروں۔ یعنی گھروں سے باہر۔ از نمازِ شام۔ یعنی مغرب کے وقت سے۔ لد۔ الد کی جمع ہے سرکش۔ بعد نومیدی وہ اپنی نجات سے مایوس ہو چکے تھے لیکن ان کی آہ و زاری سے وہ آتش نشاں ابر ہٹ گیا۔ وقت خاک یعنی زمین کی مٹی لینے کے قصہ کے بیان کا وقت ہے۔ حدیث مستفیض۔ مشہور بات طویل بات۔

[۲] آں بہا۔ آہ و زاری کی جو قیمت خدا کے دربار میں لگتی ہے وہ کہیں نہیں لگتی ہے۔ دائم بخند۔ جو خدا کے دربار میں آہ و زاری کرے اس کو دائمی مسرت میسر آجاتی ہے۔ با تضرع۔ خدا کے دربار میں رونے سے قلب کو ایک دائمی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

[۳] کہ برابر۔ حدیث شریف ہے۔ لَیْسَ شَیْءٌ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ قَطْرَتَیْنِ قَطْرَۃُ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَقَطْرَۃُ دَمٍ تُہْرَاقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ دو قطروں سے زیادہ اللہ کو کوئی چیز محبوب نہیں ہے ایک تو آنسوؤں کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے بہا ہو اور ایک خون کا قطرہ جو اللہ کے راستہ میں بہایا جائے۔

گفت ۱ اسرافیلؑ را یزدانِ ما — کہ بروزاں خاک پُر کن کف بیا
ہمارے خدا نے (حضرت) اسرافیلؑ سے فرمایا — کہ جاؤ، اس مٹی سے مٹھی بھرو، آجاؤ

آمد اسرافیلؑ ہم سُوئے زمیں — باز آغازید خاکستاں حنیں
(حضرت) اسرافیلؑ بھی زمین کی جانب آئے — زمین نے پھر رونا شروع کر دیا

کاے فرشتہ صُور واے بحرِ حیات — کہ زدمہائے تو جاں یابد مَوات
کہ اے صور کے فرشتے! اور اے زندگی کے سمندر! — کہ آپ کے سانسوں سے مردے زندہ ہو جاتے ہیں

دَردمی دَر صُور یک بانگ عظیم — پُر شود محشر خلائق از رمیم
آپ صور میں ایک بڑی آواز پھونکیں گے — محشر بوسیدہ ہڈیوں کی (زندہ) مخلوق سے پُر ہو جائیگا

دردمی ۲ دَر صُور و گوئی الصَّلا — بر جہید اے کُشتگانِ کربلا
آپ صور میں پھونکیں گے اور کہیں گے بلاوا ہے — اے کربلا کے شہیدو! اٹھ کھڑے ہو

اے ہلاکت دیدگاں از تیغِ مرگ — برزنید از خاک سَر چوں شاخ و برگ
اے موت کی تلوار سے ہلاک ہونے والو، — شاخ اور پتوں کی طرح زمین سے سر ابھارو

رحمتِ تو واں دَمِ گیرای تو — پُر شود ایں عالم از اِحیای تو
آپ کی رحمت اور آپ کا وہ ہمہ گیر دم کرنا — یہ عالم آپ کے زندہ کرنے سے بھر جائے گا

تو فرشتہ رحمتی رحمت نما — حاملِ عرشی و قبلہ داد ہا
آپ فرشتہ رحمت ہیں رحمت کو ظاہر کرنے والے ہیں — آپ عرش کے حامل اور انصاف کے قبلہ ہیں

عرش ۳ معدِ نگاہِ داد و مَعدلت — چار جُو دَر زیرِ اُو پُر مغفرت
عرش انصاف اور عدل کی کان ہے — مغفرت سے پُر چار نہریں اس کے نیچے ہیں

جُوئ شیر و جُوئ شہدِ جاوداں — جُوئ خمر و دجلۂ آبِ رواں
دودھ کی نہر اور نہ ختم ہونے والے شہد کی نہر — شراب کی نہر اور بہتے پانی کا دجلہ

پس زعرش اندر بہشتستاں رود — دَر جہاں ہم چیز کے ظاہر شود
پھر وہ عرش سے جنت کے اندر پہنچتی ہیں — دنیا میں بھی کچھ ظاہر ہو جاتی ہے

گرچہ آلودست اینجا آں چہار — از چہ از زہرِ فنائے ناگوار
اگرچہ وہ چاروں یہاں گدلی ہیں — کس چیز سے؟ ناگوار فنا کے زہر سے

جُرعۂ بر خاکِ تیرہ ریختند — زاں چہار وفتنۂ انگیختند
انہوں نے تاریک مٹی پر ایک گھونٹ بہایا — ان چاروں سے اور فتنہ بپا کر دیا۔

۱ گفت۔ جبرئیلؑ اور میکائیلؑ علیہما السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسرافیلؑ سے کہا تم زمین کی ایک مٹھی مٹی لے آؤ۔ حنین۔ رونے کی آواز۔ فرشتۂ صور۔ حضرت اسرافیلؑ محشر میں صور پھونکیں گے۔ جس سے سب مردے زندہ ہو جائیں گے۔ بحر حیات۔ حضرت اسرافیلؑ کا صور سب کو زندگی بخش دے گا۔ رمیم۔ بوسیدہ ہڈی۔

۲ دردمی۔ حضرت اسرافیلؑ کا صور پھونکنا مردوں کو زندگی کی دعوت ہے۔ کربلا۔ موضع کربلا مراد ہے جو عراق میں ہے۔ یا دنیا جو مصائب کی جگہ ہے رحمت۔ اے اسرافیلؑ تمہارے کرم سے پورا عالم زندہ ہو جائیگا۔ حامل عرش۔ حضرت اسرافیلؑ بھی عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔

۳ عرش۔ عرش کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب، پانی کی چار نہریں بہتی ہیں۔ پر مغفرت۔ ان نہروں سے وہ سیراب ہونگے جن کی مغفرت ہو جائیگی۔ در جہاں۔ ان نہروں کے آثار دنیا میں بھی ہیں۔ فنا۔ دنیا میں ان نہروں کے آثار فانی ہیں۔ جرعہ۔ ان چاروں کے ایک ایک چلو سے آدم کی مٹی کا خمیر بنایا۔

تا بجویند اصلِ آنرا ایں خساں — خود بدیں قانع شدند ایں ناکساں
تاکہ یہ کمینے ان کی اصل کو تلاش کریں — نالائق خود اس پر قناعت کر بیٹھے

شیر دا داہ پرورش اطفال را — چشمہ کردہ سینۂ ہر زال را
بچوں کی پرورش کے لئے دودھ دیا — ہر عورت کے سینہ کو چشمہ بنا دیا

خمر دفعِ غصہ و اندیشہ را — چشمہ کردہ از عنب در باغہا
شراب، غصہ اور فکر کو دور کرنے کے لئے — باغوں میں انگور سے (اس کا) چشمہ جاری کر دیا

انگبیں دارو تنِ رنجور را — چشمہ کردہ باطنِ زنبور را
شہد مریض کے جسم کے لئے دوا ہے — شہد کی مکھی کے باطن کو (اس کا) چشمہ بنا دیا

آب۲ بہر عام اصل و فرع را — از برای طہر و بہرِ کرع را
پانی عوام کی جڑ اور شاخ کے لئے — پاکی اور پینے کے لئے

تا از ینہا پے بری سوی اصول — تو بدیں قانع شدی اے بوالفضول
تاکہ تو ان سے اصل کا پتہ لگائے — اے لغو! تو نے اس پر قناعت کر لی

بشنوا کنوں ماجرای خاک را — کہ چہ میگوید فسوں محراک را
اب مٹی کا قصہ سن — کہ حرکت دینے والے (اسرافیل) کو کیا منتر سناتی ہے؟

پیشِ اسرافیل گشتہ او عبوس — میکند صد گونہ شکلِ چاپلوس
وہ (حضرت) اسرافیل کے سامنے ترشرو بنی — خوشامد کی سینکڑوں قسم کی صورتیں بناتی تھی

کہ۳ بحق ذات پاکِ ذوالجلال — کہ مدار ایں قہر رابر من حلال
کہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کا واسطہ — یہ ظلم مجھ پر جائز نہ رکھئے

من ازیں تقلید بوی میبرم — بد گمانی میرود اندر سرم
میں اس گلے میں پھندا ڈالنے سے تاڑ رہی ہوں — میرے دماغ میں بد گمانی پیدا ہو رہی ہے

تو فرشتہ رحمتی رحمت نما — زانکہ مرغے رانیازارد ہما
آپ رحمت کے فرشتے، رحمت کو ظاہر کرنیوالے ہیں — کیونکہ ہما، پرند کو نہیں ستاتا ہے

اے شفاء و رحمتِ اصحاب درد — تو ہماں کن کاں دو نیکو کار کرد
اے دردمندوں کی شفا اور رحمت! — آپ وہی کیجئے، جو ان دو پہلوں نے کیا

زود اسرافیل باز آمد بشاہ — گفت عذر و ماجرا نزد الٰہ
(حضرت) اسرافیل فوراً شاہ کے پاس واپس آگئے — اللہ (تعالیٰ) سے عذر اور قصہ بیان کیا

---

۱ تا بجویند۔ یہ اس لئے کیا گیا تاکہ بنی آدم ان اصل نہروں کی تلاش میں لگیں۔ شیر۔ دودھ کی نہر کا اثر ماں کے پستان میں ظاہر ہوا ہے۔ عنب۔ انگور میں خمر کی نہر کا اثر آیا۔ زنبور۔ شہد کی مکھی شہد کی نہر کا اثر ہے۔

۲ آب۔ دنیاوی پانی میں پانی کی نہر کی اصل ہے۔ کرع۔ حرکت کا آلہ یعنی اسرافیل عبوس۔ ترشرو۔

۳ کہ بحق۔ زمین نے چاپلوسی کی یہ صورت اختیار کی کہ حضرت اسرافیل کو اللہ کی قسمیں دینے لگی۔ تقلید۔ گلے میں قلادہ ڈالنا۔ ہما۔ شریف پرندہ ہے کسی جاندار پرندکا شکار نہیں کرتا بلکہ سوکھی ہڈیوں پر گذارہ کرتا ہے۔ ماجرا۔ یعنی زمین سے ان کی جو بات چیت ہوئی۔

گز بروں۱ فرماں بدادی کہ بگیر — عکسِ آں الہام دادی در ضمیر
کہ بظاہر آپ نے حکم فرمایا کہ لے لے — دل میں اس کے برعکس الہام کر دیا

امر کردی در گرفتن سوی گوش — نہی کردی از قساوت سوی ہوش
تو نے کان کو، لے لینے کا حکم دیا — عقل کو سختی کرنے سے منع کر دیا

رحمتِ اُو بیحدست و بیکراں — اُو حکیم ست و کریم و مہرباں
اس کی رحمت لا انتہا اور لا محدود ہے — وہ دانا اور سخی اور مہربان ہے

سبقِ رحمت گشت غالب بر غضب — اے بدیعِ افعال نیکو کار رب
رحمت کی سبقت غضب پر غالب ہے — اے عجیب افعال اور اچھے کام والے خدا!

فرستادن۲ عزرائیل علیہ السلام مَلکِ العزم والحزم را بگرفتن قبضۂ خاک تا ساختہ شود جسمِ آدم علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام چالاک و راست کارو التفات نا کردنِ عزرائیل علیہ السلام بر تضرعِ خاک

ارادہ کی پختگی اور پختہ کاری کے فرشتے (حضرت) عزرائیل علیہ السلام کو مٹھی بھر مٹی لینے کے لئے بھیجنا تاکہ حضرت آدم (ان پر اور ہمارے نبی پر درود اور سلام ہو) کا چالاک اور درست کام کرنے والا بنایا جائے اور حضرت عزرائیل کا زمین کی آہوزاری کی طرف دھیان نہ دینا

گفت۳ یزداں زود عزرائیل را — کہ ببیں آں خاکِ پُر تخییل را
اللہ (تعالیٰ) نے فوراً عزرائیلؑ سے فرمایا — کہ اس خیالات سے بھری زمین کو دیکھ

آں ضعیفِ زال و ظالم را بیاب — مُشت خاکے زو بیاور ہیں شتاب
کمزور، ظالم، بڑھیا کے پاس پہنچ — خبردار! جلد اس میں سے ایک مٹھی مٹی لے آ

رفت عزرائیل سر ہنگ قضا — سوئے کُرہ خاک بہرِ اقتضا
موت کے سپاہی (حضرت) عزرائیلؑ روانہ ہو گئے — تقاضہ کرنے کے لئے زمین کے کرہ کی جانب

خاک بر قانوں نفیر آغاز کرد — داد سوگندش بسے سوگند خورد
خاک نے دستور کے مطابق چلانا شروع کر دیا — اس کو قسم دی، بہت سی قسمیں کھائیں

کاے غلامِ خاص و اے حمالِ عرش — اے مطاعِ الامر اندر عرش و فرش
کہ اے خاص بندے اور اے عرش کے اٹھانے والے! — اے فرش اور عرش کے اندر مخدوم و سردار!

---

۱ گز بروں۔ حضرت اسرافیل نے خدا سے عرض کیا بظاہر آپ کا یہ حکم ہوا کہ میں مٹی لے آؤں اور میرے دل میں آپ نے ہی یہ بات پیدا کر دی کہ میں اس کی خوشامد پر رحم کروں قساوت۔ سخت دلی۔ رحمت او۔ مولانا فرماتے ہیں۔ باطنی الہام رحمت کا غلبہ ہے۔

۲ فرستادن۔ حضرت اسرافیل کے ناکام ہو جانے پر اللہ تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو مٹی لینے کیلئے بھیجا۔ عزم۔ پختہ ارادہ حزم پختہ کاری چالاک وراست کار۔ یہ جسم کی صفت ہے۔

۳ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے عزرائیل کو حکم دیا کہ زمین کی مٹی لاؤ۔ پر تخییل۔ چونکہ زمین طرح طرح کے عذر کر رہی تھی۔ سر ہنگ۔ سپاہی۔ اقتضاء وصول کرنا۔ بر قانون۔ یعنی جس طرح اس نے جبرئیل وغیرہ کی خوشامد کی تھی مطاع الامر۔ وہ شخص جس کا حکم مانا جائے۔

روِ ا بحقِ رحمتِ رحمنِ فرد
یکتا رحمان کی رحمت کے طفیل چلے جایئے

رو بحقِ آنکہ با تو لطف کرد
اس ذات کے طفیل چلے جایئے جس نے آپ پر مہربانی کی

حقِ شاہے کہ جز او معبود نیست
اس شاہ کے طفیل جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

پیشِ او زاریِ کس مردود نیست
اس کے دربار میں کسی کی (آہ و) زاری مردود نہیں ہے

حقِ حقِ حق کہ دست از من بدار
اللہ (تعالیٰ) کے حق کے طفیل مجھ سے دستبردار ہو جایئے

اے ترا از حق فضیلت بے شمار
اے وہ کہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بیشمار فضیلتیں ہیں

گفت ۲ نتوانم بدیں افسوں کہ من
اس (عزرائیل) نے کہا میں اس منتر سے بس نہیں کر سکتا ہوں کہ میں

رو بتابم ز امرِ او سِرّ و علن
اس کے حکم سے ظاہر و باطن میں منہ موڑوں

گفت آخر امر فرمود او بحلم
اس نے کہا آخر اس اللہ تعالیٰ نے نرمی کا بھی حکم دیا ہے

ہر دو امر اند ایں بگیر از راہِ علم
دونوں حکم ہیں از روئے علم اس حکم کو اختیار کر لیجئے

گفت آں تاویل باشد یا قیاس
انہوں نے کہا وہ تاویل یا قیاس ہو گا

در صریحِ امر کم جو التباس
صاف حکم میں شبہ نہ نکال

فکرِ خود را گر کنی تاویل بہ
اگر تو اپنے خیال کی تاویل کر لے بہتر ہے

کہ کنی تاویلِ آں نا مشتبہ
بہ نسبت اس کے کہ تو غیر مشتبہ میں تاویل کرے

دل ہمی سوزد مرا بر لابہ ات
تیری خوشامد پر میرا دل جل رہا ہے

سینہ ام پر خون شد از شورابہ ات
تیرے آنسوؤں سے میرا سینہ پر خون ہو رہا ہے

نیستم ۳ بے رحم بل زاں ہر سہ پاک
میں بے رحم نہیں ہوں بلکہ ان تین پاکوں سے

رحم بیشستم بتو اے درد ناک
اے دردمند تجھ پر مجھے زیادہ رحم آ رہا ہے

گر طپانچہ میزنم من بر یتیم
اگر میں یتیم کے طمانچہ ماروں

ور دہد حلوا بدستش آں حلیم
اور اگر وہ حلیم، اس کے ہاتھ میں حلوا دے

ایں طپانچہ خوشتر از حلوائے او
اس کے حلوے سے یہ طمانچہ بہتر ہے

ور شود غرہ بحلوا وائے او
اگر وہ حلوے سے دھوکا کھا جائے اس پر افسوس ہے

بر نفیرِ تو جگر می سوزدم
تیری فریاد پر میرا جگر جل رہا ہے

لیک حق قہرے ہمی آموزدم
لیکن اللہ تعالیٰ مجھے جبر کی تعلیم دے رہا ہے

لطف مخفی درمیانِ قہر ہا
قہروں کے درمیان مہربانی چھپی ہوئی ہے

در خذف پنہاں عقیقِ بے بہا
کنکریوں میں بے بہا عقیق چھپا ہوا ہے

۱؎ رو بحق۔ زمین نے ان کو خدا اور اس کی صفات کی قسمیں دینی شروع کر دیں۔ پیش او۔ اللہ تعالیٰ آہ و زاری پر ضرور رحم فرماتا ہے۔ حق پہلا حق قسم کے معنی میں ہے یعنی بقسم حق حق تعالیٰ۔ افسوں۔ یعنی زمین کی باتیں۔

۲؎ گفت۔ زمین۔ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری مٹی لے جانے کا بھی حکم دیا ہے اور بردباری برتنے کا بھی حکم ہے لہٰذا ان میں سے بردباری کو اختیار کر لیجئے اور مجھے معاف کر دیجئے۔ گفت۔ حضرت عزرائیل نے کہا کہ مامور۔ حکم کے مقابلہ میں علم اختیار کرنا بالکل غلط تاویل اور غلط قیاس ہے۔ نا مشتبہ یعنی صریح حکم۔ شوراب۔ یعنی آنسو۔

۳؎ نیستم۔ عزرائیل نے کہا میں پہلے تینوں فرشتوں سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔ طمانچہ۔ اللہ کی جانب سے وہ مصیبت اور ابتلا جو آخرت کی بہبودی کا سبب بنے اس نعمت سے بدرجہا بہتر ہے۔ جو گمراہی کا سبب بن جائے۔ لطف۔ اللہ تعالیٰ مصائب کو اخروی عروج کا سبب بناتا ہے تو اس قہر میں مہر مخفی ہوتی ہے۔

قہرِ حق بہتر ز صد لطفِ من ست | منع کردن جاں ز حق جاں کندن ست
اللہ (تعالیٰ) کا قہر میری سینکڑوں مہربانیوں سے بہتر ہے | اللہ (تعالیٰ) سے جان بچانا جاں کنی ہے

بد تریں قہرش بہ از لطفِ دو کون | نِعم رَبُّ العالمین و نِعم عون
اس کا بدترین قہر دونوں جہان کی مہربانی سے بہتر ہے | پروردگار دو عالم بہتر ہے اور مدد بہتر ہے

لطفہائے مُضمر اندر قہرِ او | جاں سپُردن جاں فزاید بہرِ او
اس کے قہر میں مہربانیاں پوشیدہ ہیں | اس کے لئے جان دینا جان کو بڑھاتا ہے

ہیں رہا کن بد گمانی و ضلال | سر قدم کن چونکہ فرمودت تعال
خبردار ، بد گمانی اور گمراہی چھوڑ دے | سر کو پاؤں بنالے جبکہ اس نے تجھے حکم دیا ہے کہ آجا

آں ۲ تعالِ او تعالیہا دہد | مستی و جُفت و نہالیہا دہد
اس کا ، آجا کہنا تجھے بلندیاں عطا کرے گا | مستی اور جوڑا اور توشکیں عطا کرے گا

بارے آں امرِ سَنی را ہیچ ہیچ | من نیارم کرد وہن و پیچ پیچ
اب اس بلند حکم کو تھوڑا سا بھی | میں سست ڈھیلا اور مشکل نہیں بنا سکتا ہوں

ایں ہمہ نشنید آں خاکِ نژند | زاں گمانِ بد بُدش در گوش بند
اس پست زمین نے یہ کچھ نہ سنا | اس بدگمانی کی وجہ سے اس کے کان میں رکاوٹ تھی

باز از نوعِ دگر آں خاکِ پست | لابہ و سجدہ ہمی کرد او چو مست
پھر وہ پست زمین دوسری طرح سے | مدہوش کی طرح خوشامد اور سجدہ کرتی تھی

گفت ۳ نے برخیز نبوَد زیں زیاں | من سر و جاں می نہم رہن و ضماں
انہوں نے کہا اٹھ کھڑی ہو کوئی نقصان نہ ہو گا | میں سر اور جان گروی اور ضمانت میں دیتا ہوں

گو میندیش و مکن لابہ دگر | جز بداں شاہِ رحیمِ دادگر
الٹا نہ سوچ اور پھر خوشامد نہ کر | سوائے اس منصف ، رحیم شاہ کے

بندہ فرمانم نیارم ترک کرد | امرِ او کز بحر انگیزید گرد
میں حکم کا بندہ ہوں میں ترک نہیں کر سکتا ہوں | اس کا حکم جس نے سمندر سے گرد اڑا دی

جز ازاں خلاقِ گوش و چشم و سر | نشنوم از جان خود ہم خیر و شر
اس کان اور آنکھ اور سر کے پیدا کرنے والے کے علاوہ | میں اپنی جان سے بھی بھلی اور بری بات نہ سنوں گا

گوشِ من از گفت غیرِ او کر ست | امرِ او از جانِ شیریں خوشتر ست
اس کے غیر کی گفتگو سے میرا کان بہرا ہے | اس کا حکم میٹھی جان سے زیادہ بہتر ہے

۱ قہر حق۔ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم قہر بھی ہے تو میرے اس رحم سے بدرجہ افضل ہے جو میں تجھ پر کروں اور تجھ میں سے مٹی لوں۔ اللہ کے حکم پر اگر جان سے بھی دریغ کی جائے تو وہ ہلاکت ہے۔ جاں سپردن۔ اللہ کے حکم کے مطابق جان سونپ دینا جان کی افزائش کا سبب ہے سر قدم کن۔ یعنی سر کے بل چل پڑ۔

۲ آں تعال۔ اللہ کا یہ حکم کہ آجا جنت کی نعمتوں سے مالا مال کر دے گا۔ بارے عزرائیلؑ نے کہا میں اللہ کے حکم کے جاری کرنے میں کوئی تامل نہ کروں گا۔ ایں ہمہ۔ حضرت عزرائیل کی ساری نصیحتیں بیکار ہوئیں جس کی بدگمانی نے اس کو بہرا بنا دیا تھا۔ باز اس زمین نے حضرت عزرائیل کی خوشامدیں پھر شروع کر دیں۔

۳ گفت۔ حضرت عزرائیل نے زمین سے کہا کہ حکم خداوندی کی تعمیل تیرے لئے مفید ہے میری ذمہ داری ہے تجھے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ بندہ میں اللہ کے حکم ہر ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔ جز میں اللہ کی بات کے سوا اپنی جان کی بھی کوئی بات نہیں سنتا ہوں۔ امر او۔ اس کا حکم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا ہے۔

جان ۱ ازو آمد نیامد او ز جاں　　صد ہزاراں جاں دہد او رائگاں
جان اس سے آئی ہے وہ جان سے نہیں آیا ہے　　وہ لاکھوں جانیں مفت دے دیتا ہے

جاں چہ باشد کش کز نیم بر کریم　　کیک چہ بود کہ بسوزم زو گلیم
جان کیا ہوتی ہے کہ میں اس کو کریم پر ترجیح دوں؟　　کھٹمل کیا ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے میں کملی جلاؤں؟

من ندانم خیر الا خیرِ او　　صُمٌ و بُکمٌ و عُمیٌ من از غیرِ او
میں اس کی خیر کے علاوہ کوئی خیر نہیں جانتا ہوں　　میں اس کے غیر سے بہرا اور گونگا اور اندھا ہوں

گوشِ من کر ست از زاری کناں　　کہ منم در کفِ او ہمچو سناں
رونے والوں سے میرا کان بہرا ہے　　کیونکہ میں اس کے ہاتھ میں بھالے کی طرح ہوں

در بیان ۲ آنکہ مخلوقیکہ تُرا از وُ ظلمے رسد بحقیقت اُو ہمچوں آلتے است، عارف آں بُود کہ بحق رجوع کند نہ بآلت و اگر بالت رجوع کند ظاہرئہ از جہل کند بلکہ برائے مصلحتے چنانکہ بایزید قدس سرہٗ گفت کہ چندیں سال ست کہ ۳ من با مخلوق سخن نگفتہ ام و از مخلوق سخن نشنیدہ ام و لیکن خلق چنیں پندارند کہ با ایشان میگویم و از ایشاں می شنوم زیراکہ ایشاں مخاطب اکبر رانمی بینند کہ ایشاں چوں صدا اند نسبت بحالِ من و التفات مستمعِ عاقل بصدا نباشد چنانکہ مثل ست معروف قال الجدارُ للوتدلِم تشقُنی قال الوتدُ انظُر اِلیٰ مَن یدقُنی

اس کا بیان کہ جس مخلوق سے تجھے تکلیف پہنچے وہ در حقیقت ایک آلہ کی طرح ہے عارف وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے نہ کہ آلہ کی جانب اور اگر بظاہر آلہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو نادانی کی وجہ سے نہیں بلکہ مصلحت کی وجہ سے چنانچہ حضرت بایزید قدس سرہ نے فرمایا کہ بہت سے سال ہو گئے ہیں کہ میں نے مخلوق سے بات نہیں کی ہے اور نہ میں نے مخلوق سے بات سنی ہے لیکن لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں ان سے کہتا ہوں اور ان سے سنتا ہوں کیونکہ وہ بڑے مخاطب کو نہیں دیکھتے ہیں کیونکہ میرے اعتبار سے صدائے باز گشت کی طرح ہیں اور عقلمند سننے والے کی توجہ صدائے باز گشت کی طرف نہیں ہوتی ہے چنانچہ مشہور مثل ہے کہ دیوار نے کیل سے کہا کہ تو مجھے کیوں پھاڑ رہی ہے کیل نے کہا اسے دیکھ جو مجھے ٹھونک رہا ہے

۱ جاں۔ جان تو اللہ کی دی ہوئی ہے اگر اس کے حکم پر جان جائے تو وہ سینکڑوں جانیں عطا کر سکتا ہے۔ جان چہ باشد۔ اللہ کے مقابلہ میں جان حقیر ہے۔ کیک۔ میں تھوڑے فائدہ کی خاطر بڑا نقصان نہیں برداشت کر سکتا۔ گوش۔ اس کے حکم کو کسی کی آہ وزاری سے نہیں ٹالا جا سکتا میں اس کے حکم کے سامنے مجبور محض ہوں۔

۲ دربیان۔ جو اہل اللہ ہیں وہ ہر معاملہ میں مسبب الاسباب پر نظر رکھتے ہیں۔ اسباب سے قطع نظر کرتے ہیں۔ اسباب کو کاریگر کا آلہ سمجھتے ہیں۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا تھا کہ میں نے عرصہ دراز سے نہ کسی انسان کی بات سنی اور نہ کسی انسان سے گفتگو کی تو اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ ہر معاملہ کا متصرف خدا ہی کو سمجھتے تھے۔

۳ کہ من۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ گر گزندت رسد ز خلق مرنج کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج از خدا داں خلاف دشمن و دوست کہ دل ہر دو در تصرف اوست قال الجدار۔ دیوار نے کیل سے شکایت کی تو کیل نے جواب دیا کہ اصل سبب کو دھیان میں رکھ۔

احمقانہ از سِناں رحمت مجو — دَردہانِ [1] اژدھا رَو بہرِ اُو
بیوقوفی سے بھالے سے رحم کا خواہاں نہ بن — اس (اللہ تعالیٰ) کی خاطر اژدھے کے منہ میں چل جا

ازدم شمشیر تو رحمت مجو — زاں شہے جُو کاں بُود دَر دستِ اُو
تو تلوار کی دھار سے رحم نہ تلاش کر — اس شاہ سے مانگ وہ جس کے ہاتھ میں ہو

بالسنانِ و تیغ لابہ چوں کُنی — کو اَسیر آمد بدستِ آں سَنی
تو بھالے اور تلوار کی خوشامد کیوں کرتی ہے؟ — وہ اس بلند (اللہ تعالیٰ) کے ہاتھ کے پابند ہیں

اُو بصنعت آذرست و مَن صنم — آلتے گو سَازدم مَن آں شوم
وہ کاریگری میں آذر ہے اور میں بت ہوں — وہ آلہ جو بھی بنتا ہے میں بن جاتا ہوں

گر مرا ساغر کُند شاغر شوم — وَر مرا خنجر کُند خنجر شوم
اگر وہ مجھے ساغر بنائے میں ساغر بن جاؤں — وہ اگر مجھے خنجر بنائے خنجر بن جاؤں

گر مرا چشمہ کُند آبے دہم — وَر مرا آتش کُند تابے دہم
اگر وہ مجھے چشمہ بنا دے، میں پانی دوں — اگر وہ مجھے آگ بنا دے، گرمی پہنچاؤں

گر مرا باراں [2] کُند خرمن دہم — وَر مرا ناوک کُند دَر تَن جہم
اگر وہ مجھے بارش بنا دے میں کھلیان دوں — اگر وہ مجھے تیر بنا دے میں جسم میں گھس جاؤں

گر مرا مارے کُند زہرا فگنم — وَر مرا یارے کُند مہر آگنم
اگر وہ مجھے سانپ بنا دے، تو زہر اگلوں — اور اگر وہ مجھے دوست بنا دے تو محبت بھر دوں

گر مرا شکّر کُند شیریں شوم — وَر مرا حنظل کُند پُر کیں شوم
اگر وہ مجھے شکر بنا دے میں شیرینی بنجاؤں — اور اگر وہ مجھے ایلوا بنا دے تو میں کینہ ور بنجاؤں

گر مرا شیطاں کُند سَرکش شوم — وَر مرا سوزاں کُند آتش شوم
اگر وہ مجھے شیطان بنا دے میں سرکش ہو جاؤں — اور اگر وہ مجھے جلانے والا بنا دے تو میں آگ بنجاؤں

من چو کلکم درمیانِ اصبعین [3] — نیستم دَروصفِ طاعت بین بین
میں دو انگلیوں کے درمیان قلم کی طرح ہوں — میں صفت طاعت میں مذبذب نہیں ہوں

خاک را مشغول کرد اُو دَر سخن — یک کفے بر بود زاں خاکِ کُہن
انہوں نے مٹی کو باتوں میں لگایا — (اور) اس پرانی مٹی سے ایک مٹھی بھر لی

سَاحرانہ دَر ربود از خاکداں — خاک مشغولِ سخن چوں بیخوداں
وہ زمین سے شعبدہ بازوں کی طرح لے اڑے — زمین مدہوشوں کی طرح بات میں مشغول تھی

---

[1] دردہاں۔ اللہ کے کسی حکم میں بھی چون وچرا نہ ہونی چاہیے۔ اگر وہ سانپ کے منہ میں جانے کا حکم دے تو اس کو ہی بہتر سمجھنا چاہیے۔ او بصنعت۔ حضرت عزرائیل نے فرمایا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے میں بمنزلہ اس کے آلے کے ہوں۔ ساغر۔ کسی پر رحمت کا حکم ہوگا تو میں رحم کروں گا۔ مرا خنجر کسی پر قہر کا حکم ہوگا تو میں قہر کروں گا۔

[2] گر مرا باراں۔ جس طرح کا وہ حکم دے گا میں وہی کروں گا خواہ اس میں کسی کا فائدہ ہو یا بظاہر نقصان ہو۔ گر مرا مارے۔ حضرت عزرائیل نے فرمایا اللہ تعالیٰ جو کام بھی مجھ سے لے گا۔ میں وہی کروں گا۔

[3] اصبعین۔ حدیث شریف ہے۔ اِنَّ قُلُوْبَ بَنِیْ آدَمَ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُهَا کَیْفَ یَشَاءُ۔ بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں ان کو پلٹتا رہتا ہے کہ جیسا چاہتا ہے۔

بُرد تا حق تربت[۱] بے رائے را ۔ تا بمکتب آں گریزاں پائے را

بے وقوف مٹی کو اللہ تعالیٰ کے پاس لے گئے ۔ (جیسا کہ) مکتب میں بھگوڑے (بچہ) کو

گفت یزداں کہ بعلم روشنم ۔ کہ ترا جلادِ ایں خلقاں کنم

اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا اپنے روشن علم کی قسم ۔ کہ تجھے مخلوق کا جلاد بناؤں گا

گفت یا رب دشمنم گیرند خلق ۔ چوں فشارم خلق را در مرگ حلق

انہوں نے عرض کیا اے خدا! مخلوق مجھے دشمن سمجھے گی ۔ جبکہ موت کے لئے میں مخلوق کا گلا دباؤں گا

تو روا داری[۲] خداوند سنی ۔ کہ مرا مبغوض و دشمن رو کنی

اے بزرگ خدا! تو مناسب سمجھتا ہے ۔ کہ مجھے مبغوض اور دشمن کے چہرے والا بنائیے

گفت اسبابے پدید آرم عیاں ۔ از تپ و قولنج و سرسام و سناں

اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میں اسباب ظاہر کر دوں گا ۔ (یعنی) بخار اور (درد) قولنج اور سرسام اور بھالا

از صداع و ماشرا و از خناق ۔ وز زکام و از جذام از فواق

دردِ سر اور خون کے جوش سے اور گلے کے ورم سے ۔ اور زکام سے اور کوڑھ اور ہچکی سے

سُدّہ و اسہال و استسقا و سل ۔ کسر و ذات الصدر و لدغ و درد دل

سدہ اور دست اور استسقاء اور سل ۔ ہڈی ٹوٹنے اور نمونیا اور سانپ کے ڈسنے اور دردِ دل سے

تا بگردانم نظر شاں از تو ۔ در مرضہا و سببہائے سہ تو

تاکہ ان کی نگاہ تجھ سے پھیر دوں ۔ مرضوں اور تہرے سببوں میں

گفت[۳] یا رب بندگاں ہستند نیز ۔ کہ سببہا را بدرند اے عزیز

ان عزرائیلؑ نے عرض کیا اے خدا! ایسے بندے بھی ہیں ۔ کہ اسباب کو چاک کر دیتے ہیں اے عزیز!

چشم شاں باشد گذارہ از سبب ۔ در گذشتہ از حُجب از فضلِ رب

ان کی نظر سبب سے گذری ہوئی ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پردوں سے آگے بڑھے ہوئے ہیں

سُرمۂ توحید از کحالِ حال ۔ یافتہ رستہ ز علت و اعتلال

حالت کے سرمہ کش کی جانب سے توحید کا سرمہ ۔ پائے ہوئے ہیں بیماری اور بیمار ہونے سے نجات پائے ہوئے ہیں

ننگرند اندر تپ و قولنج و سل ۔ راہ ندہند ایں سببہا را بدل

وہ بخار اور قولنج اور سل کو نہیں دیکھتے ہیں ۔ دل میں ان اسباب کو راستہ نہیں دیتے ہیں

زانکہ ہر یک زیں مرضہا را دواست ۔ چوں دوا نپذیرد آں فعلِ قضاست

کیونکہ ان مرضوں میں سے ہر ایک کی دوا ہے ۔ جب وہ دوا کو نہ قبول کرے وہ قضا خداوند کا کام ہے

---

[۱] تربت بے رائے۔ زمین کی رائے بے ڈھنگی تھی۔ تا بمکتب زمین کی مٹی کو اسی طرح حضرت عزرائیلؑ لے گئے جس طرح بھگوڑے بچے کو مکتب میں لے جایا جاتا ہے۔ گفت۔ حضرت عزرائیلؑ چونکہ زمین کی خوشامد سے متاثر نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جلادی کا عہدہ پسند فرمایا۔

[۲] تو روا داری۔ حضرت عزرائیلؑ کو ملک الموت بنایا تو انہوں نے عرض کیا کہ جن جانداروں کی روح قبض کروں گا وہ مجھ سے بغض کریں گے اور مجھے اپنا دشمن سمجھیں گے تو یہ بات آپ میرے لئے کیوں پسند کرتے ہیں۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیلؑ کے جواب میں فرمایا کہ میں موت کے اسباب پیدا کر دوں گا تو لوگ ان کو دیکھیں گے تیری طرف سے لوگوں کی نگاہیں ہٹ جائیں گی۔

[۳] گفت۔ حضرت عزرائیلؑ نے عرض کیا یہ تو درست ہے کہ عوام کی نگاہ اسباب پر ہوتی ہے لیکن خاصانِ خدا بھی تو ہیں جو اسباب سے قطع نظر کرتے ہیں اور اصل کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ اعتلال۔ علت میں پڑنا۔ زانکہ۔ وہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ دوا میں تاثیر ہے لیکن جب وہ اثر نہ کرے تو پھر یہ فعل خداوندی ہی ہے

ہر مرض ا دارد دوا میداں یقیں　　چوں دوائے رنج سر مالِ پوستیں
یقین کے ساتھ جان لے کہ ہر مرض کی دوا ہے　　جس طرح جاڑے کی تکلیف کی دوا پوستین ہے

چوں خدا خواہد کہ مردے بفسرد　　سردی از صد پوستن ہم بگذرد
جب خدا چاہتا ہے کہ انسان ٹھٹھرے　　تو سردی سیکڑوں پوستیوں میں سے گذر جاتی ہے

درو جودش لرزۂ بنہد کہ آں　　نے ز آتش کم شود نے از دُخاں
اس کے جسم میں وہ ایسی کپکپی پیدا کر دیتی ہے　　جو نہ آگ سے کم ہوتی ہے نہ دھوئیں سے

برتنِ او سردیِ بنہد چناں　　کاں بجامہ ہم نگرد و آتش آں
اس کے جسم میں ایسی سردی پیدا کر دیتی ہے　　کہ وہ کپڑوں سے بھی نہیں نکلتی اور آگ سے بھی

چوں ۲ قضا آید طبیب ابلہ شود　　واں دوا در نفع ہم گمرہ شود
جب قضا آتی ہے طبیب بیوقوف ہو جاتا ہے　　وہ دوا نفع پہنچانے میں بے راہ ہو جاتی ہے

کے شود محجوب ادراکِ بصیر　　زیں سببہائے حجاب گول گیر
بینا کا احساس کب چھپ سکتا ہے　　احمق کو مبتلا کرنے والے ان اسباب سے

اصل بیند دیدہ چوں اکمل بود　　فرع بیند چونکہ مردا احول بود
جب آنکھ مکمل ہوتی ہے وہ اصل کو دیکھتی ہے　　جب انسان بھینگا ہو تو وہ فرع کو دیکھتی ہے

جواب ۳ آمدنِ از حضرتِ عزت عزرائیلؑ را کہ آں کہ نظر او بر
اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت عزرائیلؑ کو جواب آنا کہ جو نظر اسباب اور

اسباب و مرض و زخم تیغ نیاید بر کار تو عزرائیلؑ ہم نیاید کہ تو
مرض اور تلوار ایذا رسانی پر نہیں پڑتی ہے اے عزرائیلؑ وہ تیرے کام پر بھی نہ پڑیگی

ہم سببی اگرچہ مخفی تری ازاں سببہا و بود کہ براں رنجور مخفی
کیونکہ تو بھی ایک سبب ہے اگرچہ ان سببوں سے زیادہ مخفی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس بیمار

نباشد ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون
سے مخفی نہو کیونکہ ہم اس مردے سے تم سے بھی زیادہ قریب ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے ہو

گفت یزداں ہر کہ باشد اصل داں　　پس ترا کے بیند او اندر میاں
اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص اصل کو جاننے والا ہو گا　　وہ تجھے درمیان میں کب دیکھے گا ؟

گرچہ خویش از عامہ پنہاں کردۂ　　پیشِ روشن دید گاں ہم پردۂ
اگرچہ تو نے عوام سے اپنے آپ کو چھپا لیا ہے　　روشن آنکھ والوں کے سامنے تو بھی ایک پردہ ہے

---

۱ ہر مرض۔ حدیث شریف ہے لکل داء دواء ہر بیماری کی دوا ہے" پوستین۔ سردی سے پوستین کے ذریعہ بچاؤ ہوتا ہے لیکن اگر خدا چاہے تو سردی پوستینوں سے گذر کر بدن کو ستا دیتی ہے۔ در وجودش۔ جسم میں ایسی سردی گھستی ہے کہ نہ کپڑوں سے چین پڑتا ہے۔ نہ آگ اور دھوئیں سے۔

۲ چوں قضا۔ قضاء خداوندی کے خلاف ہر دوا بیکار ثابت ہو جاتی ہے اور طبیب اپنی حماقت سے الٹی دوا تجویز کرتا ہے۔ بصیر۔ جن لوگوں کو بصیرت حاصل ہے وہ اسباب سے دھوکے میں نہیں پڑتے ہیں اور نگاہ صحیح کام کرتی ہے جو بھینگا ہوتا ہے وہ اسباب کو دیکھتا ہے۔

۳ جواب۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیلؑ کو جواب دیا کہ تم بھی ایک سبب ہو اگرچہ عوام کی نگاہ سے مخفی ہو لیکن اصحاب بصیرت تم کو بھی سبب سمجھیں گے اور حقیقی متصرف مجھے ہی خیال کریں گے۔ گفت اللہ نے فرمایا کہ تم بھی محض ایک پردہ ہو اصحاب بصیرت کی نگاہ پردہ چاک کر کے اصل تک پہنچ جاتی ہے۔

وانکہ ایشاں را شکر باشد اجل ۔ چوں نظر شاں مست باشد در دول
اور یہ کہ موت ان کے لئے شکر ہوتی ہے ۔ کیونکہ انکی نگاہ آخرت کی دولتوں میں مست ہوتی ہے

تلخ نبود پیشِ ایشاں مرگ تن ۔ چوں روند از چاہ وزنداں در چمن
جسم کی موت ان کے لئے کڑوی نہیں ہوتی ہے ۔ کیونکہ وہ کنوئیں اور قید خانہ سے چمن میں جاتے ہیں

آنکہ وارست از جہانِ پیچ پیچ ۔ می نگرید بر فواتِ ہیچ ہیچ
جو شخص پیچ در پیچ دنیا سے چھوٹ گیا ۔ وہ ناچیز کے فوت ہو جانے پر نہیں روتا ہے

برجِ ۲ زنداں را شکست ارکانئے ۔ ہیچ ازو رنجد دل زندانئے
کسی اہلکار نے قید خانہ کی عمارت توڑی ۔ کیا اس سے کوئی قیدی رنجیدہ ہو گا

کاے دریغ ایں سنگ مرمر را شکست ۔ تا روان و جان ما از حبس رست
کہ ہائے افسوس اس نے سنگ مرمر توڑ دیا ۔ حتیٰ کہ ہماری روح اور جان قید سے چھوٹ گئی

آں رخام خوب وآں سنگ لطیف ۔ برجِ زنداں را بہی بود و الیف
وہ عمدہ پتھر اور وہ نازک پتھر ۔ قید خانہ کی عمارت کے لئے اچھا اور مناسب تھا

چوں شکستش تا کہ زندانی برست ۔ دست او در جرم ایں باید شکست
جب اس کو اس لئے توڑا کہ قیدی چھوٹ گیا ۔ اسکے جرم میں اس کا ہاتھ توڑنا چاہیے

ہیچ زندانی نگوید ایں فشار ۔ جز کسے کز حبس آرندش بدار
لغو بات کوئی قیدی نہ کہے گا ۔ سوائے اس کے جس کو قید خانہ سے سولی پر لیجائیں

تلخ ۳ کے باشد کسے را کش برند ۔ از میانِ زہرِ ماراں سوئے قند
اس شخص کو ناگوار کب ہو گا جس کو لیجائیں ۔ سانپوں کے زہر میں سے شکر کی جانب ؟

جاں مجرد گشتہ از غوغائے تن ۔ می پرد با پرِ دل بے پائے تن
جسم کے شور و غل سے جان چھوٹ کر ۔ دل کے پر سے پرواز کرتی ہے نہ کہ جسم کے پاؤں سے

ہمچو زندانیِ چہ کاندر شباں ۔ خسپد و بیند بخواب او گلستاں
کنوئیں کے اس قیدی کی طرح جو راتوں کو ۔ سوئے اور وہ خواب میں باغ کو دیکھے

گوید اے یزداں مرا در تن مبر ۔ تا دریں گلشن کنم من کر و فر
وہ کہے گا اے خدا! مجھے جسم کے اندر نہ کر ۔ تاکہ میں اس باغ میں مزے اڑاؤں

گویدش یزداں دعا شد مستجاب ۔ وا مرو و اللّٰہُ اعلَم بالصّواب
اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ دعا قبول ہو گی ۔ واپس نہ جا ، اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

---

۱ وانکہ ۔ جو اصحاب بصیرت ہیں ۔ چونکہ ان کی نگاہیں اخروی دولتوں پر ہیں لہٰذا وہ موت اور مارنے والے کو برا نہیں سمجھ سکتے وہ اپنی موت کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ کوئی کنوئیں کی قید سے نکل کر چمن میں پہنچ جائے ۔ ہیچ ہیچ ۔ دنیاوی دولت ۔

۲ برج ۔ مومن کی موت ایسی ہے جیسے کسی قیدی کا قید خانہ ٹوٹنا اگر کوئی کارکن اس کو توڑے گا تو کسی قیدی کو تکلیف نہ ہوگی ۔ کاے ۔ یہ بات ۔ کوئی قیدی نہ کہے گا ومد خام ۔ سنگ مرمر ۔ برج یعنی عمارت جز کسے ۔ ہاں وہ قیدی یہ باتیں کہے گا جو جیل خانے سے پھانسی پر جائے ۔

۳ تلخ ۔ مومن کی موت تو ایسی ہے کہ کسی کو سانپوں کے زہر سے بچا کر قند میں پہنچا دیا جائے ۔ جان ۔ جب روح جسم کی قید سے آزاد ہو جاتی ہے تو اس کی پرواز بڑھ جاتی ہے ۔ ہمچو ۔ مومن کی دنیاوی زندگی کی یہ مثال ہے ۔ گوید ۔ اس قید کی تمنا ہوتی ہے کہ وہ بیدار نہ ہو اور روح جسم میں لوٹ کر نہ آئے ۔ گویدش ۔ اگر اللہ تعالیٰ اس قیدی کی دعا قبول کرے وہ کس قدر خوش نصیب ہوگا ۔

آنچنیں ۱ خوابے ببیں چوں خوش بود — مرگ نادیدہ بجنت در رود
دیکھ، ایسا خواب کیسا اچھا ہوتا ہے — موت کو دیکھے بغیر جنت میں چلا جاتا ہے

ہیچ او حسرت خورد بر انتباہ — بر تنِ با سلسلہ در قعرِ چاہ
کیا اس کو بیداری پر کوئی حسرت ہوتی ہے — کنویں میں بندھے ہوئے جسم پر

مومنی آخر در آور صفِ رزم — کہ ترا بر آسماں بودست بزم
تو مومن ہے، بالآخر معرکہ کی صف میں آجا — کیونکہ آسمان پر تیری محفل موجود ہے

بر امیدِ راہِ بالا کن قیام — ہمچو شمعے پیشِ محراب اے غلام
(عالم) بالا کی راہ کی امید پر کھڑا رہ — محراب کے سامنے اے نوجوان! شمع کی طرح

اشک ۲ می بار و ہمی سوز از طلب — ہمچو شمعِ سر بریدہ جملہ شب
طلب میں آنسو بہا اور جلتا رہ — تمام رات سر کٹی شمع کی طرح

لب فروبند از طعام و از شراب — سوئے خوانِ آسمانی کن شتاب
کھانے اور پینے سے ہونٹ بند کر لے — آسمانی خوان کی جانب جلدی قدم بڑھا

دمبدم بر آسماں میدار امید — در ہوائے آسماں رقصاں چو بید
ہر وقت آسمان سے امیدوار بن — بید کی طرح آسمانی ہوا میں رقص کرتے ہوئے

دمبدم از آسماں می آیدت — آب و آتش رزق می افزایدت
آسمان سے ہر وقت تجھے پہنچتا ہے — پانی اور گرمی جو زیادہ رزق بڑھاتا ہے

گر ترا ۳ آنجا برد نبود عجب — منگر اندر عجز و بنگر در طلب
اگر وہ تجھے اس طرف کھینچ لے، عجب نہ ہوگا — کمزوری پر نظر نہ کر، طلب کو دیکھ

کایں طلب در تو گروگانِ خداست — زانکہ ہر طالب بمطلوبے سزاست
تیرے اندر یہ طلب خدا کی مرہون ہے — کیونکہ ہر طالب ایک مطلوب کے لائق ہے

جہد کن تا ایں طلب افزوں شود — تا دلت زیں چاہِ تن بیروں شود
کوشش کر، تاکہ یہ طلب بڑھے — تاکہ تیرا دل جسم کے اس کنویں سے باہر آئے

خلق گوید مرد مسکیں آں فلاں — تو بگوئی زندہ ام اے غافلاں
مخلوق کہے گی وہ فلاں بے چارا مر گیا — تو کہے گا، اے غافلو! میں زندہ ہوں

---

۱ ایں چنیں۔ اس قیدی کی یہ نیند کیسی پیاری ہے۔ ہیچ۔ بیداری اور روح کے جسم میں آجانے پر اس کو کوئی خوشی نہیں ہوتی ہے۔ مومنی۔ جبکہ مومن کے لئے دنیا قید خانہ ہے تو اس کو اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اس کے لئے آخرت میں محفلیں آراستہ ہیں۔ بر امید۔ آخرت کی طرف راہیاب ہونے کے لئے رات کو محراب میں کھڑا رہنا چاہیے اور سر بریدہ شمع کی طرح آنسو بہانے چاہییں۔

۲ اشک۔ ایک مومن کو شب بیداری۔ میں عبادت کے اندر شمع کی طرح پر سوز اور پر اشک رہنا چاہیے لب۔ دنیاوی لذتوں کو ترک کر کے اخروی نعمتوں کا منتظر رہنا چاہیے۔ بید۔ بید کے درخت کی نازک شاخیں ہر وقت لرزتی رہتی ہیں۔ دمبدم۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس طرح دنیوی نعمتوں کا اہتمام ہے اخروی نعمتوں کا بھی اہتمام ہو رہا ہے۔

۳ گر ترا۔ اخروی نعمتوں تک پہنچنے کا ذریعہ انسان کی طلب و جستجو ہے نہ کہ انسان کی جسمانی طاقت کایں۔ طلب۔ یہ طلب اور جستجو بھی خدا ہی عنایت فرماتا ہے کیونکہ ہر طالب کے لئے ایک مناسب مطلوب ہونا چاہیے جہد کن۔ فطری طلب میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ خلق۔ جب تو مرے تو اس حالت میں مر کہ لوگ تجھے مردہ سمجھیں اور تو اپنے آپ کو ابدی زندگی کے ساتھ زندہ سمجھے۔

گرتنِ ۱ من ہمچو تنہا خفتہ است ہشت جنت در دلم بشگفتہ است
اگرچہ میرا جسم جسموں کی طرح سویا پڑا ہے آٹھ جنتیں میرے دل میں کھلی ہوئی ہیں

جاں چو خفتہ در گل و نسریں بود چہ غم ست ار تن دراں سرگیں بود
جب روح گل اور نسرین میں سوئی ہوئی ہو اگر جسم اس گوبر میں ہو تو کیا غم ہے؟

جانِ خفتہ چہ خبر دارد ز تن کو بگلشن خفتہ یا در گولخن
سوئی ہوئی روح کو جسم کی کیا خبر؟ کہ وہ چمن میں سویا ہوا ہے یا بھٹی میں

میزند جاں در جہانِ آبگوں نعرۂ یا لیت قومی یعلمون
روح پانی جیسے عالم میں لگا رہی ہے "کاش میری قوم جان لیتی" کا نعرہ

گرنخواہد ۲ زیست جاں بے ایں بدن پس فلک ایوانِ کہ خواہد بُدن
اگر روح اس جسم کے بغیر نہیں جی سکتی تو پھر آسمان کس کا محل ہو گا؟

گرنخواہد بے بدن جانِ تو زیست فی السماء رزقکم روزیِ کیست
اگر تیری جان جسم کے بغیر زندہ نہ رہیگی "آسمانوں میں ہے تمہارا رزق" کس کی روزی ہے؟

دربیانِ و خلّت چرب و شیرینِ دنیا و مانع شدنِ او
اس بیان میں کہ دنیا کی چکنی اور میٹھی چیز نا ساز گار ہے اور وہ اللہ کے طعام سے
از طعام اللہ چنانچہ فرمود اَلْجُوْعُ طَعَامُ اللّٰہِ یُحْیِیْ بِہٖ اَبْدَانَ
مانع ہے چنانچہ فرمایا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے جس سے وہ صدیقین کے جسموں
الصِّدِّیْقِیْنَ اَیْ فِی الْجُوْعِ یَصِلُ طَعَامُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ
کو زندہ رکھتا ہے یعنی بھوک میں اللہ عزوجل کا کھانا پہنچتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ
نے فرمایا اور میں اپنے خدا کے پاس رات گذارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا
وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ
ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے ان کو رزق دیا جاتا ہے وہ خوش ہیں

وارہی ۳ زیں روزیِ ریزہ کثیف درفتی در لوت و در قوتِ شریف
اس گندی اور معمولی روزی سے چھٹکارا حاصل کر لے تو لذیذ غذا اور شریف روزی میں پہنچ جائے گا

گر ہزاراں رطل لوتش می خوری میروی پاک و سُبک ہمچوں پری
اگر تو اس لذیذ غذا کے ہزاروں رطل کھائیگا تب بھی پاک اور ہلکا رہ کر پری کی طرح پرواز کرے گا

---

۱ گرتن من۔ مردہ سمجھنے والوں سے تو یہ ہے کہ اگرچہ میرا جسم عام جسموں کی طرح مردہ نظر آ رہا ہے لیکن دل میں آٹھوں جنتیں بہار دکھا رہی ہیں۔ جان خفتہ۔ اگر روح گل و نسرین کی سیر کر رہی ہے تو جسم کے کسی خراب جگہ پڑے ہونے پر کوئی صدمہ نہیں ہوتا ہے۔ جان خفتہ۔ جو روح عالم برزخ میں آرام سے سو رہی ہے اس کو جسم کی کوئی پروا نہیں ہوتی ہے یا لیت۔ جنتی جنت میں داخل ہوتے وقت تمنا کرے گا کہ کاش میری قوم میرے اس عیش و عشرت سے آگاہ ہوتی۔

۲ گرنخواہد۔ جنت میں یہ مادی بدن نہ ہوگا اور روح زندہ رہے گی اور اس کو زندہ رکھنے کے لئے خدا اس کو روزی عنایت کرے گا۔ یہ معنوی روزی اور رزق ہو گا۔ دربیان۔ اب مولانا نے معنوی روزی کا بیان شروع کیا ہے۔ الجوع۔ یہ حدیث ان الفاظ سے کتابوں میں مذکور نہیں ہے وا بیت۔ یہ روایت صوم وصال کے سلسلہ میں کتابوں میں مذکور ہے۔

۳ وارہی۔ انسان جس قدر رزق ظاہری سے دور رہیگا اسی قدر اس کو رزق باطنی حاصل ہو گا۔ گر ہزاراں۔ معنوی رزق ان تمام عیوب سے پاک ہے جو رزق ظاہری میں ہیں۔

کہ نہ اِحبسِ باد و قولنجت کُند | چار میخِ معدہ آہنجت کُند
کیونکہ نہ ریح کا رُکنا تیرے قولنج کرے گا | (نہ) معدہ کی تکلیف تجھے ستائے گی

گر خوری کم گرسنہ مانی چو زاغ | ور خوری پُر گیرد آروغت دماغ
اگر تو کم کھائے گا کوے کی طرح بھوکا رہیگا | اگر پیٹ بھر کر کھائے گا تیری ڈکار دماغ پر اثر کریگی

کم خوری خوئے بَدو خشکی و دِق | پُر خوری شُد تخمہ را تَن مستحق
تو کم کھائے بد مزاجی اور خشکی اور دق (ہو گی) | پیٹ بھر کر کھائے تو جسم ہیضہ کا مستحق ہو گیا

از طعامُ اللّٰہ و قُوت خوشگوار | بَر چناں دریا چو کشتی شو سوار
اللہ کے کھانے اور خوشگوار خوراک کے ذریعہ | ایسے دریا پر کشتی کی طرح سوار ہو جا

باش دَر روزہ شکیبا و مُصِر | دَمبدم قُوتِ خدارا منتظر
روزے میں صابر اور مصر بن کر | ہر وقت اللہ (تعالیٰ) کی روزی کا منتظر رہ

کاں خدائے خوب کارو بُرد بار | ہدیہارا مید ہد در انتظار
کیونکہ وہ خدا جو اچھے کام کرنے والا اور برد بار ہے | انتظار میں تجھے دیتا ہے

انتظارِ ناں ندارد مَردِ سیر | کہ سُبک آید وظیفہ یا کہ دیر
پیٹ بھرا انسان روٹی کا انتظار نہیں کرتا ہے | کہ خوراک جلدی آئے گی، یا دیر میں

بینوا ۲ ہر دم ہمی گوید کہ کو | وز مجاعت منتظر دَر ماند اُو
بے سرو سامان کہتا رہتا ہے کہ کہاں ہے؟ | بھوک کی وجہ سے وہ منتظر رہتا ہے

چوں نباشی منتظر ناید بجُو | آں نوالہ دولتِ ہفتاد تُو
جب تو منتظر نہ ہو گا تیرے پاس نہیں آئیگا | ستر گنا دولت کا لقمہ

اے پدر الانتظار الانتظار | از برائے خوانِ بالا مَرد وار
اے باوا! انتظار کر، انتظار کر | مردوں کی طرح آسمانی خوان کا

ہر گرسنہ ۳ عاقبت قوتے بیافت | آفتابِ دولتے بروے بتافت
انجام کار ہر بھوکے نے روزی حاصل کر لی | دولت کا آفتاب اس پر چمکا

ضیفِ باہمت چو آشے کم خورد | صاحبِ خواں آشِ بہتر آورد
با ہمت مہمان جب کھانا کم کھاتا ہے | میزبان عمدہ کھانا لاتا ہے

جُز کہ صاحب خوانِ درویشِ لئیم | ظَنِّ بد کم بَر بہ رزّاقِ کریم
بجز مفلس کمینہ میزبان کے | سخی رزق دینے والے کے بارے میں بدگمانی نہ کر

---

۱ کہ نہ۔ رزق ظاہری مرض قولنج اور معدہ کی بیماریاں پیدا کرتا ہے۔ گر خوری۔ آں۔ رزق ظاہری کی کمی اور زیادتی دونوں مضر ہیں۔ دماغ۔ ڈکار۔ سستی کی علامت ہے جس سے دماغ ذل ہو جاتا ہے۔ باش۔ انسان ظاہری روزی کو چھوڑتا ہے اور معنوی روزی کا منتظر رہتا ہے تب اس کو معنوی روزی حاصل ہوتی ہے۔ انتظار۔ پیٹ بھرا روزی کا منتظر نہیں رہتا ہے۔

۲ بینوا۔ جب ظاہری روزی نہ ہو گی اور بھوک لگے گی تو انسان معنوی روزی کا منتظر رہے گا، اور حضرت حق تعالیٰ ستر گونہ معنوی روزی عطا فرما دینگے۔ الانتظار۔ حدیث شریف ہے۔ أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ "کشادگی کا منتظر رہنا بہترین عبادت ہے"

۳ ہر گرسنہ۔ ظاہری روزی سے احتراز کر کے جب بھوک پیدا کر لو گے تو معنوی زندگی کا آفتاب طلوع کرے گا۔ ضیف۔ اگر مہمان کھانا کم کھاتا ہے تو سخی مہربان اس کے لئے اور اچھا کھانا تیار کر کے لاتا ہے۔ جز کہ۔ کمینے میزبان کا یہ طریقہ ہے کہ وہ مہمان کی پروا نہیں کرتا ہے اور اس کے کم کھانے سے اور اعلیٰ کھانا نہیں کھلاتا ہے تو خدا کے ساتھ اس طرح کی بدگمانی نہ کر وہ سخی مہربان ہے۔

سر برآور ہمچو کوہے اے سند ۔ تا نخستیں نورِ خور بر تو زند

اے معتمد ! پہاڑ کی طرح سر ابھار ۔ تاکہ پہلے ہی سورج کی روشنی تجھ پر پڑے

کاں سرِ کوہِ بلندِ مُستقر ۔ ہست خورشیدِ سحر را منتظر

مستقل ، بلند پہاڑ کی چوٹی ۔ صبح کے سورج کی منتظر ہے

در جوابِ آں مغفّل کہ گفتہ است کہ خوش بودے ایں جہاں اگر مرگ نبودے و خوش بودے مُلکِ دنیا اگر زوالش نبودے

اس بیوقوف کا جواب جس نے کہا ہے کہ یہ جہان کیا ہی اچھا ہوتا اگر موت نہ ہوتی اور دنیا کی سلطنت اچھی ہوتی اگر اس کا زوال نہ ہوتا

وَعلٰی ھٰذِہِ الْوَتِیْرَۃِ مِنَ الْفَشَارَاتِ

اور اسی طرح کی بکواسیں

آں ۲ یکے میگفت خوش بودے جہاں ۔ گر نبودے پائے مرگ اندر میاں

ایک شخص کہتا تھا دنیا اچھی ہوتی ۔ اگر موت کا پاؤں درمیان میں نہ ہوتا

آں دگر گفت ار نبودے مرگ ہیچ ۔ کہ نیرزیدے جہانِ پیچ پیچ

دوسرے شخص نے کہا اگر موت بالکل نہ ہوتی ۔ تو پر پیچ دنیا ایک تنکے کی نہ ہوتی

خرمنے بودے بدشت افراشتہ ۔ مہمل و ناکوفتہ بگذاشتہ

جنگل میں ابھرا ہوا ایک کھلیان ہوتا ۔ بیکار بغیر گہائے ہوئے چھوڑا ہوا

مرگ ۳ را تو زندگی پنداشتی ۔ تخم را در شورہ خاکے کاشتی

تو نے موت کو زندگی سمجھا ۔ بیج کو شور زمین میں بو دیا

عقلِ کاذب ہست خود معکوس بیں ۔ زندگی را مرگ بیند آں غبیں

جھوٹی عقل خود الٹا دیکھنے والی ہے ۔ وہ پاگل زندگی کو موت سمجھتی ہے

اے خدا بنمای تو ہر چیز را ۔ آنچنانکہ ہست در خدعہ سرا

اے خدا ! تو ہر چیز کو دکھا دے ۔ جس طرح کہ وہ دھوکے کے گھر میں ہے

ہیچ مُردہ نیست پُر حسرت ز مرگ ۔ حسرتش آنست کش کم بود برگ

کوئی مرنے والا موت پر حسرت سے پُر نہیں ہے ۔ اس کی یہ حسرت ہے کہ اس کا توشہ کم ہے

---

۱ سر برآور۔ ظاہری گھٹیا روزی پر اکتفا نہ کر و بلند ہمت رکھو بلند سر پر ایقد کا نور جلد پہنچتا ہے۔ آفتاب کی روشنی سب سے پہلے پہاڑ کی چوٹی پر پڑتی ہے۔ در جواب۔ اس سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ معنوی روزی عالم بالا سے متعلق ہے اور اس دنیا کی روزی بہت گھٹیا چیز ہے عالم بالا اور معنوی روزی کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی اور یہاں کی روزی کو پسند کرنا حماقت کی بات ہے۔ فشار۔ بکواس۔

۲ آں یکے۔ یہ بیوقوف دنیا کی لیمبی زندگی کا متمنی تھا۔ آں دگر۔ دوسرا شخص جو عقلمند تھا اس نے کہا کہ دنیا کی زندگی تو محض اس لئے ہے کہ یہاں آدمی کچھ اچھے کام کرے تو آخرت کی ہمیشہ کی زندگی میں کام آ ئیں اگر موت نہ ہو اور آخرت تک نہ پہنچا جائے تو پھر دنیا کے اعمال کی مثال تو اس کھلیان کی سی ہے جو بغیر قابل نفع بنائے جنگل میں چھوڑ دیا جائے۔

۳ مرگ۔ اخروی زندگی کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی بمنزلہ موت ہے اس کو زندگی سمجھنا۔ ۔ ۔ دوں ہے۔ غبین۔ وہ شخص جس کے حواس سالم نہ ہوں۔ اے خدا۔ انسانی عقل ناقص دنیا کی چیزوں کو بالعکس دکھا دیتی ہے اے خدا تو ان کو صحیح حالت میں دکھا دے۔ ہیچ۔ جب مردے پر دنیا اور عقبیٰ کی حقیقت کھل جاتی ہے تو وہ مرنے پر افسوس نہیں کرتا بلکہ اپنے اعمال حسنہ کی کمی پر افسوس کرتا ہے۔

وَرنہ از چاہے بصحرا اُو فتاد　　　درمیانِ دولت و عیش دگشاد
ورنہ وہ کنویں سے جنگل میں آ گیا　　　دولت اور عیش اور خوشی میں

زیں مقامِ ۱ماتم و تنگیں مناخ　　　نقل اُفتادش بصحرائے فراخ
اس غم کی جگہ اور تنگ باڑے سے　　　وہ وسیع جنگل میں منتقل ہو گیا

مقعدِ صدقے نہ ایوانِ دروغ　　　بادۂ خاصی نہ مستی ز دوغ
سچائی کا ٹھکانا نہ جھوٹ کا قلعہ　　　خصوصی شراب نہ کہ چھاچھ کی مستی

مقعدِ صدق و جلیسِ حق شدہ　　　رُستہ زیں ذب و گل آتشکدہ
سچائی کی مجلس اور اللہ تعالیٰ کا ہم نشین بن گیا　　　آتشکدہ سے اس آب و گل سے چھوٹا ہوا

وَرنہ کردی زندگانی منیر　　　یکدو دم ماندست مردانہ بمیر
اگر تو نے منور زندگی بسر نہیں کی ہے　　　ایک دو سانس باقی رہے ہیں مردانہ موت اختیار کر

فِیمَا یُرجٰی مِنْ رَحْمَةِ اللّٰہِ تعالیٰ مُعْطِی النِّعَم قَبْلَ اِسْتِحْقَاقِہَا

اس اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کے بیان میں جو استحقاق سے پہلے ہی نعمتیں عطا کرتا ہے

وَھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَرُبَّ ۲ بُعْدٍ

وہ وہی ہے جو بارش برساتا ہے لوگوں کی مایوسی کے بعد اور بہت کی دوریاں ہیں

یُوْرِثُ قُرْبًا وَّرُبَّ مَعْصِیَةٍ مَیْمُوْنَةٍ وَّرُبَّ سَعَادَةٍ تَاْتِیْ

جو قرب پیدا کر دیتی ہیں اور بہت سے گناہ ہیں جو مبارک ہیں اور بہت کی سعادتیں ہیں

مِنْ حَیْثُ یُرْجَی النِّقَمُ لِیَعْلَمَ اِنَّ اللّٰہَ یُبَدِّلُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنَاتٍ

وہاں جگہ سے حاصل ہو جاتی ہیں جہاں سے عتاب کی توقع ہوتی ہے تاکہ وہ جان لے بیشک اللہ تعالیٰ انکی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیتا ہے

دَر حدیث آمد کہ روزِ رستخیز　　　امر آید ہر یکے تن را کہ خیز
حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ قیامت کے دن　　　ہر جسم کو حکم ہو گا کہ اٹھ

نفخِ صُور امرست از یزدانِ پاک　　　کہ برآرید اے ذرائر سر ز خاک
صور کا پھونکنا خدائے پاک کا حکم ہے　　　کہ اے چیونٹیو! مٹی سے سر ابھارو

باز آید جانِ ہریک دَر بدن　　　ہمچو ۳ وقتِ صبح ہوش آید بتن
ہر ایک جان بدن میں واپس آجائے گی　　　جس طرح صبح کے وقت جسم کو ہوش آجاتا ہے

جانِ تن خود را شناسد وقتِ روز　　　دَر لباسِ خود در آید با فروز
دن کے وقت روح اپنے جسم کو پہچان لیتی ہے　　　رونق کے ساتھ اپنے لباس میں آجائے گی

---

۱ ماتم۔ دنیا ماتم کدہ ہے نقل۔ مرنے کے بعد انسان آخرت کے وسیع مقام پر منتقل ہو جاتا ہے۔ مقعد صدق۔ قرآن پاک میں ہے "اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَھَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ" جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ باغوں اور نہروں میں سچی جگہ میں قادر بادشاہ کے مقرب ہونگے۔ "ورنہ کردی"۔ اگر تو اب تک آخرت کی تیاری نہیں کر سکا اب کر لے اور موت سے پہلے مردانہ موت اختیار کر لے فیما یرجی۔ باب بتانا مقصود ہے کہ حضرت حق کے قرب میں کیا کیا نعمتیں حاصل ہونگی۔

۲ ورب بعد۔ یعنی بسا اوقات فراق وصال کا سبب بن جاتا ہے۔ رب معصیۃ۔ بہت سے گناہ برکت ثابت ہو جاتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہ۔ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کر دیگا۔ رستخیز۔ یعنی روئیدن و برخاستن۔ نفخ صور۔ نفخ صور سے مردے زندہ ہو جائیں گے ذرائر۔ ذرہ کی جمع ہے چھوٹی چیونٹی۔

۳ ہمچو۔ جس طرح نیند سے انسان بیدار ہوتا ہے سب زندہ ہو جائیں گے۔ جان۔ صبح ہوتے ہی روح جسم میں آجاتی ہے اور جسم کا لباس پہن لیتی اور اپنے جسم کو خوب پہچانتی ہے کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کسی کی روح کسی دوسرے کے جسم میں آجائے۔

جسم خود بشناسد و در وے رود — جانِ زرگر سوئے درزی کے رود

اپنے جسم کو پہچان لیتی ہے اور اس میں چلی جاتی ہے — سونار کی روح، درزی کی جانب کب جاتی ہے

جانِ ۱ عالم سوئے عالم میرود — روحِ ظالم سوئے ظالم میرود

عالم کی روح عالم کی جانب جاتی ہے — ظالم کی روح ظالم کی جانب جاتی ہے

کہ شناسا کرد شاں علمِ الٰہ — چونکہ برّہ و میش وقت صبح گاہ

کیونکہ ان کو علم خداوندی نے شناسا بنا دیا ہے — جس طرح کہ بھیڑ کا بچہ اور بھیڑ صبح کے وقت

پائے کفشِ خود شناسد در ظُلم — چوں نداند جانِ تن خود اے صنم

اندھیریوں میں پاؤں اپنے جوتے کو پہچان لیتا ہے — اے صنم! روح اپنے جسم کو کیوں نہ پہچانے گی؟

صبحِ حشر کوچک است اے مستجیر — حشرِ اکبر را قیاس از وے بگیر

اے پناہ کے طالب! صبح چھوٹی قیامت ہے — بڑی قیامت کو اس پر قیاس کر لے

آنچناں ۲ کہ جاں پرد سوئے طیں — نامہ پرواز یسار و از یمیں

جس طرح روح جسم کی مٹی کی طرف پرواز کرتی ہے — اعمالنامہ بائیں اور دائیں جانب سے پرواز کریگا

در کفش بنہند نامہ بخل و جود — فسق و تقویٰ آنچہ وے خو کردہ بود

اس کے ہاتھ میں دیدیں گے بخل اور سخاوت کا اعمالنامہ — بدکاری اور تقویٰ جس کی اس کو عادت تھی

چوں شود بیدار از خواب او سحر — باز آید سوئے او آں خیر و شر

جب وہ صبح کے وقت بیدار ہو گا — وہ بھلا اور برا اس کی جانب واپس آجائے گا

گر ریاضت ۳ داده باشد خوئے خویش — وقتِ بیداری ہماں آید بہ پیش

اگر اس نے اپنی عادت کی اصلاح کر لی ہو گی — بیداری کے وقت وہی سامنے آئے گی

ور بُد اُودی خام و زشت و در ضلال — چوں عزانامہ سیہ یابد شمال

اگر وہ کل کچا اور بھدا اور گمراہی میں تھا — تو اس کا بایاں ہاتھ تعزیت نامہ جیسا (سیاہ اعمالنامہ پائیگا)

ور بُد اُودی پاک و با تقویٰ و دیں — چوں شود بیدار یا بد در یمیں

اور اگر وہ کل پاک اور متقی اور دیندار تھا — جب بیدار ہو گا دائیں ہاتھ میں پائے گا

ہست مارا خواب و بیداریِ ما — بر نشانِ مرگ و محشر دو گوا

ہمارا سونا اور جاگنا ہمارے لئے — دو گواہ ہیں موت اور محشر کی علامت پر

---

۱ جانِ عالم۔ عالم کی روح عالم میں، ظالم کی روح ظالم میں پہنچ جاتی ہے۔ کہ شناسا۔ ہر روح اپنے جسم کو اس علم کے ذریعہ پہچان لے گی۔ جو خدا نے اس کو عطا کیا ہے۔ جس طرح کہ بھیڑ اور اس کا بچہ ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔ پای۔ پاؤں اندھیرے میں اپنے جوتے کو پہچان لیتا ہے۔ صبح۔ انسان کا نیند سے صبح کو بیدار ہو کر اٹھنا چھوٹا حشر ہے۔ اسی سے بڑے حشر کو سمجھ لو۔

۲ آنچناں۔ قیامت میں جس طرح روح جسم کی جانب پرواز کر کے آئے گی۔ اسی طرح اعمالنامے دائیں اور بائیں جانب سے پرواز کر کے انسانوں کے پاس آجائیں گے۔ در کفش۔ فرشتے ہر انسان کے ہاتھ میں اس کی نیکیوں اور گناہوں کے اعمالنامے پکڑا دیں گے۔ چوں شود۔ جب صبح محشر وہ انسان موت کی نیند سے بیدار ہو گا اس کی ہر خیر و شر اس کے پاس پہنچ جائے گی۔

۳ گر ریاضت۔ اگر اس نے مجاہدہ کر کے نیک عادت بنالی ہو گی۔ تو صبح محشر میں وہ اس کے سامنے آئے گی اور اگر وہ کل یعنی دنیا میں خام اور زشت اور گمراہ تھا۔ تو اس کا سیاہ اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں آجائے گا۔ ور بد۔ اگر انسان نیک تھا تو اس کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ ہست۔ ہمارا سونا اور پھر بیدار ہونا ہمارے مرنے اور پھر قیامت میں زندہ ہو جانے کے گواہ ہیں۔

حشرِ ۱ اصغر حشرِ اکبر را نمود — مرگِ اصغر مرگِ اکبر را ز دود
چھوٹی قیامت نے بڑی قیامت دکھا دی — چھوٹی موت نے بڑی موت کو مانجھ دیا

لیک این نامہ خیالست و نہاں — واں شود در حشرِ اکبر بس عیاں
لیکن یہ اعمالنامہ خیالی اور پوشیدہ ہے — اور وہ بڑی قیامت میں واضح ہو گا

ایں خیال اینجا نہاں پیدا اثر — زیں خیال آنجا برویاند صُور
یہ خیال یہاں چھپا ہوا ہے، اثر پیدا ہو گا — اس خیال سے اس جگہ صورتیں اگیں گی

در مُہندس بیں خیالِ خانہ — در دلش چوں در زمینے دانہ
انجینیر میں کسی گھر کا تصور دیکھ — اس کے دل میں اس طرح ہے جیسے زمین میں دانہ

آں ۲ خیال از اندروں آید بُروں — چوں زمیں کہ زاید از تخمِ دُروں
وہ خیال اندر سے باہر آجائے گا — جس طرح زمین اندر کے بیج اگا دیتی ہے

ہر خیالے کو کُند در دل وطن — روزِ محشر صُورتے خواہد شُدن
جو خیال دل میں وطن بناتا ہے — قیامت کے دن ایک صورت بنے گا

چوں خیالے آں مُہندس در ضمیر — چوں نبات اندر زمینِ دانہ گیر
جیسا کہ اس انجینیر کے دل کا خیال — جس طرح کہ دانہ قبول کرنے والی زمین میں پودا

مَخلصم زیں ہر دو محشر قصہ ایست — مُومناں را در بیانش حصہ ایست
ان دونوں محشروں (کے بیان) میں میرا مقصد قصہ گوئی ہے — مومنوں کے لئے اس کے بیان میں ایک حصہ ہے

چوں بر آید آفتابِ رستخیز — برجہند از خاک خوب و زشت نیز
جب قیامت کے دن سورج طلوع کرے گا — اچھے اور برے بھی مٹی سے اٹھ کھڑے ہونگے

سُوئے ۳ دیوانِ قضا پویاں شوند — نقدِ نیک و بد بکُورہ در روند
فیصلہ کی کچہری کی طرف دوڑیں گے — نیک اور بد کی نقدی بھٹی میں چلی جائے گی

نقدِ نیکو شادمان و ناز ناز — نقدِ قُلب اندر زحیرو در گداز
نیک کی نقدی خوش اور پرناز ہو گی — کھوٹی نقدی پیچ و تاب اور پگھلنے میں ہو گی

لحظہ لحظہ امتحانہا می رسد — سرِّ دلہا می نماید در جسد
دم بدم امتحانات ہوں گے — دلوں کا راز جسم میں نمایاں ہو جائے گا

چوں ز قندیل آب روغن گشتہ فاش — یا چو خاکے کہ بروید سبز ہاش
جس طرح لالٹین سے تیل اور پانی واضح ہو جاتا ہے — یا وہ زمین جو سبزے اگا دیتی ہے

---

۱ حشرِ اصغر۔ یعنی سو کر بیدار ہونا۔ حشرِ اکبر یعنی قیامت میں زندہ ہونا۔ مرگِ اصغر۔ یعنی سونا۔ مرگِ اکبر یعنی مرنا۔ لیک۔ دنیا میں جو اعمالنامہ فرشتے تیار کر رہے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ ہے قیامت میں وہ ظاہر ہو جائے گا۔ ایں خیال۔ یہ اعمال نامہ یہاں پوشیدہ ہے۔ لیکن اس کا اثر ظاہر ہو کر رہیگا۔ در مُہندس۔ اس کی یہ مثال ہے کہ انجنیر کے دل کے خیالات آخر میں صورتیں اختیار کر لیتے ہیں۔

۲ آں خیال۔ انسان کے اندرونی خیالات ظاہری صورت اختیار کر لیں گے جس طرح زمین کے اندر کا بیج درخت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ہر خیالے۔ انسان کے خیالات اور اعراض قیامت میں صورتیں اختیار کر لیں گے۔ اور جوہر بن جائیں گے۔ مخلصم۔ یہ دونوں محشروں کا محض قصہ بیان نہیں کیا جا رہا ہے۔ بلکہ مومنوں کے لئے بطور عبرت ان کو ذکر کیا گیا ہے۔

۳ سُوئے۔ ہر نیک و بد زندہ ہو کر عدالت میں بھاگ کر پہنچ جائے گا۔ کُورہ۔ بھٹی۔ زحیر۔ پیچش۔ لحظہ۔ عدالت میں پہنچنے کے بعد امتحانات شروع ہو جائیں گے اور چھپے ہوئے راز ظاہر ہو جائینگے چوں۔ دل کے راز اسی طرح ظاہر ہو جائینگے جس طرح لالٹین کے اندر کے تیل یا پانی کا پتہ چل جاتا ہے اگر تیل ہوتا ہے تو بتی آگ پکڑ لیتی ہے یا سبزہ اگنے سے پتہ چلتا ہے کہ زمین کے اندر کونسا بیج ہے۔

از پیاز و زعفران و کوکنار — سبزی پیدا کند دشت بہار

پیاز اور زعفران اور خشخاش — موسم بہار کا جنگل سبزی اگا دیتا ہے

آں ۱ یکے سرسبز نحن المتقون — واں دگر ہم چوں بنفشہ سرنگوں

ایک سرسبز ہوگا کیونکہ وہ ہم پرہیزگار ہیں میں ہی — دوسرا بھی بنفشہ کی طرح سر جھکائے ہو گا

چشمہا بیروں جہیدہ از خطر — گشتہ دہ چشمہ زبیم مستقر

خطرے سے آنکھیں باہر نکلی ہوئی ہونگی — ٹھکانے کے ڈر سے آنکھ دس آنکھیں بنی ہوئی ہوگی

باز ماندہ دیدہا در انتظار — تا کہ نامہ ناید از سوئے یسار

انتظار میں آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی — تاکہ اعمالنامہ بائیں جانب سے نہ آجائے

چشم گرداں سوئے چپ و سوئے راست — زانکہ نبود بخت نامہ راست کاست

آنکھیں بائیں جانب اور دائیں جانب گھومتی ہونگی — اس لئے کہ دائیں اعمالنامہ کا نصیبہ گھٹا ہوا نہ ہو

چشم گرداں سوئے راست و سوئے چپ — زانکہ نبود بخت نامہ راست زپ

آنکھیں دائیں جانب اور بائیں جانب گھومتی ہونگی — تاکہ دائیں اعمالنامہ کا نصیب رائیگاں نہ ہو

نامۂ آید بدست بندۂ — سر سیہ از جرم و فسق آگندۂ

ایک بندہ کے ہاتھ میں اعمالنامہ آئے گا — جو جرموں سے کالا اور فسق سے پر ہو گا

اندرو یک خیر و یک توفیق نے — جز کہ آزار دل صدیق نے

اس میں ایک بھلائی اور ایک توفیق نہ ہو گی — سوائے سچے بندے کی دل آزاری کے کچھ نہ ہوگا

پر ز سر تا پائے زشتی و گناہ — تسخر و خدبک زدن بر اہل راہ

شروع سے آخر تک برائی اور گناہ سے بھرا ہوا — راہ طریقت کے اہل کا مذاق اڑانے اور تالیاں پیٹنے سے

آں ۲ دغل کاری و دزدیہائے او — واں چو فرعوناں انا و انائے او

اس کی مکاری اور چوریوں سے — اس کی فرعونوں کی سی انانیت اور تکبر سے

چوں بخواند نامۂ خود آں ثقیل — داند او کہ سوئے زنداں شد رحیل

جب وہ بوجھل اپنے اعمالنامہ کو پڑھے گا — وہ جان جائے گا کہ قید خانہ کی جانب کوچ ہوا

پس رواں گردد چو دزداں سوئے دار — جرم پیدا بستہ راہ اعتذار

تو وہ ڈاکوؤں کی طرح سولی کی جانب روانہ ہو جائیگا — قصور کھلا ہوا اور معذرت کی راہ بند ہو گی

آں ۳ ہزاراں حجت و گفتار بد — بر دہانش گشتہ چوں مسمار بد

وہ ہزاروں دلیلیں اور برے بول — بری کیل کی طرح اس کے منہ پر بن گئے

---

۱ آں یکے۔ اگر انسان میں تقویٰ ہے تو اس پر سرسبزی نمودار ہو جائے گی اور اگر بدکار ہے تو بنفشہ کی طرح سرنگوں ہو جائے گا۔ چشمہا۔ خوف سے آنکھیں دس چشمے بن جائینگی۔ سوئے یسار۔ برا اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں دے دیا جائے گا چشم گرداں ہر شخص دائیں بائیں نظریں گھمائیگا کہ کہیں اس کا اعمالنامہ بائیں ہاتھ والا نہ ہو جو مجرموں کا ہوگا۔ نامہ کسی شخص کے ہاتھ ایسا اعمالنامہ آئے گا تو پورا سیاہ ہوگا جس میں برائی کے علاوہ کوئی بھلائی نہ ہوگی خدبک زدن تالی بجانا۔

۲ آں دغل۔ اس گنہگار نے جو چوریاں اور مکاریاں کی ہیں وہ سب اس اعمالنامے میں درج ہوں گی اور اس کا تکبر و غرور بھی لکھا ہوا ہو گا۔ ثقیل۔ یعنی گناہوں سے بھاری رحیل۔ کوچ۔ جرم۔ اس کے تمام گناہ کھلے ہوئے ہوں گے اور معذرت کا راستہ بند ہوگا۔

۳ آں ہزاراں۔ گنہگاروں کے بارے میں قرآن میں ہے الیوم نختم علی افواههم وتكلمنا ايديهم وتشهد ارجلهم بما كانوا يكسبون "آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ گفتگو کریں گے اور ان کے کارناموں پر ان کے پاؤں گواہی دیں گے۔

رختِ ۱ دزدی در تن و در خانہ اش — گشتہ پیدا گم شدہ افسانہ اش
چوری کا سامان، بدن پر اس کے گھر میں — کھل گیا، اس کا قصہ ختم ہو گیا

پس رواں گردد بزندانِ سعیر — کہ نباشد خار را ز آتش گزیر
تو وہ دوزخ کے قید خانہ کی جانب روانہ ہو گا — کیونکہ کانٹے کے لئے آگ کے سوا چارہ نہیں

چوں مؤکل آں ملائک پیش و پس — بودہ پنہاں گشتہ پیدا چوں عسس
فرشتے سپاہی کی طرح آگے اور پیچھے — چھپے ہوئے تھے، کوتوال کی طرح ظاہر ہو گئے

میبر ۲ ندش میسپارندش بہ نیش — کہ برو اے سگ بگہدانہائے خویش
اس کو لے جائیں گے اس کو عذاب کے سپرد کر دینگے — کہ اے کتے! اپنے پا خانوں میں جا

میکشد پا بر سرِ ہر راہ او — بلکہ بُود کہ بر جہد زاں چاہ او
وہ ہر راستہ پر پاؤں کھینچتا ہے — شاید کہ وہ اس کنویں سے کود بھاگے

منتظر می ایستد تن میزند — بر امیدے روئے واپس می کند
انتظار میں کھڑا ہو جاتا ہے، چپ سادھ لیتا ہے — کسی امید پر مڑ کر دیکھتا ہے

اشک میبارد چو بارانِ خزاں — خشک امیدے چہ دارد او جز آں
موسم خزاں کی بارش جیسے آنسو بہاتا ہے — وہ سوائے اس کے اور کیا خشک امید رکھتا ہے؟

ہر زمانے روئے واپس میکند — رو بدر گاہِ مقدس میکند
وہ ہر وقت مڑ کر دیکھتا ہے — درگاہِ مقدس کی طرف رجوع کرتا ہے

پس ۳ ز حق امر آید از اقلیم نور — کہ بگوئیدش کہ اے بطالِ عور
نور کے عالم سے اللہ کی جانب سے حکم آئیگا — اس سے کہدو کہ اے جھوٹے، ننگے!

انتظارِ چیستی اے کانِ شر — رو چہ واپس میکنی اے خیرہ سر
اے شر کی کان! کاہے کا انتظار ہے؟ — اے بیہودہ! مڑ کر کیوں دیکھتا ہے؟

نامہ ات آنست کت آمد بدست — اے خدا آزار و اے شیطاں پرست
تیرا وہی اعمالنامہ ہے جو تیرے ہاتھ میں آگیا — اے خدا دشمن! اور اے شیطان کے پجاری!

چوں بدیدی نامۂ کردار خویش — چہ نگری پس بیں جزای کار خویش
جبکہ تو نے اپنے عمل کا اعمالنامہ دیکھ لیا — پیچھے کیا دیکھتا ہے؟ اپنے کام کی جزا دیکھ

بیہدہ چہ مول مولے میزنی — در چنیں چہ کو امید روشنی
کیوں بیہودہ ٹال مٹول کرتا ہے — ایسے کنویں میں روشنی کی کیا امید ہے؟

۱ رختِ دزدی۔ جب چور کے گھر میں سے چوری کا سامان برآمد ہو جائے تو ثبوت مکمل ہو جاتا ہے۔ سعیر۔ جہنم۔ کہ نباشد۔ خار دار جھاڑی جلانے ہی کے کام آتی ہے چوں مؤکل۔ جو فرشتے پہلے اس سے پوشیدہ تھے اب کوتوال کی طرح اس پر مسلط ہوں گے۔

۲ می برندش۔ وہ فرشتے اس کو جہنم کی طرف لیجائیں گے نیش۔ یعنی عذاب۔ گہدانہا۔ یعنی جہنم میں جو اس کا مقام ہے۔ می کشد۔ وہ جہنم کی طرف جانے سے رکے گا اور کسی امید پر مڑ مڑ کر دیکھے گا۔ بارانِ خزاں موسم خزاں کی بارش بے کار ہوتی ہے۔ رو بدر گاہ۔ وہ مڑ مڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار کو دیکھیگا۔

۳ پس۔ اس گنہگار کے لئے عالم قدس سے خطاب ہو گا کہ اے جھوٹے، اعمال صالحہ سے ننگے مڑ مڑ کر کیوں دیکھتا ہے کس جزا کا انتظار ہے تیرا اعمالنامہ تیرے ہاتھ میں آچکا ہے اب بیکار ٹال مٹول سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اب تجھے عذاب کے گڑھے میں جانا ہے وہاں روشنی کی کوئی امید نہیں ہے۔

نے ترا۱ از روئے ظاہر طاعتے | نے ترا در سرّ و باطن نیّتے
نہ تیرے پاس ظاہر کے اعتبار سے کوئی عبادت ہے | نہ تیرے پاس پوشیدہ اور چھپی ہوئی کوئی نیت ہے

نے ترا در شب مُناجات و قیام | نے ترا در روز پرہیز و صیام
نہ تیرے پاس رات کی سرگوشی اور کھڑا رہنا ہے | نہ تیرے پاس دن کی پرہیزگاری اور روزہ رکھنا ہے

نے ترا حفظِ زباں زآزارِ کس | نے نظر کردن بعبرت پیش و پس
نہ تیرے پاس کسی کو ستانے سے زبان کو محفوظ رکھنا ہے | نہ عبرت کے لئے آگے اور پیچھے دیکھنا ہے

پیش چہ بُود یادِ مرگ و نزعِ خویش | پس چہ باشد مُردنِ یاراں زپیش
"آگے" کیا ہوتا ہے؟ موت اور اپنی جان کنی | "پیچھے" کیا ہوتا ہے؟ پہلے سے دوستوں کا مرنا

نے ترا بر ظلم توبہ۲ پُر خروش | اے دغا گندم نمائے و جو فروش
نہ تیرے پاس ظلم سے آہ بھری توبہ ہے | اے دغا (باز) گیہوں دکھانے والے اور جو بیچنے والے

چوں ترازوئے تو کژ بُود و دغا | راست چوں جوئی ترازوئے جزا
جبکہ تیری ترازو، کج اور پُر (دغا) تھی | تو جزا کی صحیح ترازو کو تو کیوں تلاش کرتا ہے؟

چونکہ پائے چپ بُدی در غدر و کاست | نامہ چوں آید ترا در دستِ راست
جبکہ تو غداری اور گھٹانے میں بایاں پاؤں بنا ہوا ہے | تو اعمالنامہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیسے آئیگا؟

چوں جزا سایہ است اے قدِ تو خم | سایہ تو کژ فتد در پیش ہم
اے ٹیڑھے قد والے! جبکہ جزا تیرا سایہ ہے | سامنے تیرا سایہ بھی ٹیڑھا پڑے گا

زیں۳ قبل آید خطاباتِ دُرشت | کہ شود کُہ را ازاں ہم کوژ پُشت
اس طرح کے سخت خطابات آئیں گے | کہ اس سے پہاڑ بھی کبڑا ہو جائے گا

بندہ گوید آنچہ فرمودی بیاں | صد چنانم صد چنانم صد چناں
بندہ کہے گا جو کچھ آپ نے بیان فرمایا | میں اس سے سو گناہوں، سو گناہوں سو گناہوں

خود تو پوشیدی بتر ہا را بحلم | ورنہ میدانی فضیحتہا بعلم
تو نے خود بردباری سے اس سے بدتر کو پوشیدہ رکھا | ورنہ تو رسوائیوں کو علم کے ذریعہ جانتا ہے

لیک بیروں از جہاد و فعلِ خویش | از ورائے خیر و شر و کفر و کیش
لیکن کوشش اور اپنے فعل کے علاوہ | بھلائی اور برائی اور کفر و مذہب کے علاوہ

وز نیازِ عاجزانہ خویشتن | وز خیال و وہمِ من یا صد چو من
اپنی عاجزانہ نیاز مندی کے علاوہ | اپنے یا اپنے جیسے سیکڑوں کے خیال اور وہم کے علاوہ

۱ نے ترا۔ اللہ تعالیٰ اس گنہگار سے فرمائیگا کہ تیرے پاس کوئی عمل تیرہے نیت خیر نہ رات کی نماز ہے نہ دن کا روزہ تو نے لوگوں کو زبان سے بھی ستایا اور ظالموں کے انجام سے عبرت حاصل نہ کی۔ پیش۔ آگے سے عبرت کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنے مرنے اور نزع کی کیفیت کا تصور کر کے عبرت حاصل کرتا اور پیچھے سے عبرت کا مطلب یہ ہے کہ جو تجھ سے پہلے مرے ہیں ان سے عبرت حاصل کرتا۔

۲ توبہ۔ اگر گناہوں کا صدور بھی ہوا تھا تو ان سے توبہ کر لیتا۔ چوں۔ جب تیرے عمل کی ترازو غلط تھی تو اب بدلے کی ترازو کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ چونکہ۔ برائی بائیں جانب منسوب ہوتی ہے۔ چوں جزا۔ جزا کی مثال سایہ کی سی ہے جب قد ٹیڑھا ہے تو سایہ ضرور ٹیڑھا ہوگا

۳ زیں قبل۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس گنہگار کو ایسے سخت جواب ملیں گے کہ ان سے پہاڑ بھی جھک جائے۔ بندہ گوید۔ اب یہ گنہگار جناب باری میں عرض کریگا کہ جو میری خطائیں گنائی گئی ہیں میں ان سے بھی سو گنا خطاوار ہوں۔ لیکن تیری رحمت ان گناہوں سے بھی بدتر گناہوں کی پردہ پوشی کر دیتی ہے مجھے نہ اپنے اعمال پر بھروسہ ہے نہ اپنی عاجزی پر بلکہ محض تیرے کرم پر

بُودم اُمیدے بمحضِ لُطفِ تُو
مجھے تیری مہربانی سے امید تھی
از ورائے راست باشی یا عتو
صحیح زندگی یا سرکشی کے علاوہ

بخششِ محضے زلُطفِ بے عِوَض
بغیر بدلے کی مہربانی سے خالص بخشش
بُودم اُمید اے کریمِ بے غَرَض
اے بے غرض سخی! مجھے امید تھی

رُو پس کردم بداں محضِ کرم
میں اس خالص کرم کی طرف مڑا
سُوئے فعلِ خویشتن می ننگرم
میں اپنے عمل کو نہیں دیکھ رہا ہوں

سُوئے آں اُمید کردم رُوئے خویش
اس کرم کی جانب میں نے اپنا چہرہ کیا ہے
کہ وجودم دادۂ از پیش بیش
کہ تو نے مجھے پہلے وجود سے زیادہ وجود عنایت کیا

خلعتِ ہستی بدادی رائگاں
تو نے مفت وجود کا لباس عطا کیا
من ہمیشہ مُعتمَد بُودم براں
میں ہمیشہ اس پر بھروسہ رکھتا تھا

چوں ۲ شمارد جُرمِ خود راوُ خطا
جب وہ اپنے جرم اور خطا گنائے گا
محضِ بخشایش دَر آید در عَطا
خالص بخشش، عطا میں لگ جائیگی

کاے ملائک باز آریدش بما
کہ اے فرشتو! اس کو ہمارے پاس واپس لے آؤ
کہ بُدستش چشم و دل سُوئے رجا
کیونکہ اس کی آنکھ اور دل امید وار عطا ہیں

لا اُبالی وار آزادش کُنیم
بے پروائی سے ہم اس کو آزاد کر دینگے
واں خطا ہارا ہمہ خط بر زنیم
اور ان سب خطاؤں پر قلم پھیر دیں گے

لا اُبالی مَر کسے باشد مُباح
بے پرواہی اس کے لئے مناسب ہے
کِش زیاں نبُوَد ز جُرم و از صلاح
جس کو نیکی اور بدی سے کوئی نقصان نہ پہنچے

آتشِ ۳ خوش بر فروزیم از کرم
ہم کرم سے ایک اچھی آگ روشن کرینگے
تا نماند جُرم و زَلّت بیش و کم
تاکہ جرم اور لغزش نہ تھوڑی رہے نہ زیادہ

آتشے کز شُعلہ اَش کمتر شرار
وہ آگ جس کے شعلے کی چھوٹی سی چنگاری
می بسوزد جُرم و جَبر و اختیار
خطا اور جبر اور اختیار کو جلا ڈالے

شُعلہ در بُنگاہِ انسانی زنیم
ہم انسانی خیمہ گاہ میں آگ لگا دیں گے
خار را گُلزارِ رُوحانی کُنیم
کانٹے، کو روحانی چمن بنا دیں گے

ما فرستادیم از چرخِ نہم
ہم نے نویں آسمان سے بھیجی ہے
کیمیا یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ
وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال کی اصلاح کرتا ہے" کی کیمیا

---

۱ بُودم۔ میری امید تیرے اس کرم سے وابستہ ہے جو کسی بھی بدلے اور عوض سے بے نیاز ہے میں مڑ مڑ کر تیرے اس کرم کو دیکھتا ہوں اپنے اعمال اور افعال کو نہیں دیکھ رہا ہوں خلعتے۔ تو نے ہمیں وجود عنایت کیا تھا وہ تیرا محض کرم تھا ورنہ اس سے پہلے نیک اعمال کہاں تھے۔

۲ چوں شمارد۔ جب یہ گنہگار اپنی خطائیں گنائیگا تو خالص بخشش عطا شروع کر دے گی۔ کاے۔ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم فرمائے گا کہ چونکہ اس گنہگار نے ہماری بخشش سے امید وابستہ کی ہے لہٰذا اس کو جہنم کی جانب سے واپس لے آؤ۔ لا اُبالی۔ ہم اس کی تمام خطائیں معاف کرتے ہیں اور ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے کیونکہ ہم بے پرواہیں بے پرواہ ہوتا ہے جس کو کسی کی نیکی اور بدی سے کوئی نقصان نہ پہنچ سکے۔

۳ آتش خوش۔ ہم اپنے کرم کی وہ آگ جلا دینگے جو تمام جرموں اور خطاؤں کو جلا کر خاکستر بنا دیگی۔ بُنگاہ۔ خیمہ گاہ۔ یصلح۔ قرآن پاک میں ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔ اے مومنو اللہ سے پرہیزگاری حاصل کرو اور ٹھیک بات کہو وہ تمہارے اعمال کو سدھار دیگا اور تمہارے لئے تمہارے گناہوں کو بخش دیگا۔

خود چہ[1] باشد پیشِ نورِ مُستقر کرّ و فرِّ اختیارِ بُو البشر

مستقل نور کے سامنے خود کیا ہے؟ ابو البشر کے اختیار کی شان و شوکت

گوشت پارہ آلتِ گویائے اُو پیہ پارہ منظرِ بینائے اُو

گوشت کا ایک ٹکڑا اس کے بولنے کا آلہ ہے چربی کا ٹکڑا اس کے دیکھنے کا آلہ ہے

مسمعِ اُو آں دو پارہ استخواں مُدرکش دو قطرہ خوں یعنی جناں

ہڈی کے دو ٹکڑے اس کے سننے کا آلہ ہیں خون کے دو قطرے یعنی دل اس کے علم کا آلہ ہیں

کرمکی[2] و از قذر آگندۂ طمطراقے در جہاں افگندۂ

تو گندگی سے بھرا ہوا ایک کیڑا ہے تو نے دنیا میں دم مچا رکھی ہے

از منی بُودی منی را وا گذار اے ایاز آں پوستیں را یاد دار

تو منی سے پیدا ہوا تھا، خودی کو چھوڑ اے ایاز! اس پوستین کو یاد رکھ

قصہ ایاز و حُجرہ داشتنِ اُو جہتِ چارق و پوستین و گماں بُردن خواجہ تاشاں کہ اُو را دراں حجرہ دفینہ است بسبب محکمی درو گرانیِ قفل و رفتنِ اُو بداں جا

ایاز اور اس کے چپل اور پوستین کے لئے حجرہ رکھنے کا قصہ اور اس کے ساتھیوں کا گمان کرنا کہ اس حجرے میں اس کا خزانہ ہے دروازہ کی مضبوطی اور تالے کے بھاری پن اور اس کے وہاں جانے کی وجہ سے

آں ایاز از زیرکی انگیختہ پوستین و چارقش آد یختہ

ایاز ذہانت سے بھڑکا ہوا تھا اس نے اپنی پوستین اور چپل لٹکا رکھی تھی

میر ودہ[3] ہر روز در حُجرہ خَلا چارقت اینست منگر در علا

تنہا حجرے میں وہ روزانہ جاتا تھا تیری یہ چپل ہے بلندی پر نظر نہ کر

شاہ را گفتند اُورا حجرہ ایست اندر آنجاز زر و سیم و خُمرہ ایست

انہوں نے بادشاہ سے کہا اس کا ایک حجرہ ہے وہاں سونا چاندی اور مٹکا ہے

[1] خود چہ باشد جس قدر افعال انسانی ہیں وہ مظہر صفات و اسماء باری تعالیٰ ہیں اور اس اعتبار سے ان میں ایک نور ہے لیکن چونکہ ان کا صدور بندہ کے اختیار سے ہوا ہے اس عارض کی وجہ سے ان میں جرم و خطا کی صفت پیدا ہو گئی ہے جب حضرت حق تعالیٰ اپنے کرم سے اس اختیار کی نسبت کو محو فرما دیگا تو ان کا نور واضح ہو جائیگا اور ان افعال میں جرم و خطا کی صفت باقی نہ رہے گی۔ گوشت۔ مولانا بندہ کے اس اختیار کی حقارت اور صفت کا ظاہر فرماتے ہیں اقوال میں بندہ کا اختیار محض ایک زبان کی وجہ سے ہے۔ پیہ نظر کے گناہوں میں اختیار کا تعلق آنکھوں کی معمولی چربی سے ہے۔ مسمع۔ مسموعات میں اختیار محض کان کی دو ہڈیوں کی وجہ سے ہے۔ مُدرکش۔ معلومات میں اختیار کا تعلق دل کے خون کے دو قطروں سے ہے۔ یہ ہے بندے کے اختیار کی حقیقت

[2] کرمکی۔ انسان منی جیسی نجس چیز سے بنا ہے، جس نے دنیا میں اپنی غلط شان و شوکت بنا رکھی ہے۔ از منی۔ جبکہ انسان اس قدر ناچیز ہے تو غرور و تکبر اس کے مناسب نہیں اس کو ایاز کی طرح اپنی اس پر نگاہ رکھنی چاہیے۔ قصہ ایاز۔ ایک انسان کو اپنی اصل و حقیقت کو اسی طرح پیش نظر رکھنا چاہیے۔ جس طرح ایاز اپنے عروج کے زمانہ میں اپنی اصل حقیقت کو فراموش نہ کرتا تھا۔ آں ایاز۔ ایاز جو سلطان محمود کا ایک ادنیٰ غلام تھا اور پھر ترقی کر کے اس کا محبوب ترین وزیر بن گیا تھا چونکہ عقل کا پتلا تھا اس نے اپنی غلامی کی حالت کی پوستین اور چپلیں ایک حجرے میں لٹکا رکھی تھیں۔ چارق۔ ایک قسم کی چپل تھی جو جنگلی لوگ پہنتے تھے

[3] میر ودہ۔ ایاز کا معمول تھا کہ روزانہ اس حجرہ میں جا کر اپنے آپ کو بتاتا کہ موجودہ عروج سے غرور نہ کر تیری اصل یہ ہے۔ شاہ را۔ دوسرے وزراء نے سلطان محمود سے کہا کہ ایاز کا ایک خاص حجرہ ہے جس میں وہ کسی کو نہیں جانے دیتا اور اس کو مضبوطی سے بند کر رکھا ہے اس میں اس نے زر و جواہر جمع کر رکھے ہیں۔ خمرہ۔ مٹکی۔

راہ می ندہد کسے را اندرو بستہ میدارد ہمیشہ آں در او
وہ اس کے اندر جانے کی کسی کو اجازت نہیں دیتا ہے وہ ہمیشہ اس دروازے کو بند رکھتا ہے

شاہ[۱] فرمود اے عجب آں بندہ را چہ بود پنہان و پوشیدہ زما
شاہ نے کہا تعجب ہے اس غلام کا ہم سے چھپا اور ڈھکا کیا ہو گا ؟

پس اشارت کرد میرے را کہ رو نیم شب بکشائے دردر حجرہ شو
پھر اس نے ایک سردار کو اشارہ کیا کہ جا آدھی رات کو دروازہ کھول حجرے میں چلا جا

ہرچہ یابی مر ترا یغماش کن سرِّ او را بر ندیماں فاش کن
تو جو کچھ پائے تیرا ہے اس کو لوٹ لے اس کے راز کو ساتھیوں پر فاش کر دے

باچنیں اکرام و لطفِ بے عدد از لئیمی سیم و زر پنہاں کند
ایسے اعزاز اور بے شمار مہربانیوں کے باوجود کمینہ پن سے چاندی اور سونا چھپاتا ہے

مینماید او وفا و عشق و جوش وانگہ او گندم نمائے وجو فروش
وہ وفا اور عشق اور جوش دکھاتا ہے پھر وہ گیہوں دکھانے والا اور جو بیچنے والا ہے

ہر کہ[۲] اندر عشق یابد زندگی کفر باشد پیشِ او جز بندگی
جو شخص عشق میں زندگی حاصل کر لے اس کے نزدیک غلامی کے علاوہ کفر ہے

نیم شب آں میر با سی معتمد در گشادِ حجرہ او رائے زد
اس امیر نے آدھی رات کو تیس معتمد آدمیوں کیساتھ اس کے حجرے کو کھولنا طے کیا

مشعلہ برکردہ چندیں پہلواں جانبِ حجرہ روانہ شادماں
چند بہادر مشعلیں لئے ہوئے خوشی خوشی حجرے کی جانب روانہ ہو گئے

کاملِ سلطانست بر حجرہ زنیم ہر یکے ہمیانِ زر در کش کنیم
کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ ہم حجرہ لوٹ لیں ہم میں سے ہر ایک سونے کی تھیلی بغل میں دبا لے

آں یکے میگفت ہے چہ جائے زر از عقیق و لعل گوی و از گہر
ایک کہتا تھا، سونا کیا ہوتا ہے عقیق اور لعل اور موتی کی بات کر

خاص[۳] خاصِ مخزنِ سلطان ویست بلکہ اکنوں شاہ را خود جان ویست
وہ شاہی خزانہ کا خاص الخاص ہے بلکہ اب تو وہ خود شاہ کی جان ہے

چہ محل دارد بہ پیشِ آں عشیق لعل و یاقوت و زمرد یا عقیق
اس معشوق کے آگے کیا قیمت رکھتا ہے ؟ لعل اور یاقوت اور زمرد یا عقیق

---

۱ شاہ۔ بادشاہ نے کہا تعجب ہے اس نے ہم سے چھپا کر یہ دولت کیوں جمع کی ہے۔ پس۔ بادشاہ نے ایک وزیر کو اشارہ کیا کہ رات میں جا کر اس حجرے کا دروازہ توڑ کر اندر گھس جاؤ۔ مر ترا۔ اس حجرہ میں جو کچھ ملے وہ تیرا ہے یغما۔ لوٹ۔ سرّ او۔ ایاز کے اس راز کو لوگوں سے کہہ دینا۔ با چنیں۔ ہمارے اس کرم کے ہوتے ہوئے اس نے ہم سے چھپا کر مال کیوں جمع کیا ہے۔ می نماید۔ ہم سے وفاداری اور عشق کا دم بھرتا ہے اور پھر گیہوں دکھا کر جو فروخت کرتا ہے یعنی دھوکہ بازی کرتا ہے۔

۲ ہر کہ۔ جو عشق کا دعوے کرے پھر محبوب کی غلامی کے علاوہ اس کے لئے ہر چیز کفر ہوتی ہے۔ نیم شب۔ اس وزیر نے طے کیا کہ آدھی رات کو تیس بھروسہ کے آدمی لیکر اس حجرہ پر دھاوا بول دیگا۔ پہلوان یعنی دہی میں معتمد کش۔ گوش بغل بہ جائے۔ زرد یعنی اس لوٹ میں سونا درکنار عقیق اور لعل اور موتی ملیں گے۔

۳ خاص۔ چونکہ ایاز شاہ کا خاص خزانچی ہے اور شاہ کی جان بنا ہوا ہے اور شاہ کا معشوق ہے تو اس کے خزانہ میں تو عقیق اور جواہر کی بھی کیا قدر ہے۔ عشیق۔ معشوق یعنی ایاز۔

شاہ ایازا بر دَے نبُودے بد گماں | تسخرے میکرد بہرِ امتحاں

بادشاہ کو اس پر بد گمانی نہ تھی | وہ آزمائش کے لئے مذاق کر رہا تھا

پاک میدانستش از ہر غش و غل | باز ازو وہمش می لرزید دِل

وہ اس کو ہر کھوٹ اور فریب سے پاک سمجھتا تھا | پھر وہم سے اس کا دل لرزتا تھا

کہ مباد اکایں بُود خستہ شود | من نخواہم کہ برو خجلت رَوَد

کہ وہ خدا نخواستہ رنجیدہ ہو | میں خواہاں نہیں ہوں کہ اس کو شرمندگی ہو

ایں ۲ نہ کرداست اُو وگر کرد اُو رواست | ہر چہ خواہد گو بکُن محبُوبِ ماست

اس نے یہ نہ کیا ہوگا اور اگر کیا ہے تو جائز ہے | کہہ دے وہ جو چاہے کرے، ہمارا پیارا ہے

ہرچہ محبوبم کُند من کردہ اَم | اُو منم من اُوچہ گرد ر پَردہ اَم

میرا پیارا جو کرے۔ وہ میں نے کیا ہے | وہ میں ہوں میں وہ اگرچہ میں پردے میں ہوں

باز گفتے دور ازاں خوئے و خصال | آنچنیں تخلیط ژاژ ست و خیال

پھر کہتا اس خصلت اور عادت سے بعید ہے | اس طرح کی گڑ بڑ بکواس اور وہم ہے

از ایاز ایں خود محال ست و بعید | کو یکے دریاست قعرش ناپدید

ایاز سے یہ خود نا ممکن اور بعید ہے | کیونکہ وہ ایک ایسا دریا ہے جس کی تھاہ نہیں ہے

ہفت ۳ دریا اندرویک قطرۂ | جُملہ ہستیہا ز مہرش ذرۂ

ساتوں سمندر اس کے اندر ایک قطرہ ہیں | تمام ہستیاں اس کی محبت کا ایک ذرہ ہیں

جُملہ پاکیہا ازاں دریا برند | قطرہائش یک بیک میناگرند

سب اس دریا سے پاکی حاصل کرتے ہیں | اس کا ایک ایک قطرہ مینا بنانے والا ہے

شاہِ شاہانست و بلکہ شاہ ساز | وز برائے چشمِ بد نامش ایاز

وہ شاہنشاہ بلکہ شاہ گر ہے | نظر بد کی وجہ سے اس کا نام ایاز ہے

چشمہائے نیک ہم بروئے بدست | از رہِ غیرت کہ حُسنش بیحدست

بھلی نگاہیں بھی اس پر بری ہیں | غیرت کی وجہ سے کیونکہ اس کا حسن بیحد ہے

یک دہاں خواہم بپہنائے فلک | تا بگویم وصفِ آں رشکِ ملک

آسمان کی چوڑائی والا ایک منہ چاہتا ہوں | تاکہ اس رشک ملائکہ کی تعریف کر سکوں

۱ شاہ۔ شاہ نے ایاز کا حجرہ توڑنے کے بارے میں جو حکم دیا تھا وہ اس بنا پر نہ دیا کہ ان لوگوں کی باتوں کی وجہ سے شاہ ایاز سے بدگمان ہو گیا تھا بلکہ اس نے اس حکم کے ذریعہ ان لوگوں کو آزمانے کے لئے مذاق کیا تھا۔ پاک بادشاہ ایاز کو اس تہمت سے پاک سمجھتا تھا۔ لیکن پھر بھی شاہ کا دل لرز رہا تھا۔ کہ اگر خدانخواستہ ان لوگوں کی یہ تہمت صحیح نکلی تو ایاز کو بہت رنج ہوگا۔

۲ ایں۔ نہ کرداست۔ شاہ یہی سمجھتا تھا کہ ایاز نے حجرہ میں خزانہ جمع نہیں کیا ہے اور اگر کیا بھی ہے تو چونکہ وہ میرا محبوب ہے اس کا جو جی چاہے کرے۔ ہرچہ۔ اگر اس نے خزانہ بھی جمع کیا ہے تو گویا میں نے ہی جمع کیا ہے جبکہ اس میں اور مجھ میں دوئی نہیں ہے۔ تخلیط۔ گڑ بڑ جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔ از ایاز۔ ایاز اخلاص و محبت کا دریائے ناپیدا کنار ہے۔

۳ ہفت۔ دریا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ اشعار آخر تک شاہ کی زبانی ایاز کی تعریف ہوں یا مولانا نے ایاز کی محبوبیت سے آنحضور کی محبوبیت کی طرف منتقل ہو کر آنحضور کی مدح شروع کر دی ہو۔ جملہ ہستیہا۔ یعنی تمام موجودات۔ ایاز۔ اگر شاہ کا مقولہ ہے تو ایاز غلام مراد ہے اگر آنحضور کی تعریف ہے تو ایاز سے آنحضور کی عبدیت مراد ہے۔ از رہِ غیرت۔ شعر
غیرت از چشمم برم روئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز حدیثے تو شنیدم ندہم
یک دہاں۔ میرا چھوٹا سا منہ تعریف سے قاصر ہے۔

دردہاں ۱؎ ایام چنیں و صد چنیں　　تنگ آید در بیانِ آں امیں
اور اگر میں ایسا اور اس جیسے سینکڑوں منہ پالوں　　اس امانت دار کے بیان میں تنگ ہو جائیں

اینقدر ہم گر نگویم اے سند　　شیشۂ دل از ضعیفی بشکند
اے معتمد! اگر میں، اتنا بھی نہ کہوں　　کمزوری سے دل کا شیشہ ٹوٹ جائے

شیشۂ دل راچو نازک دیدہ اَم　　بہرِ تسکیں بس قبا بدریدہ اَم
چونکہ میں نے دل کے شیشہ کو نازک سمجھا　　تسکین کے لئے میں نے بہت سی قبائیں چاک کی ہیں

من ۲؎ سرِ ہر ماہ سہ روز اے صنم　　بے گماں باید کہ دیوانہ شوم
اے محبوب! میں ہر مہینہ کے شروع میں تین دن　　یقیناً، دیوانہ بن جاتا ہوں

ہیں کہ امروز اوّلِ سہ روزہ است　　روزِ پیروزیست نے پیروزہ است
خبردار! آج تین دن کا پہلا دن ہے　　کامیابی کا دن ہے، نہیں فیروزہ ہے

ہر دلے کاندر غمِ شاہے بُوَد　　دمبدم اُورا سرِ ایں مَہ بُوَد
جو دل شاہ کے عشق میں مبتلا ہو　　اس کا ہر وقت اس مہینہ کا شروع ہوتا ہے

دَربیانِ ۳؎ آنکہ آنچہ بیان کردہ میشود صورتِ قصہ اَست و آنکہ آں صورتیست در خوردِ ایں صورت گراں است و دَر خوردِ آئینۂ تصویرِ ایشانست و از قدوسی کہ حقیقتِ ایں قصہ راست نُطقِ مرا ازیں تنزیل شرم می آید و از خجالت سَرو ریش وقلم گم میکند وَ الْعَاقِلُ تَکْفِیْهِ الْاِشَارَۃُ

اس بیان میں کہ جو کچھ بیان کیا جائے گا وہ قصہ کا ظاہر ہے اور یہ کہ وہ ظاہر، ظاہر پرستوں کے لائق اور ان کی تصویر کے آئینہ کے لائق ہے اور وہ لطافت جو اس قصہ کی حقیقت ہے میری گویائی کو اس کے بیان کرنے سے شرم آتی ہے اور شرمندگی سے سر اور داڑھی اور قلم کو گم کئے دیتی ہے اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

قصہ محمود و اوصافِ ایاز.　　چوں شدم دیوانہ رفت اکنوں زساز
محمود کا قصہ اور ایاز کے اوصاف　　اب ترتیب سے باہر ہو گئے چونکہ میں دیوانہ بنگیا ہوں

۱؎ دردہاں۔ اس طرح کی سینکڑوں تعریفیں بھی اس امین کی خوبیوں کا پورا بیان نہیں کرسکتی ہیں۔ امین۔ اگر شاہ کا مقولہ ہے تو ایاز مراد ہے اگر مولانا کا مقولہ ہے تو آنحضورؐ مراد ہیں۔ اینقدر۔ معشوق کی تعریف کرنے سے عاشق کو تسلی ہوتی ہے۔ شیشہ دل۔ قبا چاک کرنے سے جنون کو تسلی ہو جاتی ہے۔

۲؎ من۔ مجنوں کا جنون مہینہ کے ابتدائی تین دن میں جوش پر ہوتا ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ حجاج ظالم نے اجنبی حالت میں ایک چرواہے سے دریافت کیا کہ حجاج کے بارے میں تیری کیا رائے ہے تو اس نے حجاج کو بددعائیں دیں اور ظالم بتایا اس پر حجاج نے کہا تو نہیں جانتا کہ میں خود حجاج ہوں تو اس چرواہے نے گھبرا کر کہا تو نہیں جانتا کہ میں ایک دیوانہ ہوں اور مجھے ہر مہینہ میں تین دن جنون کا دورہ پڑتا ہے اور آج ان دنوں کا پہلا دن ہے اس پر حجاج ہنس پڑا اور اس کو انعام دیا ممکن ہے کہ اس لطیفہ کے تین دن کی طرف اشارہ ہو۔ تیرا یہ کہ مولانا فرماتے ہیں محبت میں دیوانگی کا میرا بھی پہلا روز ہے۔ ہر دلے۔ جس کے دل میں معشوق حقیقی کا عشق ہو اس کے لئے تو ہر لحظہ مہینہ کے اول کے تین دن ہیں

۳؎ دربیان۔ محمود ایاز کا عنوان تو قصہ کی ظاہری صورت ہے اصل مقصد اپنے عشق خداوندی کو بیان کرنا ہے۔ قصہ محمود چونکہ اب مجھ میں عشق حقیقی کی دیوانگی پیدا ہو گئی ہے۔ لہٰذا یہ قصہ بھی اب بے ربط ہو کر رہ گیا ہے۔

زانکہ[۱] پیلم دید ہندستاں بخواب | از خراج امید بردہ شد خراب
کیونکہ میرے ہاتھی نے ہندوستان کو خواب میں دیکھا یا | آمدنی سے امید منقطع ۔ سے گاؤں خراب ہو گیا ہے

کَیفَ یَاْتِیْ النَّظْمُ لِیْ وَالْقَافِیَہ | بَعْدَ مَا ضَاعَتْ اُصُوْلُ الْعَافِیَہ
مجھے نظم اور قافیہ کیسے دستیاب ہو | جبکہ عافیت کی جڑیں برباد ہو گئی ہیں

مَا جُنُوْنٌ وَّاحِدٌ لِّیْ فِی الشُّجُوْن | بَلْ جُنُوْنٌ فِیْ جُنُوْنٍ فِیْ جُنُوْن
غموں کی وجہ سے مجھے ایک ہی جنون نہیں ہے | بلکہ جنون در جنون در جنون ہے

ذَابَ جِسْمِیْ مِنْ اِشَارَاتِ الْکُنٰی | مُنْذُ عَایَنْتُ الْبَقَاءَ فِی الْفَنَا
کنیتوں کے اشاروں سے میرا بدن گھل گیا | جب سے میں نے فنا میں بقا کی تکلیف اٹھائی ہے

اے[۲] ایاز از عشق تو گشتم چو موئے | ماندم از قصہ تو قصہ من بگوئے
اے ایاز! میں تیرے عشق میں بال جیسا ہو گیا ہوں | میں تیرے قصہ سے تھک گیا تو میرا قصہ بیان کر

بس فسانہ عشق تو خواندم بجاں | تو مرا کا فسانہ گشتستم بخواں
میں نے تیرے عشق کا افسانہ دل و جان سے پڑھا | میں جو افسانہ بن گیا ہوں تو مجھے پڑھ

خود تو میخوانی یقیں اے مقتدا | من کہ طورم تو موسیٰ ویں صدا
اے مقتدا! یقیناً تو خود پڑھ رہا ہے | میں (کوہ) طور ہوں تو موسیٰ ہے اور یہ صدا بازگشت ہے

کوہ بیچارہ چہ داند گفت چیست | زانکہ بیچارہ زگفتنہا تہی ست
بیچارہ پہاڑ کیا جانے گفتگو کیا ہوتی ہے؟ | کیونکہ وہ بے چارہ گفتگوؤں سے خالی ہے؟

لیک موسیٰ فہم گفتنہا کند | کوہ عاجز خود چہ داند اے سند
لیکن موسیٰ گفتگو سمجھتے ہیں | اے معتمد! عاجز پہاڑ کیا جانے

کوہ[۳] میداند بقدر خویشتن | اندکے دارد ز لطفِ روح تن
اپنی بقدر پہاڑ بھی جانتا ہے | جسم روح کا تھوڑا سا لطف رکھتا ہے

تن چو اصطرلاب باشد ز احتساب | آیتے از روح ہمچوں آفتاب
جسم حساب لینے میں اصطرلاب کی طرح ہے | روح کی نشانی سورج کی طرح ہے

اصطرلاب ایک آلہ ہے جس سے سورج چاند وغیرہ کے فاصلوں کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

۱ زانکہ۔ ہاتھی ہندوستان کا جانور ہے غیر ملک میں جا کر جب بھی وہ خواب میں ہندوستان کو دیکھتا ہے تو اس پر مستی طاری ہو جاتی ہے۔ کیف۔ ایک مجنون نظم اور قافیہ پر قادر نہیں رہتا۔ ما جنون۔ میرا صرف ایک جنون نہیں ہے جنون در جنون در جنون ہے ذاب جسمی۔ چونکہ عشق کی داستان بیان نہیں کر سکتا ہوں لہٰذا اس کا اثر میرے جسم کو گھلا رہا ہے۔ منذ۔ جب سے میں اپنے آپ کو فنا کر کے مقام مشاہدہ میں پہنچ گیا ہوں۔

۲ اے ایاز۔ اے محبوب اب مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ تیرے عشق کا قصہ بیان کر سکوں اب میرا وجود خود قصہ بن کر رہ گیا ہے تو اس قصہ کو بیان کر۔ بس فسانہ۔ میں تیرے عشق میں فنا ہو کر خود افسانہ بن گیا ہوں۔ خود۔ طور میں کی صدا خود طور کی نہ تھی وہ تو حضرت موسیٰ کی صدائے بازگشت تھی اب میں طور ہوں تو موسیٰ ہے لہٰذا میری آواز دراصل تیری آواز ہے۔ کوہ پہاڑ خود اس آواز کو کچھ نہیں سمجھتا موسیٰ نے سمجھا۔

۳ کوہ میداند۔ پہلے شعر سے یہ نہ سمجھنا کہ پہاڑ بالکل بے شعور ہے پہاڑ میں بھی شعور ہے لیکن حضرت موسیٰ جیسا شعور نہیں ہے اندکے۔ اصل لذت روح کو حاصل ہوتی ہے جسم بھی اس سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے۔ یہی حال حضرت موسیٰ اور پہاڑ کا ہے۔ تن۔ اب مولانا نے جسم اور روح کا مستقل بیان شروع کر دیا ہے فرماتے ہیں۔ جسم سے روح کے منازل اور مراتب کا اسی طرح پتہ لگتا ہے۔ جس طرح اصطرلاب سے سورج کے احوال کا پتہ چلتا ہے۔

آں اُنجم چوں نباشد چشم تیز — شرط باشد مرد اُصطر لاب ریز
جب وہ نجومی تیز نگاہ نہ ہو — اصطر لاب بنانے والے انسان کی ضرورت ہوتی ہے

تا صُطر لابے کند از بہرِ او — تابَرد از حالتِ خورشید بُو
تاکہ وہ اس کے لئے اصطر لاب بنا دے — تاکہ وہ سورج کی حالت معلوم کر سکے

جاں کز اُصطر لاب جُوید اُو صواب — چہ قدر داند زچرخ و آفتاب
جو جان اصطر لاب کے ذریعہ ٹھیک بات معلوم کرے — وہ آسمانوں اور سورج کی کیا قدر جان سکتی ہے؟

تو کز اُصطر لاب دیدہ بنگری — در جہاں دیدن یقیں بس قاصری
تو جو کہ آنکھ کے اصطر لاب سے دیکھتا ہے — عالم (باطن) کو دیکھنے سے یقیناً بہت عاجز ہے

تو جہاں را قدرِ دیدہ دیدۂ — کو جہاں سبلت چرا مالیدۂ
تو نے جہان کو آنکھ کی بقدر دیکھا ہے — جہان کہاں ہے؟ مونچھوں کو تاؤ کیوں دیا ہے؟

عارفاں راسُرمہ ہست آں بجوئے — تا کہ دریا گردد ایں چشم چو جوئے
عارفوں کے پاس سرمہ ہے وہ طلب کر — تاکہ یہ نہر جیسی آنکھ سمندر بن جائے

ذرۂ [۲] از عقل و ہوش ار بامن ست — ایں چہ سودا و پریشاں گفتن ست
اگر عقل اور ہوش کا ایک ذرہ بھی میرے پاس ہے — تو یہ دیوانگی اور بے ترتیب باتیں کرنا کیوں ہے؟

چونکہ مغزِ من ز عقل و ہُش تہی ست — پس گناہِ من دریں تخلیط چیست
چونکہ میرا دماغ عقل اور ہوش سے خالی ہے — تو اس خلط ملط میں میرا کیا قصور ہے؟

نے گناہ اُورا ست کو عقلم ببُرد — عقلِ جُملہ عاقلاں پیشش بمُرد
نہ اس کا گناہ ہے جو میری عقل لے گیا — تمام عقلمندوں کی عقلیں اس کے آگے مردہ ہیں

يَا مُحِيرَ الْعَقْلِ فَتَّانَ الْحِجٰى — مَا سِوَاکَ لِلْعُقُوْلِ مُرْتَجٰى
اے عقل کو حیران کرنے والے، مجھ کو فتنے میں مبتلا کرنے والے! — تیرے سوا عقلوں کی امید گاہ نہیں ہے

مَا [۳] اشْتَهَيْتُ الْعَقْلَ مُذْ جَنَّنْتَنِىْ — مَا حَسَدْتُ الْحُسْنَ مُذْ زَيَّنْتَنِىْ
تو نے جب سے مجھے جنون عطا کیا ہے میں نے عقل کی خواہش نہیں کی ہے — جب سے تو نے مجھے زینت بخشی ہے میں نے حسن پر حسد نہیں کیا ہے

بَلْ جُنُوْنِىْ فِىْ هَوَاکَ مُسْتَطَابْ — قُلْ بَلٰى وَاللّٰهُ يُجْزِيْکَ الصَّوَابْ
بلکہ تیرے عشق میں میرا جنون بھلا ہے — کہہ دے "ہاں" اللہ تجھے ٹھیک بدلہ دے

گر بتازی گوید او ور پارسی — گوش و ہوشت کو کہ در فہمش رسی
اگر وہ عربی میں بولے یا فارسی میں — تیرا کان اور ہوش کہاں ہے کہ تو اس کو سمجھے

---

[۱] آں منجم۔ جو نجومی براہ راست ستاروں سے احوال نہیں دیکھ سکتا اس کے لئے اصطر لاب ذریعہ بنتا ہے۔ جاں۔ جو منجم براہ راست چاند اور سورج کے اصلوں کو نہ سمجھ سکے محض اصطر لاب کے ذریعہ حقیقت تک نہ پہنچ سکیگا۔ تو کز۔ اگر انسان محض آنکھ کے اصطر لاب کے ذریعہ عالم کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریگا تو وہ حقیقت تک نہ پہنچ پائیگا۔ تو جہاں۔ آنکھ کے ذریعہ جھلا اپنی آنکھ سے [illegible] سمجھ سکیگا۔ عارفاں۔ عارفوں سے سرمہ حاصل کرنا چاہیے پھر حقائق واضح ہوں گے۔

[۲] ذرہ۔ اگر مجھ میں تھوڑی بھی عقل ہو تو میں ژولیدہ بیانی نہ کروں لیکن چونکہ میری عقل اور حواس گم ہوتے ہیں لہٰذا بے ترتیب بیان کر رہا ہوں۔ نے گناہ۔ وہ معشوق جس کی وجہ سے ہوش و حواس گم ہو گئے ہیں۔ اس کا کوئی قصور نہیں ہے اس کی شان یہی ہے کہ اس کے سامنے عاقلوں کی عقلیں گم ہو جاتی ہیں۔ محیر۔ حیران کرنے والا۔ فتان۔ فتنہ میں مبتلا کرنے والا حجی۔ عقل مرتجی۔ امیدگاہ

[۳] ما اشتہیت۔ یعنی تیرے عشق کے جنون کے بعد مجھے عقل کی تمنا نہیں ہے جننتنی تو نے مجھے جنون میں مبتلا کیا ہے۔ زینتنی۔ تو نے مجھے زینت دی ہے۔ مستطاب پسندیدہ۔ قل بلی۔ یعنی تو میری ان باتوں کی تصدیق کر دے۔ بتازی۔ معشوق کا بولنا دراصل عاشق کا بولنا ہے اور اس کے سمجھنے کیلئے حواس نہیں ہیں۔

بادۂ اُو در خورِ ہر ہوش نیست　　حلقۂ اُو سخرۂ ہر گوش نیست
اس کی شراب ہر ہوش کے مناسب نہیں ہے　　اس کا حلقہ ہر کان کے لائق نہیں ہے

بارِ دیگر آمدم دیوانہ وار　　رَو رَوا ے جاں زود زنجیرے بیار
میں دیوانہ وار دو بارہ آگیا　　اے جان! جا جا، جلد زنجیر لا

غیرِ آں زنجیرِ زُلفِ دلبرم　　گر دو صد زنجیر آری بر درم
میرے معشوق کی زنجیر کے علاوہ　　اگر دو سو زنجیریں لائے گا میں توڑ دوں گا

ہست بر پائے دلم از عشق بند　　سُود کے دارد مرا ایں وعظ و پند
میرے دل کے پاؤں میں عشق کی بیڑی ہے　　مجھے یہ وعظ اور نصیحت کہاں مفید ہو سکتی ہے؟

قصہ[۲] عشقش ندارد مطلعہ　　ہم ندارد ہمچو مطلع مقطعہ
اس کے عشق کا قصہ کوئی مطلع نہیں رکھتا　　مطلع کی طرح مقطع بھی نہیں رکھتا

حکمتِ نظر کردن دَر چاق و پوستین کہ فَلْیَنْظُرِ
چپل اور پوستین کو دیکھنے کی حکمت کیونکہ پس انسان دیکھے

الْاِنْسَانُ مِمَّا خُلِقَ
کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے

باز گرداں قصہ عشقِ ایاز　　کاں یکے گنجیست مالا مالِ راز
ایاز کے عشق کا قصہ لوٹا　　کیونکہ وہ راز سے بھرا ہوا ایک خزانہ ہے

میرود ہر روزہ در حجرہ بدیں　　تا بہ بیند چارقے با پوستیں
وہ ہر روز حجرہ میں اس لئے جاتا تھا　　تاکہ چپل مع پوستین کے دیکھے

زانکہ ہستی سخت مستی آورد　　عقل از سر، شرم از دل میبرد
کیونکہ وسعت بہت مستی لاتی ہے　　سر سے عقل کو اور دل سے شرم کو نکالدیتی ہے

صد[۳] ہزاراں قرن پیشیں راہمیں　　مستیِ ہستی بزد رہ زیں کمیں
اس لئے کہ لاکھوں سال پہلے اسی　　وسعت کی مستی نے اسی گھات سے ڈاکہ زنی کی ہے

شُد عزازیلے ازیں مستی بلیس　　کہ چرا آدم شود بر من رئیس
اس مستی کی وجہ سے عزازیل ابلیس بنا　　کہ آدم میرے سردار کیوں ہوں؟

خواجہ ام من نیز و خواجہ زادہ ام　　صد ہنر را قابل و آمادہ ام
میں سردار ہوں اور سردار زادہ بھی ہوں　　لاکھوں ہنروں کے قابل اور آمادہ ہوں

---

[۱] بادہ۔ اس کی شراب کو صاحب ہمت ہی برداشت کر سکتا ہے۔ اس کی غلامی کے حلقہ کا ہر کان اہل نہیں ہے۔ بار دیگر۔ اب مجھے جنون کا پھر دورہ پڑنے لگا جلد زنجیر لا لیکن وہ زنجیر اپنی زلف کی لا لو سے کی زنجیر میری دیوانگی کی تاب نہ لا سکے گی۔ ہست۔ جس شخص کے پاؤں میں عشق کی بیڑی پڑی ہوئی ہو اس پر نصیحت اثر نہیں کرتی۔

[۲] قصہ۔ عشق کے قصہ کی نہ ابتدائی ہوتی ہے نہ انتہا مطلع۔ غزل کا پہلا شعر۔ مقطع۔ غزل کا آخری شعر۔ باز گرداں ایاز کا قصہ پھر شروع کر کیونکہ اس میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ ہستی۔ یعنی عیش و عشرت کے سامان کے ہوتے ہوئے انسان میں نہ عقل رہتی ہے نہ شرم۔

[۳] صد ہزاراں۔ قدیم زمانہ سے یہ فرعونی قوموں اور لوگوں کی تباہی کا سبب بنی ہے شد عزازیل۔ شیطان کو ہر طرح کا عیش و عشرت اور مرتبہ کی بڑائی حاصل تھی وہی اس کی گمراہی کا سبب ہوئی۔ خواجہ۔ شیطان ملائکہ کا معلم تھا اور آگ سے پیدا ہوا تھا جو کہ مٹی سے اعلیٰ ہے اس لئے اس نے آپ کو سردار اور سردار زادہ کہا۔

در ہنر من از کسے کم نیستم | تا بخدمت پیش دشمن[1] ایستم
میں ہنر میں کسی سے کم نہیں ہوں | پھر کیوں دشمن کے سامنے دربار میں کھڑا ہوں؟

من ز آتش زادہ اَم اُو از وَحَل | پیش آتش مر وَحل راچہ محل
میں آگ سے پیدا ہوا ہوں وہ کیچڑ سے | آگ کے سامنے کیچڑ کا کیا رتبہ؟

اُو کجا بود اندراں دورے کہ من | صدرِ عالم بُودم و فخرِ زمَن
اس زمانہ میں وہ کہاں تھا؟ جبکہ میں | عالم کا صدر اور زمانہ کا فخر تھا

دَر بیانِ آیہ کریمہ خلَقَ الجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَقولُهٗ تعالیٰ
آیۂ کریمہ کے بیان میں جنوں کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ کا

فِیْ حَقِّ اِبْلِیْسَ عَلَیْهِ اللَّعْنَةُ اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ
ابلیس (اس پر لعنت ہو) کے بارے میں بیشک وہ جنوں میں سے تھا پھر بھاگ نکلا

عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ
اپنے رب کے حکم سے

شعلہ میزد آتشِ جانِ سَفِیہ | کاتشی بُود الْوَلَدُ سِرُّ اَبِیہ
بیوقوف کی جان شعلہ مارتی تھی | کیونکہ وہ آگ کا (بنا ہوا) تھا لڑکا باپ کا راز ہے

نے[2] غلط گفتم کہ بُد قہرِ خدا | علّتے را پیش آوردن چرا
نہیں میں نے غلط کہا بلکہ وہ خدا کا قہر تھا | کوئی علت پیش کرنا کیسا؟

کارِ بے علت مبرّا از علل | مُستمرّ و مُستقرست از ازل
(خدا کا) کام بے علت علتوں سے پاک ہے | ازل سے دائم اور قائم ہے

دَر کمالِ صُنعِ پاکِ مُستحَث | علت حادث چہ گنجد با حدث
قابل توجہ ۔ پاک کام کے کمال میں | حدوث کے ہوتے ہوئے حادث کی علت کی کیا گنجائش؟

سِرِ اَب[3] چہ بُود اَبِ ما صُنعِ اوست | صُنع مغز ست و اَب صورت چو پوست
باپ کا راز کیا ہوتا ہے؟ ہمارا باپ اس کی صنعت ہے | صنعت مغز ہے اور باپ چھلکے کی طرح صورت ہے

عشق داں اے فُندقِ تن دوستت | جانت جوید مغز و کو بد پوستت
اے فندق جیسے جسم والے عشق کو اپنا دوست سمجھ | جو تیری جان کو مغز بنانا چاہتا ہے تیرے چھلکے کو کوٹتا ہے

---

[1] دشمن۔ یعنی حضرت آدمؑ۔ وَحل۔ کیچڑ۔ پیش۔ مٹی رتبہ میں آگ سے گھٹی ہوئی ہے۔ اُو کجا۔ حضرت آدمؑ کی پیدائش سے پہلے شیطان کی بہت عزت تھی۔ خلق۔ دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ شیطان جنوں میں سے تھا اور جنوں کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے۔ کاتشی۔ چونکہ شیطان آتشی ہے تو اس کا مزاج بھی آتشی ثابت ہو۔ الولد۔ جیسا باپ ویسا بیٹا۔

[2] نے۔ میں نے اس کی نافرمانی کی علت آگ کو قرار دیا اصل علت قہر خدا ہے کار۔ اللہ تعالیٰ کا کام علت پر مبنی نہیں ہوتا ہے۔ در کمال۔ اللہ تعالیٰ کے کمالات اور صفات ازلی ہیں کوئی امر حادث اس کی علت کیسے بن سکتا ہے تو شیطان کی نافرمانی کی علت اس کے آتشی ہونے کو قرار دینا صحیح نہیں ہے جبکہ قدر ازلی میں اس کو نافرمان قرار دیا گیا تھا اس وقت نہ آگ تھی نہ شیطان کا آتشی ہونا تھا۔

[3] سِرِّ اَب جو دو کہا تھا۔ قولہٗ الولد سرٌّ لابیہ۔ یعنی بیٹے کے اوصاف کے لئے باپ کے اوصاف علت ہیں۔ سابقہ فرماتے ہیں کہ باپ خود اللہ کا بنایا ہوا ہے وہ کیا علت بن سکے گا۔ اصل اللہ کی صفت ہے باپ اس کا ظاہری چھلکا ہے تو اصل علت اور جب خدا کی [illegible] ہے۔ عشق [illegible] بالیدگی پیدا کرتا ہے اور [illegible] ہے۔ فُندق۔ عناب کی طرح کا ایک پھل ہے۔

دوزخی[۱] کہ پوست باشد دوستش　　　داد بَدَّلْنَا جُلُودًا پوستش

وہ دوزخی ہے جس کی دوست کھال ہو　　　"ہم نے کھالوں کو بدل دیا" کی کھال اس کو دی ہے

معنی و مغزت بر آتش حاکم ست　　　لیک آتش را قشورت ہیزم ست

تیرا جوہر اور مغز آگ پر حکمراں ہے　　　لیکن تیرے چھلکے، آگ کا ایندھن ہیں

کوزۂ چوبیں کہ در وے آبِ جوست　　　قدرتِ آتش ہمہ بر ظرفِ اوست

لکڑی کا پیالہ جس میں نہر کا پانی ہے　　　آگ کا پورا قابو اس کے برتن پر ہے

معنیِ[۲] انسان بر آتش مالک ست　　　مالکِ دوزخ درو کے ہالکست

انسان کا جوہر، آگ کا مالک ہے　　　دوزخ کا مالک اس میں کب ہلاک ہونے والا ہے

معنیِ ہیزم بر آتش حاکم ست　　　لیک آتش را تنِ او ہیزم ست

ایندھن کا جوہر آگ پر حاکم ہے　　　لیکن اس کا جسم آگ کا ایندھن ہے

پس میفزا تو بدن معنیٰ فزا　　　تا چو مالک باشی آتش را کیا

پس تو جسم کو نہ بڑھا، روح کو بڑھا　　　تاکہ تو مالک کی طرح آگ کا حاکم بنے

پوستہا بر پوست می افزودۂ　　　لا جرم چوں پوست اندرو دودۂ

تو نے چھلکے پر چھلکا بڑھایا ہے　　　لا محالہ تو چھلکے کی طرح دھوئیں میں ہے

زانکہ آتش را علف جز پوست نیست　　　قہرِ حق آں کبر را گردن زنیست

آگ کی خوراک چھلکے کے علاوہ نہیں ہے　　　اللہ تعالیٰ کا قہر اس تکبر کی گردن کاٹنے والا ہے

ایں[۳] تکبر از نتیجہ پوست ست　　　جاہ و مال آں کبر را زاں دوست ست

یہ تکبر پوست کا نتیجہ ہے　　　اس لئے تکبر کو رتبہ اور مال محبوب ہے

ایں تکبر چیست غفلت از لباب　　　منجمد چوں غفلت یخ ز آفتاب

یہ تکبر کیا ہے؟ جوہر سے غفلت　　　جمی ہوئی جیسا کہ برف کی سورج سے غفلت

چوں خبر شد ز آفتابش یخ نماند　　　نرم گشت و گرم گشت و تیز راند

جب اس کو سورج کا پتہ چلا، برف نہ رہا　　　نرم ہو گیا اور گرم ہو گیا اور تیزی سے بہہ گیا

شد ز دید لُب جملہ تن طمع　　　خوار و عاشق شد کہ ذَلَّ مَن طَمِع

جوہر کے دیکھ لینے سے پورا جسم لالچ بن گیا　　　ذلیل اور عاشق بن گیا کیونکہ جس نے لالچ کیا وہ ذلیل ہوا

اور لالچی ہمیشہ ذلت اختیار کرتا ہے قَلَّ مَن طَمِع۔ مولانا نے اس محاورہ کے عام معنی سے ہٹ کر یہ معنی مراد لئے ہیں عام معنی تو یہ ہیں کہ دنیا کا لالچ انسان کو ذلیل کرتا ہے۔

۱ دوزخی۔ جو جسم و پوست کی بالیدگی کرتا ہے وہ دوزخی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں نئی نئی کھالیں دے گا قرآن پاک میں ہے کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ "ان دوزخیوں کی جب جب کھالیں پک جائیں گی ہم ان کی کھالیں تبدیل کر دیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں۔ معنی و مغزت انسان کی روح، روح کامل کا پرتو ہے لہٰذا وہ آگ پر حاکم ہے آگ کا ایندھن انسان کا جسم ہے۔ کوزہ۔ اس لکڑی کے پیالے میں پانی ہو اگر اس کو آگ پر رکھو تو پیالہ پر آگ کا اثر آئے گا۔

۲ معنی انسان۔ روح انسانی آگ کی مالک ہے تو مالک فرشتہ جہنم کا داروغہ اور حاکم ہے وہ آگ سے کیسے تباہ ہو سکتا ہے۔ مالک اس فرشتہ کا نام ہے جو آگ کا حاکم اور داروغہ ہے۔ پوستہا۔ جب تو نے جسم و پوست بڑھا لیا ہے اور پوست آتشی چیز ہے تو تو بھی جہنم کے دھوئیں میں ہے زانکہ۔ جسم پروری سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور اللہ کا قہر اس کا قاتل ہے۔

۳ ایں تکبر۔ جسم پروری کا نتیجہ تکبر و غرور ہوتا ہے اس لئے متکبر مال اور رتبہ و جاہ بہت پسند کرتا ہے چونکہ یہ چیزیں تن پروری کا سبب ہیں۔ ایں تکبر۔ انسان کا تکبر اس کی ذات و صفات باری سے غفلت کا نتیجہ ہے اور اس کا جما ہونا ایسے ہے جیسا کہ برف کا جماؤ سورج سے غفلت کی بنا پر ہے۔ لباب۔ خلاصہ۔ جوہر یعنی ذات باری اور اس کی صفات۔ شد ز دید لب۔ جب اس کو ذات و صفات کا مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے تو انسان میں اس کے حصول کا لالچ پیدا ہوتا ہے۔

چوں ۱ نہ بیند مغز قانع شد بپوست
جب جوہر کو نہیں دیکھتا ہے، چھلکے پر قانع ہو جاتا ہے

بند عَزَّ مَنْ قَنَعْ زندانِ اوست
جس نے قناعت کی اس نے تکبر کیا کی بیڑی اس کا قید خانہ ہے

عزّت اینجا گبریست و ذلّ دیں
اس جگہ عزت کافری ہے اور ذلت دیں

سنگ تا فانی نشد کے شد نگیں
پتھر جب تک فانی نہ ہوا، نگینہ کب بنا ؟

در مقامِ سنگی وانگاہ انا
تو پتھر کی جگہ ہے اور پھر تکبر

وقتِ مسکیں گشتنِ تست و فنا
حالانکہ تیرے مسکین بننے اور فنا کا وقت (قریب) ہے

کبر زاں جوید ہمیشہ جاہ و مال
تکبر ہمیشہ رتبہ اور مال کا جویاں اسلئے ہے

کہ ز سرگین ست گلخن را کمال
کہ بھٹی کو گوبر سے کمال (حاصل) ہے

کایں دو دایہ پوست را افزوں کنند
کیونکہ یہ دونوں دودھ پلانیوالی کھال کو بڑھاتی ہیں

شحم و لحم و کبر نخوت آگنند
چربی اور گوشت اور تکبر اور غرور بھرتی ہیں

دیدہ ۲ را بر لُبِّ لُبّ نفراشتند
لوگوں نے مغز کے مغز پر نظر نہ اٹھائی

پوست را زاں روئے لُب پنداشتند
اس سبب سے چھلکے کو مغز سمجھ گئے

پیشوا ابلیس بود ایں راہ را
اس راستہ کا پیشوا ابلیس تھا

کو شکار آمد شبکہ جاہ را
جو رتبہ کے جال کا شکار بنا

مال چوں مارست و آں جاہ اژدہا
مال سانپ جیسا ہے اور رتبہ اژدہا ہے

سایۂ مرداں زمرّد ایں دو را
ان دونوں کا زمرد مردوں کا سایہ ہے

زاں زمرّد مار را دیدہ جہد
اس زمرد سے سانپ کی آنکھیں نکل جاتی ہیں

کور گردد مار و رہرو وا رہد
سانپ اندھا ہو جاتا ہے اور سالک نجات پا جاتا ہے

چوں ۳ بدیں رہ خار بنہاد آں رئیس
جبکہ اس پیشوا نے اس راستہ پر کانٹے بچھائے

ہر کہ خست او گفت لعنت بر بلیس
جو بھی زخمی ہوا اس نے کہا شیطان پر لعنت

یعنی ایں غم بر من از غدرِ ویست
یعنی مجھے یہ تکلیف اس کی غداری سے پہنچی

غدر را آں مقتدا سابق پے ست
غداری کا وہ مقتدا اور پیشوا ہے

بعد ازاں خود قرن بر قرن آمدند
اس کے بعد صدیوں پر صدیاں آئیں

جملگاں بر سنّتِ او پا زدند
سب اس کے طریقہ پر چل پڑے

---

۱ چوں نہ بیند۔ جب تک انسان کو ایک حقیقت کا مشاہدہ نہیں ہوتا وہ ظاہر پر قناعت کرتا ہے اور قناعت کی بیڑی اس کو تکبر اور غرور میں مبتلا کر دیتی ہے۔ عزّ من قنع۔ اس محاورے کے عام معنی تو یہ ہیں کہ جو شخص دنیاوی معاملات میں قناعت اختیار کرتا ہے وہ با عزت رہتا ہے۔ مولانا نے اس محاورے کے بھی یہ معنی مراد نہیں لئے ہیں۔ عزت۔ مولانا فرماتے ہیں تن پروری کفر ہے اور دین ذلت کا اختیار کرنا ہے۔ سنگ۔ جسم کے پتھر کو جب تک مجاہدوں کے ذریعہ فنا نہ کیا جائیگا وہ نگینہ نہ بن سکیگا۔

۲ دیدہ را۔ چونکہ ان لوگوں نے اصل جوہر کو نہ دیکھا۔ اس لئے وہ چھلکے کو مغز سمجھ بیٹھے پیشوا۔ ان گمراہوں کا پیشوا شیطان ہے جو خود جاہ اور مرتبے کے جال کا شکار بن گیا مال۔ مال اور رتبہ کی محبت انسان کیلئے سانپ اور اژدھا ہے بزرگوں کی محبت ان دونوں کے لئے زمرد ہے۔ زاں۔ زمرد کی مشہور ہے کہ اس کی تاثیر سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے اور وہ انسان پر حملہ کرنے کے قابل نہیں رہتا

۳ چوں۔ راہ ہدایت پر چونکہ شیطان نے کانٹے بچھائے ہیں اب جس کسی کو بھی اس راہ میں ان سے تکلیف پہنچتی ہے وہ شیطان پر لعنت کرتا ہے۔ آں مقتدا یعنی شیطان۔ بعد ازاں۔ اب جس قدر گمراہ ہیں اسی شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔

ہر کہ [۱] بنہد سُنَّت بد اے فتیٰ — تا در اُفتد بعد ازو خلق از عمیٰ

اے نوجوان! جس نے برا راستہ قائم کیا — اس کے بعد مخلوق بھی اندھے پن سے اس پر چلتی ہے

جمع گردد بروے آں جملہ بزہ — کو سرے بود است وایشاں دُم غزہ

وہ سب گناہ اس پر جمع ہو جاتا ہے — کیونکہ وہ سر تھا اور وہ دم کی جز تھے

لیک آدمؑ چارق وآں پوستیں — پیش می آرد کہ ہستم من زطیں

لیکن آدمؑ چپل اور وہ پوستیں — سامنے لاتا ہے، کہ میں مٹی کا ہوں

چوں ایاز آں چارقش مورد بود — لا جرم او عاقبت محمود بود

جیسا کہ ایاز، چپل اس کا ورد تھی — لا محالہ اس کا انجام قابل ستائش تھا

ہست [۲] مطلق کارسازِ نیستی ست — کارگاہِ ہست کُن جُز نیست چیست

مطلق وجود، نیستی کا کارنامہ ہے — موجود ہونے کا کارخانہ نیستی کے سوا کیا ہے؟

بر نوشتہ ہیچ بنو یسد کسے — یا نہالے کار داندر مغرسے

کبھی کوئی لکھے ہوئے پر لکھتا ہے؟ — یا ایک پودے کے تھانولے میں کوئی دوسرا پودا لگاتا ہے

کاغذے جوید کہ آں بنوشتہ نیست — تخم کارد موضعے کہ کشتہ نیست

وہ کاغذ تلاش کرتا ہے جو لکھا ہوا نہیں ہے — اس جگہ بیج بوتا ہے، جو بوئی ہوئی نہیں ہے

تو برادر موضع نا کشتہ باش — کاغذ اسپید نا بنوشتہ باش

اے بھائی! تو نہ بوئی ہوئی جگہ بن جا — تو نہ لکھا ہوا سفید کاغذ بن جا

تا مشرّف [۳] گردی ازنون والقلم — تا بکارد در تو تخم آں ذوالکرم

تاکہ تو نون اور قلم سے مشرف ہو جائے — تاکہ وہ صاحب کرم تجھ میں بیج بوئے

خود ازیں پالودہ نالیسیدہ گیر — مطبخے کہ دیدۂ نادیدہ گیر

خود اس فالودے کو نہ چکھا ہوا بنا لے — جو مطبخ تو نے دیکھا ہے اس کو بن دیکھا بنا لے

زانکہ زیں پالودہ مستیہا بود — پوستین و چارق از یادت رود

کیونکہ اس فالودے سے مستیاں پیدا ہوتی ہیں — پوستین اور چپل تیری یاد سے نکل جاتے ہیں

چوں درآید نزع و مرگ آہے کنی — ذکرِ دلق و چارق آنگاہے کنی

جب نزع اور موت آتی ہے تو آہ کرتا ہے — تب پرانی گدڑی اور چپل کو یاد کرتا ہے

---

۱ ہر کہ۔ حدیث شریف ہے مَنْ سَنَّ سُنَّۃً سَیِّئَۃً فَعَلَیْہِ وِزْرُھَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ "جس شخص نے کوئی بری راہ قائم کی اس پر اس کا اور ان لوگوں کا گناہ ہے جو قیامت تک اس پر عمل کریں گے۔ بزہ۔ گناہ۔ دم غزہ۔ دم کی جڑ۔ لیک آدمؑ۔ آدم علیہ السلام نے اپنی اصل کو دیکھا اور ربنا ظلمنا انفسنا کہہ دیا۔ چوں۔ ایاز۔ ایاز کا بھی اسی طرح سے اپنی غربت کی پوستین اور چپل کو دیکھنے کا معمول تھا اسی لئے اس کی عاقبت بھی پسندیدہ ہوئی۔

۲ ہست مطلق۔ انسان اپنے آپ کو نیست کرے گا تب ہی اس میں صنعت خداوندی کار ساز بنے گی۔ برنوشتہ۔ لکھے ہوئے کاغذ پر کوئی نہیں لکھتا ہے۔ جس تھانولے میں درخت پہلے سے لگا ہوا ہو اس میں نیا پودہ نہیں بویا جاتا ہے لہٰذا اپنے آپ کو فنا کر تب بقا حاصل ہوگا۔ کاغذے خوشنویس سادہ کاغذ تلاش کرتا ہے باغ بنجر زمین میں لگایا جاتا ہے۔ تو برادر۔ انسان کو اپنے آپ کو نہ لکھے ہوئے کاغذ اور بنجر زمین کی طرح بنا لینا چاہیے۔

۳ تا مشرّف۔ پھر قدرت قلم قدرت سے اس پر نقش ونگار کرے گی اور اس میں معرفت نئے پودے لگا دے گی۔ خود اپنے آپ کو دنیاوی لذتوں سے خالی کرے پھر غیب کی لذتیں حاصل ہوں گی۔ زانکہ۔ انسان دنیاوی لذتوں میں پھنس کر متکبر بن جاتا ہے اور اپنی اصل حقیقت کو فراموش کر دیتا ہے۔ چوں درآید۔ پھر ایسے وقت میں ندامت کا اظہار کرتا ہے کہ اس کو اس کا اظہار مفید نہیں ہوتا۔

تا نگروی غرقِ موجِ زشیتے — کہ نباشد از پناہت کشیتے
جب تک تو کسی برائی کی موج میں غرق نہ ہو گا — جس میں تیری پناہ کے لئے کوئی کشتی نہ ہو گی

یاد ناری از سفینہ راستیں — ننگری در چارق و در پوستیں
تو سچائی کی کشتی کو یاد نہ کرے گا — چپل اور پوستین کو نہ دیکھے گا

چونکہ در مانی بغر قابِ بلا — پس ظلمنا ورد سازی بروِلا
جب تو مصیبت کے بھنور میں پھنس جائیگا — پھر پے درپے "میں نے ظلم کیا" کو ورد بنائے گا

دیو گوید بنگرید ایں خام را — سر برید ایں مرغِ بے ہنگام را
شیطان کہتا ہے اس بے وقوف کو دیکھو — اس بے وقت کے اذان دینے والے مرغے کو ذبح کردو

دور ایں خصلت ز فرہنگِ ایاز — کہ پدید آید نمازش بے نیاز
یہ خصلت ایاز کی ذہانت سے بعید ہے — کہ اس کی نماز بغیر عاجزی کے ہو

اُو خروسِ آسماں بودہ ز پیش — نعرہائے او ہمہ در وقتِ خویش
وہ پہلے سے آسمانی مرغ تھا — اس کے سب نعرے اپنے وقت پر تھے

در معنیٰ آنکہ ۲ ارنا الاشیاء کما ھی و معنیٰ آنکہ لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا و معنی ایں بیت
اس معنی کے بیان میں کہ ہمیں چیزوں کو ایسا دکھا جیسی وہ ہیں اور اس کے معنی کہ اگر پردہ ہٹا دیا جائے تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہو اور اس بیت کے معنی

دَرہر کہ تو از دیدۂ بد می نگری — از چنبرۂ وجودِ خود می نگری
جس شخص کو تو بری نظر سے دیکھتا ہے — اپنے وجود کے حلقہ سے دیکھتا ہے

و در بیانِ ایں مصرع پایۂ ۳ کژ کژ فگند سایۂ
اور اس مصرع کے بیان میں ٹیڑھا قد ٹیڑھا سایہ ڈالتا ہے

اے خروساں از وے آموزید بانگ — بانگ بہرِ حق کند نے بہرِ دانگ
اے مرغو! اس سے اذان دینا سیکھو — وہ اللہ کے لئے اذان دیتا ہے نہ کہ پیسے کے لئے

صبحِ کاذب آید و نفریبدش — صبحِ کاذب عالمِ نیک و بدش
صبح کاذب آتی ہے اور اس کو فریب نہیں دیتی — صبح کاذب اپنے نیک و بد کے جاننے والے کو

---

۱ تا نگروی۔ تیری یہ حالت ہے کہ جب تک تو بالکل تباہ نہ ہو جائیگا اپنی اصل حقیقت کو نہ دیکھے گا۔ چونکہ۔ جب مصیبت کے بھنور میں پھنسے گا تب توبہ کریگا۔ دیو۔ پھر شیطان تجھ پر ہنسے گا اور کہیگا کہ اب بے وقت کی توبہ اور ندامت سے کیا فائدہ ہے اس کو ذبح کر ڈالو جو مرغ بے وقت اذان دیتا ہے اس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ دور۔ ایاز کی یہ عادت نہ تھی کہ اس کو وقت گذر جانے پر تنبیہ ہو اس کی ہر نماز عجز و انکساری سے تھی اور وہ آسمانی مرغ تھا اس کی تمام عاجزی بروقت تھی۔

۲ ارنا۔ یہ دعا امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب ہے مولانا نے اس مناسبت سے اس کو یہاں ذکر کیا ہے کہ ایاز کے مخالفوں کو اس کے حجرہ میں جانے کی حقیقت معلوم نہ تھی اس لئے انہوں نے اس کو متہم کیا۔ لو کشف الغطاء۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقولہ ہے کہ میرا ایمان بالغیب اس درجہ کا ہے کہ اگر غیب کے پردے بھی ہٹ جائیں تو میرے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہوگا پردوں کے ہوتے ہوئے میں ایمان اور یقین کے آخری مرتبہ پر ہوں۔ در ہر کہ۔ اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ انسان دوسروں کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے جیسا خود ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو سمجھتا ہے۔

۳ پایہ۔ یعنی اگر انسان کا خود ٹیڑھا قد ہے تو اس کا سایہ یقیناً ٹیڑھا پڑیگا۔ اے خروساں۔ جو لوگ اپنی اصلاح کرنا چاہیں انکو اسی طرح بروقت اصلاح کرنی چاہیے جس طرح ایاز نے بروقت اپنی اصلاح کر لی تھی اسمیں اخلاص تھا اور کوئی ریا کاری نہ تھی۔ صبح کاذب۔ وہ وقت کو صبح پہچانتا تھا وقت اس کو دھوکا نہ دے سکتا تھا۔

اہل دُنیا[۱] عقلِ ناقص داشتند — تا کہ صبحِ صادقش پنداشتند

دنیا والے ناقص عقل رکھتے تھے — حتیٰ کہ اس کو صبح صادق سمجھ بیٹھے

صبح کاذب کاروانہا از دست — کہ بُبوئے روز بیروں آمدست

صبح کاذب نے ان قافلوں کو تباہ کیا ہے — جو دن کی امید پر باہر آگئے ہیں

صبح کاذب خلق را رہبر مباد — کُو دہد بس کاروانہا را بباد

خدا کرے صبح کاذب مخلوق کی راہنما نہ بنے — جو قافلوں کو برباد کر دیتی ہے

اے شدہ[۲] تو صبح کاذب را رہیں — صبح صادق راتو کاذب ہم مبیں

اے وہ شخص کہ تو صبح کاذب کا پابند ہے — صبح صادق کو بھی تو کاذب نہ سمجھ

گرنداری از نفاق بد اماں — از چہ داری بربر ادر ظن ہُماں

اگر تجھے برے نفاق سے امن نہیں ہے — تو تو بھائی پر اس کا گمان کیوں کرتا ہے؟

بد گماں باشد ہمیشہ زشت کار — نامۂ خود خواند اندر حق یار

بدگمان ہمیشہ بد کار ہوتا ہے — دوست کے بارے میں اپنا خط پڑھتا ہے

آں خساں کاندر کژیہا ماندہ اند — انبیاء را ساحر و کژ خواندہ اند

وہ کمینے جو کجی میں پھنسے ہوئے ہیں — انہوں نے انبیاء کو جادوگر اور ٹیڑھا کہا ہے

واں[۳] امیران خسیس قلب ساز — ایں گماں بُردند بر حُجرہ ایاز

ان کمینے کھوٹے باز سرداروں نے — ایاز کے حجرے پر یہی گمان کیا

کُو دفینہ دارد و گنج اندراں — زآئنہ خود منگر اندر دیگراں

کہ وہ دفینہ رکھتا ہے اور اس میں خزانہ ہے — اپنے آئینہ میں دوسروں کو نہ دیکھ

شاہ میدانست خود پاکی او — بہر ایشاں کرد اُو آں جست وجُو

شاہ خود اس کی پاکی کو جانتا ہے — اس نے وہ جستجو ان کے لئے کی تھی

کاے امیراں حجرہ بکشائید در — نیم شب کہ باشد اُوزاں بیخبر

کہ اے سردارو! حجرے کا دروازہ کھول دو — آدھی رات کو کیونکہ وہ اس سے لاعلم ہوگا

تاپدید آید سگالشہائے اُو — بعد ازاں بر ماست مالشہائے اُو

تاکہ اس کی تدبیریں ظاہر ہو جائیں — پھر اس کی سزا ہمارے ذمہ ہے

---

۱ اہل دنیا۔ دنیا دار، توبہ کا صحیح وقت نہیں پہچانتے ہیں ایسے وقت توبہ کرتے ہیں جبکہ توبہ مفید نہیں رہتی صبح کاذب۔ صحیح وقت کو نہ پہچاننے سے بہت سی قومیں تباہ ہوئی ہیں، قافلہ اگر کاذب صبح میں نکل پڑتا ہے تو لوٹ لیا جاتا ہے۔ صبح کاذب خدا کرے کاذب صبح کسی کی رہبر نہ بنے ورنہ وہ تباہ ہو جائے گا۔

۲ اے شدہ۔ جو شخص خود غلطی میں مبتلا ہے وہ دوسرے کو غلطی پر نہ سمجھے گرنداری۔ اگر انسان خود منافق ہے تو اس کو دوسروں کو منافق نہ سمجھنا چاہیے۔ بدگماں۔ بدگمان، بہت بدکار ہے وہ اپنے اعمالنامہ کو دوسروں کا اعمالنامہ سمجھ کر پڑھتا ہے۔ آں خساں۔ کفار میں چونکہ خود کجی تھی وہ انبیاء کو جادوگر وغیرہ سمجھتے تھے۔

۳ واں امیراں۔ سلطان محمود کے دربار کے دوسرے امراء جنہوں نے ایاز کی شکایت کی تھی خود مکار تھے انہوں نے حجرے کے بارے میں ایاز پر بھی مکاری کا خیال کیا۔ شاہ۔ سلطان محمود کو ایاز کی پاکی کا یقین تھا اور حجرے کی تلاشی کا حکم ان امیروں کو اس کی پاکی کا یقین دلانے کے لئے دیا تھا۔ کاے امیراں سلطان محمود نے ان امیروں سے کہا کہ تم شب میں ایاز کی لاعلمی میں حجرے کا دروازہ کھول دو تاکہ اس کے پوشیدہ حالات ظاہر ہو جائیں۔ پھر اس کو اس کی سزا دوں گا۔ سگالشہا۔ یعنی ایاز کے خیالات اور مال جمع کرنے کی تدبیریں۔

مر شمارا ^۱ دادم آں زرّ و گہر — مَن ازاں زرہا نخواہم جُز خبر
میں نے وہ زرد جواہر تمہیں دیا — میں اس زر کے بارے میں سوائے خبر کے کچھ نہیں چاہتا ہوں

ایں ہمی گفت و دلِ اُومی طپید — از برائے آں ایازِ بے ندید
وہ یہ کہہ رہا تھا اور اس کا دل تڑپ رہا تھا — اس بے نظیر ایاز کی وجہ سے

کہ منم کایں بر زبانم میرود — ایں جفا گر بشنود اُو چوں شود
کہ میں ہوں کہ میری زبان سے جاری ہو رہا ہے — یہ ظلم اگر وہ سنے گا اس کا کیا حال ہو گا؟

باز میگوید بحقِ دینِ اُو — کہ ازیں افزوں بُود تمکینِ اُو
پھر کہتا ہے اس کے دین کی قسم — اس کا رتبہ اس سے بڑھ کر ہے

کہ بقذفِ زشتِ من طیرہ شود — وز غرض وز سِرِّ من غافل بُود
کہ وہ میرے بری تہمت لگانے سے ناراض ہو — اور میری غرض اور راز سے غافل ہو

مُبتلا ^۲ چوں دید تاویلاتِ رنج — بُرد بیند کے شود اُو ماتِ رنج
مبتلا (انسان) جب رنج کی توجیہ سمجھ لیتا ہے — کامیابی دیکھتا ہے، وہ رنج سے ہارنہیں دیکھتا ہے

صاحبِ تاویل ایازِ صابرست — کہ بحر عاقبتہا ناظرست
توجیہہ کرنے والا، صابر، ایاز ہے — کیونکہ وہ نتائج کے سمندر کو دیکھنے والا ہے

ہمچو یوسفؑ خوابِ ایں زندانیاں — ہست تعبیرش بہ پیشِ اُو عیاں
حضرت یوسفؑ کی طرح ان قیدیوں کا خواب — اس کی تعبیر ان کے سامنے ظاہر ہے

خواب خود راچوں نداند مردِ خیر — کے بُود واقف ز سِرِّ خوابِ غیر
جب بھلا آدمی اپنے خواب کو نہیں جانتا — وہ دوسرے کے خواب کے راز سے کب واقف ہو گا؟

گر زنم ^۳ صد تیغ اُورا از امتحاں — کم نگردد وَصلتِ آں مہرباں
میں اگر آزمائش کی سو تلواریں اس کے ماروں — اس مہربان کا تعلق کم نہ ہو گا

داند اُو کاں تیغ بر خودمی زنم — من وَیم اندر حقیقت اُو منم
وہ جانتا ہے کہ وہ تلواریں اپنے مار رہا ہوں — حقیقت میں میں وہ ہوں، وہ میں ہے

دَربیانِ اتّحادِ عاشق و معشوق از رُوئے حقیقت اگرچہ

حقیقت کے اعتبار سے عاشق اور معشوق کے اتحاد کے بیان میں اگرچہ

---

۱ مرشما۔ بادشاہ نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ جو جواہر وہاں ملیں وہ تمہارے ہیں مجھے آ کر صرف بتا دینا۔ ایں ہمی گفت۔ بادشاہ نے یہ حکم تو دیدیا تھا لیکن وہ اس سے بے چین تھا کہ اگر اس کے مخلص ایاز کو اس کا علم ہو گا کہ میں نے بدگمانی کی بنیاد پر اس کے حجرہ کی تلاشی کا حکم دیا ہے تو اس کو کس قدر رنج ہو گا۔ باز میگوید۔ پھر بادشاہ دل میں کہتا تھا کہ ایاز کے خلوص پر یقین ہے کہ وہ اس حکم کے بارے میں مجھ سے بدگمان نہ ہو گا بلکہ یہی سمجھے گا کہ دشمنوں پر حقیقت حال واضح کرنے کیلئے میں نے یہ حکم دیا ہے۔

۲ مُبتلا۔ مصیبت زدہ جب اپنی مصیبت کی کوئی بہتر توجیہہ کر لیتا ہے تو وہ رنج اور غم میں شکست خوردہ نہیں رہتا ہے۔ صاحب تاویل۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ ایاز اس کام کی کوئی بہتر توجیہہ کر لیگا۔ ہمچو۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے ساتھی قیدیوں کے خواب کی صحیح تعبیر دیدی تھی جس نے یہ دیکھا تھا کہ وہ انگور نچوڑ رہا ہے اس کو کہدیا تھا کہ تعبیر یہ ہے کہ تو پھر بادشاہ کا ساقی بنے گا اور جس نے دیکھا تھا کہ پرندہ اس کے سر پر کی روٹیاں کھا رہے ہیں۔ اس سے کہا تھا کہ تو سولی پر چڑھایا جائیگا۔ ایں زندانیاں۔ جیل خور اور اس کے ساتھی۔

۳ گر زنم۔ سلطان محمود نے سوچا کہ اگر میں ایاز کے تلوار بھی ماروں تو اس کا تعلق کمزور نہ پڑے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرا اس کے تلوار مارنا اپنے تلوار مارنا ہے۔ در بیان۔ اب مولانا نے اکو اتحاد کا بیان شروع کیا ہے کہ عاشق اور معشوق ایک ہی ہیں [illegible]

او متضاد ۱ اند از روئے آنکہ نیاز ضدِ بے نیازی ست چنانکہ آئینہ
وہ اس اعتبار سے متضاد ہیں کہ نیاز، بے نیازی کی ضد ہے جیسا کہ آئینہ
بے صورت و سادہ است و بیصورتی ضدِ صورت ست لیکن
بغیر صورت کا اور سادہ ہے اور صورت کا ہونا صورت کی ضد ہے لیکن
میانِ ایشاں اتحادے ست در حقیقت کہ شرح آں دراز ست
حقیقت ان میں ایسا اتحاد ہے جس کی شرح دراز ہے

وَالعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْاِشَارَةُ
اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

جسمِ مجنوں راز رنجِ دورئے — اندر آمد ناگہاں رنجورئے
فراق کی تکلیف سے مجنوں کے جسم — میں اچانک بیماری پیدا ہو گئی

خوں بجوش آمد ز شعلۂ اشتیاق — تا پدید آمد بداں مجنوں خُناق
شوق کی چنگاری سے خون جوش میں آ گیا — حتی کہ اس سے مجنوں کے (گلے میں) خناق پیدا ہو گیا

پس ۲ طبیب آمد بدارو کردنش — گفت چارہ نیست ہیچ از رگ زنش
اس کا علاج کرنے کے لئے طبیب آیا — اس نے کہا فصد کرنے کے علاوہ کوئی علاج نہیں ہے

رگ زدن باید برائے دفعِ خوں — رگ زنے آمد بدانجا ذوفنوں
خون کے دفع کرنے کیلئے فصد کرنی چاہیے — (چنانچہ) وہاں ایک ہنر مند فصاد آیا

بازوش بست و گرفت آں نیشِ او — بانگ برزد در زماں آں عشق کیش
اس نے اس کا بازو باندھا اور اس کو اس کے سامنے پکڑا — فوراً وہ عشق مزاج چیخا

مزدِ خود بستان و ترکِ فصد کن — گر بمیرم گو برو جسمِ کہن
اپنی فیس لے لے، اور فصد نہ کر — اگر میں مر جاؤں، کہہ دے پرانا جسم چلا جائے

گفت ۳ آخر از چہ می ترسی ازیں — چوں نمی ترسی تو از شیرِ عریں
اس نے کہا آخر تو اس سے کیوں ڈرتا ہے؟ — جبکہ تو کچھار کے شیر سے نہیں ڈرتا ہے

شیر و گرگ و خرس و ہر یوز و دَدَہ — گرد بر گردِ تو شب گرد آمدہ
شیر اور بھیڑیا اور ریچھ اور ہر چیتا اور درندہ — تیرے چاروں طرف رات کو چکر لگاتا ہے

می نیاید شاں ز تو بوئے بشر — زانبہیِ عشق و وجد اندر جگر
تجھ میں سے انہیں انسان کی بو نہیں آتی ہے — تیرے جگر کے اندر عشق اور غم کی کثرت سے

---

۱ متضاد۔ بظاہر عاشق و معشوق میں تضاد ہے ایک طرف نیاز ہے دوسری طرف بے نیازی ہے جیسا کہ آئینہ بے صورت ہے اور جو صورت اس کے اندر آتی ہے۔ بظاہر ان دونوں میں تضاد ہے لیکن حقیقۃً دونوں میں اتحاد ہے اس کی مجنوں کے قصہ سے تشریح کرتے ہیں، مجنوں ایک مجنون بیمار ہو گیا عشق کی شدت سے اس کے خون میں جوش پیدا کر دیا جس سے اس کے گلے میں خناق (گلے کا ورم) پیدا ہو گیا۔

۲ پس طبیب۔ طبیب نے کہا خون کو کم کرنے کیلئے فصد کرنا ضروری ہے لہٰذا فصد کرنے والے کو بلایا جائے۔ بازوش۔ فصد کرنے کیلئے جب اس کا بازو باندھا تو مجنوں شور مچانے لگا اور کہا کہ خواہ میں مر جاؤں فصد نہ کر۔

۳ ... عشق۔ فصاد نے کہا تو جنگلوں میں مارا مارا پھرتا ہے اور درندوں سے بھی نہیں ڈرتا ایک نشتر سے کیوں ڈر رہا ہے۔ عریں۔ شیر کی کچھار۔ یوز۔ چیتا۔ ددہ۔ درندہ۔ نمی نیاید۔ چونکہ عشق اور غم نے تیرا جگر جلا دیا ہے ان درندوں کو تجھ میں سے انسان کی بو نہیں آتی ہے اور وہ تجھے اپنا دشمن سمجھ کر تجھ پر حملہ نہیں کرتے ہیں۔

گرگ [۱] و خرس و شیر داند عشق چیست — کم ز سگ باشد کہ از عشق او تہی ست
بھیڑیا اور ریچھ اور شیر جانتا ہے کہ عشق کیا ہے — جو شخص عشق سے خالی ہے وہ کتے سے کم ہے

گر رگِ عشقے نبودے کلب را — کے بجستے کلب کہف قلب را
اگر کتے میں عشق کی رگ نہ ہوتی — تو کتا (اہل) دل کے غار کو کب ڈھونڈتا

ہم ز جنسِ او بصورت چوں سگاں — گر نشد مشہور ہست اندر جہاں
اس کے ہم جنس بھی کتوں کی صورت میں — دنیا میں ہیں اگرچہ مشہور نہیں ہوئے ہیں

تو نبردی بوئے دل در جنسِ خویش — کے بری تو بوئے دل از گرگ و میش
تو نے اپنی ہم جنس کے دل کی خوشبو نہ پائی — تو بھیڑیے اور بھیڑ کے دل کی خوشبو کب حاصل کر سکتا ہے؟

گر نبودے [۲] عشق ہستی کے بدے — کے زدے ناں بر تو و تو کے شدے
اگر عشق نہ ہوتا، تو وجود کب ہوتا؟ — روٹی تجھ سے کب ملتی اور تو کب ہوتا؟

نانِ تو شد از چہ ز عشق و اشتہے — ورنہ ناں را کے بدے تا جاں رہے
تیری روٹی کس چیز سے بنی؟ عشق اور خواہش سے — ورنہ روٹی کا راستہ جان تک کب ہوتا؟

عشق نانِ مردہ را جاں می کند — جاں کہ فانی بود جاوید اں کند
عشق ہی مردہ روٹی کو جان (دار) بناتا ہے — جو جان فانی تھی اس کو جاودانی بنا دیتا ہے

گفت مجنوں من نمی ترسم ز نیش — صبرِ من از کوہِ سنگیں ہست بیش
مجنوں نے کہا میں نشتر سے نہیں ڈرتا ہوں — میرا صبر پتھریلے پہاڑ سے بڑھا ہوا ہے

منبلم بے زخم نا ساید تنم — عاشقم بر زخمہا بر می تنم
میں مصیبت کا لاہوں بغیر زخم کے میرے جسم کو آرام نہیں ملتا ہے — میں عاشق ہوں زخموں کا چکر لگاتا ہوں

لیک [۳] از لیلیٰ وجودِ من پُر ست — ایں صدف پُر از صفاتِ آں دُر ست
لیکن میرا وجود لیلیٰ سے بھرا ہوا ہے — یہ سیپ اس موتی کی صفات سے پُر ہے

ترسم اے فصاد اگر فصدم کُنی — نیش را ناگاہ بر لیلیٰ زنی
اے فصاد اگر تو میرے فصد لگائیگا، میں ڈرتا ہوں — اچانک تو لیلےٰ کے نشتر مارے گا

داند آں عقلے کہ او دل روشنے ست — در میانِ لیلیٰ و من فرق نیست
وہ عقل جس کا دل روشن ہے سمجھتی ہے — (کہ) مجھ میں اور لیلیٰ میں فرق نہیں ہے

من کیم لیلیٰ و لیلیٰ کیست من — ما دو روحیم آمدہ در یک بدن
میں کون ہوں؟ لیلیٰ اور لیلیٰ کون ہے؟ میں — ہم دو روحیں ہیں جو ایک جسم میں آ گئی ہیں

---

[۱] گرگ۔ مولانا فرماتے ہیں جبکہ حیوانات بھی عشق سے آشنا ہیں تو اگر انسان میں یہ جذبہ نہ ہو تو وہ کتے سے بھی بدتر ہے گر رگے۔ اصحابِ کہف کے کتے قطمیر کو عشق ہی غار میں لے گیا تھا۔ قلب۔ یعنی اہل دل اصحاب کہف ہم زجنس۔ اور کتے بھی قطمیر کی طرح ہیں۔ نہ شہر نہیں ہوئے ہیں۔ تو نبردی۔ تو نے انسان کے دل کے عشق کو نہ پہچانا تو درندوں کے دل کی حالت کیا جان سکتا ہے۔

[۲] گر نبودے۔ مولانا کے نزدیک عالم کے وجود کی بنیاد عشق ہے اور پوری کائنات میں باہمی عشق اور جذب و انجذاب ہے۔ ناں۔ اگر روٹی اور انسان میں باہمی تعلق ہوتا تو روٹی زندہ انسان کا جزو کیسے بنتی۔ عشق۔ عشق ہی نے اس مردہ روٹی کو زندہ انسان کا جزو بنا دیا۔ گفت۔ مجنوں مجنوں نے فصاد سے کہا میں نشتر لگنے سے نہیں ڈر رہا ہوں میرا صبر پہاڑ سے بھی زیادہ ہے اور زخم کھانا میری عادت ہے۔ اسی سے میرے جسم کو آرام ملتا ہے۔

[۳] لیک۔ چونکہ اب میں اپنے آپ کو فنا کر چکا ہوں اور میرے اس جسم میں صرف لیلیٰ ہے تو یہ نشتر میرے نہ لگے گا بلکہ لیلیٰ کے لگے گا۔ دانا عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اب لیلیٰ میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے میں لیلیٰ ہوں اور لیلیٰ میں ہوں دو روحیں ایک بدن میں ہیں۔

معشوقے[1] از عاشق پُرسید کہ خود را دوست تر میداری یا مَرا
ایک معشوق نے عاشق سے دریافت کیا تو اپنے آپ کو دوست رکھتا ہے یا مجھے
گفت من از خود مُردہ اَم و بتو زندہ اَم از خودو از صفاتِ خود
اس نے کہا میں اپنے اعتبار سے مردہ ہوں اور تیرے ذریعہ سے زندہ ہوں اپنے آپ سے اور اپنی
نیست شدہ ام و بتو ہست شدہ اَم علمِ خود را فراموش کردہ اَم و
صفات کے اعتبار سے معدوم ہو گیا ہوں اور تیرے ذریعہ سے موجود ہوا ہوں میں نے اپنا علم بھلا دیا ہے اور
از علمِ تو عالِم شدہ اَم قدرتِ خود راباد دادہ اَم واز قدرتِ
تیرے علم کے ذریعہ عالم بن گیا ہوں میں نے اپنی قدرت کو برباد کر دیا ہے اور تیری قدرت
تو قادر شدہ اَم اگر خودرا دوست دارم تُرا دوست داشتہ
کے ذریعہ صاحب قدرت ہو گیا ہوں اگر اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں تو تجھے دوست
باشم و اگر تُرا دوست داشتہ باشم خود را دوست داشتہ باشم
رکھتا ہوں اور اگر تجھے دوست رکھتا ہوں تو اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں

ہر کہ[2] را آئینہ یقیں باشد
جس کو یقین کا آئینہ حاصل ہو
گرچہ خودبیں خدائے بیں باشد
اگرچہ وہ خودبین ہے وہ خدا بین ہوگا

اُخرُج بِصِفَاتِی اِلٰی خَلقِی مَنْ رَّاٰکَ فَقَدْ رَاٰنِی وَمَنْ
میری مخلوق کی طرف میری صفات میں نکل، جس نے تجھے دیکھا تو بیشک اسنے مجھے دیکھا اور جس نے
قَصَدَکَ قَصَدَنِی وَمَنْ اَحَبَّکَ اَحَبَّنِی وَقِسْ عَلٰی ھٰذَا
تیرا قصد کیا اسنے میرا قصد کیا اور جس نے تجھ سے محبت کی اسنے مجھ سے محبت کی اور اسی پر قیاس کر لے

گفت معشوقے بعاشق ز امتحاں ... در صَبُوحی[3] کاے فلاں ابنِ فلاں
امتحانا ایک معشوق نے عاشق سے کہا ... صبح کی شراب کے وقت کہ اے فلاں فلاں کے بیٹے
مر مرا تو دوست تر داری عجب ... یا کہ خود را راست گویا ذالکرب
تو مجھے عجب زیادہ دوست رکھتا ہے ... یا اپنے آپ کو سچ بتا اے غمزدہ!
گفت من در تو چناں فانی شدم ... کہ پُرم من از تو از سَر تا قدم
اس نے کہا میں تجھ میں ایسا فنا ہو گیا ہوں ... کہ سر سے پاؤں تک تجھ سے پُر ہوں

[1] معشوقے۔ اب مولانا عاشق و معشوق کے اتحاد کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔ کسی معشوق نے عاشق سے دریافت کیا کہ تو مجھ سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ یا اپنے آپ سے اس نے کہا میں اپنی تمام صفات گم کر چکا ہوں اب تیرے علم سے عالم تیری قدرت سے قادر ہوں۔ لہٰذا اگر تجھے دوست رکھتا ہوں تو اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ اور اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں تو تجھ دوست رکھتا ہوں اب دوئی ختم ہو گئی ہے۔ لہٰذا یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

[2] ہر کہ۔ جس کو ذات، صفات باری پر یقین کامل حاصل ہو گیا چونکہ وہ خودی کو ختم کر چکا ہے لہٰذا اس کی خود بینی بھی خدا بینی ہے۔ اخرج۔ جب ایک انسان فرائض و نوافل کے ذریعہ خدا کا قرب حاصل کرتا ہے اور خدائی اخلاق سے متخلق ہو جاتا ہے تو اس انسان کو دیکھنا خدا کو دیکھنا ہے۔

[3] صبوحی۔ صبح کے وقت کی شراب۔ گفت۔ عاشق نے کہا کہ میں تجھ میں اپنے آپ کو فنا کر چکا اب تو اور میں دو شخص نہیں ہیں کہ ان کے بارے میں محبت کی کمی اور زیادتی کا سوال ہو سکے۔

بر مَن ۱ از ہستیِ من جُز نام نیست — دَر وجودم جُز تو اے خوش کام نیست

مجھ میں میرے وجود کا سوائے نام کے (کچھ) نہیں ہے — اے خوش نصیب میرے وجود میں تیرے سوا کچھ نہیں ہے

زاں سبب فانی شدم من آنچنیں — ہمچو سرکہ دَر تو بحرِ انگبیں

اس لئے میں ایسا فانی ہو گیا ہوں — جیسا کہ سرکہ اے شہد کے سمندر! تجھ میں

ہمچو سنگے کوشود کل لعلِ ناب — پُر شود اُو از صفات آفتاب

اس پتھر کی طرح جو مجسم خالص لعل بن گیا ہو — وہ سورج کی صفات سے پُر ہو جاتا ہے

وصفِ آں سنگی نماند اندرو — پُر شود از وصفِ خور اُو پشت و رُو

اس میں پتھر پن کی صفت نہیں رہتی ہے — وہ آگے اور پیچھے سے سورج کے وصف سے پُر ہو جاتا ہے

بعد ازاں ۲ گر دوست دارد خویش را — دوستیِ خُور بُود آں اے فتیٰ

اس کے بعد اگر وہ اپنے آپ کو دوست رکھتا ہے — اے نوجوان! وہ سورج سے دوستی ہوتی ہے

ور کہ خُور را دوست دارد اُو بجاں — دوستیِ خویش باشد بیگماں

اگر وہ (دل و) جان سے سورج کو دوست رکھتا ہے — بے شک اپنے سے دوستی ہوتی ہے

خواہ خود را دوست دارد لعلِ ناب — خواہ یا اُو دوست دارد آفتاب

خالص لعل، خواہ اپنے آپ کو دوست رکھے — یا خواہ وہ سورج کو دوست رکھے

اندریں دو دوستی خود فرق نیست — ہر دو جانب جُز ضیائے شرق نیست

ان دونوں دوستیوں میں فرق نہیں ہے — دونوں جانب سورج کی روشنی کے علاوہ کچھ نہیں ہے

تانشد ۳ اُو لعل خور را دشمن ست — زانکہ یک من نیست اینجا دو من ست

جب تک وہ لعل نہیں بنا، سورج کا دشمن ہے — کیونکہ ایک وجود نہیں ہے یہاں دو وجود ہیں

زانکہ ظُلمانی ست سنگ اے باحضور — ہست ظلمانی حقیقت ضدِّ نور

اس لئے کہ اے باشعور! پتھر تاریک ہے — تاریک حقیقتاً نور کی ضد ہے

خویش را گر دوست دارد کافر ست — زانکہ اُو مناعِ شمسِ اکبر ست

اگر اپنے آپ کو دوست رکھتا ہے تو کافر ہے — کیوں کہ وہ شمسِ اکبر کا منکر ہے

پس نشاید کہ بگوید سنگ انا — اُو ہمہ تاریکی ست و در فنا

پس مناسب نہیں ہے کہ پتھر "انا" کہے — وہ مجسم تاریکی اور فنا میں ہے

---

۱ بر من۔ میرے وجود کا نام ہی نام ہے ورنہ اس وجود میں دراصل تو ہے۔ سرکہ۔ سرکہ کو اگر شہد کے سمندر میں ڈال دیا جائے تو سرکہ کا محض نام ہی نام رہ جائیگا ورنہ وہ سب شہد میں ملکر شہد بن گیا ہے۔ ہمچو۔ جس جسم میں کسی دوسرے جسم کی پوری صفات آ جائیں تو اب اس پہلے جسم کا نام ہی نام باقی رہیگا۔ پتھر نے جب سورج کی صفات کو اس حد قبول کر لیا کہ اس میں پتھر پن نہ رہا اور وہ سورج کی صفات کو قبول کرکے لعل بن گیا تو اب وہ صرف نام کا پتھر ہے اس میں پتھر کی صفت باقی نہیں ہے۔

۲ بعد ازاں۔ لعل اگر اپنے آپ سے محبت کرے تو وہ سورج ہی سے محبت کہلائیگی۔ ورنہ اگر وہ لعل سورج سے محبت کرے گا تو اس کی وہ محبت خود اس کی اپنی ذات سے محبت کہلائے گی۔ لب اس کی اپنی ذات سے دوستی اور سورج سے دوستی میں کوئی فرق نہیں ہے اسلئے کہ اس میں اور سورج میں صفات کی یکسانیت ہے۔

۳ تانشد۔ ہاں اگر وہ پتھر ابھی لعل نہیں بنا ہے تو اس میں اور سورج میں تضاد ہے پتھر میں تاریکی ہے اور سورج میں صفائی اور روشنی ہے۔ خویش را۔ اگر اس حالت میں وہ پتھر اپنے آپ سے محبت کریگا تو وہ سورج کا کافر ہے اس کا اپنے وجود کا اقرار سورج کے غیر کے وجود کا اقرار ہے۔

گفت فرعونے ۱ اناالحق گشت پست | گفت منصورے اناالحق و برست
کسی فرعون نے انا الحق کہا وہ پست ہوا | کسی منصور نے انا الحق کہا وہ بالا ہے

آں انا را لعنۃ اللہ در عقب | ویں انا را رحمۃ اللہ اے محب
اس انا کے لئے (اللہ تعالیٰ) کی لعنت در پے ہے | اور یہ انا اے دوست اللہ (تعالیٰ) کی رحمت ہے

زانکہ او سنگ سیہ بُد ایں عقیق | آں عدوئے نور بُود وایں عشیق
کیونکہ وہ سیاہ پتھر تھا، یہ عقیق ہے | وہ نور کا دشمن تھا اور یہ عاشق ہے

ایں انا ہُو بود در سِرّ اے فضول | ز اتحادِ نور نز راہِ حلول
اے بیہودہ! یہ "انا" در حقیقت "ہُو" تھی | نور کے اتحاد کی وجہ سے نہ کہ حلول کے طور پر

جہد ۲ کن تا سنگیت کمتر شود | تا بلعلی سنگ تو انور شود
تو کوشش کرتا کہ تیرا پتھر پن کم ہو جائے | تاکہ تیرا پتھر لعل پن سے روشن ہو جائے

صبر کن اندر جہاد و در عنا | دمبدم می بیں بقا اندر فنا
مجاہدہ اور مشقت میں صبر کر | لحہ بہ لحہ فنا میں بقا دیکھ

وصفِ سنگی ہر زماں کم میشود | وصفِ لعلی در تو محکم میشود
پتھر پن کی صفت ہر لحہ کم ہو گی | تجھ میں لعل پن کی صفت مضبوط ہو جائے گی

وصفِ ہستی میرود از پیکرت | وصفِ مستی میفزاید در سرت
تیرے جسم میں سے وجود کی صفت نکل جائیگی | تیرے باطن میں مستی کی صفت بڑھ جائے گی

سمع شو یکبارگی تو گوشوار | تاز حلقہ لعل یابی گوشوار
تو کان کی طرح فوراً سماعت بن جا | تاکہ تجھے لعل کے حلقہ کا گوشوارہ مل جائے

ہمچو چہ ۳ کن خاک می کن گر کسی | زیں تنِ خاکی کہ در آبے رسی
اگر تو مرد ہے تو کنواں کھودنے والے کی طرح مٹی کھود | اس مٹی کے جسم کی، تاکہ تو پانی تک پہنچ جائے

گر رسد جذبِ خدا آبِ معیں | چاہ نا کندہ بجوشد از زمیں
اگر خدا کا جذب آ گیا، تو جاری پانی | کنواں کھودے بغیر زمین سے جوش مارے گا

کار کے میکن تو و کاہل مباش | اندک اندک خاکِ چہ را میتراش
کچھ کام کر اور کاہل نہ بن | تھوڑی تھوڑی کنویں کی مٹی کھود

۱ گفت۔ کسی فرعونی کا "انا الحق" کہنا اسی وجہ سے کفر ہے اور منصوری کا یہ کلمہ کہنا عین ایمان ہے۔ آں انا۔ اگر کوئی فرعونی صفت والا شخص انا الحق کہے تو وہ ملعون ہے اور کوئی منصور حلاج کی صفات والا انسان یہی کلمہ کہے تو اس پر خدا کی رحمت ہے۔ زانکہ۔ جبکہ انسان اللہ کی صفات سے متصف نہیں ہے تو اس میں اور اللہ تعالیٰ میں تضاد ہے۔ ایں انا۔ متصف بصفات خداوندی کا انا الحق کہنا دراصل ہو الحق کہنا ہے اس انا اور "ہو" میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ نور اور صفات کے اعتبار سے دونوں میں اتحاد ہے۔ حلول۔ ذاتِ باری کو کسی انسانی شکل میں ماننا حلول ہے جو کفر ہے۔

۲ جہد کن۔ مجاہدوں کے ذریعہ اپنے پتھر پن کو دور کر کے لعل بننے کی کوشش کر پھر تجھے رفتہ رفتہ اپنی صفات کو فنا کر کے اللہ کی صفات کے ذریعہ بقا حاصل ہو گا۔ وصف۔ تیرے وجود کے اوصاف رفتہ رفتہ فنا ہو جائینگے صفات خداوندی کا تیرے اندر جماؤ ہو جائے گا۔ سمع۔ تو کان کی طرح مجسم سماعت بنجا اور ان نصیحتوں کو قبول کر کے صفات خداوندی کو حلقہ بگوش بنالے

۳ ہمچو۔ اگر انسان میں انسانیت ہے تو اس کو کنواں کھودنے والے کی طرح مجاہدے کے ذریعہ اپنے جسم کی کھدائی کرنی چاہیے۔ تاکہ وہ آبِ حیات تک پہنچ سکے۔ گر رسد۔ مجاہدے کے ساتھ اگر حضرت حق کی جانب سے جذب شروع ہو جاتا ہے تو پھر مقصد تک پہنچنے کے لئے زیادہ مجاہدوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

کار میکن ۱ گوش ماں از بہرِ آب — اَندک اَندک دور کُن خاک وتُراب
پانی کے لئے کام کر کان بن جا — تھوڑی تھوڑی خاک اور مٹی ہٹا

ہر کہ رنجے دید گنجے شدُ پدید — ہر کہ جِدّے کرد دَر جَدّے رسید
جس نے تکلیف اٹھائی خزانہ ظاہر ہوا — جس نے کوشش کی ، نصیب کو پہنچ گیا

گفت پیغمبرؐ رکوع ست و سجود — بر درِ حق کوفتن حلقہ وجود
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے رکوع اور سجدہ — اللہ (تعالیٰ) کے در پر مراد کی کنڈی کھٹکھٹاتا ہے

حلقہ ۲ آں دَر ہر آنکو میزند — بہرِ اُو دولت سَرے بیروں کُند
جو شخص اس دروازہ کی کنڈی کھٹکھٹاتا ہے — اس کے لئے دولت باہر آتی ہے

آمدن آں امیرانِ نمّام با سرہنگاں نیم شب و گشادن حجرۂ ایاز و دیدن چارق و پوستین را آویختہ و گمان بردن کہ آں مکرست و رُوپوش و خانہ را حُفرہ کردن بہر گوشہ کہ گمان آمدو چاہ کناں آوردن و دیوارہا را سُوراخ کردن و چیزے نا یافتن و تخجل و نومید شدُن چنانکہ ۳ بد گمانان و خیال اندیشاں درکارِ انبیا و اولیا کہ میگفتند کہ سا حِرا ندو خویشتن ساختہ اندو تصدُّر میجویند بعداز تفحص تخجل شدُن ایشان سُودندارد

اِن چغل خور امیروں مع سپاہیوں کے آدھی رات کو آنا اور ایاز کا حجرہ کھولنا اور چپل اور پوستین کو لٹکا ہوا دیکھنا اور خیال کرنا کہ یہ مکاری اور آڑ ہے اور گھر کے ہر اس گوشہ کو کھودنا جس کا انہیں خیال آیا اور کنواں کھودنے والوں کو لانا اور دیواروں میں سوراخ کرنا اور کسی چیز کو نہ پانا اور شرمندہ اور نا امید ہونا جیسا کہ انبیاء اور اولیاء کے معاملہ میں بد گمانوں اور سوچنے والوں جو کہتے تھے کہ جادو گر ہیں، اور اپنے آپ کو بنائے ہوئے ہیں اور اور بڑائی چاہتے ہیں جستجو کے بعد ان کا شرمندہ ہونا مفید نہیں ہے

آں امیراں بر درِ حجرہ شدُند — طالبِ گنج و زر و خُمرہ شدُند
وہ امیر حجرے کے دروازہ پر آئے — خزانہ اور سونے اور مٹکی کے طلبگار بنے 11

۱ کار میکن ۔ انسان کو مجاہدہ شروع کرنا چاہیے اور مقصد کے حصول کا منتظر رہنا چاہیے۔ ہر کہ خدا محنت کو رائیگاں نہیں کرتا ہے۔ جو کوشش کرتا ہے وہ پا لیتا ہے۔ گفت ۔ عبادتیں اس لئے کی جاتی ہیں تا کہ درِ حق کھلے اور انسان کو تقرب حاصل ہو۔ زنجیر بجا کر دروازہ کھلوایا جاتا ہے ۔ عبادت بھی زنجیر بجانا ہے۔

۲ حلقہ ۔ مشہور مقولہ ہے مَنْ دَقَّ بَابَ الْکَرِیْمِ انْفَتَحَ جو شخص سخی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو دروازہ کھل جاتا ہے رو پوش ۔ یعنی ایاز نے چپل اور پوستین اس لئے لٹکا دی ہے کہ مخفی خزانہ کی جانب لوگوں کا دھیان نہ جائے۔

۳ چنانکہ ۔ یہ لوگ ایاز کے معاملہ میں ایسے ہی شرمندہ ہوئے جس طرح انبیاء اور اولیاء کے منکر آخر میں ایسے وقت شرمندہ ہوئے ہیں جبکہ ان کی شرمندگی ان کے لئے مفید نہیں ہوئی ہے۔ تصدُّر ۔ صدر کا مقام حاصل کرنا ، فخر و متکبّری۔

قفل را بر میگشادند از ہوس ۔۔۔ بادو صد فرہنگ و دانش چند کس
ہوس سے انہوں نے تالا کھولا ۔۔۔ چند اشخاص نے سینکڑوں عقلوں اور سمجھ کے ساتھ

زانکہ ۱ قفل صعب بر پیچیدہ بود ۔۔۔ از میانِ قفلہا بگزیدہ بود
کیونکہ اس نے مضبوط تالا لگا رکھا تھا ۔۔۔ تالوں میں سے منتخب کیا تھا

نے ز بخلِ سیم و مال و زرِ خام ۔۔۔ از برائے کتمِ آں سراز عوام
چاندی اور مال اور خالص سونے کے بخل کی وجہ سے نہیں ۔۔۔ (بلکہ) اس راز کو عوام سے چھپانے کے لئے

کہ گروہے بر خیالِ بد تنند ۔۔۔ قومِ دیگر نام سالوسم کنند
کہ ایک جماعت برے خیال پر قائم ہو جائیگی ۔۔۔ دوسری قوم میرا نام مکار رکھے گی

پیشِ با ہمت بود اسرارِ جاں ۔۔۔ از خساں محفوظ تر از لعلِ کاں
جان کے راز، با ہمت کے سامنے ۔۔۔ کمینوں سے، کان کے لعل سے زیادہ محفوظ ہوتے ہیں

زر بہ از جان ست پیشِ ابلہاں ۔۔۔ زر نثارِ جاں بود پیشِ شہاں
بیوقوفوں کے نزدیک سونا جان سے بہتر ہے ۔۔۔ شاہوں کے نزدیک سونا جان کی خیرات ہے

می ۲ شتابیدند تفت از حرصِ زر ۔۔۔ عقلِ شاں میگفت نے آہستہ تر
وہ سونے کے لالچ میں تیز دوڑتے تھے ۔۔۔ ان کی عقل کہتی تھی "نہیں" بہت آہستہ

حرص تازد بیہدہ سوئے سراب ۔۔۔ عقل گوید نیک بیں کاں نیست آب
سراب کی جانب، لالچ بیکار دوڑتا ہے ۔۔۔ عقل کہتی ہے اچھی طرح دیکھ وہ پانی نہیں ہے

حرص غالب بود و زر چوں جاں شدہ ۔۔۔ نعرۂ عقل آں زماں پنہاں شدہ
لالچ غالب تھا اور سونا جان کی طرح بن گیا تھا ۔۔۔ اس وقت عقل کی آواز دب گئی تھی

حرص غالب بود بر زر ہمچو جاں ۔۔۔ گفت این ست ایں متاعِ رائگاں
جان جیسے سونے پر حرص غالب تھی ۔۔۔ اس نے کہا یہی ہے یہ بیہودہ چیز

گشتہ صد تو حرص و غوغا ہائے او ۔۔۔ گشتہ پنہاں حکمت و ایمائے او
حرص اور اس کا شور سو گنا بن گیا ۔۔۔ دانائی اور اس کا اشارہ چھپ گیا

تاکہ ۳ در چاہِ غرور اندر فتد ۔۔۔ آنکہ از حکمت ملامت نشنود
تاکہ دھوکے کے کنویں کے اندر گرے ۔۔۔ وہ جو دانائی کی ملامت نہیں سنتا

چوں زنند دام بادِ او شکست ۔۔۔ نفسِ لوامہ برو یابید دست
جب جال کے پھندے کی وجہ سے اس کا غرور ٹوٹا ۔۔۔ لوامہ نفس نے اس پر قابو پا لیا

۱ زانکہ۔ ایاز نے حجرہ پر ایسا سخت قفل لگایا تھا جس کا کھلنا آسان نہ تھا۔ نے زبخل۔ مضبوط قفل کسی بخل کی وجہ سے نہ لگایا تھا بلکہ اپنا راز چھپانے کیلئے لگایا تھا۔ قوم دیگر۔ اگر لوگوں کو چپل اور پوستین کا حال معلوم ہوگا تو اس کو مکاری پر محمول کرینگے۔ پیش۔ با ہمت۔ لوگ اپنے باطنی احوال کی لعل و جواہر سے بھی زیادہ حفاظت کرتے ہیں۔ زر۔ بیوقوفوں کے نزدیک سونا جان سے بہتر ہے عقلمند روپے پیسے کو جان کی خیرات سمجھتے ہیں۔

۲ می شتابیدند۔ لالچ ان کو دوڑا رہا تھا اور عقل آہستہ روی کی تعلیم دے رہی تھی۔ حرص تازد۔ حرص انسان کو غیر واقعی نفع کی طرف دوڑاتی ہے عقل اس کو سمجھاتی ہے سراب۔ وہ ریت جو دور سے پانی نظر آئے۔ حرص۔ ان پر حرص کا غلبہ تھا اور عقل کی آواز دب گئی تھی۔ غالب بود۔ سونا جو ان کیلئے جان کی طرح تھا اس پر حرص غالب تھی انہوں نے عقل کی آواز کو بیکار بتلایا۔ حکمت۔ عقل کی دانائی اور اس کے اشارے ان لوگوں سے مخفی ہو گئے تھے۔

۳ تاکہ۔ حکمت کے اشارے اسلئے پوشیدہ ہو جاتے ہیں کہ یہ شخص دھوکے میں مبتلا ہو۔ چوں۔ یہ لالچی شخص جب پھنس جاتا ہے تو اس کا غرور ٹوٹتا ہے اور پھر اس کا نفس اس کو ملامت کرتا ہے نفس لوامہ نور دل کی روشنی میں گناہوں کا دکھانے والا نفس۔

تابدیوارِ [1] بلا ناید سَرش — نشنوَد پندِ دلِ آں گوشِ کَرش
جب تک اس کا سر مصیبت کی دیوار تک نہیں آتا ہے — اس کا بہرا کان دل کی نصیحت نہیں سنتا ہے

کود کاں را حرصِ لوزینہ و شکر — از نصیحتہا کُند دو گوش کَر
بادام کے حلوے اور شکر کا لالچ بچوں کے — دونوں کان کو نصیحتوں سے بہرا بنا دیتا ہے

چونکہ دردِ دُنبلش آغاز شُد — در نصیحت ہَر دو گوشش باز شُد
جب اس کے پھوڑے کا درد شروع ہوا — اس کے دونوں کان نصیحت کے لئے کھلے

حُجرہ رابا حرص و صَد گونہ ہوس — باز کردندآں زماں آں چند کس
حجرہ کو سینکڑوں ہوس اور حرص سے — ان چند شخصوں نے اس وقت کھولا

اندر افتادند برہم ز از دحام — ہمچو [2] اندر دوغ گندیدہ ہوام
از دحام سے اکٹھے اندر گھسے — جس طرح بھنگے سڑی ہوئی چھاچھ میں

عاشقانہ دَر فتدبا کرّ و فر — خوردن امکاں نے وبَستہ ہَر دو پر
شان و شوکت سے، عاشقانہ گرتا ہے — کھانے کا امکان نہیں اور دونوں پر بندھے ہوئے ہیں

بنگرید نداز یسارو از یمیں — چارقے بدریدہ بُودو پوستیں
انہوں نے بائیں اور دائیں جانب دیکھا — پھٹی ہوئی چپل اور پوستین تھی

باز [3] ایں گفتندمکاں بینوش نیست — چارق اینجا جُزپے رُوپوش نیست
انہوں نے پھر کہا یہ جگہ بغیر شہد کے نہیں ہے — اس جگہ چپل اڑ کے سوا نہیں ہے

ہیں بیاور سیخہائے تیز را — امتحاں کُن حُفرَہ و کاریز را
خبردار! تیز سلائیں لا — گڑھے اور نالی کا امتحان لے

ہر طرف کندندو جُستندآں فریق — حُفرہا کردندو گوہائے عمیق
ان لوگوں نے ہر طرف کھودا اور تلاش کی — گڑھے اور گہرے غار ڈال دیئے

حفر ہاشاں بانگ میداد آں زماں — کند ہائے خالییم اے کندگاں
ان کو اس وقت گڑھوں نے پکارا — اے گندو! ہم خالی خندقیں ہیں

زاں سگالش شرم ہم میداشتند — کند ہارا بازمی انباشتند
اس بدگمانی سے ان کو شرم بھی آرہی تھی — انہوں نے خندقوں کو دوبارہ بھر دیا

باز دَر دیوارہا سُوراخہا — ہمچنیں کردند از جہل و عمیٰ
پھر دیواروں میں سوراخ — نادانی اور اندھے پن سے اسی طرح کئے

[1] تابدیوار۔ جب تک مصائب کی دیوار سے اس کا سر نہیں ٹکراتا ہے اس وقت تک یہ دل کی نصیحت نہیں سنتا ہے۔ کودکاں۔ اس شخص کی مثال بچوں کی سی ہے جو مٹھائی کے لالچ میں کوئی نصیحت نہیں سنتے ہیں۔ چونکہ۔ جب مٹھائی کھانے سے پھوڑے اور پھنسیاں نکلتی ہیں۔ تب بچے کے کان کھلتے ہیں۔ حجرہ۔ اب پھر ایاز کے حجرے کے کھولنے کا ذکر شروع کیا ہے۔

[2] ہمچو۔ وہ لوگ از دحام کرکے ایاز کے حجرہ میں اس طرح گھسے جس طرح بھنگے مکھی چھاچھ میں گرتے ہیں کہ وہ نہ اس میں سے کچھ کھا سکتے ہیں اور نہ صحیح سالم باہر نکل سکتے ہیں۔ یہی حال ان لوگوں کا تھا کہ انکو وہاں مال بھی ہاتھ نہ آیا اور رسوا ہو گئے۔

[3] باز گفتند۔ حجرے میں مال نہ پانے کے باوجود انہوں نے کہا کہ یہ حجرہ مال سے خالی نہیں ہوسکتی چپل اور پوستین تو مال کو چھپانے کے لئے ایک آڑ ہی سیخہا۔ یعنی کھودنے کے لئے کدالیں۔ کاریز۔ نالی۔ گوہای۔ گڑھے حفرہا۔ گڑھوں سے کہہ رہے تھے کہ اے ناپاک خیالات والو ہم خالی گڑھے ہیں۔ زاں۔ اب وہ اپنے خیالات پر شرمندہ تھے انہوں نے گڑھوں کا پاٹنا شروع کر دیا۔

بے عدد ۱ لاحول در ہر سینۂ   ماند مرغِ حرصِ شاں بے چینۂ

ہر سینہ میں بے شمار "لا حول" تھی   ان کی حرص کا پرند بغیر کنگنی کے رہ گیا

زاں ضلالتہائے یا وہ تازِ شاں   حفرہ و دیوار و در غمازِ شاں

ان کی بیہودہ دوڑ کی گمراہیاں   گڑھا اور دیوار اور دروازہ انکے چغلخور تھے

ممکنِ اندائے آں دیوار نے   با ایاز امکانِ ہیچ انکار نے

اس دیوار کی لپائی ممکن نہ تھی   ایاز کے سامنے انکار کا کوئی امکان نہ تھا

گر خداعِ بیگناہی میدہند   حائط و عرصہ گواہی میدہند

اگر وہ اپنی بے گناہی کا دھوکا دیں   دیوار اور صحن گواہی دے رہے ہیں

جملہ در حیرت کہ چہ عذر آورند   تا ازیں گرداب جاں بیروں برند

سب حیرت میں تھے کہ کیا عذر کریں   تاکہ اس بھنورے جان کو باہر نکالیں

عاقبت ۲ نومید دست و لب گزاں   چوں زناں دو دست بر سر بازناں

انجام کار نا امید اور ہاتھ اور ہونٹ کاٹتے ہوئے   عورتوں کی طرح دوہتر سر پر مارتے ہوئے

باز گردیدند سوئے شہر یار   پُرز گرد و روئے زرد و شرمسار

شاہ کی طرف واپس ہو گئے   گرد کے بھرے ہوئے چہرے زرد اور شرمندہ

باز گشتنِ نمّاماں از حجرۂ ایاز بسوئے شاہ توبرہ تہی و خجل ہمچو

چغلخوروں کا ایاز کے حجرے سے بادشاہ کی طرف خالی توبرہ اور شرمندہ ہو کر واپس جانا جیسا

بدگمانان در حقِ انبیا علیہم السلام در وقفِ ظہور برأت و

کہ انبیاء علیہم السلام سے بدگمانی کرنے والے ان کی برأت اور پاکی کے ظاہر

پاکیِ ایشاں کہ یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ و

ہو جانے کے وقت کہ اس دن جبکہ کچھ چہرے سفید اور کچھ چہرے کالے ہو جائیں گے اور

قَوْلُهٗ تعالیٰ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ

اللہ تعالیٰ کا قول قیامت کے روز تو دیکھیگا ان لوگوں کو جنہوں نے خدا پر جھوٹ بولا تھا انکے چہرے کالے ہونگے

شاہ ۳ قاصد گفت ہیں احوال چیست   کہ بغلتاں از زر و ہمیاں تہیست

بادشاہ نے قصداً کہا ہاں کیا احوال ہیں ؟   کہ تمہاری بغلیں ہمیانی اور سونے سے خالی ہیں

ور نہاں کردید دینار و تسو   فر و شادی در رخ و رخسار کو

اگر تم نے اشرفیاں اور دمڑیاں چھپا رکھی ہیں   تو منہ اور رخسار پر شان اور خوشی کہاں ہے ؟

---

۱ لاحول۔ وہ اپنے کام پر لاحول پڑھ رہے تھے۔ غماز۔ ان کو اپنے کاموں کو چھپانا ممکن نہ تھا دیواروں کے سوراخ اور زمین کے گڑھے ان کی چغلی کھا رہے تھے۔ ممکن۔ ان گڑھوں اور سوراخوں کو اس طرح اب بند بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ایاز کے سامنے ان حرکتوں کا انکار ممکن ہو لہٰذا وہ سب حیران تھے اور در و دیوار کی گواہی سے ڈر رہے تھے۔

۲ عاقبت۔ انجام کار وہ محروم واپس ہوئے اور عورتوں کی طرح سروں پر دوہتر مار رہے تھے۔ باز گشتن۔ وہ لوگ خالی ہاتھ اور شرمندہ اسی طرح تھے جس طرح کفار ہونگے۔ جبکہ انبیاء اور رسولوں کی برأت ظاہر ہوگی اور بداعمالوں کے چہرے سیاہ اور نیکوکاروں کے سفید ہو جائیں گے۔

۳ شاہ۔ شاہ نے قصداً ان سے دریافت کیا کہ تمہاری بغلیں۔ ہمیانی زر و جواہر سے کیوں خالی ہیں اگر تم یہ بھی کہو کہ وہ ہم نے چھپا لئے ہیں تو بھی ان کے آثار چہروں پر ضرور ہونے چاہئیں تھے۔

گرچہ ۱ پنہاں بیخِ ہر بیخ آورست
اگرچہ ہر جڑ والا درخت کی جڑ پوشیدہ ہے
برگ سِیْمَاهُمْ وُجُوهُهُمْ اَخضرست
سبز پتے ان کے چہروں پر نشان ہے کا مصداق ہیں

آنچہ خورد آں بیخ از زہر و زقند
جو کچھ زہر اور شکر اس جڑ نے کھایا ہے
تک منادی میکُند شاخِ بُلند
اس بلند شاخ پکار رہی ہے

بیخ ۲ اگر بے برگ واز مایہ تہیست
جڑ اگر بغیر پتے کے اور سرمائے سے خالی ہے
بر گہائے سبز پر اشجار چیست
درختوں پر سبز پتے کیسے ہیں ؟

بر زبانِ بیخ گِل مُہرے نہد
جڑ کی زبان پر مٹی مہر لگا دیتی ہے
شاخ دست و پا گواہی میدہد
شاخ ، ہاتھ پاؤں ہیں جو گواہی دیتے ہیں

آں امیراں جُملہ در عُذر آمدند
ان سب سرداروں نے معذرت کی
ہمچو سایہ پیشِ مہ ساجد شدند
سایہ کی طرح چاند کے سامنے سجدہ کرنیوالے بنگئے

عذرِ آں گرمی و لاف و ما و من
اس جوش اور شیخی اور انانیت سے عذر کے لئے
پیش شہ رفتند با تیغ و کفن
تلوار اور کفن لے کر شاہ کے سامنے گئے

از ۳ خجالت جملہ انگشتاں گزاں
شرمندگی سے انگلیاں کاٹتے ہوئے
ہر یکے میگفت کے شاہِ جہاں
ہر ایک کہہ رہا تھا کہ اے شاہ جہاں !

گر بریزی خوں حلالستت حلال
اگر تو خون بہائے تیرے لئے حلال ہی حلال ہے
ور بہ بخشی ہست انعام و نواں
اگر تو معاف کر دے انعام اور عطا ہے

کردہ ایم آنہا کہ از ما می سزید
ہم نے وہ کیا جو ہمارے لائق تھا
تاچہ فرمائی تو اے شاہِ مجید
اے بزرگ بادشاہ ! اب آپ کیا فرماتے ہیں ؟

گر بہ بخشی جُرمِ ما اے دلفروز
اے دل کو روشن کرنیوالے ! اگر تو ہمارا جرم بخشدے
شب شبیھا کردہ باشد روز روز
(تو ایسا ہوگا) کہ رات نے رات پن کیا دن نے دن پن

گر بہ بخشی یافت نومیدی کُشاد
اگر تو بخش دیگا تو مایوسی نے کشادگی حاصل کی
ورنہ صد چوں ما فدائے شاہ باد
ورنہ ہم جیسے سینکڑوں بادشاہ پر قربان ہیں

گفت شہ نے ایں نواز وایں گداز
بادشاہ نے کہا نہیں یہ نوازش اور یہ سزا
من نخواہم کرد ہست آنِ ایاز
میں نہ کروں گا یہ ایاز کی ملکیت ہے

۱ گرچہ۔ جڑ زمین میں چھپی ہوئی ہوتی ہے لیکن اس کے آثار پتوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔ برگ۔ چھپے ہوئے اعمال کے اثرات نیکوں کے چہروں پر ظاہر ہوں گے قرآن پاک میں ہے۔ سِیْمَاهُمْ فِيْ وُجُوهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ یعنی سجدوں کے آثار انکے چہروں سے نمایاں ہیں۔ آنچہ۔ پتوں سے جڑ کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔

۲ بیخ۔ جڑ میں اگر زندگی نہ ہوتو درخت پر سبز پتے نہیں آسکتے ہیں۔ برزبان۔ مٹی نے جڑ کے منہ پر مہر لگا دی ہے لیکن اس کی شاخیں جو اس کے ہاتھ پاؤں ہیں گواہی دے رہے ہیں۔ عذر۔ مجرم کے لئے قاعدہ تھا کہ تیغ وکفن لے کر بادشاہ کے سامنے جاتا تھا۔ وہ اس طور پر سزا پر اپنی آمادگی ظاہر کرتا تھا۔

۳ از خجالت۔ ہر شخص شرمندگی سے انگلیاں کاٹ رہا تھا۔ اور بادشاہ سے کہہ رہا تھا کہ اگر ہمیں قتل کر دیا جائے تو ہم اسی کے قابل ہیں اگر آپ معاف کر دیں تو آپ کا کرم ہے۔ شب شبیھا۔ رات اپنا کام کرتی ہے اور دن اپنا ہمارے تاریک کارنامے ہیں اور آپ کی معافی پرنور ہے گر بہ بخشی۔ اگر آپ معاف کر دیں گے تو ہماری مایوسی امید سے بدل جائے گی۔ ورنہ ہماری جان آپ پر قربان ہے۔ گفت۔ بادشاہ نے کہا اس معاملہ میں سزا عطا میرا کام نہیں ہے ایاز کا کام ہے۔

حوالہ[1] کردنِ بادشاہ قبولِ توبہ نماماں و حجرہ گشایاں و سزا دادن و ادب کردنِ ایشاں با لیاز کہ یعنی ایں جنایت بر عرضِ او رفتہ است عذر او پذیرد

بادشاہ کا چغلخوروں اور حجرہ کھولنے والوں کی توبہ کو قبول کرنا اور سزا دینا اور ان کو تنبیہ کرنا، لیاز کے سپرد کرنا کیونکہ یہ زیادتی اس کی آبرو پر ہوئی تو اس کا عذر وہ قبول کرے

ایں جنایت برتن و عرض ویست ۔ زخم بر رگہائے آں نیکو پے ست
یہ ظلم اس پر اور اس کی آبرو پر ہوا ہے ۔ زخم اس نیک خصلت کی رگوں پر لگا ہے

گرچہ نفسِ واحدیم از روئے جاں ۔ ظاہراً دوریم ازیں سود و زیان
اگرچہ جان کے اعتبار سے ہم ایک ذات ہیں ۔ اس نفع اور نقصان کے اعتبار سے بظاہر ہم دو ہیں

تہمتے بر بندہ شہ را عار نیست ۔ جرم[2] مزید حلم و استظہار نیست
غلام پر تہمت شاہ کی ذلت نہیں ہے ۔ مزید حلم اور بھروسہ کے سوا کچھ نہیں ہے

متہم را شاہ چوں قاروں کند ۔ بیگنہ را تو نظر کن چوں کند
جبکہ شاہ تہمت کردہ کو قارون بنا دیتا ہے ۔ تو غور کر بے قصور کو وہ کیا بنائے گا؟

شاہ را غافل مداں از کارِ کس ۔ مانعِ اظہار آں حلم ست و بس
شاہ کو کسی کے کام سے غافل نہ سمجھ ۔ اس کے ظاہر کرنے کے لئے فقط حلم مانع ہے

مَن ذَا یَشْفَعُ بہ پیشِ علمِ او ۔ لا اُبالی وار الّا حلمِ او
اس کے علم کے آگے وہاں کون ہے جو سفارش کر سکے؟ ۔ لاپرواہی کے ساتھ سوائے اس کے حلم کے

آں گنہ اوّل ز حلمش میجہد ۔ ورنہ ہیبت آں مجالش کے دہد
خطا پہلے پہل اس کے حلم کی بنیاد پر صادر ہوتی ہے ۔ ورنہ خوف اس کو کب گنجائش دیتا؟

خونبہائے[3] جرمِ نفسِ قاتلہ ۔ ہست بر حلمش دیت بر عاقلہ
قاتل نفس کے جرم کا خونبہا ۔ اس کی بردباری پر ہے (جیسا کہ) عاقلہ پر دیت

مست و بیخود نفسِ ما زاں حلم بود ۔ دیو در مستی کلاہ از وے ربود
ہمارا نفس اس حلم سے مست اور بیخود تھا ۔ مستی میں شیطان اس کی ٹوپی لے بھاگا

گرنہ ساقی حلم بودے بادہ ریز ۔ دیو با آدم کجا کردے ستیز
اگر حلم کا ساقی شراب چھلکانے والا نہ ہوتا ۔ شیطان آدم سے کب جھگڑا کرتا؟

---

[1] حوالہ۔ بادشاہ نے لیاز کو بلا کر ان امیروں کو اس کے حوالہ کر دیا۔ این جنایت۔ بادشاہ نے کہا تمہارا ظلم و زیادتی لیاز کے جسم اور آبرو پر ہوئی ہے۔ گرچہ۔ اگرچہ لیاز اور میں دو نہیں ہیں لیکن اس معاملہ میں یگانگت نہیں ہے۔ تہمتے۔ اگر بادشاہ کے غلام پر کوئی تہمت لگائے تو بادشاہ ذلیل نہیں ہوتا ہے۔ لہذا اس معاملہ کا تعلق باوجود یگانگت کے لیاز ہی سے ہے۔

[2] جرم۔ اگر کوئی شاہ کا جرم بھی کرتا ہے تو وہ اس کے حلم کے بھروسہ پر کرتا ہے۔ شاہ کو جرم کا علم بھی ہوتا ہے تو اپنے حلم کی وجہ سے اس کا اظہار نہیں کرتا ہے۔ من ذا۔ چونکہ بادشاہ کو مجرم کا پورا علم ہوتا ہے تو سفارش صرف اس کے حلم کی چلتی ہے۔ آں گنہ۔ شاہ کے حلم کی وجہ سے خطا کار کو ہمت ہو جاتی ہے ورنہ ہیبت اس کو خطا کرنے کا موقع نہ دے۔

[3] خونبہائے۔ اگر کوئی قتل میں خطا کرتا ہے تو اس کے رشتہ داروں کو دیت دینی پڑتی ہے چونکہ قاتل اپنے رشتہ داروں کے سہارے کی امید پر قتل کرتا ہے۔ اسی طرح خطا کار شاہ کے حلم کے سہارے خطا کرتا ہے تو اس کی خطا کی ذمہ داری بھی شاہ کے حلم پر آتی ہے۔ مست۔ شاہ کے حلم کی مستی خطاکار پر واجب ہو جاتی ہے اس حالت میں شیطان اس کو بے آبرو کر دیتا ہے۔ گرنہ۔ اگر حضرت آدمؑ کو علم خداوندی پر بھروسہ نہ ہوتا تو شیطان ان کا کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا۔

گاہ[1] علمِ آدمؑ ملائک را کہ بُود — اُو ستادِ علم و نقادِ نقود
ملائک کے اعتبار سے آدمؑ کے علم کا جو مرتبہ تھا — علم کے استاد اور نقدوں کو پرکھنے والے تھے

چونکہ در جنّت شرابِ حلم خورد — شد ز یک بازیِ شیطاں رُویِ زرد
چونکہ انہوں نے جنت میں علم کی شراب پی — شیطان کے ایک داؤں سے شرمندہ ہو گئے

آں بلا ذُرہائے تعلیم و دُود — زیرک و دانا و چستش کردہ بُود
اللہ تعالیٰ کی تعلیم کی بھلانوں نے — ان کو ذہین اور عقلمند اور چست کر دیا تھا

باز آں افیونِ حلمِ سختِ اُو — دُزد را آ آورد سُوئے رَختِ اُو
پھر اس کے انتہائی حلم کی افیون نے — اس کے سامان کی جانب چور کو روانہ کر دیا

عقل آمد سُوئے حلمش مستجیر — ساقیم تو بُودہٗ دستم بگیر
عقل اس کے حلم کی جانب پناہ پکڑتی ہوئی آئی — میرا ساقی تو تھا میری دستگیری کر

فرمودنِ[2] شاہ ایاز را کہ اِختیار کُن از عفو و مکافات کہ از عدل

بادشاہ کا ایاز سے فرمانا کہ بدلے اور معاف کرنے میں سے جو بھی پسند کرے اختیار کر کیونکہ انصاف

و لُطف ہرچہ کُنی انجا صوا بست و در ہر یکے را مصلحتہاست

اور مہربانی میں سے جو بھی تو کریگا اس مقام پر درست ہے اور ہر ایک میں مصلحتیں ہیں

کہ در ہر عدل ہزار لُطف دَرجست وَلَکُم فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃ

اسلئے کہ ہر انصاف میں ہزاروں مہربانیاں درج ہیں اور تمہارے لئے بدلہ لینے میں زندگی ہے

آنکس کہ کراہت میدارد قصاص را دریں یک حیاتِ

جو شخص بدلہ لینے کو ناپسند کرتا ہے اس میں قاتل کی ایک زندگی

قاتل نظر میکُند و دَر صد ہزار حیات کہ معصوم و محفوف

پر نظر کرتا ہے اور وہ ان لاکھوں زندگیوں کو جو سزا کے خوف کے

خواہد شدُن در حصنِ بیم سیاست نمی نگرد

قلعے میں محفوظ اور مامون ہو گی نہیں دیکھتا ہے

کُن میانِ مجرماں حکم اے ایاز — اے ایازِ پاک با صد احتراز
اے ایاز! مجرموں کا فیصلہ کر — سیکڑوں پرہیزگاریوں کے ذریعہ پاک' اے ایاز'

گر دو[3] صد بارت بجوشم در عمل — در کفِ جوشت نیابم یک دغل
اگر میں تجھے دو سو بار بھی کام میں جوش دلاؤں — تیرے جوش کے جھاگ میں ایک خرابی بھی نہ پاؤں

---

[1] گاہ۔ آدمؑ کو ملائکہ سے زیادہ علم حاصل تھا لہٰذا شیطان ان کو دھوکہ نہ دے سکتا تھا لیکن چوں کہ آدمؑ نے جنت میں اللہ کے علم کا جام پی لیا تھا تو ان سے خطا سرزد ہو گئی۔ بلاذر۔ بھلانوں اس کو مدبر کر کے کھانا ذہن کے لئے بہت مفید ہے۔ باز آں۔ حضرت آدمؑ نے اللہ تعالیٰ کے حلم کی افیون کھائی جس سے ان پر غفلت طاری ہو گئی۔ عقل۔ پھر اس غلطی سے ان کی عقل نے اللہ کی بردباری سے پناہ پکڑی۔

[2] فرمودن۔ بادشاہ نے ایاز سے کہا اب تو جو چاہے کر۔ معاف کر دے یا بدلہ لے لے عدل کر یعنی بدلہ لے لے یا مہربانی کر اور یہ بھی سمجھ لے کہ عدل یعنی بدلہ لینے میں سیکڑوں مہربانیاں پوشیدہ ہیں اس لئے کہ قصاص کے ڈر سے جانیں محفوظ ہو جاتی ہیں اسی لئے قرآن نے قصاص کو حیات قرار دیا ہے جو شخص معاف کرتا ہے وہ قاتل کی ایک جان کی طرف تو دھیان دیتا ہے لیکن ان جانوں کی طرف نظر نہیں کرتا ہے جو قصاص کے ڈر سے محفوظ رہتی ہیں۔

[3] گر دو صد۔ انسان جوش میں راہِ اعتدال چھوڑ بیٹھتا ہے لیکن ایاز سے یہ ممکن نہیں ہے۔

ز امتحاں ۱ شرمندہ خلقے بے شمار　　ز امتحانہا جملہ از تو شرمسار
آزمائش سے بے شمار مخلوق شرمندہ ہوئی ہے　　آزمائشوں کی وجہ سے سب تجھ سے شرمندہ ہیں

بحرِ بے قعر ست تنہا علم نیست　　کوہ وصد کوہ است ایں خود حلم نیست
صرف علم ہی نہیں ہے، بلکہ اتھاہ سمندر ہے　　یہ علم ہی نہیں ہے پہاڑ اور سینکڑوں پہاڑ ہے

گفت من دانم عطائے تُست ایں　　ورنہ من آں چارقم واں پوستیں
اس نے کہا میں جانتا ہوں یہ آپ کی دین ہے　　ورنہ میں تو وہی چپل اور وہی پوستین ہوں

بہرِ ایں ۲ پیغمبرؐ ایں را شرح ساخت　　ہر کہ خود شناخت یزداں را شناخت
اس لئے پیغمبرؐ نے اس کی شرح کی ہے　　جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے خدا کو پہچان لیا

چارقت نطفہ است وخونت پوستیں　　باقی اے خواجہ عطائے اُوست ایں
تیرا چپل نطفہ ہے اور تیرا خون پوستین ہے　　اے جناب! باقی یہ اس کی دین ہے

بہرِ آں دادست تا جوئی دگر　　تو مگو کہ نیستش جز ایں قدر
تجھے اسلئے دیا ہے تاکہ تو اور طلب کرے　　تو نہ کہہ کہ اس کے پاس اس سے سوا نہیں ہے

زاں نماید چند سیب آں باغباں　　تابدانی دخل و نخلِ بوستاں
باغباں چند سیب اس لئے دکھاتا ہے　　تاکہ تو باغ کی آمدنی اور درختوں کو سمجھ سکے

کف ۳ گندم زاں دہد خریار را　　تا بداند گندم انبار را
ایک مٹھی گیہوں خریدار کو اس لئے دیتا ہے　　تاکہ وہ ڈھیر کے گیہوں کو سمجھ جائے

نکتہ زاں شرح گوید اُوستاد　　تا شناسی علم اُورا مستزاد
استاد اس شرح میں سے ایک نکتہ بیان کر دیتا ہے　　تاکہ تو اس کے علم کو مزید سمجھ جائے

ور بگوئی خود ہمینش بُود و بس　　دورت اندازد چناں کز ریش خس
اگر تو کہے کہ اس کے پاس بس یہی تھا　　تجھے اس طرح دور پھینک دیگا جسطرح داڑھی سے تنکا

اے ایاز اکنوں بیاؤ داد دہ　　دادِ نادر در جہاں بنیاد نہ
اے ایاز! اب آ اور انصاف کر　　دنیا میں عجیب انصاف کی بنیاد رکھدے

مجرمانت مستحقِ کشتند　　وز طمع بر عفو و حلمت می تنند
تیرے مجرم گردن زدنی ہیں　　اور تیری معافی اور حلم کے لالچ پر قائم ہیں

---

۱ ز امتحاں۔ غلط بات کا امتحان کر کے بہت سے لوگ شرمندہ ہوئے ہیں اب یہ لوگ بھی اسی طور پر شرمندہ ہیں۔ عمر ایاز صرف دریائے علم ہی نہیں ہے بلکہ وہ علم کا بے تھا دریا ہے وہ صرف برد بار ہی نہیں ہے بلکہ برد باری کا پہاڑ در پہاڑ ہے۔ گفت۔ ایاز نے شاہ کی باتوں پر کہا کہ میرا مرتبہ آپکی عطا اور دین ہے ورنہ میری حقیقت تو وہی چپل اور پوستین ہے۔

۲ بہرایں۔ حدیث شریف ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے خدا کو پہچان لیا چارقت۔ جس طرح ایاز کی چپل اور پوستین اس کی ابتدا تھی اور بقیہ عروج شاہی عطیہ تھا اسی طرح انسان کی اصل مرد کا نطفہ اور عورت کے رحم کا خون ہے۔ بہرآں۔ یہ دنیاوی عطا اس لئے کی ہے تاکہ تو انکو دیکھ کر اخروی عطا کا طلبگار بنے۔ زاں۔ دنیاوی عطا آخرت کا نمونہ ہے جس طرح چند سیب باغ کے نمونے کے طور پر دکھائے جاتے ہیں۔

۳ کف۔ گیہوں۔ کے ڈھیر کی بانگی دکھا دی جاتی ہے نکتہ۔ استاد ایک معمولی نکتہ بیان کرتا ہے تاکہ شاگرد اس کے علوم کو جان کر ان کا طالب بنے ورنہ اگر شاگرد استاد کے نکتہ کو سن کر یہ کہدے کہ بس استاد کے پاس اس نکتہ کے علاوہ اور کوئی علم نہیں ہے تو استاد اس کو درس سے نکال دیتا ہے۔ اے ایاز۔ بادشاہ نے ایاز سے کہا مجرمانت۔ یہ چغلخور قتل کے مستحق ہیں لیکن تیری بردباری اور عفو کے طالب ہیں۔

تا کہ[۱] رحمت غالب آید یا غضب
تا کہ (دیکھیں) کہ رحمت غالب آتی ہے یا غصہ
آبِ کوثر غالب آید یا لہب
آبِ کوثر غالب آتا ہے یا لپٹ

از پئے مردم رُبائی ہر دو ہست
انسانوں کی کشش کے لئے دونوں ہیں
شاخِ حلم و خشم از عہدِ الست
حلم اور غصہ کی شاخ عہد الست (کے وقت) سے

بہرِ ایں لفظ الست مستبیں
اسی لئے واضح لفظ الست میں
نفی و اثباتست در لفظے قریں
نفی اور اثبات ایک لفظ میں ملا ہوا ہے

زانکہ استفہام اثباتست ایں
کیونکہ استفہام یہ اثبات ہے
لیک درو ے لفظِ لیس شد دفیں
لیکن اس میں لیس کا لفظ چھپا ہوا ہے

ترک کن تا ماند ایں تقریر خام
رہنے دے تاکہ یہ تقریر ناقص رہے
کاسۂ[۲] خاصاں منہ بر خوان عام
خواص کا پیالہ عوام کے دستر خوان پر نہ رکھ

قہر و لطفے چوں صباؤ چوں وبا
قہر اور مہر صبا اور وبا کی طرح ہے
آں یکے آہن رُبا ویں کہربا[۳]
ایک مقناطیس اور یہ کہربا ہے

میکشد حق راستاں را تا رشد
اللہ (تعالیٰ) سچوں کو ہدایت کیجانب کھینچتا ہے
قسم باطل باطلاں را میکشد
باطل فریق برے لوگوں کو کھینچتا ہے

معدہ حلوائی بُود حلوا کشد
حلوے والا معدہ ہو تو حلوے کو کھینچتا ہے
معدہ صفرائی بُود سِر کا کشد
صفرے والا معدہ ہو تو سرکہ کو کھینچتا ہے

فرشِ سُوزاں سردی از جالش برد
گرم فرش بیٹھنے والے کی ٹھنڈک دور کر دیتا ہے
فرشِ افسردہ حرارت را خورد
[illegible] حرارت کو کھا جاتا ہے

دوست بینی از تو رحمت می جہد
تو دوست کو دیکھتا ہے تو تجھ سے رحمت ٹپکتی ہے
خصم بینی از تو سطوت می جہد
تو دشمن کو دیکھتا ہے تو تجھ میں سے دبدبہ ٹپکتا ہے

نور بینی روشنی بیروں جہد
تو نور دیکھتا ہے، تو روشنی باہر آتی ہے
نار بینی یا دُخاں ظلمت دہد
تو آگ یا دھواں دیکھتا ہے تو تاریکی پیدا ہوتی ہے

۱؎ تا کہ۔ اب یہ دیکھنا ہے تو ان پر رحم کرتا ہے یا عتاب نازل کرتا ہے۔ رحم آبِ کوثر اور عتاب لپٹ ہے۔ از پئے۔ روزِ اول سے حلم و غصہ دونوں صفتیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ کرتی ہیں۔ بہر ایں۔ حلم اور خشم کی صفت کی طرف اشارے کے لئے الست بربکم میں نفی بھی ہے اور اثبات بھی ہے۔ زانکہ۔ الست میں ہمزہ استفہام انکار کے لئے جو الست بربکم میں داخل ہے جو خود انکار کے معنی میں ہے اور انکار کا انکار اثبات ہوتا ہے لہٰذا اس سے اللہ کی ربوبیت ثابت ہو گئی جس کا مقتضیٰ حلم ہے اور الست بربکم کے معنی ہیں کہ میں تمہارا رب نہیں ہوں تو ربوبیت کے انکار کا مقتضیٰ غصہ ہے لہٰذا الست بربکم کا جملہ دونوں صفتوں کی طرف اشارہ ہے۔

۲؎ کاسۂ خاصاں۔ اب یہ بات کہ [illegible] ہدایت محض کی بات ہے [illegible] سمجھانے کی ہے [illegible]

[illegible] قہر، لطف اللہ تعالیٰ کی [illegible]

[illegible] صبا اور وبالی لہریں ہیں صبا پرورش کرتی ہے، وبا فنا کرتا [illegible]

آہن ربا مقناطیس ہے جو لوہے کو کھینچتا ہے یعنی صفت قہر ستم دنوں کے لئے ہے اور دوسری صفت حلم اور لطف یہ کہربا کی طرح ہے جو مقلوب کو اپنی طرف مائل کرتی ہے۔ آہن ربا۔ مقناطیس پتھر کو کھینچتا ہے۔

۳؎ کہربا۔ وہ پتھر جو تنکے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ میکشد۔ دنیا میں حضرت حق دونوں صفتوں کا ظہور ہے اس کا ہادی ہونا راست بازوں کی کشش کرتا ہے اور اس کا مُضل ہونا غلط کاروں کی کشش کرتا ہے غرض کر اعیانِ ثابتہ میں جیسی جبلی استعداد ہے اس کے مطابق اس کا میلان ہے۔ معدہ دنیا میں ہر چیز کی کشش اپنی ہم جنس کی طرف ہے معدہ کا یہی حال ہے فرش کا یہی حال ہے دوست اور دشمن کا یہی حال ہے نور و نار کا یہی حال ہے۔

خصم[1] او یار و نور و نار و فخر و عار — تخت و دار و بَر و دحا رو ودو خار

دشمن اور دوست، نور اور نار، فخر اور ذلت — تخت اور سولی، ٹھنڈا اور گرم، پھول اور کانٹا

مور و مار و پود و تا روزیر و زار — ہر یکے با جنسِ خود بُرمی شمار

چیونٹی اور سانپ، تانا اور بانا، گانا اور رونا — ہر ایک کو اپنی جنس کے ساتھ گن لے

تعجیل فرمودنِ بادشاہ ایاز را کہ زود ایں حکم را بہ فیصل رساں

بادشاہ کا ایاز کو جلدی کرنے کا حکم دینا کہ جلد اس حکم کا فیصلہ کر دے

وَ مُنتَظِر مدار وَ اَلْاَیَّامُ بَیْنَنَا مگو کہ اَلْاِنْتِظَارُ مَوْتٌ اَحْمَرُ و جواب

اور منتظر نہ رکھ اور "ہمارے پاس بہت وقت ہے" نہ کہہ کیونکہ انتظار سرخ موت ہے اور ایاز

گفتنِ ایاز بادشاہ را و عجز آوردنِ او

کا بادشاہ کو جواب دینا اور اس کا معذوری ظاہر کرنا

اے ایاز ایں کار را زُو تر گذار — زانکہ نوعِ انتقام ست انتظار

اے ایاز! یہ کام جلد کر لے — کیونکہ انتظار (بھی) ایک قسم کا بدلہ ہے

گفت[2] اے شہ جملگی فرماں تراست — باوجودِ آفتاب اختر فناست

اس نے کہا اے بادشاہ! سب حکم آپ کا ہی ہے — سورج کے ہوتے ہوئے، ستارہ معدوم ہے

زُہرہ کہ بُود یا عُطارُد یا شہاب — کہ بروں آید بہ پیشِ آفتاب

زہرہ یا عطارد یا شہاب کون ہوتا ہے؟ — کہ سورج کے سامنے باہر آئے

گر ز دلق و پوستیں بگذشتمے — کہ چنیں تخمِ ملامت کُشتمے

اگر میں گدڑی اور پوستین سے (آگے) بڑھتا — تو ملامت کا ایسا بیج کب بوتا؟

قفل کردن بر درِ حجرہ چہ بُود — درمیانِ صد خیالاتِ حسُود

حجرہ کے دروازے پر قفل لگانا کیا تھا؟ — حاسد کے سینکڑوں خیالات کے درمیان

دست[3] در کردہ درونِ آبجو — ہر یکے زیشاں کلوخِ خشک جُو

نہر کے پانی میں ہاتھ ڈبوئے ہوئے — ان میں سے ہر ایک خشک ڈھیلا تلاش کرنے والا ہے

پس کلوخِ خشک در جُو کے بُود — ماہیِ با آب عاصی کے شوَد

تو نہر میں خشک ڈھیلا کہاں ہوتا ہے؟ — مچھلی، پانی کی نافرمان کب ہوتی ہے؟

بر منِ مسکیں جفا دارند ظن — کہ وفا را شرم می آید زمن

مجھ ایسے عاجز پر ناحق بدگمانی کرتے ہیں — کہ وفا کو مجھ سے شرم آتی ہے

---

[1] خصم۔ غرض کہ کائنات میں سے ہر ایک چیز اپنی جنس کی کشش کر رہی ہے۔ تعجیل فرمودن۔ شاہ نے ایاز سے کہا کہ مجرموں کا جلد فیصلہ کر انتظار کی تکلیف موت سے زیادہ ہے مشہور مقولہ ہے اَلْاِنْتِظَارُ اَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ وَالْاَیَّام۔ معاملہ کو لٹکانا داعیہ یہی ہوتا ہے کہ انسان سوچتا ہے کہ اس کام کے کرنے کا بہت وقت ہے۔ زانکہ۔ مجرم کو انتظار میں رکھنا بھی ایک قسم کی سزا ہے۔

[2] گفت۔ ایاز نے عذر کیا کہ مجرموں کا فیصلہ کرنا شاہ کا کام ہے شاہ کے سامنے میری مثال ایسی ہی ہے جیسی زہرہ اور عطارد اور شہاب ثاقب کی سورج کے سامنے کوئی حقیقت نہیں ہے۔ گر ز دلق۔ اگر میں اپنی حقیقت چپل اور گدڑی سے زیادہ سمجھتا تو اس چپل اور گدڑی کی حفاظت کر کے اس حالت میں کیوں مبتلا ہوتا کہ دشمن مجھے ملامت کریں اور حاسد طرح طرح خیالات قائم کریں۔

[3] دست در کردہ۔ ان حاسدوں کی حالت تو اس شخص کی سی ہے جو نہر میں ہاتھ اس لئے ڈالے کہ اس میں سے خشک ڈھیلا نکال لے۔ پس۔ نہر میں خشک ڈھیلا تلاش کرنا اور مچھلی کو خشک زمین میں تلاش کرنا یکساں ہے۔ بر من۔ ان حاسدوں نے مجھے صاحبِ جفا سمجھا اور ایسا بے وفا سمجھا جس سے وفا کو شرم آئے۔

گر نبودے۱ رحمتِ نا محرمے | چند حرفے از وفا وا گفتمے
اگر نا محرم کی پریشانی نہ ہوتی | تو میں وفا کے بارے میں چند باتیں کہتا

چوں جہانے شبہت و اشکال جوست | حرف میرانیم ما بیروں ز پوست
چوں کہ دنیا شبہ اور اشکال کی طلبگار ہے | ہم چھلکے سے باہر کی گفتگو کرتے ہیں

گر تو خود را بشکنی مغزے شوی | داستانِ مغزِ نغزے بشنوی
اگر تو اپنے آپ کو شکستہ کریگا، مغز بنجائیگا | تو عمدہ مغز کی باتیں سنے گا

جوز۲ را در پوستہا آوازہاست | مغز و روغن را خود آوازے کجاست
اخروٹوں کے چھلکوں میں (رہتے ہوئے) آوازیں ہیں | مغز اور روغن کی خود آواز کہاں ہے

دارد آوازے نہ اندر خوردِ گوش | ہست آوازش نہاں در گوشِ ہوش
وہ آواز رکھتا ہے لیکن کان کے لائق نہیں ہے | اس کی آواز ہوش کے کان میں پوشیدہ ہے

گر نہ خوش آوازیِ مغزے بود | ژغژغِ آوازِ قشری کہ شنود
اگر مغز کی خوش آوازی نہ ہوتی | چھلکے کا کھڑکا کون سنتا ؟

ژغژغِ آں زاں تحمل میکنی | تا کہ خاموشانہ بر مغزے زنی
اس کی کھٹ کھٹ کو تو اسلئے برداشت کرتا ہے | تاکہ چپکے سے مغز تک پہنچ جائے

چند گاہے۳ بے لب و بے گوش شو | وانگہاں چوں لب حریفِ نوش شو
کچھ مدت تک بغیر ہونٹ اور کان کے بن جا | پھر ہونٹ کی طرح شہد کا ساتھی بن

چند گفتی نظم و نثر و راز فاش | خواجہ یک روزِ امتحاں کن گنگ باش
تو نے نظم اور نثر اور راز کھل کر بہت کہے | صاحب! ایک روز آزمالے۔ گونگا بن جا

چند پختی تلخ و تیز و شور و گز | ہم یکے بار امتحاں شیریں بپز
تو نے کڑوی اور تیز اور کھاری اور کسیلی بہت پکائی | ایک دن امتحان کے لئے میٹھی (بھی) پکا لے

چند خوردی چرب و شیریں از طعام | امتحاں کن چند روزے در صیام
تو نے میٹھا اور روغنی بہت کھانا کھالیا | چند دن روزے میں آزمالے

چند شبہا خواب را گشتی اسیر | یک شبے بیدار شو دولت بگیر
تو بہت سی راتوں میں نیند کا قیدی بنا | ایک رات بیدار رہ، دولت حاصل کر لے

---

۱ گر نبودے۔ مولانا فرماتے ہیں سننے والے اہل نہیں ہیں ورنہ میں وفا کے مضمون کو واضح کر کے بیان کرتا۔ چوں جہانے۔ چونکہ عوام حقائق کے بیان میں شبہے اور اشکالات پیش کرنے لگے ہیں۔ اس لئے ان کو وہ سمجھانا مشکل ہے لہٰذا ہم معمولی باتیں ان کو سنادیتے ہیں۔ گر تو۔ اگر تم مجاہدوں کے ذریعہ اپنے جسم کے چھلکے کو توڑ دو گے تو مغز بن جاؤ گے پھر مغز کی بات سمجھو گے۔

۲ جوز۔ جب تک اخروٹ کی گری چھلکے میں ہے تو وہ بجتا ہے جب چھلکا ٹوٹ جائے تو پھر وہ کھڑکھڑاہٹ ختم ہو جاتی ہے۔ دارد۔ مغز میں بھی آواز ہے لیکن جسم کے کان سے سننے کی نہیں ہے وہ عقل کے کان سے سننے کی ہے گر نہ۔ اگر مغز میں آواز نہ ہو تو چھلکے کی آواز کو سننا کون پسند کرے۔ ژغژغ۔ چھلکے کی آواز اس لئے برداشت کی جاتی ہے کہ مغز تک رسائی ہو جائے۔

۳ چند گاہے۔ انسان مجاہدوں سے لب و گوش بن جائے تب اس کا لب اسرار کا شہد چکھتا ہے۔ چند گفتی۔ انسان ہر وقت بولتا ہے کبھی نظم کہتا ہے کبھی نثر، کسی دن آزمائشی طور پر وہ خاموش بھی ہو کر دیکھے تو خاموشی کے فوائد سامنے آئیں گے چند پختی۔ روزمرہ کی عادت کے خلاف کچھ مجاہدہ کر لذیذ کھانے بہت کھائے ہیں کچھ دن روزے رکھ کر دیکھ راتوں کو خوب سویا ہے کبھی بیداری کی دولت بھی حاصل کر

روزہا[۱] بُردی بسر در ہزل وجد — روز کے دو جہد راشو مُستعِد
تونے بہت سے دن سنجیدہ بات اور مذاق میں بسر کئے — دو روز کوشش کے لئے مستعد بن جا

حکایت در تقریر ایں سخن کہ چندیں گاہ گفتگو را آزمودیم مُدتے
اس بات کو واضح کرنے کے لئے ایک حکایت کہ اتنے وقت ہم نے گفتگو کو آزمایا، کچھ مدت

صبر خاموشی نیز بیازمائیم
تک خاموشی کے صبر کو بھی ہم آزماتے ہیں

آں یکے را در قیامت ز انتباہ — در کف آمد نامۂ عصیاں سیاہ
تنبیہ حاصل کرنے کیلئے قیامت میں ایک شخص کے — ہاتھ میں گناہوں کا سیاہ اعمالنامہ آ گیا

سر سیہ چوں نامہائے تعزیہ — پُر معاصی متن نامہ و حاشیہ
تعزیت کے خطوں کی طرح اس کی پیشانی کالی تھی — اعمالنامہ کا متن اور حاشیہ گناہوں سے پُر تھا

جملہ فسق و معصیت آں یکسری — ہمچو دارالحرب پُر از کافری
وہ پورا کا پورا فسق اور گناہ تھا — دارالحرب کی طرح کفر سے پُر تھا

آنچناں نامہ پلید و پُر وبال — در یمیں ناید در آید در شمال
ایسا اعمالنامہ ناپاک اور وبال سے بھرا ہوا — داہنے ہاتھ میں نہیں آتا، بائیں ہاتھ میں آتا ہے

خود[۲] ہم اینجا نامۂ خود را بہ بیں — دست چپ را شاید آں یا در یمیں
اس جگہ خود اپنے اعمالنامہ کو دیکھ لے — وہ بائیں ہاتھ کے لائق ہے یا دائیں کے

موزۂ چپ کفش چپ ہم در دکاں — آں چپ دانیش پیش از امتحاں
بائیں موزے، بائیں جوتے کو بھی دکان میں — تو آزمانے سے پہلے ہی اس کو بایاں سمجھ لیتا ہے

چوں نباشی راست میداں کہ چپی — ہست پیدا نعرۂ شیر و کپی
جب تو دایاں نہیں ہے، سمجھ لے بایاں ہے — شیر اور بندر کا نعرہ واضح ہے

آنکہ گل را شاہد و خوشبو کند — ہر چپے را راست فضل او کند
وہ جو پھول کو محبوب اور خوشبو دار بنا دیتا ہے — اس کی مہربانی بائیں کو دایاں کر دیتی ہے

ہر شمالے[۳] را یمینی او دہد — بحر راماء معینے او دہد
وہ ہر بائیں کو دایاں بنا دے دیتا ہے — سمندر کو بہتا پانی وہ عنایت کرتا ہے

گرچپی با حضرت او راست باش — تابہ بینی دست بردِ لطفہاش
اگر تو بایاں ہے اس کے دربار میں دایاں بنجا — تاکہ تو اس کی مہربانیوں کا غلبہ دیکھے

۱۔ روزہا۔ عمر کا زیادہ حصہ جد و ہزل میں گذرا ہے اب کچھ مجاہدہ کر کے دیکھ حکایت۔ پہلے اشعار میں خاموشی اور صبر اختیار کرنے کی تلقین تھی۔ اس حکایت میں بھی خاموشی اور صبر کے ساتھ اعمالنامہ پر غور کرنے کی ہدایت ہے تعزیت۔ کسی کے مرنے پر تعزیت کا جو خط لکھا جاتا تھا اس کے اطراف کو سیاہ کر دیا جاتا تھا۔ اب بھی اخبارات میں موت کی خبر کو سیاہ بوڈر کے اندر شائع کیا جاتا ہے۔ دارالحرب۔ وہ ملک جہاں کفر کے احکام جاری ہوں۔ در یمیں۔ دایاں ہاتھ بابرکت ہے اچھا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دیا آئے گا۔

۲۔ خود ہم۔ انسان کو صبر و خاموشی سے اپنی اعمالنامہ پر اس دنیا میں غور کر لینا چاہیے۔ موزۂ چپ۔ دکان میں موزہ اور جوتہ دیکھ کر پہننے سے پہلے ہی پہچان لیتے ہو اسی طرح اعمالنامہ کو کل از وقت پہچان لو۔ ہست۔ جسطرح بندر اور شیر کی آواز جداگانہ ہے اسی طرح اچھے برے اعمالناموں کے آثار بھی جداگانہ ہیں۔ گل۔ اللہ کی قدرت میں ماہیت کو بدل دینا ہے وہ برے کو بھلا بنا سکتا ہے۔

۳۔ ہر شمالے۔ وہ ہر برائی کو بھلائی میں تبدیل کر دیتا ہے گر چپی۔ اگر انسان اس کے لائق ہے کہ اس کا اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں پکڑا جائے اگر وہ اللہ کے دربار سے وابستہ ہو جاتا ہے تو اللہ کی مہربانیاں اس کو اس قابل بنا دیتی ہیں کہ اس کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں آ جائے۔

تو روا داری کہ ایں نامہ مہیں[۱] بگذرد از چپ در آید در یمین
کیا تو مناسب سمجھتا ہے کہ یہ ذلیل اعمالنامہ بائیں ہاتھ سے گزر کر دائیں میں آئے

ایں چنیں نامہ کہ پُر ظلم و جفاست کے بُود خود در خور اند دست راست
ایسا اعمالنامہ جو ظلم اور زیادتی سے پُر ہے دائیں ہاتھ کے مناسب کب ہو گا؟

قصہ زاہد و زنِ غیور و جُفت شُدنِ زاہد با کنیزک با کے ملتد

زاہد اور غیرتمند بیوی اور زاہد کا لونڈی سے ہمبستری کرنا ایسا ہی ہے

کہ سخنِ[۲] گوید کہ حالِ او مناسبِ آں سخن و آں سخن مناسبِ
کہ کوئی شخص ایسی بات کہے کہ اس کی حالت اس بات کے مناسب اور وہ بات اس کے

دعویٰ او نباشد چنانکہ کفرہ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
دعوے کے مناسب نہ ہو جیسا کہ کفار، اور اگر تو ان سے دریافت کرے کہ آسمانوں

وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ خدمت بُت سنگیں کردن و جان و
اور زمین کو کس نے پیدا کیا وہ ضرور کہیں گے اللہ نے، پتھر کے بت کی خدمت کرنا اور جان

زر فدائے او نمودن چہ مناسب باشد با جانیکہ داند کہ خالقِ
و مال کو اس پر قربان کرنا کیا مناسب ہو گا اس جان کیلئے جو جانتی ہے کہ

سموات و ارضین آلہیست سمیعے و بصیرے حاضرے
آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا سمیع اور بصیر، حاضر

مُراقبے مستولئے و غیورے الخ
اور نگہبان غالب اور غیرتمند خدا ہے

زاہدے[۳] را بد یکے زن ہمچو حور رشکناک اندر حقِ او بس غیور
ایک زاہد کی بیوی حور جیسی تھی اس کے بارے میں رشک کرنیوالی اور بہت غیرتمند تھی

زانکہ بُد زن را کنیزے مہوشے در دلِ زاہد بُد ازوے آتشے
کیونکہ بیوی کی ایک چاند جیسی لونڈی تھی زاہد کے دل میں اس (کے عشق) کی آگ تھی

زن زغیرت پاسِ شوہر داشتے با کنیزک خلوتش نگذاشتے
بیوی غیرت کی وجہ سے شوہر کی نگرانی کرتی اس کو تنہائی میں لونڈی کے پاس نہ چھوڑتی

مُدتے زن شد مُراقب ہر دورا تا کہ شاں فرصت نیفتد در خلا
ایک مدت تک بیوی دونوں کی نگران رہی تاکہ انہیں تنہائی میں موقع نہ ملے

---

[۱] مہیں۔ ذلیل۔ قصہ پہلے بتایا تھا کہ ظلم و جفا سے پُر اعمالنامہ دائیں ہاتھ کے قابل نہیں اب بتایا ہے کہ نجاست سے ملوث اعضا نماز کے لائق نہیں ہیں۔

[۲] سخن۔ انسان وہ بات کہے جس کی تائید اس کا عمل کر سکے کفار زبان سے خدا کے وجود کا اقرار کرتے ہیں عمل یہ ہے کہ بتوں کے سامنے سجدے کرتے ہیں۔

[۳] زاہد۔ زاہد سے مراد وہ مدعی ہے جس میں زہد نہ ہو۔ زانکہ۔ یہ پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی علت ہے۔ آتشے۔ یعنی وہ زاہد اس لونڈی پر عاشق تھا۔ مراقب۔ نگراں۔ خلا۔ خلوت تنہائی۔

تا دَر آمد ۱ آں حُکم و تقدیرِ آلہ — عقلِ حارس خیرہ سَر گشت و تباہ
یہاںتک کہ اللہ کا حکم اور تقدیر آ پہنچی — نگہبان (بیوی) کی عقل ناکارہ اور تباہ ہو گئی

حکم و تقدیرش چو آید بیوقوف — عقل کہ بود دَر قمر افتد خسوف
اطلاع کے بغیر جب اس کا حکم اور تقدیر آتی ہے — عقل کیا چیز ہے؟ چاند میں گرہن آجاتا ہے

بُود در حمام آں زن نا گہاں — یادش آمد طشت و در خانہ بُد آں
وہ بیوی حمام میں تھی ، اچانک — اس کو طشت یاد آیا اور وہ گھر میں تھا

با کنیزک گفت رو ہیں مُرغ وار — طشتِ سیمیں راز خانہ ما بیار
لونڈی سے کہا ، خبردار! پرند کی طرح جا — ہمارے گھر سے چاندی کا طشت لے آ

آں ۲ کنیزک زندہ شدُ چوں ایں شنید — کو بخواجہ ایں زماں خواہد رسید
جب اس لونڈی نے یہ سنا اسمیں جان پڑ گئی — کہ وہ اسوقت آقا کے پاس پہنچ جائیگی

خواجہ دَر خانہ ست و خلوت ایں زماں — پس دواں شد سُوی خانہ شادماں
آقا گھر میں ہے اور اس وقت تنہائی ہے — تو خوشی خوشی گھر کی طرف دوڑی

عشقِ شش سالہ کنیزک را بُد ایں — کہ بیابد خواجہ را خلوت چنیں
لونڈی کی چھ سال سے یہ خواہش تھی — کہ وہ آقا کو ایسی تنہائی میں پا لے

گشت ۳ پَرّاں جانبِ خانہ شتافت — خواجہ را دَر خانہ خوش خلوت بیافت
گھر کی جانب جلد دوڑ پڑی — آقا کو گھر میں اچھی تنہائی میں پایا

ہر دو عاشق را چناں شہوت رُبُود — کا حتیاط و یادِ دربستن نبُود
دونوں عاشقوں کو شہوت نے ایسا غافل کیا — کہ دروازہ کی کنڈی لگانا اور احتیاط یاد نہ رہی

ہَر دو باہم دَر خزید نداز نشاطِ — جاں بجاں پیوست آندم ز اختلاط
خوشی سے دونوں ایک دوسرے میں گھس گئے — اس وقت وصل سے جان جان سے پیوستہ ہو گئی

یاد آمد دَر زماں زن را کہ مَن — چوں فرستادم وُ را سوئے وطن
اس وقت بیوی کو یاد آیا کہ میں نے — اس کو وطن کی جانب کیوں بھیجا؟

پنبہ در آتش نہادم من بخویش — اندر افگندم قُچ نر را بہ میش
میں نے خود روئی کو آگ میں رکھ دیا — میں نے نر مینڈھے کو بھیڑ پر ڈالدیا

گِل فرو شُست از سَر و بیجاں دوید — دَر پے اُو رفت و چادر می کشید
سر سے مٹی دھوئی اور بد حال ہو کر دوڑی — اس کے پیچھے روانہ ہوئی اور چادر گھسیٹتی تھی

---

۱ تا در آمد۔ تقدیر اور حکم خداوندی کے بالمقابل عقل ناکارہ ہو جاتی ہے۔ حارس۔ نگراں۔ خیرہ و سر۔ بیہودہ۔ بیوقوف۔ بغیر اطلاع۔ مرغ وار۔ پرندکی طرح۔

۲ آں کنیزک۔ اس لونڈی کو بھی اپنے آقا سے چھ سال سے عشق تھا اور تنہائی کی جویاں تھی اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اس میں جان پڑ گئی اور اس خیال سے کہ آقا سے تنہائی میں مل لے گی گھر کی جانب دوڑ پڑی۔

۳ گشت۔ وہ لونڈی گھر پہنچی تو آقا کو خلوت میں پایا۔ در بستن۔ یعنی دروازے کی کنڈی لگانا۔ نشاط۔ خوشی۔ اختلاط۔ میل جول۔ وطن یعنی گھر۔ پنبہ۔ لونڈی اور آقا کا تنہائی میں ملنا ایسا ہی ہے جیسا کہ روئی میں چنگاری ڈال دینا۔ قچ۔ مینڈھا۔ میش۔ بھیڑ۔ گل۔ یعنی وہ ملتانی مٹی جو بالوں وصاف کرنے کے لئے اس نے سر پر لگا رکھی تھی۔

آں ازعشقِ جاں دوید وایں زبیم — عشق کو وبیم کو فرقِ عظیم

وہ دل کے عشق سے دوڑی اور یہ خوف سے — کہاں عشق اور کہاں خوف بڑا فرق ہے

سیرِ عارف ہر دمے تا تختِ شاہ — سیرِ زاہد ہر مہے یکروزہ راہ

عارف کی سیر، ہر منٹ شاہ کے تخت تک ہے — زاہد کی سیر ہر مہینہ ایک دن کے راستہ پر ہے

گرچہ زاہد را بُود روزے شگرف — کے بُود یک روز او خمسین الف

اگرچہ زاہد کا ایک دن بھی غنیمت ہے — اس کا ایک روز پچاس ہزار سال کا کہاں ہوسکتا ہے

قدر۲ ہر روزے زعمرِ مردِ کار — باشد از سالِ جہاں پنجہ ہزار

کام کے انسان (عارف) کے ہر دن کی مقدار — زمانہ کے سال سے پچاس ہزار (سال) کی ہے

عقلہا زیں سر بُود بیرونِ در — زہرۂ وہم ار بدرّد گو بدر

عقلیں اس جانب سے دروازہ کے باہر ہیں — وہم کا پتہ اگر پھٹے تو کہدے پھٹ جا

ترس موئے نیست اندر پیشِ عشق — جملہ قربانند اندر کیشِ عشق

عشق میں بال برابر (بھی) ڈر نہیں ہے — عشق کے مذہب میں سب قرباں ہیں

عشق وصفِ ایزدست اما کہ خوف — وصفِ بندہ مبتلائے فرج و جوف

عشق اللہ کی صفت ہے لیکن خوف — شرمگاہ اور پیٹ میں مبتلا بندے کی صفت ہے

چوں یُحِبُّونَہٗ بخواندی از نبے — با یُحِبُّھُم شو قریں در مطلبے

جب تو نے قرآن میں یحبونہ پڑھا — مطلب کے بارے میں یحبہم کا ساتھی بن

پس۳ محبت وصفِ حق داں عشق نیز — خوف نبود وصفِ یزداں اے عزیز

پس محبت کو اللہ تعالیٰ کی صفت سمجھ عشق کو بھی — اے پیارے! خوف اللہ (تعالیٰ) کی صفت نہیں ہوتی ہے

وصفِ حق کو وصفِ مشتِ خاک کو — وصفِ حادث کو وصفِ پاک کو

کجا اللہ (تعالیٰ) کی صفت کجا خاک کی مٹھی کی صفت — کہاں حادث کا وصف کہاں پاک کا وصف

شرحِ عشق ار من بگویم بر دوام — صد قیامت بگذرد واں ناتمام

میں اگر مسلسل عشق کی شرح کروں — سو قیامتیں گذر جائیں اور نا تمام رہے

۱ آں۔ بی بی اور لونڈی کی روش میں بہت فرق تھا، بی بی ڈر سے بھاگ رہی تھی اور لونڈی عشق کی وجہ سے۔ سیر عارف۔ یہی حال عارف اور زاہد کی سیر الی اللہ کا ہے عارف کی سیر عاشقانہ ہے اور زاہد کی سیر جہنم کے ڈر سے۔ گرچہ۔ زمان ومکان کا قبض اور بسط اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے عارف کے لئے تھوڑا سا وقت پھیل کر اتنا وسیع ہو جاتا ہے کہ وہ بڑے سے بڑا کام اس تھوڑے وقت میں کر گزرتا ہے عارف کا ایک روز پچاس ہزار سال کی برابر بن جاتا ہے اور وہ قرب کے ان مراتب کو جو زاہد پچاس ہزار سال میں طے کرے ایک دن میں طے کر لیتا ہے۔

۲ قدر۔ عارف اپنے ہر دن میں وہ کام کرتا ہے جو زاہد پچاس ہزار سال میں کر پاتا ہے عقلہا۔ یہ زمانہ کے بسط اور قبض کا معاملہ عقل اور وہم نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ ترس۔ عشق اور خوف کا فرق پھر بیان کیا ہے۔ مبتلائی۔ انسان شہوت اور بھوک کا غلام ہے لہٰذا اس کی صفت خوف ہے اللہ کی صفت عشق ہے۔ چوں۔ یُحِبُّونَہٗ۔ قرآن پاک میں ہے یُحِبُّھُم وَیُحِبُّونَہٗ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

۳ پس محبت۔ جب محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کمال سے متصف ہے اور محبت کے کمال کو ہی عشق کہا جاتا ہے لہٰذا عشق اللہ تعالیٰ کی صفت ہوا انسان میں اگر عشق ہے تو وہ اسی صفت خداوندی کا پرتو ہے اصل نہیں ہے۔ وصف حق۔ عشق اور خوف میں بہت فرق ہے۔ شرح۔ عشق۔ اللہ کی صفت عشق غیر محدود ہے اور قیامت تک کا زمانہ محدود ہے غیر محدود، محدود میں نہیں سما سکتا۔ لہٰذا عشق خداوندی کا بیان قیامت تک بھی ممکن نہیں ہے۔

زانکہ تاریخِ قیامت را حدست — حد کجا آنجا کہ وصفِ ایزدست
کیوں کہ قیامت کی تاریخ محدود ہے — اس کی انتہا کہاں، جو خدا کی صفت ہے

عشق را پانصد پرست و ہر پرے — از فرازِ عرش تا تحت الثرٰے
عشق کے پانچسو پر ہیں اور ہر پر — عرش کی بلندی سے زمین کے نیچے تک ہے

زاہد با ترس می تازد بپا — عاشقاں پرّاں تراز برق و ہوا
خوف زدہ زاہد پاؤں سے دوڑتا ہے — عاشق بجلی اور ہوا سے زیادہ تیز اڑنے والے ہیں

چہ مجالِ بادیا برق اے پسر — چونکہ اُو در راہِ حق بکشاد پر
اے بیٹا! ہوا یا بجلی کی کیا مجال — جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پر کھولے

کے رسند ایں خائفاں در گردِ عشق — کا سما نرا فرش سازد دردِ عشق
یہ ڈرنے والے عشق کی گرد تک کہاں پہنچ سکتے ہیں — کیونکہ عشق کا درد آسمان کو فرش بنا دیتا ہے

جز مگر آید عنایتہائے ضو — کز جہان و زیں روش آزاد شو
اس کے سوا کہ نور کی عنایتیں آجائیں — کہ دنیا اور اس روش سے آزاد ہو جا

از قش خود و زدش خود باز رہ — کہ سوئے شہ یافت آں شہباز رہ
اپنے مناپے اور اپنی آرائش سے باز رہ — کیونکہ اس شہباز نے شاہ کی جانب راستہ پایا ہے

ایں قش و دش ہست جبر و اختیار — از ورائے ایں دو آمد جذبِ یار
یہ مناپا اور خود آرائی جبر اور اختیار ہے — دوست کی کشش ان دونوں سے بالا ہے

رسیدن زن بخانہ وجدا شدن زاہد از کنیزک و رسوا شدن
بیوی کا گھر میں پہنچ جانا اور زاہد کا لونڈی سے علیحدہ ہو جانا اور رسوا ہونا

چوں رسید آں زن بخانہ در گشاد — بانگِ در در گوشِ ایشاں در فتاد
جب بیوی پہنچی اس نے گھر کا دروازہ کھولا — دروازے کی آواز ان کے کان میں پڑی

آں کنیزک جست آشفتہ زساز — مرد بر جست و در آمد در نماز
وہ لونڈی پریشان حال ساز (سامان) سے بھاگی — مرد کھڑا اور نماز میں لگ گیا

زن کنیزک را پژولیدہ بدید — درہم و آشفتہ و دنگ و مرید
بیوی نے، لونڈی کو پریشان حال دیکھا — گڑبڑ اور برہم اور حیران اور سرکش

شوئے خود را دید قائم در نماز — در گماں افتاد زن زاں اہتزاز
اس نے اپنے شوہر کو نماز میں کھڑے دیکھا — اس حرکت سے بیوی شبہ میں پڑ گئی

---

۱ عشق را۔ جس قدر زیادہ پر ہوں گے اسی قدر پرواز زیادہ ہوگی۔ زاہد۔ زاہد کے خوف کی سیر پاؤں کے ذریعہ ہے۔ عارف کی پرواز پانچسو پروں والے عشق کے ذریعہ ہے۔ چہ مجال۔ ہوا اور بجلی کی پرواز راہِ خدا میں ممکن نہیں ہے۔ کے رسند۔ زاہد جو خائف ہے عشق کی گرد تک بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔

۲ جز مگر۔ اگر اللہ کا نور زاہد کی دستگیری کرے تو پھر اس کو بھی عاشقانہ سیر حاصل ہو سکتی ہے۔ قش۔ لاغری کے بعد کا مناپا۔ دش۔ آرائش۔ قش و دش سے جبر و اختیار مذموم مراد ہے، عشق سے جذب پیدا ہوتا ہے اور جذب جبر و اختیار سے بالا ہے۔

۳ چوں رسید۔ بی بی نے گھر پہنچ کر دروازہ کھولا جس کی آواز آقا اور لونڈی تک پہنچی۔ مرد۔ آقا اپنی حالت چھپانے کے لئے نماز کی نیت باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ شوئے۔ بی بی نے لونڈی کو پریشان حال دیکھا ادھر آقا کو نماز میں دیکھا تو بی بی کشمکش میں پڑ گئی اور صحیح صورت حال نہ جان سکی۔

شُوی را بَرداشت دامن ۱ ہمچو حَیز ... دیدہ آلودہ مَنی خُصیہ و ذَکَر
اس نے بے کھٹکے شوہر کا دامن ہٹایا ... خصیہ اور شرمگاہ کو منی سے سنا ہوا دیکھا

از ذَکَر باقیِ نُطفہ می چکید ... ران و زانو گشتہ آلودہ و پلید
شرمگاہ سے باقی نطفہ ٹپک رہا تھا ... ران اور زانو آلودہ اور ناپاک ہو گئے تھے

بر سَرش زد سیلی و گفت اے مہیں ... خُصیۂ مردِ نمازی باشد ایں
اس نے اس کے سر پر دھر مارا اور بولی اے ذلیل! ... نمازی انسان کے خصیے ایسے ہوتے ہیں

لائقِ ذِکر و نمازست ایں ذَکَر ... وایں چنیں ران وزہارِ پر قذر
یہ شرمگاہ ذکر (خداوندی) اور نماز کے لائق ہے ... اور ایسی گندی، ران اور شرمگاہ

نامۂ پُر ظلم و فِسق و کفر و کیں ... لائق است انصاف دہ اندر یمیں
ظلم اور فسق اور کفر اور کینہ سے بھرا ہوا اعمالنامہ ... انصاف کرو، دائیں ہاتھ کے لائق ہے

گر بپرسی ۲ گبر را کایں آسماں ... آفریدہ کیست ویں خلقِ جہاں
اگر تو کافر سے دریافت کرے، کہ یہ آسمان ... اور یہ جہان کی مخلوق کس کی پیدا کی ہوئی ہے؟

گوید اُو کیں آفریدہ آں خداست ... کافرینش بر خدائیش گواست
وہ کہے گا کہ یہ اس خدا کا پیدا کیا ہوا ہے ... جس کی خدائی پر اس کی خلاقی گواہ ہے

کفرِ و فِسق و اِستمِ بسیارِ او ... ہست لائق با چنیں اقرارِ او
اس کا کفر اور فسق تھا بھاری ظلم ... اس کے ایسے اقرار کے مناسب ہے؟

ہست لائق با چنیں اقرارِ راست ... آں فضیحتہا وآں کردارِ کاست
ایسے سچے اقرار کے ساتھ کیا مناسب ہے؟ ... وہ رسوائیاں اور گھٹیا کام

فعلِ ۳ اُو کردہ دروغ آں قول را ... تاشدہ اُو لائق عذاب و ہول را
اس کے عمل نے اس کی بات کو جھٹلا دیا ... یہاں تک کہ وہ عذاب اور ڈر کا مستحق ہو گیا

پس دروغ آمد زِسر تا پایِ او ... کہ اگر شرحش دہم اے وایِ او
وہ سر سے پاؤں تک ایسا جھوٹا ثابت ہوا ... کہ میں اس کی شرح کروں تو اس پر افسوس ہے

روزِ محشر ہر نہاں پیدا شوَد ... ہم زخود ہر مجرمے رُسوا شود
محشر کے دن ہر چھپی ہوئی چیز ظاہر ہو جائیگی ... ہر خطا کار، خود رسوا ہو جائے گا

دَست و پا بدہد گواہی بابیاں ... بر فسادِ اُو بہ پیشِ مستعاں
اسکے ہاتھ اور پاؤں وضاحت کیساتھ گواہی دینگے ... خدا کے سامنے اس کی خرابی پر

۱ دامن۔ یعنی لنگی کا دامن۔ بر سرش۔ بی بی نے آقا کے سر پر دھر مارا۔ مہین۔ ذلیل۔ نامۂ پرظلم۔ جس طرح انسان کا نجاستوں سے آلودہ بدن نماز کے لائق نہیں ہے اسی طرح برا اعمالنامہ دائیں ہاتھ کے لائق نہیں ہے۔

۲ گر بپرسی۔ کافر سے اگر دریافت کیا جائے کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا تو زبان سے یہی کہے گا کہ اللہ نے لیکن کام شرکیہ کرے گا تو یہ اس کے کام اس کے اقرار سے مناسبت نہیں رکھتے ہیں۔

۳ فعلِ او۔ وہ کافر جس کا عمل اس کے قول کو جھٹلا رہا ہے وہ یقیناً عذاب کے لائق ہے۔ روزِ محشر۔ محشر کے دن ہر ڈھکی چھپی بات ظاہر ہو جائے گی خود مجرم کے ہاتھ پاؤں اس کے خلاف تمام باتیں ظاہر کر دیں گے۔

دست گوید من چنیں دزدیده ام — لب بگوید من چنیں بوسیده ام
ہاتھ کہے گا، میں نے اس طرح چوری کی ہے — ہونٹ کہے گا، میں نے اس طرح بوسہ لیا ہے

پای گوید من شدستم تا منیٰ ۱ — فرج گوید من بکردستم زنا
پاؤں کہے گا میں مقاصد کی جانب گیا ہوں — شرمگاہ کہے گی میں نے زنا کیا ہے

چشم گوید کرده ام غمزه حرام — گوش گوید چیده ام سوء الکلام
آنکھ کہے گی میں نے حرام اشارہ کیا ہے — کان کہے گا میں نے بری بات چنی ہے

پس دروغ آمد ز سر تا پای خویش — که دروغش کرد هم اعضای خویش
تو وہ سر سے پاؤں تک جھوٹا نکلے گا — کیونکہ اس کے اعضا نے اس کو جھٹلا دیا

آنچناں که در نماز با فروغ — از گواہی خصیہ شد زرقش دروغ
جس طرح پر نور نماز میں — خصیہ کی گواہی سے اس کا مکر جھوٹ ثابت ہو گیا

پس چناں کن فعل کاں خود بے زباں — باشد اشهد گفتن و عین بیاں
تو ایسا عمل کر کہ خود بغیر زبان کے — اشہد کہنا اور بعینہٖ بیان ہے

تا همه تن عضو عضوت اے پسر — گفته باشد اشهد اندر نفع و ضر
اے بیٹا! تاکہ تیرا عضو عضو — نفع اور نقصان میں اشہد کہدے

رفتن ۲ بنده پے خواجه گواست — که منم محکوم و ایں مولائے ماست
غلام کا آقا کے پیچھے چلنا گواہ ہے — کہ میں محکوم ہوں اور یہ میرا آقا ہے

گر سیه کردی تو نامه عمر خویش — توبه کن زآنها که کردستی تو پیش
اگر تو نے اپنی زندگی کا اعمالنامہ کالا کر دیا ہے — جو تو نے پہلے کیا ہے اس سے توبہ کر لے

عمر ۳ گر بگذشت بیخش ایں دم است — آب توبه اش ده اگر او بے نم ست
اگر عمر گزر گئی ہے اس کی جڑ ابھی ہے — اگر وہ خشک ہے اس کو توبہ کا پانی دیدے

بیخ عمرت را بده آب حیات — تا درخت عمر گردد با ثبات
اپنی عمر کی جڑ میں آب حیات ڈالدے — تاکہ تیری عمر کا درخت جم جائے

جمله ماضیها ازیں نیکو شوند — زهر پارینه ازیں گردد چو قند
سب گزشتہ اس سے بھلا ہو جائے گا — گزشتہ زہر اس سے شکر بن جائے گا

سیئات را مبدل کرد حق — تا همه طاعت شود آں ما سبق
اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہوں کو تبدیل کر دیا — تاکہ وہ پہلا سب عبادات بن جائے

۱ منیٰ۔ آرزوئیں۔ غمزہ۔ اشارہ۔ سوء الکلام۔ بری بات۔ آنچناں۔ جس طرح زاہد آقا کے اعضاء نے اس کے نماز پڑھنے کو جھٹلا دیا اسی طرح قیامت میں ہر گنہگار کے اعضاء اس کو جھٹلا دیں گے۔ پس۔ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس کا فعل خود اس کا اقرار بن جائے۔

۲ رفتن۔ غلام آقا کے پیچھے چلنا غلامی کا اقرار ہے کہ رب۔ اگر انسان گنہگار ہے تو اس کو پیشگی توبہ کر لینی چاہیے۔

۳ عمر۔ انسان کو یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ آخری عمر میں توبہ بیکار ہے درخت کے پتے اگر جھڑ جائیں اور اس درخت کی جڑ کو پانی دیا جائے تو مفید ہوتا ہے۔ جملہ ماضیہا۔ اگر نیکوکار بن جاتا ہے تو اس کی پچھلی خطائیں صرف معاف نہیں بلکہ نیکیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

خواجہ ابر توبہ نصوحی خوش بتن کوششے کن ہم بجان وہم بتن

اے خواجہ! نصوح والی توبہ پر عمل کر جان اور جسم سے بھی کوشش کر

شرح ایں توبہ نصوح از من شنو بگرویدستی ولے از نو گرو

اس نصوح کی توبہ کی شرح مجھ سے سن لے تو (اس کا) گرویدہ ہے لیکن از سر نو گرویدہ بنجا

حکایت در بیانِ توبہ نصوح کہ چنانکہ شیر از پستان بیرون آید

نصوح کی توبہ کے بیان میں حکایت کہ جس دودھ پستان سے باہر آجاتا ہے تو پھر

باز در پستان نرود آنکہ توبۂ نصوحی کرد ہرگز ازاں گناہ یاد

پستان میں نہیں جاتا جس شخص نے نصوح والی توبہ کر لی وہ ہرگز گناہ کو رغبت

نکند بطریقِ رغبت بلکہ ہر دم نفرتش افزوں باشد وآں

کے طور پر یاد نہیں کرتا ہے بلکہ ہر لمحہ اس کی نفرت بڑھتی ہے اور وہ نفرت

نفرت دلیلِ آں باشد کہ لذّتِ قبول یافت آں شہوات

اس کی دلیل ہوتی ہے کہ اس نے (توبہ کی) قبولیت کی لذت حاصل کر لی

اوّل بے لذّت دایں بجائے آں نشست

وہ شہوت اوّل بے لذت بنی اور یہ اس کی جگہ بیٹھ گئی

نبرد عشق را جز عشق دیگر چرا یارے نگیری زو نکوتر

عشق کو دوسرے عشق کے سوا کوئی چیز نہیں کاٹتی ہے تو اس سے بہتر معشوق کیوں نہیں بنا لیتا

وآنکہ دلش باز بداں گناہ رغبت میکند علامت آنست

اور جس کا دل پھر اس گناہ کی طرف رغبت کرتا ہے یہ اس کی علامت ہے کہ اس کو

کہ لذتِ قبول نیافتہ است و قبول بجائے آں لذتِ گناہ

(توبہ کی) قبولیت کی لذت حاصل نہیں ہوئی ہے اور قبولیت اس گناہ کی لذت کی جگہ

نہ نشستہ است ۳ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى نشدہ است لذت

نہیں بیٹھی ہے اور وہ اس کو "ہم عنقریب سہولت کیلئے آسانی دیدینگے" (کا مصداق) نہیں بنا ہے

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى باقیست بروے پس مہیا گردانیم مر او

"پس ہم اس کو تنگی کی سہولت دیدینگے" کی لذت اس کے لئے باقی تو ہم اس کیلئے وہ صفتیں

رابرائے صفحے کہ اورا بدوزخ برد

مہیا کریں گے جو اس کو دوزخ میں لے جائینگی

---

۱ خواجہ۔ قرآن پاک میں ہے تُوبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا یعنی اللہ تعالیٰ سے کالصابانہ توبہ کرو۔ مولانا نے نصوح کو ایک شخص قرار دیا ہے اس نے جو توبہ کی اس کو توبہ نصوح فرماتے ہیں۔ توبہ نصوح۔ جو شخص نصوح والی توبہ کر لیتا ہے اس سے اس گناہ کا دوبارہ صادر ہونا ایسا ہی محال ہے جیسا کہ دودھ کا پستان سے باہر آجانے کے بعد پستان میں لوٹنا۔

۲ نبرد۔ یعنی عشق کو عشق ہی کاٹ سکتا ہے اگر کوئی کسی معشوق کا عشق فنا کرنا چاہیے تو دوسرے معشوق سے عشق پیدا کر لے۔ آں نفرت۔ گناہ سے توبہ کرنے کے بعد اگر اس گناہ سے نفرت ہو گئی ہے تو یہ توبہ کے قبول ہوجانے کی علامت ہے۔

۳ فَسَنُيَسِّرُهٗ۔ انسان جب نیکی کرتا ہے تو اس کے لئے نیکی کی راہیں کھولدی جاتی ہیں اور جب بدی کرتا ہے تو اس کے لئے بدی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔

بُود مردے پیش ازیں نامش نصوح ۔۔۔ بُد ز دلّالی ۱ زناں اُورا فتوح
اب سے پہلے ایک مرد تھا جس کا نام نصوح تھا ۔۔۔ عورتوں کو (حمام میں) ملنے سے اس کی آمدنی تھی

بود رُوئ او چو رخسارِ زناں ۔۔۔ مردیِ خود را ہمیکرد او نہاں
اس کا چہرہ عورتوں کے چہرے کی طرح تھا ۔۔۔ اس نے اپنا مردانہ پن چھپا رکھا تھا

اُو بحمامِ زناں دلّاک بُود ۔۔۔ در دغا وحیلہ بس چالاک بُود
وہ عورتوں کے حمام میں مالش کرنے والا تھا ۔۔۔ دغا بازی اور مکاری میں چالاک تھا

سالہا میکرد دلاّکی و کس ۔۔۔ بُو نبُرد از حالتِ آں بُو الہوس
اس نے سالوں ملنے کا پیشہ کیا اور کوئی ۔۔۔ اس بو الہوس کی حالت سے با خبر نہ ہوا

زانکہ آواز و رُخش زن وار بُود ۔۔۔ لیک شہوت کامل و بیدار بُود
کیونکہ اس کی آواز اور چہرہ زنانہ تھا ۔۔۔ لیکن شہوت پوری اور بیدار تھی

چادرو سَر بند پوشید و نقاب ۔۔۔ مرد شہوانی و در غرہ شباب
اس نے چادر اور دوپٹہ اور نقاب پہن لیا تھا ۔۔۔ شہوت والا مرد اور جوانی کے غرور میں تھا

دخترانِ ۲ خسرواں رازیں طریق ۔۔۔ خوش ہمی مالید و مُشست آں عشیق
اس طریقہ پر بادشاہوں کی لڑکیوں کو ۔۔۔ وہ عاشق عمدہ طریقہ پر ملتا اور نہلاتا

تو بہا می کرد و پا در می کشید ۔۔۔ نفس کافر توبہ اش را می درید
وہ بہت توبہ کرتا اور پیچھے ہٹتا ۔۔۔ کافر نفس اس کی توبہ کو توڑ دیتا

رفت پیشِ عارفے آں زشت کار ۔۔۔ گفت مارا در دُعائے یاد دار
وہ بدکار ایک عارف کے پاس گیا ۔۔۔ کہا ہمیں دعا میں یاد رکھئے

سرِّ اُو دانست آں آزاد مرد ۔۔۔ لیک چوں حلمِ خدا پیدا نکرد
وہ آزاد مرد اس کا راز جان گیا ۔۔۔ لیکن اس نے خدائی حلم کی طرح ظاہر نہ کیا

بر لبش ۳ قفل ست و در دل رازہا ۔۔۔ لب خموش و دل پُراز آوازہا
اس کے ہونٹ پر تالا ہے اور دل میں راز ہیں ۔۔۔ ہونٹ خاموش اور دل آوازوں سے پر ہے

عارفاں کہ جامِ حق نوشیدہ اند ۔۔۔ رازہا دانستہ و پوشیدہ اند
وہ عارف جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا جام پی لیا ہے ۔۔۔ انہوں نے رازوں کو جانا اور چھپایا ہے

ہر کرا اسرارِ حق آموختند ۔۔۔ مُہر کردند و دہانش دوختند
جن کو اللہ تعالیٰ کے راز بتائے گئے ہیں ۔۔۔ ان کے منہ پر مہر لگا دی ہے اور لب سی دیئے ہیں

۱ دلاکی ۔ یعنی وہ نصوح شخص عورتوں کو نہلا کر روزی کماتا ہے۔ بود۔ اس نصوح کا چہرہ زنانہ تھا اور اس نے اپنی مردانہ قوت کو چھپا رکھا تھا۔ او۔ اس نصوح نے اپنے آپ کو عورت ظاہر کر کے زنانہ حمام میں نوکری کر لی تھی۔ بو الہوس۔ وہ عورتوں کے بدن مل کر مردانہ لذّت حاصل کرتا تھا۔ چادر۔ لباس زنانہ پہنتا تھا۔ لیکن اس کی مردانہ شہوت مکمل تھی۔

۲ دختران۔ اس حمام میں شہزادیاں نہانے آتی تھیں۔ توبہا۔ نصوح نے اس کام سے کئی بار توبہ کی لیکن وہ توبہ پر قائم نہ رہا۔ رفت۔ نصوح نے اس عارف سے دعا کی فرمائش کی وہ عارف اس کے گناہ سے واقف تھا لیکن اس نے ظاہر نہ کیا۔

۳ برلبش۔ اولیاء لوگوں کی قلبی کیفیات سے واقف ہو جاتے ہیں لیکن ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ ہر کرا۔ جو شخص اسرار سے واقف ہو جاتا ہے۔ اس کے منہ پر قفل لگ جاتا ہے۔

سست خندید و بگفت اے بد نہاد　　زانکہ ۱ دانی ایزدت توبہ دہاد
وہ تھوڑا مسکرایا اور کہا اے بد اصل　　جو کچھ تجھے معلوم ہے خدا اس سے تجھے توبہ کی توفیق دے

دربیان آنکہ دُعائے عارفِ واصل و درخواستِ اُو از حق

اس کا بیان کہ عارف واصل (بحق) کی اللہ تعالیٰ سے دعا اور درخواست ایسی ہی ہے

ہمچو درخواست حق است از خویشتن کہ کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّ

جیسی کہ اللہ تعالیٰ کی خود اپنے آپ سے درخواست، کیونکہ "میں اس کے لئے کان اور

بَصَرًا وَّ لِسَانًا وَّیَدًا وقولہ تعالیٰ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ

آنکھ اور زبان اور ہاتھ ہو جاتا ہوں" (فرمایا ہے) اور اللہ تعالیٰ کا قول " تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی وآیات واخبار وآثار دریں بسیار است وشرح

نے پھینکا لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا" اور آیتیں اور حدیثیں اور صحابہ کے اقوال اس بارے میں

سبب سازیِ حق تا نصوح راگوش گرفتہ بتوبہ آورد

بہت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی سبب سازی کی شرح یہانتک کہ نصوح کے اس نے کان پکڑ کر توبہ کرا دی

آں ۲ دعا ازہفت گردوں در گذشت　　کار آں مسکیں بآخر خوب گشت
وہ دعا ساتوں آسمانوں کو پار کر گئی　　بالآخر اس مسکین کا کام بھلا ہو گیا

کاں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست　　فانی ست و گفت او گفت خداست
کیونکہ وہ شیخ کی دعا ہر دعا کی طرح نہیں ہے　　وہ فانی ہے اور اس کی بات خدا کی بات ہے

چوں خدا از خود سوال و گد کند　　پس دُعائے خویش راچوں رد کند
جب خدا اپنے آپ سے سوال کرے اور مانگے　　تو وہ اپنی دعا کو کیسے رد کرے گا ؟

یک سبب انگیخت صُنعِ ذوالجلال　　کہ رہانیدش زنفرین و وبال
اللہ تعالیٰ کی کاریگری نے ایک سبب پیدا کر دیا　　جس نے اس کو نفرت اور وبال سے رہائی دیدی

اندراں ۳ حمام پُر میکرد طشت　　گوہرے از دخترِ شہ یاوہ گشت
وہ اس حمام میں طشت بھر رہا تھا　　بادشاہ کی لڑکی کا ایک موتی گم ہو گیا

گوہرے از حلقہائے گوشِ او　　یاوہ گشت و ہر زنے در جُستجو
اس کے کان کے بالے کا موتی　　گم ہو گیا اور ہر عورت تلاش کرنے لگی

پس درِ حمام را بستند سخت　　تا بجویند اولش در بنج رخت
پھر انہوں نے مضبوطی سے حمام کا دروازہ بند کیا　　تاکہ پہلے اس کو سامان رکھنے کی جگہ میں تلاش کریں

---

۱ زانکہ۔ اس عارف نے کہا نصوح جس گناہ سے تو خود واقف ہے خدا تجھے اس سے توبہ کرنے کی توفیق دے۔ دربیان۔ اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ سے پورا قرب حاصل ہوتا ہے تو ان کا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ایسا ہی ہے جیسے خود خدا اپنے آپ سے دعا کرے تو اس کے مقبول نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ کنت۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب ایک انسان نوافل کے ذریعہ مجھ سے قربت حاصل کر لیتا ہے تو میں اس انسان کے اعضاء بن جاتا ہوں۔ وما رمیت۔ حضورؐ کے مٹی پھینکنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پھینکنا قرار دیا۔

۲ آں دعا۔ نصوح کے لئے اس عارف کی دعا نے اپنا کام کر دیا۔ فانی ست۔ شیخ اگرچہ فانی ہے۔ لیکن اس کی بات خدا کی بات ہے گد کردن۔ سوال کرنا۔ یک سبب۔ یعنی موتی کا گم ہونا اس کی توبہ کا سبب بنا۔

۳ اندراں۔ نصوح حمام میں کام کر رہا تھا۔ اس دوران میں شہزادی کا ایک موتی گم ہو گیا۔ گوہرے۔ وہ موتی کان کے بالے کا تھا۔ بنج رخت۔ یعنی حمام میں جس جگہ کپڑے اتار کر رکھتے ہیں۔

رَختہا جستند وآں پیدا نَشُد — دُزدِ گوہر نیز ہم رُسوا نشُد
سامانوں میں ڈھونڈا وہ نظر نہ آیا — موتی کا چور بھی رسوا نہ ہوا

پَس بجد جستن گرفتند از گزاف — دَر دہان و گوش واندر ہر شگاف[1]
انہوں نے حد سے زیادہ کوشش سے ڈھونڈنا شروع کیا — منہ میں اور کان میں اور ہر شگاف میں

در شِگافِ تحت وفوق وہر طرف — جُستجو کردند دُراز ہر صَدف
نیچے اور اوپر کے شگاف میں اور ہر جانب — ہر صدف سے موتی کی انہوں نے جستجو کی

مَرد وزن جویاں شدُند از ہر طرف — جُملگاں از بہرِ دُرِّ خُوش صَدف
مرد اور عورت ہر جانب جویاں ہوئے — سب، اچھے سیپ کے موتی کے لئے

بانگ آمد کہ ہمہ عُریاں شوید — ہرکہ ہستید از عجوز و از نوید
اعلان ہوا کہ سب ننگے ہو جائیں — جو بھی بوڑھی اور جوان ہیں

یک بیک راحاجبہ جُستن گرفت — تا بدید آید گہرُ دانہ شگفت
ایک ایک کرکے دربان عورت نے تلاش کرنا شروع کیا — تاکہ عجیب موتی کا دانہ نظر آجائے

آں[2] نَصوح از تُرس شدُ در خلوتے — رُوِ زرد و لَب کبُود از خشیتے
وہ نصوح خوف سے تنہائی میں چلا گیا — خوف سے چہرہ زرد اور ہونٹ نیلے تھے

پیشِ چشمِ خویشتن میدید مرگ — سخت می لرزید او مانندِ برگ
وہ اپنے سامنے موت کو دیکھ رہا تھا — وہ پتے کی طرح بہت لرز رہا تھا

گفت یا رب بارہا برگشتہ اَم — تو بہاؤ عہد ہا بشکستہ اَم
اس نے کہا اے خدا! میں نے بہت انحراف کیا ہے — توبہ اور عہد توڑے ہیں

کردہ اَم آنہا کہ از من می سزید — تا چُنیں سیلِ سیاہی در رسید
میں نے وہ کیا جو میرے لائق تھا — یہاں تک کہ سیاہی کا ایسا بہاؤ آگیا

نوبت[3] جستن اگر در من رسد — وہ کہ جانِ من چہ سختیہا کشد
تلاشی کی نوبت اگر مجھ تک پہنچی — ہائے میری جان کیسی سختیاں برداشت کریگی؟

در جگر افتاد استم صد شرر — در مُنا جاتم ببیں بوئی جگر
میرے جگر میں سیکڑوں چنگاریاں لگی ہیں — میری دعا میں میرے جگر کی بو سونگھ لے

ایں چنیں اند وہ کافر را مباد — دامنِ رحمت گرفتم داد داد
اس طرح کا غم کافر کو بھی نہ ہو — میں نے رحمت کا دامن تھاما ہے فریاد ہے فریاد ہے

[1] ہر شگاف۔ یعنی بدن کے ہر سوراخ میں تلاشی شروع کردی۔ ہر صدف۔ یعنی بدن کے ہر سوراخ میں موتی ڈھونڈنا شروع کردیا۔ صدف۔ سیپ۔ حاجب۔ وہ عورت جو حمام کی دربان تھی۔

[2] آں نصوح۔ نصوح کو یہ ڈر تھا کہ اگر اس کو ننگا کیا گیا تو اس کا راز کھل جائیگا جس کے نتیجہ میں اس کی موت آجائیگی۔ گفت۔ اب اس نے خدا سے گریہ زاری شروع کردی۔

[3] نوبت۔ نصوح کہہ رہا تھا کہ اگر میری جامہ تلاشی لی گئی تو سخت مصیبت آجائیگی۔ در جگر۔ اس غم کی آگ جگر میں لگی ہے اس کے جلنے کی خوشبو آرہی ہے۔ دامن۔ وہ خدا سے کہہ رہا تھا کہ میں نے تیری رحمت کا دامن تھاما ہے۔

کاشکے[1] مادر نزادے مر مرا — یا مرا شیرے بخور دے در چرا
کاش مجھے ماں نہ جنتی — یا جنگل میں مجھے شیر کھا جاتا

اے خدا آں کُن کہ از تومی سزد — کہ زہر سوراخ مارم میگزد
اے خدا! وہ کر جو تیرے لائق ہے — کیونکہ ہر سوراخ سے مجھے سانپ ڈس رہا ہے

جانِ[2] سنگیں دارم و دل آہنیں — ورنہ خوں گشتے دریں رنج و حنیں
میں پتھر کی جان اور لوہے کا دل رکھتا ہوں — ورنہ اس رنج اور گریہ میں خون بن جاتے

وقت تنگ آمد مراو یک نفس — بادشاہی کُن مرا فریاد رس
میرا وقت تنگ ہو گیا، تھوڑی دیر کیلئے — شاہی بخش، میری فریاد رسی کر

گر مرا ایں بار ستاری کُنی — توبہ کردم من زہر نا کردنی
اگر اب کی دفعہ تو میری پردہ پوشی کر لے — میں نے ہر نہ کرنے کے کام سے توبہ کی

توبہ اَم بپذیر ایں بارِ دگر — تابہ بندم بہر توبہ صد کمر
اس بار پھر میری توبہ قبول کر لے — تاکہ میں توبہ کے لئے سو کمر کس لوں

من اگر ایں بار تقصیرے کُنم — پس دگر مشنو دُعا و گفتنم
میں اگر اس دفعہ کوتاہی کروں — پھر کبھی میری دعا اور بات نہ سننا

ایں ہمی زارید صد قطرہ رواں — کاندر افتادم بجلاّ دو عواں
وہ یہ زاری کر رہا تھا اور سینکڑوں آنسو جاری تھے — کہ میں جلاد اور سپاہی کے (ہاتھوں) پھنسا ہوں

تا نمیرد ہیچ افرنگی چنیں — ہیچ ملحدرا[3] مبادا ایں چنیں
کوئی فرنگی بھی اس طرح نہ مرے — کسی بد دین کا بھی ایسا نہ ہو

نوحہا میکرد اُو بر جانِ خویش — رُوئے عزرائیل دیدہ پیش پیش
وہ اپنی جان پر نوحے کرتا تھا — سامنے ملک الموت کا چہرہ دیکھ کر

اے خدا واے خدا چنداں بگفت — کاں درو دیوار با اُوگشت جفت
اے خدا، اے خدا! اتنا کہا — کہ در و دیوار اس کے ساتھی ہو گئے

نوبتِ جُستن رسیدن بنصُوح و آواز آمدن کہ ہمہ را جستیم

نصوح کی تلاشی کی نوبت آنا اور آواز آنا کہ ہم نے سب کی تلاشی لے لی

نصوح را بجُوئید و بیہوش شدن نصُوح ازاں ہیبت

نصوح کی تلاشی لو اور اس خوف سے نصوح کا بیہوش ہو جانا اور انتہائی

---

[1] کاشکے۔ وہ نصوح تلاشی کے دوران کہہ رہا تھا کاش میں پیدا نہ ہوتا اور اگر پیدا ہو گیا تھا تو جنگل میں کوئی شیر کھا جاتا۔ چرا۔ چراگاہ۔ کہ یعنی میں چاروں طرف سے مصیبت میں ہوں۔

[2] جانِ سنگیں۔ میں پتھر کا ہوں ورنہ اس پریشانی سے مجھے مر جانا چاہیے تھا۔ ستاری پردہ پوشی۔ نا کردنی۔ یعنی گناہ۔ تقصیر۔ کوتاہی، قصور جلاد۔ کوڑے مارنے والا سزا دینے والا۔ فرنگی۔ نصرانی۔

[3] ملحد۔ بددین۔ عزرائیل ملک الموت۔ اے خدا اس نے خدا کو اس قدر پکارا کہ در و دیوار گونج اٹھے۔

وگشاده شدنِ کار بعد از نہایتِ بستگی کَمَا کَانَ یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصَابَهٗ مَرَضٌ اَوْ هَمٌّ اِشْتَدِّیْ اَزَمَّةُ تَنْفَرِجِیْ

بندش کے بعد معاملہ کا حل ہو جانا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت فرمایا کرتے تھے جب ان کو کوئی مرض یا غم ہوتا تھا "مصیبت تو سخت ہو جا کھل جائے گی"

درمیانِ یا رب و یا رب بُد اُو
وہ یا رب ، یا رب میں لگا تھا
بانگ آمد زمیانِ جستجو
تلاش کے درمیان آواز آئی

جُملہ را جستیم پیشِ آ اے نصُوح
ہم نے سب کی تلاشی لے لی، اے نصوح! آ جا
گشت بیہوش آن زماں پَرید[۲] رُوح
اس وقت وہ بے ہوش ہو گیا، روح پرواز کر گئی

ہمچو دیوارِ شکستہ دَر فتاد
وہ شکستہ دیوار کی طرح ڈھے گیا
ہوش و عقلش رَفت و شد اُو چوں جماد
اسکے ہوش وحواس چلے گئے اور وہ پتھر کی طرح ہو گیا

چونکہ ہوشش رفت از تن آن زماں
جب جسم سے اس کا ہوش روانہ ہو گیا اس وقت
سِرِّ اُو با حق بہ پیوست از نہاں
آہستگی سے اس کا باطن حق (تعالیٰ) سے وابستہ ہو گیا

چوں تہی گشت و وجودِ اُو نماند
جب وہ خالی ہو گیا اور اس کا وجود نہ رہا
باز جانش را خدا در پیش خواند
اس کی جان کے باز کو خدا نے سامنے بلا لیا

چوں شکست آں کشتیِ او بیمراد
جب بے مرادی میں اس کی کشتی ٹوٹ گئی
دَر کنارِ رحمتِ دریا ، فتاد
دریائے رحمت کے ساحل سے جا لگی

جاں[۳] بحق پیوست چوں بیہوش شد
جب وہ بیہوش ہوا، جان اللہ سے وابستہ ہو گئی
بحرِ رحمت آں زماں دَر جوش شد
رحمت کا سمندر اس وقت جوش میں آ گیا

چونکہ جانش وارہید از ننگِ تن
جب اس کی روح جسم کے عیب سے نجات پا گئی
رفت شاداں پیشِ اصلِ خویشتن
اپنی اصل کی جانب خوش خوش روانہ ہو گئی

جانْ چوں باز و تن مر اُورا کندہَ
روح باز کی طرح ہے جسم اس کیلئے کاٹھ ہے
پایْ بستہ پَر شکستہ بندہَ
پاؤں بندھا ہوا، پر ٹوٹے ہوئے ایک غلام ہے

چونکہ ہوشش رَفت پایش بر گشاد
جب اس کے ہوش چلے گئے پاؤں کھل گیا
می پَرد آں باز سُوئے کیقباد
وہ باز شاہ کی جانب اڑ رہا ہے

[۱] کما کان یقول ۔ یعنی آنحضورؐ نے فرمایا جب مصیبت انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو رحمت خداوندی متوجہ ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث سنداً کمزور ہے۔ ازمۃ ۔ شدت، گرہ قحط

[۲] پرید روح ۔ روح جسم سے پرواز کر گئی۔ چونکہ اس بیہوشی میں اس کو قربت حق میسر آ گئی۔ چوں شکست۔ اس کی انتہائی مایوسی نے اس کو دریائے رحمت کے ساحل پر پہنچا دیا۔ چونکہ روح جسم سے پاک ہو کر دربار خداوندی میں پہنچ گئی۔

[۳] جان۔ روح جسم میں اسی طرح مقید ہے جس طرح انسان کاٹھ میں مقید کر دیا جاتا ہے۔ چونکہ۔ جب جسم بے ہوش ہو جاتا ہے روح پرواز کر کے شاہ کے پاس پہنچ جاتی ہے۔

چونکہ۱ دریا ہایِ رحمت جُوش کرد — سنگہا ہم آبِ حیواں نوش کرد
جب رحمت کے سمندروں نے جوش مارا — پتھروں نے بھی آبِ حیات پی لیا

ذرّہٗ لاغر شگرف و زَفت شُد — فرشِ خاکی اَطلس و زَربفت شُد
کمزور ذرہ عجیب اور موٹا ہو گیا — خاکی فرش، اطلس اور زربفت بن گیا

مُردہٗ صَد سالہ بیروں شُد زگور — دیوِ ملعوں شُد بخوبی رشکِ حُور
سو سال کا مردہ قبر سے باہر آ گیا — ملعون شیطان، حسن میں حور بن گیا

ایں۲ ہمہ رُوئے زمیں سَر سبز شُد — شاخِ خشک اشگوفہ کرد و نغز شُد
یہ سب روئے زمین سرسبز ہو گئی — خشک شاخ نے کلی کھلائی، عمدہ ہو گئی

گرگ بابرّہ حریفِ مے شُدہ — نااُمیداں خوش رگ و خوش پے شُدہ
بھیڑیا بکری کے بچے کے ساتھ شراب نوش بنا — مایوس، اچھے رگ پٹھوں کے بن گئے

یافت شُدنِ گوہر و حلالی خواستنِ حاجباں کنیز کانِ شاہزادہ

موتی کا مل جانا اور شہزادی کے دربانوں اور لونڈیوں کا نصوح سے معافی چاہنا

از نصوح و بر سَر و دستِ اُو بوسہ دادن و عذر خواستن

اور اس کے سر اور ہاتھ کو چومنا اور عذر خواہی کرنا

بانگ آمد ناگہاں کہ رفت بیم — شُد پدید آں گم شُدہ دُرِّ یتیم
اچانک آواز آئی خوف ختم ہو گیا — وہ نایاب گم شدہ موتی، مل گیا

بعد آں۳ خوف و ہلاکِ جاں بُدہ — مُودہا آمد کہ اینک گم شُدہ
اس کے بعد کہ جان کا ڈر اور ہلاکت تھی — خوشخبری آئی کہ یہ گم شدہ (موتی) ہے

حُزن شُد و اندر فَرَج درتافتیم — مُودگانی دہ کہ گوہر یافتیم
غم ختم ہوا اور ہم خوشی میں چمک اٹھے — انعام دے، کیونکہ ہم نے موتی پا لیا ہے

از غریو و نعرہ و دستک زدن — پُر شُدہ حمام قد زَالَ الحَزَن
شور اور نعرے اور ہتھیلیاں بجانے سے — حمام گونج گیا، رنج زائل ہو گیا

آں نصوحِ رفتہ باز آمد بخویش — دیدہ چشمش تابشِ صَد روزہ بیش
بیہوش نصوح پھر ہوش میں آ گیا — اس کی آنکھ نے سو دنوں (کے نور) سے زیادہ نور محسوس کیا

می حلالی خواست از وے ہر کسے — بوسہ می داد ند بر دستش بسے
ہر شخص اس سے معافی چاہ رہا تھا — اس کے ہاتھ بہت چومتے تھے

۱ چونکہ۔ جب دریائے رحمت جوش میں آتا ہے تو جس پر بھی چھینٹا پڑ جاتا ہے اس میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ذرہ۔ ابر رحمت سے ذرہ موتی بن جاتا ہے وہ بے رونق مٹی سے پھول اور پتیاں اگا دیتا ہے پرانے مردے زندہ ہو جاتے ہیں۔ برا بھلا بن جاتا ہے۔

۲ ایں ہمہ۔ خشک زمین سرسبز بن جاتی ہے۔ گرگ۔ بغض و کینہ ختم ہو جاتا ہے بھیڑ اور بھیڑیا ملکر پانی پینے لگتے ہیں۔ حلالی۔ معافی۔ بانگ آمد۔ اب یہ اعلان ہو گیا کہ ڈر اور خوف کا وقت ختم ہو گیا موتی مل گیا ہے۔

۳ بعد آں۔ جب موتی مل گیا تو اس کے مل جانے کی خوشخبری دے دی گئی۔ مودگانی۔ تمام متعلقین نے شہزادی سے انعام کی درخواست کی۔ از غریو۔ حمام میں خوشی کے نعرے بج رہے تھے کہ غم دور ہو چکا ہے۔ آں نصوح۔ اب وہ نصوح بیہوشی سے ہوش میں آیا تو اس پر نور کی وہ کیفیت تھی جو سو روزوں کے چلہ کے بعد ہوتی ہے۔ می حلالی خواست یعنی حلالی می خواست۔

بد گماں ۱ بودیم مارا کن حلال — لحم تو خوردیم اندر قیل و قال

ہم بدظن ہو گئے تھے، ہمیں معاف کر دیجئے — بات چیت میں ہم نے آپ کا گوشت کھایا

زانکہ ظنِ جملہ بروے بیش بود — زانکہ در قربت ز جملہ پیش بود

کیونکہ سب کا اس پر زیادہ گمان تھا — کیونکہ وہ قرب میں سب سے آگے تھا

خاص دلاکش بد و محرم نصوح — بلکہ ہمچوں دو تن و یک گشتہ روح

نصوح اس کا خاص حمامی اور محرم تھا — بلکہ دو جسم اور ایک روح بنا ہوا تھا

گوہرار برد ست او بردست و بس — زو ملازم تر بخاتوں نیست کس

اگر موتی چرلیا ہے، تو بس اس نے چرلیا ہے — بیگم سے اس سے زیادہ کوئی قریب نہیں ہے

اول اورا خواست جستن در نبرد — بہر حرمت داشتش تا خیر کرد

معرکہ میں پہلے اس کی تلاشی لینی چاہی — (لیکن) اس کی عزت رکھنے کے لئے تاخیر کی

تا بود کاں را بینداز د بجا — اندریں مہلت رہاند خویش را

تاکہ ہو سکے کہ وہ اس کو کہیں ڈالدے — اس فرصت میں وہ اپنے آپ کو بچا لے

بس ۲ حلالیہا از و میخواستند — وز برائے عذر بر میخاستند

وہ اس سے بہت معافیاں چاہ رہے تھے — عذر خواہی کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے

گفت بد فضلِ خدائے داد گر — ورنہ زانچہ گفتہ شد ہستم بتر

اس نے کہا منصف خدا کا کرم تھا — ورنہ جو کچھ کہا گیا میں اس سے بھی برا ہوں

چہ حلالی خواست میباید زمن — کہ منم مجرم تر از اہلِ زمن

مجھ سے کیا معافی چاہی جائے؟ — میں زمانہ کے لوگوں سے زیادہ مجرم ہوں

آنچہ گفتندم زبد از صد یکیست — بر من ایں کشف ست اگر کس را شکیست

جو کچھ انہوں نے میری برائی میں کہا ہے ایک فیصد ہے — ہزاروں جرم اور بدکاریوں میں سے ایک

کس چہ میداند ز من جز اندکے — وز ہزاراں جرم و بد فعلی یکے

تجھ سے تھوڑے کے علاوہ کوئی میرے بارے میں کیا جانتا ہے؟ — اگر کسی کو شک ہے تو مجھ پر واضح ہے

من ۳ ہمی آں دانم و ستارِ من — جرمہا و زشتیِ کردارِ من

وہ میں جانتا ہوں اور میرا ستار — اپنی خطاؤں اور بدکاری کو

اول ابلیسے مرا استاد بود — بعد ازاں ابلیس پیشم باد بود

شروع میں شیطان میرا استاد تھا — اس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا

۱ بدگماں۔ سب نے نصوح سے کہا ہم نے آپ پر بدگمانی کی تھی ہمیں معاف کر دیجئے۔ لحم۔ غیبت کو گوشت خوری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ زانکہ نصوح پر زیادہ بدگمانی اسلئے تھی کہ اسی کو شہزادی سے زیادہ قرب رہتا تھا۔ خاص۔ شہزادی کا جسم ملنے کیلئے نصوح مخصوص تھا دونوں ایک روح دو جسم بنے ہوئے تھے۔ اول۔ اس بدگمانی کا تقاضا تو یہ تھا کہ سب سے پہلے نصوح کی جامہ تلاشی لیں لیکن اس کی عزت بچانے کیلئے اس کو موقع دے دیے تھے کہ اگر موتی اس کے پاس ہے تو اس کو کسی جگہ کھو دے اور الزام سے بچ جائے

۲ بس حلالیہا۔ حمام کے متعلقین کھڑے ہوئے نصوح سے معافیاں مانگ رہے تھے اور نصوح کہہ رہا تھا کہ یہ اللہ کا کرم تھا ورنہ جو کچھ تم لوگوں نے کہا میں اس سے بدتر ہوں میں دنیا میں سب سے زیادہ گنہگار ہوں تم نے جو کچھ کہا وہ تو ایک فیصد ہے اس بارے میں خواہ کسی کو شک ہو لیکن مجھے اپنی برائی کا یقین ہے میری بد اعمالیوں کو میرے سوا اور کون جا سکتا ہے۔

۳ من ہمی۔ نصوح نے کہا اپنی برائیوں کو میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے ابتداء شیطان میرا استاد تھا لیکن پھر میں برائی کرنے میں شیطان کا بھی استاد بنگیا، یہ اللہ کا کرم ہے کہ وہ میری پردہ پوشی کر دیتا ہے۔ اور میرے پھٹے ہوئے کو سی دیتا ہے۔

حَق بَدید آں جُملہ و نادیدہ کَرد　　تا نگردم دَر فضیحت رُوِی زرد

اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ دیکھا اور بن دیکھا بنا دیا　　تاکہ میں رسوائی میں زرد رو نہ بنوں

تاز رَحمت پوشِیں دوزیم کَرد　　توبہؐ شیریں چوجاں روزیم کَرد

یہاں تک کہ اس نے رحمت سے میری پردہ پوشی کی　　جان جیسی شیریں توبہ ۔ مجھے عطا کر دی

ہر چہ[۱] کردم جُملہ نا کردہ گرفت　　طاعت نا کردہ را کردہ گرفت

میں نے جو کچھ کیا اس کو نہ کیا ہوا ٹھہرایا　　نہ کی ہوئی عبادت کو ، کیا ہوا ٹھہرایا

ہمچو سَرو و سوسَنم آزاد کرد　　ہمچو بخت و دولتم دل شاد کرد

اس نے مجھے سرو اور سوسن کی طرح آزاد کر دیا　　مجھے نصیبہ اور دولت کی طرح خوش دل کر دیا

نامِ مَن دَر نامۂ پاکاں نوشت　　دوزخی بُودم بَجشیدم بہشت

میرا نام ، پاک لوگوں کی فہرست میں لکھ دیا　　میں دوزخی تھا ، مجھے بہشت بخش دی

عفو کرد آں جملگی جُرم و گُناہ　　شُد سپید آں نامہ و رُوِی سیاہ

اس نے وہ سارے جرم اور گناہ معاف کر دیئے　　وہ کالا اعمالنامہ اور چہرہ سفید ہو گیا

آہ کردم[۲] چوں رَسَن شد آہِ مَن　　گشت آویزاں رَسَن در چاہِ مَن

میں نے آہ کی ، میری آہ رسی کی طرح ہو گئی　　رسی میرے کنوئیں میں لٹک گئی

آں رَسَن بگرفتم و بیروں شدم　　شاد و زفت و فَربہ و گُلگوں شدم

میں نے وہ رسی پکڑ لی اور باہر نکل آیا　　خوش اور موٹا تازہ اور سرخ ہو گیا

دَر بنِ چاہے ہمی بُودم اسیر　　روز و شب اندر فُغان و در نفیر

میں کنوئیں کی تلی میں قیدی تھا　　دن رات فریاد اور رونے میں تھا

از ہَوَس دَر تنگنا بودم زَبوں　　دَر ہمہ عالم نمی گنجم کنوں

ہوس کی وجہ سے میں تنگ کوچہ میں عاجز تھا　　اب میں پورے عالم میں نہیں سماتا ہوں

آفریں‌ہا بر تو بادا اے خدا!　　نا گہاں کردی مرا از غم جُدا

اے خدا ! تجھے آفریں پر آفریں ہے　　تو نے مجھے اچانک غم سے جدا کر دیا

گر سَرِ[۳] ہر مُوئے مَن گردد زباں　　شُکر ہائے تو نیاید در بیاں

اگر میرے ہر بال کا میرا زبان بن جائے　　تیے شکریے بیان نہیں ہو سکتے ہیں

میزنم نعرہ دریں روضہ و عیون　　خَلق را یَا لَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ

اس باغیچہ اور چشموں میں میں صدائیں دے رہا ہوں　　لوگوں کو ، کاش میری قوم جان لے

---

۱ ہر چہ۔ یہی نہیں کہ اس نے میرے گناہوں سے قطع نظر کی بلکہ میری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا اب میں تمام دنیاوی علائق سے سرو اور سوسن کی طرح آزاد ہوں۔ نام من۔ اب اس نے میرا نام نیکوں میں لکھ لیا ہے اور مجھ دوزخی کو جنتی بنا دیا ہے۔

۲ آہ کردم۔ میں نے اپنی خطا کاری پر آہ کی اس آہ نے رسی کا کام دیا اور گناہوں کے کنوئیں سے باہر نکل آیا۔ از ہوس۔ دنیا کی حرص و ہوس کی تنگی میں تھا اب میں پورے عالم میں نہیں سما رہا ہوں۔

۳ گر۔ اگر میرا بال بال اللہ کا شکر ادا کرنا چاہے تو ممکن نہیں ہے۔ یا لیت۔ مغفرت کے بعد جنتی کہے گا يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۔ یعنی کاش میری قوم اس بات کو جان لے کہ میرے خدا نے میری بخشش کر دی ہے اور مجھے با عزت لوگوں میں سے بنا دیا ہے۔

باز خواندن [1] شاہزادی نصوح را از بہرِ دلّاکی بعد از استحکام
شہزادی کا نصوح کو توبہ کے مستحکم ہو جانے کے بعد مالش کے لئے دوبارہ بلانا
توبہ و بہانہ کردنِ او و دفع گفتنِ او و عذر آوردنِ او
اور اس کا بہانہ کرنا اور دفع کرنا اور عذر کرنا

بعد ازاں آمد کسے کز مرحمت — دخترِ سلطانِ ما میخواندت
اس کے بعد کوئی آیا، کہ مہربانی سے — ہمارے بادشاہ کی لڑکی تجھے بلا رہی ہے

دخترِ شاہت ہمی خواند بیا — تا سرش شوئی کنوں اے پارسا
بادشاہ کی لڑکی تجھے بلا رہی ہے، آجا — تاکہ اے نیک! تو اس کا سر دھو دے

جز تو دلّاکے نمی خواہد دلش — کہ بمالد یا بشوید با گلش
اس کا دل تیرے علاوہ کسی مالش کرنے والے کے بارے میں نہیں ہے — کہ جو مالش کرے یا مٹی سے اس کو نہلائے

گفت رَو رَو دستِ من بیکار شد — ویں نصوحِ تو کنوں بیمار شد
اس نے کہا جا جا میرا ہاتھ بیکار ہو گیا ہے — تیرا یہ نصوح اب بیمار ہو گیا ہے

رَو کسے دیگر بجو اشتاب و تفت — کہ مرا واللہ دست از کار رفت
جلد جلد تیزی سے دوسرے کو ڈھونڈ لے — کیونکہ خدا کی قسم ہاتھ بیکار ہے

بادلِ [2] خود گفت کز حد رفت جرم — از دلِ من کے رود آں ترس و گرم
وہ اپنے دل میں کہتا تھا کہ جرم حد سے گزر گیا — میرے دل سے وہ ڈر اور گرمی کہاں جا سکتی ہے؟

من بمُردم یکرہ و باز آمدم — من چشیدم تلخیِ مرگ و عدم
میں ایک بار مر چکا ہوں اور پھر واپس آیا ہوں — میں نے موت اور عدم کی تلخی چکھ لی ہے

توبۂ کردم حقیقت با خدا — نشکنم تا جاں شود از تن جدا
میں نے اللہ سے حقیقی توبہ کی ہے — جب تک جان جسم سے جدا ہو میں نہ توڑوں گا

بعد ازیں محنت کرا بارِ دگر — پارو د سوئے خطر اِلّا کہ خر
اس مصیبت کے بعد کس کا دوبارہ — گدھے کے علاوہ خطرے کی جانب پاؤں چلیگا؟

حکایت [3] دربیان آں کسے کہ توبہ کند و پشیمان شود و باز
اس بیان میں حکایت کہ کوئی شخص توبہ کرے اور شرمندہ ہو اور پھر ان
آں پشیمانیہا را فراموش کند و آزمودہ را باز آزماید در
شرمندگیوں کو بھلا دے اور آزمائے ہوئے کو دوبارہ آزمائے اور مستقل

[1] باز خواندن۔ اس توبہ کے بعد شہزادی نے پھر نصوح کو بلایا لیکن اس نے معذرت کر دی۔ بعد ازاں۔ ان تمام واقعات کے بعد نصوح کے گھر پیغام آیا کہ شہزادی بلاتی ہے اس کا دل تجھی سے بدن ملوانے کو چاہتا ہے۔ گلش۔ یعنی تو ہی ملتانی مٹی سے سر دھلائے۔ گفت۔ نصوح نے کہا اب میرے ہاتھ بیکار ہیں اور میں بیمار ہوں۔

[2] بادلِ خود۔ نصوح دل میں کہہ رہا تھا کہ تلاشی کا ڈر میرے دل سے کب نکل سکتا ہے۔ توبہ۔ اب میں نے اس کام سے اپنی توبہ کر لی ہے جو مرتے دم تک نہ ٹوٹیگی۔ بعد۔ ایک دفعہ کی مصیبت سے نجات پا جانے کے بعد احمق ہی اس مصیبت میں پھنسنے کو تیار ہوتا ہے۔

[3] حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ایک بار مصیبت سے نجات پا جانے کے بعد دوبارہ مصیبت میں پھنسنے کا بہت برا انجام ہوتا ہے۔

خسارتِ اَبد در افتد کہ مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبْ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَةُ
ٹوٹے میں مبتلا ہو جائے کیونکہ جس شخص نے آزمائے ہوئے کو آزمایا اس کو ندامت ہوئی

وچوں[۱] توبہ اُو را ثباتے و قوّتے و حَلاوتے وقبولے و
اور جب اس کی توبہ کا ٹکاؤ اور قوت شیرینی اور قبولیت اور مدد اس کو

مَدَدے بُود نہ شُد چوں دَرخت بے بیخ ہر روز زَرد تر
حاصل نہ ہو تو وہ بغیر جڑ کے درخت کی طرح ہے جو روزانہ زیادہ زرد اور خشک ہو رہا ہے

وخشک تر نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ
ہم اس بات سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں

گازرے[۲] بُود و مر اُورا یک خرے　　پُشت ریش اِشکم تہی تن لاغرے
ایک دھوبی تھا جس کا ایک گدھا تھا　　زخمی کمر، خالی پیٹ، کمزور جسم

درمیانِ سنگلاخِ بے گیاہ　　روز تا شب بینوا و بے پناہ
بغیر گھاس کی پتھریلی زمین میں　　شب و روز بے سرو سامان اور بے پناہ

بہرِ خور دن غیرِ آب آنجا نبُود　　روز و شب بُد خرد راں کور و کبود
وہاں کھانے کیلئے پانی کے سوا نہ تھا　　گدھا وہاں دن رات اندھا اور تاریک چشم تھا

آں حوالی نیستان و بیشہ بُود　　شیرے بُود آنجا کہ صیدش پیشہ بُود
اطراف میں بنسلی اور جنگل تھا　　وہاں ایک شیر تھا جس کا پیشہ شکار کرنا تھا

شیر را با پیلِ نر جنگ اُو فتاد　　خستہ شد آں شیر و ماند از اصطیاد
شیر کی نر ہاتھی سے لڑائی ہوئی　　وہ شیر زخمی ہو گیا اور شکار کرنے سے عاجز ہو گیا

مُدّتے[۳] وا ماند زاں ضُعف از شکار　　بینوا ماندند دداز چاشت خوار
ایک عرصہ تک کمزوری کیوجہ سے شکار سے عاجز رہا　　درندے ناشتہ سے محروم ہو گئے

زانکہ باقی خوارِ شیر ایشاں بُدند　　شیر چوں رنجور شُد تنگ آمدند
کیونکہ وہ شیر کا بچا ہوا کھانے والے تھے　　جب شیر بیمار ہو گیا، وہ پریشان ہو گئے

شیر یک روباہ را فرمود رَو　　مر خرے را بہرِ من صیّاد شَو
شیر نے ایک لومڑی سے کہا جا　　میرے لئے گدھے کی شکاری بن

گر خرے یابی بگردِ مرغزار　　رَو فسونش خواں فریبانش بیار
اگر تو جنگل کے اطراف میں گدھا پائے　　جا اس پر منتر پڑھ اس کو قریب لے آ

۱ چوں۔ اگر توبہ میں ٹکاؤ نہ ہو اور اس کی خوبی اس پر واضح نہ ہو تو توبہ کرنے والے شخص کی مثال بے جڑ کے درخت کی سی ہے جو روز بروز خشک ہوتا جاتا ہے اور اس کے پتے جھڑتے رہتے ہیں۔

۲ گازرے۔ ایک دھوبی کا ایک گدھا تھا جس کی کمر زخمی تھی اور پیٹ خالی رہتا تھا جس کی وجہ سے وہ کمزور ہو گیا تھا۔ سنگلاخ۔ پتھریلی زمین۔ کور و کبود۔ یعنی تباہ اور بد حال۔ حوالی۔ اطراف۔ نیستاں۔ بنسلی کا جنگل۔ بیشہ۔ جھاڑی۔ شیر وہ شیر کسی ہاتھی سے لڑ کر زخمی اور لاغر ہو گیا اور جنگلی جانوروں کا شکار کرنے کے قابل نہ رہا۔

۳ مدتے۔ ایک عرصہ سے وہ شکار کرنے کے قابل نہ تھا اور دوسرے درندے جو اس کا بچا کھچا کھاتے تھے وہ بھی بھوکے تھے۔ چاشتخوار۔ ناشتہ شیر۔ شیر نے لومڑی سے کہا کسی گدھے کو پھسلا کر میرے پاس لے آنا۔ مرغزار۔ سبزہ زار۔ فسون۔ منتر۔

یا خرے یا گاوِ بہرِ من بجو — زاں فسونہائے ۱ کہ میدانی بگو

یا گدھا یا بیل میرے لئے تلاش کر — جو منتر تو جانتی ہے وہ پڑھ

چوں بیابم قوتے از لحمِ خر — پس بگیرم بعد ازاں صیدِ دگر

جب میں گدھے کے گوشت سے طاقت پکڑ لونگا — اس کے بعد میں دوسرا شکار کرونگا

اندکے من میخورم باقی شما — من سبب باشم شمارا در نوا

میں تھوڑا سا کھاؤں گا، باقی تم — میں توشہ میں تمہارے لئے سبب بنجاؤنگا

از فسون و از سخنہائے خوشش — نرم گرداں زود تر اینجا کشش

اس کو منتر اور اچھی باتوں سے — نرم کر، جلد یہاں لے آ

تشبیہ کردنِ قطب کہ عارف و اصل ست در اجرائے

قطب، عارف و اصل (بحق) کی مخلوق کو رحمت اور مغفرت کی ان مراتب کے اعتبار

دادنِ خلق از قوتِ رحمت و مغفرت بر مراتبے کہ حقش

سے روزی دینے کی تشبیہ بیان کرنا جو اللہ نے اس کو الہام کیا ہے اور شیر سے

الہام داد و تمثیل بشیر کہ اجرے خوارو باقی خوارِ وے اند

مثال دینا کیونکہ وہ اس کے روزی خوار اور بچا کھچا کھانے والے ہیں شیر

بر مراتبِ قربِ ایشاں بشیر نہ قرب مکانی بلکہ از قرب

سے نزدیکی کے اعتبار سے مکانی قرب کے اعتبار سے نہیں بلکہ صفاتی قرب کے اعتبار

صفتی وتفاصیلِ ایں بسیارست واللہ الہادی

سے اور اس کی بہت تفاصیل ہیں اور خدا ہدایت کرنے والا ہے

قطب ۲ شیر و صید کردن کارِ او — باقیاں ایں خلق باقی خوارِ او

قطب شیر ہے اور شکار کرنا اس کا کام ہے — باقی یہ مخلوق اس کا بچا ہوا کھانے والی ہے

تا توانی در رضائے قطب کوش — تا قوی گردد کند صید و حوش

تجھ سے جب تک ہو سکے قطب کو راضی رکھنے کی کوشش کر — تاکہ وہ قوی ہو جائے اور وحشی جانوروں کا شکار کر سکے

چوں ۳ برنجد بینوا مانند خلق — کز کفِ عقلست جملہ رزقِ خلق

جب وہ رنجیدہ ہو جائیگا مخلوق بے سروسامان رہجائیگی — کیونکہ تمام لوگوں کی روزی عقل کے ہاتھوں سے ہے

زانکہ وجد خلق باقی خوردِ اوست — ایں نگہدار ار دلِ تو صید جوست

کیونکہ مخلوق کی روزی اس کا پس خوردہ ہے — اگر تیرا دل شکاری ہے تو اس کا خیال رکھ

---

۱ فسونہا۔ لومڑی کی چالاکیاں مشہور ہیں۔ لحم۔ گوشت۔ نوا۔ روزی۔ از فسوں۔ یعنی گدھے کو بہکا کر میرے پاس لے آنا۔ تشبیہ۔ جس طرح شیر شکار کرتا ہے اور باقی درندے اس کا بچا ہوا کھا کر پیٹ بھرتے ہیں اسی طرح قطب زمانہ اسرار و معارف الٰہی کا شکار کرتا ہے اور بقیہ اولیاء اس کے ذریعہ اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں۔

۲ قطب۔ جو شخص اپنے دور کا قطب ہوتا ہے وہ اسرار و معارف کا براہ راست استفادہ کرتا ہے اور دوسرے اولیاء ملاتا و نجباء اور نقباء اس کے واسطے سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ تا توانی۔ ہر ولی کا فرض ہے کہ وہ قطب زمانہ کی خوشنودی حاصل کرے اور اس کو خوش رکھے۔

۳ چوں۔ برنجد اگر قطب رنجیدہ ہو جاتا ہے تو بقیہ لوگ بے سروسامان رہ جاتے ہیں۔ وجد خلق۔ بقیہ لوگوں کی روزی اس کا پس خوردہ ہے۔

اُو چو عقل و خلق چوں اعضائے تن ۱ — بَستۂ عقل ست تدبیرِ بدن
وہ عقل کی طرح اور مخلوق جسم کے اعضاء کی طرح ہے — جسم کی تدبیر عقل سے وابستہ ہے

ضعفِ قطب از تن بُوَد از روح نے — ضعف در کشتی بُوَد در نوحؑ نے
قطب کی کمزوری جسم کی ہوتی ہے نہ کہ روح کی — کمزوری کشتی میں ہوتی ہے نہ کہ نوحؑ میں

قطب آں باشد کہ گردِ خود تند — گردشِ افلاک گردِ او بُوَد
قطب وہ ہوتا ہے جو اپنے گرد گھومتا ہے — آسمانوں کی گردش اس کے گرد ہوتی ہے

یاریے دہ در مرمت کشتیش — گر غلامِ خاص و بندہ گشتیش
اس کی کشتی کی مرمت میں مدد کر — اگر تو اس کا خاص غلام اور بندہ ہو گیا ہے

یاریت ۲ در تو فزاید نے دَرُو — گفت حق اِنْ تنصُروا اللہَ ینصُر
تیری مدد تجھ میں اضافہ کرے گی نہ کہ اس میں — اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ مدد کریگا

ہمچو رُوبہ صَید گیر و کن فدیش — تا عِوض گیری ہزاراں صَید بیش
لومڑی کی طرح شکار کر اور اس پر قربان ہو جا — تا کہ تو ہزاروں سے زیادہ شکار بدلے میں حاصل کر لے

روبہانہ باشد آں صَید مُرید — مُردہ گیرد صَید کفتارِ مَرید
مرید کا شکار لومڑی کی طرح کا ہوتا ہے — سرکش بجو مردے کا شکار کرتا ہے

مُردہ پیشِ اُو کشی زندہ شوَد — چرک در پالیز رویندہ شوَد
تو اس کے سامنے مردہ لیجائے گا وہ زندہ ہو جائے گا — کھاد، فالیز میں اگانے والا بن جاتا ہے

جواب گفتنِ رُوباہ شیر را
لومڑی کا شیر کو جواب دینا

گفت ۳ رُوبہ شیر را خدمت کُنم — حیلہا سازم ز عقلش بر کَنم
لومڑی نے شیر سے کہا میں خدمت بجا لاؤں گی — تدبیریں کروں گی اس کو عقل سے بیگانہ کر دوں گی

حیلہ و افسوں گری کارِ من ست — کارِ من دستاں و از رہ بُردن ست
حیلہ اور منتر پڑھنا میرا پیشہ ہے — میرا پیشہ مکر اور دھوکا دینا ہے

از سَرِ کُہ جانبِ جُو میشتافت — یک خرِ مسکینِ لاغر را بیافت
پہاڑ پر سے نہر کی جانب دوڑ رہی تھی — ایک کمزور مسکین گدھے کو پا لیا

---

۱ اُو چو عقل۔ قطب اور بقیہ مخلوق کی وہی نسبت ہے جو عقل اور بقیہ اعضاء کی اعضاء عقل کے ذریعہ خوراک حاصل کرتے ہیں۔ ضعف۔ قطب پر روحانی ضعف طاری نہیں ہو سکتا۔ گزشتہ اشعار میں اس کے جس ضعف کا ذکر ہے وہ محض جسمانی ضعف ہے اس کی روح اور جسم کی وہی نسبت ہے جو حضرت نوحؑ اور کشتی کی تھی۔ یاریے۔ قطب کو جس مدد کی ضرورت ہے وہ اس کی جسمانی مدد ہے۔

۲ یاریت۔ تو جو کچھ قطب کی بدنی خدمت کریگا وہ تیرے لئے ہی مفید ہے۔ گفت۔ آنحضورؐ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد قرار دیا ہے اور فرمایا کہ اس مدد کا فائدہ تمہیں بصورت مدد خداوندی حاصل ہو گا۔ ہمچو گر بہ۔ جس طرح لومڑی شیر کے لئے شکار کرتی ہے اور اس سے خود فائدہ اٹھاتی ہے اسی طرح تم جو بھی قطب کی بدنی خدمت کرو گے خود فائدہ اٹھاؤ گے۔ مرید۔ قطب کا ارادتمند جو کچھ قطب کو دے گا وہ لومڑی کے شکار کی طرح ہو گا کہ خود اس کو مفید پڑیگا۔ مَرید۔ قطب کا منکر بجو ہے۔ جس کی کمائی مردار ہوتی ہے لیکن قطب کے پاس پہنچ کر اس کا مردار پن ہو جاتا ہے۔ جس طرح گوبر کا کھاد فائدہ میں جا پڑتا ہے۔ تو اس کی خاصیت بدل جاتی ہے۔

۳ گفت روبہ۔ لومڑی نے شیر سے کہا میں حکم کی تعمیل کروں گی اور اپنی تدبیر سے شکار کو بے وقوف بنا دوں گی۔ دستاں۔ مکر۔ خرِ مسکیں۔ یعنی وہی دھوبی کا گدھا لومڑی اس کے پاس پہنچی اور اس کو گرم جوشی سے سلام کیا۔

پس سلامے گرم کرد و پیش رفت ‎ پیشِ آں سادہ دِلے درویش رفت

گرم جوشی سے سلام کیا اور سامنے آگئی ‎ اس سیدھے اور غریب کے سامنے آگئی

گفت ا چونی اندریں صحرائے خُشک ‎ درمیانِ سنگلاخ و جائے خُشک

بولی، اس خشک میدان میں آپ کیسے ہیں؟ ‎ پتھریلی زمین اور خشک جگہ میں

گفت خَر گر در غَمم ور در اِرم ‎ قِسمتم حق کرد و من زاں شاکرم

گدھے نے کہا میں خواہ غم میں ہوں یا جنت میں ‎ اللہ نے میرا حصہ بنایا ہے میں اس پر شکر گزار ہوں

شُکر گویم دوست را در خیر و شَر ‎ زانکہ ہَست اندر قضا از بَدبتر

اچھائی اور برائی میں دوست کا شکر ادا کرتا ہوں ‎ کیونکہ حکم خداوندی میں برے سے بھی زیادہ برا ہے

چونکہ قَسّام اوست کُفر آمد گِلہ ‎ صَبر باید صبر مفتاحُ الصِّلہ

جبکہ وہ تقسیم کرنے والا ہے تو شکوہ کفر ہے ‎ صبر کرنا چاہیے، صبر عطیہ کی کنجی ہے

باز گفت الصَّبر مِفتاحُ الفَرَج ‎ صابراں راکے رَسد جَور و حَرَج

پھر اس نے کہا صبر کشادگی کی کنجی ہے ‎ صبر کرنے والوں کو سختی اور تنگی کب آئی ہے؟

راضیم ۲ من قِسمتِ قَسّام را ‎ کہ خداوندست خاص و عام را

میں تقسیم کرنے والے کی تقسیم پر راضی ہوں ‎ کیونکہ وہ خاص، عام کا آقا ہے

بہرہ ور از نعمتِ اُو خاص و عام ‎ میر ساند روزیِ وَحش و ہَوام

اس کی نعمت سے، خاص و عام فائدہ اٹھاتے ہیں ‎ وہ وحشی جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کو روزی پہنچاتا ہے

مُرغ و ماہی قِسمتِ خود میخورَند ‎ مورو ماراز نعمتِ اُوی چَرند

پرند اور مچھلیاں اپنا حصہ کھاتے ہیں ‎ چیونٹیاں اور سانپ اس کی نعمت کھاتے ہیں

خوانِ اُو سَر تا سَرِ عالَم گرفت ‎ بر سَرِ خوانش خلائق در شگفت

اس کے دستر خوان نے پورے عالم کو گھیر لیا ہے ‎ مخلوق اس کے دستر خوان پر تعجب میں ہے

می خورند ۳ ہیچ کم نآید ازاں ‎ کیست بے روزی بگو اندر جہاں

وہ کھا رہے ہیں اور اس میں کوئی کمی نہیں آتی ہے ‎ بتا، دنیا میں بے روزی کون ہے؟

باش راضی گر توئی دل زندۂ ‎ می رساند روزیِ ہر بندۂ

اگر تو زندہ دل ہے راضی رہ ‎ وہ ہر بندہ کو روزی پہنچاتا ہے

غیرِ حق جملہ عدُوّند اُوست دوست ‎ با عدو از دوست شکوہ کے نکوست

اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب دشمن ہیں وہ دوست ہے ‎ دشمن سے دوست کا شکوہ کب بھلا ہے؟

---

۱ گفت۔ لومڑی نے گدھے سے کہا آپ اس خشک پتھریلے جنگل میں کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ گفت۔ خر۔ گدھے نے کہا یہ خدائی تقسیم ہے جو میرا حصہ ہے میں اس پر راضی ہوں۔ زانکہ۔ انسان کو ہر حالت میں شکر ادا کرنا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس سے بدتر حالت میں نہیں کیا۔ چونکہ۔ اللہ کی تقسیم پر شکوہ کفر ہے۔ الصبر۔ صبر کرنے سے کشادگی پیدا ہو جاتی ہے۔

۲ راضیم۔ رزق خدا کا تقسیم کردہ ہے جبکہ وہ سب کا مالک ہے تو اس کی تقسیم پر راضی رہنا ضروری ہے۔ ہوام۔ کیڑے مکوڑے۔ مرغ۔ جس قدر جاندار ہیں سب اس کی ہی نعمتوں سے رزق حاصل کر رہے ہیں دنیا کی ساری مخلوق اس کے ہی خوان نعمت سے روزی حاصل کر رہی ہے۔

۳ می خورند۔ ساری مخلوق کو وہ روزی پہنچا رہا ہے کوئی جاندار روزی سے محروم نہیں ہے۔ غیر حق۔ اللہ کے علاوہ سب دشمن ہیں۔ اللہ سب کا دوست ہے تو دوست کا شکوہ دشمن سے کرنا بیوقوفی ہے۔

شکر کن ۱؎ تا نایدت از بد بتر　　ورنہ مانی تا گہاں در گل چو خر
شکر ادا کرتا رہ تاکہ تجھے بد سے بدتر نہ ملے　　ورنہ تو کیچڑ کے گدھے کی طرح رہ جائے گا

تادہد دو غم نخواہم انگبیں　　زانکہ ہر نعمت غمے دارد قریں
جب تک وہ مجھے چھاچ پلائیگا میں شہد نہ مانگونگا　　کیونکہ ہر نعمت اپنے ساتھ کوئی غم رکھتی ہے

گنج بے مار و گلِ بے خار نیست　　شادی بے غم دریں بازار نیست
خزانہ بغیر سانپ کے اور پھول بغیر کانٹے کے نہیں ہے　　بغیر غم کی خوشی اس بازار میں نہیں ہے

یک حکایت یاد دارم از پدر　　در نصیحت گفت روزے کاے پسر
مجھے باوا کی ایک کہانی یاد ہے　　اس نے ایک روز نصیحت میں کہا اے بیٹا!

حکایت ۲؎ دیدن خرِ سقائے بانوائے اسپانِ تازی را در
سقے کے گدھے کا، خاص اصطبل میں ساز و سامان کے ساتھ عربی گھوڑوں کو دیکھنے کی

آخرِ خاص و تمنا بردن آں دولت را در موعظہ آنکہ تمنا
حکایت اور اس دولت کی تمنا کرنا اس نصیحت کے بارے میں کہ

نباید بردن اِلّا بمغفرت و عنایت کہ اگرچہ صد گوں رنج
سوائے مغفرت اور مہربانی کے تمنا نہ کرنی چاہیے خواہ سینکڑوں تکالیف ہوں

بود چوں لذّتِ مغفرت بود ہمہ شیریں شود باقی ہر دولتے
جب مغفرت کی لذت حاصل ہو جائیگی وہ (تکالیف) سب شیریں ہو جائینگی بقیہ ہر

کہ آں را نا آزمودہ تمنا میبری باآں رنجے قرین ست
دولت کی بغیر آزمائے تو تمنا کرے تو اس کے ساتھ کوئی تکلیف ہو گی جس کو تو

کہ آں را نمی بینی چنانکہ ۳؎ از ہر دامے دانہ پیدا شودو
نہیں دیکھ رہا ہے، جیسا کہ ہر جال کا دانہ کھلا ہوا ہوتا ہے اور جال پنہاں ہوتا ہے

فخ پنہاں تو دریں یک دام ماندہ و تمنا میبری
تو اس جال میں رہتے ہوئے تمنا کرتا ہے کاش کہ اس دانے

کہ کاشکے با آں دانہا رفتمے پنداری کہ آں دانہا
تک پہنچ جاتا، تو خیال کرتا ہے کہ وہ دانے

بیدام است
بغیر جال کے ہیں

۱؎ شکر کن۔ جس حالت میں بھی جو ہے اس کو شکر گذار ہونا چاہیے۔ کہ اس سے بدتر حالت میں نہیں ہے۔ تا دہد۔ جب تک مجھے معمولی روزی حاصل ہے میں بڑھیا روزی کی خواہش نہ کرونگا۔ کیونکہ ہر بڑھیا نعمت کے ساتھ کوئی نہ کوئی تکلیف وہ بات ضرور لگی ہوئی ہے خزانہ کے ساتھ سانپ ہے پھول کے ساتھ کانٹا ہے۔

۲؎ حکایت۔ اس حکایت سے یہ سمجھانا ہے کہ شاہی اصطبل کے گھوڑوں کو اچھی خوراک ملتی تھی تو اس کے ساتھ انہیں جنگ میں تیر بھی کھانے پڑتے۔ در موعظہ۔ انسان کو چاہیے کہ وہ مغفرت اور اللہ کی عنایت کا طالب ہے اگر اس کو یہ چیز حاصل ہو جائیگی تو مصائب کی تلخی شیرینی سے بدل جائے گی اگر انسان نہ آزمائی ہوئی نعمت کی تمنا کرے گا تو اس کے ساتھ کی مصیبت سے پریشان ہوجائے گا۔

۳؎ چنانکہ۔ دنیا کی ہر لذت کے ساتھ کوئی مصیبت وابستہ ہے دانہ ہے تو اس کے ساتھ جال بھی ہے انسان دانہ کی تمنا کرتا ہے لیکن وہ جال سے غافل ہوتا ہے۔

بُود سقائے مرا اُورا یک خرے ——— گشتہ از محنت دو تا چوں چنبرے
ایک سقہ کا ایک گدھا تھا ——— مشقت کی وجہ سے حلقہ کی طرح دوہرا ہو گیا تھا

پشتش از بارِ گراں دہ جائے ریش ——— عاشقِ۱ او جویائے روزِ مرگ خویش
بھاری بوجھ کی وجہ سے اس کی کمر دس جگہ سے زخمی تھی ——— وہ اپنی موت کے دن کا جویاں اور عاشق تھا

جو کجا از کاہِ خشک او سیر نے ——— در عقب زخمے و سیخِ آہنے
جو کہاں؟ وہ خشک گھاس سے بھی پیٹ بھرا نہ تھا ——— پیچھے زخم اور لوہے کی سیخ

میرِ آخر دید اورا رحم کرد ——— کاشنائے صاحبِ خر بود مرد
اصطبل کے داروغہ نے اس کو دیکھا، رحم کیا ——— کیونکہ وہ گدھے کے مالک کا شناسا تھا

پس سلامش کرد و پرسیدش ز حال ——— کز چہ ایں خر گشت دو تا ہمچو دال
اس کو سلام کیا اور اس سے حال پوچھا ——— کہ یہ گدھا دال کی طرح کیوں دوہرا ہو گیا؟

گفت از درویشی و تقصیرِ من ——— کہ نمی یابد جو ایں بستہ دہن
اس نے کہا میری مفلسی اور کوتاہی سے ——— کیونکہ اس بے زبان کو جو نہیں ملتے ہیں

گفت بسپارش بمن تو روزِ چند ——— تا شود در آخرِ شہ زور مند
اس نے کہا اس کو چند دن کیلئے میرے سپرد کر دے ——— تاکہ شاہی اصطبل میں طاقتور بن جائے

خر بدو بسپرد و از زحمت برست ——— درمیانِ آخرِ سلطانش بست
اس نے گدھا اس کے سپرد کر دیا اور زحمت سے چھوٹ گیا ——— اس نے اس کو شاہی اصطبل میں باندھ دیا

خرز۲ ہر سو مرکبِ تازی بدید ——— بانوا و فربہ و خوب و جدید
گدھے نے ہر جانب عربی گھوڑے دیکھے ——— با سرو سامان اور موٹے اور عمدہ اور نئے

زیرِ پاشاں رُوفتہ و آبے زدہ ——— کہ بوقت و جو بہنگام آمدہ
ان کے پاؤں کی زمین جھاڑو دی ہوئی اور پانی چھڑکی ہوئی ——— گھاس اور جو بر وقت حاضر

خارش و مالش مراسپاں را بدید ——— پوز بالا کرد کاے ربِّ مجید
گھوڑوں کی مالش اور کھریرا دیکھا ——— اس نے منہ اوپر اٹھایا کہ اے بزرگ پروردگار!

نہ کہ مخلوقِ تو ام گیرم خرم ——— از چہ زار و پشت ریش و لاغرم
کیا میں تیری مخلوق نہیں ہوں مانا کہ میں گدھا ہوں ——— میں کس وجہ سے عاجز اور زخمی کمر اور لاغر ہوں

شب۳ ز دردِ پشت و از جوعِ شکم ——— آرزو مندم بمُردن دمبدم
رات کو کمر کے درد اور پیٹ کی بھوک سے ——— لمحہ بہ لمحہ میں مرنے کا آرزو مند ہوں

۱ عاشق۔ اس گدھے کو مصیبتوں کی وجہ سے موت کی تمنا تھی۔ جو کجا۔ اس گدھے کو جو تو درکنار خشک گھاس بھی پیٹ بھر نہ ملتی تھی اور ہر وقت لوہے کی سیخ سے پٹتا تھا جس سے اس کی پشت زخمی تھی۔ میر آخر۔ داروغہ اصطبل۔ دال۔ حرف دال مڑی ہوئی شکل کا ہوتا ہے۔ بستہ دہن۔ بے زبان۔ آخرِ شہ۔ شاہی اصطبل۔

۲ خر۔ دھوبی کے گدھے نے شاہی اصطبل میں عربی گھوڑے دیکھے جو بہت عمدہ حالت میں تھے۔ زیر پا۔ اصطبل کی زمین پر چھڑکاؤ ہوتا اور گھاس اور دانہ بروقت سب گھوڑوں کو ملتا۔ خارش۔ ان کے بدن پر کھریرا پھرتا اور مالش ہوتی۔ پوز۔ اس گدھے نے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا شروع کر دی کہ اللہ میں بھی تیری مخلوق ہوں میں اس قدر مصیبت میں کیوں ہوں۔

۳ شب۔ دن کی پٹائی سے رات بھر درد میں اور بھوک میں گذارتا ہوں اور ہر وقت موت کی تمنا کرتا ہوں یہ عربی گھوڑے کس قدر عیش و عشرت میں ہیں تو نے مجھے مصائب کیلئے کیوں مخصوص کر دیا ہے۔

حالِ ایں اَسپاں چُنیں خوش بانَوا — مَن چہ مخصوصم بتعذیب و بَلا
ان گھوڑوں کی ایسے ساز و سامان کے ساتھ عمدہ حالت — میں عذاب اور مصیبت کے ساتھ مخصوص کیوں ہوں؟

نا گہاں[۱] آوازۂ پیکار شُد — تازیاں را وقتِ زین و کار شُد
اچانک جنگ کا اعلان ہو گیا — عربی گھوڑوں کی زین اور کام کا وقت آ گیا

زخمہائے تیر خوردنداز عدُو — رفت پیکا نہا در ایشاں سُو بسُو
انہوں نے دشمنوں کے تیروں کے زخم کھائے — جگہ جگہ ان میں تیر گھس گئے

از غزا باز آمد ند آں تازیاں — اَندر آخُر جملہ اُفتادہ سِتاں
وہ عربی گھوڑے جنگ سے لوٹے — اصطبل میں، سب چت پڑے ہوئے تھے

پایہا شاں بَستہ محکم بانوار — نعلبنداں ایستادہ دَر قطار
نوار سے ان کے پاؤں مضبوط بندھے ہوئے تھے — نعلبند لائن میں کھڑے تھے

می شگافیدند تنہا شاں بہ نیش — تابروں آرند پیکا نہاز ریش
انہوں نے نشتر سے ان کے بدنوں میں چیرا دیا — تاکہ زخم سے تیر باہر نکالیں

چوں[۲] خرآں را دید میگفت اے خدا — مَن بفقر و عافیت دادم رَضا
جب گدھے نے انہیں دیکھا کہہ رہا تھا اے خدا! — میں نے مفلسی اور آرام پر رضا مندی دی

زاں نوا بیزارم و زیں زخم زشت — ہر کہ خواہد عافیت دنیا بہشت
میں اس سرو سامان سے اور اس برے زخم سے بیزار ہوں — جس نے عافیت چاہی اس نے دنیا چھوڑ دی

جواب گفتن رُوباہ خَر را

لومڑی کا گدھے کو جواب دینا

گفت رُوبہ جُستنِ رزقِ حلال — فرض باشد از برائے امتثال
لومڑی نے کہا، حلال رزق کا تلاش کرنا — حکم بجا لانے کے لئے فرض ہوتا ہے

عالمِ[۳] اسباب و رزقے بے سَبَب — می نیاید پَس مہم باشد طَلَب
یہ عالم اسباب ہے اور بغیر سبب کے رزق — حاصل نہیں ہوتا ہے تو طلب کرنا ضروری ہے

وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ است اَمر — تانیاید غَصب کردن ہمچو نَمر
"اور اللہ کا فضل طلب کرو" حکم ہے — تاکہ چیتے کی طرح چھیننا نہ پڑے

گفت پیغمبر کہ بَر رزق اے فتیٰ — دَر فروبَست ست و بَر در قفلہا
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ اے نوجوان! رزق کا — دروازہ بند ہے اور دروازے پر تالے ہیں

---

۱ نا گہاں۔ کچھ ہی دن بعد جنگ کا اعلان ہو گیا اور ان عربی گھوڑوں پر زین کے جانے کا موقع آ گیا۔ زخم۔ یہ گھوڑے فوج کے ساتھ میدانِ جنگ میں گئے اور وہاں دشمنوں کے نیزوں اور تیروں سے زخمی ہوئے۔ از غزا۔ جنگ سے واپس آ کر یہ گھوڑے اصطبل میں چت گر گئے۔ پایہا۔ نعلبندوں نے ان کے پاؤں نوار سے کسے اور تیر نکالنے کے لئے ان کے بدنوں میں شگاف کرنے شروع کر دیئے۔

۲ چوں خر۔ دھوبی کے گدھے نے جب عربی گھوڑوں کی یہ حالت دیکھی تو دعا کرنے لگا کہ میں فقر اور عافیت پر راضی ہوں ساز و سامان کے ساتھ یہ زخم خوری مجھے منظور نہیں ہے۔ گفت۔ گدھے کی تقریر سن کر لومڑی نے کہا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رزق تلاش کرو لہٰذا حلال رزق کی طلب فرض ہے۔

۳ عالمِ اسباب۔ دنیا عالم اسباب ہے۔ یہاں بلا تدبیر اور سبب اختیار کئے کوئی مقصد پورا نہیں ہوتا ہے۔ وابتغوا۔ قرآن میں حکم ہے کہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اللہ کا فضل یعنی رزق طلب کرو۔ گفت۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کے دروازے بند کر دیئے ہیں اور دروازوں کو مقفل کر دیا ہے انسان کی کوشش اور کمانا ان تالوں کی کنجی ہے۔

جنبش و آمدشد ما وا اکتساب　　ہست مفتاحے براں قفل وحجاب
ہماری حرکت اور آنا جانا اور کمانا　　اس تالے اور پردے کی کنجی ہے

بے[1] اکلید ایں درکشادن راہ نیست　　بے طلب ناں سنتِ اللہ نیست
بغیر کنجی کے اس دروازے کے کھلنے کی راہ نہیں ہے　　بغیر جستجو کے روٹی اللہ کی سنت نہیں ہے

گرتو بنشینی بچاہے اندروں　　رزق کے آید برت اے ذوفنوں
اگر تو کنویں میں جا بیٹھے　　تیرے پاس رزق کب آئیگا؟ اے صاحب تدابیر!

جواب گفتنِ آں خر روباہ را
اس گدھے کا لومڑی کو جواب دینا

گفت از ضعفِ توکل باشد آں　　ورنہ بدہد ناں کسے کو داد جاں
اس نے کہا توکل کی کمزوری سے یہ ہوتا ہے　　ورنہ وہ روٹی (بھی) دیتا ہے جس نے جان دی ہے

ہر کہ جوید پادشاہی و ظفر　　کم نیاید لقمۂ ناں اے پسر
جو شخص شاہی اور کامیابی چاہتا ہے　　اے بیٹا! (پہلے بھی) اس کے لئے روٹی کا لقمہ کم نہیں ہوتا ہے

دام[2] و دو جملہ شدہ اکالِ رزق　　نے پئے کسب اندو نے حمالِ رزق
چرندے اور درندے سب رزق کھانیوالے ہیں　　نہ وہ کمائی کے درپے ہیں نہ رزق کو لانے والے ہیں

جملہ را رزاق روزی می دہد　　قسمت ہریک بہ پیشش می نہد
سب کو رزق دینے والا روزی دیتا ہے　　ہر ایک کا حصہ اس کے سامنے رکھدیتا ہے

رزق آید پیشِ ہر کہ صبر جست　　رنج وکوششہا زبے صبریِ تست
جس نے صبر اختیار کیا رزق اس کے سامنے آجاتا ہے　　محنت اور کوششیں تیری بے صبری کیوجہ سے ہیں

جواب گفتن روباہ خر را کہ من راضیم بہ قسمت خود
لومڑی کا گدھے کی اس بات کا جواب دینا کہ میں اپنے حصہ پر راضی ہوں

گفت[3] روبہ آں توکل نادرست　　کم کسے اندر توکل ماہرست
لومڑی نے کہا یہ توکل نایاب ہے　　بہت کم ہیں جو توکل میں ماہر ہیں

گردِ نادر گشتن از نادانی ست　　ہر کسے را کے رہِ سلطانی ست
نایاب کا چکر لگانا نادانی ہے　　ہر شخص کو شاہی کرنے کا راستہ کب میسر ہے؟

چوں قناعت را پیمبرؐ گنج گفت　　ہر کسے را کے رسد گنجِ نہفت
جب کہ قناعت کو پیغمبرؐ نے خزانہ کہا ہے　　ہر شخص کو چھپا ہوا خزانہ کب ملتا ہے؟

---

[1] بےکلید۔ چابی کے بغیر کوئی تالا نہیں کھلتا ہے۔لہٰذا رزق حاصل کرنے کے لئے کمانا ضروری ہے۔ گرتو۔ لومڑی نے گدھے سے کہا اگر تو کنویں کے اندر جا کر بیٹھ جائے تو تیرے پاس رزق خود چل کر نہ آئے گا۔ گفت۔ گدھے نے کہا کہ سب کے بغیر رزق کا نہ آنا توکل نہ ہونے کی وجہ سے ہے ورنہ اگر خدا پر پورا توکل کیا جائے تو رزق خود آتا ہے۔ ہرکہ۔ دنیا طلبی کے لئے جستجو کرنی پڑتی ہے ورنہ رزق تو خود پہنچتا ہے۔

[2] دام۔ چرنے والے جانور اکال۔ زیادہ کھانے والا رنج۔ چونکہ انسان بے صبر ہے اس لئے رزق کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے۔

[3] گفت روبہ۔ لومڑی نے گدھے سے کہا اس قدر توکل کہ رزق خود آئے بہت کمیاب ہے۔ ہر کسے۔ توکل کا یہ مرتبہ صرف شاہوں کو حاصل ہے۔ قناعت۔ آنحضورؐ نے قناعت اور صبر کو خزانہ سے تعبیر کیا ہے۔ خزانہ ہر شخص کے ہاتھ نہیں آیا۔

حدِّ خود[1] بشناس و بر بالا مپر　　تا نیفتی در نشیبِ شور و شر
اپنا رتبہ پہچان اور اونچا نہ اڑ　　تاکہ تو شور و شر کے گڑھے میں نہ گرے

جہد کن و اندر طلب سعیے نما　　چوں نداری در توکل صبرہا
محنت کر اور طلب میں کوشش کر　　جبکہ تو توکل میں صبر نہیں کر سکتا ہے

باز جواب گفتنِ خر روباہ را
گدھے کا دوبارہ لومڑی کا جواب دینا

گفت خر معکوس میگوئی بداں　　شور و شر از طمع آید سوئے جاں
گدھے نے کہا، سمجھ لے تو نے الٹی بات کہہ دی ہے　　جان کی جانب شور و شر لالچ سے آتا ہے

از[2] قناعت ہیچ کس بے جاں نشد　　از حریصی ہیچکس سلطاں نشد
قناعت سے کوئی شخص نہیں مرا ہے　　لالچ کرنے سے کوئی شخص بادشاہ نہیں بنا ہے

ناں زخو کان و سگاں نبود دریغ　　کسبِ مردم نیست ایں باران و میغ
رزق سوروں اور کتوں سے (بھی) رکا ہوا نہیں ہے　　بارش اور ابر انسانوں کی کمائی نہیں ہے

آنچنانکہ عاشقی بر رزق زار　　ہست عاشق رزق ہم بر رزق خوار
جس طرح تو رزق کا عاشق زار ہے　　رزق بھی، رزق کھانے والے کا عاشق ہے

گر تو نشتابی بیاید بر درت　　ور تو بشتابی دہد دردِ سرت
اگر تو نہ دوڑے گا وہ تیرے در پر آئے گا　　اگر تو دوڑے گا وہ تیرے سر میں درد کر دے گا

در تقریر[3] معنیِ توکل و حکایتِ آں زاہد کہ توکل را امتحان میکرد
توکل کے معنی کی تقریر اور اس زاہد کا قصہ جو توکل کا امتحان کرتا تھا اور

واز اسباب منقطع شُدو از شہر بیرون آمد واز شوارع و
اسباب سے جدا ہو گیا تھا اور شہر سے باہر آ گیا تھا اور راستوں اور

رہگذرِ خلق دُور شد و پس بنِ کوہے مہجور در غایتِ گرسنگی
لوگوں کی رہگذر سے دور ہو گیا تھا اور بے آباد پہاڑ کی جڑ کے نیچے انتہائی بھوک کی

سر برسنگے نہادو با خود گفت توکل کردم بر سبب سازی و
حالت میں ایک پتھر پر سر رکھے ہوئے تھا اور اپنے آپ سے کہتا تھا کہ (اے خدا) میں نے

رزّاقیِ تو واز اسباب منقطع شدم تابہ بینم سببیتِ توکل را
تیری سبب سازی اور رزاقی پر توکل کیا ہے اور اسباب سے علیحدہ ہو گیا ہوں تاکہ میں توکل کے سبب بننے کو دیکھوں

---

۱ حد خود۔ انسانوں کو اپنے رتبہ پر رہنا چاہیے ورنہ مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا جبکہ توکل کا مرتبہ حاصل نہیں ہے تو انسان کو رزق کی تلاش کرنی چاہیے۔ گفت خر۔ گدھے نے لومڑی سے کہا تو الٹی بات کرتی ہے توکل سے نہیں بلکہ لالچ سے روح شور و شر میں مبتلا ہوتی ہے۔

۲ از قناعت۔ قناعت مضر نہیں ہے اور حرص مفید نہیں ہے۔ ناں۔ رزق سوروں اور کتوں کو بغیر کمائے ملتا ہے بارش اور ابر انسانوں کی محنت کے بغیر ہوتی ہے۔ آنچناں۔ جس طرح انسان رزق پر عاشق ہے رزق بھی انسان پر عاشق ہے انسان صبر کرے تو وہ خود وقت سے پہنچ جاتا ہے۔

۳ در تقریر۔ اس زاہد نے توکل کے سبب رزق ہونے کو آزمایا وہ شہر سے بہت دور ایک پہاڑ کے پیچھے جا بیٹھا شعارع۔ شارع کی جمع ہے راستہ۔ مہجور۔ تنہا۔

آں یکے زاہد شنید از مصطفےٰؐ　　کہ یقیں [۱] آید بجاں رزق از خدا
ایک زاہد نے مصطفیٰؐ (کی جانب) سے سنا　　کہ جان کو رزق یقیناً پہنچتا ہے

گر بخواہی در نخواہی رزقِ تو　　پیشِ تو آید دواں از عشقِ تو
خواہ تو چاہے، یا نہ چاہے، تیرا رزق　　تیرے عشق میں دوڑتا ہوا تیرے سامنے آجاتا ہے

از برائے امتحاں آں مرد رفت　　در بیاباں نزدِ کوہے خفت تفت
امتحان کے لئے وہ شخص روانہ ہوا　　جنگل میں پہاڑ کے پاس جلد جا سویا

کہ بہ بینم رزق مے آید بمَن　　تا قوی گردد مرا در رزق ظن
کہ میں دیکھتا ہوں رزق میرے پاس آتا ہے؟　　تاکہ رزق کے بارے میں میرا خیال مضبوط ہو جائے

کاروانے راہ گم کردو کشید　　سوئے کوہ آں ممتحن [۲] را خفتہ دید
ایک قافلہ نے راستہ گم کر دیا اور آگیا　　پہاڑ کی جانب اس آزمائش کرنے والے کو سوتا دیکھا

گفت ایں مرد ایں طرف چونست عور　　در بیاباں از رہ و از شہر دور
بولا یہ شخص اس طرف اکیلا کیوں ہے؟　　جنگل میں راستہ اور شہر سے دور

اے عجب مردہ است یا زندہ کہ او　　می نترسد ہیچ از گرگ وعدو
تعجب ہے، یہ مردہ ہے یا زندہ کہ وہ　　بھیڑیئے اور دشمن سے بالکل نہیں ڈرتا ہے

آمدند [۳] دوست بروے میزدند　　قاصداً چیزے نگفت آں ارجمند
وہ آئے اور ہاتھ اس پر دھرا　　اس نیک بخت نے جان کر کچھ نہ کہا

ہم نجنبید و نجنبانید سر　　وانکرد از امتحاں ہیچ او بصر
ہلا بھی نہیں اور نہ سر ہلایا　　آزمانے کیلئے اس نے بالکل آنکھ نہ کھولی

پس بگفتند ایں ضعیفِ بے مراد　　از مجاعت سکتہ اندر او فتاد
پھر انہوں نے کہا، یہ بے مراد کمزور　　بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے

ناں بیا وردند و در دیگے طعام　　تا بریزندش بحلقوم و بکام
وہ روٹی اور دیگچی میں کھانا لائے　　تاکہ اس کے حلق اور تالوے میں ڈالدیں

پس بقاصد مرد دنداں سخت کرد　　تا ببیند صدقِ آں میعاد مرد
تو (اس) شخص نے جان بوجھ کر دانت بند کر لئے　　تاکہ وہ شخص وعدہ کی سچائی دیکھ لے

رحم شاں آمد کہ ایں بس بینواست　　وز مجاعت ہالکِ مرگ و فناست
ان کو رحم آیا کہ بہت بے سرو سامان ہے　　اور بھوک سے موت اور فنا میں تباہ ہے

[۱] کہ اس نے آنحضورؐ کی یہ بات سنی تھی کہ رزق لامحالہ پہنچتا ہے رزق بھی انسان کا عاشق ہے۔ از برائے۔ آزمائش کے لئے یہ زاہد جنگل میں ایک پہاڑ کے پاس جا لیٹا۔

[۲] ممتحن۔ یعنی وہ زاہد جو توکل کی آزمائش کر رہا تھا عور۔ ننگا، اکیلا۔

[۳] آمدند۔ وہ قافلہ والے اس کے پاس آئے اور اس کو ہلایا لیکن اس نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار کر لی۔ از مجاعت یعنی فاقہ کشی کی وجہ سے بیہوش ہو گیا ہے۔ قاصد۔ قصداً

کارد[۱] آوردند و قوم اشتافتند ۔۔۔ بستہ دند انہاش را بشگافتند
وہ چھری لائے اور لوگ دوڑ پڑے ۔۔۔ انہوں نے اس کے بند دانتوں کو کھولا

ریختند اندر دہانش شوربا ۔۔۔ می فشردند اندرو نان پارہا
انہوں نے شوربا اس کے منہ میں ڈالا ۔۔۔ اس کے اندر انہوں نے روٹی کے ٹکڑے ملے تھے

گفت اے دل گرچہ خودتن میزنی ۔۔۔ راز میدانی و نازے می کُنی
اس نے کہا اے دل! اگرچہ تو خاموش ہے ۔۔۔ تو راز جان گیا ہے اور ناز کر رہا ہے

گفت دل دانم بقاصد می کنم ۔۔۔ رازق اللہ ست بر جان و تنم
دل نے کہا میں جانتا ہوں اور قصداً کر رہا ہوں ۔۔۔ میری جان اور جسم کا رزق دینے والا اللہ ہے

امتحاں زیں بیشتر خود چوں بُود ۔۔۔ رزق سوئے صابراں خوش میرود
اس سے زیادہ کیا آزمائش ہو گی؟ ۔۔۔ صابروں کی جانب رزق اچھی طرح آتا ہے

تابدانی وز توکل نگذری ۔۔۔ حرص آوردن چہ باشد از خری
تاکہ تو سمجھ لے اور توکل سے درگذر نہ کرے ۔۔۔ حرص کرنا کیا ہوتا ہے؟ گدھے پن سے ہے

بعد ازاں[۲] بکشاد آں مسکیں دہن ۔۔۔ گفت کردم امتحانِ رزق مَن
اس کے بعد اس مسکین نے منہ کھول دیا ۔۔۔ کہا میں نے رزق کا امتحان کر لیا

ہر چہ گفتست آں رسولِ پاک جیب ۔۔۔ ہست حق و نیست در وے ہیچ ریب
جو کچھ اس پاک دل رسولؐ نے فرمایا ۔۔۔ برحق ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے

باز جواب گفتنِ روباہ خر را و تحریض کردنِ اُو خر را بکسب
لومڑی کا پھر گدھے کو جواب دینا اور اس کو کمائی کی رغبت دلانا

گفت روبہ ایں حکایت راہِل ۔۔۔ دستہا در کسب زن جہدِ المقل
لومڑی نے کہا اس قصہ کو چھوڑ ۔۔۔ غریبانہ کوشش سے کمائی کے لئے ہاتھ چلا

دست دادستت خدا کارے بکُن ۔۔۔ مکسبے کُن یاریِ یارے بکُن
خدا نے ہاتھ دیئے ہیں، کچھ کام کر ۔۔۔ کما، کسی دوست کی مدد کر

ہر کسے[۳] در مکسبے پا می نہد ۔۔۔ یاریِ یارانِ دیگر میکند
جو شخص کمائی میں قدم دھرتا ہے ۔۔۔ دوسرے دوستوں کی مدد کرتا ہے

زانکہ جملہ کسب ناید از یکے ۔۔۔ ہم درو گر ہم سقاہم حایکے
اسلئے کہ سارے پیشے ایک شخص سے نہیں ہوتے ہیں ۔۔۔ بڑھئی بھی ہو، سقا بھی، بننے والا بھی

---

[۱] کارد۔ چونکہ زاہد نے دانت بھینچ لئے تھے انہوں نے چھری کے ذریعہ اس کا منہ کھولا اور شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر اس کو کھلائے۔ گفت۔ اس زاہد نے اپنے دل سے کہا کہ تو راز کو جانتا ہے اور یہ آزمائش بطور ناز کے کر رہا ہے۔ گفت دل۔ دل نے جواب دیا کہ ہاں مجھے اس کا علم ہے کہ جان و جسم کا رازق اللہ ہی ہے۔ امتحاں۔ مولانا فرماتے ہیں اس سے بہتر امتحان اور کیا ہوگا اس سے معلوم ہو گیا کہ صابروں کے پاس رزق خود چل کر آتا ہے۔ تابدانی۔ یقیناً توکل اختیار کرنا چاہیے۔ حرص کرنا گدھا پن ہے۔

[۲] بعد ازاں۔ جب قافلہ والے جبراً اس زاہد کو کھانا کھلا چکے تو اس زاہد نے منہ کھولا اور کہا میں نے رزق کے معاملہ میں آنحضورؐ کے فرمان کو آزمایا وہ بالکل سچ ہے۔ تحریض۔ برانگیختہ کرنا۔ جہد المقل۔ نادار کی کوشش۔ دست۔ خدا نے تجھے ہاتھ اسی لئے دیئے ہیں کہ ہاتھوں سے کام کر اپنا بھی بھلا کر اور کما کر دوسروں کی بھی مدد کر۔

[۳] ہر کسے۔ معاشرے میں ہر شخص دوسرے کی کمائی کا محتاج ہے ہر پیشہ ہر شخص نہیں کر سکتا ہر پیشہ ور کما کر دوسرے کی مدد کرتا ہے۔ درو۔ بڑھئی اپنے پیشہ سے ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جن سے یہ کام نہیں آتا ہے حایکے۔ کپڑا بننے والا۔

چوں ابا نبا زیست عالم بر قرار ۔ ہر کسے کارے گزیندز افتقار
دنیا شرکت سے قائم ہے ۔ ضرورت کی وجہ سے ہر شخص ایک پیشہ کرتا ہے

طبلخواری درمیانہ شرط نیست ۔ راہِ سنت کار و مکسب کردنیست
لوگوں میں پیٹو پن مناسب نہیں ہے ۔ سنت کا راستہ کام اور کمائی کرنا ہے

جواب گفتنِ خر روباہ را کہ توکل بہترین کسبہاست کہ ہر کسے محتاج ست

گدھے کا لومڑی کو جواب دینا کہ توکل بہترین کمائی ہے کیونکہ ہر شخص توکل کا محتاج ہے

بتوکل کہ اے خدا ایں کار مرا راست دار و دعا متضمنِ توکل ست و
کہ اے خدا میرے اس کام کو سیدھا رکھ اور دعا توکل پر مشتمل ہے اور

توکل کسبے ست کہ ہیچ کسبے دیگر محتاج نیست
توکل وہ کمائی ہے جو کسی دوسری کمائی کی محتاج نہیں ہے

گفت من بہ از توکل بر ربے ۔ می ندانم در دو عالم مکسبے ۲
اس نے کہا میں خدا پر توکل سے بہتر ۔ دونوں جہان میں کوئی کمائی بہتر نہیں جانتا ہوں

کسب شکرش رانمی دانم ندید ۔ تا کشد شکر خدا رزق مزید
اس کا شکر ادا کرنے کی کمائی کی میں کوئی نظیر نہیں جانتا ہوں ۔ حتیٰ کہ اللہ کا شکر مزید رزق کو کھینچ لاتا ہے

خود توکل بہترینِ کسبہاست ۔ زانکہ در ہر کسب دستت بر خداست
خود توکل بہترین کمائیوں میں سے ہے ۔ کیونکہ ہر کمائی میں تو خدا کی جانب ہاتھ اٹھائے ہوئے ہے

کاے خدا کارِ مرا تو راست آر ۔ ویں دعا ہست از توکل در سرار
کہ اے خدا! تو میرے کام کو درست کر دے ۔ حاصل یہ دعا توکل ہی ہے سمجھ لے

در توکل ہیچ نبود احتیاج ۔ فارغی از نقص ریع واز خراج ۳
توکل میں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی ہے ۔ تو پیداوار اور آمدنی کے گھاٹے سے فارغ ہے

بحث شاں بسیار شد اندر خطاب ۔ ماندہ گشتند از سؤال و از جواب
بات چیت میں ان کی بہت بحث ہوئی ۔ وہ سوال اور جواب سے تھک گئے

جواب گفتنِ روباہ خر را

لومڑی کا گدھے کو جواب دینا

بعد ازاں گفتش کہ اندر مہلکہ ۔ نہی لا تلقوا بایدی تہلکہ
اس کے بعد اس نے اس سے کہا کہ ہلاکت میں ڈالنے کے بارے میں ۔ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو کی نہی (وارد ہوئی) ہے

---

۱ چوں۔ دنیا کا معاشرہ باہمی امداد سے قائم ہے۔ طبلخواری۔ پیٹو پن۔ شکم پروری۔ راہِ سنت طریقہ یہی ہے کہ انسانوں کو کسب کرنا چاہیے۔ جواب گفتن۔ گدھے نے کہا توکل بھی ایک پیشہ ہے اور ایسا پیشہ ہے کہ دوسرے پیشے اس کے محتاج ہیں اس لئے کہ ہر پیشہ ور اپنے اسباب اختیار کر کے دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے اور یہ دعا توکل پر مبنی ہے اور توکل خود ایسی چیز ہے کہ اس میں کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

۲ مکسب۔ پیشہ۔ ندید۔ نظیر، مثال۔ تا کشد۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے "اگر تم شکر کرو گے تو ہم اور زیادہ دینگے" خود توکل۔ توکل بھی کمائی کا ایک طریقہ ہے بلکہ ایسا طریقہ ہے کہ دوسرے طریقوں میں اس کی ضرورت پڑتی ہے اور اس میں کسی دوسرے پیشہ کی ضرورت نہیں انسان جو بھی طریقہ اختیار کرتا ہے اس میں دعا کرتا ہے اور خدا پر بھروسہ کا اظہار کرتا ہے۔

۳ ریع۔ پیداوار۔ خراج۔ آمدنی۔ بعد ازاں۔ لومڑی نے کہا ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کی ممانعت ہے۔

صبر در صحرائے خشک و سنگلاخ ❊ احمقی باشد جہانِ حق فراخ
خشک اور پتھریلے جنگل میں صبر کرنا ❊ حماقت ہے، اللہ کی دنیا وسیع ہے

نقل کن زیں جا بسُوئے مرغزار ❊ می چرِ آنجا سبزہ گردِ جو ئبار[1]
اس جگہ سے سبزہ زار میں منتقل ہو جا ❊ وہاں چشمے کے کنارے پر سبزہ چر

مرغزارِ سبز مانندِ جناں ❊ سبزہ رُستہ اندر آنجا تا میاں
جنتوں کی طرح کا سبزہ زار ❊ وہاں کمر تک سبزہ اگا ہوا ہے

خرم آں حیواں کہ او آنجا رود ❊ اُشتر اندر سبزہ نا پیدا شود
وہ جانور خوش نصیب ہے، جو وہاں چلا جائے ❊ (اس) سبزہ میں اونٹ چھپ جاتا ہے

ہر طرف در وے یکے چشمہ رواں ❊ اندرو حیوان مرفّہ در اماں
اس میں ہر جانب ایک چشمہ جاری ہے ❊ وہاں حیوان امن میں خوش عیش ہے

از خری اورا نمیگفت اے لعیں ❊ چوں از آنجائی چرا زاری چنیں
گدھے پن سے اس کو نہیں کہتا تھا کہ اے ملعون! ❊ جبکہ تو اس جگہ کی ہے، ایسی کمزور کیوں ہے؟

کو[2] نشاطِ فربہی و فرِّ تو ❊ چیست ایں لاغر تنِ مضطرِ تو
تیری شان و شوکت اور موٹاپے کی خوشی کہاں ہے؟ ❊ تیرا پریشان اور کمزور جسم کیوں ہے؟

شرحِ روضہ گر دروغ و زور نیست ❊ پس چرا چشمت ازاں مخمور نیست
اگر باغیچہ کی تفصیل جھوٹ اور فریب نہیں ہے ❊ تو تیری آنکھیں اس سے مست کیوں نہیں ہیں؟

ایں گدا چشمی و ایں نادیدگی ❊ از گدائی تست نز بگلر بگی
یہ بھکاری پن اور ندیدہ پن ❊ بھکاری ہونے کی وجہ سے ہے، نہ کہ سرداری سے

چوں ز چشمہ آمدی چونی تو خشک ❊ گر تو نافِ آہوئی کو بوئے مشک
جبکہ تو چشمہ پر سے آئی ہے تو خشک کیوں ہے؟ ❊ اگر تو ہرن کا ناف ہے تو مشک کی خوشبو کہاں ہے؟

گر تو می[3] آئی ز گلزارِ جناں ❊ دستۂ گل کو برائے ارمغاں
اگر تو جنتوں کے باغیچہ سے آرہی ہے ❊ تحفہ کے لئے گلدستہ کہاں ہے؟

زانچہ میگوئی و شرحش میکنی ❊ چوں نشانے در تو نامدے سنی
تو جو کچھ کہہ رہی ہے اور اس کی تفصیل کر رہی ہے ❊ اے بھلی! تجھ میں اس کی کوئی نشانی کیوں نہیں ہے؟

مثل آوردنِ اُشتر در بیانِ آنکہ در مخبر دولتے فرّ و اثرِ آں چوں

اونٹ کی مثال لانا، اس بارے میں کہ اقبالمندی کی بات کرنیوالے میں اس کی شان و شوکت

---

[1] جوئبار۔ چشمہ۔ مرغزار سے وہاں ایسا سبزہ زار ہے جیسا جنت میں ہو گا، کمر کمر تک سبزہ اگا ہوا ہے۔ اشتر۔ اتنا اونچا سبزہ ہے۔ جس میں اونٹ غائب ہو جاتا ہے۔ مرفہ۔ خوش عیش۔ از خری۔ گدھا بہر حال گدھا تھا مولانا فرماتے ہیں اس سے یہ نہ ہوا کہ لومڑی سے کہتا کہ اگر تیرا بیان صحیح ہے تو تو کیوں بدحال ہے۔

[2] کو۔ گدھا لومڑی سے کہتا کہ اگر وہ جنگل ان خوبیوں کا ہے جو تو بیان کر رہی ہے تو اس جنگل کے اچھے آثار تجھ پر کیوں نہیں ہیں اور تو کیوں لاغر اور کمزور ہے۔ پس چرا۔ اس جنگل کی نعمتوں سے تیری نگاہیں مست ہونی چاہیں۔ ایں۔ تیرا ندیدہ پن تو گداگری کی وجہ سے ہے سرداری کی وجہ سے نہیں ہے۔ بگلر بگی۔ امیر الامرائی۔

[3] گر تو۔ گدھا لومڑی سے کہتا کہ اگر تو جنت کے باغیچہ سے آرہی ہے تو تیرے ہاتھ میں تحفہ کے لئے گلدستہ ہونا چاہیے تھا۔ زانچہ۔ تو نے جو باتیں بتائیں ان سے تیرے اندر نشاط کیوں نہیں ہے۔ مثل۔ اس مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ بسا اوقات انسان کی حالت اس کے قول کی تردید کر دیتی ہے۔

نہ بنی جائے متہم داشتن باشد کہ او مقلدست دراں

اور اثر اگر تو نہ دیکھے تو تہمت لگانے کا موقع ہو گا کہ وہ اس بارے میں مقلد ہے

آں یکے میگفت اشتر راکہ ہے ۔۔۔ از کجامی آئی اے اقبال پے

ایک نے اونٹ سے کہا کہ ہاں ۔۔۔ اے مبارک قدم! تو کہاں سے آرہا ہے؟

گفت ۱ از حمام گرمِ کوئے تو ۔۔۔ گفت خود پیداست از زانوئے تو

اس نے کہا، تیری گلی کے گرم حمام میں سے ۔۔۔ اس نے کہا، کہ تیری ران سے خود ظاہر ہے

مارِ موسیٰ دید فرعونِ عنود ۔۔۔ مہلتے میخواست نرمی می نمود

سرکش فرعون نے (حضرت) موسیٰ کا سانپ دیکھا ۔۔۔ مہلت چاہنے لگا اور نرمی برتتا تھا

زیرکاں گفتند بائیستے کہ ایں ۔۔۔ تند ترگشتی چوہست اورب دیں

عقلمندوں نے کہا، چاہیے تھا کہ یہ ۔۔۔ زیادہ برہم ہو جاتا اگر مذہب کا خدا ہے

معجزہ گر اژدہا گر مار بد ۔۔۔ نخوت و خشمِ خدائیش چہ شد

معجزہ خواہ اژدھا یا سانپ تھا ۔۔۔ اس کا خدائی غصہ اور تکبر کہاں گیا؟

ربِ اعلیٰ گرویست اندر جلوس ۔۔۔ بہرِ یک کرمے چہ ست ایں چاپلوس

اگر وہ تخت پر بلند خدا ہے ۔۔۔ تو ایک کیڑے کی وجہ سے یہ خوشامد کیسی ہے؟

نفسِ ۲ تو تاہست نقلست ونبید ۔۔۔ دانکہ روحت خوشہ غیبی ندید

تیرا نفس جب تک چبینے اور شراب کا مست ہے ۔۔۔ سمجھ لے کہ تیری روح نے غیبی خوشہ نہیں دیکھا ہے

کہ علامات ست زاں دیدارِ نور ۔۔۔ اَلتَّجافِی مِنکَ عَنْ دارِ الغُرور

کیونکہ اس نور کے دیدار کی علامتیں ہیں ۔۔۔ دھوکے کے جہان سے تیرا بچاؤ

مرغ چوں بر آبِ شورے می تند ۔۔۔ آبِ شیریں راندیدست او مدد

پرند جب کھاری پانی کا چکر لگائے ۔۔۔ اس نے میٹھے پانی کی مدد نہیں دیکھی ہے

بلکہ ۳ تقلیدست آں ایمانِ او ۔۔۔ روئے ایماں راندیدہ جانِ او

بلکہ اس کا وہ ایمان نقلی ہے ۔۔۔ اس کی جان نے ایمان کا چہرہ نہیں دیکھا ہے

پس خطر باشد مقلد را عظیم ۔۔۔ از رہ و رہزن ز شیطانِ رجیم

لہٰذا مقلد کے لئے بڑا خطرہ ہے ۔۔۔ راستہ اور ڈاکو کا ملعون شیطان کی جانب سے

چوں بہ بیند نورِ حق ایمن شود ۔۔۔ ز اضطراباتِ شک او ساکن شود

جب وہ اللہ تعالیٰ کا نور دیکھ لیتا ہے مطمئن ہو جاتا ہے ۔۔۔ وہ شک کی پریشانیوں سے سکون پا لیتا ہے

۱ گفت۔ ایک شخص نے اونٹ سے دریافت کیا آپ کہاں سے آرہے ہیں اس نے کہا تیرے محلہ کے حمام میں سے غسل کر کے آرہا ہوں اس اونٹ کی رانیں سنی ہوئی تھیں وہ طنزاً بولا ہاں تمہاری رانیں تمہاری بات کی تصدیق کر رہی ہیں۔ مارموسیٰ۔ حضرت موسیٰ کی لاٹھی کے اژدھے کو دیکھ کر فرعون کی جو حالت ہوئی اس نے خود اس کے خدائی کے دعوے کی تردید کر دی۔ جلوس۔ یعنی تخت شاہی پر جلوس کے وقت۔

۲ نفس تو۔ جب تک انسان دنیاوی لذتوں کی طرف مائل ہے تو اس نے اخروی نعمتوں کی لذت نہیں چکھی ہے اب اگر وہ اس حالت میں کمال کا مدعی ہو تو خود اس کا عمل اس کی تکذیب کر دیگا اور اس کا دعویٰ فرعونی دعویٰ ہوگا۔ کہ آخرت کے نور کے دیدار کی علامت یہی ہے کہ انسان دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے۔ مرغ۔ جو پرند کھاری پانی کا چکر کاٹتا ہے۔ یقیناً اس نے میٹھا پانی نہیں دیکھا ہے۔

۳ بلکہ۔ دنیادار کا ایمان محض تقلیدی ہے مشاہدہ پر مبنی نہیں ہے۔ پس خطر۔ تقلیدی ایمان والا بہت جلد شیطان کے بہکانے میں آجاتا ہے۔ چوں بہ بیند۔ تحقیقی ایمان کے بعد شکوک و شبہات زائل ہو جاتے ہیں۔

تا کفِ[1] دریا نیاید سُوئے خاک کاصلِ اُو آمد بُود در اِضطکاک
جب تک دریا کا جھاگ زمین پر نہیں آجاتا جو اس کی اصل ہے وہ اضطراب میں رہتا ہے

خاکی ست آں کف غریب ست اندر آب در غریبی چارہ نبود ز اضطراب
وہ جھاگ خاکی ہے پانی میں بے وطن ہے بے وطنی میں اضطراب سے چھٹکارا نہیں ہے

چونکہ چشمش باز شد آں نقش خواند دیو را بروے دگر دستے نماند
جب اس کی آنکھ کھلی اس نے وہ نقش پڑھ لیا شیطان کا کچھ اس پر قابو نہ رہا

گرچہ بارو باہ خر اسرار گفت سرسری گفت و مقلد وار گفت
اگرچہ گدھے نے لومڑی کو اسرار سنائے سرسری (طور پر) کہے اور مقلدانہ کہے

آب[2] را بستود اُو تائق نبُود رُخ درید و جامہ اُو عاشق نبُود
اس نے پانی کی تعریف کی مشتاق نہ تھا منہ نوچا اور کپڑے پھاڑے عاشق نہ تھا

از منافق عذر رد آمد نہ خوب زانکہ در لب بود آں نے در قلوب
منافق کا عذر مردود ہے بھلا نہیں ہے کیونکہ وہ لبوں پر ہے دلوں میں نہیں ہے

بُوئے سیبش ہست و جُزوے سیب نے بُود در اُو جز ازپئے آسیب نے
اس میں سیب کی خوشبو ہے اور سیب کا جزو نہیں ہے اس میں خوشبو ستانے کے سوا نہیں ہے

حملۂ زن[3] درمیانِ کار زار نشکند صف بلکہ گردد کار زار
میدان جنگ میں عورت کا حملہ صف شکن نہیں ہے بلکہ کام بگڑ جاتا ہے

گرچہ می بینی چو شیر اندر صفش تیغ بگرفتہ ہمی لرزد کفش
اگر تو اس کو صف میں شیر کی طرح دیکھے اس نے تلوار پکڑی ہی ہے (لیکن) اس کا ہاتھ لرز رہا ہے

وای آنکہ عقلِ اُو مادہ بُود نفسِ زشتش نرو آمادہ بُود
اس پر افسوس ہے جس کی عقل، مادہ ہو اس کا برا نفس نر اور آمادہ ہو

لا جرم مغلوب باشد عقلِ اُو جز سُوئے خسراں نباشد نقلِ اُو
لا محالہ اس کی عقل مغلوب ہو گی ٹوٹے کے سوا اس کی منتقلی نہ ہو گی

حملۂ مادہ بصورت ہم جریست آفتِ اُو ہم چو آں خر از خریست
[illegible] دیکھنے میں ہی بہادرانہ ہے اس کی مصیبت بھی اس گدھے کی طرح گدھے پن سے ہے

---

[1] کف دریا۔ دریا کی سطح پر جو خشکی کی چیزیں ہوتی ہیں جب تک وہ دریا میں رہتی ہیں پھر اضطراب طاری رہتا ہے جب وہ ساحل سے لگ جاتی ہیں جو ان کی اصل ہے تو ساکن ہو جاتی ہیں۔ چونکہ۔ جب مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اپنی سمجھ سے دیکھ لیتا ہے تو پھر اس پر شیطان قابو نہیں پاتا ہے۔ گرچہ۔ گدھے نے لومڑی سے حقائق پوچھی تقریریں ہیں لیکن اس کی ساری باتیں تقلیدی تھیں لہٰذا لومڑی کے بہکانے میں آ گیا۔

[2] آب۔ گدھے کی باتیں ایسی ہی تھیں جیسے کوئی شخص پانی کی تعریفیں کرے لیکن خود پیاسا نہ ہو عاشق کا حلیہ بنائے اور حقیقتاً عاشق نہ ہو از منافق۔ منافقین عذر پیش کرتے تھے۔ لیکن وہ عذر حقیقت پر مبنی نہ ہوتے تھے لہٰذا مردود تھے۔ بُوئی۔ منافقین مومنین کی خوبو پیدا کر لیتے تھے لیکن ان میں ایمان نہ ہوتا تھا۔ اور خوبو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے اختیار کر لیتے تھے۔

[3] حملے زن۔ لومڑی اور گدھے کے معرکہ میں گدھے کے حملے ایسے ہی تھے جس طرح میدان جنگ میں عورت کا حملہ تیغ بگرفتہ۔ عورت ہاتھ میں تلوار تو لے لیتی ہے لیکن اس کا دل لرزتا ہے۔ وای۔ جس شخص کی عقل مادہ ہو اور نفس نر ہو اس کی تباہی لازمی ہے۔ لا جرم۔ زنانہ عقل لامحالہ مردانہ نفس سے مغلوب ہو جائے گی۔ حملہ مادہ عورت کے حملہ کا انجام وہی ہوتا ہے جو گدھے کے حملوں کا تھا کہ آخر میں لومڑی نے اس کو پھنسا لیا۔

وصفِ ۱ حیوانی بُود برزن فزوں
عورت پر حیوانی وصف غالب ہوتا ہے
زانکہ سُوئے رنگ و بُود ارد رُکوں
کیونکہ اس کا میلان رنگ اور بو کی طرف ہوتا ہے

اے خنک آنکس کہ عقلش نر بُود
وہ شخص قابل مبارکباد ہے جس کی عقل نر ہو
نفسِ زشتش مادہ و مُضطر بُود
اس کا برا نفس مادہ اور بے چین ہو

عقلِ جزویش نرو غالب بُود
اس کی جزوی عقل نر اور غالب
نفسِ انثیٰ را خِرد سالب بُود
مادہ نفس کو عقل سلب کرنیوالی ہوتی ہے

رنگ و بُوئے ۲ سبزہ زار آں خرشنید
اس گدھے نے سبزہ زار کے رنگ و بو کو سنگھا
جُملہ جُتہاز طبع او رمید
اس کی طبیعت میں سے ساری دلیلیں بھاگ گئیں

تشنہ محتاجِ مطر شدو ابر نے
پیاسا بارش کا محتاج ہو گیا اور ابر نہیں ہے
نفس راجوعُ البقر بُد صبر نے
نفس کو انتہائی بھوک تھی صبر نہ تھا

اسپر آہن بُود صبر اے پدر
اے باوا! صبر لوہے کی ڈھال ہوتی ہے
حق نوشتہ بر سپر جاء الظفر
اللہ (تعالیٰ) نے ڈھال پر لکھ دیا ہے فتح ہوئی

صد دلیل آرد مقلّد در بیاں
مقلد سو دلیلیں بیان کرتا ہے
از قیاسے گوید آں رانز عیاں
وہ قیاس سے بتاتا ہے نہ کہ مشاہدہ سے

مُشک آلودست لیکن مُشک نیست
مشک آلودہ ہے، لیکن مشک نہیں ہے
بوئے مشکستش ولے جُز پُشک نیست
اس میں مشک کی بو ہے لیکن مینگنی کے سوا کچھ نہیں ہے

تا کہ ۳ پُشکے مُشک گردد اے مُرید
اے مرید! تاکہ مینگنی مشک بنے
سالہا باید دراں روضہ چرید
سالوں اس باغیچہ میں چرنا چاہیے

کہ نباید خورد جو ہمچو خراں
گدھوں کی طرح جو نہ کھانے چاہئیں
آہوانہ در ختن چر ارغواں
ہرنوں کی طرح ختن میں گل لالہ نہ چر

جز قرنفل یا سمن یا گُل مچر
لونگ یا چنبیلی یا گلاب کے سوا نہ چر
رو بصحرائے ختن با آں نفر
ان لوگوں کے ساتھ ختن کے جنگل میں چلا جا

معدہ را خوکن بداں ریحان و گُل
اس ریحان اور گلاب کا معدہ کو عادی بنا لے
تا بیابی حکمت و قوتِ رسُل
تاکہ تو رسولوں کی روزی اور حکمت حاصل کر لے

خوئے معدہ زیں کہ و جو باز کن
اس گھاس اور جو سے معدے کی عادت چھڑا
خوردنِ ریحان و گُل آغاز کن
ریحان اور گلاب کھانا شروع کر دے

---

۱ وصف حیوانی۔ عام حیوانات رنگ و بو کا تو احساس کر لیتے ہیں لیکن ان میں عقل کا مادہ نہیں ہے کہ حقیقت تک پہنچ سکیں عورت بھی ظاہر پر ریجھ جاتی ہے عقل سے کام لیکر حقیقت تک نہیں آ پہنچتی ہے۔ عقل۔ اگر انسان میں نر عقل ہوتی ہے تو وہ نفس پر غلبہ حاصل کر لیتی ہے۔

۲ رنگ و بوئی۔ اس گدھے نے رنگ و بو کو دیکھا عقل سے کام نہ لیا۔ تشنہ۔ وہ گدھا اس راحت و آرام کا محتاج تھا جس کے اسباب وہاں مہیا نہ تھے یہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ کوئی پیاسا بارش کا منتظر بن بیٹھے اور ابر موجود نہ ہو۔ جوع البقر۔ ایک بیماری ہے جس میں انسان کھاتا رہتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اسپر۔ مشہور ہے الصبر مفتاح الفرج "صبر کشادگی کی کنجی ہے"۔ مقلد۔ مقلد کے دلائل سب نے سنائے ہوتے ہیں۔ مشک۔ مقلد کے دلائل کا یہی حال ہوتا ہے جیسا کہ مینگنی پر مشک مل دیا جائے۔

۳ تا کہ۔ مشاہدہ کیلئے سالوں مجاہدے کی ضرورت ہے۔ کہ نباید۔ اس کے حاصل کرنے کے لئے روحانی خوراک کی ضرورت ہے۔ جز قرنفل۔ عمدہ قسم کی روحانی غذائیں کھانے کے بعد مشاہدہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ معدہ۔ رسولوں کی روزی اور حکمت جب حاصل ہوتی ہے جبکہ انسان مجاہدوں کے ریحان و گل کا عادی بنے۔ خوی معدہ دنیاوی آلائشوں سے پاکی حاصل کی جائے اور روحانی غذائیں حاصل کی جائیں۔

معدۂ[1] تن سُوئے کہداں میکَشد ۔۔۔ معدۂ دل سُوئے ریحاں میکَشد

جسم کا معدہ چرے کی طرف لے جاتا ہے ۔۔۔ دل کا معدہ ریحان کی طرف کھینچتا ہے

ہر کہ کاہ وجَو خورد قُرباں شود ۔۔۔ ہر کہ نورِ حق خورد قرآں شود

جو گھاس اور جو کھاتا ہے ذبح ہو جاتا ہے ۔۔۔ جو اللہ کا نور کھاتا ہے، قرآن بن جاتا ہے

نیمِ تو مُشک ست نیمی پُشک ہیں ۔۔۔ ہیں میفزا پُشک افزا مُشکِ چیں

خبردار! تیرا آدھا مشک (اور) آدھا مینگنی ہے ۔۔۔ خبردار! مینگنی نہ بڑھا چین کا مشک بڑھا

آں مقلّد صد دلیل و صد بیاں ۔۔۔ دَر زباں آرد ندارد ہیچ جاں

وہ مقلد سو دلیلیں اور سو بیان ۔۔۔ زبان پر لاتا ہے کوئی جان نہیں رکھتا ہے

جانِ اُو خالی ازاں گفتارِ اُو ۔۔۔ کلّہ اَش بے مغز زاں اَسرارِ اُو

اس کی جان اس کی گفتگو سے خالی ہے ۔۔۔ اس کے اسرار سے اس کا دماغ بے مغز ہے

چونکہ[2] گوینده ندارد جان و فرّ ۔۔۔ گفت اُورا کے بُود برگ و ثمر

چونکہ کہنے والا جان اور شان و شوکت نہیں رکھتا ہے ۔۔۔ اس کی گفتگو میں پھل اور پتے کب ہونگے؟

میکَند گستاخ مردم را براہ ۔۔۔ اُو بجاں لرزاں ترَست از برگِ کاہ

وہ انسانوں کو راستہ (چلنے) میں دلیر بناتا ہے ۔۔۔ وہ گھاس کے پتے سے زیادہ جان سے لرزنے والا ہے

پس حدیثش گرچہ بَس بافر بُود ۔۔۔ دَر حدیثش لرزہ ہم مُضمر بُود

اس کی بات اگرچہ بہت شان و شوکت والی ہو ۔۔۔ لیکن اس کی بات میں کپکپاہٹ پوشیدہ ہو گی

فرق میانِ دعوتِ شیخِ کامل و اصل و میانِ سخنِ ناقصانِ فاضل کہ فضلِ تحصیلی بر خود بستہ اند

کامل شیخ واصل (بحق) کی دعوت اور ان ناقصوں کی بات کے درمیان فرق جو فضل کے مدعی ہیں اور جنہوں نے دوسروں سے فضل لیکر اپنے آپ سے وابستہ کر لیا ہے

شیخ نُورانی زرہ آگہ کُند ۔۔۔ با سخن ہم نور را ہمرہ کُند

نورانی شیخ راہ (حق) سے آگاہ کرتا ہے ۔۔۔ بات کے ساتھ نور ہمراہ کرتا ہے

جہد[3] کُن تا مَست و نورانی شوی ۔۔۔ تا حدیثت را شوَد نورش رَوی

تو کوشش کرتا کہ مست اور صاحب نور بنجائے ۔۔۔ تاکہ اس کا نور تیری بات کے ساتھ ہو

ہرچہ در دوشاب جوشیدہ شوَد ۔۔۔ دَر عقیدہ طعمِ دوشابش شوَد

جو چیز انگور کے شیرے میں جوش دیدی جائے ۔۔۔ عقیدہ میں اس کا مزہ انگور کے شیرے کا ہو جاتا ہے

---

[1] معدہ جسمانی معدہ حیوانی غذاؤں کی طرف رغبت کرتا ہے، روحانی معدہ اسرار کی غذا چاہتا ہے۔ ہر کہ۔ جو شخص حیوانی غذاؤں کا عادی ہوتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ نورانی غذا سے انسان قرآن کی طرح متبرک بن جاتا ہے۔ نیم تو۔ انسان میں دونوں قوتیں ہیں حیوانی بھی اور ملکوتی بھی آں مقلد۔ وہ شخص جو سنی سنائی باتیں بیان کرتا ہے اس کی صرف زبانی تقریر ہوتی ہے اس میں کوئی جان نہیں ہوتی ہے نہ اس کے دماغ میں اس کے اسرار ہوتے ہیں۔

[2] چونکہ۔ جب کہنے والے میں کوئی جان نہ ہو تو اس کی بات بے نتیجہ ہوتی ہے۔ می کند۔ دوسروں کو تو وہ بہادر بناتا ہے لیکن خود لرزتا ہے۔ پس۔ اس مقلد کی تقریر اگرچہ پر شوکت ہوتی ہے لیکن اس میں خوف بھی پوشیدہ ہوتا ہے۔ فرق۔ شیخ کامل اور ناقص انسان کی رہنمائی میں بڑا فرق ہے۔ شیخ نورانی۔ صاحب نور شیخ رہنمائی کرتا ہے اور اس کی بات پر تاثیر ہوتی ہے۔

[3] جہد کن۔ انسان کو خود صاحب نور بننا چاہیے تاکہ بات میں تاثیر ہو اور نور اس کی بات کے لئے بمنزلہ حرف روی کے ہو جو شعر کے آخر میں لازمی ہے اور اسی حرف پر قافیہ کا مدار ہوتا ہے۔ ہرچہ۔ بات میں نور ہی طرح پیوست ہو جاتا ہے جس طرح انگور کے شیرے میں جس چیز کو ڈال کر جوش دیدیا جائے تو اس میں انگور کے شیرے کا ذائقہ پیدا ہوتا ہے۔

از جَزَر روز سیب و بِہ وز گِردگاں — لذّتِ دو شاب یابی تو ازاں
گاجر اور سیب اور بہی اور اخروٹ — تو ان میں انگور کے شیرے کا مزہ پائیگا

عِلم[1] اندر نور چوں فرغودہ شُد — پس ز عِلمت نُور یابد قومِ لُد
علم جب نور سے گھل مل گیا — تو تیرے علم سے سرکش قوم نور حاصل کرتی ہے

ہر چہ گوئی باشد آں ہم نورِ ناک — کاسماں ہرگز نبارد غیرِ پاک
تو جو کچھ کہے وہ بھی نورانی ہو گا — کیونکہ آسمان پاک کے علاوہ نہیں برساتا ہے

آسماں شَو اَبر شُو باراں ببار — ناوداں بارش کُند نبُود بکار
آسمان بن جا، ابر بن جا بارش برسا — پرنالہ بارش برساتا ہے، وہ کار آمد نہیں

آب اندر ناوَداں عاریت ست — آب اندر اَبرو دریا فطرت ست
پرنالہ میں پانی مانگا ہوا ہے — ابر اور دریا میں اصلی پانی ہے

فکر[2] و اندیش ست مثلِ ناوداں — وحیِ مکشوف ست اَبرو آسماں
فکر اور خیال، پرنالہ جیسا ہے — کھلی ہوئی وحی ابر اور آسمان ہے

آبِ باراں باغ صد رنگ آورد — ناوداں ہمسایہ دَر جنگ آورد
بارش کا پانی، باغ کو سو رنگ کا بنا دیتا ہے — پرنالہ پڑوسی کو جنگ پر آمادہ کر دیتا ہے

باز[3] گردم سُوئے آں روباہ و خر — تا چساں از راہ بُرد آں خرِ نگر
میں لومڑی اور گدھے کی طرف لوٹتا ہوں — دیکھ اس گدھے کو کس طرح راستہ سے بھٹکا دیا

زبوں شُدنِ خرِ دَر دستِ روباہ از حرصِ عَلَف

گھاس کی حرص کی وجہ سے گدھے کا لومڑی کے ہاتھوں مغلوب ہو جانا

خرِ دو سہ حملہ بروبہ سخت کرد — چوں مقلِّد بُد فریبِ اُو بخُورد
گدھے نے لومڑی پر دو تین سخت حملے کئے — چونکہ مقلد تھا اس کا فریب کھا گیا

طنطنہ ادراک و بینائی نداشت — دَمدمہ روبہ برُو سکتہ گماشت
وہ علم اور بصیرت کا کروفر نہ رکھتا تھا — لومڑی کے مکر نے اس پر سکتہ طاری کر دیا

حرصِ خوردن آنچناں کردش ذلیل — کہ زبونش کرد با پانصد دلیل
کھانے کی حرص نے اس کو ایسا ذلیل کیا — کہ پانچ سو دلیلیں ہوتے ہوئے اس کو مغلوب کر دیا

حکایت آں مُخنث و پرسیدنِ لُوطی اَزو دَر حالت لواطت

ہیجڑے کا قصہ اور لوطی اور لواطت کی حالت میں اس سے دریافت کرنا

---

[1] علم اندر نور۔ جب علم کا نور میں مربی بن جاتا ہے تو پھر اس علم کی تاثیر سرکش قوم پر ہوتی ہے۔ فرغودہ۔ آمیختہ و پیچیدہ۔ ہرچہ۔ اب نورانی شخص جو بات بھی کہیگا اس میں نور اور پاکیزگی ہوگی۔ آسماں۔ آسمان اور ابر کا اپنا ذاتی پانی ہے پرنالہ کا پانی اپنا نہیں ہے آسمان کا ہے۔

[2] فکر و اندیش۔ فکر اور خیال کی مثال پرنالہ کے پانی کی سی ہے اور وحی کی مثال ابر کی سی ہے۔ آب باراں۔ بارش کا پانی سینکڑوں فائدوں کا سبب ہے پرنالہ کا پانی عموماً پڑوسی سے جھگڑے کا سبب بنتا ہے۔

[3] باز گردم۔ اب گدھے کا قصہ سن لومڑی نے اس کو کس طرح گمراہ کر دیا۔ خر۔ گدھے نے لومڑی پر جوابی حملے کئے لیکن چونکہ مقلد تھا آخر میں خود پسپا ہو گیا۔ طنطنہ چونکہ گدھے کو نور باطنی حاصل نہ تھا۔ لومڑی کا مکر اس پر غالب آ گیا اور گدھے کی حرص نے دلیلوں کے ہوتے ہوئے اس کو ذلیل کر دیا۔ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتایا ہے کہ مقلد کی دلیل ایسی ہی ہے جیسے ہیجڑے کی تلوار۔

کہ ایں خنجراز بہرِ چیست گفت از بہرِ آنکہ ہر کہ با من بداندیشد

کہ یہ خنجر کس کام کے لئے ہے اس نے کہا اس لئے کہ جو میرے ساتھ بری بات

اشکمش بشگافم لوطی بر سرِ او آمدو شدٗ میکردو میگفت

سوچے گا میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گا لوطی اس پر چڑھتا اور اترتا تھا

اَلحَمدُلِلّٰہ[1] کہ من با تو بد نمی اندیشم

اور کہہ رہا تھا خدا کا شکر ہے کہ میں تجھ سے برے کام کی نیت نہیں رکھتا ہوں

بیت من بیت نیست اقلیم ست ہزل من ہزل نیست تعلیم ست

میرا شعر، کوٹھری نہیں ہے ایک خط ہے میرا مذاق، مذاق نہیں ہے، تعلیم ہے

قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ[2] لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا

اللہ تعالیٰ کا قول ہے بیشک اللہ حیا نہیں کرتا اس بارے میں کہ وہ مچھر کی مثال بیان کرے

اے فَمَا فَوْقَھَا فِیْ تَغْیِیْرِ النُّفُوْسِ بِالْاِنْکَارَاتِ مَا ذَآ اَرَادَ اللّٰہُ

پس اس سے بھی زیادہ (چھوٹی چیز کی) جو انکار کی وجہ سے نفوس میں تغیر پیدا کرنے کیلئے اس سے

بِھٰذَا مَثَلًا وآنکہ جواب میفرماید کہ ایں خواستم یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا

بھی بڑھی ہوئی ہوں (انھوں نے کہا) اس مثال سے اللہ کا کیا ارادہ ہے اور یہ کہ جواب فرماتا ہے کہ میں نے یہ چاہا

وَیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا کہ فتنہ ہمچو میزانست کہ بسیار از و سرخ رو

اس سے بہت سے گمراہ ہوں اور بہت سے ہدایت پائیں کیونکہ ہر آزمائش ایک ترازو ہے کہ بہت سے اس سے

شوند و بسیاراں بے مراد شوند وَلَوْ تَاَمَّلْتَ فِیْہِ قَلِیْلًا

سرخرو ہو جاتے ہیں اور بہت سے بے مراد ہو جاتے ہیں اور اگر تو اس میں تھوڑا سا بھی غور

لَوَجَدْتَّ فِیْ نَتَائِجِہٖ الشَّرِیْفَۃِ کَثِیْرًا

کرلے تو اس میں بہت سے عمدہ فوائد پائے گا

کون[3] دہے رالوطیے درخانہ برد	سرنگوں افگندش و دروے فشرد
ایک اغلام کرنیوالے کو ایک اغلام کرنیوالا گھر لے گیا	اس کو اوندھا گرایا اور اس میں گھسیڑ دیا
برمیانش خنجرے دید آں لعیں	پس بگفتش درمیانت چیست ایں
اس ملعون نے اس کی کمر پر خنجر دیکھا	تو اس سے کہا تیری کمر میں یہ کیا ہے؟
گفت آنکہ بامن ار یک بدمنش	بد بیندیشد بدرم اشکمش
اس نے کہا یہ کہ اگر کوئی بد طینت میرے ساتھ	برے کام کا ارادہ کرے تو میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں

[1] الحمدُ للّٰہ۔ اس لوطی نے طنزاً کہا۔ بہت پہلا بیت شعر کی معنی میں اور دوسرا بیت کوٹھری کے معنی میں ہے یعنی میرے اشعار میں بہت سے معانی ہیں۔ ہزل من۔ چونکہ مولانا نے یہاں بہت فحش قصہ نقل کیا ہے اس کی توجیہ کرتے ہیں۔

[2] اِنَّ اللّٰہَ۔ قرآن نے سمجھانے کیلئے جب مچھر اور اس کے پر کی مثالیں دیں تو کفار نے اعتراض کیا کہ قرآن میں ایسی چھوٹی چھوٹی مثالیں کیوں دی جاتی ہیں تو قرآن نے اس کے جواب میں کہا کہ فہمائش کیلئے اس طرح کی مثالیں دینا کوئی بری بات نہیں ہے اور ایک آزمائش بھی ہے کہ اس قسم کی مثالوں پر کچھ اعتراض کر کے گمراہ ہوں اور کچھ صحیح مقصد سمجھ کر ہدایت یاب ہوں۔

[3] کون دہے۔ اغلام کرانے والا اس سے کندہ اور گندہ بنا ہے۔ میاں۔ کمر بدمنش بدنیت۔

گُفت لُوطی حمدُ لِلّٰہ راکہ مَن　　بَد نیندیشیدہ اَم باتو بفَن
انعام کرنے والے نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ میں نے　　کسی فریب سے تیرے ساتھ برا ارادہ نہیں ہے

چونکہ[1] اَمردی نیست خنجر ہاچہ سُود　　چوں نباشد دل ندارد سُود خود
جبکہ بہادری نہیں ہے، خنجروں سے کیا فائدہ ؟　　جب دل نہ ہو، خود فائدہ نہیں دیتی

از علیؓ میراث داری ذُوالفقار　　بازُوِ شیرِ خدا ہستت بیار
حضرت علیؓ سے تجھے ذوالفقار میراث میں ملگئی　　تیرے پاس شیر خدا کا بازو ہے تو لا

گر فسونے[2] یاد داری از مسیحؑ　　کو لَب و دندانِ عیسیٰؑ اے وقیح
اگر تو (حضرت) عیسیٰ کی دعا یاد رکھتا ہے　　اے بے شرم! (حضرت) عیسیٰ کا ہونٹ اور دانت کہاں ہیں؟

کشتیِ سازی زتو زیع و فتوح　　کو یکے ملاحِ کشتی ہمچو نوحؑ
تو چندے اور نذرانوں سے کشتی بناتا ہے　　حضرت نوحؑ جیسا کوئی ایک ملاح کہاں ہے؟

بُت شکستی گیرم ابراہیمؑ وار　　کو بُتِ تن رافدا کردن بنار
میں نے مانا تو نے حضرت ابراہیمؑ کیطرح بت توڑ ڈالا　　جسم کے بت کو آگ میں فنا کرنا کہاں ہے؟

گر دلیلت ہست اندر فعل آر　　تیغ چوبیں رابداں کن ذوالفقار
اگر کام میں تیرے پاس دلیل ہے، لا　　اس کے ذریعہ لکڑی کی تلوار کو ذوالفقار بنا دے

آں دلیلے کو ترا مانع شوَد　　از عمل آں نقمتِ صانع شوَد
وہ دلیل جو تیرے لئے مانع ہے　　عمل سے، وہ خدا کا عذاب ہے

خائفانِ[3] راہ راکردی دلیر　　از ہمہ لرزاں تری تو زیر زیر
تو نے راستہ میں ڈرنے والوں کو بہادر بنا دیا　　چپکے چپکے تو سب سے زیادہ لرزنے والا ہے

بر ہمہ درسِ توکّل می کُنی　　دَر ہوا تو پشہ را رگ میزنی
تو سب کو توکل کا درس دیتا ہے　　تو ہوا میں مچھر کا رگ پر (نشتر) مارتا ہے

اے مخنّث پیش رفتہ از سپاہ　　بَر دروغ و ریشِ تو کیرت گواہ
اے ہیجڑ تو لشکر سے آگے ہوا　　تیرے جھوٹ اور داڑھی پر تیرا خایہ گواہ ہے

چوں زنا مردی دل آگندہ بُود　　ریش و سُبلت موجب خندہ بُود
جب نا مردی سے دل پر ہو　　داڑھی اور مونچھیں ہنسی کا سبب ہوتی ہیں

توبہ کن اشکباراں چوں مطَر　　ریش و سُبلت راز خندہ باز خر
توبہ کر، بارش کی طرح آنسو بہا　　داڑھی اور مونچھ کو مذاق سے بچا

[1] چونکہ۔ جب انسان میں بہادری نہ ہو تو اس کے لئے خنجر اور سر کی لوہے کی جنگی ٹوپی بیکار ہے۔ ذوالفقار۔ آنحضورؐ کی مشہور تلوار جو حضرت علیؓ کے پاس تھی۔ شیر خدا۔ حضرت علیؓ کا لقب اسد اللہ ہے۔

[2] گر فسونے۔ اگر کوئی حضرت مسیحؑ کی طرح دم کرنا سیکھ لے جس سے مردے زندہ ہو جاتے تھے، تو وہ حضرت مسیحؑ کے ہونٹ اور دانت کہاں سے لائے گا۔ توزیع۔ چندہ۔ فتوح۔ نذرانہ کو۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے جسم کو آگ میں ڈال دیا تھا۔ گر دلیل، دلیل کا اصل عمل ہے۔ مانع۔ جو دلیل عمل سے مانع بنے وہ عذاب الٰہی ہے۔

[3] خائفاں۔ بے عمل انسان دوسروں کو وعظ کہہ کر بہادر بناتا ہے خود بزدلی دکھاتا ہے۔ در ہوا۔ ایسا لالچی ہے کہ ہوا میں مچھر کے نشتر مار کر اس کا خون پینا چاہتا ہے۔ کیر۔ آلہ تناسل جس سے ہیجڑا محروم ہوتا ہے۔ ریش۔ ہیجڑے کی داڑھی ایک مذاق ہے۔ توبہ کن۔ راہ سلوک کے ہیجڑا کا یہ علاج ہے کہ وہ اللہ کے دربار میں گریہ زاری کرے۔

دارویِ مردی بخور اندر عمل تاشوی خورشید گرم اندر حمل [۱]
عمل میں مردانگی کی دوا کھا تاکہ تو (برج) حمل میں گرم سورج بن جائے

دارویِ مردی کن و عنّیں مشوی تاہزوں آیند صد گوں خوبروی
مردانگی کی دوا کر اور نامرد نہ بن تاکہ سینکڑوں قسم کے خوبصورت پیدا ہوں

معدہ را بگذار و سُوی دل خرام تا کہ بے پردہ زحق آید سلام
معدہ کو چھوڑ اور دل کی جانب چل تاکہ اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے بغیر حجاب کے سلام آئے

رستمی [۲] گربایدت خنجر بگیر ور بحیزی مائلی چادر بگیر
اگر تجھے رستم پن چاہیے خنجر پکڑ اگر تو ہیجڑہ پن کی جانب مائل ہے چادر اوڑھ لے

رستمی گربایدت جوشن بپوش ور بحیزی مائلی رو کوں فروش
اگر تجھے رستم پن چاہیے زرہ پہن لے اگر تو ہیجڑے پن کی جانب مائل ہے جا مقصد بیچ

یکدو گامے رو تکلّف ساز خوش تا ترا عشقش کشد اندر برش
ایک دو قدم چل خوب تکلف کر تاکہ تجھے عشق، اپنی آغوش میں کھینچ لے

بر سرِ میداں چو مرداں پائیدار تانگردی مبتلا درپائے دار
میدان میں مردوں کی طرح جم تاکہ تو سولی کے نیچے مبتلا نہ ہو

تاکے از جامہ زناں ہمچو زناں در صف مرداں در آہمچوں سناں
عورتوں کی طرح زنانہ لباس سے کب تک تعلق رکھیگا نیزے کی طرح مردوں کی صف میں آجا

غالب شدن حیلۂ روباہ بر استعصام و تعفف و خرو کشیدنِ

گدھے کے بچاؤ اور حفاظت پر لومڑی کے حیلہ کا غالب آجانا اور لومڑی کا

روباہ خر راسوئے بیشۂ شیر

گدھے کو شیر کی جھاڑی جانب کھینچ لے جانا

روبہ اندر حیلہ پائے [۳] خود فشرد ریش خر بگرفت واں خر رابہ برد
لومڑی نے مکاری میں قدم رکھا گدھے کی داڑھی پکڑی اور اس گدھے کو لے گئی

مطربِ آں خانہ قاہ کوتا کہ تفت دف زند کہ خر برفت وخر برفت
اس خانقاہ کا قوال کہاں ہے؟ کہ جلد دف بجائے کہ گدھا گیا، گدھا گیا

چونکہ خرگوشے برد شیرے بچاہ چوں نیارد روبہے خر تا گیاہ
جب خرگوش شیر کو کنویں میں پہنچا دے تو لومڑی گدھے کو گھاس کے پاس کیوں نہ لے آئیگی؟

---

۱ حمل۔ سورج جب برج حمل میں ہوتا ہے اس کی شعاعیں زمین پر بہت تیز گرم پڑتی ہیں۔ عنّین۔ نامرد۔ نامرد۔ مرد کے حسین اولاد پیدا ہوتی ہے۔ معدہ۔ مجاہدے کرے روزہ رکھے تو قرب خداوندی میسر آجائے گا۔

۲ رستمی۔ اگر تو راہِ سلوک کا رستم بننا چاہتا ہے تو مجاہدے کے خنجر سے نفس کشی کر ورنہ عورتوں کی طرح چادر اوڑھ کر خانہ نشین بن جا۔ یکدو۔ راہِ سلوک میں تکلیف سے ہی آگے قدم رکھ پھر جذب شروع ہوگا۔ دار۔ سولی۔ سنان۔ بھالا۔ استعصام حفاظت چاہنا۔ تعفف۔ پاکدامنی بیشہ۔ جھاڑی۔

۳ پائی خود فشرد۔ یعنی کھڑی ہو گئی۔ ریش خر برفت۔ یعنی غالب آ گئی۔ مطرب پہلے قصہ گذر چکا ہے کہ خر برفت کی دھن میں دوسرے صوفیوں نے ایک صوفی کا گدھا بیچ کھایا تھا۔ چونکہ پہلے قصہ گذر چکا ہے کہ خرگوش نے دھوکے سے شیر کو کنویں میں گرادیا تھا۔

گوش ۱ را بربند و افسونہا مخور — جز فسونِ آں ولیِ داد گر
کان بند کر لے اور منتر نہ سن — اس فریاد رس ولی کے منتر کے سوا

آں فسونہا خوشتر از حلوائے او — آنکہ صد حلواست خاکِ پائے او
اس (غیر ولی) کے حلوے سے یہ منتر بہتر ہیں — کیونکہ سینکڑوں حلوے اس کے پاؤں کی خاک ہیں

خمہائے خسروانی پُر زمے — مایہ بُردہ از مےِ لبہائے وے
شراب سے پُر شاہی مٹکوں نے — اس کے ہونٹوں سے سرمایہ حاصل کیا ہے

عاشقِ مے باشد آں جانِ بعید — کو مئے لبہائے لعلش را ندید
وہ (اس سے) دور جان شراب کی عاشق ہو گی — جس نے اس کے لعل جیسے ہونٹوں کی شراب نہ دیکھی

آبِ ۲ شیریں چوں نہ بیند مرغِ کور — چوں نگردد گردِ چشمہ آبِ شور
اندھا پرند جب میٹھا پانی نہیں دیکھے گا — وہ کھاری پانی کا چکر کیوں نہ کاٹے گا؟

موسیِ جاں سینہ را سینا کند — طوطیانِ کور را بینا کند
روحانی موسیٰ سینہ کو سینا بنا دیتا ہے — اندھی طوطیوں کو بینا بنا دیتا ہے

خسروِ شیرینِ جاں نوبت زدست — لا جرم در شہر قند ارزاں شدست
روح کے شیریں شاہ نے انکا پیٹ دیا ہے — لا محالہ شہر میں شکر سستی ہو گئی ہے

یوسفانِ غیب لشکر میکشند — تنگہائے قند مصری میرسند
غیبی یوسف لشکر کشی کر رہے ہیں — مصری شکر کے بورے پہنچ رہے ہیں

اشترانِ ۳ مصر را رو سوئے ما — بشنوید اے طوطیاں بانگ درا
مصری اونٹوں کا رخ ہماری جانب ہے — اے طوطیو! گھنٹے کی آواز سنو

شہرِ ما فردا پُر از شکر شود — شکر ارزاں ست ارزاں تر شود
کل ہمارا شہر شکر سے بھر جائے گا — شکر سستی ہے (اور) زیادہ سستی ہو جائیگی

در شکر غلطید اے حلوائیاں — ہمچو طوطی کوریِ صفرائیاں
اے حلوائیو! شکر میں لوٹو — طوطی کی طرح صفراوی لوگوں کے اندھے پن کیساتھ

نیشکر کوبید کار اینست و بس — جاں برافشانید یار اینست و بس
کھانڈ کھوندو، بس کام یہی ہے — جان چھڑک دو بس دوست یہی ہے

یک تُرش در شہرِ ما اکنوں نماند — چونکہ شیریں خسرواں را بر نشاند
ہمارے شہر میں اب کوئی کھٹا نہیں رہا — چونکہ شیریں نے بہت سے خسرو بٹھا دیے ہیں

---

۱ گوش۔ مولانا سالک کو نصیحت کرتے ہیں کہ صرف شیخ کے قول پر عمل کر۔ آں فسونہا۔ دوسرے لوگوں کی چکنی چپڑی باتوں سے شیخ کی بات بدرجہا بہتر ہے۔ خمہائے۔ شاہی شراب میں مستی شیخ کی باتوں کی مستی سے آتی ہے۔ عاشق۔ جو شخص شیخ سے دور ہوگا اور اس سے شیخ کی باتوں کی مستی نہ حاصل کی ہوگی وہ شراب کی مستی سے محبت کر سکیگا۔

۲ آب شیریں۔ چونکہ یہ شیخ کی باتوں کی مستی سے محروم ہے اس لئے دوسروں کی باتوں پر دھیان دیتا ہے۔ موسیٰ جاں۔ شیخ کا فیض سینہ کو کوہ طور بنا دیتا ہے۔ خسرو۔ شیخ نے صلاء عام دے دی ہے اسی لئے اس وقت شہر میں قند ارزاں ہے۔ یوسفان غیب۔ اس سے مراد روحانی شیوخ ہیں حضرت یوسف کی مناسبت سے قند مصری کا ذکر کیا ہے جس سے روحانی اسرار مراد ہیں۔

۳ اشتران۔ مر یعنی روحانی شیوخ۔ درا۔ جرس۔ حلوائیاں۔ وہ سالک جو اسرار کے طالب ہیں۔ صفرائیاں۔ جس شخص میں خلط صفرا کا غلبہ ہوتا ہے اس کو شکر اچھی نہیں لگتی ہے اس سے مراد منکر لینا ہیں۔ نیشکر۔ اس سے مراد روحانی اسرار ہیں۔ یار۔ یعنی شیخ کا ان۔ یک ترش۔ اس سے مراد منکر ہے۔ شیریں شیخ یعنی خسرواں۔ یعنی شیخ کے خلفاء۔

نُقل بر نُقل ست و مے بر مے ہلا　بر منارہ[1] رَو بزن بانگِ صَلا

آگاہ نقل پر نقل شراب پر شراب ہے　منارہ پر چڑھ جا، بلاوے کا اعلان کر دے

سرکہ نہ سالہ شیریں میشوَد　سنگِ مرمر لعل و زرّیں میشوَد

نو سال کا سرکہ میٹھا ہو جائے گا　سنگ مرمر لعل اور سنہرا ہو جائے گا

آفتاب اَندر فلک دستک زناں　ذرّہ با چوں عاشقاں بازی کناں

سورج، آسمان میں دستک دے رہا ہے　ذرے، عاشقوں کی طرح رقص کر رہے ہیں

چشمہا مخموُ رشدُ از سبزہ زار　گُل شگوفہ میکُند بر شاخسار

سبزہ زار سے آنکھیں نشیلی ہو گئی ہیں　شاخوں پر پھول کھل رہے ہیں

چشمِ دَولت سحرِ مُطلق میکُند　رُوح شُد منصور اَنا الحق میزند

دولت کی آنکھ پورا جادو کر رہی ہے　روح منصور بن گئی ہے انا الحق کا نعرہ لگا رہی ہے

شُد ز یوسف آں زلیخا نو جواں[2]　عشرت از سر گیر خوش خوش شادماں

یوسف کی وجہ سے زلیخا جوان ہو گئی　خوشی خوشی مسرت سے از سر نو عیش منا

آتشے اندر دلِ خودبر فروز　دفعِ چشمِ بَدسپندانے بسوز

اپنے دل میں آگ روشن کر لے　نظر بد کے دفع کرنے کے لئے کالا دانہ جلا

تو بحالِ خویشتن میباش شاد　تا بیابی دَر جہانِ جاں مُراد

تو اپنے حال پر خوش رہ　تاکہ تو جان کے جہان میں مراد حاصل کر لے

گر خرے رامی بُرد رُوبہ ز سَر　گو ببُر تو خر مباش و غم مخَور

اگر لومڑی گدھے کا سر کاٹ دیتی ہے　کہہ دے کاٹ دے تو گدھا نہ بن اور غم نہ کھا

حکایت[3] آں شخص کہ از ترس خویشتن را در خانہ انداخت

اس شخص کی حکایت جس نے خوف سے اپنے آپ کو گھر میں جا ڈالا رخساروں

رخہا زرد کردہ چوں زعفران و لبہا کبُود چوں نیل و دست

کو زعفران کی طرح زرد کئے ہوئے اور ہونٹوں کو نیل کی طرح نیلا کئے ہوئے ہاتھ درخت

لرزاں چوں برگِ درخت خداوندِ خانہ پُرسید کہ خیرست

کے پتوں کی طرح کپکپاتے ہوئے گھر کے مالک نے دریافت کیا خیر ہے

وجہ واقعہ است گفت از بیروں خری گیرند بسخرہ گفت

اور کیا واقعہ ہے؟ اس نے کہا باہر بیگار میں گدھے پکڑے جا رہے ہیں اس نے کہا

---

[1] منارہ۔ بلند جگہ پر چڑھ کر اعلان کیا جاتا ہے۔ سرکہ۔ یعنی پرانے بدکار۔ آفتاب۔ یعنی شیخ کامل۔ ذرہا۔ یعنی معتقدین۔ چشمہا۔ اب سالکوں کی نگاہیں مخمور ہیں۔ منصور حلاج نے فنا کے بعد بقا باللہ حاصل کر کے انا الحق کا نعرہ لگا دیا تھا۔

[2] نو جوان۔ مشہور ہے کہ زلیخا حضرت یوسف کی دعا سے نوجوان بن گئی تھی مراد یہ ہے کہ روح کی کمزوری کے بعد اس کو نوجوانی حاصل ہو گئی۔ سپند مشہور ہے کہ کالا دانہ کی دھونی سے نظر بد زائل ہو جاتی ہے۔ تو بحال۔ یہ احوال جو ذکر کئے گئے ہیں۔ خود تیرے ہیں تو ان سے خوش رہ تا کہ دنیا اصل مراد حاصل کر لے۔ گر خرے۔ اگر لومڑی گدھے کو ہلاک کر رہی ہے کرنے دے تو گدھا نہ بن اور پھر بے فکر زندہ رہ۔

[3] حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتانا ہے کہ اگر انسان انسان بن جائے تو پھر گدھا پکڑنے والے سے اسے کوئی خطرہ نہیں جب تک انسان گدھا ہے وہ فریب کھا جاتا ہے۔

تو خر نیستی چہ میترسی گفت بجدّ می گیرند و تمیز بر خاستہ است

تو تو گدھا نہیں ہے کیوں ڈرتا ہے؟ اس نے کہا کوشش کر کے پکڑ رہے ہیں اور تمیز اٹھ گئی ہے

امروز میترسم کہ مرا خر گیرند

اب میں ڈرتا ہوں کہ مجھے گدھا سمجھ لیں

آں یکے[۱] از ترس در خانہ گریخت　　زرد رُو و لب کبود و رنگ ریخت

ایک شخص خوف سے گھر میں بھاگ آیا　　چہرہ زرد، ہونٹ نیلے، رنگ فق

صاحب خانہ بگفتش خیر ہست　　کہ ہمی لرزد ترا چوں بید دست

گھر کے مالک نے اس سے کہا خیر ہے؟　　کہ تیرا ہاتھ بید کی طرح لرز رہا ہے

واقعہ چونست چوں بگریختی　　رنگِ رُخسارہ چنیں چوں ریختی

کیا واقعہ ہے، تو کیوں بھاگا!　　رخسار کا رنگ کیوں فق ہو گیا؟

گفت بہرِ سخرۂ شاہِ حُروں　　خر ہمی گیرند امروز از بروں

اس نے کہا خام بادشاہ کی بیگار کے لئے　　آج باہر سے گدھے پکڑ رہے ہیں

گفت[۲] میگیرند خر اے جانِ عم　　چوں نہ خر رو ترا زیں چیست غم

اس نے کہا اے چچا کی جان! وہ گدھے پکڑ رہے ہیں　　جبکہ تو گدھا نہیں ہے جا تجھے اس سے کیا غم ہے؟

گفت بس جدّ و گرم اندر گرفت　　گر خرم گیرند ہم نبود شگفت

اس نے کہا وہ پکڑنے میں بہت سخت اور سرگرم ہیں　　اگر مجھے بھی گدھا سمجھ لیں تو تعجب نہیں ہے

بہرِ خر گیری بر آورد ند دست　　جدّ جد تمیز ہم بر خاستہ است

گدھے پکڑنے میں انہوں نے ہاتھ نکالے ہیں　　بہت کوشش میں تمیز بھی اٹھ گئی ہے

چونکہ بے تمیزیاں ماں سر ورند　　صاحب خر را بجائے خر برند

چونکہ بے تمیز لوگ ہمارے سردار ہیں　　گدھے کی بجائے گدھے والے کو پکڑ لے جائیں گے

نیست[۳] شاہِ شہرِ ما بیہودہ گیر　　ہست تمیزش سمیع ست و بصیر

ہمارے شہر کا بادشاہ خواہ مخواہ پکڑنیوالا نہیں ہے　　اس کو تمیز ہے وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے

آدمی باش و زخر گیراں مترس　　خر نہٴ اے عیسیٰ دوراں مترس

تو آدمی بن جا، اور گدھا پکڑنے والوں سے نہ ڈر　　تو گدھا نہیں ہے اے اپنے دور کے عیسیٰ تو نہ ڈر

چرخِ چارم ہم ز نورِ تو پُرست　　حاش للّٰہ کہ مقامت آخرُست

چوتھا آسمان بھی تیرے نور سے پُر ہے　　خدا بچائے کہ تیرا مقام اصطبل ہو

---

۱ آں یکے۔ شہر میں گدھے بیگار میں پکڑے جا رہے تھے ایک شخص ڈر کر ایک گھر میں گھس گیا۔ بید۔ بید کے درخت کی نرم شاخوں کی لچک مشہور ہے۔ سخرہ بیگار۔ خروں۔ سرکش۔ خام۔

۲ گفت۔ صاحب خانہ نے کہا تو گدھا نہیں ہے۔ تو کیوں ڈرتا ہے۔ جدّ جد کوشش کی انتہا نے ان کے لئے گدھے اور غیر گدھے کی تمیز ختم کر دی ہے۔ چونکہ جب بے تمیز سردار بنجائیں تو گدھے کی بجائے یہ لوگ گدھے والے کو بھی پکڑ سکتے ہیں۔

۳ نیست۔ اس شعر کا تعلق اس حکایت کی سرخی کے پہلے شعر یعنی چوں نہ خرے سے ہے۔ آدمی۔ انسان بن جا۔ عیسیٰ انسان کو عیسیٰ صفت ہونا چاہیے۔ خر عیسیٰ نہ ہونا چاہیے چرخ چارم۔ جبکہ انسان کو عیسیٰ صفت ہونا چاہیے تو جیسا کہ حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان پر ہیں اسی طرح انسان کامل کا مقام بھی چوتھا آسمان ہے۔

توز چرخ و اختراں ہم برتری — گرچہ ابہر مصلحت در آخری

تو آسمان اور ستاروں سے بھی بالا تر ہے — اگرچہ مصلحتاً تو اصطبل میں ہے

میر آخر گرچہ در آخر بود — ہر کہ اورا خر بگوید خر بود

اصطبل کا داروغہ اگرچہ اصطبل میں ہوتا ہے — جو اس کو گدھا کہے وہ گدھا ہے

میر آخر دیگرو خر دیگرست — نے ہر آنکو اندر آخر شد خرست

داروغہ اصطبل دوسری چیز ہے اور گدھا دوسری چیز ہے — یہ نہیں ہے کہ جو اصطبل میں ہے وہ گدھا ہے

چہ در افتادیم درد نبالِ خر — از گلستاں گوئ وز گلہائے تر

ہم گدھے کے پیچھے کیا پڑ گئے — چمن اور تر پھولوں کی بات کر

از انا رو از ترنج و شاخ سیب — وز شراب و شاہدانِ بے حسیب

انار کی اور لیموں کی اور سیب کی ٹہنی کی — اور شراب کی اور بے حساب معشوقوں کی

یا ازاں دریا کہ موجش گوہرست — گوہرش گویندۂ و بینا و رست

یا اس دریا کی جس کی موج موتی ہے — اس کا موتی گویا اور بینا ہے

یا ازاں مرغاں کہ گلچیں میکنند — بیضہا زریں و سیمیں می کنند

یا ان پرندوں کی جو پھول چنتے ہیں — سونے اور چاندی کے انڈے دیتے ہیں

یا ازاں بازاں کہ کبکاں پروروند — ہم نگوں اشکم ہم استاں میپرند

یا ان بازوں کی جو چکوریں پالتے ہیں — پیٹ کے بل بھی اور چت بھی اڑتے ہیں

نرد بانہائیست پنہاں در جہاں — پایہ پایہ تا عنانِ آسماں

دنیا میں مخفی سیڑھیاں ہیں — درجہ بدرجہ آسمان کی بلندی تک

ہر گرہ را نرد بانے دیگرست — ہر روش را آسمانے دیگرست

ہر گروہ کی ایک دوسری سیڑھی ہے — ہر رفتار کے لئے ایک دوسرا آسمان ہے

ہر یکے ۳ از حالِ دیگر بے خبر — ملک با پہنا و بے پایان و سر

ہر ایک دوسرے کی حالت سے بے خبر ہے — ملک وسیع ہے اور بے ابتداء اور بے انتہاء ہے

ایں دراں حیراں کہ او از چیست خوش — واں دریں خیرہ کہ حیرت چیستش

یہاں سے بارے میں حیران کہ وہ کس چیز سے خوش ہے؟ — وہ اس [illegible] میں حیران ہے کہ اس کو حیرت کس بات سے ہے

صحن ارض اللہ واسع آمدہ — ہر درختے از زمینے سر زدہ

اللہ کی زمین کا صحن وسیع ہے — ہر درخت ایک زمین سے اگا ہے

---

۱ گرچہ۔ ہدایت دینے اور پانے کے لئے انسان کو دنیا میں بھیج دیا گیا ہے۔ میر آخر اصطبل میں ہونے سے گدھا ہونا ضروری نہیں ہے داروغہ اصطبل، اصطبل میں ہے لیکن گدھا نہیں ہے اسی طرح اہل اللہ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا دار نہیں ہیں۔ چہ۔ مولانا کا اپنے آپ کو خطاب ہے کہ گدھے کے قصہ کو چھوڑ کر عالم آخرت کی بات کر۔

۲ از گلستاں۔ یہ سب جنت کی چیزیں ہیں۔ دریا۔ اس سے مراد ذات حق ہے۔ مرغان۔ یعنی اولیاء اللہ بازاں۔ یعنی ملائکہ۔ کبکاں۔ یعنی نفوس قدسیہ۔ نردبانہا۔ یعنی عروج کے مختلف راستے ہیں مشہور ہے کہ اللہ تعالی کی جانب جانیوالے راستے انسانوں کے سانسوں کی تعداد کی بقدر ہیں۔ عنان۔ فضا جو نظر آتی ہے۔ روش۔ یعنی سلوک

۳ ہر یکے۔ ہر سالک پر جو تجلی ہے دوسرا اس سے بے خبر ہے حتی کہ بسا اوقات مرید پر جو تجلی ہوتی ہے شیخ اس سے بے خبر ہوتا ہے۔ ایں۔ ہر سالک چونکہ دوسرے سالک کی تجلی سے بے خبر ہے اسلئے وہ دوسرے پر حیران ہوتا ہے۔ صحن۔ قرب الہی اسقدر وسیع ہے کہ اس میں طرح طرح کے معارف اگے ہوئے ہیں۔

بر درختاں اشکر گویاں برگ و شاخ — کہ زہے مُلک و زہے عرصہ فراخ
درختوں پر پتے اور شاخیں شکر ادا کرتی ہیں — کہ عجب مُلک ہے اور عجب وسیع میدان ہے

بُلبلاں گردِ شگوفہ پُر گرہ — کہ ازاں چہ میخوری مارا بِدہ
بلبلیں بہ بہ شگوفے کے چاروں طرف (کہتی ہیں) — کہ اس میں سے کیا کھا رہا ہے؟ ہمیں دے

ایں سخن پایاں ندارد کُن رجوع — سوئے رُوباہ و شیرِ سقم و جُوع
یہ بات خاتمہ نہیں رکھتی ہے۔ واپسی کر — اس لومڑی اور شیر اور بیماری اور بھوک کی جانب

بُردنِ[2] روباہ آں خر را پیشِ شیر و جستنِ خر از شیر و عتاب کردنِ روباہ با شیر کہ ہنوز خر دور بود کہ تعجیل کردی و عذر گفتنِ شیر و بہ گردنِ شیر روباہ را کہ برو بارِ دیگرش بفریب

لومڑی کا اس گدھے کو شیر کے سامنے لے جانا اور گدھے کا شیر سے کود بھاگنا اور لومڑی کا شیر پر غصہ کرنا کہ گدھا ابھی دور تھا کہ تو نے جلدی کر دی اور شیر کا معذرت کرنا اور شیر کا لومڑی کی خوشامد کرنا کہ جا دوبارہ اس کو فریب دے

چونکہ روباہش بسُوئے مَرج بُرد — تا کُند شیرش بحملہ خُرد مُرد
لومڑی جب اس کو چراگاہ کی جانب لے گئی — تاکہ شیر حملے سے اس کو خرد برد کر دے

دور بُود از شیر و آں شیر از نبرد — تا بہ نزدیک آمدن صبرے نکرد
وہ شیر سے دور تھا اور شیر نے جنگ کی وجہ سے — اس کے نزدیک آجانے تک صبر نہ کیا

گنبدی[3] کرد از بُلندی شیرِ ہول — خود نبُودش قوّت و اِمکانِ حُول
ہولناک شیر نے اونچائی سے چھلانگ لگائی — اس میں خود قوت اور طاقت کا امکان نہ تھا

خرز دورش دید و برگشت و گریخت — تا بزیرِ کوہ تازاں نعل ریخت
گدھے نے اس کو دور سے دیکھا اور پلٹ گیا اور بھاگ گیا — پہاڑ کے نیچے تک بھاگا چلا گیا

گفت روبہ شیر را اے شاہِ ما — چوں نکردی صبر در وقتِ وغا
لومڑی نے شیر سے کہا اے ہمارے بادشاہ! — تو نے معرکہ کے وقت صبر کیوں نہ کیا؟

تابہ نزدیکِ تو آید آں غوی — تابہ اندک حملہ غالب شوی
تاکہ وہ مکّار تیرے قریب آجاتا — تاکہ تو تھوڑے سے حملے سے غالب ہو جاتا

مکرِ شیطان ست تعجیل و شتاب — لطفِ رحمانست صبر و احتساب
عجلت اور جلد بازی شیطان کا مکر ہے — صبر اور اپنے آپ کو قابو میں رکھنا خدا کی مہربانی ہے

---

[1] بر درختاں۔ ہر درخت کی شاخ و برگ خدا کی تسبیح میں مصروف ہے۔ بُلبلاں۔ یعنی سچے عاشق۔ ایں سخن۔ یہ عالم غیب کا بیان نہ ختم ہونے والا ہے۔

[2] بُردن۔ لومڑی، گدھے کو بہکا کر شیر کے پاس لے گئی گدھا قریب نہ پہنچا تھا کہ شیر نے ناکام حملہ کر دیا اور گدھا بھاگ گیا، شیر نے لومڑی کی خوشامد کی کہ دوبارہ گدھے کو لا۔ مرج۔ چراگاہ۔ دور۔ گدھا ابھی شیر سے دور تھا شیر نے حملہ کر دیا۔

[3] گنبدی کردن۔ چوکڑی بھرنا۔ حول۔ طاقت نعل ریختن۔ تیز دوڑنا۔ دغا۔ جنگ۔ غوی۔ گمراہ یعنی گدھا مکر شیطان۔ حدیث شریف ہے جلد بازی شیطانی ہے اور آہستگی خدا کی جانب سے ہے۔

دُور بُود و حملہ را دید و گریخت
وہ دور تھا اور حملہ دیکھا اور بھاگ گیا
ضُعفِ تو ظاہر شُد و آبِ تو ریخت ۱
تیری کمزوری ظاہر ہو گئی اور تیری آبرو ریزی ہو گئی

گفت مَن پنداشتم بر جاست زور
اس نے کہا میں سمجھا طاقت بحال ہے
خود بُدم زیں ضُعفِ خود نادان و کور
اپنی اس کمزوری سے میں خود نادان اور اندھا تھا

لیک گفتم زورِ مَن بر جا بُود
لیکن میں نے کہا میری طاقت بحال ہو گئی
نے کہ در مَن ضُعفِ دست و پا بُود
نہ کہ مجھ میں ہاتھ اور پاؤں کی کمزوری ہو گی

نیز جوع و حاجتم از حد گذشت
لیکن میری بھوک اور ضرورت حد سے گذر گئی
صبر و عقلم از تجوّع یاوہ گشت
بھوک کی وجہ سے میرا صبر اور عقل بیکار ہو گئی

گر توانی بارِ دیگر از خِرد
اگر تو عقلمندی سے دوبارہ
باز آوردن مراورا مُستزد
اس کو پھر لا سکے تو مناسب ہے

مِنّتِ بسیار دارم از تو مَن
مجھ پر تیرا بہت احسان ہے
جَہد کُن باشد بیاریش بفن
کوشش کر شاید مکر سے تو اس کو دوبارہ لے آئے

گر خدا ۲ روزی کُند آں خر مرا
اگر اللہ تعالیٰ اس گدھے کو میری روزی بنا دیگا
بعد ازاں بس صَید ہا بخشم تُرا
اس کے بعد تجھے بہت شکار بخشوں گا

گفت آرے گر خدایاری دہد
اس نے کہا ہاں اگر خدا مدد کرے گا
بر دلِ او از عمی مُہرے نہد
اس کے دل پر اندھے پن کی مہر لگا دے گا

پس ۳ فراموشش شود ہولے کہ دید
تو وہ اس خوف کو بھول جائیگا جو اس نے دیکھا
از خری او نباشد ایں بعید
اس کے گدھے پن سے یہ بعید نہیں ہے

لیک چوں آرم مَن اورا بر متاز
لیکن جب میں اس کو لے آؤں دوڑ نہ پڑنا
تا بباداش ندہی از تعجیل باز
تاکہ تو پھر جلدی کی وجہ سے اس کو برباد نہ کر دے

گفت آرے تجربہ کردم کہ مَن
اس نے کہا ہاں میں نے تجربہ کر لیا ہے کہ میں
سخت رنجورم مُخلخل گشتہ تن
سخت بیمار ہوں جسم ڈھیلا ہو گیا ہے

تابہ نزدیکم نیاید خر تمام
جب تک گدھا، بالکل میرے پاس نہ آجائیگا
من نہ جُنبم خُفتہ باشم بر قوام
میں حرکت نہ کرونگا سوتا رہونگا طریقہ کے مطابق

رفت رُوبہ گفت اے شہ ہمّتے
لومڑی روانہ ہوئی بولی اے شاہ!
تا بپوشد عقلِ اورا غفلتے
تاکہ غفلت اس کی عقل کو چھپا دے

---

۱ آب ریختن۔ بے آبرو ہونا۔ گفت۔ شیر نے کہا میں سمجھا تھا کہ میری قوت بحال ہے اور میں اپنی کمزوری سے ناواقف تھا۔ لیک۔ شیر نے کہا میں سمجھا تھا کہ مجھ میں طاقت ہے اور میرے ہاتھ پاؤں کمزور نہیں ہیں۔ نیز۔ دوسری وجہ جلد حملہ کی یہ بھی ہوئی کہ بھوک بہت لگ رہی تھی اور بھوک میں عقل گم ہو گئی تھی۔ گر توانی۔ تیری عقلمندی کا تقاضہ ہے کہ تو اس کو دوبارہ لے آ۔ منت۔ تیرا مجھ پر بہت احسان ہے، مزید کرم ہوگا کہ دوبارہ [illegible] لے آ ئے۔

۲ [illegible] خدا اگر خدا نے مجھے گدھے کی روزی دے دی تو میں کھا کر قوی [illegible] گا پھر بہت شکار کر کے تجھے [illegible] کروں گا۔ گفت۔ لومڑی نے کہا اگر خدا کی مدد شامل حال رہی تو پھر گدھے کے دل پر اندھے پن کی مہر لگ جائے گی۔

۳ پس۔ پہلے حملہ کا خوف وہ بھول جائیگا۔ لیک۔ لیکن اگر اس بار میں اس کو لے آؤں تو جلدی کر کے اس کو برباد نہ کر دینا۔ مخلخل۔ ڈھیلا۔ تا۔ نزدیکم شیر نے کہا اس بار جب وہ قریب آجائیگا تو حملہ کرونگا ورنہ قاعدہ کے مطابق سوتا رہوں گا۔ ہمت۔ ساطنی [illegible]

تو بہا کر دست خربا کرد گار — کہ نگردم غرّہ ہر نابکار ۱
... تے خدا سے بہت توبہ کر لی ہو گی — کہ میں ہر نالائق کے دھوکے میں نہ آؤں

عقلِ خر بازیچۂ دستانِ ماست — فکرتش کبادۂ طفلانِ ماست
گدھے کی عقل ہمارے مکر کا کھلونا ہے — اس کی سمجھ ہمارے بچوں کی نرم کمان ہے

تو بہایش رافکن برہم زنیم — ما عدوّے عقل و عہد روشنیم
ہم مکر سے اس کی توبہ کو توڑ دیں گے — ہم عقل اور روشن عہد کے دشمن ہیں

گلّۂ خر گوئے فرزندانِ ماست — فکرتش بازیچۂ دستانِ ماست
گدھوں کا گلہ ہماری اولاد کی گیند ہے — اس کی سمجھ ہمارے مکر کا کھلونا ہے

عقل کاں باشد زدورانِ زُحل — پیشِ عقلِ کُل ندارد آں محل
وہ عقل جو زحل کی رفتار سے پیدا ہو — عقلِ کل کے سامنے وہ مرتبہ نہیں رکھتی ہے

از عُطارُد و از زُحل دانا شدُ اُو — ما ز دادِ کردگارِ لُطف خُو
وہ عطارد اور زحل سے عقلمند بنا ہے — ہم مہربان خدا کی عنایت سے

عَلَّم ۲ الْاِنْساں خُمِ طُغرائے ماست — عِلم عِندَ اللہ مقصد ہائے ماست
"علّم الانسان" ہمارے طغرا کا ابرو ہے — اللہ کا علم ہمارے مقاصد ہیں

تربیہ آں آفتابِ روشنیم — ربّی الاعلٰی ازاں رو میزنیم
ہم اس روشن سورج کی تربیت ہیں — اسی لئے ہم ربّی الاعلٰی کا نعرہ لگاتے ہیں

تجربہ گر دارد اُو با ایں ہمہ — بشکند صد تجربہ زیں دمدمہ
اگر وہ تجربہ رکھتا ہے تو اس سب کے ہوتے ہوئے — سینکڑوں تجربے اس مکر سے ٹوٹ جائیں گے

بُو کہ توبہ بشکند آں سُست خو — در رسد شومیِ اشکستن درُو
ہو سکتا ہے کہ وہ کاہل توبہ توڑ دے — (توبہ) توڑنے کی بدبختی اس میں آ جائے

در بیان ۳ آنکہ نقضِ عہد و توبہ مُوجبِ بلا بُوَد بلکہ مُوجبِ مسخ ست چنانکہ در حقِ اصحابِ سبت و اصحابِ مائدہ عیسیٰ

اس کا بیان کہ توبہ اور عہد کو توڑنا مصیبت کا سبب ہوتا ہے بلکہ مسخ کا سبب ہے، چنانچہ سبت والوں اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دستر خوان والوں کے

---

۱ نابکار۔ نالائق۔ بازیچہ۔ کھلونا۔ دستاں۔ مکر۔ کبادہ۔ بچوں کے کھیلنے کی نرم کمان۔ تو بہایش۔ لومڑی نے کہا ہم اس کی توبہ کو توڑ دیں گے۔ گلہ خر۔ گدھے ہمارے بچوں کا کھلونا ہیں اور ان کی عقل ہمارے مکر کا کھلونا ہے۔ یہی حال شیطان اور عوام کا ہے زحل۔ زحل ستارے کی تاثیر سے بچے کی عقل میں ذہانت پیدا ہوتی ہے لیکن زحل کی عطا کردہ عقل، عقل کل کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ از عطارد۔ عوام کی عقول عطارد اور زحل ستاروں کی تاثیر سے ہیں۔ شیطان کی عقل خداداد ہے۔

۲ علّم الانسان۔ ان اشعار میں مولانا نے لومڑی کی زبان سے عقل کامل کے صفات بیان فرمائے ہیں قرآن پاک میں ہے علّم الانسان مالم یعلم انسان کو وہ سکھایا جو وہ جانتا تھا۔ دوسری جگہ قرآن پاک میں مذکور ہے قل انما العلم عند اللہ آپ کہہ دیجئے علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ تربیہ۔ عقل کامل کو اللہ کی تربیت حاصل ہوتی ہے اس لئے وہ خداوند قدوس کی ربوبیت کا اقرار کرتا ہے۔ تجربہ لومڑی نے کہا۔ بو کہ ہو سکتا ہے کہ وہ گدھا اپنی توبہ توڑ ڈالے اور توبہ شکنی کی بدبختی میں مبتلا ہو جائے۔

۳ در بیان۔ اب مولانا سمجھاتے ہیں کہ اللہ کے عہد اور توبہ کو توڑنے سے بدبختی آتی ہے۔ پہلی قوموں تو عہد شکنی کی وجہ سے سور اور بندر بنائی گئیں آنحضور کی امت میں یہ صوری مسخ تو نہیں ہے لیکن باطنی مسخ ہوتا ہے یعنی دل سور اور بندر بن جاتا ہے اور قیامت میں یہ انسان اس دل کی صورت اختیار کرے گا۔

علیہ السّلام کہ وَجَعَلَ مِنْھُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِیْرَ و اندریں
بارے میں ہے اور کر دیا ان میں سے بندر اور سور اور اس امت میں

اُمت مسخِ دل باشد نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ و روزِ قیامت
دل مسخ ہو گا ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اور قیامت کے

تن را صورتِ دل دہند
دن بدن کو دل کی صورت دے دینگے

نقضِ ۱ میثاق و شکستِ توبہا — مُوجبِ لعنت شَوَد در انتہا
عہد کا توڑنا اور توبہ کا توڑنا — انجام کار لعنت کا سبب ہوتا ہے

نقضِ عہد و توبہ اصحابِ سبت — مُوجبِ مسخ آمد و اہلاک و مقت
سبت والوں کا توبہ اور عہد کو توڑنا — مسخ اور ہلاکت اور عتاب کا سبب بنا

پس خدا آں قوم را بوزینہ کرد — چونکہ عہدِ حق شکستند از نَبرد
تو خدا نے اس قوم کو بندر بنا دیا — چونکہ انہوں نے ضد سے اللہ کا عہد توڑا

اندریں ۲ اُمت نہ بُد مسخِ بدن — لیک مسخِ دل بُود اے ذُوالفِطَن
اس امت میں جسمانی مسخ نہ تھا — لیکن اے سمجھدار! دل کا مسخ ہوتا ہے

چوں دلِ بوزینہ گرد دآں دلش — از دلِ بوزینہ شد خواراں گِلش
جب اس کا دل بندر کا دل ہو گیا — اس کی مٹی بندر کے دل سے زیادہ ذلیل ہو گئی

گر ہنر بودے دلش راز اختیار — خوار کے بُودے بصورت آں حِمار
اگر اس کے دل میں کوئی اختیاری ہنر ہوتا — تو صورت کے اعتبار سے وہ گدھا ذلیل کیوں ہوتا؟

آں سگِ اصحاب خوش بُد سیرتش — ہیچ بودش منقصت زاں صُورتش
اصحاب کہف کے کتے کی سیرت اچھی تھی — اس صورت سے اس کو کوئی نقصان تھا؟

مسخ ۳ ظاہر بُود اہلِ سبت را — تا ببیند خلق ظاہر کبت را
سبت والوں کا مسخ ظاہر تھا — تاکہ جلے ہوئے اوندھے منہ ہونے کو مخلوق دیکھ لے

از رہِ سر صد ہزاران دگر — گشتہ از توبہ شکستن خوک و خر
باطنی طور پر لاکھوں دوسرے — توبہ توڑنے کی وجہ سے سور اور گدھے بنے ہیں

۱ نقض۔ یہود نے عہد کیا تھا کہ وہ ہفتے کے روز مچھلی کا شکار نہ کھیلا نہ کریں گے۔ لیکن انہوں نے اس عہد کو توڑا اور اس کے نتیجے میں ان کو مسخ کر کے بندر اور سور بنایا گیا۔ سبت۔ ہفتہ کا دن۔ مقت۔ غصہ عتاب۔ بوزینہ۔ بندر۔ شکستند۔ عتاب۔ عہد کے باوجود ہفتہ کے روز مچھلی کا شکار کھیلنے لگے۔

۲ اندریں۔ امت محمدیہ میں صوری مسخ نہ ہوگا باطنی مسخ ہوگا۔ چوں دل بوزینہ۔ جب انسان کا دل، بندر کا دل بن جائے تو اس کا جسم بندر کے دل سے بھی بدتر ہے۔ ہنر۔ حسن و خوبی میں صورت سے زیادہ دل معتبر ہے۔ اصحاب۔ اصحاب کہف کے کتے کا دل بھلا تھا صورت کی برائی سے اس پر کوئی عیب نہ آیا۔

۳ مسخ ظاہر۔ جسمانی مسخ میں یہ حکمت ہے۔ کہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ از رہ سر۔ باطنی طور پر لاکھوں مسوخ ہیں جو عہد شکنی کی وجہ سے گدھے اور سور بنے ہوئے ہیں۔

دوم بار آمدنِ روباہ بَراں خرگریختہ تا با زبفریبدش
بھاگے ہوئے گدھے کے پاس لومڑی کا دوبارہ آنا کہ تاکہ اس کو پھر فریب دے

پس ۱ بیامد زود روبہ سوئے خر — گفت خر از چوں تو یارے الحذر
پھر بہت جلد لومڑی گدھے کی جانب آئی — گدھے نے کہا، تجھ جیسے دوست سے پناہ ہے

ناجواں مردا چہ کردم با تو من — کہ مرا با شیر کردی پنجہ زن
اے بزدل! میں نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ — کہ تو نے مجھے شیر سے بھڑا دیا

ناجواں مردا چہ کردم من ترا — کہ بہ پیشِ اژدہا بردی مرا
اے نامرد! میں نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ — کہ تو مجھے اژدھے کے سامنے لے گئی

موجب ۲ کین تو با جانم چہ بود — غیر خبثِ جوہرِ تو اے عنود
میری جان سے تیرے کینہ کی کیا وجہ تھی؟ — اے سرکش! سوائے تیری طبیعت کی خباثت کے

ہمچو کژدم کو گزد پائے فتے — نارسیدہ ازوے اورا آفتے
بچھو کی طرح جو جوان کے پاؤں کاٹتا ہے — بغیر اس کے کہ کوئی تکلیف اس کو اس سے پہنچے

یا چو دیوے کو عدوئے جانِ ماست — نا رسیدہ زحمتش از ما و کاست
یا شیطان کی طرح جو ہماری جان کا دشمن ہے — ہماری جانب سے اس کو زحمت اور نقصان پہنچے بغیر

بلکہ طبعاً خصمِ جانِ آدمی ست — از ہلاکِ آدمی در خرمی ست
بلکہ وہ فطرت سے آدمی کی جان کا دشمن ہے — آدمی کی تباہی سے خوشی میں ہے

از پئے ہر آدمی او نگسلد — خو و طبعِ زشتِ خود را کے ہلد
وہ ہر آدمی کا پیچھا کرنے سے باز نہیں آتا ہے — وہ اپنی بری عادت کب چھوڑتا ہے؟

زانکہ ۳ خبثِ ذاتِ او بے موجبے — ہست سوئے ظلم و عدواں جاذبے
کیونکہ اس کی ذاتی خباثت بغیر کسی سبب کے — ظلم اور زیادتی کی جانب کھینچنے والی ہے

ہر زماں خواند ترا تا خرگہے — کہ در اندازد ترا اندر چہے
وہ تجھے ہر وقت خوشی کی جگہ بلاتا ہے — کہ تجھے کسی کنویں میں ڈال دے

کہ فلاں جا حوضِ آبست و عیوں — تا در اندازت بحوضت سرنگوں
کہ فلاں جگہ پانی کی حوض اور چشمے ہیں — تاکہ تجھے حوض میں اوندھا گرا دے

آدمی را با ہزاراں کر و فر — اندر افگند آں لعیں در شور و شر
آدمی کو باوجود ہزاروں شان و شوکت کے — اس ملعون نے شور و شر میں ڈال دیا ہے

آدمی را با ہمہ وحی و نذیر — اندر افگند آں لعیں بردش بہ بیر
باوجود ہر طرح کی وحی اور ڈرانے کے آدمی کو — وہ ملعون کنویں پر لے گیا (اور) اندر گرا دیا

---

۱ پس بیامد۔ پس لومڑی دوبارہ گدھے کے پاس آئی تو اس نے اس سے پناہ مانگی۔ ناجواں۔ گدھے نے لومڑی سے کہا اے بزدل میں نے تیرا کیا بگاڑا تھا کہ تو نے مجھے شیر کے بالمقابل جا کھڑا کیا۔ اژدہا۔ یعنی شیر۔

۲ موجب۔ گدھے نے لومڑی سے کہا تو میری جان کی دشمن محض باطنی خباثت کی وجہ سے بنی۔ کژدم۔ بچھو بغیر کسی وجہ کے محض بد طینتی کی وجہ سے ڈنک مارتا ہے۔ یا چو دیوے۔ شیطان بھی انسان کو بغیر کسی وجہ کے ہلاک کرتا ہے۔ بلکہ۔ شیطان کو انسان سے طبعی خصومت ہے اسی لئے وہ ہر آدمی کے در پے ہے۔

۳ زانکہ۔ شیطان کی ذاتی عداوت بغیر کسی وجہ کے اس کو انسان پر ظلم کرنے کو آمادہ کرتی ہے۔ ہر زماں۔ انسان کو خوش کن جگہ کی طرف اس کنویں میں دھکا دیتا ہے۔ کہ فلاں۔ لالچ دلا کر تباہ کر دیتا ہے۔ آدمی۔ شاندار آدمی کو بھی شور و شر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

بیگناہے ۱ بیگزند سابقے — که رسید اورا زآدم ملحقے

بغیر کسی پہلی خطا اور تکلیف کے — کب اس پر آدم سے ظلم ہوا ہے ؟

که رسید اورا زمردم وحشتے — کو دمادم آرد از غم پشتیے

انسان سے اس کو برائی کب پہنچی ہے — کہ وہ ہر وقت غم کے پشتے لگا رہا ہے

گفت روبہ آں طلسم سحر بود — که ترا در چشم چوں شیرے نمود

لومڑی نے کہا ، وہ جادو کا طلسم تھا — جو تجھے شیر جیسا دکھائی دیا

ورنہ ۲ من از تو بتن مسکیں ترم — که شب و روز اندر آنجا میچرم

ورنہ میں تو جسم میں تجھ سے زیادہ کمزور ہوں — لیکن رات دن اس جگہ چرتی ہوں

گرنہ زاں گونہ طلسمے ساختے — ہر شکمخوارے بدانجا تاختے

اگر اس جگہ ایسا طلسم نہ ہوتا — ہر پیٹو وہاں دوڑ جاتا

یک جہاں بینوا چوں پیل و ارج — بے طلسمے کے بماند سبز مرج

ہاتھی اور گینڈے جیسے بھوکوں کا ایک عالم ہے — بغیر طلسم کے چراگاہ سبز کہاں رہ سکتی ہے ؟

من ترا خود خواستم گفتن بدرکن — که چناں ہولے اگر بینی مترس

میں تجھے سکھانے میں خود کہنا چاہتی تھی — کہ اگر تو اس طرح کا دیکھے تو نہ ڈرنا

لیک رفت ازیاد علم آموزیت — کہ بدم مستغرق دل سوزیت

لیکن تجھے علم سکھانا بھول گئی — کیونکہ میں تیرے فکر میں ڈوبی ہوئی تھی

دیدمت در جوع ۳ کلب و بینوا — می شتابیدم کہ آئی تا دوا

میں نے تجھے جوع الکلب میں اور بے سروسامان دیکھا — میں دوڑ پڑی کہ تو دوا تک آجائے

ورنہ با تو گفتمے شرح طلسم — کاں خیالے می نماید نیست جسم

ورنہ میں تجھ سے طلسم کی شرح کر دیتی — کہ وہ ایک خیال نظر آتا ہے جسم نہیں ہے

شد فراموش آنکہ گویم مر ترا — حل آں مشکل مہیب دلربا

میں بھول گئی کہ تجھ سے کہوں — اس خوفناک دل کو اڑانے والی مشکل کا حل

جواب گفتن خر روباہ را

گدھے کا لومڑی کا جواب دینا

گفت رو رو ہیں زپیشم اے عدو — تانہ بینم روئے تو اے زشت رو

اس نے کہا اے دشمن ! میرے سامنے سے دور ہو — اے بدصورت ! تاکہ میں تیرا منہ نہ دیکھوں

---

۱ بیگناہے۔ انسان کی کوئی خطا نہیں نہ انسان نے شیطان کا کچھ بگاڑا ہے۔ گفت۔ لومڑی نے گدھے سے کہا تجھے جو شیر نظر آیا وہ کوئی حقیقی شیر نہ تھا بلکہ ایک طلسم تھا۔ طلسم۔ وہ موہوم خیال جو عجیب شکل میں نظر آنے لگے، وہ بھیانک تصویر جو کسی دفینہ وغیرہ پر بنا دی جاتی ہے۔

۲ ورنہ۔ اگر حقیقی شیر ہوتا تو میں جو تجھ سے بھی کمزور جسم کی ہوں وہاں کیسے بچ سکتی تھی۔ طلسم بنانے کی وجہ یہ ہے کہ ہر بھوکا وہاں نہ پہنچ سکے۔ یک جہاں۔ ہاتھی اور گینڈے بھوکے پھرتے ہیں اگر طلسم نہ ہوتا تو وہ چراگاہ کو صاف کر جاتے۔ من۔ گینڈا۔ میں ترا۔ میں تجھے پہلے ہی اس طلسم کی حقیقت بتانا چاہتی تھی لیکن بھول گئی [illegible] میں بھی اس لئے طلسم کی حقیقت بتانا بھول گئی۔

۳ جوع کلب۔ جوع البقر وہ بیماری جس میں ہر وقت بھوک لگی رہتی ہے۔ وہ۔ یعنی غذا کی کان میں۔ بتا دیتی کہ وہ طلسم خیالی چیز ہے کوئی حقیقی شیر نہیں ہے۔ مشکل۔ یعنی وہی شیر۔ گفت۔ گدھے نے لومڑی سے کہا میں تیری بری صورت دیکھنا نہیں چاہتا میرے سامنے سے چلی جا تجھے خدا نے بدبخت بنایا ہے اور تیرے چہرے کو بھی بے شرم اور سخت بنایا ہے۔

آں خدائے کہ ترا بد بخت کرد ‌ ‌ روئے زشتت را وقیح و سخت کرد

جس خدا نے تجھے بد بخت بنایا ہے ‌ ‌ تیری بھدی صورت کو بے شرم اور سخت بنایا ہے

با کدامیں روی می آئی بمن ‌ ‌ ایں چنیں سغری۱ اندارد کرگدن

تو کس منہ سے میرے سامنے آرہی ہے ‌ ‌ ایسی بے حیائی گینڈا (بھی) نہیں رکھتا ہے

رفتۂ در خون و جانم آشکار ‌ ‌ کہ ترا من رہبرم تا مرغزار

تو کھلم کھلا میرے خون اور جان کے درپے ہوئی ‌ ‌ کہ میں تیری جنگل کے لئے رہبر ہوں

تا بدیدم روی عزرائیل را ‌ ‌ باز آوردی فن و تسویل را

یہاں تک کہ میں نے ملک الموت کا منہ دیکھ لیا ‌ ‌ تو پھر مکاری اور حیلہ لائی ہے

گرچہ من ننگ خرانم یا خرم ‌ ‌ جانورم جاندارم ایں را کے خرم

اگرچہ میں گدھوں کے لئے موجب شرم یا گدھا ہوں ‌ ‌ میں جانور ہوں میں جاندار ہوں اس کو میں کب پسند کرتا ہوں

آنچہ من دیدم زہولے بے اماں ‌ ‌ طفل دیدے پیر گشتے در زماں

جو میں نے بے پناہ ڈر دیکھا ہے ‌ ‌ اگر بچہ دیکھ لے تو فوراً بوڑھا ہو جائے

بیدل۲ و جاں از نہیب آں شکوہ ‌ ‌ سرنگوں خود را در افگندم زکوہ

اس خوف کے ڈر سے بے دل اور بے جان ہو کر ‌ ‌ میں نے اپنے آپ کو پہاڑ سے اوندھا گرا لیا

بستہ شد پایم در اندم از نہیب ‌ ‌ چوں بدیدم آں عذاب بے عجیب

اس وقت ڈر سے میرے پاؤں بندھ گئے ‌ ‌ جب میں نے کھلم کھلا وہ عذاب دیکھا

عہد کردم با خدا کاے ذوالمنن ‌ ‌ بر گشا زیں بستگی تو پای من

میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اے احسانوں والے! ‌ ‌ اس قید سے میرے پاؤں کھولدے

تا ننوشم وسوسہ کس بعد ازیں ‌ ‌ عہد کردم نذر کردم اے معیں

اس کے بعد میں کسی کے بہکانے میں نہ آؤں گا ‌ ‌ اے مددگار! میں نے عہد کرلیا میں نے منت مان لی

حق۳ گشادہ کرد آندم پای من ‌ ‌ زاں دعاء و زاری و ہیہائے من

اللہ تعالیٰ نے اس وقت میرے پاؤں کھولدیے ‌ ‌ میری دعا اور عاجزی اور ہائے ہائے سے

ورنہ اندر من رسیدے شیر نر ‌ ‌ چوں بدے در زیر پنجہ شیر خر

ورنہ وہ نر شیر مجھ پر آپڑا تھا ‌ ‌ گدھے کا شیر کے پنجہ میں کیا حال ہوتا؟

باز بفرستادت آں شیر عریں ‌ ‌ سوی من از مکر اے بئس القریں

اس کچھار کے شیر نے پھر تجھے بھیجا ہے ‌ ‌ مکر سے میری جانب اے برے ساتھی!

۱ سغری۔ سخت روئی۔ بے حیائی۔ کرگدن۔ گینڈا۔ رفتہ۔ تو میرے خون اور جان کے درپے تھی۔ تا بدیدم۔ گدھے نے لومڑی سے کہا تو نے ملک الموت کے سامنے لے جا کھڑا کیا۔ تسویل۔ حیلہ سازی۔ کے خرم۔ اگرچہ میں جانور اور گدھا ہوں لیکن ہلاک ہونا کیسے پسند کر سکتا ہوں۔ طفل۔ مصائب سے بچہ بوڑھا بن جاتا ہے۔

۲ بیدل۔ اس شیر کے خوف سے میں نے اپنے آپ کو پہاڑ پر سے اوندھا گرلیا۔ بستہ۔ اس خوف سے میرے پاؤں کام نہ دیتے تھے۔ عہد کردم۔ اس وقت میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر میرے پاؤں کھولدے تو میں پھر کسی کے بہکائے میں نہ آؤں گا۔

۳ حق گشادہ۔ اس عہد اور دعا کی برکت سے میرے پاؤں کھل گئے اور میں بچ بھاگا ورنہ شیر دبوچ لیتا اور پھر ظاہر ہے شیر کے پنجے میں میرا کیا حال ہوتا۔ باز۔ اب مکر کرنے کے لئے شیر نے تجھے دوبارہ بھیجا ہے۔ عریں۔ شیر کی جھاڑی۔ بئس القرین۔ برا ساتھی۔

حقِ ذاتِ پاک للہُ الصّمد　　کہ ۱ بُود بہ مارِ بد از یارِ بد
اللہ پاک بے نیاز کی قسم　　کہ برے ساتھی سے برا سانپ بہتر ہوتا ہے

مارِ بَد جانے ستاند اے سلیم　　یارِ بَد آرد سُوئے نارِ جحیم
اے بیوقوف! برا سانپ جان لے لیتا ہے　　برا ساتھی دوزخ کی جانب لاتا ہے

از قریں بیقول و گفت و گوئے اُو　　خُو بدزدد دِل نہاں از خُوئے اُو
ساتھی سے اس کی گفتگو اور بات کے بغیر　　دل خفیہ طور پر عادت اس کی عادت سے چرا لیتا ہے

چونکہ اُو افگند بر تو سایہ را　　دُزدد آں بے مایہ از تو مایہ را
جب وہ تجھ پر سایہ ڈالتا ہے　　وہ بے مایہ تیرا سرمایہ چرا لیتا ہے

عقلِ تو گر اژدہائے گشت مست　　یارِ بد اُو راز مرّ دواں کہ ہست
تیری عقل اگر مست اژدھا ہے　　برے دوست کو اس کا زمرد سمجھ

دیدۂ عقلت بدُو بیروں جہد　　طعنِ اُو اندر کفِ طاعوں نہد
اس سے تیری عقل کی آنکھیں باہر نکل پڑیں گی　　اس کا نیزہ مارنا، تجھے طاعون کے ہاتھ میں دھر دیگا

دَر جہاں ۲ نبُود بتر از یارِ بد　　ویں مراعینُ الیقیں گشتست خود
دنیا میں برے دوست سے بدتر کوئی نہیں ہے　　یہ میرے لئے خود آنکھوں دیکھی یقینی بات ہوگئی ہے

جواب گفتنِ رُوباہ خر را

لومڑی کا گدھے کو جواب دینا

گفت روبہ صافِ ما را دُرد نیست　　لیک تخیّلاتِ وہمی خُرد نیست
لومڑی نے کہا ہمارے نتھرے میں کوئی تلچھٹ نہیں ہے　　لیکن وہمی تخیلات (بھی) چھوٹی چیز نہیں ہیں

ایں ہمہ وہمِ تو است اے سادہ دل　　ورنہ بر تو نے غشّی دارم نہ غل
اے بھولے! یہ سب تیرا وہم ہے　　ورنہ میں تجھ سے نہ کھوٹ رکھتی ہوں نہ کینہ

از خیالِ ۳ زِشتِ خود منگر بمن　　بر مُحبّاں از چہ داری سُوئے ظَن
اپنے برے خیال سے مجھے نہ دیکھ　　دوستوں پر تو کیوں بد ظنی کرتا ہے؟

ظنِّ نیکو بَر بَرا خوانِ صَفا　　گرچہ آید ظاہراً زیشاں جَفا
مخلصوں پر نیک گمان کر　　اگرچہ بظاہر ان سے ظلم سر زد ہو

ایں خیال و وہمِ بَد چوں شُد پدید　　صد ہزاراں یار را از ہم بُرید
جب یہ برے خیال اور وہم ظاہر ہوئے ہیں　　لاکھوں دوستوں کو ایک دوسرے سے کاٹ دیا ہے

۱ کہ بُود۔ شریر ساتھی سے شریر سانپ بھلا، سانپ تو محض مار ڈالتا ہے لیکن برا ساتھی تو جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔ ازقریں۔ ساتھی کی خو بو انسان میں مخفی طور پر اثر کر جاتی ہے۔ چونکہ او۔ جب برے ساتھی کا سایہ پڑتا ہے تیرا سارے سرمایہ چرا لیتا ہے۔ عقل۔ خواہ انسان کتنا ہی عقلمند ہو لیکن برے دوست کی صحبت اس کو اندھا کر دیتی ہے۔

۲ در جہاں۔ دنیا میں برے یار سے بری کوئی چیز نہیں ہے جناب تو تیرے مقابلہ کی وجہ سے اس بارے میں مجھے عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہو گیا ہے۔ گفت۔ لومڑی نے کہا میری شراب میں کوئی تلچھٹ نہیں۔ یعنی میں صاف اور خطا سے بری ہوں لیکن وہم بھی کوئی معمولی چیز نہیں صحیح بات کو غلط دکھا دیتا ہے ورنہ مجھ میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔

۳ از خیال۔ وہم کی بنیاد پر دوستوں سے بدظنی مناسب نہیں ہے مخلصوں کے بارے میں بہتر خیال رکھنا چاہیے خواہ ان سے بظاہر کوئی غلطی بھی سرزد ہو جائے۔ ایں خیال۔ بدگمانی سے بہت سے دوستیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔

مشفقے ۱ گو کرد جور و امتحاں — عقل باید کہ نباشد بد گماں

جس مہربان نے زیادتی اور امتحان کیا ہو — عقل کو چاہیے کہ بد گمان نہ ہو

خاصہ من بدرگ نبودم زشت قسم — آنکہ دیدی بد نہ بد بود آں طلسم

خصوصاً میں بری قسم کی بد فطرت نہیں ہوں — جو تو نے دیکھا؟ وہ برا نہ تھا وہ طلسم تھا

ور بُدے بد آں سگالش قدرا — عفو فرمایند از یاراں خطا

اگر (بالفرض) ولتقدیر، وہ خیال برا تھا — (تو) دوستوں کی غلطی معاف کر دیتے ہیں

عالم ۲ وہم و خیال و طمع و بیم — ہست رہرو را یکے سدِّ عظیم

وہم اور خیال اور حرص اور خوف کی دنیا — راہرو کے لئے ایک بڑی رکاوٹ ہے

نقشہائے ایں خیالِ نقشبند — چوں خلیلے را کہ کہ بُد شد گزند

اس نقش بنانے والے خیال کے نقوش — حضرت ابراہیم خلیل اللہ جیسے کیلئے جو پہاڑ تھے نقصان بنے

گفت ہذا ربی ابراہیمؑ راد — چونکہ اندر عالمِ وہم او فتاد

عقلمند (حضرت) ابراہیم نے کہا یہ میرا رب ہے — چونکہ وہ وہم کے عالم میں مبتلا ہو گئے

ذکرِ کوکب را چنیں تاویل گفت — آنکسے کو گوہرِ تاویل سُفت

ستارے کے بارے میں ایسی تاویل کی — اس ذات نے جس نے تفسیر کے موتی پروئے

عالمِ وہم و خیالِ چشم بند — آنچناں کُہ را ز جائے خویش کند

وہم کی دنیا اور آنکھوں کو بند کر دینے والے خیال نے — ایسے پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہلا دیا

تا کہ ۳ ہذا ربی آمد قالِ او — خربط و خر را چہ باشد حالِ او

یہاں تک "یہ میرا خدا ہے" ان کا قول ہوا — احمق اور گدھے کا کیا حال ہو گا؟

غرق گشتہ عقلہائے چوں جبال — در بحارِ وہم و گردابِ خیال

پہاڑوں جیسی عقلیں ڈوب گئیں — وہم کے سمندروں اور خیال کے بھنور میں

عقلِ ثابت تر ز کُہ را وہم بیں — ... چہ فرمودست گفتن اے امیں

دیکھ وہم نے بہت بھی ہوئی عقل کو — ... نے ایسے کو کہا ، اے امین

کوہہا رست زیں طوفاں فضوح — ... امانے جز کہ در کشتیِ نوحؑ

اس طوفان سے پہاڑوں کی رسوائیاں ہیں — نوح کی کشتی کے سوا امن کہاں ہے؟

---

۱ مشفقے۔ دوست آزمائش کیلئے کچھ زیادتی بھی کرتا ہے تو عقلمندی یہی ہے کہ اس سے بدگمانی نہ کی جائے۔ قدرا۔ ہم نے اس کا تعلق پہلے مصرع سے قرار دے کر بالفرض و التقدیر کے معنی کئے ہیں بعض نسخوں میں "قدر را" ہے تو اس کا تعلق دوسرے مصرع سے کیا جائے اور یہ معنی کئے جائیں کہ میرے مقدر کی اس غلطی کو معاف کر دیا جائے۔

۲ عالم۔ وہم اور خیال رہرو کے لئے مانع بنتے ہیں ان ذہنی خیالات سے حضرت ابراہیم کو بھی تکلیف پہنچی اور انہوں نے وہم کی بنیاد پر ستارے کو کہہ دیا کہ یہ میرا خدا ہے اور پھر اس غلطی کا احساس کر کے اس سے رجوع کیا۔ ہذا ربی۔ "یہ میرا خدا ہے" مولانا نے حضرت ابراہیم کے اس قول کی بنیاد ان کا وہم قرار دیا دوسرے مفسرین کے نزدیک ان کا یہ قول قوم کو ان کی غلطی کا احساس دلانے کے لئے تھا۔ وہم کی بنیاد پر عقیدہ کا اظہار نہ تھا۔ تاویل۔ دوسرے مصرع میں تاویل سے محققوں کی تفسیر مراد ہے۔

۳ تا کہ۔ حضرت ابراہیم حالانکہ نبی تھے وہم میں مبتلا ہو گئے اور چاند کو اپنا خدا کہہ دیا تو بیوقوف اور گدھا وہم کی بنیاد پر کیا کچھ نہ کہہ دیگا۔ خربط۔ احمق۔ عقل ثابت۔ حضرت ابراہیم کی عقل اپنی جگہ قائم رہی لیکن وہم نے غلطی میں مبتلا کر دیا۔ کشتی نوح۔ یعنی پیر مرشد کامل۔ حدیث شریف میں حضور نے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح کی کشتی کی سی ہے جو اس سے وابستہ ہو گا وہ نجات پا جائے گا اور ایک حدیث میں اہل بیت کی بجائے لفظ سنت ہے۔

زیں خیالِ رہزنِ راہِ یقیں — گشت ہفتادُ و دو۱ ملت اہلِ دیں
یقین کے راستہ کو ڈاکو کے اس خیال کی وجہ سے — دیندار بہتر فرقے بن گئے

مردِ ایقاں رست از وہم و خیال — مُوی ابرو رائی گوید ہلال
صاحب یقین وہم اور خیال سے نجات پاتا ہے — وہ ابرو کے بال کو چاند نہیں کہتا ہے

واں کہ را نورِ عمر نبود سند — مُوے ابروئے کجے راہش زند
جس کا سہارا عمر کا نور نہ ہو — ابرو کا ٹیڑھا بال اس کو بھٹکا دیتا ہے

صد ہزاراں کشتی باہول و سہم — تختہ تختہ گشتہ در دریائے وہم
لاکھوں کشتیاں خوف اور ڈر سے — وہم کے دریا میں تختہ تختہ ہو گئی ہیں

کمتریں فرعون چُستِ فیلسوف — ماہِ اُو در برجِ وہمی در خسوف
کم از کم فرعون ، چالاک اور فلسفی — اس کا چاند وہم کے برج میں گرہن میں ہے

کس نداند رُوسپی۲ زن کیست آں — وانکہ داند نیستش بر خود گماں
کوئی نہیں جانتا وہ رنڈی عورت کون ہے ؟ — اور جو جانتا ہے اس کو اپنے بارے میں گمان نہیں ہوتا

چوں ترا وہم تو دارد خیرہ سر — از چہ گردی گردِ وہم آں دگر
جبکہ تیرا وہم تجھے حیران بنا دیتا ہے — تو دوسرے کے وہم کے کیوں چکر کاٹتا ہے؟

عاجزم من از منیِ خویشتن — چہ نشینی پُر منی تو پیشِ من
میں اپنی خودی سے عاجز ہوں — تو خودی سے بھرا ہوا میرے سامنے کیوں بیٹھتا ہے؟

از من۳ و ماہر کہ ایں در میزند — عاشقِ خویش ست بر لا می تند
جو خودی اور انانیت کے ساتھ اس دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے — وہ اپنا عاشق ہے ، فنا کا چکر کاٹتا ہے

بے من و مائی ہمی جویم بجاں — تا شوم من گوئیِ آں خوش صولجاں
میں (دل و) جان سے بے خودی اور بے انانیت والے کو ڈھونڈتا ہوں — تاکہ میں اس اچھے بلے کی گیند بن جاؤں

ہر کہ بے من شد ہمہ منہا خود اوست — یارِ جملہ شُد چو خود را نیست دوست
جو بے خود ہو گیا ، تمام خودیاں وہ خود ہے — وہ سب کا دوست بن گیا جبکہ اپنا دوست نہیں ہے

آئینہ بے نقش شُد یابد بہا — زانکہ شُد حاکیِ جملہ نقشہا
وہ بے نقش کا آئینہ بن گیا ، قیمت پائے گا — کیونکہ وہ تمام نقشوں کا مظہر بن گیا

خدا کی خودی ہے اور وہ جملہ خلق اللہ کا دوست ہے جیسا آئینہ۔ جب انسان کے دل میں خود اپنا نقش نہیں ہے تو اس دل کی قدر و قیمت ہے اس میں دوسروں کی تصویریں نمایاں ہو سکتی ہیں۔

۱ ہفتاد و دو۔ امت کے بہتر فرقے اسی وہم کی بنیاد پر بنجائیں گے حدیث شریف ہے کہ میری امت بہتر فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے ایک نجات پائیگا اور وہ وہ فرقہ ہوگا جو میری اور اصحاب کی سنت پر عمل کریگا۔ بقیہ اکہتر فرقے جہنمی ہونگے۔ مرد ایقاں۔ پہلے ایک قصہ گزرا ہے جسمیں بیان کیا گیا تھا کہ ایک صاحب کی ابرو کا بال مڑا ہوا تھا اور وہ ان کی آنکھ کے سامنے آ گیا تھا وہ چاند دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے تو انھوں نے اس ابرو کے بال کو چاند سمجھ لیا اور کہنے لگے کہ چاند نظر آ رہا ہے جس کی تصحیح حضرت عمرؓ نے کی، اور جب وہ مڑا ہوا بال ہٹا دیا گیا تو وہ چاند غائب ہو گیا۔ کمتریں۔ دنیا کے اور واقعات سے قطع نظر فرعون ہی کو دیکھو اسنے وہم کی بنیاد پر کیا دعویٰ کر دیا۔

۲ روسپی زن۔ یعنی وہ دیوث جسکی بیوی زانیہ ہے وہ بیوی کو زانیہ نہیں سمجھتا ہے اور اگر سمجھتا بھی ہے تو اپنے آپ کو دیوث نہیں سمجھتا یہ بھی سب وہم کی کارفرمائی ہے چوں انسان کیلئے اپنے وہم کا علاج بھی مشکل ہے تو دوسرے کے وہم کا کیا علاج کر سکتا ہے۔ عاجزم۔ جبکہ انسان خود خودی میں مبتلا ہو تو دوسرے کی خودی کا علاج نہیں کر سکتا۔

۳ از من۔ جو انسان خودی میں مبتلا ہے وہ تو خود اپنا عاشق ہے اس کو مقام فنا حاصل نہیں ہو سکتا۔ بے من ایسے شیخ کی تلاش کرنی ضروری ہے جو انانیت اور خودی کو فنا کر چکا ہو پھر اسی کی اطاعت ضروری ہے۔ ہر کہ جو شخص خودی فنا کر دے اب اس میں اپنی خودی نہیں ہے اس میں مخلوق

حکایتِ ۱ شیخ محمد سر رزی غزنوی قدّس اللّٰهُ روحهُ العزیز

شیخ محمد سر رزی غزنوی کی حکایت خدا ان کی معزز روح کو پاک کرے

زاہدے در غزنی از دانش مزی ۔ بُد محمد نام و کنیت سر رزی
غزنی میں ایک زاہد عقل سے پروردہ ۔ نام محمد اور کنیت سر رزی تھی

بُود افطارش سر رز ہر شبے ۔ ہفت سال او دائم اندر مطلبے
ہر شام کو ان کا افطار انگور کی کونپل تھی ۔ سات سال وہ ہمیشہ (حصول) مقصد میں تھے

بس عجائب دیدار شاہِ وجود ۔ لیک مقصودش جمال شاہ بُود
موجودات کے شاہ سے انہوں نے بہت سے عجائب دیکھے ۔ لیکن ان کا مقصد شاہ کا جمال تھا

بر سر کہ رفت آں از خویش ۲ سیر ۔ گفت بنمایا فتادم من بزیر
وہ اپنے آپ سے بیزار ہو کر پہاڑ کی چوٹی پر گئے ۔ عرض کیا دکھا دے، ورنہ میں نیچے کو دوں گا

گفت نامد نوبتِ آں مکرمت ۔ ور فرو افتی نمیری نکشمت
فرمایا اس اعزاز کا موقع نہیں آیا ہے ۔ اگر تم نیچے گروگے، نہ مروگے میں تمہیں نہ ماروں گا

او فروا فگند خود را ازوِ داد ۔ درمیان عمقِ آبے او فتاد
انہوں نے عشق میں اپنے آپ کو نیچے پھینک دیا ۔ ایک پانی کی گہرائی میں جا پڑے

چوں نمُرد از نکس آنجاں سیر مرد ۔ از فراقِ مرگ بر خود نوحہ کرد
جب اوندھا گرنے سے نہ مرے وہ جان سے بیزار آدمی ۔ اپنی موت کے فراق پر رونے لگے

کایں ۳ حیات اُورا چو مرگے مینمود ۔ کار پیشش باز گونہ گشتہ بُود
کیونکہ یہ زندگی ان کو موت کی طرح نظر آتی تھی ۔ معاملہ ان کے لئے الٹا ہو گیا تھا

موت را از غیب می کرد او گدے ۔ اِنَّ فِیْ مَوْتِیْ حَیَاتِیْ میزدے
موت کی وہ غیب سے بھیک مانگتے تھے ۔ "بیشک میری موت میں میری زندگی ہے" کا نعرہ لگاتے تھے

موت راچوں زندگی قابل شدہ ۔ با ہلاکِ جانِ خود یک دل شدہ
موت کو زندگی کی طرح قبول کرنیوالے بن گئے تھے ۔ اپنی جان کی ہلاکت پر مطمئن ہو گئے تھے

سیف و خنجر چوں علیؓ ریحانِ او ۔ نرگس و نسریں عدوِ جانِ او
(حضرت) علیؓ کی طرح تلوار اور خنجر ان کا ریحان تھا ۔ نرگس اور نسرین ان کے جان کے دشمن تھے

---

۱ حکایت۔ چونکہ پہلے سے شیخ کی ضرورت کا اظہار کیا تھا جس میں خودی از انانیت نہ ہو اس کے مناسب محمد سر رزی غزنوی کا ذکر کیا ہے جو اس صفت کے ساتھ موصوف تھے۔ سر رزی۔ سر رز انگور کی بیل کی کونپل چونکہ یہ روزہ اسی سے افطار کرتے تھے اسلئے ان کا لقب سر رزی پڑ گیا تھا۔ غزنوی غزنی کا رہنے والا غزنی اور غزنین وہی شہر ہے جس میں سلطان محمود غزنوی پیدا ہوئے تھے۔ مطلبے۔ یعنی وصل الی اللہ۔ شاہ وجود۔ اللہ تعالیٰ جمال یعنی ان کا مقصد عجائب دیکھنا نہ تھا بلکہ دیدار خداوندی تھا۔

۲ خویش سیر۔ یعنی ان کا بغیر دیدار خداوندی کے زندگی سے دل بھر گیا تھا۔ اور زندہ رہنا نہ چاہتے تھے۔ گفت۔ دیدار جمال کی درخواست پر ان کو جواب ملا ابھی تمہیں وہ مقام حاصل نہیں ہے جس میں دیدار ہو سکے۔ ور۔ اگر تم پہاڑ سے گرا کر بھی اپنے آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کروگے تو تمہیں مرنے نہ دیا جائے گا اور گرنے سے تمہارا بدن شکستہ نہ ہو گا۔ درمیان۔ وہ پہاڑ سے کودے تو پانی میں جا گرے۔ نکس۔ اوندھا از فراق۔ چونکہ ان کا زندگی سے دل بھر چکا تھا۔ اور اوندھا گرنے سے بھی نہ مرے تو رونے لگے

۳ کایں۔ لوگوں کو زندگی عزیز ہے ان کے لئے الٹی بات ہو گئی ان کو اپنی موت پیاری تھی۔ موت۔ وہ موت کی تمنا کرتے تھے اسلئے کہ ان کو یقین تھا کہ موت کے بعد دیدار جمال ہو جائے گا۔ یک دل شدہ۔ یعنی وہ مطمئن تھے۔ چوں علیؓ پہلے مولانا بیان کر چکے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ کے لئے اسباب موت دنیا کی لذتوں سے زیادہ پیارے تھے۔

بانگِ ۱ آمد روز صحرا سُوئے شہر ۔ بانگ طرفہ از وَرائے سِرّ و جہر
آواز آئی جنگل سے شہر کی جانب جا ۔ ترپ آواز آہستہ اور زور کی آواز کے علاوہ

گفت اے دانائے رازم مُو بمُو ۔ چہ کنم در شہر از خدمت بگو
عرض کیا، اے میرے تمام رازوں کے جاننے والے! ۔ شہر میں کیا خدمت کروں ؟ فرمایئے

گفت خدمت آنکہ بہرِ ذُلِّ نفس ۔ خویشتن سازی تو چوں عباسِ دِبس
فرمایا خدمت یہ ہے کہ نفس کو ذلیل کرنے کے لئے ۔ تو اپنے آپ کو عباس دبس کی طرح بنا لے

مُدّتے از اغنیا زر می سِتاں ۔ پس بدرویشانِ مسکیں می رساں
ایک مدت تک ، مالداروں سے روپے کے ۔ پھر مسکین درویشوں کو پہنچا

خدمت اینست تا یکچند گاہ ۔ گفت ۲ سمعاً طاعۃً اے جاں پناہ
ایک وقت تک تیری یہی خدمت ہے ۔ عرض کیا اے جاں پناہ ! میں نے سنا قبول کیا

بس سوال و بس جواب و ماجرا ۔ بُد میان زاہد و ربُّ الوریٰ
بہت سے سوال ، بہت سے جواب اور قصہ ۔ زاہد اور مخلوق کے رب کے درمیان ہوا

کہ زمین و آسماں پُر نور شُد ۔ در مقالات آں ہمہ مذکور شُد
کہ زمین اور آسمان نور سے بھر گئے ۔ "مقالات" میں وہ سب مذکور ہیں

لیک کوتہ کردم آں گفتار را ۔ تا نَنوشد ہر خسے اسرار را
لیکن میں نے وہ گفتگو مختصر کر دی ۔ تاکہ ہر کمینہ اسرار کو نہ سنے

آمدنِ شیخ بعد از چندیں سال از بیاباں بشہرِ غزنین و زنبیل ۳ گرد ایندن باشارتِ غیبی و تفرقہ کردن آنچہ جمع آمدہ بر فقراء

شیخ کا بہت سے سالوں کے بعد جنگل سے غزنی میں آنا اور غیبی اشارے سے جھولی گھمانا اور جو کچھ جمع ہوتا اس کو فقراء میں تقسیم کر دینا

ہر کرا جاں زعزِّ لبیک ست ۔ نامہ بر نامہ پیک بر پیک ست
جس شخص کی جان لبیک کی عزت سے (وابستہ) ہے ۔ (اس کیلئے) خط پر خط اور قاصد پر قاصد ہے

۱ بانگ ۔ چونکہ خدا نے انکو اس مرتبہ پر پہنچایا تھا جس میں دیدار جمال ہو تو غیبی آواز نے ان کو ہدایت کی کہ وہ شہر میں جائیں زنبیل گردانی کریں اور بھیک مانگیں۔ گفت۔ ان بزرگ نے سوال کیا کہ شہر میں جا کر کیا کروں تو جواب ملا اپنے آپ کو عباس دبس بنالو۔ عباس دبس۔ یہ ایک بھکاری تھا جو طرح طرح کے حیلوں سے گداگری کرتا تھا کبھی مجمع کو رلا دیتا تھا کبھی ہنسا دیتا تھا اور مختلف طریقوں سے بھیک مانگتا تھا "جامع الحکایات" میں اس کے قصے مذکور ہیں بعض لوگوں نے اس گداگر کا نام عباس ودس لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ دوس قبیلے کا تھا۔

۲ گفت۔ ان بزرگ نے عرض کیا کہ اس حکم کو بجالاؤنگا کہ زمین۔ ان بزرگ اور اللہ تعالیٰ کی وہ باتیں ہوئیں جن سے آسمان اور زمین منور ہو گئے۔ مقالات۔ یہ کتاب کا نام ہے جس میں شیخ محمد سرزی کے قصے مذکور ہیں بعض لوگوں نے اس کو مولانا روم کی تصنیف قرار دیا ہے۔

۳ زنبیل گردانیدن۔ مجھے قونیہ میں معلوم ہوا تھا کہ مولویہ فرقہ میں یہ ریاضت اب بھی باقی ہے ان کا شیخ کسی کو اپنی حلقہ میں جب داخل کرتا ہے تو مختلف ریاضتیں کرا لیتا ہے اور اس میں یہ ریاضت بھی داخل ہے کہ اس مرید و چالیس روز گداگری کرنی پڑتی ہے۔ تفرقہ۔ تقسیم کرنا۔ یہ شعر الہی نامکا ہے۔

رُو بشہر آورد آں فرماں پذیر — شہرِ غزنیں گشت از رُویش مُنیر
اس حکم ماننے والے نے شہر کا رخ کیا — غزنی شہر اُن کے چہرے سے منور ہو گیا

از فرح خلقے باستقبال رفت — اُو دَر آمد از رہِ دُزدیدہ تفت
مخلوق خوشی سے استقبال کیلئے روانہ ہوئی — وہ جلد چور راستے سے اندر آ گئے

جُملہ اَعیان و مِہاں بر خاستند — قصرہا از بہرِ اُو آرا ستند
سب بڑے اور سردار کھڑے ہو گئے — ان کی وجہ سے مکانات کو آراستہ کیا

گفت ۲ من از خود نُمائی نامدم — جُز بخواری وگدائی نا مدم
انہوں نے کہا میں خودنمائی کے لئے نہیں آیا ہوں — ذلت اور بھکاری پن کے سواکے لئے نہیں آیا ہوں

نیستم دَر عزمِ قال و قیلِ من — دَر بدر گردم بکف زنبیلِ من
میں بات چیت کے ارادہ میں نہیں ہوں — میں ہاتھ میں جھولی لے کر دربدر گھوموں گا

بندہ فرمانم کہ امرست از خدا — کہ گدا باشم گدا باشم گدا
میں حکم کا غلام ہوں، کیونکہ خدا کا حکم ہے — میں بھکاری بنوں، میں بھکاری بنوں، بھکاری

دَر گدائی لفظ نادر نا ورم — جُز طریقِ خس گدایاں نسپرم
میں بھکاری پن میں نیا لفظ نہ لاؤں گا — کمینے فقیروں کے سوا طریقہ نہ اختیار کروں گا

تا شوم غرقِ مذلت من تمام — تا سقطہا بشنوم از خاص و عام
تاکہ میں پوری طرح ذلت میں ڈوب جاؤں — تاکہ خاص و عام سے برا بھلا سنوں

امرِ ۳ حق جانست من آں را تبع — اُو طمع فرمود و ذلّ من قنع
خدا کا حکم جان ہے، میں اس کے تابع ہوں — اس نے لالچ کا حکم دیا اور جس نے قناعت کی وہ ذلیل ہوا

چوں طمع خواہد زمن سُلطانِ دیں — خاک بر فرقِ قناعت بعد ازیں
جبکہ دین کا شاہ مجھ سے طمع چاہتا ہے — اس کے بعد قناعت کے سر پر دھول

اُو مذلت خواست کے عزت تنم — اُو گدائی خواست کے میری کنم
اس نے ذلت چاہی میں کب عزت کے درپے ہونگا؟ — اس نے بھکاری پن چاہا میں کب امیری کروں گا؟

بعد ازیں گدیہ و مذلت جانِ من — بیست عبّاس اندر انبانِ من
اس کے بعد بھیک اور ذلت میری جان ہے — میری جھولی میں بیس عباس ہیں

شیخ بر میگشت و زنبیلے بدست — شیٔ لِلّٰہ خواجہ تو فیقیت ہست
شیخ گھومتے تھے اور جھولی ہاتھ میں — اے خواجہ اگر تجھے کچھ توفیق ہے تو کوئی چیز خدا کے لئے دے

---

۱ رو بشہر۔ اس غیبی اشارے کے بعد محمد سرزی غزنی میں پہنچے لوگوں نے انکے استقبال کے لئے شہر کو سجایا لیکن وہ بغیر اطلاع خفیہ راستہ سے شہر میں داخل ہوگئے اور اپنے لئے اس اعزاز کو پسند نہ کیا۔

۲ گفت۔ خفیہ طور پر غزنی میں پہنچنے کے بعد انہوں نے لوگوں سے کہا میں غزنی میں خودنمائی کے لئے نہیں آیا ہوں میں تو اپنے آپ کو ذلیل کرنے اور بھیک مانگنے کے لئے آیا ہوں۔ زنبیل۔ کاسۂ گدائی، کشکول۔ گدائی۔ بھیک بھی عام فقیروں کی طرح مانگوں گا تاکہ اچھی طرح ذلیل ہوں اور لوگوں سے برا بھلا سنوں۔

۳ امر حق۔ خدا جب لالچ اور طمع کا حکم دے تو پھر قناعت ذلت ہے اور ذلت میں عزت ہے اور ذلت جب خدا کسی سے ذلت کا طالب ہو تو طالب خدا عزت کو پسند نہیں کرتا ہے۔ بیست۔ یعنی میں عباس و بس سے بھی بیس گنا بھکاری بنوں گا۔ شی للہ۔ فقیروں کی صدا ہوتی ہے اگر توفیق ہے تو کچھ خدا کے لئے دو۔

برترا ۱ از کرسی و عرش اسرارِ او ۔ شیئاً للہ شیئاً للہ کارِ او
ان کے باطنی احوال کرسی و عرش سے برتر تھے ۔ "کچھ خدا کے لئے" کچھ خدا کیلئے ان کا کام تھا

انبیا ہر یک ہمیں فن میزنند ۔ خلق مفلس گدیہ ایشاں میکنند
ہر ایک نبی اس طرح نعرہ لگاتا ہے ۔ مخلوق مفلس ہے، ان سے بھیک مانگتے ہیں

اقرضوا اللہ اقرضوا اللہ میزنند ۔ باژگوں بر انصروا اللہ می تنند
اللہ کو قرض دو، اللہ کو قرض دو، کہتے ہیں ۔ الٹا "اللہ کی مدد کرو" پر عمل کرتے ہیں

در بدر ایں شیخ می آرد نیاز ۔ بر فلک صد در برائے شیخ باز
یہ شیخ در بدر عاجزی کرتے ہیں ۔ شیخ کیلئے آسمان پر سینکڑوں دروازے کھلے ہوئے ہیں

آں ۲ گدائی کہ بجد میکرد او ۔ بہرِ یزداں بود نے بہرِ گلو
وہ بھکاری پن جو وہ کوشش سے کر رہے تھے ۔ خدا کے لئے تھا نہ کہ حلق کے لئے

ور بکردے نیز از بہرِ گلو ۔ آں گلواز نورِ حق دارد غلو
اگر وہ حلق کے لئے بھی کرتے ۔ وہ حلق خدا کے لئے نور سے پر تھا

در حقِ او خورد نان و شہد و شیر ۔ بہ زچلہ و زسہ روزہ صد فقیر
ان کیلئے روٹی اور شہد اور دودھ کی خوراک ۔ سینکڑوں فقیروں کے چلہ اور سہ روزہ سے بہتر تھی

نور مینو شد مگو ناں می خورد ۔ لالہ میکارد بصورت می چرد
نور پی رہے ہیں حلق روٹی کھا رہا ہے ۔ لالہ بو رہے ہیں بظاہر چر رہے ہیں

چوں ۳ شرارے کو خورد روغن زشمع ۔ نور افزاید ز خوردش بہرِ جمع
جیسا کہ وہ آگ جو شمع کا روغن کھا رہی ہے ۔ اس کے کھانے سے لوگوں کیلئے نور بڑھتا ہے

نان خورے راگفت حق لاتسرفوا ۔ نور خوردن رانگفت ست اکتفوا
اللہ (تعالیٰ) نے روٹی کھانے والے کیلئے فرمایا اسراف نہ کر ۔ نور کھانے کے لئے "بس کرو" نہیں فرمایا

ایں گلوئے ابتلا بُد ویں گلو ۔ فارغ از اسراف و ایمن از غلو
یہ حلق آزمائش تھا اور یہ حلق ۔ اسراف سے بے نیاز ہے اور غلو سے محفوظ ہے

امر و فرماں بود نے حرص و طمع ۔ آنچناں جان حرص را نبود تبع
حکم اور فرمان تھا نہ کہ لالچ اور طمع ۔ ایسی جان حرص کے تابع نہیں ہوتی ہے

---

۱ برتر۔ شیخ کا مقام عرش و کرسی سے بلند تھا لیکن انہوں نے بھکاری اختیار کر لیا انبیاء انبیاء کا بھی طریق کار یہی ہے کہ باوجود ہر قسم کے غنی کے مفلس مخلوق سے بھیک مانگتے ہیں۔ اقرضوا انبیاء کہتے ہیں کہ خدا کو قرض دو اور اللہ کی مدد کرو حالانکہ مخلوق خود قرض اور مدد کی محتاج ہے۔ در بدر۔ شیخ در بدر مارے پھرتے تھے حالانکہ آسمان کے سینکڑوں دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے تھے۔

۲ آں گدائی۔ شیخ کا یہ بھکاری پن اپنے لئے نہ تھا خدا کے حکم کے مطابق تھا اور اگر وہ اپنے لئے بھی کرتے تو وہ اس مقام پر پہنچ چکے تھے کہ ان کا کھانا پینا ان کے لئے نور پیدا کرتا تھا اور ان کے لئے دنیا کی لذتیں دوسرے سالکوں کے مجاہدوں سے بہتر تھیں۔ سہ روزہ۔ تین دن کا صوم وصال۔ نور۔ ایسے بزرگ کھانا کھاتے ہیں تو وہ نور بن جاتا ہے۔

۳ چوں۔ بزرگ کے لئے دنیا کی لذتیں بھی دوسروں کے لئے باعث افادہ بنتی ہیں۔ جس طرح آگ موم بتی کو کھاتی ہے تو دوسروں کو نور حاصل ہوتا ہے۔ نان خورے۔ جن کی غذا میں محض بدنی ہیں ان کے لئے قرآن کا حکم ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو لیکن جن کی غذا نور بنتی ہے اکتفوا یعنی کفایت کرو کا حکم نہیں ہے وہ جو چاہیں اور جس قدر چاہیں کھائیں۔ ایں گلو۔ عام انسان کا حلق اس کے لئے ابتلا کا سبب ہے۔ امر۔ شیخ کا کھانا پینا امر خداوندی ہے حرص اور لالچ چیز نہیں ہے۔

گر بگوید[۱] کیمیا مس را بدہ — تو بمن خود را طمع نبود فرہ

اگر کیمیا تانبے سے کہے کہ دے — تو اپنے آپ کو مجھے (تو ہے) زیادتی اور لالچ نہ ہوگا

آں گدائی کہ بجدّ میکرد او — بود از آثار حکمتہائے ہو

وہ بھکاری پن جو وہ کوشش سے کر رہے تھے — وہ اللہ کی حکمتوں کا نتیجہ تھا

گنجہائے خاک تا ہفتم طبق — عرضہ کردہ بود پیش شیخ حق

زمین کے خزانے ساتویں طبقہ تک — اللہ (تعالیٰ) نے شیخ کے سامنے پیش کر دیئے تھے

شیخ گفتا خالقا من عاشقم — ور بجویم غیر تو من فاسقم

شیخ نے کہا، اے خالق! میں تو عاشق ہوں — اگر میں تیرے غیر کی جستجو کروں تو میں فاسق ہوں

ہشت جنت گر در آرم در نظر — ور کنم خدمت من از خوف سقر

اگر میں آٹھوں جنتوں کو نظر میں لاؤں — اگر میں دوزخ کے ڈر سے عبادت کروں

مومنے باشم سلامت جوئے من — زانکہ ایں ہر دو بود حظ بدن

میں سلامتی کا طالب ہوں، ایک مومن بنوں گا — کیونکہ یہ دونوں چیزیں بدن کا حصہ ہیں

عاشقے[۲] کز عشق یزداں خورد قوت — صد بدن پیشش نیرزد ترہ توت

وہ عاشق جس نے خدا کے عشق کی روزی کھا لی — اس کے آگے سینکڑوں بدن شہتوت کے پتے کی قیمت نہیں رکھتے ہیں

ویں بدن کہ دارد آں شیخ فطن — چیز دیگر گشت کم خوانش بدن

وہ سمجھدار شیخ جو یہ بدن رکھتے ہیں — وہ دوسری چیز بن گیا اس کو بدن نہ کہہ

عاشق عشق خدا وانگاہ مزد — جبرئیل مؤتمن آنگاہ دزد

عشق خدا کا عاشق اور پھر مزدوری — امانتدار جبرئیلؑ اور پھر چور

عاشق[۳] آں لیلی کورو کبود — ملک عالم پیش او یک ترہ بود

اندھی، نیلی، لیلیٰ کا عاشق — دنیا کی سلطنت اس کے سامنے ایک پتہ تھی

پیش او یکساں شدہ بد خاک و زر — زر چہ باشد کہ نہ بد جاں را خطر

اس کے لئے مٹی اور سونا یکساں ہو گیا تھا — سونا کیا ہوتا ہے اس کو جان کا خطرہ نہ تھا

شیر و گرگ و دداز و واقف شدہ — ہمچو خویشاں گرد او گرد آمدہ

شیر اور بھیڑیا اور درندہ اس سے واقف ہو گیا تھا — اپنوں کی طرح اس کے چاروں طرف جمع ہو گئے تھے

---

۱ گر بگوید۔ اگر کیمیا تانبے کو کھائے تو اس میں تانبے ہی کا فائدہ ہے۔ آں گدائی۔ شیخ جو بھیک مانگ رہے تھے اس میں خدائی حکمتیں پنہاں تھیں۔ گنجہای۔ خدا نے شیخ کے سامنے زمین کے سارے خزانے پیش کر دیئے تھے لیکن شیخ نے عرض کر دیا تھا کہ اگر میں زر کا طالب بنوں تو عاشق نہیں بلکہ فاسق ہوں۔ ہشت۔ اگر کوئی جنت کے شوق یا دوزخ کے ڈر سے عبادت کرتا ہے تو وہ مومن ہے عاشق نہیں ہے کیونکہ دوزخ اور جنت کا تعلق بدن سے ہے۔

۲ عاشقے۔ جس عاشق نے خدا کے عشق کی روزی کھا لی اس کے لئے بدن ہیچ ہو جاتا ہے اور جنت و دوزخ کا تعلق بدن سے ہے لہٰذا وہ نہ جنت کی تمنا کرتا ہے اور اس سے دوزخ کا خوف عبادت کراتا ہے ویں۔ بدن۔ شیخ کا بدن بدن تو تھا لیکن اس میں جسمانی صفات نہ تھے۔ عاشق۔ عشق مزدوری نہیں چاہتا ہے۔ جنت اور دوزخ عبادت کی مزدوری ہے۔ جس طرح جبرئیلؑ امین سے چوری کا تصور نہیں ہو سکتا اسی طرح عاشق سے مزدوری کی خواہش کا تصور غلط ہے۔

۳ عاشق۔ عاشق خدا تو بڑی چیز ہے لیلیٰ کے عاشق کے لئے بھی دنیا کی سلطنت ہیچ تھی مجنوں کے نزدیک سونے اور مٹی میں فرق نہ تھا۔ نہ اس کو جان کا خطرہ تھا۔ شیر۔ مجنوں جنگلوں میں پھرتا تھا اور اس سے چاروں طرف ہر قسم کے درندے ہوتے تھے۔

کایں اشدست از خوئے حیواں پاک پاک — پُر ز عشق و لحم و شحمش زہر ناک
کہ یہ حیوان کی خصلت سے بہت پاک ہو گیا ہے — عشق اور زہریلے گوشت اور چربی سے پر ہے

زہر دو باشد شکر ریز خرد — زانکہ نیک نیک باشد ضدِّ بد
عقل کا شکر کا نچھاور، درندو کا زہر ہوتا ہے — کیونکہ اچھا نیک، بد کی ضد ہوتا ہے

لحم عاشق را نیارد خورد دد — عشق معروفست پیش نیک و بد
درندہ، عاشق کا گوشت نہیں کھا سکتا — ہر نیک و بد کے لئے عشق پہچانی ہوئی چیز ہے

ور خورد فی المثل دام و ددش — لحم عاشق زہر گردد بکشدش
بالفرض اگر اس کو جانور اور درندہ کھا لے — عاشق کا گوشت زہر بن جائے، اس کو ہلاک کر دے

ہرچہ جُز عشق ست شد ماکولِ عشق — دو جہاں یکدانہ پیش نولِ عشق
جو عشق کے سوا ہے، وہ عشق کی غذا ہے — عشق کی چونچ کے لئے دونوں جہاں ایک دانہ ہیں

دانہ مر مُرغ راہر گز خورد — کاہداں۲ مر اسپ راہر گز چرد
دانہ مرغ کو کبھی کھاتا ہے! — آخور کبھی گھوڑے کو کھاتا ہے!

بندگی کن تاشوی عاشق لعل — بندگی کسب ست آید در عمل
عبادت کر، تاکہ تو شاید عاشق بن جائے — عبادت کسب ہے، عمل میں آجاتی ہے

بندہ آزادی طمع دارد زجدّ — عاشق آزادی نخواہد تا ابد
بندہ قسمت سے آزادی کا لالچ رکھتا ہے — عاشق کبھی آزادی نہیں چاہتا

بندہ دائم خلعت و ادرار جوست — خلعت عاشق ہمہ دیدار اوست
بندہ ہمیشہ خلعت اور انعام کا جویاں ہے — عاشق کی سب خلعت اس کا دیدار ہے

درنگنجد۳ عشق در گفت و شنید — عشق دریا نیست قعرش ناپدید
عشق کہنے اور سننے میں نہیں سماتا — عشق وہ دریا ہے جس کی گہرائی معلوم نہیں ہے

قطرہ ہائے بحر رانتواں شمرد — ہفت دریا پیش آں بحرست خرد
سمندر کے قطروں کو شمار نہیں کیا جا سکتا — اس سمندر کے سامنے ساتوں دریا چھوٹے ہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے فلاں — باز رو در قصہ شیخ زماں
اے فلاں! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — شیخ زمانہ کے قصہ کی طرف واپس چل

در معنی لولاک لما خلقت الافلاک

اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا کے معنی

---

۱ کایں۔ مجنوں میں حیوانی صفات ختم ہو گئی تھیں اور ملکوتیت پیدا ہو گئی تھی اس کا گوشت و پوست عشق سے زہرناک ہو گیا تھا۔ زہر۔ عشق عقل کے لئے شکر کا نچھاور ہے اور درندوں کے لئے زہر۔ شکر ریز۔ وہ شکر جو دلہن پر نچھاور کی جاتی تھی۔ لحم عاشق۔ عاشق کا گوشت عشق سے زہریلا ہو جاتا ہے اگر درندہ اس کو کھا لے تو مر جاتا ہے۔ ہرچہ۔ ہر چیز عشق کی خوراک ہے وہ جہان اس کے لئے ایک دانہ ہے دانہ پرندو کو نہیں کھاتا پرندہ دانہ کو کھاتا ہے۔

۲ کاہداں۔ گھوڑا آخور کی گھاس کھاتا ہے آخور گھوڑے کو نہیں کھاتا۔ بندگی۔ عبادت کسبی چیز ہے عمل میں آسکتی ہے عشق محض عطا خداوندی ہے۔ بندہ۔ عبادت گزاری آزادی چاہتا ہے عاشق گرفتاری چاہتا ہے، عبادت گذار انعام کا خواہاں ہے عاشق صرف دیدار کا طالب ہے۔

۳ درنگنجد۔ عشق کی حقیقت ناقابل بیان ہے وہ دریائے ناپیدا کنار ہے۔ قطرہ ہے۔ سمندر کے قطرے شمار کرنا ناممکن ہے دریائے عشق تو وہ دریا ہے کہ اس کے بالمقابل دنیا کے ساتوں سمندر ایک چھوٹا سمندر ہیں تو اس کی باتیں کس طرح بیان ہو سکتی ہیں۔ شیخ زماں۔ شیخ محمد سرزی۔

شد چنیں [1] شیخے گدائے کو بکو
ایسے شیخ گلی گلی کے بھکاری بن گئے
عشق آمد لا اُبالی اِتَّقُوا
عشق ، لا پروا ہے ، بچو

عشق جوشد بحر را مانندِ دیگ
عشق سمندر کو دیگ کی طرح کھولا دیتا ہے
عشق ساید کوہ را مانندِ ریگ
عشق ، پہاڑ کو ریت کی طرح پیس دیتا ہے

عشق بشگافد فلک را صد شگاف
عشق ، آسمان میں سو شگاف ڈال دیتا ہے
عشق لرزاند زمیں را از گزاف
عشق زمین کو آسانی سے لرزا دیتا ہے

با [2] محمدؐ بُود عشقِ پاک جُفت
پاک عشق ، محمدؐ کا ساتھی تھا
بہرِ عشق اُو را خدا لولاک گفت
عشق کی وجہ سے خدا نے آپ کے بارے میں لولاک فرمایا

منتہی در عشق چوں اُو بُود فرد
عشق میں چونکہ وہ منتہی اور یکتا تھے
پَس مر اُور از انبیاء تخصیص کرد
تو انبیاء میں سے ان کو مخصوص کر لیا

گر نبُودے بہرِ عشقِ پاک را
اگر آپ پاک عشق کے لئے نہ ہوتے
کے وجودے دادمے افلاک را
تو میں آسمانوں کو وجود کب عطا کرتا ؟

مَن بداں افراشتم چرخِ سَنی
میں نے اونچے آسمان کو اسی لئے بلند کیا
تا عُلُوِّ عِشق را فہمی کُنی
تاکہ آپ عشق کی بلندیوں کو سمجھ لیں

مَنفعتہائے دگر آید ز چرخ
آسمان کے دوسرے فوائد (بھی) ہیں
آں چو بیضہ تابع آید ایں چو فرخ
وہ انڈے کی طرح تابع ہیں یہ مرغی کے بچے کی طرح ہے

خاک [3] را مَن خار کردم یکسَری
میں نے مٹی کو بالکل مٹی بنایا
تاز ذُلِّ عاشقاں بوئے بَری
تاکہ آپ عاشقوں کی ذلت کا پتہ لگا لیں

خاک را دادیم سبزی و نَوی
مٹی کو ہم نے تازگی اور سبزی بخشی
تاز تبدیلِ فقیر آگہ شوی
تاکہ آپ فقیر کی تبدیلی سے آگاہ ہو جائیں ؟

باتو گویند ایں جبالِ راسیات
یہ جمے ہوئے پہاڑ آپ کو بتاتے ہیں
وصفِ حالِ عاشقاں اندر ثبات
عاشقوں کی حالت جماؤ ہیں

گرچہ آں معنیست ویں نقش اے پسر
اے بیٹا ! اگرچہ وہ معنی ہیں اور یہ صورت ہے
تا بفہمِ تو کند نزدیک تر
تاکہ (یہ تشبیہ) تیری سمجھ کے زیادہ قریب کر دے

[1] شد چنیں۔ اس قدر بزرگ شیخ اور عشق اس سے گداگری کرا رہا ہے عشق لاابالی جو چاہے کراتا ہے اس سے ڈرتے رہو۔ عشق۔ عشق کے کارنامے یہ ہیں کہ وہ سمندر کو دیگ کی طرح ابال دیتا ہے۔ پہاڑ کو ریت کی طرح پیس دیتا ہے عشق آسمان میں شگاف کر دیتا ہے زمین کو لرزا دیتا ہے۔

[2] با محمدؐ۔ عشق کی عظمت یہ بھی ہے کہ وہ آنحضورؐ کا لگا تو خدا نے انکے بارے میں فرمایا کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔ منتہی۔ اور انبیاء میں بھی عشق تھا لیکن آنحضورؐ میں بدرجہ اتم تھا۔ من بداں۔ آسمان کی بلندی عشق کی بلندی سمجھانے کے لئے ہے۔ منفعتہائے۔ آسمان کی بلندی میں اصل منفعت کی مثال چوزے کی سی ہے چوزہ اصل ہے۔

[3] خاک۔ زمین اور مٹی کی پیدا کرنے کی منفعت یہ ہے کہ عاشقوں کی ذلت کو اس سے سمجھ لو۔ خاک۔ زمین خشک ہوتی ہے پھر اس میں سبزہ زار اگ جاتا ہے اس سے عاشقوں کی تبدیلی کو سمجھ لو۔ باتو۔ پہاڑوں کا جماؤ عاشقوں کا جماؤ سمجھانے کیلئے ہے۔ گرچہ۔ عشق ایک معنوی چیز ہے اور اس کی صفات کی ان چیزوں سے تشبیہ محض سمجھانے کے لئے ہے۔

غُصہ ۱؎ را با خار تشبیہے کنند — آں نباشد لیک تنبیہے کنند
غصہ کو کانٹے سے تشبیہ دیتے ہیں — وہ وہ نہیں ہوتا لیکن تنبیہ کرتے ہیں

آں دلِ قاسی کہ سنگیں خواندند — نا مناسب بُد مثالے راندند
وہ سخت دل جس کو پتھر کا کہتے ہیں — مناسب نہیں ہے، ایک مثال دیتے ہیں

در تصوُّر در نیاید عینِ آں — عیب بر تصویر نہ نفیش مداں
اگر وہ بعینہٖ تصور میں نہ آئے — (تو) مثال پر عیب لگا، اس کا انکار نہ کر

رفتنِ ۲؎ شیخ در خانۂ امیرے بہرِ گدیہ روزے چہار بار باز نبیل

شیخ کا ایک امیر کے گھر پر غیبی اشارے سے چار مرتبہ مع زنبیل کے، بھیک

باشارتِ غیب و عتاب کردنِ امیر او را بداں و قاحت

مانگنے جانا اور امیر کا ان پر اس بے شرمی کے لئے ناراض ہونا اور

وعذر گفتنِ او امیر را

ان کا امیر سے معذرت کرنا

شیخ روزے چار کرت چوں فقیر — بہرِ گدیہ رفت در قصرِ امیر
شیخ ایک دن میں فقیر کی طرح چار مرتبہ — بھیک کے لئے امیر کے محل میں گئے

در کفش زنبیل و شَیٔ لِلّٰہ زناں — خالقِ جاں می بجوید تائے ناں
انکے ہاتھ میں زنبیل اور کچھ اللہ کیلئے کا نعرہ لگاتے ہوئے — جان کا پیدا کرنے والا، ایک روٹی مانگتا ہے

نعلہائے ۳؎ باژگونہ است اے پسر — عقلِ کُلّی را کند ہم خیرہ سر
اے بیٹا! الٹی نعل بندیاں ہیں — جو مکمل عقل کو بھی حیران کر دیتی ہیں

چوں امیرش دید گفتش اے وَقیح — گویمت چیزے مَنِہ نامم شحیح
جب امیر نے انکو دیکھا "انہوں نے کہا، اے بے شرم — میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں میرا نام بخیل نہ رکھ

اے خسِ بے شرم چندیں خست وجوئے — تا کے و تا چند با رزقِ دو توئے
اے کمینہ بے شرم! اتنی بھاگ دوڑ — کب تک اور کتنی دوگنے رزق کے لئے؟

ایں چہ سُغری وچہ رُویست وچہ کار — کہ بروزے اندر آئی چار بار
یہ کیا ڈھٹائی اور کیا منہ اور کیا کام ہے؟ — کہ تو ایک دن میں چار بار آتا ہے

کیست اینجا شیخ اندر بندِ تو — مَن ندیدم زُر گدا مانندِ تو
بڈھے! یہاں تیری قید میں کون ہے؟ — میں نے تجھ جیسا بڑا فقیر نہیں دیکھا

۱؎ غصہ۔ انسان کا غصہ ایک معنوی چیز ہے لیکن اس کو کانٹے سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ دل قاسی۔ سخت دل کو پتھر سے تشبیہ دی جاتی ہے، اگر مشبہ بہ سے مشبہ پورا سمجھ میں نہ آئے تو یہ تشبیہ کا نقصان ہے اس سے مشبہ کا انکار نہ کرنا چاہیے۔

۲؎ رفتن۔ شیخ اشارۂ غیبی سے ایک امیر کے گھر پر ایک دن میں چار مرتبہ بھیک مانگنے گئے۔ جس پر اس امیر نے ان کو برا بھلا کہا۔ کرت۔ مرتبہ۔ قصر۔ محل۔ در کفش۔ ان کے ہاتھ میں زنبیل تھی اور وہ شیٔ للہ کی صدا لگا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ایک عدد روٹی مانگتا ہے۔

۳؎ نعلہای۔ یہ عجیب الٹے معاملے ہیں خدا خود غنی اور شیخ مستغنی اور مخلوق محتاج لیکن اللہ کا حکم ہوا کہ شیخ ان محتاجوں سے روٹی مانگیں۔ وقیح بے شرم۔ منہ امیر نے کہا کہ مجھے بخیل نہ کہنا۔ مجبوراً مجھے یہ باتیں کہنی پڑ رہی ہیں۔ اے خس۔ اس امیر نے شیخ کو کہا کمینے روٹی کیلئے بار بار اس قدر تگ و دو کیوں ہے سغری۔ سخت روئی۔ بے حیائی۔ بند تو۔ یہاں کوئی تیرا قیدی اور غلام ہے۔ جو بار بار تیری خدمت کرے۔ زر گدا۔ بڑا بھکاری۔

حرمت و آبِ گدایاں بُردۂ — ایں چہ عبّاسیِ[۱] زشت آوردۂ
تو نے فقیروں کی عزت اور آبرو برباد کر دی — یہ کیا بری عباسیت تو نے اختیار کی

غاشیہ بردوشِ تو عبّاس و بس — ہیچ مُلحدرا مبادِ ایں نفسِ نحس
عباس و بس تو تیرا غلام ہے — یہ منحوس نفس کسی بے دین کا نہ ہو

گفت امیرا بندہ فرمانم خموش — ز آتشم آگہ نہ چندیں مجوش
انہوں نے کہا اے امیر! میں حکم کا غلام ہوں چپ رہ — تو میری آگ سے آگاہ نہیں ہے اس قدر جوش میں نہ آ

بہرِ ناں در خویش حرص ار دیدمے — اشکم تا نخوارہ رابدریدمے
اگر میں اپنے اندر روٹی کی حرص دیکھتا — روٹی کمانے والے پیٹ کو پھاڑ ڈالتا

ہفت سال از سوزِ عشق جسم پز — دَر بیاباں خوردہ ام من برگِ رز
جسم کو پکا دینے والی عشق کی گرمی سے سات سال — میں نے جنگل میں انگور کے پتے کھائے ہیں

تازِ[۲] برگِ خشک و تازہ خوردنم — سبز گشتہ بُود ایں رنگ تنم
یہاں تک کہ خشک اور تر پتے کھانے سے — میرے جسم کا یہ رنگ ہرا ہو گیا

تا تو باشی در حجابِ بُو البشر — سَر سَری در عاشقاں کمتر نگر
جب تک تو آدمیت کے پردے میں ہے — عاشقوں کو سرسری نظر سے نہ دیکھ

زیر کاں کہ مویہا بشگافتند — علم ہیئت رابجاں دریا فتند
ذہین لوگ جنہوں نے موشگافیاں کی ہیں — انہوں نے علم ہیئت کو (دل و) جان سے دریافت کر لیا

علمِ نیرِ[۳] نجات و سحر و فلسفہ — گرچہ نشناسند حق المعرفہ
شعبدوں اور جادو اور فلسفہ کا علم — اگرچہ پورے طور پر وہ نہ جان سکے

لیک کوشیدند تا امکانِ خود — بر گذشتند از ہمہ اقرانِ خود
لیکن اپنے مقدور بھر انہوں نے کوشش کی — اپنے تمام ساتھیوں سے آگے بڑھ گئے

عشق غیرت کردوز ایشاں درکشید — شد چنیں خورشید ز ایشاں ناپدید
عشق نے غیرت کی اور ان سے جدا رہا — ایسا سورج ان سے پوشیدہ ہو گیا

نور چشمے کہ بروز استارہ دید — آفتابے چوں ازو رُو در کشید
آنکھ کی وہ روشنی جس نے دن میں ستارہ دیکھ لیا — ایسا سورج اس سے کیوں چھپ گیا؟

زیں گذر کن پندِ من بپذیر ہیں — عاشقاں راتو بچشمِ عشق بیں
اس کو چھوڑ، ہاں میری نصیحت مان لے — تو عاشقوں کو عشق کی نظر سے دیکھ

۱ عباسی۔ عباس و بس مشہور بھکاری تھے اسلئے عباسی کے معنی بھکاری پن ہو گئے۔ غاشیہ۔ گھوڑے کی زین کا نمدہ غاشیہ بردوش بمعنی غلام۔ ملحد۔ بددین۔ گفت۔ شیخ نے فرمایا میں یہ بحیثیت اللہ کے حکم سے مانگتا ہوں میرے دل میں عشق کی آگ لگی ہے۔ بہر ناں۔ اگر میں اپنے اندر روٹی کی حرص دیکھوں تو اپنا پیٹ پھاڑ دوں۔ ہفت۔ میں نے سات سال تک جنگل میں انگور کے پتوں پر گذارہ کیا ہے۔

۲ تاز برگ۔ یعنی سبز پتے کھانے سے بدن کا رنگ سبز ہو گیا یا بدن میں خوشحالی ہو گئی۔ بو البشر۔ حضرت آدم یہاں مطلقاً انسان مراد ہے۔ زیرکاں۔ ذہین لوگ جو بال کی کھال نکالتے ہیں انہوں نے بہت سے دنیوی علم حاصل کئے لیکن انکو عشق کا علم حاصل نہ ہو سکا۔

۳ نیر نجات۔ شعبدے۔ افزوں۔ ساتھی۔ عشق۔ عشق کی غیرت کا تقاضہ ہوا اور ان کی آنکھوں سے پوشیدہ رہا۔ نور چشمے۔ حیرت یہ ہے کہ یہ لوگ بڑے باریک بین تھے لیکن انکو عشق نظر نہ آیا۔ بیں۔ یعنی علامت۔

وقتِ ۱ نازک گشتہ و جاں در رصد — باتو نتواں گفت ایں دم عذرِ خود
وقت نازک ہو گیا اور جان انتظار میں ہے — اس وقت تجھ سے اپنا عذر نہیں بیان کیا جا سکتا

فہم کُن موقوف آں گفتن مباش — سینہائے عاشقاں راکم خراش
سمجھ لے، کہنے پر موقوف نہ رہ — عاشقوں کے سینے کو زخمی نہ کر

نے گمانے بردۂ توزیں نشاط — حزم را مگذار و میکُن احتیاط
نہیں تو نے عیش و عشرت میں بدگمانی کی ہے — پختہ کاری کو نہ چھوڑ اور احتیاط کر

واجب ۲ ست و جائزست و مستحیل — ایں وسط را گیر در حزم اے دخیل
فرض ہے اور جائز ہے اور حرام ہے — اے دوست! احتیاط میں تو اس درمیانہ کو اختیار کر لے

گریاں شدنِ امیر از نصیحتِ شیخ و عکسِ صدق اُو و ایثار کردنِ مخزن بعد ازاں جرأت و گستاخی و استعصامِ شیخ و قبول نا کردن شیخ و گفتن کہ من بے اشارت نیارم تصرّف کردن کہ بے امر غیب نتانم

شیخ کی نصیحت اور ان کی سچائی کے پر تو سے امیر کا رو پڑنا اور جرأت اور گستاخی کے بعد خزانہ پیش کر دینا اور شیخ کا بچنا اور شیخ کا قبول نہ کرنا اور فرمانا کہ میں بغیر اشارے غیبی نہیں لے سکتا ہوں کیونکہ میں بغیر غیبی حکم کے نہیں لے سکتا ہوں

ایں ۳ بگفت و گریہ در شد ہائے ہائے — اشک غلطاں بر رُخ اُو جائے جائے
یہ فرمایا اور ہائے ہائے کر کے رونے لگے — جگہ جگہ ان کے چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے

صدقِ اُو ہم بر ضمیرِ میر زد — عشق ہر دم طُرفہ دیگے میپزد
ان کی سچائی نے امیر کے دل پر بھی اثر کیا — عشق ہر وقت ایک عجیب دیگ پکاتا ہے

صدقِ عاشق بر جمادے می تند — چہ عجب گر بر دلِ دانا زند
عاشق کی سچائی جماد پر اثر کرتی ہے — کیا تعجب ہے اگر عقلمند کے دل پر اثر کرے

صدقِ موسیٰ بر عصا و کوہ زد — بلکہ بر دریائے پُر اشکوہ زد
حضرت موسیٰ کی سچائی نے لاٹھی اور پہاڑ پر اثر کیا — بلکہ ہیبت دریا پر اثر کیا

صدقِ احمد بر جمالِ ماہ زد — بلکہ بر خورشید رخشاں راہ زد
حضرت محمد کی سچائی نے چاند کے حسن کو متاثر کیا — بلکہ روشن سورج کا راستہ روک دیا

---

۱ وقت نازک۔ شیخ نے امیر سے کہا میں اپنے عشق کی پوری کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔ فہم کن۔ سمجھ لے یہ بھکاری پن مجھ سے عشق کر رہا ہے یہ گمان ہے۔ تو نے اپنی عیش و عشرت کی زندگی کی وجہ سے مجھ پر بدگمانی کی ہے تجھے اس میں احتیاط برتنی چاہیے۔

۲ واجب۔ حزم احتیاط کے مختلف مرتبے ہیں۔ ایک فرض ہے مثلاً اگر کوئی فاسق اور کاذب خبر دے تو احتیاط فرض ہے، اگر کوئی نیک آدمی خبر دے تو احتیاط جائز ہے اگر خدا اور رسول کوئی خبر دیں تو اس میں احتیاط برتنا حرام ہے۔ مستحیل۔ ناممکن۔ یعنی حرام۔ دخیل۔ یعنی دوست۔ مخزن۔ خزانہ۔ تصرف۔ خرچ کرنا۔

۳ ایں بگفت۔ شیخ نے امیر کو نصیحت کی اور پھر زار زار رونے لگے۔ صدق او۔ ان کی سچائی نے امیر پر اثر کیا۔ صدق عاشق۔ عاشق کی سچائی غیر جاندار کو بھی متاثر کر دیتی ہے امیر تو پھر جاندار تھا۔ صدق موسیٰ۔ حضرت موسیٰ کی سچائی نے لاٹھی اور پہاڑ کو متاثر کر دیا لاٹھی اژدھا بن گئی کوہِ طور میں زلزلہ آ گیا۔ بلکہ بر دریا۔ نیل نے راستہ دے دیا۔ صدق احمد۔ حضور کی سچائی سے شق القمر ہوا اور سورج واپس ہو گیا۔

رُو بُرُو اِ آوردہ ہر دو دَر نفیر
آمنے سامنے دونوں رونے (اور) فریاد کرنے لگے

گشتہ گریاں ہم امیر وہم فقیر
امیر اور فقیر بھی رو پڑا

ساعتے بسیار چوں بگر یستند
جب بہت دیر تک روئے

گفت میر اُورا کہ خیز اے ارجمند
امیر نے ان سے کہا اے اقبالمند! اٹھو

ہر چہ خواہی از خزانہ بر گزیں
جو چاہو خزانے سے لے لو

گرچہ استحقاق داری صد چنیں
اگرچہ ایسے سو گنے کے مستحق ہو

خانہ آنِ تست ہرچت میل ہست
آپ کا گھر ہے، جو آپ کی خواہش ہے

بر گزیں خود ہر دو عالم اندکست
خود پسند کر لیجئے دونوں جہان تھوڑے ہیں

گفت دستوری نداد ندم چنیں
فرمایا، انہوں نے اسکی اجازت نہیں دی ہے

کہ بدستِ خویش چیزے برگزیں
کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز لے لیتا

من زخود نتوانم ایں کردن فضول
میں یہ بیہودہ بات اپنی جانب سے نہیں کر سکتا

کہ کُنم من ایں، دخیلا نہ دخول
کہ میں دوستانہ دخل دوں

ایں ۲ بہانہ کردو مُہرہ دَر رَبود
یہ بہانہ کیا اور وہ بازی جیت گئے

مانع آں بد کاں عطا صادق نبود
مانع یہ تھا کہ وہ بخشش پر خلوص نہ تھی

گرچہ صادق بود بے غل بود و خشم
اگرچہ وہ سچا، بے جھوٹ اور بغیر غصہ کے تھا

شیخ راہر صدق می ناید بچشم
لیکن ہر سچ شیخ کی نظر میں نہیں آتا

گفت فرمانم چنیں داد ست آلہ
فرمایا، مجھے خدا نے یہی حکم دیا ہے

کہ گدایانہ برو نانے بخواہ
کہ فقیرانہ جا، روٹی مانگ

ماگدایانہ ازاں در خواستیم
ہم نے اسی وجہ سے فقیروں کی طرح درخواست کی

ورنہ از اموال بے پرواستیم
ورنہ ہم مالوں سے بے پرواہ ہیں

اِشارت آمدن از غیب بشیخ کہ ایں دو سال بفرمانِ
شیخ کو غیب سے اشارہ ہونا کہ ہمارے حکم کے مطابق ان دو سال میں تم

ماستدی و بدادی ۳ بعد ازیں بدہ و مَستاں دست در
نے لیا اور دیا اس کے بعد دو اور لو نہیں بوریئے کے نیچے ہاتھ

زیرِ حصیر میکُن کہ آنرا چوں انبانِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
ڈالو کیونکہ ہم نے اس کو تمہارے لئے (حضرت) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے

---

۱ رو بُرو۔ اب شیخ بھی رو رہے تھے اور امیر بھی رو رہا تھا۔ ساعتے۔ جب بہت دیر تک دونوں رو چکے تو امیر نے شیخ سے کہا کہ اگرچہ آپ میرے خزانہ سے بھی سو گنے کے مستحق ہیں لیکن بہر حال میرا خزانہ حاضر ہے اسمیں سے جو چاہیں لے لیں۔ خانہ امیر نے کہا میرے گھر کو اپنا گھر سمجھیں جو چاہے لیں آپ کیلئے تو دونوں جہان حقیر ہیں۔ نست۔ شیخ نے فرمایا مجھے خدا کا یہ حکم نہیں ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے خود لوں۔ دخیلانہ۔ دوستانہ۔

۲ ایں بہانہ۔ شیخ نے یہ بہانہ کیا شیخ کو دراصل لینا ہی منظور نہ تھا اسلئے کہ امیر کی عطا اللہ کے لئے نہ تھی بلکہ شیخ کی عظمت کی وجہ سے شیخ کیلئے تھی۔ مہرہ در ربود۔ یعنی وہ شطرنجی چال چلے جس سے مخالف مات کھا جائے۔ گرچہ امیر اگرچہ اپنے قول میں سچا تھا لیکن شیخ نے اس سچائی کو پسند نہ کیا اسلئے کہ اسمیں غیر اللہ کی بو تھی۔ ماگدایانہ شیخ نے کہا ہم تو خدائی حکم سے صرف بھیک مانگتے ہیں۔ ورنہ ہم مالوں سے بے نیاز ہیں۔

۳ وبدادی۔ دو سال بھیک منگوانے کے بعد شیخ کو حکم ہوا کہ ابتک تو تم نے مانگا اور فقیروں کو دیا اب بغیر مانگے فقیروں کو دو بوریئے کے نیچے ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرو اور بانٹ دیا کرو۔ انبان۔ تھیلا۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور نے حضرت ابو ہریرہؓ کو کھجوروں کا ایک تھیلا عنایت فرما دی تھا وہ اسمیں سے بے حساب کھاتے اور خرچ کرتے رہتے تھے وہ تھیلا تے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے حادثہ میں گم ہوا تھا۔

کردیم در حقِ تو ہرچہ خواہی بیابی تایقین شُود عالَمیاں راکہ
تھیلے کی طرح کر دیا ہے. تم جو چاہو گے لے لو گے تاکہ دنیا والوں کو یقین آجائے کہ اس

ورائے ایں عالَم عالَمے[1] ست کہ خاک بکف گیری زَر شوَدو
عالم کے علاوہ کوئی عالم ہے جس میں تم مٹی ہاتھ میں لو تو سونا ہوجائے اور

مُردہ درو آید زندہ شوَد و نحسِ اکبر دُرو آید سعدِ اکبر شوَدو کفر
مردہ اس میں آجائے تو زندہ ہو جائے نحس اکبر اس میں آئے تو سعد اکبر بن جائے کفر

دُرُو آید ایمان شوَد و زہر درُو آید تریاق شوَدنہ داخلِ ایں
اس میں آئے تو ایمان بن جائے زہر اس میں آئے تو تریاق بن جائے وہ نہ اس عالم میں

عالَم است نہ خارج ایں عالَم نہ فوق نہ تحت نہ مُتصّل
داخل ہے نہ اس عالم سے خارج نہ اوپر نہ نیچے نہ ملا ہوا نہ جدا

نہ منفصل بیچوں و بچگونہ .... ہر دم ازُو ہزار اثر و نمونہ
بے مثل اور بے کیف ہے ہر وقت اس سے ہزاروں اثر اور نمونے

ظاہر میشوَد چنانکہ صنعتِ دست با صورتِ دَست و غمزۂ
ظاہر ہوتے رہتے ہیں جیسی کہ ہاتھ کی دستکاری ہاتھ کی صورت کے ساتھ اور آنکھ

چشم با صورتِ چشم و فصاحتِ زبان با صورتِ زبان نہ
کی آواز آنکھ کی صورت کے ساتھ اور زبان کی فصاحت ، زبان کی صورت کے ساتھ نہ

داخل سَت نہ خارج نہ مُتصل منفصل وَالْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْاَشَارَةُ
داخل ہے نہ خارج ہے نہ متصل ہے نہ جدا ہے اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

تا دوسال[2] ایں کار کردآں مَردِ کار
ان کار گذار نے دو سال تک یہ کام کیا

بعَد ازاں اَمر آمدش از کردگار
اس کے بعد ان کو خدا کا حکم پہنچا

بَعد ازیں می دہ و لے از کس مخواہ
اس کے بعد دے، لیکن کسی سے نہ مانگ

ما بدادیمت ز غیب ایں دَستگاہ
ہم نے تجھے غیب سے یہ قدرت دیدی ہے

ہرکہ[3] خواہد از تو از یک تا ہزار
جو تجھ سے ایک سے ہزار تک مانگے

دَست در زیر حصیرے کُن برآر
بوریئے کے نیچے ہاتھ ڈال ، نکال لے

ہیں ز گنجِ رحمتِ بے مَر بدہ
رحمت کے بے حساب خزانہ سے دے

دَر کفِ تو خاک گردَد زر بدہ
تیرے ہاتھ میں مٹی سونا بن جائیگی دے

---

[1] عالمے ست۔ عالم اسباب کے علاوہ ایک دوسرا عالم ہے جہاں اشیاء کا وجود بغیر کسی سبب عادی کے ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ظہور اس عالم میں ہو جاتا ہے۔ معجزوں کا تعلق اسی عالم سے ہے اور اس عالم میں بھی اس کا ظہور ہو جاتا ہے۔ نحس اکبر۔ زحل ستارہ اس کے اثرات منحوس مانے گئے ہیں۔ سعد اکبر۔ مشتری ستارہ اس کے اثرات اچھے مانے گئے ہیں۔

[2] تا دُوسال۔ دو سال تک شیخ محمد سررزی کا یہ طریقہ کار رہا کہ وہ بھیک مانگتے تھے۔ اور اس کو غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کردیتے تھے۔ بعد ازیں۔ دو سال بعد ان کو حکم ہوا کہ اب تم لوگوں سے نہ مانگو ہم تمہیں خود دیں گے تم ضرورتمندوں میں وہ تقسیم کردیا کرو۔

[3] ہر کہ۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ سے فرمایا کہ تم اپنے بوریے کے نیچے سے جا ہو اور جس قدر چاہو نکال کر تقسیم کر دیا کرو۔ در کف تو۔ تم مٹی ہاتھ میں لو گے تو سونا بن جائیگی۔

ہر چہ خواہندت بدہ مندیش ازاں — دادِ یزداں راتو بیش از بیش داں
جو تجھ سے مانگیں دے اس کی فکر نہ کر — تو خدا کی عطا کو بیش از بیش سمجھ

در عطائے مانہ تخسیر[۱] و نہ کم — نے پشیمانی نہ حسرت زیں کرم
ہماری عطا میں نہ ٹوٹا ہے اور نہ کمی — اس عطا میں نہ شرمندگی ہے، نہ حسرت

دست زیرِ بوریا کُن اے سند — از برائے رُوئے پوشِ چشمِ بد
اے معتمد! بوریے کے نیچے ہاتھ کر — بری نظر سے بچانے کے لئے

پس ز زیرِ بوریا پُر کُن تو مُشت — دہ بدستِ سائل بشکستہ پُشت
پھر تو بوریے کے نیچے سے مٹھی بھر لے — کمر ٹوٹے ہوئے مانگنے والے کے ہاتھ میں دیدے

بعدازیں از اجرِ ناممنون بدہ — ہر کہ خواہد گوہرِ مکنوں بدہ
اس کے بعد ختم نہ ہونے والا اجر دے — جو چاہے اس کو اچھوتا موتی دے

رَو یَدُاللّٰہِ فَوقَ اَیدِیھِم تو باش — ہمچو دستِ حق گزافہ رزق پاش
جا تو ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ بن — اللہ کے ہاتھ کی طرح مفت رزق بانٹ

وام[۲] داراں راز عُہدہ وار ہاں — ہمچو باراں سبز کُن فرشِ جہاں
قرض داروں کو ذمہ داری سے چھڑا — دنیا کی زمین کو بارش کی طرح سبز کر دے

بُود یک سالِ دگر کارش ہمیں — کہ بدادے زر زکیسہ ربِّ دیں
ایک سال اور ان کا یہی کام رہا — دین کے رب کی تھیلی میں سے سونا بانٹتے

زر شدے خاکِ سیہ اندر کفش — حاتمِ طائی گدائے در صفش
کالی مٹی ان کے ہاتھ میں سونا بن جاتی — حاتم طائی انکے (بھیک مانگنے والوں کی) صف میں تھا

دانستنِ[۳] شیخ ضمیرِ سائل رابے گفتن و دانستن قدرِ وام و امداراں بے گفتنِ ایشان و گفتن کہ نشان ایں باشد کہ اخرج بصفاتی الی خلقی فمن راک فقدرانی

شیخ کا سائل کے دل کی بات جان لینا اور ان کے بغیر قرض والوں اور قرض کی مقدار جان لینا اور کہنا کہ علامت یہ ہوتی ہے کہ میری مخلوق کی جانب میری صفات سے ساتھ نکل جس نے تجھے دیکھا اس نے مجھے دیکھا

حاجت خود گر نگفتے آں فقیر — اُو بدادے و بدانستے ضمیر
اگر فقیر اپنی ضرورت نہ بتاتا — وہ اسے دیتے اور دل جان جاتے

[۱] تخسیر۔ ٹوٹا۔ دست۔ بوریے کے نیچے ہاتھ ڈالنے کا حکم محض نظر بد سے بچانے کے لئے ہے۔ ناممنون جو منقطع نہ ہو۔ مکنوں۔ چھپا ہوا۔ رو۔ اب تیرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے جو مفت عطا کرتا ہے۔

[۲] وام داراں۔ مقروضوں کا قرض ادا کرو۔ بود۔ ایک سال تک شیخ کا یہی کام تھا کہ بوریے کے نیچے سے نکال کر ضرورتمندوں کو دیتے رہتے تھے۔ حاتم۔ حاتم طائی جیسا سخی بھی ان کے بھکاریوں کی صف میں ہوتا تھا۔

[۳] دانستن۔ شیخ فقیر کی ضرورت خود بخود جان جاتے تھے اور حسب ضرورت اس کو دیدیتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہو چکے تھے۔ حاجت خود سائل اپنی حاجت نہ بیان کرتا وہ اس کے دل کی بات جان جاتے تھے۔ جس قدر قرض ہوتا وہ ادا کر دیتے جتنی رقم میں کوئی قید ہوتا اس کو دیدیتے۔

پیشِ اُو روشن ضمیرِ ہر کسے
ان کے لئے ہر شخص کے دل کی بات روشن تھی

از فقیر و وامِ دارو مُحبسے [1]
فقیر اور قرض خواہ اور قیدی کی

آنچہ دردل داشتے آں پُشت خم
وہ جھکی کمر والا جو دل میں رکھتا

قدرِ آں دادے بدونے بیش و کم
اس کی بقدر اس کو دیدیتے نہ زیادہ نہ کم

پس بگفتندے چہ دانستی کہ اُو
تو لوگوں نے ان سے کہا آپ کیسے جان لیتے ہیں

ایں قدر اندیشہ دارد اے عمو
اے چچا! کہ وہ اس قدر سوچتا ہے؟

اُو بگفتے خانۂ دل خلوت ست
وہ فرماتے، کہ دل کا گھر خالی ہے

خالی از کدیہ مثالِ جنت ست
جو سوال سے خالی ہو وہ جنت کی طرح ہے

اَندرو جُز عشقِ یزداں کار نیست
اس میں خدا کے عشق کے سوا معاملہ نہیں ہے

جُز خیالِ وصلِ اُو دیّار نیست
وصل کے خیال کے سوا اس میں کوئی رہنے والا نہیں ہے

خانہ راُمن روفتم از نیک وبَد
میں نے اچھے برے سے دل کو صاف کرلیا ہے

خانہ ام پُرست از عشقِ اَحد
میرا گھر خدا کے عشق سے پُر ہے

ہرچہ [2] بینم اندر وغیرِ خدا
میں اس میں خدا کے علاوہ جو کچھ دیکھتا ہوں

آنِ من نبُود بُود عکسِ گدا
وہ میرا نہیں ہوتا، فقیر کا عکس ہوتا ہے

گردر آبے نخل یا عرُجوں نمُود
اگر پانی میں کھجور کا درخت یا شاخ نظر آئی

جُز ز عکسِ نخلۂ بیروں نبُود
باہر کے کھجور کے درخت کے عکس کے سوا نہ تھا

درتگِ آب ار بہ بنی صورتے
پانی کی تہہ میں اگر تو کوئی صورت دیکھے

عکسِ بیروں باشد آں نقش اے فتے
اے نوجوان! وہ نقش باہر کا عکس ہو گا

لیک تا آب از قذیٰ خالی شدن
لیکن پانی کے کوڑے کرکٹ سے خالی ہونے تک

تنقیہ شرط ست دَر جُوئے بَدن
بدن کی نہر کی صفائی ضروری ہے

تانماند [3] تیرگی و خس دَرُو
تاکہ اس میں کدورت اور گھاس (پھونس) نہ رہے

تا امیں گردد نماید عکسِ رُو
حتیٰ کہ وہ امین بن جائے اور چہرے کا عکس دکھادے

جز گلابہ دَر تنت کوُ اے مُقلِ
اے مفلس! کیچڑ کے سوا تیرے بدن میں کیا ہے؟

آب صافی کن ز گل اے خصمِ دل
اے دل کے دشمن! پانی کو مٹی سے صاف کرلے

تو برآنی ہر دمی کز خواب و خُور
تیرا یہ حال ہے کہ سونے اور کھانے سے

خاک ریزی اندریں جو بیشتر
اس نہر میں اور زیادہ مٹی ڈالتا ہے

---

[1] مُحبس۔ مصدر بمعنی مفعول قرار دے کر ہم نے قیدی ترجمہ کیا ہے۔ پشت خم۔ یعنی بوجھ سے دبا ہوا۔ پس بگفتند۔ لوگوں نے ان سے معلوم کیا کہ آپ دل کی بات کیسے جان لیتے ہیں۔ آو بگفتے۔ وہ شیخ جواب میں کہتے کہ ہم لوگوں کا دل جنت کی طرح احتیاج سے خالی ہے اس میں سوائے عشق خداوندی کے کوئی چیز نہیں ہے ہم نے اپنے دل کو عشق خداوندی کے سوا سے بالکل خالی کرلیا ہے۔

[2] ہرچہ۔ اب ہمارے دل میں جو کچھ ہوتا ہے وہ فقیر کا عکس ہوتا ہے اس وجہ سے ہم اس کی سب ضرورت جان جاتے ہیں۔ گردر آبے۔ پانی صاف چیز ہے اس میں اگر کھجور کا درخت نظر آئے گا تو وہ باہر کا عکس ہوگا اور پانی میں جو تصویر بھی دیکھو گے وہ باہر کا عکس ہوگی لیکن دل کو صاف کرنے کیلئے مجاہدات کے ذریعہ اس کا تنقیہ ضروری ہے۔

[3] تانماند۔ جب اس میں خود گدلا پن نہ رہے گا۔ تب اس میں بیرونی عکس نظر آسکے گا۔ جو گلابہ۔ انسان کا بدن کیچڑ سے بنا ہے اس کی صفائی کے لئے بہت محنت درکار ہے۔ تو برآئی۔ تو ہر وقت خواب وخور میں لگا ہوا ہے جس سے اس کی کدورت میں اور اضافہ ہوتا ہے۔

سببِ دانستنِ ضمیر ہائے خلق

لوگوں کے دل کی بات جاننے کا سبب

چوں اُدلِ آں آب ازینہا خالیست | عکس رُوہا از بروں در آب جست
جب اس پانی کا دل ان سے خالی ہے | تو باہر سے چہروں کا عکس پانی میں جا پڑا
پس مُصفّا کن درونِ خویش را | تابدانی سِرِّ ہر درویش را
تو اپنے باطن کو صاف کر لے | تاکہ تو ہر فقیر کے دل کی بات جان لے
پس ترا باطن مصفا ناشُدہ | خانہ پُر از دیو و نسناس و دده
تیرا باطن مصفیٰ نہیں ہوا | بھوت اور بن مانس اور درندوں سے بھرا گھر ہے
اے خَرے ۲ زاستیزہ ماندہ در خَری | کے ز اَرواحِ مسیحاؑ بُو بَری
او گدھے! تو جھگڑے کی وجہ سے گدھے پن میں رہا | حضرت مسیح کی روحوں سے تو کب واقف ہو گا؟
کے شناسی گر خیالے سَر کُند | کز کدامیں مکمنے سَر بَر کُند
اگر کوئی خیال نمودار ہوا، تو کب پہچانے گا | کہ کس نہاں خانہ سے وہ ابھرا
چوں خیالے میشود دَر زہد تَن | تا خیالات از درونہ روفتن
زہد میں جسم خیال کی طرح ہو جاتا ہے | باطن سے خیالات کو صاف کرنے میں
ایں خیالِ کژ برُوب از اندروں | تا نگر داند ترا زاہلِ بُروں
باطن میں سے یہ ٹیڑھا خیال نکال دے | تاکہ وہ تجھے باہر والوں میں سے نہ بنا دے

غالب شدنِ مکرِ روباہ بر استعصامِ خَر

لومڑی کے مکر کا گدھے کے بچاؤ پر غالب آجانا

خَر بسے کوشید و اُورا دفع گفت | لیک جوعُ الکلب با خَر بُود جفت
گدھے نے بہت کوشش کی اور اس کی مدافعت کی | لیکن گدھے میں جوع الکلب تھی
غالب ۳ آمد حرص و صبرش شد ضعیف | پس گلوہا کہ بُرد عشقِ رغیف
حرص غالب آگئی اور صبر کمزور ہو گیا | روٹی کے عشق نے بہت سے گلے کاٹے ہیں
زاں رسُولے کش حقائق داد دست | کَادَ فَقْراً اَنْ یَّکُوْنَ کُفراً آمدست
اس رسول سے جن کو حقائق حاصل تھے | "فقر قریب ہے کہ کفر بنجائے" منقول ہے
گشتہ بُود آں خَر مجاعت را اسیر | گفت اگر مکرست یکرہ مُردہ گیر
وہ گدھا، بھوک کا قیدی بن گیا تھا | سوچا اگر مکر ہے ایکدم سے مردہ سمجھ لے

۱ چوں۔ جب آب دل میں صفائی پیدا ہو جائیگی ہر خارجی چیز کا عکس اس میں نظر آنے لگے گا۔ تابدانی۔ جب تو اس کو مصفیٰ کرلے گا پھر ہر سائل کا عکس تیرے دل میں نمودار ہو جائے گا۔

۲ اے خرے۔ جب انسان گدھے پن میں مبتلا رہے گا تو وہ خر عیسیٰ ہو گا عیسیٰ نہ ہو گا۔ مکمن۔ چھپنے کی جگہ۔ چوں۔ جب انسان زہد اختیار کرتا ہے۔ اور خیالات سے دل کو پاک کرتا ہے تو اس کا جسم خیال کی طرح لطیف ہو جاتا ہے۔ زاہل بُروں۔ یعنی اہل بروں۔ استعصام۔ بچاؤ۔ جوع الکلب۔ یعنی جوع البقر۔

۳ غالب۔ گدھے کی حرص صبر پر غالب آگئی روٹی کے عشق نے بہت سوں کو ہلاک کیا ہے۔ کاد۔ حدیث شریف ہے کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا "فقر قریب ہے کہ کفر بن جائے۔ یعنی انسان کا فقر اس کو کافر بنادیتا ہے۔ مجاعت۔ بھوک۔ گفت۔ گدھے نے سوچا اگر یہ لومڑی کا مکر ہی ہے اور میرے مارنے کی ترکیب ہے تو بھوک کے ذریعہ بار بار کی موت سے ایک بار موت اچھی ہے۔

زیں عذابِ جُوع بارے وارہم — گر حیات این ست مَن مُردہ بہم
بھوک کے عذاب سے تو نجات پا جاؤں گا — اگر زندگی یہ ہے تو میں مردہ بہتر ہوں

گر خر اوّل توبہ و سوگند خورد — عاقبت ہم از خری خبطے [1] بکرد
گدھے نے اگرچہ پہلے توبہ کی اور قسم کھائی — انجام کار گدھے پن سے، گڑ بڑ بھی کر دی

حرص کورو احمق و ناداں کند — مرگ را بر احمقاں آساں کند
لالچ اندھا اور احمق اور بیوقوف بنا دیتا ہے — احمقوں پر موت کو آسان کر دیتا ہے

ہست آساں مرگ بر جانِ خراں — کہ ندارند آبِ جانِ جاوداں
گدھوں کی جان پر مرنا آسان ہے — کیونکہ وہ ابدی جان کی رونق نہیں رکھتے ہیں

چوں ندارد جانِ جاوید آں شقیست — جرأتِ او بر اجل از احمقی ست
چونکہ وہ ابدی جان نہیں رکھتا بد بخت ہے — موت پر اس کی جرأت حماقت سے ہے

جہد کُن تا جاں مُخلّد گردت — تا بروزِ مرگ برگے باشدت
کوشش کر تا کہ تیری جان ابدی بن جائے — تا کہ موت کے دن تیرا توشہ ہو

اعتمادش [2] نیز بر رازق نبُود — کہ بر افشاند برو از غیب جُود
اس کو رزق دینے والے پر بھروسہ نہ تھا — جو اس پر غیب سے سخاوت کرتا تھا

تا کنونش فضل بیروزی نداشت — گرچہ گہ گہ بر تنش جُوع گماشت
اس کو اللہ کے فضل نے ابتک بے رزق کے نہیں رکھا — اگرچہ کبھی کبھی اس پر بھوک کو مسلط کر دیا

دَر بیانِ فضیلت جُوع و احتماء

پرہیز اور بھوک کی فضیلت کے بیان میں

گر نباشد [3] جُوع صد رنجِ دگر — از پئے ہیضہ بر آرد از تو سر
اگر بھوک نہ ہو، دوسری سینکڑوں بیماریاں — ہیضہ کے بعد تجھ میں پیدا ہو جائیں گی

رنجِ جُوع اولیٰ بُود خود زاں علل — ہم بلُطف و ہم بخفّت ہم عمل
ان بیماریوں سے بھوک کی تکلیف زیادہ بہتر ہے — پاکیزگی کے اعتبار سے بھی ہلکے پن کے اعتبار سے بھی اور عمل کے اعتبار سے بھی

رنجِ جُوع از رنجہا پاکیزہ تر — خاصہ در جُوع ست صد نفع و ہُنر
بھوک کی تکلیف بیماریوں سے زیادہ پاکیزہ ہے — خصوصاً بھوک میں سینکڑوں فائدے اور ہنر ہیں

جوع خود سُلطاں داروست وہا ہیں — جُوع در جاں نہ چنیں خوارش مبیں
آگاہ! بھوک خود داؤں کی بادشاہ ہے — بھوک کو جان میں جگہ دے اس کو ذلیل نہ سمجھ

[1] خبط۔ گڑ بڑ۔ حرص لالچ انسان کو اندھا بہرا بنا دیتا ہے اور موت کو آسان کر دیتا ہے جس طرح گدھے نے اپنی موت کو پسند کر لیا۔ کہ ندارند۔ احمقوں اور گدھوں کی زندگی ابدی نہیں ہے اور انسان شقاوت اور حماقت کی وجہ سے مرنا پسند کر لیتا ہے۔ جہد کُن۔ انسان کو ابدی زندگی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

[2] اعتمادش۔ اس گدھے کو اللہ کی رزاقی کا یقین نہ تھا تا کنونش۔ جتنے دن زندہ رہا بغیر رزق کے زندہ نہیں رہا لیکن پھر بھی اس کو خدا کی رزاقی پر بھروسہ نہ تھا جوع۔ بھوک۔ دربیان۔ خدا بھوک میں مبتلا کرتا ہے تو اس میں بھی بہت سی مصلحتیں ہیں۔

[3] گر نباشد۔ بغیر بھوک کے اگر آدمی کھانا کھاتا ہے تو ہیضہ ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد اور بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ رنج۔ بھوک کی تکلیف۔ اور بیماریوں کی تکلیف سے۔ بہت بہتر ہے اس میں جسم میں پاکیزگی اور ہلکا پن اور کاکردگی رہتی ہے اور کم خوری بھی بہت منافع ہیں۔ جوع۔ فاقہ سے بہت سی بیماریاں خود دور ہو جاتی ہیں۔

جملہ ایناخوش ازمجاعت خوش شدست　　جملہ خوشہا بے مجاعت ہا ردست
سب بے مزا، بھوک کیوجہ سے خوشذائقہ ہو گئے ہیں　　تمام خوش مزہ، بغیر بھوک کے مردود ہیں

آں یکے میخورد نانِ فخفرہ　　گفت سائل چوں بدیں ستت شرہ
ایک شخص جو کی روٹی کھا رہا تھا　　سوال کرنیوالے نے پوچھا تجھے اس کا شوق کیوں ہے؟

گفت جوع از صبر چوں دوتا شود　　نانِ جو در پیشِ من حلوا شود
اس نے کہا جب بھوک صبر سے دہری ہو جاتی ہے　　میرے لئے جو کی روٹی حلوا بن جاتی ہے

پس توانم کہ ہمہ حلوا خورم　　چوں کنم صبرِ ضروری لا جرم
تو میں کر سکتا ہوں کہ سب حلوا کھاؤں　　جب لا محالہ ضروری صبر کر لوں

خود نباشد جوع ہر کس راز بوں　　کایں علف زاریست زاندازہ بروں
بھوک ہر شخص کے قابو میں نہیں آتی ہے　　کیونکہ گھاس کی یہ چراگاہ اندازے سے زیادہ ہے

جوع مر خاصانِ حق را دادہ اند　　تا شوند از جوع شیرو زورمند
بھوک خاصان خدا کو دی ہے　　تاکہ وہ بھوک سے شیر اور طاقتور بنیں

جوع ہر جلف[۲] گدا را کے دہند　　چوں علف کم نیست پیشِ او نہند
بھوک ہر کمینہ بھکاری کو کب دیتے ہیں؟　　چونکہ چارہ کم نہیں ہے اس کے سامنے رکھ دیتے ہیں

کہ بخور تو ہم بدیں ارزانیے　　تو نہ مرغِ آب مرغ نانیے
کہ تو کھا تو اسی کے لائق ہے　　تو پانی کا پرند نہیں ہے تو روٹی کا پرند ہے

نبود اندر دل ترا جز فکر ناں　　ناید اندر خاطرت جز ذکرِ ناں
تیرے دل میں روٹی کے فکر کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا　　تیرے دل میں روٹی کے ذکر کے سوا کچھ نہیں آتا ہے

بعد چندیں سال حاصل چیست　　جوع مردن بہ بود زیں زیستت
اتنے سال کے بعد تجھے کیا ملا؟　　مرنے کی بھوک تیرے اس جینے سے بہتر ہے

حکایت[۳] مریدے کہ شیخ از حرص ضمیر او واقف شد و اورا نصیحت کرد بزبان و در ضمنِ نصیحت قوتِ توکل بخشیدش بامر حق عزّ وجل

اس مرید کی حکایت جس کے دل کی حرص سے شیخ واقف ہو گیا اور اس کو زبان سے نصیحت کی اور نصیحت کے دوران اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو توکل کی قوت بخش دی

۱ جملہ۔ بھوک میں جو کی روٹی بھی پلاؤ قورمے کا مزہ دیتی ہے بغیر بھوک کے لذیذ کھانے بھی بدمزہ معلوم ہوتے ہیں۔ فخفرہ۔ بوزن مسخرہ جو، شرہ۔ حرص۔ گفت۔ اس نے جواب دیا جب انسان کو بھوک لگتی ہے اور وہ صبر سے کام لیتا ہے تو جو کی روٹی بھی حلوے کا مزہ دیتی ہے۔ پس۔ میں بھوک لگا کر اور صبر سے کام لے کر جو کی روٹی کا حلوا بنا لیتا ہوں۔ خود نباشد۔ یہ بھوک وہ نعمت ہے جو ہر شخص کو میسر نہیں آتی کیونکہ یہ دنیا وسیع چراگاہ ہے اس میں انسان کچھ نہ کچھ کھا لیتا ہے۔ جوع۔ بھوک صرف خاصانِ خدا کا حصہ ہے جس سے وہ روحانی شیر بن جاتے ہیں۔

۲ ہر جلف۔ ہر کمینہ گدا کو بھوک کی نعمت عطا نہیں ہوتی اس کے لئے عام خوراک مہیا کر دی جاتی ہے اور اس کو یہ دیا جاتا ہے تو دریائے معرفت کا پرند نہیں ہے روٹی کھانے والا پرند ہے۔ بعد چندیں۔ حریص پیٹو کھا پی کر مر جاتا ہے اور اس کی لا حاصل زندگی ختم ہو جاتی ہے اس زندگی سے بھوک کی موت بدرجہا بہتر ہے۔

۳ حکایت۔ ایک شیخ ایک مرید کے ساتھ اس شہر کی طرف جا رہے تھے جہاں قحط تھا۔ مرید روٹی کی حرص کی وجہ سے پریشان تھا۔ شیخ کی کیفیت منکشف ہوئی تو شیخ نے اس کو نصیحت کی اور اس میں اپنے تصرف سے توکل کی طاقت پیدا کر دی

شیخ میشُد با مُریدے بید رنگ — سُوئے شہرے ناں در انجا بود تنگ[۱]

شیخ ایک مرید کے ساتھ بغیر توقف کے روانہ ہوئے — شہر کی جانب وہاں روٹی کمیاب تھی

تَرسِ جُوع و قحط دَر فکرِ مُرید — ہر دمے میگشت از غفلت مَزید

مرید کے فکر میں قحط اور بھوک کا خوف تھا — جو غفلت کی وجہ سے ، ہر لحہ بڑھ رہا تھا

شیخ آگہہ بُود و واقِف از ضمیر — گفت اُورا چند بَاشی دَر زَحیر

شیخ با خبر تھے اور دل سے واقف تھے — انہوں نے اس سے کہا کب تک پریشانی میں رہیگا؟

از برائے غُصّہ ناں سُوختی — دیدۂ صَبرو توکل دوختی

تو روٹی کی فکر میں جلا جاتا ہے — تو نے صبر اور توکل کی آنکھ بند کر لی ہے

تونۂ زاں نا زَنیانِ عزیز — کہ تُرا دارند بے جَوز و مویز

تو ان پیارے ناز پروردوں میں سے نہیں ہے — کہ تجھے بغیر اخروٹ اور منقی کے رکھیں

جوع رزقِ جانِ خاصانِ خداست — کے زبونِ ہمچو تو گیج گداست

بھوک خاصانِ خدا کا رزق ہے — وہ تجھ جیسے احمق فقیر کے قابو میں کہاں ہے ؟

باش فارغ تو از انہا نیستی — کاندراں مطبخ تو بے ناں باستی

تو مطمئن رہ ، تو ان میں سے نہیں ہے — کہ تو اس مطبخ میں بغیر روٹی کے ٹھہرے

کاسہ[۲] بر کاسہ ست ناں برناں مدام — از برائے ایں شکم خوارانِ عام

ہمیشہ پیالہ پر پیالہ روٹی پر روٹی ہے — ان عام پیٹوؤں کے لئے

چوں بمیرد میرود ناں پیش پیش — کہ زبیمِ بے نوائی کشتہ خویش

جب مرتا ہے روٹی آگے آگے جاتی ہے — کہ بے سروسامانی کے ڈر سے اپنے آپ کو مارا ہے

تو برفتی ماند ناں بر خیز و گیر — اے بکشتہ خویش را اندر زَحیر

تو چلا ، روٹی رہ گئی کھڑا ہو لے لے — اے وہ کہ جس نے اپنے آپ کو پریشانی میں مار ڈالا

ہیں[۳] توکل کن ملرزاں پا و دست — رزقِ تو بر تو ز تو عاشق ترست

خبردار ! توکل کر ہاتھ پاؤں نہ لرزا — تیرا رزق تجھ پر تجھ سے زیادہ عاشق ہے

عاشق ست و میزند اُو مول مول — کہ ز بے صبریت داندا اے فضول

وہ عاشق ہے اور آواز دے رہا ہے ، ٹہر ٹہر — کیونکہ اے بیہودہ ! وہ تیری بے صبری کو جانتا ہے

گر تُرا صبرے بُدے رزق آمدے — خویشتن چوں عاشقاں بر تو زدے

اگر تجھے صبر ہوتا تو رزق آجاتا — عاشقوں کی طرح اپنے آپ کو تجھ پر لا ڈالتا

۱۔ تنگ۔ یعنی وہ شہر قحط زدہ تھا روٹی گراں اور کمیاب تھی۔ از غفلت۔ یعنی خدا کی رزاقی کی غفلت سے۔ زحیر۔ پیچش، پیچ وتاب۔ از برائے۔ تو روٹی کی فکر میں جل رہا ہے۔ تجھے خدا پر بھروسہ نہیں ہے۔ تونہ۔ تو ان خاصانِ خدا میں سے نہیں ہے جن کا جوع کا تحفہ دیا جاتا ہے تجھے لامحالہ دنیاوی غذا میسر آجائے گی۔ گیج۔ احمق۔

۲۔ کاسہ۔ دنیا داروں کے لئے بکثرت کھانا پینا موجود ہے۔ چوں بمیرد۔ جب مر جاتا ہے تو بھی روٹی آگے آگے جاتی ہے جو قبرستان میں غریبوں کو تقسیم کردی جاتی ہے اور وہ روٹی مردے سے کہتی ہے کہ تو روٹی کی فکر میں مرا ہے اٹھ اب روٹی لے لے۔

۳۔ ہیں۔ شیخ نے مرید سے کہا انسان رزق کا اتنا عاشق نہیں ہے جتنا رزق انسان کا عاشق ہے اللہ کا وعدہ ہے لہٰذا لامحالہ رزق انسان کو تلاش کر کے اس کے پاس پہنچتا ہے۔ عاشق ست۔ رزق انسان پر عاشق ہے اور وہ اس کو کہتا ہے ٹہر جا میں تیرے پاس پہنچتا ہوں۔ کیونکہ وہ انسان کی بے صبری کو جانتا ہے۔

۱۱۹

این تپ لرزہ خوفِ جوعِ چیست — در توکل سیری تائید زیست
بھوک کے ڈر سے یہ جاڑا اور بخار کیوں ہے؟ — توکل میں پیٹ بھرا ہو کر زندہ رہ سکتے ہو

حکایتِ ۱ آن گاوَ کہ تنہا در جزیرہ ایست بزرگ حق تعالیٰ
اس بیل کی حکایت جو ایک بڑے جزیرہ میں اکیلا ہے اللہ تعالیٰ اس بڑے جزیرے
آن جزیرہٗ بزرگ را ہر روز پُر کند از نبات و ریاحین ۲ کہ
کو روز گھاس اور خوشبو دار پودوں سے بھر دیتا ہے تاکہ رات تک
تا علفِ آن گاوَ باشد تا بشب آن گاوَ ہمہ را بچرد و فربہ
اس بیل کے لئے چارا رہے وہ بیل سب کو چر لیتا ہے اور پہاڑ کی
شود چوں کوہ پارہ چوں شب شود خوابش نبرد از غصہ و
طرح موٹا ہو جاتا ہے جب رات ہو جاتی ہے اس کو رنج اور ڈر سے نیند
خوف کہ ہمہ صحرا را چریدم فرداچہ خورم تا ازیں غصہ لاغر
نہیں آتی ہے کہ میں نے تمام جنگل چر لیا کل کو کیا چروں گا یہانتک کہ وہ اس
شود ہمچوں خلال روز بر خیزد ہمہ صحرا را سبز ترو انبوہ تر بیند
رنج سے تنکے کی طرح لاغر ہو جاتا ہے ہر روز اٹھتا ہے تمام جنگل کو زیادہ سبز اور
ازوے باز بخورد و فربہ شود باز شبش ہماں غم بگیرد سالہاست
زیادہ گھنا دیکھتا ہے اس میں سے پھر کھاتا ہے اور موٹا ہو جاتا ہے پھر رات کو اسے وہی غم
کہ او ہمچنیں مے بیند و اعتمادے نمی کند
آ پکڑتا ہے سالوں گذر گئے ہیں کہ وہ یہی دیکھ رہا ہے اور بھروسہ نہیں کرتا ہے

یک جزیرہ سبز ہست اندر جہاں — اندرو گاویست تنہا خوش دہاں
دنیا میں ایک سبز جزیرہ ہے — اس میں ایک اکیلا بیل عمدہ گھاس چرنے والا ہے
جملہ ۳ صحرا را چرد او تا بشب — تا شود زفت و عظیم و منتجب
وہ رات تک تمام جنگل کو چر لیتا ہے — حتیٰ کہ موٹا اور بڑا اور بزرگ بن جاتا ہے
شب ز اندیشہ کہ فرد اچہ خورم — گردد او چوں تارِ مو لاغر زغم
رات میں اس ڈر سے کہ کل کو کیا کھاؤں گا؟ — وہ غم سے بال کی طرح کمزور ہو جاتا ہے
چوں بر آید صبح گردد سبز دشت — تا میاں رستہ قصیلِ سبز و کشت
جب صبح ہوتی ہے جنگل سبز ہو جاتا ہے — سبز چارا اور کھیتی کمر تک ہوتی

۱ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح اس بیل کی بے صبری تھی اور رزق کے فکر میں گھلا جاتا تھا یہی حال انسان کا ہے۔
۲ ریاحین۔ خوشبو دار نباتات خلال۔ دانت کریدنے کا تنکا خوش دہاں۔ عمدہ خوراک کھانے والا۔
۳ جملہ صحرا۔ نرا سبزہ زار ہے بیل اکیلا ہے، دن بھر خوب کھاتا اور موٹا تازہ بن جاتا۔ منتجب۔ نجیب، بزرگ، شب۔ رات بھر اس غم میں رہتا کہ میں نے سب چراگاہ کھالی اب کل کو کیا کھاؤں گا۔ قصیل۔ سبز جو، خوید۔

اندر افتد گاوْ با جوعِ البقر[۱] | تا بشب آں را چرد اُو سر بسر
بیل جوع البقر کے ساتھ اس میں گھس جاتا ہے | رات تک وہ اس کو چر جاتا ہے

باز زفت و فربہ و لمتر شود | آں تنش از پیہ قوت پُر شود
پھر موٹا اور تازہ اور بھاری بن جاتا ہے | اس کا بدن چربی اور طاقت سے بھر جاتا ہے

باز شب اندر تب افتد از فزع | تا شود لاغر ز خوف منتجع
وہ پھر رات کو گھبراہٹ کے بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے | چراگاہ کے ڈر سے لاغر ہو جاتا ہے

کہ چہ خواہم خورد فردا وقت خور | سالہا این ست کارِ آں بقر
کہ کھانے کے وقت میں کل کو کیا کھاؤں گا؟ | اس بیل کی سالوں یہی حالت رہی

ہیچ نندیشد کہ چندیں سال من | میخورم زیں سبزہ زار و زیں چمن
وہ کبھی نہ سوچتا کہ اتنے سال سے میں | اس سبزہ زار اور اس چمن کو چر رہا ہوں

ہیچ[۲] روزے کم نیامد روزیم | چیست ایں ترس و غم و دلسوزیم
کسی دن بھی میرا رزق کم نہیں ہوتا ہے | (پھر) میرا یہ خوف اور غم اور دل سوزی کیوں ہے؟

باز چوں شب میشود آں گاوْ زفت | میشود لاغر کہ آوہ رزق رفت
پھر جب رات ہوتی وہ موٹا بیل | لاغر ہو جاتا کہ ہائے رزق ختم ہو گیا

نفس آں گاوست و آں دشت ایں جہاں | کو ہمی لاغر شود از خوف ناں
نفس وہ بیل ہے اور یہ دنیا وہ جنگل ہے | جو روٹی کے ڈر سے لاغر ہوا جاتا ہے

کہ چہ خواہم خورد مستقبل عجب | لوت فردا از کجا سازم طلب
کہ حیرت ہے میں آئندہ کیا کھاؤں گا؟ | کل کی خوراک کہاں سے طلب کروں؟

سالہا خوردی و کم نامد ز خور | ترکِ مستقبل کن و ماضی نگر
تو نے سالوں کھایا اور وہ کھانے سے کم نہ ہوا | آئندہ کو چھوڑ اور ماضی پر غور کر

لوت[۳] پوت خوردہ راہم یاد آر | منگر اندر غابرو کم باش زار
کھائے ہوئے مرغن کھانوں کو یاد کر | مستقبل کو نہ دیکھ اور بد حال نہ بن

قصہ آں گاوْ را یکسوئے نہ | زاں خروزاں شیرِ نر پیغام دہ
اس بیل کا قصہ ایک طرف رکھ | اس گدھے اور نر شیر کا پیغام دے

صید کردنِ شیر آں خر را و تشنہ شدنِ شیر از کوشش و رفتن

شیر کا اس گدھے کو شکار کر لینا اور محنت کی وجہ سے شیر کا پیاسا ہو جانا اور چشمہ پر جانا

---

۱ جوع البقر۔ وہ مرض ہے جس میں انسان کا کسی حالت میں پیٹ نہیں بھرتا ہے۔ لمتر۔ موٹا فزع۔ گھبراہٹ منتجع۔ چراگاہ۔ سالہا۔ ایک عرصہ دراز تک اس بیل کی یہی حالت رہی کہ دن کو کھا کر موٹا ہو جاتا اور رات کو کل کی فکر میں دبلا ہو جاتا اور کبھی یہ نہ سوچا یہ خوف بیجا ہے اتنے سال گذر گئے ہیں مجھے بہر حال روز خوراک حاصل ہو رہی ہے۔

۲ ہیچ۔ وہ کبھی یہ نہیں سوچتا کہ کسی روز بھی روزی کم نہیں مل رہی ہے تو میں غم کیوں کروں۔ نفس۔ انسان کے نفس کو یہ بیل سمجھو اور دنیا کو یہ جنگل۔ کہ جب انسان اسی فکر میں گھلتا ہے کہ کل کو کیا کھاؤں گا۔ ترک۔ انسان کو چاہیے کہ ماضی پر نظر رکھ کر مستقبل کی فکر چھوڑ دے۔

۳ لوت۔ یہ یاد رکھ کہ کس قدر غذا میں کھاتا رہا ہے۔ خدا اسی طرح دے گا۔ آئندہ کی فکر میں صید کردن۔ شیر نے گدھے کو شکار کر لیا اس محنت میں شیر کو پیاس لگی تو وہ پانی پینے چلا گیا لومڑی نے اس وقفہ میں گدھے کا دل، جگر، گردہ کھا لیا شیر نے آ کر دریافت کیا کہ دل گردہ کہاں ہے تو لومڑی نے جواب دیا اگر گدھے کے دل گردہ ہوتا ہے تو وہ تیرے پہلے حملہ کے بعد دوبارہ بہکانے سے تیرے پاس کیسے جاتا۔

بہ چشمہ تا آب خورد تا باز آمدن شیر روباہ جگر بندو دل و گردۂ
تاکہ پانی پیے۔ شیر کے واپس آنے تک لومڑی گدھے کا جگر اور دل اور گردہ کھا چکی
خر را خوردہ بُود کہ لطیف ترست شیر طلب کرد دل و
تھی کیونکہ عمدہ تھا شیر نے تلاش کیا تو دل، جگر نہ پایا
جگر نیافت از روبہ پرسید کہ دل و جگر و گردہ کجاست
لومڑی سے دریافت کیا کہ دل اور جگر اور گردہ کہاں ہے؟
روبہ گفت اگر اُورا دل و جگر بُودے آنچناں سیاستے کہ
لومڑی نے کہا، اگر اس کے دل و جگر ہوتا تو وہ سختی جو اس نے اس دن دیکھی تھی
دیدہ بُود آں روز بہزار حیلہ جان بُردہ بُود کے بر تو باز آمدے
جس سے ہزار حیلے سے جان بچائی تھی تو تیرے پاس کب آتا؟
لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ
اگر ہم سنتے اور سمجھتے تو دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے

بُرد خر را روبہک تا پیشِ شیر
لومڑی گدھے کو شیر کے سامنے لے گئی
پارہ پارہ کردش آں شیرِ دلیر
اس بہادر شیر نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے

تشنہ شد از کوشش آں سلطانِ دو
محنت کی وجہ سے وہ درندوں کا بادشاہ پیاسا ہو گیا
رفت سُوئے چشمہ تا آبے خورد
چشمہ کی جانب گیا تاکہ پانی پی لے

روبہک خورد آں جگر بندو دلش
لومڑی اس کا جگر اور دل کھا گئی
آں زماں چوں فرصتے شد حاصلش
اس وقت چونکہ اس کو موقع ملا

شیر چوں واگشت از چشمہ بخور
شیر جب چشمہ سے خوراک کی جانب واپس آیا
جُست در خر دل نہ دل بُد نے جگر
گدھے میں دل ڈھونڈا نہ دل تھا نہ جگر

گفت روبہ را جگر کو دل چہ شُد
لومڑی سے کہا جگر کہاں ہے، دل کیا ہوا
کہ نباشد جانور رازیں دوبُد
جانور میں یہ دونوں لازمی ہوتے ہیں

گفت اگر بودے ورا دل یا جگر
اس نے کہا اگر اس کے دل یا جگر ہوتا
کے بدیں جا آمدے بارِ دگر
وہ دوبارہ اس جگہ کب آتا؟

آں قیامت دیدہ بود و رستخیز
اس نے قیامت اور حشر دیکھا تھا
واں زکوہ افتادن و ہول و گریز
وہ پہاڑ سے گرنا اور خوف اور بھاگ دوڑ

۱ لو کنا۔ دوزخی دوزخ میں کہیں گے اگر ہم صحیح بات سن لیتے اور سمجھ جاتے تو آج دوزخ میں نہ ہوتے۔ روبہک۔ ذلیل لومڑی۔ سلطان دو۔ درندوں کا بادشاہ، شیر۔
۲ روبہک۔ جب شیر پانی پینے چلا گیا۔ تو لومڑی کو موقع مل گیا وہ گدھے کا دل اور جگر کھا گئی۔ شیر۔ شیر نے واپس آ کر دیکھا تو گدھے کا دل و جگر موجود نہ تھا۔
۳ گفت۔ شیر نے لومڑی سے کہا دل اور جگر تو ہر جانور میں ضرور ہوتے ہیں وہ اس گدھے کے کہاں ہیں۔ اگر بودے لومڑی نے کہا اگر اس گدھے کے دل و جگر ہوتا تو یہ دوبارہ تیرے پاس کیسے آتا۔ آں قیامت اس گدھے نے تیرا قیامت خیز حملہ دیکھا تھا اور پہاڑ پر سے سر کے گرا تھا۔

گر جگر بودے اُورا یا دل بُدے	بارِ دیگر کے برِ تو آمدے
اگر اس کے جگر ہوتا یا دل ہوتا	دوبارہ تیرے پاس کب آتا ؟
چوں نباشد نورِ دل دل نیست آں	چوں نباشد روح جُز گِل نیست آں
جب دل میں نور نہ ہو تو وہ دل نہیں ہے	جب روح نہ ہو تو مٹی کے سوا کچھ نہیں ہے
آں زجاجے کو ندارد نورِ جاں	بولِ قارورہ است قندیلش مخواں
وہ شیشہ جو جان کا نور نہیں رکھتا	اس کو قندیل نہ کہہ وہ پیشاب کی شیشی ہے
نورِ مصباح ست دادِ ذوالجلال	صنعتِ خلقست آں شیشہ سفال
چراغ کا نور خدا کی عطا ہے	شیشہ اور دیو لا مخلوق کی کاریگری ہے
لا جرم[۲] در ظرف باشد اعتداد	در لہب ہا نبود اِلّا اتحاد
لا محالہ ظرف میں تعدد ہے	روشنیوں میں اتحاد کے سوا کچھ نہیں ہے
نورِ شش قندیل چوں آمیختند	نیست اندر نورِ شاں اعداد و چند
جب چھ قندیلوں کا نور ملا دیا	ان کے نور میں تعدد اور شمار نہیں ہے
آں جہود از ظرفہا مُشرک شدست	نور دید آں مومن و مُدرِک شدست
یہودی ظرفوں کی وجہ سے مشرک بن گیا	مومن نے نور دیکھا وہ شناسا بن گیا
چوں نظر بر رُوح اُفتد مرو را	پس یکے بیند خلیلؑ و مُصطفٰےؐ
چونکہ اس کی نگاہ روح پر پڑتی ہے	اس لئے خلیلؑ اور مصطفٰیؐ کو ایک دیکھتا ہے
چوں نظر بر ظرف اُفتد روح را	پس دو بیند شیثؑ را و نوحؑ را
جب روح کی نظر ظرف پر پڑتی ہے	وہ شیثؑ اور نوحؑ کو دو دیکھتا ہے
جُو کہ آبش ہست جُو خود آں بُود	آدمی آنست کو را جاں بُود
جس نہر میں پانی ہے ، نہر وہی ہے	آدمی وہی ہے جس میں جان ہو
ایں نہ مرد انند ایں ہا صُورت اند	مُردۂ نانند و کُشتہ شہوتند
یہ مرد نہیں ہیں ، یہ مورتی ہیں	روٹی پر جان دینے والے ہیں اور شہوت پر قربان ہیں

حکایت آں راہب کہ روزہا چراغ میگشت درمیان

اس درویش کی حکایت جو دن میں چراغ لئے ہوئے بازار میں چکر لگاتا تھا اس

بازار از سرِّ حالتے کہ اُورا بُود

باطنی حالت کی وجہ سے جو اس کو حاصل تھی

---

۱ گر جگر بودے۔ اگر دل و جگر ہوتا تو یہ دوبارہ نہ آتا۔ چوں نباشد۔ جس عضو کا جو حاصل ہے اگر وہ عضو اپنا کام نہیں کرتا تو گویا وہ عضو ہی نہیں ہے دل میں جب نور نہ ہو تو وہ دل نہیں۔ انسان میں روح نہ ہو تو وہ محض مٹی کا پتلا ہے آں زجاجے۔ جس شیشہ میں روشنی نہیں وہ قندیل نہیں بلکہ پیشاب کی شیشی ہے۔ شیشہ۔ یعنی قندیل کا شیشہ۔ سفال۔ یعنی مٹی کا چراغ۔

۲ لا جرم۔ چراغوں اور قندیلوں میں تعدد اور دوئی ہے ان کی روشنی جو پھیلتی ہے اس میں وحدت ہے۔ آں جہود۔ یہود نے انبیاء کے اجسام پر نظر کی تو ان میں تعدد سمجھا بعض پر ایمان لائے اور بعض کا کفر کر دیا، مومن نے اجسام اور ظروف پر نظر نہ کی بلکہ روح اور نور کو دیکھا جس میں وحدت ہے تو اس کا عقیدہ ہوا کہ لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ "ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے ہیں"

۳ جو۔ نہر تو وہی ہے جس میں پانی ہو آدمی وہی ہے جس میں روح ہو۔ ایں۔ عوام انسان نہیں ہیں مورتیں ہیں۔ اس کو زندہ بھی نہ سمجھو یہ شہوت اور روٹی کے مقتول ہیں۔ حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ یہی ہے کہ بظاہر انسان بہت ہیں لیکن وہ انسان جن میں انسانیت ہو کمیاب ہیں۔

آں یکے[۱] با شمع بر میگشت روز — گردِ بازار و دلش پُر عشق و سوز

ایک شخص دن میں چراغ لئے ہوئے گھومتا تھا — بازار میں اور اس کا دل عشق سوزش سے پُر تھا

بوالفضولے گفت اُورا کاے فلاں — ہیں چہ میجوئی بسوئے ہر دُکاں

ایک بیہودہ نے اس سے کہا کہ اے فلاں! — ہر دُکان کے پاس تو کیا ڈھونڈتا ہے؟

ہیں چہ میگردی تو جُویاں با چراغ — درمیانِ روزِ روشن چیست لاغ

ہائیں، تو چراغ لئے ہوئے کیوں گھومتا ہے؟ — روشن دن میں (یہ) کیا مذاق ہے؟

گفت میجُویم بہر سُو آدمے — کہ بُودے از حیاتِ آں دمے

اس نے کہا میں ہر جانب انسان تلاش کرتا ہوں — جو اس سانس کی زندگی سے زندہ ہو

گفت من جُویائے انساں گشتہ اَم — می نیابم ہیچ و حیراں گشتہ اَم

اس نے کہا میں انسان کا جویاں بنا ہوں — میں کسی کو نہیں پاتا ہوں اور حیران ہو گیا ہوں

گفت مردے ہست ایں بازار پُر — مرد مانند آخر اے دانائے حُر

(فضولی) مرد نے کہا، یہ بازار بھرا ہوا ہے — اے عقلمند آزاد! بالآخر انسان ہی ہیں

گفت خواہم[۲] مرد بر جادہ دورہ — در رہِ خشم و بہنگامِ شرہ

اس نے کہا میں دو راہے راستہ پر انسان چاہتا ہوں — غصہ کے راستہ میں اور حرص کے وقت

وقتِ خشم و وقتِ شہوت مرد کُو — طالبِ مردے دوانم کُو بکُو

غصہ کے وقت اور شہوت کے وقت انسان کہاں ہے؟ — میں ایسے انسان کی طلب میں کوچہ بکوچہ دوڑتا ہوں

کُو دریں دو حال مردے در جہاں — تا فدائے اُو کنم امروز جاں

دنیا میں ان دو حالتوں میں انسان کہاں ہے؟ — تاکہ آج میں اس پر جان قربان کر دوں

گفت[۳] نادر چیز میجوئی و لیک — غافل از حکمِ قضائی نیک نیک

اس نے کہا تو کمیاب چیز تلاش کرتا ہے لیکن — تو (اللہ کی) قضا کے حکم سے بالکل غافل ہے

ناظرِ فرعی ز اصلے بے خبر — فرع مائیم اصل اُحکامِ قدر

تو شاخ کو دیکھنے والا ہے اصل سے بے خبر ہے — ہم شاخ ہیں تقدیر کے احکام اصل ہیں

چرخ گرداں را قضا گمرہ کند — صد عطارد را قضا ابلہ کند

قضا گھومنے والے آسمان کو گمراہ کر دیتی ہے — قضا سینکڑوں عطارد کو بے وقوف بنا دیتی ہے

۱ آں یکے۔ ایک خدا کا عاشق دن میں چراغ جلائے ہوئے کچھ ڈھونڈتا پھرتا تھا۔ ہیں۔ دن میں چراغ کی روشنی سے تلاش کرنا مذاق اور دل لگی کی بات ہے تو چراغ لئے کیا تلاش کر رہا ہے۔ گفت۔ اس عاشق خدا نے کہا میں ہر جانب ایسے آدمی کی تلاش میں ہوں۔ جو اللہ کی عطا کردہ روح سے زندہ ہو اور مجھے کوئی انسان نہیں ملتا ہے۔ مرد مانند۔ اس بیہودہ شخص نے کہا کہ یہ سارا بازار انسانوں سے پٹا پڑا ہے اور تجھے کوئی انسان نظر نہیں آتا۔

۲ خواہم مرد۔ اس عاشق خدا نے کہا میں ایسے انسان کی تلاش میں ہوں جو دو حالتوں یعنی غصہ اور حرص کے وقت سیدھے راستہ پر چلتا ہو۔ وقت خشم۔ شعر ظفر آدمی اس کو نہ جانیے گا ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم و ذکا۔ جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا۔ گو۔ اگر ایسا آدمی مجھے مل جائے تو میں اس پر جان قربان کر دوں۔

۳ گفت۔ اس شخص نے کہا ایسا انسان نادر اور کمیاب ہے اس کا ملنا دشوار ہے تو قضا خداوندی کے حکم سے غافل ہے اور انسان کے افعال کو اس کا اختیاری فعل سمجھتا ہے۔ ناظر۔ انسان کا اپنا اختیار کہاں ہے اصل تو تقدیر خداوندی ہے۔ چرخ۔ تقدیر خداوندی آسمان کو بھی راستہ سے بھٹکا دیتی ہے۔ عطارد ستارہ جو آسمان کا منشی ہے اس کو تقدیر احمق بنا دیتی ہے۔

تنگ ۱ گرداند جہانِ چارہ را — آب گرداند حدید و خارہ را
وہ تدبیر کی دنیا کو تنگ کر دیتی ہے — وہ لوہے اور (سنگ) خارہ کو پانی بنا دیتی ہے

اے قرارے دادہ رہ را گام گام — خام خامی خام خامی خام خام
اے (وہ کہ) تو نے بقدم بقدم راستہ (طے کرنا) قرار دیا ہے — تو کچا ہی کچا ہے، کچا ہی کچا ہے، کچا، کچا

چوں بدیدی گردشِ سنگ آسیا — آبِ جُورا ہم ببیں آخر بیا
جبکہ تو نے پن چکی کے پتھر کے چکر کو دیکھا ہے — آ بالآخر نہر کے پانی کو بھی دیکھ لے

خاک رادیدی بَر آمد بَر ہوا — درمیانِ خاک بنگر با دَرا
تو نے ہوا پر گرد کو دیکھا ہے — گرد کے درمیان ہوا کو دیکھ لے

دیگہائے ۲ فکر می بینی بجوش — اندر آتش ہم نظرمی کن بہوش
تو نے فکر کی دیگوں کو جوش میں دیکھا ہے — ہوش سے آگ کو بھی دیکھ لے

گفت حق ایوبؑ را در مکرمت — من بہر مونیت صبرے دادمت
اعزاز میں اللہ (تعالیٰ) نے (حضرت) ایوبؑ سے فرمایا — میں نے تجھے ہر ہر بال کی برابر صبر دیدیا ہے

ہیں بصبر خود مکن چندیں نظر — صبر دیدی صبر دادن رانگر
خبردار! اپنے صبر پر زیادہ نظر نہ کر — تو نے صبر دیکھا ہے، صبر دینے کو دیکھ لے

چند بینی گردشِ دولاب را — سر بروں کن ہم ببیں میراب را
رہٹ کی گردش کو کب تک دیکھے گا؟ — سر باہر کو نکال، پانی والے کو بھی دیکھ لے

تو ہمی گوئی کہ می بینم و لیک — دید آنرا بس علامتہاست نیک
تو کہتا ہے میں دیکھ رہا ہوں، لیکن — اس کے دیکھنے کی بہت سی علامتیں ہیں

گردشِ ۳ کف را چودیدی مختصر — حیرتت باید بدریا دَرنگر
جب تو نے دریا کے مختصر جھاگ دیکھے — تجھے حیرت درکار ہے، دریا کو دیکھ

آنکہ کف را دید سَر گو یاں بُود — وآنکہ دَریا دید اُو حیراں بُود
جس نے جھاگ کو دیکھا اس نے سر پیٹا — جس نے دریا دیکھا وہ حیران ہے

آنکہ کف را دید نیتہا کند — وآنکہ دَریا دید دل دَریا کند
جس نے جھاگ کو دیکھا وہ نیتیں کرتا ہے — اور جس نے دریا دیکھا وہ دل کو دریا بنا لیتا ہے

۱ تنگ۔ تقدیر کے سامنے تدبیر ہیچ ہے لوہے اور سنگ خارہ کو تقدیر پانی کر دیتی ہے۔ اے۔ تو نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ راستہ تیرے قدم طے کر رہے ہیں یہ تیری خام کاری ہے سب کچھ تقدیر کرتی ہے۔ چون بدیدی۔ تو ظاہر اسباب پر نگاہ رکھتا ہے اور حقیقی سبب سے غافل ہے۔ خاک۔ تو ظاہر پر نظر رکھتا ہے حقیقت اور باطن تجھ سے پوشیدہ ہے۔

۲ دیگہائے۔ جس طرح دیگ بغیر آگ کے جوش نہیں کھاتی اسی طرح اسباب ظاہری بغیر مؤثر حقیقی کے کچھ اثرات نہیں رکھتے ہیں۔ گفت۔ حضرت ایوبؑ کا صبر مشہور ہے خدا نے انکو بھی یہ حکم دیا تھا کہ اپنے صبر کو نہ دیکھو صبر دینے والے کو دیکھ۔ چند بینی۔ رہٹ کو نہ دیکھو رہٹ چلانے والے کو دیکھ۔ تو ہمی۔ تیرا دعویٰ تو یہ ہے کہ تو حقیقی سبب کو دیکھتا ہے لیکن حقیقی سبب کو دیکھنے والوں کی ایک علامت بھی تجھ سے نمودار نہیں ہے۔

۳ گردش۔ یعنی ان تعینات کی جو بہت تھوڑے ہیں تو نے یہ چہل پہل دیکھی ہے اگر مقام حیرت میں پہنچتا تو دریائے حقیقت ذات باری تعالیٰ پر نظر کرتا۔ آنکہ۔ جو صرف تعینات پر نظر رکھتا ہے اور ان کو دریا سے جدا چیز سمجھتا ہے وہ لاحاصل جدوجہد کرتا ہے جو شخص دریائے وحدت پر نظر رکھتا ہے اس کو محویت حیرانی حاصل ہوتی ہے۔ آنکہ۔ جو شخص تعینات کو دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو بالکل دریائے حقیقت سے جدا سمجھتا ہے اپنے عمل کو اپنی طرف منسوب سمجھ کر مختلف نیتیں اچھی بری کرتا ہے۔ وآنکہ دریا۔ جس نے بحر حقیقت کو دیکھ لیا ہے اس کا دل اس قدر وسیع ہے کہ وہ سب کچھ منجانب اللہ سمجھتا ہے۔

آنکہ ۱ سہا دیدہ باشد در شمار　　وآنکہ دریا دیدہ شد بے اختیار
جس نے جھاگوں کو دیکھا وہ گنتی میں ہے　　اور جس نے دریا کو دیکھا وہ بے اختیار ہو گیا

آنکہ کف رادید در گردش بُوَد　　وآنکہ دریا دید اُو بیغش بُوَد
جس نے جھاگ کو دیکھا وہ چکر میں ہے　　اور جس نے دریا کو دیکھا وہ بے کھوٹ ہے

آنکہ کف رادید بیگارش کُند　　وآنکہ دریا دید بردارش کُند
جس نے جھاگ کو دیکھا وہ اس سے بیگار لیتا ہے　　اور جس نے دریا کو دیکھا وہ اس کو سولی پر چڑھا دیتا ہے

آنکہ کف رادید گردد مست ۲ اُو　　وآنکہ دریا دید باشد غرقِ ہُو
جس نے جھاگ کو دیکھا وہ اس کا مست بنجاتا ہے　　اور جس نے دریا کو دیکھا وہ خدا میں غرق ہو جاتا ہے

آنکہ کف را دید آید در سخن　　وآنکہ دریا دید شد بے ما و من
جس نے جھاگ کو دیکھا وہ باتیں بناتا ہے　　اور جس نے دریا کو دیکھا وہ بیخودی اور بےانانیت کے ہو جاتا ہے

آنکہ کف رادید پالودہ شوَد　　وآنکہ دریا دید آسودہ شوَد
جس نے جھاگ کو دیکھا وہ صاف کیا جاتا ہے　　اور جس نے دریا کو دیکھا وہ آرام سے ہو جاتا ہے

دعوت کردنِ مسلمان مُرمُغے رابا سلام و جوابِ اُو
مسلمان کا ایک آتش پرست کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کا جواب

مُرمُغے راگفت مردے کاے فلاں　　ہیں مسلماں شو بباش از مومناں
ایک شخص نے ایک آتش پرست سے کہا اے فلاں!　　خبردار! مسلمان ہو جا، مومنوں میں سے بنجا

گفت ۳ اگر خواہد خدا مومن شوم　　ور فزاید فضل ہم مُوقِن شوم
اس نے کہا اگر خدا چاہے گا میں مومن بنجاؤنگا　　اگر زیادہ مہربانی کرے گا صاحب یقین بنجاؤں گا

گفت میخواہد خدا ایمانِ تو　　تا رہد از دست دوزخ جانِ تو
اس نے کہا خدا تیرے ایمان کا خواہشمند ہے　　تاکہ تیری جان دوزخ کے ہاتھ سے نجات پا جائے

لیک نفسِ نحس وآں شیطانِ زشت　　می کشندت سُوئے کفران و کُنشت
لیکن منحوس نفس اور بد شیطان　　تجھے کفر اور بت خانہ کی طرف کھینچتے

گفت اے منصف چو ایشاں غالبند　　یار اُو باشم کہ باشد زور مند
اس نے کہا اے منصف! جب وہ غالب ہیں　　میں اس کا دوست بنوں گا جو طاقتور ہو

۱ آنکہ کفہا۔ جو شخص دریائے حقیقت سے غافل ہے اور شخص بلبلوں اور جھاگوں کو دیکھ رہا ہے وہ اپنے افعال کو شمار کرتا ہے کہ کچھ اختیاری اور کچھ اضطراری ہیں اور وہ شخص جس کی دریا پر نظر ہے اپنے اختیاری افعال کو یہی سمجھتا ہے کہ یہ اختیار بھی خدا کا عطا کردہ ہے۔ گردش بود۔ یعنی ایسے شخص کو سکون حاصل نہیں ہوتا۔ بے غش بود۔ یعنی اس کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ بیگارش۔ یعنی دنیا کے دھندوں سے کھنچتا ہے اور اخروی اجر سے محروم رہتا ہے۔ بردارش کند۔ وہ مخلوق کو فنا کر کے خالق کی خدمت میں لگ جاتا ہے۔

۲ مست او۔ مخلوق میں مست ہو کر خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔ غرق ہو۔ یعنی فنا فی اللہ۔ در سخن۔ مصرع: آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔

۳ گفت۔ اگر آتش پرست نے کہا اگر خدا چاہے گا تو میں مومن بن جاؤں گا اور اگر مزید مہربانی ہوئی تو پھر موقن یعنی وہ مومن جس کو عین الیقین کا حصہ حاصل ہو بن جاؤنگا میخواہد۔ مسلمان نے کہا خدا تجھے مومن بنانا چاہتا ہے۔ تاکہ تجھے دوزخ سے نجات مل جائے لیکن تیرا نفس اور شیطان تجھے کفر اور بت خانے کی جانب کھینچ لیتے ہیں۔

یارِ آں اِتانم بُدن کو غالب ست — آں طرف افتم کہ غالب جاذب ست
میں اس کا یار بنوں گا جو غالب ہے — میں اس طرف جھکوں گا جو زیادہ کھینچنے والا ہے

چوں خدا میخواست از من صدقِ زفت — خواستش چہ سود چوں پیشش نرفت
جب خدا مجھ سے پختہ سچائی چاہتا ہے — اس کے چاہنے کا کیا فائدہ جبکہ اس کی نہیں چلتی ہے؟

نفس وشیطاں خواہشِ خود پیش بُرد — واں عنایت قہر گشت و خُرد و مُرد
نفس اور شیطان کی اپنی خواہش چلی — وہ مہربانی مغلوب اور ریزہ ریزہ ہو گئی

تو یکے قصرو سرائے ساختی — اندر وصد نقشِ خوش افراختی
تو نے ایک محل اور سرائے بنائی — اس میں تو نے اچھے نقش بنائے

خواستی مسجد شود آں جائے خیر — دیگرے آمد مر آنرا ساخت دیر
تو نے چاہا وہ اچھی جگہ مسجد بنے — دوسرا آیا اس نے اس کو بت خانہ بنا لیا

یا تو ۲ بافیدی یکے کرباس تا — خوش بسازی بہرِ پوشیدن قبا
یا تو نے سوت بنا تاکہ — پہننے کے لئے اچھی قبا بنائے

تو قبا میخواستی خصم از نبرد — رغمِ تو کرباس را شلوار کرد
تو نے قبا (بنانی) چاہی دشمن نے مخالفت سے — تیرے بر خلاف کپڑا کو شلوار بنا دیا

چارۂ کرباس چہ بُود جانِ من — جز زبونِ رائے آں غالب شدن
اے میری جان! کپڑے کے لئے کیا چارہ ہوگا؟ — غالب آنے والے کے تابع بن جانے کے سوا

اُو زبوں شُد جرم ایں کرباس چیست — آنکہ اُو مغلوبِ غالب نیست کیست
وہ مغلوب ہو گیا اس کپڑے کی کیا خطا ہے؟ — جو غالب سے مغلوب نہیں ہے وہ کون ہے؟

چوں کسے نا خواہِ اُو بروے براند — خار بُن دَر ملک و خانہ اُو نشاند
جب کسی نے اس کے خلاف اس پر حملہ کیا — اس کی ملکیت اور گھر میں کانٹوں کی جھاڑی لگا دی

صاحبِ ۳ خانہ بدیں خواری بُود — کایں چنیں بَروے خلافت میرود
گھر والا اس ذلت میں ہو — کہ اس طرح کی اس پر حکومت ہو

ہم خَلَق گردم من ار تازہ و نَوم — چونکہ یارِ ایں چنیں خوارے شوم
میں بھی بوسیدہ بن جاؤں گا خواہ تازہ اور نیا ہوں — جبکہ میں ایسے کمزور کا دوست بن جاؤں

چونکہ خواہِ نفس آمد مستعاں — تسخر آمد ایش شاء اللہ کاں
جبکہ نفس کی خواہش مددگار ہے — تو جو اللہ نے چاہا ہو مذاق ہے

۱ یار۔ آتش پرست نے کہا جبکہ نفس اور شیطان کا چاہا ہو رہا ہے۔ تو وہ ٹکرے [illegible] اور مجھے قوی کا ساتھ دینا چاہیے چوں خدا۔ اگر خدا مجھ سے سچائی چاہتا ہے اور نفس وشیطان کے مقابلہ میں اس کی کچھ نہیں چلتی ہے تو اس کے چاہنے کا کیا فائدہ ہے۔ خُرد مُرد۔ ریزہ ریزہ تو یکے۔ اگر کوئی ایک اچھا مکان بنا کر اس کو مسجد بنانا چاہے اور کوئی دوسرا اس پر غالب آ کر اس کو بت خانہ بنا دے تو مسجد بنانے والے کی خواہش کا کیا فائدہ ہوا۔

۲ یا تو۔ اگر تو نے کپڑا اس لئے بنا کہ تو اس کی قبا بنائے اور تیرا مخالف آ کر اس کو شلوار بنا دے تو کپڑے کیلئے اس کے سوا اور کیا چارہ ہے کہ غالب کے سامنے مغلوب ہو جائے چارہ کپڑے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ غالب کے سامنے مغلوب ہو جائے اور وہ جو کچھ اس کا بنانا چاہے بن جائے۔ چوں کسے جب کوئی شخص کسی پر غالب ہو جاتا ہے تو اس کا سب کچھ بگاڑ بنتا ہے۔

۳ صاحب خانہ۔ غاصب کے مقابلہ میں گھر کا مالک عاجز ہو جاتا ہے اور اس پر دوسرا حکمرانی کرتا ہے۔ ہم خلق۔ کمزور کا ساتھی بھی ذلیل ہوتا ہے۔ چونکہ۔ جب نفس اور شیطان غالب ہو تو یہ کہنا کہ جو اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے ایک مذاق کی بات ہے۔

من اگر اِ ننگ مُغاں یا کافرم — آں نیم کہ بر خدا ایں ظن برم
میں اگر آتش پرستوں کے لئے ننگ یا کافر ہوں — میں وہ نہیں کہ خدا پر اس طرح کا گمان کروں

گر کسے نا خواہِ او ورغمِ او — گردد اندر مُلکت او حُکم جو
اگر کوئی اس کی خواہش کے بغیر اور اس کی ذلت کے ساتھ — اس کی ملک میں حاکم ہو

مُلکت اورا فرو گیرد چنیں — کہ نیارد دم زدن دم آفریں
اس کی مملکت پر اس طرح قبضہ جما لے — کہ دم کو پیدا کرنے والا دم نہ مار سکے

دفعِ او میخواہد و می بایدش — دیو ہر دم غصہ می افزایدش
وہ اس کو دفع کرنا چاہے اور اس کو کرنا چاہیے — شیطان ہر وقت اس کا غصہ بڑھائے

بندۂ ایں دیو میباید شُدن — چونکہ غالب اُوست درہر انجمن
اس شیطان کا بندہ ہونا چاہیے — جبکہ ہر مجلس میں وہ غالب ہے

تا مبادا۲ اکیں کشد شیطان زمن — پس چہ دستم گیرد آنجا ذوالمنن
تاکہ ایسا نہ ہو کہ شیطان مجھ سے کینہ وری کرے — تو اس جگہ خدا میری دستگیری کرے گا؟

آنکہ او خواہد مُرادِ او شود — از کہ کارِ من دگر نیکو شود
جو وہ (شیطان) چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے — پھر کس دوسرے سے میرا کام اچھا ہو گا

مثلِ شیطان بردرِ رحمٰن
رحمٰن کے در پر شیطان کی مثال

حاش لِلّٰہ ایش شاء اللہ کاں — حاکم آمد در مکان ولا مکاں
اللہ پاک ہے، جو اس نے چاہا — وہ مکان اور لا مکان میں حاکم ہے

ہیچکس در ملک او بے امرِ او — در نیفزاید سرِ یک تارِ مو
کوئی شخص اس کے حکم کے بغیر اس کی ملک میں — ایک بال برابر زیادتی نہیں کر سکتا ہے

مُلک۳ مُلک اُوست فرماں آنِ او — کمتریں سگ بر درآں شیطانِ او
سلطنت اسی کی سلطنت ہے، حکم اس کا ہے — اس کا شیطان اس کے دروازہ پر ادنیٰ کتا ہے

تُرکماں راگر سگے باشد بدر — بُردرش بنہادہ باشد روے و سر
اگر تو کمان کے دروازے پر کتا ہو — اس کے دروازے پر منہ اور سر رکھے ہوتا ہے

---

۱ من اگر۔ میں خواہ کافر یا آتش پرست ہوں تو میں یہ خیال نہیں کر سکتا کہ اللہ کا چاہا ہوا نہ ہو اور شیطان اور نفس کی خواہش پوری ہو۔ گر کسے۔ آتش پرست کہتا ہے کہ میں عقیدہ نہیں رکھ سکتا کہ کوئی شخص خدا کی ملکیت میں اس کے برخلاف حکمرانی کر سکے اور خدا اس کے سامنے دم بھی نہ مار سکے اور خدا دشمن کو دفع کرنا چاہے اور دشمن دفع نہ ہو اور خدا کا غصہ اور بڑھتا رہے۔ بندہ اگر خدا اور شیطان کی یہی حالت ہے تو پھر خدا کی بجائے شیطان کا بندہ بن جانا چاہیے کیونکہ خدا مغلوب اور شیطان غالب ہے۔

۲ تامبادا۔ اس حالت میں اگر شیطان کی بجائے خدا کی بندگی کی جائے گی تو شیطان دشمن بن جائے گا اور خدا کوئی مدد نہ کر سکے گا۔ آنکہ۔ جب شیطان کا منشاء پورا ہوتا ہے تو پھر شیطان کے علاوہ میرا بھلا اور کون کر سکتا ہے۔ حاش للہ۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کا ارادہ پورا نہ ہو۔ ہیچکس۔ اس کی خدائی میں ایک ذرہ اس کے حکم کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

۳ ملک۔ دنیا اور آخرت اس کا ملک ہے شیطان اس کے در کا معمولی کتا ہے۔ ترکمان۔ یہ خانہ بدوش قوم تھی غارتگری اس کا پیشہ تھا حفاظت کے لئے یہ عموماً کتے بھی پالتے تھے گھر کے پیچھے ان کتوں کی دمیں کھینچے تھے لیکن اجنبی انسان پر وہی کتے نر شیر کی طرح حملہ کر دیتے تھے۔

کودکانِ خانہ دُمش میکشند — باشد اندر دستِ طفلاں خوار مَند
گھر کے بچے اس کی دم کھینچتے ہیں — وہ بچوں کے ہاتھوں ذلیل ہوتا ہے

بازا گر بیگانہ معبر کُند — حملہ بروے ہمچو شیرِ نر کُند
پھر اگر کوئی اجنبی گذرتا ہے — نر شیر کی طرح اس پر حملہ کرتا ہے

کہ[1] اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ شد — باولی گُل با عدُو چوں خار شُد
کیونکہ "وہ کفار پر سخت ہیں" بن گیا — دوست کیساتھ پھول اور دشمن کیساتھ کانٹا جیسا بنگیا

زآب تتماجے کہ دادش تر کماں — آنچناں وافی شدست و پاسباں
چلے حریرے کی وجہ سے جو تر کمان نے اسے دیا — ایسا وفادار اور محافظ بنگیا

پس سگِ شیطاں کہ حق ہستش کُند — اندرو صد فکرت و حیلت تند
تو شیطان کتا جس کو اللہ (تعالیٰ) پیدا کرتا ہے — اس میں سینکڑوں خیال اور حیلے ڈالتا ہے

آبرُوہا را غذائے او کُند — تا بُرد او آبرُوئے نیک و بد
آبروؤں کو اس کی غذا بناتا ہے — تاکہ وہ نیک اور برے کی آبرو اڑاتا رہے

آبِ تتماج ست آبِ رُوئِ عام — کہ سگِ شیطاں ازاں یابد طعام
عوام کی آبرو پتلا حریرہ ہے — کہ شیطان کتا اس سے غذا حاصل کرتا ہے

بر درِ[2] خرگاہِ قُدرت جانِ اُو — چوں نباشد حکم را قُرباں بگو
اس کی جان قدرت کے خیمہ کے دروازے پر — حکم پر قربان کیسے نہ ہوگی؟ بتا

گلہ گلہ از مُرید و از مَرید — چوں سگِ باسط ذراعے بالوَصِید
مرید اور سرکش جماعت در جماعت — کتے کی طرح چوکھٹ پر بازو پھیلائے ہوئے ہے

بر درِ کہفِ الوہیّت چو سگ — ذرّہ ذرّہ امر جُو بر جَستہ رگ
الوہیت کے غار کے دروازے پر کتے کی طرح — ذرہ ذرہ بھڑکتی ہوئی رگ کیساتھ حکم کا طالب ہے

اے[3] سگِ دیو امتحاں میکُن کہ تا — چوں دریں رہ می نہند ایں خلق پا
اے شیطان کتے! امتحان کر کہ کب تک — اس راستہ میں کس طرح یہ مخلوق پاؤں رکھتی ہے

حملہ میکُن منع میکُن می نگر — تا کہ باشد مادہ اندر صدق و نَر
حملہ کر، روک، دیکھ — کہ سچائی میں کون مادہ اور کون نر ہے؟

[1] کہ اس کتے کی یہ حالت تھی کہ مخالفوں اور دشمنوں کے لئے سخت تھے دوستوں کے لئے پھول اور دشمنوں کے لئے کانٹا تھے۔ ز آب۔ تر کمان اس کتے کو پتلا دلیا پلاتا تھا تو وہ اس کا اس قدر وفادار اور محافظ بن گیا۔ پس۔ جب معمولی غذا پانے پر کتا تر کمان کا ایسا فرمانبردار ہے تو شیطان جس کو خدا نے پیدا کیا اور طرح طرح کی غذا میں اس کو عطا کرتا ہے۔ وہ شیطان لوگوں کی آبرو سے غذا حاصل کرتا ہے۔

[2] بر در خرگاہ۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں شیطان اس کے حکم پر کیوں قربان نہ ہوگا۔ گلہ گلہ۔ خدا کے دربار میں ہر مراد مند اور ہر سرکش کتے کی طرح گلے ہاتھ بچھائے ہوئے بیٹھا ہے۔ وصید۔ چوکھٹ صحن۔ مرید۔ سرکش۔ بر در کہف۔ اللہ کے دربار کے غار کے سامنے شیطان کتے کی طرح بیٹھا ہے جس کا وروز دوا اللہ کے حکم کا منتظر ہے۔

[3] اے سگ۔ اللہ نے شیطان کو اس لئے بٹھا رکھا ہے تاکہ وہ دربار میں پہنچنے والوں کا امتحان کرے اور سچائی کے نر و مادہ کو پہچان لے اور جو سچائی میں مکمل نہیں ہیں ان کو دربار تک نہ پہنچنے دے۔ لہٰذا شیطان کا وجود انسان کے اختیار کے منافی نہ ہوا۔

پس اعوذ از بہر چہ باشد چو سگ گشتہ باشد از ترفع تیز تگ
تو اعوذ کس لئے ہوتی ہے؟ جب کتا بڑائی کی وجہ سے تیز دوڑتا ہے

ایں اعوذ آنست اے ترکِ خطا بانگ بر زن بر سگ ورہ بر گشا
یہ اعوذ اس لئے ہے کہ اے خطا کے ترک! کتے کو دھتکار اور راستہ کھولدے

تا بیایم بر درِ خر گاہ تو حاجتے خواہم ز جود و جاہِ تو
تاکہ میں تیرے خیمہ کے در پر آجاؤں تیری سخاوت اور رتبہ سے حاجت کا سوال کروں

چونکہ ترک از سطوتِ سگ عاجزست ایں اعوذ وایں فغاں ناجائزست
جبکہ ترک (بھی) کتے کے حملہ سے عاجز ہے یہ اعوذ اور یہ فریاد بیکار ہے

ترک ہم گوید اعوذ از سگ کہ من ہم ز سگ در ماندہ ام اندر وطن
ترک بھی کہے کہ میں کتے سے پناہ چاہتا ہوں کیونکہ میں بھی گھر میں کتے سے عاجز ہوں

تو نمی ۲ یاری بدیں در آمدن من نمی یارم زدر بیروں شدن
تو اس دروازے تک نہیں آسکتا میں دروازے سے باہر نہیں نکل سکتا

خاک اکنوں بر سرِ ترک و قنق کہ یکے سگ ہر دو را ابند و عنق
اب ترک اور مہمان کے سر پر خاک کہ ایک کتا دونوں کی گردنیں جکڑ دے

حاش لِلّٰہ ترک بانگے بر زند سگ چہ باشد شیرِ نرخوں قے کند
خدا پاک ہے، ترک ایسی ڈانٹ پلائے گا کتا کیا ہوتا ہے؟ نر شیر خون کی قے کردے

اے کہ خود را شیرِ یزداں خواندہٗ سالہا شُد با سگے در ماندہٗ
اے وہ! کہ تو اپنے آپ کو خدا کا شیر کہتا ہے سالوں گذر گئے تو کتے سے عاجز ہے

چوں ۳ کند ایں سگ برائے تو شکار چوں شکارِ سگ شُدستی آشکار
یہ کتا تیرے لئے شکار کب کرے گا؟ جبکہ تو کھلے بندوں کتے کا شکار بن گیا

جواب گفتنِ مومن سُنّی مر کافرِ جبری را د راثباتِ اختیارِ بندہ

بندہ کا اختیار کے ثابت کرنے میں سنی مومن کا جبری کافر کو جواب دینا

و دلیل گفتن کہ سُنّت راہے باشد کوفتۂ اقدام انبیاء علیہم السلام

اور دلیل بیان کرنا کہ سنت وہی راستہ ہے، جو انبیاء علیہم السلام کے پاؤں کا روندا

۱ پس اعوذ۔ تو اعوذ باللہ کی تعلیم اس لئے دی گئی ہے کہ دربار میں پہنچنے والوں پر اگر شیطان کتا بھونکے تو وہ اعوذ کے مالک کو پکار کر کہیں کہ وہ اپنے کتے کو راستہ سے ہٹادے تاکہ وہ دربار تک پہنچ سکیں۔ چونکہ جب ترک خود کتے سے عاجز ہو تو پھر اعوذ پڑھنا بالکل بیکار ہے۔ ترک۔ وہ ترک خود کتے سے پناہ مانگتا ہے۔

۲ تو نمی۔ ترک یہ کہے کہ کتے کے ڈر سے تو اندر نہیں آسکتا اور میں باہر نہیں نکل سکتا۔ خاک۔ ایسے ترک اور مہمان کے سر پر خاک ہو حاش اللہ۔ ترک سے یہ بات بہت بعید ہے کہ وہ کتے سے ڈرے کتا تو درکنار اس کی ڈانٹ سے شیر خون کی قے کردے۔ ایک انسان جو خلیفۃ اللہ ہے وہ شیطان کے ڈر سے اور مغلوب ہو جائے یہ بری بات ہے۔

۳ چوں کند۔ جب مالک خود کتے سے ڈرے تو کتا اس کے لئے کیا شکار کریگا۔ سنت۔ جبر و قدر کے معاملہ میں جو صحیح مسلک ہے وہ بین بین ہے اس کی ایک جانب جبر ہے اس عقیدہ کی رو سے انسان کا کوئی اختیار نہیں ہے جب انسان کو اختیار نہ ہو تو پھر اس کو اللہ کا حکم دینا اور منع کرنا درست نہ ہوگا لہٰذا اس عقیدہ کے مطابق انمیں تاویل کرنی ہوگی۔ اور پھر ان تاویلات کے نتیجہ میں جنت اور دوزخ کا انکار لازم آئیگا اسلئے جنت تو اختیاری طور پر حکم بجالانے کا انعام ہے اور دوزخ نہ ماننے والوں کی سزا ہے۔ اور اس مسلک کی بائیں جانب قدر کا عقیدہ جبر کی بنیاد پر انسان کو اپنے افعال کا خالق مانا جاتا ہے اور اللہ کی قدرت کو انسان کی قدرت سے مغلوب ماننا پڑتا ہے۔ اس کے نتائج جبر کے عقیدے کے نتائج سے بھی بدتر ہیں۔

وبر یمینِ آں راہ بیابانِ جبرست کہ خود را اختیار نہ بیندو
ہوا ہے اس کے دائیں جانب جبر کے جنگل کا راستہ ہے جو کہ اپنا اختیار نہیں
امر و نہی را منکر شود و تاویل کُند و از منکر شدنِ امر و نہی
سمجھتا ہے اور امر و نہی کا منکر ہو جاتا ہے اور تاویل کرتا ہے اور امر و نہی کے منکر ہونیسے بہشت
لازم آید انکار بہشت و دوزخ کہ بہشت جزائے مُطیعان
اور دوزخ کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ بہشت فرمانبرداروں کی جزاء ہے
امرست و دوزخ جزائے مخالفانِ امر و دیگر نگویم کہ بچہ انجامد
اور دوزخ حکم کے مخالفوں کی جزاء ہے میں اور مزید نہیں کہتا کہ کیا نتیجہ
کہ اَلعَاقِلُ تکْفِیْہُ الْاِشَارَۃُ وبر یسارِ آں راہ بیابانِ قدرست
نکلتا ہے۔ عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے اور اس کے بائیں جانب قدر کا جنگل ہے
کہ قدرتِ خالق را مغلوب قدرتِ خلق داند و ازاں فسادہا
جو اللہ کی قدرت کو مخلوق کی قدرت سے مغلوب سمجھتے ہیں اور اس سے وہ
زاید کہ آں مُغِ جبری بر شمرد
خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جنکو وہ جبری آتش پرست گنا تا ہے

گفت۱ مومن بشنو اے جبری خطاب — آنِ خود گفتی نک آوردم جواب
مومن نے کہا اے جبری ! بات سن — تو نے اپنی بات کہہ لی اب میں جواب دیتا ہوں

بازیِ خود دیدی اے شطرنج باز — بازیِ خصمت بہ بیں پہن و دراز
اے شطرنجی ! تو نے اپنی چال دیکھ لی — مخالف کی لمبی چوڑی چال بھی دیکھ لے

نامہء عذرِ خودت بر خواندی — نامہء سُنّی بخواں چہ ماندی
تو نے اپنے عذر کی کتاب پڑھ دی — سنی کی کتاب بھی پڑھ (کہ) تیرا کیا حال ہے؟

نکتہ گفتی جبریانہ در قضا — سِرِّ آں بشنوز من دَرما جرا
قضا کے بارے میں تو نے جبریوں کا نکتہ بیان کر دیا — معاملہ میں مجھ سے اس کا راز سن لے

اختیارے۲ ہست مارا بے گماں — حس را منکر نتانی شد عیاں
یقیناً ہمارے لئے (بھی) اختیار ہے — تو آنکھوں دیکھی حس کا انکار نہیں کر سکتا

اختیارِ خود ببیں جبری مشو — رہ رہا کردی براہ آ کج مرو
اپنے اختیار کو دیکھ جبری نہ بن — تو نے راستہ چھوڑ دیا راستہ پر آجا، ٹیڑھا نہ چل

۱ گفت۔ سنی مسلمان نے جبر کے عقیدے والے کو جواب دیا۔ جبری۔ وہ شخص جو جبر کا عقیدہ رکھتا ہو۔

۲ اختیارے۔ جبر کے عقیدے میں انسان کے اختیار کا بالکل انکار ہے مولانا انسان کے اختیار کو ثابت کرتے ہیں۔

سنگ ۱؎ را ہر گز نگوید کس بیا — از کلوخے کس کجا جوید وفا

پتھر سے کوئی نہیں کہتا کہ تو آ جا — ڈھیلے سے وفا داری کون چاہتا ہے؟

آدمی را کس نگوید ہیں بپر — یا بیا اے کور خوش در من نگر

انسان سے کوئی نہیں کہتا، ہاں اڑ — یا اے اندھے، آ مجھے غور سے دیکھ

گفت یزداں ما علی الاعمیٰ حرج — کے نہد بر کس حرج رب الفرج

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اندھے پر تنگی نہیں ہے — کشادگی کا پروردگار کسی پر تنگی نہیں ڈالتا ہے

کس نگوید سنگ را دیر آمدی — یا کہ چوبا تو چرا بر من زدی

پتھر سے کوئی نہیں کہتا کہ تو تاخیر سے آیا — یا اے لکڑی! تو نے مجھے کیوں مارا؟

ایں ۲؎ چنیں واجستہا مجبور را — کس نگوید یا زند معذور را

مجبور سے ایسی جواب طلبیاں — کوئی نہیں کرتا ہے؟ یا مجبور کو مارے

امر و نہی و خشم و تشریف و عتیب — نیست جز مختار را اے پاک جیب

حکم دینا اور روکنا اور غصہ اور اعزاز اور عتاب — اے پاک دل! مختار کے سوا کے لئے نہیں ہے

اختیارے ہست در ظلم و ستم — من ازیں شیطان و نفس ایں خواستم

ظلم اور ستم میں اختیار ہے — میری مراد نفس اور شیطان سے یہی تھی

اختیار اندر درونت ساکن ست — تا ندید او یوسفے کف را نخست

تیرے اندر اختیار باقی ہے — جبتک انے یوسف کو نہیں دیکھا ہاتھ کو زخمی نہیں کیا

اختیار و داعیہ در نفس بود — روش دید آنگہ پر و بالے کشود

اختیار اور داعیہ نفس میں تھا — ان کا چہرہ دیکھا پھر بال اور پر کھولے

سگ ۳؎ بخفتہ اختیارش گشتہ گم — چوں شکنبہ دید جنباں نید دم

سوئے ہوئے کتے کا اختیار گم ہو گیا ہے — جب معدہ دیکھا اس نے دم ہلائی

اسپ ہم جو جو کند چوں دید جو — چوں بجنبد گوشت گربہ گفت مو

گھوڑا بھی جو جو کرتا ہے جب جو دیکھتا ہے — جب گوشت ملتا ہے بلی میاؤں کہتی ہے

دیدن آمد جنبش آں اختیار — ہمچو نفخے ز آتش انگیزد شرار

دیکھنا اس اختیار کی حرکت بنا — اس پھونکنے کی طرح جو آگ سے چنگاریاں اڑاتا ہے

۱؎ سنگ۔ انسان کو حکم دیا جاتا ہے پتھر کو کوئی حکم نہیں دیتا ہے معلوم ہوا کہ انسان میں قدرت اور اختیار ہے۔ آدمی را۔ جس چیز کی انسان میں قدرت اور اختیار نہیں ہے اس کے بارے میں کوئی اس کو حکم نہیں دیتا ہے انسان سے کوئی نہیں کہتا کہ تو اڑ۔ کس نگوید۔ پتھر سے کوئی کسی طرح مطالبہ نہیں کرتا ہے اس لئے کہ جانتا ہے اس میں کوئی قدرت اور اختیار نہیں ہے۔

۲؎ ایں چنیں۔ جس قدر مطالبات ہیں وہ صاحب اختیار و قدرت سے ہیں، غصہ و غضب حکم اور ممانعت وغیرہ صاحب اختیار سے متعلق ہے۔ اختیار۔ انسان ظلم اور ستم کرنے اور کرنے۔ جب حکم کرتا ہے تو خود اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتا ہے نفس اور شیطان خود انسان کا ایک ارادہ ہے۔ ساکن۔ جب تک کسی طرح کا داعیہ پیدا نہیں ہوتا ہے تو انسان کا اختیار خوابیدہ رہتا ہے۔ تا ندید۔ اس سے حضرت یوسف اور مصری عورتوں کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

۳؎ سگ خفتہ۔ جب تک کتا ہڈی نہیں دیکھتا تو سوتا رہتا ہے ہڈی دیکھ کر دم ہلانا شروع کر دیتا ہے یہی حال انسان کے اختیار اور قدرت کا ہے جب تک کوئی داعیہ نہیں ہے وہ خوابیدہ ہے جب کوئی داعیہ ہو گا تو بیدار ہو جائے گا۔ جو جو کند۔ یعنی گھوڑا ہنہناتا ہے۔ مو۔ یعنی بلی ماؤں ماؤں کرتی ہے۔ دیدن۔ اس داعیہ کو دیکھنا اختیار کو بیدار اور متحرک بنا دیتا ہے۔

پس بجُنبد اختیارت چوں بلیس　　شُد دلالہ آردت پیغام و لیس
تو تیرا اختیار حرکت میں آجاتا ہے، جب شیطان　　دلالہ بنتا ہے، تیرے پاس دیس کا پیغام لاتا ہے

چونکہ مطلوبے بریں کس عرضہ کرد　　اختیار خُفتہ بگُشاید نبرد
جب اس شخص پر مطلوب پیش کیا　　سویا ہوا اختیار جنگ شروع کر دیتا ہے

واں فرشتہ خیرہا بر رغمِ دیو　　عرضہ دارد میکُند در دل غریو
فرشتہ، شیطان کے بر خلاف بھلائیاں　　پیش کرتا ہے، دل میں شور برپا کر دیتا ہے

تا بجُنبد اختیارِ خیرِ تو　　زانکہ پیش از عرضہ خُفتہ است ایں دو خو
تاکہ تیرا بھلائی کا اختیار حرکت میں آئے　　کیونکہ پیش کرنے سے پہلے یہ دونوں خصلتیں سوئی ہوئی ہیں

پس فرشتہ و دیو گشتہ عرضہ دار　　بہرِ تحریکِ عُروقِ اختیار
تو فرشتہ اور شیطان پیش کرنے والے بنے　　اختیار کی رگوں کو حرکت میں لانے کے لئے

می ۲ شود ز الہامہا و وسوسہ　　اختیارِ خیر و شرّت دہ کسہ
وسوسہ اور الہاموں کی وجہ سے بنجاتا ہے　　تیرا خیر اور شر کا اختیار دس مردوں والا

وقتِ تحلیلِ نماز اے با نمک　　زاں سلام آور دباید بر ملک
اے ملیح! نماز ختم کرنے کے وقت　　اسی لئے فرشتوں کو سلام کرنا چاہیے

کہ ز الہام و دُعائے خوبِ تاں　　اختیارِ ایں نمازم شُد رواں
کہ تمہاری اچھی دعا اور الہام سے　　اس نماز کا میرا اختیار ختم ہو گیا

باز از ۳ بعدِ گنہ لعنت کُنی　　بر بلیس ایرا کہ ازوے منحنی
پھر گناہ کے بعد تو لعنت کرتا ہے　　شیطان پر کیونکہ تو اسی وجہ سے کبڑا بنا

ایں دو ضد عرضہ کنندہ در سِرار　　در حجابِ غیب آمد عرضہ دار
در پردہ یہ دو متضاد پیش کرنے والے　　غیب کے پردے میں پیش کرنیوالے ہیں

چونکہ پردہ غیب بر خیزد ز پیش　　تو بہ بینی رُوئے دلّالانِ خویش
جب غیب کا پردہ سامنے سے اٹھ جائیگا　　تو اپنے دلالوں کا چہرہ دیکھ لے گا

وز سخن شاں واشناسی بے گزند　　کاں سخن گو در حجاب ایشاں بُدند
اور تو بلا تکلف ان کی گفتگو کو پہچان لے گا　　کہ پردے میں گفتگو کرنے والے یہی تھے

✿✿✿✿✿

۱۔ پس بجُنبد۔ شیطان تیرے معشوق کا پیغام لاتا ہے تو دلالہ کا کام کرتا ہے اور تیرا خوابیدہ اختیار حرکت میں آجاتا ہے اور جنگ شروع کر دیتا ہے۔ واں۔ فرشتہ۔ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ شیطان کے بر خلاف خبریں پیش کر کے دل میں خلجان پیدا کرتا ہے تاکہ شر کی بجائے خیر والا اختیار بیدار ہو جائے۔ پس۔ غرضکہ فرشتہ اور شیطان تو تیرے اندرونی اختیار کو متحرک کرتے ہیں اختیار تیرے اندر موجود ہوتا ہے۔

۲۔ می شود۔ جو اختیار خود انسان میں موجود ہوتا ہے وہ فرشتوں کے الہام اور شیطانوں کے وسوسوں کے ذریعہ قوی ہو جاتا ہے۔ وقت تحلیل۔ جس وقت نمازی سلام پھیرتا ہے تو فرشتوں کی بھی نیت کرتا ہے اس لئے کہ انہی کی ترغیب اور الہام سے اس نے نماز ادا کی ہے۔

۳۔ باز۔ گناہ کے بعد انسان شیطان پر اسی وجہ سے لعنت بھیجتا ہے کہ اس کے وسوسہ کی وجہ سے وہ گناہوں میں مبتلا ہوا اور اس نے کجروی اختیار کی۔ ایں دو۔ یعنی فرشتہ اور شیطان۔ چونکہ۔ حشر میں جبکہ دنیوی زندگی کا یہ حجاب ختم ہو جائے گا تو فرشتہ اور شیطان کو خود دیکھ لے گا اور جو پس پردہ ان کی باتیں تھیں ان کے ذریعہ تو ان کی شخصیتوں کو پہچان لے گا۔

دیو[1] گوید اے اسیرِ طبع و تن
شیطان کہے گا اے طبیعت اور جسم کے قیدی!
عرضہ میکردم نہ کردم زورِ من
میں نے پیش کیا تھا، میں نے مجبور نہ کیا تھا

واں فرشتہ گویدت من گفتمت
اور وہ فرشتہ تجھ سے کہے گا میں نے تجھ سے کہہ دیا تھا
کہ ازیں شادی فزوں گردد غمت
کہ اس خوشی سے تیرے رنج میں اضافہ ہو گا

آں فلاں روزت نگفتم من چناں
کیا میں نے فلاں روز تجھ سے ایسا نہ کہا تھا؟
کہ ازاں سُو یست رہ سُوئے جناں
کہ جنتوں کا راستہ اس جانب ہے

ما محبِّ جان و روح افزایِ تو
ہم جان کو پیلا کھنے والے تیری روح کو بڑھانے والے ہیں
ساجدانِ و مخلصِ بابایِ تو
تیرے باوا کے مخلص اور سجدہ کرنے والے ہیں

ایں زمانت خدمتے ہم میکنم
میں اس وقت بھی تیری خدمت کر رہا ہوں
سُوئے مخدومی صلایت میزنم
مخدوم بننے کی جانب تجھے بلاتا ہوں

آں گرہ بابات را بُودہ عدیٰ
وہ گروہ تیرے باوا کا دشمن تھا
وز خطابِ اُسْجُدُوا کردہ اِبا
اور "سجدہ کرو" کے حکم سے اس نے انکار کیا تھا

آں[2] گرفتی وانِ ما انداختی
تو نے وہ لے لیا اور ہماری بات کو نظر انداز کر دیا
حقِّ خدمت ہایِ ما نشناختی
تو ہماری خدمتوں کے حق کو نہ پہچانا

ایں زماں مارا وایشاں راعیاں
اب ہمیں اور ان کو آنکھ سے
درنگر بشناس از لحن و بیاں
دیکھ لے، لہجہ اور گفتگو سے پہچان لے

نیم شب چوں بشنوی زاری دوست
جب تو آدھی رات کو دوست کی آہ و زاری سنتا ہے
چوں سخن گوید سحر دانی کہ اوست
جب وہ صبح کو بات کرتا ہے تو جان لیتا ہے کہ وہ وہی ہے

وَر دو کس[3] دَر شب خبر آرد تُرا
اگر رات میں دو شخص تیرے پاس خبر لائیں
روز از گفتن شناسی ہر دورا
دن میں بات کرنے سے تو دونوں پہچان لیتا ہے

بانگِ شیر و بانگِ سگ شب دَر رسید
رات کو شیر کی آواز اور کتے کی آواز آئی
صورتِ ہر دو ز تاریکی ندید
تو نے اندھیرے کی وجہ سے دونوں کی صورت نہ دیکھی

روز شد چوں باز دَر بانگ آمدند
دن نکلا، پھر جب وہ بولے
پس شناسد شاں ز بانگ آں ہوشمند
تو وہ ہوشمند آواز سے ان کو پہچان لیتا ہے

---

[1] دیو۔ وہاں شیطان تجھ سے کہہ دے گا کہ میں نے دل میں وسوسہ ہی تو ڈالا تھا تجھے مجبور تو نہ کیا تھا۔ فرشتہ۔ فرشتہ تجھ سے کہہ دے گا کہ میں نے تیرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس گناہ کی لذت اور خوشی بہت سے غموں کا سبب بنے گی۔ آں فلاں۔ فرشتہ یہ بھی کہے گا کہ فلاں روز میں نے تجھے جنت کا راستہ بتلایا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ ہم تمہارے خیر خواہ ہیں اور تمہارے باپ حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے والے ہیں۔ ایں زمانت۔ فرشتہ یہ بھی کہتا ہے کہ جس طرح ہم نے تمہارے باپ کی خدمت کی تمہاری خدمت کرتے ہیں اور نیک راستہ بتا کر تجھے مخدوم بنانا چاہتے ہیں۔ آں گروہ۔ فرشتہ نے یہ بھی کہا کہ یہ شیاطین کی جماعت تمہارے باپ کی بھی دشمن تھی اور ان کو سجدہ کرنے سے اس نے انکار کیا تھا۔

[2] آں گر۔ فرشتہ کہہ دے گا کہ تو نے ہمارا کہنا نہ مانا اور شیطان کا کہنا مانا۔ ایں زماں۔ پہلے تو نے ہمیں دیکھا۔ نہ تھا آواز سنی تھی۔ اب آواز سے آواز ملا کر ہمیں پہچان لے ہم وہی ہیں یا نہیں ہیں۔ نیم شب۔ اندھیرے میں اگر کوئی تم سے بات کرتا ہے تو دن میں اس کی آواز سے پہچان جاتے ہو کہ رات میں بات کرنے والا شخص یہی تھا۔

[3] در دو کس۔ رات میں جو شخص باتیں کرتے ہیں دن میں انکی آواز پہچان کر تم متعین کر لیتے ہو کہ ان دونوں میں سے فلاں بات فلاں شخص نے کہی اور فلاں بات فلاں شخص نے کہی تھی رات میں اگر کتے اور شیر کی آواز سنی تھی تو دن میں جب دونوں کی آوازوں کو سنتا ہے تو جان جاتا ہے کہ رات کی فلاں آواز شیر کی تھی اور فلاں کتے کی تھی۔

مخلص۱ اینکه دیو و روح عرضہ دار — ہر دو ہستند از تتمۂ اختیار
خلاصہ یہ ہے کہ شیطان اور فرشتہ پیش کرنیوالے — دونوں اختیار کا تکملہ ہیں

اختیارے ہست در ما نا پدید — چوں دو مطلب دید آید در مزید
ہم میں چھپا ہوا اختیار ہے — جب دو مطلب دیکھتا ہے جوش میں آتا ہے

اُوستاداں کودکاں را میزنند — آں ادب سنگ سیہ را کے کُنند
استاد بچوں کو پیٹتے ہیں — یہ سزا کالے پتھر کو کب دیتے ہیں؟

ہیچ گوئی سنگ را فردا بیا — ور نیائی من دہم بدرا سزا
تو کبھی پتھر کو کہتا ہے، کل آنا — اگر تو نہ آئے گا تو میں برے کو سزا دوں گا

ہیچ عاقل مر کلوخے را زند — ہیچ با سنگے عتابے کس کُند
عقلمند انسان کبھی ڈھیلے کو مارتا ہے — کوئی کبھی پتھر پر غصہ کرتا ہے

در خرد جبر از قدر رسوا ترست — زانکہ جبری حسِ خود را منکر ست
عقلاً، جبر قدر سے زیادہ برا ہے — کیونکہ جبری اپنے حس کا منکر ہے

منکرِ حس نیست آں مردِ۲ قدر — فعلِ حق حسی نباشد اے پسر
قدری انسان حس کا منکر نہیں ہے — اے بیٹا! اللہ (تعالیٰ) کا کام حس میں نہیں آتا

منکرِ فعلِ خداوندِ جلیل — ہست در انکار مدلولِ دلیل
خداوند جلیل کے فعل کا منکر — دلیل کے نتیجہ کے انکار میں (مبتلا) ہے

آں بگوید دُو دہست و نارنے — نورِ شمعے بے ز شمع روشنے
وہ کہتا ہے، دھواں ہے اور آگ نہیں ہے — شمع کی روشنی بغیر شمع کے روشن ہے

ویں۳ ہمیں بیند معیّن نار را — نیست میگوید پئے انکار را
اور یہ جبری آگ کو موجود دیکھتا ہے — انکار کے لئے "نہیں ہے" کہتا ہے

جامہ اش سوزد بگوید نار نیست — جامہ اش دوزد بگوید تار نیست
اس کا کپڑا جلتا ہے، کہتا ہے آگ نہیں ہے — اس کا کپڑا سیتا ہے، کہتا ہے دھاگا نہیں ہے

پس تسفسط آمد ایں دعویٔ جبر — لا جرم بدتر بود زیں رُوز گبر
یہ جبر کا دعویٰ سوفسطائیت ہے — اس اعتبار سے وہ لامحالہ دہریہ سے بدتر ہے

❂❂❂❂❂

۱ مخلص۔ بات کا خلاصہ یہ نکلا کہ انسان نیکی اور بدی کرنے میں با اختیار ہے، مجبور نہیں ہے وہ اختیار پوشیدہ ہوتا ہے۔ مقصد کے سامنے آجانے پر اس اختیار میں مزید طاقت آجاتی ہے۔ اوستاداں۔ استاد بچہ کو مختار سمجھ کر غلطی پر مارتا ہے، پتھر چونکہ مجبور محض ہے اس کو کوئی نہیں مارتا ہے۔ ہیچ۔ پتھر کو مجبور مان کر کوئی شخص اس کو حکم دیتا ہے نہ اس کو سزا کا مستحق سمجھتا ہے۔ در خرد۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جبر کا عقیدہ تو قدر کے عقیدہ سے بھی بدتر ہے کیونکہ جبر کے عقیدہ کی بنیاد پر انسانی فعل کا انکار لازم آتا ہے جو محسوس چیز ہی ہے تو گویا جبری اپنے ایک محسوس کا منکر ہے۔

۲ مرد قدر۔ قدری شخص جو اپنے آپ کو خود مختار مانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا بندے کو اختیار عطا کرنے کا منکر ہے وہ اللہ کے ایک فعل کا منکر ہے جو حسی چیز نہیں ہے۔ منکر۔ قدری شخص جو اللہ تعالیٰ کے بندے کو اختیار عطا کرنے کا منکر ہے وہ صرف ایک نظری دلیل کے نتیجہ کا منکر ہے۔ آں بگوید۔ جبری عقیدے کا نتیجہ تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے دھواں موجود ہے مگر آگ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ خود بہ خود موجود ہو گیا ہے۔ اور مہ حق کا نور ہے لیکن مہ حق کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ خود بہ خود موجود ہو گیا ہے

۳ ویں۔ جبری محسوس کا انکار کرتا ہے تو گویا آگ کو دیکھتے ہوئے آگ کے وجود کا انکار کرتا ہے کپڑا آگ سے جل رہا ہے اور آگ کا انکار کرتا ہے دھاگے سے کپڑا سل رہا ہے اور دھاگے کا انکار کرتا ہے۔ پس تسفسط۔ جبر کا عقیدہ تو سوفسطائی عقیدہ ہو گیا ہے جو اشیاء کو موجود نہیں مانتا بلکہ اشیاء کے وجود کو وہم اور خیال کہتا ہے اور یہ سوفسطائی عقیدہ دہریہ کے عقیدہ سے بھی بدتر ہے۔

گبر گوید ہست عالم نیست ربّ ۔۔۔ یاربے گوید کہ نبود مستجب
دہریہ کہتا ہے عالم موجود ہے خدا نہیں ہے ۔۔۔ یا رب کہتا ہے جو قبول نہیں ہوتا ہے

ایں ہمی گوید جہاں خود نیست ہیچ ۔۔۔ ہست سوفسطائی اندر پیچ پیچ
یہ کہتا ہے کہ دنیا خود کچھ نہیں ہے ۔۔۔ سوفسطائی ، پیچ و تاب میں ہے

جملۂ عالم مُقرِ در اِختیار ۔۔۔ اَمر و نہی ایں بیارو آں میار
اختیار کا سارا جہاں مقر ہے ۔۔۔ حکم دینا اور منع کرنا یہ لا اور وہ نہ لا

اُو ہمی [۲] گوید کہ امر و نہی لاست ۔۔۔ اِختیارے نیست ایں جملہ خطاست
وہ کہتا ہے کہ حکم دینا اور منع کچھ نہیں ہے ۔۔۔ کوئی اختیار نہیں ہے یہ سب غلط ہے

حِس را حیواں مُقرست اے رفیق ۔۔۔ لیک [۳] اِدراکِ دلیل آمد دقیق
اے دوست! حس کا حیوان مقر ہے ۔۔۔ لیکن دلیل کا ادراک وقت طلب ہے

زانکہ محسوس ست مارا اختیار ۔۔۔ خوب می آید برو تکلیفِ کار
کیونکہ ہمارا اختیار محسوس ہے ۔۔۔ اس کی بنیاد پر کام کا مکلف بنانا مناسب ہے

درکِ وجدانی چوں اِختیار و اِضطرار و خشم و اِصطبار و
باطنی احساس جیسے کہ اختیار اور اضطرار اور غصہ اور صبر کرنا اور

سیری و ناہار بجائے حِس ست کہ زرد از سرخ بداں فرق
پیٹ بھرنا اور بھوک ، حس کے قائم مقام ہے جو کہ زرد کو سرخ سے

کُنند و خُرد از بزرگ و تلخ از شیریں و مُشک از سرگیں و درشت
اور چھوٹے کو بڑے سے اور کڑوے کو میٹھے سے اور مشک کو گوبر سے اور سخت

از نرم و سرد از گرم و سوزاں از شیر گرم و تر از خشک و لمس
کو نرم سے سرد کو گرم سے اور جلانے والے کو کنکنے سے اور تر کو خشک سے اور دیوار

دیوار از لمس درخت پس منکر وجدانی منکر حِس باشد و زیادہ
کے چھونے کو درخت کے چھونے سے فرق کرتی ہے تو باطنی احساس کا منکر حس کا منکر ہوگا

کہ وجدان از حِس ظاہر ترست زیرا کہ حِس راتواں بستن و
اور اس سے بھی بڑھ کر کیونکہ باطنی احساس حس سے بڑھ کر ہے کیونکہ حس کو احساس کرنے سے باندھا

منع کردن از احساس و بستنِ راہ و مَدخَلِ وجدانیات
اور روکا جا سکتا ہے اور باطنی احساسات کے راستے اور مدخل کو بند کرنا ممکن نہیں ہے

[۱] گبر گوید۔ دہریہ اختیاری حالت میں عالم کو موجود مانتا ہے خدا کا منکر ہے لیکن اضطراری حالت میں خدا کو بھی پکارنے لگتا ہے۔ اور سوفسطائی عالم کے وجود ہی کا منکر ہے۔ جملۂ عالم دنیا کے سب انسان انسان کے اختیار کے قائل ہیں اسی لیے ایک دوسرے کو حکم دیتا ہے اور منع کرتا ہے اگر مخاطب کو مختار نہ سمجھتے تو نہ حکم دیتے نہ منع کرتے۔

[۲] او۔ جبری یہ کہتا ہے کہ حکم دینا اور روکنا سب غلط ہے انسان کو کرنے نہ کرنے میں کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ حس۔ حیوانات تک حس کے قائل ہیں لیکن جبری اس کا انکار کرتا ہے۔

[۳] لیک۔ قدری جو بندہ کو مختار مطلق قرار دیتا ہے وہ دلیل جیسی دقیق چیز کا منکر ہے لہٰذا جبری قدری سے بے عقلی میں بڑھا ہوا ہے۔ زانکہ۔ انسان کا مختار ہونا بالکل حسی چیز ہے اسی بنا پر وہ مکلف قرار دیا گیا ہے۔

رامُمکن نیست وَ الْعَاقِلُ تَکْفِیْهِ الْاِشَارَۃُ

ممکن نہیں ہے اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

دَرکِ[۱] وجدانی بجائے حِسّ بُوَد　　　ہردو دریک جدول اے عم میرود

باطنی احساس حس کی جگہ ہے　　　اے چچا! دونوں ایک گول میں جاتے ہیں

نغزمی آید برو کُن یا مکُن　　　امرو نہی و ماجرا ہا در سخن

اسی پر بھلا بنتا ہے کر یا نہ کر　　　حکم دینا اور منع کرنا اور بات میں واقعات

ایں کہ فردا ایں کُنم یا آں کُنم　　　ایں دلیلِ اختیارست اے صَنم

یہ کہ کل یہ کروں گا، یا وہ کروں گا　　　اے پیارے! یہ اختیار کی دلیل ہے

واں پشیمانی کہ خوردی زاں بَدی　　　ز اختیارِ خویش گشتی مُہتدی

اور وہ شرمندگی جو تو نے بدی سے اٹھائی　　　اپنے اختیار سے تو ہدایت یاب بنا

جُملۂ[۲] قرآں اَمر و نہی ست و وعید　　　اَمر کردن سنگ مرمر راکہ دید

سارا قرآن امر اور نہی اور ڈر اوا ہے　　　سنگ مرمر کو حکم کرنا، کس نے دیکھا ہے؟

ہیچ دانا ہیچ عاقل ایں کُند　　　با کلوُخ و سنگ خشم و کیں کُند

کوئی سمجھدار کوئی عقلمند یہ کرتا ہے　　　ڈھیلے اور پتھر سے غصہ اور کینہ کرتا ہے؟

کہ بگفتم کہ چنیں کُن یا چناں　　　چوں نکردید اے موات و عاجزاں

کہ میں نے کہا تھا ایسا کر یا ویسا　　　اے مردو اور عاجزو! تم نے کیوں نہ کیا؟

عقل[۳] کے حکمے کُند بر چوب و سنگ　　　مُردِ چنگلی کے زند بر نقش چنگ

لکڑی اور پتھر کو عقل کب حکم دیتی ہے؟　　　چنگ بجانیوالا چنگ کی تصویر کو کب بجاتا ہے؟

کاے غلام بستہ دست اشکستہ پا　　　نیزہ بر گیرو بیا سُوئے وغا

کہ اے ہاتھ بندھے، پاؤں ٹوٹے ہوئے غلام!　　　نیزہ تھام اور جنگ کی جانب آ

خالقے کو اختر و گردوں کُند　　　امرو نہی جاہلانہ چوں کُند

وہ خالق جس نے ستارے اور آسمان بنایا　　　جاہلوں کا سا حکم دینا اور منع کرنا کب کرتا ہے؟

۱ درک۔ علم۔ وجدانی وہ علم جو وجدان کے ذریعہ حاصل ہو وجدان نفس اور اس کی باطنی قوتوں کو کہا جاتا ہے۔ مولانا کے فرمانے کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ معلومات تو وہ ہیں جو بذریعہ وجدان، انسان کو حاصل ہوتی ہیں۔ جیسا کہ مجبور ہونا مضطر ہونا یا غصہ اور صبر کرنا اور کچھ معلومات وہ ہیں جو بذریعہ حواس حاصل ہوتی ہیں جیسا کہ کسی چیز کا چھوٹا بڑا ہونا یا کڑوا میٹھا ہونا وغیرہ تو وجدانی معلومات ایسی ہی ہیں جیسا کہ وہ معلومات جو حواس کے ذریعہ ہوتی ہیں بلکہ وجدانیات، محسوسات سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں کیونکہ محسوسات کا ذریعہ حواس ہیں اور حواس انسان معطل کرسکتا ہے لیکن وجدان کو معطل کرنا ممکن نہیں ہے تو جو شخص کسی وجدانی معلوم کا انکار کرے تو وہ محسوس کے منکر کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ احمق ہے تو اس لحاظ سے جبریہ فرقہ جو انسان کے اختیار کا منکر ہے جو کہ ایک وجدانی چیز ہے قدریہ فرقہ سے زیادہ احمق ہے۔ جدول۔ گول۔ ایں کہ۔ انسان کا یہ کہنا کہ کل یہ کروں گا اختیار کی دلیل ہے۔

۲ جملہ قرآں۔ قرآن میں جس قدر وہ امر اور نہی ہیں وہ سب انسان کے اختیار کی بنیاد پر ہیں پتھر، ڈھیلا جن میں کوئی اختیار نہیں ہے ان کو نہ کوئی حکم دیتا ہے نہ ان کو کسی کام سے منع کرتا ہے۔

۳ عقل۔ جن چیزوں میں اختیار نہیں ہے ان کو کوئی حکم نہیں دیا جاتا اسے چنگ کی تصویر میں چونکہ بجنے کا اختیار نہیں ہے اس کو کوئی نہیں بجاتا ہے کاے۔ جس غلام کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں اس کو جنگ میں جاکر نیزہ بازی کا کوئی حکم نہیں دیتا ہے۔ خالقے۔ اللہ تعالیٰ جس کی حکمت سے ستارے اور آسمان بنا اس سے یہ بھلا فعل کیسے صادر ہوسکتا ہے کہ وہ غیر مختار کو حکم دے یا منع کرے۔

احتمالِ ۱ عجز از حق راندی جاہل و گیج و سفیہش خواند
تو نے اللہ تعالیٰ سے عاجزی کا احتمال رفع کیا اور اس کو جاہل اور احمق اور بیوقوف کہہ دیا

عجز نبود در قدر ور خود شود جاہلی از عاجزی بد تر بُود
قدر (کے عقیدہ) میں عجز (لازم) نہیں آتا ہے اگر آئے جہالت ، عجز سے بدتر ہے

ترک ۲ میگوید قنق را از کرم بے سگ و بے دلق آسوی درم
مہربانی سے ترک مہمان سے کہتا ہے میرے دروازے کی جانب بغیر کتے اور گدڑی کے آ جا

وز فلاں سُو اندر آییں با اُدب تا سگم بند دز تو دندان و لب
خبردار! فلانے دروازے سے ادب کیساتھ اندر آجا تاکہ میرا کتا تجھ سے ہونٹ اور دانت بند رکھے

تو بعکسِ آں کُنی بر در روی لا جرم از زخمِ سگ خستہ شوی
تو اس کا الٹا کرتا ہے دروازے پر جاتا ہے لا محالہ کتے کے زخم سے خستہ ہو جاتا ہے

آنچناں ۳ رو کہ غلاماں رفتہ اند تا سگش گردد حلیم و مہر مند
وہ روش اختیار کر جو غلام اختیار کرتے ہیں تاکہ اس کا کتا بردبار اور مہربان بن جائے

تو سگے با خود بری یا روبہے سگ بشور داز بنِ ہر خرگہے
تو اپنے ساتھ کتا یا لومڑی لے جاتا ہے ہر خیمہ میں سے کتا بھڑک جاتا ہے

غیرِ حقِ گر نباشد اختیار خشم چوں می آیدت بر جُرم دار
(اگر) خدا کے علاوہ (کسی کو) اختیار نہ ہو تو تجھے مجرم پر غصہ کیوں آتا ہے ؟

چوں ہمی خائی تو دنداں بر عدُو چوں ہمی بینی گُناہ و جُرم ازو
تو دشمن پر دانت کیوں پیستا ہے ؟ تو اس کی خطا کیوں سمجھتا ہے ؟

گر ز سقفِ خانہ چوبے بشکند بر تو افتد سخت مجروحت کند
اگر گھر کی چھت کی کوئی لکڑی ٹوٹ جائے تجھ پر گرے تجھے بہت زخمی کر دے

ہیچ خشمے آیدت بر چوبِ سقف ہیچ اندر کینِ اُو باشی تو وقف
تجھے چھت کی لکڑی پر کوئی غصہ آتا ہے ؟ تو کبھی اس سے کینہ کرنے میں مبتلا ہو گا ؟

۱ احتمال۔ جبری کا یہ خیال ہے کہ اگر نفس و شیطان کو مشیت خداوندی کے تابع نہ مانا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کا عجز اور مغلوبیت تسلیم کرنی پڑے گی۔ لیکن انسان کو مجبور قرار دیکر اس نے اللہ تعالیٰ کو جاہل اور احمق ٹھہرایا کہ اختیار کے نہ ہوتے ہوئے وہ امرونہی کرتا ہے۔ عجز نبود۔ اگر انسان کو مختار مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کا عجز لازم نہیں آتا اس لئے کہ بندہ کا اختیار مشیت کے تابع ہے اگر بالفرض لازم بھی آئے تو بندہ کے غیر مختار ہونے کی صورت میں خدائی امرونہی سے جو خدا کا جہل اور سفاہت لازم آتی ہے وہ اس سے بھی بدتر ہے۔

۲ ترک۔ مولانا نے ترک اور کتے اور آنے والے مہمان کی تشبیہ دے کر سمجھایا ہے کہ حضرت حق تعالیٰ نے بندہ کو ایسے راستہ بتا دیئے ہیں کہ شیطان کا ان میں کوئی دخل نہیں ہے بندہ ان راستوں کو اپنے اختیار سے چھوڑتا ہے تو شیطان کی مداخلت شروع ہو جاتی ہے اس صورت میں انسان پر نہ اللہ کی جانب سے جبر ہے نہ شیطان کی جانب سے اور نہ شیطان پر جبر ہے شیطان اللہ کا ایک کتا ہے اور وہ انکو ستاتا ہے جو اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر نہیں چلتے ہیں۔

۳ آنچناں۔ انسان اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے گا تو شیطان اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا مہمان، غلاموں کی طرح ترک کے خیمہ میں آئے گا۔ تو کتا اس کو نکالے گا۔ تو سگے۔ انسان غلط روی اختیار کر کے شیطان سے تکلیف اٹھاتا ہے۔ غیر حق۔ جبریہ کے عقیدہ کے مطابق اگر انسان مجبور محض ہے تو پھر خطاوار پر

غصہ کیوں کرتا ہے۔ گرز سقف۔ اگر چھت کی لکڑی سے تکلیف پہنچتی ہے تو انسان اس کو غیر مختار سمجھ کر کبھی اس پر غصہ نہیں کرتا ہے۔ ہیچ۔ جس چیز میں اختیار نہیں ہے اگر اس سے کوئی نقصان پہنچتا ہے تو انسان کو کبھی غصہ نہیں آتا ہے

کہ چرا بر من زد و دستم شکست — یا چرا بر من فتاد و کرد پست
کہ وہ میرے کیوں لگی اور میرا ہاتھ توڑ دیا؟ — یا وہ مجھ پر کیوں گری اور گرا دیا؟

اُو عدُو و خصمِ جانِ من بُدست — قاصداً در بندِ خونِ من شُدست
وہ میری جان کی دشمن اور مخالف تھی — قصداً میرے خون کی درپے ہوئی ہے

کودکانِ[1] خرد راچوں میزنی — چوں بزرگاں رامنزہ میکنی
تو چھوٹے بچوں کو کیوں پیٹتا ہے؟ — جبکہ تو بڑوں کو (اختیار سے) مبرا سمجھتا ہے

آنکہ دُزدد مالِ تو گوئی بگیر — دست و پایش رابِبر سازش اسیر
جو شخص تیرا مال چراتا ہے تو کہتا ہے پکڑ لے — اسکے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈال اس کو قید کر لے

وانکہ قصدِ عورتِ تومی کُند — صد ہزاراں خشم از تو میدمد
جو تیری بیوی کا قصد کرتا ہے — (اس پر) تیرے لاکھوں غصے پھوٹ پڑتے ہیں

گر بیاید[2] سیل رختِ تو بَرد — ہیچ باسیل آورد کینے خرد
اگر سیلاب آئے اور تیرا سامان (بہا) لے جائے — کوئی عقل سیلاب سے کینہ وری کرتی ہے

ور بیاید باد و دستارت رَبود — کے ترا با باد دل خشمے نمُود
اگر ہوا آئے اور تیری پگڑی (اڑا) لیجائے — تیرا دل، ہوا پر کب غصہ کرتا ہے

خشم در تو شد بیانِ اختیار — تا نگوئی جبریانہ اعتذار
تیرا غصہ کرنا اختیار کا بیان بنا — تاکہ تو جبریوں کی طرح بہانہ نہ کر سکے

گر شتربان[3] اُشترے رامیزند — آں شتر قصدِ زنندہ میکُند
اگر اونٹ والا اونٹ کو مارتا ہے — تو وہ اونٹ مارنے والے کا قصد کرتا ہے

خشمِ اُشتر نیست باآں چوبِ اُو — پس ز مختاری شتر بُردست بُو
اونٹ کا غصہ اس کی لاٹھی پر نہیں ہے — تو اونٹ نے بھی مختار ہونے کا پتہ لگا لیا ہے

ہمچنیں سگ گر بروسنگے زنی — بر تو آرد حملہ گردد منثنی
اسی طرح کتا اگر تو اس کے پتھر مارے — تیرے اوپر حملہ کرتا ہے پلٹتا ہے

سنگ را گر گیرد از خشمِ تو است — کہ تو دوری و ندارد بر تو دست
وہ اگر پتھر کو پکڑتا ہے تو تیرے اوپر غصہ کی وجہ سے ہے — کیونکہ تو دور ہے اور وہ تجھ پر قابو نہیں پاتا ہے

عقلِ حیوانی چو دانست اختیار — ایں مگو اے عقلِ انساں شرمدار
حیوانی عقل نے جب اختیار کو سمجھ لیا — اے انسانی عقل! شرم کر تو اس (جبر) کی قائل نہ ہو

---

[1] کودکاں۔ جبری انسان بچوں کو تعلیم و تربیت کے لئے پیٹتا ہے۔ بزرگاں۔ وہی جبری انسان بڑوں کو اختیار سے منزہ سمجھتا ہے۔ آنکہ۔ جبری انسان کا جب مال چوری ہوتا ہے تو وہ چور کو پکڑواتا ہے۔ وانکہ۔ جبری انسان کی بیوی پر اگر کوئی بدنظر ڈالتا ہے تو اس کو غصہ آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ چور کو اور اس بدنظر کو مختار سمجھتا ہے۔

[2] گر بیاید۔ پانی کے سیلاب اور ہوا پر اس جبری کو غصہ نہیں آتا ہے۔ چونکہ سمجھتا ہے کہ یہ چیزیں اختیار سے خالی ہیں۔ خشم۔ جبری کا دوسروں پر غصہ کرنا اس کی دلیل ہے کہ وہ اس کو مختار سمجھتا ہے۔

[3] گر شتربان۔ اونٹ تک یہ سمجھتا ہے کہ لاٹھی میں اختیار اور ارادہ نہیں ہے مارنے والے میں ہے لہٰذا اس پر حملہ کرتا ہے۔ سگ۔ کتا بھی ڈھیلے پر غصہ نہیں کرتا ڈھیلا مارنے والے پر غصہ کرتا ہے اگر ڈھیلے پر اس کا غصہ ہے تو در اصل وہ مارنے والے پر غصہ ہے جو اس کی دوری کی وجہ سے ڈھیلے پر اتارتا ہے۔ عقلِ حیوانی۔ جبکہ اونٹ اور کتا بھی انسان کو مختار سمجھتا ہے تو جبری کو اس عقیدے سے شرم کرنی چاہیے۔

روشن است ایں لیک از طمعِ سحور | آں خورندہ چشم می بندد ز نور
یہ (بات) واضح ہے لیکن سحری کے لالچ میں | وہ کھانے والا روشنی سے آنکھ بند کر لیتا ہے

چونکہ کلّی میلِ اوناں خوردنیست | رو بتاریکی کند کہ روز نیست
چونکہ اس کی پوری خواہش روٹی کھانے کی ہے | اندھیرے کی طرف منہ کر لیتا ہے کہ دن نہیں ہے

حرص چوں خورشید را پنہاں کند | چہ عجب گر پشت بر برہاں کند
لالچ جب سورج کو چھپا دیتا ہے | کیا تعجب ہے اگر دلیل کی طرف پشت کر لے

ایں مثل بشنو مشو منکر بداں | اختیارِ خویش را در امتحاں
یہ مثل سن لے اس کے باوجود منکر نہ بن | امتحان کے وقت اپنے اختیار کا

حکایت ۲ دزد کہ با شحنہ گفت کہ آنچہ کردم تقدیرِ خدا بودہ
حکایت اس چور کی جس نے کوتوال سے کہا کہ جو کچھ میں نے کیا خدائی تقدیر تھی اور

جوابِ شحنہ وہم دربیانِ تقریرِ اختیارِ خلق وہم بیانِ آنکہ
کوتوال کا جواب نیز مخلوق کے اختیار کو ثابت کرنے کے بیان میں نیز اس کا بیان کہ

تقدیرو قضا سبب کنندہ اختیارست و سلب کنندہ اختیار نیست
تقدیر اور قضا اختیار کو سبب بنانے والے ہیں اور اختیار کو سلب کرنے والے نہیں ہیں

گفت دزدے شحنہ را کاے پادشاہ | آنچہ کردم بود آں حکمِ الٰہ
ایک چور نے کوتوال سے کہا اے حاکم! | جو کچھ میں نے کیا، وہ خدا کا حکم تھا

گفت شحنہ آنچہ من ہم میکنم | حکمِ حق ست اے دو چشم روشنم
کوتوال نے کہا میں بھی جو کر رہا ہوں | اے میرے پیارے! خدا کا حکم ہے

از دکانے گر کسے تربے برد | کایں ز حکمِ ایزدست اے باخرد
کسی دکان سے اگر کوئی شخص مولی لے جائے | کہ اے عقلمند! یہ خدا کے حکم سے ہے

بر سرش ۳ کوبی دوسہ مشت اے کرہ | حکمِ حق ست ایں کہ اینجا باز نہ
دو تین گھونسے اس کے سر پر مار کہ اے نالائق! | خدا کا حکم ہے کہ اس جگہ واپس رکھ

در یکے ترہ چوں ایں عذراے فضول | می نیاید پیشِ بقالے قبول
اے بیوقوف ایک ترکاری کے بارے میں جبکہ یہ عذر | سبزی فروش کے لئے قابل قبول نہیں

توبدیں عذر اعتمادے می کنی | گرد مارو اژدہائے میتنی
تو اس عذر پر بھروسہ کرتا ہے | سانپ اور اژدھے کے گرد چکر لگاتا ہے

۱ روشن۔ جبری کی مثال اس شخص کی سی ہے جو سحری کھانے کے لالچ میں صبح صادق اور سورج سے منہ موڑ لے۔ حرص۔ انسان کی حرص سورج کو مخفی کر دیتی ہے تو دلیل کو مخفی کر دینا تو سہل ہے۔

۲ حکایت۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ بندہ کو اپنے افعال کا اختیار حاصل ہے۔ شحنہ۔ کوتوال۔ تقدیر۔ تقدیر خداوندی انسانی اختیار کو فعل کا سبب بناتی ہے۔ اختیار کو سلب نہیں کرتی ہے۔ پادشاہ۔ یعنی کوتوال۔ حکم الہ۔ یعنی تقدیر خداوندی۔ میکنم۔ یعنی میں تجھے جو سزا دے رہا ہوں۔ ترب۔ مولی۔

۳ بر سرش۔ اس چور کو مار اور کہہ دے کہ یہ بھی خدا کی تقدیر ہے مولی اسی جگہ لا کر رکھ دے۔ ترہ۔ ترکاری۔ جب سبزی فروش کے یہاں بھی عذر مقبول نہیں ہے تو اس بھروسہ پر گناہوں کا ارتکاب کس قدر حماقت ہے۔ بقال۔ سبزی فروش۔ مار۔ یعنی گناہ جس کے نتیجہ میں سانپ اور بچھو ڈسیں گے۔

از چنیں عذرا اے سلیم[۱] نا نبیل — خون و مال و زن ہمیکردی سبیل
اے بیوقوف، کمینے! ایسے عذر سے — تو نے جان اور مال اور بیوی کو قربان کر دیا

ہر کسے پس سبلت تو بر کند — عذر آرد خویش را مضطر کند
پھر تو ہر شخص تیری مونچھیں نوچے گا — عذر کرے گا اپنے آپ کو مجبور ٹھہرائے گا

حکم حق گر عذر می شاید ترا — پس بیاموز و بدہ فتویٰ مرا
اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کا عذر تیرے لئے مناسب ہے — تو مجھے سکھا دے اور فتویٰ دیدے

کہ مرا صد آرزو و شہوت ست — دستِ من بستہ ز بیم و ہیبت ست
کیونکہ میری بھی سینکڑوں آرزوئیں اور خواہشیں ہیں — خوف اور ہیبت سے میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں

پس[۲] کرم کن عذر را تعلیم دہ — بر گشا از دست و پائے من گرہ
تو مہربانی سے مجھے عذر کرنا سکھا دے — مجھ مجبور کے ہاتھ اور پاؤں کھول دے

اختیارے کردہٗ تو پیشہٗ — کاختیارے دارم و اندیشہٗ
تو نے ایک پیشہ اختیار کیا ہے — (اور تو سمجھتا ہے) کہ میں اختیار اور سمجھ رکھتا ہوں

ورنہ چوں بگزیدہٗ آں پیشہ را — از میانِ پیشہا اے کدخدا
ورنہ تو نے وہ پیشہ کیوں اختیار کیا؟ — اے صاحب! سب پیشوں میں سے

چونکہ آید نوبتِ نفس و ہوا — بیست مردہ اختیار آید ترا
جب نفس اور خواہش کی نوبت آتی ہے — تجھ میں بیس مردوں کا اختیار آجاتا ہے

چوں برد یک حبہ از تو یار سود — اختیارِ جنگ در جانت کشود
جب دوست تجھ سے ایک رتی کا فائدہ اٹھالیجاتا ہے — تو تیری جان میں لڑائی کا اختیار کشادہ ہو جاتا ہے

چوں[۳] بیاید نوبت شکر و نعم — اختیارت نیست از سنگے تو کم
جب شکر اور نعمتوں کی باری آتی ہے — تجھے اختیار نہیں ہے تو پتھر سے کم ہے

دوزخت را عذر ایں باشد یقیں — کاندریں سوزش مرا معذور بیں
تیرے لئے دوزخ کا بھی یہ عذر یقینی ہے — کہ اس جلانے میں مجھے معذور سمجھ

کس بدیں حجت چو معذورت نداشت — وز کفِ جلاد ایں دورت نداشت
اس دلیل سے تجھے کسی نے معذور نہ رکھا — اور جلاد کے ہاتھ سے تجھے اس نے دور نہ رکھا

۱؎ سلیم۔ احمق۔ نانبیل۔ کمینہ خون۔ یعنی جبر کے عقیدہ کے مطابق تیرا سب کچھ لیکر عذر کیا جا سکتا ہے اور لینے والا اپنے آپ کو مجبور ظاہر کر کے بری ہو سکتا ہے۔ حکم حق۔ یعنی گناہ کے سلسلہ میں اگر حکم کہہ کر عذر کیا جا سکتا ہے تو مجھے بھی یہ عذر سکھا دے میرے دل میں بھی بہت سے گناہوں کی تمنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے میں نہیں کر سک رہا ہوں۔

۲؎ پس۔ تیری بڑی مہربانی ہوگی اور مجھ مجبور کو آزادی حاصل ہو جائے گی۔ اختیار۔ انسان اپنے لئے کوئی پیشہ اختیار کرتا ہے۔ یہ اس کے اختیار کی دلیل ہے چونکہ۔ جبری انسان خواہش نفسانی کا ارادہ کرتا ہے۔ تو بیں۔ انسانوں کا اختیار اس میں آجاتا ہے اگر اس کا ایک رتی کا کوئی نقصان کر دیتا ہے تو لڑائی کا اختیار پورے بدن میں پھیل جاتا ہے۔

۳؎ چوں بیاید۔ جس وقت خدا کی اطاعت و عبادت کا معاملہ آتا ہے پھر جبری کہتا ہے کہ میں مجبور ہوں اور اپنے آپ کو پتھر سے بھی زیادہ غیر مختار ظاہر کرتا ہے۔ دوزخت۔ جب جہنم کی آگ میں جلے گا تو وہ بھی یہی کہے گی کہ میں جلانے میں مجبور ہوں۔ کس۔ جبری کے اس عذر کو دنیا میں کسی نے تسلیم نہیں کیا اور وہ سزا کے وقت جلاد کے ہاتھ سے اس عذر کی بنا پر نہ چھوٹ سکا اور دنیا کا نظم اسی انصاف سے قائم ہے کہ جبری کا عذر قبول نہ کیا جائے تو آخرت کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔

پس بدیں دادور جہاں منظوم شد — حالِ آں عالم ہمت معلوم شد
تو اس مصنف (حاکم) سے دنیا کا کام منظم ہو گیا — اس عالم کا حال بھی تجھے معلوم ہو گیا

حکایت ہم در جوابِ جبری و اثباتِ اختیار و صحتِ امر و نہی و دربیانِ آنکہ عذرِ جبری در ہیچ ملتے و دینے مقبول نیست و موجبِ خلاص نیست از سزائے آں کارکہ کردہ است چنانکہ خلاص نیافت ابلیس ^۱ بداں کہ گفت رب بما اغویتنی والقلیل یدل علی الکثیر

نیز حکایت جبری کے جواب میں اور اختیار ثابت کرنے اور حکم دینے اور روکنے کی صحت کے بارے میں اور اس بیان میں کہ جبری کا عذر کسی ملت اور دین میں مقبول نہیں ہے اور اس کام کی سزا سے جو اس نے کیا ہے، چھٹکارے کا سبب نہیں ہے چنانچہ شیطان اس قول کی وجہ سے کہ "خدا تو نے مجھے گمراہ کیا" چھٹکارا نہ پا سکا اور تھوڑا بہت پر دلالت کرتا ہے

آں یکے میرفت بالائے درخت — می فشاند اُو میوہ را دُز دانہ سخت
ایک شخص درخت پر چڑھا — چوروں کی طرح بہت پھل جھاڑنے لگا

صاحبِ باغ آمد و گفت اے دَنی — از خدا شرمیت کو چہ میکنی
باغ والا آیا اور اس نے کہا اے کمینے! — خدا سے تیری شرم کہاں گئی، تو کیا کر رہا ہے؟

گفت ^۲ از باغِ خدا بندہ خدا — گر خورد خرما کہ حق کردش عطا
اس نے کہا اللہ تعالیٰ کے باغ سے خدا کا بندہ — اگر کھجوریں کھا رہا ہے جو کہ اس کو خدا نے دی ہیں

عامیانہ چہ ملامت میکنی — بخل بر خوانِ خداوندِ غنی
جاہلوں کی طرح تو کیا ملامت کر رہا ہے — بے نیاز خدا کے دستر خوان پر بخل کر رہا ہے

گفت ^۳ اے ایبک بیاور آں رسن — تا بگویم من جوابِ بو الحسن
اس نے کہا اے غلام! رسی لے آ — تاکہ میں (اس) بھلے کا جواب دوں

پس ببستش سخت آندم بر درخت — میزد او بر پشت و ساقش چوب سخت
پھر اسوقت اس نے اس کو درخت سے کس کر باندھ دیا — اس کی کمر اور پنڈلی پر سخت لاٹھی مارنے لگا

گفت آخر از خدا شرمے بدار — می کشی ایں بیگنہ را زار زار
اس نے کہا، آخر خدا سے شرم کر — تو اس بے قصور کو بری طرح سے مار رہا ہے

---

^۱ ابلیس۔ شیطان نے بھی اپنی گمراہی پر اپنے جبر کا عذر پیش کیا تھا اور کہا تھا کہ میری گمراہی میری اختیاری نہیں ہے لیکن اس کا عذر مقبول نہ ہوا۔ دز دانہ چوروں کی طرح دنی۔ کمینہ۔

^۲ گفت۔ پھل جھاڑنے والے نے کہا کہ باغ خدا کا ہے اور میں خدا کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے چھوارے عطا کئے ہیں تو جاہلوں کی طرح مجھے کیوں ملامت کرتا ہے تو خدائی دستر خوان پر بخل کرتا ہے۔

^۳ گفت۔ باغ والے نے اپنے نوکر کو بلایا کہ رسی لا، میں اس کا جواب اس کو دے دوں گا اور رسی سے اس نے اس کو درخت سے باندھ کر مارنا شروع کر دیا۔ گفت۔ پھل چرانے والے نے کہا کہ تو خدا سے شرم کر مجھ بے گناہ کو کیوں مارے ڈالتا ہے۔

گفت اِ کز چوبِ خدا ایں بندہ اش ، میزند بر پشتِ دیگر بندہ خوش
اس نے کہا خدا کی لاٹھی سے یہ اس کا بندہ ، دوسرے بندے کی کمر پر خوب مار رہا ہے

چوبِ حق و پشت و پہلوآنِ اُو ، مَن غلامِ آلت و فرمانِ اُو
لاٹھی اللہ تعالیٰ کی ، کمر اور پہلو اللہ تعالیٰ کا ، میں اس کے آلے اور حکم کا غلام ہوں

گفت توبہ کردم از جبر اے عیار ، اختیارست اختیارست اختیار
اس نے کہا اے خالص ! میں نے جبر سے توبہ کی ، اختیار ہے ، اختیار ہے ، اختیار

اِختیارت اختیارش ہست کرد ، اختیارش چوں سوارے زیرِ گرد
تیرے اختیار کو اس کے اختیار نے پیدا کیا ، اس کا اختیار گرد کے نیچے کے سوار کی طرح ہے

اِختیارش اختیارِ ما کُند ، امر شُد ۲ بر اختیارے مُستند
اس کا اختیار ہمارے اختیار کو پیدا کرتا ہے ، حکم کا مدار اختیار پر ہے

حاکمی بر صورتِ بے اختیار ، ہست ہر مخلوق را در اقتدار
بے اختیار صورت پر حکومت کرنا ، قادر ہونے میں ہر مخلوق کو (حاصل) ہے

تا کشد بے اختیارے صَید را ، تابَرد بگرفتہ گوش اُو زید را
حتیٰ کہ وہ بے اختیار شکار کو کھینچ لیجاتا ہے ، حتیٰ کہ زید کا کان پکڑ کر لے جاتا ہے

لیک بے ہیچ آلتے صُنعِ صَمَد ، اختیارش را کمندِ او کُند
لیکن اللہ (تعالیٰ) کی کاریگری بغیر کسی آلہ کے ، اسکے اختیار کو اس کا پھانسہ بنا دیتی ہے

اِختیارش ۳ زیدرا قیدش کُند ، بے سگ و بے دام چوں صَیدش بُود
زید کا اختیار اس کو قید کر دیتا ہے ، وہ بغیر کتے اور جال کے شکار جیسا بنجاتا ہے

آں دروگر حاکمِ چوبے بُود ، واں مُصوّر حاکمِ خوبے بُود
بڑھئی ، لکڑی پر حاکم بن جاتا ہے ، مصور ، حسین کا حاکم بن جاتا ہے

ہست آہنگر بر آہن قیّمے ، ہست بنّا ہم بر آلت حاکمے
لوہار ، لوہے پر حاکم ہے ، معمار بھی اوزار پر حاکم ہے

نادرا باشد کہ چندیں اختیار ، ساجد آیدز اختیارش بندہ وار
عجب بات ہے کہ اس قدر اختیار ، اس (اللہ تعالیٰ) کے اختیار سے غلام کیطرح سجدہ کرنے والے ہیں

---

۱ گفت۔ باغ والے نے کہا کہ لاٹھی بھی خدا کی ہے میں بھی خدا کا بندہ ہوں تیری کمر اور پہلو بھی خدا کا ہے میں تجھے اللہ کے حکم سے مار رہا ہوں تو اس میں کیا برائی ہے۔ گفت۔ اس پر وہ جبری چور توبہ کرنے لگا اور بندے کے اختیار کا قائل ہو گیا۔ اختیارت۔ قدریہ کے عقیدہ کے خلاف مولا فرماتے ہیں کہ بندہ کا اختیار بھی اختیار خداوندی کا عطا کردہ ہے۔ بندہ کا اختیار ظاہر ہے اور حضرت حق تعالیٰ کا اختیار پوشیدہ ہے۔

۲ امر شد۔ جبریہ کے عقیدے کے خلاف مولانا فرماتے ہیں کہ تمام احکام اور نواہی کا مدار اختیار پر ہے جو بندہ کو حاصل ہے اسی لئے امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ "لا جبر ولا قدر ولکن امر بین امرین" یعنی نہ تو انسان مجبور ہے۔ نہ مختار محض بلکہ معاملہ بین بین ہے۔ حاکمی۔ بے اختیار پر تو ہر مخلوق حکمرانی کرتی ہے لہٰذا اللہ کی صفت خاصہ نہیں ہے۔ لیک۔ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے کہ وہ مختار پر بغیر کسی آلہ کے خود اس کے اختیار کو اس کی کمند بنا دیتا ہے اور اس کو پھانس دیتا ہے۔

۳ اختیارش۔ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے۔ کہ وہ انسان کو خود اس کے اختیار سے بغیر کسی آلہ کے شکار کر لیتا ہے۔ دروگر۔ بڑھئی۔ خوبے یعنی کسی حسین کی تصویر۔ بنا معمار۔ نادرا۔ اگر غیر مختار بندوں پر اللہ کی حکومت ہوتا اس میں کوئی ندرت نہیں ہے ندرت تو یہی ہے کہ بندہ مختار ہوتے ہوئے اس کے اختیار کا غلام

قدرتِ ۱ تو بر جمادات از نبرد
کے جمادی را از آنہاں نفی کرد

خصوصیت کی وجہ سے بے جان چیزوں پر تیری قدرت
ان کے بے جان ہونے کی کب نفی کرتی ہے؟

قدرتش بر اختیارات آنچناں
نفی نکند اختیار اے را ازآں

اس اللہ تعالیٰ کی قدرت اختیارات پر اسی طرح
اس سے اختیار کی نفی نہیں کرتی ہے

خواستش میگوئی برجہ کمال
کہ نباشد نسبتِ جبر و ضلال

اس (اللہ تعالیٰ) کے ارادہ کا اس کمال کے طریقہ پر قائل بن
تاکہ اللہ تعالیٰ کی جانب جبر اور گمراہی کی نسبت نہو

چونکہ گفتی کفرِ من خواہِ ویست
خواہِ خود را نیز ہم میدانکہ ہست

جب تو نے یہ کہا کہ میرا کفر اس کی منشاء ہے
تو اپنی منشاء کو بھی سمجھ لے کہ وہ ہے

زانکہ ۲ بیخواہِ تو خود کفرِ تو نیست
کفر بیخواہش تناقض گفتنی ست

کیونکہ تیری منشاء کے بغیر خود تیرا کفر ہی نہیں ہے
"بغیر منشاء کے کفر کرنا" متضاد بات کہنا ہے

امر عاجز را قبیح ست و ذمیم
خشم بدتر خاصہ از ربِّ رحیم

عاجز کو حکم دینا برا اور ناپسند ہے
غصہ کرنا زیادہ برا ہے خصوصاً رحیم پروردگار کی جانب سے

گاو گر یوغے نگیرد میزنند
ہیچ گاوے کو نپرّد شُد نژند

بیل اگر جوا نہیں لیتا ہے مارتے ہیں
بیل نہ اڑے تو وہ عاجز ہے

گاوْ چوں معذور نبود در فضول
صاحبِ گاو از چہ معذور دست ووَل

بیکار (معاملہ) میں جب بیل معذور نہ ہوا
(تو) بیل والا کس وجہ سے معذور اور احمق ہے؟

چوں ۳ نہ رنجور سر را بر مبند
اختیارت ہست بر سبلت مخند

جبکہ تو بیمار نہیں ہے سر کو نہ کس
تجھے اختیار ہے مذاق نہ اڑا

جہد کن کز جام حق یابی نوی
بیخود و بے اختیار آنگہ شوی

کوشش کر کہ خدائی جام سے تو تازگی حاصل کرلے
پھر تو بے خود اور بے اختیار ہو جائیگا

آنگہ آں مے را بُوَد کُل اختیار
تو شوی معذورِ مطلق مست وار

تب اس شراب کو پورا اختیار ہو گا
تو مدہوش کی طرح بالکل معذور ہو جائے گا

فنا فی اللہ کا مقام حاصل کرلیتا ہے تو پھر بیشک وہ بے اختیار ہو جاتا ہے۔ مے۔ جب وہ وحدت کی شراب پی کر مست ہو جاتا ہے تو معذور سمجھا جاتا ہے۔

۱ قدرت۔ جو چیز ماہیت کے لوازم میں سے ہے وہ ماہیت سے جدا نہیں ہوتی ہے۔ جماد کے بے اختیار ہونا اس کی ماہیت کے لئے لازم ہے اسی طرح انسان کا با اختیار ہونا اس کی ماہیت کے لئے لازم ہے انسان کی جمادات پر قدرت جمادات کے بے اختیار ہونے کو سلب نہیں کرتی ہے اسی طرح اللہ کا اختیار اور قدرت انسان کے اختیار کو فنا نہیں کرتا ہے۔ خواستش۔ انسانی افعال میں انسان کی مشیت اور ارادہ کو بھی دخل ہے جو مشیت خداوندی کے تابع ہے وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ اور تم نہیں چاہتے مگر وہ جو اللہ چاہے اگر تم ایسا نہ ہو گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف جبر اور گمراہ کرنے کی نسبت ہو جائے گی۔ چونکہ۔ جب جبری انسان یہ کہتا ہے کہ میرا کفر کرنا اللہ کی مشیت سے ہے تو کفر کرنے کا اس نے اقرار کیا اور کفر وہ ہے جو انسان اپنے ارادہ اور اختیار سے کرے تو گویا اس جبری نے اپنے اختیار کا اقرار کرلیا۔

۲ زانکہ۔ اپنے ارادہ سے اللہ کا انکار کرنا کفر ہے بلا اختیار کے انکار کرنا کفر نہیں ہے تو انسان اپنے کفر کا اقرار کرے اور پھر اپنا اختیار نہ مانے یہ دو متضاد باتیں ہیں۔ امر۔ عاجز کو حکم دینا بری بات ہے خدا اس سے منزہ ہے۔ گاو۔ بیل کو جوا کھینچنے کا اختیار حاصل ہے جو نہ کھینچنے پر پٹتا ہے۔ نہ اڑنے پر اس کو کوئی نہیں مارتا ہے۔ گاو۔ لغو کام میں جب بیل کو معذور نہیں سمجھا جاتا ہے تو اس کے مالک کو کیسے معذور سمجھا جا سکتا ہے۔

۳ چوں۔ جب جبری معذور ہے وہ ازراہِ طرافت عذر کرتا ہے۔ جہد کن۔ جب انسان ... کے ذریعہ

هر چه گوئی گفتۂ مے باشد آں | هر چه روبی رُفتۂ وے باشد آں
تو جو کچھ کہے گا وہ شراب کا کہا ہوا ہو گا | تو جو کچھ جھاڑے گا اس کا جھاڑا ہوا ہو گا

کے کُند آں مست جز عدل و صواب | کہ ز جامِ حق کشید ست اُو شراب
وہ مست انصاف اور صواب کے علاوہ کب کچھ کرتا ہے؟ | کیونکہ اس نے خدائی جام سے شراب پی لی ہے

جادواں فرعون را گفتند بیست | مست را پروائے دست و پائے نیست
جادو گروں نے فرعون سے کہہ دیا، ٹھہر جا | مست کو ہاتھ اور پاؤں کی پروا نہیں ہے

دست و پائے ما مئے آں واجد ست | دستِ ظاہر سایہ است و کاسد ست
ہمارے ہاتھ اور پاؤں اس خدا کی شراب (محبت) ہے | ظاہری ہاتھ سایہ ہے اور کھوٹا ہے

چوں بسر پُر شد ز جامِ اُو مُدام | خانۂ دل را فرو گیرد تمام
جب اس کے جام کی شراب سر میں بھر جاتی ہے | دل کے گھر کو پوری طرح گھیر لیتی ہے

معنیٔ ۲ ما شاء اللہ کان یعنی خواست اُوست و رضا
جو اللہ تعالیٰ نے چاہا ہوا کے معنی مشیت اس ہی کی مشیت ہے اور رضا مندی
رضائے اُو واز خشم و ردِ دیگراں دل تنگ نباشید کان
اس کی رضا مندی ہے تم دوسروں کے غصہ اور رد سے رنجیدہ نہ ہو (لفظ) کان
گرچہ لفظِ ماضی ست لیکن در فعلِ خدا ماضی و مستقبل
اگرچہ ماضی کا صیغہ ہے لیکن اللہ کے فعل میں ماضی اور مستقبل نہیں ہوتا ہے
نباشد کہ لَیْسَ عِنْدَ رَبِّنَا صَبَاحٌ وَّلَا مَسَاءٌ
جو اللہ تعالیٰ نے چاہا ہوا کے معنی مشیت اس ہی کی مشیت ہے اور رضامندی اس ہی کی رضامندی ہے

قول ۳ بندہ ایش شاء اللہ کاں | بہر آں نبود کہ مُنبل شوَد زاں
بندہ کا یہ کہنا، جو خدا نے چاہا وہ ہوا | اس لئے نہیں ہے کہ تو اس میں کاہل بنے

بلکہ تحریض ست بر اخلاص و جد | کاندراں خدمت فزوں شو مُستعد
بلکہ اخلاص اور کوشش پر برانگیختہ کرتا ہے | کہ تو اس دربار میں زیادہ مستعد بنے

گر بگویند آنچہ میخواہی تو راد | کار کارِ تست بر حسبِ مُراد
اگر وہ کہہ دیں اے جوانمرد! تو جو چاہے | کام تیرا ہی کام ہے منشاء کے مطابق

---

۱ بے گُند۔ لیکن شراب معرفت کا مست غلط کام نہیں کرتا ہے جادوان۔ فرعون کے جادوگر شراب معرفت کے مست ہو گئے تھے اور کہنے لگے تھے کہ ہمیں ہاتھ پاؤں کاٹے جانے کی کوئی فکر نہیں ہے۔ دست۔ جادوگروں نے کہہ دیا تھا کہ ہمارے اصل ہاتھ پاؤں شراب معرفت ہے یہ جسمانی ہاتھ پاؤں بے حقیقت ہیں۔ چوں۔ جب شراب معرفت دماغ کو چڑھتی ہے تو دل میں اتر جاتی ہے۔

۲ معنی۔ جو اللہ نے چاہا ہوا کے معنی یہ ہیں کہ اصل مشیت خداوندی اور رضا دراصل رضائے خداوندی ہے اور رضا دراصل رضائے خداوندی ہے دوسروں کی ناراضگی سے انسان کو رنجیدہ نہ ہونا چاہیے۔ کان۔ ہوا یہ ماضی کا صیغہ ہے جس میں گزرا ہوا زمانہ پایا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لفظ بولا جائے تو اس میں پھر ماضی مضارع کی بحث نہیں ہے اس لئے کہ اللہ کی نسبت سے نہ کوئی زمانہ گذرا ہوا ہے نہ آنے والا ہے۔

۳ قول بندہ پہلے یہ بتایا تھا کہ بندے کے فعل میں آدمی کی مشیت کا دخل ہے بظاہر ما شاء اللہ کان جو اللہ نے چاہا ہوا اس کے مخالف ہوتا ہے لہذا مولانا اس کے معنی سمجھاتے ہیں۔ ایش۔ ای شیٔ جو چیز منبل۔ کاہل۔ تحریض۔ برانگیختہ کرنا۔ خدمت یعنی بارگاہ خداوندی۔ گر بگویند۔ انسان سے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ کام تیری منشاء کے مطابق ہو جائے گا تو اس وقت انسان خدا کی اطاعت اور بندگی میں سستی کرتا ہے۔

آنگہاں تنبل کُنی جائز بُود — کانچہ خواہی وانچہ گوئی آں شوَد
اس وقت تو کاہلی برتے، جائز ہوگا — کیونکہ جو تو چاہے گا اور جو تو کہے گا وہ ہوگا

چوں بگویند ایش شاء اللّٰہ کان — حکم حکمِ اُوست مُطلق جاوِدان
جب وہ کہیں، جو اللہ نے چاہا ہوا — ہمیشہ اور مطلقاً اس کا حکم، حکم ہے

پس ۱ چرا صد مُردہ اندرورِ داُو — بر نگردی بندگانہ گردِ اُو
تو پھر کیوں سو انسانوں کی برابر اس کے گھاٹ میں — غلاموں کی طرح اس کے گرد چکر نہ کاٹے گا

گر بگویند آنچہ می خواہد وزیر — خواست آنِ اُوست اندر دار و گیر
اگر کہہ دیں کہ وزیر جو چاہے — پکڑ دھکڑ میں وہ منشاء کا مالک ہے

گردِ اُو گرداں شوی صد مُردہ زوُد — تا بریزد بر سَرت احسان وجُود
تو سو انسانوں کی طاقت سے اس کے گرد چکر کاٹے گا — تاکہ وہ تیرے سر پر احسان اور سخاوت بہا دے

یا گریزی از وزیر و قصرِ اُو — ایں نباشد جُستجوی و نصرِ اُو
یا تو وزیر اور اس کے محل سے بھاگے گا — یہ اس کی مدد اور جستجو نہ ہوگی

باژ ۲ گونہ زیں سخن کاہل شُدی — منعکس اِدراک و خاطر آمدی
تو اس بات سے الٹا کاہل بنا — تو الٹی سمجھ اور رائے والا ثابت ہوا

امر امرِ آں فلاں خواجہ است ہیں — چیست یعنی با جُز اُو کمتر نشیں
خبردار! حکم فلاں خواجہ کا حکم ہے — کیا ہے؟ یعنی اس کے سوا کے ساتھ نہ بیٹھ

گردِ خواجہ گرد چوں امر آنِ اُوست — کو کُشد دُشمن رہاند جانِ دُوست
خواجہ کے گرد چکر کاٹ جبکہ حکم اس کی ملکیت ہے — کیونکہ وہ دشمن کو مارے گا دوست کی جان چھڑا دیگا

ہر چہ اُو خواہد ہُماں یابی یقیں — یا وہ کم رو خدمتِ اُو بر گزیں
جو وہ چاہے گا وہ یقیناً تو حاصل کرے گا — بیہودہ روی نہ کر اس کا دربار منتخب کرلے

نے ۳ چو حاکم اُوست گرد اُو مگرد — تاشوی نامہ سیاہ و رُوی زرد
نہ کہ چونکہ وہ حاکم ہے اس کے گرد چکر نہ کاٹ — تاکہ تو سیاہ اعمال نامہ والا زرد چہرے والا بنے

چونکہ حاکم اُوست اورا گیر و بس — غیرِ اُورا نیست حکم و دسترس
چونکہ حاکم وہی ہے اس کو پکڑ اور بس — اس کے غیر کے لئے حکم اور قدرت نہیں ہے

حق بُود تاویل کاں گرمت کُند — پُر اُمید و چُست و باشرمت کند
وہ تاویل صحیح ہے جو تجھے سر گرم کر دے — تجھے پُر امید اور چست اور باحیا بنا دے

۱ پس۔ جب۔ یہ کہا گیا کہ جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے تو انسان اس کے دربار کے چکر کاٹتا ہے۔ صد۔ گھاٹ۔ گر بگویند اگر شاہی یا اعلان ہو جائے کہ ہر معاملہ میں خود مختار ہے تو تمام انسان اس کے گھر کا چکر کاٹیں گے اس کے محل سے گریز کرنا اس کی مدد کی طلب نہ ہوگی۔

۲ باژگونہ۔ جبری نے اس کا الٹا مطلب سمجھا اور عبادات میں سست پڑ گیا۔ امر امر آں۔ اگر یہ اعلان ہو کہ فلاں سردار کا حکم چلے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اس کی صحبت اختیار کر اس کا چکر کاٹ کہ وہ تجھے دشمن سے بچالے گا جو وہ چاہیگا تجھے ملے گا۔

۳ نے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ چونکہ وہ حاکم ہے لہٰذا اس کے قریب نہ جا۔ حق بود۔ قرآن و حدیث کے وہ معنی معتبر ہیں جو بندہ کو سرگرم عمل بنائیں اگر وہ معنی سست اور کاہل بناتے ہیں تو وہ تحریف ہے۔

ور کند سستت حقیقت ایں بداں ۔۔۔ ہست تبدیل ونہ تاویلست آں

اور اگر تجھے سست بنائے یہ حقیقت سمجھ لے ۔۔۔ وہ تحریف ہے تاویل نہیں ہے

ایں ابرائے گرم کردن آمدست ۔۔۔ تا بگیرد نا امیداں رادو دست

یہ سرگرم کرنے کے لئے آیا ہے ۔۔۔ تاکہ وہ مایوسوں کی دستگیری کرے

معنیٔ قرآن زقرآں پرس وبس ۔۔۔ وز کسے کآتش زدست اندر ہوس

قرآن کے معانی قرآن سے دریافت کر اور بس ۔۔۔ اور اس شخص سے جس نے ہوس کو پھونک دیا ہے

پیش قرآں گشت قربانے وپست ۔۔۔ تا کہ عین روح اوقرآں شدہ است

جو قرآن کے سامنے قربان اور فرمانبردار بن گیا ہو ۔۔۔ حتی کہ اس کی روح بعینہٖ قرآن بن گئی ہو

روغنے کو شد فدائے گل بکل ۔۔۔ خواہ روغن بوئے کن خواہی تو گل

جو تیل پھول پر بالکل فدا ہو گیا ہے ۔۔۔ (اب) تو خواہ تیل کو سونگھ لے یا پھول کو

گر نمیدانی بجو تاویل آں ۔۔۔ تاتابد بردلت آں را عیاں

اگر تو نہیں سمجھتا ہے تو اس کا مصداق تلاش کر لے ۔۔۔ تاکہ تیرے دل پر اس کا ظاہر چمک اٹھے

ہمچنیں ۲ قَدْ جَفَّ الْقَلَمُ وَ کَتَبَ اَنْ لَّا یَسْتَوِی

اور اسی طرح اس کی تاویل ہے کہ قلم (تقدیر) خشک ہو چکا ہے اور اس نے لکھ دیا ہے کہ

الطَّاعَۃَ وَالْمَعْصِیَۃُ وَلَا یَسْتَوِی الْاَمَانَۃُ وَالسَّرِقَۃُ جَفَّ الْقَلَمُ اَنْ لَّا

اطاعت اور نافرمانی برابر نہیں ہے اور نہ امانت اور چوری یکساں ہے قلم خشک ہو گیا ہے کہ شکر

یَسْتَوِی الشُّکْرُ وَالْکُفْرَانُ جَفَّ الْقَلَمُ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ

اور کفر برابر نہیں ہے قلم خشک ہو گیا ہے بیشک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے

ہمچنیں تاویل قد جف القلم ۔۔۔ بہر تحریض ست بر شغل اہم

اسی طرح بیشک قلم خشک ہو گیا ہے کی تاویل ۔۔۔ اہم کام کی مشغولیت پر برانگیختہ کرنے کیلئے ہے

پس ۳ قلم بنوشت کہ ہر کار را ۔۔۔ لائق آں ہست تاثیر و جزا

قلم نے لکھ دیا، کہ ہر کام کی ۔۔۔ تاثیر اور جزاء اس کے مناسب ہے

کژروی جف القلم کژ آیدت ۔۔۔ راستی آری سعادت زایدت

تو ٹیڑھا چلیگا تجھ میں کجی آئیگی (لکھ کر) قلم خشک ہو گیا ہے ۔۔۔ تو سیدھا پن اختیار کریگا تیرے لئے نیک بختی پیدا ہوگی

---

۱ ایں ۔ یعنی ماشاء اللہ کان سرگرم عمل کرنے کیلئے ہے معنی قرآں ۔ قرآن کا بعض بعض کی تفسیر کرتا ہے تو آیت کی تفسیر دوسری آیت کی روشنی میں ہونی چاہیے یا اس عالم سے کرائیجائے جس نے ہوا ہوس کو جلا ڈالا ہو ۔ پیش قرآں ۔ وہ عالم قرآن پر قربان ہو گیا ہو اور اس کی روح مجسّم قرآن بن گئی ہو ۔ روغنے ۔ اب اس عالم اور قرآن میں وہی نسبت ہوگی جو پھول کے روغن اور پھول میں ہے کہ دونوں کو سونگھنا یکساں ہے ۔ گر نمیدانی ۔ اگر سرگرم عمل کرنے والے معنی تجھ پر ظاہر نہیں ہوتے ہیں تو انکی تلاش کر ۔

۲ ہمچنیں ۔ یہ حدیث شریف ہے اور حدیث میں ہے جف القلم بما ہو کائن قلم (لکھ) خشک ہو گیا ہے ہر اس چیز کو جو ہونے والی ہے " اس پر صحابہؓ نے سوال کیا پھر عمل کس بات کے لئے آنحضور نے فرمایا ہر انسان کو اس چیز کی سہولت دے دی گئی ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے اگر وہ سعادت اور جنت کیلئے پیدا کیا گیا ہے تو اس سے سعادت اور جنت کے اعمال سرزد ہونگے اور اگر وہ شقاوت کیلئے پیدا کیا گیا ہے تو اس سے شقاوت اور جہنم کے اعمال سرزد ہونگے خلاصہ یہ ہے کہ قلم نے سعید کی سعادت اور شقی کی شقاوت لکھدی ہے اس طریقہ پر کہ یہ اعمال ہیں ۔ اور یہ اعمال شقاوت کے اعمال ہیں ۔

۳ پس ۔ قلم کے لکھنے کے معنی یہ ہیں کہ ہر کام کی تاثیر اس کی مناسبت سے تحریر کردی ہے کژروی ۔ قلم نے یہ لکھدیا ہے کہ اگر تو کجی اختیار کریگا تو نتیجہ کجی ہوگا اور سچائی اختیار کریگا تو اس سے سعادت پیدا ہوگی قلم نے لکھدیا ہے ظلم کا نتیجہ بدبختی ہے عدل کا نتیجہ راحت ہے چوری کا نتیجہ ہاتھ کٹنا ہے شراب پینے کا نتیجہ مستی ہے ۔

ظلم آری ، مُدبری جف القلم
جو ظلم کرے گا تو بدبختی سے لکھ کر قلم خشک ہو گیا ہے
عدل آری ، بر خوری جف القلم
تو انصاف کریگا پھل کھائیگا قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے

چوں بد زرود دست شد جف القلم
جب چوری کرے گا ہاتھ کٹا قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے
خوردہ بادہ مست شُد جف القلم
شراب پی کر مست ہو گیا قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے

تور واداری ۱؎ روا باشد کہ حق
تو جائز سمجھتا ہے ، مناسب ہو گا اللہ تعالیٰ
ہمچو معزول آید از حُکم سبق
ازلی حکم کی وجہ سے معزول کی طرح ہو جائے

کہ ز دست من بروں رفت ست کار
کہ معاملہ میرے قابو سے باہر ہو گیا
پیش من چندیں میا چندیں مزار
میرے سامنے اتنا نہ آ ، اتنی عاجزی نہ کر

بلکہ ۲؎ معنی آں بُود جف القلم
بلکہ معنی یہ ہیں کہ قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے
نیست یکساں پیش من عدل و ستم
میرے سامنے انصاف اور ظلم یکساں نہیں ہیں

فرق بنہادم میان خیر و شر
میں نے خیر و شر میں فرق رکھا ہے
فرق بنہادم زبد ہم از بتر
میں نے برے اور بدتر میں فرق رکھا ہے

ذرہ گر در توا فزاید ادب
اگر تجھ میں ادب کی ایک ذرہ بڑھوتری
باشدا زیارت بداند فضل رب
ہو ، دوست سے خدا کا فضل جانتا ہے

قدرِ آں ذرہ تُرا افزوں دہد
اس ذرے کی بقدر تجھے زیادہ دے گا
ذرہ چوں کوہے قدم بیروں نہد
(وہ) ذرہ پہاڑ کی طرح رونما ہو گا

پادشاہے ۳؎ کہ بہ پیشِ تخت اُو
وہ بادشاہ کہ اس کے تخت کے روبرو
فرق نبود از امین و ظلم جُو
امانت دار اور ظالم میں فرق نہ ہو

آنکہ می لرزد زبیم ردّ اُو
وہ شخص جو اس کے جواب سے لرز رہا ہو
وانکہ طعنہ میزند بر جدّ اُو
اور وہ شخص جو اس کی برائی پر طعنہ زن ہو

فرق نبود ہر دو یک باشد برش
دونوں میں فرق نہ کرے اس کے نزدیک دونوں یکساں ہوں
شاہ نبود خاکِ تیرہ بر سرش
وہ بادشاہ نہ ہو گا اس کے سر پر کالی مٹی ہو

ذرۂ گر جہدِ تو افزوں شود
اگر تیری کوشش میں ایک ذرہ بڑھے
در ترا زوئے خدا موزوں شود
وہ خدا کی ترازو میں تولا جائے گا

پیشِ ایں شاہاں ہمارہ جانکنی
ان بادشاہوں کے سامنے تو ہمیشہ مصیبت بھرتا ہے
بیخبر ایشاں زغدر و روشنی
وہ غداری اور نور (قلب) سے غافل ہیں

۱؎ تور واداری۔ اگر جف القلم کے یہ معنی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ ازل میں لکھ دیا ہے اور اب اس کی قدرت کے تحت کچھ نہیں ہے تو گویا اب خدا، خدائی سے معزول ہو گیا ہے۔ کہ ز دست۔ تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اے بندے اب تو میرے پاس نہ آ اب کام میرے قابو سے باہر ہے۔

۲؎ بلکہ۔ جف القلم کے صحیح معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے کہ انصاف اور ظلم یکساں نہیں ہیں۔ فرق۔ اور یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے خیر اور شر میں بد اور بدتر میں فرق کر دیا ہے۔ ذرہ۔ اگر تجھ میں تیرے دوست کے اعتبار سے ایک ذرہ بھی نیکی زیادہ ہے تو اس کو خدا جانتا ہے اور وہ اس ذرے کا بدلہ دے گا جو پہاڑ جیسا ہو گا۔

۳؎ بادشاہے۔ جس بادشاہ کے دربار میں امین اور ظالم میں فرق نہ ہو یا وہ شخص جو اس کے خوف سے لرزتا ہے اور وہ شخص جو اس کی برائی پر طعنہ زنی کرتا ہے اس کے دربار میں یکساں ہوں تو ایسے بادشاہ کے سر پر خاک۔ ذرہ۔ حقیقی خدا تو وہی ہے جس کی ترازو میں ایک ایک ذرہ تولا جائے۔ پیش۔ یہ دنیاوی بادشاہوں کا طور طریقہ ہے کہ تو تمام عمر اطاعت کرتا ہے اور ایک چغلخوری ساری بھلائی برباد کرا دیتا ہے۔

گفت غمازے کہ بد گوید ترا ضائع آرد خدمت را سالہا
اس چغلخور کی بات جو تجھے برا کہتا ہے وہ تیری سالوں کی خدمت کو ضائع کرا دیتا ہے

پیشِ ۱ شاہے کو سمیع ست و بصیر گفتِ غمازاں نباشد جائے گیر
اس بادشاہ کے سامنے جو کہ سمیع و بصیر ہے چغلخوروں کی بات نہیں ٹھہرتی ہے

جملہ غمازاں ازو آیس شوند سوئے ما آیند و افزایند بند
سب چغلخور اس سے مایوس ہو جاتے ہیں ہمارے پاس آتے ہیں اور رکاوٹ میں اضافہ کرتے ہیں

بس جفا گویند شہ را پیشِ ما کہ برو جف القلم کم کن وفا
اللہ (تعالیٰ) کا ہم سے بہت ظلم بیان کرتے ہیں کہ جا قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے وفا داری نہ کر

معنی ۲ جف القلم کے آں بود کہ جفاہا باوفا یکساں بود
قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا کے یہ معنی کب ہو سکتے ہیں؟ کہ ظلم ، وفا داری کے برابر ہوتا ہے

بل جفا راہم جفا جف القلم واں وفا راہم وفا جف القلم
بلکہ ظلم کے لئے (بدلہ) ظلم ہے قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے اور وفا کیلئے (بدلہ) وفا ہے قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے

عفو باشد لیک کو فرِّ امید کہ بود بندہ ز تقویٰ رو سپید
معافی ہو گی لیکن امید کی وہ شان و شوکت کہاں؟ کہ بندہ پرہیز گاری کی وجہ سے سرخرو ہو

دزد را گر عفو باشد جاں برد کے وزیر و خازنِ مخزن شود
چور کو اگر معاف کیا جاتا ہے تو جان بچا لیتا ہے وزیر اور خزانہ کا خزانچی کب بنتا ہے؟

اے ۳ امین الدین ربانی بیا کز امانت رست ہر تاج و لوا
اے امین الدین ، اللہ والے ! آ جا کیونکہ امانت کی وجہ سے تاج اور جھنڈا رونما ہوا ہے

پورِ سلطاں گر برو خائن شود آں سرش از تن بداں بائن شود
شہزادہ اگر بادشاہ کا خائن بن جائے اس کی وجہ سے اس کا سر تن سے جدا ہو جائے

ور غلامے ہندوے آرد وفا دولت اورا میزند طال بقا
اگر ہندوستانی غلام وفا برتے نصیبہ اس کیلئے زندہ باد کا اعلان کر دے

چہ غلام ار بر درے سگ باوفاست در دلِ سالار اورا صد رضاست
غلام کیا ، اگر دروازہ پر کتا وفادار ہے آقا کے دل میں اس کی جانب سے سینکڑوں رضامندیاں ہیں

---

۱ پیش شاہے۔ دانا بینا خدا کے دربار میں یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی چغلخور چغلخوری کر سکے، وہاں سے چغلخور شیطان وغیرہ مایوس ہو کر ہمارے پاس آ کر ہمیں بہکاتے اور شاہ کا ظلم بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے سب کچھ پہلے ہی لکھ دیا ہے اب اس کے ساتھ وفاداری کیوں کرتے ہو۔

۲ معنی۔ یہ چغلخور شیطان کا جواب ہے کہ جف القلم کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جفا اور وفا یکساں ہے وفاداری سے کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ جفا کا بدلہ جفا ہے اور وفا کا بدلہ وفا ہے۔ عفو باشد۔ شبہ ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو بھی معاف کر دے گا تو پھر اطاعت اور نافرمانی یکساں ہو گئی مولانا نے جواب دیا ہے کہ معافی تو ہو جائے گی لیکن وہ انعامات حاصل نہ ہوں گے۔ جو نیکو کاروں کو ملیں گے۔ دزد۔ چور کی معافی کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس کی جان بچ گئی لیکن اس کو وزیر اور خزانچی کا رتبہ تو حاصل نہیں ہوتا۔

۳ اے امین الدین یعنی شیخ حسام الدین یا ہر وہ مجتہد جو شریعت کا امین ہے یا مولانا کے دور کا ایک وزیر۔ پور۔ اگر بادشاہ کا بیٹا بادشاہ کا خائن ہوتو وہ گردن زدنی ہے اور اگر معمولی غلام وفاداری کرتا ہے تو اس کا نصیبہ اس کو مبارکباد دیتا ہے غلام تو در کنار کتا بھی وفاداری کرتا ہے تو آقا کے دل میں اس کے لئے سینکڑوں خوشنودیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

زیں[1] اچو سگ را بوسہ بر پوزش دہد — گر بود شیرے چہ پیروزش کند
اس (وفا) کی وجہ سے جب کتے کی تھوڑی چومتا ہے — اگر وہ شیر ہو تو اس کو کسقدر کامیابی عنایت کریگا؟

چہ مگر دزدے کہ خدمتہا کند — صدقِ او بیخ جفا را بر کند
سوائے اس چور کے جو خدمتیں کرے — اس کی سچائی ظلم کی جڑ اکھاڑ دے

چوں فضیلؒ رہزنے کو راست باخت — زاں کہ دہ مردہ بسوئے تو بتاخت
جیسا کہ ڈاکو حضرت فضیلؒ جنہوں نے سچائی کی بازی لگائی — کیونکہ دس انسانوں کی طاقت سے تیری جانب دوڑے

وانچناں[2] کہ ساحراں فرعون را — رُوسیہ کرد ند از صبر و وفا
اور جس طرح کے جادوگروں نے فرعون کا — منہ کالا کر دیا صبر اور وفا داری سے

دست و پاد ادند در جرم قود — آں بصد سالہ عبادت کے شود
قصور اور بدلے میں ہاتھ پاؤں دے دیئے — وہ سو سال کی عبادت سے کب ہوتا ہے؟

تو کہ پنجہ سال خدمت کردۂ — کے چنیں صدقے بدست آوردۂ
تو جس نے پچاس سال عبادت کی ہے — اسکی سچائی کب حاصل کی ہے؟

حکایت[3] آں درویش کہ درہرات غلامانِ عمید خراسانی را
اس فقیر کی حکایت جس نے عمید خراسانی کے غلاموں کو ہرات میں دیکھا
آراستہ دید براسپانِ تازی با قباہائے زر بفت و کلاہ ہائے
بنا ٹھنا، عربی گھوڑوں پر زربفت کی قبائیں پہنے ہوئے اور اکڑھائی سے ڈھکی
مغرق وغیرہ آں پرسید کہ ایں ہا کدام امیر اندوچہ
ہوئی ٹوپیاں اوڑھے ہوئے اس نے پوچھا یہ کونسے سردار ہیں؟ اور کیسے بادشاہ
شاہانند گفتند اورا کہ ایں ہا امیراں نیستند ایں ہا غلامانِ
ہیں؟ لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ سردار نہیں ہیں، یہ عمید خراسانی کے غلام
عمید خراسان اندرو بآسمان کرد کہ اے خداوند غلام
ہیں اس نے آسمان کی طرف منہ کیا کہ اے اللہ تعالیٰ غلاموں کو پرورش
پروردن از عمید بیاموز آنجا مستوفی را عمید گویند
کرنا عمید سے سیکھ لے وہاں وزیر اعظم کو عمید کہتے ہیں

آں یکے گستاخ رو اندر ہرے — چوں بدیدے او غلامِ مہترے
ایک منہ پھٹ نے ہرات میں — جب اس نے ایک سردار کے غلام کو دیکھا

[1] زیں۔ وفاداری اگر کتا بھی کرتا ہے تو آقا اس کا منہ چومتا ہے اور اگر شیر وفاداری کرے تو پھر اس کی کامیابی کا کیا ٹھکانا ہے چہ مگر پہلے فرمایا تھا کہ چور کو معاف تو کردیا جائے گا لیکن اس کو اونچے مقامات حاصل نہ ہونگے اب اس سے استثناء کرتے ہیں اس لئے کہ بعض ڈاکو لوگوں کو بڑے مقامات حاصل ہو گئے ہیں۔ چوں فضیل حضرت فضیل بن عیاض ڈاکو تھے پھر تائب ہوئے اور اولیاء اللہ میں ان کا شمار ہوا۔

[2] وانچناں۔ اسی طرح فرعون کے جادوگر توبہ کے بعد کامل بنے۔ روسیہ کردند۔ یعنی فرعون کو روسیاہ کیا۔ دست و پا۔ اللہ کی محبت میں ہاتھ پاؤں کٹوادیئے یہ مقام سو سال عبادت سے بھی بمشکل حاصل ہوتا ہے۔ تو کہ عام انسان پچاس سال عبادت کرتا ہے لیکن ان ساحروں کی سی سچائی اس کو حاصل نہیں ہوتی ہے۔

[3] حکایت۔ اس سے یہ بتایا ہے کہ جس طرح بادشاہوں کے سب غلام یکساں نہیں ہیں اسی طرح اللہ کے سب غلام یکساں نہیں اخلاص کے اعتبار سے بہت فرق ہے عمید کے غلام پورے مخلص تھے۔ عمید۔ مستوفی۔ خراسان ایک ملک ہے جس کا پایہ تخت ایک زمانہ میں ہرات تھا۔ گستاخ۔ بے منہ پھٹ۔ ہرے۔ شہر ہرات

حلّهٔ اطلس کمرزرّیں [1] رواں — رُوئے کردے سُوئے قبلہ آسماں
اطلس کا لباس سونے کی پیٹی (پہنے ہوئے) جارہا ہے — اس نے آسمان کی جانب منہ کیا

کاے خدا! زیں خواجۂ صاحب مِنَن — چوں نیا موزی تو بندہ داشتن
کہ اے خدا! اس احسانوں والے آقا سے — تو غلام رکھنا کیوں نہیں سیکھ لیتا

بندہ پروردن بیا موز اے خدا — زیں رئیس و اختیار شہرِ ما
اے خدا! بندہ پروری سیکھ لے — ہمارے شہر کے اس رئیس اور برگزیدہ سے

بُود محتاج و برہنہ بینوا — در زمستاں لرز لرزاں از ہوا
وہ محتاج اور ننگا بے سرو سامان تھا — جاڑے میں ہوا سے کانپ رہا تھا

انبساطے کرد آں از خود بَری — جرأتے بنمود اُواز لمترے
اس بے خود نے بے تکلفی برتی — اور پھکڑپن سے اس نے جرأت کی

اعتمادش [2] بر ہزاراں موہبت — کہ ندیمِ حق شُد اہلِ معرفت
ہزاروں بخششوں پر اس کو بھروسہ (تھا) — کیونکہ معرفت والا اللہ تعالیٰ کا مصاحب ہوتا ہے

گر ندیمے شاہ گستاخی کند — تو مکُن چوں تو نداری آں سَند
اگر بادشاہ کا مصاحب گستاخی کرے — تو نہ کر، کیونکہ تو وہ سہارا نہیں رکھتا ہے

حق میاں دادو میاں بہ از کمر — گر کسے تاجے دہد اُو داد سَر
اللہ (تعالیٰ) نے کمر عطا کی اور کمر پیٹی سے بہتر ہے — اگر کوئی تاج دیتا ہے تو اس نے سر دیا ہے

تایکے [3] روزے کہ شاہ آں خواجہ را — متہم کردو بہ بستش دست و پا
یہاں تک کہ ایک دن بادشاہ نے اس سردار پر — تہمت لگا دی اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے

آں غلاماں را شکنجہ می نمود — کہ دفینۂ خواجہ بنمائید زُود
ان غلاموں کو سزا دی — کہ آقا کا خزانہ جلد دکھاؤ

سرِّ اُو با من بگوئید اے خساں — ورنہ برّم از شما حلق و لساں
اے کمینو! اس کا راز مجھے بتا دو — ورنہ میں تمہارا حلق اور زبان کاٹ ڈالوں گا

مُدّتِ یک ماہ شاں تعذیب کرد — روز و شب اشکنجہ و افشار و درد
ایک مہینہ تک ان کو ستایا — دن، رات شکنجہ اور دباؤ اور تکلیف تھی

پارہ پارہ کرد شاں و یک غلام — رازِ خواجہ وانگفت از اہتمام
انکے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے اور ایک غلام نے (بھی) — ہمت کر کے، آقا کا راز نہ کھولا ۱۲۱

---

[1] کمرزریں۔ سونے کا پٹکا۔ خواجہ یعنی عمید خراسانی۔ مِنن۔ احسانات۔ اختیار یعنی۔ مختار برگزیدہ۔ بود۔ یعنی وہ درویش اگرچہ اہل اللہ میں سے تھا لیکن اس کی حالت نے اس کو مجبور کیا کہ وہ اللہ کے تقرب کے بھروسہ پر یہ کہہ گذرا۔ لمتر۔ توی بمروای درویش کی حالت ہے۔

[2] اعتمادش۔ بعض مقربین بارگاہ۔ خصوصی رحم و کرم کی بنیاد پر ایسی گستاخی کر بیٹھتے ہیں عوام کے لئے اس طرح کی بات مناسب نہیں ہے۔ ندیم۔ مصاحب حق۔ مولانا عمید کی عطا سے اللہ تعالیٰ کی فضیلت بتاتے ہیں۔

[3] تایکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس درویش کو اس وقت جواب نہ دیا۔ جب وہ عمید بادشاہ کا معتوب بنا تو ہاتف غیبی نے جواب دیا۔ آں غلاماں۔ عمید کے غلام عمید کے اس قدر وفادار ثابت ہوئے کہ سزا میں برداشت کیں لیکن عمید کا راز نہ کھولا۔

گفتنِ ۱ اندر خواب ہاتف کے کیا — بندہ بودن ہم بیا موزو بیا

غیبی آواز نے اس سے خواب میں کہا کہ اے سردار! — غلام بننا بھی سیکھ لے اور آجا

اے دریدہ پوستینِ یوسفاں — گر بدرد گرگت آں از خویش داں

اے یوسفوں کی پوستین پھاڑنے والے! — اگر تجھے بھیڑیا پھاڑے تو وہ اپنے سبب سے سمجھ

زانکہ می بافی ہمہ سالہ بپوش — زانکہ می کاری ہمہ سالہ بنوش

کیونکہ جو تو سارے سال بنتا ہے وہ پہن — تو جو سارے سال بوتا ہے وہ کھا

فعلِ تست ایں غصہ ہائے دمبدم — ایں بود معنی قد جف القلم

یہ ہر وقت کے رنج، تیرا کارنامہ ہے — قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے یہ معنی ہیں

کہ نگردد سنت ما از رشد — نیک را نیکی بود بد راست بد

کیونکہ ہماری سنت بھلائی سے منحرف نہیں ہوتی ہے — نیک کے لئے نیکی ہوتی ہے برے کیلئے برائی ہے

کار کن ۲ ہیں کہ سلیماں زندہ است — تا تو دیوی تیغ او بُرندہ است

کام میں لگا رہ، کیوں کہ سلیمان زندہ ہے — جب تک تو دیو ہے اس کی تلوار کاٹ کرنیوالی ہے

چوں فرشتہ گشت از تیغ ایمن ست — از سلیماں فارغ و از خوف رست

جب فرشتہ بن گیا، تلوار سے محفوظ ہے — سلیمان سے فارغ اور ڈر سے نجات پا گیا ہے

از سلیماں ہیچ او را خوف نیست — دشمنے دیو ست و از وے ایمنے ست

سلیمان سے اسے کوئی ڈر نہیں ہے — کیونکہ وہ دیو کا دشمن ہے اور اس سے فرشتہ کو امن حاصل ہے

حکم او بر دیو باشد نے ملک — رنج در خاک ست نے فوق فلک

(سزا کا) حکم دیو پر لگتا ہے، نہ کہ فرشتہ پر — تکلیف زمین پر ہے، نہ کہ آسمان پر

ترک ۳ کن ایں جبر را کہ بس تہیست — تا بدانی سرِّ سرِّ جبر چیست

اس جبر (کے عقیدے) کو چھوڑ کیونکہ خالی (ڈھول) ہے — تاکہ تو سمجھ جائے کہ جبر کے راز کا راز کیا ہے؟

ترک کن ایں جبرِ جمعِ مبتلاں — تا خبر یابی ازاں جبرے چو جاں

جاہلوں کی جماعت کے جبر کو چھوڑ دے — تاکہ تجھے اس جبر کا پتہ لگ جائے جو جان جیسا ہے

ترک معشوقی کن و کن عاشقی — اے گماں بردہ کہ خوب و فائقی

معشوقی چھوڑ اور عاشقی کر — اے وہ شخص جس نے گمان کرلیا ہے کہ تو حسین اور بڑھا ہوا ہے

---

۱ گفتن۔ اب اللہ کی جانب سے اس درویش کو جواب ملا کہ اللہ تعالیٰ تو امید سے غلام پروری کیا سیکھے گا تو امید کے غلاموں سے بندگی سیکھ لے۔ اے دریدہ۔ انسان جیسا کریگا ویسا بھرے گا۔ زانکہ۔ انسان کے جیسے اعمال ہوتے ہیں ویسے ہی نتائج سامنے آتے ہیں۔ فعل تست۔ قرآن پاک میں ہے۔ وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہاری لائی ہوئی ہے۔ کہ نگردد۔ سنت الٰہی میں تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ نیک۔ قرآن پاک میں ہے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان

۲ کار کن۔ سلیمان سے مراد شاہ حقیقی ہے اور دیو سے مراد نفس امارہ ہے۔ چوں فرشتہ۔ قرآن پاک میں ہے ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون جو اللہ کے دوست ہیں ان پر نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غمگین ہونگے۔ از سلیماں۔ نیکوں کو عذاب سے امن حاصل ہے۔ حکم او۔ سزا کا حکم شیطان صفت کے لئے ہے۔ رنج۔ جب انسان ملکوتی بن جائے تو پھر راحت ہی راحت ہے۔

۳ ترک کن۔ یہ جبر مذموم کا عقیدہ جو ترک اطاعت پیدا کرتا ہے اس کو چھوڑ کر اختیار کر۔ جب تجھے جبر محمود کا پتہ چلے گا اور معلوم ہوگا کہ تجھے اختیار خداوندی حاصل ہے اور تیرا ہر عمل اختیار خداوندی سے صادر ہوتا ہے۔ مبتلاں۔ کاہل لوگ۔ چو جاں۔ جبر محمود بڑی قیمتی چیز ہے ترک کن۔ معشوقوں کا سا ناز چھوڑ کر عاشقوں کا سا نیاز پیدا کر۔

اے کہ اندر معنی زشب خامش تری　　گفت خود را چند جوئی مشتری
اے وہ کہ معانی میں رات سے بھی زیادہ خاموش ہے　　اپنی گفتگو کا خریدار کب تک تلاش کرے گا؟

سر بجنبانند پیشت بہر تو　　رفت در سودائے ایشاں دہر تو
تیرے سامنے تیری خاطر سے وہ جھومتے ہیں　　ان کے شوق میں تیری عمر برباد ہو گئی

تو مرا گوئی حسد اندر مپیچ　　چہ حسد آرد کسے بر فوت ہیچ
تو مجھ سے کہتا ہے کہ حسد کرنے میں نہ لگ　　ناچیز کے فوت ہو جانے پر کوئی کیا حسد کرے؟

ہست تعلیم خساں اے بارسوخ　　ہمچو نقشِ خوب کردن بر کلوخ
اے بارسوخ! کمینوں کو تعلیم دینا　　ڈھیلے پر اچھے نقش بنانا ہے

خویش را تعلیم کن عشق و نظر　　کاں بود کالنقش فی جرم الحجر
اپنے آپ کو عشق اور نظر کی تعلیم دے　　کیونکہ وہ پتھر کی لکیر کی طرح ہے

نفسِ تو باتست شاکر در وفا　　غیر فانی شد کجا جوئی کجا
تیرا نفس وفاداری میں تیرا شکر گذار ہے　　غیر، فنا ہو گیا کہاں ڈھونڈتا ہے کہاں؟

تا کنی ۲ مر غیر را حبر و سنی　　خویش را بد خو و خالی میکنی
جب تک تو دوسرے کو بڑا عالم اور اونچا بناتا رہیگا　　اپنے آپ کو بد عادت اور خالی کرتا رہے گا

متصل چوں شد دلت با آں عدن　　ہیں بگو مہراست از خالی شدن
جب تیرا دل عدن سے وابستہ ہو گیا　　ہاں کہتا رہ، خالی ہونے سے ہراساں نہ ہو

امر قل زیں آمدش کاے راستیں　　کم نخواہد شد بگو دریاست ایں
قل کا حکم ان کو اسی لئے آیا کہ اے راست رو!　　کہیے، کم نہ ہوگا، یہ دریا ہے

انصتوا ۳ یعنی کہ آبت را بلاغ　　ہیں تلف کم کن کہ لب خشک ست باغ
"تم خاموش رہو" یعنی کہ اپنے پانی کا لغو باتوں سے　　خبردار! تباہ نہ کر، کیونکہ باغ پیاسا ہے

ایں سخن پایاں ندارد اے پدر　　ایں سخن را ترک کن پایاں نگر
اے بابا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے　　اس بات کو چھوڑ، انجام پر نظر کر

۱ اے کہ تو اپنی چھچھوری تقریروں پر نازاں ہے جو معانی سے بالکل خالی ہیں اور تو اپنی ان تقریروں سے خریدار ڈھونڈتا ہے۔ سر بجنبانند۔ یہ تیری تقریریں سننے والے شخص تیرے لحاظ میں جھوم رہے ہیں اور تو ان کے عشق میں عمر برباد کر رہا ہے۔ تو مرا۔ جب میں تجھے ان چھچھوری تقریروں سے روکتا ہوں تو تو مجھ پر حسد کا الزام لگاتا ہے۔ حالانکہ ان چھچھوری تقریروں کے حاصل نہ ہونے پر کوئی کیا حسد کرے گا۔ یہ خود بیکار ہیں۔ ہست۔ عوام میں تقریریں کر کے واہ واہ کرانا مٹی کے ڈھیلے پر باریک نقش و نگار کرنا ہے۔ جو قائم نہیں رہ سکتا۔ خویش۔ اپنی اصلاح کر اور اپنے آپ کو عشق کی تعلیم دے یہ باقی رہنے والی چیز ہے۔

۲ تا کنی۔ دوسروں کو وعظ و تلقین سے اپنی اصلاح بہتر ہے۔ حبر۔ بڑا عالم۔ سَنی۔ بلند۔ شخص۔ یہ شبہ ہوا کہ بہت سے حقیقی بزرگ مریدوں کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں تو اس سے کیوں روکا جا رہا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ جو بزرگ ایسے ہیں کہ ان کا اتصال دریائے وحدت سے ہو گیا ہے وہ تعلیم دیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ عدن۔ دال کے سکون سے، اقامت اسی سے جنات عدن ہے یعنی اقامت کی جنتیں اور دال کے زبر سے شہر کا نام ہے جہاں سے عقیق آتا ہے یہاں مراد دریائے وحدت ہے۔ امر قل۔ قرآن پاک میں ہے قل لو کان البحر مدادً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی "آپ کہہ دیجئے کہ خدا کے کلمات کے لئے اگر سمندر روشنائی بنیں تو وہاں سے پہلے ختم ہو جائیگی" کہ خدا کے کلمات ختم ہوں۔

۳ انصتوا۔ قرآن پاک میں ہے۔ واذا قریٔ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا "اور جب قرآن پڑھا جائے تو کان دھرو اور خاموش رہو۔" لاغ۔ بیہودہ گفتگو۔ ایں سخن۔ یعنی چھچھوری تقریروں کی برائی۔ پایاں۔ یعنی اپنے انجام کی فکر کر۔

غیرتم¹ آید کہ پیشت بیستند — بر تو می خندند و عاشق نیستند

مجھے شرم آتی ہے کہ تیرے سامنے کھڑے ہوتے ہیں — تیری ہنسی اڑاتے ہیں اور وہ عاشق نہیں ہیں

عاشقانت در پس پردہ کرم — بہر تو نعرہ زناں بیں دمبدم

تیرے عاشق کرم کے پس پردہ — ان کو تو مسلسل اپنے لئے نعرے لگاتے ہوئے دیکھ لے

عاشقِ آں عاشقانِ غیب باش — عاشقانِ پنج روزہ کم تراش

تو ان غیب کے عاشقوں کا عاشق بن — چند روزہ عاشق نہ بنا

کہ بخوروند² زخدعہ و جذبہ — سالہا زیشاں ندیدی حبہ

دھوکے اور کشش سے انہوں نے تجھے کھایا — سالوں، تو نے انکی جانب سے ایک رتی نہ دیکھی

چند ہنگامہ نہی بر راہ عام — کام جستی بر نیامد ہیچ کام

عام راستہ پر تو کب تک مجمع لگائے گا! — تو نے مقصد کی تلاش کی کوئی مقصد پورا نہ ہوا

وقت صحت جملہ یارند و حریف — وقت دردو غم بجز حق کو الیف

تندرستی میں سب دوست اور ساتھی ہیں — دردو غم کے وقت سوائے خدا کے کون دوست ہے؟

وقت دردِ چشم و دنداں ہیچکس — دست تو گیرد بجز فریاد³ رس

دانتوں اور آنکھ کے درد کے وقت کوئی شخص — تیری دستگیری کرتا ہے؟ سوائے خدا کے

پس ہماں دردو مرض رایاد دار — چوں ایاز از پوستیں گیر اعتبار

تو اسی درد اور مرض کو یاد رکھ — ایاز کی طرح پوستیں سے عبرت حاصل کر

پوستیں آں حالت دردِ تواست — کہ گرفتہ ست آں ایاز آنرا بدست

پوستین تیرے درد کی حالت ہے — جو اس ایاز نے ہاتھ سے پکڑی ہے

باز جواب گفتنِ آں کافر جبری آں مومن سنی راکہ با سلام و

اس جبری کافر کا دوبارہ اس سنی مومن کو جواب دینا جو اس کو اسلام اور جبر

ترکِ اعتقادِ جبرش دعوت میکردو دراز شدنِ مناظرہ از طرفین

ترک کرنے کی دعوت دے رہا تھا اور دونوں طرف سے مناظرے کا دراز ہونا

کہ مادۂ اشکال و جواب رانبرد الّا عشقِ حقیقی کہ اورا پروائے

کیونکہ اشکال اور جواب کے مادے کو سوائے حقیقی عشق کے کوئی چیز ختم نہیں کرتی ہے کیونکہ

آں نماند وذٰلک فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

اس کو اس کی پرواہ نہیں رہتی اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے عطا کردیتا ہے

---

¹ غیرتم۔ اے مجھے، تقریر کرنے والے یہ سامعین تیرے حقیقی عاشق نہیں ہیں یہ تو تیرا مذاق اڑاتے ہیں۔ عاشقانت۔ تیرے عاشق تو وہ ہیں جو تیری اصلاح کی دعا کرتے ہیں تو ان عاشقوں کا عاشق بن اور چند دنوں کی واہ واہ کرنے والوں سے پرہیز کر۔

² کہ بخوروندت۔ ان چند روزہ عاشقوں نے تجھے ضائع کر رکھا ہے ان سے تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ چند ہنگامہ عوام کا مجمع لگانے سے تیرا کوئی مقصد پورا نہ ہوا۔ وقت صحت۔ یہ تیرے عاشق راحت کے ساتھی ہیں مصیبت کے وقت کا ساتھی صرف خدا ہے۔ الیف۔ دوست۔

³ فریادرس۔ اللہ تعالیٰ۔ درد۔ یعنی اس درد کے وقت کو اسی طرح پیش نظر رکھ جس طرح ایاز اپنی پرانی پوستین کو پیش نظر رکھتا اور اس سے عبرت حاصل کرتا رہتا تھا۔ پوستیں۔ ایاز پوستین سے عبرت حاصل کرتا تھا تو مصیبت کے وقت سے عبرت حاصل کرے کہ جب تک عشق خداوندی حاصل نہیں ہوتا، انسان کی زبان بہت چلتی ہے اور اشکال و جواب میں زبان درازی کرتا رہتا ہے۔

کافرِ جبری جواب آغاز کرد / کہ ازاں حیراں شد آں منطیقِ[۱] مرد
جبری کافر نے جواب دینا شروع کیا / جس سے وہ زیادہ بولنے والا شخص حیران ہو گیا

لیک گر من آں جوابات و سوال / جملہ وا گویم بمانم زیں مقال
لیکن اگر میں وہ جوابات اور سوال / سب بیان کروں، اس بات سے رہ جاؤں گا

زاں مہم تر گفتنیہا ہست ماں / کہ بداں فہمِ تو بہ یابد نشاں
ہمیں اس سے زیادہ اہم باتیں کہنی ہیں / جن سے تیری سمجھ، بہتر نشانی حاصل کر لے گی

اندکے گفتیم زاں بحث اے عُتُل / زاندکے پیدا بُوَد قانونِ کل
اے سنگدل! اس بحث میں سے میں نے تھوڑا سا کہہ دیا / تھوڑے سے سب قاعدہ کھل جاتا ہے

درمیانِ جبری و اہلِ قدر / ہمچنیں بحث ست تا حشر و نشر
جبری اور قدریوں کے درمیان / حشر و نشر تک ایسی ہی بحثیں ہیں

گر فروماندے ز دفعِ خصمِ خویش / مذہبِ ایشاں بر افتادے ز پیش
اگر اپنے مخالف کی مدافعت سے عاجز آ جاتے / تو ان کا مذہب باطل ہو جاتا

چوں بروں شوشاں نبودے در جواب / پس رمیدندے ازاں راہِ تباب
اگر جواب میں ان کا مخلص نہ ہوتا / تو اس ہلاکت کے راستہ سے بھاگ جاتے

چونکہ مقضی بُد دوامِ آں روش / میدہد شاں از دلائل پرورش
چونکہ اس روش کی ہمیشگی کا فیصلہ ہو چکا تھا / تو ان کی دلائل سے (خدا) پرورش کرتا ہے

تا نگردد[۲] ملزوم از اشکالِ خصم / تا بُود محجوب از اقبالِ خصم
تاکہ مخالف کے اعتراض سے ملزم نہ بنے / تاکہ مخالف کے اقبال سے محفوظ رہے

تاکہ ایں ہفتاد و دو ملت مدام / در جہاں ماندے الیٰ یوم القیام
تاکہ یہ بہتر ملتیں، ہمیشہ / قیامت کے دن تک دنیا میں باقی رہیں

چوں جہانِ ظلمت ست و غیب ایں / از برائے سایہ می باید زمیں
چونکہ یہ تاریکی اور غیب کی دنیا ہے / سایہ کے لئے زمیں درکار ہے

تا قیامت ماند ایں ہفتا دو دو / کم نیاید مبتدع[۳] را گفتگو
تاکہ یہ بہتر فرقے قیامت تک رہیں / بدعتی کی گفتگو کم نہ پڑے

عزتِ مخزن بُود اندر بہا / کہ برو بسیار باشد قفلہا
قیمت کے اعتبار سے اس خزانہ کی عزت ہوتی ہے / جس پر بہت سے قفل ہوں

---

۱ منطیق۔ بہت بولنے والا۔ زیں مقال۔ یعنی نصیحت کی باتیں۔ کہ بداں۔ ان نصیحت کی باتوں سے فہم میں روشنی پیدا ہو گی۔ عُتُل۔ سنگدل۔ زاندکے۔ مشتے نمونہ از خروارے کافی ہوتا ہے۔ درمیاں۔ مختلف فرقوں کی یہ بحثیں قیامت تک ختم نہ ہوں گی کیونکہ دنیا میں بہتر فرقے باقی رہتے ہیں۔ بروں شو۔ نکلنے کا راستہ مخرج۔ تباب۔ ہلاکت تباہی۔ مقضی۔ یعنی قضاء و قدر کا فیصلہ۔

۲ تا نگردد۔ ہر فرقہ والے کو ایسے دلائل عطا کر دیئے گئے ہیں کہ مخالف سے عاجز نہ آ جائے ملزم۔ یعنی لاجواب۔ از اقبال۔ یعنی مخالف اس پر غلبہ حاصل نہ کر سکے۔ زمین۔ جب سورج غروب کر جاتا ہے تو زمین کے جس رخ سے اس نے غروب کیا ہے اس کا سایہ فضائے آسمانی تک پھیل جاتا ہے، دنیا میں ظلمت ہوتی ہے یہاں حق اس قدر واضح نہیں ہے باطل دلائل سے حق پوشیدہ ہو جاتا ہے۔

۳ مبتدع۔ یعنی باطل فرقہ۔ عزتِ مخزن۔ جس قدر قیمتی خزانہ ہوتا ہے اتنے ہی اس پر قفل زیادہ ہوتے ہیں اس لئے حق مذہب جو قیمتی چیز ہے اس پر باطل ملتوں کے قفل لگے ہوئے ہیں۔

عزت ۱ مقصد بود اے ممتحن   پیچ پیچ راہ عقبہ و راہزن
اے مصیبت زدہ! مقصد کی عزت سے   گھاٹی کا تمام راستہ اور ڈاکو

عزت کعبہ بود آں ناحیہ   دزدیِ اعراب و طولِ بادیہ
وہ گوشہ کعبہ کی عزت ہے   اور بدوؤں کی چوری اور صحرا کا طول

ہر روش ہر رہ کہ آں محمود نیست   عقبہ و مانعے و رہزنے ست
جو روش اور راہ قابل ستائش نہیں ہے   وہ گھاٹی اور مانع اور ڈاکو ہے

ایں ۲ روش خصم و حقودِ آں شدہ   تا مقلد در دو رہ حیراں شدہ
یہ روش اس کی مخالف اور کینہ ور بنی   یہاں تک کہ مقلد دونوں راستوں میں حیران ہو گیا

صدق ہر دو ضد بہ بیند در روش   ہر فریقے در رہِ خود خوش منش
روش میں ہر دو ضدوں کی سچائی خیال کرتا ہے   ہر فریق اپنی راہ پر خوش طبع ہے

گر جوابش نیست می بند دستیز   بر ہماندم تا بروزِ رستخیز
اگر اس کے پاس جواب نہ ہو تو جھگڑا ختم ہو جائے   اسی وقت سے قیامت کے دن تک کیلئے

کہ مہانِ ما بدانند ایں جواب   گرچہ از ما شد نہاں وجہِ صواب
کہ ہمارے بڑے اس جواب کو جانتے ہیں   اگرچہ درست بات ہم سے مخفی ہو گئی ہے

پوز بند وسوسہ عشق ست و بس   ورنہ کے وسواس را بستہ ست کس
وسوسہ سے مچکا عشق ہی ہے اور بس   ورنہ وسوسہ کو کس نے بند کیا ہے؟

عاشقے ۳ شو شاہد خوبے بجو   صید مرغابی ہمی کن جو بجو
عاشق بن حسین معشوق تلاش کر   نہر در نہر مرغابی کا شکار کرتا رہ

کے بری زاں آب کاں آبت برد   کے کنی زاں فہم کہ فہمت خورد
تو اس پانی سے کیا فائدہ اٹھائے گا جو تیری آبرو برباد کرے؟   تو اس سے کیا سمجھ سکتا ہے جو تیری سمجھ کو کھا لے؟

غیرِ ایں معقولہا معقولہا   یابی اندر عشق با فرّ و بہا
ان عقلی باتوں کے علاوہ معقول باتیں   تو عشق میں شوکت والی اور قیمتی پائے گا

غیرِ ایں عقلِ تو حق را عقلہاست   کہ بداں تدبیرِ اسبابِ سماست
اس تیری عقل کے سوا اللہ کے پاس عقلیں ہیں   جن سے آسمان کے اسباب کی تدبیر ہوتی ہے

تا بدیں عقل آوری ارزاق را   زاں دگر مفرش کنی اطباق را
تو اس عقل کے ذریعہ رزقوں کو حاصل کرے گا   تو اس دوسری (آسمانی) طبقوں کو بستر بنا لیگا

۱ عزت مقصد۔ مقصد جس قدر عزیز ہوگا اسی قدر وہاں تک پہنچنے کا راستہ پیچ در پیچ ہوگا اور راہزن کا خوف ہوگا۔ عقبہ۔ پہاڑ کی گھاٹی۔ عزت کعبہ۔ کعبہ کا دور دراز گوشہ میں ہونا اور پھر وہاں بدوؤں کی ڈاکہ زنی اور صحرا کا طول کعبہ کے با عزت ہونے کی دلیل ہے۔ ناحیہ۔ گوشہ۔ اعراب۔ بدو۔ بادیہ۔ صحرا۔ ہر روش۔ باطل فرقوں نے جو روش اور راہ اختیار کر رکھی ہے وہ سیدھے راستے کے لئے گھاٹی اور مانع اور ڈاکو ہے۔

۲ ایں روش۔ باطل فرقوں کی روش صحیح راستہ کی روش کے مخالف ہے اس کی وجہ سے تقلید کرنے والا حیران ہو جاتا ہے کہ کس راستہ کو اختیار کرے۔ صدق۔ وہ سمجھتا ہے کہ دونوں راستے درست ہیں۔ گر جوابش۔ اگر باطل فرقہ والا لاجواب ہو جائے تو جھگڑا ختم ہو جائے۔ کہ وہ یہ کہدے کہ اس سوال کا جواب مجھے نہیں آتا میرے بڑے جانتے ہوں گے۔ پوز بند۔ اس طرح سے وساوس صرف عشق خداوندی سے مٹ سکتے ہیں۔

۳ عاشقے۔ وساوس اسی طریقہ پر مٹیں گے کہ وہ عشق اختیار کرے اور اس کا راہبر تلاش کر لے۔ کے بری۔ جن دلائل عقلیہ سے تو وساوس کو دور کرنا چاہتا ہے وہ بیکار ہیں۔ معقولہا۔ دلائل عقلیہ سے جو باتیں سمجھ میں آتی ہیں ایسے وہ معقولات بہتر ہیں جو علوم کشفیہ سے حاصل ہوتی ہے۔ ایں عقل۔ یعنی عقل معاش۔ عقلہا۔ یعنی معاد کی عقلیں۔ تا بدیں۔ عقل معاش سے صرف دنیوی روزی حاصل ہوتی ہے عقل معاد آسمانوں کو اپنا فرش بنا لیتی ہے۔

عُشر را۱ امثالت دہد تا ہفت صد || چوں بہ بازی عقل در عشقِ صمد
تجھے دس گنے سے سات سو گنے تک عطا کرے || جب تو اللہ (تعالیٰ) کے عشق میں عقل کی بازی لگا دے

آں زناں چوں عقلہا در باختند || بر رواقِ عشقِ یوسفؑ تاختند
ان عورتوں نے جب عقلیں ہار دیں || وہ یوسفؑ کے عشق کے چھجے پر چڑھ گئیں

عقلِ شاں یکدم ستد ساقیِ عُمر || سیر گشتند از خرد باقیِ عُمر
عمر کے ساقی نے ایک دم ان کی عقلیں لے لی || باقی عمر کے لئے ان کا عقل سے پیٹ بھر گیا

اصلِ صد یوسفؑ جمالِ ذوالجلال || اے کم از زن شو فدیِ آں جمال
سینکڑوں یوسفوں کی اصل اللہ (تعالیٰ) کا حسن ہے || اے عورت سے کم! اس حسن پر قربان ہو جا

عشق بُرّد بحث را اے جان و بس || کو ز گفت و گو شود فریاد رس
اے جان! عشق بحث کو کاٹ دیتا ہے اور بس || کیونکہ وہ گفتگو کے معاملہ میں فریاد رس بنتا ہے

حیرتے آید ز عشق آں نطق را || زہرہ نبود کہ کند او ماجرا
عشق سے گویائی پر حیرت طاری ہو جاتی ہے || اس کا پتہ نہیں ہوتا کہ وہ گفتگو کرے

کہ بترسد۲ گر جوابے وا دہد || گوہرے از لُنج او بیروں جہد
کیونکہ وہ ڈرتی ہے کہ اگر جواب دے || موتی اس کے ہونٹ سے باہر نکل پڑے گا

لب بہ بندد سخت او از خیر و شر || تا نباید کز دہاں افتد گہر
بھلے اور برے سے ہونٹ خوب بالکل بند کر لیتی ہے || تاکہ ایسا نہ ہو کہ منہ میں سے موتی گر جائے

ہمچناں کہ گفت آں یارِ رسولؐ || چوں نبی بر خواندے بر ما فصول۳
جیسا کہ ان صحابی نے فرمایا ہے || جب نبی ہم ناکاروں کو سناتے

آں رسولِ مجتبیٰ وقتِ نثار || خواستے از ما حضور و صد وقار
نچھاور کرنے کے وقت وہ برگزیدہ رسولؐ || ہم سے سینکڑوں وقار اور حضور (قلب) چاہتے

آنچناں کہ بر سرت مرغے بود || کز فواتش جانِ تو لرزاں شود
جس طرح کہ تیرے سر پر پرندہ ہو || جس کے اڑ جانے سے تیری جان لرزتی ہو

پس نیاری ہیچ جنبیدن ز جا || تا نگیرد مرغِ خوبِ تو ہوا
تو جگہ سے ہل نہ سکے گا || تاکہ تیرا حسین پرند، ہوا نہ پکڑ لے

دم نیاری زد بہ بندی سرفہ را || تا نباید کہ بپرد آں ہما
تو سانس نہ لے سکے گا کھانسی کو روک لیگا || تاکہ وہ ہما نہ اڑ سکے

---

۱ عشر۔ عقل عطا، نیکی کرانی ہے جس کا ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک ملتا ہے۔ صمد۔ اللہ تعالیٰ آں زناں۔ یعنی مصری عورتیں۔ رواق۔ محل، چھجہ۔ ساقی عمر۔ یعنی عشق۔ اصل۔ حضرت یوسفؑ کا جمال اللہ تعالیٰ کے جمال کا پرتو تھا۔ عشق برد۔ مشہور مقولہ ہے۔ من عرف ربہ کل لسانہ جس شخص نے اپنے خدا کو پہچان لیا اس کی زبان کند ہو گئی۔ حیرتے۔ عشق ایسی حیرت پیدا کر دیتا ہے جس سے گویائی عاجز آ جاتی ہے۔

۲ کہ بترسد۔ عاشق ڈرتا ہے کہ اگر وہ بیان کھولے گا عشق کا راز ظاہر ہو جائے گا۔ لنج۔ لام کے زبر کے ساتھ گوشت کا ٹکڑا جس میں ہڈی نہ ہو، ہونٹ بعض نسخوں میں "لنج" لام کے پیش کے ساتھ ہے اس کے معنی بھی ہونٹ ہیں بعض نسخوں میں "کام" ہے جس کے معنی تالو کے ہیں۔ ہمچناں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کچھ بیان فرماتے تھے صحابہ کو ہدایت تھی کہ وہ خاموشی سے سنیں اور صحابہؓ خاموشی اور سکون سے اس طرح بیٹھے سنتے تھے کہ گویا انکے سروں پر کوئی پرندہ ہے اور انکو ڈر ہے کہ اگر وہ بولے یا ہلے تو وہ پرندہ اڑ جائے گا۔

۳ فضول۔ بعض لوگوں نے اس کو ما بیان قرار دیا ہے اس اعتبار سے ہم نے ناکارہ کا ترجمہ کیا ہے بعض لوگوں نے اس کے معنی فضائل کے کئے ہیں یعنی فضائل قرآنی بعض نسخوں میں بغیر نقطہ کے فصول ہے اس صورت میں "و" آن کی صورت میں مراد ہوتا ہے۔ حضور۔ یعنی قلبی توجہ۔ سرفہ۔ کھانسی۔ ہما۔ یعنی وہ پرندہ جو سر پر بیٹھا ہوا ہے۔

درستِ شیریں بگوید یا ترش
بر لبِ[1] انگشتے نہی یعنی خمش
اگر تجھے کوئی شخص میٹھی بات کہے یا کڑوی
تو ہونٹ پر انگلی رکھے گا یعنی چپ رہ

حیرتِ آں مُرغست خاموشت کُند
بر نہد سر دیگ و پُر جوشت کُند
حیرت وہ پرندہ ہے جو تجھے خاموش کر دیتا ہے
دیگ کا ڈھکنا ڈھک دیتا ہے اور تجھے جوشیلا بنا دیتا ہے

پرسیدنِ بادشاہ قاصداً ایاز راکہ چندیں غم و شادی با چارق و پوستین کہ جمادست بچہ میگوئی تا ایاز را در سخن در آرد و

بادشاہ کا ایاز سے قصداً دریافت کرنا کہ رنج اور خوشی کی اس قدر باتیں تو چپل اور پوستین سے جو کہ بے روح ہیں، کیوں کرتا ہے؟ تاکہ ایاز سے بات کہلائے

سوالِ سلطان از و

اور بادشاہ کا اس سے دریافت کرنا

اے ایاز[2] ایں مہرہا بر چارقے
چیست آخر ہمچو بر بت عاشقے
اے ایاز! چپل سے اس قدر محبتیں
آخر کیوں ہیں؟ جیسا کہ بت پر عاشق

ہمچو مجنوں از رُخِ لیلیٰ خویش
کردۂ تو چارقے رادین و کیش
مجنوں کی طرح اپنی لیلیٰ کے رخ کو
تو نے چپل کو دین اور مذہب بنا لیا ہے

با دو کُہنہ مہرِ جاں آمیختہ
ہر دو را در حُجرۂ آویختہ
دو پرانی چیزوں سے جان کی محبت وابستہ کر دی ہے
دونوں کو حجرے میں لٹکا لیا ہے

چند گوئی بادو کہنہ تو سخن
در جمادے می دمی سرِّ کہن
تو دو پرانی چیزوں سے کتنی باتیں کرے گا؟
تو پرانا راز پتھر میں پھونکتا ہے

چوں[3] عرب با ربع و اطلال اے ایاز
میکُنی از عشق گفت خود دراز
اے ایاز! عربوں کی طرح منزل اور ٹیلوں سے
عشق کی وجہ سے تو بات کو لمبا کرتا ہے

چارقت ربعِ کدامیں آصف ست
پوستیں گوئی کہ پیراہن یوسفؑ ست
تیری چپل کونسے آصف کی منزل ہے؟
[illegible] پوستین [illegible] قمیص ہے

ہمچو ترسا کو شمارد با کشش
جرم یکسالہ زنا و غلّ و غش
عیسائی کی طرح جو پادری کے سامنے گنتا ہے
ایک سال کے زنا اور کھوٹ اور دھوکے کے جرم

---

[1] بر لب۔ اپنے ہونٹ پر انگلی رکھنا دوسرے کو چپ رہنے کا اشارہ ہے۔ حیرت۔ جس طرح سرپوش پرندہ بات کرنے سے روکتا ہے مقام حیرت بھی روکتا ہے سالک جب اس مقام پہنچ جاتا ہے تو اس کی زبان بند ہو جاتی ہے اور دل میں جوش و خروش ہوتا ہے۔ پرسید۔ یہاں سے مولانا نے محمود و ایاز کا نا تمام قصہ دوبارہ شروع کیا ہے ایاز۔ ایاز کوٹھری میں جا کر اپنے پرانے چپلوں اور پوستین سے باتیں کرتا تھا۔

[2] اے ایاز۔ محمود نے ایاز سے کہا کہ تو اپنی چپل کا عاشق کیوں ہے؟ ہمچو۔ جس طرح مجنوں نے لیلیٰ کو اپنا دین و مذہب بنایا تھا تو نے چپل کو بنا لیا ہے۔ دو کہنہ۔ یعنی پرانی چپل اور پوستین۔ چند گوئی۔ ایاز اپنی چپل اور پوستین سے اپنی غربت اور بے کسی کے سابق واقعات کہا کرتا تھا۔

[3] چوں عرب۔ عربی شعراء اپنے اشعار میں محبوب کی منزل اور اس کے پڑاؤ کے ٹیلوں کا ذکر کرتے ہیں۔ ربع۔ موسم ربیع گذارنے کا مکان، مطلقاً مکان۔ اطلال۔ طلل کی جمع ہے ٹیلے۔ آصف۔ ابن برخیا حضرت سلیمانؑ کے وزیر تھے یہاں مطلقاً سردار مراد ہے۔ قمیص۔ حضرت یوسفؑ کی قمیص سے حضرت یعقوبؑ بینا ہو گئے تھے۔ ہمچو ترسا۔ نصرانی اپنے پیشواؤں کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اور ان کے معاف کر دینے کو خدا کا معاف کر دینا سمجھتے ہیں۔ کشش۔ کشیش۔

تابیا مرزد کشیشش[۱] آں گناہ — عفوِ اُورا عفو داند از آلہ
تاکہ پادری اس کا وہ گناہ بخش دے — اسکے معاف کردینے کو خدا کا معاف کرنا سمجھتا ہے

نیست آگہ آں کشیش از جُرم وداد — لیک بس جادوست عشق و اعتقاد
وہ پادری جرم اور انصاف سے واقف نہیں — لیکن عشق اور اعتقاد بہت بڑا جادو ہے

دوستی دَر وہم صد یوسف تند — اسحر از ہاروت ماروتست خود
عشق وہم میں سینکڑوں یوسف بنا لیتا ہے — وہ خود ہاروت اور ماروت سے زیادہ جادوگر ہے

صورتے پیدا کند بریادِ اُو — جذبِ صورت آردت در گفتگو
وہ (عشق) اس کی یاد پر ایک صورت پیدا کردیتا ہے — صورت کی کشش تجھے گفتگو پر آمادہ کردیتی ہے

رازِ[۲] گوئی پیشِ صورت صد ہزار — آنچناں کہ یار گوید پیشِ یار
تو صورت کے سامنے ہزاروں راز بیان کرتا ہے — جس طرح دوست، دوست کے سامنے بیان کرتا ہے

نے بدانجا صورتے نے ہیکلے — زادہ از وے صد الست و صد بلٰے
نہ وہاں کوئی تصویر ہے، نہ بت — اس (عشق) سے سینکڑوں سوال و جواب پیدا ہوجاتے ہیں

آں چناں کہ مادرِ دل بُردہٗ — پیشِ گورِ بچۂ نو مُردہٗ
جیسا کہ غمگین ماں — نئے مرے ہوئے بچے کی قبر کے سامنے

رازہا گوید بجدّ و اجتہاد — می نماید زندہ اُورا آں جماد
کوشش اور محنت سے راز کہتی ہے — وہ بے روح اس کو زندہ نظر آتا ہے

حی و قایم داند اُو آں خاک را — خوش نگر ایں عشق ساحر ناک را
وہ اس مٹی کو زندہ اور قائم سمجھتی ہے — اس جادوگر عشق پر غور کرلے

پیشِ[۳] اُو ہر ذرۂ آں خاکِ گور — گوش دارد ہوش دارد وقت شور
اس کے نزدیک قبر کی مٹی کا ہر ذرہ — شور کے وقت کان رکھتا ہے، ہوش رکھتا ہے

مستمع داند بجدآں خاک را — چشم و گوشے داند اُو خاشاک را
وہ واقعی طور پر اس مٹی کو سننے والا سمجھتی ہے — وہ مٹی کے کان اور آنکھ سمجھتی ہے

آں چناں بر خاکِ گورِ تازہ اُو — دمبدم خوش می نہد با اشک رُو
وہ نئی قبر کی مٹی پر اس طرح — لمحہ بہ لمحہ اشک آلود چہرہ مستعدی سے رکھتی ہے

کہ بوقتِ زندگی ہرگز چناں — رُوئے ننہادہ است بر پُورِ چوجاں
کہ زندگی کے وقت اس طرح کبھی تھی — جان جیسے بیٹے پر چہرہ نہیں رکھا

---

[۱] کشش۔ کشیش قسیس۔ نصرانی عالم۔ نیست نصرانی عالم سے نہ گناہ کا تعلق نہ معاف کرنے کا لیکن نصرانی کا عشق اور اعتقاد یہ سب کچھ اس سے کراتا ہے دوستی۔ عشق قوتِ واہمہ کے ذریعہ معشوق میں حضرت یوسف سے سوگنا حسن دکھادیتا ہے۔ اسحر۔ زیادہ جادوگر۔ صورتے۔ عشق معشوق کی فرضی تصویر سامنے کردیتا ہے اور اس سے باتیں کراتا ہے۔

[۲] راز۔ عاشق اپنے درد کے سینکڑوں راز اس فرضی تصویر سے اس طرح بیان کرتا ہے جیسا کہ کوئی دوست دوست سے بیان کرے۔ نے۔ نفس الامر میں کچھ بھی نہیں ہے اور یہ عاشق میں فرضی تصویر سے سینکڑوں سوال و جواب کرتا ہے۔ الست۔ یعنی عہد۔ بلٰی۔ یعنی اقرار۔ آنچناں۔ اگر کسی عورت کا بچہ مرجائے تو وہ اس کی قبر سے باتیں کرتی ہے۔ حی۔ ماں کا عشق اس بچے کو زندہ اور تندرست دکھاتا ہے۔ یہ بھی عشق کی جادوگری ہے۔

[۳] پیش او۔ ماں جب بچہ کی قبر پر جاکر نالہ و شیون کرتی ہے تو وہ سمجھتی ہے کہ قبر کا ذرہ ذرہ سن رہا ہے۔ مستمع۔ یہ بھی سمجھتی ہے کہ قبر کی مٹی کے آنکھ اور کان بھی ہیں اور قبر سے اس طرح چمٹتی ہے کہ بچے سے زندگی میں بھی کبھی نہ چمٹی ہے کہ بچے سے زندگی میں بھی کبھی نہ چمٹی ہوگی۔

از اعزا چوں چند روزے بگذرد — آتشِ آں عشق او ساکن شود
جب سوگ کے چند روز گذر جائیں — اس کی محبت کی آگ ٹھنڈی پڑ جاتی ہے

عشق بر مُردہ نباشد پائدار — عشق را بر حیِّ جاں افزای دار
مردے سے عشق پائدار نہیں ہوتا ہے — زندہ جان بڑھانے والے سے عشق کر

بعدازاں زاں گور خود خواب آیدش — از جمادے ہم جمادی زایدش
اس کے بعد خود اس کو اس قبر سے نیند آنے لگتی ہے — اس میں بے روح سے بے حسی پیدا ہو جاتی ہے

زانکہ عشق افسونِ خود بر بود و رفت — ماند خاکستر چو آتش رفت تفت
کیونکہ عشق اپنا منتر لے گیا اور چل دیا — جب آگ تیزی سے چلی گئی راکھ رہ گئی

آنچہ بیند آں جواں در آئنہ — پیر اندر خشت بیند آں ہمہ
جوان جو کچھ آئینہ میں دیکھتا ہے — پیر اینٹ میں وہ سب کچھ دیکھتا ہے

پیر۲ عشق تست نے ریشِ سُپید — دستگیر صد ہزاراں نا اُمید
عشق تیرا پیر ہے نہ سفید داڑھی — جو لاکھوں مایوسوں کا دستگیر ہے

عشق صُورتہا بسازد در فراق — تا مُصوِّر سر کند وقت تلاق
عشق جدائی میں تصویریں بناتا ہے — یہانتک کہ ملاقات کے وقت تصویر رونما ہو جاتی ہے

کہ منم آں اصلِ اصلِ ہوش و مست — بر صُورہا عکسِ حُسنِ ما بُدست
کہ ہوش اور مست کا اصل اصول میں ہوں — صورتوں پر ہمارے ہی حسن کا عکس تھا

پردہا را ایں زماں برداشتم — حُسن را بے واسطہ بفراشتم
اب میں نے پردے اٹھا دیئے ہیں — میں نے حسن کو بے واسطہ جلوہ گر کر دیا ہے

زانکہ۳ بس با عکسِ من دریافتی — قوتِ تجرید ذاتم یافتی
کیونکہ تو نے مجھے عکس کے ساتھ بہت پایا ہے — (اب) تو نے میری ذات کو مجرد دیکھنے کی قوت حاصل کر لی ہے

چوں ازیں سُو جذبہ من شُد رواں — اُو کشش را می نہ بیند درمیاں
جب اس جانب سے میرا جذبہ رواں ہوا — وہ کشش کو درمیان میں نہیں دیکھتا ہے

ہے کہ وہ مجرد ذات کا مشاہدہ کرے حدیث شریف میں ہیں الاحسان ان تعبد الله کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانه یراک صوفیاء کے نزدیک اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ احسان یہ ہے کہ تو عبادت اس طریقہ پر کر کہ گویا تو ذات کا مشاہدہ کر رہا ہے اگر تو باقی نہ رہا بلکہ فانی بن گیا تو اس ذات کو دیکھے گا وہ بیشک تجھے دیکھتی ہے پردہ اگر ہے تو تیری ذات کا ہے۔ چوں ازیں سو۔ عبادت کے ابتدائی مراتب بھی جذب و کشش خداوندی سے ہیں لیکن یہ جذب و کشش اس عابد کی نگاہوں سے اوجھل ہے۔

---

۱ از اعزا۔ سوگ مصیبت صبر یعنی چند دن کے اندر وہ جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے عشق۔ مولانا فرماتے ہیں یہ اس عشق کی کیفیت ہے جو مردے سے ہو خدا کے عشق کی آگ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی ہے۔ بعدازاں۔ کچھ دن بعد یہ حالت ہوتی ہے وہ وہاں اسکی قبر کے پاس آکر آرام سے سو جاتی ہے۔ زانکہ۔ وہ اس کی حالت عشق کی جا دو گری تھی عشق ختم ہوا تو آگ ختم ہو کر راکھ رہ گئی۔ آنچہ۔ جوان سے مراد وہ شخص ہے جو حقائق تک نہ پہنچا ہو اور پیر سے مراد وہ شخص ہے جس کو حقائق کا کشف حاصل ہو گیا ہو پہلے فرمایا تھا کہ عشق حی و قیوم سے کر اب فرماتے ہیں کہ جس کو یہ عشق حاصل ہو جاتا ہے اسکو کشفی علوم ہو جاتے ہیں اس کے کشف کی حالت یہ ہوتی ہے کہ دوسرے آئینہ بنے سے جو عوام کو جو کچھ اس میں نظر آتا ہے اس کو لوح اینٹ میں ہی نظر آ جاتا ہے۔

۲ پیر۔ پہلے شعر میں پیر کا لفظ آیا تھا اس کی تشریح کرتے ہیں کہ پیر سے مراد عشق ہے سفید داڑھی والا مراد نہیں ہے۔ عشق۔ یہ عشق کی کارفرمائیاں ہیں کہ وہ فراق کی حالت میں معشوق کی صورتیں دکھاتا ہے پھر ملاقات کے وقت صاحب تصویر سامنے آتا ہے ابتدا سالک صورتوں سے دو چار ہوتا ہے پھر ذات کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے کہ منم۔ جب ذات کا مشاہدہ ہوتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ میں سب کی اصل ہوں اور صورتوں پر میرا عکس پڑ گیا تھا اب میں نے پردے اٹھا دیئے ہیں اور بغیر کسی واسطے کے حسن کا مشاہدہ کرا دیا ہے۔

۳ زانکہ۔ عکوس میں مشاہدہ کے بعد پھر درجہ فنا میں یہ طاقت ہو جاتی

مغفرت ۱ میخواہد از جرم وخطا ... از پس آں پردہ از لطفِ خدا

وہ جرم اور خطا کی معافی چاہتا ہے ... خدا کی مہربانی سے اس پردے کے بعد

چوں ز سنگے چشمہ جاری شود ... سنگ اندر چشمہ متواری شود

جب کسی پتھر سے چشمہ بہہ پڑتا ہے ... پتھر چشمہ میں چھپ جاتا ہے

کس نخواند بعد ازاں آں را حجر ... زانکہ جاری شد ازاں سنگ آں گہر

اس کے بعد اس کو کوئی پتھر نہیں کہتا ... کیونکہ اس پتھر سے وہ موتی بہہ پڑا ہے

کاسہاداں ۲ ایں صُوَرا و اندرو ... آنچہ حق ریزد بداں گیر علو

ان عکسوں کو پیالے سمجھ اور ان میں ... حق تعالیٰ جو ڈالتا ہے اس سے وہ بلندی حاصل کر لیتے ہیں

گفتنِ خویشاوندانِ مجنوں را کہ حسنِ لیلیٰ باندازہ ایست

رشتہ داروں کا مجنوں سے کہنا کہ لیلیٰ کا معمولی حسن ہے زیادہ نہیں ہے ہمارے

چنداں نیست از و نغز تر در شہرہا بسیارست یکے و دو و دہ

شہر میں اس سے بہتر بہت ہیں ہم ایک اور دو اور دس

بر تو عرضہ کنیم اختیار کن و مارا و خودرا وارہاں و جواب

تیرے سامنے پیش کر دیتے ہیں تو ان میں سے پسند کر لے اور ہمیں اور اپنے آپ کو نجات دے

گفتنِ مجنوں ایشاں را

اور ان کا مجنوں کو جواب دینا

اَبلہاں گفتند مجنوں را ز جہل ... حسنِ لیلیٰ نیست چنداں ہست سہل

بیوقوفوں نے نادانی سے مجنوں سے کہا ... لیلیٰ کا حسن زیادہ نہیں ہے معمولی ہے

بہتر از وے صد ہزاراں دلربا ... ہست ہمچوں ماہ اندر شہرِ ما

اس سے زیادہ حسین لاکھوں معشوق ... ہمارے شہر میں چاند جیسے ہیں

نازنیں ۳ تر زو ہزاراں حوروش ... ہست بگزیں زاں ہمہ یکبارِ خوش

ہزاروں حوروں جیسے اس سے زیادہ ناز و انداز والے ... موجود ہیں ان سب میں سے ایک حسین ہار منتخب کر لے

وارہاں خودرا و مارا نیز ہم ... از چنیں سودائے زشتِ متہم

اپنے آپ کو اور ہمیں بھی نجات دے ... ایسے برے متہم عشق سے

گفت صورت کوزہ ست و حسن مے ... مے خدایم میدہد از ظرف وے

اس نے کہا صورت پیالہ ہے اور حسن شراب ہے ... مجھے اس کے پیالے سے خدا شراب پلاتا ہے

۱ مغفرت۔ حسنات الابرار سیئات المقربین۔ نیک لوگوں کے حسنات۔ مقربین بارگاہ کے اعتبار سے سیئات ہیں پہلے چونکہ عبادات ہیں احسان کا اعلیٰ درجہ نہ تھا اس لئے مشاہدہ کے بعد اس عبادت پر معافی کا خواستگار ہوتا ہے۔ چوں زسنگے۔ جذب و کشش کے قوی ہونے کی یہ مثال ہے کہ جس پتھر سے چشمہ جاری ہوتا ہے اور وہ پتھر پانی میں ڈوب جاتا ہے تو نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور اب لوگ اس کو پتھر نہیں کہتے بلکہ پانی کا چشمہ کہتے ہیں۔

۲ کاسہا۔ عبادات میں ابتدائی صور کے مشاہدہ کو منزلہ پیالوں کے سمجھو ان میں حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے جذب کی ریزش ہے۔ گفتن۔ مجنوں کی اس گفتگو سے بھی یہی سمجھایا ہے کہ مظاہر ظاہر کے حسن کے اعتبار سے نام اور رنگ اختیار کرتے ہیں۔ ابلہاں۔ کچھ بیوقوفوں نے مجنوں کو ملامت کرنی شروع کر دی اور کہا کہ لیلیٰ کا معمولی حسن ہے تو اس پر اس قدر فریفتہ کیوں ہے۔ سہل۔ معمولی۔

۳ نازنیں۔ دوسرے معشوق ناز و انداز اور حسن میں لیلیٰ سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ وارہاں۔ تو دوسرے شہر اور قبیلہ کی لڑکی پر عاشق ہے جس کی وجہ سے تو اور سارا خاندان بدنام ہو رہا ہے۔ گفت۔ مجنوں نے کہا کہ لیلیٰ کی صورت تو ایک پیالہ ہے اور اس سے خدا اپنی شراب مجھے پلا رہا ہے۔

مرشما را سرکہ دادا زکوزہ اش تا نباشد عشق او تاں گوش کش
اس کے پیالے سے تمہیں سرکہ دیا ہے تاکہ اس کا عشق تمہارے کان نہ کھینچے

از یکے کوزہ دہد زہر و عسل ہر یکے را دستِ حق عزّ وجل
ایک ہی پیالے سے زہر اور شہد اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہر ایک کو عطا کرتا ہے

کوزہ می بینی ولیکن آں شراب روی ننماید بچشمِ ناصواب
تو پیالہ دیکھتا ہے لیکن وہ شراب غلط آنکھ کو چہرہ نہیں دکھاتی ہے

قاصراتُ الطّرف باشد ذوقِ جاں جز بخصمِ خویش ننماید نشاں
طبیعت کا ذوق نظر کو روکنے والیوں میں سے ہے اپنے اہل کے سوا چہرہ نہیں دکھاتا ہے

قاصراتُ الطّرف باشد آں مُدام۲ ویں حجابِ ظرفہا ہمچوں خیام
وہ شراب، نظر کو روکنے والیوں میں سے ہے اور یہ پیالوں کا پردہ خیموں کی طرح ہے

ہست دریا خیمۂ دروے حیات بط را لیکن کلاغاں را ممات
دریا ایک خیمہ ہے اس میں زندگی ہے بطخ کی لیکن کووں کی موت ہے

زہر باشد مار راہم قوت و برگ غیر اورا زہر او دردست و مرگ
زہر سانپ کی روزی بھی ہے اور سازو سامان بھی اس کے غیر کے لئے اس کا زہر درد اور موت ہے

صورتِ ہر نعمتے و محنتے ہست ایں را دوزخ آنرا جنّتے
ہر نعمت اور محنت کی صورت اس کے لئے دوزخ ہے اس کے لئے جنت ہے

پس۳ ہمہ اجسام اشیا تبصرُون اندرو قوت ست و سم لا تبصرُون
پس تم تمام چیزوں کے جسم دیکھتے ہو ان کے اندر روزی ہے اور زہر تم نہیں دیکھتے ہو

ہست ہر جسمے چو کاسہ و کوزۂ اندر و ہم قوت و ہم دل سوزۂ
ہر جسم پیالے اور کٹورے کی طرح ہے اس میں روزی بھی ہے اور دل کا جلادا بھی

کاسہ پیدا اندر و پنہاں رغد طاعمش داند کزاں چہ می خورد
پیالہ، ظاہر ہے اسمیں خوش عیشی پوشیدہ ہے اس کا کھانے والا جانتا ہے کہ اس میں سے کیا کھا رہا ہے

صورتِ یوسف چو جامے بود خوب زاں پدر می خورد صد بادہ طرب
(حضرت) یوسفؑ کی صورت ایک عمدہ جام تھی باپ اس سے سینکڑوں مست کرنیوالی شرابیں پیتے تھے

---

۱ مرشما۔ اسی پیالہ سے تمہیں سرکہ میسر آرہا ہے تاکہ تمہیں اس کے عشق کی فضیلت حاصل نہ ہو۔ ازیکے۔ یہ عجائب قدرت میں سے ہے کہ قدرت ایک ہی پیالہ سے کسی کو زہر اور کسی کو شہد پلاتی ہے۔ کوزہ۔ تم لوگوں کو صرف صورت اور کوزہ نظر آرہا ہے چونکہ تمہاری نظریں صحیح نہیں ہیں۔ تمہیں وہ شراب نظر نہیں آرہی ہے فیھن قاصرات الطرف۔ جنتی حوروں کے بارے میں مذکور ہے فیھن قاصراتُ الطّرف اور مذکور ہے حور مقصورات فی الخیام یعنی وہ حوریں بجز شوہروں کے کسی دوسرے کی طرف نگاہ بھر کر بھی نہیں دیکھتی ہیں یہی حال عشق کا ہے وہ اہل کیطرف متوجہ ہوتا ہے۔ خصم۔ یعنی صاحب اہل۔

۲ مدام۔ یعنی شراب عشق حوریں خیموں کے اندر رہتی ہیں باہر نہیں نکلتی ہیں۔ اس شراب عشق کے لئے برتن بمنزلہ حوروں کے خیموں کے ہیں۔ ہست دریا۔ ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک ہی چیز کسی شخص کے اعتبار سے مفید ہے کسی کے اعتبار سے مضر ہے اور پانی بطخ کے لئے ذریعہ حیات ہے اور کوے کی موت کا سبب ہے۔ زہر۔ سانپ کا زہر سانپ کے لئے زندگی کا اور دوسروں کی موت کا سبب ہے صورت ہر نعمتے۔ ہر نعمت اور محنت کا صحیح استعمال جنت کا سبب اور غلط استعمال دوزخ کا سبب ہے۔

۳ پس۔ دنیا کا ہر جسم جس کو تم دیکھتے ہو اسمیں روزی اور زہر چھپا ہوا ہے جس کو تم نہیں دیکھتے ہو۔ ہر جسم کو اسی طرح سمجھ لے۔ کاسہ۔ ظاہر کھلا ہوا ہے اس سے باطن میں نعمت ہے جس کا نتیجہ استعمال کرنیوالا دیکھے گا۔ رغد۔ وسعت عیش۔ صورت۔ حضرت یوسف کی صورت ایک جام تھی اسمیں سے حضرت یعقوب مست کرنیوالی شراب پیتے تھے اور بھائی زہر کا گھونٹ پیتے تھے۔

باز اخواں را ازاں زہر اب بود
کاندر ایشاں زہر کینہ میفزود
پھر بھائیوں کے لئے اس میں زہریلا پانی تھا
جو ان کے اندر کینے کا زہر بڑھا رہا تھا

باز ۱ از وے مر زلیخا را شکر
می کشید از عشق افیون دگر
پھر اس میں سے زلیخا کے لئے شکر
عشق کے ذریعہ دوسری افیون نکالتی تھی

غیرآں چہ بود مر یعقوب را
بود از یوسف غذا آں خوب را
اس کے سوا جو (حضرت) یعقوب کے لئے تھی
اس حسینہ کے لئے یوسف میں سے غذا تھی

گونہ گونہ شربت و کوزہ یکے
تا نماند در مے غیبت شکے
طرح طرح کی شرابیں ہیں اور پیالہ ایک ہے
تاکہ تجھے غیب کی شراب میں شک نہ رہے

بادہ از غیب ست و کوزہ زیں جہاں
کوزہ پیدا بادہ در وے بس نہاں
شراب غیب کی ہے اور پیالہ اس جہان کا ہے
پیالہ ظاہر ہے اس میں شراب بہت مخفی ہے

بس ۲ نہاں از دیدۂ نا محرماں
لیک بر محرم ہویدا و عیاں
نا محرموں کی آنکھ سے بہت پوشیدہ ہے
لیکن محرم پر ظاہر اور عیاں ہوتی ہے

یا الٰہی سُکِّرَتْ اَبصارُنا
فاعفُ عنّا اُثقِلَتْ اَوزارُنا
اے میرے خدا ہماری بینائیاں مدہوش کر دی گئی ہیں
ہمیں معاف کر ہمارے گناہوں کے بوجھ بھاری ہو گئے ہیں

یا خفیًّا قد ملأتَ الخافقَین
قد علوتَ فوقَ نورِ المشرقَین
اے پوشیدہ! تو نے مشرق، مغرب کو پر کر دیا ہے
تو دونوں مشرقوں کے نور سے بڑھ گیا ہے

انتَ ۳ سرٌّ کاشفٌ اسرارنا
انتَ فجرٌ مُفجِرٌ انہارنا
تو راز ہے ہمارے بھیدوں کو کھولنے والا ہے
تو صبح کا سفیدہ ہے ہماری نہروں کو جاری کرنیوالا ہے

یا خفی الذّاتِ محسوس العطا
انتَ کالماءِ و نحنُ کالرّحا
اے مخفی ذات والے، محسوس عطا والے
تو پانی کی طرح اور ہم پن چکی کی طرح ہیں

انتَ کالرّیحِ و نحنُ کالغبار
یختفی الرّیحُ و غبراہُ جہار
تو ہوا کی طرح اور ہم غبار کی طرح ہیں
ہوا پوشیدہ رہتی ہے اور اس کا غبار ظاہر ہے

تو بہاری ما چو باغِ سبز و خوش
او نہان و آشکار بخششش
تو (موسم) بہار ہے ہم سبز اور خوش باغ کی طرح ہیں
وہ پوشیدہ اور اس کی عطا کھلی ہوتی ہے

تو چو جانے ما مثالِ دست و پا
قبض و بسط دست از جاں شد روا
تو جان کی طرح ہے ہم ہاتھ اور پاؤں کی طرح ہیں
ہاتھ کا بند ہونا اور کھلنا جان سے ممکن ہوا

---

۱ باز۔ پھر زلیخا کو جو یوسف سے شراب ملی وہ اس شراب کے علاوہ تھی۔ جو حضرت یعقوب نے پی۔ خوب۔ یعنی زلیخا۔ گونہ ایک پیالے سے مختلف قسم کی شرابیں حاصل ہوتی ہیں تاکہ غیبی شراب کے بارے میں کوئی شبہ نہ رہے۔

۲ بس نہاں۔ پیالہ کی شراب نا محرموں سے پوشیدہ ہے۔ حضرت مست ہو رہے ہیں۔ یعنی ہماری نگاہیں صحیح کام نہیں کر رہی ہیں۔ ابصار۔ بصر کی جمع ہے بینائی۔ اوزار۔ وزر کی جمع ہے بوجھ، گناہ۔ یا خفیا۔ حضرت حق تعالیٰ کی ذات مخفی ہے لیکن کائنات کو محیط ہے۔ خافقین۔ مشرق و مغرب۔ المشرقین۔ یعنی جاڑوں کے زمانے کی مشرق اور گرمیوں کے زمانے کی مشرق۔

۳ انت سر۔ اے خدا تو مخفی اور راز ہے لیکن ہمارے راز تجھ سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ انت فجر۔ فجر صبح کا سفیدہ، پانی کو جاری کرنا۔ رحا۔ پن چکی۔ غبر کی۔ غبار۔ تو بہاری۔ باغ کی بہار و بقا موسم بہار کی وجہ سے ہے جو نہاں ہے۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے "تفکروا فی الائہ ولا تفکروا فی ذاتہ" اللہ کی نعمتوں میں غور کیا کرو اس کی ذات میں غور نہ کیا کرو تو چو جانے۔ جس طرح جان اور روح مخفی ہے لیکن ہاتھ پاؤں کے لئے وہ محرک ہے یہی صورت حضرت حق تعالیٰ اور کائنات کی ہے۔

تو چو عقلی ۱ ما مثالِ ایں زباں — ایں زباں از عقل دارد ایں بیاں

تو عقل کی طرح ہے، ہم اس زبان جیسے ہیں — اس زبان کو عقل سے بیان حاصل ہوا ہے

تو مثالِ شادی و ما خندہ ایم — کہ نتیجہ شادیِ فرخندہ ایم

تو خوشی کی طرح ہے اور ہم ہنسی ہیں — کیونکہ ہم مبارک خوشی کا نتیجہ ہیں

جُنبشِ ماہر دمے خود اشہدست — کو گواہِ ذوالجلالِ سرمدست

ہماری حرکت ہر وقت خود بڑا گواہ ہے — کیونکہ وہ ہمیشہ رہنے والے ذوالجلال کی گواہ ہے

گردشِ سنگ آسیا در اضطراب — اشہد آمد بر وجودِ جُوئے آب

پن چکی کے پتھر کی گردش بے قراری میں — نہر کے پانی پر بڑا گواہ بنی

اے ۲ بروں از وہم وقال وقیل من — خاک بر فرقِ من و تمثیل من

اے وہ! جو کہ میرے وہم اور بات چیت سے باہر ہے — میری سر کی مانگ اور مثال دینے پر خاک

بندہ نشکیبد ز تصویر خوشت — ہر دمے گوید کہ جانم مفرشت

تیرے حسین تصور پر بندہ صبر نہیں کر سکتا ہے — ہر لمحہ کہتا ہے کہ میری جان تیرا فرش ہو

ہمچو آں چوپاں کہ میگفت اے خدا — پیش چوپان محبّ خود بیا

اس گڈریئے کی طرح جو کہہ رہا تھا اے خدا! — اپنے عاشق گڈریئے کے سامنے آجا

تا شپشش جویم من از پیرہنت — چارقت دوزم ببوسم دامنت

تاکہ میں تیرے کپڑوں میں سے جوئیں پاؤں، — تیرا چپل سی دوں، تیرا دامن چوموں

کس ۳ نبودش در ہوا و عشق جفت — لیک قاصر بود از تسبیح و گفت

محبت اور عشق میں کوئی اس جیسا نہ تھا — لیکن تسبیح اور گفتگو میں کوتاہ تھا

عشق او خرگاہ بر گردوں زدہ — جاں سگِ خرگاہ آں چوپاں شدہ

اس کے عشق نے آسمان پر خیمہ گاڑ دیا تھا — جان اس گڈریئے کے خیمہ کا کتا بن گئی تھی

چونکہ بحرِ عشقِ یزداں جوش زد — بر دلِ او زد تُرا بر گوش زد

جب اللہ تعالیٰ کے عشق نے سمندر سے جوش مارا — اس کے دل سے ٹکرایا، تیرے کان سے ٹکرایا

حکایت جوحی کہ چادر پوشیدہ در وعظ میان زناں نشست و حرکتے کرد زنے اورا بشناخت کہ مردست و نعرہ بزد

جوحی کا قصہ جو کہ چادر اوڑھ کر وعظ میں عورتوں کے درمیان بیٹھ گیا اور اس نے ایسی حرکت کی کہ ایک عورت نے اس کو پہچان لیا کہ مرد ہے اور اس نے نعرہ مارا

۱ توچوعقلی۔ زبان کو عقل گویا بناتی ہے۔ تومثال۔ جس طرح مسکراہٹ خوشی کا نتیجہ ہے اس طرح ہم سب حضرت حق تعالیٰ کی شانوں کے مظاہر ہیں۔ جنبش۔ ہماری حرکات حضرت حق تعالیٰ کے وجود کی گواہ ہیں۔ گردش۔ پن چکی کے پاٹ کی حرکت نہر کے پانی کے وجود کی گواہ ہے۔ اشہد۔ زیادہ گواہ۔

۲ اے بروں۔ حضرت حق تعالیٰ کی ذات وہم قیاس سے بالاتر ہے لہٰذا اس کی کوئی مثال اس کے مطابق نہیں ہے۔ بندہ۔ مثالیں دینے کی مجبوری یہ ہے کہ بندہ محض تصور پر صبر نہیں کرتا ہے مزید وضاحت چاہتا ہے۔ یہ حق تعالیٰ کے لئے مثالوں کی یہی حقیقت ہے جس طرح گڈریئے نے اس کی ذات کی تعبیر کی تھی۔ شپش۔ جوں۔ چارق۔ چپل۔

۳ کس نبودش۔ اس گڈریئے کی تعبیرات اگرچہ غلط تھیں لیکن اللہ تعالیٰ سے اس کا عشق بے مثال تھا۔ عشق۔ اس کے عشق کا مقام عالم بالا تھا اور جان جیسی معزز چیز اس کے خیمہ کا کتا بنی ہوئی تھی چونکہ عشق کا اثر اس کے دل پر تھا تیرے صرف کان پر ہے۔ حکایت۔ اس حکایت سے یہ سمجھایا ہے کہ دل پر اور کسی دوسرے عضو پر اثر میں بہت بڑا فرق ہے۔ جوحی۔ ایک شخصیت ہے جس کی طرف بہت سے پر مذاق قصے منسوب ہیں جیسی کہ اردو ادب میں ملا دو پیازہ یا شیخ چلی۔

واعظے بُد بس گزیده[1] در بیاں　زیر منبر جمع مُردان و زناں

ایک واعظ تقریر میں بہت منتخب تھا　(اسکے) منبر کے پاس مرد اور عورتیں جمع تھیں

رفت جوحی چادر و رُوبند ساخت　درمیانِ آں زناں شدنا شناخت

جوحی چلا، چادر اور نقاب پہنا　ان عورتوں میں ان جان ہو گیا

سائلے پُرسید واعظ را براز　مُویِ عانہ ہست نقصانِ نماز

ایک سوال کرنے والے نے آہستہ سے واعظ سے دریافت کیا　زیر ناف کے بال نماز کے نقصان (کا باعث) ہیں؟

گفت[2] واعظ چوں شود عانہ دراز　پس کراہت باشد ازوے در نماز

واعظ نے کہا جب زیر ناف کے بال بڑھ جائیں　تو اس سے نماز میں کراہت پیدا ہو جاتی ہے

یا بنورہ یا بستره بسترش　تا نمازت کامل آید خوب و خوش

چونے سے یا استرے سے ان کو مونڈ دے　تاکہ تیری نماز بھلی اچھی مکمل ہو

گفت سائل آں درازی تا چہ حد　شرط باشدتا نماز اکمل بُود

سوال کرنے والے نے کہا لمبائی کس حد تک　مناسب ہے، تاکہ نماز مکمل ہو جائے؟

گفت چوں قدرِ جوئے گردد بطول　پس سترُدن فرض باشد اے سؤول

اس نے کہا، اگر جو کی بقدر لمبے ہو جائیں　اے بجھ کر! مونڈنا فرض ہو جائے گا

پیشِ جوحی یک زنے بنشستہ بود　ہوش را بر وعظِ واعظ بستہ بُود

جوحی کے آگے ایک عورت بیٹھی تھی　جس نے ہوش کو واعظ کے وعظ سے وابستہ کر دیا تھا

گفت جوحی زُود اے خواہر بہ بین　عانۂ من گشتہ باشد ایں چنیں

جوحی نے کہا اے بہن! جلد دیکھ لے　میرے زیر ناف بال ایسے ہو گئے ہونگے

بہرِ خوشنودیِ حق پیش آر دست　کاں بمقدارِ کراہت آمدست

اللہ (تعالیٰ) کی خوشنودی کیلئے ہاتھ بڑھا　کہ وہ کراہت کی بقدر ہو گئے ہیں؟

دست زن در کرد در شلوارِ مرد　کیرِ او بر دستِ زن آسیب[3] کرد

عورت نے مرد کے شلوار کے اندر ہاتھ ڈالدیا　اس کے خایہ نے عورت کے ہاتھ پر اثر کیا

نعرۂ زد سخت اندر حال زن　گفت واعظ بر دلش زد گفتِ من

عورت نے فوراً ایک نعرہ مارا　واعظ نے کہا میری بات نے اس کے دل پر اثر کیا ہے

صدق ازیں زن بیاموزید ہیں　چونکہ بر دل زد وُرا گفت چنیں

ہاں، تم سچائی اس عورت سے سیکھ لو　جبکہ ایسی گفتگو نے اس کے دل پر اثر کیا ہے

---

[1] گزیدہ۔ منتخب۔ رُوبند۔ نقاب۔ موی عانہ۔ زیرناف کے بال۔ عانہ۔ یعنی جب زیرناف بدل بڑھ جائیں تو نماز میں کراہت آجاتی ہے۔ نُورہ۔ چونا۔ سترہ۔ استرہ۔ تاچہ حد۔ درازی کر متعین کر دیجئے کہ بال کس قدر بڑھ جانے سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔

[2] گفت۔ واعظ نے کہا۔ سؤول۔ بہت زیادہ سوال کرنے والا۔ ہوش۔ یعنی واعظ کے وعظ کی جانب پوری متوجہ تھی۔ مرد۔ یا شلوار کا مضاف الیہ یا کرد کا فاعل ہے دونوں صورتوں میں ترجمہ جداگانہ ہے۔

[3] آسیب۔ اثر۔ گفت۔ واعظ نے سنا کہ میرے وعظ کا اس کے دل پر اثر ہوا ہے اسی لئے اس نے نعرہ مارا ہے صدق۔ واعظ نے مردوں سے کہا تم لوگ اس عورت سے نصیحت حاصل کرلو۔

گفت ایں نے بر دل نزد بر دست زد　　　وائے گر بر دل زدے اے پر خرد
اس (جوتی نے) کہا دل پر نہیں ہاتھ پر اثر کیا ہے　　　اے عقلمند (کیا کہنا تھا) اگر دل پر اثر کرتی

بر دل آں ساحراں زد اند کے　　　شد عصا و دست ایشاں را یکے
ان جادوگروں کے دل پر تھوڑا سا اثر کیا　　　ان کے لئے لکڑی اور ہاتھ یکساں بن گیا

گر ز پیرے در ربائی تو عصا　　　بیش رنجد کاں گروہ از دست و پا
اگر تو کسی بڈھے کی لاٹھی اڑا لے　　　وہ اس سے زیادہ رنجیدہ ہوگا جتنا وہ گروہ ہاتھ پاؤں سے

نعرۂ ۲ لا ضیر بر گردوں رسید　　　ہیں ببر کہ جاں ز جان کندن رہید
"کوئی حرج نہیں" کا نعرہ آسمان پر پہنچا　　　ہاں کاٹ لے، جان جان کنی سے نجات پا گئی

چوں بدانستیم ما کیں تن نہ ایم　　　از ورای تن بیزداں میزیم
چونکہ ہم جان گئے کہ ہم یہ جسم نہیں ہیں　　　جسم کے سوا ہم خدا کے ذریعہ جی رہے ہیں

اے خنک آں را کہ ذات خود شناخت　　　اندر امن سرمدی قصرے بساخت
قابل مبارکباد ہے وہ جس نے اپنی ذات کو پہچان لیا　　　ہمیشگی کے امن میں اس نے محل بنا لیا

کودکے گرید پئے جوز و مویز　　　پیش عاقل باشد آں بس سہل چیز
بچہ جس اخروٹ اور منقی کے لئے روتا ہے　　　عقلمند کے لئے وہ آسان چیز ہے

پیش دل جوز و مویز آمد جسد　　　طفل کے در دانش مرداں رسد
دل کے لئے جسم، اخروٹ اور منقی ہے　　　بچہ مردوں کی عقل کو کب پہنچتا ہے؟

ہر کہ ۳ محجوب ست او خود کودکیست　　　مرد آں باشد کہ بیروں از شکیست
جو پردے میں ہے، وہ بچہ ہے　　　مرد وہ ہے جو شک سے باہر ہے

گر بریش و خایہ مردستے کسے　　　ہر بزے را ریش و خصیہ است بسے
اگر کوئی داڑھی اور خایہ کی وجہ سے مرد ہے　　　تو ہر بکرے کے داڑھی اور خصیہ ہے

پیشوای بد بود آں بز شتاب　　　میبرد اغنام را پیش قصاب
وہ بکرا برا پیشرو ہے، جلد　　　بکریوں کو قصاب کے آگے لیجاتا ہے

ریش شانہ کردہ کہ من سابقم　　　سابقی لیکن بسوئے درد و غم
داڑھی کو کنگھی کئے ہوئے کہ میں راہنما ہوں　　　تو راہنما ہے لیکن درد اور غم کی جانب

ہیں روش بگزیں و ترک ریش کن　　　ترک ایں ما و من و تشویش کن
خبردار! روش اختیار کر اور داڑھی کو چھوڑ　　　اس تکبر و غرور اور پریشانی کو ترک کر

---

۱ گفت۔ جوتی نے کہا دل پر نہیں محض ہاتھ پر اثر ہوا ہے کہ اس کا ہاتھ جوتی کی ضرب کو روکا تھا۔ بر دل۔ فرعون کے جادوگروں کے دل پر اثر ہوا تھا تو عشق الٰہی میں ان کے لئے ہاتھ پاؤں کا کٹنا ایسا ہی تھا جیسا کہ کسی لکڑی کا کٹنا۔ گر ز۔ اگر تو بوڑھے کی لاٹھی چھین لے تو اس کو اس سے زیادہ رنج ہوگا جیسا کہ ان کو ہاتھ پاؤں کٹنے پر ہوا تھا۔

۲ نعرہ۔ جس وقت فرعون نے جادوگروں سے کہا تھا کہ تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا تو انہوں نے جواب میں کہا تھا "لا ضیر" "کوئی نقصان نہیں"۔ چوں۔ جادوگروں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ اس زندگی جسم کی نہیں ہے بلکہ روح کی ہے۔ اے خنک۔ حدیث شریف ہے جس نے اپنی حقیقت سمجھ لی اس نے خدا کو پہچان لیا۔ کودکے۔ بچے کے لئے اخروٹ اور منقی عزیز ہیں عقلمند کے لئے وہ حقیر ہیں۔ پیش دل۔ کامل دل کے لئے ہاتھ پاؤں اخروٹ اور منقی کی جگہ ہیں۔

۳ ہر کہ۔ جو شخص اپنی حقیقت نہیں سمجھا وہ بچہ ہے۔ گر ریش۔ اگر مرد ہونا داڑھی اور خصیہ کی وجہ سے ہو تو یہ چیزیں بکرے کے بھی ہوتی ہیں۔ پیشوا۔ بکرے میں عقل خام ہے اسی لئے ذبح جاتے وقت وہ بکریوں کا پیشوا بن جاتا ہے۔ ریش۔ جو نادانی پیر بھی داڑھی میں کنگھا کر کے کہتا ہے کہ میں پیشوا ہوں ہاں تو پیشوا ہے لیکن بکرے کی طرح پیشوا ہے۔ ہیں۔ انسان کو سیدھے راستہ کی روش اختیار کرنی چاہیے داڑھی پر گھمنڈ نہ کرنا چاہیے۔

ریشِ ۱ خود را خنده زارے کردۂ　　نازکم کُن چونکہ ریش آوردۂ
تو نے اپنی داڑھی کو مضحکہ بنا لیا ہے　　جبکہ تیرے داڑھی نکل آئی ہے نخرے نہ دکھا

تا شوی چوں بوئے گُل بر عاشقاں　　پیشواؤ رہنمای گلستاں
تاکہ تو پھول کی خوشبو کی طرح عاشقوں کیلئے بنجائے　　باغ کا رہنما اور پیشوا

چیست بُوی گُل دمِ عقل و خرد　　خوش قلاوُزِ رہ باغ لبد
پھول کی خوشبو کیا ہے؟ عقل اور سمجھ کی بات　　جو ابدی باغ کے لئے بہترین راہنما ہے

فرمودن شاہ با ایاز بارِ دیگر کہ شرح چارق و پوستین را

بادشاہ کا ایاز کو دوبارہ حکم دینا کہ چپل اور پوستین کی تشریح کو واضح طور پر بتا

آشکارا بگوتا خواجہ تا شانت ازاں اشارت پند
تاکہ تیرے آقا شریک اس اشارے سے نصیحت حاصل کر لیں

گیرند کہ الدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ
چونکہ "دین نصیحت ہے"

سرِّ چارق رابیاں کُن اے ایاز　　پیش چارق چیستت چندیں نیاز
اے ایاز! چپل کا راز بتا　　چپل کے سامنے تیری اسقدر نیازمندی کیوں ہے؟

تا نیوشد سُنقرو ۲ بگیارقت　　سرِّ سرِّ پوستین و چارقت
تاکہ سنقر اور تیرے ساتھی سن لیں　　تیرے پوستین اور چپل کے راز کا راز

اے ایاز از تو غلامی نوریافت　　نورت از پستی سوی گردوں شتافت
اے ایاز! تجھ سے غلامی نے نور حاصل کیا　　تیرا نور پستی سے آسمان کی جانب دوڑ گیا

حسرتِ آزاد گاں شُد بندگی　　بندگی راچوں تو دادی زندگی
غلامی آزادوں کے لئے (باعث) حسرت بنگئی　　جبکہ تو نے غلامی کو زندگی بخشی

مومن ۳ آں باشد کہ اندر جزر و مد　　کافراز ایمانِ اُو حسرت خورد
مومن وہ ہوتا ہے، کہ جوار بھاٹے میں　　کافر اس کے ایمان پر حسرت کرے

حکایت گبرے کہ در عہد شیخ بایزید قدس سرّہ گفتندش

اس کافر کا قصہ کہ بایزید قدس سرہ کے زمانے میں لوگوں نے اس سے کہا

کہ مسلمان شو وجوابِ اُو ایشان را
کہ مسلمان ہوجا اور اس کا ان کو جواب دینا

---

۱ ریش۔ تو نے تو اپنی داڑھی کا بھی مذاق اڑا دیا ہے، تیرے داڑھی نکل آئی ہے اب ناز و انداز مناسب نہیں ہے راہ سلوک اختیار کر ورنہ داڑھی کی مذاق اڑے گی۔ تا شوی۔ پھر تو خوشبو کی طرح عاشقوں کے لئے باغ کا رہنما بن جائیگا چیست۔ خوشبو سے مراد عقلمندی کی باتیں کرنا ہے۔ قلاوز۔ رہنما۔ الدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ۔ دین اخلاص ہی ہے۔ سر چارق۔ محمود نے ایاز سے کہا جوتی کا راز بیان کر اس کے ساتھ تیری نیازمندی کیوں ہے۔

۲ سُنقر۔ غلام کا نام ہے۔ بگیارق۔ خواجہ تاش۔ اے ایاز۔ تیرے غلام ہونے نے غلامی کو منور کر دیا ہے۔ حسرت۔ تیرے وجود سے آزاد لوگ غلامی کی حسرت کرنے لگے ہیں، چونکہ غلامی کو تو نے ایک زندگی عنایت کردی ہے۔

۳ مومن۔ جس طرح ایاز کی غلامی آزادوں کے لئے باعث حسرت تھی اسی طرح مومن وہ ہے جس کے ایمان کو دیکھ کر کافر حسرت کرے جیسا کہ حضرت بایزیدؒ کا ایمان تھا نہ یہ کہ اس کا ایسا ایمان ہو جو لوگوں کو ایمان لانے سے روکے جیسا کہ موذن تھا۔

بُود گبرے ۱؎ در زمانِ بایزیدؒ | گفت اُورا یک مسلمانِ سعید
حضرت بایزیدؒ کے زمانے میں ایک کافر تھا | اس سے ایک نیک بخت مسلمان نے کہا

کہ چہ باشد گر تو اسلام آوری | تا بیابی صد نجات و سروری
اگر تو اسلام لے آئے تو کیا اچھا ہو | تاکہ تو سینکڑوں نجاتیں اور سرداریاں حاصل کر لے

گفت ایں ایماں اگر ہست اے مُرید | آنکہ دارد شیخِ عالم بایزیدؒ
اس نے کہا اے مرید! اگر ایمان وہ ہے | جو کہ دنیا بھر کے شیخ بایزیدؒ رکھتے ہیں

من ندارم طاقتِ آں تابِ آں | کاں فزوں آمد ز کوششہائے جاں
میں اس کی طاقت اس کی قوت نہیں رکھتا ہوں | کیونکہ وہ جان کی کوشش سے بالاتر ہے

گرچہ در ایماں و دیں نا مُوقنم | لیک در ایمانِ اُو بس مُؤمنم
اگرچہ میں مسلمانوں کے ایمان اور دین میں اعتقاد نہیں رکھتا ہوں | لیکن ان کے ایمان کے بارے میں میرا ایمان ہے

دارم ۲؎ ایماں کاں ز جملہ برتر ست | بس لطیف و با فروغ و با فرست
میرا ایمان ہے کہ وہ سب سے بڑھ کر ہیں | بہت پاکیزہ اور بارونق اور شان و شوکت والے ہیں

مُؤمنِ ایمانِ اُویم در نہاں | گرچہ مُہرم ہست محکم بر دہاں
میں پوشیدہ طور پر، ان کے ایمان کا مومن ہوں | اگرچہ میرے منہ پر سخت مہر ہے

باز ایماں، خود گر ایمانِ شماست | نے بداں میلستم و نے اشتہاست
پھر اگر ایمان، تمہارا ایمان ہے | نہ اس کی طرف میرا جھکاؤ ہے نہ خواہش ہے

آنکہ صد میلش سُوی ایماں بُود | چوں شمارا دید آں فاتر شود
جس کو ایمان کی جانب سینکڑوں میلان ہوں | جب اس نے تمہیں دیکھا وہ سست پڑ گیا

زانکہ ۳؎ نامے بیند و معنیش نے | چوں بیاباں را مفازہ گفتنے
کیونکہ وہ (صرف) نام دیکھے گا اور اس کی حقیقت کچھ نہیں ہے | جس طرح بیابان کو مفازہ کہہ دینا ہے

چوں بایمانِ شما اُو بنگرد | عشقِ اُو ز آوردِ ایماں بفسرد
جب وہ تمہارے ایمان کو دیکھے گا | اس کا عشق ایمان لانے میں ٹھٹھر جائے گا

ایں حکایت یاد گیر اے تیز ہوش | صورتش بگذار و معنیٰ را نیوش
اے تیز ہوش! اس حکایت کو یاد کر لے | اس کی صورت کو چھوڑ اور معنیٰ کو سن لے

حکایت آں مُؤذنِ زشت آواز کہ در کافرستان بانگ زد
اس بھدی آواز والے مؤذن کی حکایت جس نے نماز کے لئے کفرستان میں اذان

۱؎ گبرے۔ کافر۔ کہ چہ باشد۔ مسلمان نے اس کافر سے کہا اگر تو مسلمان ہو جائے تو تجھے نجات حاصل ہو جائے گی۔ گفت۔ اس کافر نے کہا کہ اگر ایمان وہ ہوتا ہے جو بایزیدؒ رکھتے ہیں تو مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے کیونکہ وہ انسان کی طاقت سے بالاتر ہے۔ گرچہ اگرچہ میں اسلام کے ایمان اور دین کا قائل نہیں ہوں لیکن ان کے ایمان پر میرا ایمان ہے۔

۲؎ دارم۔ اس کافر نے مسلمان سے کہا کہ میرا یقین ہے کہ وہ بایزیدؒ سب سے بڑھ کر ہیں اور میرا ان کے ایمان پر ایمان ہے لیکن زبان سے ظاہر نہیں کر سکتا ہوں۔ باز۔ اور اگر ایمان سے مراد تمہارا وہ ایمان ہے تو مجھے ایسے ایمان کی نہ خواہش ہے نہ اس کی طرف میرا میلان ہے۔ آنکہ تم تو ایسے مومن ہو کہ اگر کسی کو ایمان کی خواہش بھی ہو تو تمہیں دیکھ کر وہ سست پڑ جائے گا۔

۳؎ زانکہ۔ اسلئے کہ تمہارا ایمان تو برائے نام ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور تم برعکس نام نہند زنگی کا فور کا مصداق ہو۔ بیاباں۔ جنگل دراصل ہلاکت کی جگہ ہے لیکن اس کو لوگ مفازہ یعنی کامیابی کی جگہ کہتے ہیں۔ حکایت۔ اس قصہ سے یہ بتانا ہے کہ بہت سے مومن ایسے ہیں کہ کافر ان کو دیکھ کر ایمان لانے کا ارادہ چھوڑ دیتا ہے۔

برای نماز و مرد کافر اُو را ہدیہ ہا داد
دی اور ایک کافر شخص نے اس کو بہت سے تحفے دیئے

یک مؤذن داشت بس آوازِ بد ۔۔۔ شب ہمہ شب میدریدے حلقِ خود ۱
ایک مؤذن کی بری آواز تھی ۔۔۔ وہ پوری پوری رات اپنا حلق پھاڑتا تھا

خوابِ خوش بر مردماں کردہ حرام ۔۔۔ درصداع افتادہ از وے خاص و عام
اس نے انسانوں پر میٹھی نیند حرام کر دی تھی ۔۔۔ اس کی وجہ سے عوام و خواص دردِ سر میں مبتلا تھے

کودکاں ترساں ازو در جامہ خواب ۔۔۔ مرد و زن ز آوازِ او اندر عذاب
بچے بستروں میں اس سے ڈرتے تھے ۔۔۔ مرد و عورت اس کی آواز سے عذاب میں تھے

مجتمع گشتند مر توزیع را ۔۔۔ بہرِ دفعِ زحمت و تصدیع را
وہ لوگ چندہ جمع کرنے کیلئے اکٹھے ہوئے ۔۔۔ دردِ سر اور تکلیف کو دفع کرنے کیلئے

پس طلب کردند او را در زماں ۔۔۔ اَنْچَہا دادند و گفتند اے فلاں
انہوں نے اس کو فوراً طلب کیا ۔۔۔ نقدیاں دیں، اور انہوں نے کہا اے فلاں!

از اذانت جملہ آسودیم ۲ ما ۔۔۔ بس کرم کردی شب و روز اے کیا
ہم سب نے تیری اذان سے راحت پائی ۔۔۔ اے جناب! آپ نے دن اور رات بڑا کرم کیا

چوں رسید از تو بہریک دولتے ۔۔۔ خواب رفت از ما کنوں ہم مدتے
چونکہ آپ کی وجہ سے ہر ایک کو دولت میسر آگئی ہے ۔۔۔ اب کچھ مدت کے لئے ہماری نیند اڑ گئی ہے

بہرِ آسائش زباں کوتاہ کن ۔۔۔ در عوض ما ہمتے ہمراہ کن
آرام کی خاطر آپ زبان بند کر لیجئے ۔۔۔ اس کے بدلے میں باطنی توجہ فرمایئے

قافلہ می شد بکعبہ از ولہ ۳ ۔۔۔ انچہ بستد شد رواں با قافلہ
شدتِ شوق کی وجہ سے ایک قافلہ کعبہ کو روانہ ہوا ۔۔۔ اس نے نقدی لے لی، قافلہ کیساتھ روانہ ہو گیا

شبگہے کردند اہلِ کارواں ۔۔۔ منزل اندر موضعِ کافرستاں
قافلہ والوں نے رات کے وقت کیا ۔۔۔ کفرستان کے مقام پر پڑاؤ

واں مؤذن عاشقِ آوازِ خود ۔۔۔ درمیانِ کافرستان بانگ زد
اس اپنی آواز کے عاشق مؤذن نے ۔۔۔ کفرستان میں اذان دی

چند گفتندش مگو بانگِ نماز ۔۔۔ کہ شود جنگ و عداوتہا دراز
بہت سے لوگوں نے اس سے کہا نماز کی اذان نہ دے ۔۔۔ ورنہ جنگ اور لمبی دشمنیاں ہو جائینگی

---

۱ حلق۔ خود چونکہ اس کا اپنی خوش الحانی پر عقیدہ تھا رات میں مناجات اور ذکر باآواز بلند کرتا ہوگا۔ صداع۔ دردِ سر۔ جامہ خواب۔ سونے کا بستر۔ توزیع۔ چندہ۔ تصدیع۔ دردِ سر میں مبتلا کرنا۔ انچہ۔ نقد۔

۲ آسودیم۔ ان لوگوں نے طنزاً کہا دولت۔ یعنی شب بیداری کی دولت۔ خواب۔ اب اس دولت کی خوشی میں ہم رات بھر نہیں سو سکتے ہیں۔ در عوض۔ جو نقدی ہم تجھے دے رہے ہیں اس کے بدلے میں ہمارے لئے دل سے دعائیں کر دینا۔

۳ ولہ۔ شدتِ عشق۔ قافلہ۔ یعنی حاجیوں کا قافلہ۔ کافرستان۔ وہاں کے باشندے سب کافر تھے۔ بانگ زد۔ اذان دی۔ چند گفتندش۔ ساتھیوں نے اس کو کافرستان میں اذان دینے سے روکا اور کہا کہ یہ کافر لڑائی دنگا کرینگے ایسا نہ کر لیکن وہ نہ مانا اور اس نے اذان دیدی۔

اُو ستیزہ کرد و بس بے احتراز   گفت در کافرستاں بانگِ نماز
اس نے جھگڑا کیا اور بہت لا پروائی سے   کفرستان میں اذان دے دی

خلق [۱] خائف شُد ز فتنہ عامہ   خود بیامد کافرے با جامہ
عام فتنے سے لوگ ڈر گئے   ایک کافر کپڑے لئے ہوئے خود آیا

شمع و حلواؤ یکے جامہ لطیف   ہدیہ آورد و بیامد چوں الیف
شمع اور حلوا اور ایک عمدہ لباس   تحفہ لایا اور دوست کی طرح آیا

پُرس پُرساں کایں مؤذّن کو کجاست   کہ صلای و بانگِ اُو راحت فزاست
پوچھتے ہوئے کہ یہ موذن کہاں ہے؟   جس کی اذان کی آواز راحت بڑھانے والی ہے

ہیں چہ راحت بُود زاں آوازِ زشت   کو فتاد از وے بناگہ در کُنشت
ہاں میں اس بھدی آواز سے کیا راحت ملی؟   جو اچانک اس سے مندر میں پہنچی

دخترے دارم لطیف و بس سَنی   آرزومی بُود اُو را مُومنی
میرے ایک لڑکی ہے، پاکیزہ اور بہت خوبصورت   اس کو مومن بننے کی آرزو تھی

ہیچ [۲] ایں سودا نمیرفت از سرش   پند ہامی داد چندیں کافرش
یہ جنون اس کے سر سے کبھی زائل نہیں ہوتا تھا   بہت سے کافر اس کو نصیحتیں کرتے تھے

در دلِ اُو مہرِ ایماں رُستہ بُود   ہمچو مجمر بُود ایں غم من چو عُود
اس کے دل میں ایمان کی محبت پیدا ہو گئی تھی   یہ فکر انگیٹھی کی طرح اور میں اگر کی لکڑی کی طرح تھا

در عذاب و در دو اشکنجہ بُدم   کہ بجنبد سلسلہ اُو دمبدم
میں مصیبت اور شکنجہ اور درد میں تھا   کیونکہ اس کا (یہ) سلسلہ ہر وقت حرکت میں تھا

ہیچ [۳] چارہ می ندانستم دراں   تا فرو خواند ایں مؤذّن آں اذاں
میں اس کا کوئی علاج نہ سمجھ پا رہا تھا   یہاں تک کہ اس موذن نے وہ اذان دی

گفت دختر چیست ایں مکروہ بانگ   کہ بگوشم آمد ایں دو چار دانگ
لڑکی نے دریافت کیا کہ یہ ڈراونی آواز کیسی ہے؟   جس کے دو چار ٹکڑے میرے کان میں آتے ہیں

من ہمہ عمر ایں چنیں آوازِ زشت   ہیچ نشنیدم دریں دیر و کُنشت
میں نے تمام عمر اس طرح کی بھدی آواز   اس مندر اور بت خانہ میں کبھی نہیں سنی

خواہرش گفتہ کہ ایں بانگِ اذاں   ہست اعلام و شعارِ مُومناں
اس کی بہن نے کہا، کہ یہ اذان کی آواز   مومنوں کا اعلان اور علامت ہے

[۱] خلق۔ یہ لوگ تو کافروں کے حملہ سے خائف تھے لیکن کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کافر تحفہ میں کپڑے اور حلوہ وغیرہ لئے آرہا ہے۔ الیف۔ دوست۔ پرس۔ اس موذن کو پوچھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ موذن کی اذان نے بہت راحت پہنچائی ہے۔ ہیں چہ۔ اس کافر سے کسی نے کہا کہ اس بھدی آواز سے جو مندر میں پہنچی کیا راحت ملی ہے۔ دختر۔ اس کافر نے کہا کہ میرے ایک بہت خوبصورت لڑکی ہے وہ اسلام لانے پر آمادہ ہو رہی تھی۔

[۲] ہیچ۔ ہم لوگوں نے اس کو بہت سمجھایا لیکن وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آرہی تھی۔ مجمر۔ انگیٹھی۔ عود۔ اگر کی لکڑی جس کی دھونی دی جاتی ہے۔ در عذاب۔ اس لڑکی کے ارادہ سے میں مصیبت میں تھا اور وہ اس ارادہ میں پختہ ہوتی جا رہی تھی۔

[۳] ہیچ۔ اس کو اس ارادہ سے روکنے کی کوئی تدبیر نہ تھی حتیٰ کہ اس موذن نے اذان دی تو لڑکی نے دریافت کیا کہ یہ بھیانک آواز کیسی ہے جو میں نے ایسی بھدی اور خوفناک آواز کبھی نہیں سنی۔ خواہرش۔ اس لڑکی کی بہن نے اس کو بتلایا کہ یہ مسلمانوں کی اذان کی آواز ہے۔ اعلام۔ اعلان۔ شعار۔ وہ علامت جس سے کوئی چیز پہچانی جائے اس کو بہن کی بات کا اعتبار نہ ہوا تو اس نے کسی دوسرے سے پوچھا اس نے بھی اس کی تصدیق کر دی۔

باورش نامد پر سید از دگر — آں دگر ہم گفت آرے اے قمر
اس کو یقین نہیں آیا، اس نے دوسرے سے پوچھا — دوسرے نے بھی کہا، ہاں اے چاند!

چوں یقیں[1] گشتش رخِ اُو زرد شدُ — از مُسلمانی دلِ اُو سرد شدُ
جب اس کو یقین ہو گیا تو اس کا چہرہ زرد پڑ گیا — مسلمانی سے اس کا دل افسردہ ہو گیا

باز رستم من ز تشویش و عذاب — دوش خوش خفتم دراں بیخوف خواب
میں پریشانی اور عذاب سے چھوٹ گیا — گذشتہ رات بغیر ڈر کی نیند خوب سویا

راحتم ایں بُود از آوازِ اُو — ہدیہ آوردم بشکر آں مرد گو
مجھے اس کی آواز سے یہ راحت پہنچی — میں شکرانہ میں تحفہ لایا ہوں وہ شخص کہاں ہے؟

چوں[2] بدیدش گفت ایں ہدیہ پذیر — کہ مرا گشتی مجیر و دستگیر
جب اس نے اس کو دیکھا کہا یہ ہدیہ قبول کر لیجئے — کیونکہ آپ میرے پناہ دینے والے اور دستگیر ہیں

آنچہ کردی بامن از احسان و بر — بندۂ تو گشتہ ام من مستمر
آپ نے جو احسان اور بھلائی مجھ سے کی — میں ہمیشہ کے لئے آپ کا غلام ہو گیا ہوں

گر بمال و مُلک و ثروت فردمے — من دہانت را پراز زر کردمے
اگر میں مال اور سلطنت اور مالداری میں منفرد ہوتا — میں سونے سے آپ کا منہ بھر دیتا

ہست ایمانِ شما زرق و مجاز — راہزن ہمچوں کہ آں بانگِ نماز
تمہارا ایمان مکر اور مجاز ہے — اسی طرح کا ڈاکو ہے جس طرح کہ وہ اذان

رجوع بحکایت گبر با مسلمان در ایمان

ایمان کے بارے میں کافر کی مسلمان سے حکایت کی جانب رجوع

لیک[3] از ایمان و صدقِ بایزیدؒ — چند حسرت در دل و جانم رسید
لیکن بایزیدؒ کے ایمان اور سچائی سے — میرے دل اور جان میں بہت سی حسرتیں آئی ہیں

ہمچو آں زن کو جماع خر بدید — گفت آوہ چیست ایں فحلِ فرید
اس عورت کی طرح جس نے گدھے کی جفتی دیکھی — بولی، آہ کیسا یکتا نر ہے

گر جماع این ست کاید از خراں — بر کُس ما میرِ یند ایں شوہراں
اگر جفتی یہ ہے جو گدھے کرتے ہیں — تو یہ شوہر ہماری شرمگاہ پر ہگتے ہیں

داد جُملہ دادِ ایماں بایزیدؒ — آفریںہا بر چنیں شیرِ فرید
بایزیدؒ نے ایمان کا پورا حق ادا کر دیا — ایسے یکتا شیر کو آفرین ہے

---

[1] چوں یقین۔ جب اس کو یقین آ گیا تو مایوسی سے اس کا چہرہ زرد پڑ گیا اور اسلام لانے کا ارادہ ٹھنڈا ہو گیا۔ باز رستم جب اس کا دل اسلام سے برگشتہ ہو گیا تو میری مصیبت ختم ہوئی اور رات کو آرام سے سو سکا موذن کی آواز سے مجھے اس طرح راحت ملی لہٰذا میں اس کے لئے تحفے لایا ہوں۔

[2] چوں بدیدش۔ جب اس کافر نے اس موذن کو دیکھا تو کہا کہ یہ تحفے لے تو میرا پناہ دہندہ اور دستگیر ہے۔ بر۔ نیکی۔ مستمر۔ ہمیشہ۔ گر بمال۔ میں زیادہ مالدار نہیں ہوں اور نہ تیرا منہ سونے سے بھر دیتا۔ ہست۔ اس کافر نے اسلام کی دعوت دینے والے مسلمان سے کہا تمہارا ایمان بھی موذن کی طرح انسانوں کو ایمان سے روکنے والا ہے۔

[3] لیک۔ اس کافر نے یہ بھی کہا کہ بایزیدؒ کے ایمان اور سچائی کو دیکھ کر مجھے بھی حسرت ہوتی ہے کہ ایسا ایمان مجھے کیوں میسر نہ آیا۔ ہمچو۔ اس کافر کو بایزیدؒ کے ایمان پر ایسی ہی حسرت تھی جیسی کہ ایک عورت نے گدھے کو جفتی کرتے دیکھ کر حسرت کی تھی اور کہنے لگی تھی کہ اگر جفتی یہ ہے تو مرد ہمارے ساتھ جو کچھ کرتے ہیں وہ ہیچ ہے۔ داد۔ حضرت بایزیدؒ نے ایمان کا حق ادا کر دیا۔ فرید۔ بے مثال۔

قطرۂ ۱ ز ایمانش در بحر ار رَوَد — بحر اندر قطرہ اش غرقہ شَوَد
ان کے ایمان کا ایک قطرہ اگر سمندر میں چلا جائے — اس کے قطرے میں سمندر ڈوب جائے

ہمچو آتش ذرّہ در بیشہا — کاندراں ذرّہ شَوَد بیشہ فَنا
جیسا کہ آگ کا ایک ذرہ جنگلوں میں — کہ اس ذرہ میں جنگل فنا ہو جائیں

چوں خیالے در دلِ شہ با سپاہ — میکَند دَر جنگ خصماں را تباہ
جیسا کہ ایک خیال لشکر والے بادشاہ کے دل میں — جنگ میں دشمنوں کو تباہ کر دیتا ہے

یک ۲ ستارہ در محمدؐ رُو نمُود — تا فنا شُد کفرِ ہر گبرو جُہود
ایک ستارہ محمدؐ میں رونما ہوا — یہاں تک کہ ہر کافر اور منکر کا کفر فنا ہو گیا

یک ستارہ در محمدؐ شد سطرب — تافنا شُد کفرِ جُملہ شَرق وغرب
ایک ستارہ محمدؐ میں پھیلا — یہاں تک کہ مشرق ومغرب کا سارا کفر فنا ہو گیا

آنکہ ایماں یافت رفت اندر اماں — کفر ہائے باقیاں شدُ در گماں
جس نے ایمان حاصل کر لیا وہ امن میں آ گیا — بقیہ کا کفر مشکوک ہو گیا

کفرِ صِرفِ اوّلیں بارے نماند — یا مُسلمانی و یا بیمے نشاند
اب پہلوں کا سر خالص کفر نہ رہا — یا مسلمانی اور یا خوف بٹھا دیا

ایں بحیلہ آب و روغن کردنیست — ایں مثلہا کفو ذرّہ نور نیست
یہ تدبیر سے پانی اور تیل ملانا ہے — یہ مثالیں نور کے ذرے کی ہمسر نہیں ہیں

ذرّہ ۳ نبود جزز چیز منجسم — ذرّہ نبُود شارق لا ینقسم
ذرہ جسم بن جانے والی چیز کے علاوہ کچھ نہیں ہے — ذرہ، روشن، تقسیم نہ ہونے والا نہیں ہوتا ہے

گفتن ذرّہ مُرادے داں خفی — محرم دریا نہٗ ایں دم کفی
ذرہ کہنے کا مقصد پوشیدہ سمجھ — تو اس وقت دریا کا رازدار نہیں ہے تو جھاگ ہے

آفتابِ نیّرِ ایمانِ شیخ — گر نماید رُخ ز شرقِ جانِ شیخ
شیخ کے ایمان کا روشن سورج — اگر شیخ کی جان کی مشرق سے رونما ہو جائے

جملہ پستی گنج گیرد تاثرے — جملہ بالا خلد گردد اخضرے
تمام پست حصہ تاثیر میں تحت الثریٰ کی خزانہ بنجائے — تمام بالائی حصہ سر سبز جنت بن جائے

اُو یکے جاں دارد از نورِ مُنیر — اُو یکے تن دارد از خاکِ حقیر
وہ روشن کرنے والے نور کی ایک جان رکھتا ہے — وہ حقیر مٹی کا ایک جسم رکھتا ہے

---

۱ قطرہ۔ انکے ایمان کی یہ وسعت تھی کہ اگر اس کا ایک قطرہ سمندر میں گر جائے تو سمندر کو ڈبو دے۔ ہمچو۔ ان کے ایمان کا قطرہ سمندر پر اسی طور پر حاوی ہو جائے جس طرح آگ کا ایک ذرہ جنگلوں پر حاوی ہو جاتا ہے اور اس کو جلا کر راکھ بنا دیتا ہے۔ چوں۔ یا جس طرح شاہ کا ایک معمولی خیال دشمن میں تباہی مچا دیتا ہے۔

۲ یک ستارہ۔ آنحضورؐ کی تائید کے لئے خدائی تائید کا ایک ستارہ نمودار ہوا جس سے سب کافروں کا کفر فنا ہو گیا۔ آنکہ۔ سب کافروں کا کفر اس طور پر فنا ہوا کہ کچھ تو مسلمان ہی ہو گئے باقی کفر کے معاملہ میں مشکوک ہو گئے اور خالص کفر بالکل مٹ گیا اور مسلمان بھی نہ ہوئے تو دل میں کچھ مسلمانوں سے ڈر گئے۔ ایں بحیلہ۔ تم نے بایزیدؒ کے ایمان کے ذرے کی مثالیں دی ہیں یہ محض تکلف ہے اور یہ اس ذرے کی صحیح مثالیں نہیں ہیں۔ آب و روغن کردن۔ بیکار کوشش کرنا۔

۳ ذرہ۔ شیخ کے نور کو ذرہ سے تشبیہ دی تھی اب فرماتے ہیں کہ یہ تشبیہ مناسب نہیں ہے جسم جسم اختیار کرنیوالا۔ شارق۔ روشن۔ لا ینقسم۔ وہ چیز جو تقسیم نہ ہو سکے۔ کفی۔ تو جھاگ ہے۔ نیّر۔ روشن۔ پستی۔ زمین کا پست حصہ خزانہ بنجائے اور بالائی حصہ جنت بنجائے۔ او۔ شیخ میں دو چیزیں ہیں جان نورانی ہے اور جسم مٹی کا ہے۔

اے عجب اینست اُو یا آں بگو — کہ بماندم در شکال و جستجو

تعجب ہے! وہ یہ ہے یا وہ ہے، بتا — کیونکہ میں اشکال اور جستجو میں پڑ گیا ہوں

گر وے اینست اے برادر چیست آں — پُر شدہ از نورِ اُو ہفت آسمان

اور اگر وہ ہے تو یہ ہے اے بھائی وہ کیا ہے — کہ جس کے نور سے ساتوں آسمان لبریز ہوئیں

ور وے آنست ایں بدن اے دوست چیست — اے عجب زیں دو کدامیں ست و کیست

اور اگر وہ وہ ہے، تو اے دوست! یہ بدن کیا ہے؟ — ہائے تعجب ان دونوں میں سے وہ کون ہے اور کیا ہے؟

حکایت ۲ آں زن کہ گفت شوہر را کہ گوشت را گربہ خورد

اس بیوی کا قصہ جس نے شوہر سے کہا کہ گوشت بلی کھا گئی

شوہر گربہ را بترازو بر کشید گربہ نیم من بر آمد گفت اے زن گوشت نیم من بود و افزوں اگر ایں گوشت ست گربہ بگو و اگر ایں گربہ ست گوشت کو

شوہر نے بلی کو ترازو میں رکھا بلی آدھا من نکلی شوہر نے اس سے کہا اے بیوی! گوشت آدھا من تھا اور کچھ زیادہ اگر یہ گوشت ہے تو بلی کہاں ہے اور اگر یہ بلی ہے تو گوشت کہاں ہے؟

بود مردے کدخدا ۳ اُو را زنے — سخت طنّاز و پلید و رہزنے

ایک گھر والے مرد کی ایک بیوی تھی — سخت نخرے باز اور ناپاک اور لٹیری

ہر چہ آوردے تلف کردیش زن — مرد مضطر بود اندر تن زدن

وہ جو کچھ لاتا بیوی اس کو برباد کر دیتی — شوہر چپ رہنے سے عاجز آ گیا تھا

بہرِ مہماں گوشت آورد آں معیل — سوئے خانہ با دو صد جہدِ طویل

وہ بال بچوں والا مہمان کے لئے گوشت لایا — گھر، دو سو طویل مشقتوں کے ساتھ

زن بخوردش با شراب و با کباب — مرد آمد گفت دفعِ نا صواب

بیوی نے اس کو شراب و کباب کے ساتھ کھایا — شوہر آیا، اس نے اس کو غلط جواب دیا

مرد گفتش گوشت کو مہماں رسید — پیشِ مہماں لوت می باید کشید

شوہر نے اس سے کہا گوشت ہے؟ مہمان آ گیا — مہمان کے سامنے لذیذ کھانا رکھنا چاہیے

گفت زن کیں گربہ خورد آں گوشت را — گوشت دیگر خر گرت باید ترا

بیوی نے کہا یہ بلی وہ گوشت کھا گئی — اگر تجھے چاہیے اور گوشت خرید لا

---

۱ اے عجب۔ اب ہم حیران ہیں کہ شیخ جسم کو کہیں یا روح کو۔ اینست۔ یعنی شیخ اگر جسم ہے۔ چیست آں۔ تو روح کیا ہے آنست۔ یعنی اگر شیخ روح ہے۔

۲ حکایت۔ جس طرح شیخ کے بارے میں حیرانی ہے کہ اگر وہ جسم ہے تو روح کو کیا کہیں اگر روح ہے تو جسم کو کیا کہیں اسی طرح اس شوہر کو حیرانی تھی کہ ترازو میں جو تولا ہے اگر وہ بلی ہے تو گوشت کہاں ہے اور اگر گوشت ہے تو بلی کہاں گئی۔

۳ کدخدا۔ صاحب خانہ مرد۔ یعنی شوہر چپ رہتے رہتے عاجز آ گیا تھا۔ معیل۔ بال بچوں والا۔ دفع نا صواب۔ غلط جواب۔ لوت۔ عمدہ کھانا۔ گفت زن۔ بیوی نے شوہر کو جواب دیا۔

گفت اے ایبک[۱] ترازو را بیار ❊ گربہ را من بر کشم اندر عیار
اس نے کہا، او نوکر! ترازو لا ❊ میں بلی کا وزن کروں گا

بر کشیدش بُود گربہ نیم من ❊ پس بگفت آں مرد کاے محتال زن
اس نے اس کو تولا، بلی آدھا من تھی ❊ تو اس شوہر نے کہا اے حیلہ گر عورت!

گوشت بُد شش اُوقیہ افزوں ازاں ❊ گربہ ہم شش اُوقیہ ست اے حیلہ داں
گوشت چھ اوقیہ سے بڑھا ہوا تھا ❊ اے حیلہ باز بلی بھی چھ اوقیہ ہے

گوشت نیمن بُود افزوں یک ستیر ❊ ہست گربہ نیم من ہم اے ستیر
گوشت نصف من سے ایک استار بڑھا ہوا تھا ❊ اے پردہ نشین! بلی بھی نصف من ہے

ایں[۲] اگر گربہ است پس آں گوشت کو ❊ ور بُود ایں گوشت بنما گربہ تو
اگر یہ بلی ہے تو پھر گوشت کہاں ہے؟ ❊ اور اگر یہ گوشت ہے تو تو بلی دکھا

بایزیدؒ ار ایں بود آں روح چیست ❊ ور وے آں روح است ایں تصویر کیست
بایزیدؒ اگر یہ ہے، وہ روح کیا ہے؟ ❊ اگر وہ روح ہیں، یہ صورت کس کی ہے؟

حیرت اندر حیرت است اے یارِ من ❊ ایں نہ کارِ تست نے ہم کارِ من
اے میرے دوست! حیرت در حیرت ہے ❊ یہ نہ تیرا کام ہے، نہ میرا کام ہے

ہر دو اُو باشد ولیک از ریع و زرع ❊ دانہ باشد اصل واں کہ ہست فرع
وہ دونوں ہیں، لیکن پیداوار اور کھیتی میں ❊ دانہ اصل ہے، اور بھوسا فرع ہے

حکمت[۳] ایں اضداد را باہم بہ بست ❊ اے قصاب ایں گرد راں با گردن است
حکمت (خداوندی) نے ان متضادوں کو باہم باندھ دیا ہے ❊ اے قصائی! یہ ران کا گردہ گردن سے وابستہ ہے

روح بے قالب نتاند کار کرد ❊ قالبِ بیجاں فسُردہ بُود و سرد
روح بغیر جسم کے کوئی کام نہیں کر سکتی ہے ❊ بے روح جسم ٹھٹھرا ہوا اور ٹھنڈا ہوتا ہے

قالبِ بے جاں کم از خاک است دوست ❊ روح چوں مغز است و قالب ہمچو پوست
اے دوست! بے روح جسم مٹی سے بھی کم ہے ❊ روح گری کی طرح ہے اور جسم چھلکے کی طرح ہے

قلبِ بے جاں نمی آید بکار ❊ سعی کن جانے بدست آر اے عیار
بے روح جسم کسی کام نہیں آتا ہے ❊ اے عقلمند! کوشش سے جان حاصل کر لے

قالبت پیدا و آنجاں بس نہاں ❊ راست شد زیں ہر دو اسباب جہاں
تیرا جسم ظاہر ہے اور وہ روح بہت پوشیدہ ہے ❊ دنیا کے کام ان دونوں سے درست ہوئے ہیں

---

[۱] ایبک۔ غلام۔ من۔ دو رطل کا ہوتا ہے۔ رطل آدھ سیر کا ہوتا ہے تو من ایک سیر ہوا اور نیم من آدھ سیر ہوا۔ محتال۔ حیلہ گر۔ اوقیہ۔ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور ایک درہم ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے۔ اُقیہ۔ اوقیہ۔ نیمن۔ آدھا من۔ ستیر۔ پہلے مصرع کے قافیہ میں استار کے معنی میں ہے استار ایک درہم وزن کو کہتے ہیں دوسرے مصرع میں پردہ نشین کے معنی میں ہے۔

[۲] ایں۔ یہ۔ جو کچھ تولا ہے اگر بلی ہے تو گوشت کہاں گیا اور اگر گوشت ہے تو بلی کہاں گئی اس لئے کہ یہ تو ایک چیز کا وزن ہے۔ بایزیدؒ۔ اگر ہم بایزید جسم کو قرار دیں تو روح کو کیا کہیں اور اگر روح کو بایزید کہیں تو جسم کو کیا کہیں ہر دو جسم اور روح کے مجموعہ کو بایزید کہیں گے۔ ریع۔ پیداوار۔ دانہ۔ روح بمنزلہ دانہ کے اور جسم بمنزلہ بھوسے کے ہے۔

[۳] حکمت۔ اللہ تعالیٰ نے روح اور جسم کو باہمی حکمت کیلئے ملا دیا ہے۔ روح۔ نہ روح جسم کے بغیر بیکار ہے جسم روح کے بغیر مردہ ہے۔ قالب۔ جسم روح کا قالب ہے روح مغز ہے اور جسم اس کا چھلکا ہے۔ سعی کن۔ انسان کو روح حاصل کرنی چاہیے۔ قالبت۔ جسم ظاہر ہے روح مخفی ہے دونوں ہی سے دنیا کا نظام چل رہا ہے۔

خاکِ ۱ را بر سر زنی سر نشکند ۔۔۔ آب را بر بر زنی بر نشکند
خاک کو سر پر مارے گا وہ سر کو نہ توڑے گی ۔۔۔ تو پانی کو جسم پر مارے گا وہ جسم کو نہ توڑے گا

گر تو میخواہی کہ سر را بشکنی ۔۔۔ آب راو خاک را برہم زنی
اگر تو چاہتا ہے سر کو پھوڑ دے ۔۔۔ پانی اور مٹی کو آپس میں ملا لے

چوں شکستی سر رود آبش باصل ۔۔۔ خاک سوی خاک آید روزِ فصل
جب تو نے سر پھوڑ دیا اس کا پانی اصل کی طرف چلا جاتا ہے ۔۔۔ جدائی کے دن مٹی مٹی کی جانب آجاتی ہے

حکمتے کہ بود حق را از دواج ۔۔۔ گشت حاصل از نیاز و از لجاج
باہمی ملنے میں اللہ تعالیٰ کی جو حکمت تھی ۔۔۔ وہ عاجزی اور سرکشی سے حاصل ہو گئی

باشد ۲ آنکہ از دواجاتِ دگر ۔۔۔ لَا سمعٌ اُذُنٌ وَّلا عینٌ بصرٌ
وہاں دوسرے ملاپ ہوں گے ۔۔۔ جن کو نہ کان نے سنا نہ آنکھ نے دیکھا

گر شنیدے اُذن کے ماندے اُذن ۔۔۔ یا کجا کردے دگر ضبطِ سخن
اگر کان سنتا، کان کب رہتا؟ ۔۔۔ یا پھر دوسری بات کہاں محفوظ رکھتا؟

گر بدیدے برف و یخ خورشید را ۔۔۔ از یخی برداشتے اُمید را
اگر برف اور یخ سورج کو دیکھ لیتا ۔۔۔ یخ پن سے امید ہٹا لیتا

آب گشتے بے عروق و بےگرہ ۔۔۔ کہ ز لُطف از باد میگشتے زرہ
بغیر رگوں اور بغیر گرہ کا پانی بن جاتا ۔۔۔ جو ہوا کی لطافت سے زرہ (کی طرح) بن جاتا ہے

پس ۳ شدے درمانِ جانِ ہر درخت ۔۔۔ ہر درختے از قدومش نیکبخت
پھر وہ ہر درخت کی جان کا علاج بن جاتا ۔۔۔ اس کی آمد سے ہر درخت نیک بخت ہو جاتا

واں یخے بفسُردہ در خود ماندۂ ۔۔۔ لا مساسے با درختاں خواندۂ
ٹھٹھرے ہوئے عاجز یخ نے ۔۔۔ "نہ چھو" درختوں پر پڑھ دیا ہے

لَیسَ یَاْلفُ لَیسَ یُوْلَفُ جِسْمُہٗ ۔۔۔ لَیسَ اِلّا شُحَّ نَفْسی قِسْمُہٗ
اس کا جسم نہ محبت کرتا ہے نہ محبت کیا جاتا ہے ۔۔۔ اس کا حصہ سوائے نفس کے بخل کے کچھ نہیں ہے

نیست ضائع زو شود تازہ جگر ۔۔۔ لیک نبود پیکِ سلطانِ خضر
وہ بیکار نہیں ہے اس سے جگر تازہ ہوتا ہے ۔۔۔ لیکن وہ سبزی کے شہنشاہ کا قاصد نہیں ہے

---

۱ خاک آمیزش سے مقصد یہ ہوئی ہے کہ صرف خاک سر نہ پھوڑے گی اس میں پانی کی آمیزش کر کے ڈھیلا بنا لو تو سر پھوڑ دے گی۔ برہم۔ ملو۔ میں۔ باہم۔ روزِ فصل۔ یعنی جب روح جسم سے جدا ہوئی قرآن پاک میں ہے۔ ان یوم الفصل کان میقاتا۔ بیشک جدائی کا دن مقرر ہے۔ لجاج۔ یعنی روح اور جسم کا باہمی جوڑ جو دنیا میں لگا ہے اس کی حکمت یہ ہے کہ نیازمندوں اور سرکشوں کا امتیاز ہو جائے۔

۲ باشد آنکہ۔ عالم آخرت میں روح کا جو جوڑ لگے گا وہ نہ کان نے سنا ہے نہ آنکھ نے دیکھا ہے۔ گر شنیدے۔ اگر کان اس کی حقیقت سن لے تو فنا ہو جائے یا اس کی قوت سماعت جاتی رہے۔ گر بدیدے۔ کان اسی طرح فنا ہو جائے جس طرح برف اور یخ سورج سے فنا ہو جاتا ہے۔ برف۔ برفانی ممالک میں جاڑے میں دو چیزیں آسمان سے گرتی ہیں ایک روئی کے گالوں کی طرح کی چیز ہے اس کو برف کہتے ہیں اور ایک گاڑھی چیز اولے کی طرح کی ہے اس کو یخ کہتے ہیں۔ بے عروق۔ یخ کی رگیں نہیں ہوتی ہیں۔ ز لطف باد۔ ہوا کی لہریں پانی کی سطح کو موجوں کے ذریعہ زرہ کی طرح بنا دیتی ہیں۔

۳ پس شدے۔ برف اور یخ سے درخت جل جاتے ہیں پانی سے پرورش پاتے ہیں۔ یخ۔ یخ سہری کی طرح درخت کو کہتا ہے مجھ سے نہ چھونا۔ لیس۔ نہ وہ نباتات کا جزو بنتا ہے۔ نہ نباتات اس کو خوشگوار لگتا ہے۔ شح۔ بخل یعنی برف اور یخ درختوں کا فائدہ نہیں پہنچاتا ہے۔ نیست ضائع۔ لیکن کوئی شخص برف اور یخ کو بیکار نہ سمجھے اس سے ٹھنڈا کئے ہوئے پانی پیا جائے تو جگر میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ خضر۔ سبزی۔

اے ایاز استارۂ تو بس بلند ‏ نیست ہر بُرجے عبورش را پسند

اے ایاز! تیرا ستارہ بہت بلند ہے ‏ ہر برج اس کے عبور کا پسندیدہ نہیں ہے

ہر وفا را کے پسندد ہمّتت ‏ ہر صفا را کے گزیند صفوتت

تیری ہمت ہر وفا کو کب پسند کرتی ہے؟ ‏ تیری صفائی ہر صفائی کو کب منتخب کرتی ہے؟

حکایت آں امیر کہ غلام را گفت مے بیار غلام رفت و سبوئے

اس امیر کی حکایت جس نے غلام سے کہا شراب لے آ غلام گیا اور شراب

مے آورد در راہ زاہدے بود امر معروف کرد سنگے بزد و سبو

کی ٹھلیا لا رہا تھا راستہ میں ایک زاہد تھا جس نے بھلائی کا حکم کیا پتھر مارا

را بشکست امیر بشنید قصد ہلاک و گوشمال زاہد کرد زاہد

اور ٹھلیا کو توڑ دیا، امیر نے سنا زاہد کو ہلاک کرنے اور سزا دینے کا ارادہ کیا

گریخت ایں قضیہ در عہد عیسیٰ علیہ السلام بود کہ ہنوز

زاہد بھاگ گیا، یہ معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا تھا کہ اس وقت تک

مے حرام نشدہ بود لیکن زاہد تقذرے[۲] میکرد واز لذت

شراب حرام نہ ہوئی تھی لیکن زاہد [illegible] مزاج تھا اور [illegible] اور

و تنعم منع می کرد

عیش پرستی سے روکتا تھا

بود امیرے خوشدلے مے بارۂ ‏ کہف ہر مخمور و ہر بیچارۂ

ایک امیر خوش دل، شراب دوست تھا ‏ ہر شرابی اور ہر بے کس کا سہارا تھا

مشفقے مسکیں نوازے عادلے ‏ مکرمے زر بخشے و دریا دلے

مہربان، غریب پرور، منصف تھا ‏ سخی، سونا عطا کرنے والا اور دریا دل تھا

شاہ مردان و امیر المؤمنین ‏ راہ[۳]بان و راز دان و دور بیں

بہادروں کا شاہ، مومنوں کا امیر تھا ‏ راستہ کا محافظ اور راز سے واقف اور دور بین تھا

دور عیسیٰ بود و ایام مسیح ‏ خلق دلدار و کم آزار و ملیح

حضرت عیسیٰ کا دور تھا اور حضرت مسیح کا زمانہ تھا ‏ لوگ دلدار اور نہ ستانے والے اور خوش مزاج تھے

آمدش مہماں بناگاہاں شبے ‏ ہم امیر جنس او خوش مذہبے

ایک رات اچانک اس کے پاس مہمان آیا ‏ جو اسی جیسا حاکم اور دیندار تھا

---

۱ اے ایاز۔ یہاں سے پھر ایاز کے قصہ کی جانب رجوع کیا ہے۔ برج۔ ستارے کا محور۔ ہر وفا۔ ایاز میں خاص وفاداری اور خاص قسم کا خلوص تھا۔ حکایت۔ جس طرح ایاز کا خلوص اور وفا عام خلوص اور وفا سے برتر تھا اس حکایت سے یہ بتاتا ہے کہ مختلف پرہیزگاروں کی پرہیزگاری میں بھی بڑا فرق ہے۔

۲ تقذر۔ گھناؤنا سمجھنا۔ تنعم۔ عیش پرستی۔ مے بارہ۔ شراب کو محبوب رکھنے والا۔ کہف۔ غار، ملجا و ماوا۔ مکرم۔ سخی۔ شاہ مرداں۔ بہادر۔

۳ راہ بان۔ راستہ کا محافظ دور عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ مسیح کا زمانہ پیار و محبت کا زمانہ تھا۔ ہم۔ یعنی وہ بھی اسی طرح کا امیر اور مذہبی تھا جیسا کہ میزبان تھا۔

بادہ[1] میبایست شاں در نظمِ حال
ان کو حالت کی باقاعدگی کے لئے شراب درکار تھی
بادہ بُود آنوقت ماذون و حلال
اس وقت شراب جائز اور حلال تھی

بادہ شاں کم بودو گفتا اے غلام
ان کی شراب کم تھی اور اس نے کہا اے غلام!
رو سبو پر کن بما آور مدام
جا ٹھلیا بھر، ہمارے پاس شراب لے آ

از فلاں راہب کہ دارد خمر خاص
فلاں راہب کے پاس سے کیونکہ وہ مخصوص شراب رکھتا ہے
تاز خاص و عام یابد جاں خلاص
تاکہ عوام و خواص سے جان کو چھٹکارا حاصل ہو

جُرعۂ زاں جامِ راہب آں کند
اس راہب کے جام کا ایک گھونٹ وہ کرتا ہے
کہ ہزاراں جرّۂ و خمداں کند
جو ہزاروں ٹھلیاں اور مٹکے کرتے ہیں

اندراں مے مایۂ پنہانی ست
اس شراب میں ایک سرمایہ پوشیدہ ہے
آنچناں کاندر عبا سلطانی ست
جس طرح چوغہ میں شہنشاہی ہے

تو بدلقِ[2] پارہ پارہ کم نگر
تو پھٹی پرانی گدڑی کو نہ دیکھ
کہ سیہ کردنداز بیرون زر
کیونکہ اوپر سے سونے کو کالا کر دیا ہے

از برایِ چشمِ بد مردود شُد
بد نظری کی وجہ سے وہ ناپسند بنا ہے
وز بروں آں لعل دوُد آلود شُد
اور باہر سے وہ لعل دھوئیں سے آلودہ ہے

گنج و گوہر کے میانِ خانہاست
خزانہ اور گوہر گھروں میں کہاں ہے؟
گنجہا پیوستہ در ویرانہاست
خزانے ویرانوں سے وابستہ ہیں

گنج آدمؑ چوں بویراں بد دفیں
حضرت آدمؑ کا خزانہ چونکہ ویرانہ میں دفن تھا
گشت طینش چشم بند آں لعیں
اس کی مٹی اس لعین کی آنکھ کا پردہ بن گئی

اُونظر[3] میکرد در طین سُست سُست
وہ مٹی کو حقارت سے دیکھتا تھا
جاں ہمی گفتش کہ طینم سدِ تُست
روح اس سے کہتی تھی کہ میری مٹی تیری روک ہے

دو سبو بستد غلام و خوش دوید
غلام نے دو ٹھلیاں لیں اور تیز دوڑا
دَر زماں در دَیرِ رُہباناں رسید
فوراً راہبوں کے گرجا گھر میں پہنچ گیا

زَر بدادو بادۂ چوں زر خرید
سونا دیا اور سونے جیسی شراب خرید لی
سنگ دادو دَر عوض گوہر خرید
پتھر دیا اور بدلے میں گوہر خرید لیا

بادۂ کاں برسرِ شاہاں جہد
وہ شراب جو بادشاہوں کے سر میں اثر کرتی ہے
تاجِ زر بر تارکِ ساقی نہد
ساقی کے سر پر سونے کا تاج رکھ دیتی ہے

---

[1] بادہ۔ وہ لوگ دیندار تھے اور شراب استعمال کر لیتے تھے۔ چونکہ حضرت عیسٰیؑ کے دور میں شراب حلال تھی۔ ماذون۔ جس کو اجازت حاصل ہو۔ مدام۔ شراب۔ راہب۔ نصرانی عبادتگذار جس نے دنیا ترک کر کے گرجا گھر میں اقامت کرلی ہو رہبان اسی کی جمع ہے۔ خلاص۔ یعنی اوروں سے خریدنے کی ضرورت نہ پڑے۔ جرعہ۔ ایک گھونٹ۔ جرہ۔ ٹھلیا۔ اندراں۔ اس زاہد کی شراب میں ایک مخفی سرمایہ ہے جس طرح عباس میں سلطانی مخفی ہوتی ہے۔

[2] تو بدلق۔ فقراء کی گدڑی کو حقارت سے نہ دیکھنا چاہیے فقراء کی گدڑی میں وہ سلطانی ہوتی ہے جو شاہوں کو بھی نصیب نہیں ہے کہ جیسے سونے کو اوپر سے کالا کر دیا جاتا ہے تاکہ اس کو کوئی نہ چرائے مردود۔ نظر بد سے بچانے کے لئے سونے کو اوپر سے کالا کر دیا جاتا ہے۔ لعل۔ لعل کو بھی دھوئیں سے آلودہ کر دیا جاتا ہے۔ گنج حضرت آدمؑ کی روح چونکہ جسم کی مٹی میں تھی وہ مٹی شیطان کی آنکھ کا پردہ بن گئی۔

[3] اونظر۔ شیطان کی نظر صرف مٹی پر تھی۔ سد۔ روک۔ دیر۔ یعنی گرجا گھر۔ زر بداد۔ اشرفیوں سے عمدہ قسم کی شراب خرید لی سنگ داد۔ سونا پتھر میں سے نکلتا ہے۔ بادہ شاہ جب اس قسم کی شراب سے مست ہو جاتے ہیں تو ساقی کو بہت انعام ملتا ہے۔

فتنها و ۱ شورہا انگیختہ | بندگان و خسرواں آمیختہ

فتنے اور شور بر انگیختہ کر دیتی ہے | غلاموں اور شاہوں کو ملا دیتی ہے

استخوانہا رفتہ جملہ جاں شدہ | تخت و تختہ آں زماں یکساں شدہ

ہڈیاں ختم ہو جاتی ہیں سب کچھ جان بنجاتا ہے | اس وقت تخت اور تختہ یکساں ہو جاتا ہے

وقتِ ہُشیاری چو آب و روغن اَند | وقتِ مستی ہمچو جاں اندر تن اَند

انسان ہوش کے وقت پانی اور تیل کی طرح ہیں | مستی کے وقت جسم میں جان کی طرح ہیں

چوں ہریسہ لحم و گندم غرق ہم | ہیچ سبقے نے دَر ایشاں فرق ہم

جیسا کہ ہریسہ، گوشت اور گیہوں باہمی غرق ہیں | انہیں کوئی دوڑ نہیں، نہ انہیں باہمی فرق ہے

چوں ہریسہ گشت آنجا فرق نیست | نیست فرقے کاندرآنجا غرق نیست

جب ہریسہ بن گیا وہاں کوئی فرق نہیں ہے | کوئی ایسا فرق نہیں ہے جو وہاں غرق نہ ہو گیا ہو

ایں ۲ چنیں بادہ ہمی بُرد آں غلام | سُوئے قصرِ آں امیرِ نیک نام

وہ غلام اس طرح کی شراب لے جارہا تھا | نیک نام امیر کے محل کی جانب

پیش آمد زاہدے غم دیدہٗ | خُشک مغزے دَر بلا پیچیدہٗ

ایک غموں کا مارا زاہد سامنے آ گیا | جس کا دماغ خشک ہو گیا تھا مصیبت میں پھنسا ہوا تھا

تن ز آتشہای دل بگداختہ | خانہ از غیرِ خدا پرداختہ

جسم دل کی آگوں سے پگھل گیا تھا | اس نے دل کو خدا کے سوا سے خالی کر لیا تھا

گوشمالِ ۳ محنت بے زینہار | داغہا بر داغہا چندیں ہزار

بے پناہ مشقت کی گوشمالی کی وجہ سے | داغوں پر داغ کئی ہزار تھے

دیدہ ہر ساعت خلش دَر اجتہاد | روز و شب چفسید اُو بر اجتہاد

وہ ہر وقت مجاہدے میں تکلیف اٹھاتا تھا | وہ دن رات مجاہدے سے چمٹا ہوا تھا

سال و مہ در خاک و خوں آمیختہ | صبر و حلمش نیم شب بگریختہ

سالوں اور مہینوں خاک اور خون میں تھڑا تھا | اس کا صبر اور بردباری آدھی رات کو بھاگ چکی تھی

دید دَر شب یک غلامِ نیک پے | در شتابش اُوز میں میکرد طے

اس نے ایک نیک خصلت غلام کو رات میں دیکھا | وہ اپنی جلدی میں زمین طے کر رہا تھا

گفت زاہد در سبوہا چیست آں | گفت بادہ گفت آنِ کیست آں

زاہد نے کہا ٹھلیوں میں کیا ہے؟ | اس نے کہا شراب اس نے کہا کس کی ہے؟

۱ فتنہا۔ شراب شور و شر پیدا کرتی ہے اور آقا اور غلام کا امتیاز مٹا دیتی ہے۔ استخوانہا۔ شراب پی کر انسان جسم و جان بن جاتا ہے۔ تخت۔ یعنی شاہی تخت۔ تختہ۔ یعنی پھانسی کا تختہ۔ وقت ہُشیاری۔ ہوش کے وقت آدمیوں میں ایسا بیر ہوتا ہے جیسا کہ تیل اور پانی میں اور مستی کے وقت سب ایک جان ہو جاتے ہیں۔ ہریسہ۔ حلیم کی طرح کا کھانا ہے جس میں گوشت اور گیہوں کا ملیدہ ہوتا ہے جب ہریسہ تیار ہو جاتا ہے تو گوشت اور دلیہ میں امتیاز نہیں رہتا۔ فرق۔ اب دونوں کا فرق غائب ہو جاتا ہے۔

۲ ایں چنیں۔ وہ غلام ان اوصاف کی شراب امیر کے محل کی طرف لے کر چلا۔ غم دیدہ۔ یعنی جس پر قبض کی کیفیت طاری تھی۔ خشک مغز۔ مجاہدوں کی کثرت سے اس کا دماغ خشک ہو گیا تھا۔ تن۔ اس زاہد کا جسم عشق کی آگ سے پگھل گیا تھا۔ اور اس کے دل میں صرف حق تعالیٰ کا خیال تھا۔

۳ گوشمال۔ مجاہدوں کی بے پناہ مشقت نے اس کے دل پر ہزاروں داغ لگا دیئے تھے۔ کر دیدہ۔ اس کا شغل شب و روز مجاہدہ تھا۔ نیم شب یعنی اس کو پتہ نہ چلا اور اس میں صبر اور حلم کی طاقت نہ رہی تھی۔ دید۔ اس نے دیکھا غلام بھاگا جا رہا ہے۔ گفت زاہد۔ زاہد نے غلام سے پوچھا ٹھلیوں میں کیا بھا ہے کہا شراب ہے۔

گفت این آنِ فلاں میرِ اجل | گفت طالب را چنیں باشد عمل
اس نے کہا یہ فلاں بڑے سردار کی ملکیت ہے | اس نے کہا طلبگار کا یہ کام ہوتا ہے ؟

طالب یزداں و آنگہ عیش و نوش | بادۂ شیطان و آنگہ تیز ہوش
خدا کا طلبگار ، اور پھر عیش اور پینا | شیطانی شراب اور پھر ہوش کی تیزی ؟

ہوشِ تو بے مے چنیں پژمردہ است | ہوشہا باید براں ہوشِ تو بست
تیرا ہوش، بغیر شراب کے ایسا مرجھایا ہوا ہے | تیرے ہوش سے بہت سے ہوش وابستہ کرنے چاہئیں

تاچہ باشد ہوشِ تو ہنگامِ سُکر | اے چو مرغے گشتہ صید دامِ سُکر
پھر نشہ کے وقت تیرا ہوش، کہاں ہو گا ؟ | اے وہ ! جو پرندہ کی طرف نشہ کے جال میں ہے

حکایت ۲ ضیائے بلخ کہ دراز بالا بود و برادرش شیخ الاسلام تاجِ بلخ بغایت کو تاہ بالا بود و ایں شیخ الاسلام از برادرش ننگ داشت روزے ضیا در آمد بدرسِ او وہمہ صدورِ بلخ حاضر بودند بدرسِ او ضیا خدمتے کردو بگذشت شیخ الاسلام نیم قیام کرد سرسری ضیا گفت آرے سخت درازی پارۂ دُردُزد از خود

ضیا، بلخ کا قصہ جو دراز قد تھے اور ان کے بھائی شیخ الاسلام تاج بلخ بہت چھوٹے قد کے تھے اور یہ شیخ الاسلام اپنے بھائی سے ذلت محسوس کرتے تھے ایک روز ضیا ان کے درس میں پہنچ گئے اور بلخ کے تمام صدر ان کے درس میں حاضر تھے ، ضیا نے حاضری دی اور چلدیئے شیخ الاسلام معمولی طور پر آدھے کھڑے ہو گئے ضیا نے کہا بیشک آپ بہت لمبے ہیں کہ اپنے میں سے ایک حصہ چرالیا

آں ضیائے بلخ خوش ۳ الہام بود | دادرِ آں تاجِ شیخ الاسلام بود
ضیا بلخی خوش طبع تھے | تاج شیخ الاسلام کے بھائی تھے

از برائے علم خلقے پیشِ او | گشتہ دائم در ملازم درس جو
علم کی وجہ سے لوگ ان کے سامنے | ہمیشہ رہتے تھے صحبت میں درس کے طالب

تاجِ شیخ اسلام دار الملک بلخ | بود کوتہ قد و کوچک ہمچو فرخ
دارالخلافہ بلخ کے شیخ الاسلام تاج | پست قد اور چوزے کی طرح چھوٹے تھے

---

۱ گفت ایں۔ غلام نے زاہد کے جواب میں کہا کہ یہ شراب امیر اعظم کی ہے۔ زاہد نے کہا کہ طالب حق کے یہ کام ہوتے ہیں اس کو تو ناؤ نوش سے بچنا چاہیے شیطانی شراب پی کر ہوش کہاں رہتا ہے۔ ہوش۔ انسان بغیر شراب کے بھی غافل ہے۔ جس کے لئے سینکڑوں ہوش درکار ہیں تو پھر نشہ میں کیا ہوش رہ سکتا ہے، نشہ میں تو ایسا ہی پھنستا ہے جس طرح پرند جال میں

۲ حکایت۔ یہ بتلایا تھا کہ انسان خود ہی بد ہوش ہے شراب پی کر تو اور بد حال ہوگا اس حکایت سے بھی یہی بتلایا ہے کہ شیخ الاسلام کا خود قد چھوٹا تھا نیم قد کھڑے ہونے پر اور چھوٹا ہو گیا۔

۳ خوش الہام۔ ظرافت مزاج۔ بلد۔ برائے۔ ملازم۔ ساتھ۔ دار الملک دار الخلافہ فرخ۔ پرند کا بچہ۔

گرچہ ۱ فاضل بُود و فحل و ذُو فنوں — ایں ضیا اندر ظرافت بُد فزوں
اگرچہ فاضل تھے اور یکتا اور فنون والے — یہ ضیاء مذاق میں بڑھے ہوئے تھے

اُو بسے کوتہ ضیا بے حد دراز — بُود شیخ اسلام را صد کبر و ناز
وہ بہت ٹھگنے، ضیاء بہت لمبے — شیخ الاسلام میں سینکڑوں تکبر اور ناز تھے

زیں برادر عار و ننگش آمدے — آں ضیا ہم واعظے بُد با ہُدے
ان بھائی سے، ان کو عار اور ذلت آتی — وہ ضیاء بھی با ہدایت واعظ تھے

روزِ محفل اندر آمد آں ضیا — بارگہ پُر قاضیان و اصفیا
مجلس کے دن ضیاء اندر آئے — دربار قاضیوں اور منتخب لوگوں سے بھرا ہوا تھا

کرد شیخ اسلام از کبر تمام — ایں برادر را چنیں نصف ۲ القیام
شیخ الاسلام نے پورے غرور سے لیا — اس بھائی کے لئے ایسے ہی آدھا قیام

پس ضیا چوں دید کبر اندر سرش — انفعالے داد حالے در خورش
جب ضیا نے ان کے سر میں غرور دیکھا — ان کے مناسب فوراً ان کو شرمندہ کیا

گفت آرے بس درازی بہرِ مزد — اند کے زاں قدِ سروت ہم بدزد
انہوں نے کہا جی ہاں آپ بہت لمبے ہیں مزدوری کیلئے — اپنے سرو جیسے قد سے بھی تھوڑا سا چرا لیا

رجوع بحکایت زاہد با غلام امیر

امیر کے غلام کے ساتھ زاہد کی حکایت کی طرف واپسی

پس ۳ ترا خود ہوش کو و عقل کو — تا خوری مے اے تو دانش را عدو
پھر تجھے خود ہوش کہاں اور عقل کہاں ہے؟ — تاکہ تو شراب پئے اے عقل کے دشمن!

روت بس زیباست نیلی ہم بکش — ضحکہ باشد نیل بر روئے حبش
تیرا چہرہ بہت حسین ہے، نیل بھی لگا لے — حبشی کے چہرے پر نیل مذاق ہوتا ہے

در تو نورے کے در آمد اے غوی — تا تو مے نوشی و ظلمت جو شوی
اے گمراہ! تیرے اندر نور ہی کب آیا ہے؟ — کہ تو شراب پئے اور ظلمت کا طالب بن جائے

سایہ در روز ست جستن قاعدہ — در شبِ ابرے تو سایہ جو شدہ
سایہ تلاش کرنے کا قاعدہ دن میں ہے — تو ابر والی رات میں سایہ کا طالب بنا ہے

گر حلال آمد پئے قوتِ عوام — طالبانِ دوست را آمد حرام
اگر وہ شراب عوام کی خوراک کیلئے حلال ہے — دوست کے طلبگاروں کے لئے حرام ہے

---

۱ گرچہ۔ تاج شیخ الاسلام اگرچہ بڑے صاحب علم تھے لیکن ضیاء خوش طبعی میں ان سے بڑھے ہوئے تھے۔ ان ضیا۔ ضیا ہدایت یافتہ واعظ تھے۔ شیخ الاسلام کا ان کی بھائی بندی سے ذلت محسوس کرنا غیر مناسب تھا۔ اصفیاء برگزیدہ۔

۲ نصف القیام۔ یعنی تعظیم کے لئے آدھے کھڑے ہوئے پس ضیا۔ چونکہ ضیا کو محسوس ہوا کہ دماغ میں تکبر ہے اس لئے فوراً ان کو شرمندہ کرنا چاہا۔ بہر مزد۔ یعنی لوگوں کو معتقد بنا کر نذرانہ وصول کرنے کے لئے قد و سروت۔ طنزاً کہا۔

۳ پس ترا۔ زاہد کے قصہ کی طرف رجوع کیا ہے۔ روت۔ حسین چہرے پر نظر بد سے بچانے کے لئے ماتھے پر نیل لگا دیا جاتا ہے اب اگر کوئی بدصورت نیل لگائے تو اس کا مزید مذاق بنے گا۔ ضحکہ۔ ہنسی کی چیز۔ گر حلال۔ شراب اگرچہ عوام کی تقویت کیلئے حلال ہے لیکن نفس کی لذت کے لئے حلال چیز بھی پرہیزگاروں کے لئے ممنوع ہوتی ہے۔

عاشقاں [1] را بادہ خونِ دل بُود — چشمِ شاں بر راہ و بر منزل بُود

عاشقوں کی شراب خونِ دل ہوتا ہے — ان کی نگاہ راہ اور منزل پر رہتی ہے

در چنیں راہ و بیابانِ مخوف — اے قلاوزِ خرد بلصد کسوف

ایسے راستے اور خوفناک جنگل میں — (اور) اے عقل کے رہنما سینکڑوں گہن میں

خاک در چشمِ قلاوزاں زنی — کارواں را ہالک و گمرہ کنی

تو راہنماؤں کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے — قافلہ کو تباہ اور گمراہ کرتا ہے

نانِ جو حقا حرام ست و فسوس — نفس را در پیش نہ نانِ سبوس

جو کی روٹی بھی رام اور باعث افسوس ہے — نفس کے سامنے بھوسی کی روٹی رکھ

دشمنِ [2] راہِ خدارا خوار دار — دزد را منبر منہ بردار دار

اللہ (تعالیٰ) کے راستہ کے دشمن کو ذلیل کر — چور کے لئے منبر نہ بچھا، سولی پر چڑھا

دزد را تو دست بُریدن پسند — از بُریدن عاجزی دستش بہ بند

تو چور کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کو پسند کر — (اگر) تو کاٹنے سے عاجز ہے اس کے ہاتھ باندھ دے

گر نہ بندی دستِ اُو دستِ تو بست — گر تو پایش نشکنی پایت شکست

اگر تو اس کے ہاتھ نہ باندھے گا وہ تیرے ہاتھ باندھ دیگا — اگر تو اس کا پاؤں نہ توڑے گا وہ تیرا پاؤں توڑ دیگا

تو عدو را مے دہی و نیشکر — بہرِ چہ گو زہر نوش و خاک خور

تو دشمن کو شراب اور گنا دیتا ہے — کس لئے؟ کہہ دے زہر پئے اور خاک پھانکے

زد [3] ز غیرت بر سبو سنگ و شکست — اُو بسو انداخت از زاہد بجست

اپنے غیرت سے ٹھلیا پر پتھر مارا اور توڑ دیا — اس (غلام) نے دوسری ٹھلیا پھینکدی اور زاہد سے بھاگ گیا

رفتنِ امیر خشم آلودہ برای گوشمالِ زاہد

امیر کا غصہ میں بھر کر زاہد کو سزا دینے کے لئے جانا

رفت پیشِ میر و گفتش بادہ کو — ماجرا را گفت یک یک پیشِ او

وہ غلام امیر کے سامنے پہنچا امیر نے اس سے کہا شراب کہاں ہے؟ — اس نے ایک ایک کر کے اس کے سامنے قصہ کہہ دیا

میر چوں آتش شد و برجست راست — گفت بنما خانۂ زاہد کجاست

امیر آگ جیسا ہو گیا اور سیدھا اٹھا — بولا دکھا زاہد کا گھر کہاں ہے؟

تا بدیں گرزِ گراں کوبم سرش — آں سرِ بے دانشِ مادر غرش

تاکہ میں اس بھاری گرز سے اس کا سر توڑ دوں — وہ سر جو بے عقل مادر بخطا کا ہے

---

[1] عاشقاں۔ عاشق شراب کی بجائے خونِ دل پیتے ہیں اور وہ راہ و منزل کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ ان کو عیش پرستی کی فرصت کہاں ہے۔ در چنیں۔ راہِ طریقت، خوفناک راستہ ہے اس میں تو بہت سے حواس کی ضرورت ہے عقل جب شراب کے گہن میں ہو تو کیا راہنمائی کر سکتی ہے۔ خاک۔ مدہوش کی عقل کیا راہنمائی کریگی وہ تو قافلہ کو گمراہ کر دے گی۔ نانِ جو۔ اگر جو کی روٹی سے بھی حظِ نفس حاصل ہو تو بھوسی کی روٹی کھانی چاہیے۔

[2] دشمن۔ نفس راہِ خدا کا دشمن ہے اس کو ہر وقت ذلیل رکھ اس کی عزت نہ کر پھانسی پر چڑھا دے۔ دزد۔ چور کا ہاتھ کاٹنا چاہیے یہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ باندھ دیئے جائیں۔ گر نہ بندی۔ اگر تو نے چور کو آزاد چھوڑا تو وہ تجھے تباہ کر دے گا۔ بہرِ چہ۔ اس کو راحت سے کیوں رکھتا ہے؟

[3] زد۔ زاہد کو غیرت آئی اور اس نے شراب کی ٹھلیاں پر پتھر مارا۔ رفت۔ غلام بھاگا بھاگا امیر کے پاس پہنچا اور اس نے اس کو سارا قصہ سنا دیا۔ مادر غر۔ زانیہ ماں۔

اوچہ[1] داند امرِ معروف از سگی — طالب معروفی ست و شہرگی

وہ بھلائی کا حکم کرنا کیا جانے؟ کتے پن سے — نام آوری اور شہرت کا طالب ہے

تابدیں سالوس خود راجا کند — تا بچیزے خویشتن پیدا کند

تاکہ اس مکر سے اپنی جگہ بنائے — تاکہ کسی ڈھب سے اپنے آپ کو نمایاں کرے

کو ندارد خود ہنر اِلّا ہماں — کہ تسلّس میکند با این و آں

وہ خود ہنر نہیں رکھتا ہے، بجز اس کے — کہ ہما شما سے مکاری کرتا ہے

او اگر دیوانہ است و فتنہ کاوٗ — داروی دیوانہ باشد کیرِ گاوٗ

وہ اگر دیوانہ ہے اور فتنہ انگیز — دیوانہ کی دوا، بیل کا آلہ تناسل ہے

تاکہ شیطان از سرش بیروں رود — بے لتِ خر بندگاں خرچوں رود

تاکہ اس کے سر سے شیطان باہر نکل جائے — گدھا کمہاروں کی مار کے بغیر کب چلتا ہے؟

میر[2] بیروں جست و دَبّوسے بدست — نیم شب آمد بزاہد نیم مست

امیر باہر نکلا اور گرز ہاتھ میں تھا — زاہد کے پاس آدھی رات کو ادھوری مستی میں پہنچا

خواست کُشتن مردِ زاہد راز خشم — مردِ زاہد گشتہ پنہاں زیرِ پشم

غصہ سے زاہد کو مار ڈالنا چاہا — زاہد انسان اون کے نیچے چھپ گیا

مردِ زاہد می شنود از میر آں — زیرِ پشمِ آں رسن تاباں نہاں

زاہد انسان، امیر سے وہ سن رہا تھا — رسی بٹنے والوں کی اون کے نیچے چھپا ہوا

گفت در رُو گفتنِ زشتیِ مرد — آئینہ تاند کہ رُو را سخت کرد

بولا، انسان کی برائی منہ در منہ — آئینہ کرسکتا ہے جس نے منہ کو سخت کر دیا ہے

رُوی باید آئینہ وار آہنیں — تات گوید روی زشت خود ببین

آئینہ جیسا لوہے کا منہ چاہیے — تاکہ تجھ سے کہے کہ اپنا بھدا چہرہ دیکھ

حکایت[3] مات کردن دلقک سید شاہِ ترمذ را

ایک مسخرے کی سید شاہِ ترمذ کو مات دینے کی حکایت

شاہ با دلقک ہمی شطرنج باخت — مات کردش زود خشمِ شہ بتاخت

بادشاہ نے مسخرے کے ساتھ شطرنج کی بازی لگائی — اس نے اس (شاہ) کو مات دیدی بادشاہ کا غصہ جلد دوڑ پڑا

گفت شہ شہ واں شہِ کبر آورش — یک یک آں شطرنج میزد بر سرش

اس نے شہ شہ کہا اور وہ متکبر بادشاہ — شطرنج کا ایک ایک مہرہ اس کے سر پر مارتا تھا

[1] اوچہ۔ امیر نے غصہ سے کہا وہ زاہد خود کیا ہے اس کو امر بالمعروف سے کیا واسطہ وہ محض شہرت کا طالب ہے۔ جا کند۔ مرتبہ بنائے گو۔ اس کا ہنر صرف لوگوں سے مکر کرنا ہے۔ فتنہ کاو۔ فتنہ برپا کرنے والا۔ کیر گاو۔ بیل کا قضیب سکھا کر اس کا دُرہ بنالیا جاتا تھا۔ بے لت۔ گدھا لاتوں کے بغیر کب چلتا ہے۔

[2] میر۔ امیر غصہ میں پاگل ہو رہا تھا۔ دبوس۔ تازیانہ۔ زیر پشم۔ زاہد بھاگ کر اون کی رسی بانٹنے والوں کی اون میں چھپ گیا۔ اور وہاں امیر کی بری بھلی باتیں سنتا رہا۔ گفت۔ زاہد نے اپنے دل میں کہا کہ کسی کے منہ پر برائی کرنے کے لئے آئینہ کا سا لوہے کا چہرہ ہونا چاہیے تاکہ مار کھا سکے آئینہ لوہے سے بنتا تھا۔

[3] حکایت۔ اس حکایت میں یہ بتلایا ہے کہ مسخرے نے نمدوں میں لپٹ کر بادشاہ کو شہ شہ کہا تاکہ چوٹ سے بچ سکے۔ دلقک۔ مسخرہ مات کردش۔ مسخرے نے بادشاہ کو ہرا دیا۔ گفت۔ شہ شہ۔ ہارنے والے کی تحقیر کے لئے لفظ شہ شہ کہہ دیا جاتا ہے۔ آں شطرنج۔ یعنی شطرنج کے مہرے۔

کہ بگیر اینک شہت اے قلتباں ۔ صبر کرد آں دلقک و گفت الاماں
کہ اے دیوث! لے یہ تیری شہ ہے ۔ اس مسخرے نے صبر کیا اور پناہ چاہی

دستِ دیگر باختن فرمود میر ۔ اُو چناں لرزاں کہ عور از زمہریر
امیر نے دوسری بازی لگانے کو کہا ۔ وہ اس طرح کانپا جیسے کہ ننگا جاڑے سے

باخت دستِ دیگر و شہ مات شد ۔ وقتِ شہ شہ گفتن و میقات شد
اس نے دوسری بازی کھیلی اور بادشاہ کو مات ہو گئی ۔ شہ شہ کہنے کا وقت اور حملہ آ گئی

بر جہید آں دلقک و در کنج رفت ۔ شش نمد بر خود فگند از بیم تفت
وہ مسخرا کودا اور گوشہ میں چلا گیا ۔ فوراً خوف سے چھ نمدے اپنے اوپر ڈال لئے

زیر بالشہا و زیر شش نمد ۔ خفت پنہاں تاز زخمِ شہ رہد
تکیوں کے نیچے اور چھ نمدوں کے نیچے ۔ چھپ کر لیٹ گیا تاکہ بادشاہ کی مار سے نجات پائے

گفت شہ ہے ہے چہ کردی چیست ایں ۔ گفت شہ شہ شہ شہ اے شاہِ گزیں
بادشاہ نے کہا ہائیں ہائیں تو نے کیا کیا یہ کیا ہے؟ ۔ بولا اے منتخب شاہ! شہ شہ شہ شہ

کے تواں حق گفت جز زیرِ لحاف ۔ با چو تو خشم آورِ آتش سجاف
حق (بات) لحاف کے نیچے کے علاوہ کب کہی جا سکتی ہے؟ ۔ آپ جیسے غصیلے آگ کے استر والے کے سامنے

اے تو مات و من ززخمِ شاہ مات ۔ میزنم شہ شہ ز زیرِ رختہات
آپ ہارے اور میں شاہ کی مار سے ہارا ۔ میں کپڑوں کے نیچے سے آپ کو شہ شہ کہتا ہوں

آمدنِ امیر بدر خانہ زاہد و بہ لگد کوفتنِ در

امیر کا زاہد کے دروازے پر آنا اور لاتوں سے دروازے کو پیٹنا

چوں[3] محلہ پُر شد از ہیہایِ میر ۔ وز لگد بر در زدن وز دار و گیر
جب امیر کی ہا ہو سے محلہ بھر گیا ۔ دروازے پر لاتیں مارنے سے اور پکڑ دھکڑ سے

خلق بیروں جست زود از چپ و راست ۔ کاے مقدم وقتِ عفو ست و رضاست
دائیں اور بائیں سے لوگ باہر نکل آئے ۔ کہ اے پیشرو! معافی اور راضی ہو جانے کا وقت ہے

مغزِ اُو خشک ست و عقلش ایں زماں ۔ کمتر ست از عقل و فہمِ کودکاں
اس کا دماغ خشک ہو گیا ہے اور اب اس کی عقل ۔ بچوں کی عقل اور سمجھ سے کم تر ہے

زُہد و پیری ضعف بر ضعف آمدہ ۔ واندراں زُہدش کشادے نا شدہ
زہد اور بڑھاپا، کمزوری پر کمزوری آ گئی ۔ اور اس زہد میں اس کو بسط حاصل نہ ہوا

---

[1] کہ بگیر۔ بادشاہ مسخرے کے سر پر شطرنج کے مہرے مارتا تھا اور کہتا تھا کہ لے یہ تیری شہ ہے۔ قلتبان۔ دیوث۔ دست دیگر۔ دوسری بازی۔ عور۔ ننگا۔ وقت شہ۔ اب مسخرے کے لئے شہ کہنے کا وقت آ گیا۔ بر جہید۔ مسخرہ بھاگ کر ایک گوشہ میں چھ نمدے اپنے اوپر ڈال کر لیٹ گیا۔

[2] گفت شہ۔ بادشاہ نے دریافت کیا یہ کیا حرکت ہے۔ گفت۔ مسخرے نے کہا شہ کہنے کے لئے نمدوں میں چھپ گیا ہوں۔ کے تواں۔ غصیلے آدمی سے حق بات لحافوں میں گھس کر ہی کہی جا سکتی ہے۔ ورنہ زخم برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

[3] چوں محلہ۔ امیر کے شور و غوغا اور زاہد کے کواڑوں پر لاتیں مارنے سے محلے کے آدمی جمع ہو گئے۔ مقدم۔ پیشرو۔ مغز او۔ زاہد کا دماغ خشک ہو گیا ہے ایک تو بڑھاپا پھر زہد جس نے اس کو مزید کمزور کر دیا۔ اور پھر اس پر کشادگی یعنی بسط کی کیفیت طاری نہیں ہوئی ہے۔

رنج ۱ دیدہ گنج نادیدہ زیار　　کارہا کردہ ندیدہ مزدِ کار
اس نے تکلیف برداشت کی یار کا خزانہ نہ دیکھا　　کام کئے کام کی مزدوری نہ دیکھی

یا نبود آں کارِ اورا خود گہر　　یا نیامد وقتِ پاداش از قدر
یا تو اس کے کام میں خود جوہر نہ تھا　　یا تقدیر (خداوندی) سے بدلے کا وقت نہیں آیا ہے

یا کہ بود آں سعی چوں سعیِ جہود　　یا جزا وابستہ میقات بود
یا اس کی کوشش، یہود کی کوشش کیطرح تھی　　یا بدلہ وقت مقرر سے وابستہ تھا

مرؤرا درد و مصیبت ایں بس ست　　کاندریں وادیِ پرخوں بیکس ست
اس کے لئے یہ درد اور مصیبت کافی ہے　　کہ وہ اس خوفناک وادی میں بیکس ہے

چشم ۲ پر درد و نشستہ او بہ کنج　　رو ترش کردہ فرو افگندہ لنج
آنکھ درد سے پر ہے اور وہ گوشہ نشین ہے　　منہ بنائے ہوئے ہے ہونٹ لٹکائے ہوئے ہے

نے یکے کحال کورا غم خورد　　نیش عقلے کو بکحلے پے برد
نہ کوئی آنکھوں کا معالج ہے کہ اس کی فکر کرے　　نہ اس کو عقل ہے کہ وہ سرمہ کی تلاش کرے

اجتہادے میکند با وہم و ظن　　کار در بوک ست تا نیکو شدن
وہم اور گمان کے ساتھ کوشش کر رہا ہے　　معاملہ ٹھیک ہونے تک وہ وہم میں ہے

زاں رہش دورست تا دیدارِ دوست　　کہ نماندش مغزِ سر از عشقِ پوست
اسی لئے دوست کے دیدار تک کا راستہ اس کے لئے دور ہے　　کیونکہ چھلکے کے عشق سے اس کے سر میں گودا نہیں رہا

ساعتے او با خدا اندر عتاب　　کہ نصیبم رنج آمد زیں جناب
کسی وقت وہ خدا سے غصہ میں ہے　　کہ اس درگاہ سے مجھے غم کا حصہ ملا ہے

ساعتے ۳ با بختِ خود اندر جدال　　کہ ہمہ پرّاں و ما بریدہ بال
کسی وقت اپنے مقدر سے لڑائی میں ہے　　کہ سب پرواز میں ہیں اور ہم بال کٹے ہیں

ہر کہ محبوس ست اندر بو و رنگ　　گرچہ در زہدست باشد خوش بہ تنگ
جو شخص بو اور رنگ میں مقید ہے　　اگرچہ وہ زہد میں ہے بہت تنگ ہو گا

تا بروں ناید ازیں تنگیں مناخ　　کے شود خویش خوش و صدرش فراخ
جب تک وہ اس تنگ پڑاؤ سے باہر نکلے　　اس کی عادت بھلی اور اس کا سینہ فراخ کب ہو گا؟

زاہداں را در خلا پیش از گشاد　　تیغ و استرہ نشاید ہیچ داد
اسی لئے زاہدوں کو بسط سے پہلے تنہائی میں　　تلوار اور استرہ بھی نہ دینا چاہیے

---

۱ رنج۔ زاہد نے تکلیفیں اٹھائیں اور ابھی تک کچھ فیض نہ پایا ہے محنت کی ہے اور ابھی تک کوئی مزدوری نہیں ملی ہے خود گہر یعنی اس کی عبادت میں اخلاص نہ تھا۔ یا نیامد۔ یا عبادت تو مقبول ہوئی ہے اور اجر کا وقت نہیں آیا ہے۔ سعی۔ جہود۔ یہود کی عبادت بیکار ہے۔ مرؤرا۔ اس زاہد کو تو اپنی ہی مصیبتیں کافی ہیں آپ اور کیوں مصیبت میں ڈالتے ہیں۔ وادی پر خون۔ راہ عشق۔

۲ چشم۔ وہ مایوسی کی حالت میں گوشہ نشین ہے۔ لنج ہونٹ کحال۔ معالج چشم۔ بوک۔ بود کہ ہوسکتا ہے کہ یہ کسی معاملہ میں شک کی صورت میں کہا جاتا ہے زاں۔ چونکہ ابھی اس کا اپنی ہستی سے تعلق ہے اسی لئے مشاہدے کی منزل اس سے دور ہے ساعتے۔ وہ کسی وقت تو خدا سے بھی لڑنے لگتا ہے۔

۳ ساعتے۔ کسی وقت خود اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگتا ہے ہر کہ۔ جسمیں خودی باقی ہے خواہ وہ زاہد ہی کیوں نہ ہو وہ تنگی میں رہتا ہے۔ تا بروں۔ جب تک خودی کے تنگ راستہ کو فنا نہ کریگا اس کو بسط کی کیفیت حاصل نہ ہوگی۔ زاہداں۔ بسط کی کیفیت طاری ہونے سے پہلے قبض کی حالت میں بسا اوقات سالک خود کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔ لہذا اس کو تنہائی میں بھی تلوار اور استرہ نہ دینا چاہیے۔

کز ۱ ضجر خود رابد راند شکم — غصّہ آں بے مرادیہا و غم

کیونکہ تنگدلی کی وجہ سے وہ اپنا پیٹ پھاڑ لیگا — ان ناکامیوں کے غصہ اور غم (سے)

بے مُرادی ہای ایں دینا خوش ست — با مُرادی تند خوی و سر کش ست

اس دنیا کی نامرادیاں بھلی ہیں — مراد مندی، بد مزاج اور سرکش ہے

انداختنِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خود را از کوہ حرا از

آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار میں تاخیر ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو حرا پہاڑ پر

وحشت و دیر نمودن دیدار و نمودنِ جبرئیل علیہ السلام

سے گرا دینے کا ارادہ کرنا اور جبرئیل علیہ السلام کا اپنے آپ کو ان پر ظاہر

خود را بوے کہ میندازکہ ترا دولتہا و سعادتہا در پیش ست

کرنا کہ نہ گرایئے کیونکہ آپ و دولتیں اور سعادتیں در پیش ہیں

مُصطفیٰ را ہجر ۲ چوں بفراختے — خویش را از کوہ می انداختے

حضرت مصطفیٰؐ پر جب فراق غلبہ پاتا — اپنے آپ کو پہاڑ سے گرانے کا ارادہ کرتے

تا بگفتے جبرئیلش ہیں مکُن — کہ ترا بس دولت ست از امر کُن

حتی کہ ان کو جبرئیلؑ کہتے خبردار! ایسا نہ کیجئے — کیونکہ امر کن کی وجہ سے آپ کے لئے بہت دولتیں ہیں

مُصطفیٰ ساکن شدُے زانداختن — باز ہجراں آوریدے تا ختن

حضرت مصطفیٰؐ گرانے سے رک جاتے — پھر فراق حملہ کرتا

باز خود را سرنگوں از کوہ او — میفکندے از غم و اندوہ او

پھر خود کو وہ پہاڑ سے اوندھا — غم اور رنج کی وجہ سے گرانے کا ارادہ کرتے

باز خود پیدا شدُے آں جبرئیلؑ — کہ مکُن ایں اے تو شاہ بے بدیل

پھر وہ جبرئیلؑ خود رونما ہوتے — کہ اے بے مثال شاہ! ایسا نہ کیجئے

ہمچنیں ۳ می بُود تا کشفِ جیب — تا بیابید آں گہر را او ز جیب

پر وہ کھلنے تک یہی ہوتا رہتا — یہاں تک کہ انھوں نے جیب میں سے وہ موتی پا لیا

بہر ہر محنت چو خود را می کشند — اصل محنتہا ست ایں چونش کشند

جبکہ ہر مصیبت کی وجہ سے اپنے آپ کو مار ڈالتے ہیں — یہ مصیبتوں کی جڑ ہے اس کو کیسے برداشت کریں؟

از فدائی مردماں را حیرتیست — ہر یکے از ما فدائے سیرتیست

قربان ہونے پر لوگوں کو حیرت ہے — (حالانکہ) ہم میں سے ہر ایک ایک خصلت پر قربان ہے

---

۱ ضجر۔ قبض کی حالت میں اس قدر دل تنگ ہوتا ہے کہ اپنی نامرادی کے رنج میں سالک اپنے آپ کو ہلاک کر دیتا ہے۔ مرادی۔ دنیا کی ناکامی انسان کے لئے بہتر ہے۔ بامراد۔ بد مزاج اور سرکش ہو جاتا ہے۔ انداختن۔ آنحضور سے جب وحی کا انقطاع ہوا تو قبض کی ایک کیفیت ہوئی آنحضور نے کئی بار اپنے آپ کو پہاڑ پر سے گرا دینے کا ارادہ کیا حضرت جبرئیلؑ آکر تسلی دیتے تھے تب آپ کو سکون ہوتا تھا۔

۲ ہجر۔ یعنی قبض کی کیفیت جو مزید مشاہدہ نہ ہونے سے پیدا ہوئی تھی ورنہ ذات اقدس کو ایک گونہ مشاہدہ ہر وقت حاصل تھا۔ امر کن۔ یعنی اللہ کے حکم سے۔ بے بدیل۔ بے نظیر، عجیب۔

۳ ہمچنیں۔ آنحضورؐ پر جب تک مزید مشاہدہ کا پردہ نہ ہٹ جاتا اور گوہر مقصود جیب میں سے نہ پا لیتے۔ یہی کیفیت رہتی۔ بہر ہر محنت۔ انسان دنیا کی مصیبت کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالتا ہے قبض کی یہ کیفیت تو تمام مصائب کی جڑ ہے۔ از فدائی۔ انبیاء اور بزرگ جو راہ حق میں فدا ہوتے ہیں اس پر لوگوں کو تعجب آتا ہے، حالانکہ ہر انسان اس سیرت پر جان دیتا ہے جو اس کی ہے۔

اے خنک[۱] آنکو فدا کردست تن　　بہر آں کار زد فدای آں شدن

وہ قابل مبارکباد ہے جس نے جسم کو قربان کر دیا　　اس کام پر جو قربان ہو جانے کے لائق ہے

مردِ حق بارے فدیِ ایں فن ست　　کاندرو صد زندگی در کشتن ست

بہر حال مرد خدا اس فن پر قربان ہے　　جس میں فنا ہو جانے میں سینکڑوں زندگیاں ہیں

عاشق و معشوق و عشقش بردوام　　در دو عالم بہرہ مندو نیک نام

عاشق اور معشوق اور اس کا عشق ہمیشہ　　دونوں جہان میں نصیبہ ور اور نیکنام ہیں

در جہاں ہر کس فدیِ آں فنے ست　　کاندراں رہ صرفِ عمرو کشتنے ست

دنیا میں ہر شخص اس فن پر قربان ہے　　کہ اس راہ میں عمر کا خرچ ہونا اور مر جانا ہے

کشتنی اندر غروبی یا شروق　　کہ نہ شائق ماند آنجا نے مشوق

غروبی یا شروق میں مر جانا (بہتا ہے)　　کیونکہ وہاں نہ عاشق رہتا ہے، نہ معشوق

یا کرامی ارحموا اھل[۲] الھوی　　شانھم وردُ التوی بعد التوی

اے میرے مہربانو! اہل عشق پر رحم کرو　　ان کی حالت ہلاکت کے بعد ہلاکت کے گھاٹ پر اترنا ہے

عفو کن اے میر بر سختیِ او　　در نگر در درد و بدبختیِ او

اے امیر! اس کی سختی کو معاف کر دے　　اس کے درد اور بدبختی پر نظر کر

تاز جرمت ہم خدا عفوے کند　　زلّتت را مغفرت در آگند

تاکہ خدا تیری خطا بھی معاف کر دے　　تیری لغزش کو معافی سے بھر دے

تو ز غفلت[۳] بس سبو بشکستۂ　　بر امید عفو دل در بستۂ

تو نے غفلت سے بہت سی ٹھلیں توڑی ہیں　　معافی کی امید سے دل وابستہ کیا ہے

عفو کن تا عفو یابی در جزا　　می شگافد مو قدر اندر سزا

معاف کرتا کہ بدلے میں تو معافی حاصل کر لے　　تقدیر (خداوندی) سزا میں موشگافی کرتی ہے

موشگا فانِ قدر را ہوش دار　　قصہ مارا تو نیکو گوش دار

قدر (خداوندی) کے نکتہ چینوں کیلئے ہوش کر　　تو ہمارے قصہ کو اچھی طرح سن لے

باز بشنو قصہ میراں دگر　　تابیابی زیں حکایت صد خبر

پھر دوسرے امیروں کا قصہ سن لے　　تاکہ تجھے اس قصہ سے سینکڑوں خبریں حاصل ہوں

---

۱ اے خنک۔ راہ حق میں فدا ہو جانا قابل مبارکباد ہے یہ راہِ حق اس کے سزاوار ہے کہ اس پر قربان ہو جانا چاہیے مرد حق۔ اس راستہ پر قربان ہونے سے سینکڑوں زندگیاں حاصل ہوتی ہیں۔ معشوق یعنی حق تعالیٰ۔ در جہاں۔ دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی مشغلہ پر ایسا فریفتہ ہوتا ہے جس میں عمر صرف کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے سب سے بہتر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو غروبی یعنی ہجر حق میں فنا کر دے یا وصل میں فنا کر دے وصل میں فنا کر دیگا تو نہ پھر عاشق باقی ہے نہ معشوق یعنی ذات باری معشوق کی حیثیت سے باقی نہ رہیگی بجز ذات حق باقی رہیگی۔ غروبی یعنی ہجر۔ شروق۔ یعنی حالت مشاہدہ۔

۲ اہل الہوی۔ محبت کرنے والے عاشق۔ شانہم۔ عاشق پر محویت طاری رہتی ہے۔ اور وہ ہر آن فنا ہوتا رہتا ہے۔ عفو کن۔ محلہ والوں نے زاہد پر غضبناک امیر سے کہا۔ درنگر۔ وہ خود بدبختی میں مبتلا ہے تو اس کو اور کیا سزا دیتا ہے۔ تاز جرمت۔ حدیث شریف ہے ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء "تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔"

۳ توز غفلت۔ یعنی تو نے بھی غفلت سے بہت سے قصور کیے ہیں۔ می شگافد۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ یعنی جو ایک ذرہ خیر کریگا اس کو دیکھے گا اور جو ایک ذرہ شر کریگا اس کو دیکھے گا۔ باز بشنو۔ دوسرے ظالم امیروں کے انجام کے قصے سن کر عبرت حاصل کر لے۔

جواب گفتنِ امیر مرآں شفیعانِ زاہد را کہ گستاخی چرا کردو

امیر کا ان زاہد کے سفارشیوں کو جواب دینا کہ اس نے گستاخی کیوں کی؟

سُبوئی مارا چرا بشکست من دریں باب شفاعت قبول

اور ہماری ٹھلیا کیوں توڑی؟ میں اس سلسلے میں سفارش قبول

نخواہم کرد کہ سوگند خوردہ ام کہ سزای اُو بدہم

نہ کروں گا کیوں کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اس کو سزا دوں گا

میر گفت[۱] آں کیست تا سنگے زند — بر سُبوئِ ما سبُورا بشکند

امیر نے کہا وہ کون ہوتا ہے، کہ پتھر مارے — ہماری ٹھلیا پر، ٹھلیا کو پھوڑ دے؟

چوں گذر سازد ز کویم شیرِ نر — ترس ترساں بگذرد بلصد حذر

جب میرے کوچہ سے نر شیر گزرتا ہے — سینکڑوں بچاؤ کے ساتھ ڈرتا ڈرتا گذرتا ہے

بلکہ بگذارد زہیبت پنجہ را — مور گردد پیشِ قہرم اژدہا

بلکہ خوف سے پنجہ کو چھوڑ بھاگتا ہے — اژدہا میرے غصہ کے سامنے چیونٹی بنجاتا ہے

بندۂ ما را چرا آزرد دل — کرد مارا پیشِ مہماناں خجل

اس نے ہمارے غلام کا دل کیوں دکھایا؟ — اس نے ہمیں مہمانوں کے سامنے شرمندہ کیا

شربت[۲] کاں بہ زخونِ اُوست ریخت — ایں زماں ہمچوں زناں از ما گریخت

وہ شراب جو اس کے خون سے بہتر تھی اس نے بہادی — اب عورتوں کی طرح ہم سے بھاگ گیا

لیک جاں از دستِ من اُو کے برد — گرچہ ہمچوں مُرغ بر بالا پرد

لیکن وہ میرے ہاتھ سے جان کہاں بچا سکے گا؟ — اگرچہ پرندے کی طرح اوپر کو اڑ جائے

تیرِ قہرِ خویش بر پرش زنم — پرّو بالِ مُردہ ریگش بر کنم

میں اپنے قہر کا تیر اس کے پروں پر ماروں گا — اس کے ورثہ کے بال اور پر نوچ دوں گا

ور شود چوں ماہی اندر آبِ در — از نہیبِ من شود زیر و زبر

اگر وہ مچھلی کی طرح پانی میں گھس جائے — میرے خوف سے تہ و بالا ہو جائے گا

جاں[۳] نخواہد بُرد از شمشیرِ من — ور کند صد حیلہ و تدبیر و فن

وہ میری تلوار سے جان نہ بچا سکے گا — خواہ سینکڑوں حیلے اور تدبیر اور فن کر لے

گر رود در سنگِ سخت از کوششم — از دلِ سنگش کنوں بیروں کشم

اگر وہ میری کوشش سے بچ کر سخت پتھر میں گھس جائے گا — اس کو پتھر کے اندر سے باہر نکال لوں گا

[۱] میر گفت۔ سفارشیوں کے جواب میں امیر نے کہا کہ اس زاہد کی کیسے ہمت ہوئی کہ میر مٹکی پھوڑی میری گلی سے نر شیر بھی گذرتا ہے تو ڈرتا ہوا گذرتا ہے بلکہ خوف سے اپنے پنجے چھوڑ بھاگتا ہے، میرے سامنے اژدھا بھی چیونٹی بن جاتا ہے۔ بندہ اس نے میرے غلام کو ستایا مجھے مہمان کے سامنے شرمندہ کیا۔

[۲] شربت۔ ایسی قیمتی شراب بہا دی جو اس کے خون سے بھی زیادہ قیمت کی تھی اور اب ڈر کر عورتوں کی طرح گھر میں گھس گیا۔ لیک۔ لیکن یہ میرے ہاتھ سے بچ نہ سکیگا۔ اگر یہ پرند بن کر اڑے گا تو بھی تیر چلا کر ہلاک کر دونگا۔ ور شود۔ اگر مچھلی بن کر پانی میں گھسے گا میرا قہر وہاں بھی اس کو تہ و بالا کر دے گا۔

[۳] جاں نخواہد۔ وہ خواہ کوئی تدبیر کرے مجھ سے جان نہ بچا سکے گا۔ گر رود۔ اگر وہ پتھر کے دل میں گھسے گا میں اس کو وہاں سے بھی نکال لاؤں گا۔

مَن بِرانَم بر تَنِ اُو ضَربتے ۱ — کہ بُوَد مَر دیگراں را عبرتے
میں اس کے جسم پر ایسی ضرب لگاؤں گا — جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو گی

کارِ اُو سالوس و زرق و حیلت ست — لیک مقصودش بیانِ شُہرت ست
اس کا کام مکر اور فریب اور حیلہ ہے — لیکن اس کا مقصد شہرت طلب کرنا ہے

با ہمہ سالوس و با ما نیز ہم — دادِ اُو و صد چو اُو ایں دم دہم
سب کے ساتھ مکر اور ہمارے ساتھ بھی — میں اس کا اور اس جیسے سینکڑوں کا بھی انصاف کرونگا

بر سَرش چنداں زنم گُرزِ گراں — کز تنش بیروں رَود جان دَرواں
بھاری گرز اس کے سر پر اتنے ماروں گا — کہ اس کے جسم سے روح اور جان باہر نکل پڑے

خشمِ خونخوارش شُدہ بُد سَرکشے — از دہانش می برآمد آتشے
اس (امیر) کا خونخوار غصہ بے قابو ہو گیا تھا — اس کے منہ سے آگ نکل رہی تھی

دوم بار دست و پائے امیر را بوسہ دادن و لابہ کردن
اس زاہد کے پڑوسیوں اور سفارشیوں کا امیر کے ہاتھ پاؤں کو دوبارہ بوسہ

شفیعان و ہمسایگانِ زاہد
دینا اور خوشامد کرنا

آں ۲ شفیعاں از دم و ہیہاں او — چند بُوسیدند دست و پایِ او
ان سفارشیوں نے اس کے شور و غوغا اور غوں کی وجہ سے — اس کے ہاتھ پاؤں بہت چومے

کاے امیر از تو نشاید کیں کشی — گر بُشد بادہ تو بے بادہ خوشی
کہ اے امیر بدلہ لینا آپ کے مناسب نہیں ہے — اگر شراب جاتی رہی تو آپ بغیر شراب کے اچھے ہیں

بادہ سَرمایہ ز لُطفِ تو بَرَد — لُطفِ آب از لُطفِ تو حسرت خورَد
شراب آپ سے سرور سے سرمایہ حاصل کرتی ہے — پانی کا لطف آپ کے لطف پر حسرت کرتا ہے

بادشاہی کن بہ بخشش اے رحیم — اے کریم ابن الکریم ابن الکریم
اے رحم کرنے والے بادشاہی کر اس کو بخش دے — اے داتا کے داتا کے بیٹے داتا کے پوتے

ہر شرابے ۳ بندۂ ایں قدّ و خد — جملہ مستاں را بُوَد بر تو حسد
ہر شراب اس قد اور رخسار کی غلام ہے — تمام مستوں کو آپ پر حسد ہے

ہیچ محتاجِ مے گلگوں نہٖ — ترک کن گلگونہ تو گلگونہٖ
تو کسی گلابی شراب کا محتاج نہیں ہے — تو گلال کو چھوڑ تو خود گلال ہے

۱ ضربتے۔ مار۔ کہ بود۔ اس کا پٹنا دیکھ کر دوسرے عبرت حاصل کریں گے اور ان کو ایسی گستاخی کی جرأت نہ ہوگی۔ کار او۔ اس زاہد کا کام مکاری اور حیلہ بازی ہے اور یہ طریقہ اس نے اپنی شہرت کا تلاش کیا ہے۔ سب سے تو مکر کرتا تھا مجھ سے بھی اس نے مکاری برتی اب اس کو اور اس جیسے سینکڑوں کو سزا دونگا۔ خشم۔ اس امیر کو اس قدر غصہ آرہا تھا کہ اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔

۲ آں شفیعاں۔ سفارشیوں نے دوبارہ اس امیر کے ہاتھ پاؤں خوب چومے۔ کیں کشی۔ بدلہ لینا۔ گر بُشد۔ امیر سے کہا اگر آپ کی شراب ضائع ہوگئی ہے تو کیا مضائقہ ہے آپ بغیر شراب کے بھی خوب بھلے ہیں۔ بادہ۔ شراب تو آپ سے سرور سے لیتی ہے۔ پانی کی پاکیزگی آپ کی پاکیزگی کے سامنے ہیچ ہے۔

۳ ہر شرابے۔ آپ کا قد اور رخسار بغیر شراب کے حسین اور خوبصورت ہے اور آپ میں بغیر شراب کے وہ مستی ہے کہ مست اس پر حسد کرتے ہیں۔ ہیچ۔ آپ کا رنگ خود گلگوں ہے آپ کو گلگوں شراب کی اور گلال کی کیا ضرورت ہے۔

اے رُخِ چوں زُہرہ ات شمس الضحیٰ — اے گدائے رنگِ تو گلگونہا
تیرا زہرہ جیسا رخ دن چڑھے کا سورج ہے — گلال تیرے رنگ کے بھکاری ہیں

بادہ کاندر خُم ہمی جوشد نہاں — ز اشتیاقِ رُوی تو جوشد چُناں
چھپی ہوئی شراب جو مٹکے میں جوش مار رہی ہے — تیرے چہرے کے شوق میں اس طرح جوش مار رہی ہے

اے ہمہ دریا چہ خواہی کرد نم — وَے ہمہ ہستی چہ می جوئی عدم
اے مجسم دریا! تو شبنم کا کیا کرے گا؟ — اے وہ کہ تیرے چہرے کے سامنے سورج کا چہرہ زرد ہے

اے مہِ تاباں چہ خواہی گرد کرد — اے کہ خور در پیشِ رُویت رُوی زرد
اے چمکدار چاند! تو گرد کا کیا کرے گا؟ — اے وہ کہ تیرے چہرے کے سامنے سورج کا چہرہ زرد ہے

تو خوشی و خوب و کانِ ہر خوشی — تو چرا خود منتِ بادہ کشی
تو بھلا ہے اور خوبصورت اور تو ہر بھلائی کی کان ہے — تو کیوں شراب کا احسان لیتا ہے؟

تاجِ ۲ کرّمناست بر فرقِ سرت — طوقِ اعطیناک آویزِ برت
تیرے سر پر "ہم نے مکرم بنایا" کا تاج ہے — "ہم نے آپ کو دیا" کا ہار تیرے سینے کا آویزہ ہے

جوہرست انسان و چرخ اُورا عرض — جُملہ فرع و سایہ اند و اُو غرض
انسان جوہر ہے اور آسمان اس کا عرض ہے — سب سایہ اور فرع ہیں اور وہ مقصود ہے

اے غلامت عقل و تدبیرات و ہوش — چوں چنینی خویش را ارزاں فروش
اے وہ کہ عقل اور تدبیریں اور ہوش تیرے غلام ہیں — تو اپنے آپ کو اتنا سستا بیچنے والا کیوں ہے؟

خدمت ۳ بر جُملہ ہستی مُفترض — جوہرے چوں مُزد خواہد از عَرض
تمام موجودات پر تیری خدمت فرض ہے — جوہر، عرض سے کیسے مزدوری چاہے گا!

علم جوئی از کتبہا اے فسوس — ذوق جوئی تو ز حلوی سبوس
ہائے افسوس تو کتابوں سے علم حاصل کرتا ہے — تو بھوسی کے حلوے سے لطف حاصل کرتا ہے

بحرِ علمی در نمے پنہاں شُدہ — در سہ گز تن عالمے حیراں شُدہ
تو قطرے میں چھپا ہوا علم کا سمندر ہے — تین گز کے جسم میں عالم حیران ہو گیا ہے

مے چہ باشد یا جماع و یا سماع — تا بجوئی زو نشاط و انتفاع
شراب، یا جماع، یا سماع کیا ہوتا ہے؟ — کہ تو اس سے نشاط اور نفع اندوزی چاہتا ہے

---

۱ اے۔ جبکہ آپ کا رخ خود منور ہے اور گلاب آپ کے رنگ کا محتاج ہے تو آپ کو شراب درکار ہے نہ گلاب بادہ۔ شراب میں جو جوش ہے وہ آپ کے چہرے کے شوق کی وجہ سے ہے اے ہمہ۔ سمندر کو قطرے کی کیا ضرورت ہے۔ وے۔ آپ مجسم وجود ہیں زاہد کو معدوم کر کے کیا کریں گے۔ تو خوشی۔ آپ خود مجسم خوشی ہیں شراب سے خوشی حاصل کر کے کیا کریں گے۔

۲ تاج کرّمنا۔ کائنات پر انسانی فضیلت کے بیان میں قرآن پاک میں ہے ولقد کرّمنا بنی آدم "اور البتہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے" قرآن پاک میں ہے انا اعطیناک الکوثر "بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے"۔ اگرچہ یہ آنحضور کی خصوصیت ہے لیکن یہ فضیلت آنحضور کو انسان کامل ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ بر۔ سینہ بغل۔ جوہرست۔ انسان بمنزلہ عرض کے ہے قرآن پاک میں ہے خلق لکم ما فی الارض جمیعا "جو کچھ زمین میں ہے وہ تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے"۔ چوں چنینی۔ جب انسان سے یہ فضائل ہیں تو اس کو اپنے آپ کو رائیگاں نہ کرنا چاہیے۔

۳ خدمت۔ کائنات انسان کی خدمتگار ہے۔ علم۔ انسان کو علم لدنی حاصل کرنا چاہیے۔ حلوای سبوس۔ یعنی کھٹیا چیز۔ بحر علمی۔ انسان علم کا سمندر ہے اس کو معمولی علوم میں مشغول نہ ہونا چاہیے۔ نم۔ قطرہ۔ در سہ۔ صوفیاء نزدیک انسان عالم اصغر ہے۔ مے چہ باشد۔ دنیاوی لذتیں فانی ہیں۔ انتفاع۔ نفع حاصل [illegible]

آفتاب[1] از ذرہ کے شُد دام خواہ ۔۔۔ زُہرہ از جمرہ کے شُد کام خواہ

سورج ذرے سے قرض مانگنے والا کب بنا ہے؟ ۔۔۔ زہرہ انگارے سے کب مقصد کا خواہاں ہوا ہے؟

جان بے کیفے شُدہ محبوسِ کیف ۔۔۔ آفتابے حبسِ عُقدہ اینت حیف

بے کیف جان، کیف میں مقید ہو گئی ۔۔۔ سورج عقدہ میں پھنس گیا یہ افسوس ہے

باز جواب گفتنِ امیر مر شفیعاں را

امیر کا سفارشیوں کو پھر جواب دینا

گفت نے نے من حریفِ آں میم ۔۔۔ من بذوقِ ایں خوشی قانع نیم

اس نے کہا نہیں نہیں میں اس شراب کا دوست ہوں ۔۔۔ میں اس خوشی کے ذوق پر قانع نہیں ہوں

وارہیدہ از ہمہ خوف و اُمید ۔۔۔ کژ ہمی گردم بہر سُو ہمچو بید

میں سب خوفوں اور امیدوں سے نجات پائے ہوئے ہوں ۔۔۔ بید کی طرح ہر جانب کو جھومتا ہوں

من[2] چناں خواہم کہ ہمچوں یاسمیں ۔۔۔ کژ شوم گاہے چُناں گاہے چنیں

میں ایسا چاہتا ہوں کہ یاسمین کی طرح ۔۔۔ جھوموں، کبھی یوں کبھی یوں

ہمچو شاخِ بید گرداں چپ و راست ۔۔۔ کہ زبادش گونہ گونہ رقصہاست

بائیں اور دائیں جانب کی، بید کی شاخ کی طرح جھومتا ہوں ۔۔۔ جس کے ہوا کی وجہ سے طرح طرح کے رقص ہیں

آنکہ خو کردست باشادیِ مے ۔۔۔ ایں خوشی را کے پسندد خواجہ کے

جس نے شرابِ معرفت کی خوشی کی عادت ڈال لی ہے ۔۔۔ اس خوشی کو کب پسند کرتا ہے اے صاحب کب

انبیا زاں زیں خوشی بیروں شدند ۔۔۔ کہ سرشتہ در خوشیِ حق بُدند

انبیاء اس خوشی سے اسی لئے علیحدہ ہو گئے ۔۔۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشی میں گندھے ہوئے تھے

زانکہ جاں شاں آں[3] خوشی را دیدہ بُود ۔۔۔ ایں خوشیہا پیشِ شاں بازی نمُود

کیونکہ ان کی جان نے اس خوشی کو دیکھا ہے ۔۔۔ یہ خوشیاں ان کے لئے کھیل نظر آتی ہیں

ہر کہ را نورِ حقیقی رو نمُود ۔۔۔ کے شوُد قانع بتاریکی و دُود

جس کے لئے حقیقی نور نمودار ہو گیا ہو ۔۔۔ وہ اندھیرے اور دھوئیں پر کب قناعت کرتا ہے؟

وانکہ در جوع اُو طعام اللہ خورد ۔۔۔ کے زنان و شوربا حسرت برد

اور جو شخص بھوک میں خدا کا کھانا کھائے ۔۔۔ وہ روٹی اور شوربے کی تمنا کب کرتا ہے؟

وانکہ باشد خفتہ اندر گلستاں ۔۔۔ میلِ گلخن کے کند چوں ابلہاں

اور جو شخص گلستاں میں سویا ہوا ہو ۔۔۔ وہ بیوقوفوں کی طرح بھٹی کی خواہش کب کرتا ہے؟

---

[1] آفتاب۔ انسان آفتاب ہے اور کائنات ذرات بمنزلہ ہیں۔ یہ ستارہ خود چمک دار ہے۔ جاں۔ روح مجرد وہ کم اور کیف سے منزہ ہے۔ عقدہ۔ وہ برج جس میں پہنچ کر سورج گہن میں آ جاتا ہے۔ گفت۔ امیر نے کہا میں اس شراب کا دوست نہیں ہوں بلکہ میں شرابِ معرفت کا دوست ہوں۔ بید۔ بید کا درخت پابند نہیں ہے ہر طرف کو جھومتا ہے۔

[2] من چناں۔ میں ہر طرح سے آزاد ہوں۔ آنکہ۔ جس کو معنوی شراب حاصل ہو گئی وہ اس شراب سے مستی کیوں حاصل کریگا۔ انبیاء۔ انبیاء کو معنوی شراب حاصل ہے ان کی فطرت میں اللہ سے محبت کرنا ہے۔

[3] آں خوشی۔ اللہ کی خوشی۔ ایں خوشیہا۔ ظاہری خوشیاں۔ ہر کہ۔ حقیقی نور کے بالمقابل ہر چیز تاریک ہے۔ وانکہ۔ حدیث شریف ہے۔ الجوع طعام اللہ یرزق بہا الصادقین "بھوک اللہ کا کھانا ہے جس کے ذریعہ سچوں کو رزق دیا جاتا ہے" گلستان۔ اللہ کی خوشی۔ گلخن۔ بھٹی یعنی ظاہری خوشی۔

چوں ۱ کُند مستسقی از آب اجتناب | چوں کُند مخمور دُوری از شراب
استسقا کا مریض پانی سے کیسے پرہیز کرے؟ | شرابی، شراب سے کیسے دور ہو؟

سیر نبُود ہیچ عاشق از حبیب | صبر نکُند ہیچ رنجور از طبیب
عاشق، معشوق سے کبھی سیر نہیں ہوتا ہے | کوئی بیمار طبیب سے صبر نہیں کرتا ہے

بابت ۲ زندہ کسے چوں گشت یار | مُردہ را چوں در کشد اندر کنار
جو شخص زندہ معشوق کا دوست ہو گیا ہو | وہ مردے سے بغل گیر کب ہو گا؟

مُردہ را کس در کنار آرد مگر | کو ندارد در جہاں از دل خبر
ہاں مرے کو وہ بغل میں لے گا | جس کو دنیا میں دل کا پتہ نہ چلے

تفسیرِ ایں آیہ کہ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ
اس آیت کی تفسیر کہ اور بیشک آخرت کا گھر وہی زندہ ہے کاش وہ جان لیتے

کہ در و دیوار و عرصۂ آں عالم و آب و کوزہ و میوہ و درخت
کیونکہ اس عالم کے در اور دیوار اور صحن اور پانی اور پیالہ اور پھل اور درخت

ہمہ زندہ اندو سخن گو و سخن شنو جہت آں فرمودہ مصطفیٰ
سب زندہ ہیں اور بات کرنے والے اور بات سننے والے، اسی لئے حضرت مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کہ اَلدُّنْیَا جِیْفَةٌ وَطَالِبُهَا کِلَابٌ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا مردار ہے اور اس کے طلبگار کتے ہیں

اگر آخرت راحیات نبودے آخرت ہم جیفہ بودے جیفہ
اگر آخرت کے لئے زندگی نہ ہوتی آخرت بھی مردار ہوتی مردار کو

را از برائے مُردگیش جیفہ ۳ گویند نہ برائے بوئ زشت
اس کے مردہ ہونے کی وجہ سے مردار کہتے ہیں نہ کہ بدبو کی وجہ سے

آں جہاں چوں ذرّہ ذرّہ زندہ اند | نکتہ دانندو سخن گویندہ اند
جبکہ اس جہان کا ذرہ ذرہ زندہ ہے | وہ نکتہ کو سمجھنے والے اور بات کرنے والے ہیں

در جہانِ مُردہ شاں آرام نیست | کایں علف جز لائقِ انعام نیست
مردہ جہان میں ان کو راحت نہیں ہے | کیونکہ یہ چارہ چوپاؤں ہی کے لائق ہے

ہر کرا گلشن بُود بزم و وطن | کے خورد اُو بادہ اندر گولخن
جس شخص کی مجلس اور وطن چمن ہو | وہ بھٹی میں شراب کب پیئے گا؟

۱ چوں کُند۔ جس طرح استسقا کا مریض پانی سے سیر نہیں ہوتا اور شرابی شراب سے کنارہ کشی نہیں ہوتا یہی حال نورِ حقیقی کے عاشق کا ہے۔
۲ بابت زندہ۔ یعنی عالم آخرت کا عاشق۔ مردہ۔ یعنی یہ دنیا۔ کنار۔ بغل۔ تفسیر۔ اس آیت میں عالم آخرت کی زندگی اور دنیا کی مردگی بتائی ہے۔
۳ جیفہ۔ مردار۔ شاں۔ یعنی اہل آخرت۔ علف۔ حیوانات چارہ۔ انعام۔ چوپائے۔ گولخن۔ بھٹی۔

جایِ روحِ پاک علیین ۱ بُوَد — جایِ روحِ ہر نجس سجّیں بُوَد
پاک روح کا مقام علیین ہے — ہر ناپاک روح کا مقام سجین ہے

جایِ بُلبل گلبن و نسریں بُوَد — کرم باشد کش وطن سرگیں بُوَد
بلبل کا مقام بوٹا اور نسرین ہے — کیڑا ہوتا ہے، جس کا وطن گوبر ہوتا ہے

بہرِ مخمورِ خدا جامِ طہور — بہرِ ایں مُرغانِ کور ایں آبِ شور
خدا کے مست کے لئے شراب طہور کا جام ہے — ان اندھے پرندوں کے لئے کھاری پانی ہے

ہر کرا عدلِ عمرؓ ننمود دست — پیشِ اُو حجاجِ خونی عادل ست
جس کے لئے عمرؓ کا انصاف نمودار نہ ہوا — اس کے لئے خونی حجاج منصف ہے

دختراں را لُعبتِ مُردہ دہند — کہ زلعبِ زندگاں بے آگہند
لڑکیوں کو مردہ گڑیاں دیتے ہیں — کیونکہ وہ زندوں کے کھیل سے واقف نہیں ہیں

چوں ندارند از فُتوّت زورِ دست — کودکاں را تیغِ چوبیں بہتر ست
جبکہ جوانی کی قوت بازو نہیں رکھتے ہیں — بچوں کے لئے لکڑی کی تلوار بہتر ہے

کافراں قانع بہ نقشِ انبیا — کہ نگاریدہ ست اندر دیرہا
کافر، انبیاء کی تصویروں پر قانع ہیں — جو کہ انہوں نے گرجا گھروں میں بنا رکھی ہیں

واں ۲ جہاں مارا چو روزِ روشنے ست — ہیچ ماں پروایِ نقش و سایہ نیست
وہ جہاں ہمارے لئے روشن دن کی طرح ہے — ہمیں تصویر اور سایہ کی کچھ پروا نہیں ہے

واں یکے نقشش نشستہ در جہاں — واں دگر نقشش چو مہ بر آسماں
ان کا ایک نقش دنیا میں بیٹھا ہوا ہے — اور ان کا دوسرا نقش چاند کی طرح آسمان پر ہے

ایں دہانش نکتہ گویاں با جلیس — واں دگر با حق بگفتار و انیس
ان کا یہ منہ ہم نشین سے نکتے کہتا ہے — اور وہ دوسرا اللہ تعالیٰ کا ہمکلام اور دوست ہے

گوشِ ۳ ظاہر ضبطِ ایں افسانہ کن — گوشِ جانش جاذبِ اسرارِ کُن
ظاہری کان اس افسانے کو سننے والا ہے — اس کی جان کا کان کُن کے رازوں کو جذب کرنے والا ہے

چشمِ ظاہر ضابطِ حُلیہ بشر — چشمِ سر حیرانِ مَا زاغَ البَصَر
ظاہری آنکھ انسان کے حلیے کو محفوظ رکھنے والی ہے — باطنی آنکھ "مازاغ البصر" میں حیران ہے

دستِ ظاہر میکُند داد و ستد — دستِ باطن بردرِ فردِ صمد
ظاہری ہاتھ لین دین کرتا رہتا ہے — باطنی ہاتھ یکتا بے نیاز کے در پر ہے

---

۱ علیین۔ جنت کا اعلیٰ مقام ہے سجین۔ جہنم کا بڑا مقام ہے۔ کرم۔ کیڑا۔ سرگیں۔ گوبر۔ بہر۔ جو خاصانِ خدا ہیں وہ شراب طہور پیتے ہیں۔ مرغانِ کور۔ دنیادار۔ حجاج۔ یعنی یوسف ثقفی کا بیٹا۔ لعبت۔ کھلونا، گڑیا۔ لعب زندگاں۔ یعنی شادی بیاہ۔ فتوت۔ جوانی۔ نقش۔ یعنی بت تصویر۔

۲ واں۔ جہاں۔ چوں کہ ہمارے لئے عالم آخرت روز روشن کی طرح ہے لہٰذا ہمیں تصاویر کی کوئی پروا نہیں ہے۔ نقش و سایہ تصویر نقوش ہے اور عکس سے بنتی ہے۔ یکے نقشش۔ انبیا کا ایک نقش دنیا میں ہوتا ہے اور ایک نقش عالم بالا پر ہوتا ہے۔ ایں وہاں۔ ظاہری نقش کے اعضا دنیا کے کاموں میں ہوتے ہیں اور دوسرے اعضا حضرت حق کے ساتھ مصروف رہتے ہیں۔

۳ گوش ظاہر۔ ظاہری کان انسانوں کی باتیں سنتا ہے باطنی کان اللہ تعالیٰ کے اسرار سنتا ہے۔ چشم ظاہر۔ وہ ظاہری آنکھوں سے انسانوں کے حلیے دیکھتے ہیں۔ ما زاغ البصر۔ آنحضور کے بارے میں ہے کہ آنکھ نے نہ کجی برتی اور نہ سرکشی کی بلکہ صحیح دیکھا یعنی اولیاء مشاہدہ حق میں حیران رہتے ہیں۔

پایِ ظاہر در صفِ مسجد صواف ۱ | پایِ معنی فوقِ گردوں در طواف
ظاہری پاؤں مسجد کی صف میں صف باندھنے والوں میں ہے | باطنی پاؤں آسمان پر طواف میں ہے

جزو جزوش راتو بشمر ہمچنیں | ایں درونِ وقت و آں بیرونِ حیں
تو اس کے جزو جزو کو اسی طرح گن لے | یہ زمانہ کے اندر ہے اور وہ وقت سے باہر ہے

اینکہ در وقتست باشد تا اجل | واں دگر یارِ ابد قرنِ ازل
یہ جو وقت میں ہے موت تک ہے | اور وہ دوسرا ابد کا یار ازل کا ساتھی ہے

ہست ۲ یک نامش ولیُّ الدّولتین | واں دگر نامش امامُ القبلتین
اس کا ایک نام "دونوں دولتوں کا والی" ہے | اور اس کا دوسرا نام "دونوں قبلوں کا امام" ہے

خلوت و چلّہ برو لازم نماند | ہیچ غیمے مرورا غائم نماند
تنہائی اور چلہ کشی اس کے لئے ضروری نہ رہی | کوئی ابر اس پر چھانے والا نہ رہا

قرصِ خورشیدست خلوت خانہ اش | کے حجاب آرد شبِ بیگانہ اش
اس کا تنہائی کا گھر، سورج کی ٹکیا ہے | اجنبی رات اس کے لئے کب پردہ ڈال سکتی ہے؟

علّت ۳ و پرہیز شُد بحراں نماند | کفرِ او ایماں شُد و کفراں نماند
بیماری اور پرہیز ختم ہو گیا، بحران نہ رہا | اس کا کفر ایمان بن گیا ناشکری نہ رہی

چوں الف از استقامت شُد بہ پیش | اُو ندارد ہیچ از اوصافِ خویش
الف کی طرح راستی سے وہ پیشی میں پہنچ گیا | اس کا اب کوئی اپنا وصف نہ رہا

گشت فرواز کسوتِ خوہائے خویش | شُد برہنہ جاں بجاں افزائے خویش
وہ اپنی عادتوں کے لباس سے برہنہ ہو گیا | ننگی جان کیساتھ اپنی جان بڑھانے والے کیجانب روانہ ہوگیا

چوں برہنہ رفت پیشِ شاہ فرد | شاہش از اوصافِ قدسی جامہ کرد
جب یکتا شاہ کے پاس وہ ننگا پہنچا | شاہ نے اس کو قدسی اوصاف کا لباس پہنا دیا

خلعتے پوشید از اوصافِ شاہ | بر پرید از چاہ تا ایوانِ جاہ
اس نے شاہ کے اوصاف کا لباس پہن لیا | کنویں سے رتبہ کے محل پر اڑ کر چلا گیا

ایں چنیں باشد چو درد صاف گشت | از بنِ طشت آمد اُو بالائے طشت
یہی ہوتا ہے جب تلچھٹ صاف ہو جاتی ہے | طشت کی تلی سے طشت کے اوپر آ جاتی ہے

---

۱ صواف۔ صف بندی کرنے والے۔ ایں۔ یعنی جسم ظاہری زمان و مکان کا پابند ہے۔ واں۔ یعنی جسم علوی وقت اور مکان سے پاک ہے۔ اینکہ۔ یعنی جسم عنصری۔ اجل۔ موت۔ قرن۔ قرین۔ ساتھی یعنی جسم علوی ابدی اور ازلی ہے۔

۲ ہست۔ جس طرح اس کے دو جسم ہیں اسی طرح نام بھی دو ہیں۔ ولی الدولتین۔ دنیا اور آخرت کے سلطنت کا والی۔ امام القبلتین۔ یعنی بیت اللہ اور بیت المقدس کا امام۔ خلوت۔ اب اس کو نہ تنہائی کی ضرورت ہے۔ نہ چلہ کشی کی وہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ دنیا اس کے لئے حجاب نہیں بن سکتی۔ شب بیگانہ۔ یعنی اس کے لئے ہر وقت دن ہے رات کی تاریکی اس کے لئے حجاب نہیں ہے۔

۳ علت۔ یعنی نہ اس میں مرض ہے نہ پرہیز کی ضرورت ہے۔ بحران۔ مرض کی شدت۔ پیش۔ درگاہ الوہیت۔ گشت۔ وہ اپنے اوصاف بشری سے برہنہ ہو کر بارگاہ خداوندی میں پہنچا تو حضرت حق تعالیٰ نے اپنے اوصاف کا جامہ اس کو پہنا دیا اب وہ خدائی اخلاق والا ہے خلعتے۔ اب چونکہ وہ اوصاف خداوندی سے متصف ہے لہٰذا اس کے مراتب بہت بلند ہو گئے۔ ایں چنیں۔ جب تلچھٹ صاف ہو جاتی ہے طشت کے بالائی حصہ میں آ جاتی ہے۔

دربُنِ طشت ار چہ بُود اُو درد ناک — شومیِ آمیزشِ اجزاءِ خاک
طشت کی تلی میں وہ درد مند کیوں تھی ؟ — خاک کے اجزاء کی آمیزش کی بدبختی کی وجہ ہے

یارِ نا خوش پرو بالش بستہ بُود — وَرنہ اُو در اصل بس برجستہ بُود
برے دوست نے اس کے پرو بال باندھ دیئے تھے — ورنہ وہ اصل میں بہت تیز تھی

چوں عتابِ اھبطُوا انگیختند — ہمچو ہاروتش نگوں آویختند
جب انہوں نے "نیچے اترو" کا عتاب برپا کیا — اس کو ہاروت کی طرح الٹا لٹکا دیا

بُود[۲] ہاروت از ملائک بیگماں — از عتابے شُد مُعلّق ہمچناں
ہاروت یقیناً فرشتوں میں سے تھا — وہ عتاب کی وجہ سے اس طرح لٹکا دیا گیا

سرنگوں زاں شُد کہ از سر دور ماند — خویش را سَر ساخت تنہا پیش راند
وہ اوندھا اس لئے ہوا کیونکہ وہ اصل سے دور ہو گیا — اس نے اپنے آپ کو سر بنایا تنہا آگے چلدیا

آں سبد خود را چو پُر از آب دید — کرد استغنا و از دریا بُرید
ٹوکری نے جب اپنے آپ کو پانی سے بھرا دیکھا — اس نے بے نیازی اور برتی اور دریا سے جدا ہو گئی

در جگر چوں قطرۂ آبش نماند — بحرِ رحمت کرد اُورا باز خواند
جب اس کے جگر میں پانی کا ایک قطرہ نہ رہا — سمندر نے رحم کیا اس کو واپس بلا لیا

رحمتِ بے علّتے بے خدمتے — آید از دریا مبارک ساعتے
بغیر سبب بغیر تکلیف کے رحمت — دریا سے مبارک وقت میں آتی ہے

اللہ اللہ[۳] گردِ دریا باز گرد — گرچہ باشند اہلِ دریا باز زرد
خدا کے لئے دریا کی جانب واپس ہو — اگرچہ دریا والے زرد ہوں

تا کہ آید لُطف بخشایش گری — سُرخ گردد رُوی زرد از گوہری
حتیٰ کہ بخشش کی مہربانی آ پہنچے — جوہر پن سے زرد چہرہ سرخ ہو جائے

زردیِ رُو بہترین رنگہاست — زانکہ اندر انتظار آں لقاست
چہرے کی زردی رنگوں میں سب سے بہتر ہے — کیونکہ وہ اس ملاقات کے انتظار میں ہے

لیک سُرخی بر رُخے کاں لامعست — بہر آں آمد کہ جانش قانع ست
لیکن اس چہرے پر سرخی جو چمکدار ہے — اس لئے آتی ہے کہ اس کی جان قانع ہے

۱ دربن۔ طشت کی تلی میں اس وقت تک ہے جب تک کی اس میں خاک کی آمیزش ہے۔ روح جب جسمانی عوارض سے پاک ہو جاتی ہے عالم بالا میں پہنچ جاتی ہے۔ یار نا خوش۔ جسمانی علائق نے اس روح کو روک رکھا تھا ورنہ وہ پرواز میں چالاک ہے۔ چوں۔ عتاب۔ حضرت آدم کو نیچے اترنے کا حکم گندم کھا لینے کی وجہ سے ملا اسی لئے روح کو جسم کے کنویں میں آویزاں کر دیا گیا۔

۲ بود ہاروت۔ ہاروت ملائکہ میں سے تھا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی وجہ سے وہ کنویں میں لٹکا دیا گیا۔ سرنگوں وہ اس لئے سرنگوں ہوا کہ اس نے سرکشی کی اور اصل سے دور ہوا۔ ان سبد۔ ٹوکری جو دریا میں سے اپنے پانی پر گھمنڈ کر کے دریا سے دور ہوئی تو پانی سے خالی ہو گئی اس پر سمندر نے رحم کیا اور اس کو دوبارہ بلا لیا۔ روح کو جب ذلت افتقار بدرجہ اتم محسوس ہوئی اور شائبہ کو ختم ہوا تو بغیر سبب اور بغیر محنت کے دریائے وحدت کی رحمت آ پہنچی اور اس کو واپس بلا لیا۔

۳ اللہ اللہ۔ انسان کو قرب الٰہی کی جستجو کرنی چاہیے حل حدید۔ یعنی اہل اللہ۔ بار۔ کثرت کے لئے ہے۔ جس سرخ تکمبار دوبار۔ سرخ۔ وہ چہرہ جو غم و اندوہ سے زرد ہے اس میں جوہر پیدا ہو جائے گا۔ اور وہ سرخرو ہو جائے گا۔ زردی۔ اہل اللہ کا چہرہ زرد اللہ کی ملاقات کے انتظار کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لیک سرخی۔ جو ایک مقام پر جا کر ٹھہر جاتا ہے اس کا چہرہ سرخ رہتا ہے۔

کہ طمع ۱ لاغر کند زرد و ذلیل — نے زدرد و علت آید آں علیل

کیونکہ لالچ کمزور، زرد اور ذلیل کرتا ہے — وہ درد اور بیماری کا مریض نہیں ہوتا ہے

چوں بہ بیند روی زردِ بے سقم — خیرہ گردد عقل جالینوس ہم

جب بغیر بیماری کا زرد چہرہ دیکھتی ہے — جالینوس کی عقل بھی حیران ہو جاتی ہے

چوں طمع بستی تو در انوارِ ہو — مصطفےٰ گوید کہ ذَلَّتْ نَفْسُہٗ

جب تو نے اللہ تعالیٰ کے انوار سے طمع وابستہ کر دی — مصطفےٰ فرماتے ہیں کہ اس کا نفس ذلیل ہو گیا

نورِ بے سایہ لطیف و عالیست — آں مشبک سایۂ غربالیست

بے سایہ نور، پاکیزہ اور بلند ہے — جالیدار سایہ، چھلنی والا ہے

عاشقاں ۲ عریاں ہمی خواہند تن — پیشِ عنیناں چہ جامہ چہ بدن

عاشق ننگے بدن کے خواہاں ہیں — نامردوں کے لئے کیا کپڑا کیا بدن؟

روزہ داراں را بود آں نان و خوان — خرمگس را چہ اباچہ دیگ داں

وہ روٹی اور خوان، روزہ دار کے لئے ہے — بڑی مکھی کے لئے کیا شوربا کیا چولھا؟

دیگر بار استدعای شاہ از ایاز کہ تاویلِ کار خود بگو مشکلِ منکراں وطاعناں راحل کن کہ ایشاں را در التباس رہا کردن مروت نیست

شاہ کا ایاز سے دوبارہ کہنا کہ اپنے کام کا مطلب بتا اور منکروں اور معترضوں کی مشکل کو حل کر دے کیوں کہ ان کو شبہ میں مبتلا چھوڑ دینا مروت نہیں ہے

ایں سخن از حد و اندازست بیش — اے ایاز اکنوں بگو احوالِ خویش

یہ بات حد اور اندازہ سے زیادہ ہے — اے ایاز! اب تو اپنے احوال بتا

ہیں بگو احوالِ ۳ خود را اے ایاز — گرچہ تصویرِ حکایت شد دراز

ہاں اے ایاز! اپنے احوال بتا — اگرچہ حکایت کا نقشہ دراز ہو گیا ہے

ہست احوالِ تو از کانِ نوی — تو بدیں احوال کے راضی شوی

تیرے احوال نئی کان کے ہیں — تو ان احوال پر کب راضی ہوتا ہے؟

ہیں حکایت کن ازاں احوالِ خوش — خاک بر احوالِ درسِ پنج و شش

ہاں اپنے اچھے احوال بیان کر — پانچ چھ کے سبق کے احوال پر خاک پڑے

---

۱ کہ طمع۔ جو مزید درجات کے لالچ میں رہتے ہیں وہ لاغر اور زرد رو رہتے ہیں۔ نے زدرد۔ اہل اللہ کے چہرے کی زردی، درد اور بیماری کی وجہ سے نہیں ہوتی ہے چوں بہ بیند۔ اہل اللہ کے چہروں کی زردی جبکہ کسی بیماری کی وجہ سے نہیں ہے تو اطباء ظاہری اس سے حیران ہوتے ہیں۔ چوں طمع۔ جب سالک اللہ تعالیٰ کے انوار سے اپنی طمع وابستہ کر دیتا ہے تو اس کے نفس کو ذلت حاصل ہوتی ہے نورِ بے سایہ۔ جب بشری صفات بالکل فنا ہو جاتی ہیں تو سالک کو نور بے سایہ حاصل ہو جاتا ہے اور اگر صفات بشری کچھ باقی رہتی ہیں تو نور بے سایہ حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ ایسا نور حاصل ہوتا ہے جیسے کہ چھلنی میں سے گذر کر نور آتا ہے اس میں چھن کر ہو گا کچھ سایہ ہو گا۔

۲ عاشقاں۔ جو عاشق ہیں وہ بالکل بشری صفات سے عاری ہونا چاہتے ہیں نامرد کو اس کی کوئی پروا نہیں۔ روزہ دار۔ جو مجاہدے کرتے ہیں وہ بشری صفات سے خالی ہو جاتے ہیں تو یہ خوان نعمت ان روزہ داروں کیلئے ہے دنیادار جو بڑی مکھی جیسے ہیں انکے لئے شوربا اور چولہا یکساں ہے وہ اسی کو چاٹتے ہیں۔ تاویل۔ مصداق۔ ایں سخن۔ یعنی محبوب کی باتیں۔

۳ احوال۔ وہ کیفیات جو سالک پر طاری ہوتی ہیں۔ کان نوی۔ تیرے اوپر نئے نئے احوال طاری ہوتے ہیں۔ بدیں احوال۔ یعنی جو کیفیات سے حاصل ہو چکی ہیں۔ ہیں۔ اپنی اچھی کیفیات کی بات سنا شش جہات اور پنج حواس کی باتوں پر خاک ڈال۔

حالِ ۱ باطن گر نمی آید بگفت — حالِ ظاہر گویمت در طاق و جُفت
باطن کا حال اگر کہنے میں نہیں آسکتا — میں تجھ سے طاق اور جفت میں ظاہر کا حال بیان کرتا ہوں

کہ ز لُطفِ یار تلخیہایِ مات — گشت بر جاں خوشتر از قند و نبات
کیونکہ شکست کی تلخیاں یار کی مہربانی سے — جان کیلئے قند و شکر سے زیادہ اچھی ہو گئی ہے

زاں نُبات ار گرد در دریا رود — تلخی دریا ہمہ شیریں شود
اگر اس شکر کی گرد بھی سمندر میں پہنچ جائے — سمندر کا کھارا پن سب میٹھا ہو جائے

صد ہزار احوالِ عالم ایں چنیں — باز سُوئے غیب رفتند اے امیں
اسی طرح عالم کے لاکھوں احوال — اے امانتدار! پھر غیب کی جانب چلے گئے

حالِ ۲ ہر روزے بہ دی مانند نے — ہمچو جُو اندر روشِ کش بند نے
ہر روز کا حال کل کی مانند نہیں ہے — جیسے کہ جاری ہونے میں وہ نہر جس پر کوئی بند نہیں ہے

شادی ہر روز از نوعِ دگر — فکرتِ ہر روز را دیگر اثر
ہر روز کی خوشی ایک دوسری قسم کی ہے — ہر روز کے فکر کا اثر دوسرا ہے

تمثیلِ تنِ آدمی بمہمانخانہ واندیشہائے مختلف ہمچوں مہماناں و عارفِ صابر دراں اندیشہا چوں مردِ مہمان دوست، غریب نواز خلیل وار

آدمی کے جسم کی مثال مہمان خانہ سے ہے اور مختلف فکریں مہمانوں کی طرح ہیں اور عارف، صابر ان فکروں کے معاملہ میں مہمان دوست غریب نواز ابراہیم خلیل اللہ کی طرح ہے

ہست مہماں خانہ ایں تن اے جواں — ہر صباحے ۳ ضیفِ نو آید دواں
اے جوان! یہ جسم مہمان خانہ ہے — ہر صبح کو نیا مہمان دوڑتا آتا ہے

نے غلط گفتم کہ آید دمبدم — ضیفِ تازہ فکرتِ شادی و غم
نہیں میں نے غلط کہا لمحہ بہ لمحہ آتا ہے — خوشی اور رنج کے فکر کا نیا مہمان

میزبانِ تازہ رُو شو اے خلیل — در مبند و منتظر شو در سبیل
اے خلیل! خندہ پیشانی والا میزبان بن — دروازہ بند نہ کر اور راستے میں منتظر رہ

ہر چہ آید از جہانِ غیب وش — در دلت ضیفست اُورا دار خوش
جیسے جہاں سے جو آئے — وہ تیرے دل میں مہمان ہے اس کو خوش رکھ

---

۱ حال باطن۔ ایاز نے کہا اگر باطنی احوال ناقابل بیان ہیں تو ظاہری احوال خالص اور تشبیہات کیساتھ سنائے دیتا ہوں۔ طاق۔ یعنی خالص حال۔ جفت۔ یعنی تشبیہات کے ساتھ حال سنانا۔ کہ ز لطف۔ اگر یار کی مہربانی ہو تو امتحان کی تلخیاں خوشگوار ہو جاتی ہیں زاں۔ ان تلخیوں میں اسقدر شیرینی ہوتی ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ سمندر میں گر جائے تو سمندر کا کھارا پن ختم ہو جائے۔ صد ہزاراں۔ احوال کا بقا نہیں ہے وہ طاری ہوتے ہیں اور پھر عالم غیب کیطرف چلے جاتے ہیں۔

۲ حال۔ ہر روز کا حال کل کو معدوم ہو جاتا ہے اور دوسرا حال آجاتا ہے جس طرح نہر کا پانی گذرتا رہتا ہے اور اس کی جگہ نیا پانی لیتا رہتا ہے۔ شادی۔ ہر روز ایک نئی خوشی حاصل ہوتی ہے اور ہر روز کے فکر کا نیا اثر ہوتا ہے تمثیل۔ جو عارف صابر ہیں وہ اپنے احوال کو اسی طرح نوازتے ہیں جس طرح کوئی معزز مہمان کو نوازتا ہے

۳ ہر صباحے۔ جب انسان صبح کو سو کر اٹھتا ہے تو اس کے ذہن میں ایک نیا خیال آتا ہے نے غلط میں نے یہ غلط کہا کہ صبح کو خیال مہمان بنکر آتا ہے صحیح بات یہ ہے کہ صبح ہی کو نہیں بلکہ ہر وقت خوشی اور غم کا خیال انسان کے ذہن میں آتا رہتا ہے۔ اے خلیل۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی مہمان نوازی مشہور ہے۔ ہر چہ۔ جو خیال بھی دل میں آئے اس کو مہمان تصور کر کے اس کی خاطر تواضع کرنی چاہیے۔

ہیں [1] مگو کیں ماند اندر گردنم — کو ہم اکنوں باز پرّد در عدم
خبردار! نہ کہہ کہ یہ میرے گلے کا ہار بن گیا — کیونکہ وہ بھی اب عدم کیجانب پرواز کر جائیگا

حکایت آں مہمان وزنِ خداوند خانہ کہ آہ باراں گرفت
مہمان اور گھر کے مالک کی بیوی کی حکایت، کہ ہائے بارش جم گئی

ومہمان در گردنِ ما ماند
اور مہمان ہماری گردن میں پڑ گیا

آں یکے را بیگہاں آمد قنق — ساخت اورا ہمچو طوق اندر عنق
ایک میزبان کے یہاں بے وقت مہمان آگیا — اس نے اس کو گلے سے طوق کی طرح بنا لیا

خواں کشید او را کرامتہا نمود — آں شب اندر کوئ ایشاں سور بود
اس کے لئے دستر خوان بچھایا، تواضع کی — اس رات میں ان کی گلی میں شادی تھی

مرد زن [2] را گفت پنہانی سخن — کامشب اے خاتون دو جامہ خواب کن
شوہر نے بیوی سے آہستہ سے کہا — اے خاتون! آج رات کو دو بستر بچھانا

بسترِ مارا بگستر سوئ در — بہرِ مہماں گستراں سوئ دگر
ہمارا بستر دروازے کی جانب بچھا — مہمان کے لئے دوسری جانب بچھا

گفت زن خدمت کنم شادی کنم — سمع و طاعت اے دو چشمِ روشنم
بیوی نے کہا خدمت بجا لاؤنگی خوش ہونگی — اے میری دو روشن آنکھیں! سنا اور مانا

ہر دو بستر گستریدو رفت زن — سوئ خانہ [3] سور کرد آنجا وطن
بیوی نے دونوں بستر بچھائے اور چلی گئی — شادی کے گھر کی جانب وہاں ٹھہر گئی

ماند مہمانِ عزیز و شوہرش — نقل بنہاد ند از خشک و ترش
مہمان عزیز اور اس کا شوہر رہ گئے — خشک اور کھٹا چبینا انہوں نے (سامنے) رکھا

در سمر گفتند ہر دو منتجب — سرگذشت نیک و بد تا نیمشب
دونوں شریفوں نے کہانی میں ذکر کیا — آدھی رات تک نیک اور بد کا قصہ

بعد ازاں مہماں زخواب و از سمر — شد دراں بستر کہ بد آنسوئ در
اسکے بعد نیند اور کہانی کی وجہ سے مہمان — اس بستر میں چلا گیا جو دروازے کی جانب تھا

شوہر از خجلت بدو چیزے نگفت — کہ ترا ایں سوست اے جاں جای خفت
شوہر نے شرمندگی کیوجہ سے اس سے کچھ نہ کہا — کہ اے جان! تیرے سونے کی جگہ اس جانب ہے

---

[1] ہیں۔ کسی مہمان خیال کو یہ نہ کہہ کہ یہ میری گردن کا ہار بن گیا۔ حکایت۔ بیوی نے مہمان کو گلے کا ہار سمجھا۔ خداوند خانہ۔ گھر والا۔ بیگہاں۔ بے وقت قنق۔ مہمان۔ عنق۔ گردن۔ سور۔ شادی بیاہ۔

[2] مرد۔ شوہر نے بیوی سے کہا کہ آج چونکہ مہمان بھی ہے دو بستر بچھانا۔ جامہ خواب سونے کا بستر۔ بستر مارا۔ میرا بستر دروازہ کے قریب بچھانا اور مہمان کا بستر اندر کو بچھانا۔ سمع و طاعت۔ سننا اور کرنا۔

[3] خانہ سور۔ شادی والا گھر۔ نقل۔ چبینا۔ سمر۔ رات کی کہانی۔ منتجب۔ میزبان اور مہمان دونوں برگزیدہ شخص تھے۔ بعد ازاں۔ کھانے اور کہانیوں کے بعد مہمان میزبان کے بستر پر لیٹ گیا۔ شوہر شوہر نے مہمان سے یہ نہ کہا کہ آپ کے سونے کے لئے دوسرا بستر ہے۔

کہ برای خوابِ تو اے بُو الکرم [۱] — بسترِ آں سوی دگر افگندہ ام
کہ اے بزرگ ! تیرے سونے کے لئے — میں نے بستر دوسری طرف بچھوایا ہے

آں قرارے کہ بزن اُو دادہ بُود — گشت مُبدَل واں طرف مہماں غنود
وہ بات جو اس نے بیوی سے طے کی تھی — بدل گئی اور اس جانب مہمان سو گیا

آنشب آنجا سخت باراں درگرفت — کز شکوہِ اَبر شاں آمد شگفت
اس رات کو وہاں سخت بارش ہونے لگی — کہ ابر کی ہیبت سے وہ حیران ہو گئے

زن بیامد بر گمانِ آنکہ شو — سُوی دَر خفتہ است و آنسو آں عَمو
بیوی آئی اس گمان سے کہ شوہر — دروازے کی جانب سویا ہوا ہے اور اس جانب وہ چچا

رفت عُریاں دَر لحاف آندم عروس — داد مہماں را بغبت چند بوس
دلہن ننگی ہو کر فوراً لحاف میں گھس گئی — اور رغبت سے مہمان کے چند بوسے لئے

گفت می ترسیدم اے مردِ کلاں — خود ہُماں آمد ہُماں آمد ہُماں
اس نے کہا اے بزرگ میاں ! میں ڈرتی ہوں — وہی ہوا ، وہی ہوا ، وہی

مردِ [۲] مہماں را گِل و باراں نشاند — بر تو چوں صابونِ سُلطانی بماند
مہمان شخص کو کیچڑ اور بارش نے بٹھا دیا — تم پر شاہی ٹیکس کی طرح ہو گیا

اندریں باران و گِل اوکے رود — بر سَرِ و جانِ تو اُو تاواں شوَد
اس بارش اور کیچڑ میں وہ کب جائے گا — آپ کے سر اور جان پر وہ تاوان بنے گا

زود مہماں جست وگفت اے زن بہل — موزہ دارم من ندارم غم ز گِل
جلدی سے مہمان اٹھا اور بولا اے عورت ! جانے دے — میرے پاس موزہ ہے مجھے کیچڑ کا فکر نہیں ہے

من [۳] رواں گشتم شمارا خیر باد — در سفر یکدم مَبادا رُوح شاد
میں چل دیا ، تم سلامت رہو — خدا کرے سفر میں تھوڑی دیر کیلئے بھی روح خوش نہ ہو

تاکہ زُوتر جانبِ معدن رَود — کایں خوشی اندر سفر رہزن شوَد
تاکہ بہت جلد کان کی جانب چلی جائے — کیونکہ یہ خوشی سفر میں رہزن بنجاتی ہے

زن پشیماں شُد ازاں گفتارِ سَرد — چوں رمید و رفت آں مہمان فرد
عورت اس سرد (مہری کی) بات سے شرمندہ ہو گئی — جبکہ وہ یکتا مہمان بھڑک گیا اور چلا گیا

زن بسے گفتش کہ آخر اے امیر — کہ مزاحے کردم از طیبت مگیر
عورت نے اس سے بہت کہا کہ اے سردار ! آخر — میں نے مذاق کیا ہے مذاق سے رنجیدہ نہ ہو

[۱] بُو الکرم ۔ مہربان ۔ آں قرارے ۔ جو بات بیوی سے طے ہوئی تھی وہ الٹی ہو گئی ۔ آنشب ۔ اس رات ایسی بارش ہوئی کہ اس کے ابر کو دیکھ کر ڈر لگتا تھا ۔ عُریاں ۔ ننگا ۔ مہماں ۔ مہمان کو شوہر سمجھ کر اسکے بوسے لینے لگی ۔ گفت ۔ پھر مہمان کو شوہر سمجھ کر کہنے لگی کہ جس چیز کا مجھے ڈر تھا ، وہی ہوئی ۔

[۲] مردِ مہماں ۔ اب کیچڑ اور بارش کیوجہ سے مہمان روانہ نہ ہو گا ۔ صابون سلطانی کسی شخص کے لئے ایک مجمع پر کوئی چیز بادشاہ کیجانب سے مقرر ہونا ۔ گِل ۔ کیچڑ ۔ موزہ دارم ۔ میرے پاس چمڑے کے موزے ہیں مجھے کیچڑ کی فکر نہیں ہے ۔

[۳] من رواں گشتم ۔ چلتے وقت مہمان نے میزبانوں کو دعا دی ۔ در سفر ۔ دنیا کی زندگی سفر کی حالت ہے اور منزل آخرت ہے سفر میں خوشی اور آرام رہزن بنتا ہے ۔ گفتارِ سرد ۔ یعنی مہمان کا شکوہ ۔ فرد ۔ وہ بے مثال بزرگ تھا مزاح ۔ مذاق ۔ طیبت ۔ خوش طبعی کی بات ۔

سجدہ وزاریِ زن سُودے نداشت　　رَفت واِیشاں راوراں حسرت گذاشت

عورت کے سجدے اور عاجزی نے فائدہ نہ دیا　　وہ چلا گیا اور ان کو اس حسرت میں چھوڑ گیا

جامہ[1] اَزرق کردزاں پس مَردوزن　　صورتش دیدند شمع بے لگن

میاں اور بیوی نے اس کے بعد کپڑے نیلے کر لئے　　انہوں نے اس کی صورت بے شمعدان کی شمع دیکھی

میشدُو صحراز نُورِ شمعِ مَرد　　چوں بہشتاز ظلمت شب گشت فرد

وہ جا رہا تھا اور جنگل مرد کی شمع کے نور سے　　بہشت کی طرح رات کی تاریکی سے جدا ہو گیا

کرد مہمانخانہ خانہ خویش را　　از غم و از خجلت ایں ماجرا

اس نے اپنے گھر کو مہمان خانہ بنا دیا　　اس قصہ کے رنج اور شرمندگی کی وجہ سے

در درونِ ہر دو از راہِ نہاں　　ہر زماں گفتے خیاَل میہماں

مخفی راہ سے دونوں کے باطن میں　　ہر وقت مہمان کا خیال کہتا

کہ بدم[2] یارِ خضر صد گنج جُود　　می فشاندم لیک روزی تاں نبُود

کہ میں خضر یار تھا بخشش کے سینکڑوں خزانے　　میں نے بکھیرے لیکن تمہارا حصہ نہ تھے

تمثیلِ فکر ہر روزینہ کہ اندر دل آید بمہمانِ نوکہ از اوّل روز

ہر روز جو خیال دل میں آتا ہے اس کی مثال دنیا اس نئے مہمان کیساتھ جو پہلے ہی دن

دَر خانہ فرود آیدو تحکم و بد خوی کُند و فضیلتِ مہمانداری

گھر میں آیا ہے اور حکم چلاتا ہے اور بد مزاجی کرتا ہے اور مہمانداری کی فضیلت

وناز مہمان کشیدن

اور مہمان کی برداری کرنا

ہر دمے فکرے چو مہمانِ عزیز　　آید اندر سینہ ہر روز نیز

ہر وقت عزیز مہمان کی طرح ایک فکر　　ہر روز سینہ میں بھی آتا ہے

فکر را اے جاں بجاِی شخص داں　　زانکہ[3] شخص از فکر دارد قدر جاں

اے جان! فکر کو انسان کی طرح سمجھ　　کیونکہ انسان فکر ہی سے جان کی قدر کرتا ہے

فکرِ غم گر راہِ شادی میزند　　کار ساز یہائے شادی میکُند

غم کا فکر اگر خوشی کی رہزنی کرتا ہے　　وہ خوشی کے سامان مہیا کرتا ہے

خانہ می روبد بہ تُندی اُو زغیر　　تا در آید شادیِ نوز اصلِ خیر

وہ سختی سے غیر سے گھر کو صاف کر دیتا ہے　　تاکہ اصل خیر سے نئی خوشی آئے

---

[1] جامہ ازرق۔ رنج میں نیلے کپڑے پہنے جاتے ہیں۔ صورت۔ اس مہمان سے جنگل روشن ہو رہا تھا اور جنت کا نمونہ بن گیا۔ کرد۔ اس میزبان نے اس شرمندگی میں اپنے گھر کو مہمان خانہ بنا دیا۔

[2] کہ بدم۔ دونوں میاں بیوی کے دل میں مہمان کا تصور یہ کہتا تھا کہ میں تمہیں فائدہ پہنچانے آیا تھا لیکن تمہارے مقدر میں نہ تھا۔ یار خضر۔ ہم نے ترجمہ خضر یار کیا ہے یعنی وہ خیال کہتا تھا کہ میں تمہارا دوست خضر تھا۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ میں خضر کا ایک دوست تھا اور اگر خضر خاء کے زیر اور ضاد کے زبر سے پڑھا جائے تو سبزی و شادابی کے معنی میں ہے۔ تمثیل۔ فکر خواہ نا خوشگوار ہو اس کو بد مزاج مہمان سمجھو جس کی لامحالہ خدمت کرنی ہے۔ تحکم۔ حکم چلانا۔

[3] زانکہ۔ جان کی قدر اسی لئے ہے کہ اس میں قوت فکریہ ہے۔ فکر غم۔ غم کا فکر سینکڑوں خوشیوں کا پیش خیمہ ہے۔ خانہ۔ غمگین فکر میں انسان دوسرے افکار بھول جاتا ہے۔ اصل خیر۔ اللہ تعالیٰ۔

میفشاند ۱ برگِ زرد از شاخِ دل | تا بروید برگِ سبز متصل
دل کی شاخ سے زرد پتے جھاڑ دیتا ہے | تاکہ مسلسل سبز پتے اگیں

می کَند اُو بیخِ سروِ کُہنہ را | تا خرامد سروِ نو از ما ورا
وہ پرانے سرو کی جڑ اکھاڑ دیتا ہے | تاکہ عالم غیب سے نیا سرو جھولے

غم کَند بیخِ کژِ پوسیدہ را | تا نماید بیخ رُو پوشیدہ را
غم ، ٹیڑھی سڑی ہوئی جڑ کو اکھاڑتا ہے | تاکہ جڑ چھپے رخ کو رونما کر دے

غم زدل ہرچہ بریزد یا بَرد | در عوض حقا کہ بہتر آورد
غم ، دل سے نکالتا یا ڈالتا ہے | یقیناً بدلے میں بہتر لاتا ہے

خاصہ آں راکہ یقینش باشد ایں | کہ بُود غم بندۂ اہلِ یقیں
خصوصاً اس کے لئے جس کو یہ یقین ہو | کہ غم اہل یقین کا غلام ہوتا ہے

گر ترُش ۲ رُوئی نیارد ابرو برق | رز بسوزد از تبسمہای شرق
اگر ابر اور بجلی بد مزاجی نہ کرے | مشرق کی مسکراہٹوں سے انگور کی بیل جل جائے

سَعد و نحس اندر دلت مہماں شوَد | چوں ستارہ خانہ خانہ میروَد
تیرے دل میں اچھا اور برا مہمان ہوتا ہے | ستارے کی طرح خانہ بخانہ چلتا ہے

آں زماں کہ اُو مقیمِ بُرجِ تُست | باش ہمچوں طالعش شیریں وچُست
جس زمانے میں وہ تیرے برج میں مقیم ہے، | تو اس کے عروج کی طرح شیریں اور چست بن

تاکہ بامہٗ چوں شود اُو متصل | شُکر گوید از تو با سُلطانِ دل
تاکہ جب وہ سورج سے ملے | دل کے شاہ خدا سے تیرا شکریہ ادا کرے

ہفت سال ایوب ۳ با صبر و رضا | در بلا خوش بُود با ضیفِ خدا
حضرت ایوبؑ صبر اور خوشی کیساتھ سات سال | خدا کے مہمان کے ساتھ مصیبت میں خوش تھے

تاچو واگردد بلای سخت رو | پیشِ حق گوید بصد گوں شکرِ اُو
تاکہ جب سخت مصیبت واپس ہو | اللہ تعالیٰ کے سامنے سینکڑوں طرح اس کا شکریہ ادا کرے

کز محبت با منِ محبوب کُش | رُو نکرد ایوبؑ یک لحظہ تُرش
کہ مجھ دوست کش کے ساتھ محبت سے | حضرت ایوبؑ نے ایک لمحہ کیلئے بھی منہ نہ بنایا

از وفا و خجلت حکمِ خُدا | بُود چوں شیر و عسل اُو با بلا
وفا داری اور اللہ تعالیٰ کے حکم لحاظ سے | وہ مصیبت میں دودھ اور شہد کی طرح تھے

---

۱ می فشاند۔ غم انگیز فکر تمام افکار کو ختم کر دیتا ہے۔ تاکہ دل میں خوشی اگے۔ ماورا۔ عالم غیب۔ غم۔ غم پرانے افکار کی بوسیدہ جڑیں اکھاڑ پھینکتا ہے۔ تاکہ چھپی ہوئی نئی جڑ برگ وبار لائے۔ بہتر آورد۔ یعنی روح کی صفائی عقبیٰ کا خیال۔ اہل یقین۔ غم ان کی رضامندی سے ان کے پاس آتا ہے۔

۲ گر ترشروئی۔ بجلی اور ابر کی ترشروئی انگور کی بیل کی حیات ہے محض سورج کی مسکراہٹیں اس کو جلا ڈالتی ہیں۔ شرق۔ مشرق۔ سعد نحس۔ رنج و خوشی اسی طرح دل خانوں کو طے کرتے ہیں جس طرح سعد و نحس ستارے آسمان میں اپنے منازل کو طے کرتے ہیں۔ او۔ یعنی خیال۔ برج۔ یعنی دل۔ تاکہ۔ وہ فکر بارگاہ خداوندی میں تمہاری شکر گذاری کا ذکر کرے۔

۳ ایوب۔ حضرت ایوبؑ کا صبر مشہور ہے۔ ضیف۔ خدا۔ خدائی مہمان۔ یعنی مصیبت محبوب کش۔ فکر و غم جس سے تعلق پیدا کرتے ہیں اس کو مار ڈالتے ہیں۔ خجلت۔ یعنی حضرت ایوبؑ اس کا لحاظ رکھتے تھے کہ یہ مصیبت اللہ کے حکم سے آئی ہے۔

فکرا۱ در سینہ در آید نو بنو ۔۔۔ خند خنداں پیشِ اُو تو باز رو

فکر سینہ میں تازہ بتازہ آتا ہے ۔۔۔ تو ہنستا ہنساتا پھر اس کے سامنے جا

کہ اَعِذْنِیْ خَالِقِیْ مِنْ شَرِّہٖ ۔۔۔ لَا تُحَرِّمْنِیْ اَنِلْ مِنْ بِرِّہٖ

کہ اے میرے پیدا کرنے والے مجھے اس کے شر سے بچالے ۔۔۔ مجھے محروم نہ کر، مجھے اس کی بھلائی عطا کر

رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ مَا اَرٰی ۔۔۔ لَا تُعَقِّبْ حَسْرَۃً لِّیْ اِنْ مَضٰی

اے رب میرے دل میں ڈال کہ میں جو دیکھتا ہوں اس کا شکریہ ادا کروں ۔۔۔ اور وہ چلا جائے اس کے بعد تو حسرت پیدا نہ فرما

آں ضمیر رُو تُرش را پاسدار ۔۔۔ آں تُرش را چوں شکر شیریں شمار

تو ترشرو خیال کا تو لحاظ کر ۔۔۔ تو اس ترش کو شکر شمار کر

ابر را گر ہست ظاہر رُو تُرش ۔۔۔ گلشن آرندہ ست ابرو شورہ کُش

ابر اگرچہ بظاہر ترش رو ہے ۔۔۔ وہ چمن پیدا کرنے والا ہے اور شورہ مٹانے والا ہے

فکرتِ۲ غم را مثالِ ابر داں ۔۔۔ با تُرش تو رُو تُرش کم کُن چناں

تو غم کے فکر کو ابر کی طرح سمجھ ۔۔۔ اس طرح تو ترش کے ساتھ ترشروئی نہ کر

بُو کہ آں گوہر بدستِ اُو بُوَد ۔۔۔ جہد کُن تا از تو اُو راضی رَوَد

ہوسکتا ہے کہ کوئی گوہر اس کے ہاتھ میں ہو ۔۔۔ کوشش کر تاکہ وہ تجھ سے خوش جائے

وَر نباشد گوہر و نبُود غنی ۔۔۔ عادتِ شیریں خود افزوں کُنی

اگر گوہر (بھی) نہ ہو اور وہ مالدار بھی نہ ہو ۔۔۔ تو تو اپنی شیریں عادت بڑھالے گا

جایِ دیگر سُود دارد عادتت ۔۔۔ ناگہاں روزے بر آید حاجتت

تیری عادت دوسری جگہ مفید ہو گی ۔۔۔ اچانک کسی روز تیری مراد بر آئے گی

فکرتے۳ کز شادیت مانع شوَد ۔۔۔ آں بامر و حکمتِ صانع شوَد

وہ فکر جو تیرے لئے خوشی سے مانع ہو ۔۔۔ وہ خدا کے حکم اور حکمت کی بنا پر ہوتا ہے

تو مخواں دو چار دانگش اے جواں ۔۔۔ بُو کہ نجمے باشد و صاحبقراں

اے جوان! تو اس کو حقیر نہ سمجھ ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ستارہ اور سعادت مند ہو

تو مگو فرعے ست اُورا اصل گیر ۔۔۔ تا شوی پیوستہ بر مقصود چیر

تو اس کو شاخ نہ کہہ اس کو جڑ سمجھ ۔۔۔ تاکہ ہمیشہ مقصود پر غالب رہے

وَر تو آں را فرع گیری و مُضر ۔۔۔ چشمِ تو دراصل باشد مُنتظِر

اگر تو اس کو شاخ اور مضر سمجھے گا ۔۔۔ تیری آنکھ جڑ کے لئے منتظر رہے گی

---

۱ فکرا۔ جو نئے نئے افکار دل میں آئیں اور تجھ میں خوشی پیدا کریں تو ان کو خوشی سے قبول کر، یہ ہے کہ تو یہ دعا کر کہ اللہ تعالیٰ اس فکر کے شر سے مجھے محفوظ رکھ اور مجھے اس کی بھلائی سے محروم نہ کر جو میں تیری جانب سے دیکھوں اس پر شکر کروں اور اس کے چلے جانے کے بعد مجھے حسرت نہ ہو کہ میں نے اس پر صبر کیوں نہ کیا۔ زمین سے ابر ترشرو ہے لیکن وہی چمن پیدا کرتا ہے اور اس کے شور پن کو زائل کرتا ہے۔

۲ فکرت۔ اپنے غم کو ابر کی طرح سمجھ اور اس کے فوائد پر غور کر۔ ہو سکتا ہے کہ اس فکر میں تیری خیر مضمر ہو۔ ورنہ باشد۔ اگر خیر بھی مضمر نہیں ہے تو تیرے صبر میں لامحالہ اضافہ کا سبب ہے۔ جای دیگر۔ یہ صبر کی عادت دوسری جگہ بھی مفید ہوگی۔

۳ فکرتے۔ جو غم شادی سے مانع ہوتا ہے وہ بھی اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اور اس میں کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ دو چار دانگ۔ دو چار رتی یعنی حقیر۔ صاحبقراں۔ وہ خوش نصیب ہے جس کی ولادت یا نطفہ کے استقرار کے وقت زحل اور مشتری ایک برج میں ہوں۔ تو مگو۔ اس فکر کو اصل سمجھ اور اسی کو مقصود بنا تاکہ مقصد رس ہو ورنہ تو مقصود سے محروم اور اس کا منتظر رہے گا۔

زہرا[1] آمد انتظار اندر چشش ——— دائما در مرگ باشی زاں رَوش

انتظار ، ذائقہ میں زہر ہے ——— اس روش سے تو ہمیشہ موت میں رہیگا

اصل داں آنرا بگیرش در کنار ——— باز رہ دائم زمرگِ انتظار

اس کو جز سمجھ اس کو بغل میں لے لے ——— موت کے انتظار سے ہمیشہ نجات حاصل کر

نواختنِ سُلطان محمود ایاز را

سلطان محمود کا ایاز کو نوازنا

اے ایازِ پُر نیازِ صدق کیش ——— صدقِ تو از بحر و از کوہ ست پیش

اے نیاز مند سچائی کے طریقہ والے ایاز ! ——— تیری سچائی سمندر اور پہاڑ سے زیادہ ہے

نے بوقت شہوتت باشد عِثار ——— کہ رود عقلِ چو کوہت کاہ وار

نہ شہوت کے وقت تیرے لئے لغزش ہے ——— کہ تیری پہاڑ جیسی عقل تنکے کی طرح ہو جائے

نے[2] بوقت خشم و کینہ صبر ہات ——— سُست گردد در قرار و در ثبات

نہ غصے اور کینے کے وقت تیرے صبر ——— ٹکاؤ اور جماؤ میں سست ہوتے ہیں

ہست مردی ایں نہ آں ریش و ذکر ——— ورنہ بودے میرِ میراں کیر خر

مردانگی یہی ہے نہ وہ داڑھی اور شرمگاہ ——— ورنہ گدھے کی شرمگاہ سرداروں کی سردار ہوتی

حق کرا خواندست در قرآں رجال ——— کے بود ایں جسم را آں جا مجال

جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مرد کہا ہے ——— وہاں اس جسم کی کہاں گنجائش ہے ؟

رُوحِ حیواں را چہ قدر ست اے پسر ——— آخر از بازارِ قصاباں گذر

اے بیٹا ! حیوانی روح کی کیا قدر ہے ؟ ——— آخر قصائیوں کے بازار سے گذر

صد ہزاراں[3] سر نہادہ بر شکم ——— ار زشاں از دُنبہ و از دُم کم

لاکھوں سریاں پیٹ پر رکھی ہوئی ہیں ——— جن کی قیمت چکدی اور دمچی سے سستی ہے

تا توانی بندۂ شہوت مشو ——— در پئے شہوت مکُن دل را گرو

جب تک تجھ سے ہو سکے شہوت کا غلام نہ بن ——— شہوت کے پیچھے دل کو گروی نہ کر

ورنہ شہوت خان و مانت بر کند ——— زندہ ات در گورِ تاریک افگند

ورنہ شہوت تیرا گھر بار اکھاڑ دے گی ——— تجھے زندہ اندھیری قبر میں پھینک دے گی

روسپی باشد کہ از جولانِ کیر ——— عقلِ اُو موشے شود شہوت چو شیر

رنڈی ہو گی کہ (مرد کی) شرمگاہ کی حرکت سے ——— اس کی عقل چوہے جیسی اور شہوت شیر جیسی ہو جاتی ہے

[1] زہر آمد۔ صوفی ابن وقت ہوتا ہے جو کچھ وقت سے آتا ہے اس کو خدا کے اسماء میں سے کسی اسم کا مظہر سمجھتا ہے۔ یہی اسماء صفات کے عشق کا اثر ہے۔ صدق کیش۔ وہ جس نے سچائی کو مذہب بنایا ہو۔ عثار۔ لغزش۔ کہ رود۔ یعنی پہاڑی جیسی عقل تنکے کی طرح ہو جائے۔

[2] نے۔ عام طور پر انسان غصہ میں صبر و ثبات کو چھوڑ دیتا ہے۔ ہست۔ اصل مردانگی یہی ہے کہ غصہ کے وقت انسان اپنے آپ پر قابو پا لے۔ داڑھی اور آلہ تناسل پر مردانگی کا اطلاق نہیں ہے ورنہ گدھا سب سے بڑا مرد ہوتا ہے۔ حق۔ اللہ تعالیٰ نے رجال ان لوگوں کو کہا ہے جن کی روح مصفیٰ ہو چکی ہے اور روح سے مراد روح حیوانی نہیں ہے۔

[3] صد ہزاراں۔ روح حیوانی کو ذلت کا منظر دیکھنا ہو تو قصائیوں کے بازار میں جا کر دیکھ لے ارز۔ قیمت شہوت۔ شہوت پرستی انسان کی بربادی کا باعث ہے اور انسان کو زندہ درگور کر دیتی ہے۔ روسپی۔ فاحشہ عورت شہوت میں اندھی ہو جاتی ہے۔

وصیت ۱؎ پدر دختر را کہ خود رانگاہ دارتا حاملہ نشوی ازیں شوہر

باپ کی بیٹی کو نصیحت کہ اپنی حفاظت کر ۔ تاکہ تو اس شوہر سے حاملہ نہ ہو جائے

خواجہٴ بُودست اُورا دُخترے ‏ ‏ زُہرہ خدّے مَہ رُخے سیمیں برَے

ایک صاحب کے ایک لڑکی تھی ‏ ‏ زہرہ جیسے رخسار والی چاند جیسے چہرے والی چاندی کے جسم والی

گشت بالغ دادو ختر را بشو ‏ ‏ شو نبُود اندر کفایت کُفوِ او

وہ بالغ ہو گئی اس نے وہ شوہر کو دے دی ‏ ‏ شوہر حیثیت میں اس کا ہمسر نہ تھا

خربزہ چوں در رسد شد آبناک ‏ ‏ گرنہ بشگافی تبہ گشت و ہلاک

خربوزہ جب پک جاتا ہے رسیلا ہو جاتا ہے ‏ ‏ اگر تو اس کو نہ چیرے گا تباہ اور برباد ہو جائیگا

چوں ضرورت بود دختر را بداد ‏ ‏ اوبنا کُفوے ز تخویفِ فساد

چونکہ مجبوری تھی ، لڑکی دے دی ‏ ‏ اس نے فساد کے ڈر سے غیر ہمسر کو

گفت ۲؎ دختر را کزیں داماد تو ‏ ‏ خویشتن پرہیز کُن حامل مشو

اس نے لڑکی سے کہا کہ تو اس داماد سے ‏ ‏ اپنے آپ کو بچا ، حاملہ نہ ہو

کز ضرورت بُود عقدِ ایں گدا ‏ ‏ ایں غریب خوار را نبُود وفا

اس لئے کہ اس فقیر سے شادی مجبوری سے تھی ‏ ‏ اس ذلیل ، فقیر میں وفاداری نہ ہو گی

نا گہاں بجہد کُند ترک ہمہ ‏ ‏ بر تو طفلِ اُو بماند مَظلمہ

اچانک بھاگ جائیگا ، سب کو چھوڑ دے گا ‏ ‏ اس کا بچہ تیرے ذمہ پاداش بن جائے گا

گفت دُختر اے پدر خدمت کُنم ‏ ‏ ہست پندت دلپذیرو مُغتنم

لڑکی نے کہا اے ابا ! تعمیل کروں گی ‏ ‏ آپ کی نصیحت دل کو لگنے والی اور غنیمت ہے

ہر دوروزے ہر سہ روزے آں پدر ‏ ‏ دخترِ خود را بفر مودے حذر

ہر دوسرے اور تیسرے دن ، وہ باپ ‏ ‏ لڑکی کو بچنے کا حکم دیتا

ایں ۳؎ چنیں قومے بعالم ہم بُدند ‏ ‏ کز چنیں نوعے نصیحت گر شدُند

دنیا میں ایسے لوگ بھی تھے ‏ ‏ کہ اس طرح کی نصیحت کرنےوالے ہوئے ہیں

حاملہ شُد نا گہاں دُختر ازو ‏ ‏ چونکہ بُد ہر دو جواں خاتون وشو

اچانک لڑکی اس سے حاملہ ہو گئی ‏ ‏ چونکہ شوہر اور بیوی دونوں جوان تھے

از پدرآں را نہاں میداشتش ‏ ‏ پنج ماہہ گشت کودک یا کہ شش

اس نے اس کو باپ سے چھپائے رکھا ‏ ‏ بچہ پانچ یا چھ مہینے کا ہو گیا

۱؎ وصیت پدر۔ اس قصہ کا خلاصہ ہے کہ لڑکی شہوت سے مغلوب ہو گئی تھی۔ سیمیں بر۔ چاندی جیسے جسم والی۔ کُفو۔ ہمسر۔ آبناک۔ پانی والا۔ تخویف فساد۔ یعنی جوان لڑکی سے کوئی خرابی نہ کر بیٹھے۔

۲؎ گفت۔ باپ نے اس لڑکی کو حاملہ نہ بننے کی ہدایت کی۔ عقد۔ یعنی نکاح۔ بجہد۔ یعنی چھوڑ کر بھاگ جائیگا۔ مظلمہ۔ ظلم کی پاداشت۔ حذر۔ بچاؤ۔

۳؎ ایں چنیں۔ مولانا کہتے ہیں کہ ایسے بیوقوف بھی دنیا میں ہیں جو اس طرح کی لغو نصیحتیں کرتے ہیں۔ کودک۔ یعنی پیٹ کا بچہ۔

پیدا گشت بابا چیست ایں — من نہ گفتم کہ ازو دوری گزیں

وہ ظاہر ہو گیا باوا نے کہا یہ کیا ہے ؟ — میں نے تجھے نہیں کہا تھا اس سے دوری اختیار کر

آں وصیتہائے من خود باد[1] بود — کہ نکردت پند و وعظم ہیچ سود

وہ میری نصیحتیں خود باد ہوائی ہوئیں — کیونکہ میرے وعظ اور نصیحت نے کوئی فائدہ نہ دیا

گفت بابا چوں کنم پرہیز من — آتش و پنبہ است بیشک مرد و زن

اس نے کہا ابا ! میں کیسے بچتی ؟ — مرد و عورت آگ اور روئی ہیں

پنبہ را پرہیز از آتش کجاست — یا در آتش کے حفاظ ست و تقاست

روئی کا آگ سے کہاں بچاؤ ہے ؟ — یا آگ میں نگہداشت اور بچاؤ کہاں ہے ؟

گفت کے گفتم کہ سوئے او مرو — تو پذیرای منیِ او مشو

اس نے کہا میں نے کب کہا تھا کہ تو اس کے پاس نہ جا — یہ کہا تھا تو اس کی منی کو قبول کرنے والی نہ بن

در زمانِ حال و انزال و خوشی — خویشتن باید کہ ازوے در کشی

کیفیت اور انزال اور لذت کے وقت — چاہیے (تھا) کہ اس سے اپنے آپ کو کھینچتی

گفت[2] کے دانم کہ انزالش کیست — ایں نہان ست و بغایت دور دست

اسے کہا مجھے کب معلوم تھا کہ اس کو انزال کب ہو گا ؟ — پوشیدہ اور انتہائی بعید ہے

گفت چوں چشمش کلاپیسہ شود — فہم کن کاں وقت انزالش بود

اس نے کہا جب اس کی آنکھیں چڑھیں — سمجھ لیتی کہ اس کے انزال کا وقت ہے

گفت تا چشمش کلاپیسہ شدن — کور میگردد ز شہوت چشم من

اس نے کہا اس کی آنکھیں چڑھنے تک — شہوت سے میری آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں

نیست ہر عقل حقیرے پائدار — وقتِ حرص و وقتِ جنگ و کارزار

ہر حقیر عقل مضبوط نہیں ہے — حرص کے وقت اور جنگ و کارزار کے وقت

وصف[3] ضعف دل و سستی صوفی سایہ پرور دہ مجاہدہ ناکردہ درد و داغ عشق ناچشیدہ بسجدہ و دست بوس عام و بحرمت نظر کردن و بانگشت نمودن ایشاں کہ

اس صوفی کے دل کی کمزوری اور سستی کا بیان جو ... میں ... مجاہدے نہ کئے ہوئے تھا عشق کا درد اور داغ نہ چکھے ہوئے تھا ... سجدے اور عوام کی دست بوسی اور احترام سے دیکھنے اور ان کی انگلی اٹھانے سے

[1] باد۔ یعنی میری نصیحت ہوا تھی جو اڑ گئی۔ گفت۔ لڑکی نے باپ سے کہا۔ پنبہ۔ اگر آگ اور روئی ایک جگہ ہو تو روئی کب بچاؤ کر سکتی ہے۔ حفاظ۔ نگہداشت۔ تقا۔ بچاؤ۔ گفت۔ باوا نے کہا کہ میں نے شوہر کے پاس جانے کو منع نہیں کیا تھا۔ منی۔ یعنی انزال کے وقت اپنے آپ کو علیحدہ کر لینے کو کہا تھا۔

[2] گفت۔ لڑکی نے کہا مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کو انزال کس وقت ہو رہا ہے۔ دور دست۔ وہ مقام جہاں پہنچنا مشکل ہے۔ کلاپیسہ۔ آنکھوں کو چڑھ جانا کہ پتلی نظر نہ آئے۔ گفت۔ لڑکی نے کہا اس وقت تو میں خود شہوت سے اندھی ہوتی تھی۔ وقت حرص۔ لالچ اور جنگ میں بہت کم عقلیں قائم رہتی ہیں۔

[3] وصف۔ ان صوفی صاحب کے تصوف ... کی جنگ کے وقت ان کی عقل بیکار ہوئی تھی یہ صوفی صاحب خانقاہ کے سایہ میں پلے تھے مجاہدے کی مشقتیں نہ اٹھائی تھیں عوام کی دست بوسی سے اپنے آپ کو کامل انسان سمجھ بیٹھے تھے انگشت۔ مشہور آدمی کی طرف لوگ انگلیوں سے اشارے کرتے ہیں۔

امروز در زمانہ صوفی اُوست غرہ شدہ وزوَہم بیمار شدہ چوں [1]

کہ آجکل دنیا میں وہی صوفی ہے وہ دھوکے میں میں آ گیا تھا اور وہم کی بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا

آں معلم کہ کود کاں گفتند کہ رنجوری و بایں وہم کہ من مجاہدم

اس استاد کی طرح جس کو بچوں نے کہا تھا کہ آپ بیمار ہیں اور اس وہم سے کہ میں مجاہد ہوں

مرادریں راہ پہلوان میدانند با غازیاں بغزا رفتہ کہ بظاہر

لوگ مجھے اس راہ کا پہلوان سمجھتے ہیں غازیوں کے ساتھ جہاد میں چلا گیا، کہ میں ظاہری

نیز بنمایم جہاد کہ در جہادِ اکبر مستثنیٰ اَم جہادِ اصغر خود پیش

جہاد بھی کروں گا، کیونکہ میں بڑے جہاد میں ممتاز ہوں، چھوٹا جہاد میرے سامنے کیا

من چہ محل دارد و خیالِ شیر در دیدہ و دلیریہا کردہ مست

وقعت رکھتا ہے؟ اور شیر ہونے اور بہادروں کا نقش آنکھ میں جما کر اور ان

ایں دلیریہا شدہ و رُوی بہ بیشہ نہادہ بقصد شیرو

بہادریوں میں مست ہو کر اور شیر کے ارادے سے جنگل کا رخ کیا اور

شیر بزبانِ حال گفتہ کہ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ [2]

شیر نے زبان حال سے کہا کہ ہرگز نہیں تم عنقریب جان لو گے پھر

کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

ہرگز نہیں تم عنقریب جان لو گے

رَفت یک صوفی بہ لشکر در غزا　　تا گہاں آمد قطاریق و دغا

ایک صوفی جہاد میں لشکر کے ساتھ چلا گیا　　اچانک جنگ کا شور وغوغا اٹھا اور جنگ شروع ہو گئی

ماند صوفی با بُنہ و خیمہ و ضِعاف　　فارساں راندند تا صفِ مصاف

صوفی سامان اور خیمہ اور کمزوروں کیساتھ رہ گیا　　شہسواروں نے میدان جنگ کی صف کیطرف گھوڑے دوڑائے

مُثقلانِ خاک برجا ماندند　　سابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ دَر راندند

مٹی کے بوجھل، اپنی جگہ پر رہ گئے　　سبقت کرنیوالے پیش قدم آگے دوڑ گئے

جنگہا [3] کردہ مُظفّر آمدند　　باز گشتہ با غنائم سُود مند

جنگ کر کے کامیاب واپس آ گئے　　بامراد ہو کر غنیمتوں کے ساتھ لوٹ آئے

ارمغاں دادندے کاے صوفی تو نیز　　اُو بروں انداخت نستد ہیچ چیز

انہوں نے تحفہ دیا کہ اے صوفی! تو بھی لے　　اس نے باہر پھینک دیا کوئی چیز نہ لی

[1] چوں معلم۔ پہلے مولانا نے قصہ سنایا تھا کہ مکتب کے بچوں نے استاد کو بلاوجہ بیمار بنا دیا تھا۔ جہاد اکبر۔ یعنی نفس کے ساتھ جہاد۔ مستثنیٰ ممتاز۔ جہاد اصغر کافروں سے جہاد کرنا۔

[2] کلا سوف۔ قرآن نے کافروں کے غلط خیالات کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ عنقریب حقیقت حال سامنے آ جائے گی۔ غزا۔ جہاد قطاریق۔ جنگ کا شور وغل دغا۔ جنگ بنہ۔ سامان۔ مصاف۔ صفوں کی جگہ میدان جنگ مثقلاں۔ سست، بوجھل۔

[3] جنگہا۔ مجاہد۔ جہاد میں کامیاب ہو کر مال غنیمت کے ساتھ واپس آئے۔ ارمغان۔ یعنی مال غنیمت میں سے تحفہ

پس بگفتندش کہ خشمینی ۱ اے چرا
گفت من محروم ماندم از غزا

پھر انہوں نے کہا کہ تو غصہ میں کیوں ہے؟!
اس نے کہا، میں جہاد سے محروم رہ گیا

زاں تلطف ہیچ صوفی خوش نشد
کو میانِ غزو خنجر کش نشد

اس مہربانی سے صوفی کچھ بھی خوش نہ ہوا
کیونکہ وہ جہاد میں خنجر چلانے والا نہ بنا

پس بگفتندش کہ آوردیم اسیر
آں یکے را بہرِ کشتن تو بگیر

تو انہوں نے اس سے کہا ہم قیدی لائے ہیں
اس ایک کو تو قتل کرنے کے لئے لے لے

سر برش تا تو ہم غازی شوی
اندکے خوش گشت صوفی دل قوی

اس کا سر قلم کر دے تاکہ تو بھی غازی بن جائے
صوفی تھوڑا خوش ہوا اور مضبوط دل بن گیا

کاب را گر در وضو صد روشنی ست
چونکہ آں نبود تیمم کرد نیست

کہ اگرچہ وضو میں پانی سے سینکڑوں نور ہیں
جب وہ نہ ہو تو تیمم (کرنا ہی) ہے

برد صوفی آں اسیرِ بستہ را
در پسِ خرگہ کہ آرد او غزا

اس بندھے ہوئے قیدی کو صوفی لے گیا
خیمہ کے پیچھے، کہ وہ جہاد کرے

دیر ۲ ماند آں صوفی آنجا با اسیر
قوم گفتند اے عجب چوں شد فقیر

صوفی قیدی کے ساتھ وہاں بہت دیر رہا
لوگوں نے کہا تعجب ہے صوفی کو کیا ہوا؟!

کافرِ بستہ دو دست او کشتنی ست
بسملش را موجب تاخیر چیست

دونوں ہاتھ بندھا کافر قتل ہو جانے والا ہے
اس کے ذبح کرنے میں تاخیر کا کیا سبب ہے؟

رفت آں یک در تفحص در پیش
دید کافر را ببالای و یش

جستجو میں ایک اس کے پیچھے چلا
اس نے کافر کو اس کے اوپر دیکھا

ہمچو نر بالای مادہ آں اسیر
ہمچو شیرے خفتہ بالای فقیر

وہ قیدی مادہ پر نر کی طرح تھا
وہ فقیر پر شیر کی طرح پڑا تھا

دستہا ۳ بستہ ہمی خائید او
از سرِ استیزہ صوفی را گلو

ہاتھ بندھے ہوئے وہ چبا رہا تھا
صوفی کا گلا کینہ وری کی وجہ سے

گبر میخائید باد نداں گلوش
صوفی افتادہ بزیرش رفتہ ہوش

کافر دانتوں سے اس کا گلا چبا رہا تھا
صوفی نیچے پڑا تھا اور ہوش اڑ گئے تھے

دست بستہ گبر ہمچوں گربہ
خستہ کردہ حلق او بے حربہ

ہاتھ بندھے ہوئے کافر نے بلی کی طرح
بغیر نیزے کے اس کے گلے کو زخمی کر دیا

---

۱ خشمینی۔ تو غصہ میں کیوں ہے۔ تلطف۔ مہربانی۔ اسیر۔ قیدی۔ غازی۔ یعنی اس قیدی کا سر قلم کر کے غازی بن جا۔ کاب۔ صوفی نے کہا وضو ممکن نہ ہو تو تیمم سے کام چل جاتا ہے اصل جہاد تو میدان جنگ میں تھا یہ بھی مجبوری کا جہاد ہے۔ خرگہ۔ خیمہ۔

۲ دیر ماند۔ صوفی کی واپسی میں دیر ہوئی تو لوگ حیران ہوئے۔ کافر۔ ہاتھ بندھے ہوئے قیدی کو قتل کرنے میں اس قدر دیر کا کیا کام ہے۔ تفحص۔ جستجو۔

۳ دستہا بستہ۔ وہ دونوں ہاتھ بندھا ہوا کافر صوفی کے گلے کو دانتوں سے چبا رہا ہے۔ گبر۔ اس کافر نے اس صوفی کا گلا اس قدر چبایا کہ صوفی بیہوش ہو گیا۔ حربہ۔ نیزہ۔

نیم ۱کشتش کرد با دنداں اسیر
قیدی نے دانتوں سے اس کو ادھ موا کر دیا

ریشِ اُو پُر خوں زحلقِ آں فقیر
اس فقیر کے حلق کے خون سے اس کی داڑھی بھری ہوئی تھی

ہمچو تُو کز دستِ نفسِ بستہ دست
تیری طرح کہ ہاتھ بندھے نفس سے

ہمچو آں صُوفی فتادستی بہ پست
اس صوفی کی طرح نیچے گرا پڑا ہے

اے شُدہ عاجز زتلِ کیشِ تو
اے وہ کہ تو اپنے مذہب کے ٹیلے سے عاجز ہے

صد ہزاراں کوہہا در پیشِ تو
تیرے سامنے لاکھوں پہاڑ ہیں

زنیقدر خرپُشتہ مُردی از شکوہ
تو ڈر سے اس قدر ڈھلوان ٹیلے سے مر گیا

چوں روی بر عقبہائے ہمچو کوہ
تو پہاڑ جیسی گھاٹیوں پر کیسے گذرے گا؟

غازیاں کُشتند کافر را بہ تیغ
غازیوں نے کافر کو تلوار سے مار ڈالا

ہمدراں ساعت ز حمیت بیدریغ
بے دریغ اسی وقت غصہ سے

بر رُخِ صُوفی زدند آب و گلاب
صوفی کے چہرے پر پانی اور گلاب چھڑکا

تا بہوش آید ز بیہوشی و خواب
تاکہ وہ بیہوشی اور غفلت سے ہوش میں آجائے

چوں ۲بخویش آمد بدید آں قوم را
وہ جب ہوش میں آیا اس نے قوم کو دیکھا

پس بپرسیدند چوں بُد ماجرا
تو انہوں نے پوچھا کیا قصہ ہوا؟

اللہ اللہ اینچہ حال ست اے عزیز
اللہ اللہ اے پیارے! یہ کیا حال ہے؟

اینچنیں بیہوش گشتی از چہ چیز
تو کس چیز سے ایسا بے ہوش ہو گیا؟

از اسیرِ نیم کُشتہ بستہ دست
ادھ موئے ہاتھ بندھے قیدی سے

اینچنیں بیہوش اُفتادی و پست
اس طرح بے ہوش اور پست ہو کر گر پڑا

گفت چوں قصدِ سرش کردم بخشم
اس نے کہا جب میں نے غصہ سے اس کے سر کا ارادہ کیا

طرفہ درمن بنگرید آں شوخ چشم
اس بے حیا نے مجھے عجیب طرح پر گھورا

چشم را وا کرد پہن او سوئے من
اس نے میری جانب آنکھیں پھاڑیں

چشم گرد اید و شد ہوشم زتن
آنکھوں کو گھمایا اور میرے ہوش بدن سے اڑ گئے

گردشِ ۳چشمش مرا لشکر نمود
اس کی آنکھوں کا گھومنا، مجھے لشکر نظر آیا

می ندانم گفت چوں پُر ہول بود
میں بتا نہیں سکتا کہ کس قدر خوفناک تھیں

قصہ کوتہ کُن کزاں چشم اینچنیں
قصہ مختصر کر کہ ان آنکھوں سے میں ایسا

رفتم از خود اُو فتادم بر زمیں
بے ہوش ہوا زمین پر گر پڑا

---

۱ نیم کشتش۔ اس کافر نے صوفی کو نیم مردہ بنا دیا اور اس کی داڑھی اس صوفی کے خون میں لتھڑ گئی۔ ہمچو تو۔ اس صوفی کا ہاتھ بندھے کافر سے جو حال ہوا وہی نفس کے ہاتھوں تیرا حال ہے۔ تل ٹیلہ خرپشتہ۔ وہ ٹیلہ جس کے کنارے ڈھلواں ہوں۔ عقبہ۔ پہاڑ کی گھاٹی۔ حمیت۔ عار کی وجہ سے غصہ کرنا۔

۲ چوں۔ جب صوفی کو ہوش آیا تو اس سے بیہوش ہونے کا قصہ پوچھا کہ ہاتھ بندھے ہوئے قیدی سے نیچے پڑے ہوئے قیدی کے نیچے پڑے ہوئے بے ہوش کیوں ہوئے۔ طرفہ۔ اس کافر نے عجیب طرح پر گھور کر دیکھا بڑی بڑی آنکھیں نکالیں اور ان کو گھمایا تو میں بے ہوش ہو گیا۔

۳ گردش۔ اس کی آنکھیں چرانے سے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کوئی لشکر آ گیا ہے میں اس کی خوفناکی کا بیان بھی نہیں کر سکتا ہوں۔

فتنہ کوتہ کن کزاں غمزۂ[1] گراں رفتم از خود اوفتادم من دراں

فتنہ کو مختصر کر کہ اس کی تیکھی نظروں سے میں بے ہوش ہو گیا میں اس میں گر پڑا

نصیحت کردنِ مبارزاں اُورا کہ بایں دل و زہرہ کہ تو داری

اس کو جنگ جویوں کا نصیحت کرنا کہ اس دل اور پتے کے ساتھ جو کہ تو رکھتا ہے

از کالاپیسہ شدنِ چشمِ کافرِ اسیر دست بستہ بیہوش ودشنہ

ہاتھ بندھے ہوئے قیدی کافر کی پتلیاں چڑھنے سے بے ہوش ہو گیا اور تیشہ

از دست بیفگندی زنہار زنہار ہزار زنہار کہ ملازم مطبخ خانقاہ

ہاتھ سے گرا دیا، خبردار، خبردار، کہ خانقاہ کے مطبخ میں بیٹھا رہ

باش وسوئی پیکار مرو تا رسوانشوی

اور جنگ کی طرف نہ جا تا کہ رسوا نہو

قوم گفتندش بہ پیکار و نبرد با چنیں زہرہ کہ تو داری مگرد

لوگوں نے اس سے کہا لڑائی اور جنگ میں اس پتے سے جو تو رکھتا ہے، نہ جا

گردِ مطبخ گردو اندر خانقاہ تادِگر رسوا نگردی در سپاہ

مطبخ اور خانقاہ کے اندر چکر کاٹ تاکہ لشکر میں دوبارہ رسوا نہ ہو

چوں زچشم آں اسیر بستہ دست غرقہ گشتی کشتی تو در شکست

جب اس ہاتھ بندھے ہوئے قیدی کی آنکھوں سے تو ڈوب گیا، تیری کشتی ٹوٹ گئی

پس میانِ حملۂ شیرانِ نر کہ بود تیغِ شاں چوں گوی سر

تو نر شیروں کے حملہ کے دوران جن کی تلواروں کے سامنے سر گیند کی طرح ہیں

کہ زطا قاق[2] طاق گردنہا زدن طاق طاقِ جامہ کوبانِ ممتہن

کہ ان کے گردن کاٹنے کی تڑاخ پڑاخ ہے دھوبیوں کی چھوا چھو کیسے ہے

کہ زفشا فاشِ تیرِ جانستاں ابرِ آزاری خجل در امتحاں

کہ مار ڈالنے والے تیروں کے زنانے سے موسم بہار کا ابر آزمائش میں شرمندہ ہے

کے توانی کرد در خوں آشنا چوں نہ با جنگ مرداں آشنا[3]

تو خوں میں کیسے تیراکی کر سکے گا؟ جبکہ تو بہادروں کی جنگ سے آشنا نہیں ہے

بس تنِ بے سر کہ دارد اضطراب بس سرِ بے تن بخوں برچوں حُباب

بہت سے بے سر کے دھڑ تڑپتے ہیں بہت سے بے دھڑ کے سر خون پر بلبلوں کی طرح ہیں

[1] غمزہ۔ آنکھ کا اشارہ۔ زہرہ۔ پتہ۔ کالاپیسہ شدنِ چشم۔ آنکھوں کی پتلیاں چڑھنا۔ گردِ مطبخ۔ خانقاہ کے مطبخ کے چکر لگایا کرتا کہ پھر شرمندہ نہ ہو۔ کہ بود۔ جو ایسے بہادر ہیں کہ ان کی تلوار کے سامنے بہادروں کے سر بلے کی گیند کی طرح ہیں۔

[2] طاقاق طاق۔ تلواروں کی آواز۔ طاق طاق۔ دھوبی کے کپڑوں کو پٹڑے پر پٹخنے کی آواز۔ فشا فاش۔ تیروں کے چلنے کی آواز۔ خجل۔ شرمندہ۔

[3] آشنا۔ پہلے مصرع کے آخر میں بمعنی تیرنا اور دوسرے مصرع میں بمعنی واقف ہے۔ بس۔ بہت دھڑ بغیر جسم کے ہیں اور بہت سر بغیر دھڑ کے ہیں۔ حباب۔ بلبلہ۔

زیر دست و پای اسپاں در غزا[1] ۔۔۔ صد فنا کُن غرقہ گشتہ در فنا
جہاد میں گھوڑوں کے ہاتھ پاؤں کے نیچے ۔۔۔ سینکڑوں قاتل فنا میں غرق ہیں

آنچنیں ہوشے کہ از موشے پرید ۔۔۔ اندراں صف تیغ چوں خواہد کشید
ایسا ہوش، جو چوہے سے اڑا ۔۔۔ اس صف میں تو تلوار کیسے سونت سکے گا؟

چالش ست ایں خمر خوردن نیست ایں ۔۔۔ تا تو بر مالی بخوردن آستیں
یہ جنگی تگ و دو ہے، یہ شراب نوشی نہیں ہے ۔۔۔ تاکہ تو پینے کے لئے آستین چڑھائے

نیست حمزہ خوردن اینجا تیغ بیں ۔۔۔ حمزۂ باید دریں صف آہنیں
یہ جگہ تیزک کھانا نہیں ہے تلوار دیکھ ۔۔۔ اس صف میں لوہے جیسا (حضرت) حمزہؓ درکار ہے

نیست لوتِ چرب تیغ و خنجر ست ۔۔۔ جاں بباید باخت چہ جای مزہ ست
لذیذ کھانا نہیں ہے، تلوار اور خنجر ہے ۔۔۔ مزہ کیا ہے؟ جان کی بازی لگانی چاہیے

کارِ[2] ہر نازک دلے نبود قتال ۔۔۔ کہ گریزد از خیالے چوں خیال
ہر نازک دل کا کام، جنگ کرنا نہیں ہے ۔۔۔ جو ایک وہم سے خیال کی طرح بھاگ جائے

کارِ ترکان ست نے ترکاں برو ۔۔۔ جای ترکاں ہست خانہ خانہ شو
بہادروں کا کام ہے بوبو کا نہیں ہے، جا ۔۔۔ بوبو کی جگہ گھر ہے، گھر میں جا بیٹھ

قصہ کوتہ کن کزاں چشم آنچنیں ۔۔۔ رفتی از دست و فتادی بر زمیں
قصہ مختصر کر، کہ ان آنکھوں سے اس طرح ۔۔۔ تو بے قابو ہو گیا، اور زمین پر گر پڑا

حکایت عیاضی[3] رحمۃ اللہ علیہ کہ نود بار بغزوہ رفتہ بود سینہ برہنہ و غزاہا کردہ بامید شہید شدن و چوں نومید شد از جہادِ اصغر رُوی بجہادِ اکبر آورد و خلوت گزید ناگہاں آواز طبلِ غازیاں شنید نفس از اندروں رنجہ می داشت سُوی غزا و متہم داشتنِ او نفس خود را دریں رغبت کہ کرد

حضرت عیاضی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت کہ وہ نوے بار جہاد میں گئے تھے کھلے سینے، اور شہید ہو جانے کی امید پر جہاد میں گئے اور جب جہاد اصغر سے مایوس ہو گئے، تو جہادِ اکبر کا رخ کیا اور خلوت اختیار کر لی، انہوں نے اچانک غازیوں کے نقارے کی آواز سنی نفس اندر سے جہاد کی جانب مجبور کرنے لگا اور ان کا نفس کو اس رغبت کے بارے میں متہم بنانا جو اس نے کی

[1] غزا۔ جہاد۔ فنا کُن۔ فنا کر دینے والا۔ چالش۔ رفتار یعنی جنگی رفتار۔ برمالی آستین۔ تو آستین چڑھائے۔ حمزہ۔ مصرع اول معنی تارا میرا کا پتہ دوسری مصرع میں آنحضور کے چچا کا نام ہے۔ جن کی بہادری مشہور ہے۔

[2] کار۔ جنگجوئی، نازک دل کا کام نہیں ہے جو شخص دشمن کے وہم پر خیال کی طرح بھاگ جائے۔ ترکان۔ ترک کی جمع ہے، بہادر۔ ترکاں۔ عورت۔

[3] عیاضی۔ مشہور بزرگ صوفی ہیں ان کا نام ابوبکر محمد بن احمد ہے اپنے کسی دادا عیاض کی طرف منسوب ہیں۔ مولانا نے ان کا قصہ سنا کر سمجھایا ہے کہ ہر صوفی کو ان صوفی صاحب کی طرح نہ سمجھنا جو ہاتھ بندھے قیدی کی آنکھیں دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ جہاد اصغر۔ کافروں سے جہاد۔ جہاد اکبر نفس سے جہاد۔

گفت عیاضی نود بار آمدم ۔۔۔ تن برہنہ بو کہ زخمے آیدم
حضرت عیاضی نے فرمایا کہ میں نوے بار پہنچا ۔۔۔ ننگے بدن، شاید میرے جسم پر کوئی زخم لگے

تن برہنہ می شدم در پیشِ تیر ۔۔۔ تا یکے تیرے خورم من جا۱گیر
میں تیر کے سامنے ننگے بدن گیا ۔۔۔ تاکہ کوئی گھس جانے والا تیر کھاؤں

تیر خوردن بر گلو یا مقتلے ۔۔۔ در نیابد جز شہیدے مُقبلے
گلے یا مقتل پر تیر کھانا ۔۔۔ سوائے نصیبہ ور شہید کے کوئی نہیں پاتا ہے

بر تنم یک جائگہ بے زخم نیست ۔۔۔ ایں تنم از تیر چوں پرویز نیست
میرے جسم پر کوئی جگہ بغیر زخم کے نہیں ہے ۔۔۔ میرا یہ جسم تیروں کی وجہ سے چھلنی کی طرح ہے

لیک بر مقتل نیامد تیرہا ۔۔۔ کارِ بخت است ایں نہ جلدی و دہا
لیکن تیر، مقتل پر نہ پہونچے ۔۔۔ یہ مقدر کی بات ہے نہ کہ بہادری اور ہوشیاری کی

چوں ۲ شہیدی روزیِ جانم نبود ۔۔۔ رفتم اندر خلوت و در چلہ زود
چونکہ شہادت، میری جان کی روزی نہ تھی ۔۔۔ میں جلد خلوت اور چلہ میں چلا گیا

در جہادِ اکبر افگندم بدن ۔۔۔ در ریاضت کردن و لاغر شدن
میں نے جہاد اکبر میں جسم ڈال دیا ۔۔۔ محنت کرنے اور لاغر ہونے میں

بانگ طبل غازیاں آمد بگوش ۔۔۔ کہ خرامیدند جیشِ غزو کوش
غازیوں کے نقارے کی آواز کان میں آئی ۔۔۔ کہ جہاد کا کوشاں لشکر روانہ ہو گیا

نفسم از باطن مرا آواز داد ۔۔۔ کہ بگوشِ حس شنیدم بامداد
میرے نفس نے مجھے اندر سے آواز دی ۔۔۔ جو میں نے حس کے کان سے صبح کو سنی

خیز ہنگام غزا آمد برو ۔۔۔ خویش را در غزو کردن کن گرو
اٹھ جہاد کا وقت آ گیا جا ۔۔۔ اپنے آپ کو جہاد میں مصروف کر دے

۳ گفتم اے نفس خبیث بے وفا ۔۔۔ از کجا میلِ غزا تو از کجا
میں نے کہا اے بے وفا خبیث نفس ۔۔۔ تجھے جہاد کی خواہش کہاں سے کہاں سے

راست گوے نفس کایں حیلت گریست ۔۔۔ ورنہ نفسِ شہوت از طاعت بریست
اے نفس! سچ بتا یہ تیری حیلہ بازی ہے ۔۔۔ ورنہ شہوانی نفس عبادت سے بیگانہ ہے

گر نگوئی راست حملہ آرمت ۔۔۔ در ریاضت سخت تر افشارمت
اگر تو سچ نہ بتائے گا میں تجھ پر حملہ کروں گا ۔۔۔ میں تجھے ریاضت میں سخت دباؤں گا

۱ جاگیر۔ گھس جانے والا۔ مقتل۔ بدن کا وہ عضو جس پر چوٹ لگنے سے انسان مر جائے۔ مقبلے۔ با نصیب۔ پرویزن۔ چھلنی۔ جلدی۔ بہادری۔ دہا۔ تدبیر۔

۲ چوں شہیدی۔ حضرت عیاضی فرماتے ہیں۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ شہادت میرے مقدر میں نہیں ہے تو میں نے خلوت میں چلہ کشی شروع کر دی۔ جیش۔ لشکر۔ گرو۔ گروی۔

۳ گفتم۔ میں نے نفس سے کہا خبیث تجھے جہاد کی رغبت کیوں پیدا ہوئی ہے سچ بتادے ورنہ تجھے بہت کچلوں گا۔

نفس ا باِنگ آورد آندم از دروں | با فصاحت بے دہاں اندر فسوں
نفس نے اندر سے آواز دی | بغیر منہ کے فصاحت کے ساتھ جادو (گری) میں

کہ مرا ہر روز ایں جا می کشی | جانِ من چوں جانِ گبراں میکشی
کہ تو مجھے ہر روز اس جگہ کھینچ لاتا ہے | میری جان کو کافروں کی جان کیطرح قتل کرتا ہے

ہیچ کس را نیست از حالم خبر | کہ مرا تو میکشی بے خواب وخور
کسی کو میری حالت کی خبر نہیں | کہ تو مجھے بغیر سوئے اور کھائے قتل کر رہا ہے

در غزا بجہم بیک زخم از بدن | خلق بیند مردی و ایثارِ من
میں جہاد میں ایک زخم سے بدن سے بھاگ نکلونگا | لوگ میری بہادری اور قربانی دیکھ لینگے

گفتم ۲ اے نفسک منافق زیستی | ہم منافق میمری تو چیستی
میں نے کہا اے ذلیل نفس! تو منافق جیا | منافق ہی مر رہا ہے تو کیا ہے؟

خوار و خودرای و مرائی بودہٗ | در دو عالم تو چنیں بیہودہٗ
تو ذلیل، خود سر اور ریا کار رہا ہے | دونوں جہاں میں تو اس قدر بیہودہ ہے

نذر کردم کہ زخلوت ہیچ من | سر بروں نارم چو زندہ است ایں بدن
میں نے منت مان لی ہے کہ میں خلوت سے بھی | باہر نہیں نکلونگا جب تک یہ بدن زندہ ہے

زانکہ در خلوت ہر آنچہ تن کند | نز برای روی مرد و زن کند
اسلئے کہ خلوت میں بدن جو کچھ کرتا ہے | وہ مرد و عورت کے دکھاوے کیلئے نہیں کرتا ہے

جنبش و آرامش اندر خلوتش | جز برای حق نباشد نیتش
خلوت میں اس کی حرکت اور سکون | اللہ تعالیٰ کے سوا کیلئے اس کی نیت نہیں ہوتی ہے

ایں جہادِ اکبر ست آں ۳ اصغر ست | ہر دو کارِ رستم ست و حیدر ست
یہ بڑا جہاد ہے، وہ چھوٹا جہاد ہے | دونوں کام رستم اور حیدرؓ کے ہیں

کارِ آنکس نیست کو را عقل و ہوش | پر د از تن چوں بجنبد دُم موش
اس شخص کا کام نہیں ہے کہ جس کی عقل اور ہوش | بدن سے پرواز کر جائے جب چوہے کی دم ہٹے

کارِ آنکس نیست ایں سودا و جوش | کو ز موش و جنبشش گم کرد ہوش
یہ جنون اور جوش اس کا کام نہیں ہے | جو چوہے اور اس کے ہلنے سے ہوش گنوا دے

آنچناں کس را باید چوں زناں | دور بودن از مصاف و از سناں
ایسے شخص کو عورتوں کی طرح چاہیے | میدان جنگ اور نیزے سے دور رہنا

---

۱ نفس۔ نفس نے جواب دیا تو مجھے یہاں چلہ کشی میں روز کافروں کی طرح قتل کرتا ہے۔ ہیچ کس۔ یہاں تنہائی میں میرے قتل سے کوئی واقف نہیں ہوتا ہے۔ در غزا۔ جہاد میں مروں گا تو یکبارگی مر جاؤنگا اور لوگ بھی میری جان نثاری کو دیکھ لیں گے۔

۲ گفتم۔ میں نے نفس سے کہا تو نفاق کے ساتھ جیا اور اب لوگوں کے دکھاوے کے لئے جہاد کر کے منافق کی موت مرنا چاہتا ہے۔ خوار۔ تو دونوں جہانوں میں ذلیل ہو گا۔ مرائی۔ ریا کار۔ خلوت۔ تنہائی کی عبادت ریا کاری سے خالی ہوتی ہے۔ ایں جہاد اکبر۔ خلوت میں چلہ کشی جہاد اکبر ہے جو حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا کام ہے۔

۳ جہاد اصغر۔ دشمن سے لڑنا یہ بہادر اور رستم کا کام ہے۔ کار آنکس۔ جہاد اکبر اور جہاد اصغر اس بزدل کا کام نہیں ہے جو چوہے کی دم سے ڈرے۔ آنچناں۔ اس شخص کو عورتوں کی طرح خانہ نشین ہو جانا چاہیے۔

صوفیے آں صوفیِ ایں اینت حیف ‖ آں ز سوزن کشتہ ایں را طعمہ سیف

ایک صوفی وہ ہے ایک صوفی یہ ہے عجب افسوس ہے ‖ وہ سوئی کا مقتول اس کی خوراک تلوار ہے

نقشِ صوفی باشد او را نیست جاں ‖ صوفیاں بد نام ہم زیں صوفیاں

وہ صوفی کی تصویر ہے اس میں جان نہیں ہے ‖ ان صوفیوں سے صوفی بھی بد نام ہیں

بر در و دیوار جسمِ گِل سرشت ‖ حق زغیرت نقشِ صد صوفی نوشت

مٹی کے بنے ہوئے جسم کے در و دیوار پر ‖ اللہ تعالیٰ نے غیرت سے سینکڑوں صوفیوں کی تصویریں بنا دیں

تا ز۲ سحر آں نقشہا جنباں شود ‖ تا عصائے موسوی پنہاں شود

تاکہ وہ تصویریں جادو سے متحرک رہیں ‖ جب تک موسوی عصا مخفی رہے

نقشہا را می خورد صدقِ عصا ‖ چشمِ فرعونی ست پُر گرد و حصا

ان تصویروں کو لاٹھی کی سچائی نگل جاتی ہے ‖ فرعونی آنکھ ہے جو گرد اور کنکریوں سے پر ہے

حکایتِ مجاہد دیگر و جانبازی او در غزا

دوسرے مجاہد اور جہاد میں اس کی جان بازی کی حکایت

صوفیِ دیگر میانِ صفِ حرب ‖ اندر آمد بست بار از بہرِ ضرب

جنگ کی صف میں ایک دوسرا صوفی ‖ تلوار بازی کے لئے بیس بار آیا

با مسلماناں بکا فر وقتِ کر ‖ وانگشت او با مسلماناں بفر

مسلمانوں کیساتھ (ہوتا تھا) کافر پر حملہ کیوقت ‖ فرار کے وقت وہ مسلمانوں کیساتھ نہ پلٹتا تھا

زخم۳ خورد و بست زخمے را کہ خورد ‖ بارِ دیگر حملہ آورد و نبرد

زخم کھاتا اور جو زخم کھاتا اس کی بندش کرتا ‖ دوسری بار حملہ اور جنگ شروع کرتا

تا نمیرد تن بیک زخم از گزاف ‖ تا خورد او بیست زخم اندر مصاف

تاکہ جسم ایک زخم سے خواہ مخواہ نہ مر جائے ‖ یہانتک کہ وہ جنگ میں بیس زخم کھائے

حیفش آمد کہ بزخمے جاں دہد ‖ جاں ز دستِ صدق او آساں رہد

اسکو افسوس ہوتا کہ وہ ایک زخم سے جان دیدے ‖ جان اس کی سچائی کے ہاتھ سے آسانی سے چھوٹ جائے

حکایت آں مجاہد کہ از ہمیانِ سیم ہر روز یکدرم در خندق

اس مجاہد کی حکایت جو چاندی کی تھیلی سے ہر روز ایک درہم خرچ بنا کر خندق میں

انداختے بتفاریق از بہرِ ستیزۂ حرص و آرزوئے نفس

پھینک دیتا نفس کی آرزو اور لالچ سے جنگ کے لئے

۱ آں۔ یعنی وہ صوفی جو دست بستہ کافر سے مغلوب ہو گیا۔ ایں۔ یعنی حضرت عیاضی۔ نقش۔ وہ بزدل صوفی صوفیوں کو بد نام کرنے والا ہے۔ بردر۔ انسانی جسم کی دیوار پر اللہ تعالیٰ نے غیرت کیوجہ سے بہت سے صوفیوں کی تصویریں بنا دی ہیں تاکہ اس کے محبوب صوفی ان تصویروں میں مخفی رہیں۔

۲ تاز سحر۔ یہ تصویریں محض جادو گری سے متحرک ہیں اور صوفیانہ حرکات کر رہی ہیں یہ اسی وقت تک ہے جب تک حقیقی صوفی جلوہ گر نہیں ہوتا ہے اس کی جلوہ گری ان سب کو ہضم کر جائے گی۔ حکایت۔ اس اس میں بھی ایک صوفی کی بہادری کے کارنامے ذکر کئے ہیں۔ ضرب۔ تلوار بازی کر۔ اقدامی حملہ۔ فر۔ پسپائی۔

۳ زخم۔ اس کے ایک زخم لگتا تو فوراً مرہم پٹی کر کے حملہ آور ہو جاتا تاکہ ایک ہی زخم سے موت نہ آ جائے۔ حکایت۔ جس طرح پہلے مجاہد یکبارگی مرنا نہ چاہتے تھے بلکہ بار بار زخم کھا کر جان دینا چاہتے تھے اسی طرح یہ مجاہد یکبارگی سرمایہ تلف نہ کرتے تھے بلکہ نفس کو بار بار تکلیف پہنچانے کے لئے روز مرہ ایک درہم تلف کرتے تھے۔

وسوسۂ نفس کہ چوں می اندازی بخندق بارے یک بار

اور نفس کی تمنا یہ کہ تو جب کہ خندق میں پھینکتا ہے، اب ایک بار

بیند از تا خلاص یابم کہ ۱ الیاسُ احدی الرّاحتین واہ

پھینکدے تاکہ میں چھٹکارا پا جاؤں، کیونکہ مایوسی بھی دو راحتوں میں سے ایک راحت ہے اور وہ

میگفت مر نفس را کہ ترا ایں راحت ہم ندہم

نفس سے کہتا تھا کہ میں تجھے یہ راحت بھی نہ دوں گا

آں یکے بودش بکف در چل درم — ہر شب افگندے یکے در آبِ یم

ایک صوفی کے ہاتھ میں چالیس درہم تھے — وہ ہر رات کو ایک دریا کے پانی میں پھینکدیتا

تاکہ گردد سخت بر نفسِ مجاز — در تانّی دردِ جاں کندن دراز

تاکہ جھوٹے نفس پر سخت بن جائے — جان کنی کا دراز درد سست روی میں

نفسِ او فریاد کردے ہر شبے — در فتادے زار در تاب و تبے

اس کا نفس ہر رات کو فریاد کرتا — تکلیف اور مصیبت میں اکثر ہوتا

کیں ۲ چرا می نفگنی یک بارگی — کشتیم در غصہ و بیچارگی

کہ تو ایک بار کیوں نہیں پھینک دیتا ہے؟ — تو نے مجھے رنج اور مجبوری میں مار ڈالا

بہرِ حق یکبارگی بگذار دین — نفس راکا لیسُ احدی الرّاحتین

خدا کے لئے ایک مرتبہ میں قرض اتار دے — نفس کا کیونکہ مایوسی دو راحتوں میں سے ایک ہے

او نگشتے ملتفِت مر نفس را — ہمچنیں گشتے مر او را در عنا

وہ نفس کی جانب متوجہ نہ ہوتا — اس کو اسی طرح مصیبت میں مارتا

ہمچنیں آں صوفی اندر صفِ جنگ — بہرِ حق بگرفتہ بُد بر نفس تنگ

اسی طرح اس صوفی نے جنگ کی صف میں — اللہ (تعالیٰ) کیلئے نفس پر سخت گرفت کر رکھی تھی

با مسلماناں ۳ بکرّ او پیش رفت — وقتِ فرّ او وانگشت از خصم تفت

حملہ کے وقت مسلمانوں کے ساتھ وہ آگے بڑھتا — پسپائی کے وقت دشمن سے جلد پیچھے نہ ہٹتا

زخمِ دیگر خورد آں راہم بہ بست — بیست کرت رمح و تیر از وے شکست

دوسرا زخم کھایا اس کو بھی باندھا — بیس مرتبہ نیزے اور تیر اس پر ٹوٹے

بعد ازاں قوت نماند افتاد پیش — مقعدِ صدق او ز صدقِ عشقِ خویش

اسکے بعد طاقت نہ رہی، سامنے گر گیا — اپنی سچائی کی جگہ میں اپنے عشق کی سچائی کی وجہ سے

۱ الیاس۔ مقصد پورا ہونے سے بھی راحت ملتی ہے اور مقصد سے بالکل مایوس ہونے سے بھی نفس کو راحت ملتی ہے۔ یم۔ دریا۔ مجاز۔ یعنی حقیقت سے غافل تانّی۔ آہستہ روی۔ نفس۔ اس صوفی کا نفس درہم کو دریا میں پھینکنے کی وجہ سے ہر شب فریاد کرتا۔

۲ کیں۔ اور یہ کہتا کہ درہموں کو پھینکنا ہے تو ایک دفعہ پھینک دے۔ کشتیم۔ تو مرا کشتی۔ کالیاس۔ اگر یکبارگی مایوسی ہو جائے تو سکون مل جاتا ہے۔ ملتفت۔ متوجہ۔ عنا۔ مشقت۔ ہمچنیں۔ اسی طرح اس صوفی نے نفس کی گرفت کر رکھی تھی ایک زخم کھا کر شہید ہونا چاہتا تھا۔

۳ با مسلماناں۔ مسلمانوں کے حملہ کے وقت آگے بڑھتا لیکن پسپائی کے وقت جلد پسپا نہ ہوتا دشمن کے مقابلہ میں جما رہتا۔ کرت۔ مرتبہ۔ رمح۔ نیزہ۔ مقعد صدق۔ قرآن پاک میں نیکوں کی روحوں کے بارے میں ہے وہ سچائی کی جگہ ہوں گی صاحب قدرت خدا کے پاس۔

صدقِ ۱ جاں دادن بود ہیں سابقوا — از نُبے بر خواں رجال صدقوا
سچائی، جان دیدینا ہوتی ہے، خبردار! آگے بڑھو — قرآن میں سے رجال صدقوا پڑھ لے

ایں ہمہ مُردن نہ مرگِ صورتست — ایں بدن مر روح راچوں آلتست
یہ کامل موت نہ صرف جسم کی موت ہے — یہ بدن، روح کے لئے آلہ کی طرح ہے

اے بسا خامے کہ ظاہر خویش ریخت — لیک نفسِ زندہ آں جانب گریخت
بہت سے ناقص ہیں کہ انہوں نے اپنا ظاہر (جسم) بہادیا — لیکن زندہ نفس اس جانب بھاگ گیا

آلتش ۲ بشکست و رہزن زندہ ماند — نفس زندہ است ارچہ مرکب خوں فشاند
اس کا آلہ ٹوٹا اور ڈاکو زندہ رہا — نفس زندہ ہے اگرچہ سواری نے خون چھڑک دیا

اسپ کشت و رہ نرفت آں خیرہ سر — ماند خام و زشت از حق بے خبر
گھوڑا مار ڈالا اور اس بیوقوف نے راستہ طے نہ کیا — اللہ تعالیٰ سے بے خبر کچا اور بھدا رہ گیا

گر بہر خونریزی گشتے شہید — کافرِ کشتہ بُدے ہم بو سعید
اگر ہر خون بہانے سے شہید بنجایا کرتا — مقتول کافر بھی بو سعید ہوتا

اے ۳ بسا نفسِ شہید معتمد — مُردہ در دنیا چو زندہ میرود
بہت سے بھروسے کے شہید نفس ہیں — مرے ہوئے دنیا میں زندہ کی طرح چلتے پھرتے ہیں

رُوحِ رہزن مُرد و تن کہ تیغِ اوست — ہست باقی در کفِ آں غزو دوست
ڈاکو نفس مر گیا اور جسم جو کہ اس کی تلوار ہے — جہاد کے شائق کے ہاتھ میں باقی ہے

تیغ آں تیغست مرد آں مرد نیست — لیک ایں صورت ترا حیراں کنیست
تلوار وہی تلوار ہے، مرد وہ مرد نہیں ہے — لیکن یہ صورت تجھے حیران کرنیوالی ہے

نفس چوں مبدل شود ایں تیغِ تن — باشد اندر دستِ صُنعِ ذوالمنن
نفس جب بدل جاتا ہے یہ جسم کی تلوار — اللہ تعالیٰ کی کاریگری کے ہاتھ میں ہوتی ہے

آں یکے مردیست قوتش جملہ درد — ویں دگر مردے میاں تی ہمچو گرد
ایک وہ مرد ہے جس کی سواری خوراک درد ہے — اور یہ دوسرا مرد ہے جس کی کمر گرد کی طرح خالی ہے

صفت کردنِ مرد غمّاز و نمودن صورتِ کنیزک مصوّر

ایک چغلخور کا خوبی بیان کرنا اور کاغذ پر بنی ہوئی ایک لونڈی کی تصویر دکھانا

---

۱ صدق۔ پہلی آیت میں جو صدق آیا ہے اس کا مطلب اللہ کے راستہ میں جان دیدینا ہے۔ صدقوا۔ قرآن پاک میں ہے من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ۔ یعنی بعض مومن وہ ہیں جنہوں نے اس معاہدہ کو سچ کر دکھایا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا یعنی راہ خدا میں شہید ہو گئے۔ ایں ہمہ۔ راہ خدا میں مرنا، جسم کا مرنا نہیں ہے کیونکہ یہ تو روح کا ایک آلہ ہے بلکہ اوصاف مذیلہ کا ازالہ اور نفس کو مارنا ہے۔ اے بسا۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو جہاد میں مرتے ہیں لیکن ان کا نفس زندہ رہتا ہے تو وہ راہ خدا میں نہیں مرے۔

۲ آلتش۔ نفس کا زندہ رہنا اور جسم کا مرجانا تو ایسا ہی ہے جیسے ڈاکو زندہ رہے اور اس کا ہتھیار یا گھوڑا فنا ہو جائے۔ اسپ۔ اس شخص کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو منزل پر پہنچنے سے پہلے گھوڑے کو مار ڈالے۔ گر بہر خونریزی۔ اگر محض خون بہانا باعث شہادت ہو تو ہر کافر جو جنگ میں مرے اس کو شہید ہو۔ بوسعید نیک بخت یا حضرت ابوسعید ابوالخیر۔

۳ اے بسا۔ جن لوگوں نے نفس کشی کرلی ہے ان کا نفس مردہ ہو چکا ہے لیکن وہ دنیا میں زندہ چلتے پھرتے ہیں آنحضور نے ارشاد فرمایا۔ جو کسی مردہ کو چلتا پھرتا دیکھنا چاہے وہ ابوبکر کو دیکھ لے۔ روح۔ جو نفس رہزن تھا وہ مرگیا ہے اس کی جو تلوار تھی یعنی جسم وہ اس مجاہد کے ہاتھ میں باقی ہے۔ تیغ۔ یعنی جسم تو وہی ہے لیکن اب وہ شخص نہیں ہے وہ اپنے آپ کو فنا کر کے بقا باللہ حاصل کر چکا ہے۔ نفس۔ اگرچہ وہ شخص نہیں رہا لیکن یہ صورت اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت سے کام کرتی ہے۔ تی۔ تہی خالی

در کاغذ و عاشق شدن خلیفۂ مصر بر نقشِ آں کاغذ و فرستادن
تصویر دکھانا اور اس کاغذ کی تصویر پر مصر کے خلیفہ کا عاشق ہو جانا اور خلیفہ کا ایک

خلیفہ امیرے باسپاہِ گراں بدرِ موصل و قتل و ویرانی
سردار کو بھاری لشکر کے ساتھ موصل کے دروازے پر بھیجنا اور اس مقصد کیلئے بہت

بسیار کردن بہرِ ایں غرض
قتل اور تباہی کرنا

مر خلیفہ مصر را غماز ۱ گفت　　کہ شہِ موصل بحورے گشت جُفت
چغلخور نے مصر کے خلیفہ سے کہا　　کہ موصل کے بادشاہ کو ایک حور مل گئی ہے

یک کنیزک دارد اُو اندر کنار　　کہ بعالم نیست مانندش نگار
وہ آغوش میں ایک کنیز رکھتا ہے　　اس جیسی حسینہ دنیا میں نہیں ہے

دَربیاں ناید کہ حُسنش بیحدست　　نقشِ اُو اینست کاندر کاغذست
بیان نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا حسن بیحد ہے　　اس کی تصویر یہ ہے جو کاغذ پر ہے

نقش دَر کاغذ چو دید آں کیقباد　　خیرہ گشت و جام از دستش فتاد
اس بادشاہ نے کاغذ پر اس کی تصویر دیکھی　　حیران ہو گیا اور اس کے ہاتھ سے جام گر گیا

پہلوانے ۲ رافرستادآں زماں　　سُوی موصل با سپاہِ بس گراں
فوراً ایک بہادر کو بھیج دیا　　بہت بھاری لشکر کے ساتھ موصل کی جانب

گفت اگر ندہد بتو آں ماہ را　　بر کَن از بُن آں درو درگاہ را
کہا اگر وہ اس چاند کو تیرے حوالے نہ کرے　　اس در اور درگاہ کو جڑ سے اکھاڑ ڈال

وردہد ترکش کُن و مہ را بیار　　تا کَشم ۳ من بر زمیں مَہ درکنار
اور اگر دیدے اس کو چھوڑ اور چاند کو لے آ　　تاکہ میں چاند کو زمین پر بغل میں لوں

پہلواں شد سُوی موصل باحشم　　با ہزاراں رستم و طبل و علم
بہادر خادموں کے ساتھ موصل کیجانب روانہ ہوا　　ہزاروں بہادروں اور نقارے اور جھنڈے کیساتھ

چوں ملخہا بے عدد بر گردِ کشت　　قاصدِ اہلاکِ اہلِ شہر گشت
کھیتی کے چاروں طرف کی ان گنت ٹڈیوں کی طرح　　شہریوں کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرنیوالا بنگیا

ہر نواحے منجنیقے از نبرد　　ہمچو کوہِ قاف اُو بر کار کرد
جنگ کے لئے ہر جانب ایک گوپھن　　کوہ قاف جیسی اس نے کام پر لگا دی

۱ غماز۔ چغلخور۔ بحورے۔ یعنی موصل کے بادشاہ کے پاس ایک حور صفت لونڈی ہے۔ کنار۔ بغل۔ نگار۔ حسین۔ کیقباد کے معنی عادل قباد معنی برحق شاہ ایران کا نام ہے۔ جو بڑا عیاش تھا اور سو سال اس نے حکومت کی اب مطلقاً منصف بادشاہ کے معنی میں بولا جاتا ہے۔
۲ پہلوانے۔ شاہ مصر نے بہادر سردار کو بھاری لشکر دے کر موصل روانہ کر دیا۔ موصول صاد کے زیر کے ساتھ عراق اور جزیرہ کے درمیان ایک شہر ہے۔ آں ماہ۔ حسین لونڈی
۳ تا کشم۔ وہ آسمان کا چاند ہے لیکن میں اس سے زمین پر بغلگیر ہوں گا۔ رستم مطلقاً پہلوان۔ ہر نواحے۔ اس سردار نے موصل کے چاروں طرف گوپھنیں قائم کر دیں جو کوہ قاف کی طرح بلند تھیں۔

زخم تیرو سنگہای منجنیق تیغہا در گرد چوں برق از بریق[1]
تیروں کے زخم اور گوپھن کے پتھر غبار میں تلواریں چمک کی وجہ سے بجلی کی طرح

ہفتہ، کرد ایں چنیں خونریز گرم برج سنگیں سست شد چوں موم نرم
ایک ہفتہ اس نے اسی طرح خونریزی گرم رکھی پتھریلا برج، نرم موم کی طرح کمزور پڑ گیا

شاہِ موصل دید پیکارِ مہول پس فرستاد از دروں پیشش رسول
موصل کے بادشاہ نے خوفناک جنگ دیکھی تو اندر سے اس کے پاس قاصد بھیجا

کہ چہ[2] میخواہی زخونِ مومناں کشتہ میگردند زیں حرب گراں
کہ مومنوں کی خونریزی سے تو کیا چاہتا ہے؟ جو اس بھاری جنگ سے مر رہے ہیں

گر مرادت ملک و شہرِ موصل ست بے چنیں خونریز اینت حاصل ست
اگر تیرا مقصود ملک اور موصل شہر ہے بغیر خونریزی کے یہ تجھے حاصل ہے

من روم بیرونِ شہر اینک در آ تا نگیرد خونِ مظلوماں ترا
میں شہر سے باہر چلا جاتا ہوں لے تو اندر آجا تا کہ مظلوموں کا خون تجھے نہ پکڑے

ور مرادت مال و زر و گوہرست ایں ز ملک و شہر خود آساں ترست
اگر تیرا مقصد مال اور سونا اور جواہر ہیں یہ سلطنت اور شہر سے خود آسان ہیں

ہرچہ می باید ترا از سیم و زر میفرستم چیست ایں آشوب[3] و شر
تجھے جو چاندی اور سونا چاہئے میں بھیجتا ہوں یہ فتنہ اور شر کیا ہے؟

ایثار کردنِ صاحبِ موصل آں کنیزکِ خود را بخلیفہ مصر تا خوں ریزیِ مسلماناں زیادہ نہ شود

موصل کے حاکم کا اپنی لونڈی کو خلیفہ مصر کو دے دینا تاکہ مسلمانوں کی خونریزی زیادہ نہ ہو

چوں رسول آمد بہ پیش پہلواں گفت پیغامِ ملک اندر زماں
جب قاصد پہلوان کے سامنے آیا اس نے فوراً بادشاہ کا پیغام پہنچا دیا

گفت من نے ملک میخواہم نہ مال لیک میجویم یکے صاحب جمال
اس نے کہا نہ میں ملک چاہتا ہوں، نہ مال لیکن ایک حسین کا جویاں ہوں

داد کاغذ اندرو نقش و نشاں گفت پیشش بر بگو اورا عیاں
اس نے کاغذ دیا جس میں تصویر اور علامت تھی کہا اس کے سامنے اس کو صاف بتا دے

[1] بریق۔ چمک۔ برج سنگیں۔ یعنی اس موصل کے بادشاہ کا قلعہ موم کی طرح بن گیا۔ مہول۔ خوفناک۔ رسول۔ قاصد

[2] کہ چہ موصل کے بادشاہ نے قاصد کے ذریعہ پہلوان سے کہلایا کہ حملہ سے تیرا کیا مقصد ہے اینت۔ ایں ترا ایں ز ملک۔ جب میں سلطنت چھوڑنے کو تیار ہوں تو روپیہ پیسہ دینا تو بہت آسان ہے۔

[3] آشوب۔ فتنہ۔ ملک یعنی موصل کا بادشاہ۔ گفت۔ پہلوان نے کہا۔ صاحب جمال یعنی لونڈی

کاندریں ا؎ کاغذ بنگر چہ صورتست — زود بفرستش کہ مُلک و جانت رست
کہ اس کاغذ میں دیکھ کیا تصویر ہے — اس کو جلد بھیج دے کہ تیری سلطنت اور جان نجات پائے

بنگر اندر کاغذ ایں را طالبم — ہیں بدہ ورنہ کنوں من غالبم
کاغذ میں دیکھ لے میں اس کا طلبگار ہوں — خبردار! دیدے ورنہ اب میں غالب ہوں

چوں رسولش باز گشت و گفت حال — داد کاغذ را و بنمود آں مثال
جب اس کا قاصد واپس ہوا اور حالت بتلائی — اس نے کاغذ دیا اور وہ تصویر دکھائی

گشت معلومش چہ گفت آں شاہِ نر — صورتے کم گیر و زود ایں را ببر
اس کو معلوم ہو گیا تو اس بہادر شاہ نے کیا کہا؟ — ماں نے ایک (حسین) صورت نہ دی اور جلد اس کو لیجا

من ۲؎ نیم در عہدِ ایماں بُت پرست — بُت برآں بُت پرست اولیٰ ترست
میں ایمان کے عہد میں، بت پرست نہیں ہوں — بت اس بت پرست کی بغل میں زیادہ بہتر ہے

با تبرک داد دختر را و بُرد — سوئے لشکر گاہ و در ساعت سپُرد
اس نے لونڈی مع تحفہ کے دی اور وہ لیگیا — لشکر گاہ کی جانب اور فوراً سپرد کر دی

چونکہ آوردش رسول آں پہلواں — گشت عاشق بر جمالش آں زماں
جب قاصد اس کو لایا، وہ سردار — فوراً اس کے حسن پر عاشق ہو گیا

عشق بحرے آسماں برروے کفے — چوں زلیخا در ہوائے یوسفے
عشق ایک سمندر ہے آسمان اس پر ایک جھاگ ہے — جیسے کہ زلیخا یوسف کے عشق میں تھی

دورِ گردوں را ز موجِ عشق داں — گر نبودے عشق بفسردے جہاں
آسمانوں کی گردش عشق کی موج سے سمجھ — اگر عشق نہ ہوتا تو جہان ٹھٹھر جاتا

کے جمادے ۳؎ محو گشتے در نبات — کے فدائے رُوح گشتے نامیات
جماد، نبات میں کب فنا ہوتا؟ — نمو پانے والیاں روح پر کب فدا ہوتیں؟

رُوح کے گشتے فدائے آں دمے — کز نسیمش حاملہ شد مریمے
روح اس دم پر کب فدا ہوتی؟ — جس کی نسیم سے مریم حاملہ ہوئیں

ہریکے بر جا تُرنجیدے چو یخ — کے بُدے پرّاں و جویاں چوں ملخ
ہر ایک اپنی جگہ برف کی طرح سکڑ جاتا — ٹڈی کی طرح کب پرواز اور جستجو میں ہوتا؟

ذرّہ ذرّہ عاشقانِ آں جمال — می شتابد در عُلو ہمچوں نہال
ذرہ ذرہ اس حسن کا عاشق ہے — پودے کی طرح بلندی کی جانب دوڑتا ہے

ا؎ کاندریں۔ یعنی اپنے بادشاہ سے کہہ دے کہ اس کاغذ پر جس کی تصویر ہے اس کو ہمیں دیدے تب تیری نجات ہوگی۔ آں مثال۔ یعنی لونڈی کی تصویر۔ گشت معلومش۔ جب شاہِ موصل کو بہادر کی خواہش کا علم ہو گیا تو اس نے کہا۔ شاہ نر۔ یعنی شاہِ موصل۔ صورت۔ یعنی اگر ایک لونڈی نہ دی تو کیا ہوا۔

۲؎ من نیم۔ شاہِ موصل نے کہا میں بت پرست نہیں ہوں لہٰذا یہ بت لونڈی شاہ مصر بت پرست کے لئے مناسب ہے۔ چونکہ۔ جب قاصد لونڈی کو لے کر آیا تو یہ پہلوان اس پر عاشق ہو گیا۔ عشق۔ عشق الٰہی صوفیاء ذات الٰہی مراد لیتے ہیں۔ زلیخا۔ آسمان کی تشبیہ ہے۔ یوسف حضرت حق کی تشبیہ ہے۔ دور گردوں تمام کائنات کی حرکت کا سبب عشق ہے جو اس میں پنہاں ہے ورنہ کائنات ٹھٹھر کر رہ جاتی۔

۳؎ جمادے۔ جماد اپنے آپ کو نبات میں فنا کرتا ہے۔ مٹی پانی سے نباتات غذا حاصل کر کے بڑھتی ہیں۔ روح۔ اس دم پر قربان ہوئی جس سے حضرت مسیح کی پیدائش ہوئی۔ ہریکے۔ اگر عشق کی تحریک نہ ہو تو ہر چیز ٹھٹھر کے رہ جائے۔ ذرہ۔ کائنات کا ہر ذرہ کمال کا خواہاں ہے۔

سبح ۱ اللہ ہست آں اشتابِ شاں — تنقیہ تن می کنند از بہرِ جاں
ان ذروں کی تیز روی اللہ کی تسبیح ہے — جو جان کے لئے جسم کو صاف کرتے ہیں

پہلواں چہ را چورہ پنداشتہ — شورہ اش خوش آمد و حب کاشتہ
سردار نے جب کنویں کو راستہ سمجھ لیا — شورلی زمین اس کو بھلی معلوم ہوئی اور دانہ بو دیا

چوں خیالے ۲ دید آں خفتہ بخواب — جمع شد با آں و ازوے رفت آب
جیسا کہ سونے والے نے نیند میں ایک خیال دیکھا — اس کے ساتھ جماع کیا اور اس کی منی بہہ نکلی

چوں بجست از خواب و شد بیدار زود — دید کاں لعبت بہ بیداری نبود
وہ جب نیند سے اٹھا اور جلد بیدار ہو گیا — دیکھا کہ وہ گڑیا بیداری میں (موجود) نہ تھی

گفت بر ہیچ آب خود بردم دریغ — عشوہٴ آں عشوہ دہ خوردم دریغ
اس نے کہا افسوس ہے میں نے معدوم پر اپنی منی بہا دی — افسوس ہے اس فریب دینے والے کا میں نے فریب کھا لیا

پہلوانِ تن بد آں مردی نداشت — تخمِ مردی در چناں ریگے بکاشت
جسم کا پہلوان تھا انسانیت نہ رکھتا تھا — اس نے انسانیت کا بیج ایسے ریت میں بو دیا

مرکبِ عشقش دریدہ صد لگام — نعرہ میزد لا ابالے کا لحمام
اس کے عشق کی سواری نے سو لگام توڑ دیئے — وہ نعرہ مارتا تھا میں موت کی پروا نہیں کرتا ہوں

ایش ۳ ابلی بالخلیفۃ فی الھوی — استوی عندی وجودی و التوی
میں محبت کے معاملہ میں خلیفہ کی کیا پروا کرتا ہوں — میرے نزدیک میرا وجود اور ہلاکت یکساں ہے

ایں چنیں سوزاں و گرم آخر مکار — مشورت کن با یکے دانستہ کار
ایسی سوزش اور گرمی سے بچ نہ بو — کسی جانکار سے مشورہ کر لے

مشورت کو عقل کو سیلابِ آز — در خرابی کردنا خہا دراز
مشورہ کہاں عقل کہاں حرص کے سیلاب نے — تباہی کے لئے ناخون دراز کر لئے ہیں

بین ایدی سد و سوئے خلف سد — پیش و پس کے بیند آں مفتونِ خد
سامنے دیوار ہے اور پیچھے کی جانب دیوار ہے — وہ رخسار کا عاشق آگے پیچھے کب دیکھتا ہے

آمدہ در قصدِ جاں سیلِ سیاہ — تا کہ روبہ افگند شیرے بچاہ
کالا سیلاب جان کے ارادہ سے آ چکا ہے — تاکہ لومڑی شیر کو کنویں میں گرا دے

از چہے بنمود معدومے خیال — تا در اندازد اسودا کالجبال
ایک معدوم خیال کنویں سے نمودار ہوا — تاکہ پہاڑ جیسے شیروں کو اندر گرا دے

۱ سبح اللہ۔ قرآن پاک میں ہے یسبح للہ ما فی السموٰت والارض یعنی آسمان اور زمین کا ذرہ ذرہ اللہ کا تسبیح خواں ہے یہ اس کی تسبیح ان کے عشق کی دلیل ہے اور اس کے ذریعہ وہ جان کے لئے جسم کو فنا کرتے ہیں۔ پہلوان۔ پہلوان حقیقی عشق کو نہ سمجھا اور لونڈی پر عاشق ہو گیا اس نے کنویں کو صاف راستہ سمجھ لیا۔

۲ چوں خیالے۔ وہ پہلوان غیر حقیقت کو حقیقت سمجھ بیٹھا جس طرح انسان خواب میں بے حقیقت حسین سے جماع کر ڈالتا ہے اور اپنا مادہ ضائع کرتا ہے اور بیدار ہو کر پھر افسوس کرتا ہے۔ تخم۔ مردی۔ یعنی عشق۔ ریگے۔ یعنی لونڈی۔ نعرہ۔ یعنی اگرچہ لونڈی سے عشق کرنے میں اندیشہ ہے کہ شاہِ مصر قتل کرا دیگا لیکن مجھے موت کی پروا نہیں ہے۔

۳ ایش۔ ای شی الھوی۔ عشق۔ التوی۔ ہلاکت۔ مکار۔ کشت کاری نہ کر۔ مشورت کو۔ پہلوان پر تو لالچ سوار تھا وہ کہاں مشورہ کر سکتا تھا۔ مفتونِ خد۔ رخسار کے عاشق کو آگا پیچھا نظر نہیں آتا۔ آمدہ جب تباہی آتی ہے تو لومڑی شیر کو کنویں میں گرا دیتی ہے جیسا کہ پہلے دفتر میں بیان ہو چکا ہے۔ از چہے۔ پہلے دفتر میں لومڑی اور شیر کے قصہ میں گذرا ہے کہ شیر کو اپنا عکس کنویں میں شیر نظر آیا اور وہ اس سے لڑنے کیلئے کنویں کو گیا۔ اسود۔ اسد کی جمع شیر۔ جبال۔ جبل کی جمع ہے۔ پہاڑ

ہیچ ا کس را با زناں محرم مدار — کہ مثال ایں دو پنبہ است و شرار
کسی کو عورتوں کا محرم نہ بنا — کہ ان دونوں کی مثال روئی اور چنگاری کی ہے

آتشے باید نشستہ زاب حق — ہمچو یوسف معتصم اندر رہق
خدا کے پانی سے آگ بجھی ہوئی ہونی چاہیے — جیسے کہ معصوم یوسف جوانی میں

کز زلیخائے لطیف سرو قد — ہمچو شیراں خویشتن را وا کشد
کہ حسین سرو قد زلیخا سے — شیروں کی طرح اپنے آپ کو کھینچ لیا

نفس ۲ خود را کے تواں کردن زبوں — جز با مداد عقول ذوفنوں
اپنے نفس کو مغلوب کب کیا جا سکتا ہے — اہل کمال کی عقلوں کی امداد کے بغیر

جانب اتمام قصہ بازراں — کایں سخن پایاں ندارد پہلواں
قصہ کو پورا کرنے کی جانب چل — اے پہلوان اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

مراجعت کردن پہلوان از موصل بجانب مصر و
پہلوان کا موصل سے ، مصر کی جانب واپس ہونا اور راستہ

صحبت اودر راہ با کنیزک
میں اس کا لونڈی سے ہمبستر ہونا

بازگشت از موصل و میشد براہ — تا فرود آمد بہ بیشہ و مرجگاہ
وہ موصل سے لوٹا اور راستہ پر روانہ ہوا — یہاں تک کہ اس نے جنگل اور چراگاہ میں پڑاؤ کیا

آتش عشقش فروزاں آں چناں — کہ ندانست اوزمیں از آسماں
اس کے عشق کی آگ اس طرح بھڑک رہی تھی — کہ وہ زمین اور آسمان میں فرق نہ کر سکتا تھا

قصد آں مہ کرد اندر خیمہ او — عقل کو و از خلیفہ خوف کو
اس نے خیمہ میں چاند کا قصد کیا — عقل کہاں تھی (اور) خلیفہ کا ڈر کہاں؟

چوں ۳ زند شہوت دریں وادی شرار — عقل را سوزد دراں شعلہ چو خار
جب شہوت اس میدان میں آگ لگا دیتی ہے — عقل کو کانٹے کی طرح اس شعلے میں جلا دیتی ہے

چوں زند شہوت دریں وادی دہل — چیست عقل تو فجل ابن الفجل
جب شہوت اس میدان میں ڈھول بجا دیتی ہے — تو اے ذلیل، ذلیل کے بیٹے! تیری عقل کیا ہے؟

صد خلیفہ گشتہ کمتر از مگس — پیش چشم آتشینش آں نفس
سینکڑوں خلیفہ مکھی سے کم بن گئے — اس وقت اس کی شعلہ بار آنکھوں کے سامنے

---

۱ ہیچ کس۔ یہ خرابی اس لئے آئی کہ شاہ مصر نے پہلوان کو لونڈی کا محرم بنایا۔ آتشے۔ یا آگ صرف اللہ تعالیٰ کا آب رحمت بجھا سکتا ہے۔ یوسف۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کو بچا لیا۔ معتصم۔ معصوم۔ رہق۔ بلوغ کا زمانہ شیراں۔ حضرت یوسف شیر مردوں کی طرح زلیخا سے بچ نکلے۔
۲ نفس۔ نفس کو کسی شیخ کے مشورے سے مغلوب کیا جا سکتا ہے۔ بازگشت۔ پہلوان لونڈی کو لے کر موصل سے چلا تو ایک جنگل اور چراگاہ تو ایک جنگل اور چراگاہ میں اس کا پڑاؤ ہوا۔ آتش۔ اس کے عشق کی آگ اس قدر بھڑکی ہوئی تھی کہ وہ اندھا ہو رہا تھا۔ قصد آں۔ وہ عشق سے مجبور ہو کر لونڈی کے خیمہ میں گھس گیا۔ اب نہ اس میں عقل تھی۔ نہ خلیفہ کا ڈر۔
۳ چوں زند۔ جب شہوت آگ لگاتی ہے تو عقل خس و خاشاک کی طرح جل جاتی ہے۔ فجل۔ ذلیل۔ صد خلیفہ۔ شاہ مصر کیا سینکڑوں شاہ اس کی نظر میں مکھی سے کم تھے۔

چوں بروں انداخت شلوار و نشست — درمیانِ پائے زن آں زن[۱] پرست

جب پاجامہ اتار دیا اور بیٹھ گیا — وہ عورت پرست عورت کی ٹانگوں کے درمیان

چوں ذکر سوئے مقر[۱] میرفت راست — رستخیز و غلغل از لشکر بخواست

جب ذکر سیدھا ٹھکانہ کی طرف گیا — قیامت اور شور و غل لشکر سے اٹھا

برجہید اُو کون[۱] برہنہ سوئے صف — ذوالفقار[۱] ہمچو آتش اُو بکف

وہ ننگا صف کی جانب دوڑا — آگ جیسی تلوار ہاتھ میں لئے

دید[۱] شیر نرسیہ از نیستاں — برزدہ بر قلبِ لشکر ناگہاں

اس نے دیکھا کالے نر شیر نے جنگل سے — اچانک وسط لشکر پر حملہ کر دیا ہے

تازیاں[۱] چوں دیو در جوش آمدہ — صد طویلہ[۱] و خیمہ اندر ہمزدہ

عربی گھوڑے دیو کی طرح جوش میں آئے ہیں — سینکڑوں پچھاڑیاں اور خیمے درہم برہم کر دیے

شیر نر گنبد ہمیکرد از لغز[۱] — در ہوا چوں موج دریا بیست گز

نر شیر حملے کے لئے جست لگا رہا تھا — فضا میں بیس گز دریا کی موج کی طرح

پہلواں مردانہ بود و بے حذر — پیشِ شیر آمد چو شیرِ مست نر

پہلوان بہادر تھا اور بغیر خوف — مست نر شیر کی طرح شیر کے سامنے آ گیا

زد[۲] بشمشیر و سرش را بر شگافت — زود سوئے خیمۂ مہ رو شتافت

تلوار ماری اور اس کا سر پھاڑ دیا — حسینہ کے خیمہ کی طرف جلد دوڑ گیا

چونکہ خود را او بداں حورا نمود — مردی او ہمچناں بر پائے بود

جب اس نے اپنے آپ کو اس حور کو دکھایا — اس کی مردی اسی طرح قائم تھی

با چناں شیرے بچالش[۳] گشتہ جفت — مردی او ماند بر پائی و نخفت

ایسے شیر سے مقابلہ میں مشغول ہوا — اس کی مردانگی قائم رہی اور نہ سوئی

آں بت شیریں لقائے ماہرو — در عجب درماند از مردی او

وہ بت شیریں دیدار چاند سے مکھڑے والی — اس کی مردی سے تعجب میں پڑ گئی

جفت شد با او بشہوت آں زماں — متحد گشتند حالی آں دو جاں

وہ فوراً شہوت سے اس سے جڑ گئی — فوراً وہ دو جانیں ایک ہو گئیں

ز اتصالِ ایں دو جاں با ہمدگر — میرسد از غیب شاں جانِ دگر

ان دونوں جانوں سے ایک دوسرے کی پیوستگی سے — غیب سے ایک دوسری جان آتی ہے

---

۱ زن پرست۔ یعنی پہلوان۔ مقر۔ یعنی لونڈی کی شرمگاہ۔ کون برہنہ۔ یعنی اسی حالت میں جس میں وہ لونڈی سے مصروف تھا۔ ذوالفقار۔ عمدہ تلوار۔ دید۔ اس پہلوان نے دیکھا کہ ایک کالا نر شیر لشکر کے درمیانی حصہ پر حملہ آور ہے۔ تازیاں۔ عربی گھوڑے۔ طویلہ۔ پچھاڑی اصطبل۔ گنبد ہمی کرد۔ چھلانگ لگا رہا تھا۔ لغز۔ لغزیدن بمعنی خزیدن۔

۲ زد۔ پہلوان نے شیر پر تلوار کا وار کیا اور اس کا سر پھاڑ دیا اور بہت جلد اس لونڈی کے خیمہ میں چلا گیا چونکہ جب اس لونڈی کے پاس پہنچا تو اس کی شہوت میں کوئی کمی نہ تھی۔

۳ چالش۔ جنگی ... اس کی شہوت سرد نہ پڑی تھی وہ لونڈی اس کی مردانگی کی اس طاقت سے حیرت میں پڑ گئی۔ جفت شد۔ ہم نے اس کا فاعل پہلوان کو قرار دے کر ترجمہ کیا ہے اگر فاعل لونڈی کو قرار دیا جائے تو ترجمہ دوسرا ہوگا۔ جان دیگر۔ یعنی ہونے والا بچہ۔

رُو نماید از طریقِ زاد نے		گر نباشد از ۱؎ علوقش رہزنے

جننے کے طریق پر رونما ہوتی ہے		اگر حمل کے لئے کوئی رہزن نہ ہو

ہر کجا دو کس بمہرے یا بکیں		جمع آید ثالثے زاید یقیں

جب دو انسان محبت یا کینہ سے		جماع کرتے ہیں، یقیناً تیسرا پیدا ہوتا ہے

لیک اندر غیب زاید آں صُور		چوں رَوی آں سُو بہ بینی در نظر

لیکن عالم غیب میں وہ صورتیں جنتی ہیں		جب تو اس جانب جائیگا، آنکھ سے دیکھ لیگا

آں نتائج کز قرانات تو زاد		ہیں مگر داز ہر قرینے زود شاد

ان نتیجوں کو جو تیرے ملاپ سے پیدا ہوئے ہیں		خبردار! ہر ساتھی سے جلد خوش نہ ہو

مُنتظر میباش آں میقات ۲؎ را		صدقِ داں الحاق ذُرّیات را

تو اس وعدہ گاہ کا منتظر رہ		ذریات کے ملا دینے کو سچا سمجھ

کز عمل زائیدہ اند و از علل		ہر یکے را صورتِ نطق و کلل

کہ وہ عمل اور علتوں سے پیدا ہوئے ہیں		ہر ایک کو گویائی اور گونگے پن کی صورت حاصل ہے

بانگ شاں درمیرسد زاں خوشجمال		کاے زما غافل ہلا زُو تر تعال

ان حسینوں سے انکی آواز آرہی ہے		کہ اے ہم سے غافل! خبردار! جلد آجا

مُنتظر ۳؎ دَر غیب جانِ مَرد و زن		مُول مُولت چیست زُو تر گام زن

مرد و عورت کی جان عالم غیب میں منتظر ہے		تیرا آہستہ آہستہ چلنا کیوں ہے، جلد قدم اٹھا

راہ گم کرد اُو ازاں صبحِ دروغ		چوں مگس افتاد اندر دیگ دوغ

اس نے صبح کاذب کی وجہ سے راستہ گم کر دیا		مکھی کی طرح چھاچھ کی دیگ میں گر گیا

پشیماں شدن آں سرِ لشکر از خیانتے کہ کردہ بُود و سوگند دادن اُو آں کنیزک را کہ بخلیفہ باز نگوید آنچہ رفت

اس لشکر کے سردار کا اس خیانت سے شرمندہ ہونا جو اس نے کی تھی اور اس کا اس لونڈی کو قسم دینا کہ جو پیش آیا ہے وہ خلیفہ سے نہ کہے

چند روزے ہم براں بُد بعد ازاں		شُد پشیماں اُو ازاں جُرم گراں

وہ چند روز اسی حالت پر رہا اس کے بعد		وہ اس بھاری جرم سے شرمندہ ہوا

داد سوگندش کہ اے بدر منیر		کن حذر تا شہ نگردد زیں خبیر

اس نے اس کو قسم دی کہ اے روشن چودھویں کے چاند		احتیاط رکھنا تاکہ بادشاہ اس سے خبردار نہ ہو

۱؎ گر نباشد۔ اگر نطفہ کے استقرار سے کوئی مرض وغیرہ مانع نہ ہو۔ ہر کجا۔ جب مرد و عورت جفتی کرتے ہیں خواہ محبت سے خواہ کینہ سے تو حمل ٹھہر جاتا ہے اسی طرح دو شخص کوئی اور معاملہ کرتے ہیں یا کوئی شخص کسی عمل کے ساتھ جفت بنتا ہے تو اس کے نتائج صور معنویہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ لیک موالید صوری تو نظر آجاتے ہیں۔ لیکن یہ موالید معنوی عالم آخرت میں نظر آئیں گے۔ ہیں۔ تو اب انسان کا فرق ہے کہ اپنے اس قرین کو خوب دیکھ لے جس کے ملاپ سے نتیجہ برآمد ہوگا۔ کیھو کس قسم کا ہے۔

۲؎ میقات۔ عالم آخرت۔ الحاق ذریات۔ قرآن پاک میں ہے ہم قیامت میں مومنین کی مومن ذریت یعنی اولاد کو اس کے ساتھ کر دینگے۔ مولانا نے یہاں ذریت سے اعمال کے نتائج مراد لئے ہیں۔ عمل۔ یعنی نیک عمل۔ علل۔ یعنی برے کاموں کے اسباب۔ ہر یکے۔ آخرت میں عمل گویا بنے گا۔ شاں۔ یعنی ان کے [illegible]۔ خوش جمال۔ یعنی اعمال کے نتائج۔

۳؎ منتظر۔ عالم غیب میں جو تمھیں کے اعمال ان کے منتظر ہیں۔ جان۔ یعنی نتیجہ عمل۔ راہ گم کرد۔ یہ شعر پہلوان سے متعلق ہے کہ اس نے غلطی کی اور نقصان اٹھایا۔ صبح دروغ۔ صبح کاذب جس سے دھوکہ کھا کر مسافر چل پڑتے ہیں اور لٹ جاتے ہیں۔ خیانتے۔ لونڈی کے ساتھ ہمبستری جرم جو اس نے لونڈی سے ساتھ کیا تھا۔ پہلوان نے لونڈی کو قسم دی کہ یہ [illegible] کا واقعہ شاہ مصر سے نہ کہنا ورنہ پہلوان جیسے باہمر۔

داد سوگندش کہ اے خورشید رُو
اس نے اس کو قسم دی کہ اے سورج جیسے چہرے والی

با خلیفہ زانچہ شد رمزے ١ مگو
جو کچھ ہوا خلیفہ سے اس کا اشارہ نہ کرنا

مختصر گویم بِبُرد آں پہلواں
میں مختصر بتاتا ہوں وہ پہلوان لے گیا

مر کنیزک را سُوئے شاہِ جہاں
شاہ جہاں کی جانب لونڈی کو

چوں بدید اُورا خلیفہ مست گشت
جب خلیفہ نے اس کو دیکھا مست ہو گیا

پس زبام افتاد اُورا نیز طشت
تو اس کا طشت بھی بالا خانے سے گر گیا

دید صد چندانکہ وصف اشنیدہ بُود
جو تعریف اس نے سنی تھی اس کو سو گنا دیکھا

کے بُوَد خود دیدہ مانند شنُود
دیکھا ہوا سنے ہوئے کی برابر کب ہوتا ہے

وصف تصویرست بہرِ چشم ہوش
تعریف ہوش کی آنکھ کے لئے تصویر کھینچتا ہے

صورت آن چشم واں نے آن گوش
صورت آنکھ کی ملکیت سمجھ نہ کہ کان کی

یک ٢ مثالے گویم اکنوں گوش دار
میں ایک مثال کہتا ہوں، اب سن

فہم کُن امثالِ معنیٰ ہوش دار
مثالوں کا مطلب سمجھ، ہوش کر

حکایت

حکایت

کرد مردے از سخندانے سوال
ایک شخص نے ایک سخندان سے دریافت کیا

حق و باطل چیست اے نیکو مقال
اے خوش بیان! حق اور باطل کیا ہے؟

گوش را بگرفت و گفت ایں باطل ست
اس نے (اپنا) کان پکڑا اور کہا یہ باطل ہے

چشم حقست و یقینش حاصل ست
آنکھ حق ہے کہ اس کو یقین حاصل ہے

آں ٣ بہ نسبت باطل آمد پیش ایں
کان آنکھ کے مقابلہ میں نسبتاً باطل ہے

نسبت ست اغلب سخنہا اے امیں
اے امین! اکثر باتوں میں نسبت ہے

ز آفتاب ار کرد خفاش احتجاب
اگر چمگادڑ نے سورج سے پردہ کر لیا ہے

نیست محجوب از خیالے آفتاب
سورج خیال سے پردے میں نہیں ہے

خوف اُورا خود خیالش میدہد
روشنی کا ڈر اس کو خود اس سورج کا خیال دے رہا ہے

آں خیالش سُوئے ظُلمت میکشد
وہ خیال اس کو تاریکی کی جانب کھینچ رہا ہے

آں خیالِ نُوری ترسانَدش
روشنی کا خیال اس کو ڈرا رہا ہے

بر شبِ ظلمات می چفسانَدش
تاریکیوں کی رات سے اس کو چپٹا رہا ہے

١ رمزے۔ کوئی اشارہ۔ بام۔ زبام۔ یعنی لڑکی کے عشق میں بدنام ہو گیا۔ کے بود۔ شنیدہ کے بُود مانند دیدہ۔ وصف۔ کسی چیز کے اوصاف سننے سے اس کی تصویر ذہن میں پیدا ہوتی ہے اور اس کی صورت آنکھ سے نظر آتی ہے۔

٢ یک مثالے۔ اس مثال اور حکایت سے یہی سمجھایا ہے کہ اہل شنید کا رتبہ اہل دید سے کمتر ہے۔ کرد۔ ایک صاحب نے ایک صاحب سے حق اور باطل کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا۔ گوش۔ اس نے اپنا کان پکڑ کر بتایا کہ اس کے ذریعہ جو علم حاصل ہو وہ باطل ہے آنکھ کے ذریعہ جو علم ہوتا ہے وہ صحیح اور یقینی ہوتا ہے۔

٣ آں بہ نسبت۔ ہم نے سنی ہوئی بات کو دیکھی ہوئی کے مقابلہ میں جو باطل کہا ہے وہ کثرت کے اعتبار سے ہے یعنی اکثر یہی صورت ہوتی ہے ز آفتاب۔ ورنہ چمگادڑ کو سورج کا علم مشاہدہ سے اگرچہ حاصل نہیں ہے لیکن وہ پھر بھی درست اور صحیح ہے۔ خوف۔ روشنی کا خوف اس کو سورج کا خیال دلاتا ہے اور وہ خیال اس کو تاریکی میں لے جاتا ہے۔

از خیالِ ۱ دشمن و تصویرِ اُوست — کہ تو بر چفسیدہ بُر یار و دوست

دشمن کے خیال اور اس کی تصویر کی وجہ سے ہے — کہ تو یار اور دوست سے چمٹا ہوا ہے

موسیا کشف لمع بر کُہ فراشت — آں مخیّل تابِ تحقیقت نداشت

اے موسیٰ! تجلی کا کشف پہاڑ پر پڑا — وہ خیال کرنے والا آپ کی تحقیق کی طاقت نہیں رکھتا ہے

ہیں مشو غرہ بداں کہ قابلی — مر خیالش راوزیں رہ و اصلی

خبردار! تو اس میں دھوکا نہ کھا کہ تو قبول کرنیوالا ہے — اس کے خیال کو اور تو اس راہ سے واصل بحق ہے

از خیالِ ۲ حرب نہرا سید کس — لا شجاعۃ قبل حرب ایں داں و بس

جنگ کے خیال سے کوئی خوفزدہ نہیں ہوتا — جنگ سے پہلے شجاعت نہیں ہے اس کو سمجھ لے اور بس

بر خیالِ حرب حیز اندر فکر — میکند چوں رستماں صد کر و فر

نامرد، لڑائی کے خیال سے فکر میں — رستموں کی طرح سینکڑوں کر و فر کرتا ہے

نقشِ رستم کاں بحمامے بُود — قرن حملہ فکر ہر خامے بُود

رستم کی تصویر جو کسی حمام میں ہوتی ہے — ہر ناقص کے فکر کے حملہ کی حریف ہو سکتی ہے

ایں خیالِ سمع چوں مُبصر شود — حیز چہ بود رستمے مُضطر شود

جب کان کا یہ خیال دیکھے ہونے کی طرح ہو جائے — نامرد کیا ہوتا ہے ایک رستم بھی مجبور ہو جاتا ہے

جہد ۳ کن کز گوش در چشمت رود — آنچہ آں باطل بُدست آں حق شود

تو کوشش کر کہ وہ کان تیری آنکھ میں آجائے — جو باطل نظر آتا تھا وہ حق ہو جائے

زاں سپس گوشت شود ہم طبعِ چشم — گوہرے گردد دو گوشت ہمچو یشم

اسکے بعد تیرا کان بھی آنکھ کا ہم مزاج بن جائیگا — تیرے یشم جیسے دونوں کان گوہر بن جائیں گے

بلکہ جُملہ تن چو آئینہ شود — جُملہ چم و گوہرِ سینہ شود

بلکہ پورا جسم آئینہ کی طرح ہو جائے گا — سب آنکھ اور سینہ کا جوہر ہو جائے گا

گوش انگیزد خیال واں خیال — ہست دلالہ وصالِ آں جمال

کان ایک خیال پیدا کرتا ہے اور وہ خیال — اس حسن کے وصال کی مشاطہ بن جاتا ہے

جُہد کن تا ایں خیال افزوں شود — تا دلالہ رہبرِ مجنوں شود

کوشش کر تاکہ یہ خیال بڑھے — تاکہ مجنوں کے لئے مشاطہ رہبر بنجائے

---

۱ از خیال۔ دشمن کا خیال اور تصور انسان کو دوست پیدا کرنے اور ان سے ملنے پر مجبور کرتا ہے۔ موسیا۔ حضرت موسیٰ کو مشاہدہ کے درجہ کا علم تھا کوہ طور کو اس درجہ کا علم نہ تھا لیکن پھر بھی وہ پہاڑ پر مؤثر ہوا۔ لمع۔ چمک تجلی۔ کہ۔ کوہ۔ مخیل۔ یعنی پہاڑ جس کو مشاہدہ حاصل نہ تھا صرف خیال حاصل تھا۔ ہیں۔ لیکن انسان کو حق تعالیٰ خیال پر اکتفا نہ کرنا چاہیے وہ محض خیال سے واصل بحق نہ ہوگا۔

۲ از خیال۔ لڑائی کا محض خیال اور تصور کوئی چیز نہیں ہے بلکہ مشاہدہ اصل ہے۔ حیز۔ مخنث اور بزدل بھی خیالی لڑائی میں بہت کروفر دکھاتا ہے۔ نقش۔ رستم کی خیالی تصویر سے تو ہیجڑا حریف بنتا ہے۔ ایں۔ خیال۔ خیال بیکار ہے لیکن اگر خیال، مشاہدہ کے درجے میں آجائے تو پھر مفید ہو جاتا ہے۔

۳ جہد کن۔ انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس کا مسموع مشہود بن جائے اور اس میں کسی باطل کا احتمال نہ رہے۔ زاں۔ سپس۔ اس کے بعد کان آنکھ کا رتبہ حاصل کریگا۔ یشم۔ معمولی پتھر ہے یعنی کان جو کم قیمت چیز ہے اب وہ گوہر بیش قیمت بن جائیگا۔ بلکہ۔ کوشش سے صرف کان ہی نہیں تمام جسم آنکھ کا رتبہ حاصل کرے گا۔ گوہر سینہ۔ یعنی دل۔ گوش۔ حسن کی بات سن کر انسان وصال محبوب تک پہنچ جاتا ہے۔ ایں خیال۔ سننے سے جو خیال پیدا ہوا ہے اس کو وصال کا راہبر بنالے۔

آں خلیفہ[1] گول ہم یک چند نیز ریش گاوی کرد خوش باآں کنیز
اس احمق خلیفہ نے بھی کچھ دن اس لڑکی کے ساتھ حماقت برتی

مُلک راتو مُلک غرب و شرق گیر چوں نمی ماند تو آں را برق گیر
تو سلطنت کو مغرب اور مشرق کی سلطنت فرض کر لے جبکہ وہ باقی نہیں رہتی تو اس کو بجلی کی کوند سمجھ

مملکت کاں می نماند جاوداں اے دلت خفتہ تو آں را خواب داں
وہ سلطنت جو ہمیشہ نہ رہے اے کہ تیرا دل سویا ہوا ہے تو اس کو خواب سمجھ

تا چہ خواہی کرد آں بادِ بروت کہ بگیرد ہم چو جلادے گلوت
تو اس غرور کا کیا کرے گا؟ جو جلاد کی طرح تیرا گلا پکڑ لے

ہم دریں[2] عالم بداں کے مامنے ست از منافق کم شنو کہ گفت نیست
اسی دنیا میں جان لے کہ امن کی جگہ ہے منافق سے نہ سن جس نے کہا کہ نہیں ہے

حُجت منکرانِ آخرت و بیانِ ضعفِ آں حُجت

آخرت کے منکروں کی دلیل اور اس دلیل کی کمزوری کا بیان

حُجتش ایں ست و گوید ہر دمے گر بُدے چیزے دگر من دیدمے
اس کی یہ دلیل ہے اور ہر وقت کہتا ہے اگر کوئی اور چیز ہوتی تو مجھے نظر آتی

گر نہ بیند کودکے احوالِ عقل عاقلے ہرگز کند از عقل نقل
اگر کوئی بچہ عقل کے احوال نہیں دیکھتا ہے تو عقلمند کبھی عقل کو ترک کرے گا

ورنہ[3] بیند عاقلے احوالِ عشق کم نگردد ماہِ نیکو فالِ عشق
اگر کوئی عقلمند عشق کے احوال نہیں دیکھتا ہے تو عشق کا نیک فال چاند نہیں گھٹتا ہے

حُسنِ یوسفؑ دیدۂ اخواں ندید از دلِ یعقوبؑ کے شد ناپدید
یوسفؑ کے حسن کو بھائیوں کی آنکھ نے نہ دیکھا حضرت یعقوبؑ کے دل سے کب مٹا؟

مر عصا را چشمِ موسیٰ چوب دید چشمِ قبطی افعی و آشوب دید
حضرت موسیٰ کی آنکھ نے عصا کو لکڑی دیکھا قبطی کی آنکھ نے اس کو اژدھا اور مصیبت دیکھا

چشمِ سِرّ با چشمِ سر در جنگ بود غالب آمد چشمِ سِرّ حُجت نمود
باطن کی آنکھ سر کی آنکھ سے جنگ میں تھی باطن کی آنکھ غالب ہو گئی، ثبوت پیش کر دیا

[1] آں خلیفہ۔ شاہ مصر بھی اس لڑکی سے احمقانہ عشق کرنے لگا۔ ملک۔ یہ اس کی خرمستی سلطنت کی وجہ سے تھی سلطنت خواہ مشرق و مغرب کی ہو وہ بجلی کی کوند سے زیادہ نہیں ہے۔ مملکت۔ انسان جس کو سلطنت سمجھتا ہے اس کی حقیقت خواب سے زیادہ نہیں ہے۔ تاچہ۔ یہ سلطنت کا گھمنڈ انسان کے لئے جلاد کا کام کرتا ہے۔

[2] ہم دریں۔ عالم۔ اس دنیا کو اور اس کی سلطنت کو امن کی جگہ نہ سمجھ، امن کی جگہ عالم آخرت ہے۔ حجتش۔ عالم آخرت کے منکر کی دلیل یہ ہے کہ اگر عالم آخرت ہوتا تو میں اس کو دیکھ سکتا۔ گر نہ بیند۔ لیکن کسی کے نہ دیکھ سکنے سے اس چیز کا انکار کیسے ہو سکتا ہے۔ بچہ عقل کے احوال کو نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن عقلمند تو اس کا انکار نہ کرے گا۔

[3] ورنہ بیند۔ اگر کوئی صاحب عقل عشق کے احوال نہیں دیکھ سکتا ہے تو اس کے نہ دیکھنے سے عشق میں کوئی زوال نہیں آتا ہے حسن یوسف کا حسن بھائیوں کو نظر نہ آیا تو اس سے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مر عصا۔ حضرت موسیٰ ابتداءً عصا کی حقیقت نہ دیکھ سکے لیکن اس کا وجود تھا تب ہی قبطی نے اس کو دیکھ لیا۔ چشم۔ سر۔ باطنی آنکھ اور ظاہری آنکھ میں اختلاف تھا باطنی آنکھ نے دلیل پیش کر دی اور حقیقت واضح ہو گئی۔

چشمِ[1] موسیٰ دستِ خود را دست دید　　پیشِ چشمِ غیب نورے بُد پدید

حضرت موسیٰ کی آنکھ نے اپنے ہاتھ کو ہاتھ دیکھا　　غیب کی آنکھ کے سامنے ایک نور ظاہر تھا

ایں سخن پایاں ندارد ہر کمال　　پیشِ ہر محروم باشد چوں خیال

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، ہر کمال　　ہر محروم کے سامنے خیال کی طرح ہوتا ہے

چوں حقیقت پیشِ اُو فرج و گلوست　　کم بیاں کُن پیشِ اُو اسرارِ دوست

جبکہ اس کے سامنے حقیقت شرمگاہ اور حلق ہے　　دوست کے راز اس کے سامنے بیان نہ کر

پیشِ ما فرج و گلو باشد خیال　　لا جرم ہر دم نماید جاں جمال

ہمارے سامنے شرمگاہ اور حلق خیال ہے　　لا محالہ جان ہر وقت جمال دکھاتی ہے

ہر کرا فرج و گلو آئین و خوست　　آں لکم دینٌ[2] ولی دینٌ بہرِ اوست

جس شخص کا طریقہ اور عادت شرمگاہ اور حلق ہے　　تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین اس کے لئے ہے

با چناں انکار کوتہ کُن سخن　　احمد اکم گوے با گبرِ کہن

ایسے انکار کے ہوتے ہوئے بات مختصر کر　　اے احمد! پرانے کافر سے بات نہ کر

آمدنِ آں خلیفہ نزدِ آں خوبرو از برائے جماع

ہمبستری کے لئے خلیفہ کا اس حسینہ کے پاس آنا

آں خلیفہ کرد رائِ اجتماع　　سُوی آں زن رفت از بہرِ جماع

خلیفہ نے اکٹھا ہونے کی سوچی　　ہمبستری کے لئے اس لونڈی کے پاس گیا

ذکرِ اُو کرد و ذکر بر پای کرد　　قصدِ خفت و خیز مہر افزای کرد

اس کی یاد کی اور عضو تناسل کو کھڑا کیا　　اس محبت بڑھانے والی کے ساتھ سونے اور جاگنے کا ارادہ کیا

چوں[3] میانِ پای آں خاتوں نشست　　پس قضا آمد رہِ عیشش بہ بست

جب اس خاتون کے پیروں کے بیچ میں بیٹھا　　تو تقدیر آ پہنچی اس کے عیش کا دروازہ بند کر دیا

خشت خشتِ موش در گوشش رسید　　خفت کیرش شہوتش کُلّی رمید

اس کے کان میں چوہے کی کھٹ کھٹ آئی　　اس کا آلہ تناسل سو گیا، اس کی شہوت بالکلیہ بھاگ گئی

وہم آں کز مار باشد ایں صریر　　کہ ہمی جنبد بہ تندی از حصیر

یہ وہم ہوا کہ یہ آواز سانپ کی ہو گی　　جو تیزی سے چٹائی میں سے حرکت کر رہا ہے

خندہ گرفتنِ آں کنیزک را از ضُعفِ شہوتِ خلیفہ و قوّت

اس سردار کی شہوت کی طاقت اور خلیفہ کی شہوت کی کمزوری پر لونڈی کو ہنسی پڑنا

---

[1] چشمِ موسیٰ۔ ایک ہی چیز ایک کے لئے خیالی ہے دوسرے کے لئے یقینی ایں۔ سخن۔ ایک ہی چیز کی مختلف نگاہوں میں مختلف حیثیت کا بیان۔ فرج و گلو۔ جو شخص پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت کو ہی حقیقت سمجھے اس کو اسرار کی باتیں سنانا بیکار ہے۔ پیشِ ما۔ جو لوگ پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت سے بری ہیں ان کو نورِ باطن حاصل ہوتا ہے۔

[2] لکم دینکم۔ سورۃ الکافرون میں آنحضور کو خطاب ہے کہ ان کافروں سے کہہ دیجئے تمہارے لئے تمہارا دین ہے میرے لئے میرا دین ہے۔ با چناں۔ آنحضور سے کہہ دیا گیا کہ ان سے بات نہ کیجئے۔

[3] چوں۔ جب بالکل تیار ہو گیا تو قضا نے راہ روک دی اور ایک چوہے کی کھٹ کھٹ کی آواز آئی جس سے وہ خوفزدہ ہو گیا اور اس کی شہوت ختم ہو گئی۔ وہم۔ اس چوہے کی کھٹ کھٹ کے بارے میں اس کو یہ خیال آیا کہ یہ سانپ کے چلنے کی آواز ہے جو بستر کے نیچے ہے۔ خندہ۔ شاہِ مصر کی نامردی اور پہلوان کی مردانگی کو یاد کر کے لونڈی ہنسنے لگی۔

شہوتِ آں امیرو فہم کردن آں خلیفہ خندۂ کنیزک را

اور لونڈی کے ہنسنے کو خلیفہ کا سمجھ جانا

زن بدید آں سستیِ اُوازشگفت — آمدا اندر قہقہہ خندش گرفت
عورت نے حیرانی سے اس کی سستی کو دیکھا — وہ قہقہہ مارنے لگی اس پر ہنسی طاری ہو گئی

یادش آمد مردیِ آں پہلواں — کہ بکُشت اُوشیر واَندامش چُناں
اس کو اس پہلوان کی مردانگی یاد آ گئی — کہ اس نے شیر کو مار ڈالا اور اس کا عضو اسی طرح رہا

غالب آمد خندۂ زن شُدد راز — جہد میکرود نمی شُد لَب فراز
عورت کی ہنسی غالب آ گئی، لمبی ہو گئی — وہ کوشش کرتی تھی اور ہونٹ بند نہ ہوتا تھا

سخت[1] امی خندید ہمچوں بنگیاں — غالب آمد خندہ بر سُود و زیاں
وہ بھنگڑوں کی طرح بہت ہنسی — نفع اور نقصان پر ہنسی غالب آ گئی

ہرچہ اندیشید خندہ می فزود — ہمچو بندِ سیلِ ناگاہاں کشود
جتنا بھی سوچتی ہنسی بڑھتی تھی — بہاؤ کے بند کی طرح جو اچانک کھل گیا ہو

گریہ و خندہ غم و شادیِ دل — ہریکے رامعد نے داں مستقِل
رونا اور ہنسنا، دل کی خوشی اور غم — ہر ایک کو مستقل کان سمجھ

ہریکے را مخزن و مفتاحِ آں — اے برادر در کفِ فتّاح داں
ہر ایک کا خزانہ ہے اور اس کی کنجی — اے بھائی! کھولنے والے خدا کے ہاتھ میں سمجھ

ہیچ ساکن می نشدُ آں خندہ زُو — پس خلیفہ تیرہ گشت و تُند خُو
اس کی ہنسی کسی طرح نہ تھمتی تھی — تو خلیفہ ناراض اور غضبناک ہو گیا

زود[2] شمشیراز نغلافش بر کشید — گفت سِرِّ خندہ واگو اے پلید
اس نے فوراً غلاف میں سے تلوار سونت لی — کہنے لگا اے ناپاک! ہنسی کا راز بتا

دردلم زیں خندہ ظنّی او فتاد — راستی گو عشوہ نتوانیم داد
اس ہنسی سے میرے دل میں بدگمانی پیدا ہوئی ہے — سچ بتا دے تو مجھے فریب نہیں دے سکتی ہے

ور خلافِ راستی بفریبیم — یا بہانہ چرب آری تو برم
اگر تو سچائی کے خلاف مجھے فریب دے گی — یا میرے سامنے چکنا چپڑا بہانہ لائے گی

من بدانم دردلِ من روشنی ست — بایدت گفتن ہرانچہ گفتنی ست
میں سمجھ جاؤں گا میرے دل میں روشنی ہے — تجھے کہنے کے لائق بات کہہ دینی چاہیے

---

[1] سخت۔ اس کو ایسی ہنسی چھوٹی جیسی بھنگڑوں کو چھوٹتی ہے اور اس ہنسی میں اس کو یہ خیال بھی نہ رہا کہ بادشاہ کی ناگواری اس کو نقصان پہنچا دے گی۔ یہ دخندہ۔ ہنسی اور رونے کے خزانے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ ھو اضحک وابکا وہی ہنساتا ہے وہی رلاتا ہے

[2] زُود۔ لونڈی کی بے تحاشا ہنسی پر شاہ کو غصہ آ گیا اور تلوار سونت لی اور کہنے لگا ہنسی کا راز صحیح بتا دے غلط بات سے تو مجھے مطمئن نہ کر سکے گی میرے دل میں عقل کی روشنی ہے۔

در دلِ شاہاں تو ماہے واں سطبر | گرچہ گہہ گہہ شُد ز غفلت زیرِ ابر
تو بادشاہوں کے دل میں ایک بڑا چاند سمجھ | اگرچہ وہ کبھی کبھی غفلت کی وجہ سے ابر کے نیچے آ جاتا ہے

یک چراغے ہست در دل وقتِ گشت | وقتِ خشم و حرص آید زیرِ طشت
چلنے پھرنے کے وقت دل میں ایک چراغ ہے | جو غصہ اور حرص کے وقت طشت کے نیچے ہو جاتا ہے

آں فراست[1] ایں زماں یارِ من ست | گر نگوئی آنچہ حقِ گفتن ست
اس وقت وہ شناخت میری دوست ہے | اگر تو وہ نہ کہے گی جو بتانے کا حق ہے

من بدیں شمشیر بُرّم گردنت | سُود نبُود خود بہانہ کردنت
میں اس تلوار سے تیری گردن اڑا دوں گا | تیرا بہانہ کرنا کچھ مفید نہ ہو گا

ایں زماں بکشم ترا بے ہیچ شک | تیغ را کرد اُو حوالہ گفت نِک
اب میں تجھے یقیناً قتل کر دوں گا | اس نے تلوار اس کے سامنے کی کہا یہ ہے

وَر بگوئی راست آزادت کنم | حقِ یزداں نشکنم شادت کنم
اگر تو سچ کہدیگی میں تجھے آزاد کر دوں گا | خدا کی قسم نہ توڑوں گا، تجھے خوش کر دوں گا

ہفت مُصحف آں زماں بر ہم نہاد | خورد سوگند و چنیں تقریر داد
اس نے سات قرآن اوپر نیچے رکھے | قسم کھائی پھر یوں عہد کیا

فاش کردنِ آں کنیزک آں راز را با خلیفہ از بیم زخمِ شمشیر و

تلوار کے زخم سے ڈر کر اس لونڈی کا خلیفہ سے راز فاش کر دینا

اِکراہ خلیفہ کہ راست بگو سبب ایں خندہ را و گرنہ بکشمت

اور خلیفہ کا مجبور کرنا کہ اس ہنسی کا سبب سچ بتا ورنہ میں تجھے مار ڈالوں گا

زن[2] چو عاجز شُد بگفت احوال را | مردیٔ آں رستمِ صد زال را
عورت جب عاجز آ گئی اس نے حالات بتا دیئے | سینکڑوں زال والے رستم کی مردانگی سے

شرحِ آں گردک کہ اندر راہ بُود | یک بیک با آں خلیفہ وانمُود
اس خیمہ کی تفصیل جو راستہ میں تھا | وہ اس نے ایک ایک کر کے خلیفہ پر کھولدی

شیر کُشتن سُوئے خیمہ آمدن | واں ذکر قائم چو شاخِ کرگدن
شیر کا قتل کرنا خیمہ میں آنا | اور اس کے ذکر کا گینڈے کے سینگ کی طرح کھڑا ہونا

اُو بداں قوّت کہ از شیر شکار | ہیچ تغیرش نشُد بُد بر قرار
اور اس طاقت کے ساتھ کہ شکاری شیر سے | اس میں کوئی تغیر نہ ہوا برقرار تھا

[1] آں فراست۔ وہ نور اور روشنی اس وقت میرے ساتھ ہے اگر تو صحیح بات نہ کہے گی میں فوراً سمجھ جاؤں گا اور تجھے مار ڈالوں گا اور یہ کہہ کر تلوار اس کے سامنے کر دی اور سات قرآن اوپر نیچے رکھ کر قسم کھائی کہ اگر تو سچ بتا دیگی تو تجھے آزاد کر دوں گا۔

[2] زن۔ لونڈی جب عاجز آ گئی تو اس نے پہلوان کا سارا قصہ سنا دیا اور کہا کہ اس نے شیر کو بھی قتل کیا اور پھر خیمہ میں واپس آیا اور اس کی شہوت میں کوئی کمی نہ آئی تھی۔

تو بدیں ا۱ ستی کہ چوں کردی بگوش　　زشت زشت موشکے رفتی زہوش
تو اس سستی میں کہ جب تو نے سنی　　چھیا کی گھٹ گھٹ بے ہوش ہو گیا

من چو دیدم از تو ایں وا زوے آں　　زاں سبب خندیدم اے شاہ جہاں
میں نے جب تجھ سے یہ دیکھا اور اس سے وہ　　اے شاہ جہاں! میں اس سبب سے ہنسی

راز ہا را میکند حق آشکار　　چوں بخواہد رست تخم بد مکار
اللہ تعالیٰ بھیدوں کو ظاہر کر دیتا ہے　　جبکہ اگ کر رہے گا، برا بیج نہ بو

آب و ابرو آتش و ایں آفتاب　　رازہا رامی برارند از تراب
پانی اور ابر اور گرمی اور یہ سورج　　مٹی سے بھیدوں کو برآمد کر دیتے ہیں

ایں بہار نوز بعد برگ ریز　　ہست برہان وجود رستخیز
یہ نئی بہار، پت جھڑ کے بعد　　قیامت کے وجود پر دلیل ہے

در۲ بہاراں سرہا پیدا شود　　ہر چہ خوردست ایں زمیں رسوا شود
بہاروں میں راز ظاہر ہو جاتے ہیں　　اس زمین نے جو کھایا ہے ظاہر ہو جاتا ہے

بر دمد آں از دہان و از لبش　　تا پدید آید ضمیر و مذہبش
اس کے ہونٹ اور منہ سے وہ اگ پڑتا ہے　　یہاں تک کہ اس کا مذہب اور ضمیر ظاہر ہو جاتا ہے

سر بیخ ہر درختے و خورش　　جملگی پیدا شود آں بر سرش
ہر درخت کی جڑ کا راز اور اس کی خوراک　　سب اس کے سر پر پیدا ہو جاتا ہے

ہر غمے کز وے تو دل آزردۂ　　از خمار مے بود کاں خوردۂ
ہر وہ غم جس سے تو دل آزردہ ہے　　اس شراب کا خمار ہوتا ہے جو تو نے پی ہے

لیک۳ کے دانی کہ آں رنج خمار　　از کدامیں مے برآمد آشکار
لیکن تو کب جان سکتا ہے کہ خمار کی تکلیف　　کونسی شراب سے ظاہر ہوئی ہے؟

ایں خمار اشگوفۂ آں دانہ ست　　آں شناسد کآگہ و فرزانہ است
یہ خمار اس دانہ کا شگوفہ ہے　　وہ جانتا ہے جو آگاہ اور ذہین ہے

شاخ وا شگوفہ نماند دانہ را　　نطفہ کے ماند تن مردانہ را
شاخ اور شگوفہ دانہ کے مشابہ نہیں ہوتے　　نطفہ انسانی جسم کے مشابہ کب ہے؟

نیست مانند ہیولا با اثر　　دانہ کے مانند آید با شجر
مادہ نتیجہ کے مشابہ نہیں ہے　　دانہ، درخت کے مشابہ کب ہوا ہے؟

---

۱ تو بدیں۔ سستی۔ لونڈی نے کہا لیکن تیری یہ حالت ہے کہ چوہے کی گھٹ گھٹ سے شہوت کا فور ہو گئی میرے ہنسنے کا یہ سبب ہے۔ رازہا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ہر راز ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ لہٰذا بدی کا بیج نہ بونا چاہیے اس لئے کہ وہ اُگے گا۔ آب۔ پانی گرمی اور سورج زمین میں چھپے راز ظاہر کر دیتے ہیں۔ اور زمین کی ہر پوشیدہ چیز اگ آتی ہے۔ ایں بہار۔ موسم بہار میں اجڑے ہوئے چمن پھر زندگی حاصل کر لیتے ہیں جو حشر نشر کے لئے ایک دلیل ہے۔

۲ در بہاراں۔ موسم۔ بہار میں زمین سے ہر وہ بیج اگ پڑتا ہے جو زمین میں چھپا ہوا تھا اور اس سے اس بیج کی حقیقت کھل جاتی ہے بر سرش۔ یعنی پھلوں کی صورت میں۔ ہر غمے۔ انسان پر جو مصیبت آتی ہے وہ اس کے کسی عمل کا اثر ہوتی ہے۔

۳ لیک۔ لیکن انسان یہ نہیں سمجھ سکتا ہے کہ یہ تکلیف اور رنج کس گناہ کا نتیجہ ہے ایں خمار۔ اہل باطن یہ سمجھ لیتے ہیں۔ شاخ گناہ اور اس کے ثمرہ میں کوئی ظاہری مشابہت نہیں ہوتی ہے۔ جس طرح بیج اور پھل ہیں۔ نطفہ۔ منی سے بچہ پیدا ہوتا ہے لیکن بچہ اور منی میں مشابہت نہیں ہے۔ ہیولا۔ مادہ۔ اثر جو چیز مادہ سے بنی ہے۔

نطفہ[۱] از نانست کے مانند بناں　　مردم از نطفہ است کے باشد چناں
نطفہ روٹی سے بنا ہے روٹی سے مشابہ کب ہے؟　　انسان نطفہ سے ہے ویسا کب ہوتا ہے؟

جنّی از نارست کے مانند بنار　　از بخارست ابر و نبود چوں بخار
جن آگ سے ہے آگ سے مشابہ کب ہے　　ابر بخار سے ہے اور بخار جیسا نہیں ہوتا ہے

از دمِ جبریل عیسیٰ شد پدید　　بصورت ہمچو او بُد نا پدید
حضرت عیسیٰ جبرئیلؑ کی پھونک سے پیدا ہوئے　　صورت کے اعتبار سے انکی طرح مخفی کب ہوئے؟

آدم[۲] از خاکست کے ماند بخاک　　ہیچ انگورے نمی ماند بتاک
حضرت آدمؑ مٹی سے ہیں مٹی کے مشابہ کب ہیں!　　کوئی انگور، انگور کے درخت کے مشابہ نہیں ہے

کے بود طاعت چو خُلد پائیدار　　کے بود دزدی بشکل پائیدار
عبادت مستقل جنت کی طرح کب ہے؟　　چوری سولی کے ستون کی شکل کی کب ہے؟

ہیچ اصلے نیست مانند اثر　　پس ندانی اصل رنج و دردِ سر
کوئی اصل نتیجہ کے مشابہ نہیں ہے　　تو تو رنج اور دردِ سر کی اصل نہیں جان سکتا

لیک بے اصلے نباشد ایں جزا　　بیگناہے کے برنجاند خدا
لیکن یہ جزا بغیر اصل کے نہیں ہوتی ہے　　خدا بے گناہ کو کب رنج دیتا ہے؟

آنچہ اصلست و کشندہ آں شئی ست　　گر نمی ماند بوے ہم از وے ست
وہ جو اصل ہے اور اس چیز کا سبب ہے　　اگرچہ اس کے مشابہ نہیں ہے تاہم اسی کے سبب سے ہے

پس بداں رنجت نتیجہ زلتے ست　　آفت ایں ضربت از شہوتیست
پس سمجھ لے کہ تیری تکلیف کسی لغزش کا نتیجہ ہے　　تیری اس چوٹ کی آفت کسی شہوت کی وجہ سے ہے

گر ندانی[۳] آں گنہ را ز اعتبار　　زو دزاری کُن طلب کُن استغفار
اگر عبرت کے لئے تو اس گناہ کو نہ پہچان سکے　　بہت جلد عاجزی کر اور معافی چاہ

سجدہ کُن صد بار میگو اے خدا　　نیست ایں غم غیرِ در خوردِ سزا
سو بار سجدہ کر اور کہہ اے خدا!　　یہ غم سزا کی پاداش کے سوا نہیں ہے

اے تو سُبحاں پاک از ظلم و ستم　　کے دہی بے جرم جاں را درد و غم
اے سبحان تو ظلم و ستم سے پاک ہے　　تو جان کو درد و غم بغیر جرم کے کب دیتا ہے؟

من معیّن می ندانم جُرم را　　لیک ہم جُرمے بباید کرم را
میں جرم کو معین کر کے نہیں جانتا ہوں　　لیکن بخشش کے لئے جرم بھی چاہیے

---

۱ نطفہ۔ منی روٹی سے ہی لیکن آپس میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ جنّی۔ جن آگ سے پیدا ہوا، ابر۔ بخارات سے پیدا ہوا بخارات سے پیدا ہوا لیکن آپس میں مشابہت نہیں ہے۔ دم جبرئیل حضرت مسیحؑ، حضرت جبرئیلؑ کے دم سے پیدا ہوئے دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔

۲ آدمؑ۔ آدم مٹی سے پیدا ہوئے انگور بیل سے پیدا ہوا، ان میں بھی کوئی مشابہت نہیں ہے۔ کے بود۔ جنت عبادت کا ثمرہ ہے چوری کا نتیجہ سولی ہے لیکن باہمی مشابہت نہیں ہے۔ آنچہ۔ اصل اور نتیجہ میں اگرچہ کوئی مشابہت نہیں ہوتی لیکن نتیجہ کو اصل سے ہی سمجھو۔ پس بداں۔ لہٰذا مصیبت کو گناہ کا ثمرہ سمجھنا چاہیے۔

۳ گر ندانی۔ خواہ انسان عبرت حاصل کرنے کے لئے اس گناہ کو نہ سمجھ سکے جس کے نتیجہ میں مصیبت میں گرفتار ہوا ہے لیکن اس گناہ کی معافی کی درخواست کرنی چاہیے سجدہ کن۔ سجدہ کر کے کہنا چاہیے کہ یہ میرے گناہ کی سزا ہے اے سبحان اللہ تعالیٰ سے عرض کرنا چاہیے کہ تیری ذات ظلم و ستم سے پاک ہے بغیر خطا کے تو سزا نہیں دیتا ہے۔ کرم۔ بخشش۔ گناہ کی متقاضی ہے۔

چوں ا؎ پوشیدی سبب راز اعتبار — دائما آں جرم را پوشیدہ دار

جبکہ تو نے سبب کو عبرت حاصل کرنے سے چھپا دیا ہے — اس خطا کو بھی ہمیشہ پوشیدہ رکھ

کہ جزا اظہارِ جرمِ من بود — کز سیاست دزدیم ظاہر شود

کیونکہ بدلہ میری خطا کا اظہار بن جائے گا — کیونکہ سزا سے میری چوری کھل جائے گی

باز گردم سوئے توبہ شاہ باز — تاشود معلوم اسرارِ نیاز

میں بادشاہ کی توبہ کی طرف پھر لوٹتا ہوں — تاکہ عاجزی کے اسرار معلوم ہو جائیں

عزم ۲؎ کردنِ شاہ چوں واقف شد براں خیانت کہ بپوشاند و عفو کند و اورا با او دہد و دانست کہ آں فتنہ جزائے قصد او بود و ظلم او بر صاحب موصل کہ من اساءَ فعلیھا وَ اِنّ ربّک لبا لمرصاد و ترسید کہ اگر ایں انتقام کشد آں انتقام باز ہم بر سرِ او ید چنانکہ ایں ظلم و طمع بر سرش آمد

جب بادشاہ اس خیانت سے واقف ہوا تو اس کا ارادہ کرنا کہ وہ چشم پوشی کر لے اور معاف کر دے اور اس کو اس ہی کو دیدے اور سمجھ گیا کہ یہ فتنہ موصل کے بادشاہ پر اس کے ظلم اور ارادہ کی سزا ہے کیونکہ جس شخص نے برائی کی تو وہ اس پر ہے اور بیشک تیرا رب گھات کی جگہ میں ہے اور وہ ڈرا کہ اگر یہ بدلہ لے گا تو یہ بدلہ بھی اس کے سر پر آئے گا جیسا کہ یہ ظلم اور حرص اس کے سر آیا

شاہ با خود آمد استغفار کرد — یادِ جرم و زلّت و اصرار کرد

شاہ ہوش میں آیا اس نے توبہ کی — جرم اور لغزش اور اصرار کی یاد کی

گفت ۳؎ با خود آنچہ کردم باکساں — شد جزائے آں بجائے من رساں

اپنے آپ سے بولا میں نے جو کچھ لوگوں سے ساتھ کیا — اس کی سزا مجھ پر پہنچنے والی بن گئی

قصدِ جفت دیگراں کردم ز جاہ — برمن آمد آن و افتادم بچاہ

میں نے رتبہ کی وجہ سے دوسروں کی بیویوں کا قصد کیا — وہی مجھے پیش آیا اور میں کنویں میں گر گیا

من درِ خانہ کسِ دیگر زدم — او درِ خانہ مرا زد لا جرم

میں نے کسی دوسرے کے گھر کا دروازہ پیٹا — اس نے لامحالہ میرا دروازہ پیٹا

۱؎ چوں۔ اے خدا جب تو نے میری خطا کو اس بارے میں پوشیدہ کر دیا ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ مصیبت کس خطا کی وجہ سے آئی ہے تو اب ہمیشہ کے لئے میری اس خطا کو چھپا دے۔ کہ جزا۔ سزا جرم کے اظہار کا سبب بن جاتی ہے۔ جب چور کی پٹائی ہوتی ہے تو لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ اس نے چوری کی ہے۔ تاشود۔ عاجزی اور نیازمندی بہت سے اسرار پر مشتمل ہے۔

۲؎ عزم کردن۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ پہلوان کی خیانت میرے ظلم کی سزا ہے لہٰذا اس نے طے کیا کہ اب پہلوان پر ظلم نہ کرے ورنہ اور سزا اٹھے گی بلکہ یہ لونڈی اسی کو دیدے۔ زلت۔ لغزش۔ اصرار یعنی گناہ پر جماؤ۔

۳؎ گفت۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے ظلم کی سزا ہے۔ قصد جفت میں نے شاہ موصل کی لونڈی پر نظر بد ڈالی تو اس کے بدلے میں میری لونڈی پر نظر بد پڑی۔ من در خانہ میں نے دوسرے کی پردہ دری کی تو میری پردہ دری ہوئی۔

هرکہ ۱ با اہلِ کَساں شد فسق جو | اہلِ خود را داں کہ قوّا دست اُو
جو شخص لوگوں کے اہل کے ساتھ فسق کا طلبگار بنا | سمجھ لے کہ وہ اپنے اہل کا دیوث ہے

زانکہ مثلِ آں جزای آں شود | چوں جزای سیئہ مثلش بُود
کیونکہ اس کی جزا اس کی مثل ہوتی ہے | جبکہ برائی کا بدلہ اس جیسا ہوتا ہے

چون سبب گردی کشیدی سُوی خویش | مثلِ آں راپس تو دیّوثی ز پیش
جب تو سبب بنا، تو نے اپنی جانب کھینچا | اس جیسا پس تو پہلے سے دیوث ہے

غصب کردم از شہِ موصل کنیز | غصب کرد نداز من اُورا زود تیز
میں نے شاہ موصل کی لونڈی غصب کی | انہوں نے اس کو میرے پاس سے بھی فوراً غصب کرلیا

اُوا مینِ من بُدو لا لائے من | خائنش کرد آں خیانتہائے من
وہ میرا امین تھا اور میرا غلام | اس کو میری خیانتوں نے خیانت کرنے والا بنا دیا

نیست ۲ وقتِ کیں گذاری وانتقام | من بدستِ خویش کردم کارِ خام
کینہ وری اور بدلہ کا وقت نہیں ہے | میں نے برا کام اپنے ہاتھ سے کیا

گر کشم کینہ ازاں میرو حرم | آں تعدّی ہم بیاید بر سرم
اگر میں اس لونڈی اور سردار سے بدلہ لوں | وہ ظلم بھی میرے سر پر آئے گا

ہمچناں کیں یک بیامد در جزا | از مودم باز نہ مائم وُرا
جیسا کہ یہ ایک، بدلے میں آیا | میں نے آزما لیا پھر میں اس کو نہ آزماؤں گا

دَردِ صاحب موصلم گردن شکست | من نیارم ایں دگر را نیز خست
موصل کے بادشاہ کے درد نے میری گردن توڑ دی | میں اس کو دوبارہ نہیں توڑ سکتا ہوں

دادحق ماں از مکافات آگہی | گفت اِنْ عُدْتُّم بہٖ عُدْنَا بہٖ
بدلے سے خدا نے ہمیں خبردار کر دیا | فرمایا اگر تم دوبارہ (یہ عمل) کروگے ہم دوبارہ یہ سزا دینگے

چوں ۳ فزونی کردن اینجاسُود نیست | غیر صبر و مرحمت محمود نیست
چونکہ اس جگہ زیادتی کرنا مفید نہیں ہے | سوائے صبر اور رحم کے کچھ اچھا نہیں ہے

رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا سہو رَفت | رحمتے کُن اے رحیمیہات زَفت
اے ہمارے رب بیشک ہم نے ظلم کیا بھول ہوئی | رحمت کر اے وہ کہ تیری رحمتیں بڑی ہیں؟

عفو کردم تو ہم از من عفو کُن | از گناہانِ نو و جُرمِ کہن
میں نے معاف کیا تو بھی مجھے معاف کر دے | نئے گناہوں اور پرانی خطاؤں کو

---

۱ ہرکہ۔ جو شخص دوسروں کی بیویوں سے فسق کرتا ہے وہ دیوث ہے دراصل وہ اپنی بیوی کے بارے میں چاہتا ہے کہ لوگ اس سے فسق و فجور کریں۔ زانکہ۔ اسلئے کہ برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہوتی ہے۔ چوں سبب۔ جب تیرا فسق وفجور اپنی بیوی کے فسق وفجور کا سبب بنا تو معلوم ہوا کہ تو دیوث تھا۔ غصب۔ میں نے شاہ موصل کی لونڈی غصب کی میرے سردار نے میری لونڈی غصب کرلی۔ لالای۔ غلام۔

۲ نیست۔ تو میں دوسرے سے کیا بدلہ لوں۔ یہ تو میرا خود کردہ ہے۔ گر کشم۔ اب اگر میں پہلوان کو سزا دوں گا تو اس کا خمیازہ بھی مجھے بھگتنا پڑے گا۔ ہمچناں۔ ایک دفعہ میں آزما چکا کہ برائی کا بدلہ برائی سے ملا ہے اب میں ایسا نہ کروں گا۔ ان عدتم۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ اگر تم پھر وہی (شرارتیں) کروگے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے۔

۳ چوں۔ اب اس پہلوان پر کوئی ظلم وزیادتی مناسب نہیں ہے صبر اور رحم سے کام لینا ہی مناسب ہے۔ ربنا۔ اب تو بارگاہ خداوندی میں یہی دعا کرنی چاہیے کہ ہم سے ظلم ہوا غلطی ہوئی تو معاف کردے۔ عفو کردم۔ شاہ مصر نے دعا میں کہا اے خدا میں نے معاف کردیا ہے تو بھی مجھے معاف کر دے۔

گفت ۱ اکنوں اے کنیزک وا مگو ایں سخن را کہ شنیدم من زتو
کہا اے لونڈی ! اب نہ کہنا یہ بات جو میں نے تجھ سے سنی

پاس دارو با کسے عرضہ مکن آنچہ گفتی اے کنیزک زیں سخن
محفوظ رکھ اور کسی سے نہ کہہ اے لونڈی ! تو نے جو یہ بات کہی

با امیرت جفت خواہم کرد من اللہ اللہ زیں حکایت دم مزن
میں امیر سے تیرا نکاح کر دوں گا خدا کے لئے اس قصہ کو نہ کہہ

تانگردد اوز رویم شرمسار کویکے بد کردو نیکی صد ہزار
تاکہ وہ میرے سامنے شرمندہ نہ ہو کیونکہ اس نے ایک برائی اور لاکھوں بھلائیاں کی ہیں

بارہا من امتحانش کردہ ام خوب ۲ تراز تو بدو بسپردہ ام
میں نے اس کو بارہا آزمایا ہے تجھ سے زیادہ حسین اس کے سپرد کئے ہیں

در امانت یافتم اورا تمام ایں قضائے بود ہم از گرد بام
میں نے اس کو امانت میں مکمل پایا ہے یہ بھی میرے کاموں کی سزا تھی

کنیزک بخشیدن شاہ بحیلت بہ پہلوان

بادشاہ کا پہلوان کو ایک تدبیر سے لونڈی بخش دینا

پس بخود خواند آں امیر خویش را گشت در خود خشم قہر اندیش را
پھر اس نے اس اپنے امیر کو بلایا قہر ڈھانے والے غصہ کو اپنے اندر دبا دیا

کرد با او یک بہانہ دلپذیر کہ شدستم زیں کنیزک بس نفیر
اس نے دل کو لگنے والا ایک بہانہ کیا کہ میں اس لونڈی سے بہت متنفر ہو گیا ہوں

زاں ۳ سبب کز غیرت و رشک کنیز مادر فرزند دارد صد ازیز
اس لئے کہ لونڈی کی غیرت اور رشک سے لڑکے کی ماں بہت فریاد کر رہی ہے

زاں سبب کز غیرت او دائما مادر فرزند ہست اندر عنا
اس لئے کہ اس کی غیرت سے مستقلاً لڑکے کی ماں مصیبت میں ہے

مادر فرزند را بس حقہاست او نہ درخورد چنیں جور و جفاست
لڑکے کی ماں کے بہت حقوق ہیں وہ اس طرح کی ظلم و زیادتی کے لائق نہیں ہے

رشک و غیرت می برد خوں میخورد زیں کنیزک سخت تلخی می برد
رشک اور غیرت کرتی ہے خون پیتی ہے اس لونڈی سے سخت کڑواہٹ محسوس کرتی ہے

۱ گفت۔ شاہ مصر نے لونڈی کو ہدایت دی کہ پہلوان کا قصہ اب کسی سے نہ کہنا۔ با امیرت۔ میں نے طے کرلیا ہے کہ پہلوان سے تیری شادی کردوں گا تو اب پہلوان کا راستہ کا قصہ کسی سے نہ کہنا۔ تانگردد۔ اس نے اگر ایک برائی کی ہے تو سینکڑوں بھلائیاں بھی کی ہیں میں اس کو شرمندہ کرنا نہیں چاہتا۔

۲ خوب تر۔ میں نے تجھ سے بھی زیادہ حسین لونڈیاں اس کے سپرد کی ہیں لیکن اس نے خیانت نہیں کی۔ ایں قضائے۔ یہ میری برائیوں کی سزا مجھے ملی ہے۔ پس۔ اس کے بعد شاہ نے اس امیر پہلوان کو بلایا اور اس سے یہ بہانہ کیا کہ میں اس لونڈی سے متنفر ہوں۔

۳ زاں۔ اور میری نفرت کا سبب یہ ہے کہ میری بیوی بہت نالاں ہے۔ ازیز۔ ہانڈی کے پکنے کی آواز۔ زاں سبب۔ میرا لونڈی سے متنفر ہونے کا سبب یہ ہے کہ میرے بچے کی ماں کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔ عنا۔ مشقت۔ درخورد۔ لائق۔

چوں ^۱ کسے را داد خواہم ایں کنیز پس ترا اولیٰ ترست ایں اے عزیز
چونکہ یہ لونڈی میں کسی کو دوں گا اے پیارے! تجھے دینا زیادہ بہتر ہے

کہ تو جانبازی نمودی بہرِ او خوش نباشد دادنِ آں جز بتو
کیونکہ تو نے اس کے لئے جانبازی دکھائی ہے تیرے سوا کسی کو اس کا دینا اچھا نہ ہو گا

عقد کردش با امیر اورا و داد خشم را و حرص را یکسو نہاد
اس کا نکاح امیر سے کر دیا اور اس کو دیدی غصہ اور لالچ کو ایک طرف رکھ دیا

عقد کردش با امیر اورا سپرد کرد خشم و حرص را او خورد مرد
اس کا نکاح امیر سے کر دیا اس کو سپرد کر دی اس نے غصہ اور لالچ کو ریزہ ریزہ کر دیا

بیان آنکہ نحنُ قسمنا کہ یکے را قوت و شہوتِ خراں دہد و یکے را کیاست و قوت انبیاو فرشتگاں دہد

اس کا بیان کہ ہم نے تقسیم کیا ہے کہ وہ (تو) کسی کو گدھوں کی سی قوت اور شہوت دیتا ہے اور کسی کو فرشتوں اور نبیوں کی سی قوت اور ذہانت دیتا ہے

سرز ^۲ ہوا تافتن از سروریست ترک ہوا قوتِ پیغمبری ست
خواہش نفسانی سے سرتابی کرنا سرداری سے ہے خواہش نفسانی کو چھوڑ دینا پیغمبری طاقت ہے

تخمہائے کہ شہوتی نبود بر او جز قیامتی نبود
وہ بیج کو شہوت والے نہ ہوں ان کا پھل قیامت کے سوا ظاہر نہ ہو گا

گر بُدش سستی زنرئ خراں بود اورا مردیِ پیغمبراں
اگر اس میں گدھوں کی سی شہوت سے سستی تھی تو اس میں پیغمبروں کی سی مردانگی تھی

ترکِ ^۳ خشم و شہوت و حرص آوری ہست مردی ورگِ پیغمبری
غصہ اور شہوت اور لالچ کرنے کو چھوڑنا مردانگی اور پیغمبری رگ ہے

نرئِ خرگو مباش اندر رگش حق ہمی خواند الغ بگلبر بگش
گو اس کی رگ میں گدھے کا سا نر پنا نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کی امیر الامرائی کو چاہتا ہے

مردۂ باشم بمن حق بنگرد بہ ازاں زندہ کہ باشم دور و رد
اگر میں مردہ ہوں اور حق تعالیٰ کی نظر ہو اس سے بہتر ہے کہ میں زندہ ہوں اور دور اور مردود ہوں

مغزِ مردی ایں شناس و پوست آں آں بر دور دوزخ و ایں در جناں
اس کو مردانگی کا مغز سمجھ اور وہ چھلکا ہے وہ دوزخ میں لے جائیگی اور یہ جنتوں میں

---

۱ چوں کسے۔ اب جبکہ یہ لونڈی مجھے کسی کو دینی ہے تو تو زیادہ مستحق ہے۔ کہ تو۔ کیونکہ تو نے اس کے لانے میں جانبازی کی ہے۔ عقد۔ شاہ مصر نے اس لونڈی کا اس پہلوان سے نکاح کر دیا۔ اور اپنے غصہ کو ختم کر دیا۔ بیان۔ حضرت حق تعالیٰ نے حیوانی طاقتوں کی تقسیم ہر ایک کے مناسب حال کی ہے کسی کو تو گدھوں کی سی قوت شہوانی دی ہے کسی کو فرشتوں اور نبیوں کی ذہانت اور ذکاوت عطا کی ہے۔

۲ سرز ہوا۔ خواہشات پر قابو پالینا سرداری کی دلیل ہے۔ اور یہ پیغمبری صفت ہے۔ یہ شعر مولانا کا نہیں ہے بلکہ حکیم سنائی کا ہے تخمہائے۔ جو شخص شہوت کی تخم ریزی نہ کرے گا وہ قیامت میں اپنی تخم ریزی کا پھل پائیگا۔ یہ شعر بھی مولانا کا نہیں ہے حکیم سنائی کا ہے۔ گر بدش۔ شاہ مصر میں گدھوں کی سی شہوت نہ تھی اس میں معنوی مردی تھی۔

۳ ترک خشم۔ نفسانی رذائل کو ترک کرنا پیغمبری مردی ہے الغ، بزرگ۔ بگلر بگ۔ امیر الامراء۔ مردہ باشم۔ وہ مردگی جو خدا کی منظور نظر ہو اس زندگی سے بہتر ہے جو مردود بارگاہ ہو۔ مغز۔ مردی اصل وہ ہے جو پیغمبروں میں ہے جنت میں لے جائیگی۔ شہوت پرست کی مردی چھلکا اور دوزخ کی رہنما ہے۔

حُفَّتِ الْجَنَّۃ مکارہ را رسید ۱ حُفَّتِ النَّار از ہوا آمد پدید
جنت گھیر دی گئی ہے نا پسندیدہ چیزوں کو ملا — دوزخ گھیر دی گئی ہے خواہش نفسانی سے ظاہر ہوا

دیگر بار خطابِ پادشاہ با ایاز و امتحان کردنِ ارکان
بادشاہ کا ایاز کو دوبارہ خطاب کرنا اور ارکان دولت کا امتحان لینا

دولت راونمودنِ فرمانبرداری ایاز بایشاں
اور ایاز کی فرمانبرداری ان کو دکھانا

اے ایازِ شیر نر دیو کُش — مردیِ خر کم فزوں مردیِ ہُش
اے ایاز! نر شیر دیو کو مار ڈالنے والے — گدھے کی مردانگی کم ہے ہوش کی مردانگی بڑھی ہوئی ہے

آنچہ چندیں صدر را در اکش نکرد — لعبِ کودک بُود پیشت اینت مرد
جس چیز کو اتنے صدروں نے نہ سمجھا — تیرے سامنے بچوں کا کھیل تھا، زہے مردانگی

اے ۲ بدیدہ لذّتِ امرِ مرا — جاں سپردہ بہرِ امرم در وفا
اے وہ! جس نے میرے حکم کا مزا چکھا ہے — وفاداری میں میرے حکم پر جان فدا کر دی

اے کہ از تعظیم امرش آگہی — ایں حکایت گوش کن تا وارہی
اے وہ کہ تو اس شاہ کے حکم کی تعظیم سے واقف ہے — یہ حکایت سن لے، تاکہ تو نجات پا جائے

داستانِ ذوقِ امر و چاشنیش — بشنو اکنوں در بیانِ معنویش
حکم کے ذوق اور اس کی چاشنی کی داستان — اب اس حکایت معنوی بیان کو سن لے

دادنِ شاہ گوہر را درمیانِ دیوان ۳ و مجمع بدست وزیر
کچہری اور مجمع میں بادشاہ کا ایک وزیر کو موتی دینا کہ یہ کس

ایں بچند ارزد و مبالغہ کردنِ وزیر در قیمت و فرمودن
قیمت کا ہے؟ اور قیمت میں وزیر کا مبالغہ کرنا اور بادشاہ

شاہ کہ اکنوں ایں را بشکن و گفتنِ وزیر کہ ایں گوہر
کا حکم دینا کہ اب اس کو توڑ دے اور وزیر کا کہنا کہ اس عمدہ

نفیس راچگونہ بشکنم
موتی کو کیسے توڑوں؟

گفت روزے شاہ محمودِ غنی — آں شہِ غزنی و سلطانِ سَنی
کہا ہے کہ بے نیاز شاہ محمود نے ایک دن — جو غزنی کا بادشاہ و بزرگ شاہ تھا

---

۱ رسید۔ اس کا ترجمہ بعض شارحین نے یہ کیا ہے کہ "یہ بات پہنچی ہے کہ جنت مکروہات سے گھیر دی گئی ہے اور دوسرے مصرع کا ترجمہ بھی یہ کیا ہے کہ آگ خواہش نفس سے گھیر دی گئی ہے ظاہر ہوا ہے۔ یعنی یہ بات حدیث کی ہمیں پہنچی ہے اور یہ بات حدیث سے ظاہر ہوتی ہے۔ دیگر بار۔ سلطان محمود نے ایاز کو دوبارہ خطاب کیا اور ان کو ایاز کی فرمانبرداری دکھائی۔ مردی ہش۔ یعنی پیغمبروں کی مردی۔ آنچہ۔ یہ دوسرے سردار وہ نہ سمجھے جلوہ آسانی سمجھ گیا۔

۲ اے بدیدہ۔ اے ایاز تو میرے حکم کی لذت سے واقف ہے اسی لئے تو میرے حکم پر جان چھڑکتا ہے۔ اے۔ یہ مولانا کا کلام ہے امرش میں شین کی ضمیر شاہ کی جانب ہے چاشنیش کی ضمیر امر کی جانب اور معنویش کی ضمیر حکایت کی جانب لوٹتی ہے۔

۳ دیوان۔ دفتر، دربار۔ چند روز کس قیمت کا ہے۔ گفت۔ یعنی بیان کرنے والے نے کہا ہے۔ سنی۔ بلند۔

شاہ روزے جانبِ دیواں شتافت جملہ ارکاں رادراں دیواں بیافت
ایک دن بادشاہ کچہری کی جانب گیا اس کچہری میں سب ارکان کو (موجود) پایا

گوہرے بیروں کشید اُو مستنیر[1] پس نہادش زود دَر کفِ وزیر
اس نے ایک روشن موتی باہر نکالا پھر اس کو جلد وزیر کی ہتھیلی پر رکھا

گفت چون ست وچہ ارزد ایں گہر گفت بیش ارزد ز صد خروارِ زر
کہا کیسا ہے؟ اور یہ موتی کس قیمت کا ہے؟ اس نے کہا سونے کے سینکڑوں بوروں سے زیادہ قیمت کا ہے

گفت بشکن گفت چونش بشکنم نیک خواہِ مخزن و مالت منم
کہا، توڑ دے اس نے کہا اس کو کیسے توڑوں؟ میں آپ کے مال اور خزانہ کا خیر خواہ ہوں

چوں روا دارم کہ مثلِ ایں گہر کہ نیاید در بہا گردد ہدر
میں کیسے روا رکھوں کہ اس جیسا موتی جس کی قیمت کا اندازہ نہیں ہوسکتا رائگاں ہوجائے

گفت شاباش و بدادش خلعتے گوہرا زوے بستد آں شاہِ فتے
کہا شاباش ہے اور خلعت عطا کی اس جوانمرد شاہ نے موتی اس سے لے لیا

کرد ایثارِ وزیر آں شاہِ جُود ہر لباس و حلہ[2] کو پوشیدہ بُود
اس شاہ سخی نے وزیر کو عطا کر دیا جو لباس اور جوڑا وہ پہنے ہوئے تھا

ساعتے شاں کرد مشغولِ سخن از قضیۂ تازہ و رازِ کہن
ان کو تھوڑی دیر باتوں میں لگایا نئے معاملہ اور پرانے راز میں

بعد ازاں دادش بدستِ حاجبے کہ چہ ارزد ایں بہ پیشِ طالبے
اسکے بعد اس کو حاجب کے ہاتھ میں دیا کہ خریدار کے لئے یہ کس قیمت کا ہے؟

گفت[3] ارزد ایں بہ نیمہ مملکت کش نگہدارد خدا از مہلکت
اس نے کہا یہ آدھی سلطنت کی قیمت کا ہے خدا اس کو بربادی سے بچائے

گفت بشکن گفت اے خورشید تیغ بس دریغ ست ایں شکستن بس دریغ
کہا تو اس کو توڑ دے اس نے کہا اے سورج کی تلوار والے! اس کا توڑنا بہت قابل افسوس ہے بہت قابل افسوس

قیمتش بگذار بیں تاب و لمع کہ شدہ ست ایں نورِ روز اُو را تبع
اس کی قیمت کو رہنے دیجئے چمک اور روشنی کو دیکھئے کہ دن کی یہ روشنی اس کے تابع بن گئی ہے

دست کے جُنبد مرا در کسرِ اُو کہ خزینہ شاہ را باشم عدو
اسکے توڑنے میں میرا ہاتھ کب ہلے گا!! میں بادشاہ کے خزانہ کا دشمن کب ہوں؟

[1] مستنیر۔ روشن۔ خروار۔ گدھے پر لادنے کا بورا مخزن۔ خزانہ۔ نیاید در بہا۔ جس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ہدر۔ رائیگاں۔ خلعتے۔ شاہی لباس فتے۔ فتی کا مالہ۔ نوجوان۔

[2] حلہ۔ کپڑوں کا جوڑا۔ مشغول سخن۔ چونکہ بادشاہ کو سب کا امتحان لینا تھا تو بات کاٹ دی تاکہ از سرنو دوسروں سے سوال و جواب کرے۔ حاجب۔ چوبدار چوپٹی کا وزیر ہوتا تھا۔

[3] گفت۔ حاجب نے کہا یہ آدھی سلطنت کی قیمت کا ہے۔ خورشید تیغ۔ یعنی وہ جس کی تلوار سورج جیسی چمکدار ہے۔ لمع۔ چمک۔ کہ شدہ ست۔ دن کی روشنی اس کے سامنے ماند ہے۔

شاہ خلعت دادو ادرارش [1] افزود — پس دہاں دَر مدحِ عقلِ اُو کشُود
شاہ نے اس کو خلعت دی اس کی تنخواہ بڑھا دی — پھر اس کی عقل کی تعریف میں منہ کھولا

بعد یک ساعت بدست میر داد — دُرّ را آں امتحاں کُن باز داد
تھوڑی دیر کے بعد ایک امیر کے ہاتھ میں دیا — اس امتحان کرنے والے نے موتی پھر دیا

اُو ہمی گفت و ہمہ میراں ہمیں — ہر یکے را خلعتے داد اُو ثمیں
اس نے وہی کہا اور سب امیروں نے وہی — اس نے ہر ایک کو قیمتی خلعت عطا کی

جا مگیہا شاں ہمی افزود شاہ — آں خسیساں را ببرُد از رہ بچاہ
بادشاہ انکے (کپڑوں کے) جوڑے بڑھا رہا تھا — ان کمینوں کو راستہ سے کنویں میں لے گیا

آنچنیں [2] گفتند پنجہ شصت امیر — جملہ یک یک ہم بتقلیدِ وزیر
پچاس ساٹھ امیروں نے یہی کہا — وزیر کی تقلید میں ایک ایک کر کے سب نے

گرچہ تقلیدست اُستونِ جہاں — ہست رُسوا ہر مقلّد ز امتحان
اگرچہ تقلید دنیا کا ستون ہے — آزمائش سے ہر مقلد رسوا ہوتا ہے

شاہ چون کرد امتحان جُملہ گان — مال و خلعت بُرد ہر یک بیکران
شاہ نے جب سب کا امتحان لیا — ہر ایک نے لا تعداد مال اور خلعت حاصل کی

ہمچنیں دَر دورِ گرداں شد گہر — تا بدستِ آں ایاز دیدہ ور
موتی اسی طرح گردش کے چکر میں رہا — یہاں تک دیدہ ور ایاز کے ہاتھ میں آیا

آخریں بنہاد دَر کفِ ایاز — گفت اُورا کاے حریف دیدہ باز
بالآخر اس نے ایاز کی ہتھیلی پر رکھا — اس سے کہا اے صاحب نظر دوست!

یک بیک [3] دیدندیں گوہر تو ہم — در شعاعش در نگر اے محترم
انہوں نے ایک ایک کر کے اس موتی کو دیکھا تو بھی — اے محترم! اس کی چمک کو دیکھ لے

رسیدنِ گوہرا زدست بدست آخر دور با یاز و کیاست ایاز و مقلّد نا شدنِ اُو ایشاں راو مغرور نا شدنِ اُو بمال دادنِ شاہ و خلعتہا و جا مگیہا افزوں کردن و
موتی کا دست بدست آخری دور میں ایاز کے ہاتھ میں پہنچنا اور ایاز کی ذہانت اور اس کا ان کا مقلد نہ ہونا اور اس کا دھوکے میں نہ پڑنا بادشاہ کے مال اور خلعت دینے سے اور کپڑے بڑھانے سے اور

[1] ادرار۔ ماہواری تنخواہ۔ کشود۔ اس کی تعریف اسلئے کی تاکہ دوسروں کا امتحان کر سکے۔ بعد۔ تھوڑی دیر کے بعد شاہ نے وہ موتی ایک دوسرے امیر کے ہاتھ میں دیا۔ ثمیں۔ قیمتی۔ جا مگیہا۔ وہ لباس جو ملازمین کو سالانہ ملتے ہیں۔ آں خسیساں۔ یہ داد و دہش ان سب کیلئے گمراہی کا سبب تھی چونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ شاہ کو جواب پسند آرہا ہے اسلئے وہ انعام دے رہا ہے۔

[2] آنچنیں۔ جو جواب پہلے امیر نے دیا اس کی تقلید میں سب امیروں نے وہی جواب دیا۔ گرچہ دنیا کا کام تقلید سے ہی چل رہا ہے۔ ہمچنیں۔ وہ موتی یکے بعد دیگرے اسی طرح امیروں کے ہاتھ میں جاتا رہا آخر میں شاہ نے ایاز کے ہاتھ میں دیدیا۔

[3] یک بیک۔ شاہ نے ایاز سے کہا اس موتی کو سب سرداروں دیکھ چکے اب تو بھی دیکھ لے۔ رسیدن۔ موتی ایاز کے ہاتھ میں پہنچا تو اس نے پہلے سرداروں کی تقلید میں جواب نہ دیا اور بادشاہ نے انکو خلعت وغیرہ دینے سے دھوکے میں نہ آیا۔

مدحِ عقلِ ایشاں کردن یمکن ا کہ نشاید مقلِّد را مسلمان دانستن

ان کی عقل کی تعریف کرنے سے بقدر امکان مقلد کو مسلمان نہ سمجھنا چاہیے

مسلمان باشد قما نا در باشد کہ مُقلّد ثبات کند برلِ اعتقادو

مسلمان ہوتا ہے لیکن بہت کم ہوتا ہے کہ اس اعتقاد پر وہ جماؤ کرے اور

مُقلّد ازیں امتحانہا بسلامت بیروں آید کہ ثبات بینایاں ندارد

مقلد ان امتحانات سے سلامتی کیساتھ عہدہ برآ ہو کیونکہ وہ دور اندیشوں کی سی ثابت قدمی نہیں رکھتا ہے

اے ایاز اکنوں بگوئی کایں گہر ⁂ چندمی ارزد بدیں تاب و ہنر

اے ایاز! اب تو بتا کہ یہ موتی ⁂ اس چمک اور خوبی کے ساتھ کس قیمت کا ہے؟

گفت افزوں زانچہ تانم گفت من ⁂ گفت اکنوں زود خردش در شکن

اس نے کہا جتنا میں کہہ سکتا ہوں اس سے بڑھا ہوا ہے ⁂ اس نے کہا اب اس کو فوراً ریزہ ریزہ کر دے

سنگہا در آستیں بودش شتاب ⁂ خرد کردش پیشِ او آں بُد صواب

پتھر اس کی آستین میں تھے، جلد ⁂ اس کو توڑ دیا اس کے نزدیک یہ درست تھا

ز اتفاقِ طالعِ با دولتش ⁂ دست داد آں لحظہ نادر حکمتش

اس کے با اقبال نصیبہ کے اتفاق سے ⁂ اس وقت نادر حکمت اسکے ہاتھ آگئی

یا بخواب ایں دیدہ بُود آں پرصفا ⁂ کردہ بُود اندر بغل دو سنگ را

یا اس روشن دل نے خواب میں یہ دیکھا تھا ⁂ اس نے دو پتھر بغل میں دبا لئے تھے

ہمچو۲ یوسف کاندرونِ قعرِ چاہ ⁂ کشف شد پایانِ کارش از آلہ

یوسف کی طرح کہ کنویں کی گہرائی میں ⁂ اسکے لئے انجام کار اللہ تعالیٰ کیجانب سے کھل گیا تھا

ہر کرا فتح و ظفر پیغام داد ⁂ پیشِ او یک شد مراد و بے مراد

جس کو فتح اور کامیابی نے پیغام دیا ⁂ اسکے لئے مراد اور نامراد یکساں ہے

ہر کہ پایندان۳ وے شد وصلِ یار ⁂ او چہ ترسد از شکست کارزار

یار کا وصل جس کا ضامن ہو گیا ⁂ وہ جنگ کی شکست سے کیا ڈرے گا؟

چوں یقیں گشتش کہ خواہد کرد مات ⁂ فوتِ اسپ و فیل پیشش تُرّہات

جب اس کو یقین ہو گیا کہ وہ مات دے گا ⁂ اسپ اور فیل کا مارا جانا اس کے لئے بکواس ہے

گر بُرد اسپش ہر آنکہ اسپ جوست ⁂ اسپ او گوئی کہ پیشِ آہنگِ اوست

جو شخص اسپ کا طالب ہے اگر اس کا اسپ مار لیجائے ⁂ تو گویا اسپ اس کا پیشرو ہے

---

۱ یمکن۔ تقلیدی ایمان معتبر نہیں ہے ایمان کا تعلق یقین سے ہے اور مقلد کو عموماً یقین حاصل نہیں ہوتا ہے معمولی شکوک سے اس کا علم زائل ہو جاتا ہے۔ بینایاں۔ وہ لوگ جن کو عین الیقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اے ایاز۔ بادشاہ نے موتی کی قیمت ایاز سے لگوائی اس نے جواب دیا کہ یہ اسقدر بیش قیمت ہے کہ اس کی قیمت کا بیان کرنا ممکن نہیں ہے، بادشاہ نے کہا اس کو توڑ ڈال اس کی آستین میں پتھر تھا اس نے اس کے ذریعہ فوراً اس کو توڑ ڈالا اس کا نصیبہ تھا کہ دانائی نے اس کا ساتھ دیا۔ ممکن ہے کہ اس نے خواب میں یہ قصہ دیکھا ہو اور اسی لئے وہ آستین میں پتھر لیکر مجلس میں آیا ہو۔

۲ ہمچو۔ حضرت یوسفؑ نے قید ہی میں خواب میں آنے والے واقعات دیکھ لئے تھے۔ ہر کرا۔ جس شخص کو فتح اور کامیابی کی خوشخبری مل چکی ہو اس کے لئے فتح و شکست کے اسباب یکساں ہو جاتے ہیں۔

۳ پایندان۔ ضامن۔ چون۔ جب بازی کی کامیابی پر یقین ہو جاتا ہے تو اس کو اپنے اسپ اور فیل کے پٹ جانے کی کوئی پروا نہیں ہوتی ہے بلکہ اگر اس کا حریف اگر اس کے اسپ کو مارے تو اسپ کا پٹنا اس کی کامیابی کا پیش خیمہ ہوگا۔

مرد را[۱] با اسپ کے خویشی بود — عشقِ اسپش از پئے پیشی بود
انسان کی گھوڑے سے رشتہ داری کب ہوتی ہے؟ — گھوڑے سے اس کا عشق آگے بڑھنے کیلئے ہوتا ہے

بہرِ صُورتہا مکش چندیں زحیر — بے صُداعِ صُورتے معنیٰ بگیر
صورتوں کے لئے اسقدر پیچ و تاب نہ اٹھا — صورت کا دردِ سر اٹھائے بغیر معنیٰ حاصل کر

ہست زاہد را غمِ پایانِ کار — تاچہ باشد حالِ او روزِ شمار
زاہد کو انجام کا غم ہے — کہ قیامت کے دن اس کا کیا حال ہوگا؟

عارفاں ز آغاز گشتہ ہوشمند — از غم و احوالِ آخر فارغ اند
عارف شروع ہی سے ہوشمند ہیں — آخرت کے احوال اور غم سے بے نیاز ہیں

بود عارف راہمیں خوف و رجا — سابقہ دانیش خورد آں ہر دورا
عارف کو یہی خوف اور امید تھی — اس کی پیشگی دانش نے اس دونوں کو ختم کر دیا ہے

دید[۲] کو سابق زراعت کرد ماش — او ہمی داند چہ خواہد بود چاش
وہ جانتا ہے جس نے پہلے سے اڑد کی کاشت کی ہے — وہ جانتا ہے کہ اس کی پیداوار کیا ہو گی

عارف ست او باز رست از خوف و بیم — ہائے و ہُو را کرد تیغِ حق دو نیم
وہ عارف ہے وہ خوف اور ڈر سے چھوٹ گیا ہے — اللہ تعالیٰ کی تلوار نے شور و فغان کے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں

بود اورا بیم و امید از خدا — خوف فانی شد عیاں گشت آں رجا
اس کو خدا سے خوف اور امید تھی — خوف فنا ہو گیا وہ امید ظاہر ہو گئی

خوف[۳] طے شد جملگی امید شد — نور گشت و تابعِ خورشید شد
خوف لپٹ گیا، وہ مجسم امید ہو گیا — نور بن گیا اور سورج کے تابع ہو گیا

ز امتحانِ شاہ بود آگہ ایاز — وز فریبِ شہ نشد گمرہ ایاز
ایاز، بادشاہ کے امتحان سے آگاہ تھا — شاہ کے فریب سے ایاز گمراہ نہ ہوا

خلعت و ادرار رازاہش نبرد — کرد او گوہر زامرِ شاہ خرد
خلعت اور وظیفہ نے اس کو گمراہ نہ کیا — اس نے بادشاہ کے حکم سے موتی توڑ ڈالا

چوں شکست او گوہرِ خاص آں زماں — زاں امیراں خاست صد بانگ و فغاں
جب اس نے خاص موتی توڑا اس وقت — امیروں سے بہت شور اور فریاد بلند ہوئی

کایں چہ بیباکیست واللہ کافرست — ہر کہ ایں پُر نور گوہر را شکست
کہ یہ کیا بے باکی ہے خدا کی قسم کافر ہے — جس نے اس منور موتی کو توڑا

۱۔ مرد را۔ شطرنجی کوئی اسپ سے کوئی محبت نہیں ہوتی وہ تو جیتنے کا خواہاں ہوتا ہے۔ زحیر۔ پیچش، پیچ و تاب۔ صداع۔ دردِ سر۔ صحت۔ یعنی اسپ معنیٰ یعنی کامیابی ہست معنیٰ کے ادراک کے بھی مراتب مختلف ہیں زاہد کو انجام کا غم رہتا ہے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ عارفاں۔ جو لوگ مکمل ہیں ان کو ابتداء سے ہی انجام کا علم ہو جاتا ہے اور انکا علم خوف اور امید کو ختم کر دیتا ہے۔

۲۔ دید۔ عارف جان لیتا ہے جو بویا ہے اس کی پیداوار کیا ہوگی چونکہ اس کو پیشگی ہی علم حاصل ہو گیا ہے لہٰذا انجام کے فکر کا شور و غل ختم ہو گیا ہے۔ بود۔ اس کو بھی انجام کے بارے میں خوف اور امید کی کشمکش تھی لیکن اس پر حقیقت واضح ہو جانے کی وجہ سے اب خوف ختم ہو گیا ہے اور امید باقی رہ گئی ہے۔

۳۔ خوف۔ اس کے لئے اب خوف ختم ہو گیا اور وہ نور بنکر نورِ مطلق کے تابع ہو گیا۔ ز امتحان۔ ایاز بھی انہی میں سے تھا جن کو انجام کی خبر ہو جاتی۔ ہےلہٰذا وہ بادشاہ کے احکام وغیرہ سے دھوکے میں نہ پڑا۔ گوہر۔ اس نے موتی کو شاہ کے حکم کے مطابق فوراً توڑ ڈالا۔ کانچہ۔ امیروں نے شور کیا اور ایاز سے کہا کہ یہ کیا بے باکی ہے کہ ایسے عمدہ موتی کو تو نے توڑ ڈالا۔

وال جماعت¹ جملہ از جہل و عمٰی — در شکستہ دُرِّ امرِ شاہ را

اور اس جماعت نے نادانی اور اندھے پن سے — بادشاہ کے حکم کے موتی کو توڑا تھا

قیمتِ گوہر نتیجہ مہر و دُو — بر چناں خاطر چرا پوشیدہ شُد

دوستی اور محبت کے نتیجہ کے موتی کی قیمت — ایسی طبیعت پر کیوں پوشیدہ ہوئی؟

تشنیع زدن اُمرا بر ایاز کہ چرا شکستی و جواب دادنِ ایاز ایشاں را

امیروں کا ایاز کو ملامت کرنا کہ تو نے کیوں توڑا اور ان کو ایاز کا جواب دینا

گفت ایاز اے مہترانِ نامور — امرِ شہ بہتر بقیمت یا گُہر

ایاز نے کہا اے نامور سردارو! — قیمت میں بادشاہ کا حکم بہتر ہے یا موتی

امرِ سُلطاں بہ بُوَد پیشِ شُما — یا کہ ایں نیکو گُہر بہرِ خدا

تمہارے نزدیک بادشاہ کا حکم بہتر ہے — یا یہ اچھا موتی! خدا کے لئے بتاؤ

اے² نظرتاں بر گہر بر شاہ نے — قبلہ تاں غولست جادہ راہ نے

ارے تمہاری نظر موتی پر ہے شاہ پر نہیں ہے — تمہارا قبلہ چھلاوا ہے سیدھا راستہ نہیں ہے

مَن زشہ برمی نگردانم بصَر — مَن چو مشرک روئے نارم در حَجر

میں شاہ سے نظر نہیں پھیرتا ہوں — میں مشرک کیطرح پتھر کیجانب رخ نہیں کرتا ہوں

بے گہر جانے کہ رنگیں سنگ راہ — بر گزیند پس نہد اُو امرِ شاہ

وہ بے گوہر جان جو راستے کے رنگین پتھر — پسند کرے، وہ شاہ کا حکم پیچھے ڈال دے گی

پُشت³ سُوی لُعبتِ گلرنگ کُن — عقل در رنگ آورندہ دنگ کُن

پھول جیسے رنگ کی گڑیا کی جانب پشت کرے — عقل، رنگ دینے والے میں حیران کر دے

اندر آدر جو سبو بر سنگ زن — آتش اندر بُو و اندر رنگ زن

نہر میں آجا، ٹھلیا کو پتھر پر مار دے — بو اور رنگ میں آگ لگا دے

گرنہ دَر راہِ دیں از رہزنان — رنگ و بُو مپرست مانند زناں

اگر تو دین کی راہ میں راہزنوں میں سے نہیں ہے — عورتوں کی طرح رنگ و بو کی پرستش نہ کر

گوہرِ امرِ شہ بُود اے ناکساں — جُملہ بشکستید گوہر را عیاں

اے نالائقو! موتی بادشاہ کا حکم ہوتا ہے — تم سب نے علانیہ موتی کو توڑا

چوں ایاز ایں راز بر صحرا فگند — جُملہ ارکاں خوار گشتند و نژند

جب ایاز نے اس راز کو میدان میں ڈال دیا — سب ارکان خوار اور ذلیل ہو گئے

---

¹ واں جماعت۔ سرداروں کی جماعت اپنے جہل سے یہ نہ سمجھی کہ ایاز نے تو موتی توڑا اور ان لوگوں نے بادشاہ کا حکم توڑا۔ قیمت۔ محبت اور دوستی کے موتی کو انھوں نے اس موتی سے زیادہ قیمتی نہ سمجھا۔ امر شہ۔ ایاز نے ان امیروں سے کہا یہ بتاؤ کہ موتی زیادہ قیمتی تھا یا بادشاہ کا حکم!

² اے نظر۔ تم لوگوں کا منظور نظر موتی تھا بادشاہ کا حکم نہ تھا۔ تم نے اپنا قبلہ سیدھا راستہ چھوڑ کر چھلاوے کو بنا لیا۔ من زشہ۔ بادشاہ کو چھوڑ کر موتی کی طرف توجہ کرنا محبت کا شرک ہے۔ بے گہر۔ جو شخص راستہ کے رنگین پتھر کو بہتر سمجھے اور شاہ کے حکم کو پس پشت ڈال دے وہ خود بے جوہر ہے۔

³ پشت۔ مصنوعات سے روگردانی کر کے صانع کی جانب توجہ کرنی چاہیے اندر ظاہر کی طرف رخ کر مظاہر پر اکتفا نہ کر۔ رنگ و بو۔ دنیا کی خوشنمائی راہ کی رکاوٹ ہے۔ گوہر۔ اصل موتی شاہ کا حکم تھا نافرمانی کر کے تم نے اس کو توڑ ڈالا۔ چوں۔ ایاز کی یہ تقریر سن کر سب امیر شرمندہ اور حیران ہو گئے۔

سَر فرو انداختند آں سَرواراں — عُذرا گویاں۔ گشتہ زاں نسیاں بجاں

ان سرداروں نے سر نیچے جھکا لئے — (دل و) جان سے اس بھول پر عذر خواہاں بن گئے

از دلِ ہر یک دو صد آہ آں زماں — ہمچو دُودے میشدُے تا آسماں

اس وقت سینکڑوں آہیں ہر ایک کے دل سے — دھوئیں کی طرح آسمان تک جاتی تھیں

قصد کردن شاہ بقتلِ اُمرا و شفاعت کردنِ ایاز پیشِ تخت کہ اَلْعَفْوُ اَوْلٰی

بادشاہ کا امیروں کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا اور تخت کے سامنے ایاز کا سفارش کرنا کہ معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے

کرد ۲ اشارت شہ بجلادِ کُہن — کہ زصدرم ایں خساں را پاک کُن

شاہ نے پرانے جلاد کو اشارہ کیا — کہ ان کمینوں کو میرے دربار سے صاف کر دے

ایں خساں چہ لائقِ صدرِ من مند — کز پئے سنگ امرِ مارا بشکنند

یہ کمینے کیا میرے دربار کے لائق ہیں ؟ — جو پتھر کی خاطر ہمارے حکم کو توڑتے ہیں

امرِ ما پیشِ چنیں اہلِ فساد — بہرِ رنگیں سنگ شُد خوار و کساد

ایسے مفسدوں کے نزدیک ہمارا حکم — رنگین پتھر کی وجہ سے ذلیل اور کھوٹا ہو گیا

پس ایاز مہر افزا بر جہید — پیشِ تخت آں اُلغ سُلطاں دَوید

پھر محبت بڑھانے والا ، ایاز اٹھا — سلطان اعظم کے تخت کے سامنے دوڑ کر گیا

سجدۂ کرد و گلوئ خود گرفت — کاے قبادے کز تو چرخ آرد شگفت

سجدہ کیا اور اپنا گلا پکڑا — کہ اے شاہ ! کہ تجھ سے آسمان تعجب میں ہے

اے ۳ ہُمای کہ ہمایاں فرُخی — از تو دارند و سخاوت ہر سخی

اے ہما ! کہ سب ہما برکت — اور تمام سخی سخاوت تجھ سے حاصل کرتے ہیں

اے کریمے کہ کرمہائے جہاں — محو گردد پیشِ ایثارت نہاں

اے وہ کریم ! کہ جہاں کے کرم — تیرے خفی ایثار کے آگے محو ہو جاتے ہیں

اے لطیفے کہ گُلِ سُرخت چو دید — از خجالت پیرہن را بر درید

اے وہ صاحبِ لطف کہ جب گلِ سرخ نے تجھے دیکھا — شرمندگی سے لباس چاک کر ڈالا

از غفوریِ تو غُفراں چشم سیر — رُوبہاں بر شیراز عفوِ تو چیر

تیری مغفرت سے ، مغفرت سیر چشم ہے — تیری معافی سے لومڑیاں شیر پر غالب ہیں

---

۱ عذر۔ معذرت کرنے لگے کہ ہم سے بھول ہو گئی اور ہر ایک آہیں بھرنے لگا۔

۲ کرد۔ شاہ نے ان سرداروں کی نافرمانی پر ان کے قتل کا حکم دے دیا اور کہا کہ یہ کمینے میری مجلس کے لائق نہیں ہیں ان سے مجلس کو پاک کر دینا چاہیے انہوں نے ایک پتھر کی خاطر حکم عدولی کی اس پر ایاز شاہی تخت کی طرف دوڑا اور اس کے سامنے سجدہ کر کے سفارش کرنے لگا۔ قباد۔ نوشیرواں کے باپ کا نام ہے پھر ہر بڑے بادشاہ کو کہہ دیا جاتا ہے۔

۳ اے ہمای۔ ایاز نے بادشاہ سے کہا آپ ہما ہیں دنیا کے جس قدر ہما ہیں ان میں آپ کی وجہ سے برکت آئی ہے۔ آپ ایسے کریم ہیں کہ دنیا کے کریموں نے آپ سے کرم حاصل کیا ہے آپ اس قدر حسین ہیں کہ گلاب نے شرمندگی سے اپنا لباس چاک کر لیا ہے آپ کا عفو اس قدر بڑھا ہوا ہے مغفرت آپ سے سیر چشم ہو رہی ہے اور لومڑیاں آپ کے عفو کی بنیاد پر شیروں پر غالب ہیں۔

جز کہ ۱ عفوِ تو کرا دارد سند ہر کہ با امرِ تو بیباکی کند

تیری معافی کے سوا کس پر سہارا رکھتا ہے؟ جو شخص تیرے حکم پر بیباکی کرے

غفلت و گستاخیِ ایں مجرماں از وفورِ عفوِ تُست اے عفوراں

ان خطا کاروں کی غفلت اور گستاخی اے معافی دینے والے تیری معافی کی کثرت کی وجہ سے ہے

دائماً غفلت ز گستاخی دمد کہ برد تعظیم از دیدہ رمد

غفلت، ہمیشہ گستاخی سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ آنکھیں دکھنا آنکھوں سے تعظیم کو ختم کر دیتا ہے

غفلت و نسیانِ بد آموختہ ز آتشِ تعظیم گردد سوختہ

سیکھی ہوئی بری غفلت اور بھول تعظیم کی آگ سے جل جاتی ہے

ہیبتش بیداری و فطنت دہد سہو و نسیاں از دلش بیروں جہد

اس کی ہیبت بیداری اور سمجھ عطا کرتی ہے بھول اور نسیان اس کے دل سے نکل جاتا ہے

وقتِ ۲ غارت خواب ناید خلق را تا نبرباید کسے زو دلق را

لوٹ کے وقت لوگوں کو نیند نہیں آتی ہے تاکہ کوئی اس کی گدڑی نہ لے اڑے

خواب چوں درمی رمد از بیمِ دلق خواب و نسیاں کے بود با بیمِ حلق

جب گدڑی کے ڈر سے نیند بھاگ جاتی ہے گلے کے ڈر سے نیند اور بھول کب ہوتی ہے؟

لَا تُؤَاخِذْ اِنْ نَسِیْنَا شُد گواہ کہ بود نسیاں بوجہے ہم گناہ

اگر ہم بھول گئے تو تو پکڑ نہ کر" گواہ ہے کہ بھول بھی ایک طرح سے گناہ ہے

زانکہ استکمالِ تعظیم او نہ کرد ورنہ نسیاں درنیاوردے نبرد

کیونکہ اس نے تعظیم کی تکمیل نہ کی ورنہ بھول مصیبت نہ لاتی

گرچہ نسیاں لابُد و ناچار بود در سبب ورزیدن او مختار بود

اگرچہ بھول ضروری اور لاعلاج ہے لیکن سبب اختیار کرنے میں وہ صاحب اختیار ہے

چوں ۳ تہاون کرد در تعظیمہا تا کہ نسیاں زاد یا سہو و خطا

جب اس نے عظمتوں میں سستی برتی یہانتک کہ سہو اور غلطی سے نسیان پیدا ہوا

ہمچو مستے کو جنایتہا کند گوید او معذور بودم من زخود

اس مست کی طرح جو ظلم کرے اور کہے میں اپنے بارے میں معذور تھا

۱ جز۔ جو شخص آپ کی حکم عدولی کرتا ہے وہ آپ کے عفو کا سہارا لے کر کرتا ہے۔ غفلت۔ آقا کی رحمدلی اور عفو کی صفت غلاموں کو گستاخ اور غافل بنا دیتی ہے۔ جب انسان کی آنکھیں دکھ رہی ہوں تو وہ تعظیم سے غافل ہو جاتا ہے۔ ہیبتش۔ آقا کی ہیبت اور خوف غلاموں میں بیداری پیدا کر دیتا ہے۔ اور بھول کو ختم کر دیتا ہے۔

۲ وقت۔ غارت۔ جب غنیم لوٹ رہا ہو تو کوئی نہیں سو سکتا اس لئے ہر شخص اپنی گدڑی بچانے کی فکر کرنے لگتا ہے یہ تو گدڑی کا ڈر تھا اب اگر جان کا ڈر ہو تو پھر نیند کیسے آ سکتی ہے۔ لاتواخذ۔ قرآن پاک میں ہے "اللہ ہماری بھول پر ہماری گرفت نہ کر" اس سے معلوم ہوا کہ بھول بھی گناہ ہے ورنہ گرفت نہ کرنے کی دعا کیوں سکھائی جاتی۔ زانکہ۔ وہ بھول جو بے پروائی سے ہو مواخذہ کے قابل ہے البتہ اگر یاد رکھنے کی ساری تدبیریں کر لی ہوں اور پھر بھول ہو جائے تو اس پر گرفت نہیں ہے اس لئے کہ کسی صورت میں اس نے وہ اسباب نہ اختیار کئے وجود کر سکتا تھا۔

۳ چوں تہاون۔ جب یاد رکھنے کے ذرائع اور اسباب کو ترک کرتا ہے اور اس سے بھول سرزد ہوتی ہے تو مواخذہ ہوتا ہے۔ ہمچو۔ جو شخص بھول کے اسباب اختیار کرے اور پھر بھول کو عذر بنائے اس کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو شراب میں مست ہو کر جرم کرے اور کہے کہ میں بے خود تھا لہٰذا معذور ہوں حالانکہ اس سے کہا جائے گا کہ بدبخت بے خودی کا سبب تو نے خود اختیار کیا تھا تو نے خود اپنا اختیار ختم کیا تھا لہٰذا تو معذور کہاں ہے۔

گویدش لیکن سبب اے زشت کار　　از تو بُد در رفتنِ آں اختیار

اس کو (حاکم) کہے گا اے بد کار لیکن سبب　　تیری جانب سے تھا اس اختیار کے چلے جانے میں

بیخودی نامد بخودتُش خواندی　　اختیارت خود نشد قتش راندی

"خودی خود نہیں آئی تو نے خود اس کو بلایا　　تیرا اختیار خود ختم نہ ہوا تو نے اس کو بھگایا

گر رسیدے[1] مستی بے جہد تو　　حفظ کردے ساقیِ جاں عہد تو

اگر تیری کوشش کے بغیر مستی پیدا ہو جاتی　　تو روح کا ساقی تیرے عہد کی حفاظت کرتا

پشت دارت او بدے عذر خواہ　　من غلام زلت مست آلہ

وہ تیرا عذر خواہ ہوتا (اور) مدد گار ہوتا　　میں خدائی مست کی لغزش کا غلام ہوتا

عفوہائے جملہ عالم ذرّۂ　　عکسِ عفوت اے ز تو ہر بہرۂ

تمام جہان کی معافیاں ایک ذرہ ہیں　　اے وہ ذات! کہ ہر حصہ تیری معافی کا عکس ہے

عفوہا گفتہ ثنایِ عفو تو　　نیست کفوش ایُّها النَّاسُ اتَّقُوا

تمام معافیوں نے تیری معافی کی تعریف کی ہے　　اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے اے لوگو! ڈرو

جانِ شاں بخش وز خودشاں ہم مراں　　کام شیریں تو اند اے کامراں

ان کی جان بخش دے اور اپنے آپ سے انکو علیحدہ نہ کر　　اے مراد مند! وہ تیرے شیریں مقاصد ہیں

رحم[2] کن بر وے کہ روئے تو دید　　فُرقتِ تلخ تو چوں خواہد چشید

اس پر رحم کر جس نے تیرا دیدار کر لیا ہے　　وہ تیری جدائی کی تلخی کیسے چکھے گا؟

از فراق و ہجر میگوئی سخن　　ہر چہ خواہی کن ولیکن ایں مکن

تو فراق اور جدائی کی بات کرتا ہے　　جو چاہے کر، لیکن یہ نہ کر

در جہاں نبود بتر از ہجر یار　　ایں سخن از عاشقِ خود گوشدار

دنیا میں دوست کی جدائی سے بدتر کوئی چیز نہیں ہے　　اپنے عاشق کی یہ بات یاد رکھ

صد ہزاراں مرگِ تلخ شصت[3] تو　　نیست مانندِ فراقِ شستِ تو

سینکڑوں درجے کی لاکھوں تلخ موتیں　　تیرے حلقہ (زلف) سے فراق کے مانند نہیں ہیں

تلخیِ ہجر از ذکور و از اناث　　دور دار اے مجرماں را مستغاث

مردوں اور عورتوں سے جدائی کی تلخی کو　　اے خطا کاروں کے فریاد رس! دور رکھ

بر امید وصلِ تو مُردن خوش ست　　تلخیِ ہجرِ تو فوق آتش ست

تیرے وصل کی امید پر مرنا بھلا ہے　　تیری جدائی کی تلخی آگ سے زیادہ ہے

---

[1] گر رسیدے۔ اگر تو اپنے طور پر مست نہ ہوا ہوتا تو اللہ تعالیٰ تیری پشت پناہی کرتا اور تیرا عذر خواہ ہوتا ایسے خدائی مست کی لغزش کے تو ہم غلام ہیں۔ عفوہائے۔ ایاز نے کہا اے شاہ آپ کے عفو کے مقابلہ میں تمام جہاں کی معافیاں ذرہ ہیں اور دنیا کی سب معافیاں تیرے عفو کی ثنا گو ہیں؟ اے انسانوں اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے اس کا ہمسر قرار دینے سے بچتے رہو۔ جانِ شاں۔ ایاز نے بادشاہ سے کہا ان کی جان بخشی کر دیجئے اور ان کو اپنے سے جدا نہ کیجئے آپ کے مقاصد بڑے شیریں ہیں۔

[2] رحم کن۔ جس نے ایکبار بھی تیرا چہرہ دیکھ لیا ہے وہ جدائی کی تلخی کیسے برداشت کرے گا اس پر رحم کر دیجئے آپ ہجر و فراق کی بات کر رہے ہیں ان کے ساتھ یہ نہ کیجئے اور جو چاہے کر دیجئے عاشق کے لئے یار کی جدائی سے بدتر کوئی سزا نہیں ہے۔

[3] شصت۔ ہم نے عدد کے معنی میں لیا ہے اس صورت میں اس کا املا شصت ہونا چاہیے مصرع اول میں تو بمعنی دھبہ ہے دوسرے مصرع میں شست سے مراد زلف کا حلقہ لیا جائے۔ تلخی۔ آپ خطا کاروں کے فریاد رس ہیں کسی شخص کو بھی فراق کی سزا نہ دیں یہ ایاز کا شاہ کیلئے مقولہ ہے بر امید وصل۔ کی امید میں جان دیدینا فراق کی زندگی سے بہتر ہے۔

گبر میگوید میانِ سقر ؎۱ چہ غم بودے گرم کردے نظر

دوزخ کے درمیان کافر کہہ رہا ہے اگر وہ مجھ پر نظر کر لیتا۔ مجھے کیا غم ہوتا

کاں نظر شیریں کنندہ رنجہاست ساحراں را خونبہائے دست و پاست

کیونکہ وہ نظر غموں کو شیریں بنا دینے والی ہے جادوگروں کے ہاتھ پاؤں کا خونبہا ہے

تفسیر گفتنِ ساحراں فرعون را در وقت سیاست کہ

سزا کے وقت فرعون سے ساحروں کے "کوئی نقصان نہیں بیشک ہم اپنے

لَا ضَيْرَ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ

رب کی طرف لوٹنے والے ہیں" کہنے کی تفسیر

نعرۂ لَا ضَیْر بشنید آسماں چرخ ؎۱ گوئے شد پئے آں صولجاں

آسمان نے "کوئی ضرر نہیں" کا نعرہ سنا اس بلے کے لئے آسمان گیند بن گیا

ضربت ؎۲ فرعون مارا نیست ضیر لطفِ حق غالب بود بر قہرِ غیر

فرعون کی سزا ہمارے لئے نقصان نہیں ہے دوسرے کے قہر پر اللہ (تعالیٰ) کا کرم غالب ہے

گر بدانی سرِ مارا اے مضل میرہانی ماں زرنج اے کور دل

اے گمراہ کرنے والے! اگر تو ہمارا راز جان لے اے دل کے اندھے! ہمیں تکلیف سے نجات دیدیتا

ہیں بیا ایں سو ببیں کایں ارغنوں میزند یا لیت قومی یعلمون

خبردار! ادھر آ دیکھ یہ باجا "کاش میری قوم جان لیتی" بجا رہا ہے

داد مارا فضلِ حق فرعوئیے ؎۳ نے چنیں فرعوئیے بے عوئیے

اللہ تعالیٰ کے فضل نے ہمیں فرعونی عطا کر دی ہے وہ فرعونی نہیں جو بغیر مدد (خداوندی) کے ہو

سر بر آور ملک بیں زندہ و جلیل اے شدہ غرّہ بمصر و رودِ نیل

سر اٹھا زندہ اور عالیشان سلطنت کو دیکھ اے، مصر اور دریائے نیل پر مغرور

گر تو ترکِ ایں نجس خرقہ کنی نیل را در نیلِ جاں غرقہ کنی

اگر تو اس ناپاک چیتھڑے کو چھوڑ دے تو نیل کو، جان کے نیل میں ڈبو دے

ہیں بدار از مصر اے فرعون دست درمیانِ مصرِ جاں صد مصر ہست

خبردار اے فرعون! مصر سے ہاتھ اٹھا لے جان کے مصر میں سینکڑوں مصر ہیں

؎۱ گبر۔ کافر بھی جہنم میں یہ کہے گا۔ کہ آپ کی نظر کرم ہو تو جہنم بھی گوارا ہے ……… ساحراں۔ آپ کی نظر کرم نے فرعون کے جادوگروں کے لئے ہاتھ پاؤں کٹوا دینا آسان کر دیا اور انہوں نے آپ کی شیریں نظر کو اپنے ہاتھ پاؤں کے خون کا بدلہ سمجھا۔ تفسیر۔ جب فرعون نے ساحروں کو قتل کرنے کی دھمکی دی تو انہوں نے کہا ہاتھ پاؤں کٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہم اپنے رب کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ چرخ۔ اس نعرہ سے آسمان بھی رقص کرنے لگا۔

؎۲ ضربت۔ مار۔ گر بدانی۔ اگر تو ہمارے اس جذبہ کو سمجھ جاتا تو ہمیں تکلیف نہ دیتا ہیں۔ انطاکیہ والوں نے جب حبیب نجار۔ حضرت عیسیٰ کے حواری کو شہید کیا تو انہوں نے فرمایا کاش میری قوم اس بات کو جان لیتی کہ میرے رب نے میری مغفرت فرمادی اور مجھے معزز بنا دیا۔ ارغنوں۔ مشہور باجا ہے جس کو افلاطون نے ایجاد کیا تھا۔

؎۳ فرعوئیے۔ نئی شہنشاہی۔ نے چنیں۔ وہ شہنشاہی فرعون کی سی شاہی نہیں ہے۔ سر بر آور ……… ان جادوگروں نے کہا تھا کہ خوابِ غفلت سے سر ابھار اور ہماری پائیدہ اور عظیم سلطنت کو دیکھ کے مصر اور نیل کی سلطنت پر غرور نہ کر۔ گر تو۔ اگر تو اس حقیر سلطنت کو ٹھکرا دے گا تو تیری روح میں اس قدر وسعت پیدا ہو جائے گی کہ یہ دریائے نیل اس میں غرق ہو جائے گا۔ ہیں بدار۔ ساحروں نے فرعون سے کہا کہ اس مصر کی حکومت سے دست کش ہو جا پھر روحانی دنیا کے سینکڑوں مصر ہاتھ آ جائیں گے۔

تو انا[1] ربّ را همی گوئی بعام — غافل از ماہیّتِ ایں ہر دو نام
تو عوام سے "میں خدا ہوں" کہتا ہے — حالانکہ تو ان دونوں ناموں کی ماہیت سے غافل ہیں

ربّ بر مربوب کے لرزاں بُود — کے انا داں بندِ جسم و جاں بُود
پروردگار زیر، پرورش سے کب لرزتا ہے ؟ — "انا" کو جاننے والا جسم اور جان کا پابند کب ہوتا ہے؟

نک انا ماییم رستہ از انا — از انائے پُر بلائے پُر عنا
دیکھ ! "انا" ہم ہیں "انا" سے چھوٹے ہوئے — اس "انا" سے جو مصیبت اور مشقت سے پُر ہے

آں[2] انائے بر تو اے سگ شوم بُود — در حقِ ما دولتِ محتوم بُود
اے کتے ! وہ "انا" تیرے لئے منحوس تھی — ہمارے حق میں یقینی دولت تھی

گر نبودت ایں انائے کینہ کش — کے زدے بر ما چنیں اقبالِ خوش
اگر یہ کینہ نکالنے والا "انا" تیرے اندر نہ ہوتا — تو ایسا اچھا نصیبہ ہمیں کب حاصل ہوتا ؟

شکر آں کز دارِ فانی میرہیم — بر سرِ ایں دار پندت میدہیم
اس کا شکر ہے کہ ہم دار فانی سے چھوٹ رہے ہیں — اس سولی پر ہم تجھے نصیحت کر رہے ہیں

دارِ قتلِ ما براقِ رحلت ست — دارِ مُلکِ تو غرور و غفلت ست
ہمارے قتل کی سولی سفر کا براق ہے — تیرا دار السلطنت، غرور اور غفلت ہے

ایں[3] حیاتِ خفیہ در نقشِ ممات — واں مماتِ خفیہ در قشرِ حیات
یہ خفیہ زندگی ہے جو موت کی صورت میں ہے — وہ خفیہ موت ہے زندگی کے چھلکے میں ہے

می نماید نور نار و نار نور — ورنہ دنیا کے بُدے دار الغرور
نور، آگ اور آگ نور نظر آتی ہے — ورنہ دنیا دار الغرور کب ہوتی ؟

ہیں مکن تعجیل اوّل نیست شو — چوں غروب آری برار از شرق ضو
خبردار ! جلدی نہ کر پہلے نیست بن — جب تو غروب کر گیا مشرق سے روشنی لا

آں انائے در ازل دل تنگ شد — زیں انا جاں بجود و دل دنگ شد
وہ "انا" ازل میں دل تنگ ہے — اس "انا" سے جان بجود اور دل حیران ہو گیا

آں انائے سرد گشت و تنگ شد — ایں انا خم دادہ ہمچو چنگ شد
وہ "انا" سرد اور تنگ ہے — یہ مست "انا" چنگ کی طرح ہے

---

[1] تو انا۔ فرعون قوم سے کہتا تھا کہ میں تمہارا رب ہوں ساحروں نے کہا تو انا اور رب دونوں کی حقیقت سے بے بہرہ ہے انا وہ ہے جو فنا کے بعد حاصل ہو تو اس سے ناواقف ہے۔ رب۔ تو رب کی حقیقت سے بھی ناواقف ہے جو اپنی رعایا کے بگڑ جانے سے خوفزدہ ہو وہ رب کیسے ہو سکتا ہے۔ انا ماییم۔ اصل انانیت تو جب حاصل ہوتی ہے جب انسان اپنی انانیت اور خود بیکو چھوڑ چکے جو مصیبت اور مشقت سے پُر ہے۔

[2] آں انا۔ تیری انانیت خودی لئے ہوئے ہے۔ تو منحوس ہے ہم فنا کا درجہ حاصل کر چکے ہیں لہٰذا ہماری انانیت ایک دولت ہے۔ گر نبودت۔ تیری انانیت ہماری خوش بختی کا سبب بن گئی ہے۔ شکر۔ تیری انانیت نے ہمیں اس فانی دنیا سے نجات دیدی ہے اب ہم سولی پر چڑھ کر تجھے نصیحت کر رہے ہیں۔ دار۔ یہ سولی ہمارے لئے قرب خداوندی کا براق بن گئی ہے۔

[3] ایں۔ یعنی براق رحلت حیات بصورت ممات ہے۔ واں۔ تیرا دار الملک موت بصورت حیات ہے۔ دار الغرور دھوکے کا گھر دنیا کو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حقائق بالعکس نظر آتے ہیں۔ ہیں۔ پہلے فنا حاصل کر پھر غروب کے بعد تیرا طلوع ہو گا۔ آں انائے اوصاف بشری فنا ہونے سے پہلے انا کہنا ازل سے مردود ہے۔ زیں انا۔ فنا کے بعد انا کہنا محمود ہے۔ چنگ ایک باجا ہے جس کی آواز خوش کن ہے۔

زاں اَنائے بے اَنا خوش گشت جاں — شد جہان اُواز انائے ایں جہاں
اس بے "انا" کے "انا" کہنے سے جان خوش ہو گئی — وہ اس جہاں سے کود جانے والی ہو گئی

از اَنا چوں رَست اکنوں شد اَنا — آفریں ہا بر اَنائے بے عَنا
جب "انا" سے چھوٹ گئی اب "انا" ہو گئی — بے مشقت کی "انا" کو شاباش ہے

اُو گریزاں داناۓ در پیش — می دَود چوں دید وے را بے ویش
وہ بھاگ رہا ہے اور "انا" اس کے درپے ہے — وہ "انا" دوڑتی ہے جب وہ اس کو اپنے بغیر دیکھتی ہے

طالب اُوئی نگردد طالبت — چوں بمُردی طالب شُد مطلبت
تو اس کا طلبگار ہے وہ تیری طلبگار نہ بنے گی — جب تو مر گیا تیرا مطلوب تیرا طالب بن گیا

زندہٗ [2] کے مُردہ شو شوید تُرا — طالبی کے مُطلبت جوید تُرا
تو زندہ ہے مردے کو نہلانے (والا) تجھے کب نہلائیگا؟ — تو طلبگار ہے، مطلوب تجھے کب ڈھونڈے گا؟

اندریں بحث اَر خِرد رہ بیں بُدے — فخرِ رازی راز دارِ دیں بُدے
اس بحث میں اگر عقل راستہ دیکھنے والی ہوتی — تو فخر الدین رازی دین کے راز دار ہوتے

لیک چوں مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ بود — عقل و تخیلاتِ اُو حیرت فزود
لیکن چونکہ "جس نے نہ چکھا اس نے نہ جانا" ہے — انکی عقل اور تخیلات نے حیرت میں اضافہ کر دیا

کے شود کشف از تفکر ایں اَنا — ایں اَنا مکشوف شُد بعد اَلفنا
غور کرنے سے یہ "انا" کب کھلتی ہے — یہ "انا" فنا کے بعد کھلی ہے

می فتد ایں عقلہا در [3] افتقاد — دَر مغا کے و حلول و اتحاد
جستجو میں یہ عقلیں گر جاتی ہیں — گڑھے اور حلول و اتحاد میں

اے ایازِ گشتہ فانی ز اقتراب — ہمچو اختر دَر شعاعِ آفتاب
اے ایاز! تو قرب میں فانی ہو گیا ہے — جیسا کہ ستارہ سورج کی شعاع میں

بلکہ چوں نُطفہ مبدّل تو بتن — نز حلول و اتحادِ مُفتتن
بلکہ جیسا کہ تیرا نطفہ جسم میں تبدیل ہوا — نہ کہ حلول اور پر فتنہ اتحاد سے

عبد کے بغیر صفات رب کیساتھ متصف ہوتا ہے حلول کی صورت میں ہے یعنی حضرت حق تعالیٰ وجودِ عبد کو اپنا محل بنا لیتے ہیں یا عبد اور رب میں اتحاد ہو جانے کی صورت سے ہے۔ اے ایاز۔ بقا اور فنا کی صحیح مثال اگر ہے تو یہ ہے کہ جسطرح ستارہ شعاعِ شمس میں گم ہو جاتا ہے اسی طرح عبدِ حادث اپنے آپ کو ربِ قدیم میں گم کر دیتا ہے۔ تو صفات کی تبدیلی کی مثال ہے یا یہ کہ۔ نطفہ یعنی جسمِ انسانی میں تبدیل ہو جاتا ہے یہ تبدیلِ ذاتی کی مثال ہے۔

[1] زاں۔ جس انا میں بشری انانیت نہ ہو اس سے روح خوش ہوتی ہے اور انسان اس انا کے ذریعہ اس دنیا کی انا سے نجات پا جاتا ہے۔ پہلے مصرع کے شروع میں جہاں جہندہ کے معنی میں ہے دوسرا جہاں دنیا کے معنی میں ہے۔ جب انسان بشری انانیت سے چھوٹ جاتا ہے تو حقیقی انا اس کو حاصل ہو جاتی ہے۔ او گریزاں۔ فانی حقیقت کیلئے گریزاں ہے اور بقا اس کے درپے ہے اور اس مظہر میں صفاتِ الٰہی اپنا ظہور چاہتے ہیں۔ اور جب تک انسان اپنی انا کا طالب ہے فنائے حقیقی اس کو حاصل نہ ہوگی جب اپنی صفاتِ بشری سے مردہ ہو جائیگا تو فنا خود اس کی طالب بن جائے گی۔

[2] زندہ جب تک انسان اپنی انا سے زندہ ہے تو اس مردے کو نہلانے والا یعنی فنا اس کیساتھ معروف عمل نہ ہوگی۔ اندریں۔ اس بحث میں کہ فنا اپنی انا ختم کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے عقل رہنمائی نہیں کرتی ہے ورنہ امام فخر الدین رازی جو دلائل عقلی پر ہر چیز کا مدار رکھتے ہیں۔ دین کے اسرار کے سب سے بڑے عالم ہوتے۔ لیک۔ یہ مسائل ذوقی ہیں جس نے انکا مزا نہ چکھا وہ انکی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ان مسائل میں دلائل عقلیہ حیرت میں اور اضافہ کر دیتے ہیں۔ ایں انا۔ حقیقی انا کا علم فنا کے بعد واضح ہوتا ہے۔

[3] در افتقاد۔ اگر محض عقل کے ذریعے ان مسائل کو حل کیا جائیگا تو انسان حلول اور اتحاد جیسے عقیدوں میں مبتلا ہو جائیگا یعنی یہ سمجھ جائیگا کہ بقا بعد فنا جس میں ایک انسان وجود

عفو کن اے عفو در صندوقِ تو … سابقِ لطفی ہمہ مسبوقِ تو

معاف کر دے، اے وہ کہ معافی تیرے صندوق میں ہے! … تو مہربانی میں سابق ہے سب تیرے پیچھے ہیں

مجرم داشتنِ ایاز خود را دریں شفاعت گری و عذرِ ایں جرم

اس سفارش کرنے میں ایاز کا اپنے آپ کو مجرم سمجھنا اور اس خطا کی معافی

خواستن ۱ و دراں عذر گوئی ہم خود را مجرم داشتن و ایں شکستگی

چاہنا اور اس عذر گوئی میں بھی اپنے آپ کو مجرم قرار دینا اور یہ کسر نفسی

از شناخت وعظمت شاہ خیزد و اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِاللّٰہِ

شاہ کی عظمت اور پہچان سے پیدا ہوتی ہے "اور میں تم سے زیادہ اللہ کو جاننے والا ہوں اور

وَاَخْشَاکُمْ وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ

تم سے زیادہ اللہ ڈرانے والا ہو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ سے اس کو جاننے والا ڈراتے ہے

مَن کہ باشم کہ بگویم عفو کن … اے تو سلطان و خلاصہ امرِ کن

میں کون ہوتا ہوں جو کہوں کہ معاف کر دیجئے؟ … اے وہ کہ آپ بادشاہ اور "کن" کے امر کے خلاصہ ہیں

مَن کہ باشم کہ بوَم من بامنت … اے گرفتہ جملہ منہا دامنت

میں کون ہوتا ہوں کہ میں تیری ہستی کے سامنے موجود ہوں؟ … اے وہ کہ تمام ہستیوں نے تیرا دامن تھاما ہے

مَن ۲ کے آرم رحمِ خلمِ آلود را … رہ نمایم علمِ حلم اندود را

میں غضب آلود رحم کب کر سکتا ہوں؟ … میں تو حلم سے بھرے ہوئے علم کی رہنمائی کرتا ہوں

صد ہزاراں صفع را ارزانیم … گر زبونِ صفعہا گرد انیم

میں لاکھوں طمانچوں کے لائق ہوں … اگر آپ مجھے طمانچوں کا مغلوب بنا لیں

مَن کیم تا پیشت اعلامے کنم … یا کہ وا یادت وہم شرطِ کرم

میں کون ہوں کہ آپ کے سامنے اعلان کروں؟ … یا کہ آپ کو کرم کی شرط یاد دلاؤں

آنچہ معلومِ تو نبود چیست آں … وآنچہ یادت نیست کو اندر جہاں

جو تجھے معلوم نہیں وہ کیا ہے؟ … جو تجھے یاد نہیں وہ جہاں میں کہاں ہے؟

اے ۳ تو پاک از جہل وعلمت پاک ازاں … کہ فراموشی کند ویرا نہاں

اے وہ کہ تو جہالت سے پاک ہے اور تیرا علم اس سے پاک ہے … کہ بھول اس کو چھپا دے

ہیچکس را تو کے انگاشتی … ہمچو خورشیدش بنور افراشتی

تو نے نا چیز کو چیز ٹھہرایا … تو نے اس کو سورج کیطرح نور سے بلند کر دیا

۱ خواستن۔ ایاز نے اس سفارش کے بارے میں بھی اپنے آپ کو قصور وار سمجھا اور عذر خواہی کرنے لگا اور یہ صورت جب پیدا ہوتی ہے جبکہ انسان شاہ کی عظمت کو سمجھ چکا ہو چنانچہ آنحضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں خدا کو تم سے زیادہ جانتا ہوں اور خدا سے تم سے زیادہ ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ کے جاننے والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔ من کہ باشم۔ میرا تیرے سامنے سفارش کرنا اپنی ہستی کا اقرار کرنا ہے جو غیر مناسب ہے۔

۲ من۔ میرے رحم میں تو خلوص نہیں ہے میں تو صرف آپ کے علم کی راہنمائی کر رہا ہوں صد ہزاراں۔ اگر تو مجھے سزا دینا پسند کرے تو میں لاکھوں طمانچوں کا مستحق ہوں، سفارش کرنا میری گستاخی ہے۔ من کیم ہیں کون ہوتا ہوں کہ آپ کو بتاؤں اور کرم کی شرط یاد دلاؤں جب کہ آپ کو ہر چیز معلوم ہے اور ہر بات یاد ہے

۳ اے تو پاک۔ آپ خود جہل سے پاک ہیں اور کوئی بھول کسی چیز کو آپ سے پوشیدہ نہیں کر سکتی ہے۔ ہیچکس۔ آپ نے معافی کا اختیار مجھے دیکر مجھے کسی قابل بنا دیا۔ اب جب کہ آپ نے مجھے کسی قابل بنا دیا ہے تو کرم کرکے میری خوشامد کو بھی سن لیجئے۔

چوں کسم کردی اگر لابہ کنم
مستمع شو لابہ اَم را از کرم
جب تو نے مجھے کچھ بنا دیا، اگر میں عاجزی کروں
تو کرم کر کے میری خوشامد کو سن لے

زانکہ[1] از نقشم چو بیروں بُردہٗ
آں شفاعت ہم تو خود را کردہٗ
اسلئے کہ جب تو نے مجھے ہستی سے باہر نکال دیا ہے
تو وہ سفارش بھی تو نے خود ہی سے کی ہے

چوں ز رختِ من تہی گشت ایں وطن
تَر و خشکِ خانہ نُبود آنِ من
جب یہ وطن میرے سامان سے خالی ہو گیا
تو گھر کا تر اور خشک میرا نہیں ہے

ہم دُعا از من رواں کردی چو آب
ہم ثباتش بخش و گرداں مُستجاب
تو نے ہی دعا مجھ میں سے پانی کی طرح جاری کر دی
تو ہی اس کو جماؤ عطا کر اور قبول فرما

ہم تو بُودی اوّل آرندہ دُعا
ہم تو باش آخرا جابت را رَجا
تو ہی ابتداء مجھ سے دعا کرانے والا ہے
تو ہی اخیر میں قبولیت کی امید بن

تازنم من لاف کاں شاہِ جہاں
بہرِ بندہ عفو کرد از مُجرماں
تاکہ میں شیخی بگھار سکوں کہ اس شاہجہاں نے
ان خطا کاروں کو غلام کی خاطر معاف کر دیا

دَرد[2] بُودم سر بسر من خود پسند
کرد شاہم داروِیِ ہر دَرد مند
میں متکبر سراسر درد تھا
شاہ نے مجھے ہر درد مند کی دوا بنا دیا

دوزخے بُودم پُراز شور و شرے
کرد دستِ فضلِ اُویم کوثرے
میں شور شر سے پُر ایک دوزخ تھا
اس کی مہربانی کے ہاتھ نے مجھے کوثر بنا دیا

ہر کہ را سوزید دوزخ در قَوَد
من بروَیانم دگر بار از جَسَد
جس شخص کو دوزخ نے سزا میں جلا دیا ہے
میں اس کے جسم کو دوبارہ اگا دیتا ہوں

کارِ کوثر چیست کہ ہر سوختہ
گرد داز وے نابت و اندوختہ
کوثر کا کام کیا ہے؟ یعنی ہر جلا ہوا
اس سے اگ جانے والا اور مجتمع ہو جائے

قطرہ[3] قطرہ اُو منادی کرم
کانچہ دوزخ سوخت من باز آورم
اس کا قطرہ قطرہ کرم کا منادی ہے
کہ جو دوزخ نے جلایا ہے میں لوٹا دوں گا

ہمچو مرہم بر سرِ زخمِ عفن
یُنبتُ لحمًا جدیدًا خالصًا
جس طرح سڑے ہوئے زخم پر مرہم
خالص نیا گوشت اگا دیتا ہے

ہست دوزخ ہمچو سرمائے خزاں
ہست کوثر چوں بہار و گلستاں
دوزخ جاڑوں کی خزاں کی طرح ہے
کوثر بہار اور چمن کی طرح ہے

[1] زانکہ۔ اب میں میں نہیں ہوں لہٰذا میری یہ سفارش میری نہیں ہے آپ کی ہے۔ چوں۔ جبکہ میرے پاس اپنا کچھ نہیں ہے تو گھر میں جو کچھ ہے میری ملکیت نہیں ہے تو نے ہی مجھے سفارش کی توفیق دی ہے اب تو ہی اس کو قبول فرما لے ہم تو۔ دعا کرنے والا تو ہی ہے تو تجھی سے قبول کر لینے کی امید وابستہ ہے۔ تازنم جبکہ میرا کوئی حصہ نہیں تو مجھے تو خواہ مخواہ کا فخر ہو گا کہ بادشاہ نے میری سفارش پر خطا کاروں کو معاف کیا ہے۔

[2] درد۔ میں تو خود مرض تھا شاہ نے مجھے دوا بنا دیا۔ میں دوزخ تھا جو دوسروں کو جلاتی ہے اس شاہ کے فضل نے مجھے کوثر بنا دیا جو جلے ہوؤں کو زندگی بخش دیتی ہے۔ ہر کہ۔ لب چونکہ میں کوثر ہوں دوزخ نے سزا میں جنکا جسم جلا کر خاکستر کر دیا ہے ان کو دوبارہ جسم دے دیتا ہوں۔ نابت۔ اُگنے والا۔ اندوختہ۔ جمع شدہ۔

[3] قطرہ۔ کوثر کا ایک ایک قطرہ پکار کر کہتا ہے کہ میرے قریب آ جاؤ میں جلے ہوئے کو دوبارہ جسم عطا کر دوں گا میری مثال مرہم کی سی ہے جو سڑے ہوئے زخم پر دوبارہ عمدہ گوشت پیدا کر دیتا ہے۔ دوزخ موسم خزاں کے طرح اور کوثر موسم بہار کیطرح ہے۔ دوزخ موت ہے کوثر نفخ صور ہے جس سے مردے زندہ ہو جائیں گے۔

ہست دوزخ ہمچو مرگ و چوں فنا ہست کوثر نفخ صُور از کبریا

دوزخ ، موت اور فنا کی طرح ہے کوثر اللہ تعالیٰ کی جانب سے صور کا پھونکنا ہے

ہست دوزخ ہمچو مرگ و خاکِ گور ہست کوثر بر مثالِ نفخِ صُور

دوزخ موت اور قبر کی مٹی کی طرح ہے کوثر ، صور پھونکنے کی طرح ہے

اے ۱ از دوزخ سوختہ اجسام تاں سُوئے کوثر میکشد اکرام تاں

اے وہ کہ تمہارے جسم دوزخ سے جل چکے ہیں اللہ کا کرم تمہیں کوثر کی جانب کھینچتا ہے

چوں خَلَقْتُ الْخَلْقَ کَےْ یُرْبَحْ عَلَیَّ لُطف تو فرمود اے قَیُّومُ وَحَی

جبکہ میں نے مخلوق پیدا کی تاکہ مجھ سے نفع اٹھائے اے حی قیوم تو نے مہربانی فرمائی ہے

لَا لِاَنْ اَرْبَحْ عَلَیْهِمْ جُودِ تُست کہ شوند ز جُملہ ناقصہا دُرست

"نہ یہ کہ میں ان سے نفع کماؤں" تیری عطا ہے تاکہ اس سے سب ناقص مکمل بن جائیں

عَفو کُن زیں ناقصانِ تن پرست عَفو از دریائے عَفو اولیٰ ترست

ان ناقص تن پرستوں کو معاف فرما دے معافی کے سمندر کیجانب سے معاف کرنا ہی بہتر ہے

عَفوِ ۲ خلقاں ہمچو جُوی و ہمچو سیل ہم بداں دریائے خود تا زند خیل

مخلوق کی معافی نہر کی طرح اور بہاؤ کی طرح اس ہی اپنے دریا کی جانب گھوڑا دوڑاتی ہے

عَفو ہا ہر شب ازیں دل پارہا چوں کبوتر سُوئے تو آید شہا

معافیاں ، ہر شب کو ان دل کے ٹکڑوں سے اے شاہ! آپ کی جانب کبوتر کی طرح آتی ہیں

بازشاں وقتِ سحر پرّاں کُنی تا بشب محبوسِ ایں اَبداں کُنی

تو ان کو پھر صبح کے وقت اڑا دیتا ہے رات تک کیلئے ان جسموں میں قید کر دیتا ہے

پر زناں بارِ دگر در وقتِ شام می پرند از عشق آں اَیوان و بام

دوبارہ شام کے وقت پر پھڑپھڑاتے ہوئے عشق کیوجہ سے اس محل اور بالا خانے سے پرواز کرتی ہیں

تا کہ ۳ از تن تارِ وصلت بگسلند پیشِ تو آیند کز تو مُقبلند

یہاںتک کہ وہ جسم سے جوڑ کا تار توڑ دیتی ہے آپ کے پاس آجاتی ہیں کیونکہ آپ کے پاس آنکلی ہیں

پر زناں ایمن زرجع سرنگوں در ہوا کَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن

سرنگوں (جماعت کی) واپسی سے مطمئن ہوکر اڑتی ہیں ہوا میں کہ ہم اسی طرف لوٹنے والی ہیں

بانگ می آید تَعَالَوْا زاں کرم بعد ازاں رجعت نماند در دو غم

اس کرم کیجانب سے "آجاؤ" کی آواز آتی ہے اس واپسی کے بعد رنج اور غم باقی نہیں رہے گا

---

۱ اے جو لوگ دوزخ کی آگ سے جل گئے ہیں ان کو اللہ کا کرم کوثر کی جانب بلاتا ہے۔ چون۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے مخلوق اس لئے پیدا کی ہے تاکہ وہ مجھ سے فائدہ اٹھائے نہ کہ اس لئے کہ میں اس سے فائدہ اٹھاؤں کہ شود۔ یہ فرمان خداوندی اس لئے ہے کہ اس کی ذات سے ناقص درست ہو جائیں۔

۲ عفو خلقان۔ مخلوق کا معاف کرنا بھی اسی دریائے عفو کا ایک حصہ ہے۔ عفو ہا۔ مخلوق کی معافیاں اپنی اصل کیطرف پرواز کرتی ہیں۔ کل شیءٍ یرجع الی اصله ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ بازشاں۔ پھر اللہ تعالیٰ انکو دن بھر کے لئے انسانی بدنوں میں محبوس کر دیتا ہے۔ اور پھر شام کے وقت اسی محل کیطرف پرواز کر جاتی ہیں۔

۳ تا کہ۔ یہاں کی آمدورفت اس وقت تک ہے جب تک کہ زندگی مقدر ہے۔ پرزناں۔ انکی پرواز فساق اور کفار کی پرواز کی طرح اوندھے منہ نہیں ہے۔ بانگ۔ ان کی واپسی پر اللہ کا کرم آواز دیتا ہے کہ آجاؤ کہ اس واپسی کے بعد دنیا کا درد اور رنج ختم ہو جائے گا۔

بَس ۱ غریبیہا کشیدید از جہاں
تم نے دنیا میں بہت سے پردیسی پن برداشت کئے
قدرِ من دانستہ باشید اے مہاں
اے شریفو! تم نے میری قدر جان لی ہے

زیرِ سایہ ایں درختم مستِ ناز
میرے اس درخت کے سایہ میں ناز سے مست ہو کر
ہیں بیندازید پاہا را دراز
آگاہ! پاؤوں کو لمبا پھیلا دو

پایہائے پُر عناں از راہِ دیں
وہ پاؤں جو دین کے راستہ میں تھکے ہوئے ہیں
بر کنار و دستِ حوراں خالدیں
ہمیشہ رہنے والی حوروں کی گود اور ہاتھوں میں

حُوریاں گشتہ مغمّز مہرباں
غمزہ کرنے والی حوریں مہربان ہو گئیں
کز سفر باز آمدند ایں صوفیاں
کہ یہ صوفی سفر سے واپس آئے ہیں

صوفیانِ صافیاں چوں نورِ خُور
ایسے صاف صوفی جیسا کہ سورج کا نور
مُدتے اُفتادہ بر خاک و قذر
جو ایک مدت تک مٹی اور پلیدی میں پڑے رہے

بے اثر پاک از قذر باز آمدند
بغیر کسی نشان کے پلیدی سے پاک واپس آئے ہیں
ہمچو نورِ خُور سُوئے قُرصِ بلند
جس طرح کہ سورج کا نور بلند ٹکیہ کی جانب

ایں ۲ گروہِ مجرماں ہم اے مجید
اے بزرگ! خطاکاروں کا یہ گروہ بھی
جملہ سَر ہاشاں بدیوارے رسید
ان سب کا منہ دیوار کی جانب میں پہنچ گیا

بر خطا و جُرمِ خود واقف شدند
اپنے جرم اور خطا سے واقف ہو گئے ہیں
گرچہ ماتِ کعبتینِ شہ بُدند
اگرچہ وہ شاہ کی کعبتین سے مات کھائے ہوئے تھے

رُو بتُو کردند کنوں آہ کناں
اب آہیں بھرتے ہوئے انہوں نے تیری جانب رخ کیا ہے
اے کہ لُطفت مجرماں را رَہ کناں
اے وہ کہ تیری مہربانی خطاکاروں کا راستہ دکھانے والی ہے

راہ دہ آلودگاں را العَجَل
آلودہ ہو جانے والوں کو بہت جلد راستہ عطا کر
دَر فُراتِ عفو و عینِ ۳ مُغتسل
معافی کی نہر اور نہانے کے چشمہ کا

تا کہ غسل آرند زاں جُرمِ دراز
تاکہ اس لمبی خطا سے غسل کر لیں
دَر صَفِ پاکاں رَوند اندر نماز
نماز میں پاکوں کی صف میں شامل ہو جائیں

اندراں صَفہا زاندازہ بروں
ان صفوں میں اندازے سے زیادہ
غرقہ گانِ نور نَحنُ الصَّافُّون
"ہم صف باندھنے والے ہیں" کے نور میں غرق ہیں

---

۱ بس غریبیہا۔ ان سے کرم خداوندی کہتا ہے تم نے مسافرت کی تکلیفیں اٹھائی ہیں اب کرم کے سایہ میں پاؤں پھیلا کر سو جاؤ۔ پایہائے۔ اب ان پاؤوں کو جنہوں نے اللہ کی عبادتوں میں بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں حوروں کے ہاتھوں اور پہلوؤں میں پھیلا دو۔ مغمّز۔ غمزہ کرنے والا۔ صوفیاں۔ ان لوگوں کی حالت سورج کی روشنی کی سی ہے جو مٹی اور نجاستوں پر سے بھی گذرتی ہے لیکن پاک و صاف سورج کی طرف لوٹ آتی ہے یہ صوفی بھی دنیا کی نجاستوں پر سے پاک و صاف گذر کر واپس آتے ہیں۔

۲ ایں گروہ۔ خطا اور ابھی اب شرمندہ ہیں۔ سر سبد یوار شدن شرمندہ ہونا۔ بر خطا۔ اگرچہ وہ قدرت سے مغلوب تھے لیکن اپنے جرم و خطا سے واقف ہیں۔ شعر

گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش و گو گناہ من ست

کعبتین۔ وہ نردیں ہوتی ہیں جس میں سے ہر ایک کی چھ سطحیں ہوتی ہیں اور ہر سطح پر عدد کندہ ہوتا ہے ان سے بازی کھیلی جاتی ہے۔

۳ عین مغتسل۔ وہ چشمہ جس میں حضرت ایوبؑ کو غسل کرایا گیا تھا۔ تاکہ پاک ہو کر نماز میں شریک ہو سکیں۔ اندراں۔ ان صفوں میں اندازے سے زیادہ نمازی ہیں۔ وَاِنَّا لَنَحنُ الصَّافُّون فرشتوں کا مقولہ ہے اور بیشک ہم صفیں باندھنے والے ہیں۔

چوں سخن ۱ در وصفِ ایں حالت رسید
جب بات اس حالت کے بیان میں پہنچی
ہم قلم بشکست وہم کاغذ درید
قلم بھی ٹوٹ گیا اور کاغذ بھی پھٹ گیا

بحر را پیمودہ ہیچ اُسکرۂ
کسی سکورے نے سمندر کو ناپا ہے ؟
شیر را برداشت ہر گز برۂ
کسی بکری کے بچہ نے شیر کو اٹھایا ہے ؟

گر حجابستت بروں رو ز احتجاب
اگر تیرے لئے پردہ ہے پردہ پوشی سے باہر نکل
تا ببینی پادشاہیِ عجاب
تاکہ تو عجب بادشاہی دیکھے

گرچہ بشکستند جامت قوم مست
اگرچہ مست قوم نے تیرے جام کو توڑا ہے
آنکہ مست از تو بُوَد عذریش ہست
جو تیرا مست ہو اس کے لئے ایک عذر ہے

مستیِ ۲ ایشاں باقبال و بمال
ان کی اقبال اور مال کی مستی
نے زبادۂ تست اے شیریں فعال
کیا اے شیریں کارناموں والے تیری شراب سے نہیں ہے؟

اے شہنشہ مستِ تخصیصِ تواند
اے شہنشاہ وہ تیرے خاص کردینے کی وجہ سے مست ہیں
عفو کن از مستِ خود اے عفو مند
اے معافی دینے والے! اپنے مست کو معاف کردے

لذتِ تخصیصِ تو وقتِ خطاب
خطاب کے وقت تیرے خاص کرنے کی لذت
آں کند کہ ناید از صد خُمِ شراب
وہ کرتی ہے جو شراب کے سینکڑوں مٹکوں سے نہیں ہوتا

چونکہ مستم کردۂ حدّم مزن
جب تو نے مجھے مست کردیا، مجھ پر حد جاری نہ کر
شرعِ مستاں را نیارد حد زدن
شریعت مستوں پر حد جاری نہیں کرتی ہے

چوں شوم ہشیار آنگا ہم بزن
جب میں ہوشیار ہو جاؤں اس وقت مارنا
کہ نخواہم ۳ گشت خود ہشیار من
کیونکہ میں ہوشیار ہی نہ ہوں گا

ہر کہ از جامِ تو خورد اے ذوالمنن
اے احسانوں والے! جس نے تیرے جام سے پی لی
تا ابد رست از ہُش و از حد زدن
وہ ہمیشہ کیلئے ہوش سے اور حد جاری کرنے سے نجات پا گیا

خَالِدِیْنَ فِیْ فَنَاءِ سُکْرِھِمْ
وہ اپنے نشہ کی فنا میں ہمیشہ رہنے والے ہیں
مَنْ یُّفَانِیْ فِیْ ھَوَاکُمْ لَمْ یَقُمْ
جو تمہاری محبت میں فنا ہوا وہ کھڑا نہیں ہوا

فضلِ تو گوید دلِ ما را کہ رو
تیری مہربانی، ہمارے دل سے کہتی ہے، کہ جا
اے شدہ در دوغِ عشقِ ما گرو
اے وہ کہ ہمارے عشق کی چھاچھ میں گروی ہو گیا ہے

---

۱ سخن۔ یعنی اسرار۔ شفاعت کا بیان۔ بحر۔ اسرار کا ایک بے پایاں سمندر ہے اور ہماری مثال اس پر تیرنے والے سکورے کی سی ہے سکورہ سمندر کو نہیں ناپ سکتا نہ بکری کا بچہ شیر کو اٹھا سکتا ہے۔ گر حجابستت۔ اگر اسرار تجھے نظر نہیں آتے تو حجاب سے باہر نکلنے کی کوشش کر پھر عجیب بادشاہی دیکھے گا۔ گرچہ۔ ایاز کا مقولہ ہے کہ اگرچہ اس مست قوم نے آپ کے حکم کا جام توڑا ہے لیکن چونکہ یہ آپ کے مست ہیں لہٰذا معذور ہیں۔

۲ مستی۔ ان کی مستی اس رتبہ اور مال کی وجہ سے ہے جو آپ نے ان کو دیا ہے۔ تخصیص۔ یعنی چونکہ تو اس سے خصوصیت برتتا ہے اس لئے یہ مست ہو گئے ہیں ...... وقتِ خطاب۔ جب تو ان سے خاص طور پر خطاب کرتا ہے تو ان پر شراب کے سینکڑوں خموں کی مستی طاری ہو جاتی ہے۔ چونکہ۔ شرعی حکم ہے کہ مست پر نشہ کی حالت میں شراب پینے کی حد یعنی کوڑے نہیں لگائے جاتے ہیں۔ چوں۔ جب مست کا نشہ دور ہو جاتا ہے تب اس کے کوڑے مارے جاتے ہیں۔

۳ کہ نخواہم۔ لیکن میں ایسا مست ہوں کہ اس کی مستی تیرے جام کی مستی ہے جو قیامت تک زائل نہیں ہو سکتی۔ خالدین۔ جو تیرے عشق میں فنا ہو گیا وہ پھر کبھی نہیں سنبھلا۔ فضلِ تو۔ تیری مہربانی ہماری مستی کے عذر پر کہتی ہے کہ تو اگرچہ ہمارے جام کا مست نہیں ہے بلکہ چھاچھ پی کر مستی کا اظہار کر رہا ہے لیکن پھر بھی تیرا عذر قبول کرتے ہیں۔

چوں مگس در دوغِ ما افتادهٔ
تو مکھی کی طرح ہماری چھاچھ میں پڑا ہے
تو نہ مستی اے مگس تو بادهٔ ۱
اے مکھی! تو مست نہیں ہے تو ایک شراب ہے

کرگسان مست از تو گردند اے مگس
اے مکھی! گدھ تجھ سے مست ہو جائیں گے
چونکہ بر بحرِ عسل رانی فرس
جب تو شہد کے سمندر پر گھوڑا دوڑائے گی

کوہہا چوں ذرہہا سرمستِ تو
ذروں کی طرح پہاڑ تیرے مست ہیں
نقطہ و پرکار و خط در دستِ تو
نقطہ اور پرکار اور خط تیرے ہاتھ میں ہیں

فتنہ کہ لرزند زو لرزانِ تست
وہ فتنہ جس سے لرزتے ہیں تجھ سے لرزتا ہے
ہر گراں قیمت گہر ارزانِ تست
ہر گراں قیمت موتی تیرے لئے سستا ہے

گر ۲ خدا دادے مرا پانصد دہاں
اگر خدا مجھے پانچ سو منہ دیتا
گفتمے شرحِ تو اے جانِ جہاں
تو اے جانِ جہاں! میں تیری شرح کرتا

یک زباں دارم من آنہم منکسر
میں ایک زبان رکھتا ہوں وہ بھی ٹوٹی ہوئی
در خجالت از تو اے دانائے سر
اے راز کو جاننے والے! تجھ سے شرمندگی میں

منکسر تر خود نباشم از عدم
میں خود عدم سے زیادہ ٹوٹا ہوا نہیں ہوں
کز دہانش آمد ستند ایں اُمم
جس کے منہ سے یہ امتیں آئی ہیں

صد ہزار آثارِ غیبی منتظر
لاکھوں غیبی آثار منتظر ہیں
کز عدم بیروں جہند بالطف و بر
کہ پاکیزگی اور بھلائی کیساتھ عدم سے باہر نکل آئیں

از تقاضائے ۳ تو میگردد سرم
تیرے ہی تقاضے سے میرا سر گردش کرتا ہے
اے بمردہ من بہ پیشِ آں کرم
اے وہ کہ میں اس کرم کے سامنے جان دے چکا ہوں

رغبتِ ما از تقاضائے تواست
ہمارا راغب ہونا تیرے تقاضے سے ہے
جذبۂ حق ست ہر جا رہروست
جہاں کہیں رہ رو اللہ تعالیٰ کا جذبہ ہے

خاک بے بادے ببالا کے جہد
غبار بغیر ہوا کے اوپر کب جاتا ہے؟
کشتیِ بے بحر پا در رہ نہد
بغیر دریا کی کشتی راہ میں پاؤں رکھتی ہے؟

پیشِ آبِ زندگانی کس نمرد
آب حیات کے سامنے کوئی نہیں مرا
پیشِ آبت آبِ حیوانست دُرد
تیرے پانی کے سامنے آب حیات تلچھٹ ہے

۱ تو بادۂ۔ اس کا تعلق آئندہ شعر سے ہے یعنی باایں ہمہ تو ایک شراب ہے کرگس یعنی اہل دل تجھ سے مستی حاصل کرتے ہیں۔ بحرِ عسل۔ یعنی اسرار حقیقت۔ کوہہا۔ اب تیری مستی کا یہ حال ہے کہ جملہ کائنات تیرے تصرف میں ہے۔ فتنہ۔ دنیا کے مصائب تجھ سے لرزہ براندام ہیں اور دنیا کی ہر قیمتی چیز تیرے لئے بے قیمت ہے۔

۲ گر خدا۔ یہ بھی ایاز کا مقولہ ہے اور جانِ جہاں سے مراد سلطان ہے یا یہ مولانا کا مقولہ ہے اور جانِ جہاں سے سلطانِ حقیقی مراد ہے۔ یک۔ ایک زبان ہے اور وہ بھی شرمندگی سے شکستہ ہے تو میں کیسے تیری تعریف کا حق ادا کرسکتا ہوں۔ از عدم۔ لیکن با ایں ہمہ کچھ نہ کچھ مجھے تعریف کرنی ہے اس لئے کہ میں عدم سے تو گیا گذرا نہیں ہوں اس سے بھی غیبی آثار ظاہر ہو رہے ہیں جو تجھ سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔

۳ از تقاضائے۔ تیری ہی ذات کا تقاضہ ہے کہ میں اس کے اوصاف بیان کروں اس کرم پر میں قربان ہوں۔ رغبت۔ تعریف کی طرف ہماری رغبت تیرے تقاضے اور جذبے کی وجہ سے ہے۔ خاک۔ غبار ہوا کے سہارے اڑتا ہے۔ کشتی دریا کے سہارے چلتی ہے۔ اسی طرح ہمارا ہر کام تیرے جذبے سے ہے۔ پیش۔ آب حیات ہر چیز کی زندگی کا سبب ہے لیکن تیرے آبِ رحمت کے مقابلہ میں وہ مکدر پانی ہے۔

آبِ حیواں قبلۂ جاں دوستاں — زآب باشد سبز و خنداں بوستاں

آبِ حیات جان سے دوستی رکھنے والوں کا قبلہ ہے — پانی سے باغ سبز و خنداں ہوتا ہے

مرگ آشاماں ز عشقش زندہ اند — دل زجان و آبِ جاں بر کندہ اند

موت کو پی جانے والے اس کے عشق سے زندہ ہوتے ہیں — جان اور آبِ حیات سے دل برداشتہ ہیں

آبِ عشقِ تو چو ما را دست داد — آبِ حیواں شد بہ پیشِ ما کساد

جب تیرے عشق کا پانی ہمارے ہاتھ آ گیا — ہمارے سامنے آبِ حیات بیکار ہو گیا

زآبِ حیواں ہست ہر جاں را نوی — لیک آبِ آبِ حیوانی توئی

آبِ حیات سے ہر جان کو تازگی ہے — لیکن آبِ حیات کی زندگی تو ہے

ہر دمے مرگے و حشرے دادیم — تا بدیدم دستبردِ آں کرم

تو نے مجھے ہر لحظہ موت اور زندہ ہو جانا عطا کیا ہے — یہاں تک کہ میں نے اس کرم کا غلبہ دیکھ لیا ہے

ہمچو ۲ خفتن گشت ایں مُردن مرا — ز اعتمادِ بعث کردن اے خدا

یہ میرے لئے سونے کی طرح بن گیا ہے — اے خدا! حشر کے بھروسہ پر

ہفت دریا ہر دم ار گردد سراب — گوش گیری آوریش اے آبِ آب

ساتوں سمندر، اگر ہر وقت ریت بنیں — تو ان کا کان پکڑ کر لے آئیگا اے پانی کی جان!

عقل لرزاں از اجل واں عشق شوخ — سنگ کے ترسد ز باراں چوں کلوخ

عقل موت سے لرزتی ہے اور وہ عشق بیباک ہے — پتھر ڈھیلے کی طرح بارش سے کب ڈرتا ہے؟

از صحاف ۳ مثنوی ایں پنجم ست — در بروجِ چرخِ جاں چوں انجم ست

مثنوی کے دفتروں میں سے یہ پانچواں ہے — جان کے آسمان کے برجوں میں ستاروں کی طرح ہے

رہ نیابد از ستارہ ہر حواس — جز کہ کشتیبانِ استارہ شناس

ہر حواس ستارے سے راستہ نہیں پا سکتا ہے — ملاح ستارے کو پہچاننے والے کے سوا

جز نظارہ نیست قسمِ دیگراں — از سعودش غافل اندو از قِراں

دوسروں کا حصہ سوائے نظارہ کے نہیں ہے — وہ اس کی نیک بختی اور میل سے غافل ہیں

آشنائی گیر شبہا تا بروز — با چنیں استارہائے دیو سوز

راتوں اور دنوں سے دوستی رکھ — اس طرح کے شیطان کو جلانے والے ستاروں سے

---

۱ آبِ حیواں۔ آبِ حیات کا تعمت ہونے کی یہ دلیل ہے کہ اس کو وہ پسند کرتے ہیں جو اپنی جان کو بچانا چاہتے ہیں مرگ۔ لیکن جو لوگ فنا کو پسند کرتے ہیں وہ تیرے آبِ عشق سے زندہ ہیں ان کیلئے آبِ حیات ہیچ ہے۔ زآبِ حیواں آبِ حیات سے ہر جان کو تازگی حاصل ہوتی ہے لیکن اس آبِ حیات کی زندگی تو ہے۔ ہر دمے۔ شعر

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را — ہر زماں از غیب جانے دیگر ست

۲ ہمچو خفتن۔ چونکہ مجھے موت کے بعد کی زندگی کا یقین ہے لہذا میرے لئے موت کی حقیقت نیند سے زیادہ نہیں ہے۔ ہفت۔ تیرے دوبارہ زندگی عطا کرنے کا یہ حال ہے کہ اگر ساتوں سمندر خشک ہو کر ریت بنجائیں تو ان کا کان پکڑ کر کہہ دے کہ پانی بنجاؤ تو وہ پانی بن جائیں گے۔ عقل۔ عقل موت سے ڈرتی ہے اور عشق اس کے معاملہ میں لاپرواہ ہے کچا ڈھیلا بارش سے ڈرتا ہے پتھر کبھی نہیں ڈرتا۔

۳ صحاف۔ صحف کی جمع ہے بمعنی پیالہ بعض نسخوں میں صحائف ہے جو صحیفہ بمعنی کتاب کی جمع ہے۔ مراد مثنوی کے دفاتر ہیں۔ رہ نیابد۔ جس طرح ستاروں سے ہر شخص رہنمائی حاصل نہیں کر سکتا اسی طرح مثنوی سے ہر شخص مستفید نہیں ہو سکتا۔ سعودش۔ یعنی ستاروں کے نیک اثرات۔ قراں۔ دو ستاروں کا باہم ملنا۔ آشنائی مثنوی سے شغل رکھو شیطان سے نجات حاصل کرو گے۔

ہر یکے ۱ در دفعِ دیو بد گماں ہست نفط انداز قلعہ آسماں

بدگمان شیطان کے دفع کرنے میں ہر ایک آسمان کے قلعہ سے نفط پھینکنے والا ہے

اخترِ ارباد یو ہمچوں عقرب ست مشتری را او ولی الاقرب ست

ستارہ اگرچہ شیطان کے لئے بچھو کی طرح ہے خریدار کے لئے وہ قریبی دوست ہے

قوس اگر از تیر دوزد دیو را دلو پُر آب ست زرع و میوہ را

کمان اگر شیطان کے تیر چھید دینے والی ہے ڈول، کھیتی اور میوے کے لئے پانی سے لبریز ہے

حوت اگرچہ کشتیِ غی بشکند دوست راچوں ثور کشتے میکند

مچھلی اگرچہ گمراہی کی کشتی کو شکستہ کرتی ہے دوست کے لئے بیل کی طرح کھیتی بوتا ہے

شمس اگر شب را بدرد چوں اسد لعل رازو خلعت اطلس رسد

سورج اگر رات کو شیر کی طرح پھاڑ دیتا ہے لعل کو اس سے اطلسی خلعت ملتی ہے

صورتِ خرچنگ اگرچہ کجردست ہست میزاں ازو بیروں شوست

کیکڑے کی صورت اگرچہ ٹیڑھی چال کی ہے ترازو کی ہیئت اس سے الگ ہے

پیشۂ مریخ ۲ اگر خونریزی ست او زبونِ شمسِ تبریزی ست

مریخ کا پیشہ اگرچہ خونریزی ہے وہ تبریزی سورج سے مغلوب ہے

گرچہ در تاثیر نحس آمد زحل دقتِ فکر آید ازوے در عمل

زحل اگرچہ تاثیر میں منحوس ثابت ہوا ہے عمل میں اس سے فکر کی باریکی پیدا ہوتی ہے

ماہم از مہرار دو کف برہم زند زہرہ نبود زہرہ راتا دم زند

میرا چاند سورج کیوجہ سے اگر دونوں ہتھیلیاں بجادیتا ہے زہرہ کا پتہ نہیں ہے کہ دم مارے

بل عُطارد ۳ خانہ، خود گم کند وز جنوں او جوزِ جوزا بشکند

بلکہ عطارد اپنا گھر گم کر دیتا ہے اور دیوانہ پن سے جوزا کا اخروٹ توڑ دیتا ہے

مشتری رادست لرزد دل طپد بر سر آب او فتدمہ چوں سبد

مشتری کا ہاتھ لرزتا ہے دل تڑپتا ہے چاند ٹوکری کی طرح پانی پر پڑتا ہے

نسرِ طائر را بریزد پر زشرم وز طمع تنیں شود چوں موم نرم

نسرِ طائر کے شرم سے پر جھڑتے ہیں اژدہا لالچ سے موم کی طرح نرم ہو جاتا ہے

جوزا ایک برج کا نام ہے۔ مشتری ستارے کا نام ہے۔ نسرِ طائر۔ اڑنے والا گدھ ستاروں کا ایک مجموعہ ہے جو اڑنے والے گدھ کی طرح نظر آتا ہے۔ تنیں۔ اژدھا۔ عقدۂ راس اور عقدۂ ذنب کا دور میانی حصہ کہلاتا۔

۱ ہر یکے۔ ستارے۔ شیطانوں کو جلا دیتے ہیں۔ نفط۔ ایک آتشگیر مادہ ہے۔ اختر۔ مولانا نے مثنوی کے دفتر کو منزر سعدوں نے قرار دیا ہے اور جان کیلئے وہ بروج ثابت کئے ہیں جو آسمان میں برج ہیں لہٰذا ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جنکے لفظی معنیٰ بھی مراد لئے ہیں۔ اور وہ ستاروں اور برجوں کے نام بھی ہیں جو شیطان کے لئے بچھو کا کام کرتے ہیں۔ اور ستارہ شناس ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں یہی حال مثنوی کا ہے۔ عقرب۔ بچھو، ایک برج کا نام بھی ہے۔ مشتری۔ خریدار ایک ستارہ کا نام بھی ہے۔ قوس کمان، ایک برج کا نام بھی ہی دلو۔ ڈول، ایک برج کا نام بھی ہے۔ حوت۔ مچھلی ایک برج کا نام بھی ہے ایک برج کا نام بھی ہے صد شیر ایک برج کا نام بھی ہے۔ اطلس۔ غیر منقش۔ ریشمین کپڑا نویں آسمان پر بھی اطلاق کرتے ہیں۔ خرچنگ۔ کیکڑ برج سرطان کو بھی کہتے ہیں میزان۔ ترازو ایک برج کا نام بھی ہے۔

۲ مریخ۔ مشہور ستارہ ہے اس کو آسمان کا جلاد بھی کہا جاتا ہے مولانا نے منکر اسے مراد لیا ہے۔ شمس تبریزی۔ سورج کو تبریزی اس لئے کہا ہے کہ تبریز آذربائیجان کا ایک شہر ہے جو جانب مشرق واقع ہے اور اس سے شمس تبریزی ہی مراد ہیں جو مولانا کے پیر ہیں۔ زحل۔ مشہور ستارہ ہے جس شخص کا ستارہ زحل ہوتا ہے اسمیں قوت فکر یہ بہت ہوتی ہیں۔ ماہم۔ یعنی اگر میری مثنوی سرور کشی کرے تو زہرہ قاضۂ فلک ہے وہ دم بخود رہ جائے۔ ۳ عطارد۔ ستارہ جس کو دبیر فلک بھی کہا جاتا ہے۔

دختران [1] نعش آبستن شوند — مجتمع گردندو دستک زن شوند
بنات النعش حاملہ ہو جاتی ہیں — اکٹھی ہو جاتی ہیں اور تالیاں بجاتی ہیں

در گذر زیں رمزہا بے گاہ شُد — کہکشاں از سنبلہ پُر کاہ شُد
ان اشاروں سے درگذر کر بے وقت ہو گیا — کہکشاں سنبلہ کی وجہ سے تنکوں بھری ہو گئی

آفتاب [2] از کوہ سر زد اتقوا — لیک تلخ آمد ترا ایں گفتگو
سورج پہاڑ سے طلوع ہو گیا ، بچو — لیکن تجھے یہ گفتگو کڑوی لگی

تو عدوی وز عدو شہد و لبن — بے تکلف زہر گردد در بدن
تو دشمن ہے اور مخالف سے شہد اور دودھ — بے تکلف بدن میں زہر بن جاتا ہے

ہر وجودے کز عدم بنمود سر — بریکے زہرست و بر دیگر شکر
جس وجود نے عدم سے سر ابھارا — ایک پردہ زہر ہے اور دوسرے پر شکر ہے

دوست شو وز خوی ناخوش شو بری — تاز خمرہ زہر ہم شکر خوری
دوست بنجا اور بری عادت سے خالی ہو جا — تاکہ زہر کے مٹکے سے بھی تو شکر کھائے

زاں نشد فاروق راز ہرے گزند — کہ بُدآں تریاق فاروقیش قند
اسی لئے عمر فاروق کے لئے زہر مضر نہ ہوا — کیونکہ ان کا فاروقی تریاق شکر تھا

ہیں بجو تریاق فاروق اے غلام — تا شوی فاروقِ دوراں و السلام
اے لڑکے ، فاروقی تریاق تلاش کر لے — تاکہ تو فاروق دوراں بن جائے والسلام

[1] دختران نعش۔ بنات تین ستارے ہیں اور نعش چار ستاروں کا مجموعہ ہے بنات النعش ان سات ستاروں کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے جو چارپائی کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ کہکشاں۔ایک لمبی سفیدی ہے جو راستہ کی صورت میں نظر آتی ہے موسم برسات میں سرشام نظر آنے لگتی ہے اس کا ایک سرا جنوب کی جانب اور دوسرا شمال کی جانب ہوتا ہے سنبلہ گیہوں کی بال ،ایک برج کا نام بھی ہے۔ پر کاہ شد۔ اب اس مثنوی کے رموز کے بیان کو ختم کرو بیان کے طول کی وجہ سے اس کے صاف مضامین بھی سمجھنا مشکل ہو رہے ہیں۔

[2] آفتاب۔ مثنوی کا سورج طلوع کر آیا ہے۔ جس کی روشنی پھیل گئی ہے لیکن منکر کو یہ بھی ناگوار ہے۔ تو عدوی ۔ عداوت کی وجہ سے دشمن شہد اور دودھ کو بھی زہر سمجھتا ہے۔ ہر وجودے۔ یہ شہد اور زہر ہونا مثنوی کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ ہر چیز کا یہی حال ہے۔ خمرہ۔ مٹکی زاں۔ نشد۔ حضرت عمرؓ کے لئے ان کے فاروقی تریاق کی وجہ سے مخالفین کا زہر قند بن گیا تھا اسلئے ان کیلئے وہ زہر مضر نہ رہا ہیں۔ بجو۔ وہی تریاق فاروقی اگر تو حاصل کرے گا تو بھی اپنے زمانہ کا فاروق بن جائے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دفتر ششم

اسلامی کتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

فون: ۷۲۲۳۵۰۶

فہرست عنوانات مثنوی مولانا رومؒ دفترِ ششم

نمبر	عنوان	صفحہ
۱۔	مُقدمہ	۷
۲۔	آغازِ مثنوی	۱۹
۳۔	سوال آں سائل واعظ را کہ مرغ بر سر ریگش نشستہ بود	۳۰
۴۔	نکوہیدن ناموس ھای پوشیدہ را	۳۵
۵۔	مناجات و پناہ جستن بحق سبحانہ وتعالیٰ از فتنۂ اختیار	۳۸
۶۔	حکایت آں غلام ہندو کہ بخداوندزادہ خود پنہاں ہوا آوردہ بود	۴۲
۷۔	صبر فرمودن خواجہ مادر دختر را	۴۵
۸۔	در بیان آنکہ ایں غرور نہ تنہا آں ہندو را بود	۴۹
۹۔	در عموم تاویل ایں آیہ كُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا الایہ	۵۱
۱۰۔	قصہ ہم در تفسیر ایں معنی	۵۴
۱۱۔	وانمودن پادشاہ با اُمرا	۵۵
۱۲۔	مرافعہ آں اُمرا آں حجت را	۵۶
۱۳۔	حکایت ایں صیادے کہ خود را در گیاہ پیچیدہ بود	۵۹
۱۴۔	حکایت آں شخص کہ دزداں قچ او بدزدیدند	۶۳
۱۵۔	مناظرہ مرغ با صیاد در ترہب	۶۴
۱۶۔	حکایت پاسبانے کہ خاموش کرد	۷۱
۱۷۔	حوالہ کردن مرغ گرفتاری خود را	۷۲
۱۸۔	حکایت آں عاشقے کہ شب بیامد بر امید وعدہ معشوق	۷۶
۱۹۔	استدعای امیر ترک مخمور مطرب را	۸۰
۲۰۔	آمدن ضریر در خانہ مصطفیٰؐ	۸۳
۲۱۔	امتحان کردن مصطفیٰؐ عائشہؓ را	۸۵
۲۲۔	حکایت آں مطرب کہ در بزم امیر ترک ایں غزل آغاز کرد	۸۶
۲۳۔	تفسیر قول صلی اللہ علیہ وسلم مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا	۸۸
۲۴۔	تشبیہ مغفلے کہ عمر ضائع کند	۹۳
۲۵۔	نکتہ گفتن آں شاعر جہت طعن شیعہ حلب	۹۵
۲۶۔	تمثیل مرد حریص نابینندہ رزاقی حق را	۹۶
۲۷۔	داستان آں شخص کہ بر در سرای نیم شب حلقہ می زد	۱۰۰
۲۸۔	قصہ احد احد گفتن بلالؓ	۱۰۲
۲۹۔	باز گردانیدن صدیقؓ واقعہ بلال	[illegible]
۳۰۔	وصیت کردن مصطفیٰؐ صدیقؓ را	[illegible]
۳۱۔	خندیدن جہود و پنداشتن کہ صدیقؓ مغبون ست	۱۱۷
۳۲۔	معاتبہ کردن حضرت رسولؐ با صدیق اکبرؓ	۱۱۹
۳۳۔	قصہ بلال ہم کہ بندۂ مخلص بود خدای را	۱۲۳
۳۴۔	در تقریر ہمیں معنی	۱۲۵
۳۵۔	حکایت در تقریر ہمیں سخن	۱۲۵
۳۶۔	حکایت ہم در تقریر ایں معنی	۱۲۷

۳۷۔	رجوع بقصہ بلالؓ	۱۲۷	۵۸۔	جواب قاضی سوال صوفی را و قصہ ترک و درزی	۱۷۳
۳۸۔	رنجور شدن هلالؓ و بیخبری خواجہ او از رنجوری او	۱۲۸	۵۹۔	تفسیر قول علیہ السلام اِنَّ اللّٰہ یُلقّنُ الحِکمۃ الحدیث	۱۷۴
			۵۹۔	دعوی کردن و گرد ستن ترک	۱۷۵
۳۹۔	درآمدن مصطفٰےؐ از بہر عیادت بلالؓ	۱۳۰	۶۰۔	نشان جستن ترک خانہ درزی را	۱۷۵
۴۰۔	دربیان آنکہ مصطفٰےؐ شنید کہ عیسٰیؑ برروی آب رفت	۱۳۲	۶۱۔	مضاحک گفتن درزی ترک را	۱۷۷
۴۱۔	داستان آں عجوزہ کہ روی زشت خود را گلگونہ ساخت	۱۳۵	۶۲۔	خطاب باہر نفسے کہ بمثل ایں بلا مبتلا ست	۱۷۸
۴۲۔	داستان آں درویش کہ آں گیلانی را دعا کرد	۱۳۷	۶۳۔	گفتن درزی ترک را کہ ہی خموش کن	۱۷۹
۴۳۔	صفت آں عجوز و رجوع بحکایت آں	۱۳۸	۶۴۔	بیان آنکہ بیکاران و افسانہ جویان مثل آں ترک اند	۱۸۰
۴۴۔	قصہ درویشے کہ از خانہ ہرچہ میخواست می گفتند کہ نیست	۱۳۸	۶۵۔	باز مکرر کردن صوفی آں سوال را	۱۸۲
۴۵۔	رجوع بداستان آں کمپیر	۱۴۰	۶۶۔	جواب گفتن قاضی صوفی را	۱۸۳
۴۶۔	حکایت آں رنجور کہ طبیب دروامید صحت ندید	۱۴۲	۶۷۔	حکایت در تقریر آنکہ صبر در رنج کار سہل تر	۱۸۴
۴۷۔	رجوع بقصہ آں رنجور	۱۴۴	۶۸۔	مثل پرسیدن عارفے از کشش	۱۸۶
۴۸۔	قصہ سلطان محمود و غلام ہندو	۱۵۰	۶۹۔	قصہ فقیر روزی طلب بے واسطہ کسب و رنج	۱۹۰
۴۹۔	قال النبی لیس للماضین ھمُّ الموت الخ	۱۵۵	۷۰۔	قصہ آں گنج نامہ کہ گفتند	۱۹۷
۵۰۔	بار دیگر رجوع کردن بقصہ آں صوفی و قاضی	۱۵۸	۷۱۔	تمامی قصہ آں فقیر و نشان جائے آں گنج	۲۰۰
۵۱۔	رفتن صوفی سوی سیلی زنش	۱۶۰	۷۲۔	فاش شدن خبر آں گنج	۲۰۰
۵۲۔	ہم در تقریر قصہ قاضی و صوفی	۱۶۳	۷۳۔	نومید شدن آں پادشاہ از نایافتن از گنج	۲۰۱
۵۳۔	تیرہ شدن قاضی از سیلی آں درویش رنجور	۱۶۶	۷۴۔	نومید شدن و باز دادن پادشاہ آں گنج نامہ	۲۰۳
۵۴۔	جواب دادن قاضی صوفی را	۱۶۶	۷۵۔	حکایت آں مرید شیخ ابوالحسن خرقانی	۲۰۹
۵۵۔	سوال کردن صوفی از قاضی	۱۶۹	۷۶۔	پرسیدن آں وارد از حرم شیخؒ	۲۱۰
۵۶۔	جواب گفتن آں قاضی صوفی را	۱۶۹	۷۷۔	جواب گفتن مرید و زجر کردن او	۲۱۱
۵۷۔	باز سوال کردن آں صوفی از آں قاضی	۱۷۳	۷۸۔	بازگشتن مرید از وثاق شیخؒ	۲۱۵

۷۹۔	یافتن آں مرید مراورا	۲۱۶	۱۰۱۔	آمدن جعفر طیارہ بگرفتن قلعہ تنہا	۲۹۶
۸۰۔	حکمت در انّی جاعلٌ فی الارض خلیفه	۲۱۸	۱۰۲۔	رجوع بحکایت آں شخص وام کردن و آمدن او	۳۰۳
۸۱۔	معجزہ ہود پیغمبر	۲۲۲	۱۰۳۔	باخبر شدن آں غریب از وفات آں محتسب	۳۰۵
۸۲۔	رجوع کردن بقصہ قبہ و گنج	۲۲۸	۱۰۴۔	مثل دو بین بچو آں غریب شہر کاشغر نام	۳۱۳
۸۳۔	انابت آں طالب گنج بحق تعالی	۲۳۲	۱۰۵۔	توزیع کردن پائمرد در جملہ شہر تبریز	۳۱۶
۸۴۔	آواز دادن ہاتف مر طالب گنج را	۲۳۶	۱۰۶۔	گریختن گوسفندے از موسیٰ علیہ السلام	۳۱۹
۸۵۔	داستان آں سہ مسافر مسلمان و ترسا و جہود	۲۳۸	۱۰۷۔	دیدن خوارزم شاہ در سیراں در موکب خود	۳۲۵
۸۶۔	حکایت شتر و گاو و قچ کہ در راہ بند گیاہ یافتند	۲۴۵	۱۰۸۔	مواخذہ یوسف صدیق علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام	۳۳۰
۸۷۔	حکایت در بیان حال خود پرستان	۲۴۶	۱۰۹۔	رجوع بحکایت سلطان واسپ	۳۳۵
۸۸۔	باز گشتن بحکایت شتر و گاو و قچ	۲۴۹	۱۱۰۔	رجوع کردن بقصہ آں پائمرد و آں غریب وامدار	۳۴۰
۸۹۔	جواب گفتن مسلمان آنچہ دیدہ و ترسا	۲۴۷	۱۱۱۔	گفتن خواجہ در خواب باں پائمرد وجوہ وام آں دوست را	۳۴۳
۹۰۔	منادی کردن سید ملک ترمذ	۲۵۰	۱۱۲۔	حکایت آں پادشاہ و وصیت کردن سہ پسر خویش را	۳۴۶
۹۱۔	حکایت تعلق موش با چغز	۲۶۱	۱۱۳۔	بیان استمداد عارف از سر چشمہ حیات ابدی	۳۴۸
۹۲۔	تدبیر کردن موش بہ چغز کہ من نمی توانم	۲۶۳	۱۱۴۔	رواں شدن ہر سہ شہزادہ در ممالک پدر	۳۵۱
۹۳۔	مبالغہ کردن موش در لابہ و زاری کردن	۲۶۶	۱۱۵۔	رفتن پسران سلطان سوئے قلعہ	۳۵۷
۹۴۔	ادیہ کردن موش مر چغز را کہ بہانہ میندیش	۲۶۸	۱۱۶۔	دیدن ایشان در قصر آں قلعہ ذات الصور نقش دختر شاہ چین	۳۶۳
۹۵۔	رجوع بحکایت موش و چغز آبی	۲۷۰	۱۱۷۔	حکایت صدر جہاں بخاری	۳۶۷
۹۶۔	حکایت شب دوزدان کہ شاہ محمود	۲۷۸	۱۱۸۔	حکایت آں دو برادر یکے کوسہ	۳۷۱
۹۷۔	قصہ آں سگاو بحری و بر کا و یانی از قعر دریا بر آوردہ	۲۸۷	۱۱۹۔	در تفسیر ایں خبر کہ مصطفےٰ فرمود منھو مان لایشبعان لحدیث	۳۷۶
۹۸۔	رجوع کردن بقصہ طلب کردن آں موش آں چغز را	۲۸۸	۱۲۰۔	بحث کردن آں سہ شہزادہ در تدبیر ایں واقعہ	۳۷۶
۹۹۔	قصہ عبد الغوث و ربودن پریاں اورا	۲۹۱	۱۲۱۔	مقالت برادر بزرگ ترین	۳۷۷
۱۰۰	داستان آں مرد کہ وظیفہ داشت و ترتیب از محتسب	۲۹۵	۱۲۲۔	ذر آنکہ پادشاہے کہ دانشمندے را با کراہ در مجلس در آورد	۳۷۹

۱۲۳۔	روان شدن شہزادگان بعد از تمام بحث	۳۸۵	۱۴۵۔	وسوسہ کہ پادشاہ شہزادہ را پیدا شد از سبب استغنا	۴۶۰
۱۲۴۔	حکایت امرؤ القیس کہ پادشاہ عرب بود	۳۸۶	۱۴۶۔	خطاب حق تعالیٰ بعزرائیل کہ ترا رحم بر کہ بیشتر آمد	۴۶۴
۱۲۵۔	بے طاقت شدن بعد از ملک موتوازی شدن	۳۹۳	۱۴۷۔	کرامات شیخ شیبان راعی قدس اللہ سرہ العزیز	۴۶۶
۱۲۶۔	بیان مجاہد کہ دست از مجاہدہ باز ندارد	۴۰۳	۱۴۸۔	قصہ پروردن حق تعالیٰ نمرود را بے واسطہ مادر و دایہ در طفلی	۴۶۷
۱۲۷۔	حکایت آں شخص کہ در خواب دید کہ آنچہ میطلبی از یسار	۴۰۷	۱۴۹۔	رجوع بداں قصہ شاہزادہ کہ بہ نقصان آمد	۴۷۰
۱۲۸۔	سبب تاخیر اجابت دعای مؤمن	۴۰۸	۱۵۰۔	مثل وصیت کردن آں شخص کہ سہ پسر داشت	۴۷۲
۱۲۹۔	رجوع بقصہ آں شخص کہ با ونشان گنج دادند	۴۱۰	۱۵۱۔	مثل	۴۷۵
۱۳۰۔	رسیدن آں شخص بمصر و شب بیروں آمدن بکوی	۴۱۲	۱۵۲۔	خاتمہ لولدہ العارف الکامل المحق مَوْلانا بہاؤ المِلّۃ والدِّین قُدّس سِرُّہٗ	۴۷۶
۱۳۱۔	در بیان ایں حدیث شریف کہ الصدق طمانیۃ الخ	۴۱۳	۱۵۳۔	اختتام مثنوی	۴۸۱
۱۳۲۔	گفتن عسس خواب خود را با غریب مسکین	۴۱۸	۱۵۴۔	آغاز داستان بیان کردن آں سہ پسر	۴۸۲
۱۳۳۔	بازگشتن آں مرد شادماں مراد یافتہ	۴۲۰	۱۵۵۔	داستان بر سبیل تمثیل	۴۸۴
۱۳۴۔	مکرر کردن برادراں پند دادن برادر بزرگ تر را	۴۲۵	۱۵۶۔	حکایت در بیان حال آں درویش	۴۸۵
۱۳۵۔	مفتون شدن قاضی بر زن جوحی	۴۳۰	۱۵۷۔	پیش آمدن دنیا بصورت زن	۴۸۷
۱۳۶۔	رفتن قاضی بخانہ زن جوحی	۴۳۳	۱۵۸۔	قصہ دوشیدن گاو نازاو از راہ امتحان	۴۸۹
۱۳۷۔	آمدن نائب قاضی میان بازار و خریداری کردن	۴۳۸	۱۵۹۔	در بیان معنی آں حدیث	۴۹۳
۱۳۸۔	در بیان خبر مصطفےٰ کہ فرمود مَنْ کُنْتُ مَوْلاہُ الحدیث	۴۴۰	۱۶۰۔	رجوع بداستان درویش و وداع شدن	۴۹۵
۱۳۹۔	باز آمدن جوحی بمحکمہ قاضی	۴۴۱	۱۶۱۔	بیان نمودن آں پسر دوم حال کاہلی خود	۴۹۷
۱۴۰۔	باز آمدن بقصہ شہزادہ و ملازمت او	۴۴۴	۱۶۲۔	حکایت نمودن آں پسر سوم کاہلی خود	۵۰۰
۱۴۱۔	در بیان نوازش و احترام شاہ چین شاہزادہ را	۴۴۵	۱۶۳۔	در معنی ایں حدیث انّ لکلّ ملک	۵۰۱
۱۴۲۔	در بیان آنکہ دوزخ گوید کہ قنطرہ صراط بر سر اوست	۴۴۶	۱۶۴۔	رجوع کلام بہ حکایت آں پسر سوم	۵۰۱
۱۴۳۔	وفات یافتن برادر بزرگ از شہزادگان	۴۴۷	۱۶۵۔	در بیان آنکہ دنیا طالب ہارب خود	۵۰۲
۱۴۴۔	آمدن برادر میانگین بجنازہ برادر کہ ایں کوچک صاحب فراش بود از رنجوری	۴۴۹	۱۶۶۔	جواب گفتن آں صوفی برائے تسکین خاطر مریداں	۵۰۴

۱۶۷۔	عرض نمودن آں سہ پسر	۵۰۵	۱۷۶۔	چند نالہ زار کہ از نے بیقرار وردِ آثار غمگسار	۵۱۷
۱۶۸۔	در بیان معنی ایں حدیث کہ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنْ	۵۰۶	۱۷۷۔	در تاویل بر تصوف سورہ اَلْقَارِعَةُ وَمَا الْقَارِعَة	۵۲۱
۱۶۹۔	حکایت بر سبیل تمثیل	۵۰۶	۱۷۸۔	وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ	۵۲۲
۱۷۰۔	رجوع بحکایت شہزادۂ سوم	۵۰۸	۱۷۹۔	فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ فَهُوَ عِيْشَةٍ رَّاضِيَة	۵۲۳
۱۷۱۔	بیان حال شہزادۂ سوم	۵۰۹	۱۸۰۔	باز رجوع نمودن تفصیل و تاویل قصہ شہزادگاں	۵۲۴
۱۷۲۔	داستان آں مطلخی کہ بدونِ استعداد	۵۱۰	۱۸۱۔	رجوع آوردن بحکایت آں بادشاہ	۵۲۷
۱۷۳۔	بیان حال شہزادۂ سوم	۵۱۲	۱۸۲۔	ارجاع کلام باستمداد روحانی	۵۳۰
۱۷۴۔	تمثیلات چند در بیان آنکہ کارِ دنیا	۵۱۵	۱۸۳۔	مناجات بجناب قاضی الحاجات	۵۳۱
۱۷۵۔	در بیان مغلوبیت حال خود	۵۱۶	۱۸۴۔	در ختم و سال تاریخ اختتام مثنوی	۵۳۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

آج جبکہ میں مثنوی شریف دفتر ششم کے لئے یہ چند سطور قلم بند کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دفتر ششم کتابت کے آخری مراحل طے کر رہا ہے۔ اور اب انشاء اللہ طباعت کے بعد وہ عنقریب منظرِ عام پر آ جائے گا۔ جس وقت میں نے اس کا کام کا آغاز کیا تھا وسائل اور ذرائع کی کمی کے باعث انجام بالکل نظروں سے اوجھل تھا، میری زبان وقلم اس مسبب الاسباب، خدائے وہاب کا شکریہ ادا کرنے سے یکسر نہ عاجز اور قاصر ہے۔ جس نے اپنے عالم غیب سے ہر قدم پر میری بے پایاں مدد فرمائی اور میں چند ہی سال میں اس کام کو پایہ تکمیل کو پہنچا سکا۔ پہلا دفتر ۹ ستمبر ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا تھا اور آج جبکہ جون ۱۹۷۸ء ہے دفتر ششم پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ غیب سے میرے اندر توانائی آئی اور تکمیل کے شوق نے مجھ سے دیگر مصروفیتوں کے علاوہ یومیہ پانچ چھ گھنٹے کام لے لیا، صحت نے بھی اس قدر ساتھ دیا کہ کوئی دن مجھے ایسا یاد نہیں کہ صحت کی خرابی کام میں خلل انداز ہوئی ہو اور میں سفر وحضر میں مسلسل اپنے کام کو جاری رکھ سکا، غیر متوقع مالی امداد اور دیگر ذرائع کے علاوہ میری نور چشم عارفہ رضیہ سلمہا (بی اے پرشین) بھی میرے اس کام میں میری قوت بازو ثابت ہوئی۔ مسودے، پروف اور کاپی کی تصحیح میں اس نے میری ہر طرح کی مدد کی ہے۔ دعا ہے کہ خدا اس کو دونوں جہان میں خوش وخرم رکھے۔ اور وہ دنیوی واخروی نعمتوں سے مالا مال ہو، آخر میں اگر میں اپنے کاتب منشی منظور الدین صاحب خوشنویس کا شکریہ ادا نہ کروں تو میری ناسپاسی ہوگی۔ انہوں نے عام کاتبوں کی روش کے خلاف نہایت پابندی اور جانفشانی سے میری تمناؤں کو پورا کیا میں ان کے لئے بھی دست بدعا ہوں اور اب میں ان صاحبان سے جو میری محنت سے فائدہ اٹھائیں ملتجی ہوں کہ وہ بارگاہ رب العزت میں میرے لئے صمیم قلب سے دعا کریں کہ حضرت حق تعالیٰ جل مجدہ میری اس کاوش کو قبول عام کا شرف عطا فرمائے اور میرے لئے ذخیرہ آخرت کر دے اور اس کتاب میں جن روحانی مراتب کا ذکر ہے مجھے بھی اس کا اہل بنا دے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

خاتمہ: مولانائے رومؒ نے چھٹا دفتر ایسی حالت میں ختم کر دیا کہ قلعہ ذات الصور میں جو تین شہزادے داخل ہوئے تھے ان میں سے دو کا ذکر مکمل ہوا اور تیسرے کا ذکر ناقص رہ گیا۔ نیز مولانا نے کاہلوں کا قصہ

شروع فرمایا وہ قصہ بھی ناتمام رہ گیا۔ مولاناؒ کے صاحبزادے حضرت سلطان بہاؤ الدین ولدؒ نے مثنوی کا خاتمہ تحریر فرمایا ہے اس میں یہ ذکر کیا ہے کہ میں نے اپنے والدمکرم سے ان دونوں قصوں کو ناقص چھوڑ دینے کی وجہ معلوم کی تو فرمایا۔

هست باقی شرح ایں لیکن دردوں　　　بستہ شد دیگر نمی آید بروں

اس کی شرح باقی ہے لیکن باطن　　　بستہ ہو گیا اب باہر نہیں آتا ہے

اور فرمایا۔

باقی ایں گفتہ آید بے زباں　　　دردل آنکس کہ دارد نورِ جاں

اس کا باقی بغیر زبان سے کہتے ہوئے آجائیگا　　　اس شخص کے دل میں جو جان کا نور رکھتا ہوگا

مولانا کے اس فرمان کی بنیاد پر کچھ اہلِ دل نے ان مضامین کی تکمیل کی ہے۔ اس سلسلہ میں دو بزرگوں کا کلام ہمارے پیش نظر ہے ایک مفتی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ کا جنہوں نے چھٹے دفتر کی تکمیل کیلئے خاتمہ تحریر فرمایا اور دوسرا مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جنہوں نے تکمیل کے لئے ساتواں دفتر تحریر فرمایا۔ حضرت مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میانجی نور محمد صاحب جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی تھ۔ اپنے دور کے علماء فحول میں ان کا شمار ہے اور حضرت حق تعالیٰ نے ان کو شریعت وطریقت میں بہت بلند مقام عنایت فرمایا تھا۔ سن پیدائش ۱۲۳۱ھ اور سن وفات ۱۲۹۶ھ ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نزہۃ الخواطر میں ان کا ذکر فرماتے ہوئے لکھا ہے۔ کان مفرط الذکاء سریع الادراک قوی الحفظ حلوب الکلام بہت ذہین جلد سمجھ جانے والے قوی الحافظ اور شریں ی کلام تھے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غذا، روح میں اپنے شیخ کے خلفاء کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

ہیں خلیفہ ان کے گرچہ بیشمار　　　لیک انمیں سے ہے دو اعلیٰ وقار

انمیں سے دو شخص ہیں اہل بدی　　　ماہِ برج معرفت شمس الضحیٰ

یعنی ہیں حافظ محمد ضامن اب　　　فیض کے طالب ہیں جنکے لوگ سب

دوسرے شیخ محمد مولوی　　　علم و زہد ان کا ہے عالم پر جلی

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرثیہ لکھا تو فرمایا:۔

اے کجا رفت آں تقی وآں نقی　　مولوی شیخ محمد تھانوی
بود دریائے بعلم ظاہری　　بحر مواجے بعلم باطنی
در کلامش آنچناں تاثیر بود　　مرد ماں راہوش وصبرے می ربود
قطب کامل بود مقبولِ خدا　　یا الٰہی پوش در رحمت ورا

مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی کا پورا ایک دفتر ہفتم تحریر فرمایا ہے۔ جی چاہتا تھا کہ اس کو بھی ہم شریک اشاعت کریں لیکن بعض مجبوریوں کی بناء پر سر دست ایسا نہیں ہو سک رہا ہے، خدا کی توفیق شامل حال ہوئی تو انشاء اللہ اس کو کسی اور موقع پر مستقل شائع کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ سر دت تبرکا اس کے کچھ ابتدائی اور آخری اشعار ذکر کیے جاتے ہیں۔ ابتداء اس طور پر فرمائی ہے۔

اے محمد دیر شد جذب حسام　　ہمچو صمصام تو ہست اندر نیام
خوش بیاو از میانش کش چو نور　　تا شود تاریکی احوال دور
یا الٰہی بخش الٰہی بخش را　　کز جلالش بود ذکرے در ورا
دفتر سادس مکمل کردو رفت　　عقدہ کاں بود ہم حل کرد ورفت

آخری چند اشعار حسب ذیل ہیں

محو گرداں در جمالِ با کمال　　چشم بے چشمک نما اے ذوالجلال
دلدہی فرماو تسکینم بہ بخش　　دیں پناہم حاصلِ دینم بہ بخش
آخرش تا چند ایں ہجران وفصل　　بادۂ بحرِ محمدؐ دہ ز وصل

حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ انہوں نے مثنوی کا ایک دفتر ہفتم مکہ معظمہ میں بھی دیکھا اور ہندوستان میں بھی جس کو مولانا رومؒ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن مولانا کی رائے میں یہ انتساب بالکل غلط ہے۔ مولانا نے اس دفتر کے آغاز کے یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

اے ضیاء الحق حسام الدیں سعید
دولتست پاینده فقرت بر مزید
چونکہ از چرخ ششم کردی گذر
بر فرازِ چرخ ہفتم کن مقر

اور آخری شعر یہ نقل کیا ہے۔

حسبی اللہ ما عنانِ اختیار
با تو وادیم اے قدیم کردگار

اور پھر مثنوی کے انداز میں ہی اپنی رائے تحریر فرمائی ہے۔

مفتی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ پیدائش ۱۱۶۲ھ ،تاریخ وفات ۱۲۴۵ھ آپ ضلع مظفر نگر کے مردم خیز قبصہ کاندھلہ میں پیدا ہوئے والد صاحب کا اسم گرامی الشیخ المطیب شیخ الاسلام ہے اور سلسلہ نسب امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچ جاتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور چودہ سال کی عمر میں تمام علوم نقلیہ اور عقیہ سے فارغ ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کو سعادت ازلی نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچادیا انکی صحبت نے آپ کو کندن بنادیا اور انکے فیض سے آپ باطنی علوم میں بھی اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے اور شاہ صاحبؒ کی نگرانی میں آپ نے درس دینا شروع کر دیا۔ شاہ صاحب اپنے شاگردوں میں سے آپ پر بہت زیادہ اعتماد کرتے تھے۔ چنانچہ اس حقیقت کا اس سند سے اظہار ہوتا ہے جو شاہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے لکھ کر آپ کو عطا فرمائی تھی۔ نواب ضابط خاں نے آپ کے علم و فضل کی بدولت آپ کو حضرت شاہ صاحب سے اپنے لئے مانگ لیا اور مفتی صاحب کچھ عرصہ ان سے متعلق رہے لیکن نواب صاحب کے وصال کے بدآپ نے وطن کو خیر باد کہہ دیا اور آپ بھوپال تشریف لے گئے وہاں عہدہ افتاء پر فائز رہے پھر بھوپال کا قیام ترک کر کے اپنے وطن کاندھلہ تشریف لے آئے اور تادم واپسیں کاندھلہ ہی میں رونق افروز رہے۔ حواشی اور تعلیقات کے علاوہ آپ کی تصانیف ۳۴ گنائی جاتی ہیں لیکن آج ہمارے ہاتھوں میں ان میں سے چند ہی ہیں۔ جملہ ان کے خاتمہ مثنوی کو قبول عام کا درجہ حاصل ہے۔ مثنوی شریف کے چند ایڈیشن ایسے ہیں جن میں آپ کے تحریف رمودوہ خاتمہ کو جز بنایا گیا ہے ،ہم نے بھی ضروری سمجھا اس ایڈیشن میں اس کو شامل کریں۔

دفتر ششم سے متعلق اصطلاحات

ہمت: مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے کہ ہمت صوفیاء کی اصطلاح میں مکمل توجہ یا جمعیت کو کہتے ہیں۔ اور ایسی جمعیت کہ اس چیز کے سوا کسی اور چیز کی طرف بالکل توجہ نہ رہے۔ عارف اسی ہمت سے تصرفات کرتا ہے اور اسی سے خرق عادت کا ظہور ہوتا ہے۔ لیکن یہ ہمت کاملین کے شایان شان نہیں ہے بلکہ ان کی ہمت میں تصرف کی یہ تاثیر نہیں ہوتی ان کی ہمت صرف علوم و معارف کی طلب میں کام کرتی ہے۔

توحید فی الذات: یہ ہے کہ سالک کی نظر میں ذات خدا کے سوا کوئی چیز باقی نہ رہے۔ اس کو اصطلاح میں معائنہ بھی کہتے ہیں۔

توحید فی الصفات: یہ ہے کہ سالک کی نظر میں صرف صفات خداوندی رہ جائیں اور غیر اللہ کی صفات نظر میں نہ رہیں اس کو اصطلاح میں مشاہدہ بھی کہا جاتا ہے۔

توحید فی الافعال: یہ ہے کہ سالک کے اپنے افعال نظر و التفات سے غائب ہو جائیں اور صرف افعال حق پر نظر رہ جائے۔

مراقبہ موت: یہ ہے کہ سالک کسی وقت قلب کی طرح متوجہ ہو کر یہ خیال جمائے کہ اسوقت سب انسان عالم نزع میں ہیں اور ایڑیاں رگڑ رہے ہیں اور جو باتیں کوئی ایک دوسرے سے کر رہا ہے وہ گویا مرنے کے وقت کی وصیتیں ہیں۔ مولانا نے اس مراقبہ کا ذکر حسب ذیل اشعار میں کیا ہے۔

در ہمہ عالم اگر مردود زنند　　　دمبدم در نزع و اندر مردن اند
ایں سخن شاں راوجہا شمر　　　کہ پدر گوید دراں دم باپسر

اس مراقبہ سے سالک کے دل میں عبرت اور رحمت پیدا ہوتی ہے اور بغض اور شک اور کینہ زائل ہوتا ہے۔

عروج و نزول: عروج سالک کی وہ حالت ہے جس میں اس کی توجہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ مخلوق کی طرف بالکل التفات نہیں ہوتا۔ اس کے مقابل نزول ہے۔ اس حالت میں مخلوق کی طرف بھی توجہ ہوتی ہے۔ اور یہ توجہ مخلوق کا خالق سے تعلق استوار کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

عمل خطائین: یہ مجہول عدد کو معلوم کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ مثال اگر ہم یہ معلوم کرنا چاہیں کہ وہ کونسا

عدد ہے جس کا دو تہائی اور ایک اگر اس پر بڑھا دیں تو مجموعہ دس عدد ہو جائے۔ ہم اس عدد کو معلوم کرنے کیلئے کوئی ایک عدد فرض کریں گے۔ مثلاً ہم نے نو کا عدد فرض کیا۔ ہم اس کو مفروض اول کہیں گے۔ ہم نے اس پر اس کا دو ثلث یعنی چھ اور ایک کا اضافہ کیا تو مجموعہ سولہ ہو گیا۔ یہ مقصود عدد کے مطابق نہ نکلا تو ہم مقصود عدد یعنی دس اور اس عدد میں جو فرق ہے اس کو نکالیں گے وہ چھ کا عدد ہے ہم اس کو خطا اول کہیں گے پھر صحیح جواب معلوم کرنے کیلئے ایک اور عدد فرض کرینگے اور اس عدد و مفروض ثانی کہیں گے مثلاً ہم نے چھ کا عدد فرض کیا اب اس میں وہی عمل کریں گے یعنی اس کا دو ثلث چار اور ایک کا اضافہ کرینگے تو مجموعہ گیارہ ہو جائے گا۔ اب بھی عدد مقصود حاصل نہ ہوا عدد مقصود اور اس مجموعہ میں ایک کا فرق ہوا یہ ایک کا عدد خطاء انی کہلائیگا۔ پھر مفروض اول یعنی نو کو خطاء ثانی یعنی ایک میں ضرب دینگے تو حاصل ضرب نو ہو گا اس کو محفوظ اول کہیں گے اور مفروض ثانی یعین چھ کو خطاء اول یعنی چھ میں ضرب دینگے تو حاصل ضرب چھتیس ہوگا اس کو محفوظ ثانی کہیں گے پھر یہ دیکھیں گے کہ خطاء اول یعنی چھ اور خطاء ثانی یعنی ایک عدد مقصود یعنی دس سے زائد ہیں یا کم یا ایک زائد ہے اور ایک کم۔ اگر دونوں زائد ہوں یا دونوں ناقص ہوں جیسا کہ یہاں ہے تب دیکھو خطاء اول اور خطاء ثانی میں کیا فرق ہے۔ مثال یہاں چھ اور ایک میں پانچ کا فرق ہے اور یہ دیکھو کہ محفوظ اول اور محفوظ ثانی میں کیا فرق ہے تو یہاں نو اور چھتیس میں ستائس کا فرق ہے تو اس فرق کو جو دونوں محفوظوں میں سے یعنی ستائس کو اس فرق پر جو دونوں خطاؤں میں تھا یعنی پانچ پر تقسیم کر دو تو حاصل تقسیم عدد مطلوب ہو گا یعنی ہم نے ستائس کو پانچ پر تقسیم کیا تو حاصل تقسیم پانچ صحیح اور دو خمس بناء یہی عدد مطلوب ہے چنانچہ ہم اگر اس پر دو ثلث اور ایک بڑھا دینگے تو دس بن جائیگا۔ بڑھانے اور جمع کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ عدد صحیح کو کسر کی جنس بنالو تو پانچ کے پچیس خمس ہوئے اس کو تجنیس کہیں گے اور دو خمس پہلے تھے اب یہ ستائیس خمس ہو گئے اب اس پر اس کا دو تہائی یعنی اٹھارہ خمس بڑھا دو مجموعہ پنتالیس خمس ہو گئے اب اس کو عدد صحیح بنائیں گے یعنی اس پینتالیس کو پانچ پر تقسیم کر دینگے تو عدد صحیح نو بن جائیگا اس کو رفع کہیں گے۔ اس پر ایک کا اضافہ کر دینگے تو مجموعہ دس بن جائیگا۔ یہ طریقہ تو جب اختیار کیا جاتا ہے جبکہ دونوں خطائیں مطلوب سے زیادہ یا ناقص ہوں لیکن اگر ایک زائد اور ایک ناقص ہو تو پھر مجموعہ محفوظین کو مجموعہ خطائین پر تقسیم کیا جائے گا اور حاصل تقسیم عدد مطلوب ہو گا۔

جبر و قدر: جز کہ تسلیم رضا کو چارہ در کف شیر نر خونخوارہ کے ماتحت مفتاح العلوم شرح مثنوی میں مولانا محمد نذیر صاحب عرشی نے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر مسئلہ جبر و قدر پر نقل کی ہے جو بے حد مفید ہے اس کو نقل کیا جاتا ہے۔ مولانا نانوتویؒ نے فرمایا:۔

انسان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک اختیار مستعار ملا ہے اور بندہ کے اس اختیار کو خدا کے اختیار سے وہی نسبت ہے جو قلم کو کاتب کے ساتھ ہے اگر یہ نسبت نہ مانی جائے تو بندہ کے اختیار کو منجانب اللہ کہنا غلط ہوگا اور ارادۂ انسانی خدا کا مخلوق نہ ہوگا۔ انسان کا ارادہ خدا کے ارادہ کا پرتو اور عکس ہے اور انسانی ارادہ کی حرکت خداوندی ارادہ کی حرکت کا نتیجہ ہے۔ قرآن نے فرمایا ہے۔ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔

عبادتِ تسخیری و تشریعی

جملہ کائنات اور مخلوقات خدا کی عبادت گذار ہے، کچھ مخلوق کی عبادت تسخیری ہے اور وہ اپنی عادت میں نہ مختار ہے۔ نہ اس کو اپنی عبادتگذاری کا احساس و شعور ہے۔ **بل لہ ما فی السموات والارض کل لہ قانتون** ''بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اسی کے لئے ہے ہر چیز اس کی عبادتگذار ہے۔'' اس آیت میں اسی تسخیری عبادت کا ذکر ہے، عبادت تشریعی بالاختیار ہوتی ہے اور اس عبادت میں عبادت گذاروں کے مختلف مراتب ہیں بعض وہ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اللہ تعالیٰ کے افعال کے واسطے سے ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں جن کی توجہ صفات کے واسطہ سے ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں جن کی توجہ ذات باری تعالیٰ کی جانب بغیر کسی واسطہ کے ہے۔ پہلا درجہ عوام عبادت گذاروں کا ہے دوسرا درجہ خواص کا ہے اور تیسرا درجہ اخص الخواص کا ہے۔ افعال و صفات توجہ ذات اور ادراک کا ذریعہ ہیں لیکن اخص الخواص کا ان کی طرف التفات نہیں ہوتا ہے۔ مولانا رومؒ نے عبادت کے ان مراتب کا مختلف اشعار میں ذکر فرمایا ہے۔

عالم خلق و امر: صوفیاء کے نزدیک آسمان اور زمین اور انکے درمیان کی مخلوق عالم خلق ہے اور اس سے اوپر کا عالم جس میں عالم ارواح بھی عالم امر ہے۔

قلہ: پانی کا مٹکا جس میں تین سو سیر پانی آجائے۔ اگر اس طرح کے دو مٹکوں کی بقدر پانی ہو تو امام شافعیؒ کے نزدیک اس میں نجاست گر جانے سے وہ پانی ناپاک نہ ہوگا۔

بیت المعمور: یہ ساتویں آسمان پر کعبہ کے بالمقابل کعبہ جیسی ایک چیز ہے جس طرح انسان کعبہ کا طواف کرتے ہیں فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے معراج میں بیت المعمور کو ساتویں آسمان پر دیکھا اور فرمایا کہ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جنہیں پھر دوبارہ داخل ہونے کا موقع نہیں ملتا ہے۔

قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم: علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی وہ مٹی جس سے آنحضورؐ کا جسم اطہر متصل ہے، عرش سے بھی افضل ہے۔

ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری

۳۷۶ھ میں پیدا ہوئے اور نیشاپور میں ۴۶۵ھ میں وفات پائی۔ ان کی کتاب ''رسالہ قشیریہ'' تصوف کی مشہور کتاب اور تصوف کی کتابوں کا اہم ماخذ ہے۔

ابو طالب مکی: مشہور بزرگ ہیں ان کی کتاب قوت القلوب تصوف کی بلند مرتبہ کتاب ہے۔ امام غزالیؒ نے اپنی مشہور کتاب احیاء العلوم میں اس کے اقتباسات درج کئے ہیں

اصحاب ایکہ: قرآن پاک میں ہے فکذبوہ فاخذھم عذاب یوم الظلۃ انہ کان کے عذاب یوم عظیم انہوں نے اس کی تکذیب کی تو ان کو سائبان دن عذارب نے آپکڑا بیشک وہ بڑے دن کا عذاب ہے ایکہ والوں نے حضرت شعیبؑ کی تکذیب کی تو ایک روز سخت گرمی پڑنے لگی جس سے وہ گھبرا کر اپنے تہہ خانوں میں گھس گئے تہہ خانے خود تنور کا کام دے رہے تھے وہ وہاں سے نکلے تو ان پر ایک بادل آگیا جس کو وہ سمجھے کہ اس کے سائے میں آرام حاصل کر سکیں گے لیکن اس بادل سے آگ برسنے لگی جس سے وہ جل کر راکھ ہوگئے۔

زرتشت: یہ لقب ہے، اصل نام ابراہیم ہے۔ یہ منہ چہر کی نسل سے تھے اور فیثا غورث حکیم کے شاگرد تھے۔ گشتاشپ شاہ ایران کے دور میں انہوں نے نبوت کا اعلان کیا اور آتش پرستی کا مذہب ایجاد کیا۔ مجوس انکو پیغمبر جانتے ہیں اور ان کی کتاب ژند کو الہامی کتاب قرار دیتے ہیں بعض علمائے اسلام نے بھی ان کو نبی اور حکیم قرار دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے بھی مجوس کو اہل کتاب قرار دیا ہے۔

امرؤالقیس: یہ عرب کا مشہور شاعر ہے اور مشہور معلقہ

قفا نبک من ذکری حبیب و منزل
بسقط اللوی بین الدخول فحومل

اسی امرؤالقیس کا ہے۔ یہ جاہلیت کے دور کا شعر ہے اور یہ جس طرح اپنی فصاحت و بلاغت میں ضرب المثل ہے اسی طرح اپنے فسق و فجور میں بھی ضرب المثل ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا ہے۔ یقدم الشعراء الی النار۔ لیکن مولانا رومؒ امرؤالقیس کو ایک تارک الدنیا اور باخدا انسان ظاہر کر رہے

ہیں ہوسکتا ہے کہ یہ مشہور امرؤ القیس کے علاوہ کوئی اور شخصیت ہو اور سوان میں قفا نبک الخ الحاقی عبارت ہے۔

کیخسرو: ایران کا عظیم شہنشاہ گذرا ہے۔ اس کا باپ سیاوش اپنے باپ کیکاؤس سے ناراض ہو کر کیکاؤس کے حریف افراسیاب شاہ توران کے یہاں چلا گیا تھا۔ افراسیاب نے ابتداء اس کی بہت خاطر تواضع کی اور اپنی بیٹی کا نکاح بھی اس سے کر دیا لیکن کچھ دن بعد سیاوش سازشوں کا شکار ہو گیا اور افراسیاب نے اس کو نہایت بے رحمی سے قتل کر دیا۔ سیاوش کی بیوی حاملہ ہو چکی تھی۔ کچھ دن بعد اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کو افراسیاب کے خوف سے چھپا دیا گیا اور اس کی پرورش دیہات میں ہوئی۔ یہی لڑکا کیخسرو ہے۔ کیخسرو جب بڑا ہو گیا اور اس کو اپنے احوال کا علم ہوا تو وہ اپنے دادا کیکاؤس کے پاس ایران چلا گیا اور کیکاؤس کے مر جانے کے بعد ایران کا بادشاہ قرار دیا گیا۔ تخت نشین ہونے کے بعد اس نے اپنے باپ کے انتقام میں افراسیاب پر حملہ کیا اور باپ کے دشمنوں سے پورا انتقام لیا اور پھر اپنی آخری عمر میں یہ تارک الدنیا ہو گیا اور اپنے بیٹے لہراسپ کے حق میں سلطنت سے دستبردار ہو کر ایسا غائب ہوا کہ کسی کو پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں گیا۔ الوداع کے وقت اس نے دنیا کی ناپائیداری پر اس قدر عبرت انگیز تقریر کی کہ آج بھی سننے والوں کے لئے موجب عبرت ہے فردوسی نے شاہنامہ میں اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

صفورا: یہ حضرت شعیبؑ کی بیٹی ہیں جن کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔

حبک الشیٔ یعمی ویصم: ''تیری کسی چیز سے محبت اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے'' اس حدیث کو ابوداؤدؒ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ بعض ائمہ حدیث نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔ لیکن دوسرے بعض ائمہ اس کو حسن کے درجہ میں رکھتے ہیں اور حضرت ابوداؤدؒ کے سکوت سے اس کے حسن ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔

موتوا قبل ان تموتوا: ''مر جاؤ اس سے پہلے کہ تم مرو'' اکثر صوفیاء اس مقولہ کو حدیث کے طور پر بیان کرتے ہیں اور اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ انسان کو زندگی میں فنا کا مرتبہ حاصل کر لینا چاہیے لیکن حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس کو حدیث قرار نہیں دیا۔

نوم العالم عبادۃ: ''عالم کا سونا عبادت ہے'' ملا علی قاریؒ نے تصریح کی ہے کہ یہ روایت مرفوعاً ثابت نہیں

ہے ہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ علم کی تھوڑی دیر کی مشغولیت ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔

ان السیف محاء للخطایا: ''تلوار خطاؤں کو مٹا دینے والی ہے'' یہ روایت مجاہد کی فضیلتوں کے سلسلہ کی ہے۔ مولانا نے خطایا کی بجائے قافیہ کی رعایت سے ''الذنوب'' ذکر کیا ہے۔

ما وسعنی ارضی ولا سمائی ولکن وسعنی قلب عبدی المومن

''مجھے اپنے اندر نہ میری زمین نے سمایا نہ میرے آسمان نے ہاں میرے بندے مومن کے دل نے مجھے سمایا'' یہ قدسی حدیث احیاء العلوم میں بھی ہے اور مولانا نے رومؒ نے مثنوی میں کئی جگہ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس میں حسب ذیل آیت کی طرف اشارہ ہے۔ انا عرضنا الامانۃ علی السموت والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان ''بیشک ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا انہوں نے اس سے انکار کیا کہ وہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈرے اور اس کو انسان نے اٹھا لیا'' صوفیاء کے نزدیک مرد کامل حضرت حق تعالیٰ کا مظہر اتم ہے اس لئے صوفیاء انسان کو عالم اکبر قرار دیتے ہیں۔

وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود اور عینیت:

ایک مقام پر حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

حقیقتاً تمام کمالات حضرت حق تعالیٰ کے لئے ہے ثابت ہیں اور مخلوق کے کمالات عارضی اور اللہ تعالیٰ کی عطا و حفاظت کے سبب اس میں موجود ہیں۔ ایسے وجود کو اصطلاح میں ظلی وجود کہا جاتا ہے۔ ظل کے معنیٰ اگرچہ سایہ کے ہیں۔ لیکن یہاں سایہ سے مراد حفاظت اور پناہ ہے۔ جس طرح بولا جاتا ہے۔ کہ ہم آپ کے زیر سایہ ہیں یعنی ہم آپ کی حمایت اور حفاظت میں ہیں۔ اور ہمارا امن و عافیت آپ کی توجہ کی بدولت ہے۔ اسی طرح چونکہ ہمارا وجود عنایت خداوندی کی بدولت ہے اس لئے ہمارا وجود ظلی ہے یہ بات یقیناً ثابت ہے کہ ممکنات کا وجود اصلی اور حقیقی نہیں ہے۔ عارضی اور ظلی ہے۔ اب اگر وجودِ ظلی کا اعتبار نہ کیا جائے تو صرف وجودِ حقیقی کا ثبوت ہوگا اور وجود کو واحد سمجھا جائیں گے یہ ''وحدۃ الوجود'' ہے۔ اور اگر ظلی وجود کا بھی اعتبار کریں کہ آخر کچھ تو ہے بالکل معدوم تو نہیں ہے تو یہ ''وحدۃ الشہود'' ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ چاند کا نور سورج کے نور سے حاصل شدہ ہے۔ اب اگر اس کے نور کا اعتبار نہ کریں تو صرف سورج کو منور اور چاند کو تاریک کہا جائے

گا۔ یہ مثال ''وحدۃ الوجود'' کی ہے۔ اور اگر چاند کے نور کا بھی اعتبار کریں خواہ وہ سورج کے نمودار ہونے کے وقت نمودار نہ رہے تو یہ مثال ''وحدۃ الشہود'' کی ہے۔ لہٰذا ان دونوں میں محض لفظی اختلاف ہے۔ اور چونکہ اصل اور ظل میں تعلق نہایت قوی ہوتا ہے۔ اس کو صوفیاء کی اصطلاح میں عینیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ اصلی وجود اور ظلی وجود دونوں ایک ہو گئے یہ تو صریح کفر ہے۔ چنانچہ محققین صوفیاء اس عینیت کے ساتھ غیریت کے بھی قائل ہیں تو یہ عینیت اصطلاحی ہے۔ نہ کہ لغوی۔ اس کے علاوہ جو کچھ صوفیاء نے کہا ہے وہ سکر کی حالت میں کہا ہے وہ نہ قابل ملامت ہے نہ لائق تقلید۔

سجاد حسین

۱۶ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ .... مطابق .... ۲۳ جون ۱۹۷۸ھ

دورۂ تہران وتر کی مصرو بغدادو عرب
ہو مبارک صاحب عزو شرف یہ فضلِ رب
مثنوی کے شارح و فاضل مترجم مرحبا
مولوی سجاد بحر علم صدر رشکِ عرب

۹۶ ھ /۱۳

پیش کنندہ احقر خلیق ٹونکی

۱۹ ۷۶ ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے حیاتِ دل حُسام الدّیں بسے
اے دل کی زندگی حسام الدین! بہت

میل می جوشد بقسمِ سادسے
چھٹے دفتر کی جانب خواہش جوش مار رہی ہے

گشت از جذبِ چو تو علامۂ
آپ جیسے علامہ کی کشش کی وجہ سے

در جہاں گرداں حُسامی نامۂ
حسامی نامہ، دنیا میں رائج ہو گیا

پیش کش ببرِ رضایت می کشم
آپ کی رضامندی کے لئے میں پیش کش کرتا ہوں

در تمام ۲ مثنوی قسمِ ششم
چھٹا دفتر مثنوی کی تکمیل کے لئے

پیش کش می آرمت اے معنوی
اے معنوی! میں پیش کش کرتا ہوں

قسمِ سادس در تمامِ مثنوی
چھٹا دفتر مثنوی کی تکمیل کے لئے

شش جہت را نور دہ زیں شش صُحف
ان چھ دفتروں کے ذریعہ چھ جہت کو نور عطا کر دے

کہ یَطُوفُ حَوْلَہٗ مَنْ لَّمْ یَطُفْ
تا کہ اس کا چکر وہ کاٹے جس نے چکر نہیں کاٹا

عشق ۳ را با پنج و با شش کار نیست
عشق کو پانچ اور چھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے

مقصدِ اُو جُز کہ جذبِ یار نیست
یار کی توجہ کے سوا اس کا اور کوئی مقصد نہیں ہے

بو کہ فیما بعد دستوری رسد
ہو سکتا ہے کہ بعد میں اجازت ہو جائے

راز ہائے گفتنی گفتہ شود
کہنے کے قابل راز کہہ دیئے جائیں

---

۱ اے۔ مولانا کا اپنے مرید ضیاء الحق حسام الدین کو خطاب ہے۔ قسمِ سادس یعنی مثنوی کا چھٹا دفتر۔ جذب یعنی وہ تمہاری باطنی کشش ہے۔ حسامی نامہ یعنی مثنوی۔ معنوی جو یہ ہے بے نیاز ہے اور حقیقت کا طالب ہے۔

۲ در تمام۔ چونکہ چھٹے دفتر سے مضامین مکمل ہو جائیں گے لہٰذا اس کے بعد اور کوئی دفتر لکھنے کی ضرورت نہ رہے گی شراح کا یہی خیال ہے کہ اس دفتر میں مولانا نے تصوف کے آخری اور بیش بہا مضامین ذکر فرما دیئے ہیں شش۔ جہات چھ ہے دفتر بھی چھ لکھ دیئے گئے ہیں تا کہ ہر جہت میں اس کا نور پھیل جائے۔

۳ عشق۔ مثنوی کا اصل مقصد قربِ حق اور عشقِ حق ہے اور عشق کو پانچ دفتروں اور چھ دفتروں سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے مقصد پورا ہونا چاہیے۔ چھٹا دفتر اس امید پر شروع کیا گیا ہے۔ شاید کچھ خاص اسرار بیان کرنے کی اجازت حاصل ہو جائے اور اس چھٹے دفتر میں بیان کر دیئے جائیں۔

بابیانے کاں بُود نزدیک تر — زیں ۱ کنایاتِ دقیقِ مُستتر
ایسے بیان کے ساتھ جو زیادہ نزدیک ہو — ان دقیق پوشیدہ کنایوں کے اعتبار سے

راز جُز با راز داں انبا زنیست — راز اندر گوشِ مُنکر راز نیست
راز ، رازداں کے مناسب ہے — منکر کے کان میں راز راز نہیں ہے

لیک دعوت وارد ست از کردگار — با قبول و نا قبول اُورا چہ کار
لیکن خدا کی جانب سے دعوت دینے کا حکم آیا ہے — اسے ماننے نہ ماننے سے کیا واسطہ ؟

نوح نہ صد سال دعوت می نمود — دمبدم انکارِ قومش می فزود
حضرت نوحؑ نو سو سال دعوت دیتے رہے — لحظہ بہ لحظہ ان کی قوم کا انکار بڑھتا رہا

ہیچ از گفتن عِناں واپس کشید — ہیچ اندر غارِ خاموشی خزید
انہوں نے کہنے سے کبھی باگ موڑی ؟ — وہ کبھی خاموشی کے غار میں گھسے ؟

زانکہ ۲ از بانگ وعُلالائے سگاں — ہیچ واگردد ز راہے کارواں
کیونکہ کتوں کے بھونکنے اور شور سے — قافلہ کبھی راستے سے لوٹا ہے؟

یا شبِ مہتاب از غوغائے سگ — سُست گردد بدر رادر سیر تگ
یا چاندنی رات میں کتے کے بھونکنے سے — چودھویں کے چاند کی دوڑنے میں رفتار سست پڑی ہے؟

مَہ فشاند نورو سگ عو عو کند — ہر کسے بر خلقتِ خودمی تند
چاند نور چھڑکتا ہے اور کتا بھوں بھوں کرتا ہے — ہر ایک اپنی فطرت پر کام کرتا ہے

ہر کسے راخدمتے دادہ قضا — در خورِ آں گوہرش در ابتلا
قضاء خداوندی نے ہرایک کوایک خدمت عطا کی ہے — اس کی استعداد کے مناسب آزمائش کے لئے

چونکہ نگذارد سگ آں بانگِ سقم — من مہم سیرانِ خو راچوں ہِلم
جبکہ کتا اس مرض کی آواز کو نہیں چھوڑتا ہے — میں چاند ہوں ، میں اپنی رفتار کیسے چھوڑ دوں ؟

چونکہ ۳ سرکہ سرکگی افزوں کند — پس شکر را واجب افزونی بُود
جب سرکہ سرکہ پن بڑھ جائے — تو شکر کی زیادتی ضروری ہے

قہر سرکہ لُطف ہم چوں انگبیں — کایں دوباشد رکنِ ہر اسکنجبیں
قہر سرکہ ہے مہربانی بھی شہد کی طرح ہے — یہ سکنجبیں کے یہی دو جز ہوتے ہیں

۱ زیں ۔ پہلے دفتروں میں جو کچھ اشارے میں بیان ہوا ہے اب اس کا کھل کر بیان کر دیا جائے راز ہو سکتا ہے کہ اسرار کا بیان بعض لوگوں کے انکار کا سبب بنے۔ لیک ۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ لوگوں کو حق کی دعوت دیا جائے لہٰذا دعوت دینے والے کو اس سے بحث نہیں ہے کہ کوئی اس دعوت کو قبول کرے گا یا انکار کرے گا نوح ۔ حضرت نوحؑ نو سو سال تک دعوت دیتے رہے لیکن انکی قوم کا انکار بھی بڑھتا ہی رہا۔ حضرت نوحؑ کی دعوت کا زمانہ ساڑھے نو سو سال ہے مولانا نے کسر کو حذف کر دیا ہے۔ ہیچ ۔ حضرت نوحؑ منکروں کے انکار سے دعوت بند کی۔

۲ زانکہ ۔ منکروں کی مثال کتوں کی سی اور دعوت دینے والوں کی مثال قافلہ کی سی ہے قافلہ کتوں کے بھونکنے سے راستہ سے واپس نہیں ہوتا ہے، بلکہ آگے بڑھتا رہتا ہے۔ علالا ۔ شور و غل ۔ سخت آواز ۔ یا شب ۔ چودھویں کا چاند کتوں کے بھونکنے سے اپنی رفتار کم نہیں کرتا ہے۔ عوعو ۔ کتے کے بھونکنے کی آواز ۔ ہر کسے ۔ قدرت نے ہر شخص کی استعداد کے مطابق ایک کام پر اس کا ماہور کر دیا ہے اور اس سے مقصد خداوندی اس کی آزمائش ہے۔ مہم ماہ ہستم ۔ سیراں ۔ سیر ۔

۳ چونکہ منکرین کے انکار سے دعوت کو ترک نہیں کیا جاتا بلکہ اس میں اور شدت پیدا کر دی جاتی ہے۔ سرکہ یعنی منکروں کا انکار ۔ شکر ۔ یعنی دعوت ۔ سکنجبین ۔ سکنجبین جو امراض میں مفید ہے وہ سرکہ اور شہد سے بنتی ہے اگر سرکہ تیز ہوتا ہے تو اس میں شکر کا اضافہ ضروری ہو جاتا ہے ورنہ وہ سکنجبین ناقص ہو گی قہر یعنی منکروں کا انکار سرکہ ہے اور لطف یعنی دعوت شہد ہے۔

انگبیں گر پائے وا درو زخل
اگر شہد سرکہ سے کم ہو
آید آں سکنجبیں اندر خلل
اس سکنجبین میں خلل پڑ جائے گا

قوم[1] بروے سرکہا می ریختند
قوم ان پر سرکہ بہاتی تھی
نوحؑ را دریا فزوں می ریخت قند
دریا نوحؑ پر شکر زیادہ بہاتا تھا

قندِ اُو رلدُ مددا ز بحرِ جُود
ان کی شکر کی مدد سخاوت کے سمندر سے تھی
بُس ز سرکہ اہلِ عالم می فزود
تو دنیا والوں کے سرکہ کے سبب وہ بڑھتی تھی

وَاحِدٌ کَالْاَلْفِ کہ بُوَد آں ولی
ایک ہزار کی طرح کون ہوتا ہے؟ وہ ولی ہے
بلکہ صد قرن ست آں عبدالعلی
بلکہ وہ (خدا) عالیشان کا بندہ سو قرن ہوتا ہے

خُم کہ از دریا درو راہے شود
وہ مٹکا جس میں دریا کی جانب سے راستہ ہو جائے
پیشِ اُو جیحونہا زانو زند
اس کے سامنے بہت جیحوں ادب کرنے لگیں

خاصہ[2] ایں دریا کہ دریا ہا ہمہ
خصوصاً یہ دریا بلکہ تمام دریا
چوں شنید ند ایں مثال و دمدمہ
جب انہوں نے یہ مثال اور شہرت سنی

شُد دہاں شاں تلخ زیں شرم و خجل
اس شرم اور خجالت سے ان کا منہ کڑوا ہو گیا
کہ قریں شد نامِ اعظم با اقل
کہ (دریائے) اعظم کا نام ادنیٰ احقر کا ساتھی ہو گیا

در قرانِ ایں جہاں با آنجہاں
اس جہان کے اس جہان کے ساتھ ملنے میں
ایں جہاں از شرم میگردد جہاں
یہ جہان شرم سے کود بھاگتا ہے

ایں عبارت تنگ و قاصر رُتبت ست
یہ عبارت تنگ اور کم رتبہ ہے
ورنہ خس را با اخص چہ نسبت ست
ورنہ تنکے کو اخص سے کیا نسبت ہے؟

زاغ[3] در رز نعرۂ زاغاں زند
انگورستان میں کوا کووں کے نعرے لگاتا ہے
بُلبل از آوازِ خوش کے کم کند
بلبل حسین آواز کو کب کم کرتی ہے؟

پس خریدارست ہر یک را خدا
پھر ہر ایک کا خریدار خدا ہوتا ہے
در مزادِ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَا
"اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے" کے بازار میں

نقلِ خارستاں غذای آتش ست
کانٹوں کی جھاڑی کا چیتا آگ کی غذا ہے
بُوئ گل قوتِ دماغِ سر خوش ست
نشیلے دماغ کی روزی پھول کی خوشبو ہے

[1] قوم۔ حضرت نوحؑ کی قوم کا انکار جس قدر بڑھا قدرت نے حضرت نوحؑ پر اسی قدر زیادہ شکر بہائی۔ بحر جود۔ دریائے سخاوت یعنی حضرت حق تعالیٰ۔ واحد شکر کے اضافہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جس قدر منکرین سخت ہوتے ہیں۔ اتنا ہی بلند مرتبہ پیغمبر ان کی طرف بھیجا جاتا ہے وہ ایک پیغمبر لاکھوں داعیوں کے وزن کا ہوتا ہے بلکہ سو قرن کے انسانوں کی برابر ہوتا ہے۔ خم۔ چونکہ اس نبی اور رسول کا بحر حقیقی سے رابطہ ہوتا ہے تو وہ ایک کروڑوں پر غالب آ جاتا ہے۔

[2] خاصہ ایں دریا۔ اللہ تعالیٰ کے فیض کی عموماً سمندر اور دریا سے مثال دی جاتی ہے اس تمثیل سے یہ دریا شرمندہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ در قران جب دونوں عالموں کا ساتھ ذکر ہوتا ہے تو عالم حسی کو اپنی حقارت محسوس ہوتی ہے۔ ایں جہان۔ عالم حسی۔ آں جہاں۔ عالم غیبی۔ جہاں۔ کودنے والا۔ ایں عبارت۔ یعنی یہ تعبیر کہ حضرت حق تعالیٰ کو دریا قرار دیا ایک ناقص تعبیر ہے۔ ورنہ خس یعنی دریا کو اخص یعنی حضرت حق تعالیٰ سے کوئی نسبت نہیں ہے۔

[3] زاغ۔ مولانا نے پھر سابق مضمون کی طرف رجوع کیا ہے کہ منکرین کے انکار کی وجہ سے امر حق کا بیان نہیں چھوڑا جا سکتا ہے۔ پس۔ بعض منکروں کا اتباع کرتے ہیں۔ بعض داعیوں کا یہ خدا کی مشیت ہے۔ مزاد۔ نیلام کا بازار۔ نقل۔ کانٹا مردوں کے لئے ناپسندیدہ ہے لیکن آگ کو بہت بھاتا ہے۔ کیونکہ اس کی غذا ہے اسی طرح منکرین کو انکار بھاتا ہے۔ سر خوش۔ معتدل مست۔ اس کو خوشبو پسند ہے اسی طرح دعوت کو قبول کرنے والوں کو دعوت پسند آتی ہے۔

گر پلیدی ۱ پیشِ ما رسوا بود
اگر گندگی ہمارے سامنے رسوا ہے
خوک و سگ را شکّر و حلوا بود
سور اور کتے کے لئے شکر اور حلوا ہے

گر پلیداں ایں پلیدیہا کنند
اگر پلید لوگ، پلیدیاں کرتے ہیں
آبہا بر پاک کردن می تنند
پانی، پاک کرنے پر مستعد ہیں

ور جہانے پُر شود از خار و خس
اگر دنیا کانٹے اور تنکے سے پر ہو جائے
آتشے محوش کند در یک نفس
آگ اس کو ایک سانس میں مٹا دیتی ہے

گرچہ ماراں زہر افشاں میکنند
اگرچہ سانپ زہر افشانی کرتے ہیں
ورچہ تلخاں ماں پریشاں می کنند
اگرچہ بد مزاج ہمیں پریشان کرتے ہیں

نحلہا بر کوہ و کندو و شجر
شہد کی مکھیاں پہاڑ اور کوٹھی اور درختوں پر
می نہند از شہد انبار شکر
شہد سے شکر کے انبار لگاتی ہیں

زہرہا ۲ ہر چند زہری می کنند
زہر، ہر چند زہریلا پن پھیلاتے ہیں
زود تریاقات شاں برمی کنند
تریاق ان کو، فوراً زائل کر دیتے ہیں

۳ ایں جہاں جنگ ست کُل چوں بنگری
یہ دنیا پوری جنگ ہے جب تو غور کرے
ذرّہ با ذرّہ چوں دیں با کافری
ذرہ ذرے کیساتھ ایسا ہی ہے جیسا کہ دین کافری کیساتھ

آں یکے ذرّہ ہمی پرّد بچپ
ایک ذرہ بائیں کو اڑتا ہے
واں دگر سوئے یمیں اندر طلب
تو دوسرا طلب میں دائیں جانب کو

ذرّہ ۴ بالا و آں دیگر نگوں
ایک ذرہ اوپر کو اور دوسرا نیچے کو
جنگ فعلی شاں بیں اندر رُکوں
رجحان میں ان کی عملی جنگ کو دیکھ

جنگ فعلی ہست از جنگ نہاں
عملی جنگ مخفی جنگ کی وجہ سے ہے
زیں تخالف آں تخالف را بداں
اس اختلاف کو اس اختلاف سے سمجھ لے

ذرّہ کاں محو شد در آفتاب
وہ ذرہ جو سورج میں فنا ہو گیا
جنگ اُو بیروں شد از وصفِ حساب
اس کی جنگ حساب سے خارج ہو گئی

چوں ز ذرّہ محو شد نفس و نفس
جب ذرے کا نفس اور سانس فنا ہو گیا
جنگش اکنوں جنگ خورشید ست و بس
اس کی جنگ اب محض سورج کی جنگ ہے

۱ گر پلیدی۔ نجاست انسان کے سامنے رسوا ہے کتے اور سور کی خوراک ہے گر۔ ہر چیز بتقاضائے فطرت اپنا کام انجام دے رہی ہے نجاست، نجس بناتی ہے تو پانی پاک کر دیتا ہے یعنی منکرین انکار کرتے ہیں اور داعی ان کو بھلائی کی طرف بلاتے ہیں۔ ور جہانے۔ خار و خس اپنا کام کرتے ہیں تو آگ اپنا کام کرتی ہے منکرین کی شرارتوں کو داعیوں کی دعوت فنا کر دیتی ہے۔ گرچہ۔ سانپ اپنا کام کرتے ہیں تو شہد کی مکھیاں اپنا کام کرتی ہیں لہٰذا ہمیں مفسدوں کی وجہ سے تبلیغ کو ترک نہ کرنا چاہیے۔

۲ زہرہا۔ منکروں کے انکار سے جب زہر پھیلتا ہے تو مصلحین اپنے تریاق سے اس کا اثر زائل کر دیتے ہیں۔ ۳ ایں جہاں۔ اس عالم کا بقا ہی اختلاف سے ہے لہٰذا منکرین کے اختلاف سے مصلح کو اپنا کام نہ روکنا چاہیے۔ ایں جہاں۔ عالم امکان مختلف اجزاء کا مجموعہ ہے اس کے ہر ذرے کو دوسرے ذرے سے وہی نسبت ہے جو دین کو کفر سے۔ آں یکے۔ ایک ذرے کا رخ بائیں جانب ہے تو دوسرے کا دائیں جانب۔

۴ ذرہ۔ ایک ذرے کا رخ اوپر کو ہے دوسرے کا نیچے کو غرضیکہ ان ذروں کی باہمی کشمکش اور باہمی اختلاف ہے۔ جنگ فعلی یعنی ذرات عالم کا افعال و خواص میں مختلف ہونا۔ رکوں۔ میلان۔ جنگ نہاں۔ یعنی ذرات کا اختلاف اللہ تعالیٰ کے مختلف اسماء و صفات کا مظہر ہونے کی وجہ سے ہے۔ ذرہ۔ جب مقام فنا حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اختلاف طبعی اس ذرہ کی طرف منسوب نہیں رہتا ہے۔ چوں۔ ذرہ کے محو ہو جانے کے بعد اس کے افعال سورج کی طرف منسوب ہو گئے۔ جنگش۔ چنانچہ اب اس کی جنگ طبعی نہیں ہے بلکہ من اللہ ہے اب اس کی جنگ خدا کی جنگ ہے۔

رفت از وے جنبشِ طبع و سکون ۱ | از چہ انّا الیہ راجعون
اس میں سے طبیعت کی حرکت اور سکون جاتا رہا | کیوں؟ "ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں" کیوجہ سے

ما بہ بحرِ نورِ خود راجع شدیم | وز رضاعِ اصلِ مسترضع شدیم
ہم اپنے نور کے سمندر کی جانب لوٹ آئے | اور ہم اصل کی رضاعت سے دودھ پینے والے بنگئے

در فروعِ راہ اے ماندہ زغول | لاف کم زن از اصول اے بے اصول
اے چھلاوے کی وجہ سے راستہ کی پگڈنڈیوں میں بھٹکے ہوئے | اے بے اصول! اصول کی شیخی نہ بگھار

جنگِ ما و صلحِ ما در نورِ عین | نیست از ما ہست بین الاصبعین
نورِ عین میں ہماری جنگ اور صلح | ہماری جانب سے نہیں ہے "دو انگلیوں کے درمیان" کیوجہ سے ہے

جنگِ ۲ طبعی جنگِ فعلی جنگِ قول | درمیانِ جزوہا حربیست ہول
طبعی جنگ، عملی جنگ، قولی جنگ | اجزا کے درمیان خوفناک جنگ ہے

ایں جہاں زیں جنگ قائم می بود | در عناصر درنگر تا حل شود
یہ دنیا اسی جنگ سے قائم رہتی ہے | عناصر میں غور کر لے "تاکہ حل ہو جائے

چار عنصر چار استونِ قوی ست | کہ بر ایشاں سقفِ دنیا مستوی ست
چاروں عنصر، چار مضبوط ستون ہیں | جن پر دنیا کی چھت قائم ہے

ہر ستونے اشکنندہ آں دگر | استنِ آب اشکنندہ آں شرر
ہر ستون دوسرے کو توڑنے والا ہے | پانی کا ستون، آگ کے ستون کو توڑنے والا ہے

پس بنائے خلق بر اضداد بود | لا جرم جنگی شدند از ضرّ و سود
تو دنیا کی بنا اضداد پر ہے | لامحالہ نقصان اور نفع کے اعتبار سے لڑنے والے ہوگئے

ہست ۳ احوالت خلافِ ہمدگر | ہر یکے با ہم مخالف در اثر
تیرے احوال ایک دوسرے کے خلاف ہیں | ہر ایک اثر میں ایک دوسرے کا مخالف ہے

چونکہ ہر دم راہِ خود را می زنی | باد گر کس سازگاری چوں کنی
جبکہ تو ہر وقت اپنی رہزنی کرتا ہے | دوسرے سے کیسے موافقت برتے گا؟

فوجِ لشکر ہائے احوالت ببیں | ہر یکے با دیگرے در جنگ و کیں
اپنے احوال نے لشکر کی فوج کو دیکھ لے | ہر ایک دوسرے کیساتھ جنگ اور کینہ میں ہے

---

۱ رفت۔ فنا کے بعد ذرے کا ہر سکون و حرکت اس کا اپنا نہیں ہے بلکہ منجانب اللہ ہے۔ ما۔ یعنی عارفین فانی فی اللہ۔ بحرِ نور۔ ذاتِ حق۔ مسترضع۔ دودھ پینے والا۔ در فروع۔ جو فنا کے مقام پر نہیں پہنچا اس کے افعال خود اس کی طرف منسوب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کرنے چاہئیں لاف زنی نہ کرنی چاہیے جنگ ما۔ فانی کا ہر کام خدا کی طرف منسوب ہے۔ نورِ عین۔ یعنی چشم بصیرت کا اجالا۔ بین الاصبعین۔ حدیث شریف ہے انسان کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ جس طرح چاہتا ہے اس کو پلٹ دیتا ہے لہٰذا ہمارے افعال خدا کی طرف منسوب ہیں۔

۲ جنگ۔ عالم کے اجزا میں جنگِ طبعی یعنی اجزاء میں آثار اور طبائع کا اختلاف جنگِ فعلی یعنی افعال خواص کا اختلاف جنگِ قولی یعنی اقوال کا باہمی اختلاف بہت خوفناک جنگ ہے انجہاں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس فانی دنیا کا قیام ہی اس جنگ پر ہے عناصر کی باہمی جنگ پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ چار عنصر۔ دنیا کی چھت چار متضاد عنصروں پر قائم ہے استن۔ آب یانی آگ کو فنا کر دیتا ہے۔ پس۔ جبکہ مخلوق کی بنیاد ہی مختلف عناصر پر ہے تو مخلوق باہمی مختلف ہے۔

۳ ہست۔ مختلف چیزوں میں ہی اختلاف نہیں ہے بلکہ ایک چیز کے احوال میں بھی اختلاف ہے۔ چونکہ جبکہ خود ایک انسان کے احوال باہمی مختلف ہیں تو دوسرے سے کیسے متفق ہو سکتا ہے۔ فوج۔ انسان کے احوال ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہیں۔

می نگر اِ در خود چنیں جنگِ گراں — پَس چہ مشغولی بجنگِ دیگراں

ایسی سخت لڑائی کو تو اپنے اندر دیکھ لے — تو دوسروں کی جنگ میں کیوں مبتلا ہے ؟

تا مگر زیں جنگ حَق وَا خرد — دَر جہانِ صُلح رَ یک رنگت بَرد

تا کہ شاید اللہ تعالیٰ تجھے اس جنگ سے نجات دیدے — تجھے صلح کے یک رنگ جہان میں پہنچا دے

آں جہاں جز باقی و آباد نیست — زانکہ آں ترکیب از اَضداد نیست

وہ جہان ، باقی اور آباد کے سوا کچھ نہیں ہے — کیونکہ وہ ترکیب اضداد کی نہیں ہے

ایں تفانی از ضد آید ضدرا — چوں نباشد ضد نبود جز بقا

یہ باہمی فنا کرنا ، ضد سے ضد کو پہنچتا ہے — جب ضد نہ ہو تو بقا کے سوا کچھ نہ ہو گا

نفیِ ضد کرد از بہشت آں بے نظیر — کہ نباشد شمس و ضدش زمہریر

اس بے نظیر نے بہشت سے ضد کی نفی کر دی — کہ نہ سورج ہو گا اور نہ اس کی ضد زمہریر

ہست بے رنگی اصولِ رنگہا — صُلح ۲ ہا باشد اصولِ جنگہا

بے رنگی ، رنگوں کی اصل ہے — صلحیں ، جنگوں کی اصل ہیں

آں جہانست اصل ایں پُر غم وثاق — وصل باشد اصلِ ہر ہجر و فراق

وہ جہان اس پُر غم گھر کی اصل ہے — ہر ہجر اور فراق کی اصل وصل ہے

ایں تخالف از چہ آید و زکجم — ورچہ زاید وحدت ایں اَضداد را

یہ باہمی مخالفت کس چیز سے اور کہاں سے آئی ہے ؟ — اور یہ وحدت ان مخالف چیزوں میں کس چیز سے پیدا ہوتی ہے ؟

زانکہ ما فرعیم و چار اضداد اصل — خوئے خود در فرع کرد ایجاد اصل

اس لئے کہ ہم فرع ہیں اور چار اضداد اصل ہیں — اصل نے فرع میں اپنی خصلت پیدا کر دی ہے

گوہرِ ۳ جاں چوں ورائے فصلہاست — خوئے اُو ایں نیست خوئے کبریاست

روح کا گوہر چونکہ ان اضداد سے جداگانہ چیز ہے — اس کی خصلت یہ نہیں ہے خدائی خصلت ہے

جنگہا بیں کاں اصولِ صلحہاست — چوں نبی کہ جنگِ اُو بہرِ خداست

ان جنگوں کو دیکھ جو صلحوں کی اصول ہیں — جیسا کہ نبی کہ اس کی جنگ خدا کے لئے ہے

طرفہ آں جنگے کہ رُکنِ صلحہاست — شاد اُو کایں جنگِ اُو بہرِ خداست

وہ جنگ عجیب ہے جو صلحوں کی رکن ہے — وہ خوش نصیب ہے جس کی یہ جنگ خدا کے لئے ہے

---

۱ می نگر۔ اگر انسان اپنے احوال پر نظر رکھے تو دوسروں سے جنگ کرنے میں مشغول نہ ہو تا مگر۔ اگر خدا کسی کو صلح کے یکرنگ جہاں میں پہنچا دے تو بیشک وہ اختلاف سے بچ سکتا ہے۔ آں جہاں۔ عالم آخرت کی ترکیب اضداد سے نہیں ہے لہٰذا اس میں بقا ہے۔ ایں تفانی۔ عالم دنیا کی فنا اضداد کی ترکیب کی وجہ سے ہے۔ کہ نباشد عالم آخرت میں نہ سورج کی گرمی ہو گی۔ نہ جاڑے کی سردی۔ بے رنگی۔ یعنی عالم آخرت اصل اور مقصود ہے۔

۲ صلحہا۔ عالم شہود میں عالم آخرت ہی متصرف ہے وہی بے رنگ یہاں آکر رنگ حاصل کر لیتا ہے۔ اور وہی اشیاء جن میں وہاں صلح تھی یہاں آکر جنگ اختیار کر لیتی ہیں۔ وصل۔ عالم آخرت میں وصل ہے اور عالم دنیا میں ہجر و فراق ہے اور ہجر و فراق کی اصل وصل ہوتا ہے۔ ایں تخالف۔ عالم دنیا میں جو باہمی اختلاف اور اتحاد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عالم کی بنیاد اضداد پر ہے اور چونکہ ان اشیاء میں روح بھی ہے جو اس عالم اضداد سے نہیں ہے اس کی وجہ سے باہمی اتحاد پیدا ہوتا ہے۔

۳ گوہر جاں۔ روح کا تقاضہ اختلاف نہیں ہے اس میں کبریائی اخلاق ہیں جو اتحاد پیدا کر دیتے ہیں۔ جنگہا۔ رسولوں کے جہاد شر کو ختم کرنے کے لئے ہیں لہٰذا وہ جنگیں صلح کی اصول ہیں۔ طرفہ۔ یہ جنگ دراصل فتنہ کو ختم کرنے کے لئے ہے اور یہ جنگ اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے ہوتی ہے۔

غالب است و چیر دَر ہر دو جہاں	شرح ایں غالب نگنجد دَر دَہاں
وہ دونوں جہان میں غالب اور فاتح ہے	اس غالب کی شرح منہ میں نہیں سماتی
آبِ جیحوں را اگر نتواں کشید	ہم ز قدرِ تشنگی نتواں بُرید
جیحوں کے پانی کو اگر کوئی نہ کھینچ سکے	پیاس کی بقدر سے بھی تعلق منقطع نہ کرے
گر شدی عطشانِ بحرِ معنوی	فرجہ کُن دَر جزیرہ مثنوی
اگر تو معنوی سمندر کا پیاسا ہے	تو مثنوی کے جزیرے کی سیر کر
فرجہ ۲ کُن چندانکہ اَندر ہر نفس	مثنوی را معنوی بینی و بس
تو اس قدر سیر کر کہ ہر سانس میں	مثنوی کو صرف معنوی دیکھنے لگے
باد کہ راز آبِ جُو چو وا کند	آب یک رنگیِ خود پیدا کُند
ہوا، جب گھاس کو نہر کے پانی سے جدا کر دیتی ہے	پانی اپنی یک رنگی دکھاتا ہے
شاخہایِ تازۂ مَرجاں ببیں	میوہائے رُستہ زابِ جاں ببیں
مونگے کی نئی شاخیں دیکھ لے	جان کے پانی سے اگے ہوئے میوے دیکھ لے
چوں ز حرف و صوت ودم یکتا شود	آں ہمہ بگذارد و دَریا شوَد
جب حرف اور آواز اور سانس سے جدا ہو جائے	ان سب کو چھوڑ کر دریا ہو جائے
حرف گوی و حرف نوش و حرفہا	ہر سہ جاں گردند اندر انتہا
بات کہنے والا اور بات سننے والا اور باتیں	آخر میں تینوں روح بن جائیں گی
ناں ۳ دہندہ و ناں ستان و نانِ پاک	سادہ گرد نداز صُوَر گردند خاک
روٹی دینے والا اور روٹی لینے والا اور پاک روٹی	صورتوں سے سادہ بن جائیں گی مٹی بن جائیں گی
لیک معنیٔ شاں بُوَد در سہ مقام	دَر مراتب ہم ممیز ہم مدام
لیکن ان کی روح تین مقام پر ہو گی	مرتبوں میں بھی جدا گانہ اور دوام میں بھی
خاک شُد صورت ولے معنیٰ نشد	ہر کہ گوید شُد تو گویش نے نشد
صورت مٹی ہو گئی لیکن معنی نہ ہوئے	جو کہے کہ ہو گئے تو اس سے کہہ دے نہیں نہیں ہوئے
دَر جہانِ رُوح ہر سہ مُنتظر	گہ ز صُورت ہارِب و گہ مُستقر
عالم روح میں تینوں منتظر ہیں	کبھی صورت سے متنفر اور کبھی قرار پانے والے

۱ غالب۔ اس طرح کی جنگ کرنے والا دونوں جہان میں غالب رہتا ہے۔ آب جیحوں۔ ان جنگوں کے فضائل جو معیت حق کے ساتھ ہوتی ہیں دریائے ناپیدا کنار ہیں اگر ان کی پوری فضیلت نہیں بیان کی جا سکتی ہے تو بقدر ضرورت بیان ضروری ہے مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ "جس چیز کا کل حاصل نہ کیا جا سکے اس کو پورا چھوڑا نہیں جاتا ہے"

۲ فرجہ کن۔ اگر یہ مقصد حاصل کرنا ہے تو مثنوی کی سیر کر اور اس کے معانی پر غور کر۔ باد کہ۔ دریا جو گھاس میں چھپا ہوا ہے جب ہوا اس کی گھاس ہٹاتی ہے تو دریا کی یکرنگی نظر آنے لگتی ہے یہی حال مثنوی کا ہے الفاظ کو ہٹا کر معانی پر غور کیا جائے تو حقیقت واضح ہوگی۔ شاخہای۔ گھاس ہٹ جانے کے بعد دریا میں مونگے کی شاخیں نظر آئیں گی۔ چوں۔ کسی مضمون کے لئے حروف بمنزلہ گھاس کے ہیں۔ حرف۔ غور کرنے کے بعد کہنے والا اور سننے والا اور حروف سب حقیقت بن جاتے ہیں۔

۳ ناں دہندہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے روٹی دینے والا اور روٹی کھانے والا اور روٹی اپنی صورتیں ختم کر دینے کے بعد سب خاک بن جاتے ہیں۔ لیک۔ یہ تینوں چیزیں روح بن جائیں گی لیکن ہر روح کا مقام جداگانہ ہے خاک شد۔ جسم فانی ہے اور روح باقی ہے اس کے بقا کا انکار نہ کرنا چاہیے۔ در جہاں۔ صورت کے فنا ہونے کے بعد روح ہمیشہ کے لئے صورت سے علیحدہ نہیں ہوتی۔ حضرت حق تعالیٰ اس کو مختلف صورتیں عنایت کرتے رہتے ہیں۔ ہارب بھاگنے والا۔

امر[1] آید در صُوَر رو در رَوَد
حکم ہوتا ہے، جسموں میں جا، چلی جاتی ہے
باز ہم زامرش مجرّدی شود
پھر اسی کے حکم سے مجرد ہو جاتی ہے

پس لَہُ الْخَلْقُ لَہُ الْاَمْرُ بداں
"اسی کیلئے خلق ہے اور اسی کیلئے امر ہے" تو سمجھ لے
خلق صُورت امر جاں راکب براں
خلق صورت ہے امر اس پر سوار روح ہے

راکب و مرکوب در فرمانِ شاہ
سوار اور سواری، شاہ کے حکم میں ہیں
جسم بر درگاہ و جاں دَربار گاہ
جسم درگاہ پر اور روح دربار کے اندر ہے

چونکہ خواہد کاب آید در سبُو
جب وہ چاہتا ہے کہ پانی ٹھلیا میں آجائے
شاہ گوید جیشِ جاں را کارکبُوا
شاہ، روح کے لشکر کو کہدیتا ہے کہ سوار ہو جاؤ

باز[2] جانہا را چو خواند بر عُلو
پھر جب روحوں کو اوپر بلاتا ہے
بانگ آید از نقیباں کانزلُوا
نقیبوں کی جانب سے آواز آتی ہے کہ "اترو"

بعد ازیں باریک خواہد شد سخن
اس کے بعد بات باریک ہو جائے گی
کم کُن آتش ہیزمش افزوں مکُن
آگ کو کم کر اس کے ایندھن کو نہ بڑھا

تا نجوشد دیگہائے خُرد زُود
تاکہ چھوٹی دیگیں جلد نہ ابل پڑیں
دیگِ ادراکات خُردست و فرود
ادراکات کی دیگ چھوٹی اور کم درجہ کی ہے

پاک سُبحانے کہ سیبستاں کند
وہ سبحان پاک ہے جو سیبوں کا باغ اگاتا ہے
دَر غُمامِ حرف شاں پنہاں کند
ان کو حروف کے ابر میں پوشیدہ کردیتا ہے

زیں غُمامِ بانگ و حرف و گفتگو
اس آواز اور حروف اور گفتگو کے ابر کی وجہ سے
پردۂ کز سیب ناید غیر بُو
ایسا پردہ ہے کہ سیب کی خوشبو کے سوا کچھ نہیں آتا

بارے[3] افزوں کش تو ایں بُو را بہوش
تو اس خوشبو کو ضرور ہوش کیساتھ خوب کھینچ
تا سُوئے اصلت برد بگرفتہ گوش
تاکہ تجھے کان پکڑ کر اصل کی جانب لے جائے

بُو نگہدار و پرہیز از زُکام
خوشبو کی حفاظت کر اور زکام سے بچ
تن بپوش از بادو بُودِ سردِ عام
جسم کو عوام کی سرد ہوا اور ہستی سے چھپا

تا نبندید مشامت از اثر
تاکہ تیرے نتھنے اثر سے بند نہ ہو جائیں
اے ہواشاں از زمستاں سرد تر
اے (مخاطب) ان کی ہوا جاڑوں سے زیادہ سرد ہے

چوں جماد اندو فسردہ تن شگرف
وہ جماد (جیسے) اور ٹھٹھرے ہوئے عجیب جسم ہیں
می جہد انفاسِ شاں از تلِّ برف
ان کے سانس برف کے تودے سے نکل رہے ہیں

۱ امر آید۔ کبھی روح کے مصور ہونے کا حکم ہوتا ہے۔ کبھی مجرد ہونے کا۔ لہ الخلق۔ اس آیت میں خلق سے صورت اور امر سے روح مراد ہے۔ جسم۔ جسم چونکہ مادی ہے اس لئے بارگاہ سے باہر ہے اور روح چونکہ مجرد ہے اس لئے اس کا رتبہ بارگاہ کے اندر ہے۔ چونکہ۔ جب خدا روح کو مصور کرنا چاہتا ہے اس کو حکم دیدیتا ہے کہ جسم کی سواری پر سوار ہو جا۔

۲ باز جانہا۔ جب پھر انکو جسم سے مجرد کرتا ہے تو انکو حکم دیتا ہے کہ اپنی سواریوں سے اتر آؤ۔ بعد ازیں۔ اب یہ بات عوام کے ذہن سے دور ہو رہی ہے لہذا اس کو ختم کر دیا جائے آتش سے کلام اور ہیزم سے اس کی طوالت مراد ہے۔ تا نجوشد۔ روح کے جسم میں آنے جانے کی پوری کیفیت عوام کی عقول سے بالاتر ہے۔ پاک۔ اللہ تعالی معانی کے سیبستان پیدا فرماتا ہے اور انکو حروف کے ابر میں پوشیدہ کر دیتا ہے اور لوگوں کو صرف خوشبو پہنچتی ہے۔

۳ بارے۔ جب اسرار کی خوشبو پہنچے تو اس کے ذریعہ اصل تک پہنچنے کی کوشش کر۔ بو نگہدار۔ خوشبو کی حفاظت کر اور اپنے آپ کو زکام سے بچا جو عوام کے خلط ملط سے پیدا ہوتا ہے۔ تا نبندد۔ عوام کی صحبت روحانی امراض پیدا کرنے میں بہت سخت ہے۔ چوں۔ عوام کی صحبت سے جسم ٹھٹھر جاتا ہے جب ایسا ہو تو کسی کامل کی صحبت اختیار کر۔ زین۔ یعنی جسم۔ برف۔ عوام کی صحبت۔

چوں زمیں زیں برف در پوشد کفن تیغِ خورشید حُسامِ[1] الدّیں بزن
جب زمین اس برف کا کفن پہن لے حسام الدین کے سورج کی تلوار چلا دے

ہیں برآر از شرق سیف اللہ را گرم کُن زاں شرق ایں درگاہ را
خبردار! مشرق سے اللہ کی تلوار کا نکال لے اس سورج سے اس درگاہ کو گرم کر دے

برف را خنجر زنداں آفتاب سَیلہا ریزد زکُہہا بر تُراب
وہ سورج برف کے خنجر مار دے گا پہاڑوں سے زمین پر بہت سے بہاؤ بہا دیگا

زانکہ لاشرقی و لاغربی ست اُو با منجم روز و شب حربی ست اُو
کیونکہ وہ نہ شرقی ہے، نہ غربی ہے وہ شب و روز منجم سے لڑائی میں ہے

کہ چرا جُز من نجومِ بے ہُدیٰ قبلہ کردی از لئیمی و عمیٰ
کہ تو نے کیوں میرے علاوہ بے ہدایت ستاروں کو کمینہ پن اور اندھے پن سے قبلہ بنایا ہے؟

تا خوشت ناید مقالِ آں[2] امین در نُبی کہ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ
یہاں تک کہ تجھے اس امین کی بات بھلی نہ لگی قرآن میں کہ میں غروب کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا

از قزح در پیشِ مہ بستی کمر زاں ہمی رنجی ز وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ
تو نے سورج کے سامنے دھنک کمان کا پٹکا باندھا اسی وجہ سے تو "اور سورج شق ہو گیا" سے رنجیدہ ہے

منکری ایں را کہ شَمْسٌ کُوِّرَتْ شمس پیشِ تُست اعلٰی مرتبت
تو اس کا منکر ہے کہ "سورج لپیٹ دیا جائے گا" تیرے نزدیک سورج بلند مرتبہ ہے

از ستارہ دیدہ تصریفِ ہوا ناخوشت آید اذا النَّجْمُ ہَوٰی
تو ہوا میں تصرف ستارے سے سمجھا ہے اس لئے تجھے "جبکہ ستارہ گر جائے گا" ناپسند ہے

خود[3] مؤثر تر نباشد مہ زناں اے بسانانے کہ بُرید عرقِ جاں
چاند، یقیناً روٹی سے زیادہ مؤثر نہیں ہے اے مخاطب! بہت سی روٹیاں ہیں جنہوں نے روح کی رگ کاٹ دی ہے

خود مؤثر تر نباشد زہرہ زآب اے بسا آبا کہ کرد اُو تن خراب
یقیناً زہرہ پانی سے زیادہ مؤثر نہیں ہے اے مخاطب، بہت سے پانی ہیں جنھوں نے جسم کو تباہ کیا ہے

مہرِ آں در جانِ تُست و پندِ دوست میزند بر گوش تو بیرونِ پُوست
اس ستارے کی محبت تیری جان میں ہے اور دوست کی نصیحت کھال سے باہر کان سے ٹکراتی ہے

پندِ مادر تو نگیرد اے فلاں پندِ تو در مانگیرد ہم بداں
اے فلاں! ہماری نصیحت تجھ میں اثر نہیں کرتی ہے سمجھ لے، تیری نصیحت بھی ہم میں اثر نہیں کرتی

[1] حُسام الدین۔ یعنی کامل ولی۔ شرق۔ مشرق۔ شرقی۔ سورج۔ درگاہ۔ یعنی جسم۔ برف۔ سورج کی حرارت سے برف پگھل جائیگا۔ زانکہ۔ اولیاء کی صحبت ایسا سورج ہے جس کا شرق اور غرب سے تعلق نہیں ہے۔ کہ چرا۔ یہ سورج منجم سے کہتا ہے کہ تو نے ستاروں کو اپنا قبلہ کیوں بنا رکھا ہے۔

[2] آں امین۔ حضرت ابراہیم نے کہا تھا کہ میں ان غروب کر جانے والے ستاروں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ انشق القمر۔ نجومی قمر کے شق ہونے کی بات سے ناخوش ہوتا ہے۔ منکری۔ نجومی اس بات کا بھی منکر ہے کہ قیامت میں سورج کو بے نور کر دیا جائیگا اور ستارے ٹوٹ جائینگے۔

[3] خود۔ بیشک علم نجوم سے فوائد ہیں لیکن ستاروں کو مؤثر حقیقی سمجھنا غلطی ہے جیسے روٹی میں فوائد ہیں لیکن اس کا غلط استعمال ہلاک کر دیتا ہے نیز زہرہ ستارے میں پانی سے زیادہ تاثیر نہیں ہے لیکن پانی کا غلط استعمال بھی بربادی کا سبب ہے۔ مہرِ آں۔ ستارے کی محبت نجومی کے دل سے پیوست ہو گئی ہے اور نصیحت صرف کان کے اوپر لگتی ہے۔ پندِ ما۔ منکر پر ہماری نصیحت اثر نہیں کرتی ہے ہاں اگر خدا اس کے کان کھولدے تو نصیحت اثر کرنے لگے۔

جز مگر مفتاحِ خاص آید ز دوست — کہ مقالیدُ السَّمٰوات آن اُوست
اس کے سوا کہ دوست کی جانب سے خاص کنجی آ جائے — کیونکہ آسمانوں کی کنجیاں اس کی ملکیت ہیں

ایں ۱؎ سخن ہمچوں ستارہ است و قمر — لیک بے فرمانِ حق ندہد اثر
یہ بات بھی ستارے اور چاند کی طرح ہے — لیکن خدا کے حکم کے بغیر اثر نہیں کرتی ہے

ایں ستارہ بجہت تاثیرِ او — میزند بر گوشہائے وحی جو
یہ ستارہ بے جہت ہے، اس کی تاثیر — وحی کے جویاں کانوں میں پہنچتی ہے

کہ بیائید از جہت تا بیجہات — تا نہ راند شمار اگرگِ مات
کہ جہت سے بے جہات کی جانب آ جاؤ — تاکہ تمہیں موت کا بھیڑیا پھاڑ نہ ڈالے

آنچناں کہ لمعہ در پاشِ اُوست — شمسِ دنیا در صفت خفاشِ اُوست
اس طرح پر کہ اس کی موتی برسانے والی روشنی — دنیا کا سورج، صفت میں اس کی چمگادڑ ہے

ہفت ۲؎ چرخِ ازرقی در رقِ اُوست — پیکِ ماہ اندر تپ و در دقِ اُوست
سات نیلے آسمان، اس کی غلامی میں ہیں — چاند کا قاصد اس سے تپ اور دق میں ہے

زہرہ چنگ مسئلہ دروے زدہ — مشتری با نقدِ جاں پیش آمدہ
زہرہ نے سوال کا ہاتھ اس سے وابستہ کر دیا ہے — مشتری نقد جاں لے کر اس کے سامنے آ گیا ہے

در ہوائے دست بوسِ اُو زحل — لیک خود رامی نہ بیند آں محل
زحل اس کی دست بوسی کی خواہش میں ہے — لیکن اپنے لئے یہ رتبہ نہیں دیکھتا ہے

دست ۳؎ و پا مریخ چندیں خست ازو — واں عُطارد صد قلم بشکست ازو
مریخ کے ہاتھ پاؤں اس سے زخمی ہیں — عطارد نے اس کے سبب سینکڑوں قلم توڑ دیئے ہیں

با منجم ایں ہمہ انجم بجنگ — کاے رہا کردہ تو جاں بگزیدہ رنگ
یہ ستارے نجومی سے جنگ میں ہیں — کہ اے وہ! جس نے جان کو چھوڑ کر رنگ کو پسند کر لیا ہے

جاں ویست و ما ہمہ رنگ و رقوم — کوکبِ ہر فکرِ اُو جانِ نجوم
جان وہی ہے اور ہم سب رنگ اور نقوش ہیں — اس کی فکر کا ہر ستارہ ستاروں کی جان ہے

فکر کو آنجا ہمہ نورست پاک — بہرِ تست ایں لفظِ فکر اے فکرناک
فکر کہاں؟ وہاں تو سب پاک نور ہے — اے متفکر! فکر کا لفظ تیرے لئے ہے

ہر ستارہ خانہ دارد در عُلا — ہیچ خانہ در نگنجد نجمِ ما
بلندی میں ہر ستارے کا ایک خانہ ہے — ہمارا ستارہ کسی خانہ میں نہیں سماتا ہے

۱؎ ایں سخن۔ یعنی خدائی نصیحت ستارے کی طرح ہے جو خدا کے حکم سے ہی موثر بنتی ہے۔ ایں ستارہ یعنی دوست کی نصیحت اسی پر اثر کرتی ہے جو وحی کا مشتاق ہے۔ کہ بیائید۔ انسانوں کو با جہت ستارے کو چھوڑ کر بے جہت ستارے یعنی دوست کی نصیحت کی طرف رجوع کرنا چاہیے تاکہ ہلاکت سے بچ سکیں۔ آنچناں۔ یہ بے جہت ستارہ اس قدر منور ہے کہ سورج اس کی شعاع سے چمگادڑ کی طرح منہ چھپاتا ہے۔

۲؎ ہفت۔ اس ستارے کے ساتوں آسمان غلام ہیں۔ چاند اس کے سامنے تپ اور دق میں مبتلا نظر آتا ہے۔ زہرہ۔ زہرہ ستارہ اس کا بھکاری ہے مشتری اس پر جان نثار کرتا ہے زحل ستارہ اس کی دست بوسی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اپنے آپ کو اس فضیلت کا مستحق نہیں سمجھتا ہے۔

۳؎ دست۔ مریخ جو جلاد الفلک ہے اس نے اس کی خدمت میں اپنے ہاتھ پاؤں زخمی کر لئے ہیں۔ عطارد جو دبیر الفلک ہے اس نے اس کی تعریف میں سینکڑوں قلم توڑ ڈالے ہیں۔ با منجم۔ ستارے نجومی کو ملامت کرتے ہیں کہ تو نے روح یعنی بے جہت ستارے کو چھوڑ کر ہم سے کیوں تعلق پیدا کیا ہے۔ ہر ستارہ۔ یہ ستارہ محدود ہے وہ ستارہ لا محدود ہے۔

جانِ ۱ بے سُود در مکاں کے دَر رَود — نُورِ نا محدود را حد کے بُوَد

بے جہت جان، مکاں میں کب جاتی ہے؟ — لا محدود نور کی حد کہاں ہوتی ہے؟

لیک تمثیلے و تصویرے کُنند — تا کہ دَریابد ضعیفِ دَرد مَند

لیکن ایک مثال اور تصویر بنا دیتے ہیں — تاکہ کمزور درد مند سمجھ لے

مثل نُبود لیک باشد آں مثیل — تا کُند عقلِ مُجمّد را گُسیل

وہ مثل نہیں ہوتی لیکن وہ مثال ہوتی ہے — تاکہ منجمد عقل کو کشادہ کر دے

عقلِ سَر تیز ست لیکن پای سُست — زانکہ دل ویراں شُدست و تن دُرست

سر کی عقل تیز ہے، لیکن سُست قدم ہے — کیونکہ دل ویران ہے اور جسم درست ہے

عقلِ ۲ شاں در نقلِ دنیا پیچ پیچ — فکر شاں دَر ترکِ شہوت ہیچ ہیچ

انکی عقل دنیا کو منتقل کرنے میں پیچ در پیچ ہے — شہوت کو ترک کرنے میں انکی فکر ہیچ در ہیچ ہے

صدرِ شاں دَر وقتِ دعویٰ ہمچو شرق — صبر شاں دَر وقتِ تقویٰ ہمچو برق

انکا سینہ دعوے کے وقت سورج کیطرح ہے — انکا صبر تقوے کے وقت برق کی طرح ہے

عالَمے اندر ہُنرہا خود نما — ہمچو عالَم بے وفا وقتِ وفا

وہ خود نما ہنروں میں ایک عالم ہے — وفا کے وقت دنیا کی طرح بے وفا ہے

وقتِ خود بینی نگنجد دَر جہاں — دَر گلوو معدہ گم گشتہ چوناں

خود بینی کے وقت دنیا میں نہیں سماتا ہے — حلق اور معدے میں روٹی کیطرح گم ہے

ایں ۳ ہمہ اوصافِ شاں نیکو شوَد — بَد نماند چونکہ نیکو خُو شوَد

اسکے یہ سب اوصاف بھلے ہو جاتے ہیں — جب نیک خصلت ہوجاتا ہے وہ برے نہیں رہتے ہیں

گر مَنی گندہ بُود ہمچو مَنی — چوں بجاں پیوست یابد روشنی

اگرچہ خودی منی کی طرح گندی ہے — جب جان سے وابستہ ہوجاتی ہے روشنی حاصل کر لیتی ہے

ہر جمادے کو کُند رُو دَر نبات — از درختِ بخت اُو رُوید حیات

جو جماد، نبات کی طرح رخ کر لیتا ہے — اسکے نصیبہ کے درخت سے زندگی اُگ آتی ہے

ہر نَباتے کو بجاں رُوی آوَرَد — خضرؑ وار از چشمۂ حیواں خورَد

ہر نبات جو جاں کی جانب رخ کر لیتی ہے — وہ حضرت خضرؑ کی طرح آبِ حیات سے سیراب ہوجاتی ہے

باز چوں جاں رُو سُوی جاناں نہد — رخت را در عمرِ بے پایاں نہد

جب جان جاناں کی طرف رخ کرتی ہے — ختم نہ ہونے والی زندگی میں سامان بار رکھتی ہے

---

۱ جان۔ روح لامکانی چیز ہے وہ کسی مکاں میں محدود نہیں ہو سکتی ہے۔ لیک۔ روح کی مثالیں محض کمزور عقل والوں کو سمجھانے کے لئے بیان کر دی جاتی ہیں لیکن وہ چیز اس روح کی مثل نہیں ہوتی جو تمام اوصاف میں شریک ہو بلکہ مثال اور مثیل ہوتی ہے۔ مجمد۔ جامد۔ گسیل۔ کشادہ کرنا، آزاد کرنا۔ عقل سر۔ تن پرور روح کی تعمیر نہیں کرتا ہے۔

۲ عقل شاں۔ انکو صرف عقل معاش حاصل ہے عقل معاد سے وہ بالکل محروم ہیں۔ صدر شاں۔ غلط دعووں میں بڑی حیثیت کے مالک ہیں لیکن تقوے کے اعتبار سے ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ عالمے۔ خودنمائی میں وہ ایک دنیا معلوم ہوتا ہے اور وفا کے وقت دنیا کی طرح بے وفا معلوم ہوتا ہے۔ وقت۔ خود بینی کے وقت دنیا میں نہیں سماتا ہے اور گلے اور معدے کی لذت کے وقت روٹی کی طرح گم ہو جاتا ہے۔

۳ ایں ہمہ۔ انسان جب نیک خصلت بنجاتا ہے اس کی برائیاں بھلائیوں میں تبدیل ہوتی ہیں۔ گر منی۔ خودی بری چیز ہے لیکن جب اس کا تعلق روح سے ہوجائے تو بھلی بنجاتی ہے ہر جمادے۔ جب جماد نبات کا جزو بنجاتا ہے تو فضیلت حاصل کر لیتا ہے۔ ہر نباتے۔ جو نبات روح سے تعلق پیدا کر لیتی ہے اس میں مزید فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ باز۔ جب روح اپنا تعلق۔ روح الارواح سے کر لیتی ہے تو اس کو نہ ختم ہونے والی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔

سوال ۱ سائل از واعظ کہ مُرغے بر سرِ ربض نشستہ بُود سرِ
ایک سائل کا ایک واعظ سے سوال کرنا کہ جو پرند احاطہ پر بیٹھا ہو اس کا
اُو فاضل ترست و شریف تر و عزیز تر و مکرم تر
سر فاضل اور زیادہ شریف اور زیادہ عزیز اور زیادہ معزز ہے
یا دُمِ اُو و جواب دادنِ واعظ سائل را بقدرِ فہم
یا اس کی دم اور واعظ کا سائل کو اس کے فہم اور ادراک کے مطابق
وادراکِ اُو
جواب دینا۔

واعظے راگفت روزے سائلے ‎ ‎ کاے تو منبر را سنی ۲ تر قابلے
ایک روز ایک سوال کرنے والے نے ایک واعظ سے کہا ‎ ‎ کہ اے جناب! آپ منبر کے اعلیٰ درجے کے قابل ہیں

یک سوالستم بگو اے ذولباب ‎ ‎ اندریں مجلس سوالم را جواب
میرا ایک سوال ہے، اے عقلمند! فرمایئے ‎ ‎ اس مجلس میں میرے سوال کا جواب

برسرِ بارو یکے مُرغے نشست ‎ ‎ از سر و از دُم کدامینش بہ است
قلعہ کی دیوار پر ایک پرند بیٹھا ہے ‎ ‎ اس کے سر اور دم میں سے کون افضل ہے؟

گفت اگر رُویش بشہر و دُم بدہ ‎ ‎ رُوئے اُو از دُمِ او میداں کہ بہ
اس نے کہا اگر اس کا منہ شہر کی طرف اور دم گاؤں کی جانب ہے ‎ ‎ سمجھ لے کہ اس کا منہ اس کی دم سے بہتر ہے

ور سُوئے شہرست دُم رویش بدہ ‎ ‎ خاکِ آں دُم باش واز رُویش بجہ
اگر دم شہر کی جانب اور منہ گاؤں کی جانب ہے ‎ ‎ اس دم کی خاک بن جا اور اس کے چہرے سے بچ

مُرغ با پَر می پرد تا آشیاں ‎ ‎ پرِ مردم ہمت ست اے مردماں
پرند، پروں سے آشیانہ کی طرف پرواز کرتا ہے ‎ ‎ اے لوگو! انسان کا پَر ہمت ہے

عاشقے کالودہ شُد در خیر و شر ‎ ‎ خیر و شر منگر تو در ہمت نگر
وہ عاشق جو خیر اور شر میں ملوث ہے ‎ ‎ خیر اور شر کو نہ دیکھ تو ہمت کو دیکھ

باز ۳ اگر باشد سپید و بے نظیر ‎ ‎ چونکہ صیدش موش باشد شد حقیر
باز اگر سفید اور بے ‎ ‎ چونکہ اس کا شکار چوہا ہو وہ حقیر ہے

ور بُود چغدے و میلِ اُو بشاہ ‎ ‎ اُو سرِ بازست منگر در کلاہ
اور اگر وہ چغد ہو اور اس کا میلان شاہ کی جانب ہو ‎ ‎ وہ باز کا سر ہے، ٹوپی کو نہ دیکھ

---

۱ سوال۔ اس سوال و جواب سے یہی بتلایا ہے کہ ہر چیز اپنے افضل کی معیت سے مزید فضیلت حاصل کرتی ہے۔ ربض۔ ماحول، احاطہ۔

۲ سنی۔ بلند۔ بارو۔ قلعہ۔ در ہمت۔ یعنی عاشق کے افعال پر نظر نہ کر بلکہ اس کی ہمت کو دیکھ جو بہر حال قابلِ تعریف ہے۔

۳ باز۔ باز اگر چوہے کا شکار کرنے لگے تو ذلیل ہے۔ ور بُود۔ اگر چغد شاہ کی طرف نظر رکھے شریف ہے۔

ورہمی ا شیرے خور داز مردہ خر — سگ بود اُو شکل شیرے کم نگر
اگر شیر مردہ گدھا کھا رہا ہے — وہ کتا ہے شیر کی شکل کو نہ دیکھ

ور پلنگ و گرگ را افگند سگ — شیر میداں مرو را بے ریب و شک
اگر کتے نے چیتے اور بھیڑیے کو پچھاڑ دیا — بے شک و شبہ اس کو شیر سمجھ

آدمی بسرشتہ از یک مُشت گِل — بر گذشت از چرخ واز کوکب بدل
آدمی ، ایک مٹھی مٹی سے گندھا ہوا — قلب کے ذریعہ آسمان اور ستارے سے بڑھ گیا

آدمی بر قدر یک طشت خمیر — بر فزود از آسمان و از اثیر
آدمی جو خمیر کے ایک طشت کی بقدر ہے — آسمان اور کرہ ناری سے بڑھ گیا

ہیچ کرمنا شنید ایں آسماں — کہ شنید ایں آدمیِ پُر غماں
اس آسمان نے کبھی "ہم نے مکرم بنایا" سنا ہے — جو اس غموں سے بھرے ہوئے آدمی نے سنا ہے

بر زمین و چرخ عرضہ کرد کس — خوبی و عقل و عبارات و ہوس
کسی نے زمین اور آسمان پر پیش کیا ہے — حسن اور عقل اور عبارتیں اور تمنا ؟

جلوہ کردی ہیچ تو بر آسماں — خوبی روی و اصابت در گماں
کبھی تو نے آسمان پر رونمائی کی ہے — چہرے کی خوبصورتی اور گمان میں رائے کی درستگی کی

پیشِ ۲ صورتہایِ حمام اے ولد — عرضہ کردی ہیچ سیم اندام خود
اے صاحبزادے ! حمام کی تصویروں کے سامنے — اپنا چاندی جیسا جسم بھی تو نے پیش کیا ہے ؟

بگذری زاں نقشہائے ہمچو حور — جلوہ آری با عجوزے نیم کور
تو ان حور جیسی تصویروں سے گذر جاتا ہے — ایک چندھی بڑھیا کو جلوہ دکھاتا ہے

در عجوزہ ۳ چیست کایشاں را نبود — کو ترازاں نقشہا با خود ربود
بڑا میں کیا ہے جو انہیں نہیں تھا — جو تجھے ان تصویروں سے اپنی جانب اچک لےگئی

تو نگوئی من بگویم در بیاں — عقل حس ودرک وتدبیرست وجاں
تو نہ بتا ، میں بیان میں بتاتا ہوں — عقل اور حس اور ادراک اور تدبیر اور جان ہے

در عجوزہ جانِ آمیزش کنے ست — صورتِ گرما بہارا روح نیست
بڑھیا میں جان ہے جو آمیزش کرنے والی ہے — حمام کی تصویروں میں روح نہیں ہے

صورتِ گرمابہ گر جنبش کند — در زماں از صد عجوزت بر کند
حمام کی تصویر اگر حرکت کرنے لگے — فوراً تجھے سینکڑوں بڑھیوں سے جدا کر دے

---

۱ ورہمی۔ جو مردہ گدھے کا شکار کرے وہ کتا ہے اور اگر شیر کتا ہے اور اگر کتا چیتے یا شیر کا شکار کرے تو وہ شیر ہے۔ آدمی۔ انسان جسکی سرشت مٹی اور پانی سے ہے ہمت کیوجہ سے آسمان اور ستاروں سے بلند ہے۔ کرمنا۔ "ہم نے فضیلت دی" یہ انسان کی فضیلت اس کی بلند ہمت کیوجہ سے ہے انسانی خصوصیات جو آسمان اور زمین کو حاصل نہیں ہیں۔ وہ محض اس کی بلند ہمت کی وجہ سے ہیں۔

۲ پیش صورتہا۔ حمام کی تصویریں۔ ہمت سے خالی ہیں اور بے قدر ہیں۔ بگذری۔ حمام کی تصویروں سے انسان کوئی تعلق نہیں رکھتا اور ایک بدصورت بڑھیا سے تعلق پیدا کرتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ تصویریں بے روح اور بے ہمت ہیں۔

۳ در عجوزہ۔ بڑھیا کی طرف میلان کی وجہ اس کا حس و ادراک اور عقل ہی ہے۔ در عجوزہ۔ بڑھیا میں روح اور جان ہے جو حمام کی تصویروں میں نہیں ہے۔ صورت۔ اگر حمام کی تصویریں باروح ہو جائیں تو بڑھیا کی طرف بھی میلان نہ ہو۔

جاں¹ چہ باشد باخبر از خیر و شر　　شادبا احسان و گریاں از ضر
جان کیا ہوتی ہے؟ جو خیر اور شر سے باخبر ہے　　احسان سے خوش اور نقصان سے رونے والی ہے

چوں سِرّ و ماہیّتِ جاں مُخبِر ست　　ہر کہ اُو آگاہ تر با جاں تر ست
جبکہ جان کا راز اور ماہیت اس کا باخبر ہوتا ہے　　جو زیادہ آگاہ ہے جان کے اعتبار سے زیادہ ہے

اقتضاۓ جاں چو اے دل آگہیست　　ہر کہ آگہ تر بُود جانش قویست
اے دل! جب جان کا اقتضاء باخبری ہے　　جو زیادہ باخبر ہو گا اس کی جان زیادہ قوی ہو گی

خود جہانِ جاں سراسر آگہیست　　ہر کہ بیجان ست از دانش تہی ست
عالم ارواح خود سراسر باخبری ہے　　جو بے جان ہے وہ دانش سے خالی ہے

رُوح را تاثیر آگاہی بُود　　ہر کرا ایں بیش اللٰہی بُود
روح کی تاثیر باخبری ہے　　جس کو یہ زیادہ حاصل ہے وہ اللہ والا ہے

چوں² خبر ہست بیروں از نہاد　　باشد ایں جانہا دراں میداں جماد
چونکہ بہت سی خبریں وجود سے باہر کی ہیں　　تو جانیں اس میدان میں جماد ہوں گی

جانِ اوّل مظہرِ درگاہ شُد　　جانِ جاں خود مظہرِ اللہ شُد
جانِ اول درگاہ کا مظہر ہے　　جانِ جاں خود اللہ تعالیٰ کا مظہر ہے

آں ملائک جملہ عقل و جاں بُدند　　جانِ نو آمد کہ جسمِ آں شُدند
ملائک مجسم عقل اور روح تھے　　نئی روح آئی جس کے لئے وہ جسم بن گئے

از سعادت چوں براں جاں بر زدند　　ہمچو تن آں روح را خادم شُدند
سعادت کی وجہ سے جب اس روح سے جا ملے　　جسم کی طرح اس روح کے خادم ہو گئے

آں³ ابلیس از جاں ازاں سر بر زدہ بُود　　یک نشُد با جاں کہ عضوِ مُردہ بُود
اس شیطان نے اس جان سے سرتابی کی　　جان کے ساتھ ایک نہ بنا کیونکہ مردہ عضو تھا

چوں نبودش آں فدایِ آں نشُد　　دست بشکستہ مطیعِ جاں نشُد
چونکہ اس کو وہ (سعادت) حاصل نہ تھی وہ اس روح پر قربان نہ ہوا　　ٹوٹا ہوا ہاتھ تھا جان کا فرماں بردار نہ بنا

جاں نشُد ناقص گر آں عضوش شکست　　کاں بدستِ اُوست تاند کرد دست
اگر اس کا وہ عضو ٹوٹ گیا جاں ناقص نہ ہوئی　　کیونکہ وہ اس کے قبضہ میں ہے اس کو موجود کر سکتی ہے؟

سِرِّ دیگر ہست کو گوشِ دگر　　طوطیِ کو مستعدِ آں شکر
ایک دوسرا راز ہے، دوسرا کان کہاں ہے؟　　وہ طوطی کہاں ہے جو اس شکر کی استعداد رکھے؟

¹ جاں۔ جان کے خواص یہ ہیں کہ وہ بھلے برے کو پہچانتی ہے احسان سے خوش اور نقصان سے غمگین ہوتی ہے چوں جبکہ جان کے یہ خواص ہیں تو جو زیادہ باخبر ہو گی وہ مکمل جان ہو گی اور جو شخص زیادہ باخبر ہو گا اس کی جان زیادہ قوی ہو گی۔ بے جان دانش اور عقل سے خالی ہوتا ہے۔ روح۔ روح کی تاثیر آگاہی ہے جو روح اس صفت میں بڑھی ہوئی ہو گی وہ خدائی روح ہو گی۔

² چوں۔ اگر طبیعت میں علم و احساس کا مادہ نہیں ہے تو وہ ذی روح بمنزلہ جماد کے سمجھا جائے گا۔ جانِ اول۔ وہ روح جو بدن سے وہ اللہ کی صفات کا مظہر ہے اور جان کی جان جو علوم و معارف سے متصف ہو جاتی ہے وہ مظہر ذات حق ہو جاتی ہے۔ آں ملائک ملائک مجسم عقل و جان تھے لیکن وہ حضرت آدم کی روح اس طرح تابع ہو گئے۔ جسطرح جسم روح کے تابع ہے۔

³ آں ابلیس۔ شیطان نے اس روح سے رابطہ منقطع کر لیا وہ مردہ عضو بن کر رہ گیا۔ دست۔ بشکستہ۔ جو عضو ٹوٹ جاتا ہے وہ روح سے خالی ہو جاتا ہے جاں نشد۔ لیکن شیطان کی نافرمانی سے آدم کے کمال میں نقصان نہیں آیا۔ سر دیگر شیطان کی نافرمانی کا ایک اور راز بھی ہے جو عوام کے سامنے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ سر دیگر۔ دوسری جگہ مولانا نے یہ راز بھی ظاہر کیا ہے اور بتایا ہے کہ حضرت حق تعالیٰ کی صفت مضل کا مظہر ضروری تھا اسلئے بھی شیطان کو پیدا فرمایا ہے۔

طوطیانِ ۱ خاص را قندیست ژرف — طوطیانِ عام ازیں خور بستہ طرف
خاص طوطیوں کے لئے شکر بہت ہے — عام طوطیوں نے اس خوراک سے آنکھ بند کر رکھی ہے

کے چشد درویشِ صورت زاں زکات — معنی ست آں نے فعولن فاعلات
صورت کا بھکاری ان نکتوں کو کیا چکھ سکتا ہے؟ — وہ معنی ہیں فعولن فاعلات نہیں ہے

از خرِ عیسیٰ دریغش نیست قند — لیک خر آمد بخلقت کہ پسند
حضرت عیسیٰ کو اپنے گدھے سے شکر کے بارے میں ملامت نہیں ہے — لیکن گدھا طبعاً گھاس کو پسند کرتا ہے

قند خر را گر طرب انگیختے — پیشِ خر قنطارِ شکّر ریختے
اگر گدھے کو شکر خوش کر سکتی — تو وہ گدھے کے سامنے ہی شکر کا بورا ڈال دیتے

معنیٔ نَختِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ — ایں شناس ایں ست رہرو را مہم
ہم انکے مونہوں پر مہر لگائیں گے" کے معنی — یہ سمجھ لے، یہ سالک کے لئے ضروری ہے

تاز ۲ راہِ خاتمِ پیغمبراں — بو کہ بر خیزد زلب ختمِ گراں
پیغمبروں کے خاتم کے راستے کے ذریعہ — ہو سکتا ہے کہ ہونٹ سے بھاری مہر ہٹ جائے

ختمہائے کانبیا بگذاشتند — آں بدینِ احمدیؐ برداشتند
وہ مہریں جو انبیاء باقی چھوڑ گئے تھے — ان کو احمدیؐ دین کے ذریعہ ہٹا دیا ہے

قفلہائے ناکشادہ ماندہ بود — از کفِ اِنَّا فَتَحْنَا برکشود
جو بغیر کھلے ہوئے تالے رہ گئے تھے — "بیشک ہم نے کھولا" کے ہاتھ سے کھلے

او شفیع ۳ ست ایں جہان و آنجہاں — ایں جہاں در دین و آنجا در جناں
وہ اس جہاں اور اس جہان کے سفارشی ہیں — اس جہان میں دین کے اور اس جہان میں جنتوں کے

ایں جہاں گوید کہ تو رہ شاں نما — واں جہاں گوید کہ تو مہ شاں نما
یہ جہان کہتا ہے کہ آپ ان کو راستہ دکھائیں — وہ جہان کہتا ہے کہ آپ ان کو چاند دکھائیں

پیشہ اش اندر ظہور و در کموں — اِهْدِ قَوْمِیْ اِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ
ظاہر اور باطن میں ان کی عادت — "میری قوم کو ہدایت دے بیشک وہ بے خبر ہیں"

---

۱ طوطیاں۔ خاصان خدا کے لئے اسرار کی شکر بکثرت موجود ہے وہ اس سے غذا حاصل کر رہے ہیں عوام اس طرف توجہ نہیں کرتے ہیں۔ کے چشد۔ جو شخص محض لفظوں کا بھکاری ہے اس کو معانی کا لطف حاصل نہیں ہوتا ہے۔ یہ مثنوی محض شاعری نہیں ہے بلکہ اسرار کا بیان ہے۔ از خر عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ اپنے گدھے کو بھی اسرار کی تعلیم دے سکتے تھے لیکن اس میں استعداد ہی نہ تھی۔ قند۔ اگر ان کا گدھا اسرار سننے کی اہلیت رکھتا تو وہ اس کو اسرار کی تعلیم دیتے علی افواههم۔ قرآن پاک میں ہے "الیوم نختم علی افواههم" آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگائیںگے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ انہیں اسرار کو ہضم کرنے کی استعداد نہیں ہے۔

۲ تاز رہ۔ اگر یہ بے استعداد لوگ آنحضورؐ کا طریقہ اختیار کر لیں تو ہو سکتا ہے ان میں استعداد پیدا ہو جائے اور وہ مہر جو ان لوگوں کے منہ پر لگی ہے آنحضورؐ کی برکت سے اکھاڑ دی جائے۔ قفلہای۔ ان لوگوں کے منہ پر جو قفل لگے ہوئے ہیں وہ آنحضورؐ کی برکت سے کھل جائینگے۔ فافتحنا۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ "بیشک ہم نے ان کے لئے فتح کر دیا" اس میں صرف مکہ کی فتح مراد نہیں ہے بلکہ قفلوں کا کھلنا بھی مراد ہے۔

۳ او شفیع۔ آنحضورؐ دونوں جہانوں کے شفیع ہیں دنیا میں انکی سفارش سے اسرار دین تک رسائی ہوئی ہے اور آخرت میں جنت تک رسائی ہو گی۔ ایں جہاں۔ دنیا بزبان حال آپ سے کہتی ہے کہ ان کو رہ ہدایت دکھائیے اور آخرت کہے گی کہ ان کو دیدار خداوندی کرائیے۔ اھد۔ آنحضورؐ کی دعا تھی کہ "خدا میری قوم کو ہدایت دے وہ جانتے نہیں ہیں"

بازگشت ۱ از دمِ او ہر دو باب — در دو عالم دعوتِ او مستجاب
ان کی دعا سے دونوں دروازے کھلے — دو جہاں میں ان کی دعا مقبول ہے

بہرِ ایں خاتم شدست او کہ بجود — مثلِ او نے بود و نے خواہند بود
اسی لئے وہ خاتم ہے، کیونکہ سخاوت میں — ان جیسا نہ تھا اور نہ ہوں گے

چونکہ در صنعت برد استاد دست — نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است
جب کوئی استاد کاریگری میں بازی لے جاتا ہے — کیا تو نہیں کہتا کہ کاریگری اس پر ختم ہے؟

در گشادِ ۲ ختمہا تو خاتمی — در جہانِ روح بخشاں حاتمی
آپ مہروں کے کھولنے میں خاتم ہیں — روح بخشنے والوں کے جہان میں آپ حاتم ہیں

ہست اشاراتِ محمدؐ المراد — کُل گشاد اندر گشاد اندر گشاد
خلاصہ یہ ہے کہ محمدؐ کے ارشادات — سب فتوح در فتوح در فتوح ہیں

صد ہزاراں آفریں بر جانِ او — بر قدوم و دورِ فرزندانِ او
آپ کی جان پر لاکھوں آفرین ہیں — ان کی تشریف آوری اور آپ کے فرزندوں کے دور پر بھی

آں خلیفہ زادگانِ مقبلش — زادہ اندازِ عنصرِ جان و دلش
ان کے وہ با اقبال شہزادے — جو ان کے دل اور جان کے جوہر سے پیدا ہوئے

گرز بغداد و ہری یا از رے اند — بے مزاجِ آب و گِل نسلِ وے اند
خواہ وہ بغداد اور ہرات یا رے کے ہیں — بغیر پانی اور مٹی کے ملاؤ کے آپ کی نسل سے ہیں

شاخِ گُل ہر جا کہ روید ہم گُل ست — خُمِ مُل ہر جا کہ جوشد ہم مُل ست
پھول کی شاخ جہاں بھی اگے پھول ہیں — شراب کا مٹکا جہاں بھی جوش مارے شراب ہے

گرز ۳ مغرب بر زند خورشید سر — عینِ خورشید ست نے چیزے دگر
اگر سورج مغرب سے نکلا ہو — بعینہ سورج ہے نہ کہ دوسری چیز

عیب چیناں را ازیں دم کور دار — ہم بستاریِ خود اے کردگار
عیب نکالنے والوں کو اس کلام سے اندھا رکھ — اے خدا اپنی ستاری سے

گفت حق چشمِ خفاشِ بد سگال — بستہ ام من ز آفتابِ بے مثال
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بدخواہ چمگادڑ کی آنکھ کو — میں نے بے مثال سورج سے بند کر دیا ہے

از نظر ہائے خفاشِ کم و کاست — انجم و آں شمس نیز اندر خفاست
چمگادڑوں کی ناقص نظروں سے — ستارے اور وہ سورج بھی پوشیدگی میں ہے

---

۱ بازگشت۔ آنحضورؐ کی دونوں دعائیں مقبول ہیں۔ بہر ایں۔ آنحضورؐ کو خاتم النبیین محض اس لئے نہیں کہا گیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا بلکہ اس لئے بھی کہا گیا ہے کہ فیض رسانی میں نہ آپ جیسا کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ یعنی جس طرح آپ خاتم زمانی ہیں اسی طرح آپ کمالات کے بھی خاتم ہیں۔ چونک۔ جب کوئی استاد کسی دستکاری میں انتہائی کمال پیدا کر لیتا ہے تو کہا جاتا ہے۔ یہ دستکاری اس پر ختم ہے۔

۲ در گشاد۔ آنحضورؐ کو مہروں کے کھولنے میں اسی وجہ کمال تھا کہ آپ کو خاتم کہا گیا۔ اشارات۔ آنحضورؐ کے کلام میں وہ اشارے ہیں جن سے مہروں کی کشادگی ہی کشادگی ہے۔ فرزنداں۔ یعنی روحانی اولاد۔ آں خلیفہ زادگان آپ کے جانشین جو آپ کے عنصر سے بنے ہیں۔ گر۔ یہ جانشین خواہ کسی ملک کے ہوں وہ آپ کی روحانی اولاد ہیں۔ شاخ کسی درخت کی قلم جہاں بھی لگاؤ وہ اسی درخت کا فرد ہے۔ شراب کسی بھی برتن میں ہو وہ شراب ہی ہے لہٰذا اولاد میں باپ ہی کا اثر ہے۔

۳ گرز مغرب۔ سورج جہاں سے بھی طلوع کرے سورج ہی ہے۔ عیب چیناں۔ ان بزرگوں کے جو عیب چین ہیں بکوئی اعتبار سے ان کو میرے اس کلام سے محروم رکھ۔ گفت حق۔ جن کے قلب پر مہر لگ گئی ہے ان کی آنکھیں بے مثال سورج سے بند ہیں۔

نکو ہیدنِ ۱ ناموسہائے پوسیدہ را کہ مانعِ ذوقِ ایمان و
بری عزتوں کی برائی جو ایمان کے ذوق سے مانع ہیں اور سچائی کے ضعف
دلیلِ ضعفِ صدق اندو راہزن صد ہزار ابلہ چنانکہ
کی دلیل ہیں اور لاکھوں بیوقوفوں کے لئے راہزن ہیں جیسا کہ
راہزنِ آں مخنث شدہ بودند گوسفنداں و نمی یارست گذشتن و
اس ہیجڑے کے لئے بکریاں ہو گئی تھیں اور وہ گذر نہ سکا اور ہیجڑے
پرسیدنِ مخنث از چوپاں کہ ایں گوسفندانِ تو عجب
نے گڈریے سے پوچھا کہ تعجب ہے یہ تیری بکریاں مجھے کاٹتی
مرای گزند گفت اگر مردی و در تو رگ مردی ہست
ہیں اس نے کہا کہ اگر تو مرد ہے اور تجھ میں مردانگی کی رگ ہے تو
ہمہ فدای تو اندو اگر مخنثی ہر یکے ترا اژدہاست مخنثے
سب تجھ پر قربان ہیں اور اگر تو ہیجڑا ہے تو ہر ایک تیرے لئے
دیگر ہست کہ در حالے کہ گوسفنداں دید باز گشت واز
اژدہا ہے، ایک دوسرا ہیجڑا ہے کہ جیسے ہی اس نے بکریاں دیکھیں تو واپس ہو گیا اور
پرسیدن ترسید کہ اگر من پرسم گوسفنداں اندر من
دریافت کرنے سے ڈرا کہ اگر میں دریافت کروں گا تو بکریاں مجھ پر حملہ کر دینگی
افتند و مرا بگزند
اور مجھے کاٹ لیں گی

۱ نکوہیدن۔ جس طرح یہ ہیجڑے بلاوجہ بکریوں سے ڈر گئے اسی طرح کم ہمت لوگ اپنے جاہ و ناموس کے خیال سے حق کے قبول کرنے سے ڈرتے ہیں۔
۲ مسرح۔ چراگاہ۔ مشروح کشادہ۔ امثال۔ حکایات سوی۔ یعنی مثنوی کے الفاظ عالم غیب کی جانب متوجہ ہوجائیں۔

اے ضیاء الحق حسام الدین بیا | اے صقالِ روح و سلطانِ ہدیٰ
اے ضیاء الحق حسام الدین آجائیے | اے روح کی صیقل اور ہدایت کے شہنشاہ

مثنوی را مسرح ۲ مشروح دہ | صورتِ امثالِ اورا روح دہ
مثنوی کو کشادہ میدان دیجئے | اس کی مثالوں کی صورت کو روح دیجئے

تا حروفش جملہ عقل و جاں شوند | سوئے خلدستانِ جاں پراں شوند
تاکہ اس کے حروف مجسم عقل اور جان بنجائیں | جان کی جنت کی طرف اڑنے لگیں

ہم بسعیِ توز ارواح آمدند | سوی دامِ حرف مستحقن شدند
آپ ہی کوشش سے عالم ارواح سے آئے ہیں | حروف کے جال میں قیدی ہو گئے ہیں

بادعمرت در جہاں ہمچوں خضر ۱ جاں فزاو دستگیر و مستمر

دنیا میں آپ کی عمر خضرؑ کی طرح ہو جان کو بڑھانے والی اور دستگیر اور زندہ جاوید

چوں خضرؑ والیاسؑ مانی در جہاں تازمیں گرد دز لطفت آسماں

آپ حضرت خضرؑ اور الیاسؑ کی طرح دنیا میں رہیں تاکہ آپ کی عنایت سے زمین آسمان بن جائے

گفتمے از لطف تو جزوے ز صد گر نبودے طمطراق چشم بد

میں تیری مہربانی میں سے ایک فی سیکڑہ بیان کرتا اگر نظر بد کا زور و شور نہ ہوتا

لیک از چشم بد زہر آب دم زخم ہائے روح فرسا خوردہ ام

لیکن بری نظر کے زہریلے پانی کے اثر سے روح کو گھٹانے والے میں نے بہت سے زخم کھائے ہیں

جز ۲ برمز ذکر حال دیگراں شرح حالت می نیارم در بیاں

سوائے دوسروں کے ذکر کے اشارے کے میں آپ کی حالت کا بیان نہیں کر رہا ہوں

ایں بہانہ ہم ز دستان دلے ست کہ از و پاہای دل اندر گلے ست

یہ بہانہ بھی اس دل کی مکر کی وجہ سے ہے جس کی وجہ سے دل کے پاؤں مٹی میں پھنسے ہوئے ہیں

صد دل و جاں عاشق صانع شدہ چشم بد یا گوش بد مانع شدہ

سیکڑوں جان اور دل صانع کے عاشق ہوئے بری نظر یا برا کام مانع بنا

خود یکے بو طالب آں عم رسولؐ می نمودش شنعت عرباں مہول

ایک ابو طالب ہی رسولؐ کے چچا ان کو عربوں کا طعن و تشنیع خوفناک نظر آیا

کہ چہ گویندم عرب کز طفل خود او بگرد انید دین معتمد

کہ عرب مجھے کیا کہیں گے کہ اپنے بچے کی وجہ سے اس نے اپنا معتمد دین بدل دیا

منصب ۳ اجداد و آبار ابماند درپئے احمدؐ چنیں بیرہ براند

آباؤ اجداد کا منصب چھوڑ دیا احمدؐ کے پیچھے بے راہ روانہ ہو گیا

آں رسول پاکباز و مجتبیٰؐ ازپئے آں تا رہا ند مرو را

اس منتخب اور پاکباز رسولؐ نے اس لئے کہ ان کو نجات دے

گفتش اے عم یک شہادت تو بگو تا کنم با حق شفاعت بہر تو

ان سے کہا اے چچا! ایک گواہی دیدیجئے تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے آپ کی سفارش کروں

گفت لیکن فاش گرد داز سماع کل سر جاوز الاثنین شاع

انہوں نے کہا لیکن سننے سے مشہور ہو جائے گا جو راز دو سے بڑھا مشہور ہے

۱ خضر۔ حضرت خضرؑ پریشانوں کی حوصلہ افزائی اور بیکسوں کی دستگیری کرتے ہیں اور جب سے پیدا ہوئے ہیں برابر زندہ ہیں۔ یہ تینوں باتیں حضرت حسام الدین کو حاصل ہو جائیں۔ الیاس۔ حضرت الیاسؑ زندہ آسمانوں پر اٹھالئے گئے ہیں۔ گفتمے۔ لوگوں کی نظر بد کے ڈر سے میں آپ کے معمولی احوال بھی ذکر نہیں کر رہا ہوں۔

۲ جز۔ دوسرے بزرگوں کے پیرایہ میں آپ کا ذکر کرتا ہوں۔ ایں بہانہ یعنی صراحۃً ذکر نہ کرنا۔ دلے۔ یعنی حاسد کا دل۔ پاہای دل۔ یعنی میرے دل کے پاؤں۔ صد۔ لوگوں کی نظر بد اللہ کے عشق سے بھی مانع بنی ہے۔ بو طالب۔ ابو طالب لوگوں کے طعن و تشنیع کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔ شنعت۔ بدگوئی۔ عرباں۔ اہل عرب۔ مہول۔ خوفناک۔ دین معتمد۔ یعنی قریش کا دین۔

۳ منصب۔ یعنی یہ طعنہ دیں گے کہ سرداری خاک میں ملا دی۔ گفتش۔ آنحضورؐ نے فرمایا چچا چپکے سے کلمہ شہادت پڑھ لیجئے مجھے آپ کی سفارش کا حق ہو جائے گا۔ گفت۔ ابو طالب نے کہا۔ راز راز نہ رہے گا مشہور ہو جائے گا۔

من بمانم[1] در زبانِ ایں عرب — پیشِ ایشاں خوار گردم زیں سبب
میں ان عربوں کی زبانوں پر رہوں گا — اس سبب سے ان کے سامنے ذلیل ہو جاؤں گا

لیک اگر بودیش لطفِ ما سبق — کے بُدے ایں بد دلی با جذبِ حق
لیکن اگر ان پر ازلی مہربانی ہوتی — حق کے جذبہ کے سامنے یہ بد دلی کب رہتی ؟

الغیاث اے تو غیاثُ المستغیث — زیں دو شاخہ اختیاراتِ خبیث
المدد ، اے فریاد رسوں کی مدد ! — دو راہے کے ان خبیث اختیارات سے

من زدستان وز مکرِ دل چناں — مات گشتم کہ بماندم از فُغاں
میں دل کے مکر اور فریب سے ایسا — عاجز آ گیا ہوں کہ فریاد سے بھی عاجز ہوں

من[2] کہ باشم چرخ باصد کاروبار — زیں کمیں فریاد کرد از اختیار
میں کون ہوں؟ آسمان نے (بھی) سینکڑوں کاروبار کے ہوتے ہوئے — اختیار کی وجہ سے اس گھات کی جگہ سے فریاد کی ہے

کاے خداوندِ کریم بُردبار — دہ امانم زیں دو شاخہ اختیار
کہ اے حلیم ، کریم خدا ! — اس اختیار کے دوراہے سے مجھے امن عطا کر

جذب یک راہِ صراطِ المستقیم — بہ زدو راہہ تردّد اے کریم
سیدھے راستہ کی ایک راہ کی کشش — اے کریم ! دوراہے کے تردد سے بہتر ہے

زیں دورہ گرچہ ہمہ مقصد توئی — لیک خود جاں کندن آمد ایں دوئی
اس دوراہے سے اگرچہ تو ہی مقصود ہے — لیکن یہ دوئی خود جان کنی ہے

زیں دورہ گرچہ بجز تو عزم نیست — لیک ہرگز رزم ہمچوں بزم نیست
اس دوراہے سے اگرچہ تیرے سوا کا ارادہ نہیں ہے — لیکن، رزم ، بزم کی طرح ہرگز نہیں ہے

در نُبے[3] بشنو بیانش از خدا — آیت اَشْفَقْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا
قرآن میں اس کا بیان خدا سے سن — آیت "وہ اس سے ڈرے کہ اس کو اٹھائیں"

ایں تردّد ہست دردل چوں وغا — کایں بُود بہ یا کہ آں حالے مرا
یہ تردد دل میں جنگ کی طرح ہے — کہ میرے لئے یہ بہتر ہو گا یا وہ حال

در تردّد می زند برہمد گر — خوف و امید بہی در کرّ وفر
تردد میں ایک دوسرے پر حملہ کرتی ہے — خوف اور بھلائی کی امید کشمکش میں

زیں تردّد عاقبت ماں خیرباد — اے خدا مر جانِ مارا کُن تو شاد
انجام کار اس تردد سے ہمارے لئے خیریت ہو — اے خدا تو ہماری جان کو تو خوش رکھ

[1] من بمانم۔ ابو طالب نے کہا میں ہمیشہ عربوں کی زبان سے بدنام رہوں گا اور ذلیل ہو جاؤں گا۔ لیک۔ ابو طالب پر اللہ کی مہربانی نہ تھی ورنہ وہ کلمہ پڑھ لیتے۔ بد دلی۔ یعنی کلمہ شہادت پڑھنے سے۔ دو شاخہ۔ یعنی رائے کا تذبذب۔ مات گشتم۔ انسان تذبذب کی حالت میں عاجز آ جاتا ہے۔

[2] من کہ باشم۔ اختیار کے دوراہے سے صرف انسان ہی نہیں بلکہ آسمان بھی پریشان ہوا۔ کمین۔ عالم شہادت یعنی دو شاخہ اختیار جس میں مکلف ہونا پڑتا ہے۔ جذب۔ دوراہے سے یہ بہتر ہے کہ خدا ایک صراط مستقیم کی ہدایت فرما دے۔ زیں دورہ۔ اگرچہ عاصی اور مطیع دونوں اسماء الٰہی کا مظہر ہیں۔ لیکن تشریعاً مطلوب اطاعت ہے۔ رزم۔ معصیت مظہر قہر ہے اور بزم یعنی اطاعت مظہر مہر ہے لہٰذا دونوں یکساں نہیں ہیں۔

[3] در نبے۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ امانت آسمانوں اور زمینوں پر پیش کی گئی وہ اس کے برداشت کرنے سے ڈر گئے۔" مولانا نے امانت سے مراد یہی اختیار کا دوراہا لیا ہے۔ وغا۔ یعنی انسان کا تردد۔ تردد۔ اس حالت میں خوف اور بھلائی کی باہمی کشمکش رہتی ہے۔ زیں۔ تردد کی حالت میں خدا عاقبت بخیر کرے۔

مُناجات [1] و پناه جُستن بحق سبحانہ تعالیٰ از فتنۂ اختیار و از
دعا اور اللہ تعالیٰ سے پناہ ڈھونڈنا اختیار کے فتنہ سے اور اختیار کے
فتنۂ اَسبابِ اختیار کہ سموات وارضین از اختیار و اَسبابِ
اسباب کے فتنہ سے، کیونکہ آسمان اور زمین اختیار اور اختیار کے اسباب سے
اختیارِ شکوہید ندو تر سید ندو خِلقت [2] آدمی مُولع افتاد
خوف کھا گئے اور ڈر گئے اور آدمی کی جبلت اپنے اختیار کے اور
بر طلب اختیار و اَسبابِ اختیارِ خویش چنانکہ بیمار
اختیار کے اسباب کے طلب کرنے میں لالچی ہو گئی جیسا کہ بیمار
باشد خود را اختیار کم بیند صحت خواہد کہ سبب اختیار
ہوتا ہے" اپنا اختیار کم دیکھتا ہے تو وہ صحت چاہتا ہے کیونکہ وہ اختیار کا
ست تا اختیارش بیفزاید و مَنصب خواہد تا اختیارش
سبب ہے تاکہ اس کا اختیار بڑھ جائے اور عہدہ چاہتا ہے تاکہ اس کے اختیار میں اضافہ
بیفزاید و مَہبطِ [3] قہرِ حق اُو عزّ وجلّ درامم ماضیہ فرط
ہو جائے اور پہلی امتوں میں اللہ عزوجل کے قہر کے نزول کی جگہ اختیار اور اختیار
اختیارو و اسبابِ اختیارات بُوده است ہر گز فرعون
کے اسباب کی زیادتی ہو گی ہے، کسی شخص نے کبھی کوئی بھوکا اور
بےنواوگرسنہ کس ندیده اَست
بے سروسامان فرعون نہیں دیکھا ہے

اے کریمِ ذوالجلال مہرباں دائمُ المعروف دا رایِ جہاں
اے مہربان، عظمت والے کریم! سدا احسان والے، جہان تھامنے والے

یَا کَرِیمَ الْعَفْوِ حَیّ لَمْ یَزَلْ یَا کَثِیرَ الْخَیرِ شاہِ بے بَدل
اے ہمیشہ رہنے والے، زندہ بھلی معافی والے! اے کثیر خیر والے، بے بدل شہنشاہ!

اوّلم ایں جزرو مَداز تو رسَید ورنہ سَاکن بُود ایں بحرائے مجید
یہ جزرو مد ابتداء مجھے تجھی سے ملا ورنہ اے بزرگ! یہ سمندر ساکن تھا

ہم از انجا کایں تردّد دادیَم بے تردّد کُن مراہم از کرم
جس جگہ سے تو نے مجھے یہ تردد دیا ہے مجھے کرم سے بے تردد بھی کر دے

---

[1] مناجات۔ تردد کی حالت میں مولانا نے عاقبت بخیر ہونے کی دعا شروع کی ہے۔

[2] خلقت۔ انسان ہمیشہ اختیار کا طالب بنتا ہے بیماری سے صحت اسی لئے چاہتا ہے کہ اختیار میں اضافہ ہو اور یہ اختیار کی زیادتی ہی انسان کی تباہی کا سبب بنتی ہے جیسا کہ فرعون اور پہلی امتوں کے واقعات سے ظاہر ہے۔

[3] مہبط۔ جائے نزول۔ دارای جہاں۔ قیوم۔ جزرو مد یعنی تردد میں گھٹاؤ بڑھاؤ

ابتلاام ای ۱ می کنی آہ الغیاث | اے ذکور از ابتلائت چوں اناث

آہ تو میری آزمائش کرتا ہے، فریاد ہے | اے وہ کہ تیری آزمائش کے سامنے ذکر مونث کی طرح ہیں

تا بکے ایں ابتلا یا رب مکن | مذہبے ام بخش ودہ مذہب مکن

یہ آزمائش کب تک؟ اے خدا! نہ کر | مجھے ایک راستہ عنایت کر دے دس راستے نہ بتا

اشترے ام لاغرے و پشت ریش | ز اختیار ہمچو پالاں شکل خویش

میں کمزور اونٹ ہوں اور زخمی کمر | اپنے پالان جیسی شکل کے اختیار سے

ایں کژاوہ گہ شود ایں سو گراں | آں کژاوہ گہ شود آں سو کشاں

یہ کنارہ کبھی اس جانب بھاری ہو جاتا ہے | وہ کنارہ کبھی اس طرف کھچ جاتا ہے

بفگن از من حمل ناہموار را | تا بہ بینم روضۂ ابرار را

مجھ سے ناہموار بوجھ کو گرا دے | تاکہ میں نیکوں کے باغیچے کو دیکھ لوں

ہمچوں ۲ آں اصحاب کہف از باغ جود | می چرم ز ایقاظ نے بل ہم رقود

اصحاب کہف کی طرح سخاوت کے باغیچے سے | میں غذا حاصل کروں جاگتے ہوئے نہیں بلکہ سوتے ہوئے

خفتہ باشم بر یمین یا بر یسار | بر نگردم جز چو گوئے بے اختیار

میں دائیں پر سویا ہوا ہوں یا بائیں پر | میں صرف بے اختیار گیند کی طرح کروٹ بدلوں

ہم بتقلیب تو تا ذات الیمین | یا سوئے ذات الشمال اے رب دیں

تیرے ہی پلٹنے سے دائیں جانب | یا بائیں جانب اے دین کے رب!

صد ہزاراں سال بودم در مطار | ہمچو ذرات ہوا بے اختیار

میں اڑنے کی جگہ میں لاکھوں سال رہا | ہوا کے ذروں کی طرح بے اختیار

گر فراموشم شدست آں وقت و حال | یادگارم ہست در خواب ارتحال

اگرچہ وہ حال اور وقت میں بھول گیا ہوں | نیند میں منتقل ہو جانا میرے لئے یادگار ہے

می ۳ رہم زیں چار میخ چار شاخ | می جہم در مسرح جاں زیں مناخ

میں اس چار میخ چار شاخ سے نجات پا جاتا ہوں | اس باڑے سے جان کی سیرگاہ میں کود جاتا ہوں

شیر آں ایام ماضی ہائے خود | می چشم از دایۂ خواب اے صمد

اپنے ان گذرے ہوئے دنوں کا دودھ | اے بے نیاز میں اپنی نیند کی دایہ سے چکھتا ہوں

جملہ عالم ز اختیار و ہست خود | می گریزد در سر سرمست خود

تمام جہاں اپنی ہستی اور اختیار سے | اپنے سرمست سر کی جانب بھاگتا ہے

---

۱ ابتلاء۔ تردد۔ جس میں ہر راہ پر چلنے کا اختیار ہو، اللہ کی جانب سے ایک آزمائش ہے۔ ذکور۔ اس مقام پر بڑے بڑے بہادر ناکام ہو گئے ہیں۔ اختیار۔ انسان پر اختیار ایسا ہی لدا ہوا ہے جیسا کہ اونٹ پر پالان۔ ایں کژاوہ۔ انسان کا اختیار کبھی برائی کی طرف جھکتا ہے۔ کبھی بھلائی کی جانب۔ روضہ۔ باغ جنت جو ہر بھلائی کا نتیجہ ہے۔

۲ ہمچو۔ اصحاب کہف کا سونا خدا کے حکم سے تھا لہٰذا وہ اس غیر اختیاری حالت میں بھی اطاعت میں مصروف تھے۔ خفتہ۔ ہم بھی غیر اختیاری حالت میں مصروف رہیں۔ ہم بتقلیب۔ خدا ہی اصحاب کہف کی کروٹیں بدلتا تھا۔ مطار۔ یعنی عالم ارواح جس میں انسان غیر اختیاری حالت میں تھا۔ گر فراموشم۔ انسان عالم ارواح کی زندگی بھولے ہوئے ہے نیند میں اس کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

۳ می رہم۔ اس وقت انسان عالم شہود کی تکلیفات سے غیر مکلف ہو جاتا ہے۔ چار میخ۔ مجرموں کو سزا دینے کا ایک طریقہ تھا۔ چار شاخ۔ ایک قسم کی قید اور طوق تھا جو مجرموں کی گردن میں ڈالا جاتا تھا۔ مسرح۔ چراگاہ۔ مناخ۔ اونٹوں کو بٹھانے کی جگہ۔ شیر۔ نیند کی حالت میں عالم ارواح کا مزہ چکھ لیتا ہوں۔ جملہ عالم۔ بیخودی اور بے اختیاری کے لئے انسان شراب پیتا ہے اور سرود نغمہ سنتا ہے۔

تا دَمے از ہوشیاری وارہند
ننگِ خمرو زمر بر خودی نہند
تا کہ تھوڑی دیر کے لئے ہوشیاری سے نجات پائیں
شراب اور باجے کی ذلت اختیار کرتے ہیں

جملہ[۱] دانستہ کہ ایں ہستی فخ ست
فکرو ذکر اختیاری دوزخ ست
سب نے جان لیا ہے کہ یہ ہستی جال ہے
اختیاری فکر اور ذکر جہنم ہے

می گریزند از خودی در بیخودی
یا بمستی یا بشغل اے مُہتدیٰ
خودی سے بیخودی کی جانب بھاگتے ہیں
یا مستی کے ذریعہ یا کسی شغل کے ذریعہ اے ہدایت یافتہ!

نفس رازاں نیستی وامی کشی
زانکہ بے فرماں شدٗ اندر بیہُشی
آپ نفس کو اس نیستی سے اس لئے جدا کر دیتے ہیں
کیونکہ وہ بغیر حکم کے بے ہوش ہوا ہے

نیستی باید کہ آں از حق بُود
تا کہ بیند اندراں حُسنِ اَحد
وہ نیستی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو
تاکہ اس میں احد کا حسن دیکھے

لَیْسَ[۲] لِلْجِنِّ وَلَا لِلْاِنْسِ اَنْ
تَنْفُذُوْا مِنْ حَبْسِ اَقْطَارِ الزَّمَنْ
نہ جن کے لئے اور نہ انسان کیلئے یہ (ممکن) ہے
کہ تم زمانے کے اطراف سے نکل بھاگو

لَا نَفُوْذَ اِلَّا بِسُلْطَانِ الْهُدٰی
مِنْ تَجَاوِيْفِ السَّمٰوٰاتِ الْعُلٰى
بجز ہدایت کے بادشاہ کے نکلنا نہیں ہے
بلند آسمانوں کے جوفوں سے

لَا هُدٰى اِلَّا بِسُلْطَانٍ يَّقِی
مِنْ حُرَاسِ الشُّهُبِ رُوْحَ الْمُتَّقِیْ
ہدایت نہیں ہے مگر اس شاہ سے جو بچاتا ہے
متقی کی روح کو ٹوٹنے والے ستاروں کے نگہبانوں سے

ہیچ کس راتا نگردد اُو فنا
نیست رہ دربار گاہِ کبریا
کسی شخص کے لئے جب تک وہ فنا نہ ہو جائے
کبریا کی بارگاہ میں راستہ نہیں ہے

چیست معراجِ فلک ایں نیستی
عاشقاں را مذہب و دیں نیستی
آسمانوں کی معراج کیا ہے؟ یہ نیستی ہے
عاشقوں کا مذہب اور دین نیستی ہے

پوستین[۳] و چارق آمداز نیاز
در طریقِ عشق محرابِ ایاز
عاجزی کی وجہ سے پوستین اور چپل
ایاز کے لئے راہ عشق میں محراب ہے

گرچہ او خود شاہ را محبوب بود
ظاہر و باطن لطیف و خوب بُود
اگرچہ وہ خود شاہ کا محبوب تھا
ظاہر اور باطن پاکیزہ اور اچھا تھا

گشتہ بے کبرو ریاؤ کینۂ
حُسنِ سلطاں را رخش آئینہ
وہ بغیر تکبر اور ریا اور کینہ کے ہو گیا
اس کا رخ شاہ کے حسن کا آئینہ تھا

---

۱ جملہ۔ سب انسان محسوس کرتے ہیں کہ خودی ایک جال ہے اسی لئے کوئی مستی کے ذریعہ کوئی کسی اور مشغل کے ذریعہ بیخودی اختیار کرتا ہے۔ شعر مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے نقل۔ جو مستی اور استغراق عبادت سے پیدا ہوتا ہے اس میں دوام ہوتا ہے کسی معصیت سے پیدا شدہ بیخودی عارضی ہوتی ہے نیستی۔ جو بیخودی عبادت اور اطاعت سے پیدا ہوتی ہے اس سے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔

۲ لیس۔ کسی ولی کو معراج روحانی اور عالم ملکوت کی سیر اسی وقت میسر آتی ہے جب جذب الٰہی ہو اور خدا اس کو ان ستاروں سے بچائے جو عالم ملکوت سے باتیں چرانے والے شیاطین کو جلا ڈالتے ہیں۔ ہیچ کس۔ فنا کے بعد ہی بقاء کا درجہ ممکن ہے اور نیستی کے بعد روحانی معراج حاصل ہوتی ہے۔

۳ پوستین۔ ایاز کا مقصد پوستین اور چپل محفوظ رکھنے سے نیاز مندی تھا جو فنا اور نیستی کا سبب ہے۔ گرچہ۔ ایاز کا پوستین اور چپل کو محفوظ رکھنا اور روزانہ ان کو دیکھنا اس بنا پر نہ تھا کہ اس کی نیستی اور فنا ناقص تھی اور اس کو ڈر تھا کہ ہستی اور خودی کے مصائب کبر وغیرہ نہ پیدا ہو جائیں بلکہ اس کو نیستی کے اسباب اور دکھانا نفس پسند تھا۔

چونکہ از ہستیِ خود مفقود شد منتہیِ کارِ او محمود شد
جبکہ وہ اپنی ہستی سے گم ہو گیا اس کا انجام کار قابل تعریف بنا

زاں ۱ قوی تر بود تمکینِ ایاز کوز خوفِ کبر کردے احتراز
ایاز کا جماؤ اس سے قوی تھا کہ وہ تکبر کے خوف سے بچاؤ کرتا

او مہذب گشتہ بود و آمدہ کبر راو نفس را گردن زدہ
وہ مہذب بن گیا تھا اور اس نے تکبر اور نفس کی گردن کاٹ دی تھی

یا پئے تعلیم می کرد آں حیَل یا برائے حکمتے دور از وجَل
یا وہ حیلے، سکھانے کیلئے کرتا تھا یا کسی اور حکمت کیلئے جو خوف سے علیحدہ تھی

یا کہ دید چارقش زاں شد پسند کز نسیم نیستی ہستی ست بند
یا اس کو چپل دیکھنا اس لئے پسند آیا کہ ہستی، نیستی کی ہوا کا بند ہے

تا کشاید ۲ دخمہ کاں بر نیستی ست تا بیابد آں نسیم و عیش و زیست
تاکہ وہ دخمہ کھل جائے جو نیستی پر ہے تاکہ وہ عیش اور زندگی کی ہوا پا لے

تا بہ بندد دخمہ بر ایں مُردگاں تا بیابد بوئے عیشِ زندگاں
تاکہ ان مردوں کا دخمہ بند ہو جائے تاکہ زندوں کے عیش کی خوشبو پا لے

مُلک ۳ و مال و اطلسِ ایں مرحلہ ہست بر جانِ سبکرو سلسلہ
اس منزل کا ملک اور مال اور اطلس تیز رفتار جاں کی زنجیر ہے

سلسلہ زریں بدیدہ غرّہ گشت ماندہ در سُوراخِ چاہے جاں زوشت
اس نے زریں زنجیر دیکھی اور دھوکے میں آ گئی جان وسیع میدان سے ایک کنوئیں کے سوراخ میں رہ گئی

صورتش جنت بمعنیٰ دوزخے افعی پُر زہرو نقشش گلرخے
اس کی صورت جنت ہے حقیقتاً دوزخ ہے زہر سے بھرا ہوا اژدہا ہے اور اس کی صورت گل جیسی ہے

گرچہ مومن را سقر ندہد ضرر لیک ہم بہتر بود زانجا گذر
اگرچہ مومن کو دوزخ نقصان نہیں پہنچاتی ہے لیکن وہاں سے گذر جانا ہے بہتر ہے

گرچہ دوزخ دوردار درزو نکال لیک جنت بہ ورا در کلِّ حال
اگرچہ دوزخ اس سے عذاب کو دور رکھتی ہے لیکن ہر حالت میں اس کے لئے جنت بہتر ہے

---

۱ زاں ہستی۔ ایاز کا جماؤ اسقدر قوی تھا کہ اس کو اس کی ضرورت نہ تھی کہ وہ کبر کے خوف سے اس سے اپنا بچاؤ کرے وہ ہستی کے تمام عیبوں سے پاک ہو چکا تھا اور کبر اور نفس کو فنا کر چکا تھا۔ یا یہ۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ پوستین اور چپل کی زیارت دوسروں کی تعلیم کے لئے کرتا ہو۔ یا کہ یہ بھی ہو سکتا کہ ہستی کے لوٹنے کا تو احتمال نہ تھا لیکن فنا کے مراتب میں کمی آ گئی ہو اس کی تکمیل کے لئے یہ کرتا ہو۔

۲ تا کشاید۔ اس کی نیستی گویا پارسیوں کے دخمہ میں بند ہے اور وہ چاہتا تھا کہ نیستی کی خوشبو اس دخمہ میں سونگھے تاکہ روح کی زیست کی نسیم اور عیش اس کو حاصل ہو جائے دخمہ۔ مجبوسوں کا گورستان جو نہ یا ایک مکان کی صورت میں ہوتا ہے جس میں مردوں کو لیجا کر بٹھا دیتے ہیں۔ تا بہ بندد۔ یعنی وہ دخمہ جہاں مردوں کا ہے جو ہستی میں مبتلا ہیں بند رہے اور زندوں یعنی ان لوگوں کے دخمہ کی خوشبو اس کو حاصل ہوتی رہے جو اپنے آپ کو فنا کر کے زندگی حاصل کر چکے ہیں۔

۳ مُلک و مال۔ دنیا کی دولت اور مال، فانی کی جان کی سبکروی کے لئے مانع بنتا ہے ایاز اسی کیفیت کو دور کرتا تھا۔ سلسلہ۔ یہ دنیا کی دولتیں سونے زنجیریں ہیں جن کے ظاہر کو دیکھ کر انسان میں اپنے آپ کو مقید کر دیتا ہے لیکن اس کے انجام سے کہ وہ کنوئیں کے سوراخ میں مقید ہو رہا ہے غافل رہتا ہے۔ صورتش۔ دنیا کا ظاہر بڑا خوشنما ہے لیکن اس میں زہر بھرا ہوا ہے گرچہ۔ مومن کو یہ دنیا کا جہنم اگرچہ نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ بہر حال جنت اس سے بہتر ہے۔

اُلحذَر اے ناقصاں ازیں گُل رخے ۔ کہ بگاہِ صُحبت آمد دوزخے
اے ناقصو! اس گل رخ سے بچو ۔ جو صحبت کے وقت دوزخ ثابت ہوتی ہے

اَلفِرار اے غافلاں زیں گلشنے ۔ کہ حقیقت بد ترست از گلخنے
اے غافلو! اس گلشن سے بھاگو ۔ کیونکہ وہ حقیقتاً بھٹی سے بدتر ہے

زینہار اے جاہلاں زیں گلشکر ۔ کہ بسو زاند دہاں راچوں شرر
اے جاہلو! اس گلقند سے بچو! ۔ کیونکہ وہ چنگاری کی طرح منہ کو جلا دیتا ہے

چند گویم مر ترا کیں انگبیں ۔ زہرِ قتالست زُو دوری گزیں
میں تجھے کتنا کہوں کہ یہ شہد ۔ قاتل زہر ہے؟ اس سے دوری اختیار کر

لیک تلخ آید ترا گفتارِ من ۔ خواب می گیرد ترا زانذارِ من
لیکن تجھے میری بات کڑوی لگتی ہے ۔ میرے ڈرانے سے تجھے نیند گھیرتی ہے

خواجہ آخر یک زماں بیدار شو ۔ وز حیاتِ خویش بر خور دار شو
صاحب! آخر تھوڑی دیر کے لئے جاگ جا ۔ اپنی زندگی سے فائدہ اٹھا

حکایت ۳ آں غلام ہندو کہ بخداوند زادۂ خود پنہاں ہوا
اس ہندی غلام کی حکایت جو اپنی آقا زادی سے مخفی طور پر محبت

آوردہ بُود چوں دختر را با مہتر زادہ عقد کردند غلام خبر یافت
رکھتا تھا جب لڑکی کا امیر زادہ سے نکاح کیا تو غلام کو معلوم ہو گیا

ور نجور شدُومی گداخت ہیچ کس علّتِ اُورا نمی یافت
وہ بیمار پڑ گیا اور پگھلتا تھا کوئی شخص اس کی بیماری نہیں سمجھتا تھا

و اُو رازَ ہرہٗ گفتن نے و اَطبّا از معالجۂ اُو فروما ند ندو
اور اس کو کہنے کی ہمت نہ تھی اور طبیب اس کے علاج سے عاجز آ گئے اور

چوں خواجہ دریافت بحکمت معالجہ کرد۔
جب آقا کو معلوم ہوا تو اس نے تدبیر سے علاج کر دیا

خواجۂ را بُود ہندو بندۂ ۔ پروریدہ کردہ اورا زندۂ
ایک آقا کا ایک ہندوستانی غلام تھا ۔ جس کو اس نے پرورش کر کے زندہ کر دیا

علم و آدابش تمام آموختہ ۔ در دِلش شمعِ ہنر افروختہ
اس کو سب علم اور آداب سکھائے ۔ اس کے دل میں ہنر کی شمع روشن کر دی

---

۱ ناقصاں۔ جبکہ کاملوں کے لئے بھی دنیا سے احتراز بہتر ہے تو ناقصوں کے لیے تو وہ بالکل تباہی کا سبب ہے۔ گلخنے۔ یعنی ہستی کے اسباب و دنیاوی کی رونق۔
۲ گلشکر۔ گلقند یعنی دنیا کی لذتیں۔ زانذار۔ انذار کا ہمزہ گرا کر زاء کونون سے ملا کر پڑھا جائے۔
۳ حکایت۔ پہلے یہ سمجھایا تھا کہ غافل انسان دنیا کی ظاہری رونق پر فریفتہ ہوتا ہے لیکن انجام کار وہ بہت بری ثابت ہوتی ہے اب اسی مضمون کو اس قصہ سے سمجھایا ہے۔ ہندو۔ یعنی ہندوستان کا رہنے والا زندہ یعنی طاقتور۔

پروریدش از طفولیت ؎۱ بناز
اس کو بچپن سے ناز سے پالا
در کنارِ لطفِ آں اکرام ساز
اس کرم کرنیوالے نے مہربانی کے پہلو میں

بود ہم ایں خواجہ را یک دخترے
اس آقا کے ایک لڑکی بھی تھی
سیم اندامے گشے خوش گوہرے
چاندی کے بدن والی، حسین، خوش مزاج

چوں مراہق گشت دختر طالباں
جب لڑکی بلوغ کے قریب ہوئی، طلبگار
بذل می کردند کابینِ گراں
بھاری مہر خرچ کرنے لگے

می رسیدش از سوئے ہر مہترے
اس کے پاس ہر سردار کی جانب سے پہنچتا
بہرِ دختر دمبدم خواہشگرے
ہر لمحہ لڑکی کے لئے درخواست کرنے والا

گفت خواجہ مال را نبود ثبات
آقا نے کہا مال کے لئے ٹکاؤ نہیں ہے
روز آید شب رَوَد اندر جہات
دن میں آتا ہے رات کو ادھر ادھر چلا جاتا ہے

حسنِ صورت ہم ندارد اعتبار
صورت کا حسن بھی اعتبار نہیں رکھتا
کہ شود رُخ زرد از یک زخمِ خار
کیونکہ چہرہ ایک کانٹے کے زخم سے زرد ہو جاتا ہے

سہل ؎۲ باشد نیز مہتر زادگی
سردار کا بیٹا ہونا بھی معمولی ہوتا ہے
کہ بود غرّہ بمال و بارگی
کیونکہ وہ مال اور گھوڑے پر مغرور ہوتا ہے

اے بسا مہتر بچہ کز شور و شر
بہت سے رئیس زادے ہیں کہ شور و شر کی وجہ سے
شد ز فعلِ زشتِ خود ننگِ پدر
اپنے برے کام کیوجہ سے باپ کیلئے عار ہیں

پُر ہنر را نیز اگر باشد نفیس
ہنر مند بھی اگر وہ حاسد ہے
کم پرست و عبرتے گیر از بلیس
اچھا نہ سمجھ، شیطان سے عبرت حاصل کرلے

علم بودش چوں نبودش عشقِ دیں
اس کو علم حاصل تھا اس کو چونکہ دین کا عشق نہ تھا
اُو ندید از آدم اِلّا نقشِ طیں
اس نے آدم میں مٹی کی صورت کے علاوہ کچھ نہ دیکھا

گرچہ ؎۳ دانی دقتِ علم اے امیں
اے امانتدار! اگرچہ تو علم کی باریکیاں جانتا ہے
زانت نکشاید دو دیدہ غیب بیں
اس سے تیری غیب کو دیکھنے والی آنکھیں نہیں کھلتی ہیں

چوں نہ بیند غیرِ دستارے و ریش
چونکہ وہ پگڑی اور داڑھی کے سوا نہیں دیکھتا ہے
از معرّف پُرسد از بیش و کمیش
جاننے والے سے اس کی کمی بیشی پوچھتا ہے

عارفا تو از معرّف فارغی
اے عارف! تو جاننے والے سے بے نیاز ہے
خود ہمی بینی کہ نورِ بازغی
تو خود دیکھ لیتا ہے کیونکہ تو چمکتا نور ہے

؎۱ طفولیت۔ بچپن۔ اکرام ساز۔ یعنی آقا کرش۔ حسین خوش رفتار مراہق وہ جو بالغ ہونے کے قریب ہو کابین۔ بہر۔ خواہشگر۔ درخواست کرنے والا۔ ثبات۔ ٹکاؤ۔

؎۲ سہل۔ معمولی یا لغو۔ غرہ۔ مغرور۔ بارگی۔ گھوڑا۔ نفیس۔ حاسد۔ بلیس۔ شیطان ہنر مند تھا لیکن حاسد تھا۔ نقش طین۔ یعنی آدم کا مٹی کا پتلا۔

؎۳ گرچہ علم کی باریکیوں سے غیب بیں آنکھیں نہیں کھلتی ہیں۔ چوں نہ بیند ظاہر بین کی نظر صرف ظاہر پر ہوتی ہے وہ باطن کی حالت کسی دوسرے سے پوچھتا ہے۔ نور بازغی۔ تو چمکدار نور ہے۔

کارِ[1] تقویٰ دارد و دین و صلاح　　کہ ازو باشد بدو عالم فلاح
تقویٰ اور دین اور نیکی کام آتی ہے　　کیونکہ اسی سے دونوں جہاں میں نجات ہے

کرد یک داماد صالح اختیار　　کہ بُد اُو فخرِ ہمہ خیل و تبار
اس نے ایک نیک داماد پسند کر لیا　　جو تمام خاندان اور قبیلہ کے لئے فخر تھا

پس زناں گفتند اُورا مال نیست　　مہتری و حُسن و استقلال نیست
تو عورتوں نے کہا اس کے پاس مال نہیں ہے　　سرداری اور مستقل ہونے کی خوبی نہیں ہے

گفت آنہا تابع زہد اند و دیں　　بے زر اُو[2] گنجے ست بر رُوئے زمیں
اس نے کہا وہ چیزیں زہد اور دین کے تابع ہیں　　وہ روئے زمین پر بغیر سونے کا خزانہ ہے

چوں بجد تزویجِ دختر گشت فاش　　دست پیمان و نشانی و قماش
جب واقعۃً لڑکی کا رشتہ مشہور ہو گیا　　چڑھاوا اور نشانی اور جوڑا (بھی)

پس غلامِ خواجہ کاندر خانہ بُود　　گشت بیمار و ضعیف و زار زُود
آقا کا غلام جو گھر میں تھا　　بہت جلد بیمار اور ضعیف اور کمزور ہو گیا

ہمچو بیمارِ[3] دقے اُومی گداخت　　علّت اُورا طبیبے کم شناخت
وہ دق کے بیمار کی طرح پگھلتا تھا　　اس کی بیماری کوئی طبیب نہ پہچانتا تھا

عقل می گفتے کہ رنجش از دل ست　　داروئے تن در غمِ دل باطل ست
عقل کہتی تھی کہ اس کی بیماری دل کی ہے　　جسم کی دوا، دل کے غم میں بیکار ہے

آں غلامک دَم نزد از حالِ خویش　　گرچہ می آمد وُرا دُر سینہ ریش
اس بیچارے غلام نے اپنے حال کے بارے میں دم نہ مارا　　اگرچہ اس کے سینہ میں زخم لگ رہا تھا

گفت خاتوں را شبے شوہر کہ تُو　　باز پُرسش در خلا از حالِ اُو
ایک رات شوہر نے بیوی سے کہا کہ تو　　تنہائی میں اس سے اس کا حال دریافت کر

تو بجائے مادرے اُورا بُود　　کو غمِ خود پیشِ تو پیدا کُند
تو اس کی ماں کی بجائے ہے　　ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا غم تجھے ظاہر کر دے

چونکہ خاتوں کرد در گوش ایں کلام　　روزِ دیگر رفت نزدیکِ غلام
بیوی نے جب یہ بات کان میں ڈال لی　　وہ دوسرے غلام کے پاس گئی

پس سرش را شانہ می کرد آں ستی　　بادو صد مہر و دلال و دوستی
وہ بیوی اس کے سر میں کنگھی کر رہی تھی　　دو سو محبتوں اور ناز اور دوستی کے ساتھ

---

[1] کار۔ دین و دنیا کی فلاح تقوے اور نیکی سے حاصل ہوتی ہے کرد۔ چونکہ انسان کی فلاح دارین کا مدار تقویٰ پر ہے لہٰذا اس سردار نے دامادی کے لئے ایک متقی شخص کو پسند کر لیا۔ خیل۔ قدر۔ تبار۔ خاندان۔ استقلال۔ یعنی گذر سے کی پائیداری۔

[2] اُو۔ یعنی وہ لڑکا جو پسند کیا ہے۔ دست پیماں۔ وہ چیزیں جو منگنی کے وقت دلہن کو دی جاتی ہیں۔ نشانی۔ وہ انگوٹھی رومال وغیرہ جو منگنی کے وقت دولھا کو دیا جاتا ہے۔ قماش۔ جوڑے۔ پارچہ جات۔

[3] بیمار دقے۔ مرض دق کا بیمار۔ داروی۔ عشق کی بیماری میں جسم کی دوا بیکار ہے۔ ریش۔ زخم۔ خلا۔ تنہائی۔ پیدا۔ ظاہر۔ شانہ۔ کنگھی۔ ستی۔ بیگم۔ دلال۔ ناز۔

آں چناں کہ مادرانِ مہرباں ۔۔۔ نرم کردش تادر آمد دَر بیاں

جیسا کہ مہربان مائیں ۔۔۔ اس نے اس کو نرم کر دیا یہانتک وہ کہنے پر آ گیا

کہ مرا اُمید از تو ایں نبُود ۔۔۔ کہ وہی دختر بہ بیگانہ عنُود[1]

کہ مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی ۔۔۔ کہ آپ لڑکی کو اجنبی سرکش کو دینگی

خواجہ زادہ ماو ما خستہ جگر ۔۔۔ حیف نبُود کو رَود جائے دگر

وہ میری آقا زادی ہے اور میں زخمی جگر ہوں ۔۔۔ کیا افسوس نہ ہو گا کہ وہ دوسری جگہ جائے ؟

خواست آں خاتوں زخشمے کامدش ۔۔۔ کش زندو زبام زیر انداز دش

اس غصہ کیوجہ سے جو اس کو آیا بیوی نے چاہا ۔۔۔ کہ اس کو پیٹے اور بالا خانہ سے نیچے گرا دے

کوُ کہ باشد ہندوی مادر غرے ۔۔۔ کہ طمع دارد بخواجہ دخترے

کہ وہ ہندی مادر بخطا کون ہوتا ہے ؟ ۔۔۔ کہ آقا کی لڑکی کا لالچ کرے

گفت صبر اولیٰ بُود خود را گرفت ۔۔۔ گفت با خواجہ کہ بشنوا ایں شگفت

بولی صبر بہتر ہے، اپنے آپ کو قابو میں کر لیا ۔۔۔ خواجہ سے کہا کہ یہ عجب بات سن

ایں چنیں گزا[2] کے خائن بُود ۔۔۔ ما گماں بُردہ کہ ہست اُو معتمد

ایسا کمینہ غلام خائن ہو گا ۔۔۔ ہم نے گمان کیا کہ وہ بھروسہ کا ہے

حالِ خود را ایں چنیں گفت اُو مرا ۔۔۔ خواستم کز خشم بکشم مَر وُرا

اس نے اپنا حال مجھے اس طرح بتایا ۔۔۔ میں نے چاہا غصہ سے اس کو مار ڈالوں

صبر فرمودن خواجہ مادرِ دختر را کہ غلام راز جر مکُن من

آقا کا لڑکی کی ماں کو صبر کا حکم دینا کہ غلام کو نہ جھڑک میں

بے زجر اُو را ازیں طمع باز آرم بتدبیر کہ نہ سیخ سوز دو

بغیر جھڑکے اس کو اس لالچ سے ایک تدبیر سے روک دونگا کہ نہ سیخ جلے اور

نہ کباب خام ماند

نہ کباب کچا رہے

گفت خواجہ صبر کُن با اُو بگوُ ۔۔۔ کہ ازو ببریم و بد ہمیش بتو

آقا نے کہا صبر کر، اس سے کہدے ۔۔۔ کہ ہم اس سے چھڑالیں گے اور اس کو تجھے دیدینگے

تا مگر ایں از دلش بیروں کُنم ۔۔۔ پَس تماشا کُن کہ دفعش چوں کُنم

تاکہ شاید اس کو اس کے دل سے نکالدوں ۔۔۔ پھر تماشا دیکھنا کہ میں اس کو کس طرح دفع کرتا ہوں

[1] عنود۔ سرکش۔ حیف۔ افسوس، ظلم۔ رَوَد۔ یعنی شادی کر دینے پر۔ بام۔ بالا خانہ۔ مادو غرے۔ جس کی ماں زانیہ ہو۔

[2] گزا یک گرا، غلام حجام، اس میں یا زیادہاں کاف تصغیر کا ہے۔ زجر۔ سرزنش۔ بدہمیش۔ سلط بدہیم۔

تو دلش خوش کن بگو میداں دُرست
کہ حقیقت دُخترِ ما جُفتِ تُست

تو اُسکا دل خوش کر دے کہدے صحیح سمجھ
کہ حقیقتاً ہماری لڑکی تیرا جوڑا ہے

ماندا نستیم اے خوش مُشتری
چونکہ دانستیم تو اولیٰ تری

اے بہترین خریدار! ہم نہ سمجھے تھے
جب ہم سمجھ گئے تو زیادہ مناسب ہے

آتشِ ماہم دریں کانونِ ما
لیلیٰ آنِ ماو تو مجنونِ ما

ہماری آگ بھی ہماری بھٹی میں
لیلیٰ (بھی) ہماری اور تو مجنون (بھی) ہمارا

تا خیال و فکرِ خوش بروے زند
فکرِ شیریں مرورا فربہ کُند

تاکہ اچھا خیال اور فکر اس پر چھا جائے
شیریں خیال اس کو موٹا کر دے

جانور فربہ شود لیک از علف
آدمی فربہ زعزت و شرف

جانور موٹا ہوتا ہے لیکن چارے سے
آدمی عزت اور بڑائی سے پھولتا ہے

آدمی فربہ شود از راہِ گوش
جانور فربہ شود از حلق نوش

آدمی کان کے راستے سے موٹا ہوتا ہے
جانور، حلق اور کھانے سے موٹا ہوتا ہے

گفت آں خاتوں کزیں ننگِ مہین
خود زبانم کے بجنبد اندریں

اس بیوی نے کہا، کہ اس ذلت اور رسوائی سے
اس معاملہ میں میری زبان کیسے ہلے گی؟

اینچنیں ژاژے[۲] چہ خایم بہرِ او
گو بمیر آں خائنِ ابلیس خو

میں اس کی خاطر ایسی بکواس کیا بکوں؟
گو وہ شیطان صفت خائن مر جائے

گفت خواجہ نے مترس و دم دہش
تا رود علت از وزیں لطفِ خوش

خواجہ نے کہا، نہیں نہ ڈر اور تسلی دے دے
تاکہ اس اچھی مہربانی سے اس کی بیماری جاتی رہے

دفعِ اُورا دلبرا بر من نویس
بل کہ صحت یابد ایں باریک ریس

اے دلربا! اس کا دفعیہ میرے ذمہ لکھدے
مہلت دے تاکہ یہ باریک کاتنے والا صحتیاب ہو جائے

چوں بگفت آں خستہ را خاتوں چنیں
می نگنجید از بطر بر زمیں

جب خاتون نے اس خستہ (حال) سے یہ کہدیا
وہ ناز سے زمین پر نہ سماتا تھا

زفت گشت و فربہ و سُرخ و شگفت
چوں گلِ سُرخ او ہزاراں شکر گفت

موٹا اور فربہ اور سرخ ہو گیا اور کھل گیا
گل سرخ کی طرح اس نے ہزاروں شکریے ادا کئے

گہ گہے می گفت اے خاتونِ من
کہ مبادا باشد ایں دستان و فن

کبھی کبھی کہتا اے میری بیگم!
کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مکر و فریب ہو

ا بھت۔ یعنی بیوی۔ اولیٰ۔ مستحق قریب تر۔ کانون بھٹی۔ جانور۔ جانور چارے سے پھولتا ہے انسان رتبہ اور بڑائی سے پھولتا ہے۔ آدمی۔ انسان اپنی بڑائی کی باتیں سنکر پھولتا ہے

۲ ژاژ۔ بکواس۔ باریک ریس۔ باریک سوت کاتنے والا یعنی خیالی پلاؤ پکانے والا آخر۔ تفاخر۔ دستاں۔ مکر۔

لیک خاتوں جزم میگفتش کہ ما　　دَرپۓ اینیم فارغ باش ہا

لیکن بیگم اس کو یقینی طور پر کہتی کہ ہم　　اس کے درپے ہیں تو اب مطمئن رہ

خواجہ چوں دیدش کہ سُرخ وزفت گشت　　رَفت ازوے علّت و آمد بگشت

خواجہ نے جب اس کو دیکھا کہ سرخ اور فربہ ہو گیا　　اس سے بیماری جاتی رہی اور چلنے پھرنے لگا

خواجہ جمعیت بکردو دعوتے　　کہ ہمی سازم فرج ۱ را وصلتے

خواجہ نے مجمع کیا اور دعوت کی　　کہ میں "فرج" کی شادی کر رہا ہوں

تا جماعت عشوہ می دادندو گال　　کاے فرج بادت مُبارک اتصال

یہانتک کہ مجمع فریب اور دھوکا دیتا تھا　　کہ اے فرج! تجھے جوڑ مبارک ہو

تایقیں تَرشد فرج را آں سخن　　علّت ازوے رفت کُل از بیخ و بُن

یہانتک کہ فرج کو اس بات پر بہت یقین ہو گیا　　جڑ اور بنیاد سے اس میں سے بیماری چلی گئی

بَعد ازاں اندر شب گروک بفن　　امرَ دے رالَست حِنا ہمچو زَن

اس کے بعد شب عروسی میں مکر سے　　ایک لڑکے کو عورت کی طرح مہندی لگائی

پُر نگارش کرد سَاعد چوں عروس　　پس نمودش ما کیاں دادش خروس

دلہن کی طرح اس کی کلائیاں آراستہ کیں　　پھر اس کو مرغی دکھائی مرغا دے دیا

مِقنعہ ۲ و حُلّہ عروسانہ نکو　　گنگ اَمرد را بپو شانید رُو

اوڑھنی اور دلہنوں والے عمدہ جوڑے سے　　بنے کٹے لونڈے کا منہ چھپا دیا

شمع راہنگامِ خلوت زود کُشت　　ماند ہندو با چناں گنگ و درشت

تنہائی کے وقت شمع کو فوراً بجھا دیا　　غلام ایسے سخت بنے کٹے کے ساتھ رہ گیا

ہندوک فریادی کردو فغاں　　از بروں نشنید کس ازدف زناں

بیچارہ غلام فریاد اور آہ و زاری کرتا تھا　　دف بجانیوالوں کی وجہ سے باہر کسی نے نہ سنا

ضربِ دف وکف ونعرہ مرد وزن　　کرد پنہاں نعرۂ آں نعرہ زن

ہتھیلیوں اور دف کے بجانے اور مرد و عورت کے نعروں نے　　اس نعرے مانے والے کے نعروں کو دبا دیا

تا بروز آں ہندوک رامی فشارد　　چوں ۳ بُود درپیشِ سگ انبانِ آرد

دن نکلنے تک وہ اس بیچارے غلام کو جھنجھوڑتا رہا　　جس طرح کہ کتے کے آگے آٹے کی بوری ہو

روز آوردند طاس و بوغِ زَفت　　رسم داماد آں فرج حمام رفت

دن میں طشلا اور بھاری بقچہ لائے　　داماد کی رسم کے مطابق وہ فرج حمام میں گیا

---

۱ فرج۔ غلام کا نام ہے۔ وصلت۔ یعنی شادی۔ گال۔ فریب، کنگنی، گروک۔ وہ خیمہ جو شب عروسی کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔ امرد بے داڑھی والا۔ ساعد۔ ہاتھ کا پہنچا۔ پس۔ یعنی غلام کو دکھایا تو یہ کہ اس کی شادی عورت سے کر رہے ہیں اور شادی لونڈے سے کر دی۔

۲ مقنعہ۔ دوپٹہ۔ حلہ۔ جوڑا گنگ۔ قوی۔ ہیکل۔ ہندو جب وہ نوجوان اس غلام کو چپاوہ شور کرنے لگا لیکن ڈھول اور دف کے شور و غل میں اس کی آواز کوئی نہ سن پاتا تھا۔

۳ چون بُود۔ جب کتے کو آٹے کی بوری میں سے اپنی غذا نہ ملے گی اس کو جگہ جگہ سے پھاڑ ڈالے گا۔ بوغ زفت۔ بھاری بقچہ۔

رفت در حمام اُو رنجور جاں ۔ کوں [1] دریده ہمچوں دلقِ تونیاں
وہ نیم مردہ حمام میں گیا ۔ بھٹی والوں کی گدڑی کی طرح مقعد دریدہ

آمد از حمام درگردک فسوس ۔ پیشِ اُو بنشست دختر چوں عروس
وہ رنجیدہ حمام سے خیمہ میں آیا ۔ لڑکی دلہن کی طرح اس کے سامنے بیٹھ گئی

مادرش آنجا نشستہ پاسباں ۔ کہ نباید گو کند روز امتحاں
اس کی ماں محافظ بنکر وہاں بیٹھ گئی ۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ دن میں آزمائے

ساعتے در وے نظر کرد از عناد ۔ آنگہاں باہر دو دستش دہ بداد
اس نے تھوڑی دیر دشمنی سے اس کو دیکھا ۔ پھر دونوں ہاتھوں سے اس کو دھکا دیا

گفت کس راخود مبادا اتصال ۔ با چو تو نا خوش عروس بد فعال
بولا خدا کرے کسی کا جوڑ نہ لگے ۔ تجھ جیسی بدکار بری دلہن سے

روز رویت ہمچوں خاتونِ ختن [2] ۔ شب عمودت ہمچو شاخ کرگدن
دن میں تیرا چہرہ ختن کی خاتون جیسا ہے ۔ رات کو تیری شاخ گینڈے کے سینگ کیطرح ہے

روزِ رویت ہمچو خاتوں تتر ۔ کیر زشتت شب بتراز کیرِ خر
دن میں تیرا چہرہ تتر کی خاتون کیطرح ہے ۔ رات کو تیرا خایہ گدھے کے خایہ سے بدتر ہے

ہمچناں [3] جملہ نعیم ایں جہاں ۔ بس خوش ست از دور پیش از امتحاں
اس دنیا کی تمام نعمتیں اسی طرح ۔ امتحان سے پہلے دور سے بہت اچھی ہیں

می نماید در نظر از دور آب ۔ چوں روی نزدیک آں باشد سراب
دور سے نگاہ میں پانی نظر آتی ہیں ۔ جب تو زیادہ نزدیک جائیگا وہ سراب ہوں گی

گند پیرست اُو واز بس چاپلوس ۔ خویش را جلوہ کند چوں نو عروس
وہ کھوسٹ بڑھیا ہے اور بہت چاپلوس ہے ۔ اپنے آپ کو نئی دلہن دکھاتی ہے

ہیں مشو مغرور آں گلگونہ اش ۔ نوشِ نیش آلودہ اورا مچش
خبردار اس کے ابٹن سے دھوکہ نہ کھا ۔ اسکے زہریلے شہد کو نہ چکھ

تا نیفتی چوں فرج در صد حرج ۔ صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
تاکہ تو فرج کیطرح سینکڑوں مصیبتوں میں نہ پڑجائے ۔ صبر کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے

آشکارا دانہ پنہاں دامِ اُو ۔ خوش نمایدز اولت انعامِ اُو
اسکا دانہ ظاہر ہے جال چھپا ہوا ہے ۔ شروع میں اس کا انعام تجھے اچھا نظر آتا ہے

---

[1] کوں۔ مقعد۔ دلق۔ گدڑی۔ تونیاں۔ بھٹی جھونکنے والے۔ مادرش۔ لڑکی کی ماں پاس بیٹھ گئی تاکہ وہ غلام یہ نہ دیکھ لے کہ یہ اور ہے اور رات اور تھا۔ عناد۔ دشمنی دہ بداد۔ دھکا دیا۔

[2] ختن۔ چین میں ایک شہر ہے جس کا حسن مشہور تھا۔ شاخ کرگدن۔ گینڈے کا سینگ جو بہت سخت ہوتا ہے تتر۔ تتار تتری حسن بھی مشہور تھا۔ کیر۔ شرمگاہ خایہ۔

[3] ہمچناں۔ جس طرح اس غلام کیلئے یہ دلہن مصیبت ثابت ہوئی دنیا کی نعمتوں کا بھی یہی حال ہے۔ سراب۔ وہ ریت جو دور سے پانی نظر آتا ہے۔ گند پیر۔ بوڑھی عورت اسی کا معرب قند قبر ہے۔ گلگونہ۔ گلال۔ فرج۔ اس ہندی غلام کا نام ہے۔ کشادگی

دَر بیان ۱ آنکہ ایں غرور تنہاں آں ہندو را نبود بلکہ ہر آدمی
اس بیان میں کہ یہ دھوکہ تنہا اس ہندی کو نہ تھا بلکہ ہر آدمی

بچنیں غرور مُبتلاست دَر ہر مرحلہ اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ
ایسے دھوکے میں ہر مرحلہ میں مبتلا ہے بجز اس کے جس کو اللہ نے بچائے

چوں بہ پیوتیٔ بدام اے ہوشیار — چند نالی دَر ندامت زار زار
اے ہوشیار! جب تو جال میں پھنس جائے گا — ندامت سے زار زار کتنا روئے گا

نام میری و وزیری و شہی — دَر نہانش مرگ و درد و جاں دہی
نام سرداری اور وزارت اور شاہی کا ہے — اس میں موت اور درد اور جان دینا پوشیدہ ہے

بندہ باش و بر زمیں رو چوں سمند — چوں جنازہ نے کہ بر گردن برند
غلام بن اور زمین پر گھوڑے کیطرح چل — نہ جنازے کی طرح جس کو کاندھے پر لیجائیں

جملہ را حمّال خود خواہد کفور — بارِ مردم گشتہ چوں اہلِ قبور
ناشکرا سب کو اپنا بار بردار (بنانا) چاہتا ہے — مردوں کی طرح لوگوں کے لئے بوجھ بنگیا

بر جنازہ ہر کرا بینی بخواب — فارسِ منصب شود عالی رکاب
تو جس کو خواب میں جنازے پر دیکھے — وہ بلند مرتبہ کی عہدہ پر سوار ہو گا

زانکہ ۲ آں تابوت بر خلقست بار — بار بر خلقاں فگندند ایں کبار
کیونکہ وہ تابوت لوگوں پر بوجھ ہے — ان بڑوں نے لوگوں پر بوجھ ڈالا ہے

بر تنِ خود بارِ خود نہ اے پسر — بر کسِ دیگر منہ زیں اَلحذر
اے بیٹا! اپنا بوجھ اپنے بدن پر رکھ — اس سے بچ کسی دوسرے پر نہ رکھ

بارِ خود بر کس منہ بر خویش نہ — سروری رامکم طلب درویش بہ
اپنا بوجھ کسی پر نہ ڈال اپنے اوپر رکھ — سرداری نہ طلب کر درویش بہتر ہے

مرکب ۳ اعناق مردم رامپای — تا نباید نقرست اندر دوپای
لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ ہو — تاکہ تیرے دونوں پاؤں میں نقرس نہ ہو جائے

مُرکبے راکا خرش تودہ دہی — کہ بشہرے مانی و ویراں دہی
اس سواری کو تو آخر میں دھکے دیگا — کہ تو شہر کے مشابہ معلوم ہوتا ہے اور ویران گاؤں ہے

دہ دہش اکنوں کہ چوں شہرت نمود — تا نباید رخت دَر ویراں کشود
اس کو اب دھکے دیدے جبکہ وہ شہر نظر آرہا ہے — تاکہ تو ویرانے میں پڑاؤ نہ ڈالے

۱ دربیاں۔ اس طرح کے دھوکے میں صرف وہ غلام ہی مبتلا نہ تھا بلکہ ہر شخص کسی نہ کسی مرحلہ میں اسی طرح کے دھوکے میں مبتلا ہے۔ سمند۔ گھوڑا۔ کفور۔ خدا کی عطا کردہ طاقتوں کو بر سر کار نہ لانا کفر ہے۔ بر جنازہ۔ اگر کوئی کسی شخص کو خواب میں جنازہ پر مردہ دیکھتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوتی ہے کہ اس شخص کو کوئی بڑا رتبہ حاصل ہونے والا ہے۔

۲ زانکہ۔ اس خواب کی یہ تعبیر اسلئے ہے کہ تابوت بھی لوگوں کے کاندھے کا بوجھ ہوتا ہے اور بڑے لوگ بھی دوسروں پر اپنا بوجھ لادتے ہیں۔ درویش فقیر کسی کا بار دوش نہیں بنتا ہے۔ اعناق۔ عنق کی جمع ہے، گردن۔ نقرس۔ ایک درد ہے۔ جو عموماً پاؤں کے انگوٹھے سے شروع ہوتا ہے اس کو راج روگ بھی کہا جاتا ہے۔

۳ مرکب۔ یعنی وہ عہدہ جس پر تو سوار ہے۔ چوں۔ شہرت یعنی تو اس سے کہے گا کہ اس وقت تو پررونق شہر کیطرح نظر آرہا ہے حالانکہ انجام کار ویران گاؤں ثابت ہوگا۔

وہ دِہش اَکنوں کہ صَد بُستانت ہست　　تا نگردی عاجز و ویراں پرست
تو اس کو اب دھکے دیدے جبکہ تیرے پاس سو باغ ہیں　　تاکہ تو عاجز اور ویران پرست نہ بنے

گفت[1] پیغمبرؐ کہ جنّت از آلہ　　گرہمی خواہی زکَس چیزے مخواہ
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ خدا سے جنت　　اگر چاہتا ہے تو کسی سے کچھ نہ مانگ

چوں نخواہی مَن کفیلم مر ترا　　جنّتُ الماویٰ و دیدارِ خُدا
جب تو نہ مانگے گا میں تیرا کفیل ہوں　　جنت الماویٰ اور خدا کے دیدار کا

آں صحابی زیں کفالت شد عَیار　　تا یکے روزے کہ گشتہ بُد سَوار
وہ صحابی اس کفالت سے کھرے بنے　　یہاں تک کہ وہ ایک روز سوار تھے

تا زیانہ از کفش افتاد راست　　خود فرود آمد زکس آں را نخواست
انکے دائیں ہاتھ سے کوڑا گر گیا　　خود نیچے اترے اس کو کسی سے نہ مانگا

آنکہ از دادش نیاید ہیچ بد　　داند اُو بےخواہشے خود می دہد
جس کے دینے سے کوئی برائی نہیں آتی ہے　　وہ جانتا ہے، بغیر مانگے خود دیتا ہے

وَربامرِ حق بخواہی آں راست　　آنچناں خواہش طریقِ انبیاست
اگر تو خدا کے حکم سے مانگے وہ جائز ہے　　ایسا مانگنا نبیوں کا طریقہ ہے

بَد نماند[2] چوں اشارت کرد دُوست　　کفر ایماں شدُ چو کفر از بہر اُوست
جب دوست نے اشارہ کر دیا وہ برا نہ رہا　　کفر ایمان بن گیا جبکہ کفر اس کے لئے ہو

ہر بَدے کہ اَمرِ اُو پیش آوَرد　　آں ز نیکی ہائے عالم بگذرَد
ہر برائی جو اس کا حکم بجا لائے　　وہ جہاں کی نیکیوں سے بڑھ جاتی ہے

زاں صَدف گر خستہ گردو نیز پوست　　وہ مدہ کہ صَد ہزاراں دُر دروست
اگر اس سیپ کی کھال بھی زخمی ہو جائے　　دھکا نہ دے، کیونکہ اسمیں ہزاروں موتی ہیں

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد　　سُوئے شاہ وہم مزاجِ باز گرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس چل　　بادشاہ کی جانب اور باز کا ہم مزاج بنجا

باز[3] رَو در کاں چوں زرِ دہ دہی　　تارہد دستانِ تُو ازدہ دہی
کان میں خالص سونے کیطرح واپس ہو جا　　تاکہ تیرے ہاتھ دھکے دینے سے نجات پائیں

صورتِ بُدر چو دردل رہ دہند　　از ندامت آخرش دہ می دہند
جب بری صورت کو دل میں جگہ دیتے ہیں　　آخر میں شرمندگی سے اس کو دھکے دیتے ہیں

[1] گفت۔ ابو داؤد شریف کی ایک حدیث کا مضمون ہے آنحضور نے حضرت حکیم ابن حزام رضی اللہ عنہ کو بھی اسی طرح کی نصیحت فرمائی تھی۔ آں۔ صحابی۔ حضرت حکیم ابن حزامؓ کے بارے میں یہی مذکور ہے آنکہ۔ اپنی تمام ضروریات کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا چاہیے وہ۔ ہاں اگر خدا کا حکم ہو تو دوسروں سے مانگا جا سکتا ہے جیسا کہ آنحضور کو تھا کہ آپ ان سے صدقہ وصول کیجئے۔

[2] بَد نماند۔ امر خداوندی کے بعد سوال برا نہیں ہے اگر انسان کلمات کفر اللہ کے لئے اختیار کرے تو وہ عین ایمان ہے جیسا کہ بعض صحابہ نے اسلام کی مدد کیلئے اختیار کئے یا جبر کی صورت میں کوئی مومن بلا جبر خداوندی کلمات کفر کہہ سکے۔ ہر بدے۔ اضطرار کے وقت مردار کا کھانا نیکی ہے۔ زاں صدف۔ نیکی کی خاطر کوئی برائی برائی نہیں ہے۔ وہ مدہ۔ اس کو دھکا نہ دے۔ مزاج باز۔ باز شکار کر کے بادشاہ کے ہاتھ پر آ بیٹھتا ہے۔

[3] باز رو۔ انابت الی اللہ اختیار کرتا کہ تجھے دنیا میں پھنس کر آخر میں افسوس نہ کرنا پڑے۔ کان۔ یعنی ذات حق تعالیٰ۔ زرِ دہ دہی۔ وہ خالص سونا جو تپانے سے کم نہ ہو۔ دستان۔ ہاتھ۔ دہ دہی

دُزد[۱] راچوں قطعِ تلخی می دہد ذوقِ دُزدی را چوزن دہ می دہد
چور کو جب ہاتھ کٹنا تلخی دیتا ہے تو وہ چوری کے ذوق کو عورت کیطرح دھکے دیتا ہے

دیدۂ دہ دادن از دستِ حزیں دہ بدادن زیں بُریدہ دست بیں
تونے غمگین کے ہاتھ کے دھکے دینے کو دیکھا ہے اس ہاتھ کٹے کے دھکے دینا دیکھ

ہمچنیں قلاب و خونی و لوند وقتِ تلخی عیش رادہ مید ہند
اسی طرح طمع ساز اور خونی اور غنڈا تلخی کے وقت عیش کو دھکے دیتے ہیں

توبہ می آرند ہم پروانہ وار باز نسیاں می کشد شاں سوئے کار
پروانہ کی طرح توبہ بھی کرتے ہیں بھول، پھر انکو کام کیطرف کھینچ لیتی ہے

ہمچو پروانہ زدور آں نار را نور دید و بستہ آں سُو بار را
پروانہ کیطرح کہ اس نے دور سے اس آگ کو نور دیکھا اور اس جانب رخت سفر باندھ لیا

چوں بیامد سوخت پرش واگریخت باز چوں طفلاں فتادو ملح ریخت
جب آیا اس کے پر جلے واپس بھاگا پھر بچوں کی طرح گر پڑا اور نمک گرا دیا

بارِ دیگر بر گمانِ طمع سُود خویش زد بر آتشِ آں شمع زُود
نفع کے لالچ کے گمان پر دوبارہ اس شمع کی آگ پر بہت جلد اپنے آپ کو لیجا ڈالا

بارِ[۲] دیگر سوخت ہم واپس بجست باز کردش حرصِ دل ناسی و مست
دوبارہ جلا واپس کودا دل کے لالچ نے پھر اس کو بھولنے والا اور مست بنا دیا

آں زماں کز سوختن وامی جہد ہمچو ہندو شمع را دہ مید ہد
جس وقت جلنے سے واپس کودتا ہے ہندستانی غلام کی طرح شمع کو دھکے دیتا ہے

کاے رُخت تاباں چو ماہِ شب فروز وے بصحبت کاذب و مغرور سوز
کہ اے شمع تیرا رخسار شب افروز کرنے والے چاند کیطرح روشن ہے اور اے شمع تو دوستی میں جھوٹی اور دھوکے میں ڈالنے والا جلانے والی ہے

باز از یادش رود توبہ و انیں کاوہن الرحمٰن کیدالکافرین
پھر توبہ اور رونا اس کی یاد سے جاتا رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں کے مکر کو کمزور کر دیا ہے

در عمومِ تاویل ایں آیہ کُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ

اس آیت کی تاویل کی وسعت کے بیان میں "جب وہ لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اس کو بجھا دیتا ہے"

کُلَّمَا ھُمْ اَوْقَدُوْا نَارَ الوغیٰ اَطْفَأَ اللّٰهُ نَارَھُمْ حَتّٰی انْطَفَا
جب بھی انہوں نے جنگ کی آگ بھڑکائی اللہ نے انکی آگ کو بجھا دیا یہانتک کہ وہ بجھ گئی

---

۱ دزد۔ چور کو جب سزا ملتی ہے تب وہ چوری کی لذت کو دھکے دیتا ہے۔ دیدۂ۔ غمگین کو جس چیز سے غم پہنچا وہ اسی کو دھکے دیتا ہے چنانچہ چور ہاتھ کٹنے پر چوری کو دھکے دیتا ہے۔ قلاب۔ جعلساز۔ لوند۔ غنڈا۔ توبہ۔ ہر غلط کار اپنی خطا کو اسی طرح دھکے دیتا ہے۔ جس طرح پروانہ شمع سے جلنے پر اس کو دھکے دیتا ہے لیکن پھر اس پر بھول طاری ہو جاتی ہے اور وہ اس خطا کا دوبارہ ارتکاب کرنے لگتا ہے۔ بار۔ سامان۔ طفلاں۔ جب بچہ گرتا ہے تو اس کو بہلانے کیلئے کہتے ہیں لو ہو نمک گرا دیا۔

۲ بار دیگر۔ لیکن پروانہ پھر نور کے لالچ میں شمع کی نار پر گرتا ہے۔ بار دیگر۔ پروانہ کا بار بار یہی حال ہوتا ہے۔ ناسی۔ بھولنے والا۔ ہمچو۔ پروانہ شمع سے وہی کہتا ہے جو اس غلام نے آقا کی لڑکی کو لبھاتے ہوئے کہا تھا۔ انین۔ رونے کی آواز۔

۳ کلما۔ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ جب کفار اللہ کے منشاء کے خلاف مسلمانوں سے جنگ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر بھول طاری کر دیتا ہے اور اس لڑائی کی آگ کو بجھا دیتا ہے یہی حال ہر انسان کا ہے جب وہ قدرت کے منشاء کے خلاف کوئی کام کرتا ہے تو اس پر بھول طاری کر دی جاتی ہے۔

عزم کردہ کہ دلا ایں جا مایست
گشتہ ناسی زانکہ اہلِ عزم نیست
اس نے پختہ ارادہ کیا کہ اے دل! یہاں نہ ٹھہر
وہ پھر بھولنے والا بن گیا کیونکہ پختہ ارادہ والا نہ تھا

چوں نبودش تخمِ صدقے۱ کاشتہ
حق بروُ نسیانِ آں بگماشتہ
کیونکہ اس کے پاس سچائی کا بویا ہوا بیج نہ تھا
اللہ نے اس پر اس کی بھول کو مسلط کر دیا

گرچہ بر آتش زنہ دل می زند
آں ستارش راکفِ حق میں کشد
اگرچہ وہ چقماق پر دل کو رگڑتا ہے
اس کی چنگاری کو اللہ کا ہاتھ بجھا دیتا ہے

قصۂ ہم در تفسیرِ ایں معنیٰ

انہی معنی کی تفسیر میں قصہ

رفت دزدے شب بخانہ یک بزرگ
آمد و پنہاں در آمد ہمچو گرگ
ایک چور رات میں ایک بزرگ کے گھر میں گیا
گھسا اور چپکے سے بھیڑیے کی طرح گھسا

شرفۂ بشنید در شب معتمد
بر گرفت آتش زنہ کاتش زند
بزرگ معتمد نے رات میں آہٹ سنی
چقماق اٹھایا تاکہ آگ روشن کرے

صاحب۲ خانہ شب آوازے شنید
بر گفت آتش زنہ و آں وحید
صاحب خانہ نے رات کو آواز سنی
اس یکتا نے چقماق اٹھا کر رگڑا

میزد آتش بہرِ شمع افروختن
تا سرِ آواز رابیند علن
وہ آگ روشن کرتا تھا تاکہ شمع روشن کرے
تاکہ آواز کا راز علانیہ دیکھ لے

دزد آمد آں زماں پیشش نشست
چوں گرفتے سوختہ می کرد پست
اس وقت چور آیا، اس کے سامنے بیٹھ گیا
جب چیتھڑا آگ پکڑتا وہ اس کو دبا دیتا

می نہاد آنجا سرا نگشت را
تاشود استارہ۳ آتش فنا
وہ اس جگہ انگلی کا سرا رکھ دیتا
تاکہ آگ کی چنگاری فنا ہو جائے

تر ہمی کرد او سرِ انگشت را
زاصبع آں استارہ را کردے فنا
وہ انگلی کے سرے کو تر کر لیتا
اس چنگاری کو انگلی سے بجھا دیتا

خواجہ می پنداشت کز خودمی مُرد
ایں نمی دید او کہ دزدش می کشد
خواجہ سمجھتا کہ وہ خود بجھ جاتی ہے
وہ یہ نہیں دیکھتا تھا کہ چور اس کو بجھاتا ہے

خواجہ گفت ایں سوختہ نمناک بود
می مُرد استارہ از تریش زود
خواجہ نے کہا، یہ چیتھڑا گیلا تھا
اس کی تری سے چنگاری فوراً بجھ جاتی ہے

۱ صدقے۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان صادق۔ نسیان۔ بھول۔ آتش زنہ ہر وہ چیز جس سے آگ سلگائی جائے۔ گرگ۔ بھیڑیا بھی چپکے سے حملہ کرتا ہے شرفہ۔ شین کے ساتھ، آہٹ سین کے ساتھ، کھانسی۔

۲ صاحب خانہ۔ چور کے گھسنے پر جب آہٹ ہوئی تو مکان کے مالک نے کپڑے کا چیتھڑا اٹھایا تاکہ اس میں آگ لگا کر روشنی کرے اور دیکھے کہ گھر میں کون ہے۔ چولن۔ جب کپڑے میں چنگاری پیدا ہوئی وہ چور چپکے سے اس پر انگلی رکھ کر بجھا دیتا۔

۳ استارہ۔ جو شعلہ کپڑے سے نکلتا چور اس کو اپنی تر انگلی سے بجھا دیتا۔ خواجہ۔ مکان کا مالک یہی سمجھتا رہا کہ وہ چنگاری خود بجھ جاتی ہے۔ کپڑا گیلا ہوگا اس کو یہ محسوس نہ ہوا کہ چور اس کو بجھا دیتا ہے۔

بسکہ ظلمت بود و تاریکی زپیش — می ندید آتش کُشے را پیشِ خویش

چونکہ سامنے کی تاریکی اور بہت اندھیرا تھا — وہ آگ بجھانے والے کو اپنے سامنے نہ دیکھتا تھا

ایں¹ چنیں آتش کُشے اندر دلش — دیدۂ کافر نہ بیند از عمش

اسی طرح اپنے دل کے اندر آگ بجھانے والے کو — کافر کی آنکھ اندھے پن سے نہیں دیکھتی ہے

چوں نمی داند دلِ دانندۂ — ہست با گردندہ گرداندۂ

جاننے والے کا دل کیوں نہ جانے گا — کہ گھومنے والے کے ساتھ کوئی گھمانے والا ہے ؟

چوں نمی گوئی کہ روز و شب بخود — بے خداوندے کے آید کے رود

تو کیوں نہیں کہتا کہ دن اور رات خود — بغیر خدا کے کیسے آجا سکتے ہیں ؟

گردِ معقولات می گردی بیں — ایں چنیں بے عقلیِ خود اے مہیں

تو معقولات کے چکر لگاتا ہے غور کر — اے ذلیل ! اس طرح کی اپنی بے عقلی کو

خانہ با بنّا بود معقول تر — یا کہ بے بنّا بگو اے کم ہنر

گھر بنانیوالے کے ساتھ زیادہ سمجھ کے قابل ہے — یا بغیر بنانے والے کے اے بے ہنر ! بتا

خانۂ با ایں بزرگی و وقار — کے بود بے اُستادے خوبکار

گھر اس وسعت اور خوبی کے ساتھ — بغیر اچھے کاریگر کے کب بنتا ہے ؟

خط² با کاتب بود معقول تر — یا کہ بے کاتب بیندیش اے پسر

خط کاتب کے ہوتے ہوئے زیادہ معقول ہے — اے بیٹا ! سوچ لے ، یا بغیر کاتب کے

جیمِ گوش و عینِ چشم و میمِ فم — چوں بود بے کاتبے اے متہم

کان کا جیم ، آنکھ کی عین منہ کا میم — اے تہمت زدہ ! کاتب کے بغیر کیسے ہو گا ؟

شمع روشن بے زگیرانندۂ — یا بگیرا نندۂ دانندۂ

شمع ، بغیر کسی روشن کرنیوالے کے روشن ہے — یا روشن کرنے والے ، جانکار کی وجہ سے ؟

صنعتِ خوب از کفِ شلِ ضریر — باشد اولیٰ یاز گیرایِ بصیر

عمدہ دستکاری اندھے لنجے کے ہاتھ سے — بہتر ہو گی یا بینا گرفت کرنے والے سے

پس³ چو دانستی کہ قہرت میکند — بر سرت دبّوسِ محنت می زند

جیسا تو جان گیا کہ تجھے مجبور کرتے ہیں — تیرے سر پر آزمائش کا گرز مارتے ہیں

پس بکُن دفعش چو نمرودے بجنگ — سوئے اُوکش در ہوا تیرِ خدنگ

تو اس کو نمرود کی طرح جنگ سے دفع کر — اس کی جانب ہوا میں خدنگ کا تیر چلا

۱؎ ایں چنیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے منشاء کے خلاف ارادہ کو گنہگار کے دل سے مٹا دیتا ہے۔ چوں نمی داند۔ یہ گنہگار یہ نہیں سمجھتا کہ ہر کام خداوندی تصرف سے ہو رہا ہے معقولات۔ محض عقلی دلائل سے خدا کا انکار کرتا ہے اور اپنی بے عقلی کو نہیں سمجھتا ہے۔ خانہ کوئی گھر بغیر معمار کے تعمیر نہیں ہوتا ہے۔ خانہ۔ یا سقدر عظیم گھر دنیا کسی کے بنائے کیسے بن سکتی ہے۔

۲؎ خط۔ بغیر کسی لکھنے والے کے خط کا لکھا جانا غیر معقول ہے۔ جیم گوش۔ کان کے دائرے کو جیم سے اور آنکھ کے دائرے کو عین سے اور منہ کی گولائی کو میم کے سرے سے تعبیر کیا ہے۔ شمع۔ شمع کے بارے میں یہ سمجھنا مناسب ہے کہ وہ بغیر جلانے والے کے روشن ہو گئی یا یہ سمجھنا کہ اس کو روشن کرنے والے نے روشن کیا ہے۔ ضریر اندھا۔ اچھی دست کاری کو اندھے کی جانب منسوب کرنا بہتر ہے یا بینا کاریگر کے شل لنجا۔

۳؎ پس چو۔ جب انسان کو معلوم ہو گیا کہ اس پر کوئی دوسری طاقت مسلط ہے تو پھر اس کی اطاعت کرنی چاہیے دبوس۔ گرز۔ نمرود۔ وہ جو بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا تھا اسی نے خدا سے جنگ کرنے کیلئے آسمان کی طرف تیر چلائے تھے۔ خدنگ۔ ایک درخت تھا۔ جس کی لکڑی کی تیر بناتے تھے۔

ہمچو اسپاہِ ۱ مغل بر آسماں — تیری انداز دفعِ نزعِ جاں

مغلوں کے لشکر کی طرح آسماں پر — تیر چلا، جان کے نکلنے کے دفعیہ کے لئے

یا گریز ازوے اگر تانی برو — چوں روی چوں در کفِ اُوئی گرو

یا بھاگ جا، اگر جا سکتا ہے — تو کیسے بھاگے گا؟ جبکہ تو اس کے ہاتھ میں گروی ہے

در عدم بُودی نرَستی از کفش — از کفِ اُو چوں رہی اے دستِ خوش

تو عدم میں تھا اس کے ہاتھ سے نہ بچا — اے عاجز! تو اس کے ہاتھ سے کیسے بچے گا؟

آرزو جستن بُود بگریختن — پیشِ عدلش خونِ تقویٰ ریختن

آرزو کرنا بھاگنا ہے — اسکے انصاف کے سامنے تقوے کے خونریزی کرنا ہے

ایں جہاں دام ست و دانہ اش آرزو — در گریز ازدا مہائی آز زُو

یہ دنیا جال ہے اور آرزو اس کا دانہ ہے — حرص کے جالوں سے جلد بھاگ

چوں چنیں رفتی بدیدی صد گشاد — چوں شدی در ضدِ آں دیدی فساد

جب تو ایسے چلا تو سو کشادگیاں دیکھے گا — جب تو اس کی ضد میں لگا فساد دیکھے گا

چوں ۲ شدی در ضد بدانی ضدِ آں — ضد را از ضد شناسی اے جواں

جب تو ضد میں مبتلا ہو گا اس کی ضد کو سمجھے گا — اے جوان! تو ضد کو ضد سے پہچان لیگا

پس پیمبر گفت اِستَفتُوا القُلُوب — گرچہ مفتی تاں بروں گوید خطوب

پیغمبرؐ نے فرمایا ہے دلوں سے فتویٰ لو — اگرچہ ظاہر میں مفتی تجھ سے بڑی باتیں کہے

گوش کن اِستَفتِ قلبک از رسولؐ — گرچہ مفتی ات بروں گوید فضول

رسول کیجانب سے "اپنے قلب سے فتوی لے" اس لے — اگرچہ مفتی ظاہر میں تجھ سے زیادہ باتیں کہے

آرزو ۳ بگذار تا رحم آیدش — آزمودم کایں چنیں می بایدش

آرزو کو چھوڑ دے، تاکہ اس کو رحم آئے — میں نے آزمایا ہے کہ اس کو یہی چاہئے ہے

چوں تانی جست پس خدمت کنش — تاروی از حبسِ اُو در گلشنش

جب تو بھاگ نہیں سکتا تو اس کی خدمت کر — تاکہ اس کی قید سے اسکے گلشن میں پہنچ جائے

دمبدم چوں تو مراقب میشوی — دادِ می بینی زدا در اے غوی

لحہ بہ لحہ جب تو غور کرے گا — اے گمراہ! تو خدا کیجانب سے انصاف دیکھے گا

ور بہ بندی چشمِ خود راز احتجاب — کارِ خود را کے گذارد آفتاب

اگر پردے میں (رہکر) تو آنکھ بند کرے گا — سورج اپنا کام کب چھوڑتا ہے؟

---

۱ سپاہِ مغل۔ یعنی مغل تیراندازوں کی طرح تو آسمانوں کی طرف تیر چلا یا کسی مغل بادشاہ نے ایسا کیا ہے یا اس سے مراد یاجوج ماجوج ہیں جو مغلوں کے امجد ہیں۔ دستِ خوش، عاجز تابع فرماں۔ آرزو۔ اللہ کے حکم کے خلاف آرزو کرنا بھی اس سے بھاگنے کے مرادف ہے۔ آز۔ حرص۔ زو۔ زود کا مخفف ہے جلد۔

۲ چوں شدی۔ اگر تم ہوا و حرص میں مبتلا ہو جاؤ گے تو پھر تمہیں ترک حرص کی حقیقت معلوم ہوگی۔ تعرف الاشیاء باضدادھا "چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں" پس پیمبر "تقویٰ اختیار کرنے کے بعد انسان کا دل خود بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے لگتا ہے۔ استفت قلبک وان افتاک المفتون" "تو اپنے دل سے فتویٰ حاصل کر خواہ تجھے مفتی کچھ فتویٰ دیں۔" جبکہ خدا سے گریز ممکن نہیں ہے تو اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔ دمبدم۔ جب تو اس فلسفہ پر غور کرے گا تو تجھے شرح صدر ہو جائے گا۔ کارِ خود۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنا عدل ترک نہیں کرے گا۔

باز راں سُوئے لیازو رُتبتش　　واں فضیلت در کمالِ رفعتش
لیاز اور اس کے رتبے کی جانب پھر چل　　بلندی کے کمال میں اس کی فضیلت کی جانب

وانمودن[1] پادشاہ با اُمرا و مُعتَصبان سبب فضیلت و مرتبت و قربت و جامگی بُردن لیاز بروجہے کہ ایشان راحجت و اعتراض نماند
بادشاہ کا امرا اور متعصبوں پر فضیلت اور رتبے اور قرب کا سبب ظاہر کرنا اور لیاز کا پوشاک کا خرچہ حاصل کرنا ایسے طریقہ پر کہ ان کی دلیل اور اعتراض باقی نہ رہا

چوں امیراں از حسد جوشاں شدند　　عاقبت بر شاہِ خود طعنہ زدند
جب امیر حسد سے جوش میں بھر گئے　　آخر کار انہوں نے اپنے بادشاہ پر طعنہ زنی کی

کایں لیازِ تو ندارد سی خِرد　　جامگیِ سی امیر اُوچوں خورد
کہ یہ آپ کا لیاز تیس عقلیں نہیں رکھتا ہے　　وہ تیس امیروں کی تنخواہ کیوں کھاتا ہے؟

شاہ[2] بیروں رفت با آں سی امیر　　سُوئے صحراؤ کہستاں صید گیر
بادشاہ ان تیس امیروں کے ساتھ کیا　　جنگل اور پہاڑ کی جانب شکار کھیلتے ہوئے

کاروانے دید از دور آں مَلِک　　گفت امیرے را کہ رَوائے مُوتفِک
اس بادشاہ نے دور سے ایک قافلہ دیکھا　　ایک امیر سے کہا اے واپس آنے والے! جا

رَو بپُرس آں کارواں رابر رصد　　کز کُدامیں شہر اندر می رسد
جا، اس قافلہ سے تحقیق کے طور پر دریافت کر　　کہ وہ کون سے شہر سے اندر آرہا ہے؟

رفت و پرسید و بیامد کہ زرَے　　گفت عزمش تا کجا در ماند وے
وہ گیا اور پوچھا اور آیا، کہ رے سے　　کہا اس کا کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ عاجز ہو گیا

دیگرے را گفت رَو اے بُو العلا　　باز پُرس از کارواں کہ تا کجا
دوسرے سے کہا، جا اے بزرگ!　　قافلہ سے پوچھ کہ کہاں کا قصد ہے؟

رَفت[3] و آمد گفت تا سُوئے یمن　　گفت رختش چیست ہاں اے مؤتمن
وہ گیا اور آیا، کہا یمن کی جانب　　اس نے کہا، اے امین اس کا سامان کیا ہے

ماند حیراں گفت با میرے دگر　　کہ برو وا پُرس رختِ آں نفر
وہ حیران رہ گیا اس نے دوسرے امیر سے کہا　　کہ جا، ان لوگوں کا سامان واضح طور پر دریافت کر

باز آمد گفت از ہر جنس ہست　　اَغلب آں کاسہائے رازی ست
وہ واپس آیا کہا ہر قسم کی چیز ہے　　زیادہ تر رے کے پیالے ہیں

[1] وانمودن۔ شاہ محمود نے ایک طریقہ اختیار کیا جس سے لیاز کی فضیلت ظاہر ہوگئی اور دیگر امراء طعنہ زنی سے باز آگئے۔ چوں۔ امیروں نے شاہ محمود پر اعتراض کیا کہ لیاز تو تیس امیروں کی تنخواہ کیوں دی جاتی ہے لیاز کے بھی ایک عقل ہے۔ جامگی۔ وہ تنخواہ جو کپڑوں کے لئے دی جائے۔

[2] شاہ۔ شاہ محمود ان تیسوں امیروں کو شکار کے بہانے سے شہر کے باہر لے گیا مُوتفک۔ واپس آنے والا۔ زرے۔ یعنی شہر رے سے آرہا ہے۔ در ماند۔ اس سوال کا جواب نہ دے سکا تا کجا۔ کہاں جارہا ہے۔

[3] رخت۔ اس دوسرے نے دریافت کیا تو قافلہ والوں نے بتایا کہ یمن شہر کو جا رہے ہیں۔ مؤتمن۔ امانت دار۔ رخت۔ یعنی قافلہ کیا سامان لے جارہا ہے۔ کاسہای رازی۔ رے کے بنے ہوئے پیالے۔

گفت[۱] کے بیروں شدند از شہرِ رے ... ماند حیراں آں امیرِ سست پے

اس نے کہا وہ رے شہر سے کب نکلے؟ ... وہ سست قدم امیر حیران رہ گیا

آں دگر را گفت رَو واپُرس ہاں ... تا کہ کے بُو دست نقلِ کارواں

دوسرے سے کہا جا صاف پوچھ خبردار! ... کہ قافلہ کا سفر کب سے شروع ہوا؟

بازگشت و گفت ہشتم از رجب ... گفت ہدسے چیست تسعیر اے عجب

وہ واپس آیا اور کہا، رجب کی آٹھویں سے ... کہا اے عجیب! رے میں کیا بھاؤ ہے؟

چوں نمیدانست دیگر دم نزد ... شہ فرستاد آں دگر را زاں عدد

چونکہ وہ نہ جانتا تھا اس نے سانس نہ لیا ... بادشاہ نے ان میں سے دوسرے کو بھیجا

ہمچنیں تا سی امیرو بیشتر ... سست رائی و ناقص اندر کرّ و فر

اسی طرح تیس امیر تک اور زیادہ تک ... آنے جانے میں سست رای اور ناقص نکلے

ہریکے رفتند بہرِ یک سوال ... ناقص و عاجز زادراکِ کمال

ہر ایک ایک سوال کے پیچھے پڑا ... کمال کے حاصل کرنے سے ناقص اور عاجز رہا

گفت امیراں را کہ من روزے جدا ... امتحاں کردم ایازِ خویش را

اس نے امیروں سے کہا کہ میں نے ایک روز تنہا ... اپنے ایاز کا امتحان لیا

کہ بپرس از کارواں تا از کجاست ... اُو برفت ایں جملہ را پرسید راست

کہ دریافت کر کہ قافلہ کہاں کا ہے؟ ... وہ گیا اور یہ سب باتیں صحیح دریافت کر لیں

بے وصیت بے اشارت یک بیگ ... حالِ شاں دریافت بے ریب و شک

بغیر کہے، بغیر اشارے کے ایک ایک ... بغیر شک و شبہ کے ان کا حال دریافت کر لیا

ہر چہ زیں سی میر اندر سی مقام ... کشف شد زو آں بیکدم شد تمام

جو کچھ ان تیس امیروں سے تیس دفعہ میں ... معلوم ہوا اس سے ایک دم مکمل ہو گیا

مرافعہ[۲] آں اُمرا آں حجت بشبہ جبر یانہ و جواب دادن شاہِ محمود ایشان را

ان امرا کا جبریوں کیطرح ان کے شبہ کے ساتھ اپیل کرنا اور شاہ محمود کا ان کو جواب دینا

پس[۳] بگفتند امیراں کایں فنے ست ... از عنایتہا ست کارِ جہد نیست

تو ان امیروں نے کہا کہ یہ ہنر ہے ... جو اللہ تعالیٰ کی عنایتوں سے ہے کوشش کا معاملہ نہیں ہے

۱؎ گفت۔ شاہ نے کہا وہ رے سے کب چلے تھے۔ تسعیر۔ یعنی ان پیالوں کا رے میں کیا بھاؤ تھا۔ زاں عدد۔ یعنی ان تیس سرداروں میں سے۔ ہر یکے۔ ان تیسوں سرداروں میں سے کوئی پوری بات معلوم کر کے نہ آیا۔ گفت۔ سلطان محمود نے ان امیروں سے کہا کہ ایک روز میں نے ایاز کو ایسی ہی معلومات کے لئے اکیلا بھیجا تھا تم تیس آدمیوں نے جو جوابات لا کر دیئے اس نے تنہا سب جواب دے دیئے تھے۔

۲؎ مرافعہ۔ اب ان امیروں نے دوبارہ اس معاملہ کو اٹھایا اور اس طرح کی باتیں شروع کر دیں جو جبری کرتے ہیں اور اپنا قصور قضاء و قدر پر رکھنے لگے۔

۳؎ پس۔ ان امیروں نے کہا کہ ایاز کی یہ ہنرمندی تو خدا کی عطا کردہ ہے اس میں ہماری یا اس کی کسی کوشش کو کیا دخل ہے۔

قسمتِ ۱ حق ست مہ را روی نغز ۔۔۔ دادۂ بخت ست گُل را بُوی نغز
چاند کا حسین چہرہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے ۔۔۔ پھول کی عمدہ خوشبو نصیب کا عطیہ ہے

بلکہ سلطاں چوں عنایت میکُند ۔۔۔ از تفاخر خیمہ بر مہ می زند
بلکہ شاہ جب مہربانی کرتا ہے ۔۔۔ تو وہ فخر سے چاند پر خیمہ لگا لیتا ہے

گفت سلطاں بلکہ آنچہ از نفس زاد ۔۔۔ ریعِ تقصیرست و دخلِ اجتہاد
سلطان (محمود) نے کہا بلکہ جو نفس سے پیدا ہوتا ہے ۔۔۔ کوتاہی کی پیداوار اور کوشش کی آمدنی ہے

وَرنہ آدمؑ کے بگفتے با خدا ۔۔۔ رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا نَفْسَنَا
ورنہ حضرت آدمؑ خدا سے کب کہتے؟ ۔۔۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا

خود بگفتے کایں گناہ از بخت بُود ۔۔۔ چوں قضا ایں بود حزم ما چہ سُود
خود کہدیتے کہ یہ گناہ تقدیر سے تھا ۔۔۔ جب قضاء (خداوندی) یہ تھی ہماری احتیاط سے کیا فائدہ

ہمچو ۲ ابلیسے کہ گفت اغْوَیْتَنِیْ ۔۔۔ تو شکستی جام و ما را می زنی
شیطان کی طرح کہ اس نے کہا تو نے مجھے گمراہ کیا ۔۔۔ تو نے جام توڑا اور مجھے مارتا ہے

بل قضا حق ست و جہدِ بندہ حق ۔۔۔ ہیں مباش اعور چو ابلیسِ خلق
بلکہ قضاء خداوندی حق ہے اور بندہ کی کوشش بھی حق ہے ۔۔۔ ہاں شیطان کی طرح کانا نہ بن

دَر تردّد ماندہ ایم اندر دوکار ۔۔۔ ایں تردد کے بُود بے اختیار
ہم دو کاموں کے درمیاں تردد میں ہیں ۔۔۔ بغیر اختیار کے یہ تردد کب ہوتا ہے؟

ایں کنم یا آں کنم کے گوید او ۔۔۔ کہ دو دست و پاش بستست اے عمو
میں یہ کروں یا وہ کروں وہ کب کہتا ہے؟ ۔۔۔ اے چچا! جس کے دونوں ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہوں

ہیچ ۳ باشد ایں تردد در سَرم ۔۔۔ کہ روم در بحر یا بالا پرم
کبھی میرے سر میں یہ تردد ہوتا ہے؟ ۔۔۔ کہ میں سمندر پر چلوں یا اوپر کو اڑوں

ایں تردد ہست کہ موصل رَوم ۔۔۔ یا برائے سحر تا بابل رَوم
یہ تردد ہوتا ہے کہ موصل جاؤں ۔۔۔ یا جادو کے لئے بابل تک جاؤں

پس تردد را بباید قدرتے ۔۔۔ وَرنہ آں خندہ بُود بر سُبلتے
تو تردد کے لئے قدرت چاہیے ۔۔۔ ورنہ وہ محض مذاق ہو گا

بر قضا کم نہ بہانہ اے جواں ۔۔۔ جُرم خودرا چوں نہی بر دیگراں
اے جوان قضا (خداوندی) پر بہانہ نہ رکھ ۔۔۔ اپنا قصور دوسروں پر کیوں ڈالتا ہے؟

۱ قسمت۔ یہ خدائی تقسیم ہے کہ اس نے چاند کو خوبصورت چہرہ عطا کر دیا اور پھول کو خوشبو عطا کر دی۔ گفت۔ شاہ محمود نے کہا کہ یہ بات درست نہیں ہے خدا نے بندے کو بھی اختیار دیا ہے انسان جو کام کرتا ہے اسمیں اس کی کوتاہی اور کوشش کا دخل ہے۔ ورنہ۔ حضرت آدمؑ نے بھی سمجھا ورنہ اپنی کوتاہی کو اپنی طرف منسوب نہ کرتے بلکہ خدا کیطرف منسوب کردیتے۔

۲ ہمچو اسطرح کے کاموں کی خدا کیطرف نسبت کردینا شیطان کا کام ہے۔ اس نے اپنی غلطی کو خدا کیطرف منسوب کیا اور کہا کہ تو نے مجھے گمراہ کردیا ہے۔ میرا کیا قصور ہے۔ بل۔ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر بھی حق ہے اور انسان کی کوشش بھی اپنی جگہ صحیح ہے۔ صرف ایک جانب دیکھنا شیطان کی بھینگی آنکھ کا کام ہے۔ در۔ تردد۔ انسان اکثر کاموں میں متردد ہوتا ہے اگر اس کو اختیار نہ ہوتا تو وہ تردد کیوں کرتا جبر کی حالت میں اس کو کبھی تردد نہ ہوتا۔

۳ ہیچ۔ جبکہ انسان کو اوپر اڑنے پر قدرت ہی نہیں ہے تو وہ کبھی متردد نہیں ہوتا کہ مجھے اوپر اڑنا چاہیے یا سمندر میں کودنا چاہیے۔ ایں تردد اس کو موصل اور بابل جانے کا اختیار ہے اس میں اس کو تردد ہوتا ہے۔ بر قضا۔ انسان کو اپنی غلطیوں کا ذمہ دار قضا خداوندی کو نہ بنانا چاہیے۔

خوں۱ کند زید و قصاصِ او بعمر — مے خورد بکر و بر احمد حدِّ خمر
زید خون کرے اور اس کا بدلہ عمر پر — بکر شراب پیے اور شراب کی سزا احمد پر

گردِ خود بر گرد و جرمِ خود ببیں — جنبش از خود بین و از سایہ مبیں
اپنا چکر کاٹ، اپنا قصور دیکھ — حرکت اپنی سمجھ اور سایہ کی نہ سمجھ

کہ نخواہد شد غلط پاداشِ میر — خصم را میداند آں میرِ بصیر
حاکم کی سزا غلط نہ ہو گی — وہ بینا حاکم، مجرم کو جانتا ہے

تو عسل خوردی نیاید تب بغیر — مزدِ روزِ تو نیاید شب بغیر
تو نے شہد پیا، غیر کو بخار نہ آئے گا — تیری دن کی مزدوری رات کو غیر نہ حاصل کریگا

در چہ کردی جہد کاں باتو نگشت — تو چہ کاریدی کہ نامدریع کشت
تو نے کس چیز میں کوشش کی وہ تجھے نہ ملی؟ — تو نے کیا بویا کہ کھیتی کی پیداوار نہ آئی؟

فعلِ۲ تو کاں زاید از جان و تنت — ہمچو فرزندت بگیرد دامنت
وہ تیرا کام جو تیری جان اور جسم سے پیدا ہوتا ہے — وہ تیری اولاد کی طرح تیرا دامن پکڑیگا

فعل را در غیب صورت می کنند — فعلِ دزدی را نہ دارے میزنند
عالم غیب میں کام کی ایک صورت بنا دیتے ہیں — چوری کے کام کیلئے کیا پھانسی نہیں لگاتے ہیں؟

دار کے ماند بدزدی لیک آں — ہست تصویرِ خدائے غیب داں
پھانسی، چوری سے کب مشابہ ہے؟ لیکن وہ — غیب داں خدا کیجانب سے ایک صورت بنائی ہوئی ہے

دردلِ شحنہ چو حق الہام داد — کایں چنیں صورت بساز از بہرِ داد
جب اللہ تعالیٰ نے کوتوال کے دل میں الہام کر دیا — کہ انصاف کیلئے ایسی صورت بنا لے

تاتو۳ عالم باشی و عادل قضا — نا مناسب چوں دہد داد و سزا
تاکہ تو عالم اور منصف بنے قضاء (خداوندی) — جزا اور سزا نا مناسب کیسے دے گی؟

چونکہ حاکم ایں کند اندر گزیں — چوں کند حکم احکم الحاکمین
جب کہ انتخاب میں حاکم یہ کرتا ہے — تو حاکموں کا حاکم کیا حکم کرے گا؟

چوں بکاری جو نروید غیرِ جو — قرض تو کردی زکہ خواہم گرد
جب تو جو بوئے گا جو کے سوا نہ اگے گا — قرض تو نے لیا ہے میں گروی کس سے مانگوں؟

جرمِ خود را بر کسے دیگر منہ — ہوش و گوشِ خود بدیں پاداش دہ
اپنا قصور کسی دوسرے پر نہ رکھ — اپنا ہوش اور کان اس بدلہ پر لگائے رکھ

---

۱ خوں۔ اپنے جرم کی ذمہ داری قضا پر ڈالنا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ قتل زید کرے اور بدلہ عمر سے لیا جائے۔ شراب بکر پیئے اور احمد کو کوڑے مارے جائیں کہ نخواہد۔ اللہ تعالیٰ کبھی غیر مجرم کو سزا نہیں دیتا ہے۔ تو عسل۔ شہد کوئی کھائے اور اس کے اثر سے بخار دوسرے کو آئے دن میں مزدوری کوئی کرے اور اس کی اجرت رات کو دوسرے کو دیدی جائے یہ نہیں ہو سکتا ہے در چہ۔ ظاہری اعمال کے نتیجے خود کرنے والے کو حاصل ہوتے ہیں۔

۲ فعل۔ انسان کے اعمال ہی اس کے دامنگیر ہونگے۔ جس طرح اس کی ظاہری اولاد اس کی دامنگیر ہوتی ہے، آخرت میں اعمال مصور کر دیئے جائیں گے ہاں عمل اور جزاء میں ظاہری مشابہت نہ ہوگی۔ دار۔ چوری اور ڈاکہ زنی اور اس کی سزا پھانسی میں کوئی ظاہری مناسبت نہیں ہے لیکن خدا نے دنیا میں انصاف قائم کرنے کیلئے اس کی وہ سزا تجویز کر دی ہے شحنہ کوتوال۔

۳ تاتو۔ جبکہ انصاف قائم کرنے کیلئے خدا نے یہ الہام کر دیا ہے تو پھر قضا خداوندی غیر مناسب جزا اور سزا کہاں دے سکتی ہے۔ چونکہ۔ جب دنیا کا حاکم مناسب جزا اور سزا دیتا ہے تو احکم الحاکمین لامحالہ مناسب جزا اور سزا دیگا۔ قرض جب تو نے قرض لیا ہے تو ہی گروی رکھیگا۔ جرم۔ اپنا جرم کسی دوسرے پر نہ رکھ اور اس کے بدلے کا منتظر رہ۔

جُرم بر خود نہ کہ تو خود کاشتی ... باجزا و عدلِ حق کُن آشتی
اپنے آپ کو قصوروار ٹھہرا کیونکہ تو نے خود بویا ہے ... اللہ تعالیٰ کی جزا اور سزا سے صلح رکھ

رنج ۱ را باشد سبب بد کردنی ... بد ز فعلِ خود شناس از بخت نی
برا کرنا، تکلیف کا سبب ہے ... برائی اپنے کام کی وجہ سے سمجھ نہ تقدیر سے

آں نظر در بخت چشم احول کند ... کلب را گہدانی و کاہل کند
تقدیر پر نظر رکھنا آنکھ کو بھینگا بنا دیتا ہے ... کتے کو پاخانہ والا اور کاہل بنا دیتا ہے

متہم کن نفسِ خود را اے فتیٰ ... متہم کم کن جزائے عدل را
اے نوجوان! اپنے نفس کو متہم سمجھ ... انصاف کے بدلے کو متہم نہ کر

توبہ کن مردانہ سر آور برہ ... کہ فَمَنْ يَعْمَلْ بِمِثْقَالٍ يَرَهُ
مردوں کی طرح توبہ کر رستہ پر چل پڑ ... کیونکہ جو مثقال برابر عمل کریگا وہ اس کو دیکھے گا

در فسونِ ۲ نفس کم شو غرّہ ... کآفتابِ حق نپوشد ذرّہ
نفس کے مکر سے دھوکے میں نہ پڑ ... کیونکہ حق کا سورج ذرے کو نہیں چھپاتا ہے

ہست ایں ذرّاتِ جسمی اے مُفید ... پیشِ ایں خورشید جسمانی پدید
اے فائدہ مند! یہ جسمانی ذرے ... اس جسمانی سورج کے سامنے ظاہر ہیں

ہست ذرّاتِ خواطر و افتکار ... پیشِ خورشید حقائق آشکار
خیالات اور فکر کے ذرے ... حقیقتوں کے سورج کے سامنے ظاہر ہیں

پیشِ حق پیدا و پیشِ تو نہاں ... سرِّ غیب ۳ است ایں مکن فکرے دراں
خدا کے سامنے ظاہر ہیں تیرے سامنے پوشیدہ ہیں ... یہ غیبی راز ہے تو اس میں غور نہ کر

حکایتِ آں صیادے کہ خود را در گیاہ پیچیدہ بود، و

اس شکاری کا قصہ جس نے اپنے آپ کو گھاس میں لپیٹ لیا تھا

دستۂ گل و لالہ کلہ وار بر سر فرو کشیدہ تا مرغان اورا گیاہ
گل ولالہ کا گلدستہ ٹوپی کی طرح سر پر رکھ لیا تھا تاکہ پرندے اس کو گھاس
پندارند و آں مرغِ زیرک اند کے بُوی بُرد کہ ایں آدمی ست
سمجھیں اور ایک ہوشیار پرندے کچھ تاڑ لیا کہ یہ آدمی ہے
کہ بر شکلِ گیاہ می نماید لماہم تمام بُوی نبرد با فسونِ او
جو گھاس کی شکل پر نظر آرہا ہے، لیکن وہ بھی پورا نہ سمجھا مکر سے وہ بھی دھوکے

۱ رنج۔ انسان کی بدعملی اس کی تکلیف کا سبب ہے اور بدعملی کا وہ خود ذمہ دار ہے مقدر اس کا ذمہ دار نہیں ہے آں نظر۔ محض تقدیر پر نظر رکھنا انسان کو بیچ میں بنا دیتا ہے اور انسانی نفس کو برائی کا عادی اور کاہل بنا دیتا ہے متہم۔ برائی کی تہمت اپنے اوپر رکھنی چاہیے اللہ کے انصاف کو متہم نہ بنانا چاہیے، خدا نے فرمایا ہے جو ایک ذرہ عمل کرے گا اس کا نتیجہ اس کے سامنے آئے گا۔

۲ در فسون۔ انسان کو نفس سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے اس کے عمل کا ذرہ ذرہ علم الٰہی میں ہے۔ ہست۔ جس طرح سے جسمانی ذرات ظاہری سورج میں چمک اٹھتے ہیں اسی طرح سے خیالات کے ذرات علم الٰہی میں چمک اٹھتے ہیں۔

۳ سرِ غیب۔ علم الٰہی، عالم غیب کے اسرار میں سے ہے اس میں عالم شہود میں غور وفکر نہ کرنا چاہیے، تیرے اعتبار سے جو خیالات مخفی ہیں وہ سب علم الٰہی میں ظاہر ہیں۔ حکایت۔ جبر و اختیار کی یہ حکایت ذکر کی گئی ہے کہ اپنے جرم کو کسی دوسرے کے ذمہ نہ لگانا چاہیے۔

مغرور شد زیراکہ در ادراکِ اوّل قاطعے نداشت و در
میں پڑ گیا کیوں کہ وہ پہلے ادراک میں یقین نہ رکھتا تھا اور
ادراکِ دوم قاطعے داشت وَهُوَ الْحِرْصُ وَالطَّمْعُ لَا سِيَّمَا
دوسرا احساس قطعی تھا اور وہ حرص اور لالچ ہے خصوصاً حاجت
عِنْدَ فَرْطِ الْحَاجَةِ وَالْفَقْرِ قال النبی علیہ الصلوٰۃ
اور ضرورت کی زیادتی کے وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
والسلام [۱] كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا صدق
نے فرمایا ہے قریب ہے کہ فقر کفر بن جائے اللہ کے رسول نے
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ
سچ فرمایا ہے ان پر اور ان کی اولاد اور صحابہ پر درود و سلام ہو

رفت مرغے درمیانِ مرغزار | بود آنجا دام از بہرِ شکار
ایک پرند، چمن میں گیا | وہاں شکار کے لئے جال تھا

دانۂ چندے نہادہ بر زمیں | واں صیّاد آنجا نشستہ در کمیں
چند دانے زمین پر رکھے تھے | اور شکاری وہاں گھات میں بیٹھا تھا

خویشتن پیچیدہ در برگ و گیاہ | وز گل [۲] ولالہ اورا بر سر کلاہ
اپنے آپ کو پتوں اور گھاس میں لپیٹ لیا تھا | اور اس کے سر پر گل و لالہ کی ٹوپی تھی

در کمیں بنشستہ و کردہ نگاہ | تا در افتد صید بیچارہ زراہ
گھات میں بیٹھا تھا اور نگاہ لگائے ہوئے تھا | تاکہ بیچارہ شکار، راستہ سے بھٹک جائے

مرغک آمد سوئے او از ناشناخت | پس طوافے کرد و پیشِ مرد تاخت
انجان پن سے ایک بیچارہ پرند اس کی جانب آیا | چکر کاٹا اور اس شخص کی طرف دوڑا

گفت [۳] اورا کیستی اے سبز پوش | در بیاباں درمیانِ ایں وحوش
اس نے کہا اے سبز پوش! تو کون ہے؟ | جنگل میں ان وحشیوں کے درمیان

گفت مردے زاہدم من منقطع | با گیاہ و با حشیشے مقتنع
انسان نے کہا میں زاہد ہوں، لاتعلق | گھاس اور پھوس پر قناعت کرنے والا

زہد و تقویٰ را گزیدم دین و کیش | زانکہ می دیدم اجل را پیشِ خویش
میں نے زہد اور تقویٰ کو دین اور مذہب بنالیا ہے | کیونکہ میں موت کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں

[۱] کاد۔ فقر اور احساس کامل مومنوں کے لئے باعث فضیلت ہے آنحضورؐ کا ارشاد ہے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ فقر میرا فخر ہے" لیکن کمزور ایمان والوں کے لئے فقر خطرناک ہے بسا اوقات وہ کفر اختیار کر لیتے ہیں۔ مرغزار۔ چمن۔ کمین۔ گھات۔

[۲] وز گل۔ اس شکاری نے اپنے آپ کو چھپانے کیلئے بدن پر گھاس اور سر پر پھولوں کی ٹوپی اوڑھ لی تھی۔ ناشناخت۔ وہ پرند یہ نہ سمجھا کہ وہ شکاری ہے اور اس نے اس سے دریافت کیا تو کون ہے۔

[۳] گفت۔ اس شکاری نے کہا میں ایک متقی اور زاہد ہوں اور صرف گھاس پھوس پر گزارہ کرتا ہوں۔ چونکہ موت ہر وقت میرے پیش نظر ہے میں نے دنیا سے زہد اختیار کرلیا ہے۔

مرگِ ۱ ہمسایہ مرا واعظ شدہ
پڑوسی کی موت میرے لئے واعظ بن گئی ہے
کسب و دُکانِ مرا برہم زدہ
میری کمائی اور دکان کو تہ و بالا کر دیا ہے

چوں بآخر فرد خواہم ماندن
چونکہ میں آخر میں اکیلا رہ جاؤں گا
خُونباید کرد باہر مرد زن
مجھے ہر مرد و عورت کی عادت نہ ڈالنی چاہیے

رُوی خواہم کرد آخر در لحد
آخر میں قبر کی طرف رخ کروں گا
آں بہ آید کہ کُنم خُوبا اَحد
یہ اچھا لگتا ہے کہ خدا کی عادت ڈالوں

چوں زنخ رابست خواہم اے صنم
اے پیارے! چونہ میں ٹھوڑی کو باندھوں گا
آں بہ آید کہ زنخ کمتر زنم
یہ بہتر ہے کہ میں بکواس نہ کروں

اے بزربفت و کمر آموختہ
اے زر بفت اور پٹکے کے عادی!
آخرستت جامۂ نادوختہ
تیرا انجام بلا سلا کپڑا ہے

رُو بخاک ۲ آریم کز وے رُستہ ایم
ہم مٹی کا رخ کرینگے کیونکہ اسی سے پیدا ہوئے ہیں
دل چرادر بیوفایاں بستہ ایم
ہم نے بے وفاؤں سے دل کیوں وابستہ کیا ہے؟

جدّ و خویشانِ ماں قدیمی چار طبع
ہمارے قدیم دادا اور رشتہ دار چار عنصر ہیں
ما بخویشِ عاریت بستیم طمع
ہم نے عارضی رشتہ داروں سے لالچ وابستہ کیا ہے

سالہا ہم صحبتے و ہمدمی
سالوں ہم صحبت اور ساتھی
با عناصر داشت جسمے آدمی
انسان کا جسم عناصر سے رہا

رُوحِ اُو خود از نفوس و از عقول
ں کی روح نفوس اور عقول سے ہے
روح اصلِ خویش راکردہ نکول
روح، اپنی اصل سے اعراض کئے ہوئے ہے

عقول ۳ و از نفوسِ پُر صفا
ل عقول اور نفوس سے
نامہ می آید بجاں کاے بیوفا
روح کو پیام آتا ہے کہ اے بے وفا!

گانِ پنج روزہ یافتی
نے کچھ دن کے دوست پائے ہیں
رُوز یارانِ کہن بر تافتی
پرانے دوستوں سے منہ موڑ لیا ہے

ال ہر چند دربازی خوش اند
یقیناً کھیل میں خوش ہیں
شب کشاں شاں سُوئے خانہ می کشند
رات کو ان کو گھر کی جانب کھینچ لے جاتے ہیں

۱ مرگ۔ ایک پڑوسی کی موت سے مجھے عبرت حاصل ہوگئی اور میں نے اپنی دکاں وغیرہ خیرات کر ڈالی ہے۔ چوں۔ مرنے کے بعد مجھے قبر میں تنہا رہنا ہے اسی لئے میں نے دنیا والوں سے تعلقات منقطع کر لئے ہیں اور خدا سے لو لگالی ہے۔ چوں۔ موت کے وقت منہ پر ڈھاٹا باندھ دیا جاتا ہے۔ زنخ زدن۔ بکواس کرنا۔ اے۔ جو لوگ زندگی میں زر بفت کا لباس اور زریں پٹیاں باندھتے ہیں وہ بھی موت کے بعد بلا سلا کفن پہنتے ہیں۔

۲ رو۔ انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے اور اسی کو مر کر مٹی میں جاتا ہے لہٰذا اسی سے تعلق رکھنا چاہیے۔ جد۔ انسان کا اصل رشتہ چاروں عنصروں سے ہے لیکن انسان عارضی رشتہ داروں سے دل وابستہ کر لیتا ہے۔ سالہا۔ انسان کے جسم کی تخلیق سے قبل اس کا جسم عناصر اربعہ کا ساتھی تھا۔ روح او۔ انسان کی روح عالم نفوس اور عالم عقول کی چیز ہے لیکن وہ اپنی اصل کو فراموش کر دیتا ہے۔

۳ از عقول۔ جب روح اپنی اصل کو فراموش کرتی ہے تو وہ عقول اور نفوس اس سے کہتے ہیں کہ تو نے ہمیں بھلا دیا ہے اور عارضی یاروں سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ کود کاں۔ انسانوں کی مثال ان بچوں کی سی ہے جو دن بھر کھیل میں لگے رہتے ہیں۔ اور رات کو ان کے والدین ان کو پکڑ کو جبراً گھر لے جاتے ہیں۔ یہی حال انسان کا ہے کہ اس کی روح کو لامحالہ اصل وطن کی طرف جانا ہے۔

شد برہنہ وقتِ بازی طفلِ خُرد — دُزد ناگہ قبا و کفش بُرد
کھیل کے وقت چھوٹا بچہ ننگا ہوا — چور، اچانک چوغہ اور جوتے لے بھاگا

آنچناں گرم او ببازی درفتاد — کاں کلاہ و پیرہن رفتش زیاد
وہ کھیل میں اس قدر لگا — کہ وہ ٹوپی اور لباس اس کی یاد سے نکل گیا

شب شد و بازیِ او شد بے مدد — رُو ندارد کہ سوئے خانہ رَوَد
رات ہو گئی اور اس کا کھیل بغیر مدد کے رہ گیا — اس کا منہ نہیں ہے گھر کو جائے

نے ۲ شنیدی اِنَّمَا الدُّنیا لَعِبٌ — بادِ دادی رَخت و گشتی مُرتعِب
کیا تو نے نہیں سنا، کہ دنیا کھیل ہے؟ — تو نے سامان برباد کر دیا اور تو خوفزدہ ہو گیا

پیش ازانکہ شب شود جامہ بجو — روز را ضائع مکن در گفتگو
اس سے پہلے کہ رات ہو، کپڑے تلاش کر لے — باتوں میں دن ضائع نہ کر

من بصحرا خلوتے بگزیدہ ام — خلق را من دزدِ جامہ دیدہ ام
میں نے جنگل میں تنہائی اختیار کر لی ہے — میں نے لوگوں کو کپڑوں کا چور سمجھا ہے

نیم ۳ عمر از آرزوئے دلستاں — نیم عُمر از غصّہائے دشمناں
آدھی عمر معشوق کی تمنا میں — آدھی عمر دشمنوں کے غصہ میں

جُبّہ را بُرد آں کلہ را ایں بُرد — غرقِ بازی گشتہ ماچوں طفلِ خرد
جبہ وہ لے گیا، ٹوپی یہ لے گیا — ہم چھوٹے بچے کی طرح کھیل میں غرق ہیں

نک شبانگاہِ اجل نزدیک شد — خلِّ ھٰذَا اللَّعِبَ بَسَّکَ لَا تَعُدْ
اب موت کی رات قریب آ گئی ہے — اس کھیل کو چھوڑ، بس کر، واپس نہ ہو

ہیں سوارِ توبہ شو در دزد رس — جامہا از دزد بستاں باز پس
خبردار! توبہ پر سوار ہو جا چور تک پہنچ جا — چور سے کپڑے واپس لے لے

مرکبِ توبہ عجائب مرکب است — بر فلک تازد بیک لحظہ ز پست
توبہ کی سواری عجیب سواری ہے — ایک لحظ میں نیچے سے آسمان تک دوڑ جاتی

لیک مرکب رانگہ میدار ازاں — کو بدزدید آں قبایت را نہاں
لیکن سواری کی اس سے حفاظت کر — جس نے چپکے سے تیرا چوغہ چرا لیا

---

۱ شد۔ بچہ کھیل میں اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیتا ہے اور کھیل میں اس قدر منہمک ہو جاتا ہے کہ چور اس کے کپڑے لے بھاگتا ہے۔ شب شد۔ جب رات کو وہ گھر لوٹنا چاہتا ہے تو کپڑوں کی چوری کی شرمندگی سے گھر لوٹنے کی ہمت نہیں کرتا ہے یہی حال انسان کا ہے کہ دنیا کے شغل میں اپنا سب کچھ کھو بیٹھتا ہے اور پھر آخرت کی طرف رخ کرنے سے شرماتا ہے۔

۲ نے شنیدی۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ جان لو دنیا کھیل کود ہے لہٰذا تمہارا حال اس بچہ کا سا نہ ہو جو کھیل کود میں اپنا سب کچھ کھو بیٹھتا ہے۔ مرتعب۔ خوفزدہ شب شود۔ واپسی کے وقت سے پہلے اپنا جائزہ لے لو۔ من بصحرا۔ اس شکاری نے پرندے کہا۔

۳ نیم عمر۔ انسان غفلت میں اسی طرح دن گذار دیتا ہے۔ آدھی عمر تو مرغوبات کی تمنا میں گذری اور آدھی عمر دشمنوں کے غصہ میں۔ جبہ۔ غرضیکہ سفر آخرت کے لئے جو سامان تیار کرتا تھا وہ سب برباد ہو جاتا ہے۔ نک۔ واپسی کا وقت قریب ہے کھیل کو چھوڑ کر چلنے کی تیاری کر لی چاہیے۔ ہیں۔ یعنی غلطیوں کی تلافی کی تدبیر اور استغفار ہے۔ مرکب توبہ شعر
ہر چہ از عمر گرامی صرف در غفلت شود
ی توں یک دم طلب استغفار یافت
لیک۔ توبہ کی حفاظت ضروری ہے کہیں شیطان اس کو نہ توڑ دالے۔

تا ندُزد[1] دو مُرکبت را نیز ہم — پاس دار ایں مُرکبت راو مُبدم
تا کہ تیری سواری کو بھی نہ چرا لے — ہر وقت اپنی اس سواری کی حفاظت کر

حکایت آں شخص کہ دُزداں قچ او بدُزد دیدند و بُراں قناعت نکردند بحیلہ جامہاش راہم دُزدیدند
اس شخص کا قصہ جس کا دنبہ چوروں نے چرا لیا اور اس پر بس نہ کی تدبیر سے اس کے کپڑے بھی چرا لئے

آں یکے قچ داشت از پس میکشید — دُزد قچ را بُرد و حبلش را بُرید
ایک شخص کے پاس دنبہ تھا وہ اس کو پیچھے سے کھینچ رہا تھا — دنبہ کو چور لے گیا اور اس کی رسی کاٹ دی

چونکہ شد آگہ دواں شد چپ و راست — تا بیابد کاں قچ بُردہ کجاست
جب وہ واقف ہوا، دائیں اور بائیں جانب بھاگا — تاکہ معلوم کرے کہ وہ چرایا ہوا دنبہ کہاں ہے؟

بر سرِ چاہے بدید آں دُزد را — کو فغاں میکرد کاے واویلتا
اس چور کو ایک کنویں پر دیکھا — کہ وہ فریاد کر رہا ہے۔ کہ ہائے تباہی

گفت نالاں از چہٖ اے اوستاد — گفت ہمیانِ زرم درچہ فتاد
اس نے کہا اے استاد! تو کیوں رو رہا ہے؟ — اس نے کہا میری نقدی کی ہمیانی کنویں میں گر گئی ہے

گر توانی[2] در روی بیروں کشی — خمس بدہم مر ترا بادل خوشی
اگر تو جا سکے، باہر نکال لائے — میں دل کی خوشی کے ساتھ تجھے پانچواں حصہ دیدونگا

ہست درمیانِ من پا نصد درم — گر کنی با من چنیں لُطف و کرم
میری ہمیانی میں پانچ سو درہم ہیں — اگر تو میرے ساتھ اس طرح کی مہربانی اور کرم کرے

خمس صد دینار بستانی بدست — گفت با خود ایں بہایِ دہ قچ ست
پانچواں حصہ سو درہم تو ہاتھ سے لے لے — اس نے سوچا، یہ اس دنبوں کی قیمت ہے

گر درے[3] بربستہ شد صد در کشاد — گر قچے شد حق عوض اُشتر بداد
اگر ایک دروازہ بند ہوا ہے سو دروازے کھل گئے — اگر دنبہ گیا، اللہ نے بدلے میں اونٹ دیدیا

جامہا بر کند واندر چاہ رفت — جامہا را بُرد ہم آں دُزد تفت
کپڑے اتارے اور کنویں میں اتر گیا — وہ چور فوراً کپڑوں کو بھی لے گیا

حازمے باید کہ رہ تا دہ برد — حزم نبُود طمع طاعوں آورد
پختہ کار چاہیے تاکہ گاؤں تک کا راستہ طے کرلے — پختہ کاری نہ ہو تو لالچ طاعون پیدا کر دیتا ہے

---

[1] تاندزد دو۔ اس شیطان چور نے تمہارا سامان تو چرا ہی لیا اب اس تو بکی سواری نہ چرا لے۔ حکایت۔ اس حکیات کا منشاء یہ ہے کہ انسان لالچ میں پڑ کر پے در پے چور کو چوری کا موقع پیدا دیتا ہے۔ قچ۔ دنبہ۔ آں یکے۔ یہ شخص اپنا دنبہ ڈوری میں باندھے لے جا رہا تھا چور نے پیچھے سے آ کر رسی کاٹ کر دنبہ چرا لیا اب یہ شخص اس کی تلاش میں بھاگا تو چور ایک کنویں پر کھڑے ہو کر رونے لگا اور چور نے اس دنبہ والے سے کہا کہ میری پانچسو اشرفیوں کی ہمیانی کنویں میں گر گئی ہے اگر کوئی اس کو کنویں میں سے نکال دے تو میں اس کو اس میں سے سو اشرفیاں دے دوں گا۔ یہ شخص لالچ میں آ گیا اور کپڑے اتار کر کنویں میں اتر گیا چور اس کے کپڑے بھی لے بھاگا۔

[2] گر توانی۔ چور نے دنبہ والے سے کہا اگر تو میری ہمیانی نکال دے گا تو اس کا پانچواں۔ حصہ تجھے دیدوں گا خمس پانچواں حصہ گفت۔ دنبہ والے نے دل میں سوچا کہ مجھے تو دس دنبوں کی قیمت کی برابر اشرفیاں مل رہی ہیں۔

[3] گر درے۔ اگر دنبہ گیا تو کیا پرواہ ہے مجھے اس کے بدلے میں اونٹ مل رہا ہے۔ جامہا۔ اس دنبہ والے نے اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیئے اور کنویں میں اتر گیا وہ چور اس کے کپڑے لے بھاگا۔ حازمے۔ منزل طے کرنے کے لئے بڑی پختہ کاری کی ضرورت ہے۔

اُو یکے[1] اِ ذز دیست فتنہ سیرتے | چوں خیال اُورا بہر دم صُورتے
وہ شیطان ایک فتنہ سیرت سے چور ہے | خیال کی طرح اس کی ہر لمحہ ایک نئی صورت ہے
کس نداند مکرِ اُو اِلّا خدا | در خدا بگریزو وارہ زاں دغا
اس کا مکر خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا | خدا (کی پناہ) میں بھاگ، اس دغا (باز) سے نجات حاصل کر

مناظرۂ مُرغ با صیّاد در ترہّب و در معنیٔ ترہّبی کہ

پرند کا شکاری کے ساتھ رہبانیت اختیار کرنے کے بارے میں۔ مناظرہ جس

مُصطفٰے صلّی اللہ علیہ وعلٰی آلہ وسلّم نہی کرد ازاں اُمّت

اے مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو روکا ہے

خودرا کہ لَا رُھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَام

کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے

مُرغ گفتش خواجہ در خلوت مایست | دینِ احمدؐ را ترہّب نیک نیست
پرندے نے اس سے کہا اے خواجہ! خلوت میں نہ ٹھہر | احمدؐ کے دین میں رہبانیت اچھی نہیں ہے
از ترہّب نہی کرد آخر رسُولؐ | بدعتے چوں در گرفتی اے فضول
آخر رسولؐ نے رہبانیت سے منع کیا ہے | اے فضول! تو نے بدعت کیوں اختیار کر لی؟
جمعہ[2] شرطست و جماعت در نماز | امر معروف وز منکر احتراز
جمعہ اور نماز میں جماعت ضروری ہے | بھلی بات کا حکم دینا اور بری بات سے بچنا
رنجِ بد خُویاں کشیدن زیر صبر | منفعت دادن بخلقاں ہمچو ابر
صبر کے ماتحت بد مزاجوں کی تکلیف برداشت کرنا | ابر کی طرح لوگوں کو نفع پہنچانا
خَیْرُ نَاسٍ اَنْ یَّنْفَعَ النَّاس اے پدر | گر نہ سنگی چہ حریفی با مدر
اے بابا! بہتر انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے | اگر تو پتھر نہیں ہے تو ڈھیلوں سے دوستی کیسی؟
درمیانِ اُمّتِ مرحوم باش | سنّتِ احمدؐ مہل محکوم باش
مرحوم امت کے درمیان رہ | احمدؐ کی سنت نہ چھوڑ، محکوم بنا رہ
چوں[3] جماعت رحمت آمد اے پسر | جہد کن کز رحمت آری تاجِ سر
اے بیٹا! جب کہ جماعت رحمت ہے | تو کوشش کرتا کہ تو رحمت سے سر کا تاج حاصل کر لے
در جوابش گفت صیّادِ عیار | نیست مُطلق اینکہ گفتی ہوشدار
اس کے جواب میں چالاک شکاری نے کہا | سمجھ لے یہ مطلقاً نہیں ہے جو تو نے کہا

---

[1] او۔ شیطان ہر لحظہ بھیس بدل کر دھوکا دیتا ہے۔ کس نداند۔ اس کی چالوں کو خدا ہی پہچان سکتا ہے۔ بس اس کی پناہ مانگتے رہو۔ ترہب۔ رہبانیت اختیار کرنا۔ رہبانیت یہ ہے کہ انسان تمام دنیوی علاقے منقطع کر کے جنگلوں میں عبادت گذاری کرے۔ آنحضورؐ نے اس رہبانیت سے منع فرمایا ہے۔ بدعتے۔ رہبانیت اسلامی طریقہ نہیں ہے لہٰذا وہ بدعت ہے۔

[2] جمعہ۔ اسلام، جمعہ اور جماعت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیتا ہے۔ رہبانیت اس کے منافی ہے۔ رنج۔ شریعت کا حکم ہے کہ لوگوں کی بدخلقی پر صبر کرو اور ابر کی طرح لوگوں کو نفع پہنچاؤ۔ خیر الناس حدیث شریف ہے "بہترین انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے" اگر نہ سنگی۔ ڈھیلوں سے دوستی کرنا پتھر کا کام ہے انسان کا کام نہیں ہے۔ درمیان۔ عوام سے مل کر زندگی گذارنا سنت ہے۔

[3] چوں جماعت۔ حدیث شریف ہے اَلْجَمَاعَۃُ رَحْمَۃٌ وَالْفُرْقَۃُ عَذَابٌ "جماعت رحمت ہے الگ رہنا عذاب ہے" در جوابش۔ اس چالاک شکاری نے کہا کہ جماعت کو تنہائی پر مطلقاً فضیلت نہیں ہے بسا اوقات گوشہ تنہائی جماعت سے افضل ہوتا ہے اگر برے ساتھی ہوں تو تنہائی افضل ہوگی۔

ہست تنہائی بہ از یارانِ بد
بُرے دوستوں سے تنہائی بہتر ہے
نیک بابد چوں نشیند بد شود
نیک بد کیساتھ جب بیٹھتا ہے، بد ہو جاتا ہے

زانکہ[۱] عقلِ ہر کرا نبود رسوخ
کیونکہ جس کی عقل میں پختگی نہ ہو
پیشِ عاقل اُو چو سنگ ست وکلوخ
وہ عقلمند کے نزدیک پتھر اور ڈھیلے کی طرح ہے

چوں حمار ست آنکہ بے ہلیت ست
جو نا اہل ہے وہ گدھے کی طرح ہے
صحبتِ اُو عینِ رہبانیت ست
اس کی صحبت بالکل رہبانیت ہے

ہوشِ اُو سُوئے علف باشد چو خر
اس کا ہوش گدھے کی طرح چارے کی طرف ہوتا ہے
بگذر از وے تا نمانی بے ہنر
اس سے بھاگ تا کہ تو بے ہنر نہ رہ جائے

زانکہ غیرِ حق ہمہ گردد رُفات
کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا سب ریزہ ریزہ ہو جائیگا
کُلُّ اٰتٍ بَعْدَ حِیْنٍ فَھُوَ اٰتٍ
تھوڑی دیر کے بعد ہر آنے والا پہنچنے والا ہے

ہرچہ جز آں وجہ باشد ہالک ست
جو کچھ اس وجہ کے سوا ہے، وہ ہلاک ہونیوالا
مُلک و مالک عکسِ آں یک مالک ست
مُلک اور مالک، اس ایک مالک کا عکس ہے

گرچہ[۲] سایہ عکسِ شخص ست اے پسر
اے بیٹا! اگرچہ سایہ شخص کا عکس ہے
ہیچ از سایہ نمانی خورد بر
تو سایہ سے کبھی پھل نہ کھائے گا

ہیں ز سایہ شخص را مُکن طلب
آگاہ، سایہ کے ذریعہ شخص کو ڈھونڈ لے
در مسبّب رَو گذر کُن از سبب
مسبب کی طرف جا، سبب سے گزر جا

یارِ جسمانی بُوَد رُویش بمرگ
جسمانی دوست کا رخ موت کی طرف ہے
صحبتش شُوم ست باید کرد ترک
اس کی صحبت منحوس ہے، چھوڑنی چاہیے

حکمِ اُو ہم حکمِ قبلہ اُو بُوَد
اس کا حکم بھی اس کے قبلہ کا حکم ہو گا
مُردہ اش خواں چونکہ مُردہ جُو بُوَد
جبکہ وہ مردے کا جویاں ہے اس کو مردہ سمجھ

ہر کہ با ایں قوم باشد راہب ست
جو اس قوم کے ساتھ ہو وہ راہب ہے
کہ کلوخ و سنگ اُورا صاحب
کیونکہ ڈھیلا اور پتھر اس کا ساتھی ہے

بگذر[۳] از سنگ و کلوخ بے وجود
بے وجود یہ پتھر اور ڈھیلے سے گذر جا
سُوئے کانِ لعل رَو از بہرِ جود
بخشش کے لئے لعل کی کان میں جا

خود کلوخ و سنگ کس را رہ زند
ڈھیلا اور پتھر خود کسی کی رہزنی کرتے ہیں؟
زیں کلوخاں صد ہزار آفت رسد
ان ڈھیلوں سے لاکھوں آفتیں پہنچتی ہیں

---

۱ زانکہ۔ بے عقل انسان عقلمند کے نزدیک ڈھیلا اور پتھر ہے چوں حمار۔ بے عقل انسان پتھر تو کیا بلکہ گدھا ہے اس کے ساتھ رہنا ایسا ہی برا ہے جیسا کہ تو رہبانیت کی برائی کر رہا ہے۔ ہوش او۔ اس بے عقل انسان کو چرنے اور کھانے کی فکر ہے اس کی صحبت بے ہنر بنا دیگی۔ زانکہ۔ اس بے عقل کا مقصود جبکہ غیر حق ہے وہ بالکل فنا ہو جائیگا بلکہ وہ فنا شدہ ہے۔ کُلُّ آت۔ جو چیز ہونیوالی ہے سمجھو کہ ہو چکی۔ ہرچہ۔ کُلُّ شَیءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ۔ "خدا کے علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔"

۲ گرچہ۔ ممکنات بمنزلہ سایہ کے ہیں اور سایہ مفید نہیں ہے ہیں ز سایہ۔ ممکنات اور کائنات سے گذر کر ذاتِ باری سے علاقہ قائم کرنا چاہیے۔ یار۔ غیر اللہ جو فانی ہے اس کی صحبت بری ہے مرگ۔ مولانا نے اس شعر میں مرگ کو ترک کا ہم قافیہ بنایا ہے۔ حکم۔ چونکہ اس فانی یار نے اپنا مقصود فانی کو بنا رکھا ہے "لہٰذا خود فانی ہے۔ ہر کہ۔ جو دنیاداروں کی صحبت اختیار کرے وہ بھی راہب ہے کیونکہ یہ دنیادار ڈھیلے اور پتھر ہیں۔

۳ بگذر۔ برے ساتھیوں سے انقطاع کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے کانِ لعل۔ اللہ تعالیٰ۔ خود۔ جنگل کے ڈھیلے اور پتھر کسی راہب کی رہزنی نہیں کرتے اور یہ بڑے ساتھی سینکڑوں مصائب کا سبب ہیں۔

گفت اُمرِ غش پس جہاد آنگہ بُود ... کایں چنیں رہزن میان رہ بُود

پرند نے اس سے کہا، جہاد جب ہوتا ہے ... جب راستہ میں ایسا رہزن ہو

از برائِ حفظ و یاری و نبرد ... بر رہِ نا ایمن آید شیر مرد

حفاظت اور مدد اور جنگ کے لئے ... شیر مرد، خوفناک راستہ پر آتا ہے

عرقِ مردی آنگہے پیدا شود ... کہ مُسافر ہمرہِ اعدا شود

مردانگی کی رگ اس وقت پیدا ہوتی ہے ... جب کہ مسافر دشمنوں کے ہمراہ ہو

چوں نبیُ السیف بودست آں رسولؐ ... اُمّتِ اُو صفدر انند و فحول

چونکہ وہ رسولؐ نبی السیف ہیں ... ان کی امت صف شکن اور جوانمرد ہے

مصلحت[۲] دردینِ ما جنگ و شکوہ ... مصلحت دَر دینِ عیسیٰ غار و کوہ

ہمارے مذہب میں جنگ اور دبدبہ مصلحت ہے ... عیسیٰ کے دین میں، غار اور پہاڑ مصلحت ہے

مصلحت دادست ہریک را جدا ... مصلحت جُو گر توئی مردِ خدا

ہر ایک کو جداگانہ مصلحت دی ہے ... اگر تو مردِ خدا ہے مصلحت تلاش کر

گفت آرے گر بُود یاری و زور ... تا بقُوت بر زند بر شرّ و شور

اس نے کہا ہو ہاں اگر مدد اور طاقت ہو ... تاکہ قوت سے شور شر حملہ کرے

قُوتے[۳] باید دریں رہ مرد وار ... یاری باید دریجا فرد وار

اس راستہ میں مردانہ قوت چاہیے ... اس جگہ یکتا یار چاہئے

چوں نباشد قُوتے پرہیز بہ ... در فرارِ لا یطاق آساں بجہ

جب طاقت نہ ہو بچنا بہتر ہے ... بے بسی کی بات سے بھاگنے میں آسانی سے کود جا

صنعت این ست اے عزیزِ نامدار ... فکر تے کُن دَر نگر انجامِ کار

اے نامدار عزیز! کارگری یہی ہے ... غور کر لے، انجام کار دیکھ لے

یاری جُو تا بیابی راہ را ... ورنہ کے دانی توراہ و چاہ را

دوست کی تلاش کر، تاکہ تو راستہ پا لے ... ورنہ تو راستہ اور کنویں کو کیا سمجھے گا؟

گفت صدقِ دل بباید کار را ... ورنہ یاراں کم نیایند یار را

اس نے کہا کام میں دل کی سچائی چاہیے ... ورنہ یار کے لئے یار کم نہیں ہیں

۱ گفت۔ پرند نے کہا کہ انہی برے ساتھیوں کیساتھ رہنے سے ہی نفس کے ساتھ جہاد کرنا ممکن ہو سکے گا اگر دشمن نہ ہو تو جہاد کی فضیلت کہاں حاصل ہو سکتی ہے۔ از برائے۔ بہادر وہی راہ اختیار کرتا ہے۔ جس پر اس کو دوستوں کی مدد کا موقع اور راہزنوں سے جنگ کا موقع مل سکے اور دشمنوں کی موجودگی میں اس کی بہادری کی رگ ابھرتی ہے۔ چوں۔ آنحضورؐ کو نبی السیف "تلوار والے نبی" بھی کہا جاتا ہے تو انکی امت بھی بہادر اور مجاہد ہے۔

۲ مصلحت۔ اسلام میں کافروں سے جہاد نیکی اور مصلحت ہے اور رہبانیت اختیار کرنا اور غاروں میں بیٹھ کر عبادت کرنا حضرت عیسیٰؑ کا دین تھا۔ جدا۔ ہر مذہب میں وقت کی مناسبت سے احکام دیئے گئے ہیں۔ گفت۔ شکاری نے کہا کہ بیشک گوشہ نشینی پر جہاد کو فضیلت ہے لیکن اسی شخص کے لئے جس میں جہاد کی طاقت ہو۔

۳ قوتے۔ شکاری نے کہا جہاد کے لئے قوت اور مخلص ساتھی ضروری ہیں۔ صنعت۔ کارگری یہی ہے کہ انسان انجام پر نظر رکھ کر کام شروع کرے۔ یار۔ راہِ جہاد کیلئے یار کی ضرورت ہے اور اس زمانے میں مخلص دوست کہاں ہیں۔ گفت پرند نے کہا کہ اگر اپنے دل میں صداقت ہو تو دنیا میں یاروں کی کمی نہیں ہے تو خود دوسرے کا دوست بن پھر دیکھ کس قدر دوست ملتے ہیں۔ اور زندگی کی راہ میں یار کی بے حد ضرورت ہے۔

یار شو تا یار بینی بے عدد — زانکہ بے یاراں بمانی بے مدد

یار بن جا، تاکہ تو بے شمار یار دیکھے — کیونکہ تو یاروں کے بغیر بے مدد رہ جائے گا

دیو[1] گرگست و تو ہمچوں یوسفی — دامنِ یعقوبؑ مگذار اے صفی

شیطان بھیڑیا ہے اور تو یوسفؑ کی طرح ہے — اے برگزیدہ! یعقوبؑ کا دامن نہ چھوڑ

گرگ اغلب آنگہے گیرا بُود — کز رمہ شیشک بخود تنہا رَود

عموماً بھیڑیا اس وقت پکڑنے والا بنتا ہے — جبکہ ایک سالہ بکری کا بچہ گلے سے اکیلا چلتا ہے

آنکہ سُنّت با جماعت ترک کرد — در چنیں مَسبع نہ خونِ خویش خورد

جس نے سنت مع جماعت کے ترک کر دی — کیا ایسے درندوں کے مقام میں اپنا خون نہیں پیا؟

ہست[2] سُنّت رہ جماعت چوں رفیق — بے رہ و بے یار افتی در مَضیق

سنت راستہ اور جماعت سفر کے ساتھی کی طرح ہے — تو بغیر راستہ اور بغیر یار کے تنگی میں پھنس جائیگا

راہِ سُنّت با جماعت بہ بُود — اسپ با اسپاں یقیں خوشتر رَوَد

سنت کا راستہ اور جماعت کے ساتھ بہتر ہوتا ہے — گھوڑا، گھوڑوں کیساتھ یقیناً اچھا چلتا ہے

لیک ہر گمراہ را ہمرہ مداں — غافلانِ خفتہ را آگہ مداں

لیکن ہر گمراہ کو ہمراہ نہ سمجھ — سوئے ہوئے غافلوں کو، باخبر نہ سمجھ

ہمرہے را جُو کزو یابی مدد — ہمدل و ہمدرد و جویانِ احد

ایسا ہمراہ تلاش کر جس سے تجھے مدد حاصل ہو — جو ہمدل اور ہمدرد ہو اور خدا کا جویاں ہو

ہمرہے نے کو بُود خصمِ خرد — فرصتے جوید کہ جامہ تو برد

وہ ہمراہی نہیں جو عقل کا دشمن ہو — موقع کی تلاش کرے کہ تیرے کپڑے لے اڑے

میرود با تو کہ یابد عقبہ[3] — کہ تواند کردت آنجا نہبۂ

تیرے ساتھ چلتا ہے، تاکہ کوئی گھاٹی ملے — تاکہ وہاں تجھے لوٹ سکے

میرود با تو برائے سُودِ خویش — ہیں منوش از نوشِ اُو کاں ہست نیش

وہ تیرے ساتھ اپنے نفع کے لئے چلتا ہے — خبردار! اس کا شہد نہ پی، کیونکہ وہ ڈنک ہے

یا بُود اشتر دلے چوں دید ترس — گوید اُو بہر رجوع از راہ درس

یا وہ بزدل ہو کہ جب اس نے خوف محسوس کیا — وہ راستہ سے لوٹنے کا سبق پڑھائے

یار راترساں کند ز اُشتر دلی — ایں چنیں ہمرہ عدو داں نے ولی

بزدلی سے دوست کو ڈرا دیتا ہے — ایسے ساتھی کو دشمن سمجھ، نہ کہ دوست

[1] دیو۔ شیطان کو بھیڑیا سمجھ اور بھیڑیا ہمیشہ اس بکری پر حملہ کرتا ہے جو ریوڑ سے جدا ہے۔ گیرا۔ گیرندہ۔ شیشک۔ بکری کا ایک سالہ بچہ۔ آنکہ۔ جو شخص سنت اور جماعت کو چھوڑ کر تنہائی اختیار کرتا ہے۔ وہ اس بکری کی طرح ہے جو خوفناک درندوں کے جنگل میں ریوڑ سے جدا رہے۔

[2] ہست۔ سنت راستہ، اور جماعت اس کا ساتھی ہے اس کے بغیر انسان مصیبت میں پھنس جاتا ہے لیکن سفر کا ساتھی جانچ کر بنانا چاہیے اور وہ ایسا شخص ہونا چاہیے جو خدا کا طلبگار ہو اور ہمدرد ہو۔ ہمرہے۔ وہ ساتھی عقل کا دشمن نہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ موقع پا کر تیرا سامان ہی لے بھاگے۔ می رود۔ وہ تیرے ساتھ اس لئے لگ گیا ہو کہ کوئی پہاڑ کی گھاٹی آئے تو تجھے وہاں لوٹ لے

[3] عقبہ۔ پہاڑ کی گھاٹی۔ نہبہ۔ لوٹ۔ نوش۔ اس ساتھی کی چپڑی باتوں سے دھوکا کھانا۔ یا بود۔ وہ ساتھی ایسا بزدل بھی نہ ہونا چاہیے کہ اگر دین کی کچھ مشکلات پیش آئیں تو دینداری چھوڑنے کا مشورہ دینے لگے۔ یار ترساں۔ بزدل، دوسرے کو بھی بزدل بنا دیتا ہے۔

یارِ بَد۱ ماریست ہیں بگریز اَزو — تا نریزد دَر تو زہرآں زشت خُو
برا دوست سانپ ہے خبردار! اس سے بھاگ — تاکہ وہ بد عادت تجھ میں زہر نہ ڈال دے

یار را از راہ بَرَد آں راہزن — مُرد نَبُوَد آنکہ افتد زیرِ زَن
وہ راہزن یار کو راستہ سے بھٹکا دیتا ہے — مرد نہ ہوگا، جو عورت سے مغلوب ہو جائے

راہ جانبا زیست دَر ہرَ عیشۂ — آفتے دَردفعِ ہرَ جاں شیشۂ
زندگی کی ہر حالت میں جانبازی، راستہ ہے — ہر نازک دل کو بھگانے کیلئے وہ آفت ہے

راہِ دیں ہرَ گمرہی خود چوں رَود — حازمے باید کہ مَردِ رَہ بُوَد
ہر گمراہ دین کے راستہ پر خود کیسے چلے؟ — کوئی پختہ کار چاہئے جو مرد راہ ہو

راہِ دیں زاں رُو پراز شوروشرَست — کہ نہ راہِ۲ ہر مُخَنث گوہرست
دین کا راستہ اسی وجہ سے شور و شر سے بھرا ہوا ہے — کیونکہ وہ ہر ہیز طبیعت کا راستہ نہیں ہے

دَر رہ ایں ترس امتحانہائے نفوس — ہمچو پرویزن بہ تمیز سَبُوس
اس راستہ میں خوف نفسوں کے امتحانات ہیں — جس طرح کہ چھلنی بھوسی جدا کرنے کے لئے

راہ چہ بُوَد پرنشانِ پا یہا — یارچہ بُوَد نردبانِ رایہا
راستہ کیا ہوتا ہے؟ پاؤں کے نشانوں سے پُر — دوست کیا ہوتا ہے؟ تدبیروں کی سیڑھی

گیرم آں گرگت نیابد زِ احتیاط — بے زجمعیت نیابی آں نشاط
میں نے مانا، احتیاط کی وجہ سے وہ بھیڑیا تجھے نہ پکڑیگا — جماعت کے بغیر تو وہ خوشی نہ محسوس کریگا

آنکہ۳ اندر راہ تنہا خوش رَوَد — با رفیقاں سیر اُو صد تو شَوَد
وہ شخص جو راستہ میں اکیلا اچھا چلتا ہے — دوستوں کے ساتھ اس کی رفتار سو گنا ہو جائے گا

با غلیظی خر زیاراں اے فقیر — دَر نشاط آید شَوَد قوّت پذیر
اے فقیر! باوجود کثافت کے گدھا دوستوں کیوجہ سے — خوش ہو جاتا ہے، قوت پکڑتا ہے

ہرَ خَرے کز کارواں تنہا رَوَد — بروے آں راہ از تعب صد تو شَوَد
جو گدھا قافلہ سے جدا چلتا ہے — مشقت کی وجہ سے وہ راستہ اسپر سو گنا ہو جاتا ہے

چند سیخ و چند چوب افزوں خورد — تاکہ تنہا آں بیاباں را بُرد
چند سیخ اور چند لاٹھیاں زیادہ کھاتا ہے — جبکہ اکیلا اس جنگل کو طے کرتا ہے

۱ یارِ بد۔ برا ساتھی مثل سانپ کے ہے۔ یار را۔ بزدل رہزن ہے جو ساتھی کو بے راہ کر دیتا ہے جو شخص ایسے ساتھی سے مغلوب ہو وہ مرد نہیں ہجڑا ہے۔ یعنی مردانگی سے خالی بزدل رہو۔ شعر:

شیوہ نازک دلاں نبود سلوک راہ خطر
سخت دشوار است بار شیشہ در سنگلاخ

رہو ہیں۔ شعر:

خطر بسیار دارد راہ حق ہوشیار شو صاحب
کو موسیٰ بے عصا در وادی ایمن نمی آید

۲ کہ نہ راہ۔ دین کے راستہ کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پُرخطر بنایا ہے تاکہ چلنے والوں کی آزمائش ہو سکے۔

۳ ہیں۔ اس راستہ کا ڈر اچھے برے کو اسی طرح جدا کر دیتا ہے جس طرح چھلنی آٹے اور بھوسی کو جدا کر دیتی ہے۔ راہ۔ صحیح راستہ وہی ہے جس پر دوسروں سالکوں کے نشانات قدم ہوں، دوست وہی ہے جس کی عقل تیرا سہارا ہو۔ گیرم۔ تنہا سفر کرنے میں ہو سکتا ہے کہ احتیاط کی وجہ سے نقصان نہ پہنچے لیکن نشاط جماعت کے ساتھ رہنے میں ہے۔

۳ آنکہ۔ تنہائی میں بھی اگر بہتر کام کرتا ہے تو جماعت میں رہ کر اس سے زیادہ بہتر کر سکے گا۔ با غلیظی۔ گدھا جیسا کثیف مزاج بھی دوسرے گدھوں کے ساتھ ہونے سے تیز رفتار بن جاتا ہے اگر تنہا چلتا ہے تو سست رفتاری کی وجہ سے اس کی زیادہ پٹائی ہوتی ہے۔

مر ترا می ۱ گوید آں خر خوش شنو — گر نۂ خر ہمچنیں تنہا مرو

وہ گدھا تجھ سے کہتا ہے اچھی طرح سن لے — اگر تو گدھا نہیں ہے اس طرح تنہا نہ چل

آنکہ تنہا خوش رود اندر رصد — بارفیقاں بے گماں ، خوشتر رود

جو کمین گاہ میں اکیلا ٹھیک چلتا ہے — بلا شک دوستوں کے ساتھ زیادہ بہتر چلے گا

ہر نبیے اندریں راہِ دُرست — معجزہ بنمود و ہمراہاں بجُست

اس سچے راستہ میں ہر نبی نے — معجزہ دکھایا اور ساتھی تلاش کئے

گر نباشد یاریِ دیوارہا — کے بر آید خانہ و انبارہا

اگر دیواروں کی دوستی نہ ہو — گھر اور ڈھیر کب حاصل ہوں ؟

ہر یکے دیوار اگر باشد جُدا — سقف چوں باشد معلق بر ہوا

اگر ہر دیوار جدا ہو — ہوا میں چھت کیسے معلق ہو گی ؟

گر نبا ۲ شد یاریِ حبر و قلم — کے فتد بر روئی کاغذ ہا رقم

اگر روشنائی اور قلم کی دوستی نہ ہو — تو کاغذ پر تحریر کب آئے ؟

ویں حصیرے کہ کسے می گسترد — گر نہ پیوندد بہم بادش برد

وہ بوریا جو کوئی بچھاتا ہے — اگر آپس میں نہ جڑے ، اس کو ہوا لیجائے

حق زہر جنسے چوزوجین آفرید — پس نتائج شُد ز جمعیت پدید

جب اللہ تعالیٰ نے ہر جنس کے جوڑے پیدا کئے — تو اجتماع سے نتائج ظاہر ہوئے

درمیانِ مرغ و صیّاد اے عجب — بس شکال افتاد و شد نزدیک شب

تعجب ہے ، پرند اور شکاری میں — بہت سے اشکال پیدا ہوئے اور رات قریب آ گئی

اُو بگفت ۳ و ایں بگفت از اہتزاز — بحث شاں شد اندریں معنی دراز

اس نے کہا اور اس نے کہا ، جوش کی وجہ سے — اس مسئلہ میں ان کی بحث لمبی ہو گئی

مثنوی را چابک و دلخواہ کن — ماجرا را موجزو کو تاہ کن

مثنوی کو چالو اور دل پسند بنا — قصہ کو مختصر اور کتاہ کر دے

مُرغ را چوں دیدہ بر گندم فتاد — نفسِ اُو بے طاقت آمد در گشاد

پرند کی آنکھ جب گیہوں پر پڑی — اس کا نفس خوشی میں بے قابو ہو گیا

۱ مر ترا۔ انسان کو گدھے ہی سے عبرت حاصل کر لینی چاہئے اور جماعت کو ترک نہ کرنا چاہیے۔ آنکہ۔ تنہا مسافر غیر مطمئن رہتا ہے ساتھیوں کا ہمراہی آرام سے سفر کرتا ہے۔ ہر نبی۔ انبیاء نے بھی جماعت بنانے کی خاطر معجزہ دکھائے اور تنہا روی اختیار نہ کی۔ گر نباشد۔ اگر دیواروں کی باہمی یاری نہ ہو اور صرف ایک دیوار ہو تو اس سے نہ گھر بنے گا اور نہ اس میں غلے کے انبار لگیں گے۔

۲ گر نباشد۔ روشنائی اور قلم کی اجتماع سے کتابت ہوتی ورنہ تنہا روشنائی اور قلم بیکار ہے۔ ایں حصیرے۔ بوریا کھجور کے پتوں کے اجتماع سے بنتا ہے ورنہ ہر پتے کو ہوا اڑا لے جائے۔ حق۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جنس کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے اور ان کے اجتماع سے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ درمیان۔ پرند اور شکاری میں رہبانیت اور اجتماعی زندگی کی افضلیت کی بحث رات تک ہوتی رہی۔

۳ او بگفت۔ پرند اور شکاری میں اس مسئلہ میں بہت سے سوال و جواب ہوئے لیکن چونکہ ہمیں مثنوی کے اور مضامین بیان کرنے ہیں لہٰذا اس بحث کو مختصر کرتے ہیں۔ مرغ۔ جال میں دانہ کو دیکھ کر پرند بے قابو ہو گیا اور شکاری سے دریافت کرنے لگا کہ یہ گیہوں کس کے ہیں شکاری نے کہا لاوارث یتیم بچوں کے ہیں چونکہ لوگ مجھے امانتدار سمجھتے ہیں میرے پاس امانت رکھ دیتے ہیں۔

بعد ازاں گفتش کہ گندم آنِ کیست
اس کے بعد اس نے اس سے کہا گیہوں کس کے ہیں؟
گفت امانت از یتیم بے وصی ست
اس نے کہا بغیر وصی کے بچہ کی امانت ہیں

مالِ ایتام[1] است امانت پیشِ من
چند یتیموں کا مال میرے پاس امانت ہے
زانکہ پندارند مارا مؤتمن
کیونکہ مجھے امانت دار سمجھتے ہیں

گفت من مضطرم و مجروحِ حال
اس نے کہا میں مضطر اور پھٹے حال ہوں
ہست مُردار ایں زماں بر من حلال
اس وقت مجھ پر مردار حلال ہے

ہیں بدستورے ازیں گندم خورم
ہاں اجازت ہے؟ کہ میں اس گیہوں میں سے کھالوں
اے امین و پارسا و محترم
اے امین اور پارسا اور محترم

گفت مُفتیِ ضرورت ہم توئی
اس نے کہا ضرورت کے بارے میں تو ہی فتویٰ دینے والا ہے
بے ضرورت گر خوری مجرم شوی
بغیر ضرورت کے اگر کھائے گا گنہگار ہو جائیگا

ور ضرورت ہست ہم پرہیز بہ
اگر ضرورت بھی ہے، تو بھی بچنا بہتر ہے
ور خوری بارے ضمانِ آں بدہ
اگر کھائے گا پھر اس کا تاوان دینا

مُرغ بس در خور فرو رفت آں زماں
پرند اس وقت اپنے اندر ڈوب گیا
توسنش سَر بستد از جذبِ عناں
اس کا گھوڑا، باگ کھینچنے سے قابو میں نہ آیا

چوں[2] بخورد آں گندم اندر فخ بماند
اس نے جیسے ہی گیہوں کھایا جال میں رہ گیا
چند اُو یٰسین والانعام خواند
اس نے سورۂ یٰسین اور انعام بہت پڑھی

بعد درماندن چہ افسوس و چہ آہ
پھنس جانے کے بعد کیا افسوس اور کیا آہ
پیش ازاں بایست ایں دُودِ سیاہ
یہ کالا دھواں اس سے پہلے چاہئے

پیش ازاں کایں دانہ بر تو فخ شود
اس سے پہلے کہ یہ دانہ تیرے لئے جال بنے
گرمیِ حرص تو ہمچوں یخ شود
تیرے لالچ کی گرمی برف کی طرح ہو جائے

آہ[3] و دود و نالہ آں دَم کار بند
آہ اور دھویں اور نالہ پر اس وقت عمل کر
حرص را آوارہ کن اے ہوشمند
اے ہوشمند! حرص کو دفع کر دے

آں زماں کہ حرص جنبید و ہوس
جب حرص اور حرکت میں آگئے
آں زماں می گو کہ اے فریاد رس
اس وقت کہہ، کہ اے فریاد رس

کاں زماں پیش از خرابی بصرہ است
کیوں کہ وہ وقت بصرہ کی تباہی سے پہلے کا ہے
بو کہ بصرہ وارہد ہم زاں شکست
ہو سکتا ہے کہ بصرہ شکست سے نجات پا جائے

[1] ایتام۔ یتیم کی جمع ہے۔ موتمن۔ امانتدار۔ گفت پڑنے کہا میں بھوک سے مجبور ہو رہا ہوں ایسی حالت میں تو مردار کھانا بھی جائز ہو جاتا ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اس گیہوں کو کھالوں۔ مفتی۔ شکاری نے کہا کہ تو خود اپنے بارے میں فتویٰ دے کہ تو مجبور ہے یا نہیں؟ اور ضرورت اگر مجبوری بھی ہے تو حرام سے بچنا بہتر ہے اور اگر تو مجبوری کھائے گا تو پھر ضمان بھی دینا پڑے گا۔ مرغ۔ پرند دانہ کھانے پر مجبور ہوگیا۔

[2] چوں بخورد۔ دانہ چگتے ہی پرند جال میں پھنس گیا اس نے سورہ یٰسین اور سورہ انعام پڑھی جن کا پڑھنا مصیبت میں مفید ہوتا ہے لیکن اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بعد درماندن۔ جب عذاب الٰہی آ پکڑتا ہے۔ پھر توبہ مفید نہیں ہوتی ہے۔ یخ۔ یعنی خوف کی وجہ سے لالچ ٹھنڈا پڑ جائے۔

[3] آہ و دود۔ توبہ اور آہ و زاری عذاب اور موت کے نرغہ سے پہلے مفید ہے۔ آں زماں۔ انسان کا نفس جب گناہ پر مجبور کرے تب خدا کی طرف رجوع مفید ہے۔ خرابی بصرہ۔ بصرہ شہر کی تباہی یعنی تباہی سے قبل اس کی روک تھام مفید ہے تباہی کے بعد تدبیر بیکار ہے۔

اُبکِ لِیْ یَا بَاکِیِ یَا ثَاکِلِی[1] قَبلَ ھَدْمِ الْبُصْرَۃِ وَالْمُوْصِلِ
اے میرے رونے والے اے مجھے گم کرنے والے! مجھ پر رو موصل اور بصرہ کی تباہی سے پہلے

نُحْ عَلَیَّ قَبْلَ مَوْتِیْ وَاغْتَفِرْ لَا تَنُحْ لِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ وَاصْطَبِرْ
میرے مرنے سے پہلے مجھ پر رو اور مغفرت چاہو میرے مرنے کے بعد نہ رو اور صبر کر

اِھْلِ لِیْ قَبْلَ ثُبُوْرِیْ فِی التَّوٰی بَعْدَ طُوْفَانِ التَّوٰی خَلِّ الْبُکَا
میری ہلاکت میں تباہی سے پہلے مجھ پر رو لے ہلاکت کے طوفان کے بعد رونا چھوڑ دے

آں زماں کہ دیوی شُد راہزن آں زماں بایست یٰسیں خواندن
جس وقت شیطان راہزن بنا اس وقت یٰسین پڑھنی چاہیے

پیش ازاں کا شکستہ گردد کارواں آں زماں چوبک بزن اے پاسباں
اس سے پہلے کہ قافلہ تباہ ہو اے چوکیدار! اس وقت ڈنکا پیٹ دے

حکایت[2] پاسبانے کہ خاموش کرد تا دُزداں رختِ تاجراں

اس چوکیدار کا قصہ جس نے خاموشی اختیار کی حتیٰ کہ چور تاجروں کا سب

بُرُدند بکلّی بعدازاں ہیہای و پاسبانی بنیادی کرد
سامان لے گئے اس کے بعد ہائے ہائے اور حفاظت شروع کی

پاسبانے بُود در یک کارواں حارسِ مال و قماشِ آں مہاں
ایک قافلہ میں ایک چوکیدار تھا ان بڑے تاجروں کے سامان اور مال کا محافظ

پاسباں شب خفت و دُزد اسباب بُرد رختہا را زیرِ ہر خاکے فشرد
چوکیدار رات کو سو گیا اور چور سامان لے گیا سامان زمین کے اندر دبا دیا

روز شُد بیدار شُد آں کارواں دید رفتہ رخت و سیم و اُشتراں
دن ہوا، وہ قافلہ جاگا اس نے دیکھا کہ سامان اور چاندی اور اونٹ جا چکے ہیں

پاسباں[3] در ہے ہے و چوبک زدن گرم گشتہ خود ہموبد راہزن
چوکیدار ہائے ہائے اور ڈنکا پیٹنے میں مصروف ہو گیا خود ہی چور تھا

پس بدو گفتند اے حارس بگو کہ چہ شُد ایں رخت وایں اسباب کو
تو لوگوں نے اس سے کہا اے چوکیدار! بتا کہ یہ سامان کیا ہوا؟ اور یہ اسباب کہاں ہے

گفت دُزداں آمد ندانند نقاب رختہا بُردند از پیشم شتاب
اس نے کہا چور نقاب ڈالے ہوئے آئے میرے سامنے سے فوراً سامان لے گئے

---

[1] ثاکل۔ وہ شخص جس کا کوئی مر گیا ہو۔ ھدم البصرۃ بصرہ اور موصل کی تباہی سے خود انسان کی تباہی مراد ہے۔ نُح۔ یہ خود اپنے نفس کو خطاب ہے نوحہ کر۔ ثبور۔ ہلاکت۔ التوی۔ ہلاکت آں زماں۔ جب شیطان گناہ پر مجبور کرے گا سے بچنے کی تدبیر مفید ہے۔ پیش ازاں۔ قافلہ کی تباہی سے قبل بچاؤ کی تدبیر مناسب ہے۔

[2] حکایت۔ اس قصہ سے یہ بتاتا ہے کہ چوکیدار نے قافلہ کے لٹنے کے بعد اپنا فریضہ ادا کیا جو مفید نہ تھا۔ حارس۔ نگہباں۔ مہاں۔ مہ کی جمع ہے، بڑا بزرگ۔ رختہا۔ چوری کا سامان، چور نے زمین میں دفن کر دیا۔ روز شد۔ جب دن نکلا تو قافلہ والوں کا سب سامان لٹ چکا تھا۔

[3] پاسباں۔ قافلہ لٹنے کے بعد چوکیدار نے ہائے ہائے شروع کی۔ ہموبد۔ چونکہ اس چوکیدار نے چور کو بھگانے کی تدبیر نہ کی اسلئے گویا وہ خود چور ہوا۔ گفت۔ چوکیدار نے کہا چور نقاب پہن کر آئے اور میری موجودگی میں جلد سے سامان لے گئے۔

قوم گفتندش کہ اے چوں تَلِ ریگ[۱] — پس چہ میکردی چہ تو مُردہ ریگ

قوم نے اس سے کہا اے ریت کے ٹیلے جیسے! — پھر تو کیا کر رہا تھا، تو کیسا ذلیل ہے

گفت من یک کس بُدم ایشاں گروہ — با سلاح و با شجاعت با شکوہ

اس نے کہا میں اکیلا تھا وہ گروہ تھا — ہتھیار اور بہادری اور دبدبہ کے ساتھ

گفت اگر در جنگ کم بُودت اُمید — نعرہ بایستی زدن کہ بر جہید

کہا اگر تجھے لڑائی میں امید نہ تھی — تجھے نعرہ مارنا چاہیے تھا کہ اٹھو

گفت آں دم کارد بنمودند و تیغ — کہ خمُش ورنہ کُشیمت بید ریغ

اس نے کہا اس وقت انہوں نے چھری اور تلوار دکھائی — کہ خاموش ورنہ ہم تجھے بید ریغ قتل کر دینگے

آں زماں از ترس بستم من دہاں — ایں زماں فریاد و ہیہائے و فغاں

اس وقت میں نے ڈر سے منہ بند کر لیا — اب فریاد اور ہائے ہائے اور فغاں ہے

آں[۲] زماں بست ایں دمم کہ دم زنم — ایں زماں چندانکہ خواہی می کنم

اس وقت میرا یہ سانس رک گیا کہ دم ماروں — اب جس قدر تو چاہے میں کروں گا

چونکہ عمرت بُرد دیوِ فاضحہ — بے نمک باشد اَعُوذُ و فاتحہ

جب کہ رسوا شیطان تیری عمر لے گیا — تو اعوذ اور فاتحہ بے مزہ ہے

گرچہ باشد بے نمک اُکنوں حنیں — ہست غفلت بے نمک تر زاں یقیں

اگرچہ اب رونا بے مزہ ہے — یقیناً غفلت اس سے زیادہ بے مزہ ہے

ہمچناں[۳] ہم بے نمک می نال نیز — کہ ذلیلاں را نظر کُن اے عزیز

ایسے ہی بے مزہ روتا بھی رہ — کہ اے عزیز! آپ ذلیلوں کی طرف نظر فرمائیں

قادری بیگاہ چہ بُود یا بگاہ — از تو چیزے فوت کے شد اے آلہ

تو قادر ہے بے وقت اور با وقت کیا ہوتا ہے؟ — اے خدا! تجھ سے کوئی چیز کب فوت ہوئی ہے؟

گفت لَا تَاسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ — کے شَوَد از قدرتش مطلوب گم

اس نے فرمایا ہے "جو تم سے فوت ہو جائے اس پر غم نہ کرو" — اس کی قدرت سے مطلوب کب غائب ہوتا ہے؟

حوالہ کردنِ مرغ گرفتاریِ خودرا دردام بفعل و مکر و زرقِ زاہد و جواب گفتنِ زاہد مُرغ را

پرند کا جال میں اپنی گرفتاری کو زاہد کے فعل اور مکر اور دھوکے سے وابستہ کرنا اور زاہد کا پرندکو جواب دینا

---

[۱] تل ریگ۔ ریت کا ٹیلہ یعنی بے حس۔ مُردہ ریگ۔ مردے کی میراث، ناچیز۔ گفت۔ چوکیدار نے جواب دیا۔ کہ وہ بہت اور ہتھیار بند تھی میں اکیلا۔ نہتا تھا۔ نعرہ۔ قافلہ والوں نے کہا کہ ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا تو شور مچا دیتا۔ آں دم۔ چوکیدار نے کہا کہ انہوں نے تلوار دکھا کر مجھے چپ کر دیا تھا۔ آں زماں۔ اس وقت تو میں دم نہ مار سکتا تھا اب میں فریاد کر رہا ہوں۔

[۲] آں زماں۔ اس وقت میں دم نہیں مار سکتا تھا۔ اب تم جس قدر چاہو میں شور وغل مچا دوں۔ چونکہ۔ جس طرح قافلہ کے لٹ جانے کے بعد اس چوکیدار کا شور وغل بیکار تھا اسی طرح پوری عمر برباد کرنے کے بعد اعوذ اور فاتحہ پڑھنا بے فائدہ ہے۔ گرچہ۔ اب مولانا فرماتے ہیں۔ کہ آخری عمر میں بھی توبہ غفلت سے بہتر ہے۔

[۳] ہمچناں۔ آخر عمر میں ہی آہ و زاری کرلے اور دربار خداوندی میں عرض کر کہ اے خدا تو قادر مطلق ہے میرے لئے وقت اور بے وقت کوئی چیز نہیں ہے۔ گفت۔ انسان کے اعتبار سے کسی کام کا وقت گذرتا ہے اور فوت ہو جاتا ہے خدا سے کوئی چیز فوت نہیں ہوتی اسی لئے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ جو تم سے فوت ہو جائے اور اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو مجھ سے فوت ہو جائے۔

گفتِ ۱ آں مُرغ ایں سزای آن بُود — کہ فسونِ زاہداں را بشنود
پرند نے کہا، یہ اس کی سزا ہے — جو زاہدوں کی مکاری کو سنے

گفت زاہد نے سزای آں نشاف — کہ خورد مالِ یتیماں از گزاف
زاہد نے کہا نہیں یہ اس دیوانگی کی سزا ہے — کہ بیہودگی سے یتیموں کا مال کھائے

بعدازاں نوحہ گری آغاز کرد — کہ فخ و صیاد لرزاں شُد ز درد
اس کے بعد اس نے ایسا رونا شروع کیا — کہ درد سے جال اور شکاری لرز گئے

کز تناقضہای دل پشتم شکست — بر سرم جانا بیامی مال دست
کہ دل کے متضاد خیالوں سے میری کمر ٹوٹ گئی — اے محبوب! آ میرے سر پر ہاتھ پھیر دے

زیرِ ۲ دستِ تو سرم را راحت ست — دستِ تو در شکر بخشی آیتے ست
آپ کے ہاتھ کے نیچے میرے سر کو راحت ہے — آپ کا ہاتھ شکر عطا کرنے میں دلیل ہے

سایہ خود از سرِ من بر مدار — بیقرارم بیقرارم بیقرار
میرے سر سے اپنا سایہ نہ ہٹائیے — میں بے قرار ہوں، میں بے قرار ہوں، بیقرار

خوابہا بیزار شُد از چشمِ من — در غمت اے رشکِ سرو و یاسمن
میری آنکھ سے نیندیں غائب ہو گئیں — آپ کے غم میں اے سرو اور یاسمین (کیلئے) باعث رشک

گرنیم لائق چہ باشد گر دمے — نا سزائے را بپرسی در غمے
اگرچہ میں نالائق ہوں کیا ہو جائیگا اگر تھوڑی دیر کیلئے — کسی غم میں آپ کسی نالائق کی پرسش کر لیں گے

مر عدم ۳ را خود چہ استحقاق بُود — کہ بر و لطفت چنیں درہا کشود
خود عدم کا کیا استحقاق تھا؟ — کہ آپ کی مہربانی نے اس پر ایسے دروازے کھول دیئے

خاکِ گرگیں را کرم آسیب کرد — دہ گہر از نُورِ حِسّ در جیب کرد
خارشی خاک کو کرم والا کر دیا — حس کے نور کے دس موتی جیب میں ڈال دیئے

پنج حسِّ ظاہر و پنج نہاں — کہ بشر شُد نطفۂ مُردہ ازاں
پانچ ظاہری حس اور پانچ پوشیدہ — کہ مردہ نطفہ ان سے انسان بن گیا

توبہ بے توفیقت اے نُورِ بلند — چیست جُز بر ریشِ توبہ ریشخند
اے بلند نور! آپ کی توفیق کے بغیر، توبہ — سوائے توبہ کی مذاق اڑانے کے کیا ہے؟

---

۱ گفت۔ پھنسنے کے بعد پرندے نے کہا جو زاہدوں کے مکر میں پھنس جائے اس کی یہی سزا ہے جو مجھے ملی ہے۔ زاہد۔ زاہد نے کہا کہ اپنی سزا کو اپنے فعل سے وابستہ کر تو نے یتیموں کا مال کھایا اس کی سزا ہے۔ نشاف۔ دیوانگی۔ بعد ازاں۔ پھر اس پرندے نے اس سزا کو اپنے فعل کی سزا سمجھ کر اس دردناک طریقہ پر رونا شروع کر دیا جس سے شکاری اور جال لرز گیا۔ تناقضہای۔ انسان کے دل میں متضاد خیالات آتے رہتے ہیں کبھی گناہ کی طرف میلان ہوتا ہے کبھی اس سے نفرت ہوتی ہے۔

۲ زیر دست۔ اب اس پرند یعنی گناہوں میں مبتلا شخص نے بیدعا شروع کر دی کہ اے خدا میرے سر پر دست کرم رکھ دے تیرے دست کرم کے نیچے میرے سر کو راحت ہے۔ تیرا دست کرم مجھے نعمت بخشتا ہے اور شکر کی توفیق دیتا ہے۔ شکر بخشی۔ نعمت بخشی۔ سایہ۔ اے خدا میرے سر سے اپنا سایہ نہ ہٹا میں بیقرار ہوں اور تیرے غم میں میری نیند اڑ گئی ہے۔ میں اگرچہ نالائق ہوں۔ لیکن ایک نالائق پر کرم کرنے سے تیرا کچھ نہیں بگڑتا ہے۔

۳ مر عدم۔ تو نے مجھے بغیر کسی استحقاق کے اپنے کرم سے پیدا کر دیا۔ خاک گرگیں۔ خارشی مٹی۔ یعنی ذلیل مٹی کرم آسیب۔ یعنی کرم کے اثر والا یعنی اس نے مٹی کو حواس عطا کر دیئے۔ دہ گہر۔ یعنی باطنی پانچ حواس اور ظاہری پانچ حواس۔ پنج نطفہ ایک بے جان چیز ہے پھر اس میں دسوں حواس پیدا ہو جاتے ہیں۔ توبہ اگر تو بہ میں توفیق الٰہی شامل نہ ہو تو اس توبہ کا بقا مشکل ہے اور پھر اس توبہ کا مذاق اڑتا ہے۔

سُلطان ۱ توبہ یک یک بر کنی ... توبہ سایہ است و تو ماہِ روشنی

آپ توبہ کی ایک ایک مونچھ اکھاڑ دیتے ہیں ... توبہ سایہ ہے آپ روشنی کا چاند ہیں

اے زتو ویراں دکان و منزلم ... چوں ننالم چوں بیفشاری دلم

اے محبوب آپ کی وجہ سے میری دکان اور منزل ویران ہے ... میں کیوں نہ روؤں جبکہ آپ میرا دل بھینچ رہے ہیں؟

چونکہ بے تو نیست کارم را نظام ... بے تو ہر گز کار کے گردد تمام

کیونکہ آپ کے بغیر میرا کام منتظم نہیں ہے ... آپ کے بغیر کام کب مکمل ہو گا

چوں گریزم زانکہ بے تو زندہ نیست ... بے خداوندیت بُودِ بندہ نیست

میں کیسے بھاگوں، کیونکہ تیرے بغیر کوئی زندہ نہیں ہے ... تیری آقائی کے بغیر بندہ کا وجود نہیں ہے

جانِ من بستاں تو اے جاں را اصول ... زانکہ بے تو گشتہ ام از جاں

اے جانوں کی جڑ! تو میری جان لے لے ... کیونکہ میں تیرے بغیر جان سے رنجیدہ ہوں

عاشقم ۲ من بر فنِ دیوانگی ... سیرم از فرہنگی فرزانگی

میں دیوانگی کے فن پر عاشق ہوں ... میرا عقلمندی اور فرزانگی سے پیٹ بھر چکا ہے

چوں بدرّد شرم گویم راز فاش ... چند ازیں صبر و زحیر و ارتعاش

جب شرم چاک ہو گئی میں راز کو کھول کر کہوں گا ... یہ صبر اور پیچ و تاب اور کپکپاہٹ کب تک؟

در حیا پنہاں شدم ہمچوں سجاف ... ناگہاں بجہم ازیں زیرِ لحاف

میں حیا میں گوٹ کی طرح پوشیدہ رہا ... اچانک اس لحاف کے نیچے سے کودوں گا

اے ۳ رفیقاں راہہا را بست یار ... آہوئ لنگیم و او شیرِ شکار

اے دوستو! دوست نے راستے بند کر دیے ہیں ... ہم لنگڑے ہرن ہیں، وہ شکاری شیر ہے

جز کہ تسلیم و رضا کو چارۂ ... در کفِ شیرِ نرے خونخوارۂ

تسلیم اور رضا کے سوا کیا چارہ ہے؟ ... خونخوار نر شیر کے پنجے میں

اُوندارد خواب و خور چوں آفتاب ... رُوحہا رامی کند بیخورد و خواب

وہ سورج کی طرح سوتا اور کھاتا نہیں رکھتا ... وہ روحوں کو بغیر کھانے اور نیند کے بناتا ہے

کہ بیا من باش یا ہم خُوئ من ... تا بہ بینی در تجلّی رُوئ من

کہ آجا، من بنجا، یا میرا ہم خصلت (بنجا) ... تاکہ تو تجلی میں میرا رخ دیکھ سکے

---

۱ سُلطاں۔ تو توبہ کی مونچھیں اکھاڑ دیتا ہے توبہ ایک سایہ ہے اور تو چاند ہے چاند کے سامنے سایہ کہاں باقی رہتا ہے۔ اے ذلو اے خدا تیری ہی قضا اور قدر کی وجہ سے میرے حواس اور دل تباہ ہیں۔ چونکہ۔ جب تک تو میرے اعمال کو منظم نہ کریگا میرا کام ناقص رہیگا۔ چوں گریزم۔ بغیر خدا کی توفیق کے کام کا نظام درست ہوتا ہو نہ کنارہ زندگی ہی ممکن نہیں ہے خدا کی خدائی کے بغیر بندہ کا وجود ممکن نہیں ہے۔

۲ عاشقم۔ شعر۔
ورای طاعت دیوانگاں ز ما مطلب
کہ شیخ مذہب ما عاقلی گنہ دانست
دیوانگی۔ یعنی حالت سکر۔ فرزانگی۔ یعنی عقل معاشی۔ راز۔ یعنی تقدیر کا راز حالت صحو میں بیان نہیں کیا جا سکتا عوام کے لیے بعض بے حالت سلامت میں کہا جا سکتا ہے۔ زحیر۔ پیچش۔ ارتعاش۔ اضطراب یہ کیفیتیں راز کے ضبط کرنے کی صورت میں پیدا ہوتی ہیں۔ در حیا۔ صحو کی حالت راز بیان کرنے سے مانع ہے لحاف۔ گوٹ جو لحاف کے استر اور ابرے کے درمیان ہوتی ہے۔

۳ اے رفیقاں۔ وہ راز یہ ہے کہ قضا و قدر کی اور ہماری مثال یہ ہے کہ لنگڑا ہرن ہو اور شیر شکاری ہو تو وہ کہاں بچ سکتا ہے یہی حال ہمارا ہے۔ معاصی کی وجہ سے قضا و قدر نے ہمارا راستہ بند کر دیا ہے۔ جز۔ لنگڑے ہرن کیلئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ اپنے آپ کو شیر کے سپرد کر دے۔ اوندارد۔ وہ خود چونکہ کھانے پینے اور سونے سے بے نیاز ہے اس لئے ہمیں بھی ایسا ہی بنا دیا ہے۔ کہ بیا۔ حضرت حق تعالیٰ انسان کو اپنے اخلاق والا بنانا چاہتا ہے تاکہ اس کو مشاہدہ حاصل ہو سکے۔

ور ندیدی چوں چنیں شیدا شُدی — خاک بُودی طالبِ اِحیا شُدی
اگر تو نے نہیں دیکھا ہے تو ایسا عاشق کیوں بنا؟ — تو مٹی تھا، زندگی کا طالب بنا

گر ز بےجا سویت نداد ست اُو علف — چشمِ جانت چوں بماندست آں طرف
اگر اس نے لامکان سے تجھے خوراک نہیں دی ہے — تیری جان کی آنکھ اس طرف کیوں لگی ہے؟

گربہ بر سوراخ زاں شُد معتکف — کہ ازاں سُوراخ اُو شد مُعتلِف
بلی، سوراخ پر اس لئے بیٹھی ہے — کہ اس سوراخ سے وہ غذا پانیوالی بنی ہے

گربہ دیگر ہمی گردد ببام — کز شکارِ مُرغ یابید اُو طعام
دوسری بلی کوٹھے پر چکر لگا رہی ہے — کیونکہ اس نے پرند کے شکار سے غذا پائی ہے

آں یکے را قِبلہ شُد جولاہگی — واں یکے حارس برائے جامگی
ایک کا قبلہ جولاہہ پن بنا — اور ایک تنخواہ کے لئے چوکیدار ہے

واں۲ یکے بیکار و رُو در لامکاں — کہ ازاں سُو دادیش تو قوتِ جاں
اور ایک بیکار ہے اور منہ لامکان کیطرف ہے — کیونکہ اس جانب سے آپ نے اس کو جان کی روزی عطا کی ہے

کار آں دارد کہ حق را شُد مُرید — بہر کارے اُو زہر کارے بُرید
کام وہی رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا ارادہ کرنیوالا بنا — اس نے ایک کام کیلئے ہر کام سے علیحدگی کر لی

دیگراں چوں کودکاں ایں روز چند — تا شبِ ترِحال بازی می کنند
دوسرے ان بچوں کی طرح یہ چند روز — سفر کی رات تک کھیلتے رہتے ہیں

خوابناکے کو ز یقظہ می جہد — دایۂ وسواس عشوش می دہد
وہ سویا ہوا جو بیداری کے ذریعہ اٹھتا ہے — دھوکے کی دایہ اس کو فریب دیتی ہے

رو بخسپ۳ اے جاں کہ بگذاریم ما — کہ کسے از خواب بجہاند ترا
اے جان! جا، سو جا ہم کسی کو موقع نہ دینگے — کہ کوئی تجھے نیند سے اٹھائے

ہم تو خود را بر کنی از بیخ خواب — ہمچو تشنہ کہ شنود اُو بانگِ آب
تو خود ہی اپنے آپ کو نیند کی جڑ سے علیحدہ کرلے — اس پیاسے کی طرح جو پانی کی آواز سن لے

بانگِ آبم من بگوشِ تشنگاں — ہمچو باراں می رسم از آسماں
میں پیاسوں کے کان میں پانی کی آواز ہوں — بارش کی طرح آسمان سے پہنچ رہا ہوں

۱ گر۔ چونکہ روح لامکان سے غذا حاصل کر چکی ہے لہٰذا اس کی نظریں اُدھر لگی ہوئی ہیں۔ گربہ۔ بلی کو جب کسی سوراخ سے غذا حاصل ہو جاتی ہے تو وہ وہاں ہی انتظار میں بیٹھی رہتی ہے۔ دیگر۔ کسی بلی نے اگر بالا خانہ پر شکار پکڑا ہے تو وہ وہاں کے چکر کاٹتی ہے۔ آں یکے۔ جس شخص کو جس پیشے سے فائدہ ہو چکا ہے وہ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ جامگی۔ تنخواہ۔

۲ واں یکے۔ جن کو عالم بالا سے روحانی غذا حاصل ہوتی ہے انکی توجہ عالم بالا کی طرف رہتی ہے۔ کار۔ پہلے شعر میں چونکہ عالم بالا کی طرف متوجہ رہنے والوں کو بیکار کہا تھا اب فرماتے ہیں کہ اصل کام انہی لوگوں کا ہے۔ دیگراں۔ دنیاداروں کی مثال ان بچوں کی سی ہے جو کھیل کود میں وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ ترحال۔ سفر۔ خوابناکے۔ ان دنیاداروں میں سے جس کو ہوش بھی آتا ہے شیطان اس کو اسی طرح تھپک کر دوبارہ غافل بنا دیتا ہے۔ جس طرح دایہ بچہ کو تھپک کر سلا دیتی ہے۔

۳ رو۔ بخسپ۔ وسوسہ کی دایہ شیطان اس کو سلاتے ہوئے کہتا ہے کہ آرام سے سوتا رہ میں کسی کو موقع نہ دوں گا کہ تیرے آرام میں خلل انداز ہو۔ ہم تو خود۔ انسان کو چاہئے کہ غفلت کی نیند کے اسباب خود ختم کر دے اور اس طرح بیدار رہے۔ جس طرح کہ پیاسا پانی کی آواز سن کر بیدار رہتا ہے۔ بانگ۔ مولانا فرماتے ہیں جس طرح پانی کی آواز جو آسمان سے نازل ہوتا ہے پیاسوں کی غفلت کو دور کرتی ہے میں بھی غافلوں کی اسی طرح بیدار کر رہا ہوں۔

برجہ[1] اے عاشق برآور اضطراب   بانگ، آب و تشنہ و آنگاہ خواب
اے عاشق! اٹھ اور بے چین ہو جا   پانی کی آواز ہو اور پیاسا اور پھر نیند

حکایت آں عاشقے کہ شب بیامد بر اُمید وعدۂ معشوق بداں وثاقے کہ اشارت کردہ بُود و بعضے از شب منتظر بُود کہ خوابش بربود معشوق آمد اُورا خُفتہ یافت جیبش پُر جوز کرد و اُورا خُفتہ گذاشت و باز گشت و در بیانِ تحقیق ماہیت آں

اس عاشق کی حکایت جو معشوق کے وعدے کی امید پر اس حجرے میں پہنچا جس کا اس نے اشارہ کیا تھا اور رات کے کچھ حصہ میں منتظر رہا پھر اس کو نیند آ گئی معشوق آیا اس کو سویا ہوا پایا اس کی جیب اخروٹوں سے بھر دی اور اس کو سوتا چھوڑ دیا اور واپس ہو گیا اور اس کی حقیقت کی تحقیق کے بیان میں

عاشقے بُودست در ایّامِ پیش   پاسبانِ عہد اندر عہدِ خویش
اگلے زمانہ میں ایک عاشق تھا   اپنے زمانے میں عہد کا پابند

سالہا در بندِ وصلِ ماہِ[2] خود   شاہ مات و ماتِ شاہنشاہِ خود
سالوں اپنے چاند کے وصل کی فکر میں تھا   عاشقوں کا شاہ اور اپنے شہنشاہ کا مقتول تھا

عاقبت جوئندہ یابندہ بُود   کہ فرج از صبر زائندہ بُود
انجام کار تلاش کرنے والا، پانے والا ہے   کیونکہ کشادگی صبر سے پیدا ہونے والی ہوتی ہے

گفت روزے یارِ اُو کامشب بیا   کہ بہ پختم از پئے تو لوبیا
ایک دن اس کے معشوق نے اس سے کہا کہ آج رات آ جا   کیونکہ میں نے تیرے لئے لوبیا پکایا ہے

در فلاں حجرہ نشیں تا نیم شب   تا بیایم نیم شب من بے طلب
آدھی رات تک فلاں حجرے میں بیٹھ   تاکہ میں بغیر بلائے آدھی رات کو آجاؤں

مرد قرباں کرد و ناںہا بخش کرد   چوں پدید آمد مہش از زیرِ گرد
مرد نے قربانی دی اور روٹیاں خیرات کیں   جبکہ اس کا چاند غبار میں سے رونما ہوا

شب دراں حجرہ نشست آں گرم دار   بر اُمیدِ وعدۂ آں یارِ غار[3]
وہ گرم جوشی سے رات کو اس حجرے میں بیٹھ گیا   اس مخلص دوست کے وعدے کی امید پر

مُنتظر بنشستہ خوابش در ربود   اُو فتاد و گشت بیخود آں عنود
منتظر بیٹھا تھا اس کو نیند آ گئی   وہ سرکش گر پڑا اور غافل ہو گیا

[1] برجہ۔ سالک کو غفلت ترک کر کے مشاہدے کے لئے مضطرب ہو جانا چاہیے ورنہ یہ طلب حقیقی نہ ہوگی اور یہ عاشق عشق کے دعوے میں جھوٹا ہو گا۔ حکایت۔ اس حکایت میں یہ بتایا ہے کہ اس عاشق کا حقیقی عشق نہ تھا اس لئے وہ سو گیا ورنہ عشق اور نیند میں ضد ہے۔ وثاق۔ حجرہ۔ جوز۔ اخروٹ پاسبان۔ یعنی یہ عاشق اپنے زمانہ میں عشق کے عہد کا پابند سمجھا جاتا تھا۔

[2] ماہ۔ یعنی معشوق۔ شاہ مات۔ مات سے مقتول عاشق مراد ہے یعنی وہ عاشقوں کا شاہ تھا۔ کہ فرج۔ حدیث شریف ہے۔ الصبر مفتاح الفرج۔ لوبیا۔ ترکاری کا دانہ ہے۔ جو پکا کر کھلایا جاتا ہے۔ مرد۔ وصل کے مژدہ اور امید پر عاشق نے قربانی کی اور روٹیاں تقسیم کیں۔

[3] یار غار۔ حضرت ابوبکرؓ جو کہ ہجرت کے وقت آنحضورؐ کے ساتھ غار ثور میں رہے، مطلقاً پکا دوست۔ منتظر۔ اس عاشق نے ابتداء شب میں معشوق کا انتظار کیا اور پھر سو گیا۔

ساعتے بیدار بُد خوابش گرفت
وہ دیر تک بیدار رہا اس کو نیند نے پکڑ لیا
عاشقِ دلدادہ را خواب اے شگفت
تعجب ہے، دلدادہ عاشق کو نیند؟

بعدِ نصف اللیل آمد یارِ او
اس کا دوست آدھی رات کے بعد آیا
صادق الوعدانہ آں دلدارِ او
وہ اس کا معشوق، سچے وعدے والوں کی طرح

عاشقِ خود را فتادہ خفتہ دید
اپنے عاشق کو پڑا ہوا، سویا ہوا دیکھا
اندکے از آستینش اُو درید ۱
تھوڑی سی اس کی آستین پھاڑی

گردگانِ چندش اندر جیب کرد
چند اخروٹ اس کی جیب میں ڈالدیئے
کہ تو طفلی گیر ایں می باز نرد
کہ تو بچہ ہے، یہ لے کھیل

چوں سحر از خواب عاشق بر جہید
جب صبح کو عاشق نیند سے جاگا
آستین و گردگانہارا بدید
آستین اور اخروٹ دیکھے

گفت شاہِ ما ہمہ صدق و وفاست
بولا، ہمارا شاہ مجسم سچائی اور وفا ہے
آنچہ بر ما میرسد آں ہم زماست
جو کچھ ہم پر نازل ہوتا ہے، وہ ہماری جانب سے ہے

اے ۲ دلِ بے خواب ما زیں ایمنیم
اے بے خواب دل! ہم اس سے مطمئن ہیں
چوں حرس بر بام چوبک میزنیم
ہم بالا خانے پر نگہبان کی طرح ڈنکا بجاتے ہیں

گردگانِ ما دریں مطحن شکست
ہمارے اخروٹ اس چکی میں پس گئے
ہر چہ گوئیم از غمِ خود اندک است
اپنے غم کے بارے میں جو کچھ کہوں، کم ہے

عاذلا چندیں صداع و ماجرا
اے ملامت گر! درد سر اور قصہ کب تک؟
پند کم دہ بعد ازیں دیوانہ را
اس کے بعد دیوانے کو نصیحت نہ کر

من ۳ نخواہم عشوۂ ہجراں شنود
میں فراق کا فریب نہ سنوں گا
آزمودم چند خواہم آزمود
میں نے آزما لیا، کتنا آزماؤں گا؟

ہر چہ غیرِ شورش و دیوانگی ست
شورش اور دیوانگی کے علاوہ جو کچھ ہے
اندریں رہ دوری و بیگانگی ست
اس راستہ میں دوری اور بیگانگی ہے

ہیں بنہ برپایم آں زنجیر را
ہاں میرے پاؤں میں یہ زنجیر ڈال دے
کہ دریدم سلسلہ تدبیر را
کیونکہ میں نے تدبیر کا سلسلہ توڑ دیا ہے

۱ درید۔ نشانی کے طور پر معشوق نے عاشق کی آستین پھاڑ دی۔ گردگان۔ نہ بچوں کو اخروٹ دے کر بہلا دیا جاتا ہے معشوق نے اس عاشق کو طفل مکتب قرار دے کر اس کی جیب میں اخروٹ ڈال دیئے۔ چوں سحر۔ جب صبح کو عاشق بیدار ہوا تو اس نے اپنی آستین پھٹی ہوئی اور جیب میں اخروٹ دیکھے تو بولا کہ معشوق تو سچا ہے اور محرومی خود میری وجہ سے ہوئی۔

۲ اے۔ اب مولانا اپنے آپ کو خطاب کر کے کہتے ہیں کہ ہم اس خوابِ غفلت سے محفوظ ہیں اور چوکیدار کی طرح بالا خانہ پر بیٹھ کر نقارہ بجاتے ہیں اور ہم نے غفلت کے اسباب کو فنا کر دیا ہے۔ عاذلا۔ مولانا نے اپنے عشق کی کیفیت کا اظہار فرمایا ہے فرماتے ہیں ملامت گر ہم دیوانوں کو ملامت نہ کر اس سے درد سر پیدا ہوتا ہے۔

۳ من نخواہم۔ ملامت گر عموماً فراق سے ڈرا کر عشق ترک کرنے کو کہتا ہے۔ آزمودم۔ میں ہجر کو آزما چکا ہوں وہ ہجر ہی نہیں ہے نیز اس میں بھی میرے لئے لذت ہے۔ ہر چہ۔ راہِ عشق میں دیوانگی اور شورش کے سوا ہر چیز معشوق سے بیگانگی ہے۔ شعر

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے

ہیں۔ اب میں دیوانگی اختیار کر چکا ہوں لہٰذا میں زنجیر کا مستحق ہوں۔

غیر ۱ بعد آں نگارِ مُقبِلم — گردو صد زنجیر آری بگسلم
میرے اقبال مند معشوق کے گھنگرالے بالوں کے علاوہ — اگر تو دو سو زنجیریں لائے گا میں توڑ دوں گا

عشق وناموس اے برادر راست نیست — بر در ناموس اے عاشق مایست
عشق اور آبرو اے بھائی! مناسب نہیں ہے — اے عاشق! آبرو کے دروازے پر نہ ٹھہر

وقت آں آمد کہ من عُریاں شوم — نقش بگذارم سراسر جاں شوم
وہ وقت آ گیا کہ میں ننگا ہوجاؤں — نقش کو چھوڑ دوں، سراسر جان بن جاؤں

اے عدوِّ شرم و اندیشہ بیا — کہ دریدم پردۂ شرم و حیا
اے فکر اور شرم کے دشمن! آجا — کیونکہ میں نے شرم اور حیا کا پردہ چاک کر دیا ہے

اے ۲ بہ بستہ خوابِ جاں از جادوئی — سخت دل یارا کہ در عالم توئی
اے وہ کہ تو نے جان کی نیند کو جادوگری سے دور کر دیا ہے؟ — اے سخت دل دوست! کہ جہان میں تو ہی ہے

ہیں گلوئے صبر گیرو می فشار — تا خُنک گردد دلِ عشق اے سوار
ہاں صبر کا گلا پکڑ اور دبا دے — اے سوار! تاکہ عشق کا دل ٹھنڈا ہو جائے

تا نسوزم کے خُنک گردد دلش — اے دلِ ما خاندان و منزلش
جب تک میں جل نہ جاؤں گا اس کا دل کب ٹھنڈا ہوگا؟ — اے وہ کہ جس کا خاندان اور مکان ہمارا دل ہے؟

خانۂ خود را ہمی سوزی بسوز — کیست آنکس کہ بگوید لا یجوز
تو اپنا گھر جلاتا ہے، جلا دے — وہ کون ہے جو کہے کہ جائز نہیں ہے؟

خوش بسوز ایں خانہ را اے شیر مست — خانۂ عاشق چنیں اولی ترست
اے مست شیر! اس گھر کو خوب جلا دے — عاشق کا گھر ایسا ہی بہتر ہے

بعد ازیں من سوز را قبلہ کنم — زانکہ شمعم من بسوزش روشنم
اس کے بعد میں سوزش کو قبلہ بناؤں گا — کیونکہ میں شمع ہوں اس کے سوز سے روشن ہوں

خواب ۳ را بگذار امشب اے پدر — یک شبے در کوئے بے خواباں گذر
اے بابا! آج کی رات نیند کو ترک کر — ایک رات جاگنے والوں کے کوچہ میں گذر

بنگر آنہا را کہ مجنوں گشتہ اند — ہمچو پروانہ بوصلش کشتہ اند
ان کو دیکھ کہ وہ مجنون ہو گئے ہیں — پروانہ کی طرح اس کے وصل سے مقتول ہوئے ہیں

بنگر ایں کشتیِ خلقاں غرقِ عشق — اژدہائے گشتہ گوئی حلقِ عشق
دیکھ مخلوق کی کشتی عشق میں غرق ہے — گویا کہ عشق کا حلق اژدہا بن گیا ہے

۱ غیر بعد۔ لیکن میں صرف محبوب کی زلف کی زنجیر کا قیدی بن سکتا ہوں اس کے علاوہ سب زنجیروں کو توڑ ڈالوں گا۔ عشق۔ عشق کے ساتھ رسوائی اور ذلت ہی جمع ہو سکتی ہے، عاشق آبرو سے بے پروا ہوتا ہے۔ وقت۔ اب میرا ایسا وقت ہے کہ مجھے جسمانی صفات سے عریاں ہو کر سراسر جان بن جانا چاہیے۔ عدو شرم۔ یعنی محبوب عشق میں شرم و حیا وصل سے مانع ہے۔

۲ اے بہ بستہ۔ عشق کا عجب جادو ہے کہ اس نے نیند کو آنکھوں سے روک دیا ہے۔ سخت دل۔ مولانا نے غلبۂ حال میں یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ ہیں۔ عشق جب خوش ہوتا ہے جبکہ عاشق کا صبر و قرار فنا ہو جائے۔ تا نسوزم۔ جب تک میں عشق کی آگ سے جل کر خاک نہ ہو جاؤں گا وہ محبوب خاموش نہ ہوگا میرا دل ہی اس کا خاندان اور مکان ہے وہ اسی کو اگر پھونکنا چاہتا ہے۔ پھونک دے اس کو برا کہنے والا کون ہے؟ خوش بسوز۔ عاشق کے دل کو پھونک ڈال وہ اسی قابل ہے دل کے جلنے سے جو اس میں سوزش ہوگی وہی میرا مقصود ہے شمع سوزش ہی سے روشن رہتی ہے۔

۳ خواب۔ اگر انسان عشق سے خالی ہے تو اس کو عاشقوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ بنگر۔ عاشقوں کو دیکھ لے کہ وہ مجنون بنے ہوئے ہیں اور وصل کی خاطر پروانہ کی طرح قربان ہوئے ہیں کیں۔ ان عاشقوں کی کشتی کو دیکھ، دریائے عشق میں کس طرح ڈوب رہی ہے گویا عشق ایک اژدہا ہے جس کا حلق سب کو نگل گیا ہے۔

اژدہائے ناپدید دل رُبا — عقلِ ہمچو کوہ را اُو کہربا

غیر محسوس اژدہا، دل کو چھیننے والا — وہ پہاڑ جیسی عقل کے لئے کہربا ہے

عقلِ ہر عطار کا گہ شُدا زُو — طبلہا را ریخت اندر آب جُو

جس عطار کی عقل اس سے واقف ہو گئی — اس نے کتنے نہر کے پانی میں بہا دیئے

رَو کزیں جُو بر نیائی تا اَبد — لَمْ یَکُنْ حَقًّالَّهٗ کُفُوًا اَحَد

جا، تو اس نہر سے قیامت تک، باہر نہ آئیگا — یقیناً اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے

اے مُزوّر چشم بکشاوَ ببیں — چند گوئی می ندانم آن و ایں

اے مکار! آنکھ کھول اور دیکھ — تو کہاں تک کہے گا میں اس کو اور اس کو نہیں جانتا

از وباے زَرق و محرومی بر آ — در جہانِ حیّ وقیّومی در آ

مکر اور محرومی کے مرض سے باہر آجا — حی و قیوم والے جہاں میں آجا

تا نمی بینم ہمی بینم شود — ویں ندانمہات می دانم شود

تاکہ "میں نہیں دیکھتا ہوں" دیکھتا ہوں بنجائے — اور یہ "سب میں نہیں جانتا ہوں" جانتا ہوں بنجائیں

بگذر[۲] از مستی و مستی بخش باش — زیں تلوّن نقل کُن در استواش

مستی سے گذر جا اور مستی بخشنے والا بن جا — اس تلون سے اس کی استقامت میں منتقل ہو جا

چند نازی تو بدیں مستیِ پست — بر سرِ ہر کوی چنداں مست ہست

تو اس پست مستی پر کتنا ناز کرے گا — ہر کوچہ کے سرے پر ایسے مست بہت ہیں

گردو عالم پُر شود سَر مستِ یار — جُملہ یک باشند و آں یک نیست خوار

اگر یار کے سر مستوں سے دنیا بھر جائے — سب ایک ہونگے اور وہ ایک ذلیل نہیں ہے

ایں[۳] ز بسیاری نیا بد خواریے — خوار کہ بُود تُن پرستے ناریے

یہ کثرت سے ذلیل نہیں ہوتا ہے — ذلیل کون ہوتا ہے؟ تن پرست دوزخی

گر جـ ـ پُر شد ز تابِ نورِ مہ — کے کساد آید بر صاحب ولہ

اگر چاند ـ . . چمک سے تمام جہان بھر جائے — عاشق کے لئے اس میں کب کھوٹ آتا ہے؟

گر جہاں پُر شد ز نورِ آفتاب — کے بُود خوار آں تفِ خوش التہاب

اگر تمام جہان سورج کے نور سے بھر جائے — وہ بخوبی بھڑ کنے والی روشنی کب ذلیل ہو گی؟

۱ اژدہائی۔ عشق ایک ایسا اژدہا ہے۔ جو بظاہر نظر نہیں آتا ہے لیکن دل کو نگل جاتا ہے۔ اور پہاڑ جیسی عقل کو بھی مغلوب کر دیتا ہے۔ عقل۔ عقل جب عشق سے باخبر ہو جاتی ہے اپنا سب کچھ قربان کر دیتی ہے۔ رو۔ سب کچھ قربان کرتے ہوئے عقل کہتی ہے کہ اب یہ چیزیں اس محبوب پر قربان ہیں جو بے نظیر ہے لہذا ان چیزوں کی واپسی کی کبھی خواہش نہ ہو گی۔ اے مزور۔ مکار، عاشق کے احوال سے قصداً آنکھیں بند کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ان احوال کو نہیں دیکھتا ہوں وہ محروم ہے اگر وہ عاشق کے میدان میں آجائے تو اس کو سب احوال نظر آنے لگیں جن احوال کے بارے میں وہ کہتا تھا میں نہیں دیکھتا ہوں" ان کے بارے میں کہنے لگے گا کہ میں دیکھتا ہوں

۲ بگذر۔ عقل کی مستی سے گذر کر عشق کی مستی تقسیم کرنے والا بن جا۔ تلون۔ مختلف رنگ بدلنا۔ چند نازی۔ عقل کے مست تو بہت ہیں جو مارے مارے پھرتے ہیں۔ گر دو عالم۔ عشق کے مستوں سے اگر دونوں عالم بھی بھر جائیں تو یا ان کی ذلت کا سبب نہ ہوگا کیونکہ وہ سب مل کر ایک ہیں۔

۳ ایں ز بسیاری۔ علاوہ ازیں محض کثرت ذلت کا سبب نہیں ہے ذلیل تو تن پرست اور جہنمی ہوتا ہے۔ گر جہاں چاند کی چاندنی سے سارا عالم بھی پر ہو جائے تو اس میں کوئی کھوٹ نہیں آتا ہے اسی طرح سورج کی روشنی سے سارا عالم پر ہو تو سورج کی روشنی بے قدر نہیں ہوتی۔

یک ۱ با ایں جملہ بالاتر خرام — چونکہ ارض اللہ واسع بود و رام
لیکن اس سب کے ہوتے ہوئے اوپر چل — جبکہ اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع اور تابع ہے

گرچہ ایں مستی چو بازِ اشہب ست — بر ترازوے در زمینِ قدس ہست
اگرچہ یہ مستی بھورے باز کی طرح ہے — قدس کی سرزمین میں اس سے بھی بہتر مقام ہے

مست زابرار و مقرب زو بہ است — بر مقرب شیرِ او چوں روبہ است
مست ابرار میں سے ہے اور مقرب اس سے بہتر ہے — مقرب کے نزدیک اس کا شیر لومڑی کی طرح ہے

زو سرافیلے شو اندر امتیاز — در دمندہ روح و مست و مست ساز
جا، امتیاز کرنے میں اسرافیل بن جا — روح کا پھونکنے والا اور مست اور مست بنانے والا

مست ۲ را چوں دل مزاح اندیشہ شد — ایں ندانم واں ندانم پیشہ شد
مست کا دل چونکہ مذاق سوچنے والا بن گیا — میں یہ نہیں جانتا اور وہ نہیں جانتا اس کا پیشہ بن گیا

ایں ندانم واں ندانم بہرِ چیست — تا بگوئی آنکہ میدانیم کیست
میں اس کو نہیں جانتا اور میں اس کو نہیں جانتا کس لئے ہے؟ — تاکہ تو کہے کہ جس کو میں جانتا ہوں وہ کون ہے؟

نفی ۳ بہرِ ثبت باشد در سخن — نفی بگذار و ز ثبت آغاز کن
بات میں نفی اثبات کے لئے ہوتی ہے — نفی کو چھوڑ دے اور اثبات سے ابتدا کر

نیست ایں و نیست آں ہیں واگذار — آنکہ آں ہست ست آں را پیش آر
خبردار! یہ نہیں ہے اور وہ نہیں ہے کو چھوڑ دے — جو کہ موجود ہے اس کو سامنے لا

نفی بگذار و ہماں مستی طلب — ترک و مطرب را بگو احوالِ شب
نفی کو چھوڑ دے اور وہی مستی طلب کر — ترک اور مطرب کے رات کے احوال سنا

نفی بگذار و ہماں ہستی پرست — اے بیاموز اے پدر زاں ترکِ مست
نفی کو چھوڑ اور اس ہستی کو پوج — اے باوا! یہ اس ترک مست سے سیکھ لے

استدعاء امیر ترکِ مخمور مطرب را بوقتِ صبوح و تفسیر

یعنی مخمور ترک امیر کا گویے سے صبح کی شراب کے وقت فرمائش کرنا اور اس حدیث

ایں حدیث کہ اِنَّ لِلّٰہِ شَرَابًا اُعِدَّ لِاَوْلِیَاءِ اِذَا شَرِبُوْا

کی تفسیر کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایک شراب ہے جو اس کے دوستوں کے لئے تیار کی گئی

سَکِرُوْا وَاِذَا سَکِرُوْا طَابُوْا اِلٰی اٰخِرِ الْحَدِیْث

ہے وہ جب اس کو پیتے ہیں مست ہو جاتے ہیں اور جب مست ہو جاتے ہیں پاکیزہ بن جاتے ہیں

---

۱ یک۔ با ایں۔ مستی اور سکر کی ان فضیلتوں کے باوجود سالک کو اس سے اعلیٰ مقام صحو حاصل کرنا چاہیے۔ اگرچہ مستی اور سکر بھی اگرچہ قیمتی چیز ہے لیکن میدانِ سلوک میں اس سے بھی بہتر مقام ہے۔ اور وہ "صحو" ہے۔ مست۔ سکر کا مقام ابرار کا ہے اور صحو کا مقام مقربین کا ہے اور ادنیٰ رتبہ کا مقرب اعلیٰ درجہ کے ابرار سے افضل ہے۔ رو حضرت اسرافیل قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے صور پھونکیں گے تو مردے زندہ ہو جائیں گے جو سالک مقام صحو میں ہوتا ہے وہ بھی حضرت حق تعالیٰ سے فیض حاصل کرتا ہے۔ اور دوسروں کو فیض پہنچاتا ہے۔

۲ مست۔ سکر کی حالت حیرت کی حالت ہوتی ہے اس میں وہ بے اصل باتیں کرتا ہے اور ہر معاملہ میں لاعلمی کا اظہار کرتا ہے ایں ندانم۔ سکر کی حالت میں جو لاعلمی کا اظہار ہے اس سے مقصود اس ذات کی طرف اشارہ ہے جس کو وہ جانتا ہے۔

۳ نفی۔ انکار کسی چیز کے اقرار کی تمہید ہوتی ہے لہٰذا تمہید کو چھوڑ کر مقصود پر آ جاؤ "لا الٰہ" میں نفی "الا اللہ" کے اثبات کے لئے ہے تو الا اللہ پر پہنچ جانا چاہیے نیست کو چھوڑ کر ہست کی جستجو کرنی چاہیے جس طرح مست ترک نے مطرب کے قصہ میں ذکر ہے۔ مطرب۔ گویا صبوح۔ صبح کی شراب۔

مَے در خُمِ اَسرار ازاں میجو شد — تاہر کہ مجرّد ست ازاں می نوشد
اسرار کے خُم میں شراب اسلئے جوش مارتی ہے — تا کہ جو مجرد ہے وہ اسے پئے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ (الآیۃ)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک ابرار پئیں گے

ایں مَے کہ تو میخوری حرام ست — ما مے نخوریم جُز حلالے
یہ شراب جو تو پیتا ہے حرام ہے — ہم جائز شراب کے سوا نہیں پیتے ہیں

جہد کُن تا زنیست ہَست شوی — وز شرابِ خدای مَست شوی
کوشش کرتا کہ تو نیست سے ہست بن جائے — اور خدا کی شراب سے مست بن جائے

اعجمی ۱ تُرکے سحر آگاہ شُد — وز خُمارِ خمر، مُطرب خواہ شُد
ایک عجمی ترک صبح کو بیدار ہوا — اور شراب کے خمار کی وجہ سے گویئے کا خواہشمند ہوا

مُطربِ جاں مُونسِ مستاں بُود — نُقل وقُوت وقُوتِ مست آں بُود
روحانی گویا مستوں کا دوست ہوتا ہے — چبینا اور روزی اور مست کی طاقت وہ ہوتا ہے

مُطرب ایشاں را سُوی مستی کشد — باز مستی از دَمِ مُطرب چشد
گویا ان کو مستی کی جانب کھینچتا ہے — پھر مستی گویئے کے کلام سے غذا حاصل کرتی ہے

آں ۲ شرابِ حق بداں مُطرب برد — ویں شرابِ تَن ازیں مُطرب چرد
خدائی شراب اس مطرب کیطرف لے جاتی ہے — اور یہ جسمانی شراب اس گویئے سے غذا حاصل کرتی ہے

ہر دو گر یک نام دارد در سخن — لیک فرقست زیں حَسن تا آں حَسن
اگرچہ لفظوں میں دونوں ایک ہی نام، کہتے ہیں — لیکن اس حسن سے اس حسن تک فرق ہے

اشتباہے ہَست لفظی دَر بیاں — لیک خود کو آسماں کو ریسماں
بیان کرنے میں لفظی مشابہت ہے — لیکن خود آسمان کہاں ریسمان کہاں ؟

اشتراکِ لفظ دائم رہزن ست — اشتراکِ گبرو مومن دَر تَن ست
لفظی شرکت ہمیشہ رہزن ہے — مومن اور کافر کا اشتراک جسم میں ہے

جسمہا ۳ چوں کوز ہائے بستہ سر — تا کہ دَر ہر کوزچہ بُوَد آں نگر
جسم منہ بندھے ہوئے پیالوں کی طرح ہیں — ہر کوزے میں کیا ہے، اس کو دیکھ

کوزۂ آں تن پُراز آبِ حیات — کوزۂ ایں تن پُر از زہرِ ممات
اس جسم کا پیالہ آبِ حیات سے بھرا ہوا ہے — اس جسم کا پیالہ موت کے زہر سے بھرا ہوا ہے

---

۱ اعجمی۔ ایک ترک سردار جب صبح کو بیدار ہوا تو اس پر خمار کی کیفیت طاری تھی اس نے گویئے کو طلب کیا۔ مطرب۔ گویا یہاں شیخ مراد ہے۔ مستان۔ یعنی سکر کی کیفیت میں مبتلا سوی مستی۔ شیخ کی توجہ ان کے لئے مزید سکر کا سبب بنتی ہے۔

۲ آں شراب۔ یعنی سکر کی کیفیت شیخ کی طرف متوجہ کرتی ہے اور شراب قوال کی جانب کھینچتی ہے۔ ہر دو۔ یہاں ہم نے مطرب شیخ اور گویئے دونوں کے لئے کہا ہے۔ زیں۔ حسن۔ پہلے قصہ گذر چکا ہے کہ ایک بادشاہ کے دو وزیر حسن نامی تھے لیکن ان دونوں میں بہت فرق تھا۔ اشتباہے۔ ان دونوں میں محض لفظی مشابہت ہے لیکن آسمان اور ریسمان کی طرح دونوں میں بہت فرق ہے۔ رہزن۔ لفظی اشتراک لوگوں کی گمراہی کا سبب بنتا ہے۔ گبرو مومن۔ مومن اور کافر میں بھی جسم یکساں ہے۔

۳ جسمہا۔ محض جسم کو نہ دیکھنا چاہیے اس کی اندرونی حالت پیش نظر رکھنی چاہیے۔ کوزہ آں تن۔ یعنی مومن کا جسم ایمان سے لبریز ہے جو آبِ حیات ہے اور کافر کا جسم کفر سے بھرا ہوا ہے جو زہر ہے اب اگر دونوں کے باطن پر نظر رکھوگے تو تم شاد ہو ورنہ گمراہ ہو۔

گر بمظروفش نظر داری شہی — ور بظرفش بنگری تو گمرہی
اگر تو اس کی چیز کی طرف نظر رکھے تو شاہ ہے — اور اگر برتن پر نظر کرے تو گمراہ ہے

لفظ[۱] را مانندۂ این جسم داں — معنیش رادر دروں مانندِ جاں
لفظوں کو اس جسم کی طرح سمجھ — ان کے معانی ان میں جان کی طرح ہیں

دیدۂ تن دائماً تن بیں بود — دیدۂ جاں جانِ پرفن بیں بود
جسم کی آنکھ ہمیشہ جسم کو دیکھنے والی ہوتی ہے — روح کی آنکھ، ہنرمند روح کو دیکھنے والی ہوتی ہے

پس زنقشِ لفظہائے مثنوی — صورتش ضال ست و ہادی معنوی
مثنوی کے الفاظ کے نقوش — ان کی صورت گمراہ کرنے والی اور معنی کے اعتبار سے ہدایت کرنے والی ہے

در نُبے فرمود کایں قرآں زدل — ہادیِ بعضے و بعضے را مضل
قرآں میں فرمایا ہے کہ یہ قرآن دل کے اعتبار سے — بعض کو ہدایت دینے والا اور بعض کو گمراہ کرنیوالا ہے

اللہ اللہ چونکہ عارف گفت مے — پیشِ عارف کے بود معدوم شے
توبہ توبہ۔ جب عارف شراب کے — عارف کی نظر میں معدوم۔ شئی کب ہوتا ہے؟

فہم[۲] تو چوں بادۂ شیطاں بود — کے ترا وہم مے رحماں بود
تیری عقل میں جبکہ شیطانی شراب ہو — تجھے رحمانی شراب کا خیال کب آتا ہے؟

ایں دو انبازند مطرب با شراب — ایں بداں واں بدیں آرد شتاب
قوال اور شراب یہ دونوں ساتھی ہیں — یہ اس تک وہ اس تک جلد پہنچا دیتا ہے

پر خماراں از دمِ مطرب چرند — مطرباں شاں سوئے میخانہ برند
پرخمار، قوال کے گانے سے غذا حاصل کرتے ہیں — قوال ان کو میخانہ کی جانب لے جاتے ہیں

آں سرِ میدان وایں پایانِ اوست — دل شدہ چوں گوئے در چوگانِ اوست
وہ میدان کی ابتداء ہے اور یہ اس کی انتہا — برباد دل اس کے بلے میں گیند کی طرح ہے

در سر[۳] آنچہ ہست گوش آنجا رود — در سر ار صفراست آں سودا شود
دماغ میں جو ہے کان اس جانب جاتا ہے — اگر دماغ میں صفرا ہے، وہ سودا بن جاتا ہے

بعد ازاں ایں دو بہ بیہوشی روند — والد و مولود آنجا یک شوند
اس کے بعد یہ دونوں بیہوشی کی طرف جاتے ہیں — سبب اور نتیجہ، اس جگہ ایک ہو جاتے ہیں

[۱] لفظ۔ الفاظ کو بمنزلۂ جسم اور معانی کو بمنزلۂ روح کے سمجھو۔ دیدۂ۔ جسمانی آنکھ جسم کو دیکھتی ہے روحانی آنکھ روح کو دیکھتی ہے۔ پس۔ مثنوی کا بھی یہی حال ہے کہ جو شخص اس کی حکایتوں کے محض لفظوں کو دیکھے گا وہ اس سے بد عقیدہ ہو جائیگا اور جو حکایتوں کے معانی اور مقاصد پر غور کریگا وہ اس سے مستفید ہو گا۔ در نبے۔ قرآن میں خود قرآن کے بارے میں یہی فرمایا گیا ہے۔ مے۔ جب کوئی عارف لفظ شراب بولتا ہے تو اس سے یہ حقیر اور ظاہری شراب مراد نہیں ہوتی بلکہ شراب معرفت مراد ہوتی ہے۔

[۲] فہم تو۔ جو شخص محض دنیاوی شراب کو جانتا ہے۔ وہ شراب کے لفظ سے شراب محبت کب سمجھ سکتا ہے۔ ایں دو۔ شراب اور گانا دونوں اس بارے میں یکساں ہیں کہ ان میں ہر ایک دوسرے تک پہنچا دیتا ہے۔ پر خمار۔ مخمور، گویئے سے غذا حاصل کرتا ہے گویا۔ اس کو شراب خانہ تک لیجاتا ہے۔ آں سر میداں۔ میدانِ عشق کی ابتدا گانا ہے اور اس کی انتہا شراب ہے۔ دل گویئے کے قابو میں ہوتا ہے۔

[۳] در سر۔ انسان کے دماغ میں جو خیال ہوتا ہے وہ لفظوں کو اسی طرف لے جاتا ہے اگر دماغ میں تھوڑی سی صحیح بات بھی ہوتی ہے تو وہ ان الفاظ کے بعد غلطی سے بدل جاتی ہے۔ بعد ازاں۔ اگر سر میں صفرا ہے اور سدا کے غلبہ سے سودا بن گیا ہے تو سودا اور صفرا دونوں بیہوشی کا سبب بن جائیں گے۔ اور پھر سبب اور مسبب ایک کی تاثیر کریں گے۔

چونکہ ۱ کردند آشتی شادی و درد — مطرباں را ترک ما بیدار کرد
جب خوشی اور درد باہم مل گئے — ہمارے ترک نے قوالوں کو بیدار کیا

مطرب آغازید بیتے خوابناک — کہ انلنی الکاس یا من لا اراک
قوال نے ایک مست شعر شروع کیا — کہ اے وہ کہ میں تجھے نہیں دیکھتا ہوں مجھے پیالہ عطا کر

انت وجھی لا عجب ان لا اراہ — غایۃ القرب حجاب و اشتباہ
تو میرا چہرہ ہے کوئی تعجب نہیں اگر میں اس کو نہیں دیکھتا ہوں — انتہائی قرب پردہ اور اشتباہ ہے

انت ۲ عقلی لا عجب ان لم ارک — من وفور الالتباس المشتبک
تو میری عقل ہے کوئی تعجب نہیں اگر میں تجھے نہیں دیکھتا ہوں — پیچ در پیچ التباس کی زیادتی کی وجہ سے

حیث اقرب انت من حبل الورید — لم اقل یا یا نداء للبعید
چونکہ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے — میں نے لفظ یا نہیں کہا یا دور کے پکارنے کیلئے ہے

بل اغالطھم انادی فی القفار — کے لا کشم من معی ممن اغار
بلکہ میں انکو مغالطہ دیتا ہوں ویرانوں میں پکارتا ہوں — تاکہ جو میرے ساتھی ہیں لوگوں سے چھپاؤں کہ ان سے مجھے غیرت آتی ہے

ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز — بشنوا کنوں نکتۂ صاحب تمیز
اے عزیز! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — اب ایک صاحب تمیز کا نکتہ سن لے

آمدن ضریر ۳ در خانہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم و گریختن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا از پیش ضریر و گفتن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کہ چی می گریزی کہ او ترا نمی بیند و جواب دادن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم را

نابینا کا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنا اور نابینا کے سامنے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھاگنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ کیوں بھاگتی ہے؟ وہ تجھے نہیں دیکھتا ہے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دینا

اندر آمد پیش پیغمبرؐ ضریر — کاے نوا بخش تنور ہر خمیر
نابینا پیغمبرؐ کے سامنے اندر آیا — کہ اے تنور کے ہر قسم کے خمیر سے توشہ بخشنے والے

---

۱ چونکہ۔ جب اس ترک نے گانے کی خوشی اور خمار کی تکلیف محسوس کی تو اس نے گویوں کو بیدار کر دیا گویوں نے یہ اشعار گانے شروع کر دیئے۔ کاس۔ پیالہ۔ قست۔ انسان باوجود قرب کے اپنے چہرے کو خود نہیں دیکھتا ہے۔ انتہائی قرب اشتباہ کا سبب ہو جاتا ہے۔

۲ انت عقلی۔ انسان کی عقل انسان سے کس قدر قریب ہے لیکن وہ اس کو بھی نہیں دیکھتا ہے۔ یا حرف ندا، دور سے اس کو پکارا جاتا ہے جو دور ہوتا ہے میں تجھے اس لفظ سے اس لئے پکارتا ہوں تاکہ رقیب یہ نہ سمجھ سکیں کہ تو مجھ سے قریب ہے۔

۳ ضریر۔ نابینا۔ کاے آنحضور ہر شخص کو اس کے مناسب غذا عنایت فرماتے ہیں۔

اے تو میرِ آب من مستقیم ۱ مُستغاث المُستغاث اے ساقیم
اے آپ پانی کے مالک ہیں اور میں پانی مانگنے والا ہوں اے میرے ساقی ! فریاد ہے ، فریاد

چوں دَر آمد آں ضریراز در شتاب عائشہؓ بگریخت بہرِ احتجاب
جب وہ نابینا دروازے سے آیا ، جلد پردہ کرنے کے لئے عائشہؓ بھاگیں

زانکہ واقف بُود آں خاتونِ پاک از غیوریِ رسولِ رشک ناک
کیونکہ وہ پاک بی بی واقف تھیں غیور رسولؐ کی غیوری سے

ہر کہ زیبا تر بُود رشکش فزوں زانکہ رشک از ناز خیزد یا نبوں
جو زیادہ حسین ہوتا ہے اسمیں غیرت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اے فرزندو! غیرت ناز سے پیدا ہوتی ہے

گندہ پیراں شوئیِ را قُمَا دہند چونکہ از زشتی و پیروی آگہہ اند
بوڑھیاں ، شوہر کو لونڈی دے دیتی ہے کیونکہ بھدے پن اور بڑھاپے سے باخبر ہیں

چوں جمالِ احمدی در ہر دو کون کے بُدست اے فرِیز دانیش عون
احمدیؐ حسن کی طرح دونوں جہانوں میں کب ہوا ہے؟ اے مخاطب اللہ کا نور ان کا مددگار

نازہاِ ہر دو کون اُورا رَسد غیرت آں خورشید صد تورا رَسد
دونوں جہانوں کے نازوں کا ان کو حق ہے غیرت کرنا اس سو درجہ کے سورج کا حق ہے

کاندر ۲ افگندم بکیواں گویِ را دَر کشید اے اختراں ہیَ روئ را
کہ میں نے زحل پر گیند پھینکی ہے خبردار! اے ستارو اپنا منہ چھپا لو

دَر شعاعِ بے نظیرم لا شوید ورنہ پیشِ نورِ من رُسوا شوید
میری بے مثال شعاع میں معدوم ہو جاؤ ورنہ میرے نور کے سامنے رسوا ہو جاؤ گے

از ۳ کرمِ من ہر شبے غائب شوم کے رَوم لا نمایم کہ رَدم
کرم کی وجہ سے میں ہر رات کو غائب ہو جاتا ہوں میں کب جاتا ہوں ہاں دکھاتا ہوں کہ میں جا رہا ہوں

تا شمابے من شبے خُفاش وار پرَ زناں گردید گردِ ایں مطار
تاکہ تم میرے بغیر چمگادڑ کی طرح رات میں اس فضا کے پر مارتے پھرو

ہمچو طاؤساں پرے عرضہ کنید باز مست وسر خوش و مُعجب شوید
موروں کی طرح پر دکھاؤ پھر مست اور سرخوش اور خود پسند ہو لو

بنگرید آں پایِ زشت از امتیاز ہمچو چارق کو بود شمعِ ایاز
امتیاز کے لئے بھدے پاؤں کو دیکھ لو چپل کی طرح جو ایاز کی شمع تھی

۱ مستقیم۔ میں پانی مانگنے والا ہوں۔ احتجاب۔ پردہ کرنا۔ ہر کہ۔ جو شخص زیادہ حسین ہوتا ہے اس میں رشک کا مادہ زیادہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ رشک ناز کی پیداوار ہے۔ اور ناز زیادہ حسین میں زیادہ ہوتا ہے۔ گندہ پیر۔ جب بیوی خود بوڑھی ہو جائے تو اس میں نہ ناز رہتا ہے نہ رشک وہ خود شوہر کو باندی مہیا کر دیتی ہے تاکہ اس سے ہم صحبت ہو سکے۔ چوں۔ جبکہ آنحضورؐ حسن میں بڑھ چڑھ کر تھے اور نورِ خداوندی ان کا مددگار تھا تو آپ میں ناز بھی بڑھا ہوا تھا اور رشک بھی قما۔ ترکی لفظ ہے۔ لونڈی
۲ کاندر۔ آنحضورؐ کو اپنے حسن و جمال کی بنیاد پر یہ کہنے کا حق ہے کہ میں نے اپنے حسن کے عروج کی گیند زحل پر پھینک دی ہے لہٰذا اب کسی حسین کو حسن کی نمائش کا حق نہیں ہے در شعاع۔ اب جس قدر حسین ہیں وہ اپنے حسن کو میرے حسن میں گم کر دیں ورنہ رسوا ہو جائیں گے۔
۳ از کرم۔ میں کبھی بظاہر روپوش ہو جاتا ہوں تاکہ دوسرے حسین اپنے حسن کا مظاہرہ کر سکیں سورج اگرچہ دنیا سے غائب نہیں ہوتا کچھ سمتوں سے اس کی روپوشی ہو جاتی ہے تاکہ چمگادڑیں پھڑ پھڑا سکیں۔ مطار۔ اڑنے کی جگہ۔ مست۔ نشہ کے چار مرتبے ہیں سرخوش، تر دماغ، شیر مست، خراب۔ بنگرید۔ مشہور ہے کہ مور پروں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور ناچتا ہے اور پاؤں چونکہ بھدے ہیں ان کو دیکھ کر رنجیدہ ہوتا ہے۔ انسان کو بھی چاہیے کہ جب اسمیں تکبر کی کیفیت پیدا ہو اپنی برائیوں پر نظر کرے۔ جس طرح ایاز نے اپنے تکبر کے علاج کیلئے اپنی تو چپل کو محفوظ کر رکھا تھا۔

رُونمایم ۱ صبح بہرِ گوشمال   تا نگر دیداز منی زاہلِ شمال
تنبیہ کے لئے میں صبح کو رونمائی کرتا ہوں   تاکہ تم خودی کی وجہ سے بائیں ہاتھ والوں سے نہ بنجاؤ

ترک آں کن کہ درازست ایں سخن   نہی کردست از درازی امر کن
اس کو چھوڑ کیونکہ یہ بات دراز ہے   حکم کرنے والے نے درازی سے منع کیا ہے

امتحان کردنِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ را رضی اللہ عنہا کہ چہ پنہاں می شوی پنہاں مشو چوں اعمیٰ ترا نمی بیند تا پدید آید کہ عائشہ رضی اللہ عنہا از ضمیر مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم واقف ست یا خود مقلدِ گفتِ ظاہرست

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا کا امتحان کرنا کہ کیوں چھپتی ہے؟ نہ چھپ کیونکہ نابینا تجھے نہیں دیکھتا ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی بات سے واقف ہیں یا ظاہری بات کی مقلد ہیں

گفت پیغمبرؐ برائے امتحاں   اُو نمی بیند ترا کم شو نہاں
امتحاں کے لئے پیغمبرؐ نے فرمایا   وہ تجھے نہیں دیکھتا ہے، مت چھپ

کرد۲ اشارت عائشہؓ با دستہا   اُو نمی بیند من ہمی بینم وُ را
عائشہؓ نے ہاتھوں سے اشارہ کیا   وہ نہیں دیکھتا ہے، میں اس کو دیکھتی ہوں

غیرتِ عقل ست بر خوبیِ رُوح   پُرز تشبیہات و تمثیل اے نصُوح
روح کے حسن پر عقل کو غیرت آتی ہے   جو کہ تشبیہات اور تمثیل سے پر ہے اے مخلص!

باچنیں پنہانی کیں روح راست   عقل بندِ ایں چنیں رشکیں چراست
ایسی پوشیدگی کے باوجود جو روح کو ہے   عقل اسیر اس قدر غیرت کرنیوالی کیوں ہے؟

از کہ۳ پنہاں می کُنی اے رشک خُو   آنکہ پوشیدست نورش رُویِ اُو
اے غیرت مند! تو کس سے پوشیدہ کرتی ہے   اس کو جس کے نور نے اس کے منہ کو چھپا دیا ہے؟

میرود بے رُویِ پوش ایں آفتاب   فرطِ نورِ اُوست رُویش را نقاب
یہ سورج بغیر نقاب کے چلتا ہے   اس کے نور کی زیادتی اس کے چہرے کا نقاب ہے

از کہ پنہاں می کُنی اے رشک وَر   کافتاب از وے نمی بیند اثر
اے غیرت مند! تو کس سے چھپاتی ہے؟   کیونکہ آفتاب بھی اس کا پتہ نہیں پاتا ہے

---

۱ رونمایم۔ سورج پھر صبح کو نمودار ہو جاتا ہے۔ تا کہ ستارے متکبر بنکر دوزخی نہ بنیں۔ امر کن۔ امر کنندہ، کلام کا بے ضرورت طولِ شرعاً ممنوع ہے۔ کہ چہ۔ آنحضور نے حضرت عائشہؓ کی آزمائش کے لئے ان سے سوال کیا کہ تمہیں اندھے سے چھپنے کی کیا ضرورت تھی؟

۲ کرد۔ حضرت عائشہؓ نے ہاتھوں سے اشارہ اسلئے کیا تا کہ آپ کی آواز غیر مرد نہ سن سکے تو۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا وہ تو نہیں دیکھتا لیکن میں تو اس کو دیکھتی ہوں اور غیر مرد پر میری نگاہ پڑنا آپ کی غیرت کے منافی ہے۔ غیرت۔ عقل کو روح کے حسن پر غیرت ہے اسی لئے وہ روح کی حقیقت کو ظاہر نہیں کرتی ہے۔ محض تشبیہات سے اس کو سمجھا دیتی ہے، ان اشعار میں روح سے مراد حق سبحانہ ہے۔

۳ از۔ عقل کو خطاب ہے کہ تو ایسی چیز کو کیوں چھپاتی ہے جس کا نور خود اس کے لئے حجاب ہے۔ میرود۔ سورج بغیر نقاب کے پھرتا ہے نور کی زیادتی کی وجہ سے کوئی اس کو نگاہ بھر کر نہیں دیکھ سکتا ہے۔ از کہ۔ جس چیز کو وہ سورج بھی نہیں دیکھ سکتا ہے۔ جس کی جہاں گردی مشہور ہے تو اس کو کیوں چھپاتی ہے۔

رشکِ ازاں افزوں ترست اندر تنم
کز خودش خواہم کہ ہم پنہاں کنم

میرے اندر غیرت اس سے بھی بڑھی ہوئی ہے
کیونکہ میں اس کو خود اپنے سے چھپانا چاہتی ہوں

ز آتشِ رشکِ گراں آہنگِ من
با دو چشم و گوشِ خود در جنگِ من

سخت رشک کی آگ کی وجہ سے میرا قصد
اپنی دونوں آنکھوں اور کان سے جنگ میں ہے

چوں چنیں رشکے ست ایجان ودل
پس دہاں بر بندو گفتن را بہل

اے جان اور دل ایسے رشک کے ہوتے ہوئے جو تجھ میں ہے
تو منہ بند کر لے اور گفتگو کو چھوڑ

ترسم۲ ار خامش کنم آں آفتاب
از سوئے دیگر بدرّاند حجاب

میں ڈرتی ہوں اگر میں خاموشی اختیار کروں تو وہ سورج
دوسری جانب سے پردے کو چاک کر دے

در خموشی گفت ما اظہر شود
کہ زمنع آں میل افزوں تر شود

خاموشی میں ہماری بات زیادہ کھل جاتی ہے
کیونکہ اس کے روکنے سے خواہش بڑھ جاتی ہے

گر بغرد بحر غرّش کف شود
جوشِ احببتُ بان اُعرف شود

اگر سمندر جوش مارتا ہے اس کا جوش جھاگ بنجاتا ہے
وہ جہاں میں چاہتا ہوں کہ میں پہچانا جاؤں کا جوش بنجاتا ہے

حرف گفتن بستنِ آں روزن ست
عینِ اظہارِ سخن پوشیدن ست

بات کرنا، اس سوراخ کو بند کرنا ہے
بات ظاہر کرنا بعینہ چھپانا ہے

بلبلانہ۳ نعرہ زن بر روئے گل
تا کنی مشغول شاں از بوئے گل

پھول پر بلبل کی طرح نعرہ مار
تاکہ تو انکو پھول کی خوشبو سے مشغول کر دے

تا بقُل مشغول گردد گوشِ شاں
سوئے روئے گل نپرّد ہوشِ شاں

تاکہ ان کا کان بات میں مشغول ہو جائے
ان کا ہوش پھول کے چہرے کی جانب پرواز نہ کرے

پیشِ ایں خورشید کو بس روشن ست
در حقیقت ہر دلیلے رہزن ست

اس سورج کے پیش نظر جو کہ بہت روشن ہے
در حقیقت ہر دلیل رہزن ہے

حکایت آں مطرب کہ در بزمِ امیر ترک ایں غزل آغاز کرد

اس قوال کا قصہ جس نے ترک سردار کی مجلس میں یہ غزل شروع کی

شعر

چگونہ قطرہ تواند محیط دریا شد
نہ رہ فکر رسیدن بذات ممکن نیست

حکایت۔ اس حکایت کا مقصود یہ ہے کہ جس چیز کی حقیقت بیان نہ کی جائے اس کی سلبی صفات سے اس کا ذکر کیا جاتا ہے اسی لئے حضرت حق تعالیٰ کی سلبی صفات ذکر کی جاتی ہے

۱ رشک۔ کوئی دیکھ سکے یا نہ دیکھ سکے رشک کا تقاضہ تو یہ ہوتا ہے کہ کہ عاشق محبوب کو خود اپنے آپ سے بھی چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ ز آتش۔ چونکہ مجھ میں رشک کی آگ بھڑکی ہوئی ہے تو میری خود اپنی آنکھ اور اپنے کان سے جنگ ہے کہ وہ کیوں محبوب کو دیکھتی ہے اور وہ کیوں محبوب کی بات سنتا ہے۔ چوں چنیں۔ اے عقل اگر تجھ میں ایسا ہی رشک ہے تو پھر اس کی بات بھی نہ کر۔ شعر

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز حدیثے تو شنیدم ندہم

۲ ترسم۔ عقل کا جواب ہے کہ اگر میں بالکل خاموشی اختیار کروں تو وہ خموشی پردہ چاک کر دیگی کسی معاملہ میں اگر بالکل خاموشی اختیار کی جائے تو لوگ اس کے معلوم کرنے کے اور زیادہ درپے ہو جاتے ہیں مشہور مقولہ: المرءُ حریصٌ فیما منع جس بات سے انسان کو روکا جائے اس کے متعلق وہ اور زیادہ حریص بن جاتا ہے گر بغرد۔ سمندر میں جب جوش آتا ہے تو جھاگ نمودار ہو جاتے ہیں اور اس کا یہ جوش اس کے پہچانے کا ذریعہ بن جاتا ہے لیکن وہ جھاگ ہی اس کو پوشیدہ کر دیتے ہیں۔ گفتن۔ محبوب کی تھوڑی سی تعریف کر دینا گویا اس کو چھپا دینا ہے اگر باتوں میں نہ لگایا جاتا تو اس کو دیکھنے کے درپے ہو جاتے

۳ بلبلانہ۔ بلبل گل پر جو نعرے لگاتی ہے اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ تماشائی اسکے نعرے سننے میں مصروف ہو جائیں اور پھول کو نہ دیکھ پائیں۔ پیش ایں۔ سورج کی جس قدر وضاحت کی جائے وہ اسی قدر مخفی ہوتا چلا جائے گا۔

گُلی یا سوسَنی یا سَرو یا ماہی نمیدانم وزیں آشفتۂ بیدل چہ میخواہی نمیدانم
تو پھول ہے یا سوسن یا سرو یا تو چاند ہے میں نہیں جانتا اس پریشان بیدل سے تو کیا چاہتا ہے؟ میں نہیں جانتا

وبانگ بَرزَدن امیرِ ترک اُورا کہ آں بگو کہ می دانی و جوابِ
اس پر امیر ترک کا چیخ پڑنا کہ وہ کہہ جو تو جانتا ہے اور قوال

مُطرب، امیرِ تُرک را
کا امیر ترک کو جواب

مُطربِ آغازید پیشِ تُرکِ مست　　دَر حجابِ نغمہ اَسرارِ اَلَست
مست ترک کے سامنے قوال نے شروع کے　　نغمہ کے پردے میں الست کے اسرار

می ندانم کہ تو ماہی یا وثن　　می ندانم کہ چہ می خواہی زمَن
میں نہیں جانتا کہ تو چاند ہے یا بت　　میں نہیں جانتا کہ تو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟

من ۱ ندانم تاچہ خدمت آرمت　　تَن زنم یادر عبارت آرمت
میں نہیں جانتا، کہ تیری کیا خدمت کروں؟　　میں خاموش ہو جاؤں یا تیرا بیان کروں

ایں عجب کہ نیستی از من جُدا　　مَن ندانم من کجایم تو کجا
یہ تعجب ہے کہ تو مجھ سے جدا نہیں ہے　　میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کہاں ہوں تو کہاں ہے؟

می ندانم کہ مرا چوں می کشی　　گاہ دَر بر گاہ در خوں میکشی
میں نہیں جانتا کہ تو مجھے کیوں کھینچتا ہے　　کبھی بغل میں کبھی خون میں قتل کرتا ہے؟

ہمچنیں ۲ لب دَر ندانم باز کرد　　می ندانم می ندانم سَاز کرد
اسی طرح پرانے میں نہیں جانتا میں لب کشائی کی　　میں نہیں جانتا میں نہیں جانتا اس نے گایا

چوں زحد شد می ندانم از شگفت　　تُرکِ مارا ازیں حرارہ دل گرفت
جب میں نہیں جانتا حد سے بڑھا تعجب ہے　　ان آوازوں سے ہمارا ترک رنجیدہ ہوگیا

بر جہید آں ترک و دبوسے کشید　　تا علیہا بر سَرِ مُطرِب رسید
وہ ترک کودا اور گرز اٹھایا　　یہاں تک کہ فی الجملہ قوال کے سر پر پہنچ گیا

گرز ۳ را بگرفت سرَہنگے بدست　　گفت نے مُطرب کُشی ایندم بداست
محافظ نے گرز کو ہاتھ سے پکڑ لیا　　بولا نہیں قوال کو اس وقت مارنا برا ہے

گفت ایں تکرار بیحدو مرش　　کوفت طبعم را بکوبم من سَرش
اس نے کہا اس بیحد اور بے شمار تکرار نے　　مجھے کوفت پہنچائی میں اس کا سر کچل دوں گا

---

۱ من ندانم۔ قوال نے اپنی پوری غزل میں معشوق کی سلبی صفات کا اظہار کیا۔ ایں عجب۔ تو ہر وقت میرے ساتھ ہے پھر مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں کہاں ہوں اور تو کہاں ہے۔ می ندانم۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ تو کبھی مجھے کیوں پیار کرتا ہے اور کبھی کیوں قتل کرتا ہے۔

۲ ہمچنیں۔ وہ گویا میں نہیں جانتا "میں نہیں جانتا" گاتا رہا جب اس کا یہ گانا حد سے بڑھا تو ترک کو غصہ آ گیا۔ بر جہید۔ وہ ترک غصہ سے ہاتھ میں گرز لیکر قوال کی طرف دوڑا۔ علیہا۔ محاورے میں فی الجملہ کے معنی میں ہے۔

۳ گرز۔ ایک سپاہی نے دوڑ کر ترک کا گرز پکڑ لیا اور کہا کہ گویے کو مار ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ گفت۔ ترک نے غصہ میں جواب دیا کہ اس "میں نہیں جانتا" نے مجھے کوفت پہنچائی میں بھی اس قوال کا سر پھوڑ دوں گا اور غصہ میں قوال سے کہنے لگا کہ اے دیوث اگر تو نہیں جانتا ہے تو کہو مت کہا اور جو کچھ جانتا ہے وہ گا کر اپنا انعام لے جا۔

قلتبا نامی ندانی گُہ مخور زانچہ میدانی بزن مقصود بر
اے دیوث! تو نہیں جانتا تو گوہ نہ کھا جو جانتا ہے وہ بجا، مقصد حاصل کر لے

آں! بگو اے گیج کہ میدانیش می ندانم می ندانم در مکش
اے احمق! وہ بہ جو تو جانتا ہے میں نہیں جانتا میں نہیں جانتا کو نہ کھینچ

من بپرسم کز کجائی بے مرے تو بگوئی نے ز بلخو نز ہرے
میں بغیر کسی جھگڑے کے پوچھتا ہوں کہ تو کہاں کا ہے؟ تو کہتا ہے نہ بلخ کا نہ ہرات کا

نے زرُوم و نے زہندو نے زچین نے زشام و نے عراق و باردین
نہ روم کا نہ ہندوستان کا نہ چین کا نہ شام کا اور نہ عراق کا اور نہ باردین کا

نے زبغداد و نہ موصل نے طراز در کشی در نے و نے راہِ دراز
نہ بغداد کا اور نہ موصل کا نہ طراز کا "نہیں" میں بھی مسافت کھینچتا چلا جاتا ہے

خود ۲ بگو از کجائی باز رہ ہست تنقیح مناط ایں جائگہ
بتا دے تو کہاں کا ہے، چھوٹ جا اصلی مقصد اسی جگہ ہے

یا بپرسم کہ چہ خوردی تا شتاب تو بگوئی نے شراب و نے کباب
یا میں پوچھتا ہوں کہ تو نے کیا کھایا ہے خبردار تو جلدی سے کہنے لگے، نہ شراب اور نہ کباب

نے بقول و نے پنیرو نے بصل نے زشیرو نے زشکر نے عسل
نہ سبزیاں اور نہ پنیر اور نہ پیاز نہ دودھ اور نہ شکر نہ شہد

نے قدید و نے ثرید و نے عدس آنچہ خوردی آں بگو تنہا و بس
نہ گوشت کے پارچے اور نہ ثرید اور نہ مسور جو تو نے کھایا ہے وہ بتا دے اور بس

ایں سخن خائی دراز از بہر چیست گفت ۳ مطرب زانکہ مقصودم خفی ست
یہ بھی بکواس کس لئے ہے؟ قوال نے کہا اس لئے کہ میرا مقصود پوشیدہ ہے

میرمد اثبات پیش از نفیِ تو نفی کردم تا بری ز اثبات بو
نفی سے پہلے اثبات تیرے سامنے سے بھاگ جاتا ہے میں نے نفی کی تاکہ تو اثبات کا پتہ لگا لے

در نوا آرم بہ نفی ایں ساز را چوں بمیری مرگ وید راز را
میں اس باجے کو نفی میں بجاتا ہوں جب تو مر جائے گا موت راز بتا دے گی

تفسیر قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُوتُوا قبلَ اَنْ تَمُوتُوا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مر جاؤ قبل اس کے کہ مرو کی تفسیر

---

۱ آں بگو۔ جو تو جانتا ہے وہ کا اور میں نہیں جانتا کی رٹ نہ لگا۔ من پرسم۔ تیری حالت تو یہ ہے کہ میں تجھ سے یہ پوچھوں کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے اور تو کہنا شروع کر دے کہ میں نہ بلخ کا ہوں نہ ہرات کا نہ روم وغیرہ کا اور نہ نہ کرتا چلا جائے۔

۲ خود بگو۔ تیرا کام ہے کہ تو سیدھے طریقہ پر یہ بتا دے کہ میں فلاں جگہ کا رہنے والا ہوں۔ یا پھر۔ یا اگر میں یہ دریافت کروں کہ تو نے کیا کھایا ہے اور تو کہنا شروع کر دے کہ یہ بھی نہیں کھایا وہ بھی نہیں کھایا۔ بقل۔ پیاز۔ قدید۔ گوشت کے سوکھے پارچے۔ عدس۔ مسور۔

۳ گفت مطرب۔ قوال نے جواب دیا۔ جب مقصود تصور سے بالا تر ہو تو اس کے اثبات کا پہلو پیش نہیں کیا جا سکتا ہے۔ لامحالہ اس سے غیر کی نفی کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔ جو دراز ہوتا ہے اور اسی طور پر وہ مقصود سمجھ میں آتا ہے۔ در نوا۔ میں نے اس باجے کو نفی پر بجانا شروع کیا تاکہ جب سب کی نفی ہو جائے تو مقصود سمجھ میں آ جائے اسی لئے سکر کا مرتبہ صحو کے مرتبہ کے لئے سیڑھی سمجھا جاتا ہے، اسی مضمون کو حدیث اور حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر سے سمجھایا ہے۔ موتوا۔ یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔

وبیت حکیم سنائی قدس سرہٗ

اور حکیم سنائی قدس سرہ کے شعر کی تفسیر

بمیر اے دوست پیش از مرگ اگر می زندگی خواہی

اے دوست مرنے سے پہلے مرجا اگر تو زندگی چاہتا ہے

کہ ادریس از چنیں مُردن بہشتی گشت پیش از ما

کیونکہ ادریس ہم سے پہلے ایسے مرنے سے بہشتی بن گئے ہیں

جان بسے کندی و اندر پردۂ ۔۔۔ زانکہ مُردن اصل بُد نا وردۂ

تو نے بہت جان کھپائی اور تو پردے میں ہے ۔۔۔ چونکہ مرنا اصل تھا، وہ تو نے حاصل نہ کیا

تا نمیری نیست جاں کندن تمام ۔۔۔ بے کمالِ نردباں نائی ببام

جب تک تو مر نہ جائے جان کھپانا مکمل نہیں ہے ۔۔۔ سیڑھی کے مکمل ہوئے بغیر تو کوٹھے پر نہیں جا سکتا

چوں زصد پایہ دو پایہ کم بُود ۔۔۔ بام را کوشندہ نا محرم بُود

جب سو پایوں میں سے دو کم ہوں ۔۔۔ کوٹھے کی کوشش کرنے والا نا محرم ہو گا

چوں [2]رسن یک گز زصد گز کم بُود ۔۔۔ آب اندر دلو از چہ کے رُود

جب رسی سو گز میں سے ایک گز کم ہو ۔۔۔ کنویں سے ڈول میں پانی کب پہنچے گا؟

غرقِ ایں کشتی نیابی اے امیر ۔۔۔ تا بہ نہی اندر وے منِ الاخیر

اے امیر اس کشتی کا ڈوبنا تجھے حاصل نہ ہو گا ۔۔۔ جب تک کہ تو اس میں آخری من نہ رکھے گا

منِ آخر اصل داں کو طارق ست ۔۔۔ کشتیِ وسواس و غی را غارق ست

آخری من کو اصل سمجھ کیونکہ وہ رات کا ستارہ ہے ۔۔۔ وسوسے اور گمراہی کی کشتی کو ڈبونے والا ہے

آفتابِ گنبدِ ازرق شود ۔۔۔ کشتیِ ہُش چونکہ مُستغرق شود

نیلے گنبد کا سورج بن جاتا ہے ۔۔۔ جبکہ ہوش کی کشتی ڈوب جاتی ہے

چوں [3]نمُردی گشت جاں کندن دراز ۔۔۔ مات شو در صبح اے شمعِ طراز

جب تو نہ مرا تو جان کھپانا دراز ہو گیا ۔۔۔ صبح کے وقت جان دیدے، اے طراز کی شمع!

تا نگشتند اختران ما نہاں ۔۔۔ دانکہ پنہان ست خورشیدِ جہاں

جب تک ہمارے ستارے نہ چھپیں گے ۔۔۔ سمجھ لے کہ جہان کا سورج پوشیدہ ہے

گرز بر خود زن منی را در شکن ۔۔۔ زانکہ پنبہ گوش آمد چشمِ تن

اپنے گرز مار، خودی کو توڑ ۔۔۔ اس لئے کہ جسم کی آنکھ کان کی روئی ہے

[1] اگر مرا اگر زندگی می خواہی اور یس حضرت ادریس کو آسمان پر اٹھالیا گیا ہے جاں کندن مجاہدات کے بعد جب تک فنا کا درجہ حاصل نہ ہو گا مشاہدہ نہ ہو سکے گا بے کمال۔ مشاہدہ کی سیڑھی فنا ہے اگر اس میں کمی ہے تو مشاہدہ تک نہ پہنچا جا سکے گا۔ چوں۔ اگر سیڑھی سو درجوں کی ہے اور دو درجے بھی باقی ہیں تو چھت پر پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ محرم یعنی اس و معلوم نہ ہو گا کچھ نہ دیکھا ہے۔

[2] چوں رسن۔ اگر کنویں میں سو گز کی رسی جاتی ہے اور اس میں ایک گز کی بھی کمی ہو تو پانی ڈول میں نہ آئے گا۔ غرق کشتی اس وقت تک نہ ڈوبے گی جب تک اس میں وہ آخری وزن نہ رکھ دیا جائے جو ڈبونے کیلئے ضروری ہے یہ آخری وزن بمنزلہ اس ستارے کے ہے جو رات میں چمک کر رہنمائی کرتا ہے اور یہی اس گمراہی کی کشتی کو غرق کر دیتا ہے۔ یہی فنا کے بعد آسمان کا سورج بن جاتی ہے۔ گنبد ازرق۔ آسمان۔

[3] چوں نمردی۔ اگر تو نے فنا کا درجہ حاصل نہیں کیا تو مجاہدوں کا زمانہ طویل ہو جائے گا صبح کے وقت شمع کو جان دے دینی چاہیے۔ طراز۔ ایک شہر ہے جس کے حسین مشہور تھے شمع سے حسین مراد ہے۔ تا نگشتند۔ سورج جب نکلتا ہے جب ستارے غروب ہو جائیں مشاہدہ جب ہی حاصل ہو گا جب غیر اللہ سے بالکلیہ تعلق منقطع ہو جائے گرز۔ مجاہدے کے گرز سے اپنی خودی کو فنا کر دے جب تک تجھ میں جسمانی اوصاف ہیں سرانہ بن سکیگا۔ قوال کی جانب سے ترک کو خطاب ہے۔

گرزِ ابر خود میزنی خود اے دنی		عکسِ تست اندر فعالم ایں منی

اے کمینے! تو خود اپنے گرز مار رہا ہے		میرے کام میں یہ خودی تیرا عکس ہے

عکسِ خود در صورتِ من دیدهٔ		در قتالِ خویش بر جوشیدهٔ

تو نے میری صورت میں اپنا عکس دیکھا ہے		تو اپنے آپ سے لڑنے کیلئے جوش میں آرہا ہے

ہمچو۲ آں شیرے کہ در چہ شد فرو		عکسِ خود را خصمِ خود پنداشت او

اس شیر کی طرح جو کنویں میں اترا		اس نے اپنے عکس کو اپنا دشمن سمجھا

نفیِ ضد ہست باشد بیشکے		تاز ضد ضد را بدانی اندکے

بیشک نفی ہست کی ضد ہے		تاکہ تو تھوڑا سا ضد کے ذریعہ ضد کو جان لے

ایں زماں جز نفیِ ضدا علام نیست		اندریں نشاۃ دمے بیدام نیست

اس وقت ضد کی نفی کے سوا جتانا ممکن نہیں ہے		اس زندگی میں کوئی سانس بغیر جال کے نہیں ہے

بے حجابت باید آں اے ذولباب		مرگ را بگزیں و بر در آں حجاب

اے عقلمند! وہ تجھے بے پردہ چاہئے		تو موت کو اختیار کر اس پردے کو چاک کر دے

نے۳ چناں مرگے کہ در گورے روی		مرگِ تبدیلی کہ در نورے شوی

ایسی موت نہیں کہ تو قبر میں چلا جائے		تبدیلی کی موت تاکہ تو نور میں پہنچ جائے

مرد بالغ گشت آں طفلی بمرد		رومی شد صبغتِ زنگی سترد

مرد بالغ ہوا تو بچپن مر گیا		رومی پن پیدا ہوا حبشی رنگ صاف ہو گیا

خاک زر شد ہیأتِ خاکی نماند		غم فرح شد خارِ غمناکی نماند

مٹی سونا بنی مٹی کی ہیئت نہ رہی		غم خوشی بن گیا غم کا کانٹا نہ رہا

مصطفٰے زیں گفت کے اسرار جو		مردہ را خواہی کہ بینی زندہ تو

اسی وجہ سے مصطفٰے نے فرمایا ہے کہ اے اسرار کے جویاں		تو مردے کو زندہ دیکھنا چاہتا ہے؟

می رود چوں زندگاں* بر خاکداں		مردہ و جانش شدہ بر آسماں

جو زمین پر زندوں کی طرح چل رہا ہے		وہ مردہ ہے اس کی جان آسمان پر پہنچ گئی ہے

جانش را ایندم ببالا مسکنے ست		گر بمیرد روحِ اورا نقل نیست

اس وقت اس کی جان کی منزل اوپر ہے		اگر وہ مرے تو اس کی روح کو منتقل ہونا نہیں ہے

* می رود۔ اگر کوئی ایسے مردے کو دیکھنا چاہے جو زندوں کی طرح زمین پر چلتا پھرتا ہو وہ مردہ ہو اور اس کی روح کو عالم بالا منتقل ہونے کی ضرورت نہ رہی ہو۔

۱ گرز۔ جس عیب کی بناء پر تو میرے گرز مار رہا ہے وہ خود تیرے اندر ہے تو گویا تو گرز میرے نہیں بلکہ اپنے مار رہا ہے اور میری یہ خودی کہ میں نے یہ سمجھا کہ تو میرے گرز مار رہا ہے تیری خودی کا عکس ہے۔ عکسِ خود۔ تو نے میرے اندر اپنی صورت دیکھی ہے اور مجھے قتل کرنا در اصل تیرا اپنے آپ کو قتل کرنا ہے۔

۲ ہمچو۔ تیری اور میری مثال اس شیر کی سی ہے جس نے خود اپنا عکس پانی میں دیکھا اور اس پر حملہ کر دیا۔ جیسا کہ پہلی ایک قصہ میں گذر چکا ہے۔ نفی۔ کسی چیز کی ضد کی نفی سے اس چیز کا اثبات ہوتا ہے اور سلبی صفات سے ذات کا پتہ تعارف ہو جاتا ہے۔ ایں زماں۔ دنیا کے دور میں ذاتِ حق کی معرفت غیر اللہ کی نفی سے ہی ہو سکتی ہے اس لئے کہ انسان علائق دنیوی کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ بے حجابت۔ اگر انسان بے حجاب مشاہدہ چاہتا ہے تو فنا اختیار کرے اور پردے چاک کر دے۔

۳ نے چناں۔ اس موت سے وہ موت مراد نہیں ہے جس کے بعد انسان قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے بلکہ اوصافِ جسمانی کی تبدیلی مراد ہے۔ مرد۔ جب انسان بالغ ہو جاتا ہے تو اس کا بچپن فنا ہو جاتا ہے اگر کسی سیاہ چیز کو سرخ کر دو تو اس کی سیاہی مر جاتی ہے رومیے۔ یعنی سرخ رنگت۔ زنگی یعنی سیاہی۔ خاک۔ مٹی جب سونا بن جاتی ہے اس کا مٹی پن مردہ ہو جاتا ہے غم جب خوشی میں بدل جاتا ہے غم مر جاتا ہے۔ مصطفٰے۔ آنحضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی کسی مردے کو زندہ دیکھنا چاہتا ہے شرط کی جزا ساتویں شعر مراد ہے

زانکہ[1] پیش از مرگ اُو کرد ست نقل — ایں بمُردن فہم آید نے بعقل
کیونکہ وہ مرنے سے قبل منتقل ہو گئی ہے — یہ مرنے سے سمجھ میں آئے گا نہ کہ عقل سے

نقل باشد نے چو نقلِ جانِ عام — ہمچو نقلے از مقام تا مقام
منتقل ہونا ہوتا ہے عوام کے منتقل ہونے کی طرح نہیں — ایک مقام سے دوسرے مقام تک منتقل ہونے کی طرح

ہر کہ خواہد کو بہ بیند بر زمیں — مُردۂ راہی رود ظاہر چنیں
جو چاہے کہ زمین پر دیکھے — مردے کو جو بظاہر چل رہا ہے

مر ابو بکرؓ تقی را گو بہ بیں — شُد ز صدیقی امیر المحشریں
کہہ دو کہ وہ متقی ابو بکر کو دیکھ لے — جو صدیقیت کی وجہ سے محشر والوں کے سردار بنے ہیں

اندریں نشاۃ نگر صدیق را — تا بحشر[2] افزوں کنی تصدیق را
تو اس زندگی میں صدیق کو دیکھ لے — تاکہ حشر کی تصدیق میں اضافہ کرے

پس محمدؐ صد قیامت بُود نقد — زانکہ حل شُد در فنایش حل و عقد
تو محمد فی الحال سو قیامت تھے — کیونکہ آپ کے دربار میں معاملہ حل ہو گیا

زادۂ ثانی ست احمدؐ در جہاں — صد قیامت بُود اُو اندر عیاں
دنیا میں احمدؐ کی دوسری ولادت ہے — آپ کھلا سو قیامتیں تھے

زو[3] قیامت را ہمی پرسیدہ اند — کاے قیامت تا قیامت راہ چند
ان سے لوگ قیامت کے بارے میں دریافت کرتے — کہ اے قیامت! قیامت تک کس قدر راستہ ہے؟

با زبانِ حال می گفتے بسے — کہ ز محشر حشر را پُرسد کسے
آپ اکثر زبان حال سے فرما دیتے — کہ محشر سے محشر کو کسی نے پوچھا ہے؟

بہرِ ایں گفت آں رسولِ خوش پیام — رمزِ مُوتُوا قبلَ مُوتُوا یا کرام
اسی لئے خوش خبر رسولؐ نے فرمایا ہے — اشارہ، اے کرام! مرنے سے پہلے مر جاؤ

ہمچنانکہ مُردہ اَم من قبلِ موت — زاں طرف آوردہ ام ایں صیت و صوت
جیسا کہ میں مرنے سے پہلے مردہ ہوں — اسی سے شہرت اور آواز لایا ہوں

سے پہلے فنا کا درجہ حاصل کر لو۔ ہمچنانکہ۔ آنحضورؐ نے فرمایا میں موت طبعی سے پہلے مر چکا ہوں اسی لئے اس عالم سے یہ باتیں لا کر سناتا ہوں۔ صیت۔ شہرہ، ہوا اور صوت۔ آواز۔

[1] زانکہ۔ ظاہری موت کے بعد روح کے منتقل ہونے کو عقلاً نہیں سمجھا جا سکتا ہے اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جس نے مقام فنا حاصل کر لیا ہو۔ نقل۔ یہ روح کا عالم بالا کی طرف منتقل ہو جانا اسی طرح کا ہے جیسے زندہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ مر ابو بکرؓ یہ شعر اس شرط کی جزا ہے یعنی جو چلتے پھرتے مردے کو دیکھنا چاہے وہ حضرت ابو بکرؓ کو دیکھ لے یہ قول حدیث کے نام سے مشہور ہے لیکن اس کا حدیث ہونا ثابت نہیں ہے حدیث ہے من اراد ان ینظر الی میت یمشی علی وجہ الارض فلینظر الی ابن ابی قحافۃ "جو شخص ایسے مردے کو دیکھنا چاہے جو زمین پر چلتا پھرتا ہو وہ ابو قحافہ کے بیٹے کو دیکھ لے"

[2] تا بحشر۔ حشر مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے ابو بکرؓ کو دیکھ کر اس کو اس کا بھی یقین آ جائے گا۔ ان کو فنا کے بعد بقا حاصل ہو گئی ہے۔ پس محمدؐ قیامت میں فنا کے بعد بقا حاصل ہو گی اسی طرح آنحضورؐ کی صحبت اور دربار میں فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے زادۂ۔ آنحضورؐ کو خود فنا کے بعد بقا حاصل تھی اس لئے آنحضورؐ گویا قیامت کا نمونہ تھے۔

[3] زو۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ وہ کب آئے گی۔ بازبان حال آپ ان کو زبان حال سے جواب دیتے تھے کہ قیامت کو قیامت سے کون دریافت کرتا ہے۔ رمز۔ موتوا قبل ان تموتوا یہ حدیث ثابت نہیں ہے ملا علی قاری نے فرمایا ہے کہ یہ صوفیاء کا قول ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مرنے

پس ۱ قیامت شو قیامت را ببیں ۔۔۔ دیدنِ ہر چیز را شرط ست ایں
تو قیامت بن جا، قیامت دیکھ لے ۔۔۔ ہر چیز کے دیکھنے کی یہ شرط ہے

تا نگردی اُو ندانیش تمام ۔۔۔ خواہ آں انوار باشد یا ظلام
جب تک تو وہ نہ بنے گا اس کو پورا نہ سمجھے گا ۔۔۔ خواہ وہ نور ہوں یا تاریکی

تا نگردی اُو ندانی ایں تمام ۔۔۔ خواہ اُو آزاد باشد یا غلام
اگر تو وہ نہ بنے گا اس کو نہ سمجھے گا ۔۔۔ خواہ وہ آزاد ہو یا غلام ہو

عقل گردی عقل را دانی کمال ۔۔۔ عشق گردی عشق را بینی جمال
عقل بن جا، عقل کو مکمل جان لے گا ۔۔۔ عشق بن جا، عشق کا حسن دیکھ لے گا

گفتمے ۲ برہان ایں دعویٰ مبیں ۔۔۔ گر بُدے ادراک اندر خورِ ایں
میں اس دعویٰ کی واضح دلیل پیش کر دیتا ۔۔۔ اگر سمجھ اس کے لائق ہوتی

ہست انجیر ایں طرف بسیار خوار ۔۔۔ گر رسد مُرغے قنق انجیر خوار
ادھر انجیر بہت سستا ہے ۔۔۔ اگر انجیر کھانے والا پرند مہمان آئے

در ہمہ عالم اگر مرد و زنند ۔۔۔ دمبدم در نزع و اندر مُردن اند
تمام دنیا میں اگر مرد اور عورتیں ہیں ۔۔۔ ہر وقت نزع اور مرنے میں ہیں

ایں سخن شاں را وصیتہا شمر ۔۔۔ کہ پدر گوید دراں دم با پسر
ان کی ان باتوں کو وصیت شمار کر ۔۔۔ جو بات اس وقت باپ بیٹے سے کہتا ہے

تا بروید غیرت و رحمت بدیں ۔۔۔ تا بُرد بیخ بغض و رشک و کیں
تاکہ اس سے غیرت اور رحمت پیدا ہو ۔۔۔ تاکہ بغض اور رشک اور کینہ کی جڑ کٹ جائے

تو بداں ۳ نیت نگر در اقربا ۔۔۔ تا ز نزعِ او بسوزد دل تُرا
تو رشتہ داروں کو اسی نیت سے دیکھ ۔۔۔ تاکہ اس کے نزع سے تیری دلسوزی ہو

کلّ آت آت آں را نقد داں ۔۔۔ دوست را در نزع واندر فقد داں
جو آنے والا ہے آ گیا اس کو اس وقت سمجھ لے ۔۔۔ دوست کو نزع اور گم ہونے میں سمجھ لے

ور غرضہا زیں نظر گردد حجیب ۔۔۔ ایں غرضہا را بروں افگن ز جیب
اگر اغراض اس نظر کا پردہ بنیں ۔۔۔ ان غرضوں کو جیب سے نکال پھینک

---

۱ پس قیامت۔ آنحضورؐ نے سوال کرنے والے سے فرمایا تو خود قیامت بن جا تو قیامت کا مشاہدہ ہو جائے۔ ہر چیز کے مشاہدے کی یہی شرط ہے کہ اس چیز میں اس قدر انہماک ہو جائے کہ وہ مشاہد خود وہی بن جائے۔ تا نگردی۔ جب تک انسان روشنی کے آثار اپنے اوپر طاری نہ کرے روشنی کو نہ دیکھ سکے گا اسی طرح عقل اور عشق کے آثار طاری کر لینے سے عقل اور عشق کو جان سکے گا۔

۲ گفتمے۔ یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ اس قاعدے کے مطابق تو جب تک انسان خدا نہ بن جائے ذات حق کا مشاہدہ نہیں ہو سکتا اور یہ ممکن نہیں ہے۔ اس کا شبہ اس طرح سمجھاتے ہیں۔ مشاہدے کے لئے خدا کے ساتھ اتحاد فی الصفات ضروری ہے اور جب تک انسان تخلقوا باخلاق اللہ کا مصداق نہ بن جائے مشاہدہ نہیں ہو سکتا لیکن اس اتحاد کا سمجھنا عام عقلوں سے بالاتر ہے۔ ست۔ ہمارے پاس اس قسم کے دلائل بہت ہیں لیکن ان کے سمجھنے والے کم ہیں۔ در ہمہ۔ یہ تصور قائم کرو کہ دنیا کے تمام انسان موت کے نزع میں مبتلا ہیں اور ان کی باتیں وہ ہیں جو مرتے وقت کی باتیں ہیں۔ یہ صوفیا کی اصطلاح میں مراقبہ موت کہلاتا ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ انسان کے دل میں ایک غیرت اور رحمت پیدا ہوتی ہے اور بغض و کینہ کا مادہ ختم ہو جاتا ہے۔

۳ تو بداں نیت۔ رشتہ داروں کے بارے میں نزع کی کیفیت کا تصور کرو گے تو تمہارے دل میں سوز و گداز پیدا ہوگا۔ کل آت۔ جو موت آنے والی ہے سمجھو کہ وہ آ گئی۔ ور غرضہا۔ اگر نفسانی اغراض اس مراقبے سے مانع ہوں ان کو دل سے نکال دو۔ جیب یعنی دل

وَر نیاری اُخشک بر عجزے مایست　　زانکہ با عجز گزیدہ مُعجزیست

اگر تو نہ لا سکے خشک عجز پر قائم نہ رہ　　کیونکہ ہر عاجز کے ساتھ ایک برگزیدہ عاجز کرنے والا ہے

عجز زنجیریست زنجیرت نہاد　　چشم در زنجیر نہ باید کُشاد

عجز ایک زنجیر ہے اس نے تجھے زنجیر میں باندھ دیا　　زنجیر ڈالنے والے میں آنکھ کھولنی چاہیے

پس تضرع کُن کہ اے ہادیِ زیست　　باز بُودم پشّہ گشتم ایں زچیست

پھر عاجزی کر کہ اے زندگی کے ہادی！　　میں باز تھا مچھر بن گیا ہوں اس کی کیا وجہ ہے؟

سخت تر افشردہ ام در شر قدم　　کہ لُگی خسرم ز قہرت دمبدم

میں نے شر میں سختی سے قدم جمایا ہے　　کیونکہ تیرے قہر کی دو سے میں مسلسل ٹوٹے میں ہوں

از نصیحتہای ۲ تو کر بُودہ ام　　بُت شکن دعوی و بتگر بُودہ ام

میں تیری نصیحتوں سے بہرا ہو گیا ہوں　　دعویٰ بت شکنی کا ہے اور میں بتگر ہو گیا ہوں

یادِ صنعت فرض تر یا یادِ مرگ　　مرگ مانند خزاں تو اصل و برگ

دستکاری کی یاد زیادہ ضروری ہے یا موت کی　　موت خزاں کی طرح ہے تو پتے اور جڑ ہے

سالہا ایں مرگ طبلک می زند　　گوش تو بیگاہ جنبش می کند

یہ موت سالوں سے ڈگڈگی بجا رہی ہے　　تیرا کان بے وقت حرکت کرے گا

گوید اندر نزع از جاں آہ مرگ　　ایں زماں کردت زخود آگاہ مرگ

جان نکلنے کے وقت ہائے موت کہے گا　　موت نے اب تجھے اپنے آپ سے باخبر کیا

ایں ۳ گلوی مرگ از نعرہ گرفت　　طبلِ اُو شگافت از ضربہائے شگفت

نعرے سے موت کا یہ گلا بیٹھ گیا　　ہائے تعجب، پیٹنے سے اس کا ڈھول پھٹ گیا

در دقائق خویش را در باختی　　رمزِ مُردن ایں زماں دریافتی

تو نے اپنے آپ کو باریکیوں میں مبتلا رکھا　　مرنے کی حقیقت اب پہچانا

تشبیہ مُغفّلے کہ عمر ضائع کندو وقت مرگ ودراں تنگا تنگ

اس غافل کی تشبیہ جو عمر ضائع کرتا ہے اور موت کے وقت اس تنگی میں

توبہ استغفار کردن گیر دوبہ تعزیت داشتن شیعہ اہل

توبہ اور استغفار شروع کر دے اور حلب کے شیعوں کے

حلب ملد ہر سالے در ایام عاشورا بدروازۂ انطاکیہ و

مشابہ ہے جو ہر سال عاشورہ کے ایام میں انطاکیہ کے دروازے میں تعزیت کرتے ہیں اور

---

۱ ورنیاری۔ اگر تم ان اغراض کو دل سے نہ نکال سکو تو اپنے اس عجز پر قائم نہ رہو۔ عجز۔ یہ تمہارا عاجز ہونا ایک زنجیر ہے جو زنجیر باندھنے والے نے باندھی ہے اس کی طرف رجوع کرو۔ پس۔ اس زنجیر باندھنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرکے کہو کہ اے حقیقی زندگی کی طرف ہدایت کرنے والے میں فطرت کے اعتبار سے باز تھا اب عاجز مچھر کیوں بن گیا ہوں اب میں نے برائی میں قدم جما رکھا ہے اور تیرے قہر کی وجہ سے میں ٹوٹنے میں مبتلا ہوں۔

۲ ازنصیحتہای۔ میں نصیحتوں سے بہرا بن گیا تھا بت شکنی کا مدعی تھا لیکن دراصل میں بتگر تھا۔ یادصنعت۔ اے موت سے غافل تو یہ بتا کہ تیرے لئے اپنی دستکاری کی یاد ضروری ہے یا موت کی یاد، موت بمنزلہ خزاں کے ہے اور تو پتہ ہے جو خزاں میں لامحالہ اجڑ جاتا ہے سالہا موت اپنا ڈھنڈورا پیٹ رہی ہے لیکن تو نہیں سنتا ہے جب سننے والا وقت نہ رہیگا تب تو سنے گا۔ نزع کے وقت تو ہائے موت کہیگا اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

۳ ایں گلوی۔ اعلان کرتے کرتے موت کا گلا بیٹھ گیا اور اسکا نقارہ پھٹ گیا لیکن تو دنیاداری کی باریکیوں میں رہا نزع کے وقت اس کے اشارے کو سمجھا تشبیہ۔ انسان کی موت کے وقت کی آہ و زاری ایسی ہی ہے جیسے کہ ۔۔۔ انسان کا شہدا ۔۔۔ عاشورا کو رونا۔

رسیدنِ غریب شاعر از سفر و پرسیدن کہ ایں غریو ۱ نعرہ چہ تعزیت ست تا فرا خور آں مرثیہ گوید

ایک مسافر شاعر کا سفر سے پہنچنا اور دریافت کرنا کہ یہ شور اور نعرہ کس کی تعزیت میں ہے تاکہ اس کے مناسب مرثیہ پڑھے

روزِ عاشورا ہمہ اہلِ حلب　　بابِ انطاکیہ اندر تا بہ شب
عاشورہ کے دن سب حلب کے باشندے　　انطاکیہ کے دروازے میں رات تک

گرد آید مرد و زن جمعے عظیم　　ماتمِ آں خانداں دارد مقیم
مردوں اور عورتوں کا بڑا مجمع جمع ہوتا ہے　　اس خاندان کا ماتم قائم رکھتا ہے

نالہ و نوحہ کنند اندر بُکا　　شیعہ عاشورا برائے کربلا
رونے میں نالہ اور نوحہ کرتے ہیں　　شیعہ، عاشورے میں کربلا کے لئے

بشمرند آں ظلمہا و امتحاں　　کز یزید و شمر دید آں خانداں
وہ ظلم اور آزمائش شمار کرتے ہیں　　جو اس خاندان نے یزید اور شمر سے دیکھی ہیں

از غریو و نعرہا در سر گذشت　　پُر ہمی گردد ہمہ صحرا و دشت
گذرے ہوئے معاملہ میں نعروں کے شور سے　　صحرا اور دشت پُر ہو جاتا ہے

یک غریبے شاعرے از رہ رسید　　روزِ عاشورا و آں افغاں ۲ شنید
راستہ سے ایک مسافر شاعر آ پہنچا　　عاشورا کے دن اور اس نے وہ شور سنا

شہر را بگذاشت واں سُورای کرد　　قصد جُست و جوئے آں ہیہائے کرد
شہر کو چھوڑا اور اس جانب کی رائے کر لی　　اس ہائے ہائے کی جستجو کا ارادہ کیا

پُرس پُرساں می شد اندر افتقاد　　چیست ایں غم بر کہ ایں ماتم فتاد
وہ جستجو میں پوچھتا پوچھتا چلا　　یہ غم کیا ہے اور یہ ماتم کس کا ہے؟

ایں ۳ رئیسے زفت باشد کو بمُرد　　ایں چنیں مجمع نباشد کار خرد
یہ کوئی بڑا رئیس ہو گا جو مر گیا ہے　　اس طرح کا مجمع چھوٹی بات نہ ہو گی

نامِ او القابِ او شرحم دہید　　کہ غریبم من شما اہلِ دہید
اس کا نام اور اس کے القاب مجھے بتاؤ　　کیونکہ میں پردیسی ہوں تم گاؤں والے ہو

چیست نام و پیشہ و اوصافِ او　　تا بگویم مرثیہ ز الطافِ او
اس کا نام اور پیشہ اور اوصاف کیا ہیں؟　　تاکہ میں اس کی مہربانیوں کا مرثیہ کہوں

---

۱ غریو۔ شور۔ فراخور۔ مناسب حال۔ عاشورا۔ محرم کی دسویں تاریخ۔ آں خاندان۔ یعنی اہل بیت اطہار۔ کربلا۔ اس علاقہ میں امام حسینؓ اور ان کے ساتھی شہید کئے گئے ہیں۔ یزید۔ اس کے دور حکومت میں یہ واقعہ پیش آیا۔ شمر۔ یہ حضرت حسینؓ کا قاتل ہے۔

۲ افغاں۔ شور فریاد۔ آں سو یعنی حلب کا انطاکیہ کی جانب کا دروازہ۔ افتقاد۔ مشدود تلاش

۳ ایں۔ اس شاعر نے لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ یہ ماتم یقیناً کسی بڑے انسان کا ہو گا مجھے نام اور اس کے اوصاف بتاؤ میں اس کا مرثیہ کہوں گا تاکہ کچھ سامان اور لنگر مجھے بھی مل جائے۔

مرثیہ سازم کہ مردِ شاعرم ۔۔۔ تا ازیں جا برگ و لالنگے برم
میں مرثیہ تیار کروں گا کیونکہ میں شاعر انسان ہوں ۔۔۔ تاکہ یہاں سے سامان اور لنگر حاصل کروں

آں ا۱یکے گفتش کہ ہے دیوانۂ ۔۔۔ تو نۂ شیعہ عدوِ خانۂ
ایک شخص نے اس سے کہا ہائیں! تو دیوانہ ہے ۔۔۔ تو شیعہ نہیں ہے اہل بیت کا دشمن ہے

روزِ عاشورا نمی دانی کہ ہست ۔۔۔ ماتمِ جانے کہ از قرنے بہ است
تجھے معلوم نہیں کہ عاشورے کا دن ہے ۔۔۔ اس جان کا سوگ ہے جو ایک قرن سے بہتر ہے

پیشِ مومن کے بود ایں غصہ خوار ۔۔۔ قدرِ عشقِ گوش عشقِ گوشوار
مومن کے لئے یہ رنج بے وقعت کب ہوگا؟ ۔۔۔ کان کے عشق کے بقدر گوشوارہ کا عشق ہوتا ہے

پیشِ مومن ماتمِ آں پاک روح ۔۔۔ شہرہ تر باشد ز صد طوفانِ نوح
مومن کے لئے اس پاک روح کا ماتم ۔۔۔ نوحؑ کے سیکڑوں طوفانوں سے زیادہ مشہور ہو گا

نکتہ گفتنِ آں شاعر جہت طعنِ شیعۂ حلب

شاعر کا حلب کے شیعوں کے طعنہ کے لئے ایک نکتہ کہنا

گفت۲ آرے لیک کو دورِ یزید ۔۔۔ کے بدست ایں غم چہ دیر اینجا رسید
اس نے کہا ہاں، لیکن یزید کا زمانہ کہاں؟ ۔۔۔ یہ رنج کب پہنچا تھا؟ یہاں کس قدر دیر میں پہنچا

چشمِ کوراں آں خسارت را بدید ۔۔۔ گوشِ کراں آں حکایت را شنید
اندھوں کی آنکھ نے اس نقصان کو دیکھا ۔۔۔ بہروں کے کان نے وہ قصہ سنا

خفتہ بودستید تا اکنوں شما ۔۔۔ کہ اکنوں جامہ دریدید از عزا
کیا تم اب تک سو رہے تھے؟ ۔۔۔ کہ تم نے اب تعزیت میں کپڑے پھاڑے

پس عزا بر خود کنید اے خفتگاں ۔۔۔ زانکہ بد مرگیست ایں خوابِ گراں
اے غافلو! اپنا ماتم کرو ۔۔۔ کیونکہ یہ گہری نیند بری موت ہے

روحِ۳ سلطانے ز زندانے بجست ۔۔۔ جامہ چہ درّیم و چہ خائیم دست
ایک شاہ کی روح قید خانہ سے چھوٹ گئی ۔۔۔ ہم کپڑے کیا پھاڑیں ہاتھ کیا چبائیں؟

چونکہ ایشاں خسروِ دیں بودہ اند ۔۔۔ وقتِ شادی شد چو بشکستند بند
چونکہ وہ دین کے شاہ ہوئے ہیں ۔۔۔ جب انہوں نے بیڑی توڑ دی خوشی کا وقت ہے

سوئے شادروانِ دولت تاختند ۔۔۔ کندہ و زنجیر را انداختند
وہ سلطنت کے خیمہ کی طرف دوڑ گئے ۔۔۔ انہوں نے کاٹھ اور بیڑی کو پھینک دیا

---

۱ آں یکے۔ ایک صاحب نے اس شاعر کو جواب دیا کہ تو کوئی دیوانہ معلوم ہوتا ہے تو شیعہ نہیں ہے اہل بیت کا دشمن ہے تجھے معلوم نہیں کہ دسویں محرم ہے اور اس جان کا ماتم ہو رہا ہے جو ایک پیڑھی سے افضل تھی ایک مسلمان کے لئے یہ قصہ معمولی نہیں ہے جتنی آنحضور سے محبت ہوگی اسی قدر ان کے اہل بیت سے محبت ہوگی۔ پیشِ مومن۔ ایک مسلمان کے لئے اس نیک روح کا ماتم حضرت نوحؑ کے سو طوفانوں سے زیادہ مشہور ہے۔

۲ گفت۔ شاعر نے کہا جو تو کہہ رہا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن یزید کا دور گذرے ہوئے تو ایک عرصہ دراز گذر گیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا تھا یہاں اتنے عرصہ بعد خبر پہنچی یہ واقعہ تو ایسا اور ناک تھا کہ اندھوں اور بہروں تک نے دیکھ لیا اور سن لیا کیا تم اس وقت سو رہے تھے جواب ماتم میں کپڑے پھاڑ رہے ہو اگر تم اس قدر غافل ہو تو اپنے اوپر ماتم کرو۔

۳ روحِ سلطانے۔ حضرت حسینؓ ایک شاہ تھے ان کی روح قید خانہ سے چھوٹ گئے تو اس پر ماتم کا کیا موقع ہے الدنیا سجن المؤمن دنیا مومن کا قید خانہ ہے "شادرواں"۔ خیمہ کندہ تو زنجیر۔ کاٹھ اور زنجیر جو قیدی کے ہاتھ پاؤں میں ڈالے جائیں۔

روزِ املک ست و گہِ شاہنشہی　　گر تو یک ذرّہ از ایشاں آگہی
سلطنت کا دن ہے اور شہنشاہی کا وقت ہے　　اگر تو ایک ذرہ بھی ان سے واقف ہے

ورنہ آگہ برو بر خود گری　　زانکہ در انکارِ نقل و محشری
اور اگر تو واقف نہیں ہے جا اپنے اوپر رو　　کیونکہ تو انتقال اور محشر کا منکر ہے

بردل و دین خرابت نوحہ کن　　کہ نمی بیند جز ایں خاکِ کہن
اپنے برباد دل اور دین پر نوحہ کر　　کیونکہ وہ اس پرانی مٹی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا ہے

ور ہمی بیند چرا نبود دلیر　　پشت دار و جاں سپار و چشم سیر
اور اگر دیکھتا ہے کیوں دلیر نہ ہوگا؟　　بھروسہ کرنے والا اور جان دینے والا اور سیر چشم

در رخت کو ازمیِ دیں فرخی　　گر بدیدی بحر کو کفِ سخی
تیرے چہرے پر دین کی شراب کی رونق کہاں ہے؟　　اگر تو نے سمندر دیکھا ہے تو سخی ہاتھ کہاں ہے؟

آنکہ ۲ جو دید آب را نکند دریغ　　خاصہ آں کو دید آں دریا و میغ
جس نے نہر دیکھ لی وہ پانی کی ممانعت نہیں کرتا　　خصوصاً جس نے وہ سمندر اور ابر دیکھ لیا ہو

تمثیلِ مردِ حریص نا بینندۂ رزّاقیِ حق را و خزائنِ رحمت

اس لالچی کی مثال جو اللہ تعالیٰ کی رزاقی اور رحمت کے خزانوں کو دیکھنے والا

اُورا بمورے کہ در خرمن گاہِ بزرگ بادانۂ گندم می کوشد

نہیں ہے اس چیونٹی کے ساتھ جو بڑے ڈھیر میں سے ایک دانہ کی کوشش ہے

ومی جوشد ومی لرزد و تعجیل می کشد وسعتِ آں

اور جوش میں ہے اور لرز رہی ہے اور جلدی جلدی کھینچ رہی ہے اس ڈھیر

خرمن رانمی بیند

کی وسعت کو نہیں دیکھتی ہے

مور ۳ بردانہ ازاں لرزاں شود　　کوز خرمن ہائی خوش عمیاں بود
چیونٹی دانہ پر اس لئے لرزتی ہے　　کیونکہ وہ اچھے ڈھیروں سے اندھی ہوتی ہے

می کشد آں دانہ را با حرص و بیم　　کہ نمی بیند چناں چاشِ عظیم
حرص اور ڈر سے دانہ کھینچتی ہے　　کیونکہ وہ ایسے ڈھیر کو نہیں دیکھتی ہے

صاحبِ خرمن ہمی گوید کہ ہے　　اے زکوری پیشِ تو معدوم شے
ڈھیر والا کہتا ہے کہ افسوس ہے　　وہ اندھے پن کی وجہ سے تیرے لئے معدوم کوئی چیز ہے؟

---

۱ روز ملک۔ یہاں کے شہنشاہت کا وقت ہے اگر تو اس سے واقف نہیں ہے تو اپنے اوپر ماتم کر۔ بردل۔ تجھے اپنے دل اور دین پر ماتم کرنا چاہیے کیونکہ تجھے اس دنیا کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ ورہمی۔ اگر وہ دوسرے عالم کو دیکھتا ہے تو اس کے حصول کے لئے بہادر اور جانباز اور دنیا سے چشم سیر کیوں نہ ہوگا۔ در رخت۔ جو عالم آخرت کو دیکھتا ہے اس کے چہرے پر ایک خاص نور ہوتا ہے۔ بحر۔ جو سمندر کے خزانے دیکھ لیتا ہے پھر وہ سخاوت میں دریغ نہیں کرتا ہے۔

۲ آنکہ۔ جس نے نہر دیکھ لی ہو وہ کبھی پانی کا بخل نہ کریگا۔ تمثیل۔ جس نے حضرت حق کے خزانے نہیں دیکھے ہیں اس کی مثال اس چیونٹی کی سی ہے جو غلہ کے بڑے ڈھیر میں سے ایک دانہ ہی کو سب کچھ سمجھ رہی ہے۔

۳ مور۔ چیونٹی جو ایک دانہ کی حفاظت میں لگی ہوئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بڑے ڈھیروں سے اندھی ہے چاش۔ خرمن اس سے تو اندھے پن سے ناچیز کو چیز سمجھ رہی ہے۔

تو ۱ ز خرمنہای ما آں دیدۂ — کہ دراں دانہ بجاں پیچیدۂ
تو نے ہمارے ڈھیروں میں سے وہی دیکھا ہے — کہ اس دانے میں (دل و) جان سے چپکتی ہوئی ہے

اے بصورت ذرّہ کیواں را ببیں — مورِ لنگی رو سلیماں را ببیں
اے وہ جو بظاہر ذرہ ہے ! زحل کو دیکھ — تو لنگڑی چیونٹی ہے جا سلیمان کو دیکھ

تو نۂ ایں جسم بل آں دیدۂ — وارہی از جسم گر جاں دیدۂ
تو یہ جسم نہیں ہے بلکہ وہ آنکھ ہے — اور تو جان کو دیکھ لے جسم سے نجات پا جائے

آدمی دیدست و باقی لحم و پوست — ہرچہ چشمش دیدہ است آں چیز اوست
آدمی دید ہے ، اور باقی گوشت و پوست ہے — جو اس کی آنکھ نے دیکھا ہے ، چیز وہی ہے

کوہ را غرقہ کند یک خم زنم — چشم خم چوں باز باشد سوی یم
ایک مٹکا پہاڑ کو ڈبو دیتا ہے — جبکہ مٹکے کی آنکھ سمندر کی جانب کھلی ہوئی ہو

چوں بدریا راہ شد از جانِ خم — خم با جیحوں بر آرد اشتلم
جب مٹکے کی جان سے دریا کی جانب راستہ ہو جاتا ہے — مٹکا نہروں سے زور آزمائی کرتا ہے

زاں ۲ سبب قُل گفتۂ دریا بود — گرچہ نطقِ احمدؐ گویا بود
اسی وجہ سے "کہدے" دریا کا کہا ہوا ہو گا — اگرچہ بولنے والے احمدؐ کا بول ہو گا

گفتۂ ۳ او جملہ دُرّ بحر بود — کہ دلش را بود در دریا نفوذ
ان کا کہا ہوا سب سمندر کا موتی تھا — کیونکہ ان کے دل کا دریا میں نفوذ تھا

دادِ دریا چوں زخمِ ما بود — چہ عجب در ماہیے دریا بود
جب ہمارے مٹکے سے دریا کی عطا ہو — کیا تعجب ہے اگر کوئی مچھلی دریا بن جائے

چشمِ حس افسردہ بر نقشِ ممر — تش ممری بینی و او مستقر
حس کی آنکھ راستے کے نقش پر ٹھٹھری ہوئی ہے — تو اس کو گذرگاہ دیکھ رہا ہے اور وہ قرار گاہ ہے

ایں دوئی اوصاف دید احول ست — ورنہ اول آخر آخر اول ست
یہ دوئی ، بھینگا دیکھنے کے اوصاف میں سے ہے — ورنہ اول آخر آخر اول ہے

---

۱ تو۔ اس چیونٹی نے اس ڈھیر میں سے صرف یہی دانہ دیکھا۔ اے بصورت۔ انسان جسم کے اعتبار سے ایک حقیر ذرہ ہے۔ لیکن روح کے اعتبار سے سب سے اونچا زحل ستارہ ہے۔ مور لنگی۔ انسان جسم کے اعتبار سے لنگڑا چیونٹی ہے روح کے اعتبار سے سلیمان ہے۔ تو نہ انسان جسم کا نام ہے بلکہ انسان دیدہ حق بین ہے۔ آدمی۔ انسان در حقیقت دیدِ حق کا آلہ یعنی روح ہے اور بقیہ محض گوشت پوست ہے۔ جو کچھ اس کی حق بین آنکھ دیکھتی ہے۔ چیز وہی ہے ورنہ سب ناچیز ہے۔ کوہ۔ وہ مٹکی جس کا تعلق سمندر سے ہو وہ اپنے پانی میں پہاڑ کو غرق کر دیتی ہے۔ اشتلم۔ زور۔ غلبہ۔

۲ زاں سبب۔ چونکہ آنحضورؐ کے صفات، حضرت حق کے صفات میں فنا ہو چکے تھے لہذا آنحضورؐ کا مقولہ حضرت حق تعالیٰ کا مقولہ ہے قرآن میں مختلف جگہ پر لفظ "قل" آیا ہے وہ بظاہر آنحضورؐ کا مقولہ ہے لیکن حقیقۃً اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے۔ شعر

گفتہ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

۳ گفتۂ او۔ آنحضورؐ کے دل کی وابستگی جبکہ بحر حقیقت سے تھی تو آپ کا مقولہ اسی سمندر کا موتی ہے۔ داد دریا۔ جبکہ پوری اطاعت کے بعد انسانوں کے افعال اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو اس میں کیا تعجب ہے کہ کسی عارف کو فنائی الذات کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔ ماہی۔ یعنی عارف۔ دریا۔ یعنی بحر حقیقت۔ چشم حس۔ حس مٹکی میں سے سمندر کا پانی گذر رہا ہے۔ تیری

خاہر بیں نظر محض پانی کی گزرگاہ کو دیکھتی ہے حالانکہ وہ خود سمندر ہے۔ ممر۔ یعنی مٹکی۔ تش۔ تو اس۔ مستقر۔ یعنی دریا۔ ایں دوئی۔ مٹکی اور بحر کو دو سمجھنا بھینگا پن ہے ورنہ دونوں میں اتحاد ہے۔

ہیں ۱؎ گذر از نقشِ خُم در خُم نگر   کاندرو بحرست بے پایان و سَر
خبردار! مٹکے کی صورت سے بڑھ مٹکے میں دیکھ   اس میں سمندر ہے جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا

پاک از آغاز و آخراں عذاب   ماندہ محروماں ز قہرش در عذاب
وہ شیریں پانی ابتداء اور انتہا سے پاک ہے   محروم اس کے قہر سے عذاب میں ہیں

تا چنیں سرِ در جہاں ظاہر شود   مقبل اندر جستجو ماہر شود
تاکہ ایسا راز دنیا میں ظاہر ہو جائے   نصیب اور جستجو میں ماہر ہو جائے

تا فزاید ۲؎ در جہاد و کوشش او   تا میسّر گردش دیدار ہُو
تاکہ وہ مجاہدے اور کوشش میں ترقی کرے   تاکہ اس کو اللہ تعالیٰ کا دیدار میسر آجائے

اہلِ دل ہمچوں کہ جُو در وے رواں   بے دوئی یک گشتہ با دریائے جاں
اہل دل ایسے ہیں کہ نہر ان میں جاری ہے   جان کے دریا کے ساتھ بغیر دوئی کے ایک ہوگئے ہیں

ایں چنیں خُم را تو در یم داں یقیں   زندہ از وے آسمان و ہم زمیں
ایسے مٹکے کو تو یقیناً دریا میں سمجھ   اس سے آسمان بھی زندہ ہے اور زمین بھی

بلکہ وحدت گشت اُورا در وصال   شد خطاب او خطابِ ذوالجلال
بلکہ وصال میں اس کو وحدت حاصل ہوگئی ہے   اس کا کلام اللہ ذوالجلال کا کلام بن گیا ہے

بعدازاں گوید حقم منصور وار   تا شود بر دارِ شہرت او سوار
اس کے بعد وہ منصور کی طرح انا الحق کہتا ہے   تاکہ وہ بدنامی کی سولی پر سوار ہو جائے

ہے ۳؎ زچہ معلوم گردد ایں ز بعث   بعث رابُو کم کن اندر بعث بحث
ہاں یہ کس طرح سے معلوم ہوگا؟ دوبارہ زندہ ہونے سے   دوبارہ زندگی کو تلاش کر دوبارہ زندہ ہونے میں بحث نہ کر

شرطِ روزِ بعث اوّل مُردن ست   زانکہ بعث از مُردہ زندہ کردن ست
دوبارہ زندہ ہونے کے دن کی شرط پہلے مر جانا ہے   کیونکہ دوبارہ زندہ ہونا مردے سے زندہ کرنا ہے

جُملہ عالم زیں غلط کرد اند راہ   کز عدم ترسند و آں آمد پناہ
تمام جہان نے اسی لئے راستہ غلط کر لیا   کہ وہ عدم سے ڈرتے ہیں اور وہی پناہ ہے

از کجا جوئیم علم از ترکِ علم   از کجا جوئیم سِلم از ترکِ سِلم
ہم علم کہاں سے تلاش کریں علم کو ترک کر کے   صلح کہاں سے تلاش کریں صلح کو ترک کر کے

۱؎ ہیں۔ مٹکے کو نہ دیکھ جو کچھ مٹکے میں ہے اس کو دیکھ اس میں ایک لا محدود سمندر ہے انسان کامل کے اندر فیوض الٰہی ہیں جو لامحدود ہیں جو پاک اور شیریں ہیں جو شخص ان فیوض سے محروم ہے وہ خدائی قہر کی وجہ سے عذاب میں ہے۔ تا چنیں۔ کامل انسان کو ان فیوض کا مظہر بنانے میں یہ حکمت ہے کہ اس سے راز وحدت ظاہر ہو اور کوئی بلند اقبال اس کی جستجو میں لگے۔

۲؎ تا فزاید۔ اس مظہر کو دیکھ کر با نصیب مزید مجاہدے اور کوشش میں لگے گا اور اس کو مشاہدہ حق حاصل ہو جائے گا۔ اہل دل۔ اہل دل کی مثال یہ سمجھو کہ ان میں ایک نہر جاری ہے اور ان کو ذات حق سے اتحاد حاصل ہے ایں چنیں۔ یہی اہل دل وہ ہیں جن سے زمین آسمان قائم ہے۔ بلکہ اتحاد تو دو چیزوں میں ہوتا ہے ان کا ذات حق سے ایسا وصال ہے کہ دوئی ختم ہو چکی ہے اب انکی بات خدا کی بات ہے۔ بعدازاں جب یہ وحدت حاصل ہو جاتی ہے وہ منصور حلاج کی طرح انا الحق کا نعرہ لگا دیتا ہے اور موت کی سولی نہ کہی بدنامی کی سولی پر چڑھ جاتا ہے۔

۳؎ ہے۔ یہ تعلق مع اللہ بقا بعد الفنا سے معلوم ہوگا اور اس مقام میں بحث نہ کرو اس کو حاصل کرو۔ بعث۔ یعنی بقا بعد الفنا۔ شرط۔ حشر اور بعث بعد الموت جب ہی ہوگا جبکہ پہلے موت آجائیگی کیونکہ بعث تو مرنے کے بعد زندہ کرنیکو کہتے ہیں تو اس بعث کیلئے موت ضروری ہے۔ جو موت سے ڈرتے ہیں انکی راہ غلط ہے از کجا۔ تعلق مع اللہ کا علم جبھی حاصل ہوگا جب جب تعلق غیر اللہ کا علم چھوڑ دو گے اللہ سے صلح اور محبت جبھی پیدا ہوگی۔ جب غیر اللہ سے تعلق منقطع کر دے۔

از کجا جوئیم حال از ترکِ حال — از کجا جوئیم قال از ترک قال
حال کہاں سے تلاش کریں؟ حال کو چھوڑنے سے — قال کہاں سے تلاش کریں؟ قال کو ترک کرنے سے

از کجا جوئیم ہست، از ترکِ ہست — از کجا جوئیم دست از ترکِ دست
وجود کو کہاں سے تلاش کریں، وجود کو چھوڑنے سے — قدرت کو کہاں سے تلاش کریں؟ قدرت کو ترک کرنے سے

ہم تو تانی کرد یا نعم المعیں — دیدۂ معدوم بیں را ہست بیں
اے بہترین مددگار! تو ہی کر سکتا ہے — معدوم کو دیکھنے والی آنکھ کو موجود کو دیکھنے والی

دیدۂ کو از عدم آمد پدید — ذات ہستی را ہمہ معدوم دید
وہ آنکھ، جو عدم سے آئی — اس نے موجود ذات کو بالکل معدوم دیکھا

ایں ۲ جہاں منتظم محشر شود — گر دو دیدہ مبدل و انور شود
یہ منظم دنیا محشر بن جائے — اگر دونوں آنکھیں تبدیل اور منور ہو جائیں

زاں نماید ایں حقائق نا تمام — کہ بدیں خاماں بود فہمش حرام
یہ حقیقتیں غیر مکمل اس لئے نظر آتی ہیں — کہ ان ناقصوں کے لئے ان کا سمجھنا حرام ہے

نعمتِ جنات خوش بر دوزخی — شد محرم گرچہ حق آمد سخی
عمدہ جنتوں کی نعمت دوزخی پر — حرام ہو گئی، اگرچہ اللہ تعالیٰ سخی ہے

دردہانش تلخ آمد شہد خلد — چوں نبود از وافیاں در عہد خلد
جنت کا شہد، اس کے منہ میں کڑوا ہے — چونکہ وہ عہد الست کے وفاداروں میں سے نہ تھا

مر شما ۳ را نیز در سوداگری — دست کے جنبد چو نبود مشتری
تمہارا بھی تجارت میں — ہاتھ کب ہلتا ہے جبکہ خریدار نہ ہو؟

کے نظارہ اہل بخریدن بود — آں نظارہ گول گر دیدن بود
تماشائی خریدنے کے اہل کب ہوتے ہیں؟ — وہ تماشہ بیہودہ گردی ہوتی ہے

پرس پرساں کایں بچند و آں بچند — از پئے تعبیر وقت و ریشخند
پوچھتے پھرنا کہ یہ کتنے کی اور وہ کتنے کی؟ — وقت کاٹنے کے لئے اور تفریح کے لئے ہے

از ملولی کالہ می خواہد زتو — نیست آں کس مشتری وکالہ جو
تھکن اتارنے کے لئے تجھ سے سودا مانگتا ہے — وہ شخص خریدار اور سامان کا جویاں نہیں ہے

حال۔ اخلاق اور اس کے مبادی اور آثار مثلاً شہوت ایک مذموم خلق ہے اور میلان اس کا مبداء ہے اور شہوت کا ہماؤ اس کا اثر ہے تو ان کے چھوڑنے سے عفت پیدا ہوگی۔ قال۔ یعنی قول برا قول چھوڑو گے تو اچھا قول حاصل کر سکو گے۔ ہست۔ بقاء فنا کے بعد حاصل ہوگی اور انفعال سے بقاء افعال حاصل ہوگی۔ تانی۔ تو ایسی دیدہ یعنی فانی اشیاء کو دیکھنے والی آنکھ کو باقی کو دیکھنے والی آنکھ بنا سکتا ہے۔ از عدم۔ ہماری جسمانی آنکھ عدم سے وجود میں آئی اس کو معدوم سے ہی مناسبت ہے وہ وجود مطلق کو بھی معدوم سمجھتی ہے۔

۲ ایں جہاں۔ اگر یہ آنکھ حقیقت بین بن جائے تو وہ منظم دنیا کو محشر بنا ہوا دیکھے۔ زاں۔ ناقص مکمل کو بھی ناقص دیکھتا ہے۔ نعمت۔ جنت کی جس قدر نعمتیں ہیں وہ دوزخیوں پر حرام ہیں۔ در دہانش۔ دوزخی کے لئے جنت کا شہد بھی کڑوا ہو جائے گا۔ خلد۔ جنت۔

۳ مر شما۔ جب تک خریدار نہ ہو سودا دینے میں سوداگر کا ہاتھ حرکت نہیں کرتا ہے اسی طرح جب کوئی اللہ کی جنت کا طالب نہیں ہے اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا نہیں کرتا ہے۔ نظارہ تماشائی، ضرورت شعری میں نظارہ بغیر تشدید کے پڑھا جائے گا دوسرے مصرع میں بغیر تشدید کے لفظ نظارہ دیکھنے کے معنی میں ہے۔ پرس۔ تماشائی کا پوچھنا کہ یہ چیز کتنے کی ہے اور وہ کتنے کی ہے محض وقت گذاری اور تفریح کے لئے ہوتا ہے۔ از ملولی۔ وہ تھکن اتارنے کے لئے سودا کرتا پھرتا ہے۔

کالہ۱ را صد بار دیدو باز داد — جامہ کے پیمود او کے بود باد
اس نے سودے کو سو بار دیکھا اور واپس کر دیا — اس نے کپڑا کب ناپا؟ ہوا ناپی

کو قدوم و کر و فر مشتری — کو مزاج و کنگلی و سرسری
کہاں خریدار کی کروفر اور آنا؟ — کہاں مذاق اور دل لگی اور بیہودگی؟

چونکہ در ملکش نباشد حبہ — جز پئے کنگل چہ جوید جبہ
چونکہ اس کے پاس ایک دمڑی نہیں ہے — سوائے دل لگی کے وہ جبہ کیا تلاش کرتا ہے؟

در تجارت نیستش سرمایۂ — پس چہ شخص زشت او چہ سایہ
تجارت کے لئے اس کے پاس سرمایہ نہیں ہے — تو کیا اس کا منحوس وجود کیا سایہ

مایہ در بازار ایں دنیا زرست — مایہ آنجا عشق و دو چشم ترست
اس دنیا کے بازار میں سرمایہ سونا ہے — وہاں سرمایہ عشق اور دو تر آنکھیں ہیں

ہر کہ۲ او بے مایہ در بازار رفت — عمر رفت و بازگشت او خام تفت
جو شخص بغیر سرمایہ کے بازار میں گیا — عمر برباد گئی اور وہ ناقص واپس آیا

ہے کجا بودی برادر ہیچ جا — ہے چہ پختی بہر خوردن ہیچ با
ہاں بھائی تو کہاں تھا؟ کہیں نہیں — ہاں! کھانے کے لیے تو نے کیا پکایا؟ کوئی سالن نہیں

مشتری شوتا بجنبد دست من — لعل زاید معدن آبست من
خریدار بن، تاکہ میرا ہاتھ ہلے — میری حاملہ کان لعل جنے

مشتری گرچہ کہ سست و باردست — دعوت دیں کن کہ دعوت واردست
خریدار اگرچہ سست اور افسردہ ہے — تو دین کی دعوت دے کیونکہ دعوت کا حکم ہے

باز۳ پراں کن حمام روح گیر — در رہ دعوت طریق نوح گیر
باز کو اڑا روح کا کبوتر پکڑ لے — دعوت کی راہ میں حضرت نوح کا طریقہ اختیار کر

خدمتے می کن برائے کردگار — با قبول ورد خلقانت چہ کار
اللہ تعالیٰ کے لئے کام میں لگا رہ — لوگوں کے ماننے اور انکار سے تجھے کیا واسطہ؟

داستان آں شخص کہ بر در سرائے نیم شب سحوری میزد ہمسایہ
ایک شخص کا قصہ جو آدھی رات کو ایک مکان میں سحری کا نقارہ بجا رہا تھا بڑی

---

۱ کالہ۔ ایسا خریدار کپڑا کب ناپتا ہے وقت ضائع کرتا ہے۔ کو۔ خریداری آمد و رفت اور حالت میں اور نہ خریدنے والے کی مذاق اور دل لگی میں بہت فرق ہے۔ چونکہ اس کے پاس دمڑی بھی نہیں ہے وہ محض مذاق اور تفریح کے لئے جبہ کو ٹٹول رہا ہے۔ در تجارت۔ جب کاروبار کے لئے اس کے پاس سرمایہ نہیں ہے تو وہ خود اور اس کا سایہ یکساں ہے۔ مایہ دنیاوی کاروبار کے لئے روپیہ پیسہ ضروری ہے اور آخرت کے کاروبار کے لئے عشق اور آہ و زاری ضروری ہے۔

۲ ہر کہ۔ جو شخص بغیر سرمایہ کے بازار میں جاتا ہے وہ اپنی عمر برباد کرتا ہے۔ ہے۔ اس شخص سے اگر کوئی پوچھے کہ تو کہاں گیا تھا تو وہ جواب میں یہی کہے گا کہ کہیں بھی نہیں اس سے کوئی دریافت کرے کہ تو نے کیا پکایا ہے اس کا کہنا ہے کچھ بھی نہیں۔ با۔ سالن۔ مشتری۔ اے مخاطب تو خریدار بن پھر دینے کے لئے حضرت حق تعالیٰ کا ہاتھ حرکت میں آئے گا اور اس کی بھرپور کان تجھے لعل و جواہر عطا کرے گی۔ بارد۔ مصلحین کو خطاب ہے جنت کے طالب خواہ سست ہوں لیکن تمہیں حکم ہے کہ تم اپنا فریضہ پورا کرو۔

۳ باز۔ مبلغ کا فرض ہے کہ وہ اپنے باز سے یعنی مرید روح کا شکار کرے اور حضرت نوح کے طریقہ پر عمل کرے۔ خدمتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فرض کی ادائیگی ہے لوگوں کے ماننے نہ ماننے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ داستان۔ اس داستان سے یہ بتایا ہے کہ سحری میں بیدار کرنے والا بہرحال اپنا فرض پورا کرتا تھا۔ سحوری۔ رمضان میں سحری کے وقت بیدار کرنے کا نقارہ۔

اُورا گفت کہ آخر نیم شب است سحر نیست و دیگر آنکہ دریں
نے اس سے کہا کہ آدھی رات ہے، سحری کا وقت نہیں ہے دوسرے یہ کہ اس
سرائے کسے نیست بہر کہ میزنی و جواب گفتن مطرب اُورا
گھر میں کوئی نہیں ہے تو کس کے لئے بجا رہا ہے اور بجانے والے کا اس کو جواب دینا

آں یکے ۱ میزد سحوری بردرے
ایک شخص ایک دروازے پر سحری کا نقارہ بجا رہا تھا
در گہے بُود و رُواقِ مہترے
جو دربار اور ایک سردار کا محل تھا

نیم شب میزد سحوری را بجِد
وہ محنت سے آدھی رات میں نقارہ بجا رہا تھا
گفت اُورا قائلے کاے مُستمِد
اس کو ایک کہنے والے نے کہا اے بھکاری!

اوّلا وقتِ سحر زن ایں سحور
ایک تو سحری کے وقت یہ نقارہ بجا
نیم شب افغاں مکُن اے ناصبور
اے بے صبرے! آدھی رات میں شور نہ کر

دیگر آنکہ فہم کُن اے بوالہوس
دوسرے یہ کہ اے بوالہوس! سمجھ لے
کاندریں خانہ دروں خود ہست کس
کہ اس میں گھر میں خود کوئی ہے بھی؟

کس ۲ دریں جا نیست جز دیو و پری
اس جگہ دیو اور پری کے سوا کوئی نہیں ہے
روزگار خود چہ یاوہ می بری
تو اپنا وقت کیوں برباد کرتا ہے؟

بہرِ گوشے میزنی دف گوش کو
تو کان کے لئے نقارہ بجا رہا ہے، کان کہاں ہے؟
ہوش باید تا بداند ہوش کو
ہوش چاہیے تاکہ سمجھے ہوش کہاں ہے؟

گفت گفتی بشنواز چاکر جواب
اس نے کہا، تو نے کہہ لیا، خادم سے جواب سن لے
تا نمانی در تحیّر و اضطراب
تاکہ تو حیرانی اور پریشانی میں نہ رہے

گرچہ ہست ایندم برِ تو نیم شب
اگرچہ اس وقت تیرے لئے آدھی رات ہے
نزدِ من نزدیک شُد صبحِ طرب
میرے نزدیک خوشی کی صبح قریب آ گئی ہے

ہر شکستے ۳ پیشِ من فیروز شُد
ہر شکست میرے لئے کامیابی ہو گئی ہے
جملہ شبہا پیشِ چشمم روز شُد
تمام راتیں میری نگاہ میں دن بن گئی ہیں

پیشِ تو خون ست آبِ رودِ نیل
نیل (نہر) کا پانی تیرے سامنے خون ہے
پیشِ من آبست نے خوں اے نبیل
اے شریف! میرے سامنے پانی ہے نہ کہ خون

در حقِ تو آہن ست وآں رخام
تیرے حق میں لوہا ہے اور وہ پتھر
پیشِ داؤدِ نبی موم ست و رام
داؤد نبی کے لئے موم اور فرماں بردار ہے

۱ آں یکے۔ ایک شخص نے ایک دروازے پر آدھی رات کو سحری کا نقارہ بجا دیا۔ رواق۔ محل۔ قائل۔ کہنے والا۔ مستمد۔ مدد طلب کرنے والا۔ افغان۔ شور۔ ناصبور۔ بے صبرا۔ دیگر پھر یہ سمجھ لے کہ اس گھر پر کوئی ہے بھی؟

۲ کس۔ یہ گھر خالی ہے اس میں بھوت اور پریوں کے علاوہ کوئی انسان نہیں ہے۔ یاوہ۔ بیہودہ بیکار۔ بہر۔ نقارہ ہوش و گوش کے لئے بجایا جاتا ہے جو یہاں مفقود ہے۔ گفت۔ اس نقارہ بجانے والے نے کہا تو اپنی بات کہہ چکا اب میرا جواب سن لے تاکہ تیری پریشانی دور ہو۔ نیم شب تیرے لئے مستی کی صبح ہے تہجد پڑھ کر مستی پیدا کی جاسکتی ہے۔

۳ ہر شکست۔ جو تیری نظر میں شکست ہے میری نظر میں فتح ہے اور جس کو تو سیاہ سمجھتا ہے وہ میری نظر میں نور ہے پیش تو۔ یہ رات اور دن کی تبدیلی ایسی ہے جیسا کہ دریائے نیل سبطیوں کے لئے پانی تھا اور قبطیوں کے لئے خون بن گیا۔ در حق۔ سخت پتھر حضرت داؤد کے لئے موم تھا منکروں کے لئے سخت پتھر تھا۔

پیش اِتو کہ بس گران ست و جماد — مُطرب ست اُو پیشِ داوٗد اوستاد

تیرے سامنے پہاڑ بہت بھاری اور پتھر ہے — استاد داوٗد کے سامنے وہ قوال ہے

پیشِ تو آں سنگریزہ ساکت ست — پیشِ احمد اُو فصیح و قانت ست

تیرے لئے پتھر کا ریزہ خاموش ہے — احمد کے سامنے وہ بولنے والا اور دعا کرنیوالا ہے

پیشِ تو اُستونِ مسجد مُردہ ایست — پیشِ احمد عاشقِ دل بُردہ ایست

تیرے نزدیک مسجد کا ستون مردہ ہے — احمد کے سامنے دلدادہ عاشق ہے

جُملہ اجزائے جہاں پیشِ عوام — مُردہ و پیشِ خدا داناؤ رام

عوام کے سامنے دنیا کے سب اجزاء — مُردہ ہیں اور خدا کے سامنے عقلمند اور فرمانبردار ہیں

آنچہ ۲ گفتی کاندریں قصرو سرا — نیست کس چوں میزنی ایں طبل را

تو نے جو کہا کہ اس محل اور سرائے میں — کوئی نہیں ہے، تو کیوں نقارہ بجا رہا ہے

بہرِ حق ایں خلق زرہا میدہند — صد اساسِ خیر و مسجد می نہند

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے مال دیتے ہیں — مسجد اور خیر کی سینکڑوں بنیادیں رکھتے ہیں

مال و تن در راہِ حج دوردست — خوش ہمی بازند چوں عشاق مست

حج کے دراز راستہ میں مال اور جسم — مست عاشقوں کی طرح خرچ کرتے ہیں

ہیچ می گویند کاں خانہ تہی ست — ایں سخن کے گوید آں کش آگہی ست

کبھی کہتے ہیں کہ گھر خالی ہے — یہ بات وہ شخص کب کہے گا جو با خبر ہے؟

پُر ہمی بیند سرایِ دوست را — آنکہ از نورِ الٰہ ہستش ضیا

دوست کے گھر کو بھرا ہوا دیکھتا ہے — وہ جس کو خدا کے نور سے روشنی حاصل ہے

بس سرای ۳ پُر ز جمع و انبہی — پیشِ چشمِ عاقبت بیناں تہی

بہت سے گھر جو مجمع اور کثرت سے بھرے ہوئے ہیں — انجام پر نظر رکھنے والوں کی آنکھ کے لئے خالی ہیں

ہر کرا خواہی تو در کعبہ بجُو — تا بروید در زماں پیشِ تو اُو

جس کو تو چاہتا ہے کعبہ (دل) میں تلاش کر — تاکہ وہ فوراً تیرے سامنے نمایاں ہو جائے

صُورتے کُو فاخرو عالی بُود — اُو ز بیت اللہ کے خالی بود

جو صورت صاحبِ فخر اور بلند ہوتی ہے — وہ بیت اللہ سے کب خالی ہوتی ہے؟!

---

۱ پیشِ تو۔ حضرت داوٗد، جس وقت خوش الحانی سے زبور پڑھتے تھے پہاڑ بھی پڑھنے لگتے تھے۔ پیشِ احمد۔ آنحضورؐ کے ہاتھ کے سنگریزوں نے آنحضورؐ کی رسالت کی گواہی دی تھی اور تسبیح پڑھی تھی۔ پیشِ تو۔ اسطوانۂ حنانہ عام انسانوں کی نظر میں بے جان کھجور کا تنہ تھا لیکن آنحضورؐ کی جدائی میں رو دیا تھا۔ جمادات و نباتات عوام کے اعتبار سے مردہ ہیں لیکن حضرت حق تعالیٰ کے اعتبار سے سمجھدار اور زندہ ہیں۔

۲ آنچہ گفتی۔ دوسری بات کا جواب شروع کیا ہے۔ بہرِ حق۔ خدا کے لئے جو کام کیا جائے اس کی جستجو نہیں ہوتی کہ وہاں کوئی انسان ہے یا نہیں مال و تن۔ خدا کے عاشق حج کرنے جاتے ہیں اور خدا کے گھر کا طواف کرتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں، کوئی یہ کہتا ہے کہ گھر تو خالی ہے۔ پُر۔ جس کے دل میں نورِ ایمان کی روشنی ہے وہ بیت اللہ کا گھر بھرا ہوا سمجھتا ہے۔

۳ بس سرای۔ بہت سے ایسے مکانات ہیں جو انسانوں سے بھرے ہوئے ہیں لیکن وہ انسان چونکہ حقیقۃً انسان نہیں ہیں اہلِ دل ان مکانات کو خالی سمجھتے ہیں۔ ہر کرا۔ انسان جس محبوبِ حقیقی کا طالب ہے اس کو کعبۂ دل یعنی قلبِ مومن میں تلاش کرنا ضروری ہے۔ جن انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے فخر اور بلندی عطا فرمائی ہے وہ اللہ کے گھر سے خالی نہیں ہیں ان کا دل اللہ کا گھر ہے۔

اُو بُوَد [1] حاضر منزّہ از رِتاج — باقیِ مَردم برائے احتیاج

وہ حاضر ہے، دروازے کی بندش سے پاک ہے — باقی انسان احتیاج کے لئے ہے

ہیچ می گویند کایں لبیکہا — بے ندائی می کُنم آخر چرا

بھی کہتے ہیں کہ یہ "حاضر ہوں، حاضر ہوں" — بغیر پکار کے آخر میں کیوں کرتا ہوں؟

کو ندا تا خود تو لبیکے دہی — از ندا لبیک تو چوں شد تہی

پکارنا کہاں ہے؟ کہ تو خود "میں حاضر ہوں" کہتا ہے — تیرا "میں حاضر ہوں" پکارنے سے کیوں خالی ہے؟

بلکہ توفیقے کہ لبیک آورد — ہست ہر لحظہ ندائے از اَحد

بلکہ وہ توفیق جو "میں حاضر ہوں" کہلا رہی ہے — وہ ہر لمحہ خدا کی جانب سے پکار ہے

مَن بُبُوْد انم کہ ایں قصر و سَرا — بزم جاں افتادو خاکش کیمیا

میں خوشبو سے جانتا ہوں کہ یہ محل اور سرائے — جان کی محفل واقع ہوئی ہے اور اس کی خاک کیمیا ہے

مس [2] خود را بر طریقِ زیر و بم — تا ابد بر کیمیا اش میزنم

زیر و بم کے طریقہ پر میں اپنے تانبے کو — ہمیشہ اس کی کیمیا پر مل رہا ہوں

تا بجوشد زایں چنیں ضربِ سحور — در دُر افشانی زبخشایش بحور

تاکہ اس طرح نقارے کی چوٹ سے جوش میں آجائیں — دریا بخشش سے، موتی برسانے میں

خلق در صفِ قتال و کار زار — جاں ہمی بازند بہر کردگار

لوگ قتال اور جنگ کی صف میں — خدا کے لئے جاں بازی کرتے ہیں

آں یکے اندر بلا ایوبؑ وار — واں دگر دَر صابری یعقوبؑ وار

ایک مصیبت میں ایوبؑ کی طرح ہے — اور دوسرا صبر کرنے میں یعقوبؑ کی طرح ہے

آں یکے چوں نوحؑ دَراندوہ و کرب — واں دگر چوں احمدؐ اندر صف حرب

ایک نوحؑ کی طرح رنج اور مصیبت میں ہے — اور دوسرا احمدؐ کی طرح جنگ کی صف میں ہے

ایں [3] زدنیا چوں ابو ذرؓ پُر حذر — واں دگر دَرا استقامت چوں عمرؓ

یہ ابو ذرؓ کی طرح دنیا سے محتاط ہے — اور دوسرا جہاد میں حضرت عمرؓ کی طرح ہے

صد ہزاراں خَلق تشنہ و مستمنَد — بہر حق از طمع جہدے می کنند

لاکھوں انسان پیاسا ہے اور حاجت مند — اللہ تعالیٰ کے لئے لالچ سے کوشش کرتے ہیں

من ہم از بہرِ خداوند غفور — میزنم بُرد رُبا میدش سحور

میں بھی بخشنے والے خدا کے لئے — اس سے امید پر دروازے پر نقارہ بجا رہا ہوں

---

[1] او۔ عارف کامل کا دل ہر وقت فیض رسانی کرتا ہے اس گھر کا دروازہ کسی وقت بند نہیں ہوتا ہے اور سب انسان اس کے محتاج ہیں لبیکہا۔ حاجی لبیک لبیک کہتا ہے جس کے معنی میں حاضر ہوں" میں یہ لفظ کسی پکارنے والے کے ہیں جواب میں کہا جاتا ہے لیکن حاجی سے کوئی یہ نہیں کہتا کہ تجھے کون پکار رہا ہے جس کے جواب میں تو لبیک کہہ رہا ہے۔ بلکہ توفیقے۔ سب یہ سمجھتے ہیں کہ حاجی کو یہ توفیق جو خدا نے دی ہے وہ خدا کی جانب سے پکار ہے جس کے جواب میں حاجی لبیک کہہ رہا ہے۔

[2] مس خود۔ میں اپنے بدن کے تانبے کو اونچے نیچے سر کے طریقہ پر اس مکان کی کیمیا پر مل رہا ہوں۔ تا بجوشد۔ میں یہ نقارہ اسلئے بجا رہا ہوں تاکہ رحمت کا سمندر جوش میں آکر مجھ پر موتی برسانے لگے خلق۔ میرا یہ کام تو معمولی ہے لوگ تو خدا کے لئے جہاد میں جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔ آں یکے خدا کی رضا کیلئے انبیاء نے بڑے بڑے مصائب جھیلے ہیں۔ حضرت ایوبؑ کے بدن کا گلنا اور اس پر انکا صبر، حضرت یعقوبؑ کا حضرت یوسفؑ کی گمشدگی پر صبر ضرب المثل ہے حضرت نوحؑ نے خدا کی خاطر قوم کے مصائب جھیلے آنحضورؐ نے اللہ کی خاطر دشمنوں سے جہاد کئے۔

[3] ایں۔ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ابوذرؓ کا زہد اختیار کرتے ہیں بعض حضرت عمرؓ کا سا دین پر جماؤ اختیار کرتے ہیں مستمند۔ محتاج۔ من ہم۔ جس طرح ان لوگوں نے خدا کیلئے کام کئے ہیں میں بھی خدا کیلئے سحری کا نقارہ بجاتا ہوں اگر انسان اپنا کوئی خریدار چاہتا ہے تو خدا سے بہتر خریدار کون ہوگا۔

مُشتری خواہی کہ ازوے زَر بری — بہ زحق کے باشد اے دل مشتری
تو خریدار چاہتا ہے، جس سے تو مال کمائے — اے دل "اللہ تعالیٰ سے بہتر کب کوئی خریدار ہو گا"

می ۱خرد از مالت ابنان نجس — می دہد نُورِ ضمیرِ مقتبس
وہ تیرے مال میں سے، ناقص تھیلا خریدتا ہے — وہ روشنی حاصل کرنیوالے قلب کا نور عطا کر دیتا ہے

می ستاند ایں نجس جسمِ فنا — می دہد مُلکے بروں از وہمِ ما
وہ اس ناپاک فانی جسم کو لے لیتا ہے — ہمارے خیال سے بالا سلطنت دیدیتا ہے

می ستاند قطرۂ چندے ز اشک — می دہد کوثر کہ آرد قند رشک
آنسو کے چند قطرے لے لیتا ہے — وہ کوثر عنایت کر دیتا ہے جس پر شکر رشک کرتی ہے

می ستاند آہ پُر سودا و دُود — می دہد ہر آہ را صد جاہ و سُود
عشق اور دھوئیں سے پُر آہ لے لیتا ہے — ہر آہ کو سینکڑوں رتبے اور منافع عطا کر دیتا ہے

بادِ آہے کابرِ اشکِ چشم راند — مر خلیلے رابداں اوّاہ خواند
اس آہ کی ہوا نے جس نے آنسوؤں کے ابر کو چلایا — حضرت خلیلؑ کو اس کی وجہ سے اوّاہ کہا

ہیں ۲ دریں بازارِ گرمِ بے نظیر — کُہنہا بفروش و مُلکِ نو بگیر
آگاہ، اس چالو بے مثال بازار میں — پرانی چیزیں فروخت کر دے اور نئی سلطنت حاصل کر لے

ور تُرا شکّے وریبے رہ زند — تاجرانِ انبیا راکُن سند
اگر شک و شبہ تجھے روکے — انبیاءؑ کے تاجروں سے دلیل حاصل کر لے

بسکہ افزوں شہنشہ بخت شاں — می نتاند کہ کشیدن رخت شاں
اس شہنشاہ نے ان کا نصیب بہت بلند کر دیا — پہاڑ بھی ان کا سامان نہیں اٹھا سکتا

قصہ ۳ احد احد گفتن بلال رضی اللہ عنہ در حرِ حجاز از محبت
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا قصہ، حجاز کی گرمی میں محمد مصطفےٰ
محمد مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم در چاشت گاہ کہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دن چڑھے احد احد کہنا جبکہ
خواجہ اُش از تعصب جہودی بشاخِ خارش می زد پیش
ان کا آقا، انکار کے تعصب سے ان کو کانٹوں دار لکڑی سے حجاز کی گرمی
آفتاب حر حجاز و از زخم خار خوں از تن بلالؓ برمی
کی دھوپ میں مارتا تھا اور کانٹوں کی چوٹ سے حضرت بلالؓ کے جسم سے خون

۱ می خرد۔ اللہ تیرے ناقص اعمال خریدتا ہے اور اس کے عوض میں نور عطا کر دیتا ہے۔ می ستاند۔ انسان کا فانی جسم خرید کر اس کے بدلے میں ابدی سلطنت عطا کر دیتا ہے۔ می ستاند۔ انسان جب اس کے دربار میں روتا ہے تو آنسوؤں کے چند قطروں کا عوض وہ حوض کوثر عطا کر دیتا ہے۔ اوّاہ۔ آہ آہ کرنے والا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی یہ صفت قرآن میں مذکور ہے۔

۲ ہیں۔ اللہ کے بازار میں تیزی کر۔ اپنا پرانا مال فروخت کر دے اور اس کے بدلے میں نئی سلطنت حاصل کر لے اگر تجھے اس کاروبار میں شک ہے تو انبیاء کو دیکھ لے انہوں نے اس قدر نفع کمایا ہے کہ پہاڑ بھی ان کی دولت کو نہیں اٹھا سکتا ہے۔

۳ قصہ۔ اس نفع کی مثال کے لئے حضرت بلالؓ اور حضرت ابوبکرؓ کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ احد۔ باری تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے۔ حر۔ گرمی۔ خواجہ اش۔ اس کا نام امیہ بن خلف تھا۔

جوشید و ازو احد احد می جست بے قصد او چنانکہ از درد مندانِ
ابلتا تھا اور ان کے ارادے کے بغیر ان سے احد واحد نکلتا تھا جیسا کہ دوسرے
دیگر نالہ جہد بے قصد زیرا کہ زدردِ عشق ممتلی بود و اہتمام دفعِ
مصیبت زدوں سے بلا ارادہ رونا پھوٹتا کیونکہ وہ عشق کے درد سے پر تھے اور کانٹوں
زخم خار را مدخل نبود ہمچوں سحرۂ فرعون و جرجیس علیہ السّلام
کے زخم کے دفعیہ کے اہتمام کا کوئی دخل نہ تھا۔ جیسا کہ فرعون کے جادوگر اور جرجیس علیہ السلام
وغیرہم لا یعلو لا یحصی و برگذشتنِ صدیق رضی اللہ عنہ درآں
وغیرہ، جو نہ گنے جا سکیں نہ شمار کئے جا سکیں اور وہاں سے صدیق رضی اللہ عنہ کا گذرنا
طرف و احوالِ اورا مشاہدہ کردن و نصیحت کردن بلال را رضی اللہ عنہ
اور ان کے حالات کو دیکھنا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرنا

تن فدائے خار میکرد آں بلالؓ ——— خواجہ اش میزد برائے گوشمال
بلالؓ جسم کو کانٹوں پر قربان کر رہے تھے ——— انکا آقا سزا کے لئے ان کو مارتا تھا

کہ چرا تو یادِ احمدؐ می کنی ——— بندۂ بد منکر دینِ منی
کہ تو احمدؐ کو کیوں یاد کرتا ہے ——— تو برا غلام اور میرے دین کا منکر ہے

میزد اندر آفتابش او بخار ——— او احد میگفت بہر افتخار
وہ ان کو کانٹوں سے دھوپ میں مارتا تھا ——— وہ سر فرازی کے لئے احد کہتے تھے

تا کہ صدیقؓ آں طرف بگذشت تفت ——— آں احد گفتن بگوشِ او برفت
حتی کہ صدیقؓ وہاں سے تیزی سے گذرے ——— وہ احد کہنا ان کے کان میں پڑا

چشم او پر آب شد و دل پر عنا ——— زاں احد می یافت بوئے آشنا
ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے دل تکلیف سے بھر گیا ——— اس احد سے وہ اپنائیت کی بو محسوس کرتے تھے

بعدازاں خلوت بدیدش پند داد ——— کز جہوداں خفیہ میدار اعتقاد
اس کے بعد ان کو تنہائی میں دیکھا نصیحت کی ——— کہ کافروں سے اعتقاد کو چھپائے رکھ

عالمؐ السر ست پنہاں دار کام ——— گفت کردم توبہ پیشت اے ہمام
وہ راز کا جاننے والا ہے مقصد پوشیدہ رکھو ——— انہوں نے کہا سردار میں نے آپ کے سامنے توبہ کر لی

روزِ دیگر از پگہ صدیقؓ تفت ——— آں طرف از بہرِ کارے می برفت
دوسرے دن صبح کو صدیقؓ تیزی سے ——— اس طرف کسی کام کو جا رہے تھے

۱؎ تن فدا۔ چونکہ وہ بچاؤ کی صورت نہ اختیار کرتے تھے تو گویا خود اپنا جسم قربان کر رہے تھے۔ گوشمال۔ سزا۔ بندۂ بد تو میرا غلام ہو کر میرے مذہب کا انکار کرتا ہے۔ بخار۔ یعنی کانٹوں دار ٹہنی۔ افتخار۔ یعنی بلالؓ کا احد احد کہنا آہ و زاری کے طور پر نہ تھا بلکہ اپنے دین پر فخر کے لئے تھا۔

۲؎ تا کہ جہاں۔ بلالؓ کا آقا ان کو مار رہا تھا وہاں سے حضرت ابوبکرؓ کا گذر ہوا تو انہوں نے حضرت بلالؓ کی احد احد کی آواز سنی۔ چشم او۔ انکو محسوس ہوا کہ بلالؓ مسلمان ہیں اور ان کو اس قدر پیٹا جا رہا ہے تو انتہائی رنجیدہ ہو گئے۔ بعد ازاں۔ حضرت بلالؓ سے تنہائی میں کہا کہ اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھ۔

۳؎ عالم السر۔ اللہ تعالیٰ تیرے راز پوشیدہ ایمان کو جانتا ہے۔ گفت۔ حضرت بلالؓ نے ایمان کو پوشیدہ رکھنے کا وعدہ کر لیا۔ ہمام۔ سردار۔ پگہ۔ صبح۔

باز اَحَد بشُنید وضَربِ زخمِ خار — بر فروزید از دلش شور و شِرار
پھر احد اور کانٹوں کی مار سنی — ان کے دل سے شور اور چنگاریاں بھڑک اٹھیں

باز پندش داد باز اُو توبہ کرد — عشق ۱ آمد توبہ اُورا بخورد
انہوں نے پھر انکو نصیحت کی، انہوں نے توبہ کر لی — عشق آیا اور ان کی توبہ کو نگل گیا

توبہ کردن زیں نمط بسیار شُد — عاقبت از توبہ او بیزار شُد
اسی طرح توبہ کرنا بہت سی مرتبہ ہوا — آخر کار وہ توبہ سے بیزار ہو گئے

فاش کرد اسپرد تن را در بلا — کاے محمدؐ اے عدوّے توبہا
ظاہر کر دیا، جسم کو مصیبت کے سپرد کر دیا — کہ اے محمدؐ! اے توبہ کے دشمن!

اے تنِ من وے رگِ من پُر ز تو — توبہ را گُنجہ کجا باشد دَرُو
اے وہ کہ میرا جسم اور رگیں تجھ سے پُر ہیں — ان میں توبہ کی گنجائش کہاں ہے؟

توبہ راز یں پس ز دل بیروں کنم — از حیاتِ خُلد توبہ چوں کنم
اس کے بعد توبہ کو دل سے نکال دوں گا — جنت کی زندگی سے کیسے توبہ کر لوں؟

عشق ۲ قہارست و من مقہورِ عشق — چوں شکر شیریں شُدم از شورِ عشق
عشق غالب ہے اور میں عشق سے مغلوب ہوں — میں عشق کے نمک سے شکر کی طرح میٹھا ہو گیا ہوں

برگِ کاہم پیشِ تو اے تُند باد — من چہ دانم تا کجا خواہم فتاد
اے تیز ہوا! میں تیرے سامنے گھاس کا تنکا ہوں — میں کیا جانوں کہ میں کہاں گروں گا؟

گر ہلالم گر بلالم می دوم — مُقتدی بر آفتابت می شوم
خواہ میں چاند ہوں خواہ بلال، میں دوڑ رہا ہوں — میں تیرے سورج کا پیرو ہوں

ماہ ۳ را با زفتی و زاری چہ کار — در پئے خورشید پوید سایہ دار
چاند کو موٹاپے اور لاغری سے کیا غرض؟ — وہ سایہ کی طرح سورج کے پیچھے دوڑتا ہے

با قضا ہر کو قرارے می دہد — ریشخند سُبلت خود می کند
تقدیر سے مقابلے میں جو کوئی بات طے کرتا ہے — وہ اپنی مونچھوں کی مذاق اڑاتا ہے

کاہ برگے پیشِ باد' آنگہ قرار — رستخیزے' وانگہانے عزمِ کار
گھاس کا تنکا ہوا کے سامنے؟ پھر ٹکاؤ — قیامت اور اس وقت کام کا قصد؟

گربہ در انبانم اندر دستِ عشق — یکدمے بالا و یکدم پستِ عشق
میں عشق کے ہاتھ میں تھیلے میں بلی ہوں — کبھی اوپر اور کبھی عشق کے نیچے

۱ عشق۔ ایمان کے عشق نے ایمان کو پوشیدہ رکھنے کی توبہ پھر توڑ دادی۔ توبہ کردن۔ حضرت بلالؓ ایمان کے اظہار سے توبہ کرتے تھے اور وہ بار بار ٹوٹ جاتی تھی تو توبہ سے بیزار ہو گئے اور اپنے ایمان کا اظہار کر کے جسم کو مصیبتوں کے سپرد کر دیا۔ کاے۔ اور اپنے دل میں کہنے لگے کہ اے محمدؐ تم میری توبہ کے دشمن اور ہو اور چونکہ تمہاری محبت میری رگ و پے میں سمائی ہوئی ہے وہاں توبہ کی گنجائش کہاں ہے؟ توبہ اب میں توبہ سے توبہ کرتا ہوں اور جس ایمان کی بدولت جنت کی زندگی حاصل ہوتی ہے اس کے اظہار سے کیسے توبہ کروں؟

۲ عشق۔ حضرت بلالؓ نے کہا اب میں عشق سے مجبور ہو چکا ہوں میں عشق کی تیز ہوا کے مقابلہ میں ایک تنکا ہوں معلوم نہیں وہ مجھے کس جگہ لے جا کر پھینکے گی میں خواہ چاند ہوں یا بلال اب میں عشق کے سورج کا پیرو ہوں۔

۳ ماہ را۔ چاند تو سورج کے پیچھے رہتا ہے خواہ اس میں اس کا گھٹاؤ ہو یا بڑھاؤ ہو لفظ ماہ سے حضرت بلالؓ کی طرف بھی اشارہ ہے جن کا ذکر آ گے آ رہا ہے رضی اللہ عنہ۔ باقضا۔ تقدیر سے بالمقابل کوئی بات طے کرنا اپنی مونچھوں کا مذاق اڑانا ہے۔ کاہ۔ قضاء خداوندی اور انسان کی مثال تیز آندھی اور گھاس کے تنکے کی ہے۔ رستخیز۔ قیامت۔ گربہ۔ بلی تھیلے میں رہ کر بے چین ہوتی ہے اور اچھل کود کرتی رہتی ہے۔

اُو ہمی ۱ گرداندم بر گردِ سر　　نے بزیر آرام دارم نے زبر

وہ مجھے سر کے گرد گھماتا ہے　　نہ مجھے نیچے آرام ہے نہ اوپر

عاشقاں در سیلِ تند افتادہ اند　　بر قضائے عشق دل بنہادہ اند

عاشق سخت بہاؤ میں پھنسے ہیں　　وہ عشق کے فیصلے پر راضی ہو گئے ہیں

ہمچو سنگِ آسیا اند مدار　　روز و شب نالاں و گرداں بیقرار

وہ چکی کی طرح چکر میں ہیں　　دن رات روتے ہیں اور بے قرار ہو کر چکر میں ہیں

گردشش بر جُوئے جویاں شاہد ست　　تا نگوید کس کہ آں جُو را کد ست

اس کی گردش متحرک نہر کی گواہ ہے　　تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ وہ نہر ٹھہری ہوئی ہے

گر نمی بینی تو جُو اندر کمیں　　گردشِ دولابِ گردوں را ببیں

اگر تو اس نہر کو نہیں دیکھتا جو پوشیدگی میں ہے　　آسمانی رہٹ کی گردش کو دیکھ لے

چوں قرارے نیست گردوں را ازو　　اے دل اختر وار آرامے مجو

جبکہ اس قضاء کی وجہ سے آسمان کو قرار نہیں ہے　　اے ستارے جیسے دل! آرام نہ چاہ

گر زنی ۲ در شاخ دستے کے ہلد　　ہر کجا پیوند سازی بگسلد

اگر تو شاخ کو پکڑے گا وہ اسے چھوڑنے دے گی؟　　جہاں کہیں تو جوڑ لگائے گا وہ توڑ دے گی

گر نمی بینی تو تدویر قدر　　در عناصر جوشش و گردش نگر

اگر تو قضا کے گھمانے کو نہیں دیکھتا ہے　　عناصر میں جوش اور گردش کو دیکھ لے

زانکہ گردشہائے آں خاشاک و کف　　باشد از غلیانِ بحرِ با شرف

اس لئے کہ کوڑے اور جھاگ کی گردشیں　　بڑے دریا کے جوش سے ہوتی ہیں

بادِ سرگرداں ببیں اندر خروش　　پیشِ امرش موجِ دریا بیں بجوش

گھومنے والی ہوا کو شور میں دیکھ لے　　اس کے حکم کے سامنے دریا کی موج کو جوش میں دیکھ لے

آفتاب ۳ و ماہ دو گاو خراس　　گرد می گردند و می دارند پاس

سورج اور چاند بھی چکی کے دو بیل ہیں　　چکر لگاتے ہیں اور لحاظ رکھتے ہیں

اختراں ہم خانہ خانہ می دوند　　مرکبِ ہر سعد و نحسے می شوند

ستارے بھی گھر گھر دوڑتے ہیں　　سعادت اور نحوست کی سواری بنتے ہیں

اختران چرخ گر دورند ہے　　ویں حواست کاہل اند و سست پے

آسمان کے ستارے اگر دور ہیں ہاں　　اور تیرے یہ حواس کاہل اور سست قدم ہیں

---

۱ اُو ہمی۔ گرداندم۔ عشق عاشق کو مسلسل چکر میں رکھتا ہے۔ سیل۔ عشق کی مثال سخت بہاؤ کی سی ہے۔ ہمچو سنگ۔ پن چکی کا پاٹ ہمیشہ گھومتا رہتا ہے۔ گردشش۔ جس طرح چکی کا پاٹ نہر کے وجود کی علامت ہے اسی طرح انسان کا تذبذب اور بیقراری قضا خداوندی کی دلیل ہے۔ گر نمی بینی۔ اگر تجھے خداوندی قضا نظر نہیں آتی ہے تو اس کے آثار کو دیکھ لے۔ اے دل۔ جب قضاء کی وجہ سے اتنی عظیم الشان چیزیں بیقرار ہیں تو دل ایک چھوٹی سی چیز بے قرار کیوں نہ ہوگی۔

۲ گر زنی۔ قضا کے بالمقابل تو جو سہارا ڈھونڈے گا قضا اس کو فنا کر دے گی۔ گر نمی بینی۔ اگر انسان اللہ کے اس فعل کو نہیں دیکھ سکتا ہے جو وہ عالم کے اجزا میں کر رہا ہے تو اس کے فعل کے اس اثر کو دیکھ لے جو اجزاء عالم میں ہے۔ زانکہ۔ سمندر کے اوپر کے جھاگ اور تنکوں میں جو حرکت ہے سب سمجھتے ہیں کہ وہ سمندر کے جوش کی وجہ سے ہے۔ باد۔ ہوا کا شور اور دریا کی موج کا جوش خدائی تصرف ہے۔

۳ آفتاب۔ چاند اور سورج جو آسمان کی چکی کے دو بیلوں کی طرح ہیں اس کی فرمانبردار ہیں اور حکم کے مطابق کام کرتے ہیں۔ اختراں۔ ساتوں ستاروں کی مختلف برجوں میں مختلف تاثیرات اسی کے تصرفات کا نتیجہ ہیں۔ اختراں۔ اگر تمہاری نگاہ آفاق کی علامتوں کو نہیں دیکھ سکتی ہے تو اس سے ان تصرفات کو دیکھ لو جو تمہارے انفس میں ہیں۔

اختران چشم و گوش و ہوش ما ۔ شب ۱ کجایند و بہ بیداری کجا

ہمارے ہوش و گوش اور آنکھ کے ستارے ۔ رات کو کہاں ہیں اور بیداری میں کہاں ہیں؟

گاہ در سعد و وصال و دلخوشی ۔ گاہ در نحس و فراق و بیہشی

کبھی سعادت اور وصال اور خوش دلی میں ہیں ۔ کبھی نحوست اور جدائی اور بے ہوشی میں ہیں

ماہ گردوں چوں دریں گردیدن ست ۔ گاہ تاریک و زمانے روشن ست

آسمان کا چاند چونکہ اس گردش میں ہے ۔ کبھی تاریک اور کسی وقت روشن ہے

گہ بہار و صیف ہمچوں شہد و شیر ۔ گہ سیاستگاہ برف و زمہریر

کبھی موسم بہار اور گرمی شہد اور دودھ جیسا ہے ۔ کبھی برف اور ٹھٹھر کی سزا میں ہیں

چونکہ کلیات پیش او چو گوست ۔ مسخرہ و سجدہ کن چوگان اوست

جبکہ مجموعے اس کے سامنے گیند کی طرح ہیں ۔ اس کے بنے ہوئے اور تابع ہیں

تو ۲ کہ یک جزوے دلا زیں صد ہزار ۔ چوں نباشی پیش حکمش بیقرار

اے دل! تو کہ ان لاکھوں میں سے ایک جزو ہے ۔ تو اس کے حکم کے سامنے بے قرار کیوں نہ ہوگا؟

چوں ستورے باش در حکم امیر ۔ گہ در آخر حبس و گاہے در مسیر

تو حاکم کے حکم میں گھوڑے کی طرح رہ ۔ کبھی اصطبل میں بند اور کبھی چلنے میں

چونکہ بر میخت ببندد بستہ باش ۔ چونکہ بکشاید برو برجستہ باش

جب وہ تجھے کھونٹے سے باندھے، بندھ جا ۔ جب وہ کھول دے چل پڑ اور چالاک بن

آفتاب ار بر فلک کژ می جہد ۔ در سیہ روئی کسوفش می دہد

سورج اگر آسمان پر ٹیڑھا چلتا ہے ۔ سیاہ روئی میں اس کو گرہن لگا دیتا ہے

کز ذنب ۳ پرہیز کن ہیں ہوشدار ۔ تا نگردی تو سیہ رو دیگ وار

کہ ذنب سے بچ ہوش رکھ ۔ تاکہ تو دیگ کی طرح سیاہ رو نہ بنے

ابر را ہم تازیانہ آتشیں ۔ میزنندش کاں چناں رو نے چنیں

ابر کے لئے بھی آگ کا کوڑا ۔ مارتے ہیں کہ اس طرف چل اس طرح نہیں

بر فلاں وادی ببار ایں سو مبار ۔ گوشمالش مید ہد کہ گوشدار

فلاں وادی پر برس، اس جانب نہ برس ۔ اس کو سزا دیتا ہے کہ دھیان کر

عقل تو از آفتابے بیش نیست ۔ اندراں فکرے کہ نہی آمد مایست

تیری عقل سورج سے بڑھ کر نہیں ہے ۔ جس خیال کے بارے میں ممانعت آئی ہو نہ ٹھہر

۱ شب۔ یہ تمہارے حواس رات کو کہاں ہوتے ہیں اور دن میں کہاں ہوتے ہیں اور ان پر کیا کیا کیفیات طاری ہوتی ہیں ان سب پر غور کر لو۔ ماہ۔ چاند کے تغیرات پر غور کرو۔ گہ بہار۔ زمانے کے تغیرات کو دیکھو۔ چونکہ۔ یہ غور کرو کہ دنیا کی اس قدر بڑی بڑی چیزیں قدرت کے ہاتھوں کس قدر تغیر پذیر ہیں۔

۲ تو کہ۔ انسان کا دل اس کائنات کے مقابلہ میں بہت ہی چھوٹی سی چیز ہے تو پھر وہ قدرت کے احکام سے بیقرار کیوں نہ ہوگا۔ ستور۔ اس کا اطلاق اونٹ، گھوڑے، بیل پر کیا جاتا ہے۔ چونکہ۔ جانور اپنے مالک کا ہر طرح سے مطیع ہوتا ہے اسی طرح انسان کو اپنے مولیٰ کا فرمانبردار ہونا چاہیے۔

۳ ذنب۔ نون کے زبر کے ساتھ بمعنی دم ہے ایک ستارے کا نام ہے جس کو ذنب الفرس بھی کہتے ہیں سورج اس کے قریب پہنچ کر گرہن میں آجاتا ہے اور ذنب نون کے سکون کے ساتھ گناہ کے معنی میں ہے اشارہ ہے کہ جس طرح ذنب کا قرب سورج کے گرہن اور روسیاہی کا سبب ہے اسی طرح ذنب' گناہ کا قرب انسان کی روسیاہی کا سبب ہے۔ ابر۔ فرشتے ابر کو مختلف مقامات پر لے جا کر برساتے ہیں۔ عقل۔ انسانی عقل آفتاب سے بڑی چیز نہیں ہے جب غلط روی سے وہ رو سیاہ ہو جاتا ہے تو انسان کی عقل اگر غلط روی اختیار کرے گی وہ بھی روسیاہ ہو جائے گی۔

گر ز مہ اے عقل تو ہم گامِ خویش　　تا نیاید آں کسوفت زو بہ پیش

اے عقل! تو بھی اپنا قدم نہ بڑھا نہ رکھ　　تاکہ اس کی وجہ سے تجھے گرہن در پیش نہ ہو

چوں[1] گنہ کمتر بُود نیمِ آفتاب　　منکسف بینی و نیمے نور و تاب

جب گناہ تھوڑا ہوتا ہے، آدھا سورج　　تو گرہن میں دیکھتا ہے اور آدھا نور اور چمک میں

کہ بقدرِ جُرم می گیرم تُرا　　ایں بُود تقدیرِ درداد و جزا

کہ میں تجھے جرم کی بقدر پکڑتا ہوں　　عطا اور سزا میں یہی اندازہ ہوتا ہے

خواہ[2] نیک و خواہ بد فاش و ستیر　　بر ہمہ اشیا سمیعیم و بصیر

خواہ نیک ہو اور خواہ برا کھلا اور چھپا　　ہم تمام چیزوں پر، سمیع اور بصیر ہیں

زیں گذر کن اے پدر نور و زشُد　　خلق از اخلاقِ خوش فیروز شُد

اے بابا! اس سے آگے بڑھ عید آگئی　　مخلوق اچھے اخلاق سے بہرہ مند ہو گئی

باز آمد آبِ جاں در جُوئے ما　　باز آمد شاہ مادر کُوئے ما

ہماری نہر میں آب حیات پھر آ گیا　　ہمارا شاہ، ہمارے کوچہ میں پھر آ گیا

می[3] خرامد بخت و دامن میکشد　　نوبتِ توبہ شکستن می رسد

نصیب ناز سے چلتا ہے اور دامن کھینچتا ہے　　توبہ شکنی کا موقع آ رہا ہے

توبہ رابارِ دگر سیلاب بُرد　　فرصت آمد پاسباں را خواب بُرد

توبہ کو دوبارہ سیلاب بہا لے گیا　　موقع آ گیا؟ چوکیدار کو نیند آ گئی

ہر خماری مست گشت و بادہ خورد　　رَخت را امشب گرو خواہیم کرد

ہر شرابی مست ہو گیا اور شراب پی لی　　ہم آج کی رات سامان کو گروی کر دیں گے

زاں شرابِ لعل و لعلِ جانفزا　　لعل اندر لعل اندر لعلِ ما

اس سرخ شراب اور جانفزا (لب) لعل سے　　ہمارا لعل، لعل در لعل ہے

باز خُرم گشت و مجلس دلفروز　　خیز و دفعِ چشمِ بد اسپند سوز

مجلس پھر پر لطف اور دلفروز ہو گئی　　اٹھ نظر بد کو دور کرنے کے لئے کالا دانہ جلا

نعرۂ مستانہ خوش می آیدم　　تا ابد جاناں چنیں می بایدم

مجھے مستانہ نعرہ بھلا لگتا ہے　　اے محبوب! ہمیشہ مجھے یہی چاہیے

نک ہلالے بابلالے یار شُد　　زخمِ خار اُورا گل و گلزار شُد

اب ہلالؓ، بلالؓ کے یار ہو گئے　　ان کے لئے کانٹے کا زخم گل، گلزار ہو گیا

---

[1] چوں گنہ۔ اگر انسان کے مکمل گناہ ہوں گے تو اس کی روسیاہی مکمل ہو گی اگر گناہ ادھورے ہیں تو روسیاہی بھی ادھوری ہو گی۔ کہ بقدر۔ قرآن پاک میں ہے وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

[2] خواہ۔ اللہ تعالیٰ ہر ڈھکی چھپی نیکی اور بدی کو دیکھنے اور سننے والا ہے۔ زیں۔ اب قدرت کی بحث ختم کر دو کیونکہ عاشقوں میں عشق کے غلبہ سے عید کی سی خوشی طاری ہو گئی ہے اور معشوق اپنے عاشقوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آ رہا ہے۔ آب جاں۔ یعنی عشق۔ شاہ۔ یعنی محبوب۔

[3] می خرامد۔ عاشقوں کا نصیب اب ناز کر رہا ہے اور عشق کے غلبہ سے توبہ شکنی کا وقت آ گیا ہے۔ توبہ۔ حضرت بلالؓ دوبارہ اظہار ایمان سے توبہ کو توڑنے پر مجبور ہو گئے۔ خماری۔ وہ شرابی جس پر نشہ اتار۔ شراب لعل۔ یعنی عشق کی سرخ شراب۔ لعل جانفزا۔ یعنی معشوق کا ہونٹ۔ لعل اندر۔ یعنی ہمیں عشق کی دولتیں حاصل ہو گئیں۔ اسپند۔ کالا دانہ جس کی نظر بد دفع کرنے کے لئے دھونی دی جاتی ہے تک جلاتے۔ حضرت بلالؓ کا قصہ آگے مذکور ہے مصرع خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔

گر ز زخمِ[1] خار، تن غربال شُد — جان و جسمم گلشنِ اقبال شُد
اگر کانٹے کے زخم سے جسم چھلنی ہو گیا ہے — میری جان اور جسم نصیب وری کا چمن بنگیا ہے

تن بہ پیشِ زخمِ خارِ آں جہود — جانِ من مست و خراب آن ودود
میرا جسم اُس منکر کے کانٹے کے زخم کے سامنے ہے — میری جان اُس محبوب سے مست و خراب ہے

بُوی جانے سُوی جانم میرسد — بُوی یارِ مہربانم میرسد
ایک جان کی خوشبو میری جان کو پہنچ رہی ہے — مجھے مہربان دوست کی خوشبو آرہی ہے

از سُوی معراج آمد مصطفٰی — بر بلالش حبذا آں حبذا
مصطفٰی معراج سے آئے — اُن کے بلال کو مبارک ہو وہ مبارکباد

باز گردانیدنِ صدیق رضی اللہ عنہ واقعۂ بلال رضی اللہ عنہ راو ظلمِ[2] جہوداں بروے و احد احد گفتنِ اُوو فزوں شدنِ کینۂ جہوداں و قصۂ اُو پیشِ حضرت مُصطفٰی صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلّم گفتن و مشورت کردن در خریدن اُواز جہوداں

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت بلال کے واقعہ اور اُن پر کافروں کے ظلم اور اُن کے احد احد کہنے کا اور منکروں کے کینہ کے بڑھنے، اور اُن کے قصہ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دہرانا اور منکروں سے خریدنے میں مشورہ کرنا

چونکہ صدیقؓ از بلالؓ دَم دُرست — ایں شنید از توبۂ اُو دست شُست
جب صدیقؓ نے سچے بلالؓ سے — یہ سنا، ان کی توبہ سے ہاتھ دھو لیا

بعدازاں صدیقؓ پیشِ مصطفٰی — گفت حالِ آں بلالؓ باوفا
اس کے بعد صدیقؓ نے آنحضور کے سامنے — اُن وفادار بلالؓ کا حال کہا

کاں فلک پیمائے میموں فال چُست — ایں زماں در عشق و اندر دامِ تُست
کہ وہ آسمان کو طے کرنیوالا، مبارک فال، مستعد — اب وہ آپ کے عشق اور جال میں ہے

بازِ سلطان ست زاں چُغداں برنج — در حدث مدفون شُد آں زفت گنج
شاہی باز، ان چغدوں سے تکلیف میں ہے — وہ بھاری خزانہ گندگی میں دفن ہو گیا

چُغد ہا[3] بر باز استم می کُنند — پرّ و بالش بیگناہے می کَنند
چغد، باز پر ظلم کر رہے ہیں — بغیر خطا کے اُس کے پر و بال اکھاڑ رہے ہیں

[1] گر ز زخم۔ یعنی حضرت بلالؓ نے کہا۔ غربال۔ چھلنی۔ تن۔ جسم کو اگرچہ یہ کافر زخمی کر رہا ہے لیکن اللہ کے عشق سے مست ہے۔ ودود۔ اللہ تعالیٰ۔ بوئی جانے۔ یعنی آنحضورؐ کی خوشبو۔ معراج۔ یعنی آنحضورؐ نے عروجِ روحانی سے نزول فرمایا اور حضرت بلالؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔

[2] ظلم جہوداں۔ حضرت بلالؓ پر کفار جو ظلم کر رہے تھے اُس کا سارا قصہ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضورؐ سے عرض کیا۔ دَم درست۔ سچا۔ دست شست یعنی حضرت بلالؓ کی توبہ سے مایوس ہو گئے۔ کاں فلک۔ حضرت بلالؓ کو شاہی باز قرار دے کر ان صفات کا ذکر کیا ہے۔ سلطان۔ یعنی آنحضورؐ۔

[3] چغداں۔ یعنی کفار قریش۔ حدث۔ یعنی کفار قریش۔ گنج۔ یعنی حضرت بلالؓ۔ چغدہا۔ پہلے قصہ بیان کر چکے ہیں۔ کہ ایک شاہی باز چغدوں میں جا پھنسا تھا۔

جُرمِ اُو اینست کو بازست و بَس غیرِ اخوبی جُرمِ یوسف چیست پس
اُس کی خطا صرف یہی ہے کہ وہ باز ہے یوسفؑ کا سوائے حُسن کے کیا جُرم ہے؟

چُغدرا ویرانہ باشد زاد و بُود ہَست شاں بَر بازِ زاں خشم و جحُود
چغدوں کا مولد اور مسکن ویرانہ ہوتا ہے باز پر اُن کا انکار اور غصہ اس لئے ہے

کہ چراتو یادمی آری ازاں لالہ زارو جو یُبارو گُلستاں
کہ تو کیوں یاد کرتا ہے، اُس لالہ زار اور نہر اور چمن کو

کہ چرامی یاد آری زاں دِیار یاز قصرو ساعدِ آں شہر یار
کہ تو اُس وطن کو کیوں یاد کرتا ہے؟ یا اُس شاہ کے قلعہ اور کلائی کو

دَردِہِ چغداں فضولی می کُنی فتنہ و تشویش دَرمی افگنی
تو چغدوں کی بستی میں بیہودگی کرتا ہے تو فتنہ اور تشویش پیدا کرتا ہے

مسکنِ مارا کہ شُد رشکِ اثیر تو خرابہ خوانی و نام حقیر
ہماری قیام گاہ، جو رشکِ فلک ہے تو (اُسکو) ویرانہ کہتا ہے اور حقیر نام (دھرتا ہے)

شِید آوردی کہ تا چُغدانِ ما مر تُرا سازند شاہ و پیشوا
تو مکاری کرتا ہے، تاکہ ہمارے چغد تجھے شاہ اور پیشوا بنا لیں

وہم ۲ و سودائی دَر ایشاں می تنی نام ایں فردوس ویراں می کُنی
تو اُن میں وہم اور دیوانگی پیدا کر رہا ہے تو اس جنت کا نام، ویرانہ دھرتا ہے

بر سَرت چنداں زنیم اے بد صفات کہ بگوئی ترکِ شِید و تُرہات
اے بد صفات! ہم تیرے سر پر اتنا ماریں گے کہ تو مکر اور بکواس کو چھوڑ دے

پیشِ مشرق چار میخش می کُنند تن برہنہ شاخِ خارش میزنند
مشرق کے رخ اس کو چار میخ کرتے ہیں ننگے بدن، اس پر کانٹے دار لکڑی مارتے ہیں

از تنش ۳ صد جایِ خون بر می جہد اُو احد می گوید و سَر می نہد
اُس کے جسم سے سینکڑوں جگہ سے خون اُبل پڑتا ہے وہ احد کہتا ہے، اور سر ڈال دیتا ہے

پندہا دادم کہ پنہاں دار دیں سر بپوشاں از جہودانِ لعیں
میں نے نصیحتیں کیں کہ دین کو پوشیدہ رکھ ملعون کافروں سے، راز چھپا

عاشق ست اُورا قیامت آمدست تادرِ توبہ بُرد بستہ شُدہ ست
وہ عاشق ہے اُس کے لئے قیامت آ گئی ہے حتیٰ کہ توبہ کا دروازہ اس پر بند ہو گیا ہے

---

۱ غیرِ خوبی۔ حضرت یوسفؑ سے اُن کے بھائیوں کی دشمنی اُن کے حُسن کی وجہ سے تھی۔ جحُود۔ انکار۔ کہ چرا۔ جب باز لالہ زار اور چمن کو یاد کرتا ہے تو چغدوں کو غصہ آتا ہے اور کہتے ہیں کہ تو شاہی کلائی اور محلات کا ذکر کرکے ہمیں کیوں پریشان کرتا ہے۔ مسکن۔ چغد یہ بھی کہتے ہیں کہ تو ہمارے مسکن کو جو آسمانوں سے بھی افضل ہے ویرانہ کہتا ہے۔ شید۔ یہ تیری سب مکاری سردار بننے کے لئے ہے۔

۲ وہم۔ تو ہم کو دیوانہ بنانا چاہتا ہے۔ اور ہماری جنت کو ویرانہ کہتا ہے۔ ترہات۔ بکواس۔ پیش۔ حضرت بلالؓ کو اس طرح سزا دیتے تھے کہ ننگا کر کے چاروں ہاتھ پاؤں کو چار کیلوں سے باندھ دیتے تھے اور خار دار لکڑی سے مارتے تھے۔ یہ باتیں حضرت ابوبکرؓ نے آنحضورؐ سے عرض کیں۔

۳ از تنش۔ مار کھانے سے اُن کے بدن پر سینکڑوں زخموں سے خون بہتا ہے اور وہ برابر احد احد کہتے رہتے ہیں اور اس سزا سے نہیں گھبراتے ہیں۔ پندہا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے اُنکو دین و ایمان پوشیدہ رکھنے کی نصیحتیں بھی کیں لیکن وہ خدا اور رسول کو ایسا عاشق ہے کہ گویا قیامت آ گئی ہے اور اس کیلئے اس عشق کو ظاہر کرنے کی توبہ کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔

عاشقی ۱ و توبہ یا امکانِ صبر — ایں محالے باشد اے جاں بس سطبر
عاشقی اور توبہ، یا صبر کا امکان — اے جان! یہ بہت عظیم محال ہوتا ہے

توبہ کرم و عشق ہمچوں اژدھا — توبہ وصفِ خلق وآں وصفِ خدا
توبہ کیڑا ہے اور عشق اژدھے کی طرح ہے — توبہ مخلوق کی صفت ہے اور وہ خدا کا وصف ہے

عشق ز اوصافِ خدائی بے نیاز — عاشقی بر غیر او باشد مجاز
عشق، بے نیاز خدا کے اوصاف میں سے ہے — اس کے غیر سے عاشقی مجاز ہے

زانکہ آں مس زر اندود آمدست — ظاہرش نور اندروں دود آمدست
کیونکہ وہ ملمع شدہ تانبا ہے — اس کا ظاہر روشن، اندر دھواں ہے

چوں رود نورو شود پیدا دُخاں — بفسرد عشقِ مجازی آں زماں
جب چمک چلی جاتی ہے اور دھواں نمودار ہو جاتا ہے — اس وقت، مجازی عشق ٹھنڈا پڑ جاتا ہے

چوں شود پیدا دُخانِ غم فزا — بفسرد نے عشق ماند نے ہوا
جب غم کو بڑھانے والا دھواں ظاہر ہو جاتا ہے — وہ ٹھٹھر جاتا ہے نہ عشق رہتا ہے نہ ہوس

وارود ۲ آں حسن سوی اصلِ خود — جسم ماند گندہ و رسوا و بد
وہ حسن اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتا ہے — جسم گندہ اور ذلیل اور بد حال رہ جاتا ہے

نورمہ راجع شود ہم سوی ماہ — وارود عکسش ز دیوارِ سیاہ
چاند کی چاندنی چاند کی طرف لوٹ جاتی ہے — اس کا عکس کالی دیوار سے واپس ہو جاتا ہے

نے ۳ دروٗ نورے بود نے زندگی — نے جمالش ماند ونے فرخندگی
نہ اس میں نور رہتا ہے، نہ زندگی — نہ اس کا حسن رہتا ہے اور نہ خوبی

پس بماند آب وگل بے آں نگار — گردد آں دیوار بے مہ دیو وار
اس حسین کے بغیر پانی اور مٹی رہ جاتی ہے — وہ دیوار چاندنی کے بغیر بھوت کی طرح رہ جاتی ہے

قلب راکہ زر زروی او بجست — بازگشت آں زر بکان خود نشست
کھوٹ، اس کے اوپر سے سونا اڑ گیا — وہ سونا واپس ہو گیا، اپنی کان میں جا بیٹھا

پس مس رسوا بماند دودوش — زوسیہ تر رُو بماند عاشقش
رسوا تانبا دھوئیں کی طرح رہ جاتا ہے — اس کا عاشق اس سے زیادہ روسیاہ ہو جاتا ہے

عشقِ بینایاں بود بر کانِ زر — لاجرم ہر روز باشد بیشتر
عقلمندوں کا عشق سونے کی کان سے ہوتا ہے — وہ لامحالہ ہر روز بڑھتا ہے

۱ عاشقی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ عاشق ہو اور پھر وہ محبوب کے ذکر سے توبہ کرے یہ ناممکن بات ہے۔ توبہ۔ عشق کے سامنے توبہ ایک کمزور چیز ہے بندے کی صفت ہے، اللہ کی صفت اور بندے کی صفت کا کیا مقابلہ۔ عشق۔ حقیقی عشق خدا کی صفت ہے دوسری چیز سے عشق، عشق مجازی ہے۔ زانکہ۔ غیر خدا سے عشق ایسا ہی ہے جیسے ملمع شدہ سونے کا عشق۔ چوں۔ جب مجازی معشوق سے خدائی عکس جدا ہو جاتا ہے اس معشوق سے عشق بھی نہیں رہتا۔

۲ وارود۔ مجازی معشوق کا حسن جب اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتا ہے تو معشوق کا جسم گندہ اور برا معلوم ہونے لگتا ہے۔ نورمہ۔ اس کی یہ مثال ہے کہ دیوار ہے، جب چاند کی چاندنی غائب ہو جاتی ہے تو پھر دیوار کالی نظر آنے لگتی ہے۔

۳ نے دروے۔ مجازی معشوق پر سے اللہ تعالیٰ کے حسن کا عکس ہٹ جانے سے نہ اس میں زندگی رہتی ہے نہ حسن اور وہ محض ایک مٹی اور پانی رہ جاتا ہے۔ قلب۔ ملمع شدہ چیز پر سے جب سونا اڑ کر اپنی کان میں پہنچ جاتا ہے تو تانبا زرد وسیاہ رہ جاتا ہے اور اس کا عاشق اس سے بھی زیادہ رسوا ہو جاتا ہے۔ عشق۔ عقلمند تو وہ اصل پر عاشق ہوتے ہیں چونکہ وہ باقی رہنے والی چیز ہے لہٰذا عشق میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

مرحبا اے کانِ زر لا شک فیک — زانکہ کاں را در زری نبود شریک
اے سونے کی کان تجھے شاباش تیرے بارے میں شک نہیں ہے — کیونکہ سونے پن میں کان کا کوئی شریک نہیں ہے

ہر کہ قلبے را کند انبازِ کان — وارود زر تابکانِ لا مکان
جو کھوٹے کو کان کا شریک بنائے — سونا لا مکانی کان میں چلا جائے گا

عاشق و معشوق مردہ ز اضطراب — ماندہ ماہی رفتہ زاں گرداب آب
عاشق اور معشوق اضطراب سے مر گئے — مچھلی رہ گئی، اس بھنور سے پانی چلا گیا

عشقِ ربانی ست خورشید کمال — امر نور اوست خلقاں چوں ظلال
عشق کمال کا سورج ہے — (عالم امر اس کا نور ہے عالم خلق سایوں کیطرح ہے

مصطفےٰ ۲ زیں قصہ چوں گُل مصطفےٰ — رغبت افزوں گشت اورا ہم بگفت
حضرت مصطفےٰ اس قصہ سے پھول کی طرح کھل گئے — کہنے سے، ان کی رغبت بھی بڑھ گئی

مستمع چوں یافت ہمچوں مصطفےٰ — ہر سرِ مویش زبانے شد جُدا
جبکہ سننے والا حضرت مصطفےٰ جیسا پایا — اُن کا ہر سر مو مستقل زبان بن گیا

مصطفےٰ گفتش کہ اکنوں چارہ چیست — گفت ایں بندہ اورا مشتری ست
حضرت مصطفےٰ نے فرمایا اب کیا تدبیر ہے؟ — عرض کیا، یہ غلام اس کا خریدار ہے

ہر بہا کہ گوید اورا می خرم — در زیان و حیف ظاہر ننگرم
وہ جو قیمت بھی لے گا، میں اس کو خرید لوں گا — ظاہری نقصان اور بے انصافی کو نہ دیکھونگا

کو اسیر اللہ فی الارض آمدست — سخرۂ خشم عدوّ اللہ شدست
کیونکہ وہ سرزمین میں اللہ تعالیٰ کا قیدی ہے — اللہ تعالیٰ کے دشمن کے غصہ کا پابند ہو گیا

وصیت ۳ کردن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ را کہ چوں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ را مشتری میشوی

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمانا کہ جب تو بلال رضی اللہ عنہ کا خریدار بنے گا وہ لوگ لا محالہ مخالفت

ہر آئینہ ایشاں از ستیزۂ بسیار بہائی اورا خواہند افزود و مرا در یں
کی وجہ سے اس کی بہت قیمت بڑھا دیں گے اور مجھے اس

فضیلت شریک خود کن وکیلِ من باش و نیم بہا از من بستان
فضیلت میں اپنا شریک کرنے اور میرا وکیل بنجا اور آدھی قیمت مجھ سے لے لے

۱ مرحبا۔ اب مولانا جوش میں معشوق حقیقی کو خطاب کرتے ہیں تیری صفات کے حقیقی ہونے میں کوئی شک نہیں اور تیری اس صفت میں تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہر کہ جو مجازی موصوف کو حقیقی موصوف کا شریک کریگا۔ عاشق۔ وہ عاشق جو کھوٹے کو کان کا شریک بنائیگا جب کھوٹے کا ملمع اُڑ جائے گا تو عاشق اور معشوق دونوں پریشانی سے ایسے مردہ ہو جائیں گے جیسا کہ وہ مچھلی جو گرداب کا پانی خشک ہو جانے کے بعد پڑی رہ جائے۔ عالم امر۔ قرآن میں ہے الا لہ الخلق والامر۔ خلق اُسی کے لئے ہے۔ عالم امر وہ عالم ہے جو مادے سے خالی ہے اور عالم خلق جسمانی عالم ہے اصل عالم امر ہے اور عالم خلق اس کا سایہ ہے

۲ مصطفےٰ۔ حضرت بلالؓ کا قصہ سن کر آنحضور خوش ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ نے اس کی خوب تشریح کی مصطفےٰ۔ آنحضورؐ نے حضرت ابو بکرؓ سے حضرت بلالؓ کا پورا قصہ سن کر فرمایا اب کیا تدبیر ہے تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا میں اس کو خرید لونگا وہ جو بھی قیمت طلب کرینگے انکو دیدونگا اور کسی ظاہری نقصان کی پرواہ نہ کرونگا کیونکہ وہ خدا کا قیدی دشمنوں کے ہاتھ میں پھنسا ہوا ہے

۳ وصیت۔ آنحضورؐ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ وہ لوگ عداوت کی وجہ سے بہت قیمت طلب کرینگے۔ اس کو خرید لئے مجھے بھی اس خریداری میں شریک کر لے

مصطفیٰ گفتش کاے اقبال جُو — در خریدن می شوم انبازِ تُو
حضرت مصطفیٰ نے اُن سے فرمایا اے نیک بختی کی جستجو کرنے والے — خریداری میں، میں تیرا شریک بنتا ہوں

تو وکیلم ۱ باش و نیمے بہرِ من — مشتری شو قبض کن از من ثمن
تو میرا وکیل بن جا، اور آدھے کا میرے لئے — خریدار بن جا، مجھ سے قیمت لے لے

گفت صد خدمت کنم رفت آں زماں — سُوی خانہ آں جہودِ بے اماں
عرض کیا سو بار خدمت کرتا ہوں فوراً روانہ ہو گئے — اُس بے پناہ کافر کے گھر کی جانب

گفت با خود کز کفِ طفلاں گہر — می تواں آساں خریدن اے پدر
اپنے آپ سے کہنے لگے کہ بچوں کے ہاتھ سے موتی — اے بابا! آسانی سے خریدا جا سکتا ہے

عقل و ایماں را ازیں قوم جہول — می خرد با مُلکِ دنیا دیوِ غُول
اس نادان قوم سے، عقل اور ایمان کو — شیطان، دنیا کے مُلک کے بدلے میں خرید لیتا ہے

آنچناں ۲ زینت دہد مُردار را — کہ خرد ز ایشاں دو صد گلزار را
وہ مردار کو اس قدر مزین کر دیتا ہے — کہ اُن سے دو سو چمن خرید لیتا ہے

آنچناں مہتاب بنماید بسحر — کز خساں صد کیسہ بُر باید بسحر
چاندنی کو جادو کے ذریعہ اس طرح دکھا دیتا ہے — کہ کمینوں سے جادو کے ذریعہ تھیلیاں اچک لیجاتا ہے

انبیا شاں تاجری آموختند — پیشِ ایشاں شمعِ دیں افروختند
اُن کو نبیوں نے تجارت سکھائی، — اُن کے سامنے دین کی شمع روشن کی

دیو و غولِ ساحر از سحر و نبرد — انبیا را در نظر شاں زشت کرد
جادوگر جھوٹے اور چھلاوے نے جادوگری اور مخالفت سے — اُن کی نظر میں نبیوں کو بے وقعت کر دیا

زشت گرداند بجادوی عُدو — تا طلاق اُفتد میانِ جُفت و شُو
دشمن جادو سے بُرا بنا دیتا ہے — حتیٰ کہ بیوی اور شوہر میں طلاق واقع ہو جاتی ہے

دیدہا ۳ شاں را بسحرے دوختند — تا چنیں گوہر بہ خس بفروختند
جادو سے، انہوں نے اُن کی آنکھیں سی دیں — یہاں تک کہ انہوں نے ایسا موتی تنکے کے بدلے بیچ ڈالا

ایں گہر از ہر دو عالم برترست — ہیں بخر زیں طفلِ جاہل کو خرست
یہ موتی، دونوں جہان سے بالا تر ہے — ہاں اس نادان بچے سے خرید لے کیونکہ وہ گدھا ہے

پیشِ خر خر مہرہ و گوہر یکیست — آں اشک را در دُرّ و دریا شکیست
گدھے کے سامنے کوڑی اور موتی یکساں ہے — اُس گدھے کو موتی اور سمندر میں شک ہے

۱ تو وکیلم۔ بلالؓ کی خریداری میں تم میرے وکیل بن جاؤ آں جہود۔ امیہ بن خلف گفت۔ ابوبکرؓ نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ کافر بلالؓ کی قدر و قیمت سے بے خبر ہیں میں ان سے بلالؓ کو آسانی سے اسی طرح خرید لوں گا جس طرح بچے سے موتی خرید لیا جاتا ہے۔ [illegible] ان کفار سے شیطان [illegible] عقل اور ایمان خرید لیتا ہے۔

۲ آنچناں۔ شیطان ان کافروں کے لئے مردار دنیا کو اس قدر بارونق کر کے دکھا دیتا ہے کہ اُن سے آخرت کے چمن خرید لیتا ہے۔ مہتاب۔ چاندنی کو پیمانہ بنا کر دکھا دیتا ہے اور دین کی ہمیانیاں اڑا لے جاتا ہے۔ انبیاء نے اُن کو تجارت کرنا سکھایا لیکن شیطان ان کی نظروں میں انبیاء اور ان کی تعلیمات کو برا کر کے دکھا دیتا ہے۔ زشت۔ شیطان ایسے اثرات پیدا کر دیتا ہے کہ میاں بیوی میں نفرت ہو جاتی ہے اور طلاق تک نوبت آ جاتی ہے۔

۳ دیدہا۔ جس طرح شیطان میاں بیوی میں جادوگری کرتا ہے اسی طرح جادو سے انہوں نے اندھا کر دیا اور ان کافروں نے حضرت بلالؓ کو چند ٹکوں میں بیچ ڈالا۔ ایں گہر۔ یعنی حضرت بلالؓ [illegible] خر مہرہ [illegible] اشک [illegible] لفظ [illegible]

منکر بحرست [1] و گہر ہای او کے بُود حیواں دُرو پیرایہ جو

وہ سمندر اور اس کے موتیوں کا منکر ہے جانور، اس سے آرائش کا کب طالب ہوتا ہے؟

در سرِ حیواں خدا ننہادہ است کو بُود در بند لعل و دُر پرس

خدا نے جانور کے سر میں نہیں رکھا ہے کہ وہ لعل کی فکر میں اور موتی کا پرستار ہو

مر خراں را ہیچ دیدی گوشوار گوش و ہوشِ خر بُود در سبزہ زار

تو نے گدھوں کے کان کا آویزہ کبھی دیکھا ہے گدھے کا گوش و ہوش سبزہ زار ہوتا ہے

اَحسنُ التقویم در والتین بخواں کہ گرامی گوہرست اے دوست، جاں

"احسن التقویم" کو سورۂ "والتین" میں پڑھ لے کہ اے پیارے! جان قیمتی موتی ہے

اَحسنُ التَّقویم از عرشش فزوں اَحسنُ التَّقویم از فکرت بروں

"احسن التقویم" اس کے عرش سے بڑھ کر ہے "احسن التقویم" تیری سمجھ سے باہر ہے

گر بگویم قیمت، ایں [2] ممتنع ہم بسوزم ہم بسوزد مستمع

اگر میں اس کی قیمت بتاؤں، ناممکن ہے میں بھی جل جاؤں، سننے والا بھی جل جائے

لب بہ بند ایجا و خراں سو مراں رفت آں صدیق سوئے آں خراں

اس جگہ ہونٹ بند کر لے اس جانب گدھا نہ ہنکا صدیق ان گدھوں کی جانب روانہ ہو گئے

حلقۂ در زد چو در را بر کشود رفت بیخود در سرای آں جہود

کنڈی بجائی، جب اس نے دروازہ کھولا بیخودی میں اس کافر کے گھر میں پہنچ گئے

بیخود و سرمست در آتش نشست از دہانش بس کلام تلخ جست

بیخود اور مدہوش (غصہ کی) آگ میں جا بیٹھے ان کے منہ سے بہت کڑوی باتیں نکلیں

کیں [3] ولی اللہ را چوں میزنی ایں چہ حقدست اے عدو روشنی

کہ تو اللہ تعالیٰ کے اس دوست کو کیوں مارتا ہے؟ اے نور کے دشمن! یہ کیا کینہ ہے؟

گر تُرا صدقیست اندر دینِ خود ظلم بر صادق دلت چوں میدہد

اگر تجھ میں اپنے دین کے بارے میں سچائی ہے تیرا دل، ایک سچے پر ظلم کیسے گوارا کرتا ہے؟

اے تو در دینِ جہودی مادہٗ کیں گماں داری تو بر شہزادہٗ

ارے تو کفر کے دین میں نامرد ہے کہ تو ایک شہزادے پر یہ گمان کرتا ہے

[1] بحر۔ یعنی ایمان کا سمندر۔ گوہر ہائی۔ یعنی مومنین۔ پیرایہ۔ آراستگی۔ ور سر حیوان میں اللہ تعالیٰ نے اتنی سمجھ نہیں دی کہ وہ لعل اور موتی کی قیمت کو سمجھ سکے۔ مر خراں۔ چونکہ وہ موتی کی قیمت نہیں سمجھتے اس لئے وہ کانوں میں موتی کے آویزے نہیں ڈالتے ہیں۔ سبزہ زار۔ یعنی خورد نوش۔ والتین۔ سورۂ والتین میں مذکور ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم "بیشک ہم نے انسان کو بہترین خلقت میں پیدا کیا ہے" فزوں۔ روح کامل عرش سے افضل ہے اور انسان اس دنیا اس کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے۔

[2] ایں ممتنع۔ روح کامل جس کی حقیقت کا بیان ناممکن ہے اگر میں اس کی قدر و قیمت بیان کروں تو میں بھی اور تم بھی جل جاؤ گے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ لب بہ بند لہٰذا اس سلسلہ میں خاموشی بہتر ہے حضرت ابوبکرؓ نے ان کے پاس جانے کا ذکر شروع کیا۔ حلقہ در۔ حضرت ابوبکرؓ نے امیہ کے گھر کے کواڑ کھلوائے اور گھر میں چلے گئے اور چونکہ حضرت بلالؓ سے پٹنے کا رنج تھا اس وجہ سے گرم ہو گئے۔

[3] کیں۔ جب کہا کہ تو اس اللہ کے ولی کو کیوں مارتا ہے۔ گر ترا۔ اگر انسان اپنے مذہب میں سچا ہے تو دوسرے مذہب کے سچے دل والے کی حقیقت کو وہ سمجھ سکتا ہے اور اس پر [illegible] نہ کریگا، اس کے اعتقاد پر اس کو سچا سمجھے گا۔ اے تو۔ جب تو کسی سچے دیندار پر ظلم کو روا رکھتا ہے تو معلوم ہوا کہ تو اپنے دین کا پکا نہیں ہے۔ شہزادہ یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔

دَر ہمہ ¹ زآئینۂ کژ سار خود — منگر اے مردودِ نفرین ابد

اپنے بنائے ہوئے ٹیڑھے آئینہ سے سب کو — اے ابدی لعنت کے مردود، نہ دیکھ

آنچہ آں دم ازلبِ صدیق جست — گر بگویم گم کنی تو پاو دست

اس وقت حضرت صدیق کے ہونٹوں سے جو کچھ نکلا — اگر میں کہوں، تو ہاتھ پاؤں گم کر دے

آں ینابیع الحِکم ہمچوں فُرات — از دہانِ اُوروان از بے جہات

حکمتوں کے فرات جیسے چشمے — لامکان کی جانب سے اُن کے منہ سے جاری تھے

ہمچواز ² سنگے کہ آبے شُد رواں — نے ز پہلو مایہ دارد نز میاں

جس طرح ایک پتھر سے پانی جاری ہوا تھا — جو نہ پہلو میں سرمایہ رکھتا ہے نہ اندر

اسپر خود کردہ حق آں سنگ را — بر کشادہ آبِ مینا رنگ را

اللہ تعالیٰ نے اس پتھر کو اپنی ڈھال بنایا تھا — جس سے آئینہ جیسا پانی بہا دیا

ہمچناں کز چشمۂ چشمِ تو نور — اُو رواں کردست بے بخل و فتور

جس طرح تیری آنکھ کے چشمہ سے نور — اس نے بغیر بخل اور کمی کے جاری کر دیا ہے

نے زپیہ آں مایہ دارد نے زپوست — روپوشی کردہ در ایجاد دوست

وہ نہ چربی سے سرمایہ رکھتی ہے، نہ کھال سے — دوست نے ایجاد کرنے میں آڑ بنائی ہے

در خلایِ ³ گوش بادِ جا ذبش — مُدرک صدقِ کلام و کاذبش

اس کی جذب کرنے والی ہوا، کان کے سوراخ میں — اس کے جھوٹے اور سچے کلام کا ادراک کرنیوالی ہے

آں چہ بادست اندراں خرد استخواں — کہ پذیرد حرف وصوت قصہ خواں

ان چھوٹی ہڈیوں میں یہ کیسی ہوا ہے؟ — کہ بات کرنے والے کے حرف اور آواز کو قبول کرتی ہے

استخوان وباد رُوپوش ست وبس — در دو عالم غیرِ یزداں نیست کس

ہڈی اور ہوا محض پردہ ہے — دونوں جہان میں خدا کے علاوہ کوئی نہیں ہے

مستمع اُو قائل اُو بے احتجاب — زانکہ الاذنان من راس اے مثاب

بلاشک سننے والا وہی ہے، بولنے والا وہی ہے — کیونکہ اے ثواب پانیوالے دونوں کان سر کا حصہ ہیں

گفت رحمت گرہمی آید برو — زربدہ بستانش اے اکرام خو

اس نے کہا اگر تجھے اس پر رحم آتا ہے — اے کرم کی عادت والے! روپیہ دے اس کو لے لے

---

¹ در ہمہ۔ چونکہ تیری فطرت کج ہے تو دوسروں کو بھی کج فطرت سمجھتا ہے۔ انچہ۔ حضرت ابوبکرؓ نے اُس وقت حیران کن باتیں کہیں جو بڑی پُر حکمت تھیں۔ آن ینابیع۔ ان باتوں کے پُر حکمت ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ باتیں اگرچہ حضرت ابوبکرؓ کی زبان سے جاری تھیں لیکن ان کا اصل سر چشمہ حضرت حق تعالیٰ تھا۔ ینابیع۔ منبوع کی جمع ہے، چشمہ۔ حکم۔ حکمت کی جمع ہے۔

² ہمچو۔ حضرت ابوبکرؓ کے منہ سے ان چشموں کے جاری ہونے پر کیا تعجب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ پتھر سے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ اسپر۔ حضرت حق نے اس پتھر کو اپنے لئے پردہ بنالیا تھا۔ اسپر۔ سپر، ڈھال، یعنی پردہ۔ مینا۔ آبگینہ۔ ہمچناں۔ تیری آنکھ کو بھی حق تعالیٰ نے اپنا نور عطا کرنے کا ایک حجاب بنا رکھا ہے ورنہ آنکھ کے اجزاء میں نور کہاں ہے دوست۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔

³ در خلای۔ انسان کا کان بھی قدرت کا ایک پردہ ہے ورنہ اس کے اجزاء میں سننے کی طاقت کہاں ہے۔ خرد استخواں۔ کان کی چھوٹی چھوٹی ہڈیاں۔ غیر یزداں۔ ہر معاملہ میں اصل متصرف خدا ہی ہے۔ زانکہ۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ کان سر کا حصہ ہیں اور ظاہر ہے کہ ایک حادث چیز ہے اس میں خود یہ صفات کہاں ہو سکتی ہیں۔ گفت۔ میں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا اگر تجھے بلالؓ پر رحم آتا ہے تو اس کو خرید

از مَنَش و اخر چوی سوزد دلت — بے[1] اِموَنت حل نگردد مُشکلت

اگر تیرا دل جلتا ہے، مجھ سے اس کو خرید لے — بغیر خرچ کے تیری مشکل حل نہ ہو گی

گفت صد خدمت کُنم پانصد سجود — بندۂ دارم نکو لیکن جہود

حضرت ابو بکرؓ نے کہا سو عبادتیں پانچ سو سجدے کروں گا — میرے پاس ایک اچھا غلام ہے، لیکن یہودی ہے

تن سپید و دل سیاہستش بگیر — در عوض دہ تن سیاہ و دل مُنیر

اس کا جسم سفید اور دل کالا ہے، لے لے — بدلے میں کالے جسم اور روشن دل کو دیدے

پس فرستاد و بیاورد آں ہُمام — بُود الحق سخت زیبا آں غلام

پھر ان سردار نے بھیجا اور بلوایا — سچ مچ وہ غلام نہایت حسین تھا

آں[2] چنانکہ ماند حیراں آں جہود — آں دلِ چوں سنگش از جا رفت زود

ایسا کہ وہ کافر حیران ہو گیا — اس کا پتھر جیسا دل فوراً بے قابو ہو گیا

حالتِ صورت پرستاں ایں بُود — سنگ شاں از صورتے مومیں بُود

ظاہر پرستوں کی یہی حالت ہوتی ہے — ان کا پتھر صورت، دیکھنے سے موم ہو جاتا ہے

باز کرد استیزہ و راضی نشُد — کہ بریں افزوں بدہ بے ہیچ بُد

اس نے جھگڑنا شروع کر دیا اور راضی نہ ہوا — کہ لا محالہ اس پر اضافہ کرو

یک نصابِ نقرہ ہم بروے فزود — تا کہ راضی گشت حرصِ آں جہود

انھوں نے چاند کی ایک مقدار بھی اس پر بڑھا دی — حتیٰ کہ اس کافر کی حرص راضی ہو گئی

بیع[3] کردو داد و بستد بے غرض — داد گوہر سنگ بستد در عوض

اس نے فروخت کر دیا اور بامقصد لین دین کر لیا — موتی دے دیا اور بدلے میں پتھر لے لیا

بر خیالِ آنکہ سُودے کردہ ام — دادم اسود ابیضے آوردہ ام

اس خیال سے کہ میں نے نفع کمایا ہے — کالا دے دیا ہے سفید حاصل کر لیا ہے

مُنعقد چوں گشت بیع اندر میاں — یافت ایجاب و قبول ہر دوآں

جب باہمی معاملہ طے ہو گیا — دونوں کا ایجاب اور قبول ہو گیا

خندیدنِ جہود و پنداشتن کہ صدیقؓ مغبون ست دریں عقد

کافر کا ہنسنا اور خیال کرنا کہ صدیق رضی اللہ عنہ اس معاملے میں ٹوٹے میں ہیں

قہقہہ زد آں جہودِ سنگ دل — از سرِ افسوس و طنز و غش و غِل

اس سنگ دل کافر نے قہقہہ لگایا — مذاق اور طنز اور مکر و فریب کے طور پر

---

[1] بے موَنت۔ یہ مشکل بغیر خرچ کے آسان نہ ہو گی۔ گفت۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا یہ معاملہ ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کروں گا اور فرمایا میرے پاس ایک سفید رنگ کا حسین غلام ہے لیکن اس کا دل کفر کی وجہ سے کالا ہے اس کے بدلے میں کالے بلالؓ کو دیدے جن کا دل منور ہے۔ ہمام۔ سردار۔

[2] آں چنانکہ۔ حضرت ابو بکرؓ کا غلام اس قدر خوبصورت تھا کہ اس کا دیکھ کر امیہ کا دل بے قابو ہو گیا۔ حالت۔ ظاہر پرستوں کی یہی حالت ہے کہ وہ ظاہر اور صورت پر قربان ہوتے ہیں۔ باز کرد۔ اس نے اصرار شروع کیا کہ بلالؓ کے عوض اس غلام کے ساتھ کچھ چاندی بھی دو حضرت ابو بکرؓ نے چاندی کا اضافہ کر دیا۔

[3] بیع کرد۔ چاندی کے اضافہ پر وہ راضی ہو گیا اور لین دین ہو گیا اس نے موتی دے کر پتھر لے لیا اس کا یہ خیال تھا کہ میں نے بہت نفع کما لیا کالا دے کر گورا غلام لے لیا۔ منعقد۔ جب بیع مکمل ہو گئی تو وہ بہت ہنسا اور اس کو یقین تھا کہ حضرت ابو بکرؓ نے اس معاملہ میں ٹوٹا اٹھایا ہے۔ مغبون۔ ٹوٹے میں پڑا ہوا۔ قہقہہ۔ معاملہ مکمل ہونے پر اس نے قہقہہ لگایا جس میں مذاق اور طنز کا پہلو تھا حضرت ابو بکرؓ نے وجہ دریافت کی تو وہ اور زیادہ ہنسا اور کہنے لگا کہ اگر اس غلام کی خریداری میں آپ کو اصرار نہ ہوتا تو میں اس کے دام۔ نہ بڑھاتا اور اب جو قیمت لی ہے اس کے دسویں حصہ میں فروخت کر ڈالتا۔

گفت صدیقش کہ ایں خندہ چہ بود　　در جواب و پرسش او خندہ فزود
حضرت صدیق نے اس سے کہا کہ یہ قہقہہ کیسا ہے؟　　جواب میں اور انکے دریافت کرنے پر اور زیادہ ہنسا

گفت اگر جدّت نبودے واہتمام　　در خریداری ایں اسود غلام
اس نے کہا اگر تیرا اصرار اور اہتمام نہ ہوتا　　اس کالے غلام کی خریداری میں

من ز استیزہ نمی افروختم　　خود بعشر اینش می بفروختم
میں جھگڑ کر اس کو نہ بیچتا　　خود اس کو دسویں حصہ میں بیچ ڈالتا

کہ ابنزدِ من نیرزد نیم دانگ　　تو گراں کردی بہائش را بہ بانگ
کیونکہ وہ میرے نزدیک آدھی دمڑی کے لائق نہیں ہے　　تو نے شور کر کے اس کی قیمت بڑھا دی

پس جوابش داد صدیق اے غبی　　گوہرے دادی بجوزے چوں صبی
تب حضرت صدیق نے اس کو جواب دیا اے بیوقوف!　　تو نے بچے کی طرح اخروٹ کے بدلے میں موتی دیدیا

گو بہ نزدِ ہمی ارزد دو کون　　من بجانش ناظرستم تو بلون
کیونکہ وہ میرے نزدیک دونوں جہان کی قیمت کا ہے　　میں اس کی روح کو دیکھتا ہوں، تو رنگ کو

زرِ سُرخست و سیہ تاب آمدہ　　از برای رشک ایں احمق کدہ
وہ سرخ سونا ہے اور کالے رنگ کا ہو گیا ہے　　اس حماقتان کے رشک کی وجہ سے

دیدۂ ٢ ایں ہفت رنگ جسمہا　　در نیابد زیں نقاب آں روح را
مت رنگے جسموں کی آنکھ　　اس پردے کی وجہ سے اس روح کا ادراک نہیں کرتی

گر مکیسی کردۂ در بیع بیش　　دادمے من جملہ مال و ملک خویش
اگر تو سودے میں زیادہ کھینچ تان کرتا　　میں اپنا تمام مال اور ملکیت دے دیتا

ور مکیس افزودی من ز اہتمام　　دامنے زر کردمے از غیر دام
اگر تو کھینچ تان بڑھاتا میں اہتمام کی وجہ سے　　دامن بھر سونا کسی دوسرے سے قرض لے لیتا

سہل ٣ دادی زانکہ ارزاں یافتی　　درندیدی حقّہ را نشگافتی
تو نے آسانی سے دیدیا، چونکہ تو نے سستا خریدا　　تو نے موتی نہ دیکھا، ڈبیہ نہ کھولی

حقّہ سر بستہ جہل تو بداد　　زود بینی کہ چہ غبنت او فتاد
تیری نادانی نے بند ڈبیہ دے دی　　تو جلد دیکھ لے گا کہ تجھے کس قدر ٹوٹا ہوا

حقّۂ پُر لعل را دادی بباد　　ہمچو زنگی در سیہ رُوئی تو شاد
تو نے لعل بھری ڈبیہ برباد کر دی　　تو حبشی کی طرح سیاہ روئی پر خوش ہے

١ کہ نہ ارزد۔ کیونکہ یہ کالا غلام میرے نزدیک دمڑی کا بھی نہیں ہے تو نے شور و شر کر کے اس کے دام بڑھوائے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کو جواب دیا کہ تو پیر نابالغ ہے تو نے اخروٹ کے بدلے میں موتی دے ڈالا میرے نزدیک اس کی قیمت ہر دو عالم ہے، کیونکہ میری نظر اس کے باطن پر ہے۔ زر۔ یہ غلام تو کالا سونا ہے اس پر سیاہی رشک کی وجہ سے ہے تا کہ احمق اس کو نہ پہچان سکیں۔

٢ دیدۂ۔ جو آنکھیں مختلف رنگوں کا ادراک کرتی ہے وہ روح کا ادراک نہیں کر سکتی ہیں۔ مکیسی۔ بعد کسی معاملہ میں کھینچ تان کرنا۔ دامنے۔ کسی اور سے قرض لے کر ادائیگی کر دیتا۔

٣ سہل۔ چونکہ تجھے سستا بیچ ڈالا، ہاتھ آیا تھا سستا بیچ ڈالا، یہ نہ دیکھا کہ ڈبیہ میں موتی ہے غبن۔ ٹوٹا۔ نقصہ۔ حضرت بلال موتی بھری ڈبیہ تھے جو تو کھوئی تھی۔ ہمچوں۔ تو بھی اس معاملہ میں سیاہ رو بنا اور اس پر خوش ہو رہا ہے۔

عاقبت ۱ واحسرتا گوئی بسے　　بخت و دولت را فروشد خود کسے
انجام کار تو بہت واحسرتا کہے گا　　کوئی نصیبے اور دولت کو فروخت کرتا ہے ؟

بخت با جامہ غلامانہ رسید　　چشم بد بخت بجز ظاہر ندید
نصیب، غلامی کے لباس میں تیرے پاس آیا　　تیری بد بخت نگاہ نے ظاہر کے سوا کچھ نہ دیکھا

اُو نمودت بندگیٔ خویشتن　　خوئ زشتت کرد با اُو مکروفن
اُس نے تجھ پر اپنی غلامی ظاہر کی　　تیری بدخصلت نے اس کے ساتھ مکر اور چالاکی کی

ایں سیاہ اسرار تن اسپید را　　بُت پرستانہ بگیر اے ژاژ خا
اس سیاہ باطن، سفید جسم کو　　اے بیہودے! بُت پرستوں کی طرح لے لے

ایں تُرا وآں مرا بُردیم سُود　　ہیں لکُمْ دِینٌ وَلِیَ دِیْن اے جہود
یہ تیرا اور وہ میرا ہم نے نفع کمایا　　ہاں اے کافر! تمہارا دین تمہارے لئے میرا دین میرے لئے

خود ۲ سزائ بت پرستاں ایں بُود　　جُلش اطلس، اسپ او چوبیں بُود
بُت پرستوں کی سزا خود یہی ہوتی ہے　　اسکی جھول اطلس کی اس کا گھوڑا لکڑی کا ہوتا ہے

ہمچو گورِ کافراں پُر دود و نار　　وز بروں بر بستہ صد نقش و نگار
کافروں کی قبر کی طرح دھویں اور آگ سے بھری ہوئی　　اور باہر سے سینکڑوں نقش و نگار کئے ہوئے

ہمچو مال ظالماں بیروں جمال　　وز درونش خون مظلوم و وبال
ظالموں کے مال کی طرح ظاہر حسین　　اور اس کے اندر مظلوم کا خون اور وبال

چوں ۳ منافق از بروں صوم و صلوٰۃ　　وز دروں خاکِ سیاہ بے ثبات
منافق کی طرح، بظاہر روزہ اور نماز　　اور اندر سے کالی خاک، بے بنیاد

ہمچو ابر خالی پُر قرّ و قر　　نے درو نفعِ زمیں نے قوت بر
خالی ابر کی طرح گڑ گڑاہٹ سے پُر　　نہ اس میں زمین کا فائدہ، نہ پھل کی غذا

ہمچو وعدہ مکر و گفتارِ دروغ　　آخرش رُسوا و اوّل با فروغ
مکر کے وعدے اور جھوٹی بات کی طرح　　اس کا آخر رسوا اور اوّل پُر رونق

بعد ازاں بگرفت اُو دستِ بلالؓ　　آں ز زخم ضرس محنت چوں خلال
اس کے بعد انہوں نے بلالؓ کا ہاتھ پکڑا　　وہ مشقت کی چکی کے زخم سے خلال جیسے تھے

شُد خلالے در دہانے راہ یافت　　جانبِ شیریں زبانے می شتافت
وہ خلال بن گئے، منہ میں راستہ پا لیا　　ایک شیریں زبان کی جانب دوڑ رہے تھے

---

۱ عاقبت۔ جب حقیقت کھلے گی تو بہت افسوس کریگا۔ بخت۔ تیرا نصیب شکل غلامی تیرے پاس آیا اور تو اُس کو نہ پہچانا۔ او۔ اُس نے غلامی کا اظہار کیا تو نے مکاری اور چالاکی برتی۔ ایں سیاہ۔ تو اس غلام کو لے لے جس کا جسم سفید ہے لیکن باطن سیاہ ہے یہی بُت پرستوں کا طریقہ ہے۔

۲ خود۔ بُت پرستوں کی یہی سزا ہے کہ اُن کو کاٹھ کا گھوڑا جس پر اطلس کی جھول ہو، حاصل ہوتا ہے۔ ہمچو۔ اُن کا ماحصل کافر کی قبر جیسا ہوتا ہے کہ اس کے اوپر نقش و نگار ہوتے ہیں لیکن اندر آگ اور دھواں ہوتا ہے۔ مثال ظالماں۔ کافر کے ماحصل کی مثال ظالموں کا مال ہے جس کا ظاہر بڑا پیارا اور اس کے باطن میں مظلوموں کا خون بھی ہے۔

۳ چوں منافق۔ کافر کے ماحصل کی مثال منافق بھی ہے کہ بظاہر وہ اسلامی فرائض ادا کرتا ہے لیکن اس کا باطن ایمان و یقین سے خالی ہوتا ہے۔ نیز اس کو اس بادل سے بھی تشبیہ دی جا سکتی ہے جو صرف گرجے اور نہ برسے یا جھوٹے وعدہ سے تشبیہ دے لو جس کی ابتدا خوش کن اور انتہا مایوس کن ہوتی ہے۔ بعد ازاں۔ خریداری کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کا ہاتھ پکڑا اور انکو آنحضورؐ کی خدمت میں لے آئے۔ ضرس۔ دانت کی چکی۔ خلال۔ دانت کریدنے کا تنکا۔ شیریں زباں۔ آنحضورؐ۔

آوریدش تا بنزدِ آں رسولؐ — کہ بجاں او کردہ بُد دینش قبول

وہ اُن کو رسولؐ کے پاس لائے — کیونکہ انہوں نے دل سے اُنکا دین قبول کرلیا تھا

چوں ۱ بدید آں خستہ رُوئے مُصطفےٰؐ — خرّ مَغشِیًّا فتاد او برقفا

جب اُن بدحال نے مصطفےٰؐ کا چہرہ دیکھا — وہ غش کھا کر گر گئے، پشت کے بل جا پڑے

تا بدیرے بیخود و بیخویش ماند — چوں بخویش آمد ز شادی اشک راند

وہ دیر تک بے خود اور بے ہوش رہے — جب ہوش میں آئے خوشی سے آنسو بہانے لگے

مُصطفےٰؐ اش در کنارِ خود کشید — کس چہ داند بخششے کو را رسید

اُن کو مصطفےٰؐ نے بغل میں لے لیا — اُس عنایت کو کوئی کیا جانے جو اُن کو حاصل ہوئی؟

چوں بُود مِسّے کہ بر اکسیر زد — مُفلسے بر گنجِ پُر توفیر زد

اُس تانبے کا کیا حال ہوگا جو اکسیر سے جا لگا؟ — ایک مفلس بھرپور خزانہ پر پہنچ گیا

ماہیِ پژمُردہ در بحر او فتاد — کاروانِ گُم شُدہ زد بر رشاد

ادھ موئی مچھلی، دریا میں جا پڑی — بھٹکا ہوا قافلہ، راستہ پر پڑ گیا

آں ۲ خطاباتے کہ گفت آں دم نبیؐ — گر زند بر شب برآید از شبی

وہ ارشادات، جو نبیؐ نے اُس وقت فرمائے — اگر رات پر پڑیں، وہ رات رات سے خارج ہوجائے

روزِ روشن گردد آں شب چوں صباح — کے توانم گفت من آں اصطلاح

وہ رات صبح کی طرح روشن دن بن جائے — میں ایسی اصطلاح کو کہاں بیان کرسکتا ہوں؟

خود تو دانی کافتاب اندر حمل — تا چہ گوید با نبات و با دَقَل

تو خود جانتا ہے کہ سورج (برج) حمل میں — نباتات اور دَقَل (کھجور) سے کیا کہتا ہے

خود تو دانی ہم کہ آں آبِ زُلال — می چہ گوید با ریاحین و نہال

تو خود بھی جانتا ہے، کہ وہ صاف پانی — بوٹوں اور پودوں سے کیا کہتا ہے؟

صُنعِ ۳ حق با جملہ اجزائے جہاں — چوں دم و حرفست از افسونگراں

جہاں کے سب اجزاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کاریگری — ایسی ہی ہے جیسا کہ جادوگروں کی پھونک اور حرف

جذبِ یزداں با اثرہا و سبب — صد سخن گوید نہاں بےحرف و لب

آثار اور سبب کے ذریعہ خدا کی کشش — بغیر حرف اور ہونٹ کے چپکے سے سینکڑوں باتیں کہہ دیتی ہے

---

۱ چوں بدید۔ جب حضرت بلالؓ کی نظر آنحضورؐ کے روئے انور پر پڑی تو خوشی کی زیادتی کی وجہ سے بیہوش ہو کر چت گر پڑے تھوڑی دیر بیہوش رہے جب ہوش آیا خوشی سے رونے لگے مُصطفےٰؐ۔ آنحضورؐ نے انکو سینے سے لگالیا سینے سے لگانے سے ان کو کیا فیض حاصل ہوئے اسکو کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے، البتہ اس کی وضاحت چند مثالوں سے کی جاتی ہے۔ یہ سمجھو کہ ایک تانبا تھا جو اکسیر کو چھو گیا یا کوئی مفلس تھا کہ اچانک اس کا پاؤں بھرپور خزانہ پر پڑ گیا یا ادھ موئی مچھلی تھی جو سمندر میں پہنچ گئی یا گم کردہ راہ کوئی قافلہ تھا جسکو راستہ مل گیا۔

۲ آں خطاباتے۔ پھر آنحضورؐ نے ان سے ایسی موثر باتیں فرمائیں جو رات سے کہدی جائیں تو وہ منور ہو جائے۔ اصطلاح۔ انبیاء اور اولیاء کی صحبت سے بغیر کچھ کہے ہوئے جو قلوب پر اثر طاری ہوتا ہے وہ محض ذوقی ہے الفاظ میں اس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ خود۔ بغیر کلام کے جو تاثیر ہے اس کو چند مثالوں سے واضح کیا ہے سورج جب برج حمل میں پہنچتا ہے تو اس کی تاثیر سے پھلوں میں شیرینی پیدا ہو جاتی ہے۔ دقل۔ یعنی کھجور، کھجور کی ایک معمولی قسم ہے۔ زلال۔ صاف پانی جو [illegible] پودوں میں تازگی [illegible]

۳ صنع حق [illegible] اللہ تعالیٰ کے تصرفات بغیر کسی آلہ کے ہیں اور سرعت تاثیر میں جادوگروں کے افسوں کی طرح ہیں۔ جذب۔ اسباب کا وجود اور ان سے اثرات کا تعلق بھی خداوندی حکم کے تابع ہے جو بغیر لب و حرف کے صادر ہوتا ہے۔

نے کہ تاثیر از قدر معمول نیست　　لیک تاثیرش از و معقول نیست

یہ نہیں ہے، کہ تاثیر (اللہ کی) قدرت کا عمل نہیں ہے　　لیکن اس قدرت کی تاثیر (عوام کی) سمجھ میں نہیں آتی ہے

چوں مقلّد بود عقل اندر اصول　　داں مقلّد در فروعش اے فضول

جب اصول کے بارے میں عقل مقلد ہے　　اے فضول بحث کرنے والے اس کو فروع میں بھی مقلد سمجھ

گر بپرسد عقل چوں باشد مرام　　گو چنانکہ تو ندانی والسّلام

عقل (کی) دریافت (کرے) کہ (اس کا) مقصد کیسے پورا ہو گا؟　　تو کہہ دے کہ اس طریقہ پر جس کو تو نہیں سمجھتی ہے والسلام

معاتبہ کردن حضرت رسول صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہ وسلم با صدّیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ ترا وصیت کردم کہ بشرکت من بخر بلال را رضی اللہ عنہ تو چرا بہر خود تنہا خریدی و عذر گفتن صدّیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ناراضگی کا اظہار کرنا، کہ میں نے تجھ سے کہا تھا، کہ بلال رضی اللہ عنہ کو میری شرکت میں خریدنا تو نے صرف اپنے لئے کیوں خریدا؟ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا معذرت کرنا

سیدِ[۲] کونین و سلطانِ جہاں　　در عتاب آمد زمانے بعد ازاں

دونوں جہانوں کے سردار اور شہنشاہ عالم　　اس کے بعد تھوڑی دیر کے لئے غصہ ہوئے

گفت اے صدّیق آخر گفتمت　　کہ مرا انباز کن در مکرُمت

فرمایا، اے صدیق! آخر میں نے تجھ سے کہا تھا　　کہ اعزاز میں مجھے شریک کر لے

تو چرا تنہا خریدی بہرِ خویش　　باز گو احوال اے پاکیزہ کیش

تو نے تنہا، اپنے لئے کیوں خریدا؟　　اے پاکیزہ فطرت! احوال بتا

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو　　کردمش آزاد من بر روئے تو

انہوں نے عرض کیا کہ ہم دونوں آپ کے کوچہ کے غلام ہیں　　میں نے آپ کے سامنے اُن کو آزاد کر دیا

تو مرا میدار بندہ و یارِ غار　　ہیچ آزادی نخواہم زینہار

آپ مجھے غلام اور یار غار بنا لیں　　میں ہرگز کسی وقت آزادی نہ چاہوں گا

یعنی کہ اسباب کی تاثیر بھی اللہ تعالیٰ کا فعل ہے لیکن عوام اس کو سمجھنے سے قاصر ہیں جبکہ عوام کی عقل اللہ کی ذات کے معاملے میں انبیاء کی مقلد ہے تو ان جزوی مسائل میں بھی اس کو تقلید سے کام لینا چاہیے، حوادث یومیہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہیں یا نہیں حکماء انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ارادہ باری تعالیٰ کا تعلق اگر اس حادث سے قدیم مانا جائے تو اس حادث کو بھی قدیم ماننا پڑے گا اور اگر حادث مانا جائے تو پھر اس حادث میں بھی وہی سوال پیدا ہوگا جس کا نتیجہ یا تو حادث کو قدیم ماننا ہے ورنہ تسلسل لازم آ جائے گا اور یہ دونوں باتیں غلط ہیں، لہٰذا قدیم کا حادث سے تعلق بالا رادہ نہیں ہو سکتا اس لئے حوادث کو حوادث کا فعل ماننا چاہیے نہ کہ قدیم کا متکلمین محققین نے اس کا جواب دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ارادہ کا حادث سے تعلق حادث ہے لیکن اس حادث کے لئے مستقل ایجاد کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ایجاد تو اس حادث کی ہے اور اس کے ضمن میں اس تعلق کا حدوث وجود میں آ جاتا ہے۔ مولانا نے اس مقام پر اپنے منصب کے مطابق اتناعی تقریر کر کے مسئلہ کا جواب دے دیا ہے۔

[۲] سید کونین۔ حضرت ابوبکر نے حضرت بلال کو صرف اپنے روپے سے خریدا تو حضور کو ناگوار ہوئی۔ انباز۔ شریک مکرمت۔ یعنی بلال کی خریداری کی عزت۔ گفت۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا میں نے بلال کو آزاد کرنے کیلئے خریدا تھا لہٰذا آپ کے سامنے انکو آزاد کرتا ہوں اور آپ اپنی غلامی میں مجھے قبول کر لیں۔

که مرا از بندگیت آزادی ست — بے تو بر من محنت و بیدادی ست

کیونکہ میرے لئے آپ کی غلامی ہی آزادی ہے — آپ کے بغیر، میرے اوپر مشقت اور ظلم ہے

اے ا جہاں را زندہ کردہ ز اصطفا — خاص کردہ عام را، خاصہ مرا

اے وہ بلکہ جس نے برگزیدگی سے جہان کو زندہ کر دیا — عوام کو خواص بنا دیا، خصوصاً مجھے

خوابہا میدید جانم در شباب — کہ سلامم کرد قرص آفتاب

جوانی میں میری روح خوابیں دیکھتی تھی — کہ مجھے سورج کی ٹکیا نے سلام کیا ہے

از زمینم بر کشید او بر سما — ہمرہ او گشتہ بودم زارتقا

اس نے مجھے زمین پر سے آسمان پر کھینچ لیا — چڑھنے کی وجہ سے میں اس کا ساتھی بن گیا ہوں

گفتم ایں ماخولیا بود و محال — ہیچ گردد مستحیلے وصف حال

میں نے سمجھا یہ دیوانگی اور محال تھا — کبھی محال فی الحال وصف بن سکتا ہے

چوں ۲ ترا دیدم بدیدم خویش را — آفریں آں آئینہ خوش کیش را

جب میں نے آپ کو دیکھا میں نے اپنے آپ کو دیکھ لیا — اس بہتر وصف کے آئینہ پر آفریں ہے

چوں ترا دیدم محالم حال شد — جان من مستغرق اجلال شد

جب میں نے آپ کو دیکھا میرا محال حال بن گیا — میری روح، عظمت میں غرق ہو گئی

چوں ترا دیدم خود اے روح البلاد — مہر ایں خورشید از چشمم فتاد

اے شہروں کی جان! جب میں نے آپ کو دیکھا خود — اس سورج کی وقعت میری نظر سے گر گئی

گشت عالی ہمت از تو چشم من — جز بخواری ننگرد اندر زمن

آپ کی وجہ سے میری نظر عالی ہمت بن گئی — زمانے کو سوائے بے قدری کے نہیں دیکھتی ہے

نور ۳ جستم خود بدیدم نور نور — حور جستم خود بدیدم رشک حور

میں نے نور کی تلاش کی اپنے آپ کو نور ہی نور دیکھا — میں نے حور کی تلاش کی میں نے خود رشک حور کو دیکھ لیا

یوسفے جستم لطیف و سیمتن — یوسفستانے بدیدم در تو من

میں نے پاکیزہ اور چاندی کے سے جسم والا یوسف تلاش کیا — میں نے آپ کو اندر یوسفستان دیکھ لیا

در پئے جنت بدم در جستجو — جنتے بنمود از ہر جزو تو

میں تلاش میں جنت کے درپے تھا — آپ کے ہر جزو سے جنت نمودار ہوئی

ہست ایں نسبت بمن مدح و ثنا — ہست ایں نسبت بتو قدح و ہجا

میرے اعتبار سے یہ تعریف اور ثنا ہے — آپ کے اعتبار سے یہ برائی اور ہجو ہے

---

۱ اے۔ آنحضورؐ کی ذات گرامی کے فیضان سے ایک جہان برگزیدہ بن گیا عوام خواص بن گئے۔ خاصہ مرا۔ حضرت ابوبکرؓ کیلئے خاص فیضان تھا۔ خوابہا۔ اس خصوصی فیضان کی تفصیل یہ ہے کہ میں جوانی میں خواب میں دیکھا کرتا تھا کہ سورج مجھے سلام کرتا ہے اور اس نے مجھے زمین سے آسمان پر کھینچ لیا ہے اور میں بلندی پر پہنچ جانے کی وجہ سے اس کے ساتھ ہوں اس وقت میں سمجھتا تھا کہ یہ میری خلل دماغی ہے کہیں محال کا بھی وقوع ہوتا ہے۔

۲ چوں ترا۔ لیکن جب آپ کا شرف صحبت حاصل ہوا تو مجھ پر اپنی حقیقت کھلی اور آپ کی ذات نے میرے لئے آئینہ کا کام دیا اور وہ بات جسے میں محال سمجھتا تھا اب اس سے دو چار ہو گیا آپ کے دیدار کے بعد معاملہ کھلا وہ سورج تو آپ کی ذات گرامی ہے اور یہ دنیا کا سورج آپ کے سامنے ہیچ ہے اور یہ سورج ہی بے حقیقت نہ بنا بلکہ دنیا کی ہر چیز بے حقیقت بن گئی۔

۳ نور جستم۔ مجھے تمنا تھی کہ نور دیکھوں جب میں نے آپ کا دیدار کیا تو نور اور نور دیکھا اور حور ہی کو نہیں دیکھا بلکہ رشک حور دیکھ لیا حضرت یوسف کے حسن کی شہرت پر ان کے دیکھنے کی تمنا تھی آپ کے دیدار سے مجھے یوسفستان کا دیدار حاصل ہو گیا آپ کے دیدار سے ایک جنت نہیں بلکہ بہت سی جنتوں کا دیدار حاصل ہو گیا۔ ہست۔ میں ان الفاظ میں آپ کی تعریف کر رہا ہوں لیکن چونکہ کما حقہ تعریف نہیں ہے لہذا میری یہ تعریف آپ کے فضائل کے اعتبار سے ناقص باتوں کا ذکر ہے اور میری یہ تعریف ایسی ہے جیسی چرواہے نے حضرت موسیٰ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی کی تھی۔

ہمچو مدحِ مردِ چوپانِ سلیم ‏ مر خدارا پیشِ موسیٰ کلیم
جیسی بھولے چرواہے انسان کی تعریف ‏ خدا کی موسیٰ کلیم (اللہ) کے سامنے

کہ[1] بجویم اشپشت شیرت دہم ‏ چارقت دوزم من و پیشت نہم
کہ میں تیری جوئیں پکڑوں گا تجھے دودھ پلاؤں گا ‏ میں تیرے چپل سی دوں گا اور تیرے سامنے رکھ دوں گا

قدحِ اورا حق بمدحے برگرفت ‏ گرتو ہم رحمت کنی نبود شگفت
اللہ تعالیٰ نے اس کی برائی کو تعریف کے بدلے میں لے لیا ‏ اگر آپ بھی رحمت فرمائیں تو تعجب نہ ہو گا

رحم فرما بر قصورِ فہمہا ‏ اے وری عقلہا و وہما
عقلوں کی کوتاہی پر رحم فرما دیجئے ‏ اے وہ کہ عقلوں اور وہموں سے برتر ہے

اَیُّھَا الْعُشَّاق اقبالِ جدید ‏ از جہانِ کہنہ نودر رسید
اے عاشقو! نیا نصیب ‏ پرانے جہان سے بتازہ آ پہنچا ہے

زاں[2] جہاں کو چارۂ بیچارہ جوست ‏ صد ہزاراں نادرہ عالم و روست
اس جہان سے جو ہر لاچار کا چارہ جو ہے ‏ اس میں اس جہان کے لاکھوں عجائب ہیں

اَبْشِرُوْا یَا قَوْمُ اِذْ جَاءَ الْفَرَج ‏ اِفْرَحُوْا یَا قَوْمُ قَدْ زَالَ الْحَرَج
اے قوم! بشارت حاصل کرو کیونکہ کشادگی آ گئی ہے ‏ اے قوم خوش ہو بیشک تنگی زائل ہو گئی ہے

آفتابے[3] رفت درکازہ ہلال ‏ در تقاضا کہ اَرِحْنَا یا بلالؓ
ہلالؓ کی جھونپڑی میں سورج گیا ہے ‏ تقاضے میں ہے کہ اے بلالؓ! ہمیں راحت پہنچا

زیرِ لب میگفتی از بیم عدوم ‏ بر منارہ رو بگو کوریِ او
دشمن کے خوف سے تم آہستہ کہتے تھے ‏ منارہ پر چڑھ اس کے اندھے پن کو بیان کر

میدمد در گوشِ ہر غمگیں بشیر ‏ خیز اے مُدبِر رہِ اقبال گیر
بشیر (آنحضورؐ) ہر غمگین کے کان میں پھونکتے ہیں ‏ اے بدبخت! اٹھ اقبال (مندی) کا راستہ اختیار کر

اے دریں حبس و دریں گندہ و شپش ‏ ہیں کہ تا کس نشنود رستی خمش
اے! اس قید اور اس گندگی اور جوؤں میں ‏ خبردار! کہ کوئی نہ سن لے تو برا ہے چپ ہو جا

چوں کنی خامش کنوں اے یارِ من ‏ کز بنِ ہر مو برآمد طبل زن
اے میرے محبوب آپ کیسے خاموش ہوں گے ‏ کیونکہ ہر بال کی جڑ سے اعلان کرنے والا پیدا ہو گیا ہے

[1] کہ بجویم۔ اس چرواہے نے اللہ کے عشق میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ میں تیرے جوئیں پاؤں گا تجھے دودھ پلاؤں گا تیرے چپل سی کر تجھے دوں گا۔ قدح۔ چرواہے کی یہ تعریف اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا اسی طرح اگر آپ بھی میری ناقص تعریف کو قبول فرمائیں تو آپ کے کرم سے بعید نہیں ہے کیونکہ ہماری ناقص عقلیں آپ کے کمالات اور اوصاف تک نہیں پہنچ سکتی ہیں۔ ایُّھا العشاق۔ آنحضورؐ کے فیض کی بشارت ہے۔ جہان کہنہ۔ یعنی عالم ملکوت۔

[2] زاں۔ وہ عالم ملکوت ہر گمراہ کے لئے رہنمائی کرتا ہے اور اس عالم میں بہت سے عجائبات ہیں وحی جیسی چیز جس سے بیچاروں کی رہنمائی ہوتی ہے اس عالم سے آتی ہے۔ جنت اور پل صراط جیسی عجیب چیزیں اس میں موجود ہیں اب جبکہ آپ کی ذات گرامی اس جیسے عالم سے آ گئی ہے تو قوم کے لئے بشارت ہے اس لئے کہ آپ کی ذات تمام گمراہیوں کو ختم کر دے گی۔

[3] آفتابے۔ حضور کی آمد سب کے لئے باعث بشارت ہے خصوصاً حضرت ہلالؓ اور حضرت بلالؓ کے لئے۔ کازہ۔ جھونپڑی۔ اَرِحْنَا۔ حضرت بلالؓ سے آنحضورؐ نے اذان دینے کی فرمائش کی تھی۔ ہر غمگین۔ سے حضور کے عام فیض کا ذکر ہے۔ اے۔ وہ بشیر مدبر کو کہتا ہے کہ تو اس دنیا کے قید خانہ اور گندگی میں کب تک رہے گا۔ شپش۔ جوں مراد شیاطین ہیں۔ ہیں۔ وہ مدبر کہتا کہ یہ باتیں زور سے نہ کہہ کوئی سن نہ لے۔ چوں کنی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ آپ خاموشی کیسے اختیار کر سکتے ہیں آپ کے جسم کا ہر رونگٹا دعوت کا اعلان کر رہا ہے۔

آنچناں [۱] کر شد عدوِّ رشک خو
حاسد ، دشمن ، ایسا بہرا ہو گیا ہے

گوید ایں چندیں دُہل را بانگ کو
ایسے ڈھولوں کی آواز کو کہتا ہے آواز کہاں ہے؟

میزند بر رُوش ریحاں کہ طریست
کوئی اس کے منہ پر تازہ پھول مارتا ہے

اُو ز کوری گوید ایں آسیب چیست
وہ اندھے پن سے کہتا ہے یہ تکلیف کیسی ہے؟

می شکنجد حورو دستش میکشد
حور چٹکی لیتی ہے اور اس کا ہاتھ کھینچتی ہے

کور حیراں کز چہ دردم میکُند
اندھا حیران ہے کہ مجھے کیوں ستاتی ہے؟

ایں کشاکش چیست بر دست و تنم
میرے ہاتھ اور جسم پر یہ کشمکش کیوں ہے؟

خُفتہ اَم بگذار تا خوابے کُنم
میں سو رہا ہوں ، چھوڑ تاکہ میں سو لوں

آنکہ [۲] در خوابش ہمی جوئی ویست
تو جس کو خواب میں تلاش کرتا ہے ، وہی ہے

چشم بکشا کاں مہِ نیکو پے ست
آنکھ کھول ، وہی مبارک قدم چاند ہے

زاں بلاہا بر عزیزاں بیش بُود
اسی لئے پیاروں پر مصیبتیں زیادہ آتی ہیں

کاں تجمّش یار با خوباں نمُود
کیونکہ محبوب نے وہ چھیڑ چھاڑ حسینوں سے کی ہے

لاغ با خوباں کُند در ہر رہے
وہ حسینوں سے ہر راہ میں چھیڑ چھاڑ کرتا ہے

نیز کوراں را بشو راند گہے
کبھی اندھوں کو بھی پریشان کر دیتا ہے

خویش را یکدم بدیں کوراں دہَد
کبھی اپنے آپ کو اندھوں کے سپرد کر دیتا ہے

تا غریواز کوی کوراں بر جہد
تاکہ اندھوں کے کوچے سے شور برپا ہو

قصۂ ہلالؓ [۳] کہ بندۂ مخلصِ بُود خدای را صاحبِ بصیرت بے تقلید پنہاں شدہ در بندگی مخلوق بجہتِ مصلحت نہ از عجز چنانکہ لقمان و یوسف علیہما السّلام از رُویِ ظاہر ، وغیر ایشاں و ایں

ہلالؓ کا قصہ جو صاحبِ بصیرت بغیر تقلید کے خدا کے مخلص بندے تھے مصلحت کی وجہ سے نہ کہ عجز کی وجہ سے ، مخلوق کی غلامی میں پوشیدہ تھے جیسا کہ بظاہر ، لقمان اور یوسف علیہما السلام وغیرہ اور یہ

ہلال بندۂ سائس بُود مر امیرے را و آں امیر مسلمان بُود لیکن چشم کور بُود
ہلالؓ ایک سردار کے سائیس تھے اور وہ سردار مسلمان تھا ، لیکن اندھا تھا

---

[۱] آنچناں۔ باوجود ہر رونگٹے کے اعلانیہ بن جانے کے دشمن اس قدر بہرا بنا ہوا ہے کہ اس قدر ڈھول پٹ رہے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ آواز کہاں ہے۔ نی نند۔ وہ دشمن اس قدر اندھا ہو گیا ہے کہ نبی اس کے چہرے پر تر پھول مار رہا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ مجھے کس چیز سے تکلیف پہنچ رہی ہے۔ می شکنجد۔ اس مدبر کی مثال اس اندھے کی سی ہے۔ حور جس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچے اور اندھا حیران ہو کہ وہ کیوں ستاتی ہے اور یہ کہے کہ یہ میرے ہاتھ اور جسم کی کھینچ تان کیوں ہو رہی ہے میں سونا چاہتا ہوں۔ مجھے سونے دے۔

[۲] آنکہ۔ اس اندھے کو یہ معلوم نہیں کہ جس حور کے وہ خواب دیکھتا ہے وہ یہی حور ہے۔ زاں بلاہا۔ جبکہ معلوم ہوا کہ احکام کا مکلف بنانا نفس کو گو ناگوار ہے لیکن نفس الامر میں ایسا پر لطف ہے جیسا کہ حور ہاتھ پکڑ کر کھینچے بلاؤں کا آنا بھی محبوبیت اور مقبولیت کی دلیل ہوئی تو فرماتے ہیں کہ ابتلا اور آزمائش محبوبوں کی ہوتی ہے۔ لاغ۔ مصائب میں مبتلا ہونا عموماً محبوبیت کی دلیل ہے لیکن کبھی اجنبیوں سے بھی چھیڑ چھاڑ ہوتی ہے تاکہ ان میں بھی شعور برپا ہو جائے۔

[۳] ہلالؓ۔ ہلالؓ یہ شاید ہلالؓ بن حارث ہیں جنکی کنیت ابوالحمرا ہے جو آنحضورؐ کے آزاد کردہ غلام تھے شاید آنحضورؐ کے آزاد کرنے سے پہلے کسی سردار کے غلام ہوں ایک سردار کے اصطبل میں ملازم تھے اور چونکہ اس سردار کو بصیرت حاصل نہ تھی وہ ان کا رتبہ نہ پہچانتا تھا۔ اور وہ حضرت لقمانؑ اور حضرت یوسفؑ کی طرح اپنے آپ کو غلامی میں چھپائے ہوئے تھے۔

داند ۱ اعمیٰ کہ مادرے دارد　　لیک چونے بوہم در نارد
اندھا جانتا ہے کہ ماں رکھتا ہے　　لیکن وہ کیسی ہے؟ خیال میں کہیں لا سکتا ہے

اگر بایں دانش تعظیم مادر کند ممکن بُود کہ خلاص یابد کہ اذا
اگر اس جاننے پر ماں کی تعظیم کرے تو ممکن ہے، کہ نجات حاصل کر لے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ
اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا فَتَحَ عَیْنَیْ قَلْبِہٖ لِیُبْصِرَ بِھِمَا الْغَیْبَ
کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دل کی دونوں آنکھیں کھول دیتا ہے تاکہ وہ ان کے ذریعہ غیب کو دیکھ لے

ایں راہ زندگیِ دل حاصل کن　　کیں زندگیِ تن صفتِ حیوانیست
دل کی زندگی سے یہ راستہ حاصل کر　　کیونکہ یہ جسم کی زندگی حیوان کی صفت ہے

چوں شنیدی بعضِ اوصافِ بلالؓ　　بشنوا کنوں قصہ ضعفِ ہلالؓ
جبکہ تو نے بلالؓ کے بعض اوصاف سن لئے　　اب ہلالؓ کے ضعف کا قصہ سن لے

از بلالؓ ۲ اُو بیش بُود اندر روِش　　خوئے بد را بیش کردہ بُد کنِش
وہ بلالؓ سے سلوک میں بڑھے ہوئے تھے　　اُنہوں نے بد عادت سے کینہ وری زیادہ کی تھی

نے چو تو پس رَو کہ ہر دم پستری　　سُوئے سنگی میروی از گوہری
تیری طرح پیچھے چلنے والے نہ تھے کہ تو ہر دم زیادہ پیچھے ہے　　موتی پن سے پتھر پن کی طرف جا رہا ہے

در تقریر ہمیں معنیٰ

اس معنیٰ کے بیان میں

ہمچناں ۳ کاں خواجہ را مہماں رسید　　خواجہ از ایّام سالش پُر سید
جیسا کہ ایک صاحب کے یہاں مہمان پہنچے　　اُن صاحب نے اُس کی عمر دریافت کی

گفت عمرت چند سال ستاے پسر　　باز گو در مدزد و بر شمر
کہا اے بیٹا! تیری عمر کے سال کی ہے؟　　بتا اور نہ چھپا، اور شمار کر

گفت ہژدہ ہفدہ یا خود شانزدہ　　یا کہ پانزدہ اے برادر خواہ دہ
اس نے کہا اٹھارہ، سترہ یا خود سولہ　　یا پندرہ اے بھائی! خواہ دس

گفت واپس واپس اے خیرہ سرت　　باز میرو تا بفرجِ مادرت
اس نے کہا پیچھے لوٹ جا کہ تیرا دماغ پریشان ہے　　اپنی ماں کی شرمگاہ تک واپس چلا جا

حکایت در تقریرِ ہمیں سخن

اسی معنیٰ کے اثبات میں حکایت

---

۱ داند۔ اندھا اتنا تو جانتا ہے کہ اس کے ماں ہے لیکن یہ تصور نہیں کر سکتا ہے وہ کیسی ہے جب اگر وہ صرف اسی قدر جاننے پر اس کی تعظیم کرے تو اس کو نجات حاصل ہو جائے۔ اس راہ۔ دل کی بصیرت دل کی زندگی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

۲ از بلالؓ۔ حضرت ہلالؓ حضرت بلالؓ سے مجاہدوں اور سلوک میں بڑھے ہوئے تھے۔ نے۔ اے مخاطب۔ اُن کی حالت تیری طرح نہ تھی کہ تو ہر دم اور پستی کی طرف جا رہا ہے اور موتی پن کو پتھر بنا رہا ہے۔

۳ ہمچناں۔ انسان کا اپنے رتبہ سے پیچھے ہٹتے چلے جانے پر قصہ سنایا ہے مہمان نے اپنی عمر اٹھارہ سال سے گھٹاتے گھٹاتے دس ... تک پہنچا دی تھی۔ باز میرو۔ یعنی یہ کہہ رہے کہ میں ابھی پیدا ہی نہیں ہوا ہوں۔ ہمیں سخن۔ اس میں بھی گھوڑے کے پیچھے ہٹنے کا قصہ ہے۔

آں یکے اسپے طلب کرد از امیر　　گفت رَو آں اسپِ اشہب[1] را بگیر
ایک شخص نے سردار سے ایک گھوڑا مانگا　　اُس نے کہا، جا وہ سفید گھوڑا پکڑ لے

گفت آں را من نخواہم گفت چوں　　گفت اُو واپس رَوست و بس حروں
اُس نے کہا وہ میں نہیں چاہتا، اُس نے کہا کیوں؟　　اُس نے کہا وہ ہٹی ہے اور بہت سرکش ہے

سخت پس پس میرَود اُو سوئی بُن　　گفت دُمش را بسُوئے خانہ کُن
وہ دُم کی جانب بہت ہی پیچھے کو ہٹتا ہے　　اُس نے کہا، اُس کی دُم گھر کی جانب کر لے

دُمِ ایں استورِ نفست شہوت است　　زاں سبب پس پس رواں آں خود پرست
تیرے اس جانور نفس کی دُم شہوت ہے　　اسی لئے وہ خود پرست ہٹتا چلا جاتا ہے

شہوتِ اُو را کہ دُم آمد زبُن　　اے مبدّل شہوتِ عقبیش کُن
اس کی شہوت کو جو اصل میں دُم ہے　　اے مخاطب اس کو آخرت کی شہوت میں تبدیل کردے

چوں[2] بہ بندی شہوتش را از رغیف　　سر کند آں شہوت از عقلِ شریف
جب تو روٹی کی جانب سے اس کی شہوت کو بند کردیگا　　وہ شہوت، شریف عقل میں سر ابھارے گی

ہمچو شاخے کش بِبُری از درخت　　سر کند قوت ز شاخ اے نیکبخت
اس شاخ کی طرح جسے تو درخت سے کاٹ دے　　اے نیکبخت! دوسری شاخ سے قوت ابھرتی ہے

چونکہ کردی دُمِ اُو را آں طرف　　گر رَود پس پس رَود تا مکتنف
جب تو نے اس کی دم اس جانب کر دی　　اگر وہ پیچھے کو ہٹتا چلا جائیگا محفوظ جگہ پہنچ جائے گا

حبّذا[3] اسپانِ رامِ پیش رَو　　نے سپس رَو نے حرونی را گرو
قابلِ مبارکباد ہیں، آگے بڑھنے والے، مطیع گھوڑے　　نہ پیچھے ہٹنے والے ہیں، نہ سرکشی کے عادی ہیں

گرم رَو چوں جسمِ موسیٰ کلیم　　تا بحرینش چو پہنائے گلیم
حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے جسم کی طرح تیز رفتار بن　　مجمع البحرین تک جوان کیلئے کملی کی چوڑائی کی طرح تھا

ہست ہفصد سالہ راہِ آں حُقب　　کہ بکرد اُو عزم در سیرانِ حُب
وہ حقب سات سو سالہ راستہ ہے　　سفرِ عشق میں جس کا انہوں نے عزم کیا

ہمتِ سیرِ تنش چوں ایں بُوَد　　سیرِ جانش تا بہ علّیّیں بُوَد
جب ان کے جسم کی سیر کی یہ ہمت تھی　　ان کی روح کی سیر علّیین تک ہو گی

[1] اشہب۔ کالے رنگ کا گھوڑا جس پر سفیدی غالب ہو۔ واپس رو۔ یعنی وہ گھوڑا آگے کو چلنے کی بجائے پیچھے کو ہٹتا ہے۔ حروں۔ سرکش۔ بن۔ یعنی دُم۔ گفت۔ اُس سردار نے کہا تو اُس کی دم گھر کی جانب کر دیا کر وہ پیچھے ہٹے گا تو تو اپنی منزل پر پہنچ جائیگا۔ دُم۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ تیرا نفس تو بمنزلہ گھوڑے کے ہے اور یہ بھی ہٹی گھوڑا ہے اور اس کی دم شہوت ہے تو اس کی شہوت کا رخ دنیا سے موڑ کر عقبیٰ کی طرف کردے۔ منزل پر پہنچ جائے گا۔ بن۔ یعنی اصل۔

[2] چوں۔ جب تو شہوت کا رخ دنیاوی لذتوں کی طرف سے موڑ دیگا تو پھر وہ شہوت عقل کے راستہ سے ابھرے گی اس کی مثال یہ ہے کہ درخت کی جب ایک شاخ کاٹ دی جاتی ہے تو اس کی قوت نما سری شاخ میں نمودار ہو جاتی ہے۔ چونکہ۔ جب تو نفس کی دُم یعنی شہوت کو آخرت کی جانب کر دیگا تو وہ پیچھے ہٹتے محفوظ مقام پر پہنچ جائیگا۔

[3] حبذا۔ وہ لوگ قابل مبارکباد ہیں جن کے نفوس قدسیہ اعلیٰ مراتب طے کرتے چلے جارہے ہیں۔ گرم رو۔ حضرت موسیٰ نے حضرت خضر کی ملاقات کے سلسلہ میں فرمایا تھا لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا یعنی جب تک میں دونوں دریاؤں کے ملنے کے مقام پر نہ پہنچ جاؤں اپنے ارادے سے باز نہ آؤں گا اسی طرح سالہا سال چلتا رہوں گا۔ حقب۔ اسی سال یا زمانہ دراز۔ ہمت۔ جبکہ ان کی جسمانی کی سیر یہ تھی کہ سات سو سال کی مسافت طے کر ڈالی تو روح کی سیر لامحالہ جنت کے اعلیٰ مقام تک ہوگی۔

شہسواراں در سباقت[۱] تاختند | خربطاں در پائگہ انداختند

شہسوار گھوڑ دوڑ میں دوڑ پڑے | احمقوں نے معمولی جگہ (ڈیرے) ڈال دیے

حکایت ہم در تقریر ایں معنیٰ

اسی معنیٰ کے اثبات میں حکایت

آنچناں کہ کاروانے می رسید | در دہے آمد درے را باز دید

جیسا کہ ایک قافلہ آرہا تھا | ایک گاؤں میں آیا ایک دروازہ کھلا دیکھا

آں یکے گفت اندریں برد العجوز | بار بندازیم اینجا چند روز

ایک شخص نے کہا اس سخت سردی میں | چند روز اسی جگہ سامان ڈال دیں

بانگ آمد نے بینداز از بروں | وانگہاں نے اندر آتو اندروں

آواز آئی نہیں، باہر ڈال دے | تب تو اندر آ

ہم بروں[۲] افگن ہر آنچہ افگندنی ست | در میا با آں کہ ایں مجلس سنی ست

تو بھی ہر اس چیز کو پھینک دے جو پھینکنے کی ہے | اس کو لے کر اندر نہ آ، کیونکہ یہ مجلس بلند ہے

رجوع بقصہ ہلال رضی اللہ عنہ

ہلال رضی اللہ عنہ کے قصہ کی جانب رجوع

بد ہلالؓ استاد دل جاں روشنے | سائس و بندہ امیر مومنے

ہلال کا دل استاد تھا اور روح نورانی تھی | ایک مسلمان سردار کے سائیس اور غلام تھے

سائسی کردے در آخر آں غلام | لیک سلطانِ سلاطیں، بندہ نام

وہ غلام اصطبل میں سائسی کرتے تھے | لیکن شاہوں کے شاہ تھے اور نام کے غلام تھے

سائس اسپان و نفسِ خویش ہم | از فراواں کس شدہ در پیش ہم

وہ گھوڑوں کے سائیس تھے اور اپنے نفس کے بھی | بہت سے لوگوں سے آگے بھی بڑھے ہوئے تھے

آں امیر از حالِ بندہ بے خبر | کہ نبودش جز بلیسانہ[۳] نظر

وہ امیر غلام کی حالت سے لاعلم تھا | کیونکہ اس کی نظر محض شیطانی تھی

آبِ وگل می دید و در وے گنج نے | پنج و شش می دید و اصل پنج نے

وہ پانی اور مٹی دیکھتا تھا اور اسمیں خزانہ دیکھتا تھا | پانچ اور چھ کو دیکھتا تھا اور پانچ کی اصل کو نہیں

رنگِ طیں پیدا و نورِ دیں نہاں | ہر پیمبر ایں چنیں بد در جہاں

مٹی رنگ ظاہر ہے اور دین کا نور چھپا ہوا ہے | دنیا میں ہر پیغمبر اسی طرح ہوا ہے

---

۱ سباقت۔ گھوڑ دوڑ۔ خربطاں۔ احمق لوگ۔ در۔ یعنی اس گاؤں کی چاردیواری کا دروازہ۔ برد العجوز۔ سردی کے چلہ میں سات دن سخت جاڑے کے ہوتے ہیں ان کو برد العجوز کہا جاتا ہے۔ بانگ۔ گاؤں کے اندر سے آواز آئی کہ سامان گاؤں کے باہر ڈال کر اندر آسکتے ہو۔ ظاہر ہے جن لوگوں کو مال کی محبت ہوگی وہ سامان چھوڑ کر گاؤں کے اندر آرام کی جگہ نہ جا سکے ہوں گے۔

۲ ہم بروں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ مقام قرب بھی ایک بلند مجلس ہے اسمیں بھی سامان باہر پھینک کر پہنچا جا سکتا ہے۔ بد ہلال۔ اب پھر حضرت ہلالؓ کا قصہ شروع کیا ہے وہ دل کے استاد تھے یعنی ان کا دل طریق سلوک کا استاد تھا۔ اور روح روشن تھی سائسی۔ وہ ہلالؓ اس سردار کی غلامی کرتے تھے۔ اور اس کے اصطبل میں سائیس تھے نام کو غلام تھے لیکن حقیقتاً شاہ تھے۔ نفس۔ وہ جس طرح گھوڑے کے سائیس تھے اپنے نفس کے بھی مصلح تھے اسی لئے ان کا رتبہ بہت سے انسانوں سے بڑھا ہوا تھا۔

۳ بلیسانہ۔ جس طرح شیطان نے حضرت آدمؑ کے صرف ظاہر کو دیکھا اسی طرح اس سردار کی نظر بھی صرف حضرت ہلالؓ کے بشر پر تھی۔ پنج و شش۔ یعنی پانچ حواس اور چھ جہتیں۔ یعنی جسمانی احوال کو دیکھتا تھا اور جو ان پانچ حواسوں کی اصل یعنی روح ہے اس کو نہ دیکھتا تھا۔ رنگ۔ جسمانی احوال تو ظاہر ہوتے ہیں لیکن دین کا نور پوشیدہ ہوتا ہے اسی لئے ظاہر بینوں نے ہر نبی کیساتھ یہی معاملہ کیا کہ ظاہر کو دیکھا سکے باطن پر نظر نہ کی۔

آں منارہ دید و بروے مرغ نے — بر منارہ شاہباز پُر فنے
اس نے منارہ دیکھا اور اس پر کا پرند نہیں — منارے پر ہنر مند شاہباز ہے

واں دوم میدید مرغ پر زنے — لیک موی اندر دہانِ مرغ نے
دوسرا پھر پھڑانے والے پرند کو دیکھتا تھا — لیکن پرند کے منہ کے اندر کے بال کو نہیں

وانکہ او ینظر بنور اللہ بود — ہم ز مرغ و ہم ز مو آگہ بود
وہ شخص جو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، ہو — وہ پرند سے بھی اور بال سے بھی آگاہ ہوتا ہے

گفت ۲ آخر چشم سوی موی نہ — تا نہ بینی مو نہ بکشاید گرہ
اس نے کہا، آخر بال کی طرف نظر کر — جب تک تو بال کو نہ دیکھے گا گرہ نہ کھلے گی

آں یکے گل دید نقشیں در وحل — واں دگر دل دید پر علم و عمل
ایک شخص نے کیچڑ میں منقش مٹی دیکھی — دوسرے نے علم اور عمل سے بھر پور دل دیکھا

تن منارہ علم و طاعت ہمچو مرغ — خواہ سی صد مرغ گیر و یا دو مرغ
جسم منارہ ہے، علم اور عمل پرند کی طرح ہیں — خواہ تین سو پرند فرض کر لے یا دو پرند

مردِ اوسط مرغ بین ست او و بس — غیرِ مرغے می نہ بیند پیش و پس
اوسط (درجہ) کا انسان وہ فقط پرند دیکھنے والا ہے — پرند کے سوا آگے اور پیچھے نہیں دیکھتا ہے

موی آں نوریست پنہاں آن مرغ — کہ بداں پایندہ باشد جانِ مرغ
بال پرند کی چھپی صفت، نور ہے — جس سے پرند کی روح پائیدار رہتی ہے

مرغ ۳ کاں مو نیست در منقارِ او — ہیچ عاریت نباشد کارِ او
وہ پرند جس کی چونچ میں بال ہے — اس کا عمل کبھی عارضی نہیں ہوتا ہے

علمِ او از جانِ او جوشد مدام — پیشِ او نے مستعار آمد نہ دام
اس کا علم ہمیشہ اس کی روح سے جوش مارتا ہے — وہ اس کے پاس نہ مانگا ہوا ہے نہ قرض

رنجور شدنِ ہلال رضی اللہ عنہ و بے خبری خواجہ او از رنجوری

ہلال رضی اللہ عنہ کا بیمار ہو جانا اور ان کے آقا کی حقارت اور پہچان نہ

او از تحقیر و ناشناخت و واقف شدنِ دلِ مصطفےٰ صلی اللہ

ہونے سے ان کی بیماری سے بے خبری اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وعلیٰ آلہ وسلم از رنجوری وحالِ او و افتقاد و عیادت، رسول

کے دل کا ان کی بیماری اور حالت سے واقف ہو جانا اور رسول صلی اللہ

---

۱ آں منارہ۔ حقیقت تک پہنچنے میں انسانوں کی تین قسمیں ہیں اس طرح سمجھایا ہے کہ ایک منارہ ہے اس پر ایک پرند ہے اس پرند کے منہ میں ایک بال ہے جو اس پرند کے لئے مدار حیات ہے کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ ان کی نگاہ صرف منارے پر پڑتی ہے کچھ ایسے ہیں جو منارے کے ساتھ پرند کو بھی دیکھتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو منارے اور پرند اور اس کے منہ کے اندر کے بال کو بھی دیکھتے ہیں۔

۲ گفت۔ انسان کے جسم کی مثال تو منارہ کی سی ہے اور علم وعبادت پرند کی طرح ہے اور انسان کے نورِ باطن کی مثال اس بال کی سی ہے جو پرند کے منہ میں ہے۔ وحل۔ کیچڑ۔ سی صد۔ علم وعمل کی جزئیات۔ دو مرغ۔ یعنی علم وعمل۔ مردِ اوسط۔ اوسط درجہ کا وہ شخص ہے کہ وہ جسم کے ساتھ انسان کے علم وعمل کو بھی دیکھتا ہے۔

۳ مرغ۔ تیسرا وہ شخص ہے جس کی نظر انسان کے نورِ باطنی پر بھی پڑتی ہے۔ کار او۔ یعنی اس کا علم وعمل عارضی نہیں ہے کہ کسی سے مانگا ہوا یا قرض لیا ہوا ہو۔ رنجور۔ ایک بار حضرت بلالؓ بیمار ہوگئے ان کے آقا کو علم نہ ہوا۔ حضورؐ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ افتقاد۔ دلجوئی۔

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہلال را رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علیہ وسلم کی ہلال رضی اللہ عنہ کی دل جوئی اور مزاج پُرسی

از قضا[۱] رنجور و ناخوش شد ہلالؓ — مُصطفےٰؐ را وحی شد غمازِ حال

تقدیر سے ہلالؓ بیمار اور علیل ہو گئے — مصطفےٰؐ کے لئے وحی، حال کی مخبر بن گئی

بُد ز رنجوریش خواجہ بے خبر — کہ بر اُو بُد کساد و بے خطر

آقا اُن کی بیماری سے لاعلم تھا — کیونکہ وہ اُس کے نزدیک کھوٹے اور معمولی تھے

خفتہ نُہ روز اندر آخُر محسنے — ہیچ کس از حالِ اُو آگاہ نے

ایک نکو کار نو دن سے اصطبل میں پڑا تھا — اُس کی حالت سے کوئی شخص واقف نہ تھا

آنکہ[۲] کس بُود و شہنشاہِ کساں — عقل چوں صد قلزمش ہر جا رساں

وہ جو کہ انسان اور انسانوں کا شہنشاہ تھا — اُنکی سو سمندروں جیسی عقل ہر جگہ پہنچنے والی تھی

وحیش آمد رحمِ حق غمخوار شُد — کہ فلاں مُشتاقِ تو بیمار شُد

اُن کو وحی آئی اللہ تعالیٰ کی رحمت غمخوار بنی — کہ آپ کا فلاں عاشق بیمار ہو گیا ہے

مُصطفےٰؐ بہرِ ہلالؓ با شرف — رفت از بہرِ عیادت آں طرف

مصطفےٰؐ صاحبِ شرف ہلالؓ کے لئے — اُس جانب مزاج پُرسی کے لئے گئے

درپئے[۳] خورشید وحی آں مہ رواں — واں صحابہؓ در پیش چوں اختراں

وحی کے سورج کے پیچھے وہ چاند چلا جا رہا تھا — اور صحابہؓ اس کے پیچھے ستاروں کی طرح تھے

ماہ می گوید کہ اصحابی نجوم — للسُّری قُدوہ و للطّاغی رُجُوم

چاند فرماتا ہے کہ میرے صحابہؓ ستارے ہیں — رات کے چلنے کے لئے پیشوا اور سرکش کیلئے رجوم ہیں

میر را گفتند کاں سُلطاں رسید — اُوز شادی بیدل و جاں بر جہید

لوگوں نے سردار سے کہا، شاہ تشریف لے آئے — وہ خوشی سے بے اختیار اُچھل پڑا

بر گمانِ آں زشادی زو دودست — کاں شہنشہ بہرِ آں میر آمدست

اس خیال سے وہ دونوں ہاتھ بجانے لگا — کہ وہ شہنشاہ اس سردار کی وجہ سے آئے ہیں

چوں فرود آمد ز غرفہ آں امیر — جاں ہمی افشاند پا مزدِ بشیر

جب وہ سردار بالا خانے سے نیچے اترا — خوشخبری دینے والے کے انعام میں جان چھڑکتا تھا

پس زمیں بوس و سلام آورد اُو — کرد رُخ را از طرب چوں وردِ اُو

پھر وہ زمین بوس اور سلام بجا لایا — اُس نے خوشی سے چہرہ گلاب کی طرح بنا لیا

---

۱ از قضا۔ تقدیر سے حضرت ہلالؓ بیمار ہوئے آنحضورؐ کو وحی کے ذریعہ اُن کی بیماری کا پتہ چلا۔ غماز۔ اشارہ کرنیوالا۔ کہ۔ چونکہ آقا کے نزدیک اُنکی کوئی قدر و منزلت نہ تھی وہ اُنکی بیماری سے لاعلم رہا اور نو روز تک وہ تنہا اصطبل میں پڑے رہے۔

۲ آنکہ۔ حضرت ہلالؓ کی بیماری کا حال باوجود آنحضورؐ کی عقل کے کمال کے وحی کے ذریعہ سے معلوم ہو سکا اسلئے کہ اُن کی بیماری عقلی نہ تھی منقولات کا علم وحی کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے جب آنحضورؐ کو اُن کی بیماری کا علم ہوا تو عیادت کے لئے اُن کے پاس تشریف لے گئے۔

۳ درپے۔ آنحضورؐ خورشید وحی کی روشنی میں چلے جا رہے تھے اور صحابہ ستاروں کی طرح آپ کے ساتھ تھے آنحضورؐ نے فرمایا ہے اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم "میرے صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ السُّری۔ رات کو چلنا۔ قدوہ۔ پیشرو۔ طاغی۔ سرکش۔ رجوم۔ رجم کی جمع ہے وہ چیز جو پھینک کر ماری جائے۔ میر۔ آنحضورؐ کی آمد کی سردار کو اطلاع دی تو وہ خوشی سے بے قابو ہو گیا چوں۔ جب خوشخبری دینے والے نے اُس سردار کو آنحضورؐ کی آمد کی اطلاع دی تو بالا خانہ سے نیچے اتر آیا اور خوشخبری دینے والے پر قربان ہونے لگا۔ پس۔ اسنے نیچے اتر کر آنحضورؐ کی قدمبوسی کی اور سلام کیا۔ طرب۔ مستی۔ ورد۔ گلاب کا پھول۔

گفت بسم اللہ مشرف کن وطن[1] تا کہ فردوسے شود ایں انجمن
اس نے عرض کیا بسم اللہ سے گھر کو مشرف کر دیجئے تا کہ یہ مجلس جنت بن جائے

تا فزاید قصرِ من بر آسماں کہ بدیدم قطب دورانِ زماں
تا کہ میرا محل، آسمان سے بڑھ جائے کہ میں نے زمانے کا قطب دیکھا ہے

گفتش از بہرِ عتاب آں محترم من برائے دیدنِ تو نامدم
اُن محترم نے ناراضی سے فرمایا میں تیرے دیکھنے کے لئے نہیں آیا ہوں

گفت روحم آنِ تو خود روح چیست ہیں بفرمائیں تجشم بہرِ کیست
اس نے عرض کیا میری جان آپ کی ملکیت ہے جان ہے کیا؟ ہاں فرمائیے کہ یہ تکلیف فرمائی کس کے لئے ہے؟

تا شوم من خاکپائے آں کسے کہ بباغِ لطف ستش مغرسے
تا کہ میں اس شخص کے پیروں کی خاک بن جاؤں کیونکہ آپ کی مہربانی کے باغ میں اس کی جگہ ہے

چوں چنیں گفت اُو نخوت را براند مصطفیٰؐ ترکِ عتاب اُو بخواند
جب اُس نے یہ کہا اور تکبر کو دور کر دیا مصطفیٰؐ نے اُس پر ناراضی ترک فرما دی

پس[2] بگفتش کاں ہلالِ عرش کو ہمچو مہتاب از تواضع فرش کو
پھر اُس سے کہا کہ وہ عرش کا چاند کہاں ہے؟ تواضع کی وجہ سے چاندنی جیسا وہ فرش کہاں ہے؟

آں شہے در بندگی پنہاں شدہ بہرِ جاسوسی بدنیا آمدہ
وہ بادشاہ ہے، غلامی میں چھپا ہوا ہے جاسوسی کے لئے دنیا میں آیا ہوا ہے

تو مگو کاں بندہ و آخرچی ماست ایں بدانکہ گنج در ویرانہا ست
تو نہ کہہ وہ ہمارا غلام اور سائیس ہے یہ سمجھ لے ویرانوں میں خزانہ ہے

اے عجب[3] چون ست از سقم آں ہلالؓ کہ ہزاراں بدر ہستش پائمال
تعجب ہے، بیماری کی وجہ سے وہ چاند کیسا ہے؟ کہ جس سے ہزاروں چودھویں کے چاند پامال ہیں

گفت از رنجش مرا آگاہ نیست لیک روزے چند بر درگاہ نیست
اس نے عرض کیا اس کی بیماری کا مجھے علم نہیں ہے لیکن چند روز سے ڈیوڑھی پر نہیں ہے

صحبت اُو باستو و اُشتر ست سائس ست و منزلش آں آخر ست
اس کی صحبت جانوروں اور اونٹ کے ساتھ ہے وہ سائیس ہے اور اس کی قیام گاہ اصطبل ہے

در آمدن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم از بہر عیادت

ہلال رضی اللہ عنہ کی مزاج پرسی کے لئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سردار

---

[1] وطن۔ یعنی مکان۔ تا فزاید۔ وہ میرا محل، اپنی آسمان پر فوقیت کی وجہ زبان حال سے بتائیگا کہ میں نے آج اُس ذات کو دیکھا ہے۔ جو کائنات کا وجود کا مدار ہے۔ گفتش۔ آنحضورؐ نے عتاب اس وجہ سے فرمایا کہ وہ آمد کی اصل وجہ معلوم کرے تو اس کو حضرت ہلالؓ کی بیماری کا علم ہو جائے تجشم۔ تکلیف اٹھانا۔ مغرس۔ پودے کا تھاولا۔ نخوت تکبر۔

[2] پس۔ حضرت ہلال رضی اللہ کی بلندی کی وجہ سے عرش کے چاند ہیں اور فروتنی کی وجہ سے فرش ہیں۔ آں شہے۔ شعر۔
بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں
آخر یعنی اصطبل۔ کا نگراں سائیس۔

[3] اے عجب۔ عرفی چاند بیمار ہو کر ہلال بن جاتا ہے۔ لیکن اُس ہلال کی بیماری قابل تعجب ہے جس پر چودھویں کے چاند قربان ہیں۔ گفت۔ اس سردار نے کہا کہ حضرت ہلالؓ کی بیماری کا تو مجھے علم نہیں ہے لیکن چند روز سے وہ مجھے نظر نہیں آئے۔ در آمدن۔ یہ سن کر حضرت ہلالؓ اصطبل میں ہیں آنحضورؐ وہاں تشریف لے گئے اور ان کی دلجوئی کی۔

ہلال رضی اللہ عنہ در ستور گاہِ ۱ آں امیر و نواختن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ وآلہ وسلم ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ را

کے اصطبل میں جانا اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہلال رضی اللہ عنہ کو نوازنا

رفت پیغمبرؐ برغبت بہرِ او — اندر آخر آمد و اندر جستجو
پیغمبرؐ خوشی سے اُن کیلئے روانہ ہوئے — تلاش میں اصطبل کے اندر آئے

بود آخُر مُظلم وزشت و پلید — واں ہمہ برخاست چوں اُلفت رسید
اصطبل، تاریک اور خراب اور ناپاک تھا — جب محبت پہنچی یہ سب رفع ہو گئے

بوی پیغمبرؐ ببرد آں شیر نر — ہمچنانکہ بُوی یوسفؑ را پدر
اُس نر شیر نے پیغمبرؐ کی خوشبو محسوس کی — جیسے کہ حضرت یوسفؑ کی خوشبو باپ نے

مُوجب ۲ ایماں نباشد معجزات — بُوی جنسیت کند جذبِ صفات
معجزے، ایمان کا سبب نہیں ہوتے ہیں — جنسیت کی خوشبو صفات کو جذب کرتی ہے

معجزات از بہر قہرِ دشمن ست — بُوی جنسیت پئے دل بُردن ست
معجزے دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے ہیں — جنسیت کی خوشبو دل اُچکنے کے لئے ہے

قہر گردد دشمن لمّا دوست نے — دوست کے گردد بہ بستہ گردنے
دشمن مغلوب ہو جاتا ہے لیکن دوست نہیں بنتا ہے — گردن بندھا ہوا دوست کب ہو سکتا ہے؟

اندر آمد اوز خواب از بُوی او — گفت سرگیں داں، دروز ینگونہ بُو
اُن کی خوشبو سے وہ نیند سے بیدار ہو گئے — سوچا، گوبرخانہ اور پھر اس میں اس طرح کی خوشبو؟

از میانِ ۳ پای استوراں بدید — دامنِ پاکِ رسولؐ بے ندید
جانوروں کے پاؤں کے درمیان سے دیکھا — بے نظیر رسولؐ پاک کا دامن

پس ز کنج آخر آمد غو غواں — رُوی بر پایش نہاد آں پہلواں
وہ کھسکتے ہوئے اصطبل کے گوشہ سے آئے — اُس پہلوان نے آپ کے پاؤں پر چہرہ رکھدیا

پس پیمبرؐ روی بر رُویش نہاد — بر سر و بر چشم و رُویش بوسہ داد
پھر پیغمبرؐ نے اُن کے چہرے پر چہرہ رکھ دیا — اُن کے سر اور آنکھوں اور چہرے کو چوما

گفت یارا تاچہ پنہاں گوہری — اے غریب عرش چونی خوشتری
فرمایا اے دوست! تو کس قدر چھپا ہوا موتی ہے؟ — اے عرش کے مسافر! تو کیسا ہے؟ اچھا ہے؟

---

۱ ستورگاہ۔ اصطبل۔ بہرِاو۔ یعنی حضرت ہلالؓ سے ملاقات کیلئے۔ نو دا اصطبل میں اندھیر اور گندگی تھی لیکن آنحضورؐ کے انوار سب پر غالب آگئے۔ بوی۔ حضرت ہلالؓ نے آنحضورؐ کی خوشبو کو اسی طرح محسوس کر لیا جس طرح حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کی خوشبو محسوس کی تھی۔

۲ موجب۔ ایمان لانے کے لئے معجزے موثر قریب نہیں ہیں بلکہ ایمان لانے والا اگر نبی کا ہم جنس ہے تو وہ نبی کی صفات کو جذب کرتا ہے تو ایمان کا قریبی سبب جنسیت کی بو ہے۔ معجزات۔ نبی کے معجزوں سے صرف دشمن عاجز ہو جاتا ہے لیکن اُس کا ایمان لانا لازمی نہیں ہے۔ قہر۔ جو عاجز اور مغلوب ہو اس کے دل میں دوستی پیدا نہیں ہوتی ہے۔ اندر۔ آنحضورؐ کی خوشبو پا کر حضرت ہلالؓ جاگ گئے۔

۳ از میاں۔ حضرت ہلالؓ کو جو پاؤں کے پاؤں میں سے آنحضورؐ کے دامن کی جھلک نظر آئی تو کھسکتے ہوئے آنحضورؐ کی طرف بڑھے اور قدم بوسی کے لئے پاؤں پر منہ رکھ دیا۔ پس پیمبر۔ آنحضورؐ نے اُن کے منہ کے پاس سے پاؤں ہٹا کر محبت میں اپنا منہ اُن کے منہ پر رکھدیا اور سر و چشم کو بوسہ لیا۔ اے غریب۔ آنحضورؐ نے حضرت ہلالؓ سے فرمایا تو عرشی ہے اور دنیا میں مسافر ہے تیری کیسی طبیعت ہے۔

گفت[1] چوں باشد خود آں شوریدہ خواب ۔۔۔ کہ دَر آید دَر دہانش آفتاب

عرض کیا اُس پریشان خواب والے کا کیا حال ہوگا؟ ۔۔۔ جس کے منہ میں دھوپ آجائے

چوں بُوَد آں تشنۂ کو گِل خورد ۔۔۔ آب بر سر بنہدش خوش می بُرد

اُس پیاسے کا کیا حال ہوگا؟ کہ مٹی چوسے ۔۔۔ پانی اس کو سر پر رکھ لے اچھی طرح لے جائے

دَربیان[2] آنکہ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم شُنید کہ عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بر رُوئے آب رفت

اس کا بیان کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ عیسیٰ ہمارے نبی پر اور اُن پر درود و سلام ہو پانی پر چلتے تھے

فرمود کہ لَو اِزْ داد یقینہ لَمشیٰ علَی الھَواءِ

فرمایا کہ اگر ان کا یقین بڑھ جاتا تو یقیناً ہوا پر چلتے

ہمچو[3] عیسیٰ بر سَرش گیرد فرات ۔۔۔ کایمنی از غرقہ در آبِ حیات

حضرت عیسیٰ کی طرح فرات ان کو سر پر اٹھا لیتی ہے ۔۔۔ کہ تو آبِ حیات میں ہے ڈوبنے سے محفوظ ہے

گوید احمد گر یقینش افزوں بُدے ۔۔۔ خود ہوایش مَرکب دہاموں شُدے

احمدؐ فرماتے ہیں، اگر اُن کا یقین بڑھا ہوا ہوتا ۔۔۔ خود ہوا اُن کے لئے سواری اور جنگل ہوتی

ہمچو مَن کہ بَر ہوا راکب شُدم ۔۔۔ در شبِ معراج مستصحب شُدم

میری طرح کہ میں ہوا پر سوار ہوا ۔۔۔ معراج کی رات میں اور صحبت حاصل کرنے والا بنا

گفت چوں باشد سگے کور پلید ۔۔۔ جَست اُواز خواب و خود را شیر دید

بلالؓ نے عرض کیا اس اندھے ناپاک کتے کا کیا حال ہوگا؟ ۔۔۔ جو نیند سے اٹھا اور اس نے اپنے آپ کو شیر دیکھا

نے چناں شیرے کہ کس تیرش زند ۔۔۔ بل زبیمش تیغ و پیکاں بشکند

ایسا شیر نہیں کہ کوئی اُس پر تیر چلائے ۔۔۔ بلکہ اُس کے خوف سے تلوار اور تیر ٹوٹ جائے

کور بر اِشکم روندہ ہمچو مار ۔۔۔ چشمہا بکشادہ در باغ و بہار

اندھا جو سانپ کی طرح پیٹ کے بل چلنے والا ہو ۔۔۔ باغ اور بہار میں آنکھیں کھولے ہوئے ہو

نہ کمال ولایت سے۔ [3] فُرات۔ مطلق دریا۔ ہاموں۔ جنگل۔ ہمچو۔ آنحضورؐ شبِ معراج میں براق پر سوار تھے اور براق ہوا پر چل رہا تھا۔ مستصحب۔ صحبت رکھنے والا۔ آنحضورؐ کو ملائکہ اور حضرت حق تعالیٰ کی صحبت میسر آئی۔ گفت۔ حضرت بلالؓ نے اپنے لئے تیسری مثال بیان کی یعنی میں پہلے کتے جیسا تھا، آنحضورؐ کی زیارت سے شیر ہوگیا ہوں۔ کور۔ حضرت بلالؓ نے اپنی چوتھی مثال بیان کی کہ میں پہلے اندھا اور سانپ کی طرح پیٹ کے بل زمین پر رینگنے والا تھا اب آنکھ کھلی تو باغ و بہار میں ہوں۔

[1] گفت۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا میں تو اس وقت ایسا خوش ہوں جیسا کہ وہ شخص جس کی نیند رات میں اڑ گئی ہو اور وہ سورج کے طلوع کرنے کا منتظر ہو اور اچانک اس کے منہ پر دھوپ پھیل جائے یا وہ پیاسا کہ پیاس کی شدت سے کیچڑ چوس رہا ہو اور اچانک پانی کا اس قدر سیلاب آجائے کہ وہ اس میں تیرنے لگے۔

[2] دربیان۔ آنحضورؐ نے یہ سنا کہ حضرت عیسیٰ پانی پر چلتے تھے تو آپ نے فرمایا اگر ان کا یقین بڑھ جاتا تو ہوا پر چلتے یہ حدیث احیاء العلوم کی شرح زبیدی میں منقول ہے محدث عراقی نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے اس کے راوی غیر ثقہ ہیں صحیح حدیث یہ ہے کہ حواریین نے حضرت عیسیٰ سے عرض کیا کہ آپ پانی پر کس طرح چلتے ہیں انہوں نے فرمایا ایمان اور یقین کے ذریعہ تو حواریین نے کہا کہ ایمان اور یقین تو ہمیں بھی حاصل ہے حضرت عیسیٰ نے فرمایا تو تم بھی پانی پر چلو جب وہ چلے تو ڈوبنے لگے حضرت عیسیٰ نے فرمایا یہ کیا ہوا تو انہوں نے کہا کہ جب موج آئی تو ہم ڈر گئے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ تم موج سے ڈرے موج کے رب سے کیوں نہ ڈرے اور پھر ان کو پانی میں سے نکالا یقین سے یہاں تو کمال فی الثقہ کا مرتبہ مراد ہے ایمانی کیفیت مراد نہیں ہے حوادث یومیہ میں اگر انسان ایک پہلو پر ایسا یقین جمالیتا ہے کہ دوسرے پہلو کا احتمال ہی اس کے ذہن میں نہ ہو تو عادت اللہ ہے کہ اس کے یقین کے مطابق وقوع میں آتا ہے لیکن یہ چیز نبوت کے کمال سے متعلق ہے

چوں بُود آں چوں کہ از چونی رہید　در حیاتستانِ بیچونی رسید
وہ چوں کیسا ہوگا جو چونی سے نجات پا گیا؟　اور بے چونی کی حیات گاہ میں پہنچ گیا ہو

گشت چونی بخش اندر لامکاں　گردِ خوانش جملہ شیراں چوں سگاں
وہ لامکان میں چونی بخشنے والا بن گیا　اُسکے دسترخوان کے چاروں طرف تمام شیر کتوں کیطرح ہیں

اُوز بیچونی دہد شاں استخواں　در جنابت تن زن ایں سورہ مخواں
وہ بے چونی سے ان کی ہڈی دیتا ہے　تو جنابت کی حالت میں خاموش رہ، یہ سورت نہ پڑھ

تاز چونی غسل ناری تو تمام　تو بریں مُصحف مَنِہ کف اے غلام
تو جب تک چونی سے مکمل غسل نہ کرے　اے لڑکے! تو اس قرآن پر ہاتھ نہ رکھ

گر پلیدم[۲] ور نظیفم اے شہاں　ایں نخوانم پس چہ خوانم در جہاں
اے شاہو! خواہ میں ناپاک ہوں یا پاک ہوں　دنیا میں یہ نہ پڑھوں تو پھر کیا پڑھوں؟

تو مرا گوئی کہ از بہرِ ثواب　غسل ناکردہ مرودر حوضِ آب
آپ مجھ سے کہیں کہ ثواب کے لئے　تو غسل کئے بغیر پانی کی حوض میں نہ جا

از برونِ حوض غیرِ خاک نیست　ہر کہ او در حوض ناید پاک نیست
حوض کے باہر خاک کے سوا نہیں ہے　جو حوض میں نہ جائے وہ پاک نہیں ہے

گر نباشد[۳] آب ہا را ایں کرم　کہ پذیرد مر خُبث راد مبدم
اگر پانیوں میں یہ کرم نہ ہو　کہ وہ ناپاک کو ہر وقت قبول کر لیا کریں

وای بر مشتاق و بر امید او　حسرتا بر حسرتِ جاوید او
تو مشتاق اور اسکی امید پر افسوس ہوتا　اس کی دائمی حسرت پر حسرت ہوتی

آب دارد صد کرم صد احتشام　کو پلیداں را پذیرد والسّلام
پانی سینکڑوں کرم اور سینکڑوں حشمتیں رکھتا ہے　کہ وہ ناپاکوں کو قبول کر لیتا ہے والسلام

۱ چوں بود۔ چوں کے لغوی معنی کیفیت کے ہیں یہاں اس سے کیفیات اور عوارض بشریہ مراد ہیں اسی لئے بیچونی کو فنا سے تعبیر کیا جاتا ہے اس شعر میں چوں بود کے اندر چوں بمعنی کیسا ہے اور آں چوں میں چوں سے مراد وہ شخص ہے جو اوصاف بشریہ سے خالی ہو گیا ہو اور چونی سے مراد اوصاف بشری ہیں۔ در حیاتستان۔ فنا کے بعد مقام بقا آتا ہے جس کو حیاتستان سے تعبیر کیا ہے اس شعر میں مرشد کے اوصاف کا ذکر ہے۔ گشت۔ اس شعر میں مرشد کے افاضہ کا ذکر ہے۔ چونی بخش۔ یعنی سالک پر جو کیفیات طاری ہوتی ہیں لامکاں۔ یعنی وہ مرشد اب مادی اوصاف سے پاک ہو چکا ہے۔ چوں سگاں یعنی وہ سالکین اپنے آپ کو ایسا سمجھتے ہیں۔ اوز بیچونی۔ جب تک سالک ابتدائی کیفیات میں ہوتا ہے تو اُس کی مقصود حقیقی کی طلب مناسب نہیں ہوتی ہے اُس کو مرشد کہہ دیتا ہے کہ ابھی تو اس حالت میں نہیں ہے کہ مقصود تک پہنچ سکے اور تیری حالت اس ناپاک کی سی ہے جس کو قرآن پڑھنا منع ہے۔

۲ گر پلیدم۔ سالک عرض کرتا ہے کہ کیفیات کی نفی ہو یا نہ ہو اگر میں مقصود حاصل نہ کروں تو اور کیا کروں۔ تو مرا۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ غسل کے بغیر قرآن نہ پڑھوں یعنی جب تک اوصاف بشری کا ازالہ نہ ہو مقصود تک پہنچنے کی کوشش نہ کروں حالانکہ مقصود تک پہنچنے پر ہی بشری صفات کی نفی ہوگی تو یہ تو ایسا ہے کہ کوئی ناپاک کو کہے کہ بغیر پاکی کے حوض سے پانی لینے کے لئے نہ جا کر وہ جائے تو پاک کیسے ہوگا؟ اسلئے کہ حوض کے باہر تو خاک ہے پانی نہیں ہے اور پاکی پانی سے حاصل ہوگی۔

۳ گر نباشد۔ مرشد کی طرف سے جواب ہے کہ میرا یہ مقصد نہ تھا جو تو سمجھا ہے بلکہ مقصد یہ تھا کہ اوصاف بشری کو مقصود بالذات نہ بنا، نجاست تو ان کو مقصود بنانا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ پانی ہی کے ذریعہ ناپاکی دور ہو سکے گی۔ آب دارد۔ مقصد پر پہنچ کر ہی صفات بشری کی نفی ہوگی، پانی کا یہ کرم ہے کہ وہ ناپاکوں کو قبول کرتا ہے اور پاک بنا دیتا ہے۔

اے ضیاء الحق حسام الدیں کہ نور ... پاسبانِ تست از شر الطیور
اے ضیاء الحق حسام الدین ! کہ نور ... بدترین پرندے سے آپ کا محافظ ہے

پاسبانِ تست نور و ارتقاش ... اے تو خورشید مستتر از خفاش
نور اور اس کی بلندی تمہاری محافظ ہے ... اے وہ کہ تیرا سورج چمگادڑ سے چھپا ہوا ہے

چیست پردہ پیش نورِ آفتاب ... جز فزونی شعشعہ و تیزی و تاب
سورج کی روشنی کے آگے پردہ کیا ہے ؟ ... شعاع کی زیادتی اور تیزی اور چمک کے سوا

پردۂ ۲ خورشید ہم نورے ربست ... بے نصیب از وے خفاش ست و شب ست
سورج کا پردہ بھی خدا کا نور ہے ... چمگادڑ اور رات اس سے محروم ہے

ہر دو چوں در بُعد و پردہ ماندہ اند ... باسیہ رُویاں فُسردہ ماندہ اند
جبکہ دونوں دوری اور پردے میں رہ گئے ہیں ... سیاہ رو لوگوں کے ساتھ ٹھٹھر کر رہ گئے ہیں

چوں نوشتی بعضے از قصہ ہلالؓ ... داستانِ بدر آر اندر مقال
جبکہ تو نے ہلالؓ کا تھوڑا سا قصہ بیان کیا ہے ... چودھویں کے چاند کا قصہ گفتگو کے دائرہ میں لا

آں ہلال و بدر دارند اتحاد ... از دوئی دور اند و از نقص و فساد
وہ ہلال اور بدر اتحاد رکھتے ہیں ... دوئی اور گھٹاؤ اور فساد سے دور ہیں

آں ہلال از نقص در باطن بریست ... آں بظاہر نقص تدریج آوریست
وہ ہلال باطنی نقص سے پاک ہے ... وہ ظاہری نقص درجہ بدرجہ بلندی پر لاتا ہے

درس ۳ گوید شب بشب تدریج را ... در تانی بر دہد تفریج را
وہ ہر رات میں ترقی کا درس دیتا ہے ... آہستہ روی میں کشادگی کا پھل دیتا ہے

در تانی گوید اے عجولِ خام ... پایہ پایہ بر تواں رفتن ببام
آہستہ روی کے بارے میں کہتا ہے اے جلدباز کچے! ... درجہ بدرجہ، بالا خانے پر جایا جا سکتا ہے

دیگ را تدریج و استادانہ جوش ... کارناید قلیۂ دیوانہ جوش
دیگ کو رفتہ رفتہ اور استادوں کی طرح جوش دے ... دیوانے کا جوش دیا ہوا قلیہ کام نہیں آتا ہے

---

۱ اے ضیاء الحق ۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ تربیت درجہ بدرجہ ہونی چاہیے سالک کی تعجیل اور تقاضہ مضر ہے وہ قبل از وقت شیخ بن بیٹھتا ہے۔ اے ضیاء الحق ندا کا جواب چھٹا شعر چوں نوشتی جس سے اصل مضمون شروع ہوگا درمیان میں مولانا ضیاء الحق کا ذکر کیا ہے۔ پاسبان ۔ یعنی تمہارا نور چمگادڑوں سے تمہارا محافظ ہے وہ نور ان کو چندھیا دیتا ہے۔ شر الطیور ۔ یعنی مخالف جو بمنزلہ چمگادڑ کے ہیں۔

۲ پردہ سورج کے لئے اس کا نور پردہ ہے جس کی وجہ سے رات اور چمگادڑ نور سے محروم ہیں ضیاء الحق کے نور سے بھی وہ محروم ہیں کہ جس میں صلاحیت ہے لیکن وہ توجہ نہیں کرتے ہیں جیسا کہ چمگادڑ اور کچھ وہ ہیں جن میں صلاحیت ہی نہیں ہے جیسا کہ رات ہے ۔ چمگادڑ صلاحیت کے ہوتے ہوئے اور رات اس لئے کہ اس میں صلاحیت مفقود ہے دونوں محروم ہیں ۔ چوں ۔ اب جبکہ ہلالؓ یعنی طالب سالک ۔ بدر ۔ یعنی شیخ جو فاضل کرتا ہے۔ آں ہلالؓ ۔ مرید اور شیخ میں اتحاد ہے وہ دوئی اور گھٹاؤ اور فساد سے دور ہیں اس تشبیہ سے مغالطہ میں نہ پڑنا چاہیے کہ نقص ۔ ہلال یعنی مرید میں ظاہری کمی ہے اس کا باطن رفتہ رفتہ مکمل ہو رہا ہے۔

۳ درس ۔ وہ بدر یعنی شیخ ہلال یعنی مرید کو ہر شب میں تعلیم و تربیت کے ذریعہ آہستہ آہستہ مکمل کر رہا ہے۔ در تانی ۔ اس تدریجی ترقی کے بارے میں سمجھایا ہے کہ سلوک میں جلد بازی مناسب نہیں ہے بالا خانے پر سیڑھی کے درجات طے کرکے ہی پہنچا جا سکتا ہے۔ دیگ ۔ صحیح طور پر دیگ دھیمی آنچ میں تیار ہوتی ہے۔

حق ۱ نہ قادر بود بر خلقِ فلک — در یکے لحظہ بکُن بے ہیچ شک
کیا اللہ تعالیٰ آسمان کے پیدا کرنے پر قادر نہ تھا؟ — کُن کے ذریعہ بغیر کسی شک کے ایک لحظہ میں

پس چرا شش روز آنرا در کشید — کُلُّ یَوْمٍ اَلْفُ عَامٍ اے مُستفید
پھر چھ روز اس کو کیوں کھینچا — اے طالب! ہر دن ایک ہزار سال کا

خلقتِ طفل از چہ اندر نُہ مہ است — زانکہ تدریج از شعارِ آں شہ است
بچے کی پیدائش نو مہینے میں کیوں ہے؟ — کیونکہ درجہ بدرجہ کرنا اس شاہ کی عادت ہے

خلقتِ آدمؑ چرا چل صبح بود — اندراں گِل اندک اندک میفزود
حضرت آدمؑ کی پیدائش چالیس روز میں کیوں ہوئی؟ — اس مٹی میں تھوڑا تھوڑا اضافہ ہوتا تھا

زیں سحر تا آں سحر سالے ہزار — تا با آخر یافت آں صورت قرار
اس صبح سے اس صبح تک ایک ہزار سال — یہاں تک کہ بالآخر اس صورت نے قرار پایا

نے چو تو ۲ اے خام کاکنوں تاختی — طفلی و خود را تو شیخے ساختی
نہ کہ تیری طرح اے کچے کہ تو ابھی سے دوڑ پڑا — تو بچہ ہے، اور تو نے اپنے آپ کو شیخ بنا لیا

بر دویدی چوں کدو فوقِ ہمہ — کو ترا پائے جہاد و ملحمہ
تو کدو کی طرح سب سے بڑھ کر دوڑ پڑا — تجھ میں جہاد اور جنگ کا دم قدم کہاں ہے؟

تکیہ کردی بر درختان و جدار — بر شُدی اے اقرعک ہم قرع وار
تو نے درختوں اور دیوار کا سہارا لیا — اے حقیر گنجے! تو کدو کی طرح بڑھ گیا

اوّل ار شُد مر ترا سرو سہی — لیک آخر خشک و بے مغز و تہی
ابتدا، اگرچہ تیری سہاری سیدھا سرو بن گیا — لیکن آخر میں تو خشک، بے مغز اور خالی ہے

رنگِ سبزت زرد شُد اے قرع زُود — زانکہ از گلگو نہ بُود اصلی نبُود
اے کدو! بہت جلد تیرا سبز رنگ زرد ہو گیا — کیونکہ وہ پوڈر کا تھا اصلی نہ تھا

داستانِ ۳ آں عجوزہ کہ رُوئے زشت خود را گلگو نہ می ساخت و ساختہ نمی شُد و پذیرا نمی آمد

اُس بوڑھی کا قصہ جو اپنے بھدے چہرے پر پوڈر ملتی تھی وہ نہ لگتا تھا اور بھلا معلوم نہیں ہوتا تھا

بُود کمپیرے نود سالہ کلاں — پُر تشنج رُوی و رنگش زعفراں
ایک نوے سال کی بڑی بوڑھی تھی — چہرہ جھریوں بھرا اور اس کا رنگ زرد تھا

---

۱ حق۔ آہستہ روی خدا کی صفت ہے اسی لئے باوجود قدرت کے اس نے آسمانوں کو چھ روز میں پیدا فرمایا ہے۔ پس۔ قرآن پاک میں ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ "آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا" دوسری جگہ قرآن میں ہے "وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ" یعنی اللہ کے یہاں ایک دن ایک ہزار سال کا ہے خلقت۔ اللہ تعالیٰ بچہ کو بھی ایک منٹ میں پیدا کر سکتا ہے لیکن سنت الٰہی یہ ہے کہ نو مہینے میں اس کی پیدائش ہوتی ہے۔ آدمؑ۔ حضرت آدمؑ کی پیدائش کی تکمیل بھی چالیس روز میں ہوئی اور ہر روز ایک ہزار سال کا تھا۔

۲ نے چو تو۔ سالک کو یہ نہ چاہیے کہ جلد بازی کرے اور قبل از وقت شیخ بن بیٹھے بر دویدی۔ کدو کی بیل بہت جلد پھیل جاتی ہے اس صورت میں سالک کو مجاہدوں کی نوبت نہیں آتی ہے۔ تکیہ۔ کدو کی بیل دوسرے کے سہارے پھیلتی ہے۔ اقرعک۔ ناچیز گنجا۔ قرع کدو۔ اوّل۔ بیشک دوسرے کے سہارے ترقی ہو جاتی ہے لیکن وہ پائیدار نہیں ہوتی ہے اور وہ رنگ جلد اتر جاتا ہے۔

۳ داستاں۔ اس قصے سے بھی یہ بتایا ہے کہ اصل اور بناوٹ میں بہت فرق ہے۔ کمپیر۔ بڑھیا۔ پر تشنج رو۔ یعنی اس کے منہ کی کھال میں بڑھاپے کی وجہ سے سلوٹیں پڑ گئی تھیں۔

چوں سرِ سفرہ[1] رُخِ اُو تو بتوی — لیک درِوے بُود ماندہ عشقِ شوی

مقصد کے سرے کی طرح اُس کا چہرہ تہ بہ تہ تھا — لیکن اُس میں شوہر کی ہوس تھی

ریخت دندانہاش و مُو چوں شیر شُد — قد کمان و ہر حسش تغیر شُد

اس کے دانت گر گئے تھے اور بال دودھ کی طرح سفید ہو گئے تھے — قد، کمان کی طرح اور اس کا ہر حس بدل گیا تھا

عشقِ شوی و شہوت و حرصش تمام — عشق صید و پارہ پارہ گشتہ دام

شوہر کا شوق اور اس کی شہوت اور حرص مکمل تھی — شکار کا عشق تھا اور جال ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا

مُرغِ بے ہنگام و راہیِ بیر ہے — آتشِ پُر در بنِ دیگِ تہی

بے وقت کا مُرغ اور بغیر راستے کا مسافر — خالی دیگ کے نیچے، بھری ہوئی آگ ہے

عاشقِ[2] میدان و اسپ و پائے نے — عاشقِ زمرو لب و سرنائے نے

میدان کا عشق، اور گھوڑا اور پاؤں ندارد — بجانے کا شوق اور ہونٹ اور بانسری ندارد

حرص در پیری جہوداں را مباد — اے شقیے کہ خداش ایں حرص داد

خدا کرے بڑھاپے میں حرص کافروں کو بھی نہ ہو — ہائے وہ بد بخت جس کو خدا نے یہ حرص دی ہو

ریخت دنداں ہایِ سگ چوں پیر شُد — ترکِ مُردم کرد و سرگیں گیر شُد

کتا جب بوڑھا ہو گیا، دانت گر گئے — اُس نے انسانوں کو چھوڑا اور گوبر حاصل کرنے والا ہو گیا

ایں سگانِ شصت سالہ را نگر — ہر دمے دنداں سگ شاں تیز تر

ان ساٹھ سالہ کتوں کو دیکھ — کتے کا سا اُن کا دانت لحہ بہ لحہ زیادہ تیز ہے

پیر سگ[3] را ریخت پشم از پوستیں — ایں سگانِ پیر اطلس پُوش بیں

بوڑھے کتے کی کھال سے بال جھڑ گئے — اطلس پہننے والے ان بوڑھے کتوں کو دیکھ

عشقِ شان و حرص شاں در فرج و رز — دمبدم چوں نسلِ سگ بیں بیشتر

شرمگاہ اور سونے پر اُن کا عشق اور اُنکی حرص — کتے کی نسل کی طرح لحہ بہ لحہ زیادتی پر دیکھتا رہ

ایں[4] چنیں عُمرے کے ملید دوزخ ست — مر قصا بانِ غضب را مسلخ ست

ایسی عمر جو دوزخ کا سرمایہ ہے — قہر (خداوندی) کے قصائیوں کا میلا ہے

چوں بگویندش کہ عمرے تو دراز — میشود لخوش دہانش از خندہ باز

جب لوگ اُس سے کہتے ہیں تیری عمر دراز ہو — خوش دل ہوتا ہے، اُس کا منہ ہنسی سے کھل جاتا ہے

---

[1] سفرہ۔ مقصد۔ عشق شوی۔ یعنی اس کی خواہش تھی کہ کوئی شوہر کرے۔ ریخت۔ بڑھاپے سے اس کے دانت ٹوٹ گئے تھے، بال دودھ کی طرح سفید ہو گئے تھے اور قد کبڑا ہو گیا تھا حواس میں تغیر آ گیا تھا۔ عشق صید۔ یعنی شوہر تو چاہتی تھی اور اس کی حالت ایسی نہ تھی کہ اس سے کوئی نکاح کرنے پر راضی ہو سکے۔ مرغ۔ یعنی اس بڑھیا کی خواہش بالکل بے معنی تھی۔

[2] عاشق۔ اس بڑھیا کی مثال اس شخص کی ہے، جس کو میدان جنگ میں جانے کا شوق ہو لیکن اس کے پاس نہ گھوڑا ہو نہ اس کے پاؤں ہوں یا کسی کو منہ سے باجا بجانے کا شوق ہو لیکن نہ اس کے ہونٹ ہوں نہ اس کے پاس بانسری ہو۔ حرص۔ ایسی بے موقع حرص خدا دشمن کو بھی نہ دے۔ ریخت۔ کتا بھی دانت ٹوٹ جانے کے بعد انسانوں کو کاٹنا چھوڑ دیتا ہے اور اپنی غذا گوبر کو بنا لیتا ہے۔ ایں سگاں۔ لیکن انسان کا یہ حال ہے کہ (مصرع)

مرد چوں پیر شود حرص جواں می گردد

[3] پیر سگ۔ بڑھاپے میں کتے کے بال جھڑ جاتے ہیں لیکن انسان کی حرص کا یہ حال ہے کہ بڑھاپے میں بھی اطلس کو زیب تن کرتا ہے۔ نسل سگ۔ کتیا کئی کئی بچے دیتی ہے۔ ایں چنیں۔ جو عمر گناہوں میں بسر ہو وہ دوزخ کا سرمایہ ہے اور عذاب کے فرشتوں کا میلا ہے۔ چوں اس سیاہ کار کو جب عمر کی درازی کی دعا ملتی ہے تو خوش ہوتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ یہ مزید عذاب کی دعا ہے۔

ایں چنیں نفریں ا دعا پندارد او | چشم نکشاید سرے برنارد او
ایسی لعنت کردہ دعا سمجھتا ہے | وہ آنکھ نہیں کھولتا ہے، سر نہیں اٹھاتا ہے

گر بدیدے یک سرِ مُواز معاد | اُوش گفتے ایں چنیں عمر تو باد
اگر وہ آخرت کو ایک بال برابر دیکھ لیتا | وہ اس سے کہہ دیتا کہ ایسی عمر تیری ہو

داستانِ آں درویش کہ آں گیلانی را دعا کرد کہ خداء تعالیٰ تُرا بسلامت بخان و مانِ تو باز رساند

اس فقیر کا قصہ جس نے ایک گیلانی کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی کے ساتھ گھر بار کو واپس پہنچا دے

گفت ۲ یک روزے بخواہ گیلئے | ناں پرستے نر گداز نبیلئے
ایک روز ، گیلانی سردار سے کہا | ٹکڑا گدا، بنے کٹے، بھکاری جھولی والے نے

ناں ہمی باید مراناں دہ مرا | تا بگویم مر تراہمن یک دُعا
مجھے روٹی چاہیے ، مجھے روٹی دے | تاکہ میں تجھے ، ایک دعا دوں

چوں ستد زو ناں بگفت اے مُستعاں | خوش بخان و مانِ خود بازش رساں
جب اس نے اس سے روٹی لی، کہا اے خدا! | اس کو بہتر طریقہ پر اپنے گھر بار کو لٹا دے

گفت اگر آنست خاں کہ دیدہ ام | حق ترا آنجا رساند اے دژم
اس نے کہا کہ اگر گھر وہی ہے جو میں نے دیکھا ہے | اے پراگندہ! خدا تجھے وہاں پہنچا دے

ہر ۳ محدِّث را خساں بد دل کنند | حرفِ ار عالی بُود نازل کنند
کمینے ، بیان کرنے والے کو بد دل کر دیتے ہیں | اس کی تقریر اگر بلند ہو تو پست کر دیتے ہیں

زاں کہ قدرِ مستمع آید نبا | بر قدِ خواجہ بُرد درزی قبا
کیونکہ سننے والے کی بقدر کلام ہوتا ہے | درزی قبا خواجہ کے قد کے مطابق تراشتا ہے

چونکہ مجلس بے چنیں بیغارہ نیست | از حدیثِ پست و نازل چارہ نیست
چونکہ مجلس ایسے طعنہ سے خالی نہیں ہوتی ہے | پست اور کم درجہ کی تقریر کے سوا چارہ نہیں ہے

واستاں ہیں ایں سخن را از گرد | سوئے افسانہ عجوزہ باز رو
ہاں اس بات کو گرفت سے چھوڑ دے | بوڑھی کے قصہ کی جانب واپس چل

ا نفریں۔ گنہگار کی عمر کی درازی کی دعا، دعا نہیں ہے بلکہ اس کے لئے بددعا ہے۔ گر بدیدے۔ اگر اس کو آخرت کا کچھ بھی خیال ہوتا تو اس کو بددعا سمجھتا اور دعا دینے والے سے کہہ دیتا کہ ایسی دراز عمر تجھے نصیب ہو۔ داستان۔ اس قصہ کا خلاصہ بھی یہ ہے کہ فقیر نے وطن کی واپسی کی دعا کو دعا سمجھا اور وہ سردار چوں کہ وطن والوں سے تھنگ ہو کر نکلا تھا تو اس نے اس دعا کو بددعا سمجھا۔ گیلی۔ گیلانی۔ گیلان ایک شہر ہے۔

۲ گفت۔ فقیر نے کہا مجھے روٹی دیدے تو میں تجھے دُعا دوں۔ چوں ستد۔ جب فقیر نے روٹی لے لی اور فقرا کے عام دستور کے مطابق خیریت کے ساتھ وطن کی واپسی کی دعا دیدی۔ گفت۔ وہ گیلانی سردار چونکہ وطن سے ناخوش تھا اس نے فقیر کو غصہ سے کہا کہ خدا تجھے اس وطن میں پہنچا دے۔

۳ ہر محدث۔ جس طرح اس فقیر کی دعا کو اس سردار نے اچھا نہ سمجھا اسی طرح بزرگوں کی بات کو پست فطرت لوگ پست معنی پر محمول کر لیتے ہیں، نتیجہ میں وہ بزرگ ان سامعین کے لئے پست کلام بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ زانکہ۔ مقرر کو سامعین کی عقول کے مطابق کلام کرنا پڑتا ہے۔ نبا۔ خبر، بات۔ بر قد خواجہ۔ درزی کپڑا سلوانے والے کے قد کے مطابق قبا تراشتا ہے۔ چونکہ۔ مجالس میں عموماً ایسے عوام ہوتے ہیں کہ ان کے روبرو لامحالہ پست کلام کرنا پڑتا ہے۔

صفتِ آں عجوز در جوع بحکایت آں

اس بڑھیا کا بیان اور اس کے قصہ کی جانب واپسی

چوں[1] بسن گشت و دریں رہ نیست مرد　　تو بنہ نامش عجوزِ سالخورد

جب کوئی معمر ہو جائے اور وہ اس راہ کا مرد نہیں ہے　　تو اس کا نام پرانی بڑھیا رکھ دے

نے مر اورا اس مال و مایہ　　نے پذیریِ قبول و پایہ

اس کے پاس نہ پونجی اور سرمایہ ہے　　نہ وہ مقبولیت اور رتبے کو قبول کرنے والا ہے

نے دہندہ نے پذیرندہ خوشی　　نے در و معنی و نے معنی کشی

نہ وہ خوشی عطا کرنے والا ہے' نہ قبول کرنے والا　　نہ اس میں کمال ہے اور نہ اس میں کمال کی طلب ہے

نے[2] زبان نے گوش نے عقل و بصر　　نے ہش و نے بیہشی و نے فکر

نہ زبان ہے' نہ کان' نہ عقل اور بصیرت　　نہ ہوش اور نہ بے ہوشی اور نہ فکر

نے نیاز و نے جمالے بہرِ ناز　　تو بتو لیش گندہ مانندِ پیاز

نہ نیاز ہے اور نہ ناز کرنے کے لئے حسن　　وہ تہ بہ تہ' پیاز کی طرح گندہ ہے

نے رہے بُبریدہ و نے پایِ راہ　　نے تپشِ آں قحبہ را نے سوز و آہ

نہ راہ (سلوک) طے کئے ہوئے اور نہ راہ کا قدم ہے　　نہ اس قحبہ کے لئے گرمی ہے نہ سوز اور آہ

قصہ[3] درویشے کہ از خانہ ہرچہ میخواست می گفتند کہ نیست

اس فقیر کا قصہ کہ ایک گھرانے سے جو کچھ بھی وہ مانگتا تھا وہ کہہ دیتے تھے کہ نہیں ہے

سائلے آمد بسوئے خانۂ　　خشک نانے خواست یا ترنانۂ

ایک سائل ایک گھر کی جانب آیا　　ایک سوکھی یا تازہ روٹی مانگی

گفت صاحب خانہ نان اینجا کجاست　　خیرہ کے ایں دُکانِ نانباست

گھر والے نے کہا' روٹی یہاں کہاں ہے؟　　تو پاگل ہے' یہاں نانبائی کی دکان کہاں ہے؟

گفت بارے اند کے پیہم بیاب　　گفت آخر نیست دُکانِ قصاب

اس نے کہا تو چربی کا ایک ٹکڑا دیدے　　اس نے کہا قصائی کی دکان تو نہیں ہے

گفت مُشت آردے اے کد خدا　　گفت پنداری کہ ہست ایں آسیا

اس نے کہا اے گھر کے مالک! آٹے کی مٹھی دیدے　　اس نے کہا تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ چکی ہے

گفت بارے آب دہ از مکرعہ　　گفت آخر نیست جُویا مشرعہ

اس نے کہا آخر پانی پینے کے برتن سے پانی دیدے　　اس نے کہا' نہر یا گھاٹ تو نہیں ہے

---

[1] چوں بسن۔ پھر حریص بوڑھوں کا ذکر شروع کر دیا ہے کہ جس بڑھیا کا ذکر ہم نے کیا ہے ان حریص بوڑھوں کو وہی بڑھیا سمجھو۔ نے مر اورا۔ اس بوڑھے کا یہ حال ہے کہ اس کا سرمایہ حیات ختم ہو گیا اور کوئی نیک کام نہ کیا جس سے اس کو مقبولیت ہوتی اور مرتبہ بلند ہوتا۔ نے دہندہ۔ یعنی نہ اس میں افادہ کی صلاحیت ہے نہ استفادہ کی کی نہ اس میں کوئی خوبی ہے اور نہ وہ خوبی کا طالب ہے۔

[2] نے زبان۔ نہ اس میں حق گوئی کی زبان ہے نہ حق سننے کا کان نہ فہم عقل ہے نہ حق بیں بصر ہے نہ اس میں صحرا ہے نہ سکر نہ اصد کی آیات میں فکر کرتا۔ نے نیاز۔ نہ اس میں طالب کا نیاز ہے نہ صاحب کمال کا ناز ہے۔ رہے۔ نہ اس نے راہ سلوک طے کی نہ اس کے قدم ہلے نہ اس میں راہ سلوک کا عزم ہے نہ محبت کی گرمی ہے نہ محبت کا سوز و گداز ہے۔

[3] قصہ پہلے یہ بتایا تھا کہ اس بوڑھے حریص میں کوئی چیز بھی نہیں ہے اب اسی مناسبت سے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ سائل نے بہت سی چیزوں کا سوال کیا اور مالک مکان ہر چیز کی نفی کر دیتا تھا۔ خیرہ۔ بیہودہ۔ نانبا۔ نانبائی۔ پیہ۔ چربی۔ آسیا۔ چکی مکرعہ۔ پانی نکالنے یا پینے کا برتن۔ مشرعہ۔ پنگھٹ

ہرچہ اُو درخواست از نان و سبوس[۱] — چربکے میگفت و می کردش فسوس
اس نے جو کچھ بھی روٹی اور بھوسی مانگی — وہ پھبتی کستا تھا اور مذاق اڑاتا تھا

آں گدا در رفت و دامن درکشید — واندراں خانہ بجست وخواست رید
وہ فقیر اندر پہنچ گیا اور دامن سمیٹا — وہ اس گھر میں کودا اور ہگنا چاہا

گفت ہے ہے گفت تن زن اے دژم — تا دریں ویرانہ خود فارغ کنم
اس نے کہا ہائیں ہائیں اس نے کہا اے پاگل چپ رہ — تاکہ میں اس ویرانے میں فراغت حاصل کروں

چوں دریں جا نیست وجہ زیستن — در چنیں خانہ بباید ریستن
جبکہ اس جگہ جینے کا کوئی سامان نہیں ہے — ایسے گھر میں ہگنا چاہیے

چوں نہٖ بازے کہ گیری تو شکار — دست آموزِ شکارِ شہریار
جبکہ تو باز نہیں ہے کہ شکار پکڑے — بادشاہ کے ہاتھ سے شکار پکڑنا سیکھے ہوئے

نیستی[۲] طاؤس باصد نقش دہند — کہ بنقشت چشمہا روشن کنند
تو سیکڑوں نقش و نگار والا مور نہیں ہے — کہ تیرے نقش و نگار سے آنکھیں روشن کریں

ہم نہ طوطی کہ چوں قندت دہند — گوش سُوی گفتِ شیرینت نہند
تو طوطی بھی نہیں کہ جب تجھے قند کھلائیں — تیری میٹھی گفتگو پر کان دھریں

ہم نہ بلبل کہ عاشق وار زار — خوش بنالی در چمن بالالہ زار
تو بلبل بھی نہیں ہے کہ عاشق کی طرح زار و زار — لالہ زار والے چمن میں خوب نوحہ کرے

ہم نہٖ ہُد ہُد کہ پیکیہا کُنی — نے چوں کلک کہ وطن بالا کُنی
تو ہدہد بھی نہیں کہ پیغامبری کرے — نہ لقلق کی طرح ہے کہ وطن کو بلندی پر بنائے

درزمستاں سُوی ہندوستاں روی — در بہاراں سُوی ترکستاں شوی
جاڑوں میں ہندوستان چلا جائے — (موسم) بہاریں ترکستان کی جانب پہنچ جائے

درچہ کاری تو و بہرِ چہ ت خرند — توچہ مرغی و ترا باچہ خورند
تو کسی کام کا ہے اور تجھے کس لئے خریدیں؟ — تو کیسا پرند ہے اور تجھے کس چیز سے کھائیں؟

زیں[۳] دکانِ بامکیساں بر تر آ — تا دکان فضل اللہ اشتری
کھینچ تان کرنے والوں کی اس دکان سے آگے بڑھ — "اللہ نے خریدا" کی مہربانی کی دکان کی طرف

کالہ کہ ہیچ خلقش ننگرید — از خلاقت آں کریم آں را خرید
وہ سامان کہ کسی انسان نے اس کی طرف نظر نہ کی — پرانی کے سبب اس داتا نے اس کو خرید لیا

---

[۱] سبوس۔ بھوسی۔ چربک۔ مذاق کی بات۔ رید۔ بدن ہگنا۔ دژم۔ پراگندہ دماغ۔ فارغ کنم۔ یعنی پاخانہ سے اپنے آپ کو فارغ کرلوں۔ چوں دریں۔ فقیر نے کہا جبکہ اس گھر میں زندگی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے تو پھر ایسا ویرانہ اس قابل ہے اس میں پاخانہ پھر کیا جائے۔ چوں نہ۔ اب پھر کمالات سے خالی ہونے کا بیان شروع کیا ہے یعنی تو ایسا باز بھی نہیں ہے جس نے بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھ کر شکار پکڑنا سیکھا ہو۔

[۲] نیستی۔ تجھ میں کوئی حسن ظاہری بھی نہیں ہے۔ طوطی۔ طوطی کو جب شکر کھلاتے ہیں وہ خوب بولتی ہے۔ بلبل۔ بلبل آہ وزاری میں چمن کے اندر لالے کی ہمنوائی کرتی ہے۔ ہدہد۔ ہدہد نے حضرت سلیمان کی پیغامبری کی تھی۔ بالا کنی۔ لقلق ہر موسم میں اپنے لئے بہترین وطن بناتا ہے جاڑوں میں ہندوستان آجاتا ہے اور موسم بہار میں ترکستان چلا جاتا ہے۔ درچہ۔ جب تو تمام کمالات سے خالی ہے تو لوگ تیرے گاہک کیوں نہیں۔

[۳] زیں دکاں۔ جب تجھ میں کوئی کمال نہیں ہے تو اپنی بناوٹی باتوں کو چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کر وہاں مقبولیت کے لئے کمال کی ضرورت نہیں وہاں تو صرف تیرا ادھر رجوع کرنا مقبولیت کے لئے کافی ہے۔ کالہ۔ سامان۔ خلاقت۔ پرانا ہونا۔ کریم۔ اللہ تعالیٰ۔

هیچ قلبے [۱] پیشِ او مردود نیست　　زانکہ قصدش از خریدن سُود نیست
کوئی کھوٹا، اس کے دربار سے مردود نہیں ہے　　کیونکہ خریدنے سے اس کا مقصد نفع کمانا نہیں ہے

سُودِ او وجہِ آں یارِ نکُو　　کوست نیکو خُلق وہم نیکوش خُو
اس اچھے دوست کا نفع اور خریداری یہی ہے　　کہ وہ اچھے اخلاق والا ہے وہ اس کی عادت بھی بھی ہے

بیحدست افضالِ او آیس مشو　　سُوئے دستانِ عجوزہ باز رو
اس کی مہربانیاں بے حد ہیں، تو مایوس نہ ہو　　بوڑھی کے قصہ کی جانب واپس چل

باز میگردم سُوئے قصۂ عجوز　　زانکہ پایانے ندارد ایں رمُوز
میں پھر بڑھیا کے قصہ کی طرف لوٹتا ہوں　　کیونکہ ان نکتوں کی انتہا نہیں ہے

رجوع بداستانِ آں کمپیر

اس بوڑھی کی داستان کی جانب رجوع

بُود [۲] در ہمسایہ اش سُورِ عجب　　کردہ بُودند از قضا اُورا طلب
اس کے پڑوس میں بڑھیا شادی تھی　　تقدیر سے انھوں نے اس کو بھی بلایا تھا

چوں عروسی خواست رفت آں گندہ پیر　　کرد ابر و راسیاہ اُو ہمچو قیر
جب اس بڑھیا نے شادی میں جانا چاہا　　اس نے ابرو کو تارکول کی طرح کالا کیا

چوں عروسی خواست رفتن آں حریف　　مُوئے ابرو پاک کرد آں مستخیف
جب اس حریف نے شادی میں جانا چاہا　　اس ظالم نے ابرو کے بال صاف کیے

پیشِ رُو آئینہ بگرفت آں عجوز　　تابیا راید رُخ و رخسار و پُوز
اس بڑھیا نے منہ کے سامنے آئینہ رکھا　　تاکہ منہ اور رخسار اور ٹھوڑی کو سجائے

چند گلگونہ [۳] بمالید از بطر　　سُفرۂ رُویش نشد پوشیدہ تر
اس نے اکڑ سے بہت سا پوڈر ملا　　اس کے منہ کی مقعد زیادہ نہ چھپی

عُشر ہائے مُصحف از جائے برید　　می بچسپانید بررُوآں پلید
وہ قرآن کی عشر جلد سے کاٹتی تھی　　وہ ناپاک چہرے پر چپکاتی تھی

تاکہ سُفرہ رُوئے اُو نہاں شود　　تانگینِ حلقۂ خوباں شود
تاکہ اس کے منہ کی مقعد چھپ جائے　　تاکہ حسینوں کے حلقہ کا نگ بن جائے

عُشر ہا بررُوئے ہر جائے نہاد　　چونکہ بر می بست چادر می فتاد
چہرے پر ہر جگہ عشر رکھتی تھی　　وہ جب چادر اوڑھتی تھی وہ گر جاتے تھے

---

۱ قلب۔ وہ اللہ تعالیٰ کھوٹے کو بھی خرید لیتا ہے کیونکہ اس کا منشاء نفع کمانا نہیں ہے۔ سُود۔ نفع۔ وہاں نفع اور معاملہ صرف اس بنا پر ہے کہ وہ کریم ہے۔ آیس۔ مایوس۔ رموز۔ اللہ کی مہربانیاں۔

۲ بود۔ اس بڑھیا کے پڑوس میں ایک شادی تھی پڑوسیوں نے اتفاقاً اس کو بھی دعوت دے دی۔ قیر۔ تارکول کی قسم کا ایک مادہ ہے۔ یعنی اس نے اپنی سفید ابروؤں کو خوب کالا کر لیا۔ حریف۔ ہم پیشہ دوست دشمن۔ پاک کرد۔ یعنی اس نے ابروؤں کو تراش کو صحیح کر لیا۔ مستخیف۔ ظالم۔ پوز۔ ٹھوڑی۔

۳ گلگونہ۔ ابٹن، پوڈر۔ بطر۔ اکڑ۔ سُفرہ۔ مقعد۔ عُشر ہائے قرآن پاک کی ہر دس آیتوں پر نشان بنایا جاتا تھا اس کو عشر کہتے تھے وہ شاید سنہرے ہوں۔ تاکہ منہ پر عشر اس نے چسپاں کر رکھی تھی کہ منہ کی سلوٹیں چھپ جائیں۔ چونکہ عشر چپکانے کے بعد جب چادر اوڑھتی تھی وہ چادر کی رگڑ سے گر جاتے تھے۔

باز اُوآں عُشر ہارا با خدو[1] — می بچفسانید بر اطرافِ رُو
وہ پھر ان عشروں کو تھوک سے — منہ کے اطراف پر چپکاتی

باز چادر راست کردے آں تگیں — عُشر ہا افتادے از رُو بر زمیں
وہ پہاڑ پھر چادر کو ٹھیک کرتی — عشر چہرے سے زمین پر گر پڑتے

چوں بسے می کردن فن داں می فتاد — گفت صد لعنت براں ابلیس باد
جب اس نے بہت سی تدبیریں کیں اور وہ گرے — بولی اس شیطان پر سو لعنتیں ہوں

شُد مُصوّر آں زماں ابلیس زُود — گفت اے قحبہ قدید بے وُ رود
اس وقت فوراً شیطان مجسم ہو گیا — اس نے کہا اے بدکار سوکھے گوشت جس کے پاس کوئی نہ آئے

من[2] ہمہ عُمر ایں نیندیشیدہ ام — نے زجز تو قحبۂ ایں دیدہ ام
میں نے تمام عمر یہ نہیں سوچا ہے — نہ میں نے تجھ بدکار کے سوا کسی سے یہ دیکھا ہے

تخم نادِر در فضیحت کاشتی — در جہاں تو مُصحفے نگذاشتی
تو نے رسوائی میں عجیب بیج بویا ہے — تو نے دنیا میں قرآن کو بھی نہ چھوڑا

صد بلیسی تو خمیس اندر خمیس — ترکِ من گو اے عجوزِ در دَمیس
تو لشکر در لشکر سینکڑوں شیطان ہے — اے گندی بڑھیا! مجھے چھوڑ دے

چند دُزدی عُشر از اُمّ الکتیب — تاشود رُویت مُلوّن ہمچو سیب
تو قرآن کے عشر کب تک چرائے گی؟ — تاکہ تیرا چہرہ سیب کی طرح رنگین ہو جائے

چند دُزدی حرفِ مردانِ خدا — تا فروشی و ستانی مرحبا
تو مردانِ خدا کے حرف کتنے چرائے گا؟ — تاکہ تو بیچے اور مرحبا وصول کر لے

رنگ بربستہ ترا گلگوں نکرد — شاخِ بربستہ فنِ عرجوں نکرد
جمائے ہوئے رنگ نے تجھے گلابی رنگ کا نہ بنایا — بندھی ہوئی شاخ نے اصل شاخ کا کام نہ کیا

عاقبت[3] چوں چادرِ مرگت رسد — از رُخت ایں عُشر ہا اندر رفند
انجام کار جب تیرے پاس موت کی چادر آئے گی — تیرے رخ سے یہ عشر جھڑ جائیں گے

چونکہ آید خیز خیز آں رحیل — گم شود زاں پس فسونِ قال و قیل
جبکہ اس کوچ کا چل چلاؤ آ جائے گا — اس کے بعد قال و قیل کا جادو گم ہو جائے گا

عالمِ خاموشی آید پیش بیست — وائے آنکو در درُوں اُنسیش نیست
خاموشی کا عالم آ جائے گا کہ سامنے کھڑا ہو — اس شخص پر افسوس ہے جس کے اندر محبت نہیں ہے

[1] خدو۔ تھوک۔ باز چادر۔ وہ ہمت کر کے دوبارہ چادر اوڑھتی تو وہ عشر پھر گر جاتے۔ چوں۔ جب بہت تدبیریں کر چکی اور وہ عشر چہرے پر نہ جمے تو شیطان پر لعنت بھیجنے لگی۔ شد مصور۔ شیطان مجسم بن کر اس کے سامنے آ گیا۔ قحبہ۔ رنڈی۔ قدید۔ گوشت کا سوکھا ٹکڑا۔ بے ورود۔ یعنی جسے کوئی لینے نہ آئے۔

[2] من ہمہ عمر۔ شیطان نے کہا کہ میں نے تمام عمر ایسی خباثت نہیں سوچی نہ تیرے سوا کسی کو ایسی حرکت کرتے دیکھا۔ مُصحف۔ قرآن پاک۔ خمیس۔ لشکر۔ در دمیس۔ بہت بوڑھی عورت، سٹر یل، گندی۔ ام الکتیب۔ قرآن پاک۔ ملوّن۔ رنگین۔ چند دزدی۔ اب مولانا حکایت کے مقصود کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بناوٹی شیخ تو کب تک بزرگوں کے اقوال چرا کر لوگوں کی واہ واہ حاصل کرے گا۔ یہ فرضی رنگ حقیقی رنگ نہ ہو گا۔ کسی درخت پر بندھی ہوئی شاخ اصلی شاخ کا سا کام نہ کرے گی۔

[3] عاقبت۔ جب تو موت کی چادر اوڑھے گا یہ چپکائے ہوئے عشر۔ بڑھیا کی طرح جھڑ جائیں گے۔ چونکہ۔ جب چل چلاؤ کا وقت آئے گا یہ فرضی قصے سب ختم ہو جائیں گے۔ عالم خاموشی۔ عالم آخرت۔ انسیش۔ یعنی یہ جسم ہو گا کہ رب العالمین کے سامنے کھڑا ہو۔ انسیش۔ اس کو خدا سے انس اور محبت نہیں۔

صیقلے ا کُن دو روزے سینہ را — دفترِ خود سازآں آئینہ را
وہ ایک دن سینہ کی صیقل کر لے — اس آئینہ کو اپنا دفتر بنا لے

کہ زسایہ یوسف صاحبقراں — شُد زلیخای عجوز از سرِ جواں
کہ صاحبقران یوسف کے سایہ سے — بوڑھی زلیخا از سرِ نو جوان ہو گئی

می شود مُبدل بخورشید تموز — آں مزاج بارد بر دالعجوز
ساون کے سورج سے بدل جاتا ہے — جاڑے کے بڑھیا کا ٹھنڈا مزاج

می شود مُبدل بسوزِ مریمی — شاخ لب خشکے بہ نخلِ خرمی
مریمی سوز سے بدل جاتی ہے — خشک لب شاخ خوشی کی کھجور ہے

اے ۲ عجوزہ چند کوشی باقضا — نقد جُواکنوں رہا کُن ما مضیٰ
اے بڑھیا! حکمِ خداوندی کے مقابلہ میں کب تک کوشش کرے گی — اب نقد کی جستجو کر لے، گزشتہ کو چھوڑ

چوں رُخت رانیست دَر خوبی اُمید — خواہ گلگونہ نہ و خواہی مدید
جبکہ تیرے چہرے کو حسن کی امید نہیں ہے — خواہ پوڈر لگا اور خواہ سیاہی

حکایت آں رنجور کہ طبیب دَرو اُمید صحت ندید

اس بیمار کی حکایت جس میں طبیب نے صحت کی امید نہ دیکھی

آں یکے رنجور شُد سُوی طبیب — گفت نبضم را فرو بیں اے لبیب
ایک بیمار طبیب کے پاس پہنچا — بولا اے عقلمند! میری نبض غور سے دیکھ لے

تاز نبض آگہ شوی برحالِ دل — کہ رگِ دست ست بادل متصل
تاکہ تو نبض سے دل کی حالت پر آگاہ ہو جائے — کیونکہ ہاتھ کی رگ دل سے جڑی ہوئی ہے

چونکہ ۳ دل غیبست خواہی زو مثال — زُو بجو کہ بادلستش اتصال
چونکہ دل پوشیدہ ہے تو اس کی مثال چاہتا ہے — اس سے تلاش کر لے کیونکہ اس کا دل سے اتصال ہے

باد پنہا نست از چشم اے امیں — دَر غبار و جنبشِ برگش ببیں
اے امین! ہوا آنکھ سے پوشیدہ ہے — غبار اور پتوں کے ہلنے میں اس کو دیکھ لے

کز یمین ست اُو وزاں یا از شمال — جنبشِ برگت بگوید وصفِ حال
کہ وہ دائیں جانب سے چل رہی ہے یا بائیں سے — پتوں کی حرکت حال بتا دے گی

ہے وہ نبض اس کی حالت بتا دے گی۔ باد۔ جو چیز مخفی ہو اس سے متصل چیز سے اس کی حالت معلوم کی جاتی ہے۔ ہوا مخفی چیز ہے غبار اور پتے اس سے متصل ہیں ان سے اس کی حالت کا پتہ چل جاتا ہے پتے بتا دیتے ہیں کہ ہوا کس سے پہ چلو۔

---

۱ صیقلے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مجاہدوں کے ذریعہ دل کو مانجھ پھر اس میں اسرار ظاہر ہوں گے اور تیرا دل تیرے لئے دفتر اور کتاب کا کام دے گا۔ کہ زسایہ۔ جب حضرت یوسف کے سایہ سے زلیخا جوان ہو سکتی ہے تو جب تیرے سینہ میں انوار الٰہی پیدا ہوں گے تو جواب مثل بڑھیا کے سے جوان بن جائے گا۔ صاحبقران۔ وہ خوش نصیب جس کی ولادت کے وقت زہرہ اور مشتری دونوں ستارے ایک برج میں جمع ہو جائیں۔ می شود۔ جس طرح سردی سورج کے اثر سے گرمی میں تبدیل ہو جاتی ہے اسی طرح تیرے زہد تبدیلی ہو جائے گی۔ تموز۔ ساون کا مہینہ۔ مریمی۔ حضرت مریم کی تاثیر سے خشک کھجور پھل دینے لگی تھی اسی طرح تیرے اندر تبدیلی آ جائے گی۔

۲ اے عجوزہ۔ انسان کو گزشتہ معصیتوں سے مایوس ہو کر آئندہ احوال کی اصلاح کو ترک نہ کرنا چاہیے۔ گذشتہ سے قطع نظر کر کے اصلاح حال میں لگ جانا چاہیے۔ چوں رُخت۔ پہلے تو نے جو کچھ فرضی باتیں کیں وہ کسی طرح مفید نہ ہوں گی اب صحیح حالات پیدا کر لے۔ حکایت۔ فرضی باتوں کا حقیقت بننا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح اس مریض کی صحت ناممکن تھی۔ رنجور۔ بیمار۔ لبیب۔ ذہین۔ تاز نبض۔ دل کی حالت نبض سے معلوم کر لے نبض والی رگ دل سے جڑی ہوئی ہے۔

۳ چونکہ۔ دل نظروں سے غائب ہے اگر اس کی حالت سمجھنے کے لئے کسی مثال کی ضرورت ہے تو نبض سے سمجھ لو اس کا اس سے اتصال

مستی[۱] دل را نمی دانی کہ کو
اگر تو دل کی مستی کو نہیں سمجھتا ہے کہ وہ کہاں ہے

وصفِ اُو از نرگسِ مخمور جو
تو خمار آلود آنکھوں میں اس کی حالت تلاش کر لے

چوں ز ذاتِ حق بعیدی وصفِ ذات
جبکہ تو خدا کی ذات سے دور ہے ذات کی صفت

باز دانی از رسول و معجزات
تو رسول اور معجزوں سے معلوم کر لے گا

معجزاتے و کراماتے خفی
معجزے اور مخفی کرامات

بر زند بر دل ز پیرانِ صفی
برگزیدہ پیروں کی جانب سے دل پر اثر کرتی ہیں

کہ دروں شاں صد قیامت نقد ہست
کیونکہ ان کے باطن میں سیکڑوں قیامتیں موجود ہیں

کمترین آنکہ شود ہمسایہ مست
ان میں سے کمتر یہ ہے کہ پڑوسی مست ہو جاتا ہے

پس[۲] جلیس اللہ گشت آں نیک بخت
وہ نیک بخت خدا کا ہم نشین بنا

کو بہ پہلوئے سعیدے بُرد رخت
جس نے کسی نیک بخت کے پہلو میں سامان لے جا ڈالا

معجزہ کاں بر جمادے زد اثر
وہ معجزہ جس نے بے جان پر اثر کیا

یا عصا یا بحر یا شق القمر
لاٹھی ہو یا دریا یا چاند کا پھٹنا

گر اثر بر جاں کند بے واسطہ
اگر بغیر واسطہ کے جان پر اثر کرے

متصل گردد بہ پنہاں رابطہ
تو مخفی طور پر رابطہ جڑ جائے گا

بر جمادات[۳] آں اثرہا عاریہ است
بے جانوں پر وہ اثرات عارضی ہیں

آں پئے روحِ خوشِ متواریہ است
وہ مخفی پاکیزہ روح کے لئے ہیں

تا ازاں جامد اثر گیرد ضمیر
تاکہ اس بے جان سے دل اثر قبول کرے

حبذا ناں بے ہیولائے خمیر
خمیر کے مادے کے بغیر روٹی کیا ہی اچھی ہے

حبذا خوانِ مسیحی بے کمی
بغیر کمی کا مسیحی دسترخوان خوب ہے

حبذا بے باغ میوہ مریمی
حضرت مریم کا بغیر باغ کا میوہ روٹی کیا ہی اچھی ہے

بر زند از جانِ کامل معجزات
معجزے مکمل روح سے اثر کرتے ہیں

بر ضمیرِ جانِ طالب چوں حیات
زندگی کی طرح طلبگار کی روح کے ضمیر پر

[۱] مستی۔ دل کے عشق کا آنکھیں حال بتا دیتی ہیں۔ چوں۔ ذات باری بھی مخفی ہے اس کے صفات کا حال رسول اور اس کے معجزوں سے معلوم ہو جاتا ہے۔ نیز پیران صفی۔ یعنی رسول اور اولیاء کی برکت سے معجزے اور کرامات دل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کہ دروں۔ چونکہ ان کے باطن میں قیامت چھپی ہوئی ہے اور قیامت مردوں کو زندہ کرتی ہے اس لئے ان کا باطن مردہ قلوب کو زندگی بخش دیتا ہے اس کا اثر یہ ہے کہ ان کا ہمسایہ مست ہو جاتا ہے۔

[۲] پس۔ ان کا ہم نشین اللہ تعالیٰ کا ہم نشین بن جاتا ہے یعنی اس میں اللہ کی ہم نشین کا اثر جو تعلق مع اللہ ہے پیدا ہو جاتا ہے۔ معجزہ۔ معجزے کی تاثیر دل پر خاص مواد کی تاثیر کے واسطے سے پڑتی ہے معجزے کا اثر عصا پر پڑا اور وہ اژدہا بن گئی یا سمندر پر پڑا اور وہ حضرت موسیٰ کے لئے گزرنے کی بقدر خشک ہو گیا یا شق القمر پر پڑا اور ان کے ذریعہ سے اس کی تاثیر ان پر پڑی تو اگر معجزہ بغیر مواد خاص کے واسطے کے دل پر اثر کرے گا تو اس سے معجزے کا مقصد بعجہ تم پورا ہو جائے گا یعنی دل میں اور حضرت حق میں ربط پیدا ہو جائے گا۔

[۳] بر جمادات۔ معجزوں کا اصل مقصد ان مواد کو متاثر کرنا نہیں ہے بلکہ روح کو متاثر کرنا ہے۔ تا ازاں۔ بے جان معجزے سے اس لئے متاثر ہوتی ہے کہ اس سے انسان کا دل متاثر ہوتا ہے تو اگر جان کے واسطے کے بغیر یہ بات حاصل ہو جائے تو کیا اچھا ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ روٹی پکانے اور آٹا گوندھنے کی زحمت کے بغیر پیٹ بھر جائے۔ حبذا۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت مریمؑ وغیرہ مادی وسائل کے نعمتیں حاصل ہوئیں۔ برزند۔ لیکن اس تاثیر کے لئے طالب ضرور ہے۔

مُعجزہ۱ بحرست وناقص مُرغِ خاک — مُرغِ آبی درو ے ایمن از ہلاک

معجزہ سمندر ہے اور ناقص خشکی کا پرندہ ہے — پانی کا پرندہ اس میں ہلاک ہونے سے پرامن ہے

عجز بخشِ جانِ ہر نا محرمے — لیک قدرت بخشِ جانِ ہمدمے

وہ معجزہ ہر نامحرم کی جان کو عاجزی بخشتا ہے — لیکن ہمدم کی جان کے لئے قدرت بخشنے والا ہے

چوں۲ نیابی ایں سعادت در ضمیر — پس ز ظاہر ہر دم استدلال گیر

اگر یہ سعادت تو باطن میں نہیں پاتا ہے — تو ہر وقت ظاہر سے دلیل پکڑنا سیکھ لے

کہ اثرہا بر مشاعر ظاہرست — ویں اثرہا از مؤثر مُخبرست

کیونکہ اثرات حواس پر ظاہر ہے — اور یہ اثرات اثر کرنے والے کی خبر دینے والے ہیں

ہست پنہاں معنیِ ہر دا روئے — ہمچو سحر و صنعتِ ہر جادوئے

ہر دوا کی صفت پوشیدہ ہے — جیسا کہ ہر جادو کی سحر کاری اور کاریگری

چوں نظر در فعل و آثارش کُنی — گرچہ پنہانست اظہارش کُنی

تو جب اس کے اثرات اور کام پر نظر کرے گا — اگرچہ وہ مخفی ہے، تو اس کا اظہار کر دے گا

قُوتے کاں اندرونش مُضمرست — چوں بفعل آید عیانِ مُظہرست

وہ قوت جو اس میں پوشیدہ ہے — جب کام میں آتی ہے ظاہر کر دینے والا مشاہدہ ہے

چوں۳ بآثار ایں ہمہ پیدا شُدت — چوں نشُد ظاہر بآثار ایزدت

جب یہ سب چیزیں تجھ پر آثار سے ظاہر ہو گئیں — تو تجھے خدا آثار سے کیوں نہ ظاہر ہوا؟

نے سببہا و اثرہا مغز و پُوست — چوں بجوئی جملگی آثار اُوست

کیا اسباب اور اثرات گودا اور چھلکا نہیں ہیں — جب تو جستجو کرے گا سب اسی کے آثار ہیں

دوست گیری چیزہا را از اثر — پس چرا از آثار بخشے بے خبر

اثر کی وجہ سے تو بہت سی چیزوں کو دوست بنا لیتا ہے — تو پھر آثار بخشنے والے سے بے خبر کیوں ہے؟

از خیالے دوست گیری خلق را — چوں نگیری شاہِ غرب و شرق را

تو ایک خیال سے مخلوق کو دوست بنا لیتا ہے — مغرب اور مشرق کے شاہ کو کیوں نہیں بنا لیتا؟

ایں سخن پایاں ندارد اے قباد — حرص ما را اندریں پایاں مباد

اے شاہ! یہ بات خاتمہ نہیں رکھتی ہے — اس میں ہماری حرص ختم نہ ہو

رجوع بقصہ آں رنجور

اس بیمار کے قصہ کی طرف واپسی

---

۱ مُعجزہ۔ معجزے کو دریا سمجھو اور ناقص کو خشکی کا پرندہ جو دریا میں نہیں جی سکتا ہے اور روح کامل بمنزلہ آبی پرندے کے ہے جو دریا میں ہر طرح سے محفوظ رہتا ہے۔ عجز بخش۔ معجزے کا اثر ناقص پر اس کے عجز کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے وہ اس کے مقابلہ سے عاجز آ جاتا ہے اور کامل کو قوت اور عمل کی قدرت عطا کر دیتا ہے۔

۲ چوں نیابی۔ نامحرم اور ہمدم کے علاوہ انسانوں کی ایک تیسری قسم بھی ہے جو بین بین ہے اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ ظاہری امور سے استدلال کرے اللہ تعالیٰ کے اثرات حواس پر ظاہر ہو جاتے ہیں جو مؤثر کی خبر دیتے ہیں۔ ہست۔ دوا کا اثر اور سحر دونوں نظروں سے مخفی ہیں لیکن ان کے اثرات دیکھ کر تو ان کا اظہار کر دیتا ہے دوا کی قوت اور جادو کا اثر جب وجود میں آتا ہے محسوس ہو جاتا ہے۔

۳ چوں۔ جب ہر مخفی چیز اپنے آثار سے پہچان لی جاتی ہے تو خدا کے آثار سے اس کو کیوں نہیں پہچانا جا سکتا۔ نے۔ دنیا میں جس قدر اسباب اور اس کے آثار ہیں سب اللہ تعالیٰ کے آثار ہیں۔ دوست۔ دنیا کی اشیا سے ان کے آثار کی بنا پر محبت ہوتی ہے تو پھر ان آثار کے پیدا کرنے والے سے محبت کیوں نہیں ہے۔ از خیالے۔ اگر کسی کے بارے میں اچھا خیال قائم ہو جاتا ہے جو اور غیر واقعی ہو اس سے محبت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ جو شاہ مشرق و مغرب ہے اس سے دوستی کیوں نہیں ہے۔ اندریں۔ یعنی تعلق ہو مع اللہ۔

باز گرد و قصۂ رنجور گو | باطبیبِ آگہ و ستّار۱ خو
واپس لوٹ اور بیمار کا قصہ کہہ | واقف کار اور پردہ پوشی کرنے والے طبیب کے ساتھ

نبضِ اُو بگرفت و واقف شُد زحال | کہ اُمید صحت اُو بُد محال
اس نے اس کی نبض پکڑی اور حال سے واقف ہوگیا | کہ اس کی تندرستی کی امید ناممکن تھی

گفت ہر چت دل بخواہد آں بکُن | تارود از جسمت رنجِ کُہن
اس نے کہا جو تیرا دل چاہے وہ کر | تاکہ تیرے جسم سے یہ پرانی بیماری جاتی رہے

ہر چہ خواہد خاطرِ تو وامگیر | تانگردد صبر و پرہیزت زحیر
جس چیز کو تیرا دل چاہے، نہ روک | تاکہ تیرا صبر اور پرہیز مصیبت نہ بن جائے

صبر و پرہیز ایں مرض را داں زیاں | ہر چہ خواہد دل در آرش درمیاں
صبر اور پرہیز کو اس مرض کے لئے مضر سمجھ | جو دل چاہے وہ کر

ایں چنیں رنجور را گفت اے عمو | حق تعالیٰ اِعْمَلُوا مَاشِئْتُمْ
اے چچا! ایسے ہی بیمار کے لئے فرمایا ہے | اللہ تعالیٰ نے تم جو چاہو کرو

گفت۲ رو ہیں خیر بادت جانِ عم | مَن تماشائے لبِ جُو میروم
اس نے کہا اے چچا جان! جاؤ تمہارا بھلا ہو | میں دریا کے کنارے سیر کو جاتا ہوں

بر مرادِ دل ہمی گشت اُو بر آب | تاکہ صحت را بیابد فتحِ باب
وہ دل کی خواہش کے مطابق پانی پر گشت لگا رہا تھا | تاکہ صحت کے دروازے کی کشادگی ہو جائے

برلبِ جُو صوفیٔ بنشستہ بُود | دست و رُو می شست و پاکی میفزود
دریا کے کنارے ایک صوفی بیٹھا تھا | ہاتھ اور منہ دھو رہا تھا اور پاکی بڑھا رہا تھا

اُو قفایش دید چوں تخییلیے | کرد اُورا آرزوئے سیلیئے
اس نے اس کی گدی دیکھی تو سودائی آدمی کی طرح | اس نے طمانچہ لگانے کی تمنا کی

برقفائے۳ صوفیِ آں حیرت پرست | راست میکرد از برائے صفع دست
وہ حیرت پرست، صوفی کی گدی پر | طمانچہ مارنے کے لئے ہاتھ تان رہا تھا

کارزو راگر نرانم تا رود | آں طبیبم گفت کاں علت شود
کہ اگر اس آرزو پوری نہ کروں حتی کہ وہ باقی رہے | تو اس طبیب نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ بیماری بن جائے گی

۱ ستارخو۔ مریضوں کی پریشانی کی وجہ سے وہ طبیب مریضوں کی پوری کیفیت سے ان کو مطلع نہ کرتا تھا۔ بُد محال۔ وہ دق کے آخری درجہ میں پہنچ چکا تھا۔ ہر چت دل۔ دل تو ہر چہ۔ رنج کُہن۔ یعنی پرہیز کی پرانی تکلیف یا مریض کی تسلی کے لئے کہہ دیا اور مرض لاعلاج ہو چکا تھا۔ صبر۔ اب صبر اور پرہیز نہ کرو ورنہ طبیعت اور کمزور ہوگی مرض کا غلبہ ہو جائے گا۔ ایں چنیں۔ اب مولانا کا ذہن مایوس العلاج روحانی مریضوں کی طرف منتقل ہو گیا فرماتے ہیں قرآن نے ایسے ہی روحانی مایوس العلاج مریضوں کے لئے فرمایا ہے کہ جو چاہو کرو اگرچہ قرآن کا یہ قول زجر و توبیخ پر مبنی ہے اور طبیب کا قول مریض کو اجازت کے لئے تھا۔

۲ گفت۔ مریض نے طبیب کا قول سن کر اس کو رخصت کیا اور خود دریا کی سیر کو چل دیا۔ جو اس کی دلی خواہش کے مطابق صحت کی خاطر اس نے دل کی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کر لیا۔ میفزود۔ یعنی باطنی طہارت تو اس کو حاصل تھی ظاہری طہارت (وضو) کر رہا تھا تاکہ ایک کی بجائے دو طہارتیں حاصل ہو جائیں۔ او۔ مریض نے صوفی کی گدی دیکھی تو اس پر طمانچہ مارنے کی تمنا پیدا ہو گئی۔ تخییلی۔ یعنی وہ آدمی جو سودائی ہو۔

۳ برقفا۔ اس مریض نے صوفی کی گدی پر طمانچہ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ حیرت پرست۔ یعنی حیران عقل والا۔ صفع۔ طمانچہ۔ کارزو۔ دل میں سوچا کہ اگر یہ تمنا پوری نہ کروں گا تو طبیب کے کہنے کے مطابق بیماری میں اضافہ ہوگا اور یہ ہلاکت ہے اور قرآن نے اپنے آپ کو ہلاک کرنے سے منع کیا ہے۔

سیلیش اندر برم در معرکہ | زانکہ لَا تُلْقُوا بِاَيْدِیْ تَهْلُكَة
میں لڑائی میں اس کے طمانچہ مارنے کو لایا ہوں | کیونکہ حکم ہے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو

تہلکہ ست ایں صبر و پرہیز اے فلاں | خوش[1] ابکوش تن مزن چوں کاہلاں
اے فلاں! یہ صبر اور پرہیز ہلاکت ہے | اس کو خوب کوٹ کاہلوں کی طرح خاموش نہ ہو

چو زدش سیلی برآمد یک طراق | گفت صوفی ہے ہاے قواد عاق
جب اس نے اس کے طمانچہ مارا طراق کی آواز نکلی | صوفی نے کہا ہا! میں ہا! میں اے دیوث، نافرمان

خواست صوفی تا دو ستہ مشتش زند | سبلت و ریشش یکایک برکند
صوفی نے چاہا کہاس کے دو تین مکے مارے | یکبارگی اس کی مونچھ اور داڑھی اکھاڑ دے

لیک اورا خستہ و رنجور دید | بس ضعیف و خوار و زار و غور دید
لیکن اس کو تھکا ہوا اور بیمار دیکھا | بہت کمزور اور خوار اور لاغر اور برہنہ دیکھا

باز اندیشید او ضعف ورا | گفت اگر مشتش زنم گردد فنا
پھر اس کی کمزوری کو اس نے سوچا | کہا اگر اس کے گھونسا ماروں گا مر جائے گا

رنج دق ازوے برآوردہ دمار | دید شخصے سخت مدقوق و نزار
دق کی بیماری نے اس کی تباہی مچا دی ہے | اس نے ایسا شخص دیکھا جو دق میں مبتلا اور کمزور تھا

خلق[2] رنجورِ دق و بیچارہ اند | وز خداعِ دیو سیلی بارہ اند
مخلوق دق کی مریض اور لا علاج ہے | اور شیطان کے ورغلانے سے طمانچہ مارنے کی شوقین ہے

جملہ در ایذائے بیجرم ماں حریص | در قفای ہمدگر جویاں نقیص
سب بے خطاؤں کو ستانے کے شوقین ہیں | ایک دوسرے کے پیٹھ پیچھے غیب کے جویاں ہیں

اے زنندہ بے گناہاں را قفا | در قفای خود نمی بینی چرا
اور بے گناہوں کی گدی پر مارنے والے! | تو اپنی گدی کو کیوں نہیں دیکھتا ہے؟

اے ہوارا طب خود پنداشتہ | بر ضعیفاں صفع را بگماشتہ
اے وہ کہ نفس کی خواہش کو علاج سمجھے ہوئے ہے | کمزوروں پر طمانچہ تانے ہوئے ہے

برتو[3] خندید آنکہ گفت ایں دوا ست | اوست کادم را بگندم رہنما ست
تجھ پر وہ ہنسا جس نے تجھ سے کہا کہ یہ دوا ہے | وہ وہی ہے جو آدمؑ کا گیہوں کی جانب رہنما ہے

کہ خورید ایں دانہ اے دو مستعین | بہر دار و تا تکونا خالدین
کہ اے دونوں مدد چاہنے والو! اس دانہ کو کھاؤ | دوا کے لئے تاکہ تم دونوں جنت میں ہمیشہ رہنے والے بن جاؤ

---

[1] خوش۔ یعنی مریض نے اپنے آپ کو کہا۔ طراق۔ طمانچہ کی آواز۔ قواد۔ دیوث۔ خواست۔ صوفی نے اس مریض کو مارنا چاہا، لیکن اس کی لاغری کی وجہ سے یہ سوچا کہ اگر میں اس کو مار دوں گا تو وہ مر جائے گا۔ غور۔ ننگا۔ دمار۔ ہلاکت۔ تباہی۔ مدقوق۔ وہ شخص جو دق کا بیمار ہو۔

[2] خلق۔ اب مولانا ارشادی مضمون بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح طبیب کی بات سے غلط فہمی میں اس بدنی مریض نے صوفی کے طمانچے مارے اسی طرح عوام روحانی مریض شیطان کے ورغلانے سے مخلوق خدا کو ستانے پر آمادہ رہتے ہیں۔ سیلی بارہ۔ طمانچہ بازی کا شائق۔ نقیص۔ عیب سعدی (شعر)

در برابر چو گو سفند سلیم
در قفا ہمچو گرگ مردم خوار

[3] برتو۔ وہی شیطان جو تیرا اغوا کرتا ہے تیرا مذاق اڑاتا ہے، اسی نے تیرے باوا آدمؑ کا اغوا کیا تھا۔ مستعین۔ مدد کا طالب۔ دار۔ دوا۔

اُوش لغزانید و زد اُورا قفا — آں اقفا واگشت وگشت ایں راجزا

اس نے ان کو پھسلایا اور گدی پہ مارا — وہ گدی (پر مار) پلٹ اور اس کی سزا بن گئی

اُوش لغزانید سخت اندر زلق — لیک پُشت و دستگیرش بُود حق

اس نے ان کو پھسلن میں پھسلایا — لیکن اللہ تعالیٰ ان کا سہارا اور مددگار تھا

کوہ بُود آدمؑ اگر پُر مار شُد — کان تریاقست و بے اضر ارشُد

حضرت آدمؑ پہاڑ تھے خواہ سانپوں بھرے ہو گئے — وہ تریاق کی کان ہیں اور بے ضرر ہو گئے

تو کہ تریاقے نداری ذرّۂ — از خلاص خود چرائی غرّۂ

تو جو کہ تریاق کا ایک ذرہ نہیں رکھتا — اپنی نجات سے تو کیوں غافل ہے؟

آں توکّل کو خلیلا نہ ترا — واں کرامت چوں ۲کلیمت از کجا

حضرت خلیل کا ساتوکل تجھے کہاں حاصل ہوا؟ — کلیم اللہ کی عزت تجھے کہاں سے حاصل ہے؟

تا نبُرّد تیغت اسمٰعیل را — تا کُنی شہ راہ قعرِ نیل را

تاکہ تیری تلوار حضرت اسماعیل کو نہ کاٹے — تاکہ تو نیل (دریا) کی گہرائی کو شاہراہ بنا لے

گر سعیدے از منارہ اُو فتید — بادِش اندر جامہ اُوفتا دو رہید

اگر کوئی سعید منارے سے گر پڑے — ہوا ان کے کپڑوں میں بھر گئی اور وہ بچ گئے

چوں یقینت نیست آں بخت حَسَن — تو چرا برباد دادی خویشتن

جب وہ اچھا نصیبہ یقیناً تیرے لئے نہیں ہے — تو نے اپنے آپ کو کیوں برباد کیا؟

زیں منارہ صد ہزاراں ہمچو عاد — در فتادند سرا سر باد داد

اس منارے سے لاکھوں آدمی عاد کی طرح — گرے اور سراسر برباد ہوئے

سرنگوں افتادگاں زیر منار — می نگر تو صد ہزار اندر ہزار

منارے کے نیچے اوندھے گرے ہوئے — تو لاکھوں لاکھ دیکھ لے

تو رسن بازی نمی دانی یقیں — شُکر پابا گو و میر و بر زمیں

تو یقیناً نٹ پنا نہیں جانتا ہے — پاؤں کا شکر ادا کرو اور زمین پر چل

پَر مساز از کاغذ و از کہ مپَر — کہ دراں سودا بسے رفتست سر

کاغذ کے پر نہ بنا اور پہاڑ پر سے نہ اڑ — کیونکہ اس جنون میں بہت سے سر ختم ہوئے ہیں

---

۱ آں قفا۔ اس شیطان کے لئے وہی طمانچہ سزا بنا اس لئے کہ اس نے توبہ نہ کی۔ زلق۔ پھسلن۔ لیک۔ حضرت آدمؑ کی خطا سے اپنے لئے خطا کا جواز نہ پیدا کر تجھ میں ان کی جیسی خوبیاں کہاں ہیں حضرت حق ان کا دستگیر تھا۔ کوہ۔ حضرت آدمؑ کی مثال تو اس پہاڑ کی سی ہے جس میں سانپ ہوں تو تریاق بھی ہو۔ تو ز تریاقے۔ عوام میں وہ صلاحیتیں کہاں ہیں جو حضرت آدمؑ میں تھیں۔ آں توکل۔ حضرت ابراہیمؑ کو جو توکل کا مرتبہ حاصل تھا وہ تجھ میں کہاں ہے اسی توکل کی بنا پر ان کی تلوار حضرت اسماعیل کا گلا نہ کاٹ سکی۔

۲ چوں کلیمت۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا سا توکل تجھ میں کہاں ہے اسی توکل کی وجہ سے دریائے نیل ان کو نہ ڈبو سکا۔ سعیدے۔ حضرت شیخ شجاع سعید رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ مشہور ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو ایک منارے پر سے گرلیا لیکن نہ تو تجھے چرچی جبکہ تیرا وہ نصیبہ نہیں ہے جو شیخ شجاع سعید کا تھا تو اپنے آپ کو منارے پر سے گرا کر برباد نہ کر۔

۳ زیں منارہ۔ یہی ہوا جو ان کے کپڑوں میں بھری جس کی وجہ سے وہ بچ گئے قوم عاد کی طرح لاکھوں کی تباہی کا سبب بنی ہے تو لاکھوں کی تباہی تاریخ میں پڑھ لے۔ رسن بازی۔ نٹ یہ کھیل دکھاتے ہیں کہ وہ رسی تان کر اس پر سے چل کر جاتے ہیں۔ پر مساز۔ کاغذ کے بنائے پر لگا کر پہاڑ پر سے اڑنے کی کوشش نہ کرو ورنہ برباد ہلاک ہو جائے گا۔

گرچہ آں صُوفی پُر آتش شد زخشم | لیک اُو بر عاقبت انداخت چشم
اگرچہ وہ صوفی غصہ کی آگ سے بھر گیا | لیکن اس نے انجام پر نظر ڈالی

اوّلِ صف بر کسے ماند بکام | کو نگیرد دانہ بیند بند دام
پہلی صف میں وہی شخص بامراد رہتا ہے | جو دانہ نہ چُگے، جال کا پھندا دیکھ لے

حَبَّذا دو چشمِ پایاں بینِ راد | کہ نگہدارند تن را از فساد
عقل کی وہ دو انجام بین آنکھیں بڑی مبارک ہیں | جو جسم کو خرابی سے بچا لیں

آں ز پایاں دید احمدؐ بُود کو | دید دوزخ را ہم ایں جا مُو بمُو
جس نے انجام کو دیکھ لیا وہ احمدؐ تھے کہ انہوں نے | اسی جگہ دوزخ کو ذرہ ذرہ دیکھ لیا

دید عرش و کرسی و جنّات را | تا درید اُو پردۂ غفلات را
انہوں نے عرش اور کرسی اور جنتوں کو دیکھ لیا | یہاں تک کہ انہوں نے غفلتوں کے پردے کو چاک کر دیا

گر ہمی خواہی سلامت از ضرر | چشم ز اوّل بند و پایاں رانگر
اگر تو نقصان سے بچاؤ چاہتا ہے | آغاز سے آنکھ بند کر لے اور انجام کو دیکھ لے

تا عدمہا را بہ بینی جملہ ہست | ہستیہا[۱] را بنگری محبوس و پست
تاکہ تو سب عدموں کو موجود دیکھ لے | تو موجودات کو مقید اور پست دیکھ لے

ایں ببیں بارے کہ ہر کش عقل ہست | روز و شب در جستجوءِ نیست ہست
ذرا اس کو دیکھ لے کہ جس کو عقل ہے | وہ دن رات عدم کی جستجو میں ہے

در گدائی طالبِ جُودے کہ نیست | بر دکانہا طالبِ سُودے کہ نیست
فقیری میں اس سخاوت کا طالب ہے جو کہ عدم ہے | دکانوں پر اس نفع کا طالب ہے جو عدم ہے

در مزارع[۲] طالبِ دخلے کہ نیست | در مغارس طالبِ نخلے کہ نیست
کھیتوں میں اس پیداوار کا طالب ہے جو عدم ہے | تھانولوں میں اس پودے کا طالب ہے جو عدم ہے

در مدارس طالبِ علمے کہ نیست[۳] | در صوامع طالبِ حلمے کہ نیست
مدرسوں میں اس علم کا طالب ہے جو عدم ہے | عبادت خانوں میں اس علم کا طالب ہے جو عدم ہے

ہستہا را سُوے پس افگندہ اند | نیستہا را طالب اند و بندہ اند
انہوں نے وجودوں کو پیچھے پھینک دیا ہے | عدموں کے طالب اور غلام ہیں

زانکہ کان و مخزنِ صنعِ خدا | نیست غیر نیستی در انجلا
تکہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری کی کان اور خزانہ | ظہور میں، عدم کے علاوہ کچھ نہیں ہے

[۱] گرچہ صوفی کو غصہ غرور آیا لیکن وہ عاقبت میں تھا۔ اول۔ بامراد وہی شخص ہوتا ہے جو انجام پر نظر کرے۔ آنکہ۔ آنحضورؐ سب سے زیادہ انجام میں تھے آنحضورؐ پر آخرت کی تمام چیزیں منکشف ہو گئیں تھیں۔ گرہمی۔ خواہی انسان اگر نجات چاہتا ہے تو آغاز سے آنکھ بند کر لے اور انجام پر نظر رکھے۔ عدمہا۔ آخرت کی چیزیں جو اس وقت نظروں سے معدوم ہیں۔

[۲] ہستیہا۔ دنیاوی چیزیں جو اس وقت پیش نظر ہیں۔ ایں بہ بیں۔ غور کر دنیا میں ہر شخص معدوم کی جستجو میں لگا ہوا ہے۔ در گدائی۔ فقیر روپے پیسے کا طالب ہے جو اس کے اعتبار سے معدوم ہے کاروباری نفع کا طالب ہے جو فی الحال مفقود ہے۔

[۳] در مزارع۔ کاشتکار پیداوار کا طالب ہے جو معدوم ہے باغبانذ پودوں کا طالب ہے جو معدوم ہیں۔ در مدارس۔ طالب علم اس علم کا طالب ہے جو معدوم ہے عبادت گزار اس بردباری کا طالب ہے جو معدوم ہے۔ ہستہا۔ ان سب نے اپنے موجود کو پس پشت ڈال دیا ہے اور معدوم کی طلب میں کوشاں ہیں۔ زانکہ۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ایجاد کرنا ہے اور وہ معدوم کو موجود کرتا ہے تو اس کی صنعت کا تعلق معدوم سے ہے لہٰذا اس کے بندوں میں بھی یہی صفت ہے۔

پیش ۱ ازیں رمزے بگفتستم ازیں — این وآں را تو یکے بیں، دو مبیں
اس سے پہلے اس سے متعلق میں اشارہ کر چکا ہوں — تو اس کو اور اس کو ایک دیکھ دو نہ دیکھ

گفتہ شد کہ ہر صناعت گر کہ رُست — در صناعت جائگاہِ نیست جُست
کہا گیا ہے کہ جو کاریگر بھی پیدا ہوا ہے — اس نے عدم میں جگہ تلاش کی ہے

جُست بنّا موضعے نا ساختہ — گشت ویراں سقفہا انداختہ
معمار نے بغیر بنی جگہ تلاش کی — جو ویران ہو گیا ہو، چھتیں گری ہوئی ہوں

جُست سقا کوزۂ کش آب نیست — واں درو گر خانۂ کش باب نیست
سقے نے وہ پیالہ تلاش کیا جس میں پانی نہیں ہے — اور بڑھئی نے وہ گھر جس کا دروازہ نہیں ہے

وقت ۲ صید اندر عدم بیں جملہ شاں — وز عدم آنگہ گریزاں جملہ شاں
شکار کے وقت عدم میں ان کا حملہ دیکھ — پھر بھی سب عدم سے گریزاں ہیں

چوں امیدت لاست زو پرہیز چیست — با انیسِ طبعِ خود استیز چیست
جبکہ تیری آمید عدم ہے اس سے پرہیز کیا — اپنے طبیعت کے مرغوب سے جھگڑا کیا ہے

چوں انیسِ طبعِ تو آں نیستی ست — از فنا و نیست ایں پرہیز چیست
جبکہ تیری طبیعت کا مرغوب وہ عدم ہے — (تو) فنا اور عدم سے یہ پرہیز کیوں ہے؟

گر انیسِ لانۂ اے جاں بسر — در کمین لا چرائی منتظر
اے جان اگر تو مخفی طور پر عدم سے انس کرنے والا نہیں ہے — عدم کی گھات میں تو منتظر کیوں ہے؟

زانکہ ۳ داری جملہ دل بر کندۂ — شست دل در بحرِ لا افگندۂ
تمہارے پاس جو کچھ ہے تو اس سے دل برداشتہ ہو گیا ہے — تو نے دل کی شست کو عدم کے دریا میں ڈال دیا ہے

پس گریز از چیست زیں بحرِ مراد — کو بشستت صد ہزاراں صید داد
تو اس بحر مراد سے گریز کیوں ہے؟ — جس نے شست کے ذریعہ تجھے لاکھوں شکار دیئے ہیں

از چہ نام برگ را کردی تو مرگ — جادوئے بیں کہ نمودت مرگ برگ
تو نے ساز و سامان کا نام موت کیوں رکھا ہے؟ — اس جادو کو دیکھ جو تجھے برگ کی مرگ دکھا رہا ہے

ہر دو چشمت بست سحرِ صنعتش — تا کہ جاں را درچہ آمد رغبتش
جس کی کاریگری کے جادو نے تیری دونوں آنکھیں بند کر دی ہیں — حتیٰ کہ جان کنویں کی طرح راغب ہے

در خیالِ اوز مکرِ کردگار — جملہ صحرا فوقِ چہ زہرست و مار
اس کے خیال میں خدا کی مخفی تدبیر سے — کنویں کے اوپر کا تمام جنگل زہر اور سانپ ہے

---

۱ پیش ازیں۔ دفتر پنجم میں اس موضع پر مولانا نے بہت کچھ فرمایا ہے۔ صناعت گر۔ ہر کاریگر معدوم کو موجود کرتا ہے۔ صانع۔ معمار وغیرہ تعمیر شدہ کی تعمیر کرتا ہے۔ سقا اس برتن میں پانی ڈالتا ہے جس میں پانی نہ ہو۔ بڑھئی وہاں دروازہ بنا کر لگاتا ہے جہاں دروازہ نہ ہو۔

۲ وقت صید۔ جب مقصد کا شکار کرتے ہیں عدم پر حملہ کرتے ہیں پھر بھی عدم یعنی موت سے بھاگتے ہیں۔ چوں امیدت۔ جبکہ ہر شخص نے معدوم سے امید وابستہ کر رکھی ہے تو پھر اپنی مرغوب چیز عدم سے مخالفت کیوں ہے، انسان کو ان حالات میں تو فنا اور نیستی سے رغبت ہونی چاہیے۔ گر انیس۔ اگر عدم سے محبت نہیں ہے تو ہر وقت عدم کی گھات میں کیوں لگا ہے۔

۳ زانکہ۔ انسان کا دل موجود پر مطمئن نہیں ہوتا مزید جو کہ معدوم ہے اس کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ بحر لا۔ فنا کا سمندر۔ بحر مراد۔ معدوم انسان کی مراد ہے۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ برگ۔ ساز و سامان۔ چہ۔ دنیاداری کا کنواں جو دراصل موت ہے۔ در خیال۔ انسان یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ ہے یہی دنیا کا کنواں ہے اور اس کے اوپر کا جنگل عالم غیب زہر اور سانپ ہے۔

لا جرم چہ را پناہے ساخت ست
لا محالہ اس نے کنویں کو پناہ گاہ بنا لیا ہے

تا کہ[1] مرگ اُورا بچاہ انداخت ست
یہاں تک کہ موت نے اس کو کنویں میں ڈال دیا ہے

آنچہ گفتم از غلطہاش اے عزیز
اے پیارے! میں نے جو کچھ اس کی غلطیاں بتائیں

ہم بریں بشنیدم از عطار نیز
ایسی ہی میں نے عطار سے بھی سنی تھیں

قصۂ سلطان محمود و غلام ہندو

ہندو غلام اور سلطان محمود کا قصہ

رحمۃ اللہ علیہ گفت است
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

ذکرِ شہ محمود غازی سُفتہ است
سلطان محمود غازی کا ذکر نظم کی لڑی میں پرو دیا ہے

کز غزای ہند پیش آں ہُمام
کہ ہندوستان کے غزوے سے اس سردار کی پیشی میں

در غنیمت اُو فتادش یک غلام
غنیمت میں ایک غلام آ گیا

پس خلیفہ اش کرد و بر تختش نشاند
پھر اس کو قائم مقام بنایا اور اس کو تخت پر بٹھایا

بر[2] سپہ بگزیدش و فرزند خواند
اس کو لشکر کا سردار بنایا اور فرزند کہا

طول و عرض و وصف قصۂ تو بتو
قصہ کی لمبائی اور چوڑائی اور تہ بہ تہ باتیں

در کلام آں بزرگِ دیں بجو
دین کے اس بزرگ کے کلام میں تلاش کرے

حاصل آں کودک براں تخت نُضار
خلاصہ یہ کہ وہ لڑکا اس زریں تخت پر

شستہ پہلوئے قُباد شہر یار
سلطان فرمانروا کے پہلو میں بیٹھ کر

گریہ کردے اشک میراندے بسوز
رونے لگا (اور) سوز کے ساتھ آنسو بہانے لگا

گفت شاہ اُورا کہ اے پیروز رُوز
بادشاہ نے اس سے کہا اے نیک بخت!

از چہ گرئی دولت شد ناگوار
تو کیوں روتا ہے، تجھے سلطنت ناگوار ہوئی

فوق[3] افلاکی قرینِ شہر یار
تو آسمانوں پر فوقیت رکھتا ہے، شاہ کا ہمنشین ہے

تو بریں تخت و وزیران و سپاہ
تو اس تخت پر ہے اور وزیر اور لشکر

پیش تخت صف زدہ چوں نجم و ماہ
چاند ستاروں کی طرح تیرے تخت کے سامنے صف بصف ہیں

گفت کودک گریہ ام زانست زار
بچے نے کہا میرا پھوٹ پھوٹ کر رونا اس لئے ہے

کہ مرا مادر دراں شہر و دیار
کہ میری ماں اس شہر اور وطن میں

از توام تہدید کردے ہر زماں
ہر وقت مجھے تجھ سے ڈراتی تھی

بینمت در دست محمود ارسلاں
میں تجھے محمود شیر کے ہاتھوں میں دیکھوں

[1] تا کہ۔ موت نے اس پر واضح کر دی کہ جس کو وہ جائے پناہ سمجھتا تھا وہ کنواں یعنی ہلاکت کا سبب تھا۔ غلطہا۔ یعنی اسباب ہلاکت کو اسباب نجات اور اسباب نجات کو اسباب ہلاکت سمجھنا۔ قصہ اس قصہ میں یہی مذکور ہے کہ ہندو غلام غلط بات سمجھتے ہوئے تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ یعنی شیخ فرید الدین عطار آں ہمام۔ یعنی سلطان محمود۔

[2] بر سپہ۔ یعنی اس کو لشکر کا سردار بنا دیا اور فرزند کا لقب عطا کر دیا۔ نضار۔ نون کے ضمہ کے ساتھ زر خالص، ہر خالص چیز۔ شستہ۔ نشستہ۔ قباد۔ قاف کے ضمہ کے ساتھ، بعض بادشاہوں کا نام ہے، ہر بڑا بادشاہ۔ گریہ کردے۔ وہ ہندو غلام تخت پر بیٹھ کر زار زار رونے لگا۔ دولت۔ تجھے یہ ناگوار ہوا ہے کہ میں تجھے سلطنت کا مالک بنا رہا ہوں۔

[3] فوق افلاکی۔ تیرا رتبہ آسمان سے بھی اونچا ہو گیا۔ پیش۔ تیرے سامنے وزرا اور سپاہی چاند ستاروں کی طرح صف باندھے کھڑے ہیں۔ دیار۔ یعنی ہندوستان۔ از توام۔ میری ماں ناراض ہو کر جب مجھے ڈراتی تھی تو یہ کہتی تھی کہ میں تجھے محمود شیر کے ہاتھ میں دیکھوں۔ ارسلاں۔ شیر۔

پس ۱ پدر مر مادرم را در جواب
پھر میرا باپ ماں کے جواب میں
جنگ کردے کانچہ خشم ست و عتاب
لڑتا کہ یہ کیا غصہ اور ناراضی ہے

می نیابی ہیچ نفرینِ دگر
تجھے کوئی دوسری بددعا نہیں تھی
زیں چنیں نفرینِ مُہلک سہل تر
جو اس مہلک بددعا سے آسان ہو

سخت بیرحمی و بس سنگیں دلی
تو بہت بے رحم اور بہت سنگین دل ہے
کہ بصد شمشیر اُورا قاتلی
کہ سیکڑوں تلواروں سے تو اس کی قاتل ہے

مَن ز گفتِ ہر دو حیراں گشتمے
میں دونوں کی گفتگو سے حیران ہوتا
در دل اُفتادے مرا بیم و غمے
میرے دل میں خوف اور رنج پیدا ہوتا

تا چہ دوزخ خُوست محمود اے عجب
ہائے تعجب! محمود کیا دوزخ خصلت ہے؟
کہ مثل گشت ست در ویل و کرب
کہ ہلاکت اور مصائب میں ضرب المثل بن گیا ہے

من ۲ ہمی لرزیدمے از بیمِ تُو
میں تیرے ڈر سے لرزتا رہتا
غافل از اکرام واز تعظیمِ تو
تیرے اکرام اور تعظیم سے غافل تھا

مادرم کُوتا بہ بیند ایں زماں
میری ماں کہاں ہے! کہ اب دیکھے
مر مرا بر تخت اے شاہِ جہاں
اے شاہ جہاں! مجھے تخت پر

یا پدر کُوتا مرا بیند چنیں
یا باپ کہاں ہے کہ اب دیکھے
خوش نشستہ پہلوئے سُلطانِ دیں
دین کے بادشاہ کے پہلو میں آرام سے بیٹھا ہوا

فقر آں محمودِ تُست اے بے سعت
اے بے ہمت! فقر، تیرا محمود ہے
طبع از و دائم ہمی ترسانَدت
طبیعت تجھے اس سے ہمیشہ ڈراتی ہے

گر بدانی رحمِ ایں محمودِ راد
اگر تو اس سخی محمود کا رحم سمجھ لے
خوش بگوئی عاقبت محمود باد
تو خوشی سے کہے گا، بہتر انجام ہو

فقر آں محمودِ تُست اے بیم دل
اے بزدل! فقر تیرا محمود ہے
کم شنو زیں مادرِ ۳ طبعِ مُضل
اے گمراہ کرنے والی ماں، طبیعت کی بات نہ سن

چوں شکارِ فقر گردی تو یقیں
جب تو فقر کا شکار ہو جائے گا تو یقینا
ہمچوں کودک اشک باری یوم دیں
قیامت کے دن بچے کی طرح آنسو بہائے گا

گرچہ اندر پرورش تن مادر ست
اگرچہ جسم پرورش کرنے میں ماں کی طرح ہے
لیک از صد دشمنت دشمن تر ست
لیکن تیرے سو دشمنوں سے زیادہ دشمن ہے

۱ پس پدر۔ میرا باپ میری ماں سے کہتا تھا کہ اس قدر سخت بددعا کیوں دیتی ہے اس سے نرم کوئی بددعا دیا کر۔ کہ بصد۔ سلطان محمود کے ہاتھ میں کسی کا پڑ جانا سیکڑوں تلواروں سے قتل ہونا ہے۔ من ز گفت۔ میں دونوں کی باتوں سے حیران ہوتا تھا اور غمگین ہوتا تھا۔ تا چہ۔ ان بددعاؤں سے میں سوچا کرتا تھا سلطان محمود کس قدر ظالم ہے جو تباہی اور بربادی کے لئے ضرب المثل بن گیا ہے۔

۲ من ہمی لرزیدمے۔ میں آپ کے نام سے کانپتا تھا اور آپ کے اکرام اور عظمت عطا کرنے سے غافل تھا۔ آج میرے ماں باپ ہوں تو وہ دیکھیں کہ ان کے خیالات کس قدر غلط تھے فقر۔ فقر اور عدم سے انسان کا ڈرنا ایسا ہی غیر واقعی ہے جیسا کہ ہندو غلام کا سلطان محمود سے ڈرنا تھا۔ خوش بگوئی تو یہ دعا کرے گا کہ خدا کرے میری عاقبت محمود ہو اس کے دونوں معنی ہیں کہ قابل تعریف ہو یا انجام کار ہمیں بھی سلطان محمود میسر آ جائے۔

۳ مادر۔ جس طرح اس لڑکے کی ماں غلط طور پر ڈراتی تھی اسی طرح انسان کی طبیعت انسان کو فقر سے غلط طور پر ڈراتی ہے۔ شکار فقر۔ جب تجھے فقر حاصل ہو جائے گا تو پھر اسی طرح روئے گا جس طرح اپنی پہلی معلومات پر وہ ہندو غلام رویا تھا۔ گرچہ انسان کا جسم، انسان کو اسی طرح پرورش کرتا ہے جس طرح ماں بچے کی پرورش کرتی ہے لیکن وہ انسان کا سو دشمنوں سے زیادہ دشمن ہے۔

تن[۱] چو شد بیمار دارو جوت کرد — در قوی شد مر ترا طاغوت کرد

جسم جب بیمار ہوا اس نے تجھے دوا کا جستجو کرنے والا بنایا — اگر قوی ہوا، تجھے شیطان بنا دیا

چوں زرہ داں این تن پُر حَیف را — نے شتا را شاید و نے صیف را

اس ظالم جسم کو زرہ کی طرح سمجھ — نہ جاڑوں کے لائق ہے اور نہ گرمیوں کے

یارِ بد نیکوست بہرِ صبر را — کہ کشاید صبر کردن صد را

صبر کے لئے برا دوست اچھا ہے — کہ صبر کرنے کے لئے سینہ کو کھول دیتا ہے

صبرِ مہ باشب منوّر داردش — صبرِ گل باخار اذ فردار دش

چاند کا رات کے ساتھ صبر اس کو منور بنا دیتا ہے — پھول کا صبر کانٹے کے ساتھ اس کو مہکتا ہوا بنا دیتا ہے

صبرِ[۲] شیر اندر میانِ فرث و خوں — کرد اورا ناعشِ ابن اللبون

لید اور خون میں دودھ کے صبر نے — اس کو دودھ پیتے بچے کے لئے زندگی بخشنے والا بنا دیا

صبرِ جملہ انبیا با منکراں — کردشاں خاصِ حق و صاحبقراں

منکروں کے ساتھ انبیاء کے صبر نے — ان کو اللہ تعالیٰ کا خاص اور با اقبال بنا دیا

ہر کہ را بنی یکے جامہ درست — دانکہ اوآں را بصبر و کسب جست

تو جس کسی کا لباس اچھا دیکھے — سمجھ لے کہ اس نے وہ صبر اور کمائی سے حاصل کی ہے

ہر کرا بنی برہنہ و بینوا — ہست بر بے صبریِ اوآں گوا

تو جس کو ننگا اور محتاج دیکھے — وہ اس کی بے صبری پر گواہ ہے

ہر[۳] کہ مستوحش بود پُر غصہ جاں — کردہ باشد بادغائی اقتراں

جو وحشت زدہ ہو، جان غصہ سے بھری ہوئی ہے — اس نے دھوکے باز کے ساتھ جوڑ لگایا ہے

صبر اگر کردے ز اُلف آں بیوفا — از فراقِ اُو نخوردے ایں قفا

اگر وہ بے وفا دوستی سے صبر کر لیتا — اس کی جدائی کا یہ طمانچہ نہ کھاتا

خوی با حق ساختے چوں انگبیں — بالبن کہ لا احب الافلین

اللہ کے ساتھ موافقت کرتا جس طرح شہد — دودھ کے ساتھ کہ میں غروب کر جانے والوں کو محبوب نہیں رکھتا ہوں

لا جرم تنہا نماندے ہمچناں — کاتشے ماندہ براہ از کارواں

لا محالہ اس طرح اکیلا نہ رہتا — جس طرح قافلے سے آگ پیچھے رہ گئی

---

۱ تن چو شد۔ اگر جسم بیمار ہوتا ہے تو انسان دوا کی تلاش میں پریشان ہوتا ہے اور اگر وہ تندرست ہو تو پھر انسان میں شیطنت پیدا کر دیتا ہے۔ چوں زرہ۔ جس طرح لوہے کی زرہ بدن کو کسی حالت میں بھی راحت نہیں پہنچاتی ہے اسی طرح جسم انسان کو کسی حالت میں بھی راحت نہیں پہنچاتا ہے۔ یار بد۔ جسم اگرچہ برا ساتھی ہے لیکن اس کے مصائب پر صبر کرو تو پھر اس سے یہ فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ صبر مہ۔ کالی رات میں چاند کا صبر اس کو منور کرتا ہے پھول کا کانٹے کے ساتھ صبر اس میں مہک پیدا کرتا ہے۔

۲ صبر۔ دودھ لید اور خون کے درمیان صبر کرتا ہے تو بچے کو زندگی بخشنے والا بن جاتا ہے۔ ابن اللبون۔ دودھ پیتا بچہ۔ جملہ انبیا تمام انبیاء کے اخروی مراتب صبر کرنے سے بلند ہوئے ہیں۔ ہر کرا۔ دنیاوی منافع بھی صبر سے حاصل ہوتے ہیں انسان کے لباس کی درستگی صبر کے ساتھ کمائی پر لگنے کا نتیجہ ہے اور برہنہ ہونا اس کی دلیل ہے کہ وہ محنت پر صبر نہیں کر سکا ہے۔

۳ ہر کہ۔ جو شخص غمگین ہو اس کے بارے میں سمجھ لو کہ اس نے تعلق مع اللہ پر صبر نہیں کیا بلکہ اللہ سے بیوفائی کی اور دغا دینے والی چیز سے تعلق پیدا کیا تھا۔ اقتراں۔ باہمی جڑنا۔ آں بے وفا۔ اگر یہ فانی اشیاء کی بیوفائی سے تعلق نہ پیدا کرتا تو آج غمگین نہ ہوتا۔ خوی۔ وہ خدا سے تعلق پیدا کرتا اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح کہہ دیتا کہ مجھے غائب ہو جانے والی چیزوں سے محبت نہیں ہے۔ کاتشے ماندہ۔ روانہ ہو جاتا ہے اور آگ تنہا پڑی رہ جاتی ہے۔

چوں از بے صبری قرینِ غیر شُد | در فراقش پُر غم و بے خیر شُد
جب بے صبری کی وجہ سے غیر کا ساتھی بنا | اس کی جدائی کے وقت غمگین اور بے خیر بن گیا

صحبت چوں ہست زرّ دہ دہی | پیشِ خائن چون امانت می نہی
جبکہ تیری دوستی خالص ہوتا ہے | خیانت کرنے والے کے پاس امانت کیوں رکھتا ہے؟

خوی با اُو کُن کا مانتہائے تُو | ایمن آید از افوال و از عتو
اس سے عادت ڈال کہ تیری امانتیں | مفقود ہونے اور نفاق سے محفوظ ہوں

خوی با او کُن کہ خورا آفرید | خوبہائی انبیا را پَر و رید
عادت اس سے ڈال جس نے عادت پیدا کی | انبیاء کی عادتوں کو پرورش کیا

برہ بدہی رمہ بازت دہد | پرو رندہ ہر صفت خود رب بُود
تو بکری کا بچہ دیتا ہے وہ گلا لوٹاتا ہے | ہر صفت کا پرورش کرنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے

بُرہ ۲ پیشِ گرگ امانت می نہی | گرگ و یوسف را مَفرِ ما ہمرہی
تو بکری کا بچہ بھیڑیئے کے پاس امانت رکھتا ہے | بھیڑیئے اور یوسف کو ساتھ رہنے کا حکم نہ دے

گرگ اگر باتو نماید رُو بہی | ہیں مکُن باور کہ ناید زُو بہی
بھیڑیا اگر تجھ سے چالاکی برتے | خبردار یقین نہ کر کیونکہ اس سے بھلائی نہیں آتی ہے

جاہل ار با تو نماید ہمدلی | عاقبت زحمت زند از جاہلی
اگر جاہل تجھ سے دوستی دکھائے | انجام کار جہالت سے تکلیف دے گا

اُو دوآلت دارد و خنثیٰ بُود | فعل ہر دو بے گماں پیدا شود
وہ دو آلے رکھتا ہے اور ہیجڑا ہے | یقیناً دونوں کا کام ظاہر ہو گا

اُو ۳ ذکر را از زناں پنہاں کُند | تا کہ خود را خواہرِ ایشاں کُند
وہ عورتوں سے ذکر چھپاتا ہے | تاکہ اپنے آپ کو ان کی بہن بنائے

شُلّہ از مرداں بکف پنہاں کُند | تا کہ خود را جنسِ آں مرداں کُند
ہاتھ سے فرج کو مردوں سے چھپاتا ہے | تاکہ اپنے آپ کو مردوں کی جنس بنائے

گفت یزداں زاں کسِ مکتوم اُو | شلّہ سازیم بر خرطوم اُو
خدا تعالیٰ نے فرمایا اس کی چھپی ہوئی فرج کو | ہم اس کی ناک پر فرج بنا دیں گے

۱ چوں از بے صبری۔ جب انسان اپنے بے صبری سے خدا کے غیر کا ساتھی بنتا ہے تو جب اس سے جدائی ہوتی ہے غمگین ہوتا ہے۔ صحبت۔ اللہ نے تجھ میں یہ صلاحیت عطا کی تھی کہ تو تعلق مع اللہ پیدا کر سکتا تھا وہ بہت قیمتی چیز ہے کسی خیانت کرنے والے کے پاس اس کو امانت نہ کو یعنی اس صلاحیت کو غیر اللہ کے لئے صرف کرے گا تو وہ ضائع ہو گا اور گویا وہ امانت ضائع ہو جائے گی۔ افول۔ امانت کا ضائع ہونا غائب ہو جانے سے اور عتو یعنی انکار سے ہوتا ہے۔ خوی۔ جو عادتیں پیدا کرنے والا ہے اور جس نے انبیاء کو بہترین عادتیں اور اخلاق عطا فرمائے انسان کو اس سے تعلق پیدا کرنا چاہیے۔

۲ برہ۔ اللہ تعالیٰ کے پاس امانت کرنے کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تو اس کو بکری کا ایک بچہ دے گا تو وہ بکریوں کا ریوڑ تجھے عطا کر دے گا گرگ۔ اگر اپنی صفات اور محبت کو تو نے غیر اللہ میں صرف کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی بکری کا بچہ بھیڑیئے کے پاس امانت میں رکھ دے۔ جاہل۔ نادان کی صحبت کبھی نہ اختیار کر۔ او دوآلت۔ اللہ اور دین سے جاہل منافق ہوتا ہے اور اس کے دو چہرے اسی طرح ہوتے ہیں جیسا کہ خنثیٰ اس میں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء تناسل ہوتے ہیں۔

۳ او۔ خنثیٰ عورتوں میں جاتا ہے تو مرد والے آلۂ تناسل کو چھپاتا اور مردوں میں بیٹھتا ہے تو عورتوں والے آلۂ تناسل کو چھپاتا ہے۔ شلہ عورت کی شرمگاہ۔ گفت۔ اہل بصیرت اس کے دوغلے پن کو سمجھ جائے گے خدا

ن کو اس کی ایسی علامتیں دکھا دے گا جن سے وہ اس کے نفاق کو سمجھ لے گے۔ خرطوم۔ قرآن پاک میں ولید بن مغیرہ کافر کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ ہم اس کی ناک پر داغ لگا دیں گے کس۔ عورت کی شرمگاہ۔ خرطوم۔ ہاتھی کی سونڈ

تا کہ بینایانِ ما زاں دو دلال — در نیایند از فنِ او در جُوالِ ۱
تاکہ ہمارے بینا ان دو ناز (و انداز) سے — اس کے فریب سے دھوکے میں نہ آئیں

حاصل آں کز ہر ذکر ناید نری — ہیں ز جاہل ترس گر دانشوری
خلاصہ یہ ہے کہ ہر مرد میں مردانگی نہیں ہوتی ہے — خبردار! اگر تو عقلمند ہے تو جاہل سے ڈر

دوستیِ جاہلِ شیریں سخن — کم شنو کاں ہست چوں سمِ کہن
میٹھی بات والے جاہل کی دوستی (کی باتیں) — نہ سن کیونکہ وہ پرانے زہر کی طرح ہیں

جانِ مادر چشمِ روشن گویدت — جز غم و حسرت ازاں نفزویدت
وہ تجھے جانِ مادر، روشن آنکھ کہے — اس سے سوائے غم اور حسرت کے کچھ نہ بڑھے گا

مر پدر را گوید آں مادر جہار — کہ ز مکتب بچہ ام شد بس نزار
ماں، علی الاعلان باپ سے کہتی ہے — کہ مکتب سے میرا بچہ بالکل لاغر ہو گیا

از زنِ دیگر گرش آوردۂ — بروے ایں جور و جفا کم کردۂ
اگر وہ تیری دوسری بیوی سے ہوتا — تو اس پر یہ ظلم وستم نہ کرتا

از ۲ جز از تو گر بُدے ایں بچہ ام — ایں فشار آں زن بگفتے نیز ہم
اگر وہ میرا بچہ تیرے سوا (کسی عورت سے) ہوتا — وہ عورت بھی یہی بکواس کرتی

ہیں بجہ زیں مادر و تیباے او — سیلیِ بابا بہ از حلوائے او
خبردار! اس ماں اور اس کے افسون سے دور (بھاگ) — باپ کا طمانچہ اس کے حلوے سے بہتر ہے

ہست مادر نفس و بابا عقلِ راد — اولش تنگی و آخر صد گشاد
ماں نفس اور دانا عقل، باپ ہے — اس کی ابتدا تنگی اور آخر سیکڑوں کشادگیاں ہیں

اے دہندہ عقلہا فریاد رس — تا نخواہی تو نخواہد ہیچ کس
اے عقل عطا کرنے والے، مدد کر — جب تک تو نہ چاہے کوئی شخص نہیں چاہتا

ہم ۳ طلب از تست وہم آں نیکوئی — ما کئیم اول توئی آخر توئی
طلب بھی تیری جانب سے ہے اور نیکی بھی — ہم کیا ہیں؟ اول تو ہے آخر تو ہے

ہم بگو تو ہم تو بشنو ہم تو باش — ما ہمہ لاشیم با چندیں تراش
تو ہی کہہ، تو ہی سن، تو ہی رہ — باوجود اس قدر تراش و خراش کے ہم کچھ نہیں ہیں

زیں حوالت رغبت افزا در سجود — کاہلی جبر مفرست و خمود
اس حوالہ سے سجدہ کرنے میں رغبت بڑھا دے — جبر کی کاہلی اور افسردگی نہ بھیج

۱ جُوال۔ بڑا تھیلا۔ فریب۔ حاصل۔ جس طرح خنثیٰ مردانگی نہیں رکھ سکتا اسی طرح جاہل کی میٹھی باتیں بھی کام کی نہیں ہیں۔ دوستی۔ جاہل کی دوستی کی مثال ماں کی محبت ہے جو بچے کے لئے مضر ہے وہ جاہل محبت سے تجھے اپنی جان اور اپنی روشن آنکھ کہتا ہے۔ مر پدر۔ باپ بچے کو تعلیم کے لئے مکتب بھیجتا ہے تو بچے کی محبت میں ماں بچے کے باپ سے لڑتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر یہ بچہ تیری کسی دوسری بیوی کا ہوتا تو اس پر تو اس قدر ظلم نہ کرتا۔

۲ از جز۔ باپ جواب دیتا ہے کہ عورتوں کی یہی بے عقلی کی باتیں ہیں اگر یہ بچہ میری کسی دوسری بیوی سے ہوتا تو وہ بھی یہی کہتی جو تو کہہ رہی ہے۔ ہست۔ انسان کے نفس کو ماں اور عقل کو باپ سمجھنا چاہئے۔ چونکہ نفس کے فریب سے نجات مشکل ہے اس لئے مولانا نے اس کے بیان کے بعد دعا شروع کر دی۔

۳ ہم طلب۔ ہماری طلب تیری توفیق سے ہے اور نیکی بھی تیری توفیق کی وجہ سے ہے۔ ہم جو قرآن پاک میں ہے وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ (ترجمہ اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے) انسانی افعال سب اللہ کی ایجاد پر موقوف ہیں۔ زیں حوالت۔ اے اللہ ہم نے باتیں تیرے حوالہ کردیں اور اس سے مقصد یہ ہے کہ تو ہمارے اندر اطاعت و عبادت کی طاقت بڑھا دے اور یہ حوالہ کرنا جبریوں کے عقیدہ کے اعتبار سے نہیں ہے جو انسان کو کاہل اور سست بناتا ہے۔

جبر باشد پرّ و بالِ کاملاں | جبر ہم زندان و بندِ کاہلاں
جبر کاملوں کا پرّ و بال ہے | جبر ہی کاہلوں کا قید خانہ اور بیڑی ہے

ہمچو آبِ نیل داں ایں جبر را | آبِ مومن را و خوں مر گبر را
اس جبر کو نیل کے پانی کی طرح سمجھ | جو مومن کے لئے پانی اور کافر کے لئے خون ہے

بال، بازاں را سُوی سلطاں برد | بال زاغاں را بگورستاں برد
شہبازوں کو بازو شاہ کی جانب لے جاتا ہے | کوؤں کو بازو قبرستان کی طرف لے جاتا ہے

باز گرد اکنوں تو در شرحِ عدم | کُو چو پاز ہرست و پنداریش سم
اب تو پھر عدم کی شرح کی طرف لوٹ | کیونکہ وہ تریاق ہے اور تو اس کو زہر سمجھتا ہے

ہمچو ۲ ہندو بچہ ہیں اے خواجہ تاش | روزِ محمودِ عدم ترساں مباش
اے آقا بھائی! خبردار تو ہندو بچے کی طرح | چل، عدم کے محمود سے خوفزدہ نہ ہو

از وجودے ترس کا کنوں دروی | آں خیالت لاشیٔ و تو لاشیٔ
اس وجود سے ڈر جس میں تو اب ہے | تیرا وہ خیال معدوم ہے اور تو (بھی) معدوم ہے

لاشیٔ بر لاشیٔ عاشق شدست | ہیچ نے مر ہیچ نے را رہ زدست
ایک معدوم دوسرے معدوم پر عاشق ہو گیا ہے | معدوم نے، معدوم کی رہزنی کی ہے

چوں بروں شد ایں خیالات از میاں | گشت نا معقولِ تو بر تو عیاں
جب درمیان سے یہ خیالات خارج ہو گئے | تیرا نامعقول، تجھ پر واضح ہو گیا

قَالَ ۳ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ لَیْسَ لِلْمَاضِیْنَ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جانے والوں کو موت کا غم نہیں ہے
ھَمُّ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا لَھُمْ حَسْرَۃُ الْفَوْتِ
ان کو فوت کی حسرت ہے

راست فرمود آں سپہدارِ بشر | کہ ہر آنکہ کرد از دنیا گزر
انسانوں کے سردار نے سچ فرمایا | کہ جو دنیا سے گزر گیا

نیستش دردو دریغ و غبنِ موت | بلکہ ہستش صد دریغ از بہرِ فوت
اس کو موت کا درد اور افسوس اور نقصان نہیں ہے | بلکہ اس کو فوت پر سیکڑوں افسوس ہیں

نیستش۔ دنیا سے جو مر کر جائے گا اس کو مرنے کا افسوس نہ ہو گا بلکہ یہ افسوس ہو گا کہ معدوم کے لئے کوشش کیوں کی اور نیک عمل کیوں نہ کیا۔

۱ جبر۔ مولانا کئی بار سمجھا چکے ہیں کہ ایک جبر تو اہل سنت کا عقیدہ ہے وہ باعث نجات ہے اور ایک جبر جبریوں کا عقیدہ ہے وہ گمراہی ہے۔ ہمچو۔ جبر محمود بھی ہے اور مذموم بھی اس کی مثال دریائے نیل ہے، جو قبطیوں کے لئے پانی اور قبطیوں کے لئے خون ثابت ہوا۔ بال۔ شہباز کے بازو اس کو شاہ کی طرف لے جاتے ہیں کوؤں کے بازو ان کو مردار کھانے کے لئے قبرستانوں میں لے جاتے ہیں۔ شرح عدم۔ سلطان محمود نے اوپر عدم اور معدوم کے مطلوب ہونے کا ذکر کیا تھا اب پھر اس کی طرف رجوع کیا ہے کہ تو اس کو زہر سمجھتا ہے حالانکہ وہ تریاق ہے۔

۲ ہمچو۔ اس عدم کے معاملہ میں تیری مثال اس ہندو بچے کی سی ہے جو سلطان محمود کے نام سے لرزتا تھا اور وہی اس کے لئے انتہائی شفیق ثابت ہوا از وجودے۔ جو اس وقت تیرا وجود ہے دراصل وہ عدم اور معدوم ہے اور یہ خیالات بھی فانی ہیں اور تو بھی فانی ہے تیرا اس وجود پر عاشق ہونا گویا معدوم کا معدوم پر عاشق ہونا ہے۔ چوں بروں شد۔ جب تیرا وجود فنا ہو جائے گا تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تو کن نامعقول باتوں میں پھنسا ہوا تھا۔

۳ قال النبی۔ اس مضمون کی حدیث تو ثابت نہیں۔ البتہ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ کفار مرنے کے بعد مرنے پر افسوس نہ کریں گے کیونکہ ان کو معلوم ہو جائے گا وجود فانی کا فوت ہو جانا رنج کی بات نہیں ہے بلکہ اعمال صالحہ جن کو وہ معدوم سمجھتے تھے ان کے نہ کرنے پر افسوس کریں گے۔

لَیسَ لِلمَاضِینَ ہَمُّ المَوتِ گفت — لیک شاں با حسرتِ فوت خُفتہ اند
فرمایا جانے والوں کو موت کا رنج نہیں ہے — لیکن وہ فوت کی حسرت سے وابستہ ہیں

کہ چرا قبلہ نکردم مرگ را — مخزنِ ا ہر دولت و ہر برگ را
کہ ہم نے موت کو قبلہ کیوں نہ بنایا؟ — ہر دولت اور ہر سامان کے خزانے کو

قبلہ کردم من ہمہ عمر از حوَل — آں خیالاتے کہ گم شد در اجل
ہم نے بھینگے پن سے تمام عمر قبلہ بنایا — ان خیالات کو جو موت میں گم ہو گئے

حسرتِ آں مُردگاں از مرگ نیست — زانست کاندر نقشہا کردیم ایست
ان مُردوں کی حسرت موت پر نہیں ہے — اس سے ہے کہ ہم نے نقوش (خیال) میں بسر کی

ماندیدیم اینکہ ایں نقش ست و کف — کف ز دریا جُنبد و یابد علف
ہم نے یہ سو دیکھا کہ یہ نقش اور جھاگ ہے — جھاگ دریا سے ملتے ہیں اور غذا پاتے ہیں

چونکہ بحر افگند کفہا را بِبرّ — رو بگورستاں رواں کفہا نگر
جب سمندر نے جھاگوں کو خشکی پر پھینک دیا — جا بجتے جھاگوں کو قبرستان میں دکھ

پس بگو کو جنبش و جولان تان — بحر افگندست در بحران تاں
پھر کہہ کہ تمہاری جنبش اور جولانی کہاں ہے؟ — سمندر نے تمہیں تحیر میں مبتلا کر دیا ہے

تا بگویندت [۱] بلب نے بل بحال — کہ ز دریا کُن نہ از ما ایں سوال
تا کہ وہ تجھ سے کہیں ہونٹ سے نہیں بلکہ بحال سے — کہ یہ سوال ہم سے نہیں، دریا سے کر

نقش چوں کف کے بجنبد بے ز موج — خاک بے بادے کجا آید باوج
نقش جھاگ کی طرح بغیر موج کے کب حرکت کرتا ہے — خاک بغیر کسی ہوا کے بلندی پر کب پہنچتی ہے

چوں [۲] غبارِ نقش دیدی باد بیں — کف چو دیدی قُلزمِ ایجاد بیں
جبکہ تو نے نقش کا غبار دیکھا ہے، ہوا کو دیکھ — جب تو نے جھاگ کو دیکھا ہے ایجاد کے سمندر کو دیکھ

ہیں بہ بیں کز تو نظر آید بکار — باقیت شحمے و لحمے پُود و تار
خبردار! نظر کر، تیرا نظر کرنا کام آئے گا — تیرا باقی جسم چربی اور گوشت اور تانا بانا ہے

شحم تو در شمعہا نفزو تاب — لحم تو مخمور را نامد کباب
تیری چربی نے شمعوں میں روشنی نہیں بڑھائی — تیرا گوشت، مخمور کے لئے کباب نہ بنا

در گداز ایں جملہ تن را در بصر — در نظر رو، در نظر رو، نظر
نظر میں اس تمام جسم کو پگھلا دے — نظر میں جا، نظر میں جا، نظر میں

[۱] مخزن۔ المَوتُ جسرٌ یُوصِلُ الحَبِیبَ اِلَی الحَبِیبِ۔ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست تک پہنچا دیتا ہے خیالاتے۔ موت کے بعد معلوم ہوگا کہ دنیاوی تمام خیالات لا حاصل تھے۔ نقشہا۔ زندگی عالم آخرت میں ہے دنیا کی چیزیں بے اصل تصاویر ہیں۔ ماندیدیم۔ افسوس یہ ہوگا کہ ہم دنیاوی چیزوں کو تصویر بے روح اور فانی جھاگ کیوں سمجھے تھے کف۔ جھاگ خود بے حقیقت چیز ہے اس کی حرکت اور بقا محض دریا کی وجہ سے ہے جب وہ خشکی میں جا پڑے تو بالکل بے حس و حرکت ہیں۔

[۱] تا بگویندت۔ وہ حباب اور کف دریا جواب دینگے چونکہ وہ بالکل مردہ ہیں۔ ان کی زبان قال نہیں ہے اس لئے زبان حال سے جواب دیں گے کہ ہمارے اصل تو دریا ہے اس سے سوال اصل تو دریا ہے اس سے سوال و جواب کر۔ نقش۔ عالم امکان بغیر بحر وحدت کی موج کے کب حرکت کر سکتا ہے عالم امکان خاک وہ بغیر ارادہ خداوندی کی ہوا کے وجود اور بلندی کب حاصل کر سکتا ہے۔

[۲] چوں غبار۔ عالم امکان کو دیکھنے کے بعد نظر توحیدی پیدا کر یہ نظر توحیدی تیرے کام آئے گی۔ باقی تیرا تانا بانا گوشت و پوست سب بیکار ہے نہ دنیا میں کارآمد نہ آخرت میں نہ تیری چربی سے شمع جلتی ہیں نہ تیرے گوشت کے کباب بنتے ہیں۔ در گداز۔ جبکہ تیرے اندر اصلی نظر توحیدی اور روح کا نفل ہے اور معلوم ہو گیا کہ جسم مقابلۃً بیکار چیز ہے تو مجاہدوں کے ذریعہ جسم کو نظر کے حاصل کرنے میں پگھلا دے۔

یک[1] نظر دو گز ہمی بیند ز راہ — یک نظر دو کون دید و روی شاہ
ایک نظر ہے جو راستے کے دو گز دیکھتی ہے — ایک نظر ہے جس نے دونوں جہان اور شاہ کا چہرہ دیکھا

درمیانِ ایں دو فرقِ بیشمار — سرمہ جو وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالسِّرَارْ
ان دونوں میں لاتعداد فرق ہے — سرمہ کی تلاش کر، اور اللہ غیب کا جاننے والا ہے

چوں شنیدی شرح بحرِ نیستی — کوش دایم تا دریں بحر ایستی
جب تو نے عدم کے سمندر کی شرح سن لی — ہمیشہ کوشش کرتا رہ تاکہ تو اس سمندر میں ٹھہر جائے

چونکہ[2] اصلِ کارگاہ ایں نیستی ست — کہ خلا و بے نشانست و تہی ست
چونکہ اصل کارخانہ یہ عدم ہے — جو کہ خلا اور بے نشاں اور خالی ہے

جملہ استاداں پئے اظہار کار — نیستی جویند و جای انکسار
تمام استاد کاریگری کے اظہار کے لئے — عدم اور شکست کی جگہ کے جویاں ہیں

لاجرم استادِ استاداں صمد — کارگاہش نیستی و لا بود
لا محالہ استادوں کا استاد خدا — اس کا کارخانہ نیستی اور عدم ہو گا

ہر کجا ایں نیستی افزوں ترست — کارِ حق و کارگاہش آں سرست
جہاں کہیں یہ عدم بہت زیادہ ہے — اللہ کی کاریگری اور کارخانہ اس جانب ہے

نیستی چوں ہست بالائیں طبق — بر ہمہ بردند درویشاں سبق
فنا چونکہ بالائی طبقہ ہے — درویش سب پر سبقت لے گئے

خاصہ درویشے کہ شد بے جسم و مال — کارِ فقرِ جسم دارد نے سوال
خصوصاً وہ درویش جو بے جسم اور بے مال بن گیا — اعتبار جسمی فقر رکھتا ہے نہ کہ سوال

سائل[3] آں باشد کہ مالِ او گداخت — قانع آں باشد کہ جسم خویش باخت
سوال وہ ہو گا جس کا مال ضائع ہو گیا ہو — قانع وہ ہو گا جس نے اپنے جسم کو ہار دیا

پس ز درد اکنوں شکایت بر مدار — کو ست سوی نیست اسپے راہوار
تو اب درد کی شکایت کا اظہار نہ کر — کیونکہ وہ فنا کی جانب تیز رفتار گھوڑا ہے

ایں قدر گفتیم و باقی فکر کن — فکر اگر جامد بود رو ذکر کن
ہم نے اس قدر کہہ دیا اور باقی تو سوچ — فکر اگر افسردہ ہو جا ذکر کر

---

[1] یک نظر۔ تاثر سے موثر کی طرف نظر کرنے کے دو درجے ہیں ایک بدن سے روح پر نظر کرنا دوسرا روح سے موثر حقیقی کی طرف نظر کرنا ہے ہمارا مقصود دوسرا درجہ ہے پہلا درجہ نہیں ہے۔ ان دونوں نظروں میں بہت فرق ہے۔ چوں شنیدی۔ اب پھر عدم اور نیستی کی خوبیوں کا بیان شروع فرمایا ہے۔ بحرِ نیستی۔ یعنی عالم ارواح چونکہ وہ نظروں میں معدوم ہے۔

[2] چونکہ۔ ہر کاریگر معدوم کو اپنی کاریگری سے وجود میں لاتا ہے قدرت کی کاریگری بھی معدوم ہی کو موجود کرتی ہے جو بالکل خلا اور بے نشان اور خالی ہے۔ صمد۔ یعنی اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ لا۔ معدوم۔ ہر کجا۔ جہاں نیستی زیادہ ہو گی وہاں اللہ تعالیٰ کی کاریگری زیادہ ظہور پذیر ہو گی۔ بالائیں طبق۔ نیستی چونکہ ایک اعلیٰ مقام ہے اور عموماً درویشوں کو حاصل ہے لہٰذا وہ سب سے سبقت لے گئے ہیں خصوصاً وہ درویش جس نے جسم کو بھی لٹا دیا ہو اور مال کو بھی کارِ فقر جسم اصل فقیری جسمانی فقر ہے کہ انسان جسم کو گھلا دے نہ کہ بھیک مانگنا۔

[3] سائل۔ بھکاری وہ بنتا ہے جس کا صرف مال گھلا ہو جس شخص نے جسم کو گھلا دیا وہ قانع اور صابر ہوتا ہے کبھی سائل نہیں بنتا ہے۔ درد۔ مالی درد ہو یا جسمانی درد اس کا شکوہ نہ کر کیونکہ وہ نیستی کے اعلیٰ مقام تک تجھے پہنچا دے گا۔ ایں قدر۔ نیستی اور ترک کے جو فضائل ہم نے بیان کئے ہیں ان کے علاوہ فضائل پر تو غور کر۔ اور فکر و غور کو بیدار کرنے کا طریقہ ذکر اللہ ہے۔ ذکر، فکر کو بیدار کرتا ہے اور وہی کام کرتا ہے جو فکر کے ٹھپ ہونے کے لئے سوچ کرتا ہے۔

ذِکر آرد فکر را در اہتزاز ذِکر را خورشیدایں افسردہ ساز
ذکر، فکر کو حرکت میں لے آتا ہے ذکر کو اس ٹھٹھرے ہوئے کا سورج بنا دے

اصل[1] خود جذب است لیک اے خواجہ تاش کار کُن موقوفِ آں جذبہ مباش
اصل خود کشش ہے، لیکن اے آقا بھائی! کام کر، اس کشش پر موقوف نہ رہ

زانکہ ترکِ کار چوں نازے بُود ناز کے در خوردِ جانبازے بُود
چونکہ عمل کا ترک کرنا، ناز ہوتا ہے ناز، جانباز کے مناسب کب ہوتا ہے؟

نے قبول اندیش نے رَدّ اے غُلام اَمر را و نہی را می بیں مُدام
اے لڑکے! نہ قبولیت کو سوچ نہ رد کو ہمیشہ امر اور نہی کو دیکھتا رہ

مُرغ[2] جذبہ ناگہاں پَرّد زعُش چوں بدیدی صبح شمع آنگہ بکُش
جذب کا پرند اچانک گھونسلے سے اُڑے گا جب تو صبح کو دیکھ لے تب شمع بجھا دے

چشمہا چوں شُد گزارہ نورِ اُوست مغز ہا می بیند اُو درعینِ پُوست
جب آنکھیں کھل گئیں، اس کا نور ہے وہ بعینہٖ چھلکے میں گودوں کو دیکھ لیتا ہے

بیند اندار ذرّہ خورشید بقا بیند اندر قطرۂ کُل بحر را
وہ بقا کے سورج کو ذرے میں دیکھ لیتا ہے سب سمندر کو ایک قطرے میں دیکھ لیتا ہے

بارِ دیگر رجوع کردن بقصۂ آں صوفی و قاضی

صوفی اور قاضی کے قصے کی جانب دوبارہ واپسی

گفت[3] صوفی در قصاصِ یک قفا سَر نشاید باد دادن از عَمیٰ
صوفی نے کہا ایک طمانچے کے بدلے میں اندھے پن سے سر نہ کھونا چاہیے

خرقۂ تسلیم اندر گردنم بر من آساں کرد سیلی خوردنم
تسلیم کا خرقہ میری گردن میں ہے جس نے طمانچہ مجھ پر آسان کر دیا ہے

دید صوفی خصمِ خودرا سخت زار گفت اگر مشتش زنم من خصم وار
صوفی نے اپنے مخالف کو سخت کمزور دیکھا سوچا اگر میں اس کے مخالفانہ گھونسا ماردوں

اُو بہ یک مُشتم بریزد چوں رصاص شاہ فرماید مرا از جر و قصاص
وہ میرے ایک گھونسے سے رانگ کی طرح بکھر جائے گا شاہ میرے لئے تنبیہ اور بدلے کا حکم فرما دے گا

خیمہ ویرانست و بشکستہ وَتد اُو بہانہ می کند تا در فتد
خیمہ ویران ہے اور کھونٹی ٹوٹ گئی وہ بہانہ ڈھونڈتا ہے تاکہ گر پڑے

---

[1] اصل۔ محض ذکر و عبادت سے قرب میسر نہیں آتا جب تک اللہ کی جانب سے جذب و کشش نہ ہو لیکن انسان کو عبادات اور ذکر میں مشغول رہنا چاہیے جذب کے انتظار میں نہ بیٹھنا چاہیے۔ زانکہ۔ محنت کو چھوڑنا ناز دکھانا ہے جو عاشق جانباز کے لئے کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ نے قبول۔ بندہ کا کام بندگی ہے اس کو مقبول ہونے یا مردود ہونے میں نہ پڑنا چاہئے جو خدا کے احکام ہیں ان کی پابندی کرنی چاہیے۔

[2] مرغ۔ جب تو برابر مجاہدہ کرتا رہے گا تو جذب اپنے مقام سے اُتر کر تیرے پاس آ جائے گا پھر اس قدر مجاہدوں کی ضرورت نہ رہے گی جذب صبح ہے اور مجاہدے شمع ہیں صبح کو شمع کی ضرورت نہیں رہتی۔ چشمہا۔ جب بندہ نوافل کے ذریعہ تقرب حاصل کر لیتا ہے تو پھر اس کے افعال حضرت حق تعالیٰ کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں۔ بیند۔ اس کو کائنات کے ہر ذرہ میں حق کا مشاہدہ نصیب ہو جاتا ہے۔

[3] گفت صوفی۔ صوفی نے دل میں سوچا کہ اگر میں اس بیمار کے طمانچہ ماردوں گا تو قصاص میں میرا سر کاٹ لیا جائے گا۔ تسلیم یعنی قضا خداوندی سے جو بات پیش آئے اس پر سر تسلیم خم کر دینا پھر قاضی کے پاس اس لئے لے گیا تاکہ کچھ تنبیہ ہو اور دوسرے صوفیوں پر وہ ظلم نہ کرے۔ رصاص۔ رانگ۔ خیمہ۔ اس بیمار کی حالت بوسیدہ خیمہ کی سی ہے جو ہوا کے ایک جھونکے سے گر جائے گا۔ وتد۔ کھونٹا جس سے خیمہ کی رسیاں باندھتے ہیں۔

بہرِ ۱ ایں مُردہ دریغ آید دریغ — کہ قصاصم اُفتد اندر زیرِ تیغ
افسوس پر افسوس ہو گا اس مردے کی وجہ سے — کہ مجھ پر تلوار کے نیچے قصاص واقع ہو

چوں نمیتانست کف بر خصم زد — عزمش آں شُد کش سُوئے قاضی برد
جب وہ مخالف پر ہاتھ نہ مار سکا — اس کا ارادہ ہوا کہ اس کو قاضی کی جانب لے جائے

کہ ترازوئے حق ست و کیلِ اُو — زاں سُوئِ حق ست دائم میلِ اُو
کیونکہ وہ حق کی ترازو اور پیمانہ ہے — اسی لئے ہمیشہ اس کا جھکاؤ حق کی طرف ہے

مخلَص ست از مکرِ دیو و حیلہ اُش — مامن ست از قید دیو و قیلہ اُش
شیطان کے مکر اور اس کے حیلہ سے خلاصی کا سبب ہے — شیطان کی قید اور اس کے قول سے امن کا سبب ہے

ہست اُو مقراضِ احقاد جدال — قاطعِ جنگِ دو خصم و قیل و قال
وہ کینوں اور لڑائی کی قینچی ہے — دو مخالفوں کی جنگ اور سوال و جواب کو قطع کرنے والا ہے

دیو ۲ در شیشہ کند افسونِ اُو — فتنہ ہا ساکن کند قانونِ اُو
اس کا منتر، بھوت کو شیشی میں اتار لیتا ہے — اس کا قانون فتنے کو ساکن کر دیتا ہے

چوں ترازو دید خصمِ پُر طمع — سر کشی بگذارد و گردد تبع
جب لالچی مخالف نے ترازو دیکھی — سرکشی چھوڑ دیتا ہے اور تابع بن جاتا ہے

ور ترازو نیست گرا فزوں دہیش — از قسم راضی نگردد آں گہیش
اور اگر ترازو نہیں ہے اگر تو اس کو زیادہ دے — اس کی چالاکی قسم سے راضی نہ ہوگی

کے شود راضی ز تو طبعِ تہیش — از پے بے دانشی و ابلہیش
اس کی کھوکھلی طبیعت کب تجھ سے راضی ہوتی — اس کی بیوقوفی اور بے عقلی کی وجہ سے

ہست ۳ قاضی رحمت و دفعِ ستیز — قطرۂ از بحرِ عدلِ رُستخیز
قاضی رحمت اور لڑائی کا دفعیہ ہے — قیامت کے انصاف کے سمندر کا ایک قطرہ ہے

قطرہ گرچہ خُرد و کوتہ پا بُود — لُطفِ آبِ بحر ازو پیدا بُود
قطرہ اگرچہ چھوٹا اور کم رفتار ہوتا ہے — اس سے سمندر کے پانی کی لطافت ظاہر ہو جاتی ہے

از غبار ار پاک داری کلّہ را — تو زیک قطرہ بہ بینی دجلہ را
اگر تو کلّہ کو غبار سے صاف رکھے — تو ایک قطرے سے دجلہ کو دیکھ لے

جُزوہا بر حالِ کُلہا شاہدست — چوں شفق غمّازِ خورشید آمدست
اجزاء مجموعوں کے حال پر گواہ ہیں — جس طرح شفق، سورج کی غماز بنی ہے

---

۱ بہرِ ایں۔ یہ بیمار جو مردے کی طرح ہے اس کے بدلے میں سر کٹوانا مناسب نہیں ہے کہ ترک قاضی کا کام یہ ہے کہ وہ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرے کسی کو کسی کا حق نہ مارنے دے۔ مخلص۔ شیطان غاصب کو جو حیلہ و مکر سکھاتا ہے قاضی کا فیصلہ اس کو ختم کر دیتا ہے۔ ہست او۔ مدعی اور مدعی علیہ کی جنگ وجدال اور بحث و تمحیص قاضی کے فیصلہ کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔

۲ دیو۔ جو فریق شیطنت پر آمادہ ہوتا ہے قاضی کے فیصلے کے بعد اس کی شیطنت ختم ہو جاتی ہے۔ چون ترازو۔ چونکہ قاضی ترازو ہے تو اس میں ترازو کے اوصاف ہیں جب کوئی شخص حصہ سے زیادہ لینے کا خواہشمند ہوتا ہے تو ترازو کو دیکھ کر اس کی یہ تمنا ختم ہو جاتی ہے اگر ترازو نہ ہو اور دوسرا فریق قسمیں بھی کھائے تو یہ شخص راضی نہیں ہوتا ہے۔

۳ ہست۔ قاضی قیامت کے دن کے عدل کا ایک نمونہ ہے قطرہ۔ قطرے سے دریا کے پانی کا مزہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کوتہ پا۔ قطرے میں وہ روانی نہیں جو دریا میں ہوتی ہے۔ از غبار۔ اگر تو قطرے میں سمندر کے جلوے دیکھنے چاہتا ہے تو اکل حلال کی عادت ڈال۔ جزوہا۔ اجزاء کل پر اسی طرح دلالت کرتے ہیں جس طرح شفق سورج کے وجود کا پتہ دیتی ہے۔

آں[۱] قسم بر جسمِ احمدؐ راند حق — آنچہ فرمودہ کلا والشفق
وہ قسم اللہ تعالیٰ نے احمدؐ کے جسم پر جاری فرمائی ہے — جو یہ فرمایا ہے کلا والشفق

مور بر دانہ چرا لرزاں بُدے — گر ازاں یک دانہ خرمن در بُدے
چیونٹی دانہ کے بارے میں کیوں لرزتی؟ — اگر اس دانہ کی بجائے کھلیان میں ہوتی

برسرِ حرف آ کہ صوفی بیدل ست — در مکافاتِ جزا مستعجِل ست
مطلب پر آ جا، کیونکہ صوفی بے دل ہے — بدلہ لینے میں جلد بازی کرنے والا ہے

اے تو کردہ ظلمہا چوں خوشدلی — از تقاضائے مکافِ غافلی
اے وہ کہ تو نے بہت ظلم کئے ہیں کیونکہ خوشدل ہے — بدلے کے تقاضے سے تو غافل ہے

یا فراموشت شدست آں کردہات — کہ فرو آویخت غفلت پردہات
یا وہ کانات تو بھول گیا — کہ غفلت نے تیرے اوپر پردے لٹکا دیئے ہیں

گر نہ[۲] خصمیہاستے اندر قفات — جرمِ گردوں رشک بُردے بر صفات
اگر تیرے پیچھے دشمنیاں نہ ہوتیں — تیری صفائی پر آسمان کا جسم رشک کرتا

لیک محبوسی برائے آں حقوق — اندک اندک عذر میخواہ از عقوق
لیکن تو ان حقوق کی وجہ سے مقید ہے — نافرمانی سے تھوڑی تھوڑی معافی چاہ لے

تا بیکبارت نگیرد محتسب — آبِ خود روشن کُن اکنوں یا محب
تاکہ تجھے محتسب یکبار گی نہ پکڑ لے — اے پیارے! اپنے پانی کو صاف کر لے

رفتنِ صوفی سوئے سیلی زنش و بُردن او را بقاضی

سوفی کا اپنے طمانچہ مارنے والے کی جانب جانا اور اس کو قاضی کے یہاں لے جانا

رفت[۳] صوفی سوئے آں سیلی زنش — دست زد چوں مدعی بر دامنش
صوفی اپنے اس طمانچہ مارنے والے کی جانب روانہ ہوا — مدعی کی طرح اس کے دامن پر ہاتھ مارا

اندر آوردش بر قاضی کشاں — کایں خرِ ادبار را بر خر نشاں
اس کو قاضی کے پاس کھینچتا ہوا لایا — کہ اس کم بخت کے گدھے کو گدھے پر بٹھا

یا بزخمِ دُرّہ اُورا دہ جزا — آنچنانکہ رائے تو بیند سزا
یا درے کی مار سے اس کو سزا دے — جس طرح تیری رائے مناسب سمجھے

کانکہ از زخمِ تو مرد در دمار — بر تو تا واں نیست باشد آں جبار
کیونکہ جو شخص تیری مار سے سزا دینے میں مر جائے — تجھ پر تاوان نہیں ہے، وہ (خون) معاف ہو گا

---

۱ آں قسم۔ قرآن پاک میں ہے فلا اقسم بالشفق میں قسم کھاتا ہوں شفق کی مولانا نے شفق سے آنحضورؐ کا جسم اطہر مراد لیا ہے جو کہ روحِ احمدی کا مظہر ہے۔ مور۔ چیونٹی دانے کے گم ہونے پر لرزتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس نے دانے سے خرمن کو نہیں پہچانا۔ انسان بھی اگر ممکنات کے ذریعہ واجب کو پہچان لے تو بھی کسی ممکن کے فوت ہونے سے نہ لرزے۔ برسر۔ پھر صوفی کے قصہ کی طرف رجوع کیا ہے۔ مستعجِل۔ جلدی میں جتلا۔ مکافات۔ مکافاتِ بدلہ۔ کردہا۔ کانات۔

۲ گر نہ خصمیہا۔ اگر انسان اگر انسان مظالم سے پاک و صاف ہو تو اس کا دل آسمان سے بھی زیادہ منور ہو۔ محبوسی۔ یعنی تاریکیوں میں جتلا۔ عقوق۔ نافرمانی۔ محتسب۔ یعنی محاسبِ حقیقی۔ آب۔ نیک عمل سے کرتا ہے۔

۳ رفت۔ صوفی طمانچہ مارنے والے کو پکڑ کر قاضی کے پاس لے گیا۔ بر خر نشاں۔ رسوا کرنے کے لئے مجرم کو گدھے پر بٹھا کر گھمایا جاتا تھا۔ درہ۔ مجرم کو کوڑے کی سزا دی جاتی ہے۔ کانکہ۔ اگر کوئی مجرم سزا کے دوران امیر کی زیادتی سے مر جائے تو قاضی پر تاوان نہیں ہے۔

کانکہ[1] از زجرِ تو بیند مرگِ خویش　　فارغ از دوزخ رود تا خُلد پیش

جو تیری سزا سے اپنی موت دیکھے　　دوزخ سے بچ کر آگے جنت تک چلا جائے گا

دَر حد و تعزیرِ قاضی ہر کہ مُرد　　نیست بر قاضی ضماں کو نیست خُرد

قاضی کی حد اور تعزیر میں جو مرا　　قاضی پر ضمان نہیں ہے کیونکہ وہ چھوٹا (آدمی) نہیں ہے

نائبِ حق ست و سایہ عدلِ حق　　آئینہ ہر مستحِق و مستحَق

اللہ کا نائب اور اللہ کے انصاف کا سایہ ہے　　وہ ہر مدّعی اور مدّعیٰ علیہ کا آئینہ ہے

کو ادب از بہرِ مظلومے کند　　نے برائے عرض و خشم و دخلِ خود

کیونکہ وہ مظلوم کی خاطر سزا دیتا ہے　　نہ یہ کہ مال اور غصہ اور اپنی آمدنی کے لئے

چوں برائے حق و روزِ آجل ست　　گر خطائی شُد دیت بر عاقلست

جبکہ اللہ اور قیامت کے لئے ہے　　اگر غلطی ہوئی، عاقلہ پر دیت ہے

عاقلہ[2] اُو کیست دانی ہست حق　　سُوئے بیت المال برگرداں وَرق

اس کے عاقلہ کون ہیں؟ تو جانتا ہے، اللہ ہے　　بیت المال کی جانب، ورق پلٹ

آنکہ بہرِ خود زند اُو ضامن ست　　آنکہ بہرِ حق زند اُو آمن ست

جو اپنے لئے مارے وہ ضامن ہے　　جو اللہ تعالیٰ کے لئے مارے وہ محفوظ ہے

گر پدر زد مر پسر را او بمُرد　　آں پدر را خونبہا باید شُمرد

اگر باپ نے بیٹے کو مارا، وہ مر گیا　　اس باپ کو خونبہا شمار کر دینا چاہیے

زانکہ اُورا بہرِ کارِ خویش زد　　خدمتِ اُو ہست واجب بر وَلَد

کیونکہ اس نے اپنے معاملہ کے لئے مارا　　اس کی خدمت، لڑکے پر واجب ہے

چوں[3] مُعلّم زد صبی راشُد تلف　　بر مُعلّم نیست چیزے لا تخَف

جب استاد نے بچہ کا مارا اور وہ مر گیا　　استاد پر کچھ نہیں ہے، تو نہ ڈر

کاں مُعلّم نائب اُفتاد و امیں　　ہر امیں را ہست حُکمش ہمچنیں

وہ استاد نائب اور امین واقع ہوا ہے　　ہر امین کا حکم اسی طرح ہے

نیست واجب خدمتِ اُستا برو　　پس بز جوش نبُود اُستا کار جو

استاد کی خدمت اس پر واجب نہیں ہے　　تو اس کے مارنے میں استاد، کام طالب نہیں ہے

[1] کانکہ۔ بعض علماء کے نزدیک حد شرعی جاری ہونے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے اور مجرم معصوم بن کر جنت میں چلا جاتا ہے۔ نیست خُرد۔ قاضی معمولی شخصیت نہیں ہے وہ خدا کا قائم مقام ہے۔ مستحِق۔ صیغہ اسم فاعل مدعی۔ مستحَق۔ صیغہ اسم مفعول مدعیٰ علیہ۔ کو ادب۔ قاضی جو سزا دیتا ہے اس میں اپنی کوئی ذاتی غرض نہیں ہے بلکہ وہ مظلوم کے لئے سزا دیتا ہے۔ چوں۔ مجرم کے مر جانے پر کسی طرح کا ضمان نہ ہو تو جب تھا کہ سزا قاعدہ کے موافق دی جا رہی ہو لیکن اگر سزا میں کوئی زیادتی ہو اور مر جائے تو اب اس کا بیان ہے۔ روزِ آجل۔ قیامت کا دن

[2] عاقلہ۔ اگر قاتل نے خطاً قتل کیا ہو تو دیت اس کے عصبات پر آتی ہے جن کو عاقلہ کہا جاتا ہے قاضی نے جو سزا دی تھی وہ کسی ذاتی غرض پر مبنی نہ تھی بلکہ خدا کے لئے تھی لہٰذا اس کی غلطی سے اگر مجرم مر جائے تو اس کی دیت قاضی کے عاقلہ پر آئے گی اس کا عاقلہ اللہ تعالیٰ ہے۔ برگرداں ورق۔ بیت المال کے مسائل کتابوں میں دیکھو معلوم ہو جائے گا کہ ایسے شخص کی دیت بیت المال سے ادا کر دی جائے گی۔ آمن۔ قاضی بہرحال دیت سے بچ گیا خواہ دیت بیت المال سے ادا کر دی گئی۔ گر پدر۔ باپ بیٹے کو خدمت نہ کرنے پر مارتا ہے لہٰذا باپ پر بیٹے کا خونبہا واجب ہے۔

[3] چوں معلّم۔ استاد کی شاگرد کو مارنے میں کوئی ذاتی غرض نہیں لہٰذا وہ خونبہا سے بری ہے۔ استاد بچہ کو بچہ کے مفاد میں مارتا ہے شاگرد پر استاد کی خدمت واجب نہیں ہے کہ مارنا اس کے مطالبہ میں سمجھا جائے کہ باپ کی خدمت بیٹے پر واجب ہے اس کا مارنا خدمت کے مطالبہ کی وجہ سے ہے یہ امام ابو حنیفہ کا مرجوح قول ہے صاحبین کے نزدیک باپ پر خونبہا واجب نہیں ہے۔

وَر پدر زد از برائے خود زدست　　لا جرم از خونبہا دادن رَست
اگر باپ نے مارا تو اپنے لئے مارا ہے　　لا محالہ خونبہا دینے سے نہ چھوٹا

پس ۱ خودی را سَر بِبُر با ذوالفقار　　بیخودے شَو فانی و درویش وار
تو ذوالفقار سے خودی کا سر کاٹ دے　　درویش کی طرح بے خود اور فانی بن جا

چوں شُدی بیخود ہر انچہ تو کُنی　　مَا رَمَیتَ اِذْ رَمَیتَ ایمنی
جب تو بے خود ہو گیا جو کچھ تو کرے گا　　جب تو نے پھینکا تو نے نہ پھینکا تو محفوظ ہے

آں ضماں بر حق بُود نے برامیں　　ہست تفصیلش بفقہ اندر ببیں
وہ تاوان اللہ پر ہو گا نہ امانت دار پر　　اس کی تفصیل فقہ میں ہے، دیکھ لے

ہر دُکانے راست سَودائی دگر　　مثنوی دُکّانِ فقرست اے پسر
ہر دکان میں ایک دوسرا سودا ہے　　اے بیٹا! مثنوی فقر کی دکان ہے

دَر دکانِ کفش گر چرم ست خوب　　قَالَبِ کفش ست اگر بینی تو چوب
موچی کی دکان میں اچھا چمڑا ہے　　اگر تو نے لکڑی دیکھی تو جوتے کا فرمہ ہے

پیشِ قزازاں ۲ خزاد کن بُود　　بہرِ گز باشد اگر آہن بُوَد
ریشمین کپڑا فروشوں کے سامنے ریشمی کالا کپڑا ہو گا　　اگر لوہا ہو گا تو گز کے لئے ہو گا

مثنویِ ما دُکانِ وحدت ست　　غیر واحد ہر چہ بینی آں بُت ست
ہماری مثنوی وحدت کی دکان ہے　　واحد کے علاوہ کچھ دیکھے وہ بت ہے

بُت ستودن بہرِ دامِ عامّہ را　　ہمچناں داں کالغرانیق العُلیٰ
بت کی تعریف کرنا عوام کے جال کے لئے　　ایسا ہی سمجھ جس طرح کالغرانیق العُلیٰ کا قصہ

خواندش در سورۂ وَالنّجم زود　　لیک آں فتنہ بُد از سُورہ نبُود
اس کو سورۂ والنجم میں جلدی سے پڑھ دیا　　لیکن وہ آزمائش تھی، سورت میں سے نہ تھا

جملہ ۳ کفار آں زماں ساجد شُدند　　ہم بسرے بُود آنکہ سَر بر در زدند
اس وقت سب کافر سجدہ کرنے والے بن گئے　　راز بھی تھا کہ انھوں نے در پر سر رکھ دیا

بعد ازاں حرفیست پیچا پیچ و دُور　　باسلیماں باش و دیواں را مشور
اس کے بعد پیچ در پیچ حرف ہے　　حضرت سلیمان کے ساتھ اور شیطانوں کی شورش میں مبتلا نہ کر

ہونے میں اور بانمیں بیان کی جاسکتی ہیں لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ بعض مسائل ایسے ہیں کہ ان کے سوال و جواب میں نہ پڑنا چاہیے ورنہ شبہات پیدا کرنے والے مزید شبہات پیدا کریں گے لہٰذا تو بھی۔ محققین کی راہ اختیار کر سلیمان سے مراد محققین کا گروہ اور دیوان سے شبہات پیدا کرنے والے مراد ہیں۔

۱ پس۔ جب معلوم ہوا کہ اگر مارنے میں خودی اور اپنی غرض نہ ہو تو خون بھی معاف ہے۔ لہٰذا خودی کو ختم کر دے۔ چوں شدی۔ جب تو خودی چھوڑ کر فانی بن جائے گا تیرا انسان اپنا فعل نہ رہے گا۔ ہر دکانے۔ مثنوی میں فقہی مسائل بیان کرنا مقصود نہیں ہیں اسی لئے ہم نے دیت اور بیت المال کے مسائل کے لئے فقہی کتابوں کا حوالہ دیا ہے۔ مثنوی میں اصل مقصد توحید کا بیان ہے۔ دردکان۔ موچی کی دکان میں اصل مقصود چمڑا ہے اگر تو لکڑی کے فرمے دیکھے گا تو وہ اصلی مقصود نہیں ہے اسی طرح ریشمی کپڑوں کی دکان میں اصل ریشمی تھان ہیں اگر لوہے کا گز ہے تو وہ اصل مقصود نہیں ہے۔

۲ قزازاں۔ ریشمی کپڑا فروخت کرنے والا۔ خزادکن۔ ریشمی کالا کپڑا۔ مثنوی۔ مثنوی صرف توحید کی دکان ہے توحید کے مضامین کے علاوہ جو کچھ مذکور ہے وہ بت ہے بت۔ مثنوی میں توحید کے علاوہ جو کچھ بطور بت کے بیان کیا گیا ہے وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ آنحضور کی زبان پر سورۂ والنجم کی تلاوت کے دوران تلک الغرانیق العلیٰ جاری ہو گیا تھا اور وہ حقیقتاً سورۂ والنجم کا جزو نہ تھا۔ محقق محدثین اس قصہ کو بے اصل سمجھتے ہیں۔

۳ جملہ کفار۔ جب کفار نے وہ الفاظ بتوں کی تعریف میں سنے تو سب سجدے میں گر گئے اس طرح عوام جب توحیدی مضامین سنتے ہیں تو متوجہ ہو جاتے ہیں پھر توحیدی مضامین سننے کا بھی ان کو اتفاق ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں۔ بتوں کی تعریف آنحضور کی زبان پر جاری

ہیں حدیثِ صوفی و قاضی بیار — واں ستمگارِ ضعیفِ زار زار
خبردار! صوفی اور قاضی کا قصہ لا — اور کمزور، لاغر، ظالم کا

ہم در تقریرِ قصۂ قاضی و صوفی
قاضی اور صوفی کے قصے کی تقریر

گفت[۱] قاضی ثبّتِ العرش اے پسر — تا برو نقشے کنم از خیر و شر
قاضی نے کہا اے بیٹا! تخت بچھا — تاکہ میں اس پر بھلے اور برے کا نقش قائم کروں

کو زنندہ کو محلِ انتقام — ایں خیالے گشتہ است اندر سقام
مارنے والا کہاں ہے، انتقام کی جگہ کہاں ہے؟ — یہ تو بیماری میں خیال بن گیا ہے

شرع بہرِ زندگانی و اغنیاست — شرع بر اصحابِ گورستاں کجاست
شرع زندوں اور مال والوں کے لئے ہے — قبرستان کے باشندوں کے لئے شرع کہاں ہے؟

آں[۲] گروہے کز فقیری بے برند — صد جہت زاں مردگاں فانی ترند
وہ گروہ جس نے فقیری کا پتہ لگا لیا ہے — سو حیثیتوں سے مردوں سے زیادہ فانی ہیں

مردہ از یک روست فانی در گزند — صوفیاں از صد جہت فانی شدند
مردہ ایک حیثیت سے مرض میں فانی ہے — صوفیا سو حیثیتوں سے فانی ہو گئے ہیں

مرگ یک قتل ست وایں سیصد ہزار — ہر یکے را خونبہائے بے شمار
موت ایک قتل ہے اور یہ تین لاکھ — ہر ایک کا بے شمار خونبہا ہے

گرچہ کشت ایں قوم را حق بارہا — ریخت بہرِ خونبہا انبارہا
اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو بارہا قتل کیا ہے — خونبہا کے لئے انبار بہا دیئے ہیں

ہمچو جرجیس[۳] اندر ہر یک در سرار — کشتہ گشتہ زندہ گشتہ شصت بار
باطن میں ہر ایک جرجیس کی طرح ہے — ساٹھ بار قتل ہوا، زندہ ہوا

کشتہ از ذوقِ سنانِ دادگر — می بزارد کہ بزن زخمِ دگر
منصف کی بھال کے ذوق سے مقتول — روتا ہے کہ دوسرا زخم لگا

واللہ از عشقِ وجودِ جاں پرست — کشتہ بر قتلِ دوم عاشق ترست
خدا کی قسم جان پرست وجود کے عشق کی بہ نسبت — دوسرے قتل پر یہ مقتول زیادہ عاشق ہے

گفت قاضی من قضادارِ حیم — حاکمِ اصحابِ گورستاں کیم
قاضی نے کہا میں زندہ پر حکم لگانے والا ہوں — میں قبرستان کے باشندوں کا حاکم کب ہوں؟

---

۱ گفت۔ قاضی نے صوفی سے کہا مدعی علیہ کو متعین کر۔ ثبت۔ مشہور مثل ہے ثبّت العرش ثم انقش پہلے تخت بچھا پھر اس پر نقش بنا یعنی کام کرنے سے پہلے جگہ متعین کر۔ کو زنندہ۔ یہ مدعی علیہ تو محض خیالی انسان رہ گیا ہے اس سے بدلہ کہاں لیا جا سکتا ہے۔ شرع۔ ضمان اور تاوان تو زندہ اور مالدار سے لیا جا سکتا ہے مردے سے نہیں لیا جا سکتا۔

۲ آں گروہے۔ مولانا نے ان درویشوں کا بیان شروع کر دیا جو اس کی حالت میں ہوتے اور خودی سے گزر کر مقام فنا حاصل کر لیتے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ لوگ سیکڑوں حیثیتوں سے مردہ ہیں حقیقی مردہ تو محض ایک مرض میں مردہ بن جاتا ہے۔ مرگ۔ شعر

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر ست

ریخت۔ چونکہ اللہ ان کو قتل کرتا ہے اس نے خونبہا میں محبت اور قرب کے خزانے عطا کر دیئے ہیں۔

۳ جرجیس۔ ان کو شاہِ وقت نے ساٹھ بار قتل کیا اور وہ ہر بار زندہ ہو گئے۔ دادگر۔ اللہ کے بھالے کا زخم ان کو ایسا پیارا ہے کہ دوسرے زخم کی تمنا میں روتے ہیں۔ وجود جاں پرست یعنی عنصری زندگی جس میں زندگی سے محبت ہوتی ہے۔ گفت۔ قاضی نے کہا میں تو زندوں پر حکم جاری کرتا ہوں مردوں پر حکم جاری کرنا میرا کام نہیں ہے۔

این بصورت گرنہ در گورست پست — گورہا در دود ماتش آمدہ است
یہ اگرچہ بظاہر قبر میں دبا ہوا نہیں ہے — بہت سی قبریں اس کے خاندان میں ہیں

بس بدیدی مردہ اندر گور تو — گور را در مردہ بیں اے کورِ تو
تو نے قبر میں بہت سے مردے دیکھے ہیں — اے اندھے! تو مردے میں قبر کو دیکھ لے

گرز گورے خشت بر تو اُو فتاد — عاقلاں از گور کے خواہند داد
اگر قبر کی اینٹ تیرے اوپر گر پڑے — عقلمند قبر سے کب انصاف چاہتے ہیں؟

گردِ خشم و کینہ مُردہ مگرد — ہیں مکن با نقشِ گرما بہ نبرد
مردے کے غصہ اور کینہ کے درپے نہ ہو — خبردار! حمام کی تصویر سے نہ جھگڑ

شکر کن کہ زندہ بر تو نزد — کانکہ زندہ رد کند حق کرد رد
شکر ادا کر کہ زندہ نے تجھے نہیں مارا — کیونکہ جس کو زندہ رد کردے اللہ تعالیٰ رد کر دیتا ہے

خشمِ احیا خشم و زخمِ اوست — کہ بحق زندست آں پاکیزہ پوست
زندوں کا غصہ، اللہ کا غصہ اور مار ہے — کیونکہ وہ پاکیزہ کھال، باقی باللہ ہے

حق بکشت اُورا و در پاچہ اش دمید — پوستش از سر چو قصاباں کشید
اللہ تعالیٰ نے اس کو قتل کیا اور پاؤں میں پھونک بھر دی — قصائیوں کی طرح اوپر سے کھال کھینچ لی

نفخ در وے باقی آمد تا مآب — نفخ حق نبود چو نفخ آں قصاب
اس میں قیامت تک پھونک باقی رہی — اللہ تعالیٰ کا پھونک بھرنا قصائی کے پھونک بھرنے کی طرح نہیں ہے

فرق بسیارست بین النفختین — ایں ہمہ زین ست واں نہ جملہ شین
دونوں پھونکوں میں بڑا فرق ہے — یہ بالکلیہ خوبی ہے وہ اور اس جانب سب برائی ہے

ایں حیات از وے برید و شد مضر — واں حیات از نفخ حق شد مستمر
اس نے اس سے زندگی جدا کر دی اور مضر ہوئی — وہ زندگی اللہ تعالیٰ کی پھونک سے دائمی ہو گئی

ایندم[۳] آں دم نیست کاید آں بشرح — ہیں برآ زیں قعر چہ بالائے صرح
یہ پھونک وہ پھونک نہیں ہے جس کی تشریح ہو سکے — خبردار! کنویں کی اس گہرائی سے قلعہ کے اوپر آجا

نیستش بر خر نشاندن مجتہد — نقش ہیزم را کسی بر خر نہد
اس کو گدھے پر سوار کرنا محل اجتہاد نہیں ہے — ایندھن کے نقش کو کوئی گدھے پر لادتا ہے

بر نشست او نہ پشتِ خر سزد — پشتِ تابوتیش اولیٰ تر سزد
اس کی نشست کے لئے گدھے کی پشت مناسب نہیں ہے — تابوت کی پشت اس کے لئے زیادہ لائق ہے

۱ این بصورت۔ یعنی اس مدعی علیہ کا جسم۔ گور۔ کیونکہ صوفی اس کو مردہ نے سمجھ رکھا تھا اس لئے اس کو گور کہا ہے۔ گر۔ جبکہ مدعی علیہ مجسم قبرستان ہے اگر قبرستان میں سے کوئی اینٹ کسی پر آپڑے تو اس پر کون دعویٰ کرتا ہے۔ گرد۔ جبکہ مدعی علیہ مردہ ہے تو اس پر غصہ نہ کر یا تو وہ محض ایک بے جان تصویر ہے اس سے جھگڑا کرنا بیوقوفی ہے۔ زندہ۔ اب اس شخص کا ذکر شروع فرمایا ہے جس کو بقا اور زندگی بحق حاصل ہوگئی ہو اس کا ہر فعل اللہ کا فعل ہوتا ہے۔

۲ خشم۔ ایسے باقی باللہ کا غصہ اللہ کا غصہ ہوتا ہے۔ حق بکشت۔ اس باقی باللہ کو اللہ نے پہلے فنا کیا اور اس کو رذائل بشری سے پاک کر دیا اور پھر اس میں نفخ روح کر دیا۔ قصاباں۔ قصائی بکرے کی کھال کھینچ کر پھر اس میں پھونک بھرتے ہیں تاکہ چربی وغیرہ پھول جائے اور گوشت چکنا معلوم ہونے لگے۔ نفخ۔ قصائی اور اللہ کے پھونک بھرنے میں فرق ہے۔ ایں ہمہ۔ اللہ کا قتل کرنا اور پھونک بھر کر پھر زندہ کرنا بڑی خوبی ہے اور قصائی کا معاملہ برا ہے اس لئے کہ قصائی اس کی زندگی ہمیشہ کے لئے ختم کر کے پھونک بھرتا ہے۔

۳ ایندم۔ باقی باللہ میں جو اللہ کا نفخ ہے وہ ایک ذوقی چیز ہے جس کی شرح نہیں ہو سکتی تو اس دنیا کے کنویں سے نکل کر اعلیٰ مقام حاصل کر لے خود پتہ لگ جائے گا۔ نیستش۔ جبکہ وہ مردہ ہو اس کو گدھے پر بٹھانا مناسب نہیں اس کے مناسب تو مردے کا تابوت ہے۔ ہڑیاں گدھے پر لادی جاتی ہیں نہ کہ لمبڑیوں کی تصویریں۔

ظلم[1] چہ بُوَد، وضعِ غیرِ موضعش — ہیں مکُن دَر غیرِ موضع ضائعش

ظلم کیا ہے؟ غیر جگہ پر اس کا رکھنا — خبردار، غیر جگہ میں اس کو برباد نہ کر

گفت صُوفی پس روا داری کہ اُو — سیلیم زدبے قصاص و بے تسُو

صوفی نے کہا تو پھر تم اس کو جائز سمجھتے ہو کہ اس نے — میرے طمانچہ مارا بغیر قصاص اور بغیر دمڑی کے

کے روا باشد کہ ہر خرسِ قلاش — صُوفیاں را صفع انداز و بلاش

کب جائز ہو گا کہ ہر ریچھ بے آبرو — صوفیوں کے طمانچہ کھینچ مارے، بغیر کسی چیز کے

گفت صوفی راچہ باک از صفع خیز — باچنیں بیمار کمتر کُن ستیز

اس نے کہا صوفی کو طمانچہ کی کیا پروا، اٹھ — ایسے ہمارے جھگڑا نہ کر

گفت قاضی توچہ داری بیش و کم — گفت دارم در جہاں من شش درم

قاضی نے کہا تو کم و بیش کیا رکھتا ہے؟ — اس نے کہا دنیا میں میرے پاس چھ درہم ہیں

گفت قاضی سہ درم تو خرچ[2] کُن — آں سہ دیگر را بدُو دہ بے سخن

قاضی نے کہا، تین درہم تو خرچ کر لے — دوسرے تین اس کو بغیر بحث دیدے

زار در نجور ست و درویش و ضعیف — سہ درم باید ترا بہر رغیف

کمزور اور بیمار ہے اور فقیر و ضعیف ہے — تین درہم روٹی کھانے کے لئے تجھے چاہئیں

قاضی وصوفی بہم در قال و قیل — لیک آں رنجور بر گشتہ سبیل

قاضی اور صوفی آپس میں بات چیت میں تھے — لیکن وہ بیمار، راستہ سے بھٹکا ہوا

بر قفائے قاضی افتادش نظر — از قفائے صُوفی آمد خوب تر

اس کی نظر قاضی کی گدی پر پڑی — وہ صوفی کی گدی سے بہت معلوم ہوئی

راست[3] میکرد از پے سیلیش دست — کہ قصاصِ سیلیم ارزاں شُدست

اس کے طمانچہ مارنے کے لئے ہاتھ سیدھا کیا — کہ میرے طمانچہ کا بدلہ سستا ہو گیا ہے

سُوئے گوشِ قاضی آمد بہر راز — سیلیے آورد قاضی را فراز

راز کی بات کے لئے قاضی کے کان کے پاس آیا — قاضی کے ایک طمانچہ مارا

گفت ہر شش را بگیرید اے دو خصم — من شوم آزاد و بے خرخاش و وَصم

بولا اے دونوں مخالفو! تم سب پورے چھ لے لو — میں آزاد اور بغیر خرخشہ اور بے عیب ہو جائے گا

۱؎ ظلم۔ کسی چیز کو بے موقع رکھنا ظلم ہے تو اس کو گدھے پر بٹھانا ظلم ہوا۔ گفت صوفی۔ صوفی نے قاضی سے کہا پھر تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جو میرے طمانچہ مارا ہے نہ اس کا جسمانی بدلہ ہے نہ مالی۔ روا۔ اگر آپ اس کو اس طرح چھوڑ دیں گے تو پھر صوفیوں کی خیر نہیں ہر آوارہ بے آبرو صوفیوں کو مارا کرے گا۔ بلاش۔ بلاشی یعنی بغیر کسی عوض کے۔ گفت۔ قاضی نے صوفی سے کہا کہ صوفی تو بہت مجاہدے کرتا ہے ایک طمانچہ ل اس کو کیا پروا ہو سکتی ہے۔ بیش و کم۔ قاضی نے کہا، جھگڑا تو بغیر کسی عوض کے ختم ہو جانا چاہیے پھر بھی تجھے چھٹکارا دیتا ہوں اور قاضی نے بیمار سے پوچھا تیرے پاس کچھ ہے بیمار نے کہا میرے پاس چھ درہم ہیں۔

۲؎ تو خرچ کن۔ قاضی نے بیمار سے کہا ان چھ درہموں میں سے تین تو خرچ کے لئے رکھ لے اور تین صوفی کو دیدے۔ زار۔ صوفی سے یہ کہا کہ وہ بیمار اور کمزور ہے تو تین درہم اس کے پاس رہنے دے اور تین درہم اپنی خوراک کے لئے لے لے۔ قاضی۔ قاضی اور صوفی میں تو یہ گفتگو چل رہی تھی ادھر اس بیمار کی نظر قاضی کی گدی پر پڑی جو اس کو طمانچہ مارنے کے لئے صوفی کی گدی سے بھی بہتر معلوم ہوئی۔

۳؎ راست۔ اس بیمار نے اس پر ترجیح کر کے طمانچہ عوض تو بہت سستا ہو گیا ہے اپنے ہاتھ کو طمانچہ کے لئے تیار کیا۔ سوئے۔ قاضی کے پاس اس طرح پر آیا جیسے اس سے کوئی راز کی بات کہے گا اور قاضی کی گدی پر ایک طمانچہ مار دیا۔ گفت۔ قاضی کے طمانچہ مار کر بیمار بولا اب تم دونوں مدعی ہو دونوں تین تین درہم لے لو میرا سب مال چلا جائے گا نہ تو کوئی خرچہ باقی رہیگا اور نہ مالدار ہونے کا عیب رہیگا۔

تیرہ ۱ شُدنِ قاضی از سَیلیے آں درویشِ رنجورو
اس بیمار فقیر کے طمانچہ سے قاضی کا مکدر ہونا اور صوفی

سرزنش کردن صُوفی قاضی را

کا قاضی کو ملامت کرنا

گشت قاضی تیرہ صُوفی گفت ہے　　حُکمِ تو عدلست لاشک نیست غے
قاضی مکدر ہوا، صوفی نے کہا، ہاں　　آپ کا حکم بیشک انصاف ہے، گمراہی نہیں ہے

آنچہ ۲ نہ پسندی بخود اے شیخِ دیں　　چوں پُسندی بر براد رائے امیں
اے دین کے شیخ! جو آپ اپنے لئے پسند نہیں کرتے　　اے دیانتدار! بھائی کے لئے کیوں پسند کرتے ہیں؟

ایں ندانی کز پئے مَن چہ کَنی　　ہمدراں چہ عاقبت خود افگنی
آپ نہیں جانتے کہ جس کے لئے جو کنواں کھودیں گے　　اس کنویں میں انجام کار آپ خود گریں گے

مَنْ حَفَرَ بِئْرًا نخواندی از خبر　　آنچہ خواندی کُن عمل جانِ پدر
حدیث میں آپ نے مَنْ حَفَرَ بِئْرًا نہیں پڑھا　　اے جان پدر! جو آپ نے پڑھا ہے اس پر عمل کیجئے

ایں یکے حُکمت چنیں بُد در قضا　　کو تُرا آورد سیلے در قفا
فیصلہ میں آپ کا یہ حکم ایک ایسا حکم تھا　　جس نے آپ کی گدّی پر طمانچہ وارد کیا

وای بر احکام دیگرہائے تو　　تاچہ آرد بر سر و بر پای تو
ہائے آپ کے دوسرے فیصلے　　آپ کے سر پاؤں پر کیا لائیں گے؟

ظالمے ۳ را رحم آری از کرم　　کہ برای نفقہ بدہش سہ درم
آپ نے ظالم کرم کے ظالم پر رحم کیا　　کہ اس کے خرچ کے لئے تین درہم دیجئے

دستِ ظالم را ببر چہ جای آں　　کہ بدست او نہی حکم و عناں
ظالم کا ہاتھ کاٹو، بجائے اس کے　　تو نے اس کے ہاتھ میں حکم اور باگ دیدی

تو بداں بز مانی اے مجہول داد　　کہ نژادِ گرگ را اُو شیر داد
اے مجہول العدل! تو اس بکری کی طرح ہے　　کہ بھیڑیے کے بچہ کو اس نے دودھ پلایا

جواب دادن قاضی صوفی را

قاضی کا صوفی کو جواب دینا

گفت قاضی واجب آید ماں رضا　　ہر قفا و ہر جفا کارد قضا
قاضی نے کہا ہماری رضا مندی ضروری ہے　　ہر اس طمانچہ اور ظلم پر جو قضا لائے

۱ تیرہ شدن۔ قاضی طمانچہ کھا کر بدمزہ ہوا تو صوفی نے قاضی سے کہا۔ عم۔ بیشک آپ کا یہ فیصلہ کہ طمانچہ کا عوض تین درہم ہوتے ہیں بالکل منصفانہ تھا اس میں کوئی گمراہی نہ تھی اس فیصلہ کو آپ کو بھی بلاتامل قبول کرنا چاہیے۔

۲ آنچہ۔ ہرچہ برخود نہ پسندی بد گراں پسند مَنْ حفر۔ مشہور مقولہ ہے مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِاَخِیْہِ فَقَدْ وَقَعَ فِیْہِ جس نے اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودا وہ خود اس میں گرا ایں۔ خود تیرے لئے طمانچہ کا سبب بنا ہے وائے۔ یہ تو ایک فیصلہ کی پاداش تھی نہ معلوم دوسرے فیصلے تیرے اوپر کیا ظلم ڈھائیں گے۔

۳ ظالمے۔ تو نے ظالم کو خرچ کے تین درہم دلائے۔ دست۔ ظالم کا تو ہاتھ کاٹنا چاہیے تھا نہ کہ فیصلہ اس کے ہاتھ میں دینا۔ تو بداں۔ تیری مثال تو اس بوڑھیا کی سی ہے جس نے بھیڑیے کے بچہ کو بکری کا دودھ پلا کر پالا اور آخر میں وہ بھیڑیا اس کی بکری کو کھا گیا۔ گفت قاضی۔ قاضی نے کہا قضاء خداوندی جو بھی نازل کرے خواہ طمانچہ ہو یا سزا اس پر راضی ہونا ہمارا فرض ہے۔

خوش دلم در باطن از حکمِ زُبر ۱ — گرچہ شُد رُویم تُرش کالحقُّ مُر
کتابوں کے حکم سے میں باطن میں خوش دل ہوں — اگرچہ میرا چہرہ ترش ہو گیا کیونکہ حق کڑوا ہے

ایں دلم باغست و چشمم ابروش — ابر گرید باغ خندد شاد و خوش
میرا یہ دل باغ ہے اور میری آنکھ ابر کی طرح ہے — ابر روتا ہے باغ خوش اور شاد ہو کر ہنستا ہے

سالِ قحط از آفتابِ خیرہ خند — باغہا در مرگ و جانکندن رسند
قحط کے سال میں بیباکی سے ہنسنے والے سورج سے — باغ موت اور جاں کنی میں پہنچ جاتے ہیں

زامر ۲ حق وابکُوا کثیرًا خواندہٗ — چوں سرِ بریاں چہ خنداں ماندہٗ
اور زیادہ روؤ تو نے خدائی حکم پڑھا ہے — بھنی ہوئی سری کی طرح تو کیوں ہنس رہا ہے؟

روشنیِ خانہ باشی ہمچو شمع — گر فرو باری تو ہمچوں شمع دمع
تو گھر کی روشنی دے گا شمع کی طرح — اگر تو شمع کی طرح آنسو بہائے گا

آں تُرش رُوئیِ مادریا پدر — حافظِ فرزند شُد از ہر ضرر
ماں باپ کی ترش روئی — ہر نقصان سے لڑکے کی نگہبان بنی

ذوقِ خندہ دیدۂ اے خیرہ خند — ذوقِ گریہ بیں کہ ہست آں کانِ قند
اے بیہودہ ہنسنے والے! تو نے ہنسی کا مزہ چکھ لیا — رونے کا مزا دیکھ جو شکر کی کان کی طرح ہے

چوں ۳ جہنم گریہ آرد یادِ آں — پس جہنم خوش ترآید از جناں
جب جہنم کی یاد رُلائے — تو جہنم جنتوں سے زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے

خندہا در گریہا آمد کتیم — گنج در ویرانہا جوائے سلیم
ہنسیاں رونے میں چھپی ہوئی ہیں — اے بھولے! خزانے ویرانوں میں تلاش کر

ذوق در غمہاست پے گم کردہ اند — آبِ حیواں را بظلمت بُردہ اند
مزا غموں میں ہے، اُنھوں نے نشان گم کر دیا ہے — آبِ حیات کو تاریکی میں لے گئے ہیں

باژ گونہ نعل در رہ تا رُباط — چشمہا را چار کُن در احتیاط
راستہ میں منزل تک الٹے نعل ہیں — احتیاط میں چار آنکھیں کر لے

چشمہا را چار کُن در اعتبار — یار کُن با چشمِ خود دو چشمِ یار
عبرت حاصل کرنے میں چار آنکھیں کر لے — یار کی دو آنکھوں کو اپنی آنکھوں کا ساتھی بنا لے

امْرُهُمْ شُوریٰ بخواں اندر صُحُف — یار راباش و مکُن از ناز اُف
پاروں میں امرھم شوریٰ پڑھ لے — یار کا ہو جا اور ناز سے اُف نہ کر

۱ زُبر۔ زبور کی جمع ہے یعنی کتاب۔ الحق مر۔ سچ بات کڑوی لگتی ہے۔ ایں دلم۔ آنکھ کے رونے سے دل میں شادابی پیدا ہوتی ہے جس طرح ابر سے باغ میں شادابی آتی ہے۔ سالِ قحط۔ سورج کی چمک کو سورج کا خندہ قرار دیا ہے جس کو باغ کے جلنے کا سبب قرار دیا ہے۔

۲ زامر حق۔ قرآن پاک میں ہے فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا چاہیے کہ وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں۔ سر بریاں۔ جب سری کو آگ پر بھونا جاتا ہے تو کھال سکڑ کر دانت کھل جاتے ہیں۔ روشنی۔ موم آنسو کی طرح گرتا ہے تو شمع روشن رہتی ہے۔ حافظ۔ ماں باپ کی سختی بچے کی حفاظت کرتی ہے۔ ذوق۔ یادِ الٰہی میں رونے میں جو لطف ہے وہ ہنسنے میں نہیں ہے۔

۳ چوں۔ جہنم کا خوف رلائے تو وہ جنت کی یاد سے زیادہ بہتر ہے۔ خندہا۔ گریہ کا انجام ہنسنا ہے۔ ذوق۔ غموں میں لذت اسی طرح چھپی ہوئی ہے جس طرح آبِ حیات تاریکی میں۔ باژ گونہ۔ منزل کو چھپانے کے لئے جوتوں میں الٹے نعل لگا لئے جاتے ہیں۔ رباط۔ منزل۔ چشمہا۔ جبکہ نشان پوشیدہ ہے تو اپنی آنکھوں کے ساتھ کو جوڑ لے تب نشان منزل کا پتہ چلے گا۔ چشمہا۔ عبرت حاصل کرنے اور نشان کو پہچاننے کے لئے اپنی آنکھوں کے ساتھ شیخ کی آنکھیں شامل کر لے۔ امرہم۔ صحابہ کے لئے فرمایا گیا ہے کہ وہ باہمی مشورے سے کام کرتے ہیں۔ اف۔ شیخ سے بے نیازی نہ برت۔

یار ا باشد راہ را پشت و پناہ
یار راستے کا مددگار ہوتا ہے
چونکہ نیکو بنگری یارست راہ
جب تو غور کرے گا یار راستہ ہے

چونکہ دریاراں رسی خامش نشیں
جب تو یاروں میں پہنچے چپ بیٹھ جا
اندراں حلقہ مکن خودرا نگیں
اس حلقہ میں اپنے آپ کو نگ نہ بنا

در نمازِ جمعہ بنگر خوش بہوش
جمع کی نماز میں اچھی طرح ہوش سے دیکھ لے
جملہ جمع اندویک اندیش وخموش
سب جمع ہیں اور ایک خیال کے اور چپ ہیں

رختہارا سُوی خاموشی کشاں
سامان کو خاموشی کی جانب کھینچ لے جا
چوں نشاں جوئی مکن خود افشاں
جب کہ تو نشان تلاش کرتا ہے اپنے آپ کو نشان نہ بنا

گفت پیغمبرؐ کہ در بحرِ ہموم
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ فکروں کے سمندر میں
در دلالت داں تو یاراں را نجوم
تو رہنمائی میں یاروں کو ستارے سمجھ

چشم ۲ در ستارگاں نہ رہ بجُوی
ستاروں پر آنکھ جمادے، راستہ تلاش کر
نُطق تشویشِ نظر باشد، مگوی
بولنا دیکھنے کے لئے پریشان کن ہوتا ہے نہ بول

گر دو حرفِ صدق گوئی اے فلاں
اے فلاں! اگر تو سچائی کے دو حرف بولے گا
گفتِ تیرہ در تبع گردد رواں
گدلا گفت تو پیچھے پیچھے روانہ ہو جائے گی

ایں نخواندی کالکلام اے مستہام
اے حیران! یہ تو نے نہیں پڑھا کہ گفتگو
فِیْ شُجُوْنٍ جَرُّہٗ جَرُّ الْکَلَام
مختلف شعبوں میں ہے گفتگو کا کھینچنا اس کو کھینچتا ہے

ہیں ۳ مشو شارع دراں حرفِ رَشَد
خبردار! تو اس جملی بات کو شروع کرنے والا نہ بن
چوں سخن بیشک سخن را می کشد
کیونکہ یقیناً بات بات کو کھینچتی ہے

نیست در ضبطت چو بکشادی دہاں
جب تو نے منہ کھول دیا! تیرے قابو میں نہیں ہے
از پے صافی شود تیرہ رواں
صاف کے پیچھے، گدلا روانہ ہو جاتا ہے

آنکہ معصوم رہِ وحیِ خداست
جو خدائی وحی کی راہ کا معصوم ہے
چوں ہمہ صافست بکشاید رواست
جبکہ وہ سب صاف ہے منہ کھولے تو مناسب ہے

زانکہ مَا یَنْطِقُ رَسُوْلٌ بِالْھَوٰی
کیونکہ کوئی رسول خواہش ونفس سے بات نہیں کرتا
کے ہوا زاید ز معصوم خدای
خدائی معصوم سے ہوائے نفسانی کب پیدا ہوتی ہے؟

---

۱ یار۔ شیخ راستہ کا مددگار ہے یعنی بات یہ ہے کہ وہ خود راستہ ہے۔ چونکہ۔ بزرگوں کی مجلس میں دو معانی مناسب نہیں ہے خاموشی سے بیٹھ کر ان سے استفادہ کرے۔ صحبت چیزازو کرو فکر برتر ست۔ در نماز جمع کی نماز میں سب خاموشی سے خطبہ سنتے ہیں۔ رختہا۔ سالک کو شیخ کی صحبت میں زیادہ خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ گفت۔ آنحضورؐ کا ارشاد ہے
اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ ۔ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم نے جس کی اقتداء کی ہدایت یافتہ ہے۔
۲ چشم۔ ستاروں سے ہدایت جبھی حاصل ہوگی کہ خاموشی سے ان پر نظر کروگے۔ بولنا نظر میں خلل انداز ہوتا ہے۔ گردو حرف۔ عام حالت میں بھی بولنا مفید نہیں ہے انسان دو باتیں صحیح کہتا ہے تو ان کے ساتھ غلط باتیں بھی زبان سے نکل جاتی ہیں۔ الکلام فی شجون۔ یعنی گفتگو مختلف شعبوں میں واقع ہوتی ہو۔ جرّہٗ جرّ الکلام۔ کلام کا دراز کرنا اس کو کھینچ لاتا ہے۔ یعنی جب گفتگو شروع ہو جاتی تو پھر مختلف گوشوں تک پہنچتی ہے۔
۳ ہیں۔ انسان جملی بات شروع کرتا ہے تو کلام کی درازی اس کو بری بات تک پہنچا دیتی ہے۔ نیست۔ جب ذات کھول کر بوتل کو الٹا کرو تو صاف کے بعد بوتل کو الٹا کرو تو صاف کے بعد تلچھٹ آتی ہے۔ آنکہ۔ یہ صرف معصوم انبیاء کی شان ہے کہ ان کی زبان سے کوئی غلط نہیں نکلتی ہے۔ ما ینطق۔ قرآن پاک میں آنحضورؐ کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وہ خواہش نفس سے کلام نہیں کرتے ہیں وہ وحی ہے جو ان کو بھیجی جاتی ہے۔

خویشتن را ساز منطیقے[1] از حال — تا نگردی ہمچو من سخرہ مقال
اپنے آپ کو حال سے بہت بولنے والا بنالے — تاکہ تو میری طرح گفتگو سے مغلوب نہ ہو

سوال کردنِ صوفی از قاضی
صوفی کا قاضی سے سوال کرنا

گفت صوفی چوں زیک کان ست زر — ایں چرا نفع ست وآں دیگر ضرر
صوفی نے کہا جبکہ سونا ایک کان کا ہے — یہ نفع کیوں ہے اور وہ دوسرا نقصان کیوں ہے؟

چونکہ ایں جملہ زیک دست آمدست — ایں چرا ہشیار وآں مست آمدست
جبکہ یہ سب ایک ہی ہاتھ سے ہے — یہ ہوشیار اور وہ مست کیوں بنا ہے؟

چوں ز[2] یک دریاست ایں جوہا رواں — ایں چرا نوش ست وآں زہرِ دہاں
یہ نہریں جب ایک دریا سے رواں ہیں — یہ شہد اور وہ منہ کا زہر کیوں ہے؟

چوں ہمہ انوار از شمسِ بقاست — صبح صادق صبح کاذب از چہ خاست
جبکہ سب نور آفتاب بقا کے ہیں — سچی صبح اور جھوٹی صبح کیوں پیدا ہوئی؟

چوں زیک سرمہ ست ناظر را کحل — از چہ آمد راست بینی و حول
جب آنکھ کا سرمہ ایک ہی سرمہ سے ہے — صحیح دیکھنا اور بھینگا پن کیسے ہوا؟

چونکہ دار الضرب را سلطاں خداست — نقد را چوں ضرب خوب و نارواست
جبکہ ٹکسال کا بادشاہ خدا ہے — سکہ پر کھرا ٹھپہ اور کھوٹا ٹھپہ کیوں ہے؟

چوں[3] خدا فرمود رہ را راہِ من — ایں خفیر از چیست وآں یک راہ زن
جبکہ خدا نے فرمایا راستہ ' میرا راستہ ہے — یہ راہنما اور راہزن کیوں ہے؟

از یک اشکم چوں رسد حبر و سفیہ — چوں یقیں شد الولد سرُّ ابیہ
ایک ہی پیٹ سے عالم اور جاہل کیوں پیدا ہوئے؟ — جبکہ یقینی ہے کہ بیٹا باپ کا راز ہے

وحدتے کہ دید با چندیں ہزار — صد ہزاراں جنبش از عینِ قرار
اتنے ہزاروں کے ہوتے ہوئے وحدت کس نے دیکھی ہے؟ — لاکھوں جنبشیں عین قرار سے

جواب گفتنِ آں قاضی صوفی را
قاضی کا اس صوفی کو جواب دینا

کیسے صادر ہوئی ہیں۔ مصدر میں سکون اور صادر میں حرکتیں ہونا بھی سمجھ سے باہر ہے۔ غرضیکہ واحد حقیقی سے اس قدر کثیر اور متضاد چیزوں کا مخلوق ہونا مستبعد معلوم ہوتا ہے۔

۱ منطیقے زحال۔ زبان حال کے ذریعہ بہت بولنے والا۔ تانگردی۔ مولانا نے اپنے آپ کو فروتنی کے اعتبار سے مغلوب مقال کہا ہے۔ سوال پہلے قاضی نے کہا تھا کہ تمام مقدرات پر راضی رہنا چاہیے تو صوفی سوال کرتا ہے کہ ذات خداوندی جبکہ واحد بسیط ہے تو اس سے متضاد چیزوں جفا و وفا سخط و رضا منع و عطا کا صدور کس طرح ہوتا ہے۔ گفت صوفی۔ جبکہ سب کا خالق ایک ہے تو ایک مفید اور مضر کیوں ہے۔ یک دست۔ جبکہ ایک دست قدرت کے پیدا کردہ ہیں تو ایک عقلمند اور ایک مست کیوں ہے۔

۲ چوں ز یک دریا کی نہروں کے پانی کا ایک مزا ہوتا ہے لیکن مخلوق کوئی میٹھی اور کوئی کڑوی ہے۔ چوں ہمہ۔ جبکہ سب ذات باقی کے نور ہیں تو ایک صبح صادق اور ایک صبح کاذب کیوں ہے۔ یک سرمہ۔ جبکہ سب کی آنکھیں ایک ہی سرمہ سے سرمگیں ہیں تو پھر راست بینی اور کج بینی کیوں ہے۔ چونکہ۔ جب سب ایک ٹکسال سے ڈھلے ہوئے ہیں تو بعض سکے کھرے بعض کھوٹے کیوں ہیں۔

۳ چوں خدا۔ جبکہ خدا نے دین کے راستہ کو اپنا راستہ فرمایا ہے تو اس میں راہنما اور راہزن کا فرق کیوں ہے۔ از یک اشکم۔ جبکہ سب ایک پیٹ کی پیداوار ہیں اور بیٹے میں باپ کے اوصاف ظاہر ہوتے ہیں تو پھر اسی ایک پیٹ سے ایک عالم اور ایک جاہل کیسے پیدا ہوتا ہے۔ وحدتے۔ خدا کی وحدت اور غیر متغیر اور غیر متضاد ہونے کا تو یقین ہے پھر اس سے اس قدر کثیر متغیر اور متضاد چیزیں

گفت[۱] قاضی صوفیا خیره مشو — یک مثالے در بیانِ ایں شنو
قاضی نے کہا، اے صوفی! تو حیران نہ ہو — اس کے بیان میں ایک مثال سن لے

ایں ببین و حالِ آں را نیک داں — ورنہ بینی حال را نیکو بخواں
یہ دیکھ لے اور اس کے حال کو خوب جان لے — اگر نہ دیکھے، حال کو خوب پڑھ لے

ہمچنانکہ بیقراری عاشقاں — حاصل آمد از قرارِ دلستاں
جس طرح کہ عاشقوں کی بے قراری — معشوق کے قرار سے پیدا ہوتی ہے

او چو کُہ در ناز ثابت آمده — عاشقاں چوں برگہا لرزاں شده
وہ پہاڑ کی طرح ناز پر قائم ہے — عاشق پتوں کی طرح لرزتے ہیں

خندۂ او گریہ را انگیختہ — آبروئیش آبِروہا ریختہ
اس کے ہنسنے نے رونے پیدا کئے — اس کے چہرے کی رونق نے آبروئیں بہا دیں

ایں ہمہ چون و چگونہ چوں زبد — بر سرِ دریائے بیچوں می طپد
یہ سب کیفیات جھاگ کی طرح — بے کیفیت دریا کے اوپر حرکت کرتی ہیں

ضد[۲] او ند ش نیست در ذات و عمل — زاں بپوشیدند ہستیہا حُلل
اس کا ضد اور ند ذات اور فعل میں نہیں ہے — اسی لئے موجودات نے لباس پہن لئے ہیں

ضد ضد را بُود و ہستی کے دہد — بلکہ زو بگریزد و بیروں جہد
ضد، ضد کو وجود اور ہستی کب دیتا ہے؟ — بلکہ اس سے بھاگتا ہے اور باہر نکل جاتا ہے

ند چہ[۳] بُود؟ مثلِ مثلِ نیک و بد — مثل، مثلِ خویشتن را کے کند
ند کیا ہے؟ مثل ہے، نیک اور بد کا مثل — مثل، اپنی مثل کو کب بناتی ہے؟

چونکہ دو مثل آمدند اے متقی — ایں چہ اولیٰ تر ازاں در خالقی
اے پرہیزگار! جبکہ دو چیزیں مثل ہیں — یہ دوسرے سے خالق ہونے میں بہتر کیوں ہے؟

بر شمارِ برگِ بُستاں ضدّ و ندّ — چوں کفے بر بحرِ بے ندّ مت و ضدّ
ضد اور ند باغ کے پتوں کی تعداد پر — بے ند اور بے ضد دریا پر جھاگ کی طرح ہیں

بے چگونہ بیں تو بُردومات بحر — چوں چگونہ گنجد اندر ذاتِ بحر
سمندر کی مات اور برد بے کیف سمجھ — کیف، سمندر کی ذات میں کیسے سما سکتا ہے؟

کیا ہے کہ تمام ممکنات جو ایک دوسرے کی ضد اور ند ہے بحرِ وحدت پر جو بے ضد و ند ہے، جھاگ طرح نمودار ہے۔ بے چگونہ اس کے تمام افعال ایسے ہیں کہ ان کی کیفیت کی طرف کی تک نہیں پہنچا جا سکتا ہے تو پھر ذات کی کنہ تک کہاں رسائی ہو سکتی ہے

۱ گفت قاضی۔ قاضی نے کہا ذات غیر متغیر اور غیر متضاد کا متغیر اور متضاد چیزوں کے مبدا بننے سے حیران نہ ہو ایک مثال سن لے اور حال کو سمجھ لے۔ ہمچنانکہ۔ معشوق کا قرار اور سکون عاشقوں کی بیقراری کا مبداء ہے معشوق پہاڑ کی طرح ناز پر جما ہوا ہے اور عاشق پتوں کی طرح لرزتے ہیں معشوق کا مسکرانا عاشقوں کے رونے کا مبدا ہے ان باتوں سے سمجھ میں آ جاتا ہے کہ مبدا اور اس کے آثار میں یکسانیت ضروری نہیں ہے۔ ایں ہمہ۔ چون و چگونہ سے کیفیات اور وہ ممکنات جن پر کیفیات طاری ہوتی ہیں مراد ہیں۔ بیچوں۔ ذات باری تعالیٰ جو عوارض سے منزہ ہے۔

۲ ضد و ند۔ مبدا اور اثر علت اور معلول مشابہت اور ایک دوسرے کی مثل ہو تو شرط نہیں ہے البتہ تضاد نہ ہونا چاہیے۔ اب ثابت کرتے ہیں کہ مبدا جو ذات واحد ہے اور اس کے آثار جو ممکنات ہیں ان میں تضاد نہیں ہے اور نہ کوئی اس کی ذات اور افعال میں اس کا مثل ہے۔ زاں۔ چونکہ ذات باری اور ممکنات میں تضاد نہیں ہے اسی لئے ممکنات نے وجود کا لباس پہنا ہے۔ ضد ایک ضد دوسری ضد کو موجود نہیں کر سکتا ہے یعنی اس کی علت نہیں بن سکتا ہے بلکہ اس سے بھاگتا اور گریز کرتا ہے تو دونوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔

۳ ضد ذات باری کا نہ ضد ہے نہ مثل۔ ند مثل یہ ہے کہ ند مثل کو کہتے ہیں جیسا ایک ہستی اپنے مثل کو وجود عطا نہیں کر سکتی کیونکہ دونوں یکساں ہیں تو ایک کو خالق اور دوسرے کو مخلوق کہنا بلاوجہ ترجیح ہے جو باطل ہے۔ برشمار۔ اب پھر سابق مضمون کی طرف رجوع

کمترین[۱] لُعبتِ اُو جانِ تُست　　ایں چگون و چونِ جاں کے شُد درست
تیری جان اس کا چھوٹا سا کھلونا ہے　　جان کے لئے چون و چگون کب درست ہیں؟

پس چناں بحرے کہ در ہر قطرہ زاں　　زیں بدن ناشی تر آمد عقل و جاں
ایسا سمندر کہ اس کے ہر قطرے سے　　اس جسم سے زیادہ عقل اور جان پیدا ہوتی ہیں

کے بگنجد در مضیقِ چند و چُوں　　عقلِ کُل آنجاست از لَا یَعْلَمُوْن
وہ مقدار اور کیفیت کے تنگ مقام میں کب سما سکتی ہے؟　　وہاں عقلِ کل بھی ناواقفوں میں سے ہے

عقل گوید مر جسد را کاے جماد　　بُوئی بُردی ہیچ ازاں بحرِ معاد
عقل جسم سے کہتی ہے کہ اے بے روح　　تو نے اس بحر معاد کا کچھ پتہ پایا؟

جسم گوید من یقیں سایہ تو اَم　　یاری از سایہ کہ جُوید جانِ عم
جسم کہتا ہے میں یقیناً تیرا سایہ ہوں　　اے چچا جان! سایہ سے کون مدد چاہتا ہے؟

عقل گوید کایں نہ آں حیرت سراست　　کہ سزا گستاخ تر از ناسزاست
عقل کہتی ہے کہ یہ ایسا حیرت کدہ نہیں ہے　　کہ قابل، ناقابل سے زیادہ دلیر ہو

اندریں[۲] جا آفتابِ انورے　　خدمتِ ذرہ کند چوں چاکرے
اس جگہ روشن سورج　　خادم کی طرح ذرے کی خدمت کرتا ہے

شیر ایں جا پیشِ آہو سر نہد　　باز ایں جا پیشِ تیہو پر نہد
یہاں شیر ہرن کے سامنے سر رکھ دیتا ہے　　یہاں باز تیتر کے سامنے پر بچھاتا ہے

ایں ترا باور نیاید مصطفےٰ　　چوں ز مسکیناں ہمی جُوید دعا
اگر تجھے اسکا یقین نہیں ہے تو مصطفیٰ　　مسکینوں سے دعا کیوں چاہتے ہیں؟

گر[۳] بگوئی از پئے تعلیم بُود　　عینِ تجہیل از چہ رُو تفہیم بُود
اگر تو کہے سمجھانے کے لئے تھی　　بعینہٖ جہالت میں مبتلا کر کے سمجھانا کیونکر تھا

بلکہ میداند کہ گنجِ بے شمار　　در خرابہا نہد آں شہر یار
بلکہ وہ جانتے تھے کہ لاتعداد خزانے　　وہ شاہ ویرانوں میں رکھ دیتا ہے

۳ گر بگوئی۔ آنحضورؐ کی دعا کے بارے میں اگر کوئی یہ کہے کہ یہ استفادہ کے لئے نہ تھی بلکہ بعض اوقات آنحضورؐ منصبِ ختم سے تنزل اختیار کرتے تھے اور تعلیمِ امت کے لئے اس قسم کا طریقہ اختیار کر لیتے تھے۔ مطلب یہ کہ آنحضورؐ نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا تاکہ امت کو تعلیم ہو کہ اس میں کا اعلیٰ فرد بھی ادنیٰ فرد سے استفادہ کیا کرے۔ جب یہ بات مسلم ہو کہ اعلیٰ ادنیٰ سے استفادہ نہیں کر سکتا تو پھر آنحضورؐ کی یہ تعلیم کہاں ہوئی یہ تو امت کو جہالت میں مبتلا کرنا ہوا بلکہ آنحضورؐ کا دعا کے لئے فرمانا تعلیم کے لئے نہ تھا بلکہ آنحضورؐ جانتے تھے کہ خزانے ویرانے میں ہوتے ہیں۔ حضرت حق تعالیٰ کی رحمتوں کے خزانے بسا اوقات ان لوگوں کے پاس ہوتے ہیں جو بظاہر معمولی انسان نظر آتے ہیں۔

۱ کمترین۔ روح اس کی معمولی مخلوق ہے اس کی حقیقت اور کنہ تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ پس چناں۔ وہ ذاتِ باری جو لاتعداد عقلوں اور جان کی علت ہے اس کی حقیقت تک کیسے رسائی ہو سکتی ہے وہ کسی طرح بھی کیفیات کی قید میں مقید نہیں ہو سکتی۔ اس کی حقیقت کے بارے میں عقلِ کامل بھی ناواقف ہے۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اے خدا میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا ہوں تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خدا اپنے نفس کی تعریف کی ہے۔ عقل گوید۔ جب عقلِ کامل کا یہ حال ہے تو تمام عقلیں لامحالہ اس کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتی ہیں۔ جماد۔ جسم بغیر روح کے بے جان ہے۔ بحرِ معاد۔ ذاتِ باری تعالیٰ۔ سایہ۔ یعنی تابع۔ عقل گوید۔ جسم کا جواب سن کر عقل کہتی ہے کہ ذاتِ باری کی حقیقت کے ادراک کا معاملہ ایسا ہے کہ اس میں قابلِ ادراک اور ناقابلِ ادراک یکساں ہیں۔

۲ اندریں جا۔ عقل نے چونکہ جسم ناقابلِ ادراک سے ذاتِ باری کی کنہ معلوم کرنی چاہی تھی اور اس نے جواب دیا تھا کہ جب تجھے ہی معلوم نہیں تو تیرا مجھ سے سوال کرنا کیا مناسب ہے عقل کہتی ہے کہ یہ مقام ہے۔ یہاں اعلیٰ ادنیٰ سے [illegible] ہے حق [illegible] کی [illegible] ہے تجھ [illegible] سے عاجز ہے [illegible] کے مقابلے میں عاجز ہے اسی لئے یہی وجہ ہے کہ آنحضورؐ صحابہ سے فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شریک کر لینا۔

بدا ۱ گمانی نعل معکوسِ وَیست — گرچہ ہر جزویش جاسوسِ وَیست
بدگمانی اس کا الٹا نعل ہے — اگرچہ اس کا ہر جز اس کا جاسوس ہے

بل حقیقت در حقیقت غرقہ شُد — زیں سبب ہفتاد بل صد فرقہ شُد
بلکہ در حقیقت حقیقت غائب ہو گئی — اس لئے ستر بلکہ سو فرقے ہو گئے

باتو قُل ماشئت خواہم گفت ہاں — صُوفیا خوش پہن بکشا گوشِ جاں
میں تجھ سے ایک نکتہ کہوں گا خبردار! — اے صوفی! جان کے کان کو خوب کھول لے

مر ترا ہر زخم کاید ز اسماں — منتظر می باش خلعت بعد ازاں
تجھے جو تکلیف آسمان سے پہنچے — اس کے بعد تو خلعت کا منتظر رہ

آں قفا دیدی صفا را ہم ببیں — گردہ ۲ راں با گردن آمد اے امیں
تو نے وہ طمانچہ تو دیکھا خلوص بھی دیکھ لے — اے امین! ران کا گوشت گردن کے ساتھ ہے

کو نہ آں شاہ ست کس سیلی زند — کہ نہ تاج و تخت بخشد مستند
کیونکہ وہ ایسا شاہ نہیں ہے کہ تیرے طمانچہ مارے — اور سہارے کا تخت اور تاج نہ بخشے

جملہ دنیا را پرِ پشہ بہا — سیلئے را رشوت بے منتہا
تمام دنیا کی قیمت مچھر کا پر ہے — ایک طمانچہ کا عطیہ لاتعداد ہے

گردنت زیں طوق زرینِ جہاں — چست دَر دُزد حق سیلی ستاں
تو اپنی گردن دنیا کے اس زریں طوق سے — جلد نکال لے اور اللہ کا طمانچہ لے لے

آں ۳ قفاہا کانبیا برداشتند — زاں بلا سر ہائے خود افراشتند
وہ طمانچے جو انبیاء نے برداشت کئے ہیں — اس بلا سے اپنے سروں کو بلند کیا ہے

لیک حاضر باش دَر خود اے فتیٰ — تابخانہ او بیابد مر ترا
لیکن اے جوان! تو اپنے اندر موجود رہا کر — تاکہ وہ تجھے گھر میں پا لے

وَرنہ خلعت را بَرد او باز پس — کہ نیا بیدم بخانہ ہیچ کس
ورنہ وہ خلعت کو لوٹا لے جائے گا — کہ میں نے گھر میں کسی کو نہ پایا

۳ آں قفاہا انبیاء نے جو تکالیف برداشت کی ہیں وہ ان کی سرفرازی کا سبب بنی ہیں۔ لیک۔ سزا کے عوض میں عطا کی شرط یہ ہے کہ حضور مع الحق ہو یعنی اللہ کی جانب رضا اور محبت کے ساتھ قلب کے ذریعہ رجوع ہو۔ تابخانہ وہ تیرے دل پر فیضان کرے گا۔ ورنہ اگر حضور قلب نہ ہوگا تو خلعت واپس ہو جائے گی کیونکہ گھر میں کوئی نہ تھا جس کے سپرد کر دی جاتی۔

۱ بدگمانی۔ (شعر)
خاک سازان جہان را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد
مساکین اور بظاہر حقیر انسانوں کے ساتھ بدگمانی الٹا نعل ہے۔ جس سے انسان غلط راہ اختیار کر لیتا ہے اگرچہ عقلمند انسان کی نظر میں اس کا جز جز جاسوس اور مخبر بنا ہوا ہے۔ جو اس کی راہنمائی کرتا ہے۔ بل۔ گمراہوں کے لئے یہ معکوس نعل صرف الٹا نشان ہی نہیں ہے بلکہ ان کی نگاہوں سے حقیقت بالکل چھپ گئی ہے اسی لئے ان کے ستر بلکہ فرقے بن گئے ہیں۔ باتو۔ قاضی کے اصل جواب کی طرف عود ہے کہ راضی بالقضاء رہنا چاہیے۔ قل ماش۔ قل ماشئت کا مخفف ہے اس کے معنی بوا اور گھر کے سامان کے ہیں یہاں دوسرے معنی مراد ہیں یعنی میں تجھ سے ایک اندر کی بات کہتا ہوں غور سے سن لے کہ اللہ کی جانب سے ہر سزا کے ساتھ عطا بھی ہے آں قفا۔ تو نے وہ طمانچہ تو دیکھ لیا اس سے جو باطن کی صفائی ہوئی وہ بھی دیکھ لے۔

۲ گردہ ران۔ جب قصائی ران کاٹ کاٹ کر دیتا ہے اور اس میں ہڈی اور گوشت زیادہ ہوتا ہے تو اس کے ساتھ گردن کا حصہ بھی دیتا ہے جس میں ہڈی زیادہ ہوتی ہے اب اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر اچھائی برائی کے ساتھ ہے خدا کی ذات سے یہ توقع نہیں کہ وہ صرف سزا دے اور اس کے ساتھ علاوہ ہو۔ جملہ دنیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی سے دنیا کی کوئی چیز چھینتا ہے تو اس کی حقیقت مچھر کے پر سے زیادہ نہیں ہے اس کے بدلے میں لا تعداد نعمتیں عطا کر دیتا ہے۔ طوق زریں۔ یعنی دنیا کی نعمتیں۔

باز سُوال کردنِ آں صُوفی ازاں قاضی

پھر اس صوفی کا اس قاضی سے سوال کرنا

گفت صوفی[۱] کہ چہ بودے کایں جہاں — ابروئے رحمت گشادے جاوداں
صوفی نے کہا کیا ہو جاتا کہ یہ عالم — ہمیشہ رحمت کی ابرو کو کشادہ رکھتا

ہر دمے شورے نیاوردے بہ پیش — بر نیاوردے ز تلوینہاش نیش
ہر لمحہ شور سامنے نہ لاتا — اپنی نیرنگیوں سے ڈنک نہ نکالتا

شب نہ دزدیدے چراغِ روز را — دے نبودے باغِ عیش اندوز را
رات دن کے چراغ کو نہ چرائی — عیش والے باغ کے لئے خزاں نہ ہوتی

جامِ صحت را نبودے سنگِ تب — ایمنی را خوف ناوردے کرب
صحت کے جام کے لئے بخار کا پتھر نہ ہوتا — اطمینان کو مصیبت نہ ڈراتی

خود چہ کم گشتے ز جود و رحمتش — گر نبودے خرخشہ در نعمتش
اس کی سخاوت اور رحمت میں خود کیا کمی آ جاتی — اگر اس کی نعمت میں خرخشہ نہ ہوتا

حال[۲] بودے خوب و خوش بر جملگاں — تیرہ کم بودے روانِ انس و جاں
سب کی حالت اچھی اور بہتر ہوتی — انسانوں اور جنوں کی روح مکدر نہ ہوتی

جاوداں بودے حضور و ذوقِ خوش — دائما در جاں بُدے ہم شوقِ خوش
حضور اور عمدہ ذوق ہمیشہ ہوتا — روح میں بھی ہمیشہ بہترین شوق ہوتا

جواب[۳] قاضی سوالِ صُوفی را و قصہ تُرک و درزی را مثل آوردن

صوفی کے سوال پر قاضی کا جواب دینا اور ترک اور چور کے قصہ کی مثال دینا

گفت قاضی بس تہی رُو صوفیی — خالی از فطنت چو کاف کوفیی
قاضی نے کہا، تو بہت خشک دماغ صوفی ہے — تو کوفی کے کاف کی طرح سمجھ سے خالی ہے

تو نہ بشنیدی کہ آں پُر قند لب — غدر خیاطاں ہمی گفتے بشب
تو نے نہیں سنا کہ وہ شیریں لب — رات کو درزیوں کی غداری بیان کر رہا تھا

خلق را در دُزدیِ آں طائفہ — می نمود افسانہائے سالفہ
لوگوں کو اس گروہ کی چوری کے بارے میں — پہلے قصے سنا رہا تھا

قصۂ پارہ رُبائی در بُریں — می حکایت کرد اُو با آن و ایں
تراشنے میں ٹکڑا چرا لینے کا قصہ — اس اور اس سے بیان کر رہا تھا

---

۱ گفت صوفی۔ صوفی نے کہا کہ یہ بات تو سمجھ میں آ گئی کہ وہ متضاد چیزوں کا ایک مبداء سے صدور ہو سکتا ہے لیکن یہ بات باقی ہے کہ متضاد چیزوں کے صدور میں کیا حکمت ہے اگر رحمت ہی رحمت ہوتی اور زحمت نہ ہوتی تو کیا مضائقہ تھا۔ شب۔ دن ہی دن ہوتا رات نہ ہوتی۔ موسم بہار ہوتا خزاں نہ ہوتی۔ جام صحت۔ صرف صحت ہوتی بیماری نہ ہوتی۔ خرخشہ۔ بے موقع جھگڑا۔

۲ حال۔ اگر صرف رحمت ہوتی تو سب خوش رہتے کسی کی طبیعت میں تکدر نہ پیدا ہوتا۔ جاوداں۔ (شعر)
پراگندہ روزی پراگندہ دل
خداوند روزی بحق مشتغل

۳ جواب۔ قاضی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر محض عیش و عشرت ہوتا تو اس سے بہت سی دینی مضرتیں پیدا ہو جاتیں اسی مناسبت سے ترک اور درزی کا قصہ سنایا ہے کہ ترک نے مسرت میں پڑ کر اپنا کپڑا گنواں دیا۔ کاف کوفی کاف نقطے سے خالی ہے۔ تو نہ۔ ایک شیریں سخن درزیوں کی چوری کے قصے سنا رہا تھا۔ طائفہ گروہ۔ سالف گزشتہ۔ بریں۔ کتائی۔

سمر۱ می خواند ورزی نامهٔ　　　گردِ او جمع آمده ہنگامهٔ

فسانہ گوئی میں حدزی نامہ پڑھ رہا تھا　　　مجمع اس کے چاروں طرف جمع تھا

تفسیر قَوْلَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ يُلَقِّنُ الْحِكْمَةَ عَلٰى لِسَانِ الْوَاعِظِيْنَ بِقَدْرِ هِمَمِ الْمُسْتَمِعِيْنَ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے واعظوں کی زبان سے سننے والوں کی ہمت کی بقدر تلقین کرتا ہے

مستمع چوں یافت جاذبِ آں وقود　　　جملہ اجزائش حکایت گشتہ بود

جبکہ اس آتش بیان نے سننے والے کی قبول کرنے والا پایا　　　اس کے سارے اجزاء حکایت بن گئے تھے

جذبِ سمع ست ار کسے را خوش لبی ست　　　گرمی وجدِ مُعلّم از صَبی ست

اگر کسی میں خوش بیانی ہے تو سننے کی کشش ہے　　　استاد کی سرگرمی اور کوشش بچہ کی وجہ سے ہے

چنگیے را کو نوازد بست و چار　　　چوں نیابد گوش گردد چنگ وار

وہ سارنگی بجانے والا جو چوبیس راگ گاتا ہے　　　جب کان نہیں پاتا سارنگی کی طرح ہو جاتا ہے

نے ۲ حرارہ یادش آید نے غزل　　　نے دہ انگشتش بجنبد در عمل

نہ اس کو ترانہ یاد آتا ہے نہ غزل　　　نہ عمل میں اس کی دس انگلیاں ہلتی ہیں

گر نبودے گوشہائے غیب گیر　　　وحی ناوردے ز گردوں یک بشیر

اگر غیب کو قبول کرنے والے کان نہ ہوتے　　　ایک بشارت دینے والا بھی وحی نہ لاتا

ور نبودے دیدہائے صُنع بیں　　　نے فلک گشتے نہ خندیدے زمیں

اگر کاریگری کو دیکھنے والی آنکھیں نہ ہوتیں　　　نہ آسمان گردش کرتا نہ زمین مسکراتی

آں دمِ لولاک ۳ ایں باشد کہ کار　　　از برائے چشم تیز ست و نزار

لولاک کا مضمون یہی ہے کہ تخلیق　　　باریک اور تیز آنکھوں کے لئے ہے

عامہ را از عشقِ ہمخوابہ و طبق　　　کے بُود پروائے عشقِ صُنعِ حق

عوام کو ہم بستر اور دسترخوان سے عشق کی وجہ سے　　　اللہ کی کاریگری کی پروا کب ہوتی ہے؟

اب تمماجی نریزی در تغار　　　تا سگے چندے نباشد طعمہ خوار

تو اس کا پانی تغار میں نہ ڈالے گا　　　جب تک کہ چند کتے خوراک کھانے والے نہ ہوں گے

رو سگِ کہف خداوندیش باش　　　تا رہاند زیں تغارت اصطفاش

جا اس کی خداوندی کے غار کا کتا بن جا　　　تاکہ اس کی برگزیدگی تجھے اس تغار سے چھڑا دے

۱ سمر۔ قصہ گوئی۔ تفسیر۔ آنحضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس قدر سننے والے کی صلاحیت ہوتی ہے اسی قدر اس کو واعظ کے بیان سے وہ تالی کا حصہ ملتا ہو۔ مستمع۔ سننے والے شوقین ہوتے ہیں تو واعظ بھی دل جمعی سے وعظ کہتا ہے۔ وقود۔ یعنی قصہ سنانے والا۔ جذب سمع۔ اگر کسی واعظ کی خوش بیانی دیکھو تو سمجھو کہ سننے والوں کی کشش ہے۔ بچہ ذہین ہوتا ہے تو استاد محنت سے پڑھاتا ہے۔ چنگیے۔ اگر سننے والے ماہر اور شائق نہیں ہوتے ہیں تو سارنگی نواز کا دل بجھ جاتا ہے۔

۲ نے حرارہ۔ سارنگی نواز نہ چند ملی جلی آوازیں یاد آتی ہیں۔ نہ غزل نہ اس کی انگلیاں کام کرتی ہیں۔ گر نبودے۔ اگر انبیاء میں وحی سننے کی استعداد نہ ہوتی تو جبرئیل وحی لے کر نہ آتے۔ ور نبودے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی صنعت کو دیکھنے والے نہ ہوتے تو نہ آسمان پیدا ہوتا نہ زمین پیداوار دیتی۔

۳ لولاک۔ آنحضورؐ کے بارے میں لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ کا مطلب یہی ہے کہ چونکہ آپ کامل صاحب نظر ہیں اس لئے آسمان پیدا کئے گئے ہیں محدثین نے اس حدیث کو بے اصل قرار دیا ہے۔ عامہ عوام عشق و دسترخوان کے شیدائی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی کاریگری میں غور کرنے کی توفیق کہاں ہے۔ تماج۔ ایک قسم کا آش ہے۔ طعمہ لقمہ۔

دعویٰ کردن و گرو بستنِ ترک که درزی از من چیزے نتواند برد
ایک ترک کا دعویٰ کرنا اور بازی لگانا کہ کوئی درزی میری کوئی چیز نہیں چرا سکتا

چونکہ دُز دیہائے بیرحمانہ گفت | کہ کنند آں دَرزیاں اندر نہفت
جب اس نے ظالمانہ چوریاں بیان کیں | جو درزی چھپکے سے کرتے ہیں

اندراں ہنگامہ تُرکے از خطا | سخت تیرہ شُد زکشفِ آں غطا
اس مجمع میں خطا کا رہنے والا ایک ترک | اس پردے کے کھلنے سے سخت مکدر ہو گیا

شب چو روزِ رُستخیز آں رازہا | کشف می کرد از پے اہلِ نہی
رات کے وقت قیامت کے دن کی طرح رازوں کو | وہ عقلمندوں کے لئے کھول رہا تھا

ہر کجا آئی تو در کنجِ فراز | بینی آنجا دو عدو در کشف راز
تو جہاں کہیں بھی کسی گوشہ میں پہنچے گا | راز کھولنے میں دو دشمنوں کو دیکھے گا

آں زباں را محشرِ مذکور داں | واں گلوئے رازگو را صُور داں
زبان کو تو مذکور محشر سمجھ | اور راز کہنے والے گلے کو صور سمجھ

کہ [۲]خدا اسبابِ خشمی ساختست | واں فضائح رابکُوی انداختست
کیونکہ خدا نے غصہ کے اسباب پیدا فرمائے ہیں | اور رسوائیوں کو کوچہ میں ڈال دیا ہے

بس کہ غدرِ درزیاں را ذکر کرد | حَیف آمد تُرک را و خشم و درد
اس نے درزیوں کی بہت سی غداریوں کا ذکر کیا | ترک کو افسوس اور غصہ اور درد ہوا

نشان جُستن تُرک خانۂ درزی را
ترک کا درزی کے گھر کا پتہ معلوم کرنا

گفت اے قصّاص در شہرِ شما | کیست اُستاتر دریں مکر و دغا
اس نے کہا اے قصہ گو! تمہارے شہر میں | اس مکر اور دغا میں سب سے زیادہ استاد کون ہے؟

گفت [۳]خیاطیست نامش پورِ شُش | اندریں دُزدی و چُستی خلق کُش
اس نے کہا ایک درزی ہے اس کا نام پورشش ہے | اس چوری اور چالاکی میں لوگوں کو ذبح کرنے والا ہے

گفت من ضامن کہ بصد اضطراب | او نیارد برد پیشم رشتہ تاب
اس نے کہا کہ میں ضامن ہوں سیکڑوں ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود | وہ میرے سامنے ایک بٹا ہوا دھاگا نہیں لے جا سکتا

پس بگفتندش کہ از تو چُست تر | مات او گشتند در دعویٰ مپر
لوگوں نے اس سے کہا کہ تجھ سے زیادہ چالاک | اس سے مات کھا گئے ہیں دعوے میں پرواز نہ کر

---

[۱] دعوی۔ ترک نے دعوی کیا کہ وہ درزی میرا کپڑا کبھی نہ چرا سکے گا۔ اندراں۔ اس مجمع میں خطا کا رہنے والا ایک ترک تھا جو درزیوں کی چوری کے قصے سن کر برہم ہو گیا۔ اہل نہی۔ عقلمند لوگ۔ ہر کجا۔ رازوں کے فاش ہونے کا سبب ایک زبان ہے اور ایک راز کہنے والے کی گواہی ہے۔

[۲] کہ خدا۔ راز فاش کرنے کا سبب عداوت اور دشمنی ہوتی ہے اور راز فاش ہونے سے رسوائی ہوتی ہے۔ بس۔ جب اس نے درزیوں کی چوریوں کا ذکر کیا تو ترک کو بہت افسوس اور دکھ ہوا۔ قصاص۔ قصہ گو۔ اُستاتر۔ زیادہ استاد

[۳] گفت۔ قصہ گو نے کہا سب سے زیادہ اس چالاک درزی کو پورشش کہتے ہیں۔ گفت۔ ترک نے کہا کہ وہ باوجود اپنی حرکتوں کے میرے سامنے بٹا ہوا ایک دھاگا بھی نہیں چرا سکے گا۔ پس۔ لوگوں نے ترک سے کہا کہ تجھ سے زیادہ ہوشیاروں کو وہ دھوکا دے چکا ہے۔

تو بعقلِ خود چنیں غرّہ مباش ــ کہ شوی یا وہ تو در تز ویر ہاش
تو اپنی عقل پر ایسا مغرور نہ ہو ــ کیونکہ اس کی چالاکیوں میں تو گم ہو جائے گا

گرم تر شد تُرک و بست آنجا گرو ــ کہ نیارد بُرد نے کہنہ نہ نو
ترک اور گرما گیا اور وہاں بازی لگائی ــ کہ وہ نہیں لے جا سکتا نہ پرانا نہ نیا

مُطمعانش گرم تر کردند زُود ــ اُو گرو بست و دہاں را بر کشُود
جھڑکانے والوں نے اس کو فوراً بھڑکا دیا ــ اس نے شرط لگائی اور بولا

کہ گرو ایں مرکب تازیِ من ــ بدہم ار دُزدد قماشم را بفن
کہ میرا یہ عربی گھوڑا گروی ہے ــ اگر فریب سے اس نے میرا کپڑا چرالیا، دیدوں گا

ورنتاند بُرد اسپے از شما ــ واستانم بہرِ رہنِ مُبتدا
اور اگر وہ نہ اڑا سکا تم سے ایک گھوڑا ــ ابتدائی رہن کے مقابلہ میں لے لوں گا

تُرک را آں شب نُبرد از غصہ خواب ــ باخیالِ دُزد می کرد اُو حراب
ترک کو غصہ سے اس رات نیند نہ آئی ــ وہ چور کے خیال سے لڑائی لڑتا رہا

بامداداں اطلسے زد در بغل ــ شُد ببازار و دُکانِ آں دغل
صبح کو اطلس بغل میں دبائی ــ اس مکار کے بازار اور دکان پر پہنچا

پس ۲ سلامش کرد گرم و اُوستاد ــ جَست از جالب پرسش بر گشاد
اس نے اس کو گرمجوشی سے سلام کیا اور استاد ــ جگہ سے اٹھا اس کی مزاج پرسی کے لئے لب کشائی کی

گرم پُرسیدش ز حد تُرک بیش ــ تا فگند اندر دلِ اُو مہرِ خویش
اس نے ترک کی اس کے مرتبہ سے زیادہ گرمجوشی سے پرسش کی ــ حتیٰ کہ اس کے دل میں اپنی محبت ڈال دی

چوں شُنید از وے نوائے بُلبلے ــ پیش افگند اطلسِ اِسطنبلے
اس نے جب اس سے بلبل کا نغمہ سنا ــ استنبولی اطلس اس کے سامنے ڈال دی

کہ ۳ بُبر ایں را قبائے روزِ جنگ ــ زیرِ دامن واسع و بالاش تنگ
کہ اس کی جنگ کے دن کی قبا تراش دے ــ نیچے کا دامن وسیع ہو اور اس کا اوپر کا حصہ تنگ ہو

تنگ بالا بہرِ جسم آرائے را ــ زیرِ واسع تا نگیرد پائے را
اوپر کا تنگ حصہ، جسم کی آرائش کے لئے ــ نیچے کا وسیع تاکہ پاؤں نہ الجھے

گفت صد خدمت کنم اے ذُود داد ــ در قبولش دست بر سینہ نہاد
اس نے کہا اے دوست! میں سو خدمتیں بجالاؤں گا ــ اس کے قبول کرنے میں سینہ پر ہاتھ رکھا

۱ تو بعقلِ خود۔ تو اپنی عقل پر گھمنڈ نہ کر اس کی مکاریوں میں تو گم ہو جائے گا۔ گرم تر۔ لوگوں کی ان باتوں سے ترک اور گرما گیا اور اس نے بازی لگائی۔ کہ اگر وہ میرا کپڑا لے گا تو اپنی عربی گھوڑا ہار جاوے گا۔ ورنتاند۔ اور اگر وہ نہ چرا سکے گا تو تم سے ایک گھوڑا لوں گا۔ ترک۔ اس رات کو ترک غصہ سے نہ سو سکا اور ساری رات اس کی چوری کے داؤں پیچ اور اس کے توڑ کو سوچتا رہا۔ دغل۔ کمینہ، مکار۔

۲ پس۔ ترک اطلس لے کر درزی کی دکان پر پہنچا تو درزی اپنی جگہ سے اٹھا اس کو سلام کیا اور اس کی مزاج پرسی شروع کر دی۔ گرم۔ جس قدر ترک کی مزاج پرسی کرنی تھی اس سے بہت زیادہ مزاج پرسی کی جس سے ترک کے دل میں اس کی محبت پیدا ہو گئی۔ اسطنبل۔ استنبول استنبولی۔ اطلس مشہور تھا۔

۳ کہ ببر۔ ترک نے درزی سے کہا اس اطلس کی قبا سی دے اوپر سے چست ہو اور دامن فراخ ہوں۔ تنگ اوپر کا حصہ تنگ ہو گا تو سینہ اور ڈنڈ حسین معلوم ہوں گے۔ دامن وسیع ہوں گے تو پاؤں نہ الجھیں گے۔ ذود داد۔ دوست۔ در قبولش۔ سینہ پر ہاتھ رکھنا بات تسلیم کرنے کا اشارہ ہے۔

پس بہ پیمود و بدید اُو رُوی کار	بعدازاں بگشاد لب را در فشار[1]
پھر ناپا اور کام کا اندازہ کیا	اس کے بعد بکواس کے لئے اس نے ہونٹ کھول دیا

از حکایتہائے میدانِ وگر | وز کرمہائے و عطای آں نفر
دوسرے سرداروں کی حکایتوں کا | اور اس جماعت کے کرم اور عطا کا

وز بخیلان وز تحسیراتِ شاں | از برای خندہ داد اُو ہم نشاں
اور بخیلوں اور ان کے گھٹانے کا | ہنسانے کے لئے اس نے پتہ بھی بتلایا

ہمچو آتش کرد مقراضے بروں | می بُرید و لب بر افسانہ و فسوں
آگ جیسی ایک قینچی نکالی | کاٹ رہا تھا اور قصہ اور منتر ہونٹ پر تھا

مضاحک گفتنِ درزی تُرک را و از قوّتِ خندہ بستہ شُدنِ
درزی کا ترک سے ہنسی کی باتیں کرنا [illegible] کی زیادتی کی وجہ سے دو چھوٹی آنکھوں کا
دو چشمِ تنگ فرصت یافتنِ درزی در دُزدی
بند ہو جانا اور درزی کا چوری کا موقع پانا

یک مضاحک[2] جست گفت آں اُوستاد | تُرکِ مست از خندہ شُد سست و فتاد
اس استاد نے ایک ہنسی کی بات فوراً کہی | مست ترک ہنسی سے ست ہو گیا اور گر پڑا

تُرک خندیدن گرفت از داستاں | چشمِ تنگش گشت بستہ آں زماں
قصہ سے، ترک نے ہنسنا شروع کر دیا | اس وقت اس کی تنگ آنکھ بند ہو گئی

پارہ دُزدید و کردش زیرِ راں | غیرِ حق از جملہ احیا نہاں
اس نے ایک ٹکڑا چرایا، اس کو ران کے نیچے کر لیا | خدا کے علاوہ، سب زندوں سے پوشیدہ

حق[3] ہمی دید آں ولے ستار خوست | لیک چوں از حد بری غماز اُوست
اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا تھا لیکن پردہ پوشی کی عادت والا ہے | لیکن جب تو حد سے گزرے، وہ غماز ہے

تُرک را از لذتِ افسانہ اش | رفت از دل دعویِ پیشانہ اش
اس کے قصہ کی لذت سے ترک کے | دل سے اس کا پہلا دعویٰ جاتا رہا

اطلسے چہ دعوی چہ رہن چہ | تُرک ترمست در لاغ اے اچہ
کیسی اطلس، کیسا دعویٰ، کیسا رہن؟ | اے بھائی! ترک، مذاق میں مست ہے

لابہ کردش تُرک کز بہرِ خدا | لاغ می گو گاں مرا شد مغتذی
ترک نے اس کی خوشامد کی کہ خدا کے لئے | مذاق کی بات سنا کیونکہ وہ میری غذا بن گئی ہے

[1] فشار۔ بیہودہ کلام، از حکایتہائی۔ اس درزی نے اس ترک کو دوسرے سرداروں کی عطا اور بخشش کے قصے سنائے اور بخیلوں کے قصے بھی سنائے۔ مقراض۔ درزی نے تیز قینچی نکالی اور قصے سناتا رہا۔ مضاحک۔ مضحکہ کی جمع ہے ہنسنے کی باتیں مولانا نے اس کو مفرد کے معنی میں بولا ہے۔ دو چشم تنگ۔ ترکوں کی آنکھیں فراخ نہیں ہوتی ہیں۔

[2] یک مضاحک۔ درزی نے ہنسی کی ایک بات شروع کی جس سے وہ ترک ہنستے ہنستے ست پڑ گیا اور گر گیا اور ہنسی میں اس کی دونوں چھوٹی چھوٹی آنکھیں بند ہو گئیں۔ پارہ۔ درزی نے موقع پا کر اطلس کا ایک ٹکڑا ران کے نیچے چھپا لیا جو سب سے پوشیدہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو دیکھ رہا تھا۔

[3] حق۔ خدا کی صفت ستاری ہے وہ پردہ پوشی کرتا ہے لیکن جب معاملہ حد سے بڑھ جاتا ہے تو راز فاش کر دیتا ہے۔ ترک۔ ترک درزی کی باتوں سے ایسا خوش ہوا کہ اپنے دعوے کو بھی بھلا بیٹھا۔ اطلسے۔ اب اس کو نہ اطلس کی پروا تھی نہ دعوے کی نہ اس گھوڑے کی جو اس نے گروی رکھا تھا۔ اچہ۔ ترکی لفظ ہے بمعنی برادر۔ لابہ۔ خوشامد

گفت[1] لاغِ خندہ انگیز آں دغا ۔۔۔ کہ فتاد از قہقہہ اُو بر قفا
اس مکار نے ہنسانے والی ایسی بات کہی ۔۔۔ کہ قہقہہ کی وجہ سے وہ چت گر گیا

پارۂ اطلس سُبک بر نیفہ زد ۔۔۔ تُرکِ غافل خوش مضاحک می مزد
اس نے جلدی سے اطلس کا ٹکڑا نیفہ میں لگا دیا ۔۔۔ غافل ترک ہنسانے والی بات چوس رہا تھا

ہمچنیں ، بارِ سُوم تُرکِ خطا ۔۔۔ گفت لاغے گوئے از بہرِ خدا
اسی طرح خطا کے ترک نے تیسری بار ۔۔۔ کہا ' خدا کے لئے مذاق کی بات سنا

گفت لاغے خندہ میں ترزاں دوبار ۔۔۔ کرد اُوایں تُرک را کُلّی شکار
اس نے دو بار سے زیادہ ہنسی لانے والی بات سنائی ۔۔۔ اس نے اس ترک کو پورا شکار کر لیا

چشم بستہ عقل جستہ مُولِہ ۔۔۔ مُست ' تُرکِ مُدّعی از قہقہہ
آنکھ بند ' عقل روانہ شدہ ' فریفتہ ۔۔۔ مدعی ترک ' قہقہے سے مست تھا

پس[2] سُوم بار از قبا دُزدید شاخ ۔۔۔ کہ ز خندش یافت میدان فراخ
پھر تیسری بار اس نے قبا میں سے ٹکڑا چرالیا ۔۔۔ کہ اس کو اس کی ہنسی کی وجہ سے وسیع میدان ملا

چوں چہارم بارآں تُرکِ خطا ۔۔۔ لاغ زاں اُستا ہمی کرد اقتضاء
جب اس خطا کے ترک نے چوتھی بار ۔۔۔ اس استاد سے مذاق کی بات کا تقاضہ کیا

رحم آمد بَروے آں اُو ستاد را ۔۔۔ کرد در بَاقی فنِ بیداد رَا
اس استاد کو اس پر رحم آ گیا ۔۔۔ ظلم کے فن کو باقی لوگوں کے لئے رکھ چھوڑا

گفت مُولَع[3] گشتہ ایں مفتوں بدیں ۔۔۔ بیخبر کیں چہ خسارست و غبیں
کہا یہ پاگل اس پر فریفتہ ہو رہا ہے ۔۔۔ اس سے بے خبر کہ یہ کیا خسارا اور نقصان ہے؟

بوسہ افشاں کرد بر اُستاد اُو ۔۔۔ کہ بمن بہرِ خدا افسانہ گو
اس نے استاد پر بوسہ نثار کیا ۔۔۔ کہ خدا کے لئے مجھ سے افسانہ کہہ

اے فسانہ گشتہ و محو از وجود ۔۔۔ چند افسانہ بخواہی آزمود
اے شخص تو افسانہ بن گیا اور اپنے وجود سے بے خبر ہے ۔۔۔ فسانے کو کہاں تک آزمائے گا؟

خندہ میں ترا تو ہیچ افسانہ نیست ۔۔۔ بر لبِ گورِ خرابِ خویش ایست
تجھ سے زیادہ ہنسانے والا کوئی افسانہ نہیں ہے ۔۔۔ اپنی برباد قبر کے کنارے کھڑا ہو جا

خطاب باہر نفسے کہ بمثلِ ایں بلا مُبتلاست

اس نفس کو خطاب جو اس جیسی بلا میں پھنسا ہے

[1] گفت ۔ درزی نے پرکوئی ہنسی کا قصہ سنایا جس سے ترک چت لیٹ گیا۔ پارہ ۔ اب چونکہ ترک بالکل غافل تھا درزی کو موقع ملا اس نے اطلس کا ٹکڑا ران کے نیچے سے نکال کر نیفے میں اڑس لیا۔ ہمچنیں۔ ترک نے تیسری بار پھر فرمائش کی۔ کرد اُو۔ اب درزی نے ایک اور ٹکڑا بھی چرالیا۔ از قہقہہ۔ قہقہے مارنے سے ترک کی آنکھیں بند تھیں عقل بھاگ چکی تھی اور وہ قصہ پر فریفتہ تھا۔

[2] پس ۔ اب تیسری بار۔ شاخ۔ یعنی اطلس کا ٹکڑا۔ فراخ۔ وسیع چوں چہارم۔ چوتھی بار پھر ترک نے فرمائش کی۔ اقتضاء تقاضہ کرنا۔ رحم۔ اب درزی کو اس ترک پر رحم آیا اور اس نے اپنے فن کو دوسرے لوگوں یا دوسرے وقت کے لئے اٹھا رکھا۔

[3] مُولع۔ فریفتہ۔ مفتوں پاگل۔ غبیں۔ نوٹا۔ بوسہ۔ اس ترک نے اس درزی کا خوشامد میں بوسہ بھی لیا۔ اے فسانہ۔ انسان کا وجود شکر وہ محض افسانہ وہ جاتا ہے۔ خندہ میں تراے انسان تجھ سے زیادہ ہنسی کا کوئی افسانہ نہیں ہے تو قبر کے کنارے جا کر اپنا انجام سوچ۔

اے فرورفتہ بقبرِ جہل و شک ۔ چند جوئی لاغِ او دستانِ فلک

اے نادانی اور شک کی قبر میں اترے ہوئے ۔ فلک کا مکر اور مذاق کہاں تک طلب کرے گا؟

تابکے نوشی تو عشوہ ایں جہاں ۔ کہ نہ عقلت ماند بر قانوں نہ جاں

تو کب تک اس دنیا کا فریب کھائے گا؟ ۔ کہ نہ تیری عقل قاعدے میں رہی نہ روح

لاغِ ایں چرخِ ندیم کرد و مرد ۔ آبروئے صد ہزاراں چوں تو برد

اس آسمان کے مذاق نے جو کرد اور بےکش کا ہمنشین ہے ۔ تجھ جیسے لاکھوں کی آبرو برباد کی ہے

میدرد میدوزد ایں درزیِ عام ۔ جامۂ صد سالگان و طفلِ خام

یہ حمام درزی، پھاڑتا ہے اور سیتا ہے ۔ سو سالہ اور ناتجربہ کار بچے کے کپڑے

پیر و طفلاں شستہ پیشش بہرِ کد ۔ تا بسعد و نحس الاغے کند

بوڑھے اور بچے اس کے سامنے بھیک کے لئے بیٹھے ہیں ۔ تاکہ وہ نیک اور بدبخت سے مذاق کرے

لاغِ ۲ او گر باغہارا داد داد ۔ چوں دے آمد دادہا برباد داد

اس کے مذاق نے اگر باغوں کو عطا دی ہے ۔ جب خزاں آئی اس نے عطاؤں کو برباد کر دیا ہے

گفتنِ درزی ترک را کہ ہے خموش کن کہ اگر مضاحک دیگر بگویم قبایت تنگ آید

ترک سے درزی کا کہنا کہ خبردار! چپ ہو جا، کہ اگر ہنسی کی دوسری بات کہوں گا تیری قبا تنگ ہو جائے گی

گفت درزی ترک رازیں در گزر ۔ وائے برتو گر کنم لاغِ دگر

درزی نے ترک سے کہا اس کو جانے دے ۔ تیری حالت پر افسوس ہوگا اگر میں اور مذاق کروں گا

بس قبایت تنگ آید باز پس ۔ ایں کند با خویشتن خود ہیچ کس

پھر تیری قبا بہت تنگ ہو جائے گی ۔ اپنے ساتھ ایسا کوئی کرتا ہے؟

سرِّ ۳ ایں خندہ اگر دانستیے ۔ آں ز صد گریہ بتر دانستیے

اس ہنسی کا راز اگر تو جان لیتا ۔ تو اس کو سو رونوں سے بدتر سمجھتا

ترکِ خندہ کن لیا اے ترکِ مست ۔ زانکہ عمرت رفت، خواہی گشت پست

اے مست ترک! تو ہنسی کو چھوڑ دے ۔ کیونکہ تیری عمر گزر گئی، تو پست ہو جائے گا

چونکہ بنہاد آں قبا درزی ز دست ۔ اسپ را برباد داد آں ترکِ مست

جب اس درزی نے قبا ہاتھ سے رکھی ۔ اس مست ترک نے گھوڑا برباد کر دیا

---

۱ لاغ۔ بیہودہ بات۔ دستاں۔ مکر۔ عشوہ۔ فریب۔ لاغ۔ فلک کے مذاق نے لاکھوں کو برباد کیا ہے۔ کرد۔ ایک قوم ہے یہاں مراد داڑھی والے ہیں۔ مرد۔ امرد کی جمع بےنوخیز لڑکا۔ میدرد۔ یہ آسمان انسانوں کے ساتھ وہی کچھ کرتا ہے جو درزی نے ترک کے ساتھ کیا۔ صد سالگان۔ پرانی عمر کے لوگ۔ تا بسعد۔ آسمان اپنے سعد اور نحس کے ذریعہ لوگوں سے مذاق کرتا ہے۔

۲ لاغ او۔ آسمان کا مذاق یہ ہے کہ اگر موسم بہار میں وہ باغ کو بخشش دیتا ہے تو خزاں میں چھین لیتا ہے۔ گفتن۔ درزی نے ترک سے کہا کہ بس اب چپ ہو جا اگر میں اور کوئی ہنسی کی بات سناؤں گا تو تیری قبا بہت تنگ ہو جائے گی۔ ایں کند۔ تیرا ہنسی کی بات کو طلب کرنا اپنا کپڑا چھوٹا کرانا ہے ایسے کوئی اپنے ساتھ نہیں کیا کرتا۔

۳ سر۔ درزی نے کہا کہ اگر تو اس ہنسی کا راز سمجھ جاتا کہ میں تجھے کیوں ہنسا رہا ہوں تو اس ہنسی کو سیکڑوں رونوں سے بدتر سمجھتا۔ ترک خندہ۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ اے مخاطب تو بھی مذاق دل لگی چھوڑ دے کیونکہ زیادہ عمر تو گزر گئی ہے اب بھی باز نہ آئے گا تو بالکل برباد ہو جائے گا۔ چونکہ۔ جب درزی نے ہاتھ سے اطلس رکھدی اور ظاہر ہو گیا کہ اس میں چوری ہو چکی ہے تو وہ ترک گھوڑا بھی ہار گیا۔

مخلصش ۱ بشنو توئی آں ترکِ گول — عالمِ غدار خیاطِ چو غول

اس کا خلاصہ سن، وہ احمق ترک تو ہے — غدار عالم، جھوٹ جیسا ھذی ہے

اطلسے کز بہرِ تقویٰ و صلاح — دوخت باید خرچ کردی از مزاح

وہ اطلس جو تقوے اور نیکی کے لئے — سینا چاہیے تھا، تو نے مذاق سے اس کو خرچ کر دیا

اطلست عمر و مضاحک شہوت ست — روز و شب مقراض و خندہ غفلت ست

تیرا اطلس عمر ہے ہنسانے والا! تمہیں شہوت ہے — دن اور رات قینچی ہے اور ہنسنا غفلت ہے

اسپ ۲ ایمان ست و شیطاں در کمیں — باخود آ افسانہ را بگذار ہیں

گھوڑا ایمان ہے اور شیطان گھات میں ہے — خبردار! ہوش میں آ افسانہ کو چھوڑ

بیان آنکہ بیکاراں و افسانہ جویاں مثلِ آں ترک اند و عالمِ

اس کا بیان کہ بیکار اور افسانہ کے جویاں اس ترک جیسے ہیں اور

غدارِ غرّار ہمچوں آں درزی و شہوات و زناں، مضاحکِ

دھوکے باز غدار عالم اس ھذی کی طرح ہے اور شہوت اور عورتیں اس دنیا کی

گفتنِ ایں دنیاست و عمر ہمچوں آں اطلس پیشِ ایں درزی

ہنسانے والی باتیں کہنا ہے اور عمر اس اطلس کی طرح ہے اس ھذی کے سامنے

جہتِ قبائے بقا و لباسِ تقویٰ ساختن

بقا کی قبا اور تقویٰ کا لباس بنانے کے لئے

اطلسِ عمرت بمقراضِ شہور — برد پارہ پارہ خیاطِ غرور

مہینوں کی قینچی سے تیری عمر کا اطلس — دھوکے کا ھذی ٹکڑے ٹکڑے کر کے لے اڑا

تو تمنائی بری کاخترِ مدام — لاغ کردے سعد بودے بر دوام

تو تمنا کرتا ہے کہ ستارہ ہمیشہ — ہمیشہ مذاق کرتا اور سعد ہوتا

سخت ۳ می تولی زترِ بیعاتِ او — وز وبال و کینہ و آفاتِ او

تو اس کی نحوستوں سے سخت گھبراتا ہے — اور اس کے وبال اور کینہ اور آفتوں سے

سخت می رنجی ز خاموشیِ او — وز نحوس و قبض و کیں کوشیِ او

اس کی خاموشی سے تو سخت رنجیدہ ہوتا ہے — اور اس کی نحوست اور قبض اور کینہ وری سے

مشتری و زہرہ چوں در رقص نیست — چونکہ بہرام و زحل را نقص نیست

جب مشتری اور زہرہ رقص میں نہیں ہیں — جبکہ بہرام اور زحل میں گھاٹا نہیں ہے

---

۱ مخلصش۔ اب مولانا قاضی کی زباں سے فرماتے ہیں کہ اے انسان تو مست ترک ہے اور یہ دنیا غدار ھذی ہے، تیری عمر اطلس ہے اور تیری شہوت ہنسی مذاق کی باتیں ہیں اور دن رات قینچی ہے اور غفلت ہنسنا ہے۔

۲ اسپ۔ گھوڑا تیرا ایمان ہے اور شیطان اسی طرح گھات میں ہے جس طرح شرط باندھنے والے تھے۔ اطلسِ عمرت۔ تیری عمر کی اطلس کو ماہ و سال کی قینچی سے ھذی ٹکڑے ٹکڑے کر کے چرا رہا ہے۔ تو تمنا۔ یعنی اے صوفی تو یہ تمنا کرتا ہے کہ تیرے ستارے ہمیشہ سعد رہتے اور وہ ہمیشہ تجھ سے ہنسی خوشی کی باتیں کرتے۔

۳ می تولی۔ فعل حال ہے تولیدن سے بمعنی رمیدن بھاگنا یعنی رنجیدہ ہونا۔ تربیع۔ کسی ستارہ کا برج سوم سے جو ربع فلک ہے کسی دوسرے ستارے پر نظر کرنا۔ نحوست سے کنایہ ہے۔ سخت می رنجی۔ تجھے ستاروں کی تاثیرات سے بہت رنج ہوتا ہے۔ مشتری۔ یعنی ان ستاروں کی اچھی تاثیرات نہ ہوں تب تو رنجیدہ ہوتا ہے۔

کہ چرا زُہرہ طرب دَر رقص نیست　　بر سعود اور رقص و سعدِ اُو مایست
کہ مستی کی زہرہ رقص میں کیوں نہیں ہے　　تو اس کے سعود اور رقص اور سعد پر نہ ٹھہر

اخترت گوید کہ گر افزوں کُنم　　لاغ را پَس کُلّیت مغبوں کُنم
تجھ سے ستارہ کہتا ہے کہ اگر میں بڑھا دوں　　مذاق کو تو تجھے بالکل ٹوٹے میں کردوں گا

تو مبیں قلابیِ ایں اختراں　　عشقِ خود بر قلب زن بیں اے فلاں
توں ستاروں کی گردش کو نہ دیکھ　　اے فلاں! اپنے عشق کو گردش دینے والے پر دیکھ

تمثیلِ [۲] ایں جہاں در تسکینِ فقیراں از جَورِ روزگار
زمانہ کے ظلم سے فقیروں کو تسکین دینے میں اس دنیا کی مثال دینا

آں یکے می شُد بَرہ سوئے دُکاں　　پیشِ رَہ را بَستہ دید اُو از زناں
ایک شخص دکان کی جانب راستہ پر پڑا　　اس نے راستہ کا آگا عورتوں سے بند دیکھا

پائے اُو می سوخت از تعجیل و راہ　　بَستہ از جُوقِ زنانِ ہمچو ماہ
جلدی کی وجہ سے اس کا پاؤں جل رہا تھا اور راستہ　　چاند جیسی عورتوں کے مجمع سے بند تھا

رُو بیک زن کرد و گفت اے مُستہاں　　ہے چہ بسیارند ایں دختر چگاں
اس نے ایک عورت کی جانب منہ کیا اور کہا اے ذلیل!　　اوہو! یہ نو عمر لڑکیاں کتنی زیادہ ہیں

رُو بہ [۳] دُو کرد آں زن و گفت اے مہیں　　ہیچ بسیاریِ تامنگر چنیں
اس عورت نے اس کی طرف منہ کیا اور کہا اے ذلیل　　ہماری کثرت کو کبھی ایسا نہ دیکھ

بیں کہ بالبسیاریِ ما بَر بساط　　تنگ می آید شمارا انبساط
دیکھ فرش پر ہماری کثرت کے باوجود　　تمہیں خوش عیشی تنگ معلوم ہوتی ہے

دَر لواط می فتید از قحطِ زَن　　فاعل و مفعول رسوائے زَمن
عورتوں کے ناپید ہونے سے تم لواطت میں مبتلا ہوجاتے ہو　　فاعل اور مفعول جہاں میں رسوا ہوئے ہیں

تو مبیں ایں واقعاتِ دوزگا　　کز فلک می گردد اینجا ناگوار
تو زمانہ کے ان واقعات پر نظر نہ کر　　جو اس جگہ فلک سے ناگوار ہوتے ہیں

تو مبیں تخسیر روزی و معاش　　تو مبیں ایں قحط و خوف و ارتعاش
تو روزی اور معاش کو کم نہ سمجھ　　تو اس قحط اور ڈر اور لرزہ کو نہ دیکھ

---

[۱] بر سعود۔ انسان کو ستاروں کی سعادت اور نحوست کا پابند نہ ہونا چاہیے۔ اخترت۔ اگر تو ہمیشہ خوشی میں رہے گا تو اس ترک کی طرح بالکل ٹوٹے میں پڑ جائے گا۔ تو مبیں۔ ان ستاروں کی گردش پر نظر نہ کرنی چاہیے بلکہ حوادثات کو گھماتی ہے اس سے عشق پیدا کر۔ شعر

چھوڑ پہلے کو اب نہ ہو پابند فلک
بس ہوا ہے جو کرتا ہے خلعد فلک

[۲] تمثیل۔ مولانا نے فرمایا تھا کہ ستاروں کی گردش نہ دیکھ بلکہ گردش دینے والے کو دیکھو قصہ میں بھی عورت نے بھی کہا ہے کہ ہماری کثرت کو نہ دیکھ بلکہ یہ دیکھ کہ ہماری کثرت کے باوجود لوگ کس بدکاری میں مبتلا ہیں۔ جوق۔ مجمع۔ ہمچو ماہ۔ حسین عورتیں تمہیں۔ رُو بیک زن۔ اس شخص نے ایک عورت سے مخاطب ہو کر کہا کہ عورتیں اس قدر زیادہ ہو گئیں کہ راستہ چلنا دشوار ہے۔

[۳] رُو بدُو کرد۔ اس عورت نے اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہماری کثرت دیکھنے کے قابل نہیں بلکہ غور کرنے کی یہ بات ہے کہ ہماری کثرت کے باوجود بدفعل لوگ بدفعلی میں مبتلا ہوتے ہیں اور دونوں رسوا ہوتے ہیں۔ تو مبیں۔ اسی طرح اے صوفی تو آسمان اور زمانہ کی تلخیوں کو نہ دیکھ بلکہ یہ دیکھ کہ ان کے باوجود زمانہ پر جان دیتا ہے اور دنیا کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ تخسیر۔ خسارہ میں ڈالنا۔ ارتعاش۔ لرزہ۔

ہیں کہ باایں جُملہ تلخیہائے اُو　　مُردۂ اُویند و ناپروائے اُو
خبردار کہ اس کی ان تمام تلخیوں کے باوجود　　اس پر مٹے ہوئے ہیں اور اس سے بے پرواہیں

رحمتے [۱] داں امتحانِ تلخ را　　نِقمتے داں مُلکِ مَرو و بلخ را
تلخ امتحان کو تو رحمت جان　　مرو اور بلخ کی سلطنت کو عذاب سمجھ

آں ابراہیم از تلف بگریخت و ماند　　ایں براہیمؑ از شرف بگریخت وراند
وہ ابراہیم تلف سے بھاگا اور رہ گیا　　یہ ابراہیمؑ وجاہت (دنیوی) سے بھاگے اور آگے بڑھ گئے

ایں [۲] نسوزد ویں بسوزد اے عجب　　نعلِ معکوس ست دَر راہِ طلب
یہ نہ جلے اور یہ جلے، تعجب ہے　　طلب کے راستہ میں الٹا نعل ہے

بازمکرر کردنِ صوفی آں سوال را
صوفی کا اس سوال کو پھر مکرر کرنا

گفت صُوفی قادرست آں مُستعاں　　کہ کُند سودائے ما را بے زیاں
صوفی نے کہا وہ مددگار قادر ہے　　کہ ہمارے معاملہ کو بغیر نقصان کا بنا دے

آنکہ آتش را کُند وَرد و شجر　　ہم تواند کرد ایں را بے ضَرر
جو آگ کو پھول اور درخت بنا دیتا ہے　　اس کو بھی بغیر نقصان والا بنا سکتا ہے

آنکہ گل آرد بُروں از عینِ خار　　ہم تواند کرد ایں دَے را بہار
جو بعینہٖ کانٹے سے پھول پیدا کر دیتا ہے　　اس خزاں کو بھی بہار بنا سکتا ہے

آنکہ زو ہر سَرو آزادی کُند　　قادرست از غُصہ را شادی کُند
وہ کہ جس کی وجہ سے ہر سرو آزادی برتتا ہے　　وہ قادر ہے اگر غصہ کو خوشی بنا دے

آنکہ شُد موجود از وے ہَر عدم　　گر بدارد باقیش اُورا چہ غم
وہ کہ جس سے ہر عدم موجود بنا　　اگر وہ اس کو باقی رکھے تو کیا غم ہے؟

آنکہ [۳] تَن را جاں دہد تا حَی شُود　　گر نمیراند زیانش کے شُود
وہ جو جسم کو جان عطا کرتا ہے حتیٰ کہ وہ زندہ ہو جاتا ہے　　اگر وہ اس کو نہ مارے اس کا نقصان کب ہوگا؟

خود چہ باشد گر بخشد آں جُواد　　بندہ را مقصود جاں بے اجتہاد
خود کیا ہو جائے گا اگر وہ سخی عطا فرما دے　　بندہ کو جان کا مقصد بغیر مجاہدے کے؟

[۱] رحمتے۔ جس تلخ امتحان سے تو گریزاں ہے اس کو رحمت سمجھ یعنی وہ صبر و رضا کے ظہور کا سبب ہے اور دنیاوی عیش و عشرت کو عذاب سمجھ کیونکہ وہ غفلت اور اللہ سے دوری کا سبب ہے۔ آں براہیم۔ ابراہیم نامی ایک یہودی بہرام گور کے زمانہ میں تھا جو بخل اور خست میں ضرب المثل ہے۔ از تلف۔ یعنی مال کے خرچ کرنے سے گریز کرتا تھا۔ ماند۔ یعنی نجات پانے سے رہ گیا۔ ایں ابراہیم۔ یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ شرف۔ یعنی دنیاوی وجاہت۔ راند یعنی دربارِ حق میں سواری بڑھادی اور مقرب بارگاہ ہو گئے۔

[۲] ایں نسوزد۔ حضرت ابراہیم نے دنیا پر لات ماری اور تکالیف برداشت کیں تو ان کو آگ نہ جلا سکی۔ ویں بسوزد۔ ابراہیم بخیل مال و دولت کے تلف کی سوزش سے بچا لیکن جہنم کی آگ میں جلا۔ نعلِ معکوس۔ جس طرف مطلوب کے نہ ہونے کا خیال ہے ادھر چلو تو مطلوب تک پہنچو گے۔ گفت صوفی۔ صوفی کے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو یہ بھی قدرت ہے کہ لذتوں کو تلخیوں سے خالی کر کے بے ضرر بنا دے، ایسا کیوں نہیں کیا۔

[۳] آنکہ۔ حضرت حق تعالیٰ جبکہ آگ کو چمن بنا سکتا ہے وہ یہ بھی کر سکتا تھا کہ اس کو بے ضرر بنا دے، جو ذات خار سے پھول پیدا کر سکتی ہے وہ خزاں کو بہار بھی بنا سکتی ہے، جو ذات زمین میں گڑھے ہوئے سرو کو آزادی بخش سکتی ہے وہ رنج کو خوشی بھی بنا سکتی ہے۔ جس ذات نے معدوم کو موجود بنایا وہ موجود کو باقی اور دائم بھی بنا سکتی ہے، جو مردہ جسم کو حیات عطا کرتا ہے وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ زندہ کو موت نہ آئے۔ خود۔ اس میں کیا مضائقہ تھا کہ بغیر کوشش کے مقاصد حاصل ہو جایا کرتے، وہ یہ بھی کر سکتا تھا کہ کمزوروں پر شیطان کو غالب نہ آنے دے۔

دُور دارد از ضعیفاں در کمیں — مکرِ نفس و فتنۂ دیوِ لعیں
کمزوروں سے، گھات میں دور رکھے — نفس کا مکر اور ملعون شیطان کا فتنہ

جوابِ[1] گفتنِ قاضی صوفی را
قاضی کا صوفی کو جواب دینا

گفت قاضی گر نبودے امر مُر — ور نبودے خوب و زشت و سنگ و دُر
قاضی نے کہا اگر تلخ معاملہ نہ ہوتا — اور اگر اچھا اور برا اور پتھر اور موتی نہ ہوتا

ور نبودے نفس و شیطان و ہوا — ورنہ بودے زخم و چالیش و وغا
اور اگر نفس اور شیطان اور خواہش نفسانی نہ ہوتی — اور اگر زخم اور حملہ اور جنگ نہ ہوتی

پس بچہ نام و لقب خواند ملک — بندگانِ خویش را اے منہتک
تو شاہ کس نام اور لقب سے پکارتا؟ — اے پردہ دار اپنے بندوں کو

چوں بگفتے اے صبور واے حلیم — چوں بگفتے اے شجاع واے حکیم
اے بہت صبر کرنے والے اور اے بردبار کیسے فرماتا؟ — اے بہادر اور اے دانا کیسے فرماتا؟

صابرین و صادقین و منفقین — چوں بُدے بے رہزنِ دیوِ لعین
صبر کرنے والے اور سچے اور خرچ کرنے والے — بغیر ملعون، ڈاکو، شیطان کے کیسے ہوتے؟

رستم و حمزہؓ و مخنث یک بُدے — علم و حکمت باطل و مندک بُدے
رستم اور حمزہؓ اور ہجڑا ایک ہوتے — علم اور دانائی باطل اور ریزہ ریزہ ہو جاتی

علم و حکمت بہرِ راہ بیرہی ست — چوں ہمہ رہ باشد آں حکمت تہی ست
علم اور دانائی راہ اور بے راہی کی وجہ سے ہے — جب سب راہ ہوتی، حکمت خالی ہوتی

بہرِ[2] ایں دُکانِ طبع، شورہ آب — ہر دو عالم را روا داری خراب
کھاری پانی، مزاج کی اس دکان کے لئے — تو دونوں عالم کا خراب ہونا روا رکھتا ہے

من[3] ہمیدانم کہ تو پاکی نہ خام — ویں سوالت ہست از بہرِ عوام
میں جانتا ہوں کہ تو پاک ہے نہ کہ خام — تیرا یہ سوال، عوام کے لئے ہے

جورِ دوران و ہر آں رنجیکہ ہست — سہل تر از بُعدِ حق و غفلت ست
زمانہ کا ظلم اور ہر وہ تکلیف جو ہے — اللہ سے دوری اور غفلت سے آسان ہے

✿✿✿✿✿

۱ جواب گفتن۔ قاضی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مسرتیں اور تلخیاں بالکل ختم ہو جائیں تو پھر ابتلاء اور امتحان باقی نہ رہے گا جس کا ثمرہ اور نتیجہ آخرت کا اجر اور روحانی کمال ہے۔ ور نبودے۔ یعنی نفس اور شیطان کی پیدا کردہ برائیاں اور تلخیاں نہ رہیں۔ پس بچہ۔ اللہ کی جانب سے کسی کو صبور کسی کو حلیم اور کسی کو شجاع اور حکیم کہا گیا ہے وہ نہ کہا جاتا اس لئے کہ جب مصائب نہ ہوں تو صبر نہ پایا جائے گا اور جب برائیاں نہ ہوں تو نہ حلیم کا تحقق ہوگا نہ شجاعت اور حکمت کا۔ صابرین۔ یہ خط بات بھی بغیر شیطان کے وجود کے ممکن نہ تھے۔ رستم۔ بہادر اور بزدل یکساں ہوتے علم و حکمت علم اور دانائی کا تحقق بھی جب ہی ہے کہ راہ روی اور گمراہی ہو۔

۲ بہر ایں دکان۔ تو اپنے کوڑے کسیلے مزاج کی وجہ سے یہ چاہتا ہے کہ دونوں عالم برباد ہو جائیں' آخرت تو اسی لئے ہے کہ فضائل حاصل کئے جائیں اور وہاں کا بدلہ ملے۔ جب ابتلاء اور امتحان ہی ختم ہو جائے گا تو فضائل اعمال حاصل نہ ہوں گے اور نہ دنیا مزرعۃ الاخرۃ رہے گی لہٰذا دونوں عالم ویران ہو جائیں گے۔

۳ من ہمیدانم۔ قاضی نے صوفی سے تعنت اور جہل کی نفی کرتے ہوئے بتایا کہ صوفی کے یہ سوالات عوام کے شبہات دور کرنے کے لئے تھے۔ جور دوراں۔ اگر مصائب نہ ہوں تو حق تعالیٰ سے غفلت ہو جائے گی۔

زانکہ[1] اینہا بگذرد واں نگذرد　　دولت آں دارد کہ جاں آگہ برد
کیونکہ یہ گزر جائیں گی اور وہ ختم نہ ہو گی　　دولت وہ رکھتا ہے جو آگاہ جان لے جائے

رنج و درد و جور و فقرِ ایں دیار　　صعب نبود چوں فراق و بعدِ یار
اس جہان کا رنج اور درد اور ظلم اور افلاس　　دوست کی دوری اور فراق سے سخت نہیں ہے

حکایت در تقریر آنکہ صبر در رنج کار سہل تر از صبر در فراق یار و محنت او باشد

اس بیان میں حکایت کی رنج پر صبر کر لینا، دوست کے فراق پر صبر کرنے اور اس کی مشقت سے زیادہ آسان ہے

آں یکے زن شوی خود را گفت ہے[2]　　اے مروت را بیک رہ کردہ طے
ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا خبردار!　　اے شخص جس نے یکبارگی مروت کو لپیٹ دیا ہے

ہیچ تیمارم نیمداری چرا　　تا بکے داری دریں خواری مرا
تو کیوں میری خبر گیری نہیں کرتا ہے!　　تو مجھے اس ذلت میں کب تک رکھے گا؟!

گفت شو من نفقہ چارہ می کنم　　گرچہ عورم دست و پائے می زنم
شوہر نے کہا میں خرچ کی تدبیر کرتا ہوں　　میں اگرچہ مفلس ہوں ہاتھ پاؤں مارتا ہوں

نفقہ و کسوہ ست واجب اے صنم　　از منت ایں ہر دو ہست و نیست کم
اے صنم! خرچ اور لباس، واجب ہے　　میری جانب سے یہ دونوں ہیں اور کم نہیں ہیں

آستینِ پیرہن بنمود زن　　بس درشت و پرُ وسخ بد پیرہن
عورت نے کرتے کی آستین دکھائی　　کرتا بہت موٹا اور میلا تھا

گفت[3] از سختی تنم را می خورد　　کس کسے را کسوہ زینساں آورد
بولی، سختی کی وجہ سے میرے بدن کو کاٹتا ہے　　کوئی کسی کو ایسا لباس لا کر دیتا ہے

گفت اے زن یک سوالت میکنم　　مردِ درویشم ہمیں آمد فنم
اس نے کہا اے بیوی! میں ایک بات پوچھتا ہوں　　میں فقیر ہوں میری تدبیر یہی ہے

ایں درشت ست و غلیظ و ناپسند　　نیک اندیشہ کن اے اندیشمند
یہ سخت اور موٹا اور ناپسند ہے　　اے سوچنے والی! خوب سوچ لے

ایں درشت و زشت تر یا خود طلاق　　ایں ترا مکروہ تر یا خود فراق
یہ زیادہ سخت اور بھدا ہے یا طلاق　　یہ تجھے زیادہ ناپسند ہے یا جدائی

---

[1] زانکہ۔ دنیا کے مصائب برداشت کرنا آسان ہیں چونکہ وہ اس زندگی کے بعد ختم ہو جائیں گی لیکن اگر اللہ سے دوری ہے تو اس کے مصائب دائمی ہیں۔ حکایت۔ اس حکایت میں شوہر نے بیوی سے یہی کہا کہ کپڑے اور روٹی کی تنگی طلاق سے سہل تر ہے۔

[2] آں یکے۔ بیوی نے شوہر سے نان نفقہ کی کمی کی شکایت کی۔ تیمار۔ خبر گیری۔ خواری۔ نفقہ کی کمی۔ چارہ۔ تدبیر۔ عور۔ ننگا۔ مفلس۔ نیست کم۔ خرچ اور لباس میں کوئی کمی نہیں ہے۔ آستین۔ بیوی نے اپنے کرتے کی آستین دکھائی جو بہت میلی اور موٹے کپڑے کی تھی۔

[3] گفت۔ بیوی نے کہا کہ یہ کرتا میرے بدن کو کھائے جاتا ہے۔ گفت اے زن۔ شوہر نے بیوی سے کہا کہ میرے مقدور میں جو کچھ ہے میں کرتا ہوں بیشک یہ لباس گھٹیا ہے اگر تو اس میں گزارہ نہیں کر سکتی تو پھر باہمی تفریق مناسب ہے اب تو غور کر لے کہ یہ لباس بہتر ہے یا طلاق؟!

ہمچناں ۱ اے خواجۂ تشنیع زن　　از بلاؤ فقر از رنج و محن

اسی طرح اے طعنہ زن صاحب! بلاؤں اور افلاس اور رنج اور محنت کے بارے میں

لاشک ایں ترکِ ہوا تلخی دہ است　　لیک از تلخیٔ بُعدِ حق بہ است

یقیناً یہ خواہش کا چھوڑنا کڑواہٹ پیدا کرتا ہے لیکن اللہ کی دوری کی کڑواہٹ سے بہتر ہے

گر جہاد و صوم سخت ست و خشن　　لیک آں بہتر ز بُعد اے ممتحن

اگرچہ جہاد اور روزہ سخت اور درشت ہے لیکن اے آزمانے والے! دوری سے بہتر ہے

رنج کے ماند دمے کاں ذوالمنن　　گویدت چونی تو اے رنجورِ من

اس وقت رنج کہاں رہے گا جب وہ احسانوں والا تجھے یوں کہے اے میرے بیمار تو کیسا ہے؟

ورنہ گوید کت نہ آں فہم و فن ست　　لیک آں ذوقِ تو پرسش کردن ست

اور اگر وہ نہ کہے کیونکہ تجھ میں وہ سمجھ اور فن نہیں ہے لیکن تیرا ذوق پرسش کرنا ہے

آں ۲ ملیحاں کہ طبیبانِ دل اند　　سُوی رنجوراں بہ پرسش مائل اند

وہ حسین جو دل کے طبیب ہیں بیماروں کی جانب، پرسش پر مائل ہیں

ور حذر از ننگ و از نامی کنند　　چارۂ سازند و پیغامی کنند

اور اگر ننگ و نام کی وجہ سے اندیشہ کرتے ہیں تو تدبیر کرتے ہیں اور پیغام بھیجتے ہیں

ورنہ در دل شاں بُوَد آں مفتکر　　نیست معشوقے ز عاشق بیخبر

ورنہ وہ اپنے دل میں فکر مند ہوتے ہیں کوئی معشوق، عاشق سے بے خبر نہیں ہوتا

اے تو جویائے نوادر داستاں　　ہم فسانۂ عشق بازاں را بخواں

اے (شخص) تو جو نادر داستانوں کا جویاں ہے عاشقوں کا فسانہ بھی پڑھ لے

بس ۳ بجوشیدی دریں عہدِ مدید　　تُرک جوشے ہم نگشتی اے قدید

تو اس دراز وقت میں بہت جوش میں آیا اے گوشت کے سوکھے پارچے! تو آدھا بھی نہ پکا

دیدۂ عمرے تو داد و داوری　　وانگہ از نا دیدگاں ناسی تری

تو نے عمر بھی عطا اور حکومت دیکھی پھر بھی تو نہ دیکھنے والوں سے زیادہ بھول میں ہے

ہر کہ شاگردیش کرد اُستاد شُد　　تو سپس تر رفتہ اے گولِ لُد

جس نے اس کی شاگردی کی استاد بن گیا اے جھگڑالو احمق! تو زیادہ پیچھے کو لوٹا

---

۱ ہمچناں۔ بلا اور فقر کا نہ ہونا جبکہ اللہ سے دوری کا سبب ہے تو بلا اور فقر کی تختی زیادہ بہتر ہے۔ گر جہاد۔ عبادات کی سختی اللہ کی دوری سے بہتر ہے۔ رنج۔ اس لئے کہ یہ تکالیف عارضی ہیں جب خدا اپنا کہہ کر پکارے گا تو ساری کلفتیں دور ہو جائیں گی۔ ورنہ گوید۔ الہام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی آواز کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا لیکن ایک قلبی سکون اکثر اہل نسبت محسوس کر لیتے ہیں اسی کو اللہ تعالیٰ کی پکار سمجھ لو۔

۲ آں ملیحاں۔ اس کو سمجھنے کے لئے مجازی عاشقوں اور معشوقوں کے بارے میں سمجھو معشوق بیمار عاشق کی مزاج پرسی کرتا ہے اور اگر بدنامی کی وجہ سے نہیں آتا ہے تو پیغام کے ذریعہ مزاج پرسی کرتا ہے۔ ورنہ اگر پیغام بھیجنا بھی ممکن نہیں ہوتا تو دل میں متفکر ہوتا ہے بہرحال معشوق عاشق سے بیخبر نہیں ہوتا۔ اے تو۔ عشقبازوں کی داستان پڑھو یہ باتیں معلوم ہو جائیں گی۔

۳ بس بجوشیدی۔ اوپر کے اشعار میں اللہ سے دوری کی مذمت تھی اب بیان کرتے ہیں کہ تمام عمر تو نے اس برائی کے ازالہ کی کوشش نہ کی۔ ترک جوش۔ نیم پختہ کے معنی میں ہے ترک آدھا پکا گوشت کھاتے تھے پورا جوش نہ دیتے تھے۔ دیدۂ۔ ایسے اسباب موجود تھے جن سے تو تنبیہ حاصل کر سکتا تھا۔ ناسی۔ بھولنے والا۔ ہر کہ۔ اگر ان چیزوں سے تنبیہ حاصل کر لیتا تو استاد بن جاتا۔

خود نبُود از والدینت اعتبار　　هم نبُودت عبرت از لیل و نهار

تجھے نہ اپنے ماں باپ سے عبرت ہوئی　　نہ تجھے دن و رات سے عبرت ہوئی

مثل پُرسیدن عارفے از کشیش کہ تو بزرگ تری

ایک عارف کی ایک پادری سے دریافت کرنے کی مثال کہ تو داڑھی سے زیادہ

از ریش یا ریش از تو

عمر کا ہے یا داڑھی تجھ سے

عارفے پُرسید زاں پیرِ کشیش　　کہ توئی خواجہ مُسن تر یا کہ ریش

اس بوڑھے پادری سے ایک عارف نے دریافت کیا　　کہ اے صاحب! تم زیادہ عمر کے ہو یا داڑھی

گفت نے من پیش از و زائیدہ ام　　بے ز ریشی بس جہاں را دیدہ ام

اس نے کہا نہیں میں اس سے پہلے پیدا ہوا ہوں　　میں نے دنیا کو بے داڑھی کا ہوتے ہوئے بہت دیکھا ہے

گفت ریشت شد سفید از حال گشت　　خوئے زشتِ تو نگردیدت وشت

اس نے کہا تیری داڑھی سفید ہو کر حالت سے بدل گئی　　تیری بری عادت بھلی نہ ہوئی

اُو پس از تو زاد و از تو بگذرید　　تو چنیں خشکی ز سودای ثرید [۲]

وہ تیرے بعد پیدا ہوئی اور تجھ سے سبقت لے گئی　　تو ثرید کے عشق میں ویسا ہی خشک ہے

تو براں رنگی کہ اوّل زادۂ　　یک قدم زاں پیشتر ننہادۂ

تو اسی رنگ پر ہے جس پر شروع میں پیدا ہوا　　اس سے ایک قدم آگے نہیں رکھا ہے

دُوغ تُرشی ہمچناں در مُدنی　　خود نگردی زو مُخلّص روغنی

تو معدن میں اسی طرح کھٹی چھاچھ ہے　　اس سے چھوٹ کر تو روغن نہ بنا

ہم خمیری خمّر الطینہ دری　　گرچہ عُمرے در تنور آذری

تو خمیر ہی ہے، گوندھنے والے خمیر میں ہے　　اگرچہ ایک زمانہ سے آگ کے تنور میں ہے

چوں [۳] حشیشی پا بگل بر ہشتۂ　　گرچہ از بادِ ہوس سرگشتۂ

تو گھاس کی طرح مٹی میں پاؤں جما رکھا ہے　　اگرچہ ہوس کی ہوا سے سرگرداں ہے

ہمچو قومِ موسیٰ اندر حرِّ تیہ　　ماندۂ چل سال برجا اے سفیہ

حضرت موسیٰ کی قوم کی طرح تیہ کی گرمی میں　　اے بیوقوف! تو چالیس سال سے ایک جگہ پڑا ہے

میروی ہر روز تا شب ہرولہ　　خویش می بینی در اوّل مرحلہ

تو ہر روز رات تک بھاگ کر چلتا ہے　　اپنے آپ کو پہلی منزل پر دیکھتا ہے

---

[۱] والدینت۔ اپنے ماں باپ سے ہی عبرت حاصل کرتا کہ وہ آج کہاں ہیں۔ کشیش۔ اس مثال سے اپنی اصلاح نہ کرنے پر شرم دلاتے ہیں۔ کشیش۔ راہب، پادری۔ مسن۔ زیادہ عمر والا۔ حال۔ یعنی پہلے کالی تھی اب سفید ہو گئی۔ وشت۔ خوب، خوش۔ او پس۔ داڑھی بعد میں پیدا ہوئی اور اس میں تبدیلی آ گئی لیکن تو اس سے پہلے پیدا ہوا پھر بھی تجھ میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔

[۲] ثرید۔ یعنی لذیذ کھانا۔ دوغ معدن اس ہنڈیا کو کہتے ہیں جس میں دہی بلو کر روغن نکالا جاتا ہے۔ یعنی چھاچھ کی طرح اصلی حالت پر ہے۔ ہم خمیری ایک روایت میں حضرت حق نے فرمایا۔ خمرت طینۃ آدم اربعین صباحا یعنی آدم کی مٹی چالیس دن تک خمیر کی حالت میں رہی اور آ گئی۔

[۳] چوں حشیشی۔ ہوا اپنی جگہ کھڑی ہوئی گھاس کو ہلاتی ہے یہی تیری حالت ہے کہ تو جہاں تھا وہیں ہے۔ تیہ۔ میدان میں حضرت موسیٰ کی قوم چلہ کاٹتی رہی اور جہاں تھی وہاں رہی۔ ہرولہ۔ تیز دوڑنے کی ایک کیفیت ہے۔

نگذری ازیں بعد سہ صد سالہ تو — تاکہ داری عشقِ آں گوسالہ تو
تو اس تین سو سال مسافت کو طے نہ کر سکے گا — جب تک تو اس بچھڑے کا عشق رکھتا ہے

تاخیالِ عجل شاں از جاں نرفت — بُد برایشاں تیہ چوں گردابِ زفت
جب تک بچھڑے کا خیال ان کی جان سے نہ نکلا — ان کے لئے تیہ تخت بھنور کی طرح تھا

غیرِ ایں عجلے کزو یا بیدۂ — بے نہایت لطف و نعمت دیدۂ
وہ اس بچھڑے کے علاوہ ہے کہ تو نے اس سے پائی ہے — بے انتہا مہربانی اور نعمت دیکھی ہے

گاوِ طبعی زاں نکوئیہائے زفت — از دلت در عشقِ آں گوسالہ رفت
تو بیل کی سی طبیعت والا ہے اس نے بڑی بھلائیاں — بچھڑے کے عشق میں تیرے دل سے نکل گئیں

بارے اکنوں تو زہر جزوت بپرس — صد زباں دارند ایں اجزائے خرس
آخر اب تو اپنے ہر جز سے دریافت کر لے — یہ گونگے اجزاء سیکڑوں زبانیں رکھتے ہیں

ذکرِ ۲ نعمتہائے رزّاقِ جہاں — کہ نہاں شد آں در اوراقِ زماں
جہان کے رزاق کی نعمتوں کا تذکرہ — جو زمانہ کے اوراق میں پوشیدہ ہو گئی ہیں

روز و شب افسانہ جویائی تو چست — جزو جزوِ تو فسانہ گوی تست
تو مستعدی سے دن رات افسانہ کا جویاں ہے — تیرا جز جز تیرا افسانہ بیان کرنے والا ہے

جزو جزوت تا برستت از عدم — چند شادی دیدہ است و چند غم
جب سے تیرا جز جز عدم سے پیدا ہوا ہے — اس نے کتنی خوشیاں اور کتنے غم دیکھے ہیں

زانکہ بے لذت نروید ہیچ جزو — بلکہ لاغر گردد از ہر پیچ جزو
اس لئے کہ کوئی جز بغیر لذت کے نہیں اگتا ہے — بلکہ جز ہر غم سے لاغر ہو جاتا ہے

جزو ۳ ماند و آں خوشی از یاد رفت — بل نرفت آں خُفیہ شد از پنج و ہفت
جز رہ گیا اور وہ خوشی حافظہ سے نکل گئی — بلکہ نکلی نہیں پانچ اور سات سے پوشیدہ ہو گئی

ہمچو تابستاں کہ ازوے پنبہ زاد — ماند پنبہ رفت تابستاں زیاد
گرمی کے موسم کی طرح کہ اس سے روئی پیدا ہوئی — روئی رہ گئی گرمی کا موسم حافظہ سے چلا گیا

یا مثالِ یخ کہ زاید از شتا — شد شتا پنہان و آں یخ پیشِ ما
یا جیسے یخ جو جاڑے کے موسم سے پیدا ہوا — جاڑے کا موسم چھپ گیا وہ یخ ہمارے سامنے ہے

۱ نگذری۔ جب تک تیرا عشق دنیا سے ہے۔ تیرا مقام نہ بدل سکے گا۔ بعد سہ صد سالہ۔ یعنی طویل مسافت۔ تاخیال۔ جب تک حضرت موسیٰ کی قوم کے دل سے گئو سالہ کی محبت نہ نکلی وہ تیہ میں چکر کاٹتی رہی۔ غیر۔ جس سے تجھے عشق کرنا چاہیے وہ گئو سالہ نہیں ہے اس کے علاوہ ہے اس کی لاکھوں نعمتوں سے تو بہرہ اندوز ہے۔ گاو طبعی۔ چونکہ تیرا مزاج شیطانی ہے لہذا شیطان ہی سے تجھے عشق ہے۔ بارے۔ جو خدائی نعمتیں تو فراموش کر بیٹھا ہے ان کو تیرا جز جز کہہ دے گا۔ خرس۔ اخرس کی جمع گونگا۔

۲ ذکر نعمتہائی۔ اجزاء سے ان نعمتوں کو دریافت کر لے تو بھول گیا ہے۔ روز و شب۔ تو افسانے سننے کا شوقین ہے اپنے اجزاء سے نعمتوں کے افسانے سن لے۔ جزو جزوت۔ تو جب سے وجود میں آیا ہے تیرے اجزاء نے سیکڑوں شادیاں اور غم دیکھے ہیں۔ زانکہ۔ غم تو تجھے یاد ہیں شادیاں یاد نہیں شادی دیکھنے کی یہ دلیل ہے کہ تیرے اجزاء نے خوشی کی لذت سے نشوونما پایا ہے اور تو بچپن سے جوان اسی لذت کی وجہ سے ہوا ہے۔

۳ جزو ماند۔ تیرے اجزاء تو باقی ہیں لیکن وہ خوشیاں تیرے حافظہ سے نکل گئی ہیں بلکہ نکلی بھی نہیں ہیں تیرے حواس خمسہ اور ہفت اندام سے مخفی ہو گئی ہیں۔ پنج حواس خمسہ یا مشامہ سامعہ ذائقہ۔ ہفت۔ یعنی ہفت اندام۔ سر۔ سینہ۔ پشت۔ دونوں ہاتھ۔ دونوں پاؤں۔ تابستان۔ جاڑوں اور گرمیوں کا موسم چلا جاتا ہے لیکن ان کی یادگار روئی اور یخ باقی رہ جاتا ہے۔

ہست آں بخ زاں صعوبت یادگار
یادگارِ صیف وردے ایں ثمار

وہ بخ اس دشواری کی یادگار ہے
یہ پھل موسم خزاں میں گرمی کے موسم کی یادگار ہیں

ہمچناں ہر جزو جزوت اے فتے
در تنت افسانہ گوئے نعمتے

اے نوجوان! اسی طرح تیرا ہر ہر جز
تیرے جسم میں ایک نعمت کا افسانہ گو ہے

چوں زنے کہ بیست فرزندش بود
ہر یکے حاکی حالِ خوش بود

جیسی کہ وہ عورت جس کے بیس اولادیں ہوں
ہر ایک اچھی حالت کی ناقل ہو

حمل نبود بے زمستی وز لاغ
بے بہارے کے شود زایندہ باغ

بغیر مستی اور مذاق کے حمل نہیں ٹھہرتا
بغیر بہار باغ کب جنتا ہے!

حاملان و بچگان شاں در کنار
شد دلیلِ عشقبازی با بہار

حمل والے اور ان کی بغل میں بچے
بہار کے ساتھ عشقبازی کی دلیل ہیں

ہر[۲] درختے در رضاعِ کودکاں
ہمچو مریم حامل از شاہِ جہاں

ہر درخت بچوں کو دودھ پلانے میں
شاہ جہاں سے حضرت مریم کی طرح حمل والا ہے

گرچہ درآب آتشے پوشیدہ شد
صد ہزاراں کف برو جوشیدہ شد

اگرچہ آگ پانی میں پوشیدہ ہو گئی
لاکھوں جھاگ اس پر جوش مارنے لگے

گرچہ آتش سخت پنہاں می تند
کف بدہ انگشت اشارت میکند

اگرچہ آگ بہت مخفی طور پر اٹھ رہی ہے
جھاگ دس انگلیوں سے اشارہ کر رہا ہے

ہمچنیں اجزائے مستانِ وصال
حامل از تمثالہائے حال[۳] و قال

اسی طرح وصال کے مستوں کے اجزاء
حال اور قال کے پیکروں سے حمل والے ہیں

در جمالِ حال وا ماندہ دہاں
چشم غائب ماندہ از نقش جہاں

حال کے حسن میں منہ کھلا رہ گیا
دنیا کے نقش سے آنکھ غیر حاضر ہو گئی

آں موالید از رہِ ایں چار نیست
لا جرم منظورِ ایں ابصار نیست

وہ پیداوار ان چار کے طریقہ کی نہیں ہے
لامحالہ ان نگاہوں سے نظر آنے والی نہیں ہے

آں موالید از تجلّی زادہ اند
لا جرم مستورِ پردہ سادہ اند

وہ پیداوار تجلی سے جنی ہوئی ہے
لامحالہ بے رنگ پردے میں پوشیدہ ہے

❁❁❁❁❁

[۱] ہست۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی پہلی نعمتیں ختم ہو جاتی ہیں اور ان کی یادگار جسم کا جزو جزو باقی رہ جاتا ہے۔ چوں زنے۔ جماع کی لذت ختم ہو جاتی ہے اور اس کی نشانی اولاد باقی رہتی ہے۔ حمل استقرار حمل اس وقت ہوتا ہے جبکہ ذہن میں مستی اور ہنسی مذاق ہو جب تک موسم بہار کی مستی نہیں آتی چمن میں پھول نہیں کھلتا۔ حاملان۔ درختوں کا پھلنا اور پھولنا اس کی دلیل ہے کہ ان درختوں نے موسم بہار سے عشقبازی کی ہے۔

[۲] ہر درخت۔ حضرت حق تعالیٰ کے حکم سے ہر درخت اسی طرح حاملہ بنتا ہے جس طرح حضرت مریم بنیں تھیں۔ گرچہ درآب۔ پانی میں آگ کی گرمی نظر نہیں آتی لیکن اس کے آثار بلبلے نظر آتے ہیں اور وہ گرمی کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ ہمچنیں۔ جس طرح ان چیزوں میں موثر پوشیدہ ہے اور ظاہری آثار اس پر دلالت کرتے ہیں اسی طرح جو لوگ وصالِ حق سے مست ہیں ان کے اجزاء میں حال و قال مخفی ہے اور ان مستوں کے اجزاء ان پر دلالت کرتے ہیں۔

[۳] حال و قال۔ حال وہ کیفیت ہے جو مشاہدہ حق سے انسان پر طاری ہوتی ہے قال سے مراد بھی وہ مضامین اور کلام نفسی ہے جو مشاہدہ حق سے پیدا ہوتا ہے۔ در جمال۔ جب انسان پر حال طاری ہوتا ہے تو حیرانی میں منہ کھلا رہ جاتا ہے اور آنکھ دنیا کے نقش نہیں دیکھ پاتی۔ آں موالید۔ وہ حال و قال عنصری نہیں ہے لہٰذا عنصری آنکھیں ان کو نہیں دیکھ سکتی۔ از تجلی۔ وہ تجلی رب کی پیداوار ہے لہٰذا بے رنگی کے پردے میں مخفی ہیں۔

زادہ[1] تفہیم و حقیقت زاد نیست — ایں عبارت جز پئے ارشاد نیست
ہم نے جنا ہوا کہہ دیا اور جننے کی حقیقت نہیں ہے — یہ عبارت سوائے رہنمائی کے نہیں ہے

ہیں خمش کن تا بگوید شاہ قُل — بُلبلی مفروش بااین جنسِ گُل
خبردار! چپ ہو جا جب تک کہ شاہ بے کہ کہہ — پھول کی اسی جنس کے ساتھ بلبل پن نہ جتا

ایں گُلِ گویاست پُر جوش و خروش — بُلبلا ترک زباں کن باش گوش
یہ جوش و خروش سے بھرا ہوا پھول بولنے والا ہے — اے بلبل! زبان کو ترک کر، کان بن جا

ہر دو گوں تمثال پاکیزہ مثال — شاہدِ عدل اند بر سرِّ وصال
دونوں قسم کے پاکیزہ مثال پیکر — وصال کے راز پر عادل گواہ ہیں

ہر دو گوں حُسنِ لطیفِ مُرتضیٰ — شاہدِ احیاء و حشرِ ما مضیٰ
دونوں قسم کے پسندیدہ لطیف حسن — گزشتہ بقا اور فنا پر گواہ ہیں

ہمچو[2] یخ کاندر تموزِ مُستجد — ہر دم افسانہ زمستاں می کند
جیسا کہ یخ جدید موسم گرما میں — ہر وقت جاڑوں کا ذکر کرتا ہے

ذکرِ آں ایامِ سرد زمہریر — اندراں ایام و ازمانِ عسیر
سخت سرد ہواؤں کا ذکر — جو ان دنوں اور سخت زمانوں میں تھیں

ہمچو آں میوہ کہ در وقتِ شتا — می کند افسانہ لطفِ صبا
اس میوے کی طرح جو کہ جاڑوں کے موسم میں — صبا کے لطف کا قصہ بیان کرتا ہے

قصہ دورِ تبسمہائے شمس — واں عروسانِ چمن را لمس و لمس
سورج کی مسکراہٹوں کے زمانہ کا قصہ — چمن کی کلیوں کو چھونے اور ملنے کا قصہ

حال رفت و ماند جزوت یادگار — یا ازو وا پُرس یا خود یاد آر
حال چلا گیا اور تیرا جز یادگار رہ گیا — یا اس سے پوچھ لے یا خود یاد کر لے

چوں[3] فرو گیرد غمت گر چستیی — زاں دم نومید کن وا جستیی
اگر تو چست ہوتا، جب تجھے غم گھیرتا — تو مایوس کرنے والے وقت سے مطالبہ کرتا

گفتیش اے غصہ منکر بحال — راتبہ انعامہا را زاں کمال
تو اس سے کہتا اے غصے حالت کے منکر — کمال والے کی جانب مقررہ انعاموں کے

ہر دمت گر نہ بہار و خرمی ست — ہمچو چاش تمت انبار چیست
اگر تجھے ہر وقت بہار اور خوشی نہیں ہے — پھلاوں کے تودے کی طرح تیرا جسم ڈھیر کیوں ہے؟

---

[1] زادہ۔ ان دونوں کو جنا ہوا کہنا محض سمجھانے کیلئے ہے ورنہ وہاں جننے کی حقیقت نہیں ہے۔ قل۔ جب تک خدائی حکم نہ ہو اس وقت تک حال وقال کی تفصیل نہ کر۔ ایں گل۔ یہ حال وقال خود زبان حال سے گویا ہیں تو چپ رہ ان کی بات سن۔ ہر دو گوں۔ حال وقال اللہ سے وصل کے گواہ ہیں۔ احیاء حشر۔ بقا فنا۔

[2] یخ۔ یخ جاڑوں کی یاد دلاتا ہے اور جاڑے کی سخت ٹھنڈی ہواؤں کا ذکر کرتا ہے۔ ہمچو۔ گرمیوں کا پیدا شدہ میوہ جاڑوں میں گرمیوں کی یاد دلاتا ہے۔ قصہ۔ سورج کی شعاعوں سے پھل پکتے ہیں۔ حال رفت۔ گذری ہوئی نعمتوں کے بارے میں اپنے اجزاء سے دریافت کر لے یا خود یاد کر لے۔

[3] چوں فرو۔ جب تجھے مصائب گھیر میں اور ان کی وجہ سے تجھ پر غم وغصہ طاری ہو تو اس غصے سے یہ دریافت کر کہ اگر تو ان نعمتوں کا منکر ہے تو پھر بتا کہ تیرے جسم نے نشوونما کیسے پایا۔ چاش۔ ڈھیر۔

چاشِ اُگل تن، فکرِ تو ہمچوں گُلاب	منکر شد گُلاب اینت عجاب
جسم پھولوں کا ڈھیر تیری فکر گلاب کی طرح	گلاب، گل کا منکر ہوا یہ تعجب ہے
از کپی خویانِ کفراں کہ دریغ	بر نبی خویاں نثارِ مہر و میغ
بندر خصلت ناسپاس لوگوں سے گھاس بھی دریغ ہے	نبی خصلت لوگوں پر سورج اور ابر نثار ہے
آں لجاج و کفر قانونِ کپی ست	واں سپاس و شُکر منہاجِ نبی ست
جھگڑا اور کفر بندر کا قانون ہے	اور شکر و سپاس نبی کا راستہ ہے
با کپی ۲ خویاں تہتّکہا چہ کرد	با نبی رُویاں تنسّکہا چہ کرد
بندر خصلت لوگوں کے ساتھ پردہ دری نے کیا کیا؟	نبی خصال لوگوں کے ساتھ عبادت نے کیا کیا؟
در عمارتہا سگانند و عقور	در خرابیہاست گنجِ عزّ و نُور
عمارتوں میں کتے ہیں اور کٹ کھنے کتے	ویرانوں میں عزت اور نور کا خزانہ ہے
گر نبودے ایں بزوغ اندر کسوف	گُم نکردے راہ چندیں فیلسوف
اگر یہ طلوع (سورج) گرہن میں نہ ہوتا	تو اتنے فلاسفر راہ گم نہ کرتے
زیرکان و مُوشگافانِ دہی	دیدہ بر خرطوم داغِ ابلہی
ذہین اور عقلمند باریک بینوں نے	بیوقوفی کا داغ ناک پر دیکھ لیا

قصّہ ۳ فقیر روزی طلب بے واسطۂ کسب و رنج

اس فقیر کا قصہ جو بغیر کمائی اور مشقت کے روزی طلب کرتا تھا

آں یکے بیچارۂ مُفلس ز دَرد	کہ ز بے چیزی ہزاراں زخم خورد
ایک بے چارہ مفلس درد سے	جس نے بے سروسامانی کی وجہ سے ہزاروں تکالیف برداشت کی تھیں
لابہ کردے در نماز و در دُعا	کاے خداوند و نگہبانِ دُعا
نماز اور دعا میں خوشامد کرتا	کہ اے خداوند اور گلہ کے محافظ!
بے ز جہدے آفریدی مر مرا	بے فنِ مَن روزیم دہ زیں سرا
تو نے مجھے بغیر مشقت کے پیدا کیا	اس دنیا سے بغیر ہنر کے مجھے روزی عطا کر
پنج گوہر دادیم دَر دُرجِ سَر	پنج حسِ دیگرے ہم مُستتر
تو نے مجھے سر کی ڈبی میں پانچ موتی عطا کئے	دوسرے پانچ حواس باطنی بھی

۱ چاش۔ جسم پھولوں کا ڈھیر ہے اور فکر اس کا عرق ہے یہ تعجب کی بات ہے کہ عرق گلاب، گلاب کا انکار کرے۔ از کپی۔ کفراں کی برائی اور شکر کی تعریف ہے، خدا کرے ناسپاس لوگ گھاس کے تنکے تک سے محروم ہوں اور شکر گزاروں پر علوی چیزیں نثار ہو جائیں۔ آں لجاج۔ ناسپاسی بندروں کی خصلت ہے اور شکر گزاری انبیاء کا طریقہ ہے۔ منہاج۔ راستہ۔

۲ با کپی خویاں۔ ناشکر گزار دنیا میں بھی رسوا ہوئے اور آخرت میں بھی۔ تہتّکہا۔ شکر گزاروں کے مراتب بلند ہوئے۔ در عمارتہا۔ جو تن پرور ہیں وہ کتے بلکہ کاٹنے کتے ہیں اور جن لوگوں نے مجاہدات میں بدن کو ویران کیا ہے ان کی روحیں نور اور عزت کا خزانہ ہیں۔ گر نبودے۔ اگر یہ خزانے چھپے ہوئے نہ ہوتے تو فلاسفر گمراہ نہ ہوتے اس کو سمجھنے کے لئے عقلِ دین کی ضرورت ہے زیرکاں۔ جو شخص عقلِ دنیاوی رکھتے ہیں ان کی بیوقوفی نمایاں ہوئی۔ دہی۔ داہی، چالاک

۳ قصہ۔ اس قصے سے بھی عقل دنیاوی کی بیوقوفیاں واضح کی ہیں۔ ز درد۔ یعنی درد سے نماز اور دعا میں عاجزی کرتا تھا۔ دَر۔ گلہ۔ بے ز جہدے۔ انسان کی پیدائش میں انسان کے کسب کا کوئی دخل نہیں ہے لہٰذا اسی طرح مجھے دنیا میں زندہ باقی رکھنا وہ بغیر کسب کے روزی عنایت کر۔ پنج گوہر۔ باصرہ سامعہ شامہ ذائقہ لامسہ۔ پنج حس۔ حس مشترک خیال وہم حافظہ متخیلہ۔

لَا یَعُدُّ ایں داد وَلَا یُحْصٰے زتو — من کلیلم [1] از بیانش شرم رُو

تیری عطا لا تعداد اور بے شمار ہے — میں اس کے بیان سے عاجز اور شرمندہ ہوں

چونکہ در خلّاقیم تنہا توئی — کارِ رزّاقیم کُن تو مُستوی

جبکہ میرے پیدا کرنے میں تو تنہا ہے — میری رزق رسانی کے کام کو درست کر دے

سالہا زواین دُعا بسیار شُد — عاقبت زاری او برکار شُد

اس کی جانب سے یہ دعا سالوں بہت ہوئی — بالآخر اس کی عاجزی کارآمد ہو گئی

ہمچو آں شخصے کہ روزی حلال — از خدا میخواست بے کسب وکلال

اس شخص کی طرح جو حلال روزی — خدا سے بغیر کمائے اور تھکن کے چاہتا تھا

گاؤ آوردش سعادت عاقبت — عہدِ داوُدِ لدُنّی مدلت

بالآخر نیک بختی اس کے پاس بیل لے آئی — حضرت داؤد کے زمانہ میں جو خدائی انصاف والے تھے

ایں متیّم نیز زاریہا نمود — ہم زمیدانِ اجابت گُورَ بُود

اس دردمند نے بھی عاجزیاں دکھائیں — یہ بھی قبولیت کے میدان سے گیند جیت لے گیا

گاہ بدظن می شُدے اندر دُعا — از پئے تاخیر پاداش و جزا

کبھی دعا کے دوران بد ظن ہو جاتا — نتیجہ اور جزا کی تاخیر کی وجہ سے

باز ارجائے خداوند کریم — دردلش بشّار گشتے وز عیم

پھر خداوند کریم کا امید دلانا — اس کے دل کو جو خوشخبری دینے والا ذمہ دار بن جاتا

چوں شُدے نومید در جہد از کلال — از جنابِ حق شنیدے کہ تعال

جب محنت میں تھکن کی وجہ سے ناامید ہوتا — اللہ تعالیٰ کی جانب سے سنتا "آجا"

خافض [2] است و رفعست ایں کردگار — بے ازیں دو بر نیاید ہیچ کار

خدا پست کرنے والا اور بلند کرنے والا ہے — ان دو کے بغیر کوئی کام نہیں بنتا

خفضِ [3] ارضی بین و رفعِ آسماں — بے ازیں دو نیست دورانش اے فلاں

زمین کی پستی اور آسمان کی بلندی کو دیکھ — اے فلاں! ان دو کے بغیر اس کی گردش نہیں ہے

خفض و رفعِ ایں زمیں نوعِ دگر — نیم سالے شورہ نیمی سبز و تر

اس زمین کی پستی اور بلندی دوسرے قسم کی بھی ہے — نصف سال شور اور نصف سال سبز و تر ہے

خفض و رفع روزگارِ باکرب — نوعِ دیگر نیم روز و نیم شب

پُر مصائب زمانہ کی پستی اور بلندی — دوسری قسم کی ہے آدھا دن ہے اور آدھا رات ہے

---

[1] کلیل۔ درماندہ۔ برکار شد۔ دعا مقبول ہو گئی۔ آں شخصے۔ اس شخص کا قصہ دفتر سوم میں مذکور ہے۔ کلال۔ تھکن۔ گاؤ۔ اس شخص کے گھر میں خود بیل گھس آیا تھا۔ لدنی معدلت۔ خدائی انصاف والا۔ متیم۔ فریفتہ عاشق۔ گاہ بدظن۔ دعا کے دور میں اس پر مختلف کیفیتیں گزر رہی تھیں۔ ارجا۔ امید دلانا۔ بشارت خوشخبری دینے والا۔ زعیم۔ کفیل۔ تعالی۔ اللہ تعالی کی جانب سے الہام ہوتا کہ "آجا" دعا کر قبول ہو گی۔

[2] خافض۔ چونکہ پہلے شعر میں متضاد کیفیتوں کا ذکر تھا اب ذکر کرتے ہیں کہ عالم میں متضاد کیفیتیں حکمت کی بنا پر ظہور پذیر ہوتی ہیں حضرت حق تعالی پست بھی کرتا ہے اور بلند بھی کرتا ہے دنیا کے کام دونوں صفتوں سے مکمل ہوتے ہیں۔

[3] خفض۔ زمین کو پست کیا اور آسمان کو بلند کیا تب ہی دوران فلک ہو سکا۔ خفض و رفع۔ یہ دونوں صفتیں دو چیزوں میں ہی نہیں بلکہ ایک چیز میں دونوں کا ظہور ہے۔ بنجر بھی پڑا رہنا زمین کا پست ہونا ہے سرسبز ہونا اس کا بلند ہونا ہے۔ روزگار۔ زمانہ کا پست اور بلند ہونا رات اور دن کا ہونا ہے۔

خفض و رفعِ ایں مزاجِ امتزج — گاہ صحت گاہ رنجوریِ مضج
اس مرکب مزاج کی پستی اور بلندی — کبھی صحت، کبھی شور کرنے والی بیماری

ہمچنیں داں جملہ احوالِ جہاں — قحط و خصب و صلح و جنگ و افتتاں
دنیا کے سب احوال اسی طرح سمجھ لے — قحط اور ارزانی، صلح اور جنگ اور فتنوں میں پڑنا

ا۔نجہاں بااِیں دو پر اندر ہواست — زیں دو جانہا موطنِ خوف و رجاست
یہ عالم انہی دو پروں سے ہوا میں ہے — انہی دونوں سے جانیں خوف اور امید کا مقام ہیں

تاجہاں لرزاں بُود مانندِ برگ — در شمال و در سموم و بعث و مرگ
تاکہ جہاں پتے کی طرح لرزتا رہے — شمالی ہوا میں اور لو میں اور حیات اور موت میں

تاخُمِ ۲ یک رنگیِ عیسےٰ ما — بشکند نرخِ خُمِ صد رنگ را
تاکہ ہمارے عیسیٰ کا یک رنگی مٹکا — سو رنگ والے مٹکے کے نرخ کو سستا کر دے

کاں جہاں ہمچو نمکسار آمدست — ہر چہ آنجا رفت بے تلویں شدست
کیونکہ وہ جہاں نمک کی کان کی طرح ہے — جو وہاں گیا، وہ بے رنگ ہو گیا

خاک را بیں خلقِ رنگا رنگ را — می کُند یک رنگ اندر گورہا
مٹی کو دیکھ، رنگا رنگ مخلوق کو — قبروں میں ایک رنگ کر دیتی ہے

ایں نمکسارِ جسوم ظاہرست — خود نمکسارِ معانی دیگرست
یہ ظاہری جسموں کی کان نمک ہے — باطنی چیزوں کی کان نمک دوسری ہے

ایں ۳ نمکسارِ معانی معنویست — از ازل آں تا ابد اندر نویست
باطنی اشیاء کی کان نمک، باطنی ہے — ازل سے ابد تک تازگی میں ہے

ایں نوی را کہنگی ضدش بُود — آں نوی بے ضدّ و بے ندّ و عدد
اس تازگی کی، کہنگی ضد ہے — وہ تازگی بغیر ضد اور بغیر مقابل اور عدد کے ہے

آں چناں کز عقل نُورِ مصطفےٰ — صد ہزاراں نوعِ ظلمت شُد ضیا
جیسے کہ مصطفیٰ کے نور کی عقل سے — لاکھوں قسم کی تاریکیاں روشنی بنیں

از جہود و مشرک و ترسا و مُغ — جملگی یک رنگ شُد زاں الپ الغ
یہودی اور مشرک اور نصرانی اور آتش پرست — اس بزرگ کے ذریعہ سب یک رنگ ہوگئے

۱ مزاج۔ انسانی مزاج کی پستی اور بلندی اس کی بیماری اور صحت ہے۔ مضج۔ شور کرنے والا۔ ہمچنیں۔ دنیا کے احوال کو اسی طرح سمجھ تو قحط بھی ہے ارزانی بھی، صلح بھی ہے اور جنگ وفتنہ میں مبتلا ہونا بھی ہے۔ ا۔نجہاں۔ عالم کا بقاء انہی متضاد کیفیتوں سے ہے اور جانوں میں امید وبیم۔ انہی کی وجہ سے ہے۔ تاجہاں۔ اسی امید وبیم کی وجہ سے دنیا لرزتی رہتی ہے اور اس پر مختلف کیفیتیں طاری ہوتی ہیں۔

۲ تاخم۔ دنیا میں متضاد کیفیتیں اس لئے پیدا کی گئی ہیں راحت۔ یہی راحت ہے، مصائب نہیں ہیں۔ عیسیٰ ما۔ اس سے مراد حضرت حق تعالیٰ ہے۔ خم صمدی۔ عالم دنیا۔ نمکسار۔ نمک کی کان میں جو چیز پہنچ جاتی ہے وہ نمک ہی بن جاتی ہے خاک۔ قبر عالم آخرت کی ابتداء ہے وہاں پہنچ کر [illegible] ہو جاتی ہے۔ ایں۔ قبر جسموں کے لئے نمک کی کان ہے۔ نمک رمعانی۔ ارواح کا نمکسار عالم آخرت ہے۔

۳ ایں نمکسار۔ عالم آخرت سے میں نیا پرت نہیں ہے بلکہ وہاں ہر چیز نئی ہے کیونکہ نئے چیز کے بعد پرانا ہونا بے رنگی ہے۔ ایں نوی۔ دنیا میں تھے دن کے بعد کہنگی آ جاتی ہے۔ آں چناں۔ عالم آخرت کی یک رنگی اسی طرح کی [illegible] حضور [illegible] نور سے [illegible] کفر کی تاریکیاں ایک قسم [illegible] ہو گئے۔ مغ۔ آتش پرست۔ الپ الغ۔ بے پیرو بزرگ

صد ہزاراں سایۂ[1] کوتاہ و دراز ۔۔۔ شد یکے در نورِ آں خورشید راز
لاکھوں چھوٹے اور بڑے سائے ۔۔۔ اس معنوی سورج کی روشنی میں ایک ہو گئے

نے درازی ماند و نے کوتہ نہ پہن ۔۔۔ گونہ گونہ سایہ در خورشید رہن
نہ درازی رہی اور نہ کتاہی نہ چوڑا پن ۔۔۔ قسم قسم کے سائے سورج میں رہن ہو گئے

لیک یکرنگی کہ اندر محشرست ۔۔۔ بر بد و بر نیک کشف و ظاہرست
لیکن وہ یک رنگی جو محشر میں ہے ۔۔۔ بد پر اور نیک پر واضح اور ظاہر ہے

کہ معانی آں جہاں صورت شود ۔۔۔ نقشہا ماں در خورِ خصلت شود
کیونکہ معنوی چیزیں اس عالم میں ظاہر بن جائیں گی ۔۔۔ ہماری صورتیں، عادت کے مطابق ہو جائیں گی

گردد آنگہ فکر نقشِ نامہا ۔۔۔ ایں بطانہ رُوئے کارِ جامہا
اس وقت فکر، خطوں کی تحریر بن جائے گا ۔۔۔ یہ استر کپڑوں کا ابرا بن جائے گا

ایں[2] زماں سرہا مثالِ گاؤ پیس ۔۔۔ دوکِ نطق واندر ملل صد رنگ ریس
اس وقت راز، چتکبرے بیل کی طرح ہیں ۔۔۔ گویائی کا تکلا مذہب میں سو رنگ کاتنے والا ہے

نوبت صد رنگی ست و صد دلی ۔۔۔ عالمِ یک رنگ کے گردد جلی
صد رنگی اور صد دلی کا وقت ہے ۔۔۔ یک رنگ عالم کب ظاہر ہو گا؟

نوبتِ زنگی ست و رومی شد نہاں ۔۔۔ ایں شب ست و آفتاب اندر رہاں
حبشی کا زمانہ ہے اور رومی پوشیدہ ہو گیا ہے ۔۔۔ یہ رات ہے اور سورج قید میں ہے

نوبتِ[3] گرگ ست و یوسف زیرِ چاہ ۔۔۔ نوبتِ قبطی و فرعون ست شاہ
بھیڑیے کا زمانہ ہے اور یوسف کنوئیں میں ہے ۔۔۔ قبطی کا دور دورہ ہے اور فرعون بادشاہ ہے

تا ز رزقِ بے دریغ و خیرہ خند ۔۔۔ ایں سگاں را حصہ باشد روز چند
تاکہ بے روک ٹوک رزق اور بیہودہ ہنسی ۔۔۔ چند روز ان کتوں کا حصہ بنے

در درونِ بیشہ شیراں منتظر ۔۔۔ تا شود امرِ تعالوا منتشر
کچھار میں شیر منتظر ہیں ۔۔۔ تاکہ "آ جاؤ" کا حکم پھیل جائے

پس بروں آیند آں شیراں ز مرج ۔۔۔ بے حجابے حق نماید دخل و خرج
تو چراگاہ وہ شیر باہر آئیں گے ۔۔۔ اللہ بغیر پردے کے حجاب آمد و خرچ کر دے گا

جوہرِ انساں بگیرد بر و بحر ۔۔۔ پیسہ گاواں بسملانِ روزِ نحر
انسان کا جوہر بر و بحر پر قبضہ کر لے گا ۔۔۔ چتکبرے بیل قربانی کے دن ذبح ہوں گے

---

[1] سایہ۔ کفر کی تاریکی۔ ے درازی۔ ان کفروں کا تفاوت ختم ہو گیا۔ لیک۔ عالم آخرت کی یک رنگی پوشیدہ ہے لیکن محشر کی یک رنگی سب پر ظاہر ہو جائے گی۔ کہ معانی۔ وہاں پر معنوی چیز ظاہری صورت اختیار کر لے گی۔ گردد۔ وہاں پہنچ کر استر جو اندر کی چیز ہے ابرا بن جائے گا جو ظاہر ہے۔ بطانہ۔ استر روئی کار جامہ۔ ابرا۔

[2] ایں زماں۔ اخروی باتیں اس دنیا میں ہر چتکبرے جانور کی طرح ہیں کہ اس میں مختلف رنگ ہوتے ہیں انہی اخروی باتوں کے بارے میں مختلف قسم کے خیالات ہیں اور مذہبی باتوں میں زباں کا تکلا مختلف رنگ کا دھاگا کات رہا ہے۔ عالم یک رنگ۔ عالم آخرت۔ نوبت رنگی۔ اس دنیا میں حقائق پر پردہ ہے۔ زنگی۔ یعنی بدرنگی۔ رومی۔ یعنی خوش رنگی۔ رہاں۔ گروی۔

[3] نوبت گرگ۔ یعنی باطل غالب اور حق مغلوب ہے۔ تا۔ یہ خفا اس لئے ہے کہ اہل باطل بھی کچھ دن مزے اڑا لیں۔ در درون۔ حقائق مخفی ہیں اور ظاہر ہونے میں کے حکم منتظر ہیں۔ مرج۔ چراگاہ۔ دخل و خرج۔ جمع خرچ جو ہے۔ پھر حق کا غلبہ ہو جائے گا اور باطل فنا ہو جائے گا۔ روز نحر۔ قیامت کا دن عید کا دن ہو گا۔ جس میں مومن خوشی منائیں گے اور کفار ہلاک ہوں گے۔

روزِ نحر رستخیزِ سہمناک ‏ مومناں را عید و گاواں را ہلاک
خوفناک قیامت کا قربانی کا دن ‏ مومنوں کی عید اور بیلوں کی ہلاکت ہے

جملہ ۱ مرغانِ آب آں روزِ نحر ‏ ہمچو کشتیہا رواں بر روئے بحر
پانی کے سب پرند اس قربانی کے دن ‏ سمندر پر کشتیوں کی طرح رواں ہوں گے

تا کہ یَہْلِکَ مَنْ ہَلَکْ عَنْ بَیِّنَہ ‏ تا کہ یَنْجُوْا مَنْ نَجَا و اسْتَیْقَنَہ
تا کہ جو ہلاک ہو وہ گواہوں کے ذریعہ ہلاک ہو ‏ تا کہ نجات پائے جو نجات پائے اس حال میں کہ اس کا یقین ہو

تا کہ بازاں جانبِ سلطاں روند ‏ تا کہ زاغاں سوئے گورستاں روند
تا کہ باز بادشاہ کی جانب روانہ ہوں ‏ تا کہ کوے قبرستان کی جانب جائیں

کاستخواں و اجزائے سرگیں ہمچو ناں ‏ نقلِ زاغاں سوئے گورستاں روند
کیونکہ ہڈیاں اور گوبر کے اجزاء روٹی کی طرح ‏ دنیا میں کووں کی غذا بنے ہیں

قند ۲ حکمت از کجا زاغ از کجا ‏ کرمِ سرگیں از کجا باغ از کجا
کہاں دانائی کی شکر کہاں کوا؟ ‏ کہاں گوبر کا کیڑا کہاں چمن؟

نیست لائق غزو نفسِ مردِ غر ‏ نیست لائق عود و مشک و کونِ خر
بزدل مرد کا نفس، جہاد کے لائق نہیں ہے ‏ عود اور مشک، گدھے مقعد کے مناسب نہیں ہے

چوں غزا ند بد زناں را ہیچ دست ‏ کے دہد آنکہ جہادِ اکبر ست
جبکہ زنانوں کو جہاد کا موقع نہیں ‏ تو جہادِ اکبر کا کیا موقع ہے؟

جز بنادر در تنِ زن رستمے ‏ گشتہ باشد خفیہ ہمچوں مریمے
سوائے نادر کے عورت کے جسم میں کوئی بہادر ‏ پوشیدہ ہو (حضرت) مریمؑ کی طرح

آنچناں ۳ کے در تنِ مرداں زناں ‏ خفیہ اند و ماندہ از ضعفِ جناں
جیسے کہ مردوں کے جسم میں عورتیں ‏ پوشیدہ ہیں اور وہ قلبی کمزوری کی وجہ سے عاجز ہیں

آنجہاں صورت شود در مادگی ‏ ہر کہ در مردی ندید آمادگی
وہ اس عالم میں مادہ کی صورت میں ہو گا ‏ جس نے مردانگی پر آمادگی نہ دیکھی ہو

روزِ عدل و عدل و داد اندر خور ست ‏ کفشِ زاں پا کلاہ آں سر ست
وہ انصاف کا دن ہے اور انصاف اور عطا مناسب ہیں ‏ جو تا پاؤں کی ملکیت اور ٹوپی سر کی ملکیت ہے

تا بمطلب در رسد ہر طالبے ‏ تا بغربِ خود رود ہر غاربے
تا کہ ہر طالب مطلوب تک پہنچ جائے ‏ تا کہ ہر غروب ہونے والا اپنے غروب کو پہنچ جائے

۱ جملہ مرغاں۔ مومنوں کی مثال وہاں پانی پرندوں کی سی ہوگی جو سمندر کی سطح پر تیریں گے وہ پل صراط پر آرام سے گزر جائیں گے تا کہ حقائق اس لئے واضح کئے جائیں گے کہ نجات اور ہلاکت پورے ثبوت کے ساتھ ہو۔ بازاں۔ نجات پانے والے زاغاں۔ بد باطن لوگ۔ کاستخواں۔ ان کووں کی جو غذا دنیا میں تھی وہی آخرت میں ہوگی۔

۲ قند حکمت۔ دانائی اور کوے گبرونند اور چمن میں کوئی مناسبت نہیں ہے۔ نیست۔ جہاد اور بزدل، عود و مشک اور گدھے کی مقعد میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ چوں۔ صوفیا کے نزدیک کافر سے جہاد جہادِ اصغر نفس جہاد جہادِ اکبر ہے۔ مریمے۔ حدیث شریف ہے مرد تو بہت سے مکمل ہوئے عورتوں میں صرف حضرت مریم اور حضرت آسیہ مکمل ہوئیں اور حضرت عائشہ کو عورتوں پر ایسی ہی فضیلت ہے جس طرح تمام کھانوں میں ثرید افضل ہے۔

۳ آنچناں۔ بہت سے مرد جو زنانہ صفت ہیں آخرت میں ان کی صفت واضح ہو جائے گی۔ روز عدل۔ عالم آخرت میں قیامت کا دن انصاف کا ہوگا وہاں پاؤں جوتا پہنے گا اور ٹوپی اوڑھے گا۔ تا بمطلب۔ تا کہ ہر طالب کو اس کا مطلوب مل جائے اور ہر انسان اپنے صحیح مقام پر پہنچ جائے۔

نیست[1] ہر مطلوب از طالب دریغ — جُفت تابش شمس و جُفتِ آب میغ

کوئی مطلوب طالب سے ممنوع نہیں ہے — تپش کا جوڑا سورج اور پانی کا جوڑا ابر ہے

ہست دُنیا قہر خانہ کردگار — قہر بیں چوں قہر کردی اختیار

دنیا اللہ تعالیٰ کا قہر خانہ ہے — جب تو نے ظلم کرنا اختیار کیا قہر کو بھی دیکھ

اُستخوان و مُوئے مقہوراں نگر — تیغ قہر افگندہ اندر بحر و بر

قہر میں مبتلا لوگوں کی ہڈیاں اور بال دیکھ — قہر کی تلوار نے ان کو سمندر اور خشکی میں بکھیر دیا ہے

پَرّ و بالِ مُرغ بیں برگردِ دام — شرحِ قہرِ حق کنندہ بے کلام

جال کے چاروں طرف پرندے کے پر و بال دیکھ لے — جو اللہ تعالیٰ کے قہر کی بغیر لفظوں کے شرح کرتے ہیں

مُرد[2] او بر جائے خر پُشتہ نشاند — وانکہ کُہنہ گشت پُشتہ ہم نماند

وہ مر گیا جگہ پر بڑا ڈھیر چھوڑ گیا — اور جو پرانا ہو گیا ڈھیر بھی نہ رہا

ہر کسے را جُفت کردہ عدلِ حق — پیل را پیل و بق را جنسِ بق

اللہ کے انصاف نے ہر چیز کا جوڑ لگا دیا ہے — ہاتھی کا ہاتھی ہے اور مچھر کا مچھر کی جنس ہے

مُونسِ احمدؐ بمجلس چار یار — مُونسِ بُوجہل عتبہ و ذُو الخمار

احمدؐ کی مجلس میں چار یار دوست ہیں — ابوجہل کے دوست، عتبہ اور ذوالخمار ہیں

کعبۂ جبریل و جانہا[3] سدرہ — قبلۂ عبدالبطوں شُد سُفرہ

جبریل اور روحوں کا قبلہ سدرہ ہے — پیٹ کے بندوں کا قبلہ دسترخوان ہے

قبلۂ عارف بُود نُورِ وصال — قبلۂ عقلِ مُفلسف شُد خیال

عارف کا قبلہ وصال کا نور ہے — فلسفی کی عقل کا قبلہ وہم ہے

قبلۂ زاہد بُود یزدانِ بر — قبلۂ مطمع بُود ہمیانِ زر

زاہد کا قبلہ محسن خدا ہے — لالچی کا قبلہ سونے کی ہمیانی ہے

قبلۂ مَردانِ حق اَعمالِ نیک — قبلۂ نااہل جہلِ مُرد ریگ

مردانِ خدا کا قبلہ نیک اعمال ہیں — نااہل کا قبلہ ذلیل جہل ہے

قبلۂ معنی وراں صبر و درنگ — قبلۂ صُورت پرستاں نقشِ سنگ

اہل باطن کا قبلہ، صبر اور سکون ہے — ظاہر پرستوں کا قبلہ، پتھر کا نقش ہے

---

[1] نیست۔ اللہ کے یہاں انصاف ہے۔ ہر طالب کو اس کا مطلوب مل جاتا ہے۔ تپش کا مطلوب سورج اور پانی کا مطلوب ابر ہے۔ ہست دنیا۔ دنیا میں بھی حضرت حق تعالیٰ کے قہر کا ظہور ہو جاتا ہے۔ جب انسان ظلم کرتا ہے تو اس پر قہر خداوندی نازل ہوتا ہے۔ مقہوراں۔ جن پر قہر خداوندی نازل ہوا ہے ان کا انجام دیکھ لو۔ پرٌ و بال۔ جال میں پھنسے ہوئے پرندے جو پر و بال جال کے چاروں طرف چھپے ہوئے ہیں وہ اس کے مقہور ہونے کی زبان حال سے شرح کرتے ہیں۔

[2] مرد۔ جن پر قہر خداوندی ہے مرنے کے بعد صرف قبر کی مٹی کا ڈھیر ان کا نشان رہ جاتا ہے اور وہ بھی چند دن بعد مٹ جاتا ہے۔ ہر کسے۔ جس شخص کو جس شخص سے مناسبت ہوتی ہے قدرت اس کا جوڑ اس سے لگا دیتی ہے۔ احمدؐ۔ آنحضورؐ کا جوڑ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علی رضی اللہ عنہم سے لگایا۔ عتبہ۔ مشہور کافر سردار تھا جو جنگ بدر میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ ذوالخمار۔ ایک کاہن تھا۔ اپنا منہ ڈھکے رکھتا تھا اس لئے وہ اوڑھنی والا کے نام سے مشہور تھا۔

[3] سدرہ۔ بیری کا درخت جو ساتویں آسمان پر ہے اور وہ مخلوق کے علم اور حضرت جبریلؑ کا منتہیٰ ہے۔ عبدالبطوں۔ پیٹو والا انسان۔ سُفرہ۔ دسترخوان۔ قبلہ۔ باخدا انسان نور وصال کا طالب ہے اور فلسفی کا مقصود وہم ہے۔ زاہد۔ زاہد کا مقصود خدا ہے اور لالچی انسان کا مقصود دولت ہے۔ قبلۂ مرداں۔ جو خدا پرست ہیں ان کا مطمح نظر نیک اعمال ہیں۔ معنی وراں۔ اہل باطن۔ نقش سنگ۔ پتھر کی مورتی۔

قبلۂ باطن ۱ نشیناں ذوالمنن
خلوت گزینوں کا قبلہ، خدا ہے
قبلۂ ظاہر پرستاں روئے زن
ظاہر پرستوں کا قبلہ، عورت کا چہرہ ہے

قبلۂ عاشق حق آمد اے پسر
اے بیٹا! عاشق کا قبلہ، خدا ہے
قبلۂ باطل بلیس ست اے پدر
اے بیٹا! باطل کا قبلہ شیطان ہے

قبلۂ فرعون نیلے سر بسر
فرعون کا قبلہ، سراسر نیل ہے
قبلۂ خربندہ چہ بود کونِ خر
گدھے والے کا قبلہ کیا ہو گا گدھے کی مقعد؟

ہمچنیں بر می شمر تازہ و کہن
اسی طرح نئے اور پرانے کو شمار کر لے
ور ملولی رَو تو کارِ خویش کن
اور اگر تو تنگ دل ہے، جا اپنا کام کر

رزقِ مادر کاسِ زریں شُد عقار
ہمارا رزق، زریں پیالہ میں شراب ہے
واں سگاں ۲ را آبِ تماج و تغار
ان کتوں کے لئے تماج اور تغار کا پانی ہے

لائقِ آں کہ بُد اُو خود دادہ ایم
جس کے وہ لائق تھا وہ ہم نے خود دے دیا
در خورِ آں رزق اُو بفرستادہ ایم
اس کے لائق ہم نے رزق بھیج دیا ہے

عاشقِ ناں ساختیم آں خولجہ را
اس صاحب کو ہم نے روٹی کا عاشق بنا دیا ہے
سیر از جاں ساختیم ایں را چرا
اس کو ہم نے جان سے بیزار کر دیا ہے کیوں؟

خُوئے آں را عاشقِ ناں کردہ ایم
اس کی عادت کو روٹی کا عاشق بنا دیا
جانِ ایں را مستِ جاناں کردہ ایم
اس کی جان کو جاناں کا مست بنا دیا ہے

چوں ۳ بخوئے خود خوشی و خرمی
جب تو اپنی عادت پر خوش و خرم ہے
پس چرا از خورد خویت می رمی
تو پھر اپنی عادت کے مناسب سے تو کیوں بھاگتا ہے؟

مادگی خوش آیدت چادر بگیر
تجھے زنانہ پن پسند ہے تو چادر لے لے
رستمی خوش آیدت خنجر بگیر
تجھے رستمی بھلی لگتی ہے تو خنجر سنبھال لے

غازی خوش آیدت جوشن بپوش
تجھے جہاد اچھا لگتا ہے زرہ پہن لے
ور بخیزی مائلی رو کُوں فروش
اگر تو ہیجڑے پن کی طرف مائل ہے جا مقعد بیچ

ایں سخن پایاں ندارد آں فقیر
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے وہ فقیر
گشتہ است از زخمِ درویشی عقیر
محتاجی کے زخم سے زخمی ہو گیا ہے

۱ باطن نشین۔ خلوت گزیں۔ بلیس۔ ابلیس۔ قبلۂ فرعون۔ فرعون کا مطلوب دنیا اور دریائے نیل ہے گدھے والے کا مقصد گدھے کا مقعد ہے۔ شمر۔ جن مثالوں یا اور مثالوں کو شمار کر لے۔ کار خویش۔ اپنے کام میں لگ یہ تیرا کام نہیں ہے۔ عقار۔ شراب۔ یعنی مضامین عالیہ جن میں سے ایک مضمون یہ بھی ہے۔

۲ سگاں۔ دنیادار۔ آبِ تماج۔ یعنی آشِ تماج جو تماج ایک ترش پھل سے تیار کیا جاتا ہے مراد دنیوی لذتیں۔ لائق۔ پھر پہلے مضمون کی طرف رجوع کیا ہے۔ عاشق۔ ایک کو روٹی کا عاشق بنایا ہے اور ایک کو جان سے بھی بے نیاز بنایا ہے اس کی وجہ ہے خوئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک کی باطنی سرشت کو چونکہ اس میں اس کے آثار تھے روٹی کا عاشق کر دیا اور دوسرے کو خدائی مست بنا دیا چونکہ اس میں اس کے آثار تھے۔

۳ چوں۔ جب انسان اپنی بری عادتوں پر خوش ہے اور ... جب ہیں تو اس کے مناسب جزاء سے اس سے کیوں گریز کرتا ہے۔ مادگی۔ جب زنانہ پن پسند ہے تو دوپٹہ اوڑھنا بھی پسند کرنا چاہیے بہادری پسند ہے تو خنجر باندھنا پسند ہونا چاہیے جوشن۔ ... مقعد۔ ایں سخن۔ خدا ... بیان۔ عقیر۔ زخمی

قصہ ۱ آں گنجنامہ کہ گفتند پہلوئے قبہ روئی بقبلہ کن و تیر
اس گنجنامہ کا قصہ کہ انہوں نے کہا: قبہ کے پہلو میں قبلہ کو رخ کر اور تیر
در کمان نہ و بینداز آنجا کہ افتد گنج است
کمان میں رکھ اور پھینک۔ جس جگہ وہ گرے خزانہ ہے

دید در خواب او شبے و خواب کو — واقعہ بے خواب صوفی راست خو
اس نے ایک رات کو خواب میں دیکھا اور خواب کہاں؟ — بغیر خواب کے واقعہ (دیکھنا) صوفی کی عادت ہے

ہاتفے ۲ گفتش کہ اے دیدہ تعب — رقعہ در مشق وراقاں طلب
ہاتف نے اس سے کہا اے مشقت جھیلے ہوئے! — ایک پرچہ ردی فروشوں کے مشق شدہ کاغذوں میں سے لے لے

خفیہ زاں وراق کت ہمسایہ است — سوی کاغذ پارہاش آور تو دست
چپکے سے اپنے پڑوسی ردی فروش کے — کاغذ کے ٹکڑوں کی جانب تو ہاتھ بڑھا

رقعہ شکلش چناں رنگش چنیں — پس بخواں آں را بخلوت اے حزیں
ایک ہی شکل کا پرچہ جس کا رنگ ایسا ہے — اے غمگین! پھر اس کو تنہائی میں پڑھنا

چوں بدزدی آں ز وراق اے پسر — پس بروں رو ز انبہی و شور و شر
اے بیٹا جب تو اس کو ردی فروش سے اڑا لے — تو مجمع اور شور و شر سے باہر نکل جا

تو بخواں آں را بخود در خلوتے — ہیں مجو در خواندن آں شرکتے
تو تنہائی میں اس کو خود پڑھ — خبردار! اس کے پڑھنے میں شرکت کی جستجو نہ کرنا

ور ۳ شود آں فاش ہم غمگیں مشو — کہ نیابد غیر تو زاں نیم جو
اور اگر وہ ظاہر بھی ہو جائے تو بھی غمگین نہ ہونا — کیونکہ اس میں تیرے سوا کوئی آدھا جو بھی نہیں حاصل کر سکتا

ور کشد آں دیر ہیں زنہار تو — ورد خود کن دمبدم **لا تقنطوا**
اور اگر اس میں دیر لگے خبردار! تو — ہر وقت اپنا ورد **لا تقنطوا** رکھنا

ایں بگفت و دست خود آں مژدہ ور — بر دل او زد کہ رو زحمت ببر
یہ کہا اس خوشخبری دینے والے نے اپنا ہاتھ — اس کے دل پر رکھ دیا کہ جا محنت کر

چوں بخویش آمد ز غیبت آں جواں — می نگنجید از فرح اندر جہاں
جب وہ جوان غیب سے ہوش میں آیا — خوشی سے دنیا میں نہ سماتا تھا

---

۱ قصہ۔ اس درویش کو ہاتف نے کہا ردی فروش کے یہاں ایک پرچہ ہے وہ لے لے۔ اس نے وہ پرچہ لے لیا تو اس میں لکھا تھا کہ فلاں قبہ کے پاس جا کر تیر چلا جہاں وہ تیر گرے اس جگہ خزانہ مدفون ہے وہ نکال لینا۔ دید۔ اس نوجوان نے خواب میں دیکھا پھر خود مولانا فرماتے ہیں خواب کی حالت نہ تھی بلکہ جس حالت میں اس نے دیکھا وہ نیند اور بیداری کی درمیانی ایک کیفیت تھی اسی کو اصطلاح میں واقعہ کہا جاتا ہے جو صوفیوں کو پیش آتا رہتا ہے۔

۲ ہاتف۔ غیب سے آواز دینے والا۔ وراق۔ کاغذ فروش مراد ردی کاغذ فروش ہے۔ رقعہ۔ ایک پرچہ کی علامتیں بتا رہے ہیں۔ حزیں۔ غمگین۔ بدزدی یہ حقیقت میں چوری نہ تھی اس لئے کہ ردی کے ٹکڑے کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ تو بخواں۔ پھر اس کو تنہائی میں بلا شرکت غیرے پڑھنا تاکہ راز نہ کھلے۔

۳ ور شود۔ ان احتیاطوں کے باوجود اگر راز کھل جائے تو غمگین نہ ہونا کیونکہ وہ خزانہ صرف تجھے ہی مل سکے گا۔ ور کشد۔ اگر خزانہ ملنے میں دیر ہو تو مایوس نہ ہونا۔ **لاتقنطوا**۔ تم مایوس نہ ہوں۔ ایں بگفت۔ اب وہ ہاتف نمودار بھی ہو گیا اور اس نے اس نوجوان کے سینہ پر ہاتھ رکھ دیا تاکہ اس کو سکون حاصل ہو۔ غیبت۔ نیند اور بیداری کی کیفیت۔

زہرۂ ۱ او بر دریدے از قلق — گر نبودے رفق و حفظ و لطفِ حق
حضرت ترس سے اس کا پتہ پھٹ جاتا — اگر خدا کی نرمی اور حفاظت اور مہربانی نہ ہوتی

یک فرح آں کز پس ہفصد حجاب — گوشِ او بشنید از حضرت جواب
ایک خوشی یہ کہ سات سو پردوں کے پیچھے سے — اس کے کان نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جواب سنا

از حجب چوں حسِّ سمعش در گزشت — شد سرافراز و ز گردوں بر گزشت
جب اس کے سننے کی حس پردوں سے بڑھ گئی — وہ سربلند ہو گیا اور آسمان سے بڑھ گیا

چوں ۲ گزارہ شد حسِّ سمعش ز حجب — بر فلک برد او سرافرازی ز عجب
اس کے سننے کی حس جب پردوں سے گزر گئی — خود پسندی سے وہ اپنی سربلندی کو آسمان پر لے گیا

کے بود کاں حسِّ چشمش ز اعتبار — زاں حجابِ غیب ہم یابد گزار
کب ہوگا کہ اس کی آنکھوں کی عزت حاصل کرنے میں — ان غیب کے پردوں سے بھی گزر جائے

چوں گزارہ شد حواسش از حجاب — پس پیاپے گرددش دید و خطاب
جس اس کے حواس پردے سے گزر جائیں — تو اس کو پے درپے دید اور خطاب حاصل ہوگا

چوں سیاہِ زنگ پنہاں شد ز روم — تیغ زد خورشید و پیدا شد علوم
جب حبش کا لشکر روم والوں سے چھپ گیا — سورج نے تلوار چلا دی اور علوم پیدا ہو گئے

یک ۳ فرح آں کز سوال آمد خلاص — خواندش حاصل شدن آں گنجِ خاص
ایک یہ خوشی کہ سوال سے خلاصی ہو گئی — اس کو وہ خاص خزانہ حاصل ہو جائے گا

یک فرح آنکہ نشد ردش دعا — عاقبت آمد اجابت مر ورا
ایک یہ خوشی کہ اس کی دعا رد نہ ہوئی — بالآخر اس کو قبولیت حاصل ہو گئی

جانبِ دکانِ وراق آمد او — دست میزد او بمشقش سو بسو
وہ ردی فروش کی دکان پر آیا — اس نے مشقی کاغذوں پر ادھر ادھر ہاتھ مارتا تھا

پیشِ چشمش آمد آں مکتوب زود — با علاماتے کہ ہاتف گفتہ بود
بہت جلد وہ لکھا ہوا کاغذ اس کی آنکھوں کے سامنے آ گیا — ان علامتوں کے ساتھ جو ہاتف نے بتائی تھیں

در بغل زد گفت خواجہ خیر باد — ایں زماں وا میرسم اے اوستاد
اس نے بغل میں دبا لیا کہا جناب خیریت سے رہیں — اے استاد! میں ابھی واپس آتا ہوں

۱ زہرہ۔ اس قدر خوش تھا کہ حضرت ترس سے پتہ پھٹ جاتا اگر اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت نہ فرماتا۔ یک فرح۔ اس کی خوشی کی بہت سی وجہیں تھیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دعا کا جواب دیا۔ ہفصد۔ سات سو بعض نسخوں میں ہفصد تو سو سے پردوں کی کثرت مراد ہے کے بود۔ جس طرح اس کی قوت سامعت حجابات سے گزر کر سامع بن گئی اس طرح یہ کب ہوگا کہ اس کی چشم دل حجابات سے گزر جائے اور اس کو بھی مشاہدۂ حق حاصل ہو جائے۔

۲ چوں گذارہ شد۔ جب سالک کی قوت سامعہ اور باصرہ حجابات کو طے کر لیتی ہے تو پھر اس کو مسلسل اللہ تعالیٰ کی دید اور کلام حاصل ہونے لگتا ہے۔ چوں۔ جب سالک کی یہ تیسری کیفیت کا ذکر ہے کہ اس کے قلب پر واردات ہونے لگتی ہیں اس کو علوم و معارف لدنی حاصل ہونے لگتے ہیں۔ سیاہ زنگ۔ یعنی اوصاف بشری سے۔ یعنی انوار خداوندی۔ تیغ زد خورشید۔ اب وجود حقیقی فنا کی تلوار چلا دیتا ہے اور یہ فانی ہو کر بقا باللہ حاصل کر لیتا ہے اور حضرت حق کی صفت علمیہ سے مستفید ہونے لگتا ہے۔

۳ یک فرح۔ خوشی کی دوسری وجہ یعنی کہ اب اس کو خزانہ مل جائے گا۔ یک فرح آنکہ۔ خوشی کی تیسری وجہ یعنی کہ اس کی دعا مقبول ہو گئی۔ جانب۔ ہاتف کی آواز سننے کے بعد وہ پرزوں ردی فروش کے یہاں گیا اور اس نے وہ پرچہ تلاش کیا اور وہ اس کو مل گیا۔ خیر باد۔ خدا آپ کو خیریت سے رکھے وغیرہ مجھے اس وقت کام ہے میں جا رہا ہوں پھر فوراً واپس آ جاؤں گا۔

رفت کنج خلوتے آں را بخواند　　وز تحیر والہ[1] و حیراں بماند

وہ تنہائی کے گوشہ میں گیا، اس کو پڑھا　　اور حیرانی سے سرگشتہ اور ششدر رہ گیا

کہ بدینساں گنج نامہ بے بہا　　چوں فتادہ ماند اندر مشتبہا

کہ اس طرح سے بے بہا گنج نامہ　　مشتبہ کاغذوں میں کیسے پڑا رہ گیا؟

باز اندر خطرش ایں فکر جست　　کز پئے ہر چیز یزداں حافظ جست

پھر اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا　　کہ خدا ہر چیز کا نگہبان ہے

کے گزارد حافظ اندر اکتناف　　کہ کسے چیزے رباید از گزاف

نگہبان اپنی حفاظت میں کب موقع دیتا ہے؟　　کہ کوئی آدمی کوئی چیز خواہ مخواہ اڑا لے

گر بیاباں پُر زر و نقود　　بے رضائے حق جوے نتواں ربود

اگر جنگل سونے اور نقد سے بھر جائے　　اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر ایک جو نہیں لیا جا سکتا

ور بخوانی صد صحف بے سکتۂ　　بے قدر یادت نماند نکتۂ

اگر تو سو کتابیں بغیر وقفہ کے پڑھ جائے　　تقدیر کے بغیر تجھے ایک نکتہ یاد نہ رہے گا

ور کنی خدمت نخوانی یک کتیب　　علمہائے نادرہ یابی زجیب

اگر تو خدمت کرے او ایک کتاب بھی نہ پڑھے　　تو گریباں میں سے نادر علوم حاصل کر لے گا

شد[2] زجیب آں کف موسیٰ ضوفشاں　　کاں فزوں آمد ز ماہ آسماں

حضرت موسیٰ کا ہاتھ گریبان میں سے نور افشاں ہو گیا　　جو آسمان کے چاند سے بڑھ گیا

کانکہ می جستی ز چرخ با نہیب　　سر برآورد ست اے موسیٰ زجیب

کہ تو جس چیز کو ہیبت آسمان میں تلاش کرتا تھا　　اے موسیٰ! وہ گریبان میں سے نمودار ہو گئی ہے

تابدانی کاسمہا نہائے سمی　　ہست عکس مدرکات آدمی

تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ بلند آسمان　　انسان کے علوم کا عکس ہیں

نے[3] کہ اول دست یزدان مجید　　از دو عالم پیشتر عقل آفرید

کیا نہیں ہے کہ خداوند تعالیٰ کے دست قدرت نے　　دونوں جہاں سے پہلے عقل پیدا فرمائی؟

ایں سخن پیدا و پنہاں ست و بس　　کہ نباشد محرم عنقا مگس

یہ بات بہت واضح اور مخفی ہے　　کیونکہ عنقا کی محرم مکھی نہیں ہے

[1] والہ۔ سرگشتہ۔ بے بہا۔ اس قدر قیمتی پرچہ کہ اس کی قیمت کا اندازہ نہ لگایا جا سکے ردی کاغذوں میں کیسے پڑا رہ گیا۔ باز۔ پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ جب اللہ کسی چیز کا محافظ ہو تو غیر مستحق اس کو کہاں لے جا سکتا ہے۔ گر بیاباں۔ یہ پرچہ تو چھپا ہوا تھا اگر بیابان سونے سے بھرا ہوا ہو جو سب کو نظر آئے تب بھی خدا کی مرضی کے بغیر اس میں سے ایک ہرزی بھی نہیں لے سکتا۔ ور بخوانی۔ اسباب میں بھی تاثیر خدا ہی پیدا فرماتا ہے ورنہ سب بیکار ہے درکنی۔ اللہ تعالیٰ بغیر اسباب کے بھی مسبب کو پیدا فرما دیتا ہے۔

[2] شد۔ حضرت موسیٰ کا ہاتھ گریبان میں ڈالنے سے چمکنے لگا تھا اور ان کو یہ دکھا دیا گیا کہ جس نور کو تم آسمان سے طلب کر رہے تھے وہ تمہارے گریبان میں بھی موجود ہے۔ تابدانی۔ حضرت موسیٰ کو گریبان میں سے نور عطا کرنے میں یہ تنبیہ بھی مقصود تھی کہ بلند آسمان بھی انسان کی قوت مدرکہ عقل کامل کا عکس یعنی تابع ہے اس سے انسان کی آسمانوں پر افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

[3] نے کہ۔ بعض احادیث میں ہے اول ما خلق اللہ العقل سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا عقل سے مراد عقل کامل ہے جو معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے۔ ایں سخن۔ عقل کامل کی فضیلت جس قدر سمجھ سے دور تو ظاہر ہے اور اس کی کسی حصہ اہل قال کی سمجھ سے باہر ہے کیونکہ اس کی اور اہل قال کی سمجھ کی مثال عنقاء اور مکھی کی ہے۔

باز آ سوی قصه باز آ اے پسر — قصه گنج و فقیر آور بسر

اے بیٹا! پھر قصہ کی جانب واپس آ جا — خزانہ اور فقیر کا قصہ ختم کر

تمامیِ قصه آں فقیر و نشانِ جایِ آں گنج

اس فقیر کے قصہ کی تکمیل اور اس خزانہ کی جگہ کا پتہ

اندراں رقعه نوشته بود ایں — که برونِ شهر گنجے داں دفیں

اس پرچہ میں یہ لکھا تھا — کہ شہر کے باہر ایک خزانہ مدفون سمجھ

آں فلاں قبه که دروے مشهد ست — پشت او در شهر و رُو در فدفد ست

وہ فلاں قبہ جس میں مزار ہے — جس کی پشت شہر کی طرف اور اگلا حصہ جنگل میں ہے

پشت با وے کن تو رو با قبله آر — وانگهاں از قوس تیرے وا گزار

تو اس کی طرف پشت کر اور منہ قبلہ کی جانب کر — پھر کمان سے تیر چلا

چوں فگندی تیر از قوس اے سعاد — بر کن آں موضع که تیرت او فتاد

اے محبوب! تو جب کمان سے تیر پھینکے — جس جگہ تیر گرے اس کو کھود

پس ۲ کماں سخت آورد آں فتی — تیر پرانید در صحنِ فضا

وہ نوجوان ایک سخت کمان لایا — اور میدان کے صحن میں تیر پھینکا

بیل آورد و تبر او شاد شاد — کند آں موضع که تیرش او فتاد

اور وہ خوشی خوشی بیلچہ اور پھوڑا لایا — جس جگہ تیر گرا اس کو کھودا

کند شد هم او و هم بیل و تبر — خود ندید از گنج پنهانی اثر

وہ بھی کند ہو گیا اور بیلچہ اور پھوڑا بھی — اس مخفی خزانہ کا کوئی نشان نہ دیکھا

همچنیں هر روز تیر انداختے — لیک جای گنج را نشناختے

یہ روزانہ اسی طرح تیر پھینکتا — لیکن خزانہ کی جگہ نہ پہچانتا

چونکه ۳ ایں را پیشه کرد او بر دوام — غلغلے در شهر افتاد و عوام

چونکہ اس نے مسلسل یہ پیشہ بنا لیا — شہر اور عوام میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں

فاش شدنِ خبرِ آں گنج و رسیدن بگوشِ پادشاه

اس خزانہ کی خبر کا پھیلنا اور بادشاہ کے کان میں پہنچنا

هر کسے در گفتگوی او فتاد — کایں چنیں بازی نباشد در نهاد

ہر شخص ایک بات کہنے لگا — کہ اس طرح کا کھیل کسی کی طبیعت میں نہیں ہوتا ہے

---

۱ باز۔ لہٰذا اس بحث کو ختم کر کے اسی فقیر اور خزانہ کا قصہ شروع کرنا چاہیے۔ اندراں۔ وہ پرچہ جو اس عطر فروش کی دکان سے ملا تھا اس میں لکھا تھا کہ شہر سے باہر ایک خزانہ مدفون ہے۔ مشہد۔ مزار۔ فدفد۔ جنگل، ہموار زمین۔ سعاد عرب کی ایک مشہور محبوب کا نام ہے یہاں مطلقاً محبوب کے معنی میں ہے۔

۲ پس کمان۔ مطلب تو یہ تھا کہ تیر کمان میں رکھ کر بغیر چلہ کھینچے چھوڑتا وہ سخت قسم کی کمان لایا اور زور سے چلہ کھینچ کر تیر چلایا اسی لئے اس کو پریشانی ہوئی۔ کند۔ کھودتے کھودتے وہ بھی تھک گیا اور بیلچہ اور تیر بھی کند ہو گیا۔ ہمچنیں۔ وہ روز مرہ زور سے تیر چلاتا اور تیر گرنے کی جگہ کو کھودتا لیکن خزانہ کا کوئی نشان نہ ملتا۔

۳ چونکہ۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ یہ شخص روز یہ کام کر رہا ہے تو ان میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ فاش شدن۔ مشہور ہو جانا۔ کاچنیں۔ اس کام کوئی کھیل تو نہیں ہے بلکہ اس کام میں کوئی خاص راز ہے۔

هر کسے در گفتگوئے فاسدے	هر طرف برخاستش یک حاسدے
ہر شخص ایک بیہودہ بات میں	ہر جانب اس کا ایک حاسد پیدا ہو

پس[۱] خبر کردند سلطاں را ازیں | آں گروہے کہ بُدند اند ...
پھر انہوں نے اس کی بادشاہ کو خبر دی | ان لوگوں نے جو ... تھے

عرض کردند آں سخن را زیردست | کہ فلانے گنج نامہ یافت ست
انہوں نے وہ بات مخفی طور پر کہہ دی | کہ فلاں گنج نامہ ملا ہے

چوں شنید آں شخص کیں با شہ رسید | جز کہ تسلیم و رضا چارہ ندید
جب اس نے سنا کہ یہ بات بادشاہ تک پہنچ گئی | سوائے تسلیم اور رضا کے چارہ نہ دیکھا

پیش ازاں کا شکنجہ بیند زاں قباد | رقعہ آورد و بہ پیشِ شہ نہاد
اس سے پہلے کہ اس بادشاہ کی جانب سے کوئی سختی دیکھے | پرچہ لایا اور بادشاہ کے سامنے رکھ دیا

گفت[۲] تا ایں رقعہ را یابیدہ ام | گنج نے و رنج بیحد دیدہ ام
عرض کیا کہ جب سے میں نے یہ پرچہ پایا ہے | خزانہ تو نہیں، البتہ بیحد تکلیف دیکھی ہے

خود نشد یک حبہ از گنج آشکار | لیک پیچیدم بسے من ہمچو مار
خزانہ کی ایک دمڑی ظاہر نہ ہوئی | لیکن میں نے سانپ کی طرح بہت بل کھائے

مدتِ ماہے چنینم تلخ کام | کہ زیان و سود ایں بر من حرام
ایک ماہ کی مدت سے میں اسی طرح ناکام ہوں | کہ اس کا نقصان و نفع مجھ پر حرام ہے

بو کہ بخت بر کند زیں کاں غطا | اے شہ پیروز جنگ و دژ کشا
ہوسکتا ہے کہ آپ کا نصیبہ اس معدن سے یہ پردہ ہٹادے | اے جنگ میں کامیاب اور قلعہ کشا شاہ!

مدتِ[۳] شش ماہ افزوں پادشاہ | تیر می انداخت و برمی کند چاہ
چھ مہینے سے کچھ زیادہ مدت تک بادشاہ | تیر چلاتا تھا اور کنواں کھودتا تھا

ہر کجا سخت کمانے بود چست | تیر می انداخت ہر سو گنج جست
جہاں کہیں بھی کوئی سنجیدہ کمان والا چالاک آدمی تھا | وہ تیر پھینکتا اور ہر جانب خزانہ کو تلاش کرتا تھا

غیر تشویش و غم و طامات نے | ہمچو عنقا نام فاش و ذات نے
سوائے پریشانی اور غم اور بیہودہ گوئی کے کچھ نہیں | عنقا کی طرح نام مشہور اور ذات ندارد

نومید شدنِ آں پادشاہ از نا یافتنِ آں گنج و ملول

اس خزانہ کے نہ پانے سے بادشاہ کا ناامید ہونا اور اس

۱ پس۔ لوگوں کو جستجو سے پتہ چل گیا کہ وہ خزانہ کی تلاش میں ہے اور اس کے ہاتھ کوئی گنج نامہ آیا ہے؛ حاسدوں نے بادشاہ سے جا کہا چوں شنید۔ جب اس فقیر نے سنا کہ بادشاہ تک خبر پہنچ گئی ہے تو اس سے پہلے کہ گنج نامہ مجبوراً بادشاہ کو دینا پڑے۔ اپنی خوشی سے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا۔

۲ گفت۔ بادشاہ سے یہ بھی کہا کہ جب سے یہ گنج نامہ ملا ہے روز کھدائی کرتا ہوں لیکن سوائے تکلیف کے اب تک کچھ حاصل نہیں ہوا ہے مار سے۔ سانپ کا بل کھانا مشہور ہے۔ تلخ کام۔ ناکام۔ کہ زیاں۔ اگر خزانہ مل جاتا تو اس سے تجارت کرنے میں مجھے نفع و نقصان پہنچ سکتا تھا۔ بو کہ۔ بود کہ۔ غطا۔ ڈھکن۔ اے شہ۔ اے شاہ آپ جو کہ فاتح جنگ اور قلعوں کو فتح کرنے والے ہیں۔

۳ مدت۔ چھ ماہ تک بادشاہ تیر اندازی کرتا رہا اور جگہ اتنی گہری کھدواتا رہا کہ کنواں بن جاتا تھا۔ ہر کجا۔ بادشاہ ہر جگہ سے تیر انداز بلواتا تھا اور تیر گرنے کی جگہ تلاش کرتا تھا۔ سخت کمان۔ کمان کو صحیح تول کر تیر چلانے والا۔ طامات۔ بیہودہ باتیں۔

۱۴

شدنِ اُو از طلب آں گنجِ سعادت

نیک بختی کے خزانہ کی طلب سے اس کا عاجز آجانا

چونکہ ۱ تعویق آمد اندر عرض و طول　　شاہ شد زاں گنج دل سیر و ملول

جبکہ عرض و طول میں رکاوٹ آئی　　بادشاہ کا اس خزانہ سے دل بھر گیا و ملول ہو گیا

دشتہا را گز گزاں شہ چاہ کند　　می ندید از گنجِ او جز ریشخند

جنگلوں میں ایک ایک گز پر بادشاہ نے کنوں کھدوا دیا　　خزانہ سے اسوائے مذاق کے کچھ نہ دیکھا

پس طلب کرد آں فقیرِ دردمند　　رقعہ را از خشم پیشِ او فکند

پھر اس نے اس درد مند فقیر کو طلب کیا　　غصہ سے پرچہ اس کے سامنے پھینک دیا

گفت گیر ایں رقعہ کش آثار نیست　　تو بدیں اولیٰ تری کت کار نیست

کہا یہ پرچہ لے لے اس کے کچھ نشان نہیں ہیں　　تو اس کے مناسب ہے چونکہ تجھے کوئی کام نہیں ہے

نیست ایں کارِ کسے کش ہست کار　　گر بسوزد گل نگردد گردِ خار

یہ اس کا کام نہیں ہے جسے کوئی کام ہو　　اگر پھول جل جائے تو وہ کانٹے کے چکر نہیں کاٹتا ہے

نادر ۲ افتد اہلِ ایں ماخولیا　　منتظر کش روید از آہن گیا

ایسے مانخولیے والے کم ہوتے ہیں　　جو منتظر ہوں کہ ان کے لئے لوہے سے گھاس اگے

سخت جانے باید ایں فن را چو تو　　تو کہ داری جانِ سخت ایں را بجو

اس کام کے لئے تجھ جیسا سخت جان چاہیے　　چونکہ تو سخت جان ہے اس کی تلاش کر

گر نیابی نبودت ہرگز ملال　　ور بیابی آں بتو کردم حلال

اگر تو نہ پائے گا تجھے رنج نہ ہو گا　　اور اگر تو پالے گا تو میں نے تیرے لئے حلال کیا

عقل راہِ ناامیدی کے رود　　عشق باشد کاں طرف بر سر دود

عقل، ناامیدی کے راستہ پر کب دوڑتی ہے؟　　عشق ہی ہوتا ہے جو اس جانب سر کے بل دوڑتا ہے

لاابالی ۳ عشق باشد نے خرد　　عقل آں جوید کزاں سودے برد

بے پروا عشق ہوتا ہے، نہ کہ عقل　　عقل وہ تلاش کرتی ہے جس سے نفع اٹھائے

ترکتاز و تن گداز و بے حیا　　در بلا چوں سنگِ زیرِ آسیا

غارت گر اور بدن گھلانے والا ہے اور بے شرم ہے　　مصیبت میں چکی کے نچلے پاٹ کی طرح ہے

سخت رُوئے کہ ندارد ہیچ پشت　　بہرہ جوئی را درونِ خویش کشت

ایسا ڈھیٹ کہ پشت نہیں پھیرتا　　اس نے اپنے اندر مقصد براری کو فنا کر دیا ہے

---

۱ چونکہ۔ جب خزانہ کے ملنے میں لمبی چوڑی تاخیر ہوئی تو بادشاہ رنجیدہ ہو گیا۔ ریشخند۔ مذاق۔ تو بدیں۔ چونکہ تجھے اور کوئی کام نہیں ہے لہٰذا یہ بیکار کام کرتا رہ۔ گر بسوزد۔ یعنی اصل مقصد حاصل نہ ہو تو بیکار کام میں نہیں لگتا ہے۔

۲ نادر افتد۔ خزانہ کا کھوجنا تو ایسی دیوانگی ہے کہ کوئی لوہے میں سے گھاس اگانا چاہے۔ ملال تجھے رنج نہ ہوگا اس لئے کہ تجھے اور کام نہ تھا۔ عقل۔ بادشاہ کی جستجو عقلی تھی وہ مایوس ہو گیا لیکن اس فقیر کی جستجو عشق کی بنیاد پر تھی وہ مایوس نہ ہوا۔

۳ لاابالی۔ عشق بے پروا ہے اور عقل فائدے کی طرف دوڑتی ہے۔ ترکتاز۔ عشق اپنی ہر چیز فنا دیتا ہے اور ننگ و ناموس کی پروا نہیں کرتا ہے، چکی کے نچلے پاٹ کی طرح مصائب جھیلتا ہے۔ سخت روی۔ ڈٹ جاتا ہے کبھی روگردانی نہیں کرتا ہے وہ مقصود جوئی کو فنا کر چکا ہے۔

پاک ای می بازد نہ جوید مزد او — آنچناں کہ پاک می گیرد ز ہو
پاکبازی اختیار کرتا ہے مزدوری کی جستجو نہیں کرتا ہے — جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے پاک حاصل کرتا ہے

می دہد حق ہستیش بے علتے — می سپارد باز بے علت فتے
اللہ تعالیٰ اس کو کسی غرض کے بغیر وجود عطا کرتا ہے — پھر کسی سبب کے بغیر جوان اس کو واپس کر دیتا ہے

کہ فتوت دادن بے علت ست — پاکبازی خارج ہر ملت ست
کیونکہ جوانمردی بغیر غرض کے دینا ہے — پاکبازی ہر ملت سے خارج ہے

زانکہ ملت فضل جوید یا خلاص — پاکباز ۳ انند قربانانِ خاص
کیونکہ ملت ثواب ڈھونڈتی ہے یا نجات — پاکباز لوگ ذات خاص اللہ تعالیٰ کے قربان ہیں

نے خدا را امتحانے می کنند — نے درِ سود و زیانے می زنند
نہ وہ خدا کو آزماتے ہیں — نہ وہ نفع اور نقصان کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں

نومید شدن و باز دادنِ پادشاہ آں گنج نامہ را باں فقیر کہ بگیر
بادشاہ نا امید ہو جاتا اور گنج نامہ کو اس فقیر کو واپس کر دیتا کہ لے
کہ ما از سرِ ایں گنج در گزشتیم
کیونکہ ہم اس خزانہ کے خیال سے باز آئے

چونکہ رقعہ گنج پر آشوب را — شہ مسلم داشت آں مکروب را
جب پر فتنہ گنج کا پرچہ — شاہ نے اس مصیبت زدہ کے سپرد کر دیا

گشت ایمن او ز خصمان و ز نیش — رفت و می پیچید در سودائے خویش
وہ دشمنوں اور نیش زنی سے مطمئن ہو گیا — وہ چلا گیا اور اپنے شوق میں پیچاں و غلطاں ہو گیا

یار کرد او عشق درد اندیش را — کلب لیسد خویش ریشِ خویش را
اس نے درد اندیش عشق کو دوست بنا لیا — کتا اپنے زخم کو خود چاٹتا ہے

عشق را در پیچش خود یار نیست — محرمش در دہ یکے دیار نیست
پیچ و تاب میں عشق کا کوئی دوست نہیں ہے — اس کا محرم گاؤں میں کوئی رہنے والا نہیں ہے

نیست از عاشق کسے دیوانہ تر — عقل از سودای او کورست و کر
عاشق سے زیادہ دیوانہ کوئی نہیں ہے — عقل اس کے جنون سے اندھی اور بہری ہے

زانکہ ایں دیوانگی عام نیست — طب را ارشادِ ایں احکام نیست
کیونکہ یہ عام دیوانگی نہیں ہے — طب کو ان احکام کی راہبری حاصل نہیں ہے

۱ پاک۔ یعنی پاکباز ہے اس کے کام غرض سے خالی ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کے کام بغیر غرض کے ہیں۔ می دہد۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو وجود بغیر کسی غرض کے عطا کیا وہ بھی اپنا وجود اللہ کی جناب میں بغیر غرض کے پیش کر دیتا ہے۔ کہ فتوت۔ اصل جوانمردی یہی ہے کہ بغیر کسی غرض کے داد و دہش ہو اس طرح کی جوانمردی ملت کے ظاہر پرستوں میں نہیں ہوتی ہے۔ زانکہ۔ ظاہر پرست مذہبی انسان عبادت یا ثواب حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے یا دوزخ سے خلاصی کے لئے کرتا ہے۔ ۲ پاکباز۔ بے غرض لوگ صرف ذات خداوندی پر قربان ہیں۔ چونکہ۔ جب بادشاہ نے اس کو پرچہ واپس کر دیا تو اب وہ ہر طرح مطمئن ہو گیا اور پھر اپنی دھن میں لگ گیا۔ پر آشوب۔ اس پرچے کی وجہ سے کھدائی کی مصیبتیں اٹھانی پڑی تھیں۔ مکروب۔ مصیبت زدہ۔ نیش۔ یعنی دشمنوں کی نیش زنی۔ ۳ درد اندیش۔ عشق درد اور غم و الم کی سوچتا ہے کلب۔ جس طرح کتا خود اپنے زخم کا علاج کرتا ہے اسی طرح عاشق اپنے عشق میں کسی دوسرے کا سہارا نہیں ڈھونڈھتا ہے۔ عشق را۔ عشق کا کوئی ساتھی نہیں نہ اس کا کوئی محرم راز ہوتا ہے۔ دیوانہ تر۔ کوئی عقل کی بات نہیں سوچتا اس لئے عقل کو اس کے کاموں کی کوئی خبر نہیں ہے۔ زانکہ۔ طب میں عام جنونوں کا علاج ہے عشق کی دیوانگی میں طب کوئی رہنمائی نہیں کرتی۔

گر طبیبے را رسد ۔ گوں جنوں ۔۔۔ دفترِ طب را فرو شوید بخوں
اگر کسی طبیب کو اس قسم ۔ ۔ ون ہو جائے ۔۔۔ وہ خون سے طب کا دفتر دھو ۔

طبِ جملہ عقلہا مدہوش اوست ۔۔۔ رویِ جملہ دلبراں روپوشِ اوست
تمام عقلوں کی طب اس سے حیران ہے ۔۔۔ تمام معشوقوں کا چہرہ اس کا پردہ ہے

روی در رویِ خود آرائے عشق کیش ۔۔۔ نیست اے مفتوں ترا جز خویش خویش
اے عاشق! اپنا رخ اپنی طرف کر ۔۔۔ اے دیوانے! تیرے سوا تیرا کوئی اپنا نہیں ہے

قبلہ از دل ساخت آمد در دعا ۔۔۔ لَیسَ لِلاِنسانِ اِلّا ما سَعیٰ
اس نے دل سے قبلہ بنایا، دعا میں لگ گیا ۔۔۔ انسان کے لئے نہیں ہے مگر وہ جو وہ کوشش کرے

پیش ۲ ازاں کو پاسخے نشنیدہ بود ۔۔۔ سالہا اندر دعا پیچیدہ بود
اس سے پہلے کہ اس نے جواب نہ سنا تھا ۔۔۔ سالوں دعا ۔ سے لپٹا رہا تھا

بے اجابت بر دعاہا می تنید ۔۔۔ از کرم لبیک پنہاں می شنید
بغیر قبولیت کے دعاؤں پر مستعد تھا ۔۔۔ کرم سے مخفی لبیک سنتا تھا

چونکہ بیدف رقص میکرد آں علیل ۔۔۔ ز اعتمادِ جودِ خلاقِ جلیل
جبکہ وہ بیمار بغیر دف کے رقص کرتا تھا ۔۔۔ بزرگ خلاق کی سخاوت کے بھروسہ پر

سوی او نے ہاتف و نے پیک بود ۔۔۔ گوشِ امیدش پُر از لبیک بود
اس کی جانب نہ کوئی ہاتف تھا اور نہ قاصد ۔۔۔ اس کی امید کا کان لبیک سے پُر تھا

بے ۳ زباں می گفت امیدش تعال ۔۔۔ از دلش می رفت آں دعوت ملال
امید اس کو بغیر زبان کے کہتی تھی: آجا ۔۔۔ وہ بلاوا اس کے دل سے ملال کو صاف کر دیتا تھا

آں کبوتر را کہ بام آموختہ ست ۔۔۔ تو مخواں میرانش کاں پر دوختہ ست
جس کبوتر کو اٹاری پر بیٹھنا سکھا دیا ہے ۔۔۔ تو اس کو نہ بلا اسکو بھگا کیونکہ اس کے پر سلے ہوئے ہیں

اے ضیاء الحق حسام الدین ۔ ۔ ۔۔۔ کز ملاقاتِ تو بر رُستست جانش
اے ضیاء الحق حسام الدین! اس ۔ کا ۔۔۔ کیونکہ تیری ملاقات سے اس کی جان اگی ہے

گر برانی مرغِ جانش از گزا ۔ ۔۔۔ ہم بگردِ بامِ تو آ ۔ طواف
اگر تو بے وجہ اس کے مرغِ جان کو بھگا ۔ ا ۔۔۔ وہ تیری اٹاری کا چ ۔

۱ گر طبیبے ۔ یہ تو وہ بیماری ہے کہ اگر طبیب کو بھی لگ جائے تو وہ خون کے آنسوؤں سے طب کی کتابوں کو دھو ڈالے ۔ طب ۔ تمام عقلی طبیبیں عشق کے معاملے میں حیران ہیں تمام معشوقوں کا چہرہ اس عشق کا برقعہ ہے جس میں جمالِ عشق پوشیدہ ہے اور صورت پرست ان صورتوں کو مقصود سمجھ بیٹھے ہیں اور ان کو اپنا رفیق بنانا چاہتے ہیں حالانکہ عشق کا کوئی رفیق نہیں ہے ۔ روی ۔ جبکہ عشق کا کوئی رفیق نہیں ہے تو کسی دوسرے کی جانب رفاقت کی نظر سے نہ دیکھو تو خود ہی اپنا رفیق ہے ۔ قبلہ ۔ یعنی اس فقیر نے دل کی طرف توجہ کر کے دعا شروع کر دی ۔ لیس ۔ دعا اس لئے شروع کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انسان کی کوشش ہی اس کے کام آتی ہے ۔

۲ پیش ازاں ۔ پیغام نہ ملا تھا جب بھی وہ دعا کرتا تھا اب تو اس کو بشارت بھی مل گئی تھی ۔ بے اجابت ۔ دعا کی قبولیت کی بشارت بھی نہ ملی تھی لیکن دل سے دعا کرتا تھا اور لبیک کی مخفی آواز سنتا تھا یعنی سمجھتا تھا کہ دعا کی توفیق خدا کی قبولیت ہے ۔ چونکہ ۔ جبکہ بغیر دف یعنی بشارت کے اس کا رقص یعنی دعا کی مصروفیت تھی تو اب کیوں نہ ہوتی ۔ ہاتف ۔ اس کو غیبی آواز نے پرچہ کی بشارت نہ دی تھی لیکن وہ قبولیت سے پر امید تھا ۔

۳ بے زباں ۔ جب اس کی امید اللہ تعالیٰ کی جانب اس کو دعوت دیتی تھی تو اس کی سب تھکن اتر جاتی تھی ۔ آں کبوتر ۔ ایک روح جیسی اس فقیر کی تھی پالتو کبوتر ہے اس کو بلانے کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ اے ضیاء الحق ۔ جن شخصوں کی روح اس فقیر کی روح ہے اگر تم ان کو اپنی جناب سے ہٹاؤ گے تب بھی وہ تمہاری صحبت ترک نہ کریں گے ۔ گزاف ۔ یعنی بلا وجہ بھی بھگاؤ گے تو وہ کبیدہ خاطر نہ ہوگا ۔

چینہ[1] او نقلش ہمہ بر بام تست — پر زناں براوج مست دام تست
اس کا دانہ اور عذاب تیری اٹاری پر ہے — بلندی پر پرواز کرتا ہوا تیرے جال کا عاشق ہے

گردمے منکر شود دز دانہ روح — در ادای شکرت اے فتح فتوح
اور روح کسی وقت، چوروں کی طرح منکر بنتی ہے — اے فیوض کی کشادگی! تیرے شکر کی

شحنۂ عشق مکرر کینہ اش — طشت آتش می نہد بر سینہ اش
مکرر کینہ والا ہے کوتوال — اس کے سینہ پر آگ کا طشت رکھ دیتا ہے

کہ بیا سوئے مہ و بگذر ز گرد — شاہ عشقت خواند زوتر باز گرد
کہ سورج کی جانب آ اور گرد سے گزر جا — تجھے عشق کے شاہ نے بلایا ہے جلد پلٹ

گرد ایں بام و کبوتر خانہ من — چوں کبوتر پر زنم مستانہ من
میں اس اٹاری اور کبوتر خانہ کے گرد — کبوتر کی طرح مستی میں اڑتا ہوں

جبرئیل[2] عشقم و سدرم توئی — من سقیمم عیسیٰ مریم توئی
میں عشق کا جبرئیل ہوں اور تو میرا سدرہ ہے — میں بیمار ہوں اور میرا عیسیٰ ابن مریم تو ہے

جوش دہ آں بحر گوہر بار را — خوش بپرس امروز ایں بیمار را
موتی برسانے والے اس سمندر کو جوش میں لا — آج اس بیمار کی اچھی طرح مزاج پرسی کر لے

چوں تو آن او شدی بحر آن تست — گرچہ ایں دم نوبت بحران تست
جب تو اس کا ہو گیا سمندر تیری ملکیت ہے — اگرچہ اس وقت تیرے بحران کی باری ہے

ایں خود آں نالہ ست کو کرد آشکار — آنچہ پنہان ست یارب زینہار
یہ وہ نالہ ہے جس کو اس نے ظاہر کیا ہے — جو چھپا ہوا ہے خدا کی پناہ

دو دہاں[3] داریم گویا ہمچونے — یک دہاں پنہانست در لبہائے وے
ہم نے کی طرح دو بولنے والے منہ رکھتے ہیں — ایک منہ اس کے ہونٹوں میں پوشیدہ ہے

یک دہاں نالاں شدہ سوئے شما — ہائے و ہوئے در فگندہ در ہوا
ایک منہ تمہاری جانب نالہ کر رہا ہے — اس نے فضا میں شور برپا کر دیا ہے

لیک داند ہر کہ اورا منظر ست — کہ فغان ایں سرے ہم زاں سرست
لیکن ہر وہ شخص جانتا ہے جس میں نظر ہے — کہ اس جانب کی فریاد بھی اس جانب ہے

✿ ✿ ✿ ✿ ✿

[1] چینہ۔ چونکہ ان روحوں کو آپ کی صحبت سے غذا ملتی ہے لہٰذا وہ اس کی شیدائی ہیں۔ گردمے۔ اگر کسی وقت روح منکر ہوتی ہے یعنی تقاضائے عشق و محبت کی ادائیگی میں کوتاہی کرتی ہے تو شحنۂ عشق پھر آگ کو بھڑکا دیتا ہے۔ مکرر۔ یعنی شحنۂ عشق بار بار اپنا کینہ نکالنے والا ہے۔ کہ بیا۔ عشق کا کوتوال کہتا ہے کہ چاند یعنی محبوب کی طرف رجوع کر۔ شحنۂ عشق سے خود عشق مراد لیا جائے اور شاہ عشق سے مراد محبوب ہے۔ گرد۔ مولانا فرماتے ہیں میں ضیاء الحق کی اٹاری کا کبوتر ہوں۔

[2] جبرئیل۔ حضرت جبرئیل کا منتہیٰ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ جوش۔ اپنے فیوض و برکات کے سمندر کو جوش دیجئے اور مجھ بیمار کی اچھی طرح پرسش کیجئے۔ چوں۔ بحر سے مراد حق تعالیٰ ہے۔ حدیث شریف ہے من کان للہ کان اللہ لہ "جو خدا کا ہو گیا خدا اس کا ہو گیا۔" گرچہ۔ فی الحال اگرچہ تجھے یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے۔ ایں خود۔ میں التجا اور زاری کر رہا ہے یہ بھی اسی کا عطیہ ہے اور یہ اس درد کا تھوڑا سا اظہار ہے۔

[3] دو دہاں۔ جس طرح بانسری کے دو منہ ہوتے ہیں ایک بجانے والے کے منہ میں دوسرا سامعین کی جانب اور جو کچھ سننے والے سنتے ہیں وہ وہی ہوتا ہے جو نے نواز کا منہ اس کے منہ میں پھونکتا ہے اسی طرح میرا نالہ درحقیقت بھی محبوب کا فعل ہے۔ لیک۔ جو صاحب نظر ہے وہ جانتا ہے کہ میری یہ فغان بھی اسی جانب سے ہے یعنی محبوب مجھ سے کرا رہا ہے۔

دمدمہ[۱] ایں نائی از دمہائے اوست — ہائے ہوئے روح از ہیہائے اوست
اس "نے" کا شور اس کی پھونکوں سے ہے — روح کی ہائے وہو اس کی ہائے وہو کی وجہ سے ہے

گر نبودے با لبش نے را سمر — نے جہاں را پُر نکر دے از شکر
اگر "نے" اس کے ہونٹوں سے وصل نہ ہوتا — "نے" دنیا کو شکر سے پُر نہ کرتی

با کہ خفتی وز چہ پہلو خاستی — کہ چنیں پُر جوش چوں دریا ستی
آپ کس کے ساتھ سوئے اور کس پہلو سے بیدار ہوئے؟ — کہ آپ ایسے جوش میں، دریا کی طرح ہیں

یا ابیت عند ربی خواندی — در دلِ دریائے آتش راندی
یا آپ نے "میں اپنے خدا کے پاس رات گزارتا ہوں" پڑھا ہے — اپنے آپ کو آگ کے دریا کے وسط میں ڈال دیا ہے

نعرہ[۲] یا نار کونی بارداً — عصمتِ جانِ تو گشت اے مقتدا
"اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا" کا نعرہ — اے مقتدا! آپ کی جان کی حفاظت بن گیا ہے

اے ضیاء الحق حسام الدین و دل — کے تواں اندود خورشیدے بگل
اے ضیاء الحق آپ دین اور دل کی تلوار ہیں — سورج کو مٹی میں کب چھپایا جا سکتا ہے؟

قصد کرد ستند ایں گل پارہا — کہ بپوشانند خورشید ترا
ان مٹی کے ڈھیلوں نے ارادہ کیا ہے — کہ آپ کے سورج کو چھپا دیں

در دلِ کہ لعلہا دلالِ تست — باغہا از خندہ مالا مالِ تست
پہاڑ کے دل کے لعل آپ کے دلال ہیں — باغ مسکراہٹ میں آپ سے مالا مال ہیں

محرمِ مردیت را کو رستمے — تا ز صد خرمن یکے جو گفتمے
آپ کی جوانمردی کا راز دار رستم کہاں ہے؟ — کہ سیکڑوں انباروں میں ایک جو بھر بیان کر دیتا

چوں[۳] بخواہم کز سیرت آہے کنم — چوں علیؓ سر را فرو چاہے کنم
میں جب چاہتا ہوں کہ آپ کے راز کی ایک آہ کروں — (حضرت) علیؓ کی طرح سر کنویں میں کرتا ہوں

چونکہ اخواں را دل کینہ ور ست — یوسفم را قعرِ چہ اولیٰ تر ست
چونکہ بھائیوں کا دل کینہ ور ہے — میرے یوسف کے لئے کنویں کی گہرائی زیادہ بہتر ہے

مست گشتم خویش بر غو غازنم — چہ چہ باشد خیمہ بر صحرا زنم
میں مست ہو گیا ہوں میں اپنے آپ کو شور و غل پر چھینکے مارتا ہوں — کنواں کیا ہوتا ہے؟ جنگل میں خیمہ لگا دوں

بچی رہے گی۔ مست۔ لیکن اب میری کیفیت یہ ہے کہ مستی کی زیادتی کی وجہ سے رازوں کے چھپانے پر قدرت نہیں ہے لہٰذا اب میں علی الاعلان راز کہہ دوں گا۔

۱ دمدمہ۔ اس بانسری کا جو کچھ نوحہ ہے وہ اس کی پھونکوں کا اثر ہے۔ السلطان یتصرف فی ملکہ کیف یشاء۔ بادشاہ اپنی ملکیت میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ گر نبودے۔ اگر یہ نالہ وزاری محبوب کی جانب سے نہ ہوتی تو اس میں اس قدر جذب نہ ہوتا اور وہ دنیا کو شکر سے پُر نہ کرتا۔ با کہ خفتی۔ اے ضیاء الحق یقیناً آپ رات کو عشق کے ہم آغوش تھے تب ہی آپ میں اس قدر جوش و خروش ہے۔ یا ابیت آنحضورؐ کا ارشاد ہے ابیت عند ربی فیطعمنی ویسقینی۔ میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں تو مجھے کھلا پلا دیتا ہے۔ میں آپ کو رات میں وصالِ حق میسر آیا ہے۔

۲ نعرہ۔ باوجود اس کے کہ آپ نے خود کو دریائے آتش میں ڈال دیا پھر بھی آپ زندہ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ والا معجزہ پیش آیا ہے۔ اے ضیاء الحق۔ جبکہ تمہارے جوش و خروش سے بہت سے مستفید ہو رہے ہیں تو چند حاسدوں کے سورج پر مٹی ڈالنے سے سورج نہیں چھپ سکتا۔ گل پارہا۔ مٹی کے ڈھیلے۔ محرم۔ آپ میں جو کمالات ہیں۔ اگر کوئی ان کو سننے کی صلاحیت رکھتا ہو تو میں اس خرمن میں سے ایک جو کی بقدر بیان کر سکتا ہوں۔ "نایاب ہے"

۳ چوں بخواہم۔ حضرت علیؓ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جب بعض اسرار کے چھپانے سے عاجز آ جاتے تھے اور کوئی ہم راز نہ ملتا تھا جس کو سنا کر دل ہلکا کر سکیں تو کنویں میں منہ ڈال کر وہ راز کہہ دیتے تھے۔ چونکہ۔ جب باہر دشمن ہی دشمن ہوں تو پھر کنواں ہی بہتر ہے اس میں جان تو

برکفِ ۱ من شرابِ آتشیں — وانگہاں کرّو فرِ مستانہ بیں
میرے ہاتھ پر آتشیں شراب رکھ دو — پھر مستانہ شان و شوکت دیکھو

منتظر گو باش بے گنج آں فقیر — زانکہ ماغرقیم ایں دم در عصیر
کہہ دو، وہ فقیر بغیر خزانہ کے منتظر رہے — کیونکہ ہم اس وقت شراب میں غرق ہیں

از خدا خواہ اے فقیر ایں دم پناہ — از منِ غرقہ شدہ یاری مخواہ
اے فقیر اس وقت خدا سے پناہ چاہ — مجھ ڈوبے ہوئے سے مدد نہ چاہ

کہ مرا پروائے ایں اسناد نیست — از خود و از ریشِ خویشم یاد نیست
کیونکہ مجھے اس سند کی پروا نہیں ہے — مجھے اپنی اور اپنی داڑھی کی یاد نہیں ہے

بادِ سبلت کے بگنجد و آب رو — در ۲ شرابے کہ نگنجد تارِ مو
آبرو اور غرور کہاں سمائے گا؟ — اس شراب میں جس میں بال نہیں سماتا ہے

دردہ اے ساقی یکے رطلِ گراں — خواجہ را از ریش و سبلت وارہاں
اے ساقی! ایک بھاری جام دے — خواجہ کو داڑھی اور مونچھوں سے نجات دے

نخوتش برما سبالے میزند — لیک ریش از رشکِ ما بر میکند
اس کا تکبر ہم پر مونچھوں کو تاؤ دیتا ہے — لیکن وہ ہمارے رشک سے داڑھی نوچتا ہے

ماتِ او شوماتِ او شوماتِ او — کہ ہمیدانیم تزویرات او
تو اس سے مات کھا تو اس سے بات کھا اس سے مات — کیونکہ ہم تو اس کی مکاریاں جانتے ہیں

از ۳ پسِ صد سال آنچہ آید برو — پیر می بیند معیّن مو بمو
سو سال بعد جو اس پر آئے گا — شیخ معین طریقہ پر سب موجود دیکھ لیتا ہے

اندر آئینہ چہ بیند مردِ عام — کہ نہ بیند پیر اندر خشت خام
عام انسان آئینہ میں وہ کونسی چیز دیکھتا ہے؟ — جو شیخ کچی اینٹ میں نہ دیکھ لے

آنچہ لحیانی بخانہ خود ندید — ہست بر کوسہ یکا یک آں پدید
جو کچھ داڑھیانے نے اپنے گھر میں نہ دیکھا — وہ بے ریش پر ایک ایک ظاہر ہے

۱ برکف۔ ایک توجہ اور ڈال دیجئے پھر میری مستی کی شان دیکھئے۔ منتظر اگرچہ فقیر کا قصہ خزانہ ملنے تک میں پورا نہیں کر سکا ہوں اور وہ اس خزانہ کا منتظر ہے لیکن مجھ پر شراب کی مستی طاری ہے اب مجھے اس کی جگہ کی تلاش کی فرصت نہیں ہے۔ عصیر۔ یعنی انگور کا نچوڑ شراب۔ از خدا۔ اب میں فقیر کی کوئی مدد نہیں کر سکتا وہ صرف خدا کی پناہ چاہو لے۔ اسناد۔ یعنی وہ پرچہ جس میں خزانہ کی بات مذکور تھی۔ از خود۔ میں خود اپنے آپ کو فراموش کر چکا ہوں تو پرچہ کی مجھے کیا پرواہ ہے۔ باد سبلت۔ تکبر و غرور۔ آبرو۔ وجاہت۔

۲ در شرابے۔ جو شراب اس قدر مصفّی ہے کہ اس میں بال بھی نظر آ جاتا ہے اس شراب کے بعد انسان میں تکبر اور حب جاہ بالکل باقی نہیں رہتی۔ دردہ۔ تکبر و غرور کے ازالہ کا یہی علاج ہے کہ انسان شراب عشق پئے۔ رطل گراں۔ بڑا پیمانہ۔ نخوتش۔ چونکہ وہ خواجہ شراب عشق سے خالی ہے اور ہماری مستی کے خلاف مونچھوں کو تاؤ دیتا ہے یعنی تفاخر کرتا ہے لیکن اس کے اس فعل کا ضرر اس کو پہنچتا ہے اور وہ خود اپنی داڑھی نوچتا ہے۔ مات او شو۔ اب اس خواجہ کو تو بیجا کہتے ہیں اچھا گر تو ہم فقیروں سے تکبر کرتا ہے تو کرتا رہ ہمیں اس کا کوئی نقصان نہ پہنچے گا ہم اس تکبر کی مکاریوں سے واقف ہیں۔

۳ از پس۔ تجھے لامحالہ اپنے اس غرور کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا تو اس کی سزا کو فی الحال نہیں دیکھ رہا ہے لیکن ہمیں وہ نظر آ رہی ہے۔ اندر آئینہ۔ سزا اور تکبر کے بد نتائج جو تو سو سال کے بعد دیکھے گا ہمیں ابھی سے نظر آ رہے ہیں عوام جس چیز کو آئینہ میں دیکھتے ہیں شیوخ اس کو کچی اینٹ میں دیکھ لیتے ہیں جس پر معمولی جلا بھی نہیں ہوتی ہے۔ لحیانی۔ گھر کے اندر کی چیز جو داڑھی والا نہیں دیکھ پاتا بچہ اس کو دیکھ لیتا ہے محرموں کے چھپے ہوئے اعضاء بڑی عمر کا انسان نہیں دیکھ پاتا بچے دیکھ لیتے ہیں۔

برو اے بدریائے کہ ماہی زادۂ — ہمچو خس در ریش چوں افتادۂ

تو دریا میں جا کیونکہ تو مچھلی کا جنا ہے — داڑھی میں تنکے کی طرح کیوں پڑا ہے!

خس نۂ دور از تو رشک گوہری — درمیانِ موج و بحر اولیٰ تری

تو تنکا نہیں ہے تجھ سے دور! تو رشک گوہر ہے — تو موج اور سمندر میں رہنے کا زیادہ مناسب ہے

بحرِ وحدانیست فرد و زوج نیست — گوہر و ماہیش غیرِ موج نیست

وہ وحدانی سمندر ہے وہ فرد اور زوج نہیں ہے — اس کا گوہر اور مچھلی موج کے سوا نہیں ہے

اے محال واے محال اشراکِ اُو — دور از آں دریا و موجِ پاکِ اُو

اے مخاطب! محال در محال ہے اس کا شریک کرنا — اس دریا اور اس کی پاک موج سے بعید ہے

نیست[۲] اندر بحر شرک و پیچ پیچ — لیک با احول چگویم ہیچ ہیچ

دریا میں شرک اور پیچ پیچ نہیں ہے — لیکن بھینگے سے کیا کہوں، کچھ نہیں کچھ نہیں

چونکہ جُفتِ احولانیم اے شمن — لازم آید مشرکانہ دم زدن

اے برہمن! چونکہ ہم بھینگوں کے ساتھی ہیں — مشرکانہ باتیں کرنا ضروری ہو گیا

آں یکے کہ ز آنسوئے وصفست وحال — جز دوئی ناید بمیدانِ مقال

وہ ذات جو وصف اور خیال سے ورا ہے — گفتگو کے میدان میں بجز دوئی کے نہیں آتی

یا چو[۳] احول ایں دوئی را نوش کن — یا دہاں بر بند و خوش خاموش کن

یا تو بھینگے کی طرح اس دوئی کو پی جا — یا منہ بند کر لے اور اچھی طرح چپ ہو جا

یا بنوبت گہ سکوت و گہ کلام — احولانہ طبل می زن والسّلام

یا باری باری کبھی خاموشی اور کبھی گفتگو — بھینگوں کی طرح نقارہ بجا والسلام

چوں بہ بینی محرمے گو سرِّ جاں — گل بہ بینی نعرہ زن چو بلبلاں

جب تو کوئی محرم دیکھے، جان کا راز کہہ — پھول دیکھے تو بلبلوں کی طرح نعرہ لگا

اے بدریا۔ پھر مغرور کو خطاب ہے کہ تو عاشق زادہ ہے آدم کی اولاد ہے تیرا ماویٰ اور ملجا دریائے عشق ہے تو تنکے کی طرح داڑھی یعنی غرور و تکبر میں کیوں مبتلا ہے۔ خس نہ۔ داڑھی سے تنکے کا تعلق ہے موتی کا تعلق دریا سے ہے تو موتی ہے نہ کہ تنکا۔ بحر۔ چونکہ گزشتہ اشعار میں حضرت حق تعالیٰ کو بحر سے تشبیہ دی تھی اور اس بحر کے لئے موتی، مچھلی اور موج ثابت کی تھی اس سے جو شبہات پیدا ہوتے تھے ان کا ازالہ شروع کیا ہے کہ خدا بحر تو ہے لیکن وہ ایسا بحر وحدانیت ہے کہ نہ اس کو فرد کہا جا سکتا ہے نہ زوج یعنی وہ کسی عدد کے ساتھ متصف نہیں ہو سکتا امام اعظم کا مقولہ ہے۔ اَللّٰهُ حدٌ لیس واحدٌ من جہۃ العدد بل بمعنی لہٗ لاشریک لہٗ۔ خدا واحد ہے لیکن اس کی وحدت عددوں کی وحدت نہیں ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس کے گوہر یعنی ملائکہ اور مقربین ہیں اور اس کی مچھلی یعنی عاشق ان کا وجود عین وجودِ حق ہے۔

۲ نیست۔ اس بحر کا کوئی شریک نہیں ہے دریا، موج بھی عین ذات ہے لا موجود الا اللہ۔ سوائے اس کے وجود مستقل سے کوئی متصف نہیں ہے احول۔ بھینگا جس کو ایک وجود کے دو وجود نظر آتے ہیں۔ وجود حق کے علاوہ کسی اور وجود مستقل سے متصف ماننا تو شرک ہے لیکن صوفی کے نزدیک بغیر اس عقیدے کے کسی کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو وجود مستقل کے ساتھ کیا جاتا ہے یہ بھی شرک ہے۔ بھینگے دو وجودی وحدت سمجھنا مشکل ہے ابتدا میں اس سے چونکہ نہیں بچ سکتا [illegible]

۱ ایسے متکلمین کو کہنا پڑتا ہے کہ موجودات سے صانع کے وجود کو سمجھو حالانکہ مخلوقات کا وجود وجودی نہیں ہے۔ آں یکے حضرت حق تعالیٰ کی وحدت وصف یعنی بیان لفظی اور خیال یعنی تصور سے بالاتر ہے اب اگر اس کو سمجھاؤ گے تو لامحالہ دوئی پیدا ہوگی۔

۳ یا چو احول [illegible] بھینگے کی طرح اس دوئی کو گوارہ کر لو ورنہ خاموش رہو۔ یا بنوبت۔ یا ایسا کر لو کہ جب صاحب باطن [illegible] ورنہ خاموشی اختیار کر لو۔ چوں بہ بینی۔ جب راز دار ملے تو اس سے توحید عارفین کی بات کر لیا کرو [illegible] اس کے سامنے بلبلانہ نعرے لگاؤ۔

چوں ^۱^ بہ بینی مشک پُر مکر و مجاز	لب بہ بند و خویشتن را خُب ساز
جب تو کوئی مشک مکر اور مجاز سے پر دیکھے	تو ہونٹ بند کر لے اور اپنے آپ کو مٹکا بنا لے
دشمنِ آبست پیشِ اُو مجنب	وَرنہ سنگِ جہلِ اُو بشکست خُب
وہ پانی کا دشمن ہے اس کے سامنے نہ مل	ورنہ اس کی جہالت کا پتھر مٹکا پھوڑ دے گا
باسیاستہائے جاہل صبر کن	خوش مدارا کُن بعقلِ من لدُن
جاہل کی تکالیف پر صبر کر	خدائی عقل کے ذریعہ اچھی خاطر تواضع کر
صبر بانا اہل اہلاں را جلے ست	صبر صافی میکند ہر جا دلے ست
نااہلوں کے ساتھ اہلوں کا صبر کرنا جلا ہے	جہاں کہیں کوئی دل ہے صبر اس کو صاف کر دیتا ہے
آتشِ ^۲^ نمرود ابراہیم را	صفوت آئینہ آمد در جلا
نمرود کی آگ (حضرت) ابراہیمؑ کے لئے	جلا میں آئینہ کی صفائی ثابت ہوئی
جورِ کفرِ نوحیان و صبر نوحؑ	نوحؑ را شُد صیقلِ مرآتِ رُوح
نوحؑ والوں کے کفر کا ظلم اور حضرت نوحؑ کو صبر	(حضرت) نوحؑ کے لئے روح کے آئینہ کا صیقل بنا

حکایت آں مُرید شیخ ابوالحسن خرقانی قدس اللہ سرہٗ العزیز
شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کے مرید کا قصہ

رفت درویشے ز شہرِ طالقاں	بہرِ صیتِ بوالحسنؒ تا خرقاں ^۳^
ایک درویش طالقان سے روانہ ہوا	خارقان کے لئے ابوالحسن کی شہرت کی وجہ سے
کوہہا ببرید و وادیِ دراز	بہرِ دیدِ شیخ باصدق و نیاز
پہاڑ اور دراز وادی قطع کی	سچائی اور نیاز مندی کے ساتھ شیخ کے دیدار کے لئے
آنچہ در رہ دید از جور و ستم	گرچہ درخور دست کوتہ می کنم
جو ظلم و ستم اس نے راستہ میں دیکھے	اگرچہ (بیان کے) لائق ہیں میں مختصر کرتا ہوں
چوں بمقصد آمد از راہ آں جواں	خانۂ آں شاہ را جُست اُو نشاں
جب وہ جوان راستہ سے مقصود پر پہنچا	اس نے ان شاہ کے گھر کا پتا تلاش کیا
چوں بصد حُرمت بزد حلقہ درش	زاں بروں کرد از درِ خانہ سرش
جب بصد احترام اس نے ان کے دروازے کی کنڈی بجائی	عورت نے دروازے سے باہر اپنا سر نکالا
کہ چہ میخواہی بگو اے بُوالکرم	گفت۔ برقصدِ زیارت آمدم
اے صاحب کرم! بتا تو کیا چاہتا ہے؟	اس نے کہا کہ میں زیارت کے ارادہ سے آیا ہوں

۱ چوں بہ بینی۔ جب تو غیر عارف کو دیکھے اور وہ ایک مشک ہے جو مکر اور مجاز سے پر ہے تو سربمہر مٹکے کی طرح بن جا اور ہونٹ نہ ہلا۔ دشمن۔ یعنی وہ اسرار کا دشمن ہے جو تجھ میں ہیں اور تو ظاہر کرے گا تو وہ تجھے ستائے گا۔ باسیاستہائے۔ لیکن اگر وہ بغیر اظہار اسرار کے بھی ستائیں تو ان کی ایذا رسانی کی وجہ سے تو ان کو ایذا نہ پہنچا، صبر کر اس میں تیرا فائدہ ہے تیرے دل میں صفائی پیدا ہوگی۔

۲ آتش۔ نمرود کی آگ نے حضرت ابراہیم کے قلب کو مزید مصفّیٰ کر دیا۔ جور کفر۔ حضرت نوحؑ کو قوم نے ستایا تو ان کے مراتب روحانی اور بلند ہو گئے۔ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتایا ہے کہ شیخ ابوالحسن خرقانی کو بیوی کی اذیتیں برداشت کرنے سے بڑے مراتب حاصل ہوئے تھے۔ طالقان۔ ایک شہر کا نام ہے۔ صیت۔ شہرت۔

۳ خارقان۔ خراسان کے نزدیک ایک گاؤں ہے اس کو خرقان بھی کہتے ہیں اسی لئے شیخ کی نسبت خرقانی ہے۔ گرچہ اگرچہ وہ مصائب بیان کرنے کے قابل ہیں لیکن میں بات کو مختصر کئے دیتا ہوں۔ آں شاہ۔ شیخ ابوالحسن خرقانی حلقہ در۔ دروازے کی کنڈی۔ زن۔ یعنی شیخ کی بیوی۔ زیارت۔ یعنی شیخ کی زیارت

خندہ زد زن کہ خہ خہ ریش بیں　　　ایں سفر گیری وایں تشویش بیں
عورت نے قہقہہ لگایا کہ واہ واہ داڑھی دیکھ　　　اس سفر کرنے اور پریشانی کو دیکھ

خود ترا کارے نبُود آں جائے گاہ　　　کہ بہ بیہودہ کُنی ایں عزمِ راہ
اس جگہ تجھے کوئی کام نہ تھا؟　　　کہ تو نے خواہ مخواہ راستے کا ارادہ کیا

اشتہای گول گردی آمدت　　　یا ملولیِ وطن غالب شدُست
تجھے احمقانہ گردش کی خواہش ہوئی　　　یا وطن کی تکلیف تجھ پر غالب ہوئی

یا مگر دیوت دو شاخہ بر نہاد　　　برتو وسواسِ سفر را در کشاد
یا شاید شیطان نے دو شاخہ رکھ دیا　　　تجھ پر سفر کے وسوسے کا دروازہ کھول دیا

گفت نافر جام و فحش و دمدمہ　　　من نتانم باز گفتن آں ہمہ
اس نے نامناسب اور فحش اور لغو باتیں کیں　　　میں وہ سب نہیں کہہ سکتا ہوں

از مثل وز ریشخند بے حسیب　　　آں مُرید افتاد از غم در نشیب
مثل اور بے حساب مذاق　　　اور مرید غم سے گڑھے میں گر گیا

پُرسیدن آں وارِد از حرمِ شیخ کہ شیخ کجُاست و کجُا جُویم و

اس آنے والے کا شیخ کی بیوی سے معلوم کرنا کہ شیخ کہاں ہیں اور کہاں تلاش

جوابِ نافر جام دادنِ حرمِ شیخ آں مُریدرا

کروں اور اس مرید کو شیخ کی بیوی کا نامناسب جواب دینا

اشکش از دیدہ بجُست و گفت اُو　　　باہمہ آں شاہِ شیریں نام کو
اس کی آنکھ سے آنسو بہہ پڑے اور اس نے کہا　　　باوجود اس کے وہ شیریں نام شاہ کہاں ہیں؟

گفت آں سالوسِ زرّاقِ تہی　　　دامِ گولان و کمندِ گمرہی
اس نے کہا وہ مکار ریاکار کھوکھلا　　　احمقوں کا جال اور گمراہی کا پھانسہ

صد ہزاراں خام ریشاں ہمچو تو　　　اُو فتادہ از وے اندر صد عتُو
تجھ جیسے لاکھوں بے عقل　　　اس کی وجہ سے صدہا سرکشی میں مبتلا ہو گئے ہیں

گر نہ بینیش و سلامت وا روی　　　خیر تو باشد نگردی زو غوی
اگر تو اسے نہ دیکھے اور سلامتی سے واپس چلا جائے　　　تیرے لئے بہتر ہوگا تو اس کی وجہ سے گمراہ نہ ہوگا

لاف کیشے کاسہ لیسے طبل خوار　　　بانگِ طبلش رفتہ اطراف دیار
شیخی باز، لالچی پیٹو ہے　　　اس کے ڈھول کی آواز اطراف اور ملکوں میں پہنچ گئی ہے

---

۱ خہ خہ۔ واہ واہ کیا خوب ریش۔ یعنی اپنی داڑھی کو دیکھ اس کے ہوتے ہوئے یہ بیوقوفی۔ خود۔ تجھے اپنے گھر کوئی کام نہ تھا کہ یہ بیہودہ سفر اختیار کیا۔ اشتہای۔ یا تو تجھے احمقوں کی طرح آوارہ گردی پسند ہے یا تجھے وطن کاٹتا ہے۔ دو شاخہ۔ ایک لکڑی تھی جس سے گردن کو شکنجہ میں کستے تھے۔ نافر جام۔ نالائق نامناسب

۲ من نتانم۔ ان کا نقل کرنا بھی گستاخی ہے۔ بے حسیب۔ بے حساب۔ نشیب۔ گڑھا۔ وارد۔ آنے والا۔ حرم شیخ۔ شیخ کی بیوی۔ اشکش۔ بیوی کے شیخ کو برا بھلا کہنے سے وہ رو پڑا اور بولا کہ بہر حال یہ بتادے کہ شیخ کہاں ہیں۔

۳ گفت۔ وہ شیخ کو برے برے القاب سے ذکر کرکے بولی اگر تو اس کو نہ دیکھے تو اس میں تیری خیر ہے۔ تہی۔ کمالات سے خالی۔ خام ریشاں۔ ناتجربہ کار بے عقل۔ عتو۔ سرکشی یعنی گمراہی۔ غوی۔ گمراہ۔

سبطی[1] اند ایں قوم گوسالہ پرست　　بر چنیں گادے ہمی مالند دست
یہ بچھڑے کی پجاری قوم سبطی ہے　　وہ ایسے بیل پر ہاتھ پھیر رہے ہیں

جیفۃُ اللّیل ست و بطّالُ النہار　　ہر کہ او شد غرّہ ایں طبل خوار
جو اس پیٹو پر فریفتہ ہوا　　وہ رات کا مردار اور دن کا نکما ہے

ہشتہ اند ایں قوم صد علم و کمال　　مکر و تزویرے گرفتہ کایں ست حال
اس قوم نے سینکڑوں علم و کمال چھوڑے　　مکر اور فریب اختیار کر لیا کہ یہ حال ہے

آلِ موسیٰ کو دریغا تا کنوں　　عابدان عجل را ریزند خوں
افسوس موسیٰ کہاں ہیں؟ کہ اب　　بچھڑے کے پجاریوں کی خوں ریزی کریں

کو رہِ پیغمبر و اصحاب او　　کو نماز و سبحہ و آداب او
کہاں ہے پیغمبر اور ان کے صحابہ کا راستہ؟　　کہاں ہے نماز اور تسبیح اور اس کے آداب؟

شرع[2] و تقویٰ را فگندہ سوئے پشت　　کو عمرؓ کو امر معروف درشت
شریعت اور تقوے کو پس پشت پھینک دیا ہے　　کہاں ہے عمرؓ کہاں ہے بھلائی کا سخت حکم؟

کایں اباحت زیں جماعت فاش شد　　رخصت ہر مفلس و قلاش شد
کیونکہ یہ اباحت اس جماعت سے پھیلی ہے　　ہر مفلس اور آوارہ کو رخصت مل گئی

جواب گفتنِ مرید و زجر کردن او آں طعانہ را از کفر و بیہودہ گفتن

مرید کا جواب دینا اور اس طعنہ زن کو کفر اور بیہودہ گوئی سے جھڑکنا

بانگ زد بروے جوان و گفت بس　　روز روشن از کجا آمد عسس
جوان اس پر چیخ پڑا اور بولا بس　　روشن دن میں رات کا کوتوال کہاں سے آ گیا؟

نورِ[3] مرداں مشرق و مغرب گرفت　　آسمانہا سجدہ کردند از شگفت
مردانِ خدا کے نور نے مشرق اور مغرب کو گھیر لیا　　آسمانوں نے تعجب سے سجدہ کیا

آفتابِ حق برآمد از حمل　　زیر چادر رفت خورشید از خجل
چھپر کھٹوں سے حق کا سورج طلوع کر آیا　　سورج، شرمندگی سے چادر کے نیچے چلا گیا

ترہاتِ چوں تو ابلیسے مرا　　کے بگرداند ز خاک ایں سرا
مجھ کو تجھ جیسے شیطان کی بکواس　　اس در کی خاک سے کب ہٹا سکتی ہے؟

من ببادے نامدم ہمچوں سحاب　　تا بگردے باز گردم زیر جناب
میں ابر کی طرح ہوا کے ذریعہ نہیں آیا ہوں　　کہ ایک [illegible] سے اس درگاہ سے واپس ہو جاؤں

---

[1] سبطی اند۔ اس کے مرید بھی وہ اسرائیلی ہیں جو بچھڑے کو پوجنے لگے۔ چنیں گاوے۔ یعنی شیخ۔ جیفہ۔ جو شخص اس کا مرید اور معتقد ہے وہ رات کو مردار کی طرح پڑا سوتا رہتا ہے اور دن کو بھی اس کے کچھ اشغال نہیں ہیں۔ ہشتہ۔ تمام صوفی ایسے ہی ہوتے ہیں کہ علم و کمال کو چھوڑ کر کہتے ہیں کہ یہ ایک باطنی حال ہے۔ آل موسیٰ۔ یعنی علماء حق۔ کو۔ ان صوفیوں نے رسول اور صحابہ کی سنت کو مٹا دیا اور نماز اور [illegible] ختم کر دیا۔ سبحہ۔ تسبیح

[2] شرع۔ ان لوگوں نے شریعت اور تقوے کو پس پشت ڈال دیا۔ اس وقت حضرت عمرؓ جیسے کس کی ضرورت ہے۔ اباحت۔ یعنی حرام کو حلال سمجھنا۔ قلاش۔ بے نام و ننگ مفلس۔ طعانہ۔ طعنہ زن عورت۔ یعنی شیخ کی بیوی۔ عسس۔ حفاظت کے لئے رات کو پہرہ دینے والا۔ شیخ کو روز روشن سے تعبیر کیا اور بیوی کو رات کا کوتوال کہا ہے۔

[3] نور مرداں۔ تو بزرگوں اور صوفیوں کو برا کہہ رہی ہے حالانکہ ان کی مثال یہ ہے کہ مشرق اور مغرب ان کے نور سے منور ہے ان کی عظمت کے سامنے آسمان کا سر جھکا ہوا ہے آفتاب۔ ان میں جو نور ہے وہ آفتاب میں کہاں ہے۔ ترہات۔ جب میرے یہ عقیدے ہیں تو تجھ شیطان کے بہکانے سے میں اس شیخ کے در کو کب چھوڑ سکتا ہوں۔ من بباد۔ میں ہوائی [illegible] نہیں آیا ہوں لہذا تیری [illegible] کی فضول باتوں سے اس درگاہ سے واپس نہیں جا سکتی ہے۔

عجل ۱ باآں نور شد قبلہ کرم — قبلہ بے آں نور شد کفر و صنم

اس نور کے ہوتے ہوئے بچھڑا بھی قبلہ کرم ہو گیا — اس نور کے بغیر قبلہ کفر اور بت ہو گیا

ہست اباحت کز ہوا آمد ضلال — ہست اباحت کز خدا آمد کمال

جو اباحت خواہش نفس سے آئے وہ گمراہی ہے — جو اباحت [illegible] سے آئے وہ کمال ہے

کفر ایماں گشت و دیو اسلام یافت — آں ۲ طرف کاں نور بے اندازہ تافت

کفر ایمان ہو گیا اور شیطان نے اسلام پالیا — جس طرف وہ غیر محدود نور چمکا

مظہر عشق ست و محبوب بحق — از ہمہ کروبیاں برده سبق

عشق کا مظہر ہے اللہ (تعالیٰ) کا محبوب ہے — تمام مقرب بارگاہ فرشتوں سے بڑھ گیا

سجدہ آدم را بیانِ سبقِ اوست — سجدہ آرد را پیوستہ پوست

آدم کو سجدہ ان کی افضلیت کا بیان ہے — جڑا ہوا چھلکا مغز کو سجدہ کرتا ہے

شمع حق راپف کنی تو اے عجوز — ہم تو سوزی ہم سرت اے گندہ پوز

اے بڑھیا تو خدائی شمع کو پھونک مارتی ہے — اے گندہ دہن! تو بھی جل جائے گی اور تیرا سر بھی

کے شود دریا ز پوز سگ نجس — کے شود خورشید از تف منطمس

[illegible] — سورج [illegible] پھونک سے [illegible] مٹتا ہے؟

حکم برظاہر اگر ہم می کنی — چیست ظاہر تر بگوزیں روشنی

[illegible] — بتا اس روشنی سے زیادہ ظاہر کیا ہے؟

جملہ ۳ ظاہرہا بہ پیش ایں ظہور — باشد اندر غایت نقص و قصور

اس ظہور کے سامنے سب ظاہر [illegible] — [illegible] اور کوتاہی میں انتہا پر ہیں

کہ بر شمع خدا آرد پفو — شمع کے میرد بسوزد پوز او

جو خدائی شمع پر پھونک مارے — شمع کب بجھے گی اس کا منہ جل جائے گا

چوں تو خفاشاں بسے بینند خواب — کایں جہاں ماند یتیم از آفتاب

تجھ جیسی چمگادڑیں بہت [illegible] — کہ یہ دنیا سورج سے یتیم ہو جائے

موجہائے تیز دریاہائے روح — ہست صد چندانکہ بد طوفانِ نوحؑ

روح کے دریاؤں کی تیز موجیں — جتنا (حضرت) نوحؑ کا طوفان تھا اس سے سو گنا ہیں

۱ عجل۔ تو نے ان سے مریدوں کو بچھڑا پوجنے والا کہا ہے تو سن لے کہ شیخ میں جو نور ہے وہ نور حق ہے اگر وہ بچھڑے میں بھی نمودار ہو جائے تو بچھڑا قبلہ بن جائے اور اگر وہ نور قبلہ سے مفقود ہو جائے تو پھر اس کو سجدہ کرنا کفر ہو [illegible] پرستی بن جائے۔ اباحت۔ تو نے ہم سے کہا کہ [illegible] اباحت پیدا ہوئی تو سمجھ لے کہ اباحت کی دو قسمیں ہیں ایک اباحت تو وہ ہے جس کو اہل کلام اباحت کہتے ہیں یعنی حرام کو حلال سمجھ لینا یہ خواہش نفسانی سے پیدا ہوتی ہے اور گمراہی ہے ایک اباحت وہ ہے جو غلبہ حال سے پیدا ہوتی ہے جیسے سماع اور وجد یہ خدا کی جانب سے [illegible] کمال ہے۔

۲ آں طرف۔ [illegible] سے مراد آنحضور ہیں آپ نے فرمایا میرے ساتھ بھی ایک شیطان ہے لیکن اللہ [illegible] نے اس کے خلاف میری مدد کی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ مظہر عشق۔ ایسے نور والا عشق کا مظہر ہے اور خدا کا محبوب اور فرشتوں سے افضل ہے۔ سجدہ۔ حضرت آدم کو فرشتوں نے سجدہ [illegible] ان کی افضلیت کا بیان ہے مفضول افضل کو سجدہ کرتا ہے۔ شمع حق یعنی شیخ۔ گندہ پوز۔ گندہ [illegible] کے شیخ پر تیرے برا کہنے سے شیخ کا [illegible] ہوگا [illegible] منطمس۔ [illegible] بے نور ہونے والا۔ حکم۔ اگر تو شیخ کے باطنی اوصاف کو نہیں دیکھ سکتی اور ظاہر پر حکم لگاتی ہے تو بتا اس ظاہر سے زیادہ ظاہر [illegible] کیا ہے۔

۳ جملہ۔ تمام [illegible] ظاہری اعمال شیخ کے اعمال [illegible]

[illegible]

[illegible] تجھ جیسی چمگادڑیں چاہتی ہیں کہ شیخ جیسا آفتاب معدوم ہو جائے [illegible] روح کے دریا کی موجیں طوفان نوحؑ کی موجوں سے تیز ہیں [illegible]

لیک اندر چشم کنعاں موئے رست　　نوح و کشتی را بہشت و کوہ جست
لیکن کنعان کی آنکھ میں پرِبال اگ آیا　　(حضرت) نوح اور کشتی کو چھوڑا اور پہاڑ پر کودا

کوہ و کنعاں را فرو برد آں زماں　　نیم موجے تا بقعرِ امتہاں
اس وقت پہاڑ کو اور کنعان کو بہا لے گئی　　ذلت کی گہرائی میں آدھی موج

مہ فشاند نور و سگ وع وع کند　　سگ ز نورِ ماہ کے مرتع کند
چاند نور افشانی کرتا ہے اور کتا بھوں بھوں کرتا ہے　　کتا چاند کے نور سے کب اقتباس کرتا ہے؟

شبروان و ہمرہانِ مہ بتگ　　ترکِ رفتن کے کنند از بانگِ سگ
رات کے مسافر اور دوڑ میں چاند کے ساتھی　　کتے کے بھونکنے سے چلنا کب چھوڑتے ہیں؟

جزو سوئے کل رواں مانند تیر　　کے کند وقف از مہ پئے ہر گندہ پیر
جزو کل کی جانب تیر کی طرح رواں ہے　　وہ بڑھیا کی وجہ سے کب ٹھہرتا ہے؟

جانِ شرع و جانِ تقوی عارف ست　　معرفت محصول زہدِ سالف ست
عارف شرع کی جان اور تقوے کی جان ہے　　معرفتِ خداوندی پہلے تقوے کا نتیجہ ہے

زہد[2] اندر کاشتن کوشیدن ست　　معرفت آں کشت را روئیدن ست
تقوی کھیتی میں کوشش کرنا ہے　　معرفت اس کھیتی کا اگنا ہے

پس چو تن باشد جہاد و اعتقاد　　جانِ ایں کشتن نبات ست و حصاد
مجاہدہ اور اعتقاد جسم کی طرح ہے　　اس بونے کا مقصد پیداوار اور کاٹنا ہے

امرِ معروف او و ہم معروف اوست　　کاشفِ اسرار و ہم مکشوف اوست
وہ امر بالمعروف بھی ہیں اور معروف بھی　　وہ رازوں کے کھولنے والے ہیں اور راز بھی وہی ہیں

شاہِ امروزینہ و فردائے ماست　　پوست بندہ مغزِ نغزش دانما ست
وہ ہمارے آج اور کل کے شاہ ہیں　　چھلکا، عمدہ مغز کا تیغ غلام ہے

چوں[3] انا الحق گفت شیخ و پیش برد　　پس گلوی جملہ کوراں را فشرد
جب شیخ نے انا الحق کہا اور آگے بڑھ گئے　　تو تمام اندھوں کے گلے کو دبا دیا

چوں انای بندہ لا شد از وجود　　پس چہ ماند تو بیندیش اے جحود
جب بندے کا وجود (ذہنی) وجود کے اعتبار سے لا ہو گیا　　اے منکر! تو سوچ کہ کیا رہ گیا؟

---

1. کنعان۔ حضرت نوح کے بیٹے کنعان نے حضرت نوح اور ان کی کشتی کو چھوڑ کر کہا۔ ساوی الی جبل یعصمنی۔ میں پہاڑ پر ٹھکانا بناؤں گا وہ مجھے محفوظ رکھے گا۔ وہ ایک معمولی موج آئی اور اس نے کنعان اور پہاڑ کو ڈبو دیا۔ کتوں کے بھونکنے سے چاند اپنی ضوفشانی نہیں چھوڑتا۔ مرتع۔ چراگاہ۔ شبرو۔ رات کے مسافر چاند کی روشنی سے فائدہ اٹھا کر سفر کرتے رہتے ہیں کتوں کے بھونکنے سے وہ نہیں رکتے ہیں۔ جزو۔ یعنی مرید و معتقد۔ کل۔ یعنی شیخ۔ گندہ پیر۔ بوڑھی عورت جان شرع۔ عارف باللہ شریعت اور تقوے کا خلاصہ ہوتا ہے اس کو جو معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے وہ تقوے ہی کا نتیجہ ہے۔

2. زہد۔ زہد اور تقوی کھیتی کرنے کی کوشش کی طرح ہے اور معرفت خداوندی اس کھیتی کا اگنا ہے۔ جہاد۔ یعنی عمل صالح اور عقیدہ جسم کی طرح ہونے اور اس بونے یعنی عمل اور عقیدہ کی جان روئیدگی اور اس کا کاٹنا معرفت ہے۔ امر معروف۔ بھلی بات کا حکم یعنی تو نے کہا تھا کہ شیخ کبھار ہیں جو بھلائی کا حکم دیں۔ یعنی شیخ میں بھلائی نہیں ہے تو سمجھ لے وہ تو خود مجسم امر بالمعروف اور خود بھلے ہیں اور ان کے باطن کا حال یہ ہے کہ وہ کاشف اسرار ہیں اور خود مجسم اسرار ہیں یعنی شیخ ظاہراً و باطناً مکمل ہیں شاہ امروزینہ۔ وہ دنیا میں بھی ہمارے شاہ ہیں اور عقبیٰ میں بھی ہم پوست ہیں وہ مغز ہیں لہٰذا ہم ان کے غلام ہیں۔

3. چون انا الحق۔ شیخ مجسم شریعت ہے اگر وہ انا الحق کہے اور ظاہر بینوں کے نزدیک حد سے تجاوز کر جائے اور اس کی وجہ سے ظاہر بین غصہ میں مبتلا ہوں تو بھی خلاف شرع نہیں ہے۔ چون۔ جب بندوں کی اپنی ہستی اس کے ذہن سے فراموش ہو گئی تو پھر تو خود نہیں رہا اب سوائے خدا کچھ نہیں رہا۔

گر ترا اِ چشم ست بگشا در نگر بعدِ لا آخر چہ می ماند دگر
اگر تیرے آنکھ ہے کھول، دیکھ "لا" کے بعد آخر اور کیا رہ گیا؟

اے بُریدہ آں لب و حلق و دہاں کہ کُند تف سُوئے مہ یا آسماں
اے (بڑھیا) وہ ہونٹ اور حلق (اور) منہ کٹ جائے جو چاند یا آسمان کی طرف تھوکے

تُف برُویش باز گرد و بیشکے تُف سُوی گردوں نیابد مسلکے
بیشک تھوک اس کے منہ پر واپس آ جائے گا تھوک آسمان کی جانب راہ یاب نہیں ہوتا

تا قیامت تف برو بارد ز رب ہمچو تبت بر روانِ بو لہب
اللہ تعالیٰ کی جانب سے قیامت تک اس پر تھوک برسے گا جیسا کہ ابولہب کی روح پر تبت

طبل و رایت ہست ملک شہریار ننگ کسے کہ خواند او را خوار
طبل اور جھنڈا بادشاہ کی ملکیت ہے وہ [illegible] ہے جو اس کو [illegible] کہے

آسمانہا ۲ بندۂ ماہِ وے اند شرق و مغرب جملہ ناں خواہِ وے اند
آسمان اس کے چاند کے غلام ہیں مشرق و مغرب سب اس کی روٹی کے بھکاری ہیں

زانکہ لولاک ست بر توقیعِ او جملہ در انعام و در توزیعِ او
کیونکہ اس کے طغرے میں "لولاک" ہے سب اس کے انعام اور بخشش میں ہیں

گر نبودے ۳ او نیابیدے فلک گردش و نور و مکانیِ ملک
اگر وہ نہ ہوتا آسمان کو حاصل نہ ہوتی گردش اور نور اور فرشتے کا مکان بننا

گر نبودے او نیابیدے بحار ہیبت ماہی و دُرِّ شاہوار
اگر وہ نہ ہوتا سمندر کو حاصل نہ ہوتی مچھلی اور در شاہوار کی صورت

گر نبودے او نیابیدے زمیں در درونہ گنج و بیروں یاسمیں
اگر وہ نہ ہوتا تو زمین کو حاصل نہ ہوتا اندر خزانہ اور باہر چنبیلی

رزقہا ہم رزق خوارانِ وے اند میوہا لب خشک بارانِ وے اند
رزق بھی اس کے رزق خور ہیں میوے اس کی بارش کے پیاسے ہیں

ہیں کہ معکوس ست در امر ایں گرہ صدقہ بخشِ خویش را صدقہ بدہ
ہم خداوندی میں یہ الٹا عقدہ ہے اپنے صدقہ دینے والے کو تو صدقہ دے

---

۱ گر ترا اگر تیرے حقیقت میں آنکھ ہے تو غور کر لے اے بریدہ۔ اگر اب بھی کوئی احمق بڑھیا جیسی حرکت کرے تو آسمان کی طرف تھوکتا ہے جس کی برائی خود اس پر آئے گی۔ تف ایسے بزرگوں کی تحقیر کرنے والا خود اس میں مبتلا ہے تا قیامت۔ اور ایسے لوگوں پر خدا کی تف قیامت تک رہے گی جس طرح ابولہب کے بارے میں سورۂ تبت بد دعا برحق رہے گی۔ طبل۔ جبلہ شیخ شاہ ہیں اور شاہ نقارہ اور جھنڈے کا مالک ہوتا ہے تو ان کو طبل خوار یعنی بد ذوق کہے گا جو خود سیاہ ہو۔

۲ آسمانہا۔ جبلہ شیخ میں ور حق ہے تو زمین و آسمان اس کے غلام ہیں اور بقاء کائنات اس کے طفیل ہے۔ زانکہ یعنی وہ نور ہے جو آنحضور میں تھا جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر تم نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان کو نہ پیدا کرتا اور شیخ وہی نور حاصل ہوا ہے تو اب تمام عالم ان کا طفیل ہے۔ جبلہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق ہیں۔

۳ گر نبودے۔ چونکہ ان میں وہ نور ہے اگر وہ نور نہ ہوتا تو زمین و آسمان نہ ہوتے لہٰذا آسمانوں کی گردش اور اس کا نور اس کا فرشتوں کا مقام ہونا سمندروں میں مچھلی اور موتی زمین کے اندر کے خزانے اور باہر کے پھل بوٹے سب اس کے طفیل ہے۔ رزقہا۔ رزق خوروں کا رزق اور پھلوں کے لئے بارش سب ان کے طفیل ہے۔ ہیں۔ فقراء کو جو صدقہ دینے کا حکم ہے اس میں یہ عجب لطیفہ ہے کہ فقراء اور شیوخ ہی سے تمہیں یہ دولت ملی ہے تو گویا وہ دولت انہوں نے عطا کی اب تم سے ... چاہتے کہ تم ان لوگوں سے جو صدقہ دیا ہے ان کو صدقہ دے۔

از فقیر ستت ہمہ زرّ و حریر | ہیں اغنی را دہ زکاتے اے فقیر
تیرا تمام سونا اور حریر فقیر کی وجہ سے ہے | اے فقیر تو مالدار کو زکوٰۃ ادا کر

چوں تو ننگے جُفتِ آں مقبولِ روح | چوں عیالِ کافر اندر عقدِ نوحؑ
تجھ جیسی ذلیل کا اس مقبول روح کی بیوی ہونا | جیسے کہ حضرت نوحؑ کے نکاح میں کافر بیوی

گر نبودے نسبتِ توزیں سَرا | پارہ پارہ کردمے ایں دم تُرا
اگر اس گھر سے تیری نسبت نہ ہوتی | اسی وقت میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا

دادمے آں نوح را از تو خلاص | تا مُشرّف گشتمے من در قصاص
اس نوحؑ کو تجھ سے نجات دلاتا | تاکہ میں قصاص سے مشرف ہو جاتا

لیک ۲ باخانہ شہنشاہِ زمن | ایں چنیں گستاخیِ ناید زمن
لیکن شاہِ زمانہ کے گھر کے ساتھ | مجھ سے ایسی گستاخی نہیں ہو سکتی

رَو دُعا کُن کہ سَگ ایں موطنی | ورنہ اکنواں کردمے من کردنی
جا دعا دے کہ تو اس جگہ کی کتیا ہے | ورنہ میں جو کچھ کرتا تھا کر گزرتا

باز گشتنِ مُرید از وثاقِ شیخ و پُرسیدن از مردم و نشان دادنِ ایشاں کہ شیخ بفلاں بیشہ رفتہ است

شیخ کے گھر سے مرید کا لوٹنا اور لوگوں سے دریافت کرنا اور ان کا پتا دینا کہ شیخ فلاں جنگل میں گئے ہیں

بعدازاں پُرساں شد اُو از ہر کسے | شیخ را می جُست از ہر سُو بسے
اس کے بعد وہ ہر شخص سے سوالی بنا | وہ ہر جانب شیخ کو بہت ڈھونڈ رہا تھا

پس کسے گفتش کہ آں قطبِ دیار | رفت تا ہیزم کشد از کوہسار
تو کسی نے اس سے کہا کہ وہ قطب عالم | گئے ہیں تاکہ پہاڑ سے لکڑیاں لائیں

آں مُریدِ ذوالفقار ۳ اندیش تفت | در ہوایِ شیخ سُوئے بیشہ رفت
وہ تیز سمجھ والا مرید جلد | شیخ کی محبت میں جنگل کی طرف چل دیا

دیو می آورد پیشِ ہوشِ مرد | دوسہ تا خُفیہ گردد مہ زگرد
شیطان مرد کی عقل کے سامنے لاتا تھا | دوسہ تاکہ چاند گرد میں چھپ جائے

کایں چنیں زن راچرا ایں شیخِ دیں | دارد اندر خانہ یار و ہمنشیں
کہ دین کے شیخ نے ایسی عورت کو کیوں | گھر میں یار اور ساتھی بنایا ہے؟

۱ ہیں۔ تو اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ ہم فقیروں سے کہا جا رہا ہے کہ تو غنی یعنی فقیر اور شیخ کو صدقہ دے۔ چوں تو۔ شیخ کے مفاخر اور فضائل بیان کرنے کے بعد بیوی کو سرزنش شروع کی ہے کہ تجھ جیسی عورت اس شیخ کے گھر میں ہے تو ایسا ہی ہے جیسے حضرت نوحؑ کے گھر میں کافر عورت تھی۔ گر نبودے۔ تجھے شیخ سے نسبت ہے ورنہ تیری گستاخی پر تیرے ٹکڑے کر ڈالتا اور نوح صفت شیخ کو تجھ سے نجات دلاتا۔ مشرف۔ اگر تیرے قتل کرنے پر مجھے بدلے میں قتل کیا جاتا تو میرے لئے باعث شرف ہوتا۔

۲ لیک۔ مجبوری یہی ہے کہ تجھے شیخ سے نسبت ہے۔ رو دعا کن۔ جا دعا دے کہ تو اس در کی کتیا ہے اس لئے میرے ہاتھ سے بچ گئی۔ بعدازاں۔ بیوی کو یہ ملامتیں کرنے کے بعد وہ مرید شیخ کی جستجو میں لگ گیا۔ ہیزم کشد۔ کسی نے اس کو بتایا کہ شیخ جنگل سے لکڑیاں لینے گئے ہیں۔

۳ ذوالفقار اندیش۔ یعنی اس کا ذہن ایسا ہی تیز تھا جیسے کہ حضرت علی کی ذوالفقار تلوار تیز تھی۔ دیو۔ شیطان نے شیخ کی بیوی کے سلسلہ میں مرید کے دل میں دوسے پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ کایں چنیں۔ دوسہ یہ تھا کہ شیخ نے اس بدزبان عورت کو بیوی کیوں بنا رکھا ہے شاید شہوت سے مغلوب ہیں۔

ضد را با ضد ایناس[1] از کجا　　با امام الناس' نسناس از کجا
ضد کو ضد سے انس کہاں سے　　انسانوں کے امام کے ساتھ بن انس کہاں سے

باز اولا حول می کرد آں شیں　　کاعتراض من بریں کفرست و کیں
پھر وہ آتشی لاحول پڑھتا　　کہ میرا ان پر اعتراض کرنا کفر اور کینہ ہے

من کہ باشم با تصرفہائے حق　　کہ برآرد نفس من اشکال و دق
اللہ تعالیٰ کے تصرفات کے روبرو میں کون ہوتا ہوں　　کہ میرا نفس اشکال اور اعتراض کرے

باز نفسش حملہ می آورد زود　　زیں تعرض در دلش چوں کاہ دود
پھر اس کا نفس جلد حملہ کرتا　　اس تعرض سے اس کے دل میں اس طرح گھاس دھواں پیدا کرتی ہے

کہ چہ نسبت دیو را با جبرئیل[2]　　کہ بود با او بصحبت ہم مقیل
کہ شیطان کو جبرئیل سے کیا نسبت؟　　کہ وہ صحبت میں اس سے ہمخواب ہو

چوں تواند ساخت با آزر خلیل　　چوں تواند ساخت با رہزن دلیل
خلیل' آزر کے ساتھ کیسے نباہ کر سکتا ہے؟　　رہنما' ڈاکو کے ساتھ کیسے نباہ کر سکتا ہے؟

یافتن آں مرید مراد او ملاقات او باشیخ نزدیک آں بیشہ

مرید کا مراد حاصل کر لینا اور جنگل کے قریب شیخ سے اس کی ملاقات

اندریں بود او کہ شیخ نامدار　　زود پیش افتاد بر شیرے سوار
وہ اسی میں تھا کہ نامور شیخ　　ایک شیر پر سوار بہت جلد سامنے آ گئے

شیر غراں ہیزمش را می کشید　　بر سر ہیزم نشستہ آں سعید
شیر غراتا ہوا ان کا ایندھن کھینچ رہا تھا　　وہ نیک بخت ایندھن پر بیٹھے ہوئے تھے

تازیانہ اش مار نر بود از شرف　　مار را بگرفتہ چوں خرزن بکف
بزرگی کی وجہ سے ان کا کوڑا نر سانپ تھا　　سانپ کو کوڑے کی طرح ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے

تو یقیں[3] میداں کہ ہر شیخے کہ ہست　　ہم سواری می کند بر شیر مست
تو یقین کر کہ جو شیخ بھی ہے　　وہ مست شیر پر سواری بھی کرتا ہے

گرچہ آں محسوس و ایں محسوس نیست　　لیک آں بر چشم جاں ملبوس نیست
اگرچہ وہ محسوس اور یہ محسوس نہیں ہے　　لیکن وہ باطن کی آنکھ پر پوشیدہ نہیں ہے

صد ہزاراں شیر زیر ران شاں　　پیش دیدہ غیب داں ہیزم کشاں
لاکھوں شیر ان کی ران کے نیچے　　غیب داں آنکھ کے سامنے لکڑیاں ڈھونے والے ہیں

---

[1] ایناس۔ محبت امام الناس۔ یعنی شیخ۔ نسناس۔ بن مانس یعنی بیوی۔ کاعتراض یعنی شیخ پر بدگمانی۔ دق۔ اعتراض۔ تصرفہای۔ ایسی بدصورت کا شیخ کی بیوی ہونا خدائی تصرف ہے وہ خود مصلحت جانتا ہے ہمیں اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ باز۔ وہ لاحول پڑھتا لیکن نفس پھر اس کے دل میں اسی طرح وسوسہ پیدا کر دیتا جیسا کہ گھاس بہت دھواں پیدا کر دیتی ہے۔ دیو۔ شیطان یعنی بیوی۔

[2] جبرئیل۔ یعنی شیخ۔ ہم مقیل۔ ہمخواب۔ آزر۔ حضرت ابراہیم کا باپ۔ اندریں۔ مرید اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ شیخ ایک شیر پر سوار اس کے سامنے آ گئے۔ شیر غراں۔ اس نے دیکھا کہ شیر غرا رہا ہے اور اس کی کمر پر لکڑیاں اور شیخ ان لکڑیاں پر بیٹھے چلے آ رہے ہیں۔ تازیانہ۔ ہاتھ میں ایک سانپ ہے جس سے کوڑے کا کام لے رہے ہیں۔ خرزن۔ تازیانہ۔

[3] تو یقین۔ شیخ ابوالحسن ہی نہیں بلکہ ہر شیخ مست شیر پر سوار ہے۔ گرچہ۔ فرق اتنا ہے کہ شیخ ابوالحسن کے شیر نظر آ رہا تھا دوسرے شیوخ کے عوام کو نظر نہیں آتے ہیں صرف ان لوگوں کو نظر آتے ہیں جن کو چشم بصیرت حاصل ہو۔ صد ہزاراں۔ بزرگوں اور شیوخ کی سواری میں لاکھوں شیر ہیں جو ان کی خدمت کرتے ہیں مولانا کی مراد شیروں سے نفس لوامہ ہے جیسا کہ گزشتہ دفتروں میں لومڑی اور شیر کے قصہ سے واضح ہوتا ہے۔

لیک آں یک را خدا محسوس کرد | تا کہ بیند نیز اُو کہ نیست مَردا[1]
لیکن خدا نے اس ایک کو ظاہر کر دیا | تا کہ وہ بھی دیکھ لے جو مرد میدان نہیں ہے

دیدش از دور و بخندید آں خدیو | گفت آں رامشواے مفتونِ دیو
انہوں نے اس کو دور سے دیکھا اور وہ شاہ ہنس پڑے | فرمایا اے شیطان کے قریب خوردہ اس کی نہ سن

از ضمیرِ اُوبد انست آں جلیل | ہم زنورِ دل بلے نعم الدلیل
ان بزرگ نے اس کے دل میں سے جان لیا | دل کے نور سے ہاں وہ اچھا رہنما ہے

خواند بروے یک بیک آں ذوفنوں | انچہ دررہ رفت باوے تا کنوں
ان ہنر مند نے ایک ایک بتا دیا | جو اس پر راستہ اب تک گزرا

بعدازاں[2] در مُشکلِ انکارِ زن | بر کشاد آں خوش سَرایندہ دہن
اس کے بعد عورت کے انکار کے اشکال کے سلسلہ میں | ان خوش گو نے منہ کھولا

کاں تحمل از ہوی نفس نیست | آں خیالِ نفسِ تُست اینجا مایست
کہ وہ برداشت نفسانی خواہش کی وجہ سے نہیں ہے | وہ تیرے نفس کا وہم ہے اس جگہ قائم نہ رہ

گرنہ صبرم می کشیدے بارِ زن | کے کشیدے شیرِ نر بیگارِ من
اگر بیوی کے بوجھ کو میرا صبر برداشت نہ کرتا | تو نر شیر میری بیگار کب برداشت کرتا؟

اشتران بُختیم اندر سَبق | مست و بیخود زیرِ محملہائے حق
میں سابقت میں بختی اونٹ ہوں | اللہ کے کجاووں کے نیچے مست اور بے خود ہوں

مَن[3] نیم دَر امر و فرماں نیم خام | تابیندیشم مَن از تشنیعِ عام
میں حکم اور فرمان کے بارے میں خام نہیں ہوں | کہ عوام کے طعن، تشنیع کی فکر کروں

عام ما و خاصِ ما فرمانِ اُوست | جانِ ما بر رُو دَوان جویانِ اُوست
ہمارے عام اور ہمارا خاص اس کا حکم ہے | ہماری جان منہ کے بل اس کی تلاش میں دوڑ رہی ہے

دورم از تحسین و تشویقش ہمہ | فارغ از تکذیب و تصدیقش ہمہ
میں ان کی تعریف اور شوق دلانے سے بالکل دور ہوں | ان کے جھٹلانے اور تصدیق سے بالکل بے نیاز ہوں

فردیِ ما جفتیِ مانہ از ہواست | جانِ ما چو مُہرہ دردستِ خداست
ہمارا اکیلا پن اور جوڑا ہونا نفس کی خواہش سے نہیں ہے | ہماری جان نرد کی طرح خدا کے ہاتھ میں ہے

بارِ آں ابلہ کشیم و صد چو او | نے زعشقِ رنگ و نے سودائے بُو
ہم اس بیوقوف کا اور اس جیسے سینکڑوں کا بار برداشت کرتے ہیں | نہ رنگت کے عشق سے اور نہ خوشبو کے خیال سے

---

[1] مرد۔ یعنی عوام بھی دیکھ لیں۔ آں رامشو۔ یہ شیطان کے وسوسے کی بات نہ سننا۔ از ضمیر شیخ نے جو اس کو نصیحت کی اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو کشف سے اس کے دل کا وسوسہ معلوم ہو گیا تھا۔ نعم الدلیل۔ اس کے دل کی بات کیوں نہ معلوم ہوتی کشف بہترین راہنما ہے۔ خواند۔ اس کے دل پر جو وساوس گزرے تھے وہ سب اس کو بتا دیئے۔

[2] بعدازاں۔ عورت نے شیخ کی بزرگی کا انکار کیا تھا اس سے اس کے دل میں اشکال پیدا ہوا تھا کہ ایسی عورت کو بیوی کیوں بنا رکھا ہے۔ شیخ نے اس کا جواب دینا شروع کیا۔ کاں تحمل۔ اس کو میں نے نفسانی خواہش کی وجہ سے بیوی نہیں بنا رکھا ہے بلکہ اپنے نفس کی اصلاح اور صبر کی طاقت بڑھانے کے لئے بیوی بنا رکھا ہے۔ اشتراں۔ ہم صوفیوں کی مثال نیکیوں کی جانب سبقت کرنے میں بختی اونٹوں کی سی ہے اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کا بوجھ مستی اور بے خودی سے برداشت کرتے ہیں۔

[3] من نیم۔ میں بھی خدا کے احکام کے بارے میں کچا نہیں کہ کسی معاملہ میں عام بدنامی یا خاص بدنامی سے ڈروں۔ عام ما۔ ہمارا عوام و خواص سے واسطہ نہیں، ہمارا تعلق تو صرف فرمان خداوندی سے ہے۔ دورم۔ مجھے لوگوں کی تعریف کی پرواہ ہے نہ مذمت کی۔ فردی۔ کسی سے علیحدگی یا کسی کے ساتھ رہنا اپنی خواہش سے نہیں ہے بلکہ منشاء خداوندی کے مطابق ہے۔ بارآں۔ اس بیوقوف بیوی ہی کا کیا میں اس جیسے سینکڑوں کا بار صرف رضا خداوندی کے لئے برداشت کرتا ہوں۔

۱ اینقدر را خود درسِ شاگردانِ ماست | کرّ و فرِّ ملحمہ ما تا کجاست
اتنا تو ہمارے شاگردوں کا سبق ہے | ہماری جنگ کا کروفر کہاں تک ہے؟

تا کجا آنجا کہ جا را راہ نیست | جز سنا برقِ مہ اللہ نیست
وہاں تک ہے' جہاں مکان کے لئے راستہ نہیں ہے | سوائے اللہ تعالیٰ کے چاند کے نور کی چمک نہیں ہے

از ہمہ اوہام و تصویرات دور | نور نورٌ نور نورٌ نورِ نور
تمام وہموں اور تصوروں سے دور ہے | نوری نور' نور ہی نورا' نور کا نور ہے

بہرِ تو من پست کردم گفتگو | تا بسازی با رفیقِ زشت خو
تیری خاطر میں نے پست گفتگو کی | تاکہ تو بدخو ساتھی سے بنائے رکھے

تا کشی خندان و خوش بارِ حرج | از پے اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجْ
تاکہ تو تنگی کا بار بھی خوشی برداشت کرلے | صبر کشادگی کی کنجی ہے کی خاطر

چوں۲ بسازی با خسیِ ایں خساں | گردی اندر نورِ سنتہا رساں
جب تو ان کمینوں کے کمینہ پن سے بنالے گا | سنتوں کے نور میں پہنچ جائے گا

کانبیا رنجِ خساں بس دیدہ اند | از چنیں ماراں بسے پیچیدہ اند
کیونکہ نبیوں نے کمینوں سے بہت تکلیف اٹھائی ہے | ایسے سانپوں سے بہت پیچ و تاب میں رہے ہیں

چوں مراد و حکمِ یزدانِ غفور | بود در قدمت تجلی و ظہور
چونکہ اللہ غفور کا مقصود اور حکم | ازل میں تجلی اور ظہور تھا

بے۳ زضدے ضد را نتواں نمود | واں شہِ بےمثل را ضدے نبود
کسی ضد کے بغیر ضد کو نہیں دکھایا جا سکتا | اور اس بے مثل شاہ کا کوئی ضد نہ تھا

حکمت در اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

"میں زمین میں قائم مقام بنانے والا ہوں؟" میں حکمت

پس خلیفہ ساخت صاحب سینۂ | تا بود شاہیش را آئینۂ
اس نے صاحب دل کو خلیفہ بنا دیا | تاکہ وہ اس کی شاہی کا آئینہ ہو

پس صفائی بیحد و دش داد او | وانگہ از ظلمت ضدش بنہاد او
پھر اس نے اس کو بے حد صفائی آرستگی بخش دی | پھر اس نے اس کی ضد تاریکی سے بنا دی

---

۱ اینقدر۔ جس قدر تعلق مع اللہ اور اس کے احکام کے اتباع کا ذکر ہے یہ تو ہمارے شاگردوں کو بھی ہے اور خدا کے کرم سے ہمارا مرتبہ تو اس سے بہت زیادہ ہے۔ تا کجا۔ ہماری پہنچ تو ذات لامکانی کے مشاہدہ میں ہے جہاں نور ہی نور ہے اور جو تصور اور خیال سے بالاتر ہے۔ بہر تو۔ میں نے جو اپنے آپ کو بخشی لوٹ بتلایا تھا اور کہا تھا کہ ہم بیوقوفوں کی صحبت اصلاح نفس کے لئے برداشت کرتے ہیں یہ اپنے مقام سے پست گفتگو تیری نصیحت کیلئے کی تھی تاکہ تو صبر کی عادت ڈال لے۔

۲ چوں بسازی۔ جب تو کمینوں کے کمینہ پن کو برداشت کرے گا تو رسولوں کی سنت کا عامل بن جائے گا۔ کانبیا۔ رسولوں اور نبیوں نے کمینوں کے ہاتھوں بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں اور صبر کیا ہے اور ان سانپ بچھوؤں سے بہت پیچ و تاب میں رہے ہیں۔ چوں مراد۔ اب اس کی حکمت بیان فرماتے ہیں کہ ابرار و اشرار کی یہ آویزش کیوں ہے حضرت حق تعالیٰ نے اپنی تجلی اور ظہور چاہا تو ظاہر ہے کہ ایک چیز کا پورا علمی ظہور جب ہو سکتا تھا کہ اس کی ضد بھی پیدا کردی جائے۔

۳ بے زضد۔ جبکہ علمی اعتبار سے ایک چیز کا ظہور دوسری ضد کے ظہور پر موقوف ہے اور حق تعالیٰ کی کوئی ضد نہ تھی تو حضرت حق تعالیٰ نے ایک اپنا خلیفہ بنایا تاکہ اس کے اوصافِ کمال حضرت حق تعالیٰ کے اوصاف کا آئینہ بن جائیں۔ پس۔ اللہ تعالیٰ نے اس خلیفہ میں اپنی صفات ودیعت فرما دیں اور اس کے بالمقابل ایک مخلوق ایسی پیدا فرمائی جو تاریکی سے پر ہے۔ وش۔ خود آراستگی

دو۱ علم برساخت اسفید و سیاہ — آں یکے آدم دگر ابلیس راہ
سفید اور سیاہ دو جھنڈے بلند کر دیئے — ایک آدم کا دوسرا شیطانی راستہ

درمیانِ آں دو لشکر گاہِ زفت — چالش و پیکار آنچہ رفت رفت
ان دو عظیم لشکر گاہ میں — جنگ و پیکار جو بھی ہوئی وہ ہوئی

ہمچناں دورِ دوم ہابیل شد — ضدّ نور پاک او قابیل شد
اسی طرح دوسری بار ہابیل ہوا — اس کے پاک نور کی ضد قابیل ہوا

ہمچناں ایں دو علم از عدل و جور — تا بہ نمرود آمد اندر دور دور
اسی طرح انصاف اور ظلم کے یہ دو جھنڈے — سلسلہ بہ سلسلہ نمرود تک آئے

ضدّ ابراہیم گشت و خصم او — واں دو لشکر کیں گزار و جنگجو
وہ حضرت ابراہیم کی ضد اور دشمن ہوا — اور وہ دونوں لشکر کینہ کش اور جنگجو رہے

چوں۲ درازی جنگ آمد ناخوشش — فیصل آں ہر دو آمد آتشش
جب اس کو جنگ کا طول ناگوار ہوا — ان دونوں کا فیصلہ کرنے والی اس کی آگ آ گئی

حکم کرد او آتشے را و نکر — تا شود حلِ مشکلِ آں دو نفر
پھر اس نے آگ اور عذاب کو حکم دے دیا — تا کہ دونوں شخصوں کی مشکل حل ہو جائے

دور دور و قرن قرن ایں دو فریق — تا بفرعون و بموسیٰ شفیق
زمانہ بہ زمانہ اور قرن بہ قرن یہ دونوں فریق — فرعون اور مہرباں موسیٰ تک

سالہا اندر میاں شاں حرب بود — چوں ز حد رفت و ملولی میفزود
ان کے درمیان سالوں جنگ ہوئی — جب حد سے بڑھ گئی اور ملال بڑھانے لگی

آبِ دریا را حکم سازید حق — تا کہ ماند کہ برد زیں دو سبق
اللہ تعالیٰ نے دریا کے پانی کو حکم بنایا — کہ کون باقی رہتا ہے اور ان دونوں میں کون بازی لے جاتا ہے

تا کہ فرعون راباں فرعونیاں — آبِ دریا غرق شاں کرد آں زماں
یہاں تک کہ فرعون کو مع فرعونیوں کے — اس وقت ان کو دریا کے پانی میں ڈبویا

ہم نکر سازید از بہرِ ثمود — صیحہ کہ جانِ شاں را در ربود
ثمود کے لئے بھی عذاب بنا دیا — وہ چیخ کہ جو ان کی جان کو اچک لے گئی

ہم نکر سازید بہرِ قوم عاد — زود خیزے تیز رو یعنی کہ باد
قوم عاد کے لئے بھی عذاب بنا دیا — جلد اٹھنے والی تیز رفتار یعنی ہوا کو

۱ دو علم۔ تو اب دو شخصیتیں رونما ہو گئی ایک سفید اور ایک سیاہ یعنی حضرت آدم اور شیطان۔ درمیان۔ اب دونوں قسم کی مخلوق میں متضاد اوصاف ہیں اور ہر ایک خدا کی متضاد صفات کا مظہر ہے سب سے پہلے تو حضرت آدم اور شیطان ان صفات کے مظہر ہیں۔ دور دوم۔ پھر ہابیل اور قابیل مظہر ہیں۔ ضد ابراہیم۔ پھر حضرت ابراہیم اور نمرود میں کشمکش ہوئی اور وہ دونوں مظہر ہے۔

۲ چون درازی۔ جب ابراہیم اور نمرود کی جنگ دراز ہوگئی تو آگ کو دونوں کا حکم بنا دیا اور اس نے فیصلہ کر دیا کہ ابراہیم حق پر ہیں اور نمرود باطل پر ہے دور دور۔ ہر زمانہ میں اس طرح کے دو گروہوں میں کشمکش جاری ہے حضرت موسیٰ اور فرعون میں بھی کشمکش رہی اور ان کی ایک جنگ و جدل نے طول پکڑا۔

۳ آب دریا۔ حضرت موسیٰ اور فرعون کی باہمی آویزش میں دریائے نیل کو حکم دے دیا اس نے حضرت موسیٰ کو جتا دیا اور فرعون غرق ہو کر ہار گیا۔ بہر ثمود۔ ثمود چیخ کے عذاب سے ہلاک ہوئے۔ قوم عاد۔ اس قوم کو تیز ہوا نے ہلاک کر دیا۔

ہم ۱ انگر سازید بر قاروں زکیں تا فرو بردش چو اژدرہا زمیں
غصہ سے قارون کے لئے بھی عذاب بنا دیا حتیٰ کہ زمین اس کو اژدھے کی طرح نگل گئی

تا حلیمی زمیں شد جملہ قہر برد قاروں را و گنجش را بقعر
حتیٰ کہ زمین کی بردباری سب قہر بن گئی قارون اور اس کے خزانے کی گہرائی میں لے گئی

لقمہ راکاں ستونِ ایں تن ست دفعِ تیغِ جوع ناں چوں جوشن ست
اس لقمہ کو جو اس جسم کا ستون ہے روٹی کی بھوک کی تلوار کے دفعیہ کے لئے زرہ کی طرح ہے

چونکہ حق قہرے نہد درنانِ تو چوں خناق آں نانِ بگیرد در گلو
جب خدا تیری روٹی میں قہر پیدا کر دیتا ہے وہ روٹی گلے میں خناق کی طرح پھنس جاتی ہے

ایں ۲ لباسے کہ زسرما شد مجیر حق دہد اورا مزاج زمہریر
یہ لباس جو سردی میں پناہ دینے والا تھا اللہ تعالیٰ اس میں ٹھنڈک کا مزاج پیدا فرما دیتا ہے

تا شود بر جسمت ایں جبہ شگرف سرد ہمچوں یخ گزندہ ہمچو برف
حتیٰ کہ یہ عجیب جبہ تیرے جسم پر ہو جاتا ہے یخ کی طرح ٹھنڈا برف کی طرح کاٹنے والا

تا گریزی از وشق ہم از حریر زو پناہ آری بسوئے زمہریر
حتیٰ کہ تو پوستین اور حریر سے بھی گریز کرے گا اور اس سے زمہریر کی طرف پناہ پکڑے گا

تو دو قلہ نیستی یک قلہ غافل از قصہ عذاب ظلہ
تو دو قلے نہیں ہے ایک قلہ ہے یوم الظلہ کے عذاب کے قصہ سے غافل ہے

امرِ حق آمد بشہرستان و دہ خانہ و دیوار را سایہ مدہ
شہر اور گاؤں میں اللہ تعالیٰ کا حکم آیا گھر اور دیوار کو سایہ نہ دے

مانع ۳ از باراں میاش و آفتاب تابداں مرسل شدند امت شتاب
بارش اور سورج سے مانع نہ بن یہاں تک کہ امت جلد اس رسول کے پاس گئی

کہ بمردیم اغلب اے مہتر اماں باقیش از دفترِ تفسیر خواں
کہ ہم زیادہ تر مر گئے اے سردار! اماں اس کا باقی تفسیر کی کتاب میں پڑھ لے

چوں عصا اژدر کرد آں چُست دست گر ترا عقلے ست ایں نکتہ بس ست
جبکہ اس چابک دست نے لاٹھی کو سانپ بنا دیا اگر تیرے اندر عقل ہے یہ نکتہ کافی ہے

ہمچنیں تا دور و طور مصطفےٰ با بوجہل آں سپہدارِ جفا
اسی طرح مصطفےٰ کے طور اور دور تک ابوجہل کے ساتھ جو ظلم کا سپہ سالار تھا

---

۱ ہم خلم۔ قارون کے لئے زمین جیسی پروقار اور بردبار چیز کو سبب عذاب بنا دیا اور وہ اس کو اژدھے کی طرح نگل گئی۔ لقمہ۔ زمین میں بردباری تھی لیکن قارون کے لئے قہر آلود ہوگئی وہ تو غذا جیسی چیز کو جو انسان کی مددگار اور مدارِ حیات ہے موت کا سبب بنا دیتا ہے۔ خناق۔ یہ ایک مرض ہے جس میں گلے اور حلق پر ورم آجاتا ہے اور سانس بند ہو جاتا ہے اور سانس بند ہو جانے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

۲ ایں لباسے۔ گرم کپڑوں میں ٹھنڈک پیدا فرما دیتا ہے اور وہ برف کی طرح ہو جاتے ہیں۔ وشق۔ پوستین۔ زمہریر۔ سخت ٹھنڈک یعنی تو زمہریر کو اس گرم کپڑے سے زیادہ غنیمت سمجھے گا۔ دو قلہ۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر دو مٹکے پانی ہو اور اس میں نجاست گر جائے تو ناپاک نہیں ہوتا یعنی تو مردِ کامل نہیں ہے۔ عذاب ظلہ۔ اصحاب ایکہ پر عذاب آیا تو خدا نے مکانات اور در و دیوار کو حکم دے دیا کہ وہ ان پر سایہ نہ کریں چنانچہ وہ لوگ سورج کی گرمی سے مر گئے۔

۳ مانع۔ جب مکانات وغیرہ بارش اور دھوپ سے مانع نہ بنے تو وہ لوگ بھاگ کر اپنے رسول حضرت شعیبؑ کے پاس گئے۔ کہ بمردیم۔ چلانے لگے کہ ہم مرنے کے قریب ہیں امن دیجئے اب ہم اس قصہ کو چھوڑتے ہیں تو تفسیر کی کتابوں میں پڑھ لینا۔ چست دست۔ چابکدست یعنی حضرت موسیٰؑ۔ ایں نکتہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے کمال کو ثابت کرنے اور حق کو قبول کرنے کے لئے۔ ہمچنیں۔ آنحضورؐ اور ابوجہل کا مقابلہ ہوا اور آنحضورؐ کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ کے ہاتھ کی کنکریوں نے آپ کی رسالت کی گواہی دی۔

سنگ در تسبیح آمد در شتاب — از میانِ اصبعین آفتاب ۱
فوراً سنگ (ریزے) تسبیح کرنے لگے — آفتاب کی انگلیوں میں سے

منکر آں دید و فرونا درد سر — دشمنی او کور کردش از نظر
منکر نے اس کو دیکھا اور سر نہ جھکایا — دشمنی نے اس کو دیکھنے سے اندھا کر دیا

تو نظر داری و لے امعانش نیست — چشمہ افسردہ است و کردہ ایست
تو نظر رکھتا ہے لیکن اس میں گہرائی نہیں ہے — ٹھٹھرا ہوا چشمہ ہے اور وہ رک گیا ہے

زیں ہمی گوید نگارندہ فکر — کہ بکن اے بندہ امعانِ نظر
اسی لئے عقل کا نقش و نگار کرنے والا فرماتا ہے — کہ اے بندے! گہری نظر کر

آں نمی خواہد کہ آہن کوب سرد — لیک اے پولاد بر داؤد گرد
وہ نہیں چاہتا کہ تو ٹھنڈا لوہا کوٹے — لیکن اے فولاد! داؤد کام چلکر کاٹ

تن ۲ بمردت سوی اسرافیل راں — دل فسردت رو بخورشید رواں
تیرا جسم مر گیا تو اسرافیل کے پاس جا — تیرا دل ٹھٹھر گیا ہو تو روح کے آفتاب کے پاس جا

در خیال از بسکہ گشتی مکتسی — نک بو فسطائیِ بدظن رسی
تو خیالات کو بہت پہننے والا بن گیا — اب تو بدظن سوفسطائی کے پاس جاتا ہے

او خود از لبِّ خرد معزول بود — شد ز حس محروم و معزول از وجود
وہ خود عقل کے جوہرے جدا تھا — حس سے محروم اور وجود سے جدا ہوگیا

گر ز خود و ز لبِّ خود معزول گشت — از وجودِ حسِ خود مفصول گشت
وہ اگر اپنے آپ سے اور عقل سے جدا ہوا — تو اپنے حس کے وجود سے جدا ہو گیا

ہیں ۳ سخن خا نوبتِ لب خائی ست — گر بگوئی خلق را رسوائی ست
خبردار! باتیں چبانے والے ہونٹ چبانے کا موقع ہے — اگر عوام سے کہے گا، رسوائی ہے

چیست امعاں چشمہ را کردن رواں — چوں ز تن جاں رست گویندش رواں
امعان کیا ہے؟ چشمہ کو جاری کرنا — جب جان جسم سے چھوٹی اس کو رواں کہتے ہیں

۱ آفتاب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ منکر۔ ابوجہل نے یہ معجزہ دیکھا لیکن پھر بھی سر تسلیم خم نہ کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کا غور و فکر صحیح نہ تھا۔ تو نظر داری۔ اب نظر کی صحت اور اس کی نفع رسانی کا بیان شروع کیا ہے کہ اگر نظر میں گہرائی نہ ہو تو وہ مفید نہیں ہوتی۔ زیں ہمی گوید۔ قرآن پاک میں ہے فارجع البصر کرتین "دو مرتبہ نظر ڈال" نظر کی تکرار بھی اس کو گہرائی میں لے جاتی ہے۔ آن نمی خواہد۔ نظر کے صحیح ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ خدا کے نیک بندوں سے جو وحی کے متبع ہوں مدد حاصل کی جائے ورنہ محض فلاسفر کی طرز پر غور کرنا تو ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا ہے۔

۲ تن بمردت۔ حضرت اسرائیل تو جسم کو حیات بخشنے والے ہیں اور اہل اللہ روح کو زندہ کر دیتے ہیں لہٰذا ان کی صحبت اختیار کرے گا تو تجھے صحیح نظر حاصل ہو جائے گی۔ در خیال۔ چونکہ تو فاسد اوہام میں مبتلا ہے لہٰذا اپنے ہم جنس فلسفی کے پاس جاتا ہے اور چونکہ وہ بھی فاسد خیالات میں مبتلا ہے وہ تجھے بھی صحیح نظر نہیں عطا کر سکے گا۔ او ز خود۔ چونکہ وہ سوفسطائی خود عقل سے بیگانہ ہے نتیجہ یہ ہے کہ اپنے وجود کو بھی ایک موہوم شی سمجھتا ہے۔ گر ز خود۔ جبکہ وہ اپنی عقل اور وجود سے بیگانہ ہے تو اس میں حس بھی باقی نہیں لہٰذا اس کی صحبت تیرے لئے بالکل نفع بخش نہیں ہے۔

۳ ہیں سخن خا۔ گفتگو یہ ہو رہی ہے کہ حضرت حق تعالیٰ کا ظہور مخلوق کے وجود کے واسطے سے ہے یہ مسئلہ عوام نہ سمجھ سکیں گے لہٰذا خاموشی اختیار کر ورنہ سوائے رسوائی کے نتیجہ حاصل نہ ہوگا لہٰذا جہاں سے بات شروع ہوئی تھی یعنی صحیح نظر اور امعان نظر کی وہی بات کرنی چاہئے۔ چیست۔ امعان کے لغوی معنی چشمہ کو جاری کرنے اور رواں کرنے کے ہیں چونکہ روح جسم سے جدا ہو کر رواں ہوتی ہے اس لئے اس کو رواں کہتے ہیں لہٰذا امعان کے معنی نظر کو گہرائی کی طرف رواں کرنے کے ہوئے۔

آں حکیمے را کہ جاں از بندِ تن ۔۔۔ باز رست و شد رواں اندر چمن

وہ حکیم کہ جس کی جان جسم کی قید سے ۔۔۔ چھوٹی اور چمن میں رواں ہوئی

یا رواں شد خود بسوئے ہاویہ ۔۔۔ ہمچو موش از زاویہ در زاویہ [۲]

یا جہنم کی جانب رواں ہوئی ۔۔۔ یا چوہے کی طرح ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں

دو لقب را او بریں ہر دو نہاد ۔۔۔ بہرِ فرق اے آفریں بر جانش باد

اس نے ان دونوں کے دو لقب بنائے ۔۔۔ فرق کرنے کے لئے اس کی جان پر آفریں ہے

در بیانِ آنکہ بر فرماں رود ۔۔۔ گر گلے را خار خواہد آں شود

اس شخص کے بیان کے لئے جو حکم پر چلے ۔۔۔ اگر پھول کو کانٹا بنانا چاہیے وہ ہو جائے

معجزۂ ہود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام در تخلیص مومنان امت بوقتِ نزولِ باد

پیغمبر ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہوا کے نازل ہونے کے وقت امت کے مومنوں کو بچانے کے لئے

ہود گردِ مومناں خطے کشید ۔۔۔ تار بادآں قوم او رنجے ندید

ہود نے مومنوں کے چاروں طرف ایک لکیر کھینچ دی ۔۔۔ یہاں تک کہ اس قوم نے ہوا سے کوئی تکلیف نہ دیکھی

مومناں از دستِ بادِ [۳] پارہ ۔۔۔ جملہ بنشستند اندر دائرہ

مومن نقصان رساں ہوا کے ہاتھ بچ کر ۔۔۔ سب دائرے میں بیٹھ گئے

باد طوفاں بود و او کشتی عسے ۔۔۔ ہست ازیں طوفان وایں کشتی بسے

ہوا طوفان تھی اور وہ یقیناً کشتی تھا ۔۔۔ اس طرح کے طوفان اور کشتیاں بہت ہیں

مومناں از دستِ بادِ ضارہ [۳] ۔۔۔ جملہ بنشستند اندر دائرہ

مومن نقصان رساں ہوا کے ہاتھ سے بچ کر ۔۔۔ سب دائرے میں بیٹھ گئے

باد طوفاں بود و کشتی لطف ہو ۔۔۔ بس چنیں کشتی و طوفاں دارد او

ہوا طوفان تھی اور کشتی اللہ تعالیٰ کی مہربانی ۔۔۔ وہ ایسی بہت سی کشتیاں اور طوفان رکھتا ہے

پادشاہے را خدا کشتی کند ۔۔۔ تا بحرصِ خویش بر صفہا زند

اللہ تعالیٰ بادشاہ کو کشتی بنا دیتا ہے ۔۔۔ یہاں تک کہ وہ اپنی حرص کی وجہ سے صفوں پر حملہ کرتا ہے

[۱] آں حکیمے۔ شیخ بوعلی سینا نے رسالہ معراجیہ میں کہا ہے کہ انسان میں دو روحیں ہیں ایک کو روحِ حیوانی کہا جاتا ہے وہ لطیف بخارات ہیں اور ایک کو روحِ انسانی جو بدن سے نکل [illegible] روح حیوانی [illegible] حیوانی اور جان سے تعبیر کرتا ہے اور روحِ انسانی کو نفس ناطقہ اور روان سے تعبیر کرتا ہے تو اس نے بھی روان میں روانگی اور جاری ہونے کے معنی کا لحاظ کیا اسی طرح اعیان نظر میں نظر کو گہرائی میں جاری کرنے اور روانہ کرنے کا مفہوم ماخوذ ہے۔ یا رواں۔ شیخ بوعلی سینا کی بعض علماء نے تکفیر کی ہے اس لئے مولانا نے فرمایا ہے کہ اس کا نفس ناطقہ اور روان بدن سے جدا ہو کر چمن میں گئی ہے یا ہاویہ یعنی جہنم کے گڑھے میں۔ ہاویہ۔ جہنم

[۲] زاویہ۔ گوشہ یعنی جہنم کے ایک قید خانہ سے دوسرے قید خانہ کی جانب۔ دو لقب۔ شیخ نے دونوں چیزوں کے لئے دو لقب تجویز کئے ہیں ایک کو جان کہا دوسری کو روان کہا ہے۔ در بیان۔ اس مضمون کا مقصد اس شخص کی حالت بیان کرنے کے لئے ہے جو خدا کے حکم کو بجالاتا ہے اگر وہ خدا سے دعا کرے کہ کانٹا پھول [illegible] تو وہ پھول بن جائے۔ [illegible] مقصود ہے کہ مقربین بارگاہ کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ کشید۔ یعنی ہوا کا عذاب آنے کے وقت۔

[۳] ضارہ۔ نقصان رساں ہے اور کشتی۔ یعنی دائرہ ان کے لئے کشتی تھا۔ عسے۔ عسی کا املا ہے جو یقین کے معنی میں بھی مستعمل ہو جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ بہت سے چیزوں کو ہوا کے طوفان کی طرح ہلاکت کا سبب اور کشتی کی طرح ذریعہ نجات بنا دیتا ہے۔ بادشاہے۔ جس طرح کشتی ذریعہ حفاظت ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ کو مفسدین سے حفاظت کا سبب بنا دیتا ہے جس کا دراصل ملک گیری مقصود ہوتا ہے۔

قصدِ[1] شاہ آں نے کہ خلق ایمن شوند
بادشاہ کا یہ قصد نہیں ہے کہ مخلوق محفوظ ہو

قصدش آنکہ مُلک گردد پائے بند
اس کا قصد یہ ہے کہ ملک پابند ہو جائے

آں خراسی می دود قصدش خلاص
چکی کا بیل دوڑتا ہے اس کا قصد خلاصی حاصل کرنا ہے

تا بیابد اُوز زخم آں دم مناص
تاکہ فوراً مار سے چھٹکارا حاصل کر لے

قصدِ اُو آں نے کہ آبے بر کشد
اس کا یہ قصد نہیں ہے کہ پانی کھینچے

یا کہ کُنجد را بداں روغن کُند
یا اس کے ذریعہ تلوں کو تیل بنائے

گاوْ بشتابد زبیم زخمِ سخت
بیل سخت مار کے ڈر سے دوڑتا ہے

نے برائے بُردنِ گردوں و رخت
نہ کہ گاڑی اور سامان کے لے جانے کے لئے

لیک دادش حق چنیں خوف و وجع
لیکن اللہ نے اس کو ایسا خوف اور درد عطا کیا ہے

تا مصالح حاصل آید در تبع
کہ ضمناً مصلحتیں حاصل ہو جائیں

ہمچنیں ہر کاسبے[2] اندر دُکاں
اسی طرح دکان میں ہر کمانے والا

بہرِ خود کوشد نہ اصلاحِ جہاں
اپنے لئے کوشش کرتا ہے نہ دنیا کے فائدے کے لئے

ہر یکے بر درد جوید مرہمے
ہر شخص درد کے لئے مرہم تلاش کرتا ہے

در تبع قائم شدہ زیں عالمے
ضمناً یہ جہاں قائم ہو گیا ہے

حق ستونِ ایں جہاں از ترس ساخت
اللہ تعالیٰ نے اس جہان کا ستون خوف سے بنایا ہے

ہر یکے از ترسِ جاں در کار باخت
ہر شخص جان کے ڈر سے ایک کام میں لگا ہوا ہے

حمد ایزد را کہ ترسے را چنیں
اللہ کی تعریف ہے کہ خوف کو اس طرح

کرد اُو معمار و اصلاحِ زمیں
اس نے معمار اور زمین کی اصلاح بنا دیا

ایں[3] ہمہ ترسندہ اند از نیک و بد
یہ سب اچھے اور برے سے ڈرنے والے ہیں

ہیچ ترسندہ نترسد خود ز خود
کوئی ڈرنے والا خود بخود نہیں ڈرتا ہے

پس حقیقت بر ہمہ حاکم کسے ست
تو حقیقتاً سب پر کوئی حکم ہے

کہ قریب ست ار چہ محسوس نیست
جو قریب ہے اگرچہ محسوس نہیں ہے

ہست اُو اندر کمیں اے بوالہوس
اے ابوالہوس! وہ گھات میں ہے

تا نگردی فارغ از شب ہائے عسس
تاکہ تو اپنے فرائض سے بے نیاز نہ ہو جائے

---

[1] قصد شاہ۔ اس بادشاہ کا مقصد مخلوق کو مطمئن کرنا نہیں ہوتا بلکہ گیری ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے مخلوق کی حفاظت کا کام لے لیتا ہے۔ خراس۔ وہ جانور جو چکی چلاتا ہے۔ خلاص۔ یعنی مار سے بچنے کے لئے دوڑتا ہے۔ مناص۔ بچاؤ کی جگہ۔ یا کہ۔ یعنی تلوں میں سے تیل نکالنا اس کا مقصد نہیں ہے۔ گاؤ۔ یعنی گاڑی کا بیل۔ گردوں۔ گاڑی۔ لیک۔ یہاں مقاصد دوسرے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے مقاصد کے علاوہ لوگوں کے نفع کا کام لے لیتا اور متوالے کشتی بنا دیتا ہے۔

[2] کاسب۔ یعنی دوکاندار دوکانداری اپنے نفع کے لئے کرتا ہے لیکن اس کی وجہ سے لوگوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ ہر یکے۔ ہر انسان اپنی غرض کے لئے کام کرتا ہے پھر بھی اس سے نظامِ عالم قائم ہے اور لوگوں کا مفاد وابستہ ہو جاتا ہے۔ حق ستون۔ ہر انسان اپنے مقصد کے فوت ہونے سے ڈرتا ہے اور اسی خوف سے نظامِ عالم قائم ہے۔ حمد ایزد۔ اس خدا کے لئے تعریف ہے جس نے اس خوف کو اس دنیا کا معمار اور آباد کنندہ بنا دیا ہے۔

[3] ایں ہمہ۔ دنیا کا ہر نیک و بد اپنے مقصود کے فوت ہونے سے ڈرتا ہے اور یہ ڈر خود بخود نہیں پیدا ہوا ہے بلکہ اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ پس۔ معلوم ہوا کہ ہر شخص پر کوئی ذات حاکم ہے اور اس شخص کو اس ذات سے محکومیت کا قرب حاصل ہے لیکن وہ ذات اس کو محسوس نہیں ہوتی ہے۔ ہست۔ محسوس تو وہ نہیں ہے لیکن وہ تیری گھات میں ہے تاکہ تو اپنے فریضہ سے غافل نہ ہو۔

ہست ۱ اُو محسوس اندر مکمنے — لیک محسوسِ حسِ ایں خانہ نے
وہ محسوس ہے گھات میں — لیکن اس جہان کے حس کا محسوس نہیں ہے

آں حسے کہ حق براں حس مظہر ست — نیست حسِ ایں جہاں آں دیگر ست
وہ حس جس پر اللہ تعالیٰ ظاہر ہے — وہ اس جہاں کی حس نہیں ہے، وہ دوسری ہے

حسِ حیواں گر بدیدے آں صُوَر — بایزیدؒ وقت بُودے گاوُ وخر
اگر حیوانی حس ان صورتوں کو دیکھ سکتی — تو گاؤ وخر اپنے وقت کے بایزید ہوتے

آنکہ تن را مظہر ہر رُوح کرد — وانکہ کشتی را بُراقِ نوحؑ کرد
جس نے جسم کو ہر روح کا مظہر بنایا — اور جس نے کشتی کو نوحؑ کا براق بنایا

گر بخواہد عینِ کشتی را بخُو — اُو کُند طوفانِ تو اے نُور جُو
اگر وہ چاہے تو کشتی کو عادت میں — اے نور کے تلاش کرنے والے! وہ تیرا طوفان بنا دے

ہر دمت ۲ طوفان و کشتی اے مُقِل — باغم و شادیت کرد اُو متّصل
اے نادار! تیرے طوفان اور کشتی کو ہر وقت — اس نے تیری اور غمی سے وابستہ کر دیا ہے

گر نہ بینی کشتی و دریا بہ پیش — لرزہا بیں در ہمہ اجزائے خویش
اگر تو کشتی اور دریا کو سامنے نہیں دیکھتا ہے — اپنے تمام اجزاء میں کپکپی کو دیکھ لے

چوں نہ بیند اصل ترسش را عیوں — ترس وارد از خیالِ گونا گوں
جب اس کے ڈر کی اصل کو آنکھیں نہیں دیکھتی ہیں — تو وہ قسم قسم کے خیالات سے ڈرتا ہے

مُشت برأعمیٰ زند یک حلف مست — کور پندارد لگدزن اُستر ست
ایک گنوار مست اندھے کے مکا مارتا ہے — اندھا سمجھتا ہے مکا مارنے والا خچر ہے

زانکہ ۳ آں دم بانگِ اُستر می شنید — کور را گوش ست آئینہ نہ دید
کیونکہ اس نے اس وقت خچر کی آواز سنی تھی — اندھے کا آئینہ کان ہیں نہ کہ نظر

باز گوید کور نے ایں سنگ بُود — یا مگر از قبہ پُر طنگ بُود
پھر کہتا ہے نہیں یہ پتھر تھا — یا شاید پُر صدا قبہ سے تھا

ایں نبُود و آں نبُود و او نبُود — آنکہ او ترس آفرید اینہا نمود
یہ نہ تھا اور وہ نہ تھا اور وہ بھی نہ تھا — جس نے خوف پیدا کیا ہے اس نے ان کو دکھا دیا

۱ ہست۔ اس کو عقل کامل والے محسوس بھی کر لیتے ہیں عوام کے لئے غیر محسوس ہے چونکہ اس مکمن تک ان کی رسائی نہیں ہے۔ آں حسے۔ خدا جس حس کا محسوس ہے وہ اس دنیا کی ظاہری حق نہیں ہے وہ دوسرے عالم حس ہے۔ حسِ حیواں۔ یعنی ظاہری حس جو حیوانات میں بھی ہے۔ گاؤ و خر۔ جو پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت میں مبتلا ہیں۔ آنکہ وہ ذات جو غیر کو کشتی بنا دیتی ہے اس میں یہ قدرت بھی ہے وہ کشتی کو طوفان بنا دے۔ یعنی وہی چیز جو ذریعہ نجات تھی ہلاکت کا سبب بن جائے۔

۲ ہر دمت۔ تیرا یہ غم اور خوشی تیرے لئے طوفان اور کشتی بنا دیا ہے اور پھر غم کو خوشی کا سبب اور خوشی کو غم کا سبب بنا دیا جاتا ہے۔ گر نہ بینی۔ اگر تیرا غم اور خوشی تجھے نظر نہیں آتے ہیں تو ان کے آثار سے ان کو سمجھ لے۔ چوں نہ بیند۔ فلسفی چونکہ اس خوف کی اصل کو جو خدا سے ہے نہیں دیکھتا ہے تو وہ طبعی اسباب کو خوف کا سبب قرار دیتا ہے جو عموماً غلط ہوتا ہے۔ مشت۔ اس فلسفی کی مثال اس اندھے کی سی ہے جس کے کسی گنوار مدہوش نے مکا مارا ہو اور وہ اس کا سبب خچر کی لات کو سمجھے۔

۳ زانکہ۔ خچر کو مکا مارنے والا اس لئے سمجھے کہ اس وقت اس نے خچر کا ہنہنانا سنا تھا اور اندھے کے کان اس کی آنکھ کا کام کرتے ہیں۔ باز گوید۔ پھر وہ اندھا یہ کہتا ہے کہ نہیں یہ گدھے کی لات نہ تھی بلکہ کسی نے پتھر پھینک کر مارا ہے یا شاید کسی پر آواز قبہ سے آکر لگا ہے۔ طنگ۔ صدا قبہ پر طنگ سے مراد پیدا ہو سکتا ہے۔ ایں نبود۔ اندھے نے پتھر کے لگنے کے

تین سبب سمجھے گدھے کی لات، پھینکنے والا پہاڑ اور تینوں غلط تھے۔ جس ذات نے خوف پیدا کیا تھا اسی نے اس اندھے کے یہ خیالات پیدا کرا دیئے۔

ترس و لرزہ باشد از غیرے یقیں[1] ہیچکس از خود نترسد اے حزیں

یقیناً خوف اور کپکپی غیر سے ہوتی ہے اے غمگین کوئی شخص اپنے آپ سے نہیں ڈرتا ہے

آں حلیمک وہم خواند ترس را فہم کژ کردست او ایں درس را

وہ فلسفی اس ڈر کو وہم بتاتا ہے اس نے اس سبق کے سلسلہ میں سمجھ کو ٹیڑھا کر لیا ہے

ہیچ وہمے بے حقیقت کے بود ہیچ قلبے بے صحیحے کے رود

بغیر حقیقت کے کوئی وہم کب ہوتا ہے؟ کوئی کھوٹا بغیر صحیح کے کب چلتا ہے؟

کے دروغے[2] قیمت آرد بے ز راست در دو عالم ہر دروغ از راست خاست

سچائی کے بغیر جھوٹ کے دام کب اٹھتے ہیں؟ دونوں جہان میں ہر جھوٹ سچ سے بنا ہے؟

راست را دید او رواجے و فروغ بر امید آں رواں کرد او دروغ

اس نے سچ کا چالو ہونا اور فروغ دیکھا اس امید پر اس نے جھوٹ چالو کر دیا

اے دروغے کہ ز صدقت ایں نواست شکر نعمت کن مکن انکار راست

اے جھوٹ کہ تیرا ساز و سامان سچ سے ہے نعمت کا شکر ادا کر، سچ کا انکار نہ کر

از مفلسف گویم و سودائے او یا ز کشتیہا و دریاہائے او

فلسفی اور اس کے خیال کی بات کروں یا کشتیوں اور اس کے دریاؤں کی

بل ز کشتیہاش کاں بند دلست گویم از کل جزو در وے داخل ست

بلکہ اسی کشتیوں کی، کیونکہ وہ دل کا مسخر کرنے والا ہے کل کی بات کروں جز اس میں داخل ہے

ہر ولی را نوح و کشتیباں شناس صحبت ایں خلق را طوفاں شناس

ہر ولی کو نوح اور کشتی بان سمجھ ان عوام کی صحبت کو طوفان سمجھ

کم گریز[3] از شیر و اژدرہائے نر ز آشنایان وز خویشاں کن حذر

شیر اور نر اژدہے سے نہ ڈر دوستوں اور اپنوں سے بچ

در تلاقی روزگارت می برند یادہاشاں غائبی ات می چرند

ملاقات میں تیرا وقت ضائع کرتے ہیں ان کی یادیں تیری غیبت کو چرتی ہیں

چوں خر تشنہ خیالِ ہر یکے از قفِ تن فکر را شربت مکے

ہر شخص کا خیال پیاسے گدھے کی طرح جسم کے قیف سے فکر کا شربت چوستا ہے

۱؎ ترس۔ یہ خوف اور لرزہ خود بخود نہیں پیدا ہوتا ہے کسی سبب سے پیدا ہوتا ہے۔ آں حلیمک۔ وہ فلسفی وہم کو خلاق قرار دے کر اس کو خوف کا خالق قرار دیتا ہے یہ اس کی کج فہمی ہے۔ ہیچ وہمے۔ وہم کسی چیز سے جب ہی پیدا ہوتا ہے جبکہ اس چیز سے کبھی وہ چیز پیدا بھی ہوئی ہو۔ مثلاً زید کو یہ وہم کہ مجھے کوئی مار ڈالے جب ہی ہوا جبکہ ایسے واقعات حقیقتاً ہوتے بھی ہیں تو جب وہم کسی حقیقت پر مبنی ہوتا ہے تو لامحالہ اس حقیقت کو کوئی پیدا کرنے والا ہے جس کی وجہ سے یہ وہم رونما ہوا ہے اس کو اس طرح سمجھو کہ وہم بمنزلہ کھوٹے سکے ہے اور کھرا سکہ حقیقت ہے تو کھوٹا تب ہی چلتا ہے جبکہ کھرا چلتا ہے۔

۲؎ کے ز دروغ۔ جھوٹ کا رواج اسی لئے ہوا کہ لوگوں نے سچ کا رواج دیکھا ہے۔ اے ز دروغ۔ سچ کا جھوٹ پر یہ احسان ہے کہ اس کی وجہ سے اس کا رواج ہوا ہے۔ از مفلسف۔ فلسفی اور خدا کی کشتیوں کا بیان ہو رہا تھا اب میں سوچتا ہوں کہ مزید گفتگو فلسفی کے بارے میں کروں یا کشتیوں کے بارے میں۔ گویم۔ کشتی کا بیان کرتا ہوں اس کے ضمن میں فلسفی کا بھی رد ہو جائے گا۔ ہر ولی۔ اہل اللہ بمنزلہ نوح اور کشتی کے ہیں اور عوام بمنزلہ طوفان کے ہیں۔

۳؎ کم گریز۔ انسان کے لئے شیر اور سانپ اس قدر مہلک نہیں ہیں جس قدر دوست اور اپنے مہلک ہیں۔ در تلاقی۔ ان کی موجودگی میں ملاقات سے تضیع اوقات ہوتا ہے اور غیر موجودگی میں ان کی یاد میں تمہارا فکر برباد ہوتا ہے۔ چوں خر تشنہ۔ دوستوں اور اپنوں کی یاد تمہاری قوت فکریہ کو پیاسے گدھے کی طرح چوستی ہے۔ قف۔ قیف جس کے ذریعہ بوتل وغیرہ میں تیل بھرتے ہیں۔

نشف ۱ کرد از تو خیالِ آں وشات | شبنمے کہ داری از بحر الحیات

ان چغلخوروں کی یاد نے تجھ سے چوس لیا | اس تری کو جو تو آبِ حیات سے رکھتا تھا

پس نشانِ نشفِ آب اندر غصون | آں بود کہ می بجنبد در رکون

شاخوں میں چوسنے کی علامت | یہ ہوتی ہے کہ وہ میلان میں جنبش کرتی ہیں

عضو چوں شاخ تر و تازہ بود | می کشی ہر سو کشیدہ می شود

عضو، تر و تازہ شاخ کی طرح ہوتا ہے | جس جانب تو کھینچے، وہ کھنچ جاتا ہے

گر سبد خواہی توانی کردنش | ہم توانی کرد چنبر گردنش

اگر تو ٹوکری چاہے، تو اس کو بنا سکے گا | اس کی گردن کو تو حلقہ بھی بنا سکے گا

چوں شد آں ناشف ز نشفِ بیخ خود | ناید آں سوئے کہ امرش می کشد

جب وہ چوسنے والی اپنی جڑ کے چوسنے سے جدا ہو گئی | وہ اس جانب نہ آئے گی کہ حکم اس کو کھینچتا ہے

پس بخواں قاموا کسالیٰ از نبی | چوں نیابد شاخ از بیخش طبے

تو قرآن میں قاموا کسالیٰ پڑھ لے | جب شاخ اپنی جڑ سے پستان نہ پائے

آتشین ۲ است ایں نشاں کوتہ کنم | بر فقیر و گنج و احوالش زنم

یہ علامت آتشین ہے، مختصر کرتا ہوں | فقیر اور خزانہ اور اس کے احوال پر متوجہ ہوتا ہوں

آتشے دیدی کہ سوزد او نہال | آتشِ جاں بیں کزو سوزد خیال

تو نے وہ آگ دیکھی ہے جو پودے کو جلا دیتی ہے | جان کی آگ کو دیکھ جس سے خیال جل جاتا ہے

ز آتشِ عشق است سوزاں جان و دل | لیک بے انوار زو آں جان و دل

جان اور دل عشق کی آگ سے جلنے والے ہیں | لیکن وہ جان اور دل اس سے بے نور ہے

نے ۳ خیال و نے حقیقت را اماں | ز چنیں آتش کہ شعلہ زد ز جاں

نہ خیال کو امن ہے، نہ حقیقت کو | ایسی آگ سے جس نے جان میں آگ لگا دی

خصم بر شیر آمد و بر روبہ او | کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ

وہ شیر اور لومڑی پر غالب آ گیا | اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جانے والی ہے

در وجوہِ وجہِ او رو خرج شو | چوں الف در بسم در رو درج شو

اس کی ذات کی تجلیات میں جا، خرچ ہو جا | الف کی طرح بسم میں چلا جا، داخل ہو جا

اور لومڑی یعنی خیال پر غالب آ جاتا ہے اور ہر ایک کو فنا کر دیتا ہے۔ کل شیء۔ اس عشق سے ماسوٰی سب جل کر خاک ہو جاتا ہے۔ وجوہ وجہ۔ ذات کی تجلیات۔ خرج شو۔ اپنے آپ کو فنا کر دے۔ چوں الف در بسم۔ بسم اصل میں باسم تھا اور اس کے کثرتِ استعمال کی وجہ سے درمیان کا الف یعنی ہمزہ فنا ہو گیا تو تو بھی اسی طرح ذاتِ احدیت میں اپنے آپ کو فنا کر دے۔

۱ نشف۔ دوستوں اور عزیزوں کی یاد تعلق باللہ کو زائل کرتی ہے۔ وشات۔ چغلخور۔ پس نشان۔ شاخوں کے جڑ سے پانی چوسنے کی علامت یہ ہے کہ ان میں لچک ہوتی ہے۔ غصون۔ غصن کی جمع ہے۔ شاخ۔ رکون۔ میلان۔ عضو۔ اسی طرح جب اعضاء میں تری ہوتی ہے تو ہر طرف کو مڑ جاتے ہیں۔ گر سبد۔ تر شاخ کو موڑ کر ٹوکری بھی بنا سکتے ہیں اس کو گول موڑ کر گردن میں بھی ڈال سکتے ہیں۔ چوں۔ جب وہ اپنی جڑ سے پانی چوسنا چھوڑ دے تو اس میں یہ صفات نہیں رہتی ہیں۔ پس بخواں۔ اسی طرح جب قوتِ ارادے سے اعضا سیراب نہیں ہوتے ہیں تو ان میں جنبش کی کمی ہوتی ہے کفار کے بارے میں قرآن پاک میں ہے وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى اور وہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کاہل مند ہو کر کھڑے ہوتے ہیں۔

۲ آتشیں۔ یہ تعلق مع اللہ کا بیان عوام کی سمجھ میں نہ آئے گا اور ان کو مضر ہوگا لہذا اب میں فقیر اور خزانہ کی بات شروع کرتا ہوں۔ آتشے۔ تو نے یہ آگ تو دیکھی ہے عشق کی آگ کو بھی دیکھ لے جو جان و دل کو جلا دیتی ہے اور صرف جان و دل کو ہی نہیں بلکہ انانیت کے خیال کو بھی جلا دیتی ہے لیکن جس جان و دل میں قبولیت کی صلاحیت نہیں ہے ان میں سوزندگی تو درکنار اس آگ کی روشنی بھی محسوس نہیں ہوتی ہے۔

۳ نے خیال۔ یہ عدم صلاحیت کی بات ہے اور نہ وہ آتشِ عشق جبکہ جان کو جلا دیتی ہے تو اس سے جلنے سے نہ خیال بچتا ہے نہ حقیقت واقعی۔ خصم۔ عشق ایسی چیز ہے کہ شیر یعنی حقیقت

آں ۱ الف در بسم پنہاں کردہ ایست | ہست اُو در بسم وہم در بسم نیست
یہی "الف" نے "بسم" میں خفیہ قیام کیا ہے | وہ "بسم" میں ہے بھی اور نہیں بھی

ہمچنیں جملہ حروف گشتہ مات | وقتِ حذفِ حرف از بہرِ صِلات
اسی طرح وہ تمام حروف جو فنا ہو جاتے ہیں | اتصال کے لئے حرف کے حذف کے وقت میں

اُو صلہ ست و بے سیں زو وصل یافت | وصل بے و سین الف را بر نتافت
وہ صلہ ہے اور "با" اور "سین" اس کی وجہ سے جڑے | "با اور سین" کے وصل کو "الف" برداشت نہ کر سکا

چونکہ حرفے برنتابد ایں وصال | واجب آمد کہ کنم کوتہ مقال
جب یہ وصال ایک حرف کی گنجائش نہیں رکھتا | تو ضروری ہو گیا کہ گفتگو کو مختصر کر دوں

چوں یکے حرفے فراقِ سین و بے ست | خامشی اینجا مہم تر واجب ست
جبکہ ایک حرف "با اور سین" کی جدائی ہے | تو اس جگہ چپ رہنا بہت زیادہ ضروری ہے

چوں ۲ الف از خود فنا شد مکتنِف | بے و سیں بے اُو ہمی گویند الف
جب پہلو میں آنے والا الف اپنائیت سے فنا ہو گیا | تو "با اور سین" اس کے بغیر "الف" کہہ رہے ہیں

ما رمیتَ اِذ رمیتَ بے وَیست | ہمچنیں قال اللہ از ضمنش بجست
"تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو نے پھینکا" اس کے بغیر ہے | اسی طرح "اللہ نے کہا" اس کے ضمن میں مستفاد ہوا

تا بُوَد دار و ندارد اُو عمل | چونکہ شد فانی کند دفعِ عِلَل
جب تک دوا موجود ہے کہ وہ عمل نہیں کرتی | جب فانی ہو گئی بیماریوں کا دفعیہ کرتی ہے

گر شود ۳ بیشہ قلم دریا مدید | مثنوی را نیست پایانی اُمید
اگر جنگل قلم اور سمندر روشنائی بن جائے | مثنوی کے ختم کی توقع نہیں ہے

چار چوب زن تا خاک ہست | میدہد تقطیع شعرش نیز دست
پیٹنے کا سانچہ جب تک مٹی ہے | اس کے شعروں کی تقطیع بھی میسر رہے گی

چوں نماید خاک و بادش حف کند | خاک سازد بحر اُو چوں کف کند
جب مٹی نہ رہے گی اور اس کو ہوا صاف کر دے گی | جب اس کا سمندر جوش مارے گا مٹی بنا لے

۳ گر شود۔ چونکہ مولانا نے گزشتہ اشعار میں بہت بلند مضامین ذکر فرمائے ان کے پیش نظر مثنوی کی تعریف شروع کر دی۔ بیشہ۔ جنگل میں مراد اس کے درخت۔ مدید۔ اور کمال سے روشنائی۔ مثنوی اس کے مضامین کلمات اللہ ہیں اور ان کے بارے میں قرآن پاک میں بھی کہا گیا ہے۔ چار چوب۔ جب تک زمین ہے یعنی دنیا قائم ہے زمین سے انٹیں بنتی رہیں گی اور اس وقت تک اس مثنوی کے اشعار بھی دستیاب رہیں گے۔ پھول نماند۔ جب یہ روئے زمین ختم ہو جائے گی اور قیامت کے دن دنیا میں اس کو ہوا بلا کر دے گی تو اس مثنوی یعنی کلمات کا سمندر جوش مارے گا اور عالم آخرت ایک دم میں بنا لے گا۔

۱ آں الف۔ وہ ہمزہ جو بسم میں پوشیدہ ہو گیا معنی کے اعتبار سے موجود ہے اور لفظوں کے اعتبار سے معدوم ہے تو بھی اس طرح اس ذات میں فنا ہو جا یعنی حسی اعتبار سے تیرا وجود ہے اور ذہنی اعتبار سے نہ رہے۔ اُو۔ وہ ہمزہ وصل تا جب با اور سین کا وصل ہوا وہ وصل اس ہمزہ کو برداشت نہ کر سکا۔ چونکہ حرفے۔ جب وصل ایک حرف کو بھی برداشت نہیں کرتا تو میرا وصل باللہ میری تقریر کو کیسے برداشت کرے گا تو یہ میری تقریر اور بیان فنا کے خلاف ہے لہذا مجھے خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ چوں یکے حرفے۔ جب ہمزہ کا وجود با اور سین کے وصل سے مانع ہے تو مقام فنا میں پہنچ کر خاموشی ضروری ہے بولنا وجود کے آثار میں سے ہے جو فنا کے منافی ہے۔

۲ چوں الف۔ جب ہمزہ نے خود کو فنا کر دیا تو اب با اور سین اس کو بتا رہے ہیں اسی طرح جب بندہ فانی فی ذات اللہ ہو جائے گا تو اس کو بقا بذات اللہ حاصل ہو جائے گا۔ ما رمیت۔ آنحضور جنگ بدر میں ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی تو وہ اندھے ہو گئے چونکہ آنحضور کو مقام فنا حاصل تھا اس لئے آنحضور کے اس فعل کو آنحضور کی بجائے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا اور فرمایا کہ تم نے نہیں پھینکا بلکہ خدا نے پھینکا تو جب فانی کا فعل فانی کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا ہے تو اس کا قول بھی اس کی طرف منسوب نہ ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوگا تو لکنّ اللہ رمیٰ سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ آنحضور نے نہیں کہا بلکہ اللہ نے کہا۔ گفتہ او گفتۂ اللہ بود۔ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود۔

چوں ۱ نماند بیشہ و سر در کشند | بیشہا از عینِ دریا سر کشند
جب جنگل نہ رہیں گے اور سر چھپا لیں گے | بعینہٖ دریا سے جنگل سر ابھاریں گے

بہرِ ایں گفت آں خداوندِ فرج | حدثوا عن بحرنا اذ لا حرج
اسی لئے کشادگی کے خدا نے فرمایا | ہمارے سمندر سے بیان کرو کیونکہ تنگی نہیں ہے

باز گرد از بحر رو در خشک نہ | ہم ز لعبت گو کہ کودک راست بہ
سمندر سے واپس ہو جا، خشکی کی جانب رخ کر | کھیل کی بات کر کیونکہ بچے کے لئے وہ بہتر ہے

تا ز لعبت اندک اندک در صبا | جانش گردد باہم عقل آشنا
تاکہ بچپن میں کھیل سے تھوڑا تھوڑا | اس کی جان عقل کے سمندر سے آشنا ہو جائے

عقل زاں بازی ہمی گیرد صبی | گرچہ با عقل ست در ظاہر ابی
بچہ کھیل سے عقل حاصل کرتا ہے | اگرچہ وہ بظاہر عقل کے منافی ہے

کودکِ دیوانہ بازی کے کند | جزو باید تا کہ کل را پے کند
دیوانہ بچہ کب کھیلتا ہے؟ | جز چاہیے تاکہ کل کا پتہ لگائے

رجوع کردن بقصہ قبہ و گنج

قبہ اور خزانہ کے قصے کی جانب رجوع

نک ۲ خیالِ آں فقیرِ بے ریا | عاجز آورد از بیاؤ از بیا
اس مخلص فقیر کے خیال نے | آ جا، آ جا کے ذریعہ عاجز کر دیا

بانگ او تو نشنوی من بشنوم | زانکہ در اسرار ہم راز ویم
تو اس کی آواز نہیں سنتا، میں سن رہا ہوں | کیونکہ میں رازوں میں اس کا ہمراز ہوں

طالبِ گنجش مبیں خود گنج اوست | دوست کے باشد بمعنی غیرِ دوست
اس کو خزانہ کا طالب نہ سمجھ وہ خود خزانہ ہے | باطن میں دوست، دوست کا غیر کب ہوتا ہے؟

سجدہ خود را می کند ہر لحظہ او | سجدہ پیشِ آئینہ ست از بہرِ رو
وہ ہر لحظہ اپنا سجدہ کرتا ہے | آئینہ کے سامنے سجدہ کرنا چہرے کے لئے ہے

گر بدیدے ۳ ز آئینہ او یک پشیز | بے خیالِ او نماندے ہیچ چیز
اگر وہ آئینہ سے ایک دمڑی دیکھ لیتا | اس کے خیال کے سوا کچھ نہ رہتا

---

۱ چوں نماند بیشہ۔ جب یہ عالم دنیا کے جنگل ناپید ہو جائیں گے تو مثنوی یعنی کلمات اللہ اور عالم آخرت کے جنگل پیدا ہو جائیں گے۔ بہر ایں۔ چونکہ کلمات اللہ غیر محدود ہیں لہٰذا ان کی باتیں بھی لامحدود ہیں ان کو بیان کئے جاؤ کوئی تنگی نہ آئے گی۔ باز گرد۔ اب کلمات اللہ اور اسرار کے سمندر کی باتوں سے خشکی کی طرف یعنی ظاہری باتوں کی طرف رجوع اور کچھ کھیل کود کی بات کر وہ بچہ کے لئے مفید ہے جب وہ لکڑی کی گھوڑے سے کھیلنا سیکھ لیتا ہے تو اصلی گھوڑا خوب چلاتا ہے۔ تا ز لعبت۔ کھیل کود سے عقل آشنا ہو جاتی ہے۔ بازی۔ کھیل کود سے بچہ ہنر سیکھ لیتا ہے اگرچہ بظاہر عقل اور کھیل میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ کودک۔ کھیل سے عقل آتی ہے عقل ہی سے کھیل آتا ہے پاگل بچہ کبھی کھیل میں نہیں لگتا ہے۔

۲ نک۔ اس مخلص فقیر کا خیال مجھے مجبور کر رہا ہے کہ میں اس کے قصہ کو پورا کروں۔ بانگ او۔ چونکہ میں اس فقیر کا ہمراز ہوں اس کی آواز بلانے کی مجھے آ رہی ہے۔ طالب گنجش۔ اس فقیر کو خزانہ کا طالب نہ سمجھ بلکہ وہ خود خزانہ ہے کیونکہ دوست باطن کے اعتبار سے دوست کا غیر نہیں ہوتا ہے بلکہ مطلوب طالب کا آئینہ ہوتا ہے اور آئینہ کی جانب سجدہ کرنا اپنے لئے ہی سجدہ کرنا ہے، انسان کسی چیز کا طالب اپنی غرض کے لئے ہوتا ہے تو گویا وہ مطلوب، خود طالب ہے۔

۳ گر بدیدے۔ طالب نے مطلوب کے آئینہ میں خود ہی کو دیکھا تو طلب میں اس قدر منہمک ہو گیا لیکن اگر وہ مطلوب [illegible] حقیقت کو دیکھ لیتا جس حقیقت کے لئے ہر مخلوق بہ مطلوب آئینہ ہے تو وہاں حقیقت کے سبب ہو جاتا اور اس کے ذہن سے ہر مطلوب خیال زائل ہو جاتا اور اس حقیقت کے آئینہ بن جانے سے جیسا اس میں اپنا چہرہ نظر آتا تو معشوق کی طرح اپنی ہستی کا نعرہ لگانے لگتا

هم خیالاتش هم او فانی شدے | دانشِ او محو نادانی شدے
اس کے خیالات اور خود بھی فانی ہو جاتے | اسکا علم بے علمی میں فنا ہو جاتا

دانشِ دیگر ز نادانیِ ما | سر برآورد ے عیاں کالٰیِ انا
ہماری بے علمی سے دوسرا علم | کھلا سر ابھارتا کہ انی انا

اُسجُدُوْ لِاٰدَمْ ندا آمدے | کا دمید و خویش ببیندش دمے
آدم کو سجدہ کرو آواز آ رہی تھی | کہ تم آدم ہو اور تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو آدم سمجھو

اُحوالے از چشم ایشاں دور کرد | تازمیں شد عین چرخِ لاجورد
ان کی آنکھ سے بھینگا پن دور کر دیا | یہاں تک کہ زمین عینیہ والا آسمان ہوگئی

لا الٰہ گفت اِلا اللہ گفت | گشت لا اِلّا اللہ و وحدت شگفت
اس نے "لا الٰہ" کہا اور "الا اللہ" کہا | "لا" "الا اللہ" بن گیا اور وحدت ظاہر ہو گئی

آں ۲ حبیب وآں خلیلِ بار شد | وقت آں آمد کہ گوشِ ما کشد
وہ حبیب اور ہادی دوست | اس کا وقت آ گیا کہ ہمارے کان کھینچے

سوئے چشمہ کو دہاں زینہا بشو | آنچہ پوشیدم از خلقاں مگو
چشمہ کی جانب کہ ان سے منہ دھوئے | جو ہم نے مخفی کیا ہے، لوگوں سے نہ کہہ

ور بگوئی خود نہ گردد آشکار | تو بقصد کشف گردی جرم دار
اگر تو کہے گا واضح نہ ہو گا | تو اظہار کے ارادے میں مجرم ہو گا

لیک ۳ من اینک پریشاں می تنم | قائلِ ایں سامعِ ایں ہم منم
لیکن میں اب پراگندہ بات کر رہا ہوں | اس کا کہنے والا بھی اور سننے والا بھی میں ہی ہوں

صورتِ درویش و نقشِ گنج گو | رنج کیشند ایں گروہ از رنج گو
درویش کی ظاہری صورت اور خزانہ کا نشان بیان کر | یہ لوگ زحمت پسند ہیں زحمت کی بات کر

چشمۂ رحمت برایشاں شد حرام | می خورانند از زہرِ قاتل جام جام
رحمت کا چشمہ ان پر حرام ہو گیا ہے | زہر قاتل کے جام پر جام پیتے ہیں

صورت درویش۔ اسرار کا بیان تو اب ختم ہوا اب وہ باتیں اور کہنی ہیں جن کا او پر ذکر ہوا ہے ایک درویش کا قصہ دوسرا چشمہ رحمت یعنی شریعت کا ذکر رنج کیشند۔ عوام کو وہی باتیں پسند ہیں جن کا ذکر غیر خدا کا ذکر ہے اور وہ ہمارے لئے تکلیف دہ ہیں لیکن عوام کا چونکہ یہ مزاج بن گیا ہے لہٰذا مجبوراً ہمیں اس طرح کے قصے بیان کرنے پڑ رہے ہیں۔ چشمہ رحمت۔ شریعت کی باتیں ان عوام نے اپنے اوپر حرام کر لی ہیں اور دوسرے قصے جو زہر ہیں اس کی عادی ہو گئے ہیں۔

۱ اُسجدو۔ آدم فرشتوں کے مسجود اس لئے تھے کہ وہ مظہر حقیقت تھے تو بنی آدم کے لئے یہ اشارہ ہے کہ وہ بھی آدم کی طرح مظہر حقیقت ہیں اور ان کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اس حقیقت کا مظہر سمجھیں۔ احولی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی آنکھ سے بھینگا پن دور کر دیا اور انہوں نے آدم کی مٹی کو اسی طرح مہبط انوار دیکھا جس طرح فلک مہبط انوار ہے لا الٰہ اس کا نفی قا اللہ کہنا لا الٰہ الا اللہ ہی کہنا تھا جبکہ لا الٰہ یعنی غیر اللہ مظہر الا اللہ عین حقیقت بن گیا۔ تو گویا الا اللہ کہنا عینہ لا الٰہ الا اللہ کہنا تھا یعنی یہ محض دو عنوان ہیں معنون ایک ہی ہے۔

۲ آں حبیب۔ اب ان اسرار کا بیان اس وجہ پڑا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا کان کھینچ کر شرعی احکام کی طرف لے جائے اور حکم دے کہ شریعت کے چشمے سے منہ دھو لے تا کہ ان اسرار کو بیان بھی کیا جائے تو اسرار کے بیان کا منہ میں جو اثر ہے وہ زائل ہو جائے اس لئے کہ شریعت اس طرح کے کلمات کی اجازت مغلوب الحال کے سوا کسی کو نہیں دیتی ہے اور یہ وہ اسرار ہیں جو شریعت نے عوام سے پوشیدہ رکھے ہیں۔ ور اگر ان اسرار واضح نہ ہوں گے اور اس طرح کے کلمات کہنے والا مجرم قرار دیا جائے گا اور شریعت کے احکام کے اعتبار سے سولی کا مستحق ہوگا۔

۳ لیک۔ میں جو کچھ بیان کر رہا ہوں وہ بھی پراگندہ باتیں ہیں جن سے اسرار کی حقیقت واضح نہیں ہوتی نیز ان کا کہنے والا بھی میں ہی ہوں اور سننے والا بھی میں ہی ہوں چونکہ اور کوئی سمجھنے والا نہیں ہے لہٰذا میں عوام سے راز ظاہر کرنے کا مجرم بھی نہیں ہوں۔

خاکہا ۱؎ پُر کردہ دامن می کشند
تا کنُند ایں چشمہا را خشک بند
دامن کو مٹی سے بھر کر لا رہے ہیں
تاکہ ان چشموں کو خشک اور بند کر دیں

کے شود ایں چشمہ دریا مدد
ملتبس زیں مُشت خاکِ نیک وبد
یہ دریا کا امدادی چشمہ کب ہو سکتا
لپٹا ہوا؟ اس اچھی بری مٹی کی مٹھی سے

لیک گویا باشما من بستہ اَم
بے شما من بالبد پیوستہ اَم
لیکن وہ کہتا ہے تمہارے اعتبار سے میں بند ہوں
تمہارے علاوہ میں ابد سے وابستہ ہوں

قومِ معکوس اند اندر مُشتہا
خاک خوار و آب را کردہ رہا
مطلوب کے بارے میں وہ الٹی قوم ہے
مٹی چٹی ہے پانی کو چھوڑ رکھا ہے

ضدّ ۲؎ طبع انبیاء دارند خلق
اژدہا را متّکا دارند خلق
یہ لوگ انبیاء کی طبیعت کی ضد ہیں
یہ لوگ اژدہے کو تکیہ گھو بنائے ہوئے ہیں

چشم بند خُلق چوں دانستہ
ہیچ دانی ازچہ دیدہ بستہ
جبکہ تو نے لوگوں کی آنکھ کے پردے کو سمجھ لیا
تو جانتا ہے کہ تو نے کس چیز سے آنکھ بند کی ہے؟

ہرچہ بکشادی بدل ایں دیدہا
یک بیک بئس البدل داں آں ترا
تو نے آنکھوں کو بدلہ میں کس چیز پر کھولا ہے؟
اپنے لئے اس کو سراسر برا بدلہ سمجھ

لیک خورشید عنایت تافتہ است
آئسان را از کرم دریافتہ است
لیکن مہربانی کا سورج چمکا ہے
اس نے کرم سے مایوسوں کو پالیا ہے

نردِ بس ۳؎ نادر ز رحمت باختہ
عینِ کُفراں را اِنابت ساختہ
اس نے رحمت سے عجب نرد کھیلی ہے
بعینہ کفر کو رجوع (الی اللہ) بنا دیا ہے

ہم ازیں بد بختیِ خلق آں جواد
منفجر کردہ دو صد چشمہ وداد
اس سخی نے مخلوق کی اسی بدبختی سے
محبت کے دو سو چشمے جاری کر دیئے

غنچہ را از خار سرمایہ دہد
مُہرہ را از مار پیرایہ دہد
وہ غنچہ کو کانٹے سے سرمایہ عطا کرتا ہے
وہ مہرہ کو سانپ سے لباس عطا کر دیتا ہے

از سوادِ شب بروں آرد نہار
وز کفِ معسر برویاند یسار
وہ رات کی سیاہی سے دن ظاہر کرتا ہے
وہ تنگدست کے ہاتھ سے مالداری پیدا کر دیتا ہے

۱؎ خاکہا۔ یہ لوگ شریعت کے مسائل کو اپنی خرافات سے دبانا چاہتے ہیں لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔ ملتبس۔ اگر نون سے ہے تو پوشیدہ کے معنی ہیں اور اگر با سے ہے تو پٹا ہوا کے معنی ہیں۔ لیک۔ مخالفوں کی مخالفت سے شریعت تو نہ مٹے گی ہاں وہ محروم ہو جائیں گے۔ قومِ معکوس۔ یہ دین میں تاویلات کرنے والے اوندھی طبیعت کے ہیں کہ ان کو شریعت کا صاف چشمہ پسند نہیں آتا اور تاویلات کی خاک چاٹتے ہیں۔

۲؎ ضد طبع۔ انبیاء تو حق کہتے تھے خواہ عوام کو پسند نہ آئے یہ عوام پر تکیہ کرتے ہیں اور ان کو خوش کرنے کیلئے تاویلات کرتے ہیں۔ چشم بند۔ یہی فلسفیانہ توجیہات ان کی آنکھوں کا پردہ ہیں انہوں نے حقائق سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ ہرچہ۔ شریعت کے اسرار کی بجائے فلسفیانہ تاویلات ان کے پیش نظر ہیں جو حقائق شرعیہ کا بدترین بدل رہیں۔ لیک۔ ان عقلی موشگافیاں کرنے والوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اصل شریعت کا تو انکار نہیں کرتے ہیں لیکن بعض جگہ سلف کے خلاف تاویلات کرتے ہیں ان کو قدرے خدا کے کرم نے سنبھال لیا ہے۔

۳؎ نردِ بس نادر۔ اللہ نے ان پر کرم کیا اور ان کے بعض عقائد سلف کے خلاف ہوتے ہوئے بھی ان کو معذور قرار دے دیا ہے۔ ہم ازیں۔ ان کے بعض عقائد فاسدہ سے ہی اپنی محبت کے چشمے جاری کر دیئے ہیں۔ غنچہ۔ اللہ تعالیٰ ایک ضد سے دوسری ضد پیدا فرما دیتا ہے خار سے غنچہ اور سانپ میں مہرہ پیدا کر دیتا ہے جو اس کے زہر کا تریاق ہے نجات سے دن پیدا کر دیتا ہے مفلس کے ہاتھ سے مالداری پیدا کر دیتا ہے حضرت ابراہیم نے ریت سے گیہوں کا آٹا پیدا فرما دیا پہاڑ کو حضرت داؤد کا ہمزبان بنا دیا۔

آرد سازد ریگ را بہرِ خلیل — کوہ باداؤد گردد ہم رسیل

وہ خلیل (ابراہیم) کے لئے ریت کو آٹا بنا دیتا ہے — پہاڑ (حضرت) داؤد کا ہم آواز بن جاتا ہے

کوہِ[1] باوحشت دراں ابرِ ظلم — برگشاید بانگِ چنگ و زیر و بم

وحشت ناک پہاڑ تاریک ابر میں — چنگ کی آواز اور زیر و بم کا ظاہر کرتا ہے

خیز اے داؤد از خلقاں نفیر — ترکِ آں کردی عوض از ما بگیر

اے لوگو سے متنفر داؤد! اٹھ — تو نے اس کو چھوڑا ہم سے اس کا بدلہ لے لے

انابت آں طالبِ گنج بحق تعالیٰ بعد از طلبِ بسیار و عجز

بہت سے عجز اور مجبوری کے بعد اس خزانہ کے طلب گار کا، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا

و اضطرار کہ اے ولیٔ الاظہار تو کن آں پنہاں را آشکار

کہ اے ظاہر کرنے کے ولی تو اس پوشیدہ کو ظاہر کر دے

گفت آں درویش اے دانای راز — از پئے ایں گنج کردم یادہ تاز

اس فقیر نے کہا، اے راز داں — میں نے اس خزانہ کے لئے، بیہودہ بھاگ دوڑ کی

دیوِ حرص و آز مستعجل تگی — نے تأنی جست و نے آہستگی

دوڑ میں عجلت کرنے والے لالچ اور حرص کے دیو نے — نہ آہستہ روی کو طلب کیا اور نہ آہستگی کو

من[2] ز دیگے لقمہ نند و ختم — کف سیہ کردم دہاں را سوختم

میں نے دیگ میں سے ایک لقمہ نہ حاصل کیا — ہاتھ کالا کر لیا، منہ جلا لیا

خود نگفتم چوں دریں نا موقنم — زاں گرہ زن ایں گرہ را حل کنم

میں نے کہا جبکہ میں اس میں یقین کرنے والا نہیں ہوں — اس گرہ لگانے والے سے اس گرہ کو کھلواؤں

قولِ حق را ہم ہم زحق تفسیر جو — ہیں مخاژا اژ از گماں اے یاوہ گو

اللہ کے قول کی، اللہ سے تفسیر چاہ — اے بیہودہ گو! گمان سے بکواس نہ کر

آں گرہ کو زد ہمو بکشایدش — مہرہ[3] کو انداخت او برباید ش

جو گرہ اس نے لگائی ہے وہی اس کو کھولتا ہے — جو مہرہ اس نے بٹھایا ہے، وہی اس کو اٹھاتا ہے

گرچہ آسانت نمود ایں ساں سخن — کے بود آساں رموزِ من لدن

اگرچہ تجھے اس قسم کا کلام آسان معلوم ہوتا ہے — خدا کے رموز آسان کب ہوتے ہیں؟

گفت یارب توبہ کردم زیں شتاب — چوں تو در بستی تو کن ہم فتحِ باب

اس نے کہا اے خدا! میں نے اس جلد بازی سے توبہ کی — جب آپ نے دروازہ بند کیا ہے آپ ہی دروازہ کھولئے

[1] کوہ۔ حضرت داؤدؑ کے ساتھ پہاڑ زبور اور تسبیح پڑھنے میں ہم آواز رہتا تھا۔ خیز۔ حضرت داؤدؑ عوام سے گھبرا کر گوشۂ تنہائی میں گئے تو پہاڑ ان کا ہم آواز بنا۔ انابت۔ جب وہ فقیر خزانہ کی جستجو میں تھک گیا تو اس نے خدا کی طرف رجوع کیا۔ آں پنہاں۔ یعنی خزانہ۔ یادہ تاز۔ بیکار بھاگ دوڑ۔ مستعجل تگی۔ جلد بازی۔

[2] من ز دیگے۔ یعنی خزانہ کی تلاش میں سوائے تکلیف کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ خود نگفتم۔ میری یہ غلطی تھی کہ تیر پھینکنے کی تفسیر پر یقین نہ ہوتے ہوئے بھی تیری طرف رجوع نہ کیا۔ قولِ حق۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی تفسیر خود کر سکتا ہے چنانچہ قرآنؑ قرآن کی تفسیر ہے۔

[3] مہرہ۔ جو نرد اس نے جس جگہ بٹھائی ہے وہی اس کو اٹھا کر بازی جیت سکتا ہے دوسرے کی مجال نہیں ہے۔ گرچہ۔ قرآن پاک کو آسان بھی کہا ہے لیکن اس کے رموز خدا ہی حل کرتا ہے۔

برسرِ ۱ حرفہ شُدم بارِ دِگر — در دُعا کردن بُدم مَن بے ہنر
میں دوبارہ ہنر سے ہو گیا — میں دعا کرنے میں بے ہنر تھا

کو ہُنر کو مَن، کجُا دل مُستوی — ایں ہمہ عکسِ تُواست و خود تُوئی
کہاں ہنر کہاں میں، کہاں پر قرار دل — یہ سب آپ کا عکس ہے اور خود آپ ہی ہے

ہر شبے تدبیر و فرہنگم بخواب — ہمچو کشتی غرقہ می گردد دَرآب
ہر رات کو سونے میں میری تدبیر اور عقل — کشتی کی طرح پانی میں ڈوب جاتی ہے

خود نہ مَن می مانم و نے آں ہُنر — تَن چو مُردارے فتادہ بے خبر
نہ خود میں رہتا ہوں اور نہ وہ ہنر — جسم مردے کی طرح بے خبر پڑا ہوتا ہے

تاسحر ۲ جُملہ شب آں شاہِ عُلا — خود ہمی گوید اَلَسْتُ وہم بَلٰی
تمام رات صبح تک وہ بلندی کا شاہ — خود ہی الست کہتا ہے اور خود ہی بلٰی

کو بلٰی گو، جملہ را سیلاب بُرد — یا نہنگے کرد کُل را خُرد مُرد
"بلٰی" کہنے والے کہاں ہیں سب کو بہاؤ لے گیا — یا ناکے نے سب کو ریزہ ریزہ کر دیا

صبحدم چوں تیغِ گوہر دارِ خود — از نیامِ ظلمتِ شب بَر کَشد
صبح کا وقت جب اپنی جڑاؤ تلوار — رات کی تاریکی سے سونتتا ہے

آفتابِ شرق شب را طے کُند — ایں نہنگ آں خوردہا را قے کُند
مشرق کا سورج رات کو طے کرتا ہے — یہ ناکہ کھائی ہوئی چیزوں کو اگل دیتا ہے

رستہ چوں یونس زمعدہ آں نہنگ — منتشر گردیم اندر بود رنگ
اس ناکے کے معدہ سے حضرت یونسؑ کی طرح نکل کر — بو اور رنگ میں ہم پھیل جاتے ہیں

خلق ۳ چوں یونسِ مسبح آمدند — کاندراں ظلمات پُر راحت شُدند
مخلوق حضرت یونسؑ کی طرح تسبیح پڑھنے والی بن گئی — کیونکہ ان تاریکیوں میں آرام سے ہو گئی

ہرَ یکے گوید بہنگام سحر — چوں زبطنِ حُوتِ شب آید بدَر
ہر شخص صبح کے وقت کہتا ہے — جب رات کی مچھلی کے پیٹ سے باہر آتا ہے

کاے کریمے کاندراں لیلِ وحش — گنجِ رحمت بُنہی وچندیں چشش
کہ اے کریم! اس وحشت ناک رات میں — تو رحمت کا خزانہ اور اس قدر لذت رکھتا ہے

چشم تیز و گوش تازہ تن سُبک — از شبِ ہمچوں نہنگِ ذوالحُبک
آنکھ تیز، کان تازہ اور جسم ہلکا (ہو گیا) — رات کی وجہ سے جو ناکے کی طرح کالی زلفوں والی ہے

۱ برسر حرفہ۔ یعنی میں نے دعا اس طرح نہ کی کہ خزانہ کا ملنا بھی بلا کب ہو جاتا اور اس کے تلاش کرنے میں مجھے محنت اور تدبیر کرنی پڑ گئی یہ میری دعا کا تصور تھا۔ گویا انسان ہیچ در ہیچ ہے۔ جو کچھ ہے خدا کا عکس ہے بلکہ عین خدا ہے۔ ہر شبے۔ انسان کے ہنر اور تدبیر کا حال تو یہ ہے کہ وہ ہر رات کو غائب ہو جاتا ہے۔ خود۔ نیند کی حالت میں انسان کے تمام ہنر ختم ہو جاتے ہیں اور وہ ایک مردے کی صورت میں ہوتا ہے۔

۲ تا سحر۔ یعنی تب جب انسان مردہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی جواب دیتا ہے ان میں جواب دینے کی صلاحیت نہیں رہتی ہے۔ نہنگ۔ مگرمچھ۔ خُرد مرد۔ ریزہ ریزہ۔ صبحدم۔ صبح کے وقت جب سورج نکلتا ہے انسان کے ہوش و حواس واپس آ جاتے ہیں۔ تیغ۔ یعنی سورج۔ نہنگ۔ یعنی رات۔ رستہ۔ اب صبح کو انسان بیدار ہو کر پھر دنیا کے رنگ و بو میں منہمک ہو جاتا ہے۔

۳ خلق۔ جس طرح حضرت یونسؑ نے فرمایا تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ ہر انسان اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔ پُر راحت۔ انسان کو رات میں سونے سے بڑی راحت حاصل ہوتی ہے کا ہے۔ سو کر جب اٹھتا ہے تو یہ تسبیح کرتا ہے۔ گنج رحمت۔ اسی خزانے سے حواس کو یہ طاقت ملی ہے کہ بیداری پر وہ تیز ہو جاتے ہیں اور بدن ہلکا ہو جاتا ہے۔ ذوالحُبک۔ حبیک۔ بالوں کا مجموعہ۔

ازا مقاماتِ وحش رُوزیں سپس — ہیچ نگریزیم ماباچوں تو کس
اس کے بعد وحشت ناک مقامات سے — آپ جیسی ذات کے ہوتے ہوئے کبھی نہ بھاگیں گے

موسیٰ آں رانا رِدید و نُور بُود — زنگی دیدیم شب رانور بُود
موسیٰ نے اس کو آگ سمجھا وہ نور تھا — ہم نے رات کو حبشی سمجھا، وہ حور تھی

مانمی خواہیم غیرا زدیدہٗ — دیدۂ تیزے گشے بگزیدہٗ
ہم آنکھ کے سوا کچھ نہیں چاہتے ہیں — منتخب، اچھی، تیز آنکھ

بعدازیں مادیدہ خواہیم از تو بس — تا نپوشد بحر را خاشاک و خس
اس کے بعد ہم تجھ سے بس آنکھ مانگتے ہیں — تاکہ سمندر کو کوڑا کرکٹ نہ چھپائے

ساحراں راچشم چوں رَاست از عمیٰ — کف زناں بُودند بےایں دست وپا
جادوگروں کی آنکھ جب اندھے پن سے نجات پا گئی — وہ اس ہاتھ پاؤں کے بغیر ہتھیلیاں بجا رہے تھے

چشم بندِ خلق جُز اسباب نیست — ہر کہ لرزد بر سبب زاصحاب نیست
مخلوق کی آنکھ کا پردہ سوائے اسباب کے کچھ نہیں ہے — جو سبب سے لرزے وہ اصحاب (دید) میں سے نہیں ہے

لیکؔ حق اصحاب و نا اصحاب را — در کشادو بُرد تا صدرِ سَرا
لیکن اللہ تعالیٰ نے اصحاب اور غیر اصحاب کے لئے — دروازہ کھول دیا ہے اور مکان کے صدر تک لے گیا ہے

باکفش نا مستحق و مستحق — مُعتقانِ رحمت اند از بندِ رق
اس کی ہتھیلی میں مستحق اور غیر مستحق — غلامی کی قید سے رحمت کے آزاد کردہ ہیں

در عدم ما مُستحقاں کے بُدیم — کہ بریں جان و بریں دانش زدیم
عدم میں ہم مستحق کب تھے؟ — کہ ہم اس جان اور اس عقل پر پہنچ گئے

اے بکردہ یار ہر اغیار را — دے بدادہ خلعتِ گُل خار را
اے وہ ذات جس نے غیروں کو دوست بنایا ہے — اور اے وہ کہ جس نے کانٹے کو پھول کا لباس عطا فرمایا ہے

خاکِ مارا ثانیا پالیز کن — ہیچ نے را بارِ دیگر چیز کن
ہماری مٹی کو دوبارہ سر سبز کر دے — ناچیز کو دوبارہ چیز بنا دے

ایں۳ دُعا تو اَمر کردی زابتدے — ورنہ خاکے راچہ زَہرہ ایں بُدے
شروع سے، اس دعا کا تو نے حکم دیا ہے — ورنہ ایک مٹی کو یہ حوصلہ کہاں ہوتا؟

چوں دُعاماں اَمر کردی اے عجاب — ایں دُعائے خویش راکُن مُستجاب
جب تو نے ہمیں دعا کا حکم دیا ہے اے عجیب! — اپنی اس دعا کو مقبول بنا

۱ از مقامات۔ جنابِ وحشتناک رات میں اللہ کی اس قدر رحمتیں مضمر ہیں تو اب خدا کی ذات کے سہارے کسی وحشتناک چیز سے گریز نہ کرنا چاہیے۔ موسیٰ۔ ہر چیز ہمارے خیال کے مطابق نہیں ہوتی حضرت موسیٰ نے نور کو نار خیال کیا ہم نے رات کو برا سمجھا جو حور تھا۔ مانمی خواہیم۔ سب سے بڑی نعمت صحیح آنکھ ہے جو ہر چیز کو اصلی حالت پر دکھا دے ہمیں اس کی دعا کرنی چاہیے۔ گشی۔ خوب۔ تا نپوشد۔ تاکہ ہماری نگاہ صحیح کام کرے اور ہماری نظر کے لئے خس و خاشاک دریا کو نہ چھپا سکے۔ ساحراں۔ فرعون کے جادوگروں کو صحیح نظر حاصل ہوگئی تو وہ ان جسمانی ہاتھ پاؤں کو کچھ نہ سمجھتے تھے ان کے کٹنے پر رقص کر رہے تھے۔ چشم بند۔ صحیح نظر وہی ہے جو اسباب کے پردے اٹھا کر مسبب الاسباب کو دیکھ لے۔

۲ لیک۔ جو صحیح نظر نہیں رکھتے ہیں وہ بھی مایوس نہ ہوں اللہ تعالیٰ ان کی بھی رہنمائی فرما دیتا ہے۔ باکفش۔ اس کا دست کرم مستحق اور غیر مستحق سب کو عطا کرتا ہے۔ در عدم۔ جبکہ ہم معدوم تھے اس کا ہم پر کرم ہوا اور اس نے وجود اور حواس عنایت کر دیئے حالانکہ ہم میں کوئی استحقاق نہ تھا۔ اے بکردہ۔ اللہ کی رحمت کا فروں پر بھی ہے۔ خاک مارا۔ ابتداءً جسمانی وجود عطا فرمایا اب روحانی حیات عطا فرماوے۔ پالیز۔ کھیت، چمن

۳ ایں دعا۔ دعا بھی ہم تیرے حکم اور توفیق سے کر رہے ہیں ورنہ ہماری ہمت کہاں تھی کہ تجھ سے دعا مانگتے۔ چوں دعا۔ جب تو نے دعا کی توفیق دی ہے تو یہ ہماری نہیں بلکہ تیری دعا ہے تو اس کو قبول بھی فرمالے۔

شب ۱ شکستہ کشتیِ فہم و حواس — نے امیدے ماندہ نے خوف و نہ یاس
رات کو سمجھ اور حواس کی کشتی شکستہ ہو گئی — نہ امید رہی نہ ڈر اور نہ مایوسی

بُردہ در دریائے حیرت ایزدم — تا چہ فن پُر کند بفرستدم
اللہ تعالیٰ مجھے حیرت کے دریا میں لے گیا — دیکھو! مجھے کس ہنر سے پُر کر کے بھیجتا ہے؟

آں یکے را کردہ پُر نور و جلال — ویں دگر را کردہ پُر وہم و خیال
اس ایک کو نور اور جلال سے پُر کر دیا — اور اس دوسرے کو وہم اور خیال سے پُر کر دیا

گر بخویشم ہیچ رائے و فن بُدے — رائے و تدبیرم بحکمِ من بُدے
اگر میری اپنی کوئی رائے اور فن ہوتا — تو میری رائے اور تدبیر میرے قابو میں ہوتی

شب نرفتے ہوش بے فرمانِ من — زیرِ دامِ من بُدے مُرغانِ من
رات کو میرے حکم کے بغیر ہوش روانہ نہ ہوتا — میرے پرند میرے جال میں ہوتے

بُودمے ۲ آگہ ز منزل ہائے جاں — وقتِ خواب و بیہشی و امتحاں
میں روح کی منزلوں سے باخبر ہوتا — خواب اور بے ہوشی اور امتحان کے وقت

چوں کفم زیں حل و عقد اُو تہی ست — اے عجب ایں معجبیِ من زکیست
جب میرا ہاتھ اس کے حل و عقد سے خالی ہے — تعجب ہے، میری خود بینی کس وجہ سے ہے؟

دیدہ را نا دیدہ خود انگاشتم — باز زنبیلِ دُعا برداشتم
میں نے دیکھے ہوئے کو ان دیکھا سمجھ لیا — میں نے دعا کی جھولی کو پھر اٹھایا ہے

چوں الف ۳ چیزے ندارم اے کریم — جز دلے دل تنگ تر از چشمِ میم
اے کریم! میں الف کی طرح کوئی چیز نہیں رکھتا ہوں — سوائے ایک دل کے جو میم کی آنکھ سے زیادہ سنگدل ہے

ایں الف ایں میم اُمِّ بودِ ماست — میمِ اُم تنگ ست الف زو نر گداست
یہ "الف" یہ "میم" ہمارے وجود کی ماں ہے — اُم کا "میم" تنگ ہے "الف" اس سے بھی زیادہ گدا ہے

ایں الف چیزے ندارد غافلی ست — میمِ دلتنگ آں زمانِ عاقلی ست
یہ "الف" کوئی چیز نہیں رکھتا یہ غفلت کی حالت ہے — میم، دلتنگ ہے، وہ زمانہ عقلمندی کا ہے

در زمانِ بیخودی خود ہیچ من — در زمانِ ہوش اندر پیچ من
میں بیہوشی کے وقت خود ہیچ ہوتا ہوں — ہوش کے زمانہ میں پیچا پیچ میں ہوتا ہوں

ہیچ دیگر بر چنیں ہیچی مَنہ — نامِ دولت بر چنیں گیجی مَنہ
ایسے ناکارہ پر مزید ناکارہ پن نہ ڈال — ایسے بھینگے پن کا نام دولت نہ رکھ

۱ شب۔ رات وحواس اور اس کے آثار یعنی خوف و بیم سب ختم ہو جاتے ہیں۔ بردہ۔ شب کو اللہ تعالیٰ حواس کو دریائے حیرت میں غرق کر دیتا ہے پھر ان کو پر ہنر بنا کر واپس کرتا ہے۔ آں یکے۔ عارفین کو نور سے پُر کرتا ہے۔ ایں دگر۔ دنیا داروں اور فلاسفر کو وہم و خیال سے پُر کر دیتا ہے۔ گر بخویشم۔ اگر حواس و ہنر ہمارے ذاتی ہوتے تو پھر ہمارے حکم کے تابع ہوتے۔ شب۔ رات کو ہماری اجازت کے بغیر ہم سے جدا نہ ہوا کرتے۔

۲ بودمے۔ ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ ہماری روح کہاں کہاں کی سیر کر رہی ہے۔ امتحان۔ نیند کی حالت امتحان کی ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ ہمارے حواس اور روح ہمارے قبضہ کی نہیں ہے۔ چوں کفم۔ جب ہم اپنے حواس اور عقل سے بھی تہی دست ہیں غرور اور تکبر کا کیا کام ہے۔ دیدہ۔ اس سے پھر اس فقیر کی دعا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ ابتک جو دعا میں غلطی کی اور باوجود خزانہ کا پورا جوش جانے خزانہ نہ ملا اس سبب کو اعدم قرار دے کر میں از سر نو دعا کرتا ہوں۔

۳ الف۔ نقطے سے خالی ہے میم کی چشم تنگ ہوتی ہے۔ ام۔ اصل ہمارا اصل وجود اور اس کے لوازم الف اور میم کے سرے کی طرح ہیں۔ ایں۔ ہماری غفلت کا ہو یا ہوش کا دونوں الف اور میم کی طرح ہیں۔ در زماں۔ غفلت اور ہوش جملہ اوقات پریشان کن ہیں۔ ان کے وقت بالکل ناچیز ہوتا اور ہوش اور عقلمندی کے وقت دنیا کے دھندوں میں پیچ در پیچ ہوتا ہوں۔

خود ندارم [1] ہیچ بہ سازد مرا | کہ زد وہم ست ایں کہ دارم صد عنا
میں خود کچھ نہیں رکھتا ہوں وہ مجھے بہتر بناتا ہے | یہ سیکڑوں رنج جو میں رکھتا ہوں وہم کی وجہ سے ہیں

ور ندارم ہم تو دارائیم کن | رنج دیدم راحت افزائیم کن
اور اگر میں کچھ نہیں رکھتا ہوں تو تو میری رکھوالی کر | میں نے تکلیف دیکھی ہے تو میری راحت افزائی کردے

ہم در آبِ دیدہ عُریاں بیستم | بر درِ تو چونکہ دیدہ نیستم
میں آنکھ آنسو کے معاملہ میں ننگا کھڑا ہوں | تیرے در پر، چونکہ میرے آنکھ نہیں ہے

رابِ دیدہ بندۂ بے دیدہ را | سبزہ بخش و نباتے زیں چرا
بے بصیرت بندے کو آنکھ کے آنسو سے اس چراگاہ سے | سبزہ اور پیداوار بخش دیجئے

ور نماند آب آبم دہ زعین | ہمچو عینینِ نبی ہطّالتین
اگر آنسو نہ رہے تو آنکھ سے مجھے آنسو عطا کر | جیسی نبی کی دو جاری رہنے والی آنکھیں

او چو [2] آبِ دیدہ جُست از جودِ حق | با چناں اجلال و اقبال و سبق
جبکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بخشش سے آنسو مانگے | ایسی بزرگی اور اقبال اور سبقت کے ہوتے ہوئے

چوں نباشم زاشکِ خوں باریک دلیس | من تہیدستِ فضولِ کاسہ لیس
تو میں خونی آنسو کے ساتھ باریک میں کیوں نہ ہوں | میں خالی ہاتھ، فضول، خوشامدی

چوں چناں چشم اشک را مفتوں بود | اشکِ من باید کہ صد جیحوں بود
جبکہ ایسی آنکھ آنسو کی عاشق ہو | تو میرے لئے سیکڑوں جیحوں آنسو چاہیے

قطرۂ زاں زیں دو صد جیحوں بہ است | کہ بداں یک قطرہ جن و انس رست
اس کا ایک قطرہ ان دو سو جیحوں سے بہتر ہے | کیونکہ اس قطرے سے جن اور انسان نجات پا گئے

چونکہ [3] باراں جُست آں روضۂ بہشت | چوں نجوید آب شورہ خاکِ زشت
جبکہ جنت کے اس باغیچہ نے بارش مانگی | تو میری شورلی زمین پانی کیوں نہ مانگے؟

اے اخی دست از دعا کردن مدار | با اجابت یا ردِ اُویت چہ کار
اے بھائی! دعا کرنے سے ہاتھ نہ ہٹا | اس کے قبول کرنے یا رد کرنے سے تجھے کیا کام؟

ناں کہ سدِّ و مانعِ ایں آب بود | دست زاں ناں می بباید شست زود
وہ روٹی جو اس پانی کی روک اور مانع ہو | اس روٹی سے جلد ہاتھ دھو لینا چاہیے

[3] چونکہ آنحضورؐ جو خود جنت کے باغیچہ کی طرح ہیں جب آنسوؤں کے بارش کے طالب ہے تو ہم جو کہ بدترین شور زمین ہیں ہمیں آنسوؤں کی بارش کی ضرورت کیوں نہ ہوگی اے ساتھی۔ جب تجھے دعا کی فضیلتیں معلوم ہوگئیں تو اب دعا کرتا رہ اور تجھے اس سے کوئی بحث نہ ہونی چاہیے کہ وہ مقبول ہوئی ہے یا مردود۔ ناں۔ دعا میں اگر گریہ نہیں ہوتا اس کے موانع کو دور کر اور وہ دنیا کی لذتیں ہیں۔

[1] خود۔ جبکہ میرے پاس کچھ نہیں ہے تو میرا کارساز بن جا۔ کہ زد وہم۔ انسان اپنے کچھ ہونے کے وہم سے سیکڑوں مصیبتوں میں پھنستا ہے یہی وہم دنیاوی اور دینی ترقی سے مانع بنتا ہے۔ ور۔ جبکہ یقیناً میرے پاس کچھ نہیں ہے تو شاہی بخت اور میری رکھوالی کر۔ ہم۔ میں دعا کے آداب سے بھی محروم ہوں دعا کے لئے آنسوؤں کی ضرورت ہے میں اس سے بھی محروم ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے پاس حقیقت بیں نظر ہی نہیں ہے۔ زاب۔ میری آنکھ میں آنسو پیدا فرما کر میرے اعمال کو سرسبز کر دیجئے۔ زیں چرا۔ یعنی دنیا میں جو آخرت کا کھیت اور چراگاہ ہے۔ ور نماند۔ اگر میری آنکھوں میں آنسو نہ رہیں تو آنسو بھی عنایت کر جس طرح تو نے آنحضورؐ کی آنکھوں کو آنسو عطا کر دیئے تھے۔ ہطالتین۔ حدیث شریف ہے۔ اللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ عَیْنَیْنِ ھَطَّالَتَیْنِ اے خدا مجھے دو جاری ہونے والی آنکھیں عنایت کر دے۔

[2] او۔ آنحضورؐ باوجود تمام بزرگیوں اور فضائل کے رونے والی آنکھوں کے طالب ہے۔ چوں نباشم۔ تو پھر ہم جیسوں کے لئے تو وہ بہت ہی ضروری ہیں اور ہماری نجات کے لئے تو سیکڑوں جیحوں دریا کی بقدر آنسو درکار ہیں۔ قطرہ۔ آنحضورؐ کی آنکھ کا ایک آنسو دو سو جیحوں برابر آنسوؤں سے افضل ہے اس لئے کہ اس قطرۂ آنسو کے ساتھ جب دعا کی تو جن و انس قیامت میں حساب کتاب کے انتظار سے نجات پا گئے اور آنحضورؐ کی اس سلسلہ میں شفاعت منظور ہوگئی۔ ایسی صورت میں تو ہمیں دو سو جیحوں برابر نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ آنسو درکار ہیں۔

خویش را موزوں و چست و سختہ کن　　　زاب دیدہ نانِ خود را پختہ کن
اپنے آپ کو موزوں اور چست اور سنجیدہ بنا　　　آنکھ کے آنسو سے اپنی روٹی کو پختہ کر لے

آواز دادنِ ہاتف مر طالبِ گنج را و اعلام کردن از حقیقت سرّ آں

غیبی آواز کا خزانہ کے طالب گار کو آواز دینا اور اس کے راز کی حقیقت سے باخبر کرنا

اندریں بود او کہ الہام آمدش　　　کشف شد ایں مشکلات از ایزدش
وہ ابھی اسی میں تھا، کہ اس کو الہام ہوا　　　اس کی یہ مشکلیں خدا کی جانب سے کھل گئیں

اندریں بود او کز الہام خدا　　　مشکلش حل گشت و حاجت شد روا
وہ اسی میں تھا کہ خدا کے الہام سے　　　اس کی مشکل حل ہو گئی اور ضرورت پوری ہو گئی

گفت گفتم در کماں تیرے بنہ　　　کے بگفتم من کہ اندر کش تو زہ
اس نے کہا میں نے کہا تھا کہ کمان میں تیر رکھ　　　میں نے کب کہا تھا کہ چلے کو کھینچ؟

من نگفتم کایں کماں را سخت کش　　　در کماں نہ گفتمت نے پر کنش
میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ کمان کو خوب کھینچ　　　میں نے تجھ سے کہا تھا کمان میں رکھ نہ کہ اس کو باہر کر

از فضولی تو کماں افراشتی　　　صنعتِ قواسی برداشتی
تو نے بیہودہ پن سے کمان بلند کی　　　اور تیر اندازی کی کاریگری برداشت کی

ترک ایں سختہ کمانی رو بگو　　　در کماں نہ تیر و پریدن مجو
جا اس سختہ کمانی کو چھوڑ　　　کمان میں تیر رکھ اور اڑنے کی فکر نہ کر

چوں [2] بیفتد برکن آنجا ای طلب　　　زور بگذار و بزاری جو ذہب
جب وہ گر پڑے، کھود اس جگہ تلاش کر　　　زور چھوڑ دے زاری سے زر طلب کر

آنچہ حق ست اقرب از حبل الورید　　　تو فگندہ تیرِ فکرت را بعید
جو حق ہے، وہ شہ رگ سے بھی قریب ہے　　　تو نے فکر کے تیر کو دور پھینکا

اے [3] کمان و تیرہا بر ساختہ　　　صید نزدیک و تو دور انداختہ
اے وہ! جو تیر اور کمان تیار کئے ہوئے ہے　　　شکار نزدیک ہے اور تو نے دور چلایا

ہر کہ او دورست دور از روئے او　　　کو زیاد قوتِ بازوئ او
جو اس سے دور ہے اس کے چہرے سے دور ہے　　　کہ وہ اپنی قوت بازو آزما رہا ہے

ہر کہ دور انداز تر او دور تر　　　وز چنیں گنج ست او مہجور تر
جو شخص دور پھینکنے والا ہے، وہ زیادہ دور ہے　　　اور وہ ایسے خزانہ سے زیادہ محروم ہے

[1] خویش۔ اپنے آپ کو دعا اور گریہ میں چست کر لے اور ان آنسوؤں کے ذریعہ آخرت کا توشہ تیار کر لے۔
اندریں۔ وہ فقیر اس دعا میں مصروف تھا کہ اس کو غیب سے الہام ہوا جس سے اس کی مشکلات حل ہو گئیں۔
گفت۔ ہاتف نے کہا کہ ہم نے تجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ تیر کمان میں رکھ کر چلہ کھینچ کر زور سے پھینک بلکہ صرف اتنا کہا تھا کہ کمان میں رکھ کر گرا دے۔ افراشتی۔ جس طرح تیر انداز کمان اونچی کر کے تیر چلاتے ہیں۔ صنعت۔ تو نے اپنی کمان بازی کی کاریگری شروع کر دی۔ سختہ کمانی۔ تیر اندازی کی مہارت۔

[2] چوں۔ بیفتد۔ چلہ کھینچ تیر نہ چلا کمان میں تیر رکھ کر گرا دے جہاں وہ گرے اس جگہ کو کھود۔ زور۔ طاقت اور زور سے نہیں اور عجز سے سونے کا طلبگار بن۔ آنچہ۔ مولانا فرماتے ہیں حق اور مقصد قریب جگہ میں تھا وہ تیر دور پھینک کر اس جگہ کو کھود کر خزانہ تلاش کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جو حق ہے وہ انسان کی شہ رگ سے قریب ہے اس کے بارے میں فکر کو دور نہ دوڑانا چاہیے۔

[3] اے۔ انسان کا مقصود حقیقی اس کے قریب ہے وہ اس کو ادھر ادھر تلاش کرتا پھرتا ہے۔ ہر کہ۔ جو مقصود کو دور سمجھ رہا ہے وہ مقصود سے بہت دور ہے وہ اپنی قوت بازو آزما رہا ہے جس سے مقصود حاصل نہ ہو گا۔ ہر کہ۔ جو عقلی تیر چلاتا ہے وہ مقصود سے زیادہ دور ہوتا ہے۔

فلسفی ۱ خود را از اندیشه بکشت　　　گو بدو کو را سوی گنج است پشت

فلسفی نے خود کو غور فکر سے مار ڈالا　　　اس نے کہہ دے کہ اس کی خزانہ کی جانب پشت ہے

گو بدو چندانکه افزون میدود　　　از مراد دل جدا تر می شود

اس سے کہہ دے کہ وہ جتنا دوڑتا ہے　　　دل کی مراد سے زیادہ جدا ہو رہا ہے

جاهدوا فینا بگفت آن شهریار　　　جاهدوا عنا نگفت اے بیقرار

اس شاہ نے جاهدوا فینا کہا ہے　　　اے بیقرار! اس نے جاهدوا عنا نہیں کہا ہے

همچو ۲ کنعاں کو ز ننگ نوح رفت　　　بر فراز قلۂ آں کوه رفت

کنعان کی طرح جو حضرت نوح کی ذلت سے بھاگا　　　بڑے پہاڑ کی چوٹی کی بلندی پر

هر چه افزوں تر همی جست او خلاص　　　سوی که می شد جدا تر از مناص

اس نے جس قدر خلاصی کی زیادہ جستجو کی　　　وہ بچاؤں کی جگہ سے پہاڑ کی جانب زیادہ جدا ہو گیا

همچو ایں درویش بهر گنج و کاں　　　هر صباحی سخت تر جستے کماں

جیسا کہ یہ فقیر، خزانہ اور کان کی خاطر　　　ہر صبح کو زیادہ سخت کمان تلاش کرتا

هر کمانے کو گرفتے سخت تر　　　بودے از گنج و نشاں بد بخت تر

ہر وہ کمان جس کو وہ زیادہ سخت پکڑتا　　　خزانے اور پتہ سے زیادہ بدبخت بنتا

ایں ۳ مثل اندر زمانہ جانی ست　　　جان ناداناں برنج ارزانی ست

زمانہ میں یہ مثال جان کے قابل ہے　　　نادانوں کی جان تکلیف کے لائق ہے

زانکه جاهل داشت ننگ از اوستاد　　　لا جرم رفت و دکان نو گشاد

کیونکہ جاہل نے استاد سے ذلت محسوس کی　　　لا محالہ وہ گیا اور اس نے نئی دکان کھول لی

آں دکاں بالائے استادان کار　　　گنده و پر کژدم ست و پر ز مار

وہ دکان جو فن کے استادوں سے اوپر ہے　　　وہ گندی بچھوؤں اور سانپ بھری ہے

زود ویراں کن دکان و باز گرد　　　سوی سبز و گلستان و آب خورد

تو دکان کو جلد ویران کر دے اور پلٹ　　　سبزہ اور چمن اور نہر کی جانب

نے چو کنعان کو ز کبر و ناشناخت　　　از کہ عاصم سفینۂ فوز ساخت

نہ کہ کنعان کی طرح جس نے تکبر اور جہالت سے　　　بچانے والے پہاڑ کو کامیابی کی کشتی بنایا

---

۱ فلسفی۔ اللہ تعالیٰ کی تلاش میں فلسفی کا بھی یہی حال ہے اس سے کہہ دو کہ مقصود کی طرف اس کی پشت ہے تو اس سے کہہ دو کہ وہ جس قدر دوڑے گا مقصد سے دور ہو جائے گا کیونکہ مقصود کی طرف اس کی پشت ہے۔ جاهدوا۔ قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کے صحیح طور پر طلب کرنے والوں کے لئے اللہ کا فرمان نقل کیا ہے۔ جاهدوا فینا یعنی ہماری طرف آنے میں جو کوشش کرتے ہیں۔ جاهدوا عنا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہماری جانب سے جانے میں کوشش کرتے ہیں۔

۲ ہمچو کنعاں۔ ایسی ہی بری کوشش کی مثال حضرت نوح کا لڑکا کنعان ہے جس نے حضرت نوح کی کشتی میں بیٹھنے سے ذلت محسوس کی اور طوفان سے بچاؤ کے لئے پہاڑ کی چوٹی کی طرف بھاگا۔ ہرچہ۔ وہ جس قدر کوشش کر رہا تھا بچاؤ کی جگہ سے دور ہو رہا تھا جو حضرت نوح کی کشتی تھی۔ ہمچو۔ کنعان اسی فقیر کی طرح تھا جو ہر دفعہ ایک سخت کمان تلاش کرتا اور اس سے تیر پھینکتا اور خزانہ سے زیادہ دور ہو جاتا۔

۳ ایں مثل۔ مقصد سے دور ہونے کی وجہ اس مثال سے سمجھ میں آ جائے گی جو جان سے رکھنے کے قابل ہے کہ کوئی شاگرد استاد سے ذلت محسوس کرنے لگے اور اپنی دکان خود کھول بیٹھے ظاہر ہے ایسا شاگرد مقصد سے دور ہو جائے گا آں دکان یا ایسے شاگرد کی دکان ہنر سے خالی ہوگی اور نقصان رساں ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ مقصد تک پہنچنے والا اہل حق کا اتباع ہے۔ زود۔ ایسے شاگرد کو چاہیے کہ فوراً اپنی دکان کو ویران کر دے اور استاد کی شاگردی اختیار کر کے پھلے پھولے۔ نے۔ کنعان کی طرح نہ بنے کہ اس نے سیدھا راستہ چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کیا۔

علم ۱ تیر اندازیش آمد حجیب — واں مراد اُو رابدُ ے حاضر بجیب
اس کا تیر اندازی کا فن پردہ بنا — اور وہ مقصد اس کی جیب میں موجود تھا

اے بسا علم و ذکاوات و فطن — گشتہ رہرو راچو غول و راہزن
اے (مخاطب) بہت سے علم اور ذہانتیں اور سمجھ داری — سالک کے لئے چھلاوا اور راہزن بنی ہیں

بیشتر اصحابِ جنت ابلہ اند — تاز شرِّ فیلسوفی می رہند
اہل جنت زیادہ تر بھولے ہیں — جب ہی تو فلسفی کے شر سے محفوظ رہتے ہیں

خویش راعُر یاں کُن از فضل وفضول — تا کُند رحمت تُرا ہر دم نزول
اپنے آپ کو فضول اور فضیلت سے عاری کر لے — تاکہ ہر وقت تجھ پر رحمت نازل ہو

زیرکی ۲ ضدِ شکست ست و نیاز — زیرکی بگذار و باگولی بساز
ذہانت، تواضع اور عاجزی کی ضد ہے — ذہانت چھوڑ اور بھولا پن اختیار کر

زیرکی داں دام بُردو طمع گاز — تاچہ خواہد زیرکی را پاک باز
ذہانت کو سوہان ساتی کا جال اور حرص کو گانتی سمجھ — پھر ذہانت کو پاکباز کیا چاہیے گا؟

زیرکاں باصنعتے قانع شُدہ — اَبلہاں از صنع در صانع شُدہ
ذہین، کاریگری پر بس کرنے والے ہو گئے — بھولے، کاریگری سے کاریگر میں پہنچ گئے

زانکہ طفلِ خُرد را مادر نہار — دَست وپا باشد نہادہ برکنار
کیونکہ چھوٹے بچے کے لئے ماں دن میں — بغل میں لئے ہوئے ہاتھ اور پاؤں کی طرح ہوتی ہے

داستان ۳ آں سہ مسافر مسلمان و ترسا و جہود وآنکہ بمنزلے قوتے

تین مسافروں نصرانی اور یہودی اور مسلمان کا قصہ، ان کو راستہ

یافتند ترسا و جہود سیر بُودند، گفتندآں قُوت را فرد اخوریم

میں کھانے کو ملا نصرانی اور یہودی پیٹ بھرے تھے انہوں نے کہا

مسلمان صائم بُود و گرسنہ ماند ازاں کہ مغلوبُ بُود

کھانا کل کھائیں گے مسلمان روزہ دار اور بھوکا مرہا، کیونکہ وہ عاجز تھا

یک حکایت بشنو اینجا اے پسر — تانگردی مُمتحن اندر ہُنر
اے بیٹا! یہاں ایک حکایت سن لے — تاکہ تو ہنر میں آزمائش میں نہ پڑے

آں جہود و مُومن و تَرسا مگر — ہمرہی کردند باہم در سَفر
اس یہودی اور مومن اور عیسائی نے — سفر میں ہمراہی اختیار کی

۱ علم تیر۔ اس فقیر کو اس کے تیراندازی کے علم نے ہی خزانہ سے دور رکھا ورنہ خزانہ بالکل اس سے قریب تھا۔ اے بسا۔ مذموم ذہانت تباہ کن ہے اور مطلوب سے دور کرتی ہے۔ بیشتر۔ حدیث شریف ہے المؤمن غرٌ کریم مومن بھولا بھالا شریف ہوتا ہے نیز مشہور مثل ہے۔ اکثر اھل الجنۃ البلہ، جنتی بھولے ہوتے ہیں۔ خویش۔ ایسی مذموم ذہانت سے اپنے آپ کو بچالے پھر تجھ پر رحمت نازل ہوگی۔

۲ زیرکی۔ انسان کو ایسی غلط ذہانت اور چالاکی کو چھوڑ کر بھولا پن اختیار کرنا چاہیے۔ دام بردار یعنی ذہانت سوہان روح ہے۔ زیرکاں۔ مذموم ذہین دنیا میں الجھ کر رہ جاتے ہیں اور بھولے آدمی صانع یعنی خدا تک پہنچ جاتے ہیں۔ زانکہ۔ جس طرح نادان بچے کے لئے ماں ہاتھ پاؤں کا کام کرتی ہے اسی طرح بھولے مومن کی خدا دستگیری فرماتا ہے۔

۳ داستان۔ اس قصہ میں مذکور ہے کہ ایک سفر میں یہودی اور نصرانی اور مسلمان ہمسفر تھے راستہ میں حلوا ملا تو دونوں نے چالاکی سے مسلمان کو حلوے سے محروم کرنا چاہا لیکن قدرت نے ایسا بندوبست کردیا کہ حلوا مسلمان ہی کو ملا اور قدرت نے اس کی دستگیری فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ چالاکی اللہ کو پسند نہ آئی اور بھولے مسلمان پر رحمت نازل ہوئی۔ تانگردی۔ تو اس قصہ کو سن کر چالاکی سے بچ گیا اور اس میں ہنر مندی دکھا کر آزمائش میں گرفتار ہوگا۔ آں جہود۔ ان تینوں کا قصد نا ساتھ ہو گیا اتفاقاً

بادو گمرہ ہمرہ آمد مومنے ۔۔۔ چوں[1] خرد با نفس وبا آہرمنے

ایک مومن دو گمراہوں کے ہمراہ ہو گیا ۔۔۔ جس طرح عقل نفس اور شیطان کے ساتھ

مرغزی و رازی فتند در سفر ۔۔۔ ہمرہ وہم سفرہ پیش ہمدگر

مرغز کا رہنے والا اور رے کا رہنے والا سفر میں ۔۔۔ ہمراہ اور شریک دسترخوان ایک دوسرے کے سامنے ہو جاتے ہیں

در قفص افتند زاغ و چغد و باز ۔۔۔ جفت شد در حبس پاک و بے نماز

پنجرے میں کوا اور چغد اور باز واقع ہو جاتے ہیں ۔۔۔ قید خانہ میں پاک اور بے نماز جمع ہو گئے

کردہ منزل شب بیک موضع بہم ۔۔۔ مشرقی و مغربی قانع بہم

رات میں ایک جگہ مل کر پڑاؤ کیا ۔۔۔ مشرقی اور مغربی نے آپس میں صابر بن کر

ماندہ[2] در منزل زرہ خرد و شگرف ۔۔۔ روزہا باہم ز سرما وز برف

چھوٹے اور بڑے راستہ سے منزل میں رہ گئے ۔۔۔ ایک دوسرے کے ساتھ بہت دن تک سردی اور برف کی وجہ سے

چوں گشاید راہ و بردارند بند ۔۔۔ بگسلند و ہر یکے جائے روند

جب راستہ کھل جائے گا اور وہ روک کو اٹھا دیں گے ۔۔۔ ایک دوسرے سے جدا ہو جائے گے اور ہر شخص ایک جگہ ہو جائے گا

چوں قفص را بشکند شاہ خرد ۔۔۔ جمع مرغاں ہر یکے سوئے پرد

جب عقل کا شاہ پنجرے کو توڑ دے گا ۔۔۔ پرندوں کا مجمع ہر ایک ایک جانب کو اڑ جائے گا

پر گشادہ پیش ازیں پر شوق و یاد ۔۔۔ در ہوائے جنس خود سوئے معاد

اس سے پہلے شوق اور یاد سے بھرے ہوئے پر کھولے ہوئے تھے ۔۔۔ لوٹنے کی جگہ کی جانب اپنے ہم جنس کی محبت میں

پر[3] گشادہ ہر دمے با اشک وآہ ۔۔۔ لیک پریدن ندارد روئے وارہ

ہر وقت آنسو اور آہ کے ساتھ پر کھولے ہوئے تھے ۔۔۔ لیکن اڑنے کی صورت اور راستہ نہ تھا

چونکہ رہ یابد پرد ہر یک چو باد ۔۔۔ سوئے آں کز یاد آں پر می گشاد

جب راستہ پا لیتا ہے ہر ایک ہوا کی طرح اڑ جاتا ہے ۔۔۔ اس کی جانب جس کی یاد میں پر کھولتا تھا

آں طرف کش بود اشک و سوز وآہ ۔۔۔ چونکہ فرصت یافت آں سو کوفت راہ

جب جانب اس کا آنسو اور سوزش اور آہ تھی ۔۔۔ جب موقع ملا اس جانب چلنا شروع کر دیا

در تن خود بنگراں اجزائے تن ۔۔۔ از کجا جمع آمدند اندر بدن

اپنے جسم میں جسم کے ان اجزاء کو دیکھ ۔۔۔ کہ جسم میں کہاں سے جمع ہو گئے ہیں؟

آبی و خاکی و بادی و آتشی ۔۔۔ عرشی و فرشی و رومی و کشی

آبی اور خاکی اور بادی اور آتشی ۔۔۔ عرشی اور فرشی اور رومی اور کشی

---

[1] چوں۔ یہ دونوں نفس اور شیطان جیسے تھے اور مومن بمنزلہ عقل کے تھا۔ مرغزی۔ مرغز کا رہنے والا۔ رازی۔ رے کا رہنے والا۔ سفرہ۔ دسترخوان۔ در قفص۔ یہ جوڑ ایسا ہی تھا جیسا کہ ایک پنجرے میں بے جوڑے پرند جمع ہو جاتے ہیں یا قید خانہ میں مختلف قسم کے آدمی یکجا ہو جاتے ہیں۔ کردہ منزل۔ ایسا بھی اتفاقاً ہو جاتا ہے۔

[2] ماندہ۔ یہی مثال اس عالم دنیا میں انسانوں کی ہے۔ چوں گشاید۔ راستہ کھلنے پر پڑاؤ کے مسافر اپنی اپنی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ چوں قفص۔ پنجرا کھلنے پر پرندہ اپنے ہم جنس کی طرف اڑ جاتا ہے۔ پر گشادہ۔ پنجرے میں واپسی کی جگہ کے شوق میں پرندے پھڑپھڑاتے ہیں۔

[3] پر گشادہ۔ یہ پرندہ وطن کے شوق میں پر پھیلائے ہوئے ہیں لیکن اڑنے کا راستہ نہیں ہے۔ چونکہ۔ راستہ ملنے پر تمنا پوری ہوتی ہے۔ در تن خود۔ انسان کے بدن کے اجزاء کا یہی حال ہے۔ آبی۔ انسان عناصر اربعہ سے بنا ہے۔ کشی۔ کش شہر کا رہنے والا۔

عودِ ہر یک بَستہ طرف ۱ — اندریں منزل بہم از بیم بَرف
ہر ایک واپسی کی امید پر نظر جمائے ہوئے ہے — برف کے ڈر سے اس پڑاؤ میں جمع ہیں

برف گونا گوں جمودِ ہر جماد — در شتای بُعدِ آں خورشید داد
قسما قسم برف۔ ہر جماد کا سکون ہے — انصاف کے اس سورج کی دوری کے بارے میں

چوں بتابد تفِ آں خورشیدِ خشم — کوہ گردد گاہ ریگ و گاہ پشم
جب قہر کے اس سورج کی گرمی چمکے گی — پہاڑ کبھی ریت اور کبھی اون بن جائے گا

در گداز آید جماداتِ گراں — چوں گدازِ تن بوقتِ نقلِ جاں
بھاری جمادات پگھل جائیں گے — جس طرح جسم روح کے منتقل ہونے کے وقت

چوں رسیدند ایں سہ ہمرہ منزلے — ہدیہ شاں آورد حلوا مُقبلے ۲
جب یہ تینوں ہمراہی ایک پڑاؤ پر پہنچے — ایک نصیب ور ان کے لئے حلوا لایا

بُرد حلوا پیشِ آں ہر سہ غریب — مُحسنے از مطبخِ اِنّی قریب
ان تینوں مسافروں کے سامنے حلوا لایا — ایک محسن اِنّی قریب کے مطبخ سے

نانِ گرم و صحنِ حلوائے عسل — بُردکاں اندر ثوابش بُدا مَل
گرم روٹی اور شہد کے حلوے کا طباق — وہ مخلص لایا کہ اس کو ثواب کی امید تھی

اَلْکِیَاسَۃُ وَالْاَدَبُ لِاَھْلِ الْمَدَرْ — اَلضِّیَافَۃُ وَالْقِرٰی لِاَھْلِ الْوَبَرْ
ذہانت اور ادب شہریوں میں ہے — مہمان نوازی اور کھانا دیہاتیوں میں ہے

اَلضِّیَافَۃُ لِلْغَرِیْبِ ۳ وَالْقِرٰی — اَوْدَعَ الرَّحْمٰنُ فِیْ اَھْلِ الْقُرٰی
مہمان نوازی اور کھانا مسافر کے لئے — اللہ تعالیٰ نے گاؤں والوں میں رکھی ہے

کُلَّ یَوْمٍ فِی الْقُرٰی ضَیْفٌ حَدِیْث — مَا لَہٗ غَیْرُ الْاِلٰہِ مِنْ مُغِیْث
دیہات میں ہر روز ایک نیا مہمان ہے — جس کا خدا کے سوا کوئی فریاد رس نہیں

کُلَّ لَیْلٍ فِی الْقُرٰی وَفْدٌ جَدِیْدٌ — مَا لَھُمْ ثَمَّ سِوَی اللّٰہِ الْمَجِیْدُ
دیہات میں ہر رات کو نیا قافلہ ہے — جن کے لئے وہاں سوائے اللہ بزرگ کے کوئی نہیں ہے

تُخمہ بُودند آں دو بیگانہ زخور — بُود صائم روز آں مومن مگر
ان دو بیگانوں کو کھانے سے تخمہ لگ گیا تھا — وہ مومن ان بھر کا روزہ دار تھا

چوں نمازِ شام آں حلوا رسید — بُود مومن ماندہ در جوعِ شدید
جب مغرب کی نماز کے وقت وہ حلوا آیا — مومن سخت بھوک کی حالت میں تھا

---

۱ عود ہر امید۔ انسان سے اجزا اپنے مراکز کی طرف منتقل ہونے کے منتظر ہیں۔ برف۔ یہ ٹھہراؤ اسی وقت تک ہے۔ جب تک حضرت حق کے سامنے پیش نہیں ہوئی ہے۔ چوں بتابد۔ جب جلال خداوندی کی گرمی پڑے گی۔ قیامت کا منظر سامنے آ جائے گا۔ جمادات گراں۔ پہاڑ۔ چوں۔ پھر تینوں مسافروں کا قصہ شروع کیا ہے۔

۲ مُقبلے۔ گاؤں کا کوئی مہمان نواز ہوگا۔ اِنّی قریب۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں پس میں نزدیک ہوں۔ ثوابش۔ وہ میزبان مسلمان تھا اس کو مہمان نوازی میں ثواب کی امید تھی۔ الکیاسۃ۔ ذہانت۔ اہل المدر۔ شہری۔ القریٰ۔ مہمانداری۔ اہل الوبر۔ خیمہ بدوش۔ دیہاتی

۳ للغریب۔ مسافر۔ اہل القریٰ۔ دیہاتی۔ مغیث۔ مددگار۔ تخمہ بودند۔ یہودی اور عیسائی نے کھانا زیادہ کھا لیا تھا جس سے ان کو دست آ رہے تھے۔ آ رہی تھی مومن روزے سے تھا اس لئے اس کو خوب بھوک لگی ہوئی تھی۔ چوں۔ مغرب کی نماز کے وقت وہ حلوا آیا۔

آں دو کس گفتند ما از ۱ خور پُریم — اِمشبش بنہیم و فردایش خوریم

ان دو شخصوں نے کہا ہم کھانے سے پُر ہیں — آج کی رات اس کو رکھ دیں اور کل کو کھائیں گے

صبر گیریم از خورد امشب تنؔ زنیم — بہرِ فردا لُوت را پنہاں کنیم

ہم کھانے سے صبر کرلیں، آج کی رات چپ رہیں — کل کے لئے عمدہ کھانا چھپا کر رکھ دیں

گفت مومن امشب ایں خوردہ شود — صبر را بنہیم تا فردا بُود

مومن نے کہا یہ آج کی رات کھا لیا جائے — کل ہونے تک صبر کو اٹھا رکھیں

پس بدو گفتند زیں حکمت گری — قصد تو آنست تا تنہا خوری

تو انہوں نے اس سے کہا کہ تیرا اس چالاکی سے — یہ ارادہ ہے کہ تو تنہا کھا لے

گفت ۲ اے یاراں نہ ما سہ تنیم — چوں خلاف اُفتاد ما قسمت کنیم

اس نے کہا اے دوستو! کیا ہم تین شخص نہیں ہیں؟ — جب اختلاف ہو گیا، ہم بانٹ لیں

ہر کہ خواہد قسمِ خود بر جاں زند — وانکہ خواہد قسمِ خود پنہاں کند

جو چاہے اپنا حصہ جان کو لگا لے — اور جو چاہتا ہے اپنا حصہ چھپا دے

آں دو گفتندش ز قسمت در گزر — گوش کن قسّام فی النار از خبر

ان دونوں نے اس سے کہا کہ بانٹنے سے درگزر کر — قسام جہنمی ہے حدیث سے سن لے

گفت قسّام آں بُود کو خویش را — کرد قسمت بر ہوائے بر خدا

اس نے کہا قسام وہ ہوتا ہے جس نے اپنے آپ کو — خواہش نفسانی پر تقسیم کر دیا، نہ کہ خدا پر

مِلکِ ۳ حق و جملہ قسمِ اوستی — قسمِ دیگر را دہی دو گوتی

تو خدا کی ملکیت اور سب اسی کا حصہ ہے — تو دوسرے کو حصہ دیتا ہے تو دو کہنے والا ہے

ایں اسد غالب شدے ہم بر سگاں — گر نبودے نوبتِ آں بدرگاں

یہ شیر کتوں پر بھی غالب ہو جاتا — اگر ان بدطینتوں کا دور دورہ نہ ہوتا

ایں اسد کہ نیست غالب بر بقور — نوبتِ گاواں بُد و آں گاوِ زور

یہ شیر جو گایوں پر غالب نہیں ہے — گایوں اور اس مکار گائے کا دور دورہ ہے

قصدِ شاں آں کاں مسلماں غم خورد — شب برو در بینوائی بگذرد

ان کا یہ ارادہ تھا کہ وہ مسلمان غم کھائے — اس پر بے سرو سامانی میں رات بسر ہو

بُود مغلوب او بتسلیم و رضا — گفت سمعًا طاعۃً اصحابنا

وہ مغلوب تھا اس نے تسلیم کرنے اور رضا مندی سے — کہا اے ہمارے ساتھیو سن لیا اور مان لیا

---

۱ از خور۔ کھانا پیٹ میں زیادہ بھرا ہوا تھا۔ لُوت۔ لذیذ کھانا۔ گفت۔ مومن نے کہا حلوا آج کھا لیا جائے صبر کل کے لئے رکھ دیا جائے۔ پس۔ ان دونوں نے کہا کہ تیرا مقصد تنہا خوری ہے کیونکہ ہم تو اس وقت نہیں کھا سکتے۔

۲ گفت۔ مومن نے کہا میں تنہا سب نہیں کھانا چاہتا بلکہ چاہتا ہوں ہر تقسیم کر لیا جائے۔ قسم۔ حصہ۔ خبر۔ القسّام فی النار۔ بانٹنے والا جہنمی ہے۔ اگر یہ حدیث ہے تو اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو ان دونوں نے مراد لیا بلکہ صحیح مطلب وہ ہے جو مومن نے بیان کیا۔ بر ہوا۔ یعنی تقسیم میں نفسانی غرض ہو۔

۳ ملک۔ انسان اللہ کی ملک ہے اب اگر وہ اپنے آپ کو اور اپنے افعال کو تقسیم کرے کچھ خدا کے لئے اور کچھ کسی دوسرے کے لئے تو گویا وہ مشرک ہے۔ ایں اسد۔ مومن کی یہ رائے نہ مانی گئی اور وہ غالب نہ آیا۔ بقور۔ بقرہ کی جمع ہے۔ گائے۔ قصدِ شاں۔ ان دونوں کا مقصد یہ تھا کہ مومن رات کو بھی بھوکا رہے۔ بُود۔ مومن ایک تھا اور وہ دو تھے مجبوراً اس نے ان کا کہنا مان لیا۔

پس بخُفتند آں شب و برخاستند — بامداداں خویش را آراستند
پھر وہ اس رات سو گئے اور بیدار ہوئے — صبح کو اپنے آپ کو آراستہ کیا

زِیِ ۱ اشُستند و دہان و ہر یکے — داشت اندر وِرد راہ و مَسلکے
انہوں نے چہرہ اور منہ دھویا اور ہر ایک — وظیفہ میں ایک راہ اور مسلک رکھتا تھا

یک زمانے ہر یکے آورد رُوی — سُوی وِردِ خویش از حق فضل جُوی
تھوڑی دیر ہر ایک متوجہ ہوا — اپنے وظیفہ کی طرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا طالب تھا

مُومن و ترسا جہود و گبر و مُغ — جُملہ را رُو سُوئِ آں سُلطان الغ
مومن اور عیسائی اور یہودی اور کافر اور آتش پرست — سب کا رخ سلطان معظم کی طرف ہے

مُومن و ترسا جہود و نیک و بَد — جملگاں را ہَست رُو سُوی اَحَد
مومن اور عیسائی اور یہودی اور نیک اور بد — سب کا رخ خدا کی جانب ہے

بلکہ سنگ و خاک کوہ و آب را — ہست وا گشتِ نہانی با خدا
بلکہ پتھر اور مٹی اور پہاڑ اور پانی کا — پوشیدہ طور پر خدا کی طرف رجوع ہے

ایں سخن پایاں ندارد ہر سہ یار — رُو بہم کردند آں دَم یار وار
میں بات کا خاتمہ نہیں ہے، تینوں دوستوں نے — دوستانہ ایک دوسرے کی طرف رخ کیا

آں یکے ۲ گفتا کہ ہر یک خواب خویش — آنچہ دید اُو دوش گو آور بہ پیش
ایک شخص نے کہا کہ ہر ایک اپنا خواب — جو اس نے گزشتہ شب دیکھا، کہو کہ پیش کر لے

ہر کہ خوابش بہتر ایں را اُو خورَد — قِسمِ ہر مَفضول را فاضل بَرد
جس کا خواب اچھا ہو، اس کو وہ کھا لے — گھٹیا کا حصہ بڑھیا لے جائے

آنکہ اندر عقل بالا تر رَوَد — خوردنِ اُو خوردنِ جُملہ بُوَد
جو عقل میں برتر ہو — اس کا کھا لینا، سب کا کھا لینا ہو گا

فائق ۳ آید جانِ پُر انوارِ اُو — باقیاں را بَس بُوَد تیمارِ او
اس کی انوار سے بھری ہوئی جان اونچی ہو گی — بقیہ کے لئے اس کی خدمت کافی ہو گی

عاقلاں را چوں بقا آمد اَبَد — پس بمعنیٰ ایں جہاں باقی بُوَد
عقلمندوں کے لئے چونکہ ہمیشہ کی بقا ہے — تو معنیٰ یہ عالم باقی ہو گا

پس جہود آورد آنچہ دیدہ بُود — تا کجُا شب رُوحِ اُو گردیدہ بُود
پھر یہودی لایا جو اس نے دیکھا تھا — کہ کہاں اس کی روح رات میں گھومی تھی

۱ زِی۔ چہرہ اور منہ دھویا۔ ورد۔ عبادت کا معمول۔ از حق۔ مقصد سب کا اللہ کا فضل طلب کرنا تھا۔ مومن۔ ہر شخص خدا کا طالب ہے خواہ اس نے طلب کا غلط طریقہ اختیار کر رکھا ہو۔ مانع۔ معظم۔ بلکہ۔ کائنات کی ہر چیز خدا کی عبادت اور تسبیح اپنے حال کے مطابق کرتی ہے۔ ایں سخن۔ سب کا مقصود خدا کا ہونا۔

۲ آں یکے۔ ایک بولا ہر شخص رات کا خواب بیان کرے جس کا خواب بڑھیا ہو گا وہ حلوے میں سے سب کا حصہ حاصل کر لے گا۔ مفضول۔ جس کا خواب گھٹیا ہو گا۔ فاضل۔ جس کا خواب بڑھیا ہو گا۔ آنکہ۔ جس کا خواب بہتر ہو گا یقیناً اس کی عقل بھی بہتر ہو گی۔ خوردن۔ ایسے عقلمند کا کھانا سب کا کھانا ہو گا۔

۳ فائق آید۔ جس کی عقل بالاتر ہو گی یقیناً اس کی روح پُر انوار ہو گی اور ایسے بزرگ کی خدمت اور اپنے حصہ کا حلوا اس کو کھلا دینا برکت کا سبب ہو گا۔ عاقلاں۔ مومنین جن کی عقل کامل ہے ان کو حیات ابدی حاصل ہے۔ پس جہود۔ سب سے پہلے یہودی نے اپنا خواب بیان کیا۔

گفت ا[1] در رہ موسیٰ آمد بہ پیش
اس نے کہا راستہ میں حضرت موسیٰ میرے سامنے آئے
گربہ بیند دُنبہ اندر خوابِ خویش
بلی اپنے خواب میں دنبہ دیکھتی ہے

دَرپئے موسیٰ شُدم تا کوہِ طور
میں حضرت موسیٰ کے پیچھے کوہ طور تک گیا
ہر سہ ماں گشتیم ناپید از نور
ہم تینوں نور سے چھپ گئے

ہر سہ سایہ محو شُد زاں آفتاب
اس سورج سے تینوں سائے مٹ گئے
بعد ازاں زاں نور شُد یک فتحباب
اس کے بعد اس نور سے فتح باب ہوا

نورِ دیگر از دلِ آں نور رُست
اس نور کے بیچ سے ایک اور نور پیدا ہوا
پس ترقی جُست آں ثانیش چُست
پھر اس دوسرے نے بہت جلد ترقی کی

ہم [2] من وہم موسیٰ وہم کوہ طور
میں بھی اور حضرت موسیٰ بھی اور کوہ طور بھی
ہر سہ گم گشتیم زاں اشراقِ نور
اس نور کی چمک سے ہم تینوں گم ہو گئے

بعد ازاں دیدم کہ کُہ سہ شاخ شُد
اس کے بعد میں نے دیکھا کہ پہاڑ تین ٹکڑے ہو گیا
چونکہ نورِ حق درو نفاخ شُد
چونکہ اللہ تعالیٰ کا نور اس میں پھونک مارنے والا تھا

وصفِ ہیبت چوں تجلّی زد بُرو
ہیبت کی صفت نے جب اس پر تجلی کی
می شکست از ہم ہمی شُد سُو بسُو
ایک دوسرے سے جدا ہو گیا الگ الگ جانب ہو گیا

زاں یکے شاخے کہ آمد سُوی یم
اس ایک ٹکڑے سے جو سمندر کی طرف آیا
گشت شیریں آبِ تلخ ہمچو سم
زہر جیسا کھاری پانی میٹھا ہو گیا

آں [3] یکے شاخش فرو شُد در زمیں
اس ٹکڑے کی وجہ سے جو زمین دھنسا
چشمہ زاد و بُروں آمد معیں
چشمہ پیدا ہو گیا اور جاری ہو کر باہر آ گیا

کہ شفای جملہ رنجوراں شُد آب
وہ پانی سب بیماروں کے لئے شفا ہو گیا
از ہمایونیِ وحیِ مستطاب
پاکیزہ وحی کی برکت سے

واں یکے شاخے دگر پرید زُود
اور ایک دوسرا ٹکڑا جلدی سے اڑا
تا جوارِ کعبہ کہ عرفات بُود
کعبہ کی قریب تک ' جو عرفات پہاڑ ہو گیا

باز زاں صعقہ چوبا خود آمدم
میں جب اس بے ہوشی سے ہوش میں آیا
طور برجا بُود نے افزوں نہ کم
کوہ طور اپنی جگہ پر تھا نہ زیادہ نہ کم

لیک زیرِ پایِ موسیٰ ہمچو یخ
لیکن حضرت موسیٰ کے پاؤں کے نیچے یخ کی طرح
می گدازید و نماندش شاخ و شخ
پگھل رہا تھا اور اس میں شگفتگی اور کرختگی نہ رہی

---

[1] گفت۔ اس نے کہا میں چلا جا رہا تھا راستہ میں حضرت موسیٰ مل گئے۔ گربہ۔ مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنی بلی کو خواب میں چھچھوڑے نظر آتے ہیں۔ درپے۔ میں حضرت موسیٰ کے ساتھ کوہ طور پر پہنچا تو اس قدر نور دیکھا کہ میں اور حضرت موسیٰ اور کوہ طور اس میں چھپ گئے۔ فتح باب۔ یعنی فیض کا ایک دوسرا دروازہ کہ اس نور سے ایک نور پیدا ہوا۔

[2] ہم۔ یہ دوسرا نور اس قدر تاباں تھا کہ ہم تینوں اس میں بالکل گم ہو گئے۔ بعد ازاں۔ اس نور کی تجلی سے کوہ طور کے تین ٹکڑے ہو گئے اس تجلی میں اس قدر ہیبت تھی۔ زاں یکے۔ کوہ طور کا ایک ٹکڑا سمندر میں گیا تو اس کا زہر جیسا پانی شیریں ہو گیا۔

[3] آں یکے۔ دوسرا ٹکڑا زمین میں دھنس گیا تو اس سے ایک چشمہ پیدا ہو گیا جو بیماروں کے لئے صحت کا باعث تھا۔ وحی۔ وہ طور پر حضرت موسیٰ کو وحی آئی تھی۔ عرفات۔ تیسرا ٹکڑا اڑ کر خانہ کعبہ کے پاس پہنچ کر عرفات پہاڑ بن گیا۔ صعقہ۔ یعنی نور میں گم ہونا۔ لیک۔ اب کوہ طور میں دوسرا تغیر شروع ہوا کہ حضرت موسیٰ کے قدموں میں آسمان سے گرنے والی یخ کی طرح نرم ہو گیا شاخ یعنی پہاڑ کی چوٹی۔ شخ۔ کرختگی

باز می‌ہموار شد کُہ از نہیب
پہاڑ ہیبت سے زمین سے ہموار ہو گیا
گشت بالایش ازاں ہیبت نشیب
اس ہیبت سے اس کی بلندی پستی بن گئی

باز[1] با خود آمدم زاں انتشار
میں پھر اس انتشار سے ہوش میں آیا
باز دیدم طور و موسیٰ برقرار
میں نے پھر طور اور حضرت موسیٰ کو برقرار دیکھا

واں بیاباں سر بسر در ذیلِ کوہ
اور وہ میدان پہاڑ کے دامن میں پورا
پُر خلائق شکلِ موسیٰ با شکوہ
حضرت موسیٰ کی شکل کی دبدبہ والی مخلوق سے بھرا ہوا تھا

چوں عصا و خرقہ اُو خرقہ شاں
ان کی لاٹھی اور ان کی کفنی اور ان کی کفنی کی طرح
جملہ سُوئے طور خوش دامن کشاں
سب خوشی خوشی طور کی جانب رواں ہیں

جملہ کفہا در دُعا افراختہ
سب دعا میں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں
نغمۂ اَرِنی بہم در ساختہ
مل کر ارنی کا ترانہ بنائے ہوئے ہیں

باز آں غشیاں چو از من رفت زود
پھر وہ بیہوشی جب جلد مجھ سے چلی گئی
صورتِ ہر یک دگر گوں نم نمود
مجھے ہر ایک کی صورت دوسری طرح کی دکھائی دی

انبیا[2] بودند ایشاں اہلِ وُد
وہ دوستی والے نبی تھے
اتحادِ انبیا ام فہم شُد
نبیوں کا اتحاد میری سمجھ میں آ گیا

باز املاکے ہمی دیدم شگرف
پھر میں نے عجیب فرشتے دیکھے
صُورتِ ایشاں بُد از اجرام برف
ان کی صورتیں برف کے جسموں کی تھیں

حلقۂ دیگر ملائک مستعیں
مدد مانگنے والے فرشتوں کی ایک دوسری جماعت تھی
صورتِ ایشاں ہمہ بُد آتشیں
ان سب کی صورت آتشی تھی

زیں نسق می گفت آں شخص جہود
وہ یہودی شخص اس طرح سے کہہ رہا تھا
بس جہودے کاخرش محمود بُود
بہت سے یہودی جن کا انجام اچھا ہوا ہے

ہیچ[3] کافر را بخواری منگرید
کسی کافر کو ذلت سے نہ دیکھو
کہ مسلماں مُردنش باشد اُمید
کیونکہ اس کے مسلمان ہو کر مرنے کی امید ہے

چہ خبر داری زختمِ عُمرِ او
اس کی عمر کے خاتمہ کا تجھے کیا پتہ
تا بگردانی ازو یکبارہ رُو
کہ تو اس سے قطعاً منہ پھیرتا ہے

بعد ازاں ترسا در آمد در کلام
اس کے بعد عیسائی نے بات شروع کی
کہ مسیحم رُو نمود اندر منام
کہ مجھے خواب میں حضرت مسیح نظر آئے

---

[1] باز۔ اس کے بعد پھر میرے حواس درست ہوئے تو حضرت موسیٰ اور کوہ طور کو اصلی حالت پر دیکھا۔ واں بیاباں۔ لیکن اب یہ عجیب بات دیکھی کہ اس کوہ کا دامن عجیب مخلوق سے پر ہے۔ چوں عصا۔ ہر شخص کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ کا سا عصا اور اس کے بدن پر حضرت موسیٰ جیسا خرقہ ہے اور وہ سب خراماں خراماں کوہ طور کی طرف جا رہے ہیں۔ ارنی۔ حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر دعا کی تھی۔ اَرِنی کیف تحیی الموتیٰ۔ اے خدا مجھے دکھا دے تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔

[2] انبیاء۔ اب میں یہ سمجھا کہ یہ انبیاء کا مجمع تھا اور اس سے میں سمجھ گیا کہ انبیا سب اپنی دعوت میں متحد ہیں۔ باز۔ پھر مجھے فرشتوں کی ایک ایسی جماعت نظر آئی جیسے وہ برف کے بنے ہوئے ہوں۔ حلقہ۔ فرشتوں کی ایک دوسری جماعت بھی تھی جو آتشیں معلوم ہوتی تھیں۔ زیں نسق۔ اس خواب پر تعجب نہ کرو ہو سکتا ہے کہ اس یہودی کا انجام اور خاتمہ بہتر حالت میں ہوا ہو اور اس نے مرتے وقت شرک وغیرہ سے توبہ کر لی ہو۔

[3] ہیچ۔ کسی کافر کے بارے میں بھی حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا ہو سکتا ہے کہ اس کو آخر وقت میں توبہ میسر آ گئی ہو۔ بعد ازاں۔ اس یہودی کے بعد عیسائی نے اپنا خواب بیان کیا کہ مجھے حضرت مسیح خواب میں نظر آئے۔

من شُدم با اُو بچارم[1] آسماں　　مرکز و مثوائے خورشید جہاں

میں ان کے ساتھ چوتھے آسمان پر پہنچا　　جو دنیا کے سورج کا مرکز اور ٹھکانا ہے

خود عجب ہائے قلاعِ آسماں　　نسبتش نبود بلیاتِ جہاں

آسمان کے قلعوں کے عجائب کو خود　　کوئی نسبت نہیں ہے دنیا کے عجائب کے ساتھ

ہر کسے داند اے فخر البنیں　　کہ فزوں باشد فنِ چرخ از زمیں

اے فخر فرزنداں! ہر شخص جانتا ہے　　کہ آسمان کا حال زمین سے بڑھا ہوا ہوتا ہے

حکایتِ[2] شتر و گاؤ و قچ کہ در راہ بند گیاہ یافتند ہر یکے

اونٹ اور بیل اور دنبہ کا قصہ جنہوں نے راستے میں گھاس کا مٹھا پایا اور ہر ایک

می گفت کہ من می خورم گفتند ہر کہ از ما پیر تر او بہ برد

کہتا تھا کہ میں کھاؤں گا انہوں نے کہا جو ہم میں زیادہ بوڑھا ہے وہ لے جائے گا

اُشتر و گاؤ و قچے در پیشِ راہ　　یافتند اندر روش بندِ گیاہ

راستے کے سامنے اونٹ اور بیل اور دنبہ نے　　چلنے میں گھاس کا ایک مٹھا پایا

گفت قچ بخش ار کنیم ایں رالیقیں　　ہیچ کس از ماںگردد سیرا زیں

دنبہ نے کہا اگر ہم اس کو بانٹیں گے یقینا　　اس سے ہم میں سے کسی کا پیٹ نہ بھرے گا

لیک عُمرِ ہر کہ باشد بیشتر　　ایں علف اُو راست اولیٰ گو بخور

لیکن جس کی عمر سب سے زیادہ ہو　　یہ چارہ اس کے مناسب ہے کہہ دے کہ کھالے

کہ[3] اکابر را مُقدّم داشتن　　آمدست از مُصطفےٰ اندر سُنن

کیونکہ بڑوں کو مقدم رکھنا　　حدیثوں میں حضرت مصطفیٰ سے آیا ہے

گرچہ پیراں را دریں دورِ لئام　　در دو موضع پیش میدارند عام

اگرچہ بڑوں کو کمینوں کے اس دور میں　　عوام دو موقعوں پر آگے رکھتے ہیں

یا دراں لوتے کہ اُو سوزاں بُود　　یا براں پُل کز خلل ویراں بُود

یا تو اس کھانے میں جو جلتا ہوا ہو　　یا اس پل پر جو خلل سے ویران ہو

خدمتِ شیخے بزرگے قائدے　　عام نارد بے قرینہ فاسدے

کسی راہنما بزرگ شیخ کی خدمت　　عوام کسی فاسد غرض کے بغیر نہیں کرتے ہیں

خیر شاں اینست چہ بُود شرِ شاں　　قبح شاں را بازداں از قرِ شاں

ان کی بھلائی یہ ہے کہ ان کی برائی کیسی ہوگی؟　　ان کی برائی کو ان کی بھلائی سے پہچان لے

---

[1] چارم۔ حضرت مسیح کا چوتھے آسمان پر ہونا عوام کا خیال ہے۔ حدیث سے ان کا دوسرے آسمان پر ہونا ثابت ہے سورج کا چوتھے آسمان میں ہونا بھی محض ایک تخمینہ ہے۔ خود بظاہر آسمانی چیزیں زمین کی چیزوں سے بڑھیا ہیں۔ فن۔ حال

[2] حکایت۔ عیسائی نے یہ کہہ کر کہ سب جانتے ہیں کہ آسمان کی چیزیں زمین کی چیزوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں اپنی خواب کو اعلیٰ اور اپنے آپ کو طلوے کا مستحق قرار دیا۔ اس حکایت میں اونٹ کی بھی اسی قسم کی ترغیب ہے۔ قچ۔ دنبہ۔ بند گیاہ۔ گھاس کا مٹھا۔ روش۔ رفتار۔ بخش کردن۔ تقسیم کرنا۔ یک۔ دنبہ نے کہا کہ جس کی عمر زیادہ ہو وہ یہ گھاس کھالے۔

[3] کہ اکابر۔ حدیث شریف ہے کبّر الکبر "بڑے کو بڑھا" گرچہ۔ لیکن اس زمانہ میں صرف دو جگہوں پر بڑوں کو آگے بڑھاتے ہیں ایک جبکہ کھانا بہت گرم ہو اور اس کے کھانے سے منہ جل جائے دوسرے ٹوٹے ہوئے پل پر جس سے گزرنا خطرناک ہو۔ خدمتے۔ اگر کوئی کسی بڑے کی خدمت کرتا ہے تو اس کی تہ میں اس کی کوئی فاسد غرض ہوتی ہے۔ خیر شاں۔ ان کمینوں کی بزرگوں کے ساتھ بھلائی کا تو یہ حال ہے اب برائی کا اندازہ خود کرلو۔

حکایت ۱؎ در بیانِ حالِ خود پرستاں و شرِ ایشاں در لباسِ خیرات

خود پرستوں کی اور بھلائی کے پردے میں ان کی برائی کی حالت کے بیان میں حکایت

سوی جامع می شد آں یک شہریار — خلق را می زد نقیب و چوبدار

ایک بادشاہ جامع مسجد کو جا رہا تھا — لوگوں کو نقیب اور چوبدار مار رہا تھا

آں یکے را سر شکستے چوب زن — واں دگر را بر دریدے پیرہن

لاٹھی مارنے والا ایک کا سر توڑتا تھا — اور دوسرے کے کپڑے پھاڑتا تھا

درمیانہ بیدلے دہ چوب خورد — بے گناہے کہ بُرو از راہ گرد

درمیان میں ایک آزاد شخص نے دس بیدیں کھائیں — بغیر کسی خطا کے کہ جا راستے سے ہٹ جا

خوں چکاں رُو کرد باشاہ و بگفت — ظلم ظاہر بیں چہ پُرسی از نہفت

خون ٹپکتے ہوئے نے بادشاہ کا رخ کیا اور بولا — کھلا ہوا ظلم دیکھ لے، چھپا ہوا کیا یہ پوچھتا ہے؟

خیرِ توا نیست جامع میروی — تاچہ باشد شرّ و ضرّت اے غوی

تیری نیکی تو یہ ہے کہ تو جامع مسجد جا رہا ہے — اے گمراہ! تیری بدی اور مضرت کیا ہو گی

یک ۲؎ سلامے نشنود پیر از خسے — تانہ پیچیدہ عاقبت از وے بسے

شیخ کسی کمینے سے ایک سلام بھی نہیں سنتا ہے — تاکہ نتیجہ میں وہ اس سے زیادہ نہ لپٹے

گرگ دریا بد ولی را بہ بُوَد — زانکہ دریا بد ولی را نفسِ بد

ولی کو بھیڑیا پکڑ لے یہ بہتر ہے — اس سے کہ ولی کو کوئی بد نفس لے

زانکہ ۳؎ گرگ ارچہ کہ بس آشم گریست — لیکنش آں فرہنگ و کید و مکر نیست

اس لئے کہ بھیڑیا اگرچہ بہت ستمگر ہے — لیکن اس میں وہ تدبیر اور مکر اور چالاکی نہیں ہے

ورنہ کے اندر فتادے اُو بدام — مکر اندر آدمی باشد تمام

ورنہ وہ جال میں کب پھنستا؟ — پورا مکر آدمی میں ہوتا ہے

مکر زان اوست کو دارد درم — شنود آواز و گوید نگرم

مکر اس کا ہے جو پیسے رکھتا ہے — وہ آواز سنتا ہے اور کہتا ہے میں نہیں دیکھتا ہوں

بازگشتن بحکایت شتر و گاؤ و قچ و ہر یکے از تاریخ عمر خود ظاہر کردن

اونٹ اور بیل اور دنبہ کی حکایت کی جانب واپسی اور ہر ایک کا اپنی عمر کی تاریخ ظاہر کرنا

گفت قچ با گاؤ و اشتر کاے رفاق — چوں چنیں اُفتاد مارا اتفاق

دنبہ نے بیل اور اونٹ سے کہا اے ساتھیو! — جبکہ ہمیں ایسا اتفاق ہوا ہے

۱؎ حکایت۔ اس سے یہ بتاتا ہے کہ اس بادشاہ کے نماز پڑھنے جانے میں تو یہ شر تھا اب شر کا اندازہ اس سے کر لیا جائے۔ نقیب۔ بادشاہ کا پیشرو محافظ۔ از رہ گرد۔ راستے سے ہٹ جا۔ خوں چکاں۔ جس صاحب دل کو نقیب نے مار کر زخمی کیا تھا اس نے بادشاہ سے کہا کہ ظاہری ظلم تو دیکھ لے کہ بدن سے خون ٹپک رہا ہے دل کو جو مخفی صدمہ پہنچا ہے اس کا تو بیان ہی نہیں ہو سکتا۔ خیرِ تو۔ بادشاہ سے کہا کہ تیری خیر میں جب اس قدر شر ہیں تو شر کا اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔

۲؎ یک سلامے۔ پھر عوام کا جو بزرگوں کے ساتھ معاملہ ہے اس کا بیان شروع کیا ہے۔ تانہ پیچد۔ سلام سے چونکہ فاسد غرض ہوتی ہے پھر وہ شیخ سے پوری کرتا ہے لہٰذا شیخ پیچ و تاب میں مبتلا ہوتا ہے۔ گرگ۔ بزرگوں کو بھیڑیے سے وہ نقصان نہیں پہنچتا ہے جو بد نفس مریدوں سے پہنچتا ہے۔

۳؎ زانکہ۔ بھیڑیے میں وہ مکر اور فریب نہیں ہوتا جو بد نفس مرید میں ہوتا ہے۔ ورنہ۔ بھیڑیے میں اگر مکر ہوتا تو وہ جال میں نہ پھنسا کرتا۔ مکر۔ مالدار کا مکر دیکھو غریب سائل کی آواز پر مکاری سے بہرا اور اندھا بن جاتی ہے۔ گفت قچ۔ دنبہ نے کہا کہ ہر ایک اپنی عمر بتائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ عمر میں کون بڑا ہے۔ رفاق۔ رفیق کی جمع ہے سفر کا ساتھی

ہر یکے تاریخِ عُمر املا کنید　　پیر ترا ولی ست باقی تن زنید
ہر ایک عمر کی تاریخ بیان کرے　　زیادہ بوڑھا مستحق ہے، باقی چپ رہیں

گفت قچ مرجِ[1] اُمن اندر آں عہود　　با قچِ قربانِ اسمٰعیل بود
دنبہ نے کہا، میری چراگاہ ان دنوں　　حضرت اسماعیل کی قربانی کے دنبہ کے ساتھ تھی

گاوٗ گفتا بودہ اَم مَن سالخورد　　جُفتِ آں گاوے کِش آدم جُفت کرد
بیل نے کہا، میں پرانا ہوں　　اس بیل کی جوڑی ہوں جس کی آدم نے جوڑی بنائی

جُفتِ آں گاوم کہ آدم جَدِّ خلق　　دَر زراعت بر زمیں میکرد فلق
میں اس بیل کی جوڑی ہوں کہ جس سے مخلوق کے دادا　　کھیتی میں زمین جوتتے تھے

چوں[2] شنید از گاوٗ و قچ اُشتر شگفت　　سَر فرود آورد وآں را بَر گرفت
جب اونٹ نے بیل اور دنبہ کی عجیب بات سنی　　سر نیچے کیا اور اس کو اٹھا لیا

دَر ہوا بر داشت آں بندِ قصیل　　اُشترِ بختی سُبک بے قال و قیل
چارے کے اس مٹھے کو ہوا میں اٹھا لیا　　بختی اونٹ نے، کسی تامل کے بغیر

کہ مرا خود حاجتِ تاریخ نیست　　کایں چنیں جسمے و عالی گردنیست
کہ مجھے خود تاریخ بتانے کی ضرورت نہیں ہے　　کیونکہ ایسا جسم اور اونچی گردن ہے

خود ہمہ کس داندائے جانِ پدر　　کہ نباشم از شما مَن خُرد تر
اے جانِ پدر ہر شخص خود جانتا ہے　　کہ میں تم سے چھوٹا نہ ہوں گا

داند[3] ایں را ہر کہ ز اصحابِ نُہاست　　کہ نہادِ من فزوں تر از شماست
اسکو ہر وہ شخص جانتا ہے جو عقلمندوں میں سے ہے　　کہ میرا وجود تم سے بڑھا ہوا ہے

جُملگاں دانند کایں چرخِ بُلند　　ہست صد چندانکہ ایں خاکِ نژند
سب جانتے ہیں کہ یہ بلند آسمان　　بہ نسبت اس پست زمین کے سیکڑوں گنا ہے

کوٗ گشادِ قلعہائے آسماں　　کوٗ نہادِ بُقعہائے خاکداں
آسمانوں کے قلعوں کی وسعت کہاں　　زمین کے ٹکڑوں کا وجود کہاں؟

کوٗ عجائبہائے بامِ آسماں　　کوٗ غرائبہائے گنجِ خاکداں
آسمان کے بالاخانہ کے عجائب کہاں　　زمین کے خزانہ کے عجائب کہاں؟

جوابِ گفتنِ مسلمان آنچہ دید بترسا وجہود و حسرت خوردنِ ایشاں

عیسائی اور نصرانی کو مسلمان کا جواب دینا جو اس نے دیکھا اور ان کا حسرت کرنا

---

[1] مرجِ۔ میں اس دنبہ کے ساتھ چراہوں جو حضرت اسماعیل کی بجائے قربان ہوا تھا یعنی میں حضرت ابراہیم کے زمانے کا ہوں۔ گاوٗ۔ بیل نے کہا میں اس جوڑی کا بیل ہوں جس سے حضرت آدم نے کھیتی کی تھی لہٰذا میری عمر دنبہ سے زیادہ ہے۔

[2] چوں شنید۔ اونٹ نے جب دنبہ اور بیل کی یہ عجیب باتیں سنیں تو نیچے گردن کرکے وہ گھاس منہ میں لے کر سر بلند کر دیا۔ کہ مرا۔ اونٹ نے کہا مجھے اپنی تاریخ پیدائش بتانے کی ضرورت نہیں ہے میرا جسم اور میری گردن خود بتا رہی ہے۔ خود ہمہ کس۔ میرے جسم اور گردن سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ میں تم دونوں سے کم عمر نہیں ہوں۔

[3] داند۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ میرا وجود تم سے بڑھا ہوا ہے۔ جملگاں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ آسمان بلندی کی وجہ سے پست زمین سے بڑھا ہوا ہے اور آسمان میں زمین سے زیادہ عجائب ہیں لہٰذا میرا خواب یقیناً یہودی کے خواب سے بڑھا ہوا ہے۔

پس مسلماں گفت کاے یارانِ من — پیشم آمد مصطفےٰ سلطانِ من
پھر مسلمان نے کہا کہ اے میرے دوستو! — میرے شاہ مصطفیٰ میرے سامنے آئے

سیّد سادات و سلطانِ رُسل — مفخرِ کونین و ہادیِ سُبل
جو سرداروں کے سردار اور رسولوں کے شاہ ہیں — دونوں جہان کے لئے باعث فخر اور راستوں کے ہدایت کرنے والے

پس مرا گفت آں یکے بر طور تاخت — با کلیم اللہ نردِ عشق باخت
پس مجھ سے فرمایا وہ ایک تو طور پر جا پہنچا — اور اس نے حضرت کلیم اللہ کے ساتھ عشق کی بازی کھیلی

واں دگر را عیسیِ صاحبقراں — بُرد بَر اَوجِ چہارم آسماں
اور اس دوسرے کو صاحبقراں عیسی — چوتھے آسمان کی بلندی پر لے گئے

خیز[1] اے پس ماندۂ دیدہ ضرر — بے توقف زود حلوا را بخور
اے پچھڑے ہوئے، نقصان اٹھائے ہوئے اٹھ — بے تامل جلد حلوا کھا لے

آں ہنر مندانِ پُر فن راندند — نامہ اقبال و مَنصب خواندند
وہ ہنر مند صاحب تدبیر روانہ ہو گئے — انہوں نے اقبال منصب کا نامہ پڑھ لیا

آں دو فاضل فضلِ خود دریافتند — با ملائک[2] از ہُنر دربافتند
ان دو فضیلت والوں نے اپنی فضیلت حاصل کر لی — ہنر کی وجہ سے فرشتوں سے منسلک ہو گئے

اے سلیمِ گول واپس ماندہ ہیں — برجہ و برکاسہ حلوا نشیں
اے بھولے، کم فہم پچھڑے ہوئے، ہاں — اٹھ اور حلوے کے پیالہ پر بیٹھ جا

مَن بفرمانِ چناں شاہِ جہاں — خوردم آں دَم کاسہ حلوا و ناں
میں نے ایسے شاہجہان کے حکم پر — فوراً حلوے کا پیالہ اور روٹی کھالی

پس بگفتندش کہ آنگہ تو حریص — اے عجب خوردی زحلوائے خبیص
تو انہوں نے اس سے کہا کہ اس وقت اے لالچی! — تعجب ہے تو نے چھوہارے کا حلوا کھا لیا

گفت چوں فرمود آں شاہِ مُطاع[3] — مَن کہ باشم تا کُنم زاں اِمتناع
اس نے کہا کہ اس واجب الاطاعت شاہ نے فرمایا — میں کون ہوتا ہوں کہ اس سے رکوں؟

تو جہود از امرِ موسیٰ سَر کشی — گر بخواند در خوشی یانا خوشی
تو یہودی (حضرت) موسیٰ کے حکم سے سرکشی کر سکتا ہے — خواہ خوشی یا رنج میں بلائیں

تو مسیحی ہیچ از امرِ مسیح — سَر توانی تافت از خیر و قبیح
تو عیسائی ہے (حضرت) مسیح کے حکم سے کبھی — بھلائی اور برائی میں سرتابی کر سکتا ہے؟

---

[1] خیز۔ آنحضورؐ نے جواب میں کہا کہ تیرے ساتھیوں کو بہت عروج حاصل ہوا تو تو نے یہیں رہ کر تو نے کو حلوا کھا کر پورا کر لے۔ راندند۔ یعنی طور اور آسمان پر پہنچے۔ دو فاضل۔ یعنی یہودی اور عیسائی۔

[2] با ملائک۔ انہوں نے خواب میں فرشتوں سے ملاقات کا ذکر کیا تھا۔ سلیم۔ بھولا۔ گول۔ بیوقوف۔ من بفرماں۔ مومن نے کہا میں نے آنحضورؐ کے حکم سے حلوا اور روٹی کھالی۔ خبیص۔ چھواروں کا حلوا۔

[3] مطاع۔ جس کی تابعداری کی جائے۔ امتناع۔ رکنا۔ تو جہود۔ تو یہودی ہے تو خود بتا کہ اگر حضرت موسیٰ تجھے کوئی حکم دیں خواہ وہ تجھے گوارا ہو یا ناگوار تو سرکشی کر سکتا ہے؟ تو مسیحی۔ عیسائی کو بھی یہی کہا۔

مَن ۱ از فخرِ انبیاء چوں سَر کَشم　　خوردہ اَم حلوا و ایں دم سَر خوشم
میں انبیاء کے فخر سے کیسے سرکشی کروں؟　　میں نے حلوا کھا لیا اور میں اس وقت خوش ہوں

پَس بگفتندش کہ واللہ خوب راست　　تو بدیدی ویں بہ از صد خوابِ ماست
تو انہوں نے اس سے کہا کہ واللہ سچا خوب　　تو نے دیکھا اور وہ ہمارے سیکڑوں خوابوں سے بہتر ہے

خوابِ تو بیداری ست اے بُونظر　　کہ بہ بیداری عیانستش اثر
اے صاحبِ نظر! تیرا خواب بیداری ہے　　کیونکہ بیداری میں اس کا اثر نمایاں ہے

خوابِ تو بیدار ایست اے خوش نہاد　　کہ تو در خلوت رسیدی با مُرو
اے خوش سرشت! تیرا خواب، بیداری ہے　　کیونکہ تو اپنے خواب میں مرو کو پہنچ گیا

خوابِ تو بیداریست اے نیک خُو　　کہ اَزاں خلوت رَسد امرِ کُلُوْا
اے نیک خصلت! تیرا خواب بیداری ہے　　کیونکہ اس خواب میں تجھے، تم کھالو کا حکم آیا

خوابِ تو بیداریست اے نیک مُرد　　کہ ازاں خوابِ تو رُوے ماست زرد
اے نیک مرد! تیرا خواب بیداری ہے　　کیونکہ تیرے اس خواب کی وجہ سے ہم زرد رو ہیں

خوابِ ۲ تو بیداریست اے سیر جاں　　کہ ہماں را ظاہرا دیدی عیاں
اے پیٹ بھری روح! تیرا خواب بیداری ہے　　کہ اس کو تو نے ظاہر میں عیاں دیکھ لیا

خوابِ تو مانند خوابِ انبیاست　　کہ شُد ایں خوابِ تو بے تعبیر راست
تیرا خواب انبیاء کے خواب کی طرح ہے　　کہ یہ تیرا، بغیر تعبیر کے سچا ہو گیا

در گزر از فضل واز جلدی و فن　　کار خدمت دارد و خُلقِ حَسَن
بڑائی اور بہادری اور ہنر سے باز آ　　خدمت اور اچھا اخلاق، کام آتا ہے

بہرِ ایں آوردما یزداں بُروں　　مَا خَلَقْتُ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْن
اسی کے لئے خدا ہمیں باہر لایا ہے　　میں نے انسان کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ وہ عبادت کریں

سامری ۳ را آں ہُنر چہ سُود کرد　　کاں فن از بابُ اللہش مردود کرد
سامری کو اس ہنر نے کیا فائدہ دیا؟　　کہ اس ہنر نے اس کو خدا کے در سے مردود بنا دیا

چہ کشید از کیمیا قاروں ببیں　　کہ فرو بُردش بقعرِ خود زمیں
قارون نے کیمیا سے کیا حاصل کیا؟　　کہ زمین اس کو اپنے گڑھے میں لے گئی

بوالحکم آخر چہ بربست از ہُنر　　سرنگوں رَفت اُوز کفراں در سقر
ابوجہل نے ہنر سے کیا جمع کیا؟　　وہ کفر کی وجہ سے جہنم میں اوندھا گیا

---

۱ من۔ تو پھر میں مسلمان ہو کر آنحضورؐ کے حکم کو کیسے نہ مانتا؟ پس۔ تب دونوں نے کہا کہ تیرا ہی خواب سچا ہے اور ہمارے سیکڑوں خوابوں سے بہتر ہے۔ بونظر۔ صاحبِ نظر۔ اثر۔ یعنی تو نے حلوا کھا لیا۔ با مرو۔ یعنی تجھے حلوا مل گیا۔ کُلُوا۔ تجھے آنحضورؐ نے حکم دیا کہ کھا لو۔ روئے ماست زرد۔ ہم شرمندہ ہیں۔ سیر جاں۔ تیری روح پیٹ بھری ہے۔ کہ ہماں۔ اس خواب کو ظاہر میں دیکھ لیا یعنی حلوا کھا لیا۔

۲ خوابِ تو۔ انبیاء بسا اوقات جو خواب میں دیکھتے ہیں وہ عینہ سامنے آجاتا ہے۔ در گذر۔ اب مولانا پھر نصیحت فرماتے ہیں کہ انسان کو بڑائی اور بہادری اور ہنر کا مدعی نہ ہونا چاہیے انسان کے کام آنے والی چیز خدمت یعنی عبادت اور طاعت اور اچھے اخلاق ہیں۔ بہر ایں۔ خدا نے ہمیں اسی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور اس آیت میں یہی فرمایا گیا ہے۔ ما خلقت۔ پوری آیت یہ ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْن۔

۳ سامری۔ سامری نے ہنر مندی دکھائی اور گوسالہ بنایا اس سے وہ مردود بنا۔ قارون۔ فن کیمیاگری اور خزانے نے قارون کو زمین میں دھنسایا۔ بوالحکم۔ یہ ابوجہل کی پہلی کنیت ہے۔ سقر۔ جہنم

خود ہنر آں داں کہ دید آتش عیاں ... نے گپ دَلَّ عَلَی النَّارِ الدُّخَان

خود ہنر اس کو سمجھ کہ آگ کو عیاں دیکھا ... نہ ہی دعویٰ کہ آگ نے دھویں پر دلالت کی

اے دلیلت گندہ تر پیشِ لبیب ... در حقیقت از دلیلِ آں طبیب

اے شخص! تیری دلیل عقلمند کے سامنے بہت گندی ہے ... حقیقت میں اس طبیب کی دلیل سے

چوں دلیلت نیست جزایں اے پسر ... گوہ می خور در کمیزے می نگر

اے بیٹا! جب تیرے پاس اس کے سوا دلیل نہیں ہے ... گوہ کھاتا رہ، پیشاب کو دیکھتا رہ

اے [2] دلیلِ تو مثالِ آں عصا ... در کفت دَلَّ عَلیٰ عَیْبِ الْعَمیٰ

اے شخص! تیری دلیل اس لاٹھی کی طرح ہے ... جو تیرے ہاتھ میں ہے، جس نے اندھے پن کے عیب پر دلالت کی

اے دلیلِ ماچو فکرِ ما ذلیل ... پیشیِ ما پیشِ دانایاں قلیل

اے شخص! ہماری دلیل ہمارے فکر کی طرح ذلیل ہے ... عقلمند کے سامنے ہماری حاضری بہت تھوڑی ہے

غلغل و طاق و طرم و گیر و دار ... کہ نمی بینم مرا معذور دار

غلغلہ اور دھوم دھام اور پکڑ دھکڑ ... کہ میں نہیں دیکھتا ہوں مجھے معذور سمجھ

مُنادی کردنِ سید مَلکِ ترمذ کہ کسے باشد بسمرقند رَود بسہ روز

ترمذ کے بادشاہ سردار کا منادی کراتا کہ کون ہو گا جو تین دن میں فلاں ضروری کام کے لئے

بفلاں مہم، خلعت و مال بدہم و شنیدنِ دلقک دردہ و آمدن

سمرقند جائے ہم خلعت اور مال دیں اور مسخرے کا گاؤں میں سننا اور قاصد

بالاغِ نزدِ آں سیّد مَلک کہ مَن بارے نتوانم

بن کر سید بادشاہ کے پاس آنا کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا

سیّد [3] ترمذ کہ آنجا شاہ بود ... مسخرہ اُو دلقک دلخواہ بود

ترمذ کا سردار جو وہاں بادشاہ تھا ... اس کا مسخرہ ایک دلچسپ دلقک تھا

داشت کارے در سمرقند اُو مہم ... جُست الاغے تاشود او مستتم

وہ (بادشاہ) ایک ضروری کام سمرقند میں رکھتا تھا ... اس نے ایک قاصد تلاش کیا جو تکمیل کرنے والا ہو

زد مُنادی کانکہ اُو در پنج روز ... آردم زانجا خبر بدہم کنوز

اس نے اعلان کرایا جو پانچ دن میں ... وہاں سے خبر لے آئے، میں اس کو خزانے دوں گا

بخشم اُور زرّو گنج بے شمار ... تا شود میرو عزیز اندر دیار

میں اس کو سونا اور بے شمار خزانہ دوں گا ... یہاں تک کہ وہ ملک میں سردار اور عزت والا بن جائے

[1] خود۔ یعنی ہنر معارف یقینیہ اور علوم دینیہ ہیں ذکر علوم عقلیہ ہیں۔ لبیب۔ یعنی عارف۔ در حقیقت عارف عقلی دلائل کو اس دلیل سے بھی گندہ سمجھتا ہے جو طبیب کی ہوتی ہے یعنی قارورہ۔ جس کو دیکھ کر طبیب مرض پر استدلال کرتا ہے۔ چوں دلیلت۔ اگر تیرے پاس عقلی علوم کے سوا کچھ نہیں ہے تو گوہ کھاتا رہ اور پیشاب دیکھتا رہ۔ کمیز۔ بعض گریز جانوروں کا پیشاب۔

[2] اے۔ عقلی دلائل اندھے کی لاٹھی ہے جو اس کے اندھے پن کی دلیل ہے۔ دلیل۔ عقلی دلائل اور اس کے مدعی دینوں عارفوں کے نزدیک ذلیل اور حقیر ہیں۔ غلغل۔ دلائل عقلیہ کی شان و شوکت تو بہت ہے لیکن مدعی بالکل حقیر ہے اور اس کی مثال یہ ہے کوئی اندھا اپنے اندھے پن کے ثبوت کے لئے غل غپاڑہ مچائے۔ منادی کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ مسخرے نے معمولی سی بات کے لئے بڑا اہتمام کیا۔ دلقک۔ ایک مسخرے کا نام ہے مطلقاً مسخرہ۔

[3] سید ترمذ۔ ترمذ کے بادشاہ کو یہ ضرورت تھی کہ کوئی سمرقند جا کر وہاں کے احوال معلوم کر کے آئے اس مقصد کے لئے اس نے منادی کرائی تو مسخرہ ایک گاؤں سے بدحال ہو کر بھاگا آیا اور صرف یہ کہنے آیا کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ اس مہم کو سر کر سکوں۔

دلقک اندر دہ بُدو آں راشنید — برنشست ۱ و تابہ ترمذ می دوید
مسخرہ گاؤں میں تھا اور اس نے وہ سنا — سوار ہوا اور ترمذ تک دوڑنے لگا

مرکب دو اندراں رہ شد سقط — از دوانیدن فرس راز اں نمط
اس راستہ میں دو گھوڑے ہلاک ہو گئے — اس طور پر گھوڑا دوڑانے سے

پس بدیواں در دوید از گردِ راہ — وقتِ ناہنگام رہ جست او بشاہ
پھر وہ راستہ کے گرد و غبار سے کچہری میں دوڑا گیا — اس نے نامناسب وقت بادشاہ کی جانب راستہ ڈھونڈا

فُجفجے در جملہء دیواں فتاد — شورشے در وہم آں سلطاں فتاد
کچہری میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں — بادشاہ کے خیال میں پریشانی واقع ہوئی

خاص و عام شہر را دل شد زدست — تاچہ تشویش و بلا حادث شدست
شہر کے عوام اور خواص کا دل بے قابو ہو گیا — کہ کیا پریشانی اور مصیبت پیدا ہوئی ہے؟

یا عدوّے قاہرے در قصدِ ماست — یا بلائے مُہلکے از غیب خاست
یا کوئی سخت دشمن ہمارے قصد میں ہے — یا کوئی مہلک مصیبت غیب سے اٹھی ہے

کہ زدہ دلقک بسیرانِ درشت — چند اسپ قیمتی در راہ کشت
کہ مسخرہ نے سخت رفتار میں — چند قیمتی گھوڑے مار ڈالے

جمع ۲ گشتہ بر سرای شاہ خلق — تاچرا آمد چنیں اشتاب دلق
لوگ بادشاہ کے محل پر جمع ہو گئے — کہ مسخرہ اس قدر تیزی سے کیوں آیا ہے؟

از شتابِ او وجدّ و اجتہاد — غلغل و تشویش در ترمذ فتاد
اس کی جلدی اور کوشش اور محنت سے — ترمذ میں شور اور پریشانی واقع ہو گئی

آں یکے دو دست برزانو زناں — واں دگر از وہم واویلے کناں
کوئی دونوں ہاتھ ران پر مار رہا تھا — اور دوسرا وہم سے واویلا کر رہا تھا

از نفیر و فتنہ و خوف و نکال — ہر دلے رفتہ بصد گونہ خیال
فریاد اور فتنہ اور خوف اور عذاب سے — ہر دل سو خیالوں کی طرف جا رہا تھا

ہر ۳ کسے فالے ہمی زد از قیاس — تاچہ آتش او فتاد اندر پلاس
ہر شخص قیاس سے ایک فال نکال رہا تھا — کہ ٹاٹ میں کونسی آگ لگی ہے

راہ جُست و راہ دادش شاہ زود — چوں زمیں بوسید گفتش ہے چہ بُود
اس نے راستہ چاہا اور بادشاہ نے اس کو فوراً راستہ دیدیا — جب اس نے زمین بوسی کی بادشاہ نے اس سے کہا میں کیا ہوا؟

۱ برنشست۔ یعنی سواری پر۔ مرکب دو۔ اس بھاگ دوڑ میں اس نے دو گھوڑے ہلاک کر دیئے۔ پس۔ راستہ کی گرد بھی صاف نہ کی اور سیدھا بادشاہ کی کچہری میں پہنچ گیا۔ فجفجے۔ کانا پھوسی۔ یعنی دلقک کے گھبرائے ہوئے آنے سے اور اس طریقہ سے بادشاہ کے پاس پہنچنے سے کچہری کے لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں اور بادشاہ بھی کچھ گھبرایا۔ خاص و عام۔ ہر شخص کو یہ خیال ہوا کہ دلقک کوئی خوفناک خبر لایا ہے۔ کہ زدہ۔ کوئی خوفناک بات ہے تب ہی دلقک نے اس قدر تیزی سے سفر کیا کہ دو گھوڑے راستہ میں مر گئے۔

۲ جمع گشت۔ ان افواہوں سے کچہری پر مجمع ہو گیا۔ دلق۔ دلقک کا مخفف ہے۔ از شتاب۔ دلقک کی عجلت اور کوشش سے پورا شہر تشویش میں مبتلا ہو گیا سب نے یہ سمجھا کہ کسی بڑی مصیبت کی خبر لایا ہے۔ آں یکے تمام لوگوں کی پریشانی کا یہ حال تھا کہ کوئی ران پیٹتا کوئی واویلا کرتا۔ از نفیر۔ ہر شخص فتنہ فساد کے خیال سے طرح طرح کے خیال میں مبتلا تھا۔

۳ ہر کسے۔ ہر شخص اٹکل لگا رہا تھا کہ نہ معلوم کونسی آگ ٹاٹ میں لگی ہو گی یعنی کونسا عظیم حادثہ پیش آیا ہوگا۔ راہ جست۔ دلقک نے پہلے حال دربار میں حاضری چاہی اور بادشاہ نے فوراً اس کو باریابی کی اجازت دی دلقک دربار میں زمین بوس ہوا تو بادشاہ نے دریافت کیا کیا حال ہے۔

ہر ا[۱] کہ می پُرسید حالے زاں ترش — دست بر لَب می نہاد اُو کہ خَمُش
اس بدحالی سے جو کوئی حالت دریافت کرتا — وہ ہونٹ پر ہاتھ رکھتا تھا کہ چپ

وہم می افزود زیں فرہنگِ اُو — جُملہ در تشویش گشتہ دنگِ اُو
اس کی اس عقلمندی سے اور وہم بڑھتا تھا — سب اس کے سبب پریشانی میں دنگ ہو رہے تھے

کرد اِشارت دلق کاے شاہِ کرم — یک دَمے بگذار تامَن دَم زنم
مسخرے نے اشارہ کیا کہ اے شاہ کرم! — تھوڑی دیر ٹھہئے تاکہ میں سانس لے لوں

تاکہ باز آید بمَن عقلم دمے — کہ فتادم در عجائب عالمے
تاکہ میری عقل ذرا ٹھکانے آ جائے — کیونکہ میں عجیب عالم میں گرفتار ہوں

بعد[۲] یک ساعت کہ شاہ از وہم وظَن — تلخ گشتش ہم گلُو و ہم دہَن
تھوڑی در کے بعد بادشاہ وہم اور گمان سے — اس کا گلا بھی اور منہ بھی کڑوا ہو گیا

کو ندیدہ بُود دلقک را چنیں — کہ از و خوشتر نبُودش ہمنشیں
کیونکہ اس نے مسخرہ کو اس حالت میں نہ دیکھا تھا — کیونکہ اس سے زیادہ خوش مزاج اس کا کوئی ہمنشیں نہ تھا

دائماً داستان ولاغ افراشتے — شاہ را اُوشاد و خنداں داشتے
وہ ہمیشہ داستان اور مذاق اُبھارتا تھا — وہ بادشاہ کو خوش اور ہنساتا رکھتا تھا

آنچناں خنداں‌اش کردے درنشست — کہ گرفتے شہ شکم رابا دو دست
وہ اس کو مجلس میں اس قدر ہنساتا تھا — کہ بادشاہ دونوں ہاتھوں سے پیٹ تھام لیتا تھا

کہ ز زورِ خندہ خُوی کردے تنش — رُو در افتادی زخندہ کردنش
ہنسی کی زیادتی سے اس کے جسم کو پسینہ آ جاتا تھا — اپنے ہنسنے سے اوندھا گر جاتا تھا

باز[۳] امروز ایں چنیں زرد و تُرش — دست بر لَب میزند کاے شہ خَمُش
پھر آج اس طرح سے زرد اور ترش — ہونٹ پر ہاتھ رکھتا ہے کہ اے بادشاہ چپ

وَہم دَر وَہم و خیال اندر خیال — شاہ را تا خود چہ آید از نکال
وہم در وہم اور خیال در خیال — بادشاہ کو کہ دیکھئے کیا وبال آتا ہے؟

کہ دلے شہ باغم و پرہیز بُود — زانکہ خرم شاہ بس خونریز بُود
کیونکہ بادشاہ کا دل رنجیدہ اور پر حذر تھا — کیونکہ خرم شاہ بہت خونریز تھا

[۱] ہر کہ۔ بادشاہ یا کوئی وزیر جب بھی دلقک سے حالت پوچھتا تو وہ اپنے ہونٹ پر ہاتھ رکھ کر چپ رہنے کا اشارہ کرتا۔ وہم۔ اس کی اس حرکت سے اور زیادہ پریشانی بڑھ گئی۔ کرد۔ دلقک نے بادشاہ سے اشارے سے کہا کہ مجھے سانس لے لینے دیجئے۔ تاکہ۔ میں ذرا اپنے حواس درست کر لوں اس وقت میری عجیب حالت ہے پھر کچھ بتاؤں گا۔

[۲] بعد یک ساعت۔ بادشاہ نے تھوڑی دیر انتظار کیا اور انتظار میں اس کو سخت ناگواری ہوئی۔ کو ندیدہ۔ دلقک بہترین خوش طبع ہم نشیں تھا اس کی کبھی پریشان کن حالت نہ ہوئی تھی۔ دائما۔ دلقک ہمیشہ داستان گوئی اور مذاق سے بادشاہ کو خوش رکھتا تھا۔ آنچناں۔ وہ بادشاہ کو اس قدر ہنساتا تھا کہ بادشاہ ہنسی کی زیادتی کی وجہ سے پیٹ پکڑ لیتا۔ کہ۔ وہ بادشاہ کو اس قدر ہنسا دیتا کہ بادشاہ کو پسینے چھوٹ جاتے تھے اور اوندھا گر جایا کرتا تھا۔

[۳] باز۔ پھر آج اس کی یہ حالت کہ بدحال ہے اور بادشاہ کو بھی چپ رہنے کے اشارے کر رہا ہے۔ وہم۔ اس سے بادشاہ کو طرح طرح کے خیال آ رہے تھے اور بادشاہ سوچنے لگا کہ نہ معلوم کیا مصیبت ٹوٹنے والی ہے۔ کہ دلے۔ بادشاہ کو خوارزم شاہ شاہ سمرقند سے بہت ڈر لگ رہا تھا اس نے دلقک کی حالت سے یہ سمجھا کہ دلقک کے علم میں اس کے حملے کی خبر آئی ہوئی ہے۔ خرم شاہ خوارزم شاہ کا مخفف ہے۔

جائے [1] تختِ اُو سمرقندِ گزیں — بدٗ وزیرِ داہے او را ہمنشیں

اس کا پایہ تخت منتخب سمرقند تھا — ایک چالاک وزیر اس کا ہم نشیں تھا

بس شہانِ آں طرف را کشتہ بُود — یا بحیلت یا بسطوت آں عنُود

اس جانب کے سب بادشاہوں کو قتل کر چکا تھا — وہ سرکش، یا حیلے سے یا حملہ سے

ایں شہِ ترمذ از و دَر وہم بُود — وز فنِ دلقک خودآں وہمش فزُود

یہ شاہ ترمذ اس سے وہم میں تھا — اور مسخرے کی چال سے اس کا وہم بڑھ رہا تھا

گفت زوتر باز گوتا حال چیست — ایں چنیں آشوب وشورِ توز کیست

اس نے کہا جلد بتا کیا حال ہے؟ — تیری اس قدر پریشانی اور شور کس کی وجہ سے ہے؟

گفت مَن وردہ شنیدم آنکہ شاہ — زد منادی بر سَرِ ہر شاہ راہ

اس نے کہا میں نے گاؤں میں یہ سنا کہ بادشاہ نے — ہر بڑی سڑک کے سرے پر منادی کرائی ہے

کہ [2] کسے خواہم کہ تازد در سہ روز — تا سمرقند و دہم اورا کنوز

کہ میں ایسا آدمی چاہتا ہوں جو تین دن میں دوڑ جائے — سمرقند تک اور میں اس کو خزانے بخشوں گا

گنجہا ہم وُرا اندر عوض — چوں شود حاصل ز پیغامش غرض

اس کو بدلے میں ... گا — جب اس کے پیغام سے مقصد حاصل ہو جائے گا

من شتابیدم برتو بہرآں — تا بگویم کہ ندارم آں تواں

میں اس لئے آپ کے پاس دوڑ ... — تاکہ میں کہہ دوں کہ میں وہ قوت نہیں رکھتا ہوں

ایں چنیں چُستی نیاید از چو مَن — تارِ ایں امید را بر من متن

مجھ جیسے سے ایسی چستی نہیں ہو سکتی ہے — امید کا تار مجھ پر نہ تنیئے

گفت [3] شہ لعنت بریں زودیت باد — کہ دو صد تشویش در شہر او فتاد

بادشاہ نے کہا تیری اس جلدی پر لعنت ہو — کہ شہر میں دو سو تشویشیں پیدا ہو گئیں

از برائے ایں قدر اے خام ریش — آتش افگندی دریں مَرج وحشیش

محض اتنی سی بات کے لئے احمق — تو نے اس چراگاہ اور گھاس میں آگ لگا دی

ہمچو ایں خامانِ باطبل و علم — کہ انا مائیم در فقر و عدم

ان خام کار جھنڈے اور ڈھول والوں کی طرح — کہ ہم فقر و فنا میں امام ہیں

✿✿✿✿✿

[1] جائے۔ خوارزم شاہ کا پائے تخت سمرقند تھا اور اس کا وزیر بڑا چالاک اور ذہین تھا۔ بس شہان۔ وہ بہت سے بادشاہوں کو تدبیر یا حملہ سے قتل کر چکا تھا۔ ایں شہ۔ ترمذ کے بادشاہ کو بھی اس کا ڈر لگا ہوا تھا اور دلقک کی اس حالت سے اس کا ڈر اور خوف اور بڑھ گیا تھا۔ گفت۔ بادشاہ نے دلقک سے کہا جلد بات بتا۔ گفت من۔ اس پر دلقک نے کہا کہ میں نے گاؤں میں آپ کی منادی سنی تھی۔

[2] کہ کسے۔ میں نے منادی میں سنا تھا کہ آپ کسی شخص کو سمرقند بھیج کر احوال معلوم کرانا چاہتے ہیں۔ گنجہا۔ اور آپ نے یہ اعلان کرایا کہ خبر لانے والے کو آپ بہت انعام دیں گے۔ من شتابیدم۔ میں دوڑ کر اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو بتا دوں کہ میں یہ مہم سر نہیں کر سکتا۔ ایں چنیں۔ ایسی چستی اور چالاکی کہ فوراً سمرقند جا کر میں احوال معلوم کر سکوں مجھ سے ممکن نہیں ہے آپ مجھ سے یہ امید وابستہ نہ کریں۔

[3] گفت۔ جب پہاڑ کھودنے پر چوہا برآمد ہوا تو بادشاہ نے کہا تیری اس جلد بازی پر لعنت ہو تو نے تمام شہر کو پریشان کر ڈالا۔ از برائے۔ اس معمولی پیغام کے لئے تو نے تمام انسانوں میں آگ لگا دی۔ ہمچو۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ ان جھوٹے شیوخ کی یہی حالت ہے جو دلقک کی تھی کہ ایک معمولی بات کے لئے اس قدر طمطراق دکھاتے ہیں۔ ایں خاماں۔ یہ ناقص شیوخ بھی ڈھول پیٹتے ہیں کہ ہم فقر و فنا کے امام ہیں اور بھی بکھار کر اپنے آپ کو بایزید ثابت کرتے ہیں۔

لافِ شیخی در جہاں انداختہ — خویشتن را بایزیدےؒ ساختہ
دنیا میں شیخیت کی ڈینگیں مارتے ہیں — اپنے آپ کو بایزیدؒ بنا رکھا ہے

ہم ازخودسالک شدہ واصل شدہ — محفلے واکر دہ در دعویٰ کدہ
خود ہی سالک اور واصل بن بیٹھا ہے — دعوے خانہ' میں ایک محفل کھول رکھی ہے

خانۂ داماد پُر آشوب و شَر — قوم دختر را نُبودہ زیں خبر
داماد کا گھر شورش سے پُر ہے — سسرالی والوں کو اس کی خبر نہیں

ولولہ کہ کار نیمے راست شد — شرطہائے کاں زسُوئے ماست شُد
جوش ہے کہ آدھا کام بن گیا ہے — جو شرطیں ہماری طرف سے ہیں وہ ہو گئیں

خانہا را رُوفتیم آراستیم — زیں ہوس سَرمست وخوش برخاستیم
ہم نے گھروں میں جھاڑو دے لی' آراستہ کر لیا ہے — ہم اس ہوس سے مست اور خوش اٹھے ہیں

زاں طرف آمد یکے پیغام نے — آمد ایں سُو مُرغکے زاں بام نے
اس جانب سے ایک پیغام بھی نہیں آیا — اس جانب سے اس جانب ایک چھوٹا سا پرندہ نہیں آیا

زیں ۲ رسالاتِ مُزید اندر مُزید — یک جوابے از حوالے شاں رسید
ان مزید د مزید پیغاموں میں سے — ایک جواب ان کی جانب سے پہنچا؟

نے' ولیکن یارِ ما زیں آگہ ست — زانکہ از دل سُوئے دل لابدرست
نہیں' لیکن ہمارا دوست اس سے باخبر ہے — کیونکہ لامحالہ دل سے دل کی جانب راہ ہے

پس ازاں یارے کہ اُمید شماست — از جوابِ نامہ رہ خالی چراست
پھر اس دوست کی جانب سے جو تمہاری امید گاہ ہے — نامہ کے جواب سے راستہ کیوں خالی ہے؟

صد ۳ نشانست از سرار و از جہار — لیک بس کُن پردہ زیں در برمدار
باطن اور ظاہر سے سو علامتیں ہیں — لیکن بس کر" اس در سے پردہ نہ ہٹا

باز رَو تا قصہ آں دلقِ گول — کہ بلا بر خویش آورد از فضول
اس احمق مسخرہ کے قصے کی جانب پھر چل — کہ خود کو اپنے اوپر بلا لایا

پس وزیرش گفت اے حق رُاستن — بشنو از بندہ کمینہ یک سخن
پھر وزیر نے اس سے کہا اے حق کے ستون! — کمینہ غلام سے ایک بات سن لیجئے

یہودے نے خود کو اپنے اوپر بلا نازل کی بادشاہ نے اس کو جیل بھیجنے کا حکم دیدیا۔ پس وزیر نے کہا کہ اس مسخرے کو یہاں کوئی کام تھا جس کی وجہ سے یہ بھاگا آیا۔ جب اس کی کام سے لائے بدل گئی تو اس نے یہ بہروپ بھرا ہے اس کا اصل مقصد یہ خبر دینا نہیں ہے۔

۱ ہم ز خود۔ یہ شیوخ بالکل بے پیرے ہیں خود بخود سالک بنے اور پھر خود بخود واصل بحق ہو گئے ہیں اور دعوے شروع کر دیئے ہیں۔ خانۂ داماد۔ ان کی مثال بالکل ویسی ہی ہے جیسے کوئی اپنے گھر شادی کی کروفر دکھا رہا ہو اور لڑکی والوں کو اس کی کوئی خبر تک نہ ہو۔ ولولہ۔ اس شوہر کے گھر میں دھوم دھڑکا برپا ہے اور شادی کی تمام ضروریات مہیا کی جا رہی ہیں۔ خانہا۔ اور کہہ رہا ہے کہ ہم نے شادی کی پوری تیاری کر لی ہے مکان پر چونہ قلعی بھی کرا لیا ہے اور اس ہوس میں مست ہو رہا ہے۔ زاں طرف۔ حالانکہ لڑکی والوں کی جانب سے نہ کوئی پیغام ہے نہ سلام۔ مرغکے۔ کبوتر کو پیغامبر مانا جاتا ہے۔

۲ زیں رسالات۔ یہاں سے پیغام کے ڈھیر ہیں وہاں سے ایک بھی جواب نہیں۔ نے۔ اگر کوئی اس سے پوچھتا ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے بھی کوئی پیغام آیا تو کہتا ہے کہ نہیں وہاں سے کوئی جواب تو نہیں آیا لیکن انہیں سب کچھ معلوم ہے کیونکہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے یہی حال مکار شیوخ کا ہے کہ ان کی جانب سے مقبول بارگاہ ہونے کے دعوے ہیں اور حضرت حق کی جانب سے مقبولیت کے کچھ بھی آثار نہیں ہیں۔ پس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اگر تعلق مع اللہ کے دعوے میں کچھ بھی صداقت ہے تو پھر ادھر سے جواب سے کیوں محروم ہو۔

۳ صد نشانست۔ خدا سے تعلق کے بہت سے باطنی آثار ہیں جن کو بیان کرنا مناسب نہیں ہے۔ باز رو۔ اس مسخرے کے قصے کی تکمیل کرو اس

دلقک از دہ بہرِ کارے آمدست — رائے اُوگشت و پشیمانش شُدست

مسخرہ گاؤں سے کسی کام کے لئے آیا ہے — اس کی رائے بدل گئی اور وہ اس سے پشیمان ہوا ہے

زاب[1] و روغن کُہنہ را نومی کند — او بہ مسخرگی بُروں شومی کند

پانی اور تیل سے پرانے کو نیا کرتا ہے — وہ مسخرے پن کے ذریعہ چھٹکارا حاصل کرتا ہے

غمدرا بنمو و پنہاں کرد تیغ — باید افشردن مر اُورا بیدریغ

اس نے نیام دکھائی اور تلوار چھپائی ہے — اس کو بے دریغ کھینچنا چاہئے

اُو میاں بنمود و پنہاں کرد کارد — بیگماں اُورا ہمی باید فشارد

اس نے غلاف دکھایا اور چھری چھپائی ہے — بلاشبہ اس کو کسنا چاہئے

پستہ رایا جوز را تا نشکنی — نے نماید دل نہ بدہد رَوغنی

تو پستہ یا اخروٹ کو جب تک نہ توڑے — وہ نہ مغز ظاہر کرتا ہے، نہ چکنائی دیتا ہے

مشنواِیں دفعِ وَے و فرہنگِ اُو — دَر بنگر در از تعاش و رنگِ اُو

اس کے ٹالنے اور تدبیر کو نہ سنیئے — اس کے کانپنے اور رنگ کو دیکھئے

گفت[2] حق سِیمَاھُمْ فِی وُجُوھِھِمْ — زانکہ غمازست سِیما و مَنِم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہےان کی نشانی ان کے چہرے میں ہے — کیونکہ نشانی غماز اور چغلخور ہے

ایں معاین ہست ضدِّ آں خبر — کہ بشر بسرشتہ آمد ایں بشر

یہ مشاہدہ اس خبر کے خلاف ہے — کہ یہ بشر شر سے گوندھا ہوا ہے

گفت دلقک بافغان و باخروش — صاحبا در خونِ ایں مسکیں مکوش

مسخرے نے فریاد اور خروش سے کہا — اے صاحب اس مسکین کے خون کی کوشش نہ کیجئے

بس[3] گمان و وہم آید در ضمیر — کاں نباشد حق و صادق اے امیر

دل میں بہت سے وہم اور گمان آتے ہیں — اے امیر! جو کہ صحیح اور سچے نہیں ہوتے ہیں

اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْم ست اے وزیر — نیست اَستم راست خاصہ بر فقیر

اے وزیر! بعض گمان گناہ ہے — ستم کرنا خصوصاً فقیر پر درست نہیں ہے

شہ نگیرد آنکہ می رنجاندش — از چہ گیرد آنکہ می خنداندش

شاہ اس کی بھی گرفت نہیں کرتا ہے جو اس کو ستائے — جو اس کو ہنسائے اس کی کس وجہ سے گرفت کرے گا؟

گفتِ صاحب پیشِ شہ جا گیر شُد — کاشف ایں مکر و ایں تزویر شُد

وزیر کی بات بادشاہ کے سامنے جم گئی — اس مکر اور جھوٹ کو کھولنے والی ہو گئی

---

[1] زاب و روغن۔ یہ چالاکی کر رہا ہے اور اصل مقصد کو چھپا رہا ہے۔ غمد۔ تلوار کی نیام۔ افشردن۔ یعنی شکنجہ میں دبانا۔ او۔ یہ غلاف دکھا رہا ہے اور چھری چھپا رہا ہے یعنی آنے کا اصل مقصد ظاہر نہیں کر رہا ہے۔ پستہ۔ پستہ اور اخروٹ میں سے اصل حقیقت تب ظاہر ہوتی ہے جب اس دبایا جائے اس کو جب شکنجہ میں دبایا جائے گا اصل حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ مشنو۔ اس کی بات پر نہ جائیے اس کی ظاہری علامتوں پر نظر رکھیے۔

[2] گفت۔ اللہ تعالیٰ نے بھی نیکی اور بدی کے ظاہری نشان کی جانب اشارہ فرماتا ہے۔ ایں معاین۔ ظاہری علامتیں اس کے قول کے برخلاف ہیں اور یہ بشر شر سے بنا ہوا ہے۔ گفت۔ دلقک نے جب وزیر کی گفتگو اپنے خلاف سنی تو وزیر سے بولا اے وزیر میرے خون کے درپے نہ ہو۔

[3] بس۔ میرے اوپر تیری یہ بدگمانی ہے جو گناہ ہے۔ نیست۔ ظلم خود برا ہے اور فقیر پر ظلم کرنا تو بہت ہی برا ہے۔ شہ نگیرد۔ شاہ مخالفوں پر بھی ظلم نہیں کرتا ہے تو دوستوں پر کیسے کرے گا۔ صاحب وزیر۔ کاشف۔ بادشاہ وزیر کی گفتگو سے مسخرے کے مکر کو سمجھ گیا۔

گفت دلقک را سوئے زنداں برید ۔۔۔ چاپلوس و زرقِ اورا کم خرید
اس نے کہا مسخرے کو جیل خانہ کی جانب لے جاؤ ۔۔۔ اس کی چاپلوسی اور جھوٹ کو قبول نہ کرو

میزنیدش چوں دُہلِ اُشکم تہی ۔۔۔ تا دُہل دار او دہد ماں آگہی
خالی پیٹ ڈھول کی طرح اس کو پیٹتے رہو ۔۔۔ تاکہ ڈھول کی طرح وہ ہمیں بات بتا دے

زانکہ ہم پُر ہم تہی باشد دہل ۔۔۔ بانگِ اُو آگہ کند ما راز کُل
کیونکہ ڈھول بھرا ہوا بھی ہوتا ہے اور خالی بھی ۔۔۔ اس کی آواز ہمیں سب بات سے باخبر کر دیتی ہے

تا نگوید سِرِّ خود راز اضطرار ۔۔۔ آنچنانکہ گیرد ایں دلہا قرار
تاکہ وہ مجبور ہو کر اپنا راز ظاہر کر دے ۔۔۔ اس طور پر کہ دل مطمئن ہو جائیں

چوں طمانین ست صدقِ بافروغ ۔۔۔ دل نیا رامد بگفتارِ دروغ
چونکہ روشن سچائی باعث اطمینان ہے ۔۔۔ جھوٹی بات سے دل مطمئن نہیں ہوتا ہے

کذب چوں خس باشد و دل چوں دہاں ۔۔۔ خس نگردد در دہاں ہرگز نہاں
جھوٹ تنکے کی طرح اور دل منہ کی طرح ۔۔۔ تنکا منہ میں کبھی نہیں چھپتا ہے

تا درو باشد زبانے میزند ۔۔۔ تا بدانش از دہاں بیروں کند
جب تک وہ اس میں ہوتا ہے زبان ہلاتا ہے ۔۔۔ حتی کہ عقلمندی سے اسے باہر نکال دیتا ہے

خاصہ کاندر چشم افتد خس زباد ۔۔۔ چشم افتد درنم و بند و گشاد
خصوصاً وہ تنکا جو ہوا سے آنکھ میں گر جائے ۔۔۔ آنکھ آنسو اور بند ہونے اور کھلنے میں پڑ جاتی ہے

ما پس ایں خس را زنیم اکنوں لگد ۔۔۔ تا دہان و چشم زیں خس وارہد
تو ہم بھی اب اس تنکے کے لاتیں ماریں گے ۔۔۔ تاکہ منہ اور آنکھ اس تنکے سے نجات پا جائے

گفت دلقک کاے ملک آہستہ باش ۔۔۔ روئے حلم و مغفرت را کم خراش
دلقک نے کہا اے بادشاہ توقف کر ۔۔۔ بردباری اور معاف کرنے کے چہرے کو زخمی نہ کر

تا بدیں حد چیست تعجیلِ نقم ۔۔۔ مَن نمی پرّم بدستِ تو درم
سزاؤں میں اتنی جلدی کیوں ہے؟ ۔۔۔ میں اڑ نہیں رہا ہوں تیرے ہاتھ میں ہوں

پس ادب کہ باشد از بہرِ خدا ۔۔۔ اندراں مستعجلی نبود روا
جو سزا خدا کے لئے ہوتی ہے ۔۔۔ اس میں جلد بازی مناسب نہیں ہوتی

وانچہ باشد طبع و خشمِ عارضی ۔۔۔ می شتابد تا نگردد مرتضی
اور جو مزاج اور عارضی غصہ کی وجہ سے ہو ۔۔۔ اس میں جلدی کرتا ہے تاکہ رضا مندی نہ آ جائے

۱ سوئی زنداں۔ بادشاہ نے حکم دیا دیا کہ مسخرے کو جیل خانہ بھیج دیا جائے۔ میزنیدش۔ ڈھول جب پٹتا ہے تو دوسروں کو خبر پہنچاتا ہے۔ زانکہ۔ ڈھول میں دونوں باتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس میں ہوا بھری ہوتی ہے دوسرے یہ کہ اس میں اور کوئی دوسرا جسم نہیں ہے لہٰذا وہ بھرا ہوا بھی ہے اور خالی بھی ہے۔ تا نگوید۔ جب یہ دلقک پٹے گا تو وہ سچی بات کہہ دے گا جس سے دل مطمئن ہو جائے گا۔ چوں۔ سچی بات سے دل مطمئن ہو جاتا ہے۔

۲ فروغ۔ روشنی۔ دروغ جھوٹی بات دل کو مطمئن نہیں کرتی ہے۔ کذب۔ جھوٹ دل میں اس طرح کھٹکتا ہے جس طرح تنکا منہ میں۔ تا درو۔ تنکا جب تک منہ میں رہے گا منہ زبان ادھر ادھر گھماتا رہے گا۔ خاصہ اگر تنکا آنکھ میں گر جاتا ہے تو آنکھ میں پانی بھر جاتا ہے اور کھلتی اور بند ہوتی رہتی ہے۔ ماپس۔ ہم بھی اس دلقک۔ تنکے کو لاتے ماریں گے تاکہ منہ اور آنکھ سے وہ دور ہو جائے۔

۳ گفت۔ دلقک نے کہا اے شاہ سزا کے حکم میں جلدی نہ کیجئے آپ کے حلم اور مغفرت کے منافی ہے۔ تا بدیں۔ آپ کی جلدی کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے میں آپ کے قبضہ میں ہوں آں ادب۔ جو شخص خدا کیلئے سزا دیتا ہے اس میں جلد بازی مناسب نہیں ہوتی۔ وانچہ۔ جو سزا خدا کے لئے نہیں بلکہ اپنے ذلت کی وجہ سے دیتا ہے اس میں وہ جلد بازی کرتا ہے تاکہ رضامندی مانع نہ آ جائے۔

ترسد[1] ار آید رضا خشمش رود ۔ انتقام و ذوقِ آں فائت شود

ڈرتا ہے اگر رضا آ گئی غصہ جاتا رہا ہے گا ۔ بدلہ لینا اور اس کا مزا فوت ہو جائے گا

شہوتِ کاذب شتابد در طعام ۔ خوفِ فوتِ ذوق ہست آں خود سقام

جھوٹی بھوک کھانے میں جلدی کرتی ہے ۔ مزے کے جانے کا ڈر وہ خود بیماری ہے

اشتہا صادق بود تاخیر بہ ۔ تا گوارندہ شود آں بے گرہ

سچی بھوک ہو تو تاخیر بہتر ہے ۔ تاکہ بغیر کراہت کے خوب ہضم ہو جائے

تو پئے دفعِ بلایم می زنی ۔ تا ببینی رخنہ را بندش کنی

آپ مجھے مصیبت ٹالنے کے لئے مارتے ہیں ۔ تاکہ آپ شگاف دیکھ لیں، اس کو بند کر دیں

تا ازاں رخنہ بروں ناید بلا ۔ غیرِ آں رخنہ بسے دارد قضا

تاکہ اس شگاف سے مصیبت باہر نہ آئے ۔ قضا (خداوندی) اس کے علاوہ بہت سے شگاف رکھتی ہے

چارہ[2] دفعِ بلا نبود ستم ۔ چارہ احسان باشد و عفو و کرم

مصیبت کے ٹالنے کی تدبیر ظلم نہیں ہے ۔ احسان اور معاف کرنا اور بخشنا، تدبیر ہے

گفت الصَّدَقَةُ تَرُدُّ لِلْبَلَا ۔ دَاوِ مَرْضَاکَ بِصَدَقَةٍ یَافَتیٰ

فرمایا ہے صدقہ مصیبت کو لوٹا دیتا ہے ۔ اے نوجوان! صدقہ سے اپنے مریضوں کا علاج کر

صدقہ نبود سوختن درویش را ۔ کور کردن چشمِ حلم اندیش را

درویش کو جلانا، صدقہ نہیں ہے ۔ اور بردباری سوچنے والی آنکھ کو اندھا کرنا

گفت شہ نیکوست خیر و موقعش ۔ لیک چوں خیرے کنی در موضعش

بادشاہ نے کہا بھلائی اور اس کا موقع بہتر چیز ہے ۔ لیکن جبکہ تو بھلائی اس کے موقع پر کرے

موضعِ[3] رخ شہ نہی ویرانی ست ۔ موضعِ شہ پیل ہم نادانی ست

تو رخ کی جگہ شاہ کو بٹھا دے تو تباہی ہے ۔ شاہ کی جگہ، پیلہ بھی بے وقوفی ہے

در شریعت ہم عطا ہم زجر ہست ۔ شاہ را صدر و فرس را درگہ است

شریعت میں جزا بھی ہے اور سزا بھی ۔ شاہ کی جگہ صدر اور گھوڑے کی جگہ دروازہ ہے

عدل چہ بود وضع اندر موضعش ۔ ظلم چہ بود وضع در ناموقعش

عدل کیا ہوتا ہے؟ اس کا جگہ پر رکھنا ۔ ظلم کیا ہے؟ اس کا بے جگہ رکھنا

[1] ترسد۔ اس شخص کو یہ ڈر ہوتا ہے کہ اگر رضا مندی آ جائے گی تو غصہ جاتا رہے گا۔ اور اس کا مزا جاتا رہے گا۔ شہوت کاذب۔ جس کی جھوٹی بھوک ہوتی ہے وہ جلد کھانے کی کوشش کرتا ہے کہ کہیں بھوک نہ جاتی رہے حالانکہ یہ جھوٹی بھوک خود ایک بیماری ہے۔ اشتہا۔ اگر سچی بھوک ہے تو کھانے میں تاخیر بہتر ہوتی ہے تاکہ بھوک میں اور اضافہ ہو اور کھانا بغیر کسی ناگواری کے خوب ہضم ہو جائے۔ تو پے۔ آپ مجھے اس لئے مارنا چاہتے ہیں کہ آپ کے ذہن میں یہ ہے کہ مجھے کوئی خوفناک بات معلوم ہوئی ہے اور وہ میں نہیں بتا رہا ہوں اگر بتا دوں گا تو آپ تدبیر کرنے کے اور مصیبت آنے کے راستے کو بند کر دیں گے لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مصیبت کے آنے کا کوئی ایک راستہ نہیں ہوتا ہے اگر آپ ایک راستہ بند کریں گے اور وہ مصیبت مقدر ہے تو دوسرے راستے سے آ جائے گی۔

[2] چارۂ۔ مصیبت ٹالنے کا یہ ترکیب نہیں ہے کہ مجھے مار کر اس کے ٹالنے کی تدبیر کی جائے بلکہ اصل ترکیب یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ احسان اور عفو اور کرم کا معاملہ کیا جائے۔ گفت۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے صدقہ مصیبت کو دفع کرتا ہے تو اصل مرض کا علاج صدقہ ہے۔ صدقہ۔ صدقہ کی یہ کوئی صورت نہیں کہ آپ مجھ درویش کو ستائیں اور اپنی بردباری کی آنکھ کو بند کر لیں۔ گفت۔ بادشاہ نے کہا کہ بھلائی اچھی چیز ہے لیکن جبکہ با موقع ہو، بے موقع بھلائی تباہی ہے۔

[3] موضع رخ۔ شطرنج کے مہروں میں اگر رخ کی بجائے شاہ کو بٹھا دیا جائے تو بازی ویران ہو جائے گی۔ در شریعت۔ شرع نے جزا اور سزا کا حکم دیا ہے اور دونوں چیزیں اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہیں شاہ کے لئے صدر مجلس اور گھوڑے کے لئے دروازہ بہتر جگہ ہے۔ عدل۔ کسی چیز کو اس کے مقام پر رکھنا عدل ہے۔ ظلم۔ کسی چیز کو بے موقع رکھنا ظلم ہے۔

عدل چه بُوَد آب[۱] ده اشجار را | ظلم چه بُوَد آب دادن خار را
عدل کیا ہے؟ درختوں کو پانی دے | ظلم کیا ہے؟ کانٹے کو پانی دینا

نیست باطل ہرچہ یزداں آفرید | از غضب وز حلم وز نصح و مکید
جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا بے کار نہیں ہے | غصہ اور بردباری اور خلوص اور مکر

خیرِ مُطلق نیست زینہا ہیچ چیز | شرِ مُطلق نیست زینہا ہیچ نیز
ان میں سے کوئی چیز مطلقاً خیر نہیں ہے | نیز ان میں کوئی چیز مطلقاً شر نہیں ہے

نفع و ضرّ ہر یکے از موضع ست | علم زیں رُو واجب ست و نافع ست
ہر ایک کا نفع اور نقصان ایک مقام سے ہے | اس اعتبار سے علم ضروری اور مفید ہے

اے بسا زجرے کہ بر مسکیں رَوَد | در ثواب از نان و حلوا بہ بُوَد
اے شخص! بسا اوقات وہ جھڑکی جو مسکین پر ہو | ثواب میں روٹی اور حلوے سے بہتر ہے

زانکہ حلوا گرمی و صفرا کند | سیلیش از خبث مُستنقا کند
کیونکہ حلوا گرمی اور صفراء پیدا کرتا ہے | طمانچہ اس کو خباثت سے صاف کر دیتا ہے

سیلئے[۲] در وقت بر مسکیں بزن | کہ رہاند آنش از گردن زدن
مسکین کے ہر وقت طمانچہ مار | تاکہ وہ اس کو قتل ہو جانے سے بچا لے

زخم در معنیٰ فتد بر خوئے بد | چوب بر گرد اُوفتد نے بر نمد
چوٹ، حقیقتاً بری عادت پر پڑتی ہے | لکڑی، گرد پر پڑتی ہے، نہ کہ نمدے پر

بزم[۳] و زنداں ہست ہر بہرام را | بزم مُخلص را و زنداں خام را
ہر بادشاہ کی مجلس اور قید خانہ ہوتا ہے | مجلس مخلص کے لئے اور قید خانہ ناقص کے لئے

شق باید ریش را مرہم کُنی | چرک را در ریش مستحکم کُنی
زخم کو شگاف چاہیے تو مرہم لگائے | میل کو زخم میں جما دے گا

تا خورد مر گوشت را در زیرِ آں | نیم سودے باشد و پنجہ زیاں
یہاں تک کہ وہ اس کے نیچے گوشت کو کھا جائے گا | آدھا فائدہ ہو گا اور پچاس گنا نقصان

از تَفِ آں اندروں ویراں شود | مرگِ ناگہ درمیاں پنہاں شود
اس کی گرمی سے اندر کا حصہ خراب ہو جائے گا | اچانک موت درمیان میں چھپ جائے گی

۱؎ آب۔ پانی درختوں کو دینا عدل ہے کانٹے کو پانی دینا ظلم ہے۔ نیست باطل۔ اگر ہر جگہ جزاء ضروری اور مناسب ہو تو پھر سزا کا پیدا کرنا عبث ہو جائے گا۔ خیرِ مطلق۔ کوئی چیز نہ مطلقاً خیر ہے نہ مطلقاً شر، خیر کو اگر بے موقع استعمال کیا جائے تو شر ہے شر کو با موقع استعمال کیا جائے تو خیر ہے۔ نفع۔ نفع اور ضرر کا مقام جداگانہ ہے علم کی ضرورت اور نفع یہی ہے کہ انسان کو اس سے صحیح جگہ معلوم ہو جاتی ہے۔ مسکین۔ کسی فقیر کے طمانچہ مارنے میں بسا اوقات وہ ثواب حاصل ہوتا ہے جو اس کو روٹی اور حلوہ کھلانے سے نہیں ملتا ہے۔ زانکہ۔ حلوا تو اس میں گرمی اور صفرے کا اضافہ کر دے گا اس طمانچہ اس کی باطنی خباثت کو صاف کر دے گا۔

۲؎ سیلئے۔ اگر مسکین کوئی ایسی جرأت کر رہا ہے جس سے اس کی گردن ماری جانے کا خیال ہے تو اس کے طمانچہ مار کر نہ کہ دے۔ زخم۔ تو کسی مسکین کی بد عادت پر جب اس کے طمانچہ مارتا ہے تو مسکین کو نہیں مارتا ہے بلکہ اس کی بد عادت کو مارتا ہے، کمبل پر اگر گرد چڑھی ہوئی ہے تو لکڑی سے تو گرد کو مارتا ہے کمبل کو نہیں مارتا ہے۔

۳؎ بزم۔ بادشاہوں کے یہاں محفل نشاط بھی ہوتی ہے اور جیل خانہ بھی محفل مخلص دوستوں کے لئے ہے اور جیل خانہ ناقصوں کے لئے ہے۔ شق۔ یہ پھوڑا نشتر کو چاہتا ہے اگر تو اس پر مرہم رکھے گا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تو پھوڑے میں پیپ اور میل کو جما رہا ہے۔ تا خورد۔ وہ پیپ اس کے گوشت کو اور گلا دیگی تو مرہم سے آدھا فائدہ اور پچاس گنا نقصان ہوگا۔ از تف۔ پھوڑے میں سوزش ہوگی اور اس کا اندرونی حصہ اور تباہ ہو جائے گا نتیجہ میں موت آجائے گی۔

گفت ۱ دلقک من نمی گویم گزار لیک می گویم تحرّی پیش آر
دلقک نے کہا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ چھوڑ دیجئے لیکن میں کہتا ہوں تحقیق کو پیش نظر رکھئے

ہیں رہِ صبر و تانّی در مبند صبر کن اندیشہ می کن روز چند
ہاں صبر اور بردباری کا راستہ بند نہ کیجئے صبر کیجئے چند دن غور کر لیجئے

در تانّی بریقینے بر زنی گوشمالِ من بایقانے کنی
تامل کرنے پر آپ یقینی بات پر پہنچ جائیں گے مجھے یقین کے ساتھ سزا دیں گے

دررَوِش یَمشِی مُکِبًّا خود چرا چوں ہمی شاید شُدن در استوا
رفتار میں یَمشِی مُکِبًّا خود کیوں ہو؟ جبکہ سیدھی حالت میں وہ ممکن ہو سکے

مشورت کن باگروہِ صالحاں بر پیمبرؐ اَمر شَاوِرْھُمْ بداں
نیکوں کی جماعت سے مشورہ کر لیجئے پیغمبرؐ کے لئے امر شَاوِرْھُمْ کا حکم سمجھ لیجئے

اَمْرُھُمْ شُوْریٰ برائے ایں بُوَد کز تشاور سہو و کژ کمتر شوَد
اَمْرُھُمْ شُوْریٰ اسی کے لئے ہے کہ باہمی مشورہ کرنے سے بھول اور کجی نہیں ہوتی ہے

ایں خردہا چوں مصابیح انورست بیست مصباح از یکے روشن ترست
یہ عقلیں چراغوں کی طرح روشن ہیں بیس چراغ ایک چراغ سے زیادہ روشن ہیں

بُوکہ مصباحے فتد اندر میاں مشتعل گشتہ ز نورِ آسماں
ہوسکتا ہے کہ درمیان میں کوئی چراغ ایسا ہو جو آسمان کے نور سے روشن ہوا ہو

غیرتِ حق پردۂ انگیختہ ست سِفلی و عُلوی بہم آمیختہ ست
اللہ تعالیٰ کی غیرت نے پردہ ڈال دیا ہے سفلی اور علوی کو باہم ملا دیا ہے

گفت ۳ سِیْرُوا می طلب اندر جہاں بخت و رُوزی را ہمی کن امتحاں
سِیْرُوا فرمایا ہے دنیا میں طلب کر نصیب اور رزق کو آزماتا رہ

در مجالس می طلب اندر عقول آنچناں عقلے کہ بُود اندر رسولؐ
مجلسوں میں ڈھونڈتا رہ عقلوں میں سے ایسی عقل جو رسولؐ کے اندر تھی

زانکہ میراث از رسول آنست و بس کو ببیند غیبہا از پیش و پس
کیونکہ رسولؐ کی میراث فقط وہی ہے جو کہ آگے اور پیچھے سے چھپی باتوں کو دیکھ لے

۱ گفت دلقک۔ دلقک نے کہا کہ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ مجھے چھوڑ دیجئے بلکہ مقصد یہ ہے کہ پوری تحقیق کر کے عمل کیجئے۔ ہیں۔ بردباری کا دروازہ بند نہ کیجئے چند دن اس معاملہ پر غور کر کے کسی نتیجہ پر پہنچے۔ در تانّی۔ تحمل کے نتیجہ میں معاملہ کا یقین حاصل ہو جاتا ہے پھر اگر سزا بھی دینا ہے تو جرم کے یقین پر دی جائے گی۔ دررَوِش۔ جب سیدھا کھڑے ہو کر چلنا ممکن ہو تو اوندھے منہ لیٹ کر نہ چلنا چاہئے۔ سزا میں بھی صحیح طریقہ یہی ہے کہ جرم کا یقین حاصل کر لیا جائے۔ مشورت کن۔ پھر کسی رائے پر پہنچنے کے لئے نیکوں سے مشورہ بھی کر لینا چاہئے آنحضورؐ کو حکم تھا کہ وہ مشورہ کر لیا کریں۔

۲ امرہم شوریٰ۔ صحابہ کے بارے میں فرمایا گیا کہ ان کا معاملہ مشورہ سے طے ہوتا ہے وہ اس لئے کہ مشورے کی صورت میں بھول اور غلطی واقع نہیں ہوتی۔ ایں خرد۔ ایک عقل اور چند عقلوں کی مثال ایک چراغ اور چند چراغوں کی سی ہے۔ بوکہ۔ ہوسکتا ہے کہ مشیروں میں کوئی ایسا بھی ہو جس کو آسمان سے فیض حاصل ہوتا ہو۔ غیرت حق چونکہ بسااوقات اللہ کی غیرت کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے محبوب بندے کو دوسروں کی نظروں سے مخفی رکھے تو ہم نہیں سمجھتے کہ ان لوگوں میں وہ ہے یا نہیں۔

۳ گفت۔ سیروا اللہ کا حکم ہے کہ چلو پھرو تو جس طرح چلنے پھرنے سے انسان کو وہ نصیب اور روزی حاصل ہو جاتی ہے جو وہاں اس کے لئے مقدر تھی اسی طرح چلنے پھرنے سے کوئی صاحب باطن اور صاحب عقل

نوروزی مل جاتا ہے جس سے مقدر جاگ جاتا ہے۔ در مجالس۔ چل پھر کر مختلف مجلسوں میں اس صاحب عقل کی تلاش کر جس کو آنحضورؐ کی میراث پہنچی ہو۔ زانکہ۔ حدیث شریف ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور ان کو ورثہ میں علم ملا ہے۔ کو ببیند۔ جس کو رسولؐ کا علم ورثہ میں ملا ہو گا اس کا علم صرف حاضر کو محیط نہ ہو گا بلکہ غائب کو بھی محیط ہو گا۔

دَر ا بصرہا می طلب ہم آں بَصر　　کہ نتابد شرحِ آں ایں مختصر

بیناٸیوں میں اس بیناٸی کو طلب کر　　جن کی تفصیل کو یہ مختصر تحمل نہیں کر سکتا

بہرِ ایں کردست منع آں باشکوہ　　از ترہّب وز شُدن خلوت بکوہ

اسی لئے اس عظیم الشان نے منع فرمایا ہے　　رہبانیت سے اور پہاڑ کی خلوت سے

تانگردد فوت ایں نوع التقا　　کاں نظر بخت ست و اکسیرِ بقا

تاکہ اس طرح کی ملاقات فوت نہ ہو جائے　　کیونکہ وہ نظر نصیب اور بقاء کی کیمیاء ہے

درمیانِ صالحاں یک اصلحے ست　　بر سرِ توقیعش از سُلطاں صحے ست

نیکوں میں ایک زیادہ نیک ہے　　جس کے فرمان پر شاہ کی جانب سے صحّ بنا ہوا ہے

کاں دُعا شُد با اجابت مُقترِن　　کفوِ اُو نبود کبارِ انس و جن

کہ وہ دعا قبولیت سے وابستہ ہو گئی　　اس کی برابر انس و جن کے بڑے بھی نہیں ہیں

در مِرے اَش آنکہ حلو و حامض ست　　حُجت ایشاں برِ حق داحض ست

اس سے جھگڑے میں جو شخص میٹھا اور کھٹا ہے　　اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی دلیل کچر ہے

کہ چوما اُورا بخود افراشتیم　　عُذر و حُجت از میاں برداشتیم

کیونکہ جب ہم نے خود اس کو بلند کر دیا ہے　　تو عذر اور جھگڑے کو درمیان سے اٹھا دیا ہے

قبلہ راچوں کرد دستِ حق عیاں　　پس تحرّی بعدازاں مردود داں

جب اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت نے قبلہ ظاہر کر دیا　　اس کے بعد اٹکل کو مردود سمجھ

ہیں بگرداں از تحرّی رُو و سَر　　کہ پدید آمد مَعاد[۳] و مُستقر

خبردار! اٹکل سے منہ اور سر پھیر لے　　کیونکہ لوٹنے کی جگہ اور ٹھہرنے کی جگہ ظاہر ہو گئی

یک زماں زیں قبلہ گر ذاہل شوی　　سُخرۂ ہر قبلہ باطل شوی

تھوڑی دیر کے لئے بھی اگر تو اس قبلہ سے غافل ہو گا　　تو ہر باطل قبلہ کا بیگاری بن جائے گا

چوں شوی تمییز دہ را ناسپاس　　بجہد از تو خطرۂ قبلہ شناس

جب تو تمیز عطا کرنے والے کا ناشکر گزار بنے گا　　تو وہ خیال جو قبلہ کو پہچاننے والا تجھ سے نکل بھاگے ہو گا

گر ازیں انبار خواہی برّ و بُر　　نیم ساعت زوز ہمدرداں مبُر

اگر تو اس کھلیان سے نیکی اور گیہوں چاہتا ہے　　تو تھوڑی دیر کے لئے بھی ہمدردوں سے منہ نہ پھیر

۱ دَر ا بصرہا۔ بیناٸیوں میں سے اس بیناٸی کی تلاش کر جس کی تفصیل اس مختصر مجموعہ میں نہیں کی جا سکتی۔ بہرِ ایں۔ رہبانیت اور خلوت کی اسی لئے مخالفت ہے کہ انسان ہمیشہ کے لئے ایسے صاحب نظر سے محروم ہو جاتا ہے۔ درمیان۔ نیک لوگوں میں کوٸی ایسا مقبول بارگاہ بھی ہوتا ہے جس کی سند پر شاہ کی جانب سے لفظ "صح" لکھا ہوا ہے یہ علامت اس بات کا اشارہ ہوتی ہے کہ اس فرمان میں جو حکم ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ کاں دعا۔ اور اس علامت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول فرمالیا ہے۔ وہ عنداللہ بہت مقبول اور بخشا بخشایا ہے۔

۲ در مِرے۔ یہ بزرگ اس قدر اللہ کا مقبول ہوتا ہے کہ اس سے اختلاف کی گنجاٸش نہیں ہوتی اور اس کے مخالف کی ہر دلیل اللہ کے نزدیک کچر اور کمزور ہوتی ہے۔ کہ چو۔ اللہ فرما دیتا ہے کہ جب ہم نے اس کو مقبول بنا دیا تو اس سے کسی اختلاف کرنے کا کوٸی موقع نہیں ہے۔ قبلہ۔ اس شخص کی بات کو نہ ماننا اور دوسری بات کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ قبلہ آنکھوں کے سامنے ہو اور پھر انسان اٹکل سے قبلہ متعین کرتے ہیں۔ جب قبلہ سامنے آگیا تو اب اٹکل سے مدد لینی ضرور ہی ہے۔

۳ معاد و مستقر۔ یعنی قبلہ۔ یک زماں۔ اس صاحب عقل کو اپنا قبلہ بنالے اور سمجھ لے کہ اگر تو نے اس سے غفلت کی تو باطل قبلہ کا غلام بن جائے گا۔ چوں شوی۔ جب اس قبلہ کی قدر نہ کرے گا تو تیری ناسپاسی کی وجہ سے وہ نظر بھی تجھ سے چھن جائے گی جس سے تو قبلہ کو پہچانتا۔ گر ازیں انبار۔ اگر تو نیکی اور اس کے رزق کا طالب ہے تو ایسے ہمدردوں سے تھوڑی دیر کے لئے بھی قطع نظر نہ کر۔

کاندراں ادم کہ ببری زاں مُعین | مُبتلا گردی تو بائیس القرین
اسی وقت جبکہ تو اس مددگار سے جدا ہو گا | بڑے ساتھی کے ساتھ مبتلا ہو جائے گا

حکایتِ تعلّقِ مُوش با چغز و بستن پائے ہر دو برشتہ دراز و بر کشیدنِ زاغ مُوش را و مُعلّق شُدنِ چغز و نالیدن و پشیماں شدنِ اُو از تعلّق باغیرِ جنس و با جنسِ خود ناساختن

حکایت چوہے اور مینڈک کا تعلق اور دراز دھاگے میں دونوں کے پاؤں باندھنا اور کوے کا چوہے کو کھینچنا اور مینڈک کا لٹک جانا اور رونا اور اس کا اپنی جنس سے ہٹ کر دوسری جنس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے پر پشیمان ہونا

از قضا مُوشے و چغزے با وفا | بر لبِ جُو گشتہ بوُدند آشنا
مقدر سے ایک چوہا، ایک وفادار مینڈک | نہر کے کنارے پر دوست ہو گئے تھے

ہر دو تن مربُوطِ میقاتے شُدند | ہر صُباحے گوشۂ می آمدند
دونوں ایک وقت کے پابند ہو گئے تھے | ہر صبح کو ایک جگہ آ جایا کرتے تھے

نردِ ۲ دل باہمد گرمی باختند | از وساوس سینہ می پرداختند
دل کی نرد ایک دوسرے سے کھیلتے تھے | اور وہموں سے سینہ کو خالی کرتے تھے

ہر دو را اول از تلاقی مُنتسع | ہمد گر را قصہ خوان و مستمع
ملاقات سے دونوں کا دل کھلتا تھا | ایک دوسرے سے قصہ کہتے اور سنتے تھے

راز گویاں بازبان وبے زباں | اَلْجَمَاعَۃُ رَحْمَۃٌ راتاویل‌داں
زبان اور بغیر زبان کے راز کہتے تھے | جماعت رحمت ہے کے معنی جاننے والے تھے

آں اشرِ چوں جُفت ایں شادآمدے | پنجسالہ قصہ اش یاد آمدے
وہ خود پسند، جب اس مسرور کے ساتھ ہوتا | اس کو پانچ سال کا قصہ یاد آ جاتا

جوشِ ۳ نطق از دل نشانِ دوست ست | بستگیِ نُطق از بے اُلفتی ست
دل سے گفتگو کا جوش دوستی کی علامت ہے | گویائی کا بند ہونا، بے الفتی کی وجہ سے ہے

دل کہ دلبر دید کے ماند تُرش | بُلبلے گل دید کے ماند خمش
جس دل نے معشوق کو دیکھ لیا وہ منقبض کب رہتا ہے | جس بلبل نے گل کو دیکھا وہ کب چپ رہتی ہے؟

ماہیِ بریاں ز آسیبِ خضر | زندہ شد در بحر گشت اُو مستقر
بھنی ہوئی مچھلی حضرت خضرؑ کے اثر سے | زندہ ہو گئی اور سمندر میں روانہ ہو گئی

---

۱ کاندراں۔ اس لئے کہ اچھے ساتھی کو چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ برا ساتھی ملتا ہے۔ حکایت۔ اس حکایت سے برے ساتھی کے برے انجام کو سمجھایا ہے، مینڈک نے مینڈکوں کا ساتھ چھوڑ کر چوہے کا ساتھ اختیار کیا اور مارا گیا۔ چغز۔ مینڈک۔ ہر دو تن۔ چوہا اور مینڈک ایک مقرر وقت کے پابند ہو گئے اور دونوں ایک جگہ جمع ہو جاتے۔

۲ نرد دل۔ ایک دوسرے سے دل کی بازی لگانا اور باتیں کر کے دل کی بھڑاس نکالنا۔ مُنتسع۔ دونوں کے دل میں کشادگی پیدا ہوتی ایک دوسرے کو قصہ سناتا اور اس کا قصہ سنتا۔ بے زباں۔ یعنی اپنی حالت سے تاویل داں۔ اسی لئے اس پر عمل کرتے تھے۔ اشر۔ خود پسند متکبر۔ ایں شاد۔ یعنی مسرور مینڈک۔

۳ جوش۔ مولانا فرماتے ہیں دل سے گفتگو کا جوش اٹھنا دوستی کی علامت ہے اور بے الفتی میں زبان بات کرنے سے رکتی ہے۔ دل۔ جب عاشق محبوب کو دل کی نگاہ سے دیکھ لیتا ہے تو اس کا انقباض ختم ہو جاتا ہے اور دل بھر کر باتیں کرتا ہے چنانچہ بلبل گل کو دیکھ کر خوب چہکتی ہے۔ ماہی بریاں۔ عاشق بریاں مچھلی ہے اور معشوق کی دید آب حیات ہے۔ خضر۔ جہاں حضرت موسیٰ کی خضر سے ملاقات ہوئی وہاں آب حیات کا چشمہ تھا حضرت موسیٰ کے ناشتہ کی بھنی ہوئی مچھلی کو وہ پانی لگا تو زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی تھی۔

یار۱ چوں با یار خود بنشستہ شُد — صد ہزاراں لوحِ دل دانستہ شُد
یار جب اپنے یار کے پاس بیٹھا — دل کی لاکھوں تختیاں معلوم ہو جاتی ہیں

لوحِ محفوظ ست پیشانیِ یار — رازِ کونینش نماید آشکار
یار کی پیشانی لوح محفوظ ہے — اس کو دونوں جہان کے راز آشکار کر دیتی ہے

ہادیِ راہ است یار اندر قدوم — مُصطفےٰ زیں گفت اصحابی نجوم
یار، سلوک میں طریقت کا راہنما ہے — اسی لئے حضرت مصطفےٰ نے فرمایا میرے صحابہ ستارے ہیں

نجم اندر ریگ و دریا رہنماست — چشم اندر نجم نہ کو مقتداست
ستارہ، ریگستان اور دریا میں راہنما ہے — ستارے پر آنکھ جمائے رکھ کیونکہ وہ مقتدا ہے

چشم۲ را با رُوئے اُومی دار جُفت — گرد منگیزاں زراہِ بحث و گفت
آنکھ اس کے چہرے سے جوڑے رکھ — بحث اور گفتگو کے طریقہ پر گرد نہ اڑا

زانکہ گردد نجم پنہاں زاں غبار — چشم بہتر از زبانِ باعثار
کیونکہ اس گرد سے ستارہ چھپ جائے گا — پر لغزش زبان سے آنکھ بہتر ہے

تا بگوید آنکہ وحیستش شعار — کاں نشاند گرد و نَنگیز و غبار
تاکہ وہ کہے جس کا شعار وحی ہے — کیونکہ وہ گرد کو بٹھا دے گا، غبار نہ اڑائے گا

چوں شد آدم مظہرِ وحی و وداد — ناطقہ اُو عَلَّمَ الْاَسْمَاء گشاد
جب آدم وحی اور محبت کے مظہر ہوئے — ان کی قوت ناطقہ نے عَلَّمَ الْاَسْمَاء کو کھول دیا

نام۳ ہر چیزے چنانکہ ہست آں — از صحیفہ دل رَوِی گشتش زباں
ہر چیز کا نام جس طرح ہے — ان کی زبان دل کے صحیفہ سے سیراب ہو گئی

فاش می گفتے زباں از رُویتش — جملہ را خاصیّت و ماہیتش
اس کے دیکھنے سے زبان صاف کہہ رہی تھی — سب کی خاصیت اور ماہیت

آنچناں نامے کہ اشیاء را سزد — نے چنانکہ حیز را خواند اسد
ایسے نام جو چیزوں کے مناسب تھے — نہ ایسے کہ بزدل کو شیر کہہ دیتے ہیں

نوحِ نہ صد سال در راہِ سوی — بُود ہر روزیش تذکیرِ نوی
نوح کا نو سو سال تک سیدھے راستہ میں — ہر روز ان کا نیا وعظ تھا

---

۱ یار۔ مرید جب شیخ کے سامنے بیٹھتا ہے تو شیخ کے قلب کے اسرار اس پر منعکس ہوتے ہیں۔ لوح محفوظ۔ شیخ کی پیشانی لوح محفوظ ہے جس میں دونوں جہان کے اسرار محفوظ ہیں۔ ہادی۔ شیخ راہ سلوک کا ہادی ہے جس کو دیکھ کر مقصد تک پہنچ سکتے ہو اسی لئے آنحضورؐ نے صحابہ کو ستارے قرار دیا جن کے ذریعہ ریگستان اور سمندر میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ چشم۔ لہٰذا مرید کا فرض ہے کہ وہ اپنی نظر شیخ پر جمائے رکھے۔

۲ چشم۔ شیخ کے دیدار سے رہنمائی حاصل کر، بحث و گفتگو کی گرد اڑا کر اس ستارے کو پوشیدہ نہ کر شیخ کی زیارت زیادہ نافع ہے۔ بحث و مباحثہ میں زبان لغزش کرتی ہے۔ تا بگوید۔ تاکہ وہ ذات جس کا براہ راست وحی شعار ہے جیسے انبیاء وہ ذات جس کا وحی سے بالواسطہ تعلق ہے جیسے اولیاء خود بات کرے اس سے شکوک و شبہات کی گرد بیٹھ جاتی ہے اور غبار اس ستارے کو نہیں چھپاتا ہے۔ چوں شد آدم۔ حضرت آدمؑ وحی کے مظہر بنے تو ان کو خود بخود تمام چیزوں کے نام یاد ہو گئے۔

۳ نام ہر چیزے۔ جس قدر چیزیں تھیں ان کی زبان دل کے صحیفہ سے سیراب ہو کر سنا دیتی تھی۔ فاش۔ وہ لوح دل سے پڑھ کر ہر چیز کا نام اس کی خاصیت بتا دیتے تھے۔ آنچناں۔ ہر چیز کا وہ نام جو بتا دیتے تھے جو اس چیز کے مناسب تھا یہ نہ ہوتا تھا کہ بزدل کو شیر کہہ دیں۔ نوح۔ حضرت نوحؑ ساڑھے نو سو سال تک ہر روز نیا وعظ فرماتے رہے مولانا نے سیکڑے کے جز کو چھوڑ کر نو سو سال فرمایا ہے۔

لعلِ اُو تازہ زیاقوتُ القلوب ——— نے رسالہ خواندہ نے قوت القلوب
ان کا لعل دلوں کے یاقوت سے تازہ ہوتا ——— نہ انہوں نے رسالہ پڑھا نہ قوت القلوب پڑھی

وعظ رانا موختہ ہیچ از شروح ——— بلکہ ینبوعِ کشوف و شرحِ رُوح
انہوں نے شرحوں سے کچھ وعظ نہ سیکھا تھا ——— بلکہ مکاشفوں کے چشمہ اور روح کے انشراح سے

زاں مے کاں مے چونوشیدہ شود ——— آبِ نُطق از گنگ جوشیدہ شود
اس شراب سے کہ جب وہ شراب پی لی جائے ——— گویائی کا پانی گونگے میں سے جوش مارنے لگے

طفلِ ۲ نوزادہ شود حبرو فصیح ——— حکمتِ بالغ بخواند چوں مسیح
نیا پیدا شدہ بچہ عالم اور فصیح بن جائے ——— حضرت مسیحؑ کی طرح اونچی حکمت پڑھنے لگے

از گہے کہ یافت زاں مے خوش نُبی ——— صد غزل آموخت داوٗدؑ نبی
اس وقت سے کہ اس شراب سے خوش گفتاری حاصل کی ——— حضرت داود نبی نے سیکڑوں غزلیں سیکھ لیں

جُملہ مُرغاں ترک کردہ چیک چیک ——— ہمزبان و یارِ داوٗدِ ملیک
سب پرند چیں چیں چھوڑ کر ——— شاہ داؤد کے ہمزبان اور یار ہو گئے

چہ عجب گر مُرغ گردد مستِ اُو ——— چوں شنید آہن ندائے دستِ اُو
اگر پرند ان سے مست ہو گئے تو کیا تعجب ہے ——— جبکہ ان کے ہاتھ کی آواز لوہے نے سن لی

صرصرے برعاد قتالے شدہ ——— مر سلیماں راچو حمالے شدہ
تیز ہوا جو قوم عاد کے لئے قتال بنی ——— سلیمان کے لئے بار بردار کی طرح ہو گئی

صرصرے می بُرد برسر تختِ ۳ شاہ ——— ہر صباح و ہر مسا یک ماہہ راہ
وہ تیز ہوا سر پر شاہ کے تخت کو لے کر چلتی تھی ——— ایک مہینہ کا راستہ ہر صبح اور شام کو

ہم شُدہ حمالِ وہم جاسوسِ اُو ——— گفتِ غائب راکناں محسوسِ اُو
وہ بار بردار بھی بنی اور جاسوس بھی ——— غائب کی گفتگو کو محسوس کرانے والی

باد چوں گفتار غائب یافتے ——— سُوئے گوشِ آں ملک بشتافتے
ہوا جب غائب کی گفتگو کو پا لیتی ——— ان شاہ کے کان کی جانب دوڑتی

کاں فلانے ایں چنیں گفت ایں زمان ——— اے سلیمانِ شہِ صاحبقراں
کہ اس فلاں نے اس وقت ایسا کہا ——— اے صاحبقران شاہ سلیمان!

تدبیر کردنِ مُوش بچغز کہ مَن نمی توانم آمدن برِتو بوقتِ
چوہے کی مینڈک سے تدبیر کرنا' کہ میں ضرورت کے وقت تیرے پاس پانی میں نہیں آ سکتا ہوں

---

۱ لعل۔ یعنی ہونٹ یا قوت القلوب حضرت نوح کا دل جو دوسرے دلوں کے مقابلے میں بمنزلہ یاقوت کے تھا۔ رسالہ۔ یعنی امام قشیریؒ کا رسالہ۔ قوت القلوب۔ یعنی ابو طالب مکی کی کتاب۔ شروح۔ یعنی تفاسیر اور وعظوں کی بڑی بڑی کتابیں۔ ینبوع۔ چشمہ۔ کشوف۔ مکاشفات۔ شرح روح۔ یعنی روح کا انبساط۔ زاں۔ وہ وعظ اس خدائی شراب سے حاصل ہوا تھا جس کو پینے سے گونگا بھی فصیح و بلیغ بن جاتا ہے۔

۲ طفل نوزادہ۔ حضرت مسیح نے بچپن میں فرما دیا تھا۔ انی عبد اللہ اٰتانی الکتاب۔ میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے۔ از گہے۔ حضرت داؤد نے جب وہ شراب پی تو پر لطف اور شیریں کلام فرمانے لگے۔ جملہ مرغاں۔ پرند بھی اس سے مست ہو کر حضرت داؤد کے نغمہ میں شریک ہو جاتے تھے۔ چہ عجب۔ پرند تو جاندار ہیں لوہا تک ان سے متاثر تھا' موم بن جاتا تھا۔ صرصرے۔ جب حضرت سلیمان نے وہ شراب پی لی تو وہی ہوا جس کے اثر سے قوم عاد تباہ ہوئی ان کی خدمت گار بن گئی۔

۳ تخت شاہ۔ وہی ہوا ان کا تخت سر پر لاد کر ہر صبح اور ہر شام کو ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتی تھی۔ باد۔ وہی ہوا حضرت سلیمان کو دور کی خبریں لا کر دیتی تھی۔ تدبیر۔ چوہے اور مینڈک نے ایک ایسی تجویز کی کہ جب چوہا دریا کے کنارے پر پہنچے تو مینڈک کو اس کی خبر ہو جائے اور جب مینڈک چوہے کے سوراخ پر پہنچے تو چوہے کو خبر ہو جائے۔

حاجت ' در آب درمیانِ ما و سیلتے باید کہ چوں مَن بر لب
ہمارے درمیان کوئی وسیلہ چاہیے کہ میں، جب پانی کے کنارے آؤں

آب آیم تُرا توانم خبر کردن وچوں تو بردرِ سوراخِ آں موش
تجھے خبر کر سکوں اور جب تو چوہے کے گھر کے سوراخ کے دروازے

خانہ آئی مرا توانی خبر کردن
پر آئے مجھے خبر کر سکے

ایں ۱ سخن پایاں ندارد گفت مُوش — چغز را روزے کہ اے مصباحِ ہوش
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، چوہے نے کہا — ایک روز مینڈک سے کہ اے ہوش کے چراغ

وقتہا خواہم کہ گویم باتو راز — تو درونِ آب داری تُرک تاز
بسا اوقات میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے راز کہوں — تو پانی میں دوڑ لگاتا پھرتا ہے

بر لبِ جُو مَن تُرا نعرہ زناں — نشنوی در آب بانگِ عاشقاں
میں نہر کے کنارے تجھے آواز دیتا ہوں — تو عاشقوں کی آواز پانی میں نہیں سنتا ہے

مَن دریں وقت مُعیّن اے دلیر — مَن نگردم از محاکاتِ تو سیر
اے بہادر! میں اس مقررہ وقت میں — تیرے ساتھ بات چیت کرنے سے سیر نہیں ہوتا ہوں

پنج ۲ وقت آمد نماز اے رہنمون — عاشقاں را فِی صَلٰوۃٍ دَائِمُوْنَ
اے رہنما! نماز پانچ وقت ہے — لیکن عاشقوں کے لئے ہے کہ وہ ہمیشہ نماز میں ہیں

نے بہ پنج آرام گیرد آں خُمار — کاندراں سَر ہاست نے پانصد ہزار
وہ خمار پانچ سے آرام نہیں حاصل کرتا ہے — جو ان سروں میں ہے، نہ پانچ لاکھ سے

نیست زُرْ غِبًّا نشانِ عاشقاں — سخت مستسقی ست جانِ صادقاں
عاشقوں کی علامت گاہے ماہے زیارت کرنا نہیں ہے — سچوں کی جان سخت پیاسی ہے

نیست ۳ زُرْ غِبًّا وظیفہ ماہیاں — زانکہ بے دریا ندارند اُنسِ جاں
مچھلیوں کا معمول کبھی کبھی زیارت کرنا نہیں ہے — کیونکہ دریا کے بغیر وہ روح کا انس نہیں رکھتی ہیں

آبِ ایں دریا کہ ہائل بقعہ ایست — با خُمارِ ماہیاں خود جُرعہ ایست
اس دریا کا پانی جو خوفناک جگہ ہے — مچھلیوں کے خمار کے سامنے خود ایک گھونٹ ہے

یک دَمِ ہجراں بَرِ عاشق چو سال — وصلِ سالِ متصل پیشش خیال
عاشق کے نزدیک ہجر کا ایک لمحہ سال جیسا ہے — سال بھر کا مسلسل اصل اس کے لئے ایک خیال ہے

---

۱ ایں سخن۔ اللہ کی شرابِ محبت پینے کے آثار کا بیان۔ مصباحِ ہوش۔ چوہے نے مینڈک کے ہوش وحواس کو چراغ کہا۔ وقتہا۔ مقررہ وقت کے علاوہ بسا اوقات جی چاہتا ہے کہ تجھ سے کوئی راز کی بات کہوں لیکن تو دریا میں دوڑتا پھرتا ہے۔ برلب۔ میں دریا کے کنارے پر تجھے آوازیں دیتا ہوں تو مجھ جیسے عاشقوں کی آواز نہیں سن پاتا ہے۔ مَن دریں وقت۔ مقررہ وقت میں باتوں سے دل نہیں بھرتا ہے تو دوسرے وقت بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

۲ پنج وقت۔ نماز میں اللہ سے پانچ وقت باتیں ہوتی ہیں تو یہ مقررہ اوقات تو عوام کے لئے ہیں لیکن عاشقانِ خدا تو ہر وقت نماز یعنی خدا سے گفتگو میں لگے رہتے ہیں۔ نے بہ پنج۔ صرف پانچ وقت میں بات کرنے سے ان کا دل مطمئن نہیں ہوتا اس لئے کہ ان دلوں میں تو لاکھوں راز ہیں جو وہ اللہ سے کہنا چاہتے ہیں۔ زُرغبا۔ ایک دن چھوڑ کر ملاقات کر یہ حکم۔ عاشقوں کے لئے نہیں ہے عاشقوں کی جان بہت پیاسی ہے اس کی سیری کے لئے تو ہر وقت ملاقات درکار ہے۔

۳ نیست۔ دریا کے بارے میں مچھلی سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تو دریا سے ایک روز چھوڑ کر ملاقات کیا کر کیونکہ مچھلی بغیر دریا کے تھوڑی دیر میں ہی روح سے بیزار ہو جاتی ہے۔ آب۔ مچھلی تو دریا کے سمندر کو بھی ایک گھونٹ پانی سمجھتی ہے۔ یکدم۔ عاشق کے لئے ہجر کا ایک لمحہ سال کے برابر ہے اور مسلسل ایک سال کا وصال بھی محض ناپائدار خیال کی طرح ہے۔

عشق[۱] مستسقی ست مستسقی طلب
عشق پیاسا ہے پیاسے کا طلبگار ہے
درپے ہم این وآں چوں روز وشب
یہ اور وہ دن اور رات کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے ہیں

روز بر شب عاشق ست و مُضطر ست
دن رات پر عاشق ہے اور بے چین ہے
چون بہ بینی شب برو عاشق ترست
جب تو غور کرے رات اس پر زیادہ عاشق ہے

نیست شاں از جستجو یک لحظ ایست
ان کو جستجو سے ایک لحظ بھی رکاؤ نہیں ہے
از پے ہم شاں یکے دم ایست نیست
ایک دوسرے کے پیچھے سے انہیں ایک لحہ بھی توقف نہیں ہے

ایں گرفتہ پائے آں، آں گوشِ ایں
اس نے اس کا پاؤں پکڑا ہے اس نے اس کا کان
ایں براں مدہوش و آں بیہوش ایں
یہ اس پر مدہوش ہے اور وہ اس پر بیہوش ہے

در[۲] دلِ معشوق جُملہ عاشق ست
معشوق کے دل میں جو کچھ ہے وہ عاشق ہی ہے
در دلِ عذرا ہمیشہ وامق ست
عذرا کے دل میں ہمیشہ وامق ست

در دلِ عاشق بجز معشوق نیست
عاشق کے دل میں معشوق کے سوا کچھ نہیں ہے
درمیاں شاں فارق و مفروق نیست
ان کے درمیان کوئی جدا کرنے والا اور جدائی کا سبب نہیں ہے

بر یکے اُشتر بُود ایں دو درا
دونوں گھنٹے ایک اونٹ پر ہیں
پس چہ زُرْ غِبًّا بگنجد ایں دورا
تو ان دونوں میں ایک دن چھوڑ کر زیارت کرنے کی گنجائش کہاں ہے

ہیچکس با خویش زُرْ غِبًّا نمود
کسی شخص نے اپنے ساتھ ایک دن چھوڑ کر زیارت کرنے کا برتاؤ کیا ہے
ہیچ کس با خود بنوبت یار بُود
کوئی شخص باری سے اپنا یار بنا ہے

آں[۳] یکیی نے عقلش فہم کرد
وہ یگانگت ایسی نہیں ہے کہ عقل اس کو سمجھے
فہمِ ایں موقوف شُد بر مرگ مرد
اس کا سمجھنا انسان کے مرنے پر موقوف ہو

جز مگر مردے کہ پیش از مرگ مُرد
سوائے اس شخص کے جو مرنے سے پہلے مر گیا
رختِ ہستی را بسُوی یار بُرد
ہستی کا سامان، یار کی جانب لے گیا

ور بعقل ادراک ایں ممکن بُدے
اور اگر عقل سے اس کا علم ممکن ہوتا
قہرِ نفس از بہرِ چہ واجب شُدے
تو نفس کا مجاہدہ کیوں ضروری ہوتا؟

باچناں رحمت کہ دارد شاہِ ہُش
اس رحمت کے ہوتے ہوئے جو شاہ عقل رکھتا ہے
بے ضرورت چوں بگوید نفس کُش
بغیر ضرورت کیوں کہتا کہ نفس کشی کر؟

۱ عشق۔ یعنی معشوق بھی عاشق کا پیاسا ہے اور اس کا طلبگار ہے۔ روز۔ عاشق اور معشوق کا حال ایسا ہی ہے جیسے دن اور رات کا کہ ایک دوسرے پر عاشق ہے۔ نیست۔ نہ دن کو رات کی طلب میں قرار ہے نہ رات کو دن کی طلب میں ہر وقت ایک دوسرے کے درپے ہے۔ ایں گرفتہ۔ دن اور رات نے ایک دوسرے کا کان اور پاؤں پکڑ رکھا ہے اور ایک دوسرے پر مدہوش ہے۔

۲ در دل۔ معشوق کے دل میں عاشق کے تصور کا غلبہ ہے۔ عذرا۔ عرب کی مشہور معشوقہ ہے۔ وامق۔ عرب کا مشہور عاشق ہے۔ درا۔ دال کا زبر اور زیر دونوں جائز ہے جرس گھنٹہ یعنی عاشق اور معشوق دونوں اس طرح جڑے ہوئے ہیں جیسے اونٹ کے گلے میں دو گھنٹیاں پڑی ہوتی ہیں تو ان کے لئے کبھی کبھی ملاقات کرنے کا حکم نہیں ہو سکتا۔ ہیچکس۔ معشوق اور عاشق میں اتحاد ہے اب اگر عاشق سے یہ کہا جائے کہ تو معشوق کی کبھی کبھی زیارت کیا کر تو گویا یہ صورت ہے کہ اس سے کہا جا رہا ہے کہ تو اپنی گاہ بگاہ زیارت کیا کر۔

۳ آں یکی۔ محبوب حقیقی اور محب کا اتحاد عقلی نہیں ہے یہ مرنے کے بعد سمجھ میں آتا ہے۔ جز۔ اس دنیا میں بھی وہ شخص اس کو سمجھ سکتا ہے جس نے مقام فنا حاصل کر لیا ہو۔ ور بعقل۔ اگر نظری عقل سے یہ اتحاد سمجھ میں آ سکتا تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجاہدہ کا حکم نہ دیتا۔ باچناں۔ اللہ تعالیٰ رؤف و رحیم ہے وہ بلاوجہ مشقت میں مبتلا نہیں کرتا ہے مجاہدوں کے بعد یہ ذوق پیدا ہوتا ہے کہ یہ اتحاد کو سمجھا جائے۔

مبالغہ ۱ کردنِ مُوش درلابہ، وزاری کردن و وصلت جُستن از چغزِ آبی

خوشامد میں چوہے کا مبالغہ کرنا اور عاجزی کرنا اور پانی کے مینڈک سے جوڑ چاہنا

گفت اے یارِ عزیزِ مہر کار — من ندارم بے رُخت یکدم قرار
اس نے کہا اے مہربان پیارے دوست! — میں تیرے رخ کے بغیر ایک لمحہ قرار نہیں رکھتا ہوں

روز نور و مکسب و تابم توئی — شب قرار و سلوت و خوابم توئی
دن میں میرا نور اور کمائی اور روشنی تو ہے — رات میں میرا اقرار اور بے غمی اور نیند تو ہے

از مروّت باشد ار شادم کُنی — وقت و بے وقت از کرم یادم کُنی
مروت ہو گی، اگر تو مجھے خوش کر دے — وقت اور بے وقت کرم کر کے تو مجھے یاد کر لے

در شبا روزے وظیفہ چاشتگاہ — راتبہ کردی وصال اے نیک خواہ
دن رات میں، چاشت کے ورد کے وقت — اے خیر خواہ! تو نے وصال مقرر کر دیا ہے

من بدیں یکبار قانع نیستم — در ہوایت طرفہ انسا نیستم
میں اس ایک بار پر صابر نہیں ہوں — تیری محبت میں عجیب انسان ہوں

پانصد ۲ استقاستم اندر جگر — باہر استقا قرین جوع البقر
میرے جگر میں پانچسو استقاء ہیں — اور ہر استقاء کے ساتھ جوع البقر ہے

بے نیازی از غمِ من اے امیر — دہ زکاتِ جاہ و بنگر در فقیر
اے حاکم! تو میرے غم سے لا پروا ہے — رتبہ کی زکات دے اور فقیر کی طرف دیکھ

ایں ۳ فقیر بے ادب نادر خورست — لیک لطفِ عامِ تو زاں برترست
یہ بے ادب فقیر نالائق ہے — لیکن تیری عام مہربانی! اس سے بالا ہے

می نجوید لطفِ عامِ تو سند — آفتابے بر حدث شہا می زند
تیری عام مہربانی سند نہیں ڈھونڈتی — سورج ناپاکیوں پر اثر کرتا ہے

نورِ اورا زاں زیانے ناشدہ — واں حدث از خشکی ہیزم شدہ
اس کے نور کو اس سے کوئی نقصان نہ پہنچا — اور وہ ناپاکی خشکی کی وجہ سے ایندھن بن گئی

تاحدث در گلخنی شد نور یافت — بر در و دیوارِ حمامے بتافت
یہاں تک کہ ناپاکی بھٹی میں گئی روشنی ہو گئی — حمام کے در و دیوار پر چمکی

---

۱ مبالغہ۔ چوہے نے مینڈک کی خوشامدیں شروع کر دیں تاکہ آپس میں میل رہے۔ مہر کار۔ مہربان۔ روز۔ دن اور رات کے جو مقاصد ہوتے ہیں وہ صرف تیری ذات ہے۔ از مروت۔ تیری مروت کا تقاضہ ہے کہ مجھے وقت معین اور اس کے علاوہ بھی بلالیا کرے۔ در شبا روز ہے۔ اب تو دن اور رات میں صرف ایک ملاقات مقرر ہے لیکن مجھے اس پر قناعت نہیں ہو سکتی۔ میں تو محبت میں عجیب چیز بن گیا ہوں۔

۲ پانصد۔ تیری محبت میں میرے دل میں پانچسو استقاء ہیں جس میں پیاس نہیں بجھتی اور ہر استقاء کو جوع البقر ہے جس میں بھوک نہیں جاتی۔ بے نیازی۔ تو میرے عشق سے بے نیاز ہے ورنہ تو بھی خود بلفرت ملاقات کی کوئی تدبیر سوچتا تو عشق کے معاملہ میں امیر ہے اور حسن سے مالا مال ہے اپنے رتبہ کی کچھ زکات مجھے دے اور مجھ پر محبت کی نظر رکھ۔

۳ ایں فقیر۔ مولانا نے مجازی معشوق سے حقیقی معشوق کی طرف انتقال کیا ہے یعنی میں نالائق اور بے ادب ہوں لیکن تیری مہربانیاں صرف لائقوں کے لئے نہیں۔ سند۔ یعنی قابلیت کی سند۔ آفتاب۔ سورج کا فیض عام ہے۔ نور وہ سورج کی دھوپ اگر نجاست پر پڑتی ہے تو سورج میں کوئی نقصان نہیں آتا وہ نجاست کارآمد ہو جاتی ہے۔ تاحدث۔ گوبر دھوپ سے خشک ہو کر بھٹی کے کام آ جاتا ہے اور خود منور ہو جاتا ہے جس سے حمام کے در و دیوار روشن ہو جاتے ہیں۔

بُود ۱ آلائش شُد آرائش کنوں — چوں بُرو بر خواند خورشید آں فسوں

وہ آلودگی تھی اب زینت بن گئی — جب سورج نے اس پر وہ منتر پڑھ دیا

شمس ہم معدہ زمیں را گرم کرد — تا زمیں باقی حدثہا را بخورد

سورج نے زمین کے معدے کو بھی گرم کر دیا — یہاں تک کہ باقی ناپاکی کو زمین نگل گئی

جُزو خاکی گشت و رست از وے نبات — ھٰکذا یمحو الالٰہ السّیاٰت

وہ مٹی کا جز بنی اور اس سے نباتات اُگیں — اسی طرح اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے

جُزو خاکی گشت از وے پُر زنور — ھٰکذا یغفر لمن یُعطی الغفور

اس سے خاکی جز پرنور ہو گیا — اس طرح غفور مغفرت کرتا ہے جس کو عطا کرتا ہے

جُزوِ خاکی گشت از وے بارشاد — ھٰکذا یرحم الٰہ للعباد

اس سے خاکی جزبا صلاحیت بن گیا — اس طرح اللہ تعالیٰ بندوں پر رحم کرتا ہے

باحدث ۲ کاں بدترین ست ایں کند — کش نبات و نرگس و نسریں کند

ناپاکی کے ساتھ جو بدتر ہے' یہ کرتا ہے — کہ اس کو نباتات اور نرگس اور نسرین کر دیتا ہے

تا بہ نسرینِ مناسک در وفا — حق چہ بخشد در جزا و در عطا

تو وفا میں عبادتوں کی نسرین کے ساتھ — اللہ تعالیٰ جزا اور عطا میں کیا کچھ بخشے گا؟

چوں خبیثاں را چنیں خلعت دہد — طیبیں را تا چہ بخشد در رسد

جب خبیثوں کو ایسی خلعت عطا کرتا ہے — تو حصہ میں' پاکوں کو کیا کچھ بخشے گا؟

آں دہد حق شاں کہ لا عینٌ رأت — کہ نگنجد در زبان و در لغت

اللہ تعالیٰ ان کو وہ دیتا ہو نہ آنکھ نے دیکھا — جو زبان اور لغت میں نہیں سما سکتا

ما کئیم ۳ ایں را بیاں کن یارِ من — روزِ من روشن کن از خُلقِ حسن

اے میرے دوست! تو بتا ہم کون ہیں؟ — بہتر اخلاق سے میرے دن کو روشن کر دے

منگر اندر زشتی و مکروہیم — کہ ز پُر زہرے چو مارِ کوہیم

میرے بھدے پن اور مکروہ ہونے کو نہ دیکھ — کیونکہ میں پہاڑی سانپ کی طرح زہر سے پر ہوں

اے کہ من زشت و خصالم جملہ زشت — چوں شوم گل چوں مرا اُو خار کشت

اے محبوب میں برا اور میری عادتیں بری ہیں — میں پھول کیسے بن جاؤں جبکہ اس نے مجھے خار بنایا ہے

نوبہارا حُسنِ گل دہ خار را — زینت طاؤس دہ ایں مار را

اے نوبہار! تو کانٹے کو پھول کا حسن دیدے — تو اس سانپ کو مور کی زینت عطا کر دے

---

۱ بود۔ وہ پہلے آلائش تھا اب آرائش بن گیا۔ شمس۔ یہ تو اس نجاست کا ذکر تھا جو خشک ہونے کے بعد حمام میں پہنچی مگر حمام میں نہ جائے تو زمین اس کو نگل جائے گی۔ جزو۔ اور اب وہ مٹی میں مل کر کھاد بن کر نباتات کی پیداوار کا سبب بنے گی۔ ہٰکذا۔ جس طرح سورج نے نجاست کو دور کر دیا اسی طرح اللہ تعالیٰ برائیوں کو مٹا دیتا ہے۔ جزو۔ ایک مرتبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ یرحم۔ قرآن پاک میں ہے۔ فاولٰئک یبدل اللہ سیاٰتہم حسنات "پس یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا۔

۲ باحدث۔ جب سورج اللہ تعالیٰ کا نجاستوں گناہگاروں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ اس نجاست گناہ سے پھول بوٹے نیکیاں اگ پڑی ہیں تو پھلواں نیکیوں پر جو ثمرات مرتب ہوں گے تو ان کو تو وہی جانتا ہے۔ خبثاں۔ نجاستیں گنہگار۔ طیبین۔ پھول بوٹے نیکیاں۔ آں۔ جنت کی وہ نعمتیں دے گا جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ ان کا تصور کیا جا سکتا ہے اور وہ زبان و بیان میں نہیں سما سکتی ہیں۔

۳ ما کئیم۔ ہم ان نعمتوں کا بیان نہیں کر سکتے آپ خود بیان کر دیجئے اور اپنے خلق حسن سے ان میں سے ہمیں کچھ عطا کر کے ہمارے دن کو روشن کر دیجئے۔ منگر۔ میری نااہلی پر نظر نہ کیجئے میرے اندر تو زہر ہی زہر ہے۔ چوں۔ جبکہ میں خار ہوں خود پھول بن جانے سے عاجز ہوں۔ نوبہارا۔ آپ میں یہ قدرت ہے کہ مجھ خار کو پھول بنا دیں اور مجھے سانپ کو مور بنا دیں۔

در بلا کمال زشتیم من منتہی — لطفِ تو در فضل و در فن منتہی
میں برائی کے کمال میں انتہا پر پہنچنے والا ہوں — تیری مہربانی فضل اور ہنر میں انتہا پر پہنچنے والی ہے

حاجت ایں منتہی زاں منتہی — تو برآر اے غیرتِ سرو سہی
اس انتہا پر پہنچنے والے کی حاجت اس انتہا پر پہنچنے والی سے — پوری کر دے اے سرو سہی کے رشک!

چوں بمیرم فضلِ تو خواہد گریست — از کرم، گرچہ ز حاجت اُو بریست
جب میں مر جاؤں گا، تیرا کرم روئے گا — مہربانی سے، اگرچہ وہ حاجت سے پاک ہے

بر سرِ[۲] گورم بسے خواہد نشست — خواہد از چشمِ لطیفش اشک جست
میری قبر کے سرہانے بہت دنوں بیٹھا رہے گا — اس کی مہربان آنکھ سے آنسو بہیں گے

نوحہ خواہد کرد بر محرومیم — چشم خواہد بست از مظلومیم
وہ میری محرومی پر نوحہ کرے گا — میرے مظلوم ہونے سے آنکھ بند کر لے گا

اندکے زاں لطفہا اکنوں بکن — حلقہ در گوشِ من کن بے سخن
ان مہربانیوں میں سے تھوڑی سی اب کر دے — بغیر بات کے میرے کان میں حلقہ ڈال دے

آنکہ[۳] خواہی گفت تو با خاکِ من — بر فشاں بر مدرکِ غمناکِ من
جو تو میری خاک سے کہے گا — میرے غمگین احساس پر چھڑک دے

دست گیرم در چنیں بیچارگی — شاد گردانم دریں غمخوارگی
اس بیچارگی میں تیری دستگیری کر — اس غم خواری میں مجھے خوش کر دے

لابہ کردن موش مر چغز را کہ بہانہ میندیش و در نسیہ میانداز
چوہے کا مینڈک کی خوشامد کرنا کہ بہانہ نہ سوچ اور میری ضرورت کے پورا
انجاح آں حاجت مرا کہ فی التاخیر آفات و الصوفی
کرنے کو ادھار میں نہ ڈال، کیونکہ تاخیر میں مصیبتیں ہیں اور صوفی ابن الوقت
ابن الوقت وابن دست از دامن پدر باز ندارد و بابِ
ہے اور بیٹا باپ کے دامن سے ہاتھ نہیں ہٹاتا ہے اور صوفی کا مہربان
مشفق صوفی کہ وقت ست اورا بنگرش فرد محتاج
باپ جو کہ وقت ہے اس کی نگہداشت کرتا ہے آئندہ کے لئے اسکو محتاج
نگرداند چند انش، مستغرق دارد در گلزار مرتع الحسنات خویش
نہیں بناتا ہے اور اس کو اپنے حسنات کی چراگاہ کے چمن میں اس قدر مصروف رکھتا ہے

۱ در کمال۔ میں برائی کی انتہا پر ہوں اور تیری مہربانی کرم کی انتہا پر ہے۔ حاجت۔ مجھ جیسے انتہا درجہ کے گنہگار کو تیرا انتہائی فضل درکار ہے۔ چوں بمیرم۔ اب پھر حقیقی محبوب سے مجازی محبوب کی جانب انتقال کیا ہے یعنی چوہے نے مینڈک سے کہا کہ میری زندگی میں تو بے نیازی برت رہا ہے لیکن میرے مرنے کے بعد تو روئے گا اور یہ رونا از رو کرم ہوگا ورنہ تجھ کو میری کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۲ بر سر گورم۔ قبر پر آ کر روئے گا اور اشک بہائے گا۔ نوحہ۔ میری وصل سے محرومی پر نوحہ کرے گا اور میری مظلومیت کی وجہ سے نظریں نیچی ہوں گی۔ اندکے۔ اے محبوب میرے مرنے کے بعد جو تیری مہربانیاں ہوں گی انہیں سے تھوڑی سی ابھی کر دے اور جو باتیں قبر پر آ کر کرے گا ان کا مجھے اسی وقت حلقہ بگوش کر دے۔

۳ آنکہ۔ جو محبت آمیز باتیں قبر پر آ کر کرے گا اسی وقت غمگین احساس پر نچھاور کر دے۔ دست گیرم۔ اس بیچارگی میں میری دستگیری کر دے اور غم میں مجھے خوش کر دے۔ ادھار سے نقد بہتر ہوتا ہے جو کچھ کرنا ہے اب کر دے۔ لابہ۔ اس قصہ سے یہی بات بتائی ہے کہ ادھار سے نقد بہتر ہے۔

که چوں عوام منتظر مستقبل نباشد نه دہری باشد و نه قدری نه
کہ وہ عوام کی طرح آنے والے زمانہ کا منتظر نہیں ہوتا ہے وہ نہ دہری ہوتا ہے نہ قدری نہ منع کرنے
نہری باشد و نه دہری که لیس عندالله صباح ولا مساء ماضی
والا ہوتا ہے اور نہ زمانہ سے ساز باز کرنے والا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں نہ صبح ہے نہ شام گزرا ہوا زمانہ
و مستقبل وازل و ابد آنجا نباشد آدم سابق و دجال مسبوق
اور آنے والا زمانہ اور ازل اور ابد وہاں نہیں ہے، آدم پہلے اور دجال بعد میں
نباشد که ایں رسوم در خطہ عقل جزوی ست و روح حیوانی
نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ باتیں جزی عقل کے دائرہ میں ہیں اور عالم لا مکان،
رادر عالم لامکان ولا زمان ایں رسوم نباشد پس او ابن
لازمان میں حیوانی روح کے لئے یہ رسمیں نہیں ہیں، تو وہ
وقت ست که لا یفهم منه الا تفرقة الازمنة چنانکه ان
ابن الوقت ہے کہ اس سے زمانوں کے تفرقہ کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا جس طرح اللہ تعالیٰ
الله تعالیٰ واحد، فہم شود و نفی دوئی نه حقیقت واحدی
ایک ہے سمجھ میں آتا ہے اور دوئی کی نفی نہ کہ واحدی حقیقت

صوفیی را گفت خواجہ سیم پاش
چاندی بخشنے والے ایک صاحب نے ایک صوفی سے کہا
اے قدمہائے ترا جانم فراش
اے وہ کہ میری جان تیرے قدموں کا فرش ہے

یک درم خواہی تو امروز اے شہم
اے میرے شاہ تو آج ایک درہم لینا چاہتا ہے
یا که فردا چاشتگاہے سه درم
یا کل کو چاشت کے وقت تین درہم

گفت[1] امروز ایں درم راضی ترم
اس نے کہا میں آج ایک درہم پر زیادہ راضی ہوں
زانکه امروز این و فردا صد درم
اس سے بھی کہ آج ایک ہو اور کل کو سو درہم ہوں

سیلیئے نقد از عطائے نسیہ[2] بہ
نقد طمانچہ، ادھار بخشش سے بہتر ہے
نک قفا پیشت کشیدم نقد دہ
اب میں نے تیرے سامنے گدی کر دی نقد دیدے

خاصہ آں سیلی که از دست تو است
خصوصاً وہ طمانچہ جو تیرے ہاتھ سے ہو
که قفا و سیلیش مست تو است
کیونکہ گدی اور اس کا طمانچہ تجھ پر عاشق ہے

ہیں بیا اے شادی جان و جہاں
خبردار! اے جان اور جہان کی خوشی! آ
خوش غنیمت دار نقد ایں زماں
اس وقت نقد کو بہت غنیمت سمجھ

[1] گفت۔ صوفی نے کہا آج کے ایک درہم کی بجائے کل کو تین درہم یا سو درہم بھی مجھے پسند نہیں ہیں۔ سیلیئے۔ نقد تو ایسی چیز ہے کہ اس کا چپت بھی ادھار کی عطا سے اچھا ہے۔
[2] نسیہ۔ ادھار خاصہ۔ خصوصاً تیرا چپت تو بہت ہی بہتر ہے کیونکہ میری گدی اور اس پر چپت لگنا تیرے عاشق ہیں۔ ہیں۔ جب نقد بہرحال بہتر ہے تو ابھی آجا۔

درآمدُ زد آں رُوئے ماہ از شب رَواں	سر مکش زیں جوئے اے آب رَواں
چاند کا وہ چہرہ رات کے چلنے والوں سے نہ چھپا	اے جاری پانی اس نہر سے روگردانی نہ کر
تالب جُو خندد از ملیِ معیں	وز لب جُو سر برآرد یاسمیں
تاکہ جاری پانی سے نہر کا کنارہ مسکرا پڑے	اور چنبیلی نہر کے کنارے سے سر ابھارے
چوں بہ بینی برلب جُو سبزہ مست	پس بداں از دور کانجا آب ہست
تو جب نہر کے کنارے پر جھومتا سبزہ دیکھے	دور سے سمجھ جا کہ وہاں پانی ہے
گفت۲ سِیماھُمْ وُجُوھُمْ کردگار	کہ بُود غمازِ باراں سبزہ زار
اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں پر علامتیں ہیں فرمایا ہے	کیونکہ سبزہ زار بارش کا مخبر ہے
گر ببارد شب نہ بیند ہیچ کس	کہ بُود در خواب ہر نفس و نفس
اگر رات میں برسے کوئی شخص نہ دیکھے	کیونکہ ہر انسان اور سانس نیند میں ہوتا ہے
تازگیِ ہر گلستان جمیل	ہست برباران پنہانی دلیل
ہر خوبصورت چمن کی تازگی	مخفی بارش کی دلیل ہے

رجوع بحکایت مُوش و چغز آبی

چوہے اور پانی کے مینڈک کی حکایت کی جانب رجوع

اے اخی خاکیم تو آبیٔ	لیک شاہِ رحمت و وہابیٔ
اے میرے بھیا! میں خاکی ہوں تو آبی ہے	لیکن تو رحمت کا شاہ اور عطا کرنے والا ہے
آنچناں۳ کن از عطا و از قسم	کہ گہ و بیگہ بخدمت میرسم
تو حصہ اور عطا میں ایسا کر	کہ وقت اور بے وقت خدمت میں پہنچتا رہوں
برلب جُو من بجاں میخوانمت	می نہ بینم از اجابت مرحمت
نہر کے کنارے میں تجھے دل سے پکارتا ہوں	میں منظوری کی عنایت نہیں دیکھتا ہوں
آمدن در آب بر من بستہ شُد	زانکہ ترکیبم ز خاکے رُستہ شُد
پانی میں آنا مجھ پر بند ہے	کیونکہ میری ساخت مٹی سے ہوئی ہے
یار سولے یا نشانے کن مدد	تا ترا از بانگِ من آگہ کُند
یا کوئی قاصد یا کوئی علامت مددگار بنا	تاکہ میرے پکارنے سے تجھے باخبر کر دے
بحث کردند اندریں کارآں دو یار	آخرآں بحث ایں آمد قرار
اس معاملہ میں ان دونوں دوستوں نے بحث کی	اس بحث کے آخیر میں یہ طے ہوا

۱؎ درآمد زد۔ میں رات کا مسافر ہوں تیرا چہرہ چاند ہے چاند کو رات کے مسافر سے چھپانا مناسب نہیں۔ میں نہر ہوں تو آب رواں ہے پانی کو نہر میں آنا چاہیے۔ تالب۔ پانی پہنچنے سے نہر کے کنارے مسکرا پڑتے ہیں اور ان پر پھول بوٹے نمودار ہو جاتے ہیں۔ چوں بہ بینی۔ اے مخاطب جب تو نہر کے کنارے سبزہ دیکھے تو دور سے سمجھ لے کہ نہر میں پانی ہے یعنی کسی شخص کے انوار و برکات سے اس کے صاحب نسبت ہونے کو سمجھ لے۔

۲؎ گفت۔ نیکی کے آثار پیشانی پر ہوتے ہیں سیاہی لئے ہے کہ سبزہ زار اشارہ کرتا ہے کہ وہاں پانی ہے۔ گر ببارد۔ اگر رات میں بارش ہوتی ہے بارش کو کوئی نہیں دیکھتا ہے لیکن صبح کو سبزے پر تازگی دیکھتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ رات بارش ہوئی ہے۔ اے اخی۔ پھر چوہے کی گفتگو شروع کی ہے چوہے نے مینڈک سے کہا کہ اگرچہ میں خاکی ہوں اور تو آبی ہے اس لئے میں تیرا ہم جنس نہیں ہوں مگر تو شاہ رحمت اور عطا کی طرف سے ہے اور عطا کے لئے ہم جنس ہونا ضروری نہیں ہے۔

۳؎ آنچناں۔ مجھے ایسا موقع دیجئے کہ وقت بے وقت تجھ سے مل لیا کروں۔ برلب جو۔ چوہے نے مینڈک سے کہا کہ میں نہر کے کنارے پر آکر آپ کو پکارتا ہوں لیکن آپ جواب عنایت نہیں کرتے۔ مدد۔ چونکہ میں خشکی کا جانور ہوں اس لئے پانی میں نہیں جا سکتا۔ یار سولے۔ یا تو کوئی پیغامبر یا اور کوئی ایسی علامت مقرر کر دیجئے کہ میری آواز آپ کو پہنچ جایا کرے۔ دو یار۔ چوہا اور مینڈک

که ۱بدست آرند یک رشته دراز — تاز جذب رشته گردد کشف راز

کہ ایک لمبا ڈورا حاصل کر لیں — تاکہ ڈورے کے کھینچنے سے راز کھل جائے

یک سرے بر پائے ایں بندہ دوتو — بستہ باید، دیگرش بر پائے تو

ایک سرا اس خمیدہ بندہ کے پاؤں پر — بندھا ہوا ہونا چاہیے اور اس کا دوسرا سرا تیرے پاؤں پر

تا بہم آئیم زیں فن ما دو تن — اندر آمیزیم چوں جاں با بدن

تاکہ اس ترکیب سے ہم دونوں جمع ہو جائیں — مل جل جائیں، جس طرح جان بدن سے

ہست تن چوں ریسماں برپائے جاں — می کشاند برزمینش ز آسماں

جسم، جان کے پاؤں پر ڈورے کی طرح ہے — اس کو آسمان سے زمین پر کھینچ لاتا ہے

چغز جاں در آب خواب بیہشی — رستہ از موش تن آید در خوشی

جان کا مینڈک بے ہوشی کی نیند کے پانی میں — جسم کے چوہے سے چھوٹ کر خوشی میں ہے

۲موش تن زاں ریسماں بازش کشد — چند تلخی زیں کشش جاں می چشد

جسم کا چوہا اس ڈورے کے ذریعہ اس کو پھر کھینچ لیتا ہے — اس کھچاؤ سے جان بہت سی کڑواہٹیں محسوس کرتی ہے

گر نبودے جذب موش گندہ مغز — عیشہا کردے درون آب چغز

اگر گندہ دماغ چوہے کی کشش نہ ہوتی — تو مینڈک، پانی میں مزے اڑاتا

باقیش چوں روز برخیزی ز خواب — بشنوی از نور بخش آفتاب

اس کا باقی جس روز تو نیند سے بیدار ہو گا — تو سورج کو نور عطا کرنے والے سے سن لے گا

یک سر رشتہ گرہ بر پائے من — زاں سر دیگر تو بر پا عقد زن

ڈورے کے سرے کی ایک گرہ میرے پاؤں پر — دوسرے سرے کی گرہ تو اپنے پاؤں پر لگا لے

تا توانم من دریں خشکی کشید — مر ترا نک ۳شد سر رشتہ پدید

تاکہ میں اس خشکی میں کھینچ سکوں — تجھے اب ڈورے کا سرا ظاہر ہو گیا

تلخ آمد بر دل چغز ایں حدیث — کہ مرا در عقد آرد ایں خبیث

یہ بات مینڈک کے دل کو کڑوی لگی — کہ یہ خبیث مجھے گرہ میں پھانستا ہے

ہر کراہت در دل مرد بہی — چوں در آید زافتے نبود تہی

بہتر انسان کے دل میں جو کراہت — آتی ہے وہ مصیبت سے خالی نہیں ہوتی

وصف حق داں آں فراست را نہ وہم — نور دل از لوح کل کردست فہم

ت کو اللہ تعالیٰ کی صفت سمجھ نہ کہ وہم — دل کے نور نے لوح محفوظ سے سمجھا ہے

---

۱ کہ بدست آرند۔ چوہے اور مینڈک میں یہ طے ہو گیا کہ ایک بڑا ڈورا ہو، جس کا ایک سرا چوہے کے پاؤں میں اور ایک سرا مینڈک کے پاؤں میں بندھا ہوا ہو۔ تا بہم۔ جب ضرورت ہو تو دونوں میں سے ہر ایک اس ڈورے کو کھینچ لیا کرے دوسرے کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ بلا رہا ہے۔ ہست۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جسم کا تعلق روح کے پاؤں کا ڈورا ہے جو اس روح کو آسمان سے کھینچ لاتا ہے۔ چغز۔ روح کا مینڈک آئینی حالت میں جسم کے چوہے سے رہائی پا کر خوشی محسوس کرتا ہے۔

۲ موش۔ جسم کا چوہا پھر اس کو کھینچ لاتا ہے۔ گر نبودے۔ اگر جسم کا چوہا روح کے مینڈک سے وابستہ نہ ہوتا تو روح کا مینڈک پانی میں عش کرتا۔ باقیش۔ جسم اور روح کا یہ تو دنیاوی زندگی میں حال ہے قیامت میں پھر جب روح جسم سے وابستہ ہوگی تو اس کے احوال اللہ تعالیٰ سے سن لینا۔ یک سر رشتہ۔ یہ چوہے کا مقولہ ہے۔ تا توانم۔ چوہے نے کہا جب تیرے پاؤں میں ڈورا بندھا ہوا ہو گا میں تجھے خشکی میں کھینچ کر لا سکوں گا۔

۳ نک شد۔ اب معاملہ حل ہو گیا۔ تلخ۔ مینڈک کو یہ بات ناگوار گزری کہ یہ چوہا مجھے پھانسنا چاہتا ہے۔ ہر کراہت۔ روشن ضمیر انسان کو جو بات ناگوار ہوتی ہے وہ یقیناً کسی مصیبت کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ وصف حق۔ مومن میں کی یہ فراست اللہ کی صفت ہے جو مومن کے دل کے نور نے اللہ تعالیٰ کے علم سے حاصل کی ہے۔ لوح کل۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا علم لوح محفوظ۔

تن زدن ا پیل از سیراں بہ بیت
باجدِ آں پیلباں و بانگِ ہیت

بیت اللہ کی طرف جانے سے ہاتھی کا رکنا
فیلبان کی کوشش اور دھت جا کی آواز سے

جانبِ کعبہ نرفتے پائے پیل
باہم لت نے کثیر و نے قلیل

ہاتھی کا پاؤں کعبہ کی جانب نہ چلتا تھا
باوجود پوری لاتیں مارنے کے نہ بہت اور نہ تھوڑا

گفتیی خود خشک شد پاہای او
یا بمُرد آں جانِ ہول افزائے او

تو کہتا خود اس کے پاؤں سوکھ گئے ہیں
یا اس کی خوفناک جان مردہ ہو گئی ہے

چونکہ کردندے سرش سوی یمن
پیل نر دو اسپہ گشتے گام زن

جب اس کا سر یمن کی جانب کرتے
نر ہاتھی دوڑ کر قدم اٹھانے لگتا

حسِ پیل از زخمِ غیب آگاہ بود
چوں بود حسِ ولی با ورُود

ہاتھی کی حس غیب کی مصیبت سے واقف تھی
جیسی کہ واردات والے ولی کی حس ہوتی ہے

نے کہ یعقوبِ نبی گفت آں زماں
کہ از و جستند یوسف را کہاں

کیا یہ نہیں ہوا کہ یعقوب نبی نے جس وقت
ان سے یوسف کو بڑوں نے مانگا؟

نے کہ یعقوبِ نبی آں پاک خو
بہرِ یوسف باہمہ اخوانِ او

کیا یہ نہیں ہوا کہ یعقوب نبی پاک خصلت نے
یوسف کے لئے ان کے سب بھائیوں سے

از پدر چوں خواستند آں دادراں
تا برندش سوی صحرا یک زماں

جب ان بھائیوں نے باپ سے مانگا
تاکہ تھوڑی دیر کے لئے جنگل کی جانب لے جائیں

جملہ گفتندش بیندیش از ضرر
یک دو روزش مہلتے دہ اے پدر

سب نے ان سے کہا کہ آپ نقصان کا خیال نہ کریں
اے آبا! ایک دو روز ان کو موقع دے دیجئے

تو ۳ چرا مارا نہ پنداری امین
یوسفِ خود نسپری با حافظین

آپ ہمیں محافظ کیوں نہیں سمجھتے؟
اپنے یوسف کو محافظوں کے سپرد نہیں کرتے

تا بہم در مرجہا بازی کنیم
مادریں دعوت امین و محسنیم

تاکہ ہم مل کر سبزہ زاروں میں کھیلیں
ہم اس درخواست میں امین اور نکوکار ہیں

گفت ایں دانم کہ نقلش از برم
می فروزد در دلم رنج و سقم

[illegible]
میرے اس سے [illegible] رنج اور بیماری [illegible]

ایں ہمہ ہرگز نمی گوید دروغ
کہ ز نورِ عرش دارد دل فروغ

[illegible]
[illegible] عرش کے نور سے دل روشنی [illegible] ہے

۱ امتناع۔ یہ بات کہ آنے والی مصیبت و مومن کا دل تاڑ لیتا ہے اللہ تعالیٰ بسا اوقات یہ بات جانور کے دل میں بھی پیدا فرما دیتا ہے۔ جانب کعبہ۔ ابرھہ جب اپنا ہاتھی لے کر خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے چلا تو وہ ہاتھی آنے والی مصیبت کو تاڑ گیا تھا اور اس کا قدم خانہ کعبہ کی طرف نہ اٹھتا تھا۔ چونکہ۔ جب اس ہاتھی کا رخ یمن کی طرف موڑتے تھے تو دوڑنے لگتا تھا۔

۲ دو اسپہ۔ تیز رفتار۔ چوں بود۔ جب ہاتھی کا یہ حال تھا تو سمجھو کہ جس ولی پر قلبی واردات ہوں اس کا کیا حال ہوگا۔ نے کہ۔ حضرت یعقوب حضرت یوسف کی خفیہ بات کو تاڑ گئے تھے۔ کہاں۔ یعنی بڑے بھائی دادراں۔ برادراں۔ جملہ گفتند۔ سب بھائیوں نے کہا کہ نہ ڈریئے اور یوسف کو اجازت دے دیجئے۔

۳ تو چرا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ آپ ہمیں امین کیوں نہیں سمجھتے ہیں ہم تو اس کی حفاظت کریں گے۔ مرجہا۔ چراگاہیں۔ گفت۔ حضرت یعقوب نے فرمایا یوسف کو جدا کرنے سے مجھے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ ایں ہمہ۔ یہ میرا دل بھی صحیح بات سے تکلیف محسوس نہیں کرتا اس کو اللہ تعالیٰ کے نور سے روشنی حاصل ہے۔

آں ۱؎ دلیلِ قاطعی بُد بر فساد — وز قضا آں را نکرد اُو اعتداد

وہ فساد پر پکی دلیل تھی — قضاء خداوندی سے وہ اس کو گنتی میں نہ لائے

در گزشت از وے نشانے آنچناں — کہ قضا در فلسفہ بُود آں زماں

ایسی علامت ان سے چھوٹ گئی — یعنی قضاء خداوندی اس وقت حکمت میں تھی

ایں عجب نبود کہ کور افتد بچاہ — بُوالعجب افتادنِ بینائے راہ

یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ اندھا کنوں میں گر جائے — بڑا تعجب راستہ دیکھنے والے کا گرنا ہے

ایں قضا را گونہ گوں تصریفہاست — چشم بندش یفعل اللہ ما یشا ست

اس قضاء خداوندی کے طرح طرح تصرف ہیں — اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کی چشم بندی ہے

ہم ۲؎ بداند ہم نداند دل فنش — موم گردد بہرِ آں مُہر آہنش

دل اس کے ہنر کو جانتا بھی ہے اور نہیں بھی جانتا ہے — اس کا لوہا اس کی مہر کے لئے موم بن جاتا ہے

گوئیا دل گوید اے کہ میلِ اُو — چوں دریں شُد ہرچہ اُفتد باش گو

گویا دل کہہ دیتا ہے کہ اے شخص اس قضا کا جھکاؤ — جب اس میں ہے جو بھی ہو ہونے دے

خویش را ہم زیں مُغفل می کند — در عقالش جاں معقل می کند

وہ اپنے آپ کو اسی غفلت میں کر دیتا ہے — اس کی رسی میں جاں کو باندھ دیتا ہے

گر شود مات اندریں آں بُوالعلا — آں نباشد مات ، باشد ابتلا

اگر وہ بلند مرتبہ اس معاملہ میں مات کھا جاتا ہے — وہ مات نہیں ہوتی ، آزمائش ہوتی ہے

یک ۳؎ بلا از صد بلا اش وا خرد — یک ہبوطش بر معارجہا بُرد

اس کو ایک مصیبت سو مصیبتوں سے نجات دیتی ہے — ایک بار نیچے اترنا اس کو بہت سی بلندیوں پر لے جاتا ہے

خام شوخے کہ رہانیدش مُدام — از خمارِ صد ہزاراں زشت خام

وہ ناقص شوخ کہ اس کو شراب نے رہائی دیدی — لاکھوں بھدے خاموں کے خمار سے

عاقبت اُو پختہ و اُستاد شُد — جَست از رقِ جہاں آزاد شُد

اسی سے کار وہ پختہ اور استاد ہو گیا — اس نے دنیا کی غلامی سے چھلانگ لگائی ، آزاد ہو گیا

از شرابِ لا یزالی گشت مست — شُد ممیّز از خلائق باز رست

وہ نہ مٹنے والی شراب سے مست ہو گیا — وہ لوگوں سے ممتاز ہو گیا ، چھوٹ گیا

۱؎ آں دلیل۔ حضرت یعقوب کو قلبی احساس سے پورا یقین ہو گیا تھا کہ بھائیوں کی بات میں فساد مخفی ہے لیکن اس کے باوجود قضا خداوندی میں چونکہ ایسا ہونا تھا لہٰذا وہ پھر بھی راضی ہو گئے۔ در گذشت۔ انہوں نے دل کی بات سے در گذر کی چونکہ اس معاملہ میں اللہ کی جانب سے ایک حکمت پوشیدہ تھی۔ ایں عجب۔ حضرت یعقوب کو نور دل حاصل تھا پھر بھی وہ فریب میں آ گئے یہ بڑی عجیب بات ہے اگر کوئی دل کا اندھا فریب کھا جاتا تو تعجب نہ ہوتا۔ ایں قضا۔ قضاء خداوندی کے بھی عجیب تصرفات ہیں وہ بینا کو بھی نابینا بنا دیتی ہے اور خدائی مشیت اس کی آنکھ کا پردہ بن جاتی ہے۔

۲؎ ہم بداند۔ جب تقدیر خداوندی کسی معاملہ میں آڑے آتی ہے تو انسان یقینی بات میں بھی تذبذب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ موم۔ یعنی دل کا پختہ ارادہ نرم پڑ جاتا ہے۔ گوئیا۔ گویا دل اپنے ارادہ کے خلاف اس قضا کے فیصلہ پر راضی ہو جاتا ہے۔ خویش۔ وہ دل اپنے ارادہ سے اپنے آپ کو غافل بنا لیتا اور بھاگ قضا کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ گر شود۔ اگر کوئی باطنی نور والا اپنے احساس کی خلاف سے مغلوب ہو جاتا ہے تو وہ دراصل مغلوبیت نہیں ہے بلکہ قدرت کی جانب سے آزمائش ہے کہ اپنے ارادہ کے خلاف پر قضا سے وہ راضی ہے یا نہیں؟

۳؎ یک بلا۔ قضاء کی وجہ سے جب وہ بلا میں پھنستا ہے اور اس پر رضا کا اظہار کرتا ہے تو سیکڑوں مصیبتوں سے نجات پا جاتا ہے اور اس کا یہ گرنا اس کو بلندیوں پر لے جاتا ہے۔ خام شوخے۔ یہ ایری میں ناقص تھا جب کہ اس آزمائش میں کامیاب ہو گیا تو سیکڑوں فاسد خیالات سے نجات پا جاتا ہے۔ عاقبت۔ اس کامیابی کے نتیجہ میں وہ پختہ اور استاد بن جاتا ہے۔ بعد دنیا کے دھوکوں سے آزاد ہو جاتا ہے اب غیر اللہ سے نجات پا لیا تو توحید کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ شد ممیز۔ اب اس کو ایک خاص امتیاز حاصل ہو جاتا ہے۔

زِ اعتقاد ست پر تقلید شاں　　وز خیالِ دیدۂ بے دید شاں
ان کے تقلید سے پُر کمزور اعتقاد سے　　ان کی بے بصیرت آنکھ کے خیال سے

اے عجب چہ فن زند ادراکِ شاں　　پیش جز رو مدِّ بحرِ بے نشاں
تعجب ہے، ان کا علم کیا تدبیر کرے گا؟　　بے نشاں دریا کے اتار اور چڑھاؤ کے سامنے

زاں بیاباں ایں عمارتہا رسید　　مُلک و شاہی و وزارتہا رسید
اس بیابان سے یہ عمارتیں آئی ہیں　　ملک اور بادشاہی اور وزارتیں آئی ہیں

زاں بیابانِ عدم مستانِ شوق　　میر سند اندر شہادت جوق جوق
اس بیابان عدم سے شوق کے مست　　جماعت در جماعت عالم شہادت میں آ رہے ہیں

کارواں بر کارواں زیں بادیہ　　می رسد در ہر مساء و غادیہ
اس صحرا سے قافلہ در قافلہ　　ہر شام، صبح کو پہنچ رہے ہیں

آید و گیرد۲ و ثاقِ ماگرو　　کہ رسیدم نوبتِ ما شد تو رو
آتا ہے اور ہمارا گھر گروی کر لیتا ہے　　کہ میں آ گیا، ہماری باری آ گئی تو چلا جا

چوں پسر چشمِ خرد را وا کشاد　　زُو دِیا بارخت بر گردوں نہاد
جب بیٹے نے عقل کی آنکھ کھولی　　باوا نے سامان جلدی سے آسمان پر جا رکھا

جادۂ شاہ ست آں زیں سُو رواں　　واں ازاں سُو صادران و وارداں
وہ شاہراہ ہے، اس جانب سے رواں ہے　　وہ اس جانب سے صادر اور وارد ہیں

نیک بنگر ما نشستہ میرویم　　می نہ بینی قاصدِ جائے نُویم
خوب غور کر لے، ہم بیٹھے بیٹھے چل رہے ہیں　　تو یہ نہیں دیکھتا ہے کہ ہم نئی جگہ کا ارادہ کرنے والے ہیں

ببرِ ۳ حالے می نگیری راس مال　　بلکہ از بہرِ غرضہا در مال
تو موجودہ وقت کے لئے اصل دولت نہیں لیتا ہے　　بلکہ مستقبل کی غرضوں کے لئے

پس مسافر آں بُود اے رہ پرست　　کہ مسیر و رُوش در مستقبل ست
پس اے چلنے والے! مسافر وہ ہے　　کہ اس کا چلنا اور رخ مستقبل کی طرف ہے

ہمچناں کز پردۂ دل بے کلال　　دمبدم در میر سد خیلِ خیال
جس طرح بغیر تھکن کے دل کے پردے سے　　خیال کا لشکر، پے در پے پہنچتا ہے

۱ از اعتقاد۔ عام لوگ غیر حق کے وجود کو معتد بہ سمجھتے ہیں یہ اس سے نجات پا جاتا ہے۔ اے عجب۔ قضاء قدر کے لامحدود سمندر کے مقابلہ میں انسان کا علم و احساس کیا ہنر دکھا سکتا ہے۔ زاں۔ عالم شہود میں جو کچھ ہے وہ اسی عالم غیب سے آیا ہے۔ بیابان عدم۔ یعنی عالم غیب۔ مستان شوق۔ یعنی کائنات جو خدائی حکم بجا لانے کی مشتاق ہے۔ شہادت۔ عالم شہادت بادیہ۔ یعنی بیابان عدم۔ غادیہ۔ صبح کا وقت۔

۲ آید و گیرد۔ عالم شہادت میں ایک نئی چیز آ کر پرانی چیز کی جگہ لے لیتی ہے۔ چوں پسر۔ بیٹا باپ کی جگہ سنبھال لیتا ہے باوا عالم آخرت کو سدھار جاتا ہے۔ جادۂ شاہ۔ یہ سمجھ کہ عالم شہادت اور عالم غیب کے درمیان ایک بڑی کھلی سڑک ہے جس پر ہر وقت آمد و رفت ہے۔ نیک۔ ہمیں محسوس نہیں ہوتا ورنہ عمر کا جو دن گزر رہا ہے ہم اس میں عالم آخرت کی طرف چل رہے ہیں۔

۳ ببر حالے۔ انسان جو کاروبار کرتا ہے اور نفع کمانے کی کوشش کرتا ہے وہ کسی وقتی ضرورت کے پیش نظر نہیں کرتا ہے بلکہ آئندہ کی بناء پر کاروبار کرتا ہے تو بھی اپنی عمر کے مال کی تجارت آخرت کے پیش نظر صرف کر موجودہ زندگی میں عمر صرف نہ کر۔ پس مسافر۔ صحیح مسافر وہی ہے جس کی نظر منزل پر ہو۔ ہمچناں۔ جس طرح خارجی موجودات کا سلسلہ ہے یہی صورت ذہنی موجودات کی ہے، مضامین اور خیالات عالم غیب سے دل میں آتے ہیں۔

گر ۱ نہ تصویرات از یک مغرسند — در پے ہم سوئے دل چوں میرسند

اگر یہ تصورات ایک جگہ کے نہیں ہیں — تو آگے پیچھے دل کی جانب کیوں آ رہے ہیں؟

جوق جوق اسپاہ تصویرات ما — سوئے چشمہ دل شتاباں از ظما

ہمارے تصورات لشکر در لشکر — پیاس سے دل کے چشمہ کی طرف دوڑتے ہیں

جرہا پرمی کنند و میروند — دائما پیدا و پنہاں می شوند

وہ گھونٹ بھرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں — ہمیشہ ظاہر اور غائب ہوتے رہتے ہیں

فکر ہارا اختران چرخ داں — دائر اندر چرخ دیگر آسماں

افکار کو آسمان کے ستارے سمجھ — دوسرے آسمان کے دائرہ میں گھومنے والے ہیں

سعد ۲ دیدی شکر کن ایثار کن — نحس دیدی صدقہ و استغفار کن

تو نے سعد دیکھا شکر ادا کر اور ایثار کر — تو نے نحس دیکھا خیرات اور توبہ کر

ما کئیم ایں رابیا اے شاہ من — طالعم مقبل کن و چرخے بزن

ہم اس کے لئے کیا ہیں؟ اے میرے شاہ! آ جایئے — میرے طالع کو بااقبال کر دیجئے اور گھما دیجئے

روح راتاباں کن از انوار ماہ — زاں کہ از آسیب ذنب شد جاں سیاہ

چاند کے انوار سے روح کو روشن کر دیجئے — کیونکہ روح ذنب کے اثر سے کالی ہو گئی ہے

روح را زاں نور مہ کن ملتہب — کہ سیہ شد جان من ز آسیب تب

روح کو اس چاند کے نور سے روشن کر دیجئے — کیونکہ بخار کے اثر سے میری جان کالی ہو گئی ہے

از ۳ خیال و وہم و ظن بازش رہاں — از چہ وجور رسن بازش رہاں

اس کو خیال اور وہم اور گمان سے چھڑا دیجئے — کنوئیں اور رسی کے ظلم سے اس کو چھڑا دیجئے

تاز دلداری خوب تو دلے — پر برآرد بر پرد زاب و گلے

تاکہ ایک دل تیری اچھی دلداری سے — پر نکال لے اور پانی اور مٹی سے اڑ جائے

اے عزیز مصر جانم دستگیر — عذر ایں زندانی خود در پذیر

اے میری جان کے مصر کے شاہ! دستگیری کیجئے — اپنے اس قیدی کا عذر قبول کر لیجئے

اے عزیز مصر در پیماں درست — یوسف مظلوم در زندان تست

اے مصر کے شاہ! عہد و پیمان میں درست — مظلوم یوسف تیرے قیدخانہ میں ہے

حضرت حق تعالیٰ مراد ہے اور روح کو حضرت یوسف سے تشبیہ دی ہے۔ اے عزیز۔ قرآن پاک میں ہے۔ ومن اوفی بعہدہ من اللہ۔ اور خدا سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے۔

۱ در پے۔ ان کا پے در پے آنا یہ بتاتا ہے کہ وہ سب ایک جگہ سے آ رہے ہیں اور ان کا مخزن ایک ہے۔ جوق در جوق۔ جس طرح پیاسے پانی کی طرف دوڑ کر آتے ہیں اسی طرح خیالات دل میں آتے ہیں اور اپنی پیاس بجھا کر واپس ہوتے ہیں کچھ نمایاں رہتے ہیں کچھ بالکل پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ فکرہا۔ اختراں۔ جس طرح ستارے آسمان میں گردش کرتے ہیں خیالات دل کے آسمان میں گردش کرتے ہیں۔

۲ سعد۔ جس طرح نجومی ستاروں کو سعد اور نحس سمجھتے ہیں تو بھی ان خیالات کو ایسا ہی سمجھ اچھا خیال ہے تو اس سے دوسرے کو بھی فیض پہنچا برا خیال آئے تو صدقہ کر اور توبہ کر۔ ما کئیم۔ فاسد خیالات کی نحوست سے بچنے کا علاج ہم نے صدقہ و استغفار بتایا لیکن درحاصل ان سے محفوظ رکھنا فضل خداوندی کا کام ہے۔ طالعم۔ یعنی میرے منحوس حالات کو تبدیل کر دیجئے اور اس چرخ کو گھما دیجئے تاکہ سعد طلوع کر آئے۔ ماہ۔ یعنی نیکیوں کے نور سے روح کو روشن کر دیجئے وہ گناہوں کے اثرات سے کالی پڑ گئی ہے۔ ذنب۔ وہ نقطہ جس میں آ کر سورج کو گرہن لگ جاتا ہے۔ تب۔ یعنی گناہوں کی تپش۔

۳ از خیال۔ میری روح کو معاصی کے خیالات سے نجات دے دیجئے۔ از چہ۔ یعنی مضر اعمال۔ تاز دلداری۔ آپ کی عنایت اور مہربانی سے میرے دل میں پرواز پیدا ہو جائے اور وہ دنیاوی دھندوں سے نجات پا جائے۔ عزیز مصر۔ بادشاہ مصر کو کہا جاتا تھا یہاں

در[1] خلاصِ او یکے خوابے بہ بیں — زود کَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْن
اس کی نجات کے لئے ایک خواب دیکھ لیجئے — جلد سے کیونکہ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

ہفت گاو لاغرے و پُر گزند — ہفت گاوِ فربہش را میخورند
نقصان رسیدہ اور سات کمزور بیل — اس کے ساتھ موٹے بیلوں کو کھا رہے ہیں

ہفت خوشۂ خشک و زشت و ناپسند — سُنبلات تازہ اش را می چرند
سات خشک اور برے اور ناپسند خوشے — اس کی تازہ بالوں کو چر رہے ہیں

قحط از مصرش برآمد اے عزیز — ہیں مباش اے شاہ ایں را مستجیز
اے شاہ! اس کے مصر سے قحط برآمد ہو گیا ہے — اے شاہ ہاں اس کو روا نہ رکھیئے

یوسفم در حبسِ تو اے شہ نشاں — ہیں زدستانِ زنانم وار ہاں
اے شاہ! میں تیری قید میں یوسف ہوں نشانی عطا کر — ہاں مجھے عورتوں کے مکر سے نجات دیدے

از سُوئے عرشے کہ بُودم مربط او — شہوتِ مادر فگندم کَاھْبِطُوْا
اس عرش کی جانب سے جو میرا مسکن تھا — ماں کی شہوت نے مجھے گرایا کہ اترو

پس فتادم زاں کمالِ [2] مستتم — از فنِ زالے بزندانے رحم
تو میں اس مکمل کمال سے گرا — ایک بوڑھی کے مکر سے رحم کے زنداں میں

روح را از عرش آرد در حطیم — لا جرم کید زناں باشد عظیم
روح کو عرش سے ٹوٹے ہوئے گھر میں لئے آتا ہے — بے شک عورتوں کا مکر عظیم ہوتا ہے

اوّل و آخر ہبوطِ من ززن — چونکہ بُودم رُوح و چوں ہستم بدن
میرا پہلا اور آخری نزول عورت سے ہوا — جبکہ میں روح تھا اور جبکہ میں جسم ہوں

بشنو[3] ایں زاری یوسف در عثار — یابراں یعقوب بیدل رحم آر
لغزش کے بارے میں یوسف کی یہ زاری سن لیجئے — یا اس بیدل یعقوب کے اوپر رحم کیجئے

نالہ ازا اخواں کنم یا از زناں — کہ فگندند م چو آدم از جناں
شکوہ بھائیوں کا کروں یا عورتوں کا — کہ انہوں نے مجھے آدم کی طرح جنتوں سے گرا دیا

زاں مثالِ برگ دے پژمردہ ام — کز بہشت وصل گندم خوردہ ام
میں اسی وجہ سے خزاں کے پتے کی طرح مرجھایا ہوا ہوں — کہ میں نے وصل کی بہشت سے گیہوں کھا لیا

[1] در خلاص۔ عزیز مصر کے خواب میں یوسف کی رہائی کی بشارت تھی۔ زود۔ اللہ جبکہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے تو خود کیوں احسان نہ کرے گا۔ ہفت گاو۔ میرے گناہ میری بھلائیوں کو نگل رہے ہیں۔ قحط۔ مجھ میں نیکیوں کا قحط ہے اس کو جائز نہ رکھ۔ یوسف۔ حضرت یوسف زنان مصری کی سازش سے جیل خانہ میں گئے تھے۔ نشاں۔ یعنی رہائی کا حکم۔ از سوی۔ انسان کی شہوت نفس اس کے عالم بالا سے گرنے کا سبب بنی۔

[2] کمال مستتم۔ یعنی عالم علوی کی سکونت۔ از فن زالے۔ ماں کی شہوت اس کا سبب بنی کہ میں رحم مادر میں قیدی بنا۔ در حطیم۔ یعنی دنیا۔ اول و آخر پہلی بار نیچے اترنا روح کا تھا جو حضرت آدم کے ضمن میں ہوا وہ حضرت حوا کی شہوت بطن کی وجہ سے وقوع میں آیا دوسرا نیچے اترنا جسم کا تھا جو ماں کی شہوت کی وجہ سے ہوا اور جسم کی پیدائش ہوئی۔

[3] بشنو۔ یا تو میری زاری سن کر مجھ پر رحم کر دیجئے۔ یابراں۔ یعقوب یا میرا شیخ جو میرے لئے دعا کرتا ہے اس کی دعاؤں کی وجہ سے مجھ پر رحم کر دیجئے۔ نالہ ازا اخواں۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے مصر پہنچنے کا سبب بنے جہاں وہ قید ہوئے اور عورتوں کی سازش نے ان کو قید میں پھنسایا مراد اس سے انسان کی قوت غضبیہ اور قوت شہوانی ہے جو گناہوں کا سبب ہیں۔ زاں۔ میرے معاصی مجھے قرب سے دور کئے ہوئے ہیں اس لئے خزاں کے پتے کی طرح مرجھایا ہوا ہوں۔

چوں ۱ بدیدم لُطف و اکرامِ تُرا — واں سَلامِ سلم و پیغامِ تُرا
جب میں نے تیرا لطف اور اکرام دیکھا — اور تیرے صلح کے سلام اور پیغام کو

من سپند از چشمِ بد کردم پدید — در سپندم نیز چشمِ بد رسید
میں نے نظر بد کی وجہ سے کالا دانہ نکالا — میرے کالے دانہ کو بھی نظر بد لگ گئی

دفعِ ہر چشمِ بَد از پیش و پس — چشمہائے پُر خمارِ تست و بس
آگے اور پیچھے سے ہر نظر بد کے دفعیہ کے لئے — صرف تیری نشیلی آنکھیں ہیں

چشمِ بَد را چشمِ نیکویت شہا — مات و مُستاصل کُند نعم الدَّوا
اے شاہا! تیری حسین آنکھ نظر بد کو — مغلوب اور ملیا میٹ کر دیتی ہے وہ بہتر دوا ہے

بل ز چشمت کیمیا ہای رَسد — چشمِ بد را چشمِ نیکو می کُند
بلکہ تیری آنکھ سے کیمیا پہنچتی ہے — نظر بد کو نیک نظر بنا دیتی ہے

چشمِ ۲ شہ بر چشمِ بازِ دل زدست — چشمِ بازش سخت باہمت شُدست
شاہ کی آنکھ نے دل کے باز کی آنکھ پر اثر کیا ہے — اس کے باز کی آنکھ بہت باہمت ہو گئی ہے

تا ز بس ہمت کہ یابید از نظر — می نگیرد بازِ شہ جز شیرِ نر
یہاں تک کہ بڑی ہمت کی وجہ سے جو اس نے آنکھ سے حاصل کی ہے — شاہ کا باز نر شیر کے علاوہ نہیں پکڑتا ہے

شیر چہ کاں شاہبازِ معنوی — ہم شکارِ تست و ہم صیدش توئی
شیر کیا ہوتا ہے، بلکہ وہ معنوی شاہ باز — تیرا شکار بھی ہے اور تو اس کا شکار بھی ہے

شُد صفیرِ بازِ جاں در مرجِ دیں — نعرہائے لا اُحِبُّ الآفِلِین
دین کی چراگاہ میں جان کے باز کی آواز — میں غروب کر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں کے نعرے ہیں

باز ۳ دل را کز پے تو می پرید — از عطای بیحدت چشمے رسید
دل کا باز جو تیرے لئے اڑ رہا تھا — تیری بیحد عطا سے اس کو آنکھ حاصل ہو گئی

یافت بینی بُوی و گوش از تو سماع — ہر حسے را قسمتے آمد مُشاع
ناک نے بو اور کان نے سُننا تجھ سے حاصل کیا — ہر حس کا حصہ مشترک ہے

ہر حسے را چوں دہی رہ سُوی غیب — نبود آں حس را فتورِ مرگ و شیب
جس حس کو تو غیب کی جانب راستہ عطا کر دے — اس حس میں موت اور بڑھاپے کی کمزوری نہیں ہوتی

مالکُ المُلکی بحس چیزے دہی — تا کہ بر حسہا کُند آں حس شہی
تو مالک الملک ہے تو حس کو کوئی چیز دے دیتا ہے — تا کہ وہ حس حواس پر بادشاہی کرے

۱ چوں بدیدم۔ جب میں نے تیرے لطف اور کرم پر نظر کی اور یہ پیغام سنا کہ تو توبہ کو قبول کرتا ہے تو شیطان کی نظر بد کو دفع کرنے کے لئے ہرمل نکالا کہ اس کی دھونی دوں یعنی توبہ کی تو اس توبہ کو نظر بد لگ گئی۔ دفع۔ معلوم ہوا کہ توبہ کرنا کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا بلکہ اصل اس کی قبولیت ہے جو تیری پر لطف نظر کرم ہے۔ چشم بد۔ شیطان سے بچاؤ کا مضبوط ذریعہ تیری نظر کرم ہے۔ بل ز چشمت۔ تیری نظر کرم میں تاثیر تو یہ ہے کہ وہ نظر بد کو نیک نظر بنا دیتی ہے۔

۲ چشم شہ۔ اللہ تعالیٰ کی نظر کرم جن پر ہو جاتی ہے ان کے باز یعنی دل کی ہمت بلند ہو جاتی ہے۔ می نگیرد۔ اب وہ دل کی صرف شیر نر یعنی امور آخرت کا شکار کھیلتا ہے۔ شیر چہ۔ ان اولیاء کا مقصد امور آخرت کیا معنی صرف ذات خداوندی ہوتی ہے جس کے وہ طالب بن جاتے ہیں۔ شد۔ اور ان اولیاء کا نعرہ یہ ہوتا ہے کہ ہم دنیا کی فانی چیزوں سے کوئی محبت نہیں رکھتے ہیں۔

۳ باز دل۔ اولیاء اللہ کا دل جو تیری طلب میں پرواز کرتا ہے ان کو تیری عطا سے خاص حواس حاصل ہو جاتے ہیں۔ یافت۔ ان کے حواس خدائی صفات سے متصف ہو جاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ ہر حسے۔ اب ان کے حواس کا تعلق عالم حقائق سے ہو جاتا ہے اور ان حواس میں موت یا بڑھاپے سے کوئی کمزوری نہیں آتی۔ مالک الملک۔ جب انہیں خدائی صفات پیدا ہو جاتی ہیں تو جس طرح خدا مالک الملک ہے ان کے حواس کو بھی عوام کے حواس پر شاہی حاصل ہو جاتی ہے۔

جہد اُکن تا حسِ تو بالا رود … تا کہ کارے حس ازاں بالا شود

تو کوشش کر تاکہ تیرا حس اونچا جائے … تاکہ حس کا کام اس سے بلند ہو جائے

حکایت شب و دزداں کہ شاہ محمود میانِ ایشاں اِفتاد

رات اور چوروں کا قصہ کہ سلطان محمود ان میں پہنچ گیا

کہ من نیز یکے از شما ام و بر حالِ ایشاں مُطلع شُد الخ

کہ میں بھی تم میں ایک ہوں اور ان کی حالت سے باخبر ہو گیا

شب چو شہ محمود برمی گشت فرد … با گروہِ قومِ دُزداں باز خورد

رات کو جب سلطان محمود اکیلا گشت کر رہا تھا … چوروں کی قوم کے گروہ سے جا بھڑا

پس بگفتندش کہ اے بُوالوفا … گفت شہ مَن ہم یکے اَم از شما

انہوں نے اس سے کہا اے وفادار تو کون ہے؟ … سلطان نے کہا میں بھی تم میں سے ایک ہوں

آں یکے گفت اے گروہِ مکر کیش … تا بگوید ہر یکے فرہنگِ خویش

ایک نے کہا اے مکار گروہ! … ہر ایک اپنا ہنر بیان کرے

تا بگوید با حریفاں در سمر [2] … کُو چہ دارد در جبلت از ہُنر

تاکہ دوستوں سے قصہ گوئی میں کہے … کہ وہ فطرت میں کیا ہنر رکھتا ہے؟

آں یکے گفت اے گروہ فن فروش … ہست خاصیت مرا اندر دو گوش

ایک نے کہا اے ہنر کے دعویدار گروہ … میرے دونوں کانوں میں یہ خاصیت ہے

کہ بدانم سگ چہ می گوید ببانگ … قوم گفتندش ز دیناری دو دانگ

کہ میں جان لیتا ہوں کہ کتا آواز میں کیا کہتا ہے … قوم نے اس سے کہا تو دینار میں سے دو دانگ ہے

آں دگر گفت اے گروہِ زر پرست … جُملہ خاصیت مرا چشم اندرست

دوسرے نے کہا اے زر کے پجاری گروہ! … مکمل خاصیت میری آنکھ میں ہے

ہر [3] کہ را شب بینم اندر قیرداں … روز بشناسم من اورا بیگماں

جس کو میں رات کے اندھیرے میں دیکھ لوں … میں اس کو بے شبہ دن میں پہچان لوں

گفت یک خاصیتم در بازوست … کہ زنم من نقبہا باز در دست

ایک نے کہا میری خصوصیت بازو میں ہے … میں ہاتھ کی طاقت سے نقب لگا دیتا ہوں

گفت یک خاصیتم در بینی ست … کارِ مَن در خاکہا بُو بینی ست

ایک نے کہا میری خصوصیت ناک میں ہے … میرا کام مٹیوں میں سے بو سونگھ لینا ہے

---

[1] جہد کن۔ خطاب ہے کہ انسان والے ہی بالائی حواس حاصل کرنے چاہئیں۔ حکایت۔ اس حکایت سے حس کے بالا ہونے کے نفع کو واضح کیا ہے۔ برمی گشت فرد۔ اکیلا گھوم رہا تھا۔ پس۔ چوروں نے سلطان سے دریافت کیا تو کون ہے تو اس نے کہہ دیا کہ میں تم میں سے ہی ہوں۔ آں یکے۔ ایک چور نے ساتھیوں سے کہا کہ ہر ایک اپنا ہنر ظاہر کرے۔ حریفاں۔ ساتھی

[2] سمر۔ قصہ کہانی۔ جبلت۔ فطرت۔ فن فروش۔ ہنر کا مدعی۔ کہ بدانم۔ ایک نے کہا کہ میں کتے کی بولی سمجھ لیتا ہوں۔ دانگ۔ درہم کا چھٹا حصہ اور درہم دینار کا دسواں حصہ ہے دانگ دینار کا ساٹھواں حصہ ہوا یعنی یہ کوئی قابلِ وقعت ہنر نہیں ہے۔

[3] ہر کہ۔ ایک نے کہا کہ میری آنکھ میں یہ تاثیر ہے کہ جس شخص کو اندھیرے میں بھی دیکھ لیتا ہوں دن کو اس کو فوراً پہچان لیتا ہوں۔ بازو۔ ایک نے کہا میرے بازو میں اس قدر طاقت ہے کہ پنجے کے زور سے بغیر کسی اوزار کے دیوار میں نقب لگا دیتا ہوں۔ گفت یک۔ ایک نے کہا کہ میری ناک ہی یہ خصوصیت ہے کہ زمین کی مٹی سونگھ کر بتا دیتا ہوں کہ یہاں خزانہ ہے یا نہیں؟

سرِّ النّاسُ [1] معَادِن داد دست　　کہ رسول آں را پئے چہ گفتہ است
"لوگ کانیں ہیں" کا راز حاصل ہو گیا　　کہ رسول نے وہ کس وجہ سے فرمایا ہے؟

من ز خاکِ تن بدانم کاندراں　　چند نقدست وچہ دارد بیگماں
میں جسم کی مٹی سے جان لیتا ہوں کہ اس میں　　کتنا نقد ہے اور وہ بلاشبہ کیا رکھتا ہے

در یکے کاں زرّ بے اندازہ درج　　واں دگر دخلش بود کمتر ز خرج
ایک کان میں بے اندازہ سونا داخل ہے　　دوسری میں آمدنی خرچ سے کم ہوتی ہے

ہمچوں مجنوں بو کنم من خاک را　　خاکِ لیلیٰ را بیابم بے خطا
میں مجنوں کی طرح مٹی کو سونگھ لیتا ہوں　　بغیر غلطی کے لیلیٰ کی خاک کو پا لیتا ہوں

بو کنم دائم ز ہر پیراہنے　　گر بود یوسف وگر آہر منے
میں ہر لباس میں سے ہمیشہ سونگھ لیتا ہوں　　خواہ یوسف ہو اور خواہ شیطان ہو

ہمچو [2] احمد کہ برد بو از یمن　　زاں نصیبے یافت ایں بینیِ من
احمدؐ کی طرح کہ یمن کی جانب سے بو پاتے ہیں　　اس سے میری ناک نے ایک حصہ پا لیا

کہ کدامیں خاکِ ہمسایہ زرست　　یا کدامیں خاکِ صِفر و ابترست
کہ کونسی مٹی سونے کی پڑوسی ہے　　یا کونسی مٹی خالی اور ابتر ہے

گفت یک ایں خاصیت در پنجہ ام　　کہ کمندے افگنم طولِ علم
ایک نے کہا میرے پنجہ میں یہ خاصیت ہے　　کہ پہاڑ کی اونچائی پر کمند پھینک دیتا ہوں

قصر اگرچہ چند باشد بس بلند　　کنگرہ اش در سخت گردانم کمند
قلعہ خواہ کتنا ہی اونچا ہو　　اس کے کنگرے میں مضبوط کمند ڈال دیتا ہوں

ہمچو احمدؐ کہ کمند افگند جانش　　تا کمندش برد سوئے آسمانش
احمدؐ کی طرح کہ ان کی روح نے کمند ڈالی　　یہاں تک وہ کمند ان کو آسمان کی جانب لے گئی

ہمچو احمدؐ کہ کمند انداخت سخت　　کہ کمندش برد سوئے [3] بخت و تخت
احمدؐ کی طرح کہ انہوں نے سخت کمند ڈالی　　وہ کمند ان کو نصیبے اور تخت کی جانب لے گئی

گفت حقش اے کمند اندازِ بیت　　آں ز من داں مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ
ان سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بیت معمور پر کمند ڈالنے والے　　میری جانب سے سمجھ تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا

پس پرسیدند زاں شہ کاے سند　　مر ترا خاصیت اندر چہ بود
پھر سب نے اس سلطان سے پوچھا کہ اے معتمد!　　تیری خصوصیت کس چیز میں ہے؟

[1] سرّ۔ حدیث شریف ہے اَلنَّاسُ مَعَادِنُ کَمَعَادِنِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ۔ انسان سونے چاندی کی کانوں کی طرح کانیں ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں اس حدیث کے معنی اس قصہ سے سمجھ میں آ گئے مطلب یہ ہے کہ جس طرح ان لوگوں کے اوصاف مختلف تھے اس طرح دین سے متعلق خواص انسانوں میں مختلف ہیں۔ من ز خاک۔ اس چور نے کہا کہ میں زمین کی مٹی سونگھ کر بتا دیتا ہوں کہ یہاں کس قدر مال دفن ہے۔ در یکے۔ کسی کان میں بے اندازہ سونا ہوتا ہے کسی میں اتنا بھی نہیں ہوتا کہ کھدائی کا خرچ بھی نکل سکے۔ ہمچو مجنوں۔ مجنوں کو لیلیٰ کی قبر کسی نے نہ بتائی اس نے مٹی سونگھ کر اس کی قبر پہچان لی تھی۔

[2] ہمچو احمد۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ میں خدائی سانس وہاں سے محسوس کر رہا ہوں اور یمن کی طرف اشارہ فرمایا۔ زاں۔ اس طرح کے سونگھنے کا مجھے بھی حصہ مل گیا ہے۔ گفت یک۔ ایک چور نے کہا کہ میرے پنجہ میں یہ خصوصیت ہے کہ میں پہاڑ جیسے بلند قلعہ کی دیوار پر بھی کمند پھینک دیتا ہوں۔ علم۔ پہاڑ۔ کنگرہ۔ بلند قلعہ کے کنگرے میں مضبوط کمند ڈال دیتا ہوں۔ ہمچو احمد مولانا فرماتے ہیں کہ آنحضورؐ نے بھی عشق الٰہی کی کمند پھینکی جس کے ذریعہ وہ معراج میں آسمان تک پہنچے۔

[3] سوئے بخت۔ آنحضورؐ نے ایسی کمند پھینکی جو آپ کو تخت الٰہی عرش اور بخت یعنی قرب الٰہی تک لے گئی۔ بیت۔ یعنی بیت المعمور آنحضورؐ نے معراج میں اس کی بھی سیر کی۔ آں زمن۔ اس کمند اندازی کے بارے میں خدا نے فرمایا کہ یہ فعل بھی آپ کا نہیں ہے بلکہ ہمارا ہے جیسا کہ غزوہ بدر میں کنکریوں کا پھینکنا آپ کا فعل نہ تھا۔

گفت ۱ در ریشم بود خاصیتم | کہ رہانم مجرماں را از نقم
اس نے کہا میری خاصیت میری داڑھی میں ہے | کہ میں مجرموں کو سزاؤں سے چھڑا دیتا ہوں

مجرماں راچوں بجلاداں دہند | چوں بجنبد ریشِ من ایشاں رہند
جب مجرموں کو جلادوں کے سپرد کرتے ہیں | جب میری داڑھی ہل جاتی ہے وہ چھوٹ جاتے ہیں

چوں بجنبانم برحمت ریش را | طے کنند آں قتل و آں تشویش را
جب میں رحم سے داڑھی ہلا دیتا ہوں | وہ اس قتل اور پریشانی کو لپیٹ دیتے ہیں

قوم گفتندش کہ قطبِ ماتوئی | کہ خلاصِ روزِ محنتہا شوی
قوم نے اس سے کہا کہ تو ہی ہمارا قطب ہے | کہ مشقتوں کے دن خلاصی کا باعث تو ہو گا

بعد ازاں ۲ جملہ ہم بیروں شدند | سوئے قصرِ آں شہِ میموں شدند
اس کے بعد سب مل کر باہر نکلے | اس مبارک سلطان کے قلعہ کی طرف چلے

چوں سگے بانگے بزد از سوئے راست | گفت می گوید کہ سلطاں با شماست
جب کتے نے داہنی جانب سے آواز کی | اس نے کہا کہتا ہے کہ سلطان تمہارے ساتھ ہے

خاک بوکرد آں دگر از ربوۂ | گفت ایں ہست از وثاقِ بیوۂ
دوسرے نے ٹیلے کی مٹی سونگھی | بولا یہ ایک بیوہ کے گھر کی ہے

پس کمند انداخت استادِ کمند | تا شدند آں سوئے دیوارِ بلند
پھر کمند کے استاد نے کمند پھینکی | یہاں تک کہ وہ بلند دیوار کے اس طرف پہنچ گئے

جای دیگر خاک راچوں بوئے کرد | گفت خاکِ مخزنِ شاہے ست فرد
جب اس نے دوسری جگہ مٹی سونگھی | بولا بادشاہ کا بے مثال خزانہ ہے

نقب ۳ زن زد نقب در مخزن رسید | ہر یکے از مخزن اسبابے کشید
نقب لگانے والے نے نقب لگایا خزانہ میں پہنچ گیا | ہر ایک نے مخزن سے سامان نکالا

بس زر و زربفت و گوہرہای زفت | قوم بردند و نہاں کردند تفت
بہت سونا اور زربفت اور بھاری جواہر | قوم لے گئی اور جلد چھپا دیا

شہ معین دید منزل گاہِ شاں | حلیہ و نام و پناہ و راہِ شاں
سلطان نے معین طور پر ان کی قیام گاہ دیکھ لی | ان کا حلیہ اور نام اور پناہ گاہ اور راستہ

خویش را دزدید ز ایشاں بازگشت | روز در دیواں بگفت آں سرگذشت
اپنے آپ کو ان سے چھپا کر واپس ہو گیا | دن میں کچہری میں وہ سرگزشت سنائی

---

۱ گفت۔ سلطان نے چوروں کے سوال پر فرمایا کہ میری داڑھی میں یہ خاصیت ہے کہ میں جب داڑھی ہلا دوں تو مجرم سزا سے بچ جاتے ہیں۔ مجرماں۔ جب مجرموں کو جلاد کے سپرد کر دیں اور میں ان کی رہائی کے لئے داڑھی سے اشارہ کر دوں جس سے داڑھی ہل جائے گی تو وہ مجرم فوراً چھوڑ دیئے جائیں گے۔ قوم گفتند۔ چوروں نے کہا تو ہمارا قطب اور پیشرو ہے کیونکہ مصیبت اور گرفتاری کے وقت تو ہی کام آئے گا۔

۲ بعد ازاں۔ اس گفتگو کے بعد سب چور چوری کرنے چل دیئے۔ چوں سگے۔ ایک کتا بھونکا تو جس چور نے اپنی خاصیت یہی بتائی تھی اس نے کہہ دیا کہ کتا کہہ رہا ہے کہ سلطان ہمارے ساتھ ہے۔ ربوہ۔ ٹیلہ۔ وثاق۔ مکان۔ پس کمند۔ شاہی قلعہ کی بلند دیوار پر کمند ڈال دی۔ جای دیگر۔ قلعہ کی فصیل کے اندر پہنچ کر ایک نے مٹی سونگھ کر بتا دیا کہ یہاں بادشاہ کا بے مثال خزانہ ہے۔

۳ نقب زن۔ نقب لگانے والے نے صرف ہاتھ کے ذریعہ نقب لگا دیا اور چوروں نے خزانہ کا سامان لوٹنا شروع کر دیا۔ نہاں۔ سونا اور زربفت کپڑا اور جواہر زمین میں دفن کر دیئے۔ شہ۔ سلطان ان سب کو پہچان چکا تھا اور اس نے سب کچھ دیکھا تھا۔ خویش۔ سلطان چپکے سے ان سے جدا ہو کر واپس ہو گیا اور دن میں کچہری میں پہنچ کر رات کی سب سرگزشت سنا دی۔

پس رواں گشتند سرہنگانِ مست　　تا کہ دزداں را گرفتند و بہ بست

پھر مست سپاہی روانہ ہو گئے　　حتی کہ انہوں نے چھوں کو پکڑ لیا اور باندھ لیا

دست بستہ سوئے دیواں آمدند　　وز نہیبِ جانِ خود لرزاں شدند

وہ دست بستہ کچہری میں آئے　　اور اپنی جان کے ڈر سے لرزنے لگے

چونکہ استادند پیشِ تختِ شاہ　　یارِ شب شاں بود آں شاہِ چو ماہ

جب سلطان کے تخت کے سامنے کھڑے ہوئے　　وہ چاند جیسا سلطان، ان کا رات کا یار تھا

آنکہ شب بر ہر کہ چشم انداختے　　روز دیدے بے شکش بشناختے

وہ شخص کہ جو جس پر رات کو نظر ڈال دیتا　　دن میں دیکھتا تو بلاشبہ پہچان لیتا

شاہ را بر تخت دید و گفت ایں　　بود مارا دوش شب گرد و قریں

اس نے سلطان کو تخت پر دیکھا اور کہا یہ　　گزشتہ رات، ہمارا ساتھی اور رات کو چکر لگانے والا تھا

آنکہ چندیں خاصیت در ریشِ اوست　　ایں گرفتِ ماہم از تفتیشِ اوست

وہ کہ جس کی داڑھی میں اس قدر خاصیتیں ہیں　　ہماری یہ گرفتاری بھی اس کی جستجو کی وجہ سے ہے

عارفِ شہ بود چشمش لاجرم　　بر گشاد از معرفت لب با حشم

اس کی آنکھ لامحالہ سلطان کو جاننے والی تھی　　پہچان لینے کے بارے میں مجمع سے ہونٹ کھولا

وَهُوَ مَعَكُم گفت او ایں شاہ بود　　فعلِ ما می دید و سرِّ ما شنود

اس نے کہا اور وہ تمہارے ساتھ ہے یہ سلطان تھا　　وہ ہمارا کام دیکھ رہا تھا اور ہمارا راز سن رہا تھا

چشمِ من رہ برد شب شہ را شناخت　　جملہ شب با روئے ماہش عشق باخت

میری آنکھ نے راستہ پا لیا رات، سلطان کو پہچان لیا　　تمام رات اس کے چاند جیسے چہرے سے عشق بازی کی

امتِ ۳ خود را بخواہم من ازو　　کو نگرداند ز عارف ہیچ رو

میں اس سے اپنی قوم کو مانگ لوں گا　　کیونکہ وہ جاننے والے سے بھی منہ نہ موڑے گا

چشمِ عارف داں امانِ ہر دو کون　　کہ بدو یابید ہر بہرام عون

عارف کی آنکھ کو دو جہان کی امن سمجھو　　کیونکہ ہر شاہ نے اس سے مدد پائی ہے

زاں محمدؐ شافعِ ہر داغ بود　　کہ ز جز حق چشمِ او مازاغ بود

اسی لئے محمدؐ ہر زخم کے سفارشی ہوئے ہیں　　کیونکہ حق کے سوا سے ان کی آنکھ مازاغ تھی

در شبِ دنیا کہ محجوب ست شید　　ناظرِ حق بود و زو بودش امید

دنیا کی رات میں جبکہ سورج پوشیدہ ہے　　وہ اللہ کو دیکھنے والے تھے اور اسی سے ان کی امید تھی

۱ پس۔ بادشاہ کے کہنے پر چھوں کی گرفتاری کے لئے سپاہی روانہ ہو گئے اور انہوں نے چھوں کو گرفتار کر کے ان کی مشکیں کس دیں۔ نہیب۔ خوف یہ جب انہوں نے پہچان لیا کہ سلطان تو رات ان کا ساتھی تھا۔ آنکہ۔ جس چھ کی آنکھ کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ رات کے اندھیرے میں دیکھے ہوئے انسان کو دن میں پہچان لیتا تھا اس نے کہا سلطان تو رات ہمارے ساتھ تھا۔

۲ آنکہ۔ یعنی سلطان کی داڑھی میں بہت خصوصیتیں ہیں اس کی جستجو سے ہی ہماری گرفتاری عمل میں آئی ہے۔ عارف۔ چونکہ بادشاہ کو وہ چھ پہچانتا تھا اس لئے اس نے کہا۔ وَهُوَ مَعَكُم۔ وہ تمہارے ساتھ ہے کا مصداق یہی سلطان ہے اس نے ہمارے سارے کارنامے اور راز دیکھ لئے ہیں۔ چشم من۔ میں رات میں ہی سلطان کو پہچان گیا تھا اور اس کے چہرے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

۳ امت خود۔ مجھے معلوم ہے بادشاہ جان پہچان والوں سے مروت برتتا ہے ان کی بات نہیں ٹالتا میں تم لوگوں کی سفارش کر کے چھڑا لوں گا۔ چشم عارف۔ چھ کے عارف ہونے سے مولانا نے عارفین باللہ کا ذکر شروع فرما دیا کہ ان کی آنکھ دونوں جہان کیلئے باعث امن ہے اور ہر بادشاہ ان سے مدد حاصل کرتا ہے وہ بقاء عالم کا سبب ہوتے ہیں۔ چونکہ آنحضورؐ کو اللہ تعالیٰ کی مکمل معرفت حاصل تھی اور آنحضورؐ کی نظر کے بارے میں قرآن نے مازاغ البصر فرمایا ہے یعنی آنحضورؐ کی منظور نظر صرف ذات حق تھی اور غیر سے وہ پھری ہوئی تھی اسی لئے آنحضورؐ کو شفاعت کا حق ملا اور حشر میں باعث امن ہے۔ در شب دنیا۔ دنیا رات ہے اور اس میں سورج یعنی ذات حق مخفی ہو پھر بھی آپ کی منظور نظر ذات حق ہے اور دونوں کی بنیاد بذات حق سے آنحضور شفاعت اور امن دینے کے بارے میں پر امید تھے۔

از الم نشرح دو چشمش سرمہ یافت ۔ دید آنچہ جبرئیل آں بر نتافت

الم نشرح سے ان کی دونوں آنکھوں نے سرمہ پایا ۔ وہ دیکھ لیا جس کو جبرئیل نے برداشت نہ کیا

ہر یتیمے را کہ سرمہ حق کشد ۔ گردد او درّ یتیم بارشد

جس یتیم کے اللہ تعالیٰ سرمہ لگا دے ۔ وہ یکتا موتی ہدایت یافتہ بن جاتا ہے

نور او در ذرہا غالب شود ۔ آنچناں مطلوب را طالب شود

اس کا نور ذروں پر غالب ہو جائے ۔ وہ ایسے مطلوب کا طالب بن جائے

در نظر بودش مقامات العباد ۔ لاجرم نامش خدا شاہد نہاد

انکی نظر میں بندوں کے مقامات تھے ۔ لامحالہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام شاہد رکھ دیا

آلت ۲ شاہد زبان و چشم تیز ۔ کہ ز شب خیزش ندارد سر گریز

گواہ کا آلہ زبان اور تیز نگاہ ہے ۔ چونکہ آپ کی عادت و بیداری سے قلب سے کوئی گریز نہیں ہے

گر ہزاراں مدعی سر بر زند ۔ گوش قاضی جانب شاہد کند

مدعی خواہ ہزار سر پٹخے ۔ قاضی کان گواہ کی طرف کرتا ہے

قاضیاں را در حکومت ایں فن ست ۔ شاہد ایشاں را دو چشم روشن ست

قاضیوں کا فیصلہ کرنے میں یہی فن ہے ۔ ان کی گواہ دو روشن آنکھیں ہیں

گفت ۳ شاہد زاں بجائے دیدہ است ۔ کہ بدیدۂ بےغرض سر دیدہ است

گواہ کی بات اسی وجہ سے آنکھ کے قائم مقام ہے ۔ کیونکہ اس نے بے غرض آنکھ سے حقیقت کو دیکھا ہے

مدعی دیدہ است لیکن با غرض ۔ پردہ باشد دیدۂ دل را غرض

مدعی نے دیکھا ہے لیکن غرض کے ساتھ ۔ غرض دل کی آنکھ کے لئے پردہ ہو جاتی ہے

حق ہمی خواہد کہ تو زاہد شوی ۔ تا غرض بگذاری و شاہد شوی

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تو زاہد بن جائے ۔ تاکہ غرض کو چھوڑ دے اور گواہ بن جائے

حق ہمی گوید غرض را ترک کن ۔ تا قبول افتد ترا با ما سخن

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے غرض کو چھوڑ دے ۔ تاکہ تیری بات ہمارے نزدیک مقبول ہو جائے

۳ گفت شاہد۔ گواہ کی گواہی قاضی کے لئے مشاہدہ اس لئے تھی کہ اس گواہ نے بے غرضی سے ساتھ اس واقعہ کو دیکھا ہے۔ مدعی۔ مدعی نے بھی اس بات کو دیکھا ہے لیکن اس کی غرض نے اس واقعہ کے بعض پہلوؤں کو مخفی کر دیا ہے لہٰذا اس کی بات کا اعتبار نہیں ہے حق تعالیٰ کا منشاء ہے کہ انسان بے غرض بن جائے تاکہ اس کو گواہ کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔

۱ الم نشرح۔ قرآن میں مذکور ہے کہ ہم نے آپ کو سینہ کشادہ کر دیا ہے اور اس شرح صدر کا سرمہ آپ کی آنکھوں میں تھا اس لئے آنحضور نے ان تجلیات کو بھی دیکھ لیا جن کو جبرئیل نہ دیکھ سکے اور سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہ بڑھ سکے مرتبے۔ ایسا سرمہ کسی یتیم کے لگ جائے تو وہ دریکتا اور ہادی بن جاتا ہے جیسے کہ آنحضور ہے۔ نور او۔ آپ کی روشنی کے مقابلہ میں دوسروں کی بصیرت سورج کے بالمقابل ذروں کی چمک ہے پھر وہ اس بصیرت کے ذریعہ ایسے ہی مطلوب (ذات حق) کا طالب بھی بن جاتا ہے۔ در نظر۔ پھر اس کی نظر کے سامنے لوگوں کے احوال واضح ہو جاتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضور کو شاہد: دیکھنے والا گواہ کا لقب عنایت فرمایا۔

۲ آلت۔ آنحضور کو قرآن میں شاہد اور گواہ قرار دیا گیا ہے گواہی کا مدار دو چیزوں پر ہے ایک تو یہ کہ گواہ کے زبان ہو تاکہ عدالت میں گواہی دے سکے دوسرے یہ کہ آنکھ تیز ہو جس سے وہ واقعہ کو دیکھ سکے لہٰذا آپ میں یہ دونوں چیزیں مکمل تھیں۔ کہ ز شب خیزش۔ چونکہ آپ کا قلب نیند کی حالت میں بھی بیدار رہتا تھا اس لئے آپ کے ایسے بیدار قلب سے کوئی راز چھپا نہ رہتا تھا بلکہ آپ کو اس راز پر ایسا ہی یقین ہوتا تھا جیسے کہ آپ نے اس کو دیکھا ہو۔ گر ہزاراں۔ صرف مدعی کے کہنے پر قاضی اس کے قول کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا ہے بلکہ گواہی کو سنتا ہے۔ قاضیاں۔ قاضیوں کا یہی طریقہ ہے اور ان کو گواہ کے ذریعہ علم مشاہدہ حاصل ہوتا ہے تو گویا گواہ قاضی کی آنکھ ہے۔

کایں ۱ غرضہا پردۂ دیدہ بُود ۔۔۔ بر نظر چوں پردہ پیچیدہ بُود

کیونکہ یہ غرضیں آنکھ کا پردہ ہیں ۔۔۔ جو نظر پر پردے کی طرح لپٹی ہوتی ہیں

پس نہ بیند جملہ را باطِم درم ۔۔۔ حُبُّکَ الْاَشْیَاءَ یُعْمِیْ وَ یُصِمّ

تو وہ کل کو اچھے برے کے ساتھ نہیں دیکھتا ۔۔۔ چیزوں سے تیرا محبت کرنا اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے

در دلش خورشید چوں نورے فشاند ۔۔۔ پیشش اختر را مقادیرے نماند

ان کے دل میں جب سورج نے نور افشانی کی ۔۔۔ ان کے سامنے ستاروں کی قدریں نہ رہیں

پس بدید اُو بے حجاب اسرار را ۔۔۔ سیرِ رُوحِ مومن و کفار را

تو انہوں نے اسرار کو بغیر پردے کے دیکھ لیا ۔۔۔ مومن اور کفار کی روحانی رفتار کو

در ۲ زمیں حق را و در چرخِ سمین ۔۔۔ نیست پنہاں تر ز رُوحِ آدمی

اللہ تعالیٰ کی کوئی چیز زمین اور بلند آسمان میں ۔۔۔ آدمی کی روح سے زیادہ مخفی نہیں ہے

باز کرد از حق دو چشم خویشتن ۔۔۔ آنکہ صاحب رفعت آمد در سُنن

اللہ تعالیٰ کی مدد سے جس شخص نے اپنی دونوں آنکھیں کھول ڈالی ہیں ۔۔۔ جو احادیث میں بلندی والا بن گیا ہے

باز کرد از رطب و یابس حق نورد ۔۔۔ رُوح را مِنْ اَمْرِ رَبِّی مُہر کرد

اللہ تعالیٰ نے رطب و یابس سے لپیٹ کھول دی ۔۔۔ روح پر مِنْ اَمْرِ رَبِّی سے مہر لگا دی

پس چو دید آں رُوح را چشمِ عزیز ۔۔۔ پس بُرو پنہاں نماند ہیچ چیز

پھر جب اس معزز آنکھ نے روح کو دیکھ لیا ۔۔۔ تو اس پر کوئی چیز مخفی نہ رہے گی

شاہد ۳ مطلق بُود در ہر نزاع ۔۔۔ بشکند گفتش خمارِ ہر صُداع

وہ ہر جھگڑے میں کامل گواہ ہو گا ۔۔۔ آپ کی بات ہر درد سر کے خمار کو توڑ دے گی

نام حق عدلست شاہد آنِ اوست ۔۔۔ شاہدِ عدلست زیں رُو چشم دوست

اللہ تعالیٰ کا نام عدل ہے گواہ اس کا مقرب ہوتا ہے ۔۔۔ اس اعتبار سے دوست کی آنکھ عادل گواہ ہے

منظرِ حق دل بُود در دوسرا ۔۔۔ کہ نظر در شاہد آید شاہ را

دل دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہے ۔۔۔ کیونکہ بادشاہ کی نظر گواہ پر ہوتی ہے

عشق حق و سرِّ شاہد بازیش ۔۔۔ بُود مایۂ جملہ پردہ سازیش

اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی محبت کا راز ۔۔۔ اس کی تمام تر پردہ سازی کا سرمایہ ہوتا ہے

ش

منظر حق۔ چونکہ عادل گواہ حاکم کا محبوب ہوتا ہے اس لئے قلب اللہ کا منظور نظر و محبوب ہے چونکہ وہ بھی عادل گواہ ہے۔ عشق حق۔ اللہ کو جو آنحضور سے محبت ہے وہی ایجاد عالم کا سبب بنی ہے۔ شاہد بازی۔ عشق۔ پردہ سازی۔ یعنی ایجاد عالم۔

۱ کایں غرضہا۔ انسان کی غرضیں اس کو گواہی کے لئے ناقابل بناتی ہیں۔ علم درم۔ علم دریا کا پانی رم نمناک مٹی اس سے مراد رطب و یابس ہوتا ہے۔ خُبُّک۔ انسان کو محبوب کی برائی نظر نہیں آتی نہ وہ اس کی بری بات کو سنتا ہے۔ در دلش۔ نور خداوندی کی وجہ سے آپ کا علم و معرفت اس قدر مکمل تھا کہ دوسروں کا علم اس کے مقابلہ میں ہیچ تھا۔ پس بدید۔ آپ سے اسرار مخفی نہ تھے آپ جان گئے تھے کہ مومن کی روح کی رفتار کس طرف ہے اور کافر کی روح کی رفتار کدھر ہے۔

۲ در زمیں۔ دونوں جہان میں روح سے زیادہ پوشیدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ باز کرد۔ جن لوگوں نے قرآن و حدیث کا علم حاصل کر لیا ہے انہوں نے اپنی دونوں آنکھوں کو کھول لیا۔ از رطب۔ ان کو تمام معلومات حاصل ہو گئیں لیکن روح کی حقیقت ان کے لئے بھی واضح نہ ہوئی کیونکہ اس کے بارے میں قرآن نے صرف مجمل اس قدر فرمایا کہ وہ خدائی امر ہے ہے۔ پس۔ لیکن آنحضور نے اس روح کو دیکھ لیا تو پھر آپ کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ نہ رہی۔

۳ شاہد مطلق۔ جبکہ آنحضور کو اسرار کا بھی مشاہدہ ہے تو قیامت میں آپ گواہ بنیں گے اور آپ کی گواہی ہر اختلاف کے درد سر کو رفع کر دے گی۔ نام حق۔ آنحضور کو محبوبیت کا درجہ اسی لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ عادل ہے اور جس گواہ میں عدالت ہوتی ہے وہ عادل کا محبوب ہوتا ہے تو آپ عادل گواہ ہونے کے اعتبار سے دوست یعنی حق تعالیٰ کی قوت باصرہ ہیں۔

پس ازاں لولاک گفت اندر لقا ۔ در شب معراج شاہد باز ما

تو اسی لئے لولاک فرمایا ملاقات میں ۔ معراج کی رات میں، ہمارے عاشق نے

ایں قضا برنیک و بد حاکم بود ۔ بر قضا شاہد نہ حاکم می شود

یہ قضاء (خداوندی) بھلے اور برے پر حاکم ہوتی ہے ۔ کیا قضاء خداوندی پر گواہ حاکم نہ ہو گا؟

شد اسیر آں قضا میر قضا ۔ شادباش اے چشم تیز مرتضیٰ

وہ (ذات) جو قضا (خداوند) کی قیدی تھی قضا خداوندی پر حاکم تھی ۔ اے مرتضیٰ کی تیز آنکھ! شاباش ہے

عارف ۲ از معروف بس درخواست کرد ۔ کاے رقیب ماتو اندر گرم و سرد

جاننے والے پہچانے ہوئے سے درخواست کی ۔ کہ اے اچھے برے میں ہمارے نگراں

اے مشیر ماتو اندر خیر و شر ۔ از اشارتہای دل ما بیخبر

اے کہ تو بھلائی اور برائی میں ہمارا مشیر ہے ۔ ہم دل کے اشاروں سے بے خبر ہیں

اے یرانا لا نراہ روز و شب ۔ چشم بند ماشدہ دید سبب

اے کہ ہم کو دن اور رات میں وہ ہمیں دیکھتا ہے ہم اس کو نہیں دیکھتے ۔ سبب کو دیکھنا ہماری آنکھ کا پردہ بنا ہے

چشم من از چشمہا بگزیدہ شد ۔ تا کہ در شب آفتابم دیدہ شد

میری آنکھ دوسری آنکھوں سے ممتاز ہو گئی ۔ یہاں تک کہ مجھے رات میں سورج نظر آ گیا

لطف ۳ معروف تو بودے منتہیٰ ۔ پس کمال البر فی اتمامہ

اے کامل! تیری مشہور مہربانی ہو چکی ہے ۔ احسان کا کمال اس کے مکمل کر دینے میں ہے

رب اتمم نورنا فی الساہرہ ۔ وانجنا من مفضحات القاہرہ

اے رب! ہمارے نور کو محشر میں مکمل کر دے ۔ اور ہمیں رسوا کرنے والے قہروں سے نجات دے

یار شب را روز مہجوری مدہ ۔ جان قربت دیدہ را دوری مدہ

رات کے دوست کو فراق کا دن نہ دے ۔ قربت دیکھی ہوئی جان کو دوری نہ دے

بعد تو مرگیست با درد و نکال ۔ خاصہ بعدے کاں بود بعد الوصال

تیری دوری درد اور عذاب سے بھری ہوئی موت ہے ۔ خصوصاً وہ دوری جو وصال کے بعد ہو

آنکہ دیدستت مکن نادیدہ اش ۔ آب زن بر سبزہ بالیدہ اش

جس نے تجھے دیکھا ہے اس کو ان دیکھا نہ بنا ۔ اس کے اگے ہوئے سبزے پر پانی چھڑک دے

۱ لولاک۔ چونکہ ایجاد عالم آنحضورؐ سے محبت کی وجہ سے فرمائی گئی اسی لئے شب معراج میں آنحضورؐ سے یہ فرمایا لولاک لما خلقت الافلاک۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔ ایں قضا۔ حاکم کا حکم سب انسانوں پر حاکم ہے۔ برقضا۔ لیکن حاکم کا حکم شاہد کے تابع ہوتا ہے۔ شد۔ آنحضور عام بشریت کے اعتبار سے قضا کے محکوم تھے لیکن چشم بصیرت کی وجہ سے شاہد اور گواہ ہے تو آپ کو اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیار سے اپنے فیصلہ کا حکم بنا دیا ہے۔

۲ عارف۔ پہلے فرمایا تھا کہ عارف مخلوق کی امان کا سبب ہوتا ہے اب اسی مناسبت سے فرماتے ہیں عارف یعنی انبیاء اور اولیاء نے معروف یعنی حضرت حق سے بہت سی درخواستیں کی ہیں جن کا مولانا ذکر فرماتے ہیں۔ از اشارتہای۔ ہمارا دل ہمیں بھلائی کے اشارے کرتا ہے لیکن ہم ان کو نہیں سمجھ پاتے ہیں یعنی بسا اوقات ان پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ اے۔ خدا ہمیں ہر وقت دیکھتا ہے ہم اس کو نہیں دیکھ پاتے کیونکہ سبب یعنی عالم اسباب کی مشغولیت ہمارے لئے پردہ بن گئی ہے۔ چشم من۔ مشاہدے سے بڑا مراتب ہیں عارف باوجود مشاہدہ کے اور اعلیٰ مرتبہ کے لئے دعا کرتا ہے۔

۳ لطف تو۔ تو انعام میں منتہی ہے اور تیرا یہ لطف ایک درجہ کا مشاہدہ ہو گیا ہے جو مجھے حاصل ہے لیکن تیری عطا کا کمال یہ ہے کہ مجھے مزید مراتب عطا کر دے۔ ساہرہ۔ یعنی محشر کی زمین۔ یار شب۔ تو نے جب دنیا میں کرم فرمایا تو آخرت میں بھی کرم فرما۔ یار شب اس عارف چھپی طرف تلمیح ہو۔ بعد وصال کے بعد فراق بڑی مصیبت ہے۔ آنکہ۔ جس کو ایک بار دید حاصل ہو چکا ہو اس کو دید سے محروم نہ کر بلکہ اس کے سبزہ دید میں اور بالیدگی فرما۔

من ۱ نکردم لا ابالی در روش — تو مکن هم لا ابالی در خلش
میں نے روش میں لاپروائی نہیں کی — تو بھی عذاب میں لاپروائی نہ برت

ہیں مراں از روی خود اورا بعید — آنکہ او یک بار آں روی تو دید
خبردار! اپنے چہرے سے اس کو دور نہ کر — جس نے ایک بار تیرا چہرہ دیکھ لیا ہے

دید روی جز تو شد غل گلو — کُلُّ شَیءٍ مَا سِوَی اللّٰهِ بَاطِلٌ
تیرے غیر کے چہرے کا دیدار گلے کا طوق ہے — اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے

باطلند و می نمایندم رشد — زانکہ باطل باطلاں را می کشد
وہ باطل ہیں اور مجھے خوبی دکھاتی ہیں — کیونکہ باطل باطلوں کو کھینچتا ہے

ذرہ ۲ ذرہ کاندریں ارض و سماست — جنس خود را ہر یکے چوں کہرباست
ایک ایک ذرہ جو اس زمین اور آسمان میں ہے — اپنی جنس کے لئے کہربا جیسا ہے

معدہ ناں را می کشد تا مستقر — می کشد مر آب را تفِ جگر
معدہ روٹی کو ٹھہراؤ کی جگہ کھینچتا ہے — جگر کی حرارت پانی کو کھینچتی ہے

چشم جذاب بتاں زیں کویہا — مغز جویاں از گلستاں بویہا
آنکھ ان کوچوں سے معشوقوں کو کھینچنے والی ہے — دماغ چمنوں سے خوشبوؤں کا جویاں ہے

زانکہ حس چشم آمد رنگ کش — مغز و بینی می کشد بوہای خوش
کیونکہ آنکھ کی حس رنگ کو کھینچنے والی ہے — دماغ اور ناک عمدہ خوشبوؤں کو کھینچتے ہیں

زیں کششہا اے خدای راز داں — تو بجذب لطف خود ماں دہ اماں
اے رازوں کو جاننے والے خدا ان کششوں سے — تو اپنی مہربانی کی کشش کے ذریعہ ہمیں امن دیدے

غالبی برجاذباں اے مشتری — شاید ار در ماندگاں را وا خری
اے خریدار! تو کششوں پر غالب ہے — مناسب ہوگا اگر تو بچھڑے ہوؤں کو خرید لے

روبشہ ۳ آورد چوں تشنہ بابر — آنکہ بود اندر شب قدر آں چو بدر
اس نے سلطان کی جانب منہ کیا جس طرح پیاسا ابر کی جانب — جو کہ شب قدر میں بدر کی طرح تھا

چوں لسان و جان او بود آن او — آن او با او بود گستاخ گو
کیونکہ اس کی زبان اور جان اس سے وابستہ تھی — اس کے متعلق اس سے جرأت سے بات کرنے والا ہوگا

گفت ما گشتیم چوں جاں بند طیں — آفتاب جاں توئی در یوم دیں
اس نے کہا ہم ایسے ہو گئے ہیں جیسے کہ جان مٹی کی قیدی — بدلہ کے دن تو جان کا سورج ہے

۱ من نکردم۔ میں نے تجھ سے کسی وقت استغفار نہیں برتا تو بھی مجھ سے نہیں برتا تو بھی مجھ سے استغناء نہ برت ہیں۔ جس کو دیدار کا قرب حاصل ہو چکا ہے اس کو محروم نہ کر دیجئے۔ تیرے ماسوا کو دیکھنا وبال جان ہے کیونکہ تیرے سوا ہر چیز لغو اور فانی ہے۔ باطلند۔ چونکہ میں خود باطل ہوں اس لئے یہ باطل چیزیں مجھے رنگین نظر آتی ہیں اور اپنی طرف کھینچتی ہیں۔

۲ ذرہ ذرہ۔ عالم کی ہر چیز اپنی ہم جنس کے لئے باعث کشش ہے۔ معدہ۔ معدہ روٹی کو جگر کی گرمی پانی کو کھینچتی ہے۔ چشم۔ معشوق بن سنور کر نکلتے ہیں تا کہ ان کو کوئی دیکھے تو آنکھ ان کو کھینچتی ہے دماغ خوشبو کی تلاش کرتا ہے۔ زانکہ۔ آنکھ میں رنگ و روپ میں مناسبت ہے ناک اور دماغ اور خوشبوؤں میں مناسبت ہے۔ زیں کششہا۔ ان باطلوں میں جو ہمارے لئے کشش ہے تو اپنی مہربانی کی کشش کے ذریعہ ان کششوں سے ہمیں بچا دے۔ غالبی۔ ان سب کششوں پر تو غالب ہے اگر ہم درماندوں کو تو کھینچ لے تو تیری کشش کے شایان شان ہوگا۔

۳ روبشہ۔ شاہ شناس دوسرے یعنی شاہ کے عارف چور نے بادشاہ کی طرف اس طرح رخ کیا جیسا کہ پیاسا ابر کی طرف کرتا ہے۔ آنکہ۔ اس شاہ کی طرف جو شب قدر کا چودھویں کا چاند تھا۔ چوں۔ چونکہ اس کی اور شاہ کی جان پہچان تھی اس لئے درخواست میں اس نے ہمت سے کام کیا۔ گفت۔ اس شاہ شناس نے عرض کیا جو اس وقت مقید ہو گئے ہیں جیسا کہ روح جسم میں مقید ہے۔ آفتاب جاں۔ حشر میں حضرت حق تعالیٰ روح کے لئے باعث راحت بنے گا جس طرح دنیا میں سورج روح کے انشراح اور راحت کا سبب ہے۔

وقت۔ آں شُدائے شہِ مکتوم سیر
گز کرم ریشے بجنبانی بخیر
اے مخفی رفتار کے سلطان! اس کا وقت آ گیا
کہ تو کرم کر کے بھلائی کے لئے داڑھی ہلا دے

ہر یکے خاصیت خود وا نمود
آں ہنر ہا جملہ بدبختی فزود
ہر ایک نے اپنی خاصیت دکھائی
ان سب ہنروں نے بدبختی بڑھائی

آں ہنر ہا گردنِ ما را بہ بست
زاں مناصب سرنگونساریم و پست
ان ہنروں نے ہماری گردن باندھ دی
ان منصبوں سے ہم اوندھے اور پست ہیں

آں ہنر فِی جِیدِھَا حَبْلٌ مَّسَد
روزِ مُردن نیست زاں فنہا مدد
وہ ہنر اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے
مرنے کے دن ان فنوں سے مدد نہیں ہے

جز ہماں خاصیتِ آں خوش حواس
کہ بشب بُد چشم اُو سلطاں شناس
اس بہترین حواس والے کی اس خصوصیت کے علاوہ
کہ اس کی آنکھ رات میں سلطان کو پہچاننے والی تھی

آں ہنر ہا جملہ غولِ راہ بُود
غیرِ [۲] چشمے کوز شاہ آگاہ بُود
وہ سب ہنر راستہ کے چھلاوے تھے
بجز اس آنکھ کے جو سلطان سے آگاہ تھی

شاہ را شرم آمد ازوے روزِ بار
کہ بشب بر روئے شہ بُودش نظار
باریابی کے دن سلطان کو اس سے شرم آ گئی
اس لئے کہ رات میں سلطان کے چہرے پر اس کی نظر تھی

واں سگِ آگاہ از شاہ و داد
خود سگِ کہفش لقب باید نہاد
وہ کتا جو محبوب سلطان سے واقف تھا
اس کا لقب خود سگِ کہف رکھنا چاہیے

خاصیت در گوش ہم نیکو بود
کو ببانگِ سگ ز شیر آگہ شود
کان کی خاصیت بھی بھلی تھی
کیونکہ وہ کتے کی آواز سے شیر سے آگاہ تھا

سگ چو بیدار است شب چوں پاسباں
بیخبر نبود ز شب خیزیِ شہاں
کتا جب رات کو محافظ کی طرح بیدار ہے
وہ شاہوں کی شب خیزی سے بے خبر نہیں ہے

ہیں [۳] ز بدناماں نباید ننگ داشت
ہوش بر اسرارِ شاں باید گماشت
خبردار! بدناموں سے ذلت محسوس نہ کرنی چاہیے
ان کے رازوں پر ہوش مسلط رکھنا چاہیے

ہر کہ او یک بار خود بدنام شد
خود نباید نام جست و خام شد
جو خود ایک بار بدنام ہو گیا ہو
خود نام ڈھونڈنا اور خام نہ ہونا چاہیے

اے بسا زر کہ سیہ تابش کنند
تا شود ایمن ز تاراج و گزند
اے مخاطب بہت سا سونا ہے کہ اس کو سیاہ رنگ کر دیتے ہیں
تاکہ وہ لوٹ اور نقصان سے محفوظ ہو جائے

۱ وقت۔ اب آپ کا وقت آ گیا ہے کہ آپ اپنی داڑھی کی خاصیت دکھا کر ہمیں قید سے رہائی دلا دیں۔ آں ہنر ہا۔ دوسرے ساتھیوں کے ہنر تو ہماری قید کا باعث بن گئے۔ مناصب۔ عہدے۔ فی جیدھا۔ یہ آیت پوری فی جیدھا حبل من مسد اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے ابولہب کی بیوی کے بارے میں ہے۔ جز ہماں۔ اور چوروں کی جو خصوصیات تھیں وہ سب تباہی اور قید کا سبب بنیں صرف اس چور کی خصوصیت کام آئی جو رات کے دیکھے ہوئے کو دن میں پہچان لیتا ہے۔

۲ غیر چشمے۔ وہ آنکھ کام آئی جس نے بادشاہ کو پہچان لیا تھا۔ شاہ۔ جلسے کے دن بادشاہ کو اس کو سزا دیتے ہوئے شرم آئے گی۔ بہ۔ بالکل۔ واں سگ۔ جس کتے نے بادشاہ کو پہچان لیا تھا وہ کتا بھی اس قابل ہے کہ اس کو اصحاب کہف کا کتا کہا جائے۔ خاصیت۔ جو چور کتے کی آواز کو سن کر سمجھ لیتا تھا اس کی خاصیت بھی اچھی تھی اس لئے کہ اس سے اس کو شیر یعنی شاہ سے آگاہی حاصل ہوئی۔ سگ۔ اب مولانا ایک مستقل مضمون بیان فرماتے ہیں کہ کتا جو شب بیداری کرتا ہے وہ شب خیزوں سے واقف ہو جاتا ہے اور یہ کتے میں ایک خوبی ہوئی۔

۳ ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ کتے جیسے بدنام جانور سے بھی بالکل نفرت مناسب نہیں اس کے پوشیدہ اچھے اوصاف پر نظر رکھنی چاہیے۔ ہر کہ او۔ اگر کوئی ایک بار بدنام ہو گیا ہے تو کسی کو محض اس کا نام ڈھونڈنا اور آپ کو خام کار بنانا مناسب نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر کوئی خوبی مضمر ہو۔ اے بسا۔ محض ظاہر پر حکم نہ لگانا چاہیے کیونکہ بسا اوقات خالص سونے کو کالا کر دیا جاتا ہے کہ اس کو کوئی نہ لوٹے۔

هر کسے کے پے برد در سرّ ما ۱ باز کن دو چشم سوی ما بیا
ہر شخص ہمارے راز کا کب پتہ لگا سکتا ہے دونوں آنکھیں کھول ہماری جانب آجا

قصۂ آں گاوِ بحری کہ گوہر کاویانی از قعرِ دریا برآوردہ

اس سمندری بیل کا قصہ جو ایک قیمتی گوہر دریا کی گہرائی سے نکال کر

شب بر ساحلِ دریا نہد و در درخش و تابِ آں می چرد

رات کو دریا کے کنارے پر رکھتا ہے اور اس کی روشنی اور چمک میں چرتا ہے

و بازرگان از کمین بیروں آید چوں گاوْ از گوہر دور تر

اور تاجر گھات سے باہر آتا ہے جب بیل گوہر سے زیادہ دور چلا

رفتہ باشد بازرگاں بلجم وبا گل تیرہ گوہر را پوشاندو

جاتا ہے تاجر کیچڑ اور کالی مٹی سے چھپا دیتا ہے اور درخت

بر درخت گریزد

پر بھاگ جاتا ہے

گاوِ آبی ۲ گوہر از بحر آورد بنہد اندر مرج و گردش می چرد
دریائی بیل سمندر سے گوہر لاتا ہے چراگاہ میں رکھتا ہے اور اس کے گرد چرتا ہے

در شعاعِ نورِ گوہر گاوِ آب می چرد از سنبل و سوسن شتاب
دریائی بیل، گوہر کے نور کی شعاع میں جلد سنبل اور سوسن چرتا ہے

زاں فگندہ گاوِ آبی عنبر ست کہ غذایش نرگس و نیلوفر ست
اسی لئے دریائی بیل کا فضلہ عنبر ہے کہ اس کی غذا نرگس اور نیلوفر ہے

ہر ۳ کہ باشد قوتِ او نورِ جلال چوں نزاید از لبش سحرِ حلال
جس کی روزی اللہ تعالیٰ کا نور ہے اس کے ہونٹ سے حلال جادو کیوں نہ پیدا ہوگا؟

ہر کہ چوں زنبور وحیستش نقل چوں نباشد خانہ او پر عسل
شہد کی مکھی کی طرح جس کی غذا وحی ہو اس کا گھر شہد سے پر کیوں نہ ہو گا؟

می چرد در نورِ گوہر آں بقر ناگہاں گردد زگوہر دور تر
وہ بیل گوہر کے نور میں چرتا ہے اچانک گوہر سے بہت دور ہو جاتا ہے

تاجرے بر دُر نہد وحلِ سیاہ تا شود تاریک مرج و سبزہ گاہ
ایک تاجر موتی پر کالی کیچڑ رکھ دیتا ہے تاکہ چراگاہ اور سبزہ زار تاریک ہو جائے

---

۱ ہر کسے۔ وہ سیاہ سوتا زبان حال سے کہتا ہے کہ ہر شخص میرے راز کو نہیں سمجھتا ہے تو میرے پاس آ کر دیکھ تب راز سمجھے گا۔ قصہ۔ اس قصہ سے یہ بھی بتلایا ہے کہ اس سمندری موتی کو دریائی بیل نہ پہچان سکا اس لئے کہ اس کی نظر ظاہر پر رہی تاجر اس کے باطن سے واقف تھا لہٰذا وہ اس کو لے گیا۔ کاویانی۔ کاوہ لوہار کی چمڑے کی کھال کو فریدوں نے اپنا جھنڈا بنایا اور ضحاک کے مقابلہ میں کامیاب ہوا تو اس کو زر و جواہر سے مرصع کر کے اپنا جھنڈا تیار کیا جس کو درفش کاویانی کہا جاتا تھا پھر کاویانی قیمتی چیز کو کہا جانے لگا۔

۲ گاوِ آبی۔ سمندری بیل۔ مرج۔ چراگاہ۔ زاں۔ مولانا نے عنبر کو دریائی بیل کا گوبر قرار دیا ہے کچھ سمندری چشمے کی پیداوار مانتے ہیں اور بعض لوگ دریائی گھاس سمجھتے ہیں۔

۳ ہر کہ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جس طرح دریائی بیل کو خوشبودار چیزوں کے کھانے کا نتیجہ خوشبودار ہے اسی طرح روحانی ذکر اللہ کے نور کی روحانی غذا حاصل کرے گا تو اس کی زبان سے سحر حاصل ہوگا یعنی موثر کلام صادر ہوگا۔ ہر کہ۔ جو شخص وحی الٰہی سے خوراک حاصل کرے گا اس کو گھر یعنی منہ شہد سے کیوں نہ پر ہوگا۔ وحل۔ کیچڑ۔

پس ا گریزد مردِ تاجر بر درخت
پھرتا جو شخص درخت پر بھاگ جاتا ہے
گاو جویاں مرورا باشاخ سخت
بیل اس کو سخت سینگ سے ڈھونڈتا ہے

بیست باراں گاوٗ تازد گردِ مرج
وہ بیل بیس مرتبہ چراگاہ کے گرد دوڑتا ہے
تا کُند آں خصم را در شاخ درج
تا کہ اس مخالف کو سینگ میں بیندھ لے

چوں ازو نومید گردد گاوِ نر
جب بیل اس سے ناامید ہو جاتا ہے
آید آنجا کہ نہادہ بُد گہر
اس جگہ آتا ہے جہاں گوہر رکھا تھا

وحل بیند فوق دُرِّ شاہوار
در شہوار پر کیچڑ دیکھتا ہے
پس زطین بگریزد او ابلیس وار
وہ شیطان کی طرح مٹی سے بھاگ جاتا ہے

کاں بلیس از متنِ طیں کورو کر ست
کیونکہ شیطان مٹی کے درمیان سے اندھا اور بہرا ہے
گاوٗ کے داند کہ در گِل گوہر ست
بیل کیا جانے کہ مٹی میں گوہر ہے؟

اِهْبِطُوا افگند جاں را در حضیض
نیچے اترو نے جان کو پستی میں ڈال دیا
از نمازش کرد محروم آں محیض
حیض نے اس کو نماز سے محروم کر دیا

اے رفیقاں زیں مقیل وزاں مقال
اے ساتھیو! اس نیند سے اور اس قول سے
اتَّقُوا اِنَّ الْهَوٰی حَیْضُ الرِّجَالْ
بچو، نفسانی خواہش مردوں کا حیض ہے

اِهْبِطُوا افگند جاں را در بدن
"تم نیچے اترو" نے جان کو جسم میں ڈال دیا
تا بگِل پنہاں بُود دُرِّ عدن
تا کہ عدن کا موتی مٹی میں چھپ جائے

تاجرش داند و لیکن گاوٗ نے
اس کو تاجر جانتا ہے، نہ کہ بیل
اہلِ دل دانند ہر گِل کاوٗ نے
اہل دل جانتے ہیں نہ کہ ہر مٹی کھودنے والا

ہر ۳ گِلے کاندر دلِ او گوہر یست
جس مٹی کے دل کے اندر گوہر ہے
گوہرش غمّاز طینِ دیگر یست
اس کا گوہر دوسری مٹی کا مخبر ہے

واں گِلے کز رشِّ حق نورے نیافت
وہ مٹی جس نے اللہ تعالیٰ کے نور سے چھڑکاؤ حاصل نہ کیا
صحبتِ گِلہائے پُر دُر بر نتافت
وہ موتیوں سے پر مٹی کی صحبت برداشت نہ کر سکی

ایں سخن پایاں ندارد مُوشِ ما
یہ بات آخیر نہیں رکھتی، ہمارا چوہا
ہست بر لبہائے جُو بر گوشِ ما
نہر کے کناروں پر ہمارے کان میں ہے

رجوع کردن بقصہ طلب کردن آں مُوش آں جغز را از لبِ جُو

اس چوہے کے اس مینڈک کو نہر کے کنارے سے طلب کرنے کے قصہ کی طرف واپسی

ا پس گریزد۔ وہ جوہری تاجر اس گوہر کو کیچڑ میں دبا کر درخت پر چڑھ گیا۔ شاخ سخت مضبوط سینگ۔ پس وحل۔ جس طرح شیطان نے حضرت آدمؑ کے صرف ظاہر کو دیکھا اور ان سے گریز کیا اسی طرح یہ دیہاتی بیل اس گوہر کے اوپر کی مٹی کو دیکھ کر گریز کرتا ہے۔ کاں بلیس۔ شیطان حضرت آدمؑ کے باطنی اوصاف سے اندھا بہرا تھا اس طرح بیل یہ نہ سمجھا کہ اس مٹی کے اندر گوہر ہے۔ متن۔ میرے پر اور میان کا درمیانی حصہ

۲ اهبطوا۔ عوام کی روح کو تکوینی اعتبار سے نیچے اترو کے حکم نے پستی میں ڈال دیا پھر گناہوں کے ارتکاب نے اس کو اور بدتر کر دیا۔ زیں مقیل۔ یعنی خواب خور۔ مقال۔ یعنی موجب "حیض الرجال۔ نفسانی خواہش انسان نماز یعنی قرب الٰہی سے محروم کر دیتی ہے۔ اهبطوا۔ عالم بالا سے روح کا جسم میں آنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عدنی موتی کا مٹی میں چھپ جانا۔ تاجرش۔ جب روح جسم میں آئی تو اب اس کو جوہری پہچان سکتا ہے عام انسان دنیا دار نہیں سمجھ سکتا۔

۳ ہر گلے۔ جس مٹی میں گوہر ہوتا ہے وہ گوہر والی دوسری مٹی کو بھی پہچان لیتا ہے مشہور ہے ولی را ولی می شناسد۔ واں گلے۔ جس جسم پر اللہ کا نور کا چھڑکاؤ نہیں ہے وہ اولیاء کے جسم کی صحبت کو برداشت نہیں کرتا ان سے نفرت کرتا ہے۔ گوش ما۔ ہم چوہے کی بات بھولے نہیں ہیں اس کی آواز ہمارے کان میں آ رہی ہے۔ رجوع۔ چوہے نے مینڈک کو دریا میں سے بلانے کے لئے وہ ڈورا کھینچا جو مینڈک کے پاؤں میں بندھا ہوا تھا۔

کشیدنِ اُو سرِ رشتہ تا چغز درآب خبردار شود از طلبِ او

اور اس کا ڈورے کے سرے کو کھینچنا تاکہ مینڈک پانی میں اس کے بلانے سے خبردار ہو جائے

آں سرِ رشتۂ۱ عشق رشتہ می کشد ۔ بر امیدِ وصلِ چغز بار شد
وہ محبت میں "گندھا ہوا" ڈورا کھینچتا ہے ۔ ہدایت "یافتہ" مینڈک کے وصل کی امید پر

می تَنَد بر رشتۂ دل دمبدم ۔ کہ سرِ رشتہ بدست آوردہ اَم
وہ ہر دم "دل کے ڈورے پر تن رہا ہے ۔ کہ میں نے ڈورے کا سرا ہاتھ میں لے لیا ہے

ہمچو تارے شُد دل و جاں در شہود ۔ تا سرِ رشتہ بمن رُوے نمود
مشاہدہ میں دل اور جان تار کی طرح ہو گئے ۔ تب ڈورے کا سرا مجھے نظر آیا

چوں غرابُ البین آمد ناگہاں ۔ در شکارِ مُوش و بُردش زاں مکاں
اچانک جب فراق کا کوا آیا ۔ چوہے کو شکار کرنے کے لئے اور اس کو اس جگہ سے لے گیا

چوں برآمد بر ہوا مُوش از غراب ۔ مُنسحب شد چغز نیز از قعرِ آب
کوے کی وجہ سے جب چوہا فضا میں پہنچا ۔ مینڈک بھی پانی کی گہرائی سے کھنچ گیا

مُوش در منقارِ زاغ و چغز ہم ۔ در ہوا آویختہ پا در رتم
چوہا کوے کی چونچ اور مینڈک بھی ۔ پاؤں ڈورے میں بندھا فضا میں معلق

خلق۲ می گفتند زاغ از مکر و کید ۔ چغزِ آبی را چگو نہ کرد صید
لوگ کہہ رہے تھے کوے نے مکر اور چالاکی سے ۔ پانی کے مینڈک کو کس طرح شکار کر لیا؟

چوں شُد اندر آب و چونش در ربود ۔ چغزِ آبی کے شکارِ زاغ بود
وہ پانی میں کیسے گیا اور اس کو کیسے اچک لیا؟ ۔ پانی کا مینڈک کوے کا شکار کب تھا؟

چغز گفتا ایں سزاے آں کسے ۔ کو چو بے آباں شود جُفتِ خَسے
مینڈک نے کہا یہ اس کی سزا ہے ۔ جو بے آبروں کی طرح کمینہ کا ساتھی بنے

اے فُغاں از یارِ ناجنس اے افغاں ۔ ہمنشینِ نیک جوئید اے مہاں
فریاد ہے ناجنس دوست سے فریاد ہے ۔ اے بزرگو! نیک ساتھی تلاش کرو

عقل۳ را افغاں زنفسِ پُر عیوب ۔ ہمچو بینیِ بدے بر رُوے خوب
عیبوں بھرے نفس سے عقل کی فریاد ہے ۔ جیسے حسین چہرے پر بھدی ناک

عقل می گفتش کہ جنسیت یقیں ۔ از رہِ معنی ست نے از آب و طیں
عقل اس سے کہتی تھی کہ یقیناً ہم جنس ہونا ۔ اوصاف کے لحاظ سے ہے نہ پانی اور مٹی سے

۱ سرِ رشتۂ عشق۔ محبت میں چور یعنی چوہا۔ می تند۔ وہ اس پر غرور اور ناز کر رہا تھا۔ سرِ رشتہ۔ یعنی محبت کا ایک ذریعہ۔ ہمچو۔ دیدار کے مطالعہ میں میرا دل اور جان تار کی طرح ہو گئے تھے اب ایک ذریعہ ہاتھ آیا ہے۔ چوں۔ اب اس ڈورے کا انجام ذکر کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ فراق کا کوا آیا اور چوہے کو اس جگہ سے اڑا لے گیا۔ غراب البین۔ جدائی کا کوا کوے کے بولنے کو دوستوں کی جدائی کی علامت مانا جاتا ہے۔ چوں۔ جب کوا چوہے کو لے کر اڑا تو مینڈک بھی پانی کی گہرائی سے کھنچ آیا۔ رتم۔ وہ ڈورا جو ہاتھ کی انگلی میں بطور یادگار کے باندھا جاتا ہے۔

۲ خلق۔ لوگ اس واقعہ کو دیکھ کر کہہ رہے تھے کہ کوے نے پانی کے مینڈک کو کس طرح شکار کر لیا۔ چوں۔ کوا پانی میں کیسے گھسا پانی کا مینڈک تو کوے کا شکار نہیں بنتا ہے۔ چغز۔ مینڈک نے کہا جو بے آبروؤں کی طرح کسی کمینہ کا ساتھی بنے اس کی یہی سزا ہے۔ اے فغاں۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ ناجنس کی صحبت سے بچو اور ہم جنس یعنی نیک کی صحبت تلاش کرو۔

۳ عقل۔ ہم جنس سے مراد یہ ہے کہ اوصاف میں باہمی شرکت ہو۔ عقل اور نفس تقریباً ہم جنس ہیں لیکن اوصاف دونوں کے جدا ہیں لہٰذا عقل نفس سے فریادی ہے جس طرح حسین چہرہ بھدی ناک سے فریاد کرتا ہے۔ عقل۔ عقل نفس سے کہتی ہے کہ ہم جنس ہونا باطنی اوصاف کی یکسانیت سے ہوتا ہے نہ [illegible] مشابہت سے۔

ہیں مشو صورت پرست وایں امگو بر[۱] جنسیت بصورت در مجو
خبردار! تو صورت پرست نہ بن اور یہ نہ کہہ ہم جنس ہونے کی حقیقت صورت میں تلاش نہ کر

صورت آمد چوں جماد و چوں حجر نیست جامد راز جنسیت خبر
صورت جماد اور پتھر کی طرح ہے جامد کو ہم جنس ہونے کا پتہ نہیں ہے

جاں چو مور و تن چو دانہ گندمے می کشاند سو بسویش ہر دمے
جان چیونٹی کی طرح اور جسم گیہوں کے دانہ کی طرح ہے وہ اس کو ہر وقت ادھر ادھر کھینچتی ہے

مور داند کاں حبوب مرتہن مستحیل و جنس من خواہد شدن
چیونٹی سمجھتی ہے کہ قبضہ کے دانے تبدیل اور میری جنس ہو جائیں گے

آں یکے مورے گرفت از راہ جو مور دیگر گندمے بگرفت و دو
ایک چیونٹی نے راستہ میں سے جو لے لیا دوسری نے گیہوں اور بھاگ لے لیا

جو سوی گندم نمی تازد و لے مور سوی مور می آید بلے
جو گیہوں کی طرف نہیں دوڑتا لیکن ہاں چیونٹی، چیونٹی کی جانب آ رہی ہے

رفتن[۲] جو سوی گندم تابع ست مورا رابیں گو بجنش راجع ست
جو کا گیہوں کی جانب جانا تابع ہے چیونٹی کو دیکھ کہ وہ اپنی جنس کی طرف پلٹ رہی ہے

تو مگو گندم چرا شد سوی جو چشم را بر خصم نہ نے بر گرو
تو یہ نہ کہہ کہ گیہوں جو کی جانب کیوں گیا؟ نظر مقابل پر رکھ، نہ کہ گروی پر

مور اسود بر سر لبد سیاہ مور پنہاں دانہ پیدا پیش راہ
کالی چیونٹی سیاہ نمدے پر چیونٹی مخفی ہوگی، دانہ راستے کے سامنے ظاہر ہوگا

عقل گوید چشم را نیکو نگر دانہ ہرگز کے رود بیدانہ بر
عقل آنکھ سے کہتی ہے غور کر لے دانہ بغیر دانہ لے جانے والے کے کبھی نہیں چلتا

زیں[۳] سبب آمد سوی اصحاب کلب ہست صورتہا حبوب و مور قلب
اسی سبب سے کتا اصحاب کی جانب آیا صورتیں دانہ ہیں اور دل چیونٹی ہے

زاں شود عیسیٰ سوی پاکان چرخ بد قفسہا مختلف یک جنس فرخ
اسی لئے عیسیٰ آسمان کے قدسیوں کی جانب جاتے ہیں پنجرے مختلف تھے، چوزے ایک جنس کے تھے

۱ ایں مگو۔ صورت کی مشابہت سے ہم جنس ہونے کا قائل نہ بن۔ صورت عـ صورت ایک بے جان چیز ہے اس میں جنسیت کا احساس نہیں ہے۔ جاں۔ جسم میں احساس اور حرکت جان کی وجہ سے ہے جیسا کہ گیہوں کے دانے میں حرکت چیونٹی کی وجہ سے ہوتی ہے جو اس کو لے جا رہی ہے۔ مور داند۔ چیونٹی کی دانہ کی طرف کشش بھی جنسیت کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ ہضم ہو کر اس کا ہم جنس بن جاتا ہے۔ آں یکے۔ ایک چیونٹی نے راستہ میں جو کا دانہ لے لیا دوسری نے گیہوں کا دانہ لے لیا اب وہ ایک دوسری کی طرف چلی تو گیہوں کا دانہ جو کے دانہ کی جانب نہیں دوڑ رہا ہے بلکہ چیونٹی چیونٹی کی جانب دوڑ رہی ہے۔

۲ رفتن جو۔ جو کا گیہوں کے دانہ کی طرف چلنا تبعا ہے چیونٹی کو دیکھ لے تو سمجھ میں آ جائے گا۔ تو مگو۔ جو اور گیہوں کے دانے کی حرکت کی وجہ سے یہ نہ سمجھ کہ وہ چل رہے ہیں ان کے بالمقابل جو چیز ہے یعنی چیونٹی اس کو دیکھ یہ تو اس کے قبضہ میں ہیں۔ مور اسود۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چیونٹی تو نظر نہیں آتی وہ کالے نمدے پر چل رہی ہے اور دانہ چلتا ہوا نظر آتا ہے۔ عقل۔ تو عقل سے سمجھ لے کہ دانہ کو لے جانے والی چیونٹی ہے جو چل رہی ہے۔

۳ زیں سبب۔ یعنی اصل ہم جنسیت اوصاف کے اعتبار سے ہے نہ کہ صورت کی وجہ سے اسی لئے اصحاب کہف کے کتے کی کشش اصحاب کہف کی وجہ تھی صورتوں کو دانہ سمجھو اور دل اور اوصاف باطنی کو چیونٹی سمجھو۔ زاں شود۔ حضرت عیسیٰ اور ملائکہ میں اوصاف کے اعتبار سے ہم جنسیت تھی۔ قفسہا۔ یعنی اجسام۔ فرخ۔ یعنی روح

ایں ۱ قفس پیدا واں فرخش نہاں — بے قفس کش کے قفس گردد رواں

یہ پنجرا اور اس کا چوزہ پوشیدہ ہے — پنجرا بغیر پنجرا کھینچنے والے کے کہاں چلتا ہے؟

اے خنک چشمے کہ عقلستش امیر — عاقبت بیں باشد و حبر و قریر

اے مخاطب؟ وہ آنکھ ٹھنڈی ہے عقل جس کی حاکم ہو — انجام کو دیکھنے والی اور عالم اور ٹھنڈی ہو

فرقِ زشت و نغز از عقل آورید — نے ز چشمے کز سیہ گفت و سپید

برے اور بھلے کا عقل سے فرق کرو — نہ کہ آنکھ سے جو سیاہ اور سفید بتاتی ہے

چشم غرہ شد بخضراءِ دمن — عقل گوید بر محک ماش زن

آنکھ کوڑی کے سبزے پر فریفتہ ہوئی — عقل کہتی ہے اس کو ہماری کسوٹی پر رگڑ

آفت ۲ مرغست چشم کام بیں — مخلص مرغست عقلِ دام بیں

خود غرض آنکھ پرند کی تباہی ہے — جال کو دیکھنے والی آنکھ پرند کو نجات دینے والی ہے

دامِ دیگر بُد کہ عقلش در نیافت — وحیِ غائب بیں بداں سو زاں شتافت

ایک دوسرا جال تھا جس کو عقل نہ محسوس کر سکی — غیب کو دیکھنے والی وحی اس وجہ سے اس جانب دوڑی

جنس و ناجنس از خرد تانی شناخت — سوی صورتہا نشاید زود تاخت

تو جنس اور ناجنس کو عقل سے پہچان سکتا ہے — جلدی سے صورت کی طرف نہ دوڑنا چاہیے

نیست جنسیت بصورت لی ولک — عیسیٰ آمد در بشر جنسِ ملک

میرے اور تیرے لئے جنسیت صورت سے نہیں ہے — عیسیٰ انسانوں میں فرشتے کی جنس تھے

برکشیدش فوق ایں نیلی حصار — مرغِ گردونی چو چغزش زاغ وار

ان کو اس نیلے قلعہ پر کھینچ لیا — آسمانی پرند نے اس چوزے کو کوے کی طرح

قصہ ۳ عبدالغوث در بودنِ پریاں اورا و سالہا درمیانِ پریاں ساکن شدن و بعدازاں بشہر خود باز آمدن و فرزنداں را دیدن واز پریاں نا شکیفتن بحکم جنسیت و ہمدلی با ایشان

عبدالغوث کا قصہ اور اس کو پریوں کا لے جانا اور سالوں پریوں میں رہنا اور اس کے بعد اپنے شہر میں آ جانا اور اولاد کو دیکھنا اور پریوں سے صبر نہ کرنا ان کے ساتھ ہم جنس اور ہمدل ہونے کی وجہ سے

بُود عبدالغوث ہم جنسِ پری — چوں پری نُہ سال در پنہاں پری

عبدالغوث پری کا ہم جنس تھا — پری کی طرح نو سال تک مخفی پرواز میں تھا

۱ ایں قفس۔ جسم ظاہر ہے روح مخفی ہے لیکن سمجھ لے کہ جسم روح کی وجہ سے حرکت میں ہے۔ اے خنک۔ آرام سے وہی ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ حبر۔ عالم۔ قریر۔ ٹھنڈا فرق۔ بھلے برے میں عقل ہی تمیز کر سکتی ہے آنکھ تو صرف ایک روپ کو دیکھتی ہے۔ چشم۔ آنکھ کوڑی کے سبزے پر مائل ہو جاتی ہے عقل جانچتی ہے کہ اس کی تہ میں کیا ہے۔

۲ آفت۔ جو پرند عقل سے کام نہ لے صرف آنکھ سے دیکھے وہ جال میں پھنس جاتا ہے۔ دام دیگر۔ کچھ باتیں ایسی ہیں کہ وہاں یہ عقل جزوی کام نہیں دیتی ہے صرف وحی الٰہی رہبری کرتی ہے۔ جنس۔ جنسیت کا مدار جبکہ باطنی اوصاف پر ہے تو اس کو عقل ہی پہچان سکتی ہے نہ کہ آنکھ۔ نیست۔ محض صورت کے اعتبار سے جنسیت نہیں ہے ورنہ حضرت عیسیٰ کی جنس بشر ہوتے فرشتہ کی جنس نہ ہوتے۔ برکشیدش۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی لئے فرشتوں سے ملا دیا۔

۳ قصہ۔ عبدالغوث کوئی شخص ہے جو اوصاف کے اعتبار سے جن اور صورت کے اعتبار سے انسان تھا وہ انسانوں سے مانوس۔ تھا جنوں میں رہنا پسند کرتا تھا اس کے بال بچے بھی ہوتے لیکن پھر بھی اس کا دل پریوں اور جنوں میں لگتا تھا۔ پری۔ جن۔ در نہاں۔ پری۔ یعنی جنوں کی طرح چھپی ہوئی پرواز میں نو سال تک رہا۔

شد زنش را نسل از شوئی دگر — واں یتیمانش ز مرگش در سمر[1]

اس کی بیوی کے دوسرے شوہر سے اولاد ہو گئی — اور اس کے یتیم اس کی موت کی کہانیوں میں تھے

کہ مر اورا گرگ زد یا رہزنے — یا فتاد اندر چہے یا مکمنے

کہ اس کو بھیڑیے نے یا ڈاکو نے مار دیا — یا کسی کنویں میں گر گیا، یا کسی پوشیدہ جگہ میں

جملہ فرزندانش در اشغال مست — خود نگفتندے کہ بابائے بُدست

اس کے تمام لڑکے کاموں میں مست تھے — وہ یہ بھی نہ کہتے کہ ان کا کوئی باوا تھا

بعد نُہ سال آمد آں ہم عاریہ — گشت پیدا باز شُد متواریہ

وہ نو سال کے بعد بھی عارضی طور پر آیا — ظاہر ہوا، پھر چھپ گیا

یک بیگ فرزند و زن را دید باز — گشت پنہاں کس ندیدش باز راز

اس نے اچانک اولاد اور بیوی کو دیکھا — پوشیدہ ہو گیا اور پھر کسی نے اس کا راز نہ دیکھا

یک مہے مہمان فرزندانِ خویش — بود وزاں پس کس ندیدش رنگ بیش

ایک مہینہ اپنی اولاد کا مہمان — رہا اور اس کے بعد اس کا رنگ سامنے کسی نے نہ دیکھا

برد ہم جنسیِ پریانش چناں — کہ رباید روح را زخم سناں

اس کو پریوں کی ہم جنسی اس طرح لے گئی — جس طرح بھالے کا زخم روح کو اڑا لے جاتا ہے

چوں بہشتی جنسِ جنت آمدست — ہم ز جنسیت شود یزداں پرست

چونکہ بہشتی جنت کی جنس ہے — جنسیت کی وجہ سے وہ خدا پرست ہوتا ہے

نے[2] نبیؐ فرمود جود و محمدہ — شاخِ جنت داں بدنیا آمدہ

یا نبیؐ نے نہیں فرمایا کہ سخاوت اور اچھائی کو — جنت کی شاخ سمجھ جو دنیا میں آ گئی ہے

مہرہا را جملہ جنسِ مہر خواں — قہرہا را جملہ جنسِ قہر داں

محبتوں کو تمام تر محبت کی جنس سمجھ — ظلموں کو ظلم کی جنس سمجھ

لا ابالی لا ابالی آورد — زانکہ جنس ہم بوند اندر خرد

لا پروا لا پروا کو لاتا ہے — کیونکہ وہ عقل میں ہم جنس ہوتے ہیں

بود[3] جنسیت در ادریس از نجوم — ہشت سال او باز حل بد در قدوم

حضرت ادریس میں ستاروں کی جنسیت تھی — وہ آٹھ سال تک زحل سے ہم رفتار رہے

در مشارق در مغارب یارِ او — ہم حدیث و محرمِ اسرارِ او

مشرقوں اور مغربوں میں اس کے یار رہے — اس کے ہم سخن اور اس کے راز داں رہے

[1] در سمر۔ اس کے بال بچے کے مر جانے کے قصے بیان کرتے تھے۔ مکمن۔ چھپنے کی جگہ۔ عاریہ عارضی۔ متواریہ۔ چھپنے والی۔ یک بیگ۔ اچانک بچوں کو دیکھا اور پھر ایسا غائب ہوا کہ اس کا راز کسی کے سامنے نہ کھلا۔ سناں۔ بھالا چوں بہشتی۔ جنتی جنت کا ہم جنس ہوتا ہے اسی لئے وہ خدا کی عبادت کر کے جنت میں جاتا ہے۔

[2] نے نبی۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے سخاوت جنت کا درخت ہے اس کی ایک شاخ دنیا میں ہے جو اس کو پکڑ لیتا ہے وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔ مہرہا۔ محبتیں محبتوں کی ہم جنس اور قہر قہر کا ہم جنس ہے۔ لاابالی۔ لاپروا لاپروا کی ہم جنس ہے۔

[3] بود جنسیت۔ حضرت ادریس کو ستاروں سے ہم جنسیت تھی اسی لئے وہ ساتویں آسمان پر زحل ستارے کے ساتھ آٹھ سال تک رہے، یہ سارا قصہ محض شہرت پر مبنی ہے، قرآن و حدیث میں اس کا بیان نہیں ہے۔ در مشارق۔ زحل ستارہ مشرق و مغرب میں پہنچتا تھا تو یہ بھی ساتھ ہوتے تھے اور اس سے باتیں کرتے رہتے اور ہمراز ہوتے تھے۔

بعدِ ا غیبت چونکہ آورد اُو قُدوم
غائب رہنے کے بعد جب ان کی تشریف آوری ہوئی
در زمیں می گفت اُو درسِ نجوم
وہ زمین پر ستاروں کا درس دیتے تھے

پیشِ اُو استارگاں خوش صفت زدہ
ان کے سامنے ستارے عمدہ صف باندھے ہوئے تھے
اَختراں دَر درسِ اُو حاضر شُدہ
اس کے درس میں ستارے حاضر ہوئے

آنچناں کہ خلق آوازِ نجوم
اس طرح کہ ستاروں کی آواز
می شنیدند از خصوص و از عُموم
خواص اور عوام سنتے تھے

جذبِ جنسیت کشیدہ تاز میں
جنسیت نے زمین تک کھینچ لیا
اختراں را پیشِ اُو کردہ مُبیں
ستاروں کو ان کے سامنے بیان کرنے والا بنا دیا

ہر یکے نامِ خود و احوالِ خُود
ہر ایک اپنا نام اور احوال
باز گفتہ پیشِ اُو شرحِ رَصد
ان کے سامنے (آلات) رصد کی طرح کہہ دیتا

چیست جنسیت، یکے نوعِ نظر
جنسیت کیا ہے؟ ایک قسم کی نظر
کہ بداں یا بندرہ دَر ہمدگر
جس کی وجہ سے ایک دوسرے میں راہ پالیں

آں ۲ نظر کہ کرد حق دروے نہاں
اللہ تعالیٰ نے جو نظر اس میں پوشیدہ کر دی ہے
چوں نہد در تُو تُو گردی جنسِ آں
جب وہ تیرے اندر رکھدے تو اس کی جنس بن جائے

ہر طرف چہ می کَشد تن را نظر
جسم کو ہر طرف کیا چیز کھینچ رہی ہے؟ نظر
بے خبر را کہ کَشاند باخبر
بے خبر کو کون کھینچ رہا ہے؟ باخبر

چونکہ اندر مرد خُوئے زن نہد
جب مرد میں عورت کی عادت رکھ دے
اُو مُخنّث گردد وگاں می دہد
وہ ہیجڑا بن جائے گا اور مفعول بنے گا

چوں ۳ نہد درزن خدا خوئے نَری
جب اللہ تعالیٰ عورت میں مرد کی خاصیت رکھ دے
طالبِ زن گردد آں زن سُحتری
وہ سحتری عورت، عورت کی طلبگار بن جاتی ہے

چوں نہد دَر تو صفاتِ جبرئیل
جب تجھ میں جبرئیل کی صفات رکھ دے
ہمچو فرخے بَر ہوا جوئی سبیل
تو چوزے کی طرح ہوا میں راستہ ڈھونڈے

مُنتظر بنہادہ دیدہ دَر ہوا
ہوا میں آنکھ جمائے، منتظر
از زمیں بیگانہ عاشق بر سَما
زمین سے اجنبی، آسمان پر عاشق

❁❁❁❁❁

۱ بعد غیبت۔ نو سال کے بعد جب وہ زمین پر آئے تو ستاروں کے احوال کا درس دیا کرتے تھے۔ پیش او۔ ستارے بھی ان کے درس میں موجود رہتے تھے۔ آنچناں کہ۔ درس میں شریک سب آدمی ان ستاروں کی آوازیں سنتے تھے۔ جذب۔ ستاروں کو زمین پر حضرت ادریسؑ کی جنسیت کھینچ کر لے آئی تھی۔ ہر یکے۔ ہر ستارہ اپنا نام اور حالات بتاتا تھا اور اسکی تشریح کرتا جس طرح رصد سے ان کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں۔ نوع نظر۔ جنسیت نظر اور فکر کے اتحاد کا نام ہے۔

۲ آں نظر۔ جب حق تعالیٰ دو روحوں میں ایک سے خیالات پیدا فرما دیتا ہے تو وہ ایک دوسرے کی ہم جنس ہو جاتی ہیں۔ ہر طرف۔ جسم کی کشش نظر و فکر کی وجہ سے ہے۔ بے خبر۔ جسم جو بے خبر ہے اس کو باخبر روح کھینچتی ہے۔ چونکہ۔ جب مرد میں عورت کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ ہیجڑا بن جاتا ہے اور عورتوں کی طرح اپنے ساتھ جماع کراتا ہے۔

۳ چوں نہد۔ جب کسی عورت میں مردانہ صفات پیدا ہو جاتے ہیں وہ عورتوں کے ساتھ جماع کرتی ہے۔ سحتری وہ عورت جو عورتوں سے جماع کرے۔ صفات جبرئیل۔ جب کسی بشر میں ملکوتیت کا غلبہ ہوتا ہے تو پرند کے بچے کی طرح ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز کے راستے تلاش کرتا ہے۔ منتظر۔ اس کا دھیان ملاء اعلیٰ کی طرف رہتا ہے اور زمین سے بیزار رہتا ہے۔

چوں نہد در تو صفتہای ۱ خری
جب تیرے اندر گدھے کی صفات رکھ دے
صد پرت گر ہست بر آخر پری
اگر تیرے سو پر ہیں طویلہ پر اڑے گا

از پے صورت نیاید موش خوار
چوہا صورت کی وجہ سے ذلیل نہ بنا
از خبیثی شد زبون موش خوار
خباثت کی وجہ سے چوہے کھانے والے کا مغلوب بنا

طعمہ جوی و خائن و ظلمت پرست
لقمہ کی جستجو کرنے والا خائن اور اندھیرے کا پجاری ہے
از پنیر و فستق و دوشاب مست
پنیر اور پستے اور انگور کے شیرے سے مست ہے

باز اشہب را چو باشد خوئے موش
سفید باز میں جب چوہے کی خصلت ہو
ننگ موشاں باشد و عار وحوش
تو وہ چوہوں کے لئے باعث ذلت اور وحشی جانوروں کے لئے عار ہوتا ہے

خوی آں ہاروت و ماروت اے پسر
اے بیٹا! ہاروت ، ماروت کی خصلت
چوں بگشت و دادشاں خوئے بشر
جب بدل گئی اور ان کو انسان کی خصلت دیدی

در ۲ فتادند از لنحن الصافون
در "بیشک ہم صف بنانے والے ہیں" میں سے گر گئے
در چہ بابل بہ بستہ سر نگون
بابل کے کنویں میں بندھے ہوئے اوندھے

لوح محفوظ از نظر شاں دور شد
لوح محفوظ ان کی نظر سے دور ہو گئی
لوح ایشاں ساحر و مسحور شد
ان کی لوح ساحر اور مسحور بن گئی

پر ہماں و سر ہماں ہیکل ہماں
پر وہی اور سر وہی ، وہی صورت
موسیِ بعرش و فرعونے مہاں
حضرت موسیٰ عرش پر اور فرعون ذلیل

در پے خوباش و باخوش خو نشیں
خصلت کے درپے ہو اور خوش خصلت کے ساتھ بیٹھ
خو پذیری روغن و گل را ببیں
تیل اور پھول کی عادت قبول کرنے کو دیکھ لے

خاک ۳ گور از مرد حق یابد شرف
مرد خدا سے قبر کی مٹی شرافت پا جاتی ہے
تا نہد برگور او دل روی و کف
یہاں تک کہ اس کی قبر پر دل منہ اور ہاتھ رکھ دیتا ہے

خاک از ہمسائگی جسم پاک
پاک جسم کی پڑوسی ہونے سے مٹی
چوں مشرف آمد و اقبالناک
جب شریف اور اقبال ہو گئی

پس تو ہم الجار ثم الدار گو
پس تو بھی "پڑوسی پھر گھر" کہہ
گر دلے داری برو دلدار جو
اگر تو دل رکھتا ہے جا دلدار کی جستجو کر

۱ صفات خری۔ اگر انسان میں بہمیت کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کو بہ وقت حونے کی فکر رہتی ہے۔ از پے۔ چوہا صورت کی وجہ سے ذلیل نہیں ہے بلکہ باطنی خباثت کی وجہ سے ذلیل ہے۔ طعمہ جو۔ یہ اس کی باطنی خباثتیں ہیں۔ فستق۔ پستہ۔ دوشاب۔ انگور کا شیرہ۔ باز اشہب۔ اشہب باز جو نہایت قیمتی ہے اگر اس میں خباثت پیدا ہو جائے تو وہ چوہوں اور بقیہ وحشی جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ خوی۔ ہاروت ماروت فرشتے تھے لیکن انہیں بشری اوصاف تھے اسی لئے فرشتوں کی صف سے خارج ہو گئے۔

۲ در فتادند۔ فرشتوں کی صفوں سے نکل کر بابل کے کنویں میں سزا میں سرنگوں ہو گئے۔ لنحن الصافون۔ بیشک ہم صف باندھنے والے ہیں۔ یہ فرشتوں کی خصوصیت ہے۔ لوح محفوظ۔ پہلے ان کی نظر لوح محفوظ پر رہتی تھی پھر جادو کی لوح پر رہنے لگی۔ پر ہماں۔ یعنی دست و بازو وہی۔ موسیٰ اور فرعون میں جسمانی جنسیت تھی لیکن اوصاف جداگانہ تھے۔ در پے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ جنسیت اوصاف کے اعتبار سے ہے تو تجھے نیکوں کی صحبت حاصل کرنی چاہئے اور صحبت کی تاثیر دیکھنی ہو تو تیل کو دیکھ لے کہ پھولوں کی صحبت سے اس میں کیسی خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔

۳ خاک گور۔ انسان تو درکنار اگر مٹی بھی بزرگوں کی ہم صحبت ہو جاتی ہے تو اس میں بزرگی آ جاتی ہے چنانچہ اولیاء کی قبر کی مٹی پر دل قربان ہوتا ہے۔ خاک۔ قبر کی مٹی کو یہ شرافت اس بزرگ کے جسم کی صحبت سے حاصل ہو گئی۔ الجار۔ مشہور مقولہ ہے کہ گھر لینے سے پہلے پڑوسی کا انتخاب کرو۔ دلدار۔ یعنی ولی کامل

✿✿✿✿✿

خاکِ اُوہم سیرتِ جاں میشود سُرمہ[1] چشمِ عزیزاں میشود
اس کی خاک جان کی ہم سیرت ہو جاتی ہے معزز لوگوں کی آنکھ کا سرمہ بن جاتی ہے

اے بسادر گور خفتہ خاک دار بہ ز صدا حیاء بنفع و انتشار
اے مخاطب بہت سے مٹی کی طرح قبر میں سوئے ہوئے نفع و نشاط حاصل کرنے میں سینکڑوں زندوں سے بہتر ہیں

سایہ بُود اُو و خاکش سایہ مند صد ہزاراں زندہ در سایہ وےاند
وہ سایہ تھا اور اس کی مٹی سایہ دار ہو گئی لاکھوں زندے اس کے سایہ میں ہیں

داستانِ آں مرد کہ وظیفہ داشت در تبریز از محتسب و وامہا کردہ بُود برامید آں وعدہ و وظیفہ و اُورا خبر نبُود از وفاتِ محتسب، حاصل از ہیچ زندہ وامِ اُو گزاردہ نشد[2] الّا از محتسبِ متوفی گزاردہ شد چنانکہ گفتہ اند بیت

اس شخص کی داستان جس کا محتسب کی جانب سے تبریز میں وظیفہ مقرر تھا اور اس کے وظیفہ اور وعدے کی امید پر اس نے قرض لے لئے تھے اور اس کو محتسب کے مر جانے کی خبر نہ تھی۔ نتیجہ یہ ہے کہ کسی زندہ سے اس کا قرض ادا نہ ہوا مگر وفات پائے ہوئے محتسب کی جانب سے ادا ہوا چنانچہ کہا ہے

لَیْسَ مَنْ مَّاتَ فَاسْتَرَاحَ بِمَیِّتٍ اِنَّمَا الْمَیْتُ مَیِّتُ الْاَحْیَآءِ
جو مر گیا اور اس نے راحت پا لی وہ مردہ نہیں ہے، مردہ زندوں میں کا مردہ ہے

آں یکے درویش ز اطرافِ دیار جانبِ تبریز آمد وام دار
ملک کے اطراف سے ایک فقیر قرض دار ہو کر تبریز کی جانب آیا

نہ ہزارش وام بُود از زر مگر بُود در تبریز بدرالدیں عُمر
شاید نو ہزار اشرفیاں اس پر قرض تھیں تبریز میں بدرالدین عمر تھے

محتسب بُود و بدل بحر آمدہ ہر سرِ مُویش یکے حاتم کدہ
وہ کوتوال تھے اور دل کے دریا تھے ان کا ہر بال ایک حاتم خانہ تھا

حاتم[3] ار بُودے گدائے اُوشدے سر نہادے خاکپائے اُو شدے
اگر حاتم ہوتا تو ان کا بھکاری ہوتا سر رکھ دیتا اور خاک پا بن جاتا

گر بدادے تشنہ را بحرِ زلال وز کرم شرمندہ بُودے زاں نوال
اگر وہ پیاسے کو صاف پانی کا سمندر دیدیتے شرافت کی وجہ سے اس عطاء سے شرمندہ ہوتا

[1] سرمہ۔ صاحب نسبت کی نسبت صاحب قبر کے فیض سے بڑھ جاتی ہے۔ جبکہ ... وں کی قبر سے بھی فیض ہوتا ہے تو زندگی میں ان کی صحبت کس قدر مفید ہوگی۔ سایہ بود۔ وہ بزرگ انسانوں کے سر کا سایہ تھا اور اب اس کی قبر سایہ دار ہے جس سے لاکھوں انسان مستفید ہوتے ہیں۔ داستان۔ اس قصہ میں یہ بتایا ہے کہ اس شخص سے مرنے کے بعد بھی فیض حاصل ہوا۔ وظیفہ۔ محتسب کے دربار سے اس کا وظیفہ مقرر تھا۔ گزاردہ نشد۔ وہ قرض وفات یافتہ محتسب سے ہی ادا ہوا۔

[2] لیس۔ جو شخص قبر میں سے بھی دوسروں کو فیض پہنچا رہا ہے وہ مردہ نہیں ہے مردہ تو وہ زندہ ہے جو بالکلیہ فیض سے تہی دست ہے۔ دیار۔ ملک۔ وام۔ قرض دار اس پر نو ہزار دینار قرض ہو گئے۔ محتسب۔ ان کا نام بدرالدین عمر اور عہدہ کوتوال تھا بدل۔ ان کا دل سخاوت میں سمندر تھا۔ ہر سر مویش۔ ان کا ہر ہر رونگٹا حاتم طائی کا گھر معلوم ہوتا تھا۔

[3] حاتم۔ اگر اس زمانہ میں حاتم طائی زندہ ہوتا تو وہ ان کا غلام ہوتا۔ گر بدادے۔ اگر وہ پیاسے کو میٹھے پانی کا سمندر بھی دے دیتے تو اپنی سخاوت کی وجہ سے شرمندہ ہوتے اور اپنی عطا کو حقیر سمجھتے تھے۔

دَر اِ بکردے ذرّہ را مشرقے — بُود آں دَر ہمتش نالائقے
اگر وہ ذرے کو مشرق بنا دیتے — تو وہ بھی اس کی ہمت کے لائق نہ تھا

برامید او بیامدآں غریب — کو غریباں رابُدے خویش ونسیب
وہ پردیسی ان کی امید پر آیا — کیونکہ وہ پردیسیوں کے لئے اپنے اور رشتہ دار تھے

بادرش بُود آں غریب آموختہ — وام بیحد از عطایش توختہ
وہ پردیسی ان کے دروازے کا ہلا ہوا تھا — ان کی عطا سے بیحد قرض اتار چکا تھا

ہم ۲ بہ پشتی آں کریم او وام کرد — کہ بہ بخششہاش واثق بُود مرد
اس سخی کے بھروسے پر اس نے قرض لیا — کیونکہ وہ ان کی بخششوں پر بھروسہ رکھتا تھا

لا اُبالی گشتہ او و وام جُو — بر اُمید قُلزم اکرام خُو
وہ لاپروا اور قرض لینے والا بن گیا تھا — اکرامی خصلت دریا کی امید پر

وام دراں زو ترش اُشاد کام — ہمچو گل خنداں ازاں روض الکرام
مقروض رنجیدہ تھے، وہ خوش تھا — پھول کی طرح خنداں تھا اس شرفا کے چمنوں کی وجہ سے

گرم شد پشتش ز خورشید عرب — چہ غمستش از سبال بُولہب
عرب کے سورج سے اس کی کمر گرم ہو گئی — ابولہب کی مونچھوں سے اسے کیا غم ہے؟

چونکہ ۳ دار دعہد و پیوند سحاب — کے دریغ آید ز سقایانش آب
جب کوئی شخص ابر سے ملاقات اور تعلق رکھتا ہو — اس کو سقوں کو پانی دینے سے بخل کب ہو گا؟

ساحرانِ واقف از دستِ خدا — کے نہند ایں دست و پارا دست و پا
خدا کے ہاتھ سے باخبر، جادوگر — ان ہاتھ پاؤں کو ہاتھ پاؤں کے مرتبہ میں کب رکھتے ہیں؟

روبہے کہ ہست زاں شیرانش پشت — بشکند کلّہ پلنگاں را بمشت
جس لومڑی کی ان شیروں سے پشت و پناہی ہو — وہ گھونسے سے چیتوں کا جبڑا توڑ دے گی

آمدن جعفر طیّار رضی اللہ عنہ بگرفتنِ قلعہ تنہا و مشورت کردنِ مَلکِ آں قلعہ باوزیر و دفع کردنِ وزیر ملک را کہ

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا قلعہ پر قبضہ کرنے کے لئے تنہا آنا اور اس قلعہ کے بادشاہ کا وزیر سے مشورہ کرنا اور وزیر کا بادشاہ کو روکنا کہ خبردار سپرد

ابر بکردے۔ اگر وہ ذرے کو مشرق بنا دیتے جس سے خود سورج طلوع ہوا کرتا تو بھی اپنی ہمت کے اعتبار سے اس کو حقیر ہی سمجھتے۔ برامید او۔ ان کی عطا کی امید پر وہ پردیسی تبریز آیا۔ بادرش۔ چونکہ وہ پردیسی ان کے دروازے سے عطا حاصل کر چکا تھا اور ان سے بہت سے قرضے ادا کر چکا تھا۔

۲ ہم بہ پشتی۔ اس مسافر نے ان کے سہارے ہی قرض کر لیا تھا کیونکہ اس کو یقین تھا کہ جب جا کر مانگوں گا وہ دیدیں گے۔ لا ابالی۔ چونکہ اس کو ان کی عطا پر اعتماد تھا لہٰذا قرض لینے میں بھی جری ہو گیا تھا۔ وام داراں۔ دوسرے مقروض جن کا محتسب سے تعلق نہ تھا وہ متفکر رہتے تھے لیکن یہ مخصص اس سخی کی وجہ سے قرض سے بےفکر رہتا تھا اور مسکراتا رہتا تھا۔ گرم شد۔ جس شخص کو آنحضورؐ کی مدد حاصل ہو وہ ابولہب سے کیا ڈرے گا۔

۳ چونکہ دارد۔ اگر کسی شخص کا ابر سے جوڑ لگ گیا ہو تو وہ پانی پلانے والوں کو پانی دینے میں کب بخل کر سکتا ہے۔ ساحراں۔ فرعون کے دربار کے جادوگروں کو جب خدائی ہاتھ سے واقفیت ہو گئی وہ اپنے ہاتھ پاؤں سے بےنیاز ہو گئے۔ روبہے۔ اگر لومڑی کو بھی شیر کی پشت پناہی حاصل ہو جائے تو وہ گھونسے سے چیتوں کا جبڑا توڑ دے۔ جعفر طیار۔ اب اسی مناسبت سے حضرت جعفر طیار کی بہادری کا ذکر کرتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی پشت پناہی حاصل تھی تو وہ بڑے بڑے لشکروں سے نہ ڈرتے تھے۔

زنہار تسلیم کُن و از جہل تہوّر مکُن کہ ایں مرد مؤیَّد ست از
کرودے اور نادانی سے جسارت نہ دکھا کیونکہ اس شخص کو خدا کی تائید
حق و جمعیتِ عظیم دارد در جانِ خویش
حاصل ہے اور اپنی جان میں بڑا مجمع رکھتا ہے

چونکہ ۱ جعفرؓ رفت سُوئے قلعہ ‌‌ قلعہ پیشِ کامِ خشکش جُرعہ
جب جعفرؓ قلعہ کی جانب گئے ‌‌ قلعہ ان کے خشک گلے کے لئے ایک گھونٹ تھا

یک سوارہ تاخت تا قلعہ بکَر ‌‌ تا در قلعہ بہ بستند از حذر
حملہ کر کے تنہا قلعہ کی طرف دوڑے ‌‌ یہاں تک کہ انہوں نے ڈر سے قلعہ کا دروازہ بند کرلیا

زہرہ نے کس را کہ پیش آید بجنگ ‌‌ اہلِ کشتی را چہ زہرہ با نہنگ
کسی کا پتہ نہ تھا کہ جنگ کرنے سامنے آئے ‌‌ ناکے کے سامنے کشتی والوں کا کیا پتہ؟

رُوی آورد آں ملِک سُوئے وزیر ‌‌ کہ چہ چارہ است اندریں وقت اے مُشیر
اس بادشاہ نے وزیر کی طرف رخ کیا ‌‌ کہ اے مشیر! اس وقت کیا تدبیر ہے؟

گفت آنکہ ترک گوئی کبر و فن ‌‌ پیش ۲ اوآئی بشمشیر و کفن
اس نے کہا یہ ہے کہ تو تکبر اور تدبیر کو چھوڑ ‌‌ تلوار اور کفن لے کر ان کے سامنے چلا جا

گفتِ آخر نے یکے مردیست فرد ‌‌ گفت منگر خوار در فردیِ مرد
اس نے کہا آخر وہ ایک تنہا انسان نہیں ہے؟ ‌‌ اس نے کہا مرد کے اکیلے پن کو حقارت سے نہ دیکھ

چشم ۳ بکشا قلعہ را بنگر نکو ‌‌ ہمچو سیما بست لرزاں پیشِ او
آنکھ کھول قلعہ کو غور سے دیکھ ‌‌ ان کے سامنے پارے کی طرح تھرا رہا ہے

شستہ در زیں آنچناں محکم پے ست ‌‌ گوئیا شرقی و غربی با وَیست
وہ زین پر اس قدر ثابت قدم بیٹھا ہوا ہے ‌‌ گویا شرقی اور غربی اس کے ساتھ ہیں

چند کس ہمچوں فدائی تاختند ‌‌ خویشتن را پیشِ او انداختند
چند شخص قربانی کی طرح دوڑ پڑے ‌‌ انہوں نے اپنے آپ کو ان کے سامنے لے جا ڈالا

ہر یکے را او بگُرزے می فگند ‌‌ سر نگوں نسار اندر اقدامِ سمند
انہوں نے ہر ایک کو گرز سے پھینک دیا ‌‌ گھوڑے کے قدموں میں اوندھا

دادہ بُودش صُنعِ حق جمعیتے ‌‌ کہ ہمیز دیک تنہ بر اُمّتے
اللہ تعالیٰ کی کاریگری نے ان کو جمعیت قلبی عطا فرمادی تھی ‌‌ کہ تنہا ایک قوم پر حملہ کر دیتے تھے

۱ چونکہ جعفرؓ جب وہ قلعہ پر حملہ آور ہوئے تو قلعہ ان کی ہمت کے سامنے حقیر تھا۔ یک سوارہ۔ وہ تنہا قلعہ پر حملہ آور ہو گئے اور دشمن نے ڈر سے قلعہ کا دروازہ بند کرلیا۔ زہرہ نے۔ کسی کی یہ ہمت نہ تھی کہ ان کے مقابلہ پر آتا۔ اہل کشتی۔ جو تیرنا بھی نہ جانتا ہو اور کشتی کی پناہ میں دریا کا سفر کرے وہ ناکے کے مقابلہ میں کیسے آ سکتا ہے۔ روی۔ بادشاہ نے اس معاملہ میں وزیر سے مشورہ کیا۔
۲ پیش او۔ یعنی ان کے مقابلہ میں تکبر اور جنگ نہ کریں بلکہ عاجزانہ تلوار اور کفن لے کر سامنے چلے جائیں جس میں اشارہ ہوتا تھا کہ ہم اپنی تلوار لائے ہیں کہ اس سے ہمیں قتل کردو اور کفن بھی ساتھ لائے ہیں کہ دفن کر دو۔ گفت۔ بادشاہ نے کہا کہ آخر وہ تنہا ہی تو ہیں اس قدر خوف زدہ کیوں ہوں وزیر نے کہا ان کے اکیلے پن کو حقارت سے نہ دیکھ۔
۳ چشم بکشا۔ آنکھیں کھول کر دیکھ کر قلعہ یا اس کے باشندے سیماب کی طرح لرز رہے ہیں۔ گوئیا۔ گویا مشرق اور مغرب کے لوگ اس کے ساتھ ہیں۔ چند کس۔ ابتدا میں چند لوگ قربانی کے بکروں کی طرح ان کی طرف دوڑے۔ ہر یکے۔ انہوں نے ہر ایک کو سرنگوں کر کے گھوڑے کے قدموں میں گرادیا۔ جمعیتے۔ یعنی اطمینان قلبی۔

چشم[1] من چوں دید رُوئے آں قباد ــ کثرتِ اَعداد از چشمم فتاد
جب میری آنکھ نے اس شاہ معظم کا چہرہ دیکھا ــ دشمنوں کی کثرت کی میری نظر میں وقعت نہ رہی

اختراں بسیار خورشید ار یکیست ــ پیشِ اُو بنیادِ ایشاں مُند کیست
اگر ستارے بہت اور سورج ایک ہے ــ اس کے سامنے ان کی بنیاد ریزہ ریزہ ہے

گر ہزاراں مُوش پیش آرند سر ــ گرُبہ را نے ترس باشد نے حذر
اگر ہزاروں چوہے سر ابھاریں ــ بلی کو نہ ڈر ہے نہ خوف

کے بہ پیش آیند مُوشاں اے فلاں ــ نیست جمعیت درونِ جانِ شاں
اے فلاں! چوہے کب سامنے آتے ہیں؟ ــ ان کی جان میں جماؤ نہیں ہے

ہست[2] جمعیت بصورتہا فُشار ــ جمعِ معنی خواہ ہیں از کردگار
صورتوں کے اعتبار سے کثرت لغو ہے ــ ہاں خدا سے باطن کی جمعیت مانگ

نیست جمعیت ز بسیاریِ جسم ــ جسم را بر باد قائم داں چو اسم
جسموں کی کثرت سے جمعیت نہیں ہے ــ جسم کو نام کی طرح ہوا پر قائم سمجھ

در دلِ مُوش ار بُدے جمعیتے ــ جمع گشتے چند مُوش از حمیتے
چوہے کے دل میں اگر جمعیت ہوتی ــ اپنایت سے چند چوہے جمع ہو جاتے

بر زدندے چوں فدائی حملہ ــ خویش را بر گربہ بے مہلۂ
ایک حملہ میں فدائی کی طرح دے مارتے ــ بلی پر اپنے آپ کو بلا مہلت

آں یکے[3] چشمش بکندے از ضراب ــ واں دگر گوشش دریدے ہم بناب
ایک ضرب سے اس کی آنکھ نکال لیتا ــ دوسرا کچلی سے اس کا کان پھاڑ دیتا

واں دگر سُوراخ کردے پہلویش ــ از جماعت گم شدے بیروں شُوش
دوسرا اس کے پہلو میں سوراخ کر دیتا ــ مجمع کی وجہ سے اس کا بھاگنا ممکن نہ ہوتا

لیک جمعیت ندارد جانِ مُوش ــ بجہد از جانش ببانگِ گربہ ہُوش
لیکن چوہے کی جان جمعیت نہیں رکھتی ہے ــ بلی کی آواز سے اس کی جان کا ہوش بھاگ جاتا ہے

خشک گردد مُوش ازاں گرُبہ عیار ــ گر بُوَد اَعدادِ مُوشاں صد ہزار
اس مکار بلی سے چوہا خشک ہو جاتا ہے ــ خواہ چوہوں کا شمار لاکھوں ہو

از رمہ انُبہ چہ غم قصّاب را ــ انُبہی ہش چہ بندد خواب را
گلے کے مجمع سے قصائی کو کیا فکر؟ ــ ہوش کی کثرت نیند کو کیا روکے؟

---

[1] چشم من۔ وزیر نے کہا میری نظر جب اس بڑے بادشاہ پر پڑی تو مجھے یقین ہو گیا کہ ایسے بہادر کے سامنے دشمنوں کی تعداد کی کثرت کوئی چیز نہیں ہے۔ اختراں۔ اب مولانا ایسی مثالیں ذکر کرتے ہیں جن میں ایک کے مقابلہ میں کثرت کوئی چیز نہیں ہے سورج کے مقابلہ میں ستاروں کی کثرت بے معنی ہے۔ گر ہزاراں۔ ایک بلی کے مقابلہ میں سینکڑوں چوہوں بے وقعت ہیں۔ نیست۔ چوہوں کی جمعیت قلبی نہیں ہے۔

[2] ہست جمعیت۔ جسموں اور صورتوں کی کثرت اور جمعیت بیکار ہے۔ جسم۔ جسم اور نام کی کوئی حقیقت واقعیہ نہیں ہے۔ حمیت۔ اپنے کی طرفداری، حفاظت۔ بر زندے۔ فدائیوں کی طرح بلی پر حملہ آور ہو جاتے۔

[3] آں یکے۔ کوئی اس کی آنکھ پھوڑتا کوئی اس کے کان کاٹتا۔ واں دگر۔ کوئی اس کے پہلو میں سوراخ کر دیتا۔ بیروں شو۔ مخلص۔ لیک۔ چوہوں میں جمعیت قلبی نہیں ہے بلی کی آواز سے ان کے ہوش اڑ جاتے ہیں۔ از رمہ۔ ایک قصاب کے مقابلہ میں بکریوں کا گلّہ بے معنی ہے۔

مالکُ المُلک ست جمعیت دہد — شیر را تا برگلہ گوراں جہد
وہ مالک الملک جمعیت دیتا ہے — شیر کو یہاں تک کہ وہ گورخروں کے گلے پر کود پڑتا ہے

در زمانے شاں بسازد ترت ومرت — کس نیارد گفتنش از راہ پُرت
تھوڑی دیر میں ان کو زیر و زبر کر دیتا ہے — کوئی اس سے نہیں کہہ سکتا کہ راستے سے ہٹ

صد ہزاراں گورده شاخ دلیر — چوں عدم باشند پیشِ ہولِ شیر
لاکھوں گورخر دس سینگوں والے بہادر — شیر کے خوف کے آگے کالعدم ہو جاتے ہیں

مالکُ المُلک ست بدہد مُلکِ حُسن — یوسفے را تا بُوَد چوں مای مُزن
مالک الملک ہے جو حسن کی سلطنت عطا کر دیتا ہے — ایک یوسف کو یہاں تک کہ وہ ابر کے پانی کی طرح بن جاتا ہے

در ۲ رُخے بنہد شعاعِ اخترے — کہ شود شاہے غلامِ دخترے
کسی رخسار میں ستارے کی چمک رکھ دیتا ہے — حتیٰ کہ بادشاہ ایک لونڈی کا غلام بن جاتا ہے

بنہد اندر رُوئے دیگر نورِ خود — کہ بہ بیند نیم شب ہر نیک وبد
دوسرے چہرے میں اپنا نور رکھ دیتا ہے — حتیٰ کہ وہ آدھی رات میں اچھے اور برے کو پہچان لیتا ہے

یوسف و موسیٰ زحق بُردند نُور — در رُخ و رُخسار و در ذات الصُّدور
یوسف اور موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے نور حاصل کیا تھا — رخ اور رخسار میں اور سینوں والے دل میں

رُوئے موسیٰ بارقے انگیختہ — پیشِ رُو اُو توبره آویختہ
حضرت موسیٰ کے چہرے سے ایک برق پیدا کرتا تھا — ان کے چہرے کے سامنے نقاب لٹکا ہوا تھا

نورِ ۳ رُویش آنچناں بُردے بصر — کہ زمرّد از دو دیدہ مارِ کر
ان کے چہرے کا نور اس طرح بینائی کو اچک لیتا — جیسے کہ زمرد بہرے سانپ کی دونوں آنکھوں سے

اُو زحق درخواستہ تا توبره — گردد آں نورِ قوی را ساترہ
انہوں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تاکہ نقاب — اس قوی نور کو چھپانے والا بن جائے

توبره گفت از گلیمت ساز ہیں — کاں لباسِ عارفے آمد امیں
فرمایا "نقاب اپنی کملی کا بنا لو" ہاں — کیونکہ وہ عارف کا لباس ہے

کاں کسا از نورِ صبرے یافتہ است — نورِ جاں در تار و پودش تافتہ است
کیونکہ اس کملی نے نور سے صبر حاصل کر لیا ہے — جان کا نور اس کے تانے اور بانے میں روشن رہا ہے

۱ مالک الملک۔ جب خدا جمعیت قلبی عنایت کر دیتا ہے تو شیر گورخروں کے گلے پر حملہ کر دیتا ہے۔ ترت ومرت۔ تا اور میم کے فتح کے ساتھ زیر و زبر۔ پرت۔ پا کے ضمہ کے ساتھ "جا" راستے سے ہٹ۔ گور۔ گورخر۔ مالک الملک۔ اللہ کی عطا صرف جمعیت قلبی نہیں ہے بلکہ اس کی اور بھی عطایا ہیں۔ یوسفے۔ کوئی حسین۔ مای مزن۔ ابر کا پانی شفاف نہیں ہوتا ہے۔

۲ در رخے۔ کسی حسین کے رخ میں ستارے کی چمک پیدا فرما دیتا ہے جس کی وجہ سے ایک شاہ لونڈی کا غلام بن جاتا ہے۔ بنہد۔ حسن ظاہر کے علاوہ حسن باطن عنایت کر دیتا ہے تو وہ بزرگ آدھی رات میں بھی نیک و بد کو پہچان جاتا ہے۔ یوسف و موسیٰ۔ حضرت یوسف کے رخ کا نور مشہور ہے۔ تجلی طور کے بعد حضرت موسیٰ کے چہرے میں بھی ایسا نور پیدا ہو گیا تھا جس کو دیکھنے کی ہر شخص تاب نہ لاتا تھا۔ ذات الصُّدور۔ قلب۔ روئے۔ حضرت موسیٰ کے منہ پر ایسی چمک تھی کہ کوئی اس کو دیکھ نہ سکتا تھا اس لئے انہوں نے منہ پر نقاب ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ بارق' برق۔ چمک۔ توبرہ یعنی نقاب۔

۳ نور رویش۔ حضرت موسیٰ کے چہرے کا نور دیکھنے سے آنکھیں اندھی ہو جاتی تھیں۔ زمرد۔ زمرد پتھر پر اگر سانپ کی نظر پڑ جائے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے یہ ایک مشہور بات ہے۔ مار کر۔ سانپ کی ایک قسم بہری ہے جس کا زہر قاتل ہے۔ ساترہ۔ چھپانے والی۔ توبرہ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے جواب میں فرمایا کہ اپنی کملی کا نقاب بنا لیا کرو اس میں یہ طاقت ہے کہ وہ اس نور کا تحمل کر لے گی کوئی کپڑا اس نور کے چھپنے کو نہ روک سکے گا۔ عارفے۔ یعنی حضرت موسیٰ۔ کسا۔ چادر' کملی۔ نور۔ حضرت موسیٰ کی کملی ان کے نور کو برداشت کرتی تھی اور اس کا تانا بانا نور سے روشن تھا۔

جُز چنیں خرقہ نخواہد شُد صِواں ۱ — نُورِ مارا بَر نتابد غیرِآں
اس کملی کے سوا کوئی محافظ نہیں ہو سکتا — اس کے سوا ہمارے نور کو برداشت نہیں کر سکتا

کوہِ قاف از پیش آید بہرِ سَدّ — ہمچو کوہِ طور نورش بَر دَرَد
اگر روک کے لئے کوہ قاف سامنے آ جائے — نور اس کو کوہ طور کی طرح پھاڑ دے

از کمالِ قدرت ابدانِ رجال — یافت اندر نُورِ بیچوں اِحتمال
قدرت کے کمال کی وجہ سے مردانِ خدا کے جسموں نے — بے کیف نور میں تحمل پایا ہے

آنچہ طورش برنتابد ذرّہٗ — قدرتش جا سازد از قارورۂ
جس کے ذرے کو طور نہ برداشت کرے — قدرت ایک شیشہ میں اس کی جگہ بنا دیتی ہے

آنچہ طورش بر نتابد اے کیا — قدرتش اندر زُجاجے ساخت جا
اے پاکیزہ! جس کو طور نہ برداشت کر سکا — قدرت نے ایک شیشہ میں اس کی جگہ بنادی

گشت ۲ مشکوٰۃ زجاجی جایِ نور — کہ ہمی دَرّد ز نورِ آں قاف و طور
شیشے والا طاقچہ نور کی جگہ بن گیا — کہ جس کے نور سے کوہ قاف اور طور ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے

جسمِ شاں مشکوٰۃ داں دلشاں زجاج — تافتہ بر عرش و افلاک ایں سراج
ان کے جسم کو طاقچہ اور ان کے دل کو شیشہ سمجھ — یہ چراغ عرش اور آسمان پر روشن ہوا

نورِ شاں حیرانِ ایں نُور آمدہ — چوں ستارہ زیں ضُحیٰ فانی شدہ
ان کا نور اس نور سے حیران ہو گیا — ستارے کی طرح اس پاشت کے وقت سے غائب ہو گیا

زیں حکایت کرد آں ختمِ رُسل — از ملیکِ لایزال لم یزل
رسولوں کے خاتم نے اسی سے یہ حکایت کی ہے — شہنشاہ ابدی اور ازلی سے

کہ نگنجیدم ۳ دَر افلاک و خلا — در عقول و در نفوسِ باعُلا
کہ میں آسمانوں اور فضا میں نہیں سماتا ہوں — علوی عقلوں میں اور نفوس میں

در دلِ مؤمن بگنجیدم چو ضیف — بے زچون و بے چگونہ بے زکیف
مومن کے دل میں مہمان کی طرح سما گیا ہوں — بغیر چوں اور بغیر چگون اور بغیر کیف کے

تا بدلالی آں دل فوق و تحت — یابد از من پادشاہیہائے بخت
تاکہ اس دل کے واسطہ سے اوپر اور نیچے — مجھ سے نصیبہ کی بادشاہیاں حاصل کریں

---

۱ صِواں۔ جامہ دان۔ کوہ قاف۔ کوہ قاف جو کوہ طور سے بڑا مانا جاتا ہے وہ رکاوٹ بنے گا تو کوہ طور کی طرح پارہ پارہ ہو جائے گا۔ از کمال۔ اللہ تعالیٰ کا کمال قدرت ہے کہ جس نے قلبِ مومن میں اس نور کے تحمل کی طاقت پیدا کردی ہے۔ قارورۂ۔ شیشہ یعنی قلب۔ کیا۔ پاکیزہ۔ زجاج۔ شیشہ یعنی قلب۔

۲ گشت۔ قرآن پاک میں ہے مثلُ نورِہٖ کمشکوٰۃ فیہا مصباحٌ المصباحُ فی زجاجۃ۔ اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ہے کہ ایک طاقچہ ہو جس میں چراغ ہے وہ چراغ شیشہ میں ہے مولانا نے طاقچہ سے مومن کا جسم، مصباح سے نورِ حق اور زجاجہ سے قلبِ مومن مراد لیا ہے۔ تافتہ۔ مردِ کامل چونکہ تخلیقِ عالم کا سبب ہے تو گویا وہ عرش و افلاک کے نور کا واسطہ ہے۔ نورشاں۔ زمین و آسمان کا نور قلبِ مومن کے نور سے حیران ہے اور اس کے مقابلہ میں مضمحل ہے۔ زیں۔ چونکہ عرش و افلاک پر نور قلبِ مومن کے واسطہ سے ہے اسی لئے اس حدیث قدسی میں یہ مضمون آیا ہے جو آئندہ اشعار میں مذکور ہے۔

۳ کہ نگنجیدم۔ یہ اس حدیث قدسی کا مفہوم ہے جو صوفیوں میں مشہور ہے۔ خلا۔ یعنی آسمانوں کے اوپر۔ باعلا۔ علوی ضیف مہمان محترم ہوتا ہے۔ بے زچوں۔ اس نورِ حق کا قلب سے تعلق بے کیف ہے ایسا نہیں ہے جیسا کہ مظروف کا ظرف سے ہوتا ہے۔ تا بدلالی۔ اس قلب کے واسطے اور دلالی سے علوی اور سفلی مجھ سے فیض حاصل کریں۔

بے[1] چنیں آئینہ ایں خوبیِ من ——— بر نتابدے نے زمین و نے زمن

ایسے آئینہ کے بغیر میرے اس حسن کو ——— کوئی برداشت نہ کر سکتا تھا نہ زمین اور نہ زمانہ

بردو کون اسپ ترحّم تاختیم ——— پس عریض آئینہ برساختیم

ہم نے دونوں جہان پر رحم کا گھوڑا دوڑا دیا ——— پھر ہم نے بہت وسیع آئینہ بنایا

ہر دمے زیں آئینہ پنجاہ عُرس ——— بنگر آئینہ و لے شرحش مپُرس

ہر وقت اس پچاس شادیوں والے آئینہ سے ——— آئینہ کو دیکھ لیکن اس کی شرح نہ پوچھ

حاصل آں کز بسِ خویشش پردہ ساخت ——— کہ نفوذِ آں قمر رامی شناخت

خلاصہ یہ ہے کہ ان موسیٰ نے اپنے لباس سے نقاب بنایا ——— کیونکہ وہ اس چاند کے نفوذ کو پہچانتے تھے

گر بُدے پردہ زغیر لُبسِ او ——— پارہ گشتے گر بُدے کوہِ دو تو

اگر ان کے لباس کے سوا کا نقاب ہوتا ——— ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا، اگر دو گونے پہاڑ کا ہوتا

زاہنیں[2] دیوارہا نافذ شُدے ——— توبرہ با نورِ حق چہ فن زدے

لوہے کی دیواروں سے پار ہو جاتا ——— نقاب اللہ تعالیٰ کے نور کے سامنے کیا ہنر دکھاتا

گشتہ بُود آں توبرہ صاحب تفے ——— بُود وقتِ شور خرقۂ عارفے

وہ نقاب شورشِ عشق کا ساتھی رہا تھا ——— وہ شورش کے وقت ایک عارف کا خرقہ تھا

گشتہ بُود آں توبرہ ستّارِ نور ——— زانکہ بُود از خرقۂ یک با حضور

وہ نقاب نور کا پردہ پوش رہا تھا ——— کیونکہ وہ ایک حاضر باش کی کفنی (کا جزو) تھا

زاں شود آتش رہینِ سوختہ ——— کوست با آتش زپیشِ آموختہ

آگ اسی لئے سوختہ کی مرہون ہوتی ——— کیونکہ وہ پہلے سے آگ سے سدھا ہوا ہے

وز ہوای و عشقِ آں نورِ رشاد ——— خود صفورا ہر دو دیدہ باد داد

اس ہدایت کے نور کے عشق و محبت سے ——— خود (حضرت) صفورا نے دونوں آنکھیں برباد کر دیں

اوّلا[3] بر بست یک چشم و بدید ——— نورِ روئے او و آں چشمکش پرید

پہلے ایک آنکھ بند کی اور دیکھا ——— ان کے چہرے کا نور اور ان کی وہ آنکھ غائب ہو گئی

بعد ازاں صبرش نماند و آں دگر ——— برکشاد و کرد خرجِ آں قمر

اس کے بعد ان کو صبر نہ رہا اور دوسری ——— کھول دی اور اس چاند پر خرچ کر دی

ہمچناں مردِ مجاہد ناں دہد ——— چوں بروزد نورِ طاعت جاں دہد

اسی طرح مجاہد آدمی روٹی دیتا ہے ——— جب اس پر اطاعت کا نور حملہ کرتا ہے جان دے دیتا ہے

---

[1] بے چنیں۔ قلب مومن کے واسطے کے بغیر علوی اور سفلی میری تجلی کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ بردو کون۔ قلب مومن کو آئینہ تجلیات بنا دینے میں اللہ کا بڑا کرم ہے۔ عریض آئینہ۔ یہ قلب مومن کی وسعت کی طرف اشارہ ہے۔ مصرع سمٹے تو دل عاشق پھیلے تو زمانہ ہے۔ ہردمے۔ اس آئینہ کے احوال کا اجمالی ذکر سن لے تشریح میں نہ جا۔ حاصل۔ بات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے کے بعد جب حضرت موسیٰ نے اپنی کملی کو نقاب بنایا چونکہ ان کو معلوم تھا کہ اور کوئی چیز اس نور کے نفوذ کو نہ روک سکے گی۔ گر بدے۔ پہاڑ کا دوگنا حجم بھی ہو تو وہ اس نور کی تجلی سے پارہ پارہ ہو جائے۔

[2] زاہنیں۔ وہ نور حق لوہے کی دیواروں کو بھی پار کر جاتا ہے۔ گشتہ۔ حضرت موسیٰ کی کملی نے عشق کی حرارت اور شورش کو برداشت کیا تھا۔ عارف۔ حضرت موسیٰ با حضور۔ یعنی قرب الٰہی۔ سوختہ۔ وہ کپڑا جس کے ذریعہ آگ سلگائی جائے۔ صفورہ۔ حضرت موسیٰ کی زوجہ مطہرہ۔

[3] اولا۔ حضرت صفورا نے پہلے ایک آنکھ بند کر کے ایک آنکھ سے اس نور کو دیکھا تو وہ آنکھ جاتی رہی۔ بعد ازاں۔ پھر دوسری آنکھ سے دیکھا وہ بھی جاتی رہی۔ ہمچناں۔ مجاہدہ کرنے کا پہلا درجہ لذتوں کو ترک کرنا ہے پھر جب محبت کا غلبہ ہوتا ہے تو جان کو فنا کر دیتا ہے اور مقام فنا میں پہنچ جاتا ہے۔

گفتش زنے زچشمِ عبہری¹ — کہ زدستت رفت حسرت میخوری
ان سے ایک عورت نے کہا نرگس آنکھوں سے — جو تمہارے ہاتھ سے چلی گئیں تم حسرت کرتی ہو؟

گفت حسرت میخورم کہ صد ہزار — دیدہ بودے تا ہمی کردم نثار
انہوں نے کہا مجھے حسرت ہے کہ ایک لاکھ — آنکھیں ہوتیں تاکہ میں نثار کر دیتی

روزنِ چشمم زمہ ویراں شدست — لیک مہ چوں گنج در ویراں شدست
میری آنکھ کا دریچہ چاند سے ویران ہوا ہے — لیکن چاند خزانہ کی طرح ویرانہ میں آ گیا ہے

کے² گذارد گنج کایں ویرانہ ام — یاد آرد از رواق و خانہ ام
خزانہ کب موقع دے گا کہ یہ میرا ویرانہ — میرے محل اور گھر کو یاد کرے؟

حق شنید ایں زود چشمم باز داد — دید موسیٰ راز نورش ساز داد
اللہ تعالیٰ نے یہ سنا فوراً میری آنکھیں لوٹا دیں — حضرت موسیٰ کے دیدار کے لئے ان کو نور سے سامان دیا

از نظر آں نور زو پنہاں نشد — از خزینہ خاص بُد ویراں نشد
وہ نور، ان کی نظر سے غائب نہ ہوا — خاص خزانہ کا تھا، ویران نہ ہوا

نورِ روئے یوسفی وقتِ عبور — می فتادے در شُباک و در قصور
حضرت یوسف کے چہرے کا نور گزرتے وقت — جالیوں اور محلات پر پڑتا تھا

پس بگفتندے درونِ خانہ در — یوسفست ایں سو بسیراں در گذر
لوگ گھر میں کہا کرتے تھے — یوسف اس طرف چلتے ہوئے گزر رہے ہیں

زانکہ بر دیوار دیدندے شعاع — فہم کردندیش اصحابِ بقاع
کیونکہ وہ دیوار پر شعاع دیکھتے تھے — اس کو گھر والے سمجھ جاتے تھے

خانہ³ را کش دریچہ ست آں طرف — دارد از سیرانِ آں یوسف شرف
جس گھر کی کھڑکی اس طرف ہے — اس یوسف کے چلنے سے شرف رکھتا ہے

ہیں دریچہ سوئے یوسف باز کن — وز شکافش فرجہ آغاز کن
خبردار یوسف کی جانب کھڑکی کھول — اس کے شگاف سے تفریح شروع کر

عشق ورزی آں دریچہ کردن ست — کز جمالِ دوست سینہ روشن ست
عشق بازی وہ کھڑکی بنانا ہے — کیونکہ دوست کے حسن سے سینہ روشن ہے

---

¹ عبہری۔ نرگس کی دو قسم جس کا پھول درمیان میں سے زرد ہوتا ہے اگر درمیانی حصہ کالا ہو تو وہ شہلا کہلاتی ہے۔ گفت۔ حضرت صفورا نے فرمایا حسرت تو اس کی ہے کہ لاکھوں آنکھیں کیوں نہ ہوئیں کہ ان سب کو قربان کر دیتی۔ روزن۔ اگرچہ میری آنکھ کا دریچہ ویران ہو گیا اور اس میں بصارت نہ رہی لیکن اب اس ویرانہ میں اس حسن کا دفینہ ہے۔

² کے گذارد۔ اب میں اس خزانہ کی وجہ سے پورے جسم سے بے نیاز ہوں۔ حق۔ حضرت صفورا کی یہ گفتگو حضرت حق کو پسند آئی اور اس نے ان کی آنکھیں فوراً لوٹا دیں اپنا نور عنایت کر دیا جس سے وہ حضرت موسیٰ کا دیدار کر سکیں۔ از نظر۔ اب وہ نور چونکہ نور خداوندی تھا اس لئے اس نے اس جمال موسوی کو برداشت کر لیا۔ نور روئے یوسفی۔ حضرت موسیٰ کے جمال کے بیان سے فارغ ہو کر حضرت یوسف کے جمال کا ذکر یوسف کے جمال کا ذکر شروع کیا ہے۔ شباک۔ جالی۔ پس۔ جب نور جالیوں سے [illegible] تو گھر والے سمجھ جاتے تھے کہ حضرت یوسف ادھر سے گزر رہے ہیں۔ بقاع۔ بقعہ کی جمع ہے سرزمین۔

³ خانہ۔ اب یہاں سے محبوب حقیقی کی تجلی کا ذکر شروع کیا ہے یعنی جس دل کا دریچہ محبوب حقیقی کی جانب کھلا ہوا ہے وہاں محبوب حقیقی کی تجلیات سے فیض پہنچتا ہے۔ ہیں۔ انسان کو دل کی کھڑکی حضرت حق تعالیٰ کی جانب کھولنی چاہیے اور پھر عالم ملکوت کی سیر اور تفریح کرنی چاہیے۔ عشق۔ کھڑکی کھولنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے عشق کرے۔

پس[1] ہمارہ رُوئے معشوقہ نگر ... ایں بدست تُست بشنو اے پسر
ہمیشہ معشوق کا رخ دیکھتا رہ ... اے بیٹا! سن لے یہ تیرے قبضہ میں ہے

راہ کُن در اندر ونہا خویش را ... دور کُن ادراکِ غیر اندیش را
اپنے باطنوں میں راستہ بنا ... دوسرے کو سوچنے والے احساس کو دور کر دے

کیمیا داری دوائے پوست کُن ... دشمناں رازیں صناعت دوست کُن
تو کیمیا رکھتا ہے، کھال کا علاج کر لے ... اس ہنر سے، دشمنوں کو دوست بنا لے

چوں شُدی زیبا بداں زیبا رسی ... کہ رہاند رُوح را از بیکسی
جب تو حسین ہو جائے گا اس حسین تک پہنچ جائے گا ... جو روح کو بیکسی سے چھڑا دیتا ہے

پرورش[2] مر باغِ جانہا را نمش ... زندہ کردہ مُردۂ غم را دمش
جانوں کے باغ کی اس کی نمی سے پرورش ہے ... غم کے مارے ہوئے کو اس کے دم نے زندہ کر دیا ہے

نے ہمہ مُلکِ جہانِ دُوں دہد ... صد ہزاراں مُلکِ گونا گوں دہد
صرف یہی نہیں ہے کہ وہ کمتر جہان کا ملک عطا کرتا ہے ... بلکہ لاکھوں قسما قسم ملک عطا کرتا ہے

برسرِ مُلکِ جمالش داد حق ... مُلکتِ تعبیر بے درس و سبق
ان کے حسن کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ... تعبیر کی مملکت، بغیر درس اور سبق کے

مُلکتِ حُسنش سُوئے زنداں کشید ... مُلکتِ علمش سُوئے کیواں کشید
حسن کی مملکت نے ان کو قید خانہ کی جانب کھینچا ... علم کی مملکت ان کو زحل کی جانب لے گئی

شہ[3] غلامِ اُو شُد از علم و ہُنر ... مُلکِ علم از مُلکِ حُسن آسودہ تر
علم اور ہنر کی وجہ سے بادشاہ ان کا غلام بنا ... علم کی مملکت حسن کی مملکت سے زیادہ اچھی؟

رجوع بحکایت آں شخص وام کردہ، و آمدنِ او بامید عنایت آں محتسب سُوئے تبریز

قرض لئے ہوئے شخص کی حکایت کی طرف رجوع اور اس کا محتسب کی مہربانی کی امید پر تبریز کی جانب آنا

آں غریبِ ممتحن از بیمِ وام ... در رہ آمد سُوئے آں دارالسّلام
وہ مصیبت کا مارا پردیسی قرض کے ڈر سے ... اس دارالسلام کی جانب، راستہ میں آیا

شُد سُوئے تبریز و کوئے گلستاں ... خفتہ اُمیدش فرازِ گُل ستاں
تبریز اور گلستان کے کوچہ کی طرف چلا ... اس کی امید پھولوں کی سیج پر چت لیٹی تھی

---

[1] پس ہمارہ۔ اس طور پر تو معشوق حقیقی کا مشاہدہ کر سکے گا یہ تیری اختیاری بات ہے۔ راہ کن۔ انفس میں جو آیات الٰہیہ ہیں ان پر غور کر اور غیر اللہ کے خیال کو دور کر دے۔ کیمیا۔ معشوق حقیقی کی طرف دریچہ کھلنا ایسی کیمیا ہے کہ تو اس سے نفسانی رذائل دور کر سکتا ہے اور دشمنوں یعنی شیطان وغیرہ کو رام کر سکتا ہے۔ چوں شدی۔ جب تو کھال کا علاج کر کے حسین بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچ جائے گا کیونکہ وہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اور پھر وہ تیری روح کو بیکسی سے نجات دیدیگا۔

[2] پرورش۔ اس کی رحمت کی ادنیٰ بارش تیری روح کے باغ کو شاداب کر دے گی اور تیری مردگی دور کر دیگی۔ نے ہمہ۔ اس کی عطا صرف دنیا کی دولتیں نہیں ہیں وہ اس طرح کی صدہا سلطنتیں عطا کر دیتا ہے۔ برسر۔ حضرت یوسف کو اللہ تعالیٰ نے صرف حسن کی سلطنت ہی نہیں خواب کی تعبیر کی مملکت بھی عطا کی تھی۔ مملکت۔ ان کا حسن قید خانہ کا سبب بنا اور خواب کی تعبیر کا علم بلندی اور زحل پر لے گیا شاہ مصر نے ان کو مقرب بنایا۔

[3] شہ غلام۔ شاہ مصر ان کا فرمانبردار بن گیا معلوم ہوا کہ علم کی سلطنت زیادہ آرام دہ ہے۔ آں غریب۔ وہ پردیسی محتسب سے عطا حاصل کرنے کے لئے تبریز کی جانب روانہ ہوا۔ دارالسلام۔ یعنی تبریز۔ ستاں۔ چت لیٹنا۔

زد ۱ زد ازا لملک تبریزِ سنی — بر اُمیدش روشنی بر روشنی
چمکدار پائے تخت تبریز سے پڑی — اس کی امید پر روشنی پر روشنی

جانش خنداں شُد ازاں روضہ رجال — از نسیم یوسف و مصرِ وصال
اس باغ مرداں سے اس کی روح خوش ہو گئی — یوسف کی نسیم اور وصال کے مصر سے

گفت یَاحَادِیْ اَنِخْ لِیْ نَاقَتِیْ — جاءَ اِسْعَادِیْ و طَارَتْ فَاقَتِیْ
بولا اے حدی خواں میری اونٹنی بٹھا دے — میری کامیابی آ گئی اور میرا فاقہ اڑ گیا

اُبْرُکِیْ یَانَاقَتِیْ طَابَ الْاُمُوْر — اِنَّ تَبْرِیْزًا مُنَاجَاتُ الصُّدُوْر
اے میری اونٹنی بیٹھ جا، کام خوب ہو گئے — بیشک تبریز سینوں کی گفتگو کی جگہ ہے

اِسْرِحِیْ یَا نَاقَتِیْ حَوْلَ الرِّیَاض — اِنَّ تَبْرِیْزًا لَّنَا نِعْمَ الْمَفَاض
اے میری اونٹنی باغوں کے گرد چرتی رہ — بیشک تبریز ہمارے لئے بہترین فیض کی جگہ ہے

سارباناؔ ۲ بار بکشا ز اشتراں — شہرِ تبریزست و کُوئے دلستاں
اے ساربان! اونٹوں سے سامان کھول دے — شہر تبریز ہے اور محبوب کا کوچہ ہے

فرِ فردوسی ست ایں فالیز را — شعشعۂ عرشی ست ایں تبریز را
اس چمن کے لئے جنت کی سی شان ہے — اس تبریز کے لئے عرشی نور ہے

ہر زمانے موجِ رُوح انگیز جاں — از فرازِ عرش بر تبریاں
ہر وقت جان کی روح انگیز موج ہے — تبریز والوں پر عرش کے اوپر سے

چوں وثاقِ محتسب جست آں غریب — خلق گفتندش کہ بگذشت آں حبیب
جب اس پردیسی نے محتسب کا مکان ڈھونڈا — لوگوں نے کہا وہ محبوب گزر گیا

اُو پریر از دارِ دنیا نقل کرد — مردوزن از واقعہ اُو رُوی زرد
وہ پرسوں دار دنیا سے انتقال کر گیا — مردوزن اس کے حادثہ سے زرد رو ہیں

رفت آں طاؤسِ عرشی سُوی عرش — چوں رسید از ہاتفانش بُوی عرش
وہ عرشی مور عرش کی جانب چلا گیا — جبکہ اس کے پاس ہاتفوں سے عرش کی خوشبو پہنچی

سایہ ۳ اش گرچہ پناہِ خلق بُود — در نورد آفتابش زود زود
اس کا سایہ اگرچہ لوگوں کی پناہ تھا — اس کو سورج نے جلد جلد لپیٹ دیا

راند اُو کشتی ازیں ساحل پریر — گشتہ بُود آں خواجہ زیں غمخانہ سیر
اس نے پرسوں اس ساحل سے کشتی روانہ کر دی — وہ خواجہ اس غمکدے سے سیر ہو گیا تھا

۱ زد۔ تبریز سے اس کی بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔ سنی۔ روشن۔ روضہ۔ یعنی تبریز۔ رجال۔ یعنی عطا کے طلب گار۔ یوسف۔ یعنی محتسب۔ مصر۔ مصرِ وصال۔ مصر میں حضرت یعقوب کا حضرت یوسف کے وصل ہوا تھا یہاں تبریز مراد ہے۔ حادی۔ اونٹ کو تیز چلانے کے لئے حدی کے اشعار پڑھنے والا۔ مُناجاتُ الصُّدُور۔ یہی وہ جگہ ہے جس کے بارے میں میں دل دل میں باتیں کیا کرتا تھا۔

۲ ساربان۔ اونٹ والا۔ فالیز۔ کھیت۔ شعشعہ۔ چمک۔ وثاق۔ گھر۔ بگذشت۔ یعنی دنیا سے گذر گیا۔ آں حبیب۔ محتسب۔ پریر۔ پرسوں طاؤس عرشی یعنی محتسب۔

۳ سایہ اش۔ محتسب کی ذات سے مخلوق کو راحت تھی۔ آفتاب۔ یعنی موت۔ مسیر اب محتسب دنیا کی زندگی سے اکتا گیا تھا۔

نعرۂ ۱ زد مردو بیہوش اُوفتاد — گوئیا اُو نیز درپے جاں بداد

اس شخص نے نعرہ اور بیہوش ہو کر گر پڑا — گویا اس نے بھی اس کے پیچھے جان دیدی

پس گلاب و آب بر رُویش زدند — ہمرہاں بر حالتش گریاں شُدند

لوگوں نے اس کے منہ پر گلاب اور پانی چھڑکا — ساتھی اس کی حالت پر رونے لگے

تا بشب بیخویش بُود و بعدازاں — نیم مُردہ بازگشت از غیب جاں

وہ رات تک بے ہوش تھا اور اس کے بعد — جان، غیب سے نیم مردہ واپس ہوئی

باخبر شُدنِ آں غریب از وفاتِ آں محتسب و استغفارِ اُو از اعتماد بر مخلوق و تعویل بر عطائے مخلوق و یادِ نعمت ہائِ حق سبحانہ و تعالیٰ کردن و انابت بحق از جرم خود ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ

اس پردیسی کا محتسب کی وفات سے باخبر ہونا اور اس کا مخلوق پر بھروسہ کرنے اور مخلوق کی عطا پر اعتماد کرنے سے استغفار پڑھنا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا اور اپنے قصور سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ، "پھر وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کا مثل قرار دیتے ہیں"

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰى اَجَلًا

وہ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک مدت مقرر کی

چوں ۲ بہوش آمد بگفت اے کردگار — مجرمم بُودم بخلق اُمیدوار

جب وہ ہوش میں آیا بولا ، اے خدا! — میں قصور وار تھا کہ مخلوق سے امیدوار ہوں

گرچہ خواجہ بس سخاوت کرد و جُود — ہیچ آں کفوِ عطایِ تو نبود

اگرچہ خواجہ نے بہت جود و سخا کی — کچھ بھی وہ تیری عطا کا ہمسر نہ تھا

اُو کُلہ بخشید و تو سر پُر خرد — اُو قبا بخشید و تو بالا و قد

اس نے ٹوپی دی اور تو نے عقل بھرا سر — اس نے قبا بخشی اور تو نے قدو قامت

اُو ۳ زرم داد و تُو دست زر شمار — اُو ستورم داد تو عقلِ سوار

اس نے مجھے سونا دیا تو سونا گننے والا ہاتھ — اس نے مجھے سواری دی، تو نے سوار ہونے والی عقل

خواجہ شمعم داد و تو چشمِ قریر — خواجہ نقلم داد و تُو طعمہ پذیر

خواجہ نے مجھے شمع دی اور تو نے ٹھنڈی آنکھ — خواجہ نے مجھے چبینا دیا اور تو نے کھانے کو قبول کرنے والا

---

۱ نعرہ۔ محتسب کی موت کی خبر سے یہ مسافر نعرہ مار کر بے ہوش ہو کر گر گیا۔ باخبر۔ جب اس مسافر کو ہوش آیا تو یہ بھی ہوش آیا کہ غیر اللہ پر بھروسہ کرنا غلطی تھی اور وہ اپنی غلطی پر نادم ہو کر اللہ کی طرف راجع ہوا۔

۲ چوں بہوش۔ جب اس کو ہوش آیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ گرچہ۔ اس نے خدا سے عرض کیا کہ بیشک محتسب بہت سخی تھا لیکن تیری سخاوت کا ہمسر نہ تھا۔ او۔ محتسب نے ٹوپی دی تو نے سر عنایت کیا اس نے قبا دی تو نے وہ قد و قامت عطا کیا جس سے میں اس قبا سے فائدہ اٹھاسکا۔

۳ او۔ محتسب سونا عطا کیا تو نے وہ ہاتھ عطا فرمایا جس سے میں نے اس کو شمار کیا اس نے سواری دی تو نے عقل دی جس کی وجہ سے میں اس پر سوار ہو سکا۔ خواجہ۔ محتسب نے مجھے شمع دی تو نے وہ آنکھ دی جس کے ذریعہ شمع میرے لئے کارآمد ہوئی۔ قریر۔ ٹھنڈی۔ نقل۔ کھانے کی چیز۔ طعمہ۔ پذیر۔ یعنی معدہ۔

اُو ا ؎ وظیفہ داد تو عمر و حیات
وعدہ اش زر وعدۂ تو طیّبات
اس نے تنخواہ دی، تو نے عمر اور زندگی
اس کا وعدہ سونا تھا تیرا وعدہ پاک چیزیں

اُو وُثاقم داد و تو چرخ و زمیں
در وُثاقت اُو و صد چوں اُو مکیں
اس نے مجھے گھر دیا اور تو نے آسمان و زمین
تیرے گھر میں وہ اور اس جیسے سینکڑوں قریہ ہیں

آنچہ اُو داد اے ملک ہم از تو داد
کہ دل و دستِ وُرا کردی تو راد
اے شاہا! جو اس نے دیا وہ بھی تیری طرف سے دیا
کیونکہ اسکے ہاتھ اور دل کو تو نے سخی بنایا

زر ازانِ تست اُو زر نافرید
نان ازآنِ تست ناں ازتش رسید
سونا تیری ملکیت ہے، اس نے سونا پیدا نہیں کیا
روٹی تیری ملکیت ہے، روٹی تجھ سے اسے پہنچی

آں سخا و رحم ہم تو دادیش
کز سخاوت می فزودے شادیش
وہ سخاوت اور رحم بھی تو نے ہی اس کو دیا
کیونکہ سخاوت سے اس کی خوشی میں اضافہ ہوتا ہے

مَن مر اُورا قبلۂ خود ساختم
قبلہ سازِ اصل را انداختم
میں نے اسی کو اپنا قبلہ بنایا
اصل قبلہ ساز کو نظر انداز کیا

ما ؎۲ کجا بودیم کاں دیّانِ دیں
عقل می کارید اندر ماء و طیں
ہم کہاں تھے کہ وہ حکم کا حاکم
عقل کو پانی اور مٹی میں بو رہا تھا

چوں ہمی کرد از عدم گردوں پدید
ویں بساطِ خاک را می گسترید
جبکہ وہ آسمان کو عدم سے پیدا کر رہا تھا
اس خاک کے بستر کو بچھا رہا تھا

ز اختراں می ساخت اُو مصباحہا
وز طبائع قفل بامفتاحہا
وہ ستاروں سے چراغ بنا رہا تھا
اور طبیعتوں سے قفل مع کنجیوں کے

اے بسا بنیاد ہا پنہاں و فاش
مضمر ایں سقف کرد و ایں فراش
اے مخاطب بہت سی چھپی اور کھلی بنیادیں
اس چھت اور اس بستر میں رکھ دی ہیں

آدم اصطرلابِ اوصافِ علوست
وصفِ آدم مظہرِ آیاتِ اوست
آدم بالائی اوصاف کا اصطراب ہیں
آدم کا وصف اس کی آیات کا مظہر ہے

ہرچہ ؎۳ دروے می نماید عکسِ اوست
ہمچو عکسِ ماہ کاندر آبِ جوست
جو اس میں نظر آتا ہے اس کا عکس ہے
جس طرح نہر کے پانی میں چاند کا عکس ہے

بر صُطرِ لابش نقوشِ عنکبوت
بہرِ اوصافِ ازل دارد ثبوت
اس کے اصطراب پر مکڑی کے نقوش ہیں
جو ازلی اوصاف کا ثبوت رکھتے ہیں

؎۱ اُو وظیفہ۔ اس نے تنخواہ دی تو نے زندگی دی جس کے بغیر وہ تنخواہ بیکار ہوتی۔ مکین۔ قریہ۔ تو راد۔ آنچہ او۔ پھر جو اس نے دیا اس میں بھی تیرا کرم شامل ہے کیونکہ تو نے ہی اس کو سخی بنایا ہے۔ زر۔ وہ جو کچھ دیتا تھا اس کا نہ تھا تیرا تھا۔ آں سخا۔ اس میں سخاوت کا مادہ تو نے پیدا کیا تھا اس کا سخاوت کر کے خوشی محسوس ہوتی تھی۔ من مر اورا۔ یہ میری خطا تھی کہ میں نے محتسب کو قبلہ امید بنایا اور جو اس قبلہ کو بنانے والا ہے اس کو بھلا دیا۔

؎۲ ما کجا بودیم۔ اب اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا ذکر کیا ہے جو اس کے ساتھ مخصوص ہیں یعنی اللہ کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں عقل عنایت کی۔ بساطِ خاک۔ زمین۔ مصباح۔ چراغ۔ قفل۔ یعنی مشبہات۔ مفتاحہا۔ یعنی اسباب بنیادہا مصنوعات آدم اب ان نعمتوں کا ذکر ہے جو خود انسان کے اندر مضمر ہیں۔ اصطرلاب۔ وہ آلہ ہے جس کے ذریعہ سورج کے فاصلوں وغیرہ کا اندازہ کیا جاتا ہے پہلے مصرع میں انسان کو اسماء الٰہی کا مظہر قرار دیا ہے دوسرے مصرع میں اس کو حقائق کونیہ کا جامع قرار دیا ہے۔

؎۳ ہرچہ۔ چونکہ انسان اسرار الٰہیہ اور حقائق کا مظہر ہے تو اس میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ خدا کا عکس ہے جس طرح چاند کا عکس دریا کے پانی میں نظر آتا ہے۔ عنکبوت۔ مکڑی اصطرلاب کا پہلا پرت مکڑی کے جالے کی طرح سوراخ دار ہوتا ہے یعنی صفات انسانی اللہ کے صفات کا ثبوت ہیں۔

تازِ اچرخِ غیب وز خورشیدِ رُوح — عنکبوتش درس گوید از شرُوح

تاکہ غیب کے آسمان اور روح کے سورج کا — اس کی مکڑی مع شرحوں کے سبق پڑھائے

عنکبوت وایں صُطرلابِ رشاد — بے منجّم در کفِ عام اُوفتاد

مکڑی اور یہ رہنمائی کا اصطرلاب — نجومی کے بغیر، عوام کے ہاتھ آ گیا

انبیا را داد حق تنجیم ایں — غیب را چشمے باید غیب بیں

اللہ تعالیٰ نے اس کی منجّمی کا حق انبیاء کو دیا ہے — غیب کے لئے غیب کو دیکھنے والی آنکھ چاہیے

درچہ ۲ دنیا فتادند ایں قروں — عکسِ خود را دید ہر یک چہ دروں

یہ اہلِ زمانہ دنیا کے کنویں میں گر پڑے ہیں — ہر ایک نے کنویں میں اپنا عکس دیکھ لیا ہے

عکس دَرچہ دید و از بیروں ندید — ہمچو شیرِ گول کاندرچہ دوید

عکس کو کنویں میں دیکھا اور باہر سے نہ دیکھا — اس احمق شیر کی طرح جو کنویں میں دوڑ گیا

از بُروں داں ہرچہ دَرچاہت نمُود — ورنہ آں شیری کہ درچہ شُد فرُود

جو کچھ تجھے کنویں میں نظر آیا اس کو باہر سے سمجھ — ورنہ تو وہی شیر ہے جو کنویں میں اترا

بُرد خرگوشیش از رہ کاے فلاں — در تگِ چاہست آں شیرِ ژیاں

اس کو خرگوش نے راستہ سے ہٹایا کہ اے فلاں! — وہ غضبناک شیر کنویں کی تہہ میں ہے

در رَو اندر چاہ وکیں ازوَے بکش — چوں ازو غالب تری سُر بر کنش

کنویں میں جا اور اس سے کینہ نکال — جبکہ تو اس سے زیادہ غالب ہے اس کا سر اکھاڑ دے

آں مقلد سخرۂ خرگوش شُد — از خیالِ خویشتن پُرجوش شُد

وہ مقلد، خرگوش کا تابع بن گیا — اپنے خیال سے جوش میں آ گیا

اُو ۳ نگفت ایں نقشِ اُو دآب نیست — ایں بجز تقلیبِ آں قلاب نیست

اس نے یہ نہ کہا کہ عکس ہے اور وہ پانی میں نہیں ہے — یہ اس پلٹ دینے والے کی پٹی کے سوا کچھ نہیں ہے

تو ہم از دشمن چو کینے می کشی — اے زبونِ شش غلط در ہر ششی

تو بھی جب دشمن سے کینہ نکال رہا ہے — اے چھ جہات کے تابع تو چھ جہات میں غلط ہے

آں عداوت اندرو عکسِ حق ست — کز صفاتِ قہر آنجا مشتق ست

اس میں وہ عداوت اللہ تعالیٰ کا عکس ہے — کیونکہ وہاں کے قہر کی صفات سے بنی ہے

---

۱ تاز چرخش۔ جس طرح اصطرلاب کے عنکوت سے آسمانوں اور سورج کے احوال معلوم کیے جاتے ہیں اسی طرح انسانی صفات اللہ تعالیٰ کی صفات کی تشریح کرتی ہیں۔ رشاد۔ نجومیوں کے اصطرلاب سے تو نجومی ہی احوال معلوم کر سکتے ہیں لیکن انسان کے صفات کے ذریعہ عوام بھی صفات خداوندی کا علم حاصل کر سکتے ہیں۔ انبیاء۔ عوام انبیاء کی تعلیم کے واسطے سے خود یہ علوم حاصل کر سکتے ہیں۔

۲ درچہ۔ اب انسان دوسرے انسان میں جو کچھ سمجھتا ہے اس کو اصل سمجھتا ہے حالانکہ وہ عکس ہے تو انسان کی مثال اس شیر کی سی ہے جو کنویں میں عکس پر حملہ آور ہوا تھا۔ از بروں۔ اگر تو انسان کے فعل کو اصل سمجھے گا تو وہی احمق شیر بنے گا جو عکس پر حملہ آور ہوا تھا۔ برد۔ اس احمق شیر کو خرگوش نے گمراہ کیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ کنویں میں غضبناک شیر ہے۔ درو۔ کنویں کے اندر جا کر اس سے بدلہ لے اور اس کا سر اکھاڑ دے۔ آں مقلد۔ وہ بیوقوف شیر اس کے بہکاوے میں آ گیا۔

۳ او نگفت۔ اس نے یہ نہ کہا کہ یہ تو میرا نقش ہے وہ شیر جو خرگوش بتا رہا ہے پانی میں نہیں ہے۔ ایں۔ یہ تصرف بھی خدائی ہے کہ وہ حقیقت کو نہ سمجھ سکا۔ تو ہم۔ تو بھی دشمن سے دشمنی کرنے میں حقیقت تک نہیں پہنچتا ہے۔ اے زبون شش۔ تو شش جہات کا تابع ہے۔ غلط در ہر ششی۔ اور ہر جہت میں غلطی پر ہے۔ آں عداوت۔ دشمن میں جو جذبہ عداوت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت قہر کا عکس ہے کیونکہ وہ اسی صفت قہر سے پیدا ہوئی ہے۔

واں اگنہ ۱ درو ے زعکسِ جُرمِ تُست　　بایدآں خُو راز طبعِ خویش شُست
اور اس میں وہ گناہ تیرے جرم کا عکس ہے　　اس عادت کو اپنے مزاج میں سے دھونا چاہیے

خُلقِ زشتت اندر و رُویت نمُود　　کہ ترا اُو صفحہ آئینہ بُود
تیرا بڑا اخلاق تجھے اس میں نظر آیا　　کیونکہ وہ تیرے لئے آئینہ کی سطح ہو گیا

چونکہ قبحِ خویش دیدی اے حسن　　اندر آئینہ بر آئینہ مزن
اے بھلے! جبکہ تو نے اپنی برائی دیکھی ہے　　آئینہ میں، آئینہ کو نہ مار

می ۲ زند برآب استارہ سنی　　خاک تو بر عکسِ اختر میزنی
روشن ستارہ پانی پر پڑ رہا ہے　　تو ستارے کے عکس پر ڈالا مار رہا ہے

کایں ستارہ نحس درآب آمدست　　تا کُند اُو سعدِ مارا زیردست
کہ یہ نحس ستارہ پانی میں آ گیا ہے　　تاکہ وہ ہمارے ستارے کو مغلوب کر لے

خاکِ استیلا بریزی برسرش　　چونکہ پنداری ز شبہہ اخترش
غلبہ کی خاک تو اس کے سر پر ڈال رہا ہے　　چونکہ تو اس کو شبہ میں ستارہ سمجھتا ہے

عکس پنہاں گشت واندر غیب راند　　تو گماں بُردی کہ آں اختر نماند
عکس چھپ گیا اور غائب ہو گیا　　تو نے یہ خیال کیا کہ وہ ستارہ نہ رہا

آں ۳ ستارہ نحس ہست اندر سما　　ہم بداں سُو بایدش کردن دوا
وہ نحس ستارہ آسمان میں ہے　　اسی طرف اس کی تدبیر کرنی چاہیے

بلکہ باید دل سُوی بیسُوئے بست　　نحسِ ایں سُو عکسِ نحسِ بیسُوست
بلکہ دل کو بے جہت کی جانب لگانا چاہیے　　اس طرف کی نحوست بے جہت کے سوء القضا کا عکس ہے

داد داد حق شناس و بخشش　　عکسِ آں داد است اندر پنج و شش
بخشش کو اللہ تعالیٰ کی بخشش اور عطا سمجھ　　اسی عطا کا عکس پانچ حواس اور چھ جہات میں ہے

گر بُود ادا حساں افزوں زریگ　　تو بمیری واں بماند مُردریگ
اگر کمینوں کی عطا ریت سے بھی زیادہ ہو　　تو مر جائے گا اور وہ میراث ترکہ رہ جائے گی

عکس آخر چند پاید در نظر　　اصل بینی پیشہ کن اے کو نگر
آخر عکس کب تک نظر میں ٹھہرے گا　　اے کج نظر! اصل کو دیکھنے کا پیشہ بنا

حق چو بخشش کرد براہلِ نیاز　　با عطا بخشید شاں عُمرِ دراز
اللہ تعالیٰ نے جب نیاز مندوں پر بخشش کی　　عطا کے ساتھ ان کو دراز عمر بخش دی

---

۱ واں گنہ۔ دشمن جو گناہ کر رہا ہے وہ تیرے کسی جرم کا عکس ہے تو اپنی اس جرم والی عادت کو اپنے اندر سے دھو دے۔ خلقِ زشتت۔ تیری بری عادت کا دشمن میں عکس ہے۔ چونکہ۔ جب تو نے اس کو اپنی برائی کا عکس سمجھ لیا تو اب دشمن کو جو بمنزلہ آئینہ کے ہے نہ مار۔

۲ می زند۔ تیری مثال یہ ہے کہ کوئی پانی میں ستارے کا عکس دیکھے اور اس پر خاک ڈالے کایں۔ اور یہ کہے کہ یہ ستارہ منحوس ہے اور میرے سعد ستارے کو دبانے آیا ہے۔ خاک۔ تو اس عکس کو منحوس ستارہ خیال کر کے اس پر مٹی ڈال رہا ہے۔ عکس رہ۔ تھوڑی دیر میں عکس غائب ہو گیا تو تو سمجھ کہ ستارہ غائب ہو گیا۔

۳ آں ستارہ۔ جس کو تو اپنے خیال سے منحوس سمجھ رہا ہے وہ ستارہ تو آسمان پر ہے اگر کوئی تدبیر بھی کرنی تھی تو آسمان کی طرف کرنی تھی بلکہ اگر ستارہ کی نحوست سے بچنا تھا تو خدا سے التجا کرنی چاہیے تھی۔ داد۔ جس طرح اشیاء کی نحوست من جانب اللہ ہے اسی طرح عطا بھی دراصل من جانب اللہ ہے۔ پنج۔ یعنی وہ عطا میں اور نعمتیں جو پانچ حواس اور چھ جہت میں ہیں۔ گر بود۔ انسانوں کی عطا مفید نہیں ہے عارضی ہے۔ عکس۔ عکسوں کو دیکھنا چھوڑ دے اصل پر نظر رکھ۔ حق۔ اللہ تعالیٰ جس کو اعمالِ صالحہ کی نعمت بخشتا ہے اس کو جنت کی عمر دراز دیتا ہے تاکہ وہ اس سے پورے طور پر نفع اٹھا سکے۔

خالدیں شُد نعمت و مُنعَم علَیہ — مُحیی ۱ الموتیست فاجْتارُ وا الَیہ
نعمت اور جس پر نعمت ہوئی ہمیشہ رہنے والے بن گئے — وہ مردے کو زندہ کرنے والا ہے اس سے التجا کرو

دادِ حق باتو در آمیزد چو جاں — آنچنانکہ آں تو باشی و تو آں
اللہ تعالیٰ کی عطا تجھ سے جان کی طرح گھل مل جاتی ہے — اس طرح کہ وہ تو اور تو وہ ہو جاتا ہے

گر نماند اشتہائے نان و آب — بدہدت بے ایں دو قوتِ مُستطات
اگر پانی اور روٹی کی خواہش نہ رہے — وہ تجھے ان دونوں کے بغیر پاکیزہ غذا دیتا ہے

فربہی ۲ گر رفت حق در لاغری — فربہی پنہانت بخشد آں سَری
اگر فربہی جاتی رہی اللہ تعالیٰ لاغری میں — اس جانب کی باطن فربہی عطا کر دیتا ہے

چوں پَری را قُوت از بُوی دہد — ہر ملک را قُوتِ جاں اُو می دہد
جس طرح جن کو بو سے روزی دے دیتا ہے — ہر فرشتہ کو جان کی غذا وہ دیتا ہے

جاں چہ باشد کہ تو سازی زو سَند — حق بعشقِ خویش زندت می کُند
جان کیا ہوتی ہے کہ اس کا سہارا ڈھونڈتا ہے؟ — اللہ تعالیٰ اپنے عشق سے تجھے زندہ کر دیتا ہے

زُو حیاتِ عشق خواہ و جاں مخواہ — تو ازو آں رزق خواہ و ناں مخواہ
اس سے عشق کی زندگی چاہ اور جان نہ چاہ — تو اس سے وہ رزق چاہ اور روٹی نہ چاہ

خَلق ۳ را چوں آب داں صاف و زُلال — اندراں تاباں صِفاتِ ذوالجلال
مخلوق کو پانی کی طرح صاف اور تیز سمجھ — اس کے اندر اللہ ذوالجلال کی صفتیں روشن ہیں

عِلم شان و عدلِ شان و لُطف شاں — چوں ستارہ چرخ در آب رواں
ان کا علم اور ان کا عدل اور ان کی محبت — رواں پانی میں آسمان کے ستارے کی طرح ہیں

پادشاہی زیبد آں خلّاق را — پادشاہاں جملگی عاجز وُرا
بادشاہی، اسی خلاق کو زیب دیتی ہے — سب بادشاہ اس کے سامنے عاجز ہیں

پادشاہاں مظہرِ شاہیِ حق — فاضلاں مرآتِ آگاہیِ حق
بادشاہ اللہ کی شاہی کے مظہر ہیں — عالم فاضل لوگ اللہ کے علم کا آئینہ ہیں

قرنہا بگذشت و ایں قرنِ نویست — ماہ آں ماہ است آب آں آب نیست
زمانے گذر گئے اور یہ نیا زمانہ ہے — چاند وہی چاند ہے، پانی وہ پانی نہیں ہے

عدل آں عدل ست فضل آں فضل ہم — لیک مُستبدَل شُد آں قرن و اُمم
عدل وہی عدل ہے، فضل وہی فضل ہے — لیکن وہ زمانہ اور لوگ بدل گئے

۱ مُحیی۔ اللہ کی شان مُردوں کو زندہ کرنا ہے تو وہ زندگی بخشتا بھی ہے اس کی طرف پناہ پکڑنی چاہیے۔ داد حق۔ خدا جب عطا کرتا ہے تو وہ عطا جان کا جزو بن جاتی ہے۔ گر نماند۔ اس کی عطا کا یہ حال ہے کہ اگر کثرت ذکر و شغل سے روٹی پانی کی طرف رغبت نہ رہے تو وہ روحانی غذا عطا فرما دیتا ہے۔

۲ فربہی۔ اگر جسمانی فربہی نہیں رہتی تو وہ روحانی فربہی عطا فرما دیتا ہے۔ چوں پری۔ روحانی روزی پر تعجب نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ جنوں کا پیٹ خوشبو سے بھر دیتا ہے۔ ہر ملک۔ فرشتوں کو عبادت سے غذا حاصل ہو جاتی ہے۔ جاں۔ حیات کا مدار صرف جان پر نہیں ہے اللہ تعالیٰ عشق کو وجہ حیات عطا فرما دیتا ہے۔ زو۔ اللہ تعالیٰ سے اس زندگی کی درخواست کر جس کا مدار عشق پر ہے۔

۳ خلق۔ اب پھر مخلوق کے مظہر ہونے کا بیان ہے۔ علم۔ انسانوں کی جملہ صفات اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہیں۔ پادشاہی۔ اصل بادشاہی بھی اللہ تعالیٰ کی ہے یہ بادشاہ اس کا مظہر ہیں۔ فاضلاں۔ جو علم و فضل والے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کا آئینہ ہیں۔ قرنہا۔ یہ مظاہر بدلتے رہتے ہیں اور ظاہر وہی ہے۔ عدل۔ عدل صفت خداوندی ہے اور عدل ابدی ہے مظاہر بدلتے رہتے ہیں۔

قرنہا بر قرنہا رفت اے ہمام — ایں معانی برقرار و بر دوام
اے سردار! قرنوں پر قرن گذر گئے — معانی برقرار اور دوام پر ہیں

آب مبدل شد دریں جو چند بار — عکس ماہ و عکس اختر برقرار
اس نہر میں پانی چند بار تبدیل ہوا — چاند کا عکس اور ستارے کا عکس برقرار ہے

پس بنااش نیست برآب رواں — بلکہ بر اقطار عرض آسماں
کیونکہ اس کی بنیاد رواں پانی پر نہیں ہے — بلکہ آسمان کے عرض کے اطراف پر ہے

ایں صفتہا چوں نجوم معنویست — دانکہ بر چرخ معانی مستویست
یہ صفتیں، معنوی ستاروں کی طرح ہیں — جان لے، معانی کے آسمان پر قائم ہیں

خوبرو[2]یاں آئینہ خوبی او — عشق ایشاں عکس مطلوبی او
حسین اس کے حسن کا آئینہ ہیں — اس کا عشق اس کی معشوقیت کا عکس ہے

ہم باصل خود رود ایں خد وخال — دائما درآب کے ماند خیال
یہ خدوخال اپنی اصل کی طرف چلے جاتے ہیں — عکس پانی میں ہمیشہ کب رہتا ہے؟

جملہ تصویرات عکس آب جوست — چوں بمالی چشم خودخود جملہ اوست
سب صورتیں، نہر کے پانی کا عکس ہیں — جب تو اپنی آنکھ مل لے گا تو سب خود وہی ہے

باز عقلش گفت بگذار ایں حول — خل دوشاب ست ودوشاب ست خل
پھر اس کی عقل نے کہا اس بھینگے پن کو چھوڑ — سرکہ شیرہ ہے اور شیرہ سرکہ ہے

خواجہ[3] را چوں غیر گفتی از قصور — شرم دار اے احول از شاہ غیور
اگر کوتاہی سے تو نے خواجہ کو غیر کہا ہے — اے بھینگے! غیرت مند شاہ سے شرم کر

خواجہ را گو در گزشت ست از اثیر — جنس ایں موشان تاریکی مگیر
خواجہ کو جو کرہ ناری سے گزر گیا — اندھیری کے ان چوہوں کی جنس نہ سمجھ

خواجہ راجاں بیں مبیں جسم گراں — مغز بیں اورا مبینش استخواں
خواجہ کو جان سمجھ، بھاری جسم نہ سمجھ — گودا سمجھ، اس کو ہڈی نہ سمجھ

خواجہ را از چشم ابلیس لعیں — منگر و نسبت مکن اورا بطیں
خواجہ کو ملعون شیطان کی نظر سے — نہ دیکھ، اور اس کی نسبت مٹی کی جانب نہ کر

ہمرہ خورشید را شپرہ مخواں — آنکہ او مسجود شد ساجد مداں
سورج کے ساتھی کو چمگاڈر نہ کہہ — جو مسجود ہو گیا اس کو سجدہ کرنے والا نہ جان

---

1 قرنہا۔ صفات قدیم اپنی جگہ پر ہیں اور ماء مبدل رہا ہے۔ آب۔ مظاہر بدل رہے ہیں اور ظاہر قائم ہے۔ پس۔ اس ستارے کی بنیاد پانی پر نہیں ہے آسمان پر ہے۔ ایں صفتہا۔ صفات کا تعلق بھی ذات باری سے ہے۔ چرخ معانی۔ ذات باری تعالیٰ

2 خوبرویاں۔ حسین اس کے حسن کا آئینہ ہیں اور انسانوں میں عشق اس کے عشق کا عکس ہے۔ ہم۔ حسینوں کا حسن ڈھل جاتا ہے اور اصل کی طرف حسن واپس ہو جاتا ہے۔ چوں بمالی۔ جب صحیح نظر پیدا کر لو گے تو معلوم ہوگا کہ "ہمہ اوست"۔ باز عقلش۔ پہلے اس غریب الوطن نے خواجہ مرحوم اور حضرت حق کو مغائر سمجھا تھا پھر اس کی عقل نے اس کو کہا یہ بھینگا پن چھوڑ اور خواجہ اور حق تعالیٰ کی مثال شیر اور سرکہ کی سمجھ دونوں میں اتحاد ہے۔

3 خواجہ۔ خواجہ کو غیر کہنا بھینگا پن ہے جس سے ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ خواجہ۔ خواجہ اب ملا اعلیٰ میں پہنچ گیا وہ دنیا کا چوہا نہ تھا۔ جسم گراں۔ خواجہ کا جسم نہ تھا بلکہ پاک روح تھی۔ منگر۔ شیطان نے صرف حضرت آدم کی مٹی کو دیکھا تو ایسا نہ کر خواجہ کے اوصاف پر نظر رکھ۔ ہمرہ خورشید۔ خواجہ کو ذات الٰہی سے قربت حاصل تھی۔ مسجود۔ جس حیثیت سے حضرت آدم مسجود ملائکہ تھے ساجد نہ تھے

عکسہا[1] را ماند و ایں عکس نیست　　در مثالِ عکس حق بنمود نیست
عکسوں کے مشابہ ہے اور یہ عکس نہیں ہے　　عکس جیسے میں اللہ تعالیٰ تجلی میں ہے

آفتابے دید و اُو جامد نماند　　روغنِ گُل روغنِ کُنجد نماز
اس نے سورج دیکھا اور جامد نہ رہا　　پھول والا تیل، تل کا تیل نہ رہا

چوں مُبدّل گشتہ اند ابدالِ حق　　نیستند از خلق برگرداں ورق
اللہ کے ابدال جبکہ تبدیل ہو گئے ہیں　　وہ مخلوق میں سے نہیں ہیں ورق پلٹ دے

قبلۂ[2] وحدانیت دو چوں بُود　　خاک مسجودِ ملائک چوں شود
توحید کے قبلے دو کیسے ہو سکتے ہیں؟　　مٹی ملائک کی مسجود کیسے ہو سکتی ہے؟

چوں دریں جُو دید عکسِ سیب مرد　　دامنش را دید آں پُر سیب کرد
جب کسی شخص نے ایک نہر میں سیب کا عکس دیکھا　　اس کے دیکھنے نے اس کے دامن کو سیب سے بھر دیا

آنچہ در جُو دید کے باشد خیال　　چونکہ شد از دیدنش پُر صد جوال
جو کچھ اس نے نہر میں دیکھا خیال کب ہو سکتا ہے؟　　جبکہ اس کے دیکھنے سے سیکڑوں بورے بھر گئے

تن مبیں و جاں مکن کاں بُکمٌ و صُمٌ　　کَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ
جسم نہ دیکھ اور جان کو تباہ نہ کر کیونکہ ان گونگوں اور بہروں نے　　حق کو جھٹلایا، جب وہ ان کے پاس آیا

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ احمدؐ بُدست　　دیدنِ اُو دیدنِ خالق شُدست
تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا احمد ہوئے　　ان کا دیکھنا خدا کا دیکھنا بنا ہے

حق مر اُو را برگزید از انس و جاں　　رحمۃٌ للعالمینش خواند ازاں
اللہ تعالیٰ نے ان کو انسانوں اور جنوں میں سے چن لیا　　اسی لئے ان کو سب جہانوں کی رحمت فرمایا ہے

خدمتِ اُو خدمتِ حق کردن ست　　روز[3] دیدن دیدنِ آں روزن ست
ان کی خدمت کرنا اللہ تعالیٰ کی خدمت کرنا ہے　　دن کا دیکھنا، اس دریچہ کا دیکھنا ہے

خاصہ ایں روزن درخشاں از خود ست　　بے وَدیعت آفتاب و فرقد ست
خصوصاً یہ دریچہ جو خود روشن ہے　　سورج اور فرقد کے ذریعہ کے بغیر

ہم ازاں خورشید زد بر روزنے　　لیک از راہ و سُوئے معہود نے
اسی سورج سے دریچہ پر روشنی پڑی ہے　　لیکن متعارف راستہ اور جہت سے نہیں

فیض یافتہ نہ تھے بلکہ دیگر انبیاء اور اولیاء نے آپ سے فیض اور نور حاصل کیا۔ آفتاب۔ یعنی انبیاء۔ فرقد۔ فرقدین دو ستارے ہیں قطب شمالی کے قریب طلوع کرتے ہیں اور شام سے صبح تک نمودار رہتے ہیں۔ ہم ازاں۔ آنحضور پر اللہ کا نور ایک بے کیف خاص راستے سے پڑا تھا۔

[1] عکسہا۔ وہ خواجہ بظاہر بشر تھا لیکن اس میں تجلی حق نمایاں تھی۔ آفتابے۔ مشاہدہ حق کی وجہ سے اس کی جمادیت اور جسمیت ختم ہو گئی تھی۔ روغن۔ تل کا تیل جب پھولوں میں بسا دیا جاتا ہے تو پھر اس کو تل کا تیل نہیں کہا جاتا ہے۔ ابدال۔ اہل اللہ کی ایک جماعت ہے جب ان کے اوصاف بشری اوصاف خداوندی سے بدل گئے تو اب ان کو عام مخلوق میں شمار نہیں کیا جاتا ہے۔ برگرداں۔ اب اس موضوع کو ختم کر دے۔

[2] قبلہ۔ توحیدی نظر والے کے دو قبلے نہیں ہو سکتے ملائک کی مسجود آدم کی مٹی نہیں ہو سکتی۔ چوں۔ بعض عکس محض عکسوں کے مشابہ ہیں اور حقیقت میں عکس نہیں ہیں بلکہ اصل میں ان کو اس طرح سمجھو کہ نہر میں سیب کے درخت کا عکس دیکھا ہو اور اس کے سیبوں سے دامن بھرا ہو تو وہ بظاہر عکس ہے لیکن حقیقتاً وہ درخت ہے تو آدم میں بھی دراصل صفات حق تھیں اگرچہ بظاہر وہ عکوس تھے۔ جوال۔ سامان لادنے کا بورا۔ تن مبیں۔ آدم کو محض جسم سمجھ کر جان کو ہلاک نہ کر اس لئے کہ یہ کام تو اندھوں بہروں کا تھا کہ انہوں نے محض انبیاء کے جسم دیکھ کر ان کی تکذیب کر دی تھی۔ مارمیت۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ آنحضور کو حق تعالیٰ کی عینیت حاصل تھی اور آپ کا دیدار خدا کا دیدار تھا۔ رحمت۔ آنحضور کو رحمۃ للعالمین اس وجہ سے کہا گیا کہ آپ جن و انس کے سردار تھے۔

[3] روز۔ جس دریچہ پر دھوپ پڑ رہی ہے اس کو دیکھنا سورج اور دن کو دیکھنا ہے۔ ازخود۔ آنحضور کسی سے

درمیانِ ۱شمس وایں روزن رہے　　ہست روزِ نہا نشد ازاں آگہے
سورج اور اس دریچہ کے درمیان راستہ　　ہے، دریچے اس سے واقف نہیں ہیں

تا اگر ابرے برآید چرخ پوش　　اندریں روزن بُود نورش بجوش
تاکہ اگر کوئی ابر آسمان کو چھپانے والا آجائے　　اس دریچہ میں اس کا نور جوش میں رہے

غیرِ راہِ ایں ہوا و شش جہت　　درمیانِ روزن و خور مالفت
اس ہوا اور چھ جہتوں کے راستے کے سوا　　دریچہ اور سورج کے درمیان الفت ہے

مدحت و تسبیحِ اُو تسبیحِ حق　　میوہ ہی می روید زعینِ ایں طبق
ان کی تعریف اور تنزیہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے　　اسی طبق سے میوہ پیدا ہوتا ہے

سیب رویدزیں طبق خوش لخت لخت　　عیب نبُود گرنہی نامش درخت
اس طباق سے بار بار عمدہ سیب پیدا ہوتا ہے　　اگر تو اس کا نام درخت رکھ دے تو برائی نہ ہوگی

ایں ۲سبد را تو درختِ سیب خواں　　کہ میانِ ہر دو راہ آمد نہاں
تو اس ٹوکرے کو سیب کا درخت کہہ دے　　کیونکہ دونوں کے درمیان چھپا ہوا راستہ ہے

آنچہ روید از درختِ بار ور　　زیں سبد روید ہماں نوع از ثمر
جو کچھ پھل دار درخت سے پیدا ہوتا ہے　　اسی قسم کا پھل اس ٹوکرے سے پیدا ہوتا ہے

پس سبد را تو درختِ بخت بیں　　زیرِ سایہ ایں سبد خوش نشیں
پس تو ٹوکرے کو نصیبہ ور درخت سمجھ　　اس ٹوکرے کے سایہ میں آرام سے بیٹھ

ناں چو اطلاق آورد اے مہرباں　　ناں چرامی خوانیش محمودہ خواں
اے مہربان! روٹی جب دست لگا دے　　تو اس کو روٹی کیوں کہتا ہے؟ سقمونیا کہہ

خاکِ ۳رہ چوں چشم روشن کرد و جاں　　خاکِ اُورا سُرمہ بین و سُرمہ داں
راستہ کی گرد نے جب آنکھ اور جان روشن کر دی　　اس کی گرد کو سرمہ دیکھ اور سرمہ جان

چوں زروئے ایں زمیں تابد شروق　　من چرا بالا کنم رُو در عیوق
جب اس روئے زمین سے روشنی چمکے　　میں عیوق میں سر اونچا کیوں کروں؟

شد فنا ہستش مخواں اے چشم شوخ　　در چنیں جُو خشک کے ماند کلوخ
اے شوخ چشم! وہ فنا ہو گئے ان کو "ہست" سمجھ　　ایسی نہر میں ڈھیلا سوکھا کب رہ سکتا ہے؟

۱ درمیان۔ اللہ تعالیٰ کا فیض ایسے راستہ سے آنحضورؐ کو پہنچا جس سے دوسرے انبیاء واقف نہیں ہیں۔ تاکہ آنحضورؐ کی خصوصیت اس بنا پر تھی کہ اگر نور کے لئے کوئی مانع بھی آئے تو آنحضورؐ میں جو نور ہے وہ خود بخود جوش مارتا رہے اولیاء کے لئے حجابات بشریہ استفادہ نور سے مانع بن جاتے ہیں۔ غیر ایں راہ۔ عام دریچوں میں سورج کی روشنی ہوا کے منکیف ہونے اور شش جہات سے پہنچتی ہے لیکن آنحضورؐ وہ دریچہ ہیں کہ سورج کو اس سے الفت خاص ہے۔ مدحت۔ اب اس اتحاد کی وجہ سے آپ کی تنزیہ اور تعریف خدا کی تنزیہ اور تعریف ہے۔ میوہ۔ اگر کسی طباق سے خود میوہ اُگ پڑے تو اگر اس کو درخت کہیں تو کوئی عیب نہ ہوگا۔

۲ ایں سبد۔ جب طباق اور ٹوکرے میں یہ خصوصیت پیدا کردی جائے کہ اس میں خود بخود پھل اگ پڑیں تو اس کو پھلدار درخت سمجھ کیونکہ درخت اور اس ٹوکرے میں خاص نسبت ہوئی۔ پس سبد۔ تجھے اس ٹوکرے کو درخت سمجھ کر ٹوکرے کے سایہ میں بیٹھنا چاہیے۔ ناں۔ صورت کا اعتبار نہیں سیرت معتبر ہے جس روٹی کے کھانے سے دست آنے لگیں اس کو سقمونیا کہنا چاہیے جس کی خاصیت دست لانا ہے۔ محمودہ۔ سقمونیا جس کے کھانے سے دست آجاتے ہیں۔

۳ خاک۔ مٹی میں اگر سرمہ کی خاصیت ہو تو اس کو سرمہ کہا جا سکتا ہے۔ چوں ز روئی۔ جب سفلی اجسام میں علوی اجرام کا خاصہ پیدا ہو جائے تو ان کے ساتھ علوی اجرام کا سا معاملہ کیا جائے۔ عیوق۔ اس میں یا مشدد ہے شعری ضرورت سے مخفف پڑھی جائے گی ایک سرخ ستارہ ہے جو کہکشاں کی داہنی جانب ہوتا ہے۔ شد۔ آنحضورؐ کے اوصاف بشریہ فنا ہو چکے تھے پھر توحید میں غوطہ کھانے سے بشری صفت کہاں رہ سکتی ہے۔

پیشِ ۱اِیں خورشید کے تابد ہلال ۔۔۔ باچناں رستم چہ باشد زورِ زال
اس سورج کے سامنے چاند کب چمکتا ہے ۔۔۔ ایسے رستم کے سامنے بڑھیا کا زور کیا ہو گا؟

طالب ست و غالب ست آں کردگار ۔۔۔ تاز ہستیہا برآرد او دمار
وہ خدا طالب اور غالب ہے ۔۔۔ حتیٰ کہ ہستیوں کو ہلاک کر ڈالتا ہے

دو مگوے و دو مخواں و دو مداں ۔۔۔ بندہ را در خواجہ خود محو داں
دوئی کا قائل نہ ہو دوئی نہ پڑھ دوئی نہ سمجھ ۔۔۔ غلام کو اپنے آقا میں مٹا ہوا سمجھ

خواجہ ہم در نورِ خواجہ آفریں ۔۔۔ فانی ست و مُردہ و مات و دفیں
خواجہ بھی، خواجہ کو پیدا کرنے والے نور میں ہے ۔۔۔ فانی ہے اور مردہ ہے اور میت ہے اور مدفون ہے

چوں ۲جدا بینی زحق ایں خواجہ را ۔۔۔ گم کُنی ہم متن وہم دیباچہ را
اگر تو اس خواجہ کو خدا سے جدا سمجھے گا ۔۔۔ تو تو اصل اور دیباچہ کو گم کر دے گا

چشمِ دل راہیں گزارہ کن زطیں ۔۔۔ ایں یکے قبلہ است دو قبلہ مبیں
خبردار! دل کی آنکھ کو مٹی سے آگے بڑھا ۔۔۔ یہ ایک قبلہ ہے، دو قبلے نہ دیکھ

چوں دو دیدی ماندی از ہر دو طرف ۔۔۔ آتشے در خف ۳فتاد و رفت خُف
جب تو نے دو دیکھے تو دونوں طرف سے گیا ۔۔۔ سوختہ میں آگ لگی اور سوختہ جل گیا

مثلِ دو بیں ہمچواں غریبِ شہرِ کاش عُمر نام کہ از یک دکاں

دو دیکھنے والے کی مثال اس کاش شہر کے پردیسی کی ہے جس کا عمر نام تھا کہ

بسبب آں نام ناںبا بدکان دیگر حوالہ می کرد و اُو فہم نہ
اس نام کی وجہ سے نانبائی ایک دکان سے دوسری دوکان کا حوالہ دے دیتا تھا اور وہ نہ سمجھا

کرد کہ ہمہ دکانہا یکے ست دریں معنی کہ بعُمر نام، نان
کہ تمام دکانیں یکساں ہیں اس سلسلے میں کہ عمر نامی کے ہاتھ روٹی نہیں بیچتے

نفروشند ہم ایں جاتدارک کُنم کہ من غلط کردم نامِ عُمر
ہیں، اسی جگہ تدبیر کر لوں کہ میں نے غلطی کی ہے میرا نام عمر نہیں

نیست چوں بدیں دکان تدارک و توبہ کُنم ناں یابم از
ہے جب اسی دکان پر تدارک اور توبہ کر لوں گا شہر کی تمام

---

۱ پیشِ ایں خورشید۔ آنحضورؐ پروہ تجلی خاص تھی کہ آپ کی ذات اس میں سما گئی تھی۔ رستم۔ تجلی حق۔ زال۔ یعنی آنحضورؐ کی بشریت۔ طالب۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے فنا کا طالب ہوتا ہے تو اس کی ہستی کو فنا کر دیتا ہے۔ دو مگوی۔ یعنی فنا کے بعد اس اعتبار سے اتحاد اور وحدت ہو جاتی ہے کہ بندہ آقا میں محو ہو جاتا ہے اور یہ مرتبہ فنا فی الشیخ کا ہے۔ خواجہ۔ پھر چونکہ شیخ بھی فانی فی اللہ ہے تو اب مرید مزید ترقی کر کے فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔

۲ چون جدا۔ اور اگر تو شیخ کو فانی فی اللہ نہ سمجھے گا اور ان میں دوئی کا قائل رہے گا تو مقصد اور راہ دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ چشم دل۔ تو اس شیخ کی صورت سے گزر اور ایک قبلہ سمجھ دو نہ سمجھ۔ آتشے۔ محرومی اس طرح کی ہو گی جیسے چقماق سے سوختہ میں آگ لگے اور کوئی سوختہ سے قطع نظر کر کے چقماق کی طرف متوجہ ہو جائے اور سوختہ جل کر ختم ہو جائے اب وہ آگ سے بالکل محروم ہو جائے گا کیونکہ اب سوختہ ہی نہیں جس کے ذریعہ چقماق سے فائدہ اٹھا سکے۔

۳ خُف۔ سوختہ۔ مثل۔ دو بیں کے معترضات پر قصہ نقل کیا ہے۔ کاش۔ ایک شہر کا نام ہے مولانا کبھی کاش کہتے ہیں کبھی کاشان شاید دونوں نام ایک ہی شہر کے ہیں اس کے تمام باشندے رافضی تھے عمر نام سے چڑتے تھے اور جس شخص کا نام عمر ہوتا اس سے کوئی لین دین گوارا نہ کرتے تھے۔

همہ دکانہائے شہر ، وا گر بے تدارک ہمچنیں عمر نام باشم
دکانوں سے روٹی حاصل کر لوں گا اور اگر بغیر تدارک کے اسی عمر نام کے ساتھ رہوں گا

ازیں دکان در گزرم محروم مانم و احوالِ ایں دکانہا
تو اس دکان سے چلا جاؤں گا محروم رہوں گا اور اس دکان کے احوال بھی

از ہم جدا دانستہ باشم
میں جداگانہ سمجھتا رہوں گا

گر عمر ۱ نامی تو اندر شہر کاش　　کس نیفروشد بصدد انگت لواش
اگر تو عمر نام کا ہے اس کاش شہر میں　　تجھے سو دانگ میں بھی کوئی روٹی نہ بیچے گا

چوں بیک دکاں بگفتی عمرم　　ایں عمر را ناں فروشید از کرم
جب تو نے ایک دکان پر کہا کہ میں عمر ہوں　　مہربانی سے اس عمر کے ہاتھ روٹی فروخت کر دو

او بگوید رو بداں دیگر دکاں　　زاں یکے ناں بہ کزیں پنجاہ ناں
وہ کہے گا جا ، اس دوسری دکان پر　　کیونکہ وہاں کی روٹی یہاں کی پچاس روٹیوں سے بہتر ہے

گر نبودے احول او اندر نظر　　او بگفتے نیست دکانِ دگر
اگر وہ نظر میں بھینگا نہ ہوتا　　وہ کہ دیتا دوسری دکان ہی نہیں ہے

پس ۲ زدے اشراقِ آں نا احولی　　بردلِ کاشی شدے عمر علی
اس بھینگا نہ ہونے کی چمک پڑتی　　کاشی کے دل پر عمر علی بن جاتا

ایں ازیں جا گوید آں خباز را　　ایں عمر را ناں فروش اے نانبا
یہیں سے اس نانبائی سے کہتا ہے　　اے نانبائی! اس عمر کو روٹی بیچ دے

چوں ۳ شنید او ہم عمر از احولی　　در کشید آں ناں کہ ہست آنِ علی
جب اس نے عمر نام سنا اس نے بھی بھینگے پن سے　　وہ روٹی ہٹا لی کہ یہ علی کی ہے

پس فرستادش بدکانِ بعید　　ناں ز پیشِ روی او اندر کشید
پھر اس کو دور دکان پر بھیج دیا　　اس نے روٹی اس کے سامنے سے ہٹا لی

کیں عمر را ناں دہ اے انبازِ من　　راز یعنی فہم کن ز آوازِ من
اے میرے شریک اس عمر کو روٹی دیدے　　یعنی میری آواز سے راز سمجھ جا

او ہمت زاں سو حوالہ می کند　　ہیں عمر آمد کہ تا برتاں زند
وہ بھی تجھے اس جانب حوالہ کر دے گا　　خبردار عمر آیا ہے تاکہ روٹی حاصل کرے

۱ گر عمر۔ اگر تیرا نام عمر ہے تو کاش والے بہت قیمت ادا کرنے پر روٹی نہ دینگے۔ لواش۔ ایک خاص قسم کی روٹی ہے۔ چوں ۔ اگر تو ایک دکان پر جا کر اپنا نام عمر بتادے گا تو وہ تجھے ٹال دے گا اور کہے گا کہ دوسری دکان سے خرید لے وہاں کی روٹ بہت اچھی ہے۔ گر نبود۔ یہ شخص اپنے بھینگے پن سے دکانوں کو علیحدہ علیحدہ سمجھ رہا ہے حالانکہ عمر نام کے ہاتھ روٹی نہ فروخت کرنے میں وہ ایک ہیں۔

۲ پس زدے۔ اگر وہ مسافر بھینگا پن چھوڑ کر یہ سمجھ لیتا کہ سب دکانیں ایک ہیں اور اپنا نام بجائے عمر کے علی بتادیتا تو یہ تدبیر چل جاتی اور وہ کاشی دکان دار اس عمر کو علی سمجھ کر روٹی دیدیتا۔ ایں۔ یہ پہلو نانبائی دوسرے نانبائی کو آواز دے کر کہدیتا ہے کہ عمر آرہا ہے اس کو روٹی دیدے اور مقصد اس نانبائی کا اس کے نام کا اظہار ہوتا تاکہ وہ بھی روٹی دینے سے انکار کردے۔

۳ چوں شنید۔ دوسرے نانبائی کا یہ بھینگا پن ہے کہ وہ روٹی کو علی کی سمجھ کر عمر کو روٹی دینے سے انکار کر رہا ہے حالانکہ عمر اور علی دو نہیں ہیں بلکہ دونوں حقیقتاً ایک ہیں۔ فرستادش۔ اس دوسرے نانبائی نے نانبائی کو آواز دے کر کہدیا کہ عمر آرہا ہے اس کو روٹی دیدے اور میری آواز سے راز سمجھ جا کہ مقصد اس کا عمر نام بتانا ہے۔ او ہمت۔ او ہم ترا یعنی وہ تیسرا نانبائی دوسرے کا حوالہ دے کر زد سے کہہ دیتا ہے کہ عمر آرہا ہے اس کو روٹی دیدے

چوں [1] بیگ دُکاں عُمَر بُودی برو ۔۔۔ در ہمہ کاشاں زناں محرُوم شُود
جب تو ایک دکان پر عمر ہو گیا، چلا جا ۔۔۔ پورے کاشان میں روٹی سے محروم رہ

در بیگ دُکاں علی گفتی بگیر ۔۔۔ ناں ازینجا بے حوالہ سے زحیر
اور اگر ایک دکان پر تو نے علی کہہ دیا لے لے ۔۔۔ روٹی اس ہی جگہ سے بغیر حوالہ، بغیر کلفت کے

اَحولِ دو بیں چوبے بر شُہد زنوش ۔۔۔ اَحولِ صد بینی اے مادر فروش
جب دو دیکھنے والا بھینگا شہد سے محروم ہو گیا ۔۔۔ اے ماں بختا! تو سو دیکھنے والا بھینگا ہے

اندریں کاشانِ دنیا زاحولی ۔۔۔ چوں عُمَر میگرد چوں نبُوی علی
دنیا کے اس کاشان میں بھینگے پن سے ۔۔۔ عمر کی طرح چکر لگا جبکہ تو علی نہیں ہے

ہست اَحول را دریں ویرانہ دَیر ۔۔۔ گوشہ گوشہ نقل نو کہ ثم خیر
بھینگے کے لئے اس ویران بتکدے میں ۔۔۔ گوشہ گوشہ میں از سرِ نو پھرتا ہے کہ وہاں بھلائی ہے

وَر [2] دو چشمِ حق شناس آمد ترا ۔۔۔ دوست پُر بیں عرصہ ہر دوسرا
اور اگر تجھے حق شناس دو آنکھیں حاصل ہو جائیں ۔۔۔ دونوں جہاں کے میدان کو دوست سے پُر دیکھ

وار ہیدے از حوالہ جا بجا ۔۔۔ اندریں کاشانِ پُر خوف و رَجا
تو جگہ جگہ کے حوالے سے نجات پا جاتا ۔۔۔ اس امید و خوف سے بھرے ہوئے کاشان میں

اندریں جو غنچہ دیدی باشجر ۔۔۔ ہمچو ہر جُو تو خیالش ظن مبر
تو نے اس نہر میں غنچہ مع درخت کے دیکھ لیا ۔۔۔ اس کے بارے میں ہر نہر کی طرح گمان نہ کر

کہ تُرا از عینِ ایں عکسِ نقوش ۔۔۔ حق حقیقت گردد و میوہ فروش
کہ تیرے لئے عین ان نقشوں کے عکس سے ۔۔۔ حق، حقیقت اور میوہ فروش بن جائے

چشم ازیں آب از حول حُری شود ۔۔۔ عکس می بیند سَبَد پُری شود
اس پانی سے آنکھ بھینگے پن سے آزاد ہو جاتی ہے ۔۔۔ عکس دیکھتا ہے، ٹوکرا بھر جاتا ہے

پَس بمعنی باغ باشد ایں نہ آب ۔۔۔ پَس مشو عُریاں چو بلقیس از حباب
حقیقت میں یہ باغ ہوتا ہے نہ کہ پانی ۔۔۔ تو بلقیس کی طرح بلبلے سے ننگا نہ بن

بارِ گونا گونست بر پُشتِ خَراں ۔۔۔ ہیں بیگ چوب ایں خَراں را تو مَراں
گدھوں کی کمر پر قسما قسم کے بوجھ ہیں ۔۔۔ خبردار! ان گدھوں کو ایک لکڑی سے نہ ہانک

آئے بلکہ عین حقیقت اور باغ ہیں۔ پس تو اس طرح دھوکا نہ کھا جس طرح بلقیس نے غیر آب کو آب سمجھ لیا یعنی تو ان بزرگوں کو باغ کی بجائے آب سمجھ بیٹھے۔ بار۔ اہل اللہ اور عوام کو ایک نظر سے نہ دیکھ۔

[1] چوں بیگ دُکاں۔ جب تو ایک دکان پر عمر بن گیا تو اب سارے کاشان میں گھومتا پھر تجھے روٹی نہ ملے گی۔ در بیگ۔ اگر وہ ان دکانوں کو چند دکانیں نہ سمجھتا اور شروع میں ہی اپنا نام علی بتاتا تو فوراً روٹی مل جاتی۔ احول دو بیں۔ اس مسافر کا بھینگا پن جو معمولی تھا وہ اس کی محرومی کا سبب بنا تو وہ بھینگا جو جملہ کائنات کو مستقل موجود سمجھ کر بھینگا بن رہا ہے اس کی محرومی کو اس پر قیاس کرے کہ کس قدر ہوگی۔ مادر فروش۔ ماں سے زنا کرا کر کمائی کھانے والا۔ دنیا۔ یہ دنیا بھی کاشان ہے جب تو بھینگا پن نہ چھوڑے گا مارا مارا پھرے گا۔ گوشہ گوشہ۔ جو کائنات کو حقیقی موجود سمجھے گا وہ کبھی کسی کی طرف متوجہ ہوگا کبھی کسی کی طرف بھلائی سمجھ کر متوجہ ہوگا۔

[2] ور دو چشم۔ اگر صحیح نظر حاصل ہو گئی تو سب موجودات کو ایک موجود حقیقی کا سایہ سمجھے گا اور صرف اس کی طرف توجہ کرے گا۔ وار ہیدی۔ جا بجا مارے مارے پھرنے سے نجات پا جائے گا۔ اندریں۔ یہ اہل اللہ اولیاء اللہ جو خدائی اخلاق سے آراستہ ہو گئے ہیں اللہ کا مظہر ہونا ثابت کرتے ہیں کہ جب تو کوئی ایسا عکس دیکھے جو پھل اور پھول والا درخت ہے اس کو اور عکسوں کی طرح نہ سمجھ کہ۔ یعنی عین حقیقت حق بن جائے اور وہ حقیقت تجھے میوے عطا کرنے لگے۔ چشم۔ اہل اللہ کی صحبت سے صحیح نظر حاصل ہو جاتی ہے یہ عکس ہیں لیکن انہی سے عمل کا اندازہ ہو جاتا ہے اور مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

[3] پس۔ یہ اہل اللہ صرف پانی نہیں ہیں کہ اس میں خیالی عکس نظر

بَر یکے خر، بارِ لعل و گوہر ست — بَر یکے خر، بارِ سنگ و مَر مَر ست
ایک گدھے پر لعل و گوہر کا بوجھا ہے — دوسرے گدھے پر پتھر اور مرمر کا بوجھا ہے

بر ہمہ جُوہا تو ایں حکمت مراں — واندریں جُو ماہ بیں عکسش مخواں
تو سب نہروں پر اپنا یہ حکم نہ چلا — اس نہر میں چاند کو دیکھ اس کو اس کا عکس نہ کہہ

آبِ خضر ست ایں نہ آبِ دام و دَو — ہر چہ اندر وَے نماید حق بُود
یہ خضرؑ کا پانی ہے، نہ کہ چرندہ اور درندہ کا پانی — اس میں جو کچھ نظر آئے، وہ واقعی ہے

زیں ۲ تگِ جُو ماہ گوید مَن مہم — مَن نہ عکسم، ہمحدیث و ہم رَہم
اس نہر کی گہرائی چاند کہتا ہے، میں چاند ہوں — میں عکس نہیں ہوں، میں ہم کلام اور ہمراہی ہوں

اندریں جُو آنچہ بَر بالاست ہست — خواہ بالا خواہ درو َے دار دَست
اس نہر میں، جو اوپر ہے وہی ہے — خواہ اوپر، خواہ اندر، ہاتھ بڑھا

از دگر جُوہا مگیر ایں جُوئے را — ماہ داں ایں پر تو مہروئے را
دوسری نہر پر اس نہر کو قیاس نہ کر — اس ماہ رو عکس کو تو چاند سمجھ

اندریں ۳ جُو ہر چہ داری تو مُراد — باز بین و شکر گو ہم زیاد
تو جو مراد رکھتا ہے، اس نہر میں تلاش کر لے — پھر دیکھ لے اور زیادتی کے لئے شکر ادا کر

اندریں جُو ہر چہ می خواہی بہ بیں — از نعیم و ناز و تاج و مُلک و دیں
تو جو چاہتا ہے، اس نہر میں دیکھ لے — ناز و نعم اور تاج اور سلطنت اور دین

جُملہ مطلوباتِ خلقِ ہر دو کون — گشت موجود اندر وے بے بُعد و بَون
دونوں جہاں کی مخلوق کے تمام مقاصد — اس کے اندر بغیر بعد اور دوری کے موجود ۔

ایں سخن پایاں ندارد آں غریب — بس گریست از درد خواجہ شد کئیب
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، وہ پردیسی — بہت رویا، خواجہ کے درد سے غمگین ہو گیا

توزیع کردنِ پائمرد در جملہ شہر تبریز و جمع شدن اندک چیز و رفتنِ آں غریب بتر بتِ محتسب بزیارت واین قصہ رابر سرِ گورِ او گفتن بطریق نوحہ

مددگار کا تمام شہر تبریز میں چندہ جمع کرنا اور بہت تھوڑا جمع ہونا اور اس پردیسی کا محتسب کی قبر کی زیارت کو جانا اور نوحہ کے طریقے پر اس قصہ کا اس کی قبر پر کہنا

۱ بر یکے۔ مختلف انسان اس طرح ہیں کہ کسی پر لعل و جواہر لدے ہوئے ہیں کسی پر پتھروں کا بوجھا ہے۔ برہمہ۔ سب نہروں کو یکساں نہ سمجھ ایک نہر میں بعینہ چاند موجود ہے اس کو عکس نہ سمجھ۔ آب۔ اس نہر کا پانی آبِ حیوۃ ہے وہ محض جانوروں کو پینے کا پانی نہیں ہے اس میں جو نظر آئیگا وہ محض عکس نہ ہوگا بلکہ عین حقیقت ہو گی۔

۲ زیں تگ۔ اس نہر کی تہ میں چاند خود بول رہا ہے کہ میں ہم سخن اور ہم راہ ہوں جو عکس نہیں ہو سکتا۔ اندریں۔ اس نہر میں جو اوپر ہے وہی اندر ہے تو جہاں سے فیض حاصل کرے گا وہی ایک فیض ہوگا۔ از دگر۔ دوسری نہروں میں تو چاند کا عکس ہے اس نہر کو ایسا نہ سمجھ اس عکس کو تو بعینہ چاند سمجھ۔

۳ اندریں۔ اس نہر سے تیرے اخروی اور دنیاوی سب مقاصد پورے ہو جائیں گے تجھ میں اور مقاصد میں کوئی دوری اور جدائی نہ رہے گی۔ توزیع کردن۔ چندہ جمع کرنا۔ پائمرد۔ مددگار۔

واقعہ¹ آں وامِ اُو مشہور شُد — پائمرد از دردِ اُو رنجور شُد

اس کے قرض کا قصہ مشہور ہو گیا — مددگار اس کے رنج سے متاثر ہوا

از پے توزیع گردِ شہر گشت — از طمع می گفت ہر جا سرگزشت

چندہ جمع کرنے کے لئے شہر کے چاروں طرف گھوما — لالچ سے، ہر جگہ ماجرا بیان کرتا تھا

ہیچ ناورد از رہِ کدیہ بدست — غیرِ صد دینار آں کدیہ پرست

بھیک کے ذریعہ ہاتھ میں کچھ نہ آیا — اس بھکاری کے، سوائے سو دینار کے

پائمرد آمد بدو دستش گرفت — شُد بگورِ آں کریم بس شگفت

مددگار آیا اور اس نے اس کا ہاتھ پکڑا — اس عجیب سخی کی قبر پر گیا

گفت² چوں توفیق یابد بندۂ — کو کند مہمانیِ فرخندۂ

بولا جب کسی بندے کو توفیق حاصل ہو — کہ وہ کسی بابرکت کی مہمانداری کرے

مالِ خود ایثارِ راہِ اُو کند — جانِ خود ایثارِ جاہِ اُو کند

اس کے راستہ میں اپنا مال صرف کرے — اس کی عزت میں اپنی جان خرچ کرے

شکرِ اُو شکرِ خدا باشد یقیں — چوں باحساں کرد توفیقش قریں

اس کا شکریہ ادا کرنا یقیناً خدا کا شکریہ ہے — کیونکہ اسی نے اس کی توفیق کو احسان کا ساتھی بنایا

ترکِ شکرش ترکِ شکرِ حق بُود — حقِّ اُولا شک بحق مُلحق شود

اس کا شکر نہ کرنا اللہ کا شکر نہ کرنا ہے — اس کا حق اللہ تعالیٰ کے حق سے وابستہ ہو گیا

شکر می کُن مر خدا را در نعم — نیز می کُن شکر و ذکرِ خواجہ ہم

نعمتوں کے بارے میں خدا کا شکر ادا کرتا رہ — نیز خواجہ کا ذکر اور شکر بھی کر

رحمت³ مادر اگرچہ از خداست — خدمتِ اُو ہم فریضہ ست و سزاست

ماں کی محبت اگرچہ خدا کیجانب سے ہے — اس کی خدمت بھی فرض اور مناسب ہے

زیں سبب فرمود حق صلّوا علیہ — کہ محمدؐ بُود محتاج الیہ

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ان پر درود بھیجو — کیونکہ محمدؐ کی جانب احتیاج ہے

در قیامت بندہ را گوید خدا — ہیں چہ کردی آنچہ دادم مر ترا

قیامت میں خدا بندہ کو کہے گا — ہاں تو نے کیا کیا جو میں نے تجھے دیا تھا

گوید اے ربّ شکرِ تو کردم بجاں — چوں ز تو بُود اصلِ آں روزی و ناں

وہ کہے گا اے خدا میں نے دل و جان سے تیرا شکر کیا — کیونکہ اس روزی اور روٹی کی اصل تیری جانب تھی

---

¹ واقعہ۔ اس پردیسی کے قرض کا قصہ تبریز میں مشہور ہوا تو ایک شخص اس کا ہمدرد بن گیا۔ توزیع۔ تقسیم یعنی اس نے اس کے قرض لوگوں پر بانٹ کر جمع کرنے کے لئے شہر کا گشت شروع کر دیا اور اس لالچ سے کہ لوگ رحم کھا کر اس کو چندہ دیدیں اس کا سارا قصہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ ہیچ۔ اس مددگار کے سارے شہر سے صرف سو دینار چندے میں ملے۔ کدیہ پرست۔ بھکاری یعنی مددگار۔ پائمرد۔ اس قلیل مقدار سے مددگار کو مایوسی ہوئی تو وہ اس پردیسی کا ہاتھ پکڑ کر محتسب کی قبر کے پاس لے گیا۔

² گفت۔ راستہ میں مددگار نے اس سے کہا کہ اگر کسی کو کسی بابرکت مہمان کی مہمانداری کی توفیق میسر ہو اور وہ اس مہمان کا پورا اعزاز کرے تو ایسے میزبان کا شکریہ ادا کرنا خدا کا شکریہ ادا کرنا ہے چونکہ اللہ ہی نے اس میزبان کو توفیق عطا فرمائی ہے۔ ترک۔ ایسے میزبان کی ناشکری اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہوگی۔ شکر می کن۔ چونکہ محتسب نے تجھ پر احسان کئے ہیں تو خدا کا شکر ادا کر اور محتسب کا بھی شکر گزار بن۔

³ رحمت مادر۔ ماں میں رحم کا مادہ اگرچہ خدا نے پیدا کیا ہے لیکن پھر بھی ماں کی خدمت فرض اور مناسب ہے۔ ازیں سبب۔ چونکہ ہم آنحضور کے محتاج ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ہمارے لئے واسطہ ہیں اس لئے ہمیں ان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے ان پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔ در قیامت۔ خدا قیامت میں بندے سے کہے گا میں نے تجھے نعمتیں دی تھیں تو نے کیا کیا وہ کہے گا چونکہ اصل روزی دینے والا تو تھا میں نے تیرا شکریہ ادا کیا۔

گویدش الحق نے نکردی شکر من　　　چوں نکردی شکرِ آں اکرام و فن

اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمائے گا تو نے میرا شکریہ ادا نہیں کیا　　　جبکہ تو نے اس اکرام اور ہنر کا شکریہ نہ ادا کیا

بر کریمے کردۂ ظلم و ستم　　　نے ز دستِ اُو رسیدت نعمتم

تو نے سخی اور ظلم اور ستم کیا　　　کیا میری نعمتیں اس کے ہاتھ سے تیرے پاس نہیں پہنچیں؟

چون بگورِ آں ولی نعمت رسید　　　گشت گریاں زار و آمد در نشید

جب وہ اس انعام دینے والے کی قبر پر پہنچا　　　(زار زار) رونے لگا اور پڑھنے لگا

گفت اے پشت و پناہِ ہر نبیل　　　مُرتجا و غوثِ ابنار السّبیل

بولا اے ہر شریف کی پشت و پناہ　　　مسافروں کی امیدگاہ اور مدد!

اے ۲ غمِ ارزاقِ ما بر خاطرت　　　اے چو رزقِ عام احسان و برت

اے وہ کہ ہماری روزیوں کا تیری طبیعت پر بار تھا　　　اے وہ کہ تیرا احسان اور بھلائی عام رزق کی طرح تھا

اے فقیراں را عشیرہ والدین　　　در خراج و خرج و در ایفائے دین

اے وہ کہ فقیروں کا خاندان اور ماں باپ تھا　　　آمدنی اور خرچ میں اور قرض ادا کر دینے میں

اے چو بحر از بہرِ نزدیکاں گہر　　　دادہ تحفہ سُوئے دُوراں از مطر

اے سمندر جیسے! نزدیکوں کے لئے موتی　　　دیئے، دور والوں کو بارش کا تحفہ

پشتِ ما گرم از تو بُودے آفتاب　　　رونقِ ہر قصر و گنجِ ہر خراب

اے سورج! ہماری کمر تجھ سے گرم تھی　　　تو ہر قصر کی رونق اور ہر ویرانہ کا خزانہ تھا

اے در ابرویت ندیدہ کس گرہ　　　اے چو ۳ میکائیل ۴ رادو رزق دہ

اے وہ کہ تیری ابرو پر کسی نے شکن نہیں دیکھی　　　اے وہ کہ میکائیل کی طرح سخی اور رزق دینے والا تھا

اے دلت پیوستہ بادریائے غیب　　　اے بقافِ مکرمت عنقائے غیب

اے وہ کہ تیرا دل ہمیشہ غیب کے دریا سے وابستہ تھا　　　اے وہ کہ تو ہمت کے [illegible] میں غائب عنقا ہے

یاد نادردہ کہ از مالم چہ رفت　　　سقفِ قصرِ ہمتت ہرگز نکفت

تو نے نہ سوچا [illegible] مال میں سے کیا گیا　　　تیری ہمت کے قلعے کی چھت میں کبھی شگاف نہ [illegible]

[illegible] ن بحسد نیجوں من زر ماہ و سال　　　[illegible] ترا چوں نسل تو [illegible] سالی

[illegible] جیسے سیکڑوں ہر ماہ اور سال [illegible]　　　[illegible] لے تیری نسل کی طرح [illegible]

نقدِ ما و جنسِ ما و [illegible] ما　　　نامِ ما و فخرِ ما و [illegible] ما

ساری نقدی اور ہماری جنس اور ہمارا سامان　　　ہمارا نام اور ہمارا فخر اور [illegible] نصیب

---

۱ گویدش۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبکہ تو نے محسن کا شکریہ ادا نہیں کیا تو گویا میرا بھی شکریہ ادا نہیں کیا۔ بر کریمے۔ جس سخی کے ہاتھ سے میں نے تجھے روزی دلائی تھی تو نے اس کا شکریہ ادا نہ کر کے اس پر ظلم و ستم کیا ہے۔ یہ سب باتیں مددگار نے اس پردیسی سے کہیں تاکہ وہ اپنے محسن محتسب کا شکریہ دعائے مغفرت کی صورت میں ادا کرے۔ ولی نعمت۔ محسن یعنی محتسب۔ نشید۔ اشعار۔ نبیل۔ شریف۔ ابنا السبیل۔ مسافرین۔

۲ اے۔ قبر کے پاس پہنچ کر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہنے لگا کہ ہمیں رزق پہنچانے کا تجھے فکر لگا رہتا تھا اور تیرا احسان اور نیکی اسی طرح عام تھا جس طرح تیرا دسترخوان عوام کے لئے کھلا ہوا تھا۔ عشیرہ۔ خاندان۔ خراج۔ آمدنی۔ اے۔ سمندر ساحل پر موتی پھینکتا ہے اور دور والوں کو بارش سے فیض پہنچتا ہے۔ پشت۔ تو ہمارا پشت پناہ تھا۔ خراب۔ ویرانہ۔ اے در ابرویت۔ کبھی کسی کو دیکھ کر تیری پیشانی پر گرہ نہ پڑی تھی سب کو خوش آمدید کہتا تھا۔

۳ میکائیل۔ حضرت میکائیل مخلوق کو رزق پہنچانے پر مقرر ہیں۔ دریائے غیب۔ دریائے غیب بھی منقطع نہیں ہو سکتا۔ عنقا۔ معزز پرندہ ہے۔ نکفت۔ بار کفتن بمعنی شگافتن۔ [illegible] ن۔ میرا اور مجھ جیسے [illegible] کا تو والد کی طرح خیال رکھتا

۴ [illegible] نے کہا ہماری تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھیں [illegible] واسطہ اور ذریعہ تھا اور تو ہم میں اور اللہ تعالیٰ میں واسطہ [illegible] اور تو ان [illegible] تھا۔

ایں ہمہ از حق بُدو تو واسطہ	درمیانِ ما و حق تو رابطہ
یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھا اور تو واسطہ تھا	ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تو رابطہ تھا
تو اِنمُردی ناز و بختِ ما بمُرد	عینِ ما و رزقِ مستو فابمُرد
تو نہیں مرا ہمارا ناز اور نصیبہ مر گیا	ہمارا عیش اور ہمارا پورا رزق مر گیا
واحد کالف در رزم و کرم	صد چو حاتم گاہِ ایثار نعم
تو ایک ہزار کی طرح تھا، شجاعت اور سخاوت میں	نعمتیں صرف کرنے کے وقت سو حاتم کی طرح تھا
حاتم از مُردہ بمُردہ میدہد	گردِ گانہائی شمردہ میدہد
حاتم اگر بے جان (چیز) بے جان کو دیتا تھا	گنتی کے اخروٹ دیتا تھا
تو حیاتے میدہی در ہر نفس	کز نفیسی می نگنجد در نفس
تو ہر سانس میں ایسی زندگی دیتا تھا	کہ جو خوبی سے بیان میں نہیں سماتی ہے
تو حیاتے میدہی بس پائدار	نقد زرِّ بے کساد و بے شمار
تو بہت پائدار زندگی دیتا تھا	کھرا نقد بغیر کھوٹ کے اور بے شمار
وارثے ۲ نلُودہ یک خوی ترا	اے فلک سجدہ کناں کوی ترا
تیری ایک عادت کا کوئی وارث نہ بنا	اے وہ کہ تیرے کوچہ کو آسمان سجدہ کرتا ہے
خلق را از گرگ غم لطفت شباں	چوں کلیم اللہ شبانِ مہرباں
مخلوق کے غم کے بھیڑیے سے تیری مہربانی نگہبان تھی	جیسے کہ کلیم اللہ مہربان محافظ

گریختن گوسفندے از موسیٰ علیہ السلام و شفقت و

ایک بکری کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھاگنا اور ان پر

مہربانی موسیٰ علیہ السلام بدولی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مہربانی اور شفقت

گوسفندے از کلیم اللہ گریخت	پایِ موسیٰ آبلہ شد نعل ۳ ریخت
ایک بکری حضرت کلیم اللہ سے بھاگ گئی	حضرت موسیٰ کے پاؤں میں آبلہ ہو گیا اور تھک گئے
درپیِ او تا بشب در جستجو	واں رمہ غائب شدہ از چشمِ او
اس کے پیچھے رات تک تلاش میں رہے	وہ گلہ ان کی نگاہ سے غائب ہو گیا
گوسپند از ماندگی شد سست و ماند	پس کلیم اللہ گرد از وے فشاند
بکری تکان سے سست ہو گئی اور رہ گئی	تو کلیم اللہ نے اس کی گرد جھاڑی

۱ تو نمردی۔ آج صرف تو نہیں مرا بلکہ ہمارے سارے منافع مردہ ہو گئے۔ واحد۔ تو ایک نہ تھا بلکہ رزم و بزم میں ہزار کے قائم مقام تھا اور انعام دیتے وقت سیکڑوں حاتموں کی طرح تھا۔ حاتم۔ حاتم صرف دنیاوی حقیر نعمتیں عطا کرتا تھا جو فانی تھیں۔ تو حیاتے۔ تیری عطا زندگی ہے اور پائیدار ہے یعنی روحانی عطیات اور ظاہری عطیات بھی کھرے اور بے شمار ہیں۔

۲ وارثے۔ تیری ان فضیلتوں میں تیرا کوئی قائم مقام نہیں ہے۔ خلق۔ مخلوق کو رنج و غم سے تو ایسا ہی محفوظ رکھتا تھا جس طرح حضرت موسیٰ اپنی بکریوں کے محافظ اور مہربان تھے۔ گریختن۔ آپ حضرت موسیٰ کے اس قصہ سے ان کی بکریوں کی حفاظت اور ان پر شفقت کا بیان مقصود ہے۔

۳ نعل ریخت۔ نعل ریختن۔ گھوڑے کا دوڑنے سے عاجز آ جانا۔ واں رمہ۔ بکری کی تلاش میں وہ گلہ سے حضرت موسیٰ بہت دور ہو گئے۔ گوسپندے۔ بکری بھاگتے بھاگتے تھک کر رک گئی۔ حضرت موسیٰ نے اس کے پاس پہنچ کر اس کی گرد جھاڑی اور ماں کی طرح اس پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے لگے۔

کف همی مالید بر پشت و سرش — می نوازش کرد همچو مادرش
اس کی کمر اور سر پر ہاتھ پھیرتے تھے — ماں کی طرح اس پر مہربانی کرتے تھے

نیم ۱ ذرّہ تیرگی و خشم نے — غیرِ مہر و رحم و آبِ چشم نے
آدھا ذرہ کدورت اور غصہ نہ تھا — سوائے مہربانی اور رحم اور آنسو کے کچھ نہ تھا

گفت گیرم بر منت رحمے نبود — طبعِ تو برخود چرا استم نمود
فرمایا میں نے مانا تجھے مجھ پر رحم نہ آیا — تیری طبیعت نے اپنے اوپر کیوں ظلم کیا؟

با ملائک گفت یزداں آں زماں — کہ نبوت را همی زیبد فلاں
خدا تعالیٰ نے اس وقت فرشتوں سے فرمایا — کہ فلاں نبوت کے لائق ہے

مصطفیٰؐ فرمود خود کہ ہر نبی — کرد چوپانیش بر ۲ نا یا صبی
خود حضرت مصطفیٰؐ نے فرمایا کہ ہر نبی نے — جوانی یا بچپن میں بکریاں چرائی ہیں

بے شبانی کردن و آں امتحاں — حق ندادش پیشوائی جہاں
چرواہا پن اور اس آزمائش کے بغیر — حق تعالیٰ نے اس کو دنیا کی پیشوائی نہیں دی

تا شود پیدا وقار و صبرِ شاں — کردشاں پیش از نبوت حق شباں
تاکہ ان کا وقار اور صبر ظاہر ہو جائے — اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت سے پہلے چرواہا بنایا ہے

گفت سائل ہم تو نیز اے پہلواں — گفت من ہم بودہ ام دہرے شباں
ایک سوال کرنے والے نے کہا آپ بھی اے سردار! — فرمایا میں بھی ایک زمانہ تک چرواہا رہا ہوں

ہر ۳ امیرے کو شبانیِ بشر — آنچناں آرد کہ باشد موتمر
ہر حاکم جو انسانوں کا چرواہا پن — اس طرح کرے جیسا کہ حکم ہوا ہے

حلمِ موسیٰ وار اندر رعیِ خود — او بجا آرد بتدبیر و خرد
اپنے چرواہے پن میں حضرت موسیٰ کی بردباری کی طرح — وہ تدبیر اور عقل سے بجا لائے

لاجرم حقش دہد چوپانیئے — بر فرازِ چرخِ مہ روحانیئے
لامحالہ اللہ تعالیٰ اس کو چوپانی عطا فرما دے گا — روحانی چاند کے آسمان کی بلندی پر

آنچنانکہ انبیاء را زیں رعا — بر کشید و داد رعیِ اصفیا
جس طرح انبیاء کو اس چرواہے پن سے — بلند کر دیا اور برگزیدہ لوگوں کی چوپانی دیدی

خواجہ بارے تو دریں چوپانیت — کردی آنچہ کور گردد شانیت
اے خواجہ! البتہ تو نے اسی چوپانی میں — وہ کیا جس سے تیرا دشمن اندھا ہو جائے

۱ نیم۔ بکری کی اس حرکت سے انہیں ذرہ برابر غصہ نہ آیا اور اس کی درماندگی پر آنسو بہانے لگے۔ گفت۔ اور فرمانے لگے کہ اگر تجھے میرے بھاگنے دوڑنے پر رحم نہ آیا تو نہ سہی تو نے اپنے اوپر بھی رحم نہ کیا۔ بالملائک۔ حضرت موسیٰ کی یہ باتیں سن کر حضرت حق تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ موسیٰ جیسا بردبار نبوت کے لائق ہے۔ مصطفیٰؐ۔ بخاری شریف کی حدیث کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

۲ برنا۔ نوجوان۔ بے شبانی۔ بکری چرانے والے میں بہت ہی حلم اور بردباری پیدا ہو جاتی ہے۔ بکری گلہ سے ادھر ادھر بہت بھاگتی ہے اور اس پر غصہ بھی نہیں اتارا جا سکتا معمولی چوٹ سے مر جاتی ہے۔ گفت۔ جب حضورؐ نے یہ فرمایا کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ نے بھی چرائی ہوں گی تو آپ نے فرمایا میں نے بھی مکہ والوں کی بکریاں چرائی ہیں۔

۳ ہر امیرے۔ مولانا فرماتے ہیں جو حضرت موسیٰ کی طرح مخلوق خدا کی چوپانی کرے گا اور اپنی تدبیر اور عقل سے ان کی دیکھ بھال کرے گا۔ لاجرم۔ اللہ تعالیٰ اس کو لامحالہ چوپانی کا روحانی مقام عنایت فرما دیتا ہے۔ آنچناں۔ جس طرح انبیاء کو اسی چوپانی سے منصب نبوت حاصل ہوا ہے۔ خواجہ۔ یہ مسافر کا مقولہ ہے کہ اے محتسب تو نے چونکہ انسانوں کی چوپانی کی ہے۔ شانی۔ دشمن

دانم¹ آنجا در مکافات ایزدت ‌ ‌ سروری جا و دانہ بخشدت

میں جانتا ہوں کہ بدلہ میں اس جگہ تجھے خدا ‌ ‌ ہمیشہ کی سرداری عنایت کر دے گا

بر امید کف چوں دریای تو ‌ ‌ بر وظیفہ دادن و ایفائے تو

تیرے دریا جیسی ہتھیلی کی امید پر ‌ ‌ تیرے وظیفہ دینے والے اور وعدے کا ایفا کرنے پر

وام کردم نُہ ہزار از زر گزاف ‌ ‌ تو کجائی تاشود ایں دُرد صاف

میں نے نو ہزار اشرفیاں بے احتیاطی سے قرض کر لیں ‌ ‌ تو کہاں ہے؟ تاکہ یہ تلچھٹ صاف ہو جائے

تو کجائی تاکہ صد چنداں کرم ‌ ‌ با من خستہ بجا آری نعم

تو کہاں ہے؟ تاکہ سو گنا کرم ‌ ‌ ہاں، مجھ عاجز کے ساتھ بجا لائے

تو کجائی تا دو صد لطف و عطا ‌ ‌ با غریب خستہ دل آری بجا

تو کہاں ہے؟ تاکہ دو سو مہربانیاں اور عطا ‌ ‌ خستہ دل پردیسی کے ساتھ بجا لائے

تو کجائی تاکہ خنداں چوں چمن ‌ ‌ گوئیم بستاں دو صد چنداں زمن

تو کہاں ہے؟ تاکہ چمن کی طرح مسکراتا ہوا ‌ ‌ تو مجھ سے کہے، مجھ سے دو سو گنا لے لے

تو کجائی تا مرا خنداں کنی ‌ ‌ لطف و احساں چوں خداونداں² کنی

تو کہاں ہے؟ تاکہ مجھے ہنسا دے ‌ ‌ آقاؤں کی طرح، مہربانی اور احسان کرے

تو کجائی تا بری در مخزنم ‌ ‌ تا کنی از وام و فاقہ ایمنم

تو کہاں ہے؟ تاکہ مجھے خزانہ میں لے جائے ‌ ‌ تاکہ مجھے قرض اور فاقہ سے مطمئن کر دے

من ہمی گویم بس و تو مفضلم ‌ ‌ گفتہ کایں ہم گیر از بہر دلم

میں کہوں بس اور تو بڑا مہربان مجھ سے ‌ ‌ کہے کہ یہ بھی میری خاطر لے لے

چوں ہمی گنجد جہانے زیر طیں ‌ ‌ چوں بگنجد آسمانے در زمیں

مٹی کے نیچے ایک عالم کیسے سماتا ہے؟ ‌ ‌ ایک آسمان زمین کے نیچے کیسے سماتا ہے؟

حاش للہ تو برونی زیں جہاں ‌ ‌ ہم بوقتِ زندگی ہم ایں زماں

حاش للہ، تو اس دنیا کے باہر ہے ‌ ‌ زندگی کے وقت میں بھی، اس وقت بھی

در ہوائے غیب مرغے می پرد ‌ ‌ سایہ او بر زمیں می گسترد

غیب کی فضا میں ایک پرند اڑ رہا ہے ‌ ‌ اس کا سایہ زمین پر بچھ رہا ہے

جسم سایہ سایہ سایہ دلست³ ‌ ‌ جسم کے اندر خور پایہ دلست

جسم، دل کے سائے کے سائے کا سایہ ہے ‌ ‌ جسم، دل کے رتبہ کے لائق کب ہے؟

---

¹ دانم۔ مجھے یقین ہے کہ خدا نے تجھے بھی دائمی سرداری بخش دی ہے۔ برامید۔ اس پردیسی نے کہا میں نے تیری عطا کے بھروسے پر قرضے لینے میں بے پروائی برتی اور نو ہزار قرض کرلیا اب تو کہاں ہے کہ میرے مکدر عیش کو صاف کردے۔ تو کجائی۔ اب تو کہاں ہے کہ مجھے نعمتیں عطا کرے۔ تا دو صد۔ اب اس کی موت کی حسرت کے ساتھ اپنی مردہ تمناؤں کا ذکر کرتا ہے۔ گوئیم۔ تو مجھ سے کہے کہ اپنے قرض سے دو سو گنا مجھ سے لیجا۔

² خداونداں۔ آقاؤں۔ مخزن۔ خزانہ۔ من ہمی گویم۔ میں کہوں کہ یہ عطا میرے لئے کافی ہے اور تو کہے۔ میری خاطر اور لے لے۔ مفضل۔ بہت احسان کرنے والا۔ چوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تجھ جیسا آسمان زمین میں کیسے سما گیا۔ حاش۔ اب کہتا ہے یہ میری غلطی ہے کہ میں تجھے زیر زمین سمجھ رہا ہوں تو زندگی میں بھی عالم غیبی میں تھا اور اب بھی وہاں ہی ہے۔ در ہوا تو وہ اصل روح تھا جو عالم غیب کی چیز ہے اور جسم جو زمین پر ہے بمنزلہ اس کے سایہ کے ہے۔

³ دلست۔ جسم کو سایہ قرار دیا اب اس سایہ کی حقیقت بتاتے ہیں کہ قلب روح اور روح کی دو قسمیں ہیں ایک سراجی جو روح اعظم ہے اور وہ تمام ارواح کا منبع ہے دوسری روح زجاجی جو ہر شخص میں جدا ہے اور اس کا تعلق ہر شخص سے روح حیوانی کے ذریعہ ہے تو جسم روح حیوانی سے استفادہ کرتا ہے اور وہ روح زجاجی کے تابع ہے اور روح زجاجی روح سراجی کے تابع ہے تو جسم اس روح سراجی کے سایہ کے سایہ کا سایہ ہوا لہٰذا جسم کو وہ رتبہ کہاں مل سکتا ہے جو روح کو حاصل ہے۔

مردِ ۱ خفتہ روحِ اُو چوں آفتاب　　در فلک تابان و تن در جامہ خواب
انسان سویا ہوا ہے، اس کی روح سورج کی طرح ہے　　آسمان میں چمکتی ہوئی اور جسم بستر میں ہے

جاں نہاں اندر خلا ہمچوں سجاف　　تن تقلب می کُند زیرِ لحاف
روح، خلا میں گوٹ کی طرح مخفی ہے　　جسم، لحاف کے نیچے کروٹیں بدل رہا ہے

رُوح چوں مِن اَمرِ رَبّی مختفی ست　　ہر مثالے کہ بگویم منتفی ست
روح چونکہ میرے رب کے امر میں سے ہے پوشیدہ ہے　　میں جو مثال بھی کہوں وہ جداگانہ ہے

اے عجب کُو لعلِ شکر بارِ تُو　　واں جواباتِ خوش و اسرارِ تُو
ہائے تعجب وہ تیرا شکر برسانے والا لعل کہاں ہے؟　　وہ تیرے بھلے جواب اور اسرار کہاں ہیں؟

اے عجب کُو آں عقیقِ قندخا　　آں کلیدِ قفلِ مشکلہائے ما
ہاہ تعجب، وہ شکر چبانے والا عقیق کہاں ہے　　وہ ہماری مشکلوں کی کنجی کہاں ہے؟

اے عجب کُو آں دمِ چوں ذوالفقار　　آنکہ کردے عقلہا را بیقرار
ہائے تعجب، وہ ذوالفقار جیسا کلام کہاں ہے؟　　وہ جو عقلوں کو بے قرار کر دیتا تھا

چند ہمچو فاختہ کاشانہ جُو　　کُو کُو کُو کُو کُو کُو کُو
گھونسلہ ڈھونڈنے والی فاختہ کی طرح کب تک　　کوکو، کہاں، کہاں، ہے، کوکو

کُو ۲ ہمانجا کہ صفاتِ رحمت ست　　قدرت ست و نُزہت ست و فطنت ست
کہاں ہے؟ وہاں جہاں رحمت کی صفات ہیں　　قدرت ہے اور پاکیزگی ہے اور سمجھ ہے

کُو ہمانجا کہ دل و اندیشہ اش　　دائم آنجا بُدھ چو شیر و بیشہ اش
کہاں ہے؟ اس جگہ ہے کہ دل اور اس کا خیال　　ہمیشہ وہاں تھا شیر اور اس کی کچھار کی طرح

کُو ہمانجا کہ اُمید مردوزن　　میرود در وقتِ اندوہ و حزن
کہاں ہے؟ وہاں ہے کہ جہاں مردوزن کی امید　　رنج اور غم کے وقت جاتی ہے

کُو ہمانجا کہ بوقتِ علّتے　　چشم پَرّد بر اُمید ۳ صحّتے
کہاں ہے؟ وہاں ہے کہ بیماری کے وقت　　صحت کی امید پر آنکھ اٹھتی ہے

آں طرف کہ بہرِ دفعِ زشتیے　　باد جُوئی بہرِ کشت و کشتیے
اس طرف کہ برائی کے دفع کے لئے　　کھیتی اور کشتی کے لئے تو ہوا کو تلاش کرتا ہے

آں طرف کہ دل اشارت میکُند　　چوں زباں یاہُو عبارت میکُند
اس جانب کہ دل اشارہ کیا کرتا ہے　　جب زباں یاہو کہتی ہے

---

۱ مردِ خفتہ۔ نیند کی حالت میں جسم الحاف میں سویا ہوا ہوتا ہے اور روح عالم مجردات میں درخشاں ہے۔ رُوح۔ روح کو قرآن نے امر رب کہہ کر مخفی رکھا ہے تو وہ کسی مثال کے ذریعہ بھی نہیں سمجھائی جا سکتی۔ اے عجب۔ اب پھر محتسب کے فضائل کا ذکر ہے۔ عقیقِ قندخا۔ یعنی شیریں کلام ہونٹ۔ کلید۔ یعنی زبان۔ دم۔ یعنی کلام۔ آنکہ۔ اس قدر فصیح کلام تھا کہ عقلاء اس کی فصاحت و بلاغت سے حیران ہو جاتے تھے۔ چند۔ فاختہ کی کوکو یعنی کجا کجا ہے یعنی فاختہ اپنے گھونسلے کی تلاش میں کہتی ہے کہ وہ کہاں ہے۔

۲ کُو۔ تو کہتا ہے کہ محتسب کہاں ہے تو سن لے کہ وہ اسی جگہ ہے جہاں حق تعالیٰ کی صفات ہیں یعنی اس کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہے کہ دل۔ یعنی محتسب اس جگہ ہے جہاں اس کا خیال اسی طرح لگا رہتا تھا جیسا کہ شیر کا خیال اپنی کچھار پر یعنی دربار خداوندی پر۔

۳ اُمید۔ یعنی دربار خداوندی۔ آں طرف۔ جس وقت ہوا کے رک جانے سے کھیتی اور کشتی کو نقصان پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ دل اشارت۔ جب ذکر کرنے والا یاہو کا ذکر کرتا ہے تو قلب اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اُو اِمع اللہست بے کُو کُو ہمے — کاش جولاہانہ ' تا کو گفتمے

وہ بغیر کُو کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے — کاش ہم جولاہوں کی طرح ' ناکو ' کہتے

عقلِ ماکو تابہ بیند غرب و شرق — رُوحہا را می زند صد گونہ برق

ہماری عقل کہاں ہے تاکہ غرب اور شرق کو دیکھے — سیکڑوں قسم کی روشنیاں روحوں پر پڑ رہی ہیں

جُز رو مَدّش بُد بہ بحرے در زبد — مُنتہی شُد جَزر و باقی ماند مَد

جھاگ میں رہتے ہوئے اس کے لئے گھٹاؤ بڑھاؤ تھا — گھٹاؤ ختم ہو گیا ' بڑھاؤ باقی رہ گیا

نُہ ۲ ہزارم وام و مَن بیدست رَس — ہست صد دینار ازیں توزیع و بس

میرے اوپر نو ہزار قرض اور میں بے دسترس ہوں — اس چندے سے سو دینار ہیں اور بس

حق کشیدت ' ماندہ ام در کشمکش — میروم نومید اے خاکِ تو خوش

اللہ تعالیٰ نے تجھے کھینچ لیا میں کشمکش میں رہ گیا — اے پاک تربت تیرے مزار سے میں مایوس جاتا ہوں

ہمتے میدارد دَر پُر حسرتت — اے ہمایوں رُوی و دَست و ہمتت

کچھ توجہ ڈال ' اپنے حسرت بھرے پر — اے کہ تیرا چہرہ اور ہاتھ اور توجہ مبارک ہے

آمدم بر چشمہ اصلِ عیوں — یافتم دروے بجای آب خوں

میں چشموں کی جڑ ' چشمہ پر آیا — میں نے اس میں ' پانی کی جگہ خون پایا

چرخ آں چرخ ست لیکن آں تاب نیست — جُوی آں جُویست آں آں آب نیست

آسمان وہی آسمان ہے اور روشنی وہ روشنی نہیں ہے — نہر وہی نہر ہے ' پانی وہ پانی نہیں ہے

مُحسناں ۳ ہستند کو آں مُستطاب — اختراں ہستند کو آں آفتاب

احسان کرنے والے ہیں؟ وہ پاکیزہ کہاں ہے — ستارے ہیں وہ سورج کہاں ہے؟

تو شُدی سُوی خدا اے محترم — پس بسُوئے حق رَوم مَن نیز ہم

اے محترم! تو خدا کے پاس چلا گیا — تو میں بھی خدا کے پاس جاتا ہوں

مجمع و پایۂ عَلم مـاوی القُرُوں — ہست حق کُلٌّ لَدَینا مُحضَرُوں

جمع ہونے کی جگہ اور جھنڈے کا سایہ اور زمانوں کا ملجا — اللہ تعالیٰ ہے ' ہر چیز ہمارے پاس حاضر ہے

نقشہا گر بے خبر گر با خبر — در کفِ نقاش باشد محتضر

نقش خواہ بے خبر ہوں یا باخبر — نقاش کے ہاتھ میں حاضر ہوتے ہیں

لَدَینا مُحضَرُوں۔ سب ہمارے پاس حاضر کئے ہوئے ہیں یعنی سب کو خدا کی طرف لوٹنا ہے یا علم کے لشکر کے لوگ جھنڈے کے پاس جمع ہوتے ہیں۔ مقصد مرکز تو سب خدا کی طرف لوٹیں گے زندگی میں بھی سب اسی کے تصرف میں ہیں۔

۱ او۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہے اور بغیر کو کے ہے۔ یعنی اس کے متعلق کجا نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ مقام لا مکانی ہے۔ کاش۔ ہمیں آن کجا کے بجائے تا کجا ' کہنا چاہیے کیونکہ ہم مکانی ہیں۔ تاکو۔ اس کے دو معنی ہیں ایک یہ ہم کہاں ہیں دوسرے جولاہوں کی نالی جس میں وہ لپٹا ہوا دھاگا رکھ کر تانے میں بانا بنتے ہیں۔ عقل۔ اگر ہمیں عقل ہو تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ مشرق و مغرب میں اہل اللہ کی روحوں میں سیکڑوں قسم کی تجلیاں وارد ہو رہی ہیں۔ جزر۔ اہل اللہ کی روح کو وفات کے بعد تو معیت حق حاصل ہو ہی جاتی ہے زندگی میں جس کو روح جسم کے جھاگ میں تھی اس میں قرب الٰہی کے اعتبار سے گھٹاؤ بڑھاؤ تھا جب وفات ہو جاتی ہے تو گھٹاؤ ختم ہو جاتا ہے اور بڑھاؤ ہی رہتا ہے۔

۲ نہ ہزار۔ اس مقروض نے کہا کہ مجھ پر نو ہزار قرضہ ہے جو میری دسترس سے باہر ہے اس لئے کہ اس چندہ میں بھی سو دینار ملے ہیں۔ حق کشیدت۔ اللہ نے تجھے عالم بالا کی جانب کھینچ لیا میں اب کشمکش میں ہوں اور واپس جا رہا ہوں۔ ہمتے۔ اب کچھ حالی توجہ ڈالئے۔ بجائے آب۔ اشرفیاں تو نہ لیں رنج و غم حاصل ہوا۔ چرخ آسمان و زمین وہی ہے لیکن تیرے مرنے سے اب اس میں رونق اور سخاوت نہیں ہے۔

۳ محسناں۔ دنیا میں احسان کرنے والے ہیں لیکن تجھ سا کہاں ہے تو سورج تھا دوسرے ستارے ہیں۔ تو شدی تو خدا کے پاس پہنچ گیا اب میں بھی وہیں پہنچا ہوں۔ مجمع۔ محل

دمبدم[۱] در صفحۂ اندیشہ شاں — ثبت و محوے میکند آں بے نشاں

ہر وقت ان کے فکر کے صفحہ پر — وہ بے نشاں قائم اور محو کرتا ہے

خشم می آرد رضا را می برد — بخل می آرد سخا را می برد

غصہ کو لاتا ہے رضا مندی کو لے جاتا ہے — بخل لاتا ہے، سخاوت کو لے جاتا ہے

گہہ برد حقد و صفا آرد ہمی — بد رود عجز و عطا کارد ہمی

کبھی کینہ کو لے جاتا ہے اور خلوص کو لاتا ہے — عجز کو کاٹتا ہے، بخشش کو بوتا ہے

نیم لحظہ مدرکاتم شام و غدو — ہیچ خالی نیست زیں اثبات و محو

میری احساس کرنے والی قوتیں شام صبح آدھے لمحہ کے لئے — کبھی اس اثبات اور محو سے خالی نہیں ہیں

کوزہ گر با کوزہ باشد کار ساز — کوزہ از خود کے شود پہن و دراز

کمہار کوزہ بناتا ہے — کوزہ از خود کب چھوٹا اور لمبا ہوتا ہے؟

چوب در دست درو گر معتکف — ورنہ چوں گردد برید ہ موتلف

لکڑی بڑھئی کے ہاتھ میں قائم ہوتی ہے — ورنہ منقطع اور مرکب کب بنے؟

جامہ[۲] اندر دستِ خیاطے بود — ورنہ از خود چوں بدوز دیا درد

کپڑا درزی کے ہاتھ میں ہوتا ہے — ورنہ از خود کب سلتا یا پھٹتا ہے؟

مشک با سقا بود اے منتہی — ورنہ از خود چوں شود پُر یا تہی

اے منتہی! مشک سقے کے ساتھ ہوتی ہے — ورنہ از خود کب پُر یا خالی ہوتی ہے

ہر دمے پُر می شوی تی می شوی — پس بداں کہ در کفِ صنعِ وئی

تو ہر وقت پُر ہوتا ہے، خالی ہوتا ہے — تو جان لے کہ تو اس کی کاریگری کے ہاتھ میں ہے

چشم بند از چشم دوزے کے رود — صنع از صانع چساں شید اشود

بند آنکھ، آنکھ پیدا کرنے والے سے کہاں جا سکتی ہے — مصنوعی، صانع سے کب آوارہ ہو سکتا ہے؟

چشم[۳] داری تو بچشمِ خود نگر — منگر از چشم سفیہ بے خبر

تو آنکھ رکھتا ہے، اپنی آنکھ سے دیکھ لے — بیوقوف، بے خبر کی آنکھ سے نہ دیکھ

گوش داری تو بگوشِ خود شنو — گوش گولاں را چرا باشی گرو

تو کان رکھتا ہے، اپنے کان سے سن — تو احمقوں کے کان کا کیوں پابند ہوتا ہے؟

بے ز تقلیدے نظر را پیشہ کن — ہم برائے عقلِ خود اندیشہ کن

بغیر تقلید کے نظر کرنے کا پیشہ بنالے — اپنی عقل کی رائے سے بھی سوچ

۱ دمبدم۔ اس کا تصرف ہے کہ انسان کے دل میں ہر وقت خیالات آتے جاتے ہیں۔ خشم۔ کسی وقت وہ انسان میں غصہ پیدا فرماتا ہے، کبھی خوشی، کبھی بخل پیدا ہوتا ہے، کبھی سخاوت، یہ سب اس کا تصرف ہے۔ گہہ۔ کینہ اور خلوص کم ہمتی اور عطا کی ہمت سب اس کے تصرفات کی ہمت سب اس کے تصرفات ہیں۔ نیم لحظہ۔ کسی وقت بھی انسان اس کے تصرف سے باہر نہیں ہے۔ کوزہ۔ مصنوع، صانع کے تصرف میں ہے۔ چوب۔ لکڑی بڑھئی کے تصرف میں ہے۔

۲ جامہ۔ کپڑا درزی کے تصرف میں ہے، وہ خود نہ سلتا ہے نہ پھٹتا ہے۔ مشک۔ مشک بہشتی کا تصرف ہے۔ ہر دمے۔ انسان بھی کبھی خیالات سے پر اور کبھی خالی ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ صانع کے تصرف میں ہے۔ تی۔ مخفف تہی یعنی خالی۔

۳ چشم داری۔ صانع کی صنعت کو تو خود اپنی چشم بصیرت سے دیکھ اس آنکھ سے نہ دیکھ جس کے پاس نہ دلائل عقلیہ ہوں نہ دلائل نقلیہ۔ گوش داری۔ تجھے خدا نے کان دیئے ہیں تو ان سے سن دوسروں کی سنی سنائی بات پر بھروسہ نہ کر۔ بے ز تقلید۔ اور تحقیقی نظر ڈال تقلیدی نظر کافی نہیں ہے۔

بشنو از من یک حکایت در نظیر تا شوی از سرِ گفتِ من خبیر

مثال میں مجھ سے ایک قصہ سن لے تاکہ تو میری بات کے راز سے واقف ہو جائے

دیدنِ خوارزم شاہ رحمتہ اللہ علیہ در سیرانِ در موکب خود اسپے

خوارزم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا سفر میں اپنے جلوس میں ایک نادر گھوڑے

بس نادر و تعلقِ دلِ شاہ بخوبی و حسن و چستی آں اسپ و

کو دیکھنا اور شاہ کے دل کا اس گھوڑے کی چستی اور حسن اور خوبی سے تعلق اور

سرد کردن عمادُ الملک آں اسپ را در دلِ شاہ گزیدنِ

عماد الملک کا شاہ کے دل میں اس گھوڑے کو بے وقعت کر دینا اور

شاہ گفت اورا بر دیدۂ خویش چنانکہ حکیم سنائی

شاہ کا اس کی بات کو اپنے مشاہدہ پر اختیار کر لینا، جیسا کہ حکیم سنائی

رحمتہ اللہ علیہ در الٰہی ۳ نامہ می فرماید

رحمتہ اللہ علیہ الٰہی نامہ میں فرماتے ہیں

چوں زبان حسد شود نخاس یوسفے یابی از گزِ کرباس

جب حسد کی زبان بردہ فروش ہو ایک کو کپڑے کے عوض تو یوسف کر حاصل کرے گا

از دلالی برادرانِ ۳ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسّلام حسودانہ

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں کی حاسدانہ دلالی کی وجہ سے

در دل مشتریاں آں چنداں حسن پوشیدہ شدہ زشت

خریداروں کے دل میں اس قدر زیادہ حسن چھپ کر برا

نمودن گرفت وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ

نظر آنے لگا اور وہ ان میں بے رغبت تھے

بود امیرے را یکے اسپ گزیں در گلہ سلطاں نبودش یک قریں

ایک سردار کا ایک منتخب گھوڑا تھا بادشاہ کے گلہ میں اس کے جوڑ کا کوئی نہ تھا

او سوارہ گشت در موکب پگاہ ناگہاں دید اسپ را خوارزم شاہ

وہ صبح کو جلوس میں سوار ہوا خوارزم شاہ نے اچانک گھوڑا دیکھ لیا

چشمِ شہ را فرّ و رنگِ او ربود تا برجعت چشمِ شہ بر اسپ بود

شاہ کی نظر کو اس کی شان اور رنگت نے اچک لیا شاہ کی نظر واپسی تک گھوڑے پر تھی

---

۱ بشنو۔ اب تو ایک قصہ سن لے تاکہ تحقیق اور تقلید کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لے۔ دیدن۔ خوارزم شاہ نے گھوڑے کو تقیدی نظر سے دیکھا فوراً عماد الملک کے کہنے سے اس کا خیال بدل گیا اگر تحقیق کی نظر سے کام لیتا تو گھوڑے سے محروم نہ ہوتا۔ حکیم سنائی۔ مشہور صوفی شاعر ہیں۔

۲ الٰہی نامہ۔ حکیم سنائی کی مشہور کتاب ہے۔ چوں۔ یہ شعر الٰہی نامہ کا ہے اگر وہ فروش دلال کی زبان حاسد ہو تو غلام بے وقعت ہو جاتا ہے اور معمولی قیمت میں فروخت ہو جاتا ہے حضرت یوسف جیسے غلام کی قیمت بھی ایک گز کپڑا رہ جاتی ہے۔

۳ برادراں۔ حضرت یوسف کے بھائی چونکہ حاسد تھے اس لیے خریدار ان کے خریدنے کے زیادہ شائق نہ تھے۔ بود۔ ایک سردار کا اس قدر منتخب گھوڑا تھا کہ اس جیسا گھوڑا بادشاہ کے پاس بھی نہ تھا۔ موکب۔ شاہی جلوس۔ چشم۔ بادشاہ اس کو واپسی تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا۔

بر ہر آں عضوے کہ افگندے نظر — ہر یکش خوشتر نمودے زاں دگر
وہ اس کے جس عضو پر نظر ڈالتا — ہر ایک دوسرے سے زیادہ اچھا نظر آتا

غیرِ ۱ چستی و کشی و روحت — حق بُرو افگندہ بُدنا در صفت
چستی اور خوبی اور سبکروی کے علاوہ — اللہ تعالیٰ نے اس میں نادر صفتیں رکھی تھیں

پس تجسس کرد عقل بادشاہ — کایں چہ باشد کو زند بر عقل راہ
پھر بادشاہ کی عقل نے ٹٹول کی — کہ یہ کیا چیز ہے؟ جو عقل کا راستہ روکتی ہے

چشمِ من پُرست و سیر ست و غنی — از دو صد خورشید دارد روشنی
میری آنکھ پر اور سیر اور بے نیاز ہے — دو سو سورجوں کی روشنی رکھتی ہے

اے رُخِ شاہاں بر من بیذقے — نیم اسپم در رُباید بے تقے
اے مخاطب شاہوں کا رخ میرے لئے پیادہ ہے — مجھے آدھا معمولی گھوڑا خواہ مخواہ فریفتہ کرتا ہے

جادوئی ۲ کردست جادو آفریں — جذبہ باشد آں نہ خاصیاتِ ایں
جادو پیدا کرنے والے نے جادو کیا ہے — وہ کشش اس کی ہے، نہ اس کی خصوصیتیں

فاتحہ خواند و بسے لاحول کرد — فاتحہ اش در سینہ می افزود درد
اس نے فاتحہ اور بہت لاحول پڑھی — فاتحہ اس کے سینے میں درد بڑھاتی تھی

زانکہ اُورا فاتحہ خود می کشید — فاتحہ در جرّ و دفع آمد وحید
کیونکہ اس کا فاتحہ خود کھینچ رہی تھی — فاتحہ کشش اور دفعیہ میں یکتا ہے

گر نماید غیر ہم تمویہ اُوست — ور رود غیر از نظر تنبیہ اوست
اگر وہ غیر کو دکھاتا ہے، تو وہ اس کا ملمع کرنا ہے — اور اگر غیر، نظر سے گرے تو اس کی تنبیہ ہے

پس یقیں ۳ گشتش کہ جذبہ آں سریست — کارِ حق ہر لحظہ نادر آوریست
تو اس کو یقین ہوگیا کہ اس جانب کی کشش ہے — اللہ تعالیٰ کا کام ہر وقت نادر کو پیدا کرنا ہے

اسپ سنگیں، گاوِ سنگیں زابتلا — می شود مسجود از مکرِ خدا
پتھر کا گھوڑا، پتھر کا بیل، ابتلاء کی وجہ سے — خدا کی تدبیر سے مسجود بن جاتا ہے

پیشِ کافر نیست بُت را ثانیے — نیست بُت را فرّ و نے رُوحانیے
کافر کے سامنے بت کا کوئی ثانی نہیں ہے — نہ بت میں شان ہے اور نہ روحانیت ہے

---

۱ غیر۔ گھوڑے میں چستی اور خوبی اور سبکروی کے علاوہ اور بھی صفات تھیں۔ روحت۔ اس لغت کا سبکروی ترجمہ ہم نے دوسروں کی پیروی میں کیا ہے، اصل لغت سے اس کے کوئی معنی واضح نہیں ہوئے۔ پس۔ شاہ کو حیرانی ہوئی کہ یہ گھوڑا کیا ہے کہ اس نے دیوانہ بنادیا ہے۔ چشم من۔ میں سیر چشم ہوں اور بے نیاز ہوں میری آنکھ میں دو سو سورجوں کی روشنی ہے۔ رخ۔ شطرنج کا معزز مہرہ ہے۔ بیذق۔ پیادہ شطرنج کا معمولی مہرہ ہے۔ نیم اسپم۔ لیکن ان باتوں کے باوجود ایک گھوڑے نے میری عقل کو حیران کردیا ہے۔

۲ جادو۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی سحرکاری ہے اور اس کی یہ کشش ہے گھوڑے کی عمدگی کی یہ کشش نہیں ہے۔ فاتحہ۔ گھوڑے کے خیال کو دور کرنے کے لئے اس نے سورۂ فاتحہ اور لاحول پڑھنی شروع کی لیکن فاتحہ نے بھی اس کے درد میں اور اضافہ کردیا۔ زانکہ۔ اس کے درد میں اس لئے اضافہ ہوا کہ یہ کشش فاتحہ والے کی تھی اور وہ کشش میں یکتا ہے۔ فاتحہ یعنی فاتح کا رب اللہ تعالیٰ۔ گر نماید۔ اگر اللہ تعالیٰ غیر کو حسین کرکے دکھاتا ہے تو یہ اس کا ملمع کرنا ہے اور اگر غیر کو وہ برا کرکے دکھاتا ہے تو یہ اس کی طرف سے تنبیہ ہوتی ہے۔

۳ پس۔ تو اب شاہ کو یقین ہوگیا کہ گھوڑے کی جانب یہ کشش منجاب اللہ ہے۔ اسپ سنگین۔ اللہ تعالیٰ جب کسی اپنے غیر کو حسین بناتا ہے تو اس کی یہ صورت ہوتی ہے کہ انسان گھوڑے اور بیل کے بت کو پوجنے لگتا ہے۔ ثانیے۔ وہ کافر اس بت کو عدیم المثال سمجھنے لگتا ہے حالانکہ وہ نہ جاندار ہے نہ اس میں کوئی شان و شوکت ہے۔

چیست ۱ آں جاذب نہاں اندر نہاں　　در جہاں تابندہ از دیگر جہاں
مخفی در مخفی وہ کھینچنے والا کیا ہے؟　　دنیا میں دوسرے جہان سے چمکنے والا

عقل محجوب ست و جاں ہم زیں کمیں　　من نمی بینم تو می تانی ببیں
اس مخفی سے عقل بھی پردے میں ہے اور جان بھی　　میں نہیں دیکھتا ہوں اگر تو دیکھ سکے تو دیکھ لے

چونکہ خوارم شہ ز سیراں باز گشت　　با خواصِ مُلکِ خود ہمراز گشت
جب خوارزم شاہ سیر سے لوٹا　　اپنے ملک کے خواص سے ہمراز ہوا

پس بسَرہنگان بفرمود آں زماں　　تا بیارند اسپ را زاں خانداں
پھر اسی وقت سپاہیوں کو حکم دیا　　کہ اس خاندان سے گھوڑا لے آئیں

ہمچو ۲ آتش در رسیدند آں گردہ　　ہمچو چشمے گشت امیر ہمچو کوہ
وہ لوگ آگ کی طرح پہنچ گئے　　پہاڑ جیسا سردار، لون جیسا ہو گیا

جانش از دردو غمیں تالب رسید　　جُز عمادُ المُلک زنہارے ندید
اس کی جان درد اور ٹوٹے سے ہونٹ تک آ گئی　　اس نے عماد الملک کے سوا پناہ نہ دیکھی

کہ عماد الملک بد پائے علمَ　　بہرِ ہر مظلوم و ہر مغبونِ غم
کیونکہ عماد الملک جھنڈے کا پایہ تھا　　ہر مظلوم اور ہر غم کے بدلے کا

محترم تر خود نہ بُد زو سَرورے　　پیشِ سُلطاں بُود چوں پیغمبرے
کوئی سردار اس سے زیادہ محترم نہ تھا　　وہ سلطان کے نزدیک پیغمبر جیسا تھا

بے طمع بُود و اصیل ۳ و پارسا　　رائض و شب خیز و حاتم در سخا
بے طمع اور اصیل اور نیک تھا　　ریاضت کرنے والا اور شب بیدار سخاوت میں حاتم تھا

بس ہمایوں رائے و با تدبیر و داد　　آز مودہ رائے اُو دَر ہر مُراد
بہت مبارک رائے اور مدبر اور منصف　　وہ ہر مقصد میں آزمودہ رائے تھا

ہم بَبذلِ جاں سخی و ہم بمال　　طالبِ خورشید غیب اُو چوں ہلال
جان کے خرچ میں بھی سخی اور مال میں بھی　　وہ ابتدائی کے چاند کی طرح غیب کے سورج کا طالب تھا

دَر امیری اُو غریب و محتبس　　دَر صفاتِ فقر و خُلت ملتبس
وہ امارت میں غریب اور پابند تھا　　فقر اور خلت کے صفات سے وابستہ تھا

بُود ہر محتاج را ہمچوں پدر　　پیشِ سُلطاں شافع و دفعِ ضرر
وہ ہر محتاج کے لئے باپ جیسا تھا　　وہ بادشاہ کے سامنے سفارشی اور ضرر کو دفع کرنے والا تھا

---

۱ چیست۔ یہ انسان کے لئے کشش والی کیا چیز ہے جو مخفی در مخفی ہے اور علم غیب سے اس عالم میں آ کر انسان کو متاثر کرتی ہے۔ عقل۔ اس کو نہ عقل سمجھ سکتی ہے نہ روح وہ قدر کا راز ہے جس میں بحث کرنا بھی ممنوع ہے۔ چونکہ۔ اب پھر اصل قصہ شروع کیا ہے کہ جب خوارزم شاہ واپس آیا تو اس نے اپنے خواص سے مشورہ کیا۔ پس۔ پھر سپاہیوں کو روانہ کر دیا کہ وہ اس سردار کا گھوڑا جبراً لے آئیں۔

۲ ہمچو۔ وہ سردار بھی تگڑا تھا لیکن سپاہیوں کے بالمقابل اس کی کچھ نہ چلی۔ جانش۔ وہ سردار اس گھوڑے کے صدمہ سے جان بلب ہو گیا اور سوچا کہ اس مصیبت کو صرف عماد الملک ٹال سکتا ہے۔ پائے علم۔ جھنڈے کا پایہ یعنی لوگوں کا مرجع۔ مغبون۔ ٹوٹے میں پڑا ہوا۔ محترم۔ خوارزم شاہ عماد الملک کی بہت عزت کرتا تھا اور اس کے کہنے کو نبی کے فرمان جیسا سمجھتا تھا۔

۳ اصیل۔ شریف النسب۔ رائض۔ ریاضت کرنے والا۔ آزمودہ یعنی تجربہ کار تھا۔ ہم۔ جان و مال خرچ کرنے میں سخی تھا۔ طالب۔ اللہ تعالیٰ سے اسی طرح کسب فیض کرتا تھا جس طرح ہلال سورج سے کرتا ہے۔ در امیری۔ امیر تھا لیکن اپنے آپ کو غریبوں میں شمار کرتا تھا اور ان کا پابند تھا۔ خلت۔ یعنی خدا کے ساتھ دوستی۔ دفع۔ یعنی دافع۔

مرِداں ۱ را ستر چوں حلمِ خُدا — خُلقِ اُو بر عکسِ خلقان و جدا
اللہ تعالیٰ کی بردباری کی طرح بروں کیلئے پردہ تھا — اس کے اخلاق لوگوں کے برعکس اور جدا تھے

بارہا می شُد بسُوئے کوہ فرد — شاہ باصد لابہ اُورا منع کرد
بارہا ' پہاڑ کی جانب اکیلا چلا جاتا تھا — بادشاہ نے سو خوشامدوں سے اسے منع کیا تھا

ہر دم ار صد جُرم را شافع شُدے — چشمِ سُلطاں را ازُو شرم آمدے
ہر وقت اگر سو جرموں کا سفارشی بنتا — بادشاہ کی آنکھ کو اس سے شرم آتی

رفت اُو پیشِ عمادُ الملک راد — سر برہنہ کرد و بر خاک اُو فتاد
وہ ' جوانمرد عماد الملک کے سامنے گیا — سر ننگا کیا اور خاک پر گر گیا

کہ ۲ حرم باہر چہ دارم گو بگیر — تا بگیرد حاصلم را ہر مُغیر
کہیے کہ لونڈی مع ہر چیز کے جو میرے پاس ہے لے لے — حتی کہ ہر لوٹنے والا میرے ماحصل کو لے لے

آں یکے اسپ ست جانم رہنِ اُوست — گر بَرد مردم یقیں اے خیر دوست
وہ ایک گھوڑا ہے' میری جاں اس میں گروی ہے — اے بھلے دوست اگر وہ لے لے گا میں یقیناً مر جاؤں گا

گر برد ایں اسپ را از دستِ من — من یقیں دانم نخواہم زیستن
اگر وہ میرے ہاتھ سے اس گھوڑے کو لے جائے گا — میں یقین سے جانتا ہوں میں نہ جی سکوں گا

چوں خدا پیوستگی ام دادہ است — بر سرم مال اے مسیحا زود دست
چونکہ خدا نے اس سے مجھے دلچسپی دی ہے — اے مسیحا! جلد میرے سر' پر ہاتھ پھیر دے

از ۳ زن و زر و عقارم صبر ہست — ایں تکلف نیست بے تزویر یست
زن اور زر اور جائیداد سے مجھے صبر حاصل ہے — یہ بناوٹ نہیں ہے سچائی ہے

اندریں گر' می نداری باورم — امتحاں کن امتحاں گفت و فرم
اگر اس بارے میں تجھے میرا یقین نہیں ہے — میرے قول اور وعدے کا امتحان لے لے امتحان

آں عمادُ الملک گریاں چشم مال — پیشِ سُلطان درد وید آشفتہ حال
عماد الملک روتا ہوا ' آنکھیں ملتا ہوا — پریشان حال ' بادشاہ کے پاس دوڑ گیا

لب بہ بست پیشِ سلطان ایستاد — راز گویاں با خدا ربُّ العباد
ہونٹ بند کر لئے اور بادشاہ کے پاس کھڑا ہو گیا — رب العباد خدا سے راز کہتا ہوا

ایستادہ رازِ سُلطاں می شُنید — واندراں اندیشہ اش ایں می تنید
وہ کھڑا ہوا بادشاہ کا راز سن رہا تھا — اس دوران میں اس کا خیال یہ بنا رہا تھا

---

۱ مرِداں را۔ بروں کی برائی کو اللہ تعالیٰ کی بردباری کی طرح چھپاتا تھا۔ بارہا۔ اس قدر بہادر تھا کہ اکیلا پہاڑوں کی طرف چلا جاتا تھا جہاں قاتل ڈاکو اور درندے بکثرت ہوتے ہیں۔ ہر دم۔ اگر وہ ایک وقت میں سو سفارشیں بھی کرتا تو شاہ اس کی بات ٹالنے میں شرم محسوس کرتا تھا۔ رفت۔ وہ سردار جس کا گھوڑا اچھا تھا عماد الملک کے دربار میں تھکے سر زمین پر جا گرا۔
۲ کہ۔ عماد الملک سے عرض کیا کہ بادشاہ سے کہہ دیجئے کہ میری محبوبہ لونڈی اور سارا مال و زر لے لے اور لوٹنے والوں کو لوٹ کا حکم دیدے۔ آں یکے۔ بس میرا گھوڑا چھوڑ دے کیونکہ میری جان اس میں اٹکی ہے اس کے بغیر میں زندہ نہ رہ سکوں گا۔ چوں خدا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس کی محبت پیدا کر دی ہے اگر وہ میرے پاس سے چلا گیا تو میں مر جاؤں گا لہٰذا آپ مسیحائی دکھائیے۔
۳ از زن۔ اگر بادشاہ گھر بار نقد و جائیداد لے لے گا تو میں صبر کر لوں گا۔ بے تزویری۔ یعنی سچائی۔ فر۔ شان و شوکت' یہاں دعویٰ مراد ہے۔ چشم مال۔ آنکھیں ملتے ہوئے۔ راز گویاں۔ عماد الملک بادشاہ کے دربار میں کھڑا ہو اور خدا سے راز کی باتیں کر رہا تھا جن کا ذکر آئندہ اشعار میں ہے۔ راز۔ سلطان۔ بادشاہ کی باتوں سے اس کے دلی خیال معلوم کر رہا تھا۔

کاے خدا گر آنجواں کژ رفت راہ ۱ — کہ نشاید ساختن جُو تو پناہ

کہ اے خدا! اگر وہ جوان ٹیڑھا راستہ چلا ہے — کیونکہ تیرے سوا کسی کو پناہ نہ بنانا چاہیے

تو از آنِ خود بکُن بروے مگیر — گرچہ اُو خواہد خلاص از ہر اسیر

تو اپنے شایان شان کر، اس کی گرفت نہ کر — اگرچہ وہ ہر قیدی سے اپنی خلاصی چاہے

زانکہ محتاج انداِیں خلقاں ہمہ — از گدائے گیرتا سُلطاں ہمہ

کیونکہ سب مخلوق محتاج ہے — سب، فقیر سے لے کر بادشاہ تک

باحضورِ ۲ آفتابِ باکمال — رہنمائی جُستن از شمع و ذُبال

مکمل سورج کے ہوتے ہوئے — بتی اور شمع سے رہنمائی حاصل کرنا

با حضورِ آفتاب خوش مساغ — رہنمائی جُستن از شمع و چراغ

خوش رفتار سورج کے ہوتے ہوئے — شمع اور چراغ سے رہنمائی ڈھونڈنا

بیگماں ترکِ ادب باشد زما — کفرِ نعمت باشد و فعلِ ہوا

بیشک ہمارا ترکِ ادب ہے — نعمت کا کفر اور خواہش نفس کا کام ہے

لیک اغلب ہوشہا در افتکار — ہمچو خفّاش اند ظلمت دوستدار

لیکن سوچنے میں اکثر عقلیں — چمگادڑ کی طرح اندھیرے کو پسند کرنے والی ہیں

در شب از خفّاش کرمے می خورد — کرم را خورشید جاں می پرورد

چمگادڑ رات میں اگر کوئی کیڑا کھاتی ہے — کیڑے کی جان کو سورج پالتا ہے

در شب از خفّاش کرمے مست مست — کرم از خورشید جنبیدہ شدہ است

اگر چمگادڑ رات میں کیڑے سے مست ہے — کیڑا سورج کی وجہ سے حرکت کرنے والا بنا ہے

آفتابے ۳ کہ ضیا زو می زہد — دشمنِ خود را نوالہ می دہد

سورج جس سے روشنی ابلتی ہے — اپنے دشمن کو خوراک دیتا ہے

لیک خفّاشے کہ اُو رہ گم کند — آخر از خورشید ہم یابد سند

لیکن چمگادڑ جو کہ راستہ گم کرتی ہے — آخر وہ بھی سورج سے سہارا پاتی ہے

لیک شہبازے کہ اُو خفّاش نیست — چشمِ بازش راست بیں و روشنیست

لیکن وہ شہباز جو چمگادڑ نہیں ہے — اس کی کھلی ہوئی آنکھ صحیح دیکھنے والی اور روشن ہے

گر بشب جُوید چو خفّاش اُو نمو — در ادب خورشید مالد گوشِ اُو

اگر وہ چمگادڑ کی طرح رات کو خروج کرے — سورج سزا میں اس کا کان اینٹھ دے

۱ کاے خدا۔ خدا سے یہ رقم کہہ رہا تھا کہ اے خدا اگرچہ اس مرد کی یہ غلطی ہے کہ اس نے تجھے چھوڑ کر میری پناہ لی ہے۔ تو از آن۔ اے خدا تو اس کی خطا پر گرفت نہ فرما اور اپنے شایان شان اس سے معاملہ کر۔ اسیر۔ کسی قیدی کے ذریعہ قید سے نجات چاہنا بیوقوفی ہے۔ زانکہ۔ مخلوق مخلوق سے کچھ چاہے تو ایسا ہی ہے کہ ایک بھکاری دوسرے بھکاری سے بھیک مانگے۔

۲ باحضور۔ خدا کے ہوتے ہوئے بندوں سے مدد چاہنا ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی سورج کے ہوتے ہوئے شمع و چراغ کی بتی سے روشنی حاصل کرے۔ بیگماں۔ یقیناً انسان کا یہ فعل خدا کی شان میں گستاخی ہے۔ فعل ہوا۔ یہ شیطان نفس کی خواہش ہے۔ لیک۔ لیکن اکثر انسان چمگادڑ صفت ہیں مسبب الاسباب سے قطع نظر کر کے اسباب سے تعلق پیدا کرتے ہیں۔ در شب۔ حالانکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ اسباب سے جو حاصل ہوتا ہے وہ بھی اسی کی دین ہے کرمے۔ چمگادڑ جو کیڑا کھاتی ہے اس کو سورج کی روشنی نے پالا ہے۔

۳ آفتابے۔ سورج اپنے دشمن چمگادڑ کو غذا دیتا ہے خدا کافروں کو بھی رزق پہنچاتا ہے۔ لیک۔ اسباب پر اعتماد کرنے والے بھی مسبب الاسباب کے سہارے مقاصد حاصل کر رہے ہیں۔ لیک۔ عوام اسباب پر اعتماد کر لیں لیکن خواص کا یہ جرم ہے چمگادڑ رات کو رزق تلاش کرنے باز اگر ایسا کرے گا تو مجرم ہے۔

گویدش ۱ گیرم کہ آں خُفّاشِ لُد ‏ ‏ علّتے دارد، تُرا بارے چہ شُد
سو اس سے کہے گا میں نے مانا کہ سرکش چمگادڑ ‏ ‏ عیب رکھتی ہے لیکن تجھے کیا ہوا ہے؟

مالشت بدہم بز جرو اکتیاب ‏ ‏ تاتتابی سر، دگر از آفتاب
میں تجھے جھڑکی اور غم کی سزا دوں گا ‏ ‏ تاکہ تو پھر سورج سے سرتابی نہ کرے

مُواخذۂ یوسفِ صدّیق علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام
حضرت یوسف صدیق کا ہمارے نبی اور ان پر درود اور سلام ہو قیدخانہ

بحبسِ بضعِ سنین بسبب یاری خواستن از غیرِ حق
کے ذریعہ کچھ سال مواخذہ، ان کے خدا کے غیر سے مدد چاہنے اور کہنے کے

وگفتن واذکُرنی عِندَ ربّک الی اخر الایۃ
سبب کے علاوہ میرا تذکرہ کرو اپنے آقا کے سامنے

آنچناکہ یوسف از زندانیے ‏ ‏ بانیازے خاضعے سعدانیے ۲
جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے ایک قیدی سے ‏ ‏ جو عاجز، پست، گرہ گیر تھا

خواست یاری گفت چوں بیروں روی ‏ ‏ پیشِ شہ گردد امورت مستوی
مدد چاہی، کہا جب تو باہر جائے ‏ ‏ بادشاہ کے سامنے تیرے معاملے ٹھیک ہو جائیں،

یادِ من کن پیشِ تختِ آں عزیز ‏ ‏ تامرا ہم واخرد زیں حبس نیز
اس عزیز کے تخت کے سامنے مجھے یاد رکھنا ‏ ‏ تاکہ مجھے بھی وہ اس قید سے چھڑا لے

کے دہد زندانیے در اقتناص ‏ ‏ مردِ زندانی دیگر را خلاص
قیدی پھنساؤ کی حالت میں کب دے سکتا ہے ‏ ‏ نجات، دوسرے قیدی شخص کو؟

اہلِ ۳ دنیا جملگاں زندانی اند ‏ ‏ انتظارِ مرگِ دارِ فانی اند
دنیا دار سب قیدی ہیں ‏ ‏ دار فانی کی موت کے منتظر ہیں

جز مگر نادر یکے فردانیے ‏ ‏ تن بزنداں جانِ او کیوانیے
بجز کسی نادر یکتا کے ‏ ‏ جس کا جسم قید خانہ میں اور روح زحل پر ہو

پس جزائے آنکہ دید اورا معیں ‏ ‏ ماند یوسف حبس در بضعِ سنیں
تو اس کی سزا کہ انہوں نے اس کو مددگار سمجھا ‏ ‏ حضرت یوسف چند سال قید میں رہے

---

۱ گویدش۔ سورج باز کو کہے گا چمگادڑ میں تو بیماری تھی جس کی وجہ سے اس کی روش غلط ہوئی تو نے کیوں غلطی کی۔ مالشت۔ لہٰذا تو سزا کا مستحق ہے تاکہ دوبارہ ایسی غلطی نہ کرے۔ مواخذہ خواص اگر اسباب پر بھروسہ کریں تو مجرم ہیں اس کو حضرت یوسف کے واقعے سے ثابت فرمایا ہے حضرت یوسف نے رہائی کی امید دوسرے قیدی سے وابستہ کی تو سزا ملی اور ان کو مزید جیل خانہ میں رکھا گیا۔ بانیازے۔ وہ قیدی خود عاجز اور ذلیل تھا حضرت یوسف نے اس کا سہارا ڈھونڈا۔

۲ سعدانیے۔ سعدان والا۔ سعدان ایک خاردار گھاس ہے جو بطور تشبیہ گرہ کو بھی کہتے ہیں ہم نے اسی مناسبت سے گرہ گیر ترجمہ کیا ہے۔ یعنی اس کے دل میں غم کی گرہیں تھیں۔ گفت۔ قرآن نے حضرت یوسف کا مقولہ نقل کیا ہے وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنْھُمَا اذْکُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّکَ۔ اور کہا (یوسف نے) اس آدمی سے جس کے بارے میں گمان کیا کہ وہ دونوں میں سے نجات پانے والا ہو کہ اپنے آقا کے پاس میرا ذکر کر دینا۔ یاد کن۔ اس شخص سے کہا کہ عزیز مصر کے یہاں میرا ذکر کر دینا۔ عزیز۔ مصر کے وزیر کو کہا جاتا تھا۔ اقتناص۔ شکار کا جال میں پھنسنا۔

۳ اہل دنیا۔ دنیا کے لوگوں سے مدد چاہنا قیدی سے رہائی میں مدد چاہنا ہے۔ مرگ۔ انسان کو مرنے پر دنیا کے قید خانے سے نجات ملتی ہے۔ جز۔ ہاں کسی باخدا انسان سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔ کیوان۔ زحل ستارہ جو ساتویں آسمان پر مانا جاتا ہے۔ پس۔ چونکہ حضرت یوسف سے یہ لغزش ہوئی اس لئے مزید قید بھگتنی پڑی۔

یاد ۱ یوسف دیو از عقلش سترُد　　وز دلش دیوآں سخن از یاد بُرد

شیطان نے حضرت یوسف کی یاد اس کے ذہن سے ہٹادی　　اور شیطان نے وہ بات اس کے دل سے بھلا دی

زیں گنہ کامد ازاں نیکو خصال　　ماند در زنداں زد اور ہفت سال

اس گناہ کی وجہ سے جو ان نیک خصلت سے سرزد ہوا　　وہ خدا تعالیٰ کی جانب سے سات سال قید میں رہے

کہ چہ تقصیر آمد از خورشید داد　　تاتو چوں خفّاش اُفتی در سَواد

کہ عطا کے سورج سے کیا کمی ہوئی تھی؟　　جس سے تو چمگادڑ کی طرح تاریکی میں گر گیا

ہیں چہ تقصیر آمد از بحر و سحاب　　تاتو یاری خواہی از ریگ و سَراب

ہاں سمندر اور ابر کی جانب سے کونسی کوتاہی ہوئی؟　　جس سے تو ریت اور سراب سے مدد چاہنے لگا

عام ۲ اگر خفّاش طبع اند و مجاز　　یوسفا داری تو آخر چشم باز

عوام اگرچہ چمگادڑ کی طبیعت والے اور مجاز ہیں　　اے یوسف! آخر تو کھلی ہوئی آنکھ رکھتا ہے

گر خفاشے رفت در کور و کبود　　بازِ سلطاں دیدہ را بارے چہ بود

اگر کوئی چمگادڑ اندھے پن اور تاریکی میں چلی گئی　　آخر شاہ کو دیکھے ہوئے باز کو کیا ہوا؟

پس اَدب کردش بدیں جُرم اوستاد　　کہ مساز از چوبِ پوسیدہ عماد

تو اس خطا پر استاد نے ان کو سزا دی　　کہ پرانی لکڑی کا ستون نہ بنا

لیک یوسف را بخود مشغول کرد　　تانیاید دردلش زاں حبس درد

لیکن حضرت یوسف کو اپنے میں مشغول کر لیا　　تاکہ اس قید سے ان کے دل میں درد نہ آئے

آنچنانش ۳ اُنس و مستی داد حق　　کہ نہ زنداں ماند پیشش نے غسق

اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی انسیت اور مستی عطا کی　　کہ نہ ان کے سامنے قیدخانہ رہا نہ تاریکی

نیست زندانے وحش تر از رحم　　ناخوش و تاریک و پُر خون و وخم

کوئی قیدخانہ (ماں) رحم سے زیادہ وحشتناک نہیں ہے　　ناخوش اور تاریک اور خون بھرا اور ناموافق

چوں کشادت حق دریچہ سوئے خویش　　در رحم ہر دم فزاید تنت بیش

جبکہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے کھڑکی اپنی جانب کھول دی　　ہر وقت رحم میں تیرا جسم بڑھتا ہے

تاریک ترین قیدخانہ ہوگا لیکن خدا اس رحم کا دریچہ اپنی طرف کھول دیتا ہے اور بچہ کس قدر خوش و خرم ہو کر بڑھتا ہے۔

---

۱ یاد یوسف۔ قرآن پاک میں ہے فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ اس قید خانہ سے چھوٹنے والے کو شیطان نے آقا کے پاس ذکر کرنا بھلا دیا۔ زیں گنہ۔ یہ معصیت نہ تھی زلت تھی ہفت سال۔ قرآن میں بضع کا لفظ فرمایا ہے۔ جو تین سال سے نو سال تک کی مدت کے لئے بولا جاتا ہے مولانا نے سات سال متعین کئے ہیں۔ کہ چہ۔ حضرت یوسف پر ناراضی کا اظہار اس طریقہ پر کیا کہ ہماری جانب سے تمہاری روح میں کیا کمی آئی تھی تم نے دوسروں کی مدد چاہی۔ ہیں۔ ہاں۔ بحر و سحاب۔ یعنی دولت خداوندی۔ ریگ و سراب۔ یعنی وہ قیدی جس سے مدد چاہی۔

۲ عام۔ عوام تو اندھے ہیں وہ دوسرے سے مدد چاہتے ہیں مورد عتاب نہیں ہیں اے یوسف تمہاری تو آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ گر خفاشے اگر چمگادڑ تاریکی چاہے تو اتنی قصوروار نہیں جتنا کہ شاہی باز مشہور ہے۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ نیکوں کی نیکیاں بارگاہ کے مقربوں کی برائیاں ہیں یعنی وہی ایک بات جس پر نیکوں کو بھلائی ملتی ہے وہ بات اگر مقرب بارگاہ کرے تو اس کی گرفت ہو جاتی ہے۔ استاد۔ اللہ تعالیٰ۔ چوب۔ یعنی اسباب۔ لیک۔ چونکہ یوسف بہرحال محبوب خدا تھے اس لئے اس سزا میں بھی ان کو راحت عطا کر دی گئی۔

۳ آنچنانش۔ اس قید کی حالت میں ان پر وہ تجلیات تھیں جن سے وہ اس قیدخانہ کو قیدخانہ سمجھتے تھے نہ وہاں کی تاریکی کو تاریکی۔ نیست۔ اس پر تعجب نہ کر ماں کے رحم سے زیادہ

اندراں ۱ زنداں ز ذوق بیقیاس — خوش شگفت از غرسِ جسمِ تو حواس
اس قیدخانہ میں بے اندازہ ذوق سے — تیرے جسم کے پودے سے عمدہ حواس کھل گئے

زاں رحم بیروں شدن برتو درشت — می گریزی از زہارش سوئے پشت
اس رحم سے باہر آنا تیرے ناگوار ہو گیا — تو اس کی شرمگاہ سے کمر کی طرف بھاگنے لگا

راہِ لذت از دروں داں نز بروں — ابلہی داں جستنِ قصر و حصون
لذت کا راستہ اندر سے سمجھ نہ کہ باہر سے — محل اور قلعوں کی جستجو بے وقوفی سمجھ

آں یکے در کنجِ مسجد مست و شاد — واں یکے در باغ تُرش و بیمراد
ایک مسجد کے کونے میں مست اور شاد ہے — اور دوسرا باغ میں منہ بنائے اور بے مراد ہے

قصر چیزے نیست ویران کن بدن — گنج در ویرانی ہست اے میرِ من
محل کوئی چیز نہیں ہے اُن کو ویران کر دے — اے میرے سردار! خزانہ ویرانی میں ہے

ایں نمی بینی کہ در بزمِ شراب — مست آنگہ خوش شود کو شد خراب
کیا تو نہیں دیکھتا کہ شراب کی محفل میں — مست اس وقت خوش ہوتا ہے جب وہ ویران ہو جائے

گرچہ ۲ پُرنقش ست خانہ بر کنش — گنج جو وز گنج آباداں کنش
اگرچہ گھر پُرنقش (ونگار) ہے اس کو اکھاڑ دے — خزانہ تلاش کر اور خزانہ سے اس کو آباد کر دے

خانۂ پُرنقش و تصویر و خیال — ویں صُور چوں پردہ بر گنجِ وصال
گھر نقش اور تصویر اور خیال سے بھرا ہوا — اور یہ صورتیں وصل کے خزانہ پر پردے کی طرح ہیں

پرتوِ گنج ست و تابشہائے زر — کہ دریں سینہ ہمی جوشد صُوَر
خزانے کا عکس اور سونے کی چمک ہے — کہ یہ صورتیں سینے میں جوش مارتی ہیں

ہم ۳ ز لطف و عکسِ آبِ شرف — پردہ شد بر روی آب اجزائے کف
شریف پانی کے عکس اور لطف سے بھی — پانی کی سطح پر جھاگ کے اجزاء پردہ ہو گئے ہیں

ہم ز لطف و جوشِ جانِ باثمن — پردہ بر روئے جاں شد شخصِ تن
قیمتی جان کے ہوش اور لطف سے بھی — جسم کا وجود جان کے چہرے پر پردہ بن گیا ہے

پس مثل بشنو کہ در افواہ خاست — کانچہ بر ما می رود آں ہم زماست
تو وہ مثل سن لے جو زبانوں پر جاری ہے — کہ جو کچھ ہم پر گزرتی ہے وہ ہماری طرف سے ہے

---

۱ اندراں۔ اس رحم مادر کے قیدخانہ میں بچے کے حواس کے پھول کھلتے ہیں۔ زاں۔ بچہ اس رحم سے نکلنا پسند نہیں کرتا یہ پیدائش کے وقت پیچھے کو بھاگتا ہے۔ زہار۔ شرمگاہ۔ راہ لذت۔ لذت کا مدار خارجی اسباب پر نہیں ہے سکونِ قلب پر ہے دولت اور قلعوں میں لذت کی تلاش بیوقوفی ہے۔ آں یکے۔ جس کو اللہ تعالیٰ قلبی سکون دے دیتا ہے وہ مسجد کے کونے میں مست رہتا ہے ورنہ چمن میں رنجیدہ رہتا ہے۔ قصر۔ معلوم ہوا کہ لذت قلعہ اور محل میں نہیں ہے لہٰذا تو اس جسم کے قلعہ کو مجاہدے سے برباد کر دے پھر دیکھ ویرانے میں تجھے کیسا خزانہ ملتا ہے۔ ایں نمی بینی۔ شرابی کو اس وقت لذت آتی ہے جب جرم شراب خراب اور اس کے حواس ویران ہو جاتے ہیں۔

۲ گرچہ۔ جسم کے نقش و نگار کی پسندیدگی کی وجہ سے اس کے ویران کرنے سے نہ گھبرا اس لئے کہ اس کو ویران کرنے کے بعد اس میں سے بہت قیمتی خزانہ برآمد ہوگا۔ خانہ اس گھر کی بنیاد میں خزانہ مدفون ہے اور حسین مکان اس کا پردہ ہے۔ پرتو۔ گنج۔ سینہ میں جو حسین تصویر ابھرتی ہے یہ اس اصل خزانہ کا عکس ہے۔

۳ ہم ز لطف۔ جس طرح انسان جھاگ کی وجہ سے اصل پانی کے نظارہ سے محروم رہتا ہے اسی طرح اس جسم کے نقش و نگار کی وجہ سے روح کے خزانہ کے لطف سے محرومی ہے۔ ہم ز لطف۔ انسان کا بدن روح کے خزانہ کا پردہ اور حجاب ہے۔ پس۔ جبکہ یہ معلوم ہو گیا کہ ہمارا جسمانی نقش و نگار ہی روح کے خزانہ کے دیدار سے محرومی کا سبب ہے تو یہ مثل ہم پر بالکل صادق آگئی کہ ہمارے مصائب خود ہمارے پیدا کردہ ہیں۔

زیں اِجابت ایں تشنگانِ کف پرست   زآبِ صافی اُو فتادہ دُور دست
یہ پیاسے جھاگ کے پجاری اس پردے کی وجہ سے   صاف پانی سے دور جا پڑے ہیں

آفتا بابا چو تُو قبلہ وُ امیم   شب پرستی و خُفاشی می کنیم
اے آفتاب۔ تجھ جیسے قبلہ اور امام کے ہوتے ہوئے   ہم شب پرستی اور چگادڑ پن کر رہے ہیں

سُوئے خود کُن ایں خُفاشاں را مطار   زیں خُفاشی شاں بخر اے مستجار
ان چگادڑوں کی اڑان اپنی طرف کر دے   اے پناہ گاہ! اس چگادڑ پن سے نجات دیدے

ایں جواں زیں جُرم ضالست و مُغیر   کہ بمن آمد دلے اُورا مگیر
یہ جوان اس جرم کی وجہ سے گمراہ اور تباہی مچانے والے ہے   کہ میرے پاس آیا لیکن اس کی گرفت نہ کر

در عمادُ المُلک ایں اندیشہا   گشت جوشاں چوں اسد در بیشہا
عماد الملک میں یہ خیالات   جوش مار رہے تھے جیسے کہ شیر کچھاروں میں

ایستادہ[۲] پیشِ سُلطاں ظاہرش   در ریاضِ غیب جانِ طائرش
اس کا ظاہر بادشاہ کے سامنے کھڑا تھا   اس کی روح کا پرند غیب کے باغوں میں تھا

چوں ملائک اُو باقلیمِ اَلست   ہر دمے می شُد زشُرب تازہ مست
وہ فرشتوں کی طرح اَلست کے ملک میں تھا   وہ ہر لحظہ نئی شراب نوشی سے مست ہو رہا تھا

اندروں سُور و بُروں چوں پُرغمے   در تنِ ہمچوں لحد خوش عالمے
اندر خوشی اور باہر غمگین جیسا   لحد جیسے جسم میں ایک اچھا عالم تھا

اُو دریں حیرت بُدو دَر انتظار   تاچہ[۳] پیدا آید از غیب و سرار
وہ اسی حیرت اور انتظار میں تھا   کہ غیب اور راز سے کیا ظاہر ہوتا ہے

اسپ اندر کشیدند آں زماں   پیشِ خُرم شاہِ سرہنگاں کشاں
اسی وقت گھوڑے کو اندر کھینچ لائے   بیاہی خرم شاہ کے سامنے کشاں کشاں

الحق اندر زیرِ ایں چرخِ کبود   آنچناں اسپے بقد و تک نبود
واقعی اس نیلے آسمان کے نیچے   ایسا گھوڑا قد اور رفتار میں نہ تھا

می ربودے رنگ اُو ہر دیدہ را   مرحبا آں برق و مہ زائیدہ را
اس کا رنگ ہر آنکھ کو اچک لیتا تھا؟   مرحبا ہے اس برق اور چاند کے بچے پر

---

۱ زیں حجاب۔ جھاگ کے پجاری اس جھاگ کے پردے کی وجہ سے پانی سے محروم ہیں۔ آفتابا۔ مسبب الاسباب کے ہوتے ہوئے اسباب پر توکل ہمارا چگادڑ پن ہے۔ سوی خود کن۔ ان اسباب پرستوں کو اپنی طرف متوجہ کر دے تاکہ تجھ پر بھروسہ کریں۔ ایں جواں۔ جس کا گھوڑا چھینا ہے اس نوجوان نے میرا سہارا ڈھونڈا ہے یہ اس کی انتہائی غلطی ہے۔ در عماد الملک۔ عماد الملک کے دل میں یہ باتیں جوش مار رہی تھیں جو اوپر کے اشعار میں مذکور ہوئیں۔

۲ ایستادہ۔ اس کا جسم بادشاہ کے سامنے تھا اور روح غیب کے چمن زاروں میں اس مناجات میں مشغول تھی۔ چوں ملائک۔ فرشتوں کی طرح اس کی روح اس مقام میں تھی جہاں خدا سے مکالمہ ہو رہا تھا۔ اندروں۔ اس ہم کلامی کی مستی سے اس کے باطن میں سرور تھا اور جسم اس مظلوم کی وجہ سے غمگین تھا۔ لحد۔ اس تنگ لحد جیسے جسم میں ایک عالم مسرت تھا۔

۳ تاچہ۔ اس گھوڑے کے بارے میں عالم غیب کا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ خرم شاہ۔ خوارزم شاہ ہی کو کہا جاتا ہے۔ الحق۔ عماد الملک نے جب اس گھوڑے کو دیکھا تو واقعی وہ بے نظیر گھوڑا تھا۔ می ربودے۔ اس قدر حسین رنگ تھا کہ آنکھوں کو اچک رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ وہ گھوڑا گھوڑے اور گھوڑی سے نہیں پیدا ہوا بلکہ چاند اور برق سے پیدا ہوا ہے۔

همچو۱ مه همچوں عطارد تیز رَو — گوئیا صَرصَر علف بودش نه جو
چاند جیسا، عطارد کی طرح تیز رفتار — گویا، تیز ہوا اس کا چارہ تھی نہ کہ جو

ماه عرصه آسماں را در شبے — می بُرد اندر مسیر و مذہبے
چاند، ایک رات میں آسمان کے میدان کو — چلنے اور رفتار میں قطع کرتا ہے

چوں بیک شب مه بُرید ابراج را — ازچه منکر می شوی معراج را
جب چاند نے ایک رات میں برجوں کو طے کرلیا — تو تو معراج کا کیوں منکر بنتا ہے؟

صَد چو ماه است آں عجب دُرِّ یتیم — که بیک ایمائے اُو شُد مه دو نیم
وہ عجیب دُر یکتا سو چاند جیسا ہے — کہ اس کے ایک اشارے سے چاند کوٹکڑے ہوگیا

آں عجب کو در شگاف مه نمود — هم بقدرِ ضعفِ حسِ خلق بود
وہ عجیبات جو چاند کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے میں دکھائی — وہ مخلوق کے ادراک کی کمزوری کے بقدر تھی

کاروبارِ۲ انبیاء و مُرسلوں — هست از افلاک و اختر ہا بروں
انبیاء اور رسولوں کے کاروبار — آسمانوں اور ستاروں سے باہر ہیں

تو بروں رَو هم زا فلاک و دوار — وانگہاں نظاره کن آں کاروبار
تو بھی آسمانوں اور گھومنے والے سے باہر نکل — تب اس کاروبار کا نظارہ کر

درمیان بیضه چوں فرخہا — نشنوی تسبیح مُرغانِ ہوا
تو چوزوں کی طرح انڈے میں ہے — تو ہوا کے پرندوں کی تسبیح نہیں سنتا ہے

معجزات اینجا نخواهد شرح گشت — زاسپ و خرم شاه گوی و سرگزشت
معجزوں کی اس جگہ تشریح نہ ہو سکے گی — گھوڑے اور خرم شاہ اور سرگزشت کی بات کر

آفتابِ۳ لطفِ حق بر ہرچہ تافت — از سگ و از اسپ فرِّ کہف یافت
اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی چمک کو یکساں بھی نہ سمجھ — کتے اور گھوڑے پر اس نے کہف کی شان و شوکت حاصل کرلی

تابِ لطفش را تو یکساں ہم مداں — سنگ را و لعل را داد او نشاں
تو اس کی مہربانی کی چمک کو یکساں بھی نہ سمجھ — پتھر اور لعل کو اس نے نشانی دی ہے

لعل رازاں ہست گنجِ مقتبس — سنگ را گرمی و تابانی و بس
لعل کے پاس سے اس سے کامل شدہ خزانہ ہے — پتھر کے لئے گرمی اور تابش ہے اور بس

۱ ہمچو۔ چاند اور عطارد کی طرح تیز رو تھا معلوم یہ ہوتا تھا کہ وہ جو اور دانے کی بجائے تیز ہوا سے پلا ہے۔ ماہ۔ چاند کی تیز روی کا بیان ہے۔ ازچہ۔ جب آنحضور سے کم درجہ چاند کی یہ رفتار آنکھوں نے دیکھی ہے تو آنحضور کی سیر معراج پر کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ صد چو ماہ۔ آنحضور کا درجہ تو یہ ہے کہ چاند ان کی انگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے ہو گیا۔ آں عجب۔ یہ تعجب خیز معجزہ چاند میں اس لئے دکھایا گیا کہ ہمارا ضعیف احساس اسی کا ادراک کرسکتا تھا آپ کے وہ عجائب ہیں جو ہمارے احساس اور ادراک میں نہیں سما سکتے۔

۲ کاروبار۔ انبیاء کے اصل معجزے ان مادیات سے وراء ہیں۔ تو بروں رو۔ تو اس مادی دنیا سے نکل پھر انبیاء کے عجائب کا نظارہ کر۔ درمیاں۔ ان مادیات میں رہتے ہوئے تیری مثال انڈے کے اندر کے چوزے کی سی ہے جو فضا کے پرندوں کی تسبیح نہیں سن سکتا۔ معجزات۔ معجزوں کی بحث کی یہاں گنجائش نہیں ہے گھوڑے اور خرم شاہ اور اس واقعہ کی بات کرنی چاہیے۔

۳ آفتاب۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا سورج جس پر چمک جاتا ہے وہ کتا ہو یا گھوڑا اس میں اصحاب کہف کے کہف کی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ تاب۔ لیکن اس چمک کو یکساں نہ کہہ پتھر اور لعل کی صلاحیتوں کے فرق سے اس میں فرق ہے۔ لعل۔ لعل اسی چمک سے خزانہ حاصل کرلیتا ہے پتھر میں رف گرمی اور تابش پیدا ہوتی ہے۔

آنکہ[۱] بر دیوار افتد آفتاب　　　آنچناں نبود کز آب و اضطراب

جو دھوپ دیوار پر پڑتی ہے　　　ایسی نہ ہو گی جیسی کہ پانی اور حرکت سے

رجوع بحکایتِ سلطان و اسپ و عمادُ المُلک و پشیماں کردن شاہ را

سلطان اور گھوڑے اور عماد الملک کے قصہ کی جانب رجوع اور شاہ کو شرمندہ کرنا

چوں دمے حیراں شُد از وے شاہِ فرد　　　رُخ خود سُوی عمادُ المُلک کرد

جب تھوڑی دیر یکتا شاہ اس سے حیران ہوا　　　اس نے اپنا رخ عماد الملک کی جانب کیا

کاے اخی بس خوب اسپے نیست ایں　　　از بہشت ست ایں مگر نے از زمیں

کہ اے بھائی! کیا یہ بہترین گھوڑا نہیں ہے؟　　　شاید یہ بہشت کا ہے نہ کہ زمین کا

پس[۲] عمادُ المُلک گفتش اے خدیو　　　چوں فرشتہ گردد از میلِ تو دیو

تو عماد الملک نے اس سے کہا اے شاہ!　　　آپ کے میلان سے شیطان فرشتہ جیسا بن جاتا ہے

در نظر آنچہ آوری گردید نیک　　　پس گش و رعناست ایں مرکب ولیک

جو چیز آپ پسند کریں وہ اچھی ہی ہو گئی　　　یہ سواری بہت عمدہ اور زیبا ہے، لیکن

ہست ناقص آں سر اندر پیکرش　　　چوں سرِ گاو ست گوئی ایں سرش

اس کے جسم میں سر ناقص ہے　　　گویا اس کا یہ سر بیل کے سر کی طرح ہے

در دلِ خُرم شہ ایں دم کار کرد　　　اسپ را در منظرِ شہ خوار کرد

خرم شاہ کے دل میں یہ بات کارگر ہو گئی　　　خان کی نظر میں گھوڑے کو ذلیل کر دیا

چوں غرض دلالہ گشت و واصفے　　　از سہ گز کرباس یابی یوسفے

جب غرض دلال اور بیان کرنے والی ہو جائے　　　تو تین گز سوتی کپڑے سے یوسف کو حاصل کرلیگا

چوں[۳] کہ ہنگامِ فراقِ جاں شود　　　دیو دلالِ دُرِ ایماں شود

جب روح کی جدائی کا وقت ہوتا ہے　　　شیطان ایمان کے موتی کا دلال بن جاتا ہے

پس فروشد ابلہ ایماں را شتاب　　　اندراں تنگی بیک ابریقِ آب

تو بیوقوف ایمان کو فوراً فروخت کر دیتا ہے　　　اس تنگی میں، ایک لوٹے پانی کے بدلے

واں خیالے باشد و ابریق نے　　　قصدِ آں دلالہ جز تخریق نے

وہ ایک خیال ہوتا ہے اور لوٹا نہیں ہے　　　اس دلال کا علاوہ ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے

ایں زماں کہ تو صحیح و فربہی　　　صدق را بہرِ خیالے میدہی

اس وقت کہ تو تندرست اور فربہ ہے　　　تو ایک خیال میں سچائی کو دے ڈالتا ہے

---

۱ آنکہ۔ سورج کی روشنی قبول کرنے میں دیوار اور پانی کی سطح خصوصاً جبکہ وہ متحرک ہو برابر نہیں ہے۔ چوں۔ اس گھوڑے کے حسن پر تھوڑی دیر شاہ حیران رہا پھر عماد الملک کی جانب رخ کر کے بولا۔ از بہشت۔ یہ گھوڑا زمین کی پیداوار نہیں ہے شاید بہشت سے آیا ہے۔

۲ پس۔ عماد الملک نے شاہ سے کہا کہ آپ کی پسندیدگی سے شیطان بھی فرشتہ بن جاتا ہے۔ ولیک۔ اس کا تعلق آئندہ شعر سے ہے یعنی گھوڑے میں اور تو خوبیاں ہیں لیکن اس کا سر ناقص ہے بیل کا سا معلوم ہوتا ہے۔ چوں۔ چونکہ عماد الملک کی غرض اس گھوڑے کو برا کہنے سے وابستہ تھی لہٰذا اس نے اس کو برا کہا اور گھوڑے کی قیمت گر گئی۔ از سہ گز۔ مشہور ہے کہ حضرت کو خریداروں نے معمولی قیمت پر خرید لیا تھا۔

۳ چونکہ۔ موت کے وقت کی پریشانی میں شیطان ایمان کو اس قدر حقیر کر کے دکھاتا ہے کہ بیوقوف آدمی اس کو ایک لوٹے پانی کے بدلے میں فروخت کر دیتا ہے۔ قصد۔ شیطان کا مقصد تو ایمان کو برباد کرنا ہوتا ہے۔ ایں نفس۔ ایمان کے بیچنے کے قصہ میں تعجب کی کیا بات ہے انسان زندگی میں بھی معمولی طمع کے خیال پر جھوٹ بول دیتا ہے۔

می ا۱ فروشی ہر زماں دُرّے زکاں … می ستانی ہمچو طفلے گردگاں
تو ہر وقت کان میں سے ایک موتی فروخت کر دیتا ہے … بچہ کی طرح اخروٹ لے لیتا ہے

پس دراں رنجوری و روزِ اَجل … نیست نادر گر بُود اینت عمل
اس تکلیف اور موت کے دن … تعجب نہیں ہے اگر تیرا یہ عمل ہو

در خیالت صُورتے جوشیدۂ … ہمچو جوزے وقتِ دَق بوسیدۂ
تیرے خیال میں ایک صورت جوش مارتی ہے … توڑنے کے وقت سڑے ہوئے اخروٹ کی طرح ہے

ہست از آغاز چوں بدر آنخیال … لیک آخر می شود ہمچوں ہلال
شروع میں وہ خیال چودھویں کے چاند کی طرح ہے … لیکن آخر میں ہلال کی طرح ہو جاتا ہے

گر تُو اوّل بنگری در آخرش … فارغ آئی از فریبِ فاترش
اگر تو شروع میں اس کے آخر کو دیکھ لے … اس کے سست فریب سے خالی ہو جائے

جوز۲ بوسیدست دنیا اے امیں … امتحانش کم کُن از دورش ببیں
اے امانت دار! دنیا گلا ہوا اخروٹ ہے … اس کو نہ آزما اس کو دور سے دیکھ لے

شاہ دید آں اسپ را با چشمِ حال … واں عمادُ المُلک با چشمِ مآل
شاہ نے اس گھوڑے کو حال کی نگاہ سے دیکھا … اور اس عماد الملک نے انجام کی نگاہ سے

چشمِ شہ دو گز ہمی دید از لُغز … چشمِ آں پایاں نگر پنجاہ گز
شاہ کی آنکھ پیچیدہ سوراخ سے دو گز دیکھتی تھی … اس انجام بین کی نگاہ نے پچاس گز

تا چہ سُرمہ ست آنکہ یزداں میکشد … کز پسِ صد پردہ بیند جاں رَشد
کیسا سرمہ ہے جو خدا لگا دیتا ہے؟ … کہ سو پردوں کے پیچھے سے روح ہدایت کو دیکھتی ہے

چشم۳ مہتر چوں بآخر بود جُفت … پس بداں دیدہ جہاں را جیفہ گفت
سردار کی آنکھ چونکہ انجام سے وابستہ تھی … تو اس آنکھ سے دنیا کو مردار فرمایا ہے

زیں یکے ذَمّش کہ بشنود و حسب … بس فسردہ اندر دلِ شہ مہرِ اسپ
اس کی ایک برائی سے جو بادشاہ نے سنی اور بس … شاہ کے دل میں گھوڑے کی محبت افسردہ ہو گئی

چشمِ خود بگذاشت چشمِ او گزید … ہوشِ خود بگذاشت قولِ اُو شنید
اس نے اپنی آنکھ چھوڑ دی اس کی آنکھ اختیار کر لی … اپنا ہوش چھوڑا اس کی بات سن لی

۱ می فروشی۔ معمولی نفع کے عوض سچائی کو فروخت کر دیتا ہے جیسے بے عقل بچہ دنی کے عوض چند اخروٹ خرید لیتا ہے۔ پس دراں۔ اس وقت انسان مجبور بھی نہیں ہے موت کے وقت تو اس کو پیاس لگی ہو گی۔ در خیالت۔ یہ خیال جس کی وجہ سے انسان سچائی کو فروخت کر دیتا ہے ایک سڑا ہوا اخروٹ ہے۔ ہست۔ شروع میں وہ خیال بڑا بھلا معلوم ہوتا لیکن انجام کار وہ حقیر بن جاتا ہے۔ گر تو۔ اگر انسان ابتداء ہی انجام پر نظر کر لے تو فریب سے بچ جائے۔

۲ جوز۔ یہ دنیا کا نفع ایک بوسیدہ اخروٹ ہے اور یہ اس قدر واضح بات ہے کہ اس کو آزمانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ شاہ۔ بادشاہ نے اس گھوڑے کے موجود حسن و جمال پر نظر کی اور عماد الملک نے اس کے انجام پر کہ اس گھوڑے کے اس طرح چھننے سے کتنا بڑا ظلم ہوگا اور انجام کیا ہوگا۔ چشم۔ بادشاہ کی نظر دو گز تک دیکھ رہی تھی اور وہ بھی ٹیڑھے سوراخ میں سے عماد الملک کی نظر پچاس گز تک دیکھ رہی تھی۔ لغز۔ چوہے کا سوراخ جو عموماً آڑا ترچھا ہوتا ہے۔ تا چہ۔ اللہ تعالیٰ جس کو بصیرت عطا فرماتا ہے تو وہ ایسا سرمہ ہے کہ سو پردوں کے پیچھے بھی چیز کو دکھا دیتا ہے۔

۳ چشم مہتر۔ آنحضورؐ نے دنیا کو جو مردار کہا ہے وہ انجام کے اعتبار سے کہا ہے۔ زیں یکے۔ عماد الملک کے صرف یہ کہنے سے کہ اس گھوڑے کا سر ناقص ہے وہ گھوڑا شاہ کے دل سے اتر گیا۔ چشم۔ بادشاہ نے اپنی آنکھ اور پر عماد الملک کی آنکھ اور بات کو ترجیح دی۔

ایں بہانہ بُد زآں دیانِ فرد — از ۱ نیاز آں دَر دلِ شہ سرد کرد
یہ ایک بہانہ تھا اس یکتا بدلہ دینے والے نے — نیاز کی وجہ سے اس کو شاہ کے دل میں سرد کر دیا

دَر بہ بست از حُسن اُو پیشِ بصر — آں سخن بُد درمیاں چوں بانگِ در
نظر کے سامنے اس کے حسن کا دروازہ بند کر دیا — وہ بات درمیان میں دروازہ کی آواز کی طرح تھی

پردہ کرد آں نکتہ را بر چشمِ شہ — کہ ازاں پردہ نماید مَہ سیہ
اس نکتہ کو شاہ کی آنکھ کا پردہ بنا دیا — کہ اس پردے سے چاند کالا نظر آتا ہے

پاکِ ۲ بَنائے کہ بر سازد حُصول — دَر جہانِ غیب از گفت و فسوں
اس پاک بنانے والے نے جو قلعے بنا دیتا ہے — گفتگو اور سحر کے عالم غیب میں

بانگ دَرداں گفت را از قصرِ راز — تا کہ بانگ واشُد ست ایں یا فراز
گفتگو کو راز کے قلعہ کے دروازہ کی آواز سمجھ — کہ یہ کھلنے کی آواز ہوئی یا بند ہونے کی

بانگِ دَر محسوس و دَراز حس بروں — تُبصِرُوں ایں بانگ و دَرا لا تُبصِرُوں
دروازہ کی آواز محسوس ہے اور دروازہ حس سے خارج ہے — تم اس آواز کو دیکھتے ہو اور در کو نہیں دیکھتے

چنگِ حکمت چونکہ خوش آواز شُد — تاچہ دَر از رَوضِ جنت باز شُد
دانائی کی سارنگی جبکہ خوش آواز بنی — دیکھ جنت کا کونسا دروازہ کھلا؟

بانگ گفت بَد چو دَر وامی شود — از سقر تا خود چہ دَر وامی شود
بری بات کی آواز جب مطلق ہوتی ہے — تو دیکھ جہنم کا کونسا دروازہ کھلتا ہے؟

بانگِ دَر بشنو چو دوری از درش — اے خُنک آں را کہ واشُد منظرش
جبکہ تو اس کے دور ہے دروازہ کی آواز سن لے — وہ چین سے ہے جس کا منظر کشادہ ہو گیا

چوں ۳ تو می بنی کہ نیکی می کنی — بر حیات و راحتے بر می تنی
جب تو دیکھے کہ نیکی کر رہا ہے — تو زندگی اور راحت کی تیاری کر رہا ہے

چونکہ تقصیر و فسادے رود — آں حیات و ذوق پنہاں میشود
جب قصور اور فساد ہو رہا ہے — وہ زندگی اور ذوق چھپ رہا ہے

دید خود مگذار از دید خساں — کہ بمُردارت کشند ایں کرگساں
کمینوں کی دید کی وجہ سے تو اپنی دید کو نہ چھوڑ — کیونکہ یہ گدھ تجھے مردار کی جانب کھینچتے ہیں

چونکہ۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو جنت کی نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے دید خود۔ دنیا کی فانی نعمتوں کو اپنی چشم بصیرت سے دیکھ دنیاداروں کی بات کا اعتبار نہ کر یہ گدھ ہیں جو تجھے مردار کی طرف لے جاتے ہیں۔

۱ زیبا۔ چونکہ عماد الملک نے نیاز مندی سے دعا کی تھی کہ شاہ سے یہ ظلم سرزد نہ ہو لہٰذا خدا نے اس کی بات کو اس دعا کی منظوری کا ایک سبب اور بہانہ بنا دیا۔ در بہ بست۔ شاہ کے گھوڑے کو ناپسند کرنے کا اصل سبب اللہ تعالیٰ ہے اس لئے کہ اس نے اصل دروازہ جو اس کے حسن کو دیکھنے کا تھا بند کر دیا اور عماد الملک اس کی ایک ظاہری علامت تھا مکان کی چیزیں دروازہ بند کرنے سے چھپ جاتی ہیں اور جس شخص نے دروازہ بند دیکھا ہو وہ دروازہ بند ہونے کی آواز کو چیزوں کے مستور ہونے کا سبب سمجھتا ہے۔ پردہ۔ عماد الملک کی بات کو اللہ تعالیٰ نے نظر کا پردہ بنا دیا اور شاہ کی نظر سے گھوڑے کا حسن پوشیدہ ہو گیا۔

۲ پاک۔ انسان کی بات کے نتائج عالم آخرت میں نمودار ہوتے ہیں۔ گفت۔ تو اپنی آواز کو دروازہ کی آواز سمجھ اور پہچان کہ اس آواز سے دروازہ بند ہوا ہے یا کھلا ہے۔ بانگ در۔ انسانوں کو در کی آواز جو خود انکی گفتگو ہے محسوس ہوتی ہے وہ جس دروازے کے کھلنے اور بلند ہونے کی آواز ہے وہ دروازہ نہیں آتا وہ عالم غیب میں ہے۔ چنگ۔ انسان کوئی دانائی کی بات کرتا ہے تو جنت کا دروازہ کھلتا ہے۔ بانگ۔ برے کلمہ کی آواز دوزخ کا دروازہ کھولتی ہے۔ وا۔ معلق سرنگوں۔ بانگ در۔ جبکہ تجھے دروازہ نظر نہیں آتا تو اس کی آواز سن لے اور اس کے ذریعہ اس دروازہ کو سمجھ لے۔

۳ چوں تو۔ جب انسان نیکی کرتا ہے تو اس کا محل جنت میں تیار ہوتا ہے۔ حیات۔ یعنی جنت کی ابدی زندگی۔ راحتے۔ یعنی جنت کی راحت

چشم ۱ چوں نرگس فرو بندی کہ چی ہیں عصا ام کش کہ کورم اے اخی
تو نے نرگس کی طرح آنکھ بند کر لی، کہ کیا ہے؟ ہاں اے بھائی میری لاٹھی (پکڑ کر) کھینچ کیونکہ میں اندھا ہوں

ویں عصا کش کہ گزیدی در سفر چوں بہ بینی باشد از تو کور تر
اور یہ لاٹھی کھینچنے والا جو تو نے سفر میں منتخب کیا جب تو غور کرے گا وہ تجھ سے زیادہ اندھا ہو گا

دست کورانہ بحبلِ اللہ زن جز بر امر و نہی یزدانی متن
اندھا بن کر اللہ کی رسی پر ہاتھ ڈال خدائی امر و نہی کے سوا ارادہ نہ کر

چیست حبل اللہ رہا کردن ہوا کیں ہوا شد صرصرے مر عاد را
اللہ کی رسی کیا ہے خواہش (نفسانی) کو چھوڑنا کیونکہ یہ خواہش (نفسانی) عاد کے لئے آندھی تھی

خلق در زنداں نشستہ از ہواست مرغ را پرہا بہ بستہ از ہواست
مخلوق خواہش (نفسانی) کی وجہ سے قیدخانہ میں بیٹھی ہے پرند کے پر خواہش نفسانی کی وجہ سے بندھے ہیں

ماہی ۲ اندر تابہ گرم از ہواست رفتہ از مستوریاں شرم از ہواست
مچھلی گرم توے میں خواہش نفسانی کی وجہ سے ہے مستورات سے خواہش نفسانی کی وجہ سے شرم جاتی رہی ہے

خشم شحنہ شعلۂ نار از ہواست چار میخ و ہیبت دار از ہواست
کوتوال کا غصہ آگ کی چنگاری خواہش نفسانی کی وجہ سے ہے سزا اور سولی کا خوف خواہش نفسانی کی وجہ سے

شحنۂ اجسام دیدی بر زمیں شحنۂ احکام جاں راہم بہ بیں
تو نے زمین پر جسموں کو کوتوال دیکھا ہے روح کے احکام کے کوتوال کو بھی دیکھ لے

روح را در غیب خود اشکنجہاست لیک تا نجہی شکنجہ در خفاست
خود روح کے لئے غیب میں شکنجے ہیں لیکن جب تک تو نہیں نکلا شکنجہ پوشیدگی میں ہے

چوں ۳ رہیدی بینی اشکنجہ دمار زانکہ ضد از ضد گردد آشکار
جب تو چھوٹے گا ہلاکت کا شکنجہ دیکھ لے گا کیونکہ ایک ضد دوسری ضد سے واضح ہوتی ہے

آنکہ درچہ زاد و درآبِ سیاہ او چہ داند لطف دشت و رنج چاہ
جو شخص کنویں اور کالے پانی میں پیدا ہوا وہ جنگل کے لطف اور کنویں کی تکلیف کو کیا جانے؟

چوں رہا کردی ہوا از بیم حق در رسد سغراق از تسنیم حق
جب تو نے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے خواہش نفسانی چھوڑ دی اللہ تعالیٰ کی تسنیم سے پیالہ پہنچے گا

---

۱ چشم۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے بھی چشم بصیرت عطا کی ہے تو بتکلف اندھا نہ بن۔ چی۔ چہ یعنی اندھوں کی طرح دریافت نہ کر۔ ایں عصا کش۔ جس کو تو اپنا رہبر بنا رہا ہے وہ دنیادار تجھ سے زیادہ اندھا ہے۔ دست کورانہ۔ اگر تو مجتہد نہیں ہے تو اللہ کی رسی پکڑ لے اور اس کے کھلے ہوئے احکام کی پابندی کر لے۔ چیست۔ اللہ کی رسی خواہش نفس کو ترک کرنا ہے قوم عاد اسی نفسانی خواہش کی وجہ سے تباہ ہوئی اور ان پر آندھی کا عذاب آیا۔ خلق۔ ہر جاندار نفسانی خواہش کی وجہ سے مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے۔

۲ ماہی۔ مچھلی اگر چارے کا لالچ نہ کرے تو کبھی کانٹے میں پھنس کر توے پر نہ بھنے عورتیں اسی لالچ سے خواہش میں مبتلا ہوتی ہیں۔ شحنہ کوتوال کا غصہ و غضب انسان پر اسی خواہش نفسانی کی وجہ سے نازل ہوتا ہے اور اس کو چار میخ اور سولی کی سزا اسی وجہ سے ملتی ہے۔ شحنہ تو دنیاوی کوتوال کو دیکھتا ہے آخرت کے کوتوال کو بھی مدنظر رکھ۔ روح۔ روح کے لئے عذاب کے آلات ہیں جو مرنے کے بعد نظر آئیں گے۔ نجہی۔ یعنی جب تک تو دنیا سے نہ جائے گا۔

۳ چوں رہیدی۔ جب تو عالم آخرت کی وسعتوں میں پہنچے گا تو اس دنیا کا شکنجہ ہونا سمجھے گا اس لئے کہ ضد کو دیکھ کر اس کی ضد پوری طرح سمجھ میں آتی ہے آنکہ۔ کنویں کا مینڈک جب تک چمن کی سیر نہیں کرتا نہ اس کو کنویں کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے نہ چمن کے لطف کا۔ چوں۔ جب تو نفسانی خواہش کو ترک کر دے گا تو آخرت کی نعمتوں کا لطف محسوس کرنے لگے گا۔ سغراق۔ پیالہ۔ تسنیم۔ جنت کی نہر ہے۔

لا تُطَرِّقْ فِیْ هَوَاکَ سَلْسَبِیْل ۱ مِنْ جَنَابِ اللهِ نَحْوَ السَّلْسَبِیْل
اپنی خواہش نفسانی پر نہ چل راستہ کی درخواست کر خدا کے دربار سے سلسبیل کی جانب

لا تَکُنْ طَوْعَ الْهَوٰی مِثْلَ الْحَشِیْش اِنَّ ظِلَّ الْعَرْشِ اَوْلٰی مِنْ عَرِیْش
گھاس کی طرح خواہش نفسانی کا تابعدار نہ بن بیشک عرش کا سایہ جھونپڑی سے بہتر ہے

گفت سلطاں اسپ را واپس برید زود تر زیں مظلمہ بازم خرید
بادشاہ نے کہا گھوڑا واپس لے جاؤ بہت جلد، مجھے اس ظلم سے نجات دو

بادلِ خود شہ بفرمود ایں قدر شیر از مفریب زیں راس البقر
شاہ نے اپنے دل سے اتنا فرمایا بیل کے اس سر سے شیر کو فریب نہ دے

پای گاؤ اندر میاں آری زداو رو نہ دوزد حق بر اسپے شاخِ گاؤ
تو حیلے سے بیل کا پاؤں درمیان میں لے آتا ہے جا اللہ تعالیٰ گھوڑے پر بیل کے سینگ نہیں جڑتا ہے

بس مناسب صنعت ست ایں شہر زاو کے نہد بر جسمِ اسپ او عضو گاؤ
اس شہر کا بنانے والا بہت موزوں کاریگری والا ہے وہ گھوڑے کے جسم پر بیل کا عضو کب رکھتا ہے؟

زاو ۲ ابداں را مناسب ساختہ قصرہائے منتقل پرداختہ
بنانے والے نے جسموں کو مناسب بنایا ہے منتقل ہونے والے قلعے بنائے ہیں

درمیانِ قصرہا تخریجہا از سوی ایں سوی آں صہریجہا
قلعوں کے اندر نالیاں ہیں اس کی جانب سے اس کی جانب وہ نہریں ہیں

وز دروں شاہ عالمے بے منتہا درمیانِ خرگہے چندیں فضا
اور ان کے اندر ایک لا انتہا جہان ہے ایک خیمہ کے اندر بہت میدان ہیں

گہ ۳ چو کابوسے نماید ماہ را گہ نماید روضہ قعرِ چاہ را
وہ کبھی چاند کو کابوس کی طرح دکھاتا ہے اور کبھی کنوئیں کی تہ کو چمن دکھاتا ہے

قبض و بسطِ چشم و دل از ذوالجلال دمبدم چوں می کند سحرِ حلال
آنکھ اور دل کا سمٹاؤ اور پھیلاؤ کی جانب ہے ہر وقت کس طرح سے حلال جادو کرتا ہے

زیں سبب درخواست از حق مصطفےٰ زشت را ہم زشت و حق را حق نما
اس لئے مصطفےٰ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی برے کو برا اور حق کو حق دکھا

۱ سلسبیل۔ راستہ کی درخواست کر۔ سلسبیل۔ جنت کا ایک چشمہ ہے۔ لاتکن۔ گھاس، ہوا کے ہر جھونکے سے جھک جاتی ہے۔ ظل العرش۔ جو خواہش نفس کو ترک کرے گا وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔ عریش۔ جھونپڑی۔ گفت۔ بادشاہ کو اب احساس ہوا کہ اس سردار سے گھوڑا چھیننا ظلم ہے۔ بادل خود۔ پھر شاہ نے عماد الملک کو مخاطب بنانے کے بجائے اپنے دل کو مخاطب بنا کر کہا مجھ جیسے شیر کو گھوڑے کے سر کو بیل کا سا سر کہہ کر فریب نہ دینا۔ پای گاؤ۔ درمیان آمدن، بے موقع بات کہنا۔ زداو۔ مکر حیلہ غدر۔ اللہ تعالیٰ گھوڑے پر بیل کے سینگ نہیں لگاتا ہے۔ زاو۔ معمار شہر زاو۔ شہر کو بنانے والا۔

۲ زاو۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کو قلعہ کی طرح تعمیر فرمایا ہے اور یہ انسانی جسم چلتے پھرتے قلعے ہیں۔ تخریج۔ نالی۔ صہریج۔ پانی کی نالی۔ وز دروں۔ انسانی جسم میں ایک عالم ہے صوفیاء انسان کو عالم اکبر کہتے ہیں کیونکہ جس طرح ساری کائنات اسماء الٰہی کا مظہر ہے تنہا انسان ان سب کا مظہر ہے۔ خرگہ۔ خیمہ یعنی انسانی جسم

۳ گہ۔ حضرت حق تعالیٰ کے تصرفات انسانی جسم پر بصورت قبض و بسط طاری ہوتے ہیں اور اس قبض سے کبھی وہ اچھے کو برا دکھا دیتا ہے اور بسط کے ذریعہ برے کو اچھا دکھا دیتا ہے۔ کابوس۔ ایک مرض ہے جب وہ لاحق ہو جاتا ہے تو انسان کا گلا گھٹتا ہے اور بولنے پر قادر نہیں رہتا۔ ازیں سبب۔ چونکہ حضرت حق کی تجلی قبض و بسط میں مختلف صورتیں دکھا دیتی ہے اسی لئے آنحضورؐ نے دعا کی ہے کہ اچھے کو اچھا دکھا اور برے کو برا دکھا۔

تا بآخر ۱ چوں بگردانی ورق — از پشیمانی نیفتم در قلق
تاکہ آخر میں جب تو ورق پلٹے — میں شرمندگی سے پریشانی میں نہ پڑوں

مکر کہ گرداں عماد الملک فرد — مالک الملکش بداں ارشاد کرد
جو تدبیر یکتا عماد الملک نے کی — مالک الملک نے اس کی اس طرف رہنمائی کی

حیلہ محمود ایں باشد و لیک — تو تمیز باش مرِبد را ز نیک
یہ پسندیدہ تدبیر ہوتی ہے لیکن — تو بری کو بھلی سے ممتاز کرنے والا بن

مکرِ ۲ حق سرچشمہ ایں مکرہاست — قلب بین الاصبعین کبریاست
اللہ تعالیٰ کی تدبیر ان تدبیروں کا سرچشمہ ہے — قلب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے

آنکہ سازد در دلت مکر و قیاس — آتشے داند زدن اندر پلاس
جو تیرے دل میں سوچ اور قیاس پیدا کرتا ہے — وہ ٹاٹ میں آگ لگانا بھی جانتا ہے

رجوع کردن بقصہ آں پائمرد واں غریب وامدار و بازگشتن ایشاں از سرِ گورِ خواجہ و خواب دیدنِ پائمرد خواجہ محتسب را

مددگار اور اس قرض دار پردیسی کے قصہ کی طرف رجوع اور ان کا خواجہ کی قبر کے سرہانے سے واپس آنا اور مددگار کا خواجۂ محتسب کو خواب میں دیکھنا

بے نہایت آمد ایں خوش سرگزشت — چوں غریب از گورِ خواجہ بازگشت
یہ عمدہ قصہ بغیر انجام کے رہ گیا — وہ پردیسی جب خواجہ کی قبر سے لوٹا

پائمردش ۳ سوئے خانہ خویش برد — مُہرِ صد دینار را با او سپرد
مددگار اس کو اپنے گھر کی جانب لے گیا — ۱۰۰ دینار کی مہر اس کو دے دی

لوتش آورد و حکایتہاش گفت — کز امید اندر دلش صد گل شگفت
مزیدار کھانا لایا اور اس سے ایسے قصے کہے — کہ اس کے دل میں امید سے ۱۰۰ پھول کھل گئے

آنچہ بعد العسر یسر او دیدہ بود — باغریب از قصہ آں لب کشود
اس نے تنگی کے بعد جو آسانی دیکھی تھی — اس نے اس کا قصہ پردیسی کو سنایا

نیم شب بگذشت افسانہ کناں — خواب شاں انداخت تا مرعیِ جاں
باتیں کرتے ہوئے آدھی رات گزر گئی — نیند نے ان کو روح کی چراگاہ میں لے جا ڈالا

---

۱ تا بآخر۔ یہ دعا اس لئے ہے تاکہ زندگی کا ورق پلٹنے کے بعد شرمندگی نہ ہو۔ مکر۔ شاہ کے دل سے گھوڑے کی محبت دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر سکھائی تھی۔ حیلہ۔ بھلائی کے لئے حیلہ کرنا بھلا ہے برائی کے لئے حیلہ کرنا برا ہے۔

۲ مکر حق۔ انسان کو اپنی کسی تدبیر پر مغرور نہ ہونا چاہیے کیونکہ ان تدبیروں کا چشمہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہے اور انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ جس طرف چاہتا ہے اس کو پھیر دیتا ہے۔ آنکہ۔ جو ذات تجھے یہ حیلہ سکھا دیتی ہے وہ تیرے علم کو ضائع بھی کر سکتی ہے۔ پلاس۔ ٹاٹ۔ وامدار۔ قرض دار۔ بے نہایت۔ یعنی یہ قصہ ادھورا رہ گیا۔

۳ پائمردش۔ وہ مددگار اس پردیسی کو گھر لے گیا۔ مہر۔ یعنی سو دینار کی تھیلی جو مہر زدہ تھی اس پردیسی کو دے دی۔ لوتش۔ اس پردیسی کو کھانا کھلایا اور ایسے قصے سنائے جس سے اس کا غم ہلکا ہو۔ آنچہ۔ اس نے اپنے ایسے قصے سنائے جن میں پریشانیوں کے بعد راحت میسر آئی تھی تاکہ پردیسی کی تسلی ہو جائے۔ نیم شب۔ وہ اس پردیسی کو آدھی رات تک قصے سناتا رہا پھر ان کو نیند آ گئی۔ خواب۔ نیند میں انسان کی روح ادھر ادھر کی سیر کرتی ہے۔ مرعی۔ چراگاہ۔

دید ۱ پامرد آں ہمایوں خواجہ را — اندراں شب خواب در صدرِ سرا
اس مددگار نے مبارک خواجہ کو دیکھا — اس رات خواب میں مکان کے صدر نشین میں

خواجہ گفت اے پامرد بانمک — آنچہ گفتے من شنیدم یک بیک
خواجہ نے کہا اے ملیح مددگار! — وہ جو کچھ کہہ رہا تھا میں نے ایک ایک سنا

لیک پاسخ دادنم فرماں نبود — بے اشارت لب نیارستم کشود
لیکن مجھے جواب دینے کا حکم نہ تھا — بغیر اشارے کے لب کشائی نہیں کر سکتا

ماچو واقف گشتہ ایم از چون وچند — مُہر بر لبہای ما بنہادہ اند
ہم چونکہ کیفیت اور کمیت سے واقف ہو گئے ہیں — انہوں نے ہمارے ہونٹوں پر مہر لگا دی ہے

تانگردد ۲ رازہائے غیب فاش — تانگردد مُنہدم عیش و معاش
تاکہ غیب کے راز نہ پھیلیں — تاکہ زندگی اور ذریعہ زندگی نہ ڈھے جائے

تاندرد پردۂ غفلت تمام — تانماند دیگِ محنت نیم خام
تاکہ غفلت کا پردہ پورا نہ پھٹ جائے — تاکہ محنت کی دیگ اور کچری نہ رہ جائے

تانگردد ہیچکس واقف بداں — تانسوزد پردۂ دعویٰ وراں
تاکہ اس سے کوئی واقف نہ ہو — تاکہ اس میں دعوے کرنے والوں کا پردہ نہ جل جائے

تانیفتد از طبق سرپوشِ غیب — می نبیند دیدنی راعینِ ریب
تاکہ طباق سے غیب کا ڈھکن نہ ہٹ جائے — دیکھنے کی چیز کو شک کی نگاہ نہیں دیکھتی ہے

ماہمہ ۳ گوشیم گر شُد نقشِ گوش — ماہمہ نُطقیم لیکن لب خموش
ہم مجسم کان ہیں اگرچہ کان کا نقش جاتا رہا — ہم مجسم گویائی ہیں لیکن خاموش لب ہیں

ماہمہ عینیم گر شُد نقشِ عین — بل ہمہ شمسیم مابے میغ و غین
ہم مجسم آنکھ اگرچہ آنکھ کا نقش جاتا رہا — بلکہ ہم مجسم سورج ہیں بغیر ابر و غبار کے

غرقِ دریائیم گرچہ قطرہ ایم — جملگی شمسیم گرچہ ذرّہ ایم
ہم دریا میں غرق ہیں اگرچہ قطرہ ہیں — ہم مجسم سورج ہیں، اگرچہ ذرہ ہیں

بے حجابِ دُردِ گل آبیم صاف — در جہانِ جاوداں گشتہ مُعاف
ہم بغیر غبار کے پردے کے صاف پانی میں — ہیشگی کے جہان میں معاف ہو گئے ہیں

۱ دید۔ سونے کی حالت میں مددگار نے محتسب کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک مکان کے صدر جگہ میں بیٹھا ہے۔ بانمک۔ ملیح حسین۔ آنچہ محتسب نے خواب میں اس مددگار سے کہا کہ اس پردیسی نے میری قبر پر جو باتیں کہیں وہ میں نے سب سنی ہیں۔ لیک۔ مردہ سب باتیں سنتا ہے جواب نہیں دے سکتا ہے۔ ماچو۔ مردوں کو بولنے کی اجازت اس لئے نہیں ہوتی کہ وہ رازوں سے واقف ہو چکے ہیں اگر بولیں گے تو غیب کے اسرار کھل جائیں گے۔

۲ تانگردد۔ اگر ان تکوینیات کے تمام راز کھل جائیں گے تو نظام عالم درہم ہو جائے گا۔ پردہ۔ نظام عالم انسان کی غفلت کے پردوں سے چل رہا ہے۔ تانماند۔ راز کھلنے سے ترک عمل ہو جائے گا۔ تانسوزد۔ حقیقت کھل جانے پر غلط دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ می نہ بیند۔ دیدنی چیز جو ان دیکھی بنی ہوئی ہے وہ اس غفلت کے پردے کی وجہ سے ہے۔

۳ ماہمہ۔ محتسب نے خواب میں کہا کہ اگرچہ ہمارے کان ختم ہو گئے ہیں لیکن اب ہم ہمہ تن کان ہیں ہم بغیر زبان کے مجسم گویائی ہیں لیکن بولنے کی اجازت نہیں ہے۔ عینیم۔ ہم مجسم آنکھ ہیں بغیر آنکھ کے جس طرح مردے سنتے ہیں دیکھتے بھی ہیں۔ بل ہمہ۔ ہم بغیر ابر و غبار کا سورج ہیں جس کا ادراک بہت قوی ہے۔ غرق۔ باوجودیکہ ہم ہیچ ہیں لیکن قرب کے اعتبار سے ہمیں ذات حق سے اتحاد ہے۔ بے حجاب۔ اب ہماری ذات گناہوں کی کدورت سے صاف ہو چکی ہے اور ہمیں معافی کی حالت میں دوامی زندگی حاصل ہو گئی ہے۔

ہر چہ ما دادیم دیدیم ایں زماں
ہم نے جو کچھ دیا اب دیکھ لیا
آنجہاں پردست و ایں ست آنجہاں
یہ جہان پردہ ہے، وہ جہان ظاہر ہے

روزِ کشتن روزِ پنہاں کردن ست
بونے کا دن، پوشیدہ کرنے کا دن ہے
تخم در خاکے پریشاں کردن ست
بیج کو مٹی میں بکھیر دینا ہے

وقتِ بدر و دن گہِ منجل زدن
کاٹنے کا وقت، درانتی چلانے کا وقت
روزِ پاداش آمد و پیدا شدن
بدلے اور ظاہر ہونے کا دن ہے

گفتنِ خواجہ در خواب باں پائمرد وجوہِ وامِ آں دوست
خواجہ کا خواب میں اس مددگار سے اس دوست کے قرض ادائگی کے طریقے
را کہ آمدہ بود۔ و نشاند دادنِ جایِ دفنِ آں سیم راو
بتا دینا جو آیا تھا اور چاندی کے مدفون ہونے کی جگہ کا پتہ بتانا اور
پیغام کردن بوارثانِ کہ البتہ آں را بسیار نہ بینندو
وارثوں کو پیغام دینا کہ کبھی اس کو بہت نہ سمجھیں اور اس میں
ہیچ بازنگیرند اگرچہ قبول نہ کندیا بعضے ہما نجا بگذارد
سے کچھ نہ لیں اگرچہ وہ قبول نہ کرے یا کچھ وہاں چھوڑ دے یا وہ
یا بہر کہ خواہد بدہد کہ من باخدا اندر کردہ ام کہ ازاں سیم
جس کو چاہے دے کیونکہ میں نے خدا سے منت مانی ہے کہ اس چاندی میں سے
من و متعلقان من حبہ بازنگردد
میں اور میرے متعلقین ایک حبہ واپس نہ لے گے

بشنو ۳ اکنوں دادِ مہمانِ جدید
اب نئے مہمان کی بخشش (کا حال) سن
من ہمی دیدم کہ او خواہد رسید
میں سمجھتا تھا کہ وہ آئے گا

من شنیدہ بودم از وامش خبر
میں نے اس کے قرض کی خبر سن لی تھی
بستہ بہرِ او دوسہ پارہ گہر
میں نے چند دو تین ٹکڑے اس کے لئے باندھ دیئے تھے

کہ ۳ وفایِ وامِ او ہست آں وبیش
جو اس کے قرض کے لئے کافی اور زیادہ ہیں
تا کہ ضیفم رانگردد سینہ ریش
تاکہ میرے مہمان کا سینہ زخمی نہ ہو

وام دارد از ذہب او نہ ہزار
وہ سونے کے نو ہزار قرض رکھتا ہے
وام را از بعضِ ایں گو وا گذار
کہہ دے کہ اس میں سے قرض ادا کر دے

۱؎ ہر چہ۔ ہم نے جو عمل دنیا میں کیا اب اس کے نتائج دیکھ لئے ہیں۔ ایں جہاں۔ دنیا۔ آں جہاں۔ آخرت۔ روز کشتن۔ جس دن کاشتکار بوتا ہے تو وہ بیج کو زمین میں چھپاتا اور بکھیرتا ہے دنیا بھی کاشت کا وقت ہے۔ وقت بدرودن۔ جب کاشتکار کھیتی کاٹتا ہے تو اس کے چھپائے ہوئے بیج کا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے آخرت اس کی مثال ہے۔ گفتن۔ خواجہ محتسب نے مددگار کو خواب میں بتایا کہ میں نے اس پردیسی کے قرض ادا کرنے کے لئے بہت سامان فلاں جگہ رکھ دیا ہے میرے وارثوں سے کہو کہ وہ اس کو دیدیں اور اس میں سے خود کچھ نہ لیں

۲؎ بشنو۔ اب یہ قصہ سنو کہ محتسب نے اس پردیسی کا قرض ادا کرنے کے لئے کس طرح عطا کی۔ من ہمی دیدم۔ محتسب نے کہا کہ میں سمجھ گیا تھا کہ یہ پردیسی مقروض ہو کر میرے پاس ضرور آئے گا۔ من شنیدہ۔ میں سن چکا تھا کہ وہ مقروض ہو گیا ہے میں نے اس کے لئے دو تین جواہر باندھ کر رکھ دیئے تھے۔

۳؎ کہ وفای۔ وہ گوہر اس قدر قیمتی ہیں کہ ان سے اس کا قرض ادا ہو جائے گا اور بچ بھی رہے گا۔ وام۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ اس پر نو ہزار دینار قرض ہیں ان جواہر میں سے کچھ فروخت کر کے ادا کر دے۔

فضلہ۱ ماند زیں بسے گو خرج کن — در دعا گوئی مراہم درج کن

اس میں سے بہت بچے گا بک دے خرچ کرے — دعا میں مجھے بھی شامل کر لے

خواستم تا آں بدستِ خود دہم — در فلاں دفتر نوشتست ایں رقم

میں نے چاہا تھا کہ اس کو خود اپنے ہاتھ سے دوں — فلاں رجسٹر میں یہ رقم بھی لکھی ہوئی ہے

خود اجل مہلت نداد تا کہ من — خفیہ بسپارم بدو دُرِّ عدن

مجھے موت نے فرصت نہ دی، کہ میں — عدن کے موتی چپکے سے اسے دے دوں

لعل و یاقوت ست بہرِ دامِ او — در خنورے و نوشتہ نامِ او

اس کے قرضہ کے لئے لعل اور یاقوت ہے — ایک پیالے میں اور اس کا نام لکھا ہوا ہے

در فلاں طاقیش مدفوں کردہ ام — من غمِ آں یار پیشیں خوردہ ام

میں نے اس کو فلاں طاق میں دفن کردیا ہے — میں نے اس دوست کی پہلے ہی فکر کر لی ہے

قیمتِ آں راندانند جز ملوک — فاجهد بالبیع ان لا یخدعوک

شاہوں کے سوا کوئی ان کی قیمت نہیں جانتا — بیچنے میں محنت کر تاکہ وہ تجھے دھوکا نہ دیدیں

در۲ بیوعِ آں کُن تو از خوفِ غرار — کہ رسول آموخت سہ روز اختیار

معاملوں میں دھوکے کے ڈر سے وہ کر — جو تین روز کا اختیار رسول نے سکھایا ہے

از کسادِ آں مترس و درچ میفت — کہ رواجِ آں نخواہد ہیچ خفت

ان کے نرخ گرنے سے نہ ڈر اور نہ گر — کیونکہ ان کا رواج سست نہ ہو گا

وارثانم را سلامِ من بگو — ویں وصیت را بگو ہم مو بمو

میرے وارثوں سے میرا سلام کہہ دے — اور اس وصیت کو بھی پورا کہہ دے

تاز بسیاریِ آں زر نشکہند — بے گرانی پیشِ آں مہمان نہند

تاکہ اس زر کی کثرت سے نہ ڈریں — بغیر کسی گرانی کے اس مہمان کے سامنے رکھ دیں

در بگوید او نخواہم ایں فرہ۳ — گو بگر ہر کرا خواہی بدہ

اور اگر وہ کہے، میں یہ بہت نہیں چاہتا — کہہ دے، لے لے اور جس کو تو چاہے دیدے

زانچہ دادم باز نستانم نقر — سوی پستاں باز ناید ہیچ شیر

جو میں نے دے دیا ہے اس میں سے ایک ذرہ واپس نہ لوں گا — دودھ، پستان میں ہرگز نہیں لوٹتا

گشتہ باشد ہمچو سگ قے را اکول — مستردِ نحلہ بر قولِ رسولؐ

کتے کی طرح قے کو چاٹنے والا ہو جاتا ہے — عطیہ کو واپس لینے والا رسولؐ کے قول کے مطابق

---

۱ فضلہ۔ جو بچے اس کو بھی خرچ کرے اور مجھے دعائے خیر میں یاد رکھے۔ خود دہم۔ تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے اور وہ شرمندہ نہ ہو لیکن مجھے موت نے یہ موقع نہ دیا۔ لعل و یاقات۔ وہ جواہر لعل اور یاقوت میں ایک پیالہ میں رکھے ہیں اور اس پیالہ پر میں نے اس کا نام لکھدیا ہے۔ خنور۔ پیالہ، پانی کا مٹکا۔ در فلاں۔ اس پیالہ کو فلاں طاق میں دفن کردیا ہے۔ قیمت۔ وہ بہت قیمتی ہیں کوئی دھوکا دے کر سستا نہ خرید لے۔

۲ در بیوع۔ فروخت کرنے میں اپنے لئے تین روز اختیار رکھ لینا تاکہ اگر قیمت کم لگی ہو تو بیع کو فسخ کردینا۔ غرار۔ دھوکا۔ از کساد۔ واپس لینے میں اس سے نہ ڈرنا کہ ان کی قیمت گھٹے گی۔ وارثانم۔ محتسب نے اس مددگار سے یہ بھی کہا کہ میرے وارثوں سے میرا سلام کہدے اور یہ میری وصیت ان کو پہنچادے۔ تاز بسیاری۔ وارثوں سے اس لئے کہدینا کہ اس قدر زیادہ مال ایک پردیسی کو دینے سے گھبرا نہ جائیں۔ نشکہند۔ شکوہیدن ڈرنا۔

۳ فرہ۔ بوزن گرہ زیادتی، یعنی اگر پردیسی یہ کہے کہ اس قدر مال کی مجھے ضرورت نہیں تو کہدینا وہ لے کر کسی اور کو دیکر ثواب حاصل کرلے۔ زانچہ۔ وصیت کرنا گویا دیدینا ہے۔ نقیر۔ وہ گڑھا جو کھجور کی گٹھلی کے سرے پر ہوتا ہے، حقیر چیز مراد ہوتی ہے۔ سوی پستان۔ میں سے دودھ نکلا ہوا واپس نہیں لوٹتا۔ گشتہ۔ آنحضورؐ نے عطیہ دے کر واپس لینے والے کو اس کتے کی مثال قرار دیا ہے جو قے کر کے چاٹتا ہے۔ نحلہ۔ عطیہ۔

ور ببندد در نباید آں زرش ‌ ‌ تا بریزند آں عطا را بر درش
اگر وہ دروازہ بند کر لے اگر وہ زر اس کو نہ چاہیے ‌ ‌ اس عطا کو اس کے دروازے پر بکھیر دیں

ہر کہ آنجا بگذرد زر می برد ‌ ‌ نیست ہدیہ مخلصاں را مستَرد
جو وہاں سے گزرے، سونا لے جائے ‌ ‌ مخلصوں کے ہدیہ کی واپسی نہیں ہے

بہر او بنہادہ آں از دو سال ‌ ‌ کردہ ام من نذرہا باذوالجلال
میں نے وہ دو سال سے اسی کے لئے رکھا ہے ‌ ‌ میں نے اللہ تعالیٰ سے منتیں مانی ہیں

ور روا دارند چیزے زاں ستد ‌ ‌ بیست چنداں خودزیاں شاں او فتد
اگر وہ اس میں سے کچھ لینا جائز سمجھیں گے ‌ ‌ ان کو خود بیس گنا نقصان ہو گا

گر۲ روانم را پژ دلانند زود ‌ ‌ صد در محنت برایشاں بر کشود
اگر وہ میری روح کو پریشان کریں گے تو جلدی ‌ ‌ پریشانی کے سینکڑوں دروازے ان پر کھلیں گے

از خدا امید دارم من لبق ‌ ‌ کہ رساند حق را با مستحق
میں زبان اور اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں ‌ ‌ کہ وہ حق مستحق کو پہنچا دے گا

دو قضیہ دیگر اورا شرح داد ‌ ‌ لب بذکراں نخواہم بر گشاد
اس نے دو دوسرے معاملے اس پر ظاہر کئے ‌ ‌ میں ان کے ذکر میں ہونٹ نہ کھولوں گا

تابماند دو قضیہ سرّ و راز ‌ ‌ ہم نگردد مثنوی چندیں دراز
تاکہ دونوں قصے سر اور راز رہیں ‌ ‌ نیز مثنوی بہت لمبی نہ ہو جائے

بر۳جہید از خواب انگشتک زناں ‌ ‌ گہ غزل گویان و گہ نوحہ کناں
وہ چٹکیاں بجاتا ہوا نیند سے بیدار ہوا ‌ ‌ کبھی غزل گاتا ہوا اور کبھی نوحہ کرتا ہوا

گفت مہماں درچہ سوداہاستی ‌ ‌ پایمردا مست و خوش برخاستی
مہمان نے کہا تو کن خیالات میں ہے ‌ ‌ اے مددگار! تو مست اور خوش اٹھا ہے

تاچہ دیدی خواب دوش اے بوالعلا ‌ ‌ کہ نمی گنجی تو در شہر و فلا
اے بلند مرتبہ والے! گزشتہ رات تو نے خواب میں کیا دیکھا؟ ‌ ‌ کہ تو شہر اور جنگل میں نہیں سما رہا ہے

خواب دیدہ پیل تو ہندستاں ‌ ‌ کہ رمیدستی ز حلقہ دوستاں
تیرے ہاتھی نے ہندوستان خواب میں دیکھ لیا ہے ‌ ‌ کہ تو دوستوں کے حلقے سے بھاگ رہا ہے

گفت سودا ناک خوابے دیدہ ام ‌ ‌ در دل خود آفتابے دیدہ ام
اس نے کہا کہ میں نے ایک عشقناک خواب میں دیکھا ہے ‌ ‌ میں نے اپنے دل میں سورج کو دیکھا ہے

---

۱ ور ببندد۔ اگر وہ عطیہ قبول نہ کرے اور دروازہ بند کر لے تو اس کے دروازہ پر ڈال دیتے ہی بنے تاکہ گزرنے والا اس کو اٹھا کر لے جائے۔ نیست۔ اس کو یہ چاہیے کہ وہ یہ عطیہ لینے سے انکار نہ کرے اس لئے کہ مخلص کا ہدیہ واپس کرنا برا ہے۔ بہر او۔ میں نے دو سال سے یہ مال اس کیلئے چھوڑا ہے اور خدا سے اس کو دینے کی منت مانی ہے۔ ور روا۔ میرے وارثوں کو سمجھا دینا کہ اگر انہوں نے اس رقم میں سے کچھ لیا تو جتنا لیں گے اس کا بیس گنا ان کو نقصان پہنچ جائے گا۔

۲ گر روانم۔ وارثوں سے کہہ دینا کہ اگر میری وصیت کے خلاف کر کے میری روح کو ستائیں گے تو ان پر سینکڑوں مصائب آ جائیں گے۔ لبق۔ چرب زبان۔ دو قضیہ۔ مولانا فرماتے ہیں محتسب نے اس مددگار سے دو باتیں اور کہیں تھیں جو اسرار ہیں ان کو میں بیان نہ کروں گا۔ ایک تو راز ہونے کی وجہ سے میں بیان نہ کروں گا پھر یہ بھی خیال ہے کہ بیان کروں تو مثنوی بہت طویل ہو جائے گی۔

۳ بر جہید۔ وہ مددگار نیند سے خوش ہوتا ہوا اٹھا تو چٹکیاں بجا رہا تھا اور بشارت کی خوشی میں غزل پڑھ رہا تھا اور کبھی محتسب کی وفات کی وجہ سے رونے لگتا تھا۔ دوش۔ رات کا اکثر حصہ گزر چکا تھا۔ فلا۔ فلات، جنگل۔ خواب دیدہ۔ ہاتھی ہندوستان کا جانور ہے دوسرے ملک میں خواب میں ہندوستان کو دیکھ لیتا ہے تو وطن کی یاد میں زنجیریں توڑنے لگتا ہے۔ سودا ناک۔ عشقناک۔ آفتاب۔ یعنی محتسب۔

خواجہ را دیدم بخواب اے بُوالعلا آں سپر۱ دہ جاں برائے کبریا
اے بلند تہ والے! میں نے خواب میں خواجہ کو دیکھا ہے اس خدا پر جان باختہ کو دیکھا ہے

خواب دیدم خواجہ بیدار را آں سپُردہ جاں پے دیدار را
میں نے خواب میں بیدار خواجہ کو دیکھا ہے اس دیدار پر جان باختہ کو دیکھا ہے

خواب دیدم خواجہ مُعطی المُنیٰ واحد کَالاَلف از امرِ خدا
میں نے خواب میں تمنائیں پوری کرنے والے خواجہ کو دیکھا ہے جو خدا کے حکم سے اکیلا ہزار کی طرح کا ہے

مُست و بیخود ایں چنیں برمی شُمرد تا کہ مستی عقل و ہوشش را ببرد
مست اور بیخود اسی طرح شمار کر رہا تھا حتیٰ کہ مستی نے اس کی عقل اور ہوش کو ختم کر دیا

درمیان خانہ اُفتاد او دراز خلق آمد گردِ اُو آمد فراز
وہ گھر کے درمیان لمبا گر گیا مخلوق کا مجمع اس کے گرد فراہم ہو گیا

باخود آمد گفت اے بحرِ خوشی اے نہادہ ہوشہا در بیہوشی
ہوش میں آیا بولا اے خوشی کے سمندر اے وہ کہ جس نے بیہوشی میں بہت سے ہوش رکھے ہیں

خواب ۲ در بنہادہ بیدارے بستہ در بیدلی دلدارے
تو نے خواب میں بیداری رکھی ہے تو نے بے دلی سے دلداری وابستہ کر دی

خواجگی پنہاں کُنی در ذلِّ فقر طوقِ دولت بستہ اندر غُلِّ فقر
تو ذلت اور فقر میں آقائی کو پوشیدہ کر دیتا ہے دولت کے طوق کو فقر کے طوق سے وابستہ کر دیا ہے

ضد اندر ضد پنہاں مُندرج آتش اندر آبِ سوزاں مندمج
ضد، ضد میں مخفی طور پر داخل ہے گرم پانی کے اندر آگ پوشیدہ ہے

روضہ ۳ اندر آتش نمرُود درج دخلہا رویاں شدہ از بذل وخرج
نمرود کی آگ میں چمن درج ہے صرف اور خرچ سے آمدنیاں اگی ہیں

تا بگفتہ مُصطفٰے شاہ نجاح اَلسَّمَاحُ یَا اُولِی النُّعْمَا رَبَاح
حتیٰ کہ کامیابی کے شاہ مصطفٰے نے فرمایا اے اہل نعمت! سخاوت کرنا نفع کماتا ہے

مَا نَقَصَ مَالٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ قَطُّ اِنَّمَا الْخَیْرَاتُ نِعْمَ الْمُرْتَبَط
صدقوں سے مال کبھی نہیں گھٹتا خیرات کرنا بہت اچھا رابطہ ہے

جوششِ و افزونیِ زر در زکوٰۃ عصمت از فحشا و منکر در صلوٰۃ
زکوٰۃ میں مال کا جوش اور بڑھاؤ ہے نماز میں فحش اور بری باتوں سے بچاؤ ہے

۱ سپردہ۔ یعنی وہ محتسب جس نے اللہ تعالیٰ پر جان قربان کر دی ہے۔ مست۔ وہ مددگار مستی اور بیخودی کی حالت میں محتسب کے اوصاف گنا تا گنا تا بیہوش ہو گیا۔ درمیاں۔ وہ مددگار بیہوش ہو کر گر پڑا اور لوگ اس کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ بحر خوشی۔ اللہ تعالیٰ۔ ہوشہا۔ بے ہوشی یعنی نیند کی حالت میں اس کو بہت سے عالی مضامین سکھائے گئے تھے۔

۲ خواب وہ۔ خواب میں وہ باتیں معلوم ہوئی ہیں جو بیداری میں بھی معلوم نہ تھیں۔ بستہ۔ جو بیدل یعنی عاشق خدا ہوتا ہے وہ محبوب اور حق کا دلدار بھی ہو جاتا ہے۔ ضد اندر ضد۔ اس پر تعجب نہ کرو کائنات میں مشاہدہ کر لو اللہ کی قدرت نے ایک ضد کو دوسری ضد میں مخفی کر دیا ہے گرم پانی میں آگ پوشیدہ ہے اس کے اجزا سے پانی گرم ہے۔

۳ روضہ۔ نمرود کی آگ میں خلیل اللہ کے لئے چمن پوشیدہ تھا۔ دخلہا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ السماح۔ آنحضور نے سخاوت کو نفع فرمایا ہے۔ ما نقص۔ خیرات اللہ سے ربط پیدا کر دیتی ہے تو مال میں برکت ہو جاتی ہیں۔ زکوٰۃ۔ زکوٰۃ دینے سے برکت ہوتی ہے۔ در صلوٰۃ۔ نماز کی نیکی فحش اور منکر کی بدی سے بچانے پر مشتمل ہے۔

آں ازکوتت کیسہ اَت را پاسباں — واں صلوٰتت ہم زگرگانت شباں
تیری وہ زکوٰۃ تیری تھیلی کی محافظ ہے — اور وہ تیری نماز بھیڑیوں سے تیری نگہبان ہے

میوۂ شیریں نہاں در شاخ و برگ — زندگیِ جاوداں در زیرِ مرگ
شاخ اور پتے میں میٹھا میوہ چھپا ہے — موت کے ماتحت ہمیشگی کی زندگی ہے

زِبل گشتہ قوتِ خاک از شیوۂ — زاں غذا زادہ زمیں را میوۂ
نجاست کی روش سے مٹی کی روزی بنی — زمین میں اس غذا سے میوہ پیدا ہوا

دَر عدم پنہاں شدہ موجودیے — در سرشتِ ساجدے مسجودیے
موجود ہوا عدم میں پوشیدہ ہوا — سجدہ کرنے والے کی طینت میں مسجود ہوتا ہے

آہن و سنگ از دُرش مُظلمے — اندروں نورے و شمعِ عالمے
لوہا اور پتھر باہر سے تاریک ہیں — باطن میں نور اور عالم کی شمع ہے

درج در خوفے ہزاراں ایمنی — در سوادِ چشم چنداں رُوشنی
خوف میں ہزاروں اطمینان درج ہیں — آنکھ کی سیاہی میں کس قدر روشنی ہے

اندرون ۲ گاوتن شہزادۂ — گنج در ویرانہ بنہادۂ
بیل کے جسم میں ایک شہزادہ ہے — خزانہ ویرانے میں رکھا ہوا ہے

تاخرے پیرے گریزد زاں نفیس — گاو بیند شاہ نے، یعنی بلیس
تاکہ اس عمدہ چیز سے ایک بوڑھا گدھا بھاگ جائے — بیل کو دیکھے شاہ کو نہیں، یعنی شیطان

حکایت ۳ آں پادشاہ و وصیت کردن سہ پسرِ خویش را کہ
اس بادشاہ کی حکایت اور اس کا اپنے تین لڑکوں کو وصیت کرنے کی اس

دریں سفر در ممالکِ مَن در فلاں جا چنیں ترتیب نہید و
سفر میں میرے ملکوں میں فلاں جگہ اس طرح سے ترتیب قائم کرو اور

فلاں جاچنیں نُواب نصب کُنید و لما اللہ اللہ بفلاں
فلاں جگہ اتنے قائم مقام مقرر کرو لیکن خدا کے لئے فلاں قلعہ میں

قلعہ مَروید وگرِد آں مگردید
نہ جانا اور اس کے چاروں طرف چکر نہ کاٹنا

بُود شاہے، شاہ را بُد سہ پسر — ہر سہ صاحب فطنت و صاحب نظر
ایک بادشاہ تھا، بادشاہ کے تین لڑکے تھے — تینوں سمجھ دار اور صاحب نظر تھے

---

۱ آں ازکوتت۔ زکوٰۃ دینے والے کا مال ضائع نہیں ہوتا۔ صلوٰتت۔ تیری نماز شیطانی بھیڑیوں سے محافظ ہے۔ شاخ۔ درخت کی شاخوں اور پتوں میں میوہ پوشیدہ ہے۔ مرگ۔ موت جاوداں زندگی پر مشتمل ہے۔ زبل۔ کھاد میوہ پر مشتمل ہے۔ عدم۔ عدم سے ہی وجود آتا ہے۔ ساجدے۔ حضرت آدم ساجد ہو کر مسجود ملائکہ بنے۔ آہن۔ لوہے اور پتھر کی سیاہی میں نور مضمر ہے۔ درج۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ عذاب کی سینکڑوں مصیبتوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ سواد چشم آنکھ کی پتلی سیاہ ہے اور اس میں روشنی مضمر ہے۔

۲ اندروں۔ انسان کا جسم بیل کے جسم سے مشابہ ہے اور اس میں روح جو منزل شہزادے کے ہے مضمر ہے۔ گنج۔ ویرانہ کے اندر خزانہ ہوتا ہے۔ تاخرے۔ ان باتوں میں یہ حکمت مضمر ہے کہ خر پیر یعنی شیطان صفت لوگ ظاہر کو دیکھ کر بھاگ جائیں شیطان نے حضرت آدمؑ کے ظاہری جسم کو دیکھا اور ان کے باطنی اوصاف پر نظر نہ کی۔

۳ حکایت۔ اس حکایت میں بھی بتایا ہے کہ تینوں شہزادوں میں سے کوئی شاہ کی حسین لڑکی پر عاشق ہو اور شاہ کے باطنی کمالات کی طرف متوجہ نہ ہوا کوئی اس کے باطن کی طرف متوجہ ہو کر کامیاب بنا۔ بود شاہے۔ اس بادشاہ کے تینوں لڑکے سخاوت اور جنگ اور رزم میں ایک دوسرے سے بڑھ کر تھے اگرچہ شاہ کے باطنی اوصاف پر نظر کرنے میں یکساں نہ تھے

هر یکے از دیگرے استوده تر — در سخا و در وغا و کرّ و فر

ہر ایک دوسرے سے زیادہ قابل تعریف تھا — سخاوت اور جنگ اور کرّوفر میں

پیشِ شه شهزادگاں استاده جمع — قرة ۱ العینانِ شه همچوں سه شمع

بادشاہ کے سامنے شہزادے جمع ہو کر کھڑے ہوئے — شمع کی طرح بادشاہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک دیتے

از رهِ پنهاں ز عینینِ پسر — می کشید آبے نخیلِ آں پدر

لڑکے کی آنکھوں سے مخفی راستہ سے — اس باپ کا کھجور کا درخت پانی کھینچتا ہے

تا ز فرزند آب ایں چشمه شتاب — میرو د سُوی ریاضِ مام و باب

یہاں تک کہ لڑکے کے اس چشمہ کا پانی جلد — ماں اور باپ کے باغیچوں کی جانب جاتا رہتا ہے

تازه می باشد ریاضِ والدین — گشته جاری عینِ شاں زیں هر دو عین

ماں باپ کے باغ تازہ رہتے ہیں — ان دونوں آنکھوں سے ان کا چشمہ جاری رہتا ہے

چوں ۲ شود چشمه ز بیماری علیل — خشک گردد شاخ و برگ آں نخیل

جب چشمہ مرض سے بیمار ہو جاتا ہے — اس کھجور کے درخت کی شاخ اور پتے خشک ہو جاتے ہیں

خشکیِ نخلش همی گوید پدید — که ز فرزنداں شجر نم می کشید

اس کے کھجور کے درخت کی خشکی صاف کہتی ہے — کہ درخت فرزندوں سے نمی کھینچتا ہے

اے بسا کاریزِ پنهاں همچنیں — متصل با جانِ تاں یا غافلیں

اسی طرح بہت سے پوشیدہ چشمے — اے غافلو! تمہاری جان سے متصل ہیں

اے کشیده ز اسمان و از زمیں — مایه‌ها تا گشته جسمِ تو سمیں

اے مخاطب! آسمان اور زمین سے کھینچے ہیں — مادے یہاں تک کہ تیرا جسم موٹا ہوا ہے

تن ۳ ز اجزائے جهاں دُزدیدهٔ — پاره پاره زیں واں ببریدهٔ

تو نے جہان کے اجزاء سے جسم کو چرایا ہے — تو نے اس اور اس سے ٹکڑا ٹکڑا کاٹا ہے

از زمیں و آفتاب و آسماں — پارہا بر دوختی بر جسم و جاں

زمین اور سورج اور آسمان سے — تو نے جسم اور جان پر پیوند گانٹھے ہیں

تا تو پنداری که بردی رائیگاں — باز نستانند از تو ایں و آں

خبردار! تو سمجھتا ہے تو مفت لے اڑا — یہ اور وہ تجھ سے واپس نہ لیں گے

کاله دزدیده نبود پائیدار — لیک آرد دُزد را تا پایدار

چرایا ہوا سامان پائیدار نہیں ہوتا ہے — لیکن چور کو سولی تک لے آتا ہے

---

۱ قرة العینان۔ دونوں آنکھوں کی ٹھنڈک خوشی و راحت میں آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے رنج میں گرم آنسو بہتے ہیں۔ از رہ۔ باپ کے جسم کی تروتازگی اولاد سے ہے۔ تا ز فرزند۔ مخفی طور پر اولاد ماں باپ کے بدن کے چمن کو سیراب کرتی ہے۔ تازہ۔ اولاد کی آنکھوں سے مخفی چشمے جاری ہیں جو والدین کے جسم کے باغیچہ کو پانی دیتے ہیں۔

۲ چوں۔ اسی لئے جب اولاد بیمار ہو جاتی ہے اور چشمہ میں کمی آتی ہے تو ماں باپ کا جسم سوکھنے لگتا ہے۔ خشکی۔ اس حالت میں والدین کے جسم کا سوکھنا ظاہر کرتا ہے کہ ان کا درخت اولاد کی آنکھوں کے چشموں سے سیراب ہوتا تھا۔ اے بسا۔ جس طرح والدین اولاد کے مخفی چشموں سے سیراب ہوتے ہیں اسی طرح انسان کی جان مخفی چشموں سے سیرابی حاصل کر رہی ہے۔ اے کشیدہ۔ انسان کا جسم عالم کی بہت سی چیزوں سے بنتا ہے۔ سمیں۔ موٹا۔

۳ تن۔ انسانی جسم کی ترکیب عالم کے بہت سے مادوں سے ہوتی ہے۔ از زمیں۔ کائنات عالم کے اجزاء جسم انسانی نے حاصل کئے ہیں۔ تا تو۔ انسان کو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ اجزاء جو اس کے جسم نے حاصل کئے ہیں ان کو واپس لوٹانا نہیں ہے۔ کالہ۔ یہ چرائے ہوئے اجزاء ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں چوری ہی موت کا سبب ہے۔

عاریہ است ایں کم ہمی باید فشارد
یہ مانگا ہوا ہے، پاؤں نہ جمانا چاہیے
کانچہ بگرفتی ہمہ باید گزارد
کیونکہ جو تو نے لیا ہے، ادا کرنا چاہیے

جز نفخت کاں ز وہاب آمدست
میں نے پھونکا کے سوا کیونکہ خدا کی جانب سے آئی ہے
روح راباش، آں دیگر ہا بیہدست
روح کا بن، دوسری چیزیں بیہودہ ہیں

بیہدہ نسبت بجاں میگویمش
میں ان کو روح کے اعتبار سے بیہودہ کہہ رہا ہوں
نے بہ نسبت با صنیع محکمش
نہ کہ اس کے مضبوط مصنوع کے اعتبار سے

بیان ۲ استمدادِ عارف از سر چشمہ حیاتِ ابدی مستغنی شدن

عارف کا ابدی زندگی کے سرچشمہ سے مدد حاصل کرنے کا بیان اور اس کا بے دفا

او از استمداد و انجذاب از چشمہای آبہای بیوفا کہ علامۃ
پانیوں کے چشموں سے جذب کرنے اور مدد حاصل کرنے سے بے نیاز ہونا کہ اس کی

ذٰلِکَ التَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ کہ آدمی چوں بمددہای
علامت دھوکے کے گھر سے جدائی ہے کیونکہ انسان جب چشموں کی مدد پر

چشمہا اعتماد کند در طلب چشمہ باقی سست شود چنانکہ
بھروسہ کرتا ہے باقی رہنے والے چشمہ کی طلب سست ہو جاتی ہے چنانچہ

حکیم الٰہی می فرماید..... رباعی
حکیم الٰہی فرماتے ہیں رباعی

کاریز درونِ جانِ تو می باید
تیری جان میں چشمہ چاہیے
کز عاریہا ترا درے نکشاید
کیونکہ مانگے ہوؤں سے تیرے لئے در نہیں کھلتا ہے

یک چشمہ آب از درونِ خانہ
گھر کے اندر پانی کا ایک چشمہ
بہ زاں جوی کہ از بروں می آید
اس نہر سے بہتر ہے جو باہر سے آتی ہے

حبذا ۳ کاریز اصل چیزہا
خوب چشمہ ہے جو چیزوں کی اصل ہے
فارغت آردازیں کاریزہا
وہ تجھے ان چشموں سے بے نیاز کر دے گا

چشمہ آبی درونِ خانہ
گھر کے اندر پانی کا ایک چشمہ
بہ ز رودے کاں نہ در کاشانہ
اس نہر سے بہتر ہے جو گھر میں نہیں ہے

تو ز صد ینبوع شربت می کشی
تو سینکڑوں چشموں سے شربت کھینچ رہا ہے
ہرچہ زاں صد کم شود کاہد خوشی
ان سیکڑوں میں سے جو کم ہو جائے خوشی گھٹ جاتی ہے

۱ عاریہ۔ مانگی ہوئی چیز واپس کرنی پڑتی ہے تو بدن کے ان اجزاء کو بھی ایک روز واپس دینا ہے۔ جز نفخت۔ البتہ روح کا عطیہ اللہ کی جانب سے ہے جو مستقل اور باقی ہے۔ بیہدہ۔ جسم کے اجزاء کو بیہودہ روح کے اعتبار سے کہا گیا ہے ورنہ یہ بھی اللہ کی تخلیق ہے لہٰذا اس کی مخلوق بیہودہ نہیں ہو سکتی ہے۔

۲ بیان۔ چونکہ بدن کے اجزاء مانگے ہوئے ہیں اور روح عطیہ خداوندی باقی رہنے والے ہے تو انسان کو جسم کے چشموں سے زیادہ روح کے چشمہ کو حاصل کرنا چاہیے چنانچہ عارف باللہ جسم کے چشموں سے فیضیاب ہونے سے زیادہ روح کے چشمہ سے فیض حاصل کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے اور اسی لئے وہ دار الغرور یعنی دنیا سے بچتا ہے۔ کاریز۔ بوزن فالیز وہ نہر جو کاشتکار زمین کے نیچے سے کھود کر اس طریقہ سے نکالتے تھے کہ اوپر کے کھیتوں کھود و پانی دیتی تھی۔

۳ حبذا۔ جو نہر روح کو سیراب کرتی ہے وہ علوم کی اصل ہے وہ حاصل کرے گا تو پھر حواس ظاہر کے مدرکات سے تو بے نیاز ہو جائے گا۔ چشمہ۔ جو چشمہ گھر میں ہو وہ باہر کی نہر سے بہتر ہوتا ہے۔ ینبوع۔ چشمہ تو بیرونی چشموں سے لطف حاصل کرتا ہے اگر ان میں سے کسی میں بھی کمی آ جائے تو تیری خوشی ناقص ہو جاتی ہے۔

چوں[1] بجوشد از دروں چشمہ سَنی — ز استراقِ چشمہا گردی غنی
جب اندر سے کوئی روشن چشمہ جوش مارتا ہے — چشموں کے چرانے سے تو بے نیاز بن جاتا ہے

قُرۃ العین‌ات چو ز آب و گِل بُود — راتبہ ایں قرہ دردِ دل بُود
جب تیری آنکھ کی ٹھنڈک پانی اور مٹی سے ہو — تو اس ٹھنڈک کا نتیجہ دل کا درد ہو گا

قلعہ را چوں آب آید از بُروں — در زمانِ اَمن باشد بر فزوں
قلعہ میں جب پانی باہر سے آئے — تو امن کے زمانہ میں کثرت سے ہو گا

چونکہ دُشمن گردِ آں حلقہ کُند — تا کہ اندر خون شاں غرقہ کُند
جب دشمن اس قلعہ کا محاصرہ کر لے — تاکہ ان کو خون میں ڈبوئے

آبِ بیروں را بِبُرّند آں سپاہ — تا نباشد قلعہ را زانہا پناہ
وہ لشکر، پانی کو باہر سے قطع کر دے گا — تاکہ قلعہ کو ان سے پناہ نہ حاصل ہو

آں[2] زماں یک چاہِ شورے از دروں — بہ ز صد جیحونِ شیریں از بُروں
اس وقت اندر کا ایک کھارا کنواں — باہر کے سیکڑوں میٹھے جیحوں سے اچھا ہو گا

قاطع الاسباب لشکرہائے مرگ — ہمچو دے آید بقطع شاخ و برگ
موت کے لشکر کو اسباب کو کاٹنے والے — خزاں کی طرح شاخ اور پتے کاٹنے آتے ہیں

در جہاں نَبُود مددشاں از بہار — جُز مگر در جاں بہارِ رُوئے یار
دنیا میں تو ان کو بہار سے مدد نہیں پہنچتی ہے — علاوہ ازیں کہ جان میں یار کے چہرے کے بہار ہو

زاں[3] لقب شد خاک را دارُ الغرور — کو کشد پارا سپس یوم العبور
اسی لئے زمین کا لقب دھوکے کا گھر ہوا — کیونکہ وہ گزرنے کے دن پاؤں پیچھے کو کھینچ لیتی ہے

پیش ازاں بر راست و بر چپ میدوید — کہ بچینم دردِ تو چیزی پخید
اس سے پہلے دائیں اور بائیں دوڑتا پھرتا ہے — کہ میں تیرا دکھ چن لوں گا اور کچھ نہ چنا

او بگفتے مر ترا وقتِ غماں — دور از تو رنج و دہ کُہ درمیاں
وہ تجھ سے غموں کے وقت کہتا تھا — رنج تجھ سے دور ہے اور اس پہاڑ درمیان میں ہیں

چوں سپاہِ رنج آمد بست دَم — خود نمی گوید ترا من دیدہ ام
جب رنج کا لشکر آیا اس نے دم سادھا — تجھ سے نہیں کہتا ہے کہ میں نے تجھے دیکھا ہے

[1] چوں بجوشد۔ جب تیرے اندر خوشی کا منبع ہو تو پھر بیرونی اسباب کی ضرورت نہیں رہتی۔ قرۃ۔ اگر تجھے آنکھ کی ٹھنڈک کسی آب و گل کے پتلے سے حاصل ہے تو فراق کی مدت میں اس کا انجام دردِ دل ہے۔ قلعہ۔ جس قلعہ میں باہر سے پانی آئے تو امن کی حالت میں پانی خوب آتا رہتا ہے۔ چونکہ۔ لیکن جب باہر سے دشمن کا محاصرہ کرتا ہے اور اس نہر کا بند کر دیتا ہے تو تیری حالت تباہ ہو جاتی ہے۔

[2] آں زماں۔ محاصرے کے بعد پھر تیری حالت یہ ہوتی ہے کہ تو اندرونی کھارے پانی کے کنویں کو باہر کی میٹھی سیکڑوں نہروں سے بہتر سمجھتا ہے۔ قاطع الاسباب۔ موت جب لذت کے سارے خارجی ذرائع ختم کر دے گی تو اب خارجی بہار سے تجھے کوئی نفع نہ ہو گا صرف وہ بہار باعث لذت ہو گی جو روئے یار سے تجھے حاصل ہوئی ہو۔ (شعر)

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

[3] زاں۔ چونکہ موت لذت کے دنیاوی ذرائع کو ختم کر دیتی ہے اور یہ ذرائع تیرا ساتھ نہیں دیتے ہیں اس لئے دنیا کو دھوکے کا گھر قرار دیا گیا ہے یہ دنیا مرتے وقت تیرا ساتھ نہیں دیتی اپنا قدم پیچھے کھینچ لیتی ہے۔ پیش ازاں۔ دنیوی یار تیرے دائیں بائیں دوڑا پھرتا تھا اور دعوے کرتا تھا کہ تیرا درد دکھ میں اٹھاؤں گا لیکن اس نے کچھ نہ اٹھایا۔ چوں سپاہ۔ جب موت کے سپاہی تیرا محاصرہ کرتے ہیں تو وہ اس کا بھی اقرار نہیں کرتے کہ کبھی تیری اس کی جان پہچان بھی تھی۔

حق ۱ پے شیطان بدنیساں زد مثل — کو ترا در رزم آرد با حیل
اللہ تعالیٰ نے شیطان کی اسی طرح پر مثل بیان کی ہے — کہ وہ تجھے حیلوں سے جنگ میں لے آتا ہے

کہ ترا گوید کہ پشتم من ترا — در بلا و در جفا و در عنا
کہ تجھ سے کہتا ہے، کہ میں تیرا مددگار ہوں — بلا اور جفا اور مشقت میں

کہ ترا یاری وہم من با تو ام — در خطرہا پیش تو من می دوم
کہ میں تیری مدد کروں گا، میں تیرے ساتھ ہوں — میں خطروں میں تیرے آگے دوڑوں گا

اسپرت باشم گہ تیرِ خدنگ — مخلصِ تو باشم اندر وقت تنگ
خدنگ کے تیر کے وقت میں تیری ڈھال بنوں گا — میں تنگ وقت میں تجھے بچانے والا بنوں گا

جاں ۲ فدای تو کنم در انتعاش — رستمی شیری ہلا مردانہ باش
میں خوشی میں تیرے اوپر جان قربان کروں گا — تو رستم ہے تو شیر ہے خبردار! مرد بن

سوی کفرش آورد زیں عشوہا — آں جوالِ خدعہ و مکر و دغا
ان فریبوں سے اس کے کفر کی جانب لے آتا ہے — وہ دھوکے اور مکر اور دغا کا تھیلا

چوں قدم بنہاد در خندق فتاد — او بقاہا قاہ خندہ لب کشاد
جب قدم رکھا، خندق میں گر گیا — اس نے ہنسی کے قہقہہ کے ساتھ ہونٹ کھولا

ہیں بیا من طمعہا دارم ز تو — گویدش رو رو کہ بیزارم ز تو
ہاں! آ جا میں تجھ سے امیدیں رکھتا ہوں — وہ اس سے کہہ دیتا ہے جا جا میں تجھ سے بیزار ہوں

تو نترسیدی ز عدلِ کردگار — من ہمی ترسم، تو دست از من بدار
تو خدا کے انصاف سے نہ ڈرا — میں ڈرتا ہوں، تو مجھ سے توقع نہ رکھ

گفت ۳ حق او خود جدا شد از بہی — تو بدیں تزویرہا ہم کے رہی
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ خود نیکی سے جدا ہوا — تو بھی ان حیلوں سے کب نجات پائے گا؟

گفت حق او خود زنیکی شد جدا — کے رہی ہم تو بدیں تزویرہا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا خود نیکی سے علیحدہ ہوا — تو بھی ان مکاریوں سے کب چھوٹے گا؟

فاعل و مفعول در روزِ شمار — روسیاہ اند و حریف و سنگسار
فاعل اور مفعول، گنتی کے دن — کالا منہ میں اور ساتھی اور سنگسار

رہزدہ و رہزن یقیں در حکم و داد — در چہ بُعد اند و در بئس المہاد
یقیناً بھٹکا ہوا اور بھٹکانے والا فیصلے اور انصاف میں — دوری کے کنویں میں اور بڑے بستر میں ہیں

---

۱ حق۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی یہ حالت بیان کی ہے کہ مجھے اور تدبیر سے جنگ میں پھنسا دیتا ہے کہ یہ کہتا ہے کہ میں ہر مصیبت کے وقت تیری مدد کروں گا۔ در خطرہا۔ ہر خطرہ میں تجھ سے آگے رہوں گا۔ اسپرت۔ تیر چلے گا تو تیری ڈھال بنوں گا ہر مصیبت کے وقت تیرا مخلص رہوں گا۔

۲ جان فدا۔ تجھ پر خوشی خوشی قربان ہو جاؤں گا۔ رستمی۔ تو خود بھی رستم اور شیر ہے جنگ سے نہ گھبرا۔ سوی۔ شیطان انسان کو اسی طرح کے دھوکے دے کر کفر پر آمادہ کر دیتا ہے۔ چوں قدم۔ لیکن جب انسان تباہی کے گڑھے میں گر جاتا ہے تو وہ اس کی ہر حالت پر قہقہے لگاتا ہے۔ ہیں۔ انسان اس شیطان کو مدد کے لئے بلاتا ہے تو وہ اس انسان سے اپنی بیزاری کا اظہار کر دیتا ہے۔ تو نترسیدی۔ اس سے کہتا ہے کہ تو خدا سے نہ ڈرا میں تو خدا سے ڈرتا ہوں میں تیرا ساتھ نہیں دے سکتا۔

۳ گفت۔ حق انسان اپنی معذرت میں یہ کہے گا کہ شیطان نے مجھے دھوکہ دیدیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ خیر سے خود جدا تھا اور یہ سب کو بتا دیا گیا تھا تو نے اس کا کہنا کیوں مانا اب اس معذرت کے حیلے سے نجات حاصل نہ کر سکے گا۔ فاعل۔ یعنی بہکانے والا شیطان مفعول جو بہکایا ہوا ہے یعنی انسان دونوں سزا پائیں گے۔ روز شمار۔ یعنی جس دن نیکیاں اور برائیاں گنی جائیں گی۔ رہزدہ۔ شیطان نے گمراہ کیا۔ رہزن۔ یعنی شیطان۔ بعد۔ یعنی خدا سے دوری۔ بئس المہاد۔ یعنی جہنم۔

غول ۱؎ را و غول را گو را فریفت　　از خلاص و فوز می باید شکیفت
شیطان کو بھی اور اس احمق کو بھی جس کو اس نے فریفتہ کیا　　نجات اور کامیابی سے صبر کر لینا چاہئے

هم خر و خر گیر اینجا در گلند　　غافل اند اینجا و آنجا آفلند
گدھا اور گدھے والا بھی دونوں اس جگہ کیچڑ میں ہیں　　یہاں غافل ہیں اور وہاں غائب ہیں

جز کسانے را کہ وا گردند ازاں　　در بہارِ فضل آیند از خزاں
سوائے ان کے جو اس سے لوٹ جائیں　　خزاں سے مہربانی کی بہار میں آ جائیں

توبہ آرند و خدا توبہ پذیر　　امر او گیرند و او نعم الامیر
توبہ کر لیں اور خدا توبہ قبول کرنے والا ہے　　اس کا حکم جان لیں اور وہ بہترین حاکم ہے

چوں ۲؎ برآرند از پشیمانی حنین　　عرش لرزد از انینِ المذنبین
وہ جب شرمندگی سے رونے کی آواز نکالتے ہیں　　گنہگاروں کے رونے سے عرش لرزتا ہے

آنچناں لرزد کہ مادر بر ولد　　دستِ شاں گیرد ببالا می کشد
اس طرح لرزتا ہے جس طرح ماں بچے پر　　ان کی دستگیری کرتا ہے، اوپر کھینچ لیتا ہے

کاے خداتاں وا خریدہ از غرور　　نک ریاضِ فضل و نک ربِّ غفور
کہ اے لوگو! تمہیں خدا نے دھوکے سے بچا لیا　　اب مہربانی کا باغ ہے اور اب بخشنے والا خدا ہے

بعد ازیں تاں برگ و رزقِ جاوداں　　از ہوائے حق بود نز نا و داں
اس کے بعد تمہارا سامان اور مستقل رزق　　اللہ تعالیٰ کی ہوا سے ہو گا نہ کہ پرنالے سے

چونکہ ۳؎ دریا برو سائط رشک کرد　　تشنہ چوں ماہی بترکِ مشک کرد
جب دریا نے واسطوں پر رشک کیا　　مچھلی کی طرح پیاسے نے مشک چھوڑ دی

قصہ شہزادگاں آور بہ پیش　　کایں حدیث از حدِ امکانست بیش
شہزادوں کا قصہ پیش کر　　کیونکہ یہ مضمون حد امکان سے باہر ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز راں　　جانبِ احوالِ آں شہزادگاں
یہ بات ختم نہیں ہوتی پھر چل　　شہزادوں کے احوال کی جانب

رواں شدنِ ہر سہ شہزادہ در ممالک پدر بعد از وداع کردنِ ایشاں شاہرا و اعادہ کردنِ شاہ وقت وداع

تینوں شہزادوں کا باپ کے ممالک میں روانہ ہونا ان کا شاہ کو رخصت کرنے کے بعد اور شاہ کا وصیت کو دہرانا رخصت کے

۱؎ غول۔ یعنی شیطان۔ گول۔ یعنی گمراہ۔ خلاص۔ یعنی جہنم سے خلاصی۔ فوز۔ یعنی جنت کی کامیابی۔ شکیفت۔ شکیفتن، صبر کرنا۔ خر۔ یعنی گمراہ۔ خر گیر۔ یعنی شیطان۔ غافل۔ یعنی حق کی طرف توجہ کرنے سے۔ آفل۔ غائب یعنی جنت سے۔ جز کسانے۔ یعنی اس شخص کے علاوہ جس کو شیطان نے گمراہ کیا لیکن اس نے پھر توبہ کر لی۔ امر۔ یعنی توبہ کے بعد نیک کام کرنے لگیں۔

۲؎ چوں۔ جب گنہگار ندامت سے روتا ہے تو عرش اس طرح سے کانپتا ہے جس طرح ماں بچے کے رونے پر کانپتی ہے۔ حنین اور انین۔ رونے کی آواز۔ دست شاں۔ ماں محبت میں روتے ہوئے بچے کو گود میں لے لیتی ہے اسی طرح عرش رونے والے گنہگار کو اوپر اٹھا لیتا ہے اور تسلی دیتا ہے۔ کاے۔ یہ کہتا ہے کہ تجھ پر رب غفور نے رحم کر دیا تو اس کی مہربانی کے باغیچہ میں پہنچ گیا ہے۔ از ہوا۔ یعنی اب رزق بغیر محنت کے ملے گا۔

۳؎ چونکہ۔ جب حضرت حق اپنے محبوب کے لئے وسائط کو پسند نہیں کرتا تو بغیر اسباب کے رزق پہنچاتا ہے اور وہ محبوب بھی مشک یعنی اسباب کو ترک کر کے دریا کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے۔ قصہ۔ شہزادوں کا قصہ بیان کر اس لئے کہ مضمون توکل اور دنیا کا دار الغرور ہونا پورا بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ وداع۔ رخصت کرنا۔

وصیت را کہ بقلعہ ہوش ربا نروید

ہوش اڑانے والے قلعہ میں نہ جانا

عزم ا ؎ رہ کردند آں ہر سہ پسر　　سُوئے املاکِ پدر رسمِ سفر
تینو لڑکوں نے راستے کا پختہ ارادہ کر لیا　　سفر کے طریقہ پر باپ کے ممالک کی جانب

در طواف شہرہا و قلعہاش　　از پے تدبیرِ دیوان و معاش
اس کے شہروں اور قلعوں کے دورے میں　　دفتر اور آمدنی کی تدبیر کے لئے

خواستند از شہ اجازت گاہِ عزم　　داد اجازت شاں چو نیت دید حزم
اور وہ سفر کے وقت انہوں نے بادشاہ سے اجازت چاہی　　چونکہ اس نے نیت پختہ دیکھی انکو اجازت دیدی

دست بُوسِ شاہ کردند و وداع　　پس بدیشاں گفت آں شاہِ مُطاع
انہوں نے شاہ کی دست بوسی کی اور رخصت کیا　　پھر حاکم شاہ نے ان سے کہا

ہر کجا تاں دل کشد عازم شوید　　فی امان اللہ دست افشاں روید
جہاں تمہیں دل لے جائے ارادہ کر لو　　اللہ کی حفاظت میں خوش ہوتے ہوئے روانہ ہو جاؤ

غیرِ آں ۲؎ یک قلعہ نامش ہُش ربا　　تنگ آرد بر کلہ داراں قبا
سوائے اس ایک قلعہ کے جس کا نام ہوش ربا ہے　　وہ تاجداروں پر قبا تنگ کر دیتا ہے

اللہ اللہ زاں دژِ ذات الصُّوَر　　دور باشید و بترسید از خطر
خدا کے لئے اس تصویروں والے قلعہ سے　　دور رہنا اور خطرے سے ڈرنا

رُوی و پشت و بُرجہاش و سقف و پست　　جملہ تمثال و نگار و صورت است
اس کے رو اور پشت اور برجیاں اور چھت اور فرش　　سب تصویر اور نقش اور صورت ہیں

ہمچو آں حُجرہ زلیخا پُر صُوَر　　تا کند یوسف بناکامش نظر
زلیخا کے تصویروں سے بھرے حجرے کی طرح　　تاکہ حضرت یوسف بغیر قصد کے ان پر نظر کریں

چونکہ ۳؎ یوسف سُوی او می ننگرید　　خانہ را پُر نقش خود کرد آں مکید
چونکہ (حضرت) یوسف اس کی جانب نہ دیکھتے تھے　　اس مکار نے گھر کو اپنی تصویروں سے بھر دیا

تا بہر سُو کہ نگرد آں خوش عذار　　رُوی اُورا بیند اُو بے اختیار
تاکہ وہ خوبصورت رخ والا جس طرف بھی دیکھے　　بے اختیار اس کا چہرہ دیکھ لے

بہر دیدہ روشناں یزدانِ فرد　　شش جہت را مظہرِ آیات کرد
روشن آنکھ والوں کے لئے یکتا خدا نے　　چھ جانبوں کو دلائل کا مظہر بنایا ہے

۱؎ عزم۔ تینوں شہزادوں نے ملکی انتظام کے لئے سفر کا ارادہ کر لیا۔ دیوان۔ دفتر۔ معاش۔ گذارہ کا ذریعہ آمدنی۔ حزم۔ پختہ ارادہ۔ مطاع۔ جس کی اطاعت کی جائے یعنی سردار اور حاکم۔ دست افشاں۔ یعنی خوشی۔

۲؎ غیر آں۔ بس ہوش ربا قلعہ میں نہ جانا۔ اللہ اللہ۔ خدا سے ڈرو۔ دژ۔ قلعہ۔ ذات الصور۔ تصویروں والا۔ تنگ۔ بہت سے بادشاہ اس تصویر کو دیکھ کر جس کی وہ تصویر ہے اس پر عاشق ہو کر پریشان ہوئے ہیں۔ روی۔ اس قلعہ میں ہر جگہ پر تصویریں ہیں۔ ہمچو۔ زلیخا نے حضرت یوسف کو پھانسنے کے لئے اپنی تصویر محل میں جگہ جگہ لگا دی تھیں تاکہ ان کو دیکھ کر حضرت یوسف زلیخا پر عاشق ہو جائیں وہ زلیخا کو نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتے تھے۔

۳؎ چونکہ۔ حضرت یوسف عفت کی وجہ سے زلیخا پر نظر نہ ڈالتے تھے۔ عذار۔ رخسار۔ روشناں۔ عارفین۔ شش جہات۔

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

تابہر حیوان و نامی کانگرند | از ریاضِ حُسنِ ربّانی چَرند
تاکہ وہ جس حیوان اور بڑھنے والے کو دیکھیں | جدائی حسن کے باغوں سے غذا پائیں

بہرِ ایں فرمود باآں اسپہ اُو | حَیْثُ وَلَّیْتُمْ فَثَمَّ وَجْھُہٗ
اسی لئے اس گروہ سے اس نے فرمایا | تم جس طرف بھی رخ کرو اس کا چہرہ ہے

از قدح گردر عطش آبے خورند | در درونِ آب، حق راناظرِ اند
وہ اگر پیاس میں پیالے سے پانی پیتے ہیں | پانی کے اندر خدا کو دیکھنے والے ہیں

آنکہ عاشق نیست اُو درآب در | صورتِ خود بیند اے صاحب نظرؔ
جو عاشق نہیں ہے، وہ پانی میں | اے صاحب نظر! اپنی صورت دیکھتا ہے

صورتِ عاشق چوفانی شد دَرُو | پس درآب اکنوں کرا بیند بگو
عاشق کی صورت جب اس میں فانی ہو گئی | تو بتا، اب وہ پانی میں کس کو دیکھتا ہے؟

حُسنِ حق بینند اندر رُوئے حُور | ہمچو مہ درآب از صُنعِ غیور
وہ حور کے چہرے میں اللہ تعالیٰ کا حسن دیکھتے ہیں | غیور کی کارسازی کی وجہ سے جس طرح چاند پانی میں

غیرتش بر عاشقے و صادقیست | غیرتش بر دیو و بر استورنیست
اس کی غیرت، عاشق اور صادق پر ہے | اس کی غیرت شیطان اور چوپائے پر نہیں ہے

دیو اگر عاشق شود ہم گوی بُرد | جبرئیلے گشت وآں دیوے بمُرد
شیطان اگر عاشق ہو گیا اس نے بھی بازی جیت لی | وہ جبرئیل بن گیا اور وہ شیطان مر گیا

اَسلَمَ الشَّیطانُ دریںجا شد پدید | کہ یزیدے شد زفضلش بایزید
شیطان مسلمان ہو گیا، اس جگہ ظاہر ہوا | کہ یزید، اس کی مہربانی سے بایزیدؒ ہو گیا

ایں سخن پایاں ندارد اے گروہ | ہیں نگہدارید ازاں قلعہ وجوہ
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، اے گروہ! | خبردار! اس قلعہ سے چہروں کو محفوظ رکھنا

ہیں مبادا کہ ہوس تاں رہ زند | کہ فتید اندر شقاوت تا ابد
خبردار! ایسا نہ ہو کہ ہوس تمہیں بھٹکا دے | کہ تم ہمیشہ کے لئے بدبختی میں جا گرو

ے تابہر حیوان۔ جب عارفین کائنات میں کمالِ قدرت کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ان کی معرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسپہ گروہ یعنی عارفوں کی جماعت سے کہا ہے کہ جس طرف تم رخ کرو گے تمہیں ہمارا جلوہ نظر آئے گا۔ از قدح۔ عارف پانی کے کٹورے میں حق تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔ (شعر)

ما در پیالہ عکسِ رخِ یار دیدہ ایم
اے بے خبر ز لذتِ شربِ مدامِ ما

آنکہ غیر عارف پانی کے کٹورے میں اپنی صورت دیکھتا ہے لیکن عارف جبکہ اپنی ذات کو حق تعالیٰ میں فنا کر چکا ہے تو جو کچھ کٹورے میں نظر آرہا ہے وہ اس کے چہرے کا عکس نہیں ہے بلکہ حق تعالیٰ کا عکس ہے۔

ے رُوئے حور۔ حسین حور کا دیدار بھی ان کا مقصود نہیں بلکہ اس میں بھی حسنِ حق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ہمچو مہ۔ جیسا کہ چاند کا عاشق پانی کی طرف نظر کرتا ہے تو اس کا مقصد چاند کا عکس دیکھنا ہے جو پانی میں ہے۔ از صنع غیور۔ عارف چونکہ محبوبِ حق ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی غیرت کا تقاضہ ہے کہ وہ غیر پر نظر نہ کرے۔ غیرتش۔ شیطان اور جانور بھی پانی میں خود اپنا چہرہ دیکھتے ہیں وہاں غیرتِ حق آڑے نہیں آتی کہ وہ اپنے چہرے کی بجائے خدا کا چہرہ دیکھیں۔

ے دیو۔ شیطان صفت اگر توبہ کر کے عاشقِ خدا بن جاتا ہے تو اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا ہے۔ اَسلَمَ۔ آنحضورؐ کا شیطان کے بارے میں ارشاد ہے ولٰکِنَّ اللّٰہَ اَعَانَنِیْ فَاَسْلَمَ۔ لیکن اللہ نے میری مدد کی تو وہ مسلمان ہو گیا مولانا فرماتے ہیں اس کے یہی معنی ہیں کہ اگر شیطان توبہ کر لے تو عارف بن جاتا ہے اور یزید جیسا ظالم بایزید بسطامیؒ بن جاتا ہے۔ ایں سخن۔ یعنی عارفین کے احوال۔ ہیں۔ بادشاہ نے شہزادوں سے کہا کہ ہوس تمہیں ہوش ربا قلعہ کی طرف کھینچ کر نہ لے جائے ورنہ ابدی بدبختی میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

از خطر پرہیز آمد مفترض　　بشنوید از من حدیث بیغرض[1]
خطرے سے بچنا فرض ہے　　مجھ سے بے غرض بات سن لو

در فرج جوئی خرد سر تیز بہ　　از کمین گاہِ بلا پرہیز بہ
کشادگی کی طلب میں سر کی عقل کا تیز ہونا بہتر ہے　　مصیبت کی کمین گاہ سے پرہیز بہتر ہے

گر نمی گفت ایں سخن راآں پدر　　ور نمی فرمود ازاں قلعہ حذر
اگر وہ باپ یہ بات نہ کہتا　　اور اگر اس قلعہ سے بچنے کا حکم نہ دیتا

خود بداں قلعہ نمی شد خیلِ شاں　　خود نمی افتاد آں سو میلِ شاں
اس قلعہ کی جانب ان کی جماعت خود نہ جاتی　　خود ہی اس طرف ان کا میلان نہ ہوتا

کاں نہ بد معروف و بس مہجور بود　　از قلاع و از مناہج دور بود
کیونکہ وہ مشہور نہ تھا اور بہت غیر آباد تھا　　قلعوں اور راستوں سے دور تھا

چوں بکرد آں منع دل شاں زاں مقال　　در ہوس افتاد و در کوی خیال
چونکہ اس نے منع کیا ان کا دل اس گفتگو سے　　ہوس اور خیال کے کوچہ میں پڑ گیا

رغبتے زیں منع در دل شان برُست　　کہ بباید سرِ آں راباز جست
اس ممانعت سے ان کے دل میں رغبت پیدا ہو گئی　　کہ اس کے راز کی کھوج لگانی چاہیے

کیست[2] کز ممنوع گردد ممتنع　　چونکہ الاِنسانُ حَرِیصٌ مَا مُنِع
کون ہے؟ جو روکی ہوئی چیز سے رک جائے　　جبکہ انسان ممنوع چیز پر حریص ہے

نہی بر اہلِ تقی تبغیض شد　　نہی بر اہلِ ہوا تحریض شد
متقیوں پر ممانعت مبغوض بنانا ہوئی　　خواہش نفسانی والوں پر ممانعت ترغیب بنی

پس ازیں یُغوِی بِہ قَومًا کَثِیر　　ہم ازاں یَہدِی بِہ قلبًا خبیر
پس اسی لئے بنا اس کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے　　نیز اسی لئے ہے باخبر دل کو اس کے ذریعہ ہدایت دیتا ہے

کے[3] رمد از نے حمام آشنا　　بل رمد زاں نے حماماتِ ہوا
پلا ہوا کبوتر بانس سے کب اڑتا ہے　　بلکہ اس بانس سے ہوائی کبوتر بھڑتے ہیں

پس بگفتندش کہ خدمتہا کنیم　　بر سَمِعنَا وَ اَطَعنَا ہا تنیم
پھر انہوں نے کہا ہم خدمتیں کریں گے　　ہم نے سنا اور ہم نے مانا پر عمل کریں گے

رونگردانیم از فرمانِ تو　　کفر باشد غفلت از احسانِ تو
آپ کے حکم سے روگردانی نہ کریں گے　　آپ کے احسان سے غفلت کفر ہے

---

[1] بے غرض۔ بے غرض بات نقصانہ ہوتی ہے۔ در فرج۔ جس طرح خوشی کی جستجو ضروری ہے مصیبت سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے۔ گر نمی گفت۔ اگر بادشاہ ان کو نصیحت نہ کرتا اور قلعہ میں جانے سے نہ روکتا تو کا اس قلعہ کی جانب میلان نہ ہوتا اور وہاں نہ جاتے۔ کاں۔ چونکہ وہ قلعہ کوئی مشہور قلعہ نہ تھا تو ان کو وہاں جانے کا خیال بھی نہ آتا۔ چوں بکرد۔ چونکہ شاہ نے منع کیا اس لئے ان کو اس قلعہ میں جا کر راز معلوم کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔

[2] کیست۔ ایسے لوگ کہ ہیں جو ممنوع چیز سے رکیں کیونکہ انسان ممنوع چیز کا اور حریص ہو جاتا ہے۔ نہی۔ جو متقی ہیں اور وہ کم ہیں ان کے لئے ممانعت اس چیز سے بغض کا سبب بن جاتی ہے اور خواہش کے بندے ہیں اور وہ بہت ہیں ان کیلئے ممانعت اور آمادگی کا سبب بن جاتی ہے۔ پس ازیں۔ اسی لئے قرآن کی صفت یہ ہے کہ بہت سے اس سے گمراہ ہو جاتے ہیں لیکن جن کے قلب بیدار اور باخبر ہیں وہ ہدایت حاصل کر لیتے ہیں۔

[3] کے رمد۔ بانس کی چھڑ ہلانے سے پالتو کبوتر گھر واپس آجاتے ہیں جنگلی کبوتر بھاگ جاتے ہیں۔ ایک ہی چیز کی دو خاصیتیں ہیں۔ رونگردانیم۔ شہزادوں نے شاہ سے کہا ہم آپ کا کہنا مانیں گے آپ محسن ہیں اور محسن سے غفلت کفر ہے۔

لیک ۱ استثناؤ تسبیحِ خدا — ز اعتمادِ خود بُد از ایشاں جُدا
لیکن انشاء اللہ کہنا اور خدا کی تسبیح — اپنے اوپر بھروسہ کرنے کی وجہ سے ان سے جدا تھی

ذکرِ استثناؤ حزمِ مُلتوی — گفتہ شُد در ابتدای مثنوی
انشاء اللہ کہنے اور لپٹی ہوئی احتیاط کا ذکر — مثنوی کے شروع میں کیا گیا ہے

صد کتاب ار ہست جُز یک باب نیست — صد جہت را قصد جز محراب نیست
اگر سو کتابیں بھی ہیں تو ایک بات کے سوا کچھ نہیں — سو جانبوں کا مقصد محراب کے سوائے کچھ نہیں

ایں طرق را مخلص یک خانہ است — ایں ہزاراں سُنبل از یک دانہ ست
ان راستوں کا ملجا ایک گھر ہے — یہ ہزاروں بالیں ایک دانہ کی ہیں

گونہ ۲ گونہ خور دنیہا صد ہزار — جُملہ یک چیز ست اندر اعتبار
قسم قسم کی لاکھوں کھانے کی چیزیں — غور کرنے سے سب ایک چیز ہیں

از یکے چوں سیر گشتی تو تمام — سرد شُد اندر دلت پنجہ طعام
جب تو ایک سے پورا سیر ہو جائے — تو تیرے دل میں پچاس کھانے بے رغبت ہو گئے

در مجاعت بس تو احول بودۂ — کہ یکے را صد ہزاراں دیدۂ
تو بھوک میں بھینگا ہو رہا تھا — کہ تو ایک کو لاکھوں سمجھ رہا تھا

گفتہ بودیم از سقامِ آں کنیز — وز طبیبان و قصورِ فہم نیز
ہم نے اس لونڈی کی بیماری کی بات کہی تھی — اور طبیبوں اور سمجھ کی کمی کی بھی

کاں ۳ طبیباں ہمچو اسپِ بے فسار — غافل و بے بہرہ بُودند از سوار
کہ وہ طبیب بے رسی کے گھوڑے کی طرح — سوار سے غافل اور بے بہرہ تھے

کام شاں پُر زخم از قرعِ لگام — سُم شاں مجروح از تحویلِ گام
ان کا تالو، لگام کے جھٹکوں سے زخمی ہے — ان کے سم، قدم پھرنے سے زخمی ہیں

ناشدہ واقف کہ نک بر پُشتِ ما — رائضِ چُست ست استادی نما
وہ واقف نہ ہوئے کہ اب ہماری کمر پر — استادی دکھانے والا چست سدھانے والا ہے

نیست سرگردانیِ ما زیں لگام — جُز ز تصریفِ سوارِ دوستکام
اس لگام سے ہمارے سر کا چکراؤ نہیں ہے — سوائے کامیاب سوار کے تصرف کی وجہ کے

---

۱ لیک۔ ان شہزادوں نے اطاعت کا وعدہ تو کیا اور اللہ کو یاد کر کے انشاء اللہ نہ کہا، اپنے اوپر بھروسہ کیا۔ ذکر۔ انشاء اللہ اور احتیاط کی باتیں ہم پہلے دفتر میں بیان کر چکے ہیں۔ مثنوی۔ یعنی استثناء کے ذکر کے ضمن میں۔ و کتاب۔ پہلا دفتر اور یہ دفتر کوئی دو چیزیں نہیں ہیں وہاں کی تفصیل یہاں کافی ہے۔ صد جہت۔ دنیا کے ہر گوشہ سے لوگ ایک خانہ کعبہ کی طرف رخ کرتے ہیں تو وہ سب متحد ہیں۔ ایں طرق۔ جب سب راستے ایک مکان تک پہنچتے ہوں تو باوجود تعدد کے ان میں بھی اتحاد ہے۔ ایں ہزاراں۔ جو بالیں ایک دانہ سے پیدا ہوئی ہیں وہ بھی متحد ہیں۔

۲ گونہ گونہ کھانے کی لاکھوں چیزوں میں اتحاد ہے۔ از یکے۔ اسی اتحاد کا نتیجہ ہے کہ ایک چیز سے پیٹ بھر جائے تو بقیہ کھانوں سے بے نیازی ہو جاتی ہے۔ در مجاعت۔ بھوک میں انسان غلطی سے ان کو جداگانہ سمجھتا ہے۔ گفتہ بودیم۔ جب انشاء اللہ نہ کہنے اور اسباب پر اعتماد کرنے کی بات کہی تھی تو لڑکی کا قصہ اور طبیبوں کی بیوقوفی یعنی اسباب پر بھروسہ کرنے کی بات کہی تھی۔

۳ کاں طبیباں۔ وہ طبیب متصرف حقیقی سے ایسے ہی غافل تھے جیسا کہ بے سوار کا گھوڑا سوار سے غافل ہوتا ہے۔ کام شاں۔ حالانکہ خدا کے تصرفات ان پر جاری تھے۔ ناشدہ۔ یہاں سے غافل تھے کہ ان پر سدھانے والا سوار ہے۔ نیست۔ اپنے حالات سے ان کو سمجھنا چاہیئے تھا کہ کوئی متصرف ذات ان پر مسلط ہے۔

ملپئے ۱ گل سوی بستانہا شدہ — گل نمودہ آن وآں خارے بُدہ
ہم پھول کے لئے باغوں کی جانب گئے — وہ پھول نظر آیا اور وہ کانٹا تھا

ہیچ شاں ایں نے کہ گویند از خرد — بر گلوی ما کہ می کوبد لگد
ان کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ عقل سے کہتے — ہمارے گلے پر کون لاتیں مار رہا ہے

آں طبیباں آنچناں بندہ سبب — گشتہ انداز مکر یزداں محتجب
وہ طبیب سبب کے غلام اس طرح — اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے پردے میں ہو گئے

گر بہ بندی در صطبلے گاوِ نر — بازیابی در مقام گاوِ خر
اگر تو اصطبل میں بیل باندھ دے — پھر تو بیل کی جگہ گدھا پائے

از ۲ خری باشد تغافل خفتہ دار — کہ نجوئی تا کیست ایں خفیہ کار
سوئے ہوئے کی طرح کا تغافل گدھے پن سے ہوگا — کہ تو تلاش نہ کرے کہ یہ چھپی کاریگری کرنے والا کون ہے

خود نگفتہ کایں مبدّل تا کیست — نیست پیدا او مگر افلاکیست
خود نہیں کہتا کہ یہ تبدیلی کرنے والا کون ہے؟ — وہ ظاہر نہیں شاید وہ آسمانی ہے

تیر سوی راست پرّانیدۂ — سوی چپ رفتہ است تیرت دیدۂ
تو نے دائیں جانب تیر چلایا — تو نے دیکھا تیرا تیر بائیں جانب گیا

سوی آہوی بصیدے تاختی — خویش راتو صید خوکے ساختی
تو شکار میں ایک ہرن کی طرف دوڑا — تو نے اپنے آپ کو سور کا شکار بنا لیا

در ۳ پئے سودے دویدہ بہرِ کبس — نا رسیدہ سود و افتادہ بحبس
کوئی لوٹنے کے لئے نفع کی طرف دوڑا — نفع نہ ہوا اور قید میں پھنس گیا

چاہہا کندہ برائے دیگراں — خویش را دیدہ فتادہ اندراں
دوسروں کے لئے کنوئیں کھودے تھے — ان میں اپنے آپ کو گرا ہوا دیکھا

در سبب چوں بیمرادت کرد رب — پس چرا بدظن نگردی در سبب
جب تجھے خدا نے سب میں ناکام کر دیا — تو سبب سے تو بدگمان کیوں نہ ہوا؟

بس کسے از مکسبے خاقاں شدہ — دیگرے زاں مکسبہ عریاں شدہ
بہت سے آدمی ایک کمائی سے شاہ بنے — دوسرا اس کمائی سے ننگا ہو گیا

بس کس از عقد زناں قاروں شدہ — بس کس از عقدِ زناں مدیوں شدہ
بہت سے عورتوں کے نکاح سے قارون ہو گئے — بہت سے عورتوں کے نکاح سے قرضدار ہو گئے

۱ اما پے۔ یہ لوگ اسباب اختیار کرتے ہیں اور پھر مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ ہیچ۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ اسباب کے خلاف کوئی ذات متصرف ہے۔ آں طبیباں۔ یہ بھی خدا کا تصرف ہے کہ یہ طبیب محض اسباب کے بندے بن گئے ہیں۔ گر بہ بندی۔ واقعات کی ترتیب کے بعد جب خلاف واقعہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے تو ان کو غور کرنا چاہیے کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔

۲ از خری۔ ان حالات میں بھی اگر کوئی نہ سوچے تو پھر وہ خود گدھا ہے۔ خود نگفتہ۔ ان حالات میں اس کو ایک مخفی متصرف کا قائل ہو جانا چاہیے۔ تیر۔ انسان اپنے ارادہ سے تیر دائیں جانب چلاتا ہے اور وہ بائیں جانب جاتا ہے آخر ایسا کیوں ہوتا ہے۔ سوی آہو۔ ارادہ ہرن کے شکار کا کرتا ہے اور خود سور کا شکار بن جاتا ہے یہ کیوں ہے؟

۳ در پے۔ انسان نفع کی کوشش کرتا ہے اور بجائے نفع کے نقصان حاصل ہوتا ہے یہ کیوں ہے۔ چاہہا۔ انسان دوسرے کے لئے کنوئیں کھودتا ہے اور خود اس میں گر جاتا ہے۔ در سبب۔ انسان ایک مقصد کے اسباب اختیار کرتا ہے اور پھر اس کو مقصود حاصل نہیں ہوتا ہے تو اسباب سے بدظن کیوں نہیں ہوتا۔ بس۔ ایک ہی سبب ہے جو ایک کے لئے مفید اور دوسرے کے لئے مضر ہوتا ہے۔ عقد زناں۔ شادی بیاہ کسی کو ایسا راس آتا ہے کہ وہ اس کے عروج کا سبب بنتا ہے دوسرے کے لئے وہی تباہ کن ہو جاتا ہے۔

پس ۱ اسبب گرداں چو دُم خر بُود | تکیہ بر وے کم کُنی بہتر بُود
تو سبب گدھے کی دم کی طرح گھمتا ہے | تو اس پر بھروسہ نہ کرے تو بہتر ہے

در سبب گیری نگردی ہم دلیر | کہ بس آفتہاست پنہانش بزیر
سبب اختیار کرنے میں بھی بہادر نہ بن | کیونکہ اس کے نیچے بہت سی آفتیں پوشیدہ ہیں

سِرِّ استثناست ایں حزم و حذر | زانکہ خررا بز نماید ایں قدر
استثناء کا راز یہی احتیاط اور بچاؤ ہے | اس لئے کہ یہ تقدیر گدھے کو بکری دکھا دیتی ہے

آنکہ چشمش بست گرچہ گربزست | زاسوئی اندر دو چشمش خر بزست
جس کی آنکھیں بند کر دیں اگرچہ سیانا ہو | بھینگے پن سے اس کی دو آنکھوں میں گدھا بکری ہے

چوں ۲ مقلب حق بُود ابصار را | او بگرداند دل و افکار را
جب اللہ تعالیٰ بینائیوں کو پلٹنے والا ہے | وہ دل اور خیالات کا پلٹ دیتا ہے

چاہ راتو خانہ بینی لطیف | دام راتوم دانہ بینی طریف
تو کنویں کو ایک عمدہ گھر دیکھتا ہے | تو جال کو تازہ دانہ دیکھتا ہے

مشرکاں رادر دو چشم اہلِ بدر | کم نمودہ تا ندارند ہیچ قدر
بدر والوں کی دونوں آنکھوں میں مشرکوں کو | کم دکھایا تاکہ وہ وقعت نہ کریں

ایں تسفسط نیست تقلیبِ خداست | می نماید کہ حقیقتہا کجاست
یہ سفسطائیت نہیں ہے خدا کا تصرف ہے | وہ دکھاتا ہے کہ حقائق کہاں ہیں؟

آنکہ ۳ انکارِ حقائق می کند | جملگی او برخیالے می تند
جو شخص حقیقتوں کا انکار کرتا ہے | وہ بالکلیہ خیال کے چکر کاٹتا ہے

او نمی گوید کہ حُسبانِ خیال | ہم خیالے باشدت چشمے بمال
وہ یہ نہیں کہتا کہ خیال سمجھنا | بھی تیرا خیال ہو گا، آنکھیں مل

رفتنِ پسرانِ سُلطان سُوی قلعہ بحکم آنکہ الانسانُ
بادشاہ کے لڑکوں کا قلعہ کی جانب جانا اس لئے کہ انسان جس چیز سے روکا

حریصٌ علےٰ ما مُنع
جائے اس کا لالچی ہو جاتا

---

۱ پس تو معلوم ہوا کہ ایک ہی سبب کے مختلف نتیجے اور تاثرات ہیں لہٰذا اسباب پر بھروسہ مناسب نہیں ہے۔ در سبب۔ سبب کو اختیار بھی کرلے تو اس کو مستقل موثر نہ سمجھ اور غیر ضروری اسباب اختیار نہ کر اس لئے کہ وہی سبب جس کو تو راحت کا سبب سمجھتا ہے مصیبت بھی لاسکتا ہے وہ گدھے کی دم کی طرح گھومتا ہے۔ سر استثناء انشاء اللہ کہنے کا راز یہی ہے کہ اس سبب کی تاثیر کو انشاء اللہ کے حوالہ کر دیتا ہے۔ زانکہ۔ اس لئے کہ اگر مشیت خداوندی نہ ہو تو پھر انسان گدھے کو بکری سمجھنے لگتا ہے گر بزہ۔ حیلہ گر، مکار۔

۲ چوں مقلب۔ جبکہ اللہ تعالیٰ حواس ظاہری کو بدل سکتا ہے تو فکر کی تبدیلی تو بہت آسان ہے اس میں از خود بھی غلطی کا زیادہ امکان ہے۔ چاہ۔ اللہ تعالیٰ انسان کی نگاہ میں تبدیلی کرتا ہے وہ کنویں کو عمدہ گھر اور جال کا دانہ دیکھتا ہے۔ مشرکاں۔ چنانچہ صحابہ کی نگاہ میں جنگ بدر کے اندر مخالفوں کی مقدار کم کر کے دکھا دی تاکہ وہ صحابہ کی نگاہ میں بے قدر ہو جائیں اور بہادری سے لڑیں۔ ایں تسفسط۔ سفسطائی فرقہ تو حقیقت کا ہی انکار کرتا ہے اور ہر چیز کو محض خیالی سمجھتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی تبدیلی حقیقت کا انکار نہیں بلکہ یہ بتاتا ہے کہ حقائق تو موجود ہیں اور وہ خدا کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

۳ آنکہ۔ سفسطائی حقیقت کا انکار کرتا ہے اور ہر چیز کو خیال محض قرار دیتا ہے اگر وہ صحیح معنی میں اس کا قائل ہے تو اس اپنے عقیدہ اور خیال کو بھی خیال محض اور غیر حقیقی سمجھنا چاہیے۔ چشمے بمال۔ یہ اس کی آنکھ کی غلطی ہے وہ آنکھ کو ملے اور دیکھے تو حقیقت نظر آجائے گی۔

مابندگیِ خویش نمودیم و لیکن — خوئے بدِ تو بنده ندانست خریدن
ہم نے اپنی غلامی دکھائی لیکن — تیری بدعادت نظام کو خریدنا نہ جانی

آں ہمہ وصیتہائے پدر زیر پانہادند تا در چاهِ بلا افتادند
ان سب نے باپ کی نصیحت کو پامال کر دیا یہاں تک کہ مصیبت کے گڑھے میں

وی گفت ایشاں را نفوسِ لوامہ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْرٌ و
گر گئے اور ان سے لوامہ نفوس کہہ رہے تھے کیا تمہارے پاس ڈرانے والا نہ آیا تھا اور

ایشاں گریاں و پشیمان می گفتند لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ
وہ روتے ہوئے اور شرمندہ کہہ رہے تھے وہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو

مَا کُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ
ہم دوزخیوں میں سے نہ ہوتے

ایں[1] سخن پایاں ندارد آں فریق — بر گرفتند از پئے آں دژ طریق
یہ بات خاتمہ نہیں رکھتی ہے، اس فریق نے — اس قلعہ کے لئے راہ اختیار کر لی

بر درختِ گندمِ منہی زدند — از طویلہ مخلصاں بیروں شدند
ممنوع گیہوں کے درخت کے پاس جا پہنچے — مخلصوں کی احاطہ سے باہر نکل گئے

چوں شدند از منع و نہیش گرم تر — سوئے آں قلعہ بر آوردند سر
چونکہ اس کے منع کرنے اور ممانعت سے، بہت گرم ہوگئے تھے — اس قلعہ کی جانب سر ابھارا

بر ستیزِ قولِ شاہِ مجتبیٰ — تا بقلعہ صبر سوزِ ہش ربا
برگزیدہ شاہ کے قول کے بر خلاف — صبر کو پھونکنے والے ہوش کو اڑانے والے قلعہ کی جانب

آمدند از رغمِ عقلِ پند توز — در شب[2] تاریک برگشتہ ز روز
ناصح عقل کے برخلاف پہنچ گئے — دن سے اندھیری رات کی جانب مڑ گئے

اندر آں قلعہ خوش ذات الصور — پنج در در بحر و پنجے سوئے بر
اس حسین تصویروں والے قلعہ میں — پانچ دروازے دریا کی جانب اور پانچ خشکی کی جانب تھے

پنج[3] ازاں چوں حسِ ظاہر رنگ و بو — پنج ازاں چوں حسِ باطن راز جو
ان میں سے پانچ رنگ و بو کے ظاہر حس کی طرح تھی — ان میں سے پانچ باطن حس کی طرح بھید تلاش کرنے والے

زاں ہزاراں صورت و نقش و نگار — می شدند از سو بسو خوش بیقرار
ان ہزاروں صورتوں اور نقش و نگار کی وجہ سے — ادھر ادھر خوش خوش بیقرار آ جا رہے تھے

---

[1] ایں سخن۔ یعنی اللہ کی جانب سے نگاہ اور دل کی تبدیلی کا بیان۔ بر درخت۔ جس طرح حضرت آدم ممنوع گیہوں کے پودے کے پاس پہنچ گئے تھے اسی طرح یہ شہزادے ممنوع قلعہ میں جا پہنچے۔ از طویلہ۔ بادشاہ کے مخلص اور فرمانبرداروں کے مسکن سے جدا ہو گئے۔ از منع۔ مخالفت کی وجہ سے ان کا شوق اور تیز ہو گیا تھا۔

[2] شب۔ یعنی رنج و غم۔ روز۔ یعنی راحت و آرام۔ اندراں۔ اس ہوش ربا تصویروں والے قلعہ کے پانچ در دریا کی جانب کھلتے تھے تا کہ آنے والا دریائی سفر سے اس میں بسہولت داخل ہو سکے اور پانچ دروازے خشکی کی طرف کھلتے تھے تا کہ خشکی کا مسافر آرام سے داخل ہو سکے۔

[3] پنج۔ پانچ در کو انسان کے ظاہری حواس کی طرح سمجھو پانچ در کو باطنی حواس کی طرح انسان انہی حواس کے مدرکات سے بسا اوقات مسلوب العقل ہو جاتا ہے اسی طرح ان دروازوں سے داخل ہونے والا مسلوب العقل ہو جاتا تھا۔ زاں۔ اس قلعہ کی ان ہزاروں تصویروں کو وہ خوشی خوشی دیکھتے پھر رہے تھے اور کسی ایک کو دیکھنے کے لئے ان میں قرار نہ تھا۔

زیں ۱ قدحہای صُوَر کم باش مست ۔۔۔ تانگردی بُت تراش و بُت پرست

صورتوں کے ان پیالوں سے مست نہ ہو ۔۔۔ تاکہ تو بت تراش اور بت پرست نہ بنے

از قدحہایِ صُوَر بگذر مایست ۔۔۔ بادہ در جام لیک از جام نیست

صورتوں کے پیالوں سے گزر جا نہ ٹھہر ۔۔۔ شراب جام میں ہے لیکن جام سے نہیں ہے

سُویِ بادہ بخش بکشا پہن گوش ۔۔۔ تاازاں سُوی بشنوی بانگ وخروش

شراب بخشنے والے کی جانب چوڑے کان کھول ۔۔۔ تاکہ اس جانب سے آزاو اور شور سنے

گوش دار آوازت آید دمبدم ۔۔۔ چوں رسد بادہ نیاید جام کم

سن تجھے دم بدم آواز آئے گی ۔۔۔ جب شراب آئے گی جام کی کمی نہ ہو گی

آدما ۲ معنی دلبندم بجوی ۔۔۔ ترکِ قشر وصورتِ گندم بگوی

اے آدم میرے دل پسند معنی کو تلاش کر ۔۔۔ گیہوں کی چھلکے اور صورت کو چھوڑ

چونکہ ریگے آرد شد بہرِ خلیل ۔۔۔ دانکہ معزولست گندم اے نبیل

جبکہ خلیل اللہ کیلئے ریت آٹا ہو گیا ۔۔۔ اے بزرگ! جان جا کہ گیہوں جداگانہ چیز ہے

صورت از بیصورت آمد دَر وجُود ۔۔۔ ہمچناں کز آتشے زادست دُود

صورت بے صورت سے وجود میں آئی ہے ۔۔۔ جیسے کہ دھواں آگ سے پیدا ہوا ہے

کمتریں عیبے مُصَوَّر در خیال ۔۔۔ چوں پیاپے بینیش آرد مَلال

خیال میں مصور (چیز) کا چھوٹا سا عیب یہ ہے ۔۔۔ جب تو اس کو پے در پے دیکھے گا وہ ملال پیدا کردے گا

حیرتِ محض آردت بے صورتے ۔۔۔ زادہ ۳ صدگوں آلت از بے آلتے

بے صورت تیرے اندر محض حیرت پیدا کرتا ہے ۔۔۔ بے آلہ سے سینکڑوں قسم کے آلے پیدا ہوتے ہیں

بے زدستے دستہا بافد ہمی ۔۔۔ جانِ جاں سازد مُصَوَّر آدمی

وہ بغیر ہاتھ کے ہاتھوں کو مرکب کرتا ہے ۔۔۔ روح ارواح آدمی کو مصور بناتی ہے

آنچناں کاندر دل از ہجر و وصال ۔۔۔ می شود بافیدہ گونا گوں خیال

جس طرح ہجر اور وصال سے دل میں ۔۔۔ قسم قسم کے خیال مرکب ہوتے ہیں

ذات ہاتھ سے منزہ ہے اس نے کروڑوں ہاتھ بنا دیئے روح ارواح (ذات خداوندی) نے آدمی کو مصور پیدا فرمایا تو اصل وہ ہے آنچناں۔ غیر مصور۔ مصور میں اس طرح موثر ہے جس طرح ہجر و وصال طرح طرح کے خیالات کا مصور ہے اور وہ خود غیر مصور ہے۔

۱ زیں۔ اب مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ تصویروں کے پیالوں سے پی کر مست نہ بن ورنہ تو بھی بت تراش اور بت پرست کی طرح ہو جائے گا جس کا تعلق محض صورت سے ہے۔ از قدحہای۔ بیشک ان صورتوں کا حسن بھی شراب کی سی مستی پیدا کر دیتا ہے لیکن وہ حسن ان کا ذاتی نہیں ہے بلکہ مستعار حسن ہے تجھے اصل حسن اور ان کو حسن عطا کرنے والے کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ سوی۔ جس ذات نے ان صورتوں کے جام میں شراب حسن بھری ہے اس کی طرف توجہ کر پھر تجھے قلبی واردات محسوس ہوں گی۔ چوں رسد۔ جب وہ شراب عشق حاصل ہو جائے گی پھر تو کسی صورت کا پابند نہ بنے گا کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا مظہر معلوم ہوگا۔

۲ آدما۔ حضرت آدم کے واسطہ سے بنی آدم کو خطاب ہے کہ حقیقت کے طالب بنو اور صورت سے قطع نظر کرو۔ چونکہ۔ صورت بے معنی ہے گیہوں کی صورت نہ تھی حضرت ابراہیم کو ریت سے آٹا حاصل ہوا۔ صورت۔ صورت کی علت بے صورت ذات ہے لہٰذا توجہ کے قابل علت ہے دھوئیں کی علت آگ ہے لہٰذا وہ اصل ہے۔ کمتریں۔ صورت تو ایسی چیز ہے کہ اگر انسان کو مصور خیال بار بار آتا ہے تو وہ اس سے متملل ہو جاتا ہے۔ حیرت۔ جب تو ذات سے صورت کی طرف توجہ کرے گا تو ملال نہیں بلکہ طبیعت میں حیرت پیدا ہوگی جو مزید توجہ اور کھوج کا سبب بنتی ہے۔

۳ زادہ۔ اس بے آلت و بے صورت ذات سے ہزارہا قسم کے صورت اور آلہ والے پیدا ہوتے ہیں لہٰذا وہ اصل ہے۔ بے زدستے۔ جو

ہیچ ۱؎ ماند ایں مؤثر با اثر — ہیچ ماند بانگ و نوحہ با ضرر

یہ مؤثر اثر کے ساتھ کوئی مناسبت رکھتا ہے؟ — آواز اور رونا! رنج سے کوئی مشابہت رکھتا ہے؟

نوحہ را صورت ضرر بیصورت ست — دست خایند از ضرر کش نیست دست

رونے کی صورت ہے، رنج بے صورت ہے — لوگ اس رنج سے ہاتھ چباتے ہیں جس کے ہاتھ نہیں ہے

ایں مثل نالائق ست اے مُستدِل — حیلۂ تفہیم را جہدُ المُقِل

اے دلیل بیان کرنے والے! یہ مثال مناسب نہیں ہے — سمجھانے کی تدبیر کیلئے ایک نادار کی کوشش ہے

صُنع بیصورت نگارد صورتے — تن بروید باحواس و آلتے

بے صورت کی کاریگری صورت بناتی ہے — جسم کو مع حواس اور آلے کے پیدا کرتی ہے

تا چہ ۲؎ صورت باشد آں بروفقِ خود — اندر آرد جسم را در نیک و بد

تاکہ اپنے موافق جو بھی صورت ہو — جسم کو اچھی اور بری میں لے آئے

صورتِ نعمت بود شاکر شود — صورتِ مہلت بود صابر شود

نعمت کی صورت ہو تو شکر گزار بن جاتا ہے — تاخیر کی صورت ہو تو وہ رنجیدہ ہوتا ہے

صورتِ رحمے بود شاداں شود — صورتِ زخمے بود نالاں شود

رحم کی صورت ہو تو وہ خوش ہوتا ہے — رنج کی صورت ہو تو وہ رنجیدہ ہوتا ہے

صورتِ شہرے بود گیرد سفر — صورتِ تیرے بود گیرد سپر

کسی شہر کی صورت ہو تو وہ سفر اختیار کرتا ہے — تیر کی صورت ہو تو وہ ڈھال سنبھالتا ہے

صورتِ ۳؎ خوباں بود عشرت کند — صورتِ غیبی بود خلوت کند

حسینوں کی صورت ہو تو عیش کرتا ہے — غیبی صورت ہو تو خلوت اختیار کرتا ہے

صورتِ محتاجی آرد سوئے کسب — صورتِ بازو وری آرد بہ غصب

ضرورت کی صورت کمائی کی طرف لاتی ہے — قوت بازو کی صورت چھیننا پیدا کرتی ہے

ایں زحد و اندازہا باشد بروں — داعیِ فعل از خیالِ گونہ گوں

یہ حد اور اندازوں سے باہر ہے — مختلف خیال سے کام کرانے والا

۱؎ ہیچ۔ مؤثر اور اثر میں مشابہت ضروری نہیں ہے ضرر اور تکلیف دینے اور چلانے کا مؤثر ہے دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ نوحہ۔ نوحہ اور رونا ایک مصور چیز ہے اور ضرر ایک اضافی چیز ہے جو مصور نہیں ہے۔ دست۔ انسان رنج سے ہاتھ چباتا ہے ان دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ ایں مثل۔ حق تعالیٰ جو کہ مؤثر ہے اور کائنات جو کہ اس کا اثر ہے اس کی یہ مثالیں ناقص ہیں محض سمجھانے کے لئے ایک ایسے شخص کی کوشش ہے جو اس کی صحیح مثال دینے پر قادر نہیں ہے۔ صنع۔ ذات بے صورت یہ صورتیں مع حواس کے پیدا کرتی ہے۔

۲؎ تا چہ۔ اللہ نے ان صورتوں کو اس لئے بنایا ہے تاکہ وہ صورت اپنے مناسب حال انسانی جسم سے نیکی اور بدی کرے۔ صورت نعمت۔ اگر وہ نعمت کی صورت ہے تو جسم سے شکر گزاری کرتی ہے اگر صورت مہلت اور دیر کی ہے تو انسانی جسم سے صبر کراتی ہے۔ صورت رحمے۔ اگر یہ صورت ہوتی ہے کہ اس پر کوئی رحم کرے گا تو وہ خوش ہوتا ہے رنج کی صورت ہو تو وہ نالاں ہوتا ہے۔ صورت شہر۔ کسی شہر کی صورت ہو تو نتیجہ سفر ہوتا ہے اگر تیر کی صورت ہو تو ڈھال سنبھالتا ہے۔

۳؎ صورت خوباں۔ اگر خیال میں حسینوں کی صورت آتی ہے تو اس سے خوش وقتی کرتا ہے۔ صورت غیبی۔ اگر غیبی تجلیات کی صورت خیال میں آتی ہے تو گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے۔ صورت محتاجی۔ کسی ضرورت اور احتیاج کی صورت آجاتی ہے تو کمائی کرتا ہے۔ صورت بازو۔ اپنی طاقت کی صورت خیال میں آتی ہے تو لوگوں کی چیزیں چھینتا ہے۔ ایں۔ یہ بات کہ قسم قسم کے خیالات فعل کے داعی بنتے ہیں شمار سے باہر ہے۔

بے ۱ نہایت کیشہا و پیشہا ‏ جُملہ ظلِّ صورتِ اندیشہا
لامحدود مذاہب اور پیشے ‏ سب خیالات کی صورت کا سایہ ہیں

برلب بام ایستادہ قوم خوش ‏ ہر یکے را بر زمیں بیں سایہ اَش
کوئی قوم اچھی خاصی بالاخانہ پر کھڑی ہے ‏ ہر ایک کا زمین پر سایہ دیکھ لے

صورتِ فکرست بربامِ مَشید ‏ واں عمل چوں سایہ برارکاں پدید
فکر کی صورت بلند بالاخانہ پر ہے ‏ اور وہ عمل سایہ کی طرح اعضاء پر ظاہر ہے

فعل بر ارکان و فکرت ملتئم ‏ لیک در تاثیر و وَصلت دو بہم
عمل اعضاء پر ہے اور فکر پوشیدہ ہے ‏ لیکن تاثیر اور میل میں دونوں اکٹھے ہیں

آں صُوَر در بزم کز جام خوشی ست ‏ فائدہ اُو بیخودی و بیہُشی ست
وہ صورتیں جو مجلس میں خوشی کے جام کی ہیں ‏ ان کا نتیجہ بے خودی اور بیہوشی ہے

صورتِ مَردوزن ولَعب و جماع ‏ فائدہ اَش بیہوشی وقتِ وقاع
مرد اور عورت اور مذاق اور ہم بستری کی صورت ‏ جماع کے وقت اس کا نتیجہ مدہوشی ہے

صورتِ ۲ نان ونمک کاں نعمت ست ‏ فائدہ اَش آں قُوتِ بیصورت ست
نان و نمک کی صورت جو نعمت ہے ‏ اس کا نتیجہ بے صورت طاقت ہے

در مصاف آں صورتِ تیغ و سپر ‏ فائدہ اَش بیصورتی یعنی ظفَر
میدان جنگ میں تلوار اور ڈھال کی صورت ‏ اس کا اثر فتح مندی ہے جو بے صورت ہے

مدرسہ و تعلیق و صورتہائے وَے ‏ چوں بدانش متصل شد گشت شے
مدرسہ اور متعلقات اور ان کی صورتیں ‏ جب علم سے وابستہ ہوگئیں وہ شی بن گئیں موجود ہوگئیں

ایں صُور چوں بندۂ بیصورت اند ‏ پس چرا در نفیِ صاحب نعمت اند
یہ صورتیں بے صورت اور غلام کی طرح ہیں ‏ تو انعام دینے والے کے انکار میں کیوں ہیں؟

پس ۳ صُوَرہا بندۂ بیصورت اند ‏ پیشِ اُو رُویندو در نفیِ اُو فتند
تو صورتیں بے صورت کی طرح ہیں ‏ اس کے سامنے آئیں اور اس کے انکار میں مبتلا ہوگئیں

ایں صُوَر دارد ز بیصورت وجود ‏ چیست پس بر موجدِ خویشش جحود
یہ صورتیں بے صورت سے وجود رکھتی ہیں ‏ تو اپنے عطا کرنے والے سے ان کا انکار کیا ہے؟

خود ازویا بد ظہورِ انکارِ اُو ‏ نیست غیر عکسِ خود ایں کارِ اُو
اس کا انکار خود اسی سے موجود ہوتا ہے ‏ اس کا یہ کام خود اس کے عکس کے سوا کچھ نہیں ہے

---

۱ بے نہایت۔ دنیا کے مذاہب اور پیشے بھی خیالات کی پیداوار ہیں۔ برلب بام۔ خیالات کے سبب ہونے کی اور افعال کے مسبب ہونے کی مثال یہ سمجھو کہ کچھ لوگ بالاخانہ پر ہوں اور اس کا سایہ زمین پر پڑ رہا ہو۔ صورت فکر خیال کی صورت دماغ کے بالاخانہ پر ہے اور عمل سایہ کی طرح اعضاء پر ہے۔ فعل۔ عمل کا تعلق اعضاء سے ہے اور خیال دماغ میں پوشیدہ ہے لیکن دونوں باہم جڑے ہوئے ہیں عمل کے ساتھ وہ خیال بھی موجود رہتا ہے۔ آں صور۔ جام خوشی سے جو صورتیں پیدا ہوتی ہیں ان کا اثر اور نتیجہ بیہوشی اور بے خودی ہے۔ صورت۔ مرد اور عورت اور جماع کے تصور سے جماع کے وقت مدہوشی طاری ہوتی ہے۔

۲ صورت۔ غذاؤں کی صورت کا نتیجہ بے صورت قوت ہے۔ در مصاف۔ میدان جنگ میں تلوار اور ڈھال کی صورت کی علت غائی بے صورت کامیابی ہے۔ مدرسہ۔ مدرسہ اور اس سے متعلقات کی صورتیں علم و دانش سے متعلق ہوئیں تو وہ بے صورت علم موجود ہوگیا۔ ایں صور۔ جب یہ صورتیں ایک ذات بے صورت کے تابع ہیں تو یہ صورتیں یعنی دہریئے اس کے منکر کیوں ہیں۔

۳ پس صورہا۔ یہ بے صورت جبکہ ان صورتوں کا سبب اور علت ہے تو اس سے پیدا ہو کر اس کی منکر کیوں ہیں۔ ایں صور۔ وہ بصورت ان صورتوں کا موجد ہے پھر صورتیں اس کا کیوں انکار کرتی ہیں۔ خود۔ منکر کا انکار خود اس بیصورت کا اثر ہے تو پھر یہ منکر کیا ہے کہ وجود کا کیوں منکر ہے۔

صورتِ ۱ دیوار و سقفِ ہر مکاں — سایۂ اندیشۂ معمار داں
ہر مکان کی چھت اور دیوار کی صورت — معمار کے فکر کا سایہ سمجھ

گرچہ خود اندر محلِ افتکار — نیست سنگ و چوب و خشتے آشکار
اگرچہ سوچنے کی جگہ میں — پتھر اور لکڑی اور اینٹ ظاہر نہیں ہیں

فاعلِ مُطلق یقیں بے صورتست — صورت اندر دستِ اُو چوں آلتست
فاعل مطلق یقینا بے صورت ہے — صورت اس کے ہاتھ میں آلہ کی طرح ہے

گہ گہ آں بیصورت از کتمِ عدم — مر صُوَر را رُو نماید از کرم
کبھی کبھی وہ بے صورت پردۂ غیب سے — صورتوں (والوں) کیلئے کرم سے رونما کردیتا ہے

تا مدد گیرد از و ہر صورتے — از کمال و از جمال و قدرتے
تاکہ ہر صورت اس سے مدد حاصل کرے — کمال و جمال اور قدرت سے

باز بیصورت چو پنہاں کرد رُو — آمدند از بہر کد در رنگ و بُو
پھر جب بے صورت نے رخ چھپا یا — وہ لوگ بھیک کے لئے رنگ وبو میں آگئے

صورتے ۲ از صورتِ دیگر کمال — گر بجوید باشد آں عینِ ضلال
ایک صورت دوسری صورت سے کمال — اگر ڈھونڈے وہ عین گمراہی ہو گی

جُز مگر آں صورتے کاں شیر زاد — بلبت ارشاد کردش از و داد
علاوہ اس صورت کے جواس شیر نے پیدا کر دی ہے — محبت نے اس کو رہنمائی کے قابل کر دیا

پس چہ عرضہ می کُنی اے بے ہُنر — احتیاجِ خود بمُحتاجِ دِگر
تو اے بے ہنر! تو کیا پیش کرتا ہے — اپنی ضرورت دوسرے ضرورت مند کی طرف!

چوں صُوَر بندست بر یزداں مگو — ظن مبر صورت بہ تشبیہش مجو
جبکہ صورتیں قید ہیں، خدا پر اطلاق نہ کر — صورت کا گمان نہ کر اس کو تشبیہ کے ذریعہ تلاش نہ کر

در ۳ تضرع جُو و در افنائے خویش — کز تفکر جُز صُوَر ناید بہ پیش
زاری میں تلاش کر اور اپنے آپ کو فنا کرنے میں — کیونکہ سوچنے سے صورتوں کے علاوہ کچھ سامنے نہ آئے گا

ورز غیرِ صورتت نبوَد فرہ — صورتے کاں بے تُو زاید در تو بہ
اگر تجھے بغیر صورت کے انبساط نہ ہو — جو صورت تیرے اندر بغیر تیرے پیدا ہو وہ بہتر ہے

۱ صورت دیوار۔ مکان کی صورت یہ معمار کے خیال کا اثر ہے اگرچہ اس معمار کے ذہن کے اندر مکان کے اجزاء موجود نہیں ہیں۔ فاعل مطلق۔ تمام دلائل کا نتیجہ یہ ہے کہ ان صورتوں کو پیدا کرنے والا بے صورت ہے اور یہ صورتیں اس کے لئے بمنزلہ آلہ کے ہیں۔ گہ گہ۔ کبھی وہ بے صورت اپنی تجلیات بھی رونما کر دیتا ہے۔ تامدد گیرد۔ اس تجلی سے مقصود کمال اور جمال اور قدرت کا اضافہ ہے۔ باز۔ پھر جب وہ تجلی غائب ہو جاتی ہے تو لوازم بشریت ابھر آتے ہیں۔

۲ صورتے۔ کمال تو بیصورت سے حاصل کیا جاتا ہے ایک صورت دوسری صورت سے کمال کی طالب ہو تو گمراہی ہے۔ جز۔ ہاں اولیاء اللہ جن کو خدا نے رہنمائی کے لئے منتخب فرمایا ہے ان سے کمال کی طلب کی جا سکتی ہے۔ پس۔ ورنہ صورت خود محتاج ہے اس پر احتیاج کو پیش کرنا کوئی عقلمندی ہے۔ چوں صور۔ جب صورتیں بے صورت کی غلام ہیں تو اس بے صورت پر صورت کا گمان نہ کر اور مشبہ فرقہ کی طرح تشبیہوں کے ذریعہ اس کی تلاش نہ کر۔

۳ در تضرع۔ اس بیصورت کو صورتوں سے تلاش نہیں کیا جا سکتا بلکہ فنا اور تضرع و زاری کے ذریعہ تلاش کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ سوچنے اور تفکر سے صورتیں ہی خیال میں آتی ہیں اور وہ بے صورت ہے۔ ورز۔ اگر مجاہدے سے تجھے بغیر صورت کے اس کا تصور نہیں ہوتا تو پھر تیرے تصور کے بغیر جو اس کی صورت سامنے آئے اس سے سہارا پکڑ لے۔ فرہ۔ بوزن گرہ، انبساط اور خوشی۔

صورت ۱ شہرے کہ آنجا میروی　　ذوقِ بیصورت کشیدت اے رَوی
اس شہر کی صورت تو جہاں جاتا ہے　　اے سیراب! تجھے بیصورت ذوق نے کھینچا ہے

پس بمعنیٰ میروی تالا مکاں　　کہ خوشی غیرِ زمانست و مکاں
تو باطن میں تو لامکان میں جا رہا ہے　　کیونکہ خوشی غیر زمانی اور غیر مکانی ہے

صورتے یارے کہ سُوئے اُو شوی　　از برائی مُونسی اش میروی
اس دوست کی صورت جس کی طرف تو جا رہا ہے　　اس کی محبت کی وجہ سے تو جا رہا ہے

پس بمعنیٰ سُوئے بیصورت شُدی　　گرچہ زاں مقصود غافل آمدی
پس دراصل تو بیصورت کی طرف جا رہا ہے　　اگرچہ تو اس مقصود سے غافل ہے

پس حقیقت حق بُود معبودِ کُل　　کز پے ذوق ست سیرانِ سُبل
تو در حقیقت اللہ تعالیٰ سب کا معبود ہے　　کیونکہ راستوں کو طے کرنا ذوق کی وجہ سے ہے

لیک ۲ بعضے رُو سُوئے دُم کردہ اند　　گرچہ سَر اصلست سَر گم کردہ اند
لیکن بعض نے دم کی طرف رخ کر لیا ہے　　اگرچہ سر اصل ہے انہوں نے سر کو گم کر دیا ہے

لیک آں سَر پیشِ ایں ضالان گم　　می دہد داد سَرے از راہِ دُم
لیکن سر ان گمراہوں کے نزدیک گم ہے　　وہ سر کی عطا دم کے راستے سے عطا دیتا ہے

آں ۳ ز سرّی یا بد آں داد ایں ز دُم　　قومِ دیگر پاو سَر کردند گم
وہ سر سے وہ عطا پاتا ہے یہ دم سے　　دوسرے لوگوں نے پاؤں اور سر گم کر دیا ہے

چونکہ گم شُد جملہ جملہ یافتند　　از گم آمد سُوئے کُل بشتافتند
چونکہ سب گم ہو گیا انہوں نے سارا پا لیا　　گم ہو جانے سے وہ کل کی جانب دوڑ پڑے

دیدنِ ایشاں در قصرِ آں قلعہ ذات الصُور نقشِ دُخترِ شاہِ چین و بیہوش شُدنِ ہر سہ و در فتنہ افتادن

اس تصویروں والے قلعہ کے قصر میں ان کا شاہ چین کی لڑکی کی تصویر کو دیکھنا اور تینوں کا بے ہوش ہو جانا اور افتنہ میں پڑنا

۱ صورت۔ پھر پہلے مضمون کی جانب عود کیا ہے کہ ذوق جو بیصورت ہے وہ تجھے شہر کی صورت کی طرف لے جاتا ہے۔ پس۔ اگرچہ بظاہر تو شہر کی صورت کی طرف لے جا رہا ہے لیکن حقیقتاً تو لامکانی اور لازمانی ذوق کی طرف جا رہا ہے۔ صورتے یارے۔ دوست کی صورت کی طرف جانے کی غایت انس و محبت ہے جو بیصورت ہے۔ پس معنی۔ دوست اور شہر کی طرف تیرا جانا ایک بیصورت کی وجہ سے اگرچہ تو اس سے غافل ہے۔ پس حقیقت۔ چونکہ ذوق کا مقصود ہونا پہلی مثالوں سے ثابت ہو گیا ہے تو یہ ثابت ہو گیا کہ در حقیقت اللہ تعالیٰ سب کا معبود ہے کیونکہ سب راستوں کا چلنا ذوق کی وجہ سے ہے۔ اور ذوق بخشی اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

۲ لیک۔ اب اس معبود کے ساتھ بعض کا معاملہ تو یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے توابع کی طرف رخ کر رکھا ہے یعنی افعال باری تعالیٰ کی جانب توجہ کر رہی ہے حالانکہ مقصود اس کی ذات ہے چونکہ وہ اصل ہے۔ آں سر۔ ان کو بھی ذات سے استفادہ ہوتا ہے اور ان کی توجہ بھی مقبول ہے عبادت گزاروں کے مختلف مرتبے ہیں ایک تو وہ ہیں جن کی توجہ اور طلب حق' افعال حق کے ذریعہ اور واسطہ سے ہے یہ درجہ عوام کا ہے دم سے مراد افعال باری ہیں۔

۳ آں ز سر۔ سر سے مراد صفات باری تعالیٰ ہے یہ لوگ صفات کے ذریعہ فیض حاصل کرتے ہیں یہ درجہ خواص کا ہے۔ قوم دیگر۔ اخص الخواص کا درجہ یہ ہے کہ وہ صرف ذات کی طرف توجہ رکھتے ہیں اور اس سے بلاواسطہ استفادہ کرتے ہیں۔ چونکہ۔ ان لوگوں نے نہ افعال کو مقصود بنایا نہ صفات کو بلکہ ذات کو مقصود بنایا لہٰذا ذات باری تعالیٰ ان کو حاصل ہوئی۔ دیدن۔ وہ تینوں شہزادے قلعہ میں ہوش ربا میں پہنچ گئے اور انہوں نے شاہ چین کی لڑکی کی تصویر کو دیکھا اور بیہوش ہو گئے اور فتنہ میں مبتلا ہو گئے اور یہ جستجو شروع کر دی کہ یہ تصویر کس کی ہے۔

و تفحص کردن که ایں صورت کیست

وہ اس کی جستجو کرنا کہ یہ تصویر کس کی ہے؟

ایں [۱] سخن پایاں ندارد آں گروہ ‏ صورتے دیدند با حسن و شکوہ

اس بات کا خاتمہ نہیں۔ اس گروہ نے ‏ ایک حسین اور شاندار تصویر دیکھی

خوب ترزاں دیدہ بودند آں فریق ‏ لیک زیں رفتند در بحرِ عمیق

اس فریق نے اس سے زیادہ حسین دیکھے تھے ‏ لیکن اس سے وہ گہرے دریا میں اتر گئے

زانکہ افیوں شاں ازیں کاسہ رسید ‏ کاسہا محسوس، افیوں ناپدید

کیونکہ انہیں افیون اس پیالہ سے پہنچی ‏ پیالے تو محسوس تھے اور افیون پوشیدہ تھی

کرد فعلِ خویش قلعہ ہش ربا ‏ ہرسہ را انداخت در چاہِ بلا

ہوش ربا قلعہ نے اپنا کام کر دیا ‏ تینوں کو مصیبت کے کنویں میں ڈال دیا

تیر [۲] غمزہ دوخت دل را بیگماں ‏ الاماں یا ذا الاماں زیں بےاماں

تازہ انداز کے تیر نے اچانک ان کا دل چھید دیا ‏ اے امن والے اس بے پناہ سے پناہ دیجئے

قرنہارا صورتِ سنگے بسوخت ‏ آتشے در دین و دل شاں بر فروخت

ساتھیوں کو پتھر کی مورتی نے جلا دیا ‏ ان کے دین و دل میں آگ لگا دی

چونکہ روحانی بود خود چوں بود ‏ فتنہ اش ہر لحظہ دیگر گوں بود

اگر وہ روح والی ہوتی تو کیا ہوتا؟ ‏ اس کا فتنہ ہر لحظہ دوسرے قسم کا ہوتا

عشقِ صورت در دلِ شہزادگاں ‏ چوں خلش میکرد مانندِ سنان

شہزادوں کے دل میں تصویر کا عشق ‏ چونکہ بھالے کی طرح چبھ رہا تھا

اشک [۳] می بارید ہر یک ہمچو میغ ‏ دست میخائید و می گفت اے دریغ

ہر ایک ابر کی طرح آنسو بہاتا تھا ‏ ہاتھ چباتا تھا اور کہتا تھا ہائے افسوس

ماکنوں دیدیم شہ زآغاز دید ‏ چند ماں سوگند داد آں بے ندید

ہم نے اب دیکھا، شاہ نے اول سے دیکھ لیا تھا ‏ اس بے نظیر نے، ہمیں کتنی قسمیں دی تھیں

انبیا را حق بسیار ست ازاں ‏ کہ خبر کردند از پایانِ ما

اسی وجہ سے انبیاء کے بہت حقوق ہیں ‏ کہ انہوں نے ہمارے انجام سے باخبر کر دیا ہے

کانچہ می کاری نروید جز کہ خار ‏ ویں طرف پرّی نیابی زو مطار

کہ جو کچھ تو بو رہا ہے بجز کانٹے کے کچھ نہ اگے گا ‏ تو اس طرف اڑ رہا ہے اس سے اڑنے کی جگہ نہ پائے گا

---

۱ ایں سخن۔ یعنی طالبِ ذات کے مرتبہ کا ذکر۔ خوب تر۔ ان شہزادوں نے ایک تصویر دیکھی جو حسین تھی اگرچہ وہ اس سے بھی زیادہ حسین تصویریں دیکھ چکے تھے لیکن وہ اس تصویر کو دیکھ کر عشق کے گہرے سمندر میں ڈوب گئے۔ زانکہ۔ حسن کو افیون سے تشبیہ دی ہے پیالہ سے مراد صورت ہے کاسہا۔ صورتیں تو نظر آتی ہیں لیکن ان کی افیون غیر محسوس ہے۔ کرد فعلِ خویش۔ غرضیکہ قلعہ ہوش ربا نے اپنا کام کر دیا اور تینوں کو مصیبت میں پھنسا دیا۔

۲ تیر غمزہ۔ اس حسین کے غمزے کے تیر نے ان کے دل کو چھید دیا۔ الاماں۔ یہ تیر بے اماں ہے خدا اس سے پناہ دے۔ قرنہا۔ ساتھی یعنی تینوں شہزادے۔ صورت سنگے۔ یعنی شہزادی کا بت۔ روحانی۔ جاندار۔ سنان۔ بھالا۔

۳ اشک۔ وہ تینوں شہزادے رو رہے تھے۔ میغ۔ ابر۔ ماکنوں۔ جو مصیبت ہم نے اب دیکھی شاہ نے پہلے سے دیکھ لی تھی۔ ندید۔ نظیر۔ انبیاء۔ ہم پر انبیاء کے اسی لئے بے پناہ حقوق ہیں کہ انہوں نے ہمیں انجام سے باخبر کر دیا ہے۔ کانچہ۔ انبیاء نے بتا دیا ہے کہ نفسانی خواہش سے تم جو کام کرو گے اس سے کانٹے اگیں گے۔ ویں طرف۔ تیری رفتار دنیا کی طرف ہے اس سے نجات نہیں ہے۔

تخم[1] از من بر کہ تا ریعے دہد ۔۔۔ با پرِ من پر کہ تیر آں سُو جہد
تو بیج مجھ سے لے جا، تاکہ پیداوار دے ۔۔۔ میرے پر سے پرواز کر تاکہ تیر اس جگہ جائے

تو ندانی واجبی آن و ہست ۔۔۔ ہم تو گوئی آخر آں واجب بُدست
تو اس کی ضرورت کو نہ سمجھا اور وہ ہے ۔۔۔ آخر میں تو بھی کہے گا، کہ وہ ضروری تھی

از تو ست لیکن نہ ایں تُو کہ تن ست ۔۔۔ آں توئی کہ برتر از ما و من ست
وہ "تو" ہی سے ہے لیکن نہ اس "تو" سے کہ جو جسم ہے ۔۔۔ اس "تو" سے جو "ما و من" سے برتر ہے

ایں توئی اہر کہ پنداری توئی ۔۔۔ ہست اندر سُو و تو دَر بیسوئی
جس ظاہری "تو" کو تو "تو" سمجھتا ہے ۔۔۔ یہ جہت میں ہے اور وہ "تو" بے جہت ہے

بر صدف[2] لرزاں چرائی اے گہر ۔۔۔ توئی خود را نہ ٔ مداں میداں شکر
اے موتی! تو سیپ پر کیوں لرزتا ہے؟ ۔۔۔ اپنے "تو" کو تو نے نہ سمجھ، شکر سمجھ

توئی بیگانہ است با تو ایں توئی ۔۔۔ توئی خود دریاب و بگذر از دوئی
یہ توئی ایسی ہے جو تجھ سے بیگانہ ہے ۔۔۔ اپنے "تو" کو حاصل کر لے اور دوئی سے گذر جا

توی آخر سُوی توی اوّلت ۔۔۔ آمد است از بہر تنبیہ و صلت
تیرا آخری "تو" تیرے ابتدائی "تو" پر ۔۔۔ آیا ہے تنبیہ اور وصل کے لئے

توئی[3] تو در دیگرے آمد دفیں ۔۔۔ من غلامِ مردِ خود بینِ چنیں
تیرا "تو" دوسرے میں مدفون ہے ۔۔۔ میں ایسے خود بیں شخص کا غلام ہوں

آنچہ در آئینہ می بیند جواں ۔۔۔ پیر اندر خشت بیند پیش ازاں
جوان جو کچھ آئینہ میں دیکھتا ہے ۔۔۔ شیخ اس سے پہلے اینٹ میں دیکھ لیتا ہے

ز امرِ شاہ خویش بیروں آمدیم ۔۔۔ با عنایات پدر باغی شدیم
ہم اپنے بادشاہ کے حکم سے باہر ہو گئے ۔۔۔ باپ کی مہربانیوں کے باغی ہو گئے

سہل داستیم قولِ شاہ را ۔۔۔ واں عنایتہائے بے اشباہ را
ہم نے بادشاہ کی بات کو معمولی جانا ۔۔۔ اور ان بے نظیر عنایتوں کو

تک در افتادیم در خندق ہمہ ۔۔۔ کشتہ و خستہ بلا بے ملحمہ
اب ہم سب خندق میں گر گئے ۔۔۔ بغیر جنگ کے مصیبت کے مارے ہوئے اور زخمی

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

[1] تخم۔ انبیاء کے بتا دیا کہ ہمارے طریقہ پر عمل کرو اس سے فائدہ حاصل ہوگا ہمارے طریقہ پر چلو گے تو معصیت کا تیر اس طرف ہی گر جائے گا تم تک نہ پہنچے گا۔ تو ندانی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان انبیاء کے اتباع کو ضروری نہیں سمجھتا حالانکہ ان کا اتباع ضروری ہے آخر میں اس کو سمجھے گا۔ از تو۔ انبیاء کے پر سے اڑنا خود ان کے مخاطب کا ہی عمل ہے لیکن اے مخاطب تیرے تو ہونے کے دو حصے ہیں ایک تو تیرا بدن ہے دوسرا تو تیری روح ہے تو انبیاء کا اتباع جو نافع فعل ہے تیرے تو یعنی بدن کا فعل نہیں ہے بلکہ اس تو کا فعل ہے جو تیری روح ہے دو ما و من۔ یعنی جس میں قیود سے بالاتر ہے۔ ایں توئی۔ جس "تو" کو "تو" سمجھ رہا ہے یعنی جسم یہ تو جہات میں مقید ہے اور اصل "تو" روح ہے تو جہت سے منزہ ہے۔

[2] بر صدف۔ تو جسم کی تباہی سے لرزتا ہے حالانکہ یہ سیپ ہے اور اصل "تو" تیری روح ہے جو موتی ہے اصل "تو" گے یعنی جسم کو نہ سمجھ بلکہ جو اس میں شکر یعنی روح ہے اس کو سمجھ۔ ایں توئی۔ جسم کا "تو" ہونا پرائی چیز ہے تو اپنے آپ تک پہنچ جو کہ روح ہے اور اس دوئی کو یعنی جسم کو روح کے ساتھ جوڑنے کو چھوڑ دے۔ توئی آخر یعنی روح۔ توئی اول۔ جسم کا ذکر پہلے کیا ہے۔

[3] توئی۔ تیری روح تیرے جسم میں چھپ گئی ہے میں اس کا غلام ہوں جو خود کو یعنی روح کو دیکھ لے۔ آنچہ۔ شہزادوں نے کہا ہم نے جو اب دیکھا وہ ہمارے بوڑھے باپ نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔ خشت۔ یعنی لوہے کا ٹکڑا جس سے آئینہ بنایا جاتا ہے۔ ز امر۔ ہم شاہ کے حکم کے اعدنہ رہے۔ ملحمہ۔ جنگ۔

۱ تکیہ بر عقلِ خود و فرہنگِ خویش
اپنی عقل اور اپنی دانائی پر بھروسہ
بُود ماں تا ایں بلا آمد بہ پیش
ہمیں ہوا حتی کہ یہ مصیبت سامنے آگئی

بے مرض دیدیم خویش و بے زرق
بغیر مرض اور بغیر غلامی کے ہم نے اپنے آپ کو سمجھا
آنچناں کہ خویش را بیمار دق
جیسا کہ دق کا بیمار اپنے آپ کو

علّتِ پنہاں کنوں شُد آشکار
چھپی ہوئی بیماری اب کھل گئی
بعد ازاں کہ بند گشتیم و شکار
اس کے بعد کہ ہم قیدی اور شکار ہو گئے

سایہ رہبر بہ است از ذکرِ حق
رہبر کا سایہ ذکر حق سے بہتر ہے
یک قناعت بہ کہ صد لوت و طبق
سینکڑوں کھانوں اور طباقوں سے ایک قناعت بہتر ہے

دَر قناعت خواندہ باشی اے حسن
اے حسن! تو نے قناعت کے بارے میں پڑھا ہوگا
ذکرِ ذکرِ حق و ذکرِ بُوالحسن ۲
حق کے ذکر کا تذکرہ اور ابوالحسن کا تذکرہ

چشمِ بینا بہتر از سہ صد عصا
بینا آنکھ تین سو لاٹھیوں سے بہتر ہے
چشم بشناسد گہر را از حصا
آنکھ موتی اور کنکری کو شناخت کر لیتی ہے

دَر تفحّص آمدند از لذہاں
ذہنوں کی وجہ سے جستجو میں پڑے
صورتِ کہ بُود عجب ایں دَر جہاں
دنیا میں یہ عجب تصویر کس کی ہے؟

بعد بسیارِ تفحّص دَر مسیر
سفر کے دوران میں بہت جستجو کے بعد
کشف کرد آں راز را شیخِ بصیر
ایک صاحب بصیرت شیخ نے راز کو واضح کر دیا

نز ۳ طریقِ گوش بل از وحیِ ہوش
کان کے راستہ سے نہیں بلکہ ہوش کی وحی کے ذریعہ
راز ہا بُد پیش اُو بے رُوئے پوش
اس کے لئے راز بغیر پردے کے تھے

گفت نقشِ رشکِ پروینست ایں
اس نے کہا یہ پروین کے لئے باعث رشک کی تصویر ہے
صورتِ شہزادۂ چین ست ایں
یہ چین کے شہزادی کی تصویر ہے

دُخترے دارد شہِ چیں بے ہمال
شاہ چین ایک بے مثال لڑکی رکھتا ہے
در بہاؤ در کمال و در جمال
خون بہا میں اور کمال میں اور حسن میں

ہمچو جان و چوں پری پنہانست اُو
وہ پری اور جان کی طرح پوشیدہ ہے
در مکتّم پردۂ ایوانست اُو
وہ قلعہ کے چھپانے والے پردے میں ہے

---

۱ تکیہ۔ ہم نے اپنی عقل اور سمجھ پر گھمنڈ کیا اور نصیحت نہ لی۔ بے مرض۔ ہم اپنے آپ کو مرض اور مرض کی غلامی سے آزاد سمجھتے تھے۔ علت۔ ہم اپنی خام کاری کو اب سمجھے جبکہ پھنس گئے۔ سایہ رہبر۔ شیخ کی صحبت سے خلوص اور استعداد پیدا ہوتی ہے جو ذکر اللہ کے نافع ہونے کی شرط ہے اور شرط پر عمل سے پہلے مشروط پر عمل اچھا نہیں ہے۔ جس طرح کہ وضو اور نماز، بغیر وضو کے نماز سے وضو کی مشغولیت بہتر ہے۔ یک قناعت۔ شیخ کی صحبت قناعت اور صبر پیدا کر دے گی جو مبتدی کے لئے ذکر کے ہزاروں کھانوں سے زیادہ مفید ہے۔

۲ بوالحسن۔ حضرت ابوالحسن خرقانی کو ذکر سے اس وقت فائدہ پہنچا جبکہ انہوں نے حضرت بایزید بسطامی کی قبر کی صحبت حاصل کر لی یہ قصہ پہلے گزر چکا ہے۔ چشم بینا۔ شیخ تو چشم بینا حاصل ہے اور تجھے صرف ذکر کی لاٹھی کا سہارا حاصل ہے۔ حصا۔ کنکری۔ در تفحص۔ شہزادے جب اس بت کے عشق میں مبتلا ہو گئے تو جستجو کی کہ یہ کس حسین کا بت ہے۔ شیخ بصیر۔ کوئی ایسے بزرگ تھے جن کو قلبی بصیرت حاصل تھی۔

۳ نز رہ۔ یہ بات انہوں نے کسی سے سنی نہ تھی بلکہ کشف سے ان پر معلوم ہوئی تھی۔ الغرض ان بزرگ نے بتایا کہ یہ بت چین کے شاہ کی لڑکی کا ہے جو اس قدر حسین ہے کہ اس پر پروین بھی رشک کرتی ہے۔ دختر۔ شاہ چین کی وہ لڑکی حسن و جمال میں بے مثال ہے۔ ہمچو۔ وہ پری اور روح کی طرح مخفی ہے اور قلعہ کے پردوں میں رہتی ہے۔

سُوی[1] اُو نے مَرد رَہ دارد نہ زَن — شاہ پنہاں کردہ اُورا از فِتَن

اس کی جانب نہ مرد راستہ رکھتا ہے نہ عورت — شاہ نے اس کو فتنوں سے چھپا رکھا ہے

غیرتے دارد ملِک بر نامِ او — کہ نپرّد مُرغ ہم بر بامِ او

اس کے نام پر بھی شاہ کو اس قدر غیرت آتی ہے — کہ اس کے بالاخانے پر پرندہ بھی پر نہیں مارتا ہے

دِی آں دل کشِ چنیں سود افتاد — ہیچکس را ایں چنیں سود مُباد

اس دل کی شامت ہے، جس کو ایسا عشق لگا — خدا کرے ایسا عشق کسی کو نہ ہو

ایں سزٖای آنکہ تخمِ جہل کاشت — واں نصیحت را کساد و سہل داشت

یہ اس کی سزا ہے جس نے نادانی کا بیج بویا — اور اس نے نصیحت کو کھوٹا اور معمولی سمجھا

اعتمادے[2] کرد بر تدبیرِ خویش — کہ برم من کارِ خود با عقل پیش

اس نے اپنی تدبیر پر بھروسہ کیا — کہ میں اپنا کام عقل سے چلا لوں گا

نیم ذرّہ زاں عنایت بہ بُود — کہ ز تدبیر خرد سہ صد رَصَد

اس توجہ کا آدھا ذرہ بہتر ہے — جس کے ذریعہ عقل کی تدبیر میں تین سو گنا حفاظت ہو

ترکِ مکرِ خویشتن گیر اے امیر — پا بلِش پیش عنایت خُوش بمیر

اے امیر! تو اپنی تدبیر کو چھوڑ — توجہ کے سامنے پاؤں بڑھا، خوشی سے جان دیدے

ایں[3] بقدرِ حیلہ معدود نیست — زیں حیل تا تو نمیری سُود نیست

یہ گنے چنے حیلوں کی بقدر نہیں ہے — جب تک تو فنا نہ ہوگا ان تدبیروں سے فائدہ نہیں ہے

تا نمیری سُود کے خواہی رَبود — رَو بمیر و بہرہ بردار از وجود

جب تک تو فنا نہ ہوگا، فائدہ کہاں اٹھائے گا؟ — جا فنا ہو جا، وجود سے فائدہ اٹھا

حکایت صدرِ جہانِ بخاری کہ ہر سائلے کہ بزبان بخواستے

صدر جہاں بخاری کی حکایت کہ جو سائل زبان سے مانگتا اس کے عام

از صدقہ عام اُو محروم شدے واں دانشمند درویش بفراموشی

صدقے سے محروم ہو جاتا اور اس عقلمند درویش نے بھول کر اور

و تعجیل بزبان خواست و صدر جہاں رُوی ازو بگردانید

جلدی میں زبان سے مانگ لیا اور صدر جہاں نے اس سے منہ پھیر لیا

و اُو ہر روز حیلہ نو ساختے و خود راگاہ زن کردے

اور وہ ہر روز ایک نیا حیلہ بناتا اور اپنے آپ کو کبھی چادر کے اندر عورت بناتا

---

[1] سوی او۔ اس کے پاس نہ مرد جا سکتا ہے نہ عورت شاہ نے اس کو فتنوں سے بچا رکھا ہے۔ غیرتے۔ اگر کوئی اس کا نام بھی لے تو شاہ کو غیرت آتی ہے اس کے بالاخانے پر چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔ وای۔ مولانا فرماتے ہیں ایسی معشوقہ کا عشق خدا کرے کسی کو نہ ہو جس کا حصول ناممکن ہو۔ ایں۔ یہ مصیبت ناک عشق اسی کی سزا ہے جو نادانی سے کام کرے اور بزرگوں کی نصیحت کو معمولی اور کھوٹا سمجھے۔

[2] اعتمادے۔ جو شخص محض اپنی تدبیر پر گھمنڈ کرے اور یہ سمجھے کہ میں خود اپنا کام چلا لوں گا اور مجھے شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ نیم ذرہ۔ شیخ کی تھوڑی سی توجہ اپنی سیکڑوں تدبیروں سے بہتر اور نافع ہے۔ ترک۔ اپنی تدبیر کو ترک کر کے شیخ کی توجہ کی طرف چل پڑا اور اس کے سامنے اپنے آپ کو فنا کر دے۔

[3] ایں۔ شیخ کی توجہ تیری گنی چنی تدبیروں سے بہت زیادہ مفید ہے جب تک تو شیخ میں اپنے آپ کو فنا نہ کر دے گا یہ تدبیریں مفید نہ ہوں گی۔ حکایت۔ اس حکایت سے بھی یہ بتلایا ہے کہ اس سائل نے صدر جہاں کے سامنے بہت سی تدبیریں کیں لیکن عطا حاصل نہ کر سکا جب مر کر دکھایا تو عطا اس کو ملی۔

زیرِ چادر و گاہ نابینا و گاہ رُوئے خود بہ بستے و اُو بفراستش بشناختے
اور کبھی اندھا اور کبھی اپنا چہرہ چھپا لیتا اور وہ اس کو ذہانت سے پہچان لیتا

دَر بخارا۱ خُوئے آں صدرِ اجل ٭ بُود با خواہندگاں حُسنِ عمل
بخارا میں اس صدر اعظم کی عادت ٭ تھی سائلوں کے ساتھ بہتر سلوک

دادِ بسیار و عطائے بے شمار ٭ تا بشب بُودے ز جودش زر نثار
بہت بخشش اور بے شمار عطا ٭ رات تک اس کی سخاوت سے سونا نثار ہوتا

زر بکاغذ پارہا پیچیدہ بُود ٭ تا وجودش بُود می افشاند جود
سونے کو کاغذ کے پرزوں میں لپیٹ لیتا ٭ جب تک وہ رہتے سخاوت کرتا رہتا

ہمچو۲ خورشید و چو ماہِ پاکباز ٭ آنچہ گیرند از ضیا بدہند باز
پاکباز سورج اور چاند کی طرح ٭ کہ وہ جو کچھ روشنی حاصل کرتے ہیں دیدیتے ہیں

خاک را زر بخش کہ بُود آفتاب ٭ زر از و درکان و گنج اندر خراب
مٹی کو سونا بخشنے والا کون ہوتا ہے؟ سورج ٭ سونا کان میں اور خزانہ ویرانہ میں اس کی وجہ سے ہے

ہر صباحے یک گرُوہ را راتبہ ٭ تا نماند اُمتے زو خائبہ
ہر صبح کو ایک الگ گروہ کا وظیفہ تھا ٭ تاکہ کوئی جماعت اس سے محروم نہ رہے

مُبتلایاں۳ را بدے روزے عطا ٭ روزِ دیگر بیوگاں را آں سخا
ایک دن بیماروں کو بخشش ہوتی ٭ دوسرے دن وہ سخاوت بیواؤں کے لئے ہوتی

روزِ دیگر برعلویانِ مُقِل ٭ با فقیہانِ فقیرِ مُشتغل
ایک دن نادار علویوں پر ٭ دوسرے دن فقیر طالب علموں کے ساتھ مشغول ہوتا

روزِ دیگر برتہید ستانِ عام ٭ روزِ دیگر بر گرفتارانِ وام
ایک روز عام مفلسوں پر ٭ دوسرے دن تو قرضداروں پر

روزِ دیگر بریتیمِ بے پدر ٭ روزِ دیگر بر اسیرِ حبسِ در
ایک روز بے باپ کے یتیموں پر ٭ ایک دن قیدخانہ میں قیدیوں پر

روزِ دیگر بہرِ ابناء السبیل ٭ روزِ دیگر مر مُکاتب را کفیل
ایک روز مسافروں کے لئے ٭ ایک روز مکاتب کا کفیل ہوتا

شرطِ اُو بُود آں کہ کس بازباں ٭ زر نخواہد ہیچ و نگشاید دہاں
اس کی شرط یہ تھی کہ کوئی اس سے زبان سے ٭ کبھی مال نہ مانگے اور لب کشائی نہ کرے

---

۱ در بخارا۔ بخارا میں ایک صدر اعظم تھا اور وہ سائلو سے بہتر سلوک کرتا تھا۔ داد۔ بہتر سلوک یہ تھا کہ بہت عطا کرتا تھا اور دن بھر ان پر سونا نثار کرتا رہتا تھا۔ زر۔ سونے کی پڑیاں بنائے رکھتا اور جب تک وہ رہتیں دیتا رہتا ہے۔

۲ ہمچو خورشید۔ سورج اور چاند کو اللہ تعالی جو روشنی عطا کرتا ہے وہ دوسروں کو عطا کر دیتے ہیں۔ خاک را۔ کان میں سونا اور ویرانہ میں خزانہ سورج کی عطا ہے۔ ہر صباحے۔ جو لوگ خیرات کے مستحق ہیں ان میں سے ہر قسم کے لوگوں کا ایک ایک دن مقرر کر رکھا تھا۔ راتبہ۔ مقرر روزینہ۔ خائبہ۔ محروم۔

۳ مبتلایاں۔ مریض لوگ۔ علویاں۔ حضرت علیؓ کی وہ نسل جو حضرت فاطمہؓ کے پیٹ سے نہیں ہے۔ مقل۔ نادار۔ فقیہان۔ طلب مقروض لوگ۔ روز دیگر۔ ایک روز یتیموں کا تھا۔ حبس در۔ در حبس۔ ابناء السبیل۔ مسافرین مکاتب۔ وہ غلام جس کو آقا نے کہہ دیا ہو کہ تو اس قدر رقم ادا کر دے گا تو آزاد ہے۔ شرط۔ لیکن اس کے دینے کی شرط یہ تھی کہ سائل زبان سے نہ مانگے۔

لیک خامُش بر حوالیِ رہِش ایستادہ مفلساں دیواروش
لیکن اس کے راستے کے اطراف میں خاموش مفلس ' دیوار کی طرح کھڑے ہو جاتے

ہرا[1] کہ کردے ناگہاں بالب سُوال زوُ نبردے زیں گنہ یک حبہ مالِ
جو شخص اتفاق سے منہ سے سوال کرتا وہ اس سے اس خطا کی وجہ سے مال کا ایک حبہ نہ لے سکتا

مَن صَمتَ مِنکُم نَجا بُد یاسہ اَش خامُشاں رَا بُود کیسہ و کاسہ اَش
اس کا قانون تھا "جو تم میں سے خاموش رہا اس نے نجات پائی" اس کی تھیلی اور پیالہ ' خاموشوں کے لئے تھا

بر نکوشی داشت عشق و تاسہ اَش بر خموشی بُود عشق و یاسہ اَش
کوشش نہ کرنے پر' اپنا عشق اور بے قراری رکھتا تھا اس کا عشق اور قانون خاموشی پر تھا

نادرا روزے یکے پیرے بگفت دہ زکاتم کہ منم با جوع [2] جُفت
اتفاقاً ایک روز ایک بوڑھے نے کہا مجھے زکوٰۃ دیجئے میں بھوک سے دو چار ہوں

منع کرد از پیر و پیرش جد گرفت ماند خلق از جدِ پیر اندر شگفت
اس نے بوڑھے کو منع کیا اور بوڑھے نے اس سے اصرار شروع کر دیا لوگ بوڑھے کے اصرار سے تعجب میں تھے

گفت بس بے شرم پیری اے پدر پیر گفت از مَن توئی بے شرم تر
اس نے کہا اے بابا! تو بہت بے شرم بوڑھا ہے بوڑھے نے کہا تو مجھ سے زیادہ بے شرم ہے

کایں جہاں خوردی و خواہی توز طمع کاں جہاں با ایں جہاں گیری بجمع
تو اس جہان کو کھا گیا اور لالچ سے چاہتا ہے کہ اس جہان کو اس جہان کے ساتھ جمع کر لے

خندہ [3] اَش آمد مال داد آں پیر را پیر تنہا بُرد آں توفیر را
اس کو ہنسی آ گئی اس بوڑھے کو مال دے دیا اس تمام مال کو بوڑھا تنہا لے گیا

غیر آں پیر آنچہ خواہندہ ازو نیم حبہ زر ندید و نے تسو
بجز اس بوڑھے کے کسی مانگنے والے نے اس سے نہ آدھا حبہ سونا دیکھا اور نہ کوڑی

نوبت و روزِ فقیہاں ناگہاں یک فقیہ از حرص آمد در فغاں
اچانک فقیہوں کے دن اور باری میں لالچ سے ایک فقیہ فریاد کرنے لگا

کرد زا ریہائے چارہ نبود گفت ہر نوعے نبودش ہیچ سود
اس نے بہت زاری کی مفید نہ ہوئی ہر قسم کی بات کہی اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا

روزِ دیگر بار کو پیچیدہ پا پاکش اندر صف قوم مبتلا
کسی دن پاؤں کو چیتھڑوں میں لپیٹے ہوئے پاؤں کو کھینچتا ہوا مریضوں کی صف میں

---

[1] ہر کہ۔ جو سائل زبان سے مانگ بیٹھتا وہ اس بخشش سے محروم رہتا۔ من صمت۔ وہ اس قانون "جو چپ رہا اس نے نجات پائی" پر سختی سے عمل تھا۔ یاسہ۔ قانون۔ تاسہ۔ بے قراری۔ کیسہ تھیلی۔

[2] باجوع جفت۔ یعنی بھوکا ہوں۔ گفت۔ صدر جہاں نے کہا اے بوڑھے تو بہت لالچی ہے میرے منع کرنے سے بھی نہیں ٹل رہا ہے۔ پیر گفت۔ بوڑھے نے صدر جہاں سے کہا تو مجھ سے بھی زیادہ لالچی ہے۔ کایں۔ تو نے دنیا کی دولتیں اور مزے حاصل کر لئے پھر بھی پیٹ نہیں بھرتا اب آخرت کی دولتیں لوٹ رہا ہے۔

[3] خندہ اش۔ اس لطیفہ پر صدر جہاں کو ہنسی آ گئی اور اس کو بہت سامان دیدیا۔ حبہ۔ ماشہ کی بقدر وزن یعنی رتی۔ تسو۔ دمڑی۔ فقیہاں۔ فقہ پڑھنے والے طالب علم۔ کرد۔ اس طالب علم نے بہت عاجزی کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بدکو۔ پھٹا پرانا چیتھڑا۔ مبتلا۔ مریض

تختہا ۱ بر ساق بست از چپ و راست — تا گماں آید کہ اُو اشکستہ پاست
دائیں اور بائیں پھٹیاں پنڈلی پر باندھیں — تاکہ خیال ہو کہ وہ لنگڑا ہے

دیدش و بشناختش چیزے نداد — روزِ دیگر رُو بپُوشید از لباد
اس کو دیکھا اور پہچان لیا اور کچھ نہ دیا — اس نے کسی دن نمدہ سے منہ چھپایا

تا گماں آید کہ نابیناست اُو — درمیانِ اعمیاں برخاست اُو
تاکہ خیال ہو کہ وہ اندھا ہے — وہ اندھوں کے درمیان کھڑا ہو گیا

ہم بدانستش ندادش آں عزیز — از گناہ و جرم گفتن ہیچ چیز
اس عزیز نے اس کو پھر بھی پہچان لیا اور اس کو نہ دی — کوئی چیز کہنے کی خطا اور جرم کی وجہ سے

چونکہ عاجز شد ز صد گونہ مکید — چوں زناں اُو چادرے بر سر کشید
جب وہ سیکڑوں قسم کے حیلوں سے عاجز آ گیا — اس نے عورتوں کی طرح سر پر چادر اوڑھی

درمیانِ بیوگاں رفت و نشست — سر فرو افگند و پنہاں کرد دست
بیوہ عورتوں کے درمیان میں چلا گیا اور بیٹھ گیا — سر جھکا لیا اور ہاتھ چھپا لیا

ہم ۲ شناسیدش ندادش صدقہ — در دلش آمد ز حرمان حُرقہ
پھر بھی وہ اس کو پہچان گیا اس کو کوئی خیرات نہ دی — اس کے دل میں محرومی سے جلن ہوئی

رفت اُو پیشِ کفن خواہے پگاہ — کہ بہ پیچم در نمد نہ پیشِ راہ
وہ صبح کو ایک کفن کے بھکاری کے پاس گیا — کہ مجھے نمدے میں لپیٹ دے راستہ پر رکھدے

ہیچ مکشا لب نشیں و می نگر — تا کند صدرِ جہاں زیں جا گذر
ہونٹ بالکل نہ کھول بیٹھ جا اور دیکھتا رہ — جب تک صدر جہاں اس جگہ سے گذرے

بو ۳ کہ بیند مُردہ پندارد بظن — زر دراند از پے وجہ کفن
ہو سکتا ہے کہ وہ دیکھے اور مردہ خیال کرے — کفن کے خرچ کے لئے سونا پھینک دے

ہرچہ بدہد نیم آں بدہم بتُو — ہمچناں کرد آں فقیرِ حیلہ جُو
وہ جو بھی دے گا اس میں سے آدھا تجھے دیدوں گا — اس حیلہ جو فقیر نے ایسا ہی کیا

در نمد پیچید و در راہش نہاد — معبرِ صدرِ جہاں آنجا فتاد اُو
اس کو نمدے میں لپیٹا اور راستہ پر رکھدیا — صدر جہاں کا اس جگہ سے گذر ہوا

زر دراند از ید بر رُوئے نمد — دست بیروں کرد از تعجیل خود
اس نے نمدے پر سونا ڈال دیا — اس نے خود جلدی سے ہاتھ باہر کر دیا

۱ تختہا۔ پاؤں پر لکڑی کے ٹکڑے اس طرح باندھ کر آیا جیسے کہ پاؤں ٹوٹ گیا ہے۔ لباد۔ نمدہ۔ تا گماں۔ منہ نمدے میں اس لئے لپیٹا کہ اس کو اندھا سمجھا جائے۔ اعمیان۔ اندھے۔ جرم گفتن اس کا قصور یہ تھا کہ اس نے زبان سے مانگا تھا۔ چونکہ۔ وہ طالب علم جب اور تدبیروں سے کامیاب نہ ہوا تو چادر اوڑھ کر بیواؤں میں جا بیٹھا سر جھکا لیا اور ہاتھ چھپا لیا تاکہ پہچان میں نہ آئے۔

۲ ہم۔ اس صدر جہاں نے پھر بھی اس کو پہچان لیا کہ وہ طالب علم کا محروم تھا اس سے جلنے لگا۔ رفت۔ وہ طالب علم اس شخص کے پاس گیا جو کفن کے لئے چندہ جمع کیا کرتا تھا اور کہا کہ مجھے ایک نمدے میں لپیٹ کر مردے کی طرح راستہ کے کنارے پر رکھ کر بیٹھ جا۔ ہیچ۔ زبان سے کچھ نہ کہنا ورنہ صدر جہاں اپنی عادت کے مطابق پہچان لے گا۔

۳ بو کہ۔ ایسا ممکن ہے کہ وہ مجھے مردہ سمجھ کر کفن کے لئے کچھ دیدے۔ ہرچہ۔ وہ جو کچھ دیگا آدھا تیرا اور آدھا میرا ہو گا۔ در نمد۔ کفن کے بھکاری نے ایسا ہی کیا۔ معبر۔ گذر [illegible]۔ زر۔ صدر جہاں نے نمدے پر کچھ رکھا تو اس طالب علم نے جلدی سے نمدے سے ہاتھ باہر نکالا۔

تانگیرد آں کفن خواہ آں صِلہ　　تانہاں نکُند ازو آں دہ ۱ دلہ
تاکہ وہ عطیہ وہ کفن مانگنے والا نہ لے لے　　تاکہ وہ پریشان آدمی اس کو اس سے نہ چھپا لے

مُردہ از زیرِ نمد بر کرد دست　　سَر بُروں آمد پئے دستش ز پست
مردے نے نمدے کے نیچے سے ہاتھ باہر کر دیا　　ہاتھ کے بعد' اس نے نیچے سے سر باہر نکالا

گفت با صدرِ جہاں چوں بستدم　　اے بہ بستہ بر مَن ابوابِ کرم
صدر جہاں سے کہا میں نے کیسا وصول کیا؟　　اے وہ کہ جس نے میرے اوپر کرم کے دروازے بند کر دیے تھے

گفت لیکن تانمُردی اے عنُود　　از جنابِ من نمُردی ہیچ سُود
اس نے کہا اے سرکش! لیکن جب تک تو مر نہ گیا　　میرے دربار سے تو نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا

سِرِّ مُوتُوا قبلَ مَوت ایں بُود　　کز پسِ مُردن غنیمتہا رَسد
"تم موت سے پہلے مرو" کا راز یہ ہے　　کہ مرنے کے بعد غنیمتیں آتی ہیں

غیرِ ۲ مُردن ہیچ فرہنگ دگر　　در نگیرد با خدا اے حیلہ گر
مرنے کے علاوہ دوسری ہوشیاری　　اے حیلہ گر! خدا کے دربار میں اثر نہیں کرتی ہے

یک عنایت بہ ز صد گوں اجتہاد　　جہد را خوف ست از صد گوں فساد
ایک عنایت سیکڑوں قسم کی کوششوں سے بہتر ہے　　کوشش میں سو قسم کے فساد کا ڈر ہے

واں عنایت ہست موقوفِ ممات　　تجربہ کردند ایں رہ را ثقات
اور وہ عنایت مرنے پر موقوف ہے　　معتبر لوگوں نے اس راستہ کا تجربہ کر لیا ہے

بلکہ مرگش بے عنایت نیز نیست　　بے عنایت ہان و ہاں جائے مایست
بلکہ اس کی موت بھی مہربانی کے بغیر نہیں ہے　　خبردار! خبردار بے عنایت کے کسی جگہ نہ ٹھہر

آں زمرد باشد ایں افعیِ پیر　　بے زمرد کے شود افعی ضریر
وہ اس بوڑھے سانپ کا زمرد ہے　　بغیر زمرد کے سانپ کب اندھا ہوتا ہے؟

حکایت ۳ آں دو برادر یکے کوسہ و یکے اَمرد در عزب خانہ

ان دو بھائیوں کی حکایت جو ایک چگی ڈاڑھی والا اور ایک بغیر ڈاڑھی کا تھا وہ ایک رات

بخفتند شبے اتفاقاً اَمرد خشتے چند بر درِ مقعد خود انبار
اتفاقاً مردانہ مکان میں سو گئے بغیر ڈاڑھی والے نے اپنی مقعد کے در پر اینٹوں کا ڈھیر

کردو عاقبت دبّاب دب آورد و آں خشتہا را بحیلہ از
لگا لیا اور انجام کار مغلم نے انجام لیا اور اس نے ان اینٹوں کو تدبیر سے

۱ دہ دلہ۔ متردد انسان مردہ اس طالب علم نے پہلے ہاتھ نکالا پھر اس نمدے کے نیچے سے سر بھی نکالا۔ گفت۔ پھر صدر جہاں سے کہ دیکھ میں نے کیسا وصول کیا۔ اے عنود۔ صدر جہاں نے جواب میں کہا جب تک تو مر نہ گیا مجھ سے نہ لے سکا انکار تو تجھے دینے سے کیا تھا۔ سِرّ مُوتُوا اس مقولہ مرنے سے پہلے مر جاؤ کا راز اب ہم سمجھے کہ مرنے کے بعد انعام اور عطیہ حاصل ہوتا ہے۔

۲ غیر مردن۔ خدا کی جناب میں بھی جب تک فنا نہ حاصل کرو گے کوئی تدبیر کارگر نہ ہو گی۔ یک عنایت۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک جذب سیکڑوں مجاہدوں سے بہتر ہے کیونکہ مجاہدوں میں عجب وریا پیدا ہو جانے کا خوف ہوتا ہے۔ واں عنایت۔ جذب الٰہی اس وقت آتا ہے جبکہ انسان فنا حاصل کر لے بلکہ اصل جذب الٰہی ہے فنا کا مقام پر بغیر جذب الٰہی کے حاصل نہیں ہوتا۔ آں۔ جذب کو زمرد اور نفس کو سانپ سمجھو سانپ زمرد سے ہی اندھا ہوتا ہے۔

۳ حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ڈاڑھی کے دو تین بال جو عطائے خداوندی تھے وہ اس چگی ڈاڑھی والے کے لئے فساد سے بچاؤ کا سبب بنے۔ عزب خانہ۔ جہاں صرف وہ لوگ ہوں جن کی بیویاں نہیں ہیں۔ دباب۔ مغلم۔ دب۔ انغلام۔

بالائے مقعد اُو برمی داشت وآں کودک بیدار
مقعد سے ہٹا رہا تھا، وہ لڑکا جاگ گیا

شدُو بخُشم گفت کہ خِشتہا گو چرا برداشتی و
اور غصہ سے کہا، کہ بتا اینٹوں کو تو نے کیوں ہٹایا؟ اور

اُوگفت چرا نہادی
اس نے کہا تو نے کیوں رکھیں؟

اَمردے ۱ و کوسۂ دَر انجمن
ایک مجلس میں ایک امرد اور ایک چگی داڑھی والا

آمدند و مجمعے بُد دَر وطن
آئے اور مجمع شہر ہی میں تھا

مُشتغل مانند قوم منتخَب
منتخب لوگ مشغول رہے

روز رفت و شدُ زمانِ ثُلث شَب
دن چلا گیا اور ایک تہائی رات کا وقت ہو گیا

زاں عزبخانہ نر فتند آں دو کس
اس مردانے گھر سے وہ دونوں شخص نہ گئے

ہم بخفتند آں شب از بیم عَسَس
کوتوال کے ڈر سے اس رات وہیں سو بھی گئے

کوسہ ۲ را بُد بر زنخداں چار مو
چگی داڑھی والے کی ٹھوڑی پر چار بال تھے

لیک ہمچوں ماہ بدرش بُود رُو
لیکن اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح تھا

کودکِ اَمرد بصورت بُود زشت
نوخیز لڑکا صورت میں برا تھا

ہم نہاد اندر پس کوں بیست خِشت
پھر بھی اس نے مقعد کے پیچھے بیس اینٹیں رکھ لیں

لُوطی دَب برُد شب از گمرہی
اغلام باز نے بدبختی سے رات میں اغلام کا ارادہ کیا

خِشتہا را نقل کردآں مشتہی
اس شہوت ناک نے اینٹیں ہٹا دیں

دَست بروے زدُواز جائے َجست
اس نے اس پر ہاتھ ڈالا وہ اپنی جگہ سے کودا

گفت ہے تو کیستی اے سگ پرست
بولا ہائے اے سگ پرست! تو کون ہے؟

گفت ۳ ایں بی خِشت چوں انباشتی
اس نے کہا تو نے یہ بیس اینٹیں کیوں جمع کیں؟

گفت تو بی خِشت چوں برداشتی
اس نے کہا تو نے بیس اینٹیں کیوں ہٹائیں؟

گفت اے فی النارف خرسِ مردہ ریگ
اس نے کہا اے جہنمی، ریچھ، کمینے

اَبلہ و بے خاصیت مانندِ ریگ
احمق اور بے نفع ریت جیسے

کودکے بیمارم و از ضعفِ خود
میں بیمار لڑکا ہوں اور اپنی کمزوری سے

کردم ایں جا احتیاط و مُرتقد
اس جگہ احتیاط کی تھی اور سونے کی جگہ بنائی

---

۱ امرد۔ نوخیز بغیر داڑھی کا لڑکا۔ کوسہ۔ چگی داڑھی والا۔ انجمن۔ یعنی خانقاہ۔ مشتغل۔ منتخب لوگ قوالی وغیرہ میں مصروف ہو گئے اور ایک تہائی رات تک یہ مصروفیت رہی۔ زاں۔ وہ دونوں کوتوال کے ڈر سے خانقاہ ہی میں سو گئے کہ کہیں کوتوال آوارہ گردی میں نہ پکڑ لے۔

۲ کوسہ۔ چگی داڑھی والے کی ٹھوڑی پر دو چار بال تھے اور بہت حسین تھا۔ کودک۔ لڑکا بدصورت تھا پھر بھی اس نے احتیاطاً اپنی مقعد کے پیچھے اینٹیں رکھ لیں۔ لوطی۔ وہاں کوئی شخص تھا جس کو لواطت کی عادی تھی۔ سگ۔ یعنی نفس۔

۳ گفت۔ لوطی نے کہا تو نے اینٹیں کیوں اڑائیں امرد نے کہا تو نے اینٹیں کیوں ہٹائیں۔ گفت۔ امرد نے کہا او جہنمی۔ ریچھ۔ مردہ ریگ۔ حقیر کمینہ ایں جا۔ خانقاہ ہے یہاں کوئی بدمعاشی نہ ہوگی۔

گفت اگر۱ داری ز رنجوری تفے ‖ چوں نرفتی جانب دارا لشفے

اس نے کہا اگر تو بیماری کی سوزش رکھتا ہے ‖ تو شفاخانہ کیوں نہ گیا؟

یا بخانہ یک طبیبے مشفقے ‖ کو کشادے از سقامت مغلقے

یا کسی مہربان طبیب کے گھر ‖ کہ وہ تیری بیماری کے پھندے کو کھول دیتا

گفت آخر من کجا یارم شدن ‖ کہ بہر جامے روم من ممتحن

اس نے کہا آخر میں کہاں جاؤں؟ ‖ کیونکہ میں مصیبت زدہ جہاں بھی جاتا ہوں

چوں توزندیقے پلیدے ملحدے ‖ می برآرد سر بہ پشیم چوں ددے

تجھ جیسا بددین، ناپاک ملحد ‖ میرے سامنے درندوں کی طرح سر ابھارتا ہے

خانقاہے کہ بود بہتر مکاں ‖ من ندیدم یک دمے دروے اماں

خانقاہ، جو بہتر جگہ ہے ‖ میں نے اس میں ایک لمحہ کے لئے امن نہ دیکھا

رو بمن آرند مشتے خمر خوار ‖ چشمہا پر نطفہ کفا خایہ فشار

شراب نوشوں کا گروہ میری طرف رخ کرتا ہے ‖ آنکھیں مستی سے بھری ہوئی ہاتھ خایہ پر پھیرتے ہوئے

یار۲ مر ناموس را غیر نظر ‖ نیست لیکن زاں نظر دیں پر خطر

آبرو والے کے لئے سوائے نظر بازی کے ‖ کچھ نہیں ہے لیکن اس نظر سے دین خطرے میں ہے

وانکہ ناموسی ست خود از زیر زیر ‖ غمزہ دزدد میدہا مالش بکیر

وہ جو آبرو والا ہے، خود نیچے نیچے ‖ چھپے اشارے کرتا ہے، خایہ کو ملتا ہے

خانقہ چوں ایں بود بازار عام ‖ چوں بود خر گلہ و دیوان خام

خانقاہ جب یہ عام بازار ہو ‖ تو گدھوں کے گلے اور خام کار شیطانوں کا کیا حال ہوگا؟

خر کجا ناموس و تقویٰ از کجا ‖ خر چہ داند خشیت و خوف و رجا

کہاں گدھا اور کہاں ناموس اور تقویٰ ‖ خوف، اور جا، اور خدا سے ڈرنے کو گدھا کیا جانے؟

عقل۳ باشد ایمنی و عدل جو ‖ برزن و بر مرد اما عقل کو

امن اور انصاف کو جویاں عقل ہوتی ہے ‖ مرد کے لئے اور عورت کے لئے لیکن عقل کہاں ہے؟

ور گریزم من روم سوی زناں ‖ ہمچو یوسف افتم اندر افتتاں

اور اگر میں گریز کرتا ہوں، عورتوں کی جانب جاتا ہوں ‖ حضرت یوسف کی طرح فتنوں میں پڑ جاتا ہوں

یوسف از زن یافت زندان و فشار ‖ من شوم توزیع بر پنجاہ دار

حضرت یوسف نے عورت کی وجہ سے قید خانہ اور شکنجہ بھگتا ‖ میں پچاس سولیوں پر منقسم ہوتا ہوں

---

۱ اگر۔ لوطی نے کہا اگر بیمار تھا تو ہسپتال جاتا یا کسی طبیب کے گھر چلا جاتا خانقاہ میں کیوں سویا۔ دارالشفی۔ شفاخانہ۔ سقامت۔ بیماری۔ گفت آخر۔ لڑکے نے کہا کہاں جاؤں جہاں جاتا ہوں مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہوں۔ دد۔ درندہ۔ خانقاہے۔ جب خانقاہ میں بھی امن نہ ملی تو کہاں ملے گی۔

۲ یار۔ جو لوگ بدنامی سے ڈرتے ہیں وہ چھپکے چھپکے اشارے اور نظر بازی کرتے ہیں جو دین کے لئے خطرناک ہیں۔ خانقہ۔ جب خانقاہ میں بھی بازاری لوگ ہیں تو اوباشوں کا اس سے اندازہ لگا لیا جائے۔ خر۔ عوام اور اوباش جو گدھوں کی طرح ہیں ان میں نہ ناموس ہے نہ تقویٰ نہ خدا کا خوف اور نہ امید و بیم جو اصل ایمان ہے۔

۳ عقل۔ نیکی تو عقل کا تقاضہ ہے لیکن ان لوگوں میں عقل کہاں ہے۔ ور گریزم۔ یہ تو مردوں کا حال تھا اب عورتوں کا یہ حال ہے کہ ان کی وجہ سے مصیبت میں پھنستا ہوں۔ یوسف۔ حضرت یوسف کو تو عورتوں نے قید میں پھنسایا میرے لئے ہر طرف سولی ہی سولی ہے مردوں کی طرف سے بھی اور عورتوں کے سبب سے بھی۔

آں ۱ زناں از جاہلی بر مَن تنند — اولیا شاں قصدِ جانِ مَن کنند

وہ عورتیں نادانی سے میرے چکر کاٹتی ہیں — ان کے سرپرست میری جان کے درپے ہوتے ہیں

نے ز مرداں چارہ دارم نے زناں — چوں کنم چوں نے ازینم نے ازاں

میرے لئے نہ مردوں سے مفر ہے نہ عورتوں سے — میں کیا کروں جبکہ میں نہ اس میں سے ہوں نہ اس میں سے

بعد ازاں کودک بکوسہ بنگریست — گفت اُو بااِیں دو مو از غم بَریست

اس کے بعد لڑکے نے چکلی داڑھی والے کو دیکھا — بولا اور ان دو بالوں کی وجہ سے غم سے بری ہے

فارغست از خشت واز پیکارِ خشت — وز چو تو مادر فروشِ کنگ وزشت

اینٹ اور اینٹ کی لڑائی سے بے نیاز ہے — اور تجھ جیسے مادر فروش بے تکے اور بدمعاش سے

بر ۲ زنخ سہ چار مو بہرِ نمُوں — بہتر از سی خشت گرد اگرِ دکُوں

ٹھوڑی پر دکھاوے کے تین چار بال — مقعد کے چاروں طرف تیس اینٹوں سے بہتر ہیں

ذرۂ سایہ عنایت بہترست — از ہزاراں کوششِ طاعت پرست

عنایت کے سایہ کا ایک ذرہ بہتر ہے — اطاعت گذار کی ہزاروں کوششوں سے

زانکہ شیطاں خشتِ طاعت بر کند — گر دو صد خشتست خود را رہ کند

کیونکہ شیطان، اطاعت کی اینٹ ہٹا دیتا ہے — اگر دو سو اینٹیں ہوں اپنے لئے راستہ بنا لیتا ہے

باعنایت اُو ندارد زَہرۂ — تا بساز و خویشتن را بہرۂ

عنایت کے ہوتے ہوئے اس کا پتہ نہیں ہے — کہ اپنے لئے کوئی حصہ لگائے

خشت ۳ گر پُر ت بنہادہ تو است — آں دو سہ موازعطای آنسو است

اینٹیں اگر بھری ہوئی ہیں، تیری رکھی ہوئی ہیں — وہ دو تین بال اس جانب کی عطا میں

در حقیقت ہر یکے مُورا ازاں — خُرد منگر ہمچو کوہے داں کلاں

حقیقت کے اعتبار سے ان میں سے ہر بال کو — چھوٹا نہ سمجھ پہاڑ کی طرح بڑا سمجھ

کاں اماں نامہ وصلہ شاہنشہی ست — خلعتِ خاصِ قطب آگہی ست

کیونکہ وہ شاہی امن نامہ اور عطیہ ہے — قطب معرفت کی سرداری کا خلعت ہے

تو اگر صد قفل بنہی بر درے — بر کند آں جملہ را خیرہ سرے

تو اگر ایک دروازے پر سو تالے لگا دے — کوئی سر پھرا ان سب کو توڑ دے گا

ایک مثال ہے کہ اگر انسان خود کسی سو تالے لگا لے تو اس کو توڑ لیا جاتا ہے لیکن اگر مہر کی بھی مہر لگا دیتا ہے تو بڑے بہادر توڑنے کی ہمت نہیں کرتے۔

۱ آں زناں۔ عورتیں مجھ پر ریجھتی ہیں اور ان کے سرپرست میرے خون کے درپے ہوتے ہیں۔ نے ز مرداں۔ میرے لئے مرد بھی مصیبت کا سبب ہیں اور عورتیں بھی۔ چوں کنم۔ میں نہ مردوں میں ہوں نہ عورتوں میں مرد مجھے عورت سمجھتے ہیں عورتیں مجھے مرد سمجھتی ہیں۔ بعد ازاں۔ ان باتوں کے بعد اس امرد نے چکلی داڑھی والے کو دیکھا اور بولا کہ یہ ان دو چار بالوں کی وجہ سے سب غموں سے بے نیاز ہے۔ فارغست۔ یہ اینٹوں سے بھی نیاز ہے اور اینٹوں کے جھگڑے سے بھی مجھے اینٹیں اڑانی پڑیں اور پھر اینٹیں ہٹانے کے بارے میں تجھ سے جھگڑنا پڑا اور یہ تجھ جیسے بے تکے بدمعاش سے بھی بے نیاز ہے۔

۲ بر زنخ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ دیکھو داڑھی کے دو چار بال تیس اینٹوں سے بہتر ثابت ہوئے۔ ذرہ۔ اسی طرح اللہ کے جذب کا ایک ذرہ، عبادت کی ہزار کوششوں سے بہتر ہے۔ زانکہ۔ شیطان عبادت کی اینٹیں اکھاڑے گا اور اپنا راستہ بنا لے گا۔ باعنایت۔ اگر جذب خداوندی ہے تو شیطان اس میں اپنا حصہ نہ بنا سکے گا۔

۳ خشت۔ عبادت کی اینٹیں تیری جمع کی ہوئی ہیں اور جذب، بالوں کی طرح عطیہ خداوندی ہے۔ در حقیقت۔ داڑھی کے ایک بال کو بھی حقیر نہ سمجھ وہ کوہ گراں ہے۔ کاں۔ داڑھی اللہ کی جانب سے امن نامہ ہے اور وہ خلعت ہے جو قطب معرفت کو دے جاتی ہے۔ تو اگر۔ عنایت اور مجاہدہ کے فرق کے لئے

شحنۂ از موم اگر مُہرے نہد ۔ پہلواناں را ازاں دل بشکہد
کوتوال اگر موم کی مہر لگا دیتا ہے ۔ اس سے پہلوانوں کا دل گھبراتا ہے

شحنہ گر مُہرے نہد از مُوم نرم ۔ زاں بُود کوتاہ پنجہ شیرِ گرم
کوتوال اگر نرم موم کی مہر لگا دے ۔ اس سے پچاس غصیلے شیر عاجز ہوتے ہیں

آں دوسہ[۱] تارِ عنایت ہمچو کوہ ۔ سد شدہ چوں فرِ سیما در وجوہ
وہ دو تین عنایت کے تار پہاڑ کی طرح ۔ آڑ ہو گئے، جیسا کہ چہروں پر عظمت کا نشان

خِشت را مگذار اے نیکو سرشت ۔ لیک ہم ایمن مخسپ از دیو زشت
اے نیک طبیعت! اینٹ کو بھی نہ چھوڑ ۔ لیکن بدشیطان سے بے خوف نہ سو

زو دوتا مُوزاں کرم بادست آر ۔ وانگہاں ایمن بخسپ و غم مدار
جا اس کرم کے دو عدد بال حاصل کر لے ۔ اور تب اطمینان سے سو اور فکر نہ کر

نومِ عالِم از عبادت بہ بُود ۔ آنچناں علمے کہ مُستنبہ بُود
عالم کا سونا عبادت سے بہتر ہے ۔ ایسا علم جو آگاہی دینے والا ہو

آں[۲] سکونِ سابح اندر آشنا ۔ بہ زجہدِ اعجمے بادست وپا
تیراکی میں تیراک کا سکون ۔ اناڑی کی ہاتھ پاؤں کی کوشش سے بہتر ہے

دست و پا ساکن بآب اندر سباح ۔ بہ رَود از اعجمے با انتطاح
ہاتھ اور پاؤں ٹھہرے ہوئے تیرنے میں ۔ وہ بہتر چلے گا اناڑی سے باوجود ٹکر مارنے کے

اعجمی زد دست وپا و غرق شُد ۔ میرود سُباح ساکن چوں عمد[۳]
اناڑی نے ہاتھ پاؤں مارے اور ڈوب گیا ۔ تیراک، شہتیر کی طرح ساکن جا رہا ہے

علم دریائیست بیحد و کنار ۔ طالبِ علم ست غوّاصِ بحار
علم ایک لامحدود بے ساحل کا دریا ہے ۔ علم کا طالب، سمندروں کا غوطہ زن ہے

گر ہزاراں سال باشد عمرِ او ۔ او نگردد سیر خود از جستجو
اگر اس کی عمر ہزاروں سال کی ہو ۔ وہ جستجو سے سیر نہ ہو گا

ناپیدا کنار دریا ہے اور طالب علم اس میں سے موتی نکالتا ہے۔ گر ہزاراں۔ علم کی وہ لذت ہے کہ طالب علم کی اس سے کبھی سیری نہیں ہوتی ہے۔

[۱] آں دوسہ۔ وہ دو تین بال شر سے حفاظت کے لئے پہاڑ کی طرح تھے اور وہ ۔ کی علامت تھی جیسی عبادت گزاروں کے چہروں پر سجدوں کے نشان کی علامت۔ خشت۔ یعنی شیطان سے بچاؤ کی تدبیر اور مجاہدہ کرتے رہ لیکن صرف اس پر بھروسہ کر۔ رو۔ جذب الٰہی اور عنایت سے دو چار بال حاصل کر لے پھر قدرے مطمئن ہو جا۔ نوم عالم۔ اب اللہ تعالیٰ کی عنایت کی مجاہدے پر ترجیح کے لئے ایک حدیث کا مضمون بیان فرمایا ہے' عالم کی نیند کو عبادت قرار دیا گیا اور ظاہر ہے کہ عارف و عالم کی عبادت' جاہل کی عبادت سے افضل ہے لہٰذا عالم کا سونا جاہل کی عبادت سے افضل ہوا۔ مستنبہ۔ وہ علم جو دنیا اور آخرت کے نقصانات سے تنبیہ کرنے والا ہو۔

[۲] آں سکوں۔ عالم ہونے میں ساکن پڑا ہے اور غیر عالم عبادت میں ہاتھ پاؤں ہلا رہا ہے بایں ہمہ اس کی یہ مثال سمجھو کہ ایک تیراک جو ماہر ہے وہ سکون سے پانی پر لیٹا ہوا تیر رہا ہے اور ایک اناڑی ہاتھ پاؤں مار کر تیر رہا ہے۔ سابح۔ تیراک۔ سباح۔ تیراکی انتطاح ٹکر مارنا۔

[۳] عمد۔ لکڑی کے شہتیر کی طرح پانی پر چلا جا رہا ہے' جس طرح اس تیراک کا سکون دوسرے کی حرکات سے افضل ہے اسی طرح عالم کی نیند کا سکون جاہل کی عبادت کی حرکت سے بہتر ہے اس کے سونے میں اتنا اخلاص اور صحیح نیت ہوگی کہ جاہل کی عبادت میں بھی نہ ہوگی اور فضیلت کا مدار نیت اور اخلاص پر ہے۔ علم۔ اب علم کی فضیلت بیان کر کے اس کی طالب کی طرف متوجہ فرمایا ہے علم

کاں ۱ رسولِ حق بگفت اندر بیاں　　ایں کہ مَنْھُوْ مَانِ ھُمَا لَا یَشْبَعَانِ
کیونکہ رسولِ حق نے بیان فرمایا　　یہ کہ دو حریص سیر نہیں ہوتے ہیں

در تفسیرِ ایں خبر کہ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم فرمود منہومٰانِ
اس حدیث کی تفسیر جو مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی دو حریص ہیں جو
لَا یَشْبَعَانِ طَالِبُ الدُّنْیَا وَ طَالِبُ الْعِلْمِ کہ ایں علم
سیر نہیں ہوتے ہیں دنیا کا طلب گار اور علم کا طلب گار کہ یہ علم دنیا کے
غیرِ علمِ دنیا باشدتا دو قسم باشد لما علمِ دنیا ہم دنیا باشد
علم کے علاوہ ہو گا تاکہ دو قسمیں بن سکیں لیکن دنیا کا علم بھی دنیا ہے بغیر
بے آخرت و اگر ہمچنیں باشد کہ طالبُ لدُّنیا و
آخرت کے اور اگر ایسا ہو۔ دنیا کا طالب اور دنیا کا
طالبُ لدُّنیا تکرار بُود نہ تقسیم مع تقریرہ
طالب بے تکرار ہو جائے گا نہ کہ تقسیم مع اس کی پوری تقریر کے

طَالِبُ ۲ الدُّنْیَا وَ تَوْفِیْرَاتِھَا　　طَالِبُ الْعِلْمِ وَ تَدْبِیْرَاتِھَا
دنیا کا طالب اور اس کی ترقیوں کا　　علم کا طالب اور اس کی تدبیروں کا

پس دریں قسمت چو بگماری نظر　　غیرِ دنیا باشد ایں علم اے پدر
تو اس تقسیم میں جب نظر کو جمائے گا　　اے باوا! یہ علم دنیا کا غیر ہو گا

غیرِ دنیا پس چہ باشد آخرت　　کت کَند زینجا و باشد رہبرت
تو دنیا کا غیر کیا ہوتا ہے؟ آخرت　　جو تجھے یہاں سے اکھاڑے اور تیرا رہنما ہو

غیرِ دنیا آخرت باشد یقیں　　کاں برد زینجات آنجا اے امیں
دنیا کا غیر یقیناً آخرت ہے　　اے امین! کہ وہ تجھے اس جگہ سے اس جگہ لے جائے

بحث کردنِ آں سہ شہزادہ در تدبیرِ ایں واقعہ
ان تین شہزادوں کا اس واقعہ کی کھود کرید کرنا

رُو ۳ بہم کردند ہر سہ مفتتن　　ہر سہ را یک دَرد و یک رنج و حزن
تینوں فتنہ میں مبتلا آپس میں متوجہ ہوئے　　تینوں کا ایک ہی درد اور ایک ہی رنج، غم تھا

ہر سہ در یک فکر و یک سود اندیم　　ہر سہ از یک رنج و یک علت سقیم
تینوں ایک ہی فکر اور ایک ہی خیال میں ساتھی تھے　　تینوں ایک رنج اور ایک بیماری کے بیمار تھے

۱ کاں۔ آنحضورؐ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ دو لالچی ایسے ہیں کہ کبھی ان کا پیٹ نہیں بھرتا ہے ایک علم کا طالب اور دوسرا دنیا کا طالب۔ در تفسیر۔ مولانا نے فرمایا کہ یہاں علم سے مراد دین اور آخرت کا علم ہے اگر دنیوی علوم مراد لئے جائیں گے تو پھر تقسیم درست نہ رہے گی اس لئے کہ طالب دنیا اور طالب علم دنیا ایک چیز ہے۔

۲ طالب لدُّنیا۔ ایک سیر نہ ہونے والا دنیا اور اس کی ترقیوں کا طالب ہے دوسرا سیر نہ ہونے والا علم اور اس کی تدبیروں کا طالب ہے۔ قسمت۔ یعنی ایک دوسرے کا قسیم اور بالمقابل ہے تو علم سے مراد علم آخرت ہوگا۔ کت۔ وہ علم دنیا میں مصروف نہ ہونے دے گا اور آخرت کا رہبر ہوگا۔ غیر دنیا۔ دنیا سے آخرت میں جاتا ہے تو دنیا کے سوا وہی جگہ ہے۔

۳ رو بہم۔ تینوں شہزادے ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے۔ مفتتن۔ فتنہ میں پڑا ہوا۔ یک فکر۔ تینوں کی ایک ہی فکر تھی ایک ہی قسم کا رنج اور ایک ہی قسم کی بیماری تھی یعنی تینوں شاہ کی حسین لڑکی کے فراق میں مبتلا تھے۔

در ۱ خموشی ہر سہ را خطرت یکے | در سخن ہم ہر سہ را حجت یکے
خموشی میں تینوں کا ایک ہی خیال تھا | گفتگو میں، تینوں کی ایک ہی دلیل تھی

یک زمانے اشک ریزاں ہر سہ مثل | بر سرِ خوانِ مصیبت خون فشاں
کسی وقت تینوں آنسو بہانے والے ہوتے | مصیبت کے خوان پر خون بکھیرنے والے

یک زماں از آتشِ دل ہر سہ کس | بر زدہ با سوز چوں مجمر نفس
کسی وقت تینوں دل کی آگ کی وجہ سے | انگیٹھی کی طرح سوزش کے ساتھ سانس لیتے

مقالتِ برادر بزرگ ترین
سب سے بڑے بھائی کی گفتگو

آں بزرگیں ۲ گفت کاے اخوانِ خیر | ما نہ نر بودیم اندر نصحِ غیر
اس بڑے نے کہا اے بھلے بھائیو! | کیا ہم دوسرے کو نصیحت کرنے میں مرد نہ تھے؟

از حشم ہر کہ بما کردے گلہ | از بلاؤ خوف و فقر و زلزلہ
متعلقین میں سے جو ہم سے شکوہ کرتا | بلا اور خوف اور فقر اور زلزلہ کا

ما ہمی گفتیم کم نال از حرج | صبر کن کالصبرُ مفتاحُ الفَرَج
ہم کہا کرتے تھے کہ تنگی سے نالاں نہ ہو | صبر کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے

ایں ۳ کلید صبر ما اکنوں چہ شد | اے عجب منسوخ شد قانوں چہ شد
ہمارے صبر کی یہ کنجی اب کہاں گئی | ہائے تعجب، قانون منسوخ ہو گیا، کیا ہو گیا؟

ما نمی گفتیم کاندر کشمکش | اندر آتش ہمچو زر خندید خوش
کیا ہم نہیں کہا کرتے تھے کہ کشمکش میں | آگ کے اندر سونے کی طرح خوب ہنسو؟

ہر سپہ را وقتِ تنگا تنگ جنگ | گفتہ ما کہ ہیں مگردانید رنگ
جنگ کی تنگی ترشی میں ہر سپاہی کو | ہم نے کہا خبردار! رنگ متغیر نہ کر

آں زماں کہ بود اسپاں را وطا | جملہ سرہا بریدہ زیرِ پا
جس وقت گھوڑوں کی روند ہوتی | تمام کٹے ہوئے سر پاؤں کے نیچے ہوتے

ما سپاہِ خویش را ہے ہے کناں | کہ بہ پیش آئید قاہر چوں سناں
ہم اپنے لشکر کو ہائیں ہائیں کرتے | کہ غلبہ کے ساتھ بھالے کی طرح آگے بڑھو

جملہ عالم را نشاں دادہ بصبر | زانکہ صبر آمد چراغ و نورِ صدر
ہم نے تمام دنیا کو صبر کا پتہ بتلایا | کیونکہ صبر، سینہ کا چراغ اور نور ہے

---

۱ در خموشی۔ چپ رہیں تو سب کا ایک ہی خیال یعنی شہزادی کا تصور تھا۔ در سخن۔ بات کریں تو ایک ہی بات یعنی شہزادی کا ذکر تھا۔ یک زماں۔ کبھی تینوں مل کر رونے لگے کبھی تینوں گرم آہیں بھرنے لگتے۔ مجمر۔ انگیٹھی۔ نفس۔ سانس۔

۲ بزرگیں۔ یعنی تینوں میں سے بڑا۔ اخوان۔ بھائی۔ نر۔ یعنی بہادر۔ از حشم۔ جب کبھی متعلقین میں سے کوئی مصیبت کو شکوہ کرتا تو ہم اس کو صبر کی تلقین کیا کرتے تھے لہٰذا ہمیں بھی صبر سے کام لینا چاہیے اس سے مقصد پورا ہوگا۔

۳ ایں کلید۔ ہم دوسروں کو صبر دلاتے تھے اب صبر کی وہ کنجی جس سے کشادگی آتی ہے ہمارے ہاتھ سے کہاں چلی گئی۔ ما نمی گفتیم۔ ہم دوسروں کو کہتے تھے کہ مصیبت کا وقت خندہ پیشانی سے گذرنا چاہیے۔ رنگ۔ یعنی ڈر سے انسان نہ بن۔ وطا۔ پامالی۔ ما سپاہ۔ ہم اپنے لشکر سے کہتے تھے بولے اور تیر کی نوک کی طرح آگے گھس جاؤ۔ جملہ عالم۔ ہم سب کو صبر کی تلقین کرتے تھے کہ صبر سے دل روشن ہوتا ہے۔

نوبتِ ۱ ما شُد چہ خیرہ سَر شُدیم — چوں زنانِ زشت دَر چادر شُدیم
جب ہماری باری آئی ہم کیسے حیران ہو گئے — بدصورت عورتوں کی طرح ہم چادر میں ہو گئے

اے دلے کہ جُملہ را کردی تو گرم — گرم کُن خود را و از خود آر شرم
اے دل! کہ تو نے سب کو مستعد کیا — اپنے آپ کو مستعد کر اور اپنے سے شرم کر

اے زباں کہ جُملہ را ناصح بُدی — نوبتِ تو گشت از چہ تن زدی
اے وہ زبان! جو سب کو نصیحت کرنے والی تھی — تیری باری آئی تو تو خاموش کیوں ہو گئی؟

اے خرد کو پندِ شکر خائ تو — دورِ تست ایندم چہ شُد ہیہائ تو
اے عقل! تیری میٹھی نصیحت کہاں گئی؟ — اب تیری باری ہے، تیری ہائے ہو کہاں گئی؟

اے زدلہا بُردہ صد تشویش را — نوبتِ تو شُد بجُنباں ریش را
اے عقل تو دلوں سے سینکڑوں پریشانیوں کو دھو دیا کرتی ہے — تیری باری آ گئی داڑھی ہلا دے

از غری ریش ارکنوں دز دیدہٴ — پیش ازیں برریش خود خندیدہٴ
اگر اب بدولی کی وجہ سے تو نے داڑھی کو چھپا لیا ہے — اس سے پہلے تو اپنی داڑھی پر ہنستی تھی

وقتِ ۲ پندِ دیگرانے ہائے ہائے — در غمِ خود چوں زنانے وائے وائے
دوسروں کو نصیحت کے وقت، ہائے ہائے — اپنے غم میں عورتوں کی طرح، وائے وائے

چوں بدردِ دیگراں دَرماں بُدی — درد مہمانِ تو آمد تن زدی
جب تو دوسروں کے درد میں علاج تھی — درد تیرا مہمان بن کر آیا، تو خاموش ہو گئی

بانگ بر لشکر زدن بُد سازِ تو — بانگ برزن چہ گرفت آوازِ تو
لشکر کو للکارنا تیرا طریقہ تھا — اب للکار، تیری آواز کو کس نے پکڑ لیا؟

آنچہ پنجہ سال بافیدی بہُوش — زاں نسیج خود بغلطاقے بپُوش
جو تو نے پچاس سال ہوشیاری سے بنا — اس بنے ہوئے سے ایک بغلطاق پہن لے

از ۳ نوایت گوشِ یاراں بُود خوش — دست بیروں آں روگوشِ خود بکش
تیری آواز سے دوستوں کے کان خوش تھے — ہاتھ باہر نکالا اور اپنا کان کھینچ

سَر بُدی پیوستہ خود را دُم مکن — پاؤ دست و ریش و سُبلت گم مکن
تو ہمیشہ سر تھی اپنے آپ کو دم نہ بنا — پاؤں اور ہاتھ اور داڑھی اور مونچھ گم نہ کر

بازی آنِ تست بر رُوی بساط — خویش را در طبع آر و در نشاط
بساط پر بازی تیری ملکیت ہے — اپنے آپ کو خوش طبعی اور نشاط میں لا

---

۱ نوبت۔ جب ہماری باری آئی تو ہم عورتوں کی طرح ٹسوے بہانے بیٹھ گئے۔ اے دل۔ پھر اپنے دل کو دلاسا دیتا۔ اے زباں۔ اس قسم ہوئے نے اپنی زبان کو نصیحت کی کہ تو دوسروں کو نصیحت کرتی تھی اب کیوں خاموش ہے۔ اے خرد۔ اپنی عقل کو کہا تو بڑی نصیحتیں کرتی تھی اب کیوں چپ ہے۔ بجنباں ریش را۔ پہلے قصہ گذرا ہے کہ سلطان محمود نے کہا تھا میں داڑھی ہلا دیتا ہوں تو لوگوں کی مصیبت ٹل جاتی ہے۔ غری۔ بدولی۔ برریش خود۔ پہلے تو دوسروں کی داڑھی پر ہنسا کرتی تھی اب معلوم ہوا کہ وہ ہنسی تیری خود اپنی داڑھی پر تھی۔

۲ وقت۔ دوسروں کو نصیحت کرتے وقت تو ان کو تنبیہ کرتی تھی اب عورتوں کی طرح وائے وائے کر رہی ہے۔ درماں۔ تو دوسروں کے مرض کا علاج تھی اب اپنے مرض کے وقت کیوں چپ ہے۔ بانگ۔ لشکر پر چیختی تھی اب تیری آواز کیوں بیٹھ گئی۔ نسیج۔ بنا ہوا کپڑا۔ بغلطاق۔ قباء بڑی ٹوپی۔

۳ از نوایت۔ تیری آواز سے دوست خوش تھے اب اپنے ہاتھ سے اپنی گوشمالی کر۔ سر بدی۔ تو سر تھی اب اپنے آپ کو دم نہ بنا اور ذلیل نہ کر اور اپنی قوت و ہمت پر عمل کر۔ بازی۔ رنجیدہ نہ ہو اور طبیعت میں نشاط پیدا کر کے بازی جیت لے۔ بساط۔ شطرنج کا فرش۔

ایں[۱] حکایت گوش کن اے باخرد — تابدانی اندریں معنیٰ سند

اے عقلمند! یہ حکایت سن لے — تاکہ اس سلسلہ میں ایک سند کو جان جائے

ذکر آنکہ پادشاہے دانشمندے رابا کراہ در مجلس در آورد و بنشاندو ساقی شراب براں دانشمند عرضہ کرد رُوی از ساغر بگردانید و تُرشی و تُندی آغاز کرد، شاہ ساقی را گفت ہیں در طبعش آرساقی مُشت چند برسرش کوفت و شراب بخوردش داد

اس کا ذکر کہ ایک بادشاہ ایک فقیہ کو جبراً مجلس میں پکڑ لایا اور بٹھا دیا اور ساقی نے اس فقیہ کے سامنے شراب پیش کی اس نے جام سے منہ پھیر لیا اور ناگواری اور بد مزاجی شروع کر دی بادشاہ نے ساقی سے کہا، ہاں اس کا مزاج ٹھکانے کر دے ساقی نے چند گھونسے اس کے سر پر مارے اور اس کو شراب پینے کے لئے دیدی

پادشاہے مست اندر بزمِ خوش — می گذشت آں یک فقیہے بردرش

ایک بادشاہ خوشی کی محفل میں مست تھا — اس کے دروازے پر ایک فقیہ گزر رہا تھا

کرد اشارت کش دریں مجلس کشید — ویں شرابِ لعل در خوردش دہید

اس نے اشارہ کر دیا اس کو اس مجلس میں کھینچ لاؤ — اور یہ سرخ شراب اس کو پینے کے لئے دیدو

پس کشیدندش بشہ بے اختیار — شست در مجلس تُرش چوں زہر مار

وہ اس کو جبراً بادشاہ کے پاس کھینچ لائے — وہ زہر مار کی طرح مجلس میں منہ بنا کر بیٹھ گیا

عرضہ[۲] کردش مے نہ پذرفت او بخشم — از شہ و ساقی بگردانید چشم

اس نے اس کے سامنے شراب پیش کی اس نے غصہ سے قبول نہ کی — بادشاہ اور ساقی سے نگاہ پھیر لی

کہ بعُمر خود نخوردستم شراب — خوشتر آید از شرابم زہرناب

کہ میں نے زندگی بھر شراب نہیں پی ہے — مجھے خالص زہر، شراب سے اچھا لگتا ہے

ہیں[۳] بجائی مے از ہرے دہید — تامن از خویش و شما از من رہید

ہاں! مجھے شراب کی بجائے زہر دے دو — تاکہ میں اپنے سے اور تم مجھ سے چھوٹ جاؤ

مے نخوردہ عربدہ آغاز کرد — گشتہ در مجلس گراں چوں مرگ و درد

بغیر شراب پئے، لڑائی دنگا شروع کر دیا — وہ موت اور درد کی طرح مجلس میں گراں بن گیا

---

۱ ایں حکایت۔ اس حکایت میں بھی طبیعت کو نشاط میں لانے کا ذکر ہے۔ بادشاہے۔ ایک بادشاہ محفل نشاط میں شراب نوشی کر رہا تھا دروازے کے سامنے سے ایک فقیہ طالب علم گذرا۔ کرد۔ بادشاہ نے مصاحبوں کو اشارہ کیا کہ اس کو پکڑ لائیں اور شراب پلائیں۔

۲ عرضہ کردش۔ ساقی نے اس کو شراب دی اس نے بادشاہ اور ساقی سے منہ پھیر لیا۔ کہ بعمر۔ میں نے تمام عمر شراب نہیں پی مجھے زہر دیدو وہ اس شراب سے اچھا ہے۔ زہرناب۔ خالص زہر۔

۳ ہیں۔ وہ فقیہ بولا بہتر یہ ہے کہ مجھے شراب کی بجائے زہر دیدو تاکہ میں نجات پا جاؤں۔ عربدہ۔ لڑائی جھگڑے کی وجہ سے وہ سب کے لئے مصیبت بن گیا۔

همچو اہلِ نفس و اہلِ آب و گل　　در جہاں بنشست با اصحابِ دل
جس طرح اہل نفس اور اہل جسم　　اصحاب دل کے ساتھ دنیا میں بیٹھے ہوئے ہیں

حق ندارد خاصگاں را در کموں　　از مے ابرار مُجو در یشربوں
اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کو پوشیدگی میں نہیں رکھتا　　نیکوں کی شراب سے سوائے اس کے کہ وہ پینے والوں میں ہیں

عرضہ میدارند بر محجوب جام　　حس نمی یابد ازاں غیر کلام
وہ محجوب پر جام پیش کرتے ہیں　　حس اس سے بجز کلام کے کچھ حاصل نہیں کرتی

رُو ہمی گرداند از ارشادِ شاں　　کہ نمی بیند بدیدہ دادِ شاں
وہ ان کے ارشاد سے روگردانی کرتا ہے　　کیونکہ وہ آنکھ سے ان کی عطا کو نہیں دیکھتا

گرز گوشش تا بحلقش رہ بُدے　　سِرِّ نصح اندر درونش در شدے
اگر اس کے کان سے اس کے حلق تک راستہ ہوتا　　تو نصیحت کا راز اس کے اندر پہنچتا

چوں ۲ ہمہ نارست جانش رفت　　کہ افگند در نارِ سوزاں جز قشور
کیونکہ اس کی جان بالکل آگ ہے، نور نہیں ہے　　چھلکوں کے سوا جلتی آگ میں کون ڈالتا ہے

مغز بیروں ماند و قشرِ گفت نیست رفت　　کے شود از قشر معدہ گرم و زفت
مغز باہر رہا اور گفتگو کا چھلکا اندر گیا　　چھلکے سے معدہ گرم اور موٹا کب ہوتا ہے؟

نارِ دوزخ جز کہ قشر افشار نیست　　نار را با ہیچ مغزے کار نیست
دوزخ کی آگ پوست گیر کے سوا کچھ نہیں　　آگ کو کسی مغز سے سروکار نہیں ہے

ور بُود بر مغز نارے شعلہ زن　　بہرِ پختن داں نہ بہرِ سوختن
اور اگر مغز پر کوئی آگ شعلہ زن ہو　　پکانے کے لئے جان، نہ کہ جلانے کے لئے

تا کہ باشد حق حکیم، ایں قاعدہ　　مستمر داں تابری زاں فائدہ
جب تک اللہ تعالیٰ حکیم ہے یہ قاعدہ　　جاری سمجھ، تاکہ تو اس سے فائدہ اٹھالے

مغز نغز و قشرہا مغفور ازو　　مغز را پس چوں بسوزد دور ازو
مغز عمدہ ہے اور اس کی وجہ سے چھلکے بخشے ہوئے ہیں　　تو وہ مغز کو کیسے جلا دے گا؟ اس سے بعید ہے

از عنایت گر بکوبد بر سرش　　اشتہار آرد شرابِ احمرش
عنایت سے اگر اللہ تعالیٰ اس کا سر کوٹ دیں　　وہ اس کو سرخ شراب کی خواہش پیدا کر دیتا ہے

۱ ہم چو۔ پہلے ظاہری شراب نہ پینے والے کا شرابیوں سے اعراض اور انقباض کا ذکر تھا اب مولانا نے معنوی شراب نہ پینے والوں کا شراب معرفت پینے والوں سے انقباض کا ذکر کیا ہے۔ اہل نفس۔ یعنی وہ لوگ جن کو شراب معرفت حاصل نہیں ہے۔ اصحاب دل۔ اہل دل اصحاب معرفت۔ حق ندارد۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بروقت شراب معرفت پلاتا رہتا ہے۔ عرضہ۔ یہ لوگ دنیاداروں پر وہ شراب پیش کرتے ہیں لیکن وہ اس کی حقیقت تک نہیں پہنچتے ہیں۔ کہ۔ کیونکہ ان کی نظر اس کی حقیقت تک نہیں پہنچتی ہے۔ گرز گوشش۔ اگر ان کے کان سے حلق تک راہ ہوتی تو اس کلام کی حقیقت ان کے دل پر اثر کرتی۔

۲ چوں ہمہ۔ ان کے دل پر شہوت کی آگ ہے اور آگ تک چھلکے ہی پہنچتے ہیں۔ مغز۔ کلام کا مغز تو باہر رہ گیا معدے میں صرف چھلکے پہنچے ان سے کوئی قوت حاصل نہیں ہو سکتی۔ نار دوزخ۔ آگ میں صرف چھلکے جھونکے جاتے ہیں اسی لئے جہنم میں وہ لوگ جائیں گے جو مغز حقیقت سے خالی ہوں گے۔ ور بود۔ اگر مومنین جہنم میں جائیں گے تو وہ پختہ کرنے کے لئے بھیجے جائیں گے اور اوراس سے ان کی مصیبتوں کا ازالہ ہو جائے گا۔

۳ تا کہ۔ جب تک اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے اور وہ ہمیشہ کیلئے حکمت والا ہے یہ قاعدہ جاری رہے گا کہ وہ مغز کو جہنم میں نہ جلائے گا۔ مغز والے تو اس قدر بہتر ہوں گے کہ ان کی شفاعت سے چھلکوں والے بھی بخشے جائیں گے۔ ۴ عنایت۔ اگر عنایت خداوندی اور جذب الٰہی اعراض کرنے والے کی سرکوبی کر دے تو اس کو شراب کی خواہش پیدا ہو جائے گی جس طرح اس فقیہ میں پیدا ہو گئی تھی۔

ورنہ¹ اگوید ماند او بستہ دہاں　　چوں فقیہ از شرب و بزم ایں شہاں
اور اگر نہ کوئیں وہ بستہ دہن رہ جائے　　شاہوں کی محفل اور شراب سے فقیہ کی طرح

گفت شہ با ساقیش اے نیک پے　　چہ خموشی دو بطبعش آر ہے
شاہ نے اپنے ساقی سے کہا اے نیک قدم!　　تو کیوں چپ ہے دے ہاں اس کا مزاج ٹھیک کر دے؟

ہست پنہاں حاکمے بر ہر خرد　　ہر کرا خواہد بفن از خود برد
ہر عقل پر ایک مخفی حاکم ہے　　جس کو چاہے تدبیر سے خودی سے نکال دے

آفتاب² و مشرق و تنویر او　　چوں اسیراں بستہ در زنجیر او
سورج اور مشرق اور اس کی روشنی　　قیدیوں کی طرح اس کی زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں

چرخ را چرخ اندر آرد در زمن　　چوں بخواند در دماغش نیم فن
آسمان کو فوراً چکر میں لے آئے　　جب اس کے دماغ میں تھوڑا سا فن پڑھ دے

عقل کو عقلِ دگر را سخرہ کرد　　مہرہ زو دارد ویست استادِ نرد
جس عقل نے دوسری عقل کو مغلوب کر دیا ہو　　وہ مہرہ اس سے رکھتی ہے، نرد کا استاد وہی ہے

چند سیلی بر سرش زد گفت گیر　　در کشید از بیم سیلی آں زحیر
چند چپت اس کے سر پر لگائے کہا لے　　وہ مصیبت زدہ چپت کے ڈر سے چڑھا گیا

مست گشت و شاد و خنداں شد چو باغ　　در ندیمی و مضاحک رفت و لاغ
مست اور خوش ہو گیا اور باغ کی طرح کھل گیا　　مصاحبت اور خوش مذاقی اور تمسخر میں لگ گیا

شیرگیر³ و خوش شد انگشتک بزد　　سوی مبرز رفت تا میزک کند
نیم مست اور خوش ہوا، چٹکیاں بجانے لگا　　بیت الخلاء کی جانب گیا، تاکہ پیشاب کر لے

یک کنیزک بود در مبرز چو ماہ　　سخت زیبا ز قرناقانِ شاہ
بیت الخلاء میں چاند جیسی ایک لونڈی تھی　　شاہ کے خادموں میں سے بہت خوبصورت

چوں بدید اورا دہانش باز ماند　　عقل رفت و تن ستم پرداز ماند
جب اس نے اسے دیکھا اس کا منہ کھلا رہ گیا　　عقل چلی گئی مظلوم جسم رہ گیا

عمرہا بودہ عزب مشتاق و مست　　بر کنیزک در زماں در زد دو دست
عمر بھر کنوارا، مشتاق اور مست رہا تھا　　فوراً لونڈی پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے

پس طپید آں دختر و نعرہ فراشت　　بر نیامد باوے و سودے نداشت
وہ لڑکی مچلی اور شور کیا　　اس سے بس نہ پڑا اور کوئی فائدہ نہ ہوا

---

¹ ورنہ گوید۔ اور اگر عنایت خداوندی سرکوبی نہ کرے تو اس فقیہ کی طرح ان بادشاہوں کی شراب سے محروم رہے گا جو سرکوبی سے پہلے محروم تھا۔ گفت شہ۔ شاہ نے ساقی سے کہا کہ اس فقیہ کے مزاج ٹھکانے لگا دے۔ وہ یعنی اس کو شراب دے۔ ہست۔ جس طرح ساقی نے فقیہ کے مزاج ٹھکانے لگا دیئے اسی طرح ہر عقل پر ایک پوشیدہ ذات حاکم ہے جو عقل کو خودی سے بے خود کر دیتی ہے۔

² آفتاب۔ اس ذات کے قبضہ میں پوری کائنات ہے۔ چرخ۔ آسمان اس کے معمولی حکم کا پابند ہے۔ عقل۔ اگر کسی کی عقل میں غالب کر لینے کی قوت ہے تو وہ اسی کی عطا کردہ ہے۔ چند سیلی۔ ساقی نے اس فقیہ کے چند چپت لگائے تو اس کی عقل ٹھکانے آ گئی۔ زحیر۔ یعنی پیچ و تاب میں پڑا ہوا۔ ندیمی۔ مصاحبت و مضاحک۔ ہنسی کی باتیں۔ لاغ۔ مذاق۔

³ شیرگیر۔ نشہ کا ایک درجہ ہے۔ مبرز۔ بیت الخلاء۔ میزک۔ پیشاب۔ قرناقاں۔ قرناق کی جمع ہے خدمت گار۔ کنیزک۔ عزب۔ غیر شادی شدہ مرد۔ کنوارا۔ در زد۔ یعنی دونوں ہاتھوں سے اس کو گرفت میں لے لیا۔ پس طپید۔ اس لڑکی نے گرفت سے چھوٹنے کی بہت کوشش کی۔ برنیامد۔ چھٹکارا نہ پڑا۔

زَن بدست مرد دَر وقتِ لِقا — چوں خمیر آمد بدستِ نانبا
ملاقات کے وقت عورت مرد کے ہاتھ میں — نانبائی کے ہاتھ میں خمیر کی طرح ہوتی ہے

بسرَ شد گاہیش نرم وگہ درشت — زورِ آرد چاق چاقے زیر مُشت
وہ اس کو کبھی نرم گوندھتا ہے اور کبھی سخت — مٹھی کے نیچے اس کی آواز کھچا کھچ نکلتی ہے

گاہ پہنش وَاکشد بر تختۂ — دَر ہمش آرد گہے یک لختۂ
کبھی اس کو تختے پر بچھا دیتا ہے — کبھی اس کو ایک دم سے سمیٹ لیتا ہے

گاہ دروَے ریزد آب وگہ نمک — از تنور و آتشش سازد محک
کبھی اس میں پانی ڈالتا ہے اور کبھی نمک — تنور اور آگ سے اس کا امتحان کرتا ہے

آنچنیں ۲ پیچند مطلوب وطلوب — اندریں لعب اند مغلوب وغلوب
اسی طرح عاشق اور معشوق لپٹ جاتے ہیں — اس کھیل میں غالب اور مغلوب ہوتے ہیں

ایں لعب تنہا نہ شورا بازن ست — ہر عشیق و عاشقے را ایں فن ست
یہ کھیل نہ صرف شوہر کا بیوی سے ہے — ہر عاشق و معشوق کا یہی طریقہ ہے

از قدیم و حادث و عین و عَرض — پیچشے چوں ویس و رامیں مفترض
قدیم اور حادث اور جوہر اور عرض کا — ویس اور رامین کی طرح گتھنا ضروری ہے

لیک لعَب ہرَ یکے رنگے دگر — پیچش ہرَ یک ز فرہنگے دگر
لیکن ہر ایک کا کھیل، دوسرے رنگ کا ہے — ہر ایک کا گتھنا دوسرے طریقہ کا ہے

شُوی وزن را گفتہ شدُ بہرِ مثیل — کہ ۳ مکن اے شوی زن رابد گسیل
شوہر اور بیوی مثال کے لئے کہہ دیئے گئے ہیں — کہ اے شوہر بیوی کو بری طرح رخصت نہ کر

آں شب گردک نہ ینگادست اُو — خوش لمانت داد اندر دستِ شو
کیا نہیں ہے کہ چھپر کھٹ کی رات مشاطہ نے اس کا ہاتھ — شوہر کے ہاتھ میں بہتر امانت کے طور پر دیا

کانچہ با اُو تو کُنی اے مُعتمَد — از بَدو نیکی، خدا باتو کُند
کہ اے معتمد! جو تو اس کے ساتھ کرے — بھلی بری، خدا تیرے ساتھ کرے گا

ایں زنِ دنیا کہ ہُست اُومستِ تُو — حق لمانت دادش اندر دستِ تُو
یہ دنیا عورت، جو تجھ پر فریفتہ ہے — اللہ نے تیرے ہاتھ میں اس کو امانت دیا ہے

---

۱ زن۔ ایسے وقت میں عورت مرد کے ہاتھ میں اس طرح ہوتی ہے جس طرح خمیر نانبائی کے ہاتھ میں۔ بسر شد۔ باز آمدہ ہے سرشد سرشتن یعنی گوندھنا کا فعل مضارع ہے۔ گاہ۔ نانبائی خمیر کو کبھی پھیلاتا ہے کبھی سمیٹتا ہے یہی حال مرد عورت کا کرتا ہے۔ گاہ دروے۔ غرضیکہ جس طرح نانبائی خمیر میں تصرفات کرتا ہے اسی طرح مرد عورت کے ساتھ کرتا ہے۔

۲ آنچنیں۔ طلوب اور غلوب یعنی شوہر مطلوب اور مغلوب یعنی عورت سے لپٹتا ہے۔ ہر عشیق۔ یعنی کائنات میں سے ہر عاشق کا اپنے معشوق کے ساتھ یہی طریقہ ہے عالم کی اشیا میں باہمی تجاذب ہے اور ایک دوسرے پر عاشق ہے جس کو مولانا متعدد مقامات پر بیان کر چکے ہیں۔ ویس۔ مشہور معشوقہ ہے۔ رامیں۔ مشہور عاشق ہے۔ لیک۔ مرد اور عورت کی ملاعبت اور طرح کی ہے اور کائنات کی دوسری چیزوں کی ملاعبت اور چمٹاؤ دوسری طرح کی ہے۔ شوی۔ قرآن پاک میں مرد اور عورت کے حقوق کا تذکرہ بطور مثال کیا گیا ہے ورنہ یہ چیز صرف مرد و عورت ہی کا نہیں ہے۔

۳ کہ مکن۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ شوہر اگر عورت کو طلاق دے اور جدا بھی کرے تو بری طرح نہ کرے فرمایا گیا او تسریح باحسان۔ یا اس کو خوبی کے ساتھ جدا کر دیجئے۔ گردک۔ دلہن کا چھپر کھٹ۔ ینگا۔ یا نون سے پہلے ہے بھاوج بھی۔ مشاطہ۔ ایں زن۔ جس طرح مرد عورت کے حقوق ہیں اسی طرح انسان پر زن دنیا کے بھی حقوق ہیں یہ بھی اللہ نے بطور امانت انسان کے ہاتھ میں دی ہے۔

حاصل¹ اینجا آں فقیہ از بیخودی　　نے عففی ماندش و نے زاہدی
خلاصہ یہ ہے کہ اس جگہ بے خودی کی وجہ سے اس فقیہ میں　　نہ پاکدامنی رہی اور نہ پرہیزگاری

آں فقیہ اُفتاد برآں حور زاد　　آتش اُو اندراں پنبہ فتاد
وہ فقیہ اس حور کے بچہ پر پڑ گیا　　اس کی آگ اس روئی میں لگ گئی

جاں بجاں پیوست و قالبہا چخید　　زن چو مرغِ سر بُریدہ می طپید
جان جان سے پیوستہ ہو گئی اور جسم سکڑ گئے　　لڑکی سر کٹے مرغ کی طرح تڑپ رہی تھی

چہ سقایا چہ مَلکِ چہ ارسلاں　　چہ حیا، چہ دین و زُہد و خوفِ جاں
کیسا جام، کیسا بادشاہ، کیسا ارسلان؟　　کیسی حیا، کیسا دین اور زہد اور جان کا ڈر؟

چشم شاں اُفتادہ اندر عین² و غین　　نے حسن پیداست انجا نے حسین
ان کی آنکھیں عین اور غین میں پڑ گئی تھیں　　وہاں نہ حسن ظاہر تھا نہ حسین

یافت ہر یک شاں ازاں دیگر مُراد　　طبع ہر یک خُرم و دل گشت شاد
ہر ایک نے دوسرے سے مقصود پا لیا　　ہر ایک کی طبیعت خوش اور دل شاد ہو گیا

شُد دراز و کُو طریقِ بازگشت　　انتظار شاہ ہم از حد گذشت
دیر ہو گئی اور واپسی کا راستہ کہاں؟　　بادشاہ کا انتظار بھی حد سے گزر گیا

شاہ آمد تا ببیند واقعہ　　دید آنجا زلزلہ والقارعہ
بادشاہ آ گیا، تاکہ واقعہ دیکھے　　وہاں اس نے زلزلہ اور قارعہ دیکھا

آں فقیہ از بیم برجست و برفت　　سُوی مجلس، جام رابر بود تفت
وہ فقیہ ڈر سے کھڑا ہو گیا اور چل دیا　　مجلس کی جانب اور فوراً جام اچک لیا

شہ³ چو دوزخ پُر شرار و پُر نکال　　تشنہ خونِ دو جفتِ بد فعال
بادشاہ دوزخ کی طرح چنگاریوں اور عذاب سے پر　　بدکار جوڑے کے خون کا پیاسا

چوں فقیہش دید رُخ پُر خشم و قہر　　تلخ و خونیں گشتہ ہمچوں جام زہر
فقیہ نے جب اس کا چہرہ غصہ اور غضب سے بھرا ہوا دیکھا　　کہ زہر کے پیالہ کی طرح کڑوا اور خونی ہو گیا ہے

بانگ زد بر ساقیش کاے گرم دار　　چہ نشستی خیرہ دہ در طبعش آر
اس نے ساقی کو آواز دی کہ اے مجلس کو گرم رکھنے والے　　ست کیوں بیٹھا ہے، دے، اس کو مزاج پر لا

خندہ آمد شاہ را گفت اے کیا　　آمدم باطبع آں دُختر تُرا
بادشاہ کو ہنسی آ گئی، بولا اے پاکیزہ!　　میں مزاج پر آ گیا، وہ لڑکی تیرے لئے ہے

---

¹ حاصل۔ مولانا نے پھر اس فقیہ کا ذکر شروع کیا ہے کہ اس لونڈی کے ساتھ وہ ایسا بے خود ہوا کہ اس سے پاکدامنی اور زہد و تقویٰ رخصت ہو گیا۔ آں فقیہ۔ وہ فقیہ اس لونڈی کو چپٹ گیا اور اس کی آتش شہوت لونڈی کی روئی میں لگ گئی۔ چخید۔ چخیدن جماع کے وقت اپنے آپ کو سمیٹنا۔ سقایا۔ یعنی جام شراب۔ ارسلاں۔ شیر یعنی بادشاہ۔

² عین و غین۔ دونوں ابر کے معنی میں ہیں مراد اندھیرا ہے۔ حسن و حسین۔ یعنی بڑا چھوٹا۔ یافت۔ دونوں نے اپنی مراد حاصل کر لی اور ہر کا دل خوش ہو گیا۔ دراز۔ یعنی واپسی کا وقت۔ زلزلہ۔ یعنی عورت کا کانپنا۔ القارعہ۔ یعنی مرد کا عورت کو کھٹکھٹانا۔ آں فقیہ۔ وہ فقیہ لونڈی کے پاس سے فوراً مجلس میں پہنچ گیا اور جام ہاتھ میں تھام لیا۔

³ شہ۔ بادشاہ دوزخ کی طرح بھڑک رہا تھا اور دونوں بدکاروں کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا۔ چوں۔ جب فقیہ نے بادشاہ کے غصہ کی یہ حالت دیکھی۔ بانگ۔ فوراً زور سے ساقی کو کہا کہ سست کیوں بیٹھا ہے بادشاہ کو جام دے اور اس کو نشاط پر لا۔ یہ وہی جملہ ہے جو بادشاہ نے فقیہ کی ناگواری کے وقت کہا تھا۔ گرم دار۔ یعنی محفل کو گرمانے والا۔ نشستی۔ کیا۔ پاکیزہ۔ پہلوان آقا۔ آں دختر۔ میں نے یہ لونڈی تجھے بخشی۔

پادشاہم[1] کارِ من عدلست و داد　زاں خورم کہ یاررا جُودم بداد

میں بادشاہ ہوں، میرا کام انصاف اور عطا ہے　میں وہی کھاتا ہوں جو میرے دوست کو میری عطا سے دیا ہو

آنچہ آں را من نہ نوشم ہمچو نوش　کے دہم در خورد یارِ خویش و توش

میں جس چیز کو شہد کی طرح نہ پیوں　میں اپنے دوست کی خوراک اور توشہ میں کب دوں گا

آنچہ آں رامی خورم از نوش و خوش　مید ہم در خورد یار از پنج و شش

جو میٹھی اور اچھی چیز میں کھاتا ہوں　ہر چیز میں سے دوست کے لائق دیتا ہوں

زاں خورانم من غلاماں را کہ من　می خورم بر خوان خاصِ خویشتن

میں غلاموں کو اسی میں سے کھلاتا ہوں　جو میں اپنے مخصوص دسترخوان پر کھاتا ہوں

زاں خورانم بندگاں را از طعام　کہ خورم من خود زپختہ یا کہ خام

میں غلاموں کو وہی کھلاتا ہوں　جو میں خود پختہ یا کچا کھاتا ہوں

من چو پوشم از خزو اطلس لباس　زاں بپوشانم حشم رانے پلاس

میں جو پشمین اور اطلس پہنتا ہوں　میں متعلقین کو وہی پہناتا ہوں نہ کہ ٹاٹ

شرم[2] دارم از نبی ذو فنوں　اَلْبِسُوْھُمْ گفت مِمَّا تَلْبَسُوْن

مجھے ہنر مند نبی سے شرم آتی ہے　فرمایا ہے ان کو وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو

مُصطفٰے کرد ایں وصیت با بنوں　اَطْعِمُوا الْاَذْنَابَ مِمَّا تَاْکُلُوْن

حضرت مصطفٰے نے فرزندوں کو یہ وصیت کی ہے　متعلقین کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو

شُد فقیہ و بُرد با خود جُفتِ خوب　از عطای خاصِ کشّاف الکروب

فقیہ روانہ ہو گیا اور حسین بیوی کو اپنے ساتھ لے گیا　مصائب کو رفع کرنے والے کی خاص عطا سے

دیگراں را بس بطبع آوردۂ　در صبوری چُست و راغب کردۂ

تو دوسروں کو بہت مزاج پر لایا ہے　صبر کرنے میں چست اور رغبت کرنے والا بنایا ہے

ہم[3] بطبع آور بمردی خویش را　پیشوا کُن عقل بر اندیش را

اپنے آپ کو بھی مردانگی سے　صابر عقل ... پیشوا بنا

چوں قلاؤزی صبرت پر شود　جاں باوج عرش و کرسی برشود

جب صبر کی رہنمائی تیرا پر بن جائے　جان عرش کی کرسی بلندی پر پہنچ جائے

مصطفٰے بیں چونکہ صبرش شد براق　بر کشانیدش بالائے طباق

حضرت مصطفٰے کو دیکھ لے صبر جب ان کا براق بن گیا　وہ ان کو طبقوں کے اوپر لے گیا

---

[1] پادشاہم۔ میں بادشاہ ہوں میرا کام انصاف اور عطا ہے میں بھی وہی کھاتا ہوں جو کسی دوسرے کو کھلاتا ہوں۔ آنچہ۔ جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں دوست کے لئے بھی ناپسند کرتا ہوں۔ توش۔ خوش پنج و شش۔ یعنی ہر قسم کی چیز۔ زاں۔ جو کچا پکا میں کھاتا ہوں غلاموں کو بھی وہی کھلاتا ہوں۔ خز۔ پشمینہ۔ پلاس۔ ٹاٹ

[2] شرم۔ آنحضور کا غلاموں کے بارے میں فرماتا ہے کہ جس قسم کا تم پہنو اسی قسم کا ان کو پہناؤ جو تم کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ۔ اذناب۔ یعنی متعلقین۔ شد فقیہ۔ بادشاہ کی اجازت پر وہ فقیہ روانہ ہو گیا اور لونڈی کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ کشاف الکروب۔ حضرت حق تعالٰی۔ دیگراں۔ یہ پھر بڑے بھائی کا مقولہ شروع ہوا ہے اس بڑے بھائی نے اپنے آپ کو خطاب کر کے کہا تو دوسروں کو صبر دلاتا تھا اب خود صبر کر۔

[3] ہم بطبع۔ اپنی مردانگی سے اپنا مزاج ٹھکانے کر اور عقل صبر اندیش کو رہنما بنا لے۔ چوں قلاوزی۔ صبر کی رہنمائی ہو گی تو عرش و کرسی کی بلندی حاصل ہو گی۔ مصطفٰے۔ آنحضور نے کفار کی ایذا رسانی پر صبر کیا تو براق پر بیٹھ کر آسمانوں سے طبقوں کے اوپر پہنچے

چوں صبوری پیشہ کرد ایوب[۱] راد　　از بلا اورا درِ رحمت کشاد
جب بہادر ایوب نے صبر کرنے کو پیشہ بنایا　　تو مصیبت سے ان کے لئے رحمت کا دروازہ کھل گیا

صبر صدر آمد بہر حالت کہ ہست　　صبر را مگذار تا تواں زدست
جو حالت بھی ہو صبر، صدر ثابت ہوا ہے　　جب تک ممکن ہو صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دے

صبر مفتاح الفرج نشنیدۂ　　کاندریں تعجیل در پیچیدۂ
تو نے نہیں سنا ہے صبر کشادگی کی کنجی ہے　　کہ تو اس جلد بازی میں پھنسا ہے

حد ندارد ایں سخن کوتاہ کن　　وز حدیث عاشقاں برگو سخن
اس بات کی حد نہیں ہے، مختصر کر دے　　اور عاشقوں کی بات کر

باز[۲] گرد اے عاشق و زوتر براں　　کانتظارِ تست آں شہزادگاں
اے عاشق تو واپس ہو اور جلد چلا　　کیونکہ وہ شہزادے تیرے انتظار میں ہیں

رواں شدن شہزادگاں بعد از اتمام بحث و ماجرا بجانبِ ولایتِ چین سوئ معشوق و مقصود تابقدرِ امکان مقصود نزدیک تر شوند اگرچہ راہِ وصل مسدود است بقدرِ امکان نزدیک تر شدن محمود ست

بحث اور واقعہ کے پورا کرنے کے بعد شہزادوں کا اپنے معشوق اور مقصود کی طرف چین کی ولایت کی جانب روانہ ہونا، تاکہ بقدر امکان مقصود سے زیادہ نزدیک ہو جائیں، اگرچہ وصل کا راستہ بند ہے، بقدر امکان نزدیک تر ہونا اچھا ہے

ہر سہ[۳] شہزادہ چوکار افتادشاں　　عشق در خور گوشمالی دادشاں
تینوں شہزادے جب انہیں واسطہ پڑا　　عشق نے ان کی مناسب گوشمالی کی

ایں بگفتند و رواں گشتند زود　　ہرچہ بود اے یارِ من آں لحظہ بود
انہوں نے یہ کہا اور فوراً روانہ ہو گئے　　اے میرے یار! جو کچھ ہونا تھا اسی وقت ہو گیا

صبر بگزیدند و صدیقیں شدند　　بعد ازاں سوی بلادِ چیں شدند
انہوں نے صبر اختیار کیا اور صدیقین میں سے ہو گئے　　اس کے بعد چین کے شہروں کی جانب روانہ ہو گئے

والدین و ملک را بگذاشتند　　راہِ معشوقِ نہاں برداشتند
ماں باپ اور ملک کو چھوڑا　　چھپے ہوئے معشوق کی راہ اختیار کی

---

[۱] ایوب۔ حضرت ایوب کا صبر مشہور ہے۔ صدر آمد۔ یعنی صبر بہت اعلیٰ چیز ہے۔ صبر۔ جبکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے تو عجلت میں کیوں پڑا ہے۔ ایں سخن۔ صبر کے فضائل۔

[۲] باز گرد۔ پھر شہزادوں کا قصہ شروع کیا ہے تینوں شہزادے ملک چین کی طرف روانہ ہو گئے تاکہ محبوب سے قریب ہو سکیں۔ اگر محبوب کا وصل حاصل نہ ہو تب بھی جتنا قرب ہو جائے بہتر ہے۔

[۳] ہر سہ۔ شہزادے دوسروں کو تو صبر کی تلقین کرتے تھے لیکن جب خود عشق میں مبتلا ہوئے تو اس عشق نے ان کی کافی گوشمالی کی۔ ہرچہ بود۔ یعنی جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا اور انہوں نے مزید انتظار نہ کیا فوراً چین کو روانہ ہو گئے یا مطلب یہ ہے کہ یہ روانگی ہی سب کچھ تھی اور آئندہ کے واقعات اسی کی فروعات ہیں۔ صبر۔ یعنی اب انہوں نے عشق پر جما ؤ اختیار کیا اور اس کی عملی تصدیق کر دی معشوق نہاں چین کی شہزادی جو پردوں میں تھی۔

ہمچو ابراہیمؒ ادہم از سریر عشق شاں بے پا و سر کرد و فقیر
ابراہیمؒ ادہم کی طرح تخت سے عشق نے ان کو بے سروپا اور فقیر کر دیا

یا چو ابراہیم مرسل سر خوشے خویش را افگند اندر آتشے
یا حضرت ابراہیم نے مدہ رسول کی طرح اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیا

یا چو اسمٰعیلِ صبّارِ مجید پیشِ عشق و خنجرش حلقے کشید
یا بزرگ و صابر حضرت اسمٰعیل کی طرح عشق اور اس کے خنجر کے سامنے گلا رکھ دیا

حکایت ۲ امرؤ القیس کہ پادشاہِ عرب بود و بصورتِ
امرؤ القیس کی حکایت جو عرب کا بادشاہ اور صورت میں اپنے دور کا
یوسف وقت خود و زنانِ عرب زلیخا وار مُردۂ او و او
یوسف تھا اور عرب کی عورتیں زلیخا کی طرح اس پر قربان تھیں
شاعر طبع بود و ایں شعرِ اوست
اور وہ شاعر مزاج تھا اور یہ شعر اس کا ہے

قِفَا نَبْکِ مِنْ ذِکْرٰی حَبِیْبٍ وَّمَنْزِلٖ
تم دونوں ٹھہرو، ہم محبوب اور منزل کے ذکر سے رولیں

چوں ہمہ زناں او را بجان می جستند اے عجب غزل و
جبکہ تمام عورتیں دل و جان سے اس کی جستجو میں تھیں تعجب ہے! اسکی غزل اور
نالۂ او بہرِ چہ بود مگر دانست کہ اینہا ہمہ تمثالِ صورتے اند
نالہ کس لئے تھا؟ شاید اس نے جان لیا تھا کہ یہ تمام تصویریں ہیں جو
کہ بر تختہائے خاک نقش کردہ اند آخرالامر امرؤ القیس را
مٹی کے تختوں پر نقش کر دی ہیں بالآخر امرؤ القیس کی ایک
حالے پیدا شد کہ نیم شب از ملک و فرزنداں گریخت و خود
حالت ہوئی کہ آدھی رات کو ملک اور اولاد سے بھاگ نکلا اور اپنے
را بدلقے پنہاں کرد و از اقلیمے اقلیم دیگر برفت بطلبِ
آپ کو گدڑی میں چھپا لیا اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں اس ذات
آنکہ از اقلیم منزہ است وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ
کی طلب میں چل پڑا جو ملک سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے

۱ ہمچو ابراہیم۔ ابراہیم ابن ادہم کی طرح سلطنت کو خیر باد کہہ دیا۔ ابراہیم۔ حضرت ابراہیم نے بخوشی آگ میں جانا پسند کیا اور اپنی دعوت سے منحرف نہ ہوئے۔ اسمٰعیل۔ حضرت اسمٰعیل اپنی قربانی دینے پر آمادہ ہوگئے۔

۲ حکایت۔ حقیقی عشاق کے ذکر سے مجازی عاشق کی حکایت کی طرف منتقل ہوگئے ہیں۔ امرؤ القیس۔ جو آنحضورؐ کے زمانہ سے چوبیس سال پہلے گزرا ہے وہ تو ایک فاسق و فاجر شاعر تھا ہوسکتا ہے کہ مولانا کی مراد کوئی اور شاعر ہو جو مجاز سے عشق حقیقی تک پہنچ گیا ہو اور جو شعر سرخی میں مذکور ہے وہ مولانا نے ذکر نہ کیا ہو کسی اور کا اضافہ ہو۔

مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

جس کو چاہتا ہے مخصوص کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے

امرؤ[۱] القیس از ممالک خشک لب — هم کشیدش عشق از خطهٔ عرب
امرؤ القیس کو پیاسا ملکوں سے — عشق نے اس کو بھی عرب کے خطہ سے کھینچا

بود نازک طبع وہم صاحب جمال — شاعر و صاحب اصول اندر کمال
نازک مزاج اور حسین تھا — شاعر اور کمال میں صاحب اصول تھا

چونکہ زد عشقِ حقیقی بر دلش — سرد شد ملک و عیال و منزلش
جب عشق حقیقی نے اس کے دل پر اثر کیا — تو اس پر ملک اور بال بچے اور مکان سرد پڑ گیا

نیم شب دلقے بپوشید و برفت — از میانِ مملکت بگریخت تفت
آدھی رات کو گدڑی اوڑھی اور چلا گیا — فوراً سلطنت سے بھاگ گیا

تا بیامد خشت میزد در تبوک — با[۲] ملک گفتند شاہے از ملوک
یہاں تک کہ تبوک میں آیا اینٹیں پاتھتا تھا — لوگوں نے بادشاہ سے کہا بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ

امرؤ القیس آمدست اینجا بکد — در شکارِ عشق و خشتے میزند
یہاں امرؤ القیس بھکاری بن کر آیا ہے — عشق کے شکار میں اور اینٹیں پاتھتا تھا

آن ملک برخاست شب شد پیش او — گفت اورا اے ملیکِ خوبرو
وہ بادشاہ رات میں اٹھا، اس کے سامنے آیا — اس سے کہا، اے خوبصورت بادشاہ

یوسفِ وقتی دو ملکت شد کمال — مر ترا رام از بلاد و از جمال
تو یوسف دوراں ہے، تیرے لئے دو ملک مکمل ہیں — شہر اور حسن تیرے تابع ہیں

گشتہ[۳] مرداں بندگاں از تیغ تو — واں زناں ملکِ مہ بے میغ تو
مرد، تیری تلوار کی وجہ سے غلام بن گئے — اور وہ عورتیں تیرے بے ابر چاند کی ملکیت ہیں

پیشِ ما باشی تو بخت ما بود — جانِ ما از وصلِ تو صد جاں شود
اگر تو ہمارے پاس رہے تو ہماری خوش نصیبی ہے — ہماری جان تیرے وصل سے سو جان بن جائے

ہم من وہم ملکِ من مملوکِ تو — اے بہمت ملکہا متروکِ تو
میں بھی اور میرا ملک بھی تیرا مملوک ہے — اے وہ کہ تیری ہمت کی وجہ سے بہت سے ملک چھوڑے ہوئے ہیں

فلسفہ گفتش بسے و او خموش — ناگہاں وا کرد از سر روی پوش
اس نے اس سے بہت سی دانائی کی باتیں کہیں اور وہ چپ تھا — اچانک اس نے سر سے نقاب اٹھایا

---

۱ امرؤ القیس۔ وہ امرؤ القیس جو سلطنت سے محروم ہوا اس کو بھی عشق نے خطہ عرب سے جدا کر دیا۔ بود۔ حسین بھی تھا اور شاعر اور اپنے فن کا مکمل شخص تھا۔ چونکہ زد عشق۔ جب اس پر عشق کا اثر ہوا تو ہر چیز سے اس کا دل سرد ہو گیا۔ نیم شب۔ امرؤ القیس پر جب اللہ تعالیٰ کے عشق کا اثر ہوا سلطنت چھوڑ کر آدھی رات کو بھاگ نکلا۔ در تبوک۔ اپنا وطن چھوڑ کر تبوک کے علاقہ میں پہنچا اور وہاں اینٹیں پاتھنے لگا۔

۲ باملک۔ لوگوں نے شاہ تبوک سے ذکر کیا کہ امرؤ القیس بادشاہ یہاں گدا بن کر آ گیا ہے اور اینٹیں پاتھتا ہے عشق نے اس کا شکار کر لیا ہے۔ آں ملک۔ تبوک کا بادشاہ رات میں امرؤ القیس کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ تو حسن و جمال میں یوسف دوراں ہے اور ملک و حسن تیرا غلام ہے۔

۳ کشتہ۔ مرد تیری تلوار کی وجہ سے تیرے غلام ہیں اور عورتیں تیرے حسن کی وجہ سے تیری باندیاں ہیں۔ پیش ما۔ اگر تو میرے پاس مقیم ہو جائے تو میری خوش نصیبی ہوگی۔ ہم من۔ تو نے اپنی مردانہ ہمت سے اپنے ملکوں کو چھوڑ دیں اور میرا ملک اب تیرا ہے۔ فلسفہ۔ شاہ تبوک نے اس سے بہت سی دانائی کی باتیں کیں لیکن وہ خاموش رہا اس نے اپنے سر سے نقاب ہٹایا۔

تا چه ۱ گفتش او بگوش از عشق و درد — همچو خود در حال سرگردانش کرد

نہ جانے اس نے اس کے کان میں عشق وہ دکی کیابات کہی — اس کو اس نے فوراً اپنی طرح سرگرداں کر دیا

دستِ او بگرفت و با او یار شد — او هم از تخت و کمر بیزار شد

اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کا یار ہو گیا — وہ بھی تخت اور پٹکے سے بیزار ہو گیا

تا بلاد دور رفتند آں دو شه — عشق یک کرت نکردست ایں گنه

یہاں تک کہ دونوں بادشاہ دور شہروں میں چلے گئے — عشق نے یہ گناہ ایک بار نہیں کیا ہے

بر بزرگاں شهد و بر طفلانست شیر — او بهر کشتی بود منّ الاخیر

اور بڑوں کے لئے شہد اور بچوں کے لئے دودھ ہے — وہ ہر کشتی کا آخری وزن ہے

که ۲ چو در کشتی رود غرقش کند — تا بقعر از پای تا فرقش کشد

کہ جب وہ کشتی میں پہنچ جائے اس کو ڈبو دے — اس کو پاؤں سے سر تک گہرائی میں کھینچ لے

غیرِ ایں دو بس ملوکِ بے شمار — عشق شاں از ملک بر بود و تبار

ان دونوں بادشاہوں کے علاوہ بہت سے بیشمار بادشاہ ہوئے ہیں — عشق نے ان کو سلطنت اور خاندان سے جدا کر دیا ہے

قصه کیخسرو و آں شاهِ زماں — هست شهره درمیانِ انس و جاں

اس شاہ زماں کیخسرو کا قصہ — انسانوں اور جنوں میں مشہور ہے

جانِ ۳ ایں سه شه بچه هم گرد چیں — همچو مرغاں گشته هر سو دانه چیں

ان تینوں شہزادوں کی جان بھی چین کے چاروں طرف — پرندوں کی طرح ہر جانب دانہ چگتی پھرتی تھی

زهره نے تا لب کشایند از ضمیر — زانکه رازِ با خطر بود و خطیر

طاقت نہ تھی کہ دل کی بات پر لب کشائی کریں — کیونکہ راز خطرناک اور عظیم تھا

صد هزاراں سر بپولے آں زماں — عشق خشم آلود زه کرده کماں

لاکھوں سر اس وقت ایک پیسہ کے ہوتے ہیں جب — غضبناک عشق کمان پر چلہ چڑھا لے

عشق خود بےخشم در وقتِ خوشی — خوی دارد دمبدم خیره کشی

خوشی کے وقت میں عشق بغیر غصہ کے — ہر وقت بیجا قتل کی عادت رکھتا ہے

۱ تا چه۔ معلوم نہیں کہ امرؤ القیس نے شاہ تبوک کے کان میں عشق و درد کی کیا بات کہی ہے کہ اس کو بھی اپنا جیسا بنا دیا۔ دست او۔ شاہ تبوک نے امرؤ القیس کا ہاتھ پکڑا اور اس کا ساتھی بن گیا اور اس کو تخت شاہی اور پٹکے سے بیزاری ہو گئی۔ تا بلاد دور۔ دونوں بادشاہ دور دراز ممالک کی جانب چل کھڑے ہوئے۔ عشق۔ عشق سے یہ کرامت پہلی بار صادر نہیں ہوئی ہے یہ کام وہ سینکڑوں بار کر چکا ہے۔ بر بزرگاں۔ عشق کی یہ تاثیر بڑوں پر ہی نہیں ہے بچوں پر بھی ہے۔ من الاخیر۔ وہ بوجھ جس کے رکھنے پر اتنا وزن بڑھ جائے کہ کشتی ڈوبنے لگے۔

۲ کہ چو۔ عشق وہ وزن ہے جس کے رکھنے سے انسان کی کشتی غرق ہو جاتی ہے۔ غیر ایں دو۔ امرؤ القیس اور شاہ تبوک کے علاوہ سینکڑوں بادشاہوں کو عشق نے خانہ ویران کیا ہے۔ کیخسرو۔ اس کا باپ سیاوش اپنے باپ کیکاوس سے ناراض ہو کر توران کے بادشاہ افراسیاب کے پاس چلا گیا تھا جس کو کسی وقت افراسیاب نے مار ڈالا کیخسرو توران ہی میں پیدا ہوا اور اس نے وہیں پرورش پائی پھر اپنے دادا کیکاوس کے پاس آ گیا اور دادا کے مرنے کے بعد تخت نشین ہو کر اس نے افراسیاب سے اپنے باپ کا انتقام لیا اور پھر ایک وقت آیا کہ اپنے فرزند لہراسپ کو تخت پر بٹھا کر والہی میں جنگلوں میں نکل گیا اور لاپتہ ہو گیا۔

۳ جان ایں سہ۔ تینوں شہزادے چین پہنچ کر مارے مارے پھرتے تھے۔ زہرہ۔ اپنے عشق کا راز بھی خطرناک ہونے کی وجہ سے ظاہر نہ کرتے تھے۔ صد ہزاراں۔ جب عشق میں معشوق یا اس کے سرپرستوں کے غصہ کی وجہ سے غضبناکی پیدا ہو جاتی ہے تو عاشقوں کے سر کوڑیوں کے مول کے ہوتے ہیں۔ عشق خود۔ عشق کی خوشی میں معشوق کی ادا میں قتل کرتی ہیں جب اس کی خوشی کی حالت کو یہ ہے تو غصہ کی حالت کو کیا بات بتائی جائے۔

ایں بُود آں لحظہ کو خوشنود شُد — من چہ گویم چونکہ خشم آلود شُد

یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ خوش ہوتا ہے — میں کیا بتاؤں جب وہ غضبناک ہوتا ہے؟

لیک ۱ مَرجِ جاں فدایِ شیرِ اُو — کُش کُشد ایں عشق وایں شمشیرِ اُو

لیکن جان کی چراگاہ اس کے شیر پر قربان ہے — جس کو یہ عشق اور اس کی تلوار قتل کر دے

کُشتنی بہ از ہزاراں زندگی — سلطنتہا مُردۂ ایں بندگی

قتل ہو جانا ہزاروں زندگیوں سے بہتر ہے — سلطنتیں اس غلامی پر قربان ہیں

با کِنایت رازہا باہم دگر — پست گفتندے بصد خوف وخطر

آپس میں ایک دوسرے سے راز کی باتیں — سینکڑوں خوف اور خطروں کے ساتھ آہستہ کہتے

راز را غیرِ خدا محرم نبُود — آہ را جُز آسماں ہمدم نبُود

خدا کے سوا راز کا کوئی محرم نہ تھا — آسمان کے سوا آہ کا کوئی ساتھی نہ تھا

اصطلاحاتے میانِ ہمدگر — داشتندے بہرِ ایرادِ خبر

آپس میں کچھ اصطلاحیں — خبر دینے کے لئے رکھتے تھے

زیں لسانُ الطَّیر عام آموختند — طمطراقِ سروری اندوختند

پرندوں کی اس بولی سے عوام نے سیکھ لیا ہے — بڑائی کی شان و شوکت حاصل کر لی ہے

صورت ۲ آوازِ مُرغست آں کلام — غافل ست از حالِ مُرغاں مَردِ خام

وہ کلام، پرند کی آواز کی صورت ہے — وہ ناقص انسان پرندوں کی حالت سے غافل ہے

کو سلیمانے کہ داند لحنِ طَیر — دیو گرچہ مُلک گیرد ہست غَیر

سلیمان کہاں ہے جو پرندوں کی بولی سمجھے! — دیو اگرچہ ملک پر قبضہ کر لے اجنبی ہے

دیو برشبہ سُلیماں کردہ ایست — عِلمِ مکرش ہست علّمنَاش ۳ نیست

دیو نے سلیمان کی مشابہت پر قیام کیا — اس کو مکر کا علم ہے "علّمنا" کا نہیں

چوں سُلیماں از خدا بشّاش بُود — منطقُ الطَّیرے ز علّمنَاش بُود

چونکہ سلیمان خدا کی جانب سے خوش تھے — ان کی پرندوں کی بولی "علّمنا" سے تھی

توازاں مُرغِ ہوائی فہم کُن — کہ ندیدستی طیُورِ مِن لَدُن

تو ہوائی پرند سے سمجھ لے — کیونکہ تو نے "من لدن" کے پرند نہیں دیکھے

۱ لیک۔ عاشق بہر حال اس پر جان قربان کرنے کا خواہشمند رہتا ہے۔ کُشتنی۔ فراق کی ہزاروں زندگیوں سے عاشق مر جانے کو بہتر سمجھتا ہے اور عشق کی غلامی پر سینکڑوں سلطنتیں قربان کر دیتا ہے۔ با کنایت۔ چونکہ راز کے ظاہر ہونے میں خطرہ تھا اس لئے تینوں شہزادوں نے اس معاملہ میں باہمی بات چیت کے لئے کچھ اصطلاحیں بنائی تھیں۔ راز۔ ان کے راز کا سوائے خدا کے کوئی محرم نہ تھا اس کی آہ کا سوائے آسمان کے کوئی ساتھی نہ تھا۔ اصطلاحاتے۔ جب وہ آپس میں درد و عشق کی بات کرتے تو ان اصطلاحوں میں کرتے تھے۔ زیں۔ مولانا نے ان شہزادوں کی اصطلاح سازی سے بزرگوں کی اصطلاحوں کی طرف انتقال فرمایا ہے کہ عوام انتقال فرمایا ہے کہ عوام بزرگوں کی اصطلاحیں سیکھ لیتے ہیں اور ان کے حقیقی معانی سے بے خبر ہوتے ہیں اور اصطلاحوں کو اپنی شان و شوکت بڑھانے کے کام میں لاتے ہیں۔

۲ صورت۔ وہ بزرگوں کی اصطلاحیں ان کے لئے ایسی ہیں کہ کوئی شخص پرندوں کی محض بولی سن لے اور جو ان کا مقصد ہے اس کو نہ سمجھ سکے۔ کو سلیماں۔ پرندوں کی بولی حضرت سلیمانؑ ہی سمجھ سکتے تھے اسی طرح عارفین کے کلام کو عارف سمجھ سکتا ہے۔ دیو۔ صخر نامی دیو نے اگر حضرت سلیمانؑ کے ملک پر قبضہ بھی کر لیا اور ان کی سی صورت بنالی تو وہ اس منطق الطیر کو نہیں سمجھ سکتا ہے یہی حال مزورین کا ہے۔

۳ علّمنا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا تھا کہ ہمیں پرندوں کی بولی سکھا دی گئی ہے۔ تو۔ اے مخاطب تو ان ہوائی پرندوں کو دیکھ کر بات سمجھ لے کہ ان کی بولی تو سن لیتا ہے لیکن ان کا مفہوم نہیں سمجھتا ہے۔ طیور من لدن۔ وہ عارفین جن کو علم لدنی حاصل ہے۔

جانِ ۱ سیمرغاں بُوَد آں سوئے قاف　　ہر خیالے را نباشد دست باف

سیمرغوں کی جگہ قاف سے اس جانب ہے　　وہ ہر خیال کے لئے آسان نہیں ہے

ہر خیالے را کہ دیداں اتفاق　　آنکہش بعد العیاں افتد فراق

جس خیال نے اس کو اتفاقاً دیکھا　　فوراً مشاہدہ کے بعد فراق واقع ہو جائے گا

نے فراق قطع بہرِ مصلحت　　کایمن ست از ہر فراق آں منقبت

قطع تعلق کا فراق نہیں مصلحت کی وجہ سے　　کیونکہ وہ فضیلت ہر قسم کے فراق سے محفوظ ہے

بہرِ استبقاءِ آں جسمِ چوجاں　　لحظہ در ابر گردد خور نہاں

اس جان جیسے جسم کی بقا کے لئے　　سورج تھوڑی دیر کے لئے ابر میں چھپ جاتا ہے

بہرِ ۲ استبقاءِ آں رُوحی جسد　　آفتاب از برف یک دم در کشد

اس روحانی جسم کی بقا کے لئے　　سورج تھوڑی دیر کے لئے برف سے جدا ہو جاتا ہے

بہرِ جانِ خویش جُو ز ایشاں صلاح　　ہیں مدُزد از حرفِ ایشاں اصطلاح

تو ان سے اپنی جان کی صلاح تلاش کر　　خبردار! ان کے حرفوں کی اصطلاح نہ چرا

آں زلیخا از سپنداں تا بعُود　　نامِ جملہ چیز یوسف کردہ بُود

اس زلیخا نے کالے دانہ سے لے کر اگر تک　　سب چیزوں کا نام یوسف کر رکھا تھا

نامِ اُو در نامہا مکتوم کرد　　محرماں را سِرِّ آں معلوم کرد

ان کا نام ناموں میں چھپا ہوا تھا　　محرموں کو اس کا راز بتا دیا تھا

چوں ۳ بگفتے موم ز آتش نرم شُد　　ایں بُدے کاں یار با ما گرم شُد

جب وہ کہتی موم آگ سے نرم ہو گیا　　یہ مطلب ہوتا کہ وہ یار ہم پر مہربان ہو گیا

ور بگفتے مہ برآمد بنگرید　　ور بگفتے سبز شد آں شاخِ بید

اور اگر وہ کہتی دیکھو چاند نکل آیا　　اور اگر وہ کہتی اس بید کی شاخ سبز ہو گئی

ور بگفتے آبہا خوش می تنند　　ور بگفتے خوش ہمی سوزد سپند

اور اگر وہ کہتی پانی عمدہ لہریں کھا رہے ہیں　　اور اگر وہ کہتی کالا دانہ خوب جل رہا ہے

۱ جانِ سیمرغاں۔ عارفوں سے مراد ان کی روح ہے۔ جس کا مقام عرش سے بھی بالا ہے ہر خیال کے لئے آسان نہیں ہے کہ وہ اس کے مقام اور استفاضہ کو دیکھ سکے۔ ہر خیال۔ جو عارفین اس مقام اور استفاضہ کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ ہمہ وقت نہیں کرتے بلکہ چھا حوال میں مشاہدہ کرتے ہیں پھر ان کو فراق حاصل ہو جاتا ہے۔ نے فراق۔ ان کی یہ جدائی قطع تعلق کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ جسم سے تعلق کی مصلحت کی بنیاد پر ہے اس لئے کہ اس استفاضہ کے لئے جسم کا بقا بھی ضروری ہے لہٰذا وہ مشاہدہ منقطع کر دیا جاتا ہے اور تجلیات کا سورج ابر میں غائب ہو جاتا ہے۔

۲ بہر استبقا۔ چونکہ جسم کو بھی قائم رکھنا ہے لہٰذا تجلیات' اس روحی جسم سے مخفی ہو جاتی ہے تاکہ بدن کے اس برف کو سورج کی تجلیات بالکل نہ گھلا دیں۔ بہر حال۔ عارفین سے اپنی روح کی اصلاح کر ان کی اصطلاحوں کو چرا کر استعمال نہ کر۔ آں زلیخا۔ زلیخا نے راز داری کے لئے مختلف اصطلاحیں بنا رکھی تھیں۔ سپند۔ اور عود بول کر حضرت یوسف کی مراد لیتی تھی۔ سپند۔ کالا دانہ۔ نظر لگ جانے پر جس کی دھونی دی جاتی ہے۔ عود۔ اگر وہ لکڑی جو خوشبو کے لئے جلائی جاتی ہے۔ محرماں۔ جو اس کے ہمراز تھے اور ان لفظوں سے حضرت سے متعلق بات سمجھ جاتے تھے۔

۳ چوں بگفتے۔ اگر وہ یہ کہتی تھی کہ موم آگ سے نرم ہو گیا تو مطلب ہوتا کہ آج حضرت یوسف نے مجھ پر مہربانی کی۔ ور بگفتے۔ اگر وہ کہتی کہ دیکھو چاند نکل آیا تو اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ یوسف آ گئے۔ سبز شد۔ اگر وہ کہتی کہ بید کی شاخ سبز ہو گئی تو مراد ہوتی تھی کہ وصل کی امید ہری ہو گئی ہے۔ آبہا۔ اس کا مطلب ہوتا کہ امیدوں کا دریا موجزن ہے۔ سوزد۔ مطلب یہ ہوتا کہ رقیب جل رہا ہے۔

ور بگفتے برگہا[1] خوش می طپند   دست برہم رقص و مستی می کنند
اور اگر وہ کہتی پتے خوب لہلہا رہے ہیں   تالیاں بجاتے ہوئے رقص اور مستی کر رہے ہیں

ور بگفتے گل بہ بلبل راز گفت   ور بگفتے شہ سرِ شہباز گفت
اور اگر وہ کہتی پھول نے بلبل سے راز کہہ دیا   اور اگر وہ کہتی شاہ نے شہباز کا راز کہہ دیا

ور بگفتے چہ ہمایونست بخت   ور بگفتے کہ برا فشانید رخت
اگر وہ کہتی، نصیبہ کیسا مبارک ہو گیا   اگر وہ کہتی، سامان جھاڑ لو

ور بگفتے کہ سقا آورد آب   ور بگفتے کہ برآمد آفتاب
اور اگر کہتی کہ سقہ پانی لے آیا   اور اگر وہ کہتی، کہ سورج نکل آیا

ور بگفتے دوش دیگے پختہ اند   یا حوائج از پزش یک لختہ اند
اگر وہ کہتی کل رات انہوں نے دیگ پکائی ہے   یا مصالح، پکنے سے ایک جان ہو گئے ہیں

ور بگفتے ہست نانہا بے نمک   ور بگفتے عکس می گردد فلک
اور اگر وہ کہتی روٹیاں بے نمک ہیں   اور اگر وہ کہتی آسمان الٹا گھومتا ہے

ور بگفتے کہ بدرد آمد سرم[2]   ور بگفتے دردِ سر شد خوشترم
اور اگر وہ کہتی، میرے سر میں درد ہو گیا   اور اگر وہ کہتی میرے سر کا درد اچھا ہو گیا

محرماں رازاں خبر بد کہ چہ گفت   کہ مخالف با موافق گشت جفت
محرم سمجھ جاتے کہ اس نے کیا کہا   کہ مخالف موافق کا ساتھی ہو گیا

گر ستودے اعتناقِ او بدے   ور نکوہیدے فراقِ او بدے
اگر وہ تعریف کرتی تو ان کا گلے ملنا ہوتا   اور اگر وہ برائی کرتی تو ان کی جدائی ہوتی

صد[3] ہزاراں نام گر برہم زدے   قصدِ او و خواہِ او یوسف بدے
اگر وہ ہزاروں نام ملا دیتی   اس کا ارادہ اور اس کی خواہش، یوسف ہوتے

گرسنہ بودے چو گفتے نام او   می شدے او سیر و مست از جامِ او
وہ بھوکی ہوتی ان کا نام لیتی   وہ ان کے جام سے سیر اور مست ہوتی

تشنگیش از نامِ او ساکن شدے   نامِ یوسف شربتِ باطن شدے
اس کی پیاس ان کے نام سے بجھ جاتی   حضرت یوسف کا نام باطن کا شربت بن جاتا

ور بدے دردیش زاں نام بلند   دردِ او در حال گشتے سود مند
اور اگر اس کے کوئی درد ہوتا اس بلند نام سے   اس کا درد فوراً آرام بن جاتا

[1] برگہا۔ تو مطلب ہوتا کہ ہر حسین حضرت یوسف کا دلدادہ ہے۔ گل۔ تو مطلب ہوتا کہ آج تنہائی میں باتیں ہوئیں۔ شہ۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ آج حضرت یوسف نے میرے حال کا ذکر کیا۔ بخت۔ تو مطلب ہوتا کہ آج دیدار میسر آیا۔ رخت۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ میرے پاس محرم راز کے علاوہ کوئی نہ رہے۔ سقا۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ وصل کے پانی سے سیرابی کا وقت آ گیا ہے۔ آفتاب۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ وصل کی کرن نمودار ہو گئی ہے۔ دیگے۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ وصل کے اسباب مہیا ہو گئے ہیں۔ بے نمک۔ مطلب یہ ہوتا کہ وصل کے اسباب سازگار نہیں ہیں۔ عکس۔ مطلب ہوتا کہ وصل کی تدبیر کا الٹا نتیجہ نکلا۔

[2] سرم۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ فراق کے اثرات پڑ رہے ہیں۔ خوشترم۔ درد اچھا ہونے کا مطلب یہ ہوتا کہ وصل کی جھلک نظر آ گئی ہے۔ محرماں۔ جو راز داں تھے وہ مطلب سمجھ جاتے تھے اور یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا تھا کہ راز دانوں میں غیر بھی تھے۔ گر ستودے۔ اگر وہ کسی چیز کی تعریف کرتی تو اس چیز سے مراد حضرت یوسف کا وصل ہوتا اور اگر برائی کرتی تو ان کا فراق ہوتا۔

[3] صد ہزاراں۔ لاکھوں اصطلاحوں سے اس کا مقصود حضرت یوسف ہوتے۔ گرسنہ۔ اگر وہ ان کا تذکرہ کرتی تو وہ ان کیلئے غذا کا کام دیتا۔ تشنگیش۔ اس طرح حضرت یوسف کے ذکر سے وہ اپنی پیاس بجھاتی تھی اور ان کا ذکر اس کے لئے شربت بن جاتا تھا۔ ور بدے۔ اگر ان کا ذکر اس کے درد کا علاج تھا۔

وقتِ ۱ سرما بُودے اُورا پوستیں — ایں کُند در عشق نام دُوست ایں

جاڑے کے وقت وہ اس کا پوستین ہوتا — دوست کا نام عشق میں یہی کرتا ہے

عام می خوانند ہر دم نام پاک — ایں عمل نکند چو نبُود عشقناک

عوام ہر وقت پاک نام کہتے ہیں — جبکہ وہ عشق بھرا نہ ہو یہ کام نہیں کرتا

آنچہ عیسیٰ کردہ بُود از نام ہُو — می شُدے پیدا وُرا از نام اُو

حضرت عیسیٰ نے جو کچھ اللہ کے نام سے کیا — وہ خود ان کے نام سے بھی ان کے لئے ظاہر ہوتا

چونکہ باحق متصل گردید جاں — ذکرِ آں اینست ذکرِ اینست آں

جب جان اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہو گئی — اس کا ذکر یہ ہے، اس کا ذکر وہ ہے

خالی ۲ از خود بُود و پُر از عشقِ دوست — پس زکوزہ آں تراوَد کہ در وست

وہ اپنے آپ سے خالی اور دوست کے عشق سے پر تھے — تو پیالے سے وہی ٹپکے گا جو اس میں ہے

خندہ بُوئے زعفرانِ وصل داد — گریہ بُوہائے پیاز اندر بعاد

مسکراتا، وصل کے زعفران کی خوشبو دے گا — فراق میں رونا پیاز کی بوئیں

ہر یکے راہست در دل صد مُراد — ایں نباشد مذہب عشق و وداد

ہر ایک کے دل میں سینکڑوں مرادیں ہیں — عشق و محبت کا یہ مذہب نہیں ہوتا

یار ۳ آمد عشق را روز آفتاب — آفتاب آں رُوی را ہمچوں نقاب

عشق کے لئے دن میں یار، سورج ہے — سورج اس چہرے کا نقاب ہے

آنکہ نشناسد نقاب از رُوی یار — عابدالشمس ست دست از وے بدار

جو شخص نقاب کو یار کے چہرے سے ممتاز نہ کرے — وہ سورج کا پجاری اس سے دستبردار ہو جا

روز اُو و روزیِ عاشق ہم اُو — دل ہم اُو دلسوزیِ عاشق ہم اُو

روز وہی ہے اور عاشق کی روزی بھی وہی ہے — دل بھی وہی ہے اور عاشق کی دلسوزی بھی وہی ہے

ماہیاں را نقد شُد از عینِ آب — نان و آب و جامہ و دار و خواب

مچھلیوں کے لئے پانی سے حاصل ہو گئی — روٹی اور پانی اور لباس اور دوا اور نیند

۱ وقت سرما۔ جاڑوں میں ان کے ذکر سے بدن میں حرارت پیدا کرتی تھی۔ عام۔ خواص اللہ کے ذکر سے بھی فائدے اٹھاتے ہیں لیکن عوام کے ذکر میں چونکہ عشق شامل نہیں لہٰذا ذکر کی وہ تاثیرات بھی نہیں ہیں۔ آنچہ۔ خدا کا نام عشق کے ساتھ تو اثر کرتا ہی ہے لیکن فنا کے مقام پر پہنچنے کے بعد خود فانی کا نام وہی اثر کرتا ہے جو خدا کا نام اثر کرتا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ کا قُم باذنی کہنا وہی معنی اور اثر رکھتا ہے جو قُم باذن اللہ کا تھا۔ چونکہ۔ جب فانی کی جان ذات باری سے متصل ہو گئی تو اس جان کا ذکر کرنا خدا کا ذکر کرنا ہے اور خدا کا ذکر کرنا اس جان کا ذکر کرنا ہے۔

۲ خالی۔ فانی اب اپنی ذات سے خالی ہے اور اللہ کے عشق سے پر ہے تو پیالہ میں سے وہی ٹپکے گا جو پیالہ کے اندر ہے۔ خندہ۔ اب اس فانی کے طبعی انفعال بھی حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کے مظہر ہوں گے اس کا ہنسنا وصل کی وجہ سے ہوگا اور اس کا رونا فراق کی وجہ سے ہوگا۔ ہر یکے۔ عام انسانوں کے دلوں میں سینکڑوں مرادیں ہیں۔ عشق کا مذہب نہیں ہے عاشق کے دل میں صرف معشوق کے حصول کی مراد ہوتی ہے۔

۳ یار آمد۔ عاشق کیلئے تو ہر چیز میں معشوق کی جھلک نظر آتی ہے سورج میں بھی وہ معشوق کی جھلک سمجھتا ہے سورج اپنا ذاتی نور نہیں سمجھتا ہے بلکہ اس کو صرف نورِ حق کا مظہر سمجھتا ہے اور سورج کو محض اس محبوب کے چہرے کا نقاب سمجھتا ہے۔ آنکہ۔ جو سورج کا اپنا ذاتی نور سمجھے گا وہ سورج کا پجاری ہے اس سے تعلق توڑ لے۔ روز۔ عاشق کا تو سب کچھ وہی معشوق ہے۔ اس کا دن بھی وہی ہے اس کی خوراک بھی وہی ہے۔ دل بھی وہی ہے اور دلسوزی بھی وہی ہے۔ ماہیاں۔ مچھلی کو سب کچھ پانی ہی سے حاصل ہے اسی طرح خدا کے عاشق کو بھی سب کچھ محض ذات سے حاصل ہوتا ہے خواہ خوراک ہو یا پوشاک۔

ہمچو ۱ طفل ست اُوز پستاں شیر گیر — اُو نداند در دو عالم غیر شیر
وہ بچے کی طرح پستان سے دودھ حاصل کرنے والا ہے — وہ دونوں جہان میں دودھ کے سوا کچھ نہیں جانتا

طفل داند ہم نداند شیر را — راہ نُبود ایں طرف تدبیر را
بچہ دودھ کو جانتا ہے، نہیں بھی جانتا — اس طرح کی تدبیر کی راہ نہیں ہے

گیج کرد ایں گرد نامہ روح را — تا نبیند فاتح و مفتوح را
اس بھاگے ہوئے کے تعویذ نے روح کو بیوقوف بنا دیا — تاکہ وہ فاتح اور مفتوح کو نہ پائے

گیج ۲ نُبود در رَوِش بلکہ اندرُو — حاملش دریا بُود نے سیل و جُو
سلوک میں بیوقوف نہیں ہوتا بلکہ اس میں — اس کا حامل دریا ہوتا ہے، نہ کہ بہاؤ اور نہر

چوں بیاید اُو کہ یابد گم شود — ہمچو سیلے غرقہ قلزم شود
جب وہ آتا ہے تاکہ حاصل کرے گم ہو جاتا ہے — بہاؤ کی طرح سمندر میں ڈوب جاتا ہے

دانہ گم شد انگہے اُو تیں شود — تا نمُردی زر ندادم ایں بُود
دانہ گم ہوا تو وہ انجیر بنا — جب تک تو نہ مرا میں نے سونا نہ دیا یہ ہوتا ہے

بعد از مکث و متواری شدن در بلادِ چین در شہرِ تخت گاہ
ٹھہرنے اور چین کے شہروں دارالخلافہ میں چھپے رہنے اور صبر کے دراز ہو جانے

و دراز شدنِ صبر و بے صبر شدن برادرِ بزرگ ترکہ من
کے بعد اور سب سے بڑے بھائی کا بے صبر ہو جانا کہ میں

رفتم تا خود را بر شاہِ چین عرضہ کنم و نصیحت برادران
جاتا ہوں تاکہ اپنے آپ کو شاہ چین کے سامنے پیش کر دوں اور بھائیوں کی نصیحت

اُورا سُود ندا داشتن
کا اس کو فائدہ نہ دینا

اِمَّا قَدَمِیْ یُنِیْلُنِیْ مَقْصُوْدِیْ — اَوْ اُلْقِیْ رَاسِیْ کَفُؤَادِیْ ثَمَّہ
یا میرا قدم، مجھے میرا مقصود عطا کرے — یا میں اس جگہ دل کی طرح اپنا سر ڈال دوں گا

یا بپائی رسانَدم بمقصود مَرا — یا سر نہم ہمچو دل از دست آنجا
یا پاؤں مجھے مقصود تک پہنچا دے — یا دل کی طرح میں اس جگہ سر ہاتھ سے رکھ دوں گا

یَا عَاذِلَ الْعَاشِقِیْنَ دَعْ فِئَۃً — اَضَلَّھَا اللّٰہُ کَیْفَ تُرْشِدُھَا
اے عاشقوں کو ملامت کرنے والے اس جماعت کو چھوڑ — جس کو خدا نے گمراہ کیا ہے تو اس کو کیسے ہدایت دے گا؟

۱ ہمچو طفل۔ عاشق معشوق کے سوا کسی سے تعلق نہیں رکھتا جیسا کہ شیر خوار بچہ صرف دودھ کو جانتا ہے۔ ہم نداند۔ بچہ دودھ کو فی الجملہ جانتا ہے اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا یہی حال عارف کا ہے کہ وہ ذات خداوندی کا عاشق ہے لیکن اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہے۔ گیج کرد۔ عوام عارف کے اس علم سے بھی محروم ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بدنی تعلق نے ان کی روح کو محروم کر دیا ہے۔ گرد نامہ۔ وہ تعویذ جو کسی بھاگے ہوئے کے لئے کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے وطن کو واپس لوٹ آئے مراد بدنی تعلقات ہیں۔ تا۔ اب اس کی روح فاتح حق تعالیٰ اور مفتوح مخلوق میں امتیاز نہیں کرتی ہے۔

۲ گیج نبود۔ عام انسان کی یہ حالت سلوک سے پہلے ہوتی ہے جب وہ راہِ سلوک اختیار کر لیتا ہے تو اس کی یہ حالت نہیں رہتی اس کے تعلقات بدنی ختم تو نہیں ہوتے لیکن اب دریائے حقیقت اس کا حامل بن جاتا ہے۔ چوں بیاید۔ سالک جب اس حقیقت کو تلاش کرتا ہے تو خود گم ہو جاتا ہے جس طرح بہاؤ سمندر میں پہنچ کر گم ہو جاتا ہے۔ دانہ۔ بیج جب گم ہو جاتا ہے تو وہ انجیر بن کر رونما ہوتا ہے۔ صدر جہاں کے مقولہ تا نمردی کا یہی مطلب تھا۔

۳ اما۔ بڑے بھائی نے یہ کہا کہ یہ تو میرے قدم مجھے مقصود تک پہنچا دیں گے ورنہ دل کی طرح سر وہیں قربان کر دوں گا۔ یہ عربی شعر کا ترجمہ ہے۔ یا عاذل۔ ملامت کرنے کو خطاب ہے کہ تیری نصیحت بیکار ہے جبکہ عاشق کو خدا نے گمراہ کیا ہے تو اس کو راہِ راست پر کیسے لا سکتا ہے۔

آں ۱ بزرگیں گفت اے اخوانِ من — زانتظار آمد بلب ایں جانِ من

اس بڑے نے کہا اے میرے بھائیو! — انتظار سے یہ میری جان ہونٹ پر آ گئی

لا ابالی گشتہ ام صبرم نماند — مر مرا ایں صبر در آتش نشاند

میں لاپروا بن گیا ہوں، مجھ میں صبر نہیں رہا — اس صبر نے مجھے آگ میں بٹھا دیا

طاقتِ من زیں صبوری طاق شد — واقعہ من عبرت عشاق شد

اس صبر سے میری طاقت اکیلی رہ گئی — میرا واقعہ، عاشقوں کی عبرت بن گیا

من زجاں سیر آمدم اندر فراق — زندہ بودن در فراق آمد نفاق

میں فراق میں جان سے سیر ہو گیا — فراق میں زندہ رہنا نفاق ہے

چند دردِ فرقتش بکشد مرا — سر برُ تا عشق سر بخشدا مرا

اس کے فراق کا درد مجھے کتنا قتل کرے گا — سر کاٹ دے، تاکہ عشق مجھے سر بخش دے

دینِ ۲ من از عشق زندہ بودن ست — زندگی زیں جان و سر ننگ منست

میرا دین، عشق کے ذریعہ زندہ رہنا ہے — اس جان اور سر سے جینا میری توہین ہے

تیغ، جانہا را کند پاک از عیوب — زانکہ سیف افتاد محاء لذنوب

تلوار، جانوں کو عیبوں سے پاک کر دیتی ہے — کیونکہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی واقع ہوئی ہے

چوں غبارِ تن بشد ماہم بتافت — ماہِ جانِ من ہوائی صاف یافت

جب جسم کا غبار ختم ہوا میرا چاند چمکا — میری جان کے چاند نے صاف فضا پائی

عمرہا برطبلِ عشق آں صنم — انَّ فِی مَوتِی حَیاتِی میزنم

اس معشوق کے عشق کے نقارہ پر عرصہ دراز سے — بیشک میری موت میں میری زندگی ہے صدا لگا رہا ہوں

دعویِ ۳ مرغابی کردست جاں — کے زطوفانِ بلا دارد فغاں

میری جان نے مرغابی ہونے کا دعویٰ کیا ہے — وہ بلا کے طوفان سے کب فریاد کرتی ہے؟

بط را از شکستنِ کشتی چہ غم — کشتیش بر آب بس باشد قدم

بطخ کو کشتی کے ٹوٹنے کا کیا غم ہے — پانی پر اس کی کشتی پاؤں ہی ہوتا ہے

زندہ زیں دعویٰ بود جان و تنم — من ازیں دعویٰ چگونہ تن زنم

اس دعوے سے میری جان اور جسم زندہ ہے — میں اس دعوے سے کیسے چپ رہوں؟

خواب می بینم ولے در خواب نے — مدعی ہستم ولے کذاب نے

میں خواب دیکھتا ہوں لیکن خواب نہیں ہے — میں مدعی ہوں، لیکن جھوٹا نہیں ہوں

۱ آں بزرگیں۔ بڑے بھائی نے دونوں چھوٹے بھائیوں سے کہا اب میں صبر کی وجہ سے جاں بلب ہوں اب مجھے موت کی کوئی پروا نہیں موت آتشِ فراق سے بہتر ہے۔ طاقت۔ اب صبر میری طاقت سے باہر ہے۔ زندہ بودن۔ فراق کی حالت میں زندہ رہنا نفاق ہے جو مناسب نہیں ہے۔ چند۔ فراق مجھے ہر وقت قتل کرتا ہے اب میرا سر قلم کر دو تاکہ فنا کے بعد بقا حاصل ہو جائے۔

۲ دینِ من۔ میں معنوی زندگی حاصل کرنا چاہتا ہوں ظاہری زندگی میرے لئے ذلت ہے۔ تیغ۔ شہید گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ چوں غبار۔ جسمانی علائق سے جدا ہو کر روح منور ہو جاتی ہے۔ عمرہا۔ میں طویل عرصہ سے یہ صدا دے رہا ہوں "میری موت میں میری زندگی ہے۔

۳ دعویٰ۔ مرغابی پانی کے طوفان سے نہیں ڈرتی میں بھی قتل سے خائف نہیں ہوں۔ بط۔ بطخ کا پاؤں خود کشتی ہے وہ کشتی کے ٹوٹنے سے نہیں ڈرتی ہے۔ ازیں دعویٰ۔ جبکہ عشق سے میری زندگی ہے تو اس عشق کے دعوے سے میں کیسے خاموشی اختیار کروں۔ خواب۔ یہ میری استغراقی کیفیت ہے عوام اس کو نیند سمجھتے ہیں لیکن وہ نیند نہیں ہے۔

گر ۱ مرا صد بار تو گردن زنی　　ہمچو شمعم بر فروزم روشنی
اگر تو سو بار میری گردن کاٹے　　میں شمع کی طرح ہوں، میں روشنی بڑھاؤں گا

آتش ار خرمن بگیرد پیش و پس　　شبرواں را خرمنِ آں ماہ بس
اگر کھلیان کو آگے اور پیچھے سے آگ پکڑ لے　　رات کے مسافروں کے لئے اس چاند کے لئے کھلیان کافی ہے

کردہ یوسف را نہاں و مختبی　　حیلتِ اِخواں زیعقوبِ نبی
حضرت یوسف کو پوشیدہ اور مخفی کر دیا تھا　　بھائیوں کے حیلے نے حضرت یعقوب نبی سے

خُفیہ کردندش بحیلت سازئے　　کرد آخر پیرہن غمازئے
انہوں نے اس کو ایک حیلہ سازی سے پوشیدہ کر دیا تھا　　بالآخر لباس نے چغل خوری کی

آں ۲ دو گفتندش نصیحت در سمر　　کہ مکُن ز اَخطار خود را بے خبر
ان دونوں نے اس کو قصہ میں نصیحت کی　　کہ اپنے آپ کو خطروں سے بے خبر نہ بنا

ہیں منہ بر ریشہاۓ ما نمک　　ہیں مخور ایں زہر از جلدی و شک
ہاں ہمارے زخموں پر نمک نہ چھڑک　　جلدی اور شک سے یہ زہر نہ کھا

جُز بتدبیر یکے شیخِ خبیر　　چوں روی نبودت قلبِ بصیر
کسی باخبر شیخ کی تدبیر کے بغیر　　جبکہ تیرے پاس بینا دل نہیں ہے کیوں چلتا ہے؟

وائے آں مرغے کہ نا روئیدہ پر　　بر پرد بر اوج و افتد در خطر
اس پرند پر افسوس ہے جو بغیر پر نکلے　　بلندی پر پرواز کرے اور خطرے میں پڑ جائے

عقل ۳ باشد مرد را بال و پرے　　چوں ندارد عقل، عقلِ رہبرے
آدمی کے لئے عقل، بال و پر ہوتی ہے　　اگر عقل نہ رکھے تو رہبر کی عقل

یا مظفر یا مظفر جوی باش　　یا نظرور، یا نظر ور جوی باش
یا کامیاب، یا کامیاب کا جویاں بن　　یا صاحب نظر، یا صاحب نظر کا جستجو کرنے والا بن

بے ز مفتاحِ خرد ایں قرعِ باب　　از ہوا باشد نہ از روی صواب
بغیر کنجی کے اس دروازے کو کھٹکھٹانا　　خواہش نفسانی سے ہو گا، نہ کہ درست طریقہ پر

عالمے در دام می بیں از ہوا　　وز جراحتہاۓ ہمرنگ دوا
ایک جہاں کو خواہش نفسانی کی وجہ سے جال میں دیکھ لے　　اور دوا کے ہمرنگ زخموں کی وجہ سے

۱۔ گر مرا۔ عشق میں سر کا کٹنا ایسا ہی ہے جیسے شمع کا گل جھاڑ دو جس سے اس کی روشنی اور بڑھ جاتی ہے۔ آتش۔ آتش عشق اگر جسم کے خرمن کو فنا کر دے تو کوئی پروا نہیں خرمن جسم کے بغیر خرمن محبوب اس کے لئے کافی ہے۔ کردہ یوسف۔ عشق لامحالہ کامیابی کا سبب بنتا ہے، حضرت یعقوب کے عشق نے ان کو کامیاب کر دیا بھائیوں نے اگرچہ ان کا جسم ان سے مخفی کر دیا تھا لیکن حضرت یوسف کی قمیص نے غمازی کر دی اور حضرت یعقوب سمجھ گئے کہ وہ زندہ ہیں اسی طرح اگر وہ میری محبوبہ پوشیدہ ہے لیکن کامیابی ضرور ہو گی۔

۲۔ آں دو۔ دونوں بھائیوں نے بڑے بھائی سے کہا کہ اپنے آپ کو خطروں سے باخبر نہ بنا۔ ما نمک۔ ایک تو ہم بھی عشق میں مبتلا ہیں اب تیری بھائی مزید ہو گی۔ ایں زہر۔ یہ خطرناک بات ہے جلدی اور اس خیال سے کہ شاید خطرناک نہ ہو، یہ خطرہ مول نہ لے۔ جز۔ خطرناک راستہ تجربہ کار کی تدبیر سے طے کیا جا سکتا ہے۔ وائی۔ جس پرند کے پر نہ اگے ہوں اگر وہ بلند پروازی اختیار کرے گا خطرے میں پڑ جائے گا۔

۳۔ عقل باشد۔ انسان کے بال و پر انسان کی عقل ہے اگر اس کی عقل کامل نہ ہو تو کسی رہبر کی عقل کو رہنما بنا لے۔ یا مظفر۔ یا انسان خود مکمل ہو ورنہ کسی مکمل کی تلاش کرے خود صاحب نظر ہو ورنہ کسی صاحب نظر کو تلاش کرے۔ بے ز مفتاح۔ عقل و نظر کے بغیر اس راہ سلوک کا دروازہ کھٹکھٹا دینا نہ ہو گا نفسانی خواہش ہو گی۔ عالمے۔ خواہش نفس اور دوا کے ہمرنگ زخموں کی وجہ سے ایک عالم جال میں پھنسا ہوا ہے۔

مارِ استادہ است بر سینہ چو مرگ | در دہاں بگرفتہ بہرِ صید برگ
سانپ، موت کی طرح سینہ پر کھڑا ہے | شکار کے لئے منہ میں پتا لئے ہوئے

در حشایش چوں حشیشے او بپاست | مرغ پندارد کہ او شاخِ گیاست
وہ گھاسوں میں گھاس کی طرح کھڑا ہے | پرند سمجھتا ہے کہ وہ گھاس کی شاخ ہے

چوں نشیند بہرِ خور بر روی برگ | در فتد اندر دہانِ مار مرگ
جب وہ کھانے کے لئے پتے پر بیٹھتا ہے | موت کے سانپ کے منہ میں گر جاتا ہے

کردہ تمساحے دہانِ خویش باز | گرد دندانہاش کرمان دراز
مگرمچھ نے اپنا منہ کھولا ہے | اس کے دانتوں کے چاروں طرف سے لمبے کیڑے ہیں

از بقیہ خور کہ در دندانش ماند | کرمہا روئید و بر دنداں نشاند
بقیہ خوراک کی وجہ سے جو اس کے دانتوں میں رہ گئی ہے | کیڑے پیدا ہو گئے اور اس نے دانتوں پر بٹھا لئے

مرغکاں بینند کرم و قوت را | مرج پندارند آں تابوت را
پرند کیڑوں اور روزی کو دیکھتے ہیں | اس تابوت کو چراگاہ سمجھتے ہیں

چوں [2] دہاں پر شد ز مرغ او ناگہاں | در کشد شان و فرو بندد دہاں
جب پرندوں سے منہ بھر گیا اس نے اچانک | ان کو اندر کھینچ لیا اور منہ بند کر لیا

ایں جہانِ پر ز نقل و پر زناں | چوں دہانِ بازِ آں تمساح داں
یہ دنیا جو چبینے اور روٹی سے پر ہے | اس مگرمچھ کے کھلے ہوئے منہ کی طرح سمجھ

بہرِ کرم و طعمہ اے روزی تراش | از فنِ تمساحِ دہر ایمن مباش
اے روزی تراشنے والے! کیڑوں اور لقمہ کے لئے | زمانے کے مگرمچھ کے مکر سے مطمئن نہ ہو

روبہ افتد پہن اندر زیرِ خاک | بر سرِ خاکش حبوب مکرناک
لومڑی مٹی کے نیچے پھیل کر پڑ جاتی ہے | اس کی مٹی پر مکر بھرے دانے ہوتے ہیں

تا [3] بیاید زاغِ غافل سوی آں | پای او گیرد بمکر آں مکرداں
تاکہ غافل کوا اس کی جانب آئے | وہ مکار، مکر سے اس کا پاؤں پکڑ لے

صد ہزاراں مکر در حیواں چو ہست | چوں بود مکرِ بشر کو مہتر است
جب حیوان میں لاکھوں مکر ہیں | انسان کا مکر کیسا ہو گا جبکہ وہ سردار ہے

مصحفے بر کف چو زین العابدیں | خنجرے پر زہر اندر آستیں
زین العابدین کی طرح ہاتھ میں قرآن ہے | آستین میں زہر میں بجھا ہوا خنجر ہے

[1] مار۔ نفس کی مکاریوں کی ایک مثال تو یہ ہے کہ وہ وہ سانپ ہے جو سینہ پر موت کی طرح منہ میں کوئی پتہ دبائے کھڑا ہو۔ در حشایش۔ وہ سانپ گھاس میں گھاس کی شاخ کی طرح کھڑا ہے پرندہ یہ سمجھ کر کہ وہ بھی کوئی شاخ ہے پتے پر کھانے کے لئے آ بیٹھتا ہے اور موت کے منہ میں آ گرتا ہے۔ کردہ تمساحے۔ یا یہ مثال سمجھو کہ ایک مگرمچھ منہ کھولے ہوئے ہو اور اس کے دانتوں پر لمبے لمبے کیڑے ہوں وہ کیڑے اس گوشت سے پیدا ہو گئے ہیں جو اس نے کسی چیز کا پہلے کھایا تھا پرندان کیڑوں کو اپنی خوراک سمجھ کر ان پر آ گرتے ہیں اور مگرمچھ اپنا منہ بند کر لیتا ہے۔

[2] چوں دہاں۔ اس مگرمچھ کا منہ جب پرندوں سے بھر جاتا ہے تو وہ فوراً اپنا منہ بند کر لیتا ہے۔ ایں جہاں۔ اس نقل اور نان سے بھری دنیا کو اسی طرح کا مگرمچھ سمجھ۔ روبہ۔ لومڑی بھی مٹی میں اپنے آپ کو چھپا کر شکار کھیلتی ہے۔

[3] تا بیاید۔ لومڑی اپنے آپ کو مٹی میں چھپا لیتی ہے تاکہ کوئی کوا دھوکے سے وہاں آ جائے اور وہ مکار اس کا پاؤں پکڑ لے۔ صد ہزاراں۔ جب حیوان میں اس طرح کے لاکھوں مکر ہیں تو انسان کے مکروں کا خود اندازہ لگا لو۔ مصحفے۔ انسان کا مکر یہ ہوتا ہے کہ ہاتھ میں قرآن اور آستین میں زہر میں بجھا ہوا خنجر ہوتا ہے۔ زین العابدین۔ یعنی ایسے نیک آدمی کی طرح ہاتھ میں قرآن لئے ہوئے ہے جو تمام عبادت گزاروں کے لئے باعث زینت ہے۔

گویدت اِخنداں کہ اے مولایِ مَن — در دلِ اُو بابلے پُر سحر و فن
تجھ سے ہنستا ہوا کہتا ہے کہ اے میرے آقا — اور اس کے دل میں جادو اور فن سے بھرا ہوا ایک بابل ہے

زہرِ قاتل، صورتش شہد ست و شیر — ہیں مرو بے صحبتِ پیرِ خبیر
وہ قاتل زہر ہے، اس کی صورت شہد اور دودھ ہے — خبردار! باخبر پیر کی صحبت کے بغیر نہ چل

جملہ لذاتِ ہوا مکر ست و زرق — سوز و تاریکی ست گردِ نورِ برق
خواہش نفسانی کی تمام لذتیں، مکر اور دھوکا ہیں — برق کی روشنی کے چاروں طرف جلن اور تاریکی ہے

برقِ نورِ کوتہ و کذب و مجاز — گردِ اُو ظلمات و راہِ تو دراز
ناقص نور اور جھوٹ اور مجاز کی چمک ہے — اس کے چاروں طرف اندھیریاں ہیں اور تیرا راستہ لمبا ہے

نے بنورش نامہ تانی خواندن — نے بمنزل اسپ تانی راندن
تو اس کی روشنی میں نہ خط پڑھ سکتا ہے — نہ منزل تک گھوڑا چلا سکتا ہے

لیک[۲] جرم آنکہ باشی رہنِ برق — از تو رُو اندر کشد انوارِ شرق
لیکن اس جرم میں کہ تو چمک کا مرہون و منت ہے — مشرق کے نور تجھ سے روگردانی کرتے ہیں

خشم گیرد بردلت آں آفتاب — چوں توجوئی از عطارد نور و تاب
وہ سورج تیرے دل پر غصہ کرتا ہے — جب تو عطارد سے روشنی اور چمک ڈھونڈتا ہے

می کشاند مکر برقت بے دلیل — در مفازہ مظلمے شب میل میل
تجھے برق کا مکر بغیر رہنما کے لئے جا رہا ہے — تاریک میدان میں رات کو ایک ایک میل کر کے

گاہ بر کہ گاہ بر جُو اوفتی — گہ بدیں سُو گہ بداں سُو اوفتی
تو کبھی پہاڑ پر کبھی نہر پر گرتا ہے — کبھی ادھر کبھی ادھر گرتا ہے

خود[۳] نہ بینی تو دلیل اے راہ جُو — ور نہ بینی رُو بگردانی ازو
اے راستہ کے جویاں! تو خود رہنما کو نہیں دیکھتا — اور اگر دیکھتا ہے تو اس سے منہ پھیر لیتا ہے

کہ سفر کردم دریں رہ شصت میل — مر مرا گمراہ گوید آں دلیل
کہ میں نے اس راستہ پر ساٹھ میل سفر کر لیا — وہ رہنما مجھے گمراہ کہتا ہے

گر نہم من گوش سوی آں شگفت — امر اُورا ہم زسر باید گرفت
اگر میں اس عجیب بات پر کان دھروں — اس کے معاملہ کو بھی از سر نو شروع کرنا چاہئے

❀❀❀❀❀

[۱] گویدت۔ زبانی تو مجھے اپنا مولیٰ اور آقا کہہ رہا ہے لیکن دل میں تیری عداوت بھری ہوئی ہے۔ بابل۔ بابل کا جادو مشہور ہے۔ زہر قاتل۔ حقیقتاً قاتل زہر ہے بظاہر شہد اور دودھ نظر آتا ہے۔ ہیں۔ جب نفس کی یہ دھوکے بازی ہے تو سلوک بغیر پیر کے اختیار نہ کر۔ جملہ لذات۔ نفس کی ساری لذتیں مکر اور دھوکا ہیں اور اس کی مثال بجلی کی کوند ہے اس میں چمک ہوتی ہے اور اس کے ادھر ادھر سوزش اور اندھیرا ہوتا ہے۔ برق۔ بجلی میں مختصر سی روشنی ہوتی ہے وہ بھی غلط اور مجازی اور اس کے چاروں طرف اندھیرا ہوتا ہے جس کی وجہ سے تیرا راستہ دراز ہو جاتا ہے۔ نے۔ بجلی کی اس کوند میں نہ تو خط پڑھ سکتا ہے نہ گھوڑے کو منزل تک لے جا سکتا ہے۔

[۲] لیک۔ چونکہ تو نفس کے دھوکے میں مبتلا ہے اور ناپائیدار برق سے روشنی حاصل کرنا چاہتا ہے اس جرم میں تجھ سے کاملین اعراض کرنے لگتے ہیں۔ آفتاب۔ یعنی کاملین۔ عطارد۔ یعنی بجلی کی چمک۔ می کشاند۔ وہ بجلی کی چمک تجھے تاریک جنگل میں پہنچا رہی ہے۔ گاہ۔ تیری رفتار کی یہ ہوتی ہے کبھی پہاڑ پر چڑھتا ہے کبھی نہر میں اور ادھر ادھر کرتا ہے۔

[۳] خود۔ تو خود رہبر کامل کو نہیں دیکھتا ہے اور اگر وہ کامل از راہ کرم تجھ پر نظر کر کے تجھے نصیحت کرتا ہے تو اس سے روگردانی کرتا ہے۔ کہ۔ اور کہتا ہے کہ میں نے کافی سفر کر لیا لیکن یہ کامل مجھے راہ سے بھٹکا ہوا کہتا ہے۔ گرنہم۔ اگر میں اس کی بات پر عمل کروں تو پھر از سر نو سفر شروع کرنا ہوگا۔

مَن ۱؎ دریں رَہ عمر خود کردم گرو
میں نے اس راستہ میں اپنی عمر گروی کر دی

ہرچہ بادا بادائے خواجہ بُرو
اے صاحب! جا جو بھی ہو سو ہو

راہ گردی لیک در ظنّ چو برق
تو نے راستہ پر گردش کی لیکن برق جیسے گمان میں

عُشرِ آں رَہ کُن پے وحی چو شرق
اس کا دسواں حصہ سورج جیسی وحی کے تابع ہو کر طے کر لے

ظنّ لا یُغنِی مِنَ الْحَق خواندہٗ
تو نے گمان حق کے مقابلہ میں کام نہیں آتا پڑھا ہے

وز چناں برقے ز شرقے ماندہٗ
تو ایسی ہی بجلی کی وجہ سے سورج سے رہ گیا ہے

ہے در آ، در کشتیِ ما اے نژند
خبردار! اے سرگشتہ! ہماری کشتی میں آ جا

یا تو آں کشتی برآں کشتی بہ نبد
یا تو اس کشتی کو اس کشتی سے باندھ لے

گوید ۲؎ اُو چوں ترکِ گیرم گیر و دار
وہ کہتا ہے میں دھوم دھام کے جھگڑے دوں

چوں رَوم مَن در طفیلت کور وار
میں تیرے طفیل میں اندھوں کی طرح کیسے چلوں؟

کور با رہبر بہ از تنہا یقیں
اندھا، رہبر کے ساتھ یقیناً تنہا سے اچھا ہے

زاں یکے ننگ ست صد ننگ ست زیں
کیونکہ اس سے ایک ذلت ہے اور اس سے سو ذلتیں ہیں

می گریزی از پشہ دَر اژدہا
تو مچھر سے اژدہوں کی طرف بھاگتا ہے

می گریزی از نمی در بحرہا
تو نمی سے دریاؤں میں بھاگتا ہے

می گریزی از جفاہائے پدر
تو باپ کی سختیوں سے بھاگتا ہے

درمیانِ لوطیانِ شور و شر
شور و شر والے اغلام بازوں کے درمیان

می ۳؎ گریزی ہمچو یوسف زاں دہے
تو حضرت یوسف کی طرح اس گاؤں سے بھاگتا ہے

تا ز نَرتَع نَلعَبْ اُفتی در چہے
حتیٰ کہ ہم چریں اور کھیلیں کی وجہ سے کنویں میں اترتا ہے

دَر چہ اُفتی زیں تفرّج ہمچو او
تو اس تفریح کی وجہ سے ان کی طرح کنویں میں گر پڑے

مر تُرا لیک آں عنایت یار کو
لیکن تیرے لئے دوست کی وہ مہربانی کہاں ہے؟

گر نبودے آں بفرمانِ پدر
اگر وہ باپ کی اجازت سے نہ تھا

بر نیا وردے زچہ تا حشر سر
تو قیامت تک کنویں سے سر نہ نکالتے

آں پدر بہرِ دلِ اُو اذن داد
ان باپ نے ان کے دل کی خاطر اجازت دیدی

گفت چوں اینست میلت خیر باد
فرما دیا جب تیری یہ خواہش ہے، خدا بہتر کرے

ہے گو نبودے۔ اور پھر فرق یہ ہے کہ ان کی مربی سے دوری خود مربی کی اجازت سے تھی ورنہ ان کی بھی دستگیری نہ ہوتی۔ آں پدر۔ حضرت یوسف کی یہ مصیبت حضرت یعقوب کی رائے کی بدولت نہیں آئی بلکہ خود حضرت یوسف کی تھی انہوں نے ان کا دل رکھنے کے لئے اجازت دی تھی۔

۱؎ من اس کامل سے کہتا ہے کہ میں نے کافی عمر خرچ کر دی جو کچھ ہوتا ہے وہ ہو جائے گا آپ مجھ سے پوچھتے نہیں۔ رہ گردی۔ کامل اس سے کہتا ہے کہ یہ تیرا محض خیال ہے کہ تو نے راستہ طے کر لیا ہے تو وحی کی روشنی میں تھوڑا سا سفر کر لے منزل تک پہنچ جائے گا۔ ظن۔ تو نے محض اپنے گمان سے راستہ طے کیا ہے اور حق کے معاملہ میں گمان کچھ مفید نہیں ہوتا ہے اور اسی گمان کی وجہ سے تو سورج سے محروم ہے۔ ہے اب بھی وقت ہے کہ تو ہماری بات پر عمل کر لے یا اپنی بات میں ہم سے مشورہ کر لیا کر۔

۲؎ گوید۔ وہ اس کامل سے کہتا ہے کہ اب میں خود مستقل پیر ہوں میں اندھا دھند کسی کا طفیلی بننا نہیں چاہتا۔ کور۔ مولانا فرماتے ہیں اندھا بن کر کسی کے ساتھ سفر کرنا۔ تنہا سفر کرنے سے بہرحال بہتر ہے رہبر کے ساتھ اندھا دھند چلنے میں تو صرف اتباع کی ذلت ہے اور تنہا چلنے میں دنیا و آخرت کی سیکڑوں ذلتیں ہیں۔ می گریزی۔ اس ایک ذلت سے بچ کر تنہا چلنا ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی مچھر سے ڈر کر اژدہے کے منہ میں یا نمی سے بھاگ کر دریا میں پناہ لے۔ می گریزی۔ کامل مربی سے بھاگنے والے کی مثال اس لڑکے کی سی ہے جو باپ کی تنبیہ سے بھاگ کر اوباشوں میں جا پھنسے۔

۳؎ می گریزی۔ حضرت یوسف حضرت یعقوب سے کھیل کود کے شوق میں دور ہوئے اور نتیجہ میں کنویں میں گرے۔ در چہ۔ تو بھی کنویں میں گرے گا لیکن فرق یہ ہے کہ ان کی تو خدا کی مہربانی نے دستگیری کر لی تیرے لئے وہ عنایت کہاں

ہر ۱ ضریرے کز مسیحے سر کشد — اُو جہودانہ بمانَد از رَشَد
جو اندھا کسی مسیح سے سرکشی کرے — وہ یہود کی طرح ہدایت سے دور رہ جائے گا

قابلِ ضوبُود اگرچہ کور بُود — شد ازیں اعراض اُو کور و کبُود
اگرچہ وہ اندھا تھا لیکن روشنی کو قبول کرنے والا تھا — وہ اس اعراض سے اندھا اور کالا ہو گیا

گویدش عیسیٰ بزن در مَن دو دست — اے عمیٰ کحلِ ضریری با مَن ست
اس سے عیسیٰ کہتے ہیں مجھے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لے — اے اندھے! اندھے پن کا سرمہ میرے پاس ہے

از مَن ار کوری بیابی روشنی — بر قمیصِ یوسفِ جاں برزنی
اگر تو اندھا ہے مجھ سے روشنی پا لے گا — جان کے یوسف کی قمیص سے جا ملے گا

کاروبارے کت رسد بعد شکست ۲ — اندراں اقبال و منہاجِ راہ است
وہ کاروبار جو تجھے شکست کے بعد ملے — اس میں نصیبہ وری اور سیدھا راستہ ہے

کاروبارے کاں ندارد پا و دست — ترک گیر اے بُوالفضولِ گیج مست
وہ کاروبار جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں — چھوڑ دے، اے بیکار، احمق مست!

کاروبارے کہ ندارد پا و سر — ترک کُن ہے پیر خرائے پیرہ خر
وہ کاروبار جس کا سر اور پیر نہ ہو — چھوڑ دے خبردار، اے بوڑھے گدھے! پیر بنالے

غیر پیر اُستاد و سر لشکر مباد — پیرِ گردوں نے ولے پیرِ رَشاد
خدا کرے پیر کے علاوہ استاد اور سپہ سالار نہ ہو — زمانہ کا بوڑھا نہیں، لیکن ہدایت کا پیر

در زماں چوں پیر راشد زیر دست — روشنائی دیدآں ظلمت پرست
فوراً ہی جب راہنما پیر کے ماتحت ہوا — اس تاریکی کے پجاری نے روشنی دیکھ لی

شرط ۳ تسلیم ست نے کارِ دراز — سُود نبُود در ضلالت ترک تاز
شرط سپرد کر دینا ہے، نہ کہ لمبا کام — گمراہی میں بھاگ دوڑ مفید نہیں ہے

مَن نجویم زیں سپس راہِ اثیر — پیر جُویم پیر جُویم پیر پیر
اس کے بعد میں آسمان کا راستہ تلاش نہ کروں گا — پیر کو تلاش کروں گا، پیر کو تلاش کروں گا، پیر کو پیر کو

پیر باشد نردبانِ آسماں — تیر پرّاں از کہ گردد؟ از کماں
آسمان کی سیڑھی پیر ہے — تیر کس سے چلتا ہے؟ کمان سے

۱ ہر ضریرے۔ جو ناقص، مربی سے سرکشی کرے گا اس کا حال یہود کا سا ہوگا جنہوں نے حضرت مسیح سے سرکشی کی۔ قابل۔ اس ناقص میں صلاحیت تھی مربی سے اعراض کرنے کی وجہ سے وہ بھی اس نے برباد کر دی۔ گویدش۔ مربی اس ناقص سے کہتا ہے کہ میرا اتباع کرے اس اندھے پن کا سرمہ میرے پاس ہے۔ از من۔ اگر تو اندھا ہے تو تجھے مجھ سے بینائی حاصل ہو جائے گی اور تو یوسف کی قمیص حاصل کرے گا جس سے حضرت یعقوب کی بینائی لوٹ آئی تھی۔

۲ شکست۔ یعنی شیخ کی تابعداری۔ ندارد۔ یعنی تیرا بے ڈھنگا عمل۔ کاروبارے۔ اپنے اس بے ڈھنگے سلوک کو چھوڑ دے۔ غیر پیر۔ خدا کرے پیر کا اتباع نصیب ہو اور پیر سے مراد کا بوڑھا نہیں ہے بلکہ راہِ سلوک کا پیر مراد ہے۔ درزماں۔ جب وہ اتباع کرے گا فوراً اس کو روشنی نظر آ جائے گی۔

۳ شرط تسلیم۔ سلوک میں منزل تک پہنچنے کی شرط اپنے آپ کو پیر کے سپرد کر دینا ہے یہ دوڑ بھاگ بغیر پیر کئے یہ دوڑ بھاگ منزل سے دور کر دے گی۔ من نجویم۔ مولانا فرماتے ہیں جب پیر کی ضرورت ثابت ہو گئی تو خود آسمان پر اڑنے کی کوشش نہ کرو پیر کو تلاش کرے۔ پیر باشد۔ عروج کا ذریعہ پیر ہے۔ جس طرح تیر بغیر کمان کے پرواز نہیں کرتا مرید بھی بغیر شیخ کے پرواز نہیں کرتا ہے۔

بے ا زابراہیمؑ نمرودِ گراں — کرد با کرگس سفر بر آسماں
حضرت ابراہیم کے بغیر مست نمرود نے — گدھ کے ذریعہ سے آسمان کا سفر کیا

از ہوا شد سُوی بالا او بسے — لیک بر گردوں نپرّد کرگسے
وہ ہوا سے بہت اونچا ہوا — لیکن گدھ آسمان پر نہیں اڑتا

گفتش ابراہیم اے مردِ سفر — کرگسےَ من باشم اینت خوبتر
حضرت ابراہیم نے اس سے کہا اے سفر کے مرد! — میں تیرا گدھ بن جاؤں یہ تیرے لئے بہتر ہے

چوں زمن سازی ببالا نردباں — بے پریدن بر رَوی بر آسماں
جب تو اوپر کے لئے میری سیڑھی بنائے گا — تو بغیر اڑے آسمان پر چلا جائے گا

آنچنانکہ ۲ میرود تا غرب و شرق — بے ز زاد و راحلہ دل ہمچو برق
جیسے کہ مغرب سے مشرق تک چلا جاتا ہے — دل برق کی طرح توشہ اور سواری کے بغیر

آنچنانکہ میرود شب ز اغتراب — حسِ مردم شہرہا در وقتِ خواب
جس طرح رات کو مسافرت کی وجہ سے چلے جاتے ہیں — نیند کے وقت انسانوں کے حواس شہر در شہر

آنچنانکہ عارف از راہِ نہاں — خوش نشستہ میرود در صد جہاں
جس طرح عارف مخفی راستہ سے — سو جہانوں میں اچھا بیٹھا ہوا چلا جاتا ہے

گرنداستش چنیں رفتار دست — ایں خبرہازاں ولایت از کیست
اگر اس طرح کی رفتار اس کے ہاتھ نہیں آئی — اس ملک کی یہ خبریں کس کی جانب سے ہیں؟

ایں ۳ خبرہا ویں روایاتِ محق — صد ہزاراں پیر بروے متفق
یہ خبریں اور یہ سچی روایتیں — لاکھوں پیر ان پر متفق ہیں

یک خلافے نے میان ایں عیوں — آنچنانکہ ہست در علمِ ظنوں
ان دیکھوں میں کچھ اختلاف نہیں — جیسا کہ ظنی علوم میں ہوتا ہے

آں تحری آمد اندر لیلِ تار — ویں حضور کعبہ و وسطِ نہار
اٹکل تاریک رات میں ہے — اور یہ کعبہ کی موجودگی اور دوپہر ہے

خیز اے نمرود پر جوی از کساں — نردبانے نایدت از کرگساں
اے نمرود! اٹھ مردوں سے پر مانگ — گدھوں سے تجھے سیڑھی نہ ملے گی

عقلِ جزوی کرگس آمد اے مقل — پرّ او با جیفہ خواری متصل
اے نادار! جزوی عقل گدھ ہے — اس کے پر مردار کھانے سے وابستہ ہیں

۱ بے زابراہیم۔ نمرود نے حضرت ابراہیم کو عروج و پرواز کا ذریعہ بنایا اپنی خواہش نفس کو بنایا مردود ہو گیا۔ کرگس۔ گدھا یعنی خواہش نفس شیطان۔ چوں۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر تو میرا اتباع کرے گا تو تجھے عروج حاصل ہو جائے گا۔ بر آسمان۔ یعنی تجھے تعلق مع اللہ حاصل ہو جائے گا۔

۲ آنچنانکہ۔ دل مشرق و مغرب کی سیر بغیر توشہ اور سواری کے کر لیتا ہے یہی حال عارف کا ہے کہ اس کو بغیر اسباب ظاہری کے ملکوت کی سیر حاصل ہو جاتی ہے۔ حس مردم۔ حواس باطنی بھی خواب میں شہر در شہر بغیر اسباب ظاہری کے سیر کرتے ہیں۔ عارف اپنے مراقبہ میں عوالم کی سیر کرتا ہے کہ اگر ان کی سیر نہیں ہے تو پھر انہوں نے ان عوالم کی خبر کیسے دے دی۔

۳ ایں خبرہا۔ یہ خبریں تواتر کا درجہ رکھتی ہیں جن سے یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ علم ظنون۔ علوم عقلیہ میں عقلا مختلف ہیں لیکن اولیاء اور انبیاء عوالم کی خبروں میں متفق ہیں۔ آں تحری۔ یہ خبریں اٹکل سے نہیں دی گئی ہیں بلکہ مشاہدہ کے بعد دی ہیں۔ خیز۔ تنہا انسان کو مردان خدا سے جڑنا چاہیے بلکہ شیوخ سے ارادت رکھنی چاہیے۔ عقل جزوی۔ عقل ناقص گدھ ہے اس کی پرواز مردار کی جانب ہے۔

عقلِ ۱ ابدالاں چو پرِ جبرئیل ‏ ‏ ‏ ‏ می پرد تا ظلِ سدرہ میل میل

ابدال کی عقل حضرت جبرائیل کے پر کی طرح ہے ‏ ‏ جو سدرۃ المنتہٰی کے سایہ تک میل میل اڑتی ہے

بازِ سلطانم گشم نیکو پیم ‏ ‏ ‏ ‏ فارغ از مُردارم و کرگس نیم

میں شاہی باز ہوں اچھا ہوں نیک قدم ہوں ‏ ‏ میں مردار سے بے نیاز ہوں اور میں گدھ نہیں ہوں

ترک کرگس کن کہ من باشم کست ‏ ‏ ‏ ‏ یک پرِ من بہتر از صد کرگس ست

گدھ کو چھوڑ، تاکہ میں تیرا دوست ہوں ‏ ‏ میرا ایک پر سیکڑوں گدھوں سے بہتر ہے

چند بر عمیادوانی اسپ را ‏ ‏ ‏ ‏ باید اُستا پیشہ را و کسب را

تو گھوڑے کو اندھا دھند کب تک دوڑائے گا؟! ‏ ‏ پیشہ اور ہنر کے لئے استاد چاہیے

خویش ۲ را رسوا مکن در شہرِ چین ‏ ‏ ‏ ‏ عاقلے جُو خویش از وے در مچین

چین کے شہر میں اپنے آپ کو رسوا نہ کر ‏ ‏ کوئی عقلمند تلاش کر، اپنے آپ کو اس سے بچا

آنچہ گویداں فلاطونِ زماں ‏ ‏ ‏ ‏ ہیں ہوا بگذار رو و بروفق آں

وہ افلاطون دوراں جو کہتا ہے ‏ ‏ خبردار ہوا (نفسانی) کو چھوڑ اس کے مطابق چل

جُملہ می گویند اندر چیں بجد ‏ ‏ ‏ ‏ بہرِ شاہ خویشتن کہ لم یلد

چین میں سب اصرار سے کہتے ہیں ‏ ‏ اپنے بادشاہ کے بارے میں کہ اس کے اولاد نہیں ہوئی

شاہِ ماخود ہیچ فرزندے نزاد ‏ ‏ ‏ ‏ بلکہ سُوئے خویش زن را رہ نداد

خود ہمارے بادشاہ کے کوئی فرزند نہیں ہوا ‏ ‏ بلکہ اس نے اپنی جانب کسی عورت کو راہ نہ دی

ہر کہ از شاہاں ازیں نوعش بگفت ‏ ‏ ‏ ‏ گردنش با تیغِ بُرّاں گشت جُفت

بادشاہوں میں سے جس نے اس طرح کی بات کہی ‏ ‏ اس کی گردن تیز تلوار سے وابستہ ہو گئی

شاہ ۳ گوید چونکہ گفتی ایں مقال ‏ ‏ ‏ ‏ زود ثابت کن کہ من دارم عیال

بادشاہ کہہ دیتا ہے کہ جب تو نے یہ بات کہی ‏ ‏ جلد ثابت کر کہ میں اولاد رکھتا ہوں

مر مرا دختر اگر ثابت کنی ‏ ‏ ‏ ‏ یافتی از تیغِ تیزم ایمنی

اگر تو میرے لئے لڑکی ثابت کر دے ‏ ‏ تب تو نے میری تیز تلوار سے امن پایا

ورنہ بیشک مَن بُبرّم حلقِ تو ‏ ‏ ‏ ‏ بر کشم از صوفیِ جاں دلقِ تو

ورنہ میں بلاشک تیری گردن کاٹ دوں گا ‏ ‏ تیری صوفی روح سے گدڑی اتار دوں گا

سر نخواہی بُرد ہیچ از تیغ تُو ‏ ‏ ‏ ‏ اے بگفتہ لاغ کذب آمیز تو

تو کبھی تلوار سے سر سے بچا کر نہ لے جا سکے گا ‏ ‏ اے وہ شخص جس نے جھوٹی بکواس کی

---

۱ عقل ابدالاں۔ عارفین کی عقل کامل ہے اور اس کی پرواز حضرت جبرئیل کی طرح سدرۃ المنتہٰی تک ہے۔ باز سلطانم۔ حضرت ابراہیم نے نمرود سے فرمایا میرا اتباع کرو، تیرے لئے نفس کے اتباع سے بہتر ہے۔ چند۔ اندھا دھند گھوڑا دوڑانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

۲ خویش را۔ چھوٹے بھائیوں نے بڑے بھائی سے کہا۔ مچیں۔ کسی عقلمند سے مشورہ ... آنچہ۔ وہ عقلمند جو کہے اس پر عمل کر۔ جملہ۔ سب چینی یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بادشاہ کے کوئی اولاد ہی نہیں ہے۔ بلکہ۔ بچہ پیدا ہوتا تو در کنار اس نے کسی عورت سے صحبت ہی نہیں کی۔ ہر کہ۔ اگر کسی بادشاہ نے اس کے یہاں شادی کا پیغام دیا ہے تو اس کی گردن کٹی ہے۔

۳ شاہ گوید۔ اس پیغام دینے والے سے شاہ کا مطالبہ ہوتا ہے کہ پہلے یہ ثابت کر کہ میرے اولاد ہے۔ مر مرا۔ اگر تو یہ ثابت کر دے گا کہ میرے کوئی لڑکی ہے تو میری تلوار سے بچ سکے گا۔ بر کشم۔ جان صوفی اور جسم اس کی گدڑی ہے۔ سر۔ بادشاہ کہہ دیتا ہے کہ اب جبکہ تو نے یہ جھوٹ بولا ہے جب تک تو اس کا ثبوت نہ دے گا تیری جان نہ بچے گی۔

بنگر ۱ اے از جہل گفتہ نا حقے — پُرز سَرہای بُریدہ خندقے
اے وہ جس نے نادانی سے ناحق بات کہی دیکھ لے — کٹے ہوئے سروں سے بھری ہوئی خندق

خندقے از قعرِ خندق تا گلو — پُرز سَرہائے بُریدہ زیں غلو
ایک خندق تلی سے کنارے تک — اس مبالغہ کی وجہ سے کٹے ہوئے سروں سے پُر ہے

جُملہ اندر کارِ ایں دعویٰ شدند — گردنِ خودرا بدیں دعویٰ زدند
جو لوگ اس دعوے میں لگے — انہوں نے اس دعوے سے اپنی گردن کاٹ دی

ہاں ببیں ایں را بچشمِ اعتبار — آنچنیں دعویٰ میندیش و میار
خبردار! اس کو عبرت کی نگاہ سے دیکھ لے — ایسا دعویٰ نہ سوچ اور نہ کر

تلخ ۲ خواہی کرد برما عُمر ما — کہ بریں میدارد اے داور تُرا
تو ہم پر ہماری زندگی تلخ کر دے گا — اے بھائی! تجھے اس پر کون آمادہ کر رہا ہے؟

گر رود صد سال آنکہ آگاہ نیست — بر عمیٰ آں از حسابِ راہ نیست
جو واقف نہیں ہے اگر وہ سو سال چلے — اندھا دھند وہ راستہ کے حساب میں نہیں ہے

بے سلاحے در مرو در معرکہ — ہمچو بیباکاں مَرو در تہلکہ
میدان جنگ میں بغیر ہتھیار کے نہ جا — لاپرواؤں کی طرح ہلاکت میں نہ پڑ

ایں ہمہ گفتند و گفت آں ناصبور — کہ مرا زیں گفتہا آید نفور
انہوں نے یہ سب کچھ کہا اس بے صبرے نے کہا — کہ مجھے ان باتوں سے نفرت آتی ہے

سینہ ۳ پُر آتش مرا چوں منقل ست — کشت کامل گشت وقت منجل ست
میرا سینہ انگیٹھی کی طرح آگ سے بھرا ہے — کھیتی پک گئی، درانتی کا وقت ہے

صدر را صبرے بُد اکنوں آں نماند — بر مقامِ صبر عشق آتش نشاند
سینہ میں صبر تھا، وہ اب نہیں رہا — عشق نے صبر کی جگہ آگ بجھا دی

صبرِ من مُرد آں شبے کہ عشق زاد — در گذشت و حاضراں را عُمر باد
جس رات کو عشق پیدا ہوا میرا صبر مر گیا — وہ مر گیا اور حاضرین کی عمر ہو

اے محدّث از خطاب و از خطوب — زاں گذشتم آہنِ سردے ملکوب
اے خطاب اور مصائب کی باتیں کرنے والے — میں اس سے آگے بڑھ گیا ٹھنڈا لوہا نہ کوٹ

سرنگونم ہے رہا کن پائے من — فہم کو در جملہ اجزائے من
میں اوندھا ہوں، خبردار! میرا پاؤں چھوڑ — میرے تمام اجزاء میں سمجھ کہاں ہے؟

۱ بنگر۔ اور کہہ دیتا ہے کہ اس خندق کو جا کر دیکھ لے جس میں اس طرح کی بات کہنے والوں کے سر کٹے ہوئے پڑے ہیں۔ غلو۔ یعنی یہ کہنا کہ بادشاہ سے لڑنی ہے۔ جملہ۔ بھائیوں نے کہا ان سب نے یہی بات کہی تھی لو اس طور پر اپنے قتل کا سبب بنے ہیں۔ ہاں۔ خبردار تو ایسی بات نہ کہنا اور ان کٹے ہوئے سروں سے عبرت حاصل کر لے۔

۲ تلخ۔ تو ان باتوں سے اپنا سر کٹا کر ہماری زندگی مزید تلخ کر دے گا۔ داور۔ برادر۔ گر رود۔ اگر راستہ سے ناواقف سو سال بھی چلے تو اس کا چلنا صحیح راستہ کے حساب میں نہیں گنا جاتا ہے۔ بے سلاحے۔ کسی عقلمند کے مشورہ کے بغیر تیرا یہ کام ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص بغیر ہتھیار کے میدان جنگ میں جائے۔ ایں ہمہ۔ بھائیوں کی اس تقریر پر وہ بڑا بھائی بولا مجھ سے یہ باتیں۔ مجھے ان باتوں سے نفرت آتی ہے۔

۳ سینہ۔ اب سینہ میں صبر کب رہا ہے عشق کی آگ ہے اور سینہ انگیٹھی بنا ہوا ہے کھیتی پک چکی ہے اور اس کے کٹنے کا وقت آ گیا ہے۔ صبر من۔ جس وقت عشق پیدا ہوا صبر مر گیا۔ گذشت۔ اب صبر کی تلقین ایسی ہی ہے جیسے کہ ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا۔ سرنگونم۔ میں اب حوادث کے لئے آمادہ ہوں اب میرا جز جز دیوانہ

اُشترم¹ مَن تا توانم می کَشم　　چوں فتادم زار باکُشتن خوشم
میں اونٹ ہوں جب تک ہو سکے گا کھینچوں گا　　جب عاجز ہو کر گر جاؤں گا ذبح ہونے پر خوش ہوں

بُرسرِ مقطوع اگر صد خندق ست　　پیشِ دردِ مَن مزاحِ مُطلق ست
کٹے ہوئے سر پر اگر سو خندقیں مشتمل ہوں　　وہ میرے درد کے سامنے خالص مذاق ہیں

مَن نخواہم زد دگر از خوف وبیم　　ایں چنیں طبلِ ہوا زیرِ گلیم
میں ڈر اور خوف سے نہ بجاؤں گا　　ہوا نفسانی کے نقارے کو گدڑی کے اندر

مَن علَم اکنوں بصحرا میزنم　　یا سر اندازی ویا رُوئے صنم
اب میں میدان میں جھنڈا گاڑ دوں گا　　یا سر کٹانا ہے' یا محبوب کا چہرہ

حلق² کاں نبُود سزای ایں شراب　　آں بُریدہ بہ بشمشیرِ ضراب
جو حلق اس شراب کے لائق نہ ہو　　وہ تلوار بازی کی تلوار سے کٹا ہوا اچھا

دیدہ کو نبُودز وصلش در فرہ　　آنچناں دیدہ سفید و کور بہ
وہ آنکھ جو اس کے وصل سے تازگی میں نہ ہو　　ایسی آنکھ کا سفید اور اندھا ہونا اچھا

گوش کاں نبُود سزای رازِ او　　بر کَنش کہ نبُود آں بر سَر نکو
وہ کان جو اس کے راز کے لائق نہ ہو　　اس کو اکھاڑ دے کیونکہ وہ سر پر اچھا نہیں ہے

اندراں دستے کہ نبُود آں نصاب　　آں شکستہ بہ بسا طور قصاب
جس ہاتھ میں وہ مال نہ ہو　　وہ قصائی کے چھرے سے ٹوٹا ہوا اچھا

آنچناں پای کہ از رفتارِ او　　جاں نہ پیوندد بہ نرگس زارِ او
وہ پاؤں جس کی رفتار　　جان کو اس کے نرگس زار سے نہ جوڑ دے

آنچناں پا در حدید اولیٰ ترست　　کانچناں پا عاقبت دردِ سرست
ایسا پاؤں لوہے میں زیادہ اچھا ہے　　کیونکہ ایسا پاؤں بالآخر درد سر ہے

بیانِ ³ مجاہد کہ دست از مجاہدہ باز ندارد اگرچہ داند کہ بسطتِ
اس مجاہدہ کرنے والے کا بیان' جو مجاہدہ سے دستبردار نہیں ہوتا اگرچہ وہ جانتا ہے کہ

عطائے حق آں مقصود از طرفِ دیگر و بسببِ نوعِ عملِ دیگر
اللہ تعالیٰ کی عطا کی وسعت اس مقصود کو دوسری جانب سے اور دوسری قسم کے عمل کے سبب سے

¹ اُشترم۔ مصائب کا بوجھ اٹھانے سے نہ گھبراؤں گا اگر ان کا انجام مفنا ہے تو میں اس کے لئے بخوشی آمادہ ہوں۔ بر سر۔ میرا سر کٹنے کے بعد سو خندقوں میں بھی مدفون ہو تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔ یہ میرے لئے ایک تفریح کی بات ہے۔ می نخواہم۔ اب میں اس عشق کو مخفی نہیں رکھ سکتا ہوں۔ من علم۔ اب عشق کا جھنڈا میدان میں گاڑوں گا یا وصل حاصل ہو یا موت آئے۔

² حلق۔ جو حلق شراب وصل نہ پی سکے اس کا کٹ جانا بہتر ہے۔ دیدہ۔ جس آنکھ کو محبوب کو دیدار میسر نہ آئے اس آنکھ کا اندھا ہو جانا بہتر ہے۔ فرہ۔ تازگی۔ گوش۔ وہ کان جو محبوب کا راز نہ سن سکے وہ سر کے لئے باعث ننگ ہے۔ اندراں۔ جس ہاتھ کی دولت عشق تک دسترس نہ ہو اس کا کٹنا بہتر ہے۔ ساطور۔ بڑا چھرا۔ پائی۔ جو پاؤں محبوب کے [illegible] تک نہ پہنچائے وہ پاؤں بیڑی [illegible] لائق ہے۔

³ بیان [illegible] جس طرح مجاز میں یہ ہے کہ انسان سعی اور کوشش نہ جاری رکھے تو وہ مقصود تک رسائی ہوتی نہ ہو۔ اسی طرح حقیقت کے طالب کا فرض ہے کہ وہ مجاہدہ جاری رکھے خواہ اس کو محسوس ہو کہ یہ مجاہدہ حقیقت تک پہنچنے کا ذریعہ نہیں ہے انسان کا کام کوشش کرنا ہے نتیجہ انسان کے قبضہ میں نہیں۔ السّعی منّی والاتمام من اللہ۔ ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک سبب اختیار کرکے سعی اور کوشش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی دوسرے سبب سے اس کا مطلب پورا فرما دیتا ہے۔ ویرزقہ من حیث لایحتسب کے یہی معنی ہیں انسان کا کام تدبیر کرنا ہے اور مقدرات اللہ کے قبضہ میں ہیں۔

بدُو رساند کہ در وہمِ اُو نبُودہ باشد و اُو ہمہ وہم و امید دریں
اس کو پہنچا دے گا جو اس کے وہم میں بھی نہیں ہے اور اس نے تمام وہم اور امیدیں
طریقِ مُعیّن بستہ وہمیں حلقہ دَری زند بُوکہ حق تعالیٰ
اس معیّن راستہ سے وابستہ کر رکھی ہیں اور اسی در کی کنڈی کھٹکھٹا رہا ہے ہو سکتا ہے
آں روزی را از درِ دیگر بدُو رساند کہ اُوآں تدبیر نکردہ
کہ اللہ تعالیٰ اس روزی کو دوسرے دروازے سے اسے پہنچا دے جس کی اس نے کوئی تدبیر ہے
باشد وَیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِبُ اَلْعَبْدُ یُدَبِّرُ وَاللّٰهُ
کی ہو اور اس کو اس جگہ سے روزی پہنچاتا ہے جس کو اس کو گمان نہ ہو بندہ تدبیر کرتا ہو
یُقَدِّرُ وبُوَد کہ بندہ را وہمِ بندگی بُود کہ مرا از غیرِایں در
اور اللہ تعالیٰ تقدیر لکھتا ہے اور ہوتا ہے کہ بندہ کو بندگی کا خیال ہو کہ مجھے اس در کے غیر سے وہ
برساند اگرچہ مَن حلقہ ایں دَری زنم حق سُبحانہٗ و تعالیٰ
پہنچائے گا اگرچہ اس در کی کنڈی پیٹتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کو اسی در
اُورا ہم ازیں دَر روزی رَساند فی الجملہ ایں ہمہ درہای
سے روزی پہنچا دیتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہ سب ایک مکان
یک سَرای ست
کے دروازے ہیں

یا[1] دریں رَہ آیدم آں کامِ مَن
یا اسی راستہ سے میرا مقصد مجھے حاصل ہو
یاچو بازآیم رَوم سُوی وطن
یا جب میں واپس آؤں وطن کی جانب جاؤں

بُوکہ موقوفست کامم بر سَفر
ہو سکتا ہے کہ میرا مقصود سفر پر موقوف ہو
چوں سفر کردم بیابم در حَضر
جب سفر کر لوں، حضر ہی میں پاؤں

یاررا[2] چنداں بجُویم جِدّ و چُست
مستعدی اور چستی سے محبوب کو اتنا تلاش کروں گا
تابدانم کہ نمی بایست جُست
جب تک کہ یہ جان لوں کہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے

آں معیّت کے رود در گوشِ من
وہ معیت میرے کان میں کب پہنچے گی؟
تانگردم گردِ دورانِ زمن
جب تک میں زمانے کے دائرے کے گرد نہ پھر لوں

تاحساب[3] خطوتان و قد وصل
تا کہ وہ قدم ہیں اور وصال ہوا کا حساب
گردم روشن شود اشکال حل
میرے لئے روشن ہو جائے اشکال حل ہو جائے

[1] یا دریں۔ مجاہدہ کرنے والا کہتا ہے کہ میں کوشش بہرحال جاری رکھوں گا خواہ مقصود اس سفر میں حاصل ہو یا واپسی پر وطن میں حاصل ہو میں بہرحال سفر کی سعی جاری رکھوں گا۔ بوکہ۔ ہوسکتا ہے کہ میری اس سعی پر مقصد کا حصول موقوف ہو خواہ وہ مقصد دوسرے سبب سے حاصل ہو جائے مقصود سے مراد اللہ تعالیٰ کی معیت ہے اور سفر سے مراد مجاہدہ اور حضر ان وطن سے خود مجاہد کی فطرت اور طبیعت مراد ہے۔

[2] یاررا۔ میں اپنے محبوب کی تلاش میں سرگرداں رہوں گا جب تک وہ مل نہ جائے۔ آں معیت۔ یعنی حق تعالیٰ کی معیت۔ نگردم۔ سفر سے مراد مجاہدہ ہے۔

[3] تاحساب۔ مشہور مقولہ ہے خُطوتانِ مَن قطعھما فقد وصل دو قدم ہیں، جس نے وہ طے کر لئے اس کو وصال حاصل ہو گیا جس کا مطلب یہ ہے یک قدم در فرق خود نہ وال دگر در کوئی دوست۔

کے ۱ کُنم مَن از معیت فہمِ راز	جُز مگر بعد از سفرہائے دراز
میں معیت کے راز کو کب سمجھ سکتا ہوں	دراز سفروں کے بعد کے سوا
حق معیت گفت و دل را مُہر کرد	تا کہ عکس آید بگوشِ دل نہ طرد
اللہ تعالیٰ نے معیت کی خبر دی اور دل پر مہر لگا دی	تا کہ دل کے کان میں عکس آئے، نہ کہ طرد
چوں سفرہا کرد و دادِ راہ داد	بعدازاں مُہر از دل اُو بر کشاد
جب بہت سفر کر لئے اور راستہ کا حق ادا کر دیا	اس کے بعد اس کے دل سے مہر کھول دی
چوں ۲ خطائیں آں حساب باصفا	گرددش روشن ز بعد دو خطا
جیسے اس مصفّٰی حساب کی دو خطائیں	دو خطاؤں کے بعد اس کے لئے روشن ہو جاتا ہے
بعدازاں گوید اگر دانستمے	ایں معیت را کے اُورا جستمے
اس کے بعد کہتا ہے کہ اگر میں جان جاتا	اس معیت کو، تو میں اس کو کب ڈھونڈتا؟
دانش آں بُود موقوفِ سفر	نایدآں دانش بہ تیزیِ فکر
اس کا علم سفر پر موقوف تھا	فکر کی تیزی سے وہ علم حاصل نہیں ہوتا
آنچنانکہ ۳ کہ وجہِ دامِ شیخ بُود	بستہ و موقوفِ گریہ آں وجود
جیسے کہ شیخ کے قرضہ کا ذریعہ	اس وجود کے رونے پر موقوف اور وابستہ تھا
کودکِ حلوائی بگریست زار	توختہ شدُ وام آں شیخِ کبار
حلوائی کا بچہ، زار زار رویا	اس عظیم شیخ کا قرض ادا کر دیا گیا
گفتہ شُد آں داستانِ معنوی	پیش ازیں اندر خلالِ مثنوی
وہ بامعنی قصہ کہہ دیا گیا ہے	اثناء مثنوی میں اس سے پہلے
ایں سخن دَر دفترِ دوئیم گذشت	گر نمی دانی کن آنجا باز گشت
یہ بات دفتر دوم میں گزر گئی	اگر تجھے معلوم نہیں تو وہاں پلٹ
دَر دلت خوف آفگند از موضعے	تانباشد غیرِ آنت مطمعے
تیرے دل میں ایسی جگہ سے خوف ڈال دیتا ہے	کہ اس کے علاوہ تیرے لئے امید گاہ نہ ہو

۱ کے کنم۔ وھو معکم اینما کنتم وہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو۔ حق۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرما دیا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن دل پر مہر لگا دی ہے تا کہ محض اس کا مفہوم تو سمجھ میں آ جائے اور ذوقی معیت بغیر مجاہدے کے سمجھ میں نہ آ سکے۔ عکس۔ یعنی تعریف کا افراد کے لئے جامع ہونا۔ طرد۔ تعریف کا دوسرے افراد کے لئے مانع ہونا۔ چوں۔ جب انسان سفر یعنی مجاہدہ کرتا ہے تو اس معیت خداوندی کی جامع۔ مانع تعریف حاصل ہو جاتی ہے اور اس کی ذوقی حقیقت کھل جاتی ہے۔

۲ چوں خطائیں۔ کسی عدد مجہول کو معلوم کرنے کے بہت سے طریقے ہیں ان میں سے ایک خطائین کا عمل ہے اس میں دو خطاؤں پر عمل کرنے سے عدد مجہول معلوم ہو جاتا ہے اسی طرح مجاہد کی دو غلطیاں جن کا غلط ہونا مقصود کے حاصل ہو جانے کے بعد محسوس ہوتا ہے معیت کے حصول کا سبب بن جاتی ہیں ایک غلطی یہ تھی کہ مجاہدہ سمجھتا تھا کہ مجھے معیت حاصل نہیں ہے دوسری غلطی یہ تھی کہ مجاہدہ سمجھتا تھا کہ وہ معیت مجاہدہ سے حاصل ہو گی۔ بعدازاں۔ جب وہ معیت خود اس کی فطرت سے اس کو حاصل ہو جاتی ہے تو یہ کہتا ہے کہ میں خود اس کو تلاش کرتا پھرا۔ دانش۔ این معیت کا علم سفر و مجاہدہ پر موقوف تھا محض فکر کی تیزی سے یہ ذوقی معرفت و علم حاصل نہیں ہوتا ہے۔

۳ آنچنانکہ۔ اس معیت فطری کی باعتبار ذوق کے مجاہدوں کے مجاہدوں سے حصول کی مثال شیخ کا قرض ہے جس کی ادائیگی ہونے کے بچے کے رونے پر موقوف تھی ظاہر ہے کہ قرض کے ادا ہونے اور بچے کے رونے میں کوئی خاص تعلق نہیں ہو اسی طرح اس معیت کا حصول اور مجاہدہ میں کوئی خاص تعلق نہیں مجاہدہ اس کے حصول میں ایک بہانہ ہے رحمت حق بہانہ کی جویا ہے۔ رحمت حق بہانہ می جوید۔ گفتہ شد۔ شیخ کے قرض کی ادائیگی کا قصہ دفتر دوم میں گزر چکا ہے۔ در دلت۔ اسباب کی سبب محض خدا کی دین ہے انسان جس کو سبب سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں سے سببیت کو سلب کر لیتے ہیں اور بسا اوقات نفع کے سبب کو نقصان کا سبب بنا دیتے ہیں جس جگہ سے نفع کا لالچ ہو وہ خوف کی جگہ بن جاتی ہے۔

درا[۱] طمع خود فائدہ دیگر نہد　　واں مُرادت از کسے دیگر دہد
خود امید میں دوسرا فائدہ رکھ دیتا ہے　　اور وہ تیری مراد کسی دوسرے سے عطا کر دیتا ہے

اے طمع بر بستہ در یکجای سخت　　کایدم میوہ ازاں عالی درخت
اے شخص! ایک جگہ سے بہت امید بستہ کئے ہوئے ہے　　کہ مجھے اس بلند درخت سے میوہ ملے گا

آں طمع زاں جانخواہد شد وفا　　بل زجای دیگر آیدآں عطا
وہ امید اس جگہ سے پوری نہ ہو گی　　بلکہ وہ عطا دوسری جگہ سے حاصل ہو گی

آں طمع را پس چرا در تو نہاد　　چوں نبودش نیت اکرام و داد
اس امید کو پھر کس نے تیرے اندر رکھا؟　　جبکہ اس کی نیت اکرام اور عطا کی نہ تھی

ازر برائے حکمتے و صنعتے　　نیز تاباشد دلت در حیرتے
ایک حکمت اور صنعت کے لئے　　اس لئے بھی کہ تیرا دل حیرت میں پڑ جائے

تادلت حیراں بُود اے مُستفید　　کہ مرادم از کجا خواہد رسید
اے فائدہ مند! تاکہ تیرا دل حیران ہو جائے　　کہ میری مراد کہاں سے پوری ہو گی؟

تابدانی[۲] عجزِ خویش وجہلِ خویش　　تاشود ایقانِ تو در غیب بیش
تاکہ تو اپنے عجز اور اپنی نادانی کو جان لے　　تاکہ غیب پر تیرا یقین بڑھ جائے

ہم دلت حیراں بُود در منتجع　　کہ چہ رُویاند مُصرِّف زیں طمع
نیز چراگاہ میں تیرا دل حیران ہو جائے　　کہ تصرف کرنے والا اس لالچ سے کیا پیدا فرماتا ہے

طمع[۳] داری روزیی در در زیی　　تاز خیاطی بری زر تازیی
تو درزی پن میں روزی کا لالچ رکھتا ہے　　تاکہ جب تک تو زندہ ہے درزی پن سے زر حاصل کرے

رزقِ تو در زرگری آرد پدید　　کہ زوَ ہمت بُودآں مکسب بعید
وہ تیرا رزق سنار پن میں پیدا کر دیتا ہے　　کہ وہ کمائی کا ذریعہ تیرے وہم سے بھی دور تھا

پس طمع در در زیی بہر چہ بُود　　چوں نخواست آں رزق زاں جانب کشود
تو تیری طمع درزی پن میں کس لئے تھی　　جبکہ اس نے اس جانب سے رزق نہ کھولنا چاہا

بہرِ نادر حکمتے در علمِ حق　　کہ نبشت آں حکم را در ما سبق
کسی عجیب حکمت کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے　　کہ اس حکم کو پہلے ہی لکھ دیا ہے

---

۱ درا طمع۔ جس کو تو نفع کا سبب سمجھا تھا اس سے تیری طمع اسلئے وابستہ ہوئی کہ وہ دوسرے سبب سے تیری اس طمع کو پورا کروے گا۔ اے انسان ایک خاص درخت کے میوے کی منفعت کا سبب وہاں سے اس کو حاصل نہیں ہوتا خدا دوسری جگہ سے اس کو عطا کر دیتا ہے آں طمع۔ جب سبب سے تیری طمع پوری نہیں ہوتی اس سے طمع کو وابستہ رے میں یہ حکمت ہے کہ تو حیرانی میں مبتلا ہو کر اسباب کو غیر موثر سمجھنے لگے اور یہ سمجھے کہ
ما درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال

۲ تابدانی۔ تاکہ تو یہ سمجھ لے کہ انسان باوجود اسباب کے میسر آجانے کے عاجز ہے اور موثر حقیقی کوئی دوسری ذات ہے۔ ہم دلت۔ ایک سبب کو غیر موثر بنا کر کسی دوسری چیز کو سبب بنا دینے میں انسان پر حیرانی طاری ہوتی ہے جو ایک خاص تجلی ہے۔ منتجع۔ چراگاہ۔ مصرف۔ یعنی حضرت حق تعالیٰ۔

۳ طمع داری۔ انسان اپنے لئے درزی پن کو روزی کا سبب سمجھتا ہے لیکن اس کا رزق سنار پن میں مقدر ہوتا ہے اور وہاں سے اس کو ملتا ہے۔ پس طمع۔ انسان کو اس سبب کی طرف متوجہ کر دینے میں جس سے روزی حاصل ہوتی کچھ حکمتیں پوشیدہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔

نیز[۱] تا حیراں بُود اندیشہ ات — تا کہ حیرانی بُود کُل پیشہ ات
نیز تا کہ تیری سمجھ حیران ہو جائے — تا کہ حیرانی مکمل پیشہ بن جائے

یا وصالِ یار زیں سعیم رَسد — یاز راہِ خارج از سعی جَسد
یا دوست کا وصال میری اس کوشش سے حاصل ہو جائے — یا ایسے راستے سے جو جسم کی کوشش سے باہر ہو

مَن نگویم زیں طریق آید مُراد — می[۲] طپم تا از کجا خواہد گُشاد
میں نہیں کہتا کہ اس راستے سے مراد حاصل ہو گی — میں تو مضطر ہوں دیکھئے کہاں کشادگی آئے گی؟

سَر بُریدہ مُرغ ہر سُوئی فتد — تا کدامیں سُو رہد جاں از جسد
سر کٹا ہوا پرند ہر جانب گرتا ہے — دیکھئے کس جانب سے جان جسم سے نجات پائے

یا[۳] مُرادِ من برآید زیں خروج — یاز برجِ دیگر از ذات البروج
یا میری مراد اس سفر سے بر آئے گی — یا برجوں والے آسمان کے کسی دوسرے برج سے

حکایتِ آں شخص کہ دَر خواب دید کہ آنچہ می طلبی از یسار
اس شخص کی حکایت جس نے خواب میں دیکھا کہ جو مالداری تو چاہتا ہے وہ

بمصر، وفا شود آنجا گنجے ست دَر فلاں محلّہ در فلاں خانہ
مصر میں ملے گی، وہاں فلاں گھر میں فلاں محلّہ میں، ایک خزانہ ہے وہ

چوں بمصر آمد کسے گفت من خوابے دیدہ ام کہ گنجے
جب مصر میں پہنچا ایک شخص نے کہا، کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ فلاں

ست دَر بغداد دَر فلاں خانہ و در فلاں محلّہ نام محلّہ و
گھر میں فلاں محلّہ میں بغداد میں ایک خزانہ ہے، اس نے محلّہ اور گھر کا

خانہ بگفت آں شخص فہم کرد کہ آں گنج در مصر گفتن جہت
نام لیا تو وہ شخص سمجھ گیا، کہ خزانہ کو مصر میں کہنے کا سبب یہ

آں بُود کہ مرا یقین کنند کہ دَر غیر خانہ خود نمی بایست جُست
تھا کہ مجھے یقین دلا دیں وہ اپنے گھر کے سوا تلاش نہ کرنا چاہئے

ولیکن ایں گنج معیّن و محقق جز در مصر حاصل نہ شوَد
لیکن یہ معین اور یقینی خزانہ مصر کے علاوہ حاصل نہ ہو گا

بُود زر میراثی را بے شمار — جملہ را خورد و بماند اُو عور زار
ایک میراث پانے والے کے پاس بیشمار زر تھا — وہ سب کھا گیا اور ننگا عاجز رہ گیا

[۱] نیز۔ یہ حکمت بھی ہے کہ انسان سب پر پورا بھروسہ نہ کرے اور حیرانی کی کیفیت اس پر طاری ہے۔ یا وصال۔ شہزادے نے یہی کہا کہ میں اس طریقہ کو وصل کا سبب نہیں سمجھتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اس طریقہ سے وصل ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی اور ذریعہ پیدا فرما دے۔

[۲] می طپم۔ میں تو حیران اور مضطر ہوں کہ دیکھئے کس راستے سے مقصد کا فتح باب ہوتا ہے۔ سر بریدہ۔ ذبح شدہ پرند اپنی جان جسم سے نکالنے کے لئے مختلف جانبوں میں گرتا ہے کہ نہ معلوم کونسا رخ سے نکلنا سبب بنتا ہے۔

[۳] یا مراد۔ شہزادے نے کہا بادشاہ چین تک پہنچنا وصل کا سبب ہو یا ممکن ہے برجوں والے آسمان کا کوئی برج سبب وصل بنے۔ میراثی۔ یعنی وارث۔ عور۔ ننگا۔

مال را میراثے ندارد خود وفا ‌‌ ‌ چوں بناکام از گذشتہ شد جدا

وراثت کا مال خود وفا نہیں رکھتا ‌ جبکہ ناکامی کے ساتھ وہ مرنے والے سے علیحدہ ہو گیا

اُو نداند قدر ہم کآساں بیافت ‌ کو بکدّ و رنج و کسبش کم شتافت

وہ قدر بھی نہیں جانتا کیونکہ آسانی سے پا لیا ‌ کیونکہ وہ اس کی مشقت اور تکلیف اور کمائی میں نہ دوڑا

قدر جاں زاں می ندانی اے فلاں ‌ کہ بدادت حق بہ بخشش رائگاں

اے فلاں! تو جان کی قدر اس لئے نہیں جانتا ‌ کیونکہ وہ تجھے اللہ تعالیٰ نے بخشش میں مفت دی ہے

نقد رفت و کالہ رفت و خانہا ‌ ماند چوں چغداں دراں ویرانہا

نقد چلا گیا اور سامان چلا گیا اور گھر ‌ وہ چغدوں کی طرح ان ویرانوں میں رہ گیا

گفت ۲ یارب برگ دادی رفت برگ ‌ یا بدہ برگے ویا بفرست مرگ

اس نے کہا اے اللہ! تو نے سامان دیا وہ سامان چلا گیا ‌ یا سامان عطا کر دے اور یا موت بھیج دے

چوں تہی شد یادِ حق آغاز کرد ‌ یارب و یارب اجرنی ساز کرد

جب خالی ہو گیا اللہ تعالیٰ کی یاد شروع کر دی ‌ اے خدا اے خدا مجھے پناہ دے (کہنا) شروع کر دیا

چوں پیمبر گفت مُومن مزہرست ‌ در زمان خالیے نالہ گرست

جیسا کہ پیغمبر نے فرمایا مومن بانسری ہے ‌ خالی ہونے کے وقت نالہ کرنے والی ہے

چوں شود پُر مطربش بنہد زدست ‌ پُر مشو کاسیب دستِ اُوخوش ست

جب وہ بھر جاتی ہے گویا اس کو ہاتھ سے رکھ دیتا ہے ‌ تو پُر نہ ہو کیونکہ اس کے ہاتھ کا اثر اچھا ہے

تی ۳ شو وخوش باش بین الاصبعین ‌ کز مئے لاأین سرمست ست أین

تو خالی رہ اور دو انگلیوں کے درمیان خوش رہ ‌ کیونکہ مکان، لامکانی شراب سے مست ہے

رفت طغیاں آب از چشمش گشاد ‌ ابر چشمش زرعِ دیں را آب داد

سرکشی جاتی رہی پانی اس کی آنکھ سے بہہ نکلا ‌ اس کی آنکھ کے ابر نے دین کی کھیتی کو پانی دیا

در دُعا و لابہ در زد ہر دو دست ‌ زرطلب شد بے تعب آں زرپرست

وہ دعا اور عاجزی میں مصروف ہو گیا ‌ وہ زر پرست، بغیر محنت کے زر کا طالب بنا

سبب تاخیر اجابت دُعای مُومن

مومن کی دعا کی قبولیت میں تاخیر کا سبب

اے بسا مُخلص کہ نالد دَر دُعا ‌ دُود اخلاصش برآید تا سما

اے مخاطب بہت سے مخلص دعا میں روتے ہیں ‌ ان کے اخلاص کا دھواں آسمان پر پہنچتا ہے

---

۱ مال۔ ورثہ کا مال وفادار نہیں ہوتا اس میں اگر وفاداری ہوتی تو مرنے والے سے کیوں جدا ہوتا۔ او نداند۔ وارث کو بھی ورثہ میں ملنے والے مال کی قدر نہیں ہوتی کیونکہ اس کو حاصل کرنے میں کوئی محنت نہیں اٹھانی پڑتی ہے۔ قدر جاں۔ انسان کو جان بھی چونکہ بلا محنت حاصل ہوتی ہے اس لئے وہ اس کی قدر نہیں کرتا ہے۔ نقد۔ اس وارث کا مال اور گھر سب برباد ہو گیا اور وہ چغدوں کی طرح ویرانے میں رہ گیا۔

۲ گفت۔ اس نے دعا کی کہ اے خدا مجھے مال دے یا موت دیدے۔ چوں تہی۔ انسان افلاس میں خدا کو یاد کرنا شروع کر دیتا ہے۔ چوں پیمبر۔ آنحضور نے فرمایا مومن کی مثال بانسری کی سی ہے جب تک وہ کھوکھلی ہے اس میں سے نالہ پیدا ہوتا ہے۔ چوں شود۔ اگر بانسری کا سوراخ بھر جائے تو گویا اس کو ہاتھ سے رکھ دیتا ہے۔ پُر مشو۔ مولانا فرماتے ہیں تو بھی خالی رہ تاکہ مطرب کے ہاتھ میں رہ سکے۔

۳ تی شو۔ تو خالی رہے گا تو اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان رہے گا اور غیب کے نغمے سے سرمست رہے گا۔ رفت۔ اب اس وارث میں مالداری کی سرکشی نہ رہی تھی اور اب آنسوؤں کی بارش سے دین کی کھیتی سیراب ہو رہی تھی۔ در دعا۔ اب پوری طرح دعا میں مصروف تھا۔ اے بسا مخلص۔ بہت سے مخلص نیک بندے دعا میں آہ وزاری کرتے ہیں اور ان کی آہوں کا دھواں ملاءِ اعلیٰ تک پہنچتا ہے۔

تارود بالایِ ایں سقفِ بریں
یہاں تک کہ اس بلند چھت کے اوپر پہنچتی ہے
بُویِ مجمر[1] از انینِ المذنبیں
گنہگاروں کے رونے کی آنگیٹھی کی بو

پس ملائک با خدا نالند زار
پھر فرشتے خدا کے سامنے عاجزی سے روتے ہیں
کاے مجیب ہر دُعا و مُستجار
کہ اے ہر دعا کو قبول کرنے والے اور پناہگاہ!

بندۂ مُومن تضرّع می کند
ایک مومن بندہ گڑ گڑا رہا ہے
اُو نمی داند بجز تو مُستند
وہ تیرے سوا کسی کو سہارا نہیں سمجھتا ہے

تو عطا بیگانگاں را می دہی
تو غیروں کو عطا دیتا ہے
از تُو دارد آرزو ہر مُشتہی
ہر خواہشمند تجھ سے امید رکھتا ہے

حق[2] بفرماید نہ از خواریِ اُوست
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ اس کی ذلت کی وجہ سے نہیں ہے
عینِ تاخیرِ عطا یاریِ اُوست
عطا میں تاخیر بعینہٖ اس کی مدد ہے

نالہ مُومن ہمیداریم دُوست
ہم مومن کے رونے کو دوست رکھتے ہیں
گوتضرّع کُن کہ ایں اعزازِ اُوست
کہہ دو کہ گڑگڑائے کیونکہ یہ اس کا اعزاز ہے

حاجت آوردش زغفلت سُویِ مَن
اس کی حاجت غفلت سے اس کو میری طرف لائی ہے
آں کشیدش موکشاں در کویِ مَن
اس نے بال پکڑ کر اس کو میرے کوچہ میں پہنچایا ہے

گر بر آرم حاجتش اُو وا رَود
اگر میں اس کی حاجت پوری کردوں وہ واپس چلا جائے گا
ہمدراں بازیچہ مُستغرق شوَد
اسی کھلونے میں مصروف ہو جائے گا

گرچہ[3] می نالد بجاں یا مستجار
اگرچہ وہ دل سے گڑگڑا رہا ہے اے پناہ ہگاہ کہہ کر
دل شکستہ سینہ خستہ سوگوار
دل شکستہ، سینہ خستہ، غمگین

خوش ہمی آید مرا آوازِ اُو
مجھے اس کی آواز بھلی لگتی ہے
واں خدایا گفتن واں رازِ اُو
اور اس کا یا خدا کہنا اور اس کا وہ راز

وانکہ اندر لابہ و در ماجرا
اور یہ کہ وہ خوشامد اور واقعہ میں
می فریباند بہر نوعے مرا
ہر طرح سے مجھے پھسلاتا ہے

طوطیان و بُلبلاں را از پسند
طوطیوں اور بلبلوں کو پسندیدگی کی وجہ سے
از خوش آوازی قفس دَرمی کشند
اور خوش آوازی کی وجہ سے پنجرے میں بند کر دیتے ہیں

زاغ را و چُغد را اندر قفص
کوے کو اور چغد کو پنجرے میں
کے کُنند ایں خود نیامد در قصص
کب کرتے ہیں؟ یہ خود کہانیوں میں نہیں آیا

[1] مجمر۔ انگیٹھی۔ انین۔ رونے کی آواز۔ پس ملائک۔ فرشتے جناب باری تعالیٰ عرض کرتے ہیں کہ ایک مومن بندہ رو رہا ہے تو جب غیروں کو عطا کرتا ہے تو اس مومن کی عطا میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے۔

[2] حق بفرماید۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے جواب میں فرماتا ہے کہ یہ تاخیر اس لئے نہیں کہ ہم اس کو حقیر سمجھتے ہیں بلکہ یہ تو اس کی ایک مدد ہے۔ نالہ۔ مومن کا رونا ہمیں پسند ہے اور اس تاخیر میں اس کا اعزاز ہے۔ حاجت۔ اس کی حاجت نے اس کو ہماری طرف متوجہ کیا ہے۔ گر برآرم۔ اگر اس کی دعا جلد قبول ہو گئی اور حاجت رفع ہو گی تو وہ ہم سے رخصت ہو کر کھیل کود میں لگ جائے گا۔

[3] گرچہ۔ وہ دل سے ہمیں پکار رہا ہے شکستہ دل سے ہمیں اس کی آواز اور یا خدا کہنا اور خوشامد اور واقعہ بیان کرنے میں ہمیں پھسلانا یہ سب ہمیں پسند ہے۔ طوطیاں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ طوطی کی خوش آوازی لوگ اس کو کی وجہ سے اس کو پنجرے میں قید کرتے رکھتے ہیں۔ زاغ۔ کوے اور چغد کو کسی نے آج تک پنجرے میں بند کر کے نہیں پالا۔

۱۵

پیشِ ۱ شاہد باز چوں آید دو تن — آں یکے کمپیر و دیگر خوش ذقن
عاشق صفت کے سامنے جب دو شخص آ ئیں — ایک بوڑھی عورت اور دوسری خوبصورت ٹھوڑی والی

ہر دوناں خواہند اُو زُو ترُ فطیر — آردو کمپیر را گوید کہ گیر
دونوں روٹی مانگیں وہ بہت جلد روٹی — لائے گا اور بوڑھی سے کہے گا کہ لے لے

واں دگر را کہ خوشستش قدّ وخد — کے دہدناں بَل بتاخیر افگند
اور اس دوسری کو جس کا قد اور رخسار خوبصورت ہیں — روٹی کب دے گا؟ بلکہ تاخیر میں ڈال دے گا

گویدش ۲ بنشیں زمانے بے گزند — کہ بخانہ نانِ تازہ می پزند
اس سے کہے گا کہ اطمینان سے تھوڑی دیر بیٹھ جا — کیونکہ گھر میں تازہ روٹی پکا رہے ہیں

چوں رسدآں نانِ گرمش بعد کد — گویدش بنشیں کہ حلوا می رسد
جب مشقت کے بعد اس کے پاس گرم روٹی آجائے گی — اس سے کہے گا کہ بیٹھ جا حلوا آ رہا ہے

ہم بدیں فن دار دارش می کُند — وزرہ پنہاں شکارش می کُند
اسی تدبیر سے اس کو ٹھہر جا ٹھہر جا کرتا رہتا ہے — اور چپکے چپکے اس کا شکار کرتا رہتا ہے

کہ مرا کاریست باتو یک زماں — مُنتظِر می باش اے خوبِ جہاں
کہ مجھے تجھ سے تھوڑا سا کام ہے — اے حسین عالم! انتظار کر لے

تابدیں حیلت فریباند وُرا — تا مُطیع ورام گرداند وُرا
یہاں تک کہ اس تدبیر سے اس کو پھسلائے — کہ اس کو فرمانبردار اور رام کر لے

مثل ۳ آں کمپیر داں بیگانگاں — شاہد خوش رُوی مثلِ مُومناں
غیروں کو اس بوڑھی عورت کی طرح سمجھ — خوبصورت معشوق مومنوں کی مثال ہے

ایں جہاں زندانِ مُومن زیں بُوَد — کافراں را جنّتِ حالی شوَد
یہ دنیا مومن کے لئے قیدخانہ اسی لئے ہے — کہ کافروں کے لئے فی الحال جنت ہے

بے مُرادی مُومناں از نیک و بَد — تو یقیں میداں کہ بہرِ ایں بُوَد
مومنوں کی نامرادی خواہ نیک ہوں یا بد — تو یقین کرلے اسی وجہ سے ہوتی ہے

رجوع بقصہ آں شخص کہ بوے نشانِ گنج دادند بمصر و بیانِ تضرّعِ وے از درویشی بحضرتِ جلّ جلالہ

اس شخص کے قصہ کی طرف واپسی جس کو مصر میں خزانہ کا پتہ دیا اور فقر کی وجہ سے اس کا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے دربار میں عاجزی کرنا

---

۱ پیش شاہد۔ دوسری مثال یہ ہے کہ کسی حسن پرست کے سامنے اگر دو عورتیں آئیں ایک بوڑھی اور ایک حسین تو وہ بوڑھی کو فوراً روٹی دے کر رخصت کر دیتا ہے اور خوبصورت کو مختلف بہانوں سے روٹی دینے میں دیر لگاتا ہے۔

۲ گویدش۔ اس خوبصورت عورت سے کہتا ہے کہ ذرا بیٹھ جا تازہ روٹی پک رہی ہے اس میں سے دوں گا۔ چوں رسد۔ جب روٹی آجاتی ہے تو اس کو حلوے کا منتظر بنا کر بٹھاتا ہے۔ ہم بدیں۔ ان ترکیبوں سے اسکا ٹھہر جا ٹھہر جا کہتا رہتا ہے اور نظربازی سے اس کا شکار کرتا رہتا ہے۔ تابدیں۔ ان تدبیروں سے اس کو فریب دیتا ہے اور اس کو اپنے قابو میں رکھتا ہے۔

۳ مثل آں۔ تو بیگانوں اور مومنوں کی مثال ان دو عورتوں سے سمجھ لے ایں جہاں۔ مومنین کی خوبیوں کی وجہ سے یہ دنیا ان کا پنجرا ہے اور کافروں کی برائیوں کی وجہ سے یہ دنیا ان کے لئے جنت اور باغ ہے جس میں وہ کھلے پھرتے ہیں۔ بے مرادی۔ مومن کی دعا کی قبولیت میں تاخیر کی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ساتھ مصروف رکھنا چاہتا ہے۔

خواجه[۱] چوں میراث خوردو شد فقیر
آمد اندر یارب و گریه و نفیر
خواجہ نے جب میراث کھائی اور فقیر ہو گیا
تو یارب اور آہ و بکا میں مصروف ہو گیا

خود کہ کوبد ایں درِ رحمت نثار
کو نیابد در اجابت صد بہار
رحمت کی بکھیر والے اس در کو خود کون کھٹکھٹاتا ہے
جو کہ قبولیت سو بہار نہ پاتا ہو

خواب دید و ہاتفے گفت او شنید
کہ تمنایت بمصر آید پدید
اس نے خواب دیکھا اور ہاتف نے کہا اور اسنے سنا
تیری آرزو مصر میں ظاہر ہو گی

رو بمصر آنجا شود کارِ توراست
کرد کدیہ ات را قبول او مرتجاست
مصر جا، وہاں تیرا کام ٹھیک ہو گا
تیرے سوال کو قبول کر لیا ہے، وہ امید گاہ ہے

در[۲] فلاں موضع یکے گنجیست زفت
در پے آں بایدت تا مصر رفت
فلاں جگہ ایک بھاری خزانہ ہے
اس کی تلاش میں تجھے مصر جانا چاہیے

بید رنگے ہیں زبغداد اے نژند
رو بسوی مصر و منبت گاہ قند
اے افسردہ! بغداد سے بغیر تاخیر کے
مصر کی جانب اور شکر اگنے کی جگہ جا

چوں ز بغداد آمد او تا سوی مصر
گرم شد پشتش چو دید او روی مصر
وہ جب بغداد سے مصر کی جانب آیا
جب اس نے مصر کا رخ دیکھا اس کی کمر مضبوط ہو گئی

بر امید وعدۂ ہاتف کہ گنج
یابد اندر مصر بہرِ دفعِ رنج
ہاتف کے وعدے کی امید پر کہ خزانہ
مصیبت کے دفعیہ کے لئے مصر میں پا لے گا

در[۳] فلاں کوی و فلاں موضع دفیں
ہست گنجِ سخت نادر بس گزیں
فلاں کوچہ میں اور فلاں جگہ مدفون
ہے نہایت نادر بہت منتخب خزانہ

لیک نفقہ اش بیش و کم چیزے نماند
خواست دقے بر عوام الناس راند
لیکن اس کے لئے خرچہ تھوڑا بہت کچھ نہ رہا
اس نے عام لوگوں سے بھیک مانگنی چاہی

لیک شرم و ہمتش دامن گرفت
خویش را در صبر افشردن گرفت
لیکن شرم اور ہمت نے اس کا دامن پکڑ لیا
اس نے اپنے آپ کو صبر میں دبانا شروع کر دیا

باز جنفش از مجاعت بر طپید
ز انتجاع از خواستن چارہ ندید
پھر اس کا نفس بھوک سے تڑپا
روزی حاصل کرنے میں بھیک مانگنے کے سوا چارہ نہ دیکھا

گفت شب بیروں روم من نرم نرم
تاز ظلمت نایدم از گدیہ شرم
سوچا کہ رات کو چپکے چپکے سے باہر نکلوں گا
تاکہ اندھیری میں بھیک مانگنے سے شرم نہ آئے

---

۱ خواجہ۔ میراث پانے والا جب فقیر ہو گیا اور وہ گریہ و زاری میں مصروف ہو گیا۔ خود۔ جو اللہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہ ضرور اپنی مراد پا لیتا ہے۔ رحمت نثار۔ یعنی وہ دروازہ جس سے رحمت کی بکھیر ہوتی ہے۔ ہاتف۔ غیبی آواز نے اس سے کہا تجھے خزانہ مصر میں ملے گا۔ مرتجا۔ امید گاہ۔

۲ در فلاں۔ ہاتف نے اس کو بتا دیا کہ خزانہ فلاں جگہ مصر میں ہے۔ منبت گاہ قند۔ مصر میں شکر بہت پیدا ہوتی تھی۔ گرم شد۔ ہاتف کی بشارت کی وجہ سے۔ بر امید۔ ہاتف کے کہنے کی وجہ سے اس کو امید تھی کہ مصر میں خزانہ ہاتھ آ جائے گا۔

۳ در فلاں۔ ہاتف نے اس کو خزانہ کا پورا پتہ بتا دیا۔ نفقاش۔ نفقش پڑھا جائے گا۔ دق۔ یعنی بھیک کے لئے دروازہ پیٹنا۔ در صبر۔ یعنی صبر کے ذریعہ اپنی خواہش کو دبانا چاہا۔ انتجاع۔ دانہ پانی طلب کرنا۔ گفت۔ اس نے دل میں سوچا کہ میں بھیک مانگنے کے لئے رات کو نکلوں تاکہ کسی سے آنکھیں دو چار نہ ہوں اور شرم نہ آئے۔

همچو شبکو کے ۱ گنم من ذکر و بانگ | تا رسد از بامهایم نیم دانگ
شبکوک کی طرح میں ذکر اور آواز کروں گا | تاکہ بالا خانوں سے مجھے نیم دانگ مل جائے

اندریں اندیشہ بیروں شد بکو | واندریں فکرت همی شد سو بسو
اس خیال میں کوچہ سے باہر نکلا | اور اس فکر میں ہر طرف پھرتا تھا

یک زماں مانع همی شد شرم و جاہ | یک زمانے جوع می گفتش بخواہ
کسی وقت شرم اور رتبہ اس کے لئے مانع بنتا | کبھی اس سے بھوک کہتی ' مانگ

پای پیش و پای پس تا ثلث شب | کہ بخواهم یا بخسپم خشک لب
ایک قدم آگے اور ایک قدم پیچھے تہائی رات تک | کہ مانگوں یا میں سوکھے ہونٹ سو جاؤں

رسیدنِ ۲ آں شخص بمصر و شب بیروں آمدن بکوی از بہر شبکوی و گدائی و گرفتنِ عسس اورا و مرادِ او حاصل شدن از عسس بعداز خوردنِ زخم بسیار عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ و قولهٗ تعالیٰ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا و قولهٗ علیه الصلوٰۃ والسلام اِشْتَدِّی اَزْمَةُ تَنْفَرِجِیْ و جمیعُ القرآن والکتبِ المنزلۃ تقریرِ هذا

اس شخص کا مصر میں پہنچنا اور رات کو ایک کوچہ میں شبکوئی اور گدائی کے لئے باہر نکلنا اور کوتوال کا اس کو پکڑ لینا اور کوتوال کے ذریعہ بہت پٹنے کے بعد اس کی مراد کا حاصل ہو جانا ' قریب ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہی چیز تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول بیشک تنگی کے ساتھ سہولت ہے اور آنحضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول مصیبت تو سخت ہو جا ' کھل جائے گی اور سارا قرآن اور آسمانی کتابیں اس کو ثابت کرنے میں

ناگہانی ۳ خود عسس اورا گرفت | چوبہا زد بے محابا تا شگفت
اچانک خود کوتوال نے اس کو پکڑ لیا | بغیر مروت کے بے توقف ڈنڈے مارے

اتفاقا اندراں شبہائے تار | دیدہ بُد مردم ز شب دزداں ضرار
اتفاقاً ان اندھیری راتوں میں | لوگوں نے رات کو چوروں سے مضرت دیکھی تھی

بود شبہائے مخوف و ممتحس | پس بجدی جست دزداں را عسس
خوفناک اور منحوس راتیں تھیں | کوتوال اہتمام کے ساتھ چوروں کی جستجو میں تھا

۱ شبکوک۔ وہ فقیر جو درخت پر بیٹھ کر رات کو بھیک مانگے تاکہ اس کو کوئی نہ دیکھ سکے۔ اندیشہ۔ یعنی بھیک مانگنے کا خیال۔ سو بسو۔ اسی فکر میں ادھر ادھر ٹہلتا پھرا۔ یک زماں۔ شرم' بھیک مانگنے سے روکتی تھی اور بھوک بھیک مانگنے پر آمادہ کرتی تھی۔ ثلث شب۔ اسی کشمکش و پیچ میں ایک تہائی رات گزر گئی۔

۲ رسیدن آں شخص۔ یہ مصر میں پہنچا وہ وہاں شب گردی کی وجہ سے گرفتار ہو گیا کوتوال نے گرفتار کر کے مارا لیکن اس کے بعد اس کی مشکل حل ہو گئی گرفتار ہونا اس کی مشکل کا حل ہونا بنا انسان کسی چیز کو برا سمجھتا ہے اور اسی میں اس کی بھلائی ہوتی ہے۔ مصیبت جب انتہا کو پہنچ جاتی ہے پھر ٹل جاتی ہے۔

۳ ناگہانی۔ رات کو گھومتا دیکھ کر چور ہونے کے شبہ میں کوتوال نے اس کو بے تحاشا پیٹا۔ اتفاقا۔ گرفتاری کی وجہ یہ ہوئی کہ اس زمانہ میں مصر میں چوریاں بہت ہوئی تھیں۔ پس۔ اس لئے کوتوال چوروں کی گرفتاری میں بہت کوشاں تھا۔

تا۱ خلیفہ گفتہ کہ ببُرید دست — ہر کہ شب گردد اگر خویشِ منست
حتیٰ کہ بادشاہ نے کہہ دیا تھا کہ ہاتھ کاٹ دے — جو رات کو گھومے، خواہ میرا رشتہ دار ہو

بر عَسَس کردہ مَلِک تہدید و بیم — کہ چرا باشید بر دُزداں رحیم
بادشاہ نے کوتوال کو ڈرایا اور دھمکی دی تھی — کہ تم چوروں پر رحم کھانے والے کیوں ہو؟

عِشوہ شاں را از چہ رُوبا ور کنید — یا چرا زایشاں قبولِ زر کنید
ان کی مکاری کا کس وجہ سے یقین کر لیتے ہو — یا کیوں ان سے رقم قبول کرتے ہو؟

رحم بر دُزداں و ہر منحوس دست — بر ضعیفاں زحمت و بیرحمی ست
چوروں اور ہر منحوس ہاتھ پر رحم کرنا — کمزوروں پر زحمت اور بے رحمی ہے

ہیں۲ ز رنجِ خاص مگسل ز انتقام — رنجِ اُو بگزیں و بنگر رنجِ عام
خبردار کسی خاص شخص کی تکلیف کی وجہ سے انتقام لینے سے گریز نہ کر — اس کی تکلیف کو پسند کر اور عوام کی تکلیف کو مدنظر رکھ

اِصبعِ ملدوغ بُر در دفعِ شر — در تعدّی و ہلاکِ تن نگر
شر کو دفع کرنے کے لئے ڈسی ہوئی انگلی کاٹ دے — متعدی ہونے اور جسم کی تباہی کو دیکھ

گشتہ دزد انبُہ دراں ایام بس — کاں فقیر افتاد در دستِ عسس
ان دنوں میں چور بہت ہو گئے تھے — کہ وہ فقیر کوتوال کے ہاتھ پڑ گیا

اتفاقاً اندراں ایام دُزد — گشتہ بُود انبُوہ پختہ و خام دُزد
اتفاقاً ان دنوں میں چور — بہت ہو گئے تھے، پکے اور کچے چور

در۳ چنیں وقتش بدید و سخت زد — بر سر و بر پُشت چوبِ بے عدد
اس کو ایسے وقت میں دیکھا اور بہت مارے — ان گنت ڈنڈے، سر اور کمر پر

نعرہ و فریاد زاں درویش خاست — کہ مزن تا مَن بگویم حال راست
اس فقیر سے نعرہ اور فریاد نکلی — کہ نہ مار، تاکہ میں سچا حال بیان کردوں

گفت اینک دادمت مُہلت بگو — تا بشب چوں آمدی بیروں بگو
اس نے کہا اب میں نے تجھے مہلت دیدی، کہہ — بتا تو رات میں باہر کیوں نکلا؟

تو نہ زینجا غریب و منکری — راستی گوتا بچہ مکر اندری
تو یہاں کا نہیں ہے، پردیسی اور اجنبی ہے — سچ بتا، تو کس تدبیر میں ہے؟

اہلِ دیواں بر عسس طعنہ زدند — کہ چرا دزداں کنوں انبہ شدند
دفتر والے کوتوال کو طعنہ دیتے ہیں — کہ اب چور کیوں زیادہ ہو گئے ہیں؟

۱ تا خلیفہ۔ حاکم نے یہ حکم دے دیا تھا کہ جو بھی رات کو گھومتا پایا جائے اس کو گرفتاری کر کے چوری کی سزا دیدی جائے خواہ میرا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ بر عسس۔ چوریوں کی کثرت کی وجہ سے کوتوال پر عتاب ہو رہا تھا۔ عشوہ۔ کوتوال سے کہا گیا تھا یا تو تم لوگ چوروں کے چکموں میں آجاتے ہو یا ان سے رشوت لے لیتے ہو۔ رحم۔ حالانکہ چوروں پر رحم کرنا کمزوروں پر ظلم ہے۔

۲ ہیں ز رنج۔ عوام کی راحت کی خاطر کسی ظالم پر رحم نہ کرنا چاہیے۔ اصبع۔ اگر انگلی میں کوئی زہریلا جانور کاٹ لے تو بقیہ جسم کو بچانے کے لئے اس کا کاٹنا بہتر ہے۔ گشتہ۔ چونکہ شہر میں چوروں کی کثرت تھی اس لئے شبہ میں اس کی گرفتاری عمل میں آ گئی۔

۳ در چنیں۔ ان حالات میں چونکہ اس شخص کو کوتوال نے گھومتا دیکھا تو گرفتار کر کے سخت سزا دی۔ کہ مزن۔ اس نے کہنا شروع کیا کہ مجھے نہ مار میں صحیح حال بتاتا ہوں۔ گفت۔ کوتوال نے مارنا چھوڑ دیا اور کہا صحیح بات بتا دے۔ تو نہ۔ تو مصری نہیں ہے پردیسی ہے سچ بتا کہ تو کیوں گھوم رہا تھا۔ اہل دیواں۔ شاہی دفتر کے افسران پولیس کو طعنے دے رہے ہیں۔

انبہی ۱ از تست و از امثالِ تست — وانما یارانِ زشتت را نخست

کثرت تجھ سے اور تجھ جیسوں سے ہے — پہلے اپنے تو بُرے ساتھیوں کو ظاہر کر

ورنہ کینِ جملہ را از تو کشم — تا شود ایمن زشر ہر محتشم

ورنہ سب کا کینہ تجھ سے نکالوں گا — تاکہ ہر معزز شر سے محفوظ ہو جائے

گفت اُو از بعد سوگندانِ پُر — کہ نیم مَن خانہ سوز و کیسہ بُر

اس نے بھرپور قسموں کے بعد کہا — کہ میں گھر پھونکنے والا اور گرہ کٹ نہیں ہوں

مَن نہ مَردِ دُزدی و بیدادیم — مَن غریب مصرم و بغدادیم

میں چوری اور ظلم والا آدمی نہیں ہوں — میں مصر کا پردیسی اور بغداد کا باشندہ ہوں

دربیانِ ۲ ایں حدیثِ شریف کہ الصِّدْقُ طُمَانِیْنَةٌ وَالْکِذْبُ رِیْبَةٌ

اس حدیث شریف کا بیان کہ سچ اطمینان ہے اور جھوٹ شک ہے

قصہ آں خواب و گنجِ زر بگفت — پس زصدقِ اُو دلِ آنکس شگفت

اس نے اس خواب اور سونے کے خزانہ کا قصہ سنایا — اس کے سچ سے اس کا دل شگفتہ ہو گیا

بوی صدقش آمد از سوگندِ او — سوزِ اُو پیدا شد از اسپندِ او

اس کو اس کی قسم سے سچائی کی خوشبو آئی — اس کی سوزش اس کے کالے دانہ سے ظاہر ہو گئی

دل بیارامد بگفتارِ صواب — آنچناں کہ تشنہ آرامد بآب

صحیح بات سے دل آرام پا جاتا ہے — جس طرح پیاسا پانی سے آرام پاتا ہے

جُز ۳ دلِ محجوب کو را علتیست — از نبی اش تا غبی تمییز نیست

سوائے محجوب کے دل کے جس میں کوئی بیماری ہے — جس کو نبی اور غبی میں تمیز نہیں ہے

ورنہ آں پیغام کز موضع بُوَد — برزند بر مَہ شگافیدہ شود

ورنہ وہ پیغام جو جگہ سے ہو — وہ چاند پر اثر کرتا ہے، وہ شق ہو جاتا ہے

مہ شگافد واں دلِ محجوب نے — زانکہ مردود ست اُو محبوب نے

چاند شق ہو جاتا ہے اور وہ محجوب دل نہیں — کیونکہ وہ مردود ہے، محبوب نہیں ہے

چشمہ شد چشمِ عسس زاشک مُبل — نے زگفتِ خشک بل از بوی دل

کوتوال کی آنکھ تر کرنے والے آنسوؤں سے چشمہ بن گئی — خشک گفتگو سے نہیں بلکہ دل کی بو سے

یک سخن از دوزخ آید سوی لب — یک سخن از شہرِ جاں در کوی لب

ایک بات دوزخ سے ہونٹ تک آتی ہے — ایک بات جان کے شہر سے ہونٹ کے کوچہ میں

---

۱ انبہی۔ چوروں کی کثرت تجھ سے اور تجھ جیسوں سے ہوتی ہے۔ وانما۔ اپنے برے ساتھیوں کا پتہ بتا ورنہ سب کے بدلے کی سزا تجھ کو دوں گا۔ محتشم۔ باعزت۔ خانہ سوز۔ یعنی ڈاکو۔ کیسہ بر۔ گھٹ کترا۔ من غریب۔ میں مصر میں پردیسی ہوں میرا وطن بغداد ہے۔

۲ دربیان۔ حدیث شریف ہے کہ سچائی سے دل کو اطمینان ہو جاتا ہے اور جھوٹی بات دل میں شک و شبہ پیدا کرتی ہے۔ آنکس۔ یعنی کوتوال۔ اسپند کالے دانہ کو آگ پر ڈالتے ہیں تو وہ دھواں دیتا ہے تو اس کا دھواں آگ جلنے کی اس کا دھواں آگ کے وجود کی دلیل ہے اسی طرح اس کی باتوں سے اس طرح اس کی باتوں سے اس کی اندرونی سوزش کا پتہ چل گیا۔ دل۔ کوتوال اس کی [illegible] سے مطمئن ہو گیا اس لئے کہ سچی بات سننے والے کے دل کو مطمئن کر دیتی ہے۔

۳ جز دل محجوب۔ کافروں کے دل چونکہ پردے میں ہیں اس لئے سچی بات ان کے دل پر اثر نہیں کرتی ہے۔ از نبی۔ اسی لئے کافر جھوٹے سچے میں تمیز نہیں کر سکتا۔ ورنہ۔ انبیاء کے کلام کی تاثیر کا تو یہ حال ہے کہ چاند پر اثر: وانشق القمر کا معجزہ رونما ہو گیا۔ چشمہ۔ اس سچے کی باتوں سے کوتوال رو پڑا۔ یک سخن۔ انسان کا نفس بمنزلہ دوزخ کے ہے اس کی بات دوزخی ہے جان کی بات جنتی ہے۔

بحرِ[1] جاں افزا و بحرِ پُر حرج　　درمیانِ ہر دو بحر ایں لب مرج
جان کو بڑھانے والا سمندر اور تنگی سے بھرا ہوا سمندر　　دونوں سمندروں کے درمیان یہ ہونٹ ملاپ کی جگہ ہیں

بحرِ جاں افزا و بحرِ عمر کاہ　　ہر دو آں برلب گذر دارند و راہ
جان کو بڑھانے والا اور عمر کو گھٹانے والا سمندر　　دونوں ہونٹ پر گذر اور راہ رکھتے ہیں

چوں ینپلو درمیانِ شہرہا　　از نواحی آمد آنجا بہرہا
جیسے کہ شہروں کے درمیان میں منڈی　　اس جگہ اطراف سے حصے آتے ہیں

کالۂ معیوب و قلبِ کیسہ بُر　　کالۂ پُر سود و مستشرق چو دُر
عیب دار سامان اور گانٹھ کاٹنے والا کھوٹا　　نفع بخش اور موتی کی طرح چمک دار سودا

زیں[2] ینپلو ہر کہ بازرگان تر ست　　بر سرہ و بر قلبہا دیدہ وَر ست
اس منڈی سے جو شخص اچھا سوداگر ہے　　وہ کھرے اور کھوٹوں کو تاڑنے والا ہے

شد ینپلو مر دِرا دارُ الرّباح　　واں دگر را از عمی دارا لجناح
منڈی کسی کے لئے نفع کا گھر ہے　　اور دوسرے کے لئے اندھے پن کی وجہ سے گناہ کا گھر ہے

ہر یکے زاجزائے عالم یک بیک　　بر غبی بندست و بر استاد فک
عالم کے تمام اجزاء ایک ایک　　غبی کی قید میں اور استاد پر قید سے رہائی

بر یکے قندست و بر دیگر چو زہر　　بر یکے لطف ست و بر دیگر چو قہر
ایک پر شکر ہے اور دوسرے پر زہر جیسا　　ایک پر رحم ہے اور دوسرے پر قہر جیسا

بر[3] یکے دیوست و بر دیگر چو حور　　بر یکے نارست و بر دیگر چو نور
ایک پر شیطان ہے اور دوسرے پر حور جیسا　　ایک پر آگ ہے اور دوسرے پر نور جیسا

بر یکے گنج ست و بر دیگر چو مار　　بر یکے وردست و بر دیگر چو خار
ایک پر خزانہ ہے اور دوسرے پر سانپ جیسا　　ایک پر پھول ہے اور دوسرے پر کانٹے کی طرح

بر یکے شیریں و بر دیگر ترش　　بر یکے مبہوت و بر دیگر چو ہُش
ایک پر میٹھا ہے اور دوسرے پر کھٹا　　ایک پر مدہوش ہے اور دوسرے پر ہوش جیسا

بر یکے پنہاں و بر دیگر عیاں　　بر یکے سودست و بر دیگر زیاں
ایک پر پوشیدہ ہے اور دوسرے پر ظاہر　　ایک پر نفع ہے دوسرے پر نقصان

بر یکے بندست و بر دیگر گشاد　　بر یکے قیدست و بر دیگر مراد
ایک پر قید ہے اور دوسرے پر کشادگی　　ایک پر بیڑی ہے اور دوسرے پر مقصود

---

۱ بحرِ جاں۔ نفس اور روح دونوں کی باتیں ہونٹ سے نکلتی ہیں۔ مرج۔ یعنی ملنے کی جگہ۔ بحر عمر کاہ نفس کی باتیں تو زندگی کی تباہی کا سبب ہیں۔ ینپلو۔ بوزن تحن کو۔ منڈی۔ بہرہا۔ یعنی مالوں کے حصے۔ کالہ۔ سامان کیسہ بر۔ کھوٹا مال جیب تراش کی طرح جیب صاف کر دیتا ہے۔

۲ زیں۔ منڈی میں ہر طرح کا سودا ہے اچھا تاجر کھرے کھوٹے میں امتیاز کر لیتا ہے اسی طرح ہونٹ پر آئے ہوئے سچ اور جھوٹ میں ماہر امتیاز کر لیتا ہے۔ شد۔ منڈی کسی کے نفعوں کا گھر ہے کسی کے لئے گناہوں یعنی ٹوٹے کا گھر ہے۔ ہر یکے۔ منڈی ہی کیا دنیا کے جز جز کا یہی حال ہے کسی کے لئے مفید اور کسی کے لئے مضر ہے۔ فک۔ قید سے چھڑانا۔

۳ بر یکے کسی کے لئے عالم کافر شیطان ثابت ہوتا ہے کسی کے لئے حور ثابت ہوتا ہے۔ مار۔ مشہور ہے کہ خزانہ پر سانپ ہوتا ہے۔ مولانا نے بہت سے اشعار میں یہی بتایا ہے کہ عالم کے ہر جز کے مختلف خصوصیتوں کے اعتبار سے مختلف اثرات ہیں۔

بر یکے نوش ست و بر دیگر چو نیش ‌‌ بر یکے بیگانہ بر دیگر چو خویش
ایک پر شہد ہے اور دوسرے پر ڈنک جیسا ‌‌ ایک پر بیگانہ ہے دوسرے پر اپنے کی طرح

بر یکے نقص ست و بر دیگر کمال ‌‌ بر یکے ہجرست و بر دیگر وصال
ایک پر عیب ہے اور دوسرے پر کمال ‌‌ ایک پر ہجر ہے اور دوسرے پر وصال

ہر ۱ جمادے بانبی افسانہ گو ‌‌ کعبہ با حاجی گواہ و نطق جو
ہر بے جان نبی سے بات کرنے والا ہے ‌‌ کعبہ حج کرنے والے کے لئے گواہ اور بات کرنے والا ہے

بر مصلی مسجد آمد ہم گواہ ‌‌ کو ہمی آمد بمن از دور راہ
مسجد، نمازی کی بھی گواہ ہے ‌‌ کہ وہ میرے پاس لمبے راستے سے آیا تھا

بر خلیل آتش بود ریحان و ورد ‌‌ لیک بر نمرود آں مرگشت و درد
آگ خلیل اللہ پر خوشبودار بو اور گلاب کا پھول ہے ‌‌ لیکن نمرود پر وہ موت اور درد ہے

بارہا گفتیم ایں را اے حسن ‌‌ می نگردم از بیانش سیر من
اے بھلے! میں نے یہ بارہا کہا ہے ‌‌ اس کے بیان میں سیر نہیں ہوتا ہوں

بارہا خوردی ۲ تو ناں دفع ذبول ‌‌ ایں ہماں ناں ست چوں نبوی ملول
تو نے کمزوری کو دفع کرنے کے لئے بارہا روٹی کھائی ہے ‌‌ یہ وہی روٹی ہے تو ملول کیوں نہیں ہوتا؟

در تو جوعے میرسد نوز اعتدال ‌‌ کہ ہمی سوزد از و تخمہ و ملال
تیرے اندر صحت کی وجہ سے ایک تازہ بھوک پہنچ جاتی ہے ‌‌ کہ اس کی وجہ سے بدہضمی اور ملال سوخت ہو جاتا ہے

ہر کرا درد مجاعت نقد شد ‌‌ نو شدن با جزو جزوش عقد شد
جس کے لئے بھوک کا درد حاصل ہو گیا ‌‌ نیا ہونا اس کے جز جز سے وابستہ ہو گیا

لذت ۳ از جوعست نے از نقل نو ‌‌ با مجاعت از شکر بہ نانِ جو
لذت بھوک کی وجہ سے ہے، نہ کہ غذا سے ‌‌ بھوک کے ہوتے ہوئے جو کی روٹی شکر سے بہتر ہے

پس زبے جوعیست وز تخمہ تمام ‌‌ آں ملالت نے ز تکرارِ کلام
پس بھوک نہ ہونے اور پوری بدہضمی کی وجہ سے ‌‌ وہ تنگدلی ہے، نہ کہ کلام مکرر ہونے سے

چوں ز دکان و مکیس و قیل و قال ‌‌ در فریب مردمت ناید ملال
کیوں دکان اور بھاؤ کی کھینچ تان اور بحث ہے ‌‌ جو لوگوں کو فریب دینے میں ہے تنگدلی نہیں ہوتی؟

بر یکے روزست و بر دیگر چو شب ‌‌ بر یکے عیش ست و بر دیگر تعب؛
ایک پر دن ہے اور دوسرے پر رات کی طرح ‌‌ ایک پر عیش ہے اور دوسرے پر تھکن

۱ ہر جمادے۔ آنحضورؐ کو پتھر سلام کرتے تھے۔ کعبہ۔ یہ بھی پتھر ہیں مومنوں کے لئے گواہی دینگے۔ بارہا۔ یہ مضمون کہ ایک چیز کے مختلف اثرات ہیں میں کئی بار بیان کر چکا ہوں لیکن میری سیری نہیں ہوتی ہے اسی لئے اس مضمون میں تکرار ہے۔

۲ خوردی۔ تم روٹی بار بار کھاتے ہو اس سے تم میں کوئی ملال پیدا نہیں ہوتا۔ در تو جوعے۔ تمہاری خواہش تمہیں روٹی سے ملال نہیں ہونے دیتی۔ ہر کرا۔ غرضیکہ ملال کا سبب کسی چیز کی تکرار نہیں ہے بلکہ اس چیز کی خواہش نہ ہونا ہے۔

۳ لذت۔ کھانے کی لذت کا مدار خواہش پر ہے بھوک ہو تو جو کی روٹی پلاؤ قورمہ ہے ورنہ پلاؤ قورمہ سے بھی ملال پیدا ہوگا۔ مکیس۔ یعنی بھاؤ میں کھینچ تان۔ بر یکے۔ پھر مولانا نے وہی مضمون شروع فرمایا کہ ایک چیز کے مختلف اثرات ہیں۔

بُرگِکے محبوب و بَر دیگر عدو ۔۔۔ بَرگِکے راحِ۱ است و بر دیگر کدو
ایک پر دوست ہے اور دوسرے پر دشمن ۔۔۔ ایک پر شراب ہے دوسرے پر کدو

بُرگِکے آبست و بر دیگر چو خوں ۔۔۔ بَرگِکے اعجاز و بَر دیگر فسُوں
ایک پر پانی ہے اور دوسرے پر خون کی طرح ۔۔۔ ایک پر معجزہ ہے اور دوسرے پر جادو

بُرگِکے حلوا و بر دیگر چو سَم ۔۔۔ بَرگِکے سَنگ ست و بَر دیگر صَنَم
ایک پھر حلوا ہے اور دوسرے پر زہر کی طرح ۔۔۔ ایک پر پتھر ہے اور دوسرے پر بت

بُرگِکے جسم ست و بر دیگر چو رُوح ۔۔۔ بَرگِکے حَبس ست و بَر دیگر فتوح
ایک پر جسم ہے اور دوسرے پر روح جیسے ۔۔۔ ایک پر قید ہے دوسرے پر فتوحات

بُرگِکے تیر ست و بُر دیگر کماں ۔۔۔ بَرگِکے نان ست و بَر دیگر سِناں
ایک پر تیر ہے اور دوسرے پر کمان ۔۔۔ ایک پر روٹی ہے اور دوسرے پر بھالا

چوں زغیبت و اکلِ لحمِ مردماں ۔۔۔ شصت سالت سیری نامد ازاں
کیوں غیبت اور لوگوں کا گوشت کھانے سے ۔۔۔ ساٹھ سال میں تجھے اس سے سیری حاصل نہ ہوئی؟

شَرہا در عشقِ قحبہ گفتہ تُو ۔۔۔ بے ملالت ہمچو گل بشگفتہ تُو
تو نے رنڈی کے عشق میں بہت سے شعر ہے ۔۔۔ بغیر ملال کے تو پھول کی طرح کھلا رہا

مدحہا در صیدِ شلّہ گفتہ تُو ۔۔۔ بے ملولی بارہا بشگفتہ تُو
تو نے شرمگاہ کا شکار کرنے میں بہت تعریفیں کیں ۔۔۔ بغیر ملال کے تو بارہا شگفتہ رہا

بارِ۲ آخر گوئیش سوزان و چُست ۔۔۔ گرم تر صد بار از بارِ نخست
تو پھر اس کو دوسری بار گرم اور چست ہو کر کہتا ہے ۔۔۔ پہلی بار سے سو گنا گرم ہو کر

درد داروی کہن را نو کند ۔۔۔ درد ہر شاخِ ملولے خُو کُنَد
درد پرانی دوا کو نیا بنا دیتا ہے ۔۔۔ درد ملال کی ہر شاخ کو کاٹ دیتا ہے

کیمیائے نو کُنندہ دَرد ہاست ۔۔۔ کو مُلولی آں طرف کہ درد خاست
درد نئی کیمیا بنانے والے ہیں ۔۔۔ وہاں تنگدلی کہاں ہے جہاں درد اٹھا؟

ہیں۳ مزن تو از ملولی آہِ سَرد ۔۔۔ درد جُو و درد جُو و دَرد دَرد
تو تنگدل سے ٹھنڈی آہ نہ بھر ۔۔۔ درد کی تلاش کر اور درد کی تلاش اور درد، درد

خادعِ درد اند درمانہایِ ژاژ ۔۔۔ رہزنند و زر ستاناں رسم باژ
بیہودہ معالجے درد کو دھوکہ دینے والے ہیں ۔۔۔ ڈاکو ہیں اور خراج کے طریقہ پر روپیہ وصول کرنے والے ہیں

۱ راح۔ شراب۔ کدو۔ جس میں شراب بھر کر رکھتے ہیں۔ سنگ۔ پتھر معمولی چیز ہے۔ صنم۔ بت کی عبادت کراتے ہیں۔ چوں زغیبت۔ انسان غیبت کرتا ہے جو دوسروں کا گوشت کھاتا ہے اس سے انسان ملول نہیں ہوتا چونکہ اس کی رغبت ہے۔ قحبہ۔ زانیہ۔ شلہ۔ عورت کی شرمگاہ۔

۲ بار آخر۔ اس طرح کے اشعار تو مکرر کہتا ہے اور تکرار میں تیرا جوش اور شوق بڑھتا رہتا ہے۔ درد۔ جب درد اٹھتا ہے تو وہی دوا پیتا ہے جو پہلے بارہا پی چکا ہے۔ خو۔ قطع۔

۳ ہیں مزن۔ جس طرح ظاہری درد پرانی دوا کو نیا بنا دیتا ہے اور انسان تکرار سے ملول نہیں ہوتا اسی طرح تو نصیحت کی باتوں سے ملول ہو کر ٹھنڈی آہیں نہ بھر بلکہ اپنے دل میں آخرت کا درد پیدا کر۔ خادع۔ چونکہ آخرت کا درد بزرگوں کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے تو مولانا بناوٹی بزرگوں سے بچنے کی نصیحت کرتے ہیں کہ ان کی صحبت درد پیدا کرنے کا دھوکہ ہے۔

آبِ شورے نیست درمانِ عطش ‏ ‏ وقتِ خوردن گر نماید سرد و خوش
کھاری پانی پیاس کا علاج نہیں ہے ‏ ‏ اگرچہ پینے کے وقت ٹھنڈا اور اچھا لگے

لیک خادع گشت و مانع شد زجست ‏ ‏ زآبِ شیرینی کز و صد سبزہ رست
لیکن وہ ڈھونڈنے سے دھوکہ دینے والا اور مانع بن گیا ‏ ‏ میٹھے پانی کے جس سے سیکڑوں سبزے اگتے ہیں

ہمچنیں ہر زرِ قلبے مانع ست ‏ ‏ از شناسِ نقدِ زر ہر جا کہ ہست
اس طرح ہر کھوٹا سونا مانع ہے ‏ ‏ کھرے کی پہچان سے وہ جہاں کہیں بھی ہو

بال و پرّت رابہ تزویرے بُرید ‏ ‏ کہ مُرادِ تو منم گیرائے مُرید
اس نے مکاری سے تیرے بال و پر کاٹ دیئے ‏ ‏ کہ اے مرید! میں تیری مراد ہوں لے لے

گفت[۲] دردت چینم و خود دردِ بُود ‏ ‏ باطناً خار و بظاہر وَرد بُود
اس نے کہا میں تیرا درد چین لوں گا اور وہ خود درد تھا ‏ ‏ باطن میں کانٹا اور باہر پھول تھا

رَو ز درمانِ دروغیں می گریز ‏ ‏ تا شود دردت مُطیّب مُشک بیز
جا، جھوٹے علاج سے بھاگ ‏ ‏ تاکہ تیرا درد پاکیزہ اور مشک کی خوشبو دینے والا بن جائے

گفتنِ عسس خوابِ خود را با غریبِ مسکین و نشانِ گنج دادن ہم در خانۂ اُو

کوتوال کا مسکین پردیسی سے اپنا خواب بیان کرنا اور اسی کے گھر میں خزانہ کا پتہ دینا

گفت نے دُزدی تو و نے فاسقی ‏ ‏ مَردِ نیکی لیک گول و احمقی
اس نے کہا نہ تو چور ہے نہ بدکار ‏ ‏ تو نیک انسان ہے لیکن بیوقوف اور احمق ہے

بر[۳] خیالِ خواب چندیں رہ کنی ‏ ‏ نیست عقلت راتسوئے روشنی
خواب کے خیال پر تو اتنا راستہ طے کرتا ہے ‏ ‏ تیری عقل میں ایک دمڑی روشنی نہیں ہے

برخیالے اینچنیں راہِ دراز ‏ ‏ پیش گیری از سرِ جہل و ز آز
ایک خیال پر ایسا لمبا راستہ ‏ ‏ تو نادانی اور لالچ کی وجہ سے اختیار کرتا ہے

بارہا من خواب دیدم مُستمر ‏ ‏ کہ بہ بغداد است گنجے مُستتر
میں نے مسلسل کئی بار خواب دیکھا ہے ‏ ‏ کہ چھپا ہوا خزانہ بغداد میں ہے

دَر فلاں کوی و فلاں خانہ دفیں ‏ ‏ بُود آں خود نامِ خانہ کوئِ ایں
فلاں کوچہ اور فلاں گھر میں مدفون ہے ‏ ‏ وہ خود اس کے گھر کا اور کوچہ کا نام تھا

ہست درخانہ فلانے رَو بجُو ‏ ‏ نامِ خانہ و نامِ اُو گفت آں عدو
وہ فلانے گھر میں ہے، جا تلاش کر ‏ ‏ اس دشمن نے گھر کا اور اس کا نام بتا دیا

[۱] آبِ شورے۔ جس طرح کھاری پانی سے پیاس نہیں بجھتی ہے اسی طرح غلط صحبتوں سے مقصود حاصل نہیں ہوتا ہے۔ ہمچنیں۔ جس طرح ان دھوکے باز پیروں میں پھنس کر انسان صحیح پیر سے محروم ہو جاتا ہے اسی طرح کھوٹے سکے کھروں سے رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ بال و پرت۔ وہ صحیح بزرگوں تک تیری پرواز کو ختم کر دیتے ہیں۔

[۲] گفت۔ وہ جھوٹا پیر کہتا ہے کہ میں تیرے درد کا علاج ہوں حالانکہ وہ علاج کیا ہوتا خود درد ہے۔ تا خود۔ تیری اس طلب کے بہتر اثرات رونما ہوں۔

[۳] بر خیال۔ اس کوتوال نے اس پردیسی سے کہا کہ بات تو تیری سچی ہے لیکن تو احمق اور بیوقوف ہے کہ ایک خواب و خیال پر بغداد سے مصر پہنچا۔ بارہا۔ میں نے متعدد بار خواب میں دیکھا کہ وہ خزانہ بغداد میں ہے۔ درفلاں۔ اور اس کوتوال نے اس خزانہ کا پورا پتہ بتا دیا۔ بود۔ جہاں کا اس نے پتہ بتایا وہ خود اس پردیسی کے کوچہ اور گھر کا پتہ تھا آں عدو۔ کوتوال۔

۱ دیدہ ام خود بارہا ایں خواب مَن | کہ بہ بغداد است گنجے در وطن
میں نے خود بارہا یہ خواب دیکھا ہے | کہ وطن میں بغداد میں ایک خزانہ ہے

ہیچ مَن از جا نرفتم زیں خیال | تو بیک خوابے بیائی بے مَلال
میں اس خیال سے کبھی جگہ سے نہ ہلا | تو بغیر ملال کے ایک خواب کی وجہ سے چلا گیا

خوابِ احمق لائقِ عقلِ ویست | ہمچو اُو بے قیمت ست ولاشی ست
بیوقوف کا خواب اس کی عقل کے مناسب ہے | اس کی طرح بے قیمت اور ہیچ ہے

خوابِ زن کمتر ز خوابِ مَرد داں | از پئے نقصانِ عقل وضعفِ جاں
عورت کے خواب کو مرد کے خواب سے کم سمجھ | عقل کی کمی اور جان کی کمزوری کی وجہ سے

خوابِ ۲ ناقص عقل وگول آید کساد | پس ز بے عقلی چہ باشد خواب باد
ناقص عقل والے اور احمق کا خواب کھوٹا ہوتا ہے | تو بے عقلی سے کیسا خواب ہو گا؟ ہوا

گفت با خود گنج درخانہ مَن ست | پس مرا آنجا چہ فقر وشیون ست
اس نے اپنے آپ سے کہا خزانہ میرے گھر میں ہے | پھر مجھے اس جگہ کیا افلاس و شکوہ ہے

بر سرِ گنج از گدائی مُردہ ام | زانکہ اندر غفلت و دَر پردہ ام
میں خزانہ کے اوپر بیٹھا ہوا بھکاری پن سے مردہ ہوں | کیونکہ میں غفلت میں اور پردے میں ہوں

زیں بشارت مست شد دَردش نماند | صد ہزار الحمد زیرِ لب بخواند
وہ اس خوشخبری سے مست ہو گیا اس کا درد نہ رہا | لاکھوں الحمد آہستہ آہستہ پڑھیں

گفت ۳ بُد موقوفِ ایں لُت لُوتِ مَن | آبِ حیواں بُود در حانوتِ مَن
اس نے کہا میرا لذیذ کھانا اس لذت پر موقوف تھا | آب حیات میری دکان میں تھا

رَو کہ بر لُوتِ شگرفے بر زدم | کوری آں وہم کہ مُفلِس بُدم
چل کہ میں نے عجیب مزیدار کھانے پر ہاتھ مارا ہے | اس وہم کے اندھے پن پر کہ میں مفلس تھا

خواہ احمق داں و خواہی عاقلم | یافتم ہرچہ کہ می خواہد دلم
تو مجھے خواہ احمق سمجھ اور خواہ عقلمند | جو کچھ میرا دل چاہتا تھا میں نے پا لیا

خواہ احمق داں مرا خواہی فرُد | آنِ مَن شد ہرچہ می خواہی بگو
تو مجھے خواہ احمق سمجھ خواہ کمتر | وہ میری ملکیت ہو گیا تو جو چاہے کہہ

مَن مُرادِ خویش دیدم بے گماں | ہرچہ خواہی گُو مرا اے بدہاں
یقیناً میں نے اپنی مراد دیکھ لی | اے بدزبان! تیرا جو جی چاہے مجھے کہہ لے

۱ دیدہ ام۔ میں نے یہ خواب بار بار دیکھا ہے لیکن میں اپنی جگہ سے نہ ہلا اور بغداد کی راہ نہ لی۔ تو بیک۔ تیری یہ حماقت ہے کہ ایک خواب پر دوڑ پڑا۔ خواب۔ جیسا تو بے عقل ہے تیری خواب بھی ایسی ہی ہے۔ خوابِ زن۔ اسی لیے عورت کی خواب اتنی صحیح نہیں ہوتی جیسی کہ مرد کی ہوتی ہے چونکہ عورت کی عقل ناقص ہے۔

۲ خواب ناقص عقل۔ جب ناقص عقل کی خواب بھی قابلِ بھروسہ نہیں تو بے عقل کی خواب تو محض ہوائی ہو گی۔ گفت۔ پردیسی نے کوتوال کی خواب سن کر اپنے آپ سے کہا کہ جب خزانہ خود میرے گھر میں ہے تو میں یہاں فقر اور شکوے کی حالت میں کیوں گھوم رہا ہوں۔ زانکہ۔ یہ سب کچھ میری غفلت کا نتیجہ ہے۔ دردش۔ سفر کی تکلیف یا کوتوال کی مار کا درد۔

۳ گفت بُد۔ اس نے دل میں سوچا کہ خزانہ کا ملنا کوتوال کی مار پر موقوف تھا آبِ حیواں۔ یعنی خزانہ۔ خواہ احمق۔ اس نے دل ہی دل میں کوتوال کو کہا۔ فرد۔ کمتر اے بدہاں۔ یعنی کوتوال جس نے اس کو احمق اور بیوقوف کہا تھا۔

تو مرا پُر دردا گوائے مُحتشم　　پیشِ تو پُر درد و پیشِ خود خوشم
اے معززا تو مجھے مریض کہہ　　میں تیرے نزدیک مریض اور اپنے نزدیک بھلا ہوں

وای گر برعکس بُودے ایں مطار　　پیشِ تو گلزار و پیشِ خویش خار
افسوس ہوتا اگر یہ مقام پرواز برعکس ہوتا　　تیرے نزدیک گلزار اور اپنے نزدیک کانٹا ہوتا

بافقیرے گفت روزے یک خسے　　کہ تُرا ایں جانمی داند کسے
ایک کمینہ نے ایک روز ایک فقیر سے کہا　　کہ تجھے یہاں کوئی نہیں جانتا

گفت او گرمی نداند عامیم　　خویش را مَن نیک می دانم کیم
اس نے کہا، اگر عام آدمی مجھے نہیں جانتا　　میں اپنے آپ کو خوب جانتا ہوں کہ میں کون ہوں؟

وای ۲ گر برعکس بُودے دَرد و رِیش　　اُو بُدے بنیایِ مَن مَن کورِ خویش
افسوس ہوتا، اگر درد اور زخم الٹا ہوتا　　وہ مجھے دیکھنے والا ہوتا میں اپنے بارے میں اندھا ہوتا

احمقم گیر احمقم مَن نیک بخت　　بخت بہتر از لجاج و رُوی سخت
تو مجھے احمق فرض کر، میں نیک بخت احمق ہوں　　چمٹا لو پن اور ترشروئی سے نصیب بہتر ہے

ایں سخن بروفقِ ظنّت می جہد　　ورنہ بختم دادِ عقلم می دہد
یہ بات تیرے گمان کے مطابق نکل رہی ہے　　ورنہ میرا نصیب میری عقل کی داد دے رہا ہے

بازگشتنِ آں مَردِ شادماں و مُراد یافتہ و شکر گویاں و سجدہ کناں و حیراں دَر غرائبِ اشارتِ حق سُبحانہٗ و تعالیٰ و ظہورِ تاویلات آں بروجہیکہ ہیچ عقلے و فہمے آں جا نرسد

اس شخص کا خوش خوش اور مراد حاصل کر کے اور شکر ادا کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے اشاروں کے عجائب میں حیران واپس لوٹنا اور ان کی تاویلات کو ایسے طریقہ پر ظاہری ہوتا کہ کوئی عقل اور سمجھ یہاں نہیں پہنچتی ہے

باز ۳ گشت از مصر تا بغداد اُو　　ساجد و راکع ثناگو شکر گو
وہ مصر سے بغداد واپس لوٹا　　سجدہ رکوع کرتے ہوئے تعریف کرتے ہوئے شکر ادا کرتے ہوئے

جُملہ رَہ حیران و مَست اُو زیں عجب　　زانعکاسِ روزی راہِ طلب
وہ کوئی سا راستہ حیران اور مست اس عجیب بات سے　　طلب کے راستہ اور روزی کے برعکس ہونے سے

کز کجُا امید وارم کردہ بُود　　وز کجُا افشاند برمَن سیم و سُود
کہ مجھے کہاں کا امیدوار کیا تھا؟　　اور کہاں سے مجھ پر چاندی اور نفع نثار کیا؟

---

۱ پُردرد۔ یعنی حماقت کا مریض۔
وای۔ ہاں اگر تیرے سامنے اچھا ہوتا اور خود مریض ہوتا تو افسوس کی بات تھی۔ بافقیرے۔ اس کی یہ مثال ہے کہ کسی نے ایک درویش کو یہ کہا کہ یہاں تجھے کوئی نہیں پہچانتا۔ گفت۔ اس درویش نے جواب دیا کہ اگر مجھے عوام الناس نہ جانیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میں اپنے آپ کو جانتا ہوں کہ اللہ نے مجھے کیا کمالات دیئے ہیں۔

۲ وای۔ ہاں اگر معاملہ بالعکس ہوتا کہ لوگ مجھے سب کچھ جانتے اور میں کچھ نہ ہوتا تو افسوس کی بات تھی۔ لجاج۔ مفلسی میں جھگڑا اور ترشروئی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ اپنی بیوقوفی کو تیرے قول کے مطابق تسلیم کر رہا ہوں ورنہ نصیب بتا رہا ہے کہ میں عقلمند ہوں۔

۳ بازگشت۔ کوتوال سے خواب سننے کے بعد وہ بغداد کی جانب واپس ہوا شکر ادا کر رہا تھا اللہ تعالیٰ کی۔ شکرانہ کی تعریفیں پڑھ رہا تھا اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کر رہا تھا۔ جملہ رہ۔ وہ واپسی میں راستہ بھر حیران رہا کہ اللہ تعالیٰ نے کہاں کا امیدوار بنایا اور کہاں مقصد پورا فرمایا۔ کجا۔ یعنی مصر۔ کجا۔ یعنی بغداد۔

ایں۱ اچہ حکمت بُود کاں قبلۂ مُراد کردم از خانہ بُروں گمراہ و شاد
یہ کیا حکمت تھی کہ اس قبلۂ حاجت نے مجھے گمراہ اور خوش کر کے گھر سے نکالا؟

تاشتاباں در ضلالت می شُدم ہر دَم از مَطلب جُدا تر می بُدم
حتیٰ کہ میں گمراہی میں تیز دوڑا ہر لحظہ مقصد سے زیادہ دور ہوتا جاتا تھا

بازآں عینِ ضلالت را بجُود حق وسیلت کرد اَندر رُشد سُود
پھر بعینہٖ اس گمراہی کو بخشش سے اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور نفع کا وسیلہ بنایا

گمرہی را مَنہجِ ایماں کُند کژ رَوی را مَقصدِ احساں کُند
وہ گمراہی کو ایمان کا راستہ بنا دیتا ہے وہ کج روی کو اخلاص کا مقصد بنا دیتا ہے

تا نباشد ہیچ مُحسِن بے وَجا تانگردد ہیچ خائن بے رَجا
تاکہ کوئی نکوکار بے خوف نہ ہو تاکہ کوئی خیانت کرنے والا ناامید نہ ہو

اندرونِ۲ زَہر تریاق آں خَفی کردتا گویند ذُو اللُّطفِ الْخَفِی
اس نے زہر کے اندر تریاق کو مخفی کر دیا، تاکہ اس کو چھپی مہربانی والا کہیں

نیست مخفی در نمازآں مَکرُمت دَر گُنہ خِلعت نہدآں مَغفرت
نماز میں وہ کرم مخفی نہیں ہے وہ گناہ میں مغفرت کی خلعت رکھ دیتا ہے

مُنکراں را قصد اذ لالِ ثقات ذُل شُدہ عزّ و ظہورِ معجزات
منکروں کا مقصد ثقہ لوگوں کو ذلیل کرنا تھا ذلت عزت اور معجزوں کا ظہور بن گئی

قصدِ۳ شاں زانکار ذلِّ دیں بُدہ عینِ ذُل عزِّ رَسُولاں آمدہ
ان کے انکار کا مقصد، دین کی ذلت تھا ذلت بعینہٖ، رسولوں کی عزت بن گئی

گرنہ اِنکار آمدے از ہر بدے مُعجز و بُرہاں چرا نازل شُدے
اگر ہر برے کی جانب انکار نہ ہوتا معجزہ اور دلیل کیوں نازل ہوتی؟

تانگردد خصم تو مصداق خواہ کے کُند قاضی تقاضائے گواہ
جب تک تیرا مخالف ذریعۂ تصدیق کا خواہشمند نہ ہو قاضی گواہ کا تقاضہ کب کرتا ہے؟

معجزہ ہمچوں گواہ آمد زکی بہرِ صدقِ مُدّعی در بیشکی
معجزہ، عادل گواہ کی طرح ہے شک رفع کرنے میں مدعی کی سچائی کے لئے

انکار نہ ہوتا تو معجزوں کی ضرورت نہ ہوتی نہ انکار ظہور ہوتا۔ تانگردد۔ معجزے تو رسول کی صداقت کے گواہ ہیں اگر فریق مخالف دعوے کو تسلیم کرلے تو قاضی پھر گواہ طلب نہیں کرتا ہے۔ زکی۔ یعنی وہ گواہ جس میں عدالت ہو۔

۱ ایں۔ اس میں کیا حکمت تھی کہ مجھے وطن سے بے وطن اور خزانہ کے خلاف رہنمائی کردی جس پر میں خوشی سے دوڑ رہا تھا اور میرا جو قدم مصر کی جانب اٹھتا تھا میں خزانہ سے دور ہو رہا تھا۔ باز۔ پھر اسی میری گمراہی کو کامیابی کا ذریعہ بنا دیا مصر میں کوتوال کے ہاتھوں پٹا اور وہی کوتوال مقصد کا وسیلہ بن گیا۔ گمرہی۔ چونکہ خزانہ گمان کے خلاف حاصل ہوا اب اللہ تعالیٰ کے بعض اسی طرح کے تصرفات کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ انسان کا خدا پر بھروسہ بڑھے اور وہ اسباب کو مستقل نہ سمجھے اللہ تعالیٰ بسا اوقات انسان کی گمراہی کو ایمان کا سبب بنا دیتا ہے اور احسان و عبادت کے نتیجہ میں انسان گمراہ ہو جاتا ہے۔ تانباشد۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ کوئی عبادت گذار خوف خدا سے خالی نہ رہے اور کوئی بدکار رحمت سے مایوس نہ ہو۔

۲ اندرون۔ برائی میں بھلائی کو اس لئے مخفی کیا ہے تاکہ اس کے اسم ذوالطف خفی کا مظہر سامنے آتا ہے۔ نیست۔ عبادت گذار کو بخشنا اللہ کا مخفی لطف نہیں ہے۔ ورگنہ۔ گنہگار کو مغفرت سے نوازنا لطف خفی ہے۔ منکراں۔ عجائب قدرت میں سے یہ بھی ہے کہ منکروں کا انکار سے مقصد انبیا کو ذلیل کرنا ہوتا ہے لیکن اس سے ان کی عزت اور بڑھ جاتی ہے اور اس کے انکار کے سبب سے معجزے ظاہر ہوتے ہیں جس سے انبیاء کی عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

۳ قصدِ شاں۔ ان منکروں کا قصد تو یہ تھا کہ ان کے انکار سے دین کی ذلت لیکن وہی چیز ان کی عزت کا سبب بن گئی۔ گرنہ انکار۔ اگر منکروں کا

طعنہ۱ چوں می آمد از ہر ناشناخت — معجزہ می داد حق و می نواخت
ہر نہ پہچاننے والے کی جانب سے جب طعنہ آتا تھا — حق تعالیٰ معجزہ دیتا اور نوازتا تھا

مکرِ آں فرعون سیصد تو بُدہ — جُملہ ذُلِّ اُو و قمعِ اُو شُدہ
اس فرعون کا مکر تین سو تہوں کا تھا — وہ سب اس کی ذلت اور قمع قمع بنا

ساحراں آوردہ حاضر نیک و بد — تا کہ جرح معجزہ موسیٰ کند
وہ اچھے اور برے ساحر حاضر لایا — تاکہ حضرت موسیٰ کے معجزہ پر جرح کرے

تا عصا را باطل و رُسوا کند — اعتبارش راز دلہا بَر کَند
تاکہ عصا کو باطل اور رسوا کرے — اس کے اعتبار کو دلوں سے دور کرے

عینِ آں مکر آیتِ موسیٰ شُدہ — اعتبارِ آں عصا بالا شُدہ
وہ مکر بعینہ (حضرت) موسیٰ کا معجزہ بنا — اس عصا کا اعتبار دو بالا ہو گیا

لشکر۲ آرد اُو پگہ تا حولِ نیل — تازَنَد بر موسیٰ و قومش سبیل
وہ صبح کو نیل کے گرد لشکر لاتا ہے — تاکہ حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کی رہزنی کرے

ایمنیِ اُمّتِ موسیٰ شوَد — اُو بتحت الارض و ہاموں در رَود
وہ حضرت موسیٰ کی قوم کا امن بن جاتا ہے — وہ زمین اور جنگل کے نیچے چلا جاتا ہے

گر بمصر اندر بُدے اُو نامدے — وہم از سبطی کُجا زائل شُدے
اگر وہ مصر کے اندر ہوتا، نہ آتا — سبطی سے وہم کہاں مٹتا؟

آمد و در سبط افگند اُو گداز — کہ بداں کہ اَمن در خوف ست راز
وہ آیا اور اس نے سبطیوں میں خوف ڈالا — تاکہ جان لے کہ امن خوف میں مخفی ہے

ایں۳ بُوَد لطفِ خفی کو را صَمد — نار بنماید خودآں نورے بُوَد
لطف خفی یہ ہے، کہ اس کو اللہ تعالیٰ — آگ دکھا دے، وہ خود نور ہو

نیست مخفی مُزد دادن در تُقا — ساحراں را اَجر بیں بعد از خطا
پرہیزگاری میں اجر دینا مخفی نہیں ہے — غلطی کے بعد جادوگروں کے اجر کو دیکھ

نیست مخفی وصل اندر پرورش — ساحراں را وصل داد اُو در بُرشِ
پرورش میں وصل مخفی نہیں ہے — اس نے قطع و برید میں ساحروں کو وصل عطا فرمایا

۱ طعنہ۔ ان منکروں کے طعنوں کی بدولت معجزوں کا ظہور ہوا۔ مکر۔ اسی طرح فرعون کا مکر بھی الٹا ہو گیا۔ ساحراں۔ اس نے جادوگروں کو اس لئے جمع کیا تھا تاکہ وہ موسیٰ کے معجزے پر جو بمنزلہ گواہ کے تھا جرح کر کے اس کی صداقت کو باطل کر دیں اور وہ معتبر گواہ نہ رہے۔ عین آں۔ لیکن یہی مکر الٹا ہو گیا حضرت موسیٰ کا گواہ اور زیادہ معتبر ثابت ہوا اور عصا کی عدالت وصداقت دو بالا ہو گئی۔

۲ لشکر آرد۔ حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھی سبطیوں کے تعاقب میں فرعون مصر سے نکلا تاکہ ان کی رہزنی کرے۔ ایمنی۔ لیکن یہ حرکت نتیجہ میں سبطیوں کے لئے باعث اطمینان ہو گئی اور وہ دریا میں غرق ہو کر زمین کے نیچے پہنچ گئی۔ گر بمصر۔ اگر وہ مصر میں رہتا تو سبطیوں کو پورا اطمینان نہ ہوتا بلکہ ڈرتے رہتے کہ کسی وقت حملہ کر دے گا۔ آمد۔ وہ فرعون سبطیوں کے تعاقب میں نکلا تاکہ ان کو خوفزدہ کرے نتیجہ یہ نکلا کہ وہ خود غرق ہو گیا اور سبطی مطمئن ہو گئے یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جان لیا جائے کہ امن خوف میں پوشیدہ ہے۔

۳ ایں بود لطف خفی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر حضرت موسیٰ کو نار میں نور دکھلا دیا۔ نیست۔ عبادت گزاروں کو اجر دینا لطف خفی نہیں ہے لطف خفی تو یہ ہے کہ فرعون کے جادوگر آئے مقابلہ کرنے کے لئے اور ان پر مہربانی ہو گئی اور وہ مومن بن گئے۔ پرورش۔ ظاہری انعامات میں لطف خفی نہیں ہے لطف خفی تو یہ ہے کہ ساحروں کے ہاتھ پاؤں کٹوائے۔

نیست مخفی ۱ سیر با پائے روا — ساحراں را سیر بیں در قطعِ پا
چلتے پاؤں کے ہوتے ہوئے چلنا مخفی نہیں ہے — جادوگروں کا چلنا پاؤں کٹنے میں دیکھ

عارفاں زانند دائم آمنوں — کہ گذر کردند از دریای خوں
عارف اسی لئے ہمیشہ امن میں ہیں — چونکہ وہ خون کے دریا کو پار کر گئے

امنِ شاں از عینِ خوف آمد پدید — لا جرم باشند ہر دم در مزید
ان کا امن بعینہٖ خوف سے ظاہر ہوا ہے — لا محالہ وہ ہر وقت ترقی میں رہتے ہیں

امن دیدی گشتہ در خوفے خفی — خوف بیں ہم در امیدے اے صفی
تو نے وہ امن دیکھ لیا جو خوف میں مخفی ہے — اے برگزیدہ! تو خوف کو بھی امن میں دیکھ لے

آں امیر از مکر بر عیسے تند — عیسیٰ اندر خانہ رُو پنہاں کند
وہ امیر مکر سے حضرت عیسیٰ کے درپے ہوتا ہے — حضرت عیسیٰ گھر میں منہ چھپا لیتے ہیں

اندر آید تا شود اُو تاجدار — خُود زشبہ عیسیٰ آمد تاجدار
وہ اندر آ جاتا ہے تاکہ وہ تاجدار بنے — وہ خود حضرت عیسیٰ کی مشابہت سے سولی پر چڑھتا ہے

ہیں ۲ میاویزید، مَن عیسیٰ نیم — مَن امیرم بر جہوداں، خوش پیَم
خبردار مت لٹکاؤ، میں عیسیٰ نہیں ہوں — میں یہودیوں کا حاکم ہوں میں وہ مبارک قدم ہوں

زُو تُرش بردار آویزید کو — عیسیٰ ست از دستِ ما تخلیص جو
اس کو بہت جلد سولی پر لٹکاؤ کیونکہ وہ — عیسیٰ ہے ہمارے ہاتھ سے خلاصی چاہتا ہے

چند لشکر میرود تا بر خورد — برگِ اُو برگردد و بر سر خورد
چند لشکر جاتے ہیں تاکہ نفع اٹھائیں — ان کا سامان الٹ جاتا ہے اور سر پر مار کھاتے ہیں

چند بازرگاں رود بر بُوئی سُود — عید پندارد بسوزد ہمچو عُود
بہت سے تاجر نفع کی امید پر جاتے ہیں — عید سمجھتے ہیں، عود کی طرح جلتے ہیں

چند ۳ در عالم بُود در عکس ایں — زہر پندارد بُود آں انگبیں
بہت سی مرتبہ دنیا میں اس کا الٹا ہوتا ہے — زہر سمجھتا ہے وہ شہد ہوتا ہے

بس سپہ بنہاد دل بر مرگِ خویش — روشنیہا و ظفر آید بہ پیش
بہت سے سپاہی ہیں کہ جنھوں نے مرنے کی ٹھان لی — ان کو روشنیاں اور فتح پیش آ جاتی ہیں

ابرہہ با پیل بہرِ ذلِّ بیت — آمدہ تا افگند حی را چو میت
ابرہہ ہاتھی کے ساتھ بیت اللہ کو ذلیل کرنے کے لئے — آیا تاکہ زندہ کو مردہ کی طرح گرا دے

---

۱ مخفی۔ ہاتھ پاؤں کے ہوتے ہوئے چلنا کوئی مخفی امر نہیں ہے مخفی وہ سیر ہے جو فرعون نے ساحروں کو بغیر ہاتھ پاؤں کے حاصل ہوئی۔ عارفاں۔ عارف چونکہ ہر قسم کے خطرات سے گزر چکے ہیں لہٰذا وہ بالکل امن میں ہیں۔ امن شاں۔ وہ دیکھ چکے ہیں کہ بہت سے خوف کے اسباب سے ان کو امن حاصل ہوا ہے امن دیدی۔ جس طرح امن خوف میں مخفی ہوتا ہے اسی طرح خوف بھی امن میں مخفی ہوتا ہے۔ آں امیر۔ وہ یہودی حضرت عیسیٰ کو قتل کرنے گیا تاکہ ان کی جگہ سرداری حاصل کر لے حضرت عیسیٰ چھپ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو حضرت عیسیٰ کے مشابہ بنا دیتا ہے۔

۲ ہیں۔ قوم اس کو حضرت عیسیٰ سمجھ کر پکڑتی ہے اور سولی پر چڑھاتی ہے وہ ہر چند یہ کہتا ہے کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں لیکن کوئی اس کا یقین نہیں کرتا۔ زو تر۔ قوم کہتی ہے کہ یہ عیسیٰ ہے یہ بہانہ بنا کر ہم سے چھوٹنا چاہتا ہے بالآخر وہ سولی پر چڑھا دیا جاتا ہے جو فعل اس نے باعث امن سمجھا اس میں خوف مخفی تھا۔ چند لشکر۔ لشکر دشمن پر فتح کے لئے حملہ کرتا ہے اور اس میں اس کی موت مضمر ہوتی ہے۔ چند بازرگاں۔ تاجر نفع کے لئے جاتا ہے اور نقصان اٹھاتا ہے۔

۳ چند در عالم۔ عالم میں بہت سے واقعات ہوئے ہیں کہ انسان ان کو مفید سمجھتا ہے اور وہ مفید ہوتے ہیں۔ بس سپاہ۔ لشکر گھر جاتا ہے اور یقین کر لیتا ہے کہ اب مخالف کے ہاتھ مرنا ہے لیکن بالآخر کامیابی ظہور پذیر ہو جاتی ہے۔ ابرہہ۔ ابرہہ حبش کا گورنر مکہ والوں سے انتقام لینے اور ان پر فتح پانے چلا ہلاک ہوا۔

تا حریمِ کعبہ را ویراں کُند ‌ جُملہ را زانجاے سَرگرداں کُند
تاکہ کعبہ کے حرم کو تباہ کر دے ‌ سب کو وہاں سے پریشان کر دے

تاہمہ ۱ زُوّار گِردِ اُو تنند ‌ کعبہ اُورا ہمہ قبلہ کُنند
تاکہ سب زیارت کرنے والے اس کے گرد جمع ہوں ‌ سب اس کے کعبہ کو قبلہ بنا لیں

وز عرب کینہ کُشد اندر گزند ‌ کہ چرا در کعبہ اَم آتش زنند
اور نقصان پہنچا کہ عرب سے کینہ نکالے ‌ کہ وہ کیوں میرے کعبہ میں آگ لگاتے ہیں؟

عینِ سعیش عزتِ کعبہ شُدہ ‌ مُوجبِ اعزازِ آں بیت آمدہ
اس کی کوشش بعینہٖ کعبہ کی عزت ہو گئی ‌ وہ اس بیت اللہ کے اعزاز کا سبب بن گیا

مکّیاں را عز یکے بُد صد شُدہ ‌ تاقیامت عزِّ شاں مُمتد شُدہ
مکہ والوں کی ایک عزت تھی سو بن گئی ‌ قیامت تک ان کی عزت دراز ہو گئی

اُو ۲ و کعبہ اُو شُدہ مخسوف تر ‌ از چیست ایں از عنایاتِ قدر
وہ اور اس کا کعبہ زیادہ دھنسا ہوا ہو گیا ‌ یہ کیوں ہے؟ تقدیر کی مہربانیوں سے ہے

از جہازِ ابرہہ خیلِ عرب ‌ گشتہ مستغنی زفضہ وز ذہب
عرب کی جماعت ابرہہ کے سامان کی وجہ سے ‌ چاندی اور سونے سے بے نیاز ہو گئی

از جہازِ ابرہہ ہمچوں ددہ ‌ آں فقیرانِ عرب منعم شُدہ
درندے جیسے ابرہہ کے سامان سے ‌ وہ عرب کے فقیر دولت مند ہو گئے

از جہازِ ابرہہ دونِ دنی ‌ ایں فقیرانِ عرب گشتہ غنی
کمتر، کمینہ، ابرہہ کے سامان سے ‌ یہ عرب کے فقیر مال دار ہو گئے

اُو گماں بُردہ کہ لشکر می کُشد ‌ بہر اہل بیت اُو زر می کشد
اس نے خیال کیا کہ وہ لشکر لے جا رہا ہے ‌ حالانکہ وہ بیت اللہ والوں کے لئے سونا لے جا رہا تھا

اندریں ۳ فسخِ عزائم ویں ہمم ‌ در تماشا بُود دررہ ہر قدم
وہ انہیں ارادوں کے فسخ کرنے اور اپنے حوصلوں میں ‌ راستہ میں ہر قدم پر تماشے میں تھا

خانہ آمد گنج را اُو بازیافت ‌ کارش از لُطفِ خدائی سازیافت
وہ گھر آ گیا اس نے خزانہ پا لیا ‌ خدا کی مہربانی سے اس کا کام سرانجام ہوا

تابدانی حِکمتِ فردِ حکیم ‌ ایمنیہا می نہد در خوف وبیم
تاکہ تو یکتا دانا کی حکمت کو دیکھ لے ‌ وہ خوف خطر میں بہت سے اطمینان پیدا کر دیتا ہے

۱ تاہمہ۔ اس کا منشاء یہ تھا کہ مکہ کے کعبہ کو ڈھا دے تاکہ سب اس کے کعبہ کا حبش جا کر طواف کیا کریں۔ وز عرب۔ اس کے بنائے ہوئے کعبہ میں کسی نے پاخانہ کر دیا تھا یہ ایک دن کی تھی اس کے انتقام کے لئے وہ چلا لیکن اس کا یہ کام جس میں وہ اپنی کامیابی اور مکہ کی توہین سمجھتا تھا مکہ کے اعزاز کا سبب بن گیا اور مکہ والوں کی قیامت تک عزت کا سبب بن گیا۔

۲ او۔ ابرہہ اور اس کا کعبہ نیست نابود ہو گیا۔ از جہاز۔ اس کے لشکر کا اس قدر سامان اور تقصد مکہ والوں کے ہاتھ آیا کہ وہ مالدار ہو گئے۔ او گماں۔ وہ سمجھا کہ میں مکہ والوں پر لشکر کشی کر رہا ہوں ثابت یہ ہوا کہ وہ مکہ والوں کے لئے دولت لے کر جا رہا ہوں۔

۳ اندریں۔ وہ بغدادی پردیسی مصر میں اپنے احوال کا تماشا کر رہا تھا۔ خانہ آمد۔ اس نے بغداد میں آ کر کوتوال کے خواب کے مطابق گھر کھودا تو اس کو خزانہ مل گیا۔ تابدانی۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ اس کو بتا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ مضر باتوں میں نفع پوشیدہ فرما دیتا ہے۔

یادم ۱ آمد قصۂ شہزادگاں گوشِ ہوش آور بمن بشنو بیاں
مجھے شہزادوں کا قصہ یاد آ گیا میری جانب ہوش کے کان لا بیان سن

مکرر کردنِ برادران پند دادنِ برادرِ بزرگ تر را و تاب
بھائیوں کا سب سے بڑے بھائی کو مکرر نصیحت کرنا اور اس کا

ناآوردن پندرا از ایشان و شید او بیخود رفتن و خود را
ان کی نصیحت کی تاب نہ لانا اور مجنون اور بے خود ہو کر چلا جانا اور

دربار گاہِ پادشاہ انداختن و دستوری خواستن لیک از
اپنے آپ کو بادشاہ کے دربار میں لے جا ڈالنا اور اجازت چاہنا لیکن محبت اور

فرطِ عشق ومحبت نہ از گستاخی ولاابالی
عشق کی زیادتی کی وجہ سے نہ کہ گستاخی اورلاپروائی سے

بیدل گماں مبر کہ نصیحت کند قبول من گوش استماع ندارم لمن یقول
بیدل کے بارے میں گمان نہ کر کہ وہ نصیحت قبول کرے گا جو شخص کہتا ہے میں اس کے سننے کے لئے کان نہیں رکھتا

آں دو گفتندش کہ اندر جانِ ما ہست پاسخہا چو نجم اندر سما
ان دونوں نے اس سے کہا کہ ہمارے دل میں جوابات ہیں جس طرح آسمان میں ستارے

گرنگوییم آں نیاید راست نرد ور بگوییم آں دلت آید بدرد
اگر وہ ہم نہیں کہتے تو بازی درست نہیں ہوتی ہے اور اگر وہ ہم کہتے ہیں تیرا دل دکھتا ہے

ہمچو ۲ ضفدعیم اندرآب از گفت الم وز خموشی اختناقست و سقم
تکلیف دہ بات کہنے میں ہم پانی کے مینڈک کی طرح ہیں اور چپ رہنے سے گلے کی گھٹن اور بیماری ہے

گرنگوییم آشتی را نور نیست ور بگوییم آں سخن دستور نیست
اگر ہم نہیں کہتے ہیں، دوستی میں نور نہیں ہے اور اگر ہم وہ بات کہتے ہیں تو اجازت نہیں ہے

در ۳ زماں برجست کاے خویشاں وداع انما الدنیا و ما فیھا متاع
وہ فوراً کھڑا ہو گیا کہ اے اپنو! رخصت دنیا اور جو کچھ اس میں ہے محض چندروزہ سامان ہے

پس بروں جست او چو تیرے از کماں کہ مجالِ گفت کم بود آں زماں
وہ باہر نکل گیا جیسا کہ تیر کمان سے کیونکہ اس وقت گفتگو کی گنجائش نہ تھی

اندر آمد مست پیشِ شاہِ چیں زود مستانہ ببوسید او زمیں
وہ بیخود ہو کر شاہ چین کے سامنے آیا اس نے جلدی سے مستانہ وار زمین کو بوسہ دیا

---

۱ یادم۔ اب پھر ان شہزادوں کا قصہ شروع ہوا ہے۔ آں دو۔ دونوں چھوٹے بھائیوں نے بڑے بھائی سے کہا کہ تمہاری ساری تقریر کا ہمارے پاس جواب ہے۔ گرنگوییم۔ وہ جوابات اگر ہم نہیں دیتے ہیں تو کام خراب ہوتا ہے اور اگر دیتے ہیں تو تم کو تکلیف ہوگی۔

۲ ہمچو۔ مینڈک پانی میں منہ کھول کر بات کرے تو منہ میں پانی بھر جائے بات نہ کہے تو دل گھٹتا رہے گا۔ گرنگوییم۔ نہ کہنا صلح اور دوستی کے خلاف ہے اور کہنے کی آپ کی طرف سے اجازت نہیں ہے۔

۳ در زماں۔ بھائی یہی تقریر کر رہے تھے کہ وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یہ دنیا اور اس کی زندگی چند روزہ فائدہ کی ہے۔ پس۔ اور فوراً چل دیا کچھ کہنے کا موقع نہ دیا۔ اندر۔ وہ فوراً شاہ چین کے دربار میں پہنچا اور زمین بوس ہوا۔

شاہ را مکشوف یک یک حالِ شاں　　اوّل و آخر غم و زلزالِ شاں
ان کا ایک ایک حال شاہ پر کھلا ہوا تھا　　غم کی ابتداء اور آخر اور ان کا تذبذب

میش مشغول ست در مرعاے خویش　　لیک چوپاں واقفست از حالِ میش
بھیڑ اپنی چراگاہ میں مشغول ہے　　لیکن چرواہا بھیڑ کی حالت سے واقف ہے

کُلُّکُمْ راعٍ بد اندازِ رمہ　　کہ علف خوارست و کہ در ملحمہ
تم میں سے ہر ایک چرواہا ہے جانتا تھا گلہ میں سے　　کون گھاس کھانے والا ہے اور کون لڑائی میں ہے

گرچہ در صورت ازاں صف دور بود　　لیک چوں دف درمیانِ سور بود
اگرچہ باہر اس صف سے دور تھا　　لیکن دف کی طرح شادی کے درمیان میں تھا

واقف از سوز و لہیبِ آں وفود　　مصلحت آں بُد کہ خشک آوردہ بود
وہ اس گروہ کی سوزش اور لپٹ سے واقف تھا　　مصلحت یہ تھی کہ خشک کر رکھا تھا

درمیانِ جانِ شاں بود آں سمی　　لیک قاصد کردہ خود را اعجمی
وہ بلند مرتبہ ان کی جان کے درمیان تھا　　لیکن قصداً خود کو گونگا بنا رکھا تھا

صورتِ۲ آتش بود پایانِ دیگ　　معنیِ آتش بود در جانِ دیگ
آگ کی صورت دیگ کے نیچے ہوتی ہے　　آگ کا باطن دیگ کے اندر ہوتا ہے

صورتش بیروں و معنی اندروں　　معنیِ معشوقِ جاں در رگ چو خوں
اس کی صورت باہر ہے اور باطن اندر ہے　　جان کے معشوق کا باطن خون کی طرح رگ میں ہے

شاہزادہ پیشِ شہ زانو زدہ　　دہ معرِّف شارحِ حالش شدہ
شہزادہ بادشاہ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گیا　　دس تعارف کرانے والے اس کے حال کی شرح کرنے والے تھے

گرچہ شہ عارف بُد از کُل پیش پیش　　لیک میکردے معرِّف کارِ خویش
اگرچہ شاہ بہت پہلے سے سب کچھ جاننے والا تھا　　لیکن تعارف کرانے والا اپنا کام کرتا تھا

در۳ دروں یک ذرّہ نورِ عارفی　　بہ بود از صد معرِّف اے صفی
باطن میں معرفت کے نور کا ایک ذرہ　　اے برگزیدہ! سو تعارف کرانے والوں سے بہتر ہے

گوش را رہنِ معرِّف داشتن　　آیتِ محجوبی ست و حزر و ظن
کان کو تعارف کرانے والے کا گروی رکھنا　　پردے میں ہونے اور تخمین اور گمان کی علامت ہے

آنکہ او را چشمِ دل شُد دیدباں　　دید خواہد چشمِ او عین العیاں
جس کے لئے دل کی آنکھ دیکھنے والی ہے　　اس کی آنکھ بالکل معاینتہً دیکھے گی

---

۱ شاہ۔ شاہ چونکہ صاحب باطن تھا آپ کو ان سب کے حالات بطور کشف معلوم تھے۔ میش۔ شاہ اور ان کی یہی حالت تھی جیسے کہ بھیڑ اور اس کا چرواہا، بھیڑ اپنے کام میں مشغول ہے لیکن چرواہا اس پر نظر رکھتا ہے اور اس کی ہر حالت سے واقف رہتا ہے۔ کُلُّکُمْ۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان راعی ہے اور قیامت میں اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا راعی چرواہا اپنے گلہ کی حالت سے واقف ہوتا ہے کونسا جانور چر رہا ہے اور کونسا لڑ رہا ہے۔ خشک۔ یعنی زبان پر خشکی لائے ہوئے تھا اور راز نہ کھولتا تھا۔ سمی۔ بلندی یعنی شاہ عجمی۔ اعجمی۔ یعنی بے زبان۔

۲ صورت آتش۔ دور ہوتے ہوئے ان میں ہونے کی مثال یہ ہے کہ آگ دیگ کے اندر کے کھانے سے دور ہے لیکن اس کا اثر کھانے کے اندر ہے۔ معنی روح کو بمنزلہ معشوق ہے جسم مادی سے علیحدہ چیز ہے لیکن اس کا اثر رگ رگ میں خون کی طرح جاری ہے۔ دہ معرف۔ وہ معرف وہ شخص جو دربار میں آنے والے کو اس کے مناسب مقام پر بٹھا کر بادشاہ سے اس کا تعارف کراتا ہے۔ لیک۔ تعارف کرانے والا اپنا منصبی فرض ادا کر رہا تھا۔

۳ در دروں۔ اگر باطن میں عرفان کا ایک ذرہ بھی ہوتا ہے تو اس سے جو کشف ہوتا ہے وہ کسی بتانے والے کے اعتبار سے بہت زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ گوش۔ کشف حاصل کرنا چاہیے۔ حزر۔ تخمینہ۔ آنکہ۔ جس کے دل کی آنکھ جاگتی ہے اس کو حقیقی معاینہ حاصل ہو جاتا ہے۔

با[1] تواتر نیست قانعِ جانِ اُو　　بَل ز چشمِ دل رَسد ایقانِ اُو
اس کی جان تواتر پر قناعت کرنے والی نہ ہوگی　　بلکہ اس کا یقین دل کی آنکھ سے پہنچتا ہے

پس مُعرِّف پیشِ شاہِ منتخب　　دَر بیانِ حالِ اُو بکشُود لَب
پھر تعارف کرانے والے نے برگزیدہ شاہ کے سامنے　　اس کے حال کے بیان میں لب کشائی کی

گفت شاہا صیدِ احسانِ تُواست　　پادشاہی کُن کہ اُو آنِ تُواست
اس نے کہا اے بادشاہ! وہ تیرے احسان کا شکار ہے　　شاہی برتیے کیونکہ وہ آپ کا ہے

دَست در فتراکِ ایں دولت زدست　　بر سَرِ سَرمستِ اُو بر مال دست
اس نے اس سلطنت کے شکار بند کو پکڑ لیا ہے　　اس کے مست سر پر ہاتھ پھیر دیجئے

گفت شہ ہر مَنصبے و مُلکتے　　کالتماسش ہَست یابد آں فتے
بادشاہ نے کہا جس عہدے اور ملک کی　　اس کی درخواست ہو وہ نوجوان حاصل کر لے گا

بیست چنداں مُلک کُو شُد زاں بری　　بخشمش اینجا و مَن خود بر سَری
جس ملک سے وہ بیزار ہوا ہے اس کا بیس گنا　　میں اس کو اس جگہ بخشدوں گا اور میں خود علاوہ ہوں

گفت[2] تا شاہیت دروے عشق کاشت　　جُز ہوائے تو ہوائے کے گذاشت
اس نے کہا جب سے آپ کی شاہی نے اس میں عشق بویا ہے　　سوائے آپ کی خواہش کے اس نے کونسی خواہش باقی رکھی ہے

بندگی تُش چُناں در خورد شُد　　کہ شہی اندر دلِ اُو سَرد شُد
آپ کی غلامی ایسی موافق ہوئی ہے　　کہ بادشاہی اس کے دل میں سرد ہو گئی ہے

شاہی و شہزادگی درباختہ است　　از پئے تو دَر غریبی ساختہ است
اس نے شاہی اور شہزادگی سب ہار دی　　آپ کی خاطر اس نے مسافرت سے نباہ کیا ہے

صُوفیے کانداخت خِرقہ وَجد دَر　　کے رَود اُو بر سَرِ خِرقہ دِگر
جس صوفی نے وجد میں گدڑی اتار پھینکی　　وہ دوسری گدڑی پر کب توجہ کرتا ہے؟

میل سُوئے خرقہ دادہ ندم　　آنچناں باشد کہ مَن مَغبوں شُدم
دی ہوئی گدڑی کی طرف میلان اور ندامت　　ایسا ہے جیسا کہ میں ٹوٹے میں ہو گیا ہوں

بازدہ[3] آں خِرقہ ایں سُوائے قریں　　کہ نمی ارزیدآں یعنی بدیں
اے ساتھی! اس گدڑی کو ادھر واپس دے　　کہ وہ اس کی قیمت کی نہیں ہے

دور از عاشق کہ ایں فکر آیدش　　وَر بیاید خاک بر سَر بایدش
عاشق سے بعید ہے کہ اس کو یہ خیال آئے　　اور اگر آئے تو اس کے سر پر خاک چاہیے

---

[1] تواتر۔ کسی خبر کو بہت سے لوگوں سے سننا۔ باتواتر۔ اگر لوگ کثرت کے ساتھ بھی اس کو خبر دیں وہ قناعت نہیں کرتا بلکہ اس کو قلبی مشاہدہ سے یقین آتا ہے۔ پس معرف۔ دربار میں تعارف کرنے والے نے شہزادہ کا حال بیان کرنا شروع کیا۔ پادشاہی کن۔ اس کے ساتھ اپنی شاہی شان کے مطابق معاملہ کیجئے۔ دست۔ وہ آپ سے وابستہ ہو گیا ہے اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیجئے۔ برسری۔ علاوہ یعنی از پے میں اس کا ہوں۔

[2] گفت۔ تعارف کرانے والے نے کہا کہ جب سے وہ آپ کے عشق میں مبتلا ہوا ہے۔ بجز۔ آپ کے اس کے دل میں کوئی خواہش باقی نہیں رہی۔ شاہی۔ اپنے ملک کی شاہی اور شہزادگی چھوڑ کر آپ کی خاطر غریب الوطن بنا ہے۔ صوفی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جس طرح اس شہزادے نے سلطنت کی گدڑی اتار پھینکی اور پھر اس کو واپس لینے کو تیار نہ ہوا اسی طرح صوفی جب وجد میں آکر اپنی گدڑی اتار کر پھینک دیتا ہے تو وہ کوئی گدڑی لینا پسند نہیں کرتا۔ میل۔ اگر وہ اتاری ہوئی گدڑی کی خواہش کرے اور پھینک دینے پر نادم ہو تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ وجد کے عوض گدڑی دے ڈالنے میں اپنا نقصان سمجھا۔

[3] بازدہ۔ اگر صوفی اتاری ہوئی گدڑی پر افسوس کرے تو اس کے معنی ہیں کہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ میری گدڑی واپس کر دو وہ میرا وجد اس قیمت کا نہیں تھا کہ میں گدڑی دے کر اس کو خرید لوں۔ آں۔ یعنی وجد۔ ایں یعنی گدڑی۔ دور۔ خدا کرے عاشق کو یہ خیال بھی نہ آئے اور اگر آتا ہے تو وہ ذلیل اور خوار ہے۔

عشق ۱ ارزد صد خرقہ کالبد — کہ حیاتے دارد و حسّ و خرد
عشق اس جسم کی سو گدڑیوں کی قیمت کا ہے — جو زندگی اور حس اور عقل رکھتا ہے

خاصہ خرقہ مُلکِ دنیا کا بتر ست — پنج دانگ ہستیش دردِ سر ست
خصوصاً دنیا کی سلطنت کی گدڑی جو ناقص ہے — اس کی پانچ کوڑی کی ہستی درد سر ہے

مُلکِ دنیا تن پرستاں را حلال — ماغلام مُلکِ عشقِ بے زوال
دنیا کی سلطنت تن پرستوں کے لئے حلال ہے — ہم تو عشق کی لازوال سلطنت کے غلام ہیں

عاملِ عشق ست معزولش مکن — جز بعشقِ خویش مشغولش مکن
وہ عشق کا عہدیدار ہے، اس کو معزول نہ کیجئے — اس کو اپنے عشق کے سوا مشغول نہ کیجئے

منصبے کانم ز رویت محجب ست — عینِ معزولی ست نامش منصب ست
وہ عہدہ جو مجھے آپ کے دیدار سے روکنے والا ہے — وہ بعینہ معزولی ہے، وہ نام کا عہدہ ہے

مُوجب ۲ تاخیر ایں جا آمدن — فقدِ استعداد بُود و ضعفِ تن
اس جگہ پہنچنے میں تاخیر کا سبب — استعداد کا نہ ہونا اور جسم کی کمزوری تھی

بے ز استعداد بر کانے روی — بر یکے حبہ نگردی محتوی
اگر تو بغیر تیاری کے کان پر جائے — تو ایک حبہ کا احاطہ کرنے والا نہ ہو گا

ہمچو عنّینے کہ بکرے را خرد — گرچہ سیمیں تن بُود کے برخورد
اس نامرد کی طرح جو کسی باکرہ کو خرید لے — اگرچہ وہ چاندی جیسے جسم والی ہو کب اس سے لذت اٹھائے گا

چوں ۳ چراغِ بے ز زیت و بے فتیل — نے کثیرستش ز نُو رو نے قلیل
بے بتی اور بے تیل کے چراغ کی طرح — اس کو روشنی نہ زیادہ حاصل ہے نہ تھوڑی

در گلستاں اندر آید اخشمے — کے شود مغزش ز ریحاں خرمے
باغ میں کوئی اخشم آتا ہے — اس کا دماغ ریحان سے کب خوش ہو گا؟

ہمچو خوبے دلبرے مہمانِ غر — بانگِ چنگ و بربطے در پیشِ کر
جیسے کوئی حسین معشوق نامرد کا مہمان ہو — بہرے کے سامنے چنگ اور بربط کی آواز ہو

ہمچو مُرغِ خاک کاید در بحار — زاں چہ یابد جز ہلاک و جز خسار
جیسے کہ خشکی کا پرند سمندروں میں — وہ اس سے سوائے ہلاکت اور ٹوٹے کے کیا پائے گا

نامرد اور حسین محبوب کی اور بہرے اور چنگ و بربط کے گانے کی سی ہے۔ ہمچو مرغ۔ جس پرند میں تیرنے کی استعداد نہ ہو اس کے لئے دریا ہلاکت ہے۔

۱ عشق۔ گدڑی تو بے جان چیز ہے عشق تو ہزاروں جاندار جسموں سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ خاصہ جبکہ عشق جسم سے بھی قیمتی ہے تو دنیا اس کے مقابلہ میں ہیچ در ہیچ ہے۔ مُلکِ دنیا۔ یہ حقیر چیز دنیاداروں کے لئے مناسب ہے عاشقوں کو تو عشق کی لازوال سلطنت چاہیے۔ عامل۔ تعارف کرانے والے نے کہا شہزادہ سلطنتِ عشق کا عہدے دار ہے اس کو عہدے سے برخاست نہ کیجئے۔ منصبے۔ شہزادہ بھی بزبان حال آپ سے یہ کہتا ہے کہ جو عہدہ آپ کے دیدار کا حجاب بنے اور آپ سے دور کر دے وہ عہدہ نہیں بلکہ معزولی ہے۔

۲ موجب تاخیر۔ آپ اس کی حاضری میں تاخیر عشق کی کمی کے سبب سے نہ سمجھیں بلکہ یہ اپنے اندر استعداد پیدا کرنے میں لگا رہا اور جسم کی لاغری تاخیر کی وجہ ہوئی اس حالت میں نہ فیضِ روحانی حاصل کرنے کی صلاحیت تھی نہ جسمانی خدمت گزاری کی قابلیت تھی۔ بے ز استعداد۔ جب تک مقصد کے حصول کی استعداد نہ ہو کوشش بیکار ہے اگر کسی میں کان کنی کی استعداد اور ہنر نہیں ہے کان سے کچھ حاصل نہ کرے گا۔ ہمچو۔ اگر انسان میں مردانہ قوت نہیں ہے تو حسین معشوق سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔

۳ چوں چراغ۔ بے استعداد مرید بے تیل اور بے بتی کا چراغ ہے۔ در گلستاں۔ اگر ناک میں خوشبو سونگھنے کی استعداد نہیں ہے تو چمن سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔ اخشم۔ وہ انسان جس میں سونگھنے کی قوت نہ ہو۔ ہمچو۔ بے استعداد مرید اور شیخ کامل کی مثال

ہمچو ا بے گندم شدہ در آسیا | جز سفیدی ریش و مو نبود عطا
جس طرح بغیر گیہوں کے چکی پر پہنچا ہوا | داڑھی اور بال کے سفید کرنے کے سوا اس کا انعام نہ ہوگا

آسیای چرخ بر بے گندماں | مو سپیدی بخشد و ضعفِ میاں
بے گیہوں والوں کو آسمان کی چکی | بالوں کی سفیدی اور کمر کی کمزوری بخشتی ہے

لیک بابا گندماں ایں آسیا | مُلک بخش آمد دہد کار و کیا
لیکن گیہوں والوں کے لئے یہ چکی | ملک عطا کرنے والی بنی ہے کام اور بادشاہی عطا کرتی ہے

اوّلِ استعدادِ جنت بایدت | تا ز جنت زندگانی زایدت
پہلے تجھے جنت کی استعداد چاہیے | تاکہ جنت سے تیری زندگی پیدا ہو

طفلِ ۲ نور از شراب و از کباب | چہ حلاوت از قصور و از قباب
نوزائیدہ بچے کے لئے شراب سے اور کباب سے | کیا مزا قلعوں سے اور قبوں سے؟

حد ندارد ایں سخن کم جو سخن | تو برو تحصیلِ استعداد کن
یہ بات حد نہیں رکھتی، بات نہ تلاش کر | تو جا، استعداد حاصل کر

بہرِ استعداد تاکنوں نشست | شوق از حد رفت وآں نامد بدست
وہ استعداد کے لئے اب تک بیٹھا رہا | شوق حد سے گزر گیا اور وہ ہاتھ نہ آئی

گفت استعداد ہم از شہ رسد | بے زجاں کے مستعد گردد جسد
اس نے کہا استعداد بھی شاہ سے حاصل ہوتی ہے | جان کے بغیر جسم کب ذی استعداد بنتا ہے؟

لطفہائے ۳ شہ غمش را درنوشت | شد کہ صیدِ شہ کند او صید گشت
شاہ کی مہربانیوں نے اس کے غم کو لپیٹ دیا | چلا کہ شاہ کا شکار کرے وہ خود شکار بن گیا

ہر کہ درا اشکار چوں تو صید شد | صید رانا کردہ قید، او قید شد
جو تجھ جیسے شکار میں آ گیا | شکار کو قید نہ کر کے، خود قید ہو گیا

ہر کہ جویای امیری شد یقیں | پیش ازاں او در اسیری شد رہیں
جو شخص امیری کا طالب ہوا، یقیناً | اس سے پہلے وہ قید میں گروی ہو گیا

عکس میداں نقشِ دیباجہ جہاں | نام ہر بندہ جہاں خواجہ جہاں
عالم کے چہرے کے نقش کو الٹا سمجھ | جہاں کے ہر غلام کا نام، جہان کا آقا ہے

لے بے گندم۔ مرید کا بغیر استعداد کے شیخ کے پاس جانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بغیر گیہوں کے چکی پر جائے تو وہ وہاں سے گرد و غبار میں داڑھی اور بال سفید کر کے لوٹے گا۔ آسیای چرخ۔ بے استعداد لوگوں کو بھی آسمان کی گردش سے سوائے بڑھاپے کے آثار کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ لیک۔ آسمان کی یہ چکی بھی ان کو نفع دیتی ہے جن کے پاس عمل و عقیدہ کا گیہوں ہو۔ اول۔ اعمال صالحہ کے ذریعہ جنت کی استعداد پیدا کرنی چاہیے۔

۲ طفل نور۔ بچہ میں شراب و کباب اور قصور و قبوں سے لذت اٹھانے کی استعداد نہیں ہے۔ حد ندارد۔ بغیر استعداد مستفید نہ ہونے کی بے شمار مثالیں ہیں تو کہاں تک سنے گا جا استعداد پیدا کر۔ بہر استعداد۔ تعارف کرانے والے نے یہ بھی کہا کہ یہ اب تک استعداد کے حصول میں آپ سے دور رہا اگرچہ اب بھی پوری استعداد پیدا نہ ہوئی لیکن عشق سے مجبور ہو کر حاضر ہو گیا ہے۔ گفت۔ اس نے اب یہ سوچا کہ استعداد کی تکمیل بھی جناب کی صحبت سے ہو گی۔ بے زجاں۔ پوری استعداد جسم میں روح آنے کی بعد آتی ہے وہ آپ عنایت کریں گے۔

۳ لطفہای۔ جناب کی مہربانیوں کی توقع نے اس کو سب غم بھلا دیے ہیں۔ شد۔ گھر سے اس لئے چلا تھا کہ اپنے کمالات سے آپ کو مسخر کرے اب یہ آپ کا مسخر ہو گیا۔ ہرکہ۔ ظاہر ہے جو آپ کے مسخر کرے اب یہ آپ کا مسخر ہو گیا ہر کہ ظاہر ہے جو آپ کو مسخر کرنے چلے گا وہ خود مسخر ہو کر رہے گا۔ ہر کہ۔ ہر محبوب چیز کا قاعدہ یہی ہے کہ انسان اس کو حاصل کرنے کی بجائے اپنے آپ کو اس کے حوالے کر بیٹھتا ہے۔ عکس۔ دنیا کی باتوں کو برعکس سمجھو جو دنیا کا اسیر ہے وہ دنیا کا امیر کہلاتا ہے۔

اے ۱ تنِ کژ فکرتِ معکوس رَو — صد ہزار آزاد را کردی گرو

اے کج فہم الٹی چال والے جسم! — تو نے لاکھوں آزاد روحوں کو گروی کر دیا

مُدّتے بگذار ایں حیلت پزی — چند دَم پیش از اَجَل آزاد زی

تھوڑی دیر کے لئے اس حیلہ گری کو چھوڑ دے — موت سے پہلے چند گھنٹے آزاد جی لے

وَر در آزادیت چوں خَر راہ نیست — ہمچو دلوت جُز دَر چاہ نیست

اور اگر گدھے کی طرح آزادی میں تیرا راستہ نہیں ہے — تیری سیر، ڈول کی طرح کوئیں کے علاوہ نہیں ہے

مُدّتے ۲ رَو ترکِ جانِ من بگو — رَو حریفے دیگرے جُو مَن بجُو

تھوڑی دیر کے لئے چلا جا، میری جان چھوڑ دے — جا، میرے علاوہ کوئی دوسرا ساتھی تلاش کر لے

نوبتِ مَن شُد مرا آزاد کُن — دیگرے را غیرِ مَن داماد کُن

میری باری ختم ہو گئی، مجھے آزاد کر دے — میرے علاوہ دوسرے کو داماد بنا لے

اے تنِ صد کارہ ترکِ مَن بگو — عُمرِ مَن بُردی کسے دیگر بجُو

اے مصروف جسم! مجھے چھوڑ دے — تو نے میری عمر برباد کردی کسی دوسرے کو تلاش کرلے

مفتوں شدنِ قاضی برزنِ جوحی و در صندوق ماندن

قاضی کا جوحی کی بیوی پر عاشق ہو جانا اور صندوق میں رہ جانا

ونائبِ قاضی، صندوق را خریدن، باز سالِ دوم

اور قاضی کے نائب کا صندوق کو خریدنا پھر گزشتہ سال کی امید پر جوحی

آمدن زنِ جوحی برامید پارینہ و بارِ دیگر گفتنِ قاضی

کی بیوی کا آنا اور قاضی کا دوسری مرتبہ میں کہنا کہ

کہ مرا آزاد کُن و دیگرے را بخواہ

مجھے آزاد کردے اور کسی دوسرے کو تلاش کرلے

ہر ۳ زماں جوحی ز درویشی بفَن — رُو بزن کردے کہ اے دلخواہِ مَن

جوحی ہر وقت افلاس کی وجہ سے مکر سے — بیوی کا رخ کرتا، کہ اے میری پسندیدہ؟

چوں سلاحت ہست رَو صیدے بگیر — تابد و شانیم از صید تو شیر

جب تیرے پاس ہتھیار ہے جا شکار پکڑ — تاکہ ہم تیرے شکار سے دودھ دوہیں

قوسِ ابرُو تیرِ غمزہ دامِ کید — بہرِ چہ دادت خدا؟ از بہرِ صید

ابرو کی کمان، ادا کا تیر، مکر کا جال — خدا نے تجھے کس لئے دیا ہے؟ شکار کے لئے

---

۱ اے تن۔ چونکہ جسم کی وجہ سے روح قیدی بنتی ہے تو روح کا جسم کا خطاب ہے کہ تو نے لاکھوں آزاد روحوں کو قیدی بنایا ہے۔ مدتے۔ تھوڑی دیر کے لئے اپنے مال و جاہ کے کمانے کے حیلوں کو ترک کر دے اور کچھ دن مرنے سے قبل آزادی کی زندگی گزار لے۔ ور۔ اگر گدھے کی طرح تیری آزادی ناممکن ہے اور ڈول کی طرح تو کنوئیں میں لرنے کا عادی ہے۔

۲ مدتے۔ کم از کم مجھے ہی رہا کر دے اور میری جگہ کسی اور کو ساتھی بنا لے۔ نوبت۔ اب میری رہائی کا وقت آگیا مجھے آزاد کر دے اور کسی اور کو داماد بنا لے جیسا کہ آئندہ حکایت میں مذکور ہے کہ قاضی نے جوحی کی بیوی سے کہا تھا۔ صد کارہ۔ سو کاموں والا، مصروف۔

۳ ہر زماں۔ جوحی مفلس بھی تھا اور مکار بھی وہ اکثر بیوی سے کہا کرتا کہ تیرے پاس جب ہتھیار ہیں تو شکار کر تاکہ تیرے شکار سے ہمیں فائدہ پہنچے۔ قوس۔ تیرے ہتھیار تیری ابرو کی کمان اور تیری ادا کا تیر اور تیرے مکر کا جال ہے یہ خدا نے تجھے اسی لئے عطا کئے ہیں تاکہ تو لوگوں کا شکار کرے۔

رَو پے[1] اُمرغِ شگرفے دام نہ — دانہ بنمالیک در خوردش مدہ
جا کسی عجیب پرند کیلئے جال بچھا — دانہ دکھا، لیکن اس کو کھانے نہ دے

کام بنما و کُن اُورا تلخ کام — کے خورد دانہ چوشد در حبسِ دام
مقصد دکھا دے اور اس کو ناکام کر دے — دانہ کب کھاتا ہے جب جال کی قید میں ہو گیا

شُد زنِ او نزدِ قاضی در گلہ — کہ مرا افغاں زشوئ دہ دلہ
اس کی بیوی شکوہ کرنے قاضی کے پاس گئی — کہ پراگندہ خیال شوہر سے میری فریاد ہے

قصہ کوتہ کُن کہ قاضی شُد شکار — از مَقال و از جمالِ آں نگار
قصہ مختصر کر کہ قاضی شکار ہو گیا — اس حسین کے حسن اور گفتگو سے

گفت[2] ایدر محکمہ است و غلغلہ — مَن نتانم فہم کردن ایں گلہ
اس نے کہا، اب تو کچہری اور شور ہے — میں اس شکوے کو نہ سمجھ سکوں گا

گر بخلوت آئی اے سروِ سہی — وز ستمگاریِ شو شرحم دہی
اے سرو سہی! اگر تو تنہائی میں آئے — اور شوہر کے ظلم کی مجھ سے تفصیل بیان کرے

فہم آں بہتر کنم بدہم سزاش — آنچہ حق باشد توزیں غمگیں مباش
میں اس کو اچھی طرح سمجھ لوں گا اس کو سزا دوں گا — جو کچھ حق ہو گا، تو اس سے غمگین نہ ہو

مر مرا معلوم گردد حالِ تو — شوہرت را نرم سازم بے عتو
مجھے تیرا حال معلوم ہو جائے — تیرے شوہر کو بغیر اکڑ کے نرم کر دوں گا

گفت زن در خانہ تو نیک و بد — ہر دم از بہرِ گلہ آید رَوَد
عورت نے کہا آپ کے گھر میں اچھا اور برا — شکایت کرنے ہر وقت آتا جاتا ہے

گفت خانہ تو زہر نیک و بدے — باشد از بہرف گلہ آمد شدے
اس نے کہا آپ کے گھر، ہر بھلے برے کی — شکایت کے لئے آمدورفت ہوتی ہے

خانہ سر[3] جملہ پُر سودا بُود — صدر پُر وسواس و پُر غوغا بُود
سر کا سب خانہ سودا سے پر ہوتا ہے — صدر، وسوسہ سے پر اور غل سے پر ہوتا ہے

باقیِ اعضاز فکر آسودہ اند — واں صدور از صادراں فرسودہ اند
بقیہ اعضا فکر سے آسودہ ہیں — اور وہ صدور آنے والوں سے گھسے ہوئے ہیں

ہمچو شاخ از برگ واز میوہ کہن — گرد خالی تا رسد از امرِ کُن
شاخ کی طرح پرانے پتے اور میوہ سے — خالی بن جا، تاکہ کن کے حکم سے (پھل) آئیں

[1] رو۔ تو جا کسی اچھے پرند کو پھانس اس کو دانہ دکھا اور کھانے نہ دینا، اپنے حسن کا گرویدہ کر لے لیکن اس سے پھنس نہ جانا۔ تلخ کام، محروم۔ کے خورد۔ جال میں پھنس جانے کے بعد پرندے سے دانہ نہیں کھایا جاتا۔ شد زن۔ جوحی کی بیوی قاضی کو شکار بنانے کی فکر میں لگی اور قاضی کی عدالت میں جا کر شوہر کی شکایتیں کیں۔ دہ دلہ۔ یعنی اس کا تعلق مختلف عورتوں سے ہے۔ شکار۔ قاضی جوحی کی بیوی کے دام میں آ گیا۔

[2] گفت۔ قاضی نے جوحی کی بیوی سے کہا کہ اس وقت تو کچہری کا وقت ہے اور یہ شور و غل ہے میں اس وقت پوری طرح تیری شکایت نہ سمجھ سکوں گا۔ سرو سہی۔ وہ سرو کا درخت جس کے دو شاخیں سیدھی ہوں۔ بے عتو۔ یعنی تیرے شوہر میں سرکشی نہ رہے گی۔ گفت زن۔ عورت نے کہا آپ کے گھر میں تنہائی نہ ہو سکے گی لوگوں کی آمدورفت زیادہ ہے۔

[3] خانہ سر۔ مولاناؒ نے قاضی کے گھر کی تشبیہ دیکر دنیاداروں کے قلب و دماغ کے بارے میں ارشادی بیان شروع کر دیا ہے کہ ان لوگوں کا سر فکروں سے پر رہتا ہے اور سینہ میں ہر وقت وسوسے بھرے رہتے ہیں۔ باقی۔ اعضا و غیرہ مصیبت میں رہتے ہیں اور باقی اعضاء آرام سے رہتے ہیں۔ صادراں۔ یعنی دلی افکار۔ ہمچو۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ جوحی کے گھر کی طرح اپنے قلب و دماغ کو خالی کر لیں جب یہ خالی ہوں گے پھر خداوندی حکم سے پاکیزہ خیالات نمودار ہوں گے۔

برگہا۱ و میوہ ہائے نورِ غیب — از پے آں کہنگی بے ہیچ ریب
غیب کے نور کے پتے اور میوے — اس پرانے پن کے بعد بغیر کسی شک کے

در خزان و بادِ خوفِ حق گریز — آں شقائقہائے پاریں را بریز
اللہ تعالیٰ کے ڈر کی ہوا اور خزاں کی طرف بھاگ — لالہ کے ان پرانے پھولوں کو گرا دے

کیں شقائق منع نو اشگوفہاست — کہ درختِ دل برائے آں نماست
کیونکہ یہ گل لالہ اور ان نئے شگوفوں کی روک ہیں — جن کے لئے دل کے درخت کا (نشو) نما ہے

خویش را در خواب کُن زیں افتکار — سر ز زیرِ خواب در یقظت برآر
اپنے آپ کو اس فکر سے نیند میں کر دے — سر کو نیند کے نیچے سے بیداری میں نکال

ہمچو آں۲ اصحابِ کہف اے خواجہ زود — رَو یَقَاظًا کہ تَحۡسَبُهُمۡ رُقُوۡد
اے صاحب! اصحاب کہف کی طرح جلد ہی سے — تو ان کو بیدار سمجھتا ہے وہ سوئے ہوئے ہیں کی طرف جا

گفت قاضی اے صنم تدبیر چیست — گفت خانہ ایں کنیزک بس تہیست
قاضی نے کہا اے صنم! تدبیر کیا ہے؟ — بولی، اس لونڈی کا گھر بالکل خالی ہے

خصم در دِہ رفت و حارس نیز نیست — بہرِ خلوت سخت نیکو مسکنے ست
مدعی علیہ گاؤں کو گیا ہے اور چوکیدار بھی نہیں ہے — تنہائی کے لئے بہت عمدہ گھر ہے

امشب ار امکاں بُود آنجا بیا — کارِ شب بے سُمعہ است و بے ریا
اگر ممکن ہو تو آج رات وہاں آ جائیے — رات کا کام بغیر شہرت اور بغیر دکھاوے کے ہوتا ہے

جملہ۳ جاسوساں زخمیرِ خواب مست — زنگیِ شب جملہ را گردن زدست
سب جاسوس نیند کی شراب سے مست ہیں — رات کے حبشی نے سب کی گردن کاٹ دی ہے

خواند بر قاضی فسونہائے عجب — آں شکرلب وانگہانے از چہ لب
قاضی پر عجیب منتر پڑھے — اس شکر لب نے اور پھر کیسے لب سے

چند با آدم بلیس افسانہ کرد — چونکہ حوا گفت خور آنگاہ خورد
شیطان نے حضرت آدم کے ساتھ بہت افسانے کہے — جب حوا نے کہا کھا لیجئے تب کھا لیا

اوّلیں خوں در جہانِ ظلم و داد — از کفِ قابیل بہرِ زن فتاد
ظلم اور انصاف کی دنیا میں سب سے پہلا خون — عورت کی خاطر قابیل کے ہاتھ سے ہوا

نوح برتابہ چو بریاں ساختے — واہلہ بر تابہ سنگ انداختے
حضرت نوح جب توے پر بھونتے — واہلہ توے پر پتھر ڈال دیتی

---

۱ برگہا۔ غیبی خیالات اسی وقت آئیں گے جبکہ پرانے خیالات ختم کر دیئے جائیں۔ در خزاں۔ اللہ تعالیٰ کے خوف کی خزاں ان پرانے خیالات کے گل و برگ کو جھاڑ دے گی۔ کیں۔ دنیاوی خیالات کے زوال کے بعد نئے خیالات پیدا ہوں گے۔ خویش را۔ ان فکروں سے اپنے آپ کو نیند میں کر دے اور پھر وہ خیالات پیدا ہوں گے جو دراصل بیداری ہیں ورنہ دنیوی خیالات تو خوابِ غفلت ہیں۔

۲ ہمچو۔ جس طرح اصحاب کہف کو لوگ سمجھتے تھے کہ وہ جاگ رہے ہیں اور حقیقتاً وہ سوئے ہوئے تھے اسی طرح تو اپنے آپ کو دنیوی خیالات کے اعتبار سے بنا لے یعنی لوگ تجھ ان خیالات سے باخبر سمجھیں اور تو ان سے بے خبر ہو۔ قاضی۔ قاضی نے کہا کہ اگر خلوت کے لئے میرا گھر مناسب نہیں ہے تو پھر کیا ہونا چاہیے۔ کنیزک۔ جوحی کی بیوی نے کہا میرا گھر بالکل خالی ہے شوہر گاؤں کو گیا ہے اور وہاں کوئی نگراں بھی نہیں ہے۔ امشب۔ آپ رات میں وہاں جائیے شب میں جو کام ہوتا ہے وہ چھپا رہتا ہے لوگ اس کو نہیں دیکھ سکتے۔

۳ جملہ جاسوساں۔ رات نے جاسوسوں کو بھی سلا دیا ہوگا۔ خواند۔ قاضی جوحی کی بیوی کے فریب میں آ گیا۔ حوا۔ حضرت آدم بھی حوا سے فریب کھا گئے تھے۔ قابیل۔ حضرت آدم کی اولاد میں قابیل نے بھی ہابیل کو عورت کی وجہ سے قتل کیا تھا۔ نوح۔ حضرت نوح وعظ کہتے تھے تو ان کی کافرہ بیوی واہلہ ان کے خلاف سازش کرتی تھی۔

مکرِ ا زن برفنِ او چیرہ شدے | آبِ صافِ وعظِ او تیرہ شدے
عورت کا مکر ان کی تدبیر پر غالب آ جاتا | ان کے وعظ کا صاف پانی گدلا ہو جاتا

قوم را پیغام کردے از نہاں | کہ نگہدارید دیں از گمرہاں
وہ چپکے سے قوم کو پیغام بھیج دیتی | کہ دین کو ان گمراہوں سے بچاؤ

لوطؑ را زن ہمچنیں بُد کافرہ | خواندہ باشی قصہ آں فاجرہ
اسی طرح حضرت لوطؑ کی بیوی کافرہ تھی | تو نے اس بدکار کا قصہ پڑھا ہو گا

یوسف از کیدِ زلیخائے جواں | ماند در زنداں برائے امتحاں
حضرت یوسف، جوان زلیخا کے مکر سے | آزمائش کے لئے قید خانہ میں رہے

ہر بلا کاندر جہاں بینی عیاں | باشد از شومیِ زن در ہر مکاں
تو دنیا میں جو مصیبت بھی کھلی دیکھے گا | ہر جگہ عورت کی نحوست سے ہو گی

رفتنِ ۲ قاضی بخانۂ زنِ جوحی و حلقہ زدن جوحی تُند خشم بر
قاضی کا جوحی کی بیوی کے گھر پہنچنا اور جوحی کا غصہ سے دروازے کی کنڈی کھٹکھٹانا
در و گریختنِ قاضی در اندرونِ صندوق چوں محلِ دیگر نبود
اور قاضی کا صندوق کے اندر گھس جانا چونکہ دوسری جگہ نہ تھی

مکرِ زن پایاں ندارد رفت شب | قاضیِ زیرک سوئے زن بہرِ دب
عورت کا مکر انتہا نہیں رکھتا چلا رات کو | سمجھ دار قاضی عورت کی جانب بدفعلی کے لئے

زن چو شمع و نُقلِ مجلس راست کرد | زاں نوازش شاد شُد قاضیِ فرد
جب عورت نے شمع اور مجلس کا نقل تیار کر لیا | یکتا قاضی اس نوازش سے خوش ہو گیا

چونکہ بنشستند باہم ساعتے | تابر آسایند اندر خلوتے
جب دونوں تھوڑی دیر مل کر بیٹھے | تاکہ تنہائی میں آرام کریں

چوں نشست اُو بپہلوئے بامُراد | گشت جانِ پُر غمش زاں وصل شاد
وہ جب عورت کے پہلو میں بامراد بیٹھا | اس کی غم بھری جان اس کے وصل سے خوش ہو گئی

اندر آں ۳ دم جوحی آمد در بزد | جُست قاضی مہربے تا در خزد
فوراً ہی جوحی آیا، دروازہ کھٹکھٹایا | قاضی نے بھاگنے کی جگہ تلاش کی تاکہ گھس جائے

غیرِ صندوقے ندید او خلوتے | رفت در صندوق از خوفِ آں فتے
صندوق کے سوا اس نے کوئی خلوت نہ دیکھی | وہ اس جوان کے ڈر سے صندوق میں گھس گیا

۱ مکرِ زن۔ ان کے وعظ نصیحت کے صاف پانی کو مکدر کر دیتی تھی۔ قوم۔ لوگوں سے کہتی تھی کہ اس بے دین سے اپنے دین کو بچاؤ۔ لوطؑ۔ حضرت کی بیوی بھی حضرت لوطؑ کے امرو مہمانوں کی خبر قوم کو دے دیتی تاکہ وہ بدکاری کریں۔ یوسف۔ حضرت یوسف زلیخا کے مکر کی وجہ سے قید خانہ میں رہے۔ ہر بلا۔ غرضکہ اکثر فتنہ و فساد کا سبب عورتیں ہیں۔

۲ رفتنِ قاضی۔ قاضی جوحی کے گھر پہنچ گیا اور نتیجہ میں صندوق میں بند ہو گیا۔ مکرِ زن۔ عورتوں کے مکر کے لاتعداد قصے ہیں ان کو کہاں تک بیان کیا جائے۔ دب۔ انعام یعنی زنا کاری۔ زن۔ عورت نے شمع اور محفل محفل تیار کیا تو قاضی بہت خوش ہوا چونکہ قاضی جوحی کی بیوی سے مل کر بیٹھا کہ تنہائی میں آرام کرے تو بہت خوش ہوا۔

۳ اندر۔ جس وقت دونوں مل کر بیٹھے فوراً ہی جوحی آ پہنچا۔ مہرب۔ بھاگنے کی جگہ۔ غیر صندوقے۔ بھاگنے کے لئے کوئی جگہ نہ ملی تو وہاں جو صندوق تھا اس میں گھس کر بیٹھ گیا۔ فتے۔ نوجوان یعنی جوحی

اندر آمد جوحی و گفت اے حریف ‏‏ ‏‏ اے وبالم در ربیع و در خریف
جوحی اندر آیا اور بولا، او دشمن! ‏‏ ‏‏ او ربیع و خریف ہی میرا وبال!

من چہ دارم کہ فدایت نیست آں ‏‏ ‏‏ کہ زمن فریاد داری ہر زماں
میں کیا رکھتا ہوں جو تجھ پر فدا نہیں ہے ‏‏ ‏‏ کہ تو ہر وقت میری شکایت کرتی ہے

گفت شخصے نزدِ قاضی رفتۂ ‏‏ ‏‏ در ھم ناگفتنیہا گفتۂ
ایک شخص نے بتایا کہ تو قاضی کے پاس گئی ‏‏ ‏‏ میرے بارے میں تو نے بہت سی ان کہی کہیں

برلبِ ۲ خشک کشادستی زباں ‏‏ ‏‏ گاہ مفلس خوانیم گہ قلتباں
میرے خشک ہونٹ پر تو نے زبان کھولی ‏‏ ‏‏ تو کبھی مجھے مفلس کہتی ہے، کبھی دیوث

ایں دو علت گر بود ایجاں مرا ‏‏ ‏‏ آں یکے از تست و دیگر از خدا
اے جان! اگر یہ دو علتیں ہیں بھی ‏‏ ‏‏ تو ایک تیری طرف سے اور دوسری خدا کی جانب سے ہے

من چہ دارم غیرِ ایں صندوق دکاں ‏‏ ‏‏ ہست مایہ تہمت و پایہ گماں
میں صندوق کے علاوہ کیا رکھتا ہوں، کہ وہی ‏‏ ‏‏ تہمت کا سرمایہ اور بد گمانی کی جڑ ہے

خلق پندارند زر دارم درُوں ‏‏ ‏‏ داد واگیرند از من ظنون
لوگ سمجھتے ہیں میں اندر سونا رکھتا ہوں ‏‏ ‏‏ ان گمانوں سے لوگ مجھ سے بخشش روک لیتے ہیں

صورتِ صندوق بس زیباست لیک ‏‏ ‏‏ از عروض و سیم و زر خالیست نیک
صندوق کی صورت بہت اچھی ہے، لیکن ‏‏ ‏‏ سامان اور چاندی اور سونے سے بالکل خالی ہے

چوں تنِ زرّاق خوب و با وقار ‏‏ ‏‏ اندراں سلّہ نیابی غیرِ مار
مکار کے جسم کی طرح اچھا اور باوقار ہے ‏‏ ‏‏ تو اس پٹارے میں بجز سانپ کے کچھ نہ پائے گا

من ۳ برم صندوق فردا را بکو ‏‏ ‏‏ پس بسوزم درمیانِ چار سو
میں صندوق کو کل کوچہ میں لے جاؤں گا ‏‏ ‏‏ پھر چوراہے میں جلاؤں گا

تا بہ بیند مومن و گبر و جہود ‏‏ ‏‏ کاندریں صندوق جز لعنت نبود
تاکہ مسلمان اور نصرانی اور یہودی دیکھ لیں ‏‏ ‏‏ کہ اس صندوق میں سوائے مذاق کے کچھ نہ تھا

گفت زن ہی در گذر اے مرد زیں ‏‏ ‏‏ خورد سوگنداں کہ نکنم جز چنیں
عورت نے کہا ہاں اے مرد! اس سے درگذر کر ‏‏ ‏‏ اس نے قسم کھائی کہ میں اس کے سوا کچھ نہ کروں گا

بار سن صندوق را در دم بہ بست ‏‏ ‏‏ خویشتن را کردہ بد مانندِ مست
صندوق کو فوراً رسی سے باندھا ‏‏ ‏‏ اس نے اپنے آپ کو دیوانہ کی طرح بنا رکھا تھا

---

۱ اندر۔ جوحی گھر میں آکر بیوی پر بگڑا کہ تو میرے لئے ہر موسم میں وبال ہے۔ من چہ دارم۔ میں نے تیرے اوپر اپنی ہر چیز قربان کر رکھی ہے پھر تو کیوں شکایت کرتی پھرتی ہے۔ گفت۔ مجھے ایک شخص نے بتایا ہے کہ تو نے قاضی کے ہاں جا کر میرے بارے میں بہت نامناسب باتیں کہی ہیں۔

۲ برلبِ خشک۔ یعنی میری ہر طرح کی خاموشی کے باوجود تو نے زبان درازی کی ہے۔ قلتباں۔ دیوث۔ آں یکے۔ اگر میں دیوث ہوں تو اس کا سبب تیری آوارگی ہوگی۔ دیگر۔ اگر میں مفلس ہوں تو خدا نے مجھے مفلس بنایا ہے۔ من چہ دارم۔ گھر میں صندوق کے علاوہ اور کیا ہے اسی کی وجہ سے مجھ پر تہمتیں لگتی ہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ اس میں بہت کچھ مال و زر ہے حالانکہ یہ خالی ہے۔ خلق۔ اسی صندوق کی وجہ سے لوگ مجھے مالدار سمجھ کر صدقہ خیرات بھی نہیں دیتے ہیں۔ صورت۔ صندوق اوپر سے تو بہت اچھا ہے لیکن اندر سے خالی ہے۔ چوں۔ اس کی حالت وہی ہے جیسے مکار پیر کی۔ مار۔ یعنی برے اخلاق۔

۳ من برم۔ میں تہمت کی اس جڑ کو صبح کو چوراہے پر پھونکوں گا۔ لعنت۔ یعنی مذاق۔ گفت زن۔ عورت نے کہا ایسا نہ کرنا اس نے قسم کھا کر کہا ضرور کروں گا۔ بار سن۔ جوحی نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا رکھا تھا اس نے فوراً صندوق کو رسی سے باندھ دیا۔

از ۱ یکہ حمّال آورد اُوچو باد — زُودآں صندوق بر پُشتش نہاد
صبح سے ہوا کی طرح حمال کو لے آیا — فوراً صندوق اس کی کمر پر رکھا

اندرآں صندوق قاضی از نکال — بانگ میزد کاے حمّال واے حمّال
اس صندوق کے اندر قاضی تکلیف سے — چیخ رہا تھا کہ اے حمال اور اے حمال!

کردآں حمّال پیش و پس [illegible] — لزچہ سُو در میرسَد بانگ و خبر
اس حمال نے آگے اور پیچھے دیکھا — کہ آواز اور اطلاع کس جانب سے آ رہی ہے؟

ہاتف ست ایں داعیٔ من اے عجب — یا پری ام می کند پنہاں طلب
ہائے تعجب! یہ مجھے پکارنے والا غیبی فرشتہ ہے — یا پری خفیہ طور پر مجھے بلا رہی ہے

چوں پیاپے گشت آں آواز بیش — گفت ہاتف نیست باز آمد بخویش
جب وہ آواز بے درپے بڑھی — بولا غیبی فرشتہ نہیں ہے ہوش میں آیا

عاشقے دانست کاں بانگ وفغاں — بُدز صندوق و کسے دروے نہاں
انجام کار سمجھ گیا کہ وہ آواز اور فریاد — صندوق میں سے تھی اور اس میں کوئی چھپا ہوا ہے

عاقبت ۲ کوُ در غمِ معشوق رَفت — گرچہ بیرونست در صندوق رَفت
انجام کار سمجھ گیا کہ وہ آواز اور فریاد — صندوق میں سے تھی اور اس میں کوئی چھپا ہوا ہے

عُمر دَر صندوق بُرداز لذہاں — جُو کہ صندوقے نہ بیند دَر جہاں
اس نے غموں سے صندوق میں عمر گزاری — وہ صندوق کے سوا دنیا میں کچھ نہیں دیکھتا

آں ۳ سَرے کہ نیست فوقِ آسماں — از ہوس اُورا دراں صندوق داں
وہ سر جو آسمان کے اوپر نہیں ہے — ہوس کی وجہ سے اس کو صندوق میں سمجھ

چوں زصندوقِ بدن بیروں رَوَد — اُو زگورے سُوئِ گورے می شوَد
وہ جب جسم کے صندوق سے باہر جائے گا — تو وہ ایک قبر سے دوسری قبر کی جانب جا رہا ہے

ایں سخن پایاں ندارد قاضیش — گفت اے حمّال واے صندوق کش
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے قاضی نے اس سے — کہا اے حمال! اور اے صندوق لے جانے والے!

از مَن آگہ کُن درونِ محکمہ — نائبم را زُود تر با ایں ہمہ
میرے بارے میں دفتر میں خبر کر دے — میرے نائب بہت جلد مع اس واقعہ کے

تاخر واِیں را بزر زیں بے خرِد — ہمچنیں بستہ بخانہ ما برو
تاکہ اس بے عقل سے روپے دیکر اس کو خرید لے — اسی طرح بندھا ہوا ہمارے گھر لے جائے

۱ از یکہ۔ صبح کو ہوا کی طرح دوڑ کر ایک حمال کو بلا لایا۔ اندر۔ جب حمال صندوق لے کر چلا تو قاضی حمال کو آوازیں دینے لگا۔ کرد حمال۔ حیران ہو کر آگے پیچھے دیکھنے لگا۔ ہاتف۔ حمال کو جب کوئی نظر نہ آیا تو سوچا کوئی غیبی فرشتہ یا پری مجھے پکار رہی ہے۔ چوں پیاپے۔ مسلسل آوازوں کی وجہ سے سمجھا کہ ہاتف نہیں ہے۔

۲ عاقبت۔ بالآخر سمجھ گیا کہ کوئی صندوق میں بند ہے اور وہ پکار رہا ہے۔ عاشقے۔ مولانا فرماتے ہیں عاشق بھی اگرچہ بظاہر باہر ہے لیکن عشق کے صندوق میں بند ہے۔ عمر۔ عاشق کی عمر بھی غموں کے صندوق میں گزرتی ہے اس کو دنیا کی کسی چیز کی خبر نہیں ہوتی۔

۳ آں سرے۔ عاشق کی تخصیص نہیں بلکہ جو شخص بھی زمین کی چیزوں کا دلدادہ ہے اس کا یہی حال ہے۔ چوں۔ یہ مرتے وقت گویا ایک صندوق سے قبر کے صندوق میں منتقل ہوا ہے۔ گفت۔ بالآخر قاضی نے حمال سے کہا تو دوڑ کر میری اس حالت کی خبر میری عدالت میں میرے نائب کو پہنچا دے۔ تاخرد۔ تاکہ میرا نائب آ کر اس صندوق کو جوحی سے خرید لے اور صندوق بند کا بند میرے گھر پہنچا دے۔

اے[1] خدا بگمار قوم رحم مند تا ز صندوقِ بدن مان واخرند

اے خدا! رحم والی قوم کا مقرر کر دے تاکہ جسم کے صندوق سے ہمیں خرید لے

خلق را از بندِ صندوقِ فسوں کہ خرد جز انبیا و مرسلوں

جادو کے صندوق کی قید سے مخلوق کو کون خریدتا ہے انبیاء اور رسولوں کے علاوہ

از ہزاراں یک کسے خوش منظر ست کہ بداند کو بصندوق اندر ست

ہزاروں میں سے کوئی ایک خوش نظر ہے کہ سمجھ لے، کہ وہ صندوق میں ہے

آنکہ داند تو نشانش ایں شناس کہ ز روحِ ایں جہاں دارد ہراس

جو جانتا ہے اس کی نشانی تو یہ سمجھ لے کہ وہ اس دنیا کی راحت سے ڈرتا ہے

او جہاں را دیدہ باشد پیش ازاں تا بداں ضدایں ضدش گردد عیاں

اس نے جہان عالم آخرت کو اس سے پہلے دیکھ لیا ہوگا جس سے اس ضد کے ذریعہ یہ ضد ظاہر ہوگی

زیں[2] سبب کہ علم ضالہ مومن ست عارف ضالہ خودست و موقن ست

اس لئے کہ علم مومن کی گم شدہ چیز ہے وہ اپنی گم شدہ چیز کو پہچاننے والا اور یقین کرنے والا ہے

آنکہ ہرگز روزِ نیکو خود ندید او دریں ادبار کے خواہد طپید

وہ شخص جس نے اپنا بھلا دن کبھی نہیں دیکھا وہ اس نحوست میں کب تڑپے گا؟

یا بطفلی در اسیری اوفتاد یا خود از اول زما در بندہ زاد

یا تو بچپن سے قید میں پھنس گیا ہے یا خود شروع ہی سے ماں سے غلام پیدا ہوا ہے

ذوقِ[3] آزادی ندیدہ جانِ او ہست صندوقِ صور میدانِ او

اس کی جان نے آزادی کا مزہ نہیں دیکھا صورتوں کا صندوق اس کا میدان ہے

دائماً محبوس عقلش در صور از قفص اندر قفص دارد گذر

اس کی عقل ہمیشہ صورتوں میں مقید ہے پنجرے سے پنجرے میں گزر رکھتا ہے

منفذش نے از قفص سوئے علا در قفصہا میرود از جا بجا

اس کو پنجرے سے بلندی کی طرف راستہ نہیں ہے پنجروں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پھر رہا ہے

در نُبے اِن استطعتم فانفذوا ایں سخن با جن و انس آمد زہو

قرآن میں ہے اگر تم سے ہو سکے نکل جاؤ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خطاب جن اور انس کو آیا ہے

پھنسے ہوئے لوگوں کے لئے فرمایا گیا ہے اِن استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا اگر ہو سکے کہ تم آسمانوں اور زمین سے گذر جاؤ تو گزر جاؤ۔

[1] اے خدا۔ مولانا دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو متوجہ کر دے کہ وہ ہمیں بھی اس طرح خرید لیں۔ خلق۔ وہ خریدار انبیاء اور رسول ہیں اور ان کے وارث۔ از ہزاراں۔ کل دنیا صندوق میں بند ہیں لیکن یہ احساس بہت کم لوگوں کو ہے۔ آنکہ۔ جس کو یہ احساس ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس دنیا کی راحتوں سے گھبراتا ہے۔ او جہاں را۔ وہ اس تنگ دنیا کو صندوق اس لئے سمجھے گا ایک ضد دوسری ضد کے دیکھنے کے بعد خوب سمجھ میں آتی ہے۔

[2] زیں سبب۔ مومن کا اصل وطن چونکہ عالم آخرت ہے اس لئے وہ اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کے بالمقابل دنیا کو ایک صندوق سمجھتا ہے اس لئے آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ حکمت دانائی مسلمان کی ایک گم شدہ چیز کی طرح ہے وہ جہاں بھی اس کو دیکھتا ہے پہچان لیتا ہے کہ یہ چیز تو میری ہے۔ آنکہ۔ جس شخص نے اچھے دن دیکھے ہوں وہ نحوست میں تڑپے گا اور جس کی پوری زندگی نحوست میں گزری ہو وہ نحوست سے کب بے چین ہوگا۔ یا بطفلی۔ جس شخص کی پوری زندگی غلامی میں گذری ہو یا مادر زاد غلام ہو وہ آزادی کی لذت سے واقف نہیں ہوتا۔

[3] ذوق۔ آزادی کی فکر کوئی قدر نہ ہوگی اس کی پوری زندگی غلامی کے صندوق میں گزری ہے۔ دائما۔ وہ محض صورتوں میں مبتلا ہے اس کی عقل صورت کے ایک پنجرے سے صورت کے دوسرے پنجرے میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ منفذش۔ اس کے پنجرے میں کوئی ایسا سوراخ بھی نہیں ہے جس سے وہ بلندی کی طرف نظر کر سکے۔ در نبے۔ قرآن میں انہی بے سوراخ کے پنجرے میں

گفت لا منفذ[1] نیست از گردونِ شاں ۔۔۔ جُز بسلطان و بوحیِ آسماں
فرمایا ان کے لئے آسمان سے راستہ نہیں ہے ۔۔۔ قوت اور آسمان کی وحی کے علاوہ

گر ز صندوقے بصندوقے رَوَد ۔۔۔ او سَمائی نیست صندوقی بُود
اگر ایک صندوق سے دوسرے صندوق میں جاتا ہے ۔۔۔ وہ آسمانی نہیں ہے صندوق ہے

فرجۂ صندوقِ نونو مُسکرست ۔۔۔ در نیابد کو بصندوق اندرست
نئے نئے صندوق کی تفریح مدہوش کرنے والی ہے ۔۔۔ وہ نہیں جانتا کہ وہ صندوق کے اندر ہے

گر نشُد غرّہ بدیں صندقہا ۔۔۔ ہمچو قاضی جوید اطلاق و رہا
اگر وہ ان صندوقوں پر فریفتہ نہیں ہوا ۔۔۔ تو وہ قاضی کی طرح چھٹکارا اور رہائی ڈھونڈنے لگا

آنکہ[2] داند ایں نشانش آں شناس ۔۔۔ کو نباشد بے فغان و بے ہراس
جو جانتا ہے یہ اس کی نشانی سمجھ ۔۔۔ کہ وہ بے فریاد اور بے خوف نہ ہو گا

ہمچو قاضی باشد او در ارتعاد ۔۔۔ کے شود زاں غم دلش یک لحظہ شاد
وہ قاضی کی طرح لرزنے میں ہو گا ۔۔۔ اس کا دل اس غم سے ایک لمحہ کے لئے خوش ہو گا؟

رَہروے را گفت آں حمال شاد ۔۔۔ کہ برو در محکمۂ قاضی چوباد
اس حمال نے ایک راہگیر سے خوش ہو کر کہا ۔۔۔ کہ ہوا کی طرح قاضی کے دفتر میں چلا جا

نائبش را گوی کیں شُد واقعہ ۔۔۔ برسَرِ قاضی بیامد قارعہ
اس کے نائب سے کہہ دے کہ یہ واقعہ ہوا ۔۔۔ قاضی کے سر پر قیامت آ گئی

شُغل[3] را بگذار و زود اینجا بیا ۔۔۔ زُو بخر سَر بستہ ایں صندوق را
کام کو چھوڑ دے اور جلد یہاں آ جائے ۔۔۔ فوراً اس بند صندوق کو خرید لے

چونکہ رَہرو شُد رسالت را رساند ۔۔۔ ہر کہ زو بشنید ایں خیرہ بماند
جب وہ راہگیر پہنچا، پیغام پہنچایا ۔۔۔ جس نے اس سے یہ سنا حیران رہ گیا

بُرد القصہ خبر صندوق کش ۔۔۔ نائب قاضی حَسن را از غمش
قصہ مختصر صندوق اٹھانے والے کی اطلاع نے مدہوش کردیا ۔۔۔ قاضی حسن کے نائب کو اس کے غم کی وجہ سے

آتشے برکردہ جوحی از مَلا ۔۔۔ کہ بخواہم سوخت ایں صندوق را
جوحی نے برملا آگ جلا رکھی تھی ۔۔۔ کہ میں اس صندوق کو جلاؤں گا

برسَرِ بازار جوشش علمۂ ۔۔۔ چیست جوحی می نہد ہنگمۂ
سرِ بازار عوام کا جوش ہے ۔۔۔ کیا ہے؟ جوحی نے ہنگامہ بپا کر رکھا ہے

---

[1] منفذ۔ قرآن نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کے لئے اگر کوئی منفذ اور گذرنے کا راستہ ہے تو وحی الٰہی اور طاقت کے ذریعہ ان کو حاصل ہو سکتا ہے کہ یہ دنیا اور آسانی نہیں بلکہ دنیا کا صندوق ہے۔ فرجہ۔ یہ دنیا کے لذائذ میں مست ہے جس کی وجہ سے یہ بھی نہیں سمجھتا کہ وہ صندوق میں بند ہے۔ گر نشد۔ اگر وہ ان صندوقوں پر فریفتہ نہ ہوتا تو قاضی کی طرح ان سے نکلنے کی کوشش کرتا۔

[2] آنکہ۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ دنیا کے صندوق میں مقید ہے وہ ہر وقت آہیں بھرتا ہے۔ ہمچو قاضی۔ وہ جوحی کے صندوق میں بند قاضی کی طرح لرزتا ہے۔ رہروے۔ اب پھر قاضی کا قصہ شروع کیا ہے قاضی کے کہنے سے حمال نے ایک رہرو سے کہا کہ جلد جا کر قاضی کے نائب کو سارا قصہ بتا دے۔ قارعہ۔ قیامت کے ناموں میں سے ہے۔

[3] شغل را۔ نائب سے کہہ دے کہ وہ کام چھوڑ کر جلد آ جائے اور اس بند صندوق کو خرید کر لے جائے۔ چونکہ۔ اس شخص کی بات پر قاضی کے متعلقین حیران رہ گئے۔ برد القصہ۔ اس آدمی کی خبر نے قاضی حسن کے نائب کے ہوش اڑا دیئے۔ آتشے۔ اس طرف جوحی نے یہ حرکت کی کہ چھاپے پر آگ جلائی کہ میں آج اس صندوق کو جلا کر رہوں گا۔ بر سر بازار۔ جوحی کے اس شور و شر سے چھاپے پر مجمع ہو گیا۔

آمدنِ[۱] نائبِ قاضی میانِ بازار و خرید کردن صندوق را از جوحیؒ

قاضی کے نائب کا بازار میں آنا اور جوحی سے صندوق خرید لینا

نائب آمد گفت صندوقت بچند — گفت نہصد بیشتر زر میدہند
نائب آیا اس نے کہا تیرا صندوق کتنے کا ہے؟ — اس نے کہا نو سو سے زیادہ قیمت دے رہے ہیں

من نمی آیم فروتر از ہزار — گر خریداری کُشا کیسہ بیار
میں ایک ہزار سے نیچے نہ اتروں گا — اگر تو خریدار ہے، تھیلی کھول، لا

گفت شرمے دار اے کوتہ نمد — قیمتِ صندوق خود پیدا بُود
اس نے کہا، اے مفلس! شرم کر — صندوق کی قیمت خود ظاہر ہے

گفت شرمے دار از اہلِ خرد — کس بدیں مقدار ایں را کے خرد
اس نے کہا، عقلمندوں سے شرما — کوئی اس مقدار پر اس کو کب خریدے گا؟

گفت[۲] بے رُویت شریٰ خود فاسد یست — بیعِ ما زیر گلیم ایں راست نیست
اس نے کہا بغیر دیکھے خود خریداری فاسد ہے — گدڑی کے نیچے، ہماری بیع صحیح نہیں ہے

برگشایم گر نمی ارزد مخر — تا نباشد تو حیفے اے پدر
میں کھولتا ہوں، اگر اتنے کا نہ ہو نہ خرید — تاکہ اے باوا! تجھ پر ظلم نہ ہو

گفت اے ستار بر مکشای راز — سر بہ بستہ خرم بامن بساز
اس نے کہا اے پردہ پوش! راز نہ کھول — میں بندھا ہوا خریدتا ہوں مجھ سے طے کر لے

ستر کن تا بر تو ستاری کنند — تا نہ بینی ایمنی برکس مخند
پردہ پوشی کر تاکہ تجھ پر پردہ پوشی کریں — جب تک تو اطمینان نہ دیکھ لے کسی پر نہ ہنس

پس[۳] دریں صندوق چوں تو ماندہ اند — خویش را اندر بلا بنشاندہ اند
اس صندوق میں تجھ جیسے بہت سے رہے ہیں — انہوں نے اپنے آپ کو بلا میں بٹھا رکھا ہے

آنچہ برتو خواہ آں باشد پسند — برد گرکس آں کن از نفع و گزند
جس چیز کی خواہش تجھے اپنے لئے پسند ہو — نفع اور نقصان سے دوسرے پر وہی کر

آنچہ تو برخود روا داری ہماں — می بکن از نیک واز بد باکساں
جس چیز کو تو اپنے لئے روا رکھے، وہی — اچھے اور برے میں سے لوگوں کے ساتھ کر

۱؎ آمدن۔ اس آدمی کی اطلاع پر قاضی حسن کا نائب چھاپے پر پہنچ گیا۔ نائب۔ نائب نے آ کر جوحی سے صندوق کی خریداری کا معاملہ شروع کیا تو جوحی نے ہزار اشرفیاں قیمت بتائی اور کہا کہ نو سو اشرفیاں لگ چکی ہیں لیکن میں ہزار سے کم میں نہ دوں گا اگر تو خریدار ہے تو تھیلی نکال اور ہزار اشرفیاں دیدے۔ گفت۔ نائب نے جوحی سے کہا کہ کچھ شرم کر معمولی صندوق کی اتنی قیمت لگاتا ہے۔

۲؎ گفت۔ جوحی نے نائب کو مزید پریشان کرنے کے لئے کہنا شروع کر دیا کہ بغیر اچھی طرح دیکھے چیز کو خریدنا درست نہیں ہے۔ برگشایم۔ میں اس صندوق کو کھول کر دکھائے دیتا ہوں اگر اس قیمت میں لینا پسند کرے تو لے لینا ورنہ تو کیوں ٹوٹے میں پڑتا ہے۔ گفت۔ نائب نے گھبرا کر فوراً کہا نہیں کھولنے کی ضرورت نہیں ہے اب راز کی پردہ پوشی کر میں صندوق کو بند ہی خرید لوں گا۔ ستر کن۔ جوحی نے کہا اب تو قاضی کا پردہ رکھ خدا تیری پردہ پوشی کرے گا۔ تا نہ بینی ایمنی۔ جب تک اپنی نجات کا یقین نہ ہو کسی گنہگار کی مذاق نہ اڑانی چاہیے۔

۳؎ پس۔ تیری ہی طرح دوسرے دنیا کے صندوق میں بند ہیں۔ آنچہ۔ جس طرح تو اپنے صندوق میں بند ہونے پر مذاق پسند نہیں کرتا ہے دوسروں کی بھی مذاق نہ اڑا۔ آنچہ۔ جو کچھ بھی انسان اپنے لئے پسند کرے وہی دوسرے کے لئے پسند کرے۔

آنچہ^ا^ نہ پسندی بخود از نفع و ضر
جو نفع اور نقصان تو اپنے لئے پسند نہ کرے

بر کسے مپسند ہم اے بے ہنر
اے بے ہنر! یا کسی کے لئے بھی پسند نہ کر

زانکہ بر مر صادِ حق اندر کمیں
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گزرگاہ کمینگاہ میں سے

می دہد پاداش پیش از یومِ دیں
قیامت کے دن سے پہلے بدلہ دے دیتا ہے

آں عظیم العرش عرشِ او محیط
وہ بڑے عرش والا ہے اس کا عرش احاطہ کرنے والا ہے

تختِ دادش بر ہمہ جانہا بسیط
اس کے انصاف کا تخت تمام جانوں پر احاطہ کرنے والا ہے

گوشہ عرشش بتو پیوستہ است
اس کے عرش کا کنارہ تجھ سے لگا ہوا ہے

ہیں مجنباں جز بدین دداد دست
خبردار! دین اور انصاف کے سوا ہاتھ نہ ہلا

تو مراقب باش بر احوالِ خویش
تو اپنے احوال کا نگراں بن

نوش بیں دَرداد و بعد از ظلمِ نیش
تو انصاف میں شہد دیکھ لے اور ظلم کے بعد نشتر دیکھ لے

پس^۲^ ہمیں جا خود جزای نیک و بد
اسی جگہ اچھے اور برے کا بدلہ

میرسد باہر کسے چوں بنگرد
ہر شخص کے پاس پہنچ جاتا ہے، جب وہ غور کرے

واں جزا کانجا رسد در یوم دیں
اور وہ بدلہ جو قیامت کے دن وہاں ملے گا

ہیچ آں بااِیں نماند نیک بیں
وہ اس جیسا نہیں ہے، غور کر لے

بے حدو بے عد بود آنجا جزا
وہاں بدلہ بے حد اور ان گنت ہے

دوزخ و نارست جایِ ناسزا
نالائق کی جگہ جہنم اور آگ ہے

گفت آرے آنچہ کردم استم ست
اس نے کہا ہاں جو میں نے کیا ظلم ہے

لیک ہم میداں کہ بادی اظلم است
لیکن یہ بھی سمجھ لے کہ ابتدا کرنے والا زیادہ ظالم ہے

گفت نائب یک بیگ ما بادیٔم
نائب نے کہا ہم سب ابتدا کرنے والے ہیں

باسوادِ رُوچہ اندر شادیٔم
منہ کی کالک کے ہوتے ہوئے کیسے خوش ہیں

ہمچوں^۳^ زنگی کو بود شادان و خوش
حبشی کی طرح کہ وہ مسرور اور خوش ہے

او نہ بیند غیرِ او بیند رُخش
وہ نہیں دیکھتا، دوسرا اس کا چہرہ دیکھتا ہے

ماجرا بسیار شد در مَن یزید
نیلام میں بہت قصہ ہوا

داد صد دینار واں ازوے خرید
اس نے سو دینار دیئے اور وہ اس سے خرید لیا

ہر دَمے صندوقی اے بد پسند
اے برائی کے پسند کرنے والے تو ہر وقت ایک صندوق ہے

ہاتفان و غیبیانت می خرند
تجھے ہاتف اور غیبی خرید رہے ہیں

۱ آنچہ۔ ہرچہ بر خود نہ پسندی بدیگراں مپسند۔ زانکہ۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کی گذرگاہ پر ہے اس سے کسی کا کام پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور وہ اکثر قیامت سے پہلے بھی عمل کی جزا دیدیتا ہے۔ آں عظیم۔ اس کا انصاف سب پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ گوشہ تو بھی اس کے عدل کے ماتحت ہے جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ تو مراقب۔ بھلا کرے گا بھلا ہوگا برا کرے گا برا ہوگا۔

۲ پس۔ انسان غور کرے تو انسان کو اعمال کی جزا دستر دنیا میں بھی مل رہی ہے۔ واں جزا۔ قیامت میں جو بدلہ ملتا ہے وہ غیر معمولی ہے اور بد اعمال کا بدلہ قیامت میں جہنم ہے۔ گفت۔ جوحی نے کہا کہ بے شک قاضی کے ساتھ جو میں نے کیا وہ میرا ظلم ہے لیکن چونکہ برائی کی ابتدا قاضی نے کی کہ میری بیوی سے برا ارادہ کیا تو وہ مجھ سے زیادہ ظالم ہے لہٰذا اس کے لئے پر ظلم بیجا نہیں ہے۔ گفت۔ نائب نے کہا کہ دوسرے کو اپنے سے زیادہ ظالم قرار دینا درست نہیں ہے ہم سب گناہوں میں ملوث ہیں اور سب ہی برائی کی ابتداء کرنے والے ہیں۔

۳ ہمچو۔ ہم اپنے آپ کو بیقصور اور دوسرے کو برا سمجھتے ہیں اس حبشی کی طرح ہیں جو اپنی روسیاہی کو نہیں دیکھتا دوسروں کی سیاہی کو دیکھتا ہے۔ من یزید۔ یعنی وہ خرید فروخت جس میں یہ ہو کہ جو بڑھ کر دام لگائے سودا اسی کو ملے جیسا کہ اس زمانہ کا نیلام ہے۔ ہر دمے۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ ہر انسان معصیون اور دنیا کے صندوق میں مقید ہے اور ہاتف غیبی یعنی اہل اللہ اسے خرید رہے ہیں۔

اینؔ یقیں میداں کا سیر و بندۂ — زانکہ در صندوقِ غمہا ماندۂ
تو یقین کرلے، کہ تو قیدی اور غلام ہے — کیونکہ تو غموں کے صندوق میں رہا ہے

بندِ ہرچہ گشتہ از نیک وبد — ہر یکے بر تو چو صندوقیست سد
بھلے اور برے میں سے تو جس میں مقید ہے — تجھ پر ہر ایک صندوق کی طرح روک ہے

تانگردی زیں ہمہ آزاد تو — کے شوی اے جاں زغم دلشاد تو
جب تک تو ان سب سے آزاد نہ ہوگا — اے پیارے تو غم سے دلشا کب ہوگا

دربیانِ خبرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمود مَن کُنتُ مَولاہُ فَعَلِیٌّ مَولاہ تامنافقاں طعنہ کروند کہ ایں بس نبود کہ ما مطیع شدیم وے را کہ مطاوعت کود کے فرماید

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا بیان کہ فرمایا میں جس کا آقا ہوں پس علیؓ اس کا آقا ہے حتی کہ منافقوں نے طعنہ دیا کہ یہ کافی نہ تھا کہ ہم ان کے فرمانبردار ہو گئے کہ وہ ایک لڑکے کی تابعداری کا حکم کر رہے ہیں

زیں۲ سبب پیغمبر بااجتہاد — نامِ خود وآں علیؓ مولا نہاد
اسی لئے باسعی پیغمبر نے — اپنا اور ان علیؓ کا نام مولیٰ رکھا

گفت ہر کو را منم مولا و دوست — ابنِ عم مَن علیؓ مولایِ اوست
فرمایا جس کا میں مولیٰ اور دوست ہوں — میرے چچا کا بیٹا علیؓ اس کا مولیٰ ہے

کیست مولیٰ آنکہ آزادت کند — بندِ رقیت زپایت برکند
مولیٰ کون ہے؟ وہ جو تجھے آزاد کرے — تیرے پاؤں سے غلامی کی زنجیر نکال دے

چوں بآزادی نبوت ہادی ست — مومناں را ز انبیاء آزادی ست
چونکہ نبوت آزادی کی راہنما ہے — مومنوں کو انبیاء کی وجہ سے آزادی حاصل ہے

اے۳ گروہِ مومناں شادی کنید — ہمچو سرو وسوسن آزادی کنید
اے مومنوں کی جماعت! خوشی مناؤ — سرو اور سوسن کی طرح آزادی مناؤ

لیک می گوئید ہر دم شکرِ آب — بےزباں چوں گلستانِ خوش خضاب
لیکن ہر وقت پانی کا شکر ادا کرو — بغیر زبان کے خوش رنگ چمن کی طرح

بے زباں گویند سرو و سبزہ زار — شکرِ آبے شکرِ عدلِ نوبہار
سرو اور سبزہ زار بغیر زبان کے ادا کرتے ہیں — پانی کا شکریہ اور نوبہار کے انصاف کا شکریہ

---

۱ ایں یقین۔ تجھے یقین کرلینا چاہیے تو بھی قاضی کی طرح غموں اور فکروں کے صندوق میں مقید ہے۔ بند۔ دل پسند اور ناپسند جو بھی تیرا دنیا مطلوب ہے وہ تیرے لئے صندوق اور راہِ آخرت کے لئے رکاوٹ ہے۔ تانگردی۔ جب تک تو ان علائق کو توڑ کر آزاد ہوگا تجھے حیات طیبہ نصیب نہ ہوگی۔ در بیان۔ اس حدیث سے اس آزادی کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

۲ زیں سبب۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا جس کا میں مولیٰ اور آقا ہوں علیؓ اس کا مولیٰ ہے۔ چوں بآزادی۔ نبوت انسان کی رہنمائی کرتی ہے اور دنیاوی علائق سے آزادی دلاتی ہے۔

۳ اے گروہ۔ مومنوں کو اس آزادی سے خوشی منانی چاہیے سرو اور سوسن کو پھل دار نہ ہونے کی وجہ سے آزاد کہا جاتا ہے۔ لیک۔ اپنے مربی کا ہی شکر ادا کرو۔ جس طرح خوش رنگ چمن اپنے مربی پانی کا شکر ادا کرتا ہے۔ بےزباں۔ محض زبان سے شکر، شکر نہیں ہے بلکہ دل اور حال سے شکر ادا کرو چمن کے پودے احوال سے شکر ادا کرتے ہیں۔

حُلّہہا۱ پوشیدہ و دامن کشاں — مست و رَقّاص و خوش و عنبر فشاں

جوڑے پہنے ہوئے اور دامن کھینچتے ہوئے — مست اور ناچنے والے اور خوش اور عنبر جھڑنے والے

جُزو جُزو آبستن از شاہِ بہار — جسم شاں چوں دُرجِ پُر دُرِ ثمار

شاہ بہار سے جز جز حاملہ ہے — ان کا جسم ڈبیہ کی طرح پھلوں کے موتیوں سے بھرا ہوا ہے

مریماں بے شوی آبست از مسیحؑ — خامشاں بے لاف و گفتارِ فصیح

بہت سی مریمیں بغیر شوہر کے مسیح سے حاملہ ہیں — چپ ہیں بغیر دعوے اور گفتگو کے فصیح ہیں

ماہِ ما بے نُطق خوش برتافتہ است — ہر زباں نطق از فرِ او یافتہ است

ہمارا چاند بغیر گویائی کے خوب چمکتا ہوا ہے — ہر زبان نے اس کے نور سے گویائی حاصل کی

نُطقِ۲ عیسیٰ از فرِ مریم بُود — نطقِ آدم پرتو آں دَم بُود

حضرت عیسیٰ کی گویائی حضرت مریم کے نور سے ہے — حضرت آدم کی گویائی اس نفخ کے پرتو سے ہے

تا زیادت گردد از شکر اے ثقات — پس نباتِ دیگرست اندر نبات

اے ثقہ لوگو! تاکہ شکر کی وجہ سے زیادتی ہو — نباتات میں بہت سی دوسری نباتات ہیں

عکسِ آں انجاست ذَلَّ مَنْ قَنِعَ — اندریں طورست عَزَّ مَنْ طَمِعَ

یہاں ذلیل ہوا جس نے قناعت کی کا الٹا ہے — اس راستہ میں ہے عزت پائی جس نے لالچ کیا

در۳ جُوالِ نفس خود چندیں مرو — از خریدارانِ خود غافل مشو

اپنے نفس کے بورے میں اتنا نہ گھس — اپنے خریداروں سے غافل نہ ہو

باز آمدن زنِ جوحی بمحکمۂ قاضی سالِ دوم بر امید آنکہ وظیفۂ پارسال بجا آورد و شناخت قاضی اورا

دوسرے سال جوحی کی بیوی کا قاضی کی کچہری میں آنا اس امید پر کہ گزشتہ سال کا معاملہ انجام دے اور قاضی کا اس کو پہچان لینا

بعدِ سالے باز جوحی از محن — رُو بزن کرد و بگفت اے چُست زن

مصیبتوں کی وجہ سے ایک سال بعد پھر جوحی نے — بیوی کی طرف رخ کیا اور کہا اے چالاک عورت!

آں وظیفہ پاررا تجدید کن — پیشِ قاضی از گلہ مَن گو سخن

پارسال والے معاملہ کی تجدید کر — قاضی کے سامنے میرے شکوے کی بات کر

نے کچھ دن اس داؤ پیچ سے مزے اڑائے پھر افلاس سے پریشان ہو کر عورت سے کہا۔ آں وظیفہ گذشتہ سال کی طرح قاضی کو پھر پھنسا۔

---

۱ حلہا۔ چمنوں کا شکریہ ادا کرنا یہ ہے کہ انھوں نے نئی پوشاکیں پہنی ہیں اور ناز و ادا دکھا رہے ہیں اور خوشبو مہکا رہے ہیں۔ جزو۔ چمن اور باغ کا ہر جزو بہار کا شکریہ اس طور پر ادا کرتا ہے کہ اس کا جز جز پھلوں سے پر ہو گیا ہے۔ مریماں۔ یعنی درخت۔ مسیح۔ یعنی پھل۔ خامشاں۔ سب خاموش ہیں لیکن ان کے احوال گویا ہیں۔ ماہ ما۔ چمن کہتا ہے کہ جس طرح ہم بغیر گویائی کے شکر گذار ہیں اسی طرح ہمارے محسن موسم بہار میں گویائی نہیں ہے لیکن دوسری گویائیاں اس کا فیض ہیں ان کا نشوونما موسم بہار کرتا ہے۔

۲ نطق عیسیٰ۔ موسم بہار سے زبان کو گویائی حاصل ہونا اسی طرح ہے جس طرح سے حضرت عیسیٰ کو بچپن ہی میں گویائی حضرت مریم کے نور سے حاصل ہوئی اور حضرت آدم کو گویائی اللہ تعالیٰ کے نفخ سے حاصل ہوئی۔ اے ثقات۔ شکر کی اس لئے تلقین کی جا رہی ہے کہ شکر سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نبات۔ یعنی نعمتوں کے اندر مزید نعمتیں ہیں جو شکر سے حاصل ہوں گی۔ عکس۔ دنیا کی اشیاء کے بارے میں ہے عَزَّ مَنْ قَنِعَ جس نے قناعت کی اس نے عزت پائی اور ذَلَّ مَنْ طَمِعَ جس نے لالچ کیا وہ ذلیل ہوا لیکن دینی نعمتوں کے بارے میں معاملہ الٹا ہے ان میں جو قناعت کرتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے اور جو لالچ کرتا ہے وہ عزت پاتا ہے۔

۳ در جوال۔ نفس کے صندوق سے باہر نکل تیرے مربی تیرے خریدار ہیں ان کی اطاعت کرنی ان کا شکریہ ہے۔ بعد سالے۔ جوحی

زن[1] بر قاضی در آمد باز تاں — مر زنے را کرد آں زن ترجماں
عورت، عورتوں کے ساتھ قاضی کے پاس پانی — اس عورت نے ایک عورت کو ترجمان بنایا

تانہ بشناسد ز گفتن قاضیش — یاد ناید از بلای ماضیش
تاکہ بولنے سے قاضی اس کو نہ پہچانے — اس کو گزشتہ مصیبت یاد نہ آ جائے

ہست فتنہ غمزۂ غماز زن — لیک آں صد تو شود ز آواز زن
عورت کی چغل خور اور فتنہ ہے — لیکن وہ عورت کی آواز سے سو گنا ہو جاتا ہے

چوں نمی تانست آوازے فراشت — غمزۂ تنہای زن سودے نداشت
چونکہ وہ آواز بلند نہ کر سکتی تھی — عورت کی اکیلی ادا مفید نہ ہوئی

گفت قاضی رو تو خصمت را بیار — تاد ہم کار ترا با او قرار
قاضی نے کہا جا تو اپنے مدعی علیہ کو لے آ — تاکہ اس کے ساتھ تیرا معاملہ طے کر دوں

جوحی[2] آمد قاضیش نشناخت زود — کہ بوقت لقیہ در صندوق بود
جوحی آ گیا، قاضی نے اس کو جلد نہ پہچانا — کیونکہ وہ ملاقات کے وقت صندوق میں تھا

زو شنیدہ بود آواز از بروں — در شری و بیع و در نقص و فزوں
اس نے اس کی آواز باہر سے سنی تھی — خرید و فروخت اور کمی و بیشی میں

گفت نفقہ زن چراندہی تمام — گفت از جاں شرع را ہستم غلام
اس نے کہا تو عورت کا پورا خرچ کیوں نہیں دیتا؟ — اس نے کہا میں شریعت کا جان سے غلام ہوں

لیک[3] اگر میرم ندارم من کفن — مفلس ایں لعبم و شش پنج زن
لیکن اگر مر جاؤں تو میں کفن بھی نہیں رکھتا ہوں — میں اس کھیل سے مفلس ہوں اور مکر و فریب کرتا ہوں

زیں سخن قاضی مگر بشناختش — یاد آورد آں دغل واں باختش
قاضی نے شاید اس بات سے اس کو پہچان لیا — اس کو وہ مکر اور اس کی وہ بازی یاد آ گئی

گفت آں شش پنج با من باختی — پار اندر شش درم انداختی
کہا وہ شش پنج تو نے میرے ساتھ کھیلا تھا — گزشتہ سال تو نے مجھے ششدر میں پھنسایا تھا

نوبت من رفت امسال آں قمار — بادِ گر کس باز و دست از من بدار
میری باری گزر گئی اس سال وہ جوا — کسی دوسرے سے کھیل اور مجھ سے ہاتھ اٹھا لے

[1] زن۔ جوحی کی بیوی چند عورتوں کو ساتھ لے کر قاضی کی کچہری میں پہنچی اور ایک عورت کو اپنا ترجمان بنایا۔ تانہ بشناسد۔ جوحی کی بیوی خود اس لئے نہ بولی کہ قاضی اس کی آواز سے اس کو نہ پہچان لے اور گزشتہ سال کی مصیبت قاضی کو یاد نہ آ جائے۔ ہست۔ عورتوں کی ادائیں بھی فتنہ ہیں لیکن آواز کے ساتھ مل کر وہ سو فتنے بن جاتی ہیں۔ چوں۔ جب عورت کی آواز ادا کے ساتھ نہ ہو تو محض ادا اتنا کام نہیں کرتی۔ گفت۔ قاضی چونکہ اس بار فریفتہ نہ ہوا تو اس نے کہا کہ شوہر کو حاضر کر۔

[2] جوحی۔ وہ عورت اپنے شوہر جوحی کو بلا لائی قاضی جوحی کو نہ پہچان سکا اس لئے کہ اس کی ملاقات کے وقت قاضی صندوق میں بند تھا۔ زو۔ قاضی نے جوحی کی صرف آواز سنی تھی جب وہ نائب سے صندوق کا سودا کر رہا تھا۔ گفت۔ قاضی نے جوحی سے کہا تو بیوی کو پورا خرچ کیوں نہیں دیتا۔ از جان۔ جوحی نے کہا میں شریعت کے احکام کا غلام ہوں۔

[3] لیک۔ لیکن میں اس قدر مفلس ہوں کہ اگر مر جاؤں تو کفن بھی نہیں ہے۔ شش پنج زن۔ حیلہ مکاری کرنے والا۔ زیں سخن۔ ان باتوں سے قاضی جوحی کو پہچان گیا اور اس کو اس کی گزشتہ سال کی مکاری یاد آ گئی۔ گفت۔ قاضی نے کہا تو نے گزشتہ سال میرے ساتھ مکاری کی تھی اور مجھے ششدر میں پھنسایا تھا۔ نوبت۔ میری باری تو گزر گئی اب کسی اور کو پھانس۔

از اشش واز پنج عارف گشت فرد　　مُحترز گشت زیں شش پنج نَرد

عارف شش اور پنج سے جدا ہو گیا　　بازی کے اس شش و پنج سے پرہیز کرنے والا بن گیا

رَست اُواز پنج حسِ وشش جہت　　از ورایِ آں ہمہ کرد آگہت

وہ پانچ حواس اور چھ جہت سے چھوٹ گیا　　تجھے ان سب کے آگے سے آگاہ کیا

شُد اشاراتش اشاراتِ ازل　　جاوزَ الاَوْھام طُرًّا واعْتزَلْ

اس کے اشارے ازل کے اشارے ہو گئے　　وہ سب وہموں سے گزر گیا اور یکسو ہو گیا ہے

زیں چہ شش گوشہ گر نبود بروں　　چوں برآرد یوسفے را از دروں

اگر وہ اس چھ گوشے والے کنویں سے باہر نہ ہو　　یوسف کو اندر سے کیسے نکالے؟

واردے بالائے چرخِ بے ستن　　جسم اُو چوں دلو در چہ چارہ کُن

وہ بغیر ستون کے آسمان کے اوپر سے اترنے والا ہے　　اس کا جسم ڈول کی طرح کنویں میں تدبیر کرنے والا ہے

یوسفاں ۲ چنگال در دلوش زدہ　　رَستہ از چاہ وشہ مصری شدہ

یوسفوں نے اس کو ڈول کو پکڑ لیا ہے　　کنویں سے نجات پا کر مصری بادشاہ بن گئے ہیں

دَلوہای دیگر از چہ آب جو　　دلوِ اُو فارغ ز آب، اَصحاب جُوت

دوسرے ڈول کنویں میں سے پانی کے جویاں ہیں　　اس کا ڈول پانی سے فارغ ہو یاروں کو ڈھونڈنے والا ہے

دَلوہا غوّاصِ آب ز بہر قُوت　　دلوِ اُو قُوت وحیاتِ جانِ حُوت

دوسروں کے ڈول روزی کے لئے پانی میں غوطہ لگانے والے ہیں　　اس کا ڈول جانِ کی مچھلی کے لئے روزی اور زندگی ہے

دَلوہا وابستہ چرخِ ۳ بُلند　　دلوِ اُو دَرا اُصبعینِ زور مَند

دوسروں کے ڈول اونچی گھیری سے وابستہ ہیں　　اس کا ڈول قوی کی دو انگلیوں کے درمیان ہے

دَلوچہ و حبل چہ و چرخ چی　　ایں مثالے بس رکیک ست اے اچی

کیسا ڈول اور کیسی رسی اور کیسا آسمان!　　اے بڑے بھائی! یہ مثال بہت کمزور ہے

از کجا آرم مثالِ بے شکست　　کفو اُو نے آید و نے آمدست

میں بے کم مثال کہاں سے لاؤں؟　　اس کی مثل نہ آئے، اور نہ آیا ہے

صَد ہزاراں مَرد پنہاں، در یکے　　صد کمان و تیر درج ناو کے

لاکھوں انسان ایک میں پوشیدہ ہیں　　سیکڑوں تیر و کمان ایک تیر میں داخل ہیں

صد ہزاراں۔ وہ عارف ایک ذات ہے لیکن پوری ایک امت ہوتا ہے اور وہ ایک تیر ہے جس میں سیکڑوں تیر و کمان پوشیدہ ہیں۔

۱ از شش۔ عارف شش و پنج سے فارغ ہوتا ہے۔ رست۔ پنج سے مراد پانچ حواس اور شش سے مراد چھ جہتیں ہیں۔ شد اشاراتش۔ اب اس کا ادراک حواس خمسہ اور دنیا کے شش جہات سے بالاتر ہے اب اس کو علوی علوم حاصل ہیں وہ اوہام سے گزر گیا ہے اور یکسو ہو گیا ہے۔ زیں۔ اگر وہ دنیا کے چھ گوشے والے کنویں کے اندر ہوتا تو دوسرے کو کنویں سے باہر کیسے نکال سکتا۔ یوسفے۔ یعنی مرید۔ وارد۔ قرآن پاک میں ہے فارسلوا واردھم یعنی انہوں نے پانی بھرنے والے کو بھیجا یہی وارد تھا جس نے حضرت یوسف کو کنویں سے نکالا اسی طرح مریدوں کو کنویں میں سے نکالنے والا یعنی شیخ دنیا سے بالا ہے صرف اس کا جسم دنیا کے اس کنویں میں ڈول کی طرح آتا جاتا ہے جو کنویں میں محبوس نہیں ہوتا ہے۔

۲ یوسفاں۔ مرید اس کے اس جسم سے وابستہ ہو کر دنیا کے کنویں سے نجات پا کر حضرت یوسف کی طرح شاہ مصر بنتے ہیں۔ دلوہای۔ دنیا والوں کے ڈول تو دنیا حاصل کرتے ہیں اور شیخ کا ڈول دنیا سے باہر نکالتا ہے۔ دلوہا۔ دوسرے کے ڈول پانی حاصل کرنے کے لئے کنویں میں جاتے ہیں اس کا ڈول مچھلی کو روزی اور زندگی عطا کرتا ہو۔ حوت۔ مچھلی یعنی مرید۔

۳ چرخ بلند۔ یعنی گھیری جو کنویں کے اوپر ہوتی ہے۔ دراصبعین۔ یعنی اللہ کے تصرف میں ہے۔ دلو۔ یہاں عارف باللہ کے جسم کو ڈول وغیرہ سے تشبیہ دی اب فرماتے ہیں عارف کے لئے یہ مثالیں بالکل ناقص ہیں۔ از کجا۔ اس کی مثال کائنات میں کوئی نہیں ہے۔

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ فِتْنَہٗ — صد ہزاراں خرمن اندر حُفنہ
وہ تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ایک امتحان ہے — ایک مٹھی میں لاکھوں کھلیان ہیں

آفتابے در یکے ذرّہ نہاں — ناگہاں آں ذرّہ بکشاید دہاں
سورج ایک ذرے میں پوشیدہ ہے — اگر وہ ذرہ اچانک منہ کھول دے

ذرّہ ذرّہ گردد افلاک و زمیں — پیشِ آں خورشید چوں جست از کمیں
آسمان اور زمین ذرہ ذرہ ہو جائے — اس سورج کے سامنے جب وہ کمینگاہ سے نکلے

اینچنیں جانے چہ درخوردِ تن ست — ہیں بشوائے تن ازیں جاں ہر دو دست
ایسی جان جسم کے کیا لائق ہے؟ — خبردار! اے جسم اس جان سے دونوں ہاتھ دھو لے

اے[۲] تن گشتہ وثاقِ جاں بس ست — چند تاند بحر در مشکے نشست
اے جسم! جو روح کا گھر بنا ہوا ہے بس ہے — سمندر ایک مشک میں کہاں تک سما سکتا ہے؟

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر — اے مسیحاں نہاں در جوفِ خر
خبردار! بشر میں ہزاروں جبرئیل ہیں — آگاہ ہو جا گدھے کے پیٹ میں بہت سے مسیح پوشیدہ ہیں

اے کلیم اللہ نہاں اندر نمد — واقف از خوفست و رست از نیک و بد
خبردار! کملی میں کلیم اللہ پوشیدہ ہے — جو خوف سے واقف ہے اور نیک و بد سے چھوٹ گیا ہے

اے حبیبُ اللہ نہاں در غارِ تن — گنجِ ربّانی نہاں در مارِ تن
خبردار! جسم کے غار میں اللہ کا محبوب پوشیدہ ہے — جسم کے سانپ میں خدائی خزانہ پوشیدہ ہے

اے[۳] ہزاراں کعبہ پنہاں در کنیس — اے غلط اندازِ عفریت و بلیس
خبردار! ہزاروں کعبے گرجا گھر میں پوشیدہ ہیں — اے بھوت اور شیطان کو غلطی میں مبتلا کرنے والے

سجدہ گاہ لامکانی در مکاں — مر بلیساں راز تو ویراں دُکاں
تو مکان میں لامکانی کی سجدہ گاہ ہے — تیری وجہ سے شیطانوں کی دکان ویران ہے

کہ چرا من خدمتِ ایں طیں کنم — صورتِ دوں رالقب چوں دیں کنم
کہ میں اس مٹی کی خدمت کیوں کروں؟ — کم درجہ کی صورت کو دین کا لقب کیسے دوں؟

نیست صورت چشم را نیکو بمال — تا بہ بینی شعشعِ نورِ جلال
صورت نہیں ہے، آنکھ خوب مل لے — تاکہ تو جلال کے نور کی چمک دیکھے

باز آمدنِ بقصّۂ شہزادہ و ملازمتِ اُو بحضرتِ شاہ
شہزادے کے قصہ کی طرف واپسی اور اس کی شاہ کے دربار سے وابستگی

لے مارمیت۔ وہ عارف خدا سے وحدت رکھتا ہے۔ فتنہ۔ لوگوں کے لئے آزمائش ہے کہ وہ لوگ محض اس کے جسم کو دیکھ کر شیطانی نظر اختیار کرتے ہیں۔ حفنہ۔ یعنی مٹھی بھر غلہ۔ آفتابے۔ اس کی روح ایک آفتاب ہے جو جسم کے ذرے میں پوشیدہ ہے۔ ذرہ۔ زمین اس آفتاب کی تاب نہیں لاسکتی۔ اینچنیں۔ جبکہ روح کی وسعت اور عظمت کا یہ حال ہے تو وہ اس جسم کے لائق کہاں ہے۔
ع اے تن۔ جو جسم روح کا گھر بنا ہوا ہے روح کا اس میں تھوڑی دیر کا قیام کافی ہے سمندر جیسی روح مشک کے جسم میں کب تک ٹھہر سکتی ہے۔
اے ہزاراں۔ روح بمنزلہ ہزاروں جبرئیل کے ہے اور جسم ایک بشر ہے روح مسیح ہے اور جسم خر ہے اسے یہ روح عارف کو خطاب ہے۔ خوف۔ یعنی علم معرفت خدا اور خوف۔ نیک و بد۔ یعنی علم معرفت خدا اور نیک و بد یعنی دنیاوی امور۔ حبیب اللہ۔ آنحضورؐ ہجرت کے وقت غار ثور میں پوشیدہ رہے تھے۔
ع۳ اے ہزاراں کعبہ۔ یہ تمام تشبیہیں روح اور جسم کی ہیں۔ غلط۔ شیطان محض جسم کو دیکھ کر غلطی میں مبتلا ہو گیا۔ لامکانی۔ یعنی فرشتے۔ در مکان۔ ایک قول کے مطابق فرشتوں نے آدم کو زمین پر سجدہ کیا تھا۔ کہ چرا۔ یہ دکان کی ویرانی کا بیان ہے۔ نیست۔ مولانا شیطان سے فرماتے ہیں آنکھ مل کر دیکھ یہ محض جسم نہیں ہے۔ باز آمدن۔ شہزادہ کا قصہ پھر شروع کیا ہے۔

شاہزادہ پیشِ شہ حیرانِ ایں | ہفت اگردوں دیدہ در یکمشت طیں
شہزادہ بادشاہ کے سامنے اس میں حیران تھا | سات آسمان اس نے ایک مٹھی مٹی میں دیکھے

ہیچ ممکن نے بہ بحثے لب کشود | لیک جان باجاں دمے خامش نبود
بحث میں لب کشائی کسی طرح ممکن نہیں! | لیک جان جان کے ساتھ ایک لمحے کے لئے خاموش نہیں ہے

آمدہ در خاطرش کیں بس خفی ست | ایں ہمہ معنیٰ ست پس صورت ز چیست
اس کے دل میں آیا کہ یہ بہتر پوشیدہ ہے | یہ سب باطن ہے، تو صورت کس لئے ہے

صورتے از صورتت بیزار کن | خفتہ مر خفتہ را بیدار کن
یہ ایک صورت تجھے صورت سے بیزار کرنے والی ہے | ایک سویا ہوا سوئے ہوئے کو بیدار کرنیوالا ہے

آں ۲؎ کلامت می رہاند از کلام | واں سقامت می جہاند از سقام
تجھے وہ کلام، کلام سے چھڑاتا ہے | اور وہ بیماری کو تجھے بیماری سے نجات دیتی ہے

پس سقامِ عشق جانِ صحت ست | رنجہائش حسرتِ ہر راحت ست
عشق کی بیماری صحت کی روح ہے | اس کے رنج ہر راحت کا رشک ہیں

اے تن اکنوں دستِ خود از جاں بشو | ور نمی شوئی بجز ایں جانے بجو
اے جسم! اب اپنا ہاتھ جان سے دھولے | اور اگر تو نہیں دھوتا اس کے علاوہ کوئی جان تلاش کرلے

دربیانِ نوازش و احترام شاہِ چین شاہزادۂ غریب عاشق را

شاہ چین کے پردیسی، عاشق شہزادے کو نوازنے اور احترام کرنے کے بیان میں

حاصل ۳؎ آں شہ نیک اورا می نواخت | او ازاں خورشید چوں مہ می گداخت
خلاصہ یہ ہے کہ شاہ اس کو خوب نوازتا تھا | وہ اس سورج سے چاند کی طرح گھلتا تھا

آں گدازِ عاشقاں باشد نمو | ہمچو ماہ اندر گدازش تازہ رو
عاشقوں کا وہ گھلنا بڑھنا ہے | جس طرح چاند گھلتا ہیں تازہ رو ہے

جملہ رنجوراں دوا دارند امید | نالد ایں رنجور کم افزوں کنید
سب بیمار، دوا کی طرح امید کرتے ہیں | یہ بیمار روتا ہے کہ میری بیماری بڑھاؤ

جملہ رنجوراں دوا جویند و ایں | رنج افزوں جوید و درد و حنیں
سب مریض دوا تلاش کرتے ہیں اور یہ | زیادہ رنج اور درد اور رونا تلاش کرتے ہے

۱؎ ہفت گردوں۔ روح کامل اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ یکمشت طیں۔ یعنی جسم۔ ہیچ۔ جو اشکالات شہزادے کے ذہن میں آئے تھے وہ زبان سے تو بیان نہ کرتا تھا لیکن باہمی روحی مکالمہ ہوتا تھا۔ آمدہ۔ شہزادے کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا جبکہ سب فضائل اور خواص روح کے ہیں تو جسم سے اس کا تعلق کیوں کیا گیا ہے۔ صورتے۔ روح کامل کو صورت سے اس لئے وابستہ کردیا گیا ہے کہ صورت اختیار کر کے تیرے اندر وہ فیض پہنچائے کہ تو صورت سے بیزار ہوجائے اس کا یہ فیض روح مجرد سے تو حاصل نہ کرسکتا تھا تو گویا اس کی یہ مثال ہوئی کہ ایک خفتہ یعنی صورت نے تجھ خفتہ کو بیدار کردیا کہ تو صورت سے بیزار ہوگیا۔

۲؎ آں کلامت۔ اس روح سے جبکہ وہ صورت سے وابستہ ہے کلام صادر ہوتا ہے جو تجھے اس کلام سے باز رکھتا ہے جو مقصود سے مانع ہو۔ واں سقامت۔ جسمانی بیماریوں کو اللہ تعالیٰ گناہوں کی بیماریوں کی دوا بنا دیتا ہے یا مطلب یہ ہے کہ روح کامل کے جسم پر جب عشق کی بیماری طاری ہوتی ہے تو اس کے آثار کو دیکھ کر لوگ اپنی اصلاح کرتے ہیں۔ سقام عشق۔ ہم نے عشق کو بیماری کہا ہے لیکن یہ ایسی بیماری ہے جو صحت کی جان ہے اور اس کی تکالیف راحتوں کے لئے باعث حسرت ہیں جو صحت سے مقصود ہوتی ہیں۔ اے تن۔ اے جسم اب اس جان کا پیچھا چھوڑ دے اور اگر تو بالکل روح کو چھوڑنا نہیں چاہتا تو جیسا کہ قاضی نے کہا کوئی روح تلاش کرے۔

۳؎ حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ شاہ چین اس شہزادے کو نوازتا تھا لیکن عشق اس کو گھلا رہا تھا عاشقاں۔ جن کو حقیقی عشق ہے وہ جتنے گھلتے ہیں اتنے ہی تازہ ہوتے ہیں۔ جملہ دوسرے بیمار دوا تلاش کرتے ہیں مریض عشق بڑھنے کی تمنا کرتا ہے۔ کم۔ کام

خوب‌تر زیں سم ندیدم شربتے　　　زیں مرض خوشتر نباشد صحتے

میں نے اس زہر سے زیادہ اچھا کوئی شربت نہیں دیکھا　　　کوئی صحت اس بیماری سے زیادہ اچھی نہ ہو گی

زیں گنہ بہتر نباشد طاعتے　　　سالہا نسبت بدیں دم ساعتے

کوئی طاعت اس گناہ سے بہتر نہیں ہے　　　بہت سے سال اس سانس کی نسبت سے ایک گھنٹہ ہیں

مدتے بد پیش آں شہ زیں نسق　　　دل کباب و جاں نہادہ بر طبق

وہ ایک مدت تک اس شاہ کے سامنے اسی طریقہ پر رہا　　　دل کباب تھا اور جان طباق پر رکھے ہوئے

گفت شاہ از ہر کسے یکسر برید　　　من زشہ ہر لحظہ قربانم جدید

بولا شاہ نے ہر شخص کا ایک سر کاٹا　　　میں بادشاہ کی وجہ سے ہر لحظہ نیا قربان ہو رہا ہوں

من ۲ فقیرم از زر و از سر غنی　　　صد ہزاراں سر خلف داد آں سنی

میں زر سے فقیر اور سر سے بے نیاز ہوں　　　اس روشنی نے لاکھوں سر نتیجہ میں دے دیئے ہیں

با دو پا در عشق نتواں تاختن　　　با یکے سر عشق نتواں باختن

عشق میں دو پاؤں سے نہیں دوڑا جا سکتا　　　ایک سر سے عشق کی بازی نہیں کھیلی جا سکتی

ہر کسے را خود دو پا و یک سر ست　　　با ہزاراں پاؤ سر تن نادر ست

ہر شخص کے خود دو پاؤں اور ایک سر ہے　　　ہزاروں پاؤں اور سر کا جسم کمیاب ہے

زیں سبب ہنگامہا شد کل ہدر　　　ہست ایں ہنگامہ ہر دم گرم تر

اسی لئے سب ہنگامے ضائع ہو گئے　　　یہ ہنگامہ ہر لمحہ تیزی پر ہے

معدنِ گرمی ست اندر لامکاں　　　ہفت دوزخ از شرارش یک دخاں

گرمی کی کان لامکان میں ہے　　　سات دوزخیں اس کی چنگاری کا ایک دھواں ہیں

در بیان ۳ آنکہ دوزخ گوید کہ قنطرۂ صراط بر سرِ اوست اے

اس کا بیان کہ وہ دوزخ کو پل صراط اس کے اوپر ہے کہتی ہے اے

مومن زود تر بشتاب و بگذر تا عظمت نور تو آتش مرا نکشد

مومن جلد کر اور گزر جا تاکہ تیرے نور کی عظمت میری آگ نہ بجھا دے

جُز یا مؤمنُ فانّ نُورک اطفأ ناری

اے مومن گزر جا بیشک تیرے نور نے میری آگ بجھا دی

زآتش مومن ازیں رُو اے صفی　　　می شود دوزخ ضعیف و منطفی

اے برگزیدہ! اسی وجہ سے مومن کی آگ سے　　　دوزخ کمزور اور بجھنے والی ہو جاتا ہے

۱ خوب تر۔ عشق اگرچہ زہر ہے لیکن اس کا مزہ سب سے بڑھا ہوا ہے۔ یہ مرض ہے لیکن ہر صحت سے بہتر ہے۔ زیں گنہ۔ یعنی جس کو مخالف گناہ سمجھتے ہیں۔ سالہا۔ عشق سالہا بمنزلہ ایک ساعت کے ہیں۔ مدتے۔ ایک عرصہ تک وہ اسی طریقہ پر بادشاہ کے پاس رہا کہ دل کباب تھا اور جان قربان کرنے کی فکر میں تھا۔ گفت۔ جن لوگوں نے شاہ کی لڑکی کی تمنا کی ان کا ایک بار سر کٹا میں ہر وقت بار بار قربان ہو رہا ہوں۔

۲ من فقیرم۔ میں زر اور سر قربان کر چکا ہوں۔ صد ہزاراں۔ فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے۔ با دو پا۔ اس عشق میں دو پاؤں اور ایک سر سے کام نہیں چلتا۔ ہر کسے۔ عوام اسی لئے اس عشق سے محروم ہیں کیونکہ ان کے ایک سر اور دو پاؤں ہیں۔ نادر۔ عاشقان خدا نادر ہیں۔ زیں سبب۔ عشق مجازی کا ہنگامہ سر اور پاؤں کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ ایں ہنگامہ لیکن عشق حقیقی کا ہنگامہ ہر دم تیز ہوتا ہے۔ معدن۔ چونکہ اس عشق کا منبع لامکانی اور غیر فانی ہے۔ ہفت دوزخ۔ اس عشق کی گرمی کے سامنے دوزخ کی گرمی ہیچ ہے۔

۳ دربیان۔ مومن میں چونکہ عشق کی گرمی ہے اس لئے دوزخ اس کو برداشت نہیں کرتی ہے اور مومن سے کہتی ہے جلد گزر جا ورنہ تیرا نور میری آگ کو بجھا دے گا۔ زآتش۔ مومن میں عشق کی جو آتش ہے اس سے دوزخ کی آگ کمزور اور ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔

گویدش بگذر سبک اے محتشم ورنہ ز آتشہائے تو مُرد آتشم
اس سے کہتی ہے کہ اے باحشمت! جلدی سے گزر جا ورنہ تیری آگ سے میری آگ بجھی

کفر[1] کہ کبریت دوزخ اوست بس بیں چہ می پچساند اورا ایں نفس
کفر، جو بس دوزخ کی گندک ہے دیکھ لے وہ اس کو اس وقت کی طرح پژمردہ کر دیتی ہے

کفراں کبریت نارِ دوزخ ست بیں کہ چوں میرد ازو اے خود پرست
کفر جو دوزخ کی آگ کی گندک ہے اے خود پرست! دیکھ لے اس سے کس طرح مر جاتی ہے

زود کبریتت بدیں سُو واسپار تا نہ دوزخ برتو تازد نے شرار
تو جلد اپنی گندک اس طرف سپرد کر دے تاکہ تجھ پر نہ دوزخ دوڑے، نہ چنگاری

گویدش[2] جنت گذر کن ہمچو باد ورنہ گردد ہر چہ من دارم کساد
اس سے جنت کہتی ہے ہوا کی طرح گزر جا ورنہ جو کچھ میں رکھتی ہوں وہ کھوٹا نہ ہو جائے گا

کہ تو صاحب خرمنی من خوشہ چیں من بتے تو ولایتہائے چیں
کیونکہ تو کھلیان والا ہے اور میں خوشہ چننے والی ہوں میں ایک بت ہوں، تو چین کی ولایتیں ہے

ہست لرزاں زو جحیم و ہم خیال نے مرایں را نے مرآں را زو اماں
اس سے دوزخ بھی لرزے میں ہے اور جنت بھی اس سے نہ اس کو امن نہ اس کو

وفات یافتنِ برادرِ بزرگ از شاہزادگاں و ملازمت

شہزادوں میں سے بڑے بھائی کا مر جانا اور درمیانی بھائی کی

کردن برادرِ میانہ پادشاہِ چین را

شاہِ چین کی صحبت اختیار کرنا

رفت[3] عمرش چارہ را فرصت نیافت صبر بس سوزاں بُد و جاں بر نتافت
اس کی عمر ختم ہو گئی، علاج کی فرصت نہ پائی صبر بہت جلانے والا تھا اور جان برداشت نہ کر سکی

مدّتے دنداں کناں ایں می کشید نار سیدہ عمرِ او آخر رسید
ایک مدت تک ڈرتے ہوئے اس کو برداشت کرتا رہا مقصود حاصل کئے بغیر اس کی عمر آخر ہو گئی

صورتِ معشوق از وشُد در نہفت رفت وشُد با معنیِ معشوق جُفت
اس سے معشوق کی صورت چھپ گئی وہ مر گیا اور معشوق کی حقیقت کا ساتھی بن گیا

گفت لبسش گرز شعرِ شُشترست اعتناقِ بے حجابش خوشترست
اس نے کہا اگر اس کا لباس شوشتر کے پشمینہ کا ہے اس کا بغیر پردے کے گلے لگنا زیادہ اچھا ہے

---

[1] کفر۔ دوزخ کی آگ کو بھڑکانے والی گندک کفر ہے۔ جب دنیا میں مومن کے ایمان سے کفر کیسا مضمحل ہو جاتا ہے تو جب مومن جہنم پر سے گزرے گا تو دوزخ کی گندک یعنی کفر مضمحل ہو جائے گا۔ زود۔ تو اپنے اندر سے بہت جلد اس مادے کو دور کر دے اور اپنی ہستی کو کسی صاحب عشق و معرفت کے سپرد کر دے تاکہ اس میں مادہ ہی نہ رہے جس کو دوزخ کی آگ پکڑ سکے۔

[2] گویدش۔ مومن کے اعتبار سے جنت بھی کم رتبہ ہے، قلب مومن ذات خداوندی کا مظہر اتم ہے۔ جنت میں یہ صفت نہیں ہے۔ اعلیٰ سے ادنیٰ شرماتا ہے لہٰذا جنت کا یہ قول خود کو گھٹیا ہونا بتانے کے لئے ہے۔ ہست۔ غرضیکہ مومن جنت سے بھی افضل ہے اور جہنم سے بھی۔

[3] رفت۔ اب بڑے شہزادے کی عمر اسی حالت میں ختم ہو گئی اور وصل کی کوئی تدبیر نہ ہو سکی۔ مدتے۔ ایک مدت تک اظہار عشق سے ڈرتا رہا اور بالآخر وصل کے بغیر اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ صورت۔ اب معشوق جو کہ مظہر تھا وہ اس کی نظروں سے غائب ہو گیا اور جو اس مظہر میں ظاہر تھا یعنی حسن خداوندی اس سے جا ملا۔ گفت۔ اب وہ مجاز میں حقیقت دیکھنے کی بجائے بلا کسی حجاب کے حقیقت سے ہمکنار ہو گیا۔

مَن اِشُدم عُریاں زتن اُو از خیال — می خرامم در نہایات الوصال

میں جسم سے ننگا ہو گیا وہ خیال سے — میں وصال کی انتہاؤں میں خراماں جا رہا ہوں

ایں مباحث تابد ینجا گفتنی ست — ہرچہ آید زیں سپس بہفتنی ست

بحثیں یہاں تک کہنے کی ہیں — اس کے بعد جو کچھ آتا ہے وہ چھپانے کا ہے

گر بکوشی ور بگوئی صد ہزار — ہست بیکار و نگردد آشکار

اگر تو لاکھ کوشش کرے اور اگر لاکھ کہے — بیکار ہے اور وہ واضح نہ ہو گا

تا بدر یا سیر اسپ وزیں بود — بعد ازانت مرکب چوبیں بود

گھوڑے اور زین کی دوڑ دریا تک ہوتی ہے — اس کے بعد تیرے لئے لکڑی کی سواری ہوتی ہے

مرکب ۲ چوبیں بخشکی ابتر ست — خاص آں دریائیاں را رہبر ست

لکڑی کی سواری خشکی میں ناقص ہے — وہ خاص دریا والوں کے لئے راہنما ہے

ایں خموشی مرکب چوبیں بود — بحریاں را خامشی تلقیں بود

یہ خاموشی لکڑی کی سواری ہے — سمندر والوں کے لئے خاموشی تلقین ہے

ہر خموشی کاں ملولت می کند — نعرہائے عشق زاں سوی زند

جو خاموشی تجھے ملول کرتی ہے — وہ اس جانب عشق کے نعرے لگاتی ہے

تو ہمی گوئی عجب خامش چراست — او ہمی گوید عجب گوشش کجاست

تو کہتا ہے، تعجب ہے وہ چپ کیوں ہے؟ — وہ کہتا ہے تعجب ہے؟ اس کا کان کہاں ہے؟

من ۳ زنعرہ کر شدم او بے خبر — تیز گوشاں زیں سمر ہستند کر

میں نعرے سے بہرا ہو گیا، وہ بے خبر ہے — تیز کانوں والے اس قصہ سے بہرے ہیں

آں یکے در خواب نعرہ می زند — صد ہزاراں بحث و تلقیں میکند

ایک شخص خواب میں نعرے لگا رہا ہے — لاکھوں بحثیں اور گفتگوئیں کر رہا ہے

ایں نشستہ پہلوئے او بے خبر — خفتہ خود آنست و کر زاں شور و شر

یہ اس کے پہلو میں بے خبر بیٹھا ہے — وہ خود اس سے سویا ہوا ہے اور اس شور و شر سے بہرا ہے

واں کسے کش مرکب چوبیں شکست — غرقہ شد در آب او خود ماہی ست

اور وہ شخص جس کی لکڑی کی سواری ٹوٹ گئی — وہ پانی میں ڈوب گیا، وہ خود مچھلی ہے

اس کے پہلو میں بیٹھا ہوا ہے اس سے بے خبر ہے یا اگرچہ جاگ رہا ہے لیکن سویا ہوا ہے۔ واں کسے۔ یہ حال تو اہل ذوق کا تھا اب جو فنا اور استغراق کے مقام میں ان کا ذوق بھی فنا ہو چکا ہے اب وہ خود مچھلی ہیں ان کو اس کشتی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

۱ من شدم۔ اب وہ یہ کہہ رہا تھا کہ میں جسم سے عریاں ہو گیا اور جسم اس شہزادی کے خیال سے عریاں ہو گیا اور اب میں حقیقت کے وصل کی طرف جا رہا ہوں۔ ایں مباحث۔ یعنی وصل خداوندی کے مباحث جو ذکر کر دیئے بس یہی گفتگو میں آ سکتے تھے اس سے آگے کے احوال عرض ذوقی ہیں۔ گر بکوشی۔ روحانی چیزیں گفتگو سے بیان نہیں کی جا سکتی ہیں۔ تا بدریا۔ آگے کی باتوں کے لئے گفتگو ذریعہ نہیں اس کی مثال اس طرح سمجھ لو کہ گھوڑے کی سواری دریا کے کنارے تک کام دیتی ہے پھر وہ بیکار ہے دوسری سواری کی ضرورت ہوتی ہے یعنی کشتی کام دیتی ہے۔

۲ مرکب چوبیں۔ اہل قال کو حال نہیں سمجھایا جا سکتا اس کو صرف اہل حال ہی سمجھ سکتے ہیں جس طرح کشتی خشکی میں کام نہیں دے سکتی۔ ایں خموشی۔ گفتگو سے خاموشی اہل حال کے لئے گفتگو ہے۔ ہر خموشی۔ اگر تو اہل قال میں سے ہے تو گفتگو سے خاموشی سے ملول ہو گا لیکن اہل حال کے لئے وہ عشق کے نعرے ہیں۔ تو ہمی گوئی۔ تو اس خاموشی کو خاموشی سمجھتا ہے صاحب حال کہتا ہے کہ تیرے کان نہیں ہیں کہ تو اس حال کی گفتگو کو سمجھ سکے۔

۳ من زنعرہ۔ وہ صاحب ذوق کہتا ہے کہ میں تو عشق کے نعروں سے بہرا ہوا جا رہا ہوں اور یہ بے خبر ہے۔ تیز گوشاں۔ دنیا دار تیز کان والے عشق کے نعروں سے بہرے ہوتے ہی ہیں۔ آں یکے۔ اس کی یہ مثال ہے کہ ایک شخص خواب میں نعرے لگاتا ہے اور بہت کچھ باتیں کرتا ہے۔ ایں نشستہ۔ دوسرا شخص جو

نہ ۱خموش ست و نہ گویا نادر یست　　حالِ اُورا در عبادت نام نیست

وہ نہ خاموش ہے اور نہ بولنے والا، کچھ عجیب ہے　　اس کی حالت کا لفظوں میں کوئی نام نہیں ہے

نیست زیں دو ہر دو ہست آں بوالعجب　　شرح ایں گفتن بروں ست از ادب

وہ ان دونوں میں سے نہیں ہے اور وہ عجیب یہ دونوں ہے　　اس کی شرح کرنا تہذیب سے باہر ہے

ایں مثال آمد رکیک و بے ورود　　لیک در محسوس زیں بہتر نبود

یہ مثال کمزور اور منطبق نہ ہونے والی ہے　　لیکن محسوس میں اس سے بہتر مثال نہ تھی

حاصل آں شہزادہ از دنیا برفت　　جانش پُر درد و جگر پُر سوز و تفت

خلاصہ یہ ہے کہ وہ شہزادہ دنیا سے چلا گیا　　اس کی جان پر درد تھی اور جگر پر سوز اور گرم تھا

آمدنِ برادر میانگیں بجنازۂ برادر کہ ایں کوچک صاحب فراش بود از رنجوری و نواختن پادشاہ میانگیں را و صد ہزار غنایم غیبی و عینی بدو رسیدن از نظر شاہ

پچھلے بھائی کا بھائی کے جنازے پر آنا، کیونکہ چھوٹا بیماری کی وجہ سے بستر پر تھا اور بادشاہ کا بچلے کو نوازنا اور بادشاہ کی نظر سے اس کو لاکھوں غیبی اور عینی دولتیں حاصل ہونا

کو ۲چکیں رنجور بود و آں وسط　　بر جنازۂ آں بزرگ آمد فقط

چھوٹا بیمار تھا اور وہ بچلا　　فقط اس بڑے کے جنازے پر آیا

شاہ دیدش گفت قاصد کیں کیست　　کہ ازاں بحر است و ایں ہم ماہی ست

شاہ نے اس کو دیکھا قصداً کہا کہ یہ کون ہے؟　　کیونکہ اسی سمندر کا ہے اور یہ بھی مچھلی ہے

پس مُعرِّف گفت پورِ آں پدر　　ایں برادر زاں برادر خرد تر

تعارف کرانے والے نے کہا اسی باپ کا بیٹا ہے　　یہ بھائی! اس بھائی سے چھوٹا ہے

شہ نوازیدش کہ ہستی یادگار　　کرد اُورا ہم بداں پرسش شکار

شاہ نے اس کو نوازا کہ تو یادگار ہے　　اس نوازش سے اس کو بھی شکار کر لیا

از ۳نوازِ شہیِ آں شاہِ وحید　　در تنِ خود غیرِ جاں جانے بدید

اس یکتا شاہ کی نوازشوں سے　　اس نے اپنے جسم میں جان کے علاوہ ایک اور جان دیکھی

در دلِ خود دید عالی غلغلہ　　کہ نیابد صوفی آں در صد چلہ

اس نے اپنے دل میں ایک عالیشان غلغلہ دیکھا　　جس کو صوفی سو چلوں میں نہ پائے

---

۱ نہ خموش۔ یہ صاحب مشاہدہ نہ صاحب ذوق کی طرف خاموش ہے اور نہ گویا ہے یہ ایک نادر شخصیت ہے اور اس کی اس کیفیت کا پورا بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ نیست۔ اس کو نہ خاموش کہہ سکتے ہیں نہ گویا اور وہ خاموش بھی ہے اور گویا بھی اس اس کی تشریح کے لئے شریعت کا ادب مانع ہے ایں مثال۔ اس کو مچھلی سے تشبیہ دینا۔ حاصل۔ بڑے شہزادے کے احوال کا خلاصہ یہ ہے کہ اسی درد عشق اور سوز کی حالت میں دنیا سے چلا گیا۔

۲ کوچکیں۔ سب سے چھوٹا شہزادہ بیمار تھا وہ بڑے بھائی کے جنازے پر نہ آ سکا صرف بچھلا آیا۔ قاصد۔ شاہ کشف سے سمجھ گیا تھا پھر بھی اس نے دریافت کیا۔ بحر۔ بحر عاشق۔ ماہی۔ عاشق۔ تعارف کرانے والے نے کہا کہ یہ بھی اسی باپ کا بیٹا ہے اور مرنے والے سے چھوٹا ہے۔ یادگار۔ یعنی مرنے والے کی۔

۳ از نوازِ شہی۔ شاہ کی توجہ سے اس کی قلبی کیفیت بدلی اور قلب میں زندگی محسوس ہونے لگی۔ در دل۔ اس نے اپنے دل میں عشق الٰہی کا ایسا جوش و خروش دیکھا جو صوفی کو سو چلوں میں بھی حاصل نہیں ہوتا۔

در دلِ خود یافت عالی عالمے ۱ کاں نیابد کس بصد خلوت ہمے
اس نے اپنے دل میں ایک عالیشان عالم پایا جس کو کوئی سو خلوتوں میں نہ پائے

عرصہ و دیوار و کوہ و سنگ تافت پیشِ او چوں نار خنداں می شگافت
میدان اور دیوار اور پہاڑ اور پتھر چمک اٹھے اس کے سامنے خنداں انار کی طرح پھٹے پڑتے تھے

ذرّہ ذرّہ پیشِ او چوں آفتاب دمبدم می کرد صد گوں فتحِ باب
اس کے سامنے ذرہ ذرہ سورج کی طرح تھا ہر دم سو طرح سے اس کے لئے فتح باب کرتا تھا

باب گہ روزن شدے گاہے شعاع خاک گہ گندم شدے وگاہ صاع
دروازہ کبھی روزن بن جاتا، کبھی شعاع مٹی کبھی گیہوں بن جاتی اور کبھی صاع

در نظرہا چرخ بس کہنہ و قدید پیشِ چشمش ہر دمے خلقِ جدید
آسمان اس کی نظر میں بہت پرانا اور سوکھا ہوا گوشت تھا اس کی آنکھ کے سامنے ہر وقت ایک نئی مخلوق تھی

روحِ ۲ زیبا چونکہ وارست از جسد از قضا بیشک چنیں چشمش رسد
حسین روح جب جسم سے چھوٹ جاتی ہے بیشک قضاء خداوندی سے اس کو ایسی آنکھ ملتی ہے

صد ہزاراں غیب پیشش شد پدید آنچہ چشم محرماں بیند بدید
لاکھوں غیب اس کے سامنے ظاہر ہو گئے جو کچھ محرموں کی آنکھ دیکھتی ہے اس نے دیکھا

آنچہ او اندر کتب برخواندہ بود چشم را در صورتِ آں برکشود
جو کچھ اس نے کتابوں میں پڑھا تھا آنکھ کو اس کی صورت پر کھولا

از غبارِ موکبِ آں شاہِ نر یافت او کحلِ عزیزی در بصر
اس بڑے بادشاہ کے جلوس کے غبار سے اس نے بینائی میں عزیزی سرمہ پایا

بر ۳ چنیں گلزار دامن می کشید جزو جزوش نعرہ زن ہل من مزید
اس طرح کے چمن پر وہ دامن کھینچتا تھا اس کا جزء جزء گویا کچھ اور ہے کا نعرہ مارتا تھا

گلشنے کز بقل روید یک دم ست گلشنے کز عقل روید خرم ست
جو چمن سبزی سے اُگے، تھوڑی دیر کا ہے جو چمن عقل سے اگے وہ تازہ ہے

گلشنے کز گل دمد گردد تباہ گلشنے کز دل دمد وا فرحتاہ
وہ چمن جو پھولوں سے اگے وہ تباہ ہو جاتا ہے جو چمن دل سے اگے سبحان اللہ

علمہائے بامزہ دانستہ ماں زاں گلستاں یک دو سہ گلدستہ داں
ہمارے جانے ہوئے مزیدار علوم کو اس چمن سے ایک دو گلدستے سمجھ

۱ عالمے۔ یعنی علم و معرفت کی دنیا۔ عرصہ۔ انوار کی انوار سے سب عالم روشن ہو گیا اور اس میں واردات اور معارف منکشف ہونے لگے اور ہر چیز مظہرِ صفات و کمال نظر آنے لگی۔ ذرہ۔ اب عالم کا ذرہ ذرہ اس کے کشف کا ذریعہ بن گیا اور اس کے ذریعہ علوم و معارف کا دروازہ کھلنے لگا۔ باب۔ وہ علم کا دروازہ کبھی روشندان کی طرح علم کا ذریعہ بنتا تھا کبھی خود علم بنتا تھا۔ خاک۔ خاک کبھی مقصود بالذات بن جاتی تھی اور کبھی مقصود کا ذریعہ اور آگے۔ در نظرہا۔ اب عالم ناسوت اس کو بے قدر معلوم ہوتا تھا اور اس کی نگاہوں کے سامنے عالم ملکوت تھا۔

۲ روحِ زیبا۔ شہزادے کا یہ کشف تعجب کی بات نہیں ہے روح زیبا جب جسمانی لذتوں سے آزاد ہو جاتی ہے تو خواہ مجاہدے سے ہو یا صحبتِ شیخ سے اس کو اس قسم کے انکشافات حاصل ہوتے ہیں۔ صد ہزاراں۔ شہزادے کو شیخ کی صحبت سے یہ درجہ حاصل ہو گیا۔ آنچہ۔ استدلالی علوم اب مشاہدہ بن گئے۔ از غبار۔ شاہ کی صحبت سے اس کو باطنی سرمہ حاصل ہو گیا۔ عزیزی۔ یعنی صاحبِ باطن کا سرمہ۔

۳ بر چنیں۔ یعنی باطنی علوم کے چمن میں وہ ناز سے ٹہل رہا تھا اور نفس باطن کی طرح مزید کے لئے نعرے لگا رہا تھا۔ گلشن۔ اس کو جو معنوی چمن حاصل ہوا تھا اور دائمی تھا سبزے کا چمن عارضی ہوتا ہے۔ کز دل۔ جو چمن دل میں اگتا ہے وہ پائیدار ہوتا ہے۔ علمہائے۔ ہمارے علوم اس چمن معرفت کے فقط دو تین گلدستے ہیں۔

زاں از بونِ یک دو سہ گلدستہ ایم — کاں درِ گلزار برخود بستہ ایم

ہم اسی لئے ایک دو گلدستوں سے مغلوب ہیں — کیونکہ ہم نے اوپر چمن کا دروازہ بند کر لیا ہے

آں چناں مفتاحہا ہر دم بناں — می فتد ایجاں دریغا از بناں

اسکی کنجیاں ہر وقت روٹی کے بدلے — ہائے افسوس اے جان! انگلیوں سے گر رہی ہیں

در دمے ہم فارغ آرندت زناں — گرد چادر گردی و عشق و زناں

اگر تھوڑی دیر کے لئے تجھے روٹی سے فارغ کر دیتے ہیں — تو چادر اور عشق اور عورتوں کے چکر لگاتا ہے

باز استسقات چوں شد موجزن — ملک و شہرے بایدت پر نان وزن

پھر جب تجھ میں استسقاء موج زن ہوتی ہے — روٹی اور عورتوں سے مل و شہر بھرا ہوا تجھے چاہیے

مار بودی اژدہا گشتی مگر — یکسرت بود ایں زمانے ہفت سر

تو سانپ تھا شاید اژدہا بن گیا — تیرے ایک سر تھا اب سات سر ہیں

اژدہای ۲ ہفت سر دوزخ بود — حرص تو دانہ است و دوزخ فخ بود

سات پھنوں والا اژدہا دوزخ ہے — تیری حرص دانہ ہے اور دوزخ جال ہے

دام را بدراں بسوزاں دانہ را — باز کن درہای نو ایں خانہ را

جال کو پھاڑ ڈال، دانہ کو جلا دے — اس گھر کے نئے دروازوں کو کھول

چوں تو عاشق نیستی اے نر گدا — ہمچو کوہے بے خبرداری صدا

اے بے شرم مفلس! چونکہ تو عاشق نہیں ہے — تو پہاڑ کی طرح بے خبر آواز رکھتا ہے

کوہ را گفتار کے باشد زخود — عکسِ غیرست آں صدصالے معتمد

پہاڑ کی اپنی گفتگو کب ہوتی ہے؟ — اے معتمد! وہ صدا دوسرے کا عکس ہے

گفت ۳ تو زاں بود کہ عکسِ دیگریست — جملہ احوالت بجز عکس نیست

تیری گفتگو جس طرح سے دوسرے کا عکس ہے — تیرے سارے احوال عکس کے سوا نہیں ہیں

خشم و ذوقت ہر دو عکسِ دیگراں — شادیِ قوادہ و خشم عواں

تیرا غصہ اور ذوق دونوں دوسروں کا عکس ہیں — دلالہ کی خوشی اور سپاہی کے غصہ کس طرح

آں عواں را آں ضعیف آخر چہ کرد — کہ دہد اورا بکینہ زجر و درد

اس کمزور نے آخر اس سپاہی کا کیا بگاڑا ہے؟ — کہ وہ اس کو کینہ سے جھڑکی اور تکلیف دیتا ہے

تا بکے عکسِ خیالِ لامعہ — جہد کن تا گردت ایں واقعہ

ایک چمکدار خیال کا عکس کب تک؟ — کوشش کر تا کہ تیرے لئے یہ حقیقت بن جائے

۱ زاں۔ ہم ان رسمی علوم پر اس لئے فریفتہ ہیں کہ ہم نے ان علوم حقیقی کا دروازہ اپنے اوپر بند کر رکھا ہے۔ آنچناں۔ جن کنجیوں سے ان علوم کے خزانے کھلتے ہیں وہ لذت دہن کی وجہ سے ہمارے ہاتھ گر جاتی ہیں۔ در دمے۔ جب کسی انسان کا پیٹ بھر جاتا ہے تو پھر وہ فرج کی شہوت کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ باز۔ پھر انسان کی ہوس اور بڑھتی ہے تو ان زن سے پر شہروں اور ملکوں کے درپے ہو جاتا ہے۔ مار بودی۔ پہلے وہ سانپ تھا جس کے ایک سر تھا اب وہ سات سروں والا اژدہا بن جاتا ہے۔

۲ اژدہای۔ دوزخ سات سروں والا اژدہا ہے دوزخ کے سات دروازے ہیں جن سے جہنمی اس میں داخل ہوں گے حرص انسان کے لئے دانہ اور دوزخ جال ہے۔ باز کن۔ اس دانہ اور جال سے دور ہو جا پھر معارف و علوم لدنیہ کے گھر کا دروازہ کھلے گا۔ چوں تو۔ اگر تو خدا کا عاشق نہیں ہے جو ان علوم و معارف کا حاصل ہوتا ہے تو پھر تو ایک پہاڑ ہے جس سے صدائے بازگشت پیدا ہوتی ہے اور وہ پہاڑ اس سے لاعلم ہوتا ہے یعنی تیرے علوم بھی محض پہاڑ کی صدائے بازگشت ہیں۔

۳ گفت تو۔ جس طرح تیری گفتگو صدائے بازگشت ہے اسی طرح تیرے عارضی احوال بھی کسی دوسرے کا عکس ہیں۔ خشم۔ تیرا غصہ اور یہ ذوق دوسروں کا عکس ہے جس طرح دلالہ کی خوشی اور سپاہی کا غصہ کہ اس کا سبب دوسرے ہوتے ہیں۔ آں عواں۔ سپاہی کا غصہ اس روپے کا عکس ہے جس کا اس کو لالچ۔ تا بکے۔ ان عکسی احوال پر اکتفا کر۔ واقعہ۔ وصف حقیقی

تا کہ[1] گفتارت زحالِ تو بود　　سَیرِ تو با پرّ و بالِ تو بود

تاکہ تیرا قال تیرے حال سے ہے　　تیری پرواز تیرے بال و پر سے ہے

صَید گیرد تیر ہم بالپرِّ غیر　　لا جرم بے بہرہ اَست از لحمِ طیر

دوسرے کے پر سے تیر بھی شکار پکڑ لیتا ہے　　لامحالہ وہ پرند کے گوشت سے بے نصیب ہے

باز صید آرد بخود از کوہسار　　لا جرم شاہش خوراند کبک و سار

باز خود پہاڑ سے شکار لاتا ہے　　لا محالہ شاہ اس کو چکور اور تلیر کھلاتا ہے

باز بالپرِّ خود آرد صیدِ شبک　　لاجرم شاہش خوراند لحمِ کبک

باز اپنے پروں سے جال کا شکار لاتا ہے　　لا محالہ شاہ اس کو چکور کا گوشت کھلاتا ہے

مَنطقے کز وحی نَبود از ہَواست　　ہمچو خاکے دَر ہوا و در ہباست

وہ گفتگو جو وحی سے نہ ہو، خواہش نفس سے ہے　　وہ خاک کی طرح ہوا اور ذروں میں ہے

گر نماید[2] خواجہ را ایں دَم غلَط　　زاوّل والنجم برخواں چند خط

اگر صاحب کو یہ دعویٰ غلط نظر آتا ہے　　والنجم کے شروع سے چند نقش پڑھ لیں

تا کہ مَا یَنطِقُ مُحَمَّدٌ عَنْ ہَوَا　　اِنْ ہُوَ اِلَّا بِوَحْیٍ اِحْتَوٰی

محمدؐ خواہش نفس سے نہیں بولتے تک　　نہیں ہے وہ مگر وحی کے ذریعہ جس کا انہوں نے احاطہ کیا

تا بدانی کہ محمدؐ از ہوا　　وَ انگفت و گفت از وحیِ خدا

تاکہ تو جان لے کہ محمدؐ نے خواہش نفس سے　　نہیں کہا اور خدا کی وحی سے کہا ہے

احمدؐ اچوں نیستت از وحی یاس　　جسمیاں را دہ تحرّی و قیاس

اے احمدؐ! آپ کو وحی سے مایوسی نہیں ہے　　جسم والوں کو تحری اور قیاس عطا کر دیجئے

بیدرا[3] گر میوہ نے باشد ظلال　　کز ضرورت ہست مُردارے حلال

بید کے اگر پھل نہیں ہے، سایہ ہوتا ہے　　کیونکہ ضرورت کے وقت مردار حلال ہے

گر تحرّی نیست در کعبہ وصال　　لیک ہست اندر بیابانِ ضلال

اگر کعبہ وصال میں تحری نہیں ہے　　گمشدگی کے بیابان میں تحری ہے

بے تحرّی و اجتہاداتِ ہُدیٰ　　ہر کہ بدعت پیشہ گیرد از ہوا

تحری اور ہدایت کے اجتہادوں کے بغیر　　جو خواہش نفس سے بدعت کا پیشہ اختیار کرے

---

[1] تا کہ۔ جب تیرے اندر حقیقی وصف پیدا ہو جائے گا تو تیری گفتار خود اپنی ہوگی اور تیری رفتار اپنے بال و پر سے ہوگی۔ صید۔ تیر کے پر لگائے ہوئے ہیں اس کے اپنے نہیں ہیں لہٰذا وہ شکار کے گوشت سے محروم ہے۔ باز۔ باز اپنے پروں کے ذریعہ شکار کرتا ہے وہ چکور اور تلیر کھاتا ہے۔ لاجرم۔ نقال، پر کی طرح اور صاحب حال باز کی طرح ہے۔ کبک۔ چکور۔ سار۔ تلیر۔ شبک۔ جال۔ منطقے۔ علوم بے بصیرت اور احوال بے حقیقت کا تعلق وحی سے نہیں ہے بلکہ وہ محض نفسانی چیزیں ہیں۔

[2] گر نماید۔ سورہ والنجم میں ہے وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی۔ آنحضورؐ کا کلام وحی سے ماخوذ ہے خواہش نفس سے نہیں ہے۔ احتوی۔ یعنی جس وحی کا آنحضورؐ نے احاطہ کر لیا ہے۔ احمد۔ آنحضورؐ کے جملہ علوم وحی سے متعلق تھے۔ جسمیاں۔ جو لوگ جسمانی ہیں اور ان کا تعلق روحانی ملائکہ سے نہیں ہے ان کے لئے تحری اور اجتہاد وحی کے قائم مقام ہے لہٰذا اجتہادی مسائل بھی نفسانی نہیں ہیں آنحضورؐ کو بھی اجازت تھی کہ جب وحی نہ آئے تو قیاس سے کام لیں۔

[3] بیدرا۔ وحی نہ ہوتے ہوئے قیاس سے فائدہ اٹھانا ہے کہ اگر بید کے پھل نہیں ہیں تو اس کے سایہ کا فائدہ حاصل کر لیا جاتا ہے۔ گر تحری۔ جس وقت کعبہ سامنے ہو سمت قبلہ کی تحری اور اٹکل لگانا جائز نہیں لیکن اگر انسان ایسے جنگل میں ہے جہاں دلیل قطعی سے سمت کو متعین نہ کیا جا سکے تو اٹکل سے متعین کرنا جائز ہے۔ بے تحری۔ اگر بے اٹکل اور بغیر اجتہاد کے کوئی عمل ہوگا تو بدعت ہے۔

ہمچو[۱] عادش بر بَرد باد و کُشد — نے سلیمانؑ ست تا تختش کشد
ہوا اس کو عاد کی طرح برباد اور ہلاک کر دے گی — وہ سلیمان نہیں ہے کہ اس کے تخت کو کھینچے

عاد را با دست حمّالِ خذول — ہمچو بَرّہ در کفِ مردِ اکول
عاد کے لئے ہوا، مخالف بار بردار ہے — جس طرح پیٹو کے ہاتھ میں بکری کا بچہ

ہمچو فرزندش نہادہ بر کنار — می بَرد تا بکُشدش قصاب وار
وہ اس کو اولاد کی طرح بغل میں دبائے ہوئے — لے جا رہا ہے تاکہ اس کو قصائی کی طرح ذبح کر دے

عادیاں[۲] را بادز استکبار بُود — یار خود پنداشتند اغیار بُود
عاد والوں کے لئے ہوا تکبر کی وجہ سے تھی — انہوں نے اپنا دوست سمجھا، اور وہ اغیار تھی

چوں بگردانید ناگہ پوستیں — خُردشاں بشکست آں بئس القریں
جب اس نے اچانک، پوستین الٹ دیا — اس برے ساتھی نے ان کو ریزہ ریزہ کر دیا

بادرا بشکن کہ بس فتنہ است باد — پیش ازاں کِت بشکند اُو ہمچو عادِ
ہوا کو توڑ دے کیونکہ ہوا بہت فتنہ ہے — اس سے قبل کہ وہ تجھے عاد کی طرح توڑے

ہود دادے پند کاے پُر کبر خیل — بر کَند از دستِ تاں ایں باد ذیل
حضرت ہود نصیحت کرتے کہ اے تکبر بھری جماعت — یہ ہوا تمہارے ہاتھ سے دامن چھڑا دے گی

لشکرِ حق ست بادو از نفاق — چند روزے باشما کرد اعتناق
ہوا اللہ تعالیٰ کا لشکر ہے اور نفاق کی وجہ سے — چند روز تم سے گلے ملی ہے

اُو بسر با خالقِ خود راست ست — چوں اجل آید برآرد باد دست
وہ باطن میں اپنے خالق کے ساتھ سچی ہے — جب وقت آئے گا ہوا ہاتھ نکالے گی

ایں[۳] ہماں باد ست کایمن می گذشت — بُود ہمچوں جان و ہمچوں مرگ گشت
یہ وہی ہوا ہے جو اطمینان سے گذرتی تھی — جان کی طرح تھی اور موت جیسی ہو گئی

دستِ آنکس کو بکردت دست بوس — وقتِ خشم آں دست می گردد دبوس
اس شخص کا ہاتھ جو تیرے ہاتھ چومتا تھا — غصہ کے وقت وہی ہاتھ گرز بن جاتا ہے

بادرا اندر دہن بیں رہگذر — ہر نفس آیاں رواں در کرّ و فر
ہوا کا منہ میں راستہ دیکھ — ہر وقت کرّ و فر کے ساتھ آنے جانے والی ہے

حلق و دندانہا ازو ایمن بود — حق چو فرماید بدنداں در رود
حلق اور دانت اس سے محفوظ ہیں — اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے تو دانتوں میں گھس جاتی ہے

---

۱ ہمچو۔ بغیر اجتہاد کے کام جبکہ ہوائے نفس سے لیا یہ ہوائے نفس اس کو اسی طرح برباد کر دے گی جس طرح عنصری ہوا نے قوم عاد کو برباد کیا تھا۔ نے سلیمان۔ اگر اس نے اجتہاد سے کام لیا تو پھر ہوا اس کے لئے اس طرح مفید ہو گی جس طرح حضرت سلیمان کے لئے مفید تھی۔ عاد۔ قوم عاد کے لئے ہوا ایسی ہی تھی جیسے کہ پیٹو انسان کے پاس بکری کا بچہ جس کو وہ اولاد کی طرح گود میں اٹھا کر لے جا رہا ہے اور پھر قصابوں کی طرح اس کو ذبح کر ڈالتا ہے۔

۲ عادیاں۔ قوم عاد میں تکبر کی ہوا بھری ہوئی تھی جو تباہی کا سبب بنی وہ ابتداء اس کو دیکھ کر خوش ہوئے پھر اسی سے تباہ ہوئے۔ یار خود۔ قوم عاد نے ہوا کو ابتداءً مفید سمجھا پھر اسی کے ذریعہ ہلاک ہوئے۔ باد۔ انسان کو اس تکبر کی ہوا سے بچنا چاہیے ورنہ وہ ہلاک کر دے گی۔ ہود۔ حضرت ہود ان کو تکبر چھوڑنے کو کہتے تھے لشکر۔ سمجھاتے تھے کہ ہوا بھی اللہ تعالیٰ کا لشکر ہے تمہیں نفاق سے کچھ فائدہ پہنچا رہی ہے۔ چوں اجل۔ جب اللہ کے غصہ کا وقت آ جائے گا پھر یہی تمہیں تباہ کر دے گی۔

۳ ایں ہماں۔ پہلے یہی ہوا شہادِ زندگی تھی اب ہلاکت کا سبب بن گئی۔ دست۔ وہی شخص جو تمہاری دست بوسی کرتا ہے غصہ کے وقت اس کا ہاتھ گرز بن جاتا ہے۔ باد۔ سانس کے ساتھ ہوا کس عمدگی سے حلق میں آتی جاتی ہے۔ حق۔ لیکن جس وقت خدا چاہتا ہے وہ دانت کے اندر گھس جاتی ہے۔

کوہ [۱] گردد ذرّہ باد و ثقیل ۔۔۔ دردِ دنداں داردش زار و علیل

ہوا کا ذرہ پہاڑ اور بھاری بن جاتا ہے ۔۔۔ دانتوں کا درد اس کو عاجز اور بیمار کر دیتا ہے

یارب و یارب برآرد اُو زجاں ۔۔۔ کہ براِیں بادرا اے مُستعاں

وہ جان سے اے خدا اے خدا نکالتا ہے ۔۔۔ کہ اے مددگار! اس ہوا کو سے جا

اے دہاں غافل بُدی زیں بادرو ۔۔۔ از بُنِ دنداں در استغفار شو

اے منہ! تو اس ہوا سے غافل تھا ۔۔۔ عاجزی سے استغفار میں لگ جا

چشمِ سختش اشکہا باراں کند ۔۔۔ مُنکراں را دردِ اللہ خواں کند

اس کی سخت آنکھ آنسو برساتی ہے ۔۔۔ درد منکروں کو اللہ کو پکارنے والا بنا دیتا ہے

چوں دَمِ یزداں نہ پذرفتی زمُرد ۔۔۔ وحیِ حق راہیں پذیر اشوز دَرد

جبکہ تو نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو مردِ حق سے قبول نہ کیا ۔۔۔ خبردار! اللہ کی وحی کو درد سے قبول کر لے

باد [۲] گوید پیکم از شاہِ بشر ۔۔۔ گہہ خبرِ خیر آوَرم گہہ شور و شر

ہوا کہتی ہے میں شاہ بشر کی قاصد ہوں ۔۔۔ کبھی بھلائی کی خبر لاتی ہوں کبھی شور و شر کی

مَن چو تو غافل ز شاہ خود کیم ۔۔۔ زانکہ مامورم امیرِ خود نیَم

میں تیری طرح اپنے شاہ سے کب غافل ہوں ۔۔۔ کیونکہ میں محکوم ہوں اپنی حاکم نہیں ہوں

گر سُلیماں وار بُودے حالِ تُو ۔۔۔ چوں سلیماں گشتمے حمالِ تُو

اگر تیرا حال سلیمان کی طرح ہوتا ۔۔۔ سلیمان کی طرح تیری حمال بنتی

عاریستم گشتمے ملکِ کفت ۔۔۔ کردمے بر رازِ خود مَن واقفت

میں مانگی ہوئی ہوں تیرے ہاتھ کی مملوک بن جاتی ۔۔۔ میں تجھے اپنے راز سے واقف کر دیتی

لیک [۳] چوں تو باغیِ مُستعار ۔۔۔ می کُنم خدمت تُرا روزے سہ چار

لیکن چونکہ تو باغی ہے اور اس مانگی ہوئی ہوں ۔۔۔ میں تیری تین چار روز خدمت کرتی ہوں

پس چو عادت سرنگو نیہاد ہم ۔۔۔ زلسپۂ تو باغیانہ برجہم

پھر تجھے عاد کی طرح اوندھا کر دوں گی ۔۔۔ تیرے لشکر سے بغاوت کر کے نکل جاؤں گی

تا بغیب ایمانِ تو محکم شوُد ۔۔۔ آں زماں کایمانت مایہ غم شوُد

انجام یہ ہے کہ تیرا غیب پر ایمان مضبوط ہو گا ۔۔۔ جبکہ تیرا ایمان غم کا سرمایہ ہو جائے گا

آں زماں خود جُملگاں مُومن شوند ۔۔۔ آں زماں خود سرکشاں بر سر دوند

اس وقت سب خود مومن ہو جائیں گے ۔۔۔ اس وقت سرکش خود سر کے بل دوڑیں گے

---

[۱] کوہ۔ جب وہ دانت میں گھس جاتی ہے تو اس کا ایک ذرہ پہاڑ معلوم ہوتا ہے اور انسان دانت کے درد سے بے چین ہو جاتا ہے یارب یارب۔ اب وہ درد میں خدا سے دعا کرتا ہے اور اس ہوا کو نکالنے کی درخواست کرتا ہے۔ اے دہاں۔ جبکہ یہ چیزیں اللہ کے حکم کے تابع ہیں تو اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ چشم۔ اس درد کا یہ فائدہ ہے کہ یہ خدا کی یاد دلاتا ہے اور سخت دلوں کو رلا دیتا ہے۔ زمرد۔ مردانِ خدا کی نصیحت کو تو نے قبول نہ کیا اب درد کی وجہ سے ہی ان باتوں کو تسلیم کر لے۔

[۲] باد۔ ہوا دلالت حال سے کہتی ہے کہ میں خدا کی قاصد ہوں کبھی بشارت دیتی ہوں کبھی ڈراتی ہوں۔ من چو تو۔ اور کہتی ہے کہ میں انسان کی طرح خدا سے غافل نہیں ہوں میں حکم کی پابند ہوں حاکم نہیں ہوں۔ گر سلیماں۔ اگر تو سلیمان کی طرح خدا کا مطیع ہوتا تو میں تیری خادم ہوتی۔ عاریستم۔ اب میں تیری ملکیت نہیں ہوں، عارضی طور پر تیرے پاس ہوں۔ راز۔ ہوا اپنا اللہ تعالیٰ کی آیت ہونا واضح کر دیتی ہے۔

[۳] لیک۔ لیکن چونکہ تو اللہ تعالیٰ کا باغی ہے لہٰذا دو چار روز تجھے دنیوی نفع پہنچا رہی ہوں۔ پس۔ ان دنوں کے بعد تجھے قومِ عاد کی طرح جہنم میں اوندھا گرا دوں گی۔ تا بغیب۔ میری بغاوت کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اس وقت تیرا ایمان بالغیب مضبوط ہو جائے گا لیکن اس وقت ایمان مفید نہ ہو گا بلکہ باعثِ حسرت ہو گا۔ فلم یک ینفعھم ایمانھم لما رأوا بأسنا۔ جب انہوں نے ہماری سختی دیکھی تو ان کو ایمان کے لئے مفید نہ تھا۔

آں ۱ زماں زاری کنند و افتقار ‌‌ ‌ ہمچو دزدو راہزن در زیر دار
اس وقت عاجزی اور ضرورت کا اظہار کرتے ہیں ‌ جس طرح چور اور ڈاکو سولی کے نیچے

لیک گر در غیب گردی مستوی ‌ مالک دارین و شحنہ خود توئی
لیکن اگر تو غیب میں ٹھیک ہو جائے ‌ تو خود دونوں جہان کا مالک اور کوتوال ہے

رُو نماید بادشاہیِ مقیم ‌ نے دو روزہ مستعارست و سقیم
ہمیشہ کی بادشاہت رونما ہو ‌ وہ دو روزہ مانگی ہوئی اور مریض نہیں ہے

رَستی از بیگار و کار خود کنی ‌ ہم تو شاہ و ہم تو طبل خود زنی
تو بیگار سے چھوٹ جائے اور اپنا کام کرے ‌ تو بادشاہ بھی ہو جائے اور خود اپنا نقارہ بجائے

چوں گلو تنگ آورد بر ما جہاں ‌ خاک خوردے کاشکے حلق و دہاں
جب حلق ہم پر دنیا کو تنگ کر دے ‌ کاش کہ حلق اور منہ خاک پھانکے

ایں دہاں خود خاک خوارے آمدہ است ‌ لیک خاکے راکہ آں رنگیں شدہ است
یہ منہ خود خاک کھانے والا ہے ‌ لیکن اس خاک کو جو رنگین ہو گئی ہے

ایں ۲ کباب و ایں شراب و ایں شکر ‌ خاکِ رنگین است و نقشیں اے پسر
یہ کباب اور یہ شراب اور یہ شکر ‌ اے بیٹا! رنگین اور نقشین خاک ہے

چونکہ خوردی و شد آنہا لحم و پوست ‌ رنگ لحمش دادو ہم خاکِ کوست
جب تو نے کھا لیا اور وہ گوشت و پوست بن گئی ‌ اس کو گوشت کا رنگ دیدیا اور یہ بھی کوچہ کی خاک ہے

ہم زخاکے بخیہ بر گِل می زنند ‌ جملہ را ہم باز خاکے می کنند
خاک ہی سے مٹی پر بخیہ کرتے ہیں ‌ پھر سب کو خاک کر دیتے ہیں

ہندو و قپچاق و رومی و حبش ‌ جملہ یک رنگ اند اندر گور خوش
ہندوستانی اور قپچاقی اور رومی اور حبشی ‌ اچھی طرح قبر میں سب ایک رنگ کے ہیں

تابدانی ۳ کاں ہمہ رنگ و نگار ‌ جملہ روپوش ست و مکر و مستعار
تاکہ تو سمجھ لے کہ وہ سب رنگ و نقش ‌ سب پردہ اور مکر اور مستعار ہیں

زانکہ باقی صبغۃ اللہ ست و بس ‌ غیرِ آں بر بستہ داں ہمچوں جرس
کیونکہ باقی رہنے والا اللہ کا رنگ ہے اور بس ‌ دوسرے کو گھنٹہ کی طرح بندھا ہوا سمجھ

۱ آں زماں۔ جب عذاب نازل ہونے لگتا ہے تو پھر توبہ اور ایمان نافع نہیں ہوتا۔ سولی پر پہنچ کر مجرم کی توبہ مفید نہیں ہے۔ لیک۔ ہاں اگر انسان اس حالت میں سیدھا ہو جائے جبکہ عذاب غائب تھا اور اس نے اس کو دیکھا نہ تھا تو پھر وہ خود شاہ ہے اس کو کوئی نہ ستا سکے گا۔ رُو نماید۔ جبکہ ایمان بالغیب ہو تو مستقل بادشاہی حاصل ہو جاتی ہے۔ رستی۔ پھر تیری غلامانہ زندگی نہ ہوگی بلکہ تو آزاد ہوگا۔ چون گلو۔ یہ منہ اور حلق ہی لذتیں ہمارے لئے وبال جان ہیں عذاب کے وقت انسان حسرت سے کہے گا کاش میں نے ان لذیذ چیزوں کی بجائے خاک پھانکی ہوتی۔ ایں دہاں۔ دنیا میں جو کچھ انسان کھا رہا ہے لذیذ چیزوں بھی اور اس خاک ہیں ان پر صرف رنگ چڑھا ہوا ہے۔

۲ ایں کباب۔ دنیا کی جس قدر مرغوبات میں دراصل وہ رنگین اور نقشین خاک ہیں۔ چونکہ پہلے اس مٹی پر پھل اور غذا کا رنگ تھا اب جبکہ وہ جزو بدن بنی اس پر گوشت پوست کا رنگ آ گیا پھر وہ گوشت و پوست انجام کار کوچہ کی خاک بن جائے گا۔ ہم زخاکے۔ جسم خود خاک ہے اس کا نشو ونما خاک کے ذریعہ ہو رہا ہے پھر مرنے کے بعد سب خاک ہو جاتا ہے۔ ہندو۔ انسان خواہ کہیں کا رہنے والا ہو قبر میں جا کر سب یکساں مٹی بن جاتے ہیں۔ قپچاق۔ ایک مشہور صحرا ہے وہاں کی ترک قوم ڈاکہ زنی میں مشہور ہے۔

۳ تابدانی۔ سب کا یہ انجام عبرت کے لئے اور یہ بتانے کیلئے کہ یہ رنگ و نگار عارضی ہے۔ زانکہ باقی۔ صرف اللہ کا رنگ جو اعمال صالحہ سے چڑھتا ہے۔ جرس۔ گھنٹا جو جانور کے گلے میں باندھا جاتا ہے وہ جانور کا جز نہیں ہوتا بلکہ محض ایک عارضی چیز ہوتی ہے۔

رنگِ ۱صدق و رنگِ تقویٰ و یقیں　　تا ابد باقی بُوَد بر عابدیں
سچائی کا رنگ اور تقوے اور یقین کا رنگ　　عبادت گذاروں پر ہمیشہ کے لئے باقی رہے گا

رنگِ شک و رنگِ کفران و نفاق　　تا ابد باقی بُوَد برجانِ عاق
شک کا رنگ اور کفر، نفاق کا رنگ　　نافرمان جان پر ہمیشہ کے لئے باقی رہے گا

چوں سیہ رُوئیِ فرعونِ دغا　　رنگ اُو باقی و جسمِ اُو فنا
جیسی کہ مکار فرعون کی سیاہ روئی　　اس کا رنگ باقی اور جسم فانی ہے

برق و فرِّ رُوئے خوبِ صادقیں　　تن فنا شُد واں بجا تا یوم دیں
سچوں کے حسین چہرے کی چمک اور شان　　جسم تو فنا ہو گیا اور وہ قیامت تک باقی ہے

زشت آں زشت ست و خوب آں خوب و بس　　دائم آں ضحاک و ایں اندر عبس
برا وہ برا ہے اور بھلا وہ بھلا ہے بس　　وہ ہمیشہ ہنسنے والا اور یہ ترشروئی میں ہے

خاک را رنگ و فن و شنگے دہد　　طفل خویاں رابداں جنگے دہد
وہ خاک کو رنگ اور فن اور شوخی دیتا ہے　　طفلانہ مزاج والوں کو اس سے جنگ میں مبتلا کر دیتا ہے

از ۲خمیرے اُشتر و شیرے پزند　　کودکاں از حرصِ آں کف می مزند
آٹے کے اونٹ اور شیر پکاتے ہیں　　بچے اس کی حرص سے ہاتھ چاٹتے ہیں

شیر و اُشترناں شود اندر دہاں　　در نگیرد ایں سخن با کودکاں
شیر اور اونٹ منہ میں روٹی بن جاتے ہیں　　یہ بات بچوں پر اثر نہیں کرتی

دامنِ پُرخاک ماچوں کودکاں　　رفتہ از سر جہدِ اسباب و دُکاں
ہم بچوں کی طرح دامن خاک سے بھرے ہوئے ہیں　　اسباب اور دکان کی کوشش سر سے نکل گئی ہے

کودکِ ۳اندر جہل و پندار و شکیست　　شُکر باری قوّت اُو اندکیست
بچہ نادانی اور گمان اور شک میں ہے　　خدا کا شکر ہے کہ اس میں تھوڑی سی طاقت ہے

وای زاں طفلاں کہ پیری می کنند　　لشکر موراند و میری می کنند
ان بچوں پر افسوس ہے جو بڑھاپا جتے ہیں　　لشکری چونٹیاں ہیں اور سرداری کر رہے ہیں

طفل را استیزہ و صد آفت ست　　شُکر ایں کو بے فن و بے آلت ست
بچہ میں سو لڑائی جھگڑے ہیں　　شکر ہے کہ وہ بے تدبیر اور بے ہتھیار ہے

وای زیں پیرانِ طفلِ ناادیب　　گشتہ از قوّت بلای ہر رقیب
افسوس ان بے ادب بوڑھے بچوں پر ہے　　جو طاقت کی وجہ سے ہر نگہبان کی مصیبت بن گئے ہیں

---

۱ رنگ صدق۔ نیک اعمال کا جو رنگ ہے وہ دائمی اور باقی ہے۔ رنگ شک۔ اسی طرح بداعمال کا رنگ بھی دائمی ہے۔ عاق۔ نافرمان۔ فرعون۔ فرعون کا جسم فنا ہو گیا اس کی سیاہ روئی باقی ہے۔ برق۔ جو سچے ہیں ان کے جسم تو فنا ہو جائیں گے لیکن ان کے اعمال قیامت تک قائم رہے گے۔ زشت۔ برائی بھلائی جسم کی نہیں ہے بلکہ اعمال کی ہے جو قائم و دائم ہے۔ خاک۔ جسم کا رنگ و روپ بے معنی ہے اس کا لالچ بچوں کا سا لالچ ہے۔

۲ از خمیرے۔ بچوں کے لئے آٹے کے شیر اور اونٹ پکا دیئے جاتے ہیں جن پر وہ فریفتہ ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ وہی روٹی ہے۔ شیر و اشتر۔ آٹے کے پکے ہوئے شیر و شتر کے بارے میں بچوں کو سمجھاؤ کہ ان میں اور روٹی میں کوئی فرق نہیں تو اس کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ دامن۔ ہم نے بھی بچوں کی طرح مٹی دامن میں بھر رکھی ہے اور اصل سودے اور دکان سے غافل ہو رہے ہیں۔

۳ کودک۔ بچہ کا جہل اور نادانی زیادہ مضر نہیں ہے کیونکہ اس میں زیادہ طاقت نہیں ہے اگر ان سے جہل کا نتیجہ لڑائی ہے تو وہ معمولی قسم کی ہے۔ وای۔ قابل افسوس تو یہ بالغ پیر ہیں کہ وہ اصل لشکری چیونٹیاں ہیں اور امارت کے مدعی ہیں۔ طفل۔ بچہ لڑتا ہے لیکن خدا کا شکر ہے نہ کوئی لڑائی کا فن آتا ہے نہ اس کے پاس ہتھیار ہیں۔ وائے۔ ان نابالغ بوڑھوں کی جہالت آفت جان ہے۔

چوں ۱ اسلاح و جہل جمع آید بہم — گشت فرعونے جہاں سوز از ستم
جب ہتھیار اور جہالت آپس میں جمع ہو جائیں — تو وہ ظلم سے جہاں سوز فرعون بن جاتا ہے

شکر کن اے مردِ درویش از قصور — کہ ز فرعونی رہیدی وز کفور
اے درویش مردا تو کمی پر شکر کر — کہ فرعونیت اور کفر سے نجات پا گیا

شُکر کہ مظلومی و ظالم نہ — آیمن از فرعونی و ہر فتنہ
تو شکر کر کہ مظلوم ہے اور ظالم نہیں ہے — فرعونیت اور ہر فتنہ سے محفوظ ہے

اشکمِ تی لافِ اللّٰہی نزد — کاتشش را نیست از ہیزم مدد
خالی پیٹ نے خدائی ڈینگ نہیں ماری — کیونکہ اس کی آگ کو ایندھن سے مدد نہیں ہے

اشکمِ خالی بُوَد زندانِ دیو — کش غمِ ناں مانعست از مکر و ریو
خالی پیٹ شیطان کا قیدخانہ ہے — کیونکہ اس کے لئے روٹی کی فکر مکر اور چالاکی سے مانع ہے

اشکمِ پرلوت ۲ داں بازارِ دیو — تاجرانِ دیوار دروے غریو
تو لذیذ غذا سے پر پیٹ کو شیطان کا بازار سمجھ — شیطان تاجروں کا اس میں شور ہے

تاجرانِ ساحرِ لاشی فروش — عقلہا را تیرہ کردہ از خروش
جادوگر تاجر لاشی فروشوں نے — شور سے عقلوں کو گدلا کر دیا ہے

خم رواں کردہ ز سحرے چوں فرس — کرد کرباسے ز مہتاب و غلس
انہوں نے مٹکے کو جادو سے گھوڑے کی طرح چلا رکھا ہے — چاندنی اور تاریکی سے کپڑا بنا رکھا ہے

چوں بریشم خاک را بر می تنند — خاک در چشمِ ممیّز می زنند
خاک کو ریشم کی طرح تن رہے ہیں — امتیاز کرنے والے کی آنکھ میں دھول جھونک رہے ہیں

جندلے ۳ را رنگ عودی می دہند — بر کلوخے ماں حسودی می دہند
پتھر پر عود کا رنگ چڑھا رہے ہیں — ڈھیلے پر ہمیں حسد میں مبتلا کر رہے ہیں

پاک آں کو خاک را رنگے دہد — ہمچو کودک ماں براں جنگے دہد
وہ ذات پاک ہے جو خاک کو رنگ عطا کرتی ہے — بچے کی طرح ہمیں اس پر جنگ میں مبتلا کر دیتی ہے

دامنِ پُر خاکِ ماں چوں طفلگاں — در نظرِ ما خاک ہمچوں زرِ کاں
بچوں کی طرح ہمارا دامن خاک سے پر ہے — ہماری نظر میں خاک کان کے سونے کی طرح ہے

طفل را با بالغاں نبود جدال — طفل را حق کے نشاند بارِ جال ۱۵٦
بچے کی بالغوں سے جنگ نہیں ہوتی — اللہ تعالیٰ بچہ کو مردوں کے ساتھ کب بٹھاتا ہے

۱ چوں۔ جب ہتھیار اور جہالت جمع ہو جائے تو پھر انسان فرعون بن جاتا ہے۔ شکر کن۔ مفلس کو شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ نے اس کو گمراہی کے اسباب سے محفوظ رکھا ہے۔ شکر۔ مفلس عموماً مظلوم ہوتا ہے ظالم نہیں ہوتا۔ اشکم تی۔ خدائی کا دعویٰ پیٹ بھرا کرتا ہے بھوکے میں یہ رعونت نہیں ہوتی ہے۔ اشکم۔ اگر پیٹ خالی ہو تو شیطان اس میں قید ہو جاتا ہے کیونکہ بھوکے کو روٹی کی فکر سے فرصت نہیں ملتی۔

۲ پرلوت۔ جو پیٹ لذیذ غذاؤں سے پر ہے وہ شیطان کا بازار ہے جہاں مکر و فریب کی چیز فروخت ہوتی ہیں اور انسان ان کو خریدتا ہے۔ تاجراں۔ شیطان تاجروں کی ہماہمی سے انسان کی عقل خراب ہو جاتی ہے اور فریب میں آ جاتا ہے۔ خم رواں۔ یہ شیاطین جادوگر اپنی جادوگری سے مٹکے کو گھوڑے کی طرح رواں کر دیتے ہیں۔ کرد۔ چاندنی اور اندھیرے کا سفید و سیاہ کپڑا بنا کر فروخت کر دیتے ہیں۔ خاک۔ دھول سے ہمیں کپڑا بنا کر فروخت کر دیتے ہیں۔

۳ جندل۔ بوزن صندل بڑا پتھر۔ عود۔ اگر کی لکڑی۔ پاک۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے کسی قبیح چیز کو پیدا کرنا قبیح نہیں ہے۔ ہمچو کودک۔ ہم بچوں کی طرح اس رنگین خاک پر لڑتے ہیں۔ دامن۔ دامن بھری ہوئی ٹھیکریوں کو بچہ سونے کی اشرفیاں سمجھتا تھا۔ طفل۔ جبکہ دنیادار بچہ صفت ہیں تو ان کو بزرگوں سے اختلاف نہ کرنا چاہیے اور ان کی بات مان لینی چاہیے۔

میوہ ۱ اگر کہنہ شود تا ہست خام ‏— پختہ نبود غورہ گویندش بنام

پھل اگرچہ پرانا ہو جائے جب تک وہ کچا ہے ‏— اور پختہ نہ ہو اس کا نام غورہ بولتے ہیں

گر شود صد سالہ آں خام ترش ‏— طفل و غورہ اوبر ہر تیز ہش

اگرچہ وہ کچا ترش سو سال کا ہو جائے ‏— وہ ہر سمجھدار کے نزدیک بچہ اور غورہ ہے

گرچہ باشد موی وریش او سپید ‏— ہمدراں طفلی و خوفست و امید

اگرچہ اس کے بال اور داڑھی سفید ہو جائیں ‏— وہ اسی بچپن اور خوف اور امید میں ہے

ماند ۲ خواہم نا رسیدہ یا رسم ‏— حق کند با من غضب یا خود کرم

میں بے پہنچے رہ جاؤں گا یا پہنچوں گا ‏— اللہ تعالیٰ مجھ پر غصہ کرے گا یا کرم

گر رسم یا نا رسیدہ ماندہ ام ‏— اے عجب با من کند لطف و کرم

خواہ میں پہنچاں یا بغیر پہنچے رہ جاؤں ‏— تعجب ہے وہ میرے ساتھ لطف و کرم کرے گا

باچنیں ناقابلی و دوریئے ‏— بخشد ایں غورہ مرا انگوریئے

باوجود اسی ناقابلیت اور دوری کے ‏— وہ میرے غورے کو انگور پن بخش دے گا

نیستم امیدوار از ہیچ سو ‏— واں کرم می گویدم لاتیأسو

میں کسی جانب سے امیدوار نہیں ہوں ‏— اور وہ کرم مجھ سے تم مایوس نہ ہو کہتا ہے

دائما ۳ خاقانِ ما کردست طو ‏— گوش ما را می کشد لا تقنطوا

ہمارے شہنشاہ نے ہمیشہ جشن منایا ہے ‏— تم مایوس نہ ہو ہمارا کان کھینچتا ہے

گرچہ مازیں نا امیدی در گویم ‏— چوں صلا زد دست اندازاں رویم

اگرچہ ہم اس ناامیدی کے گڑھے میں ہیں ‏— جب اس نے آمادگی سے رقص کرتے ہوئے بڑھتے ہیں

دست اندازیم چوں اسپاں سپس ‏— در دویدن سوی مرعای انس

اس کے بعد ہم رقص کرتے ہیں گھوڑوں کی طرح ‏— محبت کی چراگاہ کی جانب دوڑتے ہیں

بغیر عمل کے ان خیالات میں وقت گذارتا ہے۔ گر رسم۔ پھر اپنے آپ کو تسلی دیتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ خواہ کیسا ہی ہوں خدا تو مجھ پر لطف و کرم کرے گا۔ باچنیں۔ میں کچا ہوں یا دور ہوں خدا مجھے اپنی رحمت سے انگور پن دیدے۔ نیستم۔ ویسے تو مجھے کوئی امید نہیں لیکن خدا نے چونکہ فرمایا ہے مایوس نہ ہو اس لئے امیدوار ہوں۔

۳ دائما۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ جشن مناتا ہے اور جشن کے موقع پر مایوس نہ ہو کا شاہی اعلان فرماتا ہے۔ گرچہ ما۔ اب مولانا نے خوف و رجاء شرعی اور کاملین کا ذکر شروع کیا ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ عمل کرتے ہوئے اعمال کو ہیچ سمجھے اور خدا کی رحمت پر بھروسہ کرے۔ ناامیدی۔ ہمارے اعمال اس قابل نہیں کہ ان سے امید وابستہ کریں۔ گو۔ گڑھا۔ دست اندازیم۔ یعنی عمل کرتے ہوئے۔ صلا زد۔ یعنی مایوس نہ ہو کا اعلان۔ مرعای انس۔ محبت کی چراگاہ یعنی قصد صدق۔

۱ میوہ۔ دنیا داروں کا بڑھاپا ان کو بچپن سے نہیں نکالتا ہے۔ غورہ۔ جو انگور پک نہ پائے اور خشک ہو کر چارہ جائے اگر وہ سال بھر بیل میں لگا رہے گا تو میوہ غورہ یعنی کچا ہی کہلائے گا اسی طرح اگر بڑھاپے میں بھی عقل نہ آئے تو وہ بچہ ہی ہے۔ گرچہ۔ جو عقل کے اعتبار سے بچہ ہے اگرچہ اس کی داڑھی اور بال سفید ہو جائیں لیکن اس میں وہی طفلانہ حرکتیں ہیں۔ خوفست۔ خوف اور رجاء یعنی امید ہم ایک تو کاملین کے ہیں جو شریعت کا مقصود ہے الایمان بین الخوف والرجاء ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے ان کی حقیقت تو یہ ہے کہ انسان شریعت اور اوامر و نواہی کی پوری پابندی کرے اور پھر اپنے اعمال کو ہیچ سمجھ کر ڈرے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر نظر رکھ کر قبولیت کا امیدوار بنے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک کاشتکار خوب زمین جوتے اور بیج ڈالے اور پھر اللہ کی رحمت کی بارش کا انتظار کرے اور ایک خوف و امید طفلانہ ہے اور یہ کہ ترک عمل کرے اور پھر رحمت کی امید رکھے یہ ایسا ہے کہ کوئی کاشتکار بیج تو نہ ڈالے اور کھیتی کا امیدوار بنے حقیقت میں غرور اور دھوکا ہے یا کوئی شخص اللہ کی عظمت کے خوف سے اور اپنے عمل کو ہیچ سمجھ کر عمل ترک کرے کہ اللہ بڑا کریم ہے بے عمل پر بھی فضل فرما دیتا ہے یہ خوف نہیں ہے بلکہ جہالت اور بزدلی ہے یہی خوف و امید ہے جو بے عملی اختیار کرتے ہیں جو محض طفلانہ حرکت ہے۔

۲ ماند۔ طفلانہ خوف و رجاء میں انسان یہ کہتا رہتا ہے کہ معلوم نہیں میں دربار تک پہنچوں گا اور خدا مجھ پر رحم کرے گا یا میں مردود بارگاہ ہوں گا اور

گام ۱ اندازیم و آنجا گام نے | جام پردازیم و آنجا جام نے

ہم قدم اٹھا رہے ہیں اور وہاں قدم نہیں ہے | ہم جام خالی کر رہے ہیں اور وہاں جام نہیں ہے

زانکہ آنجا جملہ اشیا جانی ست | معنی اندر معنی و ربانی ست

اس لئے کہ وہاں سب چیزیں روحانی ہیں | خلاصہ کا خلاصہ اور خدائی ہیں

ہست صورت سایہ معنی آفتاب | نورِ بے سایہ بُود اندر خراب

صورت سایہ ہے اور معنی سورج ہے | بے سایہ تو ویرانہ میں ہوتا ہے

چونکہ ۲ آنجا خشت بر خشتے نماند | نورِ مہ را سایہ زشتے نماند

کیونکہ وہاں اینٹ پر اینٹ نہ رہی | چاند کے لئے برا سایہ نہ رہا

خشت گر زرّیں بُود بر کندنی ست | چوں بہای خشت وحی و روشنی ست

اینٹ خواہ سونے کی ہو اکھاڑنے کے قابل ہے | بدلہ اینٹ کے عوض روحی اور روشنی ہو

کوہ بہرِ دفع سایہ مُندکیست | پارہ گشتن بہرِ ایں نور اندکیست

پہاڑ سایہ کے دفع کرنے کے لئے پارہ پارہ ہے | اس نور کے لئے پارہ پارہ ہو جانا معمولی بات ہے

بر ۳ برونِ کہ چو زد نورِ صمد | پارہ شد تا در درونش ہم زند

جب پہاڑ کے ظاہر پر اللہ تعالیٰ کا نور پڑا | ٹکڑے ہو گیا تاکہ اس کے اندر بھی پڑے

گرسنہ چوں بر کفش زد قرصِ ناں | واشگافد از ہوس چشم و دہاں

بھوکے کے ہاتھ پر جب روٹی لگتی ہے | ہوس سے آنکھ اور منہ پھاڑتا ہے

صد ہزاراں پارہ گشتن ارزد ایں | از میانِ چرخ برخیز اے زمیں

اس کے لئے لاکھوں ٹکڑے بن جانا مناسب ہے | اے زمین! آسمان کے درمیان سے اٹھ جا

تا کہ نورِ چرخ گردد سایہ سوز | شب ز سایہ تست اے یاغیِ روز

تاکہ آسمان کا نور سایہ کو جلانے والا بن جائے | اے دن کے دشمن! رات تیرے سایہ کی وجہ سے ہے

ایں زمیں چوں گاہوارہ طفلکاں | بالغاں را تنگ میدارد مکاں

یہ زمین بچوں کے پالنے کی طرح ہے | بالغوں کے لئے تنگ جگہ رکھتی ہے

بہرِ طفلاں حق زمیں را مہد خواند | واند رُوزاں شیر بر طفلاں فشاند

اللہ تعالیٰ نے بچوں کے لئے زمین کو پالنا فرمایا | اور اس میں اس دودھ میں سے بچوں پر بہا دیا

۱ گام۔ یعنی ہاتھ پیر مارتے ہیں لیکن وہ عمل ہیچ ہے۔ جام۔ عشق و محبت کے جام پی رہے ہیں لیکن وہ جام قابل اعتبار نہیں۔ زانکہ۔ وہاں ہر چیز روحانی درکار ہے جس میں کوئی شائبہ ریا اور شرک کا نہ ہو غرضیکہ اعمال ضروری ہیں اور ان کی تاثیر رحمت اور جذب حق پر موقوف ہے۔ ہست۔ اب فرماتے ہیں کہ اعمال کا خلاصہ سلوک ہے اور رحمت کا نتیجہ جذب حق ہے جذب پر جو آثار مرتب ہوتے ہیں یعنی فنا اور بقا اب ان کے خواص بیان کرتے ہیں صورت یعنی اعمال جسمی سایہ ہیں اور معنی یعنی روحانی احکام سورج ہے نور بے سایہ تب پڑتا ہے جب فنا کا نتیجہ حاصل ہو جائے۔

۲ چونکہ۔ آبادی میں در و دیوار کا سایہ نور سے مانع ہوتا ہے جب فنا کا مقام آ جاتا ہے اور اوصاف بشری کی اینٹیں بالکل مفقود ہو جاتی ہیں تو پھر نور کے لئے سایہ مانع نہیں رہتا۔ خشت۔ جبکہ اینٹ اکھاڑنے سے روشنی حاصل ہوتی ہے تو وہ اینٹ خواہ سونے ہی کی کیوں نہ ہو اکھاڑ دینے کے لائق ہے۔ کوہ۔ تجلی کے وقت پہاڑ نے اپنے جسم کو ریزہ ریزہ کر لیا تھا تاکہ وہ تجلی اس کے اندر پہنچ سکے۔

۳ بر برون۔ جب کوہ طور کے ظاہری حصہ پر تجلی ہوئی تو وہ پارہ پارہ ہو گیا تاکہ نور اندر پہنچ جائے۔ گرسنہ۔ بھوکے کے ہاتھ پر جب روٹی لگتی ہے تو وہ شوق اور حرص سے منہ پھاڑ دیتا ہے یہی حال طور کا ہوا۔ صد ہزاراں۔ جسم بمنزلہ زمین کے ہے جو سایہ کا سبب بنتی ہے اور سورج کے نور سے مانع بن جاتی ہے اور رات ہو جاتی ہے۔ ایں زمین۔ جسم اور عالم

ناسوت نابالغ دنیاداروں کا گہوارہ ہے اور گہوارہ بالغوں کے لئے تنگ جگہ ہے۔ بہر طفلاں۔ ان نابالغ بچوں کے لئے ناسوتی منافع بمنزلہ دودھ کے ہیں۔

خانہ[1] تنگ آمد ازیں گہوارہا　　طفلکاں راز ود بالغ کن شہا
ان پالنوں سے گھر تنگ ہو گیا　　اے شاہ! بچوں کو جلد بالغ کر دے

ہاں مکن اے گاہوارہ خانہ تنگ　　تا تواندر رفت بالغ بید رنگ
خبردار! اے گہوارے جلد تنگ نہ کر　　تاکہ بالغ بلا توقف چل پھر سکے

خانۂ گہوارہ را تنگی مدار　　تاتواند کرد بالغ انتشار
پالنے کے گھر کو تنگ نہ رکھ　　تاکہ بالغ پھیلاؤ کر سکے

وسوسہ کہ پادشاہزادہ را پیدا شد از سبب استغنا و کشفے کہ

اس وسوسہ کی جو شہزادے میں استغنا اور اس کشف کی وجہ سے ہوا ہوا جو

از شاہ ، دلِ اورا حاصل شدہ بود و قصدِ ناشکری و سرکشی

اس کے دل میں شاہ کی وجہ سے حاصل ہوا تھا اور وہ شاہ سے سرکشی اور

می کرد ، شاہ را از راہِ الہام ازیں خبر شد و دلش درد کرد

ناشکری کا ارادہ کر رہا تھا ، شاہ کو الہام کے راستہ کی خبر ہو گئی اور اس کا دل دکھا

روحِ اورا زخمے زد چنانکہ صورت شاہزادہ را خبر نبود

اس کی روح کو زخمی کیا ایسے طریقہ پر خبر ہوئی کہ شہزادے کو خبر نہ ہوئی

چوں[2] مسلم گشت بے بیع و شری　　از درونِ شاہ در جانش جری
جب بغیر خرید اور فروخت کے مسلم ہو گیا　　شاہ کے باطن سے اس کی جان کے لئے روزینہ

قوت می خوردے زنورِ جانِ شاہ　　ماہِ جانش ہمچو از خورشید ماہ
شاہ کی جان کے نور سے روزی حاصل کرتا　　اس کی جان کا چاند، جس طرح چاند سورج سے

راتبہ جانی ز شاہ بے ندید　　دمبدم برجانِ مستش می رسید
بے نظیر شاہ سے روحانی روزینہ　　ہر وقت اس کی مست جان کو پہنچتا تھا

آں[3] نہ کش ترسا و مشرک میخورند　　زاں غذائے کش ملائک میخورند
وہ نہیں جو نصرانی اور مشرک کھاتے ہیں　　اس غذا سے جس کو فرشتے کھاتے ہیں

اندرونِ خویش استغنا بدید　　گشت طغیانی زاستغنا پدید
اس نے اپنے اندر بے نیازی دیکھی　　بے نیازی سے سرکشی رونما ہوئی

کہ نہ من ہم شاہ و ہم شہزادہ ام　　چوں عنانِ خود بدیں شہ دادہ ام
کہ کیا میں شاہ اور شہزادہ نہیں ہوں　　میں نے اپنی باگ اس شاہ کو کیوں دی ہے؟

[1] خانہ. ان بچوں کے گہواروں سے گھر میں تنگی ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ ان کو جلد بالغ کرے۔ فقد قومی فانھم لا یعلمون ۔ اے خدا میری قوم کو ہدایت دے کی طرف اشارہ ہے۔ اے گہوارہ۔ ان نابالغوں کے مواقع ختم ہو جائیں اور بالغ پھیل کر اپنا کام کریں۔ وسوسہ۔ اس شہزادے کو شاہ چین کے فیوض و برکات سے اپنے کمال کا شبہ ہو گیا اور یہ خیال ہونے لگا کہ اب مجھے شاہ کی خدمت اور تابعداری کی کیا ضرورت ہے اس وسوسہ اور خیال کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس سے سب برکات چھن گئیں۔

[2] چوں۔ شہزادہ شاہ سے استفادہ کرنے لگا اور اس کی مجلس میں اس کو روحانی غذا حاصل ہونے لگی۔ قوت۔ وہ اس طرح شاہ سے مستفید ہو رہا تھا جس طرح چاند سورج سے نور حاصل کرتا ہے۔ راتب۔ اس کو روح کی ایک مقررہ خوراک روزانہ شاہ سے حاصل ہوتی تھی۔

[3] آں نہ۔ وہ غذا نصرانیوں اور مشرکوں کی جسمانی غذا نہ تھی بلکہ ملائکہ کی خوراک روحانی غذا تھی۔ اندروں۔ اس شہزادے نے اپنے اندر ایک بے نیازی دیکھی اور اس بے نیازی سے اس میں شاہ سے ایک سرکشی کی کیفیت پیدا ہوئی۔ کہ نہ من۔ سرکشی یہ پیدا ہوئی کہ اس نے اپنے بارے میں یہ خیال قائم کر لیا کہ میں شاہ اور شہزادہ ہوں، یعنی باکمال تو دوسرے کے ہاتھ میں اپنی باگ کیوں دوں۔

چوں[1] مرا ماہے برآمد بالمع — پس چرا باشم غارے را تبع
جبکہ میرا روشن چاند طلوع ہو چکا ہے — پھر میں غبار کے تابع کیوں بنوں؟

آب در جوئ منست و وقت ناز — نازِ غیر ازچہ کشم من بے نیاز
میری نہر میں پانی ہے اور ناز کا وقت ہے — میں بے نیاز، دوسرے کا ناز کیوں برداشت کروں

سر چرا بندم چو درد سر نماند — وقت رُوئ زرد و چشم تر نماند
جب درد سر نہیں رہا تو سر کیوں باندھوں — تر آنکھ اور زرد چہرے کا وقت نہیں رہا

چوں[2] شکر لب گشتہ ام عارض قمر — باز باید کرد دُکّانِ دگر
جب میں شکر لب اور قمر جیسے رخسار والا ہو گیا ہوں — دوسری دکان کھولنی چاہیے

زیں منی چوں نفس زائیدن گرفت — صد ہزاراں ژاژ خائیدن گرفت
اس انانیت سے جب نفس پھولنا شروع ہوا — لاکھوں بکواسیں بکنی شروع کر دیں

صد بیاباں زاں سُوئ حرص و حسد — تابد انجا چشم بد ہم میرسد
حرص و حسد سے اس جانب سو بیابان ہیں — تب بھی اس جگہ نظر بد پہنچ جاتی ہے

بحر[3] شہ کہ مرجع ہر آب اُوست — چوں نداند آنچہ اندر سیل و جُوست
شاہ کا سمندر جو ہر پانی کا مرجع ہے — وہ اس کو کیسے نہ جانے گا جو بہاؤ اور نہر میں ہے؟

شاہ را دل درد کرد از فکر او — ناسپاسئ عطائ بکر او
اس کے خیال سے شاہ کا دل دکھا — اس کی نئی عطا کی ناشکر گذاری سے

گفت آخر اے خس واہی ادب — ایں سزائ دادِ من بُود اے عجب
اس نے کہا آخر اے کمینے اور بدتمیز — عجب ہے میری عطا کی یہ سزا تھی

من چہ کردم با تو زیں گنج نفیس — تو چہ کردی با من از خوئ خسیس
اس عمدہ خزانہ سے میں نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ — تو نے کمینہ عادت کی وجہ سے میرے ساتھ کیا کیا؟

من ترا ماہے نہادم در کنار — کہ غروبش نیست تا روزِ شمار
میں نے تیری بغل میں ایسا چاند رکھ دیا — جس کا قیامت تک غروب نہیں ہے

در جزائ آں عطائ نور پاک — تو زدی در دیدۂ من خار و خاک
اس پاک نور کی بخشش کے بدلے میں — تو نے میری آنکھ میں کانٹا اور خاک جھونکی

من ترا بر چرخ گشتہ نردباں — تو شدہ در حرب من تیر و کماں
میں تیرے لئے آسمان کی سیڑھی بنا — تو مجھ سے لڑنے میں تیر و کمان بن گیا

---

[1] چوں مرا۔ جب قلب خود منور ہو گیا ہے تو میں دوسرے کے نور کا جو بمنزلہ غبار ہے کیوں تابع بنوں۔ آب۔ اب میں خود صاحب کمال ہوں تو دوسرے کے ناز کیوں اٹھاؤں۔ سر چرا بندم۔ جب مجھ میں باطنی امراض نہیں ہیں تو پھر معالج میں شیخ کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

[2] چوں شکرلب۔ اب مجھ میں خود باطنی کمالات ہیں مجھے خود مستقل شیخ بننا چاہیے۔ زیں منی۔ جب اس میں یہ خودی اور انانیت پیدا ہوئی تو لاکھوں بکواسیں بکنے لگا۔ صد بیاباں۔ حرص و حسد سے نظر بد بہت دور تک کام کرتی ہے تہذیب اخلاق کے بعد بھی فساد حال کا اندیشہ ہے۔

[3] بحر شہ۔ شیخ کا دل۔ آب۔ یعنی مریدین۔ عطائ بکر۔ جو فیض شاہ سے پہنچا تھا۔ نئی نئی۔ کرد۔ بہت۔ گنج نفیس۔ روحانی خزانہ۔ من ترا۔ یعنی میں نے تجھے منیر قلب عطا کیا۔ خار۔ یعنی ناسپاسی سے تکلیف پہنچائی۔ نردبان۔ سیڑھی۔

دردِ ا غیرت آمد اندر شہ پدید
غیرت کا درد شاہ میں واقع ہوا
عکسِ دردِ شاہ اندروے رسید
شاہ کے درد کا عکس اس کے اندر پہنچا

مُرغِ دولت در عتابش بر طپید
دولت کا پرند اس کے عتاب سے تڑپا
پردۂ آں گوشہ گشتہ بر درید
اس نے اس کنارہ کشی ہونے کا پردہ چاک کر دیا

چوں درونِ خود بدید آں خوش پسر
اس بھلے لڑکے نے جب اپنا باطن دیکھا
از سیہ کاری خود کردہ اثر
اپنی سیہ کاری کا اثر پیدا ہوا دیکھا

آں وظیفہ لطف و نعمت گم شدہ
وہ لطف اور نعمت کا روزینہ گم ہو گیا
خانہ شادیِ او پُرغم شدہ
اس کی خوشی کا خانہ غم سے بھر گیا

باخود آمد اوز مستیِ عُقار
وہ شراب کی مستی سے ہوش میں آیا
زاں گنہ گشتہ سرش خانہ خُمار
اس خطا سے اس کا سر خمار کا خانہ بن گیا

ہر۲ کہ خود بینی کند در راہِ دوست
جس کسی نے دوست کی راہ میں خود بینی کی
مغز را بگذاشت کلی دید پوست
اس نے مغز کو بالکل چھوڑا چھلکا دیکھا

دشمنِ من در جہاں خود بیں مباد
خدا کرے میرا دشمن بھی دنیا میں خود بین نہ بنے
زانکہ از خود بیں نیاید جز فساد
کیونکہ خود بین سے سوائے فساد کے کچھ نہیں ہوتا

مے ازاں آمد حرام اندر جہاں
شراب اس لئے دنیا میں حرام ہوئی
کہ خوری خود بی شوی اندر زماں
کہ اگر تو پئے فوراً خود بین ہو جاتا ہے

بہتر از خود در تصور نایدت
تیرے تصور میں اپنے سے بہتر نہیں آتا
ویں ہمہ از نفس خود بیں زایدت
یہ سب خود بین نفس کی وجہ سے تیرے اندر پیدا ہوا

آنکہ با خودی خورد مے با خودست
جو خودی کے ہوتے ہوئے شراب پیتا ہے وہ خودی میں ہے
آنچنیں مے خوار خوار و مرتد ست
ایسا شرابی ذلیل اور مرتد ہے

ہر۳ کہ با اُوی خورد بادش حلال
جو اس کے ساتھ شراب پیتا ہے اس کے لئے حلال ہے
وانکہ بے اُو دم زند بادش وبال
اور وہ جو اس کے بغیر "کا" کلام بھرے اس کے لئے وبال ہے

چونکہ با اُوے خورد از جامِ ہُو
جبکہ اس کے ساتھ شراب پیتا ہے اس کے جام سے ہے
چشم بکشایم بہ بینم رُوی اُو
میں آنکھ کھولتا ہوں اس کا چہرہ دیکھتا ہوں

بعد ازاں از خود بکلی بگسلم
اس کے بعد میں اپنے سے بالکل جدا ہو جاتا ہوں
ہم زمے خوردن شود ایں حاصلم
شراب پینے سے میرا حاصل یہ ہے

ا غیرت۔ اس بات پر غیرت آئی کہ اس قدر احسان کے باوجود یہ شہزادہ سرکشی کر رہا ہے۔ مرغ دولت۔ یعنی شہزادے کی قلبی کیفیت۔ پردہ۔ یعنی قلب کا پردہ۔ گوشہ گشتہ۔ شہزادہ جس نے شاہ سے کنارہ کشی کا ارادہ کیا تھا۔ وظیفہ۔ روحانی خوراک۔ جو شاہ سے ملتی تھی۔ عقار۔ شراب یعنی تکبر۔ خمار۔ اعضا شکنی جو شراب کے نشے کے اتار کے وقت ہوتی ہے۔

۲ ہر کہ۔ مولانا فرماتے ہیں جو شخص راہ طریقت میں تکبر کرتا ہے وہ حقیقت سے خالی ہو جاتا ہے۔ دشمن۔ یہ وہ تباہی ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو۔ مے۔ شراب کی حرمت اس وجہ سے ہوئی کہ اس کو پی کر انسان خود بین بن جاتا ہے۔ بہتر۔ قرآن پاک میں ہے انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر اور عداوت و دشمنی کا سبب عموماً خود بینی ہے۔ آنکہ۔ جو شخص اپنی خودی کے ہوتے ہوئے انانیت کی شراب پیتا ہے اور اس پر مستی طاری ہو وہ خود بین اور مردود ہے جیسا کہ شہزادہ تھا۔

۳ ہر کہ با او۔ جو شخص معیت حق کے ساتھ انانیت کی شراب پے وہ حلال ہے جیسا کہ اہل اللہ پیتے ہیں۔ معیت حق حاصل نہ ہو اور پھر انانیت برتے وہ انانیت اس کے لئے وبال ہے۔ چشم بکشایم۔ معیت حق کے ساتھ شراب پینے والا یہ کہتا ہے کہ میں جب آنکھ کھولتا ہوں تو اس کی تجلیات نظر آتی ہیں۔ بعد ازاں۔ یہ بھی کہتا ہے کہ اس کے بعد میں بالکل فانی ہوتا ہوں میری شراب نوشی کا یہ خلاصہ ہے کہ میری انانیت بالکل محو ہو جاتی ہے۔

اے1 کہ می خواہی کہ از خود بگسلی — تا کے اندر بند ایں جان و دلی
اے وہ! کہ تو چاہتا ہے کہ اپنے آپ سے جدا ہو جائے — تو کب تک اس جان و دل کی قید میں ہے؟

جان بجاناں واگزار اے جانِ مَن — تا بہ بینی یارِ دل رنجانِ مَن
اے جانِ من! جان جاناں کے سپرد کر دے — تاکہ تو میرے دل کو ستانے والے یار کو دیکھے

دل بدلدارے دہ و آزاد شو — غمخورِ اُو باش وازوے شاد شو
دل دلدار کو دیدے اور آزاد ہو جا — اس کا غم خوار بن اور اس سے خوش رہ

نفس خود برخود مگرداں چیر تُو — زود اُورا بازگیر از شیر تُو
تو اپنے نفس کو اپنے اوپر غالب نہ بنا — تو جلد اس کا دودھ چھڑا دے

ہر چہ ہست آں مستیے دارد یقیں — خواہ شیر و خواہ خمر و انگبیں
جو چیز بھی ہے وہ یقینا مستی رکھتی ہے — خواہ دودھ ہو اور خواہ شراب اور شہد

مستیِ گندم بداں اے آدمی — کہ بکرد آں آدمؑ را اعجمی
اے آدمی! گیہوں کی مستی کو جان لے — کہ اس نے آدم کو ناواقف بنا دیا

خورد2 گندم حُلّہ زُو بیروں شدہ — خُلد بروے بادیہ و ہاموں شدہ
انہوں نے گیہوں کھایا ان سے لباس علیحدہ ہو گیا — جنت ان کے لئے دشت اور صحرا ہو گئی

دیدگاں شربت وُرا بیمار کرد — زہرِ آں ماو منیہا کار کرد
اس نے دیکھا کہ اس شراب نے اس کو بیمار کر دیا — اس "ما و من" کے زہر نے کام کر دیا

جان چوں طاؤس در گلزارِ ناز — ہمچو چُغدے شد بویرانہ مجاز
وہ جان جو ناز کے چمن میں مور کی طرح تھی — وہ مجاز کے ویرانے میں چغد جیسی ہو گئی

ہمچو آدم دور ماند اُو از بہشت — در زمیں میراند گاوے بہرِ کشت
وہ آدم کی طرح بہشت سے دور رہ گیا — جو کھیتی کے لئے زمین میں بیل چلاتے تھے

اشک3 میراند اُو کہ اے ہندیِ زاد — شیر را کردی اسیرِ دُمِ گاوٗ
.. آنسو بہاتا تھا کہ اے قوی ڈاکو! — تو نے شیر کو بیل کی دم کا قیدی بنا دیا

کردہٗ اے نفسِ بدبار و نفس — بیحفاظی باشہِ فریاد رس
اے نفس بدمزہ مہرا! تو نے کی — بے لحاظی، فریاد رس شاہ کے ساتھ

دام بگزیدی ز حرصِ گندمے — بر تو شد ہر گندمِ اُو کژدُمے
تو نے گیہوں کے لالچ میں جال پسند کیا — تیرے لئے اس کا ہر گیہوں بچھو بن گیا

1 اے ۔۔۔ مولانا اس مقام کے حاصل کرنے کے لئے ترغیب دیتے ہیں کہ اگر تو یہ مقام چاہتا ہے تو اپنے دل و جان کی قید سے آزاد ہو جا۔ جان۔ اپنا سب کچھ محبوب کے سپرد کر دے، تب مشاہدہ ہوگا۔ دل رنجاں۔ یعنی دل میں درد عشق پیدا کرنے والا۔ نفس خود۔ اپنے نفس سے مغلوب نہ ہو اور لذتوں سے اس کو محروم کر دے۔ ہر چہ۔ خود بینی کی مستی جس چیز سے بھی پیدا ہو خواہ وہ حلال ہو یا حرام اس کو ترک کر دے۔ مستی گندم۔ ہر چیز سے مستی پیدا ہوتی ہے دیکھ حضرت آدم کی مستی گیہوں سے پیدا ہوئی اس نے ان کو ناواقف بنا دیا اور دھوکا کھا گئے۔

2 خورد۔ گیہوں کھانے کے بعد حضرت آدم کا لباس ان سے جدا ہو گیا اور وہ جنت سے محروم ہو گئے۔ دید۔ اب اس شہزادے کو محسوس ہوا کہ اس خود بینی کی شراب نے اس کو مریض بنا دیا۔ ما منیہا۔ یعنی اس میں جو انانیت اور خودی پیدا ہوئی تھی۔ در گلزار۔ یعنی اس کا عروج۔ ویرانہ۔ ترک کی حالت۔ ہمچو۔ حضرت آدم نے زمین پر آ کر بل جوتا۔

3 اشک۔ وہ اپنی حالت پر رویا۔ ہندو۔ چور یعنی نفس۔ زاد۔ قوی یعنی نفس۔ دم گاؤ۔ یعنی جسمانی علائق۔ بارد نفس۔ جس کے کلام میں کوئی گرمی نہ ہو۔ بیحفاظی۔ یعنی دوسرے کے حق کی حفاظت نہ کرنا۔ حرص گندم۔ یعنی تکبر کا لالچ اور حرص۔

در سرت آمد ہوای ما و من — قید[1] بیں برپای خود پنجاہ من

تیرے سر میں ما و من کی ہوا بھری — اپنے پاؤں پر پچاس من کی بیڑی دیکھ لے

نوحہ می کرد ایں نمط بر جانِ خویش — کہ چرا گشتم ضدِ سلطانِ خویش

وہ اپنی جان پر اس طرح سے نوحہ کر رہا تھا — کہ میں اپنے شاہ کا مخالف کیوں بنا؟

آمد او با خویش استغفار کرد — با انابت چیزِ دیگر یار کرد

وہ ہوش میں آیا اس نے توبہ کی — توبہ کے ساتھ ایک دوسری چیز ساتھ کی

دردِ کاں از وحشتِ ایماں بود — رحم کن کاں درد بیدرماں بود

وہ درد جو ایمان کی وحشت سے ہو — رحم کر، کیونکہ وہ درد ناقابلِ علاج ہے

مر[2] بشر را خود مباجامہ درست — چوں رہید از صبر در حیں صدر جست

خدا کرے انسان کا جامہ درست نہ ہو — جب وہ صبر سے ہٹا اس نے فوراً صدر جگہ تلاش کی

مر بشر را پنجہ و ناخن مباد — کونہ دیں اندیشہ آنگہ نے سداد

خدا کرے انسان کے پنجہ اور ناخن نہ ہوں — کیونکہ وہ اس وقت نہ دین کا خیال کرے گا نہ درستگی کا

آدمی اندر بلا کشتہ بہ است — نفس کافر نعمت ست و گمرہ است

مصیبت میں مبتلا انسان بہتر ہے — نفس نعمت کا کافر ہے اور گمراہ ہے

نفس کافر خود ہمی ندہد اماں — گشت طاغی چونکہ فارغ شد زناں

کافر نفس خود امن نہیں دیتا — جب وہ روٹی سے بے فکر ہوا سرکش بن جاتا ہے

آدمی[3] خود مبتلا بہتر بود — زانکہ زار و عاجز و مضطر بود

آدمی خود مبتلا بہتر ہے — کیونکہ وہ ذلیل اور عاجز اور مجبور ہوتا ہے

خطابِ حق تعالیٰ بعزرائیل علیہ السلام کہ ترا رحم بر کہ بیشتر آمد

اللہ تعالیٰ کا خطاب عزرائیل علیہ السلام کو کہ تجھے ان لوگوں میں سے سب سے زیادہ کس پر

ازیں خلائق کہ قبضِ جانِ ایشاں کردی و جوابِ او حضرتِ عزت را

رحم آیا جن کی تو نے جان قبض کی اور ان کا حضرت عزت کو جواب

حق بعزرائیل می گفت اے نقیب — بر کہ رحم آمد ترا از ہر کئیب

اللہ تعالیٰ نے عزرائیل سے فرمایا کہ اے نقیبِ حق — تجھے اے غمزدوں میں سے کس پر رحم آیا؟

گفت بر جملہ دلم سوزد بدرد — لیک ترسم امر را اہمال کرد

انہوں نے کہا میرا دل درد سے سب پر جلتا ہے — لیکن میں حکم کی تعمیل نہ کرنے سے ڈرتا ہوں

[1] قید۔ پچاس بیڑی کی وجہ سے سیر ابی اللہ رک گئی۔ نوحہ۔ وہ اس بات پر نوحہ کر رہا تھا کہ میں نے بادشاہ کی مخالفت کا کیوں خیال کیا۔ چیز دیگر۔ شاید بادشاہ سے معافی مراد ہو۔ وحشت ایمان۔ ایمان سے کامل ایمان مراد ہے یعنی عرفان اور فیض الٰہی وحشت سے مراد وہ وحشت ہے جو اس کیفیت کے مفقود ہو جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ بے درماں۔ یعنی اس کا علاج بہت مشکل ہے۔

[2] مر بشر را۔ جیسے کہ کمال پر خود پسندی اور خود بینی تباہی کا سبب ہے اسی طرح مال پر خود بینی بھی موجب ہلاکت ہے۔ صبر۔ جو مال کی کمی سے حاصل تھا صدر یعنی اپنی بڑائی۔ پنجہ۔ انسان کو جب مال و دولت کی طاقت حاصل ہوتی ہے پھر وہ کچھ نہیں دیکھتا ہے آدمی۔ انسان کے لیے ضرورت سے زیادہ دولت مضر ہے۔ نفس۔ نفس ایک تو خود ہی تباہ کرنے والا ہے جب اس کو مال مل جائے تو پھر تباہی کا کیا پوچھنا ہے۔

[3] آدمی۔ ۔۔۔ لئے دولت اتنا ۔۔۔ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ہر کہ۔ نمرود کے قصہ سے یہ بتاتا ہے کہ اس کا کمال اور مال موجب زوال بنا۔ نقیب۔ سردار۔ کئیب۔ رنجیدہ۔ امر۔ جان قبض کرتے ہوئے بہت رحم آتا ہے لیکن آپ کے حکم سے مجبور ہو کر کرتا ہوں۔

تا بگویم ۱ کاشکے یزداں مرا ۔۔ در عوض قرباں کند بہرِ فنا
یہاں تک کہ میں کہتا ہوں کاش خدا مجھے ۔۔ جوان کے بدلے میں قربان کر دے

گفت بز کہ بیشتر رحم آمدت ۔۔ از کہ دل پُر سوز و بریاں تر شدت
فرمایا کہ تجھے سب سے زیادہ کس پر رحم آیا؟ ۔۔ تیرا دل کس کی وجہ سے زیادہ جلا اور بھنا؟

گفت روزے کشتی بر موجِ تیز ۔۔ من شکستم ز امر تا شد ریز ریز
عرض کیا ایک دن تیز موج پر ایک کشتی ۔۔ میں نے حکم سے توڑ دی حتیٰ کہ وہ ریزہ ریزہ ہو گئی

پس بگفتی قبض کن جانِ ہمہ ۔۔ جز زنے و طفلکے را زاں رمہ
پھر آپ نے فرمایا سب کی جان قبض کر لے ۔۔ اس گروہ میں سے ایک عورت اور چھوٹے بچے کے علاوہ

ہر دو بر یک تختہ در ماندند ۔۔ تختہ را آں موجہا می راندند
وہ دونوں ایک تختہ پر رہ گئے ۔۔ تختہ کو وہ موجیں چلاتی تھیں

چوں بساحل او فگند آں تختہ باد ۔۔ از خلاصِ ہر دوام دل گشت شاد
جب ہوا نے اس تختہ کو ساحل پر ڈال دیا ۔۔ دونوں کی نجات سے میرا دل خوش ہوا

باز ۲ گفتی جانِ مادر قبض کن ۔۔ طفل را بگذار تنہا زامرِ کن
پھر آپ نے فرمایا ماں کی جان قبض کر لے ۔۔ امرِ کن کی وجہ سے بچے کو تنہا چھوڑ دے

چوں زما در بکسلیدم طفل را ۔۔ خود تو میدانی چہ تلخ آمد مرا
جب میں نے بچہ کو ماں سے جدا کر دیا ۔۔ آپ جانتے ہیں کہ مجھے کس قدر کڑوا لگا

پس بدیدم دردِ ماتمہائے زفت ۔۔ تلخیِ آں طفل از فکرم نرفت
پھر میں نے بھاری ماتموں کا درد دیکھا ۔۔ اس بچہ کی کڑواہٹ میرے فکر سے نہ گئی

گفت ۳ حق آں طفل را از فضلِ خویش ۔۔ موج را گفتم فگن در بیشہ ایش
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے کرم سے اس بچہ کیلئے ۔۔ موج سے کہا اس کو ایک جھاڑی میں ڈال دے

بیشہ پُر سوسن و ریحان و گل ۔۔ پُر درخت و میوہ دار و خوش اُکُل
ایک ایسی جھاڑی جو سوسن اور ریحان اور گل سے پُر تھی ۔۔ درختوں سے پُر تھی اور میوہ دار اور عمدہ خوراک والی تھی

چشمہائے آب شیریں زلال ۔۔ پروریدم طفل را بالصد دلال
صاف شیریں پانی کے چشموں سے پُر تھی ۔۔ میں نے بچے کو سو نازوں سے پالا

صد ہزاراں مرغِ مطرب خوش صدا ۔۔ اندراں روضہ فگندہ صد نوا
لاکھوں خوش آواز گانے والے پرندوں نے ۔۔ اس باغ میں سینکڑوں آوازیں پیدا کر رکھی تھیں

۱ تا بگویم۔ یہاں تک رنج ہوتا ہے کہ بسا اوقات تمنا ہوتی ہے کہ اس کے بدلے میں میری جان لے لی جاتی۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب سے زیادہ رحم تجھے کس کی جان لینے میں آیا۔ موج تیز۔ تیز دھارا لہر۔ آپ کے حکم سے۔ رمہ۔ جماعت۔ چوں بساحل۔ جب وہ بچہ اور اس کی ماں خشکی پر پہنچ گئے تو میں خوش ہوا کہ اب بچ گئے۔

۲ باز گفتی۔ لیکن آپ کا پھر حکم ہوا کہ اب اس بچے کی ماں کی روح قبض کر لے۔ چوں زما در۔ جب میں نے بچے کو ماں سے محروم کیا تو آپ کو علم ہے کہ مجھ پر یہ کام کتنا بھاری پڑا۔ پس۔ میرے دل میں حد کی انتہا تھی اور اس کا غم دل سے جدا نہ ہوتا تھا۔

۳ گفت حق۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر میں نے اس موج کو حکم دیا تھا کہ وہ اس بچے کو ایک ایسی جھاڑی میں پھینک دے، جو پھلوں سے بھری ہو اس میں سایہ دار درخت ہوں اور درختوں پر لذیذ پھل لگے ہوں۔ چشمہائے۔ اس میں میٹھے پانی کے چشمے ہوں اس طرح سے میں نے اس بچے کو سو نازوں سے پالا۔ صد ہزاراں۔ اس جھاڑی میں لاکھوں خوش آواز پرندے اپنی اپنی بولیاں بول رہے تھے۔

بسترش ۱ کردم زبرگ نسترن — کردم اورا ایمن از صدمہ فتن
میں نے اس کے لئے سیوتی کی پتیوں کا بستر بچھایا — میں نے اس کو فتنوں کے صدمہ سے محفوظ کر دیا

گفتہ من خورشید را کو را مگز — باد را گفتہ برو آہستہ وز
میں نے سورج سے کہہ دیا کہ اس کو گزند نہ پہنچا — ہوا سے کہہ دیا اس پر آہستہ چل

ابر را گفتہ بزو باراں مریز — برق را گفتہ برو مگرای تیز
آسمان سے کہہ دیا اس پر بارش نہ برسا — بجلی سے کہہ دیا اس پر تیزی سے مائل نہ ہو

زیں چمن اے دے مبرآں اعتدال — پنجہ اے بہمن بریں روضہ ممال
اے خزاں! اس چمن سے اعتدال نہ لے جانا — اے بہمن! اس چمن پر ہاتھ نہ پھیر

کراماتِ شیخ شیبانِ راعی قدس اللہ سرہٗ العزیز
شیخ شیبان راعی قدس اللہ سرہ العزیز کی کرامات

ہمچو آں شیباں ۲ کہ از گرگِ عنید — وقت جمعہ بر رعا خط می کشید
ان شیبان کی طرح کہ سرکش بھیڑیئے کی وجہ سے — جمعہ کے وقت گلہ پر خط کھینچ دیتے تھے

تا بروں نآید ازاں خط گوسپند — نے درآید گرگ و دزدِ باگزند
تاکہ کوئی بکری اس خط سے باہر نہ نکلے — بھیڑیا اور نقصان رساں چور نہ آئے

برمثالِ دائرہ تعویذ ہود — کاندراں صرصر امانِ آل بود
حضرت ہود کے تعویذ کے دائرے کی طرح — جو اس آندھی میں اولاد کی حفاظت تھا

ہشت روزے اندریں خط تن زنید — وز بروں مثلہ تماشا می کنید
آٹھ دن اس دائرے میں چپ رہو — اور باہر ہاتھ پاؤں کٹنے کا تماشہ دیکھو

بر ۳ ہوا بردے فگندے بر حجر — تا دریدے لحم و عظم از ہمدگر
وہ فضا میں لے جاتی پتھر پر پٹخ دیتی — حتیٰ کہ گوشت اور ہڈی ایک دوسرے سے جدا کر دیتی

یک گرہ را بر ہوا برہم زدے — تا چو خشخاش استخواں ریزہ شدے
ایک گروہ کو فضا میں آپس میں ٹکرا دیتی — یہاں تک کہ ہڈی خشخاش کی طرح چورا چورا ہو جاتی

آں سیاست را کہ لرزید آسماں — مثنوی اندر نہ گنجد شرحِ آں
وہ سزا جس نے آسمان کو لرزا دیا — اس کی تفصیل مثنوی میں نہیں سما سکتی

گر بطبع ایں می کنی اے بادِ سرد — گردِ خطِ دائرہ آں ہود گرد
اے ٹھنڈی ہوا! تو اپنی طبیعت سے یہ کرتی ہے — تو حضرت ہودؑ کے دائرے کے خط کے گرد چکر کاٹ

۱ بسترش۔ میں نے سیوتی کے پتوں سے اس کا بستر تیار کر دیا۔ نسترن۔ نسرین سیوتی۔ مگز۔ گزیدن کاٹنا ڈسنا۔ مگرای۔ گرائیدن مائل ہونا جھکنا۔ دے۔ ماگھ جو خزاں کا مہینہ ہے۔ بہمن۔ پھاگن۔ ماگھ سے ملا ہوا مہینہ۔ کرامات۔ جس طرح اس بچہ کے بارے میں ہوا کو نقصان نہ پہنچانے کا حکم کر دیا گیا تھا اسی طرح ایک نبی اور ایک ولی کے بارے میں بھیڑیئے اور ہوا کو حکم دے دیا گیا تھا کہ وہ نقصان نہ پہنچائیں۔

۲ شیبان۔ یہ بزرگ بکریاں چراتے تھے اور جمعہ کی نماز کو جب شہر جاتے تھے بکریوں کو چاروں طرف حصار کھینچ کر چلے جاتے تھے کوئی بکری اس سے باہر نہ نکلتی تھی اور کوئی بھیڑیا اس میں داخل نہ ہوتا تھا۔ برمثال۔ حضرت ہود نے اپنے گھر والوں کو جمع کر کے ایک حصار کھینچ دیا تھا آندھی کا طوفان اس میں داخل نہ ہوتا تھا۔ مثلہ۔ کافروں کے ہاتھ پاؤں اس ہوا سے کٹ کر گرتے تھے۔

۳ بر ہوا۔ وہ آندھی ان کو فضا میں اڑا کر لے جاتی تھی اور پھر پہاڑ پر پٹخ دیتی تھی جس سے ان کا گوشت پوست بکھر جاتا تھا۔ یک گروہ۔ کچھ لوگوں کو فضا میں باہمی ٹکرا کر پاش پاش کر دیتی تھی۔ آں سیاست۔ ان کو جو سزا ملی اس سے آسمان لرزنے لگا مثنوی میں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ گر بطبع۔ اگر یہ ہوا کے کام محض اس کی طبیعت اور مزاج سے خود بخود صادر ہوتے ہیں تو ہوا سے کہا وہ ذرا حضرت ہود کے دائرے کا تو چکر دے۔

ور ۱ بحرص ایں می کُند گرگ نژند	گوییا در خطِ راعی گن گزند
اور اگر غضبناک بھیڑیا حرص سے کرتا ہے	تو حضرت شیبان راعی کے خط کے اندر نقصان پہنچائے
اے طبیعی فوق طبع ایں مُلک بیں	یا بیا و محو کن از مُصحف ایں
اے نیچری طبعیات سے اوپر اس ملک کو دیکھ	یا آ اور قرآن سے یہ مٹا دے
مُقریاں را منع کن پندے بدہ	یا مُعلّم را بمال و سہم دہ
میاں جیوں کو روک نصیحت کر	یا پڑھانے والے کو سزا دے اور ڈرا
عاجزی و خیرہ کایں عجز از کجاست	عجز تو تابی ازاں روزِ جزاست
تو عاجز اور حیران ہے کہ یہ عاجزی کہاں سے ہے	تو جان لے تیرا عجز قیامت کے دن سے ہے
عجز ہا داری تو در پیش اے لجوج	وقت شد پنہانیاں را نک خروج
اے جھگڑالو! تو بہت سے عجز درپیش رکھتا ہے	اب پوشیدہ چیزوں کے ظہور کا وقت ہوا ہے
خرم ۲ آنکہ عجز و حیرت قُوتِ اوست	در دو عالم خفتہ اندر ظلِّ دوست
مبارک ہے وہ شخص جس کی غذا عجز اور حیرت ہے	وہ دونوں جہان میں دوست کے سایہ میں سویا ہوا ہے
ہم در اوّل عجز خود را او بدید	مُردہ شد دینِ عجائز را گزید
اس نے شروع ہی میں اپنے عجز کو دیکھ لیا	مردہ ہو گیا بوڑھیوں کے دین کو اختیار کر لیا
چوں زلیخا یوسفش بروے بتافت	از عجوزی در جوانی راہ یافت
زلیخا کی طرح اس کا یوسف اس پر چمکا	اس نے بڑھاپے سے جوانی کی راہ پالی
زندگی ۳ در مُردن و در محنت ست	آبِ حیواں در درونِ ظلمت ست
زندگی مر جانے اور مجاہدہ میں ہے	آب حیات تاریکی کے اندر ہے

قصہ پروردنِ حق تعالیٰ نمرود را بے واسطۂ مادر و دایہ در طفلی

اللہ تعالیٰ کا نمرود کو بچپن میں بغیر ماں اور دایہ کے واسطے کے پرورش کرنے کا قصہ

حاصل آں رَوضہ چو جانِ عارفاں	از سموم و صرصر آمد در اماں
خلاصہ یہ ہے کہ وہ چمن جو عارفوں کی جان کی طرح تھا	لو اور آندھی سے محفوظ رہا
یک پلنگے بچہ نوزادہ بود	گفتم اورا شیر دہ طاعت نمود
ایک چیتے نے ایک نیا بچہ جنا تھا	میں نے اس سے کہا دودھ پلا اس نے اطاعت کی

آں روضہ۔ جس جھاڑی میں نمرود کی پرورش ہو رہی تھی وہ عارفوں کی روح کی طرح تھا۔ یک پلنگے۔ اس جنگل میں ایک چیتے کے بچہ پیدا ہوا تھا اللہ نے اس کو حکم دیا کہ وہ نمرود کو اپنا دودھ پلا دیا کرے چنانچہ اس نے ایسا ہی کرنا شروع کر دیا اور وہ نمرود جوان ہو گیا۔

۱ ور بحرص۔ اگر بھیڑیے کا پھاڑنا محض اس کا اپنا فعل ہے تو اس سے کہو کہ حضرت شیبان کے حصار میں پہنچ کر بکری و بچھڑے جو تم کو ممکن ہے تو کھا۔ غضبناک۔ اے طبیعی۔ وہ فلسفی جو طبیعیات کا ماہر ہے اور اشیاء میں محض طبعی خواص مانتا ہے اس سے کہو کہ عالم طبیعیات سے اوپر ایک اور عالم ہے جو اس میں موثر ہے جس کو قرآن بتا رہا ہے۔ مصحف۔ قرآن میں یہ قصہ موجود ہے جو حضرت نوح اور مومنوں کی نجات کو بتا رہا ہے۔ عاجزی۔ تو اپنے عجز پر حیران ہے اور اس کی وجہ نہیں سمجھ پاتا ہے۔ تجھے کیا اصل عجز قیامت کے دن ظاہر ہو گا۔ عجز ہا۔ انسانوں کا عجز تو آگے آنے والا ہے قیامت کے روز ہر چیز کا عجز ظاہر ہو جائے گا اور وہ قیامت بالکل قریب ہے۔ اقتربت الساعۃ

۲ خرم۔ پہلے عجز نا محسوس کا ادراک تھا اب عجز محسوس کا ادراک کرتے ہیں وہ یہ کہ انسان اپنی قدرت اور ارادہ کو بالکل فنا کر دے اور حق تعالیٰ کی رضا کے تابع بن جائے ایسے لوگ جو اس عجز اور حیرت کو اپنی غذا بنا لیتے ہیں وہ قابل مبارکباد ہیں وہ آرام سے اللہ تعالیٰ کے سایہ میں ہوتے ہیں۔ ہم در اول۔ اس نے شروع ہی میں اپنے عجز کو محسوس کر لیا اور اپنی قدرت و ارادہ کے اعتبار سے مردہ ہو گیا اور اس نے بوڑھی عورتوں کا دین اختیار کر لیا جس میں عموماً تابعداری اور اعتقاد کا مادہ زیادہ ہوتا ہے حدیث شریف ہے علیکم بدین العجائز۔ تم بوڑھی عورتوں کا دین اختیار کرو۔ از عجوزی۔ اس فنا کے بعد بقا حاصل ہو جائے گی۔

۳ زندگی۔ حاصل بقا فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے جس طرح آب حیات تاریکی کے بعد آتا ہے قصہ یہ نمرود کی پرورش کے قصہ کا بیان ہو۔

پس بدادش شیر و خدمتہاش کرد
تو اس نے اس کو دودھ پلایا اور خدمتیں انجام دیں
تا کہ بالغ گشت و زفت و شیر مرد
یہاں تک کہ وہ بالغ اور بڑا اور شیر مرد ہو گیا

چوں فطامش[1] شد بگفتم با پری
جب اس کا دودھ چھوٹا میں نے پریوں سے کہا
تا در آموزید نطق و داوری
کہ بولنا اور حکومت کرنا سکھاؤ

پرورشِ دادم مر اورا زاں چمن
میں نے اس کو اس چمن سے ایسا پرورش کیا
کہ بگفت اندر نگنجد فنِ من
کہ میرا تصرف گفتگو میں نہیں سماتا

دادہ من ایوب را مہرِ پدر
میں نے حضرت ایوب کو باپ کی سی شفقت دی تھی
بہرِ مہمانیِ کرماں بے ضرر
کیڑوں کی مہمانی کے لئے بغیر نقصان پہنچائے

دادہ کرماں را برو مہرِ ولد
کیڑوں کو ان کے لئے اولاد کی سی محبت دی تھی
بر پدر من اینت قدرت اینت ید
باپ پر مجھے عجیب قدرت عجیب طاقت ہے

مادراں[2] را مہر من آموختم
میں نے ماؤں کو محبت سکھائی
چوں بود شمعے کہ من افروختم
وہ شمع کیسی ہو گی جو میں نے روشن کی؟

صد عنایت کردم و صد رابطہ
میں نے سو عنایتیں کیں اور سو علاقے
تا بہ بیند لطفِ من بے واسطہ
تاکہ وہ میری مہربانی بغیر واسطے کے دیکھے

تانباشد از سبب در کشمکش
تاکہ وہ سبب کی وجہ سے کشمکش میں نہ ہو
تا بود ہر استعانت از منش
تاکہ اس کی ہر مدد میری جانب سے ہو

تا خود از ما ہیچ عذرے نبودش
تاکہ خود اس کو ہماری جانب سے کوئی عذر نہ رہے
شکوہ نبود زہر یارِ بدش
اس کو کسی برے یار کا شکوہ نہ ہو

ایں حضانت دید با صد رابطہ
اس نے یہ پرورش سو علاقوں سے دیکھی
کہ بپروردم ورا بے واسطہ
کیونکہ میں نے اس کو بے واسطہ پرورش کیا

شکر[3] اوآں بود اے بندہ جلیل
اے جلیل بندے! اس کا شکریہ وہ ہوا
کہ شد او نمرود سوزندہ خلیل
کہ وہ نمرود حضرت خلیل کو جلانے والا بنا

ہمچناں کیں شاہزادہ شکرِ شاہ
ایسے ہی جیسا کہ اس شہزادے نے شاہ کا شکریہ
کرد ز استکبار و استکثارِ جاہ
تکبر اور رتبہ کو بڑھانے سے کیا

کہ چرا من تابعِ غیرے شوم
کہ میں غیر کا تابع کیوں بنوں؟
چونکہ صاحب ملک و اقبالے بوم
جبکہ میں صاحب ملک اور اقبال ہوں

[1] فطامش۔ جب بچے نمرود کا دودھ چھڑا دیا گیا تو تربیت اور تعلیم کے جنوں کو مقرر فرما دیا۔ پرورش۔ غرضکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس طرح پرورش کی جو بیان سے باہر ہے۔ دادہ۔ میرے عجیب تصرفات یہ ہیں کہ میں نے ایوب میں ان کیڑوں کے لئے جو کہ ان کے بدن سے غذا حاصل کرتے تھے ایسی محبت پیدا کر دی تھی جیسے کہ باپ کی محبت اولاد سے ہوتی ہے۔ کرماں۔ چنانچہ اگر کوئی کیڑا ان کے بدن سے گر پڑتا تھا تو وہ اس کو اٹھا کر پھر اپنے بدن پر بٹھا لیتے تھے۔ کرماں۔ کیڑے بھی ان سے ایسے مانوس تھے جیسے کہ بچہ باپ سے مانوس ہوتا ہے۔

[2] مادراں۔ ماں کے دل میں اولاد کی محبت کی عجیب شمع روشن ہے۔ صد۔ اس بچہ پر میں نے بلا واسطہ غذا میں پیش کیں جن میں اسباب کو دخل نہ تھا۔ تانباشد۔ ہم نے نمرود کی بغیر اسباب کے اس لئے پرورش کی تا کہ وہ اسباب اختیار کرنے سے پریشان نہ ہو اس لئے کہ سبب کبھی اپنے مسبب کا ذریعہ نہیں بنتا اور وہ سب کو چھوڑ کر براہ راست ہم سے مدد حاصل کرے۔ تا خود۔ وہ یہ عذر کر سکتا تھا کہ اسباب کی طرف متوجہ ہے میں آپ سے غافل ہو گیا اس عذر کو بھی ختم کرنا تھا اور وہ یہ بھی نہ کہہ سکے کہ فلاں یار نے مجھے گمراہ کر دیا تھا۔ حضانت۔ پرورش۔ بے واسطہ۔ یعنی بغیر اسباب کے

[3] شکر او۔ لیکن اس نے سب باتوں کا شکریہ اس طرح ادا کیا کہ وہ نمرود بنا اور حضرت ابراہیم کو اس نے آگ میں ڈالا۔ بندہ جلیل۔ یعنی مرد نیک۔ ہمچناں۔ اس نمرود کی یہی بات تھی جو حالت اس شہزادے کی تھی جس نے شاہ کے شکر کی بجائے کفر کیا اور تکبر کرنے لگا۔

لطفہای^۱ شہ کہ ذکرِ آں گذشت — از تبختر بر دلش پوشید گشت
شاہ کی وہ عنایتیں جن کا ذکر گذرا — اکڑ کی وجہ سے اس کے دل پر پوشیدہ ہو گئیں

ہمچناں نمرود آں الطاف را — زیر پا بنہادہ از جہل و عما
اسی طرح نمرود نے ان مہربانیوں کو — نادانی اور اندھے پن سے پاؤں کے نیچے رکھ دیا

ایں زماں کافر شُد و رہ میزند — کبر و دعویٰ خدائی می کند
اب وہ کافر ہوا ہے اور رہزنی کرتا ہے — تکبر اور خدائی کا دعویٰ کرتا ہے

رفت سُوی آسمانِ باجلال — باسہ کرگس تا کند بامن قتال
پر عظمت آسمان کی طرف چلا — تین گدھ لے کر تاکہ مجھ سے جنگ کرے

صد ہزاراں طفلِ بے تلویم را — کشت وے تا یابد ابراہیم را
لاکھوں ناقابلِ ملامت بچے — اس نے قتل کئے تاکہ حضرت ابراہیم کو پکڑ لے

کہ^۲ منجم گفت اندر حکم سال — زاد خواہد دشمنے بہرِ قتال
کیونکہ نجومی نے اس سے کہا کہ سال کے حکم کے اندر — ایک دشمن قتال کے لئے پیدا ہو گا

ہیں بکن در دفعِ خصم احتیاط — ہر کہ می زائید می کشت از خباط
خبردار اس دشمن کے دفع کرنے میں احتیاط کر — جو پیدا ہوتا تھا وہ خبط سے اس کو قتل کر دیتا تھا

کوریِ او رست طفلِ وحی کش — ماند خونہائے دگر درما گردنش
اس کے اندھے پن سے وحی کی کشش کرنے والا بچہ بچ گیا — دوسرے خون اس کی گردن پر رہے

از پدر یابید آں مُلک اے عجب — تا غرورش داد ظلمات نسب
وہ سلطنت اس نے باپ سے پائی تھی تعجب ہے — کہ اس کو نسب کی اندھیریوں نے مغرور کر دیا

دیگراں را گر اُم و اَب شد جیب — اُو زما یابید گوہرہا بجیب
اگر دوسروں کے لئے ماں اور باپ پردہ بنے — اس نے تو جیب میں موتی ہم سے پائے ہیں

گرگ^۳ درّندہ است نفسِ بد یقیں — چہ بہانہ می نہی بر ہر قریں
یقیناً نفسِ بد پھاڑنے والا بھیڑیا ہے — تو ہر ساتھی پر کیا بہانہ دھرتا ہے؟

در ضلالت ہست صد کل را کُلہ — نفسِ زشتِ کفر ناکِ پُر سفہ
گمراہی میں سو گنجوں کی ٹوپی ہے — کفرناک بیوقوفی سے پُر برا نفس

زیں سبب میگویم اے بندہ فقیر — سلسلہ از گردن سگ بر مگیر
اے فقیر بندے! میں اسی لئے کہتا ہوں — کتے کی گردن سے زنجیر نہ نکال

---

۱ لطفہای۔ اس شہزادے کے غرور کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ شاہ کی عنایتوں سے محروم ہو گیا۔ ہمچناں۔ اب نمرود نے بھی اسی طرح پر تمام مہربانیوں کو پاؤں سے روندا۔ ایں زماں۔ اب دیکھا اس کی یہ حالت ہے کہ کافر ہے لوگوں کو دین سے روکتا ہے اور خدائی کا دعویٰ کر رہا ہے۔ رفت۔ تین گدھ لے کر آسمان کی طرف چلا تاکہ مجھ سے جنگ کرے۔ صد ہزاراں۔ چونکہ کسی نجومی نے اس سے کہہ دیا تھا کہ ایک بچہ پیدا ہو گا جو تیری سلطنت کو درہم برہم کر دے گا تو اس نے لاکھوں بچے قتل کرا دیے تاکہ وہ ابراہیم کو بھی قتل کر سکے۔ بے تلویم۔ یعنی معصوم بچے جن سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔

۲ کہ منجم۔ کسی نجومی نے اس کو بتا دیا کہ ایک بچہ پیدا ہو گا جو تجھ سے جنگ کرے گا۔ خباط۔ خبط پاگل ماند۔ وحی کش۔ یعنی حضرت ابراہیم۔ تا ماند۔ چونکہ ان بچوں کو بغیر قصور کے قتل کرایا۔ از پدر۔ یہ تمام نعمتیں اور سلطنت اس کو براہِ راست ہم سے ملی تھیں باپ سے ورثہ میں نہ ملی تھیں۔ دیگراں۔ ماں باپ کے ذریعہ جن لوگوں کو نعمتیں اور مال و دولت ملتا ہے وہ تو یہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ چیزیں ہمیں ماں باپ نے دیں لیکن اس کو تو یہ چیزیں براہِ راست ہم سے ملی تھیں۔

۳ گرگ۔ ماں باپ بیشک ظاہری گمراہی کا سبب بنتے ہیں لیکن دراصل گمراہی کا سبب انسان کا نفس ہے۔ در ضلالت۔ یہی نفس ہے جو انسان کو اپنی برائیاں نہیں دیکھنے دیتا جس طرح گنجے کی ٹوپی اس کے گنج کو چھپاتی ہے۔ سلسلہ۔ لہٰذا اس کتے کے گلے میں مجاہدوں کی زنجیر ڈالے رکھنا چاہیے۔

گر معلم گشت این سنگ ہم سکست ‌‌ باش ذلت نفسہ کو بدر گست

اور یہ کتا سدھایا ہوا ہو گیا ہے پھر بھی کتا ہے ‌‌ اس کا نفس ذلیل ہوا بن رہ کیوں وہ بدرگ ہے

فرض می آری بجا گر طائفی ‌‌ بر سہیلے چوں ادیم طائفی

تو فرض ادا کر رہا ہے اگر تو چکر کاٹنے والا ہے ‌‌ سہیل پر طائف کی نری کی طرح

تا سہیلت وا خرد از ننگِ پوست ‌‌ تا شوی چوں موزہ ہم پای دوست

تاکہ سہیل تجھے چمڑے کی ذلت سے نجات دیدے ‌‌ تاکہ تو موزے کی طرح دوست کا ساتھی بن جائے

جملہ قرآں شرح خبث نفسہاست ‌‌ بنگر اندر مصحف آں چشمت کجاست

تمام قرآن نفسوں کی خباثت کی شرح ہے ‌‌ قرآن میں دیکھ لے تیری وہ آنکھ کہاں ہے

ذکر نفس عادیاں کالت بیافت ‌‌ در قتال انبیا موئی شگافت

عاد والوں کے نفس کا ذکر جنہوں نے ... پایا ‌‌ انبیاء سے قتال میں مو شگافی کرتے تھے

قرن قرن از نفس شوم بے ادب ‌‌ ناگہاں اندر جہاں میزد لہب

ہر ہر دور میں بے ادب منحوس نفس کی وجہ سے ‌‌ اچانک جہان میں شعلہ بھڑکتا ہے

رجوع بداں قصۂ شہزادہ کہ بہ نقصان آمد بداں طغیان و زخم خورد از خاطر شاہ و پیش از استکمال فضائل دیگر از دنیا برفت

اس شہزادے کے قصہ کی جانب رجوع جو اس سرکشی کی وجہ سے ٹوٹے میں پڑا اور اس نے بادشاہ کے قلب سے زخم کھایا اور دوسری فضیلتوں کی تکمیل سے پہلے دنیا سے چلا گیا

قصہ کوتہ کن کہ رای نفس کور ‌‌ برد اورا بعد سالے سوی گور

قصہ مختصر کر ... اندھے نفس کی رائے ‌‌ اس کو ایک سال بعد قبر میں لے گئی

شاہ[۳] چوں از محو شد سوی وجود ‌‌ زخم مریخیش آں خوں کردہ بود

شاہ جب محویت سے ہستی کی طرف آیا ‌‌ اس کا مریخ جیسا غصہ ... خون ... کیا تھا

چوں بترکش بنگرید آں بے نظیر ‌‌ دیدم از ترکش یک چوبہ تیر

جب اس بے نظیر نے ترکش کو دیکھا ‌‌ اس نے اپنے ترکش میں ایک چوب تیر کم دیکھا

گفت کو آں تیر و از حق باز جست ‌‌ گفت اندر حلق او آں تیر تست

اس نے کہا وہ تیر کہاں ہے اور اللہ تعالیٰ سے جستجو کی ‌‌ فرمایا اس کے حلق کے اندر تیرا ہی تیر ہے

دیکھی تو خدا کی طرف رجوع کیا اور غصہ کے فرد ہونے کا سبب دریافت کیا تو حضرت حق نے آگاہ کیا کہ اس شہزادے سے چونکہ بدلہ لے لیا گیا ہے لہٰذا غصہ فرد ہو گیا ہے۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کو تم نے تیر سے غصہ کی وجہ سے فنا کر دیا۔

[۱] معلم۔ ... سدھا ہوا بھی ہو جائے تو پتھر ہی ہی رہتا ہی ہے۔ ذلت نفسہ۔ تو اپنے نفس کو ذلیل رکھ۔ فرض۔ لیکن یہ بھی سمجھ لے کہ نفس مجاہدے کافی نہیں ہیں بلکہ شیخ کی صحبت کے فرض کی بجا آوری ضروری ہے تو اس کا طواف کرتا رہ تاکہ تو اس سے فیض حاصل کرتا رہے۔ سہیل۔ ستارہ ہے اس کی شعاعوں سے رنگے ہوئے چمڑے میں لطافت آجاتی ہے۔ ادیم۔ رنگا ہوا چمڑا، نری۔ طائفی۔ حجاز کے شہر طائف کی نری مشہور تھی۔ تا سہیلت۔ سہیل کی شعاعوں سے نری کو عمدہ بنا کر اس سے موزے بناتے تھے تو بھی شیخ کی صحبت سے دوست کے پاؤں کا موزہ بن جائے گا۔

[۲] جملہ قرآں۔ قرآن میں نفس کی خباثتوں اور ان کی وجہ سے انجام کی تفاصیل مذکور ہیں۔ ذکر نفس۔ قوم عاد کے نفس نے ان کو انبیاء سے جنگ پر آمادہ کیا۔ قرن۔ ہر زمانہ میں نفس کی خباثت کی دنیا میں آگ لگائی ہے۔ قصہ۔ قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ شہزادہ نفس کی نحوست سے ایک سال بعد مر گیا۔

[۳] شاہ۔ جب شاہ شکر سے صحو کی طرف آیا تو اس کو محسوس ہوا کہ شہزادے میری غصہ کی وجہ سے مر گیا۔ مریخ۔ اس ستارے کو جلاد فلک کہا جاتا ہے نبی اور ولی کا غصہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کا سبب بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اولیاء کا بدلہ لیتا ہے وہ بدلہ اللہ کا فعل ہے ہاں اگر نبی یا ولی اپنی ہمت سے ہلاک کرے تو اس کی طرف وہ فعل منسوب ہوگا یہاں اس شاہ کا غصہ اللہ کے غصہ کا سبب بنا اور وہ شہزادہ اللہ تعالیٰ کے فعل سے ہلاک ہوا۔ چوں بترکش۔ اب صحو کے بعد جب شاہ نے غصہ کی کیفیت فرو

عفو ۱ کرد آں شاہِ دریا دل دلے | آمدہ بُد تیرِ اُو بر مَقتلے
اس دریا دل شاہ نے معاف کر دیا، لیکن | وہ تیر اس کی قتل گاہ پر لگ چکا تھا

کُشتہ شُد در نوحہ اُو می گریست | اُوست جُملہ ہم کُشندہ ہم ولیست
وہ مارا گیا، وہ اس کے نوحہ میں روتا تھا | وہ سب کچھ ہے، قتل کرنے والا بھی، دل بھی

ورنہ باشد ہر دو اُو پس جملہ نیست | ہم کُشندہ خَلق وہم ماتم کُنی ست
اور اگر وہ دونوں نہ ہو، تو وہ سب کچھ نہیں ہے | وہ مخلوق کو مارنے والا اور ماتم کرنے والا بھی ہے

شُکر می کرد آں شہید زرد خد | کاں بزد بر جسم و بر معنیٰ نزد
وہ زرد رو، شہید شکر کرتا تھا | کہ اس نے جسم پر مارا اور روح پر نہ مارا

جسم ظاہر عاقبت خود رفتنیست | تا ابد معنیٰ بخواہد شاد زیست
ظاہری جسم انجام کار، ویسے بھی جانے والا ہے | ابد تک روح خوش زندہ رہے گی

آں ۲ عتاب ار رفت ہم بر پوست رفت | دوست بے آزار سُوی دوست رفت
وہ غصہ اگر بیتا، تو بھی کھال پر بیتا | دوست بغیر تکلیف کے دوست کی جانب چلا گیا

گرچہ اُو فتراک شاہنشہ گرفت | آخر از عین الکمال اُو رہ گرفت
اگرچہ اس نے شاہ کا فتراک پکڑا تھا | آخر کار نظر بد سے اس نے راستہ بند کر دیا

واں سوُم کاہل ترَ ہرَ دو بُود | صورت و معنیٰ بکُلّی اُو ربُود
اور وہ تیسرا دونوں سے زیادہ سست رو تھا | اس نے صورت اور معنی سب حاصل کر لیا

دختر و مُلک و خلافت اُو گرفت | می سزد گر زیں بمانی در شگفت
لڑکی اور سلطنت اور خلافت اس نے لے لی | مناسب ہے، اگر تو اس تعجب میں رہے

من ۳ ز طولِ قصہ گشتستم ملوُل | مَن غریقِ بحرِ معنیٰ تو عجُول
میں قصہ کی درازی سے ملول ہوں | میں معنی کے دریا میں ڈوبا ہوا ہوں تو جلد باز ہے

وانگہے از ذلّت و عجز و نیاز | یافت مقصود از کریمِ کار ساز
اور اس وقت ذلت اور عجز اور نیاز مندی کی وجہ سے | اس نے کریم کار ساز سے مقصود پالیا

---

۱ عفو کرد۔ شاہ نے اس کو معاف کیا لیکن قدر الٰہی کا تیر اس کے مقتل پر لگ چکا تھا۔ مقتل۔ وہ عضو جس پر چوٹ لگنے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ کشتہ شد۔ شہزادہ تو مر گیا اور شاہ نے رونا شروع کر دیا اس لئے کہ اگرچہ وہ اس کی موت کا سبب بنا لیکن اس کا ولی اور سرپرست بھی تو وہی تھا تو وہ صاحب تصرف بھی تھا اور ولی مربی بھی۔ ورنہ۔ کمال جب ہے کہ یہ دونوں صفتیں ہوں چونکہ وہ شاہ جامع تھا لہٰذا اس میں دونوں صفتیں تھیں اگر صرف تصرف کی طاقت ہو اور اس میں ولایت نہ ہو تو کمال نہیں ہے۔ شکر۔ وہ شہزادہ اس پر خدا کا شکر کر رہا تھا کہ اس غلطی کی سزا صرف جسم نے بھگتی روح اور ایمان محفوظ رہا۔ جسم ظاہر۔ جسم تو لامحالہ فانی ہے اگر روح مر جاتی تو تباہی تھی۔

۲ آں عتاب۔ غصہ جسم پر پڑا روح، روح اعظم سے جا ملی۔ گرچہ۔ اس شہزادے نے اگرچہ شاہ کو سلوک کا ذریعہ بنایا تھا لیکن نظر بد سے اس نے راستہ بند کر دیا۔ کاہل۔ تحمل، جس نے بڑے بھائی کی طرح نہ وصل میں جلد بازی کی اور نہ منجھلے کی طرح کمال کے دعوے میں جلدی برتی۔ صورت۔ یعنی شاہ چین کی لڑکی اور سلطنت۔ معنی۔ یعنی خلافت باطنی۔ می سزد۔ اس طرح کا تحمل نادر ہے جو باعث تعجب ہے۔

۳ من۔ میں اس قصہ کی طوالت سے ملول ہوں کیونکہ قصہ کے ہر جزو سے اسرار کی طرف منتقل ہو جاتا ہوں اور معنی میں غرق ہو جاتا ہوں۔ تو عجول۔ تو چاہتا ہے کہ میں جلد صورت قصہ کو بیان کر دوں۔ وانگہے۔ تحمل سے دختر اور سلطنت اور خلافت حاصل کر لی اور ذلت اور نیاز مندی سے قرب اور قبولیت کی دولت اللہ کارساز سے پائی یہ مرتبہ صرف اعطاء خداوندی ہے۔

مثلِ ۱ وصیت کردنِ آں شخص کہ سہ پسر داشت و میراث خود را بکاہل ترین پسر داد وبہ قاضی نیز گفت

اس شخص کی وصیت کی مثال جس کے تین لڑکے تھے اور اس نے اپنی میراث سب سے زیادہ کاہل لڑکے کو دی اور قاضی سے بھی کہہ دیا

آں یکے شخصے بوقتِ مرگِ خویش — گفتہ بُد اندر وصیت بیش بیش
اس ایک شخص نے اپنی موت کے وقت — اپنی وصیت میں ' بار بار کہا تھا

سہ پسر بُودش چو سہ سَروِ رَواں — وقفِ ایشاں کردہ اُو جان و رَواں
اس کے تین لڑکے ' سرو رواں جیسے تھے — اس نے ان پر جان اور روح وقف کر دی تھی

گفت ۲ ہر چہ کالہ وسیم و زَرت — آں بَرد زیں ہر سہ کو کاہل ترست
اس نے کہا کہ جو کچھ سامان اور چاندی اور سونا ہے — وہ لے ' جو تینوں میں زیادہ کاہل ہے

گفت باقاضی و بس اندرز کرد — بعدازاں جامِ شرابِ مرگ خورد
قاضی سے کہا اور بہت نصیحت کی — اس کے بعد اس نے موت کا جام پی لیا

گفت فرزنداں بقاضی کاے کریم — نگذریم از حکمِ اُو ماسہ یتیم
لڑکوں نے قاضی سے کہا اے کریم! — ہم تینوں یتیم اس کے حکم سے درگذر نہ کریں گے

سمع وطاعت می کنیم اُوراست دست — ہر چہ اُو فرمودہ بر مانافذست
ہم سمع اور اطاعت کرتے ہیں' اختیار اس کا ہے — جو کچھ اس نے کہا ہے وہ ہم پر نافذ ہے

ماچو ۳ اسمٰعیل ز ابراہیم خود — سَر نہ پیچیم ارچہ قرباں می کُند
ہم حضرت اسماعیل کی طرح اپنے ابراہیم سے — سر نہ موڑیں گے اگرچہ وہ قربان کر دے

گفت قاضی ہر یکے باعاقلیش — تابگوید قصہ از کاہلیش
قاضی نے کہا ہر ایک اپنی سمجھ سے — اپنی کاہلی کا قصہ بیان کرے

تابہ بینم کاہلیِ ہر یکے — تابدانم حالِ ہر یک بیشکے
تاکہ میں ہر ایک کی کاہلی کو سمجھ لوں — تاکہ ہر ایک کا حال بے شبہ جان لوں

عارفاں از دو جہاں کاہل ترَند — زانکہ بے شد یار خرمن می برَند
عارف' دونوں جہانوں سے بہت کاہل ہیں — کیونکہ بغیر کھیت تیار کئے کھلیان اٹھاتے ہیں

کاہلی را کردہ اَند ایشاں سَنَد — کارِ ایشاں راچو یزداں می کُند
انہوں نے کاہلی کو سہارا بنایا ہے — چونکہ خدا ان کا کام کر دیتا ہے

۱ مثل۔ چونکہ تیسرے شہزادے کو کاہل کہا اس مناسبت سے تین کاہلوں کا ذکر فرماتے ہیں کسی کی کاہلی محمود ہے جو امورِ دنیا میں ہے کسی کی کاہلی مذموم ہے جو عقبیٰ کے کاموں میں ہے۔ آں یکے۔ ایک شخص کے تین لڑکے تھے اس نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرا ورثہ وہ لے جو سب سے زیادہ کاہل ہو۔ بیش بیش۔ بار بار۔ سرو رواں۔ سرو کی ایک قسم ہے۔
۲ گفت۔ اس نے وصیت میں یہ کہا کہ میرا ورثہ اس کو ملے گا جو سب سے زیادہ کاہل ہوگا۔ گفت با قاضی۔ قاضی سے یہ کہہ کر وہ شخص مر گیا۔ گفت۔ لڑکوں نے قاضی سے کہا کہ ہم باپ کی وصیت پر عمل کریں گے۔ دست۔ یعنی اختیار۔ نافذ۔ جاری۔
۳ ماچو اسمٰعیل۔ حضرت اسماعیل نے ذبح کے معاملہ میں حضرت ابراہیم کی اطاعت کی تھی۔ قاضی۔ قاضی نے سب سے زیادہ کاہل کا اندازہ لگانے کے لئے ان سے کہا اپنی سمجھ سے ہر ایک اپنے کاہل ہونے کا کوئی قصہ سنائے۔ عارفاں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اہل اللہ اپنے توکل سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں وہ اس معاملہ میں سب سے زیادہ کاہل ہیں۔ شدیار۔ وہ زمین جس کو الٹ پلٹ کر تخم ریزی کے لئے تیار کرتے ہیں۔ کاہلی۔ عارفین دنیا کے کاموں میں توکل سے کام لیتے ہیں۔

کارِ ۱ یزداں را نمی بینند عام — می نیاسایند از کد صبح و شام
اللہ تعالیٰ کے کام کو عوام نہیں دیکھتے — وہ محنت سے صبح و شام آرام نہیں پاتے

کارِ دنیا را ز کُل کاہل ترند — در رہِ عقبیٰ زمہ گوی برند
وہ دنیا کے کام میں سب سے زیادہ کاہل ہیں — آخرت کی راہ میں چاند سے بازی لیجاتے ہیں

ایں گزیند ہر کہ او باشد رشید — ہیں کہ دنیا رفت و عقبیٰ در رسید
اس کو وہی اختیار کرتا ہے جو ہدایت یافتہ ہو — آگاہ! دنیا گئی اور آخرت آ پہنچی

مہتریں را گفت قاضی باز گو — قصہ از کاہلی اے مال جو
قاضی نے سب سے بڑے کو کہا، بتا — کاہلی کا قصہ، اے مال کے طالب!

ہیں ز حدِّ کاہلی گوئید باز — تابدانم حدِ آں از کشف راز
ہاں کاہلی کی انتہا، بیان کرو — تاکہ راز کھلنے سے میں اس کی انتہا سمجھ لوں

ہیں ز حدِّ کاہلی شرحے دہید — تابدانم من بچہ حد کاہلید
ہاں کاہلی کی حد تفصیل سے بیان کرو — تاکہ میں جان لوں کہ تم کس حد تک کاہل ہو؟

بیگماں ۲ خود ہر زباں پردہ دل ست — چوں بجنبد پردہ رویت حاصل ست
یقیناً ہر زبان خود دل کا پردہ ہے — جب پردہ ہٹ جاتا ہے دیدار حاصل ہو جاتا ہے

پردۂ کوچک چو یک شرحہ کباب — می بپوشد صورتِ صد آفتاب
چھوٹا پردہ، کباب کے ایک ٹکڑے جیسا — سو سورجوں کی صورت کو ڈھانک دیتا ہے

گر بیانِ نطق کاذب نیز ہست — لیک بوی از صدق و کذبش مخبر ست
اگر گویائی کا بیان جھوٹا بھی ہے — لیکن بو اس کے سچ اور جھوٹ کو بتا دینے والی ہے

آں ۳ نسیمے کہ بیاید از چمن — ہست پیدا از سموم گولخن
وہ ہوا جو چمن سے آتی ہے — وہ بھٹی کی لو سے جداگانہ ہے

بوی صدق و بوی کذب گول گیر — ہست پیدا در نفس چوں مشک و سیر
سچ کی بو اور احمق کو پھنسانے والی جھوٹ کی بو — سانس میں مشک کی بو اور لہسن کی طرح ظاہر ہے

بوی اخلاص و نفاقِ بے مزہ — ہست ظاہر ہمچو عود و انگزہ
اخلاص اور بے مزہ نفاق کی بو — اگر اور ہینگ کی طرح ظاہر ہیں

ہے۔ بوی۔ سچ اور جھوٹ میں ایسا ہی امتیاز ہے جیسا کہ مشک اور لہسن میں۔ اخلاص۔ اور نفاق کی بو میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ اگر اور ہینگ کی بو میں۔ انگزہ۔ انگوزہ ہینگ ہینگ واؤ نسبت کی ہے۔ ذ گوندزا کو زاء سے اور وال کو ہاء سے تبدیل کر لیا گیا ہے۔

۱ کار یزداں۔ عوام کی نگاہ میں چونکہ اللہ تعالیٰ کے تصرفات نہیں وہ صبح و شام محنت کرتے ہیں۔ در رہ عقبیٰ۔ عارفین صرف دنیا ہی کے کام میں سست ہیں آخرت کے کاموں میں تیز روی میں چاند سے بڑھے ہوئے ہیں۔ ایں۔ یہ حالت اس شخص کی ہوتی ہے جو یہ سمجھے کہ دنیا جا رہی ہے اور آخرت آ رہی ہے۔ مہتریں۔ تینوں لڑکوں میں سے سب سے بڑے قاضی نے کہا سب سے زیادہ کاہلی کا قصہ سناؤ ہیں۔ دوسروں سے بھی کہا کہ اپنی سب سے زیادہ کاہلی کا قصہ سناؤ تاکہ میں اندازہ لگا لوں کہ تم کس کس حد تک کاہل ہو۔

۲ بیگماں۔ اب مولانا نے یہ بیان شروع فرمایا کہ بولنے سے انسان کے عیب و ہنر ظاہر ہو جاتے ہیں۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

مولانا نے اسی مضمون پر کتاب ختم کر دی ہے اور تیسرے لڑکے کے قصہ کو پورا بیان نہیں فرمایا۔ چوں بجنبد۔ زبان چلے گی تو دل کے راز ظاہر ہوں گے۔ پردہ کوچک۔ زبان کے پردے میں لاکھوں اسرار چھپے ہوئے ہیں اس پر تعجب نہ کرو چھوٹی سی چیز بڑی چیزوں کو ڈھانپ لیتی ہے آنکھ پر انگلی رکھ دی جائے تو اگر سینکڑوں آفتاب ہوں تب بھی نظر نہ آئیں گے۔ شرحہ۔ ٹکڑا۔ گر بیان۔ زبان سے کشف راز ضرور ہو جاتا ہے اگر انسان جھوٹ بھی بولے گا تو وہ پہچان لیا جائے گا اور حقیقت واضح ہو کر رہے گی۔

۳ آں نسیمے۔ انسان چمن کی ہوا اور بھٹی کی ہوا کو پہچان لیتا ہے اسی طرح سچ اور جھوٹ میں امتیاز ہو جاتا

گر ندانی ای یار را از دہ دلہ[1]　　از مشامِ فاسدِ خود کن گلہ
اگر تو یار کو منافق سے نہ پہچانے　　اپنے خراب دماغ کا گلہ کر

ور ندانی تو عجوز از شاہدے　　بیگماں گشتست چشمت فاسدے
اور اگر تو بوڑھی کو معشوق سے ممتاز نہ کرے　　یقیناً تیری آنکھ خراب ہو گئی ہے

ور تو نشناسی شکر را از صبر　　بیگماں شد حسِ ذوقِ تو خدر
اور اگر تو شکر کو ایلوا سے ممتاز نہ کرے　　بیشک تیرے ذوق کا حس بے حس ہوگیا ہے

ور یکے شد صوتِ بلبل با غراب　　ہست بیشک حسِ سمعِ تو خراب
اور اگر بلبل کی آواز کوے کیساتھ ایک ہے　　بیشک تیرے سننے کی حس خراب ہے

ور یکے گشتت سمور[2] و خار پشت　　حسِ لمسِ تو بتو بنمود پشت
اور اگر سمور اور سی تیرے لئے ایک ہو گیا ہے　　تو تیرے چھونے کی حس نے تجھے پشت دکھادی ہے

بانگِ حیزان و شجاعانِ دلیر　　ہست پیدا چوں فنِ روباہ و شیر
بزدلوں اور دلیر بہادروں کی آواز　　واضح ہے لومڑی اور شیر کے ہنر کی طرح

چارۂ کارِ حواسِ خویش کن　　وانگہے راہِ طلب در پیش کن
اپنے حواس کا علاج کر　　پھر طلب کی راہ کو سامنے رکھ

یازباں ہمچوں سرِ دیگیست راست　　چوں بجنبد تو بدانی چہ اباست
یا زبان بالکل دیگ کے ڈھکن کی طرح ہے　　جب وہ سرکتا ہے تو جان لیتا ہے کیا سالن ہے

از بخارِ آں بداند تیز ہش　　دیگِ شیریں راز سکباجِ ترش
تیز ہوش اس کی بھاپ سے جان لیتا ہے　　میٹھی دیگ کو کھٹے آش سے

دست[3] بر دیگِ نوی چوں زد فتیٰ　　وقتِ بخریدن بدید اشکستہ را
جب نوجوان نے نئی ہانڈی پر ہاتھ مارا　　خریدنے کے وقت اس نے ٹوٹی ہوئی کو دیکھ لیا

آں یکے پرسید صاحب درد را　　گفت در چندے شناسی مرد را
کسی ایک شخص نے صاحب درد سے دریافت کیا　　اس نے کہا تو انسان کو کتنی مدت میں پہچان لیتا ہے؟

گفت دانم مرد را در حیں ز پوز　　ور نگوید دانمش اندر سہ روز
اس نے کہا انسان کو منہ سے فوراً پہچان لیتا ہوں　　اور اگر وہ نہ بولے اس کو تین دن میں پہچان لیتا ہوں

واں دگر گفت ار بگوید دانمش　　ور نگوید در سخن پیچانمش
اور دوسرے نے کہا اگر وہ بولے تو میں اس کو پہچان لیتا ہوں　　اور اگر نہ بولے تو اس کو بات میں الجھا دیتا ہوں

[1] گر ندانی۔ اگر تو دوست اور ہرجائی کی خوشبو میں امتیاز نہیں کرسکتا تو تیرا وہ حاسہ جس میں سونگھنے کی قوت ہے خراب ہے اس کا شکوہ کر۔ دہ دلہ۔ وہ شخص جس کا دل کسی ایک سے وابستہ نہ ہو۔ ور۔ اگر تو معشوق اور بڑھیا میں امتیاز نہ کرسکے تو اپنی آنکھ کا شکوہ کر۔ ور تو نشناسی۔ اگر تو شکر اور ایلوے میں فرق نہیں کرسکتا تو اپنی قوت ذائقہ کی شکایت کر۔ خدر۔ بے حس۔ ور یکے شد۔ اگر تو کوے اور بلبل کی آواز میں فرق نہیں کرسکتا تو اپنی قوت سامعہ کی شکایت کر۔

[2] سمور۔ لومڑی کی قسم کا ایک برفانی جانور ہے جس کی کھال سرخ مائل جیسا ہی ہوتی ہے اس کے بال بہت نرم ہوتے ہیں اس سے پوستین بناتے ہیں۔ خار پشت۔ سی جس کی کمر پر بڑے بڑے کانٹے ہوتے ہیں۔ حیزان۔ حیز مخنث، بزدل۔ راہ طلب۔ یعنی شیخ کی طلب۔ یا زبان۔ یہ زبان کی دوسری تشبیہ ہے۔ آبا۔ سالن۔ سکباج۔ وہ شوربا جس میں سرکہ ہو۔

[3] دست۔ اسی طرح انسان جب کوئی نئی ہانڈی خریدتا ہے تو اس کو بجا کر پہچان لیتا ہے کہ وہ ٹوٹی ہوئی ہو یا سالم۔ آں یکے۔ حقیقت کو پہچاننے میں انسانوں کے مختلف مراتب ہیں ایک شخص نے ایک ہمدرد انسان سے پوچھا تو دوسرے کو کتنی مدت میں پہچان لیتا ہے۔ گفت۔ اس نے کہا اگر وہ بولے تو فوراً پہچان لیتا ہوں اور اگر نہ بولے تو چال ڈھال سے تین روز میں پہچان لیتا ہوں۔ واں دگر۔ دوسرے نے کہا اگر وہ بولا تو پہچان لوں گا اور اگر نہ بولا تو کسی تدبیر سے بولنے پر مجبور کردوں گا۔

گفت ۱ اگر ایں مکر بشنیدہ بود — لب بہ بندد در خموشی در رود
اس نے کہا اگر وہ یہ تدبیر سن چکا ہوں — ہونٹ بند کر لے اور خاموشی میں چلا جائے

گفت میرو گوئی تا ہفتم زمیں — تا ابد پوشیدہ بادم حال ایں
اس نے کہا تو کہدے کہ وہ ساتویں زمین تک چلا جائے — مجھ پر قیامت تک، اس کا حال پوشیدہ رہے گا

حالِ یک تن گر ندانم چہ شود — داند رُو نقصانِ دینم چہ بُود
اگر میں ایک شخص کا حال نہ جانوں گا تو کیا ہو جائے گا؟ — اور اس میں میرے دین کا کیا نقصان ہو گا؟

مثل

آنچناں ۲ کہ گفت مادر بچہ را — گر خیالے آیدت در شب فرا
جیسا کہ ماں نے بچے سے کہا — اگر رات میں کوئی خیال تیرے قریب آئے

یا بگورستان و جائے سہمگیں — تو خیالے زشت بینی در کمیں
یا قبرستان میں اور خوفناک جگہ میں — تو کسی برے خیال کو کمینگاہ میں دیکھے

دل قوی دار و بکن حملہ برو — اُو بگرداند زتو در حال رُو
دل کو مضبوط کر لے اور اس پر حملہ کر دے — وہ فوراً تجھ سے منہ موڑ لے گا

زانکہ بے ترسے سُویش ہر کہ رفت — آنخیالِ دیوِش بگریخت تفت
اس لئے جو بے خوف ہو کر اس کی طرف گیا — وہ شیطان صفت خیال، فوراً بھاگا

گفت کودک باخیالِ دیوِش — ایں چنیں گر گفتہ باشد مادرش
بچے نے کہا، شیطان صفت خیال سے — اگر اس کی ماں نے بھی یہی کہا ہو؟

حملہ آرد اُفتد اندر گردنم — زامرِ مادر پس من آنگہ چوں کنم
وہ حملہ کر دے، میری گردن میں آ پڑے — ماں کے حکم سے پھر اس وقت میں کیا کروں گا؟

تو ہمی آموزیم کہ چست ایست — آں خیالِ زشت راہم مادر یست
تو مجھے سکھاتی ہے کہ مضبوط کھڑا رہ — اس برے خیال کی بھی کوئی ماں ہو گی

دیو ۳ مردم را ملقّن آں یکے ست — غالب ازوے گردد ار خصم اندکے ست
انسانوں کے شیطان کو تلقین کرنے والا ایک ہی ہے — اس کی وجہ سے غالب آجاتا ہے اگرچہ لڑنے والا کمزور ہے

تا کدامیں سُوی باشد آں پریش — اللہ اللہ رَو تو ہم آں سُوی باش
وہ توجہ خواہ کسی طرف ہو — اللہ اللہ، جا تو اسی جانب رہ

---

۱ گفت۔ اس نے کہا اگر وہ تیری اس تدبیر پہلے سے سمجھے ہوئے ہو اور نہ بولے تو کیا ہوگا۔ میرو۔ اس نے کہا جا تو اس سے کہدے نہ بولے اور زمین میں دھنس جائے اگر اس کو نہ پہچانوں گا میرا کیا بگڑ سکے گا۔ حال یک تن۔ اگر مجھے ایک انسان کا حال معلوم نہ ہو تو میرے دین میں کیا نقصان آجائے گا لہٰذا یہ تیرا سوال ہی لغو ہے۔ مثل۔ ایک اور لغو سوال کی مثال دیتے ہیں۔

۲ آنچناں کہ۔ ماں نے بچے سے کہا کہ اگر تجھے کوئی ڈراؤنا خیال آئے یا قبرستان وغیرہ میں یہ خیال ہو کہ ایک خوفناک چیز گھات میں بیٹھی ہو تو دل مضبوط کر کے اس پر حملہ کر دینا وہ فوراً بھاگ جائے گا۔ زانکہ۔ ایسے خیال پر جو بلا خوف حملہ کرتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے گفت کودک۔ بچے نے کہا کہ اگر اس کی ماں نے بھی اسے یہی بات سمجھائی ہوئی تو وہ آکر میرے گلے میں چپٹ جائے گا جس طرح تو مجھے سمجھا رہی ہے اس خیال کی بھی کوئی ماں ہوگی جس نے اس کو اسی طرح سمجھایا ہوگا۔

۳ دیو و دم۔ مولانا کو خیال آیا کہ اگر شیطان کے بارے میں کوئی ایسا ہی سوال کر بیٹھے جیسا کہ اس بچہ نیاں سے سوال کیا، شیطان کے بارے میں قرآن نے کہا ہے انہ لیس لہ سلطان علی الذین آمنوا و علی ربھم یتوکلون۔ یعنی شیطان کا قابو ان لوگوں پر نہیں ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں یعنی ایمان اور توکل اختیار کرو تو شیطان تم پر غالب نہ آئے گا اب اگر کسی نے یہ سوال کر دیا کہ اگر شیطان کو بھی ایسی ہی تعلیم دیدی گئی ہو تو کیا علاج ہے مولانا اس کا جواب دیتے ہیں کہ خیال کے ماں بچے نے جو احتمال نکالا تھا شیطان کے معاملہ میں یہ احتمال نہیں ہے اس لئے کہ یہاں تو سمجھانے والی ایک ہی ذات ہے۔ پریش۔ توجہ۔

گفت ۱ اگر از مکر ناید در کلام　　حیلہ را دانستہ باشد آں ہمام

اس نے کہا اگر وہ مکر سے بات کرنے میں نہ آئے　　وہ بڑا حیلے کو جانتا ہو

سِرِّ اُورا چوں شناسی راست گو　　گفت من خامُش نشینم پیشِ اُو

تو اس کے راز کو کیسے پہچانے گا! صحیح بتا　　بولا، میں اس کے سامنے خاموش بیٹھ جاؤں گا

صبر را سُلّم کنم سوئے درج　　تا برآیم برسرِ بامِ فرج

وجہ کی جانب صبر کو سیڑھی بناتا ہوں　　تاکہ میں کامیابی کے بالاخانہ پر پہنچ جاؤں

ہست مر ہر صبر را آخر ظفر　　ہست روزی بعدِ ہر تلخی شکر

ہر صبر کا انجام کامیابی ہے　　ہر تلخی کے بعد شکر نصیب ہوتی ہے

چوں بجوشد در حضورش از دلم　　منطقے بیروں ازیں شادی و غم

جب اس کی موجودگی میں میرے دل سے جوش مارتا ہے　　کوئی کلام جو اس خوشی اور غم کے علاوہ ہو

من بدانم کو فرستاد آں بمن　　از ۲ ضمیر چوں سہیل اندر یمن

میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس نے میرے پاس بھیجا ہے　　دل سے جو یمن میں سہیل جیسا ہے

من بزرگی ورا گردن نہم　　منتے ہم بردل و بر تن نہم

میں اس کی بزرگی کے لئے گردن جھکا دیتا ہوں　　دل اور جسم پر بھی احسان جتاتا ہوں

در دلِ من ایں سخن زاں میمنہ است　　زانکہ از دل جانبِ دل روزنہ است

یہ بات میرے دل میں اس کی جانب سے ہے　　کیونکہ دل سے دل کی جانب سوراخ ہے

چوں ۳ فتاد از روزنِ دل آفتاب　　ختم شد واللہ اعلم بالصواب

جب دل کے روزن سے سورج ڈھل گیا　　ختم ہو گئی اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

خاتمہ لولدہ العارف الکامل المحقق مولانا بہاء الملۃ والدین قدس سرّہ

ان کے صاحبزادے عارف کامل محقق مولانا بہاء الملۃ والدین قدس سرہ کا اختتام

مدتے زیں مثنوی چوں والدم　　شد خمش گفتم ورا کاے زندہ دم

میرے والد جب ایک مدت تک اس مثنوی سے　　خاموش رہے، میں نے ان سے کہا اے زندہ دم!

از چہ رو دیگر نمی گوئی سخن　　بہر چہ بستی درِ علمِ لدن

آپ کس وجہ سے اور بات نہیں کر رہے ہیں؟　　علم لدنی کا دروازہ آپ نے کیوں بند کر دیا؟

۱ گفت۔ پھر سوال کرنے والے کی حکایت کی طرف رجوع کیا ہے سوال کرنے والے نے کہا کہ اگرچہ وہ تدبیر بھی کام نہ آئے پھر اس کا راز معلوم کرنے کی کیا صورت ہے۔ من خامش۔ اس نے جواب دیا کہ میں صبر سے اس کے سامنے بیٹھا رہوں گا اور صبر کو مقصود کا ذریعہ بناؤں گا۔ ہست۔ صبر کے بعد ظفر اور کامیابی ہے ہر تلخی کے بعد شکر ہے یعنی مراقب ہو کر بیٹھوں گا۔ چوں بجوشد۔ اب جو خیالات میرے قلب پر منعکس ہوں گے اگر وہ دنیوی خیالات نہیں ہیں تو میں سمجھوں گا کہ یہ خیالات، اس نے میرے دل میں بھیجے ہیں۔

۲ از ضمیر۔ یعنی اس کے قلبی خیالات ہیں۔ سہیل۔ ایک مشہور ستارہ ہے جو بلادِ عرب میں موسم گرما کے آخر میں نظر آتا ہے۔ من بزرگی۔ جب اس کے ضمیر کا میرے دل پر عکس پڑتا ہے تو میں اس کی بزرگی کا قائل ہو جاتا ہوں اور اس کا شکر گزار ہوتا ہوں۔ در دل۔ میں سمجھ لیتا ہوں کہ یہ میرے قلبی خیالات اسی مبارک شخص کے دل سے آئے ہیں اس لئے کہ دل سے دل کی طرف راہ ہوتی ہے۔

۳ چوں فتاد۔ اب لقاء مضامین کا آفتاب میرے دل کے سوراخ سے ڈھل گیا تو اب میں کتاب کو بھی ختم کرتا ہوں اور خدا اپنی حکمتوں کو خوب جانتا ہے۔ الحمد للہ علی ما وفقنی لا تمام ھذا الکتاب۔ ۸ جولائی ۱۹۸۷ء یوم الاربعاء فی السابع والعشرین من ربیع الثانی۔ چہارشنبہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ خاتمہ۔ مثنوی میں تیسرے شہزادے کا قصہ نامکمل چھوڑ کر مولانائے روم نے مثنوی ختم کر دی۔ ہے مولانا کے صاحبزادے نے یہ خاتمہ لکھ کر اس طریقہ کار کی کچھ وضاحت کی ہے۔ والدم۔ یعنی مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ علم لدن۔ مثنوی کے مضامین میں لدنی علوم ہیں۔

قصہ ۱ شہزادگاں نامد بسر — ماند ناگفتہ دُرِ سومیں پسر
شہزادوں کا قصہ ختم نہ ہوا — تیسرے لڑکے کا موتی، بغیر بندھا رہ گیا

گفت نطقم چوں شتر زیں پس بخفت — نیستش با ہیچکس تا حشر گفت
فرمایا اس کے بعد میری گویائی اونٹ کی طرح سو گئی — اس کی حشر تک، کسی سے بول چال نہیں ہے

ہست باقی شرحِ ایں لیکن دروں — بستہ شد دیگر نمی آید بروں
اس کی شرح باقی ہے، لیکن وہ اندر — بند ہو گئی، اب وہ باہر نہیں آتی ہے

ہمچو اُشتر ناطقہ اینجا بخفت — اوبگوید من دہاں بستم ز گفت
قوت گویائی اس جگہ اونٹ کی طرح سو گئی — وہ (گویائی) کہتی ہے کہ میں نے گفتگو سے منہ بند کر لیا

وقتِ رحلت آمد و جستن زجو — کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهُهٗ
کوچ اور نہر کود جانے کا وقت آ گیا — بجز اس کی ذات کے ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے

باقیِ ایں گفتہ آید بے زباں — در دلِ آنکس کہ دارد زندہ جاں
اس کا بقیہ بغیر زبان کے کہا ہوا آ جائے گا — اس شخص کے دل میں، جو زندہ جان رکھتا ہے

گفتگو آخر رسید و عمر ہم — مژدہ ۲ آمد وقت آں کز تن رہم
بات ختم ہو گئی اور عمر بھی — اس وقت کی خوشخبری آ گئی جبکہ میں جسم سے چھوٹوں گا

در جہانِ جاں کُنم جولاں ہمے — بگذرم زیں نم در آیم در یمے
جان کے جہاں میں جولانی کروں گا — اس نمی سے گذر جاؤں گا سمندر میں پہنچ جاؤں گا

زانکہ ایں عالم زندہ ست و خوش — از یمے یافت زاں خوب ست و کش
کیونکہ یہ جہان نمی سے زندہ اور خوشنما ہے — اس نے سمندر سے نمی پائی ہے اس لئے اچھا اور خوش ہے

چونکہ جاں در خاک و نم زندہ بود — در جہانِ یم ببیں تا چوں شود
جبکہ جان مٹی اور تری میں زندہ ہے — غور کر سمندر کی دنیا میں کیسی رہے گی

یم ۳ چو شہر ست و چو دروازہ ست نم — نم چو قطرہ داں و بے اندازہ یم
سمندر شہر کی طرح ہے اور نمی دروازے کی طرح — نمی کو قطرے کی طرح سمجھ اور سمندر بے اندازہ ہے

زیں نمی کو ہمچو جانست اندر آ — در یم جاناں کہ تا یابی بقا
اس نمی سے جو جان کی طرح ہے اندر آ — جاناں کے سمندر میں تاکہ تو بقا حاصل کر لے

چونکہ نم از بحرِ جانست ایں طرف — پس زراہِ جاں طلب کن آں شرف
چونکہ اس جانب جان کے سمندر کی نمی ہے — تو اس بڑائی کو جان کے راستے سے طلب کر

۱ قصہ شہزادگاں۔ تینوں شہزادے سے جو شاہ چین کی خدمت میں پہنچے تھے۔ در سومیں۔ یعنی تیسرا سب سے چھوٹا شہزادہ۔ گفت نطقم۔ یعنی والد صاحب نے فرمایا۔ شرح ایں۔ یعنی تیسرے لڑکے کا قصہ۔ ناطقہ۔ قوت گویائی۔ او۔ یعنی قوت ناطقہ۔ جستن زجو۔ یعنی دنیا کی نہر کو پار کرنا۔ باقی ایں۔ یعنی اس قصہ کا بقیہ۔ در دل۔ اب کوئی صاحب باطن ہوگا جس کے دل میں بغیر میرے کہے وہ قصہ آ جائے گا اور وہ اس کی تکمیل کر دے گا۔

۲ مژدہ۔ اب میری موت کی بشارت آ گئی۔ در جہان جان۔ اب میں عالم ارواح میں چلا جاؤں گا اس سمندر کے مقابل ناسوت ایک معمولی نمی ہے۔ زانکہ۔ اس عالم ناسوت میں عالم ارواح کا معمولی سا اثر ہے۔ کش۔ شاد۔ چونکہ۔ یہ وجہ عالم ناسوت کی خاک۔۔ اور معمولی نمی میں زندہ ہے تو عالم ارواح میں اس کی زندگی کا تم خود اندازہ لگا لو کیسی ہوگی۔

۳ یم۔ یہ عالم ناسوت عالم ارواح اور ملکوت کے شہر کے لئے بمنزلہ دروازے کے ہے اور اس کی اس کے مقابلہ میں قطرے اور دریا کی مثال ہے۔ نمی۔ یہ نمی جان ہے اور سمندر جاناں ہے جان کی بقا جاناں سے اتصال کے اندر ہے۔ چونکہ۔ یہاں جو کچھ ہے وہ روح اعظم کا اثر ہے تو اس روح اعظم سے اتصال پیدا کرنے کی عزت حاصل کر۔

ا تا ترا آنجا برد کو بوده است ❊ جستن اندر خاک یم بیهوده است

تاکہ تجھے اس جگہ لے جائے جہاں وہ ہے ❊ خشکی میں سمندر ڈھونڈنا لغو ہے

جزوِ ہر خاکے بخاکستاں برد ❊ موجِ بحرِ جاں سوئے جاناں برد

ہر خاک کا جز، خاکستان کی جانب لے جاتا ہے ❊ جان کے سمندر کی لہر جاناں کی طرف لے جاتی ہے

پس زجاں کن وصلِ جاناں را طلب ❊ بے لب و بے کام می گو نام ربّ

جاناں کے وصل کو دل و جان سے طلب کر ❊ بغیر ہونٹ اور بغیر تالو کے خدا کا نام لے

تا رہی زیں حبس وایں فانی جہاں ❊ در جہانِ جاں بمانی جاوداں

تاکہ تو اس قید اور اس فانی جہان سے نجات پا جائے ❊ ہمیشہ جان کے جہاں میں رہے

تخمہائے عمر را در شورہ خاک ❊ می بکاری تا شوی آخر ہلاک

عمر کے بیجوں کو شور زمین میں ❊ تو بو رہا ہے تاکہ بالآخر ہلاک ہو جائے

ایں ۲ چنیں عمرِ عزیزِ بے بہا ❊ بے عوض ضائع کنی ہر دم چرا

ایسی قیمتی پیاری عمر کو ❊ تو بغیر عوض کے کیوں ضائع کرتا ہے؟

غبن می ناید ترا اے مرِ کار ❊ تا دہی گلزار و گیری خار زار

اے کام کے آدمی! کیا تجھے ٹوٹا نہ ہو گا؟ ❊ کہ تو چمن دیتا ہے اور خارستان لیتا ہے

عمر کاں شد صرف در دنیا، نماند ❊ خرم آنکش حق بسوئے خویش خواند

جو عمر دنیا میں صرف ہوئی، نہ رہی ❊ مبارک ہے وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب بلا لیا

عمرِ معدود شمردہ چوں دہی ❊ در رہِ حق گردد آں نا منتہی

تو جب گنی چنی عمر دیدے گا ❊ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ نا انتہا ہو جائے گی

بے شمار و بے حد و بے عد شود ❊ عمر وہ روزہ کو در طاعت رود

بے شمار اور بے حد اور ان گنت ہو جائے ❊ وہ دس روزہ زندگی جو بندگی میں بسر ہو

ہیں ۳ تجارت کن دریں بازار تو ❊ صد ہزاراں گل بر از یک خار تو

خبردار! تو اس بازار میں تجارت کرلے ❊ تو ایک کانٹے سے لاکھوں پھول حاصل کر

از یکے دانہ کہ کاری صد ہزار ❊ دانہ بر گیری زفضلِ کردگار

تو جو ایک دانہ بوئے لاکھوں ❊ دانے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے حاصل کرے

خود شمار آنجا بود کاخر بود ❊ بے شمار است آں طرف کان بر بود

شمار وہاں ہوتا ہے جہاں آخر ہو ❊ وہ جانب بے شمار ہے جہاں فنا ہو

ا تا ترا۔ وہ راستہ تجھے وہاں پہنچا دے گا جہاں روح اعظم ہے، عالم ناسوت میں اس کی جستجو بیکار ہے۔ جزو۔ انسان کا خاکی جسم اس کو قبرستان کی طرف لے جاتا ہے روح اس کو محبوب کی طرف لے جاتی ہے۔ پس۔ روح کو ذکر اللہ میں لگا۔ تا رہی۔ جب تیری روح ذاکر ہو جائے گی تو تجھے ابدی زندگی حاصل ہو جائے گی۔ تخمہائے۔ عمر کو جسم کی پرورش میں ختم نہ کر ورنہ تباہ ہو جائے گا۔

۲ ایں چنیں۔ عمر جیسی قیمتی چیز کو جسم کی پرورش میں ضائع نہ کر۔ غبن۔ ٹوٹا۔ مرد کار۔ معاملہ کرنے والا، بونے والا۔ گلزار۔ عالم آخرت۔ خار زار۔ دنیا۔ عمر زندگی کا وہ حصہ جو دنیاوی دھندوں میں صرف ہوا وہ ضائع ہوا۔ معدود۔ دنیا کی محدود زندگی کو اگر اللہ تعالیٰ کے لئے خرچ کر دیا جائے تو ابدی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔

۳ ہیں۔ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔ صد ہزاراں گل یعنی جنت۔ یک خار۔ دنیوی اتباع۔ از یکے۔ ایک نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے اور جس کو خدا چاہے وہ زیادہ بھی دیدیتا ہے۔ خود شمار۔ شمار تو دنیوی فانی چیزوں کی ہے آخرت کی نعمتوں کا شمار نہیں۔

سُوئے کلِ خود رواے جزوِ جدا — از خودی بگذر گریز اندر خدا

اے علیحدہ جز اپنے کل کی جانب جا — خودی سے گذر جا خدا کی پناہ میں بھاگ جا

در تنِ ہمچو سبُو ہستی چوآب — گفتگو و صلح و جنگت چوں حُباب

تو ٹھلیا جیسے جسم میں پانی کی طرح ہے — تیری گفتگو اور صلح اور جنگ کے بلبلے کی طرح ہے

چوں حُبابست ایں نقوش وایں صُور — برسر آب دروں اے نامور

یہ نقوش اور یہ صورتیں، بلبلے کی طرح ہیں — اے نامور! اندرونی پانی کے اوپر

یا چو کفے برسر آبِ دروں — تا شود سرِ دروں پیدا بروں

یا اندرونی پانی پر جھاگ کی طرح — تاکہ باطن کا راز باہر ظاہر ہو جائے

از ۲ تف و از کف و از بوئ قدور — می نماید خور دنیہا در تنور

گرمی سے اور جھاگ سے اور ہانڈیوں کی بو سے — تنور میں کھانے کی چیزیں واضح ہو جاتی ہیں

تا کہ شیرینی ویا ترشی ست آں — می شود ظاہر بر پیر و جواں

کہ وہ شیرینی ہے یا ترشی — بوڑھے اور جوان پر ظاہر ہو جاتی ہے

ہمچنیں از فعل و قولِ مرد ماں — می شود پیدا کہ چہ سانست جاں

اس طرح انسانوں کے فعل اور قول سے — ظاہر ہو جاتا ہے، کہ جان کیسی ہے

جانِ او در مرتبہ چونست چیست — مؤمن ست ویا کہ کافر یا ولی ست

اس کی جان رتبہ کیسی ہے، کیا ہے — مومن ہے یا کافر، یا ولی ہے؟

آب را اندر سبوبے یم مدار — تا نگردد آبِ شیریں ناگوار

ٹھلیا میں پانی، بغیر سمندر کی مدد کے نہ رکھ — تاکہ میٹھا پانی ناگوار نہ بن جائے

کاب ساکن بے مدد ناخوش شود — رنگ و بوئ و طعم خوب از وے رود

بغیر مدد کے ٹھہرا ہوا پانی برا ہو جاتا ہے — اس میں سے اچھا رنگ اور بو اور مزہ جاتا رہتا ہے

گفت ۳ احمدؐ ہر کہ دو روزش یکیست — ہست مغبون و گرفتارِ شکیست

حضرت احمدؐ نے فرمایا کہ جس شخص کے دو دن یکساں ہوں — وہ ٹوٹے میں اور شک میں گرفتار ہے

بے یقینے می زید در ابلہی — پُر زبادے ہمچو انبانِ تہی

بے وقوفی میں، بغیر یقین کے جی رہا ہے — خالی تھیلے کی طرح ہوا سے پُر ہے

ہر دمے پس میرود از پیش صف — می شود صافیش دُردے ہمچو کف

صف کے آگے سے ہر لحظہ پیچھے جا رہا ہے — اس کا صاف، جھاگ کی طرح تلچھٹ بنتا رہتا ہے

۱ سُوئے کل۔ روح اعظم سے اتصال پیدا کر جس کا طریقہ ترک خودی اور فنا ہے۔ حُباب۔ بلبلہ یا چہ۔ جسم کی تشبیہ سبو اور روح کی تشبیہ پانی سے دی اب فرماتے ہیں کہ یا جسم کو پانی کے جھاگ سے تشبیہ دو۔

۲ از تف۔ ہانڈی کی گرمی ابال اور خوشبو بتا دیتی ہے کہ تنور میں کیا پک رہا ہے۔ ہمچنیں۔ اسی طرح انسان کے جسم کا قول و فعل روح کی حالت بتا دیتا ہے۔ جان او۔ انسان کا قول و فعل روح کے مرتبہ کفر اور ایمان اور ولایت کو ظاہر کر دیتا ہے۔ آب۔ روح کے پانی کا تعلق روح اعظم کے دریا سے پیدا کر لے ورنہ گڑھے کا ٹھہرا ہوا پانی متغیر ہو جاتا ہے۔

۳ گفت احمد۔ حدیث شریف ہے مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَھُمْ مَغْبُوْنٌ جس کے دو دن یکساں ہوں وہ ٹوٹے میں ہے یعنی اس نفع سے محروم ہے جو اس کو دوسرے دن کمانا چاہیے تھا۔ انبان۔ چمڑے کا تھیلا۔ ہر دمے۔ جس کو یقین کا مرتبہ حاصل نہیں وہ تنزل اختیار کرتا رہتا ہے اور دریا سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے اس کی روح کا پانی گندہ ہو جاتا ہے۔

رنجِ اُو ہر لحظہ بَد تَرمی شوَد ہر دَمے اُوزِشت و اَبتَرمی شوَد

اس کا رنج ہر لمحہ بدتر ہو رہا ہے وہ ہر لحظہ برا اور ناقص ہو رہا ہے

سُوئےِ [1] دوزخ میرود آں ردِّ باب بے عذابِ بحرِ در نار و عذاب

وہ مردود بارگاہ، دوزخ کی جانب جاتا ہے بغیر سمندر کے شیریں پانی کے آگ اور عذاب میں

پیش ازانکہ کارِ تو آنجار سَد ہر دَمے غفلت ترا واپس بَرَد

اس سے پہلے کہ تیرا معاملہ وہاں تک پہنچے اور غفلت کا ہر سانس تجھے الٹا لوٹائے

رو بسُوئےِ اصل خود ہمچوں خلیل بگذرا از ستارہ و چرخ چونیل

حضرت خلیل کی طرح اپنی اصل کی جانب جا ستارے سے اور نیل سے جیسے آسمان سے گذر جا

پائےِ [2] ہمت برخور و بر ماہ نہ سَر براں ایوان وآں درگاہ نہ

ہمت کا پاؤں، سورج اور چاند پر رکھ دے اس بارگاہ اور اس درگاہ پر سر رکھ دے

ایں خُودی را خرج کُن اندر خُدا تانمانی ہمچو ابلیسے جُدا

اس خودی کو خدا میں صرف کر دے تاکہ تو شیطان کی طرح جدا نہ رہے

آبِ جاں را ریز اندر بحرِ جاں تاشوی دریائے بیحدّ و کراں

جان کے سمندر میں جان کے پانی کو بہادے تاکہ تو بے حد اور بے ساحل دریا بن جائے

قصہ کوتہ کُن کہ رفتم در حجاب ہیں خمش وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بالصَّواب

قصہ مختصر کر کہ میں پردے میں چلا گیا ہاں چپ جا اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

شُکر ایں نامہ بعنوانے رَسید گم نشُد نقد و باخوانے رَسید

شکر ہے یہ نامہ ایک عنوان کے خاتمہ تک پہنچ گیا نقد، گم نہ ہوا اور بھائیوں کو پہنچ گیا

نردبانِ آسمانست ایں [3] کلام ہر کہ ازایں بَر رود آید ببام

یہ کلام، آسمان کی سیڑھی ہے جو اس کے ذریعہ اوپر جائے گا چھت پر پہنچ جائے گا

نے ببامِ چرخ کاں اخضر بُود بَل ببامے کز فلک برتو بُود

آسمان کی چھت پر نہیں جو سبز ہے بلکہ اس چھت پر جو آسمان سے اونچی ہے

بامِ گردوں را ازو آید نوا گردشش باشد ہمیشہ زاں ہوا

اس کے لئے سامان، گردوں کی چھت سے آتا ہے اسی خواہش سے اس کی ہمیشہ گردش ہوتی ہے

[1] سُوئے دوزخ۔ جس کو ایمان کا مرتبہ حاصل نہیں وہ مردود بارگاہ ہے اور جہنم کی طرف جا رہا ہے۔ پیش۔ اس حالت سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کرلے۔ خلیل۔ حضرت ابراہیم نے ستاروں کی الوہیت کا انکار فرمایا تھا۔

[2] پائی ہمت۔ چاند سورج سب مخلوق ہیں ان سے گذر کر خالق کی بارگاہ میں پہنچ جا۔ ایں خودی۔ فنا حاصل کر جب وصل ہوگا ورنہ شیطان کی طرح جدا رہے گا۔ قصہ۔ اب اس خاتمہ کو ختم کرو اور چپ ہوجاؤ۔ شکر۔ میرے پاس جو مضامین تھے وہ میں نے اپنے پیر بھائیوں کو پہنچا دیئے۔

[3] ایں کلام۔ مثنوی۔ ببام۔ بام سے آسمان کی بلند سطح مراد نہیں ہے بلکہ بارگاہ خداوندی مراد ہے۔ بام گردوں۔ اس بام کو اسی بام سے خوراک ملتی ہے اور یہ اسی کے عشق میں سرگرداں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِختتام مثنویِ مولویِ معنوی

اِفتتاح کلام بہ تمہیدِ اختتامِ سراپا احتشام مثنویِ معنویِ مولانا جلال الدین رُومی قُدِّسَ سرّہ

از حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

جذب ذوق و شوق مولانا حسام ۱
مولانا حسام الدین کے ذوق و شوق کی کشش

میکشد مارا بسوئے اختتام
ہمیں خاتمہ کی جانب کھینچ رہی ہے

اختتامِ مثنوی معنوی
مثنوی معنوی کو خاتمہ تک پہنچانا

میکشد جاں را برہِ مُستوی
جان کو سیدھے راستہ پر کھینچ رہا ہے

می تراوَد خود بخود از لب سخن
ہونٹ سے خود بخود کلام ٹپک رہا ہے

آنچہ خواہی اے ضیاء لدّین بکن
اے ضیاء الدین! آپ جو چاہیں کریں

چوں زمامِ عقلِ من در دستِ تست
چونکہ میری عقل کی باگ آپ کے ہاتھ میں ہے

ہر کجا خواہی بکش جاں مستِ تست
جس جگہ آپ چاہیں کھینچ لیں جان آپ سے مست ہے

پرتوِ خورچوں در آبے اوفتاد
سورج کا عکس جب کسی پانی پر پڑا

آب' داد آفتابے را بداد
پانی نے سورج کی عطا کی داد دی

رُوحِ مولانا جلال الدین روم
مولانا جلال الدین رومیؒ کی روح

مہرِ ۲ بُرجِ معرفت ' بحرِ علوم
جو علوم کے سمندر اور معرفت کے برج کے چاند ہیں

پرتوے زد چونکہ برطورِ دلم
جب میرے دل کے کوہ طور پر عکس ڈالا

گشت نورانی تنِ آب و گلم
میرا آب و گل کا جسم نورانی بن گیا

بر زمانم آں مہ چرخ بریں
بلند آسمان کا وہ چاند ہر لمحہ

میزند چشمک ببامِ دل کہ ہیں
بام دل پر اشارہ کرتا ہے کہ ہاں

اختتامِ مثنوی آغاز کن
مثنوی کے خاتمہ کا آغاز کر

نامۂ سربستہ ام را باز کن
میرے سربستہ نامہ کو کھول

آں حکایت گوکہ ناگفتہ بماند
وہ حکایت کہہ جو بغیر کہی رہ گئی

نظم کن آں دُر کہ نا سُفتہ بماند
اس موتی کو پرو' جو بغیر پرویا رہ گیا

زُود دَر سلکِ بیاں در کش دُرا
جلد اس کو لڑی میں پرو

در ۳ رَسد فیضانِ رُوحانی زما
ہمارا روحانی فیضان ' ضرور ' پہنچے گا

چونکہ حدِّ خود ندیدم تن زدم
چونکہ میں نے اپنا مرتبہ نہ دیکھا میں خاموش ہوگیا

بردرش از عُذر سر را من زدم
عذر سے میں نے اپنا سران کے در پر رکھ دیا

---

۱ حُسام۔ حسام الدین۔ اختتام۔ یعنی مثنوی کا خاتمہ لکھنا۔ می کشد۔ یعنی جذب۔ ضیا لدّین۔ ضیا الحق۔ داد۔ عطا یعنی سورج کا جب عکس پانی پر پڑتا ہے تو پانی بھی اس کو نمایاں کرتا ہے اسی طرح مولانا حسام الدین کی روح کے عکس کو جو میری روح پر پڑا میں نمایاں کر رہا ہوں۔ طور۔ کوہ طور۔

۲ مہر۔ یعنی مولانا جلال الدین شریعت اور طریقت کے جامع ہیں۔ مہ۔ یعنی مولانائے روم۔ میزند۔ یعنی مولانا جلال الدین آنکھ سے اشارہ کر رہے ہیں کہ مثنوی کا خاتمہ لکھ۔ ناگفتہ۔ یعنی تیسرے شہزادے کا قصہ۔

۳ در رسد۔ بقول مولانا بہاؤ الدین کے مولانا رومؒ نے فرمایا تھا (شعر) باقی ایں گفتہ آید بے زباں ۔ در دل عکس کہ دارد نور جاں۔ تن زدم میں خاموش ہوگیا۔

چونکہ قولِ آں ایازِ پاک دید
چونکہ اس پاک نظر ایاز کا قول
در نگاہِ دیدۂ دل میں خلید
دل کی آنکھ کی نظر میں چبھ رہا تھا
کاشکستن امر از گوہر دشوار تر
کیونکہ حکم کا توڑنا موتی کے توڑنے سے زیادہ دشوار ہے
لاجرم بستم بامر او کمر
لامحالہ میں نے ان کے حکم سے کمر باندھ لی
اے خدا اے قادرِ بیچون و چند
اے خدا اے بے کم و کیف پر قادر!
رازہا کردی درونِ سینہ بند
تو نے سینہ میں راز بند کر دیے ہیں
سینہ را صندوق سرہا کردۂ
تو نے سینہ کو رازوں کا صندوق بنایا ہے
و اندراں مخزوں گہرہا کردۂ
اور اس میں موتی، خزانہ کر دیے ہیں
ربط دادی سینہ را با سینۂ
تو نے سینہ کو سینہ سے ربط دیا ہے
ربط ایں آئینہ با آئینۂ
جس طرح اس آئینہ کا آئینہ سے ربط ہے
نقش ایں آئینہ در دیگر پدید
اس آئینہ کا نقش دوسرے میں ظاہر
کردی از صنعِ خود اے ربِ مجید
کردیا، رب مجید! تو نے اپنی کاریگری سے
آب از جوئے بجوئے می رود
پانی ایک نہر سے دوسری نہر میں جاتا ہے
باز جیسو گشتہ تا دریا رود
پھر اکٹھا ہو کر دریا میں دوڑ جاتا ہے

رفت چوں در بحرِ آب جویہا
جب نہروں کا پانی سمندر میں چلا گیا
جملہ یکذات و یک آبست اے فتا
اے نوجوان! سب ایک ذات اور ایک پانی ہے
باتو رمزے ۲ گفتم اے جاں گوش کن
اے جان! اس میں نے تجھ سے ایک رمز کہہ دی
جملہ تن جاں باش و جاں راہوش کن
مجسم جان بن جا اور جان کو ہوش بنا لے
رو بسوئے آں وصیت باز گرد
چل اس وصیت کی جانب پلٹ
ز انتظارِ آں سہ پسر را دل بدرد
ان تین لڑکوں کے دل انتظار سے درد میں ہیں

آغاز داستان بیان کردن آں سہ پسر کاہلی خود را و طلب حکم از قاضی بصدق و صفا

ان تینوں لڑکوں کا اپنی کاہلی کو بیان کرنے کی داستان کا آغاز اور سچائی اور صفائی کے ساتھ قاضی سے فیصلہ چاہنا

گفت قاضی کاہلی خود شما
قاضی نے کہا تم اپنی کاہلی
سر بسر گوئید تفصیلاً بما
پوری پوری تفصیل سے ہم سے کہو
ہر یکے باید کہ گوید حالِ خویش
ہر ایک کو اپنا حال بیان کرنا چاہیے
تابدانم کاہلی کیست بیش
تاکہ میں سمجھوں کس کی کاہلی بڑی ہوئی ہے

در سخن پنہاں ست حالِ مرداں
انسانوں کی حالت گفتگو میں پوشیدہ ہے
مرد در زیرِ سخن باشد نہاں
انسان گفتگو میں پوشیدہ ہوتا ہے
حقۂ سر بستہ جانِ آدمی ۳ ست
انسان کی جانب ایک سربستہ ڈبہ ہے
باز مفتاحش زبانِ آدمی ست
پھر اس کی کنجی آدمی کی زبان ہے
آدمی را از سخن باشد شناخت
آدمی کو گفتگو سے پہچاننا چاہیے
غیرِ کشتی بر سرِ دریا کہ تاخت
کشتی کے بغیر دریا میں کون دوڑ سکتا ہے؟
اولیں گفتا بداں حد کاہلم
پہلے نے کہا میں یہاں تک کاہل ہوں
کاُستاد و تنبلاں را تنبلم
کہ استاد اور کاہلوں کا کاہل ہوں
ہیں تو بشنو حالِ مارا اے سنی
اے بزرگ! تو ہمارا حال سن لے
بُد شب باران و فقدِ روشنی
بارش کی رات تھی اور روشنی مفقود تھی
برف می بارید دہاراں ز مہریر
برف برستی تھی اور بارش اور جاڑا
عالمے مانند یخ بستہ قریر
جہان جمے ہوئے برف کی طرح ٹھنڈا تھا
تشنہ گشتم آتشم پُر دود گشت
میں پیاسا ہو گیا میری آگ دھویں سے بجھ گئی
آتشِ باطن بزد برکوہ و دشت
باطن کی آگ پہاڑ اور جنگل میں جا لگی

۱ پاک دید۔ پاک نظر۔ کمر بستن۔ تیار ہو جانا۔ ربط۔ ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں علوم منتقل ہوتے ہیں جس طرح ایک آئینہ سے دوسرے آئینہ میں عکس آ جاتا ہے۔ آب۔ وہ علوم جو مولانا کے سینہ میں تھے وہ میرے سینہ میں آ گئے۔ باز جیسو۔ ان مضامین کا مقصد ایک ہے۔ ۲ رمز۔ یعنی مطالب کا اتحاد اور ان کا ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں منتقل ہو جانا۔ وصیت۔ باپ نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ سب سے زیادہ کاہل کو دیا جائے۔ ۳ آدمی۔ یعنی انسان کا باطن معلوم ہو جاتا ہے اور زبان کشتی ہے دریا کے اندر کشتی کے ذریعہ معلوم کیے جاتے ہیں اسی طرح باطن کا حال زبان سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اہل ظاہر کے لیے ہے اور شریعت اسی کو معتبر مانتی ہے اہل باطن کشف سے بھی باطنی حال معلوم کر لیتے ہیں لیکن کشف دوسرے پر حجت نہیں ہے۔ سنی۔ بلند۔ روشن۔ دود۔ یعنی اجرت۔ کوہ و دشت۔ یعنی اعضاء

نفس نالاں درپئے آبِ خنک
ٹھنڈے پانی کے لئے نفس نالاں تھا
کاہلی ام گفت بنشیں سیلنگ [1]
میری کاہلی نے کہا، آہستہ بیٹھ (ٹھہر جا)
از گرانجانی بخواب اندر شدم
میں سستی کی وجہ سے سونے لگا
گشتہ کاہل، پای بربستر زدم
کاہل بن کر، میں بستر پر چڑھ گیا
خواب نامد اندراں عطشانیم
اس پیاسے پن میں مجھے نیند نہ آئی
دمبدم افزود سر گردانیم
لحہ بہ لحہ میری پریشانی بڑھی
آخرش برخاستم بہرِ وضو
بالآخر میں وضو کے لئے اٹھا
قصد کردم جانبِ آب و سبو
پانی اور ٹھلیا کی جانب میں نے ارادہ کیا
یادِ من آمد حدیثے از انسؓ
مجھے حضرت انسؓ کی حدیث یاد آ گئی
اسبِغ امرِ آں رسولِ خوش نفس
اس خوش دم رسول کا حکم کہ وضو مکمل کر
طالبِ غُرّ محجّل گشتہ زود
میں فوراً غر محجل کا طالب بن کر
در وضو گشتم شتاباں اے ودود
اے محب! جلد وضو میں لگ گیا
کردم اسباغِ وضوزاں آبِ سرد
میں نے اس ٹھنڈے پانی سے وضو کی تکمیل کی
سردیٔ او دست و پا بیکار کرد
اس کی ٹھنڈک نے ہاتھ اور پاؤں بیکار کر دیئے

غالب آمد کاہلی برمن چناں
تجھ پر کاہلی ایسی غالب آئی
کہ نکردم جرعۂ زاں اندر دہاں
کہ اس کا ایک گھونٹ منہ میں نہ ڈالا
از عطش می مُردم و اعضا چو برف
میں پیاس سے مر رہا تھا اور برف جیسے اعضاء تے
برد ظاہر را بباطن کردہ صرف
ظاہری ٹھنڈک کو باطن پر صرف کیا
از [2] کسالت گفتم ایں بردِ وجود
میں نے کاہلی کی وجہ سے کہا، یہ جسم کی ٹھنڈک
حرِّ باطن عاقبت خواہد ربود
انجام کار باطن کی گرمی کو دور کر دے گی
کاہلی از آب خوردن منع کرد
کاہلی نے پانی پینے سے روک دیا
آب در دست و بدست اسباب برد
پانی ہاتھ میں تھا اور ٹھنڈک کے اسباب ہاتھ میں
لیک از دستم دہاں بس دور بود
لیکن میرا ہاتھ منہ سے بہت دور تھا
از کسالت کے مرا مقدور بود
کاہلی کی وجہ سے مجھے قدرت کہاں تھی؟
گفت رمزے گفتہ ام زاں کاہلی
اس نے کہا، میں نے اس کی طرف ایک اشارہ کر دیا ہے
قاضیا تو فہم کُن گر عاقلی
اے قاضی! اگر تو سمجھ دار ہے تو سمجھ لے
زاہداں درکارِ دنیا کاہل اند
زاہد، دنیا کے کام میں کاہل ہیں
در ادائے بارِ عقبیٰ کامل اند
آخرت کا بوجھ اتارنے میں کامل ہیں

نفس را بگشند بہرِ نان و آب
روٹی اور پانی کی خاطر نفس کو مارتے ہیں
یکدم آبی بُود شاں را شراب
پانی کا ایک گھونٹ ان کے لئے شراب ہے
نفسِ کافر را بس ست از فربہی
کافر نفس کے موٹاپے کے لئے کافی ہے
آنکہ بہرِ ہر عطش آبش دہی
کہ تو ہر پیاس کے وقت اسے پانی دیدے
نفسِ سرکش را بسندہ ست از قساوٗ
قساوت کی وجہ سے سرکش نفس کے لئے کافی ہے
کو خورد آبے بہرِ رغبت چوگاوٗ
کہ وہ ہر خواہش کے وقت بیل کی طرح پانی پی لے
امرِ نفسِ خویش را دانی کشاوٗ
تو اپنے نفس کے حکم کو شاہی فرمان سمجھتا ہے
میبرد ہر سو ترا ایں نفس گاوٗ
یہ بیل جیسا نفس تجھے ہر جانب لے جاتا ہے
کارِ مرداں کاہلی در کارِ تن
بہادروں کا کام جسم کے کام میں کاہلی ہے
چابکی جستن بطاعت در محن
اور مشقتوں میں فرمانبرداری کیساتھ چستی تلاش کرنا
باش کاہل بلکہ میرِ کاہلاں
کاہل بن جا، بلکہ کاہلوں کا سردار
از ہمہ تدبیرِ دنیا اے فلاں
اے فلاں! دنیا کی تمام تدبیروں سے
کارِ عقبیٰ میکند دنیات خوب
آخرت کا کام، تیری دنیا کو اچھا کر دے گا
روز راہِ دیں در دنیا بکوب
جا دین کے راستے سے دنیا کا دروازہ کھٹکھٹا

---

[1] سیلنگ - آہستہ۔ اسبغ - اس کا وضو کا حکم ہے، وضو مکمل کیا کرو۔ غر محجل - وضو کرنے والے قیامت میں منور چہرے اور منور اعضا والے ہوں گے۔ غر - اغر کی جمع ہے روشن رو وہ گھوڑا جس کی پیشانی پر سفیدی ہو۔ محجل - جس کے پاؤں سفید ہوں۔ [2] از کسالت - میں نے سستی کی وجہ سے یہ تصور کر لیا کہ یہ بدن کی ٹھنڈک پیاس کی گرمی کو بجھا دے گی۔ اسباب برد - یعنی پانی جس سے پیاس کی گرمی دفع کیا جا سکتا تھا۔ کسالت - سستی۔ زاہداں - یہ صاحب مثنوی کا مقولہ ہے۔ شراب - یعنی نفس کشی کے لئے پیاس۔ کہ وقت پانی [illegible] پرہیز کرتے ہیں جیسے کہ شراب سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ [3] آنکہ - چونکہ وہ نفس کو موٹا کرنا نہیں چاہتے اور اس کے موٹاپے کے لئے یہی کافی ہے کہ تو اس کی خواہش پر اس کو پانی پلاتا رہے۔ بسندہ - کافی۔ قساوٗ - دل کی سختی۔ کشاوٗ - شاہی فرمان یعنی تو اپنے نفس کے حکم کو شاہی فرمان کی طرح واجب الاتباع سمجھتا ہے۔ محن - مشقتیں۔ روز - جا۔ [illegible] جو اللہ کے کاموں میں لگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا درست کر دیتا ہے۔

گفت پیغمبر کہ ہر کس منقطع
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص انقطاع کر لینے والا
سُوی ۱ حق شد گشت کارش مجتمع
اللہ کی جانب ہوا اس کا کام مجتمع ہو گیا
سُوی دنیا ہر کہ شد انقطاع
جس کا انقطاع دنیا کی جانب ہوا
گشت تفویضش بدنیا بے نزاع
بلا اختلاف اس کی سپردگی کی دنیا کی طرف ہو گئی

داستان بر سبیل تمثیل کہ اختیار کارِ عقبیٰ برکارِ دنیا اولیٰ ست
تمثیل کے طور پر ایک داستان کہ آخرت کے کام کو دنیا کے کام پر ترجیح دینا زیادہ بہتر ہے

بود مردِ صالحے با زہد و ورع
ایک شخص نیک، زاہد اور پرہیزگار تھا
داشت وجہ قوتِ خود از حرث و زرع
جو اپنی روزی کی سبیل کھیت اور کیاری سے رکھتا تھا
بود یک اشتر مر او را بس حرون
اس کا ایک بہت سرکش اونٹ تھا
بارہا بگریختے کردے زبوں
بارہا بھاگ جاتا، عاجز کر دیتا
اتفاقاً روز جمعہ آمد پیش
اتفاق سے جمعہ کا دن آ گیا
اشترش بگریخت از مرعای خویش
اس کا اونٹ، اپنی چراگاہ سے بھاگ گیا
واندراں جمعہ آش سقای زرع بود
اور اس جمعہ کو اس کی کھیتی کو پانی دینا تھا
آب نہر آں روز بہرش میکشود
اس روز اس کے لئے نہر کا پانی چالو ہوتا تھا

مرد حیراں گشت و گفتا یا خدا
مرد حیران ہو گیا اور بولا اے خدا!
نوبت سقی آمدہ اکنوں مرا
اب میری سیرابی کی باری آ گئی
گر سقایت میکنم اشتر کجا
اگر میں سیرابی کروں اونٹ کہاں ہے؟
ہم کجا یابم نماز جمعہ را
نیز جمعہ کی نماز کہاں پاؤں گا؟
ور کنم اندر سقایت من درنگ
اور اگر میں سیراب کرنے میں دیر کرتا ہوں
میشود از یُبس کار زرع تنگ
تو خشکی کی وجہ سے کھیتی کا معاملہ تنگ ہو جائے گا
بہر اشتر رو بصحرا گر کنم
میں اگر اونٹ کی خاطر جنگل کا رخ کروں
وز تفحص در بیاباں بر تنم
اور جستجو میں جنگل میں پھروں
پس نماز و زرع ہر دو میرود
تو نماز اور کھیتی دونوں جا رہی ہیں
وہ نمیدانم کہ عالم چوں شود
ہائے میں نہیں سمجھتا کہ میرا کیا حال ہو گا؟
زیں تردد با دل او شاخ ۲ شاخ
اس تردد سے اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے تھا
زیں صد گونہ اشجاں بود و راخ
غموں اور دکھ میں سو طرح گردی تھا
عاقبت بعد از تردد گفت خوب
انجام کار، تردد کے بعد بولا، ہاں
بہر جمعہ رَو در حق را بکوب
جمعہ کے لئے جا اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹا

کیں متاع باقی و آں فانی ست
کیونکہ یہ باقی رہنے والی چیز ہے اور وہ فانی ہے
دل بفانی بستن از نادانی ست
فانی سے دل وابستہ کرنا نادانی ہے
ابن عباسؓ از پیمبرؐ نقل کرد
حضرت ابن عباسؓ نے پیغمبرؐ سے نقل کیا ہے
ہست جمعہ حج مسکیناں فرد
جمعہ یکتا مسکینوں کا حج ہے
کرد پس تبکیر مسجد اختیار
اس نے سویرے سویرے مسجد میں جانا پسند کیا
کش ۳ ثواب بدنہ آمد در شمار
کیونکہ شمار کرنے میں اس کے لئے اونٹ کا ثواب آیا ہے
رفتہ در مسجد بحق مشغول شد
مسجد میں جا کر حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو گیا
جملہ زا افکار جہاں معزول شد
دنیا کی تمام فکروں سے جدا ہو گیا
با نیاز دل بصد جزع و خضوع
دل کے نیاز کے ساتھ سینکڑوں خشوع اور خضوع سے
گشت با حق در سجود و در رکوع
اللہ تعالیٰ کے لئے سجود اور رکوع میں مشغول ہو گیا
چوں فراغت یافت از ورد و نماز
جب نماز اور وظیفہ سے فارغ ہوا
مرد کرد آہنگ خانہ زود باز
اس شخص نے جلد گھر کی واپسی کا ارادہ کیا
تا دریں دم کار دنیا ہم کند
تاکہ اس وقت، دنیا کا کام بھی کرے
یکزمانے بر مکاسب بر تند
تھوڑی دیر کے لئے کمائی میں مصروف ہو جائے

۱ سُوی۔ جانب۔ جو شخص دنیا کے پیچھے پڑتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی کوئی مدد نہیں فرماتا بلکہ اس کا معاملہ دنیا کے سپرد فرما دیتا ہے۔ حرث۔ کھیتی۔ حرون۔ سرکش۔ مرعی۔ چراگاہ۔ ۲ شاخ شاخ۔ پارہ پارہ۔ اشجاں۔ شجن کی جمع ہے غم۔ راخ۔ [illegible] ابن عباسؓ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے نقل فرمایا ہے کہ جس کے پاس حج کے اخراجات نہ ہوں اس کو اللہ تعالیٰ جمعہ میں حج کا ثواب عطا فرما دیتا ہے۔ جمعہ اور حج اس اعتبار سے یکساں ہیں کہ دونوں میں مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ تبکیر۔ کام کو صبح سویرے کرنا۔ فرد یعنی وہ مسکین جو اکیلے ہیں۔ ۳ کش۔ حدیث شریف میں ہے جو شخص سویرے جامع مسجد میں پہنچتا ہے اس کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ بدنہ قربانی کا اونٹ۔ [illegible] مکاسب۔ کمائی کے ذرائع۔

دید اُشتر برمُناخش اِ بَستہ اَست
اس نے دیکھا اونٹ اپنے باڑے میں بندھا ہے
بس غریب و عاجز و تن خستہ اَست
بہت تھکا ہوا اور عاجز اور زخمی بدن ہے
گفت زَن را ایں شُتر چوں آمدہ
اس نے بیوی سے کہا، یہ اونٹ کیسے آیا؟
گفت ایں را خستہ آوردہ دَدَہ
اس نے کہا اس کو درندہ زخمی کر کے لایا ہے
درپے اُو گرگِ زَفت اُفتادہ بُود
موٹا بھیڑیا اس کے پیچھے پڑا تھا
تابدینجا ایں خَروں را رَہ نمود
حتی کہ اس سرکش کی یہاں تک رہنمائی کر دی
مَرد را ہر مُو زَباں شکر گشت
مرد کا ہر ہر رونگٹا شکر کی زبان بن گیا
کایں شُتر را حق بیاوُرد وہ زَدشت
کہ اس اونٹ کو خدا جنگل سے لایا ہے
بایدم حالا بسُوئے زَرع رَفت
اب مجھے کھیتی کی جانب جانا چاہیے
تاد ہم پے بکِشتِ خویش تَفت
تاکہ فوراً اپنی کھیتی کو پانی دے لوں
آنچہ ناید کُلِّ آں دَر دستِ تُو
جس کا کُل تیرے ہاتھ میں نہ آئے
ہیں تو مگداز اے برادر جُزوِ اُو
خبردار! اے بھائی! اس کے جز کو نہ چھوڑ
آخرش خَد سُوئے کِشتِ خود دَواں
بالآخر وہ اپنی کھیتی کی جانب دوڑا
دید خوش سبز و دَرو آبے رواں
اس نے بہت سبز دیکھا اور اس میں پانی جاری تھا
در تعجب آمد آں مردِ خدا
وہ مرد خدا تعجب کرنے لگا
کیں زراعت راچگونہ خَد سِقا
کہ اس کھیتی کی کس طرح سیرابی ہوئی؟

نیست در ہمسایہ احساں آنقدر
پڑوسی میں اس قدر احسان نہیں ہے
کو دہد آں آب را ایں سُو گذر
کہ وہ پانی کو اس جانب گذرنے دے
آخرش پُرسید از جارِ عقار ۲
بالآخر اس نے زمین کے پڑوسی سے پوچھا
کایں زراعت راکہ آورد آبشار
کہ اس کھیتی میں پانی کا چشمہ کون لایا؟
گفت حقّا کہ عجب کارِ شگرف
اس نے کہا، یقیناً عجیب معاملہ ہے
خود بخود گردید ایں سُو آب صَرف
پانی خود بخود اس جانب پھر گیا
آب را میراندم اندر کِشتِ خویش
میں اپنی کھیتی میں پانی چلاتا تھا
آں رواں می شُد بز رعت پیش پیش
وہ آگے آگے تیری کھیتی میں جاتا تھا
منع میکردیم و پُشتہ میزدیم
میں روکتا تھا اور پشتہ باندھتا تھا
چوں ندیدم حاصلے عاجز شُدیم
جب میں نے کوئی نتیجہ نہ دیکھا میں عاجز آ گیا
حکمِ حق ایں آب در کِشتِ تو راند
اس پانی کو اللہ کے حکم نے تیری کھیتی میں چلا دیا
مرد شاداں گشت والحمد بخواند
مرد خوش ہو گیا اور الحمد پڑھی
ہرکہ کارِ دیں کند دنیائے دوں
جو شخص دین کا کام کرتا ہے، کمینی دنیا
برسرش ریزد زبون و سرنگوں
عاجز اور سرنگوں ہو کر اس کے سر پڑتی ہے
ور بدنیا سرفرو آرد زشک
اور اگر شک سے دنیا کی جانب سر جھکاتا ہے
لایُبَالِ اللّٰہُ فِیْ وَادٍ ھَلَکْ
اللہ تعالیٰ پروا نہیں کرتا کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوا

زیں سبب فرمود احمد مجتبےٰ
اسی لئے احمد مجتبیٰ نے فرمایا
کہ اَتَتْکَ رَاغِمًا مِّنْ نَّفْسِھَا
کہ وہ تیرے پاس ذلیل ہو کر خود بخود آئے گی
در بیانِ ایں شنو یک داستاں
اس کے بیان میں ایک داستان سن لے
کانچنیں باشد طریقِ راستاں ۳
کہ سچوں کا راستہ ایسا ہوتا ہے

حکایت در بیانِ حالِ آں درویش
اس درویش کے حال کے بیان میں حکایت
کہ از دنیا عُزلت گزیدہ بُود و دنیا
جس نے دنیا سے علیحدگی اختیار کر لی تھی
رُو بدو آورد و سُوئیش دوید ہر
اور دنیا نے اس کا رخ کیا اور اس کی جانب
چند کہ اُو پا کشید بیشتر رسید
دوڑی جتنا وہ پیچھے ہٹا وہ آگے آئی

بُود درویشے بسے صاحب دلے
ایک درویش بہت صاحب دل تھا
در رہِ حق چست و چابک کاملے
اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پورا چست اور تیز تھا
رُو ز ایں وآں خلقاں تافتہ
مخلوق کے اس اور اس سے اس نے منہ موڑ لیا تھا
جاں بتار و پُودِ وحدت بافتہ
جان کو وحدت کے تانے بانے سے بنا تھا
خلق را بگذاشت در غارے نشست
اس نے مخلوق کو چھوڑا، ایک غار میں بیٹھ گیا
در بروئے خلق و عالم جملہ بست
مخلوق اور جہاں پر دروازہ بند کر لیا
در فضائے تیہ و صحرائے بعید
تیہ کی فضا اور دور جنگل میں
قُربِ یزداں را بخاطر برگزید
اللہ تعالیٰ کے قرب کو دل میں پسند کر لیا

۱ بستہ: اونٹوں کا باڑہ۔ صدا و عفوصہ۔ آخرش: اس حال کا آخر۔ سقاء: سیرابی۔ ہمسایہ: یہاں پڑوس کی زمین کا مالک۔ جار: پڑوسی۔ عقار: زمین۔ شگرف: عجیب۔ صرف: فرق۔ یعنی جو دنیا کو ٹھکراتا ہے دنیا ذلیل ہو کر خود اس کے سامنے آتی ہے۔ زشک: یعنی اس کو اللہ پر بھروسا اور یقین نہ ہو۔ ۳ راستاں: یعنی باخدا۔ ایں وآں: یعنی لوگوں کا مال و دولت اولاد وغیرہ سے کنارہ کر لیا۔ یعنی وہ لوگوں سے منقطع تھا۔ تیہ: حیران کن جنگل۔

بُود بر صحرا یکے غارِ نہاں
جنگل میں ایک چھپا ہوا غار تھا
مختفی گردید عارف اندراں
عارف اس میں چھپ گیا
برنمی آمد ازاں در ہیچ گاہ
اس میں سے کسی وقت برآمد نہ ہوتا تھا
جُز کہ اغراضِ ۱؎ ضروری گاہ گاہ
کبھی کبھی، ضروری غرضوں کے سوا
در حِرا ہمچوں نبی بگرفت جا
اس نے جگہ پکڑ لی جس طرح نبیؐ نے غارِ حرا میں
دل غنیدہ از جہانِ بے وفا
بے وفا دنیا سے دل برداشتہ ہو کر
بعدِ ہفتہ قُوتِ اُو برگِ شجر
اس کی خوراک ایک ہفتہ کے بعد درخت کے پتے ہوتے
کمترک خوردے نخفتے تا سحر
تھوڑے سے کھاتا، صبح تک نہ سوتا
مُدتے زاں ساں دراں صحرا و دشت
اس صحرا اور دشت میں ایک زمانہ تک اسی طرح
آں غزالِ راہِ دیں آوارہ گشت
دین کی راہ کا ۲؎ ہرن آوارہ پھرتا رہا
واندراں آوارگی تعمیر بُود
اور اس آوارگی میں تعمیر تھی
گونہ گونہ نور را تیسیر بُود
قسم قسم کے انوار کی سہولت تھی
ہرکہ بُرّد زیں جہاں آنسو رود
جو اس دنیا سے کٹتا ہے اس جانب جاتا ہے
فصلِ اینجا وصلِ عقبیٰ میشود
اس جگہ دنیا سے علیحدگی آخرت کا وصل بن جاتی ہے

فصل وصل آمد بُرش پیوند گشت
فراق وصل بنا، جدائی جوڑ بنی
شہر ویرانہ ست معمورست دشت
شہر ویرانہ ہے، جنگل آباد ہے
نعل ۳؎ معکوس ست جُملہ ایں جہاں
یہ دنیا سب الٹا نعل ہے
تانہ پے ہرگز برد کس رائگاں
تاکہ خواہ مخواہ کوئی پتہ نہ لگائے
جدّ و کوشش شرطِ راہِ دوست ست
دوست کے راستہ کی شرط جدوجہد ہے
جٰـھدُوْا مغزست باقی پوست ست
انہوں نے کوشش کی' مغز ہے بقیہ چھلکا ہے
سخت باریک ست راہِ آں حبیب
اس دوست کا راستہ بہت تنگ ہے
کے رود بر استقامت جُز لبیب
عقلمند کے سوا سیدھائی کے ساتھ کون جاسکتا ہے؟
ہست عقبات اندریں راہِ گراں
اس سخت راستہ میں گھاٹیاں ہیں
طے نگردد بے قلاوز اے فلاں
اے فلاں! بغیر رہنما کے طے نہ ہوں گی
زیں سبب فرمود آں شاہِ شفیق
اسی لئے اس مہربان شاہ نے فرمایا ہے
کالرّفیق اوّل بُود ثُمّ الطّریق
کہ سفر کا ساتھی پہلے ہے بعد میں راستہ ہے
رہبرے جُوتا روی تو راہِ راست
کوئی رہبر تلاش کر لے تاکہ تو سیدھا راستہ چلے
ورنہ در رہ بس مغاک و چاہ ہاست
ورنہ راستہ میں بہت سے گڑھے اور کنوئیں ہیں

ہمچو پرکارے ہمیشہ در ذہاب
تو پرکار کی طرح ہمیشہ چلنے میں ہے
لیک یک جا ماندۂ بے انقلاب
لیکن بغیر جگہ بدلے تو ایک جگہ پڑا ہے
سالہا ۴؎ کردی نماز و روزہ را
تو نے سالوں نماز اور روزہ ادا کیا
نورِ آں صوم و صلوٰۃ تو کُجا
تیری اس نماز اور روزے کا نور کہاں ہے؟
جُملہ عُمرت در عباداتہا گذشت
تیری تمام عمر عبادتوں میں گذری
زانچہ اوّل بُود حالِ دل نگشت
دل کا حال جو پہلے تھا وہ نہ بدلا
گر کُنی عادت بہ تیر دیا بہ تیغ
اگر تو تیر یا تلوار کی عادت ڈالتا ہے
از حذقِ افتہات خلقے در دریغ
تیری مہارتوں سے مخلوق تعجب کرتی ہے
تا چہل سال ایں عبادت کردۂ
تو نے چالیس سال یہ عبادت کی
تاکنوں حرص و ہوا را بردۂ
تو اب تک حرص اور خواہش نفس کا غلام ہے
چوں نمازت فحش و منکر را نبرد
جب تیری نماز نے فحش اور برائی کو جدا نہ کیا
داں کہ در خُمِ تو خالص ہست دُرد
سمجھ لے کہ تیرے مٹکے میں خالص تلچھٹ ہے
چوں ز تہمت زد عنِ الفحشا بُود
جبکہ اس وجہ سے تیرا فحش سے رکنا نہ ہو
مُنہی ست اُو زانکہ رجعت میشود
وہ تجھے آگاہ کرنے والا ہے کہ واپسی ہو رہی ہے

۱؎ اغراض ضروری۔ یعنی قضاء حاجت وغیرہ حراء مکہ کا مشہور پہاڑ ہے جس کے غار میں آنحضورؐ نبوت سے پہلے خلوت اختیار کیا کرتے تھے۔ غزال۔ یعنی وہ درویش۔ واندراں۔ اس درویش کا عمل بظاہر آوارگی تھی لیکن حاصل باطن کی تعمیر تھی۔ تیسیر۔ اس کو خلوت میں انوار باطنی میسر آتا ہے۔ فصل۔ یعنی دنیا سے جدائی۔ وصل۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب۔ ۳؎ نعل معکوس۔ ڈاکو اپنے جوتوں میں الٹا نعل جڑ لیتے ہیں تاکہ کھوج لگانے والا مغالطہ میں پڑ جائے۔ جاھدوا۔ قرآن پاک میں ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ جو لوگ ہمارے راستہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستوں کی ہدایت دیتے ہیں۔ لبیب۔ عقلمند۔ عقبات۔ عقبہ کی جمع۔ گھاٹی۔ قلاوز۔ رہبر۔ مغاک۔ گڑھا۔ ۴؎ سالہا۔ انسان اگر سالوں نماز پڑھے اور اس کو تہمت لگے جو قرآن نے بتایا ہے ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر۔ جبکہ نماز بری باتوں اور منکر سے روکتی ہے تو اس کو سمجھنا چاہیے کہ اس کی نماز اس کے درجات کی ترقی کا باعث نہیں ہے اس کی نماز ناقص ہے۔ حذق۔ تعجب۔ عن۔ تہمت۔ منہی۔ خبر دینے والا۔

ہمچو قومِ موسیٰؑ[۱] اندر تیہ[۱] و دشت
حضرت موسیٰؑ کی قوم کی طرح تیہ اور صحرا میں

واں مناخ[۱] کہنہ منزل گاہ گشت
وہی پرانا پڑاؤ منزل گاہ بنی ہے

اتباعِ آں قلاوز را بکن
تو اس راہنما کا اتباع کر

تا بمنزل گہ رسی تو بے سخن
تاکہ تو لا کلام منزل گاہ تک پہنچ جائے

ورنہ چوں آں قومِ موسیٰؑ اے سفیہ
ورنہ اے بیوقوف حضرت موسیٰ کی اس قوم کی طرح

مدتے آوارہ در جوفِ تیہ
تو تیہ کے اندر ایک مدت تک آوارہ ہے

از سحر تا شب ہمی رفتند شاں
وہ صبح سے شام تک چلتے رہتے تھے

باز شب را بر مناخ[۱] خود ہماں
پھر رات کو اپنے اسی پڑاؤ پر ہوتے تھے

ایں چنیں شد ترکِ امرِ پیرہا[۱]
پیروں کے حکم کا چھوڑنا ایسا ہی ہے

بے کماں پرد چگونہ تیرہا
تیر، بغیر کمان کے کس طرح چلیں؟

ہیچ تیرے دیدہ باشی بے کماں
تو نے بغیر کمان نے کبھی کوئی تیر دیکھا ہے

کہ رسد او بر ہدف یا گرد آں
کہ وہ نشانہ پر، یا اس کے آس پاس پہنچے

ایں سخن بسیار طولانی ست ہاں
یہ بہت لمبی بات ہے، ہاں

حالِ آں درویش رشنو بجاں
اس درویش کا حال دل سے سن لے

پیش آمدنِ دنیا بصورتِ زن
اس خلوت نشین مرد کے سامنے دنیا کا نازنیں در پیشِ آں مردِ خلوت نشیں نازنین عورت کی صورت میں آنا

درمیانِ غارِ تنگ آں خوش[۲] لقا
اس پاک سیرت نے تنگ غار میں

ہمچو ابراہیمؑ کردہ بود جا
حضرت ابراہیمؑ کی طرح جگہ بنا لی تھی

مدتے دہ سال بد مصروفِ کار
دس سال تک وہ کام میں لگا رہا

پا ز سر کردہ بیامد پیشِ یار
سر کے بل، یار کے سامنے پہنچا

ناگہاں روزے زنے صاحب جمال
اچانک ایک دن ایک خوبصورت عورت

با ہزاراں خوبی و غنج[۲] و دلال
ہزاروں حسن اور ناز و ادا سے

غرقِ گوہر بود از پا تا سرش
جو سر سے پاؤں تک جواہر میں ڈوبی ہوئی تھی

باج[۲] عالم بود ہر یک زیورش
اس کا ہر ایک زیور جہان کا خراج تھا

آمد و در خدمتِ او ایستاد
آئی اور اس کی خدمت میں کھڑی ہو گئی

دست بست و از ادب لب بر کشاد
ہاتھ باندھے اور ادب سے لب کشائی کی

گر نہی دستِ قبول بر سرم
اگر آپ قبولیت کا ہاتھ میرے سر پر رکھدیں

نبود اے سلطانِ دور از کرم
اے شاہِ دین! کرم سے بعید نہ ہو گا

حاضرم در خدمتِ تو صبح و شام
میں صبح و شام آپ کی خدمت میں حاضر ہوں

وانچہ فرمائی بجا آرم تمام
جو آپ حکم دیں گے پورا بجا لاؤں گی

مردِ[۳] کامل از رہِ نورِ دروں
مرد کامل نے باطنی نور سے

یافت کیں پیش آمدم دنیائے دوں
محسوس کرلیا کہ یہ کمینی دنیا میرے سامنے آئی ہے

گفت نے نے سوئے من ہرگز میا
فرمایا نہیں نہیں، میری طرف کبھی نہ آ

کہ مطلق کردہ ام چوں من ترا
کیونکہ میں نے تجھے طلاق دیدی ہے

من گریزاں از تو اینجا آمدم
میں تجھ ہی سے بھاگ کر یہاں آیا ہوں

دور گشتم از تو در غارے شدم
تجھ سے دور ہوا ہوں، غار میں آ گیا ہوں

باز می آئی تو اینجا اے پلید
اے ناپاک! تو پھر یہاں آ رہی ہے

اے ز مکرت خائف آمد ہر سعید
اے وہ کہ تیرے مکر سے ہر نیک خائف ہے

گفت اے درویش اینک آمدم
اس نے کہا اے درویش! اب میں آئی ہوں

من بحکم[۳] آں شہِ ملکِ قدم
ازلی ملک کے شاہ کے حکم سے

منع تو در باب من اکنوں چہ سود
اب تیرا مجھے منع کرنا کیا مفید ہے؟

چونکہ حکمِ حاکم ایں ست اے ودود
اے محب! جبکہ حاکم کا یہی حکم ہے

---

۱ تیہ۔ وہ جنگل تھا جس میں حضرت موسیٰ کی قوم چالیس برس پریشان پھرتی رہی۔ مناخ۔ اونٹوں کا باڑا۔ پیرہا۔ یعنی شیوخ کا کہنا نہ ماننے کا یہی اثر ہوتا ہے بعض نسخوں میں بیدیا ہے اس کا خلاصہ بھی یہی ہے۔ ۲ خوش لقا۔ خوش منظر۔ پا ز سر کردہ۔ یعنی سر کو پاؤں بنا کر سر کے بل۔ غنج۔ غمزہ۔ دلال۔ کرشمہ۔ باج۔ خراج، آمدنی۔ یعنی اس کا ہر زیور ایک ملک کی آمدنی کی قیمت کا تھا۔ ۳ مرد کامل۔ اس درویش نے باطنی نور کے ذریعہ سمجھ لیا کہ یہ دنیا ہے جو ایک حسین عورت کے روپ میں میرے سامنے آئی ہے۔ من بحکم۔ اس عورت نے کہا کہ میں اللہ کے حکم سے تیرے پاس آئی اور اب مجھے بھگانا بیکار ہے تو لاحاصل میں پھنسے گا۔

ایں بگفت و از نظر مفقود گشت
اس نے یہ کہا اور نگاہ سے غائب ہو گئی
واقعہ را دید و بس مرعود[1] گشت
اس نے واقعہ دیکھا اور بہت لرزا
گفت خوب آید اگر دورش کنم
اس نے کہا اگر میں اس کو دور کروں تو بہتر ہوگا
ورنگردد مصرف گورش کنم
اور اگر وہ نہ لوٹے تو اس کو قبر کا خرچہ بناؤں گا
صرف سازم در رہ عقبیٰ و دیں
آخرت اور دین کے راستہ میں خرچ کروں گا
تاشود در عاقبت مارا معیں
تاکہ وہ آخرت میں ہماری مددگار بنے
مالِ دنیا ہست زہر سہمناک
دنیا کا مال خوف ناک زہر ہے
گر بیابی بارش اندازی بخاک
اگر تو پائے لاؤ پھر اس کو خاک میں ملا دے
یعنی بہرِ گور خود انباز کن
یعنی اپنی قبر کا ساتھی بنا لے
دفن کن اینجا و آنجا باز کن
اس جگہ دفن کر دے اس جگہ کھول لے
گر دریںجا بہرِ حق سازی تو صرف
اگر تو اس جگہ خدا کے لئے صرف کرے گا
حق دہد آنجا عوض دہ بار ژرف
اللہ تعالیٰ اس جگہ دس گنا اور عوض دے گا
اقرضوا اللّٰہ راز قرآں برگزیں
اللہ کو قرض دو قرآن سے اختیار کر
وز حرف غیر از سخاوت بر مچیں
اور ہنروں میں سے سخاوت کے علاوہ اختیار کر

چونکہ[2] چیزے خواہد آں ربِّ مجید
وہ رب مجید، صرف کوئی چیز چاہتا ہے
میکند در ظاہر اسبابش پدید
ظاہر میں اس کے اسباب پیدا کر دیتا ہے
تابدہ سال اندراں غاراں فقیر
وہ فقیر اس غار میں دس سال تک
بود دریاد خدائے مستجیر
یاد خدا میں پناہ گزین تھا
می نیامد اندراں صحرا کسے
اس جنگل میں کوئی نہ آتا تھا
زانکہ دور از عامرہ بود او بسے
کیونکہ وہ آبادی سے بہت دور تھا
اشتر و گاؤ و خر از بہرِ چرا
اونٹ اور بیل اور گدھا چرنے کے لئے
ہم نمی آمد در آنجا مطلقا
بھی اس جگہ مطلقاً نہ آتا تھا
از قضا قحطے بسالے اوفتاد
تقدیر سے ایک سال قحط پڑا
کاہ و زرع از خشکی آمد در فساد
گھاس اور کھیتی خشکی سے فساد میں آ گئی
راعیاں بہرِ چراگاہ از بعید
چرواہے، چراگاہ کے لئے دور سے
قصد میکردند سوئے ہر صعید[3]
ہر زمین کی جانب قصد کرتے تھے
چند چوپاں در جوارِ غار او
چند چرواہے اس کے غار کے پڑوس میں
بہرِ کاہے آمدند از جستجو
گھاس کی جستجو کے لئے آ گئے

کاہ بسیارست و مرعیٰ نیز خوب
گھاس بہت ہے اور چراگاہ بھی اچھی ہے
آمدند آنجا بگاوانِ حلوب
وہ اس جگہ دودھ دینے کے قابل گایوں کو لے آئے
روزے از تقدیرِ ربانی فقیر
ایک دن خدائی تقدیر سے درویش
بہرِ حاجت بیروں آمد زاں نقیر
اس غار سے ضرورت کے لئے باہر آیا
دید چندے از بنی نوعِ بشر
اس نے چند انسان دیکھے
جمع گشتہ باسوائمک گاؤ و خر
چرنے والی گایوں اور گدھے کے ساتھ جمع ہیں
چوں ز اکل و شرب بود او منقطع
چونکہ وہ کھانے اور پینے سے جدا تھا
نورِ حق بود از جبینش مسطع
اللہ تعالیٰ کا نور اس کی پیشانی سے طلوع کرنیوالا تھا
جملہ چوپاناں بدو راغب شدند
سب چرواہے اس کی جانب راغب ہو گئے
باہزاراں خواہشش طالب شدند
ہزاروں خواہشوں کیساتھ اس کے طالب بنے
مردِ فارغ در تبتّل فرد بود
فارغ مرد انقطاع میں یکتا تھا
پیش اوایں چاپلوسی سرد بود
اس کے سامنے یہ خوشامد بیکار تھی
آخرش از راہِ عجز و صد نیاز
بالآخر عاجزی اور سینکڑوں نیازمندیوں کے ساتھ
جملہ گفتندش کہ شاہ پاکباز
سب نے اس سے کہا کہ اے پاکباز شاہ!

---

[1] مرعود۔ وہ شخص جس پر کپکپی طاری ہو جائے۔ گفت۔ اس درویش نے سوچا اگر دنیا میرے بھگانے سے بھاگ گئی تو بہتر ہے ورنہ اس کو آخرت کے کام میں لگاؤں گا۔ مصرف گور۔ قبر کا خرچہ یعنی آخرت میں کام آنیوالا۔ انبار کن۔ شریک بنانے دنیا کا لیا دیا قبر اور آخرت میں کام آتا ہے۔ حرف۔ حرفہ کی جمع ہے پیشہ۔ سخاوت کے فضائل بہت ہیں۔ [2] چونکہ۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بات کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس کے ظاہری اسباب بھی پیدا کر دیتا ہے چونکہ اس درویش کو دنیا میں مبتلا کرنا تھا تو اس ظاہری سبب پیدا کر دیا جس کا ذکر آئندہ آرہا ہے۔ مستجیر۔ پناہ چاہنے والا۔ عامرہ۔ آبادی۔ [3] صعید۔ پیداوار کی زمین۔ حلوب۔ یعنی وہ گائیں جن کو اگر چارہ ملتا تو دودھ دینے کے قابل تھیں لیکن چونکہ ان کو چارہ نہ ملتا تھا لہٰذا وہ دودھ سے بھاگ گئی تھیں۔ نقیر۔ یعنی غار۔ مسطع۔ روشن۔ تبتّل۔ مخلوق سے جدائی۔

گردلت چیزے بخواہد حکم کن
اگر تیرا دل کسی چیز کو چاہے تو حکم دیدے
تابجا آرم ورا چوں لے امر کن
تاکہ ہم کسی کے حکم کی طرح اس کو بجا لائیں
دید چوں درویش زایشاں خواہشے
جبکہ درویش نے ان کی خواہش دیکھی
وز غنا و تکبیر شاں را کاہشے
اور استغناء اور تکبر سے ان کا گھٹاؤ
گفت اگر شیرے بود قدرے بیار
کہا اگر دودھ ہو تھوڑا سا لے آ
تابرم زہر ایں نفس چو مار
تاکہ اس سانپ جیسے نفس کا زہر اتاروں
عرض کردندش کہ از قحط مطر
انہوں نے اس سے عرض کیا کہ بارش کے قحط سے
جملہ بے شیراند چہ گاؤ چہ خر
سب بغیر دودھ کی ہیں کیا گائے کیا گدھی
بعد چندیں عجز و زاریہائے ما
ہماری روشنی عاجزی اور خوشامدوں کے بعد
خواستی واں راندارم وائے ما
آپ نے چاہا وہ ہمارے پاس نہیں ہے ہم پر افسوس ہے
گفت درویش از ہمہ یک را بدوش
درویش نے کہا سب میں سے ایک کو دوہ لے
حق کند اتمام لیکن تو بکوش
اللہ تعالیٰ پورا کرے گا لیکن تو کوشش
جہد شرط کار آمد اے عزیز
اے عزیز! کام کی شرط کوشش ہے
جہد میکن جہد گرداری تمیز
اگر تجھے تمیز ہے تو کوشش کر کوشش کر

گفت است آں سید پاکیزہ خو
پاکیزہ خصلت سید نے فرمایا ہے
اَلْمُجَاھِدُ مَنْ تَجَاھَدَ نَفْسَہٗ
مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے
بے مساعی کس نہ منزل طے نمود
کوششوں کے بغیر کس نے منزل طے کی ہے
بربسر راہے نشستی چہ سود
کیا فائدہ تو سر راہ بیٹھ گیا ہے؟
رو قدم برگیر و قطع راہ کن
جا قدم اٹھا اور راستہ طے کر
بعدازاں منزل بقصر شاہ کن
اس کے بعد شاہ کے محل میں پڑاؤ کر
مرد رہ رو را کجا آرام و خواب
مسافر کے لئے آرام اور نیند کہاں ہے؟
در قلق باید دلش از اضطراب
پریشانی سے اس کا دل اضطراب رہنا چاہیئے
راہ حق راچوں تو آساں دیدۂ
تو نے خدا کی راہ کو کیوں آسان سمجھا ہے؟
از سفر دلاں چرا وا چیدۂ
سفر سے دامن کو کیوں سمیٹ لیا ہے؟
رہ برد دامن ببرد راہ شو
جا دامن چھڑا راستہ اختیار کر
تانہ پیچد در دو گام اے رہرو
تاکہ اے مسافر! دونوں پاؤں میں نہ لپٹ جائے
منزلے بس پُر خطر با خارہاست
منزل بہت خطروں بھری کانٹوں والی ہے
گر تو بے جامہ روی دروے بجاست
اگر تو اس میں بغیر کپڑے کے چلے تو مناسب ہے

جامہ ہائے جسم را کوتاہ کن
جسم کے کپڑوں کو مختصر کرنے
بادلِ فارغ توم قصدِ راہ کن
تو فارغ البالی سے راستہ کا ارادہ کر
راہ بس دور است ہر سُو بیشہ است
راستہ بہت لمبا ہے اور ہر جانب جھاڑی ہے
گرتوانی روچو باتو تیشہ است
اگر تیرے ساتھ کلہاڑا ہے تو چل سکے گا
ورنہ بے تیشہ تنت پارہ شود
ورنہ بغیر کلہاڑے کے تیرا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا
سدِ راہت سنگ وہم خارہ شود
تیرے راستہ کی روک پتھر اور اسنگ خارہ ہوگا
تیشہ ۳ چہ بود آں زنگی لا لہٗ
کلہاڑا کیا ہوتا ہے وہ لا الہ کی نفی کا ہے
سنگ غیریت کہ برتابد ز راہ
جو غیریت کے پتھر کو راستہ سے ہٹا دیتا ہے
خیمہ را بر قصرِ لا اللہ کن
لا اللہ کے قلعہ میں خیمہ لگا
سیر آنجا بادلِ آگاہ کن
باخبر دل سے اس جگہ کی سیر کر
ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز
اے پیارے! اس بات کی انتہا نہیں ہے
قصہ درویش را بشنو تو نیز
تو درویش کے قصہ کو بھی سن لے

قصہ دوشیدن گاؤ نازاو از
بغیر بیاہی ہوئی گائے کا آزمائش اور
راہ امتحان دشو بد اعتقاد
بد اعتقادی کی وجہ سے دودھ نکالنا قصہ

۱ چوں امر کن۔ یعنی فی الفور۔ کاہشے۔ یعنی یہ سمجھا کہ میرے انکار سے ان کی دل شکنی ہوگی۔ تابرم۔ ان کے اصرار پر کہا تاکہ نفس کا تکبر اور زہر اتار دوں۔ دودھ زہر کو قطع کرتا ہے۔ از ہمہ۔ یعنی تم سب میں سے جس بکری کو چاہو۔ دامن ببرد۔ یعنی دنیوی علائق سے دامن چھڑا لے۔ دو گام۔ دونوں پاؤں۔ ۲ گرتو۔ جسم پر کپڑے ہوتے ہیں تو کانٹوں میں الجھتے ہیں اسی طرح علائق دنیا راہ سلوک سے مانع بنتے ہیں۔ بیشہ۔ جھاڑی راہ کی رکاوٹ ہوتی ہے۔ تیشہ۔ کلہاڑا۔ سد۔ رکاوٹ۔ خارہ۔ پتھر کی ایک قسم ہے جو بہت سخت ہوتی ہے۔ ۳ تیشہ راہ سلوک کا کلہاڑا غیر اللہ کی نفی ہے۔ قصہ۔ ایک بد اعتقاد جو اہے نے اس درویش کی کرامت کو آزمانے کے لئے ایک ایسی گائے منتخب کی جو کبھی گیا بھن نہ ہوئی تھی۔

زاں شُبائی برخاست یک ژولیدہ مرد
ان چرواہوں میں سے ایک الجھا ہوا انسان
رفت سُوی گاؤ بکرے قصد کرد
گائے کی جانب چلا، بے بیاتی کا ارادہ کیا
تا بگیرد امتحانِ آں فقیر
تاکہ اس درویش کو آزمائے
کش زپستانِ توکل ہست شیر
جس کے لئے توکل کے پستان سے دودھ ہے
زد بہ پستانش چو بہرِ امتحاں
جب اس کے تھن پر آزمائش کے لئے ہاتھ ملا
جوئی شیرے ز اندرونش شد رواں
دودھ کی نہر اس میں سے جاری ہو گئی
عاجزانہ پیشِ درویش آمدند
وہ نیاز مندی سے درویش کے سامنے آئے
وز عقیدت سر بہ پای او زدند
اور عقیدت سے اس کے پاؤں سر رکھ دیئے
شیر آوردند و صوفی نوش کرد
وہ دودھ لائے اور صوفی نے پیا
باز سُوی آں حرا[1] روپوش کرد
پھر اس حرا کی جانب روپوش ہو گیا
جوق چوپاناں بشہر اندر شدند
چرواہوں کا گروہ شہر میں چلا گیا
لیک زیں خرق آں ہمہ معجب بُدند
لیکن اس کرامت پر سب متعجب تھے
چند روزے زیں نمط بگذشت
چند دن اسی طریقہ پر گزرتے رہے
آمدندے راعیاں بر غار و دشت
چرواہے غار اور جنگل میں آ جاتے

رفتہ رفتہ درمیانِ شہر ہم
آہستہ آہستہ شہر میں بھی
یافت شُہرہ قصہ شیر و نعم
دودھ اور جانوروں کے قصے نے شہرت پکڑلی
بر زبانِ خلق افتاد ایں سخن
یہ بات لوگوں کی زبان پر آ گئی
تا بگوشِ شہ رسید از شاخ و بُن[2]
حتیٰ کہ شاخ اور جڑ کے ذریعہ بادشاہ کے کان میں پہنچ گئی
گفت شہ اُورا زیارت کردنیست
شاہ نے کہا وہ زیارت کرنے کے قابل ہے
در جہاں دیگر نہ از وے مرد نیست
دنیا میں اس سے بہتر کوئی انسان نہیں ہے
نزدِ درویش آمد تشویش داد
وہ درویش کے پاس آیا اور پریشان کیا
صحبتِ میر و وزیر آمد فساد
امیر اور وزیر کی صحبت فساد ہے
مرد باید کز سلاطیں وا رہد
انسان کو چاہیے کہ بادشاہوں سے جدا رہے
وز امیراں ہمچو تیراں بر جہد
سرداروں سے تیروں کی طرح کود جائے
باعث تشویش وقت اند ایں گروہ
یہ گروہ وقت کی پریشانی کا باعث ہے
گشت شیطاں ہم زمکرِ شاں ستوہ
شیطان بھی ان کے مکر سے عاجز ہے
کبر و نخوتہا بخاطر پرورند
انہوں نے دل میں تکبر اور نخوتیں پالی ہیں
ہر دمے چوں گرگ میشے بردرند
ہر وقت بھیڑیے کی طرح بھیڑ کو پھاڑتے ہیں

پیشِ سُلطان و امیراں پس مرد
پس بادشاہ اور سرداروں کے سامنے نہ جا
تا بکے باشی رعونت را گرو
تو تکبر کا کب تک گروی رہے گا؟
صحبتِ شاں کبر و غفلت آورد
ان کی صحبت تکبر اور غفلت پیدا کرتی ہے
واں قبہای قناعت[3] بردرد
اور قناعت کی قباؤں کو چاک کر دیتی ہے
زیں جہت فرمود سُلطانِ زماں
سلطان دوراں نے اسی لئے فرمایا ہے
سیّد عالم نبیؐ ذو مکاں
عالم کے سردار رتبے والے نبیؐ نے
عالماں ہستند امینِ دینِ حق
علماء دین حق کے امین ہیں
با امیراں گر نباشند ہم طبق
اگر وہ حاکموں کے ہم پیالہ نہ ہوں
خالطوھُمْ پس لصوصِ دیں شدند
وہ ان سے گھلے ملے تو دین کے ڈاکو بنے
فاحذرُوھُمْ در حقِ ایشاں زدند
پس ان سے بچو، ان کے بارے میں فرمایا ہے
چونکہ سُلطاں بعدِ عجز و لابہ
جب شاہ نے عاجزی اور خوشامد کے بعد
یافت رہ چوں قند در دو شابؒ
راستہ پالیا جیسے کہ شکر انگور کے شیرے میں
پیشِ درویش، آمدن آغاز کرد
فقیر کے پاس آنا شروع کر دیا
مکرِ دیگر از سرِ نو ساز کرد
از سر نو ایک مکر تیار کیا

[1] حرا۔ یعنی وہ غار جس میں وہ درویش معتکف تھا۔ خرق۔ پھاڑنا یعنی وہ معجزہ یا کرامت جو عام حالات کے خلاف ظہور پذیر ہیں۔ نعم۔ چوپائے۔ شاخ۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے وہ کرامت چرواہوں سے سنی۔ [2] بن۔ یعنی چرواہے جنہوں نے وہ کرامت خود دیکھی تھی۔ تشویش کرد۔ یعنی اس درویش کی جمعیت خاطر کو پراگندہ کیا۔ تیراں۔ یعنی راست باز لوگ۔ ستوہ۔ عاجز۔ میش۔ بھیڑ یعنی غریب لوگ۔ رعونت۔ تکبر۔ [3] قناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا۔ عالماں۔ جو علماء امراء کی صحبت سے گریز کرتے ہیں وہ دین کے امانت دار ہیں اور جو ان کے ہم پیالہ و ہم نوالہ ہیں وہ دین کے رہزن ہیں۔ لابہ خوشامد۔ دوشاب۔ انگور کا شیرہ

گفت بادستور خود کائے پُر خرد
اس نے اپنے وزیر سے کہا کہ اے عقلمند!
گر بشہرِ خود بریمش خوش بُوَد
اگر ہم اسے اپنے شہر میں لے جائیں تو اچھا ہوگا
باعثِ برکاتِ ۱ رحمانی ویست
وہ خدائی برکتوں کا سبب ہے
سایۂ سدراتِ ربانی ویست
وہ خدائی سدرۃ (المنتہیٰ) کا سایہ ہے
آنچنیں مردے بشہرِ شہ نشیں
ایسا انسان پایۂ تخت میں
زیبِ شاہی ہست و فرِّ چترِ دیں
بادشاہی کی رونق اور دین کے چتر کی شان و شوکت ہے
الغرض آمد وزیر حیلہ جو
الغرض بہانہ باز وزیر آیا
کرد باصوفی ازیں رُو گفتگو
صوفی سے اس طرح کی بات کی
مردِ درویش از ہمہ آزادہ بُود
درویش مرد سب سے آزاد تھا
گفت ما را در خلش رفتن چہ سُود
کہا ہمیں خلش میں جانے سے کیا فائدہ
میلِ طبعم سُوی ویرانہ بسے ست
میرا ویرانہ کی جانب بہت میلان ہے
طالبِ آرامِ خود را ہر کسے ست
ہر شخص اپنے آرام کا طالب ہے
طالبِ آرامِ نفسِ خود نیم
میں اپنے نفس کے آرام کا طالب نہیں ہوں
طالبِ آرامِ جاں رُوحانیم
میں روحانی جان کے آرام کا طالب ہوں

در حقِ مَن مصلحت عُزلت نمود
میرے بارے میں تنہائی مناسب نظر آتی ہے
درمیانِ گاؤ و خر ماندن چہ سُود
گاؤ و خر کے درمیان رہنے سے کیا فائدہ؟
گفت پیغمبرؐ سلامت وحدت ست
پیغمبرؐ نے فرمایا تنہائی سلامتی ہے
آفتِ جانِ مِہاں ایں کثرت ست
بڑوں کی جان کی آفت یہ کثرت ہے
گفت اگر بگزیدے عُزلت را رسولؐ
اس نے کہا اگر رسولؐ تنہائی اختیار فرماتے
کے رسیدے دیں بفرعاں از اصولؐ ۲
دین اصول سے فروع تک کب پہنچتا؟
اولیا زیں گونہ گر گشتے وحید
اولیاء اگر اس طرح سے اکیلے ہوتے
راہِ حق با اہلِ عالم چوں رسید
دنیا والوں کو حق کا راستہ کیسے پہنچتا؟
سُنّتِ پیغمبراں دعوت بُوَد
پیغمبر دین کی سنت دعوت دینا ہے
آں ولی ہم بر طریقِ اُو رود
ولی بھی انہی کے راستہ پر چلتا ہے
گفت پیغمبرؐ کہ یَهْدِی اللّٰهُ بِکَ
پیغمبرؐ نے فرمایا کہ اللہ تیرے ذریعہ سے ہدایت دیدے
خَیْرٌ مِّنْ حُمْرِ النَّعَمِ اِنْکَانَ لَکَ
تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اگر یہ تجھے حاصل ہو
گفت درویش ایں ہمہ حق ست ولیک
درویش نے کہا یہ سب درست ہے لیکن
ہر کہ ۳ بیمار ست گو پرہیز نیک
جو بیمار ہے کہدے پرہیز اچھا ہے

ورنہ پرہیزی ز جاں دستے بشو
اور اگر تو پرہیز نہیں کرتا تو جان سے ہاتھ دھولے
رنج زائد گشت و صحت شد فرو
بیماری بڑھی اور صحت گھٹی
وانکہ صحت یافت مُطلق از مرض
درویش نے مریض سے پوری صحت پالی
با دوا و حِمیہ اُورا چہ غرض
دوا اور پرہیز سے اسے کیا غرض؟
انبیاء و اولیائی راستاں
انبیاء اور سچے ولی
رستہ اند از رنجِ مُطلق اے فلاں
اے فلاں! بیماری سے بالکل بچ گئے ہیں
لیک در مَن شمّہ بیماری ست
لیکن مجھ میں کچھ بیماری ہے
زیں سبب از حِمیہ ام ناچاری ست
اس لئے میرے لئے پرہیز ضروری ہے
باز فرمودآں وزیرِ نیک خُو
اس نیک مزاج وزیر نے پھر کہا
کیں ہمہ از ہضمِ نفسِ خود مگو
یہ سب اپنی کسر نفسی سے نہ فرمایئے
ترکِ دنیا دادی و خود ناسدی
آپ نے دنیا چھوڑی وہ خود دنیا کی جانب نہیں آئے
ما بہ پشت آمدیم از عامدی
ہم قصداً آپ کے پاس آئے ہیں
نفسِ پاکت جانِ ما روشن نمود
آپ کے پاک نفس نے ہماری جان روشن کردی
آفتابے گشت گرچہ تیرہ بُود
اگرچہ وہ ملکدر تھی سورج بن گئی

۱ برکات۔ برکات میں را کا سکون شعری ضرورت سے ہے۔ سدرات۔ سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے جو حضرت جبرئیل کے عروج کی سرحد ہے۔ بشہر شہ نشیں۔ پایۂ تخت میں۔ چتر۔ طالب آرامم۔ ہر شخص اپنے آرام کا طالب ہے میری روح کو بھی خلوت میں آرام ملتا ہے عزلت۔ گوشہ نشینی کے معنی ہے عقل دینا ہے۔ رسول اگر آنحضور گوشہ نشینی اختیار کر لیتے تو صحابہ بھی گوشہ نشین بن جاتے اور دین کی اشاعت نہ ہوتی۔ فرعاں یعنی شاخیں ۲ اصول یعنی صحابہ کرام۔ یعنی مخلوق کی ہدایت اور تبلیغ و دعوت۔ یعنی دین کی طرف بلانا۔ گفت پیغمبر آنحضور نے ارشاد فرمایا اگر تیرے ذریعہ کسی ایک کو ہدایت دیدے تو تیرے لئے دنیا کی دولتوں سے بہتر ہے۔ حمر النعم۔ سرخ اونٹ یہ عرب کا بہت قیمتی مال تھا۔ ۳ ہر کہ بیمار۔ ہر چیز کا کھانا صحت مند کے لئے درست ہے بیمار کیلئے پرہیز ضروری ہے مجھ میں بھی باطنی بیماری موجود ہے لہٰذا منع ہے پرہیز بہتر ہے۔ حمیہ۔ پرہیز۔ انبیاء اور اولیاء پورے صحت مند ہیں ان کو کوئی چیز مضر نہیں ہے۔ کیں ہمہ۔ یعنی اپنے مریض ہونے کی بات۔ ترک۔ آپ نے دنیا چھوڑی یا دنیا خود آئے تو اس کو قبول کرنا چاہیے۔

در[۱] حضورت از ہوا و از ہوس
آپ کی موجودگی میں ہوا اور ہوس
می نماند در دلِ کس ہمچو خس
کسی کے دل میں تنکے کے برابر نہیں رہتی
چونکہ خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ شدست
چونکہ لوگوں میں وہ بہتر ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے آیا ہے
تو بدیں حَبْلُ الْمَتِیْن آویز دست
آپ اس مضبوط رسی کو پکڑ لیں
غافلاں از فیضِ تو ذاکر شوند
آپ کے فیض سے غافل ذاکر بن جائیں گے
واں کفورانِ نعم شاکر شوند
اور وہ نعمتوں کے کافر شاکر بن جائیں گے
گفت صوفی چاہ بر تشنہ نرفت
صوفی نے کہا کنواں پیاسے کے پاس نہیں گیا ہے
تشنہ را باید کہ آید چست و تفت
پیاسے کو چاہیے کہ چست اور جلد آئے
در دلِ ہر کس کہ میل و رغبت ست
جس شخص کے دل میں میلان اور رغبت ہو
گو بیا کایں گوی وایں میدان ہست
کہہ دے آ جا یہ گیند اور یہ میدان ہے
مدتے بگذشت تا عرضش قبول
ایک زمانہ گذر گیا کہ اس کی گزارش قبول
می نکرد آں صوفیِ عینِ[۲] الوصول
نہ کرتا تھا وہ صوفی وصول (الی اللہ) کا چشمہ
آخرش چوں دید ابرامِ وزیر
بالآخر جب اس نے وزیر کا اصرار دیکھا
کرد در دل حیلہ آں مردِ بصیر
اس مرد بصیر نے دل میں ایک تدبیر کی

گفت خوب امروز بہرِ فرحِ تو
کہا اچھا آج تیری خوشی کی خاطر
سوی قصرِ شاہ گردم رہ جو
راستہ تلاش کرتا ہوا شاہ کے قلعہ کی جانب آ جاؤں گا
بعد ازاں ہرچہ صلاحِ وقت ہست
اس کے بعد جو بھی وقت کے مناسب ہوگا
حسبِ حالت در عمل آوردن ست
حسب حال عمل میں لانا ہے
رفت آں درویش ہمراہِ وزیر
وہ درویش وزیر کے ساتھ چلا، دیا
سوی دولت خانہ شاہِ کبیر
سلطان معظم کے دولت خانہ کی جانب
چوں ز دورش دید شہ از جا بجست
جب بادشاہ نے اس کو دور سے دیکھا کھڑا ہو گیا
بہرِ استقبال ایستاد او چو مست
وہ مجنوں کی طرح استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا
بہرِ استخلاصِ خود آں پیرِ مرد
اس پیر مرد نے اپنے چھٹکارے کے لئے
سنگہا برتافتن آغاز کرد
پتھر پھینکنے شروع کر دیئے
بے محابا بازوِ سلطاں آنچناں
بادشاہ کے بے تکلف اس طرح مارے
کو فراری گشت زاں سنگِ گراں
کہ وہ اس بھاری پتھر سے فرار کرنے والا بن گیا
رفت زاں صُفہ بروں بگریخت تفت
وہ اس سائبان کے نیچے سے باہر نکل گیا جلد بھاگا
تا رہد زاں سنگہائے گنگ و زفت
تاکہ ان موٹے بھاری پتھروں سے بچ جائے

مردِ درویش از ہنر مستانہ وار
درویش مرد نے ہنر مندی سے دیوانہ وار
سنگ برتابید از یک تا ہزار
ایک سے ہزار تک پتھر پھینکے
میزد او کلخ و صد منجنیق[۳]
وہ ڈھیلے اور سینکڑوں گوپھن پھینکتا تھا
سوی آں شاہِ وفادارِ عشیق
اس وفادار عاشق شاہ کی جانب
کہ بدیں حیلہ خلاصِ من شود
کہ اس تدبیر سے میری خلاصی ہو جائے
خواندم دیوانہ ترکِ من دہد
مجھے دیوانہ کہہ دے، مجھے چھوڑ دے
شاہ چوں بیروں برآمد زاں مکاں
بادشاہ جب اس مکان سے باہر نکلا
حیلۂ دیگر بیامد ز آسماں
آسمان سے دوسری تدبیر ہو گئی
سقفِ آں خانہ فتاد از بیخ و بن
بیخ و بنیاد سے اس گھر کی چھت گر گئی
جز کہ نامے نہ ازاں سورِ کہن
اس پرانی دیوار کے نام کے سوا کچھ نہ رہا
شاہ دانست ایں ہمہ از لطف بود
شاہ نے سمجھا یہ سب مہربانی تھی
در شکستِ او ہزاراں ہست سود
اس کے گر جانے میں ہزاروں فائدے ہیں
او خلاصی جست و شد زنجیر چست
اس نے بھاگنا چاہا اور زنجیر سخت ہو گئی
ایں چنیں حکمِ قضا بود از نخست
قضاء (خداوندی) کا پہلے ہی سے یہ فیصلہ تھا

---

۱ در حضورت۔ آپ کی مجلس میں بیٹھ کر دوسروں کے امراض زائل ہوتے ہیں تو آپ کے اندر مرض کہاں ہے۔ حبل المتین۔ مضبوط رسی یعنی آنحضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ بہترین انسان وہ ہے جو انسانوں کو فائدہ پہنچائے۔ گفت صوفی۔ درویش نے کہا پیاسا کنوئیں کے پاس جاتا ہے کنواں پیاسے کے پاس نہیں آتا۔ ۲ عین الوصول۔ یعنی درویش الی اللہ کا چشمہ تھا۔ ابرام۔ عاجز کر دینا۔ بہر استخلاص۔ اس درویش نے اپنے چھٹکارے کے لئے پتھر مارنے شروع کر دیئے تاکہ اس کو دیوانہ سمجھ کر ہی چھوڑ دیں۔ برتافتن۔ صفہ۔ سائبان والا چبوترہ۔ گنگ۔ قوی ہیکل۔ کلخ۔ قلعہ شگاف گولہ۔ ۳ منجنیق۔ فلاخن، گوپھن۔ حیلہ دیگر۔ دوسری تدبیر جس کا بیان آئندہ اشعار میں آئے۔ شاہ دانست۔ بادشاہ نے یہ سمجھا کہ درویش کو چونکہ کشف سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ [illegible] گرنے والا ہے لہٰذا پتھر مار کر اس میں بھگایا ہے۔ او۔ اس حرکت کے بعد درویش نے بھاگنا چاہا تو وزیر سے کی کنڈی نہ کھلی اور وہ بھاگ نہ سکا۔

آمد و از صدق در پایش فتاد
آیا اور سچائی سے اس کے پاؤں پر گر گیا
کہ نہاں در جورِ تو صد لطف و داد
کہ آپ کے ظلم میں سینکڑوں مہربانیاں اور عطائیں ہیں
خضرا کشتی را شکستے میدہد
خضر کشتی کو توڑتے ہیں
شکستش کشتی از ظالم رہد
ان کے توڑنے سے کشتی ظالم سے بچ جاتی ہے
تو مرا چوں خضر بر ساحل کشی
تو مجھے خضر کی طرح کنارے پر کھینچتا ہے
از ہزاراں ورطۂ قاتل کشی
ہزاروں قاتل گرھوں سے کھینچتا ہے
گفت صوفی ایں ہمہ حکمِ خداست
صوفی نے کہا یہ سب خدا کا حکم ہے
چوں حکمِ خدا چارہ کجاست
جب خدا کا حکم ہو گیا تدبیر کہاں ہے؟
مشیتہائے او باید تنید
اس کی مشیتوں پر چلنا چاہیے
روزے زہر ہم باید چشید
زہر بھی چکھنا چاہیے
لاجرم گفتِ شہنشہ را شنید
اس نے لامحالہ بادشاہ کی بات مان لی
پا ز غار چوں جرا بیروں کشید
جرا جیسے غار سے قدم باہر نکال لیا
شاہ قصر و خانقاہے خوب ساخت
بادشاہ نے عمدہ محل اور ایک خانقاہ بنا دی
وز زر و گنج و گہر بیحد نواخت
اور بے شمار موتی اور خزانہ اور جواہر سے نوازا

کرد صوفی را مکینِ آں مکاں
صوفی کو اس مکان کا مکین بنا دیا
ہمچو مہ در خرمنِ ہالہ چماں
چاند کی طرح ہالہ کے خرمن میں ٹہلنے والا
آں فقیرِ پاک جان و راستباز
وہ پاک جان اور راستباز فقیر
شد بظاہر در جوارِ عزّ و ناز
بظاہر عزت اور ناز کی پناہ میں آ گیا
لیک پنہاں از ہمہ در حجرۂ
لیکن ایک حجرے میں سب سے چھپ کر
آش جو پیشش کشیدے سفرۂ
آش جو کا دسترخوان اپنے سامنے بچھاتا
پوستین و دلق را کردے بیر
پوستین اور گدڑی کو پہنتا
در جہادِ نفس بودے مستمر
نفس کے جہاد میں لگا رہتا
چوں ۲ ایاز آں چارق واں پوستیں
ایاز کی طرح وہ چپل اور وہ پوستین
در مقفل حجرہ چوں گنج دفیں
مقفل حجرہ میں مدفون خزانہ کی طرح تھے
عشق با آں پوستیں خوش باختے
اس پوستین کے ساتھ اچھا عشق رکھتا
خویش را بر فقر محکم ساختے
اپنے آپ کو فقر پر مضبوط بناتا
ہیچ زیں دولت نبودش حاصلے
اس دولت سے اس کو کچھ حاصل نہ تھا
غیر ایثارِ فقیرے فاضلے
فاضل فقیر پر ایثار کرنے کے علاوہ

گرچہ دنیا ہست ملعونِ ازل
اگرچہ دنیا ازلی ملعون ہے
لیک دار الحمد شد بیت العمل
لیکن عمل گاہ دار الحمد ہے
مالِ دنیا گرچہ زہر آگندہ ہست
دنیا کا مال اگرچہ زہر بھرا ہے
چوں بمصرف میدہی فرخندہ ہست
اگر تو مصرف میں خرچ کرے مبارک ہے
گر کُنی رادی ۳ شہِ اسکندری
اگر تو سخاوت کرے تو اسکندر بادشاہ ہے
ورنہ بر جیفہ سگِ بلغندری
ورنہ تو مردار پر جھپٹنے والا کتا ہے
مالِ دنیا را بقائے گرچہ نیست
دنیا کے مال کے لئے اگرچہ بقا نہیں ہے
بہرِ صیدِ مرغِ عقبیٰ خوش نئی ست
آخرت کے پرند کے شکار کیلئے بہترین ترکیب ہے
ابتلا و امتحانِ ایزدی
خدائی آزمائش اور امتحان نے
داد شیطاں را زر و سیم ردی
شیطان کو برا سونا اور چاندی دے دیا
بودنِ دنیا بدانا خوشتر ست
عقلمند کے پاس دنیا کا ہونا اچھا ہے
زانکہ جاہل را خود او سم و خرست
کیونکہ وہ جاہل کیلئے خود زہر اور نقصان ہے
ہر کہ افسوں داند از مارش چہ ضر
جو شخص منتر جانتا ہے اس کو سانپ سے کیا نقصان؟
مار او را یار باشد بے خطر
سانپ اس کے لئے بے خطر دوست ہوگا

خضر۔ حضرت خضرؑ نے کشتی توڑ کر بظاہر نقصان کیا لیکن اس میں کشتی کا بچاؤ پوشیدہ تھا۔ شد شد۔ جب صوفی کی یہ تدبیر بھی الٹی پڑی تو اس نے دل میں سوچا کہ یہی خدا کا حکم ہے کہ میں اس بادشاہ کے ساتھ رہنا شروع کردوں۔ زہر۔ یعنی بادشاہ کی صحبت۔ ہالہ۔ خرمن ہالہ چاند اور سورج کے چاروں طرف روشنی کا دائرہ جو کبھی نمایاں ہوتا ہے۔ آش۔ ہر وہ کھانا جو پکایا جائے جیسے شوربا پلاؤ وغیرہ۔ سفرہ۔ دسترخوان۔ ۲ چوں ایاز۔ ایاز نے اپنے عروج کے وقت میں بھی اپنی غربت کے چپل اور پوستین کو مقفل کر رکھا تھا اور اس کو عبرت کیلئے دیکھا کرتا تھا۔ ایثار۔ یعنی اپنی دولت سے فقراء کو فائدہ پہنچاتا تھا۔ لیک۔ اگر انسان دنیا کو دار العمل بنائے تو وہ دار الحمد ہے۔ فرخندہ۔ مبارک۔ ۳ رادی۔ جوانمردی، سخاوت۔ جیفہ۔ مردار۔ بلغندر۔ جھپٹنے والا، جھگڑنے والا۔ ابتلا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو انسانوں کی آزمائش کیلئے یہ تصرف دیا ہے کہ وہ چاندی سونے سے جو نفس الامارہ میں پکار رہی ہے انسان کو پھنسا دیتا ہے۔

درندانی تو فسوں گردش مگرد
اور اگر تو منتر نہیں جانتا اس کے گرد نہ گھوم
تا نبازی جانِ خودرا بے نبرد
تاکہ تو کوئی بغیر جنگ کے اپنی جان نہ ہار دے

دربیان معنی آں حدیث کہ الدُّنیا مزرعة الآخرة و تفصیل آں
اس حدیث کے معنی کا بیان کہ دنیا آخرت کا کھیت ہے اور اس کی تفصیل

زیں سبب فرمود احمد مجتبیٰ
اسی لئے احمد مجتبیٰ نے فرمایا
مزرعة الآخرت ہست ایں سرا
یہ سرائے آخرت کا کھیت ہے
گر ز دستت میشود تخمے بکار
اگر تیرے ہاتھ سے ہو سکے تو بیج بو
تابر آمدی خرمنے روز شمار
تاکہ حساب کے دن تو کھلیان اٹھا لے
ورنہ کاری مفلسی یوم التناد
اور اگر تو نہ بوئے تو قیامت کے دن مفلس ہے
کشتۂ مغبون وخاسر بے مراد
لوٹنے میں بے مقصد اور نقصان اٹھانے والا بن گیا
تخم را میکار و آبے ہم بپاش
بیج بو اور پانی بھی چھڑک
تابری یوم الحصاد ۲ از غلہ باش
تاکہ کاٹنے کے دن تو اس کی پیداوار اٹھائے
ورنکاری چہ برداری ازو
اور اگر تو نہ بوئے گا تو اس سے کیا اٹھائے گا؟
روزِ محشر اے عُتُل واے عُتو
محشر کے دن اے ستمگار اور اے سرکش!

ہیچ مَن یَعمَل بقرآں خواندۂ
تو نے کبھی من یعمل قرآن میں پڑھا ہے
ایں چنیں کاہل چرا وا ماندۂ
تو ایسا کاہل کیوں پڑا ہے؟
ہست حکمِ پاک او شرًّا یّرہ
اس کا پاک "حکم" شرًّا یّرہ ہے
باز بہر صالحاں خیرًا یّرہ
پھر نیکوں کے لئے خیرًا یّرہ ہے
در نپاشی آب دانہ خشک شد
اور اگر تو پانی نہ چھڑکے گا بیج سوکھ جائے گا
واں ہمہ رنج و تعب خود لغو بد
وہ سب تکلیف اور محنت لغو تھی
آب دہ از چشمۂ چشم اے جواں
اے جوان! آنکھ کے چشمے سے پانی دے
تاشود حرث ۳ تو سبز و کامراں
تاکہ تیری کھیتی سبز اور کامیاب ہو
ہم ز دُزد اے جانِ من غافل مباش
اے میری جان! چور سے بھی غافل نہ رہ
تا نبرد خام راآں بد قماش
تاکہ وہ بدفطرت کچی نہ کاٹ لے
دُزد پنہاں از نظرہای عوام
چور عوام کی نگاہ سے چھپا ہو
مید ود در فکرِ زرعت صبح و شام
تیری کھیتی کی فکر میں صبح و شام دوڑتا رہتا ہے
پس ہمہ شب کن حراست دار پاس
پس تمام رات حفاظت کو خیال رکھ
تانہ مستاصل کند دُزدش زداس
تاکہ چور اس کو دراتی سے نہ اکھاڑے

گردمے غافل شوی از پاسِ او
اگر تو اس کی حفاظت سے تھوڑی دیر کیلئے غافل ہوگا
می نہد در کشت تو صد داس او
تو وہ تیری کھیتی میں سیکڑوں درانتیاں رکھ دے گا
کُستہ خرمن راز کشمانت برد
تیرے کاٹے ہوئے کھلیان کو تیرے کھیت سے لیجاتا ہے
یک بیک اعضا چو کشتارت برد
تیرے ایک ایک عضو کو مرغ بسمل کی طرح کاٹ لیتا ہے
گر بغفلت خفتی و ریع تو رفت
اگر تو غفلت سے سوگیا اور تیری پیداوار چلی گئی
یا بہ نسیاں شد گناہے از تو زفت
یا تجھ سے بھولے سے کوئی بھاری گناہ ہو گیا
باخود آ زوود ندامت پیشہ کن
جلد ہوش میں آ جا اور ندامت اختیار کر
وز حساب روز حشر اندیشہ کن
حشر کے دن کے حساب سے ڈر
گر تو غافل گردی او زرعت برد
اگر تو غافل بنا وہ تیری کھیتی کاٹ لے گا
بلکہ از تو آں کسیرج را برد
بلکہ تجھ سے وہ موتی لے جائے گا
کارہا ہشیاری و بیداری ست
معاملہ ہوشیاری اور بیداری کا ہے
ہر کہ غافل گشت میداں ناری ست
جو غافل بنا جان لے جہنمی ہے
پاسبانِ توبہ را بروے گمار
توبہ کا محافظ اس پر مقرر کر دے
تابوقت خواب تو آید بکار
تاکہ تیری نیند کے وقت وہ تیرے کام آئے

۱ الدُّنیا۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا دنیا آخرت کا کھیت ہے یعنی جو یہاں بوؤ گے وہاں کاٹو گے۔ یوم التناد۔ پکار کا دن محشر۔ مغبون۔ ٹوٹے میں پڑا ہوا۔ ۲ یوم الحصاد۔ کھیتی کے کاٹنے کا دن محشر میں۔ یعمل قرآن میں ہے فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یرہ جو شخص ذرہ برابر بھلائی کرے گا اس کو دیکھے گا اور جو شخص ذرہ برابر برائی کرے گا اس کو دیکھے گا۔ ۳ حرث۔ کھیتی۔ حراست۔ حفاظت۔ مستاصل۔ جڑ سے اکھڑا ہوا۔ داس۔ درانتی۔ داس دراتی کستہ۔ کوفتہ۔ کشمان۔ کھیت۔ کشتار۔ مرغ بسمل۔ ریع۔ پیداوار۔ کسیرج۔ مروارید یعنی ایمان۔ ناری۔ جہنمی

تو بخواب اُو خوش نگہبانی کند
تو نیند میں ہے وہ اچھی نگہبانی کرتا ہے
ایں چنیں حارس ۱ خدا مارا دہد
خدا ایسا نگہبان ہمیں عطا کر دے
ایں سخن پایاں ندارد نیک مرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے' اے نیک مرد!
سُوی حالِ صوفی خود باز گرد
اپنے صوفی کے حال کی جانب واپس چل

رجوع بداستانِ درویش و وداع
درویش کی داستان کی طرف رجوع اور اس
کشدن دنیا ازاں مرد حقیقت اندیش
حقیقت اندیش مرد سے دنیا کا رخصت ہو جانا

مدتِ دو سال ہم زیں ساں گذشت
دو سال اسی طریقہ سے گذرے
ہیچ صوفی از طریق خود نگشت
صوفی اپنے راستہ سے نہ ہٹا
بود رسم شہ چو اُو گشتے سوار
بادشاہ کی عادت تھی جب وہ سوار ہوتا
بہر نظم ملک یا سُوی شکار
سلطنت کے انتظام کے لئے یا شکار کی جانب
وقتِ رجعت سُوی درویش آمدے
وہ واپسی کے وقت درویش کی جانب آتا
وقفہ کردے زہرِ آں مہ شدے
ٹھہرتا اس چاند کی زیارت کرنے والا بنتا
ہم بریں منوال بُودش کاروبار
اس کا کاروبار اسی طریقہ پر تھا'
دندریں اثنا شہ آں کار و زار
اور اس اثناء میں وہ کار و زار کا شاہ
داشت با پروردگار خود نیاز
اپنے پروردگار کے ساتھ نیاز مندی رکھتا
ناگہاں آں زن کہ اوّل آمدش
اچانک وہ عورت جو اس کے پاس پہلے آئی تھی
بارِ دیگر گشت پید از درش
اس کے دروازے سے دوسری بار نمودار ہوئی
گفت صوفی چہ آوردی بگو
صوفی نے کہا' ہائیں کیا لائی ہے بتا؟
چیست باز ایں سُو چرا کردی تو رُو
کیا ہے؟ تو نے پھر اس طرف رخ کیوں کیا؟
گفت بہرِ رخصتِ تو آمدم
اس نے کہا آپ سے رخصت ہونے کیلئے آئی ہوں
اَلوداع اے جاں کہ من رخصت شدم
اے جان! الوداع کہ میں رخصت ہوتی ہوں
گفت دُور اے بیوفا مکّار زال
اس نے کہا اے بیوفا مکار بوڑھی دور ہو جا
صد ہزاراں دام داری زیرِ چاہ
تو کنوئیں کے نیچے ہزاروں جال رکھتی ہے
تو فسونِ خود بہر کس میدمی
تو ہر شخص پر اپنا منتر پھونکتی ہے
گشت چوں رام تو آخر می رمی
وہ جب تیرا فرمانبردار ہو گیا تو آخر کار تو بھاگ جاتی ہے
ہاں برو کایں دلقِ من ویں پوستیں
ہاں چلی جا' کیونکہ یہ میری گدڑی اور یہ پوستین
من فریب از غدر تو کے خوردہ ام
تیری غداری سے میں نے فریب کب کھایا ہے
پے بضعفِ عہدت اوّل بُردہ ام
میں نے تیرے عہد کی کمزوری کا پہلے ہی پتہ لگایا ہے
زُود باش اے بے حیا زیں جا برو
اے بے حیا! جلدی کر اس جگہ سے چلی جا
تا بکے داری بافسونم گرد
مجھے منتر میں کب تک پھنسائے گی؟
از نظر غائب شد آں فتانہ زن
وہ فتنہ میں مبتلا کرنے والی عورت نظر سے غائب ہو گئی
در ۲ تفکر رفت صُوفی از فتن
فتنوں سے صوفی سوچ میں پڑ گیا
چوں رودایں شورش بلغاک من
یہ میرے غوغا کی شورش کیسے جائیں گے؟
چوں کشنہاکم شود زیں انجمن
اس محفل سے جھگڑے کیسے جائیں گے؟
شیرج و کسبہ چساں گردد جدا
تیل اور کھل کیسے جدا ہوں گے؟
یرغ برُخِ جواں افتد چرا
جوان کے چہرے پر شکن کیوں پڑے گی؟
گرزچہ ۳ زاید تاہمہ دولت رود
کس بات سے ہوگا کہ تمام دولت چلی جائے گی؟
آفتابِ عزّ من کاسف شود
میری عزت کا سورج گرہن میں ہو جائے گا
خواند لاحول و بحق مشغول گشت
اس نے لاحول پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے مشغول ہو گیا

۱ حارس۔ نگہبان۔ رجعت۔ واپسی۔ وقفہ۔ ٹھہراؤ۔ ب۔ یعنی درویش۔ منوال۔ طریقہ۔ مہر۔ محبت۔ دندریں۔ اس وقفہ میں درویش اپنے مجاہدوں میں لگا رہتا۔ آں ذن۔ یعنی دنیا جو عورت کی صورت میں آئی تھی۔ بہ۔ تعجب۔ چال۔ چاہ' کنواں ہا کو لام سے بدل لیا جاتا ہے۔ ۲ در تفکر۔ جب دنیا نے الوداع کہا تو درویش سوچنے لگا کہ یہ دنیا مجھ سے کیسے جدا ہوگی میرے چاروں طرف کا مجمع کیسے غائب ہو جائے گا میں اور بادشاہ جو تیل اور کھل ہیں کیسے ایک دوسرے سے جدا ہو سکے بادشاہ کے چہرے پر شکن کیسے آئے گی۔ فتانہ۔ فتنہ میں مبتلا کرنے والی۔ فتن۔ فتنہ کی جمع ہے۔ بلغاک۔ شور و غوغا۔ کشن۔ بوزن وچمن۔ بسیاری انبوہی۔ شیراج۔ تل کا تیل۔ کسبہ۔ کھل۔ یرغ۔ شکن۔ جوان۔ یعنی بادشاہ۔ ۳ گرزچہ۔ یہ کس بات سے ہوگا کہ دنیا مجھ سے بھاگ جائے گی اور میری دولت ختم ہو گی اور میری عزت کا چاند گرہن ہوگا۔ خواند۔ اس تفکر پر اس نے لاحول پڑھی اور یاد خدا میں لگ گیا۔ کان امر اللہ۔ لیکن اس درویش سے دنیا کا چلا جانا یہ خدائی حکم تھا جو ہو کر رہا۔

بُود بر مِہرِ فقیر اُو جاں نثار
وہ فقیر کی محبت پر جان چھڑکنے والا تھا
چوں قضا آید شود برعکس کار
جب قضا آتی ہے کام الٹا ہو جاتا ہے
جملہ تدبیرات باطل گشت و زار
تمام تدبیریں باطل اور کمزور ہو جاتی ہیں
حق چو میخواہد کہ کارے را کُند
جب خدا چاہتا ہے کہ کوئی کام کرے
سلسلہ اَسباب را جنبش دہد
اسباب کے سلسلہ کو حرکت دیدیتا ہے
از[1] قضا در صبحِ آں روزِ سعید
تقدیر سے اس اچھے دن صبح کو
شاہ سُوئے کوہ شُد بہرِ مَصید
بادشاہ شکار کے لئے پہاڑ کی جانب گیا
جُستجُو بسیار کرد و رنج بُرد
بڑی محنت کی اور تکلیف برداشت کی
ہیچ باصیدے در آنجا وانخورد
کوئی شکار اس جگہ نہ ملا
تعب بیحدے چشید و رنجِ سخت
بیحد تھکن اور سخت تکلیف چکھی
شُد زتابِ مہر جانش لخت لخت
سورج کی گرمی سے اس کی جان ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی
در ایابِ آں شاہ بر رسمِ قدیم
وہ شاہ قدیم عادت کے مطابق واپسی میں
قصدِ درویش شُد اُو زاں رحیم
اس پہاڑ سے درویش کا قصد کرنے والا بن گیا
آمد اندر پیشِ صوفی اُو فتاد
آیا صوفی کے پیروں پر گر گیا
اُو سہادہ بر دو پایش زاعتقاد
اعتقاد سے اس کے دونوں پاؤں چوے
وقتِ گرما بُود و تاباں آفتاب
گرمی کا وقت تھا اور سورج چمک رہا تھا

ہر دو موجود است پیشِ من ببیں
دیکھ لے دونوں میرے سامنے موجود ہیں
تکیہ بر دیوار زد خوابش ببُرد
دیوار کا سہارا لیا، اس کو نیند آ گئی
سُوئے سایہ ہر مخلصے رہ می سپُرد
سایہ کی جانب ہر مخلص راستہ اختیار کرتا ہے
شاہ تنہا ماند وآں صوفیِ صاف
شاہ اور صوفی صافی تنہا رہ گئے
از میانِ شاہ خنجر خوش غلاف
شاہ کی کمر سے عمدہ غلاف کا خنجر
در تقلّبہا فتادش بر شکم
کروٹیں لینے میں اس کے پیٹ پر گر گیا
مردِ درویش از رہِ لُطف و کرم
درویش مرد نے لطف و کرم کے طریقہ پر
خواست کاں را از شکم یکسُو کُند
چاہا کہ اس کو اس کے پیٹ سے علیحدہ کر دے
جائے دیگر دُور تراز وے نہد
دوسری جگہ اس سے دور رکھ دے
چشمِ شہ یکبارگی بیدار شُد
شاہ کی آنکھ اچانک کھل گئی
دید چوں خنجر برہنہ زار شُد
جب کھلا ہوا خنجر دیکھا عاجز ہو گیا
زُود بر جَست و بقصرِ خویش رفت
فوراً اٹھا اور اپنے قلعہ میں چلا گیا
لیک جانش از غضب سوزاں وتفت
لیکن غصہ سے اس کی جان جل بھن گئی
گفت زُود آرید آں دستور را
کہا دیو فوراً وزیر کو لاؤ
تا براند از سرایں بے نور را
تاکہ وہ اس بے نور کا سر اڑا دے
من چہ خوبیہا بجایش کردہ ام
میں نے اس کے ساتھ کس قدر بھلائیاں کی ہیں

کانِ اَمرُ اللہ چوں مفعول گشت
خدائی حکم تھا جبکہ واقع ہوا
پس سزائے نیکوئی زینساں بُود
تو بھلائی کا بدلہ ایسا ہوتا ہے؟
کز برائے کُشتنم خنجر کشد
کہ میرے قتل کرنے کو خنجر سونتے
شُد وزیر آگاہ و استغفار کرد
وزیر آگاہ ہوا اور معافی چاہی
در شفاعت پیشِ شہ اصرار کرد
شاہ کے سامنے سفارش میں اصرار کیا
گفت بخشیدم بجو جانش خموش
بولے کہا میں نے تیری بات سے اس کی جان بخشی کی، خاموش ہوجا
کُن بدرُوے را بیک بینی دو گوش
اس کو ایک ناک دو کان کے ساتھ نکالدے
ایں بُود صدق و وفائے بے دول
دوستوں کی سچائی اور وفاداری یہ ہوتی ہے
کز پئے وہمے بعَدواں بُد نزول
کہ ایک وہم کی وجہ سے عداوت میں بدل گیا
دل مَنہ بر لُطفِ میراں و وزیر
سرداروں اور وزیر کی مہربانی سے دل نہ لگا
در[3] دمے خُلد اند و در دیگر سعیر
گھڑی میں جنت ہیں اور گھڑی میں دوزخ ہیں
از یکے وہم آں تلطف کینہ شُد
ایک وہم سے وہ مہربانی کینہ بن گئی
ہمچو کانوں در تلہّب سینہ شُد
انگیٹھی [illegible] میں سینہ بھٹی بن گیا
کے نہ بُنشکر[illegible] بپیشِ سُلطاں چرا
تو [illegible] سامنے دل کیوں نہیں وابستہ کرے؟
کو ہزاراں جُرم بخشد از عطا
جو بخشش سے ہزاروں خطائیں معاف کردیتا ہے
جُرمہا دیدہ وظیفہ می دہد
خطائیں دیکھتے ہوئے روزی دیتا ہے

[1] از قضا۔ زوال کے اسباب کا بیان ہے۔ مصید۔ شکار۔ تاب مہر۔ سورج کی تپش۔ ایاب۔ واپسی۔ گرما۔ بہار، گرمی۔ تقلبہا۔ یعنی نیند میں کروٹیں بدلنے سے۔ زار۔ عاجز۔ [2] دستور۔ وزیر۔ تا براند از سر۔ اس کا سر قلم کر دے۔ [2] کن بدرو۔ نکال دے۔ بیک بینی۔ یعنی سے [illegible] ادا ہے۔ چھینک کر۔ بے دول۔ دولتوں کا مالک۔ بعدواں۔ عادت۔ [3] دردمے۔ یہ بادشاہ کی وقت جنت کی وقت دوزخ ہوتے ہیں۔ تلطف۔ مہربانی کرنا۔ کانوں۔ [illegible]۔

اند کے آسود شہ زاں حزو تاب
اس گری اور تابش کی وجہ سے شاہ نے تھوڑا سا آرام کیا
ہر خطا کردی وبا زار آمدی
تو نے جو خطا کی اور عاجزی سے آیا
از خواص خاص در بارش شدی
اس کے دربار کا خاص الخاص بن گیا
مال دنیا را وفا خود ایں بود
دنیا کے مال کی یہی وفاداری ہوتی ہے
دل در و بستن زنقص دیں بود
اس سے دل وابستہ کرنا دین کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے
جاں ببرد از مکر دنیا مرد خوش
بھلا آدمی دنیا کے مکر سے جان بچا لے گیا
چوں نہ بست او دلبراں مغرور کش
چونکہ اس نے اس فریب خوردہ کو قتل کرنے والی سے دل وابستہ نہ کیا
گر افتادے اندر و گشتے ہلاک
اگر اس میں مبتلا ہو جاتا' ہلاک ہو جاتا
ہمچو بلغم می شدے مسجون خاک
بلغم کی طرح مٹی کا قیدی بن جاتا
زیر تیغ بیدریغ شاہ دوں
کمینہ بادشاہ کی بے دریغ تلوار کے نیچے
میشدے درویش بس زار و زبوں
درویش بہت عاجز اور مغلوب ہو جاتا
چونکہ حزم و احتیاطے کردہ بود
چونکہ اس نے حزم اور احتیاط کی تھی
میل سوئے مالہا نا کردہ بود
مال کی جانب میلان نہ کیا تھا
جاں سلامت برد از آں خدا او
وہ اس دھوکے باز سے جان بچا لے گیا
دل منہ بر او مسندائے یار تو
اے یار تو بھی اس کی رونق سے دل وابستہ نہ کر

بارہا سر را بپایش کردہ ام
بارہا اس کے قدم پر سر رکھا ہے
باز سوئے داستان خود زدم
میں پھر اپنی داستان کی جانب لوٹتا ہوں
وہ چرا از نصح تو غافل شوم
ہائے میں تیری نصیحت سے کیوں غافل ہوں
باز سوئے داستان من آمدم
میں پھر داستان کی جانب آ گیا
وہ دریں دریاچہ دست وپا زدم
ہائے اس دریا میں میں نے کیسے ہاتھ پاؤں مارے
واں دوم کاہل شد از تطویل من
اور وہ دوسرا میرے طول دینے سے کاہل بن گیا

کاہلاں ۲ را کرد کاہل پیل من
کاہلوں کو میرے ہاتھی نے کاہل بنا دیا

بیان نمودن آں پسر دوم حال کاہلی خود با قاضی
دوسرے لڑکے کا اپنی کاہلی کا حال قاضی سے بیان کرنا

دوئی گفتا کہ بشنو حال من
دوسرے نے کہا میرا حال سن
قرعہ میراث زن در فال من
میری فال پر میراث کا قرعہ نکال دے
نصرت الداخل نگر در بیت مال
بیت مال میں نصرت الداخل پر غور کر
تا برم از پدر مال و منال
تاکہ میں باپ کی جانب سے مال ومتاع حاصل کرلوں
گفت من کاہل ترم از کاہلاں
اس نے کہا میں تمام کاہلوں سے زیادہ کاہل ہوں
ہستم از کوہ گراں تر ہم گراں
میں بھاری پہاڑوں سے بھی زیادہ بھاری ہوں

از چنیں جود و عطا کس چوں جہد
ایسی سخاوت اور عطا سے کوئی کیوں گریز کرے؟
گر فتد ۳ کوہے نجنبم از مکاں
اگر پہاڑ بھی گرے میں جگہ سے نہ سرکوں
یا برد سیلاب مارا رائگاں
یا خواہ مخواہ مجھے سیلاب لے جائے
یا چو ابراہیم گر آتش بود
یا حضرت ابراہیمؑ کی طرف اگر آگ ہو
می نتابم سر ازو ہم تا ابد
میں اس سے بھی کبھی سر نہ موڑوں گا
یا چو زکریا شگافد ارہ
یا حضرت زکریا کی طرح اگر آرہ چیر دے
بر ندارم من سر خود ذرہ
میں ذرہ برابر اپنا سر نہ اٹھاؤں
یا چو اسمعیل زیر خنجرے
یا حضرت اسمعیل کی طرح خنجر کے نیچے ہے
بر ندارم من سر خود از مرے
جھگڑے سے میں اپنا سر نہ اٹھاؤں
گر بریزد بر تنم صد بار نیش
اگر سو بار میرے جسم پر نشتر لگے
یا شود سرتا قدم از تیغ ریش
یا سر سے پاؤں تک تلوار سے زخمی ہو جائے
من زکاہل برنہ جنبانم دو دست
میں کاہلی سے دونوں ہاتھ نہ ہلاؤں
میرود گو بر سر من ہر چہ ہست
کہہ دے کہ جو کچھ بھی میرے سر پر گذر جائے
گر بہ پرد سوئے من صد تیر راست
اگر میری طرف سو تیر سیدھے آئیں
از کسالت برنگردم چپ و راست
میں کاہلی سے دائیں بائیں کروٹ نہ لوں
بر سر من آنچہ بپسندی رواست
تو جو میرے سر پر پسند کرے مناسب ہے
حکم حکم تست بندہ خود فناست
حکم تیرا ہی حکم ہے بندہ خود فنا ہے

۱ گرفتار ہے۔ اگر وہ درویش دنیا میں پھنس جاتا تو تباہ ہو جاتا۔ بلغم۔ یہ شخص بڑا عبادت گزار تھا لیکن آخر عمر میں برباد ہو گیا۔ مسجون۔ قیدی۔ زبوں۔ عاجز۔ خدا۔ دھوکہ باز مکار۔ دوم۔ پہلے لڑکے کی کاہلی کا بیان طویل ہو گیا تو دوسرا لڑکا میرے طویل بیان سے سست ہو گیا۔ ۲ کاہلاں۔ یعنی اہل آخرت کی دنیا کے کاموں میں کاہلی کو میں نے خوب بیان کر دیا۔ پیل۔ یعنی بیان۔ گفتا۔ یعنی قاضی سے کہا۔ نصرت الداخل۔ رمل کی ایک شکل ہے جب وہ زائچے کے دوسرے خانہ میں آتی ہے جس کو بیت المال کہتے ہیں تو وہ مال و دولت کے حصول کا سبب بنتی ہے۔ منال۔ سامان۔ ۳ گر فتد۔ اگر پہاڑ بھی گرے یا دریا بہا لے جائے تو بھی اپنی جگہ سے نہ ہلوں۔ مرے۔ جھگڑا۔ حکم حکم تست۔ یہ خدا تعالیٰ کو خطاب ہے

جملہ[۱] خواہشہا دراں خواہش گم ست
تمام خواہشیں اس خواہش میں گم ہیں
صلح و تدبیر و ہمہ چالش گم ست
صلح اور تدبیر اور پورا اکڑ کر چلنا گم ہے
چوں جمادم حرکت و خواہش نماند
جب پتھر کی طرح مجھ میں حرکت اور تمنا نہیں رہی
تنبلیم دست از عالم فشاند
میری کاہلی نے دنیا سے ہاتھ جھاڑ لیا
ہمچو میت در ید غسال شو
مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں مردے کی طرح بنجا
از ارادت وز تکلم لال شو
ارادے اور بولنے سے گونگا بن جا
چوں کفیلِ من خُد اُمد درکارہا
جب کاموں میں وہ میرا کفیل ہو گیا
پس چرا چوں خرکشم من بارہا
تو میں گدھے کی طرح بوجھ کیوں اٹھاؤں؟
بہ ز من تدبیر من میداند او
وہ مجھ سے بہتر میری تدبیر جانتا ہے
ہر بلا را بہ ز من میراند او
وہ ہر مصیبت کو مجھ سے بہتر ٹالتا ہے
پس چرا در نفع و ضرِ خود تنم
تو میں اپنے نفع اور نقصان کا چکر کیوں کاٹوں؟
از کنف ہای حمایت چوں پرم
اپنایت کے پہلو سے کیوں اڑوں
ایں سخن پایاں ندارد الغرض
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے الغرض
گفت با قاضی کہ اے دفع المرض
اس نے قاضی سے کہا کہ اے مرض کے دفعیہ
درمیان ہرسہ تن کاہل ترم
تینوں شخصوں میں میں زیادہ کاہل ہوں
وز ہمہ نفع و ضرر جاہل ترم
اور تمام نفع نقصان سے زیادہ جاہل ہوں

سود و نقصانِ دو عالم ہرچہ ہست
دونوں جہان کا نفع اور نقصان جو بھی ہے
کاہلی من زہر دو بہتر ست
میری کاہلی دونوں سے بہتر ہے
درمیانِ ایں شنو یک قصۂ
اس سلسلہ میں ایک قصہ سن لے
تا بری از تنبلی من حصہ
تاکہ تجھے میری کاہلی کا حصہ حاصل ہو جائے
بہر کارے آمدم در مُلکِ خوز
میں ملک خوز میں ایک کام لئے آیا
در رباطے گشتم آسودہ دو روز
ایک سرائے میں دو دن آرام کیا
شاہِ[۲] آنجا بس سخی و بحرِ جُود
اس جگہ کا بادشاہ بہت سخی اور سخاوت کا دریا تھا
کانِ لطف و معدنِ احسان بُود
مہربانی کی کان اور احسان کی معدن تھا
چاوشِ او ہر زماں کردے گذر
اس کا نقیب ہر وقت گذرتا
بانگہا کردے برائے کور و کر
اندھے اور بہرے کو آوازیں دیتا
شاہ ہر شب بر سرِ تختِ کرم
کرم کے تخت پر شاہ ہر رات کو
می نشیند اے گدایان دژم
بیٹھتا ہے اے غمگین فقیرو!
ہر کہ را میلے بمال و جاہ است
جس کو مال اور رتبہ کی خواہش ہے
دین و دنیا در رکابِ شاہ ہست
دین اور دنیا شاہ کے جلو میں ہے
ہر کہ بکشاید لبِ انبانِ خویش
جو بھی اپنے تھیلے کا منہ کھولتا ہے
پُرکند دروے ز دُر و مرجانِ خویش
وہ اپنے موتی اور مونگے اس میں بھر دیتا ہے

سیم و زر بس دُر و گوہرہا سُود
چاندی اور سونا نفع کیلئے بہت سے موتی اور جواہر
ہر کہ بشکود زباں بیشک ربود
جس نے زباں کھولی بیشک حاصل کر لئے
خوانِ یغمایش بدشمنہا و دوست
اس کا لوٹ کا دسترخوان دشمنوں اور دوست کیلئے ہو
صرفِ محتاجاں بُود با مغز و پوست
مغز اور پوست کے ساتھ محتاجوں میں صرف ہوتا ہے
آنچہ خواہد از درش ہر کس برد
جو چاہے ہر شخص اس کے در سے لے جائے
نیست با اعدای خود اُورا حسد
اس کو اپنے دشمنوں پر بھی حسد نہیں ہے
دوست دشمن پرورد از لطف و جُود
وہ دوست اور دشمن کو مہربانی اور سخاوت سے پرورش کرتا ہے
ہر کہ لابہ کرد پیشش یافت سُود
جس نے اس کے سامنے خوشامد کی نفع پالیا
دمبدم طول و سخایش در فزود
ہر لمحہ اس کی طاقت اور سخاوت زیادتی میں ہے
نیست در انبانِ جُودِ او فتور
اس کی سخاوت کے تھیلے میں کمی نہیں ہے
جنبشِ لب کافی آمد بردرش
اس کے در پر ہونٹ ہلا دینا کافی ہے
بہرِ استمطارِ غیثِ ہامرش
اس کی بہنے والی بارش کے برسوانے کے لئے
بردرش آید کسے گر صبح و شام
اگر کوئی صبح اور شام اس کے دروازے پر آجائے
کارِ او یابد بکلی انتظام
اس کا کام بالکل منظم ہو جائے
گر بیائی بردرِ او صبح گاہ
اگر تو صبح کے وقت اس کے در پر آئے
آنچہ خواہی میدہد آں بادشاہ
تو جو چاہے وہ بادشاہ دیدے

۱ جملہ۔ میں راضی برضا ہوں اور اپنی تدابیر ختم کر چکا ہوں۔ ہمچو۔ اللہ کی مرضیات کے سامنے انسان کو ایسا ہونا چاہیے جس طرح مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ لال۔ گونگا۔ کنف۔ پہلو۔ خوز۔ خوزستان ایک ملک ہے یعنی دنیا۔ رباط۔ سرائے۔ ۲ شاہ آنجا۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ چاوش۔ نقیب۔ یعنی انبیاء و اولیاء۔ دژم۔ افسردہ۔ مرجاں۔ مونگا۔ یغما۔ لوٹ۔ طول۔ طاقت۔ استمطار۔ برسوانا۔ ہامر۔ بولنے والا۔ انتظام۔ درستی۔

گر کسے در نیم شب کوبد درش
اگر کوئی آدھی رات کو اس کا دروازہ پیٹے

میدہد گوہر بہ از سیم و زرش
وہ اس کو چاندی اور سونے سے بہتر جواہر دیدیتا ہے

جملہ شاہاں شب بہ بستر عاطلند[1]
تمام بادشاہ رات کو بستر پر عاطل ہیں

وز خبر گیری خلقاں عاطلند
اور لوگوں کی خبر گیری سے معطل ہیں

شاہ ما بیدار و ہر دم ہوشیار
ہمارا شاہ بیدار اور ہر وقت ہوشیار ہے

عالمے را خود بذات اُو پاسدار
وہ خود اپنی ذات سے دنیا کا نگہبان ہے

بسکہ چاؤشاں حکایت ساختند
بہت سے نقیبوں نے قصہ سنایا

میلِ آں شہ در دلم انداختند
انہوں نے میرے دل میں اس شاہ کی خواہش پیدا کر دی

بر درش رفتم شبان و صبح گاہ
میں رات کو اور صبح کو اس کے در پر پہنچا

آستانش را نمودم سجدہ گاہ
میں نے اس کی چوکھٹ کو سجدہ گاہ بنایا

روئے اُو دیدہ زخود رفتم چناں
اس کا رخ دیکھ کر میں ایسا بیخود ہو گیا

کہ نیامد حرفِ اعطِ برزباں
کہ "عطا کر" کا حرف زبان پر نہ آیا

مدّتے بگذشت و من از کاہلی
ایک مدت گذر گئی اور میں کاہلی سے

ماندم اندر حیرت و بے حاصلی
حیرت اور بے مرادی میں رہا

کاہلی من زبانم را بہ بست
میری کاہلی نے میری زبان بندی کر دی

ہمچو محوِ بادہ و مستِ الست
الست کے مست اور شراب میں محو کی طرح

کاہلی من مرا رخصت نداد
میری کاہلی نے مجھے موقع نہ دیا

کہ بخواہم از شہ باجود و داد
کہ میں سخی اور بخشش والے شاہ سے مانگوں

واصلاں رینگونہ از ہر دو جہاں
اہل (حق) لوگ اسی طرح سے دونوں جہان سے

کاہلند و غافلند اے زاہداں
اے زاہدو! کاہل ہیں اور غافل ہیں

نہ زحق خواہند دنیا نہ بہشت
اللہ تعالیٰ سے نہ دنیا مانگتے ہیں نہ جنت

ہر دورا بہرِ خدائی خود بہشت
دونوں کو اپنے خدا کی خاطر چھوڑ دیا ہے

جُز خدا را از خدا خود خواستن
خدا سے خود خدا کے علاوہ کو مانگنا

نیست افزونی بُود جاں کاستن
بڑھوتری نہیں ہے جان کو گھٹانا ہے

گر خدارا بہرِ جنت عابدی
اگر تو جنت کے لئے خدا کا عبادت گذار ہے

در رفاہِ نفس خود بس قاصدی
تو صرف اپنے نفس کے آرام کا ارادہ کرنے والا ہے

حُسنِ ذاتیِ الوہیت چہ شُد
خدائی کا ذاتی حسن کیا ہوا؟

آہ آں حقِ ربوبیت چہ شُد
افسوس وہ پرورش کا حق کیا ہوا؟

ہست اُو معبود بالذات اے پسر
اے بیٹا! وہ ذات کے اعتبار سے معبود ہے

در میانش پس وسائط[2] را مخر
تو واسطوں کو درمیان میں پسند نہ کر

مر خدارا بہرِ اُو عابد شوید
خدا کے عبادت گذار اس کے لئے ہی بنو

نہ کہ بہرِ حُور و جنت میدوید
نہ کہ حور اور جنت کے لئے تم دوڑتے ہیں

حقِ آں ذاتِ خدائے پاک کو
اس خدائے پاک کی ذات کا حق کہاں ہے؟

خود بدہ انصاف پاسخ را بگو
تو خود انصاف کر لے جواب دے

گر پرستی بہرِ نار و یا جناں
اگر تو جہنم یا جنتوں کے لئے عبادت کرتا ہے

عابدِ لنفسہا شدی اے کامراں
اے کامیاب! تو ان کا عبادت گذار بنا

گر نبودے جنت و نارے لئیم
اے کمینہ! اگر جنت اور جہنم نہ ہوتی

بود معبودِ حقیقی آں رحیم
وہ رحیم پھر بھی حقیقی معبود ہوتا

نار و جنت ہر دو سوطِ کاہل ست
جہنم اور جنت دونوں کاہل کے لئے کوڑا ہیں

کاہلاں را تازیانہ ... ست
کاہلوں کو کوڑا چلانے والا ہے

اسپ بحر از تازیانہ برجہد
تیز گھوڑا کوڑے سے بدکتا ہے

خود بخود پا در رہِ عجلت نہد
وہ خود بخود عجلت کے راستہ پر قدم رکھتا ہے

طفل را گویند در مکتب برو
بچے سے کہتے ہیں مکتب میں جا

جوز و لوزے میدہم ہاں زود شو
میں اخروٹ اور بادام دیتا ہوں ہاں جلد جا

پیشِ اُستا خوانِ نعمتہا بے ست
استاد کے سامنے نعمتوں کے خوان بہت ہیں

فاکہہ و اعناب بہرِ ہر کسے ست
پھل اور انگور ہر ایک کے لئے ہیں

گر روی پیشش نوازد مر ترا
اگر تو اس کے پاس جائے گا وہ تجھے نوازے گا

ورنہ بدہد زیں تغافلہا سزا
ورنہ ان غفلتوں کی سزا دے گا

---

[1] عاطل۔ بیکار۔ اعط۔ تو عطا کر۔ الست۔ عہد الست۔ بہشت۔ بگذاشت۔ گر خدا۔ اگر خدا کی عبادت جنت کے لئے ہے تو یہ عبادت اپنے نفس کے آرام کے لئے ہے۔
[2] وسائط۔ یعنی جنت اور دوزخ۔ پاسخ۔ جواب۔ سوط۔ کوڑا۔ اسپ بحر۔ تیز رو گھوڑا۔ جوز۔ اخروٹ۔ لوز۔ بادام۔ استا۔ استاد۔ فاکہہ۔ پھل۔ اعناب۔ عنب کی جمع ہے انگور۔

از طبانچہ روی گلگونت کند
طمانچہ سے تیرا منہ لال کر دے گا
سخت زندانی و محزونت کند
تجھے سخت قیدی اور غمگین کر دے گا
طفل ازاں ترغیب و ترہیب پدر
بچہ باپ کے اس پھسلانے اور ڈرانے سے
رُو سوی مکتب نماید سر بسر
پورا رخ مکتب کی جانب کرتا ہے
چونکہ طفلی رفت و آمد عقل خوب
جب بچپن جاتا رہا اور خوب عقل آ گئی
نیست محتاج رغوب واہم رہوب
تو وہ پھسلاووں اور ڈراووں کا محتاج نہیں ہے
خود بخود در پیش استا میرود
وہ خود بخود استاد کے سامنے چلا جاتا ہے
ہر سحر گاہے بسویش میدود
ہر صبح کو اس کی جانب دوڑتا ہے
حسن ذاتی بین و حق شاہیش
ذاتی حسن اور اس کی شاہی کا حق دیکھ
غرق شو در بحر ہمچوں ماہیش
سمندر میں اس کی مچھلی کی طرح ڈوب جا
بیخودی شو ز خودی یکسر بر آ
بے خود بن اور خودی سے بالکل نکل
از برای حق خدارا داں خدا
خدا کے لئے خدا کو خدا جان
مطلب دنیا و عقبیٰ را بہل
دنیا اور آخرت کا مقصد چھوڑ
ہر دو انبان اینداز از بغل
بغل میں سے دونوں تھیلوں کو پھینک دے
ہر او اورا عبادت کرد نیست
ں کی عبادت اس کے لئے کرنے کی ہے
لبد جنت طلب ہم مرد نیست
جنت کے لئے عبادت کرنے والا مرد نہیں ہے

اُو بذات خود عبادت را سزاست
وہ اپنی ذات کے اعتبار سے عبادت کے لائق ہے
نز برای نار و جنت وے خداست
نہ کہ وہ جہنم اور جنت کی وجہ سے خدا ہے
اُعْبُدِ اللّٰہَ لَہٗ یَا ذَا النُّہیٰ
اے عقلمند! اللہ کی عبادت اس اللہ کے لئے کر
وَاطْرَحُوا الْاَغْیَارَ عَنْ عَیْنِ النُّہیٰ
عقل کی آنکھ کے ذریعہ غیروں کو پھینک دو
فَامْحُ نَقْشَ الْغَیْرِ عَنْ لَوْحِ الصُّدُوْر
غیر کا نقش سینوں کی تختی سے ہٹا دے
اِنَّہُ الْمَعْبُوْدُ مِنْ غَیْرِ الْفُتُوْر
بیشک بغیر نقصان کے وہی معبود ہے
ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز
اے پیارے! یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے
منہی حال خودست آں سوم نیز
وہ تیسرا ابھی اپنی حالت کی خبر دینے والا ہے

حکایت نمودن آں پسر سوم کاہلی خودرا بہ پیش قاضی کاہل بکار دین و چابک بکار دنیا بودو آنست بیکار و کاہل حقیقی

اس تیسرے لڑکے کی اپنی کاہلی کو قاضی کے سامنے پیش کرنے کی حکایت جو دین کے معاملہ میں کاہل اور دنیا کے معاملہ میں تیز تھا اور بیکار اور حقیقی کاہل وہی ہے

گفت قاضی آں سوم را کاے فلاں
قاضی نے اس تیسرے سے کہا کہ اے فلاں!
کاہلی خود بہ تفہیم کن بیاں
اپنی کاہلی میرے سامنے بیان کر
گفت قاضی! تنبل من بیشتر
اس نے کہا (اے) قاضی میری کاہلی زیادہ ہوئی ہے
ہمچو آتش ہست پر دُود و شرر
جو آگ کی طرح دھوئیں اور چنگاریوں سے پر ہے

در بیانش داستانے میزنم
میں اس کے بیان میں ایک قصہ سناتا ہوں
حال مخفی بر تو روشن میکنم
چھپا ہوا حال تجھ پر ظاہر کرتا ہوں
دوش بردم سوی صحرا گاؤرا
میں کل ایک بیل کو جنگل میں لے گیا
پاسبانی می نمودم گاؤرا
میں کوشش کی نگرانی کر رہا تھا
برسر جوئی کہ بُد سبزہ رغید
ایک نہر کے کنارے جس پر بہت سبزہ تھا
گاؤ خود بگذاشتم اُوی چرید
میں نے اپنا بیل چھوڑ دیا وہ چر رہا تھا
در چرائی گشت تدریجا بعید
وہ چراگاہ میں رفتہ رفتہ دور ہو رہا تھا
سبزہ تری یافت ہرجا میدوید
جہاں تر سبزہ پاتا تھا دوڑ جاتا تھا
بود سبزہ پہن و صحرای دراز
سبزہ وسیع اور جنگل لمبا تھا
می چرید او دور دور از راہِ آز
وہ لالچ کے طور پر دور دور چر رہا تھا
چیست ۲ دنیا سبزہ زار خوش فضا
دنیا کیا ہے؟ عمدہ فضا والا سبزہ
تو چوگاوے اندراں مرعیٰ چرا
اس چراگاہ میں تو بیل کی طرح ہے
خود چرا آں کاہے کہ دروے خار نیست
تو وہ گھاس چر جس میں کانٹا نہیں ہے
خار و اژدون و قتادہ زار نیست
وہ چر چٹہ اور آبلہ اگنے کی جگہ نہیں ہے
تا نگیرد در گلویت خار او
تاکہ اس کا کانٹا تیرے حلق میں نہ لگ جائے
روز محشر گردی آخر زار او
بالآخر محشر کے دن تو اس سے عاجز ہو جائے

۱ گلگوں۔ سرخ۔ محزون۔ غمگین۔ ترغیب۔ رغبت دلانا۔ ترہیب۔ ڈرانا۔ منہی۔ خبر دینے والا۔ قاضی۔ اے قاضی۔ رغید۔ وسیع۔ آز۔ لالچ۔ ۲ چیست دنیا۔ یہ اقلیم کا مقولہ ہے۔ مرعیٰ۔ چراگاہ۔ چر۔ چریدن کا صیغہ امر ہے۔ خار و اژدوں۔ چرچٹہ۔ قتادہ۔ ایک خاردار گھاس ہے جس کے چھونے سے ہاتھ میں خارش پیدا ہو جاتی ہے۔

می چرا دیں گاوِ نفس اندر جہاں
یہ نفس کا بیل دنیا میں چر رہا ہے

سبز کاہے ہر کجا بیند عیاں
سبز گھاس جہاں بھی نمایاں دیکھتا ہے

دیں نداند از شکم پُر ہودنی
اور شکم پُری کی وجہ سے یہ نہیں سمجھتا

کیں مرا شد خوردنی ناخوردنی
کہ نہ کھانے کی چیز میرے کھانے کی چیز بن گئی

آخرش دردِ شکم آرد ترا
بالآخر وہ تیرے پیٹ میں درد پیدا کر دیتی ہے

تخمہ آرد خیرہ [1] گرداند ترا
تخمہ لگا دیتی ہے تجھے حیران کر دیتی ہے

گر خوری آں را بحکم آں حکیم
اگر تو اسے اس حکیم کے حکم کے مطابق کھائے

کو سمیع ست و بصیرست و علیم
جو سمیع ہے اور بصیر ہے اور علیم

تخمہ و قولنج و ہیضہ ناورد
وہ تخمہ اور قولنج اور ہیضہ نہ لائے گی

پیچ نے در شکم نے پیچ درد
نہ پیٹ میں اپھارا نہ کوئی درد

بہر ایں حکمت رسیدند انبیا
انبیاء اسی حکمت کے لئے آئے ہیں

تا تو در تخمہ نیفتی اے کیا
اے صاحب! تاکہ تو تخمہ میں مبتلا نہ ہو

تو مریضی جسمِ تو یک سر سقیم
تو مریض ہے تیرا جسم بالکل بیمار ہے

رو پرہیز و بپرس از ہر حکیم
جا پرہیز کر اور ہر حکیم سے دریافت کر لے

ہمچو گاوے خود سری ہرگز مکن
بیل کی طرح بھی خود سری نہ کر

بر خلافِ نفسِ خود کن ہر سخن
ہر بات اپنے نفس کے خلاف کر

در معنیٔ ایں حدیث اِنَّ لِکُلِّ
اس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ ہر بادشاہ

مَلِکٍ حِمًی وَ حِمَی اللّٰہِ مَحَارِمُہٗ
کا ایک حمی ہے اور اللہ کا حمی اس کے محرمات

رواہ نعمان بن بشیر
ہیں اس کو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

رضی اللہ عنہ
نے روایت کیا ہے

نفسِ سرکش را عناں گر وا دہی
اگر تو سرکش نفس کی باگ ڈھیلی چھوڑ دے گا

میرود اندا چراگاہ شہی [2]
وہ شاہی چراگاہ تک چلا جائے گا

رفتہ رفتہ در حمای شہ رود
آہستہ آہستہ شاہ کے حمی میں پہنچ جائے گا

گوشمالیہا بسے زاں شہ خورد
اس شاہ سے بہت سزائیں پائے گا

بہر ایں فرمود خیر الانبیاء
اسی لئے خیر الانبیاء نے فرمایا ہے

خاص باشد ہر ہر سلطاں حما
ہر بادشاہ کا ایک خاص حمی ہوتا ہے

از حمی اللہ آں محارم آمدہ
محرمات خدا کا حمی ہیں

حمیہ اصلِ کل مکارم آمدہ
تمام بھلائیوں کی جڑ تقویٰ ہے

تاجِ کَرَّمْنَا بسرا فراشتی
تو نے ہم کو عزت دی کا تاج سر پر رکھا

لیک بر سر خاکہا انباشتی [3]
لیکن سر پر بہت خاک ڈال لی

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ بگو
اس کے نزدیک زیادہ متقی زیادہ بھلا ہے کا قائل ہو جا

ہست کَرَّمْنَا بتقویٰ اے عمود
اے بچا! ہم نے عزت دی تقویٰ کی وجہ سے ہے

گر نہ تقویٰ داری از گاموی بتر
اگر تو تقویٰ نہیں رکھتا تو بیل سے بدتر ہے

گوش کن بَلْ ھُمْ اَضَلُّ اے دیدہ ور
اے دیدہ ور! بلکہ وہ زیادہ گمراہ ہیں کو سن لے

رجوع کلام بحکایت آں پسر سوم
کلام کی واپسی اس تیسرے کی حکایت کی طرف

و دور تر رفتنِ گاوِ او
اس کے بیل کا دور چلا جانا

ہیں بیا کاں گاوِ او بس دور رفت
ہاں! آ کہ وہ اس کا بیل بہت دور چلا گیا

میرود آں گاو سوئی سبزہ تفت
وہ بیل سبزے کی جانب تیز جا رہا ہے

گاو می شد دور و من از کاہلی
بیل دور ہو رہا تھا اور میں کاہلی سے

می نمودم در رجوعش غافلی
اس کی واپسی میں غفلت دکھا رہا تھا

در ترددی روم باز آرمش
تردد میں، میں جاؤں اس کو واپس لاؤں

یا ہمیں از دور پاسے دارمش
یا اسی طرح دور سے اس کی نگہبانی کرتا رہوں

---

[1] خیرہ۔ حیران۔ حمی۔ وہ علاقہ بادشاہ جس میں دوسروں کا داخلہ ممنوع قرار دیدیتا ہے اس میں نہ کسی کا جانور چر سکتا ہے نہ اس میں کوئی آ جا سکتا ہے اگر کسی کا مجرم اس میں پناہ پکڑے لے تو وہ بادشاہ کی پناہ میں سمجھا جاتا ہے۔ [2] شہی۔ شاہی یعنی محرمات میں مبتلا ہو جائے گا۔ گوشمالیہا۔ حمی میں داخلہ پر سزا دی جاتی تھی۔ محارم۔ اللہ تعالیٰ نے جو محرمات بنائے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا حمی ہیں۔ حمیہ۔ پرہیز تقویٰ۔ مکارم۔ مکرمہ کی جمع ہے بزرگی۔ کرمنا۔ قرآن میں ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ ہم نے آدمی کی اولاد کو عزت دی۔ [3] انباشتی۔ انداختی۔ گوش کن۔ قرآن پاک میں ہے۔ اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ۔ یہ لوگ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ وہ زیادہ گمراہ ہیں۔ تفت۔ گرم تیز۔

می فشردم در تردّد سخت سخت
میں تردد میں سخت بھینچ رہا تھا

شد دلم از کاہلی بس لخت لخت [۱]
کاہلی کی وجہ سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

ایں تردد ہست بنیادِ غموم
یہ تردد غموں کی بنیاد ہے

بر تو می آرد الم ہا زو ہجوم
اسی وجہ سے تجھ پر غم ہجوم کرتے ہیں

رَو تو یکدل باش و مردِ عزم باش
جا تو ایک دل بن اور پختہ ارادہ کا آدمی بن

نقشِ این وآں زلوحِ دل خراش
اس اور اس کا نقش دل کی تختی سے چھیل دے

در گذر زاں کیں بہ است وآں بہ است
اس سے گذر جا کہ یہ بہتر ہے وہ بہتر ہے

از ہمہ بہ آں تردّدبا دِہ است
اور تردد پیدا کرنے والا سب سے بہتر ہے

از عدم برتو تردد ریختند
انہوں نے عدم سے تیرے اوپر تردد پھیلایا ہے

امتحاں را حیلہ انگیختند
آزمائش کے لئے ایک حیلہ پیدا کر دیا ہے

زین وآں بگذر بداں سُو کن شتاب
اس اور اس سے گذر جا اس جانب جلدی کر

کہ بہر کارے الی اللہ المآب [۲]
کیونکہ ہر کام کا مرجع اللہ تعالیٰ کی جانب ہے

از سحر تا شام من در فکرِ گاوٗ
میں صبح سے شام تک بیل کی فکر میں

بر ہماں جو بودم و دل فتنہ کاوٗ
اسی نہر پر رہا اور دل فتنہ کی کاوش میں

ظہر و عصرِ من دریں غم شد قضا
ظہر و عصر کی نماز اپنی فکر میں قضا ہو گئی

گر روم در سجدہ گردم زو عمیٰ
اگر میں سجدہ میں جاؤں گا تو اس سے اندھا ہو جاؤں گا

من شوم گر در نماز و در نیاز
اگر میں نماز میں اور نیاز میں لگوں گا

گاوٗ گیرد آں طرف راہِ دراز
بیل اس جانب لمبا راستہ لے لے گا

آخرش چوں قرصِ خور شد در غروب
بالآخر جب سورج کی ٹکیہ غروب میں چلی گئی

گشت ضو از زنگیِ ظلمت ہرب
روشنی تاریکی کے حبشی سے بھاگنے والی بن گئی

چشمِ من شد خیرہ از دیدارِ گاوٗ
میری آنکھ بیل کے دیدار سے تاریک ہو گئی

من ندیدم ہیچ من ز آثارِ گاوٗ
میں نے بیل کے نشانات میں سے کچھ نہ دیکھا

چشمِ من از دیدِ او تاریک شد
میری آنکھ اس کی دید سے تاریک ہو گئی

گاوٗ زاں مرعاش در تحریک شد
بیل اپنی چراگاہ سے حرکت میں آ گیا

رفت آں گاوٗ و نشاں معلوم نے
وہ بیل چلا گیا اور پتہ معلوم نہیں

واں کدِ من جملہ جز معدوم نے
اور وہ میری مشقت معدوم کے سوا کچھ نہیں

روزِ من شد دیر و گاوٗ از دست شد
میرا دن برباد ہوا اور بیل ہاتھ سے گیا

سہ نمازِ من قضا چوں مست شد
دیوانے کی طرح میری تین نمازیں قضا ہو گئیں

اہلِ دنیا در چنیں اشتغال
دنیا دار ایسے ہی شغل میں

می کنند ایثارِ دنیا اے کیا
اے بزرگ! دنیا کو اختیار کرتے ہیں

مرد آں باشد کہ عقبیٰ را تند
مرد وہ ہے جو آخرت کے لئے کوشش کرے

کارِ دنیا را چو جیفہ رد کند
دنیا کے کام کو مردار کی طرح رد کر دے

اے برائی گاوِ نفسِ بے حیا
اے مخاطب بے حیا نفس کے بیل کے لئے

می کنی ہر دم نمازے را قضا
تو ہر دم ایک نماز قضا کرتا ہے

یادِ او ہمچوں نمازِ فرض داں
اس کی یاد کو فرض نماز کی طرح سمجھ

می کنی تو کاہلی غافل ازاں
تو اس سے غافل ہو کر سستی کرتا ہے

در جہانِ فانی چنیں فانی شدی
تو فانی دنیا میں ایسا فانی ہو گیا

گز رہِ عقبیٰ زنادانی شدی [۳]
تو نادانی سے آخرت کے راستے سے ہٹ گیا

گر برائی حق ز دنیا بگذری
اگر تو اللہ تعالیٰ کے لئے دنیا سے گزر جائے گا

پیشت آید زاں دنیا سر سری
تیرے سامنے بوڑھی دنیا آسانی سے آ جائے گی

در بیانِ آنکہ دنیا طالبِ ہارب
اس کا بیان کہ دنیا اپنے سے بھاگنے والے کی
خود و ہارب از طالبِ خودست
طالب اور اپنے طالب سے بھاگنے والی ہے

صوفی صاحب دلے اندر رباط
ایک صاحب دل صوفی سرائے میں

بُد نشستہ ہمچو گل با صد نشاط
پھول کی طرح سو خوشیوں کے ساتھ بیٹھا تھا

جمع رہطے مستفیداں بر سرش
مریدوں کا ایک مجمع اس کے پاس

معتقد بودند ہمچوں حیدرش
حضرت علیؓ کی طرح اس کے معتقد تھے

ناگہاں سہ جانور زاں سمت شرق
اچانک تین جانور مشرق کی جانب سے

آمدند از سرعتِ طیراں چو برق
تیز پرواز سے بجلی کی طرح آئے

---

[۱] لخت لخت۔ ٹکڑے ٹکڑے۔ اس تردد۔ ہے عالم کا مقولہ ہے۔ وہ کہتا ہے۔ انسان کو تردد سے گذر کر تردد پیدا کرنے والی ذات کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ امتحاں۔ یہ تردد اس اختیاری دلیل ہے جو مدار امتحان ہے۔ [۲] مآب۔ مرجع۔ فتنہ کاوٗ۔ فتنہ کی کھود کرید کرنے والا۔ گی۔ یعنی بیل میری نگاہوں سے غائب ہو جائے گا۔ ہرب۔ بھاگنے والا۔ خیرہ۔ حیران۔ تاریک۔ مرعیٰ۔ چراگاہ۔ کد۔ محنت۔ ایثار۔ ترجیح دینا۔ جیفہ۔ مردار۔ [۳] شدی۔ ہٹ گئی۔ سرسری۔ آسانی سے۔ رباط۔ سرائے۔ خانقاہ۔ رہط۔ گروہ۔ مستفیداں۔ فیض۔ مریدان۔ حیدر۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ۔ طیراں۔ پرواز۔

ہر یکے زاں دیگرے بُد در گریز
ان میں سے ہر ایک دوسرے سے بھاگ رہا تھا

واں دگر در جستجویش تیز تیز
اور وہ دوسرا اس کی جستجو میں تیز تھا

کفترے بس لاغرے ژولیدۂ
ایک کبوتر بہت کمزور پریشان

پیش پیش از ہرسہ بُد پرّیدۂ
تینوں میں سے آگے آگے اڑ رہا تھا

در پسِ او بُود زرّیں مُرغ و زَفت
اس کے پیچھے موٹا زریں مرغ تھا

با ہزاراں زیب و زینت گرم تفت
ہزاروں زیب و زینت کے ساتھ گرم اور تیز

در پے آں مُرغِ زرّیں زاغِ شوم
اس زریں مرغ کے پیچھے منحوس کوا

ہمچو باد تُند میرفت آں غشوم
وہ ظالم تیز ہوا کی طرح جا رہا تھا

ہر یکے زیں مُرغ کردے جہد نیک
ان پرندوں میں سے ہر ایک بہت کوشش کرتا

یک دگر رامی نیابیدند لیک
لیکن ایک دوسرے کو پکڑنہ پاتے تھے

حاضراں گفتند کاے قطبِ زمان
حاضرین نے کہا، کہ اے قطب زماں!

زیں عجب تر ماندیدم از جہاں
زمانہ میں ہم نے اس سے زیادہ عجیب نہیں دیکھا

در پے عاجز کبوتر چیست مُرغ
عاجز کبوتر کے پیچھے مرغ کیوں ہے؟

وز پے مُرغست چوں ایں زاغ یرغ
اور مرغ کے پیچھے یہ تیز رو کوا کیوں ہے؟

کفترے مُرغ غَس رَوشُد چہ خاست
مرغ کبوتر کے پیچھے چلنے والا کیوں ہوا؟

زاغ لاغی تابعِ مُرغے چراست
بکواسی کوا مرغ کے پیچھے کیوں ہے؟

جنس ہای مختلف راچہ فتاد
مختلف جنسوں کو کیا ہوا ہے؟

اتباعِ یک دگر چوں دست داد
ایک نے دوسرے کا پیچھا کیوں کیا ہے؟

ہر کسے مر جنسِ خود را طالب ست
ہر ایک اپنی جنس کا طالب ہے

جنس ہا مر جنسِ ہا را جالب ۲ ست
جنسیں، جنس کو کھینچنے والی ہیں

جنس سُوی جنس دار و خُود میل
جنس جنس کی جانب عادت اور میلان رکھتی ہے

روز با روزست و با لیلست لیل
دن دن کے ساتھ ہے اور رات رات کے ساتھ

میلِ مُومن سُوی مُومن می شَود
مومن کا میلان مومن کی جانب ہوتا ہے

میلِ کافر سُوی کافر می رَود
کافر کا میلان کافر کی جانب جاتا ہے

صالحاں با صالحاں منضم شوند
نیک، نیکوں کے ساتھ ملتے ہیں

طالحاں طالحاں محرم شوند
برے، بروں کے محرم ہوتے ہیں

زاغ با زاغاں کند پروازہا
کوا، کووں کے ساتھ اڑا میں بھرتا ہے

بُلبلے با بلبلاں آوازہا
بلبل، بلبلوں کے ساتھ آوازیں بلند کرتی ہے

انبیا زیں رَہ بشرہا بُودہ اند
انبیاء اسی وجہ سے انسان ہوئے ہیں

از تجانس راہِ حق بنمودہ اند
ہم جنس ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا راستہ دکھلایا ہے

بُوی جنسیت رسد فیضش شتاب
جنسیت کی بو کا فیض جلد پہنچتا ہے

از مَلک آدم نگشتے بے حجاب
فرشتہ سے انسان بے تکلف نہیں ہوتا

کافراں گفتند در حق نبیؐ
کافروں نے نبیؐ کے بارے میں کہا

کاں فرشتہ چوں نیامد از خفی ۳
کہ غیب سے وہ فرشتہ (بن کر) کیوں نہ آیا؟

ایں نہ فہمیدند کیں جسمِ بشر
وہ یہ نہ سمجھے کہ یہ انسان کا جسم

بہر رُوپوشِ جہولست اے پسر
اے بیٹا! نادان کے جواب کے لئے ہے

جاہلاں چوں از ملائک می رَمند
ناواقف چونکہ فرشتوں سے بھاگتے ہیں

انبیا از بُوی جنسیت کشند
انبیاء جنسیت کی بو سے کھینچتے ہیں

ورنہ در معنیٰ مَلک گرد وے ست
ورنہ فرشتہ حقیقت میں اس کی گرد ہے

چوں نبی در قرب و عرفاں اُو کے ست
وہ قرب و معرفت میں نبی کی طرح کب ہے؟

یک خلافِ جنس آمد صد حجاب
جنس کا ایک اختلاف سو حجاب ہے

وز تجانس می شود صد فتح باب
اور ہم جنس ہونے سے سینکڑوں دروازے کھلتے ہیں

۱ ہر یکے۔ تینوں آگے پیچھے اڑ رہے تھے کبوتر سب سے آگے تھا جو زریں مرغ سے بھاگ رہا تھا اور زریں مرغ اس کو پکڑنا چاہتا تھا یہی حال زریں مرغ اور کوے کا تھا۔ کفتر۔ غشوم۔ ظالم۔ یرغ۔ تیز رو۔ حاضراں۔ مریدوں نے اس درویش سے اس بھاگ دوڑ کی وجہ دریافت کی۔ ۲ جالب۔ کھینچنے والا۔ روز۔ یعنی ایمان۔ لیل۔ یعنی کفر۔ طالحاں۔ بدکاران۔ انبیاء۔ انسانوں کو انبیاء اسی لئے بنایا گیا کہ وہ انسانوں کے ہم جنس ہیں فرشتہ اگر نبی ہوتا تو انسان اس سے مانوس نہ ہوسکتے۔ ۳ خفی۔ پوشیدہ یعنی عالم غیب۔ جاہلاں۔ عوام فرشتہ کی طرف نہ کھنچے۔ گرد۔ خاک۔ تجانس۔ ہم جنس ہونا۔

رُوح چوں از عالمِ[۱] اَمر آمدہ است
روح چونکہ عالم امر سے آئی ہے
زاں بطاعات و بہدی راغب شدہ است
اسی لئے عبادتوں اور ہدایت کی جانب راغب ہوئی ہے
جسم چوں از عالمِ خلقست باز
پھر جسم چونکہ عالم خلق سے ہے
سُوی خواب و خُور کشد بے امتیاز
اس لئے بلا امتیاز ہونے اور کھانے کی جانب کھینچتا ہے
زیں دو چوں زاید نتیجہ نفسہا
نفوس چونکہ ان دونوں سے نتیجے کے طور پر پیدا ہوتے ہیں
ہر دو خُوز ابوین در طبعش سرا
ماں باپ کی طرف سے دونوں خصلتیں اس کی طبیعت کے مناسب ہیں
گر بسُوی خاکِ سِفلی میرود
اگر وہ سفلی خاک کی جانب جاتا ہے
آں زماں وَے نفسِ اَمّارہ شود
تب وہ نفس امارہ بن جاتا ہے
در بسُوی روحِ عُلوی سر کشد
اور اگر علوی روح کی جانب رخ کرتا ہے
آں زماں لوامہ گشت و بار شد
تب وہ لوامہ اور باہدایت بن جاتا ہے
میلِ مُلکِ اَمر چوں زاید دَرُو
جب اس میں عالم امر کی خواہش پیدا ہوتی ہے
سُوی لوامہ برآید سر خوش او
وہ مست ہو کر نفس لوامہ کی جانب آ جاتا ہے
گر ز کوشش سُوی لاہوتی شتد
وہ اگر کوشش سے عالم لاہوت کی جانب چلتا ہے
دَم بسُوی مُلہمہ[۲] وا میزند
ملہمہ کی جانب سانس لیتا ہے
بعد تہذیب و کمالِ اجتہاد
تہذیب اور پورے مجاہدے کے بعد
مطمئنہ گردد و قلبِ سداد
درست اور مطمئنہ بن جاتا ہے

ایں سخن را نیست پایاں اے فتا
اے جوان اس بات کا انجام نہیں ہے
سُوی شرحِ آں سہ طائر باز آ
ان تین پرندوں کی شرح کی طرف واپس آ

جواب گفتن آں صوفی برائے تسلیتِ خاطرِ مُریداں و شرح حالِ آں سہ طائر کہ یکے درپے دیگری بود

اس صوفی کا مریدوں کی تسکین کے لئے جواب دینا اور ان تین پرندوں کے حال کی شرح، جو ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتا تھا

بر دلِ صوفی ندا آمد نہاں
صوفی کے دل پر مخفی آواز آئی
کیں سہ مُرغ آمد مثالِ آں کساں
کہ یہ تین پرند ان لوگوں کی مثال ہیں
کہ ز دنیا ہارب اَند طالب اَند
کہ جو دنیا سے بھاگنے والے اور طالب ہیں
جملہ شاں یک دگر را جالب اَند
سب ایک دوسرے کو کھینچنے والے ہیں
می گریزد ایں کبوتر از ہمہ
یہ کبوتر ان سب سے بھاگ رہا ہے
از فسونِ مُرغِ زرّیں دمدمہ
مرغ زریں کے منتر اور مکر سے
مُرغِ زرّیں در پیش جویانِ او
زریں مرغ اس کے پیچھے اس کا جویاں ہے
میدود ہر سُو بدل قربانِ او
ہر جانب دوڑ رہا ہے دل سے اس پر قربان ہے
زاغ بہر مُرغِ زرّیں می پرد
کوا زریں مرغ کے لئے اڑ رہا ہے
در پیش از حرص ہر سُوی دَوَد
لالچ سے ہر جانب دوڑ رہا ہے

لیک زیشاں یک دگر را کس نیافت
لیکن ان میں سے ایک نے دوسرے کو نہ پایا
گرچہ در پرواز ہر یک زو[۳] شتافت
اگرچہ ہر ایک نے اڑنے میں جلدی کی
ہست عارف چوں کبوتر در گریز
عارف کبوتر کی طرح گریز کرتا ہے
دائما سُوی خدا زیں خاک بیز
ہمیشہ خدا کی جانب اس خاک چھاننے والے سے
در پیش دنیا کہ زرّیں مُرغ اُوست
اس کے پیچھے دنیا ہے، جو زریں مرغ ہے
می دود ہر سُو و گرمِ جستجوست
ہر جانب دوڑ رہی ہے اور جستجو میں سرگرم ہے
زاغ یعنی اہلِ دنیا از شرہ
کوا یعنی دنیا دار حرص کی وجہ سے
می دود بروے نمی یابد فرہ
دوڑ رہا ہے اس پر غلبہ نہیں پاتا ہے
اہلِ دنیا درپے دنیائی دُوں
دنیا دار کمینی دنیا کے پیچھے
می دوندو می پرند اے ذو فنوں
اے ہنرمند! دوڑتے ہیں اور اڑتے ہیں
لیک آں مکارہ زیشاں می رمد
لیکن وہ مکارہ ان سے بھاگتی ہے
درپے آں مردِ حقانی دود
ربانی مرد کے پیچھے دوڑتی ہے
می رمد آں مردِ حقانی ازو
وہ ربانی مرد اس سے بھاگتا ہے
جستجویش می کند آں زشت خُو
وہ بدعادت اس کی جستجو کرتی ہے
می کند او در پیش پروازہا
وہ اس کے پیچھے اڑا میں بھرتی ہے
لیک وَے بُرمی جہد چوں بازہا
لیکن وہ بازوں کی طرح بھاگتا ہے

۱ عالمِ امر۔ وہ عالم جو کلمۂ کن سے وجود میں آیا ہے۔ عالمِ خلق۔ وہ عالم جو مادہ کے ذریعہ وجود میں آیا ہے۔ دو۔ روح اور جسم۔ نفس امارہ۔ وہ نفس جو انسان سے بدی کرتا ہے۔ نفس لوامہ۔ جو نیکی کے صدور پر انسان کو ملامت کرتا ہے۔ ۲ ملہمہ۔ وہ نفس جو انسان کے دل میں بھلائی کے خیالات پیدا کرتا ہے۔ مطمئنہ۔ وہ نفس ہے جس کو کمال معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ سہ مرغ۔ کبوتر اس شخص کی مثال ہے جو دنیا سے بھاگتا ہے۔ مرغ زریں دنیا ہے جو اس کے پیچھے لگی ہے اور کوا دنیادار ہے۔ ۳ زو شتافت۔ خاک بیز۔ دنیادار۔ شرہ۔ حرص۔ فرہ۔ غلبہ۔ مکارہ۔ یعنی دنیا

ہا بیا کاں سہ پسر از کاہلی
ہیں، آ وہ تینوں لڑکے کاہلی کے ذریعہ
طالب حکم اندراں قاضی ولی
اس صاحب اختیار قاضی سے فیصلے کے طلبگار ہیں

عرض نمودن آں سہ پسر بجناب قاضی بر ہر فتویٰ خواستن در باب میراث پدر

ان تینوں لڑکوں کا ہر سر مسند قاضی کی عدالت میں عرض کرنا اور باپ کی میراث کے بارے میں فتویٰ چاہنا

ہر سہ با قاضی بگفتند اے حمید
تینوں نے قاضی سے کہا اے محمود!
حال ما اینست کن حکم رشید
ہمارا یہ حال ہے صحیح فیصلہ کر دے
خلق ہر حکم او شد مجتمع
لوگ اس کے فیصلے کے لئے جمع ہو گئے
ہر یکے ایں ماجرا را مستمع
ہر ایک اس قصہ کو سننے والا تھا
تابدانند آنچہ قاضی حکم کرد
تاکہ قاضی جو فیصلہ کرے اس کو جان لیں
می چہ گوید اندریں آں مرد فرد
وہ یکتا انسان اس معاملہ میں کیا کہتا ہے؟
گفت قاضی ایں ہمہ مال پدر
قاضی نے کہا، باپ کا یہ سارا مال
مر سوم را گشت از حکم قدر
مقدر کے فیصلہ سے تیسرے کا ہو گیا
خلق آمد در فغاں زیں ماجرا
لوگ اس فیصلہ سے فریاد کرنے لگے
کیں سخن را شرح کن بہر خدا
کہ خدا کے لئے اس بات کی تشریح کیجئے

عالمے زیں حکم حیرت ور شدند
ایک جہان اس فیصلہ سے حیرت میں پڑ گیا
کیں دو چوں محروم مال و زر شدند
کہ یہ دونوں مال و زر سے کیوں محروم ہوئے؟
کاہلی ہر سہ شد باہم قریب
تینوں کی کاہلی قریب قریب ہے
وجہ ترجیحش چہ باشد اے لبیب
اے عقلمند! اس کی ترجیح کی وجہ ہے؟
گفت قاضی ہست کاہل تر سوم
قاضی نے کہا تیسرا زیادہ کاہل ہے
شد فزوں ترا اوز اول وز دوم
وہ پہلے اور دوسرے سے زیادہ بڑھا ہوا ہے
زانکہ ایں کاہل بکار آخر ویست
کیونکہ یہ آخرت کے کام میں کاہل ہے
چست وچابک در امور دینویست
دنیوی معاملوں میں چست اور چالاک ہے
برگزید او کار دنیا بر نماز
اس نے دنیا کے کام کو نماز پر ترجیح دی
ایں بود خود کاہلی اہل آز
اہل حرص کی کاہلی یہی ہوتی ہے
کاہلی در کار دنیا چستی ست
دنیا کے کام میں کاہلی چستی ہے
کاہلی [۲] از نار و جنت سستی ست
جہنم اور جنت سے کاہلی سستی ہے
مرد کاہل بہر حق کاہل بود
اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کاہل شخص کاہل ہوتا ہے
کاہل از دارین بس عاقل بود
دونوں جہانوں سے کاہل بہت عقلمند ہوتا ہے

بہر ذاتِ حق گذارد ہر دو را
اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے دونوں کو چھوڑ دیتا ہے
ایں چنیں کاہل بود مرد خدا
مرد خدا ایسا ہی کاہل ہوتا ہے
کاہلی اولیں در زہد برد
پہلے کی کاہلی زہد میں لی گئی
کرد اسباغ وضو قطرہ نخورد
اس نے وضو مکمل کیا، ایک قطرہ نہ پیا
بر امید جنت او بردے کشید
اس نے جنت کی امید پر سردی برداشت کی
نفس راہم از عطش گردن برید
پیاس سے نفس کی گردن بھی کاٹ دی
واں دوم [۳] از بہر حق کاہل شدست
اور وہ دوسرا اللہ تعالیٰ کیلئے کاہل بنا
از متاع ہر دو کوں غافل شدست
دونوں جہان کے سامان سے غافل ہوا
غیر حق راچوں ندید او ہیچ قدر
خدا کے سوا کی چونکہ اس نے کوئی قدر نہ دیکھی
کاہلی اوست از چستی و مکر
اس کی کاہلی چستی اور تدبیر کی وجہ سے ہے
کاہلی عقبیٰ مرادم چابکی ست
آخرت کے کام میں کاہلی سے میری مراد چستی ہے
در توکل کاہلی وے تگی ست
کیونکہ کاہلی اور کوشش نہ ہونا توکل کی وجہ سے ہے
مال عقبیٰ بہر ایں کاہل بود
آخرت کا مال اس کاہل کے لئے ہوتا ہے
مال دنیا بہر آں کاہل بود
دنیا کا مال اس کاہل کے لئے ہوتا ہے

۱ ہر سہ۔ جس نے نماز بھی کھوئی اور بیل بھی کھویا۔ کار اخروی۔ بیل کے چرانے کی فکر میں نمازیں قضا کردیں۔ ۲ امور دنیوی۔ بیل کو اچھی اچھی گھاس کھلاتا رہا اور اس کی فکر میں لگا رہا۔ کاہلی در کار دنیا۔ جو دنیاوی معاملہ میں کاہلی برتے وہ دراصل چست ہے۔ ۲ کاہلی از زہد۔ جو آخرت کے معاملہ میں سستی برتے دراصل کاہل وہ ہے۔ اولیں۔ پہلے لڑکے نے وضو خوب کیا تو آخرت تو آخرت کے کام میں چستی خود پانی نہ پیا تو دنیا کے کام میں سستی دکھائی۔ ۳ دوم۔ دوسرے لڑکے میں توکل بڑھا ہوا تھا تو آخرت کے معاملہ میں چست تھا کار دنیا میں کاہل تھا۔ مال عقبیٰ۔ یہ دوسرا آخرت کے مال کا وارث ہے۔ مال دنیا۔ دنیا کا مال تیسرے کے لئے ہے کیونکہ کاہل کامل یہی ہے یہ دنیا کے کام میں چست اور آخرت کے کام میں کاہل ثابت ہوا۔

واں سوم کو کارِ حق را خوار کرد
اور اس تیسرے نے اللہ کے کام کو ذلیل کیا
بہر گادے شد فدا روزش بدرد
بیل کے لئے اس کا دن تکلیف کے ساتھ قربان ہوا
کاہل و جاہل ز جملہ ایں کس ست
سب سے زیادہ کاہل اور جاہل یہ شخص ہے
دولت دنیا مرایں کس را بس ست
دنیا کی دولت اس کے لئے کافی ہے
واں [۱] دو را عقبیٰ وایں را دولت ست
ان دونوں کے لئے آخرت اور اس کے لئے دنیا کی دولت ہے
نیست ایں دولت بپایاں ذلت ست
انجام کا یہ دولت نہیں ہے ذلت ہے
زیں سبب فرمود پیغمبر مگر
شاید پیغمبر نے اسی لئے فرمایا
اِنَّهُ لَوْ كَانَ لِلدُّنْيَا قَدْرٌ
بیشک اگر دنیا کی قدر ہوتی
مَا سَقَى مِنْهَا لِكَافِرٍ شَرْبَةً
کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ نہ پلاتا
بلکہ می انداخت بروے صد محن
بلکہ اس پر سو مشقتیں ڈال دیتا

در بیانِ معنیِ ایں حدیث کہ
اس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ دنیا

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةُ الْكَافِرِ
مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے

ہست دنیا جنت آں کفار را
دنیا کافروں کے لئے جنت ہے
اہلِ فسق و ظلم واں اشرار را
فاسقوں اور ظالموں اور ان شریروں کے لئے
بہر مومن ہست زنداں ایں مقام
یہ جگہ مومن کے لئے قید خانہ ہے
نیست زنداں جای عیش و احتشام [۲]
قید خانہ عیش اور حشمت کی جگہ نہیں ہے

جہد کن تا خود ازیں زنداں رہی
کوشش کرتا کہ تو اس قید خانہ سے نجات پالے
مخلصی جاں را ازیں محبس دہی
جان کو اس قید خانہ سے چھٹکارا دیدے
زود فکرِ ژرف می باید گزید
بہت جلد گہرا فکر اختیار کرنا چاہیے
پا ازیں زنداں بروں باید کشید
اس قید خانہ سے پاؤں باہر نکالنا چاہیے
آشیانِ تست عرشِ اعتلا
تیرا آشیانہ بلندی کا عرش ہے
چوں بیفتادی دریں دامِ بلا
تو مصیبت کے اس جال میں کیوں گر پڑا؟
ہیچ ناری یاد ازاں کاشانہ
تو کبھی اس محل کو یاد نہیں کرتا ہے
مست گشتی چوں بریں گبدانہ
تو اس پاے خانہ پر کیسا مست ہو گیا ہے؟
می دہندت دانہ عمرت می خرند
تجھے دانہ دیدیتے ہیں، تیری عمر خرید لیتے ہیں
گاؤ گردوں زرعِ عمرت می چرند
آسمان کے بیل تیری عمر کی کھیتی چر جاتے ہیں
روزیِ ہر روزہ پنداری تو مفت
تو ہر دن کی خوراک مفت سمجھتا ہے
عمر ہر روزہ بگیرند ایں شگفت
ہر روز تیری عمر لے لیتے ہیں یہ تعجب ہے
تو بدانہ دام را بگزیدهٔ
تو نے دانہ کی وجہ سے جال کو پسند کر لیا ہے
وز لئیمی بر گئے پیچیدهٔ
اور کمینہ پن سے جال الجھ گیا ہے
رو بداں سو پر بزن کاشانہاست
جا اس جانب پرواز کر، محلات ہیں
آں سوی چرخ بریں بس دانہاست
اس بلند آسمان پر بہت دانے ہیں

لب بہ بند از گفتگوی این و آں
اس اور اس کی بات سے ہونٹ بند کر لے
تا بیابی نورِ حق در دل عیاں
تاکہ تو اللہ تعالیٰ کے نور کو دل میں ظاہر پائے
خویش را رسوای عالم کردهٔ
تو نے اپنے آپ کو رسوائے عالم بنایا ہے
بہر تصویرِ جہاں چوں پردهٔ
جبکہ تو دنیا کی تصویر کے لئے نقشہ ہے
لوحِ تو پُر از خیالاتِ جہاں
تیری تختی دنیا کے خیالات سے پر ہے
فکر و ذکرش چوں شود در دل جہان
اس کا فکر و ذکر دل میں کیسے پیدا ہونے والا ہو گا
از ہمہ می بُر بدو پیوند کن
سب سے کٹ جا اس سے جڑ جا
بر درِ یک یار خود را بند کن
ایک یار کے در پر اپنے آپ کو پابند کر
یارِ ہرجائی ترا مرغوب نیست
ہرجائی یار تجھے پسند نہیں ہے
کے سزد آں را کہ چوں او خوب نیست
اس لئے کب مناسب ہو گا جس کا ظرف اچھا نہیں ہے

حکایت برسبیل تمثیل
تمثیل کے لئے ایک حکایت

بدزنے سیمیں تنے عشوہ گرے
ایک چاندی جیسے بدن والی ناز دکھانے والی عورت تھی
بر زمیں تاباں چو فرخ اخترے
زمین پر مبارک تارے کی طرح روشن
زلف و رخسار و لب اور شکِ حور
اس کی زلف اور رخسار اور ہونٹ حور کا رشک تھے
در زنخدانش دل خلقے حصور
اس کی ٹھوڑی میں لوگوں کا دل گھرا ہوا تھا

[۱] واں دو۔ پہلے اور دوسرے کو آخرت ملے گی تیسرے کو یہ دنیا کی دولت جو در اصل ذلت ہے سے دی جائے گی۔ پیغمبر آنحضورؐ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی پر پشہ کے برابر بھی قدر ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ ملتا۔ [۲] احتشام۔ صاحب شوکت حشمت ہونا۔ محبس۔ قید خانہ۔ ژرف۔ گہرا۔ اعتلا۔ بلند ہونا۔ گبدان۔ بیت الخلاء۔ پیچ۔ جال۔ پردہ۔ وہ تختی جس پر نمونہ کیلئے نقش و نگار بنا لیتے ہیں۔ جہاں۔

از تبختر اے چوں تذرو خوش نہاد
ناز سے چلنے میں خوش فطرت چکور کی طرح تھی
برسر کوئی گذرے او فتاد
اس کا کوچہ پر سے گزر ہوا
اتفاقا یک جوانے شفتہ دل
اتفاقا ایک جوان سوختہ دل
شد دو چار اوز دستش رفتہ دل
اس کے سامنے آ گیا اس کا دل بے قابو ہو گیا
دید اورا گشت تصویرِ خیال
اس نے اس کو دیکھا، تصویرِ خیال بن گیا
رفت ہوش از سر بجانش صد نکال
ہوش سر سے رخصت ہو گیا اس کی جان میں سو عذاب پیدا ہو گئے
گشت چوں تصویرِ حیراں اند رُو
اس میں تصویر کی طرح حیران ہو گیا
چشم برہم می نزد از شوقِ او
اس کے شوق سے پلکے نہ جھپکاتا تھا
زن چو اورا والہ و شیدا بدید
عورت نے جب اس کو عاشق اور شیدا دیکھا
تیر عشقِ او بجانِ زن رسید
اس کے عشق کا تیر عورت کی جان میں لگا
گفت اے سادہ چہ می بینی بگو
اس نے کہا اے بھولے! کیا دیکھ رہا ہے بتا؟
از چہ حیراں گشتی اے آئینہ رُو
اے آئینہ رو! تو کس چیز سے حیران ہو گیا ہے
رو بری کار خود آمادہ باش
جا اپنے کام پر آمادہ رہ
پابز نجیرے منہ آزادہ باش
پاؤں میں زنجیر، ڈال، آزاد رہ
گفت عشقت ہوش و عقلِ من ربود
اس نے کہا تیرا عشق میرا ہوش اور عقل نے اڑا
کو مرا پروائے کارِ نفع و سود
مجھے نفع اور فائدے کے کام کی پروا کہاں ہے؟

جز تو کارِ دیگرم باقی نماند
میرے لئے تیرے سوا دوسرا کام نہیں رہا
عشقِ تو در بسترم خارے فشاند
تیرے عشق نے میرے بستر پر کانٹے بچھا دیئے
کاروبارِ من بجز عشقِ تو نیست
میرا کاروبار تیرے عشق کے سوا نہیں ہے
حسنِ تمثیلِ تو جان را رہزن است
تیری تصویر کا حسن جان کا رہزن ہے
گفت ہیں واپس نگر ہمشیرِ من
اس نے کہا خبردار! پیچھے دیکھ میری ہمشیر
از عقب می آیداں غنچہ دہن
پیچھے آ رہی ہے وہ غنچہ دہن
صد رہ از من در جمال او خوب تر
وہ مجھ سے حسن میں سو گنا بڑھی ہوئی ہے
کہ نیرزد پیشِ رُوئے او قمر
کہ اس کے منہ کے مقابلہ چاند کی قیمت کا نہیں ہے
آں جوانِ سادہ رُو از وے بتافت
اس بھولے جوان نے اس سے منہ موڑ لیا
سوئے محبوبے فشاں کز وے نیافت
اس محبوب کی جانب جس کا نشان نہ پایا
زن ۲ بروئیش زد طپانچہ آنچناں
عورت نے اس کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا
کہ بزو صد رشک بردے ارغواں
کہ گل بابو نہ اس پر سو رشک کرے
گفت اے ابلہ اگر تو عاشقی
بولی اے بیوقوف! اگر تو عاشق ہے
در بیانِ دعوی خود صادقی
اپنے دعوے کے بیان میں تو سچا ہے
سوئے غیرِ من چرا کردی نظر
میرے غیر کی جانب تو نے نظر کیوں کی؟
دعوی عشق اے بُود اے خیرہ سر
اے پراگندہ دماغ عشق کا دعویٰ یہ ہوتا ہے

اس چنیں باشد وفائے عاشقاں
عاشقوں کی وفا، ایسی ہوتی ہے
رو بغیر آرند ظاہر یا نہاں
ظاہر یا پوشیدہ دوسرے کی طرف رخ کرتے ہیں
چونکہ بید غیر در عشقِ مجاز
جبکہ مجازی عشق میں دوسرے کو دیکھنا
ننگِ عشق آمد حقیقت راچہ ساز
عشق کا عیب ہے تو حقیقت سے کیا تعلق!
عاشقِ حقی و بینی غیر را
تو اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے اور غیر کو دیکھتا ہے
کعبہ می خواہی کہ سازی دیر را
تو کعبہ چاہتا ہے؟ جبکہ بتخانہ کا ارادہ کرتا ہے
کالمکے دار می بری دل ز غیر
تو دل پر غیر کا زخم رکھتا ہے
ونگہاں خواہی بگوئی دوست سیر
پھر دوست کے کوچہ میں سیر چاہتا ہے
تاخشک داری بکشمانِ وجود
جب تک تو وجود کے کھیت میں دیمک رکھتا ہے
حبِ حبِ اللہ در وکشتن چہ سود
اس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دانہ بونے سے کیا فائدہ؟
غیرِ اورا از نظر بیروں فگن
اس کے غیر کو نظر سے باہر پھینک دے
چشمِ دل نہ بر جمالِ ذوالمنن
احسانوں والے کے حسن پر، دل کی آنکھ رکھ
کیست دیگر در جہاں غیر از خدا
دنیا میں خدا سے علاوہ دوسرا کون ہے؟
از چہ احول گشتہ اے ژاژ خا
اے بیہودہ گو! تو بھینگا کیوں ہوا ہے؟
خود توئی گر غیرِ حق خود را بسوز
اگر تو خود حق کا غیر ہے تو خود کو جلا دے
چشمِ دل بر وحدۂ ہر دم بدوز
دل کی آنکھ ہر وقت اس تنہا پر لگا

۱ بختر۔ ناز سے چلنا۔ تذرو۔ چکور۔ زن۔ عورت کے دل میں اس عاشق کا عشق پیدا ہو گیا۔ آئینہ رو۔ حیران۔ زنجیر ہے۔ یعنی عشق کی زنجیر۔ گفت۔ عورت نے امتحان کیلئے کہا کہ میری بہن مجھ سے زیادہ حسین ہے وہ پیچھے آ رہی ہے۔ آں جواں۔ وہ جوان پیچھے کو مڑ کر دیکھنے لگا لیکن اس نے کوئی عورت آتی ہوئی نہ دیکھی۔ ۲ زن۔ عورت نے اس کے طمانچہ مارا کہ اگر تو میرا عاشق ہو تو پھر تو نے دوسرے کی طرف نظر اٹھا کر کیوں دیکھنا چاہا۔ کلہ کہ۔

جز وجود مطلق و ہستی پاک
وجود مطلق اور پاک ہستی کے سوا
آنچہ آید در خیالت ہست خاک
جو کچھ تیرے خیال میں آئے خاک ہے
تو کجا و من کجا عالم کجا
تو کہاں اور میں کہاں، عالم کہاں؟
ہست یک نورِ منزّہ اے فتا
اے نوجوان! ایک پاکیزہ نور ہے
ظاہر[1] و باطن نہان و آشکار
ظاہر اور باطن پوشیدہ اور کھلا
شمع یک شمع ست قندیلش ہزار
شمع تو ایک شمع ہے اس کے قندیل ہزار ہیں
در ہزاراں آئینہ یک صورت ست
ہزاروں آئینوں میں صورت ایک ہے
زیں تکثر ہم خرد را حیرت ست
اس کثرت سے بھی عقل حیرت میں ہے
کثرت آئینہ آمد از کجا
آئینہ کی کثرت کہاں سے آئی؟
ایں ز اسما[2] و صفات ست اے کیا
اے بزرگ! یہ اسماء اور صفات کی وجہ سے ہے
ایں سخن پایاں ندارد لب بہ بند
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے ہونٹ بند کر لے
ہر دو لبہائی مرا بر بستہ قند
شکر نے میرے دونوں ہونٹ سی دیئے ہیں
زیں شکر ہر دو لب من بستہ شد
اس شکر سے میرے دونوں ہونٹ بستہ ہو گئے
وزم قیود گفتگو دل رستہ شد
اور گفتگو کی بیڑیوں سے دل نجات پا گیا

رجوع بحکایت شاہزادۂ سوم کہ
تیسرے شہزادے کی حکایت کی طرف رجوع
از بادشاہ شرف قرابت و عزّ و
جس نے بادشاہ سے رشتہ داری کا شرف اور
وجاہت یافت و بمنزل گاہ
عزت اور وجاہت پائی ہم کے حور عین سے
زوّجنٰھم بحُورٍ عِین شتافت
ان کی شادی کر دی کہ منزلگاہ کی طرف دوڑ گیا

اے حسام الدیں شہ ملک یقیں
اے حسام الدین! ملک یقین کے شاہ
حالِ شہزادہ سوم برگو توہیں
ہاں آپ تیسرے شہزادے کا حال بیان کریں
اے ضیاء الحق حسام الدیں حسن
اے ضیاء الحق حسام الدین حسن!
جذب جاں کردی تو چوں بادِ[3] یمن
آپ نے یمن کی ہوا کی طرح جان جذب کر لی
می کشد مارا ابر عرش علا
ہمیں بلندی کے عرش پر کھینچتا ہے
بر پروازت چو جبرئیل صفا
تیرا پر پرواز جبرئیل باصفا کی طرح
بردہ[4] جاں را تو در باغ خلود
آپ جان کو ہمیشگی کے باغ میں لے گئے
سینہ ام پر گل از انست اے ودود
اے محبوب اس لئے میرا سینہ پھولوں سے پر ہے
خود زتست ایں گفتگوئے پر شکر
یہ شکر بھری گفتگو آپ کی جانب سے ہے
کز زبانم می تراود شعر تر
کہ میری زبان سے تازہ شعر ٹپک رہا ہے
حال خود را بر زبانم گفتہ
آپ نے اپنی حالت میری زبان سے بیان کی ہے
خود تو دانی چونکہ ایں در سفتہ
چونکہ آپ نے یہ موتی پرویا ہے آپ خود جانتے ہیں
من نے خالی بُدم نائی[5] توئی
میں خالی نے ہوں نواز نے والے آپ ہیں
مثنوی را گر بیفزائی توئی
اگر مثنوی کو بڑھا رہے ہیں تو آپ ہیں
نالہ من از دمِ گرمِ تو ہست
میرا نالہ آپ کے گرم سانس کی وجہ سے ہے
لطف تو ایں تہمتے بر من بہ بست
آپ کی مہربانی نے مجھ پر یہ تہمت باندھی ہے
اختتامِ[6] مثنوی خود کردۂ
مثنوی کا اختتام آپ نے کیا ہے
خود تو میگوئی ولے در پردۂ
خود آپ کہہ رہے ہیں لیکن آپ پردے میں ہیں
ایں من و ما جز کہ پردہ بیش نیست
یہ من و ما پردے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے
پیش آں عقل تماں اندیش نیست
انجام سوچنے والی عقل اس کے سامنے نہیں ہے
در صُوَر گر کثرتے بینی عیاں
تو اگر صورتوں میں کثرت ظاہر دیکھتا ہے
معنی جملہ یکست اے نکتہ داں
ایک نکتہ داں! حقیقت سب کی ایک ہے
شمع در آئینہ خانہ گر نہی
اگر تو شیش محل میں شمع رکھ دے
پیش ہر آئینہ اش را بے وہی
ہر آئینہ کے سامنے تو اس کو راست دیکھے گا
در حقیقت یک بُود اے ہوشیار
اے ہوشیار! حقیقت میں وہ ایک ہے
پیش چشم تو نمایاں صد ہزار
تیری آنکھ کے سامنے ہزاروں نمایاں ہیں
ذاتِ شمع آں یک بُود از کثرتے
شمع کی ذات ایک ہے، کثرت کی وجہ سے
مر ترا از آئینہ باشد حیرتے
تجھے آئینہ سے حیرت ہو گئی
بے تکثر شمع یک چوں شد ہزار
بغیر کثرت کے جب ایک شمع ہزار ہو گئیں
وحدت ہستی مطلق ہوشدار
مطلق ہستی کی وحدت کو سمجھ لے

[1] ظاہر۔ جملہ کائنات صرف ایک نور وحدت کا مظہر ہے ایک روشنی مختلف رنگ کے آئینوں میں سے مختلف نظر آتی ہے۔ [2] اسماء۔ خالص ذات وحدت سے متصف ہے؟ یہ کثرت اسماء وصفات کے مظاہر ہیں۔ [3] باد یمن۔ آنحضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے یمن کی جانب سے خدائی سانس کی خوشبو محسوس ہوتی ہے اس کا مصداق او کشش تھی جو اویس قرنی کی جانب سے آنحضور میں پیدا ہوئی تھی۔ [4] بردہ۔ بُرہ۔ رہا دہ سے۔ [5] نائی۔ نے نواز۔ [6] اختتام۔ خاتمہ

گر ترا ا پرسی شد از کجا
اگر تو پوچھے آئینہ کہاں سے پیدا ہوا؟
شمع ہست آں خود قدیم و باخیا
وہ شمع خود قدیم اور منور ہے
آئینہ داں جملہ اسما و صفات
تمام اسماء و صفات کو آئینہ سمجھ
اقتضا کردند فصلِ کائنات
جنہوں نے بقیہ کائنات کو چاہا
زیں سخن بگذر کہ شہزادہ سوم
اس بات سے گزر کیونکہ تیسرے شہزادے نے
چوں شنید از مرگ آں دارو دُوم
جب دوسرے بھائی کی موت کے بارے میں سنا

بیان حال شہزادۂ سوم کہ
تیسرے شہزادے کے حال کا بیان جس
بعدِ مرگِ برادرِ دُوم تقرب
نے دوسرے بھائی کے مرنے کے بعد شاہ کا
سلطان و قرب و عرفان
تقرب اور قربت و معرفت
یافت
حاصل کر لی

حاضر آمد در جناب پادشاہ
وہ بادشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا
طالبِ محبوب خود با دردو آہ
اپنے محبوب کا درد اور آہ کے ساتھ طالب بن کر
پس معرف گفت بہرِ مصلحت
مصلحت کے طور پر تعارف کرانے والے نے کہا
کیں سوم بیش ست جائے مرحمت
کہ یہ تیسرا زیادہ رحم کا مستحق ہے
ہر دو بازو ویش بعشقِ تو شکست
اس کے دونوں بازو آپ کے عشق میں شکستہ ہو گئے
مر شکستش را جبیرہ بستن ست
اس کی شکست پر پٹی باندھنی ہے

شاہ رحمت کرد اورا پیش خواند
شاہ نے رحم کیا اس کو آگے بلایا
وز تلطف بر سریرِ خود نشاند
اور مہربانی سے اپنے تخت پر بٹھایا
گرچہ میدانست حالش را بکشف
اگرچہ وہ اس کی حالت کو کشف کے ذریعہ جانتا تھا
جملہ می پرسید باری شگرف
عجیب رائے سے تمام احوال پوچھتا رہا
آنچناں از لطف پرسشہا نمود
مہربانی سے اس قدر پرسش کی
کاں غم و کربت زجانِ او رُبود
کہ وہ غم اور مصیبت اس کی جان سے نکال دی
آں برادر مردہ را تدفیں نمود
اس نے مردہ بھائی کی تدفین کر دی
زندہ را با روحِ خود تضمیں نمود
زندہ کو اپنی روح سے وابستہ کر لیا
بعد چندیں صحبت او گرم شد
تھوڑے دن بعد اس کی صحبت گرم ہو گئی
شاہ را بروے بسے دل نرم شد
اس پر بادشاہ کا دل بہت نرم ہو گیا
پوتہ ۲ و پوتک مراورا جملہ داد
بڑا چھوٹا خزانہ سب اس کو دے دیا
داخلِ شاہانہ بہرِ او کشاد
دیوان خانہ اس کے لئے کھول دیا
از دمِ جاں بخشِ شاہِ بحرِ جود
دولت کے سمندر جان عطا کرنے والے شاہ کے دم سے
غنچہ اورا شگفتن رو نمود
اس کا غنچہ کھلنے لگا
رازہا اندر دلش تخمیر گشت
اس کے دل میں بہت سے راز پوشیدہ ہو گئے
ہمچو آں دومیں ہمہ تنویر گشت
وہ منجھلے بھائی کی طرح مجسم نور بن گیا

منزلِ قرب وجود و معرفت
قرب وجود اور معرفت کی منزل ہیں
بیشتر زاں دومیں شد در صفت
صفت میں اس منجھلے بھائی سے زیادہ ہو گیا
کسب ہای کرد و رہ طے می نمود
مجاہدے کرتا تھا اور راستہ طے کرتا تھا
جہدہای کردو نورش می فزود
وہ کوشش کرتا تھا اور اس کا نور بڑھتا تھا
لیک او خود عبرتے بگرفتہ بود
لیکن اس نے خود ایک عبرت حاصل کر لی تھی
زاں دوو اور پندہا پذرفتہ بود
ان دونوں بھائیوں سے نصیحت قبول کر لی تھی
عقبہائے راہ وا دانستہ بود
وہ راستہ کی گھاٹیوں کو خوب جان چکا تھا
حزمہای کردو بد شایستہ خود
احتیاطیں برتتا تھا اور خود شائستہ تھا
دیدکاں اوّل ز عجلت جاں بداد
اس نے دیکھا کہ اس پہلے نے جلدی میں جان دیدی
واں دُوم را عجب در گورے نہاد
اور اس دوسرے کو خود پسندی نے قبر میں رکھ دیا
مرد را باید کہ اندر راہِ یار
انسان کو چاہیے کہ یار کے راستہ میں
در تانی کوشد و صبر و قرار
آہستہ روی اور صبر و قرار سے کوشش کرے
زیں سبب فرمود احمد مجتبیٰ
احمد مجتبیٰ نے اسی لئے فرمایا ہے
رفق راس الحکمت آمد اے فتیٰ
اے نوجوان! نرمی دانائی کی جڑ ہے
ابنِ مسعودؓ از پیغمبر نقل کرد
ابن مسعودؓ نے پیغمبر سے نقل کیا ہے
نصف ایمان ست صبر اے نیک مرد
ایک نیک مرد! صبر نصف ایمان ہے

ا گر پرسی۔ ذات ایک ہے صفات میں کثرت ہے اور یہ کائنات صفات کا مظہر ہے۔ دارو۔ برادر۔ جبیرہ۔ ٹوٹے ہوئے عضو کو کسنے کی پٹی۔ ۲ پوتہ و پوتک۔ بڑا اور چھوٹا خزانہ۔ زاں دو دو اور بڑے نے عجلت میں جان دی چھوٹے کو تکبر نے مار ڈالا۔ تانی۔ آہستہ روی۔ احمد۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ آہستہ روی تمام حکمتوں کی جڑ ہے۔

ورنہ حسنِ یار نورِ مطلق ست
ورنہ یار کا حسن نورِ مطلق ہے
چشمِ دل اندر جمالش مندق است
اس کے جمال میں دل کی آنکھ پارہ پارہ ہے
تاب ناری دیدنش را یک بیک
تو یک بیک اس کے دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتا
آئینہ مصقول میکن سیکنک
آئینہ پر آہستہ آہستہ میقل کر
ایں تانّی بہرِ استعداد ہست
یہ آہستہ روی استعداد کے لئے ہے
کے جمالِ بے حجابش در بہ بست
اس کے لئے حجاب۔ جمال نے معقہ کب بند کیا ہے؟
یار چوں شمس ست در وسطِ السماء
یار آسمان کے وسط میں سورج کی طرح ہے
لیک اے خفاش کو چشمے ترا
لیکن اے چمگادڑ! تیری آنکھ کہاں ہے؟
رو اول چشم را پیدا بکن
جا، تو پہلے آنکھ پیدا کر
بعد ازاں دیدہ بسویش وا بکن
اس کے بعد اس کی طرف آنکھ کھول
بر نتابی ورنہ آں نور و شرق
ورنہ اس نور اور چمک کی تو تاب نہ لا سکے گا
نجمِ تو گردد ز مہرش در خفوق
اس سے سورج سے تیرا ستارہ غروب ہو جائے گا
یا بمیری یا شوی دیوانہ خود
یا تو مر جائے گا یا دیوانہ ہو جائے گا
زیں سببہا اکثرے مجذوب شد
اسی وجہ سے بہت سے مجذوب ہو گئے ہیں

برنتابد کاہ بارِ کوہ را
تنکا، پہاڑ کا بوجھ نہیں سہار سکتا
مرد باید ایں غم و اندوہ را
اس رنج و غم کے لئے مرد چاہیے
آں نخستیں داورش تعجیل کرد
اس کے پہلے بھائی نے جلدی کی
وصلِ عریاں راطپاں تحصیل کرد
عریاں وصل کو تڑپتے ہوئے حاصل کیا
چوں نبود آں وصل لب در خورد او
چونکہ خاص وصل اس کے مناسب نہ تھا
در طپش افتاد و خست و مرد او
وہ تڑپنے لگا اور خستہ ہو گیا اور مر گیا
تا کہ رفع ایں حجابِ تن نشد
جب تک جسم کا یہ پردہ نہ ہٹے
وصلِ عریاں کے بدست آید لد
جھگڑے سے عریاں وصل کب ہاتھ آتا ہے؟
لیک شیرِ عشق چوں تاز و شتاب
لیکن عشق کو شیر جبکہ جلد دوڑ پڑتا ہے
لقمہ گردد عاشق اورا چوں کباب
عاشق کباب کی طرح اس کا لقمہ بن جاتا ہے
ز اضطرابِ عشق جلدیہا کند
عشق کے اضطراب کی وجہ سے جلد بازی کرتا ہے
چکرہ را ہمچوں صدف لب وا کند
سیپ کی طرح قطرے کے لئے منہ کھولتا ہے
لیک پیش از ابرِ نیساں فتح لب
لیکن ابرِ نیساں سے پہلے منہ کھولنا
نیست زاں حاصل بجز رنج و تعب
اس سے سوائے تکلیف اور برداشت کے کچھ حاصل نہیں

زن نباشد طامث یا بالغہ
جو عورت حائضہ یا بالغہ نہ ہو
باشد از احوائے نطفہ زالغہ
وہ نطفہ کے گھیرنے میں کجرو ہوتی ہے

داستانِ آں مطبخی کہ بدوں استعداد از راہِ تعجیل دل بوصلِ عریاں نہاد و جاں بداد

اس نان بائی کا قصہ جس نے بغیر استعداد کے جلد بازی کے طور پر وصلِ عریاں کے ساتھ دل وابستہ کیا اور جان دے دی

عارفے ۳ را مطبخی ہمسایہ بود
ایک عارف کا ایک نان بائی پڑوسی تھا
بس سخی و عاقل و پُرمایہ بود
بہت سخی اور عقلمند اور سرمایہ دار تھا
اکثر استفسار کردے حالِ شیخ
اکثر شیخ کا حال معلوم کرتا
بستہ بودے چشم بر احوالِ شیخ
شیخ کے احوال پر آنکھ لگائے ہوئے تھا
چونکہ فقر از شانِ فخرِ اولیاست
چونکہ فقر اولیاء کے فخر کی شان ہے
افتقار از سنتِ خیر الوریٰ ست
حاجتمندی خیر الوریٰ کی سنت ہے
باوجود حزمِ اخفائے کمال
باوجود کمال کے اخفاء کی پختہ کاری کے
گر شدے احیاناً او واقفِ حال
اگر وہ کبھی حال کا واقف کار بن جاتا

مندق۔ ریزہ ریزہ۔ تانی۔ آہستہ روی اس لئے ضروری ہے کہ تجھ میں استعداد پیدا ہو جائے اور اس نور کا تحمل کر سکے۔ یا بمیر۔ اگر بغیر استعداد کے تجلی پڑتی ہے تو سالک مر جاتا ہے یا دیوانہ ہو جاتا ہے۔ مجذوب۔ وہ انسان جس کے ہوش و حواس عذابِ الٰہی نے گم کر دیئے ہوں۔ لد۔ جھگڑالو مفتی صاحب نے جھگڑے کے معنی میں استعمال فرمایا ہے۔ چکرہ۔ قطرہ۔ صدف۔ سیپ۔ نیساں۔ چیت کا مہینہ اپریل۔ طامث۔ حائض۔ زالغہ۔ کجرو۔ ۳ عارف۔ صاحبِ معرفت شخص ولی۔ بزرگوں سے سنا ہے کہ یہ قصہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اس نان بائی کی قبر بھی ان کے مزار کے پاس موجود ہے۔ مطبخی۔ نان بائی۔ افتقار۔ فقر میں مبتلا ہونا آنحضور کا ارشاد ہے "الفقر فخری" فقر میرا فخر ہے۔

خدمتے کردے بصد عجز و نیاز
سینکڑوں عاجزیوں اور نیازمندیوں سے خدمت کرتا
باکمال اعتقاد و امتیاز
پورے اعتقاد اور امتیاز کے ساتھ
اتفاقاً چند مہمان عزیز
اتفاقاً چند معزز مہمان
شد قنق روزے بآں صاحب تمیز
ایک روز ان صاحب تمیز کے مہمان بن گئے
چونکہ فقد نُزل بُود وہم عشا
چونکہ مہمانی کے سامان اور کھانے کا بھی فقدان تھا
مرد عارف گشت در رنج و عنا
وہ عارف مرد رنج اور تکلیف میں مبتلا ہو گیا
چوں لیکرم ضیفہ حکم رسول
چونکہ چاہیے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے، رسول کا حکم ہے
در دل عارف زِ نشتر بُد عجول ۲
وہ عارف کے دل میں نشتر سے زیادہ جلدی کرنے والا تھا
یک دوبار از خانقہ تا خانہ رفت
ایک دو مرتبہ خانقاہ سے گھر تک گیا
تا کنند مہمانیِ شاں چست و زَفت
تاکہ ان کی مہمانی اچھی اور بھرپور کریں
لیک درخانہ یسار او نبود
لیکن ان کے گھر میں مالداری نہ تھی
زیں سبب تشویش وقت او فزود
اس لئے ان کے وقت کی پریشانی بڑھ رہی تھی
مسطحی آں شیخ را برضد طبع
نان بائی نے شیخ کو ان کے مزاج کے خلاف
دیدہ در خانقہ گاہے بربع
کبھی خانقاہ میں کبھی گھر میں دیکھا
بردر او آمد و تفتیش کرد
وہ ان کے دروازہ پر آیا اور جستجو کی
ماجرا دریافت و بس تشویش کرد
معاملہ سمجھ گیا اور بہت پریشان ہوا

زود از دوکان تُتماج و ثرید
فوراً دکان سے دلیا اور ثرید
ناں و قلیہ ماہیِ بریاں گزید
روٹی اور شوربا، بھنی ہوئی مچھلی لی
بُرد نزدِ شیخ کاے مردِ خدا
شیخ کے پاس لے گیا کہ اے مرد خدا!
صرف کن ایں جملہ اے نور الہدیٰ
اے نور ہدایت! اس سب کو خرچ کیجئے
ہر کجا خواہی مرآں را صرف کن
آپ جہاں چاہیں اس کو خرچ کریں
جملہ کردیم ملک تو از بیخ و بن
میں نے جڑ اور بنیاد سے سب آپ کی ملک کیا
شیخ شاداں گشت و مہماناں نواخت
شیخ خوش ہو گئے، مہمانوں کو نوازا
جملہ رازاں خوانِ نعمت سیر ساخت
اس خوانِ نعمت سے سب کا پیٹ بھر دیا
آنچہ باقی ماند بخشید اہل را
جو کچھ بچا گھر والوں کو دے دیا
رفت تشویش و دلش ۳ آمد بجا
ان کی پریشانی رفع ہو گئی اور دل ٹھکانے آ گیا
مسطحی را گفت چہ خواہی بگو
نان بائی سے فرمایا تو کیا چاہتا ہے بتا؟
ہر دُرے خواہی ازیں دریا بجو
جو موتی چاہیے اس دریا میں تلاش کرلے
بحرِ من در جوش آمد ایں زماں
اس وقت میرا سمندر جوش میں آ گیا ہے
آنچہ می خواہی ببیر و واستاں
تو چاہیے حاصل کر لے اور لے لے
مسطحی گفتا کہ از لطف شما
نانبائی نے کہا آپ کی مہربانی سے
ولد و مال و جاہ شد حاصل مرا
اولاد اور مال اور رتبہ مجھے حاصل ہے

نیست در دنیا بچیزے حاجتم
مجھے دنیا میں کسی چیز کی حاجت نہیں ہے
از رہ شکر و قناعت ساکتم
شکر و قناعت کے طریقہ پر میں خاموش ہوں
حق چو بیش از حاجت من رحم کرد
جب اللہ تعالیٰ نے میری ضرورت سے زیادہ عطا فرمایا ہے
چوں کنم دیگر طلب اے نیک مرد
اے نیک مرد! پھر اور کیا طلب کروں؟
باز چوں دریای حق در جوش بُود
پھر چونکہ اللہ تعالیٰ کا دریا جوش میں تھا
عارف اندر خواہ خواہش میفزود
شیخ اس سے خواہش کے طلب کرنے میں اضافہ کرتے تھے
مسطحی گفتا کہ می خواہم شہا
نان بائی بولا اے شاہ! میں چاہتا ہوں
ہمچو خود عارف کنی بے فرقہا
بغیر فرق کے اپنی طرح مجھے عارف بنا دیجئے
غیر ازیں دیگر مرا حاجت چو نیست
اس کے علاوہ چونکہ میری کوئی حاجت نہیں ہے
زیں عطایم گر نوازی خوش غنیست
اگر آپ اس بخشش سے مجھے نواز دیں تو بہتر کام ہے
عارف اندر فکر رفت و گفت ہیں
عارف متفکر ہو گئے اور فرمایا خبردار!
زیں سوال خام رو دیگر گزیں
اس ناقص سوال سے ہٹ جا دوسرا اختیار کر لے
گفت نے نے من ہمیں را خواہتم
اس نے کہا کہ نہیں نہیں میں یہی چاہتا ہوں
ہز سر مال و جہاں بر خاستم
مال اور دنیا کے خیال سے میں علیحدہ ہوں
گفت عارف گر چو من عارف شوی
شیخ نے فرمایا اگر تو میری طرح عارف بنے گا
غرق بحر اشوی وز خود روی
۴ آگے سمندر میں غرق ہو جائے گا اپنے سے جاتا رہے گا

۱ قنق = مہمان۔ نزل = مہمانی کا سامان۔ عنا = مشقت۔ [illegible]

تار و پود اُسطقست [۱] بگسلد
تیرے عناصر کا تانا بانا بکھر جائے گا
طوطئ تو ایں قفس در دم ہلد
تیری طوطی تو اس پنجرے کو چھوڑ دے گی
گفت ازیں بہتر چہ باشد اے کریم
عرض کیا اے کریم! اس سے بہتر کیا ہو گا؟
واصلِ حق گشتہ بر خیزم سلیم
واصل بحق ہو کر میں سالم اٹھوں گا
گفت عارف اندرونِ حجرہ آ
شیخ نے فرمایا، حجرے کے اندر آ جا
ساعتے بنشیں مراقب پیشِ ما
تھوڑی دیر مراقبہ کر کے میرے سامنے بیٹھ جا
خلوتے کردند آں عارف تمام
ان شیخ نے پوری خلوت کر لی
صرفِ ہمت کرد در سقیِ مُدام
شراب معرفت پلانے میں توجہ لگا دی
بعد یک ساعت چو بیروں آمدند
تھوڑی دیر کے بعد وہ جب باہر آ گئے
صورت و معنی ہمہ یکساں شدند
ظاہر اور باطن میں ایک سے ہو گئے
خلق ہم از جمعِ مثلین خیرہ شد
دو یکساں کے جمع ہونے سے لوگ حیران ہو گئے
عقلِ جزوی از تمیز تیرہ شد
جزوی عقل امتیاز کرنے سے عاجز آ گئی
آخرش بعد از زمانے مطبخی
انجام کار تھوڑی دیر کے بعد نانبائی نے
در طپش جاں داد چوں مُرغ اے اخی
اے بھائی! مرغ کی طرح تڑپنے میں جان دیدی

الغرض جاں را بجاناں باز داد
الغرض اس نے جان جاناں کو واپس دیدی
ہمچو شہزادہ نخستیں [۲] بے مُراد
پہلے بے مراد شہزادے کی طرح
نامُرادش گفتم در صورت است
اس کو میرا نامراد کہنا ظاہر میں ہے
ورنہ در معنی وصالِ حیرت است
ورنہ حقیقت میں وصال حیرت ہے
حبذا خرمن کزیں برق او بسوخت
وہ کھلیان کیا ہی اچھا ہے جو اس بجلی سے جل گیا
تیر آں دلدار مرغِ جانش دوخت
اس محبوب کے تیر نے اس کی جان کے پرندہ کو بیندھ دیا
صورتِ تکمیل [۳] اگرچہ تام نیست
اگرچہ تکمیل کی صورت پوری نہیں ہے
وصل حاصل شد بمعنی خام نیست
وصل حاصل ہو گیا حقیقت میں ناقص نہیں ہے
حبذا جانے کہ در راہش دہی
وہ جان کیا ہی اچھی ہے جو اس کی راہ میں دیدے
مرحبا آں سر کہ در کویش نہی
قابل تحسین ہے وہ سر جس کو تو اس کے کوچہ میں رکھدے
بہر او مُردن بہ از صد زندگیست
اس کے لئے مر جانا سو زندگی سے بہتر ہے
کایں چنیں موت ست بس فرخندگیست
کیونکہ اس طرح کی موت بہت مبارک ہے
ایں سخن را اندکے کوتاہ کن
اس بات کو تھوڑا سا مختصر کر دے
وز حدیثِ آں سوم آگاہ کن
اور اس تیسرے کی بات سے آگاہ کر

بیان حال شہزادۂ سوم و اکتساب او مر کمالات صوری و معنوی را و صبر کردن او از بیان حاجت خود و بمحبوب خود رسیدن

تیسرے شہزادے کے حال کا بیان اور اس کا صوری اور معنوی کمالات کو حاصل کرنا اور اور اس کا اپنی ضرورت کے بیان کرنے سے صبر کرنا اور اپنے مطلوب کو پہنچ جانا

واں سوم شہزادہ باصد حزم و صبر
اور وہ تیسرا شہزادہ سو احتیاط اور صبر سے
می کشید از یم عرفاں ہمچو ابر
عرفان کے سمندر سے ابر کی طرح کھینچتا تھا
ہر شبے تازہ ز صحبت ہای شاہ
ہر رات کو شاہ کی صحبتوں سے دوڑتے
در دلش ز انوارِ وحدت بارگاہ
صبح کو وحدت کے انوار اس کے دل میں
کسبِ استعداد و توفیرِ حکم
استعداد کا کسب اور حکمتوں کی زیادتی
می نمود از فیضِ شاہ او دمبدم
اس کے لئے شاہ کے فیض سے دمبدم ظاہر ہوتی
در دلش ہر دم ز سلطاں چوں قمر
چاند جیسے شاہ کی جانب سے اس کے دل میں ہر وقت
نورِ نو وارد شدے شام و سحر
صبح و شام نئے نور وارد ہوتے
دم نمی زد لیکن از مطلوبِ خود
وہ سانس نہیں لیتا تھا لیکن اپنے مقصود کی وجہ سے
داشت در دل شعلۂ محبوبِ خود
اپنے محبوب کے دل میں شعلہ رکھتا تھا

---

[۱] اسطقس۔ چاروں عناصر۔ طوطی۔ یعنی روح۔ سلیم۔ یعنی غیر کی یاد سے بچا ہوا ہو۔ ہمت۔ یہ توجہ اتحادی کہلاتی ہے۔ مدام۔ یعنی شراب وحدت و معرفت۔ مثلیں۔ یعنی خواجہ صاحب اور نان بائی بالکل ایک جیسے تھے ان دونوں میں صورتاً بھی کوئی فرق نہ تھا۔ [۲] نخستیں۔ جس طرح پہلا شہزادہ غفلت کی وجہ سے مرا تھا۔ نامراد۔ میں نے ان دونوں کو نامراد محض ظاہری طور پر مر جانے کی وجہ سے کہہ دیا ورنہ یہ وصال حیرت ہے کیونکہ دونوں نے محبوب کے فراق میں جان دی ہے۔ [۳] تکمیل۔ اگرچہ یہ سلوک کی تکمیل نہیں ہے لیکن بہرحال وصل یار تو حاصل ہو ہی گیا۔ حزم۔ پختہ کاری۔ یم۔ سمندر۔ توفیر۔ زیادتی حاصل کرنا۔ آمدنی

باچنیں[1] شاہ پُر از جود و سخا
ایسے جود اور سخا سے پر بادشاہ سے
حرفِ مطلب بر زباں آرم چرا
میں مطلب کا حرف زبان پر کیوں لاؤں؟
لطفِ اُو بے گفتہ صد نعمت دہد
اس کی مہربانی بغیر کہے سینکڑوں نعمتیں دیتی ہے
سوئے گفتن چوں دلِ من بر جہد
کہنے کی جانب میرا دل کیسے کودے؟
بے طلب بخشید چوں جان و تنم
جبکہ اس نے بغیر مانگے تجھ کو جان اور جسم عطا فرمایا
بر درش پس چوں تبو رائے زنم
پھر اس کے دروازے پر ڈھپوری کیوں بجاؤں؟
شاہِ ما آئینہ صافی دل ست
ہمارا شاہ صاف دل آئینہ ہے
خطرہ ام را در دلِ شہ منزل ست
شاہ کے دل میں میرے خطرے کی منزل ہے
گر سزا وارم بداں درِّ ثمیں
اگر میں اس قیمتی موتی کے لائق ہوں
خود شہم بنوازد از لطفِ گزیں
پسندیدہ مہربانی سے خود بادشاہ مجھے نوازے گا
لطفِ او ہر صاحبِ استعداد را
اس کی مہربانی ہر صاحبِ استعداد کو
حسبِ حالش میدہد بے امترا
بے شک اس کے حسب حال عطا کر دیتی ہے
ہر چکاوے راکہ اہلیت بُود
جس نتری میں اہلیت ہوتی ہے
چترِ شاہی بر سرش از شہ رسد
شاہ کی جانب سے اس کے سر پر شاہی چتر پہنچ جاتا ہے

نیست یکتا رہ برآں شہ چوں خفا
اس شاہ پر جب سوئی کا ناکا بھی مخفی نہیں ہے
در طلب پویم چکارہ[2] من چرا
میں طلب میں مختلف راستوں پر کیوں دوڑوں؟
از فضولی چوں سخن پیشش کنم
اس کے سامنے بیکار بات کیسے پیش کروں؟
از چہ پیدا حاجتِ خویشش کنم
اس پر اپنی حاجت کیوں ظاہر کروں؟
شاہِ ما روشن ضمیرست و خبیر
ہمارا شاہ روشن ضمیر اور باخبر ہے
میدہد آخر مرادِ دل بدیر
انجام کار دل کی مراد دے دیتا ہے
صبر کن اے دل کہ مفتاحِ خوشی ست
اے دل! صبر کر کیونکہ وہ خوشی کی کنجی ہے
درمیانِ صبر بس عیش و کشی ست
صبر میں بہت عیش اور خوشی ہے
شاہ روزے گفت کاے جانِ کرم
ایک دن شاہ نے کہا اے جانِ کرم!
بحرِ صبر و حلمی و کانِ کرم
تو صبر اور حلم کا سمندر اور کرم کی کان ہے
خاطرم زیں سلطنت بگرفتہ است
میری طبیعت اس سلطنت سے ملول ہے
دل بتختِ اوجِ وحدت بستہ است
وحدت کی بلندی کے تخت سے دل وابستہ ہے
جانشینِ من شو و خود کامراں
میرا جانشین بن جا اور خود کام چلا
تارہم من از خراشِ این و آں
تاکہ میں اس کی خلش سے نجات پا جاؤں

رُو بخلوت خانۂ خاصے کنم
میں اب خاص خلوت خانہ کا رخ کرتا ہوں
از سخن گفتن من اکنوں تن زنم
میں اب بات کرنے سے خاموش ہوتا ہوں
گفتہ، پیغمبر کلام از فضہ است
پیغمبرؐ نے فرمایا کلام تولہ چاندی ہے
مر سکوں از تبرِ خالص فضہ است
خاموشی بغیر ملاوٹ کے خالص سونے سے ہے
تختِ ارشادست اگرچہ بس سنی[3]
رہنمائی کا تخت اگرچہ بہت بلند ہے
لیک اندر بے خودی صد روشنی
لیکن بے خودی میں سینکڑوں روشنیاں ہیں
از تفکر یادلم ... خالی شود
میرا دل فکروں سے خالی ہو جائے گا
مظہرِ انوارِ اجلالی شود
انوارِ اجلالی کا مظہر ہو جائے گا
فکر ساعت بہتر از طاعاتِ سال
ایک گھنٹے کا فکر سال بھر کی عبادتوں سے بہتر ہے
ایک تفکر جست حیرت در جمال
یہ تفکر جمال میں حیرت ہے
چونکہ شہزادہ شنیداں ماجرا
جب شہزادے نے یہ قصہ سنا
زو تعظیم ادب سر را بپا
ادب کی تعظیم سے پاؤں پر سر رکھ دیا
کہ مبادا آں دم کہ از مسند روی
خدا کرے وہ وقت نہ ہو کہ آپ مسند سے جائیں
یا بخلوت خانہ گردی منزوی
یا خلوت خانہ میں خلوت نشیں ہوں

[1] باچنیں۔ اس کی خاموشی کی وجہ یہ تھی کہ وہ یہ کہتا تھا۔ تبو ایک ڈھول جو کھیت سے چڑیاں اڑانے کے لئے بجایا جاتا ہے۔ چکاو۔ ایک حاشیہ میں اس کے معنی سرکی کھوپڑی کے لئے ہیں۔ غیاث اللغات میں چکاو دال کے ساتھ بمعنی پیشانی لکھا ہے۔ یکتا۔ ایک حاشیہ میں اس کے معنی سوئی کے ناکے کے لکھے ہیں اور غیاث اللغات میں یکتا کو اندک کے معنی میں لکھا ہے۔ [2] چکارہ مختلف راستے بعض نسخوں میں چکارہ بمعنی بیکار لکھا ہے۔ تبر۔ سونے کا پتر۔ نقش۔ ایک حاشیہ میں اس کے معنی بغیر بجھے کا سونا لکھے ہیں۔ بعض لغات میں نطق اور ناطق کے معنی نقد لکھے ہیں۔ [3] سنی۔ بلند روشن۔ فکر۔ حدیث شریف ہے تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سنۃ تھوڑی دیر کا فکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ ایں تفکر۔ تفکر جمال باری تعالیٰ میں حیرت کو کہتے ہیں۔ زو۔ یعنی اپنا سر شاہ کے قدموں پر رکھ دیا۔ منزوی۔ گوشہ نشین۔

سایۂ تو بر سرِ من مستدام ۱
ہمیشہ آپ کا سایہ میرے سر پر
ظِلّ گستر باد تا یومُ القیام
قیامت تک سایہ فگن ہو
تاجِ ایں سر سایۂ اقبالِ تُست
اس سر کا تاج آپ کے اقبال کا سایہ ہے
سُلّمِ من پایۂ اقبالِ تُست
میری سیڑھی آپ کے اقبال کا پایہ ہے
یاربم ہرگز بقا چنداں مباد
اے خدا! میری اتنی زندگی ہرگز نہ ہو
کہ بہ بینم مسندِ شہ را خماد
کہ میں شاہ کے مسند کا بجھاؤ دیکھوں
زیں نمط بسیاری شد گفتگو
اس طریقہ پر بہت گفتگو ہوئی
لیک شہ از امتحاں در جستجو
لیکن شاہ امتحانا جستجو میں تھا
کہ وُرا در دل بُوَد از حُبِّ جاہ
کہ اس کے دل میں حبِ جاہ ہو
یا شکوہِ سلطنت مانندِ شاہ
یا شاہ کی طرح سلطنت کا دبدبہ ہو
ہیچ در دل عُجب یا پندار ہست
دل میں کوئی تکبر یا غرور ہے؟
یا درونش از مئے شوقست مست
یا اس کا باطن شوق کی شراب سے مست ہے؟
دیدگاں در سرِ سِر دیگر نہ بخت
اس نے دیکھا کہ اس نے سر میں کوئی خیال نہیں پکایا
بر نہالش جز نیازے بر نہ بخت
اس کے پودے پر نیازمندی کے پھل کے علاوہ نہیں پکا

حُبِّ جاہ و شاہی و حرص و ہوا
رتبہ اور شاہی کی محبت اور حرص اور خواہش
در سرش راہے ندارد یا ہوا
اس کے سر میں ماسوا راستہ نہیں بنتا
جُز خدا و حُبِّ خاصانِ خدا
خدا اور خاصانِ خدا کی محبت کے علاوہ
در دلِ اُو نیست راہے ہیچ را
اس کے دل میں کسی کا راستہ نہیں ہے
جُملہ احوالش بطبقِ وضع یافت
اس کے تمام احوال وضع کے مطابق پائے
ہر قدم بر شاہ راہِ شرع یافت
ہر قدم کو شریعت کی شاہراہ پر پایا
در دلش میلے بسُوئے مُلک نے
اس کے دل میں سلطنت کی طرف میلان نہیں ہے
طالبِ بحرست و رَہنِ فُلک نے ۱
سمندر کا طالب ہے اور کشتی کا گروی نہیں ہے
بر محکِّ امتحاں بس آزمُود
اس نے امتحان کی کسوٹی پر بہت آزمایا
غیرِ زرِّ دہ ۲ دہی آں جا نبود
سوائے خالص سونے کے وہاں کچھ نہ تھا
گفت با اصحابِ شہ کیں نوجواں
شاہ نے مصاحبوں سے کہا کہ یہ نوجوان
می نیرزد جز بآں دُختِ چو جاں
اس جان جیسی لڑکی کے سوا کے لائق نہیں ہے
ماہ را با مہر پیوندی خوش ست
چاند کا سورج سے جوڑ بہتر ہے
جسم را با رُوح پابندی خوش ست
جسم کی روح سے وابستگی بہتر ہے

ایں مر اُورا اُو مرایں را لائق ست
یہ اس کے اور وہ اس کے لائق ہے
ہر یکے اقرانِ خودرا فائق ست
ہر ایک اپنے ساتھیوں سے بڑھا ہوا ہے
آنچنیں دختر مر آنکس را سزاست
ایسی لڑکی اس شخص کے مناسب رہے
آنچناں فص اندریں خاتم رواست
ویسا نگ اس انگوٹھی میں درست ہے
جملگی تحسینِ رایش را بدل
سب نے دل سے اس کی رائے کی تحسین
کردہ گفتند العَجَل نِعمَ المحَل
کر کے کہا جلدی کیجئے بہتر موقع ہے
شاہ گفتا محفلے آراستند
بادشاہ نے حکم دیا انہوں نے مجلس آراستہ کی
بزمِ طوئی بس سَنی افراشتند
شادی کی محفل بہت اعلیٰ قائم کی
ہر دو مشتاقِ ازل یک جان و دل
ایک جان و دل دونوں ازلی مشتاقوں کا
گشت ایجاب و قبولِ مستحل ۳
حلال کرنے والا ایجاب و قبول ہو گیا
ہر یکے زاں دیگرے سر مست شد
ہر ایک دوسرے سے مست ہو گیا
جاں بجان و دل بدل پیوست شد
جان جان سے اور دل دل سے جڑ گیا
از تانّی کار دارین ست راست
آہستگی سے دونوں جہانوں کے کام درست ہیں
زیں سبب تعجیل از شیطاں بخاست
اس لئے جلد بازی شیطاں سے پیدا ہوئی

۱ مستدام۔ ہمیشہ۔ یوم القیام۔ روزِ محشر۔ سلم۔ سیڑھی۔ خماد۔ بجھاؤ۔ لیک۔ بادشاہ کی ان باتوں کا مقصد اس کا امتحان تھا۔ عجب۔ تکبر۔ پندار۔ غرور۔ فلک۔ کشتی۔ ۲ دہ دہی۔ خالص سونا جو تپانے سے کم نہ ہو۔ دخت۔ دختر۔ اقران۔ ساتھی ہم عمر۔ فص۔ انگشتری کا نگینہ۔ العجل۔ یعنی اب دونوں کے نکاح میں جلدی کی ضرورت ہے بہت اچھا موقع ہے۔ طوئی۔ شادی۔ سنی۔ بلند۔ ۳ مستحل۔ حلال کرنے والا ایجاب و قبول کے بعد بیوی شوہر کے لئے حلال ہو جاتی ہے۔ از تانی۔ مشہور ہے التَّانی من الرَّحمٰن والعجلۃ من الشَّیطان۔ آہستگی خدا کی جانب سے ہے اور جلد بازی شیطان کی جانب سے۔

صبر را فرمود حق عزمِ ۱؎ الامور
اللہ تعالیٰ نے صبر کو معاملوں کا عزم فرمایا

می بُرد بے ریب ارب خود صبور
بے شبہ صابر اپنی خواہش حاصل کر لیتا ہے

ہر کہ رنجے بُرد گنجے ہم بہ بُرد
جس نے تکلیف برداشت کی خزانہ بھی حاصل کیا

وانکہ کاہل گشت در سختی بمُرد
اور جو کاہل بنا وہ تنگی میں مرا

لیک کاہل کاہلِ دنیا ناخوش ست
لیکن کاہلِ دنیا کا عمل بہتر ہے

عجلت اندر کارِ دنیا ناخوش ست
دنیا کے کام میں عجلت بری ہے

صبر کن توکیل دنیا کن بدو
صبر کر، دنیا اس کے سپرد کر دے

خیر و شرت را بہ از تو داند او
وہ تجھ سے زیادہ تیرا برا بھلا جانتا ہے

کاہلِ دنیا شود چابک بدیں
دنیا کا کاہل دین میں چست ہوتا ہے

ہمچو آں شہزادۂ کاں سو میں
اس شہزادے کی طرح جو تیسرا ہے

تمثیلات چند دربیان آنکہ کارِ دنیا جملہ برعکس کارہاست
چند مثالیں اس بیان کی کہ دنیا کے سب کام، کاموں کے بالعکس ہیں

کارِ دنیا جملہ عکسِ کارہاست
دنیا کے سب کام، کاموں کے الٹے ہیں

در خوشی غم ہست وز غم فرح خاست
خوشی میں غم ہے اور غم سے خوشی پیدا ہوتی ہے

ہر کہ گریان ست او خنداں بُود
جو روتا ہے، وہ ہنستا ہے

وانکہ شاداں زیست او گریاں بُود
اور جو خوش جیا، وہ رونے والا ہوتا ہے

نعلِ معکوس ست نقشِ ایں جہاں
اس دنیا کا نقش الٹا نعل ہے

میلِ ہر چیزے بسُوی ضد بداں
ہر چیز کا میلان ضد کی جانب سمجھ

ہر کہ را خوانند سلطاں او گداست
لوگ جس کو بادشاہ کہتے ہیں وہ فقیر ہے

زانکہ وطرش کاں از او طار ماست
اس لئے کہ اس کی حاجت ہماری حاجتوں سے بڑھی ہوئی ہے

کاں ۲؎ فلاں را ایں رعایت کردن ست
کہ اس فلاں کی یہ رعایت کرنی ہے

وز فلاں مالِ فلانے بُردن ست
اور فلاں سے فلاں مال لینا ہے

گر گدارا بینی او سلطانِ وقت
اگر تو فقیر کو دیکھے وہ وقت کا شاہ ہے

مالکِ وقت و پدر خدزانِ وقت
وہ وقت کا مالک ہے اور وقت کی ملکیت کی وجہ سے باپ بن گیا ہے

خود او الوقت ست در احوالِ خویش
وہ اپنے حالات میں ابو الوقت ہے

نے چو سلطاں ابنِ وقت و حالِ خویش
بادشاہ کی طرح اپنے وقت اور حال کا بیٹا نہیں ہے

ہمچنیں بخل و سخارا در نگر
اسی طرح بخل اور سخاوت کو سمجھ

نام بر ضد آمدائے نیکو سیر
اے نیک سیرت! نام بالعکس ہے

از بخیل آمد سخی تر گو کدام
بتا بخیل سے زیادہ سخی کون ہے؟

مالِ خود را می گذارد بہرِ عام
وہ اپنا مال عوام کے لئے چھوڑ جاتا ہے

نفسِ خود را جملہ زو محروم داشت
اپنے نفس کو اس سے بالکل محروم رکھا

بہرِ خرجِ وارثاں معصوم داشت
وارثوں کے خرچ کے لئے محفوظ رکھا

خود ۳؎ نخورد و نا بکس از دست داد
نہ خود کھایا اور نہ کسی کو ہاتھ سے دیا

کیں دو راجع سُوی او ہست المراد
کیونکہ یہ دو ہی اس سے متعلق ہیں المراد

ہر کہ را خوانی سخی او شد بخیل
تو جس کو سخی کہتا ہے وہ بخیل ہے

زانکہ غیرے را نداد او یک فتیل
کیونکہ اس نے غیر کو قلیل چیز بھی نہ دی

یا بدنیا خود خورد یا میدہد
یا دنیا میں خود کھاتا ہے، یا دے دیتا ہے

بہرِ عقبیٰ در لحد یکسر نہد
آخرت کے لئے سب قبر میں رکھ دیتا ہے

دیگرے از مالِ او نفعے نہ برد
دوسرے نے اس کے مال سے نفع نہ اٹھایا

ہم خورانید او بمسکیں یا بخورد
اس نے مسکین کو کھلا دیا یا خود کھا لیا

صرف در راہِ خدا بہرِ خود ست
خدا کی راہ میں خرچ کرنا اپنے لئے ہے

تا بوقتِ بے کسی آید بدست
تاکہ بے کسی کے وقت ہاتھ آئے

۱؎ عزم الامور۔ صبر کو ہمت کا کام فرمایا ہے۔ ارب۔ حاجت۔ توکیل۔ وکیل بنا دینا، سپرد کر دینا۔ سو میں۔ تیسرا شہزادہ دنیا کے کاموں میں سست اور آخرت کے کاموں میں چست تھا۔ ہر کہ۔ جو دنیا میں روئے گا وہ آخرت میں مسکرائے گا۔ سلطان۔ دنیاوی بادشاہ دراصل فقیر ہے۔ وطر۔ حاجت اوطار اس کی جمع ہے۔ ۲؎ کاں۔ بادشاہ ہر وقت فکروں میں جتلا رہتا ہے۔ گدا۔ فقیر اپنے اوقات کا مالک ہے اور ابو الوقت ہے۔ سیر۔ سیرت کی جمع ہے، عادت، خصلت۔ بخیل۔ دنیا کا بخیل سخی ہے اپنا مال خود خرچ نہیں کرتا ہے دوسروں کے لئے چھوڑ کر مر جاتا ہے۔ ۳؎ خود۔ خود کھا لیتا ہے یا اپنے ہاتھ سے غریبوں کو دے دیتا ہے تو وہ مال اس کے کام آتا اور اس کا کہا جاتا ہے۔ سخی۔ دنیا کا سخی بخیل ہے اس لئے کہ سب مال اس کے کام آیا یا خود کھا لیا یا آخرت کے لئے خرچ کر دیا جو اس کے کام آئے گا دوسروں کے لئے نہ چھوڑا فتیل۔ کھجور کی گٹھلی کے شگاف کا ریشہ، حقیر چیز۔

چونکہ در محشر درم دینار نیست
چونکہ محشر میں درہم' دینار نہیں ہے
ویں دو موزوں را در آنجا بار نیست
ان دونوں تلنے والی چیزوں کا وہاں دخل نہیں ہے
اندراں دم پس رسد آں مالِ او
اس کا وہ مال اس وقت میں پہنچ جاتا ہے
پُر شود میزانِ ا فرخ فالِ او
اس کی بابرکت ترازو بھر جاتی ہے
دوستی و دشمنی ایں جہاں
اس دنیا کی دوستی اور دشمنی
ہمچنیں بر عکس آمد اے فلاں
اے فلاں! اسی طرح الٹی ہے
ہر کہ باتو دوست تر دشمن تر ست
جو تیرا زیادہ دوست ہے' وہ زیادہ دشمن ہے
نخلِ عمرت را با فسوں زد بُرست
وہ تیری عمر کے پودے کو منتر کے ذریعہ جلد کاٹنے والا ہے
ہر کہ دشمن گشت نامد سُوئے تو
جو دشمن بن گیا وہ تیرے پاس نہ آیا
نامد او گاہے ندید او روئے تو
نہ وہ کبھی آیا' نہ اس نے تیرا چہرہ دیکھا
در حقیقت او بُود از دوستاں
در حقیقت وہ دوستوں میں سے ہے
نقد عمرت را نکشتہ او ستاں
وہ تیری نقد عمر لینے والا نہ بنا
دوستاں تضییع عمرت می کنند
دوست تیری عمر ضائع کرتے ہیں
در فسادِ وقت و حالت می تنند
تیرے حال اور وقت کے فساد میں کوشاں ہیں
برتا حالے آمد' او آمد ز در
تیرے اوپر ایک کیفیت طاری ہوئی وہ دروازے سے آیا
حالِ دل برگشت و پیدا شد نفور
دل کی کیفیت بدل گئی اور نفرت پیدا ہوئی

برتو حالے آمد' او آمد ز در
تیرے اوپر ایک حال طاری ہوا وہ دروازے سے آیا
بہر ف گفت بیہودہ بہر سمر ۲
بیہودہ باتیں کرنے کیلئے (اور) قصہ گوئی کیلئے
صحبت عامی بلائی اکبر ست
عوام کی صحبت' بڑی مصیبت ہے
بہر عین قلب غین استر ست
دل کی آنکھ کے لئے بہت چھپانے والا ابر ہے
غین رین آمد بقرص آفتاب
سورج کی ٹکیا پر سیاہی کا ابر آیا
پس دل مہ را ازو چہ بُود حساب
تو چاند کے دل کو اس سے کیا واسطہ؟

در بیان مغلوبیت حال خود
اپنے حال کی مغلوبیت کا بیان اور
و پرتو نورِ اجلال مولانا جلال الدین
مولانا جلال الدین قدس سرہ کے نور
قدس اللہ سرہ العزیز کہ
اجلالی کا سایہ جو خودی کے گھر
کاشانہ سوزِ خودی گشتہ
کو جلانے والا بن گیا

جلوۂ برقِ تجلیِ جلال
تجلی جلال کی برق کے جلوے نے
آتش اندر خرمنم زد چیست حال
میرے کھلیان میں آگ لگا دی کیا حال ہے؟
نورِ اجلال از جلال لدین رُوم
حضرت جلال الدین رومیؒ کا نور اجلال
مخزنِ اسرارِ حق صدر النجوم
جو کہ اللہ تعالیٰ کے رازوں کے خزانہ ستاروں کے صدر میں
از درونم خود بخود سر می زند
میرے باطن سے خود بخود ابھرتا ہے
ز آشیانم باز شہپر می زند
پھر میرے آشیانے سے باز و پھڑ پھڑاتا ہے

من ندانم من کیم گوئندہ چیست
میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں کہنے والا کیا ہے؟
ویں شرر در پنبہ ام از برق کیست
یہ چنگاریاں میری روئی میں کس کی برق کی ہیں؟
نالۂ من از کدامیں پردہ است
میرا نالہ' کون سے پردے سے ہے
حیرتم در بحرِ عمّاں بُردہ است
حیرت مجھے گہرے سمندر میں لے گئی ہے
نی تراود بے من و بے سعیِ من
میرے بغیر اور میری کوشش کے بغیر ٹپکتا ہے
از نے دل نالۂ موزونِ پُر محن
دل کی نے سے غموں سے بھرا موزوں نالہ
قافیہ مضموں پے رُو پوش جست
مضمون کا قافیہ پردے کے لئے ہے
معنی از دل ہمچو شیر از بیشہ جست
دل میں سے معانی جھاڑی سے شیر کی طرح نکلتے ہیں
ہم مرا خوردی و ہم وہم خودی
آپ نے مجھے کھا لیا اور خودی کے خیال کو بھی
اے حسام الحق مگر در من شدی
اے حسام الدین! شاید آپ میرے دل میں پہنچ گئے ہیں
آمدی در من مرا بُردی تمام
آپ مجھ میں آ گئے اور مجھے بالکل فنا کر دیا
اے تو شیر حق مرا خوردی تمام
آپ اللہ تعالیٰ کے شیر ہیں آپ نے مجھے پورا نگل لیا
من چہ دانم آنچہ می دانی بگو
میں کیا جانتا ہوں آپ جو جانتے ہیں کہیں
ہم بدست تو زمام اے نیک خو
اے نیک خصلت! باگ آپ کے ہاتھ میں ہے
از چہ رُو کردی مرا رُو پوشِ خود
آپ نے مجھے اپنا پردہ کیوں بنایا؟
من ندانم از سر و پا ہوشِ خود
مجھے تو خود اپنے سر پیر کا ہوش نہیں ہے

۱ میزان۔ اعمال کی ترازو۔ ۲ [illegible] سمر۔ [illegible] بردہ است۔ [illegible]۔ [illegible] دوستاں۔ دوست جو اوقات برباد کرتے ہیں۔ حالے۔ جمعیت وقت سے تجھ پر ایک کیفیت طاری ہوئی ہے دوست آ کر اس کیفیت میں خلل ڈال دیتے ہیں۔ ۲ سمر۔ قصہ گوئی۔ عین۔ چشمہ۔ غین۔ ابر آستر۔ زیادہ چھپانے والا۔ رین۔ سیاہی داغ۔ [illegible] ہے۔ [illegible] دھبہ [illegible] کی روشنی کے لئے نقصان دہ [illegible] سے تو پھر چاند تو کس حساب میں ہے۔ [illegible] سانس کا پردہ۔ [illegible]۔ گہرا سمندر۔ [illegible]

چند نالۂ زار کہ از نے بیقرار، درد
چند نالہ زار جو غمگین صد آثار بیقرار
آثار غمگسار سر زدہ و بیانِ منازلِ
نے سے نکلے اور وجود کے تمام منازل
کلّی وجود و عروج و نزولِ اطوارِ
اور عروج اور ہستی کے شہود کے
ہستی بُر مرتبہ شہود
مرتبہ پر نزول کا بیان

بشنو از نے چوں، حکایت میکُند
نے سے سن کیا حکایت کر رہی ہے؟

قصہ ہجراں روایت میکُند
جدائی کا قصہ بیان کر رہی ہے

کز وجود مطلقم چوں ببُریدہ اند
کہ جب سے مجھے مطلق وجود سے جدا کیا ہے

من بگریہ مرد ماں در خندہ اند
میں رونے میں لوگ ہنسنے میں ہیں

حالِ زارِ من نمیداند کسے
کوئی میرا حالِ زار نہیں جانتا

ہستم اندر آتشِ غم چوں خسے
میں غم کی آگ میں تنکے کی طرح ہوں

چونکہ[1] از قوسِ احد منزل شُدم
جب میرا قوس احد سے تنزل ہوا

خود بخُمِ واحدیت حل شُدم
میں خود واحدیت کے مٹکے میں گھل گئی

منزلِ لاہوت را کردم عبور
میں نے "لاہوت" کی منزل کو عبور کیا

کردم از جبروتِ الٰہی ہم مرُور
میں "الٰہی جبروت" سے بھی گذر گئی

رفتہ رفتہ عالمِ ملکوت شُد
رفتہ رفتہ عالمِ ملکوت ہو گیا

عالمِ روحانی منعوت شُد
موصوف "عالمِ روحانی" بن گیا

بعدہٗ در عالمِ مُلک و شہود
اس کے بعد "عالم، ملک و شہود" میں

گشت ظاہر جملہ اطوارِ وجود
وجود کے تمام مراتب ظاہر ہو گئے

منتہایش عالمِ ناسوت گشت
اس کا منتہا "عالم ناسوت" ہو گیا

زیں تنزّلہا دلم مبہوت گشت
ان تنزلات سے میرا دل حیران ہو گیا

کے بُوَد یارب کہ معراجے شَوَد
اے خدا کب ہو گا کہ "معراج" ہو گی؟

رُوح سُوئے قوسِ احدیت رَوَد
روح قوسِ احدیت" کی جانب جائے گی

ہر تنزّل را عروجے[2] لازم ست
ہر تنزل کے لئے عروج ضروری ہے

قطرہ سُوئے بحرِ اخضر عازم ست
قطرہ بحرِ اخضر کے لئے ارادہ کرنے والا ہے

لیک اقسامِ عروج ایجاں سہ است
لیکن اے جان! عروج کی تین قسمیں ہیں

بر کس از فیضِ خدا ایں در نہ بست
خدا کے فیض کا یہ دروازہ کسی پر بند نہیں ہوا

شُد عروجِ عامہ مرگِ جسمِ خاک
عوام کا عروج، خاکی جسم کی موت ہے

بس تعرّج ہست در موت و ہلاک
موت اور ہلاک میں عروج ہے

قدرِ مرگِ خود نمیدانی چرا
تو اپنی موت کی قدر کیوں نہیں جانتا؟

میدہد[3] در مرجِ لاہوتی چرا
وہ تجھے "لاہوتی" چراگاہ میں خوراک دیتی ہے

موت قبل الموت اگر دستت نداد
موت قبل از موت کا اگر تجھے موقع نہ ملا

میکُند کارت اجل حسب المراد
موت مراد کے مطابق تیرا کام کر دیتی ہے

موت جسرِ مُوصل آمد سوئے یار
موت یار کی جانب پہنچانے والا پل ہے

مرگ را آمادہ باش اے ہوشیار
اے ہوشیار موت کے لئے آمادہ رہ

وہ چہ خوش باشد کہ سُوئے شہ رَوم
واہ کیا اچھا ہو گا کہ میں شاہ کی طرف جاؤں گا

واصلِ درگاہِ آں بیچوں شَوم
اس بے چون کے دربار سے متصل ہو جاؤں گا

---

[1] چونکہ۔ وجود کے اجمالی مراتب کا ذکر کیا ہے۔ وجود کا پہلا مرتبہ قوس احدیت ہے۔ وجود کا یہ مرتبہ ذات مجرد ہے اس کو ذات بحت غیبت ہویت احدیت مطلقہ کہا جاتا ہے اس مرتبہ میں نہ اس کا صفات سے اتصاف ہے نہ نعوت سے نہ وہ مطلق ہے نہ وہ مقید یہ مرتبہ تنزیہ اور تشبیہ سے بالاتر ہے اور کشف و خیال سے بھی برتر ہے اسی کو لاہوت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسرا مرتبہ قوس واحدیت ہے یہ مرتبہ ذات مع الصفات کا ہے اسی کو عالم جبروت کہا جاتا ہے تیسرا مرتبہ ارواح مجردہ اور عقول کا ہے اسی کو عالم ملکوت کہا جاتا ہے اس کے بعد چوتھا وجود عالم مثال کا ہے۔ وجود کے یہ جملہ مراتب عالم امر کہلاتے ہیں اس کے بعد عالم خلق کا مرتبہ ہے جس کو عالم شہادت اور ملک اور عالم ناسوت بھی کہا جاتا ہے یہ سب وجود کے نزول کے مراتب ہیں۔ [2] عروج۔ وجود کے تنزلات کے بعد عروج شروع ہوتا ہے پہلا عروج وہ ہے جو موت کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے جس کے ذریعہ عالم برزخ کی جانب عروج ہوتا ہے دوسرا عروج وہ ہے جو جنت اور جہنم میں حاصل ہوتا ہے دو قوس واحدیت کی جانب عروج ہے یہ عروج مومن کا جمال کے راستہ سے ہے اور کافر کا جلال کے راستے سے ہے۔ تیسرا عروج وہ ہے جو خدائی کشش کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ [3] میدہد۔ موت کے ذریعہ انسان کا عروج لاہوت کی جانب ہوتا ہے۔

وقت آمد کز جہانِ بیکسی
وقت آ گیا کہ بے کسی کی دنیا سے

پایَی کوبان سُوئے بام او رسی
تو رقص کرتا ہوا اس کے بالاخانہ کی جانب پہنچ جائے

زیں سبب فرمود احمد مجتبےٰ
اسی لئے احمدِ مجتبیٰ نے فرمایا

تحفۃُ المُؤمن کہ اَلموت[1] اے فتا
اے نوجوان! موت مومن کا تحفہ ہے

گر نبودے موت در دنیایِ دوں
اگر کمینی دنیا میں موت نہ ہوتی

سخت می گشتیم عاجز بس زبوں
ہم سب عاجز اور مغلوب بن جاتے

شکرِ حق کو مخلص بنہادہ است
اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ نجات کا موقع رکھ دیا ہے

غرفہ سُوئے آں جہاں بکشادہ است
اس جہان کی جانب کھڑکی کھول دی ہے

ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز
اے عزیز! یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے

از عُروجِ بعدِ مُردن گو تو نیز
مرنے کے بعد عروج کے متعلق بتا

زاں عُروجے کردہ در برزخ رود
اس کے ذریعہ عروج کر کے برزخ میں جاتا ہے

درمیانِ قبر تا محشر بُود
قبر کے اندر محشر تک رہتا ہے

پس[2] عروجے ہست در محشر پدید
پھر ایک عروج محشر میں ظاہر ہوتا ہے

بعد ازاں در نار یا جنّت کشید
اس کے بعد جہنم میں یا جنت میں لے جاتا ہے

پس[3] بسُوئے واحدیت تا احد
پھر "واحدیت" کی جانب "احد" تک

سر برآرد از تعین می رہد
سر ابھارتا ہے تعین سے نجات پا جاتا ہے

منتہی سُوئے خدا شد زیں سبب
اس لئے منتہیٰ اللہ تعالیٰ کی جانب ہوا

ہست رُجعیٰ سُوئے او خود بے طلب
خود بغیر مانگے اس کی جانب واپسی ہے

مُومن از نورِ جمالے می رسد
مومن کو نورِ جمال کے ذریعہ سے پہنچتا ہے

ثمرہا از باغِ رویت می چشد
دیدار کے باغ کے پھل چکھتا ہے

کافر از نورِ جلالی گو رسید
کافر گویا نورِ جلالی کے ذریعہ پہنچتا ہے

لیک محجوب ست و خسرانے کشید
لیکن وہ محجوب ہے اور اس نے نقصان اٹھایا ہے

معنیِ کُلٌّ اِلَیْنَا رَاجِعُوْن
"ہر ایک ہماری طرف لوٹنے والا ہے" کے معنی

فہم کن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْفُنُوْن
سمجھ لے اور خدا فنون کو زیادہ جانتا ہے

ایں عُروجِ اضطراری عام ہست
یہ اضطراری عروج عام ہے

بہر ہر نا پختہ و ہر خام ہست
ہر نا پکے ہوئے اور ہر کچے کے لئے ہے

زیں سبب فرمود آں احمدؐ لبیب
ان عقلمند احمدؐ نے اسی لئے فرمایا

موت جسرٌ[4] مُوصِل آمد تا حبیب
موت، دوست تک پہنچانے والا پل ہے

واں عُروجِ[5] دُوُمی شد ز اختیار
وہ دوسرا عروج اختیار سے ہوا

اولیاء و انبیا راز اقتدار
اولیاء اور انبیاء کے اختیار سے

از رہِ علم و عمل عارج شدند
وہ علم وعمل کے راستے سے عروج حاصل کرنے والے بنے

پس بموتِ معنوی خارج شدند
وہ معنوی موت کے ذریعہ نکلنے والے بنے

پیش مُردن مُردہ گر دو شو فنا
مرنے سے پہلے مردہ بن اور فنا ہو جا

تا عُروجے حاصل آید مر تُرا
تاکہ تجھے عروج حاصل ہو

از منازلہا کہ سالک آمدست
سالک جن مراتب سے آیا ہے

جہد کردہ ہم بد انسو باز دست
کوشش کر کے اسی جانب قدم بڑھایا ہے

تا کہ وجہ حق بر و ظاہر شود
تاکہ اس پر حق کی وجہ ظاہر ہو جائے

در تجلّی واحدی احدی رود
"واحدی احدی" تجلی میں چلا جائے

خود فنا گرد و بقا حاصل کند
خود فنا ہو جائے، بقا حاصل کر لے

قطرہ را تا بحرِ کُل واصل کند
قطرے کو بحرِ کل سے جوڑ دے

سُوم میں معراج جذبِ ایزدی
تیسری معراج، ایزدی جذب ہے

کو کشد در لحہ سُوئے بے خُودی
جو ایک لمحہ میں بےخودی کی جانب کھینچ لیتی ہے

[1] الموت۔ موت کو آنحضورؐ نے مومن کا تحفہ اسی لئے قرار دیا ہے کہ وہ وصلِ یار کا سبب ہے۔ زاں عُروج۔ مرنے سے عالمِ برزخ کی طرف عروج ہوتا ہے قبر برزخی چیز ہے۔ بس۔ قبر سے محشر کی جانب عروج ہوتا ہے پھر محشر سے جنت اور دوزخ کی طرف عروج ہوتا ہے۔ [2] پس۔ پھر قوسِ واحدیت اور قوسِ احدیت کی جانب عروج ہوتا ہے۔ رجعیٰ۔ سورۂ اقراء میں ہے وَاِنَّ الرُّجْعٰی اور بیشک تیرے رب کی جانب واپسی ہے۔ ایں عرج۔ موت کے ذریعہ اضطراری سے جو ایک کے لئے ہے۔ جسر۔ پل۔ [3] عروجِ دومی۔ موت کے ذریعہ جو عروج ہے وہ انبیاء اور اولیاء کو مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے ذریعہ اختیاری طور پر حاصل ہوتا ہے۔ واحدی احدی۔ یعنی قوسِ واحدیت اور قوسِ احدیت۔

چوں رسولؐ مجتبیٰ در یک نفس
جس طرح رسول مجتبیٰ ایک سانس میں

وارہید از قید ایں نازک قفس
اس نازک پنجرے کی قید سے چھوٹ گئے

وفدؐ تا قاب قوسین او پرید
وفد وہ "قاب قوسین" تک اڑے

راہِ صد سال بیک جنبش برید
سو سال راستہ ایک جنبش میں طے کیا

در دم از ظاہری سوی باطن رود
فوراً ظاہر سے باطن کی جانب چلا جاتا ہے

واں کثافت خود لطافتہا شود
وہ کثافت خود لطافتیں بن جاتی ہے

ظلمت خاکی ز جسم تو رود
خاکی ظلمت تیرے جسم سے نکل جاتی ہے

نورِ یزدانی بہفت اعضا دود
خدائی نور سات اعضا میں دوڑ جاتا ہے

لیکن ایں در اختیارِ عبد نیست
لیکن یہ بندے کے اختیار میں نہیں ہے

بندہ را فعلے بجز در جہد نیست
بندے کا کام کوشش کے سوا نہیں ہے

ز اجتبا گشتند محبوباں مُصیب
محبوب "اجتباء" کی وجہ ٹھیک پہنچنے والے ہیں

واں دگرہا گشتہ یَـهۡدِیۡ مَنۡ یُّنِیۡب
اور دوسرے وہ اس کو ہدایت کرتا ہے جو رجوع کرتا ہے کے مصداق ہے

ہر مُرید آخر مُرادے می شود
ہر مرید آخر میں مراد بن جاتا ہے

طالبے مطلوب رادے می شود
طالب "جوان کا مطلوب بن جاتا ہے

نے مشابہ آنکہ کا آخر کُند
نہ وہ مرتبہ جو کام مکمل کر دے

ہر مُریدایں اجتبارا کے سزد
ہر مرید اس "اجتباء" کے لائق کہاں ہے

قدرِ حال تو مُرید آمد مراد
مرید اپنے حال کے اندازہ سے مراد بنتا ہے

زیں سبب فرمود آں ربُّ العباد
اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

مَن تَقَرَّبَ شِبۡرًا بَاعًا کُنۡتُ لَهٗ
جو ایک بالشت قریب ہوا میں چار ہاتھ ہوا

مَنۡ اَتٰی یَمۡشِیۡ اَتَیۡتُ هَرۡوَلَه
جو چل کر آیا میں بھاگ کر آیا

جہد کُن کز جہدہا عارج شوی
کوشش کر کیونکہ مجاہدوں سے تو صاحب معراج ہوگا

زآشیانِ آب و گِل خارج شوی
آب و گل کے آشیانہ سے نکل جائے گا

ازچہ نورِ پاک و خوش آمد ملک
فرشتہ پاک نور اور بھلا کس وجہ سے ہے؟

ازچہ صاف و روشن آمد ایں فلک
یہ آسمان صاف اور روشن کس وجہ سے ہے؟

زانکہ از خاکِ مکدّر برتر اوست
اس لئے کہ مکدر خاک سے وہ بالا ہے

زانکہ از نفس دَنی مُطہّر اوست
اس لئے کہ وہ کمینہ نفس سے پاک ہے

نفسِ خیرہ خاکِ تیرہ شُد بہم
بے باک نفس اور مکدر مٹی اکٹھے ہوئے

بر بلا آمد بلائے خوش قدم
اے خوش قدم! مصیب بلائے مصیبت ہوئی

جہد کُن تا خاک را صافی کُنی
کوشش کرتا کہ تو مٹی کو صاف کر لے

زیں ہمہ آلودگی ہا بر کُنی
تو ان سب آلودگیوں سے جدا ہو جائے

نفسِ خیرہ رابدہ بس گوشمال
بے باک نفس کو بہت سزا دے

تا دمد از خاکِ جسمت صد نہال
تاکہ تیرے جسم کی مٹی سے سینکڑوں پودے اگیں

جہد کُن اندک زمانہ روز چند
چند دن تھوڑے وقت مجاہدہ کر لے

چند شب گریہ بکُن باقی بخند
چند راتیں رو لے، باقی ہنس

زیں سبب فرمود قرنیِ اویسؒ
اسی لئے اویس قرنیؒ نے فرمایا

سَاعَةُ دُنۡیَا وَفِیۡهَا الرَّوۡحُ لَیۡس
دنیا کچھ وقت ہے اور اس میں آرام نہیں ہے

کاہلی در کارِ دنیا در سپار
دنیا کے کام میں کاہلی اختیار کر

چابکی میکن پئے روزِ شمار
حساب کے دن کے لئے چستی برت

زہد در دنیا چہ جای فخرِ تست
دنیا میں زہد، تیرے فخر کا کیا موقع ہے؟

میل سوی جیفہ ننگ و خسرِ تست
مردار کی طرف میلان، ذلت اور ٹوٹا ہے

قدرِ او حقا چو پرِ پشہ نیست
یقیناً اس کی قدر مچھر کے پر کی طرح بھی نہیں ہے

پیشِ بحرِ آں جہاں جُز رشحہ نیست
اس جہان کے سمندر کے سامنے یک چھینٹے کے سوا نہیں ہے

ل وفدؐ یعنی آنحضورؐ معراج میں جذب الٰہی سے وفد اور مقام قرب تک پہنچ گئے۔ لیکن جذب الٰہی کا یہ عروج بندے کے اختیار میں نہیں ہے۔ دگرہا۔ جو سعی کرتے ہیں ان کا بیان یَهۡدِیۡ مَنۡ یُنِیۡب میں ہے۔ خدا اس کو ہدایت کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ نے مشابہ اجتہاد اور کوشش سے وہ مرتبہ حاصل نہیں ہوتا جو جذب الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ ۲ من تقرب حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَن تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبۡرًا تَقَرَّبۡتُ اِلَیۡهِ بَاعًا جو میرے ایک بالشت قریب ہوا میں اس کے چار ہاتھ قریب ہوا مَنۡ اَتٰی اِلَیَّ یَمۡشِیۡ اَتَیۡتُ اِلَیۡهِ هَرۡوَلَة جو میری جانب چل کر آیا میں اس کے پاس دوڑتا ہوا آیا۔ ازچہ فرشتہ اور آسمان اس لئے پاک صاف ہیں کہ وہ کدورت اور نفس سے پاک ہے۔ ۳ نفس۔ انسان میں یہ دونوں خرابیاں ہیں ان کے ازالہ کی ضرورت ہے۔ زہد اگر انسان دنیا سے بچاؤ اختیار کرتا ہے تو اس کے لئے کوئی خاص فخر نہیں ہے دنیا ہے ہی ایسی چیز کہ اس سے بچاؤ کرنا چاہیے تھا۔ رشحہ چھینٹا

کرد [1] احسانے خداوند بلند
خدائے برتر نے بڑا احسان فرمایا

زہد ایں ناچیز را از ما پسند
کہ اس ناچیز سے ہماری بے رغبتی پسند کر لی

زہد نا مرغوب چیزے بس حقیر
بہت حقیر ناپسندیدہ چیز سے بے رغبتی کو

از کرم بنوشت اُو شیئاً کثیر
کرم سے اس نے "کثیر چیز" لکھ دیا

از عنایتہائے خاص ایزدست
اللہ تعالیٰ کی خاص عنایتوں میں سے ہے

کو شبے گیرد دہد گوہر بدست
کہ وہ بھوسہ لے لیتا ہے اور موتی عطا کرتا ہے

عمر معدود قلیلے بے ثبات
ناپائیدار، تھوڑی، گنی چنی عمر

طاعتے کردی و رفتی در حیات
تو نے عبادت کی اور ابدی زندگی میں چلا گیا

آں حیاتِ باقی بے انتہا
وہ لامحدود باقی رہنے والی زندگی

نے عدم گردش بگردد نے فنا
جس کے چاروں طرف نہ عدم گردش کرتا ہے نہ فنا

لا یحُوْمُ حَوْلَهُ الاعدامُ قط
نیستیاں اس کے گرد کبھی چکر نہیں کاٹتیں

صِرْتَ رُوْحًا باقیًا حیًّا فقط
تو بس باقی رہنے والی زندگی، روح بن گیا

عمر دنیا پیش عُقبیٰ ساعت ست
آخرت کے بالمقابل دنیا کی عمر ایک گھڑی ہے

ساعتے دانائی راحت ست
ایک گھڑی کی وجہ سے لامحدود راحت ہے

ہے کجائی فہم و عقلِ تو چہ شد
ہائیں تو کہاں ہے؟ تیری سمجھ اور عقل کیا ہوئی؟

پاسِ انفاس چو گوہر دار خود
اپنے موتی جیسے سانسوں کا لحاظ رکھ

ہر [2] نفس بہر مسیحائیت چُست
ہر سانس تیری مسیحائی کے لئے تیار ہے

گر نداری پاس او از جہل تست
اگر تو لحاظ نہ رکھے تیری نادانی ہے

قیمتِ یک دم جہانے کرد ہی
تو اگر ایک سانس کی قیمت ایک دنیا دے

نیست ممکن کز اجل یکدم رہی
ممکن نہیں ہے کہ ایک سانس کے لئے موت سے نجات پائے

آنچنیں انفاسِ خوش ضائع مکن
ایسی بہتر سانسیں ضائع نہ کر

غفلت اندر شہرِ جاں شائع مکن
جان کے شہر میں غفلت کو رائج نہ کر

ہر سپرغی سہ روزہ می تنی
تو تین روزہ کی خوشی کے گرد گھومتا ہے

چوں ستائے آخر بیائے ہرزئی
بالآخر بانجھ عورت کی طرح ایک سانس میں گر جائے گا

در زغارہ چوں زغارہ سان سال
زمانے کی مٹی میں سبز شاخ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے

بند بندت گردد آخر اے فلاں
بالآخر تیرا جوڑ جوڑ ہو جائے گا اے فلاں!

ساعہ مہد ازل را یاد کن
ازل کے عہد کے وعدہ کو یاد کر

زشتہ فطرت یوداری باد کن
جبکہ تو فطرت کا شعلہ رکھتا ہے، ہوا دے

ہر عبادت راز حق وقت آمدست
ہر عبادت کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے وقت مقرر ہے

در صلوٰۃ و صوم میقاتے [3] شدست
نماز اور روزے کا ایک وقت معین ہے

ہم زکوٰۃ و حج فرض وقتی ست
زکوٰۃ اور حج بھی وقتی فرض ہے

غفلت اندر وقت آں بدبختی ست
اس کے وقت میں غفلت بدبختی ہے

جز کہ ذکر آں خدائے پاک ذات
اس خدائے پاک ذات کے ذکر کے سوا

نیستش وقت معین از خدات
خدا کی جانب سے تیرے لئے اس کا وقت معین نہیں ہے

نوط ذکر حق بہ نسیاں داشتند
انہوں نے اللہ تعالیٰ کی یاد کا بھول سے تعلق کر دیا

ذکر را دائرہ بہ نسیاں ساختند
ذکر کو بھول میں دائر کر دیا

گفت اُذْکُرْ رَبَّکَ آں شاہ جہاں
اس شاہ جہاں نے تو اپنے آپ کو یاد کر فرمایا

وقتِ نسیاں اِذَا نَسِیْتَ راخواں
بھول کے وقت "جبکہ تو بھولے" پڑھ لے

ظرف اُذْکُرْ اِذَا نَسِیْتَ آمدست
"تو ذکر کر" کا وقت "جبکہ تو بھولے" آیا ہے

پس بہر نسیاں قرین ذکرے شدست
تو ہر بھول کا ساتھی ذکر ہے

ہر کہ بہت نسیاں بتازد ذکر گو
جس وقت تجھ پر بھول حملہ کرے ذکر کر

تا نماند غیر ذکر و فکر ہو
تاکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر کے سوا کچھ نہ رہے

---

[1] کرد۔ اللہ تعالیٰ کا ہمارے زہد کو پسند کر لینا اس کا کرم ہے ورنہ یہ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ شبہ۔ بھُس کا دانہ۔ عمر دنیا۔ آخرت کی زندگی کے اعتبار سے دنیا کی زندگی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ہے یہاں اگر انسان نیک عمل کر لیتا ہے تو آخرت میں لاانتہا آرام ملتا ہے۔ [2] ہر نفس۔ تیرا ہر سانس تجھ کو مسیحائی دے سکتا ہے۔ قیمت۔ جب تیرا وقت ختم ہو گیا تو دنیا کی دولتیں دے کر بھی سانس نہیں خرید سکتا۔ سپرغی۔ خوشی۔ ستائے۔ بانجھ عورت۔ ساعہ۔ عہد۔ زشتہ۔ آگ کا شعلہ۔ باد کن۔ اس کو ہوا دے کر۔ بڑھا۔ [3] وقت۔ نوط۔ تعلق۔ گفت۔ قرآن پاک میں ہے وَاذْکُرْ رَبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ اور یاد کر اپنے خدا کو جس وقت تو بھولا۔ قرین۔ ساتھی۔ ہو۔ خدا۔

جز خدائے وحدہٗ چہ بُوَد دگر
خدائے وحدہٗ کے علاوہ دوسرا کیا ہے؟
نامِ او بر جان و دل شیر و شکر
اس کا نام جان اور دل کیلئے شیر و شکر ہے
ذکر کُن مذکور تا گردد عیاں
(ایسا) ذکر کر کہ جس کا ذکر ہوا مشاہد ہو جائے
نے ہمیں ذکرے کہ باشد بر زباں
نہ وہ ذکر جو صرف زبان پر ہو
ذکر لفظی غیرِ عارض بیش نیست
لفظی ذکر ایک عارض سے زیادہ کچھ نہیں
ذکر رُوحی جز فنِ درویش نیست
روحی ذکر درویش کے ہنر کے سوا نہیں ہے
چونکہ بر باید [1] ترا سُلطانِ ذکر
جب سلطان الذکر تجھے اڑا لے
آں زماں گشتی سراپا کانِ ذکر
اس وقت تو مجسم ذکر کی کان بن گیا
ذاکر [2] و مذکور و ذکر آید یکے
ذاکر اور مذکور و ذکر ایک ہو جائے گا
غیرِ حق باقی نماند بے شکے
بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا باقی نہ رہے گا
عالمے [3] دیگر بدل زائد ترا
تیرے دل میں ایک دوسرا ایسا عالم پیدا ہو گا
کیں سما و ارض شد آنجا ہبا
کہ یہ آسمان اور زمین وہاں ذرہ ہیں
آفتاب دیگر از مشرق شد
مشرق سے دوسرا سورج طلوع کرے گا
ذرہ ات اشراق خورشیدے کند
اس کا ایک ذرہ سورج کو روشن کر دے گا

مہر چوں آئینہ را گردد محیط
سورج جب آئینہ کو گھیر لیتا ہے
آئینہ خود جلوہ گر شد زاں بسیط
اس پھیلے ہوئے سے خود آئینہ جلوہ گر ہو جاتا ہے
بعد ازیں گفتن اجازت کے بُوَد
اس کے بعد کہنے کی اجازت کہاں ہے؟
نحن اقرب [4] زمانم وے بُوَد
ہر وقت تیرے لئے ہم زیادہ نزدیک ہیں وہ ہوتا ہے
در رگ و در پوست و اندر استخواں
رگ میں اور کھال میں اور ہڈی میں
برق زد چندانکہ رفت از من فشاں
ایسی بجلی گری کہ میرا نشان مٹ گیا
شعلۂ عشق از گریباں سر بزد
عشق کے شعلہ نے گریبان سے سر ابھارا
احمداً [5] اکنوں مجو غیر از احد
اے احمداً اب احد کے غیر کو تلاش نہ کر
شد گریباں صورت مقراضِ لا
گریبان "لا" کی قینچی کی صورت بن گیا
من کجا و ہستی فانی کجا
اب میں کہاں اور فانی ہستی کہاں؟
قارعہ آمد ز عشق ذوالجلال
ذوالجلال کے عشق کی قیامت آ گئی
ریزہ ریزہ کرد مینای خیال
جس نے خیال کی صراحی کو ریزہ ریزہ کر دیا
در قیامت راز عشق است اے فلاں
اے فلاں! قیامت میں عشق کا راز ہے
صد قراع چوں کتائب الاماں
لشکروں کو سو مرتبہ کھنکھنانے کی طرح الاماں

در تاویل برتصوف سُورۃ القارعۃ
تصوف کے اعتبار سے اس سورت کی تفسیر القارعۃ
مَا الْقَارِعَةُ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ
کیا ہے القارعہ اور کس چیز نے تجھے بتلایا کیا القارعہ

قارعہ دانی کہ چہ بُوَد قارعہ
تو قارعہ کو جانتا ہے قارعہ کیا ہے؟
ہست بہر کوب دلہا سارعہ
دلوں کو کوٹنے کے لئے جلدی کرنے والی ہے
پس چہ آگاہی بگوزاں قرع سخت
تو بتا تو کیا جانتا ہے سخت کوٹنے کے بارے میں؟
کو کند دلہائے عاشق لخت لخت
جو عاشقوں کے دلوں کو ٹکڑے کر دیتا ہے
قرع عشق آں روز باشد بر دلت
تیرے دل پر عشق کا کوٹنا اس روز ہو گا
تا بدیں نوبت رساند منزلت
حتیٰ کہ تیرا مقام اس نوبت پر پہنچا دے گا
پیش تو شاہ و امیر و ہر کبیر
تیرے سامنے شاہ اور امیر اور ہر بڑا
جملہ چوں پروانگاں باشد حقیر
سب پروانوں کی طرح حقیر ہوں گے
در نظر کس را نباشد وزن ہو
نظر میں کسی کا جو برابر وزن نہ ہو گا
دل نباشد باکسے ہرگز گرو
دل ہرگز کسی کا پابند نہ ہو گا
روزنِ عُجب و ریا مسدود شد
تکبر اور ریاکاری کا سوراخ بند ہو گیا
تاترا خلق از نظر مفقود شد
حتیٰ کہ مخلوق تیری نظر سے گم ہو گئی

[1] بر باید۔ جب سلطان الذکر کا غلبہ ہوتا ہے تو انسان کو اس میں لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور وہ انسان کی غفلت کی حالت اور دوسری مشغولیت میں بھی جاری رہتا ہے۔ [2] ذاکر۔ اب فنا کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ [3] عالم۔ پھر عجیب تجلیات طاری ہوتی ہیں۔ بسیط۔ پھیلا ہوا منتشر۔ بعد ازیں۔ [4] جب خدا ہم سے زیادہ قریب ہے تو اب اس سے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ [5] احمداً۔ یعنی عارف۔ من کجا۔ یعنی اس عشق نے مجھے فنا کر دیا۔ قارعہ۔ کھڑکھڑا دینے والی چیز مینا۔ شیشہ۔ کتائب۔ کتاب کی جمع ہے لشکر۔ مسدود۔ بند۔ مفقود۔ گم

غیرِ حق را قدر نبود در دلت
تیرے دل میں حق کے غیر کی قدر نہ ہوگی

مردہ گردد خواہشِ آب و گلت
تیری آب و گل کی خواہش مردہ ہو جائے گی

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ
اور ہو جاویں گے پہاڑ دھنی ہوئی
الْمَنْفُوشِ
روئی کی طرح

کوہہای سخت چوں پنبہ شود
سخت پہاڑ روئی کی طرح ہو جائیں گے

از نظر ہمچوں سحابے میرود
نظر کے سامنے ابر کی طرح چلیں گے

عالمے گردد ہبا اے پیش نظر
آنکھ کے سامنے عالم ذرات بن جائے گا

غیرِ حق را مرتفع گردد اثر
حق کے غیر کا اثر اٹھ جائے گا

چیست عالم آں عرضہا مجتمع
عالم کیا ہے؟ جمع شدہ عرض ہیں

در یکے عین بسیط متسع
ایک وسیع چوڑے عین میں

نیست چوں اعراض را ہرگز بقا
چونکہ اعراض کے لئے ہرگز بقا نہیں ہے

ہرچہ موجود ست ہست اکنوں فنا
جو موجود ہے اب فنا ہے

عالم امواجیست در بحرِ وجود
وجود کے سمندر میں عالم موجیں ہیں

لیک چوں آبیست سیال اے ودود
لیکن اے دوست! پانی کی طرح بہنے والا ہے

ہمچو آں جوالہ شعلہ دائرہ
جس طرح دائرے میں گھومنے والا شعلہ

در نظر آید ' بسرعت سائرہ
نظر میں تیز چلنے والا نظر آتا ہے

نیست در واقع بجز نقطہ دگر
واقع میں سوائے ایک نقطے کے دوسری چیز نہیں ہے

ایں فساد از حسِ تو شد اے پسر
اے بیٹا! یہ فساد تیری حس سے ہوا

ہمچناں ۲؎ کہ قطرہائے نازلہ
جیسے کہ نیچے آنے والے قطرات

نزد تو شد مستقیم و واصلہ
جیسے کہ نیچے آنے والے قطرات

بسکہ او جنبش بسرعت میکند
وہ صرف تیزی سے حرکت کر رہے ہیں

حسِ تو بر فقد او کے می تند
تیری حس اس کے نہ ہونے کو کب محسوس کرتا ہے

ہست در تجدید اکواں ایں جہاں
اس دنیا کی کائنات نیا ہونے میں ہے

میشود مثلش مجدد ہر زماں
اسی جیسا ہر لمحہ نیا آ جاتا ہے

لیک حسِ ظاہرت از اشتباہ
لیکن تیری ظاہری حس اشتباہ کی وجہ سے

دائم آں یک شے بہ بیند در نگاہ
ہمیشہ نظر میں ایک چیز کو دیکھتی ہے

در نظر آید نظام متسق
نگاہ میں متصل نظام ہے

ہست در ہر آں و لیکن ممتحق
جو ہر آن موجود ہوتا ہے لیکن مٹنے والا ہے

نیست در یک لمحہ عالم را قرار
عالم کو ایک لمحہ کے لئے قرار نہیں ہے

ہمچو ۳؎ موجِ آب دائم در فرار
پانی کی موج کی طرح ہمیشہ روانگی میں ہے

ہر زماں از فیضِ سابق لاحقے
ہر لمحہ، پہلے کے فیض کا ایک لاحق ہے

ہمچو او موجود گردد فائقے
ایک بڑھا ہوا اس جیسا موجود ہو جاتا ہے

موجد و مفنی ہماں یکذات دوست
پیدا کرنے والی اور فنا کرنے والی دوست کی وہی ایک ذات ہے

اختفا با خود ظہورِ نورِ اوست
اس کا مخفی ہونا خود اس کا ظہور ہے

سرعتِ کون و فسادایں سحر کرد
بننے اور بگڑنے کی تیزی نے یہ جادو کیا ہے

شد ز حسِ مشترک تمیز فرد
حس مشترک سے تمیز جدا ہو گئی ہے

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ
ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کی ذات

ایں زماں ست آشکارائے عمو
اے چچا! اسی وقت ظاہر ہے

لیک فیضِ حق مدد آرد زجود
لیکن سخاوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فیض مدد پہنچاتا ہے

ہر دمش بخشد سرِ نو نو وجود
اس کو ہر دم از سر نو نیا وجود عطا کرتا ہے

ہر دمت اے جاں فنا و زندگیست
اے جان! تیری ہر وقت فنا اور زندگی ہے

غیرِ وجہ اللہ کرا پایندگیست
اللہ کی ذات کے سوا کس کے لئے بقا ہے؟

۱؎ ودود ۔ دوست ۔ اوصاف میں اضافے ہوتے ہیں۔ عرضہا مجتمع ۔ صوفیا کے نزدیک ہر آں عالم اعراض کا مجموعہ ہے جو ایک عین قائم بالذات سے قائم ہے اور وہی پیدا ہوا ہے تمام عالم کا مالک ہے۔ ہمچوں ۔ عالم میں تجدد امثال ہو رہا ہے ایک عرض دوام سے عرض کی تجدید ہو رہی ہے لیکن تمہاری نگاہ میں وہ قائم نظر آتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ آگ کے انگارے کو تیزی سے گھماؤ تو پورا دائرہ ایک قائم چیز نظر آتا ہے حالانکہ وہ میں صرف ایک انگارہ ہے جو جگہ بدل رہا ہے یہ صرف تمہاری نظر کا قصور ہے ورنہ دائرہ نہیں ہے صرف ایک انگارہ ہے۔ ۲؎ ہمچناں ۔ اسی طرح ایک قطرہ جو تیزی سے گرتا ہے وہ تمہیں پانی کی لڑی نظر آتا ہے حالانکہ وہ صرف ایک قطرہ ہے۔ تجدید ۔ اسی طرح ہر عرض کی جگہ دوسرا عرض اسی طرح آ رہا ہے لیکن تم سمجھتے ہو کہ وہ پہلا عرض قائم ہے۔ متسق ۔ مسلسل ۔ ممتحق ۔ مٹنے والا ۔ ۳؎ ہمچو موج ۔ دریا کا پانی ہر لمحہ بدل رہا ہے لیکن تمہیں ایک قائم شے نظر آ رہی ہے۔ اختفا ۔ مخفی ہونے اور ظاہر ہونے میں اس قدر سرعت ہے کہ دونوں ایک چیز نظر آ رہے ہیں۔ کل شیء ۔ عالم میں جو اعراض ہیں ان کی فنا ہے عین ذات جو ہر وقت موجود ہے۔

قارعہ اے لیفساں چو بر جانت زند
کھڑ کھڑانے والی قیامت اس طرح جب تیری جان پر پڑتی ہے

ضربت آں تیشہ ہستت را کند
اس تیشہ کی ضرب تیری ہستی کو اکھاڑ دیتی ہے

میتحیر بینی عدم اعیان را
تو ہمیشہ موجودات کا عدم دیکھے گا

نیست موجودے بجز ذات خدا
خدا کی ذات کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے

کوہہا گردد ترا مرا السحاب
پہاڑ تیرے لئے ابر کا چلنا ہو جائے گا

مرتفع شد چونکہ از چشمت حجاب
جب کہ تیری نظر سے پردہ ہٹ گیا

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَهُوَ
لیکن وہ شخص جس کی ترازو میں بھاری ہو گئیں

فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ اِلٰی آخرہ
پس وہ پسندیدہ زندگی میں ہے الخ

ہر کرا در ضربت عشق و قراع
عشق اور کھڑ کھڑانے کی ضرب میں

کفہ میزان عقلش شد مراع
جس کی عقل کی ترازو کا پلڑا رعایت کیا گیا ہو گیا

کفہ میزان عقلش شد گراں
اس کی عقل کی ترازو کا پلڑا بھاری ہو گیا

از نہیب عشق نامد در زیاں
عشق کی دہشت سے وہ نقصان میں نہ پڑا

گر چہ ۲ گشت سمعٌ بی یسمعُ اُوست
اگر چہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے

خود کہ بی یبصر و بی یبطش زدوست
وہ خود دوست کی جانب سے مجھ سے ذریعہ دیکھتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے

لیک در شور فنا از جا نشد
لیکن فنا کے شور میں وہ جگہ سے نہ ہٹا

در مقام جمع شطح افزا نشد
وہ جمع کے مقام میں خلاف شریعت بات بڑھانے والا نہ بنا

حد خودرا داشت منظور نظر
اس نے اپنی حد کو منظور نظر رکھا

آنچہ می بیند تلفت او از حذر
جو کچھ دیکھتا ہے احتیاط کی وجہ سے اس نے بند کیا

اوست در عیش پسندیدہ مدام
وہ ہمیشہ پسندیدہ زندگی میں ہے

در مقام خلت ۳ از کاس الکرام
"خلت" کے مقام پر سخیوں کے پیالہ سے

وانکہ شد میزان عقل او سبک
اور وہ شخص جس کی عقل کی ترازو ہلکی پڑی

رفت در جام از حد آں ظرف تنگ
وہ کم ظرف ایک جام میں حد سے گزر گیا

شورشے و وحشتے آغاز کرد
شورش اور وحشت شروع کر دی

خویش را با قرص خورا انباز کرد
اس نے اپنے آپ کو ٹکیہ کے ساتھ شریک کر لیا

گشت در آئینہ تاباں آفتاب
سورج آئینہ میں روشن ہوا

محو شد آئینہ رخشاں آفتاب
آئینہ محو ہو گیا، سورج روشن ہے

خود گمان آفتابے او نمود
اس نے سورج ہونے کا گمان ظاہر کیا

لیک در واقع بجز عکس او نبود
لیکن واقع میں اس کے عکس کے سوا کچھ نہ تھا

گشت منصور و سرے بر باد داد
وہ منصور بن گیا اور سر برباد کیا

وز شرار عشق آتشہا فتاد
عشق کی چنگاریوں سے آگیں نکلیں

برق از جانش و دلش سر بر زند
اس کی جان و دل سے بجلی نکلتی ہے

شعلۂ شوقش چو خاکستر کند
اس کو شوق کا شعلہ راکھ کی طرح کر دیتا ہے

شعلۂ غیرت بدل گرم اوفتاد
غیرت کا شعلہ دل میں لگا

آتش عشق افسر سوزش بداد
عشق کی آگ نے سوزش کا تاج پہنا دیا

تیز ترشد برق عشق بے نشاں
بے نشان عشق کی بجلی زیادہ تیز ہو گئی

سوختہ چوں یافت سوزد بیگماں
جب اس نے ایندھن پایا وہ یقیناً جل جائے گا

پس شود جای دلش در بادیہ
اس کے دل کی جگہ بادیہ ہو گئی

ہیچ میدانی چہ باشد ماہیہ
تو کچھ جانتا ہے وہ کیا ہوتی ہے وہ کیا ہے

آتش سوزندہ نقش غیر را
غیر کے نقش کو جلا دینے والی آگ

کہ بسوزد پر طیر و سیر را
جو اڑنے اور سیر کرنے والے پر کو جلا دیتی ہے

از لہیب آتش ہجراں بسوخت
وہ ہجر کی آگ کی لپیٹ سے جل گیا

ہر کہ زاں شمس مشعشع دیدہ دوخت
جس نے اس شعاع دار سورج پر آنکھ جمائی

---

۱ قارعہ۔ جب جسموں پر قیامت بپا ہوگی تو مجھے نظر آ جائے گا کہ کائنات کا وجود بجز ذات واحد کے کچھ نہ تھا۔ ہر برا۔ جب عشق کے غلبہ میں فنا کا درجہ آتا ہے اگر اس وقت عقل سالم رہی ہو [illegible] تو اس وحشت سے کوئی ظاہری نقصان بھی نہیں پہنچتا ہے۔ ۲ اگر چہ حدیث قدسی ہے کہ میں انسان کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے [illegible] جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ انسان اس مقام شورش سے عشق کیا اور شطحیات پر اتر آیا اور شریعت کا پاس [illegible] ۳ خلت [illegible] ہوتا ہے جیسے انا الحق وسبحانی ما اعظم شانی اور لیس فی جبتی سوی اللہ۔ خویش۔ یعنی اپنے آپ کو خدا کے ساتھ شریک کرنے لگے [illegible] خدا کے کوئی نہیں ہے۔ منصور۔ منصور حلاج نے انا الحق کہہ دیا۔ آفتاب۔ یعنی [illegible] عشق کی گرمی سے پر پرواز جل جاتا ہے اور وہ سیر الی اللہ سے رک جاتا ہے۔

اے ایاز ار حدِ خود بشناختی
اے ایاز! (اگر) تو اپنا مرتبہ پہچان جاتا

جاں[1] بجانِ شاہ بیحد ساختی
جان کو لامحدود شاہ کی جان سے وابستہ کرتا

باز رجوع نمودن بتفصیل و تاویل قصہ شہزادگاں و تطبیق نمودنِ او بر منازل عرفان

شہزادوں کے قصہ کی تاویل اور تفصیل کی جانب رجوع کرنا اور اس کی عرفان کے مراتب کے ساتھ مطابقت کرنا

یادم آمد قصۂ شہزادگاں
مجھے شہزادوں کا قصہ یاد آ گیا

باز گردانم بسوئے آں عناں
اس کی جانب پھر باگ موڑتا ہوں

اعتبارے گیر ازیں قصہ تمام
اس قصہ سے پوری عبرت حاصل کر لے

تا بری زیں داستاں حصہ تمام
تاکہ تو اس داستان سے پورا حصہ حاصل کر لے

مرد را باید کہ کارِ خود کند
انسان کو چاہیے کہ اپنا کام کرے

نے بر افسون و فسانہ برتند
نہ کہ افسوں اور افسانہ پر انحصار کرے

عمرہا کردی در افسانہ تمام
تو نے عمر افسانہ میں ختم کر دی

صبح نزدیک ست برخیز از منام
صبح قریب ہے، نیند سے بیدار ہو جا

صبحِ پیری آمد و وقتِ رحیل
بڑھاپے کی صبح آ گئی اور کوچ کا وقت ہے

در اساطیر و سمر کم شو دخیل
کہانیوں اور قصہ میں دخل نہ دے

آں بلمن کہ زلو راہے باشدت
وہ لے جو تیرے راستہ کا توشہ ہو

در لحد روشن چو ماہے باشدت
جو چاند کی طرح تیرے لئے قبر میں روشن ہو

شام شد آمد غروبِ آفتاب
شام ہو گئی آفتاب کے غروب کا وقت ہو گیا

وقت بیگہ شد بخانہ رو شتاب
دیر ہو گئی جلد گھر جا

نان و حلوا خوردۂ تو مدتے
تو نے ایک مدت تک روٹی اور حلوا کھایا ہے

ہیچ زاں دیدی بباطن عدتے
اس سے باطن میں تو نے کوئی ذخیرہ دیکھا؟

نفس را پروردی و گاوے شدی
تو نے نفس کو پالا اور بیل بن گیا

کے بمنزلگاہِ خود شادے زدی
تو نے کب اپنی منزل کی جانب قدم اٹھایا؟

چوں ستاکے تازہ سر افراختی
تو نے نئی شاخ کی طرح سر ابھارا

خود ستاوندے معلّٰے ساختی
اپنے آپ کو اونچا بنگلہ بنایا ہے

سنگ را سنبیدی از ناخن بزور
تو نے طاقت کے ناخن کے ذریعہ پتھر میں سوراخ کر دیا

شیر را رنجاندی از قوت چو گور
تو نے قوت کی وجہ سے شیر کو گورخر کی طرح ستایا

آخر انفاست سگنجیدن[2] کند
بالآخر تیرے سانس گھٹنے لگیں گے

چوں چغک در مرگ چغزیدن کند
چڑیا کی طرح مرتے وقت ڈریں گے

پس بلمن امروز بہرِ مرگ ساز
پس تو آج موت کے لئے تیاری کر لے

در گزر سوئے حقیقت از مجاز
مجاز سے حقیقت کی جانب چلا جا

نان و حلوا خوردی و لمتر شدی
تو نے روٹی اور حلوا کھایا تو موٹا ہو گیا

در و خابہاے گنہ چوں خر شدی
گناہ کی کیچڑوں میں گدھے کی طرح رہ گیا

نعمت الوانِ دیگر خوردہ گیر
فرض کر لے تو نے قسم قسم کی نعمتیں کھائیں

خویشتن را آخرے جاں مردہ گیر
اے جان! بالآخر اپنے آپ کو مردہ فرض کر لے

تیر ب و شیریں خوردہ گیر اے شیر زفت
اے موٹے شیر! فرض کر لے تو نے چکنی اور میٹھی غذائیں کھائیں

در دو روزہ تب ہمہ آں زور رفت
دو دن کے بخار میں وہ سب طاقت ختم ہو گئی

آں بخورکاں نورِ دل افزایدت
وہ کھا جو تیرے دل کا نور بڑھائے

غرفہ سوئے آں جہاں بگشایدت
اس جہان کی جانب تیری کھڑکی کھول دے

رفت عمرے بہادر کاہلی
تیری قیمتی عمر سستی میں ختم ہوئی

چند روزے ماندہ است و غافلی
چند دن رہے ہیں اور تو غافل ہے

رفت رفت اکنوں بیا ہم سوئے دوست
جو گذرا سو گذرا اب بھی دوست کی جانب آ جا

تیز ترنہ گام اندر کوئے دوست
دوست کے کوچہ میں تیز قدم اٹھا

آنچہ باقی ماندہ از دستت مدہ
جو کچھ باقی ہے اس کو ہاتھ سے نہ دے

باز سر کن سر بپائے یار نہ
سر کے بل چل، سر کو یار کے پاؤں پر رکھ دے

آنکہ گر صد سال عصیانش کنی
اے وہ کہ اگر تو سو سال اس کی نافرمانی کرے

باز در باز ست چوں حلقہ زنی
پھر بھی دروازہ کھلا ہوا ہے اور تو کنڈی کھٹکھٹائے

---

[1] جاں۔ بجانِ شاہ۔ وصلِ تام حاصل ہونا۔ منام۔ نیند۔ رحیل۔ کوچ۔ اساطیر۔ بے اصل کہانیاں۔ عدہ۔ ذخیرہ۔ شادہ۔ قدم۔ ستاک۔ شاخ۔ ستاوند۔ وہ مکان جس کی چھت ایک ستون پر قائم ہو جیسے بنگلہ۔ [2] سگنجیدن۔ سانس کا رکنا۔ چغک۔ چغوک سرخاب، چڑیا۔ چغزیدن۔ ترسیدن۔ لمتر۔ موٹا تازہ۔ تامل کیجئے۔

زیں چنیں یارے نکو ببریدۂ
تو ایسے بھلے دوست سے کٹا ہے
خاک بر فرقت[1] کہ بد فہمیدۂ
تیرے سر پر خاک، تو غلط سمجھا ہے
کار حق برطاق نسیاں داشتی
تو نے اللہ تعالیٰ کا معاملہ تو طاق نسیاں میں رکھ دیا
در ہوا چندیں علم افراشتی
تو نے نفس کی خواہش میں اتنے جھنڈے بلند کیے
پنبۂ غفلت بدر از گوش کن
غفلت کی روئی کان سے نکال
پندم ایجاں بشنو اندک ہوش کن
اے جان! میری نصیحت سن تھوڑا سا ہوش کر
چیست روح آں طائر قدسی صفت
روح کیا ہے؟ وہ قدسی صفت پرند ہے
در قفس محبوس بہر معرفت
معرفت کے لئے پنجرے میں بند ہے
چیست روح آں طائر قدسی نژاد
روح کیا ہے؟ وہ قدسی نسل پرند ہے
بہر کسبے اندریں زنداں فتاد
کمائی کے لئے اس قیدخانہ میں پڑا ہے
بہر تعلیم ست طوطی در قفس
طوطی پنجرے میں سکھانے کے لئے ہے
تا بیاموزد ز تعبیر خوش نفس (?)
تاکہ وہ خوش آواز سے [illegible] سیکھ لے
آمدہ بہر تجارت از عدم
تجارت کے لئے عدم سے آئی ہے
رو بداں سو باشد اورا دمبدم
اس کا رخ ہر وقت اس جانب ہے

نفس تو ہمچوں پدر در تربیت
تیرا نفس تربیت میں باپ جیسا ہے
میکند منع از حصار مدہشت
تجھے دہشت ناک قلعہ سے روکتا ہے
نفس امارہ بعصیاں راندت
نفس امارہ تجھے گناہ کی طرف چلاتا ہے
سوئے فسق و کفر و طغیاں خواندت
تجھے فسق اور کفر اور سرکشی کی جانب بلاتا ہے
منع آرزداں حصار[2] پر صور
اس تصویروں بھرے قلعہ سے منع کرتا ہے
کاں زباید ہوش دنیا سر بسر
کہ وہ دنیاوی عقل بالکل اڑا دیتا ہے
حصن دین احمدی پابرج و بار
برج اور باڑی والا احمدی دین کا قلعہ
می رباید ہوش دنیا ز اعتبار
عبرت کی وجہ سے دنیاوی ہوش اڑا دیتا ہے
اندراں تصویر شاہ و دخت اوست
اس میں شاہ اور اس کی دختر کی تصویر ہے
ذکر حور و جنت و عشق نکوست
حور اور جنت اور اچھے عشق کا ذکر ہے
چونکہ زوجنا بحور عین گفت
چونکہ [illegible] آنکھوں والی حوروں سے شادی کر دی فرمایا
گوہر دل را بتار طمع سفت
دل کے موتی کو لالچ کے تار سے گوندھ دیا
چونکہ انسانست مجبول از ازل
چونکہ انسان ازل سے پیدا کیا ہوا ہے
سوئے جلب نفع و دفع ہر خلل
نفع لینے اور نقصان دفع کرنے کی جانب

زیں سبب در حصن شرع خوش نظر
اسی لئے شریعت کے قلعہ میں
کردہ انداز رغبت و رہبت صور
رغبت اور خوف دلانے کی تصویریں بنادی ہیں
گہ زراہ طمع بر رہ آورند
کبھی لالچ کے طریقہ سے راستے پر لگاتے ہیں
گاہ خوف قعر دوزخ میدہند
کبھی دوزخ کی گہرائی کا خوف دلاتے ہیں
تا زبانہ نفسہای سرکشاں
سرکش نفوس کو کوڑا
جبرو کرہا می برد سوئے شہاں
جبراً اور قہراً شاہوں کی طرف لے جاتا ہے
تاکہ طوعاً کہ کرہا ایں نفوس
تاکہ یہ نفس خوشی سے یا جبراً
سوئے شاہ و دخترش گردد و انوس
شاہ اور اس کی لڑکی کی جانب مانوس ہو جائیں
لیک چوں شہزادگاں یعنی بشر
لیکن شہزادوں کی طرح یعنی انسان
بر سہ قسم انداز سلوک اے دیدہ ور
اے دیدہ ور سلوک میں تین قسم کے ہیں
ظالم[3] منہم لنفسہ مقتصد
ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنیوالا اور میانہ رو ہے
سابق بالخیر بعضے خود زجد
بعض کوشش سے بھلائی کی جانب سبقت کرنیوالا
اولیں شہزادہ کشت او نفس خود
پہلا شہزادہ اس نے اپنی جان کو ہلاک کیا
از گروہ ظالمان نفس شد
وہ نفس پر ظلم کرنیوالوں کے گروہ میں سے ہو گیا

[1] فرق - سر کی مانگ - بعد - دوری - [illegible] - [2] [illegible] نفس کی مثال اس باپ شاہ کی طرح ہے جس نے تینوں شہزادوں کو تصویروں بھرے قلعہ میں داخل ہونے سے منع کیا تھا [illegible] - [3] [illegible]

در طپش ۱ آں دُرِّ جانش از کف فتاد
اس کی جان کا موتی طپش میں ہاتھ سے گر گیا
داد کسب و معرفت ہرگز نداد
اس نے کسب اور معرفت کی کوئی داد نہ دی
لیک لطفِ شاہ دستش را گرفت
لیکن شاہ کی مہربانی نے اس کی دستگیری کی
شد ز منظورانِ درگاہ ایں شگفت
وہ مقبولان بارگاہ میں سے ہو گیا یہ تعجب ہے
ہرکہ بہرش جاں دہد جانش دہند
جو اس کے لئے جان دیتا ہے اس کو جان دیدیتے ہیں
وانکہ یاقوتے دہد کانش دہند
اور جو ایک یاقوت دیتا ہے اس کو کان دیدیتے ہیں
سوخت از یک شعلہ چوں پروانگاں
وہ پروانوں کی طرح ایک شعلہ سے جل گیا
در چہے افتاد چوں دیوانگاں
دیوانوں کی طرح ایک کنوں میں گر گیا
مرد باید در نبردِ شیرِ عشق
عشق کے شیر کی جنگ میں بہادر درکار ہے
تا بقدرِ وسع گردد سیرِ عشق
تاکہ وسعت کی بقدر عشق سے سیراب ہو
گر بمردن یار در دست آمدے
اگر مرنے سے دوست ہاتھ آ جایا کرتا
پس رہِ حق سخت آساں تر بُدے
تو خدا کا راستہ بہت آسان ہوتا
ہست اینجا ہر نفس مرگے دگر
یہاں ہر دم ایک دوسری موت ہے
کز مرارش موت دارد صد خطر
جس کی تلخی سے موت سو خطرے محسوس کرتی ہے

واں دوم ۲ تحصیل کرد و اجتہاد
اور اس دوسرے نے تحصیل اور کوشش کی
لیک در عُجبے فتاد در فساد
لیکن تکبر میں اور فساد میں پڑ گیا
خویش را با آفتاب انباز کرد
اپنے آپ کو سورج کا شریک بنایا
دعویٰ قول انا الحق ساز کرد
"انا الحق" کے قول کا دعویٰ شروع کر دیا
در رہِ او ہم توقف بیش شد
اس کی راہ میں بھی توقف زیادہ ہوا
منزلِ دار آں سرش را پیش شد
سولی کی منزل اس کے سر کے سامنے آئی
ماند در راہ از کمالِ احمدیؐ
کمالِ احمدیؐ سے راستہ میں رہ گیا
جرعہ نوشید از جمالِ احمدیؐ
اس نے احمدیؐ جمال کا ایک گھونٹ پیا
لطفِ شہ اورا بجاں مقبول کرد
شاہ کی مہربانی نے اس کو (دل و) جان سے مقبول بنایا
با وصالِ خویشتن مشغول کرد
اپنے وصال میں مشغول کر دیا
نے ز استعداد و استحقاق بود
استعداد اور استحقاق کی وجہ سے نہ ہوا
ایں ہمہ لطفِ شہِ خلاق بود
یہ سب کچھ پیدا کرنے والے شاہ کی مہربانی تھی
واں سوم شہزادہ بود از سابقاں
اور وہ تیسرا شہزادہ سبقت لے جانے والوں میں تھا
گشت از ہر دو برادر سابق آں
وہ دونوں بھائیوں سے آگے بڑھ گیا

از طریقِ معرفت آگاہ شد
معرفت کے راستہ سے باخبر ہو گیا
با حقیقتہای شہ ہمراہ شد
شاہ کی حقیقتوں کا ہمراہ بن گیا
کرد جہد و کسبِ عرفانی نمود
اس نے مجاہدہ اور کسب کیا، عرفان ظاہر ہوا
قربِ آں شہ دمبدم بروی فزود
دمبدم اس شاہ کا قرب بڑھ رہا تھا
چوں ۳ ز ترغیب اہلِ ایماں میروند
چونکہ اہل ایمان رغبت دلانے سے چلتے ہیں
سوئے شاہ از عشقِ دختر میدوند
شاہ کی جانب لڑکی کے عشق سے دوڑتے ہیں
چوں نظر بر شہ فتاد از خود شدند
جب ان کی نظر شاہ پر پڑی از خود رفتہ ہو گئے
عشقِ دخترِ مستتر بر شہ زدند
پوشیدہ لڑکی کا عشق شاہ سے وابستہ کر دیا
چونکہ استعداد کامل دید شاہ
شاہ نے چونکہ مکمل استعداد دیکھی
در حبالش داد دختر ز انتباہ
آگاہی کی وجہ سے لڑکی اس کے نکاح میں دے دی
واں دو را ہم شد ز دختر گو نصیب
اگرچہ ان دونوں کو بھی لڑکی سے حصہ ملا
لیک کو آں رتبہ و قربِ عجیب
لیکن وہ رتبہ اور عجیب قرب کہاں؟
ناقصے را شاہ بر مسند نشاند
ناقص کو بھی شاہ نے مسند پر بٹھایا
خویش خواند و بر سرش زرہا فشاند
اپنا کہا اور اس کے سر پر نور افشانی کر دی

---

۱ در طپش۔ پہلے شہزادے نے عشق کی طپش کی وجہ سے موتی جیسی روح کھو دی لیکن شاہ نے اپنے کرم سے اس کو نواز دیا۔ گر بمردن۔ محض مرنے سے وصل حاصل نہیں ہوتا۔

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال — صد سال می تواں بہ تمنا گریستن

ہست اینجا۔ عشق میں تو ہر دم مرنا پڑتا ہے جب تک وصل حاصل نہیں ہوتا ہے۔ ۲ واں دوم۔ دوسرے شہزادے نے وصل کے لئے کوشش کی لیکن تکبر اور غرور میں مبتلا ہو گیا اپنے آپ کو شیخ کا ہمسر سمجھنے لگا۔ سولی۔ جرعہ گھونٹ۔ لطف شہ۔ بادشاہ کے کرم نے اس کو مقبول بنا لیا حالانکہ اس کو استحقاق نہ تھا۔ سوم۔ تیسرا شہزادہ سابقین میں سے بن گیا۔ ۳ چوں ز ترغیب۔ ابتداً مومن جنت کے شوق میں کوشش کرتا ہے لیکن مشاہدہ کے بعد پھر صرف ذات خداوندی کا شوق رہ جاتا ہے اور حق تعالیٰ استعداد دیکر جنت خود عطا کر دیتا ہے۔

ہست از نقصانِ خود او منفعل [1]
وہ خود اپنی کمی سے شرمندہ ہے
بر سریرِ سلطنت محزوں خجل
وہ سلطنت کے تخت پر غمگین شرمندہ ہے
در دلش از زلّتِ خود خارہا
اس کے دل میں اپنی لغزش سے کانٹے ہیں
می کشد زاں منقصت آزارہا
اس کمی سے تکلیفیں برداشت کر رہا ہے
زیں سبب فرمود آں خیر البشر
اسی لئے خیر البشر نے فرمایا
نیست غم در جنت از غفلت مگر
جنت میں کوئی غم نہیں ہے، مگر غفلت سے
عاصیاں را گر بجنت رہ دہند
اگر گنہگاروں کو جنت میں راستہ دیتے ہیں
چترِ سلطانی و قصرِ شہ دہند
شاہی چتر اور شاہی قلعہ دیتے ہیں
ہمچو طاؤس از پئے زشتِ خویش
وہ اپنے بھدے پاؤں سے مور کی طرح
منفعل، دارد سر افگندہ بہ پیش
شرمندہ ہے، سامنے کو سر لٹکائے ہوئے ہے
زنگی را ز آئینہ خانہ چہ سود
حبشی کو شیش محل سے کیا فائدہ؟
ہر طرف آئینہ ہست او را حسود
اس کے لئے ہر جانب، حاسد آئینہ ہے
صورتِ زشتش در آئینہ بلاست
اس کی بھدی صورت آئینہ میں مصیبت ہے
دیدنِ خود بر سرِ او اژدہاست
اس کا خود دیکھنا اس کے سر پر آرے ہیں
ایں سخن پایاں ندارد اے عمو
اے چچا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
حالِ آں سلطاں کہ شد لاحق بگو
اس بادشاہ کا قصہ بتا جو آ ملا

رجوع آوردن بحکایت آں
اس بادشاہ کی حکایت کی جانب
بادشاہ کہ در اثنا رہ
رجوع جو سلطنت چھوڑ کر درمیان
ترکِ سلطنت کردہ ملحق
راستہ میں ان تینوں سے
بایں سہ گردیدہ بود
آملا تھا

اے ضیاء الحق حسام الدیں حسن
اے ضیاء الحق حسام الدین حسن
باز گو حالِ شہ چارم بمن
مجھ سے چوتھے بادشاہ کا حال کہیے
چونکہ شید او تارکِ آں سلطنت
جبکہ وہ اس سلطنت کو چھوڑنے والا بن گیا
ملحد با شہزادگاں در مسکنت
وہ شہزادوں کے ساتھ مسکنت میں رہا
مُلک را بگذاشت شد شاں را رفیق
اس نے سلطنت کو چھوڑا ان کا ساتھی بن گیا
ہمرہی میکرد در قطعِ [3] طریق
راستہ طے کرنے میں ہمراہی کر رہا تھا
خدمتے میکرد سر گرمِ وفاق
موافقت میں سرگرم رہ کر خدمت کرتا رہا
بادلِ خالص منزہ از نفاق
نفاق سے پاک، خالص دل سے
پرتوے از عشقِ شاں او را ربود
ان کے عشق کے پرتو نے اس کو اچک لیا
در سفر با ہر سہ ہمراہی نمود
سفر میں ان تینوں کی ہمراہی کی
عشق را زینساں بسے تاثیرہاست
عشق کی اس طرح کی بہت سی تاثیریں ہیں
مر دلِ آزادہ را زنجیرہاست
آزاد دل کے لئے زنجیریں ہیں

صحبتِ عاشق ترا عاشق کند
عاشق کی صحبت تجھے عاشق بنا دیتی ہے
صحبتِ فاسق ترا فاسق کند
فاسق کی صحبت تجھے فاسق بنا دیتی ہے
ہر کسے از دیگرے خوئی برد
ہر شخص دوسرے سے اخلاق حاصل کرتا ہے
خربزہ از خربزہ بوئی برد
خربوزہ خربوزے سے خوشبو حاصل کرتا ہے
منکر از تاثیرِ صحبت جاہل ست
صحبت کی تاثیر کا منکر نادان ہے
ہر کہ از صحبت رمد بس غافل ست
جو صحبت سے بھاگے وہ بہت غافل ہے
رنگ گیرد خربزہ زاں دگر
خربوزہ دوسرے خربوزے سے رنگ پکڑتا ہے
صحبتِ انساں نہ بخشد چوں اثر
انسان کی صحبت اثر کیوں نہ پیدا کرے گی؟
ہمرہِ اصحابِ کہف آں کلب شد
وہ کتا اصحاب کہف کا ہمراہی بنا
تا سگی از وے بکلّی سلب شد
حتی کہ اس سے کتا پن بالکل جدا ہو گیا
باش مردانِ خدا را خاکِ پا
مردان خدا کے پاؤں کی خاک بن جا
تا رسد از مہرِ او نورے ترا
تاکہ تجھے اس کے چاند سے نور حاصل ہو
زیں سبب فرمود احمد مجتبیٰ
اس لئے احمد مجتبیٰ نے فرمایا
لا تصاحب الّا مؤمنا
تو بجز مومن کے مصاحبت اختیار نہ کر
مشک گرداند معطر طبلہ را
مشک ڈبیہ کو معطر کر دیتا ہے
بشک بخشد منتنہا زبلہ را
منتنی کوڑی کو بدبو میں بخشتی ہے

---

[1] منفعل۔ متاثر۔ محزوں۔ غمگین۔ زلت۔ لغزش۔ طاؤس۔ مور اپنے پاؤں دیکھ کر غمگین ہوتا ہے۔ [2] قطع طریق۔ راستہ طے کرنا۔ خربزہ۔ مشہور ہے خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ بدلتا ہے۔ طبلہ۔ ڈبیہ۔ منتنہا۔ بدبو۔ زبلہ۔ کوڑی۔

چونکہ روغن کرد خود را صرفِ گُل
جب تیل نے اپنے آپ کو پھول میں صرف کر دیا
گشت در طیبِ روائح ظرفِ ۱ گُل
وہ خوشبوؤں میں پھول کا ظرف بن گیا
چلچلہ ۲ از صحبت خود بیضہ را
آبجن ہاری اپنی صحبت سے انڈے کو
می کُند مانندِ خود بے امترا
بیشک اپنی طرح (ابجن ہاری) بنا لیتی ہے
بود آں شہ ہمرہِ شہزادگاں
وہ شاہ، شہزادوں کے ساتھ تھا
تا دو را در زیں سہ تن دادند جاں
جب ان تینوں میں سے دو بھائیوں نے جان دیدی
گشت باشہزادۂ سوم رفیق
وہ تیسرے شہزادے کا ساتھی بن گیا
ہر نفس حاضر بہ پیشش چوں عشیق ۳
ہر دم اس کے سامنے عاشق کی طرح حاضر تھا
واں سوم چوں گشت صہرِ شاہ چیں
وہ تیسرا جب شاہ چین کا داماد بن گیا
در خواصش بود ایں مردِ گزیں
یہ برگزیدہ مرد اس کے خواص میں سے تھا
شاہِ چیں چوں دید خدمتہاش بیش
شاہ چین نے جب اس کی بہت خدمتیں دیکھیں
اختصاص خاص با محبوبِ خویش
اپنے محبوب کے ساتھ خاص خصوصیت
یافت چوں یک جاں دو قالب ہر دو را
اس نے جب دونوں کو ایک جاں دو قالب پایا
میل کرد شہ بسویش از ولا
شاہ دوستی سے اس کی طرف میلان ہو گیا

گفت باشہزادہ از روئے کرم
اس نے ازروئے کرم شہزادے سے کہا
کیں رفیقِ تُست پوپِ ہر خدم
کہ یہ تیرا ساتھی ہر خادم کی کلغی ہے
غیر خدمت نہ تترِ بوئش نہ لاغ
خدمت کے علاوہ اس کا مزاج ہے نہ دل لگی
در خیالت دارد از عالم فراغ
تیرے خیال میں جہان سے فارغ ہے
آنچنیں کس را نوازش لازم ست
ایسے شخص کو نوازنا ضروری ہے
کو ہوائے نفس خود را عادم ست
جو اپنے نفس کی خواہش کو معدوم کردینے والا ہے
در ہوائ تو ہوائ خویش باخت
تیری مرضی میں اپنے مرضی کو ہار دیا
آنچنیں کس را بسے باید نواخت
ایسے شخص کو بہت نوازنا چاہیے
کرد شہزادہ زمیں بوس و بگفت
شہزادے نے زمین بوسی کی اور عرض کیا
آشکارا بر تو ہر چہ از ما نہفت
جو ہم سے مخفی ہے آپ پر واضح ہے
چوں بامید تقربہائے شاہ
جب شاہ کی قربتوں کی امید پر
از وطن آوارہ افتادم براہ
میں وطن سے آوارہ راہ پر پڑا
ایں کہ شاہ کامرانِ مُلک بود
یہ جو ملک کا کامیاب بادشاہ تھا
در رفاقتہائے ما حستی نمود
اس نے ہماری رفاقتوں میں سستی دکھائی

مُلک و دولت بہرِ ما بگذاشت ست
اس نے ملک اور دولت ہماری خاطر چھوڑی ہے
در وفاق از دل علم افراشت ست
موافقت میں دل سے جھنڈا بلند کیا ہے
تار و بارش بہرِ ما بسیار شُد
ہماری وجہ سے اس پر بہت نشیب و فراز آئے
مُلک خود درباخت ما را یار شُد
اپنے ملک کو چھوڑا ہمارا دوست بن گیا
آنچہ لطفِ شہ تقاضائی کُند
شاہ کی مہربانی کا جو تقاضا ہے
جائے لطف و مرحمت ہست اے سند
اے معتمد! لطف و رحم کا مقام ہے
شاہ گفتا مُلک وا درارش کُنند
شاہ نے کہا اس کو ملک اور عطا کر دیں
در خورِ او روز بازارش کُنند
اس کے مناسب گرمی بازار دیں
لطف فرمود و زحد بنواختش
مہربانی فرمائی اور حد سے زیادہ اس کو نوازا
تبعِ آں ہر دو برادر ساختش
اس کو ان دو بھائیوں کا تابع بنا دیا
قصرہا ۳ و مُلکہا اندازہ بیش
اندازہ سے زیادہ قلعے اور ملک
از طفیلِ ایں سوم آورد پیش
اس تیسرے کے طفیل سے وہ سامنے لے آیا
آنچہ لا عَیْنٌ رَأَتْ او را بداد
جو آنکھ نے نہ دیکھا وہ اس کو دیدیا
وانکہ لَا اُذُنٌ سَمِعْ ۴ بخششہا نہاد
اور جو کسی کان نے نہ سنا اس کے سامنے رکھ دیا

۱ ظرفِ گل - اس میں پھول کی خوشبو آجاتی ہے۔ ۲ چلچلہ - مشہور ہے کہ ابجن ہاری کیڑے کو پکڑ کر اپنے گھر میں بند رکھتی ہے اور وہ [illegible] اسی کی صورت کا بن جاتا ہے۔ [illegible] شعر میں بیضہ کی بجائے کرم ہونا چاہیے۔ ۳ عشیق - عاشق - چلچلہ - [illegible] - پوپ - [illegible] تاج - خدم - [illegible] - تتر - بوئی - مزاج - عادم - مٹانے والا [illegible] - [illegible] تابع - ۳ قصر [illegible] جنت میں آنچہ - جنت کی نعمتوں کے بارے میں ہے کہ وہ ایسی ہیں جن کو آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ انسان کا دماغ ان کا تصور کر سکتا ہے۔

گشت آں شہ واصلِ مقصود نیز
وہ شاہ بھی مقصود تک پہنچ گیا

چوں طفیلی باکہ ' مہمانِ عزیز
جیسے کہ طفیلی کسی کے ساتھ، معزز مہمان کے ساتھ

زیں سبب فرمودآں شاہِ رئیس
اس شاہ رئیس نے اسی لئے فرمایا ہے

کہ ا ھُمْ قَوْمٌ فَلَا یَشْقیٰ جَلِیْس
کہ وہ ایسی قوم ہے جس کا ہمنشیں محروم نہیں رہتا

پاسِ دلہا کردن و خدمت گری
دلوں کی پاسداری اور خدمت گذاری

سازدت مخدوم و بخشد سروری
تجھے مخدوم بناتی ہے اور سرداری بخش دیتی ہے

خاصہ خدمتگاری مردِ خدا
خصوصاً مرد خدا کی خدمتگاری

خوش قبولی بخشدت نزدِ خدا
تجھے خدا کے نزدیک بہترین مقبولیت عطا کردیتی ہے

ہرکہ شد مقبول معقول آں کہ
جو شخص خدا کے مقبول کا مقبول بن جاتا ہے

لطفِ حق مبذولِ اوگردد ز شاہ
اس پر بادشاہ کی جانب سے اللہ کا لطف خرچ ہوتا ہے

ہرکہ شد مقبول مقبولانِ حق
جو اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کا مقبول بنا

گردد او لطفِ خدارا مستحق
وہ خدا کی مہربانی کا مستحق ہو جاتا ہے

ہرکہ مردانِ خدارا دل بجست
جس شخص نے مردانِ خدا کی دلداری کی

در اداِی خدمتِ شاں گشت چست
ان کی خدمت گذاری میں چست بنا

گشت ملحوظِ عنایاتِ حق
وہ اللہ تعالیٰ کی عنایتوں کا منظور نظر بنا

ہست محفوظ از جملہ جہاں حق
وہ اللہ تعالیٰ کی عنایتوں کا مست [illegible] بنا

ابنِ مسعودؓ از پیغمبرؐ نقل کرد
حضرت ابن مسعودؓ نے پیغمبرؐ سے نقل کیا ہے

مَرْءٌ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اے نیک مرد
اے نیک مرد انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے

مَنْ اَحَبَّ الْقَوْمَ مِنْهُمْ آمدہ
جس نے جس قوم سے محبت کی وہ ان میں سے ہوا آیا ہے

حُبِّ اہلِ اللہ نورِ جاں شدہ
اہل اللہ کی محبت جان کا نور بنی

حُبُّ لِلّٰہِ بُغْضُ لِلّٰہِ کن شعار
محبت اللہ کے لئے بغض اللہ کیلئے شعار بنا لے

تایابی بردرِ دلدار بار
تاکہ تو دلدار کے در پر باریاب ہو

چوں نبوداِیں شاہِ عاشق را جہاد
جب کہ اس عاشق شاہ کا مجاہدہ نہ تھا

حُبِّ پاکاں شمع بر راہش نہاد
پاکوں کی محبت نے اس کے راستہ پر شمع رکھدی

کو نبودش جہد و استعداد و کسب
وہ جس کیلئے مجاہدہ اور استعداد اور کسب نہ تھی

صحبتِ مرداں بکار آمد و حسب
مردانِ حق کی صحبت کام آئی اور بس

جہد کن تا خود ز مقبولاں شوی
کوشش کرتا کہ تو خود مقبولوں میں سے ہو جائے

یا بمقبولانِ حق شو منضوی
یا اللہ تعالیٰ کے مقبولوں پر منضم ہو جا

مرد باش و یا کہ خود بے مرد گرد
مرد بن جا یا خود مرد کے پیچھے گردش کر

پوید و پوتہ رسد زاں مرد فرد
بڑا اور پوتہ خزانہ اس یکتا انسان سے ملیگا

زیں دو گر یک ہم گرائے جاں نیستی
اے جان! اگر تو ان دونوں میں سے ایک نہیں ہے

روزِ محشر سخت رسوا گشتی
تو محشر کے دن سخت رسوا اٹھے گا

زیں سبب فرمود در قرآں خدا
اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا

خود طلب میکن وسیلہ در ہدیٰ
ہدایت میں تو خود وسیلہ طلب کر

بے مربی کس مربا چوں خورد
تربیت دینے والے کے بغیر مربہ کس نے کھایا ہے

مرغ بے پر در ہوا گو چوں پرد
بتا ' پرند بغیر پر کے کیسے اڑے؟

دشت پُر خون ست و پُر دام و ددست
جنگل خون سے بھرا اور جال اور درندہ سے بھرا ہے

ہر طرف راہِ کژی پیدا خدست
ہر جانب کجی کا راستہ کھلا ہے

دشت پُر مار و بہر سو سبزہ زار
جنگل سانپوں سے بھرا ہے اور ہر جانب سبزہ زار ہے

بے فسوں گر پامنہ گردی تو زار
بغیر منتر پڑھنے والے کے قدم نہ رکھ تو عاجز آجائیگا

ہست دنیا سبزہ زار و نفس مار
دنیا سبزہ زار اور نفس سانپ ہے

دشتِ پُرخوں راہِ دیں رامی شمار
دین کے راستہ کو پرخون جنگل سمجھ

گر گزد مارت شوی خستہ ملول
اگر تجھے سانپ ڈس لے گا تو خستہ اور ملول ہو جائیگا

بے فسوں گر ایمنی ہستی تو گول
تو بغیر منتر پڑھنے والے کے مطمئن ہے تو احمق ہے

گر خلد خارے بپائے دل ترا
اگر تیرے دل کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے

تارہ گر نبود برآری چوں ورا
اگر سوئی کی نوک نہ ہو تو اس کو تو کیسے نکالیگا؟

فکر تارہ کن فسوں را یاد گیر
سوئی کی نوک کی فکر کر منتر یاد کر لے

رہبرے جوتا بری رہ خسیر
کوئی رہبر تلاش کر تاکہ تو دشوار راستہ طے کر لے

ا کہ حدیث شریف ہے اولیاء اللہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بھی محروم نہیں رہتا۔ ہرکہ اللہ اپنے پیاروں سے پیار والوں پر رحم کرتا ہے۔ ۲ محفوظ۔ والعیب [illegible]
اثر۔ حدیث شریف ہے انسان آخرت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ بر در۔ باریابی۔ جہاد۔ مجاہدہ۔ کوشش۔ ہے۔ [illegible] منضوی۔ مشتمل۔ وسیلہ۔ [illegible]
[illegible] وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ مربی۔ تربیت کرنیوالا۔ مربا۔ شکر کے قوام میں پڑا ہوا پھل۔ دد۔ درندہ۔ گول۔ بیوقوف۔ تارہ۔ سوئی کی [illegible]

دشت پر خار و بہر سُو راہہاست
جنگل کانٹوں بھرا اور ہر جانب راستہ ہے
بر سرِ ہر ہر قدم میں چاہہاست
دیکھ! ہر ہر قدم پر کنویں ہیں
دشت بس خونخوار و رہزن مختفی
جنگل بہت خوفناک اور ڈاکو چھپا ہوا ہے
رہبرے جوباش ویرا مقتفی
کوئی رہبر تلاش کر لے اور اس کا تبع بن
رہ بس دشوار غولے ہر طرف
راستہ بہت دشوار ہے، ہر جانب چھلاوا ہے
بر سرِ رہ میزند صد چنگ و دف
جو راستہ پر سیکڑوں چنگ اور دف بجا رہا ہے
رہ بس سخت و شبِ تار است پیش
راستہ بہت دشوار ہے اور سامنے تاریک رات ہے
گر نگیری دست کس رفتی ز خویش
اگر تو نے کسی کا ہاتھ نہ پکڑا اپنے سے گیا
ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز
اے پیارے! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
مثنوی را ختم باید کرد نیز
مثنوی کو بھی ختم کرنا چاہیے
کارِ حق را نیست پایاں اے غلام
اے لڑکے! اور اللہ تعالیٰ کے کام کا خاتمہ نہیں ہے
مثنوی را کرد باید اختتام
مثنوی کو ختم کرنا چاہیے
اختتامِ مثنوی معنوی
مثنوی معنوی کا خاتمہ
شد ز فیضِ مولوی اولوی
مولوی اولوی کے فیض سے ہو گیا

اختتامِ کلام بہ پریدنِ طائرِ روح
خود پسند روح کے پرندے کی پرواز عالی مقام شاہ
خود کام بسوئے شاہِ عالی مقام
کی جانب کی گفتگو کا خاتمہ

بشنو از نے چوں حکایت میکند
بانسری سے سن کیا حکایت کر رہی ہے
منتہی قصدِ ہدایت می کند
آخر ابتداء کا ارادہ کر رہا ہے
باز شہ اکنوں سوئے سلطاں پرید
شاہ کا باز اب شاہ کی جانب اڑ گیا
پردہای عاریت را بر درید
عارضی پردوں کو پھاڑ دیا
ہست چوں کُلٌّ اِلَیْنَا رَاجِعُوْن
سب ہماری جانب لوٹنے والے ہیں جب سے
می شوم مر اصلِ خود را سرنگوں
میں اپنی اصل کے لئے سرنگوں ہوتا ہوں
شد نے من خالی از صوتِ انا
میری نے "انا" کی آواز سے خالی ہو گئی
خالی از خود گشت و در نائی فنا
خودی سے خالی اور نے نواز میں فنا ہو گئی
شد تہی از خود نے من گشت نیست
میری نے خودی سے خالی ہو گئی نیست ہو گئی
جز ۲ نَفَخْتُ فِیْهِ درو ہیچ نیست
میری نے اس میں پھونکنے کے سوا اس میں کچھ نہیں ہے
سوختم ایں نے و خاکستر شدم
میں نے یہ نے جلا دی اور میں راکھ ہو گیا
در نیستاں رفتم و مضمر شدم
میں نیستاں میں چلا گیا اور پوشیدہ ہو گیا
احمدا چوں دورۂ میم از تو رفت
اے احمد! جب میم کا دائرہ آپ میں سے گیا
ماند احد دیگر مشو تو گرم و تفت
احد رہ گیا اب آپ گرم اور تیز نہ ہوں
دورۂ میم آں تعینہائے تست
میم کا دائرہ، تیرے تعینات ہیں
لا کُن ایں را تا شود اِلّات چست
ان کو "لا" بنا تاکہ تیرا "الا" چست ہو جائے

وقت آں آمد کزیں فخ ۲ بر پرم
وہ وقت آ گیا کہ میں اس جال سے پرواز کر جاؤں
رخت سوئے ملکِ لاہوتی برم
لاہوتی ملک کی جانب سامان لے جاؤں
ہم کزاں جا آمدم آنجا روم
جس جگہ سے میں آیا ہوں اسی جگہ چلا جاؤں
با جمالِ یار بے پردہ شوم
یار کے حسن کے ساتھ بے پردہ ہو جاؤں
چوں تجلی کرد بر طورِ وجود
جب اس نے وجود کے طور پر تجلی کی
گشت کاہ کوہِ جسمانی چو دود
جسمانی پہاڑ کا تنکا دھویں جیسا ہو گیا
خر موسیٰ صاعقا خاموش شد
موسیٰ بے ہوش ہو کر گرے خاموش ہو گئے
رفت عقلِ جزوی و بیہوش شد
جزوی عقل چلی گئی اور بے ہوش ہو گئے
اللہ اللہ غیر اللہ نیست کس
اللہ اللہ، کوئی اللہ کا غیر نہیں ہے
اللہ اللہ، گشت یارا ہم نفس
اللہ اللہ، ہمارا ساتھی ہو گیا
اللہ اللہ من کجا ایں خطاب
اللہ اللہ میں کہاں اور یہ خطاب کہاں؟
ختم کن واللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
ختم کر دے اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

ارجاعِ کلام باستمدادِ روحانی
کلام کا لوٹانا روحانی مدد حاصل کرنے کے
از جنابِ مولانا جلال الدین
لئے جناب مولانا جلال الدین بزرگ
ہمام قُدِّسَ سِرُّہٗ
سے ہمیشہ کے لئے ان کا راز مقدس
عَلَی الدَّوَام
کیا گیا

[illegible]

شمس حقانی جلال الدین ہمام ۱
خدائی سورج، جلال الدین، بزرگ
چونکہ خود فرمود وقت اختتام
چونکہ ختم کرنے کے لئے خود انہوں نے فرمایا
باقی ایں گفتہ آید بے زباں
[illegible]
در دل آں کس کہ دارد زندہ جاں
اس شخص کے دل میں جو زندہ جان رکھتا ہوگا
خواستم از روح پاک او مدد
میں نے ان کی پاک روح سے مدد مانگی
خود وفائے وعدہ ہم زاں معتمد
(اور) ان معتمد سے وعدے کی وفا بھی
وعدہ اہل کرم گنجے بود
اہل کرم کا وعدہ خزانہ ہوتا ہے
وعدہ نا اہل چوں رنجے بود
نااہل کا وعدہ رنج جیسا ہوتا ہے
رشحہ زاں بحر بر جانم بریخت
اس دریا کے قطرات میری جان پر پڑے
رشتہ ہائے من ما را گسیخت
ہمارے ما و من کے دھاگے کو توڑ دیا
بازبان بے زبانی خود بگفت
انہوں نے اپنی بے زبانی کی زبان سے فرمایا
دُرہائے نغز را در سلک سفت
عمدہ موتی لڑی میں پروئے
حاصل سعی من نبود ایں گفتگو
یہ گفتگو میری کوشش کا نتیجہ نہیں ہے
خود آں دُر را از بحر آوردہ او
خود آپ نے اس موتی کو دریا سے لائے
گر اجازت باشد اظہارش شود
اگر اجازت ہو تو اس کا اظہار ہو
ورنہ سفینہ ہم بہ بحر تو رود
یہ کشتی بھی آپ کے دریا میں چلے
بے اجازت ذرۂ را یارا کجاست
بغیر اجازت کے ذرہ کی طاقت کہاں ہے؟
کز خورشیدے بجوید نور چاشت
کہ وہ سورج سے چاشت کا نور طلب کرے

خود تو دادی از تو خود رہ قبول
آپ خود دیتے ہیں، وہ قبول آپ ہی کی جانب سے ہے
من چہ گویم پیش تو حرف فضول
میں آپ کے سامنے بیکار بات کیا کہوں؟
آنچہ در پردہ بگفتی اے ہمام
[illegible]
ساز مقبول اے ضیاء الحق حسام
اے ضیاء الحق حسام اس کو قبول فرما لیں

مناجات بجناب قاضی الحاجات
قاضی الحاجات کی بارگاہ میں دعا

اے خدا سازندۂ عرش بریں
اے بلند عرش کو بنانے والے خدا!
شام را دادی تو زلف عنبریں
تو نے شام کو عنبریں زلف عطا کی
روز را با شمع کافور اے کریم
اے کریم! دن کو کافوری شمع کے ساتھ
کردہ روشن تر از عقل سلیم
تو نے عقل سلیم سے زیادہ روشن کر دیا
خوں بناف آہوئے مشکے کنی
تو ناف کے خون کو مشک کا نافہ بنا دیتا ہے
سنبل و ریحاں چرد پشکے کنی
وہ سنبل اور ریحان چرتا ہے تو مینگنی بنا دیتا ہے
قادرا قدرت تو داری بر کمال
اے قادر! تو کمال پر قدرت رکھتا ہے
انت ربی انت حسبی ذوالجلال
اے ذوالجلال! تو ہی میرا رب ہے تو ہی مجھے کافی ہے
اے خدا قربان احسانت شوم
اے خدا! میں تیرے احسان پر قربان ہوں
کان احسانی بقربانت شوم
تو احسان کی کان ہے، میں تجھ پر قربان ہوں
معدن احسانی و ابر کرم
تو احسان کی کان اور کرم کا ابر ہے
فیض تو چوں ابر ریزاں بر سرم
تیرا فیض میرے سر پر ابر کی طرح برستا ہے

از عدم دادی بہ ہستی ارتقا
تو نے عدم سے وجود کو ترقی عنایت کی
زاں سپس ایمان و نور اہتدا
اس کے بعد ایمان اور ہدایت کا نور
اے خدا احسان تو اندر شمار
[illegible]
کے توانم بازبان صد ہزار
لاکھ زبانوں سے کب کر سکتا ہوں؟
من بخواب و پاسبان من توئی
میں نیند میں ہوں اور میرا محافظ تو ہی ہے
من چو طفل و حرز جان من توئی
میں بچے کی طرح ہوں اور میری جان کی حفاظت تو ہی ہے
من بعصیاں صرف وقت خود کنم
میں اپنا وقت نافرمانی میں صرف کرتا ہوں
بینی و از حلم می پوشی برم
تو دیکھتا ہے اور بردباری سے میری پردہ پوشی کرتا ہے
روزیت را خوردہ عصیاں میکنم
تیری روزی کھا کر میں نافرمانی کرتا ہوں
نعمت از تو من بغیرے می تنم
نعمت تیری ہے میں غیر کے چکر کاٹتا ہوں
جملہ می بینی نگیری انتقام
تو سب کچھ دیکھتا ہے، بدلہ نہیں لیتا ہے
از در حلم و کرم آئی مدام
تو ہمیشہ بردباری اور کرم کے دروازے سے آتا ہے
بردل من سہ صد و شصت از نظر
میرے دل پر تین سو ساٹھ شفقتیں
می کنی ہر روز اے رب البشر
اے رب البشر! تو ہر دن کرتا ہے
لیک من غافل ز لطف بیکراں
لیکن میں بے حد مہربانی سے غافل ہوں
چشم دارم ہر زماں بایں و آں
میں ہر وقت اِس اور اُس سے امید باندھتا ہوں
دوست را بر من نظر خود دوختہ
دوست کی نگاہ مجھ پر لگی ہوئی ہے
حیف من بادیگراں دل دوختہ
افسوس میں نے دوسروں سے دل وابستہ کیا ہے

۱ ہمام۔ سردار۔ رشحہ۔ چھڑکاؤ۔ ارتقاء۔ بلندی۔ برم۔ بر من

من کنم جرم و تو ستاری کنی
میں گناہ کرتا ہوں تو پردہ پوشی کرتا ہے
جرم من دارم تو معذاری[1] کنی
میں جرم کرتا ہوں تو بہت معذور قرار دیتا ہے
جرمہا بینی و خشم نآوری
تو خطائیں دیکھتا ہے اور مجھ پر غصہ نہیں کرتا
اے بقربانت چہ نیکو داوری
میں تجھ پر قربان، تو کس قدر اچھا خدا ہے
در مصائب در حوادث ہائے زار
مصیبتوں میں (اور) عاجز کرنے والے حوادث ہیں
چونکہ بر من تنگ شد از درد کار
جبکہ درد کی وجہ سے مجھ پر معاملہ تنگ ہو گیا
یار و خویشانم مرا بگذاردند
اپنوں اور دوستوں نے مجھے چھوڑ دیا
زار در دست غمم بسپاردند
مجھ عاجز کو غم کے ہاتھ میں دے دیا
جز توئے دیگر دراں سختی رسید
اس سختی میں تیرے علاوہ کون پہنچتا ہے؟
در متاعبہا تو گشتی مدد
تکالیف میں تو مدد بنا ہے
در رسیدی زود بگرفتی مرا
تو جلد پہنچا، تو نے مجھے پکڑا
وارہاندی از ہمہ سختی مرا
مجھے تمام سختیوں سے رہا کر دیا
چوں شمارم من بہ احسان تو چوں
میں تیرے احسان کیسے شمار کروں؟ کیونکہ
گر زباں ہر موشود لطف فزوں
اگر ہر بال زبان بن جائے تیری مہربانی بڑھی ہوئی ہے
شکر و احسان ترا چوں سر کنم
تیرے شکر اور احسان کو کیسے انجام دوں؟
الحذر رو گو قدم از سر کنم
اس راستہ میں اگر میں سر کو قدم بنا لوں
جان و گوش و چشم و ہوش و پاؤ دست
جان اور کان اور آنکھ اور ہوش اور ہاتھ پاؤں
جملہ از دریائے احسانت پرست
سب تیرے احسان کے موتیوں سے بھرے ہیں

ایں کہ شکر نعمت تو می کنم
یہ کہ میں تیری نعمت کا شکریہ ادا کرتا ہوں
ایں ہم از تو نعمتے شد مغتنم
یہ بھی تیری ایک مغتنم نعمت ہے
شکر ایں شکر از کجا آرم بجا
اس شکر کا شکریہ کہاں سے بجا لاؤں؟
من کیم از تست توفیق اے خدا
میں کون ہوتا ہوں؟ اے خدا توفیق تیری جانب سے ہے
دست و پا و ایں زبان و لفظ شکر
ہاتھ اور پاؤں اور یہ زبان اور لفظ شکر
عاریت از تست بے از ہیچ نکر[2]
بغیر کسی انکار کے تجھ سے مانگے ہوئے ہیں
طاعت و توفیق طاعت ہم ز تو
بندگی اور بندگی کی توفیق بھی تیری جانب سے ہے
لطف تو بر ما نوشتہ صد نکو
تیری مہربانی نے ہم پر سینکڑوں بھلائیاں لکھدی ہیں
خود چہ شیریں ست نام پاک تو
تیرا پاک نام خود کس قدر میٹھا ہے؟
خوشتر از آب حیات ادراک تو
تیری معرفت آب حیات سے بہتر ہے
نام تو چوں بر زبانم می رود
جب تیرا نام زبان پر جاری ہوتا ہے
ہر بن مو از عسل جوئی شود
ہر بال کی جڑ شہد کی نہر ہو جاتی ہے
اللہ اللہ ایں چہ شیریں ست نام
اللہ اللہ یہ نام کس قدر میٹھا ہے
شیر و شکر می شود جانم تمام
میری پوری جان شیر و شکر بن جاتی ہے
اللہ اللہ ایں چہ نام خوش مذاق
اللہ اللہ یہ نام کس قدر خوش ذائقہ ہے
حرف حرفش میدہد جاں را رواق
اس کا ایک ایک حرف جان کو رونق عطا کرتا ہے
اللہ اللہ ایں چہ احساں کردہ
اللہ اللہ تو نے کیا احسان کیا ہے
در چنیں بندۂ چناں احساں کردہ
ایسے بندے پر تو نے کس طرح احسان کیا ہے

ایں چنیں حبل المتیں دادی مرا
تو نے مجھے ایسی مضبوط رسی عطا فرمائی
کاعتصامش عرش راشد مرتقی
کہ اس کے پکڑنے سے عرش تک رسائی ہوئی
اللہ اللہ خود چہ نیکو کردہ
اللہ اللہ تو نے خود کیسی بھلائی کی ہے
آشکارا ہستی و در پردہ
تو ظاہر ہے اور در پردہ ہے
وہ چہ بدکارم کہ جملہ عیستم
ہائے میں کس قدر بدکار ہوں بلکہ میں مجسم جسمی ہوں
پس چرا پشت بہ ہستی استم
تو تیرے سامنے وجود کے ساتھ کیوں کھڑا ہوں
اللّٰہ اللّٰہ اَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْل
اللہ اللہ تو میرے لئے بہترین وکیل ہے
اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ حَسْبِیْ یَا جَلِیْل
اے جلیل! تو میرا رب ہے تو مجھے کافی ہے
اللّٰہ اللّٰہ لَیْسَ غَیْرُکَ فِی الْوُجُوْد
اللہ اللہ تیرے سوا کوئی وجود میں نہیں
ھَلْ تَرَی الدَّیَّارَ فِیْ دَیْرِ الشُّہُوْد
شہود کے دیر میں کوئی چلنے والا ہے؟
اللّٰہ اللّٰہ لَا اِلٰہ بہر چیست
اللہ اللہ لا الٰہ کس لئے ہے؟
چونکہ اِلَّا اللّٰہ خورشید جلیست
جبکہ "الا اللہ" روشن سورج ہے
چشم ظاہر بیں بنصح آمد مقل[3]
ظاہر بین آنکھ کے ذریعہ رنج کرنے والی ہے
می تواں کردن بلی جہد المقل
(تاکہ) نادار کی کوشش "بلی" کہہ سکے
اللہ اللہ اسم ذات پاک دوست
اللہ اللہ دوست کی پاک ذات کا نام ہے
اسم اعظم او اسے قریب دوست
اسم اعظم اسی سے قریب ہے
اللہ اللہ بود تا سقف عرش
اللہ اللہ عرش کی چھت تک ہے
پیش معراج تو بود چوں فرش
تیری معراج کے سامنے آسمانی فرش بن جاتے ہیں

---

[1] معذاری۔ بہت یاد و معذور ٹھہرانے والا۔ جرم۔ متاعب۔ دردوں رنج۔ اس کے نعمت کا شکر ادا کرنا بھی خدا ہی کی توفیق ہے۔ [2] نکر انکار۔ [3] معرفت۔ خوش مذاق۔ خوش ذائقہ۔ رواق۔ رونق۔ مقل۔ نادار۔ چمکنے والا۔ دوست۔ خدا۔

چوں بہ آرم دم باللہ الصمد
جب میں اللہ الصمد کا نعرہ لگاتا ہوں

چرخ نعرہ لیتنی[1] کنت زند
آسمان "کاش میں ہوتا" کا نعرہ لگاتا ہے

اسم اعظم ہست اللہ العظیم
اللہ العظیم اسم اعظم ہے

جان جان و محیی عظم رمیم
جو جان کی جان اور پرانی ہڈی کو زندہ کرنے والا ہے

اللہ اللہ مستم از نام خدا
اللہ اللہ میں خدا کے نام سے مست ہوں

می چکد از ہر رگم راوق جدا
میری ہر رگ سے شراب جدا ہو کر ٹپکتی ہے

ساقیم آں بادہ اندر جام کرد
ساقی نے وہ شراب میرے جام میں کر دی ہے

کہ زناموس بر آوردست گرد
جس نے "ناموس" کی گرد اڑا دی ہے

ریخت در جام مئے از کاف و نون
کاف و نون کی وہ شراب میرے جام میں ڈالی ہے

لیس فیھا غول ولا ھم ینزفون
جس میں نہ گھٹن ہے اور نہ وہ بے عقل ہوتے ہیں

بیخودم زاں بادۂ واکنوں مرا
میں اس شراب سے بیخود ہوں اور اب میرے لئے

نیست فرق از جان و تن وز سر زپا
جان اور جسم اور سر اور پاؤں میں فرق نہیں ہے

ریخت در کامم جلالے جرعہ
جلال نے میرے حلق میں ایک گھونٹ ڈال دیا

میزنم بر لوح وحدت قرعہ
میں وحدت کی تختی پر قرعہ ڈالتا ہوں

رشحہ بحر[2] جلالش بردلم
اس کے جلال کے سمندر کا ایک چھینٹا میرے دل پر

آمد و بر بود ازیں آب و گلم
آیا اور مجھے اس آب و گل سے اچک لے گیا

شورش بحر حسامی آمدست
حسامی سمندر کی ایک شورش آتی ہے

زیں صدف ایں در کہ نامی آمدست
اس سیپ سے کہ یہ نامی موتی آیا ہے

فیض مولانا جلالؒ وہم حسامؒ
مولانا جلالؒ کے فیض پر حسامؒ نے

نخل جاں را داد سیرابی تمام
جان کے پودے کو پوری سیرابی دیدی ہے

نور مہر و مہ بطور دل بتافت
سورج اور چاند کا نور دل کے طور پر چمکا

سنگ من زاں تاب یاقوتی بیافت
میرے پتھر نے اس گرمی سے یاقوت بن جانا پالیا

بر ادیمم تافت چوں نجم یمن
یمن کے ستارے کی طرح میری اوڑھنی پر چمکا

عنبریں شد جملہ چوں مشک ختن
وہ سب ختن کے مشک کی طرح خوشبودار بن گئی

پیش ازیں خلقے زانفاس خوشش
اس سے پہلے بہت سے لوگ ان کے اچھے سانسوں سے

مقتبس از نور عرفاں گشت و خوش
معرفت کے نور کے حاصل کر لینے والے اور بھلے بنے

صد ہزاراں یافتند از مثنوی
مثنوی کے ذریعہ لاکھوں نے حاصل کی

ارتقا سوئی صراط مستوی
سیدھے راستے کی جانب بلندی

من ہم از فیضان انفاس جلالؒ
میں بھی جلال کے سانسوں کے فیضان سے

در رسیدم تا جلیل ذوالجلال
جلیل ذوالجلال تک پہنچ گیا

نیست دور از لطف اخوان[3] الصفا
بزرگوں کی مہربانی سے بعید نہیں ہے

در رسید ایں بندہ ہم سوئی خدا
یہ بندہ بھی خدا کی جانب پہنچ گیا

چہ عجب شمس ار نوازد ذرہ را
کیا تعجب ہے اگر شمس ذرے کو نوازدے

ابر خوش سیراب سازد سبزہ را
ابر سبزی کو اچھی طرح سیراب کر دے

رو بحق آر و بکن ختم کتاب
اللہ تعالیٰ کی جانب رخ کر اور کتاب ختم کر دے

دم مزن واللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّواب
دم نہ مار اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

رَبَّنا فَالْحَمْدُ لَکَ فِیْ کُلِّ حال
اے ہمارے رب ہر حال میں تو ہی سب تعریف ہے

اَنْتَ مَعْنَی السِّرِّ فِی کُلِّ الْمَقالْ
ہر قول میں معنی راز تو ہی ہے

اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ اِلَیْکَ وِجْھَتِیْ
تو ہی میرا مقصود ہے تیری ہی طرف میرا رخ ہے

خَالِصًا لِلّٰہِ کَانَتْ نُھْمَتِی
میرا ارادہ خاص اللہ کے لئے ہے

یا مُحِیْطَ الْکُلِّ یا کَھْفَ الْوَرٰی
اے سب کو محیط اے مخلوق کے پناہ!

یا اِلٰہَ الْعَرْشِ یا رَبَّ الثَّرٰی
اے عرش کے خدا! اے زمین کے رب!

کُنْ اَنِیْسَ الْقَلْبِ وَاخْتِمْ لِیْ بِخَیْر
تو دل کا غمخوار بن اور میرا خاتمہ بالخیر کر

اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ کَافِیْ لَیْسَ غَیْر
تو مجھ کو کافی ہے میرے لئے کفایت کرنے والا دوسرا کوئی نہیں ہے

در ختم و سال تاریخ اختتام
مثنوی مذکور میشود ۱۳۲۶ ہجری

ختم شد ایں نسخہ در سال غیور
لفظ غیور کے سال میں یہ نسخہ ختم ہوا

غیرت حق داردش از غیر دور
اللہ تعالیٰ کی غیرت اس کو غیر سے دور رکھے

[1] یٰلیتنی کنت۔ آسمان یہ نعرہ لگاتا ہے کہ کاش میں بھی ہوتا تو اس ذکر کرنے والے کی خاک پا بنتا۔ رمیم۔ بوسیدہ۔ راوق۔ شراب۔ غول۔ گھٹن جو خمار کی حالت میں پیدا ہوتی ہے۔ [2] بحر جلال۔ یعنی مولانا جلال الدین کا علم۔ بحر حسام۔ یعنی مولانا حسام الدین کا علم۔ مہر و مہ۔ یعنی مولانا جلال الدین اور مولانا حسام الدین [3] اخوان الصفا۔ برادران صفا صوفیاء۔ شمس۔ مہربانی۔ نہمہ۔ خواہش۔ غیور۔ ابجد کے حساب سے اس لفظ کے ۱۳۲۶ عدد ہیں یہاں خاتمہ کی تاریخ ہے۔

دست غیر از دامنِ اُو اے دُور باد
غیر کا ہاتھ اس کے دامن سے دور رہے
ہر کہ از نورش رمد بے نُور باد
جو اس کے نور سے بھاگے خدا کرے بے نور رہے
غیرِ آں کز یاد حق بیگانہ اُست
غیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے بیگانہ ہے
در پئے دنیائے دُوں دیوانہ است
کمینی دنیا کے پیچھے دیوانہ ہے
در پے مالِ جہاں مجنوں بُود
دنیا کے مال کے پیچھے پاگل ہو
حُبِّ جاہ اُورا بدل مکنوں بُود
اس کے دل میں رتبہ کی محبت پوشیدہ ہو
اَنَّـمَا اَمْـوَالُـکُمْ اَوْلَادُکُمْ
بیشک تمہارے اموال تمہاری اولاد
فتنہ فرمود حق فوالحکم
حکمتوں والے اللہ تعالیٰ نے (آنکھ) فتنہ فرمایا ہے
تا توانی غیرِ حق را دُور کن
جتنا ہو سکے اللہ تعالیٰ کے غیر کو دور
بعد ازاں عزم دژ آں سُور کن
اس کے بعد اس فصیل کے قلعہ کا ارادہ کر
باخودی بینی اگر ایں اختتام
اگر تو اس خاتمہ کو خودی کے ساتھ دیکھے گا
خود بروں در بمانی والسلام
خود باہر رہ جائے گا والسلام
وز خودی بیروں بر آو یار باش
خودی سے باہر نکل اور یار بن
ورنہ پندار خودی اغیار باش
اور اگر تو خودی سے محروم ہے تاکہ غیروں میں سے وہ
بہرِ یک رنگ ایں سخن یک رنگ شد
یک رنگ کے لئے یہ کلام یک رنگ ہے
بہرِ رجم آں شیاطیں سنگ شد
ان شیطانوں کے سنگسار کرنے کے لئے پتھر ہے

دخل غیر اندر چنیں حصن حصیں
ایسے محفوظ قلعہ کے اندر غیر کا دخل
کے شود بے صلح و رفعِ حرب و کیں
بغیر صلح اور لڑائی اور کینہ کے ہٹائے بغیر کب ہو سکتا ہے
بادلِ صاف از برائے حق بیں
خدا کے لئے صاف دل کے ساتھ دیکھ
از گُل اُوتا بری بوی یقیں
جب کہ تو اس کے پھول سے یقین کی خوشبو سونگھ لے
ورنہ در پون و چرا آزارہاست
ورنہ چوں و چرا میں تکلیف ہیں
ہر کُجا گُل ہست آنجا خارہاست
جہاں کہیں پھول ہے وہاں کانٹے ہیں
لفظ رُوپوش ست مقصد معنی ست
لفظ نقاب ہے اور معنی مقصود ہیں
غیرِ حق جستن ازیں لا یعنی ست
اس سے حق کے سوا ڈھونڈنا لایعنی ہے
حق بجو حق بگو و حق بخواں
حق کو تلاش کر اور حق کہہ اور حق پڑھ
ہر زماں حق حق بگو حق را بداں
ہر وقت حق حق کہتا رہ حق کو جان
ہر کہ حق را جُست حقانی ست اُو
جس نے حق کو تلاش کیا وہ حقانی ہے
رحمتِ حق باد رحمانی ست او
وہ اللہ کی رحمت، خدائی ہوا ہے
کارِ شیطانی مکن شیطاں مباش
شیطانی کام نہ کر شیطان نہ بن
بر غبارِ جان کس آب بپاش
کسی کی جان کے غبار پر آب پاشی
وقت را با غیرِ حق ضائع مکن
وقت کو غیر حق میں برباد نہ کر
بطن را پُر رُوح را جائع مکن
پیٹ کو پر اور روح کو بھوکا نہ بنا

پردۂ پندارِ تُست ایں نقشِ غیر
یہ غیر کا نقش تیرے پندار کا پردہ ہے
نیست جز آں یک صنم در جملہ دیر
تمام بت خانہ میں اس ایک صنم کے علاوہ نہیں ہے
فانی از خود شو بشو باقی بحق
اپنے اعتبار سے فانی بن باقی باللہ بن
سر دہد از باطنت رَبُّ الْفَلَق
ربُّ الفلق تیرے اندر سے نمودار ہو گا
مثنوی در شش مجلّد یک نواست
چھ دفتروں میں مثنوی کی ایک آواز ہے
حاصلِ آں غوطہ در بحرِ فناست
اس کا خلاصہ فنا کے سمندر میں غوطہ لگانا ہے
گر رہِ حق بایدت ہشیار باش
اگر تجھے خدا کا راستہ چاہیے ہوشیار بن
غفلت از خود دُور کن بیدار باش
اپنے اندر سے غفلت دور کر بیدار بن
باش اوّل بر شریعت استوار
پہلے شریعت پر استقامت کر
بعد ازاں سُوئے طریقت رُو بیار
پھر طریقت کی جانب رخ کر
گام اوّل مستقیم شرع شو
پہلے قدم پر شرع پر جم
بعد ازاں راہِ طریقت را بِبُرد
اس کے بعد طریقت کا راستہ چل
تخلیہ باتحلیہ باید ضرور
آراستگی کے ساتھ صفائی ضروری ہے
تا نمائی بحرِ عرفاں را عبور
تاکہ تو معرفت کے سمندر کو عبور کر سکے
ایں سخن را نیست ہرگز اختتام
اس بات کا کبھی خاتمہ نہیں ہے
پس سخن کوتاہ باید والسلام
تو بات کو مختصر کر دینا چاہیے والسلام